سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2011

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2011

(سوموار12، منگل13، بدھ14، جمعرات15، جمعۃ المبارک16۔دسمبر2011)
(یوم الاثنین16، یوم الثلاثہ17، یوم الاربعاء18، یوم الخمیس19، یوم الجمع، 20۔ محرم الحرام1433ھ)

پندرھویں اسمبلی: تیئسواں اجلاس

جلد32(حصہ اول): شمارہ جات : 1تا5

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

بتیسواں اجلاس

سوموار،12۔دسمبر2011

جلد 32:شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	جناب ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر اعلامیہ	----------	1
2۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	----------	3

3۔	ایجنڈا	5
4۔	ایوان کے عہدے دار	7
5۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	11

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
6۔	نعت رسول مقبول ﷺ	12
7۔	چیئرمینوں کا پینل	13
	حلف	
8۔	نومنتخب ممبران کا حلف	13
	تعزیت	
9۔	نیٹواور امریکی حملہ سے پاک فوج کے شہید ہونے والے جوانوں کے لئے فاتحہ خوانی	16
	دعائے صحت	
10۔	صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری اور سید علی مردان شاہ المعروف پیر پگاڑا کی صحت یابی کے لئے دعا	17
	سوالات (محکمہ آبکاری ومحصولات)	
11۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات	17
12۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے)	49
	تعزیت	
13۔	سابق ممبر قومی اسمبلی محترمہ نصرت بھٹو(مرحومہ)کے لئے دعائے مغفرت	79
14۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	80
	قرارداد	
15۔	ممنداایجنسی کے علاقہ سلالہ میں قائم سکیورٹی فورسز کی چیک پوسٹ	

	پر نیٹو حملہ کی شدید مذمت اور پاک فوج کے ساتھ اظہار یکجہتی	81
	توجہ دلاؤ نوٹس	
16۔	لاہور، گیارہ سالہ بچی کا اغواء، زیادتی و قتل کی تفصیلات	90
17۔	کورم کی نشاندہی	95

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

منگل،13۔دسمبر2011

جلد 32:شمارہ 2

18۔	ایجنڈا	97
19۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	99
20۔	نعت رسول مقبول ﷺ	100
	سوالات (محکمہ جات صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ)	
21۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	101
22۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	136
23۔	غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	160
	تحاریک استحقاق	
24۔	ڈی پی او مظفر گڑھ کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز روّیہ(۔۔۔جاری)	171
	تحاریک التوائے کار	
25۔	ڈائریکٹر انسٹیٹیوٹ آف بزنس اینڈ مینجمنٹ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کے بجٹ میں خُورد بُرد(۔۔۔جاری)	172
26۔	پی پی۔233 مجاہد کالونی بورے والا میں غیر قانونی فلور ملوں اور ماربل فیکٹریوں سے اہل علاقہ کو پریشانی کا سامنا	174

27۔	حلقہ پی پی۔233بورے والا شہر کی سڑکیں متعلقہ محکمہ کی عدم توجہی کی بناء پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار	175
28۔	بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کی ناقص امتحانی پالیسی کی بناء پر بورے والا کامرس کالج کے طلباء کی تعداد میں مسلسل کمی اور شدید مشکلات کا شکار	176
29۔	حلقہ پی پی۔233بورے والا کے کسانوں کو موگہ جات کے بارے میں پیچیدہ طریق کار سے پریشانی کا سامنا	177

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
30۔	شوگر ملز مافیا کے دباؤ سے ایف بی آر کا SRO No. 821 واپس لینے سے چینی کی قیمت میں اضافہ کا خدشہ اور گنے کی قیمت کی ادائیگی میں کسانوں کو پریشانی کا سامنا	180
31۔	موٹر وہیکل ایگزامینر کی بددیانتی اور غفلت کی وجہ سے فیصل آباد سکول کے بچے کلر کہار پکنک سے واپسی پر موت کا شکار	182
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	قراردادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	
32۔	حکومت پنجاب سے میٹرک تک کے طلباء وطالبات کے لئے قرآن پاک (ترجمہ وتفسیر) واحادیث مبارکہ کو تعلیمی نصاب کا لازمی حصہ قرار دینے کا مطالبہ	185
33۔	یوٹیلٹی سٹور آف پاکستان کے گریڈ14تا18کے ملازمین کو مستقل کرنے کا مطالبہ	187
34۔	میڈیکل کالج ڈیرہ غازی خان میں دوسرے صوبوں کے طلباء وطالبات کے لئے کوٹا مختص کرنے کا مطالبہ	188
35۔	بھیرہ شہر (ضلع سرگودھا) کو تحصیل کا درجہ دینے کا مطالبہ	189

36۔	کورم کی نشاندہی	196

بدھ،14۔دسمبر2011

جلد 32:شمارہ 3

37۔	جناب قائم مقام سپیکر کا بطور ڈپٹی سپیکر اعلامیہ	199
38۔	ایجنڈا	200
39۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	202
40۔	نعت رسول مقبول ﷺ	203

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوالات (محکمہ خوراک)	
41۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات	204
42۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے)	234
	پوائنٹ آف آرڈر	
43۔	شوگر ملزمالکان کی جانب سے گنے کے کاشتکاروں کو بروقت ادائیگی اور وزن میں کٹوتی کے بارے میں ایوان کی کمیٹی بنانے کا مطالبہ	266
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
44۔	محکمہ جنگلات حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال2005-06 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	272
45۔	حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال2000تا2005اور اُن پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	273

	رپورٹیں(جو پیش ہوئیں)	
46۔	مسودہ قانون(ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈر) صنعتی وتجارتی ملازمت، پنجاب مصدرہ2011، مسودہ قانون(ترمیم)(میٹرنٹی)بینیفٹ، پنجاب مصدرہ2011، مسودہ قانون(ترمیم)(ایجوکیشن)ورکرز چلڈرن، پنجاب مصدرہ2011، مسودہ قانون (ترمیم)(خاتمہ)نظام جبری مشقت، پنجاب مصدرہ2011 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت و انسانی وسائل کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا	274
	تحاریک التوائے کار	
47۔	صوبائی دارالحکومت میں لیڈی ہیلتھ ورکرز کا تنخواہیں نہ ملنے پر احتجاج اوران پر پولیس کا لاٹھی چارج	275
48۔	کورم کی نشاندہی	277
	تحاریک التوائے کار(۔۔۔جاری)	
49۔	حکومت کی ناقص پالیسی کی وجہ سے واہگہ بارڈر پر بننے والا ٹورسٹ ریزارٹ کا منصوبہ ناکامی کا شکار	278
50۔	محکمہ ٹرانسپورٹ کی ناقص کارکردگی کی وجہ سے صوفی فاؤنڈیشن کی سکول بس کوٹ اسحاق حافظ آباد میں حادثے کا شکار، متعدد بچے زخمی	279
51۔	کورم کی نشاندہی	281
	سرکاری کارروائی	
	مسودات قانون(جو متعارف ہوئے)	
52۔	مسودہ قانون اندرون شہر لاہور مصدرہ2011	281
53۔	مسودہ قانون(دوسری ترمیم)مقامی حکومت پنجاب مصدرہ2011	282

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

54۔	مسودہ قانون غازی یونیورسٹی ڈی جی خان مصدرہ2011	283
55۔	مسودہ قانون (ترمیم) سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ2011	283
56۔	مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ2011	283
57۔	مسودہ قانون (تنسیخ) پنجاب پبلک ڈیفنڈر سروس ایکٹ2007 مصدرہ2011	284
58۔	مسودہ قانون (ترمیم) کارکردگی، نظم وضبط وجوابدہی ملازمین پنجاب مصدرہ2011	284
59۔	مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب پبلک سروس کمیشن مصدرہ2011	285
60۔	مسودہ قانون (تنسیخ (توثیق احکامات) کمشنرز، بحالیات مصدرہ2011	285
61۔	مسودہ قانون (ترمیم) (تنسیخ) قوانین متروکہ املاک و گمشدہ اشخاص مصدرہ2011	286

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
62۔	مسودہ قانون انتقال جائیداد ہندو مصدرہ2011 کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ(2)225 کے تحت خصوصی حکم جاری کرنے کی تحریک	286
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
63۔	مسودہ قانون (ترمیم) انتقال جائیداد ہندو مصدرہ2011	293
	جمعرات، 15۔دسمبر2011	
	جلد 32: شمارہ 4	
64۔	ایجنڈا	297
65۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	299

66۔	نعت رسول مقبول ﷺ	300
	سوالات (محکمہ ٹرانسپورٹ)	
67۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	301
68۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	334
	پوائنٹ آف آرڈر	
69۔	پنجاب میں سائنس ٹیچروں کی بھرتی میں بی ایس سی (آنرز) کو بھی اہل قرار دینے کا مطالبہ	355
70۔	مسیحی خواتین کے لئے مختص کرسمس پیکج کو وزیر اعلیٰ کی جانب سے حکومتی ایم پی ایز کے ذریعے تقسیم کرنے کا فیصلہ	357
71۔	پنجاب میں گنے میں کٹوتی سے کسانوں کا معاشی قتل اور کھاد کی نایابی سے پریشانی کا سامنا	358
72۔	کورم کی نشاندہی	359

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
73۔	تحاریک استحقاق نمبر 42 بابت سال 2009، 44,45,47,50,54 اور 66 بابت سال 2011 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا	360
74۔	ینگ ڈاکٹرز کی ہڑتال برائے تنخواہوں میں اضافہ کے بارے پوائنٹ آف آرڈر پر سپیشل کمیٹی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	360
	توجہ دلاؤ نوٹس	
75۔	لاہور۔ڈکیتی کے دوران مزاحمت پر شہری کی ہلاکت کی تفصیلات	361

76۔	لاہور۔ڈکیتی کے دوران مزاحمت پر سکیورٹی گارڈ کی ہلاکت و دیگر تفصیلات پوائنٹ آف آرڈر	363
77۔	معزز خاتون ممبر کی تحریک استحقاق کو ان کی مرضی کے خلاف نمٹانا تحاریک التوائے کار	365
78۔	قصور کے گاؤں مہالم کلاں میں جعلی پیر کے تشدد سے دس سالہ بچہ بینائی سے محروم	369
79۔	تعلیمی بورڈ گوجرانوالہ کے عملہ کی جانب سے انٹر میڈیٹ پارٹ۔I کے نتائج میں غلط مارکنگ اور رزلٹ کارڈ میں ردوبدل کرنے پر طلباء وطالبات کا شدید احتجاج	372
80۔	پنجاب بھر کی لیڈی ہیلتھ ورکرز کا مال روڈ پر بروقت تنخواہوں کی ادائیگی اور دیگر مطالبات کے لئے پرامن احتجاج کو پولیس کا تاجروں کے ذریعے زبردستی ختم کرانا	373
81۔	صوبہ کے تعلیمی بورڈوں کے عملہ کی جانب سے انٹر میڈیٹ پارٹ۔I کے امتحانی نتائج میں بے شمار غلطیوں پر طلباء وطالبات کا احتجاج	376

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
82۔	لاہور میں لیڈی ہیلتھ ورکرز کا چار ماہ سے تنخواہیں نہ ملنے پر پنجاب اسمبلی کے سامنے شدید احتجاج اور دھرنا	377
83۔	صوبہ میں جعلی نجومی، عامل اور پیر پولیس کی آشیر باد سے سادہ لوح عوام کو لوٹنے میں مصروف	378
84۔	گوجرانوالہ تعلیمی بورڈ کا انٹر میڈیٹ امتحان کا رزلٹ لیٹ کرنے پر طلباء وطالبات کا احتجاج اور پولیس کا لاٹھی چارج	380

85۔	حکومت کا جنرل کیڈر کے ڈاکٹروں کو ٹیچنگ کیڈر میں تبدیل کرنا اور متاثرہ سینئر ڈاکٹروں کا حکومت مخالف تحریک چلانے کا اعلان ----------	381
86۔	کورم کی نشاندہی ----------	383
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
87۔	حکومت پنجاب کے مدبندی حسابات کی رپورٹ برائے سال 08-2007 اور 10-2009 کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	384
88۔	محکمہ جنگلات حکومت پنجاب کے مدبندی حسابات کی رپورٹ برائے سال 10-2009 کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	384
89۔	حکومت پنجاب (تعمیرات) کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 11-2010 کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	385
90۔	حکومت پنجاب کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 11-2010 کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	385
91۔	حکومت پنجاب (مالی وصولیاں) کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 11-2010 کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	386
92۔	سرکاری ادارہ جات حکومت پنجاب (کمرشل آڈٹ) کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 11-2010 کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	386
93۔	پنجاب کے معاملات سے متعلق پالیسی اصولوں کی تعمیل اور عملدرآمد پر سالانہ رپورٹ برائے سال 11-2010 کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	387

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
94۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 225(2) کے تحت مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی دیوالیہ مصدرہ 2011 کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم جاری کرنے کی تحریک ----------	387
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
95۔	مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی دیوالیہ مصدرہ 2011 ----------	388

96۔ کورم کی نشاندہی ---------- 390

جمعۃ المبارک،16۔دسمبر2011

جلد 32:شمارہ 5

97۔ ایجنڈا ---------- 392
98۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ ---------- 394
99۔ نعت رسول مقبول ﷺ ---------- 395

سوالات (محکمہ داخلہ)

100۔ نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات ---------- 396
101۔ نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے) ---------- 426

پوائنٹ آف آرڈر

102۔ عدالتی فیصلے کے باوجود پرائیویٹ سکولوں میں زیر تعلیم دو بہن بھائیوں کی فیس کے معاملے میں محکمہ تعلیم کی طرف سے نوٹیفکیشن جاری نہ کرنا---------- 458
103۔ ڈی پی او ہاؤس شیخوپورہ کے سامنے معزز ممبر کی فیملی کا ڈاکوؤں کے ہاتھوں لٹنا ---------- 461

تحاریک التوائے کار

104۔ پنجاب پروفیسرز اینڈ لیکچرارز ایسوسی ایشن کا سول سیکرٹریٹ لاہور کے سامنے اپنے مطالبات کے حق میں احتجاج، دھرنا اور تحریک چلانے کی دھمکی ---------- 465

نمبر شمار مندرجات صفحہ نمبر

105۔ لاہور کے چھ کالجوں کے پروفیسرز اور نان ٹیچنگ سٹاف کو عیدالاضحیٰ پر تنخواہوں کی عدم ادائیگی کے خدشہ سے پریشانی کا سامنا ---------- 467
106۔ انڈکس

1

جناب ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(103)/2008/473. Dated. 7th December 2011. Pursuant to the provisions of clause (3) of Article 53 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, Rana Mashhood Ahmad Khan, Deputy Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, Shall act as Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, with immediate effect during the visit abroad of Rana Muhammad Iqbal Khan, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab.

MAQSOOD AHMAD MALIK
Secretary

3

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(108)/2011/475. Dated. 8th December 2011. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Sardar Muhammad Latif Khan Khosa**, Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Monday, 12 December 2011 at 3.00 pm in the Provincial Assembly Chambers Lahore.

Dated Lahore, the 7th December, 2011

SARDAR MUHAMMAD LATIF KHAN KHOSA
GOVERNOR OF THE PUNJAB"

5

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،12۔دسمبر2011

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ آبکاری ومحصولات)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

توجہ دلاؤنوٹس

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون اندرون شہر لاہور2011(مسودہ قانون نمبر44بابت2011)

ایک وزیر مسودہ قانون اندرون شہر لاہور2011ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون (دوسری ترمیم)مقامی حکومت پنجاب 2011(مسودہ قانون نمبر45بابت2011)

ایک وزیر مسودہ قانون (دوسری ترمیم)مقامی حکومت پنجاب 2011ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ مسودہ قانون غازی یونیورسٹی،ڈی جی خان2011(مسودہ قانون نمبر46بابت2011)

ایک وزیر مسودہ قانون غازی یونیورسٹی،ڈی جی خان2011ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ مسودہ قانون (ترمیم)سرکاری ملازمین پنجاب 2011(مسودہ قانون نمبر47بابت 2011)

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم)سرکاری ملازمین پنجاب 2011ایوان میں پیش کریں گے۔

5۔ مسودہ قانون (ترمیم)صوبائی موٹرگاڑیاں 2011(مسودہ قانون نمبر 48بابت 2011)

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹرگاڑیاں 2011ایوان میں پیش کریں گے۔

6

6۔ مسودہ قانون(تنسیخ)پنجاب پبلک ڈیفنڈر سروس ایکٹ2007بابت 2011 (مسودہ قانون نمبر49بابت2011)

ایک وزیر مسودہ قانون(تنسیخ)پنجاب پبلک ڈیفنڈر سروس ایکٹ2007بابت2011 ایوان میں پیش کریں گے۔

7۔ مسودہ قانون(ترمیم)کارکردگی، نظم وضبط وجوابدہی ملازمین پنجاب2011 (مسودہ قانون نمبر50بابت2011)

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)کارکردگی، نظم وضبط و جوابدہی ملازمین پنجاب 2011ایوان میں پیش کریں گے۔

8۔ مسودہ قانون(ترمیم)ہندو فوائد تعلیم2011(مسودہ قانون نمبر51بابت2011)

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)ہندو فوائد تعلیم2011ایوان میں پیش کریں گے۔

9۔ مسودہ قانون(تنسیخ)(توثیق احکامات)کمشنر بحالیات 2011(مسودہ قانون نمبر 52بابت2011)

ایک وزیر مسودہ قانون(تنسیخ)(توثیق احکامات)کمشنر بحالیات2011ایوان میں پیش کریں گے۔

10۔ مسودہ قانون(ترمیم)(تنسیخ)قوانین متروکہ املاک وگمشدہ اشخاص2011

(مسودہ قانون نمبر53بابت2011)

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)(تنسیخ)قوانین متروکہ املاک و گمشدہ اشخاص 2011 ایوان میں پیش کریں گے۔

7

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ ایوان کے عہدے دار

جناب سپیکر	:	رانا محمد اقبال خان
جناب ڈپٹی سپیکر	:	رانا مشہود احمد خان
قائد ایوان	:	میاں محمد شہباز شریف
قائد حزب اختلاف	:	راجہ ریاض احمد

2۔ چیئرمینوں کا پینل

1۔	مہر اشتیاق احمد، ایم پی اے	پی پی۔150
2۔	سید زعیم حسین قادری، ایم پی اے	پی پی۔154

3۔	رانا بابر حسین، ایم پی اے	پی پی۔217
4۔	محترمہ زوبیہ رُباب ملک، ایم پی اے	ڈبلیو۔360

3۔ کابینہ

1۔	چودھری عبدالغفور	:	وزیر خوراک، صنعتیں معدینات وکانیں*
2۔	حاجی احسان الدین قریشی	:	وزیر مذہبی امور واوقاف، بیت المال اور محنت*
3۔	ملک ندیم کامران	:	امداد باہمی اور بہبود آبادی*

- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-21/2008 مورخہ 3۔مارچ 2011 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (12۔دسمبر 2011 تا 6۔جنوری 2012) تفویض کیا گیا۔
- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-21/2008 مورخہ 15۔مارچ 2011 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (12۔دسمبر 2011 تا 6۔جنوری 2012) تفویض کیا گیا۔

8

4۔	ملک احمد علی اولکھ	:	وزیر زراعت، امداد باہمی، لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ جنگلات، ماہی گیری و جنگلی حیات، سیاحت وترقی تفریحی مقامات اور آبپاشی وقوت برقی
5۔	سردار دوست محمد خان کھوسہ	:	وزیر تجارت وسرمایہ کاری

6۔	ملک محمد اقبال چنڑ	:	وزیر جیل خانہ جات
7۔	جناب کامران مائیکل	:	وزیر انسانی حقوق،اقلیتیں، ترقی خواتین سماجی بہبود، خزانہ، منصوبہ بندی و ترقیات*
8۔	راناثناء اللہ خان	:	وزیر قانون و پارلیمانی امور، زکوٰۃ و عشر* ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی، داخلہ، پبلک پراسیکیوشن ، مواصلات و تعمیرات اور مال*
9۔	میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن	:	وزیر آبکاری و محصولات، ہائر ایجوکیشن و سکول ایجوکیشن، خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم، ٹرانسپورٹ*

9

4۔ پارلیمانی سیکرٹریز

1۔ چودھری عبدالرزاق ڈھلوں : مقامی حکومت وکمیونٹی ڈویلپمنٹ

2۔ جناب کرم الٰہی بندیال : کوآپریٹوز

3۔ جناب عبدالحفیظ خان : زکوٰۃ وعشر اور بیت المال

4۔ جناب ظفر اقبال ناگرا : ہاؤسنگ وشہری ترقی

5۔ جناب افتخار احمد خان : مذہبی امور واوقات

6۔ سردار محمد ایوب خان گادھی : تحفظ ماحولیات

7۔ محترمہ نازیہ راحیل : خصوصی تعلیم

8۔ جناب محمد سعید مغل : خوراک

9۔ جناب محمد آجاسم شریف : آبکاری ومحصولات

10۔ جناب محمد تجمل حسین : صنعت

11۔ جناب محمد خرم گلفام : ٹرانسپورٹ

12۔ جناب غلام نبی :

13۔ رانا محمد ارشد : سیاحت

14۔ جناب احسن رضا خان : خواندگی وغیر رسمی بنیادی تعلیم

15۔ جناب عامر سعید انصاری : جیل خانہ جات
16۔ سردار میر بادشاہ خان قیصرانی : جنگلات
17۔ سردار شیر علی خان گورچانی : کالونیز واشتمال اراضی
18۔ ملک احمد کریم قصور لنگڑیال : لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ

- بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن No.Legis:4-42/2009 مورخہ 31۔جنوری2009 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

10

19۔ جناب آصف منظور موہل : زراعت
20۔ جناب خلیل طاہر سندھو : انسانی حقوق و اقلیتیں
21۔ ڈاکٹر سعید الہیٰ : صحت

5۔ ایڈووکیٹ جنرل

خواجہ حارث احمد

6۔ ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی : جناب مقصود احمد ملک
سپیشل سیکرٹری : ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ

11

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بتیسواں اجلاس

سوموار،12۔دسمبر2011

(یوم الاثنین،16۔محرم الحرام1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4بج کر55منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالماجد نور نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ
وَقُولُواْ قَوۡلٗا سَدِيدٗا ۝٧٠ يُصۡلِحۡ لَكُمۡ أَعۡمَٰلَكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ
إِنَّا عَرَضۡنَا ٱلۡأَمَانَةَ عَلَى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ وَٱلۡجِبَالِ فَأَبَيۡنَ
أَن يَحۡمِلۡنَهَا وَأَشۡفَقۡنَ مِنۡهَا وَحَمَلَهَا ٱلۡإِنسَٰنُۖ إِنَّهُۥ كَانَ ظَلُومٗا
جَهُولٗا ۝٧٢

سورۃ الأحزاب آیات70 تا72

مومنو! اللہ سے ڈراکرو اور بات سیدھی کہا کرو(70)وہ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بے شک بڑی مراد پائے گا(71)ہم نے (بار)امانت کو آسمانوں اور زمین پر پیش کیا تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے۔اور انسان نے اس کو اٹھالیا۔بے شک وہ ظالم اور جاہل تھا(72)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

رحمت دا دریا الہیٰ ہر دم وگدا تیرا
جے اک قطرہ بخشیں مینوں کم بن جاندا اے میرا
جے ویکھاں میں عملاں ولے تے کجھ نہیں میرے پلے
جے ویکھاں تیری رحمت ولے بلے بلے بلے
جے لکھ واری عطر گلاباں دھوئے نت زباناں
نام اونہاں دے لائق ناہی کی قلمے دا کاناں
واہ کریم امت دا والی مہر شفاعت کردا
جبرائیل جیہے جس چاکر نبیاں دا سرکردا
اوہ محبوب حبیب رباناں حامی روز حشر دا
آپ یتیم یتیماں تائیں ہر ہتھ سرے تے دھردا
سدا بہار دیویں اس باغے کدھی خزاں نہ آوے
ہوون فیض ہزاراں تائیں ہر پکھاں پن کھاوے

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سیکرٹری اسمبلی پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔ جی، سیکرٹری اسمبلی!

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز ممبران پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے:

1۔	مہر اشتیاق احمد، ایم پی اے	پی پی۔150
2۔	سید زعیم حسین قادری، ایم پی اے	پی پی۔154
3۔	رانا بابر حسین، ایم پی اے	پی پی۔217
4۔	محترمہ زوبیہ رُباب ملک، ایم پی اے	ڈبلیو۔360

شکریہ

(اذان مغرب)

حلف

نو منتخب ممبران کا حلف

جناب قائم مقام سپیکر: آج دو نئے ممبران آئے ہیں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ پیر خضر حیات شاہ کھگہ پی پی۔220 اور جناب احسان الحق چودھری پی پی۔275 حلف لینے کے لئے چیمبر میں موجود ہیں۔ ان سے استدعا ہے کہ حلف لینے کے لئے اپنی نشست پر کھڑے ہو جائیں اور حلف لینے کے بعد حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت فرمائیں۔

(اس مرحلہ پر پیر خضر حیات شاہ کھگہ اور جناب احسان الحق چودھری نے حلف لیا)

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: نئے ممبران sign کر لیں پھر اُس کے بعد بات کر لیجئے گا کیونکہ جب تک یہ sign نہیں کرتے بات نہیں ہو سکتی۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جب حلف ہو جاتا ہے تو پھر پوائنٹ آف آرڈر لیا جا سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں! اصل میں بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں decide یہ ہوا تھا کہ تمام پوائنٹ آف آرڈر وقفہ سوالات کے بعد لئے جائیں گے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! بزنس ایڈوائزری کمیٹی کا فیصلہ آپ کو اور مجھ کو بھی پتا ہے لیکن میری گزارش یہ ہے کہ آپ نے اجلاس تین بجے بلایا تھا مگر شروع کب کر رہے ہیں؟

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: اپوزیشن لیڈر صاحب کھڑے ہیں، میں پہلے ذرا اِن کی بات سن لوں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں نے اپنی بات شروع کی ہوئی ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! نئے ممبران کو بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نئے ممبران جنہوں نے ابھی حلف لیا ہے اُن کی ایک ایک منٹ کی speech ہو جائے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میری گزارش تو سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نوانی صاحب! آپ انتہائی محترم ہیں اور میرے دل میں آپ کا بڑا احترام ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ تین بجے اجلاس کا وقت تھا مگر پانچ بجے آپ نے اجلاس شروع کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نوانی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو بھی floor دوں گا۔ جی، ملک صاحب! پہلے آپ بات کریں۔

جناب احسان الحق چودھری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ معزز ممبران پنجاب اسمبلی اور پریس گیلری میں موجود میڈیا کے دوستو! السلام علیکم۔ سب سے پہلے میں خدائے بزرگ و برتر کا انتہائی شکر گزار ہوں جس کی ذات اقدس نے مجھے اس الیکشن میں کامیابی سے سرفراز فرمایا۔ میں اپنے حلقہ کے عوام بالخصوص اُن ووٹرز کا بے حد ممنون ہوں جنہوں نے بدترین دھاندلی کے حکومتی منصوبوں کو خاک میں ملا کر مجھے تاریخی فتح سے ہمکنار کیا۔ دراصل یہ کامیابی ہمارے قائد چودھری پرویز الٰہی صاحب اور جناب طارق بشیر چیمہ صاحب کی کاوشوں اور عملی اقدامات کی وجہ سے ہوئی ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران (ق) لیگ کی طرف سے "چودھری شجاعت حسین، چودھری پرویز الہیٰ اور چودھری مونس الہیٰ زندہ باد" کی نعرہ بازی)

وہ خراج تحسین کے بھی لائق ہیں جنہوں نے جنوبی پنجاب بالخصوص بہاولپور کی تعمیر و ترقی اور علاقہ کے عوام کے مسائل حل کرنے کے لئے کئے ہیں۔ دوسری طرف بہاولپور کے عوام کا موجودہ صوبائی حکومت کی پالیسیوں پر عدم اعتماد بھی ہے۔ میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ خدا حافظ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ پیر خضر حیات شاہ کھگہ صاحب!

پیر خضر حیات شاہ کھگہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر اور میرے قابل احترام ممبر حضرات! السلام علیکم۔ میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں جس نے مجھے اس قابل سمجھا کہ میں اس ایوان میں کھڑے ہو کر آج اپنے علاقہ کے عوام کی نمائندگی کر سکوں۔ اس کے بعد میں میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے مجھے اس قابل سمجھا کہ میں اپنے عوام اور ملک کی خدمت کر سکوں۔ اس کے علاوہ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جس طرح میرے دوستوں اور ممبر حضرات نے میرا ساتھ دیا اور جس بھرپور انداز سے عوام نے مجھے support کیا، میں پیپلز پارٹی اور (ق) لیگ والوں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ آئندہ الیکشن میں وہ اکٹھے دوبارہ بھی آنا چاہیں تو سو بسم اللہ مگر کامیابی (ن) لیگ کی ہی ہو گی اور بہاولپور میں الیکشن جیت جانا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ اہمیت اس بات کی ہے کہ یہ الیکشن ٹیسٹ کیس کیا گیا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ تو جعلی ووٹوں سے بنے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران (ق) لیگ کی طرف سے "جعلی ووٹ، ہائے ہائے" کی نعرہ بازی)

جناب قائم مقام سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ انہیں بات کر لینے دیں۔

پیر خضر حیات شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں اِن کی بات کا جواب بھی دوں گا لیکن جس طرح پی پی۔220 ساہیوال کو ٹیسٹ کیس کے نام پر انہوں نے ہی announce کیا تھا لیکن اُس کا ہم سب نے اور ہماری عوام نے مل کر بھرپور انداز سے جواب دیا ہے۔ باقی جعلی ووٹوں کی بات رہی تو جس طرح اِن کی ممبر وہاں پر ووٹ اور مہریں ڈالتے ہوئے پکڑی گئی اُس کا جواب یہ لوگ دیں، ہم نہیں دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کھگہ صاحب!آپ کا بہت شکریہ

پیر خضر حیات شاہ کھگہ: جناب سپیکر!میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کے لئے وقت دیا۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، نیازی صاحب!

تعزیت

نیٹواور امریکی حملہ سے پاک فوج کے شہید ہونے والے جوانوں کے لئے فاتحہ خوانی

جناب علی حیدر نور خان نیازی: شکریہ۔جناب سپیکر!میں اس ہاؤس کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ چند دن پہلے نیٹواور امریکی جارحیت کی وجہ سے ہماری پاک فوج کے بھائی اور جوان شہید ہو گئے تھے لہذا میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ ہماری پاک فوج کے اُن جوانوں/شہیدوں کے ایصالِ ثواب کے لئے اس ہاؤس میں فاتحہ خوانی کرائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ کی بالکل جائز بات ہے۔نیٹو کی وجہ سے ہمارے شہید ہونے والے فوجیوں کے لئے ہاؤس میں فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر نیٹو حملے کی زد میں آکر شہید ہونے والے پاک فوج کے افسران اور جوانوں کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ):پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!یہ دعائے مغفرت ہماری پاک فوج کے شہید ہونے والے افسران اور جوانوں کے لئے بھی ہونی چاہئے اور ساتھ ساتھ ڈرون حملوں اور دہشت گردی کی لپیٹ میں پاکستان کے جو دوسرے لوگ شہید ہوتے ہیں اُن کے لئے بھی دعائے مغفرت کروانی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راجہ صاحب!

دعائے صحت

صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری اور سید علی مردان شاہ المعروف پیر پگاڑا کی صحت یابی کے لئے دعا

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہمارے صدرِ پاکستان جناب آصف علی زرداری دبئی کے ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں اور اُن کی طبیعت خراب ہے لہذا اُن کی صحت یابی کے لئے دعا کرائی جائے۔

مخدوم سید احمد محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، مخدوم صاحب!

مخدوم سید احمد محمود: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری آپ کے توسط سے ایوان سے گزارش ہے کہ پیر پگاڑا صاحب کی طبیعت ناساز ہے اور وہ آغا خان ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں لہذا اُن کی صحت کے لئے بھی دعا کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، صدرِ پاکستان جناب آصف علی زرداری صاحب اور سید مردان شاہ المعروف پیر پگاڑا صاحب کی صحت یابی کے لئے کہا گیا ہے لہذا دونوں کے لئے علیحدہ علیحدہ دعا کی جائے۔

(اس مرحلہ پر صدرِ پاکستان جناب آصف علی زرداری
اور سید مردان شاہ المعروف پیر پگاڑا کی صحت یابی کے لئے علیحدہ علیحدہ دعا کی گئی)

سوالات

(محکمہ آبکاری و محصولات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ آبکاری و محصولات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ سب سے پہلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔On his behalf sir سوال کا نمبر 706 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ (معزز ممبر نے سید حسن مرتضیٰ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں مختلف اداروں، ہوٹلوں کو شراب فراہم کرنے کی تفصیلات

*706: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں ایسے ہوٹل اور اداروں کی تفصیل دی جائے جن کو حکومت کی طرف سے شراب فراہم کی جاتی ہے؟

(ب) ان ہوٹلوں اور اداروں کو شراب فراہم کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) ہر ہوٹل اور اداروں کو ماہانہ اور روزانہ کس شرح سے شراب فراہم کی جاتی ہے؟

(د) یہ ہوٹل اور ادارے کن کن اشخاص/افراد/کمپنیوں کو شراب کس طریق کار کے تحت فروخت کر سکتے ہیں؟

(ہ) کیا ان اداروں اور ہوٹلوں کو شراب کی صحیح طریق کار کے مطابق فروخت کی چیکنگ کرنے کے لئے سرکاری ملازم تعینات ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل بیان کریں؟

(و) جن اداروں/ہوٹلوں کے خلاف شراب کی فروخت حکومت کے قواعد کے برعکس کرنے پر کارروائی کی گئی ان کے نام بتائیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور میں مندرجہ ذیل ہوٹل/اداروں کے پاس شراب کی فروخت کا لائسنس (L-2) ہے۔

1- پرل کانٹی نینٹل ہوٹل، مال روڈ، لاہور
2- آواری ہوٹل، مال روڈ، لاہور
3- ہولی ڈے ان ہوٹل، ایجرٹن روڈ، لاہور
4- ایمبیسیڈر ہوٹل، ڈیوس روڈ، لاہور

(ب) ان ہوٹلوں کو لائسنس L-2 جاری کئے ہوئے ہیں جن کی رو سے یہ ہوٹل غیر مسلم پاکستانیوں اور غیر ملکیوں کو حسب ضابطہ شراب فروخت کرتے ہیں۔

(ج) کوئی شرح مقرر نہ ہے۔

(د) یہ ہوٹل صرف ملکی و غیر ملکی، غیر مسلم افراد (جن کو شراب پینے کا پرمٹ جاری کیا گیا ہو) کو شراب فروخت کرنے کے مجاز ہیں۔

(ہ) ان ہوٹلوں میں شراب کی فروخت کی چیکنگ کرنے کے لئے اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسرز تعینات ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:۔

1	مظفر قیوم	اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر گریڈ16	پرل کانٹی نینٹل اور آواری ہوٹل 16-05-2008
2	سید محمد علی شاہ	اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر گریڈ16	ہولی ڈے ان ہوٹل 23-04-2008
3	محمد سلیم بٹ	اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر گریڈ16	ایمبیسیڈر ہوٹل 23-7-2008

(و)

(1) ہولی ڈے ان ہوٹل

(2) آواری ہوٹل

(3) ایمبیسیڈر ہوٹل

ان ہوٹلوں کو قواعد کی خلاف ورزی پر جرمانہ کیا گیا تھا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: معزز وزیر صاحب سے اس سوال کے جز (و) میں پوچھا گیا ہے کہ "جن ہوٹلوں کے خلاف شراب کی فروخت حکومت کے قواعد کے برعکس کرنے پر کارروائی کی گئی ہے، ان کے نام بتائیں"؟ انہوں نے یہاں پر مختلف ہوٹلوں کے نام دیئے ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان ہوٹلوں نے قواعد کی کون سی خلاف ورزی کی تھی جس کی بنیاد پر ان کے خلاف کارروائی کی گئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! نولاٹیا صاحب نے جز (و) کے متعلق ضمنی سوال کیا ہے تو لاہور میں تین ہوٹل ہیں جن میں پہلے نمبر پر لکھے گئے ہوٹل "ہولی ڈے ان" کے متعلق بتا دوں کہ اب اس کا نام تبدیل ہو گیا ہے۔ چونکہ یہ سوال کافی پرانا ہے تو اس کا نام Hospitality Inn ہے۔ دوسرا آواری اور تیسرا ایمبیسیڈر ہوٹل ہے۔ قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی پر 45 ہزار روپے جرمانہ ہوا جس کے مختلف rules بنے ہوئے ہیں جن کے مطابق وہاں پر مختلف

brandsہوتے ہیں جو کہ ہوٹلوں میںWine Shopsپر فروخت کرتے ہیں تو اس حوالے سے انہیں جرمانے کئے جاتے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ کون سا قاعدہ ہے کہ جسے ان تین ہوٹلوں نے violate کیا ہے جس کی وجہ سے انہیں جرمانہ ہوا ہے؟ اس جواب میں میرے سوال کا جواب نہیں دیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! major violation یہ کہ ان کیsanctioned strengthہوتی ہے یعنی ان کو جوpermitsدیئے جاتے ہیں تو اس کی تعداد میں کمی ہوتی ہے اور ہمارے لوگ جا کر چیک کرتے ہیں تو وہاں پر بتائی جانے والیquantityسے کم ہو تو ایک طرح سے اس کیviolationہوتی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ویسے انہوں نے جواب اس کا بھی نہیں دیا لیکن میں دوسرا ضمنی سوال کرتا ہوں کہ جز(الف) میں جواب دیا ہے کہ لاہور میں درج ذیل ہوٹل/اداروں کے پاس شراب کی فروخت کا لائسنس L-2 ہے تو قواعد کے مطابق یہ بتا دیں کہ لائسنس کی کل categories کتنی ہیں اور یہ کون کون سی ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، یہ بالکل ایک نیا سوال ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! انہوں نے سوال کے جواب میںcategories لکھی ہوئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ آپ اس پر ایک نیا سوال جمع کرائیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! انہوں نے جواب میں L-2 لکھا ہوا ہے تو یہ اس کی وضاحت کر دیں اور اس کے ساتھ ساتھ PR-1 اور PR-2 کا بھی بتا دیں کہ یہ کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: نولاٹیا صاحب! ناراض نہ ہوں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز ممبر سے گزارش کروں گا کہ وہ ناراض نہ ہوں کیونکہ میں اس کا جواب دیتا ہوں کہ L-1 لائسنس مینوفیکچرنگ کمپنی کو دیا جاتا ہے کیونکہ اس کے مختلف brands ہوتے ہیں اور یہ پنجاب میں

صرف "مری بیوری"ایک کمپنی ہے جو مینو فیکچر نگ کر رہی ہے جسے ہم نے L-1 لائسنس جاری کیا ہے۔L-2 کے بارے میں انہوں نے پوچھا تو جن ہوٹلوں میں شراب فروخت ہوتی ہے انہیں ہم L-2لائسنس جاری کرتے ہیں اور جیسا کہ پہلے بتایا کہ لاہور میں چار جبکہ پنجاب میں بھی کئی ایک 4-Star یا5-Star کی categories میں آنے والے ہوٹلوں کو لائسنس دیا جاتا ہے۔ جیسے انہوں نے خود کہا کہ PR-1اور PR-2 کی بھی وضاحت کر دوں کہ permit holders کو permission دی جاتی ہے اور انہیں permission License دیا جاتا ہے اسے PR-1اور PR-2 کہا جاتا ہے۔PR-1 پاکستان میں non Muslims اور پاکستان میں غیر ملکی غیر مسلم کو PR-2 جاری کیا جاتا ہے۔ یہ چاروں categories ہیں جو میں نے آپ کی خدمت میں عرض کر دی ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!PR-1 اور PR-2،L-1 اور L-2 یہ چار categories ہیں لیکن منسٹر صاحب نے دو categories کا کہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ابھی انہوں نے چاروں کی وضاحت کر دی ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!میں نے واضح طور پر چار categories بتائی ہیں کیونکہ انہوں نے PR-1,PR-2 اور L-1 اور L-2 کے متعلق سوال کیا ہے جس کی میں نے وضاحت کر دی ہے کہ یہ دو مختلف چیزیں ہیں اس لئے میں نے بتایا کہ دو categories ہیں کہ ایک L-1 اور L-2 جبکہ PR-1 اور PR-2 ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب فرمائیں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر!اس سوال کے جز(ج) میں کہا گیا ہے کہ "ہر ہوٹل/اداروں کو ماہانہ اور روزانہ کی شرح سے شراب فراہم کی جاتی ہے"۔ منسٹر صاحب نے ابھی فرمایا ہے کہ جن ہوٹلوں نے violation کی ہے، excess sale کی ہے، انہیں 45ہزار روپے جرمانہ ہوا لیکن اس کا تحریری جواب دیکھیں کہ "کوئی شرح مقرر نہ ہے" یا تو جرمانہ غیر قانونی ہوا یا source نہیں بتایا جا رہا؟ اس کا مطلب unlimited supply ہے تو جب ایسا ہے تو پھر excess sale میں جرمانہ کیسے ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پہلی بات یہ ہے کہ شیخ صاحب اس وقت سن نہیں رہے تھے کہ میں نے excess کی بات نہیں کی تھی بلکہ تعداد میں کمی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سوال کے جواب میں لکھا گیا ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جی، انہوں نے اس کا حوالہ دیا ہے تو میں پہلے اس کی وضاحت کر دوں کہ تعداد میں کمی ہوتی ہے تو یہ ایک major violation ہوتی ہے۔ جز(ج) میں ہے کہ "ہر ہوٹل اور اداروں کو ماہانہ اور روزانہ کس شرح سے شراب فراہم کی جاتی ہے" تو جن کے پاس PR-1 اور PR-2 permits ہوتے ہیں تو ان کی daily consumption ہوتی ہے کہ کتنی شراب جا رہی ہے، لوگ آ کر لے رہے ہیں اور آگے جا رہی ہے تو اس حوالے سے یعنی demand کے حوالے سے supply ہوتی ہے کوئی اس کی supply permanent fix نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وہ یہ کہتے ہیں کہ کس شرح سے شراب فراہم کی جاتی ہے جواب آیا کہ unlimited اور منسٹر صاحب جو بات کر رہے ہیں تو کیا وہ بالکل relevant ہے؟ اگر آپ کہتے ہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ مجھے جو سمجھ آئی ہے کہ monthly جتنی جا رہی ہوتی ہے جب اس ratio میں کمی آتی ہے تو اس پر کارروائی کی جاتی ہے کہ اس ratio میں کمی کیوں آئی ہے؟ جو مجھے ان کی سمجھ آئی ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہ سوال پھر پڑھ دیتا ہوں کہ ہر ہوٹل اور اداروں کو ماہانہ اور روزانہ کس شرح سے شراب فراہم کی جاتی ہے؟ میں نے یہی بتایا ہے کہ اس کی کوئی fix شرح نہیں ہے۔ ان کی جتنی demand ہوتی ہے اسی حساب سے وہ supply لیتے ہیں جہاں سے manufacturing ہو رہی ہوتی ہے۔ pearl continental

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! Pearl Continental اور Ambassador Hotel کی forecast میں ضرور فرق ہو گا اور دونوں کی سیل میں بھی فرق ہو گا اس لئے یہ جواب غلط ہے۔

جناب نشاط احمد خان ڈاہا: جناب سپیکر! رائل پام کا یہاں کہیں ذکر نہیں ہے کہ وہاں شراب کہاں سے آتی ہے؟ وہاں بار بھی ہے اور شراب بھی بکتی ہے۔ اس کا یہاں کہیں بھی ذکر نہیں کیا گیا۔ وہاں ہر روز شام

کو شراب بکتی ہے اور لوگ وہاں بیٹھ کر بھی شراب پیتے ہیں اس کا اس جواب میں کہیں بھی ذکر نہیں ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! رائل پام لاہور میں ایک کلب ہے۔ جیسا کہ یہ بتا رہے ہیں کیونکہ میں نہ تو اس کا ممبر ہوں اور مجھے کبھی اتفاق بھی نہیں ہوا۔ اگر وہاں پر شراب بکتی ہے تو ان کو چاہئے کہ ہمیں بتائیں ہم اس پر ریڈ کریں گے اور اس پر چیک کریں گے۔ اگر وہاں پر شراب available ہے اور فروخت ہوتی ہے تو وہ illegal ہے وہ legally فروخت نہیں کر سکتے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! جب انہوں نے رائل پام کی بات کی ہے تو کیا بذات خود یہ، میں یا ہم لوگ جا کر دیکھیں گے اور یہ تو محکمے نے جواب دینا تھا محکمے نے یہاں پر رائل پام کا ذکر کیوں نہیں کیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! ویسے یہ سوال بڑا واضح ہے کہ لاہور میں ایسے ہوٹل اور اداروں کی تفصیل دی جائے اداروں میں تو کلب بھی آتے ہیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! وہ legally ہم سے licensed نہیں ہے۔ لاہور میں صرف چار ہوٹل ہیں جو legally حکومت سے approved ہیں اور پرمٹ کے ذریعے شراب فروخت کر سکتے ہیں۔ یہ جو کلب کی بات کر رہے ہیں یہ اسی طرح ہے کہ privately کسی بھی جگہ شراب استعمال کی جاتی ہے اور اگر ہمیں شکایت ہو تو ایکسائز ڈیپارٹمنٹ وہاں پر جا کر چھاپہ مارتا ہے اور ان کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔ رائل پام بھی ایک کلب ہے اگر یہاں پر بھی اس طرح کی activity ہو رہی ہے تو ہم بالکل اس کو دیکھیں گے، یہ میرے knowledge میں نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب تو on the floor of the House یہ point out ہوا ہے۔ آپ کو اس پر کارروائی کرنی چاہئے اور کارروائی کر کے بتانا چاہئے۔ اب ایک چیز point out ہوئی ہے اور on the floor of the House ہوئی ہے تو میرا خیال ہے کہ اس پر کارروائی کر کے ہاؤس کو apprise کرنا چاہئے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! جس طرح وزیر صاحب نے فرمایا ہے بلکہ آپ ان سے جواب طلبی کروائیں کہ محکمہ اس پر initiative لے، وہاں ریڈ کرے اور آپ کو آ کر جواب دے۔ وزیر صاحب یہاں پر بتائیں کہ رائل پام میں غیر قانونی طور پر شراب بیچی جا رہی ہے اس میں کون لوگ ملوث ہیں جبکہ رائل پام کو لائسنس نہیں دیا گیا تو شراب کیسے فروخت ہو رہی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں معزز ممبران کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو سوال کیا گیا تھا ہم نے اس کا جواب دیا ہے۔ اگر یہ رائل پام، کسی اور کلب یا کسی اور جگہ کے بارے میں سوال کرتے تو ہم اس کے حساب سے اس کا جواب دیتے۔ مگر اب چونکہ آپ نے بھی فرمایا ہے کہ رائل پام میں اگر اس طرح کی activity ہوتی ہے تو اس کا حکومت بالکل نوٹس لے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! بات یہ ہے کہ اگر غریب آدمی جعلی شراب پی کر مر جائے تو پولیس پرچہ بھی دے دیتی ہے اور پکڑ کر اندر بھی کر دیتی ہے۔ اتنے بڑے بڑے کلب ہیں جو کھلے عام شراب بیچ رہے ہیں اور اس کا point out بھی ہوا ہے تو اس کو سامنے آنا چاہئے اور ان کے خلاف پوری کارروائی ہونی چاہئے۔ چونکہ یہ on the floor of the House بات ہوئی ہے تو آپ کل تک ہاؤس کو apprise کیجئے گا۔

جناب شہریار علی خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے اس پر کافی بات ہو چکی ہے اب اگلے سوال پر آتے ہیں۔

جناب شہریار علی خان: جناب سپیکر! جم خانے میں بھی شراب کی سپلائی ہوتی ہے اور میرے خیال میں منسٹر صاحب وہاں کے ممبر بھی ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ بتا دیا ہے کل تک وہ ہاؤس کو بتا دیں گے۔

جناب شہریار علی خان: جناب سپیکر! جم خانے کا تو پوچھ لیں وہ تو پنجاب حکومت کے under آتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہندلی صاحب! ایک سوال پر اتنے ضمنی سوال نہیں ہو سکتے۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے اور یہ اسلام کے نام پر بنا ہے۔ یہاں پر یہ سوال آنا اور اس کا جواب آنا کہ ہمارے ہوٹلوں میں شراب فروخت ہو رہی ہے یہ ہمارے لئے باعث شرم ہے۔ اس کے بعد یہ کہنا کہ فلاں ہوٹل میں فروخت ہو رہی ہے، فلاں میں ہو رہی ہے اس پر پابندی لگائی جائے، اس کا نوٹس لیا جائے اور اس کا حل ہونا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہندلی صاحب! یہ آپ کا سوال ہے اور نہ کچھ ہے۔ اگر آپ کچھ کرنا چاہتے ہیں تو قانون کے مطابق اس پر کچھ move کریں۔ بہت شکریہ، تشریف رکھیں۔ اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ کا ہی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔ (معزز ممبر نے سید حسن مرتضیٰ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، گوندل صاحب! سوال کا نمبر پکاریں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 722 ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

پی سی اور آواری ہوٹل کو روزانہ فراہم کی جانے والی شراب کی مقدار و دیگر تفصیلات

*722: **سید حسن مرتضیٰ:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی سی اور آواری ہوٹل لاہور کو روزانہ کی بنیاد پر کتنی شراب فراہم کی جاتی ہے؟

(ب) یہ شراب کن مقاصد کے لئے فراہم کی جاتی ہے؟

(ج) یہ ہوٹل شراب کس شرح سے کن افراد / اداروں کو فروخت کرنے کے مجاز ہیں؟

(د) ان ہوٹلوں سے ایکسائز کی کتنی رقم ماہانہ وصول کی جاتی ہے؟

(ہ) ان ہوٹلوں میں تعینات محکمہ کے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) روزانہ کی بنیاد پر شراب فراہم کرنے کا کوئی نظام موجود نہ ہے۔

(ب) ملکی و غیر ملکی، غیر مسلم افراد (جن کو شراب پینے کا پرمٹ جاری کیا گیا ہو) کو شراب فراہم کی جاتی ہے۔

(ج) یہ ہوٹل صرف ملکی و غیر ملکی، غیر مسلم افراد (جن کو شراب پینے کا پرمٹ جاری کیا گیا ہو) کو شراب فروخت کرنے کے مجاز ہیں۔

(د) رقم(Vend Fee) کی وصولی کا تعین شراب کی فروخت پر ہے۔

(ہ) ان ہوٹلوں میں شراب کی فروخت کی چیکنگ کرنے کے لئے اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسرز تعینات ہیں جن کا بنیادی سکیل 16 ہے۔ مذکورہ اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسرز صاحبان کو ہر ماہ تبدیل کر دیا جاتا ہے۔یکم اگست2008 سے ان کی موجودہ تعیناتی درج ذیل ہے:۔

1-محمد سلیم بٹ	ہولی ڈے ان ہوٹل لاہور	31-07-2008
2-مظفر قیوم	ایمبیسیڈر ہوٹل لاہور	16-05-2008
3-محمد علی شاہ	پرل کانٹی نینٹل ہوٹل لاہور اور آواری ہوٹل لاہور	23-04-2008

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر!اس میں سوال یہ پوچھا ہے کہ آواری ہوٹل اور PC ہوٹل میں شراب کن مقاصد کے لئے استعمال ہوتی ہے؟اس کا جواب ہے کہ غیر ملکی اور غیر مسلموں کے لئے۔ اسی طرح پوچھا گیا کہ ماہانہ آمدنی کتنی ہے؟اس کا جواب ہے کہ رقمVend Fee کی وصولی کا تعین شراب کی فروخت پر ہے۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند کریں گے کہ ان ہوٹلوں میں ماہانہ average sale کتنی ہے اور اس میں پنجاب حکومت کو کتنا ریونیو حاصل ہو رہا ہے؟ میرا ایک چھوٹا سا سوال ہے کہ پہلے سوال میں بھی یہی سید محمد علی شاہ، جناب محمد سلیم بٹ صاحب اور مظہر قیوم صاحب اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر ہیں اور اس سوال میں بھی یہی ہیں۔ تو کیا وزیر موصوف یہ بھی بتانا پسند کریں گے کہ یہ آفیسرز وزیر صاحب، سیکرٹری صاحب یا ڈی جی صاحب کو monthly کیا دیتے ہیں کہ ان کے علاوہ کوئی بھی پنجاب میں نہیں ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، گوندل صاحب!This is very wrong اس طرح کا personal allegation نہیں ہونا چاہئے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! یہ دیکھ لیں، یہاں تین ہی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے جن ہوٹلوں کا پوچھا ہے تو وہی جواب ہوگا۔ اگر آپ تھوڑی سی common sense استعمال کریں تو جن ہوٹلوں میں لگے ہوئے ہیں انہی ہوٹلوں کا جواب آئے گا۔ اس طرح سے personal attack کرنا میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کے decorum کے خلاف ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! اس میں یہ کہا گیا ہے کہ ان کو ہر ماہ تبدیل کیا جارہا ہے۔ یہ لکھا ہے کہ مذکورہ اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر کو ہر ماہ تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ پچھلے سوال میں بھی اور اس سوال میں بھی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہوٹل ایک ہے۔ آپ دیکھیں، پچھلے سوال میں جن ہوٹلوں کے نام ہیں اس سوال میں بھی وہی ہوٹل ہیں تو پھر انہی آفیسر کا نام آنا ہے جو وہاں پر لگے ہوئے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! یہ جواب دینا ہے وزیر صاحب نے۔۔۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں ان کا جواب دیتا ہوں۔ سب سے پہلے تو میرا بھرپور احتجاج ہے کہ ان کو اس طرح کسی پر الزام نہیں لگانا چاہئے۔ یہ کیا بہت honest آدمی ہیں، یہ سمجھتے ہیں کہ کیا ہم حکومت میں کرپٹ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور فیڈرل گورنمنٹ میں کیا ہو رہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں personal نہ ہوں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): انہوں نے اسمبلی کے floor پر کھڑے ہو کر ایسے ہی الزام لگا دیا ہے۔ یہ لوگ اپنے آپ کو نہیں دیکھتے، یہ اپنے گریبان میں جھانکیں۔ ان کی فیڈرل گورنمنٹ کیا کر رہی ہے وہاں سب کرپٹ وزیر مشیر بٹھائے ہوئے ہیں۔ (شور وغل)

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! ذرا حوصلہ کریں، personal attack نہ کریں۔ (شور وغل)

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! Personal attack پہلے انہوں نے کیا ہے اور یہ بالکل برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ان کے پاس ثبوت ہیں تو لائیں، یہ کیا بات کرتے ہیں؟ (شور وغل)

جناب قائم مقام سپیکر: میری بات سنیں۔ order in the House, order in the House. دیکھیں، کسی بھی طرف سے کوئی بھی personal attack نہیں ہونا چاہئے۔ یہ ہمارے مذہب میں ہے

اور یہ ethics بھی ہے کہ جب تک کچھ ثابت نہ ہو اس وقت تک کسی پر الزام نہیں لگانا چاہئے، اس طرح ہاؤس کا decorum خراب ہوتا ہے۔ گوندل صاحب! آپ بھی ان سے آگے کی بات نہ کریں، آپ کی مہربانی۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اب یہ مجھ سے اس کا جواب لے لیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، اب کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ No point of order between Question Hour. ابھی پہلے منسٹر صاحب سے جواب لے لیں۔ personal remarks کو چھوڑ کر جواب لے لیں۔ منسٹر صاحب! جو بات ہوئی ہے آپ اس کا جواب دیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

MR ACTING SPEAKER: No point of order.

ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال: جناب سپیکر! کیا ہمارے ممبران Hon'able نہیں ہیں، کیا یہ زیادہ Hon'able ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! انہوں نے attack کیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: Attack وہاں سے ہوا ہے، اچھا بات کو ختم کریں، please تشریف رکھیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ جواب لینا چاہتے ہیں یا نہیں لینا چاہتے؟ آپ لوگ تشریف رکھیں اور ہاؤس کو چلنے دیں۔ (قطع کلامیاں)

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ لوگ تشریف رکھیں، please میری بات سنیں! ہاؤس کو چلنے دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں! آپ میری بات سننا پسند کریں گے؟ آپ تشریف رکھیں، پہلے ذرا میری بات تو سن لیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ میری بات سنیں! ہاؤس کے اندر کسی کو کسی پر

personal attack نہیں کرنا چاہئے۔اس ہاؤس کا ایک decorum ہے۔آپ کی مہربانی اس کا جواب آنے دیں۔(قطع کلامیاں)

وزیر آبکاری و محصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!آپ اس پر آج ایک کمیٹی constitute کریں۔اگر میرا قصور ہے تو میں ذمہ دار ہوں،اگر ان کا قصور ہے تو وہ ذمہ دار ہیں انہوں نے یہ بات کیوں کی ہے،کیا ہم یہاں بیٹھ کر monthly لیتے ہیں؟آپ راجہ ریاض احمد صاحب کی سربراہی میں کمیٹی بنادیں۔

کرنل(ریٹائرڈ)محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں!آپ بات کریں۔

میجر(ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: بھائی!ان کو تو بات کرنے دیں۔آپ لوگ مجھے موقع دیں گے کہ میں کسی معزز ممبر کو بات کرنے دوں؟(قطع کلامیاں)

ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک نوشیر خان لنگڑیال صاحب!ان کو تو بات کر لینے دیں۔جی،کرنل(ر)محمد شبیر اعوان صاحب کا مائیک کھولیں۔

کرنل(ریٹائرڈ)محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر!بات یہ ہے کہ جو سولہویں گریڈ کا آبکاری و محصولات آفیسر ہے۔What they do in the hotel? What is their character? اس میں honest لوگ بھی ہیں لیکن دوسرے بھی ہیں۔

> But equating a member in honour with an Excise and Taxation Officer is not acceptable. He has to apologize first and then be removed.

جناب قائم مقام سپیکر: جی،بہت شکریہ

میجر(ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،میجر صاحب!

میجر(ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل:جناب سپیکر!میں نے وزیر موصوف پر کوئی الزام نہیں لگایا کہ انہوں نے کوئیmonthlyلی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:آپ جوش خطابت میں کچھ کہہ گئے تھے۔

میجر(ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل:جناب سپیکر!میں نے تو صرف تین افراد کا پوچھا ہے،صوبہ پنجاب کے 36اضلاع ہیں اور یہاں پر لاکھوں نہیں تو ہزاروں ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسرز موجود ہیں ،اچھے بھلےcompetent بھی ہیں لیکن یہ تین نام ہیں جو بار بار ان ہوٹلوں میںrotate ہو رہے ہیں۔ یہاں لامحالہ ایکperception develop ہوتا ہے اور یہperception میرے بارے میں نہیں بلکہ جو وزیر صاحب کے بارے میںdevelop ہو گا کہ یا تو وہ بکا ہوا ہے یا ان کا افسروں پر کنٹرول نہیں ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:دیکھیں!میری بات سنیں،اب آپ ذرا سوال کو پڑھ لیں؟پہلے سوال میں پوچھا گیا تھا کہ لاہور میں ایسے ہوٹل اور اداروں کی تفصیل دی جائے جن کو حکومت کی طرف سے شراب فراہم کی جاتی ہے۔اس میں تفصیل دی گئی ہے،اس سوال کا جز(ہ)یہ ہے کہ ان اداروں اور ہوٹلوں کو شراب کی فروخت چیکنگ کے لئے سرکاری ملازم تعینات ہیں ان کے نام،عہدہ،گریڈ اور عرصہ تعیناتی بیان کیا جائے۔اب اس کے اندر تو لامحالہ ان کے نام آنے تھے۔اب دوسرے سوال کے جز(ہ)کے اندر بھی پوچھا گیا ہے کہ ان ہوٹلز میں تعینات ملازمین کی تفصیل بیان کی جائے۔اب ان ملازمین کی تفصیل دوبارہ ہی آنی ہے جو کہ پہلے وہاں پر تعینات ہیں۔میں نہیں سمجھتا کہ یہ اتنی بڑی بات ہے مہربانی کر کے اس سوال کو آگے چلائیں۔

میجر(ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل:جناب سپیکر!میں اپنےquestion کو amend کر لیتا ہوں اور اگر میاں مجتبیٰ شجاع صاحب کو اس سے کوئی تکلیف پہنچی ہے تو میں ان سے معذرت بھی کرنے کو تیار ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر:منسٹر صاحب!آپ نے بھی جوpersonal comments دیئے ہیں ان کو اپنی بات میںwithdraw کیجئے گا کیونکہ انہوں نے بھی معذرت کر لی ہے۔جی،میجر صاحب!

میجر(ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل:جناب سپیکر!میں یہ چاہوں گا کہ اس پورےtenure میں باقی جو ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسرز ایک ایک ماہ کے لئے ان ہوٹلوں میں تعینات رہے ہیں وزیر موصوف

ہمیں ان کے نام بتادیں،ان تینوں ہوٹلوں کا جو comparative revenue generate ہوتا ہے اس کی تفصیل بھی ایوان میں ابھی پیش کریں کیونکہ انہوں نے گول کر دیا ہے کہ اس میں vend money ہمیں کتنی ملتی ہے۔ میرے مشاہدہ میں ہے کہ پہلے بھی اسی طرح کا کوئی سوال اسمبلی میں آیا تھا۔ Ambassador Hotel کی revenue یا شراب کی سیل آواری اور PC ہوٹل سے زیادہ ہے وہ اس لئے ہے کہ وہاں پر صرف بزنس ہی شراب کا ہوتا ہے، where as tourist یا لوکل گیسٹ PC Hotel اور آواری ہوٹل میں زیادہ آتے ہیں لیکن ریونیو Ambassador Hotel میں اس لئے زیادہ generate ہوتا ہے کہ وہاں پر purely شراب کی سیل کا کام زیادہ ہوتا ہے۔ وزیر موصوف نے جو personal remarks دیئے ہیں میں نے سنے نہیں ہیں۔ kindly اگر پھر repeat کرادیں تو میں ان کو جواب بھی دے دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ کی مہربانی، آپ نے بڑا اچھا gesture show کیا ہے کہ آپ نے اپنے comments withdraw کئے ہیں۔ منسٹر صاحب سے بھی میں کہوں گا کہ جو personal comments ہیں ان کو withdraw کر کے جواب دے دیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! معزز ممبر میرے بھائی ہیں اگر میری کسی بات سے ان کی دلآزاری ہوئی ہے تو میں اس کے لئے معذرت چاہتا ہوں۔ مگر میں پھر ان سے کہوں گا کہ وہ ہمارے لئے بہت محترم ہیں اور معزز ایوان میں بات کرتے ہوئے پہلے سوچ لینا اور دیکھ لینا چاہئے۔ میں ان کو جواب دے دیتا ہوں کیونکہ ان سارے معاملات پر بہت لمبی بات ہو گئی ہے۔ ہمارے جو ETOs حضرات ہیں وہ ہزاروں میں نہیں بلکہ چند سو کے قریب ETOs ہیں کیونکہ یہ کہہ رہے تھے کہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ یہ جو تین افراد کے نام یہاں پر لکھے ہوئے ہیں کیونکہ مجھے موقع نہیں فراہم کیا گیا کہ میں ان کو جواب دوں اگر آپ اس سوال کا جواب دیکھیں تو یہ جواب ہم نے 10۔اکتوبر 2008 کو اسمبلی سیکرٹریٹ میں بھیجا تھا۔ اس وقت existence پوزیشن یہ ہے کہ یہ تینوں افراد یہاں سے change ہو چکے ہیں کیونکہ تین سال کا tenure ہوتا ہے اور تین سال سے زیادہ کوئی بھی نہیں رہ سکتا۔ یہ جواب چونکہ پرانا آیا ہوا ہے اگر یہ کہتے ہیں تو میں ان کو بتا دیتا ہوں کہ ان میں سے محمد علی شاہ پچھلے سال 09-09-05 کو یہاں سے تبدیل کر دیا گیا تھا یعنی ڈیڑھ سال پہلے وہ تبدیل ہو چکا ہے، اسی طرح مظفر قیوم کو 11-10-26 کو تبدیل کر دیا گیا ہے اور اسی طرح محمد سلیم بٹ کو 11-11-17 کو تبدیل کر دیا گیا ہے۔ ان تینوں حضرات کی یہاں سے ٹرانسفر ہو گئی ہوئی ہے اور ان کی جگہ نئے لوگ

appoint کر دیئے گئے ہیں۔اس کے علاوہ انہوں نے جو کافی زیادہ سوالات کئے ان میں بہت سارے سوالات کے fresh questions بنتے ہیں۔اگر یہ اپنے نئے سوالات کر دیں تو میں ان کو جواب فراہم کروں گا۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر!انہوں نے جو تین سال کا کہا ہے اور میں ان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جز(ہ) کا جو جواب دیا ہے کہ مذکورہ اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسرز صاحبان کو ہر ماہ تبدیل کر دیا جاتا ہے تو کیا جو یہ جھوٹ لکھ کر دیا گیا ہے ہم اس پر یقین کریں یا جو منہ سے منسٹر صاحب سچ بول رہے ہیں ہم اس پر یقین کریں؟ میں نے جو باقی پوچھا ہے کہ ہمیں مختلف ہوٹلوں کی sale کا comparison دے دیں کہ ان کا revenue کس طرح generate ہو رہا ہے؟ یہ اپنے افسر سے ہی پوچھ لیں کہ یہ خود تین سال کے لئے appoint کرتے ہیں لیکن اسمبلی میں جو جھوٹ لکھ کر دیا جاتا ہے کہ ہر ماہ ان کی تبدیلی ہوتی ہے اور جب ہر ماہ وہی بندہ لگے گا تو ہم یہی بات کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے آپ کا ضمنی سوال آ گیا۔جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!یہاں پر جو جواب آیا ہوا ہے میں پھر پڑھ دوں کہ مذکورہ اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسرز صاحبان کو ہر ماہ تبدیل کر دیا جاتا ہے۔اس سوال کا جواب 10۔اکتوبر 2008 کو آیا ہے۔اس میں مذکورہ کا مطلب تینوں افسران ہیں اور ان تینوں ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن افسران کی ان ہوٹلوں میں rotation ہوتی تھی مگر اس کو اب ختم کر دیا گیا ہے کیونکہ جب کسی افسر کو پی سی ہوٹل سے آواری ہوٹل لے آتے تھے تو اس سے کوئی بہتری نہیں آئی۔جب یہ جواب بھیجا گیا تو اس دوران تھوڑے عرصہ کے لئے ایک experiment کیا گیا تھا کہ شاید اس سے revenue collection میں بہتری آئے یا اس سے checking میں کوئی بہتری آئے۔ماہانہ بنیادوں پر یہی تین افسران وہاں پر appoint کئے گئے تھے اور ان چاروں ہوٹلوں میں ایک ایک ماہ کے لئے rotation کی جاتی تھی مگر اس وقت ایسی کوئی بات نہیں ہے بلکہ اب جس کو بھی appoint کیا جاتا ہے جس ہوٹل کے لئے بھی appoint کیا جاتا ہے وہ وہاں پر permanent duty کرتا ہے۔اس کے علاوہ معزز ممبر revenue کے متعلق جو comparative statement مانگ رہے ہیں آپ بھی

سمجھتے ہیں کہ یہ ایک fresh question بنتا ہے۔اس وقت میرے پاس اس کی details نہیں ہیں مگر محکمے کے پاس موجود ہیں اگر یہ نیا سوال کریں تو ہم ان کو اس کی تفصیلات provide کر سکتے ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب والا!سوال یہ پوچھا گیا تھا کہ یہ شراب کن مقاصد کے لئے فراہم کی جاتی ہے ؟اس کا جواب دیا گیا ہے کہ ملکی و غیر ملکی غیر مسلم افراد کو شراب فراہم کی جاتی ہے۔اس میں مقصد تو نہیں سمجھ آیا کہ اصل مقصد کیا ہے ؟کم از کم وزیر موصوف ہمارے سوال کا ہی جواب دے دیں۔وزیر آبکاری صاحب ہماری آہ و بکا کو ہی سن کر اس پر توجہ دے دیں۔ان کے محکمے کے افسران بھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں وہ ہی بتادیں کہ اس کے مقاصد کیا ہیں ؟اس سے House کی تسلی ہو جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کرنل صاحب!Common sense کی بات ہے یہ نہانے کے لئے تو نہیں دی جاتی ہو گی۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب والا!اس کے علاوہ بھی اس کے بہت سارے مقاصد ہیں کم از کم یہ بتائیں تو سہی کہ ان کے مدنظر کون کون سی ایسی چیزیں ہیں جس کے لئے یہ شراب فراہم کرتے ہیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا!سوال یہ ہے کہ یہ شراب کن مقاصد کے لئے فراہم کی جاتی ہے ؟اس کا clear cut جواب ہے کہ جو ملکی اور غیر ملکی غیر مسلم ہیں ان کو PR-I اور PR-II کے permit دیئے جاتے ہیں۔اس کے مطابق انہوں نے اپنی ذات کے لئے استعمال کرنا ہوتا ہے کیونکہ ان کو شاید اس بات کی اجازت ہوتی ہے اور وہ شراب استعمال کرتے ہیں۔اس حوالے سے یہاں پر اس کا جواب دے دیا گیا ہے کہ جن کو permit جاری کیا گیا ہے وہ ان ہوٹلوں کی Wine Shops سے شراب purchase کرتے ہیں اور اپنے ذاتی استعمال میں لاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہاں جواب میں لکھا ہوا ہے کہ شراب کو پینے کے لئے دیا جاتا ہے اور بڑا clear لکھا ہوا ہے۔آپ ان کے منہ سے اب اور کیا کہلوانا چاہتے ہیں ؟

رائے محمد اسلم خان: جناب والا! میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس پر بہت ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔محترمہ آپ کیا فرمانا چاہتی ہیں ؟

محترمہ آمنہ الفت:جناب والا!جز(ج)کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ یہ ہوٹل صرف ملکی اور غیر ملکی غیر مسلم افراد جن کو شراب پینے کاpermit جاری کیا گیا ہوان کو شراب فروخت کرنے کے مجاز ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ قانون کہاں ہے جس سے شراب پینے کے لئےpermit جاری کیا جاتا ہے۔،اس کے علاوہ غیر مسلموں کو بار بارfocus کیا گیا ہے۔یہاں ہمارے غیر مسلم بہن بھائی تشریف فرماہیں انہوں نے ایک دفعہ پہلے بھیon the floor of the House اس چیز پر احتجاج کیا تھا کہ ہمارے مذہب میں بھی شراب پینے کی اجازت نہیں ہے،ان کی آڑ لے کر شراب کو کیوں فروخت کیا جاتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر:بہت شکریہ

محترمہ نجمی سلیم:جناب والا!یہاں پر بار بار یہی سوال آتا ہے کہ غیر مسلموں کو شراب کے permit دیئے جاتے ہیں اور میں صرف یہ وضاحت کرنا چاہوں گی کہ جس طرح محترمہ آمنہ الفت صاحبہ نے بھی بات کی ہے کہ مجھے اس سوال کا جواب دے دیں کہ کیا مسلم شراب نہیں پیتےاور اس کا جواب بھی honestlyد یجئے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب والا!اس سلسلے میں، میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر:آپ کا ضمنی سوال ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب والا!ضمنی سوال نہیں ہے میری بہن نےیہاں بات کی ہے۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے بھی ہم نےunanimously جتنے بھی اقلیتی یا کر سچیئن ممبران ہیں سب نے یہ کہا تھا کہ یہ کسی بھی مذہب میں جائز نہیں ہے۔ 1979 میں انڈیا سے ایک شراب Aristocrat آتی تھی۔ جنرل ضیاء الحق نے اپنے سیکرٹریوں کو بلایا اور کہا کہ اس کا سارا منافع انڈیا والے لے جاتے ہیں تو انہوں نے ایک تاریخی بد دیانتی کی اور غیر مسلموں کے نام پر یہpermit جاری کر دیئے۔

جناب سپیکر!دوسری بات یہ ہے کہ یہ شراب صرف غیر مسلموں کے لئے allowed نہیں ہے بلکہ بہت سارے ایسے لوگ ہیں جن کو فیکٹریوں میں ادویات کے لئے دی جاتی ہےاور ان کو بھی آرٹیکل 17 کے تحت لائسنس ملتے ہیں اس لئے بار بار اس بات کو کہنا میں اپنے لئے باعث توہین سمجھ رہا

ہوں کہ غیر مسلم اس کو استعمال کرتے ہیں۔ مذہب کے حوالے سے میں یہ بات کروں گا کہ یہ غلط بات ہے باقی یہ سب کو پتا ہے کہ کون لیتا ہے اور کون پیتا ہے اس پر میں بات نہیں کرنا چاہتا۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب والا! آپ سے التماس ہے کہ پہلے بھی میں اس معزز ایوان میں باقاعدہ بائبل مقدس لے کر آیا تھا اور میں نے اس سلسلے میں آیت بھی پڑھ کر سنائی تھی، جس میں لکھا ہوا تھا کہ "نشہ باز خدا کی بارگاہ میں داخل نہ ہوگا" ہمارے مذہب میں نہ صرف شراب بلکہ ہر نشہ ممنوع ہے اور اس میں لکھا ہوا ہے کہ وہ تو جنت میں بھی نہیں جا سکتا۔ وزیر موصوف صاحب معلوم نہیں کیسے یہ ہر دفعہ کہہ دیتے ہیں کہ غیر مسلموں کو لائسنس دیئے جاتے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ سراسر ہمارے ساتھ زیادتی ہے۔ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ اس ناانصافی کو روکا جائے اور یہ سوال کر کے اقلیتوں کو تماشا نہ بنایا جائے اور ان کے مذہب کو بدنام نہ کیا جائے۔ نشہ کوئی اور کرتا ہے بدنام اقلیتوں کو کیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سہوترا صاحب!

جناب جوئیل عامر سہوترا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں صرف ایک چھوٹی سی گزارش کرنا چاہوں گا کہ میرے دوستوں نے جس طرح غیر مسلم community کے حوالے سے بات کی ہے یقیناً اس سے community disgrace ہوتی ہے اور اس میں کوئی شک و شبہ والی بات بھی نہیں ہے میں اپنے بھائی کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے عرض کروں گا کہ جس طرح سے انہوں نے کہا ہے کہ ضیاء الحق کے دور میں کس طرح سے غیر مسلموں کے نام پر permit جاری کئے گئے لیکن اگر آپ پاکستان کی تاریخ کو تھوڑا سا اور پیچھے کی طرف لے کر جائیں تو اس کی ساری ذمہ داری ذوالفقار علی بھٹو پر عائد ہوتی ہے جنہوں نے اس وقت علماء کرام کو خوش کرنے کے لئے یہ تمام کارنامہ سرانجام دیا۔ (قطع کلامیاں)

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب والا! یہ غلط بات کر رہے ہیں۔ یہ ضیاء الحق کے دور میں ہوا۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: آپ میری بات سن لیں میں آپ کو حقائق بتاؤں گا۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب والا! یہ غلط بات کر رہے ہیں۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: میں آپ کو حقیقت بتا رہا ہوں۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب والا! یہ غلط بات کر رہے ہیں۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: دیکھیں حقیقت کا سننا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس پر بحث نہیں ہونی۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب والا! راناچندر سنگھ اس زمانے میں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ نسیم لودھی صاحبہ موجود ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! میرے معزز ممبران نے اس پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ اس میں پنجاب حکومت کا یا محکمہ آبکاری و محصولات کا کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ ایک فیڈرل لاء ہے جیسا کہ میرے معزز ممبر نے آپ کو بتایا کہ حدود آرڈیننس کے تحت یہ فیڈرل لاء بنایا گیا تھا اور اس قانون کی صرف پنجاب میں نہیں بلکہ پورے پاکستان میں implementation ہو رہی ہے۔ میرے جو معزز اقلیتی ممبران ہیں ان سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے لئے شراب حرام ہے تو یہ اس اسمبلی میں قانون سازی کے لئے بل لائیں ہم ان کو support کریں گے۔ پنجاب میں کم از کم شراب کو ختم کر دیں گے اور کسی کو بھی شراب نہیں ملے گی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، اس پر اب کوئی بات نہیں ہو گی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! یہ لاء کی بات کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آپ کیسی بات کر رہے ہیں اس پر بہت زیادہ ضمنی سوالات ہو چکے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اب اس کا مرکز سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ ایک صوبائی معاملہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ نسیم لودھی صاحبہ!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! یہ پنجاب حکومت خود ہی کر سکتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تشریف رکھیں.No more question on this

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! یہ صوبائی معاملہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تشریف رکھیں.No more question on this

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! پنجاب حکومت اس سے revenue حاصل کرتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔آپ کا پوائنٹ آگیا ہے۔ شکریہ

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! یہ صوبائی اسمبلی کا معاملہ ہے یہ اس پر قانون سازی کے لئے ترمیم پیش کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! یہ 8th Amendment کو پڑھیں اس میں اس قانون کو تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! میں کہہ رہا ہوں کہ یہ صوبائی معاملہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نولاٹیا صاحب! تشریف رکھیں۔.This is no way

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! House out of order ہے، rules میں ہے کہ جناب سپیکر ممبران کو جو سیٹیں designate کریں گے ممبران وہیں بیٹھیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟ پوائنٹ آف آرڈر وقفہ سوالات کے بعد لیا جائے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جو seats designate کی گئی ہیں ان کے مطابق سپیکر صاحب نے پاکستان مسلم لیگ (ق) کی یہ سیٹیں designate کی ہوئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ یہاں پر ہی بیٹھی ہوئی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: محترمہ نسیم لودھی صاحبہ بھی پاکستان مسلم لیگ (ق) کی ممبر ہیں وہ floor cross کر لیں یا جہاں بھی چلی جائیں لیکن حکومتی benches سے بات نہیں کر سکتیں۔آپ اسی Chair پر بیٹھ کر بہت دفعہ ruling دے چکے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ باہر جا کر دیکھیں کہ یونیفکیشن بلاک کی allocation علیحدہ ہے۔آپ نے already اسے challenge کیا ہوا ہے جو چیز subjudiced ہے اس پر یہاں بات نہیں ہو گی۔ بہت شکریہ ۔آپ خود عدالت میں گئے ہوئے ہیں Let the court decide یہ کوئی بات نہیں ہے، یا تو عدالت کو مان لیں یا ادھر کا decision مان لیں۔

محترمہ سیمل کامران: کیا فیصلہ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ لوگ عدالت گئے ہیں آپ ہی بتائیں۔

محترمہ سیمل کامران: ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جب فیصلہ آ جائے گا پھر اس پر بات ہو گی۔یہاں subjudiced matter پر بات نہیں ہو سکتی۔ This is no point of order. Thank you جی، محترمہ نسیم لودھی صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ ہاؤس کو غلط طریقے سے چلا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: Please sorry جی، نسیم لودھی صاحبہ!

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 6809 ہے۔

ضلع لاہور۔ محکمہ ای اینڈ ٹی کی برانچوں کی تفصیلات

*6809: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ E&T کی کل کتنی برانچیں ہیں نیز یہ برانچیں کہاں کہاں پر واقع ہیں تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ضلع لاہور میں محکمہ E&T کی موٹر برانچیں کتنی ہیں یہ برانچیں کہاں کہاں پر واقع ہیں تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع لاہور میں ڈی جی ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن پنجاب کے تحت سات دفاتر کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل اور ایڈریس درج ذیل ہیں:

1۔ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفس A-2فرید کوٹ روڈ لاہور
(موٹر برانچ، ایکسائز برانچ، پروفیشنل ٹیکس برانچ، تفریحی ڈیوٹی
برانچ، ڈائریکٹوریٹ ریجن اے اور سی)
2۔ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفس (پراپرٹی ٹیکس)
سابقہ احسان ہسپتال بلڈنگ 2فرید کوٹ روڈ لاہور
(پراپرٹی ٹیکس زون(12& 11،10،4،3)
3۔ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفس 191جی ٹی روڈ باغبان پورہ لاہور
(پراپرٹی ٹیکس زون2 &1)
4۔ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفس 20/19ایم ماڈل ٹاؤن ایکسٹینشن لاہور
(پراپرٹی ٹیکس زون ڈائریکٹوریٹ ریجن، بی اور ملحقہ پراپرٹی ٹیکس زون 7،6،5)
5- ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفس 19نرگس بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
(پراپرٹی ٹیکس زون(8&9)
6۔ موٹر رجسٹریشن آفس A-XX-31خیابان اقبال ڈی ایچ اے لاہور کینٹ
7۔ پراپرٹی ٹیکس سب آفس رائیونڈ لاہور

(ب) ضلع لاہور میں محکمہ ای اینڈ ٹی کی موٹر برانچوں کے دو دفاتر ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1۔ موٹر رجسٹریشن آفس A-2فرید کوٹ روڈ لاہور
2۔ موٹر رجسٹریشن آفس A-XX-31خیابان اقبال ڈی ایچ اے لاہور کینٹ

جناب قائم مقام سپیکر: اس میں آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! میرا کوئی ضمنی سوال تو نہیں ہے لیکن میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ بڑی محنت اور لگن سے یہ جواب تیار کیا گیا ہے اور انہوں نے جواب میں بالکل اس کی صحیح عکاسی کی ہے۔ اس کے باوجود میں منسٹر صاحب سے یہ ضرور کہوں گی کہ میری گاڑی کھو گئی ہے اس کا کوئی تدارک کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آمنہ الفت صاحبہ کا بھی اسی طرح کا matter ہے میں بعد میں ان کو بھی floor دوں گا۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں محترمہ کا بڑا مشکور ہوں مگر ان کی گاڑی کا معاملہ پولیس سے متعلقہ ہے اور وہ لاء منسٹر صاحب سے related ہے لہذا ان سے کہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اگلا سوال ملک محمد عامر ڈوگر صاحب کا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں his behalf on سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ already ایک سوال behalf on کر چکے ہیں لہذا اب محترمہ کو کرنے دیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔جناب سپیکر! his behalf on سوال نمبر 6837 ہے۔(معزز خاتون ممبر نے ملک محمد عامر ڈوگر کی ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

ضلع لاہور۔گاڑیوں کی رجسٹریشن و دیگر تفصیلات

***6837: ملک محمد عامر ڈوگر:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈی جی ایکسائز نے ضلع لاہور میں 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران کل کتنی نئی گاڑیوں کی رجسٹریشن کی؟

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران کتنی غیر رجسٹرڈ گاڑیوں کو پکڑا گیا اور ان کے خلاف کیا کیا کارروائی کی گئی، جرمانے سے کتنی رقم اکٹھی ہوئی؟

(ج) گاڑیوں کی رجسٹریشن سے کتنی آمدن ہوئی؟

(د) ڈی جی ایکسائز کے احکامات کے تحت لاہور میں کل کتنی گاڑیاں / موٹر سائیکلیں جعلی نمبرز پلیٹ والی پکڑی گئیں، ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی، جرمانے سے اکٹھی ہونے والی رقم کس اکاؤنٹ میں جمع کروائی گئی؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع لاہور میں سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران نئی گاڑیوں کی رجسٹریشن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	گاڑیوں کی تعداد
2008-09	191,974
2009-10 (up to May 2010)	232,172

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران ضلع لاہور میں کوئی غیر رجسٹرڈ گاڑی نہ پکڑی گئی۔

(ج) گاڑیوں کی رجسٹریشن سے ہونے والی آمدن کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال	آمدن
2008-09	Rs. 783,563,059
2009-10 (up to May 2010)	Rs.965,982,090

(د) دو گاڑیاں جعلی نمبر پلیٹ والی پکڑی گئیں جو کہ متعلقہ تھانہ مزنگ کے حوالے کر دی گئیں اور ذمہ داران کے خلاف مقدمہ کا اندراج کر کے ضابطہ کی کارروائی کے لئے کہا گیا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میرا سوال بڑا categorical ہے لہذا میری گزارش ہو گی کہ اس کا ویسا ہی categorical جواب آ جائے۔ہم کئی دفعہ ہاؤس میں یہ شکایت کر چکے ہیں کہ سوال کچھ اور پوچھا جاتا ہے اور جواب کچھ اور دیا جاتا ہے۔آپ نامکمل جوابات کے بارے میں rules میں دیکھ لیں تو میرے خیال میں بات زیادہ سمجھ آ جائے گی۔سوال کے جز(د) میں پوچھا گیا ہے کہ جرمانے سے اکٹھی ہونے والی رقم کس اکاؤنٹ میں جمع کرائی گئی یہ کوئی fake account ہی دے دیتے۔جواب میں اس کو بالکل نظر انداز کیا گیا ہے اور اس پورے جواب میں اس کے بارے ایک لفظ بھی موجود نہیں ہے۔یہ بتادیں کہ دال کالی ہے یا کالی دال پکائی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کس اکاؤنٹ میں جمع کروائی گئی ہے اس کا جواب چاہئے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! یہ بات نہیں ہے۔جس اکاؤنٹ میں بھی جمع کروائی گئی ہے اس کا جواب یہاں ہونا چاہئے اس کو اس طرح سے نظر انداز کر دینا اور یہ سمجھنا کہ یہاں اس ہاؤس کے اندر سارے پاگل بیٹھے ہیں اور یہاں جواب دینا صرف ایک سرسری کارروائی ہے۔ایسے معاملات حل نہیں ہوتے، اگر ہم یہاں صرف ٹائم ضائع کرنے کے لئے آتے ہیں اور محکمے اپنی خوشی کے لئے برائے نام جواب دیں گے تو میں اس پر کئی دفعہ کہہ چکی ہوں کہ اس سے اس ہاؤس کا decorum خراب ہوتا ہے، اس ہاؤس کا status خراب ہوتا ہے، اس طرح تو یہ ہاؤس ضلع کونسل سے بھی گیا گزرا بنتا جا رہا ہے جو سوال پوچھا گیا ہے اس بارے میں fake account ہی بتادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ کا سوال آ گیا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جی، اس کا جواب دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہ سوال ایک دفعہ پڑھنا چاہوں گا چونکہ ہماری معزز ممبر بہت senior lawyer ہیں اور میں انہیں یہ کہوں گا کہ میں جو جواب

دینے لگا ہوں اسے law میں دیکھ لینا۔سوال یہ تھا کہ ڈی جی ایکسائز کے احکامات کے تحت لاہور میں کتنی گاڑیاں، موٹر سائیکلیں جعلی نمبر پلیٹ والی پکڑی گئیں، ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی، جرمانے سے اکٹھی ہونے والی رقم کس اکاؤنٹ میں جمع کروائی گئی۔ہم نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ دو گاڑیاں جعلی نمبر پلیٹ والی پکڑی گئیں جو کہ متعلقہ تھانہ مزنگ کے حوالے کر دی گئیں اور ذمہ داران کے خلاف مقدمے کا اندراج کر کے ضابطے کی کارروائی کے لئے کہا گیا۔یہاں پڑھنے کا اور بتانے کا مقصد یہ تھا کہ جب ایک گاڑی جعلی نمبر پلیٹ کے ساتھ پکڑی جاتی ہے تو قانون کے مطابق اس پر کوئی جرمانہ لاگو نہیں ہے۔جب ہم اسے تھانے کے سپرد کر دیتے ہیں، اس پر ایف آئی آر کٹوا دیتے ہیں تو اس کے بعد عدالت میں اس کا فیصلہ ہوتا ہے اس لئے جب ہم نے اس سے جرمانہ ہی نہیں لیا تو ہم اسے کس account میں جمع کرانا show کریں گے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔جناب سپیکر! اپوزیشن ممبران کے بارے میں میاں صاحب جتنا فرمانے کی کوشش کرتے ہیں اگر یہ اتنی محنت اپنے محکموں بمع محکمہ تعلیم پر کر لیا کریں تو آج پنجاب کا اس طرح بیڑہ غرق نہ ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان کا جواب تو صحیح ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری گزارش بھی سن لیں کہ میں نے سوال کیا، اگر سوال غلط بھی ہے اس کے جواب میں آپ نے جو رٹی رٹائی پرچی سنائی ہے وہ یہاں جواب میں لکھ دیتے۔آپ جواب میں یہی لکھ دیتے کہ اس پر کوئی جرمانہ نہیں ہوتا اس لئے ہم نے نہیں لیا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ جواب نہ دیں۔آپ بھی وکیل ہیں یہاں اور بھی بہت سارے وکلاء بیٹھے ہیں۔مجھے یہ بتا دیجئے کہ ہم عدالت کے اندر جو بھی plea کرتے ہیں ہمیں ہر چیز کا جواب ملتا ہے یا نہیں؟ عدالت اس سے agree کرے یا نہ کرے وہ ایک علیحدہ بات ہے۔اس پر معزز وزیر صاحب نے جو رٹی رٹائی پرچی سنائی ہے اگر جواب دینے سے پہلے یہ خود پڑھ لیا کریں کہ محکمے کیا جواب دے رہے ہیں۔میں آپ کو صرف یاد کراؤں گی کہ تین ماہ پہلے جو اجلاس ہوا تھا اس میں محکمہ تعلیم کے بارے میں نے بہت ساری چیزیں point out کی تھیں لیکن آج تک ان کا بھی جواب نہیں آیا کہ ان میں آپ نے کیا کارروائی کی۔مجھے تو یہ لگتا ہے کہ جتنے محکمے ان کے حوالے ہیں وہ اللہ کے حوالے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے غلط بات کی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز! آپ ایسے نہ کریں آپ مجھے ایک بات بتائیں کہ کیا میں نے آپ کو floor دیا ہے؟ میں نے محترمہ کو floor دیا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حکومت پنجاب کی طرف سے unregistered بسوں، گاڑیوں یا موٹر سائیکلوں کو سڑکوں پر چلنے کی اجازت دی گئی ہے اگر اجازت دی گئی ہے تو وہ کس قانون کے تحت؟ چونکہ چائنا سے جو LTC کی بسیں آئی ہیں وہ بغیر نمبر پلیٹ کے سڑکوں پر چل رہی ہیں۔ انہیں کس قانون کے تحت چھوٹ دی گئی ہے؟ میرے پاس قانون موجود ہے کہ:

Provincial Motor Vehicle Ordinance 1965-Punjab
Chapter 3, No 23. Motor Vehicle not to be driven without registration.

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا یہ ایک بالکل نیا سوال ہے اور یہ اس سے متعلقہ نہیں ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ سوال کا جز (الف) دیکھئے اس میں موجود ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس میں کیا ہے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جز (الف اور ب) دیکھیں ان میں صاف لکھا ہے کہ آپ نے کتنا جرمانہ اکٹھا کیا ہے، سیکرٹری صاحب موجود ہیں وہ ابھی ایک بوٹی بنا کر دیں گے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انہوں نے سوال میں 2010 تک پوچھا ہوا ہے اور اب یہ بالکل latest question کر رہی ہیں۔ یہ نیا سوال بنتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس میں بڑا clear ہے کہ آپ نے 2010 تک جواب مانگا ہوا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! Unregistered بسیں چل رہی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! میری بات سنیں۔ آپ کا سوال بڑا clear ہے جس طرح عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ نے کہا کہ specific تو یہ 2010 تک specific ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں نے رجسٹریشن کے بارے میں ضمنی سوال پوچھا ہے، یہ موٹی سی بات ہے، سیکرٹری صاحب بیٹھے ہیں مجھے ان کی موجودگی کا فائدہ اٹھانا چاہئے وہ ابھی بوٹی بھیج دیں

کہ اس پر کیا ہو رہا ہے، کیا انہوں نے ایکسائز سے اجازت لی ہوئی ہے، اگر اجازت نہیں لی ہوئی تو پھر ان بسوں کو کس قانون کے تحت چھوٹ دی گئی ہے؟ یہ بڑا simple سوال ہے اس کا جواب بتا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری بات سن لیں! یہ بالکل ایک different محکمہ ہے۔جی، منسٹر صاحب!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: وہ بوٹی بن گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔پلیز۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکز! جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ مذکورہ عرصہ کے دوران ضلع لاہور میں کوئی غیر رجسٹرڈ گاڑی نہ پکڑی گئی ہے جبکہ سڑک پر غیر رجسٹرڈ گاڑیاں چل رہی ہیں اور قانون کی دھجیاں اڑ رہی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! معزز ممبر بالکل درست فرما رہے ہیں کہ پنجاب کے شہروں میں unregistered گاڑیاں چل رہی ہیں۔ محکمہ ایکسائز کا عملہ time to time ان گاڑیوں کو check کرتا ہے۔ میں معزز ممبر کو بتانا چاہوں گا کہ mainly یہ کام ٹریفک پولیس کا ہے۔ ٹریفک پولیس ان unregistered گاڑیوں کو پکڑتی ہے۔ ہمارے پاس بھی جب کوئی شکایت آتی ہے تو ہم اس میں ٹریفک پولیس کو involve کرتے ہیں اور انہیں کہتے ہیں کہ فلاں گاڑی کو check کریں۔ ٹریفک پولیس والے جب کسی ایسی گاڑی کو پکڑتے ہیں تو وہ اس کا چالان کرتے ہیں یا پھر اسے جرمانہ کیا جاتا ہے اور یہ جرمانے کی رقم ٹریفک پولیس کے account میں جاتی ہے۔ معزز خاتون ممبر LTC کی بسوں کے حوالے سے بات کر رہی ہیں تو مجھے specifically بتائیں کہ وہ کون سی بسیں ہیں؟ کیونکہ یہاں پر تین چار کمپنیاں LTC کی بسیں operate کر رہی ہیں ان میں سے محترمہ مجھے specifically بتا دیں کہ وہ کون سی کمپنی کی بسیں ہیں جو کہ unregistered یہاں پر چل رہی ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میرے پاس movies موجود ہیں جو کہ میں آپ کو دکھا سکتی ہوں۔ روزانہ ٹیلیویژن پر دکھایا جا رہا ہے۔ میں ان بسوں کی بات کر رہی ہوں کہ جن پر خود وزیر اعلیٰ پنجاب نے بھی سفر کیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہاں پر registered and unregistered گاڑیوں کی بات ہو رہی ہے اور محترمہ Motor Vehicle Act کے ایک rule کا حوالہ دے رہی ہیں۔

کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد:جناب سپیکر!آپ ان کو اس محکمہ کا قلمدان دے دیں۔

شیخ علاؤالدین:میں بھی ضمنی سوال ہی پوچھ رہا ہوں۔مجھے قلمدان یا قلم دانی نہیں چاہئے۔میری بات سن لیں کہ پہلے Motor Vehicle Examiner گاڑی دیکھتا ہے تو پھر گاڑی registered ہوتی ہے اس کے لئے ایک process ہے اور دو، چار یا پانچ دن گاڑی unregistered چلتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:شیخ صاحب!آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میرا سوال یہ ہے کہ جس قانون کا محترمہ حوالہ دے رہی ہیں منسٹر صاحب بتائیں کہ کیا اسی قانون کے تحت کسی unregistered گاڑی کو تین یا چار سو کلو میٹر تک چلنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد:جناب سپیکر!پہلے ذرا میری گزارش سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،فرمائیں!

کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد:جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ on ground unregistered گاڑیاں چل رہی ہیں اور ان کے اوپر نمبر پلیٹ نہیں لگی ہوئی۔آپ مجھے یہ فرما دیں کہ اگر on the floor of the House کوئی غلط بیانی کی جائے تو کیا اس پر تحریک استحقاق بنتی ہے یا نہیں؟اس حوالے سے پہلے سے rulings تو موجود ہیں۔ہم آپ سے گزارش کریں گے کہ مہربانی کر کے آپ اس پر ruling دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:نہیں،اس حوالے سے already ruling موجود ہے اور اب ہم اس کو follow کریں گے۔

کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد:جناب سپیکر!میں عرض کرتا ہوں کہ آپ اس پر ruling دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:کرنل صاحب!already اس پر بہت سی rulings موجود ہیں اور اس بارے میں precedents بھی موجود ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!اگر کوئی معزز ممبر کسی بات پر آپ سے ruling مانگے تو کیا آپ اسے ایسا کہہ سکتے ہیں کہ میں ruling نہیں دیتا؟

جناب قائم مقام سپیکر: نولاٹیا صاحب!آپ کیا کر رہے ہیں؟ سپیکر اس بات کے لئے پابند نہیں ہے کہ فوری طور پر rulingدے۔نولاٹیا صاحب! کوئی خدا کا خوف کریں اور Houseکے decorumکا خیال رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!ایک معزز ممبر نے rulingمانگی ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ اس پر rulingکی ضرورت نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، میں نے ایسا نہیں کہا۔آپ بالکل غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!ایک معزز ممبر آپ سے کسی مسئلے پر rulingمانگ رہا ہے تو آپ اس پر جو بھی rulingدینا چاہتے ہیں وہ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نولاٹیا صاحب! تشریف رکھیں۔ This is no way. Please be patient.دیکھیں! میری بات سنیں۔اس حوالے سے تو precedentsموجود ہیں، یہاں پر ہاؤس میں غلط جواب دینے پر تحاریک استحقاق بھی moveہوئی ہیں اور مجھے افسوس ہے کہ آپ کو اس بات کا علم نہیں۔آپ تشریف رکھیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر!آپ میرے بڑے بھائی ہیں اور اس House کے Custodianبھی ہیں۔میں مودبانہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ مہربانی کر کے اس کی ابھی implementationکرادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کرنل صاحب!اس کا بھی ایک طریق کار ہے۔آپ rules کو پڑھیں۔پہلے تحریک استحقاق moveہوتی ہے اور اگر وہ منظور ہو جائے تو مجلس استحقاق کو referکی جاتی ہے یا پھر rejectہو جاتی ہے۔جب کوئی تحریک مجلس استحقاق میں چلی جائے تو پھر اسی نے اس کا decisionکرنا ہوتا ہے۔اب دیکھیں!آپ اس سوال کو کہاں سے کہاں لے کر جا رہے ہیں۔ضابطے کے تحت ہی کوئی کارروائی ہو سکتی ہے اور ہم نے ان rulesکو followکرنا ہے۔آپ تشریف رکھیں اس پر کافی بات ہو چکی ہے۔جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!ابھی میرے ایک معزز ممبر نے کہا ہے کہ قانون کے مطابق رجسٹریشن کے بغیر بھی تین سو یا چار سو کلو میٹر تک گاڑی کو چلنے کی اجازت ہے۔پہلی بات تو یہ ہے کہ گزشتہ ایک مہینے سے یہ گاڑیاں چل رہی ہیں کیا ابھی تک انہوں نے تین سو کلو میٹر سفر طے نہیں

کیا؟دوسرا قانون میں کہیں پر بھی تین یا چار سو کلو میٹر کی بات نہیں لکھی گئی اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ دو لائنیں پڑھ کر آپ کو سنا دیتی ہوں۔یہ Registration of Motor Vehicles Act کا Chapter-III ہے۔اس میں لکھا ہے کہ:۔

23. Motor vehicles not to be driven without registration.–

(1) A vehicle carries a registration mark displayed in the prescribed manner.

Explanation: A motor vehicle shall not be deemed to be registered in accordance with this Chapter-iii if the Certificate of Registration has been suspended or cancelled

جناب سپیکر!یہ تو بڑا واضح طور پر لکھا ہوا ہے اس میں کہیں پر بھی تین سو یا چار سو کلو میٹر کی بات نہیں کی گئی تو میں چاہوں گی کہ وزیر صاحب ذرا اس کی وضاحت کر دیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!جب بھی کوئی گاڑی خریدی جاتی ہے تو ہم اس کے لئے گاڑی کے مالک کو sixty days کا وقت دیتے ہیں کہ آپ نے اس گاڑی کی sixty days کے اندر اندر registration کرانی ہے۔محکمہ آبکاری و محصولات کی طرف سے نئی خریدی جانے والی گاڑی پر sixty days تک کوئی جرمانہ وصول نہیں کیا جاتا۔مالک اس بات کا پابند ہے کہ وہ اپنی گاڑی کو sixty days کے اندر اندر registered کرائے اس کے بعد پھر ہمارے جرمانے کی شرح شروع ہو جاتی ہے۔یہ بھی درست ہے کہ unregistered گاڑی کو سڑک پر چلانے کی قانونی طور پر اجازت نہیں۔ٹریفک پولیس اور محکمہ ایکسائز کی طرف سے time to time ایسی گاڑیوں کو چیک کیا جاتا ہے اور ان کو جرمانے بھی کئے جاتے ہیں۔محترمہ کا LTC کے حوالے سے specifically سوال ہے۔میں نے اس پر محترمہ سے پوچھا تھا کہ LTC کی کون سی کمپنی کی بسیں unregistered چل رہی ہیں؟ چلیں!اب میں ان کو بتا دیتا ہوں کہ BUSCO کمپنی ہے جس نے recently چائنا سے CNG بسیں منگوائی ہیں۔یہ بسیں آ چکی ہیں اور ان کے کاغذات اس وقت process میں ہیں۔محترمہ یہ فرما رہی ہیں کہ ان بسوں پر ابھی تک کوئی نمبر پلیٹ نہیں لگی۔میرے خیال میں یہ 56 کے قریب

نئی CNG بسیں دسمبر کے شروع میں چلی ہیں جن کو BUSCO کمپنی operate کر رہی ہے۔ میں اس کو دیکھ لیتا ہوں اگر وہ registered نہیں ہیں تو پھر ان سے کہا جائے گا کہ جلد از جلد ان بسوں کی registration کرائیں۔ عوام کو بسوں کی ضرورت تھی اور تمام معزز ممبران یہ سمجھتے ہیں کہ لاہور شہر میں ٹرانسپورٹ کی کتنی ضرورت ہے اگر اس کمپنی نے بسیں operate کیں ہیں تو ہم ان کو check کر لیتے ہیں۔ان کا case process کے لئے محکمہ ایکسائز کے پاس ہے ہم انشاءاللہ تعالیٰ جلد از جلد یہ process مکمل کر لیں گے۔اگر یہ بسیں unregistered چل بھی رہی ہیں تو وہ حکومت کی بسیں ہیں، حکومت کی طرف سے چل رہی ہیں اور ان سے عوام کو ایک relief مل رہا ہے اس لئے اس پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔بہت مہربانی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری ایک تو وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ یہ جو موٹر رجسٹریشن ایکٹ ہے اس میں 60 دن کا کہیں پر کوئی ذکر نہیں ہے۔اگر کہیں rules کے اندر ہے تو وہ دکھادیں اُسے بھی ہم دیکھ لیں گے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ .This is a commercial Enterprise. This is not a welfare organization. یہ مفت میں نہیں چل رہے۔ یہ لوگوں سے کرایہ لیتے ہیں جس سے انہیں نفع ہوتا ہے تو اگر اس ایک کمپنی کو یہ چھوٹ دی جارہی ہے تو پھر یہاں پر باقی ٹرانسپورٹ کمپنیوں کو یہ چھوٹ کیوں نہیں دی جارہی؟ منسٹر صاحب اس چیز کو admit کر لیں کہ ہاں! یہ غلطی ہوئی ہے اور ہم اس کو درست کروادیں گے تو بات ختم ہو جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: لغاری صاحب! آپ سے اور منسٹر صاحب سے بھی میری یہ عرض ہے کہ ہم ادھر judge and jury نہ بن جائیں آپ نے ایک valid question اٹھایا ہے اگر اس میں کہیں پر قانون کی کوئی خلاف ورزی ہو رہی ہے تو منسٹر صاحب اس کو دیکھ لیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ عوام کی فلاح و بہبود کے ساتھ ساتھ قانون کو بھی implement ہونا چاہئے تو منسٹر صاحب! آپ اس کو دیکھ کر بتا دیجئے گا۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! لغاری صاحب نے specifically کہا ہے کہ ہم کسی کمپنی کو کوئی چھوٹ یا مراعات دے رہے ہیں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ جو بھی کمپنی ہے اُسے ہر حال میں بس registered کرانی ہے اور جتنی بھی بسیں آئی ہیں وہ registered ہوں گی۔ انہوں نے یہ point raise کیا ہے جس پر میں ان کا بہت مشکور ہوں اور میں نے انہیں یہ کہا ہے کہ

میں check کر کے بتا سکتا ہوں کہ یہ بسیں ابھی تک registered ہوئیں یا نہیں کیونکہ اس کے process کے لئے Excise and Taxation Department میں papers آئے ہوئے ہیں۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! میں یہاں پر ایک بات کرنا چاہتا ہوں اور اس بات میں 100 فیصد صداقت ہو گی کہ طلباء، مزدوروں اور غریبوں کو Applied For موٹر سائیکل ایک دن کے لئے بھی نہیں چلانے دی جاتی۔ آج بھی میرے حلقہ میں ایسے موٹر سائیکل بند ہوئے ہیں لیکن اِدھر چیف منسٹر صاحب unregistered بسوں میں سفر کر رہے ہیں تو کیا وزیر صاحب یہ دہرا معیار ختم کرائیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سرگودھا۔گاڑیوں کی رجسٹریشن و دیگر تفصیلات

*7351: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سرگودھا سے ٹوکن ٹیکس اور گاڑیوں کی رجسٹریشن سے 09-2008 اور 10-2009 میں کتنی رقم وصول ہوئی؟

(ب) موٹر رجسٹریشن برانچ میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت بیان فرمائیں؟

(ج) گاڑیوں کی رجسٹریشن پر کس حساب سے فیس وصول کی جاتی ہے؟

(د) مذکورہ عرصہ میں گاڑیوں کی دو نمبر رجسٹریشن کرنے پر کن کن ملازمین کے خلاف کیا محکمانہ قانونی کارروائی کی گئی؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع سرگودھا سے ٹوکن ٹیکس اور گاڑیوں کی رجسٹریشن سے 09-2008 اور 10-2009 میں درج ذیل رقم وصول ہوئی:۔

سال	وصولی ٹوکن ٹیکس	وصولی رجسٹریشن فیس
2008-09	مبلغ-/74,682,543روپے	مبلغ-/19,316,243روپے
2009-10	مبلغ -/85,375,392 روپے	مبلغ-/27,390,599روپے

(ب) موٹر رجسٹریشن برانچ سرگودھا میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) گاڑیوں کی رجسٹریشن پر درج ذیل حساب سے فیس وصول کی جاتی ہے۔

- ❖ موٹر سائیکل، ٹریکٹر، بس، پک اپ، رکشا، کار، جیپ=قیمت کا ایک فیصد
- ❖ کمبائنڈ ہارویسٹر، رگزز، فورک لفٹر، روڈ رولر، تعمیراتی اور زمینی کام کی مشینری جیسا کہ ویل لوڈرز، کرینز، ایکسیویٹر، گارڈرز، ڈوزررز، پائپ لیزر، تعمیراتی سڑک / صفائی والی مشین روڈ میکنگ اور روڈ / سیوریج کلیننگ پلانٹ = 300روپے
- ❖ دیگر گاڑیوں بحساب انجن کیپسٹی

1000 CC تک قیمت کا ایک فیصد

1001 CC تا 2001 CC تک قیمت کا دو فیصد

2001 CC تا Above قیمت کا چار فیصد

اضافی رجسٹریشن فیس:

Sr. No	Description of Fee	Enhanced Reg.Fee
(I)	Exceeding 60 days but not exceeding 120 days	125% of actual fee
(II)	Exceeding 120 days but not exceeding 240 days	150 % actual fee
(III)	Exceeding 240 days	200% of actual fee

زرعی ٹریکٹر اضافی رجسٹریشن فیس:

Sr. No.	Description of Fee	Enhanced Reg.Fee
(I)	Exceeding 180 days but not exceeding 240 days	125% of actual fee
(II)	Exceeding 240days but not exceeding 360 days	150% of actual fee

(III) Exceeding 360 days 200% of actual fee

(د) ضلع سرگودھامیں مذکورہ عرصہ کے دوران کوئی دو نمبر رجسٹریشن کا کیس نہ پایا گیاہے۔

ضلع لاہور۔لگژری گاڑیوں سے ٹیکس وصول کرنے کی تفصیلات

*7810: محترمہ نسیم لودھی: کیاوزیرآبکاری ومحصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں جنوری تا مئی2010 محکمہ E&T نے لگژری گاڑیوں کے مالکان سے کل کتنا ٹیکس وصول کیا؟

(ب) ضلع لاہور میں جنوری تا مئی2010 کتنی لگژری گاڑیاں رجسٹرڈ ہوئیں نیز رجسٹرڈ شدہ گاڑیوں اور مالکان کے نام،پتا کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیرآبکاری ومحصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع لاہور میں جنوری تا مئی2010 محکمہ ای اینڈ ٹی نے لگژری ٹیکس کی مد میں گاڑیوں کے مالکان سے مبلغ-/51,40,00,000روپے وصول کئے۔

(ب) ضلع لاہور میں جنوری تا مئی2010 میں 143 لگژری گاڑیاں رجسٹرڈ ہوئیں۔ان سے لگژری ٹیکس کی مد میں گاڑیوں کے مالکان سے مبلغ-/32,200,000روپے وصول کئے گئے۔باقی -/481,800,000روپے پرانی رجسٹرشدہ گاڑیوں سے حاصل کیا گیا نیز رجسٹرشدہ گاڑیوں کے نام وپتا کی مکمل تفصیل فلیگ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سال 11-2010 ضلع قصور اور لاہور میں گاڑیوں کی رجسٹریشن کی تفصیلات

*8045: شیخ علاؤالدین: کیاوزیرآبکاری ومحصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور اور لاہور میں 11۔2010 کے دوران کل کتنی گاڑیوں کی رجسٹریشن کی گئی اور ان سے کل کتنی آمدن ہوئی؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ گاڑیوں کی رجسٹریشن میں کچھ اہلکاران وآفیسران گھپلوں میں ملوث پائے گئے،ان کے خلاف کی گئی کارروائی کی مکمل تفصیل اور ان ملازمین کے نام،عہدہ وگریڈ سے بھی آگاہ کریں؟

وزیرآبکاری ومحصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) مالی سال2010-11 میں ضلع لاہور اور قصور میں رجسٹر کی گئی گاڑیوں کی تعداد اور ان گاڑیوں سے رجسٹریشن کی مد میں جو آمدن ہوئی وہ درج ذیل ہے:-

ضلع	گاڑیوں کی تعداد	آمدن
لاہور	179,192	مبلغ-/1,802,556,349روپے
قصور	1,984	مبلغ-/10,144,707روپے

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے گاڑیوں کی رجسٹریشن میں جو اہلکار وافسران گھپلوں میں ملوث پائے گئے ہیں ان کے خلاف محکمانہ کارروائی شروع کر دی گئی ہے۔ان کے آرڈر آف انکوائری ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔جن ملازمین کے خلاف کارروائی کی جارہی ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نام	عہدہ	گریڈ
محمد اسلم سکھیرا	ETO	17
محبوب عالم ورک	انسپکٹر	14
خواجہ تحسین	DEO	11
محمد اسلم	جونیئر کلرک	7

لاہور میں نومبر2009 کے دوران پراپرٹی ٹیکس نادہندگان کے خلاف کارروائی کی تفصیلات

*8116:جناب وسیم قادر:کیاوزیرآبکاری ومحصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

محکمہ نے شالامار ٹاؤن، علامہ اقبال ٹاؤن، ماڈل ٹاؤن، گارڈن ٹاؤن، راوی ٹاؤن، داتا گنج بخش ٹاؤن لاہور میں ماہ نومبر2009 میں کتنے پراپرٹی نادہندگان کے خلاف کارروائی کی اور گرفتار کیا؟

وزیرآبکاری ومحصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

نادہندگان کے خلاف کارروائی کی تفصیل ٹاؤن وائز درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	ٹاؤنز	تعداد نادہندگان	گرفتار شدگان
1	شالامار ٹاؤن	154	54
2	علامہ اقبال ٹاؤن	1569	51
3	ماڈل ٹاؤن	932	-
4	گارڈن ٹاؤن	349	-
5	راوی ٹاؤن	68	23
6	داتا گنج بخش ٹاؤن	227	49

7	ٹوٹل	3299	177

لاہور۔پراپرٹی ٹیکس نادہندگان وٹیکس وصولی کی تفصیلات

*8118:جناب وسیم قادر:کیاوزیرآبکاری ومحصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ نے داتاگنج بخش ٹاؤن، گلبرگ، سمن آباد، علامہ اقبال، شالامار، راوی ٹاؤنز لاہور میں ماہ نومبر2009میں کتنے پراپرٹی ٹیکس نادہندگان کو گرفتار کیا؟

(ب) محکمہ نے مذکورہ بالاٹاؤنز میں نومبر2009میں کتنی جائیدادیں سیل کیں؟

(ج) محکمہ نے مذکورہ بالاٹاؤنز میں ماہ نومبر2009میں کتنا ٹیکس وصول کیا؟

وزیرآبکاری ومحصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) محکمہ نے داتاگنج بخش ٹاؤن، گلبرگ، سمن آباد، علامہ اقبال ٹاؤن، شالامار، راوی ٹاؤن لاہور میں ماہ نومبر2009میں289پراپرٹی نادہندگان کو گرفتار کیا۔

ٹاؤنز	گرفتاریاں
داتاگنج بخش ٹاؤن	49
گلبرگ ٹاؤن	43
سمن آباد ٹاؤن	69
علامہ اقبال ٹاؤن	51
شالامار ٹاؤن	54
راوی ٹاؤن	23
ٹوٹل	289

(ب) محکمہ نے مذکورہ بالا ٹاؤنز میں نومبر2009میں589جائیدادیں سیل کیں جو درج ذیل ہیں:۔

ٹاؤنز	جائیدادیں
داتاگنج بخش ٹاؤن	73
گلبرگ ٹاؤن	106
سمن آباد ٹاؤن	83
علامہ اقبال ٹاؤن	131
شالامار ٹاؤن	133
راوی ٹاؤن	64
ٹوٹل	589

(ج) محکمہ نے مذکورہ بالا ٹاؤنز میں ماہ نومبر 2009 میں 44.779 ملین ٹیکس وصول کیا جو درج ذیل ہے:-

ٹاؤنز	ٹیکس وصولی
داتا گنج بخش ٹاؤن	5.343ملین
گلبرگ ٹاؤن	6.056ملین
سمن آباد ٹاؤن	9.618ملین
علامہ اقبال ٹاؤن	14.605ملین
شالامار ٹاؤن	5.134ملین
راوی ٹاؤن	4.023ملین
ٹوٹل	44.779ملین

ضلع سیالکوٹ، پراپرٹی ٹیکس کی مد میں وصول ہونے والی رقم کی تفصیلات

*8226:رانا آصف محمود:کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ میں پراپرٹی ٹیکس کی مد میں سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران کتنی رقم اکٹھی ہوئی، تفصیل سال وار بتائیں؟

(ب) اس ضلع میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے کہاں کہاں دفاتر بنائے گئے ہیں؟

(ج) ان دفاتر میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(د) ان ملازمین کے ان سالوں کے اخراجات بتائیں یہ اخراجات کس کس مد میں ہوئے؟

(ہ) ان ملازمین کے پاس کتنی سرکاری گاڑیاں اور موٹر سائیکل ہیں؟

(و) ان میں سے کتنے ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں پراپرٹی ٹیکس کی مد میں جو رقم سال 10-2009 اور 11-2010 کے دوران اکٹھی ہوئی درج ذیل ہے:-

سال	2009-10	2010-11
	مبلغ-/78,746,170روپے	مبلغ-/82,658,793روپے

(ب) اس ضلع میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے سیالکوٹ، ڈسکہ، سمبڑیال اور پسرور میں دفاتر بنائے گئے ہیں۔

(ج) ان دفاتر میں کام کرنے والے کل 27 ملازمین ہیں، ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د)

سال	2009-10	2010-11
تنخواہ	مبلغ-/5,659,480روپے	مبلغ-/7,154,264روپے
تفصیل متفرق اخراجات	مبلغ-/33,268روپے	مبلغ-/400,000روپے

(ہ) مندرجہ ذیل گاڑیاں ذیل میں دیئے گئے افسران/اہلکاران کے استعمال میں ہیں۔
LEG-07-772 سینئر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر کے استعمال میں ہے۔
LEG-10-377 پراپرٹی ٹیکس کی وصولی اور گاڑیوں کی چیکنگ میں استعمال ہوتی ہے۔
کسی ملازم کے پاس سرکاری موٹر سائیکل نہ ہے۔

(و) کوئی محکمانہ انکوائری کسی ملازم کے خلاف نہ ہو رہی ہے۔

ضلع لاہور-گاڑیوں کی رجسٹریشن کے لئے دفاتر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8230: **جناب محمد نوید انجم**: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران گاڑیوں کی رجسٹریشن کی مد میں کتنی رقم وصول ہوئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران گاڑیوں کی رجسٹریشن فیس کس شرح سے وصول کی گئی؟

(ج) ضلع لاہور میں گاڑیوں کی رجسٹریشن کے لئے کتنے دفاتر کہاں کہاں بنائے گئے ہیں؟

(د) ان دفاتر میں تعینات ملازمین میں سے کتنے ملازمین عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی جگہ پر کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

(ہ) ان سالوں کے دوران کتنی گاڑیوں کی رجسٹریشن جعلی کاغذات پر ہوئی اور ان کو کس نے کس مرحلہ پر پوائنٹ آؤٹ کیا؟

(و) ان سالوں کے دوران کتنے ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر کارروائی کی گئی؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع لاہور میں دوران سال 09-2008 مبلغ-/77,04,43,898 روپے اور سال 10-2009 مبلغ-/1,074,079,931 روپے رجسٹریشن فیس کی مد میں رقم وصول ہوئی۔

(ب) اس دوران وصول کی گئی رجسٹریشن فیس کی شرح کی تفصیل درج ذیل ہے:۔
محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن
گاڑیوں کی رجسٹریشن پر درج ذیل حساب سے فیس وصول کی جاتی ہے۔

- موٹر سائیکل، ٹریکٹر، بس، پک اپ، رکشا، کار، جیپ = قیمت کا ایک فیصد
- کمبائنڈ ہارو سٹر، رگرز، فورک لفٹر، روڈ رولر، تعمیراتی اور زمینی کام کی مشینری جیسا کہ ویل لوڈرز، کرینز، ایکسیویٹر، گارڈرز، ڈوزرز، پائپ لیزر، تعمیراتی سڑک / صفائی والی مشین روڈ میکنگ اور روڈ / سیوریج کلیننگ پلانٹ= 300روپے
- دیگر گاڑیاں بحساب انجن کپیسٹی

1000 CC تک قیمت کا ایک فیصد
1001 CC سے 2000 CC تک قیمت کا دو فیصد
2001 CC تا Above قیمت کا چار فیصد

- اضافی رجسٹریشن فیس:

Sr. No	Description of Fee	Enhanced Reg.Fee
(I)	Exceeding 60 days but not exceeding 120 days	125% of actual fee
(II)	Exceeding 120 days but not exceeding 240 days	150 % of actual fee
(III)	Exceeding 240 days	200% of actual fee

- زرعی ٹریکٹر پر اضافی رجسٹریشن فیس:

Sr. No.	Description of Fee	Enhanced Reg. Fee
(I)	Exceeding 180 days but not exceeding 240 days	125% of actual fee
(II)	Exceeding 240 days but not exceeding 360 days	150% of actual fee
(III)	Exceeding 360 days	200% of actual fee

(ج) گاڑیوں کی رجسٹریشن کے لئے لاہور میں دو دفاتر بنائے گئے ہیں جن کے ایڈریس درج ذیل ہیں:

I۔ A-2فرید کوٹ ہاؤس لاہور
II۔ A-31بلاک XXخیابان اقبال DHAلاہور

(د) موٹر برانچ کی مختلف برانچ میں کل 12ملازمین عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی جگہ پر کام کر رہے ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	نام مع عہدہ	گریڈ	تاریخ تعیناتی
I	محمد سہیل E&TI	BS-14	26-07-2006
II	ذکاءالرحمن E&TI	BS-14	21-08-2006
III	عبدالقدیر جونیئر کلرک	BS-7	15-09-2005
IV	محمد امین جونیئر کلرک	BS-7	26-12-2005
V	حبیب احمد جونیئر کلرک	BS-7	27-03-2006
VI	خالد بشیر جونیئر کلرک	BS-7	30-09-2006
VII	سجاد حسین، جونیئر کلرک	BS-7	18-10-2007
VIII	عتیق احمد چوہان، جونیئر کلرک	BS-7	30-11-2006
IX	مہتاب عمر جونیئر کلرک	BS-7	16-05-2008
X	عبدالوحید بٹ جونیئر کلرک	BS-7	07-05-2008
XI	محمد ندیم جونیئر کلرک	BS-7	10-06-2008
XII	محمد سعید ساجد جونیئر کلرک	BS-7	20-01-2002

(ہ) مذکورہ سالوں کے دوران ضلع لاہور میں کوئی بھی گاڑی جعلی کاغذات پر رجسٹرڈ نہ ہوئی ہے۔

(و) مذکورہ سالوں میں جن 45 ملازمین کے خلاف کارروائی کی گئی ان کے نام اور بقیہ تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

حکومتی محاصل کی ریکوری میں مشکلات کی وجوہات کی تفصیلات

*8239: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ کے پاس انسپکٹروں اور ای ٹی اوز کی تعداد موجودہ ضرورت سے بہت کم ہے جبکہ محکمہ کے پاس 55 انسپکٹروں کی اسامیاں عرصہ دراز سے خالی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان خالی اسامیوں کی وجہ سے انسپکٹرز، ای ٹی اوز دو دو سرکل میں کام کر رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے ریکوری کی رفتار متاثر ہوتی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب ای ٹی اوز کی تعداد میں اضافہ اور 55 انسپکٹروں کی خالی اسامیاں پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ محکمہ کے پاس انسپکٹروں اور ای ٹی اوز کی تعداد موجودہ ضرورت سے کم ہے مزید یہ کہ محکمہ کے پاس اس وقت 06 ای ٹی اوز اور 76 انسپکٹروں کی اسامیاں خالی ہیں۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ کچھ انسپکٹر اور ای ٹی اوز دو دو سرکل اور زون میں کام کر رہے ہیں جس کی وجہ سے وصولی کی رفتار کسی حد تک متاثر ضرور ہو رہی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نے محکمہ ہذا کے عملے کی تعداد کو پورا کرنے کے لئے درج ذیل نئی اسامیاں مورخہ 01-07-2011 سے منظور کی ہیں۔

سیریل نمبر	نام اسامی	گریڈ	تعداد اسامی
1	انسپکٹر	14	96
2	ڈیٹا انٹری آپریٹر	11	36
3	کانسٹیبل	05	96

مزید یہ کہ حکومت پنجاب نے سیکرٹری پنجاب پبلک سروس کمیشن لاہور کو 06 ای ٹی اوز اور 76 انسپکٹران کی خالی اسامیاں پر کرنے کی سفارشات جاری کر دی ہیں اور مندرجہ بالا اسامیوں کو پُر کرنے کا تحرک کیا جا رہا ہے۔

ضلع فیصل آباد-پراپرٹی ٹیکس کی مد میں وصولی و دیگر تفصیلات

*8248: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں پراپرٹی ٹیکس کی مد میں سال 10-2009 اور 11-2010 کے دوران کتنی رقم وصول ہوئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران پراپرٹی ٹیکس کا کتنا ٹارگٹ مقرر کیا گیا تھا؟

(ج) اس ضلع میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے کتنے ملازمین تعینات ہیں ان ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی بتائیں؟

(د) ان ملازمین کے ان دو سالوں کے تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے کے اخراجات بتائیں؟

(ہ) ان ملازمین کے زیر تصرف سرکاری گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کی تفصیل بتائیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع فیصل آباد میں سال 10-2009 اور 11-2010 میں پراپرٹی ٹیکس کی مد میں جتنی رقم کی وصولی ہوئی درج ذیل ہے:-

مالی سال	10-2009 اور	2010-11
موجودہ	مبلغ-/241,262,987 روپے	مبلغ-/251,617,840 روپے
بقایا	مبلغ-/110,932,289 روپے	مبلغ-/106,823,575 روپے
کل وصولی	مبلغ-/352,195,276 روپے	مبلغ-/358,441,415 روپے

(ب) ضلع فیصل آباد میں ان سالوں کے دوران پراپرٹی ٹیکس کا جو ٹارگٹ مقرر کیا گیا تھا وہ درج ذیل ہے:-

مالی سال	2009-10اور	2010-11
ٹارگٹ	مبلغ-/350,002,665روپے	مبلغ-/379,013,933روپے

(ج) اس ضلع میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے سال2009-10اور2010-11کے دوران جو ملازمین تعینات ہیں ان ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعیناتی جھنڈی (الف) سال وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان ملازمین کے ان دو سالوں کے تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے کے اخراجات درج ذیل ہیں:-

مالی سال	2009-10اور	2010-11
تنخواہ	مبلغ-/8,258,010روپے	مبلغ-/8,220,816روپے
الاؤنسز	مبلغ-/7,764,350روپے	مبلغ-/12,512,374روپے
ٹی اے/ڈی اے	مبلغ-/29,045روپے	NIL

(ہ) ضلع فیصل آباد میں ملازمین کے زیر تصرف جو سرکاری گاڑیاں ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

کار نمبر	نوعیت گاڑی	جس افسر کے استعمال میں ہے۔
LEG-07-160	کار کلٹس	ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن فیصل آباد
LEG-10-114	پک اپ	موٹر برانچ سٹاف / پراپرٹی ٹیکس I&II
LEG-10-400	پک اپ	پراپرٹی ٹیکس، ایکسائز، پروفیشنل ٹیکس
FDM-7777	پک اپ	پراپرٹی ٹیکس فیصل آباد III
LHV-34	کار ماڈل 1987	سینئر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر

ضلع فیصل آباد۔شراب کی خرید کے لئے جاری کئے گئے پرمٹ و دیگر تفصیلات

*8249: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں حکومت نے کن کن اداروں کو شراب کی خرید کے لئے پرمٹ/لائسنس جاری کر رکھے ہیں؟

(ب) یہ ادارے شراب کہاں سے حاصل کرتے ہیں؟

(ج) یہ ادارے کن کن افراد کو شراب فروخت کر سکتے ہیں؟

(د) ضلع فیصل آباد میں حکومت نے کتنے افراد کو شراب پینے کے پرمٹ / لائسنس جاری کر رکھے ہیں؟

(ہ) شراب کی مد میں اس ضلع میں سال10-2009اور11-2010 کے دوران کتنا ٹیکس وصول ہوا ہے اس ٹیکس کی وصولی کے لئے کتنے افراد کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع فیصل آباد میں صرف سرینا ہوٹل کو شراب خرید کا2-Lلائسنس جاری کیا گیا ہے۔

(ب) یہ ادارہ مری، بیوری فیکٹری راولپنڈی، کوئٹہ ڈسٹلری لمیٹڈ کوئٹہ اور انڈس ڈسٹلری لمیٹڈ کراچی سے شراب حاصل کرتا ہے۔

(ج) یہ ادارہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر فیصل آباد کے دفتر سے جاری کردہ غیر مسلم پاکستانیوں کو پرمٹ I-PRپر اور غیر مسلم فارنرز کو پرمٹ II-PRپر شراب فروخت کرتا ہے۔

(د) ضلع فیصل آباد میں یکم جولائی2010تا30۔جون2011تک 3964 غیر مسلم پاکستانی افراد کوI-PRپرمٹ جاری کئے گئے جبکہ غیر مسلم غیر ملکیوں کوII-PRجاری کئے ہیں۔

(ہ) شراب کی مد میں اس ضلع میں سال10-2009اور11-2010 جتنا ٹیکس وصول کیا گیا اس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

Source	2009-10	2010-11
VEND FEE	53,359,321/-	53,485,516/-
STILL HEAD DUTY	7,446,000/-	5,719,200/-
PERMIT FEE	1,811,450/-	1,966,250/-
LICENCE FEE	150,000/-	150,000/-

مذکورہ ٹیکس کی وصولی کے لئے مندرجہ ذیل اہلکار تعینات ہیں۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	نوعیت کام اور حدود
1	افتخار حسین ڈوگر	ETO	17	بطور سپروائزری آفیسر
2	عبدالستار (ایڈیشنل چارج)	AETO	16	بطور انٹرنل آڈیٹر مقدمات پکڑنے کی نگرانی، لائسنس کی پڑتال
3	ضرار احمد	انسپکٹر	14	مقدمات پکڑنے کی ڈیوٹی ولائسنس کی پڑتال (تھانہ غلام محمد آباد، ٹھیکری والہ، سمندری، چک جھمرہ)
4	احمد حسن	انسپکٹر	14	تھانہ سول، کوتوالی، جھنگ بازار، ڈجکوٹ، سرگودھا روڈ، نشاط آباد
5	اقبال صابر	انسپکٹر	14	تھانہ بٹالہ کالونی، ریل بازار، ڈی ٹائپ، فیکٹری ایریا

6	خرم شہزاد	انسپکٹر	14	تھانہ صدر تاندلیانوالہ، سٹی تاندلیانوالہ، صدر جڑانوالہ، سٹی جڑانوالہ
7	فیصل علی	کلرک	7	ڈیوٹی ایکسائز محرر بطور کلرک انچارج
8	خالد منان	کانسٹیبل	5	ڈیوٹی ہمراہ احمد حسن برائے مقدمات آبکاری
9	محمد جاوید	کانسٹیبل	5	ڈیوٹی ہمراہ احمد حسن برائے مقدمات آبکاری
10	شاہد گل	کانسٹیبل	5	ڈیوٹی ہمراہ ضرار احمد برائے مقدمات آبکاری
11	نوید احمد	کانسٹیبل	5	ڈیوٹی ہمراہ عبدالستار (AETO) آفس

لاہور۔ایکسائز ڈیوٹی کی مد میں حاصل ہونے والی آمدن کی تفصیلات

*8281: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) آواری ہوٹل لاہور کو سال 09۔2008 اور 10۔2009 میں برائے فروخت شراب کتنے پرمٹ جاری کئے گئے؟

(ب) ایکسائز ڈیوٹی کی مد میں مذکورہ عرصہ میں کتنی آمدن ہوئی؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) آواری ہوٹل لاہور کو سال 09-2008 میں 26 پرمٹ اور سال 10-2009 میں 22 پرمٹ شراب فروخت کرنے کے جاری کئے گئے۔

(ب) ایکسائز ڈیوٹی کی مد میں مذکورہ عرصہ کے دوران آواری ہوٹل سے جو آمدن وصول ہوئی، اس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

Year	Still Head Duty	Vend fee
2008-09	Rs.3,600,000	Rs. 43,182,150
2009-10	Rs.1,350,000	Rs.34,150,000
Total	Rs.4,950,000	Rs.77,332,150

سال 10-2009 کے دوران Still Head Duty اور Vend Fee میں کمی کی وجہ آواری ہوٹل کو شراب کی فروخت کے لئے جاری کئے گئے پرمٹس کی کم تعداد ہے اور اس کم تعداد کی وجہ یہ ہے کہ مذکورہ سال کے دوران ہوٹل کی Vend Shop بوجہ تبدیلی جگہ کچھ عرصہ کے لئے برائے منظوری منجانب مجاز اتھارٹی بند رہی تھی جس کی وجہ سے مذکورہ ہوٹل نے شراب کی فروخت کی بابت کاروبار قانوناً بند رکھا تھا۔

لاہور کے رہائشیوں کو شراب پرمٹ جاری کرنے کی تفصیلات

*8282:چودھری محمد اسد اللہ:کیاوزیرآبکاری ومحصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ لاہور کے رہائشیوں کو شراب حاصل کرنے کے لئے پرمٹ جاری کئے گئے ہیں اگر ہاں تو گلبرگ، جوہر ٹاؤن اور ماڈل ٹاؤن کے افراد کے مکمل کوائف مع ماہانہ آمدن کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ درخواست دہندہ ایک فارم پر اپنی ماہانہ آمدن اور آمدن کے بارے میں income tax certificate فراہم کرتا ہے اگر ہاں تو شراب کا پرمٹ جاری کرنے کے لئے کم ازکم آمدن کیا مقرر کی گئی ہے؟

وزیرآبکاری ومحصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ لاہور کے رہائشی غیر مسلم افراد کو شراب کے پرمٹ جاری کئے گئے ہیں۔ گلبرگ کے غیر مسلم رہائشیوں کو433پرمٹ، ماڈل ٹاؤن کے غیر مسلم رہائشیوں کو 42پرمٹ اور جوہر ٹاؤن کے غیر مسلم رہائشیوں کو7پرمٹ جاری کئے گئے ہیں۔جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔شراب کا پرمٹ جاری کرتے وقت ایک تو صرف غیر مسلم ہونے کا ثبوت شناختی کارڈ دیکھا جاتا ہے۔قانون میں ایسی کوئی شق نہ ہے کہ اس کی آمدنی کے بارے میں پوچھا یا سرٹیفکیٹ لیا جائے اور نہ ہی ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ ایسا کرتا ہے۔

(ب) غیر مسلم پرمٹ ہولڈر کو بمطابق قانون ماہانہ آمدنی ظاہر کرنے یا انکم ٹیکس سرٹیفکیٹ درخواست برائے حصول پرمٹ کے ساتھ دینے کی ضرورت نہ ہے۔

ضلع جہلم، پراپرٹی ٹیکس کی وصولی ودیگر تفصیلات

*8456:جناب محمد فیاض:کیاوزیرآبکاری ومحصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع جہلم میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے سال09-2008 اور سال10-2009 کا ٹارگٹ کیا مقرر کیا گیا تھا؟

(ب) اس عرصہ کے دوران سال وار کتنا پراپرٹی ٹیکس وصول ہوا؟

(ج) اس عرصہ کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے متعین ملازمین کے نام، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کریں؟

(د) مذکورہ عرصہ کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی صحیح تشخیص نہ کرنے پر کتنے ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی کی گئی؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)

ٹارگٹ برائے سال2008-09	60,313,220
ٹارگٹ برائے سال2009-10	64,576,584

(ب)

سال2008-09	39,626,552
سال2009-10	40,229,306

(ج) تعینات ملازمین کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام	عہدہ	گریڈ	جگہ تعیناتی
علی احمد رزم	ETO/Collector	17	جہلم
علی اقتدار کرمانی	ETO/Collector	17	جہلم
محمد یوسف نجم	ETO/Collector	17	جہلم
راجہ شوکت محمود	ETO/Collector	17	جہلم
غیاث الدین	ETO/Collector	17	جہلم
منور احمد ورک	AETO/Assessing Authority	16	جہلم
شیخ مشتاق	AETO/Assessing Authority	16	جہلم
محمد عمر فاروق	Inspector	14	جہلم
رانا شمشاد علی	Inspector (OPS)	11	جہلم
عاصم ستار	Inspector	14	جہلم
برکت پرویز	Inspector (OPS)	11	جہلم
اختر سعید	Inspector (OPS)	14	جہلم
عمران عابد	Inspector	14	جہلم
محمد بشیر	Inspector (OPS)	11	جہلم
محمد آصف ملک	Inspector (OPS)	09	جہلم
منور حسین	Inspector	14	دینہ
عمران خان	Clerk	07	جہلم
اسد ہارون	Clerk	07	جہلم
ظہیر احمد	Clerk	07	جہلم

امین الشفقات اسد	Clerk	07	دینہ
رضوان یونس	Constable	05	جہلم
محمد احسان	Constable	05	جہلم
محمد اعظم	Constable	05	جہلم
واحد حنیف	Constable	05	جہلم
امتیاز حسین	Constable	05	جہلم
اقبال حسین	Constable	05	جہلم
جاوید اقبال	Constable	05	دینہ

(د) 2008-09 میں ایک ایکسائز انسپکٹر محمد بشیر کے خلاف محکمانہ کارروائی کی گئی اس کی تنزلی بطور کلرک کر کے راولپنڈی تبادلہ کر دیا گیا۔ آرڈر کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع جہلم، پراپرٹی ٹیکس کی مد میں آنے والے انڈسٹریل یونٹس کی تفصیلات

*8457: **جناب محمد فیاض:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع جہلم میں کتنے انڈسٹریل یونٹ پراپرٹی ٹیکس کی مد میں آتے ہیں؟

(ب) ان یونٹ پر ٹیکس کا کیا فارمولا ہے اور اس مد میں 2008-09 اور 2009-10 کے دوران کتنا ٹیکس وصول کیا گیا؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع جہلم میں 53 انڈسٹریل یونٹس پراپرٹی ٹیکس کی مد میں آتے ہیں۔

(ب) ان یونٹس پر ٹیکس کا فارمولا حسب ذیل ہے:-

کیٹیگری D

Residential Rates (Self or Rented as the case may be) prescribed in the valuation table with following conditions:-

Above rate	Up to 1Acre
Reduction of 20% in the above rate.	Next 4 Acres
Further reduction of 20% in the above rates	Exceeding 5 Acres

-1 کل رقبہ پلاٹ بحساب مربع گز x شرح کرایہ بمطابق Valuation Table

-2 تعمیر شدہ رقبہ بحساب مربع فٹ x شرح کرایہ (ذاتی، کمرشل، کرایہ داری، رہائشی)

-3 تشخیص ماہانہ کرایہ = 2+1

-4 سالانہ تشخیص = ماہانہ تشخیص کرایہ x 12

5- رعایت برائے سالانہ مرمت= سالانہ تشخیص کا10% (ARV)

6- یہ کہ -/20,000روپے سالانہ تشخیص تک پراپرٹی ٹیکس بحساب20فیصد اور اس سے زائد سالانہ تشخیص پر25فیصد کی شرح سے پراپرٹی ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔

اس مد میں سال09-2008اور10-2009کے دوران حسب ذیل ٹیکس وصول کیا گیا۔

سال09-2008میں -/1,646,564روپے

سال10-2009میں -/1,245,760روپے

ٹوٹل -/2,892,324روپے

لاہور۔ڈرامہ ہالوں میں دو نمبر ٹکٹوں کی فروخت کی تفصیلات

*8467: **محترمہ ثمینہ خاور حیات:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کے ڈرامہ ہالوں میں ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ کے اہلکاروں اور ڈرامہ ہال مالکان کی ملی بھگت سے ٹکٹوں کی فروخت کی جاتی ہے لیکن ٹیکس صرف کم ریٹس والی ٹکٹوں کا دیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ہالوں میں صوفے اور اضافی سیٹیں لگا کر ہزاروں روپے والی ٹکٹوں کے پیسے لئے جاتے ہیں، لیکن ٹکٹیں جاری نہیں کی جاتیں اس طرح حکومت کو سالانہ کروڑوں روپے کا نقصان پہنچایا جارہا ہے؟

(ج) کیا اس فراڈ میں ملوث اہلکاروں اور افسروں کے خلاف کبھی کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست نہ ہے۔بکنگ آفس میں ہر کلاس کی ٹکٹیں موجود ہوتی ہیں۔تمام تماشائیوں کو قانون کے مطابق ٹکٹ دیتے وقت تفریحی ڈیوٹی بمطابق ٹکٹ ریٹس وصول کی جاتی ہے۔کسی کو کم ریٹس والی ٹکٹ جاری نہ کی جاتی ہے۔

(ب) اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ رش کی وجہ سے جن تھیٹر پر زائد سیٹیں لگائی جاتی ہیں ان پر بیٹھنے والے تماشائیوں کو ٹکٹ بمطابق ریٹ جاری کئے جاتے ہیں اور تفریحی ڈیوٹی وصول کی جاتی ہے۔البتہ اگر کسی ہال کی انتظامیہ یا محکمہ کے اہلکاران کے خلاف کوئی شکایت ہو تو ان کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔اس سلسلہ میں تین اہلکاران کے خلاف انضباطی کارروائی ہو رہی ہے۔

(ج) تین اہلکاروں کے خلاف PEEDA Act 2006 کے تحت کارروائی چل رہی ہے ان کے نام درج ذیل ہیں:۔

1- قاضی افتخار یاسین(AETO)
2- نجم ذکا بٹ(E&TI)
3- فخر واہگہ(E&TI)

ضلع گجرات، پراپرٹی ٹیکس کی وصولی و دیگر تفصیلات

*8475: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گجرات میں پراپرٹی ٹیکس کی مد میں سال10-2009 اور 11-2010 کے دوران کتنا ٹیکس وصول کیا گیا؟

(ب) ضلع گجرات میں کل کتنا سٹاف کون کون سی سیٹ پر کتنے کتنے عرصہ سے کام کر رہا ہے، آگاہ کریں؟

(ج) ضلع گجرات میں محکمہ کے پاس کل کتنی گاڑیاں ہیں، مذکورہ عرصہ کے دوران پٹرول و مرمت کی مد میں کتنے اخراجات ہوئے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع گجرات میں پراپرٹی ٹیکس کی مد میں سال10-2009 اور 11-2010 کے دوران جو ٹیکس وصول ہوا درج ذیل ہے:۔

سال	10-2009 اور	11-2010
وصولی	مبلغ-/70,589,2411 روپے	مبلغ-/78,155,012 روپے

(ب) ضلع گجرات میں 46 کا سٹاف کام کر رہا ہے۔ تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)۔

(ج) ضلع گجرات میں محکمہ کے پاس کل دو گاڑیاں ہیں مذکورہ عرصہ کے دوران پٹرول و مرمت کی مد میں درج ذیل اخراجات ہوئے۔

گاڑی نمبری	پٹرول اخراجات		مرمت کے اخراجات	
	10-2009 اور 11-2010		10-2009 اور 11-2010	
Leg-07-773	-/40754 روپے	-/58,520 روپے	—	-/5000 روپے
Leg-10-666	—	-/18,486 روپے	—	—

پنجاب میں شراب کشید کرنے والی فیکٹریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8507: جناب خالد جاوید اصغر گھرال: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب میں شراب کشید کرنے کی کتنی فیکٹریاں ہیں، ان میں سے ہر ایک کی سالانہ پیداوار کتنی ہے؟

(ب) اس پیداوار کا کتنا حصہ برآمد کیا جاتا ہے اور کتنا پاکستان میں ہی استعمال ہوتا ہے؟

(ج) مقامی طور پر تیار کی جانے والی شراب پر کتنے فیصد ایکسائز ڈیوٹی وصول کی جاتی ہے، سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران کتنی ایکسائز ڈیوٹی وصول کی گئی؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) صوبہ پنجاب میں شراب کشید کرنے کی صرف ایک فیکٹری میسرز مری بروری کمپنی لمیٹڈ راولپنڈی میں ہے اور اس کی سالانہ پیداوار گزشتہ دو مالی سال میں حسب ذیل رہی ہے:-

مالی سال	پیداوار شراب (گیلن)	پیداوار بیئر (لیٹرز)
2008-09	1,048,148	5,163,075
2009-10	1,270,815	5,607,980

(ب) اس پیداوار میں سے ایک لیٹر بھی بیرون ملک برآمد نہیں کیا جاتا ہے۔البتہ صوبہ پنجاب اور دیگر صوبوں میں کھپت کے اعداد و شمار حسب ذیل ہیں:-

مالی سال	کھپت شراب (گیلن)		کھپت بیئر (لیٹرز)	
	صوبہ پنجاب	دیگر صوبہ جات	صوبہ پنجاب	دیگر صوبہ جات
2008-09	271,285	7,671,196	1,768,750	3,380,000
2009-10	269,206	9,690,769	1,827,500	3,755,770

(ج) مقامی طور پر تیار کی جانے والی شراب پر ایکسائز ڈیوٹی حسب ذیل شرح سے وصول کی جاتی ہے-

1- شراب (PMFL) = 600 روپے فی LP گیلن

2- بیئر = 12 روپے فی لیٹر

جبکہ مالی سال 09-2008 اور مالی سال 10-2009 کے دوران وصولی ایکسائز ڈیوٹی ازاں شراب حسب ذیل رہی ہے:-

سال	شراب سے	بیئر سے	کل وصول شدہ ڈیوٹی
2008-09	162,771,000	21,225,000	183,996,000
2009-10	161,523,600	21,930,000	183,453,600

محکمہ میں ای ٹی اوز و ڈائریکٹرز کی اسامیوں کی تفصیلات

*8618:ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن میں اس وقت کتنے ETOs اور ڈائریکٹرز کی اسامیاں ہیں کیا سب اسامیوں پر افسر تعینات ہیں؟

(ب) کیا محکمہ میں مذکورہ بالا افسران کو ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں تبدیل کئے جانے کی کوئی پالیسی ہے، اگر ایسا ہے تو کیا اس پر عمل کیا جاتا ہے؟

(ج) کیا محکمہ میں ایسے افسر ہیں جو اپنی مدت ملازمت کے دوران تھوڑی مدت کے لئے ٹرانسفر ہوئے اور دوبارہ پہلی جگہوں پر واپس آ گئے؟

(د) کیا آبکاری و محصولات سے ایسے محکمے جن کے افسران کا عوام سے براہ راست تعلق ہوتا ہے ان کی لمبے عرصے کے لئے ایک ہی جگہ پر تعیناتی پبلک ایڈمنسٹریشن کے اصولوں کے خلاف نہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن میں ETO کی 49 اور ڈائریکٹرز کی 13 اسامیاں ہیں۔ان میں ETOs کی 06 اسامیاں خالی ہیں۔جبکہ ڈائریکٹر ہیڈ کوارٹر کی ایک اسامی خالی ہے۔

(ب) جی ہاں، ٹرانسفر پالیسی 1980 پر عمل کیا جاتا ہے جو کہ درج ذیل ہے:-

a. On completion of tenure/prescribed stay at hard stations.
b. On completion of 03 years stay at a particular station in other cases.
c. On compassionate grounds.
d. On disciplinary grounds.
e. On promotions/demotion.
f. Administrative requirements.
g. No officer/official shall be transferred, who is under special report nor shall earned leave be granted to him except by the order of the authority, which placed him under such report.

ٹرانسفر پالیسی 1980 کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ کا ایسا کوئی افسر نہ ہے جو ٹرانسفر ہوا ہو اور بعد میں فوری طور پر دوبارہ پہلے والی جگہ پر تعینات کیا گیا ہو۔

(د) اس بات کا جواب جز(ب) میں دیا جا چکا ہے۔

لاہور۔منشیات فروشوں کی گرفتاری و دیگر تفصیلات

*8702: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ نے لاہور میں سال2009اور سال2010میں کتنے منشیات فروش گرفتار کئے؟

(ب) گرفتار شدہ منشیات فروشوں سے کون کونسی منشیات برآمد ہوئیں ان کی الگ الگ مقدار اور مالیت کیا تھی؟

(ج) کتنے منشیات فروشوں کو سزا دلوائی گئی، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) محکمہ نے سال2009اور سال2010کے دوران جتنے منشیات فروش گرفتار کئے ان کی تعداد درج ذیل ہے:۔

سال2009میں کل227منشیات فروشوں کو گرفتار کیا گیا۔

سال2010میں کل205منشیات فروشوں کو گرفتار کیا گیا۔

(ب) دوران سال2009اور2010گرفتار شدہ منشیات فروشوں سے جو منشیات برآمد ہوئیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے تاہم منشیات کی مالیت کا اندازہ نہ ہے:۔

1-ہیروئن	19.570کلوگرام
2-چرس	38.505کلوگرام
3-افیون	08.950کلوگرام
4-شراب	4884لیٹر مع چالو بھٹی
5-بھنگ	164کلوگرام
6-پوپی ہیڈ	0.500کلوگرام
7-نشہ آور ٹیکہ جات	1848عدد
8-نشہ آور گولیاں	1008عدد
9-افیون ملا پاؤڈر	12.000کلوگرام
10-افیون ملی گولیاں	0.300کلوگرام

(ج) دوران سال2009اور2010کل24منشیات فروشوں کو سزا ہوئی جبکہ باقی ماندہ کے کیس ابھی زیر سماعت ہیں۔

گجرات،منشیات فروشوں کے خلاف کارروائی کی تفصیلات

*8703: محترمہ قمر عامر چودھری: کیاوزیرآبکاری ومحصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ نے گجرات میں منشیات فروشوں کے خلاف سال2009اور2010 کے دوران کتنے آپریشن کئے؟

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران کتنے منشیات فروش گرفتار ہوئے اور کون سی منشیات کتنی مقدار میں برآمد ہوئیں اوران کو کیا کیا سزائیں ہوئیں؟

وزیرآبکاری ومحصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) محکمہ نے گجرات میں منشیات فروشوں کے خلاف سال2009اور 2010کے دوران جتنے آپریشن کئے ان کی تفصیل سال وائز درج ذیل ہے:-

سال	مقدمات	فیصلہ شدہ	زیر سماعت
2009	12	3	9
2010	4	1	3

(ب) مختلف مقدمات میں گرفتار شدگان (تفصیل جھنڈی(الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)پر قسم منشیات سزائیں اور مقدار درج ذیل ہے:-

سال	تعداد گرفتار شدگان	قسم منشیات	مقدار
2009	12	چرس	480گرام
		ہیروئن	25گرام
2010	4	چرس	405گرام

سرگودھاڈویژن،ملازمین کی تعداد ودیگر تفصیلات

*8706: محترمہ سیمل کامران: کیاوزیرآبکاری ومحصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سرگودھاڈویژن میں کتنے ملازمین کون کون سے گریڈ کے کام کر رہے ہیں، ضلع وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) گریڈ16 سے اوپر افسران کی تعداد کیا ہے، یہ افسران کب سے اپنے موجودہ گریڈ میں ہیں اور کب سے سرگودھاڈویژن میں ہیں،ان میں سے کتنے آفیسر ایسے ہیں جو ترقی پانے کے باوجود سرگودھا ہی میں تعینات ہیں؟

(ج) کیا محکمہ پوسٹنگ / ٹرانسفر کے قواعد کی پابندی کرتا ہے، ایک افسر کو زیادہ سے زیادہ کتنے عرصے تک ایک ہی ضلع / ڈویژن میں تعینات رکھا جاسکتا ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) سرگودھا ڈویژن میں محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے ملازمین کی تعداد 171 ہے ضلع وار اور گریڈ وار تفصیل (جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) گریڈ16 سے اوپر افسران کی تعداد 4 ہے۔ مذکورہ افسران کی موجودہ گریڈ میں ترقی اور سرگودھا ڈویژن میں تعیناتی کی تفصیل (جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ترقی پانے کے باوجود کوئی بھی افسر سرگودھا ڈویژن میں تعینات نہ ہے۔

(ج) جی ہاں! محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ٹرانسفر پالیسی 1980 کی پابندی کرتا ہے۔اس پالیسی کے تحت ایک آفیسر کو زیادہ سے زیادہ تین سال کے عرصہ تک ایک ہی ضلع / ڈویژن میں تعینات رکھا جاسکتا ہے لیکن اس کو اسی پالیسی کے تحت درج ذیل بنیاد پر ٹرانسفر بھی کیا جاسکتا ہے۔

a. On completion of tenure/prescribed stay at hard stations.
b. On completion of 03 years stay at a particular station in other cases.
c. On compassionate grounds.
d. On disciplinary grounds.
e. On promotions/demotion.
f. Administrative requirements.
g. No officer/official shall be transferred, who is under special report nor shall earned leave be granted to him except by the order of the authority, which placed him under such report.

ٹرانسفر پالیسی 1980 کی تفصیل جھنڈی (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع وہاڑی، پراپرٹی ٹیکس کی وصولی و دیگر تفصیلات

*8715: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں سال 10-2009 اور 11-2010 کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی مد میں کتنی آمدن سال وار ہوئی ہے؟

(ب) اس ضلع میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ج) پراپرٹی ٹیکس اس ضلع میں کس شرح سے وصول کیا جاتا ہے اور اس شرح کا تعین کیسے اور کون کرتا ہے؟

(د) اس ضلع میں پراپرٹی ٹیکس نادہندگان کی تعداد کتنی ہے اور اس سے کتنا پراپرٹی ٹیکس وصول کرنا باقی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع وہاڑی میں آمدن برائے سال

2009-10 اور	2010-11
مبلغ-/28,005,115 روپے	مبلغ-/31,018,667 روپے

(ب) اس ضلع میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے ایک ETO، دو اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر، دس ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر جبکہ دس ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل کام کر رہے ہیں جن کے نام جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ج) حکومت پراپرٹی ٹیکس 20 فیصد اور 25 فیصد کی شرح سے وصول کیا جاتا ہے جو حکومت پنجاب کے قانون پراپرٹی ٹیکس ایکٹ 1958 کے تحت لاگو ہے۔البتہ پراپرٹی ٹیکس کی تشخیص حکومت سے منظور شدہ ویلیوایشن ٹیبل کے تحت کی جاتی ہے۔

(د) سال 10-2009 کے اختتام پر 30-06-2010 تک ضلع وہاڑی میں نادہندگان کے ذمہ مبلغ -/559693 روپے کی رقم واجب الادا رہ گئی جبکہ سال 11-2010 کے اختتام پر 381 نادہندگان کے ذمہ مبلغ-/387767 روپے واجب الادا ہیں۔جن میں سے 4 نادہندگان کے ذمہ مبلغ-/20000 روپے سے زائد رقم واجب الادا ہے اور باقی 377 نادہندگان کے ذمہ مبلغ-/20000 روپے سے کم رقم واجب الادا ہے۔

ضلع راولپنڈی، ٹوکن ٹیکس کی مد میں وصول ہونے والی رقم و دیگر تفصیلات

*9151: **محترمہ نرگس فیض ملک:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی سے سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران ٹوکن ٹیکس کی مد میں کتنی رقم وصول ہوئی؟

(ب) ان دو سالوں کے دوران اس ضلع میں کتنی گاڑیاں اور موٹر سائیکلیں رجسٹرڈ ہوئیں؟

(ج) موٹر رجسٹریشن برانچ میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(د) کس کس ملازم کے خلاف کس کس بناء پر کارروائی چل رہی ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس ضلع میں عرصہ تین سال سے زائد تک کام کرنے والے ملازمین کو یہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع راولپنڈی سے ٹوکن ٹیکس کی مد میں سال وار درج ذیل وصولی ہوئی:۔

سال	وصولی
2008-09	مبلغ-/207,570,162روپے
2009-10	مبلغ-/222,979,808روپے
2010-11	مبلغ -/225,497,414روپے

(ب) مذکورہ سالوں کے دوران ضلع راولپنڈی میں جتنی گاڑیاں اور موٹر سائیکلیں رجسٹرڈ ہوئی ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	2008-09	2009-10	2010-11
موٹر کار	2318	1572	2763
کمرشل ودیگر	1681	1499	2182
موٹر سائیکل	26174	34125	42923
ٹوٹل	30173	37196	47868

(ج) اس وقت موٹر رجسٹریشن برانچ میں 47 ملازمین کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) بوگس کاغذات پر گاڑیوں کی رجسٹریشن کرنے کے سلسلے میں تین MRA چار ایکسائز انسپکٹران، دو کلرک (ایم ٹی سی) چار کے پی او اور ایک ڈیٹا انٹری آپریٹر ملوث پائے گئے ہیں اور مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت محکمانہ کارروائی شروع کر دی گئی ہے۔آرڈر آف انکوائری کی کاپی جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ملازمین کے تبادلہ کے سلسلہ میں حکومت پنجاب کی منظور شدہ پالیسی 1980 کے تحت عملدرآمد کیا جاتا ہے۔

ضلع راولپنڈی، پراپرٹی ٹیکس سے ہونے والی آمدن و دیگر تفصیلات

*9156: محترمہ نرگس فیض ملک: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راولپنڈی میں سال09۔2008اور10۔2009 کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی مد میں کتنی آمدن ہوئی، تفصیل سال وار بتائیں؟

(ب) ان سالوں کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی وصولی پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ج) اس ضلع میں پراپرٹی ٹیکس برانچ میں کتنے افراد کام کر رہے ہیں؟

(د) ان ملازمین کے ان سالوں کے اخراجات بتائیں؟

(ہ) ان ملازمین میں سے کس کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ اور قانونی کارروائی چل رہی ہے؟

(و) کتنے ملازمین اس جگہ تین سال سے زائد تعینات ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع راولپنڈی میں سال09-2008اور 10-2009 کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی مد میں جو آمدن ہوئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	2008-2009	2009-2010
آمدن	-/347,463,676روپے	-/465,784,167روپے

(ب) پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کی مد میں مندرجہ ذیل رقم خرچ ہوئی۔

سال	2008-09	2009-10
	-/14,488,000روپے	-/17,764,000روپے

(ج) ضلع ہذا میں پراپرٹی ٹیکس برانچ میں 100 ملازمین کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل جھنڈی (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

I	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	01
II	اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	05
III	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر	31
IV	جونیئر کلرک	17
V	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	46

(د) ان سالوں میں ملازمین کے اخراجات مبلغ-/32252000روپے ہیں۔

(ہ) 10ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹرز کے خلاف گزشتہ سال کے مقابلے میں وصولی کم ہونے کی بناء پر محکمانہ کارروائی چل رہی ہے۔

(و) مندرجہ ذیل 64ملازمین تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات ہیں۔تفصیل جھنڈی(ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

1	اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	03
2	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر	17
3	جونیئر کلرک	16
4	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	28

گاڑیوں پر لگژری ٹیکس کی وصولی کی تفصیلات

*9161: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت نے گاڑیوں پر لگژری ٹیکس کا نفاذ کب کیا تھا؟

(ب) یہ ٹیکس کون کون سی، کتنی مالیت اور سی سی کی گاڑیوں پر لگایا گیا تھا؟

(ج) اس ٹیکس کے لگانے کی وجوہات کیا تھیں؟

(د) اس ٹیکس کی مد سے حکومت کو سال09۔2008، 10۔2009اور 11۔2010 کے دوران کتنا ٹیکس وصول ہوا؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گاڑیوں پر لگژری ٹیکس کا نفاذ جولائی2008 سے ہوا ہے۔

(ب) پنجاب حکومت نے یہ ٹیکس درآمد شدہ موٹر کاروں پر 01-07-2005 سے پنجاب فنانس ایکٹ 2008 کے تحت لگایا تھا۔جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

2000 CC	تا	3000 CC	مبلغ-/200,000روپے
3000 CC سے زائد			مبلغ-/300,000روپے

(ج) حکومت پنجاب نے اپنے محصولات میں اضافے کے لئے سال2008 میں اس ٹیکس کو نافذ کیا۔

(د) ان ٹیکسز کی مد میں حکومت پنجاب کی سالانہ آمدنی درج ذیل ہے:-

سال	لگژری ٹیکس
2008-09	مبلغ-/59,510,000روپے
2009-10	مبلغ-/777900000روپے
2010-11	مبلغ-/73800000روپے
ٹوٹل	مبلغ-/911210000روپے

گاڑیوں کی رجسٹریشن و سالانہ ٹوکن ٹیکس کی ادائیگی پر ایڈوانس انکم ٹیکس وصول کرنے کی تفصیلات

*9162: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت گاڑیوں کی رجسٹریشن پر ود ہولڈنگ ٹیکس اور سالانہ ٹوکن ٹیکس کی ادائیگی پر ایڈوانس انکم ٹیکس وصول کرتی ہے؟

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ان ٹیکسز کی مد سال2008۔09، 2009۔10 اور 2010۔11 کے دوران کتنی آمدن ہوئی، تفصیل سال اور ٹیکس وار بتائیں؟

(ج) یہ ٹیکس کس شرح سے وصول کیا جاتا ہے اور کتنی رقم پر وصول کیا جاتا ہے؟

(د) ان ٹیکسز کے عائد کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کیا ان ٹیکسز کے نفاذ سے حکومت کے خزانہ میں مجموعی ٹیکسز کی وصولی میں اضافہ ہوا یا خسارہ؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب، وفاقی حکومت کی طرف سے عائد کردہ ود ہولڈنگ ٹیکس اور ایڈوانس انکم ٹیکس وصول کرتی ہے۔

(ب) ان ٹیکسز کی مد میں حکومت پنجاب کی سال وار آمدن درج ذیل ہے:-

سال	ود ہولڈنگ ٹیکس	ایڈوانس انکم ٹیکس
2008-09	مبلغ-/544,635,996روپے	مبلغ-/441,103,112روپے
2009-10	مبلغ-/726,496,375روپے	مبلغ-/569,191,571روپے
2010-11	مبلغ-/1,390,690,239روپے	مبلغ-/591,173,358روپے
ٹوٹل	مبلغ-/2,661,822,610روپے	مبلغ-/1,601,468,041روپے

(ج) ود ہولڈنگ ٹیکس بوقت رجسٹریشن گاڑی درج ذیل شرح سے وصول کیا جاتا ہے:-

850 CC تک	7500/-
851 CC تا 1000 CC	10,500/-
1001 CC تا 1300 CC	16,875/-
1301 CC تا 1600 CC	16,875/-
1601 CC تا 1800 CC	22,500/-
1801 CC تا 2000 CC	16,875/-
2000 CC سے زائد	50,000/-

ایڈوانس انکم ٹیکس بوقت ادائیگی ٹوکن ٹیکس درج ذیل شرح سے وصول کیا جاتا ہے۔

1000CC تک	-/750 سالانہ
1001CC تا 1199CC	-/1250 سالانہ
1200CC تا1299CC	-/1750 سالانہ
1300CC تا1599CC	-/3000 سالانہ
1601CC تا1999CC	-/4000 سالانہ
2000CC سے زائد	-/8,000 سالانہ

(د) چونکہ ان ٹیکسز کا نفاذ وفاقی حکومت کی طرف سے ہوا ہے لہذا یہ وفاقی حکومت کا معاملہ ہے۔

(ہ) ان ٹیکسز کے نفاذ سے وفاقی حکومت کے خزانہ میں اضافہ ہوا ہے۔

ضلع سرگودھا۔ محکمہ کی آمدن واخراجات کی تفصیلات

*9486: سردار کامل گجر: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ کی سال 10۔2009 اور 11۔2010 کی آمدن واخرجات سے آگاہ کریں؟

(ب) پراپرٹی ٹیکس کی مد میں ان سالوں کے دوران کتنی آمدن ہوئی نیز ان سالوں کا پراپرٹی ٹیکس کا ٹارگٹ کتنا تھا؟

(ج) ان سالوں کے دوران گاڑیوں کے پرکشش نمبروں کی نیلامی سے کتنی آمدن ہوئی؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ کی سال 10-2009 اور 11-2010 کی آمدن واخراجات درج ذیل ہیں:

سال	آمدن	اخراجات
10-2009	مبلغ-/196,793,341 روپے	مبلغ-/14,361,791 روپے
11-2010	مبلغ-/215,602,411 روپے	مبلغ-/18,541,140 روپے

(ب) پراپرٹی ٹیکس کی مد میں ان سالوں کے دوران آمدن اور ٹارگٹ سال وائز درج ذیل ہے:۔

سال	ٹارگٹ	آمدن
10-2009	مبلغ-/47,362,460 روپے	مبلغ-/54,865,077 روپے
11-2010	مبلغ-/40,012,102 روپے	مبلغ-/55,535,920 روپے

(ج) ان سالوں کے دوران گاڑیوں کے پرکشش نمبروں کی نیلامی سے جو آمدن ہوئی وہ درج ذیل ہے:

سال	آمدن
2009	مبلغ-/108,900روپے
2010	مبلغ-/359,500روپے
2011	مبلغ-/315,100روپے

ضلع سرگودھا میں ٹیکس وصولی کا ہدف و دیگر تفصیلات

*9487: سردار کامل گجر: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا کو مالی سال10۔2009اور11۔2010کے لئے کتنا ٹیکس وصولی کا ہدف دیا گیا تھا؟

(ب) مذکورہ سالوں کے دوران دیئے گئے ہدف میں سے کتنی رقم وصول کی گئی؟

(ج) اگر وصولی ہدف سے کم ہوئی تو وجوہات کیا ہیں نیز حکومت ہدف کی مکمل وصولی کے لئے آئندہ کون سے خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع سرگودھا کو مالی سال10-2009اور11-2010کے لئے ٹیکس وصولی کا ہدف درج ذیل ہے:-

سال	ہدف
2009-10	مبلغ-/239,956,885روپے
2010-11	مبلغ-/220,353,826روپے

(ب) مذکورہ سالوں کے دوران جو رقم وصول کی گئی وہ درج ذیل ہے:-

سال	وصولی
2009-10	مبلغ-/196,793,341روپے
2010-11	مبلغ-/215,602,411روپے

(ج) ضلع سرگودھا میں مالی سال10-2009کے دوران وصولی مبلغ-/43,163,544روپے طے شدہ ہدف کے مقابلے میں کم ہوئی۔اسی طرح مالی سال11-2010کے دوران مبلغ-/4,751,415روپے طے شدہ ہدف کے مقابلے میں کم ہوئی جس کی وجوہات یہ ہیں کہ کچھ جائیداد ہائے بند ہیں۔جن کے مالکان بیرون ملک ہیں۔کچھ خانگی تنازعات کی زد میں ہیں۔کچھ کے مقدمات عدالتوں میں زیر التواء ہیں۔بجلی اور گیس کی لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے کارخانے اپنی پوری استعداد کے ساتھ کام نہیں کر رہے اور کئی بڑے کارخانے اور کمپنیاں بند

ہو گئی ہیں۔کنٹونمنٹ بورڈ سرگودھا کی جانب سے حصہ کی رقم مبلغ -/7,970,000روپے ڈائریکٹ حکومت پنجاب کے کھاتہ میں جمع کروادی گئی ہے جبکہ پچھلے سال یہ حصہ بطور پراپرٹی ٹیکس جمع کروایا گیا۔ملکی حالات کے پیش نظر انتظامیہ نے میلہ جات منعقد کرنے کی منظوری نہ دی۔تھیٹر اس پورے عرصہ کے دوران بند رہے۔البتہ حکومت اہداف کو پورا کرنے کے لئے تشہیری مہم چلا رہی ہے اور لینڈ ریونیو ایکٹ 1969 کے تحت انتہائی خصوصی اقدامات بھی کر رہی ہے۔

تعزیت

سابق ممبر قومی اسمبلی محترمہ نصرت بھٹو(مرحومہ) کے لئے دعائے مغفرت

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں یہ طے پایا تھا کہ نیٹو کے حملے میں ہمارے جو فوجی جوان اور افسران شہید ہوئے ہیں تو اُن سے متعلق ایک متفقہ قرارداد ایوان میں لائی جائے تو جیسا کہ اس حوالہ سے طے پایا تھا تو اُس کے مطابق یہ قرارداد میرے پاس موجود ہے لیکن اس قرارداد کو پیش کرنے سے پہلے میں ایک بات اس معزز ایوان اور چونکہ قائد حزب اختلاف موجود نہیں ہیں تو میں یہاں بیٹھے ہوئے پیپلز پارٹی کے معزز ممبران کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہوں گا کہ اگر وہ مناسب خیال کریں کیونکہ وہ بعض اوقات ہماری اس بات کو بھی otherwise لیتے ہیں کہ محترمہ نصرت بھٹو(مرحومہ) بھی جمہوری جدوجہد کے حوالہ سے ایک بہت بڑا نام ہے اور وہ پارلیمنٹ کی رُکن بھی رہی ہیں تو اُن کی وفات 22۔اکتوبر کو ہوئی تھی اور اُس کے بعد یہ پہلا اجلاس ہے۔ آج فاتحہ خوانی اور دعائے صحت بھی ہوئی ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی ایک بہت بڑا نام تھا اس لئے انہیں فراموش نہیں کیا جانا چاہئے تھا تو اگر یہ پیپلز پارٹی والے دوست مناسب سمجھیں تو محترمہ نصرت بھٹو کے لئے بھی دعائے مغفرت ہونی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ نصرت بھٹو(مرحومہ) کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون (راناثناء اللہ خان)، قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد)، چودھری ظہیر الدین خان، مخدوم احمد محمود، جناب علی حیدر نور خان نیازی اور جناب شاہد انجم، ایم پی ایز نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ

قواعد کو معطل کر کے ممند ایجنسی میں نیٹو فورسز کی جانب سے پاکستانی چیک پوسٹ پر حملے کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں کہ:

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ممند ایجنسی میں نیٹو فورسز کی جانب سے پاکستانی چیک پوسٹ پر حملے کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ممند ایجنسی میں نیٹو فورسز کی جانب سے پاکستانی چیک پوسٹ پر حملے کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ممند ایجنسی میں نیٹو فورسز کی جانب سے پاکستانی چیک پوسٹ پر حملے کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

قرارداد

مہمند ایجنسی کے علاقہ سلالہ میں قائم سکیورٹی فورسز کی چیک پوسٹ پر نیٹو حملہ کی شدید مذمت اور پاک فوج کے ساتھ اظہار یکجہتی

جناب قائم مقام سپیکر: اب محرک قرارداد پیش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان مورخہ 26-11-2011 کی صبح مہمند ایجنسی کے علاقے سلالہ میں قائم پاکستانی سکیورٹی فورسز کی چیک پوسٹ پر نیٹو فورسز کے ہیلی کاپٹرز کے حملے پر شدید غم وغصہ کا اظہار کرتا ہے اور اس پر سراپا احتجاج ہے۔ یہ ایوان اس اشتعال انگیز حملے کو پاکستان کی سالمیت اور خود مختاری پر براہ راست حملہ تصور کرتا ہے۔ یہ ایوان اس حملے کے نتیجے میں جام شہادت نوش کرنے والے پاک فوج کے جوانوں اور افسران کو خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔ یہ ایوان نیٹو سپلائی بند کرنے، شمسی ائر بیس خالی کرانے اور بون کانفرنس کے بائیکاٹ جیسے عوامی امنگوں کے مطابق کئے گئے فیصلوں کی مکمل حمایت کرتا ہے۔ یہ ایوان پاک افواج کے ساتھ مکمل اظہار یکجہتی کرتا ہے اور انہیں اپنی مکمل حمایت کا اعادہ کرتا ہے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان مورخہ 26-11-2011 کی صبح مہمند ایجنسی کے علاقے سلالہ میں قائم پاکستانی سکیورٹی فورسز کی چیک پوسٹ پر نیٹو فورسز کے ہیلی کاپٹرز کے حملے پر شدید غم وغصہ کا اظہار کرتا ہے اور اس پر سراپا احتجاج ہے۔ یہ ایوان اس اشتعال انگیز حملے کو پاکستان کی سالمیت اور خود مختاری پر براہ راست حملہ تصور کرتا ہے۔ یہ ایوان اس حملے کے نتیجے میں جام شہادت نوش کرنے والے پاک فوج کے جوانوں اور افسران کو خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔ یہ ایوان نیٹو سپلائی بند کرنے، شمسی ائر بیس خالی کرانے اور بون کانفرنس کے بائیکاٹ جیسے عوامی امنگوں کے مطابق کئے گئے فیصلوں کی مکمل حمایت کرتا ہے۔ یہ ایوان پاک

افواج کے ساتھ مکمل اظہار یکجہتی کرتا ہے اور انہیں اپنی مکمل حمایت کا اعادہ کرتا ہے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راجہ ریاض احمد صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ جو افسوسناک واقعہ ہوا ہے اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔ ہماری فورسز نے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں سب سے زیادہ قربانیاں دی ہیں، اتنی قربانیاں کسی اور نے نہیں دیں جتنی پاک افواج اور پاکستان کے لوگوں نے دی ہیں لیکن اس جنگ میں ہمارے اتحادی نے الٹا ہماری افواج پر حملے شروع کر دیئے جو کہ انتہائی افسوسناک ہیں۔ میں اس پر حکومت پاکستان، جناب وزیر اعظم اور صدر آصف علی زرداری کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے قوم کی امنگوں کے عین مطابق action لیا ہے۔ اس سے پہلے اس طرح کا action نہیں لیا گیا تھا لیکن اس دفعہ نیٹو کی سپلائی بند کی گئی اور کل شمسی ائر بیس خالی کرایا گیا جو مشرف نے دیا تھا اس کو خالی کرا کر وہاں پاکستانی پرچم لہرا دیا گیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اسی طرح بون کانفرنس سے بھی بائیکاٹ کیا گیا جس پر ہر طرف سے بلکہ پوری دنیا سے زبردست پریشر آیا لیکن پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت پاکستان کے عوام کے ساتھ کھڑی ہوئی ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے عوام کا مکمل ساتھ دیا ہے، پاکستان کی خود مختاری کا ساتھ دیا ہے، پاکستان کی سالمیت کا ساتھ دیا ہے اور اس چیز کا عہد کیا ہے کہ پاکستان کی طرف جو میلی آنکھ سے دیکھے گا وہ ہمارا دشمن ہے اور ہم اس کا ہر محاذ پر مقابلہ کریں گے۔

جناب سپیکر! آج پاک افواج کی سرحدوں پر ائر فورس کے ساتھ مکمل coordination ہے اور یہ فیصلہ بھی کیا گیا ہے کہ اب اگر کوئی حملے کی کوشش کرے گا تو اس کا بھرپور طریقے سے جواب دیا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ وہ تمام اقدامات ہیں جو پاکستان کی سالمیت کے لئے اور پاکستان کی خود مختاری کے لئے ضروری تھے۔ صدر جناب آصف علی زرداری، وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی اور پوری حکومت نے یہ اقدامات کئے ہیں۔ میں اس ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ جب بھی پاکستان کی سالمیت اور خود مختاری کی بات آئے گی تو وفاقی حکومت اور، پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت وہ تمام اقدامات کرے گی جو قوم چاہے گی، جو جمہوری حکومت چاہے گی اور جو اس ملک کے عوام چاہیں گے۔ بہت مہربانی۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری ظہیر الدین صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر!ایک المناک واقعہ کے اوپر بات کرنے کے لئے جو قرارداد پیش کی گئی ہے۔ ہماری پارٹی کی طرف سے ہمارے معزز ممبر جناب محسن لغاری صاحب اور ایک ساتھی نے پہلے یہ قرارداد دی تھی لیکن ایڈوائزری کمیٹی میں تمام پارلیمانی لیڈرز تشریف فرما تھے جہاںconsensus یہ تھا کہ اس کے لئے ایک ڈرافٹ تیار کر لیا جائے جو تھوڑا سا مختلف ہو لیکن اس کی spiritوہی تھی۔ ہم چونکہ اداروں کے تقدس کے لئے اکٹھے یکجان ہو کر ایک سوچ کے ساتھ سوچنے کے حامل ہیں اور ہماری سوچ یہی ہے۔اس وجہ سے میں نے تمام پارلیمانی لیڈرز کی ہاں میں ہاں ملائی۔ میں اپنے بھائی سے یہ گوش گزار کرتا ہوں کہ ہم سب نے یہ نیک نیتی کے ساتھ کیا تھا۔انہوں نے بجا طور پر کاوش کی تھی اس کے لئے انہوں نےagitate بھی کیا ہے۔

جناب سپیکر!میں اب یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج ہماری پارلیمانی پارٹی نے بھی اپنی میٹنگ میں اس پر ایک قرارداد منظور کی ہے۔اس میں جو بات کرنے والی ہے وہ یہ ہے کہ پاک فوج کے جوان اور آفیسر ہمیشہ اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہ اپنی جانیں پیش کرتے ہیں تو ہماری سالمیت برقرار رہتی ہے۔ وہ جاگتے ہیں تو ہم تمام civiliansچین کی نیند سوتے ہیں۔ وہ جب اپنا آج قربان کرتے ہیں تو ہمارا کل محفوظ ہو جاتا ہے۔

جناب والا!پارلیمنٹ اور ان اداروں کی موجودگی میں یہی فیصلے ہیں جو مشترکہ طور پر collective wisdom کے ساتھ سامنے آتے ہیں تو ان میں ایک طاقت ہوتی ہے اور ان فیصلوں پر عملدرآمد کرانے کے لئے اداروں کے پیچھے پارلیمنٹ کھڑی ہوتی ہے تو پھر وہ ادارے اپنا کام کرنے میں بہتری محسوس کرتے ہیں۔

جناب والا!میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ اب بات معافی سے بہت آگے نکل چکی ہے، معافیوں سے لاشیں زندہ نہیں ہو جاتیں اس لئے ایسیdemands کہ اگر وہ معافی مانگ لیں تو یہ کر دیں گے۔ اب معافی والی بات نہیں ہے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ بات تب آگے بڑھے جب قومی مفادات، قومی تحفظ، قومی خود مختاری اور قومی عزت و غیرت سے آگے بات بڑھے اور ان کا تحفظ ہو تو پھر کسی سے بات کی جائے ورنہ اس وقت تک نیٹو کی تمام سپلائی بند رہنی چاہئے۔ حکومت نے شمسی بیس تو خالی کرالیا اب شہباز بیس بھی خالی کرانا چاہئے۔اگر وہاں پر کوئی ہے تو شہباز بیس کو بھی خالی کرایا جائے۔ شمسی بیس کو واگزار کرانے کا واقعہ بہت تاریخی واقعہ ہے۔یہ آج سے بیس سال پہلے دیا گیا تھا۔اس کے

علاوہ ایک اور بات بھی ہے کہ پرنٹنگ پریس میں اتنی مشینیں کام نہیں کرتیں جس طریقے سے بلیک واٹر والوں کو ویزے دیئے گئے تھے۔ میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ان ویزوں کو بند کیا جائے، ان کی تنسیخ کی جائے اور ان لوگوں کو اس ملک سے باہر نکالا جائے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پارلیمنٹ کی ایک قرارداد تھی کہ نیٹو کے حملوں اور ڈرون حملوں کو بند کیا جائے۔ حکومت اس طرف بڑھ رہی تھی اور اسی confrontation کی وجہ سے انہوں نے سلالہ پوسٹ پر حملہ کیا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ پارلیمنٹ کی قراردادوں پر عملدرآمد نہیں ہوا تو حکومت عملدرآمد کی طرف قدم بقدم بڑھ رہی تھی اور یہ سول حکومت کا کارنامہ ہے کہ انہوں نے یکجان ہو کر having their fighting hands in one glove کر کے فوج اور سول حکومت نے یہ مثال قائم کی ہے۔

جناب والا! ہم اپنے کشمیر کے شہداء، 1965 کے شہداء، 1970 کے شہداء، کارگل کے شہداء اور دوسرے شہداء میں سے کسی کو آج تک نہیں بھولے کیونکہ ایک قدم سے آگے دوسرا قدم چلتا ہے۔ سول حکومت نے پارلیمنٹ کو توقیر دیتے ہوئے پارلیمنٹ کی قراردادوں پر عمل کرتے ہوئے ایک confrontation قبول کی ہے اور امریکیوں کے ساتھ confront کیا ہے۔ یہ confrontation امریکی فورسز کے ساتھ ہے یہ کوئی چھوٹی بات نہیں ہے۔ اس کے پیچھے پارلیمنٹ، دوسرے اداروں، منتخب نمائندوں اور غیر منتخب civilians کو فوج کے پیچھے اور ان سے کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہو جانا چاہئے تاکہ ان قراردادوں پر صحیح طریقے سے عمل ہو سکے۔ اسی پر فیض نے کہا ہے کہ:

ان کی نظر میں پھیکا ہے اب بھی رنگ
جتنا لہو تھا صرف قبا کر چکے ہیں ہم

شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جناب نور نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! شکریہ۔ جناب سپیکر! نیٹو اور امریکی فورسز کی طرف سے ہمارے ملک کی خود مختاری پر جو حملہ کیا گیا ہے میں اس کی پرزور مزمت کرتا ہوں اور پاک فوج کے شہید ہونے والے جوانوں اور افسران کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج اس قرارداد کے ذریعے پنجاب اسمبلی کے اس ایوان سے ہماری پاک افواج کو یہ پیغام جانا چاہئے کہ ہمارے وہ جوان اور افسران جو اس ملک کی سرحدوں کی حفاظت کرنے کے لئے اپنی جان قربان کرتے ہیں۔ یہ قوم،

اس صوبہ کے نمائندے اور پورے ملک کے لوگ شانہ بشانہ ان کے ساتھ ہیں۔ یہ سب ان کی اس محنت کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور ان سے اظہار یکجہتی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! اگر ہم تھوڑا سا ماضی میں جائیں اور دیکھیں کہ امریکہ نے جو نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ شروع کی اُس میں فرنٹ لائن سٹیٹ کا کردار پاکستان نے ادا کیا۔ دنیا کو پُرامن رکھنے کے لئے اگر سب سے زیادہ قربانی دی ہے تو وہ پاک افواج کے جوانوں اور افسران نے دی ہے اور ہزاروں کی تعداد میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا ہے۔ ایک آمر کے دَور میں ہمارے ہمسایہ ملک افغانستان کے اوپر امریکہ نے جب حملہ کیا اور ایک telephone call پر اپنی قومی سلامتی پر سمجھوتہ کرتے ہوئے اُس جرنیل نے اس جنگ میں شامل ہونے کا اعلان کیا تو ہم نے اُس وقت بھی کہا تھا کہ اگر افغانستان میں ہمارے مسلمان بھائی شہید ہو رہے ہیں تو ہمیں اُس پر خاموش نہیں رہنا چاہئے اور اُس کا ساتھ نہیں دینا چاہئے کیونکہ اُس کا end result یہی ہو گا کہ امریکہ کا ٹارگٹ ہمارا اپنا ملک پاکستان تھا۔ امریکہ اور یہود و نصاریٰ سے یہ چیز کبھی برداشت نہیں ہو سکتی کہ واحد اسلامی ملک پاکستان ہے جس کے پاس ایٹمی قوت ہے۔ جب عراق پر حملہ کیا گیا تو اُس وقت ہم نے آواز اٹھائی اور جب ہمارے ملک کے اوپر ڈرون حملوں کے ذریعے غریب لوگوں کو شہید کیا گیا تو اُس وقت بھی ہم نے یہ آواز اٹھائی کہ خدارا جاگیں، اس قوم کو جگائیں اور اس چیز کو بند کرنے کے لئے منہ توڑ جواب دیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ آگ ہمارے اپنے گھر تک پہنچے۔ آج جس طرح نیٹو کی سپلائی بند کی گئی، جس طرح بون کانفرنس کا بائیکاٹ کیا گیا، جس طرح امریکہ سے شمسی ائر بیس کو خالی کروایا گیا یہ تمام اقدامات appreciate کرنے والے ہیں لیکن آج بھی موقع ہے کہ ہم لوگ جاگیں اور امریکی غلامی سے باہر نکلیں۔ ہمارے حکمران جو یہ سمجھتے ہیں کہ اگر اس ملک پاکستان میں حکومت میں آنا ہے تو امریکی غلامی کرنا بہت ضروری ہے۔ خدارا ہم اپنی کمزوریوں کی وجہ سے جو امریکہ کے آگے لیٹ جاتے ہیں اس چیز سے باہر نکلیں۔ آج ہم نے ایک خود مختار اور آزاد قوم بن کر جو steps اٹھائے ہیں اسی بناء پر ہم اپنی فوج کے ساتھ کھڑے ہوں اور ہماری حکومت کو اپنی فوج کے ساتھ کھڑے ہو کر یہ اعلان کرنا چاہئے کہ اب نیٹو سپلائی چند ہفتوں کے لئے بند نہیں ہوئی بلکہ یہ سپلائی ہمیشہ کے لئے بند ہوئی ہے۔ ہم اپنے آپ کو استعمال کروانا بند کریں اور امریکی غلامی سے باہر نکلیں۔ اگر ہم نے شمسی ائر بیس خالی کرایا ہے تو ہماری فضائی حدود جو امریکہ استعمال کرتا ہے اُس پر بھی پابندی لگائیں۔ پاک فوج کی طرف سے جو اعلان کیا گیا ہے کہ ہم اب ڈرون حملوں کو برداشت نہیں کریں گے، ڈرون حملوں کا جواب دیں گے اور اگر اس ملک پر کسی نے ڈرون حملوں کے

ذریعے attack کیا تو ہم اسے مار گرائیں گے جسے ہم appreciate کرتے ہیں اور توقع کرتے ہیں کہ اب اگر اس ملک پر ڈرون حملے کرنے کی کوشش کی گئی تو اُس کا منہ توڑ جواب دیا جائے گا۔ میں ایک دفعہ پھر اس ایوان کی طرف سے اپنی فوج اور اپنے حکمرانوں کو یہ ایک message دینا چاہتا ہوں کہ یہ ایک موقع ہے کہ ہم اپنی پاک فوج کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں اور امریکہ جس نے ثابت کیا ہے کہ وہ ہمارا دوست نہیں بلکہ ہمارا سب سے بڑا دشمن ہے لہذا اُس دشمن کو یہ message بڑا clearly دے دینا چاہئے کہ اگر اب اُس نے ہماری قومی خود مختاری یا قومی سلامتی پر حملہ کیا تو اُس کو منہ توڑ جواب دیا جائے گا۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: اِن کے بعد صرف رانا ثناء اللہ صاحب بولیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہ ایک ایسا موقع اور sensitive matter ہے کہ ہم سب کو اس پر بات کرنی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی پارٹی کے لیڈر بات کر رہے ہیں اور وہ آپ کی نمائندگی ہی کر رہے ہیں۔ اس پر فیصلہ ہو چکا ہے لہذا آپ مہربانی فرمائیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں اس ایوان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ نیٹو حملہ کی صورت میں پیدا ہونے والی صورتحال کے حوالے سے حکومت پاکستان نے جو اقدامات اٹھاتے ہوئے نیٹو سپلائی کو بند کیا ہے، شمسی ائر بیس خالی کرایا ہے اور Diplomatic Fund پر بون کانفرنس کا بائیکاٹ کیا ہے وہ بالکل عین عوامی امنگوں کی ترجمانی کرتا ہے اور اُس کو appreciate کرنے کے لئے آج یہاں قرارداد پیش کی ہے۔

(اذانِ عشاء)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! جس طریقے سے ان تمام اقدامات کو جو عوامی امنگوں کے مطابق تھے اِس ہاؤس نے appreciate کیا ہے اِس پر ہم تمام لیڈر شپ کا نہ صرف شکریہ ادا

کرتے ہیں بلکہ ان کو خراج تحسین بھی پیش کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہمارے جو فوجی افسران اور جوان شہید ہوئے ہیں اُن کی families سے ہم نہ صرف اظہارِ تعزیت کرتے ہیں بلکہ اُن شہداء کے والدین، بہن بھائیوں اور بیواؤں کو salute پیش کرتے ہیں کہ اُن کے خاندانوں کی طرف سے دی ہوئی قربانیاں کبھی رائیگاں نہیں جائیں گی بلکہ وہ رنگ لائیں گی۔ پاکستان کی خود مختاری اور اُس کے defence میں انہوں نے جو قربانیاں دی ہیں اُن کو قوم ہمیشہ یاد رکھے گی اور ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ افواج پاکستان کے ساتھ ساتھ حکومت پاکستان اور صوبائی حکومتیں اُن لواحقین کے بچوں، بیواؤں اور اُن کی باقی family کے لئے ویلفیئر کا پورا خیال رکھیں گی۔

جناب سپیکر! یہ حالات جو یہاں تک پہنچے ہیں اِن کو اگر ہم history سے de-link کر کے دیکھیں تو ہم صحیح نتیجے تک شاید نہ پہنچ سکیں۔ ستمبر 2001 میں بھی ایک telephone call ایک ڈکٹیٹر کو آئی تھی جس میں صرف ایک ہی سوال پوچھا گیا تھا کہ تم ہمارے ساتھ ہو یا نہیں تو انتہائی مفت میں جنرل مشرف نے اس قوم کو بیچ دیا۔ جنرل ضیاء الحق نے تو peanut لیا تھا مگر جنرل مشرف نے تو peanut سے بھی سستا اس قوم کو بیچا ہے۔ ہمارے انٹرنیشنل سٹیک ہولڈرز جس طریقے سے game play کرتے ہیں اس حوالے سے میرا اور آپ سب کا جتنا بھی علم ہے ہماری یہ ڈیوٹی بنتی ہے کہ ہم اپنی قوم اور لوگوں کو inform کریں کہ سازشیں کس طرح پنپتی ہیں؟ ہم گرم پانیوں کا بہت سنا کرتے تھے کہ Russians گرم پانی تک رسائی چاہتے ہیں۔ جب اُن سے پوچھا جاتا تھا کہ Communist کیا ہوتا ہے تو کہتے تھے کہ جو اللہ کو نہیں مانتے۔Communism بجائے ایک سوشل سسٹم کے ہم نے اُس کو مذہب کے ساتھ relate کیا تھا اور ہم یہ کہتے تھے کہ Russia گرم پانی تک پہنچنا چاہتا ہے۔ ابھی ہمارے صدرِ پاکستان خود ماسکو گئے ہیں اور ہم نے اُن کو offer کیا ہے کہ وہ ہمارے warm waters کے ذریعے ٹریڈ کریں، یہاں تک کہ ہم اُن کو رسائی دیتے ہیں مگر وہ اس میں بالکل بھی interested نہیں ہیں۔ یہ چیز indicate کرتی ہے کہ CIA اور باقی انٹرنیشنل ایجینسیاں جو اُس دَور میں ہمارے عوام کو گمراہ کرتی رہی ہیں اُس گمراہی سے بھی لوگوں کو آگاہ کرنا ہے۔ جس طرح جنرل ضیاء الحق نے "ملا" کو کرپٹ کر کے فسادِ افغانستان برپا کیا اور وہاں پر جرنیلوں کے بیٹے جو سائیکل سوار تھے وہ پیپسی کولا اور کوکا کولا کے مالک بنے۔ "ملا" پراڈو اور پجارو میں گئے اور اُن کے بیٹے لندن اور امریکہ کیسے پہنچے اس حوالے سے بھی ہمیں عوام کو بتانا ضروری ہے۔ اسی طرح عوام کو یہ بھی بتانا ضروری ہے کہ ڈکٹیٹر چاہے وہ اسلام modern enlightenment کا نام لے کر آئے وہ ڈکٹیٹر ہی ہوتا ہے اور وہ اس معاشرے اور قوم

کے لئے ایک لعنت کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ قوم اُن ڈکٹیٹروں کو چاہے وہ کسی کے حق میں گئے ہوں یا مخالف گئے ہوں یعنی پاکستان مسلم لیگ (ن) کے دور یا مسلم لیگ (ق) کے دور کے ہوں، ہم ان پر لعنت بھیجتے ہیں اور ہم نے ڈکٹیٹرز پر لعنت بھیجی ہے کسی کا نام نہیں لیا ہے اور اگر ڈکٹیٹر پر کوئی اعتراض ہے تو آپ بے شک میرے یہ الفاظ حذف کر دیں۔

جناب سپیکر! ابھی جمہوریت میں کیا ہوتا ہے کہ "بون کانفرنس" کے بائیکاٹ کا اعلان ہوتا ہے تو بش نہیں بلکہ صدر اوبامہ صدر پاکستان اور وزیر اعظم پاکستان کو فون کرتا ہے، حامد کرزئی فون کرتا ہے، جرمنی کی وائس چانسلر فون کرتی ہے لیکن یہ جمہوری حکومت ہے جو کہ عوام کے ووٹوں سے بنی ہے۔ صدر پاکستان اور وزیر اعظم پاکستان لیٹتے نہیں ہیں، قیمت بھی وصول نہیں کرتے بلکہ عوام کی خاطر، اپنے ان جوانوں اور شہیدوں کی خاطر ایک سٹینڈ لیتے ہیں That is the difference between dictatorship and democratic government (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں اس قوم کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ نیٹو فورسز کی طرف سے ہونے والے یہ حملے ہمارے لئے ایک اتحاد کا باعث بنتے ہیں۔ ہم نے یہ بھی فکر کرنا ہے کہ یہ جو اتحاد achieve ہوا تھا جس کے بعد ہم نے نیٹو فورسز کی سپلائی بند کی، ہم نے شمسی ائر بیس خالی کروایا، ہم نے بون میں diplomatic لی اور ہم offensive ہوئے لیکن اسے سبوتاژ کرنے میں کس کا role ہے، وہ کون ہیں جو اس اتحاد کو قائم رکھنے نہیں دینا چاہتے اور وہ کس صورت میں بیٹھے ہیں؟ وہ کسی اونچے ایوان میں بیٹھے ہوں، وہ عدالتی ہوں یا غیر عدالتی ہوں، ہمیں ان کا بھی نوٹس لینا چاہئے کہ جو اس اتحاد کی فضا کو خراب کرتے ہیں اور میں اپنے لیڈروں، چاہے وہ کسی بھی side کے ہوں، سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ "میمو گیٹ" کے سہارے یا کسی اور واٹر گیٹ کے سہارے یا کسی بھی "گیٹ" کے سہارے ان سازشوں کا شکار نہ بنیں، ان کا حصہ نہ بنیں بلکہ جمہوریت کو آگے لے جانے کے لئے اپنا role ادا کریں۔ پاکستان کے وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی نے ایک پارلیمانی کمیشن قائم کر دیا تھا تو اس اتحاد کی فضا کو سبوتاژ کرنے کے لئے کسی سپریم کورٹ یا کسی ہائیکورٹ میں جانے کی ضرورت تھی اور نہ اب ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جس طرح میں نے کہا کہ ڈکٹیٹرز اور جمہوری حکومت کا فرق کیا ہوتا ہے تو ہمیں یہ بھی establish کرنا ہے کہ Who is the supreme body of Pakistan? کیا پاکستان کی پارلیمنٹ سپریم ہے یا کوئی اور ادارہ سپریم ہے؟ جب ایک سپریم ادارہ ایک کمیشن بنا چکا ہے تو اس پر کسی اور

ادارے کو کوئی اور کمیشن مسلط کرنے کا حق حاصل نہیں ہے اور میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی تمام لیڈر شپ سے اپیل کرنا چاہتا ہوں کہ civil rule کے لئے اور democratic rule کے لئے ان سازشوں سے باہر نکلیں۔ ہم فروری 2013 میں عوام کے پاس جائیں گے اگر ہمیں پاکستان کی عوام نے دوبارہ اقتدار میں آنے کی سند بخشی تو ہم ادھر ہوں گے۔ ہم کسی سازش کا حصہ بنے ہیں اور نہ بنیں گے۔

We believe in democracy or we stand by the Armed Forces, we stand by Democratic President and Democratic Prime Minister and we also assure you

کہ جب civil Government کا کوئی بھی وزیر اعظم ہو، چاہے وہ کسی بھی پارٹی سے ہو، ہم کسی سازش کا حصہ بنیں گے اور ہم کسی unsigned documents کو "میمو گیٹ" بنا کر نہیں اچھالیں گے اور ہم آپ سے بھی اسی کی توقع رکھتے ہیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راناثناء اللہ خان صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! معزز ممبران نے سیر حاصل گفتگو کی ہے اور میں ان سب کے خیالات کو endorse کرتے ہوئے یہ سمجھتا ہوں کہ آپ question put کریں اور یہ معزز ایوان اتفاق رائے سے اس قرارداد کو پاس کرے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چونکہ اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی ہے اس لئے سوال یہ ہے کہ:

> "صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان مورخہ 26-11-2011 کی صبح مہمند ایجنسی کے علاقے سلالہ میں قائم پاکستانی سکیورٹی فورسز کی چیک پوسٹ پر نیٹو فورسز کے ہیلی کاپٹرز کے حملے پر شدید غم و غصہ کا اظہار کرتا ہے اور اس پر سراپا احتجاج ہے۔ یہ ایوان اس اشتعال انگیز حملے کو پاکستان کی سالمیت اور خود مختاری پر براہ راست حملہ تصور کرتا ہے۔ یہ ایوان اس حملے کے نتیجے میں جام شہادت نوش کرنے والے پاک فوج کے جوانوں اور افسران کو خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔ یہ ایوان نیٹو سپلائی بند کرنے، شمسی ائر بیس خالی کرانے اور بون کانفرنس کے بائیکاٹ جیسے عوامی امنگوں کے مطابق کئے گئے فیصلوں کی مکمل حمایت کرتا ہے۔ یہ ایوان پاک افواج کے

ساتھ مکمل اظہار یکجہتی کرتا ہے اور انہیں اپنی مکمل حمایت کا اعادہ کرتا ہے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر954 خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے لہذا disposed of ہوا اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر978 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔

لاہور، گیارہ سالہ بچی کا اغواء، زیادتی و قتل کی تفصیلات

محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 23-11-2011 کی ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق ہنجر وال لاہور میں ایک رکشا ڈرائیور کی گیارہ سالہ بچی بسمہ جو پانچویں جماعت کی طالبہ بھی تھی، کو اغواء کر کے زیادتی کے بعد قتل کر دیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اغواء کاروں نے پہلے بچی کے والد سے تین لاکھ روپے تاوان ڈیمانڈ کیا اور 50ہزار روپے لینے کے باوجود بچی کو قتل کر دیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مقدمہ درج ہونے کے باوجود ابھی تک کوئی ملزم گرفتار نہ ہوا ہے؟

(د) کیا حکومت اس واقعہ میں ملوث ملزمان کو گرفتار کرنے، ان کے خلاف دہشت گردی کی عدالت میں کیس چلانے اور اس کے لواحقین کی مالی امداد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس وقوعہ سے متعلق یہ توجہ دلاؤ نوٹس دیا گیا ہے تو یہ درست ہے کہ یہ واقعہ بد قسمتی سے ہوا جس میں ملزم افتخار احمد ولد طارق اسلم کو گرفتار کر کے صحیح گناہ گار پایا گیا اور یہ چالان مرتب کر کے دہشت گردی کی عدالت میں پیش کیا جا چکا ہے۔ اس مقدمہ کی پوری طرح سے پیروی کر کے کوشش کی جائے گی کہ عدالت سے ملزم کو اس کے قبیح فعل پر

قرار واقعی سزا ملے۔ جہاں تک لواحقین کی مالی مدد کرنے سے متعلق بات ہے تو میں نے محترمہ سے کہا کہ ان کی طرف سے ایک درخواست recommend کر کے بھجوادیں تو اس معاملے کو ان کی مالی حالت کے پیش نظر علیحدہ سے دیکھ لیا جائے گا۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! ٹھیک ہے، میں جواب سے مطمئن ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں قواعد کی معطلی کی ایک تحریک پیش کرنا چاہتی ہوں کیونکہ میں نے ایک تحریک استحقاق جمع کروائی ہے جسے میں out of turn لینا چاہتی ہوں جس کے لئے میں آپ سے درخواست کرنا چاہتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کے متعلق ابھی مجھے سیکرٹری صاحب نے بتایا ہے کہ پہلے ہی 17۔دسمبر کے لئے جناب سپیکر صاحب نے سب متعلقہ لوگوں کو بلایا ہوا ہے۔ میرا خیال ہے کہ پہلے ہی ایک order انہوں نے پاس کیا ہوا ہے تو ہم پہلے اسے follow کر لیں اور اس پر جو چیز ہے اس پر ہم بات کر لیں لیکن میں یہ direction دے دیتا ہوں کہ اس پر پوری کوشش کریں گے کہ اس کے حوالے سے جو کچھ ہوا ہے وہ جواب لے کر آئیں اور آپ کے مسئلے کو ہم out of turn بھی لیں گے۔

چودھری ظہیر الدین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا! آپ نے بجا فرمایا کہ اگر اس کا نوٹس چیئر نے پہلے ہی لے لیا ہے تو یہ بڑی خوش آئند بات ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ car snatching کا قصہ ہے اور اس کے ساتھ دو چیزیں منسلک ہو جاتی ہیں۔ ایک ہماری پارٹی اور دوسرا Unionist گروپ کے ممبر کی بھی گاڑی چوری ہوئی ہے۔ یہ تمام گاڑیاں گن پوائنٹ پر ہی لی جاتی ہیں۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ یہاں کی Car Lifting اور Theft Squad کی کارکردگی کوئی بہتر نہیں ہے۔ یہ بہت ہی افسوسناک صورتحال ہے کہ اٹک میں ایکسائز ڈیپارٹمنٹ کی چیک پوسٹیں بھی ختم کر دی گئی ہیں یہ کہہ کر کہ وہاں پر already فیڈرل گورنمنٹ کی ایجنسیاں بیٹھی ہوئی ہیں۔ حالانکہ وہ ہمارے پنجاب کا بارڈر ہے اس کو بھی اسی کیس میں take up کیا جائے۔ یہ پوسٹیں Narcotics کو بھی help کرتی تھیں اور چوری کی کاروں کو بھی

دیکھتی تھیں۔جب محترمہ آمنہ الفت کی گاڑی چھینی گئی تو ان کو گن پوائنٹ پر تین گھنٹے تک محبوس رکھا گیااوران کوایک ویرانے میں جاکران کے ڈرائیور کے ساتھ چھوڑ دیا گیا۔جب یہ پیدل چلتے چلتے متعلقہ پولیس سٹیشن پہنچی اور انہوں نے ایس ایچ او سے کہا کہ میں ایم پی اے ہوں میری کار چوری ہو گئی ہے۔ ایس ایچ او نے کہا کہ "ایم پی اے دی کار کس طرح چوری ہو سکدی اے؟"جب تک ایڈیشنل آئی جی چودھری تنویر نے step نہیں لیااس وقت تک پرچہ درج نہیں ہوا۔بلکہ انہوں نے humiliate کیا۔ ہمارے ساتھی کی جو توہین ہوئی ہے اور جو الفاظ وہ ان کو کہہ رہے تھے میں وہ الفاظ یہاں نہیں کہنا چاہتا۔ اگر ان کو چیئر نے بلا لیا ہے تو بڑی اچھی بات ہے۔جو carrier officers ہوتے ہیں یہ نہیں چاہتے کہ کسی کی نوکری کا نقصان ہو لیکن یہ متقاضی ہے کہ انہیں پتا ہونا چاہئے کہ کس طرح سے کسی شہری کو ملنا ہے۔سب سے معزز ہاؤس کی ممبر اور وہ بھی صنف نازک سے تعلق رکھنے والی جن کی تکریم ویسے بھی سب پر لازم ہے ان کے ساتھ یہ سلوک کیا جائے۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر چیئر نے ان کو بلا لیا ہے اور اس کا نوٹس لے لیا ہے تو بہتر ہے۔میں لاء منسٹر صاحب سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ اس معاملے کو سنجیدگی سے لیا جائے، تمام کاریں برآمد کرائی جائیں اور چیکنگ کا نظام بہتر کیا جائے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بات اگر صرف میری گاڑی تک محدود ہوتی تو پھر ایسی کوئی بات نہیں تھی۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ پنجاب کے 9 کروڑ عوام کی اس سکیورٹی کا سوال ہے،اس تحفظ کا سوال ہے جو اس اسٹیٹ کو فراہم کرنا چاہئے۔انہوں نے گاڑی تو snatch کر لی لیکن میں ان کے ساتھ تین گھنٹے تک جس harassment میں رہی ہوں اور اس سے بڑھ کر یہ کہ جو سلوک ایس ایچ او نے میرے ساتھ کیا کہ تین دن تک ایف آئی آر ہی نہیں کاٹی۔میں سمجھتی ہوں کہ ڈاکوؤں سے بڑا ڈاکو وہ ایس ایچ او تھا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! میری آپ سے بڑی گزارش ہے کہ۔۔۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! مجھے صرف دو منٹ دے دیں۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری بات سن لیں۔میں نے آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کا موقع دیا اور اس پر already سپیکر صاحب ایک ایکشن لے چکے ہوئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ۔۔

محترمہ آمنہ الفت: میں شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ سپیکر صاحب نے مجھے بلایا میں ان کی بے حد مشکور ہوں لیکن میں یہ بات ضرور کہوں گی کہ ہمیں لاہور سے باہر نکلنے کی دیر ہوتی ہے، صرف راوی پل

کراس کرنے کی دیر ہے اس کے بعد دہشت گردوں کا علاقہ ہے۔ وہاں پر صرف اور صرف ڈکیتوں کا بسیرا ہے اور دن دہاڑے گاڑیاں چھین لی جاتی ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ چاہوں گا کہ جس طرح محترمہ کا concern ہے اور چودھری ظہیر الدین صاحب نے بھی بات کی ہے تو میرا خیال ہے کہ یہ اپنی تحریک پیش کر دیں اور آپ اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں ان کی مشکور ہوں اور ان تمام اعلیٰ حکام کی مشکور ہوں جنہوں نے میری دادرسی کی ہے۔ میں صرف یہ بات کہنا چاہتی ہوں کہ صرف میرے لئے نہیں بلکہ ان تمام لوگوں کے لئے جن کی گاڑیاں چھینی جا چکی ہیں اور جن کی گاڑیاں دن دہاڑے چھینی جا رہی ہیں ان کے لئے بھی سوچا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ کا پوائنٹ آ چکا ہے اگر آپ چاہتی ہیں کہ اس تحریک کو out of turn لیا جائے تو ٹھیک ہے اس کو لے لیتے ہیں۔ ویسے میں سمجھتا ہوں کہ سپیکر صاحب نے already ایک ایکشن لیا ہوا ہے، وہ پورے ہاؤس کے Custodian ہیں اور انہوں نے 17۔تاریخ کو بلایا ہے پہلے اس کو دیکھ لیا جائے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں سپیکر صاحب کی بے حد مشکور بھی ہوں اور میں اس دن کا انتظار کروں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! آخر آپ کو خیال آ ہی گیا۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کیا بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ بھی پاس ہوا تھا کہ مخصوص لوگوں کو ہی اس قرارداد پر بولنے کا موقع دیا جائے اور معزز ایوان کے باقی ممبران جو اس پر بات کرنا چاہتے تھے ان کو محروم رکھا جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا یہی سوال ہے؟

میاں محمد رفیق: میں تو بات آگے بھی بڑھانا چاہتا ہوں مگر بنیادی سوال تو یہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بات بڑھا لیں پھر میں سمیٹ دوں گا۔

میاں محمد رفیق: بے حد شکریہ۔جناب سپیکر!آج اس معزز ایوان میں وزیر قانون نے جو قرارداد پیش کی ہے میں اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔کاش!یہ روّیے بہت پہلے اپنائے جاتے تو ہم امریکی غلامی سے آزاد ہو چکے ہوتے۔اب سوال یہ ہے کہ یہ بھرپور عوامی دباؤ تھا، میں اس بات کو ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ یہ عوامی دباؤ تھا جس کی بنیاد پر یہ فیصلہ ہوا۔بہر حال وزیر اعظم صاحب نے جو فیصلے کئے میں ان کی بھی تحسین کرتا ہوں لیکن یہ فیصلے عوامی دباؤ پر ہوئے ہیں۔آپ دیکھیں کہ ایک امریکی شہری نے دو پاکستانی شہری قتل کر دیئے اور اس کو فرار کرانے میں کون امدادی ہوا اور اُس وقت یہ سوچ کیوں نہ آئی؟ میں شمسی ائر بیس کو خالی کرانے کی تحسین کرتا ہوں اور نیٹو سپلائی بند کرنے کی بھی میں تحسین کرتا ہوں۔میں اسی طرح کے دیگر تمام اقدامات کی حمایت میں ہوں۔یہاں پر معزز ممبر چودھری ظہیر الدین صاحب نے ایک بات اس حوالے سے کی ہے کہ شمسی ائر بیس 20 سال پہلے امریکیوں کے حوالے کیا گیا تھا اور راجہ ریاض صاحب نے کہا کہ یہ مشرف صاحب نے کیا تھا۔مشرف صاحب کا دور یہ تھا کہ قیدیوں کے بھی ڈالر وصول کئے جاتے تھے، لاشوں کے بھی ڈالر وصول کئے جاتے تھے اور تمام ائیر بیس بھی مشرف نے امریکیوں کے حوالے کئے تھے۔جو امریکی آتے تھے ان کو ویزا کی بھی پابندی نہیں تھی۔یہاں ایک معزز ممبر نے بات کی کہ ان کے ویزے ختم کئے جائیں۔میرے بھائی!ان کو تو ویزوں سے بھی آزاد کر دیا گیا تھا اور یہ تمام اقدامات سابقہ دور میں پاکستانی قوم کو غلامی میں جکڑنے کے لئے ہوئے میں اس کی بھی مذمت کرتا ہوں اور اب جو پاکستانی عوام کے پریشر پر یہ شعور، آگاہی اور طاقت آئی ہے میں اس کی بھرپور تحسین کرتا ہوں۔میں آخر میں، چونکہ شاید آپ مجھے راستے میں بند کر دیں یہ ایک سوالیہ نشان ہے۔میں غالب کا ایک شعر پڑھنا چاہتا ہوں کہ:

قرض کی پیتے تھے مے لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں
رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

جب تک ہم امریکی امداد سے، امریکی غلامی سے آزاد نہیں ہوں گے تو یہ ڈرون حملے بھی جاری رہیں گے اور دہشت گردوں کے اقدامات بھی جاری رہیں گے۔فراڈ، دھوکے، جعل سازی سے پاکستان کو محکوم رکھنے کے لئے اور لاشیں گرانے کے لئے اُن کا کام جاری رہے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!بہت شکریہ۔جی، شوکت بسراء صاحب!

کورم کی نشاندہی

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کورم کی نشاندہی ہوئی ہے گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہ ہے لہذا اب اجلاس مورخہ 13۔دسمبر 2011 بروز منگل صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

97

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،13۔دسمبر2011

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات صنعت، کامرس اینڈانوسٹیمنٹ)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)

1. محترمہ نسیم ناصر خواجہ: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب میٹرک تک کے طلباء کے لئے قرآن پاک (ترجمہ وتفسیر) واحادیث مبارکہ کو تعلیمی نصاب کا لازمی حصہ قرار دے تاکہ وہ قرآن وحدیث سے مکمل استفادہ کرتے ہوئے صحیح طور پر اسلامی اصولوں سے روشناس ہو سکیں۔

2. ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: اس ایوان کی رائے ہے کہ لاہور شہر میں چین کی نئی بسیں جو چند بڑے روٹس پر چلائی گئی ہیں ان سے عوام کو ریلیف ملا ہے۔ دیگر روٹس پر بھی یہ بسیں جلد از جلد چلائی جائیں اور اس کا دائرہ کار بڑھا کر صوبہ کے دیگر بڑے شہروں فیصل آباد، ملتان، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، راولپنڈی تک بڑھایا جائے۔

3. محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ جس طرح یوٹیلٹی سٹور آف پاکستان کے گریڈ 1تا13 کے کنٹریکٹ اور ڈیلی ویجز ملازمین کو مستقل کیا گیا ہے اسی طرح کنٹریکٹ اور ڈیلی ویجز ملازمین وافسران کی کارکردگی بڑھانے کے لئے یوٹیلٹی سٹور آف پاکستان کے گریڈ 14تا18 کے ملازمین کو بھی مستقل کر دیا جائے۔

4. جناب محمد محسن خان لغاری: یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ڈیرہ غازی خان میڈیکل کالج میں دیگر صوبوں کے طلباء وطالبات کے لئے بھی کوٹا مختص کیا جائے

تاکہ تمام صوبوں کے درمیان بھائی چارے اور قومی یک جہتی کو فروغ ملے۔

5. محترمہ زوبیہ رباب ملک: اس ایوان کی رائے ہے کہ قدیم تاریخی، علمی، ادبی اور ثقافتی اہمیت کے پیش نظر بھیرہ (ضلع سرگودھا) کو تحصیل کا درجہ دیا جائے۔

99

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بتیسواں اجلاس

منگل،13۔دسمبر2011

(یوم الثلاثہ،17۔محرم الحرام1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 7 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ
الْحَكِيْمُ ۝١ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝٢
كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝٣ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝٤
وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ
تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ۭ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ
اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝٥

سورۃ الصّف 1 تا 5

جو چیز آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے (سب) اللہ کی تنزیہ کرتی ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے (1) مومنو! تم ایسی باتیں کیوں کہا کرتے ہو جو کیا نہیں کرتے (2) اللہ اس بات سے سخت بیزار ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں (3) جو لوگ اللہ کی راہ میں (ایسے طور پر) پرے جما کر لڑتے کہ گویا سیسہ پلائی دیوار ہیں وہ بے شک محبوب کردگار ہیں (4) اور وہ وقت یاد کرنے کے لائق ہے جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے قوم! تم مجھے کیوں ایذا دیتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ تو

جب ان لوگوں نے کج روی کی اللہ نے بھی ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے۔اور اللہ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا(5)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں
جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں
در بدر یونہی خوار پھرتے ہیں
اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں
مانگتے تاجدار پھرتے ہیں
پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں
دشتِ طیبہ کے خار پھرتے ہیں
کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے کتنے ہزار پھرتے ہیں

سوالات

(محکمہ جات صنعت، کامرس اینڈانویسٹمنٹ)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 35 سب کلاز۔1 کی پیروی میں تمام معزز ممبران اسمبلی کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ملک خرم علی خان ایم پی اے پی پی۔18 نے پنجاب اسمبلی کی رکنیت سے مورخہ 9۔دسمبر 2011 کو استعفیٰ دے دیا ہے۔ میں نے ضروری تصدیق کے بعد آئین کے آرٹیکل 64 جسے آرٹیکل 127 کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے کے تحت حاصل شدہ اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے ملک خرم علی خان ایم پی اے پی پی۔18 کا استعفیٰ منظور کر لیا ہے اور اسمبلی سیکرٹریٹ نے اس کا باقاعدہ نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے۔

اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ جات صنعت و کامرس اینڈ انویسٹمنٹ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اوران کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3878 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔فوڈ سپورٹ سکیم کے تحت استفادہ کرنے والے افراد کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3878: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور میں فوڈ سپورٹ سکیم کے تحت کتنے افراد استفادہ کر رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ فوڈ سپورٹ سکیم کے پروگرام کے تحت منی آرڈرز کی تقسیم میں بے ضابطگیاں سامنے آئی ہیں، حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈانویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین):
(الف)لاہور میں فوڈ سپورٹ سکیم کے تحت98430افراد استفادہ کر رہے ہیں۔
(ب)اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ صوبے کے غریب اور نادار عوام کو مالی امداد دینے کے لئے حکومت پنجاب نے "پنجاب فوڈ سپورٹ سکیم" کا آغاز کیا ہے جس میں صوبہ پنجاب کے لاکھوں مستحق خاندانوں کو ایک ہزار روپے ماہوار کے حساب سے امداد ان کی گھر کی دہلیز پر بذریعہ منی آرڈر فراہم کی جا رہی ہے۔ پنجاب فوڈ سپورٹ سکیم کو صاف و شفاف بنانے کے لئے حکومت نے بہت سے اقدامات کئے ہیں۔ محکمہ ڈاک کا مانیٹرنگ کا کام بہت فعال ہے۔ جیسے ہی کوئی شکایت موصول ہوتی ہے فوری ایکشن لیا جاتا ہے اور ڈاک خانے کے اہلکار کے ملوث پائے جانے کی صورت میں اس کے خلاف فوری کارروائی کی جاتی ہے جو کہ نوکری سے برخاستگی، پولیس کیس وغیرہ پر مشتمل ہوتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ غبن شدہ رقم کی بازیابی بھی عمل میں لائی جاتی ہے اور اسے متعلقہ مستحقین تک پہنچا دیا جاتا ہے۔ سکیم کے آغاز سے ہی ضلع کی سطح پر محکمہ ڈاک اور ڈی سی او آفس میں شکایات سیل قائم کئے گئے تاکہ شکایات کا ازالہ کیا جا سکے۔اسی طرح محکمہ انڈسٹریز میں بھی شکایات سیل قائم کیا گیا ہے۔اب تک ڈاکخانے کے ذریعے اکیاسی لاکھ منی آرڈر تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ جبکہ اب تک محکمہ ڈاک کے خلاف205 شکایات کا ازالہ کیا جا چکا ہے جن میں سے112 شکایات کا ازالہ کیا جا چکا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔اگلا سوال نمبر3974 جناب محمد نوید انجم کا ہے۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں؟ان کے behalf پر بھی کوئی موجود نہیں ہے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!اگر ان کی طرف سے کوئی behalf پر نہیں ہے تو میں ہوتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں،اب میں کہہ چکا ہوں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ ہاؤس کی پراپرٹی ہے کوئی بھی اسے پیش کر سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نولاٹیا صاحب! میں نے انتظار کیا ہے، آپ کیوں ہر چیز کو issue بناتے ہیں؟ آپ میرے لئے بڑے محترم ہیں، تشریف رکھیں۔ اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک کا ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 5046 ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ بھیرہ، عمارت کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

*5046: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ بھیرہ (سرگودھا) کی تعمیر کب شروع ہوئی؟

(ب) آج تک اس کی عمارت کی تعمیر پر کتنی رقم خرچ ہوئی، تفصیل فراہم کریں؟

(ج) کتنی عمارت مکمل ہو چکی ہے کتنی ابھی زیر تکمیل ہے؟

(د) اس میں کب تک کلاسز کا اجراء ہو گا؟

(ہ) اس میں منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں؟

(و) کیا ان اسامیوں پر تقرریاں ہو چکی ہیں کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین):

(الف) عمارت کی تعمیر 2005 میں شروع ہوئی۔

(ب) عمارت پر کل خرچ 41.182 ملین روپے ہے۔

(ج) تمام عمارت مکمل ہو چکی ہے۔

(د) کلاسز کا اجراء ستمبر 2010 سے ہو گا۔

(ہ) اسامیوں کی تفصیل

اسامی	سکیل	تعداد
پرنسپل	BS: 18	01
چیف انسٹرکٹر	BS: 17	02
سینئر انسٹرکٹر	BS: 16	04
جونیئر انسٹرکٹر	BS: 14	06
سٹینوگرافر	BS: 12	01

اکاؤنٹنٹ	BS: 11	01
سینئر کلرک	BS: 07	01
سٹورکیپر	BS: 07	01
جونیئر کلرک	BS: 05	2
ٹیوب ویل آپریٹر	BS: 05	01
ڈرائیور	BS: 04	01
نائب قاصد	BS: 01	02
شاپ اٹینڈنٹ	BS: 01	05
چوکیدار	BS: 01	04
مالی	BS: 01	02
خاکروب	BS: 01	02

(و) تاحال تمام اسامیاں خالی ہیں نئی بھرتی کے لئے ایک ماہ کے اندر اشتہار چھپنے والا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سوال کی تاریخ ترسیل 19۔دسمبر2009 ہے اور جواب 27۔جنوری2010 کو وصول ہوا ہے۔ چونکہ اس میں ایک سال کا عرصہ ہوگیا ہے اس لئے میں نے وزیر صاحب سے یہ پوچھنا ہے کہ اب اس کا current status کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، current status بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! کالج کی بلڈنگ مکمل ہوچکی ہے، اس کی تمام اسامیاں fill ہیں اور ستمبر2010 سے وہاں پر کلاسز شروع ہوچکی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! جی، شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(و)میں بھرتیوں کے بارے میں لکھا ہے اورایک ماہ کے اندر اندر بھرتیاں نہیں ہوئی تواس کی کیا وجہ ہے اگر ہوچکی ہیں تو اس کا status بتا دیں؟اور لکھا ہے کہ تمام اسامیاں خالی ہیں۔اس سوال کی جز(ح)میں منظور شدہ اسامیوں کی بات ہے توانہوں نے کہا ہے کہ فی الحال تمام اسامیاں خالی ہیں۔اگر کلاسوں کا اجراء کرنا ہے اوراس کو چلانا ہے توان اسامیوں کا اشتہار ہی نہیں چھپا۔مجھے اس کا status بتادیں؟

جناب قائم مقام سپیکر:نہیں،میرا خیال ہے کہ انہوں نے جو بات کی ہے اس میں وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ چونکہ جواب پرانا ہے اب کالج کی بلڈنگ بھی بن چکی ہے۔یہ انہوں نے اس وقت capacity بتائی تھی کہ اتنی capacity ہے اب ان کے مطابق وہ capacity آچکی ہوئی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!اس جواب میں یہ ہے کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،میں آپ کی بات follow کر گیا ہوں۔آپ کے پوچھنے کا مقصد یہ تھا کہ ایک طرف وہ کہہ رہے ہیں اسامیاں خالی ہیں جبکہ پیچھے انہوں نے اس میں ایک پوری تفصیل دی ہوئی ہے تو جس وقت انہوں نے یہ تفصیل دی تھی اس وقت کالج کی بلڈنگ مکمل ہو رہی تھی،اس وقت وہ لوگ رکھے نہیں گئے تھے اوراب اشتہار دے کر وہ لوگ رکھ لئے گئے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!ظاہر ہے کہ ایک updated جواب چاہئے اور چاہے کچھ بھی تاریخ ہے۔ Updated جواب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ تاحال تمام اسامیاں خالی ہیں نئی بھرتی کے لئے ایک ماہ کے اندر اشتہار چھپنے والا ہے تو مجھے اس کا latest updated جواب دے دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر:جی،پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت،کامرس اینڈ انویسٹمنٹ(جناب محمد تجمل حسین):جناب سپیکر! یہ جواب 19۔دسمبر 2009 کو موصول ہوا تھا اس کے بعد ستمبر 2010 سے کلاسیں وہاں پر شروع ہیں، تقریباً تمام اسامیاں مکمل ہیں،کالج کی بلڈنگ بھی مکمل ہے اور ایک سال سے وہاں پر regular کلاسیں پڑھائی جارہی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،بہت شکریہ۔اگلا سوال بھی محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک:جناب سپیکر!میرا سوال نمبر 5047 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ بھلوال کی عمارت کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

*5047: **محترمہ زوبیہ رباب ملک** :کیا وزیر صنعت،کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ بھلوال کی عمارت کی تعمیر کب شروع ہوئی،کب تک مکمل ہو گی اس کی عمارت کتنے کمروں پر مشتمل ہو گی، کتنے کلاس روم کتنے دفاتر اور کتنے لیبارٹری رومز ہوں گے ؟

(ب) اس کی عمارت کا تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ج) آج تک مذکورہ عمارت کی تعمیر پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(د) اس میں کلاسز کب تک شروع ہو جائیں گی؟

(ہ) اس میں کتنی اسامیاں کس کس کیڈر کی منظور کی گئی ہیں؟

(و) کتنی اسامیاں پُر ہیں اور کتنی خالی ہیں، خالی اسامیاں کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین):

(الف) آغاز تعمیر عمارت2006

تکمیل متوقع2010(بشرط ترسیل فنڈز)

تفصیل عمارت

گراؤنڈ فلور

لیب	04
لائبریری	01
میٹنگ روم	01
سٹاف روم	01
پرنسپل آفس	01
مین آفس	01
P.A.آفس	01

فرسٹ فلور

لیب	05
کلاس روم	04
روم	01

(ب) تخمینہ لاگت 54.169 ملین روپے ہے۔

(ج) عمارت پر تاحال خرچ 54.714 ملین روپے ہے۔

(د) کلاسز کا اجراء ستمبر 2010 سے ہو گا۔

(ہ) اسامیوں کی تفصیل

اسامی	سکیل	تعداد
پرنسپل	BS: 18	01
سینئر انسٹرکٹر	BS: 17	02
انسٹرکٹر	BS: 16	05
سپرنٹنڈنٹ	BS: 16	01
جونیئر انسٹرکٹر	BS: 14	10
سٹینوگرافر	BS: 12	01
ہیڈ کلرک	BS: 14	01
اکاؤنٹنٹ	BS: 11	01
سینئر کلرک	BS: 07	01
شاپ اسسٹنٹ	BS: 06	06
ڈسپینسر	BS: 06	01
سٹورکیپر	BS: 06	01
جونیئر کلرک	BS: 05	04
ڈرائیور	BS: 04	02
نائب قاصد	BS: 01	02
شاپ اٹینڈنٹ	BS: 01	06
چوکیدار	BS: 01	04
مالی	BS: 01	02
سٹور اٹینڈنٹ	BS: 01	01
خاکروب	BS: 01	02
سیور مین	BS: 01	01

(و) تاحال تمام اسامیاں خالی ہیں۔ نئی بھرتی بعداز تکمیل عمارت ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا اس کالج میں کلاسیں شروع ہو چکی ہیں کیونکہ اس میں بھی اسی طرح ایک سال کا gap آیا ہے۔ ابھی اس کا current status کیا ہے اور طالب علموں کی class wise تعداد کتنی ہے ؟ اس میں اگر کوئی missing facilities ہیں تو

کیا وہ ابھی تک مکمل ہو چکی ہے اگر نہیں تو کب تک اس کالج کی missing facilities ٹھیک ہو جائیں گی؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! بھلوال کالج کی بلڈنگ بھی تقریباً مکمل ہو چکی ہے، ستمبر 2010 سے وہاں کلاسوں کا اجراء بھی شروع ہے اور تمام اسامیوں پر عملہ موجود ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! مجھے اس میں یہ پوچھنا ہے کہ اس میں اگر کوئی missing facilities ہیں یا ابھی کلاسوں کے حوالے سے تمام چیزیں مکمل ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، missing facilities کے حوالے سے انہوں نے پوچھا ہے کہ کوئی missing facilities رہ گئیں ہیں یا سب کچھ مکمل ہو چکا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! تمام تر چیزیں جس میں laboratories, staff اور جو بھی دیگر ضروریات تھیں وہ ساری کی ساری مکمل ہیں اور وہاں پر کسی قسم کی کوئی problem نہیں ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہاں پر اس کا تخمینہ 44 ملین روپیہ بتایا گیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس پر ٹوٹل کتنا خرچہ ہوا ہے اور اس کا status کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا مطلب ہے کہ جو تخمینہ لاگت ہے اس میں سے کتنا خرچ ہو گیا ہے، آپ یہ پوچھنا چاہ رہی ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! نہیں، اس سوال کے جز (ج) کا جواب دیکھیں تو اس کے جواب کے مطابق اس پر زیادہ خرچ کیا گیا ہے اور اس کا status بتائیں کہ اس پر ٹوٹل خرچ کتنا ہوا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر:اس کے مطابق تو یہ ہے کہ تاحال اتنا خرچ ہو چکا ہے،آپ کے پوچھنے کا مقصد یہ ہے کہ اب تک مزید کتنا خرچ ہو چکا ہے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!جی، بالکل ٹھیک ہے کیونکہ یہ 2010 کا جواب آیا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،آپ کو اس کی latest position کا پتا ہے کہ اس پر تخمینہ،لاگت اور کتنا زیادہ خرچ ہو چکا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈانویسٹمنٹ(جناب محمد تجمل حسین):جناب سپیکر! یہ عمارت اپنے مقررہ بجٹ میں مکمل ہوئی ہے۔اگر محترمہ کو کوئی مزید انفارمیشن چاہئے تو اس کے لئے fresh question دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جواب پڑھا نہیں ہے کیونکہ اس پر زیادہ خرچ ہوا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:دیکھیں!جز(ب) کے اندر جو جواب دیا جا رہا ہے وہ یہ ہے کہ 44.169 اس کی لاگت ہے اور جواب تک تاحال خرچہ 44.714 ہے اور وہ تخمینہ سے اوپر نکل گیا ہے۔ان کا پوچھنے کا مقصد یہ ہے کہ جو زیادہ خرچ ہوا ہے وہ کتنا زیادہ خرچ ہوا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈانویسٹمنٹ(جناب محمد تجمل حسین):جناب سپیکر! اس پر جو تخمینہ لگایا گیا تھا وہ 2006 میں estimate کیا گیا تھا اس کے بعد اس کو revise کر کے دوبارہ اس کو مکمل کیا گیا ہے۔اس پر اگر محترمہ نیا سوال دیں تو میں تفصیلی بجٹ کی figures بتا سکتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر:آپ نے انہیں اس کی detailed figures provide کرنی ہیں کہ اس پر کتنا خرچ ہوا ہے اور یہ details محکمے سے لے کر اسی sitting session میں دینی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈانویسٹمنٹ(جناب محمد تجمل حسین):جناب سپیکر! میں ابھی ان کو fresh figures دے دیتا ہوں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!اگر سارا کچھ آپ اور ہم نے بتانا ہے تو یہ خود کیا تیاری کر کے آتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر:جی، بہت شکریہ۔آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میرا سوال تو تخمینہ کے حوالے سے ہی تھا لیکن اس میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کہا ہے یہ تخمینہ 2006 کا تھا تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب 2006 میں تخمینہ لاگت ہوا تو time limit کیا تھی، یہ عمارت کتنے سال میں مکمل ہونی تھی اور یہ کتنے سال میں مکمل ہوئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! جب 2006 میں یہ تخمینہ لگایا گیا تھا اس کے بعد اس وقت کی حکومت نے سستی اور کاہلی کی اور 2008 تک اس پر کوئی کام proper تکمیل تک نہ پہنچ سکا۔ اس وقت پنجاب کو پڑھا لکھا پنجاب کے نام پر پنجاب کے بنک کو لوٹنے والے ڈاکوؤں کا راج تھا اس لئے اس تخمینہ کو ہم نے revise کیا، وہ بلڈنگ مکمل کر کے 2010 سے وہاں پر کلاسیں شروع کر دی ہیں اور اب وہاں پر اللہ کے فضل سے کلاسیں بھی پڑھائی جا رہی ہیں اور کالج بھی مکمل ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ ثمینہ صاحبہ! آپ تشریف رکھیں، میری ایک عرض سنیں کہ میں معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے گزارش کروں گا کہ ذرا سوال کے جواب تک محدود رہیں اس کے ماضی میں نہ جائیں آپ کا شکریہ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! 2006 میں ایک تخمینہ لگایا گیا تھا اور مجھ سے میری محترمہ ساتھی نے پوچھا ہے کہ اس کی time limit کیا تھی۔ 2006 میں اصولی طور پر دو سال کے اندر یہ بلڈنگ بننی تھی اور 2008 تک وہاں پر کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔ 2008 کے بعد ہم نے 2010 تک وہ بلڈنگ بھی مکمل کی ہے اور وہاں کلاسوں کا اجراء بھی کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب اگلا سوال وسیم قادر صاحب کا ہے سوال نمبر بولئے گا؟

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا سوال نمبر 5534 ہے اور اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور، پی پی۔144 لوہا پگھلانے والی فیکٹریوں کی تفصیلات

*5534: جناب وسیم قادر: کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) شمالی لاہور پی پی۔144 میں لوہا پگھلانے والی کتنی فرنس ہیں نیز یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) یہ فیکٹریاں حکومت کو سالانہ کتنا ٹیکس ادا کرتی ہیں، تفصیل فراہم کی جائے نیز کتنی فیکٹریاں ایسی ہیں جو ٹیکس ادا نہیں کر رہی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین):

(الف)

(1) شمالی لاہور پی پی۔144 لوہا پگھلانے والی کوئی فرنس نہ ہے البتہ وہاں 53 سٹیل ری رولنگ اور دیگر فیکٹریاں موجود ہیں، جن کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ صنعت حکومت پنجاب سے متعلقہ نہ ہے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میرا سوال تھا کہ شمالی لاہور پی پی۔144 میں لوہا پگھلانے والی کتنی فرنسیں ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں تو جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ لوہا پگھلانے والی کوئی فرنس نہ ہے البتہ وہاں پر 53 سٹیل ری رولنگ اور دیگر فیکٹریاں موجود ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اور علاقے کے لوگ بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ فرنس ہیں اب ری رولنگ اور فرنس کی definition بتا دیں تاکہ پھر بات کی جا سکے؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کو پتا ہے؟

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! مجھے تو پتا ہے لیکن۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کو پتا ہے تو پھر ان کو بتا دیں؟

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ میں نے تو پوچھا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کو یہ بات clear کر دوں کہ انہوں نے یہ سوال کیا تھا کہ پی پی 144 میں کوئی فرنس موجود

ہے یا نہیں؟ تو میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ جو فرنس یہ سمجھ رہے ہیں وہ پی پی۔144 میں نہیں ہے بلکہ پی پی۔145 میں ہے اور ان کے حلقے میں کوئی فرنس نہیں ہے لیکن سٹیل ری رولنگ ملیں ضرور ہیں۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! فرنس تو موجود ہے لیکن انہوں نے اس کو ری رولنگ کہہ دیا ہے بہر حال۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ فرنس موجود ہے؟

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میں اس لئے کہتا ہوں کہ میں نے وہاں پر visit کیا ہے اور دیکھا ہے کہ لوہا پگھلایا جا رہا ہے۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! میرے بھائی مجھے فرنس اور ری رولنگ میں فرق بتا دیں۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! سوال سے پہلے جواب آ گیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، بات تو ان کی جائز ہے۔ فرنس اور ری رولنگ میں فرق کیا ہوتا ہے؟

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! وہی فرق بتا دیا جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ آپ بتائیں کیونکہ آپ نے visit کیا ہے؟

جناب وسیم قادر: جناب والا! وہ فرق بتا دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے visit کیا ہے آپ بتا دیں۔

جناب وسیم قادر: جناب والا! فرنس میں لوہے کو پگھلایا جاتا ہے اور پھر اس کو دوسری شکل دے دی جاتی ہے۔ یہ فرما رہے ہیں کہ وہاں پر کوئی ایسی بٹھی نہیں ہے جہاں پر لوہا پگھلایا جاتا ہو۔ میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ وہاں لوہے کو پگھلانے کے بعد اس سے سریا بنایا جاتا ہے اور اس کے علاوہ بہت سی دوسری چیزیں بھی بنائی جاتی ہیں۔ اگر اس کو فرنس نہیں کہتے تو پھر کیا کہتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے فرنس اور re-rolling کا فرق نہیں بتایا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈانویسٹمنٹ(جناب محمد تجمل حسین):جناب والا!وہ steel re-rolling mills ہیں جہاں پر سریا بنتا ہے ان کو فرنس نہیں کہتے فرنس وہ ہوتی ہے جہاں پر bulk مقدار میں لوہے کو پگھلایا جاتا ہے اس طرح کی فرنس حلقہ 144 میں کوئی نہیں ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب جواب کے جز(ب) میں کہا گیا ہے کہ محکمہ صنعت حکومت پنجاب سے متعلقہ نہ ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا محکمہ صنعت کو یہ نہیں چاہئے تھا کہ وہ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سے اس کا جواب حاصل کر کے House کو inform کرتے ۔اگر میں غلط نہیں کہہ رہی تو میرے خیال میں rules میں ایسا ہے کہ وہ متعلقہ محکمہ سے جواب لے کر اسمبلی میں پیش کرتے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈانویسٹمنٹ(جناب محمد تجمل حسین):جناب سپیکر! سوال یہ پوچھا گیا تھا کہ یہ صنعتیں ٹیکس کتنا ادا کرتی ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ tax collection کا کام میرے محکمے کے ذمہ نہیں ہے کیونکہ tax collection یا تو وفاقی حکومت کرتی ہے یا پھر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کا محکمہ کرتا ہے یہ سوال آپ ان سے پوچھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:تشریف رکھیں۔محکمے نے جو بات لکھ کر دی ہے اس طرح والا کام اب ختم کریں۔ اگر سوال کے اندر ایک بات پوچھی گئی ہے تو وہ دوسرے محکمے سے بھی پوچھ کر بتا سکتے تھے کیونکہ دوسرا محکمہ بھی حکومت پنجاب کا ہی محکمہ ہے۔ان کو پوچھنے میں کوئی قدغن نہیں ہونی چاہئے اسمبلی میں ایک سوال آیا ہے ان کو اس کا جواب دینا چاہئے تھا یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں تھی کہ وہ ان سے پوچھ نہیں سکتے تھے۔آئندہ کے لئے محتاط رہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈانویسٹمنٹ(جناب محمد تجمل حسین):جناب والا! Tax collection ہمارے محکمے کے ذمہ ہی نہیں ہے تو ہم کیسے یہ ساری تفصیل محترمہ کو فراہم کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:یہ سوال اسمبلی نے پوچھا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈانویسٹمنٹ(جناب محمد تجمل حسین)جناب والا! اسمبلی اس محکمے سے پوچھے جس کا یہ کام ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:رانا صاحب!اس کو آپ اچھی sense میں لیں۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اس معزز House کی superiority برقرار رہنی چاہئے تو پھر وہ کس طرح سے رہے گی؟ محکمہ جب اس طرح سے سوالوں کے جواب بھیجے گا تو House کی superiority نہیں رہے گی۔آپ کی بات بالکل

ٹھیک ہے اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ یہ سوال اس محکمہ سے متعلقہ نہیں ہے لیکن محکمہ اگر دوسرے محکمہ سے پوچھ کر grace show کرے اور اس سوال کا جواب اسمبلی میں دے تو بہتر ہو گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب والا! آئندہ ہمارے متعلقہ جو بھی سوال پوچھے جائیں گے ہم تمام محکموں سے پوچھ کر اس کا جواب دے دیا کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا! اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں اس کی تھوڑی سی وضاحت کر دوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ فرمائیں!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا! اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو دوبارہ جواب دینے میں عضہ نہ چڑھ جائے تو عرض کروں گا کہ ہم یہ بات مانتے ہیں کہ tax collection کا کام فیڈرل گورنمنٹ سے متعلق ہے۔ انہوں نے سوال میں یہ نہیں پوچھا کہ محکمہ کتنا tax collect کرتا ہے بلکہ انہوں نے یہ پوچھا ہے کہ یہ کتنا ٹیکس دیتے ہیں۔ فیکٹریاں تو ان کے پاس ہیں یہ اس پر کتنا ٹیکس دیتے ہیں انہوں نے یہ پوچھا ہے اور یہ تھوڑا سا ابہام تھا جو میں نے کہا کہ دور کر دوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا جواب تو ان کے پاس نہیں ہو گا۔ یہ سوال ان سے متعلقہ بھی نہیں ہے لیکن میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اسمبلی سے گئے ہوئے سوال کی اتنی grace ہونی چاہئے کہ محکمہ تھوڑی سی محنت کر کے اس کا جواب دے۔ بہت شکریہ۔ محترمہ نسیم لودھی صاحبہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب والا! محترمہ چونکہ ہماری پارٹی سے تعلق رکھتی ہیں اس لئے میں ان کے behalf پر سوال کروں گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب والا! اب وہ ان کی پارٹی میں نہیں ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب والا! وہ ہماری پارٹی کی ٹکٹ ہولڈر ہیں اور ہماری پارٹی کے ٹکٹ پر ہی nominate ہوئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کل بھی یہ بات ہوئی تھی اب چونکہ فیصلہ عدالت میں ہے آپ یہ سوال on her behalf کریں لیکن اس بحث کو نہ چھیڑیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب والا! میں یہ point out نہیں کر رہی کہ وہ Unification Block میں ہیں میں تو یہ کہہ رہی ہوں کہ وہ ہمارے ٹکٹ پر nominate ہوئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ان کا سوال on her behalf کریں میں نے تو آپ کو اجازت دی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی:.On her behalf Question No. 5622 (معزز خاتون ممبر نے محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

ضلع لاہور۔سپرٹ تیار کرنے والی فیکٹریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5622: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور میں سپرٹ تیار کرنے والی کل کتنی فیکٹریاں ہیں نیز یہ فیکٹریاں کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) حکومت نے ایسی کتنی فیکٹریوں کے خلاف تادیبی کارروائی کی جنہوں نے سپرٹ کی تیاری کے دوران خارج ہونے والے مادے کو ضائع کرنے کے لئے مناسب بندوبست نہیں کر رکھے تھے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین):

(الف) ضلع لاہور میں سپرٹ تیار کرنے والی فیکٹریاں نہ ہیں تاہم محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن نے مختلف فیکٹریوں اور دکانوں کو سپرٹ کو پیک کرنے اور بیچنے کے لئے لائسنس جاری کئے ہوئے ہیں جن کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ صنعت کے دائرہ اختیار میں نہ ہے یہ محکمہ ماحولیات سے دریافت کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب والا! جز(ب) کے تعلق point out کرنا چاہتی ہوں کہ اس کے جواب میں لکھا ہے کہ محکمہ صنعت کے دائرہ اختیار میں نہ ہے یہ محکمہ ماحولیات سے دریافت کیا جائے۔ یہ اتنی اہم بات ہے کہ سپرٹ سے خارج ہونے والے مادہ کو کس طرح سے تلف کرتے ہیں۔ اب پونے دو سال بعد

اس کا جواب دے رہے ہیں کہ محکمہ ماحولیات اس کا جواب دے گا۔ ممبر جب کوئی سوال جمع کرواتا ہے اس کو پتا نہیں ہوتا کہ کون سا محکمہ اس کا جواب دے گا۔ اسمبلی سیکرٹریٹ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ دیکھے کس محکمے سے متعلقہ سوال ہے اب پونے دو سال کے بعد اس سوال کی باری آئی ہے اور یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ میں نہیں سمجھتی کہ ہم یہ سوال دوبارہ جمع کروائیں اب تو ہماری اسمبلی کا اپنا وقت بھی پونے دو سال سے کم رہ گیا ہے۔ اس کا تو جواب بھی ہمیں نہیں مل سکے گا۔ میری یہ گزارش ہے کہ ان کوتاہیوں کو اگر دور کر دیا جائے تو یہاں کا ماحول کافی بہتر ہو جائے گا، اس کا مجھے جواب چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین) جناب سپیکر! محترمہ نے پوچھا تھا کہ سپرٹ کی وہ فیکٹریاں جن سے کیمیکل کا اخراج ہوتا ہے ان کے خلاف کیا تادیبی کاروائیاں کی گئی ہیں؟ اس کا جواب ہم نے یہ دیا ہے کہ اس طرح کے کام محکمہ ماحولیات کے ذمہ ہیں محکمہ انڈسٹری کے ذمہ اس طرح کی چیزیں نہیں آتیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں محترمہ کو اس کا موثر جواب نہیں دے سکا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان کے محکمے نے اس سوال کو محکمہ ماحولیات کو refer کیوں نہیں کیا۔ Rules of Business میں یہ بات موجود ہے کہ اگر کوئی سوال کسی محکمہ میں غلط چلا جائے تو پھر وہ محکمہ اس کو دوسرے محکمہ میں refer کر دیتا ہے کہ یہ ہمارے متعلقہ نہیں ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: ایسے منہ اٹھا کر چلے آتے ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب والا! میں یہی پوچھ رہی ہوں کہ ایسا کیوں نہیں ہوا، آپ کے محکمہ نے محکمہ ماحولیات کو یہ سوال کیوں نہیں بھیج دیا؟ پونے دو سال کے بعد آپ نے ایک لائن لکھ دی کہ یہ ہمارا کام نہیں ہے۔ یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین) جناب والا! کسی دوسرے محکمہ کا سوال میرے محکمہ سے کریں گے تو اس کا جواب اسی طرح سے ہی آئے گا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب والا! ایک تو سوال کا جواب غلط ملا ہے اوپر سے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ!آپ بات ہمیشہ Chair کو مخاطب کر کے کیا کریں۔دوسری بات میں رانا صاحب اور دوسرے وزراء صاحبان کے لئے بھی عرض کروں گا کہ ہم کہتے ہیں کہ یہ اسمبلی supreme ہے اور جب ہم اسمبلی کو Rules of Procedure کے مطابق چلانے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں ہمارے متعلقہ نہیں ہے حالانکہ حکومت پنجاب کا 37 rule بڑا clear ہے۔اگر کوئی سوال misdirect ہو کر کسی اور محکمے کے پاس چلا جاتا ہے تو اس محکمے کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کا جواب دوسرے محکمے سے پوچھ کر بھیجے گا کیونکہ یہ اسمبلی supreme ہے۔اس کے بعد بھی اگر کوئی confusion رہ گیا ہے تو چیف سیکرٹری responsible ہے۔یہاں پر بیٹھے ہوئے افسران کو میں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔آئندہ اگر کسی محکمے کا یہ جواب آیا کہ یہ محکمہ سے متعلقہ نہ ہے تو پھر یہ اپنے rules پڑھ لیں اور اسمبلی کو بے وقوف بنانے کی کوشش نہ کریں۔اگر آئندہ ایسا ہوا تو ہم اس کے خلاف بھرپور کارروائی کریں گے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا!آپ نے relevant rule بتا دیا ہے ہمارے سیکرٹری صاحب بھی یہاں تشریف فرما ہیں وہ اس بات کو second کریں گے کہ اس کے علاوہ ایک practice یہ بھی ہے کہ جب اس محکمے کے پاس سوال جاتا ہے اگر وہ سوال relevant نہیں ہوتا تو وہ اسی وقت بذریعہ اسمبلی سیکرٹریٹ متعلقہ ممبر کو مطلع کر دیتا ہے کہ یہ سوال ہمارے متعلقہ نہیں ہے تاکہ فوری طور پر وہ سوال متعلقہ محکمہ کو بھیج دیا جائے۔یہ بھی in practice ہے اور اس سلسلے میں سیکرٹری صاحب کی طرف سے ہمیں ڈاک بھی آتی رہتی ہے۔یہ محکمہ ماحولیات تو نہیں ہے کہ اس کا جواب نہ دیا جا سکے۔آپ نے بجا فرمایا ہے لیکن میری یہ بھی گزارش ہو گی کہ اس پر practice کرنے کے لئے آج سختی سے فرماد یجئے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین) جناب والا! سوال یہ پوچھا گیا تھا کہ وہاں پر سپرٹ تیار ہوتی ہے۔جب وہاں پر سپرٹ تیار ہی نہیں ہوتی تو فضلہ کہاں سے آئے گا اور کارروائی کہاں ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ جواب کے جز(ب) کو دیکھیں انہوں نے کہا ہے کہ محکمہ صنعت کے دائرہ اختیار میں نہ ہے محکمہ ماحولیات سے دریافت کیا جائے۔اسمبلی کو اس سوال کا جو جواب آ رہا ہے۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین) جناب والا! انہوں نے سوال کے جز(الف) میں یہ پوچھا تھا کہ ضلع لاہور میں کتنی فیکٹریاں سپرٹ تیار کرتی ہیں اور

ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے۔ہمارا جواب یہ ہے کہ لاہور شہر میں کوئی سپرٹ فیکٹری کام ہی نہیں کرتی تو فضلہ کہاں سے آیا اور ماحولیات کی بات کہاں سے پیدا ہوئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ میری بات کی spirit کو follow نہیں کر رہے میں آپ کی بات نہیں کر رہا بلکہ میں overall practice کی بات کر رہا ہوں جو محکموں نے جاری رکھی ہوئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب والا! جہاں تک ہمارے متعلقہ بات ہے وہاں پر کوئی سپرٹ کی فیکٹری موجود ہی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے جو rule quote کیا ہے آئندہ اس کو follow کیا جائے۔اس طرح کا کوئی جواب قبول نہیں کیا جائے گا جس میں محکمے یہ کہیں کہ یہ سوال ہم سے متعلقہ نہ ہے۔یہ حکومت پنجاب کے محکمے ہیں کسی اور حکومت کے محکمے نہیں ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! پہلے تو میرا خیال تھا کہ میں ان سے کہوں کہ اس کا جواب پڑھیں۔جواب کے جز(ب) میں لکھا ہے کہ محکمہ صنعت کے دائرہ اختیار میں نہ ہے اور اس کا ایک دوسرا حصہ ہے کہ یہ محکمہ ماحولیات سے دریافت کیا جائے۔میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے کس کو address کیا ہے کہ دریافت کیا جائے۔کیا انہوں نے سیکرٹریٹ سے دریافت کیا ہے، سوال پوچھنے والے کو address کیا ہے ؟اس میں fixation of responsibility ہونی چاہئے کہ انہوں نے کس کو address کر کے یہ کہا ہے کہ جاؤ جا کر فلاں جگہ سے پوچھ لو، کون جائے گا پوچھنے، کیا آپ rule کو withstand کریں گے کہ چیف سیکرٹری کی ذمہ داری ہے کہ وہ جا کر پتا کرے، ان کا سیکرٹری پتا کرے یا ہم پتا کریں؟ ڈیپارٹمنٹ arrogance سے یہ کہہ رہا ہے کہ جاؤ جا کر فلاں جگہ سے پوچھ لو۔ڈیپارٹمنٹ کس کو آرڈر دے رہا ہے، کس کو address کر رہا ہے، وہ کون ہے اور fixation of responsibility کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کو دو چیزیں بتاؤں کہ انہوں نے بالکل صحیح point out کیا ہے اگر آپ پہلا جز پڑھیں کہ فیکٹریاں تو ہیں ہی نہیں۔اب محکمے کا قصور یہ ہے کہ انہوں نے بجائے یہ بات کرنے کے کہ جہاں فیکٹریاں نہیں ہیں وہاں پر یہ ہو ہی نہیں سکتا۔انہوں نے اپنے سر سے اتارنے کے لئے اسمبلی کو importance نہیں دی۔میں ان کو بھی یہ بات register کروانا چاہ رہا ہوں کہ جواب میں غلطی نہیں ہے لیکن جواب میں arrogance ہے اور آپ بھی یہی بات کہنا چاہ رہی ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!پارلیمانی سیکرٹری صاحبان اس Houseکوrepresent کرتے ہیں، وزراء صاحبان بھی اس Houseکوrepresent کرتے ہیں اور ان کا حق ہے کہ وہ بیوروکریسی سے یا جو بھی جواب لکھنے والا محکمہ ہے اسے یہ boundکریں کہ یہ مذاق نہیں ہے۔انہوں نے ہماری sideلینی ہے نہ کہ محکموں کی۔اگر محکمے کی اتنی جرأت ہو گئی ہے کہ وہ یہ لکھ دیں کہ جاکر یہ دریافت کر لیا جائے تو پھر آپ کس لئے بیٹھے ہیں ؟آپ سوال کو pendingکریں یا اس Houseکی کمیٹی بنائیں کہ وہ جاکر دریافت کرے پھر ہم جواب دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر:ڈاکٹر صاحبہ!آپ کی بات آ گئی ہے تشریف رکھئے۔منسٹر صاحبان یہاں بیٹھے ہیں میں نے جو observationدی ہے۔ندیم کامران صاحب اور چودھری غفور صاحب آپ دونوں اور آپ کے ساتھ اپوزیشن سے بھی ممبران لے کر میں آج ایک کمیٹی بنادوں گا۔یہاں پر جو بار بار 37 rule کی violationہو رہی ہے ہم اس پر بڑا strict noticeلیں گے اور اگر آئندہ کسی محکمہ نے ایسا کیا تو اس کے خلاف کارروائی بھی کی جائے گی۔یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ اسمبلی میں اس طرح جواب دیئے جائیں۔ جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!بے حد شکریہ۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:میاں صاحب!ذرا ایک منٹ!منسٹر صاحب کھڑے ہیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):جناب سپیکر!آپ نے جو حکم دیا ہے یقیناً اس کے مطابق کام کیا جائے گا لیکن میری تھوڑی سی requestہے کہ میں بھی دو تین محکموں کو dealکر رہا ہوں ابھی میں نے recentlyبھی کچھ سوال اسمبلی کو واپس کئے ہیں کہ یہ ہم سے متعلقہ نہیں ہیں تو اس پر بھی کوئی actionلیا جائے تاکہ اس کی directionصحیح ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر:میں یہی کہہ رہا ہوں کہ جب آپ 37 rule کو studyکریں گے تو اس میں آپ کو سارے جواب مل جائیں گے جو کام اسمبلی سیکرٹریٹ کے کرنے والا ہے وہ ہم کرتے رہیں گے اور جو کام آپ کے کرنے کا ہے وہ آپ نے اپنے محکموں سے کروا کر اسمبلی کی عزت اور supremacy بحال کرنی ہے اور یہ ہم سب نے مل کر کرنا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! جواب کے جز(ب) کے حوالے سے میں یہ ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ کسی بھی قسم کی صنعت کی اجازت کے ساتھ water treatment کی شرط جڑی ہوئی ہوتی ہے۔اب دیکھنا یہ ہے کہ کسی بھی صنعت میں Water Treatment Plant نہیں ہے۔اگر نہیں ہے تو اس کا محکمہ صحت جواب دہ ہے یا محکمہ انوائرنمنٹ۔میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ تم بھی خوش ہم بھی خوش۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کی سمجھ پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔جی، حسن مرتضیٰ صاحب! آپ کچھ بولنا چاہ رہے تھے؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، میں بولنا چاہتا ہوں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اگر اس کی تشریح چاہئے تو میں وہ بھی کر دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ابھی تشریف رکھیں۔پھر کسی وقت آپ سے تشریح سنیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! سوال نمبر 5534 کے جز(ب) میں کہتے ہیں کہ محکمہ صنعت حکومت پنجاب سے متعلقہ نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں آپ House میں absent minded بیٹھے ہیں لہذا آپ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اس سوال کا جواب بھی غلط تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جب اس کا ٹائم تھا اس وقت آپ نے بات نہیں کی۔Rules کو follow کرنا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جب ایک دو وزیر آپ کو اشارہ کر دیتے ہیں تو آپ بدل جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں بالکل نہیں بدلتا۔آپ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری بات تو پوری ہو لینے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: Rules کے مطابق۔

سید حسن مرتضیٰ: میں Rules کے مطابق بات کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! سوال نمبر 5622 کی ابھی بات ہو رہی تھی اس کے جز(ب) میں انہوں نے لکھا ہے کہ محکمہ صنعت کے دائرہ کار میں نہ ہے یہ محکمہ ماحولیات سے دریافت کیا جائے۔ پچھلے سوال کے جز(ب) میں انہوں نے لکھا ہے کہ محکمہ صنعت حکومت پنجاب سے متعلقہ نہ ہے۔ جس جز میں انہوں نے جواب دینا ہے اس میں یہ دے لیتے ہیں اور جس جز میں جواب نہیں دینا چاہتے یا ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر آپ نے میری عرض سنی ہوتی تو۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: آپ کی عرض نہیں بلکہ آپ کی ruling ہوتی ہے لیکن آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ ان کو ایک بات صحیح کر کے دس غلط کاموں پر defend بھی کرتے ہیں، ان کو ساہیاں بھی نکلواتے ہیں۔ انہوں نے جو پارلیمانی سیکرٹریوں کی فوج پال رکھی ہے آپ House میں ان کا رویہ دیکھیں کوئی دانت نکال رہا ہے، کوئی کسی ممبر پر ہوٹنگ کر رہا ہے آپ خود سیکرٹری صاحب سے باتوں میں مشغول ہیں۔ یہاں ممبران۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): یہ غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے کوئی غیر پارلیمانی لفظ استعمال نہیں کیا۔ اگر یہ ہنسیں گے تو دانت نکلیں گے۔ اس میں کون سی غیر پارلیمانی چیز ہے۔ اب یہی چیز میں point out کرنے لگا تو ان سب نے ہوٹنگ کر کے، انہوں نے ادھر ادھر کی باتیں کر کے House کا ٹائم بھی ضائع کیا آپ کو بھی non serious کر دیا۔۔۔

معزز ممبران: ٹائم تو یہ ضائع کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ فرمائیں کہ کہنا کیا چاہ رہے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں یہی کہنا چاہ رہا ہوں کہ۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! انہوں نے پندرہ منٹ کی تقریر کی ہے لیکن کوئی بات واضح نہیں کر سکے کہ یہ پوچھنا کیا چاہتے ہیں اور ہم ان کو کیا بتائیں۔ اگر شاہ صاحب کو صرف تصویر اتروانے کا شوق ہے تو وہ کسی اور طریقے سے پورا کیا کریں لیکن اسمبلی کا ٹائم ضائع نہ کیا کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔میں پہلے زبانی بات کر رہا تھا لیکن ابھی میں نے دیکھا ہے کہ یہ rule 39 and 40 ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پڑھ کر سنا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ابھی آپ کو پڑھا دیں گے اور کمیٹی میں اس کو discuss کر لیں گے۔جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔جناب سپیکر! سوال نمبر 6195 میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔حقوق صارفین عدالت کی تفصیلات

*6195: **محترمہ سیمل کامران:** کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شہر لاہور میں حقوق صارفین کے لئے بنائی گئی عدالت کی عمارت واقع پونچھ ہاؤس ملتان روڈ کی حالت انتہائی خستہ ہے؟

(ب) مذکورہ عمارت کی تعمیر و مرمت کے لئے سال 09-2008، 10-2009 میں کتنے فنڈز مختص کئے گئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حقوق صارفین کے لئے بنائی گئی اس عدالت میں عملہ ناکافی ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ بیان کردہ مسائل کے حل کے لئے کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب اور اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین)

(الف) لاہور میں حقوق تحفظ صارفین کے لئے بنائی گئی عدالت گورنمنٹ بلڈنگ (برائے ڈائریکٹوریٹ آف انڈسٹریز، پنجاب) واقع پونچھ ہاؤس ملتان روڈ لاہور میں ہے۔یہ درست ہے کہ یہ عمارت پرانی ہونے کی وجہ سے بظاہر خستہ حالت میں ہے۔

(ب) صوبائی کونسل برائے تحفظ صارفین کی معلومات کے مطابق اس عمارت کی تعمیر و مرمت کے لئے سال 09-2008 اور 10-2009 میں کوئی فنڈز مہیا نہیں کئے گئے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔عملہ کی تعداد منظور شدہ پوسٹوں کی تعداد کے مطابق پوری ہے اور کوئی سیٹ خالی نہ ہے۔

(د) محکمہ صنعت کی جانب سے ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر لاہور سے درخواست کی گئی ہے کہ صارف عدالت لاہور کی تعمیر کے لئے جگہ کی الاٹمنٹ کی جائے۔

محترمہ سیمل کامران: سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ میری information کے مطابق کوئی ساڑھے دس بجے کے قریب پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو یہ جوابات دیئے گئے ہیں، حکومت پنجاب نے although بہت کم منسٹرز بنائے ہوئے ہیں لیکن آپ جانتے ہیں، میں اور یہ معزز House بھی جانتا ہے کہ انڈسٹری کے وزیر موجود ہیں۔کیا وزراء صاحبان نے صرف تنخواہیں لینی ہیں اور دفتروں کو enjoy کرنا ہے لیکن یہاں House میں آکر ان سوالات پر respond نہیں کر سکتے ؟ وہ اتنے زیادہ over occupied ہیں تو پھر ان کی وزارت تبدیل کر دی جائے۔میں نے یہ سوال کنزیومر کورٹ کے بارے میں کیا تھا۔میں نے یہ سوال 9۔مارچ 2010 کو کیا تھا اور اس کا جواب 10۔اگست 2010 کو آ گیا تھا لیکن آج 13۔دسمبر 2011 ہے لہذا پہلے تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب مجھے اس کا updated current جواب بتادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! پہلے تو میں محترمہ کی اس بات کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کہا ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری نے آج صبح ساڑھے دس بجے جواب لئے ہیں۔میں محترمہ سے کہنا چاہتا ہوں کہ ان کے پاس میرے معاملات میں اتنی دلچسپی لینے اور میری مصروفیات کے متعلق اچھی خبریں نہیں ہیں۔میں یہ بھی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے اس پر کل briefing لے لی تھی اور پرسوں بھی briefing لے لی تھی۔اگر محترمہ مجھ سے بات کرتیں تو میں ان کو اپنا پورا شیڈول دے دیتا۔انہوں نے جو صارف عدالت کے بارے میں سوال پوچھا ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ انہوں نے جس بلڈنگ کو خستہ حال کہا ہے ہم نے وہ بلڈنگ چھوڑ دی ہے اور ریواز گارڈن میں کرائے پر ایک بلڈنگ لی ہے اور وہ عدالت وہاں پر کام کر رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جب ہم rules کی بات کرتے ہیں تو پھر اسمبلی کے اندر allegation اور پھر اس پر counter allegation والا سسٹم اچھا نہیں ہے۔اس سے متعلقہ rule 57 written answer to questions not replied orally اس میں پڑھیں کہ concerned Minister اور پارلیمانی سیکرٹری۔مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ جب ایک چیز rule میں ہے تو پھر ہم اس پر اعتراض کیوں کرتے ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: اعتراض اس لئے کیا ہے کہ متعلقہ وزیر اور پارلیمانی سیکرٹری لیکن یہاں پر سوائے دو تین وزراء کے کبھی کسی وزیر نے bother نہیں کیا کہ وہ House میں آکر جواب دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: and نہیں ہے بلکہ or ہے منسٹر یا پارلیمانی سیکرٹری۔

محترمہ سیمل کامران: اس میں لکھا ہوا ہے تو میں نے According to the rule ہی بات کی ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ میں گزر رہی تھی اور میں نے دیکھا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب بڑے خشوع و خضوع کے ساتھ رٹا لگا رہے ہیں اس لئے مجھے تو یہی لگا کہ تازہ تازہ جوابات ملے ہیں۔اب میں اپنے سوال پر واپس آتی ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! میں محترمہ کی بات clear کرنا چاہوں گا اگر میری طرف سے کوئی کمی بیشی رہ جائے گی تو پھر ہم منسٹر صاحب کو بھی ضرور مدعو کریں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے خود یہ own کیا ہے کہ انہوں نے اس صارف عدالت کو rented premises میں shift کیا ہے۔اسی طرح جز(د) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "انہوں نے D.C.O لاہور کو direct کیا ہے کہ وہ اس صارف عدالت کے لئے جگہ allocate کریں۔" یہ صارف عدالت اگست 2011 میں ریواز گارڈن کے رہائشی علاقے کے ایک گھر میں shift کی گئی ہے،وہ ایک تنگ سی گلی ہے اور اس کی وجہ سے مقامی لوگوں کو بہت زیادہ botheration ہو رہی ہے کیونکہ ان کے گھروں کے آگے گاڑیاں کھڑی ہوتی ہیں۔کیا حکومت پنجاب کے پاس کوئی ایسی جگہ نہیں ہے کہ جہاں پر اس صارف عدالت کو shift کر دیا جائے؟ڈی سی او لاہور کو direct کئے ہوئے بھی ایک سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے اور اتنے عرصے میں بھی انہیں صرف ایک کرائے کی عمارت میسر آئی ہے۔اس کی وجہ سے لوگوں کے cases effect ہوتے ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ڈی سی او لاہور کو جو direction دی گئی تھی اس پر آج تک کیا implementation ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! ہم نے صارف عدالت کے لئے ڈی سی او لاہور سے جگہ مانگی تھی اور انہوں نے تین چار مختلف جگہیں

propose کر دی ہیں۔اس حوالے سے ایک کمیٹی کام کر رہی ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ ہم جلد ہی کسی مناسب جگہ پر اس صارف عدالت کو shift کر دیں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پہلے ہی ڈیڑھ سال کا عرصہ گزر چکا ہے لہذا پارلیمانی سیکرٹری صاحب مجھے ایک time limit بتا دیں ؟آپ بخوبی جانتے ہیں کہ کرایہ کا ایک contract ہوتا ہے کیونکہ آپ law expert ہیں۔یہ contract کم از کم ایک سال کا تو ضرور ہوگا۔پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ وضاحت کر دیں کہ اس عمارت کا ماہانہ کتنا کرایہ دیا جا رہا ہے اور اس contract کی مدت کتنی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! ہماری کوشش یہی ہے کہ ہم جلد از جلد اس صارف عدالت کو سرکاری عمارت میں shift کر دیں۔اس سلسلے میں ہم نے جگہ تجویز کر لی ہے،اگلے بجٹ میں اس کے لئے funds بھی رکھ دیئے جائیں گے اور انشاءاللہ تعالیٰ ایک دو سال میں اس عمارت کی تعمیر مکمل ہو جائے گی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے پوچھا تھا کہ اس مالک کے ساتھ کیا contract ہے،اس کی مدت کیا ہے اور اسے کتنا کرایہ دیا جا رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! اس مالک کو 80 ہزار روپے کرایہ دیا جا رہا ہے اگر محترمہ کو اس agreement کی کاپی چاہئے تو میں وہ provide کر دوں گا۔اس کے ساتھ ایک سال کا contract ہے اور اسے مزید renew بھی کیا جا سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! وہ کہہ رہے ہیں کہ اس مالک کے ساتھ ایک سال کا contract ہے اور یہ renewable ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! یہ ایک سال کا contract ہے اور اس میں لکھا ہوا ہے کہ ہم اس کو continue کر سکتے ہیں۔ہماری کوشش ہے کہ ہم اس صارف عدالت کو جلد از جلد سرکاری عمارت میں shift کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!جواب کے جز(الف)میں انہوں نے لکھا ہے کہ "یہ درست ہے کہ عمارت پرانی ہونے کی وجہ سے بظاہر خستہ حالت میں ہے۔"پرانی عمارت اور بظاہر سے کیامراد ہے؟اب لاہور کا قلعہ بھی پرانا ہے۔یہ بڑا مبہم سا جواب دیا گیا ہے۔کیا یہ عمارت خطرناک اور گرنے والی ہے؟ اس کا کچھ تو بتایا جائے اور technicallyاس کی وضاحت کی جائے۔بظاہر تو یہ پنجاب اسمبلی بھی بہت پرانی ہے۔اس کی ذرا وضاحت کر دیں،کیا ان کے پاس اس عمارت کو demolish کرنے کی رپورٹ موجود ہے؟اس کی باقاعدہ categorizationہوتی ہے لہذا پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کی ذرا وضاحت فرمادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت،کامرس اینڈانویسٹمنٹ(جناب محمد تجمل حسین)جناب سپیکر! یہ سوال صارف عدالت سے متعلق تھا۔اب ہم نے وہ عمارت چھوڑ دی ہے تو پھر میں اس کے متعلق ان کو کیا بتا سکتا ہوں اور کیسے کوئی رائے دے سکتا ہوں کہ وہ کیسی ہے؟یہاں جواب میں جو بظاہر خستہ حال لکھا ہوا ہے اس کی میں وضاحت کر دیتا ہوں کہ وہ عمارت خطرناک صورتحال میں نہیں ہے البتہ اس کی ظاہری حالت کچھ اچھی نہیں ہے اور وہ قابل مرمت ہے۔بہر حال ہم نے وہ عمارت چھوڑ دی ہے اس لئے میں اس کا ذمہ تو نہیں لے سکتا۔

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!کیا کسی residentialگھر یا کوٹھی میں عدالت کھولی جا سکتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر:جی،بالکل کھولی جا سکتی ہے۔اس وقت بہت سی عدالتیں rented premises میں کام کر رہی ہیں اور سارے Rules and Proceduresکو followکر کے ہی کوئی جگہ کرائے پر لی جاتی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت،کامرس اینڈانویسٹمنٹ(جناب محمد تجمل حسین)جناب سپیکر! محترمہ نے پوچھا ہے کہ آیا کرایہ کے مکان میں کوئی عدالت کھولی جا سکتی ہے یا نہیں؟تو میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت،کامرس اینڈانویسٹمنٹ(جناب محمد تجمل حسین)جناب سپیکر! سابقا حکومت انہی کی تھی اور اس وقت اگر انہیں احساس ہوتا تو یہ اس عدالت کو کرائے کی عمارت میں

shift کرنے کی بجائے اس کے لئے عمارت بنوالیتے۔دوسرا جب ڈکٹیٹروں کی بدتمیزیوں کے طوفانوں کی وجہ سے ملکوں کا برا حال ہوتا ہے تو پھر عدالتیں درختوں کے نیچے بھی لگائی جاسکتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس سوال پر کافی ضمنی سوالات ہو چکے ہیں اور اب ہمیں آگے چلنا چاہئے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پچھلے دور حکومت میں صارف کو relief دینے کے لئے صارف عدالتیں بنائی گئیں۔پارلیمانی سیکرٹری صاحب مجھے یہ بتادیں کہ ان عدالتوں کی طرف سے اب تک کتنے فیصلے آئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ!یہ تو نیا سوال بنتا ہے۔اس طرح وہ off hand کس طرح بتا سکتے ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!میں نے صارف عدالت کے بارے میں ہی سوال پوچھا ہے جو کہ بالکل اس سوال سے متعلقہ ہے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دینے کے لئے کھڑے بھی ہو گئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! محترمہ نے پوچھا ہے کہ اس صارف عدالت میں کتنے مقدمے زیر سماعت ہیں اور اب تک کتنے مقدمات کا فیصلہ ہو چکا ہے؟اس کے لئے یہ ایک نیا سوال دے دیں ہم تفصیل فراہم کر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!سوال نمبر6764(معزز خاتون ممبر نے خواجہ محمد اسلام کی ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جی، ہاں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد۔ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6764: **خواجہ محمد اسلام:** کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) فیصل آباد میں محکمہ کا کل سٹاف کتنا ہے؟

(ب) مذکورہ ضلع میں محکمہ ہذا کے سال09۔2008 اور10۔2009 کے اخراجات اور آمدن بتائیں؟

(ج) محکمہ ہذا نے صنعتوں کی ترقی کے لئے ان دو سالوں کے دوران مذکورہ ضلع میں جو اقدامات اٹھائے ہیں ان کی تفصیل بتائیں؟

(د) ان دو سالوں کے دوران کس کس صنعتی ادارے کو محکمہ ہذا نے کیا کیا ٹیکنیکل اسسٹنس فراہم کی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین)

(الف) محکمہ صنعت پنجاب فیصل آباد میں کام کرنے والے سٹاف کی تعداد کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام ادارہ	سٹاف کی تعداد
I) ضلعی دفتر محکمہ صنعت پنجاب فیصل آباد	17
II) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن ریجنل ڈائریکٹوریٹ اور سمال انڈسٹریز اسٹیٹ فیصل آباد	60

(ب) I) محکمہ صنعت پنجاب کے ضلعی دفتر فیصل آباد کے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

I) برائے سال2008-09 -/35,15,433روپے

II) برائے سال2009-10 -/38,21,941روپے

جہاں تک محکمہ صنعت فیصل آباد کی آمدن کا تعلق ہے اس سلسلہ میں عرض ہے کہ محکمہ ہذا کا شمار گورنمنٹ کے ریونیو اکٹھا کرنے والے محکموں میں نہیں ہے بلکہ اس دفتر کا کام گورنمنٹ کی وضع کردہ پالیسی کے تحت صنعت کاروں کی رہنمائی اور ان کو سوشل سروسز مہیا کرنا ہے تا کہ ملک کے اندر صنعتی ترقی کی رفتار کو تیز کیا جا سکے۔اس کے علاوہ محکمہ پارٹنر شپ ایکٹ 1932 سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 اور کمپنیز آرڈیننس 1984 کے زمرے میں آنے والوں کی رجسٹریشن کا کام بھی سرانجام دیتا ہے۔

اس سلسلہ میں گورنمنٹ کی مقرر کردہ مجوزہ فیسوں کی مد میں وصول ہونے والی فیسوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

I) برائے سال2008-09 -/3,26,480روپے

II) برائے سال2009-10 -/3,32,925روپے

II) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن ریجنل ڈائریکٹوریٹ اور سمال انڈسٹریل اسٹیٹ فیصل آباد کے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

I) برائے سال2008-09 -/1,49,03,471روپے

II) برائے سال2009-10 -/1,70,11,745روپے

پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کا اہم کام علاقہ میں گھریلو اور چھوٹی صنعتوں کی ترقی اور ترویج ہے۔ محکمہ نے اس ضمن میں فیصل آباد میں ایک انڈسٹریل اسٹیٹ 244ایکڑ رقبہ پر قائم کی ہوئی ہے۔ جہاں 1020 مختلف سائز کے پلاٹ بغیر نفع و نقصان کی بنیاد پر الاٹ کئے گئے ہیں اور قرضہ جات کم مارک اپ اور بغیر مارک اپ کی بنیاد پر خواہش مند چھوٹے صنعت کاروں اور ہنر مند حضرات کو دیئے گئے ہیں اور وصولی قرضہ آسان اقساط میں کی جاتی ہے۔ محکمہ ہذا کمرشل بنیادوں پر کام نہیں کرتا۔تاہم گورنمنٹ کی مقرر کردہ مجوزہ فیسوں کی وصولی کی تفصیل درج ذیل ہے:

I) برائے سال2008-09 -/31,76,508روپے
II) برائے سال2009-10 -/47,15,865روپے

(ج)

I) محکمہ صنعت نے Punjab Industries Control on Establishment and Enlargement Act,1963 اور انڈسٹریل لوکیشن پالیسی2002 میں تفویض کردہ اختیارات کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے چیمبر آف کامرس اور صنعتی اداروں سے متعلقہ ایسوسی ایشنز کی مشاورت کے بعد Negative Areas کا نوٹیفکیشن سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ فیصل آباد نے جاری کیا۔ جس کے تحت صنعت کاروں کو (شیڈول سی) کے علاوہ محکمہ سے کسی بھی قسم کی صنعت لگانے کے لئے پیشگی منظوری کی ضرورت نہ ہے۔ موجودہ حالات میں حکومت پنجاب کی ہدایات کے مطابق محکمہ کا کردار ریگولیٹر کی بجائے سہولت کنندہ کی طرف نمایاں اور واضح ہے تاکہ نئی صنعتوں کا قیام معرض وجود میں آسکے۔

II) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کی قائم کردہ سمال انڈسٹریز اسٹیٹ فیصل آباد میں دوران سال09-2008اور 10-2009 مختلف الاٹیز نے صنعتی یونٹ یا فیکٹری بلڈنگ مکمل کی ہیں۔علاوہ ازیں مذکورہ مدت میں درج ذیل قرضہ جات کی مختلف سکیموں میں چھوٹے صنعت کاروں اور ہنر مندوں کو چھوٹی اور گھریلو صنعتوں کے قیام اور ترقی کے لئے قرضہ جات جاری کئے گئے:۔

نمبر شمار	نام سکیم قرضہ	تعداد صنعتی یونٹ	رقم قرضہ	شرح مارک اپ
1	مالی معاونت برائے گھریلو صنعت کاری	37	1.725ملین	11فیصد
2	چیف منسٹر گرین فنڈ پروگرام برائے سی این جی رکشا سکیم	517	61.753ملین	5-1/2فیصد
3	چھوٹے قرضہ جات ایس ایم ای200ملین	24	27.500ملین	12فیصد
4	ایزی لون ایس ایم ای300ملین	23	0.925ملین	11فیصد
5	مالی معاونت برائے ترقی و ترویج ہینڈلومز ٹیکسٹائل	2	0.100ملین	فری مارک اپ
6	مالی معاونت برائے سستی روٹی پلانٹ	1	0.260ملین	فری مارک اپ

مزید برآں پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے ریجنل ڈائریکٹوریٹ فیصل آباد کے زیر انتظام جھنگ، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور چنیوٹ کے اضلاع میں بھی گھریلو چھوٹی صنعتوں کی ترقی کے لئے قرض کی سہولیات فراہم کرنے کا فریضہ انجام دیا جاتا ہے۔

(د) بمطابق Punjab Industries Control on Establishment and Enlargement Act, 1963 صنعتی اداروں کو ٹیکنیکل اسسٹنس فراہم کرنا محکمہ صنعت کے دائرہ کار میں نہ ہے۔ بہرکیف صنعت کاروں کی رہنمائی اور اسسٹنس کے لئے درج ذیل پبلیکیشنز جاری کی جاتی ہیں:۔

1. Industrial Directory
2. District Pre-investment Studies
3. Classification of Industries
4. Technical Reports on Various Industries.

جبکہ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کا اہم کام گھریلو و چھوٹے صنعت کاروں کو قرضے فراہم کرنا ہے۔ اس طرح پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن فیصل آباد نے 941 پارٹیوں کو قرضہ جات کی فراہمی کے لئے برائے قیام صنعتی یونٹ مشاورت کا کام سرانجام دیا۔اس کے علاوہ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے فیصل آباد کی ٹیکسٹائل اور لائٹ انجینئرنگ کی صنعت کے فروغ کے لئے ایک ٹیکنیکل کلسٹر ڈویلپمنٹ سنٹر قائم کیا ہے جسے فعال بنانے کی کوششیں کی جارہی ہیں جس کے ذریعے ٹیکسٹائل او رلائٹ انجینئرنگ کی صنعت کو ہیٹ ٹریٹمنٹ اور ڈائز بنانے کی سہولیات بہم پہنچائی جائیں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ب) میں بتایا گیا ہے کہ "رجسٹریشن ایکٹ 1860 اور کمپنیز آرڈیننس 1984 کے زمرے میں رجسٹریشن فیس وصول کی جاتی ہے"۔اس کی تفصیل بھی دی گئی ہے۔ میرا اس حوالے سے ضمنی سوال یہ ہے کہ کتنی فیس ہے اور کس شرح سے لی جاتی ہے؟ اسی طرح آگے جواب میں بتایا گیا ہے کہ "20 10 مختلف سائز کے پلاٹ بغیر نفع و نقصان کی بنیاد پر الاٹ کئے گئے ہیں" تو یہ کس criteria کی بنیاد پر الاٹ کئے گئے ہیں اور کن لوگوں کو کئے گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین) جناب سپیکر! جو لوگ صنعت سے وابستہ تھے ہم نے ان کو صنعتی ترقی کے لئے اس صنعتی زون میں پلاٹ الاٹ کئے ہیں۔اس حوالے سے باقاعدہ ایک criteria مقرر کیا گیا ہے اور جو لوگ اس پر پورا اُترتے تھے ان کو پلاٹ الاٹ کئے گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ صنعت سے وابستہ ہیں ان کو ہی وہاں پر پلاٹ الاٹ کئے گئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین) جی، ہاں جو لوگ صنعت سے وابستہ ہیں اور جو وہاں پر کوئی صنعت لگانا چاہتے ہیں انہیں یہ پلاٹ الاٹ کئے گئے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے یہ بھی پوچھا ہے کہ یہ فیس کس شرح سے لی جاتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! جواب میں فیس کے بارے میں تو لکھا ہوا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہاں پر total fee لکھی ہوئی ہے جبکہ میں پوچھ رہی ہوں کہ کس شرح سے فیس لی جاتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین) جناب سپیکر! یہ فیس -/520 روپے فی سوسائٹی کے حساب سے لی جاتی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال جز(ج) کے بارے میں ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ چھوٹے صنعتکاروں اور ہنر مندوں کو چھوٹی اور گھریلو صنعتوں کے قیام اور ترقی کے لئے قرضہ جات جاری کئے گئے ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کم از کم اور زیادہ سے زیادہ کتنی رقم کا قرضہ دیا جاتا ہے اور کیا حکومت شرح مارک اَپ کو کم کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تو بالکل ایک نیا سوال بن جاتا ہے، اس ضمنی سوال کا اس سوال کے ساتھ تو تعلق ہی نہیں ہے۔ جی، رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! زیر غور سوال کے جواب کے جز(ج) میں دیئے گئے گوشوارے میں شرح مارک اب مختلف دی گئی ہے۔ یہ 11 فیصد بھی ہے، 12 فیصد بھی ہے اور free mark up بھی ہے جبکہ مالی معاونت برائے ترقی و ترویج ہینڈلومز ٹیکسٹائل اور مالی معاونت برائے سستی روٹی پلانٹ، ان کا free mark up ہے۔ کیا free mark up میں کوئی تعداد مقرر ہے کہ

یہ مالی معاونت کتنے آدمیوں کو دی جائے گی یا اس کے لئے رقم مقرر ہے یا یہ کسی کی صوابدید پر ہے کہ وہ جتنا پیسا چاہے free mark up پر دے دے اور جتنا پیسا چاہے وہ 12 فیصد مارک اپ پر دے دے۔ اس میں وہی محکمہ ایک چیز کے لئے پیسا 12 فیصد مارک اپ پر دیتا ہے اور ایک دوسری چیز کے لئے پیسا free mark up پر دیتا ہے تو یہ کس اصول کی بنیاد پر ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! اگر آپ اس کو غور سے پڑھیں تو اس میں free mark up میں صنعتی یونٹس کی تعداد ایک یا دو ہے اور جن پر مارک اپ ہے اُن کے صنعتی یونٹس کی تعداد زیادہ ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا exactly question بھی یہی بن رہا ہے کہ جو پیسا free mark up پر دیا جائے گا اُس کی کوئی limit بھی مقرر ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! آپ کی بات valid ہے لیکن اس سوال میں پالیسی کے حوالے سے نہیں پوچھا گیا۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ نے رانا صاحب کو اس کی پالیسی provide کرنی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین) جناب سپیکر! میں ان کو اس کی پالیسی provide کر دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال ملک اختر حسین نول صاحب کا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): On his behalf Question No. 7616

(معزز ممبر نے ملک اختر حسین نول کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

ضلع قصور۔ٹیکنیکل اداروں کی تفصیلات

*7616: ملک اختر حسین نول: کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع قصور میں کتنے ٹیکنیکل ادارے کس کس جگہ چل رہے ہیں ان اداروں کے نام اور جگہ کی تفصیل بتائیں؟

(ب) ان اداروں میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد ادارہ وار بتائیں؟

(ج) ان اداروں میں کس کس Skill کی تعلیم دی جاتی ہے؟

(د) ان اداروں میں طالب علموں سے کل کتنی فیس ماہانہ وصول کی جاتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈانویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین):

(الف) ضلع قصور میں مندرجہ ذیل ادارے واقع ہیں:۔

1- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ قصور بیرونی کوٹ اعظم روڈ قصور
2- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر (فی میل) کوٹ رادھا کشن ضلع قصور
3- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر (فی میل) کوٹ رادھا کشن ضلع قصور

(ب)

1-	گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ قصور بیرونی کوٹ اعظم روڈ قصور	378
2-	گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر (فی میل) کوٹ رادھا کشن ضلع قصور	45
3-	گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر (فی میل) کوٹ رادھا کشن ضلع قصور	45

(ج)

1- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ قصور بیرونی کوٹ اعظم روڈ قصور
الیکٹریشن، ڈرافٹسمین، آٹو مکینک، ریڈیو/ٹی وی مکینک، فٹر جنرل، ایچ وی اے سی آر، مشینسٹ، ویلڈنگ

2- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر (فی میل) کوٹ رادھا کشن ضلع قصور
الیکٹریشن، سرٹیفکیٹ آف کمپیوٹر ایپلیکیشن (C.C.A)، ویلڈنگ

3- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر (فی میل) کوٹ رادھا کشن، ضلع قصور
ڈومیسٹک ٹیلرنگ، سرٹیفکیٹ آف کمپیوٹر ایپلیکیشن (C.C.A)، ایلیمنٹری فوڈ پریزرویشن

(د) گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ قصور میں طالب علموں سے -/238 روپے ماہانہ فیس وصول کی جاتی ہے جبکہ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر (فی میل) کوٹ رادھا کشن ضلع قصور اور گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر (فی میل) کوٹ رادھا کشن، ضلع قصور کے طالب علموں سے کوئی فیس وصول نہیں کی جاتی بلکہ ان طالب علموں کو ماہانہ -/2000 روپے وظیفہ دیا جاتا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے جز (د) میں لکھا گیا ہے کہ "گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ قصور میں طالب علموں سے -/238 روپے ماہانہ فیس وصول کی جاتی ہے جبکہ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر (میل) کوٹ رادھا کشن ضلع قصور اور گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر (فی میل) کوٹ رادھا کشن، ضلع قصور کے طالب علموں سے کوئی فیس وصول نہیں کی جاتی بلکہ ان طالب علموں کو ماہانہ -/2000 روپے وظیفہ دیا جاتا ہے۔" اس میں مجھے صرف یہ پوچھنا

ہے کہ وہ کون سی وجوہات ہیں کہ ایک سکول میں طلباء سے -/238روپے فیس لی جاتی ہے اور دوسرے سکولوں میں اُنہی بچوں کو -/2000روپے ماہانہ وظیفہ دیا جاتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راناصاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین) جناب سپیکر! جو طلباء ایک سال، دو سال یا تین سال کا ڈپلومہ کر رہے ہوتے ہیں اُن سے -/238روپے ماہانہ فیس لی جاتی ہے لیکن وفاقی حکومت کے ایک ادارے ٹیوٹا نے تین ماہ کے مختلف کورسز کے لئے وظائف کی بنیاد پر ایک سکیم شروع کی تھی تاکہ لوگوں میں attraction پیدا ہو۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آج تک یہ کتنے لوگوں کو وظیفہ دے چکے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راناصاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین) جناب سپیکر! تقریباً 22ہزار طلباء اس وظیفے سے مستفید ہوئے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے پاس ان وظائف کے حوالے سے جو ریکارڈ ہے وہ مجھے مہیا کر دیں تاکہ میں اُسے اپنے ریکارڈ سے tally کر لوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین) جناب سپیکر! محترمہ اجلاس کے بعد مجھے مل لیں میں اس کی تفصیل انہیں دے دوں گا۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو میرے سوال کی سمجھ ہی نہیں آئی۔ میری گزارش ہے کہ ہر گورنمنٹ ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹس میں تین سال کا کورس ہوتا ہے اور میرے بھائی نے کہا ہے کہ وہاں ٹیوٹا وظیفہ دیتا رہا ہے تو اگر وہاں پر ٹیوٹا وظیفہ دیتا رہا ہے تو اس سکول میں ٹیوٹا وظیفہ کیوں نہیں دے رہا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راناصاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین) جناب سپیکر! ہم دو سال اور تین سال کا ڈپلومہ کرواتے ہیں جبکہ وفاقی حکومت تین ماہ کا "فرلو ڈپلومہ" کروا رہی ہے اُس کے لئے یہ وظیفے بانٹتے ہیں اور وفاقی حکومت نے پورے پاکستان میں یہ وظیفے بانٹے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس سوال میں یہ پوچھا گیا ہے کہ کیا حکومت پنجاب نے ٹیوٹا کو کہا ہے کہ تین سالہ کورس کرنے والے طلباء کو بھی وظیفہ دیں کیونکہ ٹیوٹا کے پاس پیسا موجود ہے اور وہ دینا چاہتے ہیں تو یہ ٹیوٹا سے پیسے کیوں نہیں مانگتے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راناصاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین) جناب سپیکر! میرے بھائی نے ابھی پوچھا کہ ہم تین سال کے ڈپلومہ کورس کے لئے وظیفہ کیوں مقرر نہیں کرتے؟ تو میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ وفاقی حکومت نے یہ جو لوٹ سیل لگائی تھی وہ بند کر دی ہے کیونکہ اب اُن کے پاس بھی پیسے نہیں ہیں۔ یہ پیسے دے دیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے اور ہم وظیفہ جاری رکھیں گے۔ میرے پیپلز پارٹی کے دوست کہہ رہے ہیں کہ وفاقی حکومت کے پاس پیسے موجود ہیں لیکن میرے بھائی یہ بات clear کر دیں کہ [**********]

جناب قائم مقام سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! کیا چیف منسٹر پنجاب اس ایوان میں آنا اپنی توہین سمجھتے ہیں یا چیف منسٹر پنجاب یہ سمجھتے ہیں کہ اس ایوان کی کوئی ضرورت اور کوئی اہمیت نہیں اس لئے وہ یہاں پر آنا پسند نہیں کرتے۔ میرے بھائی پارلیمانی سیکرٹری کبھی وفاقی حکومت اور کبھی کسی اور کو تنقید کا نشانہ بنانے کی بجائے جو ضمنی سوالات کئے جا رہے ہیں اُن کے proper جواب دیں۔ اگر چیف منسٹر یہاں پر موجود ہوں تو وہ دیکھیں کہ میرے پارلیمانی سیکرٹری اور وزراء کیا کر رہے ہیں اور کس طرح جواب دے رہے ہیں لیکن وہ تو غرور میں ہیں کہ وہ اس House میں آنا اپنی بے عزتی سمجھتے ہیں۔ انہیں جس House نے منتخب کیا ہے اور وہ آج ہمارے ووٹوں سے وزیر اعلیٰ کی کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر وہ اس House میں نہیں آتے اور اپنی توہین سمجھتے ہیں کہ ان لوگوں کے ساتھ بیٹھنا میرا status نہیں ہے۔ میں تو ارب پتی ہوں، میں تو چیف منسٹر ہوں اور میں میاں محمد نواز شریف کا بھائی ہوں۔ میں کامران، ڈاکٹر اسد اور منڈا کے ساتھ کیوں بیٹھوں؟ اِن سے اُن کو بُو آتی ہے۔ اگر وہ اپنی توہین نہیں سمجھتے تو ان سے صرف اتنا جواب لے کر دیں کہ وہ کیا وجہ ہے کہ وہ House میں نہیں آتے؟

جناب قائم مقام سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر صفحہ نمبر 163 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈانویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین) جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پنجاب میں پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹس میں سیلف فنانس کی بنیاد پر داخلوں کی تفصیلات

*3974: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈانویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں قائم پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹس میں ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجینئرز کی کلاسز کی منظوری / الحاق دینے کا اختیار پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کے پاس ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ کے پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹس میں سیلف فنانس کی بنیادوں پر 3 سالہ ڈپلومے کی کلاسز ہو رہی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سیلف فنانس کی بنیادوں پر کئے گئے داخل طلباء کی تعداد فرسٹ شفٹ میں ریگولر بنیادوں پر کئے گئے داخل طلباء کی تعداد کے برابر یا پھر اس سے زیادہ ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سیلف فنانس کی بنیادوں پر کئے جانے والے سیکنڈ شفٹ کے داخلوں کے لئے الحاق کی اجازت تاحال بورڈ سے نہ کروائی ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ سیلف فنانس کی بنیادوں پر کی جانے والی کلاسز کے لئے اساتذہ کرام اور پرنسپل کو اضافی معاوضہ ادا کیا جا رہا ہے؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ سیلف فنانس کی بنیاد پر کی جانے والی کلاسز درحقیقت اساتذہ کرام اور پرنسپل کو نوازنے کا ایک طریقہ ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں۔گورنمنٹ کے اداروں کو ٹیکنیکل ایجوکیشن کی انتظامی اتھارٹی کی جانب سے جاری شدہ NOC / منظوری مہیا کرنے کی صورت میں پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن الحاق دیتا ہے۔

(ب) یہ کلاسز سیلف فنانس (non-subsidized courses) کی بنیاد پر وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری سے شروع کی گئی تھیں اور یہ ریگولر کلاسز کے علاوہ تھیں۔تاہم بحکم وزیر اعلیٰ پنجاب یہ کلاسیں، اگست2009 سے بند کر دی گئیں۔البتہ دوسرے اور تیسرے سال کے طلباء اسی کے تحت تعلیم جاری رکھیں گے۔ منسوخ شدہ سیلف فنانس (non-subsidized courses) کلاسوں کی جگہ پر وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری سے ریگولر سیکنڈ شفٹ کلاسز کا اجراء کر دیا گیا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔سیلف فنانس (non-subsidized courses) کی بنیاد پر داخل طلباء کی تعداد ریگولر بنیادوں میں کئے گئے داخل طلباء کی تعداد سے زیادہ نہ ہے۔ طلباء کی تعداد 2008-09 اس طرح سے ہے۔

ریگولر طلباء کی تعداد	76,922
نان سبسیڈائزڈ طلباء کی تعداد	35,494

(د) یہ درست نہ ہے۔گورنمنٹ کے ادارہ جات پہلے ہی بورڈ کے ساتھ الحاق شدہ ہیں۔مزید الحاق کی ضرورت اس لئے نہ ہے کہ کورس کا معیار نصاب کے مطابق مقرر ہو چکا ہوتا ہے اور امتحان سب مضامین کے لئے پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن (PBTE) لاہور منعقد کرواتا ہے۔

(ہ) یہ درست ہے۔

(و) یہ درست نہ ہے کیونکہ سیلف فنانس (non-subsidized courses) کورسز کے لئے ایک جامع پالیسی مرتب کی گئی ہے جس کی بنیاد پر ایک حد سے زیادہ معاوضہ نہیں دیا جا رہا اور یہ ان کا اضافی ذمہ داریاں سنبھالنے کی وجہ سے حق ہے جو اساتذہ دوسری شفٹ میں کام نہیں کرتے انہیں یہ معاوضہ نہیں دیا جاتا۔

گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ بورے والا کے مسائل کی تفصیلات

*7781: سردار خالد سلیم بھٹی: کیاوزیر صنعت، کامرس اینڈانویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ B E/507 بورے والا میں طلباء کی تعداد 900 کے قریب ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ اس میں ٹیچرز/انسٹرکٹرز کی تعداد انتہائی کم ہے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ اس میں پینے کے لئے جو پانی سپلائی کیا جاتا ہے وہ انتہائی ناقص ہے جس کی وجہ سے کافی طالب علم ہیپاٹائٹس کا شکار ہیں؟

(د) کیایہ بھی درست ہے کہ یہ انسٹیٹیوٹ بورے والا شہر سے 13 کلومیٹر دور ہے مگر اس کے پاس ٹرانسپورٹ ناکافی ہے؟

(ہ) کیایہ بھی درست ہے کہ اس انسٹیٹیوٹ کے ملازمین کو تحصیل الاؤنس، میڈیکل الاؤنس اور موبیلٹی الاؤنس نہیں دیا جاتا ہے؟

(و) کیاحکومت اس ادارے کے مذکورہ بالا مسائل حل کرنے کاارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہیں ہے کیونکہ گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی بورے والا میں طلباء کی تعداد 637 ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ ادارہ میں ٹیچرز/انسٹرکٹرز کی تعداد انتہائی کم ہے۔ادارہ میں ٹیچرز/انسٹرکٹرز کی 21 اسامیاں ہیں۔ان پر 17 ٹیچرز/انسٹرکٹرز کام کر رہے ہیں۔ایک پوسٹ (BS-17) اور تین پروموشن پوسٹس (BS-18) خالی ہیں۔

(ج) اس علاقہ میں زیرزمین پانی پینے کے قابل نہ ہے تاہم تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن TMA بورے والا کے تعاون سے پینے کا صاف پانی بذریعہ ٹینکر فراہم کیا جاتا ہے لہذا طلباء کو پینے کا صاف پانی میسر ہے۔پرنسپل ہذا کی اطلاع کے مطابق پینے کے پانی کی وجہ سے کسی بھی طالب علم کو ہیپاٹائٹس نہ ہوا ہے۔

(د) ادارہ ہذا بورے والا شہر سے 12 کلو میٹر دور واقع ہے۔ طلباء کی آمد و رفت کے لئے ادارہ کے پاس دو عدد منی بسیں دستیاب ہیں جو کہ طلباء کو بورے والا اور ادارہ کے درمیان سفر کی سہولت میسر کرتی ہیں اس کے علاوہ پبلک ٹرانسپورٹ کی سہولت بھی میسر ہے۔

(ہ) ادارہ کے سرکاری ملازمین کو تمام مروجہ الاؤنس دیئے جارہے ہیں جبکہ کنٹریکٹ ملازمین کو تنخواہ ایک پیکیج کی صورت میں دی جاتی ہے اور انہیں ہیلتھ کی انشورنس بھی حاصل ہے۔

(و) ادارہ ہذا میں تعلیم و تربیت کا مکمل انتظام و ماحول موجود ہے اور کوئی مسئلہ درپیش نہیں ہے۔

گورنمنٹ کالج آف کامرس بورے والا کے مسائل و دیگر تفصیلات

*7782: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج آف کامرس بورے والا میں طالب علموں کی تعداد 400 ہے، اس میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں، کتنی کب سے خالی ہیں اور کب پر کی جائیں گی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کالج کی چار دیواری نہ ہے اور اس میں سٹاف کے لئے رہائش کا بندوبست نہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس میں کمپیوٹرز کی کمی ہے مزید اس کالج کو تیس کمپیوٹر چاہئیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس میں پینے کے لئے جو پانی سپلائی کیا جاتا ہے وہ ناقص ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس کالج کے درج بالا مسائل حل کرنے اور اس میں ایم اے/ایم کام کلاسز کا اجراء کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ گورنمنٹ کالج آف کامرس بورے والا میں طلباء کی تعداد 400 ہے جبکہ کالج ہذا میں اس وقت طلباء کی تعداد 516 ہے۔کالج ہذا میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیاں 12 ہیں اور ان تمام پر اساتذہ کام کر رہے ہیں۔

(ب) کالج ہذا کی چار دیواری موجود ہے۔تاہم کالج ہذا کی رہائش گاہوں کے گرد چار دیواری مکمل نہ ہے۔سٹاف کے لئے 11 عدد رہائش گاہوں کا بندوبست موجود ہے اور ان میں سٹاف رہائش پذیر ہے۔

(ج) کالج ہذا میں اس وقت دو عدد کمپیوٹر لیب موجود ہیں جن میں 85 عدد کمپیوٹر موجود ہیں جو طلباء کے لئے کافی ہیں۔

(د) ادارہ ہذا میں زیر زمین پانی پینے کے لئے مناسب ہے تاہم پانی کو مزید صاف رکھنے کے لئے دو عدد واٹر فلٹر نصب کئے گئے ہیں اور پینے کے لئے صاف پانی موجود ہے۔

(ہ) ایم کام کی کلاسز کے اجراء کا معاملہ ابھی محکمہ کے زیر غور نہ ہے۔ایم کام کی کلاسز کے اجراء کے لئے باقاعدہ پراجیکٹ ڈاکومنٹ کی منظوری ضروری ہے۔بلڈنگ، فرنیچر، کمپیوٹرز اور اساتذہ و دیگر سٹاف کے لئے کئی ملین روپے کا فنڈ درکار ہے۔جو فی الحال مہیا نہ ہے۔ترقیاتی ضروریات کو اگلے سال کے ترقیاتی پروگرام میں کسی حد تک پورا کرنے کی کوشش کی جائے گی لیکن یہ فنڈز کی مناسب فراہمی پر منحصر ہو گا۔

پنجاب میں اشیاء خورد و نوش کی کارٹیلائزیشن سے متعلقہ تفصیلات

*8254: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں بااثر افراد نے اشیائے خورد و نوش خصوصاً چینی، گوشت، مرغی، انڈے، دالیں، سبزیات اور پھل کے کاروبار کی کارٹیلائزیشن کی ہوئی ہے؟

(ب) کیا حکومت نے ایسے مافیا سے دانستہ چشم پوشی کی ہوئی ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ حالات کی درستی کے لئے کوئی ٹھوس اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی نہیں۔یہ درست نہ ہے کہ پنجاب میں بااثر افراد نے اشیائے خورد و نوش کے کاروبار کی کارٹیلائزیشن کی ہوئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔حکومت نے اشیاء خورد و نوش کا مسلسل جائزہ لینے کا جامع پروگرام وضع کیا ہوا ہے اس کے لئے صوبائی اور ضلعی سطح پر کمیٹیاں بنائی ہوئی ہیں جو کہ اشیاء کی قیمتوں اور

دستیابی کا پندرہ روزاور ماہانہ جائزہ لیتی ہیں۔پرائس کنٹرول پرافیٹ رنگ اینڈ ہورڈنگ ایکٹ 1977 کے تحت ہر ضلع میں ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر (DCO) کو ضلعی کنٹرولر جنرل آف پرائس مقرر کیا گیا ہے۔ہر ضلع میں ایک ڈسٹرکٹ پرائس کنٹرول کمیٹی بنائی گئی ہے جس کا صدر DCO ہے۔اس کمیٹی میں انجمن تاجران کاشتکاران اور صارفین کے نمائندے بھی ہوتے ہیں جو کہ پندرہ روزہ یاماہانہ کی بنیادوں پر اشیاء ضروریہ کی طلب اور رسد کے مطابق جائزہ لیتے ہیں اور باہمی مشورے سے شفاف طریقے سے مارکیٹ کے حقائق کے مطابق قیمتیں مقرر کرتے ہیں۔

(ج) مذکورہ بالا اقدامات کے علاوہ حکومت پنجاب نے پرائس مجسٹریٹ بھی مقرر کئے ہوئے ہیں جو کہ ناجائز منافع خوری اور ذخیرہ اندوزی کے سدباب کے لئے چھاپے مارتے ہیں اور موقع پر جرمانے کرتے ہیں۔ان کی کارکردگی کا ڈسٹرکٹ پرائس کنٹرول کمیٹی کی میٹنگ میں جائزہ لیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ مڈل مین کا کردار کم کرنے کے لئے جمعہ اور اتوار بازار لگائے جاتے ہیں جہاں بازار سے نسبتاً کم قیمتوں پر اشیاء دستیاب ہوتی ہیں۔ان کی بہتری کے لئے مزید کوششیں کی جارہی ہیں۔

تحصیل شرقپور شریف میں ٹیکنیکل و کمرشل تعلیمی اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8272:چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):کیا وزیر صنعت،کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اس وقت تحصیل شرقپور شریف میں ٹیکنیکل و کمرشل تعلیم کے کتنے ادارے کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان اداروں میں کتنے اپنی ملکیتی جگہوں پر کام کر رہے ہیں اور کتنے کرایہ کی عمارات میں کام کر رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس شرقپور شریف گزشتہ تقریباً 23 سال سے 15/14 مرلہ کی چھوٹی سی کرایہ کی بلڈنگ میں کام کر رہا ہے،اگر ہاں تو کیا حکومت اسے

سرکاری زمین پر تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے نیز کیا حکومت اسے ڈگری سطح پر ترقی دینے کو تیار ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس وقت تحصیل شرقپور شریف میں ٹیوٹا کا ایک ہی ادارہ "گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس" کے نام سے کام کر رہا ہے۔

(ب) اس وقت تحصیل شرقپور شریف میں ٹیوٹا کا ایک ہی ادارہ کام کر رہا ہے جو کہ کرایہ کی بلڈنگ میں ہے۔

(ج) ہاں یہ درست ہے گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس شرقپور شریف کرایہ کی بلڈنگ میں کام کر رہا ہے اور اس کا رقبہ 25 مرلہ ہے۔فی الحال ادارہ ہذا کی بلڈنگ کی تعمیر اور اپ گریڈیشن کا پروگرام نہ ہے۔

ضلع سرگودھا میں غیر قانونی کام کرنے والے کارخانوں و فیکٹریوں کی تفصیلات

*8438 جناب اعجاز احمد کاہلوں: کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ صنعت کے ریکارڈ میں کتنی فیکٹریز اور کارخانے ہیں؟

(ب) ان فیکٹریوں، کارخانوں کو حکومت کیا کیا سہولیات اور مالی معاونت فراہم کرتی ہے؟

(ج) اس وقت کتنی فیکٹریاں، کارخانے اس ضلع میں غیر قانونی کام کر رہے ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ صنعت کے ریکارڈ کے مطابق اس وقت 426 فیکٹریاں ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب صنعتوں کے فروغ کے لئے مندرجہ ذیل سہولیات اور مالی معاونت فراہم کرتی ہے۔

i) آزاد صنعتی پالیسی کا قیام، جس کے تحت اب صنعت لگانے کے لئے محکمہ صنعت سے اجازت کی ضرورت نہیں۔مختلف صنعتی انسپیکشنز بھی ختم کر دی گئی ہیں۔

2) انڈسٹریل اسٹیٹس کا قیام، جس میں صنعت کاروں کو انفراسٹرکچر سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔ ضلع سرگودھا میں بھی ایک ایسی ہی انڈسٹریل اسٹیٹ کام کر رہی ہے اور ایک انڈسٹریل اسٹیٹ بھلوال سرگودھا میں قیام کی منظوری دی ہے۔

3) آسان شرائط پر چھوٹی صنعتوں کے قیام اور ان کے چالو سرمایہ کی ضروریات پوری کرنے کے لئے قرضہ جات کا اجراء۔

4) مقامی صنعت کو جدید فنی سروسز فراہم کرنے کے لئے پنجاب کے مختلف اضلاع میں کلسٹر ڈویلپمنٹ سنٹرز قائم کئے ہیں۔ ضلع سرگودھا میں دو ایسے کلسٹر ڈویلپمنٹ سنٹر اور کرافٹ ڈویلپمنٹ سنٹر سلانوالی قائم کئے گئے ہیں۔

5) اب نئی کمپنیز کی رجسٹریشن ضلعی سطح پر کی جاسکتی ہے۔

6) میمورینڈم اینڈ آرٹیکلز آف ایسوسی ایشن پر سٹیمپ ڈیوٹی ختم کر دی گئی ہے۔

7) محکمہ صنعت، مختلف صنعتی مسائل پر غور کے لئے مقامی صنعتوں اور چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹریز میں کوآرڈینیشن سرانجام دیتا ہے۔

(ج) حکومت کی آزادانہ صنعتی پالیسی کے تحت فیکٹریاں لگانے سے قبل ڈیپارٹمنٹ کی اجازت درکار نہ ہے۔ چاہے اس کی لاگت اور حجم کتنا بھی ہو جبکہ ضلعی گورنمنٹ کے تعین کردہ Negative Areas میں کسی بھی قسم کی فیکٹری لگانے کی اجازت نہ ہے۔ دفتر ڈسٹرکٹ آفیسر (ای اینڈ آئی پی) سرگودھا کے ریکارڈ کے مطابق اس وقت ضلع سرگودھا میں کوئی غیر قانونی فیکٹری کام نہ کر رہی ہے۔

محکمہ انڈسٹری، کامرس و سرمایہ کاری کی کارکردگی کی تفصیلات

*8923: جناب محمد محسن خان لغاری: کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں کامرس اور سرمایہ کاری کا محکمہ سال 2004 میں قائم کیا گیا اور اس کا بنیادی مقصد صوبے میں تجارت اور سرمایہ کاری کو فروغ دینا ہے؟

(ب) محکمہ کی سال 2008 سے اب تک کی تجارت اور سرمایہ کاری کے حوالے سے کیا کارکردگی رہی ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب میں کامرس اور سرمایہ کاری کا محکمہ سال2004 میں قائم کیا گیا تھا اس کے بنیادی مقاصد درج ذیل تھے:-

i. وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے مابین تجارت اور سرمایہ کاری کی پالیسیوں کی مد میں باہمی تعاون۔
ii. وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے مابین تجارت اور سرمایہ کاری کی پالیسیوں کی مد میں باہمی تعاون۔
iii. وفاقی حکومت کی سرمایہ کاری کی پالیسیوں پر عملدرآمد کرانے کے لئے بورڈ آف انویسٹمنٹ اسلام آباد کو تعاون مہیا کرنا۔
iv. تجارت اور سرمایہ کاری کے فروغ کے لئے مختلف پرائیویٹ سیکٹرز، ٹریڈ باڈیز اور تنظیموں کے مابین روابط قائم کرنا۔
v. ملک میں انفرادی طور پر سرمایہ کاری کرنے والے امیدواروں کو قوانین کے تحت پالیسیز میں نرمی برتتے ہوئے خاص قسم کی رعایت دلانا۔
vi. پنجاب انویسٹمنٹ بورڈ کے معاملات کی نگرانی کرنا۔

(ب) سال2008 سے لے کر آج تک محکمہ نے تجارت اور سرمایہ کاری کے فروغ کے لئے درج ذیل اقدامات اٹھائے:-

i. صوبہ میں غیر ملکی سرمایہ کاروں کو ہر قسم کی سہولت مہیا کرنے کے لئے پنجاب بورڈ آف انویسٹمنٹ اینڈ ٹریڈ کا ادارہ قائم کیا گیا۔ قیام سے لے کر اب تک ادارے نے جو کام سرانجام دیئے ان کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
ii. چین کے ساتھ تجارتی تعلقات اور چینی سرمایہ کاروں کو اپنے ملک میں انویسٹمنٹ کی ترغیب دینے کے لئے پنجاب چائنا بیورو قائم کیا گیا۔
iii. پاکستانی بالخصوص پنجاب کے سرمایہ کاروں کی سہولت کے لئے درج ذیل پراجیکٹ شروع کئے گئے:-

a. کیپسٹی بلڈنگ آف کامرس وانویسٹمنٹ ڈیپارٹمنٹ
b. رجسٹریشن آف جیوگرافیکل انڈیکشن پراجیکٹ
(علاقائی مصنوعات کی بین الاقوامی سطح پر رجسٹریشن کے لئے)
c. ٹرانسلیشن سیل
(مختلف سرکاری خطوط کی ملکی اور غیر ملکی زبانوں میں ترجمے کے لئے)
d. کیپسٹی بلڈنگ چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری
(پنجاب چیمبرز آف کامرس اور ٹریڈ باڈیز کے درمیان باہمی روابط کے لئے)

e. سیالکوٹ کے سرمایہ کاروں کو باہمی سہولت پہنچانے کے لئے
f. "مٹیریل ٹیسٹنگ / سپورٹس گڈز ٹیسٹنگ لیبارٹریز" زیر تکمیل ہیں

iv) پنجاب چیمبرز آف کامرس کو آرڈیننیشن کمیٹی (PCCCC) کے تحت مختلف میٹنگز کا انعقاد کیا گیا جس کے تحت پنجاب کے تمام چیمبرز آف کامرس کے مسائل ون ونڈو آپریشن کے تحت ان کی دہلیز پر حل کرنے کی کوشش کی گئی۔

v) جیوگرافیکل انڈیکشن پراجیکٹ کے تحت 19تا20۔جون 2007 میں ایک تعارفی سیمینار کا انعقاد کیا گیا جبکہ 27تا28 مئی 2008 میں اسی پراجیکٹ کے تحت "پھلکاری" کے موضوع پر ایک سیمینار منعقد کیا گیا۔ان سیمینارز کا مقصد ملکی مصنوعات کی بین الاقوامی منڈیوں تک رسائی اور مقامی صنعت وکاروبار کو فروغ دینا ہے۔

vi) پنجاب بورڈ آف انویسٹمنٹ اینڈ ٹریڈ ادارے کے تحت انرجی کانفرنس کا انعقاد کرایا گیا ہے۔

vii) گورنر جنرل خراسان رضاوی ایران نے 13تا15۔جنوری 2009 پاکستان کا دورہ کیا۔اس دورے کے جواب میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے 11تا14۔مئی 2009 کو ایران کا سرکاری دورہ کیا جس کا انتظام محکمہ کامرس وانویسٹمنٹ نے کیا۔ان دوروں کے دوران حکومت ایران اور پنجاب کے درمیان تجارت، سرمایہ کاری کے فروغ کے لئے مختلف معاہدے کئے گئے جن پر مختلف محکموں میں عملدرآمد ہو رہا ہے۔تفصیل ضمیہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

viii) سال 2009 میں وزیر اعلیٰ پنجاب، میاں محمد شہباز شریف نے ترکی کا دورہ کیا جس کا انتظام محکمہ کامرس وانویسٹمنٹ نے کیا۔ترکی اور صوبہ پنجاب کے درمیان تجارت کے فروغ کے لئے مختلف معاہدے کئے گئے۔

ix) پنجاب چائنا بیورو کے زیر اہتمام چینی سرمایہ کاری کو ترغیب دینے کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے چین کا سال 2011 میں سرکاری دورہ کیا جس کا انتظام محکمہ کامرس وانویسٹمنٹ نے کیا۔

x) مقامی صنعتوں کو گیس کی قلت کا شدید سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔محکمہ کامرس نے گیس کی قلت معاملہ حل کرنے کے لئے پنجاب کے صنعت کاروں، SNGPL اور وزارت گیس وپٹرولیم اسلام آباد کے درمیان میٹنگز کا انعقاد کرایا جس سے صنعتوں کو شیڈول کے مطابق گیس کی فراہمی کا آغاز کیا گیا۔

xi) بجلی کی قلت کا خاتمہ کرنے کے لئے پنجاب کے صنعتکاروں اور چیمبرز کے صدور اور مختلف ٹریڈ باڈیز کے نمائندوں کے ساتھ میٹنگز کا انعقاد کرایا گیا۔

نوٹ: حکومت پنجاب نے بذریعہ نوٹیفکیشن مورخہ 17-01-2011 محکمہ کامرس اور سرمایہ کاری کو محکمہ صنعت میں ضم کر کے نیا محکمہ یعنی محکمہ صنعت، کامرس اور سرمایہ کاری قائم کیا۔ 01-02-2011 سے نئے محکمہ نے کام شروع کر دیا ہے۔

فری ٹریڈ ایگریمنٹ کی تفصیلات

*8950: جناب محمد محسن خان لغاری: کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ نے 2008 سے 2010 تک کن کن ممالک سے فری ٹریڈ ایگریمنٹ (FTA,s) اور پروفیشنل ٹریڈ ایگریمنٹ کئے ہیں؟

(ب) کن ممالک کے ساتھ متذکرہ بالا FTAs اور PTAs پر عملدرآمد ہو رہا ہے اور اس عملدرآمد کے کیا نتائج ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) FTAs اور PTA کا معاملہ وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں آتا ہے اور وفاقی حکومت ہی ایسے تمام معاہدہ جات پر دستخط کرنے کی مجاز ہے۔

(ب) جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے یہ معاہدے وفاقی حکومت کے دائرہ کار میں آتے ہیں۔

لاہور۔ٹیکنیکل کالج مغل پورہ کے اساتذہ کی ترقی کی تفصیلات

*9104: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹیکنیکل کالج مغلپورہ میں 26 سالوں سے اساتذہ کو ترقی نہیں دی گئی؟

(ب) کیا حکومت ٹیکنیکل کالج مغلپورہ کے اساتذہ کو ترقی دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے۔اصل صورتحال یہ ہے کہ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ مغلپورہ لاہور کے اساتذہ کی ترقی لیبر اینڈ مین پاور ڈیپارٹمنٹ (مین پاور اینڈ ٹریننگ) سروس رولز 1993 (فلیگ (اے) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے) کے مطابق ہوتی ہے۔ مذکورہ سروس رولز کے مطابق پنجاب بھر میں تمام ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹس کے اساتذہ کی

سنیارٹی اپنے اپنے ٹریڈ اور سکیل میں اکٹھی بنائی جاتی ہے۔جب بھی کسی ٹریڈ میں پروموشن کوٹا کی کوئی سیٹ خالی ہوتی ہے تو اس پر فوری طور پر سنیارٹی اور رولز کے مطابق پروموشن کر دی جاتی ہے۔واضح رہے کہ کسی بھی اکیلے ادارے (جیسا کہ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ مغلپورہ لاہور) کے اساتذہ کی ترقی کا الگ سے کوئی طریق کار موجود نہ ہے۔

جب سے ٹیوٹا وجود میں آیا ہے اس کے زیر انتظام کام کرنے والے تمام محکموں کے سٹاف کی ترقیاں باقاعدگی سے کی جاتی رہی ہیں۔سابقہ مین پاور اینڈ ٹریننگ پنجاب کے ذیلی اداروں میں کام کرنے والے 500 سے زائد اساتذہ کی ترقیاں اب تک کی جا چکی ہیں۔ان میں سے گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ مغلپورہ لاہور میں پوسٹنگ کے دوران 38 اساتذہ کو ترقی دی گئی۔تفصیل فلیگ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس وقت گورنمنٹ ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹس پنجاب میں پروموشن کوٹا میں بی ایس 18 کی 6 بی ایس 17 کی 02 اور بی ایس 16 کی 09 سیٹیں موجود ہیں جو کہ اسی سال میں ترقی پانے یا ریٹائر ہونے والے اساتذہ کی وجہ سے دستیاب ہوئی ہیں۔ان سیٹوں پر ترقی دینے کے لئے سنیارٹی کے مطابق لائن میں آنے والے اساتذہ کا اے سی آر ریکارڈ اور سنیارٹی لسٹیں اپ ڈیٹ کی جا رہی ہیں۔ریکارڈ کے مکمل ہونے پر مذکورہ خالی سیٹوں پر رولز کے مطابق ترقیاں کر دی جائیں گی۔

ضلع قصور۔تحفظ صارفین کونسل اور صارف عدالت و دیگر تفصیلات

*9463: محترمہ شگفتہ شیخ: کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا ضلع قصور میں تحفظ صارفین کونسل بنائی گئی ہے، اس میں کن کو نمائندگی دی گئی؟

(ب) کیا ضلع قصور میں صارف عدالت قائم ہے، اگر قائم ہے تو اب تک اس نے کتنے مقدمات کا فیصلہ کیا اور کتنی درخواستیں زیر سماعت ہیں؟

(ج) ضلع قصور میں کتنی انڈسٹریل اسٹیٹس ہیں، کہاں کہاں واقع ہیں اور کتنے کتنے رقبہ پر بنائی گئی ہیں؟

(د) انڈسٹریل اسٹیٹس میں کون کون سی انڈسٹری لگی ہوئی ہے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں۔ ضلعی تحفظ صارفین کونسل قصور بذریعہ نوٹیفکیشن مورخہ 6۔اپریل2009 تشکیل دی گئی ہے جس کی کاپی ضمیمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع قصور میں صارف عدالت قائم نہیں ہے، البتہ صارف عدالت لاہور کو ضلع قصور کے صارف مقدمات کی سماعت کا بھی اختیار ہے۔صارف عدالت لاہور میں ضلع قصور سے اٹھارہ صارفین نے مقدمات دائر کئے جن میں سے دس کا فیصلہ ہو چکا ہے اور آٹھ مقدمات زیر سماعت ہیں۔

(ج ضلع قصور میں 1998 میں 645 کنال رقبہ پر ایک سمال انڈسٹریل اسٹیٹ سیلف فنانس کی بنیاد پر اقبال نگر 8 کلو میٹر فیروزپور روڈ قصور میں قائم کی گئی۔

(د) سمال انڈسٹریل اسٹیٹ قصور میں مندرجہ ذیل 9 مختلف قسم کے کارخانے چل رہے ہیں:۔

I) میسرز چھینہ ٹیکسٹائل انڈسٹریز
ii) میسرز الخالد کیمیکل انڈسٹریز
III) میسرز مون کیمیکل انڈسٹریز
IV) میسرز قدسی گتہ سازی
V) میسرز سٹون ویلی
VI) میسرز بائیو سٹینڈرڈ فوڈ پراسیسنگ
VII) میسرز کمبوہ بردار رگتہ سازی
VIII) میسرز اعظم ٹیکسٹائیل انڈسٹریز
IX) میسرز ٹیکنو بوائلر انجینئرنگ انڈسٹریز

صوبہ میں مکینیکل تنور لگانے کی تفصیلات

*9471: **چودھری ظہیر الدین خان:** کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حکومت پنجاب نے صوبے میں کل کتنے مکینیکل تنور قائم کئے ہیں اور وہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ایک مکینیکل تنور پر کتنا خرچہ برداشت کرنا پڑتا ہے اور ایک مکینیکل تنور کی استطاعت کار (Production Capacity) کیا ہے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حکومت پنجاب نے اب تک 254 مکینیکل تنور قائم کئے ہیں۔مکینیکل تنوروں کی تفصیل ضمیمہ(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ایک مکینیکل تنور کی تنصیب پر -/2,35,000 روپے خرچ ہوتے ہیں۔ایک مکینیکل تنور پر ایک گھنٹہ میں1000 روٹی تیار ہوتی ہے۔

گوجرانوالہ،ٹیوٹا کے تحت کام کرنے والے اداروں کی تفصیلات

*9599:ڈاکٹر محمد اشرف چوہان :کیا وزیر صنعت،کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ٹیوٹا کے تحت ضلع گوجرانوالہ میں کون کون سے ادارے کہاں کہاں چل رہے ہیں؟

(ب) ان اداروں کے سال11۔2010 کے اخراجات بتائیں؟

(ج) ان اداروں میں کس کس ہنر کی تعلیم دی جاتی ہے،ان اداروں میں ادارہ وار طالب علموں کی تعداد بتائیں؟

(د) ان اداروں میں کتنے عرصہ کے کورسز کروائے جاتے ہیں؟

(ہ) ان اداروں میں خالی اسامیوں کی تعداد وعہدہ،گریڈوار بتائیں ان خالی اسامیوں کو کب تک پُر کر لیا جائے گا؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں ٹیوٹا کے ماتحت کام کرنے والے اداروں کے نام اور مقامات درج ذیل ہیں:

1- گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی جی ٹی روڈ شریف پورہ گوجرانوالہ
2- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ پسرور روڈ گوجرانوالہ
3- گورنمنٹ اپرنٹسز ٹریننگ سنٹر نزد پنڈی بائی پاس چوک گوجرانوالہ
4- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر پیر کوٹ گکھڑ
5- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر کامونکی
6- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر واہنڈو
7- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر قلعہ دیدار سنگھ
8- ایگریکلچر ٹریننگ انسٹیٹیوٹ پیر کوٹ گکھڑ

9- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین سول لائن گوجرانوالہ
10- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین راہوالی
11- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین وزیرآباد
12- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین نوشہرہ ورکاں
13- گورنمنٹ کالج آف کامرس، پیپلز کالونی گوجرانوالہ
14- گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ
15- گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس وزیرآباد
16- گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس کامونکی
17- گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس نوشہرہ ورکاں
18- گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس برائے خواتین گوجرانوالہ
19- لائٹ انجینئرنگ سروس سنٹر سمال انڈسٹریل اسٹیٹ گوجرانوالہ
20- انسٹیٹیوٹ آف لیدر ٹیکنالوجی جی ٹی روڈ گوجرانوالہ
21- کٹلری اینڈ سمال ٹولز انڈسٹریل سروس سنٹر نظام آباد وزیرآباد

(ب) ٹیوٹا کے ماتحت ضلع گوجرانوالہ میں چلنے والے اداروں کے سال2010-11 کے سالانہ اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

	ادارہ	سالانہ اخراجات
1-	گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی جی ٹی روڈ شریف پورہ گوجرانوالہ	85.159ملین روپے
2-	گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ پسرور روڈ گوجرانوالہ	18.469ملین روپے
3-	گورنمنٹ اپرنٹسز ٹریننگ سنٹر نزد پنڈی بائی پاس چوک گوجرانوالہ	14.691ملین روپے
4-	گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر پیر کوٹ گکھڑ	2.621ملین روپے
5-	گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر کامونکی	2.713ملین روپے
6-	گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر واہنڈو	2.425ملین روپے
7-	گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر قلعہ دیدار سنگھ	2.487ملین روپے
8-	ایگریکلچر ٹریننگ انسٹیٹیوٹ پیر کوٹ گکھڑ	3.329ملین روپے
9-	گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین سول لائن گوجرانوالہ	6.171ملین روپے
10-	گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین راہوالی	1.563ملین روپے
11-	گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین وزیرآباد	2.837ملین روپے
12-	گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین نوشہرہ ورکاں	2.044ملین روپے
13-	گورنمنٹ کالج آف کامرس، پیپلز کالونی گوجرانوالہ	30.012ملین روپے
14-	گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ	8.151ملین روپے
15-	گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس وزیرآباد	7.161ملین روپے
16-	گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس کامونکی	9.116ملین روپے
17-	گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس نوشہرہ ورکاں	6.812ملین روپے
18-	گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس برائے خواتین گوجرانوالہ	7.230ملین روپے

19-	لائٹ انجینئرنگ سروس سنٹر سمال انڈسٹریل اسٹیٹ گوجرانوالہ	12.119ملین روپے
20-	انسٹیٹیوٹ آف لیدر ٹیکنالوجی جی ٹی روڈ گوجرانوالہ	9.390ملین روپے
21-	کٹلری اینڈ سمال ٹولز انڈسٹریل سروس سنٹر نظام آباد وزیرآباد	5.578ملین روپے

(ج) ضلع گوجرانوالہ میں ٹیوٹا کے ماتحت کام کرنے والے اداروں میں جس جس ہنر کی تعلیم دی جاتی ہے اس کی تفصیل اور طالب علموں کی تعداد درج ذیل ہے:۔

ادارہ	ٹیکنالوجی	طلباء کی تعداد
1-گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی جی ٹی روڈ شریف پورہ گوجرانوالہ	الیکٹریکل، الیکٹرونک، مکینیکل، انسٹرومنٹیشن،	425
2-گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ پسرور روڈ گوجرانوالہ	الیکٹریشن، الیکٹرونکس ایپلیکیشن، مکینیکل ڈرافٹ مین، مشینسٹ، موٹر وائنڈنگ، آر اے سی	227
3-گورنمنٹ اپرنٹسز ٹریننگ سنٹر نزد پنڈی بائی پاس چوک گوجرانوالہ	الیکٹریشن، بنچ فٹر، ٹرنر، آٹو مکینک، ویلڈنگ، مشینسٹ، ڈرافٹ مین مکینیکل	197
4-گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر پیر کوٹ گکھڑ	وائر مین، ویلڈر، آٹو اینڈ فارم مشینری، الیکٹرونکس ایپلیکیشن	50
5-گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر کامونکی	ایچ وی اے سی آر، وائر مین، ٹرنر، ویلڈنگ، موٹر سائیکل مکینک	124
6-گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر واہنڈو	وائر مین، ٹرنر، ویلڈنگ، موٹر سائیکل مکینک، ایچ وی اے سی آر، الیکٹریشن	30
7-گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر قلعہ دیدار سنگھ	ایچ وی اے سی آر، الیکٹریشن، کمپیوٹر ایپلیکیشن، موٹر سائیکل مکینک	
8-ایگریکلچر ٹریننگ انسٹیٹیوٹ پیر کوٹ گکھڑ	ٹریکٹر آپریٹر، ٹریکٹر مکینک	35
9-گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین سول لائن گوجرانوالہ	ڈی وی جی، سی وی جی، فیشن ڈیزائننگ، کمپیوٹر ایپلیکیشن، بیوٹیشن، سپوکن انگلش، آئل اینڈ واٹر پینٹنگ، کوکنگ اینڈ بیکنگ، فیبرک پرنٹنگ، ڈومیسٹک، ٹیلرنگ، مشین ایمبرائیڈری	199
10-گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین راہوالی	ڈی وی جی، سی وی جی، بیوٹیشن، کوکنگ اینڈ بیکنگ، ڈومیسٹک ٹیلرنگ	77
11-گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ، برائے خواتین وزیرآباد	ڈی وی جی، سی وی جی، بیوٹیشن، فیبرک پرنٹنگ، ڈومیسٹک ٹیلرنگ	135
12-گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین نوشہرہ ورکاں	ڈی وی جی، سی وی جی، اینڈ شارٹ کورسز	72
13-گورنمنٹ کالج آف کامرس پیپلز کالونی گوجرانوالہ	ڈی کام، بی کام	1469
14-گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ	ڈی کام	504
15-گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس، وزیرآباد	ڈی کام	181

16۔گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس، کامونکی	ڈی کام	224
17۔گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس کامونکی	ڈی کام	237
18۔گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس، کامونکی	ڈی کام	188
19۔لائٹ انجینئرنگ سروس سنٹر سمال انڈسٹریل اسٹیٹ گوجرانوالہ	ایلومینیم اینڈ فیبریکیٹر، آٹوکیڈ، سی این سی مشین آپریٹر	90
20۔انسٹیٹیوٹ آف لیدر ٹیکنالوجی جی ٹی روڈ گوجرانوالہ	لیدر ٹیکنالوجی، فٹ ویئر ڈیزائننگ اینڈ ماڈلنگ، یہ ادارہ common facility center کا کردار بھی ادا کر رہا ہے۔	155
21۔کٹلری اینڈ سمال ٹولز انڈسٹریل سروس سنٹر نظام آباد، وزیر آباد	ٹولز اینڈ ڈائی میکنگ، مشینسٹ، ویلڈنگ اینڈ پریس مین، یہ ادارہ common facility center کا کردار بھی ادا کر رہا ہے۔	40

(د) ٹیوٹا کے ماتحت ضلع گوجرانوالہ میں چلنے والے اداروں میں درج ذیل کورسز کروائے جاتے ہیں:۔

ادارہ	ٹیکنالوجی
1۔گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی جی ٹی روڈ شریف پورہ گوجرانوالہ	3سالہ ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجینئرنگ
2۔گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹوٹ پسرور روڈ گوجرانوالہ	2سال، ایک سالہ سرٹیفکیٹ کورس
3۔گورنمنٹ اپرنٹسز ٹریننگ سنٹر نزد پنڈی بائی پاس چوک گوجرانوالہ	3سالہ ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجینئرنگ، ایک سالہ سرٹیفکیٹ، کورس
4۔گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر پیر کوٹ گکھڑ	6ماہ سرٹیفکیٹ کورس
5۔گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر کامونکی	ایک سالہ، 6ماہ سرٹیفکیٹ کورس
6۔گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر واہنڈو	6ماہ سرٹیفکیٹ کورس
7۔گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر قلعہ دیدار سنگھ	6ماہ سرٹیفکیٹ کورس
8۔ایگریکلچر ٹریننگ انسٹیٹیوٹ پیر کوٹ گکھڑ	ایک سالہ، 6ماہ سرٹیفکیٹ کورس
9۔گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین سول لائن گوجرانوالہ	ایک سالہ، 6ماہ، 3ماہ سرٹیفکیٹ کورس
10۔گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین راہوالی	ایک سالہ، 6ماہ، 3ماہ سرٹیفکیٹ کورس
11۔گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ، برائے خواتین وزیر آباد	ایک سالہ، 6ماہ، 3ماہ سرٹیفکیٹ کورس
12۔گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین نوشہرہ ورکاں	ایک سالہ، 6ماہ، 3ماہ سرٹیفکیٹ کورس
13۔گورنمنٹ کالج آف کامرس پیپلز کالونی گوجرانوالہ	2سالہ ڈپلومہ ان کامرس
14۔گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ	2سالہ ڈپلومہ ان کامرس
15۔گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس، وزیر آباد	2سالہ ڈپلومہ ان کامرس
16۔گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس، کامونکی	2سالہ ڈپلومہ ان کامرس
17۔گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس کامونکی	2سالہ ڈپلومہ ان کامرس
18۔گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس، کامونکی	2سالہ ڈپلومہ ان کامرس
19۔لائٹ انجینئرنگ سروس سنٹر سمال انڈسٹریل اسٹیٹ گوجرانوالہ	ایک سالہ، 6ماہ سرٹیفکیٹ کورس
20۔انسٹیٹیوٹ آف لیدر ٹیکنالوجی جی ٹی روڈ گوجرانوالہ	3سالہ ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجینئر، ایک سالہ سرٹیفکیٹ کورس
21۔کٹلری اینڈ سمال ٹولز انڈسٹریل سروس سنٹر نظام آباد، وزیر آباد	2سالہ ڈپلومہ، 6ماہ سرٹیفکیٹ کورس

ٹیوٹا کے ماتحت ضلع گوجرانوالہ میں چلنے والے اداروں میں جو کورسز کروائے جاتے ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ضلع گوجرانوالہ میں ٹیوٹا کے ماتحت کام کرنے والے اداروں میں اسامیوں کی تعداد عہدہ اور گریڈوار کی تفصیل اور کب تک پُر کی جائیں گی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبہ میں سرمایہ کاری کی صورتحال کی تفصیلات

*9807: حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں سرمایہ کاری کی شرح تشویش ناک حد تک کم ہے اگر ایسا ہے تو اس کے اسباب کیا ہیں؟

(ب) محکمہ صوبہ میں سرمایہ کاری کے فروغ کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہا ہے کیا ان میں سرمایہ کاروں کو رغبت دلانے کے لئے بھی اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) کسی بھی صوبے میں سرمایہ کاری کا انحصار سب سے پہلے ملک کے مجموعی معاشی حالات پر ہوتا ہے جو کہ مزید برآں عالمی معاشی حالات پر منحصر ہوتے ہیں-2008 کے عالمی مالیاتی بحران کے اثرات سے دنیا ابھی تک نہیں نکلی جس کی وجہ سے پوری دنیا نے غیر ملکی براہ راست سرمایہ کاری (FDI) میں نمایاں کمی محسوس کی ہے-پوری دنیا اور پاکستان کی طرح پنجاب میں سرمایہ کاری میں حالیہ سالوں میں کمی ہوئی ہے- کمی کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:-

I) بین الاقوامی معاشی کساد بازاری (Recession)
II) ملک میں سیاسی عدم استحکام
III) امن وامان کی صورتحال
IV) دہشت گردی
V) بجلی اور گیس کی لوڈشیڈنگ
VI) مالی پالیسیاں، کرنسی کی صورتحال اور بڑھتی ہوئی شرح سود
VII) بین الاقوامی میڈیا میں پاکستان کا منفی امیج

اگرچہ یہ وجوہات صوبہ کے دائرہ اختیار سے باہر ہیں مگر ہم پھر بھی اپنی کوششوں سے ان کے اثرات کو زائل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

پنجاب میں دوسرے صوبوں کی نسبت گیس کی لوڈشیڈنگ کہیں زیادہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے نہ صرف ہماری موجودہ صنعت بند ہو رہی ہے بلکہ نئے سرمایہ کار بھی آنے سے کترا رہے ہیں۔وزیراعلیٰ پنجاب نے گیس کا معاملہ وفاقی حکومت سے اور مشترکہ مفادات کی کونسل میں بھی اٹھایا ہے۔ان کوششوں کے ساتھ ساتھ پنجاب حکومت نجی شعبے کو مائع گیس (LNG) کی درآمد کے منصوبے کی جلدی تکمیل کے لئے تمام سہولیات اور مدد بھی فراہم کر رہی ہے تاکہ پنجاب میں گیس کی کمی پر قابو پایا جاسکے۔

ان سب وجوہات کے باوجود پنجاب کو اب بھی سرمایہ کار ایک بہتر اور محفوظ جگہ تصور کرتے ہیں۔حالیہ دنوں میں حکومت پنجاب اور چین کی ایک معروف کمپنی کے درمیان تونسہ کے مقام پر 200 میگا واٹ پن بجلی پیدا کرنے کے معاہدے پر دستخط ہوئے ہیں اس کے علاوہ زراعت اور لائیو سٹاک کے شعبے میں بھی مقامی اور بین الاقوامی کمپنیوں نے سرمایہ کاری کی ہے۔اس کی ایک مثال لاہور میٹ کمپلیکس ہے جو کہ ایران کے تعاون سے بن رہا ہے اور اس کے علاوہ ترکی کی ایک کمپنی نے پنجاب میں چار مذبح خانے بنانا شروع کر دیئے ہیں۔

حکومت پنجاب نے حال ہی میں چین کی ایک کمپنی کے ساتھ لاہور ماس ٹرانزٹ منصوبے کی تکمیل کے لئے مفاہمت کی یادداشت پر بھی دستخط کئے ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب نے صوبے میں ملکی اور غیر ملکی سرمایہ کاری کو فروغ دینے کے لئے ایک خود مختار ادارہ پنجاب بورڈ آف انویسٹمنٹ اینڈ ٹریڈ (PBIT) کمپنی آرڈیننس 1984 کے تحت قائم کیا ہے۔وزیراعلیٰ پنجاب خود اس ادارے کے چیئرمین ہیں جو وزیراعلیٰ کی صوبے میں سرمایہ کاری کو بڑھانے میں دلچسپی اور توجہ کو ظاہر کرتا ہے۔

PBIT اپنے آغاز سے لے کر آج تک بہت سی نمایاں کمپنیوں کو شاندار سروس فراہم کر چکی ہے اور مستقبل میں بہت ساری کمپنیوں کو یہ سروس مہیا کرنے میں مصروف عمل ہے۔

PBIT قانونی ماہرین کی سرپرستی میں بہت سے MOU,s اور بین الاقوامی معاہدے تیار کرنے میں نہایت کلیدی کردار ادا کر رہا ہے۔ان ماہرین نے سرمایہ کاروں کو صوبائی اور وفاقی قوانین، پالیسی اور مختلف مراعات سے آگاہ کرنے لئے ایک دستاویز Policy Framework for Investment in Punjab تیار کیا ہے۔اس کے علاوہ ان ماہرین نے سرمایہ کاری کے فروغ کے لئے مندرجہ ذیل ڈرافٹ پالیسیز اور قوانین کا مسودہ تیار کیا ہے۔

I) کمرشل کورٹ ایکٹ

II) پاکستان حلال ریگولیٹری ڈویلپمنٹ اتھارٹی ایکٹ
(Pakistan Halal Regulatory Development Authority Act)

III) لینڈ ایلوکیشن پالیسی فار فارن انویسٹرز
(Land Allocation Policy for Foreign Investors)

IV) لینڈ ایلوکیشن پالیسی فار سولر پاور پراجیکٹس
(Land Allocation Policy for Solar Power Projects)

اس کے علاوہ یہ ماہرین دیگر سرمایہ کاری اور سرمایہ کار دوست پالیسیاں بنانے میں ہمہ وقت سرگرم عمل ہیں۔

PBIT صوبے میں سرمایہ کاری کو بڑھانے کے لئے اور سرمایہ کاروں کو متوجہ کرنے کے لئے سیمینار اور سرمایہ کاری کانفرنسوں کا انعقاد کرتی رہتی ہے۔وزیر اعلیٰ پنجاب نے خود ان میں سے کئی کانفرنسوں میں شرکت کی ہے اور مختلف سرمایہ کاروں سے انفرادی اور اجتماعی طور پر ملاقاتیں بھی کی ہیں۔ان سیمینار اور کانفرنسوں کی وجہ سے نا صرف یہ کہ ممکنہ سرمایہ کاروں کو پنجاب میں سرمایہ کاری کے مواقع اور ماحول کو جاننے کا موقع ملتا ہے بلکہ ملک کا ایک بہتر امیج بھی پیش کرنے کا موقع ملتا ہے۔

PBIT نے اب تک ترکی، ایران، ملائشیا، چین، بوسنیا، برطانیہ اور دبئی میں یہ سیمینار منعقد کئے / شرکت کی ہے۔سرمایہ کاروں کا ردعمل ان سیمیناروں کے دوران اور ان کے بعد انتہائی مثبت رہا ہے جس کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ ان میں سے کئی سرمایہ کار خود سرمایہ کاری کے موجودہ مواقعوں کا جائزہ لینے کے لئے پنجاب تشریف لائے۔

جہاں تک سرمایہ کاروں کو رغبت کے اقدامات کا تعلق ہے تو یہ زیادہ تر وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں۔ہم بہر حال اپنی حدود میں رہتے ہوئے اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں کہ سرمایہ کار صوبے میں سرمایہ کاری کے لئے قائل ہو اور اس کو ہر قسم کی سہولیات مہیا کی جائیں اور اس مقصد کے لئے PBIT ہر سرمایہ کار کو انفرادی طور پر بہتر کسٹمر سروس مہیا کر رہا ہے تاکہ اس کو کسی بھی قانونی یا دفتری معاملات میں روایتی سرخ فیتے کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

مزید برآں ہم نے پنجاب میں سرمایہ کاروں کا اعتماد حاصل کرنے کے لئے کئی قوانین بنائے ہیں۔جس میں سب سے نمایاں "پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ" کا قانون ہے۔اس قانون کے

تحت تمام حصہ داروں کے حقوق کا بہتر انداز میں تحفظ کیا گیا ہے اور نجی شعبہ کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے تاکہ وہ آگے بڑھ کر انفراسٹرکچر اور دوسرے منصوبوں میں سرمایہ کاری کریں۔
اسی طرح پنجاب نے "سپیشل اکنامک زون" کے قانون کی تشکیل کے لئے بھی بھرپور کردار ادا کیا ہے۔یہ بل انشاء اللہ اکتوبر میں قانون ساز اسمبلی میں بحث کے لئے پیش کر دیا جائے گا۔اس قانون کی منظوری سے سرمایہ کاروں کو 10 سال تک ٹیکس کی چھوٹ اور دوسری کئی مراعات ملیں گی جس سے امید ہے کہ پنجاب میں سرمایہ کاری میں اضافہ ہو گا۔

ضلع حافظ آباد:اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*10408:**چودھری محمد اسد اللہ**:کیا وزیر صنعت،کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع حافظ آباد میں کتنے ٹیکنیکل ادارے کس کس جگہ پر چل رہے ہیں؟

(ب) ان اداروں میں منظور شدہ و خالی اسامیاں کتنی ہیں اور خالی اسامیوں کو کب تک پُر کر دیا جائے گا؟

(ج) کتنے ادارے سربراہوں کے بغیر کام کر رہے ہیں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع حافظ آباد میں مندرجہ ذیل پانچ ادارے کام کر رہے ہیں۔

1- گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی(فار بوائز)کالج روڈ پنڈی بھٹیاں۔
2- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر(فار بوائز)گوجرانوالہ روڈ حافظ آباد۔
3- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ(فار وومن)ونیکے چوک نزد امین ہسپتال حافظ آباد۔
4- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ(فار وومن)قبرستان روڈ سکھیکی۔
5- گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس(فار بوائز)گوجرانوالہ روڈ فیصل ٹاؤن جناح چوک حافظ آباد۔

(ب)

1- گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی(فار بوائز)کالج روڈ پنڈی بھٹیاں۔

ادارہ ہذا میں کل 38 اسامیاں ہیں اور 16 اسامیاں خالی ہیں۔ جن پر بھرتی کا عمل اگست 2012 تک مکمل کر لیا جائے گا۔

2- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر (فار بوائز) گوجرانوالہ روڈ حافظ آباد۔

ادارہ ہذا میں کل 12 اسامیاں ہیں اور ایک اسامی خالی ہے۔اس ادارے میں آٹو فارم ٹریڈ نہ چلنے کی وجہ سے سکلڈ ورکر کی اسامی پر بھرتی نہ کی گئی ہے۔اب نئی ڈیمانڈ کے مطابق کورس شروع کرانے کا منصوبہ زیر غور ہے اور پروگرام کی ضرورت کے مطابق خالی اسامی پر نئی بھرتی کی جائے گی۔

3- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (فار وومن) ونیکے چوک نزد امین ہسپتال حافظ آباد۔

ادارہ ہذا میں کل 15 اسامیاں ہیں اور 3 اسامیاں خالی ہیں۔خالی اسامیاں پروموشن کی اسامیاں ہیں اور پروموشن ہونے کے بعد پُر کر لی جائیں گی۔پروموشن آئندہ چھ ماہ میں متوقع ہے۔

4- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (فار وومن) قبرستان روڈ سکھیکی۔

ادارہ ہذا میں کل 12 اسامیاں ہیں اور کوئی اسامی خالی نہیں ہے۔

5- گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس (فار بوائز) گوجرانوالہ روڈ فیصل ٹاؤن جناح چوک حافظ آباد۔

ادارہ ہذا میں کل 25 اسامیاں ہیں اور 6 اسامیاں خالی ہیں۔خالی اسامیاں پروموشن کی اسامیاں ہیں اور پروموشن ہونے کے بعد پُر کر لی جائیں گی۔پروموشن آئندہ چھ ماہ میں متوقع ہے۔

(ج) تمام اداروں میں سربراہ موجود ہیں اور کوئی ادارہ بغیر سربراہ کے نہ ہے۔

ضلع راولپنڈی: انڈسٹریل اسٹیٹ و دیگر تفصیلات

*10479: **محترمہ نرگس فیض ملک**: کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی کی حدود میں کتنے انڈسٹریل اسٹیٹ کتنے رقبہ پر کب بنائے گئے تھے؟

(ب) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ میں کس کس سائز کے کتنے پلاٹ بنائے گئے تھے؟

(ج) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ میں کون کون سی فیکٹریاں/یونٹ چل رہے ہیں؟

(د) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ پر کتنے سرکاری ملازم کام کر رہے ہیں؟

(ہ) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ کی سال 10-2009 تاحال کی آمدن اور اخراجات بتائیں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع راولپنڈی کی حدود میں دو انڈسٹریل اسٹیٹس قائم کی گئی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

I) منی انڈسٹریل اسٹیٹ جی ٹی روڈ گوجر خان 139 کنال 11 مرلے رقبہ پر 1978 میں قائم کی گئی۔

II) سمال انڈسٹریل اسٹیٹ جھنگ باہتر روڈ ٹیکسلا 838 کنال 14 مرلے رقبہ پر 1991 میں قائم کی گئی۔

(ب)

I) منی انڈسٹریل اسٹیٹ جی ٹی روڈ گوجر خان میں مندرجہ ذیل سائز کے پلاٹ بنائے گئے ہیں:-

17.7 مرلے کے	32 پلاٹ
12.8 مرلے کے	59 پلاٹ
8.5 مرلے کے	56 پلاٹ
5.3 مرلے کے	36 پلاٹ
ٹوٹل	183 پلاٹ

II) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ جھنگ باہتر روڈ ٹیکسلا میں مندرجہ ذیل سائز کے پلاٹ بنائے گئے ہیں:-

4 کنال کے	41 پلاٹ
2 کنال کے	107 پلاٹ
ایک کنال کے	167 پلاٹ
10 مرلے کے	69 پلاٹ
ٹوٹل	384 پلاٹ

(ج)

I) منی انڈسٹریل اسٹیٹ جی ٹی روڈ گوجر خان میں ماربل پراسیسنگ، آئل ملز، مرچ مصالحہ جات، فرنیچر فکسچر، ٹائیلز بانڈ، پینٹ اینڈ کیمیکل، لائیٹ انجینئرنگ، کنفیکشنری اور فوڈ پراسیسنگ فیکٹریاں کام کر رہی ہیں۔

II) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ جھنگ باہتر روڈ ٹیکسلا میں فوڈ پراسیسنگ، ماربل پراسیسنگ، فارماسوٹیکل، سٹون گرائینڈنگ، آئرن مینوفیکچرنگ، ہائیڈرالک انجن ریپیرنگ، پلاسٹک دانہ، آئل ری سائیکلنگ کی فیکٹریاں کام کر رہی ہیں۔

(د)

I) منی انڈسٹریل اسٹیٹ جی ٹی روڈ گوجر خان میں 8 سرکاری ملازم کام کر رہے ہیں۔

II) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ جھنگ باہتر روڈ ٹیکسلا میں 6 سرکاری ملازم کام کر رہے ہیں۔

(ہ)

I) منی انڈسٹریل اسٹیٹ جی ٹی روڈ گوجر خان کی 10-2009 تاحال (31 اگست 2011) کی آمدن واخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

آمدن -/11,80,301 روپے اخراجات -/38,25,840 روپے

II) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ جھنگ باہتر روڈ ٹیکسلا کی 10-2009 تاحال (31۔اگست 2011) کی آمدن واخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

آمدن -/34,86,527 روپے اخراجات -/15,51,102 روپے

ملتان روڈ لاہور کی حدود میں انڈسٹریل اسٹیٹس و دیگر تفصیلات

*10481: **محترمہ فائزہ احمد ملک**: کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ملتان روڈ لاہور کی حدود میں کتنے انڈسٹریل اسٹیٹ یونٹ کہاں کہاں ہیں؟

(ب) ان کا رقبہ کتنا ہے اور ہر انڈسٹریل اسٹیٹ میں کتنے پلاٹ کس کس سائز کے ہیں؟

(ج) کس کس انڈسٹریل اسٹیٹ میں ابھی تک پلاٹ خالی پڑے ہیں ان کے نام اور پلاٹ نمبر بتائیں؟

(د) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ پر کتنے سرکاری ملازم کام کر رہے ہیں؟

(ہ) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ سے سال 09-2008، 10-2009 اور 11-2010 کے دوران حکومت کو کتنی رقم کس کس مد سے ملی ہے اور حکومت نے ان سالوں کے دوران کتنی رقم ان انڈسٹریل اسٹیٹس پر خرچ کی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ملتان روڈ لاہور کی حدود میں محکمہ ہذا نے کوئی انڈسٹریل اسٹیٹ قائم نہ کی ہے۔البتہ رائیونڈ سندر روڈ پر سمال انڈسٹریل اسٹیٹ II لاہور قائم کی ہے۔

(ب) اس کا کل رقبہ 910 کنال 10 مرلے ہے۔اس میں 4 کنال 2 کنال ایک کنال اور 10 مرلے کے پلاٹ قائم کئے گئے ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

1-	کیٹیگری اے 4 کنال	55 پلاٹ
2-	کیٹیگری بی 2 کنال	110 پلاٹ
3-	کیٹیگری سی 1 کنال	166 پلاٹ
4-	کیٹیگری ڈی 10 مرلے	17 پلاٹ

(ج) تمام پلاٹوں کی قرعہ اندازی کی جاچکی ہے اور کوئی پلاٹ خالی نہ ہے۔

(د) اس وقت مندرجہ ذیل سٹاف کام کر رہا ہے:۔

1)ڈپٹی ڈائریکٹر	1
2)سب انجینئر	1
3)مالی	1
4)چوکیدار	1
5)سکیورٹی گارڈ	1

(ہ) مندرجہ بالا انڈسٹریل اسٹیٹ (Self Finance Scheme) No Loss/ No Profit کی بنیاد پر قائم کی گئی ہے اور اس مد میں محکمہ ہذا نے پلاٹوں کی الاٹمنٹ اور ترقیاتی مد میں مبلغ 42,55,904/- روپے وصول کئے ہیں جو کہ اسٹیٹ ہذا کے ترقیاتی کاموں پر خرچ کئے جا رہے ہیں۔

غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

گریڈ19 کی خالی اسامیوں واساتذہ کی سنیارٹی ودیگر مسائل کی تفصیلات

163: رائے صفدر عباس بھٹی: کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹیوٹا کے زیر انتظام گورنمنٹ کامرس کالجز/کمرشل انسٹیٹیوٹس میں سکیل نمبر19 کی 156 اسامیوں میں سے 90 اسامیاں طویل عرصہ سے خالی ہیں اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹیوٹا کامرس کالجز اور کمرشل انسٹیٹیوٹس کے بہت سے ادارے پرنسپلز کے بغیر انتظامی اور مالی معاملات میں مسائل سے دوچار ہیں، لاکھوں روپے کے فنڈز ضائع ہو رہے ہیں اس غفلت اور کوتاہی کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹیوٹا حکومت پنجاب نے کامرس ونگ کے گریڈ18 کے اساتذہ کی فائنل سنیارٹی لسٹ ایک طویل عرصہ گزرنے کے باوجود جاری نہیں کی، التواء اور غفلت کے مرتکب افراد/آفیسرز نے ایسا کیوں رویہ اختیار کیا ہوا ہے ایوان کو آگاہ کریں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکیل نمبر19 کی 90 خالی اسامیوں پر ٹیوٹا نے طویل انتظار سے ترقی کے مستحق اساتذہ کی پروموشن بلاجواز روکی ہوئی ہے، اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ہ) مدت ملازمت پوری کرنے کے بعد، ترقی کے مستحق اساتذہ بغیر ترقی حاصل کئے ریٹائر ہو رہے ہیں، ان کی اس حق تلفی کی تلافی کون کرے گا؟

(و) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ اساتذہ کی فائنل سنیارٹی لسٹ کب تک جاری کر دی جائے گی اور پروموشن کا عمل کب تک مکمل ہو گا، حتمی تاریخ طے کر کے ایوان کو مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ اس حد تک درست ہے کہ 156 میں سے 87 اسامیاں خالی پڑی ہوئی ہیں اور ان پر ضرورت کے تحت کرنٹ چارج کی بنیاد پر پرنسپلز اور چیف انسٹرکٹرز کی پروموشن BS-18 سے BS-19 وزیر اعلیٰ کی منظوری لیکر ایک سال کے لئے تقرری کی جاتی رہی ہے آرڈرز تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔ سنیارٹی لسٹ کے بغیر ریگولر پروموشن نہیں کی جا سکتی کیونکہ BS-18 کی سنیارٹی 31-08-03 کو کورٹ میں رٹ پٹیشن نمبر 982/2004 کے تحت چیلنج کر دیا گیا تھا۔ہائی کورٹ نے اپنے حکم تاریخ 15-12-2004 کو سنیارٹی BS-18 کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے کہا کہ سنیارٹی BS-18 (کامرس) نئی بنائی جائے۔آرڈرز تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔اب جبکہ ante dated پروموشن Tier-4 کے تحت 2008 میں مکمل ہو گئی ہے۔ tentative seniority بی ایس۔18 مورخہ 09-07-2009 کو جاری ہوئی اور اعتراضات موصول ہونے کے بعد فائنل سنیارٹی لسٹ مورخہ 02-12-2009 کو جاری کر دی گئی۔پروموشن کیس BS-18 سے بی ایس BS-19 بنا کر S&GAD کو مورخہ 14-12-2009 کو بھیج دیا گیا ہے اور جونہی PSB-II ان کی پروموشن کرے گی پرنسپلز کی خالی پوسٹیں پر کر دی جائیں گی۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ پرنسپلز کی ریگولر پروموشن BS-19 سنیارٹی نہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہوئی اور سینئر افسران کی پروموشن BS-19 کرنٹ چارج کی بنیاد پر کی گئی اور ان کو اداروں میں پرنسپل تعینات کیا گیا اور اداروں میں انچارج پرنسپل اور ڈی ڈی او لگایا گیا تاکہ انتظامی اور مالی معاملات خوش اسلوبی سے چلتے رہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے-Tentative Seniority بی ایس۔18 مورخہ 09-07-2009 کو جاری کی گئی اور اعتراضات موصول ہونے کے بعد فائنل سنیارٹی لسٹ 02-12-2009 کو جاری کر دی گئی تاخیر کی وجہ جواب (الف) میں بیان کر دی گئی ہے۔

(د) جواب (الف) میں بیان کر دیا گیا ہے۔

(ہ) یہ درست نہ ہے کیونکہ ریگولر پروموشن BS-19 نہ ہونے کی وجہ سے کرنٹ چارج کی بنیاد پر پروموشن ہوتی رہی ہے جس کی مثال فقیر محمد گوہیر سینئر انسٹرکٹر گورنمنٹ کالج آف کامرس بہاولپور ہے جن کو کرنٹ چارج کی بنیاد پر پروموشن دے کر ریٹائر کیا گیا۔

(و) فائنل سنیارٹی لسٹ مورخہ 02-12-2009 کو جاری کر دی گئی تھی پروموشن کیس مکمل کر کے S&GAD کو مورخہ 14-12-2009 کو بھیج دیا گیا ہے-PSB-II کی میٹنگ کی تاریخ کے فیصلہ کا S&GAD کی طرف سے انتظار ہے۔

پنجاب فوڈ سٹمپ پروگرام کی بندش کی وجوہات

174: **جناب امجد علی میو:** کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

پنجاب میں فوڈ سٹمپ پروگرام کو کیوں اور کن وجوہات کی بناء پر بند کیا گیا وضاحت بیان کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ صوبے کے غریب اور نادار عوام کو مالی امداد دینے کے لئے حکومت پنجاب نے "پنجاب فوڈ سپورٹ سکیم" کا آغاز کیا ہے۔ جس میں صوبہ پنجاب کے لاکھوں مستحق خاندانوں کو ایک ہزار روپے ماہوار کے حساب سے امداد ان کے گھر کی دہلیز پر بذریعہ منی آرڈر فراہم کی جارہی ہے۔ پنجاب فوڈ سپورٹ سکیم کو صاف و شفاف بنانے کے لئے حکومت نے بہت سے اقدامات کئے جن میں حقداروں کی نشاندہی کے لئے الگ الگ محکموں اور اداروں کو استعمال کیا جارہا ہے تاکہ اس سکیم سے صرف مستحق افراد فائدہ اٹھائیں۔ فی الحال Data Cleansing، فیملی نمبر کے اندراج اور ایسے افراد جو دونوں سکیموں یعنی پنجاب فوڈ سپورٹ سکیم اور بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام، سے امداد حاصل کر رہے ہیں، ان کے ناموں کے اندراج کے لئے پنجاب فوڈ سپورٹ سکیم عارضی طور پر بند ہے۔

پنجاب فوڈ سپورٹ سکیم کے اگلے مرحلے میں صرف destitute کیٹیگری جس میں مستحقین کی تعداد تقریباً ساڑھے تین لاکھ بنتی ہے۔ باقی کے تقریباً دس لاکھ مستحقین کو مستقل بحال کرنے کے لئے تربیتی پروگرام وضع کیا جارہا ہے جس کے تحت امداد حاصل کرنے والوں کو TEVTA اور PVTC اداروں کے ذریعے مختلف شعبوں میں تربیت دے کر کاروبار یا نوکری کے قابل بنایا جائے گا۔اس سکیم کو جلد ہی دوبارہ جاری کیا جارہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ندیم کامران صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ راجہ ریاض صاحب جو اپوزیشن لیڈر ہیں انہوں نے کوشش تو یہ کی ہے کہ ماحول کو بہتر رکھا جائے اور to the point بات کی جائے لیکن جب یہ بات کرتے ہیں اور جس بات کی نفی کر رہے ہوتے ہیں وہ بات یہ خود کر رہے ہوتے ہیں۔ میں درخواست کروں گا کہ کوئی sensible آدمی کھڑا ہو کر بات کرے تو وہ جس بات کی نفی کرے وہ بات اس کو خود نہیں کرنی چاہئے۔(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: رانا تجمل حسین صاحب کے آخری الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بار بار کہا جاتا ہے کہ چیف منسٹر صاحب نہیں آتے یا وہ وزراء کے ساتھ بیٹھنا پسند نہیں کرتے تو میں سمجھتا ہوں کہ راجہ صاحب کو ایسی بات نہیں کرنی چاہئے۔ یہ خود دیکھیں کہ جو لوگ کام کر رہے ہیں اور جو صحیح طریقے سے کام کر رہے ہیں ان کو بجائے appreciate کرنے کے دوسری طرف involve نہیں کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں تیسری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں بہت سی باتیں کی گئیں کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کیوں ایسی بات کرتے ہیں یا کیوں ایسے جواب دیتے ہیں اس کو بھی مدنظر رکھا جائے۔ آپ نے خود انہیں بتا دیا ہے کہ ہمارے وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری کو اتھارٹی ہے کہ وہ جواب دے سکتے ہیں۔ میں جناب سپیکر آپ کو appreciate کرتا ہوں کہ آپ نے ہدایت جاری کی ہے اور باقاعدہ کمیٹی بنانے کا اعلان کیا ہے۔ اگر اس میں کچھ کمی ہو گی تو اس کو fulfill کر دیا جائے گا۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے صرف یہ گوش گزار کیا تھا کہ جو وزیر اور پارلیمانی سیکرٹری ہیں اگر وہ proper تیاری کے ساتھ آئیں اور چیف منسٹر بھی House میں ہوں تو اس سے ماحول زیادہ بہتر ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! جہاں تک آپ کی بات ہے تو ہم آپ کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ ان کو جو جواب نہیں آتے آپ ان کی مدد کر کے ان کو سیدھا کر دیتے ہیں۔ آپ کی مہربانی اور شفقت پر ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ان کو بھی آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ یہ اتنے نالائق ہیں کہ ان کو اپنے محکمہ کی سمجھ کیسے آئے؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! محکمہ پر گرفت اس وقت ہوتی ہے جب سیکرٹری اپنے وزیر کی بات مانیں۔ ان کے سیکرٹری تو ان کا فون تک نہیں سنتے۔

جناب سپیکر! کل ایڈوائزری کمیٹی میں یہ طے پایا تھا کہ آج Cane Commissioner اور سیکرٹری خوراک کو بلایا جائے گا کیونکہ گنے کے زمیندار کو گنے کے وزن میں پنجاب حکومت کی مدد سے ٹیکہ لگایا جا رہا ہے اور پورے پنجاب کے زمینداروں کو فصل کی ادائیگی نہیں کی جا رہی۔ یہ دو اہم issues ہیں۔ اس وقت جتنی پنجاب میں شوگر ملیں ہیں وہ پنجاب کے موجودہ حکمرانوں، ان کے عزیز واقارب یا ان کے investors کی ہیں۔ اس معاملہ میں کل فوری طور پر فیصلہ ہوا تھا کہ آج وہ آئیں گے اور action لیا جائے گا۔ اس بارے میں مہربانی کریں۔

جناب سپیکر! ایک اور اہم معاملہ میں آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں کہ ڈی سی او فیصل آباد میاں صاحبان کا ذاتی ملازم ہے اسے ایک مجسٹریٹ سے بیسویں گریڈ میں ڈی سی او لگایا گیا ہے۔ وہ ان کا ذاتی نوکر ہے جو اپوزیشن کو نشانہ بنا رہا ہے۔ میں رانا ثناء اللہ کے علم میں لایا تھا کہ میرے بورڈ جو تین رنگ کے ہیں وہ ان کو اتار رہا ہے اور اتار کر غائب کر دیتا ہے۔ مجھے اس پر رانا ثناء اللہ خان صاحب نے کہا کہ آپ کا ایک بورڈ اتارا ہے وہ ٹریفک کے لئے مسئلہ تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ اس پر کمیٹی بنائیں اگر وہ بورڈ ٹریفک کے لئے مسئلہ تھا تو آپ مجھے جو کہیں گے میں اس کو قبول کرنے کے لئے تیار ہوں۔ رانا صاحب نے کوئی کمیٹی نہیں بنائی بلکہ اب پھر اس نے میرے چھ بورڈ مزید اتارے ہیں، وہ ٹاؤن ایڈمنسٹریشن کو بھیجتا ہے جو جا کر میرے بورڈ اتار کر غائب کر دیتے ہیں۔ میں یہاں پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ان کو پاکستان پیپلز پارٹی کا تین رنگ کا نشان پسند نہیں تو یہ جدہ چلے جائیں اس ملک میں تین رنگ کا نشان رہنا ہے۔ اگر ان کو یا ان کے گماشتوں کو تین رنگ کے بورڈ سے اتنی نفرت ہے تو پھر یہ تین

رنگ کا بورڈ اس ملک کے ہر کونے میں لگا ہوا ہے اور انشاء اللہ لگا رہے گا۔آج کے بعد اگر پنجاب کے ان سرکاری گماشتوں نے جو انہوں نے اس کام کے لئے وہاں لگائے ہوئے ہیں کہ آپ اپوزیشن کو دیوار کے ساتھ لگائیں تو میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم پرویز مشرف اور ضیاء الحق سے نہیں ڈرے تو یہ کس باغ کی مولی ہیں۔یہ وہ ہیں جو خود بھاگ گئے کیا یہ ہمیں ڈرالیں گے۔(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: آپ سب تشریف رکھیں۔ اس کا جواب وزیر قانون دیں گے۔ جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!اس ملک کی سڑکوں پر ہم ڈنڈے کھا رہے تھے اور مسلم لیگ (ن) کی قیادت صندوق لے کر، باورچی اور ذاتی ملازم لے کر راناثناء اللہ کو تنہا چھوڑ کر جدہ چلے گئے تھے۔ ہم اس وقت بھی نہیں ڈرے تھے۔ پنجاب حکومت اپوزیشن کے خلاف جو اقدامات کر رہی ہے میں یہاں پر آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ یہ اس طرح کے اقدامات سے پرہیز کریں اس طرح کوئی نہیں دبے گا۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ وزیر قانون نے ان کو اشارہ کیا ہے کہ وہ ایسا کریں لیکن کبھی غلطی سے چیف منسٹر نے بھی اس House میں آجانا ہے تو اس دن پھر آپ ذمہ دار ہوں گے کیونکہ ہماری زبانوں پر تالے نہیں لگے ہوئے اور ہم کوئی میاں محمد شہباز شریف سے دانے نہیں لیتے۔اِن کو ڈر ہو گا مگر ہمیں اُن کا کوئی ڈر نہیں ہے۔اگر یہ ہمارا احترام نہیں کریں گے تو ہم بھی اُن کا احترام نہیں کریں گے۔ ہمیں ڈرانے اور دھمکانے کی یہ کوشش نہ کی جائے کیونکہ اِن کو اس کوشش سے ذلت اور رسوائی کے علاوہ کچھ نہیں ملے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب!بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ میرے جو بورڈ اتارے گئے ہیں۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!آپ House in order کرائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ان کو بات کر لینے دیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اُن کو بات کرنے نہیں دی جارہی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے کہہ دیا ہے۔ جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرے جو سائن بورڈ اتارے گئے ہیں جس حوالے سے رانا ثناء اللہ صاحب نے بھی کہا ہے کہ ٹریفک کے مسائل تھے۔ آپ اس House کی کمیٹی مقرر کریں جو وہاں پر جا کر دیکھے اور میرے جو سائن بورڈ اتارے گئے ہیں وہ دوبارہ سے ڈی سی او سے لگوائے جائیں اور اُن کے خلاف action لیا جائے۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ 80 لاکھ روپے کے فنڈز کے بارے میں کل آپ نے ٹائم دیا ہوا ہے لہذا کل کے لئے آپ ایڈوائزری کمیٹی کا اعلان کریں کیونکہ آپ نے وعدہ کیا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وہ already announced ہے کہ کل میٹنگ ہونی ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! کل کی میٹنگ میں آپ 80 لاکھ روپے کے فنڈز کا ہمیں فائنل فیصلہ دیں تاکہ ہم اپوزیشن والے اُس پر اپنا کوئی لائحہ عمل بنا سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب! آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں وقفہ سوالات کے متعلق ایک چھوٹی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! وقفہ سوالات تو ختم ہو گیا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے لیکن میں اس سے متعلق ایک عرض کرنا چاہتا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ایک تو House in order نہیں ہے اور دوسرا جس طرح House میں اخبار پڑھنا allowed نہیں ہے اسی طرح House میں کچھ کھانا بھی allowed نہیں ہے لہذا آپ اس پر کارروائی کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میں دیکھ لیتا ہوں مگر تمام ممبران کو Rules کا پتا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے اپنے تمام ممبران سے ایک گزارش کرنا چاہوں گا کہ تمام ممبران بڑی محنت کے ساتھ سوالات تیار کر کے اسمبلی میں properly جمع کراتے ہیں لیکن بڑے افسوس کی بات یہ ہے کہ اپوزیشن کے دو تین specific ممبر اور ایک دو ہمارے حکومتی بنچوں کے ساتھی ہیں انہوں نے چھ چھ اور آٹھ آٹھ ضمنی سوال کئے ہیں جبکہ اسمبلی rule اور ایک پالیسی طے ہو چکی ہے کہ تین سے زیادہ ضمنی سوال نہیں ہو سکتے مگر آج چھ چھ اور آٹھ آٹھ ضمنی سوال ہوئے ہیں۔ میں نے یا باقی جن دوستوں نے ایک یا دو سال پہلے سے اپنے سوال جمع کرائے ہوئے ہیں اور اُن پر ضمنی سوال کر کے محکمے کا جواب لینا چاہتے تھے لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ چھ سات سوالوں سے آگے بات نہیں چل سکی۔ جب ہم rule of law اور اسمبلی rules کی بات کرتے ہیں یا اس کی supremacy کی بات کرتے ہیں تو پھر گریجویٹ اسمبلی کو کم از کم اتنا پتا ہونا چاہئے کہ material کیا ہے؟

جناب سپیکر!اس کے علاوہ میں ایک آئینی بات کرنا چاہتا ہوں کہ فنڈز اور بورڈ کوئی legal بات ہے اور نہ ہی اس پر کسی کا قانونی حق ہے۔ اگر کسی نے بورڈ اتارے ہیں تو غلط کیا ہے لیکن پھر بھی کسی نے بورڈ لگوانے ہیں تو بے شک کئی بار لگوائیں۔ فنڈز مہیا کرنا حکومتِ وقت کی ذمہ داری ہوتی ہے اور ممبران کی ذمہ داری صرف یہ ہے کہ وہ صرف identify کریں کیونکہ فنڈ کسی کا اپنا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر!ایک بات میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ جس طرح یہ بات کرتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب اجلاس میں لازمی آئیں تو میں عرض کروں گا کہ [*********]

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب!تشریف رکھیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر![*********]

جناب قائم مقام سپیکر: تشریف رکھیں۔اِن کا مائیک بند کیا جائے۔

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!اِس کا مائیک بند کیا جائے ورنہ ہم کروادیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب!پلیز تشریف رکھیں۔ براہِ مہربانی House کے ماحول کو بہتر رکھیں۔اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر صفحہ نمبر171 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، تحاریک استحقاق کے بعد ٹائم دوں گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! منڈا صاحب نے جو باتیں کی ہیں ہم اس کا جواب دیں گے پھر House چلے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! تحاریک استحقاق کے بعد کر لینا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! منڈا صاحب نے جو باتیں کی ہیں اُن باتوں کا منڈا صاحب ہم سے جواب لیں گے پھر ہی یہ House چلے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔پلیز تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ وہ پیپلز پارٹی کی قیادت کو blame کر کے انگلی اٹھا کر اپنا قد بڑھالے گا تو اِس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ ساڑھے تین فُٹ کا انسان زرداری صاحب کی سیاسی شخصیت کو چیلنج کرتا ہے مگر اسے اپنی قیادت کا پتا نہیں ہے جو ایک رات بھی جیل میں نہیں نکالتے اور جدّہ جا کر سانس لیتے ہیں۔ اس نے زرداری صاحب کی بیماری کے بارے میں بات کی ہے تو اگر [*********] آپ ایسے لوگوں کو بات کرنے کی اجازت دے کر جمہوریت کا مذاق اڑاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! آپ کا پوائنٹ آ گیا ہے لہذا اب آپ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! بڑے شرم کی بات ہے کہ صدر Federation کی علامت ہیں اور ڈیڑھ فُٹ کا شخص اُن کی ذات پر بات کرتا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: حسن مرتضیٰ صاحب! تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: جناب سپیکر! ہم ایسی بات نہیں کر رہے جس طرح یہ کہہ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں معزز ممبران سے گزارش کروں گا کہ House کے اندر ماحول بہتر رکھا کریں۔

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر صفحہ نمبر 171 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف جب لندن میں علاج کرانے جاتے ہیں تو ہم نے کبھی اُن کے متعلق بات نہیں کی۔آپ نے اس شخص کو یہاں اجازت دے کر House کا ماحول خراب کرنے کی کوشش کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:پلیز تشریف رکھیں۔تمام ممبران تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر!اِن سے پوچھیں کہ کیا یہ اپنے لیڈر کی عیادت کرنے دبئی گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر:تشریف رکھیں۔قائد حزب اختلاف بات کرنا چاہ رہے ہیں۔

محترمہ انجم صفدر:جناب سپیکر!یہ کیا بات کر رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ!آپ تشریف رکھیں۔کیا آپ کو میری بات کی سمجھ آ رہی ہے؟تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!آپ کے سامنے یہ سارا واقعہ ہوا ہے مگر ہم نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔یہ ایڈوائزری کمیٹی میں بھی طے ہوا تھا کہ قیادت کے متعلق کوئی بات نہیں کی جائے گی۔۔۔

(اس مرحلہ پر چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ)
اور محترمہ انجم صفدر اپنی اپنی سیٹ پر کھڑے ہو گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب!پلیز خاموش رہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!اگر آپ سے اپنے ممبران نہیں سنبھالے جاتے تو ہم باہر چلے جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:بسراء صاحب!یہ اور آپ سب میرے ممبران ہیں لہذا اس طرح کی غلط بات نہ کریں۔پلیز تشریف رکھیں۔جی،راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!میری یہ گزارش ہو گی کہ تمام الفاظ جو ممبر موصوف نے فرمائے ہیں وہ حذف کئے جائیں کیونکہ قیادت کے بارے میں اس طرح کی باتیں کرنا مناسب نہیں ہے۔اگر ہم بات کریں گے تو پھر بات بڑھے گی۔میری آپ سے گزارش صرف یہ ہے کہ آپ House کے ماحول کو بہتر رکھنے کے لئے یہ اقدام کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں معزز ممبران سے یہ گزارش کروں گا کہ اس طرح کی بات نہیں کرنی چاہئے۔ صدر صاحب کی طبیعت کے متعلق اللہ تعالیٰ کی ذات بہتر جانتی ہے لہذا کسی کی صحت پر سیاست نہیں کرنی چاہئے۔ لاء منسٹر صاحب!آپ حکومتی بنچوں پر بیٹھے ساتھیوں کو سمجھائیں کہ اس طرح personal نہ ہوا کریں اور جو بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں فیصلہ ہوا تھا اُس کو follow کریں اور اس اسمبلی کے decorum کا خیال رکھیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): شکریہ۔ جناب سپیکر!جب یہ بات راجہ صاحب نے کی تھی تو میں نے بڑے اچھے طریقے سے explain کرنے کی کوشش کی تھی۔ جب انہوں نے یہ بات کی تھی جس کی اب یہ خود نفی کر رہے ہیں تو یہ بات وہاں سے چلی کہ جب انہوں نے کہا کہ وزیر اعلیٰ یہاں پر آ کر ان لوگوں کے ساتھ بیٹھنا پسند نہیں کرتے اور بدبو آتی ہے۔ انہوں نے قیادت کے متعلق بات کر کے start لیا اور میں نے یہی بات کی تھی کہ آپ ایسی بات نہ کریں جس کی آپ کو خود بعد میں نفی کرنا پڑے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس لحاظ سے یہ بات طے شدہ ہے اور تمام معزز ممبران کو اسے adopt بھی کرنا چاہئے اور اس کے مطابق عمل بھی کرنا چاہئے تو پھر جو بات شروع کرتا ہے اسے پہلے خیال کرنا چاہئے تاکہ دیگر بھی اسے follow کر سکیں۔ شکریہ

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!وزیر اعلیٰ صاحب ایوان میں آیا کریں کیونکہ وزیر اعظم تقریباً ہر اجلاس میں آتے ہیں۔ اگر ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں تو کیا یہ غلط ہے اور کیا یہ غیر جمہوری ہے یا غیر آئینی ہے؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!ہم نے مطالبہ کیا ہے کہ وہ یہاں پر آئیں، یہاں بیٹھیں تو ماحول بہتر ہو گا اور صوبے کی حکومت بہتر طور پر performance دے سکے گی۔ اب جو باتیں ہم کر رہے ہیں یہ وزیر اعلیٰ تک نہیں پہنچ رہیں یا سوال اور جواب اور لاء اینڈ آرڈر پر ہونے والی بحث کو وہ اپنے کانوں سے سنیں تو یقیناً اُس میں بہتری آ سکتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہاں پر باتیں ساری کریں لیکن personal attack کوئی نہ کرے یعنی اس اسمبلی کا decorum اس وقت رہ سکتا ہے کہ issues پر آپ بالکل بات کریں کیونکہ یہ آپ کا حق ہے۔

اگر ہم personal attacks نہیں کریں گے تو یہ ایوان اچھے طریقے سے چلے گا۔ جو جو باتیں دونوں طرف سے آئی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ شائستگی سے گری ہوئی ہیں تو انہیں میں دیکھ کر کارروائی سے حذف کروادوں گا۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! کمیٹی کے بارے میں بھی فیصلہ کر دیں۔

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! ماحول تھوڑا سا ٹھنڈا ہو جائے تو میں ابھی فیصلہ کرتا ہوں کیونکہ یہ میری ذمہ داری ہے اور اسے ابھی کرتے ہیں۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ مہر ارشاد احمد خان سیال صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 67 جو کہ 11-09-12 کو پیش ہوئی تھی جو کہ لاء منسٹر صاحب! جواب کے لئے pending تھی۔

ڈی پی او مظفر گڑھ کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویّہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک استحقاق نمبر 67 مہر ارشاد احمد خان سیال صاحب کی ہے جس کا جواب موصول ہو گیا ہے۔ اگر محرک اس جواب سے مطمئن نہیں ہیں تو اسے کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ارشاد سیال صاحب! آپ نے اس کا جواب دیکھ لیا ہے؟

مہر ارشاد احمد خان سیال: جناب سپیکر! میں نے جواب نہیں دیکھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اسے دیکھ لیں اور کل ہم اسے دیکھ لیں گے۔

مہر ارشاد احمد خان سیال: جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے کہ اس تحریک کو پیش کئے ہوئے پانچ مہینے ہو گئے ہیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں اور سب سے پہلی تحریک التوائے کار نمبر 1397/11 محترمہ زوبیہ رباب ملک، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی اور انجینئر شہزاد الہیٰ کی طرف سے move ہو چکی ہے جو کہ pending کی گئی تھی۔ جی، راناصاحب!

ڈائریکٹر انسٹیٹیوٹ آف بزنس اینڈ مینجمنٹ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کے بجٹ میں خُورد بُرد

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 1397/11 کا جواب موصول ہو گیا ہے جو اس طرح سے ہے کہ یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور کی انتظامیہ کے مطابق انسٹیٹیوٹ آف بزنس اینڈ مینجمنٹ (یو ای ٹی) میں مئی 2009 کو شروع ہوا جو کہ کسی بھی طرح پبلک فنڈ سے نہیں چل رہا اور کلی طور پر مالی اور اپنے وسائل خود طلباء کی فیس سے ادا کر رہا ہے۔ اس کے انتظامی معاملات کے لئے باقاعدہ ایک Executive Committee ہے جس کے چیئرمین وائس چانسلر بذات خود ہیں۔ IBM کو چلانے کے لئے یونیورسٹی سینڈیکیٹ نے باقاعدہ قوانین کا ایک مجموعہ باضابطہ طور پر منظور کیا ہے اور ادارہ ان پالیسی و قوانین اور دیئے گئے قانونی اور انتظامی ڈھانچے کے تحت وائس چانسلر کی تحریری اجازت اور احکامات کی روشنی میں چلایا جا رہا ہے۔ اس کا باقاعدہ بجٹ ہے جو ہر سال انتظامی کمیٹی میں زیر بحث آتا ہے اور اس کے بعد پاس ہوتا ہے۔ تمام اخراجات اس بجٹ میں دی گئی متعلقہ حد کے اندر رہ کر ریذیڈنٹ ایڈیٹر سے pre audit کروائے جاتے ہیں۔ یونیورسٹی کا external audit پچھلے ایک ماہ سے ہو رہا ہے جس کی رپورٹ آنے پر پیش کر دی جائے گی۔ اس سلسلہ میں محرک کے جو تحفظات ہیں تو یونیورسٹی حکام کا موقف ہے کہ Report is not based on facts.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1400/11 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی طرف سے move ہو چکی ہے جو جواب کے لئے pending ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی نہیں آیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کب تک اسے pending کریں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسے آئندہ ہفتے کے لئے pending کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اسے آئندہ ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد چودھری ظہیر الدین خان اور محترمہ آمنہ الفت کی تحریک التوائے کار نمبر 1415/11 ہے۔ چونکہ دونوں موجود نہیں ہیں اس لئے اسے بھی آئندہ ہفتے کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے نمبر 1449/11 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی طرف سے move ہو چکی ہے جس کا جواب آنا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسے آئندہ ہفتے کے لئے pending کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا جواب نہیں آیا لہذا اسے بھی آئندہ ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1454/11 محترمہ سیمل کامران اور چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے move ہو چکی ہے جس کا جواب آنا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب بھی موصول نہیں ہوا لہذا اسے بھی آئندہ ہفتے کے لئے pending کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اسے بھی next week کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1467/11 چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی طرف سے move ہو چکی ہے اور جواب کے لئے pending ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا بھی ابھی جواب نہیں آیا اس لئے اسے آئندہ ہفتے کے لئے pending کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اسے بھی next week کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1494/11 محترمہ سیمل کامران، چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ قمر عامر چودھری کی طرف سے move ہو چکی ہے اور جواب کے لئے pending ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا بھی ابھی جواب نہیں آیا اس لئے اسے آئندہ ہفتے کے لئے pending کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اسے بھی next week کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 1522/11 سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے۔

پی پی۔233 مجاہد کالونی بورے والا میں غیر قانونی فلور ملوں اور ماربل فیکٹریوں سے اہل علاقہ کو پریشانی کا سامنا

سردار خالد سلیم بھٹی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔233 میں محکمہ تحفظ ماحولیات کے اعلیٰ افسران نے غیر قانونی طور پر بنی فلور مل، ماربل فیکٹریوں کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی ہے۔ تفصیل یوں ہے کہ مجاہد کالونی بورے والا شہر کے گرد و نواح سڑکات کے کنارے خالی پلاٹوں پر قبضہ کر کے وہاں فیکٹریاں قائم کی گئی ہیں۔ ان فیکٹریوں کے گندے پانی کا کوئی نکاس نہ ہے۔ وہ پانی مجاہد کالونی کے اطراف میں پھیل گیا ہے جس سے علاقہ ایک جوہڑ کا منظر پیش کر رہا ہے۔ اس پانی کی وجہ سے علاقے میں موذی امراض پھیل رہے ہیں۔ ان فیکٹریوں کو قانون کے مطابق نہ لگایا گیا ہے۔ سب فیکٹریاں محکمہ تحفظ ماحولیات اور دیگر متعلقہ محکمہ کی ملی بھگت سے لگائی گئی ہیں۔ جب اہل علاقہ نے اعلیٰ حکام کو محکمہ تحفظ ماحولیات کے بارے شکایت کی تو انہوں نے غیر قانونی فیکٹریاں لگانے کا کھلے عام پرمٹ دیا ہوا ہے تو انہوں نے مجاہد کالونی کے باسیوں کو ہراساں کیا کہ انہوں نے ان فیکٹریوں کے خلاف کیوں آواز اٹھائی ہے۔ اہل علاقہ کے مکینوں نے مطالبہ کیا ہے کہ ان فیکٹریوں کو مجاہد کالونی سے فوری طور پر باہر منتقل کیا جائے اور ان افسران و اہلکاران کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے جنہوں نے جان بوجھ کر فلور ملوں، ماربل فیکٹریوں کے خلاف کارروائی کیوں نہ کی ہے اور ان فیکٹریوں کے قبضہ سے سرکاری زمین بھی واگزار کروائی جائے جن میں فیکٹریاں قائم

ہیں۔یہ معاملہ اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس کا جواب نہیں آیا اس لئے next week کے لئے pending کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اسے next week کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر1523/11 بھی سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے۔

حلقہ پی پی۔233 بورے والا شہر کی سڑکیں متعلقہ محکمہ کی عدم توجہی کی بناء پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار

سردار خالد سلیم بھٹی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔233 تحصیل بورے والا شہر میں ترقیاتی کام نہ ہونے کے باعث شہر کھنڈرات کا منظر پیش کر رہا ہے۔شہر بھر کی کوئی بھی ایسی سڑک نہ ہے جو ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہ ہو۔سیوریج سسٹم بھی بالکل تباہ و برباد ہو چکا ہے۔میں متعدد مرتبہ اعلیٰ حکام کے علم میں یہ بات لایا کہ وہ شہر بورے والا کے باسیوں پر رحم کریں اور ان کو جینے کا حق دیں۔اس پر میونسپلٹی سمیت دیگر محکموں کے افسران نے جائزہ رپورٹ بھی دی کہ مچھلی بازار، کالج روڈ، عظیم آباد روڈ، ایم بلاک، ایچ بلاک (امام بارگاہ روڈ) عارف والا بازار، جوئیہ بازار، وہاڑی بازار اور 435 روڈ انتہائی خراب ہیں اور سڑکات پر آمد و رفت دشوار ہے۔یہی نہیں شہر بھر کا تمام سیوریج سسٹم بھی ناکارہ ہو چکا ہے۔تمام سڑکات پر سیوریج کا گندا پانی تیرتا ہوا نظر آتا ہے جس کے باعث کالج و سکول جانے والے طلباء و طالبات کو گزرتے وقت شدید دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔بلدیہ بورے والا کی عدم توجہی کے باعث اہل علاقہ سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں اور صوبائی حکومت نے بھی بورے والا شہر کے لئے کوئی ترقیاتی کاموں کے فنڈز مہیا نہ کئے ہیں۔شہر بھر کے باسیوں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ان کی حالت پر رحم کھائیں اور شہر بھر کی سڑکات اور سیوریج سسٹم کے لئے فنڈز مہیا کریں۔یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!چونکہ یہ دونوں تحاریک ایک جیسی ہی ہیں لہذااس کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئےpendingفرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1524/11 سردار خالد سلیم بھٹی کی ہے۔

بہاؤالدین زکریایونیورسٹی کی ناقص امتحانی پالیسی کی بناء پر بورے والا کامرس کالج کے طلباء کی تعداد میں مسلسل کمی اور شدید مشکلات کا شکار

سردار خالد سلیم بھٹی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ بہاؤالدین زکریایونیورسٹی کی ناقص پالیسی اور صوبہ بھر کی دوسری یونیورسٹیوں کے مقابل مختلف کورس ہونے کی وجہ سے گورنمنٹ کامرس کالج بورے والا کے طلباء شدید مشکلات کا شکار ہیں۔ تفصیل یوں ہے کہ گورنمنٹ کامرس کالج کی کارکردگی کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر آنے والے سال کی کارکردگی پہلے سال کی نسبت کم ہو رہی ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ بہاؤالدین زکریایونیورسٹی آئے دن امتحانات کے طریق کار میں تبدیلی کر دیتی ہے اور طلباء کو جو کورس پڑھایا جاتا ہے وہ دوسری یونیورسٹیوں کے مقابل مختلف ہوتا ہے اور انتہائی مشکل بھی، جس کے باعث طلباء اپنے کالج سے ریگولر داخلہ بہاؤالدین زکریایونیورسٹی کی بجائے صوبہ کی دوسری یونیورسٹیوں میں پرائیویٹ بھیج دیتے ہیں۔ اس طرح کالج کی امتحانی شرح بتدریج کم ہو رہی ہے۔ سال 09-2008 میں طلباء کی تعداد 220 سے 230 تھی، وہ اب کم ہو کر 74 رہ گئی ہے اور جب داخلہ بھجوایا گیا تو صرف 14 طلباء رہ گئے۔ اس سال 11-2010 میں 64 داخل ہوئے اور جب امتحانی داخلہ بھجوایا گیا اس وقت صرف 35 رہ گئے۔اس پر اہل علاقہ نے مطالبہ کیا ہے کہ بہاؤالدین زکریایونیورسٹی طلباء کو پڑھائے جانے والے کورسز پنجاب کی دیگر یونیورسٹیوں کے برابر کیا جائے اور امتحان کے لئے وہی طریقہ اختیار کیا جائے جیسا کہ پنجاب یونیورسٹی یا دیگر یونیورسٹیوں میں رائج ہے۔ایسی صورتحال میں کامرس کالج میں داخلے کم ہو رہے ہیں اور یہ امکان ظاہر کیا جا رہا ہے کہ اگر بہاؤالدین زکریایونیورسٹی نے امتحانی معیار دیگر یونیورسٹیوں جیسا نہ اپنایا تو ایسا نہ ہو کہ گورنمنٹ کامرس کالج بورے والا بند ہو جائے۔یونیورسٹی کی ناقص پالیسی اور فرسودہ

طرز تعلیم کے باعث طلباء میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ اسمبلی فوری دخل اندازی کرے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان کی رپورٹ کے مطابق ہائر ایجوکیشن کمیشن اسلام آباد کا نیا تیار کردہ سلیبس برائے بی کام کو ان کی ہدایت پر اس یونیورسٹی کے ملحقہ کالجوں میں سیشن 10-2009 سے لاگو کیا گیا۔اس سلیبس کا معیار سالانہ سسٹم امتحانات سے بہتر پایا گیا جس کی وجہ سے اس کو یونیورسٹی میں لاگو کیا گیا لیکن یہ سلیبس جو کہ یقیناً دوسری یونیورسٹیوں سے مختلف اور مشکل تھا۔مورخہ 20-12-2010 کو ملحقہ کالجوں کے پرنسپلز اور یونیورسٹی حکام کے مابین ایک اجلاس منعقد کیا گیا جس میں مذکورہ مسئلہ بھی زیر غور لایا گیا۔اس پر کافی غور و خوض کے بعد طے پایا کہ چونکہ یونیورسٹیوں میں سالانہ امتحانی نظام رائج تھا اور طلباء دوسری یونیورسٹیوں میں جانے لگے جس کی وجہ سے ملحقہ کالجز میں تعداد کم ہونے لگی اس لئے طے پایا کہ سیشن 11-2010 سے ٹرم سسٹم کی بجائے سالانہ نظام امتحانات رائج کیا جائے تاکہ طلباء دوسری یونیورسٹیوں میں نہ جائیں اور ان کو پیش آنے والی مشکلات کو ختم کیا جاسکے۔اس اجلاس کے فیصلے کے مطابق دوبارہ سالانہ امتحانات کا نظام لاگو کرنے کا باقاعدہ نوٹیفکیشن مورخہ 11-1-2011 کو جاری کیا گیا جس کے تحت اب سالانہ نظام امتحانات لاگو ہے۔نوٹیفکیشن کی کاپی جواب کے ساتھ لف ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے، اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار 1525/11 سردار خالد سلیم بھٹی کی ہے۔

حلقہ پی پی۔233 بورے والا کے کسانوں کو موگہ جات کے بارے میں پیچیدہ طریق کار سے پریشانی کا سامنا

سردار خالد سلیم بھٹی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔233 میں کسانوں کو اپنی زمینوں کو سیراب کرنے کے لئے انتہائی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔جب ایک زمیندار اپنی فصل کو سیراب کرنے کے لئے اضافی موگہ اور موجودہ موگہ جات کے بارے

میں کوئی شکایت کرتا تھا تو وہ اپنے متعلقہ XEN کو درخواست دیتا تھا۔ جس پر محکمہ آبپاشی آسان طریقہ سے کارروائی کر کے معاملہ حل کر دیتا تھا۔اب محکمہ آبپاشی نے اپنے رولز میں اس طرح تبدیلی کر دی ہے کہ ایک کسان کے لئے اپنی فصلوں کو سیراب کے لئے اضافی موگہ یا پہلے سے موجودہ موگہ جات کے بارے میں کوئی شکایت ہو تو وہ مسئلہ کبھی حل ہی نہیں ہو پاتا اور اس طرح سیزن گزر جاتا ہے۔ نئے طریق کار کو ملاحظہ فرمائیں۔ محکمہ آبپاشی نے زمیندار کی موگہ جات پر شکایت کے طریق کار کو تبدیل کر کے انتہائی دشوار اور مشکل بنا دیا ہے جس سے زمیندار کی شکایت پر عملدرآمد ہوتے ہوتے تین سے چار ماہ کا عرصہ لگ جاتا ہے۔ زمیندار پہلے اپنی درخواست XEN کو دیتا ہے وہ اس درخواست کو مارک کرتا ہے اور رپورٹ طلب کرتا ہے اور پھر یہی درخواست SDO کو موگہ کی رپورٹ کے لئے بھیج دی جاتی ہے۔ اس پر مطلوبہ آفیسر درخواست ایک ایک ہفتہ تک اپنے پاس رکھنے کے مجاز ہیں۔ پھر یہ درخواست دوبارہ SE کو جاتی ہے۔ وہ بھی ایک ہفتہ تک درخواست رکھتا ہے۔ حتیٰ کہ ہر مرحلہ پر ہر آفیسر کے پاس درخواست ایک ایک ہفتہ تک پڑی رہتی ہے اور رپورٹ ملنے کے بعد چیف کے پاس جاتی ہے۔اس طرح چیف اس درخواست پر 21 دن تک رکھنے کے مجاز ہیں اور اس پر وہ Programme Missing Implements Unit (PMIU) کو بھجواتا ہے کہ چیک کر کے رپورٹ دیں۔ قصہ مختصر تین ماہ تک درخواست کبھی اوپر اور کبھی نیچے گردش کرتی ہے۔ پھر چیف صاحب کی صوابدید ہے کہ وہ درخواست کو منظور کریں یا نامنظور کریں۔اس طرح ایک کسان کو اپنا مطلوبہ موگہ سے اپنی فصل کی کاشت کے لئے اضافی پانی ملتا ہے اور نہ ہی شکایت پر کوئی حل نکالا جاتا ہے۔اس طرح کے پیچیدہ معاملہ سے کسان بے حد پریشان ہے۔اس معاملہ کو حل کرنے کے لئے اسمبلی دخل اندازی کرے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار نمبر 1525 ہے۔ محکمہ میں موگہ جات کے سائز میں تبدیلی اس قدر عام ہو چکی تھی کہ پانی کی چوری کو جائز رنگ دینے کے لئے موگہ جات کی اقسام تبدیل کرنے کا سہارا لیا جاتا تھا اور کچھ دفاتر میں یہ کام اس قدر تجارتی پیمانے پر کیا جاتا تھا کہ اس کا ضروری ریکارڈ بھی نہیں رکھا جاتا۔ حتیٰ کہ کچھ دفاتر میں موگہ جات کے غلط ڈیزائن کو درست کرنے کے لئے اگر کوئی کارروائی کی جاتی تو اس علاقے کے زمیندار ان عدالتوں کا سہارا لے کر حکم امتناعی لے لیتے۔اس طرح محکمہ مزید کارروائی نہیں کر پاتا تھا۔ مورخہ 3۔جون 2010 کو بحوالہ چٹھی

نمبرPMIU/SIP/14814 کی ہدایات اریگیشن ریونیو مینوئل کی دفعہ 10/3A پر عملدرآمد کرنے کے لئے جاری کی گئی ہیں تاکہ قانون پر عملدرآمد یقینی بنایا جاسکے اور موگہ جات کے ڈیزائن کی تبدیلی میں غیر قانونی طریق کار کے ذریعے پانی چوری کی روک تھام کی جاسکے۔اس میں PMIU کاroleاس قانون پر عملدرآمد یقینی بنانا ہے۔ PMIU کے چیک کرنے سے اس میں کوئی تاخیر نہیں ہوتی بلکہ اس سے شکایات کا خاتمہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر!یہ پانی کی چوری اور موگوں کے ڈیزائن میںthrough corruptionتبدیلی کو روکنے کے لئے اس طریق کار کو اختیار کیا گیا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی:جناب سپیکر!طریق کار چاہے یہی رکھ لیں مگر درخواست کو ہر آفیسر ایک ایک ہفتہ اور 21,21 دن قانوناً رکھ سکتے ہیں۔اگر میں پانی کم کرنے یا بڑھانے کے لئے درخواست دیتا ہوں اور مجھے جواب "ہاں" میں ملے اور نہ ہی "ناں" میں ملے تو وہ سیزن تو ختم ہو جائے گیا۔اس طرح گندم یا دھان کی فصل کے لئے مجھے وہ چیز تو نہ مل سکی جو میں چاہتا تھا۔پھر مجھے درخواست دینے کا فائدہ کیا ہے؟یہ چار مہینے کےprocessکو اگر ہم تھوڑا سا کم کرلیں اور درخواست کے لئے ایک ٹائم مقرر کردیں کہ جب کوئی کاشتکار درخواست دیتا ہے توwithin one week or 15 daysاس کا فیصلہ ہونا چاہئے۔ہر آدمی چور نہیں ہوتا،کسی چوری کے سلسلے کے لئے یہ قانون بنایا گیا تو شریف آدمی کے لئے بھی اس میں تھوڑی سی ترمیم کردیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:میرا خیال ہے کہ ایک سسٹم ہے اور اس کے اندر اگر اس کوspeed upکردیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!معاملہ یہ ہے کہ اس میں ایک week اجازت نہیں ہے،پابندی ہے کہ ایکweekسے زیادہ وہ اپنے پاس نہیں رکھ سکتے،اس کے اندر انہوں نے فیصلہ کرنا ہے اور وہ فیصلہ دوسرے دن بھی کر سکتے ہیں بلکہ اسی روز بھی کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،بھٹی صاحب!

سردار خالد سلیم بھٹی:جناب سپیکر!یہ تو ایک ایک مہینہ اسی بہانے میں لگ جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:بھٹی صاحب!اس میں ان کی بات بھی ٹھیک ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی:جناب سپیکر!میں نےrequest کی ہے کہ مہربانی کریں اس میں تھوڑی سی ترمیم کردیں اور کوئی ایسا طریق کار مل جائے تاکہ اس کو ریلیف جلدی مل جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ ان کے ساتھ بیٹھ جائیں،آپ کی بات بڑیvalid ہے،ان کے ساتھ اس پرdiscuss کریں اور اس کو جو تیز کرنے کا طریقہ ہے وہ ان کے ساتھ بیٹھ کر بنا لیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی:جناب سپیکر!جی،ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،یہ تحریک التوائے کارdispose of کی جاتی ہے۔اب تحریک التوائے کار نمبر1729/11 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

شوگر ملز مافیا کے دباؤ سے ایف بی آر کا SRO No. 821 واپس لینے سے چینی کی قیمت میں اضافہ کا خدشہ اور گنے کی قیمت کی ادائیگی میں کسانوں کو پریشانی کا سامنا

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!شکریہ۔میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کردی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ شوگر ملز مافیا کے شدید دباؤ کے نتیجہ میں فیڈرل بورڈ آف ریونیو نے SRO No. 821 واپس لے لیا ہے۔گو وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے دفعہ 144 کا استعمال کرتے ہوئے تمام شوگر ملوں سے ان کے ڈیلروں کی مکمل تفصیلات بشمول NTN اور CNIC نمبر مانگ لئے ہیں لیکن شوگر مل مافیا نے ڈیلروں کے بارے میں تمام تفصیلات دینے سے انکار کر دیا ہے۔وزیر اعلیٰ پنجاب کا عوام کے مفاد میں یہ بروقت حکم جس پر پوری نیک نیتی کے ساتھ عمل ہونا چاہئے جس کا بظاہر کوئی نشان نظر نہیں آتا۔ محرک یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ شوگر ملوں کو اپنے خریدار ڈیلروں کے بارے میں معلومات دینے میں کیا امر مانع ہے۔محرک الحمدللہ خوب جانتا ہے کہ یہ ملیں اپنے (Front Men) کے ذریعے جس قیمت پر چاہیں اور جب چاہیں عوام کو چینی مہیا کرتیں ہیں اور اربوں روپیہ Windfall Profit کی شکل میں عرصہ دراز سے کمارہی ہیں اور حکومت شوگر مافیا کے سامنے بے بس ہے۔حقیقتاً ایک طرف نہ تو کسان کو صحیح بروقت ادائیگی ہوتی ہے اور مختلف حیلے بہانوں اور کاٹ وغیرہ کا چکر ایک علیحدہ ہولناک داستان ہے

لیکن اس وقت شوگر کی فروخت کے بارے میں شوگر مافیا کا حالیہ قدم آنے والے وقت میں چینی کی قیمت میں ناقابل یقین حد تک اضافہ کر دے گا۔FBR کا SRO. No 821 واپس لے کر شوگر ملوں کو بغیر کسی تفصیل سے چینی کی فروخت کی اجازت دینا سادہ الفاظ میں (Legal Black Marketing & Hoarding) کا تاریخی شاہکار ہے۔ شوگر مل مافیا جعلی سیل واؤچروں کے ذریعے اپنے سٹاک سے شوگر کی فروخت فرنٹ مینوں کو دکھا کر گوداموں میں ذخیرہ کرتے ہیں۔ایسے تمام گوداموں کی فوری رجسٹریشن ہونی چاہئے۔ غیر رجسٹرڈ گوداموں میں چینی کے ذخائر کو غیر قانونی ذخیرہ اندوزی قرار دیا جانا چاہئے۔اس اہم معاملے کو معزز ایوان میں زیر بحث لایا جانا انتہائی ضروری ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 1729 میں یہ بات تو درست ہے کہ SRO No. 821 وفاقی حکومت یعنی FBR نے جاری کیا تھا جس کے تحت یہ لازم تھا کہ مل مالکان جو چینی فروخت کریں تو اس متعلقہ ڈیلر کا NTN اور CNIC نمبر کا اندراج کریں لیکن بعد میں مل مالکان نے FBR کو pressurize کیا تو اس کے بعد اس کو واپس لے لیا گیا۔اس کے متبادل کے طور پر دفعہ 144 کا نفاذ کرتے ہوئے ہم نے ایک proforma جاری کیا ہے۔ابھی تک اس پر مل مالکان کا response سو فیصد تو نہیں۔ بہر حال اس پر کسی حد تک عملدرآمد کروانے کی کوشش بھی کی جارہی ہے اور کچھ عملدرآمد ہو بھی رہا ہے۔ باقی جہاں تک گنے کے کاشتکاروں کی ادائیگی کا مسئلہ تھا تو وہ معاملہ پچھلا سیزن 2010 اور موجودہ سیزن جو 11-2010 ہے اس میں 99 فیصد گنے کے کاشتکاروں کو ادائیگی ہو چکی ہے اور یہ چیز on record ہے۔ایک فیصد یا 0.5 فیصد کی وہ ادائیگی جس میں مختلف قسم کے claims ہوتے ہیں تو اس کا کوئی معاملہ ہو سکتا ہے لیکن اس دفعہ ادائیگی کو ensure کیا گیا ہے کہ گنے کے کاشتکاروں کو اس دفعہ اس قسم کی کوئی پریشانی نہ ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں پوری ذمہ داری سے یہ بات عرض کروں گا کہ ملز مالکان نے postdated cheque دیئے ہیں۔آپ خود بھی بنکنگ لاء سمجھتے ہیں کہ کیا postdated cheque ادائیگی ہے؟ یقین کیجئے کہ تین تین مہینے کے postdated cheque دے کر انہوں نے 99 فیصد ادائیگی کی ہے اول تو یہ 99 فیصد ادائیگی نہیں ہو گی۔ اگر مجھے گورنمنٹ اس کے آڈٹ کی اجازت دے

دے تو میں ثابت کر دوں گا کہ اگر انہوں نے یہ ادائیگی کی بھی ہے تو postdated cheque کی بنیاد پر کی ہے اور یہ سب سے بڑا ظلم ہے۔ 10-2009 اور 11-2010 کا فنانشل سال جو 30۔جون کو ختم ہو گیا ہے۔ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ اس کی ادائیگی بھی postdated cheque سے کی گئی ہے، لوگ دھکے کھاتے ہیں، ایم پی ایز کے ڈیروں پر آتے ہیں اور جب ہم انہیں فون کرتے ہیں تو وہ اتنے افلاطون کے بچے ہیں کہ وہ ان غریب لوگوں کے اربوں روپے سے ملیں چلا رہے ہیں۔ اپنا پیسا نہیں لگاتے اور zero investment پر شوگر ملز چلائی جا رہی ہیں۔ ادائیگی وہ ہوتی ہے کہ payment current ہو لیکن یہ ظلم ہو رہا ہے۔ اس پر آپ بحث کی اجازت دے دیں اب پھر یہ crushing season شروع ہوا۔ اب 12-2011 کا فنانشل سیزن ہے اس میں بھی یقین کریں کہ یہ 2014 تک ادائیگی نہیں کریں گے کیونکہ انہوں نے ایک اور بہانہ بنایا ہے بازار میں ان کی چینی -/52 روپے کلو پر ہے تو یہ کہتے ہیں کہ ہم پیسے کہاں سے دیں اس پر غور کر لیجئے اور دوسری بات یہ ہے کہ ایک سنگل فیز بجلی کا میٹر ایک کمرے کے گھر میں بغیر شناختی کارڈ کے نہیں لگ سکتا لیکن کروڑوں اور اربوں روپے کی چینی نتھو ولد پتھو کے نام دکھائی جاتی ہے اس کو کیسے بیچا جاتا ہے؟ یہ کوئی مشکل کام ہے یہاں پر معزز ممبران بیٹھے ہیں جن کو پتا ہے کہ یہ مال کیسے بیچا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! اس پر ان کا جواب آ چکا ہے اور اگر کوئی مزید کچھ کرنا چاہتے ہیں تو ان سے بات کر لیں۔ اب میں اس تحریک التوائے کار کو dispose of کر رہا ہوں۔ بہت شکریہ۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 11/1730 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

موٹر وہیکل ایگزامینر کی بد دیانتی اور غفلت کی وجہ سے فیصل آباد سکول کے بچے کلر کہار پکنک سے واپسی پر موت کا شکار

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ فیصل آباد کے ایک سکول کے 30 بچے کلر کہار سے پکنک منا کر واپس آتے ہوئے موت کا شکار ہو گئے اور تقریباً 70 بچے زخمی حالت میں مختلف ہسپتالوں میں پڑے ہیں۔ محرک بسوں اور مسافر کوچز کی Motor Vehicle Examiner کے انتہائی مشکوک اور بد دیانت کردار کے بارے میں معزز ایوان میں اظہار کر چکا ہے۔ المیہ یہ ہے کہ Motor Vehicle Examiner جو Secretary Roads

(Transport Authority کے ماتحت ہیں مک مکا اور ایجنٹ مافیا کے ذریعے ایسی بسوں اور مسافر کوچز کو بھی Fitness Certificate جاری کر دیتے ہیں جو لوکل تو کیا محلے میں Shuttle Service میں بھی کام نہ آ سکتیں ہیں جن کا استعمال خطرناک ہو سکتا ہے۔ سڑکوں پر آئے دن کے حادثات جن میں قیمتی جانیں ضائع ہو رہی ہیں صرف بریک فیل، ٹائی راڈ نکلنا یا اس قسم کی لغو اور فضول دلائل کے ذریعے اصل مجرم جو محکمہ میں موجود ہیں اور جن کے خلاف قتل کا ایک مقدمہ بھی درج ہو جاتا تو شاید ایسے حالات کبھی پیدا نہ ہوتے، کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہو سکی ہے۔ سانحہ کلر کہار کے بارے میں ایک اہم سوال ان نجی سکولوں سے تعلق رکھتا ہے جو اس وقت بہت بڑی منافع بخش انڈسٹری کی شکل میں چلائے جا رہے ہیں۔ دلکش ناموں والے یہ سکول بھاری فیسیں، میلے ٹھیلوں اور مختلف حیلوں بہانوں سے استحصال کی علیحدہ تاریخ رقم کر رہے ہیں ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔ محرک نے یہ معاملہ پہلے بھی اس معزز ایوان میں اٹھایا تھا۔ ایک سپیشل کمیٹی بھی بنی تھی اور بس ایک میٹنگ ہوئی۔ موٹروے پولیس جس کی کارکردگی کا بڑا شور غوغا ہوتا ہے کی اصل کارکردگی بھی سامنے آ گئی ہے کہ کس طرح ایک تھرڈ کلاس حالت کی بس کو 110 طلبہ کو لے جانے دیا گیا۔ یہ امر اس ایوان کے ہر معزز ممبر کے لئے باعث حیرت ہو گا کہ۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! میڈیا والے walkout کر گئے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں آپ کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ ہمارے میڈیا کے دوست walkout کر گئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: سکریپ میں خرید کی گئیں چیسیز جو چالیس، پچاس اور 1960 کی دہائیوں میں فوج یا اس قسم کے اداروں نے استعمال کئے اور مختلف اوقات میں نیلام کے ذریعے فروخت کئے گئے۔ اب مسافر بسیں اور کوچیں بنا کر ان پر چلائی جا رہی ہیں۔ مسافر بسوں میں complete alteration کی گئی ہے جو اصل میں چلتے پھرتے موت کے کنویں ہیں۔ ایسی تمام چیسیز جو goods carrier میں تو استعمال نہیں ہونی چاہئیں لیکن یہ سب کچھ عرصہ دراز سے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ کی مجرمانہ غفلت اور بددیانتی کی وجہ سے رواں دواں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! ایک منٹ آپ تشریف رکھیں۔ جناب شوکت بسراء صاحب، اعجاز احمد خان صاحب، خلیل طاہر سندھو صاحب اور محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ باہر جائیں اور میڈیا کے کچھ دوست walkout کر گئے ہیں۔ آپ ان سے پوچھیں کہ کیا وجوہات ہیں؟ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: میں اس کو complete کرلوں یا wait کروں؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ جاری رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: یہ سب کچھ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی مجرمانہ غفلت اور بد دیانتی کی وجہ سے رواں دواں ہے۔ وقت آگیا ہے کہ اب مزید ایک لمحہ ضائع کئے بغیر فوری طور پر تمام پبلک ٹرانسپورٹ کے معاملے کو زیر بحث لایا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کی جائے۔ آپ مجھے اس کی اجازت دے دیں تو میں یہ ثابت کروں گا کہ 1960 کی چیسیز کو 2011 میں رجسٹرڈ کیا گیا ہے۔ اس کا ایک طریق کار ہے وہ بھی میں بتادوں گا۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک التوائے کار اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر مفاد عامہ سے متعلقہ قرار دادیں ہیں۔ اب ہم مفاد عامہ سے متعلق قرار دادوں کو لیتے ہیں پہلی قرار داد محترمہ نسیم ناصر خواجہ کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب والا! یہ قرار داد تو میں نے پیش کی تھی؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرار داد آپ مشترکہ طور پر پیش کرلیں۔ آپ میرے نوٹس میں لائی ہیں کہ اسی طرح کی قرار داد آپ نے بھی move کی تھی اور محترمہ نے بھی move کی تھی۔ سیکرٹری صاحب اب اس قرار داد کو مشترکہ طور پر take up کر لیتے ہیں۔ نگہت ناصر شیخ صاحبہ اور محترمہ نسیم ناصر خواجہ صاحب کی طرف سے ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب والا!میں یہاں پر صرف یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ آپ اپنے اسمبلی سیکرٹریٹ کو چیک کریں میرے ساتھ ہی پہلا واقعہ نہیں ہے کہ میری قرارداد جو کہ ایک عرصہ سے آتی رہی ہے لیکن ایجنڈے پر نہیں آ سکی اور میں نے یہ قرارداد ستمبر میں دوبارہ جمع کروائی۔اب یہ حرف بہ حرف کسی اور ممبر کے نام سے ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری آپ بات سن لیں۔میں نے پہلے اس پر آرڈر کر دیئے ہیں کہ سیکرٹری صاحب اس پر انکوائری کروائیں۔اگر ایک معزز ممبر نے پہلے قرارداد دی ہوئی ہے تو یہ کیسے دوسرے ممبر کے نام سے آ گئی ہے۔جس نے یہ کارروائی کی ہے اس کا نوٹس لے کر اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔آپ تشریف رکھیں۔محترمہ نسیم ناصر خواجہ صاحبہ!

حکومت پنجاب سے میٹرک تک کے طلباء وطالبات کے لئے قرآن پاک(ترجمہ وتفسیر)واحادیث مبارکہ کو تعلیمی نصاب کالازمی حصہ قرار دینے کا مطالبہ

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!یہ قرارداد چونکہ میں نے بھی جمع کروائی تھی۔اگر موصوفہ نے بھی یہ جمع کروائی تھی تو وہ اس کی تصدیق کروا سکتی ہیں۔

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب میٹرک تک کے طلباء کے لئے قرآن پاک (ترجمہ و تفسیر)و احادیث مبارکہ کو تعلیمی نصاب کا لازمی حصہ قرار دے تاکہ وہ قرآن و حدیث سے مکمل استفادہ کرتے ہوئے صحیح طور پر اسلامی اصولوں سے روشناس ہو سکیں۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب میٹرک تک کے طلباء کے لئے قرآن پاک (ترجمہ و تفسیر)و احادیث مبارکہ کو تعلیمی نصاب کا لازمی حصہ قرار دے تاکہ وہ قرآن و حدیث سے مکمل استفادہ کرتے ہوئے صحیح طور پر اسلامی اصولوں سے روشناس ہو سکیں۔"

محترمہ سیمل کامران صاحبہ نے اس قرارداد میں ترمیم کی تحریک پیش کی ہے وہ اپنی تحریک پیش کریں۔

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"اس قرارداد کی پہلی سطر میں وارد ہونے والے لفظ "طلباء" کے بعد الفاظ "وطالبات" ایزاد کر دیئے جائیں۔"

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں یہ مناسب بات ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

ایجنڈے کی قرارداد نمبر ا میں درج ذیل ترمیم کر دی جائے۔

"قرارداد کی پہلی سطر میں وارد ہونے والے لفظ "طلباء" کے بعد الفاظ "وطالبات" ایزاد کر دیئے جائیں۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

ایجنڈے کی قرارداد نمبر 1 میں درج ذیل ترمیم کر دی جائے۔

"قرارداد کی پہلی سطر میں وارد ہونے والے لفظ "طلباء" کے بعد الفاظ "وطالبات" ایزاد کر دیئے جائیں۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اب یہ قرارداد پیش کی گئی ہے۔۔۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا!میں اسے oppose کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: قراردادوں میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔تشریف رکھیں۔

ترمیم شدہ قرارداد کے بعد اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب میٹرک تک کے طلباء وطالبات کے لئے قرآن پاک (ترجمہ وتفسیر) واحادیث مبارکہ کو تعلیمی نصاب کا لازمی حصہ قرار دے تاکہ وہ قرآن وحدیث سے مکمل استفادہ کرتے ہوئے صحیح طور پر اسلامی اصولوں سے روشناس ہو سکیں۔"

(ترمیم شدہ قرارداد منظور ہوئی)

میاں محمد رفیق: جناب والا! میں نے oppose کیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! پھر میرے oppose کرنے کا فائدہ کیا ہوا جب مجھے بولنے کا موقع ہی نہیں دیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس میں تو vote ہے آپ نے اس میں مخالفت کر دی۔آپ کی وجہ سے یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور نہیں ہوئی صرف منظور ہوئی ہے۔اب اس کے بعد دوسری قرارداد ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب کی طرف سے ہے۔تشریف نہیں رکھتے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد تیسری قرارداد محترمہ ثمینہ خاور حیات کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

یوٹیلٹی سٹور آف پاکستان کے گریڈ14تا18 کے ملازمین کو مستقل کرنے کا مطالبہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ جس طرح یوٹیلٹی سٹور آف پاکستان کے گریڈ1تا13 کے کنٹریکٹ اور ڈیلی ویجز ملازمین کو مستقل کیا گیا ہے اسی طرح کنٹریکٹ اور ڈیلی ویجیز ملازمین و افسران کی کارکردگی بڑھانے کے لئے یوٹیلٹی سٹور آف پاکستان کے گریڈ 14تا18 کے ملازمین کو بھی مستقل کر دیا جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ جس طرح یوٹیلٹی سٹور آف پاکستان کے گریڈ1تا13 کے کنٹریکٹ اور ڈیلی ویجز ملازمین کو مستقل کیا گیا ہے اسی طرح کنٹریکٹ اور ڈیلی ویجیز ملازمین وافسران کی کارکردگی بڑھانے کے لئے یوٹیلٹی سٹور آف پاکستان کے گریڈ14تا18 کے ملازمین کو بھی مستقل کر دیا جائے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ جس طرح یوٹیلٹی سٹور آف پاکستان کے گریڈ1تا13 کے کنٹریکٹ اور ڈیلی ویجز ملازمین کو مستقل کیا گیا

ہے اسی طرح کنٹریکٹ اور ڈیلی ویجیز ملازمین وافسران کی کارکردگی بڑھانے کے لئے یوٹیلیٹی سٹور آف پاکستان کے گریڈ 14تا18 کے ملازمین کو بھی مستقل کر دیا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: چوتھی قرارداد جناب محمد محسن خان لغاری صاحب کی طرف سے ہے وہ اسے پیش کریں۔

میڈیکل کالج ڈیرہ غازی خان میں دوسرے صوبوں کے طلباء وطالبات کے لئے کوٹا مختص کرنے کا مطالبہ

جناب محمد محسن خان لغاری: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ڈیرہ غازی خان میڈیکل کالج میں دیگر صوبوں کے طلباء و طالبات کے لئے بھی کوٹا مختص کیا جائے تاکہ صوبوں کے درمیان بھائی چارے اور قومی یکجہتی کو فروغ ملے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ڈیرہ غازی خان میڈیکل کالج میں دیگر صوبوں کے طلباء و طالبات کے لئے بھی کوٹا مختص کیا جائے تاکہ صوبوں کے درمیان بھائی چارے اور قومی یکجہتی کو فروغ ملے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ڈیرہ غازی خان میڈیکل کالج میں دوسرے صوبوں کے طلباء وطالبات کے لئے بھی کوٹا مختص کیا جائے تاکہ صوبوں کے درمیان بھائی چارے اور قومی یکجہتی کو فروغ ملے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اب پانچویں قرارداد محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی طرف سے ہے وہ اسے پیش کریں۔

بھیرہ شہر (ضلع سرگودھا) کو تحصیل کا درجہ دینے کا مطالبہ

محترمہ زوبیہ رباب ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ قدیم تاریخی، علمی، ادبی اور ثقافتی اہمیت کے پیش نظر بھیرہ (ضلع سرگودھا) کو تحصیل کا درجہ دیا جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ قدیم تاریخی، علمی، ادبی اور ثقافتی اہمیت کے پیش نظر بھیرہ (ضلع سرگودھا) کو تحصیل کا درجہ دیا جائے۔"

چونکہ اس قرارداد کی کوئی مخالفت نہیں کی گئی اس لئے یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ قدیم تاریخی، علمی، ادبی اور ثقافتی اہمیت کے پیش نظر بھیرہ (ضلع سرگودھا) کو تحصیل کا درجہ دیا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اب میں معزز دوستوں کو باری باری floor دیتا ہوں۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ہم اسمبلی اجلاس میں حصہ لیتے ہیں لیکن اس میں ہمارا جتنا بھی business ہے جس میں تحاریک التوائے کار اور دوسری چیزیں ہیں انہیں نامنظور کر دیا جاتا ہے۔ ہمیں پتا چلنا چاہئے کہ کون سا criteria ہے جس کے تحت یہ منظور اور نا منظور ہوتی ہیں۔ کچھ منظور نذر لوگوں کی تحاریک التوائے کار اور باقی بزنس شامل کیا جاتا ہے۔ کیا حکومت کی طرف سے کوئی direction ہے کہ ان کی تحاریک التوائے کار اور دوسرا بزنس منظور نہ کیا جائے۔ آج دو ماہ بعد اجلاس ہو رہا ہے ہم نے دو ماہ پہلے جو تحاریک التوائے کار اور دوسرا بزنس دیا تھا اس کے بارے میں ہمیں آج تک نہیں پتا کہ وہ منظور ہوا ہے یا نہیں چونکہ اس بارے میں ہمیں کوئی information نہیں دی گئی۔ اس معاملے میں مہربانی کی جائے تاکہ یہاں جتنے لوگ بیٹھے ہیں چاہے وہ اپوزیشن سے ہیں ان سب کو اس میں حصہ لینا چاہئے۔ ہمارے عوامی مسائل ہوتے ہیں، ہمارے حلقوں کے مسائل ہوتے ہیں ہم روزمرہ کے مسائل کو سامنے لاتے ہیں آپ ہماری تمام تحاریک التوائے کار کے موضوع چیک کر

لیں ان میں کوئی ایسا موضوع نہیں ہو گا جس میں عوامی یا ہمارے حلقوں کا مسئلہ نہیں ہو گا۔میں بڑے افسوس کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ میری ایک بھی تحریک التوائے کار اور دوسرا بزنس شامل نہیں کیا گیا۔ میری دوسری گزارش ہے کہ ایک سال بعد سوالوں کے جواب آتے ہیں ان کے لئے ہم نے تیاری کی ہوتی ہے ڈیپارٹمنٹ بھی آیا ہوتا ہے لیکن جس طرح منڈا صاحب نے کہا کہ بار بار ضمنی سوالات highlight کرنے سے ہمارا ٹائم ضائع ہوتا ہے اس وجہ سے ہمارے اہم matters reject کر دیئے جاتے ہیں۔ میری گزارش ہو گی کہ آنے والے ٹائم میں ہمارے عوامی مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمارے بزنس کو شامل کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سب کے مسائل کو سامنے رکھ کر ہی فیصلہ کیا جاتا ہے اور جس حساب سے تحاریک التوائے کار آتی ہیں وہ ساری موجود ہیں۔جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!آپ نے عظمیٰ بخاری صاحبہ ، خلیل طاہر سندھو صاحب، اعجاز خان صاحب اور مجھ پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی تھی اور ہم لوگ اپنے بہن بھائی صحافیوں کے پاس گئے ہیں۔ان کی تین reservations ہیں ایک تو انہوں نے کہا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اور سینیٹر پرویز رشید صاحب کے ساتھ ہمارے dialogue ہوئے تھے اور اس کے بعد لاء منسٹر رانا ثناء اللہ صاحب بھی on board تھے وہ کہتے ہیں کہ commitment کے باوجود ابھی تک 295 صحافیوں کو پلاٹ نہیں ملے۔جب یہ سینیٹر صاحب کے ساتھ وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس گئے تو انہوں نے کہا کہ آپ کے پیسے ڈی سی کو transfer کئے جا چکے ہیں، آپ جا کر اپنے پلاٹ لے لیں لیکن تین سال گزر جانے کے باوجود۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): چار ہفتے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): طاہر صاحب!آپ اپنی بات میں جواب دے دیجئے گا۔ انہوں نے کہا ہے کہ اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود وہ ہمیں ملنے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں بلکہ ہمیں embarrass کیا جاتا ہے humiliate کیا جاتا ہے اور ہمارا genuine right ہے کہ صحافی کالونی جو چودھری پرویز الہیٰ صاحب کی حکومت میں منظور ہوئی تھی اور باقاعدہ Act کے تابع ان کو الاٹمنٹ ہوئی ہے۔اب ان کا ایک مطالبہ یہ ہے کہ جو پلاٹ ان کے لئے announce کئے جا چکے ہیں لیکن 295 لوگوں کو نہیں مل رہے وہ انہیں فی الفور الاٹ کئے جائیں۔ان کا دوسرا مطالبہ یہ ہے کہ ڈی اور ایف بلاک میں قبضہ گروپوں نے قبضے کئے ہوئے ہیں صحافی مارے مارے پھر رہے ہیں اور جو قبضہ گروپ لاہور

میں ہیں یہ بھی انہی کا حصہ ہیں انہوں نے دو تین نام بھی بتائے ہیں لیکن میں floor پر نہیں بتاؤں گا شاید اس میں ہمارے House کے حکومتی ممبران بھی ہیں اس لئے میں لاء منسٹر صاحب کو علیحدگی میں ان کے نام بتادوں گا۔

جناب اعجاز احمد خان: ایسی کوئی بات ہی نہیں ہوئی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): مجھے بات کر لینے دیں۔میں صحافی کا نام بھی بتادیتا ہوں وہ کہہ رہے ہیں ان پر قبضے اور ان کی back up ہے۔ان کا تیسرا مطالبہ یہ ہے کہ صحافی کالونی میں حکومت نے ڈویلپمنٹ کروا کر دینی تھی جس کے لئے فنڈز منظور اور مختص ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک وہ چیز بھی finalize نہیں ہو رہی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): انہوں نے تین مطالبات بتانے کے بعد ایک بات اور کی ہے کہ لاء منسٹر صاحب already on board ہیں اگر یہ commitment کرتے ہیں کہ آپ کے تینوں مطالبات جو کہ genuine ہیں مان لئے جائیں گے تو ہم اسمبلی کی کارروائی کا بائیکاٹ ختم کر دیں گے otherwise ہم لوگ بائیکاٹ پر ہیں اور جب تک ہمارے مطالبات نہیں مانے جاتے۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! آپ کے حکم کے مطابق صحافیوں کے علامتی واک آؤٹ پر بات ہوئی ہے وہ بڑے constructive تھے انہوں نے کہا کہ جو 295 لوگ رہ گئے ہیں ان کو پلاٹ مل جائیں اور کچھ قبضے کی بات کی ہے لیکن شوکت بسراء صاحب نے اسے مرچ مصالحہ لگا کر اس طرح present کرنے کی کوشش کی ہے۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): بڑے افسوس کی بات ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جب آپ نے بات کی ہے تو ہم نے کوئی احتجاج نہیں کیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ Chair کو مخاطب کر کے بات کریں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! انہوں نے کسی حکومتی یا اپوزیشن ممبر کا نام نہیں لیا۔وہ اس بات پر focus تھے کہ نئی الاٹمنٹ ہو جائے اور اس کے ساتھ انہوں نے ایف بلاک کا کہا ہے کہ کچھ پلاٹوں پر قبضہ ہے وہ ختم ہو۔وہ اس بات کے لئے بھی agree ہیں کہ ہم فوری طور پر واپس آ جاتے ہیں اور اگر ہمارا

مسئلہ حل نہیں ہوتا تو ہم اگلے دو دن بعد پھر اس علامتی بائیکاٹ کو دہرا سکتے ہیں لیکن ان کا فرمان یہ تھا کہ لاء منسٹر صاحب اس پر assurance دیں۔وہ تو تیار ہیں لیکن ابھی اپوزیشن کا جو مطالبہ ہے اگر اس پر آپ لاء منسٹر صاحب سے کوئی بات پوچھنا چاہیں تو یہ آپ کی sweet discretion ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): شکریہ۔جناب سپیکر!جہاں تک ہمارے صحافی بھائیوں کا معاملہ ہے میں سمجھتا ہوں اور موجودہ حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ صحافیوں کو وہ تمام سہولتیں جو ان کو ان کے پیشہ ورانہ فرائض کی ادائیگی کے لئے ضروری ہیں اور جن سے ان کی نجی زندگی میں آسانی پیدا ہو،وہ worries سے free ہوں اور بہتر انداز میں اپنی ذمہ داریاں نبھا سکیں تو ان کی فراہمی نہ صرف موجودہ حکومت کی ذمہ داری ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اہم فرض ہے۔جن problems کا آج ذکر ہوا ہے ایک سال پہلے بھی ایسا معاملہ point out ہوا تھا اور سرمد بشیر صاحب جو کہ پریس کلب کے صدر ہیں،راجہ ریاض صاحب اور دیگر دوستوں کی موجودگی میں D.C.C اور C.C.P.O لاہور کو بلا کر یہاں اسمبلی کے کمیٹی روم میں بیٹھ کر سارا طریق کار طے ہوا تھا اور اس پر عملدرآمد کرتے ہوئے ان کے کافی سارے معاملات resolve ہو گئے تھے۔اس کے علاوہ سیوریج کے متعلق بھی اُس وقت کے ایم۔ڈی کے ساتھ میں نے خود جا کر ان کی کالونی کو visit کیا تھا۔سرمد بشیر صاحب کل بھی میرے پاس بیٹھے رہے ہیں لیکن انہوں نے میرے ساتھ اس کا ذکر نہیں کیا۔مجھے معلوم نہیں کہ وہاں پر اب کیا رکاوٹ پیش آئی ہے؟ بہر حال میں اپنے صحافی بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر اس کمیٹی جو کہ سینیٹر پرویز رشید صاحب کی زیر صدارت بن چکی ہے کی میٹنگ بلانے کا معاملہ ہے تو میں انشاء اللہ ان کی availability چیک کروا کر یہ میٹنگ جلد ہی کرا دوں گا۔اگر کوئی ایسا معاملہ ہے کہ جس کی بنیاد پر واسا حکام،ڈی سی او لاہور یا سی سی پی او لاہور کو کوئی direction دینے والی بات ہے تو میں انشاء اللہ خود میٹنگ بلا کر ان کے سارے معاملات کو resolve کرانے کے لئے تیار ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شوکت بسراء صاحب!اب تو وزیر قانون نے یقین دہانی کرا دی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!صحافی حضرات کا یہ کہنا ہے کہ انہیں commitment کے بعد 295 پلاٹ الاٹ نہیں کئے جا رہے۔وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں حکومت کی طرف سے اس بات کی assurance دی جائے کہ یہ 295 پلاٹ جن لوگوں کو نہیں ملے وہ انہیں مل

جائیں۔ صحافی حضرات کہتے ہیں کہ بے شک دو دن کا وقت لے لیں لیکن ان کا مطالبہ پورا کیا جائے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ ان کا مطالبہ جا کر سُن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جب House کی کمیٹی بنائی جاتی ہے تو وہ صورتحال معلوم کر کے House کو آ کر apprise کرتی ہے۔ آپ نے آ کر House کو apprise کر دیا اور وزیر قانون نے اس پر یقین دہانی بھی کرا دی ہے۔ اب وہ خود صحافی حضرات سے بات کر کے ان کے معاملات کو resolve کرائیں گے اور پھر House کو بھی بتا دیں گے۔ جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! وزیر تعلیم صاحب تشریف فرما ہیں تو میں ان کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک اہم مسئلہ کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایجوکیشن منسٹر صاحب! ذرا دھیان دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ایک ماہ قبل ہائیکورٹ نے فیصلہ دیا تھا کہ اگر کسی سکول میں دو بچے یعنی دو بہن یا بھائی پڑھتے ہیں تو ان میں سے ایک بچے کی آدھی فیس وصول کی جائے گی۔ محکمہ تعلیم نے اس فیصلے پر عملدرآمد کے لئے notification جاری کرنا تھا جو کہ ایک ماہ گزرنے کے باوجود بھی نہیں ہو سکا۔ پرائیویٹ سکولوں کی ایسوسی ایشن نے بھی ہائیکورٹ کے احکامات پر عملدرآمد کے لئے کوئی کام نہیں کیا۔ یہ بہت ہی اہم معاملہ ہے اور سفید پوش لوگ اتنی بھاری بھر کم فیسوں کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر تعلیم سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ ہائیکورٹ کے فیصلے پر عملدرآمد کرانے کے لئے محکمہ تعلیم کی طرف سے ابھی تک notification کیوں جاری نہیں ہو سکا؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ کچھ دن پہلے ہائیکورٹ کا ایسا فیصلہ آیا تھا جس میں یہ کہا گیا ہے کہ پرائیویٹ تعلیمی ادارے جو کہ بہت زیادہ فیسیں وصول کر رہے ہیں ان میں اگر ایک ہی خاندان کے دو بچے یعنی کوئی بہن بھائی پڑھتے ہیں تو دوسرے بچے کی آدھی فیس وصول کی جائے۔ ہائیکورٹ کے اس فیصلے پر ابھی تک عملدرآمد نہیں ہو سکا۔ محکمہ تعلیم اس فیصلے کو examine کر رہا ہے۔ میں نے سیکرٹری تعلیم کو یہ ہدایت کی تھی کہ اگر ہائیکورٹ کا کوئی ایسا فیصلہ آیا ہے تو اس پر عملدرآمد کے لئے ہمیں notification جاری کرنا چاہئے۔ میں چیک کرتا ہوں کہ یہ notification کیوں جاری نہیں ہوا؟ میں کل محترمہ کو updated جواب دے دوں گا کہ اس وقت presently کیا صورتحال ہے اور یہ notification کیوں جاری نہیں ہو سکا؟ میں اس کی وجوہات سے بھی آگاہ کر دوں

گا۔ محکمہ نے صرف فیصلے کی details کو examine کرنا تھا اگر وہ details انہوں نے دیکھ لی ہیں تو اس پر implement کیوں نہیں ہوا؟ میں اس بارے میں کل انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو brief کروں گا۔

محترمہ آمنہ الفت: بہت شکریہ۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک بڑا ہی اہم معاملہ ہے جس پر وزیر تعلیم صاحب نے کارروائی کرنے کی یقین دہانی کرائی ہے۔ مجھے پوری امید ہے کہ کل تک انشاء اللہ تعالیٰ ہائیکورٹ کے احکامات پر عملدرآمد کے لئے notification جاری ہو جائے گا۔ یہ غریب عوام اور ان والدین کا issue ہے جو کہ اپنے بچوں کو پڑھانا چاہتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس House میں معزز ممبران بہت ہی اہم معاملات کو point out کرتے ہیں جن کا directly link عام آدمی سے ہوتا ہے۔ اس House میں کچھ عرصہ پہلے پرائیویٹ سکولوں کے حوالے سے ایک issue raise کیا گیا تھا جس سے شاید ہم سب لوگ effect ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے آپ نے ایک کمیٹی تشکیل دی تھی جس کی صرف ایک میٹنگ ہوئی ہے اور پچھلے اجلاس میں اس کی extension بھی لی گئی تھی۔ آج تک دوبارہ اس کمیٹی کی میٹنگ call نہیں کی گئی ہے۔ چونکہ اتفاقاً وزیر تعلیم صاحب یہاں House میں موجود ہیں اس لئے میں ان کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کی وساطت سے ان کی توجہ اس issue کی جانب دلانا چاہوں گی۔ جب بھی ہم نے اس کمیٹی کی میٹنگ کے بارے میں پوچھا ہے تو یہی کہا گیا کہ ہم نے منسٹر صاحب کو کہا ہوا ہے جب وہ کہیں گے تو اس وقت کمیٹی کی میٹنگ call کر لی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اتفاقاً کا کیا مطلب ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! منسٹر صاحب چیونگم کھاتے کھاتے ادھر آ گئے ہیں تو یہ اتفاقاً ہی ہوا۔ کیا کمیٹیاں صرف خانہ پُری کے لئے بنائی جاتی ہیں؟ اسی طرح پنجاب ہاؤس کی بھی ایک کمیٹی بنائی گئی تھی جس کا انچارج ڈاکٹر طاہر علی جاوید صاحب کو بنایا گیا تھا۔ اس کمیٹی کی میٹنگ میں انہوں نے orders کئے کہ پچھلے دو سالوں کا ریکارڈ لے کر آئیں لیکن اس کے بعد دوبارہ میٹنگ call ہوئی اور نہ ہی اس کی کوئی extension لی گئی ہے۔ میں یہ کہوں گی کہ اگر کمیٹیوں نے یہی performance دینی ہے تو پھر ان کو بنانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ پہلے ایجوکیشن منسٹر صاحب سے متعلقہ جو بات آپ نے پوچھی ہے اس بابت دریافت کر لیتے ہیں۔جی، منسٹر صاحب!

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! محترمہ کے مطابق آج میں یہاں اتفاقاً موجود ہوں تو میں ان کو بتاتا چلوں کہ اس حوالے سے وزیر اعلیٰ صاحب کے احکامات کی روشنی میں ہم نے ایک محکمانہ کمیٹی constitute کی تھی۔اصل میں ہم ایک District Education Authority بنانا چاہتے ہیں۔اس حوالے سے قانون سازی تقریباً ہم نے مکمل کر لی ہے اور اگر کابینہ سے اس کی منظوری ہو جاتی ہے تو ہو سکتا ہے کہ ہم اسی اجلاس کے دوران ہی اسے اسمبلی میں منظوری کے لئے پیش کر دیں۔چونکہ آج کل تمام ممبران اجلاس کی وجہ سے available ہیں اس لئے ہم کسی دن بھی اس کی میٹنگ دوبارہ سے رکھ لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اسی سے related ایک معاملہ ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں عرض کر دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ جو کچھ ابھی ہمارے وزیر تعلیم صاحب فرما رہے تھے اور انہوں نے جس کمیٹی کو refer کیا ہے وہ راجہ انور صاحب والی کمیٹی ہے۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! چونکہ صحافی بھائیوں کے مطالبات نہیں مانے گئے اس لئے ہم اپنے صحافی بھائیوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لئے House سے walkout کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے معزز ممبران House سے walkout کر گئے)

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! House میں کورم نہیں ہے۔میں کورم کی نشاندہی کرتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ احتجاج کر لیں یا پھر کورم کی نشاندہی کریں۔ایک وقت میں ایک ہی کام کریں۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں کورم کی نشاندہی کرتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چونکہ کورم point out ہو گیا ہے اس لئے گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

(اس مرحلہ پر معزز خاتون ممبر محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری بھی House سے باہر تشریف لے گئیں)

کورم نہیں ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے۔آج ایک عجیب سا معاملہ ہوا ہے کہ House کا business ختم ہونے کے بعد کورم کی نشاندہی کی گئی ہے حالانکہ کورم کی نشاندہی عموماً House کے business کے دوران ہی کی جاتی ہے۔بہر حال چونکہ آج کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے اس لئے اب اجلاس کل مورخہ 14۔دسمبر 2011، صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

198

جناب قائم مقام سپیکر کا بطور ڈپٹی سپیکر اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(03)/2008/477. Dated. 14th December 2011. On return of Rana Muhammad Iqbal Khan, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab from abroad, Rana Mashhood Ahmad Khan, Deputy Speaker, ceases to act as Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, with immediate effect.

MAQSOOD AHMAD MALIK
Secretary

200

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،14۔دسمبر2011

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ خوراک)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

سرکاری کارروائی

(اے) مسودات قانون کاایوان میں پیش کیاجانا

1۔ مسودہ قانون اندرون شہر لاہور2011(مسودہ قانون نمبر44بابت2011)

ایک وزیر مسودہ قانون اندرون شہر لاہور2011ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون (دوسری ترمیم)مقامی حکومت پنجاب 2011(مسودہ قانون نمبر45بابت2011)

ایک وزیر مسودہ قانون(دوسری ترمیم)مقامی حکومت پنجاب2011ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ مسودہ قانون غازی یونیورسٹی،ڈی جی خان2011(مسودہ قانون نمبر46بابت2011)

ایک وزیر مسودہ قانون غازی یونیورسٹی،ڈی جی خان2011ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ مسودہ قانون (ترمیم)سرکاری ملازمین پنجاب 2011(مسودہ قانون نمبر47بابت 2011)

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)سرکاری ملازمین پنجاب2011ایوان میں پیش کریں گے۔

5۔ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں2011(مسودہ قانون نمبر48بابت2011)

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں2011ایوان میں پیش کریں گے۔

6۔ مسودہ قانون (تنسیخ) پنجاب پبلک ڈیفنڈر سروس ایکٹ 2007 مصدرہ 2011
(مسودہ قانون نمبر 49 بابت 2011)

ایک وزیر مسودہ قانون (تنسیخ) پنجاب پبلک ڈیفنڈر سروس ایکٹ 2007 مصدرہ 2011 ایوان میں پیش کریں گے۔

201

7۔ مسودہ قانون (ترمیم) کارکردگی، نظم وضبط و جوابدہی ملازمین پنجاب 2011
(مسودہ قانون نمبر 50 بابت 2011)

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) کارکردگی، نظم وضبط و جوابدہی ملازمین پنجاب 2011 ایوان میں پیش کریں گے۔

8۔ مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب پبلک سروس کمیشن 2011 (مسودہ قانون نمبر 51 بابت 2011)

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب پبلک سروس کمیشن 2011 ایوان میں پیش کریں گے۔

9۔ مسودہ قانون (تنسیخ) (توثیق احکامات) کمشنرز بحالیات 2011 (مسودہ قانون نمبر 52 بابت 2011)

ایک وزیر مسودہ قانون (تنسیخ) (توثیق احکامات) کمشنرز بحالیات 2011 ایوان میں پیش کریں گے۔

10۔ مسودہ قانون (ترمیم) (تنسیخ) قوانین متروکہ املاک و گمشدہ اشخاص 2011
(مسودہ قانون نمبر 53 بابت 2011)

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) (تنسیخ) قوانین متروکہ املاک و گمشدہ اشخاص 2011 ایوان میں پیش کریں گے۔

(بی) مسودات قانون پر غور وخوض اور ان کی منظوری

1۔ مسودہ قانون عطائے مالکانہ حقوق قابض مزارعین و مقرر یدارز پنجاب 2011
(مسودہ قانون نمبر 11 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون عطائے مالکانہ حقوق قابض مزارعین و مقرر یدارز پنجاب 2011 کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 225(2) کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون عطائے مالکانہ حقوق قابض مزارعین و مقرر یدارز پنجاب2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ریونیو، ریلیف واشتمال نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون عطائے مالکانہ حقوق قابض مزارعین و مقرر یدارز پنجاب2011 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون انتقال جائیداد ہنود2011(مسودہ قانون نمبر20 بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون انتقال جائیداد ہنود2011 کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(2)225 کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون انتقال جائیداد ہنود2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ریونیو، ریلیف واشتمال نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون انتقال جائیداد ہنود2011 منظور کیا جائے۔

202

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بتیسواں اجلاس

بدھ،14۔دسمبر2011

(یوم الاربعاء18۔محرم الحرام1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 55 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری غلام رسول نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

فَاذْكُرُونِيٓ أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ﴿١٥٢﴾ يَا أَيُّهَا
الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ
الصَّابِرِينَ ﴿١٥٣﴾ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ ﴿١٥٤﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ
الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ
وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٥﴾ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا
إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿١٥٦﴾ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن
رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿١٥٧﴾

سورۃ البَقَرَۃ 152تا157

سو تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کیا کروں گا اور میرے احسان مانتے رہنا اور ناشکری نہ کرنا(152)اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد لیا کرو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے(153)اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں ان کی نسبت یہ نہ کہنا کہ وہ مرے ہوئے ہیں (وہ مردہ نہیں) بلکہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے(154)اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور میووں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے۔ تو صبر کرنے والوں کو(اللہ کی خوشنودی کی) بشارت سنادو(155)ان لوگوں

پر جب کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کا مال ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں(156)یہی لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی مہربانی اور رحمت ہے اور یہی سیدھے رستے پر ہیں(157)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

ایسا کوئی محبوب نہ ہو گا نہ کہیں ہے
بیٹھا ہے چٹائی پر مگر عرش نشیں ہے
ہر اِک کو میسر کہاں اس دَر کی غلامی
جس دَر کا تو دربان بھی جبریل امیں ہے
ملتا نہیں کیا کیا دو جہاں کو تیرے دَر سے
اِک لفظ نہیں ہے کہ ترے لب پہ نہیں ہے
تُو چاہے تو ہر شب ہو مثال شب اسریٰ
تیرے لئے دو چار قدم عرش بریں ہے

سوالات

(محکمہ خوراک)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر:اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈا پر محکمہ خوراک سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اوران کے جوابات دیئے جائیں گے۔

محترمہ ساجدہ میر:پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!کل لاہور میں ایک بچی گٹر میں گر کر وفات پا گئی ہے تواس کے لئے دعائے مغفرت کرلی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:میرا خیال ہے کہ پہلے confirm کرلیں کہ کیااس کا جنازہ پڑھا جاچکا ہے یانہیں ؟آج سب سے پہلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!سوال نمبر4872،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں دھان کی خریداری کے مراکز

*4872: محترمہ نگہت ناصر شیخ:کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

پنجاب میں دھان کی فصل کے خریداری کے کل کتنے مراکز کہاں کہاں واقع ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(جناب محمد سعید مغل):

دھان کی خریداری کی ذمہ داری وفاقی حکومت نے پاسکو کو سونپی ہے۔تاہم محکمہ خوراک پنجاب نے دھان کی خریداری2009 میں صرف دو اضلاع شیخوپورہ اور گوجرانوالہ میں کی، جس کے لئے24 مراکز قائم کئے گئے جن کی تفصیل گوشوارہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!میرے سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ "صرف دو اضلاع شیخوپورہ اور گوجرانوالہ سے دھان کی خریداری کی گئی ہے"۔میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حافظ آباد کے علاقے جہاں پر سینکڑوں کی تعداد میں شیلرز ہیں ان علاقوں سے دھان کی خریداری کیوں نہیں کی گئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(جناب محمد سعید مغل):جناب سپیکر!دھان کی خریداری 2009 میں صرف ایک دفعہ دو اضلاع شیخوپورہ اور گوجرانوالہ سے کی گئی ہے نہ تو اس سے پہلے اور نہ ہی اس کے بعد دھان کی فصل خریدی گئی۔حکومت پنجاب کی یہ پالیسی نہیں ہے کہ وہ تمام اضلاع سے دھان کی فصل خریدے۔دھان کی فصل صرف پاسکو خریدتا ہے یعنی وفاقی حکومت اس فصل کو خریدتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اب اگلا سوال محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم:جناب سپیکر!سوال نمبر5571،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور شہر میں گندم خرید کے مراکز و دیگر تفصیلات

*5571:جناب محمد نوید انجم:کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر میں گندم کی خرید کے مرکز کہاں کہاں قائم ہیں؟

(ب) سال09۔2008اور10۔2009کے دوران ان مراکز پر کتنی گندم خرید کی گئی؟

(ج) ان مراکز پر کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام،عہدہ،گریڈ بتائیں؟

(د) ان مراکز پر خرید کردہ گندم پر سال09۔2008اور10۔2009کے دوران کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ہ) ان دو سالوں کے دوران کتنا بار دانہ کسانوں کو فراہم کیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(جناب محمد سعید مغل):

(الف) ضلع لاہور میں رکھ چھبیل،رائیونڈ،برکی اور کاہنہ پر خرید گندم کے مراکز قائم کئے گئے ہیں۔

(ب) ضلع لاہور میں سال09-2008کے دوران5403 میٹرک ٹن اور 10-2009 کے دوران 64255 میٹرک ٹن گندم خرید کی گئی۔

(ج) ان مراکز پر درج ذیل ملازمین کام کر رہے ہیں:۔

نام سنٹر	نام اہلکار	عہدہ	گریڈ
رکھ چھبیل	ظفر اقبال	AFC	15
	محمد اسلم	AFC	15
	غلام چشتی	FGI	12
	رشید احمد	Chowkidar	2
	زبیر خان	Chowkidar	2
	طارق حسین	Chowkidar	2
	غلام رسول	Chowkidar	2
	عباس حسین	Chowkidar	2
	بشیر احمد	Chowkidar	2
	عبدالغفار	Chowkidar	2
	سہیل اختر	Chowkidar	2
	سلامت اللہ بیگ	Chowkidar	2
رائیونڈ	محمد اشرف	AFC	15
	امجد علی بٹ	FGI	12
	خورشید احمد	Chowkidar	2
	مراتب علی	Chowkidar	2
	اللہ دتہ	Chowkidar	2
برکی	محمد اقبال	FGI	12
	محمد اعجاز منور	FGI	12
	اسد خان	Chowkidar	2
	عبدالرحمان	Chowkidar	2
کاہنہ	ہمایوں اختر گل	FGI	12
	فیض الحسن	FGI	12
	محمد عمران شیخ	FGI	12
	نعیم احمد	Chowkidar	2
	ندیم احمد	Chowkidar	2
	محبوب مسیح	Chowkidar	2

(د) ان مراکز پر خرید گندم پر سال 09-2008 اور10-2009 کے دوران علی الترتیب مبلغ 58,707,446/- اور 1,541,462,798/- روپے خرچ ہوئے۔

(ہ) ان دو سالوں کے دوران کسانوں کو 696,586 بار دانہ تقسیم کیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! انہوں نے جو گندم خریدی ہے اسے store کرنے کے لئے کون کون سے tools use کئے گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! لاہور شہر کے لئے صرف چار stores ہیں جہاں پر گندم کی خریداری کے مراکز قائم کئے گئے ہیں۔ سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران وہاں سے 64255 میٹرک ٹن گندم خریدی گئی ہے۔ معزز ممبر نے tools کے بارے میں پوچھا ہے تو میں ان کی یہ بات سمجھ نہیں سکا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! کیا اس گندم کو open air میں رکھا ہوا ہے یا indoor کسی سٹور میں رکھا ہوا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ جو گندم آپ نے خریدی ہے کیا وہ indoor رکھی ہوئی ہے یا پھر out door پڑی ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! یہ گندم گوداموں میں پڑی ہوئی ہے اور کچھ open air میں بھی پڑی ہوئی ہے۔ ضلع لاہور میں چار گودام ہیں جن کی تفصیل جواب میں دے دی گئی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا اگلا سوال یہ ہے کہ 10-2009 میں جو گندم خریدی گئی تھی کیا وہ ابھی تک سٹوروں میں پڑی ہوئی ہے یا استعمال ہو چکی ہے اور کیا stores خالی ہو چکے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! اس میں سے کچھ گندم surplus پڑی رہتی ہے چونکہ target بہت بڑا تھا اور گندم استعمال کم ہوئی اس لئے کچھ پہلے سے surplus گندم موجود تھی اور مزید نئی گندم بھی آ گئی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہ گندم ہمارے ملک کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ سائنس دان ہی بتا سکتے ہیں کہ جو گندم تھریشر سے نکل جاتی ہے وہ کتنی دیر تک store کی جا سکتی ہے؟ اس گندم کو store کئے ہوئے اب تیسرا سال ہو چکا ہے کیا اس گندم کو store کرنے کے سارے لوازمات انہوں نے پورے کئے ہیں یا نہیں اور کیا کل ہمیں یہ تو نہیں بتایا جائے گا کہ ہماری اتنے لاکھ میٹرک ٹن گندم خراب ہو گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! گندم کی delivery first in first out کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ سب سے پہلے پرانی گندم deliver کی جاتی ہے اور اس کے بعد دوسری consignments بنتی ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں نے سوال کچھ کیا ہے جبکہ میرے بھائی نے جواب کچھ اور دے دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوید انجم صاحب! آپ تین سوال کر چکے ہیں۔ اب آپ اس میں سے کیا نکالنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں نے یہ پوچھا ہے کہ جو پرانی گندم ان stores میں پڑی ہوئی ہے کیا وہ صحیح حالت میں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! گندم کو محفوظ رکھنے کے لئے تمام حفاظتی اقدامات کئے جاتے ہیں یہاں تک کہ جو گندم سیلاب زدہ علاقوں میں store کی گئی تھی اس کے samples لیبارٹری سے check کرائے گئے ہیں اور اسے بھی معیاری گندم قرار دیا گیا ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میرے دو چھوٹے چھوٹے ضمنی سوالات ہیں۔ پہلا سوال نہایت مختصر ہے کہ آج محکمہ خوراک کے سوالات کے جوابات دیئے جا رہے ہیں تو اس وقت officially وزیر خوراک کون ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ سب معزز ممبران کو علم ہے کہ جب کسی محکمہ کا منسٹر نہیں ہوتا تو اس محکمہ کو وزیر اعلیٰ صاحب deal کرتے ہیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جی، ٹھیک ہے۔ مجھے مناسب جواب مل گیا ہے۔ میرا دوسرا اور آخری ضمنی سوال یہ ہے کہ لاہور شہر میں ریلوے سٹیشن کے قریب پچھلے سال کچھ سائیلوز (silos) فروخت کے لئے رکھے گئے تھے، کیا وہ فروخت کئے جا چکے ہیں اگر نہیں ہوئے تو کیا وہاں پر گندم store کی جا رہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: مغل صاحب! کیا آپ کو اس بارے میں علم ہے میرا خیال ہے کہ یہ نیا سوال بنتا ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں وضاحت کر دوں کہ اصل سوال میں بھی لاہور شہر کے silos کے بارے میں پوچھا گیا ہے۔ کیا وہ فروخت کئے جا چکے ہیں یا نہیں، اگر فروخت ہو گئے ہیں تو کتنے میں ہوئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! لاہور میں جو پرانے گودام congested areas کے اندر آ گئے تھے ان کی فروخت کو محکمہ خوراک deal نہیں کرتا بہر حال میں اتنا بتا سکتا ہوں کہ ابھی تک وہ فروخت نہیں ہوئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا گندم کی خریداری کے تمام مراکز state owned ہیں یا پرائیویٹ جگہوں پر بھی یہ مراکز قائم کئے گئے ہیں، پہلے اس سوال کا جواب آ جائے تو پھر میں بتاؤں گا کہ ان مراکز کا اصل معاملہ کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: مغل صاحب! شیخ صاحب یہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا یہ چاروں مراکز حکومت پنجاب کی ملکیت ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جی، ہاں یہ چاروں مراکز حکومت پنجاب کی ملکیت ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! صوبے میں بعض مراکز پرائیویٹ جگہوں پر بھی بنے ہوئے ہیں اور وہ باقاعدہ کچھ لوگوں کو favour دینے کے لئے بنائے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! یہ لاہور سے متعلق سوال ہے اور آپ اسی سوال سے related ضمنی سوال کر سکتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: بات یہ ہے کہ لاہور کے اندر ہی جو stores state-owned ہیں ان کو لوگ جب privately اپنے استعمال کے لئے مانگتے ہیں تو محکمہ انہیں یہ موقع کیوں نہیں دیتا اس سے تو حکومت کو revenue حاصل ہو گا اور لوگوں کو سہولت میسر آ سکے گی تو یہ مراکز public کو کیوں نہیں دیئے جاتے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس حوالے سے معلومات لے کر جلد ہی آپ کو بتا دیں گے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہاں پر وزیر خوراک کے حوالے سے بات ہو رہی تھی۔ پہلے ایک وزیر خوراک کو ہٹایا گیا۔ ہم اس چکر میں نہیں پڑتے کہ انہیں کیوں ہٹایا گیا؟ اس کے بعد چودھری عبدالغفور کو محکمہ خوراک کا وزیر بنایا گیا لیکن اب ان کو بھی ہٹا دیا گیا ہے۔ وجہ بتائی جائے کہ ان کو اس عہدے سے کیوں ہٹایا گیا ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب کو خود یہ وزارت اتنی زیادہ کیوں پسند آ گئی ہے؟ مہربانی کر کے اگر آپ اس پر روشنی ڈال دیں تو بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر تو حکومت ہی روشنی ڈال سکتی ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ وزیر اعلیٰ صاحب کا استحقاق ہوتا ہے کہ وہ کسی وزیر کو کوئی بھی portfolio دے کر ان سے کام لے سکتے ہیں۔ جی، ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ scale-2 کے چوکیدار کی بنیادی تنخواہ کتنی ہوتی ہے، کیا ان کو چوکیداری کرنے پر کوئی special allowance یا مہنگائی الاؤنس دیا جاتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈار صاحبہ! یہ ایک نیا سوال بنتا ہے۔ scale-2 کے چوکیدار کی تنخواہ حکومت کے basic pay scales کے مطابق ہی ہو گی۔ آپ تشریف رکھیں۔ بہت شکریہ۔ اگلا سوال چودھری محمد اسداللہ صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: on his behalf سوال نمبر 6120 (معزز ممبر نے چودھری محمد اسداللہ کی ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں نصیر احمد: جی، ہاں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں مستقل گودام بنانے کی تفصیلات

*6120: **چودھری محمد اسداللہ:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے تمام اضلاع میں ترپال گندم گودام بنائے گئے ہیں؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ ترپال گودام بنانے کے لئے زمین کرایہ پر حاصل کی جاتی ہے،اگر ہاں توان کا کرایہ کیا ہے اور ہر ترپال گودام پر کتنا خرچہ آتا ہے؟

(ج) کیا حکومت ان ترپال گوداموں کی جگہ مستقل گودام بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ ہر سال ترپال گودام پر خرچ ہونے والا سرمایہ بچ سکے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(جناب محمد سعید مغل):

(الف) جی ہاں! صوبہ پنجاب کے تمام ڈویژنوں کے مختلف اضلاع میں کھلے آسمان کے نیچے گنجیوں میں گندم ذخیرہ کی جاتی ہے جس کو موسمی اثرات سے بچانے کے لئے ترپال سے ڈھانپ دیا جاتا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ عارضی گندم ذخیرہ کرنے کے لئے زمین کرایہ پر حاصل کی جاتی ہے۔ان کا کرایہ محکمہ مال کی تصدیق اور گورنمنٹ کی ہدایات کے مطابق 20 پیسے فی مربع فٹ ادا کیا جاتا ہے۔اوسطاً ایک ترپال گودام گنجی کے پلیتھ پر 10 سے 15 ہزار روپے خرچ آتا ہے جبکہ اسے 6 عدد ترپالوں سے ڈھانپا جاتا ہے جس پر تقریباً 72 ہزار روپے خرچہ آتا ہے۔

(ج) جی ہاں! حکومت پنجاب مستقل گودام بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔اس سلسلہ میں سالانہ ترقیاتی پروگرام میں سائلوز / مستقل گودام کی تعمیر کے لئے فنڈز مختص کئے گئے ہیں ان گوداموں کی تعمیر سے ترپال گوداموں / گنجیوں پر اٹھنے والے اخراجات میں بچت ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال یہ کیا گیا تھا کہ "کیا گوداموں کے لئے حکومت کسانوں سے جگہ lease پر لیتی ہے اور اس کے بعد اس پر ترپال ڈال کر گودام بنائے جاتے ہیں؟" پچھلی دفعہ بھی اسی حوالے سے ایک سوال آیا تھا اور اس کے جواب میں یہ کہا گیا تھا کہ جگہ lease پر لینے کی بجائے ہر ضلع کے اندر حکومت پنجاب کی جو اپنی جگہ موجود ہے اس پر گودام بنائے جائیں گے۔اس حوالے سے بجٹ بھی مختص کر دیا گیا، بعض جگہوں پر کام بھی شروع کر دیا گیا تھا اور اُس وقت جو جواب دیا گیا اس میں بتایا گیا تھا کہ 20 سے 25 فیصد کام مکمل ہو گیا ہے۔اب میرا ان سے سوال یہ ہے کہ جن permanent گوداموں کو بنانے کا کام شروع ہوا تھا اس میں سے اب تک کتنے گودام بن چکے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! یہ تو نیا سوال بنتا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! ہم ہر سال بجٹ رکھتے ہیں تو کیا ابھی تک وہ permanent گودام بنے ہیں یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مغل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! ڈیرہ غازی خان میں تیس ہزار میٹرک ٹن کے گودام، ملتان میں چالیس ہزار ٹن گنجائش کے گودام اور راولپنڈی میں ایک گودام کی rehabilitation کے لئے PC-I تیار ہو گیا ہے اس کے لئے 62.2 ملین روپے رکھے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! چودہ ماہ پہلے جز(ج) میں کہا گیا تھا کہ گودام کی تعمیر کے لئے فنڈز مختص کئے گئے ہیں ان گوداموں کی تعمیر سے ترپال گوداموں اور گنجیوں پر اٹھنے والے اخراجات میں بچت ہو گی۔ یہ 10۔اکتوبر 2010 کی بات ہے۔اب صرف یہ بتا دیں کہ اس پر کتنا عملدرآمد ہوا ہے جو بھی منصوبہ بنتا ہے اسے مالی سال کے دوران مکمل ہونا ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں آپ نے سنا نہیں دو جگہ گودام بن چکے ہیں باقی جگہوں پر تعمیر ہو رہی ہے۔ جی، کرنل صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ترپال گودام کے حوالے سے ہے کہ جب ترپال گودام بنائے جاتے ہیں تو کاشتکار پر ایک کلو گرام ہر چالیس کلو گرام کے حساب سے کاٹ لگائی جاتی ہے۔ ترپال گودام کے اخراجات کے حوالے سے بہتر، چوہتر ہزار روپے خرچے کا تو بتایا گیا ہے تو کاشتکار سے جو گندم کی کاٹ لگائی جاتی ہے کیا وہ خرچے کی مد میں آتا ہے جبکہ وہ wastage allowance کے حساب سے کاٹا جاتا ہے اور اس کا حساب کتاب کتنا ہے؟ اگر 66 لاکھ میٹرک ٹن گندم پنجاب میں ہوتی ہے اور اس پر کاٹ لگائی جاتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ لاکھوں ٹن گندم اس زمرے میں آتی ہے۔ اس کا حساب کتاب کدھر ہوتا ہے اور کیا وہ اخراجات میں شامل ہوتی ہے یا اس کو کہیں اور رکھ لیا جاتا ہے؟ یہ ٹیکہ کاشتکار کو تو لگ جاتا ہے اس لئے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو ٹیکہ کاشتکار کو لگایا جاتا ہے اس کا حساب کتاب کہاں رکھا جاتا ہے اور اس کو کس مد میں خرچ کیا جاتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: کرنل صاحب! ماشاء اللہ آپ خود سمجھدار ہیں۔ یہ نیا سوال بنتا ہے۔ اس کا اس سے تعلق ہی نہیں بنتا۔ اگر آپ کو اس بارے میں کوئی علم ہے تو آپ بتا دیں۔

کرنل (ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد:جناب سپیکر!اخراجات کی بابت پوچھا گیا ہے کہ ترپال گودام پر اخراجات کتنے آتے ہیں۔Permanent گودام پرwastage نہیں کاٹی جاتی یہ صرف ترپال گوداموں میں کاٹی جاتی ہے۔اگر کاٹی جاتی ہے تو یہwastage میں آتی ہے اور یہ اخراجات کی مد میں شمار ہوتی ہے۔یہ مجھے بتادیں کہ اس کا حساب کتاب کہاں رکھا جاتا ہے اور یہ اس کا کیا کرتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر:پارلیمانی سیکرٹری صاحب!آپ یہ پوچھ کر بتاد یجئے گا کیونکہ یہ بالکل نیا سوال ہے اور نئے سوال کے زمرے میں آتا ہے۔جی، سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!جز(ج)میں انہوں نے فرمایا ہے کہ گوداموں کی تعمیر کے لئے فنڈ مختص کیا ہے ان گوداموں کی تعمیر سے ترپال گوداموں/گنجیوں پر اٹھنے والے اخراجات میں بچت ہو گی۔اس سوال کا جواب 10۔اکتوبر2010 کو آیا ہے اب تقریباًایک سال گزر چکا ہے۔میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس کے لئے کتنا فنڈ مختص کیا گیا تھا اور اس میں کتنی بچت متوقع تھی اور ایک سال گزرنے کے بعد کتنی بچت ہوئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر:یہ سوال بھی نئے سوال کے زمرے میں آتا ہے۔اگر کوئیinformation ہے تو وہ دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(جناب محمد سعید مغل):جناب سپیکر!چھ ترپال ایک گنجی پر ڈالے جاتے تھے،اور ان کی آپس میں سلائی کی جاتی تھی اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں سے بارش کا پانی بھی اندر چلا جاتا تھا اب ایکpolypropylene کا پورے کا پورا ایکcap design کیا گیا ہے اس کی قیمت بھی کافی کم ہے اور یہ پائیدار بھی ہے۔یہpractice ابھی زیادہ نہیں ہوئی اس لئے میں اس وقتfigure نہیں بتا سکتا لیکن آئندہ یہیpractice ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر:بہت شکریہ۔اگلا سوال بھی چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر:On his behalf سوال نمبر6121۔(معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

ضلع حافظ آباد۔گوداموں میں گندم ذخیرہ کرنے کی گنجائش و دیگر تفصیلات

*6121:چودھری محمد اسد اللہ:کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع حافظ آباد کے گوداموں میں گندم ذخیرہ کرنے کی گنجائش کیا ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ ضلع حافظ آباد میں گندم کی خریداری پاسکو کرتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حافظ آباد کے گوداموں میں گندم ذخیرہ کرنے کے لئے گندم دوسرے اضلاع سے لائی جاتی ہے اور اس پر کافی خرچہ آتا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ خرچہ کو بچانے کے لئے گندم ضلع حافظ آباد سے ہی خریدنے کے لئے تیار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):

(الف) ضلع حافظ آباد کے گوداموں میں 15500 میٹرک ٹن گندم ذخیرہ کرنے کی گنجائش ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ عموماً گوجرانوالہ کے مراکز سے گندم حافظ آباد پہنچائی جاتی ہے۔ سال 10-2009 میں نوکھر سے 11527 ٹن اور کوٹ لدھا سے 6053.500 ٹن گندم بالترتیب بحساب -/333 روپے اور -/286 روپے فی ٹن ترسیل کی گئی اور 11-2010 میں کوٹ لدھا سے 6509.350 ٹن گندم بحساب -/315 روپے فی ٹن ترسیل کی گئی جس کا کل خرچہ مبلغ 7620237.25 روپے آیا جو کہ ذخیرہ شدہ گندم کی قیمت کا 1.33 فیصد ہے۔

(د) حکومت پنجاب نے حافظ آباد ضلع میں گندم کی خریداری پاسکو کو مختص کی ہے۔ پاسکو سندھ اور پنجاب کے مختلف اضلاع سے خریداری کرتا ہے حافظ آباد ضلع بھی پاسکو کو مختص کیا ہوا ہے اور پاسکو یا محکمہ خوراک ایک دوسرے کے علاقے سے خریداری نہیں کرتے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! زمیندار کو پاسکو کے حوالے کر دیا جاتا ہے تو وہ بے چارہ رُل جاتا ہے۔ کیا حافظ آباد کے زمیندار کو پاسکو سے بچایا جا سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ کا سوال نہیں بلکہ آہ و بکا ہے۔ اس کا جواب وہ نہیں دے سکتے۔ آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔ جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 7362 ہے۔

ضلع چنیوٹ، گوداموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7362: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع چنیوٹ میں گندم کے کل کتنے گودام کہاں کہاں ہیں، اس وقت ان میں کتنی کتنی گندم سٹور ہے؟

(ب) کتنی گندم کھلے آسمان کے نیچے پڑی ہے؟

(ج) ان گوداموں کے سال2007 سے یکم اگست2010 تک کتنے اخراجات آئے، تفصیل فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):

(الف) ضلع چنیوٹ میں گندم کے کل پانچ پی آر سنٹر ہیں اور ان کے کل 36 گودام ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	تعداد گودام	نام مرکز	ذخیرہ شدہ گندم (میٹرک ٹن)
1	2	پی آر سنٹر چنیوٹ سرگودھا روڈ منڈی شیخان	3124.800
2	8	پی آر سنٹر چک نمبر JB/11 دسد ھوانوالہ، لاہور روڈ	12268.800
3	4	پی آر سنٹر لالیاں نزد ریلوے سٹیشن لالیاں	4627.800
4	7	پی آر سنٹر چناب نگر، نزد ریلوے سٹیشن چناب نگر	7444.150
5	15	پی آر سنٹر جامعہ آباد، جھنگ روڈ نزد رمضان شوگر ملز	23282.000
میزان	36		50747.550

(ب) 49032.250 میٹرک ٹن گندم 131 عدد گنجیوں میں کھلے آسمان تلے ذخیرہ شدہ ہے۔

(ج) سال2007 تا یکم اگست2010 ان گوداموں کی مرمت پر کوئی خرچ نہ آیا ہے۔تاہم پی آر سنٹر لالیاں کے گودام ضلع کونسل کی ملکیت ہیں اور ضلع کونسل کو کرایہ کی مد میں 2009-06-30 تک مبلغ-/304047 روپے ادا کئے گئے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کتنی گندم کے غبن اور فراڈ میں وزیر خوراک کو نکالا گیا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں نہیں۔This is very wrong کل بھی بات ہوئی تھی کہ personal attack نہیں کئے جائیں گے۔آپ ممبران ہیں۔آپ پالیسی پر ضرور attack کریں اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کا ماحول بھی خراب ہوتا ہے اور آپ پر بھی حرف آتا ہے۔آپ جب اپنے ممبران پر بغیر ثبوت کے الزام لگاتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ہم الزام نہیں لگا رہے بلکہ ہم تو کہہ رہے ہیں کہ کون سا فراڈ ایسا۔۔۔(قطع کلامیاں)

وزیر اوقاف و مذہبی امور (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر!انہوں نے غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کئے ہیں انہیں معذرت کرنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حسن مرتضیٰ صاحب!آپ اس پر grace کا مظاہرہ کریں۔اگر کوئی ثبوت نہیں ہیں تو یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!اگر چودھری عبدالغفور صاحب کی دلآزاری ہوئی ہے تو میں ان سے معذرت چاہتا ہوں۔ میں نے کوئی غلط لفظ نہیں بولا ان کو تبدیل کیا گیا ہے تو کیا ان کے محکمے میں کوئی فراڈ ہوا ہے تو انہیں تبدیل کیا گیا ہے؟ یہ سوال پوچھنا میرا حق ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔آپ on the floor of the House بغیر ثبوت کے ایسی بات کریں گے تو غلط ہے۔یہاں پر کی جانے والی بات کے آپ ذمہ دار ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!چودھری عبدالغفور صاحب میرے لئے قابل احترام ہیں، وہ میرے بھائی ہیں اور ایماندار شخص ہیں۔ میں تو پوچھ رہا ہوں کہ ان پر ایسا کون سا الزام آیا ہے جس کی وجہ سے انہیں فارغ کیا گیا ہے۔ میں تو یہ سوال پوچھ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پہلے بھی بات ہوئی تھی۔یہ استحقاق وزیر اعلیٰ صاحب کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!استحقاق کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ کوئی آدمی اپنا استحقاق استعمال کرتے ہوئے پسند اور ناپسند کا مظاہرہ کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اس پر میں مذمت کرتا ہوں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ۔۔۔

محترمہ غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر!ان کا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! محترمہ کو کہیں کہ یہ میرے سوال میں مداخلت نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب!آپ اپنا ضمنی سوال کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!میں نے جز(ج) میں یہ پوچھا ہے کہ اِن گوداموں پر 2007 سے 2010 تک کتنا خرچ آیا ہے جس کے جواب میں انہوں نے بتایا ہے کہ ضلع کونسل کو کرائے کی مد میں

3لاکھ 4ہزار 47روپے ادا کئے گئے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیااور کوئی purchase centres ہیں جہاں انہوں نے پرائیویٹ طور پر گندم سٹور کی ہوئی ہے یا صرف یہی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!اس کے علاوہ بھی کوئی سٹورز ہیں یا صرف یہی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر!ٹوٹل یہی تھے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!یہ غلط بتا رہے ہیں کیونکہ انہوں نے 2007 سے لے کر 2010 تک پرائیویٹ گوداموں میں بھی گندم سٹور کی تھی۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ کوئی اور نہیں ہے تو میرا کہنا یہ ہے کہ یہ غلط جواب دے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب!جواب میں 36 گوداموں کی تفصیل دی ہوئی ہے۔ کیااس کے علاوہ بھی تھے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!جی، بالکل تھے لیکن انہوں نے جو تفصیل دی ہے اس میں پرائیویٹ نہیں گورنمنٹ کے گودام ہیں جہاں انہوں نے گندم سٹور کی تھی۔ ضلع چنیوٹ میں انہوں نے پرائیویٹ گودام hire کر کے 2007 سے لے کر 2010 تک گندم سٹور کی تھی جبکہ یہ فرما رہے ہیں کہ ہم نے کسی پرائیویٹ گودام میں گندم سٹور نہیں کی۔ یہ غلط جواب دے رہے ہیں اور میرے پاس اس کے ثبوت موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا یہ 36 گودام سرکاری ہیں یا اِن میں کوئی پرائیویٹ بھی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر!باقی کے گودام سرکاری ہیں جبکہ صرف لالیاں کے گودام ضلع کونسل کی ملکیت ہیں اور اُن پر کرائے کی مد میں 3لاکھ 4 ہزار 47 روپے ادا کئے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ پرائیویٹ گودام بھی ہیں لہذا آپ پتا کر کے ابھی ہاؤس کو بتائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے بہاولپور اور ڈی جی خان ڈویژن میں جو گنجی لگائی ہوئی تھی اُس میں سیلاب اور بارشوں میں کتنی گندم خراب ہوئی، کتنی ملوں کے خلاف پرچے درج کروائے اور اُس پر سٹیٹ بنک نے کیا احکامات صادر فرمائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے یہ ضلع چنیوٹ سے متعلق سوال ہے اس لئے آپ کا ضمنی سوال بالکل غیر متعلقہ ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: چلیں، وہ پوچھ کر بتادیں باقی ہم اُن سے خود ہی پوچھ لیں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! وہ ذرا سوال کا جواب دے لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! شاہ صاحب کے اس ضمنی سوال کا اگلے سوالوں میں جواب آ جائے گا کیونکہ دو تین سوالوں کے بعد ایک سوال ہے جس میں پوری گندم کے خراب ہونے کا، نیلامی کا اور اُس کے usage کا بھی بتایا گیا ہے۔ یہ بالکل بے فکر رہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے لیکن پرائیویٹ گوداموں کے بارے میں بھی بتادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! پرائیویٹ گوداموں کے بارے میں تفصیل ابھی لے کر میں بتادوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، ابھی بتا دیجئے گا۔ جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں یہاں emphasize کرنا چاہتی ہوں کہ چند ماہ پہلے گندم کی سٹوریج کے متعلق ایک سوال آیا تھا اور گوداموں کی تعمیر کے بارے بات ہوئی تھی کہ گورنمنٹ گندم کو سٹور کرنے کے لئے اپنے گودام تعمیر کرنے کے لئے کیا کر رہی ہے تو اُس وقت حکومتی بنچوں سے on the floor of the House commitment ہوئی تھی اور یہ بیان دیا گیا تھا کہ ہم اتنے گودام کرائے پر لے رہے ہیں۔ آج جواب غلط آ رہا ہے کیونکہ یہ commitment پہلے ہی اس floor پر ہو چکی ہوئی ہے اور حکومت نے خود یہ specifically جواب دیا تھا کہ ہم اتنی گندم پرائیویٹ گوداموں میں رکھیں گے۔ جواب کی disparity میں جو کمی ہے اسے چیلنج کرنے کا اور correct کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کا سوال ہی سیاق و سباق سے ہٹ کر ہے۔ وہ تو کہہ رہے ہیں کہ ہم نے گودام کرائے پر لئے ہیں اور اُن پر انہوں نے جتنا کرایہ ادا کیا ہے وہ بھی بتا رہے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! انہوں نے پرائیویٹ گودام لئے ہیں جبکہ آج کہہ رہے ہیں کہ کوئی پرائیویٹ گودام نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ صرف چنیوٹ کی بات کر رہے ہیں اور باقی جگہوں پر انہوں نے پرائیویٹ گودام لئے ہیں۔ شاید پچھلے سوالات آپ نے سنے نہیں ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ضلع چنیوٹ میں پرائیویٹ اور سرکاری گودام ملا کر ٹوٹل کتنے گودام تھے جہاں پر انہوں نے گندم کو سٹور کیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جواب میں لکھا ہوا ہے کہ کل 36 گودام ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں پرائیویٹ گودام شامل کر کے پوچھ رہی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پرائیویٹ گوداموں کے متعلق وہ confirm کر کے ابھی بتا رہے ہیں۔ ویسے 36 گودام انہوں نے جواب میں لکھے ہوئے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں یہ بھی پوچھنا چاہتی ہوں کہ پنجاب بھر میں ترپال گودام ٹوٹل کتنے بنائے گئے تھے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو ایک نیا سوال بنتا ہے کیونکہ موجودہ سوال چنیوٹ سے متعلق ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! پچھلے سوالوں میں بھی یہی discussion چلی آ رہی ہے اس لئے یہ related to the subject ہے کہ پنجاب میں ٹوٹل کتنے نئے بنائے جانے والے گودام ہیں جہاں گندم سٹور کی جا رہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ وہ ابھی آپ کو بتاتے ہیں۔ اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: میرا سوال نمبر 7435 ہے۔ اس کا جواب پڑھ دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! جواب پڑھ دیں۔

ضلع چنیوٹ، شوگر سیس کی رقم اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*7435۔ سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع چنیوٹ میں سال2007 سے یکم اگست2010 تک شوگر سیس کے تحت کتنی رقم وصول ہوئی، یہ کس کے اکاؤنٹ میں جمع ہے؟

(ب) ان سالوں کے دوران شوگر سیس کے فنڈز سے کون کون سے منصوبے شروع کئے گئے، ان منصوبوں کے نام، تخمینہ لاگت اور مدت تکمیل بتائیں؟

(ج) ان منصوبوں کی منظوری کس کس اتھارٹی نے دی تھی؟

(د) شوگر سیس فنڈز کن کن منصوبوں پر خرچ کیا جا سکتا ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! میں اس کا جواب پڑھ دیتا ہوں۔

(الف) سال2007 سے یکم اگست2010 تک ضلع چنیوٹ میں شوگر سیس کی مد میں جمع ہونے والی رقم مع تفصیل شوگر ملز وار اکاؤنٹ درج ذیل ہے:-

ملز کا نام	وصول شدہ رقم 2007-08	وصول شدہ رقم 2008-09	وصول شدہ رقم 2009-10
مدینہ شوگر ملز	1,72,99,499	1,69,88,947	1,72,83,462

جناب ڈپٹی سپیکر: حسن مرتضیٰ صاحب! ویسے آپ اس کا جواب پڑھوانا کیوں چاہ رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! اگر سارا جواب پڑھنا ہے تو کوئی حرج نہیں، میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مغل صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ یہ ایسے ہی شغل کر رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

(الف) سال2007 سے یکم اگست2010 تک ضلع چنیوٹ میں شوگر سیس کی مد میں جمع ہونے والی رقم مع تفصیل شوگر ملز وار اکاؤنٹ درج ذیل ہے:-

ملز کا نام	وصول شدہ رقم 2007-08	وصول شدہ رقم 2008-09	وصول شدہ رقم 2009-10
مدینہ شوگر ملز	1,72,99,499/-	1,69,88,947/-	1,72,83,462/-
رمضان شوگر ملز	1,39,23,428/-	1,41,13,188/-	1,38,68,974/-
سفینہ شوگر ملز	85,19,684/-	1,27,04,003/-	1,37,15,418/-
میزان	3,97,42,611/-	4,38,061,138/-	4,48,67,854/-

شوگر سیس کے تحت وصول ہونے والی رقم نیشنل بنک کے اکاؤنٹ نمبر11212 G جس کا عنوان"Sugarcane Development Cess" ہے، میں جمع ہوتی ہے۔

(ب) چونکہ یکم جولائی2007 سے پہلے چنیوٹ ضلع جھنگ کی تحصیل تھی لہذا مندرجہ ذیل دو سکیموں کے لئے یکم اگست2010 میں فنڈز جاری کئے گئے جو ڈی سی او جھنگ نے منظور کی تھی جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام منصوبہ جات	تخمینہ لاگت	اخراجات جو ضلع جھنگ نے ادا کئے	ضلع چنیوٹ سے جاری کئے گئے فنڈز	کیفیت
1	تعمیر سڑک رجوعہ تا کوٹ اسماعیل براستہ گنجوان (لمبائی1.21 کلومیٹر)	2.694ملین	1.347ملین	1.347ملین	کام مکمل ہو چکا ہے۔
2	مرمت سڑک جامعہ آباد سے خان دا کوٹ (لمبائی8 کلومیٹر)	17.164ملین	12.00ملین	5.164ملین	کام مکمل ہو چکا ہے۔

(ج) ان منصوبہ جات کی منظوری ڈی سی او جھنگ نے دی تھی۔

(د) پنجاب فنانس ایکٹ1964 کے سیکشن(4)12 اور شوگر سیس رولز1964 کے رول(4)8 کے مطابق شوگر سیس کی رقم جن منصوبہ جات پر خرچ کی جا سکتی ہے اس کی تفصیل منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو شوگر سیس کمیٹی بنائی گئی تھی اُس میں کون کون لوگ ہیں اور اُس کمیٹی میں ممبر بننے کے لئے کون کون لوگ eligible ہیں، اس کے علاوہ یہ بھی بتادیں کہ کتنے منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے منصوبوں پر کام جاری ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! شوگر سیس کمیٹی کے ممبران کے بارے میں حسن مرتضیٰ صاحب نے پوچھا ہے تو کمشنر، ڈی سی او، مل کے نمائندے اور متعلقہ growers کے نمائندوں پر مشتمل ایک کمیٹی بنتی ہے اور وہ منصوبہ جات کو recommend کرتی ہے جس کو ڈی سی او منظور کرتا ہے اور اس کے اکاؤنٹ کو upgrade کرنے کی اتھارٹی بھی ڈی سی او کے پاس ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب نے notify کیا تھا کہ جس ممبر کے حلقے میں مل ہو گی وہ اُس کمیٹی کا ممبر ہو گا جس کے نوٹیفکیشن کی کاپی میرے پاس موجود ہے اور میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو دے دیتا ہوں۔ کیا آج تک اُس پر کسی نے عمل کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ نوٹیفکیشن آپ نے دیا ہی نہیں ہو گا اور اپنے پاس ہی رکھ لیا ہو گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہوں نے پورے پنجاب کے لئے notify کیا تھا جو پنجاب کے تمام ڈی سی او صاحبان کو تقسیم کر دیا گیا تھا اور مجھے اُس کی کاپی ڈی سی او آفس سے ہی ملی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مغل صاحب! اگر ایم پی ایز کو بطور ممبر رکھا گیا ہے تو آپ اس پر وضاحت کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! جس ممبر کے حلقے میں مل واقع ہو، وہ اُس شوگر سیس کمیٹی کا ممبر ہوتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرے حلقے میں دو ملیں ہیں مگر مجھے بلایا جاتا ہے اور نہ ہی پوچھا جاتا ہے۔

وزیر اوقاف و مذہبی امور (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ تو اپوزیشن میں ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ابھی ایک منسٹر نے جو جواب on the floor دیا ہے اور آپ نے بھی سنا ہے اس پر آپ ruling دے دیں کہ کیا ہم اپوزیشن والوں کو یہ برابر کا ممبر نہیں سمجھتے اور کیا شوگر سیس پر ہمارا حق نہیں ہے؟ اپوزیشن میں ہونے کی وجہ سے ہی ہمیں neglect کیا جاتا ہے، ہمارے لوگوں کو نوکریاں نہیں دی جاتیں اور ہمارے حلقوں میں ترقیاتی کام نہیں کروائے جاتے یہاں تک کہ میں نے آج دیکھا ہے کہ اس اسمبلی کے اندر داخل ہونے والے ڈی آئی جی کو لوگ salute مار رہے تھے اور اُنہیں پروٹوکول دیا جا رہا تھا مگر جب ہم اُن کے دفاتر میں جاتے ہیں تو وہاں ہماری گاڑیوں کی ڈگیوں کی تلاشیاں ہوتی ہیں اور بونٹ کھول کر چیک کئے جاتے ہیں۔ آج یہاں پر ایک وزیر نے اپوزیشن ممبران کو جس انداز میں ہاؤس میں بیان کیا ہے مجھے اُس پر شرم آ رہی ہے لہذا میں اُس پر احتجاجاً واک آؤٹ کر رہا ہوں۔

(اس مرحلہ پر سید حسن مرتضیٰ احتجاجاً واک آؤٹ کر گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: احسان الدین قریشی صاحب! اب آپ ہی جا کر شاہ صاحب کو منا کر لائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں بھی ساتھ جاؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈھلوں صاحب! آپ بھی ساتھ جائیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!۔۔۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نولاٹیا صاحب! پہلے چنیوٹی صاحب کو میں نے کہا تھا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ نے مجھے floor دے دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چنیوٹی صاحب! ان کے بعد آپ بات کر لیجئے گا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جز (الف) میں یہ رقم بتائی گئی ہے کہ مختلف ملوں سے تین کروڑ 97 لاکھ روپے روڈ سیس ایک سال میں اکٹھا ہوا ہے اور 09-2008 میں چار کروڑ 38 لاکھ روپے جبکہ 10-2009 میں چار کروڑ 48 روپے ہیں تو میری پہلی گزارش یہ ہے کہ اسے چیک کر لیں کہ جو طے شدہ rate ہے اس کے مطابق ملوں والے صرف دس فیصد دیتے ہیں باقی 90 فیصد چوری ہو رہی ہے اور میں نشاندہی کر رہا ہوں کہ محکمہ اس پر توجہ دے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (د) میں لکھا ہے کہ "شوگر سیس فنڈز کن کن منصوبوں پر خرچ کیا جا سکتا ہے، تفصیل فراہم کریں۔" اس کے جواب میں انہوں نے بتایا ہے کہ "Punjab Financial Act 1964 کے سیکشن 12(4) کے تحت بتاتے ہیں کہ یہ دو مدات میں خرچ کیا جا سکتا ہے جس میں ایک تو علاقے کی roads کی maintenance پر اور میں دوسرے سیکشن کی طرف توجہ دلا کر یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ research and development on the sugarcane in the Province مجھے پارلیمانی سیکرٹری موصوف صرف یہ بتا دیں کہ اکٹھی ہونے والی چار کروڑ، ساڑھے چار کروڑ اور پانچ کروڑ میں سے کتنی رقم شوگر کین کی ریسرچ پر خرچ کی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! یہ رقم ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ پر شاید اس طرح نہیں جس طرح کا معزز ممبر کا خیال ہے۔ improvement، maintenance اور

نئے road کی construction پر نہیں بلکہ جو roads ملوں کو جاتے ہیں، ان roads پر خاص طور پر priority کی بنیاد پر خرچ کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے ریسرچ پر کم خرچ کیا ہے اور ڈویلپمنٹ پر زیادہ۔ اب اس میں یہ تو نہیں لکھا ہوا کہ اتنے فیصد ریسرچ پر خرچ ہونی ہے اور اتنے فیصد ڈویلپمنٹ پر خرچ ہونی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! مجھے صرف یہ بتادیں کہ ریسرچ پر کتنا خرچ کیا ہے؟ میرے خیال میں تو ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! الگ سے یہ مد کوئی نہیں ہے جس پر بتا سکوں کہ ریسرچ پر اتنا اور ڈویلپمنٹ پر اتنا خرچ ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے جی، اس پر کوئی hard and fast rule نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر سید حسن مرتضیٰ واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں تشریف لے آئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: حسن مرتضیٰ صاحب کو ایوان میں تشریف لانے پر خوش آمدید کہتے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! دراصل جواب یہ ہے کہ ریسرچ پر اس میں سے کوئی رقم خرچ نہیں ہوئی اور یہ فرمارہے ہیں کہ ہم نے کی ہے تو بتائیں کہ کتنی کیا ہے، ایک روپیہ کیا ہے یا ایک کروڑ روپے کیا ہے؟ یا پھر یہ مان لیں کہ ہم نے خرچ نہیں کیا۔ دو باتیں ہیں یہ کہیں کہ ہم نے ریسرچ پر کوئی رقم خرچ نہیں کیا اور اگر کی ہے تو وہ رقم بتادیں۔ ہماری گزارش ہے کہ آئندہ اس رقم کو شوگر کین کی ریسرچ پر خرچ کیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ انہوں نے بڑا واضح جواب دے دیا ہے اور اس میں یہ بتا بھی دیا ہے کہ کوئی hard and fast rule نہیں ہے۔ اس کے اندر اتنا خرچ ریسرچ پر نہیں ہوا، ڈویلپمنٹ پر زیادہ ہوا ہے جس کے متعلق انہوں نے بتادیا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: شکریہ، جناب سپیکر! اس سوال کے جز (الف) میں کہا گیا ہے کہ "یہ تین ملوں سے تقریباً 35 ملین روپے شوگر سیس میں آیا ہے" اس ضمن میں میرا سوال بالکل سب سے آخر میں

ہے اور میں اس لئے کھڑا ہوا ہوں کہ کہتے ہیں کہ "جادھیئے راوی، نہ کوئی آوی نہ کوئی جاوی"۔ میرا سوال بالکل آخر میں ہے جہاں ہم نے پہنچنا ہے اور نہ اس کا کوئی جواب آنا ہے۔ میرے اسی سوال میں انہوں نے بتایا ہے کہ اس ضمن میں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کس سوال میں بتایا ہے؟

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! سید حسن مرتضیٰ شاہ صاحب کے سوال کے جواب میں بتا رہے ہیں کہ 35 ملین روپے شوگر سیس میں اکٹھا ہوا ہے اور میرے سوال کے جواب میں انہوں نے بتایا ہے کہ 95 ملین روپے اکٹھا ہوا ہے۔ کہاں 35 ملین روپے اور کہاں 95 ملین روپے اور دوسری بات یہ ہے کہ یہاں انہوں نے اخراجات میں بتایا ہے کہ تقریباً 22 ملین روپے کی سڑکیں بنائی ہیں اور 92 ملین روپیہ اکٹھا ہوا ہے۔ مزید کہتے ہیں کہ کام بھی مکمل کر دیا گیا ہے تو 92 ملین روپے اکٹھے ہوئے ہیں اور کام 22 ملین روپے میں ہو گیا ہے تو باقی 70 ملین روپے کہاں گئے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! حسن مرتضیٰ صاحب کا سوال صرف چنیوٹ ضلع کے بارے میں تھا جہاں تین شوگر ملیں ہیں جن میں مدینہ شوگر ملز، رمضان شوگر ملز اور سفینہ شوگر ملز کی سیس کے بارے میں یہاں پر figures دیئے گئے ہیں اور ان کے بارے میں محترم نے پوچھا تھا کہ کہاں کہاں خرچ ہوتا ہے۔ آپ نے بھی وضاحت فرما دی کہ hard and fast کوئی rule نہیں کہ اس پر اتنا خرچ ہو گا اور اس سے آگے اور پیچھے نہیں جا سکتے۔ ڈویلپمنٹ کے اوپر اور باقی نئے پلوں کی تعمیر، سڑکوں کی maintenance ہے، ان کی widening اور improvement ہے۔ خاص طور پر ملوں کو جانے والی سڑکوں پر خرچ کیا جاتا ہے۔ 45 یا 95 ملین روپے کے بارے میں میرے علم میں کوئی بات نہیں آئی کہ یہ بتا سکوں کہ یہ کہاں گیا۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میرے سوال میں یہ بتایا گیا ہے اور وہاں انہوں نے یہ figures لکھے ہوئے ہیں تو یہ بھی پڑھ لیں اور وہ بھی پڑھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال ملک اختر حسین نول صاحب کا ہے۔

وزیر اوقاف و مذہبی امور (حاجی احسان الدین قریشی): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر اوقاف و مذہبی امور (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں حسن مرتضیٰ صاحب کو منالایا ہوں۔ان کا اور ہمارا مذاق تھا لیکن میں نہیں سمجھتا تھا کہ وہ اتنا برا منا جائیں گے حالانکہ حقیقت کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے اور کسی اپوزیشن یا اقتدار کی بات نہیں ہے۔ جو ممبر جہاں ہے وہ ہر معاملے میں اسی طرح ہے۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، تشریف رکھیں۔آپ اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر بعد میں بات کریں۔ کل صبح بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں ان تمام معاملات کو دیکھنے کے لئے اجلاس ہے۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں چند لوگوں کو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ آپ کے سربراہان ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ہمارے سربراہ اللہ تعالیٰ اور جناب آصف علی زرداری ہیں۔ میں یہاں اس اسمبلی بزنس میں برابر کا ممبر ہوں اور بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں چار آدمی بیٹھ کر فیصلہ کرتے ہیں جس سے میں اتفاق نہیں کرتا۔ میرا استحقاق ہے اور میں نے بات کرنی ہے۔آج ایک حکومتی رویہ سامنے آیا ہے اور انہوں نے یہ دل کی بات کہی ہے۔ ہمارے ساتھ ہمارے حلقوں میں زیادتی ہو رہی ہے اور میرے ساتھ بیٹھے ہوئے سارے ممبران۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! سوالوں کے وقفہ کے دوران آپ کی بات بنتی تھی اور نہ اب بنتی ہے لیکن جیسے ہی وقفہ سوالات ختم ہو گا تو آپ۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وقفہ سوالات کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا اور وقفہ سوالات کے بعد میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دوں گا اس لئے آپ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ نے مجھے وقت نہیں دینا کیونکہ آپ نے مجھے خود کہا ہے کہ میں چند باتیں نہ کرنے کے لئے کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔جی، لنگڑیال صاحب!

ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال: جناب سپیکر! on his behalf سوال کا نمبر 7615 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے ملک اختر حسین نول کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع قصور۔شوگر ملز مالکان کے ذمہ کسانوں کی رقم کی ادائیگی کا معاملہ

*7615: **ملک اختر حسین نول:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع قصور میں کل کتنی شوگر ملز ہیں یہ کہاں کہاں واقع ہیں، مل مالکان کے نام و پتا جات سے آگاہ کریں؟

(ب) ان شوگر ملز نے سال 2005 تا 2009 کتنا گنا خرید کیا، تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ مل وار مہیا فرمائی جائے؟

(ج) سال 2009 میں خریدے گئے گنے کی کتنی رقم کسانوں کو ادا کی گئی اور ابھی تک کتنے کسانوں کو رقم ادا نہ کی گئی ہے ان کسانوں کے نام، پتا جات اور رقم بتائی جائے؟

(د) جن ملوں نے ابھی تک کسانوں کو ان کی رقم ادا نہ کی ہے ان ملز کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی اور کب تک غریب کسانوں کو رقم ادا کر دی جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):

(الف) ضلع قصور میں مندرجہ ذیل تین شوگر ملز ہیں جن کے کوائف درج ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	ملز کا نام	نام و پتا مل مالک
1	پتوکی شوگر ملز ملتان روڈ تحصیل پتوکی ضلع قصور	میاں محمد اسلم ساکن ڈیفنس لاہور
2	برادرز شوگر ملز چونیاں روڈ تحصیل چونیاں ضلع قصور	میاں محمد اسلم ساکن ڈیفنس لاہور
3	مکہ شوگر ملز چک نمبر 65 مانگا روڈ تحصیل کوٹ رادھا کشن، ضلع قصور	ریاض قدیر بٹ ساکن ڈیفنس لاہور

(ب) ضلع قصور کی شوگر ملز نے دوران 2005 تا 2009 میں مندرجہ ذیل مقدار میں گنا خرید کیا۔

نمبر شمار	شوگر ملز	مقدار خرید کردہ گنا (میٹرک ٹن)
1	پتوکی شوگر ملز	29,82,458.786/- میٹرک ٹن
2	برادرز شوگر ملز	30,89,531.070/- میٹرک ٹن
3	مکہ شوگر ملز	20,64,248.418/- میٹرک ٹن

(ج) ضلع قصور کے کسانوں کو سال2009 میں شوگر ملز نے حسب ذیل رقم کی ادائیگی کی ہے:-

نمبر شمار	شوگر ملز	کل مقدار خرید کردہ گنا	کل رقم واجب الادا	کل ادا شدہ رقم	بقایا ادائیگی
1	پتوکی شوگر ملز	M.T 529221.697	Rs.2,602,832,322	Rs.2,602,832,322	Nil
2	برادرز شوگر ملز	395647.708	2,059,280,850	2,059,280,850	Nil
3	کمہ شوگر ملز	79673.382	199,183,455	199,183,455	Nil
	میزان	1004542.787/-	4,861,296,627/-	4,861,296,627/-	Nil

(د) شوگر ملز کے ذمہ کوئی رقم بقایا نہ ہے۔

ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال: جناب سپیکر! جز(د) کے بارے میں عرض کرنا چاہوں گا اس کا جواب ہے "شوگر ملز کے بارے میں کوئی رقم بقایا نہ ہے۔" یہ جواب درست نہ ہے کیونکہ شوگر ملوں نے ایک routine بنائی ہوئی ہے کہ کاشتکاروں سے جو بھی گنا خریدا جاتا ہے اس کی net payment نہیں کرتے بلکہ درمیان میں ٹھیکیدار وغیرہ ان کی رقم دو دو، تین تین اور چار چار سال ادا نہیں کرتے جس کی وجہ سے کسان بہت پریشان ہیں اور گنے کی کاشت بھی پہلے کی نسبت بہت کم ہو گئی ہے۔ میں یہ دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ جواب درست نہیں ہے کیونکہ کوئی رقم ادا نہیں کی جاتی اور ان لوگوں نے routine بنائی ہوئی ہے جبکہ رقم کے بدلے میں چینی انہیں مہنگے داموں دیتے ہیں جس کا سارا اثر کسانوں پر پڑتا ہے اس لئے میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس بارے میں یہ تصدیق کریں کہ آیا تمام شوگر ملوں نے payment دے دی ہے یا ابھی تک نہیں دی؟ اور اس پر سختی سے عملدرآمد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں بالکل specific بات کروں گا اور میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جواب میں کہا گیا ہے کہ "شوگر ملز کے ذمہ کوئی رقم واجب الادا نہ ہے" اور اوپر ایک reconciliation chart دیا ہے جو آپ نے بھی دیکھا ہے۔ اول تو یہ قرب قیامت کی نشانی ہے کہ اگر ان ملوں کے ذمہ کوئی رقم نہ ہے۔ اب میں یہ بات پوچھنا چاہوں گا کہ گنے کی delivery کے کتنے عرصے بعد یہ ادائیگی کی گئی؟ مجھے سب معلوم ہے کہ کتنے پیسے ابھی بھی واجب الادا ہیں اور جنوری 2011 میں یہ کہا جا رہا ہے کہ کوئی رقم واجب الادا نہ ہے۔ میرا محترم پارلیمانی سیکرٹری سے سوال ہے کہ گنے کی

delivery کے کتنے دن بعد یہ رقم ان کو دی گئی؟ جبکہ میں بالکل ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ ان کو آج تک بھی رقمیں نہیں دی گئیں اور 2010 کی رقمیں بھی due ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! اب تک کے اعداد و شمار کے مطابق 99.95 فیصد رقوم ادا ہو چکی ہیں۔ پچھلے سال کی ایک رقم جو عبداللہ شوگر مل کے نام پر تھی اس میں سے بھی کافی recovery ہو گئی ہے۔ اگر مجھے figure کی کوئی غلطی نہ لگے تو تقریباً 67 ہزار روپے بقایا ہیں۔ جو کیس litigation میں چلا جائے اس پر ہم discuss نہیں کرتے اور نہ ہی چھیڑتے ہیں جب تک کہ اس کا فیصلہ نہ ہو جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس پر کمیٹی بنا دیں اگر میں اپنی بات ثابت نہ کر سکا تو آپ مجھے جوہر جانہ کہیں گے میں وہ ادا کروں گا۔ میں جو بات کر رہا ہوں پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کا جواب دیں۔ فرض کریں کہ میں نے ایک ہزار من گنا آج دیا تو مجھے اس کی ادائیگی کتنے دن میں ہونی چاہئے تھی؟ ان کا کوئی hard and fast rule ہے کہ یہ ملوں کو کہیں کہ تمہیں یہ گنا مل گیا ہے اور تم اتنے دنوں میں اس رقم کی ادائیگی کرو گے؟ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ مل والے post dated cheque دیتے ہیں اور وہ بھی سال سال، ڈیڑھ ڈیڑھ سال گزار کر۔ میں صرف اتنا پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ملوں کو کوئی binding ہے کہ انہوں نے اگر آج گنا لیا ہے تو وہ سات دن بعد، پندرہ دن بعد payment کریں، یہ مجھے بتائیں کہ کتنے دن بعد payment ہوئی ہے؟ ہم ایک لمحے کے لئے مان لیتے ہیں کہ ان کے ملوں کے ذمہ کوئی واجب الادا رقم نہیں ہے لیکن میں یہ پوچھتا ہوں کہ کسان کو کتنے دن بعد ادائیگی ہوتی ہے؟ کیونکہ دو دو سال تک تو یہاں جواب نہیں آتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! کسان کو پندرہ دن کے اندر payment ہو جاتی ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں نہایت اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اکبر صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! شیخ صاحب نے جو point raise کیا ہے یہ نہایت ہی سنجیدہ ہے۔ گنے کی payment سے کسان بہت effect ہوتا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ سو فیصد ادائیگی ہو گئی ہے لیکن شیخ صاحب کی بات بالکل صحیح ہے کہ وہ اگلے سیزن تک payment کرتے ہیں۔ میں آج دعوے سے کہہ سکتا ہوں ہمارے ضلع میں کافی ملیں ہیں اور ابھی تک 2009 کی payment بقایا ہے۔ میری گورنمنٹ سے یہ گزارش ہے کہ اس پر کوئی سنجیدہ ایکشن لیں اور ملوں کو binding کریں کہ جب وہ لوگ کسانوں سے گنا لے لیتے ہیں تو کم از کم اسی سیزن میں تو پیسے دے دیں۔ شیخ صاحب جو بات کر رہے ہیں یہ نہایت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ کسانوں سے گنا لینے کے بعد انہیں payment نہیں کی جاتی ہم خود ہر روز یہ باتیں face کر رہے ہیں۔ پچھلے دنوں ایک کاشتکار کے تین کروڑ روپے رہتے تھے جب ہم نے ان کے خلاف ایف آئی آر کا کہا تو پھر انہوں نے ہمارے ساتھ بیٹھ کر agreement کیا کہ اتنی رقم چھ مہینے میں اور اتنی رقم دو مہینے میں دے دیں گے اس لئے میری پارلیمانی سیکرٹری کی وساطت سے گورنمنٹ کو submission ہے کہ یہ نہایت سنجیدہ معاملہ ہے اس لئے اس پر کوئی بات طے ہو جائے تاکہ کسانوں کو اُسی سیزن میں تو پیسے مل جائیں کیونکہ انہیں دو دو سیزن کے بعد پیسے ملتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنے دوستوں کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے بہت دیانتداری کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ شوگر مل والے کاشتکاروں کے ساتھ اتنی زیادتی کر رہے ہیں کہ میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ میری request پر پچھلے سال پنجاب حکومت نے FACTO شوگر ملز کے خلاف پرچہ درج کروایا۔ وہ مل ڈیڑھ ارب روپے کی defaulter تھی اور اس نے کاشتکاروں کے پیسے دینے تھے۔ جب ان کا GM جیل میں گیا تب ان لوگوں نے پانچ پانچ، سات سات سال کے بقایا جات واپس کئے لیکن اس کے باوجود بھی دو سال کا 15 کروڑ روپیہ بقایا ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس کے لئے ایک ایسا mechanism بنایا جائے جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کاشتکار کے فائدے کے لئے ہو کیونکہ کاشتکار voiceless community ہے اور اس کی بات سننے والا کوئی نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مستی خیل صاحب! آپ ماشاء اللہ بڑے سمجھ دار ہیں، میں سمجھ رہا تھا کہ شاید کوئی ضمنی سوال ہو گا۔ جیسے ہی یہ question hour ختم ہوتا ہے میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر دوں گا آپ اس پر بات کر لیجئے گا۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔جی، راجہ ریاض صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ کل یا پرسوں رانا ثناء اللہ صاحب کہہ رہے تھے کہ 99 فیصد لوگوں کو payment مل گئی ہے۔ یہ بالکل غلط figure ہے آپ پورے ہاؤس سے پوچھ لیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس پر اس ہاؤس کی ایک کمیٹی تشکیل دیں کیونکہ Cane Commissioner حکومت کو بالکل غلط اعداد و شمار دے رہا ہے۔ اصل حقائق یہ ہیں کہ پچھلے سال کے پیسے بھی رہتے ہیں، اکتوبر سے ملیں چل رہی ہیں اور اب دسمبر آگیا ہے لیکن موقع پر کسی کو پیسے نہیں دیئے جا رہے۔ میں نے کل جا کر چیک کیا ہے کہ جو اکتوبر میں گنا گیا تھا ابھی تک اس کے پیسے نہیں ملے اس لئے آپ پنجاب کے زمینداروں کے ساتھ مہربانی کریں اور ان کے ساتھ یہ ظلم نہ کریں۔ ویسے ہی اس حکومت نے پنجاب کا بیڑا غرق کیا ہوا ہے۔ کاشتکاروں کی جو ایک سال کی فصل ہے، اس فصل کے پیسے اور پچھلے سال کے پیسے ابھی تک نہیں ملے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس کو انتہائی serious لیں کیونکہ یہ ایک آدمی کا مسئلہ نہیں بلکہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔ وہ لوگ ہماری طرف دیکھ رہے ہیں اس لئے اس کو serious لیتے ہوئے اس پر کوئی کمیٹی تشکیل دیں۔ آپ اپنی سربراہی میں کمیٹی بنالیں اور ہم آپ کو ثبوت دیں گے کہ نہ وہ کاشتکاروں کو پیسے دے رہے ہیں بلکہ حکومت کو غلط اعداد و شمار دے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! میرا خیال ہے کہ پہلے اس پر جواب آجائے کل چونکہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی ہے، ویسے بھی پنجاب کے کاشتکاروں کے حقوق کا تحفظ اس اسمبلی اور ہم سب نے مل کر کرنا ہے اس لئے ہم کل بیٹھ کر اس پر کمیٹی بھی بنادیں گے۔ جی، مغل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! راجہ صاحب نے بڑی صاف بات کی ہے۔ جو جو cases اُن کے نوٹس میں ہیں وہ تمام ہمارے نوٹس میں لے آئیں ہم انشاء اللہ اس کی انکوائری کر کے پتا کرالیں گے اور اس کو دیکھ لیں گے کہ payment کا کیا طریق کار طے کیا جا سکتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ایک بات عرض کروں گا۔ بڑی معمولی سی بات ہے، کسانوں کا ایک لمحے میں مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! پہلے ان کی عرض تو پوری سن لیتے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا!یہ راجہ صاحب سے پوچھ رہے ہیں حالانکہ یہ تو اِن کا کام ہے کہ اس کو دیکھیں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جو جواب میں reconciliation چارٹ دیا گیا ہے خدا کی قسم اس طرح کا چارٹ آپ کے گھر کا خانساما نہیں بنا سکتا۔اس کو ہزار روپے دے کر دیکھیں شام کو دس پندرہ روپے اوپر ہو جائیں گے یا نیچے ہو جائیں گے لیکن یہاں اِس کو زیرو زیرو کر کے برابر کر دیا۔ مجھے بتائیں کہ دنیا کا کوئی آڈٹ اس کو مانے گا؟ دوسری بات یہ ہے کہ کیا ان سے inland LC نہیں بن سکتی؟ میں حکومت سے یہ پوچھتا ہوں اور میں نے پہلے بھی یہ بات کہی تھی کہ وہاں ایک بنک window بنا دی جائے، جس کسان کا گنا آتا ہے اس کو inland LC قرار دے دیا جائے payable within 15 days or 30 days. تو کیا یہ مشکل کام ہے؟ مجھے پتا ہے کہ یہ کیوں نہیں ہوتا۔ میں ان کے منہ سے سننا چاہتا ہوں کہ کیوں نہیں ہوتا۔ خدا کی قسم کسان ڈیروں پر آ کر روتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: شکریہ۔ جناب سپیکر!میں پارلیمانی سیکرٹری سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ payment کا ایک duration دیا جاتا ہے کیا یہ اس طرح کی قانون سازی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جس کے مطابق ایک خاص مدت کے اندر within 30 days ان کو ڈرافٹ یا Pay Order دے دیا جائے اور وہ بنک سے جا کر اپنی رقم کریڈٹ کروالیں، کیا اس طرح کی قانون سازی کا پنجاب حکومت ارادہ رکھتی ہے اور یہ قانون کب تک بنا دیا جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ اس پر پرائیویٹ بل بھی لا سکتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: اگر حکومت پنجاب کر دے گی تو ان کی نیک نامی ہو گی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!اس پر کمیٹی بنا دی جائے۔ کیا یہاں کمیٹیاں نہیں بنائی جاتیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نولاٹیا صاحب!اس طرح نہ کریں صبح جب بیٹھیں گے پھر بنا دیں گے اب کیا ایک دم بیٹھے کمیٹی بنا دیں؟ آپ کا ممبر بات کر رہا ہے decorum کا تو خیال رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: کیا یہاں کمیٹیاں نہیں بنتیں، کیا یہاں فیصلے نہیں ہوتے اور یہ یہاں کی روایت نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ہماری روایت کا یہ حال ہو گیا ہے کہ ایک ممبر بات کر رہا ہوتا ہے اور دوسرا ممبر کھڑا ہو کر بات کرنا شروع کر دیتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! یہ پرائیویٹ ممبرز ڈے پر بھی لایا جا سکتا ہے لیکن اگر حکومت پنجاب کر دے تو یہ expedite ہو جائے گا ورنہ اس کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیں گے کہ اپوزیشن کریڈٹ لے لے گی۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ حکومت پنجاب اس اچھے کام کا کریڈٹ لے کر کسانوں کی دعا لے۔ اگر یہ قانون سازی اسی سیشن کے اندر کرتے ہیں تو ہم ان کے ساتھ پورا تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے صرف ایک بات clear کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر شوگر کین کی payment کے بارے میں بات ہو رہی تھی جب شوگر ملوں نے اپنے crushing season کا آغاز کرنا تھا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ تاریخ میں پہلی دفعہ ہوا ہے کہ جب تک ان ملوں نے سابقہ بقایاجات ادا نہیں کئے تب تک ان کو crushing کی اجازت نہیں دی گئی۔ اسی سلسلے میں سرگودھا کے علاقے میں 43 پرچے کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ دو شوگر ملز جن میں نیشنل شوگر مل اور چشتیاں شوگر مل ہیں ان دونوں کو باقاعدہ سیل بھی کیا گیا اس کے باوجود بھی یقیناً یہاں سے کچھ لوگوں نے بات کی ہے اگر ان کے علم میں کوئی ایسی بات ہے تو محکمہ کو بتائیں یا ہمارے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو یہ convey کریں۔ ہم پنجاب حکومت کی طرف سے یقین دلاتے ہیں کہ جیسے اس دفعہ steps اٹھائے گئے اس سے پہلے نہیں اٹھائے گئے تھے۔ انشاء اللہ ہم اس مسئلہ کو بھی حل کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع فیصل آباد۔گندم کی خرید کے لئے رقم کی فراہمی ودیگر تفصیلات

*6819: خواجہ محمد اسلام: کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں موجودہ سیزن (اپریل 2010) میں گندم کی خرید کے لئے کتنی رقم فراہم کی گئی ہے؟

(ب) اس سیزن کے لئے کتنا باردانہ فراہم کیا گیا ہے؟

(ج) اس ضلع میں کتنے مستقل اور کتنے عارضی مرکز خرید گندم بنائے گئے ہیں؟

(د) ان پر کتنا عملہ تعینات کیا گیا ہے؟

(ہ) اس ضلع کا گندم کی خرید کا کل ٹارگٹ کتنا مقرر کیا گیا ہے؟

(و) ان مراکز پر گندم لانے والوں کے لئے کیا کیا سہولیات فراہم کی گئی ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) دوران خرید سکیم 11-2010 میں گندم خریدنے کے لئے جو رقم فراہم کی گئی اس کی سنٹر وار تفصیل حسب ذیل ہے:۔

سیریل نمبر	نام مرکز خرید گندم	ٹارگٹ (میٹرک ٹن)	تفویض کردہ گندم (روپے)
1	سیٹ III فیصل آباد	13000	309725000
2	دارالاحسان	6000	142950000
3	سر شمیر روڈ	7000	166775000
4	جڑانوالہ	20000	476500000
5	بچیانہ	7000	166775000
6	روڈالہ روڈ	4000	95300000
7	جھوک دتہ	7000	166775000
8	سمندری	11000	262075000
9	تاندلیانوالہ	17000	405025000
10	کنجوانی	11000	262075000
11	ماموں کانجن	46000	1095950000

(ب) دوران خرید گندم سکیم 11-2010 کے لئے ضلع فیصل آباد پر سنٹر وار جو باردانہ فراہم کیا گیا تھا اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نام سنٹر	جیوٹ	پول پراپلین 100 کلوگرام	کل تعداد (بوری)
سیٹ III فیصل آباد	13915	101848	115763
دارالاحسان	32155	33000	65155
سرشمیر روڈ	46158	38500	84658
جڑانوالہ	128843	105390	234233
بچیانہ	30260	44601	74861
روڑالہ روڈ	24150	22000	46150
جھوک دتہ	35451	38500	73951
سمندری	65801	79578	145379
تاندلیانوالہ	87442	98215	185657
کنجوانی	41174	80836	122010
ماموں کانجن	227837	223278	451115
ٹوٹل	733186	865746	1598932

(ج) دوران خرید گندم سکیم 11-2010 میں ضلع فیصل آباد میں گیارہ مراکز خرید گندم بنائے گئے تھے۔تمام مراکز مستقل تھے اور ضلع فیصل آباد میں کوئی عارضی مرکز خرید گندم نہ بنایا گیا تھا مراکز خرید گندم کے نام یہ تھے۔

سیریل نمبر	نام مرکز خرید گندم ضلع فیصل آباد
1	سیٹ III فیصل آباد
2	دارالاحسان
3	سرشمیر روڈ
4	جڑانوالہ
5	بچیانہ
6	روڑالہ روڈ
7	جھوک دتہ
8	سمندری
9	تاندلیانوالہ
10	کنجوانی
11	ماموں کانجن

(د) مراکز خرید گندم پر خریداری کے لئے جو عملہ تعینات کیا گیا تھا اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

سیریل نمبر	نام مرکز خرید گندم	نام متعین عملہ
1	سیٹ III فیصل آباد	1-مسٹر انتصار ضمیر اسلم، اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر 2-مسٹر شہباز احمد، فوڈ گرین انسپکٹر
2	دارالاحسان	1-مسٹر رائے احمد حیات، فوڈ گرین انسپکٹر 2-مسٹر جاوید ہاشمی، فوڈ گرین سپر وائزر
3	سر شمیر روڈ	1-مسٹر محمد جمیل، فوڈ گرین انسپکٹر، 2-مسٹر محمد عامر، فوڈ گرین سپر وائزر
4	جڑانوالہ	1-مسٹر نذیر احمد، اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر، 2-مسٹر جاوید اختر، فوڈ گرین انسپکٹر، 3-مسٹر مشتاق احمد، فوڈ گرین انسپکٹر
5	بچیانہ	1-مسٹر عثمان احمد، فوڈ گرین انسپکٹر، 2-مسٹر ذیشان افضل فوڈ گرین سپر وائزر
6	روڈالہ روڈ	1-مسٹر نذیر احمد، اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر، 2-مسٹر محمد محسن، فوڈ گرین انسپکٹر
7	جھوک دتہ	1-مسٹر محمد اکرم، فوڈ گرین انسپکٹر 2-مسٹر محمد اشفاق، فوڈ گرین انسپکٹر
8	سمندری	1-رانا محمد حنیف، اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر 2-مسٹر فضل حق، فوڈ گرین انسپکٹر 3-مسٹر محمد زاہد، فوڈ گرین سپر وائزر
9	تاندلیانوالہ	1-مسٹر ذوالفقار علی، فوڈ گرین انسپکٹر 2-مسٹر محمد اسلم، فوڈ گرین سپر وائزر
10	کنجوانی	1-رانا محمد حنیف، اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر 2-مسٹر محمد وارث، فوڈ گرین سپر وائزر
11	ماموں کانجن	1-خواجہ محمد نوید، اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر 2-مسٹر پرویز اختر، فوڈ گرین انسپکٹر 3-مسٹر فرحت محمود، فوڈ گرین انسپکٹر 4-مسٹر محمد شفیق، فوڈ گرین انسپکٹر

(ہ) ضلع فیصل آباد کا دوران خرید گندم سکیم 11-2010 میں ابتدائی ہدف خرید گندم 149000 میٹرک ٹن مقرر کیا تھا جسے بعد میں بڑھا کر 151000 میٹرک ٹن کر دیا گیا تھا۔

(و) ضلع فیصل آباد میں کاشتکار بھائیوں کی سہولت کے لئے متعلقہ مارکیٹ کمیٹیوں کے تعاون سے ٹھنڈے پانی، بیٹھنے کے لئے کرسیاں اور سایہ دار جگہ کا انتظام کیا گیا تھا مزید برآں کاشتکاروں

کی سہولت کے لئے ون ونڈو آپریشن کے تحت عملہ محکمہ ریونیو اور دیگر محکمہ جات کے افسران نے بھی مراکز خرید گندم پر ڈیوٹی سرانجام دی۔

صوبہ میں سیلاب زدہ علاقوں میں گندم کے ضیاع کی تفصیلات

*8150:جناب وسیم قادر:کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

صوبہ پنجاب کے کن کن سیلاب زدہ علاقوں میں کل کتنی گندم کی بوریاں ضائع ہوئی ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

صوبہ پنجاب میں ڈیرہ غازی خان ڈویژن کے مندرجہ ذیل آٹھ مراکز پر گندم کی بوریاں ضائع ہوئیں جن کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:-

نام ضلع	نام مرکز خرید	خراب شدہ گندم میٹرک ٹن	بوریاں
ڈیرہ غازی خان	رنداڈا	2668.815	26688
راجن پور	کوٹ مٹھن شریف	3184.600	31846
راجن پور	کوٹلہ مغلاں	4470.800	44708
مظفر گڑھ	کوٹ ادو	2143.900	21439
مظفر گڑھ	شیخ عمر	3071.500	30715
مظفر گڑھ	سناواں	1503.500	15035
مظفر گڑھ	غازی گھاٹ	2239.900	22399
مظفر گڑھ	رکھ ہڑپلو	2183.014	21830
	میزان	21466.029	214660

دس لاکھ ٹن گندم برآمد کرنے سے متعلقہ تفصیلات

*8197:چودھری عامر سلطان چیمہ:کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ صوبہ میں تقریباً دس لاکھ ٹن گندم ملکی ضرورت سے وافر ہے اور حکومت اس کو برآمد کرنا چاہتی ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ 10لاکھ ٹن گندم کو بروقت ایکسپورٹ نہ کر کے قومی خزانے کو 10سے15کروڑ ڈالر کا نقصان پہنچایا گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گندم کی برآمد بروقت ہو جاتی تو نہ صرف مالی فائدہ ہوتا بلکہ حکومت پنجاب کو گندم کی نئی فصل جو کہ ماہ اپریل تک تیار ہو جاتی ہے کی خریداری کے لئے بنکوں سے باآسانی قرض دستیاب ہو جاتا اور پہلے قرضے کی ادائیگی بھی ہو جاتی؟

(د) کیا حکومت پنجاب بروقت ایکشن نہ لینے کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ خوراک کے پاس سال2010 کے شروع میں جو گندم کے ذخائر موجود تھے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سابقہ سال10-2009 کے موجود ذخائر	=	2935449 میٹرک ٹن
خرید کردہ گندم دوران سال11-2010	=	3721797 میٹرک ٹن
میزان	=	6657246 میٹرک ٹن

مورخہ 4۔اپریل2011 تک محکمہ نے 4244507 میٹرک ٹن گندم فلور ملوں، پرائیویٹ پارٹیوں اور برآمد کنندگان کو فروخت کی ہے جبکہ 2412739 میٹرک ٹن کے ذخائر موجود ہیں۔ یہ درست ہے کہ محکمہ کے پاس ضرورت سے زیادہ وافر مقدار میں گندم موجود ہے لیکن 25 لاکھ میٹرک ٹن گندم وفاقی حکومت کے لئے ذخیرہ کی گئی تھی۔ECC کی میٹنگ مورخہ 16-03-2011 کی روشنی میں وفاقی ذخیرہ کو بھی فروخت کیا جا رہا ہے۔ گندم کے برآمد کنندگان محکمہ سے اب بھی 7000 میٹرک ٹن اوسطاً روزانہ اٹھا کر کراچی ترسیل کر رہے ہیں جو وہاں سے برآمد کی جا رہی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔حکومت پنجاب نے مارچ2010 میں وفاقی حکومت سے ضرورت سے زائد ذخائر برآمد کرنے کی اجازت طلب کی جو دسمبر2010 میں مرحمت ہوئی۔وفاقی حکومت سے اجازت ملنے پر ناظم خوراک پنجاب نے مختلف برآمد کنندگان سے رابطہ کر کے انہیں گندم برآمد کرنے کی ترغیب دی محکمہ خوراک کی شب و روز کاوشوں سے اس وقت تک 7لاکھ پچہتر ہزار میٹرک ٹن گندم برآمد کنندگان کو فروخت کر چکا ہے۔برآمد گندم کا سلسلہ 31۔ مئی تک جاری رہے گا۔اس سے پہلے سابقہ سالوں میں حکومت پنجاب بذریعہ ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان اور پرائیویٹ برآمد کنندگان صرف 7لاکھ ٹن گندم برآمد کر سکی اس لئے محکمہ خوراک

پنجاب کی مذکورہ بالا کاوش قابل ستائش ہے اور محکمہ کے بروقت اقدامات سے سرکاری خزانے کو نقصان سے بچانے کی بھرپور کوشش کی جارہی ہے۔

(ج) حکومت نے برآمد کنندگان و فلور ملز/ پرائیویٹ پارٹیوں کو مناسب سہولیات فراہم کی ہیں جس بناء پر روزانہ تقریباً پچاس ہزار میٹرک ٹن گندم فروخت کی جاتی رہی ہے۔انشاء اللہ نئی فصل کی آمد سے پہلے گندم کی کافی مقدار فروخت کر دی جائے گی اور آمدہ فصل کے لئے معقول تعداد میں گودام برائے ذخیرہ کاری دستیاب ہونگے۔جس شرح سے گندم فروخت کی جارہی ہے اس سے بنکوں کا کافی قرض بے باق کر دیا جائے گا لہذا نئی فصل کی آمد سے پہلے بنکوں سے قرض برائے خریداری گندم دستیاب ہوگا۔

(د) چونکہ حکومت پاکستان سے گندم برآمد کرنے کی اجازت بہت دیر بعد ملی اس لئے محکمہ خوراک پنجاب کا عملہ کسی کوتاہی کا مرتکب نہ ہوا ہے جس کی بنا پر ان کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے جونہی حکومت پنجاب کو گندم کی برآمدگی کی اجازت ملی یہ عمل فوری طور پر شروع کر دیا گیا اور اس وقت تک 7لاکھ 60ہزار میٹرک ٹن گندم برآمد کی جاچکی ہے۔

ضلع سیالکوٹ، گندم خرید کے مراکز و دیگر تفصیلات

*8227:رانا آصف محمود:کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سیالکوٹ ضلع کی حدود میں مرکز خرید گندم کس کس جگہ ہیں؟

(ب) ہر سال کتنے مرکز خرید گندم بنائے جاتے ہیں؟

(ج) سال10۔2009اور11۔2010کے دوران اس ضلع میں کتنی گندم خرید کی گئی؟

(د) ان سالوں کے دوران گندم کی خرید پر کتنی رقم سال وار خرچ ہوئی؟

(ہ) اس ضلع میں کتنی گندم سٹور کی جاسکتی ہے تفصیل گودام وار بتائیں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع ہذا میں مراکز خرید گندم کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام مرکز خرید	جائے مرکز خرید
1	سیالکوٹ	نزد ریکس سینما، شہر سیالکوٹ
2	سیدپور	گوندل روڈ کٹھرہ تحصیل سیالکوٹ
3	سمبڑیال	نزد غلہ منڈی، سمبڑیال
4	ڈسکہ	نزد چونگی نمبر8 شہر ڈسکہ

5	سرانوالی	مین روڈ(گوجرانوالہ پسرور روڈ)سرانوالی
6	پسرور	نزدغلہ منڈی تحصیل پسرور شہر
7	کوٹلی باوافقیر چند	اڈاکسووال، جموں رائس ملز تحصیل پسرور شہر
8	چونڈہ	نزدسوشل سکیورٹی سکول(ہسپتال)چونڈہ
9	پورب کلیئر	موضع پورب کلیئر مین روڈ سیالکوٹ تاپسرور

(ب) تقریباً نو(9)

(ج)

-1 سکیم 10-2009 میں 117860.000 میٹرک ٹن خرید کی گئی۔
-2 سکیم 11-2010 میں 55400.250 میٹرک ٹن خرید کی گئی۔

(د)

-1	سال 10-2009	-/2819098550 روپے خرچ ہوئے۔
-2	سال 11-2010	-/1319910739 روپے خرچ ہوئے۔

(ہ) ضلع ہذا میں واقع گنجائش سرکاری ذخائر

نمبر شمار	نام مرکز گودام	گنجائش ذخیرہ گندم
1	سیالکوٹ	19000.000 میٹرک ٹن
2	سمبڑیال	7500.000 میٹرک ٹن
3	ڈسکہ	9000.000 میٹرک ٹن
4	سرانوالی	7000.000 میٹرک ٹن
5	پسرور	9000.000 میٹرک ٹن
	کل	51500.000 میٹرک ٹن

ٹارگٹ خرید گندم کے پیش نظر زائد گندم خرید کی صورت میں حسب ضرورت پرائیویٹ جگہ (کرایہ کے گوداموں) میں سٹور کی جاتی ہے۔

ضلع گجرات، گوداموں کی تفصیلات

*8462: میاں طارق محمود: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں گندم سٹور کرنے کے لئے کتنے گودام ہیں؟

(ب) 2011 میں کل کتنی گندم کی ضلع گجرات میں ضرورت ہے اور اس کے لئے سٹاک کرنے کے لئے کتنے سٹور موجود ہیں؟

(ج) اگر گندم سٹور کرنے کے لئے گوداموں کی کمی ہے تو آئندہ سال حکومت مزید گودام بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع گجرات میں گندم ذخیرہ کرنے کے لئے 16 عدد گودام ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام سنٹر	تعداد گودام	گنجائش ذخیرہ (میٹرک ٹن)
1	گجرات	11	5500
2	لالہ موسیٰ	05	2500
	میزان	16	8000

ضلع ہذا میں 500 ٹن کے معیاری گنجائش کے گودام ہیں جبکہ ان میں 750 ٹن گندم فی گودام باآسانی ذخیرہ ہو سکتی ہے۔اس طرح ان گوداموں میں 12000 میٹرک ٹن تک گندم ذخیرہ ہو سکتی ہے علاوہ ازیں ضرورت کے تحت پرائیویٹ گودام بھی کرایہ پر لئے جا سکتے ہیں۔

(ب) محکمہ خوراک بنیادی طور پر شہری آبادی کی خوراک کی ضرورت پوری کرتا ہے۔ضلع گجرات کی شہری آبادی 696000 نفوس پر مشتمل ہے جس کی سالانہ ضرورت 86304 میٹرک ٹن ہے۔ہر سال آٹھ ماہ تک سرکاری ذخائر سے گندم جاری کر کے شہری آبادی کی ضروریات پوری کی جاتی ہیں جس کے لئے 57536 میٹرک ٹن گندم درکار ہے۔ضلع گجرات کا زیادہ تر رقبہ بارانی ہے یہاں گندم ضرورت سے کم پیدا ہوتی ہے۔اس کمی کو پورا کرنے کے لئے دیگر اضلاع سے گندم ترسیل کی جاتی ہے جو مختلف اوقات میں موصول ہو کر ملوں کو جاری ہوتی رہتی ہے۔دستیاب گوداموں میں 4 سے 5 دفعہ بھرائی اور نکاسی ہوتی ہے جس سے ضلع کی ضروریات پوری کی جاتی ہیں۔

(ج) جز(ب) میں وضاحت کر دی گئی ہے لہذا اگلے سال ضلع گجرات میں نئے گودام بنانے کا کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

ضلع سرگودھا میں گندم خرید کے مراکز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8559: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں گندم خرید کے کتنے مراکز کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) اس ضلع میں گزشتہ تین سالوں کے دوران کتنی گندم خریدی گئی نیز مذکورہ عرصے کے دوران کتنی گندم کس کس جگہ پر کن وجوہات کی بناء پر خراب ہوئی، ذمہ داران کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی؟

(ج) اس ضلع میں کتنے مراکز مستقل ہیں اور کتنے عارضی ہیں، مکمل تفصیل سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع سرگودھا میں گندم خریداری مراکز کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام سنٹر	ذخیرہ کاری گنجائش (میٹرک ٹن)
1	پی آر سی سرگودھا-I	500
2	پی آر سی سرگودھا-II	15,000
3	پی آر سی آسیانوالہ	50,000
4	پی آر سی بھلوال	2,000
5	پی آر سی پھلروان	3,000
6	پی آر سی سلانوالی	4,100
7	پی آر سی شاہ نکڈر	3,000
8	پی آر سی شاہ پور	8,300
	میزان	85,900
9	عارضی سنٹر فروکہ	-
10	عارضی سنٹر سیال موڑ	-
11	عارضی سنٹر کوٹ مومن	-
12	عارضی سنٹر بلال پور	-
13	عارضی سنٹر سوبھاگہ	-
14	عارضی سنٹر میانی	-

(ب) ضلع ہذا میں گزشتہ تین سالوں کے دوران خرید کردہ گندم کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	سال	خرید کردہ گندم (م-ٹن)
1	2008-09	62,638
2	2009-10	1,93,578
3	2010-11	1,24,594

مندرجہ بالا سالوں کے دوران ضلع ہذا کے کسی بھی سنٹر پر گندم خراب نہ ہوئی ہے۔

(ج) جواب درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	مستقل مراکز	عارضی مراکز
1	سرگودھا-I	فروکہ
2	سرگودھا-II	سیال موڑ
3	آسیانوالہ	کوٹ مومن
4	بھلوال	بلال پور

5	پھلروان	سوہاگہ
6	سلانوالی	میانی
7	شاہ نکڈر	
8	شاہ پور	

ضلع وہاڑی، گوداموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8592: مسز شمیلہ اسلم: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں گندم سٹور کرنے کے کتنے گودام ہیں؟

(ب) ان گوداموں میں گندم سٹور کرنے کی کل کتنی گنجائش موجود ہے؟

(ج) ان میں کتنے گودام محکمہ کی ملکیت ہیں اور کتنے کرائے پر حاصل کئے گئے ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع وہاڑی میں گندم ذخیرہ کرنے کے لئے گوداموں کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

1- 47 عدد بنی شیلز

2- 364 عدد بنز

3- ایک بلک ہیڈ

علاوہ ازیں تین عدد گودام کرایے پر بھی لئے گئے ہیں۔

(ب) ان گوداموں کی معیاری ذخیرہ کاری گنجائش 1,16,000 میٹرک ٹن ہے جبکہ 364 بنز اور ایک بلک ہیڈ ناکارہ ہیں ان کی ذخیرہ کاری گنجائش 18,000 میٹرک ٹن ہے۔ گوداموں اور بنی شیلز کی ذخیرہ کاری گنجائش دھانکیں بڑھانے سے ڈیڑھ گنا کی جا سکتی ہے۔

(ج) مذکورہ بالا گوداموں میں 41 عدد ہاؤس ٹائپ، 47 بنی شیلز، 364 بنز اور ایک بلک ہیڈ سرکاری ملکیت ہیں۔ علاوہ ازیں 3 عدد گودام کرایہ پر لئے گئے ہیں۔

ضلع قصور میں فلور ملز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8793: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں اس وقت کتنی فلور ملز کام کر رہی ہیں، ان فلور ملوں اور ان کے مالکان کے نام و پتا جات بتائے جائیں؟

(ب) ان فلور ملوں کو سال2010 میں کتنی گندم سرکاری طور پر جاری کی گئی اور ان کا سرکاری کوٹا کتنا مقرر کیا گیا ہے؟

(ج) ان فلور ملوں نے پچھلے سال کتنے آٹا کے تھیلے تیار کئے، اس میں چوکر اور میدہ نکالنے کی کیا شرح تھی؟

(د) کیا ان فلور ملوں کا تیار کردہ آٹا کے نمونہ جات چیک کرنے کے بعد مارکیٹ میں سپلائی کیا جاتا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع قصور میں اس وقت 18 فلور ملز کام کر رہی ہیں۔ان کے نام اور مالکان کے نام درج ذیل ہیں:-

نمبر شمار	نام فلور ملز	نام مالک وپتاجات
1	نیشنل فلور ملز سرکلر روڈ قصور	حاجی دین محمد کوٹ پیراں قصور
2	اتفاق فلور ملز ریلوے روڈ قصور	حافظ محمد یعقوب منیر شہید قصور
3	مستری فلور ملز جماعت پورہ قصور	محمد یونس بھٹی دسہرہ گراؤنڈ قصور
4	بابا کمال چشتی فلور ملز دیپال پور روڈ قصور	نور الٰہی شاکر کوٹ عثمان قصور
5	بھلر فلور ملز مصطفےٰ آباد قصور	چودھری محمد عالمگیر بھلر مصطفےٰ آباد قصور
6	فروز فلور رائے ونڈ روڈ قصور	فہیم فروز خان نفیس کالونی قصور
7	یونائیٹڈ فلور ملز الہ آباد قصور	شیخ محمد اقبال علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
8	حاجی بشیر فلور ملز بائی پاس چونیاں	حاجی نشاط احمد گلبرگ لاہور
9	غزنوی فلور ملز جسمر کلاں قصور	محمد سلیم غزنوی ریواز گارڈن لاہور
10	کراچی فلور ملز حبیب آباد	شیخ محمد ریاض بحریہ ٹاؤن لاہور
11	چودھری فلور ملز پتوکی	حاجی محمد اصغر پتوکی
12	طارق نواز فلور ملز پھول نگر	محمد عمران نواز علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
13	میراں فلور ملز پھول نگر	محمد حیات اولکھ بونگ پھول
14	واعظ فلور ملز کوٹ رادھا کشن	ڈاکٹر امجد صوبیدار کلارک آباد قصور
15	ظفر فلور ملز کوٹ رادھا کشن	محمد ظفر اقبال محلہ سید سٹریٹ کوٹ رادھا کشن
16	سپیشل فلور ملز چونیاں	محمد صدیق محلہ جناح کالونی سمن آباد
17	الفیاض فلور ملز سرفراز نگر	رانا محمد اسحاق سرفراز نگر پھول نگر
18	الوہاب فلور ملز سرفراز نگر	رانا محمد سرفراز، سرفراز نگر پھول نگر

(ب) دوران سال 11-2010 ضلع قصور کی فلور ملز کو کل 30187.250 میٹرک ٹن گندم جاری کی گئی۔ ضلع میں سٹاک گندم مقامی ضرورت سے زیادہ تھے لہذا فلور ملز کو ان کی ضرورت کے مطابق بلا لحاظ کوٹا گندم جاری کی گئی۔

(ج) ان فلور ملز نے پچھلے سال 1207500 تھیلہ جات آٹا (وزنی 20 کلو گرام) تیار کئے 80 فیصد آٹا اور 2 فیصد چوکر و میدہ، سوجی نکالی گئی۔

(د) ضلع قصور کی فلور ملز کے تیار کردہ آٹا کے 81 نمونہ جات حاصل کئے اور چیکنگ کے بعد آٹا مارکیٹ میں سپلائی کیا گیا۔

ضلع قصور میں دھان کی خریداری کے مراکز و دیگر تفصیلات

*8794: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا ضلع قصور میں دھان کی سرکاری سطح پر خریداری کی جاتی ہے اگر ہاں تو اس کے کتنے مراکز کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) کیا سال 2011 میں دھان خریدنے کے لئے حکومتی سطح پر کوئی اقدامات اٹھائے جانے کا امکان ہے؟

(ج) دھان کی فصل کا پچھلے سال سرکاری سطح پر کیا ریٹ مقرر تھا، اب اس سال کیا ریٹ مقرر کیا گیا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حکومت پنجاب محکمہ خوراک صرف گندم کی خریداری کرتا ہے، دھان کی خریداری سے محکمہ خوراک پنجاب کا تعلق نہ ہے۔ مگر سال 2009 میں پہلی دفعہ حکومت پنجاب کی ہدائت پر ضلع شیخوپورہ اور گوجرانوالہ میں دھان کی خریداری کی گئی۔

(ب) نہیں۔

(ج) دھان کی خریداری وفاقی حکومت بذریعہ پاسکو کرتی ہے اور اس کی قیمت خرید کا تعین بھی وفاقی حکومت خود کرتی ہے۔ اس لئے حکومت پنجاب کا دھان کی قیمت مقرر کرنے سے تعلق نہ ہے۔

محکمہ خوراک کے گوداموں کی تفصیلات

*8920: سیدہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ خوراک کے پاس گندم ذخیرہ کرنے کے لئے کل کتنے گودام ہیں؟
(ب) ان میں گندم ذخیرہ کرنے کی کتنی گنجائش ہے؟
(ج) کیا حکومت مزید گودام بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):
(الف) گندم ذخیرہ کرنے کے لئے گوداموں کی تفصیل اس طرح ہے:۔

نمبر شمار	قسم ذخیرہ گاہ	تعداد
1	ہاؤس ٹائپ گودام	1918
2	سائیلوز	21
3	بنز	1151
4	بنی شیل	211

(ب) ان گوداموں کی معیاری ذخیرہ کاری گنجائش 21,35,900 میٹرک ٹن ہے۔ ہاؤس ٹائپ گوداموں کی ذخیرہ کاری گنجائش میں تقریباً ڈیڑھ گنا اضافہ کیا جا سکتا ہے۔مزید تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ج) حکومت پنجاب کے 3 لاکھ ٹن گنجائش کے کنکریٹ سائیلوز کے منصوبے زیر غور ہیں۔پہلے مرحلہ میں ایک لاکھ ٹن گنجائش کے سائیلوز فاضل پور ضلع راجن پور، مانا احمدانی ضلع ڈیرہ غازی خان اور رکھ چھبیل ضلع لاہور میں بنانے کے لئے ضروری اقدامات کئے جا چکے ہیں۔ ایک لاکھ ٹن گندم ذخیرہ کرنے کے لئے PC-I تیار کر کے مجاز اتھارٹی کی منظوری کے لئے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو پیش کیا گیا، جو صوبائی ترقیاتی ورکنگ پارٹی نے اپنے اجلاس مورخہ 14-5-2011 میں منظور کر لیا۔
مالی سال 12-2011 میں مانا احمدانی ضلع ڈیرہ غازی خان میں 30000 میٹرک ٹن گندم ذخیرہ کرنے کی گنجائش کے کنکریٹ سائیلوز بنانے کا باقاعدہ آغاز کر دیا جائے گا۔انشاء اللہ یہ منصوبہ جون 2012 تک مکمل ہو جائے گا۔اس طرح فاضل پور ضلع راجن پور اور رکھ چھبیل ضلع لاہور میں بھی فنڈز مہیا ہونے پر کام کا باقاعدہ آغاز کر دیا جائے گا۔

ضلع لاہور۔گوداموں کی تفصیلات

*8921: سیدہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
(الف) ضلع لاہور میں گندم سٹور کرنے کے لئے کتنے گودام ہیں؟

(ب) کیاان گوداموں میں لاہور کی ضرورت کے مطابق گندم سٹور کرنے کی گنجائش ہے؟
(ج) لاہور میں حکومت مزید گودام بنانے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):
(الف) ضلع لاہور میں گندم سٹور کرنے کے لئے 64عدد گودام ہیں۔
(ب) ان گوداموں میں گندم سٹور کرنے کی معیاری ذخیرہ کاری گنجائش 70,000 میٹرک ٹن ہے جس میں بوقت ضرورت ڈیڑھ گنا اضافہ ممکن ہے جس سے انتہائی ذخیرہ کاری گنجائش 1,05,000 میٹرک ٹن تک ہو سکتی ہے۔ضلع لاہور کی شہری آبادی88,77,000نفوس پر مشتمل ہے۔جس کے لئے 11,00,748 میٹرک ٹن گندم کی ضرورت بحساب 124 کلو گرام فی کس سالانہ ہے۔ گندم کا اجراء ضلع لاہور میں عموماً 8 ماہ تک ہوتا ہے جس کے لئے 7,33,832 میٹرک ٹن گندم درکار ہوتی ہے۔ضلع کی خریداری تقریباً40,000 میٹرک ٹن ہے جبکہ گندم کی کمی کو پورا کرنے کے لئے دیگر اضلاع سے گندم لاہور میں سال کے مختلف اوقات میں وصول ہوتی ہے۔اس طرح یہ گودام سال میں چار پانچ دفعہ بھرے جاتے اور خالی ہوتے ہیں۔
(ج) حکومت پنجاب کالاہور میں 40,000 میٹرک ٹن کے سائیلوز بنانے کا منصوبہ ہے جس کے لئے محکمہ منصوبہ بندی وترقیات نے باقاعدہ منظوری دے دی ہے۔مالی سال 12-2011 میں اس منصوبے کے لئے فنڈز مہیانہ ہونگے تاہم جونہی فنڈز اس منصوبہ کے لئے حکومت پنجاب نے مختص کئے تعمیر کے کام کاآغاز کر دیا جائے گا۔

گندم ذخیرہ کرنے کے لئے کنکریٹ سائیلوز کی تعمیر کی تفصیلات

*8935:چودھری ظہیر الدین خان:کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
(الف) محکمہ خوراک نے گندم اور دوسری زرعی اجناس کو ذخیرہ کرنے کے لئے کنکریٹ سائیلوز کی تعمیر کے لئے جو منصوبہ بنایا ہے وہ کن مراحل میں ہے اور یہ منصوبہ کب تک پایئہ تکمیل کو پہنچے گا؟
(ب) مذکورہ منصوبہ کا تخمینہ لاگت کیا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

اس سلسلہ میں عرض ہے کہ حکومت پنجاب نے گندم ذخیرہ کرنے کی گنجائش بڑھانے کے لئے جدید طرز کے کنکریٹ سائیلوز بنانے کا منصوبہ بنایا ہے۔پہلے مرحلہ میں فاضل پور ضلع راجن پور، مانا احمدانی ضلع ڈی جی خان اور رکھ چھبیل ضلع لاہور میں کنکریٹ سائیلوز بنانے کے لئے ضروری اقدامات کئے جا چکے ہیں۔ایک لاکھ ٹن گندم ذخیرہ کرنے کے لئے PC-I تیار کر کے مجاز اتھارٹی کی منظوری کے لئے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو پیش کیا گیا جو صوبائی ترقیاتی ورکنگ پارٹی نے اپنے اجلاس مورخہ 14-5-2011 میں منظور کر لیا ہے۔

مالی سال 12-2011 میں مانا احمدانی ضلع ڈی جی خان میں 30,000 میٹرک ٹن گندم ذخیرہ کرنے کی گنجائش کے کنکریٹ سائیلوز بنانے کا باقاعدہ آغاز کر دیا جائے گا اور انشاء اللہ یہ کام جون 2012 تک مکمل ہو جائے گا۔اس طرح دوسری دونوں جگہوں فاضل پور ضلع راجن پور اور رکھ چھبیل ضلع لاہور میں بھی فنڈز مہیا ہونے پر کام کا باقاعدہ آغاز کر دیا جائے گا۔

(ب) PDWP نے اپنے اجلاس مورخہ 14-5-2011 میں ایک لاکھ ٹن گندم ذخیرہ کرنے کے لئے کنکریٹ سائیلوز کی تعمیر کا منصوبہ 744.67 ملین روپے میں منظور کیا جس کی تفصیل اس طرح ہے:۔

نمبر شمار	مقام	تخمینہ لاگت (ملین روپے)
1	پی آر سی فاضل پور ضلع راجن پور	225.69
2	رکھ چھبیل لاہور	287.44
3	مانا احمدانی ڈی جی خان	231.66

ضلع سرگودھا۔شوگر سیس فنڈ کا حجم و دیگر تفصیلات

*8987: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سرگودھا میں شوگر سیس فنڈ کا حجم 2010۔12۔31 تک کیا تھا؟

(ب) کیا ضلع سرگودھا کے شوگر سیس فنڈ میں موجود تمام رقم ترقیاتی منصوبوں کے لئے مختص شدہ ہے، 2008 سے اب تک ان فنڈز سے کون کونسے ترقیاتی کام کروائے گئے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع سرگودھا میں شوگر سیس فنڈز کی مد میں سال2008-09 میں-/38752849 روپے جمع ہوئے اور سال2009-10 میں شوگر سیس فنڈز کی مد میں -/30009010 روپے جمع ہوئے۔

(ب) سال2008 سے اب تک ان فنڈز میں سے مندرجہ ذیل ترقیاتی کام کروائے گئے جن کی مالیت 101.021 ملین ہے:-

سیریل نمبر	نام سکیم	تخمینہ لاگت
1	تعمیر سڑک از29 جھال چک نمبر87-46 ایس بی روڈ تا چک نمبر32 ایس پی لمبائی4.00 کلومیٹر	11.315 ملین
2	تعمیر سڑک از چک نمبر39 ایس بی(BHU) تا سرگودھا کنڈیوال روڈ براستہ بھٹی پولٹری فارم لمبائی3.65 کلومیٹر	11.643 ملین
3	تعمیر سڑک ڈیرہ محمد افضل ساہی تا ڈیرہ سکندر رجبہ چک نمبر35 ایس بی لمبائی1.80 کلومیٹر	3.473 ملین
4	مرمت سڑک از پمپ اللہ داد تا فیروز کی رانی واہ ڈرین لمبائی1.00 کلومیٹر	0.604 ملین
5	توسیع وکشادگی سڑک از چک لمبائی130 این بی لنک تا ایف ایس ڈرین لمبائی1.00 کلومیٹر	4.655 ملین
6	توسیع وکشادگی لک جھاوریاں روڈ(فیزII) کلومیٹر نمبر6.25تا9.50 = 3.25 کلومیٹر	12.135 ملین
7	مرمت سڑک ہمراہ بنک آف رانی واہ ڈرین از گل واکوٹ تا مین پل فاروقہ سلانوالی روڈ لمبائی1.10 کلومیٹر	3.194 ملین
8	مرمت سڑک از باؤنڈری وال چشتیاں شوگر ملز نزد راجباہ چک نمبر129 این بی روڈ لمبائی8.70 کلومیٹر سیکشن کلومیٹر3.50تا11.20 8.70 کلومیٹر	6.640 ملین
9	تعمیر سڑک از ڈیرہ فتح علی ٹوانہ (اللہ آباد) تا چک نمبر20 این بی پل ایل جے سی لمبائی3350 فٹ	3.596 ملین
10	تعمیر سڑک از ریاض الخطیب کالونی تا اولڈ ماسر لمبائی1.45 کلومیٹر (بقایا کام)	5.467 ملین
11	مرمت/تعمیر سڑک میلووال روڈ تا حویلی راج کور لمبائی3.54 کلومیٹر	3.967 ملین
12	تعمیر سڑک لنک روڈ سرگودھا جھنگ روڈ نزد(نہنگ) تورے والا تا کچا چشتیاں لمبائی3.33 کلومیٹر	15.832 ملین
13	تعمیر سڑک بائی پاس سرگودھا تا شاہین آباد پل چک نمبر109 ایس بی تا پی اے ایف ڈرین نالہ لمبائی 1.30 کلومیٹر	4.123 ملین
14	بحالی سڑک بھلوال چک مبارک تا چک رمداس روڈ لمبائی18.00 کلومیٹر	14.387 ملین

تاہم 2011-06-04 کو مزید9 عدد سکیمیں ڈویژنل شوگر سیس کمیٹی نے منظور کی ہیں جن کا تخمینہ لاگت 57.371 ملین ہے۔

ڈیرہ غازی خان، شوگر ملز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8988: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈیرہ غازی خان میں کتنی شوگر ملز ہیں ان سے سال10۔2009 میں کتنی رقم بطور شوگر سیس وصول کی گئی؟

(ب) کیا شوگر سیس فنڈ سے ڈیرہ غازی خان ضلع میں کھیت سے منڈی تک کوئی سڑکات بنائی گئیں اگر جواب اثبات میں ہے تو ان تعمیر کردہ سڑکوں کی لمبائی کتنی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع ڈیرہ غازی خان میں کوئی شوگر ملز نہ ہے لیکن ضلع سے جو گنا دیگر اضلاع کی شوگر ملز کو سپلائی کیا گیا اس کے عوض سال10-2009 میں شوگر سیس فنڈز کی مد میں -/4500705 روپے موصول ہوئے۔

(ب) ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی طرف سے صرف ایک میٹلڈ روڈ بمقام NA-55-KM-No.12 سے چاہ وزیر والا یونین کونسل پائیگاں تعمیر کی گئی جس کی لمبائی1.00 KM ہے اس پر 4.031 ملین خرچ ہوئے اور یہ روڈ 11-2010 میں مکمل کی گئی۔

ضلع رحیم یار خان، بہاولپور میں شوگر ملز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8989: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع رحیم یار خان و بہاولپور میں کتنی شوگر ملز ہیں اور ان میں سے ہر ایک کی پیداواری گنجائش کیا ہے سال2010 میں متذکرہ بالا ہر ایک مل نے کتنی چینی پیدا کی؟

(ب) کیا ان ملوں کی پیدا کردہ چینی حکومت پنجاب کو فروخت کی جاتی ہے یا کہ مل انتظامیہ اس بارے میں خود فیصلہ کرتی ہے؟

(ج) 2010 میں مندرجہ بالا ملوں نے کتنی چینی حکومت کو فروخت کی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع رحیم یار خان میں کل پانچ شوگر ملز ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:-

1- رحیم یار خان شوگر ملز
2- JDW-I شوگر ملز
3- اتحاد شوگر ملز
4- JDW-II شوگر ملز
5- حمزہ شوگر ملز

اور ضلع بہاولپور میں صرف اشرف شوگر ملز واقع ہے۔ مندرجہ بالا شوگر ملز کی پیداواری گنجائش اور پیدا کردہ چینی کی تفصیل منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) شوگر ملز کی جانب سے پیدا کردہ چینی حکومت پنجاب کو فروخت نہیں کی جاتی اور ملز انتظامیہ اس بارے میں خود فیصلہ کرتی ہے۔

(ج) سال2010 میں شوگر ملز کی جانب سے حکومت پنجاب کو چینی فروخت نہ کی گئی۔

شوگر ملز سے شوگر سیس فنڈز کی وصول ہونے والی رقم کی تفصیلات

*8990: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) رحیم یار خان، بہاولپور اور بہاولنگر کے اضلاع میں شوگر ملز سے سال09۔2008 اور سال 10۔2009 میں شوگر سیس فنڈ میں کتنی رقم وصول ہوئی، مل وار رقم بتائی جائے؟

(ب) سال09۔2008 اور10۔2009 میں جو ترقیاتی منصوبے مندرجہ بالا تین اضلاع میں شوگر سیس فنڈ سے شروع کئے گئے کیا وہ مکمل ہو گئے ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) رحیم یار خان، بہاولپور اور بہاولنگر کے اضلاع میں شوگر ملز سے سال09-2008 اور 10-2009 میں شوگر سیس فنڈ میں 3,88,880,671 رقم وصول ہوئی جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ ضلع رحیم یار خان میں پانچ شوگر مل واقع ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1-حمزہ شوگر ملز	-/6,37,99,963روپے
2-جمالدین والی شوگر ملز یونٹ I	-/5,99,46,193روپے
3-جمالدین والی شوگر ملز یونٹ II	-/2,46,25,976روپے
4-اتحاد شوگر ملز	-/2,06,01,187روپے
5-رحیم یار خان شوگر ملز	-/1,62,83,968روپے
کل رقم	-/18,52,57,287روپے

مالی سال 2009-2010

1-حمزہ شوگر ملز	-/5,81,31,530روپے
2-جمالدین والی شوگر ملز یونٹ I	-/5,19,65,951روپے
3-جمالدین والی شوگر ملز یونٹ II	-/2,07,99,639روپے
4- اتحاد شوگر ملز	-/1,88,37,213روپے
5-رحیم یار خان شوگر ملز	-/34,97,312روپے
کل رقم	-/15,32,31,645روپے

ضلع بہاولپور میں صرف اشرف شوگر مل واقع ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

مالی سال 2008-09

1,40,60,024/-روپے

مالی سال 2009-10

1,49,79,096/-روپے

ضلع بہاولنگر میں صرف آدم شوگر مل واقع ہے۔جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

مالی سال 2008-09

96,01,506/-روپے

مالی سال 2009-10

1,17,51,113/-روپے

(ب) سال2008-09 اور 2009-10 میں مندرجہ بالا تین اضلاع میں شوگر سیس فنڈز سے شروع کئے گئے منصوبہ جات کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

ضلع رحیم یار خان

سال2008-09 میں کل29 منصوبوں پر ترقیاتی کام شروع کیا گیا جن میں سے23 منصوبے مکمل ہو چکے ہیں جبکہ6 منصوبے زیر تکمیل ہیں۔

سال2009-10 میں کل 27 منصوبے ہیں جن کے ٹینڈر مورخہ 30-06-2011 کو ہو چکے ہیں۔جن پر بعد از جاری ورک آرڈر کام شروع کروایا جائے گا۔

ضلع بہاولپور

سال2008-09 میں شوگر سیس فنڈز سے کسی ترقیاتی منصوبے کی منظوری نہ ہوئی۔

سال2009-10 میں شوگر سیس فنڈز سے10 ترقیاتی منصوبے شروع ہوئے تھے جو کہ تمام مکمل ہو چکے ہیں۔

ضلع بہاولنگر

سال2008-09 میں تین منصوبہ جات شروع کیے گئے جن میں سے دو منصوبے مکمل ہو گئے ہیں اور ایک منصوبے کے لئے مزید 0.900 ملین فنڈز درکار ہیں تفصیل منسلکہ (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

سال2009-10 میں شوگر سیس فنڈز سے کوئی ترقیاتی منصوبہ شروع نہ ہوا

سال2010، صوبہ میں خریدی گئی گندم پر آنے والے اخراجات کی تفصیلات

*8992: **جناب محمد محسن خان لغاری:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں سال2010میں خریدی گئی گندم کے لئے کل کتنی رقم کا باردانہ خریدا گیا؟
(ب) خریدی گئی گندم پر ٹرانسپورٹ کی مد میں کل کتنا خرچ کیا گیا؟
(ج) صوبے میں سال2010کی سٹور کی گئی کل گندم میں سے کتنی خراب یا ضائع ہوئی، ایوان کو تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):
(الف) سال2010میں گندم کی خریداری کے لئے مبلغ 2725.382 ملین روپے کا باردانہ خرید کیا گیا۔
(ب) خریدی گئی گندم پر ٹرانسپورٹ کی مد میں مبلغ160.045 ملین روپے خرچ ہوئے۔
(ج) سال2010میں دریائے سندھ میں شدید سیلاب آیا جس کی زد میں9 خریداری مراکز آئے۔ باوجود انسانی ممکنہ کاوش کے 21623.029 میٹرک ٹن گندم سیلاب کی وجہ سے خراب ہوئی جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

ضلع	مرکز	مقدار خراب شدہ گندم(م۔ٹن)
مظفر گڑھ	شیخ عمر	3071.500
۔ایضاً۔	کوٹ ادو	2143.900
۔ایضاً۔	سنانواں	1503.500
۔ایضاً۔	غازی گھاٹ	2239.900
۔ایضاً۔	راکھ ہرپلو	2183.014
ڈی جی خان	رنداڈا	2668.815
راجن پور	کوٹ مٹھن شریف	3184.600
راجن پور	کوٹلہ مغلاں	4470.800
میانوالی	موچھ	157.000
	میزان	21623.029

ضلع گجرات، گندم کی پیداوار کا ہدف و دیگر تفصیلات

*9012: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
(الف) 2011میں ضلع گجرات میں گندم کی پیداوار کا کیا ہدف رکھا گیا ہے؟
(ب) 2011میں ضلع گجرات میں گورنمنٹ نے کسانوں سے گندم خریدنے کا کتنا ٹارگٹ رکھا ہے اور گندم خریدنے کے لئے کتنے سنٹرز قائم کئے جا رہے ہیں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ شماریات زراعت کی رپورٹ کے مطابق ضلع گجرات میں3,62,000ایکڑ رقبے پر گندم کاشت ہوئی اور اندازاً19.50 من فی ایکڑ پیداوار کے حساب سے کل پیداوار 282360 میٹرک ٹن متوقع تھی۔

(ب) ضلع گجرات میں حکومت پنجاب کی طرف سے گندم خریداری کا ہدف25000 میٹرک ٹن رکھا گیااور5مراکز خریداری قائم کئے گئے۔

ضلع گجرات،2011گندم سٹور کرنے کے لئے کرایہ پر لئے گئے گوداموں کی تفصیلات

*9013: محترمہ خدیجہ عمر:کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 2011 کے دوران ضلع گجرات میں گندم سٹور کرنے کے لئے سرکاری گوداموں کا انتظام کر لیا گیاہےاوران گوداموں میں کتنی گندم سٹور کرنے کی گنجائش ہو گی؟

(ب) کتنے پرائیویٹ گودام کتنے کرایہ پر کتنے عرصہ کے لئے کرائے پر لئے گئے ہیں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع گجرات میں دو سنٹرز ہیں جن میں گندم سٹور کرنے کے لئے16 گودام موجود ہیں جن کی معیاری ذخیرہ کاری کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	سنٹر کا نام	تعداد گودام	معیاری ذخیرہ کاری گنجائش (میٹرک ٹن)
1	پی آر سنٹر گجرات	11	5500.00
2	پی آر سنٹر،لالہ موسیٰ	05	2500.00

ہر گودام کی معیاری ذخیرہ کاری گنجائش 500 میٹرک ٹن ہے۔ان گوداموں کی انتہائی ذخیرہ کاری گنجائش16000 میٹرک ٹن ہے۔اس وقت سرکاری گوداموں میں6724 میٹرک ٹن اور پرائیویٹ گوداموں میں7645 میٹرک ٹن گندم سٹور کی گئی ہے۔بقایا خرید کردہ گندم کھلے آسمان تلے منگوال سنٹر پر ذخیرہ شدہ ہے۔

(ب) جلال پور جٹاں سنٹر پر5 گودام پرائیویٹ حاصل کئے گئے ہیں جس کا کوئی کرایہ ادا نہیں کیا جا رہا۔

ڈنگہ خرید سنٹر پر 8 پرائیویٹ گودام حاصل کئے گئے جن میں سے صرف ایک گودام جس میں1256.400 میٹرک ٹن گندم سٹور ہے اس کا سائز5400مربع فٹ ہے جس کا کرایہ بحساب -/4روپے فی مربع فٹ ادا کرنا بنتا ہے اور جتنا عرصہ تک گندم سٹور رہے گی اتنے عرصے کا کرایہ ادا کیا جائے گا۔

گندم برآمد کرنے کی تفصیلات

*9020: **ڈاکٹر سامیہ امجد**: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب فاضل گندم بیرون ملک برآمد کر رہی ہے؟

(ب) حکومت پنجاب کے پاس کل کتنی فاضل گندم برآمد کے لئے2010 میں موجود تھی، اس میں سے کتنی برآمد ہو چکی ہے، کتنی برآمد ہونا باقی ہے اور اس سے حکومت کو کتنی آمدن ہوئی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں۔

(ب) خریداری سکیم 2011 میں محکمہ خوراک حکومت پنجاب کے پاس66لاکھ میٹرک ٹن گندم دستیاب تھی جس میں سے صوبہ کی ضرورت پوری کرنے کے لئے32تا35لاکھ میٹرک ٹن گندم درکار تھی۔اس طرح صوبہ کی ضروریات پوری کرنے کے بعد تقریباً30لاکھ میٹرک ٹن گندم فاضل قرار دی گئی۔ وفاقی حکومت سے اجازت ملنے کے بعد صوبائی حکومت نے غیر سرکاری برآمد کنندگان کے ذریعے9لاکھ 9ہزار میٹرک ٹن گندم برآمد کی جس کی مد میں حکومت کو مبلغ23۔ارب 24کروڑ76لاکھ 51ہزار175روپے کی آمدن ہوئی۔امسال32 لاکھ میٹرک ٹن گندم خرید کرنے پر کل سٹاک51لاکھ میٹرک ٹن ذخیرہ ہے جس میں سے مزید3لاکھ میٹرک ٹن گندم برآمد کرنی پڑے گی۔

ضلع سرگودھا، گندم سٹور کرنے کے لئے گوداموں کی تفصیلات

*9080: **محترمہ زوبیہ رباب ملک**: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں اس وقت کتنی گندم کس کس جگہ سٹور ہے، تفصیل گودام وائز بتائیں؟

(ب) اس وقت کتنی گندم ترپالوں میں اور کتنی پختہ گوداموں میں پڑی ہے یہ گندم کس کس سیزن میں خرید کی گئی تھی؟

(ج) کتنی گندم اس ضلع کی سالانہ ضرورت ہے، ضرورت سے زیادہ کتنی گندم موجود ہے؟

(د) ضرورت سے زیادہ گندم فروخت کرنے کے لئے حکومت نے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ہ) اس گندم کی دیکھ بھال کے لئے حکومت نے سال10۔2009اور11۔2010 کے دوران کتنی رقم خرچ کی ہے؟

(و) اس گندم کو محفوظ بنائے کے لئے محکمہ نے کیا کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع سرگودھا میں سٹور کردہ گندم کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام سنٹر	تعداد گودام	تعداد گنجی	کل سٹور کردہ گندم
1	سرگودھا-I	1	9	4124.250
2	سرگودھا-II	21	–	24077.250
3	آسیانوالہ	7	-	37932.432
4	بھلوال	4	8	5788.400
5	پھلروان	6	-	5150.000
6	سلانوالی	7	40	19334.020
7	شاہنکڈر	3	18	12589.250
8	شاہپور	13	25	20738.000
9	فروکہ	-	51	17955.900
10	سیال موڑ	–	20	6804.300
11	کوٹ مومن	-	25	8220.600
12	بلال پور	-	13	4292.500
13	سوبھاگہ	-	30	9749.510
14	میانی	-	12	4306.300

(ب) پختہ گوداموں اور ترپالوں میں ذخیرہ شدہ گندم کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

		پختہ گوداموں میں		اوپن ترپالین کے اندر		میزان
نمبر شمار	نام سنٹرز	سیکم10-09	سیکم11-10	سیکم12-11	سیکم11-10	سیکم12-11	
1	سرگودھا-I	-	-	922.950	–	3131.300	4124.250
2	سرگودھا-II	– –	9737.250	14340.000	–	–	24077.250
3	آسیانوالہ	6626.382	17305.050	14001.000	–	–	37032.432
4	بھلوال	–	689.700	2310.000	–	2768.700	8768.400
5	پھلروان	-	-	5150.000	–	–	5150.000
6	سلانوالی	5908.770	–	–	7266.250	6159.000	19334.020
7	شاہنکڈر	1590.600	3080.000	1822.450	3777.650	2318.550	12589.250
8	شاہپور	5911.700	4822.400	1396.600	–	8607.300	20738.000
9	فروکہ	–	–	–	8573.500	9382.400	17965.900

10	سیال موڑ	-	-	-	-	2469.300	4335.000	6804.300
11	کوٹ مومن	-	-	-	-	3166.600	5054.00	8220.600
12	بلال پور	-	-	-	-	-	4292.500	4292.500
13	سوہجاگ	-	-	-	-	5040.700	4708.810	9749.510
14	میانی	-	-	-	-	-	4306.300	4306.300
	میزان	20037.452	35634.400	40013.000	–	30294.000	55083.860	181042.712

(ج) ضلع ہذا کی غذائی ضرورت پوری کرنے کے لئے اوسطاً79865 میٹرک ٹن گندم درکار ہوتی ہے جبکہ 101177 میٹرک ٹن گندم ضرورت سے زائد ہے۔

(د) ضلع سرگودھا کے مختلف مراکز سے 50430 میٹرک ٹن گندم کی ایلوکیشن راولپنڈی ڈویژن کے مختلف مراکز کو کی جا چکی ہے۔ جس کی ترسیل جلد شروع ہو جائے گی۔ علاوہ ازیں پرائیویٹ پارٹیوں کو بھی اجازت ہے کہ محکمہ خوراک کے ضلع سرگودھا کے مراکز سے گندم خرید کر جہاں چاہیں فروخت کریں۔

(ہ) گندم کی دیکھ بھال کے لئے سال2009-10 و2010-11 کے دوران مندرجہ ذیل رقم خرچ ہوئی:۔

سال2009-10	-/83952982روپے
سال2010-11	-/10161144روپے
میزان	-/94,114,126روپے

(و) صوبہ بھر میں ذخیرہ شدہ گندم کی حفاظت کے لئے انچارج مراکز وچوکیداران سنٹر پر ہمہ وقت چوکس اور موجود رہتے ہیں کھلے آسمان تلے ذخیرہ کردہ گندم کو موسمی اثرات سے بچانے کے لئے اونچے تھڑے بناکر گندم کو بوریوں کی شکل میں ذخیرہ کیا گیا ہے نیز گنجیوں کو ترپالوں سے ڈھانپ کر رکھا گیا ہے۔اس سلسلہ میں افسران مراکز گندم کا باقاعدگی سے معائنہ کرتے ہیں اور موقع پر ہی ہدایات جاری کرتے ہیں۔

گندم کو کیڑے مکوڑوں سے محفوظ رکھنے کے لئے زہریلی دھونی ماہرین کی نگرانی میں سرانجام پاتی ہے۔تمام انچارج مراکز گندم کے بارے میں پندرھواڑہ رپورٹ باقاعدگی سے اپنے متعلقہ ضلعی دفاتر کو ارسال کرتے ہیں جس سے گندم کی تازہ ترین صورتحال سے محکمہ باخبر رہتا ہے۔

تحصیل بھلوال میں مرکز خرید گندم کی تفصیلات

*9081: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:–

(الف) تحصیل بھلوال میں محکمہ خوراک کے مراکز خرید گندم کس کس جگہ ہیں؟

(ب) مذکورہ تحصیل میں ہر سیزن میں کس کس جگہ عارضی مرکز خرید گندم قائم کئے جاتے ہیں؟

(ج) اس تحصیل میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(د) سیزن سال2011میں گندم کی خرید کے لئے کتنا باردانہ اور رقم اس تحصیل کے لئے مختص کیا گیا ہے؟

(ہ) اس تحصیل میں کتنی گندم خرید کرنے کا ٹارگٹ ہے؟

(و) اس تحصیل میں اس وقت کتنی گندم موجود ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل بھلوال میں مراکز خرید گندم مندرجہ ذیل جگہوں پر واقع ہیں۔

1- بھلوال
2- پھلروان
3- میانی

(ب) تحصیل بھلوال میں گزشتہ چند سالوں سے میانی میں عارضی مرکز خرید گندم قائم کیا جاتا ہے۔

(ج) تحصیل بھلوال میں مندرجہ ذیل ملازمین کام کر رہے ہیں۔

مستقل ملازمین

عہدہ	بھلوال	پھلروان	میانی
اے ایف سی	-	1	-
انسپکٹر	1	1	1
سپروائزر	1	-	1
چوکیدار	4	3	-
خاکروب	1	1	-

عارضی ملازمین

چوکیدار	-	-	3

(د) سال2011 میں تحصیل بھلوال میں 180000 بوری ٹارگٹ مقرر کیا گیا اور 146094 باردانہ جاری کیا گیا، جبکہ مبلغ-/346296375 روپے برائے ادائیگی قیمت گندم مختص کیا گیا۔

(ہ) تحصیل بھلوال میں خریداری گندم کے ٹارگٹ کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	سنٹر	ہدف خریداری گندم
1	بھلوال	6000 میٹرک ٹن
2	پھلروان	6000 میٹرک ٹن
3	میانی	6000 میٹرک ٹن

(و) تحصیل بھلوال میں سٹور شدہ گندم کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	سنٹر	سال	سٹور گندم(م ٹن)
1	بھلوال	2009-10	-
2	بھلوال	2010-11	689.7
3	بھلوال	2011-12	5078.7
4	پھلروان	2009-10	-
5	پھلروان	2010-11	-
6	پھلروان	2011-12	5150
7	میانی	2009-10	-
8	میانی	2010-11	-
9	میانی	2011-12	4306.3

لاہور۔مضر صحت آٹا کی فروخت کی تفصیلات

*9093:انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں:کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور میں مضر صحت آٹے کی فروخت کا سلسلہ جاری ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ Flour Milling sector اس کا ذمہ دار سرکاری گوداموں سے اٹھائی جانے والی گندم کو قرار دیتا ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو محکمہ خوراک پنجاب میں غیر معیاری sampling اور تھیلوں کا وزن چیک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) نہ تو کوئی ایسی شکایت موصول ہوئی ہے اور نہ ہی فلور ملز کو اس کی اجازت دی جا سکتی ہے۔کیونکہ محکمہ خوراک فلور ملز کو معیاری گندم فراہم کرتا ہے اور تیار شدہ آٹے کی وقتاً فوقتاً چیکنگ بھی کی جاتی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔اس کا جواب جز(الف) میں عرض کیا گیا ہے۔

(ج) جز(الف)و(ب) کا جواب اثبات میں نہ ہے۔مزید برآں محکمہ کے افسران پندرا واڑہ بنیاد پر آٹے کے نمونہ جات حاصل کرتے ہیں۔جو محکمہ صحت کی لیبارٹی سے چیک کروائے جاتے ہیں اور رزلٹ موصول ہونے پر حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے بعد ازاں ناقص

معیار کا آٹا فراہم کرنے والی فلور ملز کو جرمانہ کیا جاتا ہے اور ان کے لائسنس بھی منسوخ کئے جاتے ہیں۔

ضلع جھنگ، گندم خریدنے کی تفصیلات

*9112: **محترمہ آصفہ فاروقی:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع جھنگ میں سال2009اور2010میں کتنی گندم خرید کی گئی اور سیزن2011میں کتنی گندم خریدنے کا ٹارگٹ ہے؟

(ب) اس وقت اس ضلع میں گندم کے کتنے گودام کہاں کہاں ہیں اور ان میں کتنی گندم سٹور کرنے کی capacity ہے؟

(ج) کتنی گندم کھلے آسمان کے نیچے کیوں پڑی ہوئی ہے؟

(د) سال2009اور2010میں حکومت نے اس ضلع میں گندم خرید کا کتنا ٹارگٹ مقرر کیا تھا اور مقررہ ٹارگٹ سے کتنا کم خرید ہوئی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع جھنگ میں سال2009میں369345.300ٹن اور سال2010میں 180302.200 ٹن گندم خرید ہوئی اور سیزن2011کے لئے ضلع جھنگ کا ہدف خرید گندم169000ٹن مقرر ہوا۔

(ب) اس وقت ضلع جھنگ میں13سنٹروں کے128گودام گندم ذخیرہ کرنے کے لئے موجود ہیں اور ان کی ذخیرہ کرنے کی گنجائش143200ٹن ہے۔تفصیل درج ذیل ہے:-

1)	جھنگ سیٹ I	11000ٹن
2)	جھنگ سیٹ II	9800ٹن
3)	جھنگ سیٹ III	9000ٹن
4)	چک کوڑیانہ	48400ٹن
5)	شاہ جیونہ	9500ٹن
6)	موچیوالہ	5000ٹن
7)	چک نمبر170	6000ٹن
8)	شور کوٹ سٹی	3000ٹن
9)	شور کوٹ کینٹ	7000ٹن
10)	وریام	1500ٹن

11)	رستم سرگانہ	1500ٹن
12)	گڑھ موڑ	21000ٹن
13)	احمد پور سیال	10500ٹن
	میزان:	143200ٹن

(ج) اس وقت ضلع جھنگ میں سکیم 11-2010 کی 7502.300 اور سکیم 12-2011 کی 59209.550 ٹن گندم کھلے آسمان کے نیچے گنجیوں کی صورت میں ذخیرہ شدہ ہے کیونکہ گوداموں میں ذخیرہ گندم کی گنجائش نہ ہے۔ سرکاری گوداموں میں سکیم 10-2009 و 11-2010 اور 12-2011 کی گندم 159040.500 ٹن زیادہ سے زیادہ گنجائش ذخیرہ استعمال کرتے ہوئے ذخیرہ کی گئی ہے۔اس کے علاوہ پرائیویٹ گودام کرایہ پر لے کر اس میں بھی61837.800ٹن گندم ذخیرہ کی گئی ہے۔

(د) سال2009 میں حکومت نے ضلع جھنگ کا ابتدائی ٹارگٹ 274150 ٹن مقرر کیا اور بعد ازاں بڑھا کر 405000 ٹن مقرر کیا گیا جس کے بدلے میں369345.300ٹن گندم خرید ہوئی اور سال2010 کا ٹارگٹ خرید 197000 ٹن مقرر کیا اور خرید180302.200ٹن ہوئی۔

مضر صحت گندم کی نیلامی کی تفصیلات

*9171:جناب محمد اشرف خان سوہنا: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیلاب2010 سے متاثر لاکھوں ٹن گندم جو کہ لیبارٹری ٹیسٹ کے مطابق مضر صحت قرار دی گئی اور جو محکمہ خوراک کے مندرجہ ذیل سنٹروں رکھ۔پریلو، کوٹ ادو، شیخ عمر، مانواں، غازی گھاٹ، رند اڈہ، کوٹ مٹھن میں خراب ہو چکی تھی اسے مورخہ2010۔08۔27اور2011۔02۔02 کو نیلام کر دیا گیا ہے؟

(ب) کیا اس گندم کی نیلامی کے خلاف لاہور ہائیکورٹ ملتان بنچ نے مورخہ2011۔02۔22 کو حکم امتناعی جاری کیا تھا، اگر کیا تھا تو اس کے باوجود مضر صحت گندم کی نیلامی کی گئی اور کیا حکومت اس میں ملوث اہلکاروں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کیا جو مضر صحت گندم گوداموں میں پڑی ہے اس کو تلف کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ سیلاب2010 کے باعث محکمہ خوراک کے سنٹروں رکھ ہرپلو، کوٹ ادو، شیخ عمر، سنانواں، غازی گھاٹ، رنداڈہ، کوٹ مٹھن میں گندم خراب ہوئی تھی۔خراب شدہ گندم کے نمونہ جات کے تجزیہ کے بعد گورنمنٹ پبلک انالسٹ، ملتان نے اپنی تجزیاتی رپورٹس میں خراب شدہ گندم کو انسانی استعمال کے لئے مضر صحت قرار دیا۔مگر جانوروں کے استعمال کے لئے موزوں قرار دیا۔چنانچہ اخبار میں اشتہار شائع کرانے کے بعد مذکورہ بالا مراکز پر خراب شدہ گندم کی نیلامی مورخہ 27-08-2010اور 02-02-2011 کو عمل میں لائی گئی۔

(ب) یہ درست ہے کہ خراب گندم کی نیلامی کے خلاف لاہور ہائیکورٹ ملتان بنچ نے نعیم سرور کی رٹ پٹیشن نمبر2011/2040 میں مورخہ 22-02-2011 کو حکم امتناعی جاری کیا تھا۔مگر حکم امتناعی کے دوران کوئی نیلامی عمل میں نہیں لائی گئی،تاہم متذکرہ بالا رٹ پٹیشن کے حتمی فیصلے مورخہ 28-03-2011 میں عدالت عالیہ نے بقیہ خراب گندم کو صرف بھٹہ خشت میں استعمال کے لئے فروخت کی اجازت دی ہے۔عدالت عالیہ کے حکم کی تعمیل میں بقیہ خراب شدہ گندم کی دوبارہ نیلامی مورخہ 14-05-2011 کو کی گئی۔جس کی منظوری ملنے پر بھٹہ خشت مالکان نے ناکارہ گندم کی قیمت داخل خزانہ سرکار کرانے کے بعد ناکارہ سٹاک گندم اٹھالیا ہے۔ناکارہ گندم کے کیس میں مجاز اتھارٹی/جناب سیکرٹری خوراک پنجاب لاہور نے درج ذیل ملوث افسران اور اہلکاران کے خلاف PEEDA ACT,2006 کے تحت کارروائی کرتے ہوئے بروئے حکم نمبری SOF-VII-3-3/20011 مورخہ 03-11-2011 کو سزائیں دے دی ہیں۔

(1) سردار سیف اللہ خان جوئیہ، سابق ڈپٹی ڈائریکٹر فوڈ، ڈیرہ غازی خان
Withholding of promotion for two years.

(2) پرویز افضل، سابق ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر، مظفر گڑھ
Withholding of promotion for two years.

(3) حافظ عبداللطیف، سابق ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر، راجن پور
Withholding of promotion for three years.

(4) محمد طارق مسعود، FGI، سنٹر انچارج سنانواں ضلع مظفر گڑھ
Withholding of promotion for two years.

(5) محبوب احمد شاہ،FGI، سنٹر انچارج رکھ ہرپلو ضلع مظفر گڑھ
Withholding of promotion for two years.
(6) محمد اکرم،FGI، سنٹر انچارج، کوٹ ادو، ضلع مظفر گڑھ
Censure.
(7) شاہ جہاں،FGS، سنٹر انچارج کوٹلہ مغلاں ضلع راجن پور
Dismissal from service.

ڈیرہ غازی خان ڈویژن کے گوداموں میں کوئی مضر صحت گندم موجود نہ ہے۔

پنجاب میں کاشتکاروں کو باردانہ فراہم کرنے کی تفصیلات

*9258: **حاجی محمد اسحاق**: کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ حکومت کی طرف سے گندم کی خریداری پر ڈلیوری چار جز ختم کرکے فی ایکڑ پیداوار پر 8 کی بجائے 6 بوری فی ایکڑ باردانہ دینا سراسر ظلم وزیادتی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب فی ایکڑ 10 بوری کاشتکاروں کو باردانہ فراہم کرنے کاارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے۔حکومت پنجاب محکمہ خوراک نے گندم کی قیمت کے علاوہ مبلغ 7.50 روپے فی 100 کلو گرام ڈلیوری چار جز بھی ادا کئے اور 8 بوری فی ایکڑ پیداوار پر باردانہ کا اجراء کیا گیا اور دوران خریداری گندم سکیم 12-2011 میں کسی طرف سے کوئی شکایت برائے اجراء باردانہ موصول نہ ہوئی۔

(ب) محکمہ خوراک پنجاب کی گندم خریداری پالیسی کے مطابق آٹھ بوری فی ایکڑ کے حساب سے ہی باردانہ جاری ہو سکتا ہے لہذا 10 بوری فی ایکڑ کے حساب سے باردانہ جاری کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

کاشتکاروں سے گندم خریدنے کا معاملہ

*9312: **ڈاکٹر محمد اختر ملک**: کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کی ناقص پالیسیوں کے باعث رواں سال ہونے والی بمپر فصل کاشتکاروں کے لئے عذاب بن گئی ہے اور انہیں 85 لاکھ ٹن گندم اونے پونے داموں

ٹریڈرز کو فروخت کرنا پڑ رہی ہے جبکہ ٹریڈرز نے اعلان کیا ہے کہ وہ کاشتکاروں سے گندم مبلغ-/750روپے تا-/800روپے میں خریدیں گے ؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کاشتکاروں سے براہ راست گندم خرید کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ محکمہ خوراک حکومت پنجاب کاشتکاران سے رضا کارانہ بنیادوں پر گندم خرید کرتا ہے تاکہ کاشتکاران کو ان کی فصل کا بہتر معاوضہ مل سکے، جس کے لئے حکومت پنجاب نے سال12-2011میں خریداری گندم کا ہدف 35 لاکھ میٹرک ٹن مقرر کیا۔حکومت پنجاب کی پالیسی کی روشنی میں خاص طور پر چھوٹے زمینداران سے گندم ترجیحی بنیادوں پر خرید کی گئی، اس کے لئے حکومت پنجاب نے ایک شفاف عمل / پالیسی ترتیب دی تاکہ کاشتکاران اپنی پیداوار کا معقول معاوضہ حاصل کر سکیں۔مزید برآں حکومت پنجاب نے گندم برآمد کنندگان کو اجازت دی کہ وہ کھلی مارکیٹ سے گندم خرید کر کے برآمد کر سکتے ہیں۔ محکمہ خوراک اور برآمد کنندگان کے درمیان گندم خریداری میں مقابلہ کی بناء پر گندم کی قیمت مارکیٹ میں مستحکم رہی، حکومت پنجاب کی اس پالیسی کی بناء پر زمینداران کو ان کی پیداوار کا معقول معاوضہ ملا۔

(ب) محکمہ خوراک حکومت پنجاب براہ راست کاشتکاران سے گندم خرید کرتی ہے اور محکمہ مال کے تعینات عملہ کی سفارش کی روشنی میں آٹھ بوری فی ایکڑ کاشتہ گندم باردانہ کا اجراء کیا جاتا ہے تاکہ مڈل مین اور آڑھتی حضرات کی حوصلہ شکنی ہو۔

چنیوٹ، شوگر سیس فنڈز سے سڑکوں کی تعمیر کی تفصیلات

*9349:الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سفینہ شوگر مل لالیاں سرگودھا روڈ پر واقع ہے ؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ مل نے شوگر سیس فنڈ میں تقریباً مبلغ 10 کروڑ روپے جمع کروایا ہے۔کیا مذکورہ فنڈ سے متعلقہ تحصیل اور ضلع کی سڑکوں کی تعمیر و مرمت کی جاتی ہے ؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے مذکورہ فنڈز میں سے تحصیل لالیاں اور چنیوٹ کی سڑکوں کی تعمیر و مرمت پر کتنی رقم خرچ کی ہے۔اگر نہیں تو کیوں نیز کیا حکومت مذکورہ فنڈ سے مذکورہ تحصیلوں کی سڑکات کی تعمیر و مرمت کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ سفینہ شوگر ملز لالیاں سرگودھا روڈ چنیوٹ پر واقع ہے۔

(ب) مذکورہ مل نے شوگر سیس فنڈز کی مد میں تقریباً/95435337روپے جمع کروائے۔یہ بات درست ہے کہ شوگر سیس فنڈز متعلقہ تحصیل اور ضلع کی سڑکوں کی تعمیر و مرمت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔تفصیل کے لئے قانون کی کاپی منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر برائے ملاحظہ رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ بات درست ہے کہ شوگر سیس فنڈز سے تحصیل لالیاں اور ضلع چنیوٹ کی سڑکوں کی تعمیر و مرمت کا کام پچھلے کچھ عرصہ سے نہ ہو سکا ہے۔اس کی سال بہ سال وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:۔

سال09-2008 اور سال10-2009 میں شوگر ملز اور ضلعی انتظامیہ نے نامکمل دستاویزات ارسال کی تھیں جو کہ ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر اور ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر سے تصدیق شدہ نہ تھیں۔ملز و ضلعی انتظامیہ کو متعدد مرتبہ اس بابت متوجہ کیا گیا۔اب سال09-2008 اور 10-2009 میں سفینہ شوگر ملز کی طرف سے جمع کروائے گئے تمام شوگر سیس فنڈز جاری کر دیئے گئے ہیں۔جن کی تفصیل کے لئے منسلکہ (ب) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سال11-2010 کے فنڈز کے اجراء کا معاملہ محکمہ خزانہ حکومت پنجاب میں زیر غور ہے۔جیسے ہی یہ فنڈز جاری ہوں گے تو انہیں ضلع کی سڑکوں کی تعمیر و مرمت اور ترقیاتی منصوبہ جات پر خرچ کیا جائے گا۔

پوائنٹ آف آرڈر

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب پہلے گوندل صاحب اور پھر کرنل نوید ساجد صاحب!

شوگر ملز مالکان کی جانب سے گنے کے کاشتکاروں کو بروقت ادائیگی اور وزن میں کٹوتی کے بارے میں ایوان کی کمیٹی بنانے کا مطالبہ

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ پرسوں کی بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں ایک فیصلہ یہ بھی ہوا تھا کہ جو شوگر کین کا issue ہے اس کو اسمبلی میں لایا جائے اور اس پر in House ایک کمیٹی بنا دی جائے۔ میری اس سلسلے میں ایک تجویز ہے کہ میرا تعلق ضلع منڈی بہاؤالدین سے ہے جہاں پر دو شوگر ملز ہیں ایک ہمارے بھلوال میں شوگر مل ہے اور ہمارے کسان ایک serious problem face کر رہے ہیں تو میں اس سلسلے میں پارلیمانی سیکرٹری اور منسٹر صاحب کی توجہ آپ کی وساطت سے چاہوں گا کہ جو انڈین ورائٹی کا گنا ہے اس کو accept نہیں کیا جا رہا ہے اور اگر accept کیا جا رہا ہے تو اس پر 15 سے 25 فیصد وزن میں کٹوتی کی جا رہی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس میں شوگر element کم ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرتا چلوں کہ کسی بھی rules میں، حکومت پنجاب کی پالیسی میں گنے کی کاشت پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہے اگر کسی گنے کی کاشت پر کوئی پابندی نہیں ہے تو اس کی خرید کے لئے شوگر ملز قانونی طور پر پابند ہیں کہ وہ تمام تر گنا خریدیں۔ حکومت پاکستان اور حکومت پنجاب کی fixed prices ہیں اس کے مطابق یہ گنا خریدا جانا چاہئے۔ اس سلسلے میں، میں یہ چاہوں گا کہ حکومت پنجاب فوراً نوٹس لے کہ گنے کے وزن میں جو deduction یا کٹوتی ہو رہی ہے اس کو بند کیا جائے۔ اس کے علاوہ مختلف شوگر ملوں نے ہمارے علاقوں میں کنڈے لگائے ہوئے ہیں وہاں پر وزن میں بھی بہت بڑا گھپلا کیا جا رہا ہے اور کسانوں کی دن دہاڑے ڈکیتی کی جا رہی ہے اس سے جو لوگ effected ہیں ہم ان کا اگلے ہفتے تک data collect کر لیں گے اس کا فوری طور پر action لیا جائے اور کین کمیشن کو فوری طور پر پنجاب اسمبلی کے اندر بلایا جائے اور اس پر ایک کمیٹی بنائی جائے تاکہ کسانوں کے ساتھ جو لوٹ مار ہو رہی ہے اسے روکا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! وہ valid point تھا میں اس کو دوبارہ صرف اس لئے دہرانا چاہتا ہوں کہ وہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں grower کو loss ہے اور حکومت پنجاب کو اس کا کوئی profit نہیں ہے کیونکہ وہ account for نہیں ہو رہی ہے تو میری گزارش صرف اتنی ہے کہ جو کٹوتی چالیس کلو پر ایک کلو کے حساب سے ہوتی ہے وہ کسی بھی جگہ پر account نہیں ہو رہی ہے اگر اس کو 66 لاکھ ٹن کے حساب سے ٹوٹل sum کیا جائے تو گنے کا کافی حساب بنتا ہے اس کی کوئی نہ کوئی accountability ہونی چاہئے، It should be accounted for in the province. صوبہ کے exchequer میں آنی چاہئے، province میں account for ہو جائے یا grower کو مل جائے تاکہ اس کا کوئی بھلا ہو جائے۔ میں حکومت پنجاب کی اس پر توجہ دلانا چاہتا ہوں کیونکہ سیکرٹری صاحب بھی مہربانی فرما کر یہاں پر بیٹھے ہیں، پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی یہاں پر موجود ہیں، میں آپ کی وساطت سے یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ مہربانی کر کے اس point کو دوبارہ ضرور consider کر لیں اور اسے دیکھیں کہ کیا یہ in order ہے یا نہیں؟ اگر in order ہے تو اس کا account for ہونا چاہئے اور کہیں نہ کہیں اس کو رکھنا چاہئے تاکہ حکومت پنجاب کا exchequer بہتر ہو سکے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ہم سے یہ دو باتیں کی گئی ہیں اور میں نے پہلے بھی اسی حوالے سے بات کی تھی اور اس سے کچھ لوگ یقیناً مطمئن ہوئے ہوں گے جو کہ payment کے لحاظ سے تھی لیکن آج میں یہ بتانا چاہتا ہوں اور دکھانا بھی چاہتا ہوں کہ حکومت کی طرف سے جو گنے خریدنے کی price indicate کی گئی ہے وہ -/150 روپے فی من ہے اس میں پنجاب حکومت کی جو ضلعی سطح پر committees ہیں وہ بھی اپنا کام کر رہی ہیں، اخبار میں بھی اشتہار دے رکھا ہے کہ اگر کسی کو کوئی شکایت ہو تو وہ DCO آفس میں جا کر فوری شکایت کا اندراج کروا سکتا ہے۔ انشاء اللہ within 24 hours ہم اس کو rectify کریں گے اور جو بھی اس قانون کے مطابق سزا بنتی ہے وہ دیں گے۔ اس کے علاوہ یہاں پر وزن کے حساب سے ایک بات کی گئی ہے تو اس کے لئے بھی Special Committees ضلعی سطح پر بنا دی گئی ہیں اور وہاں پر complaint centre کھول دیا گیا ہے لہذا اگر کوئی ایسی شکایتیں ہیں تو یقیناً اس ہاؤس کی وساطت سے بات باہر جانی چاہئے کیونکہ معزز ممبران اپنے

حلقوں کی نمائندگی کر رہے ہیں اور وہاں پر اگر waning کا بھی issue آتا ہے تو اس کو یہ refer کر دیں۔ انشاءاللہ ہم guarantee دیتے ہیں کہ within 24 hours اس مسئلہ کو حل کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں کل سے گزارش کر رہی تھی کہ میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتی ہوں بلکہ میں ایک اہم معاملہ پر آپ کی ruling بھی چاہوں گی کہ پچھلے چار سال سے جب سے یہ جمہوری حکومت آئی ہے، یقیناً عوام کو بہت ساری توقعات اپنی حکومتوں کے ساتھ ہوتی ہیں اور اس میں جو main ترجیحات بیان کی جاتی ہیں۔ وہ ہم نے پنجاب حکومت کی بھی سنی ہیں کہ تعلیم اور صحت ان کی main ترجیحات ہیں لیکن بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جو حالت تعلیم اور صحت کے شعبہ میں اس دور میں decrease ہوئی اس سے پہلے نہیں ہوئی۔ میں خاص طور پر تعلیم کی بات کرنا چاہتی ہوں اور خوش قسمتی یہ ہے کہ آج وزیر تعلیم بھی یہاں موجود ہیں۔ تعلیم کے محکمہ کے اندر رول نمبر سلپ سے لے کر ان کے رزلٹ تک اور رزلٹ کے بوگس ہونے تک جو کچھ ہوا وہ آپ نے بھی دیکھا اور ہم نے بھی دیکھا لیکن اس کے بعد مجھے یہ لگا کہ شاید پنجاب حکومت seriously تعلیم کے محکمہ پر توجہ دے گی لیکن افسوس ہے اور مجھے آپ سے یہ ruling چاہئے کہ کیا محکمہ تعلیم کو سیاسی جلسے منعقد کرنے کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے اور سرکاری خرچے پر سیاسی جلسے کئے جا سکتے ہیں، کیا کسی unelected بندے یا خاتون کو کالج میں بلا کر سیاسی manifesto اور سیاسی سوالات کے جوابات دینے کی اجازت ہو سکتی ہے، میں مریم نواز صاحبہ کی بہت قدر کرتی ہوں، ہم ان کو welcome کرتے ہیں لیکن کیا پی ایم ایل (ن) کے اندر اب یہ ہمت باقی نہیں رہی کہ مریم نواز صاحبہ اپنے طور پر launch کر سکے؟ اس کے لئے محکمہ تعلیم پنجاب کا انتخاب کیا جانا اور کالجوں کے اندر ان کی سیاسی تقریریں، ان کے سیاسی manifesto کی بات ہونی تو کیا اس کی اجازت محکمہ تعلیم اور کالجوں کے اندر موجود ہے اور میں اس پر آپ کی ruling چاہوں گی کہ ان کی launching ceremony کے لئے محکمہ تعلیم کو کیوں استعمال کیا جا رہا ہے اور سیاسی جلسے auditoriums میں کیوں منعقد کئے جا رہے ہیں۔ اس پر میں آپ کی توجہ بھی چاہتی ہوں اور طلباء اور طالبات کے پیریڈ ختم کر کے ان کو جلسے اور تقریر سنانے کے لئے بٹھایا جا رہا ہے یہ بڑا concern کا باعث ہے اور اس سے پی ایم ایل (ن) کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا ہو رہے ہیں کہ شاید تحریک انصاف نے پی ایم ایل (ن) کو اس قابل بھی نہیں چھوڑا

کہ وہ اپنی لیڈر صاحبہ کی launch ceremony کر سکے اس کے لئے محکمہ تعلیم کو استعمال نہ کیا جائے اور کیا محکمہ تعلیم میں سیاسی جلسہ ہو سکتا ہے یا نہیں اس کی میں آپ سے ruling چاہتی ہوں؟

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! میں بھی پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں اگر ان کا سوال یا ضمنی سوال ہے تو اس کے جواب کے لئے بھی حاضر ہوں۔ میں صرف یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ point scoring کرنے کے علاوہ کسی کے پاس ٹائم نہیں ہے۔ عرض صرف یہ ہے کہ جو لوگ invite کر رہے ہیں وہ وہاں کی unions ہیں، وہ خود ان کو invite کر رہی ہیں یہ ان کا born fundamental right ہے کہ اگر وہ کسی political figure کو سننا چاہیں تو سن سکتے ہیں۔ حکومت پنجاب اور محکمہ تعلیم اس میں involve نہیں ہیں بلکہ ان اداروں کی unions ان کو invite کر رہی ہیں۔ ان کو کسی قسم کے funds دیئے گئے اور نہ ہی اس سلسلے میں کوئی notification کیا گیا ہے۔ یہ صرف بہتان تراشی کی جا رہی ہے جس کی میں شدید مذمت کرتا ہوں۔ قائد پاکستان میاں محمد نواز شریف پاکستان کے سب سے بڑے سیاسی لیڈر ہیں اور اگر اس بچی نے سیاست کرنے کا عزم کیا ہے تو ہم اس کو سلام پیش کرتے ہیں۔ یہ ہر پاکستانی کا حق ہے کہ وہ اس ملک میں سیاست کرے اور اگر کوئی یونین یا consolidated رائے عامہ رکھنے والے تعلیمی ادارے کے لوگ invite کرتے ہیں تو یہ ان کا fundamental right ہے۔ آج پاکستان پیپلز پارٹی یہ سمجھ رہی ہے کہ وہ نہ صرف پنجاب بلکہ پورے پاکستان سے wash out ہو چکی ہے اس لئے وہ اس طرح کی آواز اٹھا کر صرف تعلیمی اداروں میں اپنے آپ کو زندہ رکھنے کی ناکام کوشش کر رہی ہے جس کی میں شدید مذمت کرتا ہوں۔ یہ بہتان تراشی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کی گفتگو کر کے سوائے point scoring کے اور کوئی کام نہیں کیا جا رہا۔ مہربانی۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔ کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے تھے؟

سید زعیم حسین قادری: جناب والا! یہ میرا right ہے۔ (قطع کلامیاں)

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! میں نے بھی گزارش کرنی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر آ گیا ہے اس پر بحث نہیں ہونی۔ آپ کے اپوزیشن لیڈر کھڑے ہیں وہ پہلے بات کر لیں پھر آپ کو موقع دوں گا۔ جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! میرے بھائی نے یہاں پر جو بات کی ہے میں عرض کروں گا کہ کسی بھی سیاسی شخصیت کو گورنمنٹ کے سکولوں اور کالجوں میں بلانا پنجاب حکومت کا کام نہیں

ہے۔Head Mistresses کو ٹیلیفون کرنا کہ آپ فلاں کو بلا کر خواتین کے کالجوں میں ان کی تقریر کروائیں۔ کون سی حکومت اس طرح سے کرتی ہے ؟اگر انہوں نے خواتین کا جلسہ کرنا ہے تو وہ فیصل آباد میں دھوبی گھاٹ پر جلسہ کریں،لاہور میں موچی دروازہ پر جلسہ کریں ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن کینئرڈ کالج کی وائس چانسلر کو کہہ کر وہاں پر لڑکیوں کا جلسہ کروانا کہاں کا قانون ہے اور کس جگہ پر یہ implement ہوتا ہے۔ ٹھیک ہے ان کی پنجاب میں حکومت ہے اور ہم اسے تسلیم کرتے ہیں۔ چیف منسٹر صاحب جائیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں وزیر تعلیم جائیں ہمیں اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں لیکن میاں نواز شریف صاحب کی بیٹی کو بلانا ان کو دعوت دینا اور ان کے وہاں پر جلسے کروانا غیر قانونی کام ہے۔ یہ غلط کام نہ کریں وزیر اعلیٰ صاحب خود جائیں اگر ان کے جلسے کروانے ہیں تو یہ موچی دروازے پر کروائیں ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔اگر لاہور میں ان کی بات سننے والا کوئی نہیں رہ گیا اور سب عمران خان کے ساتھ چلے گئے ہیں تو ہماری وہ بہن ہے ہمیں حکم کریں ہم ان کا جلسہ کروانے کے لئے تیار ہیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب والا! میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ جلسہ تو مسلم لیگ (ن) نے فیصل آباد میں بھی کیا ہے، موچی دروازہ میں بھی ہو گا، پیپلز پارٹی تو وہاں سے راہ فرار اختیار کر گئی تھی۔ ہم نے تو جلسے کئے ہیں اور مزید بھی کریں گے۔ انشاء اللہ 22 تاریخ کو بھی ہم جلسہ کریں گے 31 تاریخ کو بھی ہماری پارٹی کی طرف سے جلسہ ہے، جلسے تو جاری ہیں۔انہوں نے یہاں پر غلط بیانی کی ہے کہ۔۔۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! یہ غلط بات کر رہے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! یہ کس پوائنٹ پر بات کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کیا بات کر رہی ہیں؟ یہاں پر راجہ صاحب نے بات کی ہے وہ اس کا جواب دے رہے ہیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب والا! راجہ صاحب میرے خیال میں یہ نہیں سمجھ رہے کہ یونین کا یہ right ہوتا ہے کہ وہ اگر کسی شخصیت کو اہمیت کا حامل سمجھتی ہے تو اسے بلائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: زعیم قادری صاحب میری بات سنیں۔

سید زعیم حسین قادری: لوگ آج ایک بار پھر ان کی طرف دیکھ رہے ہیں، لوگ ان کو پسند کرتے ہیں، لوگ ان کی بات سننا پسند کرتے ہیں اگر کسی کو اس بات کی تکلیف ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم

نے گورنر ہاؤس کو کسی سیاسی جماعت کا اڈہ نہیں بنایا۔ ہم نے ایوان صدر کو پیپلز پارٹی کا decisions making ایوان نہیں بنایا۔ ہم نے گورنر ہاؤس اور ایوان صدر کو one man show نہیں بنایا۔ ہم گورنر ہاؤس کو پیپلز پارٹی کی کمیٹیوں کی میٹنگوں کے لئے استعمال نہیں کرتے۔ ہم نے ایوان صدر میں بیٹھ کر ڈکیتیاں نہیں کیں جو روزانہ اس ملک میں رونما ہوتی ہیں۔ ہم ان کو پایہ تکمیل تک نہیں پہنچنے دیں گے۔ یہ مذاق اب بند ہونا چاہئے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف نے "لوٹے بنانا بند کرو" کی نعرہ بازی کی)

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب والا! یہ مذاق اب بند ہونا چاہئے۔ مریم نواز شریف اس وقت کی منفرد لیڈر ہیں۔ اس کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ اگر کوئی سننا چاہتا ہے تو سنے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! یہاں پر یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایوان صدر اور گورنر ہاؤس کو سیاسی جلسوں کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! وزیر تعلیم صاحب کیوں خاموش ہیں؟

(اذان ظہر)

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ۔۔۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب جناب شاہجہان احمد بھٹی صاحب پبلک اکاونٹس کمیٹی نمبر۔II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

محکمہ جنگلات حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال06-2005 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب شاہجہان احمد بھٹی: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتاہوں کہ:

"محکمہ جنگلات حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال06-2005کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی۔IIکی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 12۔جولائی 2011سے مورخہ 17۔فروری2012تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر:یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"محکمہ جنگلات حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال06-2005کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی۔IIکی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 12۔جولائی 2011سے مورخہ 17۔فروری2012تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہےاوراب سوال یہ ہے کہ:

"محکمہ جنگلات حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال06-2005کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی۔IIکی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 12۔جولائی 2011سے مورخہ 17۔فروری2012تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر:میاں شفیع محمد صاحب پبلک اکاونٹس کمیٹی نمبر۔Iکی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتاہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال2000تا2005اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

میاں شفیع محمد: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتاہوں کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال2000تا2005اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی۔ا کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 28۔نومبر 2011 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال2000تا2005اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی۔ا کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 28۔نومبر 2011 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال2000تا2005اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی۔ا کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 28۔نومبر 2011 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں طارق محمود صاحب مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔ میاں طارق محمود صاحب!

مسودہ قانون (ترمیم) (سٹینڈنگ آرڈر) صنعتی و تجارتی ملازمت، پنجاب مصدرہ2011، مسودہ قانون (ترمیم) میٹرنٹی بینیفٹ، پنجاب مصدرہ2011، مسودہ قانون (ترمیم) (ایجوکیشن) ورکرز چلڈرن، پنجاب مصدرہ2011، مسودہ قانون (ترمیم) (خاتمہ) نظام جبری مشقت، پنجاب مصدرہ2011 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں

"(1) The Punjab Industrial and Commercial Employment (Standing Order) (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 38 of 2011)

(2) The Punjab Maternity Benefit (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 39 of 2011.)

(3) The Punjab Workers Children Education (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 40 of 2011) and the Punjab Bonded Labour System Abolishes (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 42 of 2011)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رپورٹیں پیش کر دی گئیں۔ابھی آپ تشریف رکھیں، میں آپ کو floor دوں گا۔ میں نے آپ سے کہا ہے کہ آپ تشریف رکھیں میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر دوں گا۔اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 1734/2011 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے ہے۔

صوبائی دارالحکومت میں لیڈی ہیلتھ ورکرز کا تنخواہیں نہ ملنے پر احتجاج اور ان پر پولیس کا لاٹھی چارج

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "وقت" مورخہ 16۔اکتوبر 2011 کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ " تنخواہیں نہ ملنے پر لیڈی ہیلتھ ورکرز کا احتجاج، لاٹھی چارج، چھ بے ہوش، ایک کی حالت غیر ہو گئی، مختلف شہروں میں دھرنے، پولیو مہم کے بائیکاٹ کی دھمکی" تفصیل یوں ہے کہ مورخہ 15۔اکتوبر 2011 کو صوبائی دارالحکومت سمیت صوبہ پنجاب کے مختلف شہروں میں لیڈی ہیلتھ ورکرز نے چار ماہ سے تنخواہیں نہ ملنے کے خلاف احتجاجی مظاہرے کئے اور دھرنے دیئے جبکہ لاہور میں لیڈی ہیلتھ ورکرز نے باغ جناح قائداعظم لائبریری کے سامنے اپنے مطالبات کے حق میں پر امن مظاہرہ کیا تو اس دوران لیڈی ہیلتھ ورکرز نے گورنر ہاؤس کے سامنے جا کر احتجاج کرنے کی کوشش کی تو پولیس نے انہیں روکنے کے لئے ہاتھا پائی اور لاٹھی چارج کیا پولیس کی ہاتھا پائی اور تشدد سے چھ لیڈی ہیلتھ ورکرز بے ہوش ہو گئیں، لیڈی ہیلتھ ورکرز نے حکومت اور محکمہ صحت کے خلاف نعرہ بازی کی اور احتجاج کیا اور انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ان کو چار ماہ کی تنخواہیں دی جائیں لیڈی ہیلتھ ورکرز نے اعلان کیا کہ اگر حکومت نے انہیں 20۔اکتوبر تک تنخواہیں نہ دیں تو 24۔اکتوبر سے شروع ہونے والی پولیو مہم کا بائیکاٹ کر دیا جائے گا۔لیڈی ہیلتھ ورکرز نے بتایا کہ وہ کئی کئی سالوں سے کام کر رہی ہیں لیکن نہ تو ان کو ریگولر کیا جا رہا ہے اور نہ ہی پچھلے چار ماہ سے تنخواہیں دی جا رہی ہیں۔یہ معاملہ سنگین ہے، چار ماہ سے لیڈی ہیلتھ

ورکرز کو حکومت پنجاب تنخواہیں نہیں دے رہی اور لیڈی ہیلتھ ورکرز فاقہ کشی پر مجبور ہو چکی ہیں۔اگر وہ اپنی تنخواہوں کا مطالبہ کرتی ہیں تو ان پر لاٹھی چارج کیا جاتا ہے۔یہ حکومت پہلے ہی دیوالیہ کا شکار تھی اور اب سرکاری ملازمین کو تنخواہیں دینے کے لئے اس کے پاس کوئی پیسا نہیں ہے۔یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب!اس تحریک کا جواب آیا ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!اس ضمن میں عرض ہے کہ اٹھارہویں ترمیم کی منظوری کے بعد اور مشترکہ مفادات کی کونسل کے فیصلے کے مطابق بمع دیگر پراجیکٹس، نیشنل پروگرام برائے خاندانی منصوبہ بندی و بنیادی صحت عامہ کو صوبوں کے حوالے کر دیا گیا اور مطلع کیا گیا کہ وفاقی حکومت اس پروگرام کو جون2015تک مالی اعانت کرے گی جو کہ پچھلے سال کی زیادہ سے زیادہ releaseکے برابر ہو گی۔ مزید عرض ہے کہ وفاقی حکومت نے پہلی سہ ماہی جولائی تا ستمبر 2011 کے لئے 412 ملین روپے فراہم کئے جبکہ ادارہ ہذا کی بجٹ ڈیمانڈ 1244.192 ملین روپے تھی جبکہ پہلی سہ ماہی کے لئے فراہم کی گئی رقم 412 ملین کا سالانہ الاٹ شدہ رقم کا دس فیصد بنتا ہے اس طرح پہلی سہ ماہی میں وفاقی حکومت کی طرف سے بجٹ ڈیمانڈ کے مقابلے میں فراہم کردہ رقم 832 ملین روپے کم ہے جو کہ 53 ہزار لیڈی ہیلتھ ورکرز، لیڈی ہیلتھ سپروائزرز ڈرائیورز اور اکاؤنٹ سپروائزرز کی دو ماہ کی تنخواہ کے برابر ہے۔اس طرح فراہم کردہ رقم سے ایک ماہ جولائی 2011 کی تنخواہ تمام پنجاب کے 36 اضلاع کے عملہ کو دی جا سکی جبکہ باقی بچ جانے والی رقم سے ضلع لاہور کے عملے کی ماہ اگست کی ادائیگی بھی ان کی ڈینگی مہم میں بھرپور شرکت کے اعتراف میں کی گئی۔مزید برآں لیڈی ہیلتھ ورکرز، ہیلتھ سپروائزرز، ڈرائیورز کے احتجاج کے بعد وفاقی حکومت نے ادارہ ہذا کو 412 ملین روپے کی اضافی رقم برائے پہلی سہ ماہی تنخواہوں کی مد میں 2011-11-01 کو دی جس سے ایک ماہ کی تنخواہ اگست 2011 چند دنوں میں 36 اضلاع کے تمام عملہ کو بذریعہ بنک ڈرافٹ اکاؤنٹ ادا کر دی جائے گی۔ مزید یہ ہے کہ ادارہ ہذا نے وفاقی حکومت سے دوسری سہ ماہی اکتوبر تا دسمبر 2011 کے لئے 1616.24 ملین روپے کی ڈیمانڈ کی جیسے ہی مطلوبہ فنڈز وفاقی حکومت سے وصول ہوں گے تو بلا تاخیر نیشنل پروگرام کے تمام ملازمین کو ان کے بنک اکاؤنٹ کے ذریعے ادا کر دی جائے گی۔مزید برآں دفتر ہذا نے حکومت پنجاب سے محکمہ صحت کے ذریعے استدعا کی ہے کہ 752 ملین روپے فنڈز bridged financing کی جائے اگر

مطلوبہ رقم حکومت پنجاب جاری کر دیتی ہے تو ادارہ ہذا کے تمام ملازمین کو تنخواہوں کی ادائیگی اکتوبر 2011تک کر دی جائے گی۔میرے خیال میں جوpossibleہو سکتا تھاوہ کیا گیا ہے جیسے ہی وفاقی حکومت سے دیگر پیسے آ جائیں گے تو باقی کو بھی ادا کر دیا جائے گا۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔یہ تحریک التوائے کارdispose of کی جاتی ہے۔اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 1738/2011 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے اندر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! بہت ضروری بات ہے آپ اجازت دے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ ان کو اجازت دے دیں میں رُک جاتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راجہ صاحب! فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! کل جوہر ٹاؤن میں ایک بچی گٹر میں گری ہے لیکن وہاں پر کوئی حکومتی اہلکار نہیں گیا، وہاں اس کے گھر افسوس کے لئے بھی کوئی آدمی نہیں گیا۔اس کے ساتھ ساتھ ان کی سنجیدگی دیکھ لیں کہ ہاؤس میں کوئی سنجیدگی نہیں ہے، یہاں وزیر اعلیٰ آتے ہیں نہ وزراء آتے ہیں۔یہاں پر صرف دو وزیر بیٹھے ہوئے ہیں لاء منسٹر صاحب بھی تشریف نہیں لائے۔ہم اس غیر سنجیدگی پر ہاؤس سے واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے معزز ممبران واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سیف الملوک صاحب!

ملک سیف الملوک کھوکھر: جناب سپیکر! متعلقہ افسر کو موقع پر معطل کیا گیا ہے۔۔۔

کورم کی نشاندہی

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم کی نشاندہی ہو گئی ہے۔گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے۔

تحاریک التوائے کار

(۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 1738 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے۔جی، محترمہ!

حکومت کی ناقص پالیسی کی وجہ سے واہگہ بارڈر پر بننے والا ٹورسٹ ریزارٹ کا منصوبہ ناکامی کا شکار

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ حکومتی عدم دلچسپی کی وجہ سے واہگہ بارڈر پر ٹورسٹ ریزارٹ کا منصوبہ لٹک گیا، تفصیل یوں ہے کہ حکومتی عدم دلچسپی کے باعث واہگہ بارڈر پر سیاحوں و عوامی تفریح کا منصوبہ ٹورسٹ شروع نہ ہو سکا، حکومت کی جانب سے واہگہ بارڈر پر 6 کنال زمین خرید کر اس کی ڈویلپمنٹ کی منصوبہ بندی کی گئی تھی جس کے مطابق ٹورسٹ ریزارٹ واہگہ بارڈر پر ایک ٹورسٹ انفارمیشن سنٹر، ریسٹورنٹ، سوئمنگ پول، 5 بیڈ رومز، ان ڈور کلب، سوینئر شاپ، منی گالف کلب، باربی کیو، کار پارکنگ اور کیمپنگ ایریا کی تعمیر وغیرہ شامل تھی، اس پراجیکٹ پر حکومت نے آغاز پر ہی لاکھوں روپے خرچ کر دیئے، اب ٹورازم ڈیپارٹمنٹ کے ذرائع کے مطابق نامعلوم وجوہات کی بنا پر اس ٹورسٹ ریزارٹ کا منصوبہ ختم کیا جا رہا ہے۔قابل ذکر بات یہ ہے کہ ٹورسٹ ریزارٹ کا منصوبہ جوں کا توں پڑا ہے اور عرصہ دراز گزرنے کے باوجود اس پر کوئی بھی کام نہیں ہوا اور اب اس منصوبے کو ختم کیا جا رہا ہے۔ پہلے ہی ملک میں آنے والے سیاحوں کو کم سہولتیں میسر ہیں اور تفریح کے مواقع دستیاب نہ ہیں اور اگر حکومت نے منصوبہ شروع کیا ہی تھا وہ بھی پایہ تکمیل پہنچنے سے پہلے ہی ختم کر دیا گیا ہے۔ حکومت کی ناقص پالیسی اور عدم مالی وسائل کے باعث کوئی بھی منصوبہ مکمل ہوتا دکھائی نہیں دیتا اس لئے ضروری ہے کہ ان محرکات کا جائزہ لیا جائے کہ وہ کون سے آہنی ہاتھ ہیں جن کے غلط فیصلوں کی وجہ سے تفریح فراہم کرنے والے پراجیکٹ ختم کئے گئے

ہیں۔حکومت کی ناقص پالیسی کے باعث ٹورسٹ ریزارٹ کا منصوبہ ناکام ہونے کے باعث صوبائی دارالحکومت سمیت صوبہ بھر کے عوام میں سخت بے چینی پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اپوزیشن walk out پر ہے۔ملک احمد علی اولکھ، حاجی احسان الدین قریشی اور میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب جائیں اور راجہ ریاض احمد صاحب سے بات کر کے انہیں واپس ایوان میں لے آئیں۔جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا ابھی جواب نہیں آیا لہذا اس تحریک کو next week تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک التوائے کار next week تک pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1742 بھی محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے۔جی، محترمہ!

محکمہ ٹرانسپورٹ کی ناقص کارکردگی کی وجہ سے صوفی فاؤنڈیشن کی سکول بس کوٹ اسحاق حافظ آباد میں حادثے کا شکار، متعدد بچے زخمی

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 17۔اکتوبر 2011 کو ایک نجی چینل نے خبر نشر کی ہے کہ کلر کہار کے بعد ایک اور سکول بس کوٹ اسحاق حافظ آباد کے مقام پر گر کر تباہ ہو گئی ہے جس میں متعدد بچے زخمی ہو گئے۔خبر کی تفصیل یوں ہے کہ ضلع حافظ آباد میں ایک پرائیویٹ سکول صوفی فاؤنڈیشن کی سکول بس جس میں بچوں کے بیٹھنے کی تعداد 40 ہے لیکن سکول انتظامیہ نے اوورلوڈنگ کر کے اس میں 60 بچے بٹھائے ہوئے تھے جب یہ بس کوٹ اسحاق کے مقام پر پہنچی تو موڑ کاٹتے ہوئے یہ بس خستہ حالت کے باعث توازن برقرار نہ رکھ سکی جس کی وجہ سے یہ الٹ کر گر گئی۔اس میں سکول جانے والے متعدد بچے شدید زخمی ہوئے۔بچوں کے ورثاء نے سکول انتظامیہ کے خلاف شدید احتجاج کیا اور حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ نہ صرف سکول انتظامیہ کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے بلکہ محکمہ ٹرانسپورٹ، پولیس کے خلاف بھی کارروائی عمل میں لائی جائے، جنہوں نے ایک خستہ حالت بس کو فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کرنے اور اسے روڈ پر چلانے کی اجازت دے دی ہے۔

جناب سپیکر!اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک بس میں زائد بچوں کو کیوں بٹھایا گیا اور اس خستہ حالت بس کو فٹنس سرٹیفکیٹ کیوں جاری کیا گیا ہے؟اب ضرورت اس امر کی ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ آئے روز ایسی خستہ حالت بسوں کو سڑکوں پر چلانے کی اجازت دینے والے وہ کون سے ہاتھ کارفرما ہیں جو معصوم بچوں سے بھی ایسا شیطانی کھیل کھیلنے سے باز نہیں آتے۔اس خبر سے صوبہ بھر کی عوام میں سخت غم وغصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،ملک صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!محکمے نے جواب دیا ہے کہ مذکورہ خبر حقائق پر مبنی نہ ہے۔ ضلعی انتظامیہ حافظ آباد کی رپورٹ کے مطابق مذکورہ سکول بس میں 35/30 بچے سوار تھے اور مذکورہ بس کو معمولی حادثہ پیش آیا تھا۔اس حادثہ میں تین بچے معمولی زخمی ہوئے تھے جنہیں موقع پر ہی طبی امداد دے کر فارغ کر دیا گیا۔ حادثے کی وجہ گاڑی کے پہیوں کا جام ہونا تھا۔بس فنی طور پر درست حالت میں تھی تاہم ضلع میں تمام سکول انتظامیہ کے سربراہان کو ہدایت جاری کر دی گئی ہے کہ وہ اپنی سکول گاڑیوں کی فنی حالت کو درست رکھنے کو ہر حالت میں یقینی بنائیں تاکہ کسی حادثے سے دوچار ہونے سے بچا جائے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!اگر یہ خبر غلط تھی تو ڈی جی محکمہ اطلاعات کو اگلے ہی دن اس کی تردید کر دینی چاہئے تھی۔آپ اور میں جانتے ہیں کہ اس خبر کو ٹی وی پر دکھایا گیا اور یہ خبر اخبارات میں بھی آئی،تب تو اس خبر کی تردید نہیں کی گئی اور آج محکمہ نے یہ جواب دے دیا ہے۔ کل شیخ علاؤالدین صاحب نے بھی اسی طرح کی تحریک التوائے کار پیش کر کے Fitness Certificate کی بات کی تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!میرا خیال ہے کہ Fitness Certificate کے حوالے سے آپ کا point valid ہے۔ منسٹر صاحب!یہ انسانی جانوں کا مسئلہ ہے اس لئے محکمے سے کہیں کہ Fitness Certificate کے حوالے سے پوری توجہ دے۔ یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا۔اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے، گنتی کروائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا ہے۔اب سرکاری کارروائی کا آغاز ہوتا ہے۔

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو متعارف ہوئے)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Minister for Zakat and Ushr to introduce the Walled City of Lahore Bill 2011 (Bill No. 44 of 2011).

مسودہ قانون اندرون شہر لاہور مصدرہ2011

MINISTER FOR ZAKAT AND USHR (Malik Nadeem Kamran): Mr. Speaker! I introduce the Walled City of Lahore Bill 2011 (Bill No. 44 of 2011).

MR DEPUTY SPEAKER: The Walled City of Lahore Bill 2011 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Planning and Development for report up to 31st January 2012.

Now, Minister for Zakat and Ushr to introduce the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011(Bill No.45 of 2011).

مسودہ قانون(دوسری ترمیم)مقامی حکومت پنجاب مصدرہ2011

MINISTER FOR ZAKAT AND USHR (Malik Nadeem Kamran): Mr. Speaker! I introduce the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Local Government and Rural Development for report up to 31st January 2012.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!میں نےamendmentدی ہوئی ہے۔ میں نے اس پر بات کرنی ہے۔آپ اس طرح نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے کہاں دی ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اسمبلی سیکرٹریٹ میں دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ توlayingہے یہ تو بعد کا مسئلہ ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!میں اسیlayingکے حوالے سےRules of ProcedureاورConstitutionکے مطابق بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کیsituation مختلف ہے۔آپHouseکوdictateکرنے کی کوشش نہ کریں۔آپ نےmoveکیا تھا جس پر سپیکر صاحب نے کہا تھا کہ یہMoney Billہے۔ اس پر گورنمنٹ کیconsentآنی چاہئے پھر اس پر بات ہو گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: میں آپ کے روّیے کے خلاف احتجاجاً ایوان سے باہر جا رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نےrulesکوfollowکرنا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Minister for Zakat and Ushr to introduce the Ghazi University, D.G Khan Bill 2011(Bill No.46 of 2011).

مسودہ قانون غازی یونیورسٹی ڈی جی خان مصدرہ2011

MINISTER FOR ZAKAT AND USHR (Malik Nadeem Kamran): Mr. Speaker! I introduce the Ghazi University,D.G Khan Bill 2011

MR DEPUTY SPEAKER: The Ghazi University, D.G Khan Bill 2011 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Education for report up to 31st January 2012.

Now, Minister for Zakat and Ushr to introduce the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2011(Bill No.47 of 2011).

مسودہ قانون(ترمیم)سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ2011

MINISTER FOR ZAKAT AND USHR (Malik Nadeem Kamran): Mr. Speaker! I introduce the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2011.

MR DEPUTY SPEAKER: The Civil Servants (Amendment) Bill 2011 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Services and General Administration for report up to 31st January 2012.

Now, Minister for Zakat and Ushr to introduce the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011(Bill No.48 of 2011).

مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ2011

MINISTER FOR ZAKAT AND USHR (Malik Nadeem Kamran): Mr. Speaker! I introduce the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011.

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کر کے ایوان کے اندر واپس تشریف لائے)

MR DEPUTY SPEAKER: The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab

1997 and is referred to the Standing Committee on Transport for report up to 31st January 2012.

Now, Minister for Zakat and Ushr to introduce the Punjab Public Defender Service Act 2007(repeal) Bill 2011(Bill No.49 of 2011).

مسودہ قانون (تنسیخ) پنجاب پبلک ڈیفنڈر سروس ایکٹ2007مصدرہ2011

MINISTER FOR ZAKAT AND USHR (Malik Nadeem Kamran): Mr. Speaker! I introduce the Punjab Public Defender Service Act 2007 (Repeal) Bill 2011.

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Public Defender Service Act 2007(Repeal) Bill 2011 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs for report up to 31st January 2012.

Now, Minister for Zakat and Ushr to introduce the Punjab Employees Efficiency, Discipline and Accountability (Amendment) Bill 2011 (Bill No.50 of 2011).

مسودہ قانون (ترمیم) کارکردگی، نظم وضبط وجوابدہی ملازمین پنجاب مصدرہ2011

MINISTER FOR ZAKAT AND USHR (Malik Nadeem Kamran): Mr. Speaker! I introduce the Punjab Employees Efficiency, Discipline and Accountability (Amendment) Bill 2011.

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Employees Efficiency, Discipline and Accountability (Amendment) Bill 2011 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Services and General Administration for report up to 31st January 2012.

Now, Minister for Zakat and Ushr to introduce the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011 (Bill No.51 of 2011)

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب پبلک سروس کمیشن مصدرہ2011

MINISTER FOR ZAKAT AND USHR (Malik Nadeem Kamran): Mr. Speaker! I introduce the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011.

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Services and General Administration for report up to 31st January 2012.

Now, Minister for Zakat and Ushr to introduce the Settlement Commissioners (Validation of Orders) (Repeal) Bill 2011 (Bill No.52 of 2011).

مسودہ قانون (تنسیخ) (توثیق احکامات) کمشنرز، بحالیات مصدرہ2011

MINISTER FOR ZAKAT AND USHR (Malik Nadeem Kamran): Mr. Speaker! I introduce the Settlement Commissioners (Validation of Orders) (Repeal) Bill 2011.

MR DEPUTY SPEAKER: The Settlement Commissioners (Validation of Orders) (Repeal) Bill 2011 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Revenue Relief and Consolidation for report up to 31st January 2012.

Now, Minister for Zakat and Ushr to introduce the Evacuee Property and Displaced Persons Laws (Repeal) (Amendment) Bill 2011 (Bill No.53 of 2011).

مسودہ قانون(ترمیم)(تنسیخ)قوانین متروکہ املاک و گمشدہ اشخاص مصدرہ2011

MINISTER FOR ZAKAT AND USHR (Malik Nadeem Kamran): Mr. Speaker! I introduce the Evacuee Property and Displaced Persons Laws (Repeal) (Amendment) Bill 2011.

MR DEPUTY SPEAKER: The Evacuee Property and Displaced Persons Laws (Repeal) (Amendment) Bill 2011 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Revenue Relief and Consolidation for report up to 31st January 2012.

Now, we take up the Conferment of Proprietary Rights on Occupancy Tenants and Muqarraridars Bill 2011 (Bill No. 11 of 2011).

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! آپ سے درخواست ہے کہ دوسرا بل پہلے لے لیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: Now Minister for Zakat and Ushr to introduce the Hindu Disposition of Property (Amendment) Bill 2011 (Bill No.20 of 2011).

مسودہ قانون انتقال جائیداد ہندو مصدرہ2011 کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ(2)225 کے تحت خصوصی حکم جاری کرنے کی تحریک

MINISTER FOR ZAKAT AND USHR (Malik Nadeem Kamran): Mr. Speaker! I move:

> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Hindu Disposition of Property (Amendment) Bill 2011."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the

Punjab 1997, for continuance of the Hindu Disposition of Property (Amendment) Bill 2011."

جناب محمد محسن خان لغاری: کیا میں اسے oppose کر سکتا ہوں۔ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں گزارش کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں بالکل ناراض نہیں ہوتا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ نے میری قرارداد کے ساتھ بھی یہی کچھ کیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے بالکل کچھ نہیں کیا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: میری قرارداد 28 تاریخ کو جمع ہوئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس وقت بھی اس پر بحث ہوئی تھی۔ اب آپ اس پر پہلے بات کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں ہمیشہ کوشش کرتا ہوں کہ آئین اور قانون کے مطابق بات کروں لیکن جب آپ bulldoze کرتے ہیں تو افسوس ہوتا ہے۔ Chair سے یہ توقع ہوتی ہے کہ وہ بات سنے گی۔ میری قرارداد وقت پر جمع ہوئی تھی آپ نے اس کو disregard کر دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! اس پر بات ہو چکی ہے۔ اگر آپ اس پر oppose کرنا چاہتے ہیں تو بات کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ نے میری amendment کو Money Bill کہا ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں Money Bill کی definition پڑھ کر سنا دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ اسمبلی سیکرٹریٹ اور سپیکر صاحب کی proper observation لگ کر آپ کو ملا ہوا ہے۔ اُس وقت آپ نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ At this time you are saying this.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کا office آپ کو assist کرنے کے لئے موجود ہے۔ مجھے کوئی assist کرنے کے لئے موجود نہیں ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: Secretary is here to assist the Speaker and the Chair.

جناب محمد محسن خان لغاری: میں یہی تو عرض کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب!آپ خود law knowing ہیں۔آپ Constitution and rules کو پڑھ لیں کہ سپیکر کی ruling کو آپ یہاں challenge نہیں کر سکتے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:آپ مجھے کہہ دیں کہ میں دفعہ ہو جاؤں تو کیا میں دفعہ ہو جاؤں گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، یہ rules ہیں۔یہ میں نہیں کہہ رہا۔یہ آپ کے rules ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:آپ ہر بات پر اسی rule کا بہانہ بناتے ہوئے ہمیشہ سب کو چپ کرا دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، بالکل نہیں۔میرا خیال ہے کہ میں اپوزیشن کو بات کرنے کے لئے زیادہ وقت دیتا ہوں۔آپ ہاؤس کے اندر دیکھ لیں کہ آپ کا جو حق ہوتا ہے وہ میں آپ کو دیتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: کیا آپ نے اس قرارداد والے دن میرا حق دیا؟Be honest in your heart

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ کے پارلیمانی لیڈر کون ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: کیا پارلیمانی لیڈر کو یہ حق ہے کہ وہ کسی ممبر کا اسمبلی بزنس kill کر دے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ نے حق دیا ہے۔

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: No, no. Nobody has given them the right to kill our business

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ ہمیں لکھ کر دے دیں۔ہم آئندہ ان کو بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بالکل نہیں بٹھائیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:آپ مجھے وہ rule بتائیں کہ اس طرح کسی ممبر کے بزنس کو kill کیا جا سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر پہلے ہی میری ruling آ چکی ہے۔آپ اس کو پڑھ بھی لیں۔یہاں پر باقاعدہ ruling مانگی گئی تھی جو میں نے دی تھی۔اگر آپ اپنے پارلیمانی لیڈر کا احترام نہیں کرنا چاہتے تو لکھ کر مجھے دے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!پھر میری گزارش ہے کہ باقی ساروں کو باہر بھیج دیتے ہیں۔ان چار پارلیمانی لیڈروں کو بٹھا دیں وہی اسمبلی بزنس conduct کریں۔

MR DEPUTY SPEAKER: These are the traditions of the House. Parliamentary Leaders convey to the Chair.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!آپparliamentary traditions کی بات کر رہے ہیں تو میرے خیال میں یہ ایوان گواہ ہے کہ انہی Parliaments کے اندر میرے خاندان کے بہت سارے بزرگوں نے یہاں پر وقت گزارا ہے۔ اگر آپ Parliamentary traditions کی بات کرتے ہیں تو records of the Assembly اٹھا کر دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فی الحال rules یہ کہتے ہیں کہ اگر آپ نے اس کو oppose کرنا ہے تو You give your statement and arguments on this پھر میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر دے دوں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں اس کو oppose اس لئے کرتا ہوں کہ کمیٹی کی رپورٹ کون سی تاریخ کو آئی ہے؟ یہ جس تاریخ کو آئی ہے اُس کے بعد اسمبلی کے دو اجلاس ہو چکے ہیں۔ جس rule 225 کی suspension کی آپ بات کر رہے ہیں وہ یہی کہتا ہے کہ اگر اسمبلی کی دو sittings ہو جائیں تو وہ Bill lapse کر جاتا ہے لہذا یہ بل بغیر اسمبلی کی اجازت کے دوبارہ پیش نہیں ہو سکتا۔ آپ بتائیں کہ کیا یہ حقیقت ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اگر آپ کہیں تو میں انگریزی پڑھ دوں جو مجھے سمجھ آئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بتائیں!

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: If the member-in-charge makes no motion in regard to the Bill during two consecutive sessions, the Bill shall lapse, unless the Assembly, on a motion by the member-in-charge in the next session, makes a special order for the continuance of the Bill.

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، میری بات سنیں۔ پچھلے دو اجلاس صرف ایک ایک دن کے ہوئے تھے۔ آپ rules کی بات کرتے ہیں تو اُس میں اجازت صرف اسی لئے ہی لی جارہی ہے ورنہ اس کی ضرورت نہیں تھی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر آپ نے یا گورنمنٹ نے میرے ساتھ بحث کرنی ہے تو پہلے یہ فیصلہ کریں کہ Chair نے گورنمنٹ کا part لے کر میرے ساتھ argue کرنا ہے یا صرف گورنمنٹ نے میرے ساتھ argue کرنا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، آپ نے rules کی بات کی ہے تو اس پر بڑا clear جواب ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کا جواب صرف حکومت کی طرف سے آنا چاہئے کیونکہ آپ ریفری ہیں، player نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! ذرا انہیں بتائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ہماری باتوں کا اُن کی طرف سے کوئی جواب نہیں آتا اور صرف آپ ہی جواب دیتے ہیں بلکہ گورنمنٹ کی طرف سے تو جواب ہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! پہلے منسٹر صاحب کا جواب تو سن لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پہلے ہماری بات سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! اُن کی بات پہلے مکمل ہو جائے پھر آپ اکٹھا ہی جواب دے دیجئے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہاؤس کے اجلاس call کرنے کے لئے کئی دفعہ میٹنگیں کی گئی ہیں جہاں میں بھی شامل تھا اور بار بار request کی گئی کہ ہاؤس کو کسی regular طریقے سے meet کرنے کا ایک schedule بنایا جائے۔ اس پارلیمانی سال میں ایک بجٹ اجلاس دوسرا ستمبر میں اجلاس call ہوا تھا اور وہ بھی ڈینگی وائرس کی وجہ سے ختم کر کے ہم لوگ واپس چلے گئے تھے۔ پھر اپوزیشن نے ریکوزیشن دے کر دو اجلاس کئے ہیں مگر وہ بھی ایک ایک دن meet کر کے prorogue کر دیئے گئے۔ کہیں پر یہ restriction نہیں ہے کہ اپوزیشن کے بلائے ہوئے اجلاس میں گورنمنٹ بزنس یعنی قانون سازی نہیں ہو سکتی۔ گورنمنٹ کی قانون سازی کے بارے میں non seriousness کا جو issue ہے میں اُس کو highlight کرنے کے لئے oppose کر رہا تھا۔ آپ کے لوگ زیادہ ہیں اس لئے you can bulldoze them but the annals of this Assembly show کرے کہ

حکومت کی قانون سازی کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔بلوں کی رپورٹ آنے کے بعد بھی ساری چیزیں پڑی رہتی ہیں مگر اُن پر کوئی کام نہیں کرتا۔یہ تمام چیزیں ریکارڈ پر آنی چاہئیں۔آپ نے موجودہ اجلاس بلایا ہے اور اٹھارہویں ترمیم کے بعد ہماری آئینی ذمہ داری ہے کہ ہم 100 دن پورا کریں۔شاید میری calculation غلط ہو سکتی ہے مگر میری calculation کے مطابق ابھی تک ہم نے صرف 30 دن اجلاس کیا ہے اور 70 دن باقی ہیں۔اگر ہم ٹائم پیریڈ دیکھیں تو ہمارے پاس اپریل 2012 تک ٹائم ہے۔ ہم پانچ پانچ/چھ چھ مہینے اجلاس ہی نہیں کرتے اور جب اجلاس بلایا جاتا ہے تو پھر بیس یا پچیس دن کے لئے بلاتے ہیں اور اس دوران جو issues سامنے آتے ہیں وہ اس ہاؤس میں discuss نہیں ہو سکتے۔میں آپ کو ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں کہ ہماری حکومت پنجاب کی مالی مشکلات کے بارے میں اخباروں میں خبر آئی کہ حکومت پنجاب نے سٹیٹ بنک سے 41۔ارب روپے کا overdraft لیا ہوا ہے جس کی میں نے تحریک التوائے کار جمع کرائی ہوئی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری بات اگر آپ کو ناپسند ہے تو میں چُپ ہو جاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! All regards for you لیکن آپ فی الحال اپنے آپ کو اس objection تک ہی محدود رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اسی objection کے لئے تو میں کیس build کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! اس پر حکومت نے بڑی valid ground دی ہوئی ہے جو rules کے مطابق ہے اور منسٹر صاحب ابھی آپ کو explain کر دیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! Rules exception لینے کے مطابق ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سپیشل رپورٹ اسی لئے ہی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ اگر ہم نے بار بار exceptions لینی ہیں اور بار بار rules کو violate کرنا اور bend کرانا ہے تو پھر اُن rules کو ہم بنائیں ہی کیوں؟ ہماری زیادہ سے زیادہ کوشش یہ ہونی چاہئے کہ ہم rules کے مطابق ہی چلیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، آپ کا valid objection سامنے آیا ہے لہذا let the Government reply to your objection.

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انہوں نے جو objection کیا ہے اس لحاظ سے یہ بجا فرما رہے ہیں کہ یہ ہونا چاہئے مگر جس کتاب کا یہ reference دے رہے ہیں اُس کے صفحہ 115 میں rule 225 میں ہے کہ:

> Unless the Assembly, on a motion by the member-in-charge in the next session, makes a special order for the continuance of the Bill.

اسی کے تحت ہم اجازت لے رہے ہیں اور اسی کے تحت ہی یہ معاملہ ہونا ہے۔ اسے یہ پڑھ سکتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں یہی بات کر رہا ہوں کہ کیا انچارج یہی منسٹر صاحب ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! آپ خود پڑھ لیں کیونکہ جب یہ Bills move ہوتے ہیں تو وہاں پر منسٹر کا لفظ ہے۔ اُن میں یہ کہیں پر بھی explain نہیں کیا گیا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جو منسٹر table کرے کیا اُسی نے ہی نہیں پڑھنا؟ اسے آپ clarify کر دیں شاید میری ہی غلطی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آج صبح رانا ثناء اللہ صاحب کی مصروفیات تھیں اس لئے ہم نے سارا thrash out کر کے ہی اُن کے handover کیا ہے۔ اس میں rules بڑے clear ہیں۔ اب میں سوال put کرتا ہوں۔

> The motion moved and the question is:
> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Hindu Disposition of Property (Amendment) Bill 2011."
>
> (The motion was carried.)

مسودہ قانون

(جوزیر غور لایا گیا)

MR DEPUTY SPEAKER: First reading starts. Now, Minister for Zakat and Ushr may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون(ترمیم)انتقال جائیداد ہندو مصدرہ2011

MINISTER FOR ZAKAT AND USHR (Malik Nadeem Kamran): I move:

> "That the Hindu Disposition of Property (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Hindu Disposition of Property (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it. The motion moved and the question is:

> "That the Hindu Disposition of Property (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE-2

MR DEPUTY SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Third reading starts. Minister for Zakat and Ushr!

MINISTER FOR ZAKAT AND USHR (Malik Nadeem Kamran): I move:-

"That the Hindu Disposition of Property (Amendment) Bill 2011 be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Hindu Disposition of Property (Amendment) Bill 2011 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Hindu Disposition of Property (Amendment) Bill 2011 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

(نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک وضاحت پیش کرنا چاہتی ہوں کہ جو بل ابھی پاس ہوا ہے یہ مشترکہ ہی تھا کیونکہ اس میں جو دو تین changes لفظ "پاکستان" وغیرہ کی گئی ہیں یہ mutual ہوئی تھیں لہذا یہ بل مشترکہ ہی پاس ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، اب آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 15۔دسمبر 2011 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

297

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،15۔دسمبر2011

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ ٹرانسپورٹ)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

(اے) رپورٹیں ایوان کی میز پر رکھنا

1۔ حکومت پنجاب کے مدبندی حسابات کی رپورٹ برائے سال 2007-08 جلد(I,II,III,IV,V)اور2009-10کاایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر حکومت پنجاب کے مدبندی حسابات کی رپورٹ برائے سال 2007-08 جلد(I,II,III,IV,V)اور2009-10ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

2۔ محکمہ جنگلات حکومت پنجاب کے مدبندی حسابات کی رپورٹ برائے سال 2009-10ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر محکمہ جنگلات حکومت پنجاب کے مدبندی حسابات کی رپورٹ برائے سال2009-10ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

3۔ حکومت پنجاب(تعمیرات)کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ برائے سال2010-11ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر حکومت پنجاب(تعمیرات)کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ برائے سال11-2010ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

298

4۔ حکومت پنجاب کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ برائے سال11-2010ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر حکومت پنجاب کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ برائے سال11-2010ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

5۔ حکومت پنجاب(مالی وصولیاں)کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ برائے سال11-2010ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر حکومت پنجاب (مالی وصولیاں)کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ برائے سال11-2010 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

6۔ سرکاری ادارہ جات حکومت پنجاب (کمرشل آڈٹ)کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ برائے سال11-2010 ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر سرکاری ادارہ جات حکومت پنجاب(کمرشل آڈٹ)کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 11-2010ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

7۔ پنجاب کے معاملات سے متعلق پالیسی اصولوں کی تعمیل اور عملدرآمد پر سالانہ رپورٹ برائے سال 11-2010ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر پنجاب کے معاملات سے متعلق پالیسی اصولوں کی تعمیل اور عملدرآمد پر سالانہ رپورٹ برائے سال 11-2010ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

(بی) مسودات قانون پر غور وخوض اوران کی منظوری

1۔ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی دیوالیہ 2011(مسودہ قانون نمبر21بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی دیوالیہ 2011 کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(2)225کے تحت خصوصی حکم جاری کیاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی دیوالیہ 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ریونیو، ریلیف واشتمال نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی دیوالیہ 2011 منظور کیاجائے۔

2۔ **مسودہ قانون(ترمیم)خیراتی ومذہبی اوقاف 2011(مسودہ قانون نمبر22 بابت2011)**

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)خیراتی و مذہبی اوقاف 2011 کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(2)225 کے تحت خصوصی حکم جاری کیاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)خیراتی و مذہبی اوقاف 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ریونیو، ریلیف واشتمال نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)خیراتی و مذہبی اوقاف 2011 منظور کیا جائے۔

299

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیئسواں اجلاس

جمعرات،15۔دسمبر2011

(یوم الخمیس،19۔محرم الحرام1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں دوپہر 12بج کر15منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالماجد نور نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا
وَخُفْيَةً ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿٥٥﴾ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ
بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا ۚ إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ
قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٦﴾ وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا
بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا أَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنَاهُ
لِبَلَدٍ مَيِّتٍ فَأَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِنْ كُلِّ
الثَّمَرَاتِ ۚ كَذَٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٥٧﴾

سورۃالأعراف55 تا57

(لوگو)اپنے پروردگار سے عاجزی سے اور چپکے چپکے دعائیں مانگا کرو۔ وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا(55)اور ملک میں اصلاح کے بعد خرابی نہ کرنا اور اللہ سے خوف کرتے ہوئے اور امید رکھ کر دعائیں مانگتے رہنا۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ کی رحمت نیکی کرنے والوں سے قریب ہے(56)اور وہی تو ہے جو اپنی رحمت (یعنی مینہ) سے پہلے ہواؤں کو خوشخبری (بنا کر) بھیجتا ہے۔یہاں تک کہ جب وہ بھاری بھاری بادلوں کو اٹھالاتی ہے تو ہم اس کو ایک مری ہوئی بستی کی طرف ہانک دیتے ہیں پھر بادل سے مینہ

برساتے ہیں۔ پھر مینہ سے ہر طرح کے پھل پیدا کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم مردوں کو (زمین سے) زندہ کر کے باہر نکال لیں گے۔ (یہ آیات اس لئے بیان کی جاتی ہیں) تاکہ تم نصیحت پکڑو (57)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

حضور ﷺ اپنے کرم کے حصار میں رکھنا
دیارِ نور کے قرب و جوار میں رکھنا
جیوں تو گنبد خضراء کے سائے میں آقا ﷺ
جو مر بھی جاؤں تو اپنے دیار میں رکھنا
جب آپ ﷺ اپنے غلاموں کو یاد فرمائیں
ہمیں بھی شاہِ مدینہ شمار میں رکھنا
دعا ہے میری کہ جب تک رہوں میں دُنیا میں
الٰہی سرورِ عالم کے پیار میں رکھنا

سوالات

(محکمہ ٹرانسپورٹ)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈا پر محکمہ ٹرانسپورٹ سے متعلقہ سوالات اور اُن کے جوابات ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں ایک بڑے اہم issue پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ کھاد وافر ہونے کے باوجود نہیں مل رہی تو آپ آج کوئی دو گھنٹے کے لئے ٹائم رکھ دیں جس میں اس مسئلے پر بات کی جا سکے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! متعلقہ وزیر آ جاتے ہیں تو اُن سے اس حوالے سے بات کرتے ہیں۔پہلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2406 ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں جاری ٹرانسپورٹ کرایوں کے نوٹیفکیشن کی تفصیلات

*2406: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں مختلف قسم کی ٹرانسپورٹ کا کرایہ مقرر کرنے کے لئے حکومت نے آخری نوٹیفکیشن کب جاری کیا تھا اور اس کے مندرجات کیا ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ نوٹیفکیشن کی روشنی میں صوبہ پنجاب میں چلنے والی تمام بسوں اور ویگنوں کے کرایے نامے جاری کئے گئے ہیں؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ ہذا کی طرف سے جاری شدہ کرایہ ناموں پر عمل ہو رہا ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز اس بات کی بھی وضاحت کی جائے کہ پٹرول کی قیمت کم ہونے کی وجہ سے کرایہ میں کمی نہیں کی گئی وجہ بیان فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد خرم گلفام):

(الف) حکومت پنجاب نے اربن اور انٹر سٹی روٹوں پر چلنے والی Non AC پبلک ٹرانسپورٹ کے کرایوں کی شرح کا آخری نوٹیفکیشن مورخہ 24۔نومبر2008 کو جاری کیا تھا۔جس میں پٹرولیم کی قیمتوں میں کمی کے مطابق کرایوں کی شرح کم کی گئی ہے۔جس کے مندرجات درج ذیل ہیں۔

♀♀(a) INTER-CITY ROUTES (STAGE CARRIAGES)

Fare per Passenger per Kilometer.	Sr.No. Existing	Category Revised
1. Metal led Plain Roads.	74 Paisas	70 Paisas.
2.Plain Kacha Roads	75 Paisas	72 Paisas
3. Hilly Roads.	76 Paisas	75 Paisas
4. Air Conditioned Transport Vehicles	Fare De	Regulated

(b) URBAN ROUTES.
(Buses, Mini Buses, Station Wagons & Suzuki Vans)

Sr .No. EXISTING FARE STRUCTURE Stages. Fare per	REVISED FARE STRUCTURE Fare per Passenger(Rs)	Fare per Passenger(Rs.)
1. 0 to 4K.M	12.00	10.00
2. 4.1 to 8K.M	14.00	13.00
3. 8.1to 14K.M	16.00	15.00
4. 14.1 to 22K.M	18.00	18.00
5. 22.1 & above	22.00	20.00

(ب) جی ہاں مذکورہ بالا نوٹیفکیشن کی روشنی میں صوبہ پنجاب میں چلنے والی NON AC بسوں اور ویگنوں کے کرایہ نامہ متعلقہ ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹیوں نے جاری کئے ہیں۔

(ج) مذکورہ بالا شرح کے مطابق کرایہ پر عمل ہو رہا ہے البتہ زائد کرایہ کی وصولی کی شکایت پر متعلقہ گاڑی کے مالک کے خلاف فوری قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے اور جرمانہ عائد کیا جاتا ہے۔

پٹرول کی قیمتوں میں کمی کی وجہ سے کرایوں میں کمی کر دی گئی ہے جس کی وضاحت اوپر بیان کی جا چکی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے یہ سوال 2008 میں کیا تھا، اس کا جواب 2009 میں آیا اور آج 2011 بھی ختم ہونے کو ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس سوال کی اہمیت تو ختم ہو چکی اس لئے اب میں اس سوال کے جواب پر کیا ضمنی سوال کر سکتی ہوں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب صرف یہ بتا دیں کہ

ٹرانسپورٹ کا کرایہ مقرر کرنے کے لئے 2008 میں جو notification ہوا تھا، کیا اس کے بعد بھی کرایہ مقرر کرنے کا کوئی نیا notification ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! 2008 کے بعد دو notifications ہوئے ہیں۔ 2008 میں جب ہماری حکومت آئی تو پٹرول اور گیس کی قیمتوں میں کمی واقع ہوئی جس کے پیش نظر ہم نے ٹرانسپورٹ کے کرائے کم کئے۔ اس کے بعد پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ کے بعد ایک notification فروری 2010 میں ہوا جس کے تحت urban routes کے کرایوں میں اضافہ کیا گیا جبکہ Intercity کے کرایوں میں اضافہ نہیں کیا گیا۔ اس کے بعد 2011 میں آخری notification ہوا اُس میں بھی urban routes کے کرایوں میں اضافہ کیا گیا ہے اور intercity کے کرایوں میں ابھی بھی کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کیا ٹرانسپورٹ ایک public utility service ہوتی ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ اگر ٹرانسپورٹ public utility service ہے تو کیا حکومت اس میں 50 percent subsidy دینے کے لئے تیار ہے اگر حکومت یہ subsidy دینے کے لئے تیار ہے تو حکومت یہ کب تک دے گی علاوہ ازیں طلباء کے لئے کرایوں میں مناسب کمی کے لئے کیا حکومت آئندہ کوئی ایسا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! Urban Transport یقیناً public utility service ہوتی ہے اور حکومت کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ عوام کو ٹرانسپورٹ کی بہتر سے بہتر سہولیات میسر کرے۔ طلباء کے لئے کارڈز کے اجراء کے حوالے سے محترمہ نے جو بات کی ہے فی الحال اس حوالے سے کوئی تجویز حکومت کے زیر غور نہیں ہے لیکن old citizens and disabled persons کو ہم کارڈز جاری کر رہے ہیں اور انہیں کافی حد تک وہ مل بھی چکے ہیں۔ محترمہ نے تیسرے نمبر پر 50 فیصد سبسڈی کا کہا تھا۔ یہاں لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کا قیام ہوا ہے تو عوام کو بہتر ٹرانسپورٹ کی سہولیات میسر کرنے کے لئے 20 فیصد سبسڈی بسیں خریدنے کے لئے اور -/1250 روپے سبسڈی روزانہ کی بنیاد پر بسوں کو دی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! مجھے صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ rates and revised rates کی جب declaration آ جاتی ہے تو اس کے check and balance کے لئے کون سا ادارہ ہے جہاں اس کی شکایت کی جا سکتی ہے کہ یہ اوور چارجنگ کر رہے ہیں یا کوئی ان rates کو مان رہا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! اوور چارجنگ کو کنٹرول کرنے کے لئے ہر ضلع میں محکمہ ٹرانسپورٹ کے اہلکار موجود ہیں اور ان کے پاس موٹر وہیکل آرڈیننس کے سیکشن 62 کے تحت اختیار ہے کہ اگر کوئی اوور چارجنگ کر رہا ہے تو وہ ان کا روٹ کینسل کر سکتے ہیں۔ لاہور کی حد تک لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کے Enforcement Wing میں انسپکٹر بھرتی کئے گئے ہیں جو اوور چارجنگ اور اوور لوڈنگ کے معاملات دیکھتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میجر عبدالرحمٰن رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! جز(ب) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ نوٹیفکیشن کی روشنی میں صوبہ پنجاب میں چلنے والی Non-AC بسوں اور ویگنوں کے کرایہ نامہ متعلقہ ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹیوں نے جاری کئے ہیں۔ اس سے میں یہ اخذ کرتا ہوں کہ AC والی جو بسیں ہیں ان کا کرایہ نامہ جاری نہیں کیا جاتا۔ اگر نہیں کیا جاتا تو یہ کس پالیسی کے تحت ہے اور وہ پالیسی کیوں تبدیل نہیں ہوتی نیز ان کے کرایوں کو حکومت کیوں کنٹرول نہیں کرتی؟ اور میرا اسی سے متعلقہ ضمنی سوال یہ ہے کہ جب پٹرول کی قیمت بڑھتی ہے تو اسی دن کرائے بڑھتے ہیں تو پھر ان کرایہ ناموں کو جاری کرنے کا کیا فائدہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! Non-AC بسوں کا نوٹیفکیشن میں ذکر کیا گیا ہے۔ AC بسوں کا کرایہ نامہ حکومت پنجاب یا محکمہ ٹرانسپورٹ regulate نہیں کرتا اس کی وجہ یہ ہے کہ 2010 کا پنجاب کابینہ کا نوٹیفکیشن ہے جس کے مطابق انٹر سٹی AC بسوں کے روٹس کو deregulate کیا گیا ہے۔ تاکہ ٹرانسپورٹرز میں مقابلے کی فضاء پیدا ہو اور وہ مسافروں کو بہتر سروسز فراہم کریں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ کچھ بس سروسز میں snacks, refreshment

اورcold drinks بھی مسافروں کو پیش کی جاتی ہیں لہذا مقابلے کی فضاء پیدا کرنے کے لئے اس کو deregulate کیا گیا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!AC بسوں کے روٹ امیر آدمیوں کے پاس ہیں ان کو چھوٹ دینے کے لئے اور ناجائز کمائی کرانے کے لئے یہ پالیسی بنائی گئی ہےotherwiseان کی facility کے مطابق ان کا کرایہ مقرر کیا جائے اور کسی طرح کی بھی discrimination نہیں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر!انٹر سٹی روٹس پر جو Non-AC بسیں ہیں ان کے کرایوں کو regulate کیا جاتا ہے۔یہ بات بالکل درست ہے کہ غریب آدمی کا بھی حق ہے کہ وہ بہتر سے بہتر سفری سہولیات حاصل کرے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ عام آدمی زیادہ تر Non-AC بسوں میں سفر کرتے ہیں۔میں نے مقابلے کی فضا کا بتایا ہے کہ دنیا میں کہیں بھی چلے جائیں جہاں پر سب سے زیادہ سفری سہولیات فراہم کی جاتی ہیں وہاں بھی کمپنیوں کے کرایوں میں زمین وآسمان کا فرق ہوتا ہے زیادہ سہولیات دینے والی ٹرانسپورٹ کے کرائے بھی زیادہ ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔اگلا سوال جناب نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: میرا سوال نمبر 2991 ہے۔

لاہور۔روٹس اور بسوں / ویگنوں کی تعداد و تفصیل

*2991: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر میں کتنے روٹس پر ویگنیں اور کتنے روٹس پر بسیں چل رہی ہیں؟

(ب) ہر روٹ پر ویگنوں کی تعداد کتنی ہے، تفصیل ہر روٹ کی الگ الگ بیان کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں چلنے والی بسیں اور ویگنیں آبادی کے لحاظ سے کم ہیں؟

(د) کیا حکومت بسوں اور ویگنوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام):

(الف) لاہور شہر میں اس وقت 46 اربن روٹ ویگنوں کے لئے مخصوص ہیں جن میں سے 31 روٹوں پر 2149 ویگنیں چل رہی ہیں اسی طرح لاہور شہر میں 49 روٹ بڑی بسوں کے لئے

مخصوص ہیں جن میں سے فی الوقت 30 HOV روٹوں پر 781 بسیں چل رہی ہیں جبکہ دو نئے روٹوں کا افتتاح حال ہی میں وزیر اعلیٰ صاحب نے کیا ہے جن میں ایک روٹ CNG بسوں کا بھی ہے۔

(ب) مخصوص LOV روٹوں پر چلنے والی ویگنوں کی تعداد اور تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب محکمہ ٹرانسپورٹ کی جانب سے سال 2005 میں لاہور شہر کا سروے کرنے کے بعد روٹ وار مطلوبہ بسوں کی تعداد مقرر کی گئی تھی جس کے مطابق فی الحال 30 روٹوں پر بسیں چلائی جارہی ہیں اور اب نئی CNG بسوں کی induction بھی شروع ہو چکی ہے جس کے بعد آبادی اور بسوں کی تعداد کا تناسب پہلے سے بہتر ہو جائے گا۔ جہاں تک ویگن کے روٹوں اور ان کی تعداد کا تعلق ہے تو اس ضمن میں کسی بھی روٹ پر ویگنوں کی تعداد مقرر شدہ نہ ہے لہذا یہ طلب و رسد کے اصول کے تحت عوامی ضرورت کے مطابق اپنے اپنے مقررہ روٹ پر چل رہی ہیں اور کسی روٹ پر ویگنوں کی کمی کی کوئی شکایت نہ ہے۔

(د) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ویگن کے لئے مخصوص شدہ روٹوں پر کوئی تعداد مقرر ہے اور نہ ہی کسی روٹ پر ویگنوں کی کمی کا سامنا ہے تاہم بسوں کے لئے مخصوص شدہ روٹوں پر لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی نیا سروے کرائے گی اور نئے سروے کے بعد اگر بسیں عوامی ضروریات کے مقابلے میں ناکافی پائی گئیں تو ان میں بتدریج اضافہ کیا جائے گا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! انہوں نے جواب کے جز(ج) میں کہا ہے کہ سروے 2005 میں کیا گیا تھا۔ 2005 سے لے کر 2011 تک بہت زیادہ سڑکیں بنی ہیں اور خصوصی طور پر رنگ روڈ بن گئی ہے اب سارے روٹ تبدیل کرنے کی ضرورت ہے تو کیا حکومت نیا سروے کر کے روٹ تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! حکومت بالکل ارادہ رکھتی ہے۔ اس سلسلے میں JICA کا ہمارے ساتھ معاہدہ ہوا ہے انہوں نے اس سلسلے میں ابتدائی رپورٹ سات آٹھ روز قبل شائع کر دی ہے۔ اس کے بعد وزیر اعلیٰ پنجاب کی میٹنگ میں بھی اس کو پیش کیا گیا تھا اور انہوں نے اس کو go ahead بھی کہہ دیا ہے تاکہ final report میں missing links، BIT اور دوسرے پہلوؤں کو cover کیا جائے تاکہ لاہور کے ٹرانسپورٹ سسٹم کو بہتر بنایا جا سکے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!انہوں نے جز(الف)میں جواب دیا ہے کہ 781 بسیں اس وقت لاہور میں چل رہی ہیں اور لوگوں کو سفری سہولیات میسر آ رہی ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ شمالی لاہور میں اس وقت کتنی بسیں چل رہی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! محترم ممبر یہ کوئی لائن کھینچ دیں کہ یہاں تک شمالی لاہور ہے تو پھر میں سارے روٹس کی تفصیل دے دیتا ہوں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!واہگہ بارڈر سے شمالی لاہور شروع ہوتا ہے اور سٹیشن تک آتا ہے۔ میرے خیال میں اس طرف ان کی ایک بس بھی نہیں چل رہی تو یہ 781 بسیں کن روٹس پر چل رہی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد خرم گلفام):جناب سپیکر!شمالی لاہور میں بسیں چل رہی ہیں۔جی ٹی روڈ پر بسیں چل رہی ہیں پرسوں ایک ناخوشگوار واقعہ پیش آیا ہے کہ UET کے طالبعلموں نے بس کو روکا اور بغیر کرائے کے سفر کرنے کی کوشش کی تو بس والوں نے منع کیا تو انہوں نے ان کی LCD اتار دی اور توڑ پھوڑ کی ہے اس لئے یقیناً وہاں پر بس چل رہی تھی تو ہی یہ واقعہ پیش آیا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جس بس کے ساتھ حادثہ ہوا ہے میرے بھائی بتادیں کہ وہ کس روٹ کی بس ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد خرم گلفام): میرے پاس لاہور کے تمام روٹس کی تفصیل موجود ہے۔ میں ان کو دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ان کو کاپی دے دیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! پہلے واہگہ بارڈر سے ایک روٹ چلتا تھا جو جلو موڑ سے ہوتا ہوا سٹیشن تک آتا تھا۔ کیا وہ روٹ اب operational ہے، اس روٹ کا نام کیا ہے اور اس پر کتنی بسیں چل رہی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد خرم گلفام):جناب سپیکر!ہم نے B20-B کے نام سے نیا روٹ شروع کیا ہے۔ ابھی آپ نے اخباروں میں پڑھا ہو گا کہ چائنا کے ساتھ جو نئی سی این جی چائنیز بسوں کا معاہدہ کیا گیا ہے وہ ہم چلا رہے ہیں۔ 50 بسیں آ چکی ہیں اور 55 مزید آ رہی ہیں۔ اسی طرح

575 نئی بسوں کا معاہدہ بھی ہو گیا ہے۔ اگر میاں نوید انجم صاحب کی کوئی شکایت ہے کہ وہاں پر مسافروں کاloadزیادہ ہے اور بسیں کم ہیں تو ہم یقیناً کوشش کریں گے کہ وہاں پر زیادہ سے زیادہ بسیں چلائی جائیں تاکہ اِن کے حلقے کی عوام کو بہتر سہولت مل سکے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: انجم صاحب!اب آپ کا آخری ضمنی سوال ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرے پہلے سوال کا جواب نہیں آیا۔ میرے بھائی نے بسB20-Bکا بتایاہے مگر یہ واہگہ بارڈر سے نہیں چلتی لہذااس پر کوئی کمیٹی بنائیں۔

جناب سپیکر: جی، کیا کہہ رہے ہیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!یہ لنک روڈاور کینٹ سے ہوتی ہوئی چونگی امر سدھو کی طرف جاتی ہے جبکہ واہگہ بارڈر سے نہیں چلتی۔ ہمارا جو روٹ واہگہ بارڈر سے چلتا تھا میں نے اُس کے بارے پوچھا ہے۔

جناب سپیکر: وہ روٹ وہاں سے قریب ہی ہو گا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!یہ B20-Bداروغہ والا، جلو موڑ سے ہوتا ہوا واہگہ بارڈر کا روٹ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ ابھی بتا دیتے ہیں۔

جناب جاوید حسن گجر: میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: پہلے اُن کو کرنے دیں جن کا سوال ہے۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! پہلے اِن کا سوال شمالی لاہور کا تھا پھر واہگہ بارڈر کا کر رہے ہیں۔ بعد میں یہ اپنے محلے کا پوچھ لیں گے کہ اُس محلے میں بس کہاں پر چلتی ہے؟مقصد یہ ہے کہ ایوان میں یہ seriousرہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ اس روٹ کے متعلق بتادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! جو واہگہ کی طرف بس جاتی ہے وہ B-4ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!اُدھر تو کوئی بس ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!اُس روٹ پر کتنی بسیں چلتی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ لاہور میں پرائیویٹ بس آپریٹروں کو LTC روٹس issue کرتی ہے۔اب بسیں وہاں پر کتنی چلتی ہیں اُس کا تعین وہ لوگ کرتے ہیں جو وہاں پر چلا رہے ہوتے ہیں جبکہ ہماری کوشش ہوتی ہے کہ وہاں پر زیادہ سے زیادہ بسیں چلیں۔ہم اُن کو facilities اور subsidy دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: نوید انجم صاحب!اب آپ غور سے سنیں جو وہ کہہ رہے ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہ میرے لئے بڑے محترم ہیں مگر انہوں نے پچھلے تین سال سے کسی ایک پرائیویٹ بندے کو روٹ نہیں دیا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر!اگر میاں صاحب کہیں تو جتنی بسیں وہاں پر چلتی ہیں میں اُن کے رجسٹریشن نمبر، ڈرائیور، کنڈیکٹر کے نام اور تمام تفصیل ان کو دے دوں گا۔

جناب جاوید حسن گجر: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: اِدھر سے ضمنی سوال آیا ہے۔میرے خیال میں اِن کو بھی کر لینے دیں۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سیکرٹری صاحب نے 781 لوکل بسوں کا بتایا ہے۔

جناب سپیکر: یہ سیکرٹری نہیں پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! بتایا جائے کہ کتنی لوکل کمپنیوں کی اور کتنی غیر ملکی بسیں چل رہی ہیں، مزید کیا یہ بسیں آئندہ دوسرے شہروں ملتان یا ساہیوال میں بھی چلانے کا ارادہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! جو کمپنیاں operate کرتی ہیں وہ ساری لوکل ہیں صرف manufacturing باہر سے ہو کر آتی ہے۔یہاں پر تین چار قسم کی بسیں چل رہی ہیں، ایک Hino بس جو پہلے سے چل رہی تھی، ایک Daewoo کورین کمپنی ہے جو اپنی

بسیں یہاں پر چلا رہے ہیں۔اس وقت 55 نئی چائنیز بسیں recently import ہوئی ہیں جو سڑکوں پر چل پڑی ہیں۔50 کراچی پہنچ گئی ہیں جو آئندہ چند دنوں میں لاہور پہنچ جائیں گی۔اسی طرح 575 بسوں کا نیا کنٹریکٹ ہوا ہے جو آئندہ چند مہینوں میں پاکستان پہنچ جائیں گی اور پنجاب کے ڈویژنل ہیڈکوارٹر لاہور، ملتان، بہاولپور، فیصل آباد، گوجرانوالہ، سرگودھا اور راولپنڈی جیسے تمام شہروں میں سروس چلانے کا ارادہ ہے۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! میں نے کمپنیوں یا manufacturing brand کا نام نہیں پوچھا بلکہ جو کمپنیاں بسوں کو run کر رہی ہیں ان کے متعلق پوچھا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، انہوں نے آپ کے سوال کا جواب دے دیا ہے۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! انہوں نے صرف manufacturing brand کا بتایا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، انہوں نے آپ کے سوال کا مکمل جواب دے دیا ہے۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! یہ علیحدہ بات ہے کہ آپ اُن کی side لیں مگر میں نے تو manufacturing کی بات ہی نہیں کی۔

جناب سپیکر: انہوں نے بہاولپور، ملتان، سرگودھا اور فیصل آباد کا نام بھی لے لیا ہے۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! جو کمپنیاں routes چلاتی ہیں جیسے Daewoo کمپنی چل رہی ہے اس کا کبھی چالان ہی نہیں ہوا مگر لوکل کمپنیوں کے چالان ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔آپ تشریف رکھیں۔اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4494 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور میں چلنے والی ٹرانسپورٹ کے کرایہ جات کی تفصیلات

*4494: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں انٹر سٹی روٹس پر چلنے والی کمرشل ٹرانسپورٹ پر پکی سڑک کا کرایہ کس حساب سے لیا جاتا ہے؟

(ب) ضلع لاہور میں انٹر سٹی روٹس پر چلنے والی کمرشل ٹرانسپورٹ کا ہموار کچی سڑک پر کرایہ کس حساب سے لیا جاتا ہے؟

(ج) ضلع لاہور میں انٹر سٹی روٹس پر چلنے والی کمرشل ٹرانسپورٹ کے کرایہ میں اضافہ کس حساب سے تجویز کر کے اس کی منظوری دی جاتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام):

(الف) ضلع لاہور یا صوبہ پنجاب کے انٹر سٹی روٹس پر پختہ سڑک پر چلنے والی پبلک ٹرانسپورٹ کے کرایوں کی شرح 70 پیسے فی کلو میٹر فی مسافر نوٹیفکیشن مورخہ 24-11-2008 مقرر ہے۔

(ب) حکومت پنجاب کے مذکورہ نوٹیفکیشن کے مطابق صوبہ پنجاب بشمول لاہور کچی ہموار سڑکوں پر چلنے والی پبلک ٹرانسپورٹ کے کرایوں کی شرح 72 پیسے فی مسافر فی کلو میٹر مقرر شدہ ہے۔

(ج) حکومت پنجاب صوبہ بھر میں چلنے والی پبلک ٹرانسپورٹ گاڑیوں کے کرایوں کی شرح کا تعین پٹرولیم کی قیمتوں اور گاڑی کے خرچہ و آمدن کی بنیاد پر مقرر کرتی ہے۔ علاوہ ازیں ضلع لاہور میں اربن روٹوں پر چلنے والی پبلک ٹرانسپورٹ کے کرایوں کی شرح سیکشن میں تبدیلی زیر دفعہ 72-D موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کے دائرہ اختیار میں ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں اپنا ضمنی سوال کرنے سے پہلے آپ کے توسط سے اپنے معزز ممبران سے ایک چھوٹی سی بات کرنا چاہوں گی کہ جن ممبران کے یہ سوال آتے ہیں وہ بڑی محنت سے سوال تیار کر کے بھیجتے ہیں اور اُن سب کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ take up ہوں اور انہیں جوابات ملیں تاکہ لوگوں کو کوئی فائدہ ہو سکے لیکن ہم ایک چھوٹی سی بات یا اس floor پر بات کرنے کے لئے سارا وقت ضائع کر دیتے ہیں لہذا relevant question کرنا چاہئے، اُس پر محکمے سے جواب لیں اور اُسی پر ہی بات کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر! جز (ج) میں کہا گیا ہے کہ حکومت پنجاب صوبہ بھر میں چلنے والی پبلک ٹرانسپورٹ گاڑیوں کے کرایوں کی شرح کا تعین پٹرولیم کی قیمتوں اور گاڑی کے خرچہ و آمدن کی بنیاد پر

کرتی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ گاڑیوں کے خرچہ وآمدن کا تعین کیسے ہوتا ہے اور کون کرتا ہے ؟اس کی تفصیل بتادی جائے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!انہوں نے جواب کے جز(ج) کے متعلق آپ سے پوچھا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام):جناب سپیکر!اس کی وجہ پٹرولیم مصنوعات میں قیمتوں کی کمی بیشی ہے۔اُن کی گاڑیوں کا خرچہ وآمدن سے مراد یہ ہے کہ روزانہ کی بنیاد پر جو لاہور میں بسیں چلتی ہیں اُن کا موبل آئل، فلٹر تبدیل اور wear and tear کی servicesآتی ہیں۔ہم نے محکمہ ٹرانسپورٹ کے تحت یہاں پر ایک ٹریفک پلاننگ یونٹ بنایا ہوا ہے وہ اِن سب معاملات کو دیکھتا ہے۔بس کمپنیوں کے بس آپریٹر اپنی تجاویز اُن کو دیتے ہیں کہ ہمارے یہ معاملات ہیں اور اتنا خرچہ آتا ہے لہذا ہم ٹریفک پلانٹ یونٹ کے ذریعے اُن تمام چیزوں کو analyze کر کے ہی فائنل کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ کے سوال کا جواب آگیا ہے۔مزید کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتی ہیں؟

میاں محمد رفیق:ضمنی سوال۔

جناب اعجاز احمد خان:ضمنی سوال۔

محترمہ صغیرہ اسلام: میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں ہو گا۔ محترمہ نگہت شیخ صاحبہ!آپ کا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جی، نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا اعجاز صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے یہ کہا ہے۔۔۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر!آپ ہمیں ٹائم ہی نہیں دیتے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں اور خود محنت کیا کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر محترمہ صغیرہ اسلام واک آؤٹ کر گئیں)

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر!اِن کا یہ کہنا ہے کہ پٹرول کی قیمتوں کی بنیاد پر ہی کرایہ میں اضافہ ہوتا ہے۔اگر کبھی پٹرول کے نرخ کم ہو جائیں تو کیا اس محکمہ نے کبھی کرائے بھی کم کئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!وہ کہتے ہیں کہ جب پٹرول یاڈیزل کی قیمت کم ہوتی ہے تو پھر آپ کرایوں میں بھی کمی کرتے ہیں یانہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام):جناب سپیکر!ہم نے2008میں کرایہ کم کیا تھا۔

جناب سپیکر: محترمہ کہاں چلی گئیں، کیاواک آؤٹ کر گئی ہیں؟ پرویز رفیق صاحب!آپ محترمہ کو واپس لے کر آئیں۔

جناب اعجاز احمد خان:جناب سپیکر!میرے سوال کا کوئی جواب نہیں آیا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام):جناب سپیکر!میرے خیال میں اعجاز خان صاحب میرے جواب سے مطمئن نہیں ہوئے مگر میں کوشش کرتا ہوں کہ یہ مطمئن ہو جائیں۔

جناب سپیکر:انہوں نے سنا ہی نہیں ہو گا۔اگر جواب سنتے تو پھر ہی مطمئن ہوتے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام):جناب سپیکر!یہ دیر سے آئے ہیں۔ میں نے پہلے سوال کے جواب میں یہ کہا تھا کہ 24۔نومبر2008کو ہماری حکومت نے آتے ہی کرایوں کے نرخ میں کمی کی تھی جس کے نوٹیفکیشن کی کاپی میں انہیں دے دیتا ہوں۔یہ بے شک check کر لیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر!یہ 2008 کی بات کر رہے ہیں مگر 2010 میں پٹرول کی قیمتوں میں پانچ روپے کی ایک کمی آئی تھی۔کیااُس وقت کمی کی تھی یانہیں؟

جناب سپیکر:کیا2010میں کرایوں میں کمی کی تھی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد خرم گلفام):جناب سپیکر!جب ہم نے کرایوں کے نرخ کم کئے تھے تب ڈیزل60/65روپے فی لیٹر کے درمیان آگیا تھا۔اب اُس کے بعد یقیناًdownکیا ہو گا مگر وہ تھوڑے وقت کے لئے down ہوا تھا۔اب اگر 15دن کے لئے پٹرول کی قیمت down ہو اور ہم عجلت میں کوئی نوٹیفکیشن کر دیں تو15دن یاایک مہینے بعد پھر price hike ہو جائے تو پھر ہم کیا کریں گے؟جب price پانچ یاچھ مہینوں کے لئے ایک ہی جگہ پر stable رہتی ہے تب ہم نوٹیفکیشن کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، تشریف رکھیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر محترمہ صغیرہ اسلام ایوان میں واپس تشریف لائیں)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترم!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! جز(ج) میں ہے کہ "خرچہ وآمدن کی بنیاد پر کرائے کا تعین کرتے ہیں"، یہ محل نظر ہے تو پہلی بات یہ ہے کہ خرچہ اور آمدن کون ظاہر کرے گا؟ وہی رانا عبدالرحمٰن صاحب والی بات ہو گئی کہ یہ تو کچھ لوگوں کو پوجنے والی بات ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس میں طریق کار تو بتادیا گیا ہے کیا آپ نے وہ سنا نہیں ہے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے سن لیا ہے اور میری گزارش بھی سن لیں کہ آج کل بسوں اور ویگنوں پر سی این جی سلنڈروں کی صورت میں بم باندھے ہوئے ہیں۔ وہ گاڑیاں سی این جی پر چلاتے ہیں جو کم خرچ ہے لیکن کرایہ وہ پٹرول اور ڈیزل کے حساب سے لیتے ہیں تو یہ دہرا معیار کس بنیاد پر ہے اور اس کا تعین کون کرتا ہے؟ یہی کہا جا سکتا ہے کہ ٹرانسپورٹرز اور تعین کرنے والوں میں ملی بھگت ہے کہ "تم بھی خوش اور ہم بھی خوش۔" اس کا جواب دیں کہ سی این جی پر بسیں اور ویگنیں چل رہی ہیں مگر کرایہ پٹرول اور ڈیزل کے حساب سے لیا جا رہا ہے یہی نہیں بلکہ انہیں سبسڈی بھی دی جاتی ہے اور کرایہ وآمدن بھی انہی کے تحت ہے جبکہ کرایہ پٹرول اور ڈیزل کے حساب سے تعین کر کے عوام کو لوٹا جا رہا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! میاں صاحب کا سوال بڑا valid ہے اور یقیناً ہم سب کو اس بات پر تشویش ہے کہ پبلک ٹرانسپورٹ جس میں ٹیوٹا ہائی ایس ویگنیں جو انٹر سٹی بھی چلتی ہیں، بڑی تیزی سے ڈیزل کی بجائے سی این جی پر convert ہو رہی ہیں۔ آج سے پہلے تو یہ ہوتا رہا ہے کہ جب کرائے میں اضافہ یا کمی واقع ہوئی تو تب ڈیزل کی قیمت کو evaluate کر کے کی گئی۔ جیسے میں نے پہلے عرض کیا کہ ٹریفک پلاننگ یونٹ یا ہمارے ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ میں ابھی study چل رہی ہے۔ ہفتہ میں تین دن تو گیس کی لوڈشیڈنگ ہوتی ہے اور باقی چار دن گیس پر چلتی ہیں تو ہم ان سب چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک فارمولہ تیار کر رہے ہیں۔ میاں صاحب کا بڑا valid نکتہ

ہے کہ کرائے میں کمی بیشی ڈیزل کے حساب سے ہو رہی ہے نئے بننے والے فارمولے میں ہم اس بات کا تعین کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں نے اس بات پر احتجاج کیا کہ آپ خود محنت کریں۔ جب ایک سوال ایوان میں آجاتا ہے تو وہ سارے ایوان کی پراپرٹی ہوتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بالکل ایوان کی پراپرٹی ہوتی ہے لیکن۔۔۔

محترمہ صغیرہ اسلام: تو آپ نے کہا کہ چونکہ انہوں نے لکھا ہے تو ضمنی سوال بھی وہی کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل میں priority انہیں دوں گا۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! انہوں نے ضمنی سوال نہیں کیا تو کیا اس کے بعد کسی اور کو حق نہیں ہے۔ اس پر مجھے افسوس ہے اور مجھے ایسے لگا کہ آپ نے جانبداری کا مظاہرہ کیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، مہربانی آپ کی۔ اگر آپ نے سوال کرنا ہے تو کریں نہیں تو ہم آگے چلیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں نے اب ضمنی سوال نہیں کرنا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب جاوید حسن گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے جو باتیں کرنی تھیں وہ ساری میاں رفیق صاحب نے کر دیں لیکن ایک نکتہ بڑا اہم ہے جس کا نوٹس خرم صاحب اور محکمہ کو لینا چاہئے کہ پٹرول یا ڈیزل کی قیمت ایک لیٹر کے حساب سے بڑھتی ہے لیکن ٹرانسپورٹرز کرائے ایک سواری یعنی ایک سیٹ کا بڑھاتے ہیں حالانکہ لیٹر کے حساب سے قیمت بڑھتی ہے لیکن کرایہ فی سواری بڑھایا جاتا ہے جس کا محکمہ کو نوٹس لینا چاہئے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس کا نوٹس لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ ان کی بات بالکل درست ہے اور محکمہ میں بڑی ٹیکنیکل بنیادوں پر کام ہو رہا ہے اور اگر آپ پرانے ڈیپارٹمنٹ کا

visit کریں تو وہ آپ کو نظر نہیں آئے گا جو کہ ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ ہوا کرتا تھا اب بالکل ایک بڑے اچھے طریقے سے کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال انجینئر قمر الاسلام راجہ صاحب کا ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: شکریہ۔جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 5807 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ میں خالی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5807: **انجینئر قمر الاسلام راجہ:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ٹرانسپورٹ پنجاب میں سینکڑوں کی تعداد میں اسامیاں خالی ہیں ان خالی اسامیوں کی کل تعداد سے آگاہ کریں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ کے زیادہ تر اضلاع میں سیکرٹری ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی تعینات نہ ہیں؟

(ج) کیا حکومت تمام اضلاع میں سیکرٹری ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ محکمہ ٹرانسپورٹ میں سینکڑوں کی تعداد میں اسامیاں خالی ہیں۔ محکمہ ٹرانسپورٹ پنجاب پراونشل ٹرانسپورٹ اتھارٹی میں کل اسامیوں کی تعداد 297 ہے جن میں سے 36 اسامیاں خالی ہیں۔

(ب) محکمہ ٹرانسپورٹ پنجاب پراونشل ٹرانسپورٹ اتھارٹی میں سیکرٹری ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کی منظور شدہ تعداد 8 ہے جو ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز میں تعینات ہیں۔ باقی 28 اضلاع میں DDO(R)/DDO(C) بطور سیکرٹری ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی (اضافی چارج) کام کر رہے ہیں۔

(ج) محکمہ ٹرانسپورٹ تمام اضلاع میں مستقل سیکرٹری ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی تعینات کرنے کے لئے کوشاں ہے۔اس ضمن میں محکمہ نے حکومت پنجاب کو سیکرٹری DRTA کی مزید 28پوسٹیں تخلیق کرنے کی تجویز مورخہ 2010۔08۔27 کو بھیجی ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! جز(ج) میں کہا گیا ہے کہ محکمہ ٹرانسپورٹ تمام اضلاع میں مستقل سیکرٹری ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی تعینات کرنے کے لئے کوشاں ہے۔اس ضمن میں محکمہ نے حکومت پنجاب کو مزید 28پوسٹیں تخلیق کرنے کی تجویز 2010-8-27 کو بھیجی ہے"۔اسے ایک سال سے زائد کا عرصہ ہو چکا ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس تجویز کا کیا مستقبل ہے؟کیا یہ منظور ہوئی ہے یا مستقبل قریب میں منظور ہونے کا کوئی امکان ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر!یقیناً میں یہی سوال expect کر رہا تھا اور بالکل 2010 میں تجویز تھی۔اب 28 سیٹیں تخلیق ہو چکی ہیں اور ان کی منظوری ہو چکی ہے۔اب محکمہ نے case ریگولیشن ڈیپارٹمنٹ میں ان کے سروس رولز بنانے کے لئے بھیجا ہوا ہے اور جیسے ہی وہاں سے ہمیں فائل بن کر آ جائے گی تو اس کے against ان کو advertise کر دیں گے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ اس سوال کے جواب کی تاریخ وصولی 12-12-2011 ہے یعنی آج سے تین دن پہلے یہ جواب آیا ہے اور جواب میں یہی لکھا گیا ہے۔جواب up-to-date نہیں ہے کہ تجویز بھیجی ہے اگر یہ جواب 12-12-2011 کو موصول ہوا ہے تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جو فرمایا ہے اسے سوال کے تحریری جواب میں آنا چاہئے تھا۔یہ جواب تو غلط یا نا مکمل آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اگر جواب نامکمل تھا تو اس کی پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے تصحیح کر دی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر!ہم نے اس کا جواب 2010 میں ہی بھیج دیا تھا لیکن ہمیں دو روز قبل اسمبلی سے فون گیا کہ اس کا جواب دوبارہ بھیجیں کیونکہ وہ misplace ہو گیا ہے۔پہلے وہ بھیجا گیا تھا اسی لئے ہم نے same reply ابھی کیا ہے اور میں نے کہا کہ جب کوئی ضمنی سوال آئے گا تو میں up-to-date کر دوں گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ سیمل کامران صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سوال کرنے سے پہلے اپنا احتجاج ریکارڈ کرانا چاہتی ہوں کیونکہ جب سے اس اسمبلی کا یہ اجلاس شروع ہوا ہے تو روزانہ یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ معزز وزراء صاحبان ایک رولز کا سہارا لے کر اس ایوان میں نہیں آتے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ بات آپ پہلے کر چکی ہیں اور آپ اپنے سوال پر آئیں۔

محترمہ سیمل کامران: معزز ممبران پہلے ہی وزیر اعلیٰ کو دیکھنے سے محروم ہیں اور اب وزراء بھی نہ آئیں تو پھر۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کیوں اپنا اور ایوان کا بھی وقت ضائع کرتی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ اس ایوان کی seriousness کا اندازہ لگائیں کہ وزراء یہاں آنے کی زحمت ہی گوارہ نہیں کرتے۔

جناب سپیکر: جب ان کی ضرورت ہو گی تو وہ ضرور آئیں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جب ایک ایک وزیر کو دس، دس portfolio دیئے جائیں گے تو پھر ایسے ہی ہو گا۔

جناب سپیکر: آپ سوال کریں وہ اس کا جواب دیں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ میرا احتجاج ہے جو میرا جمہوری حق ہے کہ میں اسے آپ کے سامنے ریکارڈ کراؤں کہ یہاں پر وزراء صاحبان آنے کی زحمت نہیں کرتے اور یہ اس ایوان کے تقدس کی بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ ہم ان سے خود پوچھیں گے۔

محترمہ سیمل کامران: سوال کا نمبر 6396 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

انٹر سٹی ٹرانسپورٹ کے کرایہ میں اضافہ سے متعلقہ اتھارٹی کی تفصیل

*6396: **محترمہ سیمل کامران:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بڑے شہروں میں چلنے والی بسوں کا کرایہ باقاعدہ محکمہ ٹرانسپورٹ سے منظور ہوتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ Inter City Route پر چلنے والی بسوں AC اور Non-AC کا کرایہ نامہ حکومت جاری نہیں کرتی بلکہ بس مالکان اپنی مرضی کا کرایہ وصول کرتے ہیں؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان مالکان کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام):

(الف) دفعہ 45 موٹر وہیکل آرڈیننس 1965 کے تحت حکومت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ پبلک ٹرانسپورٹ کے کرایوں کی کم از کم یا زیادہ سے زیادہ شرح مقرر کرے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔ حکومت پنجاب Non AC پبلک ٹرانسپورٹ (بسیں / منی بسیں / ویگن) Intercity اور اربن روٹوں پر چلنے والی گاڑیوں کے کرایوں کی شرح مقرر کرتی ہے لیکن صوبائی کابینہ کے فیصلے کے مطابق Intercity روٹس پر چلنے والی AC پبلک ٹرانسپورٹ کے کرایہ کی شرح مارکیٹ کے اتار چڑھاؤ پر منحصر کر دی گئی ہے۔

(ج) جز (ب) میں وضاحت کی گئی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جز (الف) میں پوچھا گیا ہے کہ "بڑے شہروں میں چلنے والی بسوں کا کرایہ باقاعدہ محکمہ ٹرانسپورٹ سے منظور ہوتا ہے" اور پھر میں نے یہ پوچھا تھا کہ "انٹر سٹی روٹ پر چلنے والی اے سی اور نان اے سی بسوں کا کرایہ نامہ حکومت جاری کرتی ہے یا نہیں"؟ انہوں نے جواب دیا ہے کہ "یہ درست نہ ہے"۔ یہ جواب غلط ہے کیونکہ یہ اپنے ہی جواب میں جز (ب) میں یہ فرما رہے ہیں کہ "نان اے سی پبلک ٹرانسپورٹ جس میں بسیں، منی بسیں اور ویگنیں ہیں، انٹر سٹی اور اربن روٹوں پر چلنے والی گاڑیوں کا کرایہ حکومت decide کرتی ہے لیکن صوبائی کابینہ کے فیصلہ کے مطابق انٹر سٹی روٹس پر چلنے والی اے سی پبلک ٹرانسپورٹ کے کرایوں کی شرح مارکیٹ کے اتار چڑھاؤ پر منحصر کر دی گئی ہے۔"

جناب سپیکر! ایک تو یہ محکمہ کی طرف سے غلط جواب ہے اور دوسری بات یہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کوئی ایسا سوال ہے جس کا جواب آپ کو درست لگ رہا ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ تو لکھا ہوا ہے میں کوئی زبانی بات نہیں کر رہی۔ ان کے محکمہ کی تحریر ہے جو میرے ہاتھ میں ہے اور میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ وہ کون

سا میکانزم ہے جس کے تحت یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ کرایہ کتنا ہونا چاہئے اور اس پر عملدرآمد کرنے کے لئے ان کے پاس کیا طریق کار ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ اگر ڈیزل، سی این جی یا پٹرول کے rate میں اضافہ ہوتا ہے تو کیا اس کا اثر صرف اے سی بسوں پر ہوتا ہے اور نان اے سی پر نہیں ہوتا کہ جو لوگوں کو کھلی چھٹی دے دی گئی ہے کہ وہ اپنی مرضی سے مارکیٹ کی شرح کے مطابق اس کا تعین کر لیں؟ اس کے بعد میں دوسرا ضمنی سوال کروں گی۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! میں سوال کا جز(ب) پہلے پڑھوں گا کہ "کیا یہ بھی درست ہے کہ انٹر سٹی روٹس پر چلنے والی بسوں اے سی اور نان اے سی کا کرایہ نامہ حکومت جاری نہیں کرتی؟" انہوں نے اے سی اور نان اے سی دونوں کو ملا کر پوچھا ہے اس لئے ہم نے اسے غلط کہا ہے کیونکہ نان اے سی میں تو حکومت کرتی ہے لیکن اے سی میں نہیں کرتی۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے Non-AC کی بات کی ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! وہ پوچھ رہی ہیں کہ آپ کا اس پر کوئی کنٹرول ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! جو انہوں نے AC اور Non-AC کی وجہ پوچھی ہے تو وہ 2010 میں مشرف حکومت اور ان کے ساتھیوں اور جو صوبائی کیبنٹ تھی انہوں نے فیصلہ کیا تھا لیکن ہم اس کو revise کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس پر غور بھی کر رہے ہیں۔ ان کو چیک کرنے کا mechanism ہے اور وہ یہ ہے کہ under Section 62 of Motor Vehicle Ordinance 1965 کے تحت اختیارات ہیں۔ ریجنل سیکرٹریز یا ایم ڈی کو اختیارات ہیں، انہیں کہا گیا ہے کہ وہ ان کو چیک کریں۔ اگر نہیں ہے تو ان کے routes کو suspend کریں اور ان کو پانچ سو روپے fine کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! محترم پارلیمانی سیکرٹری نے مشرف دور کا reference دیا ہے۔ میں نے مانا کہ اُس وقت صوبائی کیبنٹ تھی اور انہوں نے مانا کہ آج کیبنٹ نہیں ہے۔ کیونکہ اگر آج صوبائی کابینہ ہوتی تو تقریباً چار سال ہو گئے ہیں ان کے پاس تمام اختیارات ہیں اگر مشرف دور میں کوئی غلطی ہوئی تھی تو یہ اس کو amend کر سکتے تھے۔ یہ اسی مشرف دور کی continuity کے سلسلے میں اس

کو بھی continue کر رہے ہیں، ابھی بھی یہ صرف کوششیں کر رہے ہیں اور اب ان کے استعفوں کا ٹائم آ گیا ہے۔ یہ کوئی جواب نہیں ہے اس لئے میں اس سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! میں بھی شکر کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنے آپ کو مشرف دور سے علیحدہ کر لیا ہے اور کہا ہے کہ ہم اُس کی continuity نہیں چاہتے۔ ہم تو پہلے روز سے ہی نہیں چاہتے تھے اور انشاء اللہ ہم اس کو revise کر دیں گے لیکن ہم کوئی بھی فیصلہ عجلت میں نہیں کرنا چاہتے۔ یہ ہمارے زیر غور ہے اور ہم اس کو revise کریں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہ جواب میں کہا گیا ہے کہ Motor Vehicle Ordinance 1965 کی دفعہ 45 کے تحت حکومت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ پبلک ٹرانسپورٹ کے کرایوں کی کم از کم یا زیادہ سے زیادہ شرح مقرر کرے۔ اس آرڈیننس کے اندر AC اور Non-AC کا ذکر نہیں ہے۔ کیا کابینہ آرڈیننس کے خلاف آرڈیننس کو amend کئے بغیر کوئی فیصلہ کر سکتی ہے اگر نہیں تو پھر کس طرح اگر آرڈیننس میں ترمیم کئے بغیر AC کا کرایہ fix کر لیا؟ اس کا جواب دیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! اس میں وہ کہہ رہے ہیں کہ AC اور Non-AC کا ذکر نہیں ہے یقیناً اسی چیز کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ فیصلہ ہوا ہے۔۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: کیا صوبائی کابینہ آرڈیننس کی موجودگی میں آرڈیننس میں ترمیم کئے بغیر اس کے خلاف فیصلہ کرنے کی مجاز ہے؟ میں نے یہ سوال پوچھا ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! آرڈیننس کے خلاف فیصلہ کرنے کی مجاز تو یقیناً نہیں ہو گی لیکن ہم اسی چیز کو revise کر رہے ہیں جو سابقا حکومتوں میں ہو گیا ہے ہماری حکومت اس کو revise کر کے اس کے لئے پورا جامع پلان تیار کر رہی ہے اور اس پر عمل کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔اگلا سوال بھی محترمہ سیمل کامران کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 6515 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پبلک ٹرانسپورٹ کے کرائے اعتدال پر رکھنے کے لئے سبسڈی دینے کا معاملہ

*6515: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا پبلک ٹرانسپورٹ کے کرائے اعتدال پر رکھنے کے لئے حکومت subsidy کا سلسلہ شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) کیا حکومت روزانہ سفر کرنے والوں کے لئے کارڈ سسٹم کے اجراء کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام):

(الف) حکومت نے کرایوں کو اعتدال پر رکھنے اور عوام پر بوجھ نہ ڈالنے کے لئے 2006 میں بھی اربن ٹرانسپورٹرز کو -/5,07,200 روپے فی بس کے حساب سے سبسڈی دینا منظور کیا تھا۔اب بھی حکومت -/1250 روپے فی بس یومیہ کے حساب سے اربن بس آپریٹرز کو سبسڈی دینے کا ارادہ رکھتی ہے جس پر بہت جلد عملدرآمد شروع ہو جائے گا۔

(ب) حکومت کے پاس فی الوقت ایسا کوئی نظام موجود نہ ہے جس کے تحت روزانہ سفر کرنے والوں کے لئے سفری کارڈوں کا اجراء کیا جا سکے۔تاہم E-Ticketing متعارف کروانے کے بعد کارڈ سسٹم کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے اس سوال میں سبسڈی کا پوچھا ہے کہ حکومت کوئی سبسڈی دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟ میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز (الف) میں کہا ہے کہ حکومت نے کرایوں کو اعتدال پر رکھنے اور عوام پر بوجھ نہ ڈالنے کے لئے 2006 میں بھی اربن ٹرانسپورٹرز کو سبسڈی دی تھی۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ پرائیویٹ ٹرانسپورٹرز نے اس وقت تمام ٹرانسپورٹ کا بوجھ اٹھایا ہوا ہے اور انٹرسٹی گورنمنٹ کی کوئی ٹرانسپورٹ

نہیں چل رہی ہے۔ کیا گورنمنٹ پرائیویٹ ٹرانسپورٹرز کا اعتماد بحال کرنے کے لئے ان کو کوئی سبسڈی یا تحفظ دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! میں محترمہ سے پوچھنا چاہوں گا کہ وہ Intercity Routes کی بات کر رہی ہیں یا Urban Routes کی بات کر رہی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اپنا سوال دہرا دیتی ہوں کہ اس وقت پرائیویٹ ٹرانسپورٹرز نے ٹرانسپورٹ کا بہت زیادہ بوجھ اٹھا رکھا ہے۔ جو پرائیویٹ ٹرانسپورٹرز Intercity Routes پر بسیں چلا رہے ہیں کیا حکومت پنجاب اگلے چند مہینوں میں ان کو کوئی تحفظ دینے یا سبسڈی دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! یقیناً حکومت ان کو تحفظ دینے کا ارادہ رکھتی ہے اور تحفظ دیا بھی جا رہا ہے لیکن حکومت سبسڈی دینے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ کیونکہ ہم لاہور اور قصور کی ویگنوں کو سبسڈی نہیں دے سکتے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے یہ سوال 24۔مارچ 2010 کو کیا تھا اور اس کا جواب 30۔نومبر 2010 کو آیا ہے۔ آج جب یہ ہاؤس میں take up ہو رہا ہے تو تقریباً اس کو ایک سال اور ایک مہینہ گزر چکا ہے۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے جز (الف) کے جواب میں لکھا ہے کہ -/1250 روپے فی بس یومیہ کے حساب سے اربن بس آپریٹرز کو سبسڈی دینے کا ارادہ رکھتی ہے جس پر یہ بہت جلد عملدرآمد کرنا چاہتے ہیں۔ اس سوال کے جواب آنے کے ایک سال ایک مہینے کے بعد اس کا current status کیا ہے؟ دوسرا یہ کہ ان کی جو LTC میں چائنز بسیں مال روڈ کے روٹ پر چل رہی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے ایک سوال کا جواب لے لیا کریں۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ چھوٹا سا ہی ہے اس کو اکٹھا ہی کر لیتے ہیں۔LTC کی چائنز بسیں مال روڈ کے روٹ پر چل رہی ہیں جو بغیر رجسٹریشن کے چل رہی ہیں تو کیا رجسٹریشن نہ کروانا ان کی سبسڈی کا حصہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! پہلے انہوں نے current status کے بارے میں پوچھا ہے وہ میں بتاتا ہوں کہ جولائی 2011 سے ان کو آپریشنل سبسڈی daily basis پر دی جا رہی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مجھے ایک کا جواب ملا ہے میں نے یہ بھی پوچھا تھا کہ جو مال روڈ پر LTC کی بسیں بغیر رجسٹریشن کے بڑے عرصے سے چل رہی ہیں جس میں خواجہ احمد حسان صاحب ہیں جو میرے لئے بڑے ہی قابل احترام ہیں انہوں نے بھی سفر کیا اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے بھی ٹکٹ خرید کر سفر کیا تو کیا بغیر رجسٹریشن کے بسوں کو چلانا ان کی deal یا سبسڈی کا حصہ ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! غور سے سنا کریں اپنے ساتھیوں کی بات نہ سنا کریں۔آپ مصروف ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مجھے دوبارہ سوال بتائیں۔بتائیں، انہوں نے بھلا کیا کہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! میں نے بات بہت غور سے سنی ہے اور درمیان میں اگر کوئی بات کر رہا ہوتا ہے تو میں اپنے کان بند نہیں کر سکتا ان کی بات بھی سننی پڑتی ہے۔ جو انہوں نے رجسٹریشن کی بات کی ہے یہ آج سے دو دن قبل اسی ایوان میں بات ہوئی تھی اور اس پر کافی بحث بھی ہوئی تھی جب منسٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن اپنے سوالات کے جوابات دے رہے تھے تو ان سے بھی یہ سوال کیا گیا تھا۔ ہم نے پرائیویٹ آپریٹرز کو وارننگ جاری کر دی ہے اور ان سب نے اپنی رجسٹریشن فیس جمع کرا دی ہے اور انشاء اللہ ایک دو روز میں وہ رجسٹرڈ ہو جائیں گی ابھی وہ Applied For ہیں۔اگر نہیں ہوں گی تو ہم ان کو بند کر دیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ کا ہے۔

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 7241 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

اربن اور رورل روٹس کے کرایہ جات کے تعین کے لئے حکومتی اقدامات

*7241:چودھری محمد اسد اللہ:کیاوزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ حکومت نے اربن اور رورل روٹس پر چلنے والی بسوں کا کرایہ نامہ مقرر کرنے کے لئے کوئی ہدایات جاری کی ہیں،اگر ہاں تواس کی نقل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ مذکورہ جاری کردہ ہدایات کی روشنی میں محکمہ ٹرانسپورٹ اربن اور رورل روٹس پر چلنے والی بسوں کا کرایہ نامہ جاری کرتا ہے؟

(ج) کیاحکومت صوبائی کابینہ کے فیصلہ مورخہ 28۔نومبر2000 بابت انٹر سٹی روٹس پر چلنے والی گاڑیوں کے کرائے کوderegulateکرنے یااسے ختم کرنے کے لئے تیار ہے،تاکہ محکمہ ٹرانسپورٹ ان کا کرایہ مقرر کر سکے؟

(د) کیاحکومت جاری کردہ کرایہ نامہ بس میں مناسب جگہ پر لگانے کے لئے ہدایات جاری کرنے کو تیار ہے تاکہ زائد کرایہ وصول نہ کیا جاسکے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد خرم گلفام):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔حکومت پنجاب محکمہ ٹرانسپورٹ نے اربن اور انٹر سٹی روٹس پر چلنے والی بسوں اور دیگر پبلک ٹرانسپورٹ گاڑیوں کے کرایہ کی شرح مقرر کر رکھی ہیں۔اس ضمن میں جاری شدہ اعلامیہ جات کی فوٹو کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے محکمہ ٹرانسپورٹ کے مقرر کردہ شرح کرایہ کے مطابق ضلعی ٹرانسپورٹ اتھارٹیز اپنے اپنے متعلقہ اضلاع سے آغاز ہونے والے روٹس کا علیٰحدہ علیٰحدہ کرایہ نامہ جاری کرتی ہیں۔

(ج) صوبائی کابینہ پنجاب کے فیصلہ مذکورہ کی روشنی میں بین الاضلاعی روٹس پر چلنے والی ایئر کنڈیشنڈ گاڑیوں کے کرایہ کو پہلے ہیderegulateکیا جا چکا ہے۔فی الحال اسی فیصلہ کی روشنی میں کرایہderegulatedہے۔

(د) محکمہ ٹرانسپورٹ اس ضمن میں متعدد بار ہدایات جاری کر چکا ہے جبکہ وقتاً فوقتاً بھی تمام متعلقین کو کرایہ ناموں کی مناسب جگہوں پر اور بسوں اور ویگنوں کے اندر بھی چسپاں کرنے اور اس کے مطابق کرایہ وصول کئے جانے کی بابت یاددہانی کرائی جارہی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری محمد اسد اللہ: میرا ضمنی سوال نہیں ہے۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، کریں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (د) میں پوچھا گیا ہے کہ کیا حکومت جاری کردہ کرایہ نامہ بس میں مناسب جگہ پر لگانے کے لئے ہدایات جاری کرنے کو تیار ہے تاکہ زائد کرایہ وصول نہ کیا جاسکے؟ اس کا جواب ہے کہ محکمہ ٹرانسپورٹ اس ضمن میں متعدد بار ہدایات جاری کر چکا ہے جبکہ وقتاً فوقتاً بھی تمام متعلقین کو کرایہ ناموں کی مناسب جگہوں پر اور بسوں ویگنوں کے اندر بھی چسپاں کرنے اور اس کے مطابق کرایہ وصول کئے جانے کی بابت یاددہانی کرائی جارہی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا کوئی باقاعدہ قانون بنایا گیا ہے جس کے مطابق لازمی طور پر یہ کرایہ نامہ چسپاں ہونا چاہئے یا ویسے ہی ہدایت کی جاتی ہے اگر کوئی قانون موجود ہے تو کیا کسی پر جرمانہ کیا گیا ہے کیونکہ کبھی بھی کسی بس کے اندر کرایہ نامہ چسپاں نہیں ہوتا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! جن ویگنوں اور بسوں میں کرایہ نامہ چسپاں نہیں کئے جاتے تو یقیناً پہلے ان کو warning دی جاتی ہے اس کے بعد اگر وہ مزید irregularity کرتے ہیں تو پھر یقیناً ان کو جرمانہ کیا جاتا ہے اور ان کو بار بار جرمانے کئے جاتے ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جن بسوں میں ابھی تک کرایہ نامہ فکس نہیں ہے اور overcharging کر رہے ہیں تو آج تک محکمہ ٹرانسپورٹ نے اس مالی سال میں جرمانہ کی مد میں کتنی رقم وصول کی ہے؟

جناب سپیکر: جی، یہ fresh question بنتا ہے۔

CH ALI ASGHAR MANDA (Advocate): This is not a fresh question. This is totally a relevant question.

MR SPEAKER: Not relevant.

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!یہ توآئیں بائیں شائیں مارنے کی بات ہے،یہ ایک relevant question ہے جس کا تعلق فنانشل معاملے سے ہے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو چاہئے کہ وہ پوری طرح تیار ہو کر آئیں۔۔۔

جناب سپیکر:ماشاءاللہ وہ تیار ہو کر آتے ہیں۔ میرے خیال میں آپ کے سوا سبھی ان کے جوابوں سے مطمئن ہیں۔جی،آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں تو کہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد خرم گلفام):جناب سپیکر!یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ totally relevant question ہے تو یہ بالکل اس سوال کے ساتھ relevant نہیں ہے اگر یہ relevancy نکالنا چاہیں گے تو جہاں سے مرضی نکال لیں لیکن اگر ان کو تفصیل چاہئے یا اس کا back up چاہئے تو میں ان کو تفصیل مہیا کر سکتا ہوں۔یہ کہتے ہیں کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب تیاری کر کے نہیں آتے اور تیاری کر کے آیا کریں تو میں تیاری کر کے آیا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر:جی،میں نے مان لیا۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر:جی،No question آپ تشریف رکھیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!آپ کا حکم سر آنکھوں پر لیکن بات یہ ہے کہ میں نے تفصیل نہیں پوچھی بلکہ میں نے اس مالی سال کے ٹوٹل جرمانہ کی مد میں جو محکمہ ٹرانسپورٹ کی ونگ نے وصول کی ہے وہ رقم پوچھی ہے؟ مجھے ان کی تیاری کا پتا چل گیا ہے۔Thank you very much

جناب سپیکر:جی،بڑی مہربانی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:جی،محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!اگر یہ بتا نہیں سکتے تو پھر جواب لکھ کر دے دیا کریں۔انہوں نے ایک specific بات پوچھی ہے کہ کتنی رقم اکٹھی ہوتی ہے۔وہ اس کا جواب دے دیں اور اگر یہ کہتے ہیں کہ میں ان کو تفصیل دے دیتا ہوں تو پھر یہ لکھ کر دے دیا کریں اور یہاں آنے کی تکلیف نہ کیا کریں۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی، اگلا سوال نوید انجم صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں، ان کا سوال نمبر7872 dispose of کیا جاتا ہے۔ جی، اگلا سوال محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کا ہے سوال کا نمبر بولئے گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 8303 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی مالکان کو سبسڈی دینے کی تفصیلات

*8303: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کی قائم کردہ لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی بس مالکان کو سبسڈی دیتی ہے اگر ایسا ہے تو وہ فی بس کتنی ہے اور اس کا کیا طریق کار ہے ماہانہ اور سالانہ اس مد میں حکومت پنجاب کو کتنے اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور میں چلنے والی ڈیزل بسوں کو سی این جی پر convert کرنے کے 50 فیصد اخراجات بھی ایل ٹی سی ادا کر رہی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کمپنی کو حکومت کی طرف سے سبسڈی دینے کے باوجود مسافروں کو کسی قسم کی کوئی رعایت یا سہولت قطعاً فراہم نہیں کی جا رہی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی مخصوص افراد کے مفادات کی پشت پناہی کر رہی ہے جس کے پیش نظر سبسڈی دینا عوامی خزانے پر ناجائز بوجھ ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ عوامی مفاد میں نہیں کہ اگر سبسڈی دینا ہی ہے تو اس کا براہ راست فائدہ عوام الناس کو ہونا چاہئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام):

(الف) لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی نے اربن ٹرانسپورٹ میں بہتری لانے کے لئے فی بس -/1250 روپے (روزانہ کی بنیاد پر) آپریشنل سبسڈی دینے کا اعلان کیا ہے اور اس طریق کار کو جدید خطوط پر استوار کر کے نہایت شفاف انداز میں پیش کیا گیا ہے اس نظام کے تحت بسوں میں

ٹریکر لگائے جائیں گے جو بس مطلوبہ تعداد میں روٹس پر اپنے چکروں کو مکمل کرے گی اسے آپریشنل سبسڈی دی جائے گی۔

(ب) لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی ڈیزل بسوں کو سی این جی پر منتقل کرنے کے لئے کسی بھی قسم کے اخراجات کو برداشت کرنے کی پالیسی پر غور کر رہی ہے۔

(ج) آپریشنل سبسڈی کا جو نظام وضع کیا گیا ہے یہ آپریٹرز کے اس خسارے کو پورا کرنے کے لئے ہے جو ڈیزل ریٹ بڑھنے سے آپریٹرز کو برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔اس سبسڈی سے براہ راست عوام الناس کو بھی فائدہ ہو رہا ہے۔اربن ٹرانسپورٹ کا سٹاپ سے سٹاپ حالیہ کرایہ فروری 2010 کے نوٹیفکیشن کے مطابق ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ ڈیزل کی ہر ماہ بڑھنے والی قیمتوں کے مقابلے میں کرایوں میں استحکام ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے سبسڈی بذریعہ اخباری اشتہار لاہور میں تمام ٹرانسپورٹ کمپنیوں کو آفر کی گئی ہے جو کمپنی بھی عوام کی خدمت کے لئے مقررہ شرائط پر بس چلائے گی وہ سبسڈی کی حقدار ہو گی۔

(ہ) سبسڈی دینے سے نہ صرف اربن ٹرانسپورٹ کے نظام کو بغیر تعطل چلنے میں مدد ملتی ہے بلکہ کرایوں میں بے پناہ اضافے سے عوام الناس کو بچایا جاتا ہے یہ عوام الناس کا ہی فائدہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! جز(الف) میں subsidy کی بات کی گئی ہے کہ یہ -/1250 روپے روزانہ کی بنیاد پر دے رہے ہیں۔اگر آپ جز(ج) دیکھیں تو اس میں انہوں نے کہا ہے کہ خسارہ پورا کرنے کے لئے -/1250 روپے دیئے جا رہے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ آئے روز ڈیزل کی قیمت بڑھ رہی ہے، انہوں نے میرے سوال کا جواب 18۔ مئی کو دیا ہے اور 18۔ مئی کے بعد ڈیزل کی قیمت بڑھی ہے تو کیا انہوں نے اس پر subsidy بڑھائی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! subsidy نہیں بڑھائی گئی۔

جناب سپیکر: جی، آپ بڑھانے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد خرم گلفام):جناب سپیکر!فی الحال subsidy بڑھانے کاارادہ نہیں رکھتے۔

جناب سپیکر:چلیں!ٹھیک ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!پھر وہی بات آ گئی کہ انہوں نے جز(الف)میں کہا ہے کہ ہم روزانہ کی بنیاد پر بڑھا رہے ہیں۔ سپیکر صاحب آپ ان کی side لیں گے یا یہ خود جواب دیں گے ؟

جناب سپیکر:نہیں،وہ خود ہی جواب دیں گے۔جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد خرم گلفام):جناب سپیکر!اس میں یہ نہیں لکھا ہوا کہ روزانہ کی بنیاد پر بڑھا رہے ہیں بلکہ یہ لکھا ہوا ہے کہ روزانہ کی بنیاد پر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر:جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!جز(الف)کو جز(ج) سے connect کر رہی ہوں کہ ڈیزل روزانہ بڑھ رہا ہے اور آئے دن بڑھ رہا ہے جب ڈیزل بڑھتا ہے تو subsidy کہاں پر stand ہوتی ہے اور ان کے پاس اس کی کیا پالیسی ہے ؟

جناب سپیکر:جی،آپ اس کی پالیسی بتائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد خرم گلفام):جناب سپیکر!اگر آپ تھوڑی سی اجازت دیں تو جو انہوں نے جز(د) سے متعلق سوال کیا ہے میں پہلے وہ پڑھنا چاہوں گا کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی مخصوص افراد کے مفادات کی پشت پناہی کر رہی ہے جس کے پیش نظر سبسڈی دینا عوامی خزانہ پر ناجائز بوجھ ہے۔ایک طرف یہ کہہ رہی ہیں کہ ناجائز بوجھ ہے اور اوپر سے کہہ رہی ہیں کہ سبسڈی بڑھائیں۔یہ تو کھلا تضاد ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر:جی،justification

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!اگر میرے موصوف پارلیمانی سیکرٹری صاحب جز(د) پر آگے ہیں تو یہ بتائیں کہ اب تک انہوں نے کتنے من پسند لوگوں کو یہ روٹ issue کئے ہیں، جن من پسند

لوگوں کو یہ روٹ دیئے گئے ہیں ان کو روکنے پر یہ جز(د) پر گئے ہیں تو میں ان کو اس پر لانا چاہتی ہوں اور بتانا چاہتی ہوں کہ یہ ٹرانسپورٹ کے حساب سے مجھ سے نہیں جیت سکتے ہیں لیکن۔۔۔

(اذان ظہر)

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر!وقفہ سوالات کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی!ابھی ٹائم ختم نہیں ہوا، مجھے پتا ہے جب ٹائم ختم ہو گا تو میں بتادوں گا۔جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ کن کن کمپنیوں کو انہوں نے روٹ جاری کئے ہیں اور انہوں نے جز(د) کا ذکر کیا ہے تو اس میں انہوں نے کن کن کمپنیوں کو سبسڈی دی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ پوچھنا چاہتی ہیں کہ کن کن کمپنیوں کو انہوں نے سبسڈی دی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!میں ان کو باور کرانا چاہتی ہوں کہ انہوں نے اپنے من پسند لوگوں کو روٹ جاری کئے ہیں اور من پسند لوگوں کو ہی سبسڈی دی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ بھی پاکستان کے شہری ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!یہ اس کا جواب دے دیں کیونکہ میرے پاس اس کا ثبوت موجود ہے اور میں آپ کو پیش کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر!پہلی بات یہ ہے کہ یقیناً میں محترمہ سے جیت نہیں سکتا اور دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے کسی بھی من پسند فرد یا من پسند کمپنی کو روٹ جاری نہیں کیا۔یہ total fair and transparent قسم کا ایک طریقہ ہوتا ہے جب بسیں نئی آتی ہیں تو ہم باقاعدہ advertise کرتے ہیں اور کسی بھی من پسند فرد کو روٹ جاری نہیں کیا گیا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا!میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ محترم پارلیمانی سیکرٹری جواب دے دیں کہ کن کن کمپنیوں کو routes issue کئے گئے اور کن کن کمپنیوں کو اب تک subsidy دی گئی ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر!جہاں تک subsidy کا سوال ہے تو لاہور میں ہمارے جتنے بھی operate operators کر رہے ہیں یہ سب کے لئے ہے لیکن اس کو transparent کرنے کے لئے ہم نے چند شرائط رکھی ہیں۔ جن بسوں کو ہم subsidy دیں گے ہم نے ان کے لئے یہ لازم قرار دیا ہے کہ وہ اپنی بسوں میں trackers لگوائیں تاکہ اس tracker سے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ ہم ان بسوں کو trackers لگوائیں گے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا!وہ کن کمپنیوں کو لگوائیں گے اور اس پر کتنی لاگت آئی ہے؟

جناب سپیکر: جو competition میں آئیں گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب والا!میں انتہائی معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ میرا جواب مکمل نہیں ہونے دیا جا رہا۔ جواب کے دوران ٹوکا جاتا ہے اور یہ صرف آپ کی نرم مزاجی کی وجہ سے ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ آپ تشریف رکھیں۔ پہلے آپ ان کو جواب دینے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر!آپ کی نرم دلی کا یہاں پر فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ مہربانی فرما کر آپ تھوڑی سی سختی کیا کریں۔

جناب سپیکر: میں ڈکٹیٹر تو نہیں ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب والا! میرے جواب کے دوران ہی محترمہ بول پڑیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ trackers ہم نہیں لگا کر دے رہے،لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی یا محکمہ ٹرانسپورٹ ان کو پیسے نہیں دے رہا بلکہ ان کمپنیوں سے کہا گیا ہے کہ وہ اپنے

trackersلگوائیں۔ جو کمپنیtrackersلگائے گی جو بس trackerلگائے گی اس کوsubsidyدی جائے گی۔اس سے ہم اس بات کا تعین کر سکیں گے کہ اس بس نے اپناrouteپورا کیا ہے یا نہیں اور کتنے چکر کاٹے ہیں اسی کے مطابق ہم ان کوsubsidyدیں گے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! میری ان سے گزارش ہے کہ یہ ان کمپنیوں کے نام بتا دیں۔ یہ منتخب ممبر ہیں کیا یہ عورتوں کی مخصوص نشستوں پر آئے ہیں جو بار بار اتناreserveہو کر جواب دے رہے ہیں۔ یہ کھل ڈل کر بتائیں کہ کن کمپنیوں کو کتنےroutes issueکئے ہیں۔ میری طرح سے بات کریں یہ کس طرح سے بات کر رہے ہیں، یہ elected memberہیں پارلیمانی سیکرٹری ہیں ان کو کھڑے ہو کر کھل ڈل کر بات کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: محترمہ! وہ کھل کر بات کر رہے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! یہ جواب دیں کہ کتنی کمپنیوں کوroutes issueکئے ہیں؟

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتا رہے ہیں یہ ان کا جواب سنتی نہیں ہیں اور بولتی جا رہی ہیں یہ اپنی کمپنی کا نام پوچھنا چاہتی ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! میں تو آپ سے بات کر رہی ہوں۔ میں کسی اور ممبر سے بات نہیں کر رہی۔

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: جناب والا! میں عرض کر رہی تھی۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ I say order in the House. No it is not fair.

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! یہاں پر جس قسم کی گفتگو کی جا رہی ہے کیا یہ مناسب ہے؟ یہ یہاں مجھ سے سوال جواب چاہتی ہیں یا کھلنا ڈلنا چاہتی ہیں؟ سوال جواب سے کھلنے ڈلنے کا کیا تعلق ہے۔

جناب سپیکر: وہ کمپنیوں کے نام پوچھ رہی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب والا! یہاں ایوان کے اندر کھلنا ڈلنا مناسب نہیں ہے۔ یہاں پر صرف سوالات کے جوابات دینا مناسب ہے۔

جناب سپیکر:آپ کی بات ٹھیک ہے ۔ وہ آپ سے پوچھ رہی ہیں کہ کون سی کمپنیاں ہیں جن کو یہ routesدیئے گئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد خرم گلفام):جناب والا!اگر یہ کمپنیوں کے نام پوچھنا چاہتی ہیں تو میں عرض کر دیتی ہوں اس میں فرسٹ بس ہے، بسکو ہے، پریمئر ہے بندیال ہے نیو خان ہے یہ چار پانچ کمپنیاں ہیں۔

جناب سپیکر:اب وقفہ سوالات کا وقت ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد خرم گلفام):جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر:بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کی تفصیلات

*7872:جناب محمد نوید انجم:کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کے قیام سے آج تک کتنی بسیں لاہور میں کس کس روٹ پر چلائی گئیں؟

(ب) یکم جنوری2010 سے آج تک کتنی بسیں کس کس روٹ پر چلائی گئیں؟

(ج) اگر پچھلے دس ماہ سے کوئی بھی بس کسی روٹ پر نہیں چلائی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت اس کمپنی کو ختم کر کے سابقہ طریق کار اپنانے اور اس میں بھاری پیکج پر کام کرنے والے ملازمین کو فارغ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی نے اپنے قیام کے فوراً بعد ہی لاہور میں مختلف روٹس کا جائزہ لیتے ہوئے بسوں کی حالت بہتر بنانے اور ان میں اضافے کی مؤثر حکمت عملی تیار کی جس کے نتیجے میں مختلف روٹس پر بسیں چلائی گئیں تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
جن میں سے 85=(55-Fotan+30Fint Bus) نئی بسیں روٹ نمبر 1اور 4بھی چلائی گئیں۔

(ب) یکم جنوری 2010سے آج تک درج ذیل روٹس پر بسیں چلائی گئی ہیں,B-4=27 B-41=15,B-51=42 جن میں سے55-Fotan and 30-First Bus نئی بسیں روٹ نمبر1اور4بھی چلائی گئیں۔اس کے علاوہ تمام روٹوں پر گاڑیوں کی تعداد ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پچھلے دس ماہ سے بسیں روٹس پر چل رہی ہیں اور مزید یہ کہ LTC کی مختلف سرمایہ کاروں سے بات چیت چل رہی ہے تاکہ بسوں کی تعداد کو بڑھایا جاسکے۔

(د) لاہور شہر کی بڑھتی ہوئی آبادی اور اربن ٹرانسپورٹ کی بڑھتی ہوئی ضرورت اور مسائل کو فوری اور تکنیکی بنیادوں پر حل کرنے کے لئے حکومت پنجاب نے لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی قائم کی ۔ اس کمپنی کا بنیادی مقصد لاہور شہر کی اربن ٹرانسپورٹ کو پلان ،مینج ،اینفورس اور ریگولیٹ کرنا ہے اربن روٹوں کو بنانا اور ان میں تبدیلی کرنا بھی اس کمپنی کے دائرہ اختیار میں ہے۔لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی لاہور شہر کی اربن ٹرانسپورٹ کو دن بدن بہتر کرنے کے لئے کوشاں ہے اور حکومت فی الوقت LTC کو بند کرنے کا کوئی ارادہ نہ رکھتی ہے بڑھتی ہوئی آبادی اور اس کے ساتھ بڑھتے ہوئے اربن ٹرانسپورٹ مسائل کا فوری حل ایک انتہائی تکنیکی مسئلہ ہے جس کا حل بھی تکنیکی بنیاد پر ہی کیا جاسکتا ہے۔اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی میں اوپن مارکیٹ سے اہل لوگوں کو ملازمت پر رکھا گیا اور اگر کوئی سرکاری ملازم ایل ٹی سی میں کام کر رہا ہے تو وہ اپنے پے سکیل کے مطابق ہی تنخواہ لے رہا ہے۔

ضلع گجرات،ڈنگہ میں بس / ویگن سٹینڈ بنانے کی تفصیلات

*8313: میاں طارق محمود: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیاڈنگہ گجرات میں کوئی منظور شدہ سرکاری یاغیر سرکاری بس سٹینڈ / ویگن سٹینڈ ہے اگر ہے تو کہاں پر ہے اور اس سے سالانہ محکمہ کو کتنی آمدن ہو رہی ہے؟

(ب) اگر اس شہر میں کوئی سرکاری بس / ویگن سٹینڈ نہ ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز حکومت کب تک سٹینڈ بنانے کاارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ قبل ازیں بلدیہ ڈنگہ نے بس / ویگن سٹینڈ منظور کیا ہوا تھا اور جب سے ٹی ایم اے نے ٹیک اوور کیا ہے، اس جگہ پر مختلف لوگ بھتہ وصول کر رہے ہیں، جن کو ٹی ایم اے کھاریاں کے افسران واہلکاران کی سرپرستی حاصل ہے، کیا حکومت ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کاارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ڈنگہ شہر میں ٹی ایم اے کھاریاں کا ایک منظور شدہ (سی) کلاس بس سٹینڈ ہے جبکہ دو پرائیویٹ منظور شدہ ڈی کلاس ویگن سٹینڈ ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں:-

1- کولیاں ٹریول بمقام کولیاں چوک ڈنگہ

2- پسوال ٹریول بمقام ڈھلیان چوک ڈنگہ

جس سے محکمہ کو تجدید لائسنس کی مد میں سالانہ 22ہزار روپے آمدن ہوتی ہے۔مذکورہ بالا ڈی کلاس سٹینڈ سے 6ہزار روپے فی سٹینڈ جبکہ سی کلاس سے 10ہزار روپے سالانہ آمدن ہوتی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ ٹی ایم اے جنرل بس سٹینڈ ڈنگہ شہر میں موجود ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔کیونکہ ڈنگہ شہر میں اب بھی ٹی ایم اے کھاریاں جنرل بس سٹینڈ کی پارکنگ فیس خود اپنے ملازمین کے ذریعے وصول کر رہا ہے اور اس کی آمدن باقاعدگی سے ٹی ایم اے کے فنڈ میں جمع ہو رہی ہے۔جس کی تفصیل سال02-2001 سے لے کر سال11-2010 حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	سال	آمدن	نوعیت وصولی
-1	2001-02	659352	محکمانہ وصولی
2	2002-03	711146	محکمانہ وصولی

3	2003-04	830000	ٹھیکہ
4	2004-05	925000	ٹھیکہ
5	2005-06	1020000	ٹھیکہ
6	2006-07	840320	محکمانہ وصولی
7	2007-08	964010	محکمانہ وصولی
8	2008-09	982390	محکمانہ وصولی
9	2009-10	977340	محکمانہ وصولی
10	2010-11	786820	محکمانہ وصولی

(01-07-2010 to30-03-2011)

یہ درست نہ ہے کہ جنرل بس سٹینڈ کی جگہ پر کوئی شخص بھتہ وصول کر رہا ہے اور یہ بھی درست نہ ہے کہ ٹی ایم اے کے افسران واہلکاران ان کی سرپرستی کر رہے ہیں۔جیسا کہ سابق پیروں میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ ٹی ایم اے کا عملہ ہی سرکاری طور پر پارکنگ فیس وصول کر رہا ہے۔

ضلع گجرات، محکمہ کے ملازمین کی تعداد وآمدن کی تفصیلات

*8314: میاں طارق محمود: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں محکمہ ٹرانسپورٹ کے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ب) محکمہ ٹرانسپورٹ ضلع گجرات کی سال10۔2009اور11۔2010 کی آمدن بتائیں، یہ آمدن کس کس مد سے ہوئی؟

(ج) محکمہ ٹرانسپورٹ کے ان دو سالوں کے اخراجات بتائیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع گجرات میں محکمہ ٹرانسپورٹ کے 4ملازمین کام کر رہے ہیں۔

(ب) آمدن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال 10۔2009 کی آمدن=3473950جس میں سے 3327650روٹ پرمٹ کی مد میں 54000اڈافیس رینیول اور92300 جرمانہ کی مد میں۔

سال 11۔2010کی آمدن=3081300روٹ پرمٹ کی مد میں،143000اڈا فیس رینیول اور 63300جرمانہ کی مد میں

(ج)

سال10۔2009کے اخراجات=504223

سال11۔2010کے اخراجات=659511

رپورٹ برائے مناسب کارروائی ارسال خدمت ہے۔

ضلع سرگودھا۔محکمہ ٹرانسپورٹ کی آمدن ودیگر تفصیلات

*8433: **محترمہ زوبیہ رباب ملک**: کیاوزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ ٹرانسپورٹ کو سال10-2009اور11-2010 کے دوران کتنی آمدن ہوئی ہے یہ آمدن کن کن ذرائع سے ہوتی ہے؟

(ب) اس ضلع میں محکمہ کے کل کتنے ملازمین کام کررہے ہیں اور کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(ج) اس ضلع میں حکومت کے ان دوسالوں کے اخراجات کی تفصیل مدوار بتائیں؟

(د) اس ضلع میں ان دوسالوں کے دوران روٹ پرمٹ کے اجراء سے کتنی آمدن ہوئی؟

وزیر ٹرانسپورٹ(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع سرگودھا میں سال10-2009کے دوران -/1,20,22,300روپے کی آمدن ہوئی۔
سال11-2010(جولائی2010تا اپریل2011)کے دوران -/98,10,900روپے کی آمدن ہوئی۔
اس آمدن کے ذرائع، روٹ پرمٹ فیس، فٹنس سرٹیفکیٹ فیس، چالان/جرمانہ اور رینیول لائسنس فیس برائے سی اور ڈی کلاس ویگن سٹینڈ ہیں۔

(ب) ضلع میں محکمہ کے کل13ملازمین کام کررہے ہیں جبکہ ضلع میں کوئی بھی اسامی خالی نہ ہے۔

(ج) ضلع سرگودھا میں سال10-2009 کے دوران -/31,37,863 روپے کے اخراجات ہوئے۔
سال11-2010(جولائی2010تا اپریل2011)کے دوران-/38,75,776روپے کے اخراجات ہوئے۔
ٹوٹل اخراجات-/70,13,639روپے ہیں۔

(د) آمدن روٹ پرمٹ

سال2010-2009	-/67,29,750روپے
سال2011-2010(تا اپریل11)	-/49,29,700روپے

ٹوٹل آمدن:- 1,16,59,450/-روپے

فیصل آباد شہر میں چلنے والی ٹرانسپورٹ کی تفصیلات

*8483: محترمہ انجم صفدر: کیاوزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد شہر میں کتنے روٹس پر فرنچائزڈ بسیں کتنی تعداد میں چل رہی ہیں، ہر روٹ کی الگ الگ تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) فیصل آباد شہر میں کتنے روٹس پر ویگنیں کتنی تعداد میں چل رہی ہیں، ہر روٹ کی الگ الگ تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) فیصل آباد شہر میں اس وقت کسی بھی روٹ پر کوئی فرنچائزڈ بس نہیں چل رہی ہے۔

(ب) فیصل آباد شہر میں اربن روٹس پر فیصل آباد اربن ٹرانسپورٹ اینڈ ویلفیئر سوسائٹی کے زیر انتظام کل 14 اربن روٹوں پر چلنے والی ویگنوں کی تعداد 887 ہے۔جن کی روٹ وار تفصیل درج ذیل ہے:-

اربن روٹ نمبر	تعداد ویگن
1	60
3	01
5	32
6	35
7	109
7-A	75
9-B	75
10-B	81
11	75
13	66
17	60
19	85
20	105
22	28
ٹوٹل14	887

شیر شاہ کالونی رائے ونڈ لاہور کے لئے بسوں / ویگنوں

کے منظور شدہ روٹس و دیگر تفصیلات

*8671: محترمہ ساجدہ میر: کیاوزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) شیر شاہ کالونی رائے ونڈ لاہور کے لئے بسوں / ویگنوں کے کل کتنے روٹ منظور شدہ ہیں؟

(ب) اس کالونی سے کس کس جگہ شہر لاہور کے لئے ویگن / بسیں چلتی ہیں ان کے روٹ نمبر کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ ویگنیں / بسیں اس کالونی کے رہائشیوں کی ضرورت کے مطابق ہیں اگر کم ہیں تو ان کی تعداد میں اضافہ کیوں نہیں کیا جارہا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) شیر شاہ کالونی کے لئے ایک HOV روٹ ہے جو سٹیشن تا شیر شاہ کالونی براستہ شملہ پہاڑی، کوئینز روڈ، شادمان، وحدت روڈ، کینال ویو، ٹھوکر نیاز بیگ، شیر شاہ کالونی کے لئے ہے۔

(ب) اس کالونی کے لئے HOV-38 روٹ ہے جو سٹیشن سے شیر شاہ کالونی تک ہے۔
روٹ نمبر B-50 اور لاری اڈا تا رائیونڈ کی تقریباً 100 ویگنیں بھی اس کالونی سے گزرتی ہیں۔
مزید روٹس کے اجراء کے لئے جاپان کی JICA نامی کمپنی اپنی رپورٹ کو مکمل کر رہی ہے جس کی سٹڈی کے مطابق روٹس کا تعین کیا جائے گا۔

(ج) مندرجہ بالا ویگن اور بسوں کی تعداد کالونی کے رہائشیوں کے لئے اب ناکافی ہیں۔مزید بسیں اور ویگنیں موجود ہیں۔یہ بسیں شیر شاہ کالونی کی مین روڈ کی تعمیر کے بعد اپنا روٹ شروع کر دیں گی۔

لاہور میں عوام کو ٹرانسپورٹ کی سہولیات فراہم کرنے کی تفصیلات

*8994: جناب محمد محسن خان لغاری: کیاوزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جب سے لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی معرض وجود میں آئی ہے، لاہور میں پبلک ٹرانسپورٹ ابتری کا شکار ہے اور عوام کو شدید مشکلات کا سامنا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو لاہور کے عوام کو کب تک ٹرانسپورٹ کی سہولیات میسر ہو جائیں گی؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ امر قابل ذکر ہے کہ پچھلے دو سالوں سے ڈیزل کا ریٹ تیزی سے بڑھنا پبلک ٹرانسپورٹ میں کمی کا باعث بنا ہے جس کی وجہ سے ٹرانسپورٹر حضرات مالی لحاظ سے مشکلات کا شکار ہوئے اس کے علاوہ غیر قانونی طور پر چلنے والے موٹر سائیکل رکشوں/چنگ چی نے اربن ٹرانسپورٹ کو معاشی طور پر بری طرح متاثر کیا ہے۔لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی نے اس ساری صورتحال کے پیش نظر ایک جامع پلان بنایا ہے جس کے پیش نظر اربن ٹرانسپورٹ میں بہتری لانے کے لئے اربن بس آپریٹرز کو فی بس-/1250 روپے (روزانہ کی بنیاد پر) آپریشنل سبسڈی دینے کا اعلان بھی کیا ہے اور انفورسمنٹ سٹاف کو خصوصی ہدایات جاری کی گئی ہیں تاکہ غیر قانونی چلنے والی ٹرانسپورٹ کو روکا جا سکے۔

مزید برآں اربن بسوں کی تعداد میں اضافہ کے لئے مورخہ 28-03-2010 کو مزید نئی بسوں کے لئے اشتہار دیا گیا تاکہ خالی اور کم بسوں والے روٹس پر بسوں کی تعداد کو پورا کیا جا سکے اسی طرح مورخہ 12-11-2010 کو 300 نئی بسوں کے لئے اشتہار دیا گیا اور اس سلسلہ میں پیشرفت ہوتے ہوئے ایل ٹی سی کا دو کمپنیوں سے 211 نئی بسوں کے لئے معاہدہ بھی طے پا گیا۔

LOV روٹس پر ٹرانسپورٹ کو مزید بڑھانے کے لئے منی بسوں کے لئے مورخہ 13-03-11 کو اخبار میں اشتہار دیا گیا۔

LTC نے ایسے روٹس کا نئے سرے سے اجراء کیا ہے جن پر بسیں نہ ہونے کے برابر تھیں جس میں روٹ نمبر 1 قابل ذکر ہے اس روٹ پر 10 نئی بسوں کو چلایا گیا۔

حال ہی میں 2000 نئی بسوں کے لئے ٹینڈر جاری کیا گیا ہے تاکہ لاہور شہر کی ضرورت کے مطابق بسوں کی تعداد کو پورا کیا جا سکے۔

سڑکوں پر بڑھتی ہوئی ٹریفک کو کم کرنے کے لئے پبلک ٹرانسپورٹ میں بہتری لاتے ہوئے ٹرانس ایگزیکٹو کے نام سے اے سی کوسٹر سروس چلائی گئی ہے جس کو عوام الناس نے بے حد سراہا ہے۔

(ب) لاہور میں ٹرانسپورٹ کی سہولیات کو بتدریج بہتر کیا جارہا ہے۔بہت جلد بسوں کے علاوہ BRTاور LRMTSکا اجرا کیا جارہا ہے۔

لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کا قیام وکارکردگی تفصیلات

*8996:جناب محمد محسن خان لغاری:کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کا قیام کب عمل میں لایا گیا؟

(ب) لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کو اپنے اغراض ومقاصد کے حصول میں کس حد تک کامیابی ہوئی؟

(ج) لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کی اس کے آغاز سے دسمبر2010تک کی کارکردگی کی مکمل تفصیلات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کا قیام مورخہ 24۔اپریل2009 کو پنجاب اسمبلی کے نوٹیفکیشن نمبر55/2009/(12)2-PAP-Legis سے عمل میں آیا اور باقاعدہ طور پر اختیارات کی منتقلی مورخہ20۔مارچ2010کے نوٹیفکیشن نمبرSO(NTS)2-88/2010(LTC) کے مطابق ہوئی۔

(ب) لاہور شہر میں ٹرانسپورٹ کے بگڑتے ہوئے حالات کے پیش نظر ایل ٹی سی کا قیام عمل میں آیا جس نے لاہور شہر کی تمام قسم کی پبلک ٹرانسپورٹ کو جدید تقاضوں پر چلانے کی ذمہ داری سنبھالی ایل ٹی سی کا مقصد عوام الناس کو بہترین، محفوظ، سستا، قابل اعتماد اور ماحول دوست بین الاقوامی معیار کے مطابق سفری سہولیات دینا ہے۔لاہور ٹرانسپورٹ نے عوام الناس کو بہتر سفری سہولیات فراہم کرنے کے لئے28-03-2010 کو مزید بسوں کے لئے اشتہار دیا گیا تاکہ خالی اور کم بسوں والے روٹس پر بسوں کی تعداد کو پورا کیا جا سکے اور پھر مورخہ 12-11-2010 کو300 نئی بسوں کے لئے اشتہار دیا گیا اور اس سلسلہ میں پیشرفت ہوتے ہوئے LTCکا دو کمپنیوں سے 211 نئی بسوں کے لئے معاہدہ بھی طے پا گیا۔LTC نے ایسے روٹس کا نئے سرے سے اجرا کیا ہے جن پر بسیں نہ ہونے کے برابر تھیں جس میں روٹ نمبر1 قابل ذکر ہے اس روٹ پر10 نئی بسوں کو چلایا گیا۔

LTC نے اربن ٹرانسپورٹ میں بہتری لانے کے لئے فی بس۔/1250روپے (روزانہ کی بنیاد پر)آپریشنل سبسڈی دینے کا اعلان بھی کیا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ ٹرانسپورٹ کو سڑکوں پر لایا جاسکے۔

حال ہی میں ٹرانس ایگزیکٹو کے نام سے اے سی کوسٹر چلائی گئی ہے جس کو عوام الناس نے بہت سراہا ہے۔

(ج) شہر میں عوام الناس کی سہولت کے لئے جہاں ضروری تھا بس شیلٹرز کو نئے سرے سے بنایا گیا اور پہلے سے بنے ہوئے شیلٹرز کی حالت کو بہتر بنایا گیا اور ساتھ شہر کے تمام سٹاپس پر روڈ مارکنگ کے کام کو مکمل کیا گیا۔

دو کمپنیوں سے 211 نئی بسوں کے لئے معاہدہ طے پا گیا اور مزید کمپنیز سے بات چیت چل رہی ہے۔

بس ریپڈ ماس ٹرانزٹ سسٹم کے سلسلہ میں فزیبلٹی رپورٹ آخری مراحل میں ہے۔

2000مزید بسوں کے لئے ٹینڈر دیا گیا ہے تاکہ عوام الناس کی سفری مشکلات کو جلد سے جلد حل کیا جاسکے۔

لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی نے بسوں کے ساتھ ویگن آپریشن کی طرف بھی خاص توجہ دی ہوئی ہے تاکہ بہترین سفری سہولیات عوام الناس کو اس جگہ بھی مل سکیں جہاں پر بس آپریشن ممکن نہیں۔اس نتیجہ میں روٹ نمبر125 بوتھ آپریشن کا آغاز کیا گیا ہے۔

بزرگ حضرات کو فری سفر کی سہولت کے لئے کارڈز جاری کرنے کی تفصیلات

*9092:انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے صوبائی دارالحکومت کے رہائشی بزرگ حضرات بعمر65سال کے لئے فری سفر کی سہولت کے لئے کارڈز کا سسٹم متعارف کروایا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملک بھر میں اوسط عمر60 سال ہے، اس لئے ہمارے ملک میں 65سال عمر کے اشخاص5 فیصد سے بھی کم ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ رعایت پنجاب کے دیگر بڑے شہروں میں فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) حکومت پنجاب کا بزرگ اور خصوصی افراد کو لاہور شہر میں فری سفری سہولیات فراہم کرنے کے اعلان کے بعد لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی نے بزرگ اور خصوصی افراد سے درخواستیں وصول کرنا شروع کر دی تھیں اور مورخہ 12-03-2011 کو مفت سفری کارڈ کا اجراء شروع کر دیا گیا تھا۔

(ب) لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کو اس بارے میں حتمی معلومات حاصل نہ ہیں۔اس بارے میں متعلقہ حکام بہتر معلومات مہیا کر سکتے ہیں۔

(ج) لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کا دائرہ کار لاہور شہر تک محدود ہے پنجاب کے دیگر بڑے شہروں کے لئے فری سفری سہولیات کے بارے میں لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی رائے دینے سے قاصر ہے۔

لاہور۔مینار پاکستان تا ٹھوکر نیاز بیگ روٹ پر سواریوں سے بُرا سلوک کرنے کا معاملہ

*9245: جناب محمد اشرف خان سوہنا: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مینار پاکستان لاہور تا ٹھوکر نیاز بیگ روٹ پر بروز سوموار اور منگل وار ویگنوں پر سواریوں سے اضافی کرائے وصول کئے جاتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ایام میں جو سواری اضافی کرایہ ادا نہیں کرتی ویگنوں والے اس سواری سے بدتمیزی کرتے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بروز سوموار اور منگل وار کو ویگنوں پر اضافی کرایہ وصول کرنے کے تدارک و روک تھام اور زائد کرایہ وصول کرنے والی ویگنوں کے خلاف سخت ترین کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) مینار پاکستان تا ٹھوکر نیاز بیگ ویگن روٹ نمبر 107 چلتی ہے۔لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی ویگنوں کے کرائے متعین کرتی ہے۔اس روٹ پر کم سے کم کرایہ 16 روپے اور زیادہ سے زیادہ 32 روپے ہے۔بدھ تا اتوار روٹ پر مسابقت کی وجہ سے ویگن کرایہ مقررہ حد سے کم وصول کرتی ہیں لیکن پیر اور منگل کو بوجہ ناغہ CNG مقررہ کرایہ وصول کیا جاتا ہے۔

(ب) مسافروں سے بدتمیزی کی شکایات کی صورت میں تمام آپریٹرز بشمول ویگن مالکان کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے مگر مذکورہ روٹ کے بارے میں ابھی ایسی کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی۔

(ج) لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی نے لاہور میں چلنے والی اربن ٹرانسپورٹ کے لئے باقاعدہ طور پر کرایہ نامہ جاری کیا ہوا ہے جس پر عملدرآمد کروانے کے لئے انفورسمنٹ ڈیپارٹمنٹ سختی سے عمل پیرا ہے۔روٹ پر کسی بھی قسم کی شکایت کے ازالہ کے لئے فوری طور پر کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

پنجاب میں سیکرٹریز ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کی تفصیلات

*9797: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب میں کل کتنے سیکرٹری ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی ہیں ان میں سے ہر ایک کتنے عرصے سے اس عہدے پر فائز ہے؟

(ب) سیکرٹری ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی ایک سٹیشن پر زیادہ سے زیادہ کتنے عرصے کے لئے تعینات کیا جاسکتا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پنجاب کے کل 36 اضلاع ہیں جن میں سے آٹھ اضلاع میں کل وقتی سیکرٹری ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کام کرتے ہیں اور ان کی تعیناتی کی مدت درج ذیل ہے:۔

1-	سیکرٹری ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی لاہور	12-05-2008
2-	سیکرٹری ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی گوجرانوالہ	03-01-2011
3-	سیکرٹری ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی راولپنڈی	05-12-2009
4-	سیکرٹری ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی سرگودھا	06-06-2011
5-	سیکرٹری ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی فیصل آباد	12-08-2009
6-	سیکرٹری ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی ملتان	25-05-2011
7-	سیکرٹری ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی بہاولپور	14-06-2010
8-	سیکرٹری ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی ڈی جی خان	01-10-2009

باقی اضلاع میں متعلقہ ڈی سی او جو کہ DRTA کا چیئرمین بھی ہوتا ہے وہ گریڈ 17 کے کسی بھی افسر کو اضافی ذمہ داریاں بطور سیکرٹری DRTA سونپ دیتا ہے۔

(ب) سیکرٹری ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کا ایک سٹیشن پر حکومت پنجاب کی پالیسی کے تحت نارمل tenure تین سال ہے لیکن مجاز اتھارٹی اس مدت میں جتنی چاہے کمی بیشی کرنے کی مجاز ہے۔

نارووال، ویگن / بس سٹینڈز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9805: کرنل (رٹائرڈ) جناب محمد عباس چودھری: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) شکر گڑھ ضلع نارووال میں کتنے بس / ویگن سٹینڈ کس کس جگہ چل رہے ہیں؟

(ب) یہ سٹینڈ کس کے کنٹرول میں ہیں؟

(ج) ان سٹینڈز سے حکومت کو سال 09۔2008 اور سال 10۔2009 میں کتنی آمدن ہوئی؟

(د) ان سٹینڈز کی دیکھ بھال پر ان دو سالوں میں حکومت نے کتنی رقم خرچ کی؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع نارووال میں منظور شدہ "C" کلاس سٹینڈز کی تعداد 3 ہے جو کہ نارووال شکر گڑھ اور ظفروال میں واقع ہیں اور "ڈی" کلاس سٹینڈز کی تعداد 4 ہے جو کہ نارووال، ظفروال، درمان اور شکر گڑھ سے چل رہے ہیں۔

(ب) "C" کلاس سٹینڈز ٹی ایم او کے کنٹرول میں ہیں اور "D" کلاس سٹینڈز پرائیویٹ کنٹرول میں ہیں۔

(ج)

	آمدن سال 09-2008	سال 10-2009
'C' کلاس نارووال	14, 50,000/-	16, 00,000/-
'C' کلاس ظفروال	04,38,000/-	04, 03,225/-
'C' کلاس شکر گڑھ	24, 73,621/-	15, 79,190/-

(د) ان دو مالی سالوں یعنی سال 09-2008 اور سال 10-2009 میں حکومت کی طرف سے تینوں "C" کلاس سٹینڈز پر کوئی رقم بھی خرچ نہیں کی گئی۔

سال 11-2010، محکمہ ٹرانسپورٹ کا بجٹ و اخراجات کی تفصیلات

*9806: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ ٹرانسپورٹ کا سال11۔2010کا بجٹ کتنا ہے،اس میں سے کتنا ترقیاتی اور کتنا غیر ترقیاتی مدات میں خرچ کیا گیا، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ب) محکمہ کی سال10۔2009میں کل آمدن کیا تھی اور اخراجات کتنے ہوئے؟

وزیر ٹرانسپورٹ(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) محکمہ ٹرانسپورٹ کے لئے بجٹ سال11۔2010میں نان ڈویلپمنٹ کی مد میں 63,60,000/۔روپے منظور ہوئے جس میں سے 58,41,483/۔روپے خرچ ہوئے 518517/۔روپے کی رقم lapseہو گئی۔

ڈویلپمنٹ کی مد میں 5,94,63,000/۔روپے بجٹ دیا گیا جس میں سے 1,67,29,555/۔ روپے خرچ ہوئے اور بقایا 4,27,33,445/۔روپے واپس کر دیا گیا۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ محکمہ ٹرانسپورٹ کے لئے سال 11۔2010 میں گرانٹ نمبر10GA (نان ڈویلپمنٹ کی مد میں)44,45,000/۔روپے منظور کئے گئے بعد میں سپلیمنٹری گرانٹ کے طور پر19,15,000روپے ملے اس طرح نان ڈویلپمنٹ بجٹ کی مد میں کل خرچ تقریباً 58,41,483/۔روپے ہوا 518517/۔روپے کی رقم lapseہو گئی۔

اس طرح ڈویلپمنٹ بجٹ کی مد میں Transport Planning Unit(TPU)کے لئے بجٹ 5,18,13,000/۔روپے دیا گیا جس میں سے 1,48,90,418/۔روپے خرچ ہوا اور بقایا 3,69,22,582/۔روپے واپس کر دیئے گئے۔

JICAکے لئے بجٹ 76,50,000/۔روپے ملا اور اس میں سے صرف 18,39,137/۔ روپے خرچ ہوا جبکہ 58,20,863/۔روپے واپس کر دیئے گئے۔

(ب) محکمہ ٹرانسپورٹ کے attachedدفتر پنجاب پراونشل ٹرانسپورٹ اتھارٹی اور ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹیز روٹ پرمٹ اور فٹنس سرٹیفکیٹ کی مد میں ریونیو اکٹھا کرتے ہیں سال 10۔2009کے لئے محکمہ نے 39,47,81,580/۔روپے اکٹھے کئے غیر ترقیاتی اخراجات ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ بشمول پی ٹی اے 3,09,36,181/۔روپے خرچ ہوئے (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)DRTAsمیں کام کرنے والے سٹاف کی تنخواہیں وغیرہ متعلقہ ضلعی حکومت ادا کرتی ہے۔ سیکرٹری ٹرانسپورٹ آفس میں آمدن کی مد میں کچھ نہ ہے لہذا غیر ترقیاتی خرچ سال 10۔2009 میں 149,32,750/۔روپے ہے۔ یہ کہ دفتر

پنجاب پراونشل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے سال 10۔2009 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

آمدن برائے سال 10۔2009

فٹنس کی مد میں 12,22,39,700/۔

روٹ پرمٹس کی مد میں 27,25,41,880/۔

ٹوٹل 39,47,81,580/۔

اخراجات برائے سال 10۔2009

تنخواہوں اور الاؤنسز کی مد میں 80,13,431/۔

گورنمنٹ محکمہ جات کے بلوں کی مد میں۔ 79,90,000/

ٹوٹل 1,60,03,431/۔

لاہور۔ٹرانسپورٹ کی سہولیات فراہم کرنے کی تفصیلات

*9827:چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ حکومت نے لاہور شہر میں مسافروں کو سفر کی سہولیات فراہم کرنے کے لئے لوکل ٹرانسپورٹ کمپنی قائم کی اور ٹرانسپورٹ سیکٹر کو پرائیوٹ انویسٹمنٹ سے چلانے کا منصوبہ بنایا، اس کے لئے مختلف ٹرانسپورٹرز نے بنکوں سے رقم لیز پر لے کر ٹرانسپورٹ شروع کی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ابتدا میں ٹرانسپورٹروں کو فی بس سبسڈی دی گئی تھی جس کو موجودہ حکومت نے بند کر دیا جس سے ٹرانسپورٹروں کو مالی خسارہ ہوا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبائی دارالحکومت میں اس وقت 3ہزار بسوں کی ضرورت ہے لیکن صرف 180 بسیں چل رہی ہیں اور تقریباً 38 روٹوں پر بسیں ہی نہیں ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت عوام الناس کی سہولت کے لئے لاہور کے شہریوں کی ضرورت کے مطابق بسیں چلانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور شہر میں اربن ٹرانسپورٹ کے نظام میں بہتری و نظم وضبط لانے اور جدید خطوط پر استوار کرنے کے لئے حکومت پنجاب نے لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی (ایل ٹی سی) کے قیام کی منظوری دی اور مورخہ 01-12-2009 کو بذریعہ نوٹیفکیشن اختیارات کی منتقلی کے بعد ایل ٹی سی نے اپنے کام کا باقاعدہ آغاز کیا۔ٹرانسپورٹرز کا پرائیویٹ انوسٹمنٹ اور بنکوں سے رقم لیز پر لے کر ٹرانسپورٹ چلانے کا ایل ٹی سی سے کوئی تعلق نہ ہے۔ایل ٹی سی 20 فیصد کیپیٹل سبسڈی تمام آپریٹرز کو پیشکش کر رہی ہے۔

(ب) ایل ٹی سی کا قیام دسمبر 2009 میں ہوا اور اپنے قیام کے فوراً بعد ہی سبسڈی کے طریق کار پر کام شروع کر دیا گیا اور اس نظام کو بہتر بنانے کے لئے جدید ٹیکنالوجی کی بنیاد پر طریق کار وضع کیا گیا اس ضمن میں بسوں میں ٹریکر لگا کر آپریشنل سبسڈی کے نظام کو مؤثر اور شفاف انداز میں پیش کیا گیا ہے۔اس وقت ایل ٹی سی انتہائی شفاف طریقے سے تمام آپریٹرز کے لئے سبسڈی مہیا کرنے کے لئے تیار ہے۔ایل ٹی سی کے قیام سے پہلے سبسڈی کے معاملہ پر ادارہ معلومات نہیں رکھتا۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔2006 کے سروے (جو کہ UET کے تحت کروایا گیا تھا) کے مطابق لاہور میں 1370 بسوں کی ضرورت تھی آبادی کی رفتار بڑھنے سے بسوں کی تعداد میں 2000 تک کا اضافہ ناگزیر ہے۔لاہور میں اس وقت 450 کے لگ بھگ بڑی بسیں چل رہی ہیں۔ منی بسیں اور ویگنیں تقریباً 4500 کی تعداد میں چل رہی ہیں نان آپریشنل روٹوں پر ویگنیں چل رہی ہیں مزید بسوں کی ضرورت بہر حال ہے۔جس کے لئے کوششیں جاری ہیں۔یہ امر قابل ذکر ہے کہ پچھلے دو سالوں سے ڈیزل کا ریٹ تیزی سے بڑھنا پبلک ٹرانسپورٹ میں مشکلات کا باعث بنا ہے جس کی وجہ سے ٹرانسپورٹر حضرات مالی لحاظ سے مشکلات کا شکار ہوئے اس کے علاوہ غیر قانونی طور پر چلنے والے موٹر سائیکل رکشوں / چنگ چی نے اربن ٹرانسپورٹ کو معاشی طور پر بری طرح متاثر کیا ہے۔لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی نے اس ساری صورتحال کے پیش نظر ایک جامع پلان بنایا ہے جس کے پیش نظر اربن ٹرانسپورٹ میں بہتری لانے کے لئے اربن بس آپریٹرز کو فی بس۔/1250 روپے (روزانہ کی بنیاد پر) آپریشنل سبسڈی دینے کا اعلان بھی کیا ہے اور انفورسمنٹ سٹاف کو خصوصی ہدایات جاری کی گئی ہیں تاکہ غیر قانونی طور پر چلنے والی ٹرانسپورٹ کو روکا جا سکے۔

لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی نے اس ساری صورتحال کے پیش نظر بہت سے اقدامات اٹھائے ہیں تاکہ اربن ٹرانسپورٹ میں بہتری لائی جاسکے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1. اربن بس آپریٹرز کو فی بس۔/1250روپے (روزانہ کی بنیاد پر) آپریشنل سبسڈی دینے کا اعلان بھی کیا گیا ہے۔
2. مزید برآں اربن بسوں کی تعداد میں اضافہ کے لئے مورخہ 28-03-2010 کو مزید نئی بسوں کے لئے اشتہار دیا گیا تاکہ خالی اور کم بسوں والے روٹس پر بسوں کی تعداد کو پورا کیا جاسکے۔اسی طرح مورخہ 2010۔11۔12 کو 300 نئی بسوں کے لئے اشتہار دیا گیا اور اس سلسلہ میں پیشرفت ہوتے ہوئے ایل ٹی سی کا دو کمپنیوں سے 211 نئی بسوں کے لئے معاہدہ بھی طے پا گیا۔
3. LOV روٹس پر ٹرانسپورٹ کو مزید بڑھانے کے لئے منی بسوں کے لئے مورخہ 11-03-13 کو اخبار میں اشتہار دیا گیا۔
4. LTC نے ایسے روٹس کا نئے سرے سے اجرا کیا ہے جن پر بسیں نہ ہونے کے برابر تھیں جس میں روٹ نمبر 1 قابل ذکر ہے اس روٹ پر نئی بسوں کو چلایا گیا۔
5. 2000 نئی بسوں کے لئے ٹینڈر جاری کیا گیا ہے تاکہ لاہور شہر کی ضرورت کے مطابق بسوں کی تعداد کو پورا کیا جاسکے۔
6. حال ہی میں 500 نئی ائیر کنڈیشن بسوں کے لئے بھی اشتہار دیا گیا ہے تاکہ عوام الناس کو بہترین سفری سہولیات فراہم کی جاسکیں۔
7. سڑکوں پر بڑھتی ہوئی ٹریفک کو کم کرنے کے لئے پبلک ٹرانسپورٹ میں بہتری لاتے ہوئے ٹرانس ایکسپریس کے نام سے اے سی کوسٹر سروس چلائی گئی ہے جسے عوام الناس نے بے حد سراہا ہے۔

(د) درج بالا جواب کی روشنی میں انشااللہ رواں سال میں لاہور شہر کی ضرورت کے مطابق بسوں کی تعداد کو پورا کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے گی۔

لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کی کارکردگی واخراجات کی تفصیلات

*10159: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں پبلک ٹرانسپورٹ نہ ہونے کے برابر ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹرانسپورٹ کے مسائل حل کرنے کے لئے لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا گیا ہے اس ادارے کے قیام سے اب تک کی کارکردگی سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ج) لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کے قیام سے اب تک اس کے لئے کتنا بجٹ مختص کیا گیا اور کتنے اخراجات ہوئے نیز مسافروں کے لئے لاہور میں کتنی بسیں چلائی گئیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور شہر میں عوام الناس کو بہترین سفری سہولیات کی فراہمی لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کی اولین ترجیح ہے اور اس مقصد کے تحت عملی طور پر منصوبہ بندی کی جاچکی ہے ذیل میں ان کا ذکر کیا جارہا ہے۔

ماہ مارچ میں فوٹان بس سے ہونے والے معاہدے کے مطابق فوٹان پاک بس کمپنی کی 56 نئی AC بسیں 16۔نومبر سے اپنی سروس شروع کرچکی ہیں اس کمپنی کی مزید 55 بسیں ماہ دسمبر 2011 میں شہر میں پہنچ جائیں گی۔اس طرح انشاء اللہ رواں سال دسمبر 2011 میں 111 نئی A/C بسیں لاہور میں چلنے والی پبلک ٹرانسپورٹ کا حصہ ہوں گی۔

ماہ مارچ 2011 میں فرسٹ بس سے ہونے والے معاہدے کے مطابق 20 نئی بسوں نے روٹ نمبر1 پر مورخہ 2011۔11۔26 کو اپنی سروس کا افتتاح کردیا ہے اور اس طرح اس روٹ پر مطلوبہ تعداد کے مطابق 30 نئی بسیں پوری ہوچکی ہیں 10 نئی بسیں پہلے ہی یہ کمپنی چلا رہی تھی۔اس کے علاوہ مورخہ 11۔11۔02 کو LTC نے ORBIT ٹرانسپورٹ کے ساتھ 200 نئی سی این جی بسوں کا معاہدہ کیا ہے جس کے مطابق 2012 کے اوائل میں اے سی اور نان اے سی بسیں لاہور شہر میں اپنی سروس کا انشاء اللہ آغاز کردیں گی۔

(ب) لاہور شہر میں ٹرانسپورٹ کے بگڑتے ہوئے حالات کے پیش نظر ایل ٹی سی کا قیام عمل میں آیا جس نے لاہور شہر کی تمام قسم کی پبلک ٹرانسپورٹ کو جدید تقاضوں پر چلانے کی ذمہ داری سنبھالی ایل ٹی سی کا مقصد عوام الناس کو بہترین محفوظ، سستا، قابل اعتماد اور ماحول دوست بین الاقوامی معیار کے مطابق سفری سہولیات دینا ہے۔ لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی نے پبلک ٹرانسپورٹ میں بہتری لانے کے لئے بہت سے اقدامات اٹھائے ہیں تاکہ عوام الناس کو

معیاری، سستی اور قابل اعتماد سفر کی سہولیات میسر ہو سکیں جن میں سے چند ایک کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ اربن بس آپریٹر کو فی بس ۔/1250روپے(روزانہ کی بنیاد پر)آپریشنل سبسڈی دی جارہی ہے تاکہ اس شعبہ کی طرف زیادہ سے زیادہ آپریٹرز کو لایا جاسکے۔

2۔ مزید برآں اربن بسوں کی تعداد میں اضافہ کے لئے مورخہ 2010۔03۔28کو مزید نئی بسوں کے لئے اشتہار دیا گیاتاکہ خالی اور کم بسوں والے روٹس پر بسوں کی تعداد کو پورا کیا جاسکے اس طرح مورخہ 2010۔11۔12کو300 نئی بسوں کے لئے اشتہار دیا گیا۔

3۔ LOVروٹس پر ٹرانسپورٹ کو مزید بڑھانے کے لئے منی بسوں کے لئے مورخہ 11۔3۔13کو اخبار میں اشتہار دیا گیا۔

4۔ LTCنے ایسے روٹس کا نئے سرے سے اجراء کیا ہے جس پر بسیں نہ ہونے کے برابر تھیں جس میں روٹ نمبر1قابل ذکر ہے اس روٹ پر نئی بسوں کو چلایا گیا۔

5۔ سڑکوں پر بڑھتی ہوئی ٹریفک کو کم کرنے کے لئے پبلک ٹرانسپورٹ میں بہتری لاتے ہوئے ٹرانس ایکسپریس کے نام سے اے سی کوسٹر سروس کو سیکرٹریٹ سے لاہور ایئرپورٹ تک چلایا گیا ہے جسے عوام الناس نے بے حد سراہا ہے۔

6۔ مندرجہ بالا اقدامات کے نتیجے میں انشاءاللہ رواں سال ماہ نومبر /دسمبر2011میں 111 نئی A/Cاور20نان A/Cبسیں لاہور میں چلنے والی پبلک ٹرانسپورٹ کا حصہ ہوں گی۔

(ج) حکومت پنجاب نے اپریل 2009میں نہایت اہمیت کی حامل کمپنی بنانے کے لئے150 ملین روپے کے فنڈ جاری کئے اس رقم سے کمپنی کا بنیادی ڈھانچہ استوار کرنے میں مدد ملی اور کمپنی میں پروفیشنلز بھرتی کئے گئے مزید برآں دیگر متفرق آپریشنل اخراجات بھی نمٹائے گئے۔

جدید خطوط پر پبلک ٹرانسپورٹ چلانے کے لئے اس ناکافی رقم کا احسن اور مفید استعمال کیا گیا جس کے نتیجہ میں بہت سے کامیاب پروجیکٹ عمل میں آئے بسوں کی تفصیل اوپر درج کی جاچکی ہے۔

لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کی مایوس کن کارکردگی کی تفصیلات

*10275:چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کروڑوں روپے کا فنڈ خرچ کرنے کے باوجود ایک بھی نئی بس سڑک پر نہیں لا سکی؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جلد از جلد نئی بسیں سڑکوں پر لانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)

1۔ LTCنے ایسے روٹس کا نئے سرے سے اجراء کیا ہے جن پر بسیں نہ ہونے کے برابر تھیں جس میں روٹ نمبر1قابل ذکر ہے اس روٹ پر 10 نئی مینو بسیں پچھلے چھ ماہ سے مسافروں کو سفری سہولیات مہیا کر رہی ہیں۔

2۔ سڑکوں پر بڑھتی ہوئی ٹریفک کو کم کرنے کے لئے پبلک ٹرانسپورٹ میں بہتری لاتے ہوئے 12 نئی اے سی معیاری کوسٹرز کو روٹ پر چلایا گیا جسے عوام الناس نے بہت سراہا ہے۔

3۔ ماہ مارچ میں فوٹان بس سے ہونے والے معاہدے کے مطابق فوٹان پاک بس کمپنی کی 56 نئی AC بسیں آج سے چند روز قبل کراچی پورٹ قاسم پر لنگر انداز ہو چکی ہیں اس کمپنی کی مزید55 بسیں ماہ نومبر 2011میں لاہور شہر میں پہنچ جائیں گی ۔ اس طرح انشاءاللہ رواں سال نومبر/دسمبر2011میں 111 نئی AC بسیں لاہور میں چلنے والی پبلک ٹرانسپورٹ کا حصہ ہوں گی۔

4۔ ماہ مارچ2011میں فرسٹ بس سے ہونے والے معاہدے کے مطابق20 نئی بسیں ماہ اکتوبر 2011میں کراچی پورٹ پہنچ جائیں گی جو کہ ماہ نومبر 2011میں اپنی سروس شروع کر دیں گی۔

(ب) انشاءاللہ نومبر2011میں نئی AC بسیں شہر لاہور کے مختلف روٹس پر اپنی سروس شروع کریں گی۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: وہ پیچھے جو تیسرے نمبر پر ہیں وہ بات کریں گے۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب والا!آپ مجھے تو موقع ہی نہیں دیتے۔

جناب سپیکر:آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب والا!میں نے کب بات کی ہے؟

جناب سپیکر:آتے ہی شروع آپ نے کیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب والا!میرا وہ مسئلہ حل ہی نہیں ہوا۔

جناب سپیکر:آپ کا مسئلہ حل کرائیں گے۔

جناب پرویز رفیق:جناب سپیکر!بہت شکریہ

جناب سپیکر:میں نے آپ کو نہیں بلکہ آپ کے پیچھے والے کوfloorدیا ہے۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں:شکریہ۔جناب سپیکر!میں ایک انتہائی اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ڈسٹرکٹ سرگودھا میں تحصیل بھلوال زراعت کے لحاظ سے پورے پنجاب میں topکی تحصیل ہے اور اس وقت حکومت کو وہاں سے کروڑوں اربوں روپے کاrevenue حاصل ہو رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر:کیا ہو رہا ہے؟

جناب اعجاز احمد کاہلوں:جناب والا!اس وقت تحصیل بھلوال سے کروڑوں اربوں روپے کا agriculture revenueحکومت پنجاب کو حاصل ہو رہا ہے۔وہاں پر ایک خضر آباد فارم ہے جس کا 80مربع رقبہ تھا آج سے کچھ ماہ پہلے وہ80مربع رقبہ لاہور کے ایک گمنام شخص اور ایکTurkish کمپنی کوleaseپر دے دیا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر:نہیں اس طرح سے پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنے گا۔آپ اس کو in writing لے کر آئیں۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں:جناب والا!آپ ایک منٹ میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر:پہلے آپ اسےin writing لے کر آئیں پھر دیکھیں گے۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں:جناب والا!آپ ایک منٹ کے لئے میریrequestسن لیں اس کے بعد جو فیصلہ آپ کریں گے مجھے قبول ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب والا!80مربع رقبہ لاہور کے ایک گمنام شخص اور ایک Turkish Company کو ملا کر99سال کے لئےlease out کر دیا گیا ہے۔یہ وہاں کے لوگوں کے ساتھ ناانصافی ہے۔یہ زرعی اصلاحات کا رقبہ تھا۔ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ اس کےcriteria کا پتا چلے کہ کن terms and conditions پر اسےlease out کیا گیا ہے؟

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب والا! یہ غلط بات کر رہے ہیں۔(قطع کلامیاں)

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب والا! ہمیں اس بات کا پتا چلنا چاہئے کہ یہ کس طرحlease out کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کاہلوں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔آپin writing لے کر آئیں ایسے اجازت نہیں ملے گی۔محترمہ! آپ فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب والا! آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: کاہلوں صاحب! میں آپ کی بات ایسے نہیں سنوں گا۔آپin writing لے کر آئیں black and white لے کر آئیں۔اب آپ محترمہ کو بات کرنے دیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ایک نہایت اہم مسئلے کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! آپ کی مہربانی کہ آپ نے مجھے اس پر بات کرنے کا موقع عطا فرمایا۔اس وقت پنجاب کے تمام اضلاع کے ہائی سکول ہیں ان میں سائنس ٹیچروں کی بھرتی ہے۔

جناب سپیکر: وزراء صاحبان سے گزارش ہے کہ معزز ممبر کی بات کو غور سے سنا جائے اور نوٹ کیجئے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:جناب والا! میرا کام صرف بتانا ہے آگے اس پر implement کرنا حکومت پنجاب اور محکمہ تعلیم کا کام ہے۔

جناب سپیکر:اچھی بات ہو گی تو کیوں نہیں سنا جائے گا اور کیوں نہیں مانیں گے۔

پنجاب میں سائنس ٹیچروں کی بھرتی میں بی ایس سی (آنرز) کو بھی اہل قرار دینے کا مطالبہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:جناب والا! پنجاب کے تمام اضلاع کے ہائی سکولوں میں سائنس ٹیچروں کی بھرتی کے لئے درخواستیں جمع ہو رہی ہیں جس کے لئے ایف ایس سی،بی ایس سی اور ایم ایس سی پاس طلباء درخواستیں جمع کروانے کے لئے اہل ہیں جس کی آخری تاریخ 20 دسمبر ہے ۔ اگر میں اس کو submit کرواتی تو اس کی باری نہیں آنی تھی اس لئے میں نے آپ سے گزارش کی ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کی بی ایس سی (آنرز) جو چار سالہ ڈگری پروگرام ہے اور اس کو ہائر ایجوکیشن نے ماسٹر ڈگری کے مساوی قرار دیا ہوا ہے۔بی ایس سی (آنرز) جو اس کی بھرتی کے لئے اہل ہیں لیکن ان کو ان اسامیوں کے لئے consider نہیں کیا جا رہا جو کہ زیادتی ہے۔اس وجہ سے وہ اپنی درخواستیں جمع نہیں کروا سکتے۔۔۔

جناب سپیکر:اگر بی ایس سی (آنرز) کو اجازت دے دی جائے تو اس میں کیا حرج ہے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:جناب والا!آپ کی مہربانی کہ آپ نے ایک لائن کے اندر ان سے سوال کر لیا ہے میری بھی اس سلسلے میں یہی گزارش ہے کہ جن بچوں نے بی ایس سی (آنرز) کیا ہوا ہے ان کو ہائر ایجوکیشن کمشن نے مسلمہ طور پر ماسٹر ڈگری کے مطابق تسلیم کیا ہوا ہے تو ان کو اس process سے باہر رکھنا زیادتی ہے۔اس سے لاکھوں بچوں کا future dark ہو رہا ہے۔ان چار سالوں کے اندر محکمہ تعلیم کوئی تو ڈھنگ کا کام کر دے۔

جناب سپیکر:ٹھیک ہے۔اچھی بات ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب والا!میں محترمہ کی بات میں ایک فقرہ add کرنا چاہوں گی۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا!اس میں ایک بات اور add کرنی ہے۔ میں نے یہ گزارش کرنی تھی کہ ان کی ڈگری بی اے کی ڈگری سے superior ہے۔ کیا یہ جاتا ہے کہ بی اے کے سٹوڈنٹس کی پہلے لسٹ لے لیتے ہیں اور ان کو پھر pushback کر دیتے ہیں جبکہ یہ excellence کی ڈگری ہے یہ بی اے / بی ایس سی (آنرز) ہے اور اس کو پہلے prioritize کر کے پوسٹ دینی چاہئے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!ابھی جو انہوں نے بات کی ہے کہ بی ایس سی (آنرز) کی ڈگری کو preference دینی چاہئے جہاں تک ہمارے علم میں بات ہے وہ بڑی clear ہے کہ ہمیشہ بی ایس سی (آنرز) کو بی اے پر preference دی جاتی ہے۔جو دوسری بات کی گئی ہے کہ بھرتی ہو رہی ہے اور 20 تاریخ last ہے یقیناً انہوں نے بڑی relevant بات کی ہے اگر انہیں adjust کیا جا سکتا ہے تو ہم کل تک ڈیپارٹمنٹ سے رپورٹ لے لیتے ہیں چونکہ اس کی تمام چیزیں بڑے عرصے سے طے ہوئی ہوئی ہیں لیکن اس کے باوجود ان کا ایک اچھا مشورہ آیا ہے اور انہوں نے اچھی نشاندہی کی ہے لہذا ہم اسے ڈیپارٹمنٹ کو forward کر دیتے ہیں تاکہ اس پر ان کا جواب آ جائے۔شکریہ

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، پرویز رفیق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر!میں آپ کی مشکور ہوں کہ آپ بہت سارے طلباء کا future بچا رہے ہیں لیکن کل کا مطلب کل ہو چونکہ کل 16 تاریخ ہے اور اس کی 20 تاریخ آخری ہے۔

جناب سپیکر: جی، positive جواب آئے گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میں مصدقہ اطلاع کے مطابق کہہ رہی ہوں کہ بی ایس سی (آنرز) سے درخواستیں ہی نہیں لی جا رہیں اگر وہ درخواست ہی نہیں لیں گے تو وہ apply کیسے کریں گے ؟

جناب سپیکر: انشاء اللہ کل اس کا جواب آئے گا۔جی، پرویز رفیق صاحب!

جناب پرویز رفیق: شکریہ۔جناب سپیکر!میں آپ کی توجہ ایک اہم معاملے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے۔

مسیحی خواتین کے لئے مختص کرسمس پیکج کو وزیر اعلیٰ کی جانب سے حکومتی

ایم پی ایز کے ذریعے تقسیم کرنے کا فیصلہ

جناب پرویز رفیق: اللہ نے خیر ہی کی ہے لیکن مسلم لیگ (ن) اور خادم اعلیٰ نے خیر نہیں کی میں اسی پر آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ گزشتہ تین سالوں میں خادم اعلیٰ صاحب نے غریبوں اور بیوہ مسیح خواتین کے لئے کرسمس پیکج دیا تھا یقین کریں ہم coalition کا حصہ تھے تو ہم مسلم لیگ (ق) کے لوگوں کو بھی دیتے تھے کیونکہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ کرسمس ایک مذہبی عید ہے اور اس مذہبی تہوار کو politicize نہیں کرنا چاہئے۔ حکومت پنجاب نے بہت اچھا اقدام کیا ہے لیکن وزیر اعلیٰ صاحب اور وزیر خزانہ کامران مائیکل صاحب جن کا تعلق اقلیتوں سے ہے نے اس issue کو politicize کیا ہے۔ وہ دو کروڑ روپیہ صرف مسلم لیگ (ن) کے ایم پی ایز کی وساطت سے غریبوں کو جائے گا۔ میں آپ کی توجہ صرف اس لئے دلوا رہا ہوں کہ political چیزوں کو politically deal کرنا چاہئے لیکن یہ مذہبی تہوار تھا لہذا میں اس ایوان میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے اقلیتی ممبران اسمبلی کسی فنڈ کے مستحق نہ ہوں لیکن اس دور میں جب یہ آمریت کر رہے ہیں اور مذہبی تہوار کو سیاسی بنا رہے ہیں ہم ان کی مذمت کرتے ہیں۔ ہم وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ کامران مائیکل کے اس behaviour پر احتجاجاً ایوان سے واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ واک آؤٹ نہ کریں۔ ہم ابھی ان کو بلوائیں گے اور آپ کی بات سنوائی جائے گی۔ آپ نے جو بات کی ہے یقیناً اس کا notice لیا جائے گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر جناب پرویز رفیق واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دونوں ایک دم شروع ہو جائیں دیکھی جائے گی۔

پنجاب میں گنے میں کٹوتی سے کسانوں کا معاشی قتل
اور کھاد کی نایابی سے پریشانی کا سامنا

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ میں صبح سے کوشش کر رہا ہوں میرا مسئلہ بڑا اہم ہے لیکن آپ اس پر توجہ ہی نہیں دے رہے۔ آپ نے مجھے صبح کہا کہ میں ابھی وزیر زراعت کو بلواتا ہوں، ان کا پتا کرتا ہوں، اس پنجاب کے کسان کا قتل عام ہو رہا ہے، گنے میں کٹوتیاں ہو رہی ہیں، کھاد نہیں مل رہی۔

ہم کہاں جائیں؟جب ہم یہاں بات کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ہمیں کہا جاتا ہے کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ یہ فیصلے ہو گئے ہیں۔وزیر صاحب کو بلائیں اور مجھے ٹائم دیں کہ ہم اتنی دیر میں اس پر بحث کریں گے۔یہ انتہائی اہم issue ہے ، ہماری روٹی کا مسئلہ ہے، پنجاب کے 80 فیصد عوام سارے بیوروکریٹ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر:وزیر زراعت ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ:کئی لوگ محنت کر کے بھی کھانا کھاتے ہیں۔ آپ ہماری روزی نہ چھینیں، یہ ملیں حکومت کی ہیں وہ ہمیں لوٹ رہے ہیں، کھاد گجرات والے کھا گئے ہیں۔

جناب سپیکر:نہیں۔

سید حسن مرتضیٰ:ہم یہ کہاں سے لائیں۔آپ مہربانی کریں اور وزیر زراعت کو بلوا کر ابھی بات کرائیں۔

جناب سپیکر:جی،منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):جناب سپیکر!یہ جو بار بار کھاد کا ذکر کر رہے ہیں اس میں ایک دو سوال ہیں اس میں ان کو ساری position clear ہو جائے گی لیکن یقیناً یہ issue برقرار ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ کل تک وزیر صاحب کو بلوا کر ان سے جواب لینا چاہئے۔میں ان کی بات سے agree کرتا ہوں۔

جناب سپیکر:آپ note کریں کہ منسٹر صاحب کل تشریف لائیں۔ان کو کل لازمی آنا ہو گا۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):جی، میں note کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر:ٹھیک ہے۔

سید حسن مرتضیٰ:آج تک جتنی بحثیں جمعہ کو رکھی گئی ہیں وہ نہیں ہوئیں۔

جناب سپیکر:جی؟

سید حسن مرتضیٰ جناب سپیکر!آپ نے جمعہ کے دن کا time fix کیا ہے وہ بحث نہیں ہو سکتی۔آپ مہربانی کریں اور آج ہی بات کرائیں۔

جناب سپیکر:وزیر زراعت آج نہیں ہیں تو آپ کس کو سنائیں گے ؟

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!منسٹر تو ویسے ہی کوئی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وزیر صاحبان ادھر بیٹھے ہیں۔

جناب محمد معین وٹو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، معین وٹو صاحب!

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! شاہ صاحب جو بات کر رہے ہیں یقیناً یہ ایک اہم مسئلہ ہے اگر اس پر بحث کے لئے کوئی دن مختص کر لیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔۔۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کورم پورا کروادیں۔میں نے کورم point out کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مہربانی فرما کر پہلے کورم پورا کریں۔

جناب سپیکر: اوخدایا! کورم point out ہوا ہے لہذا گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا ہے، کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: ملک محمد وارث کلو صاحب تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

تحاریک استحقاق نمبر 42 بابت سال 2009، 44,45,47,50,54 اور 66 بابت سال 2011 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں

" تحریک استحقاق نمبر42 بابت سال2009، تحاریک استحقاق نمبر 44,45, 47,50,54 اور66 بابت سال2011 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: رپورٹیں پیش کر دی گئیں۔اب ڈاکٹر اسد اشرف صاحب Special Committee کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

ینگ ڈاکٹرز کی ہڑتال برائے تنخواہوں میں اضافہ کے بارے پوائنٹ آف آرڈر پر سپیشل کمیٹی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! میں

"Point of order raised by Dr. Muhammad Akhtar Malik, MPA (PP-202) regarding the protest being staged by Young Doctors for increase in their salaries.

کے بارے میں Special Committee کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی۔اب ہم Call Attention Notices کو take up کرتے ہیں۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر992 ہے وہ اسے پیش کریں۔

لاہور۔ڈکیتی کے دوران مزاحمت پر شہری کی ہلاکت کی تفصیلات

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 13۔دسمبر2011 کے ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق معراج پارک، کوٹ عبدالمالک کا رہائشی رمضان راوی پُل کے قریب دکان بند کر کے گھر آ رہا تھا کہ

راستے میں ڈاکوؤں نے لوٹ مار کے دوران مزاحمت پر قتل کر دیااور نقدی لوٹ کر فرار ہو گئے؟

(ب) متعلقہ پولیس نے اس واردات کے بارے میں آج تک کیا کارروائی کی ہے اس کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! مسئلہ زیر بحث اسمبلی کے متعلق ایس ایچ او تھانہ فیکٹری ایریا ضلع شیخوپورہ سے رپورٹ طلب کی گئی۔

برائے رپورٹ ایس ایچ او مدعی مقدمہ محمد عمران ولد محمد رمضان قوم راجپوت سکنہ معراج پارک، کوٹ عبدالمالک نے بذریعہ درخواست مقدمہ نمبر1456 مورخہ 12-12-2011 بجرم 302/34 ت پ، تھانہ فیکٹری ایریا میں درج کروایا کہ میرا والد جس نے راوی پُل کے قریب سکریپ کا گودام بنا رکھا ہے امروز کافی لیٹ ہو گیا جس کا میں ہمراہیوں کے ساتھ ساڑھے سات بجے شام گھر سے باہر نکل کر انتظار کر رہا تھا۔ بلب بجلی جل رہا تھا میرے والد معراج پارک میں داخل ہونے لگے تھے کہ دو کس نامعلوم نے فائرنگ کر کے اسے مضروب کر دیا جس کو بحالت مضروبی 1122 کی مدد سے میو ہسپتال لاہور پہنچایا جو کہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہو گیا۔ وہ اور اس کے ساتھی ملزمان کو سامنے آنے پر شناخت کر سکتے ہیں۔ اس درخواست پر مقدمہ درج رجسٹر ہوا۔

جناب سپیکر! تفتیش بذریعہ مقامی پولیس عمل میں لائی جا رہی ہے۔ دوران تفتیش مدعی مقدمہ محمد عمران نے مؤقف اختیار کیا ہے کہ بوقت مضروبی ان کے والد صاحب کی جیب میں -/2700 روپے نقدی، ایک موبائل فون مارکہ ایل جی کیمرے والا جس میں سم نمبر 0301-4257088 اور دوسرے کاغذات موجود تھے جو کہ اس نے خود نکالے۔ اس کے علاوہ اس کے والد کو نامعلوم ملزمان نے کسی دشمنی کی بناء پر قتل کیا ہے تاہم پھر بھی بحوالہ چٹھی نمبر 6000/RDPO مورخہ 14-12-2011 تصدیق وقوعہ کے لئے DSP/SDPO فیروزوالا سرکل کو انکوائری افسر مقرر کیا گیا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں تو کوئی اور جواب expect کر رہی تھی کیونکہ کل مجھ تک یہ پیغام پہنچا کہ ہمیں تو پتا ہی نہیں چل رہا کہ یہ case کون سا ہے؟ ایسا کوئی کیس رجسٹرڈ ہی نہیں ہوا اور مجھ سے پوچھا جا رہا تھا کہ یہ case کون سا ہے؟ آپ اس سے ان کی efficiency کا اندازہ لگا لیں کہ کل رات تک پولیس کو اس case کے بارے میں قطعی طور پر علم نہیں تھا اور وہ مجھ سے جاننے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ پھر تھانہ فیکٹری ایریا میں ایس ایچ او مجھے لگا دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! کیا آپ وہاں ایس ایچ او لگنا چاہتی ہیں؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! منسٹر صاحب پہلے بات کر لیں تو پھر میں عرض کرتی ہوں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں کہ یقیناً گل تک کوئی ایسی ہی صورتحال نظر آ رہی تھی لیکن جب میں نے اسے تفصیل سے پڑھا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ case لاہور سے متعلقہ نہیں ہے۔ اس کے بعد پھر ہم نے شیخوپورہ سے انکوائری کی تو ہمیں اس بارے میں یہ ساری معلومات مل گئیں اور اب ہم نے مفصل بیان پیش کر دیا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! معزز ممبر پرویز رفیق صاحب واک آؤٹ کر گئے تھے، میری گزارش ہے کہ کسی کو بھجوا کر انہیں House میں واپس لایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل آپ نے درست فرمایا ہے۔ سید حسن مرتضیٰ صاحب! آپ جائیں اور پرویز رفیق صاحب کو House میں واپس لے کر آئیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں اقلیتی ممبر تو نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نعوذ باللہ میں یہ نہیں کہہ رہا بلکہ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ اپنے ساتھی پرویز رفیق صاحب کو House میں واپس لے کر آئیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جی، ٹھیک ہے چونکہ آپ کا حکم ہے اس لئے میں چلا جاتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر سید حسن مرتضیٰ جناب پرویز رفیق کو ایوان میں لانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں نے 13 تاریخ کو یہ نوٹس جمع کرایا تھا۔ دو دن تک تو یہ معلوم ہی نہیں کر سکے کہ یہ واردات کہاں کی ہے؟ مجھے یہ پیغام دیا گیا کہ ایسی واردات ہوئی ہی نہیں، چونکہ تھوک کے حساب سے ڈکیتیاں اور قتل ہو رہے ہیں اس لئے پنجاب پولیس بالکل لاچار اور بے بس ہو چکی ہے اور ان کو سمجھ ہی نہیں آتی کہ ہمیں کرنا کیا ہے؟ جہاں تک ایس ایچ او بننے کی بات تھی تو وہ میں نے ازراہ تفنن کہا ہے میرا قطعی طور پر اس گندگی میں گرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، مہربانی۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس 993 محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔

لاہور۔ڈکیتی کے دوران مزاحمت پر سکیورٹی گارڈ کی ہلاکت و دیگر تفصیلات

محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 6/7۔دسمبر2011 کو رائے ونڈ روڈ لاہور میں ایک کیش وین کو لوٹنے کے دوران مزاحمت پر ڈاکوؤں نے سکیورٹی گارڈ کو ہلاک اور ایک سکیورٹی گارڈ سمیت دو پولیس اہلکاروں کو زخمی کر دیا؟

(ب) اس کا مقدمہ کس تھانہ میں کن کن دفعات کے تحت کب درج ہوا ہے؟

(ج) اگر کوئی گرفتاری عمل میں آئی ہے تو ان ملزمان کے نام اور پتا جات بتائیں؟

(د) اس کی مکمل تفتیش سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! حسب رپورٹ سپرنٹنڈنٹ آف پولیس انوسٹی گیشن، صدر، لاہور ڈویژن۔جی، ہاں درست ہے کہ یہ واقعہ پیش آیا اور اس بارے میں مقدمہ نمبر 906/11 مورخہ 7-12-2011 بجرم 353/324/392/302 تھانہ سٹی رائے ونڈ لاہور درج ہوا ہے۔تاحال اس میں گرفتاری عمل میں نہیں آئی لیکن کوشش جاری ہے۔میں اس کی تھوڑی سی تفصیل بیان کرنا چاہتا ہوں کہ پولیس اس بارے میں پوری طرح سے کارروائی کر رہی ہے۔یہ ایک پرائیویٹ فیکٹری کی وین پیسے لے کر جا رہی تھی جس کو لوٹ لیا گیا۔اسی ایریا میں دو پولیس والے ڈیوٹی پر موجود تھے جب ان کو پتا چلا کہ یہ واردات ہوئی ہے تو ڈکیتی کر کے جو لوگ وہاں سے بھاگ رہے تھے انہوں نے ان کو باقاعدہ follow کیا اور کافی دُور تک ان ڈاکوؤں کا follow کرنے کے بعد دو پولیس ملازمین عامر صدیق نمبر 17837/C اور عدیل 10647/C، جو کہ موٹر سائیکل پر ملزمان کے پیچھے لگے ہوئے تھے، جونہی ملازمین نے اُن ملزمان کو پکڑنے کی کوشش کی تو ملزمان نے ان پر سیدھی فائرنگ کر دی جس سے دونوں ملازمین شدید زخمی ہو گئے اور دو لوگوں کو گولی بھی لگی۔اس ساری صورتحال میں پولیس نے اپنے طور پر اُن ملزمان کو پکڑنے کی پوری کوشش کی اور اسی وجہ سے وہ زخمی بھی ہوئے۔یہ چونکہ ایک blind واردات تھی اور اس میں ملازمین بھی زخمی ہو گئے تو اس پر پوری تفتیش جاری ہے، ڈی ایس پی رائیونڈ سرکل کی نگرانی میں خصوصی ٹیم تشکیل دی گئی ہے تاکہ اس واردات میں ملوث ملزمان کو فوری طور پر گرفتار کیا جا سکے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! یہ سڑک بہت مصروف ہے اور اس سڑک کے اوپر اگر سکیورٹی کے یہ حالات ہیں اور یہاں پر جس تاریخ کا ذکر کیا گیا ہے اُس دوران اُس سڑک کی مرمت بھی ہو رہی تھی تو

مجھے اس چیز کی بڑی حیرت ہے اور سوال اُٹھتا ہے کہ سڑک کی مرمت کے باعث ٹریفک کے بلاک ہونے کے باوجود بھی اتنا بڑا واقعہ ہو گیا۔ وہاں سے 5 منٹ کے فاصلہ پر میری رہائش گاہ ہے تو وہاں پر ٹریفک کا اتنا رش ہوتا ہے کہ 3 منٹ کی drive کے لئے 25/20 منٹ لگتے ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ ایسے stuck up کے ماحول میں اتنی بڑی واردات ہوئی۔ اس سڑک پر 7/6 بنک بھی موجود ہیں اور پولیس کی بے بسی کا یہ عالم ہے کہ جیسے منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ پولیس والوں نے اُن ملزمان کو chase بھی کیا اور اس کے باوجود اگر پولیس اُن ملزمان تک نہیں پہنچ سکی اور اتنی مصروف سڑک کے اوپر فائرنگ کر کے اگر ڈاکو نکل جاتے ہیں تو یہ چیز ہمارے لئے بہت تشویش کا باعث ہے اور ہمیں اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ ایسے علاقوں کے اندر سکیورٹی بڑھائیں کیونکہ اتنی مصروف سڑکوں کے اوپر اس طرح کی وارداتوں کا ہونا بہت تشویش کی بات ہے۔

جناب سپیکر: جی مہربانی۔ جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ نے مجھے پرویز رفیق صاحب سے بات کرنے کے لئے بھیجا تھا تو میں نے ان سے بات کی ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے حکومتی رویے کے خلاف احتجاج کیا ہے تو آپ حکومت کا حصہ نہیں ہیں میرے پاس حکومتی ارکان میں سے کوئی آئے اور میرے ساتھ بات کرے۔

جناب سپیکر: سعید مغل صاحب! آپ پرویز رفیق صاحب کو ایوان کے اندر لے کر آئیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

معزز خاتون ممبر کی تحریک استحقاق کو ان کی مرضی کے خلاف نمٹانا

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر! استحقاقات کمیٹی کی جو رپورٹیں ایوان میں پیش کی گئی ہیں ان میں میری ایک Privilege Motion No. 44/2011 بھی ہے۔ اس کی آخری میٹنگ 28۔ نومبر کو ہوئی تھی اور یہ principle of policy کی رپورٹ کے بارے میں تھی۔ جب کوئی Privilege Motion, Privileges Committee کے سپرد کی جاتی ہے تو اُس کا مقصد شاید یہ ہوتا ہے کہ ممبر کا جو privilege breach ہوا ہو اُس کو restore کرایا جائے نہ کہ fictitious قسم کی رپورٹیں یہاں ایوان میں پیش کر دی جائیں۔ مجھے 28 نومبر کو کہا گیا تھا کہ یہ Privilege Motion, House میں submit ہو گئی ہے۔ میں نے کمیٹی سے کہا کہ یہ verify کرائیں کہ یہ رپورٹ کب سیکرٹریٹ میں جمع ہوئی ہے۔ جس کے بعد معزز ممبر اعجاز شفیع صاحب نے

مجھے categorically کہا تھا کہ سیمل یہ بہت بڑے افسر ہیں ان کو جانے دیں ہم چیک کرالیں گے اور آپ کی تحریک کو کون سا dispose of کر رہے ہیں۔ یہ میرے ہاتھ میں اُس میٹنگ کے Minutes ہیں ان میں لکھا ہوا ہے، She did not press her Privilege Motion. Which is wrong. میں اس پر احتجاج کرتی ہوں کہ کمیٹیوں کو run کرنے کا یہ کون سا طریقہ ہے؟ اس طریقے سے معزز ممبران کی باتوں کو یہاں ہاؤس میں غلط انداز میں پیش کیا جاتا ہے اور بیوروکریسی کو protect کیا جاتا ہے۔ یہ رپورٹ آج ایوان میں آ رہی ہے جبکہ اس ہاؤس کو چلتے ہوئے 3 دن ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! اگر محترمہ میرے دفتر میں تشریف لائیں گی تو میں سارا ریکارڈ نکلوالوں گا۔ اسمبلی سیکرٹریٹ نے مجھے یہی بتایا ہے کہ یہ رپورٹ lay ہو چکی ہے۔ اگر محترمہ کو اس حوالے سے مزید تسلی چاہئے ہو گی تو یہ تشریف لائیں گی تو میں انہیں چیک کروا کر بتادوں گا۔ پہلے بھی محترمہ نے کافی محنت کی ہے اور بہت ساری رپورٹیں محترمہ کی وجہ سے جمع ہوتی رہی ہیں۔ میٹنگ میں محترمہ نے یہی فرمایا تھا کہ اگر رپورٹ آ گئی ہے تو اُن کا مقصد ہی ختم ہو گیا ہے۔ اب اگر ان کو کوئی شک ہے کہ وہ رپورٹ ادھر نہیں آئی تو میں چیک کروا کر محترمہ کو بتادوں گا کہ یہ رپورٹ ادھر پہنچ چکی ہے اور lay ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: محترمہ کے مؤقف سے لگتا ہے کہ وہ اپنی جگہ پر قائم ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کلو صاحب میرے لئے بہت قابل احترام ہیں اور میں پچھلے 3 سال سے مختلف رپورٹوں کے سلسلے میں Privileges Committee کے ساتھ deal کرتی رہی ہوں۔ میں on oath یہ بات کہہ رہی ہوں کہ میٹنگ میں specifically یہ بات ہوئی تھی کہ یہ بہت بڑے افسر ہیں کیونکہ سیکرٹری صاحب وہاں پر تشریف فرما تھے۔ میں اُس ساری detail میں نہیں جانا چاہتی تھی لیکن اب مجھے مجبوراً جانا پڑ رہا ہے۔ میں نے یہ کہا تھا کہ میں اُن کی کرسی نہیں مانگ رہی مجھے تو ایک information چاہئے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میرے پاس یہ information آ گئی ہے کہ وہ رپورٹ آج ایجنڈے پر آ گئی ہے۔ اُس دن میٹنگ میں بھی یہی بتایا گیا تھا کہ یہ رپورٹ اسمبلی میں پہنچ چکی ہے اور next session میں lay کر دی جائے گی۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! یہ معزز ایوان ہے اور محترمہ سیمل کامران مسلسل چنگم چبا رہی ہیں لہذا اس ایوان کا احترام کیا جائے۔ میری آپ سے request ہے کہ آپ انہیں چنگم چبانے سے منع کریں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، مجھے اُن کی بات سننا پڑتی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سپیکر کی Chair اور منسٹر کی سیٹ پر بیٹھ کر چنگم چبائی جا سکتی ہے اور میں نے خود یہ بات point out کی ہوئی ہے۔ اچھی بات ہے کہ آج محترمہ نے بھی اس چیز کو point out کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ رپورٹ آج ایوان میں lay ہو رہی ہے مجھے صرف اس بات پر اعتراض ہے کہ اُس میٹنگ کے Minutes میں جو لکھا ہوا ہے کہ She did not press her Privilege Motion. مجھے اردو میں اس کا ترجمہ بتا دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! جب محترمہ کو بتایا گیا کہ یہ رپورٹ اسمبلی سیکرٹریٹ میں آ چکی ہے تو محترمہ نے اُس وقت اس تحریک کو press نہیں کیا تھا۔ ان کی تحریک تھی کہ یہ رپورٹ lay ہونی چاہئے اور یہ ان کی کارکردگی ہے کہ ان کی وجہ سے یہ رپورٹ جلدی lay ہو گئی ہے۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق اس لئے پیش کی گئی تھی کہ یہ رپورٹ صحیح وقت پر lay نہیں کی گئی۔ ہم چیئرمین استحقاق کمیٹی کے مشکور ہیں کہ ان کی اور محترمہ کی کاوش کی وجہ سے یہ رپورٹ lay ہو گئی۔ میری درخواست ہے کہ اگر صحیح وقت پر یہ رپورٹ lay نہیں ہوئی تو ذمہ داران کے خلاف بھی کوئی نوٹس لیا جانا چاہئے کہ جو بھی سالانہ رپورٹیں اسمبلی میں lay ہوتی ہیں وہ وقت پر lay ہونی چاہئیں تاکہ ممبران کو تحریک استحقاق نہ دینی پڑے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں نے بھی ایک تحریک استحقاق وزیر قانون صاحب کے خلاف جمع کرائی تھی اور اس کے نتیجے میں میرے خلاف بھی ایک تحریک استحقاق آئی۔ آج تک میری

تحریک استحقاق take up نہیں کی گئی لیکن جو میرے خلاف تھی اس کی دو میٹنگز میرے بغیر ہو گئی ہیں۔اس میں جو accused ہے اس کو سنے بغیر دو میٹنگز ہو گئی ہیں۔اس پر آپ کچھ فرمادیں۔

جناب سپیکر: ہم اس کو بیٹھ کر دیکھ لیں گے۔آپ کے استحقاق کا مسئلہ کسی اور قسم کا ہے۔آپ نے کسی کے خلاف تحریک استحقاق دی ہے وہ معاملہ کچھ اور ہے۔میں آپ کو خود بلاؤں گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر!آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں جاکر پرویز رفیق صاحب کو مناکر لاؤں تو ان کی مہربانی ہے کہ وہ اپنا احتجاج اور واک آؤٹ ختم کر کے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ان کا موقف یہ ہے کہ جس طرح حکومتی بنچوں پر بیٹھنے والے پانچ ممبران جو اقلیتوں کی نمائندگی کر رہے ہیں ان کو جو فنڈز دیئے گئے ہیں وہ حزب اختلاف کے نمائندوں کو بھی ضرور دیئے جائیں۔یہ ان کا مؤقف ہے جو میں نے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے فنڈز کی بات نہیں کی بلکہ کچھ اور بات کی تھی۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر!میری یہ گزارش تھی کہ کرسمس پیکج میں دو کروڑ روپیہ حکومت پنجاب نے اپنے ممبران میں تقسیم کر دیا ہے۔ہم چار اقلیتی اراکین اپوزیشن کے ہیں جتنے پیسے حکومت نے اپنے ایک ایک نمائندے کو دیئے ہیں اتنے ہمیں بھی دے دیں۔

جناب سپیکر: جی،میں کہوں گا۔

جناب پرویز رفیق: شکریہ

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!پارلیمانی طرز حکومت میں سپیکر کا کردار انتہائی اہم ہے۔سپیکر کی rulings ریکارڈ کے طور پر رکھی جاتی ہیں۔آج دو تین دن سے اپوزیشن بنچوں سے لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی پر بہت شدید تنقید کی جاتی رہی ہے جو کہ یقیناً ان کا حق تھا۔انہیں تنقید کرنی بھی چاہئے کیونکہ صحتمند تنقید معاشرے کے لئے اچھی ہوتی ہے جس سے تصحیح ہوتی ہے۔اس میں میں اپنا نقطہ نظر دینا چاہتا ہوں کہ لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی جس کے ذریعے ائیر کنڈیشنڈ بسیں چلی ہیں۔لاہور کے لوگوں کے لئے سواری ایک بڑا مسئلہ تھا،جن کے پاس اپنی گاڑیاں ہیں ان کے لئے نہیں تھا لیکن عوام کے لئے بہت مسئلہ تھا۔اس سے یہ مسئلہ حل ہو گیا ہے۔میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میری عزیزہ محترمہ ثمینہ خاور

حیات صاحبہ جن کا میں بہت احترام کرتا ہوں ان کا particular business ہی ٹرانسپورٹ کا ہے جو لاہور اور قصور کے اندر ہے۔ میں آپ سے ruling یہ چاہتا ہوں کہ فرض کریں کہ ایک بزنس میں کر رہا ہوں اور اس کو سپورٹ دینے کے لئے میں اسمبلی میں آکر کوئی ruling لیتا ہوں یا enactment کراتا ہوں یا کوئی کام کرتا ہوں تو کیا دنیا میں جو جمہوری سسٹم چل رہا ہے اس کے مطابق صحیح ہے؟ بزنس کرنا کوئی جرم نہیں کیونکہ ہر کسی نے اپنے روزگار کے سسٹم کو تو چلانا ہے۔ میں نے جو کچھ اس حوالے سے پڑھا ہے اور دیکھا ہے اس میں یہ ہے کہ کوئی پارلیمنٹیرین particular business کی خاطر کوئی کردار ادا کرتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ پوری دنیا میں یہ ہے کہ وہ اپنا کردار ادا نہیں کر سکتا۔ اس پر آپ کی ruling چاہئے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ کلو صاحب آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! معزز ممبر ہاؤس میں تشریف نہیں رکھتیں۔ کلو صاحب کو یہ بات نہیں کہنی چاہئے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی تحریک التوائے کار ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اب محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 1758/11 ہے۔ جی، محترمہ سیمل کامران!

قصور کے گاؤں مہالم کلاں میں جعلی پیر کے تشدد سے دس سالہ بچہ بینائی سے محروم

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق "جعلی پیر کے وحشیانہ تشدد سے دس سالہ بچہ آنکھوں کی بینائی سے محروم ہو گیا" قصور کے نواحی گاؤں مہالم کلاں کے رہائشی محمد امین کا بیٹا محمد شعیب کچھ عرصہ سے بیمار تھا اور عجیب و غریب حرکات و سکنات کرنے لگا تھا۔ گاؤں کے کچھ لوگوں نے بتایا کہ اس کو جنات کا سایہ ہے اور مہالم کلاں کے پیر بابا شہباز کے پاس بچے کو لے کر جانے کا مشورہ دیا۔ جب محمد امین اپنے بیٹے کو پیر بابا شہباز

کے پاس لے کر آیا تو اس نے بچے پر دم پڑھنے کے ساتھ ساتھ ڈنڈے کے ساتھ زبردست تشدد شروع کر دیا۔اس دوران محمد امین مسلسل چیختا چلاتا رہا کہ میرے بچے کو چھوڑ دو پر پیر نے امین کی ایک نہ سنی اور بچے کے سر پر ڈنڈوں سے وار کرنا شروع کر دیئے۔بچے نے چلانا شروع کر دیا کہ اس کو کچھ نظر نہیں آ رہا اور وہ بینائی سے محروم ہو گیا ہے مگر جعلی پیر کو ذرا بھی ترس نہیں آیا جس پر محمد امین نے اس واقعہ کی اطلاع قصور پولیس کو کی لیکن پولیس نے اس کی کچھ نہ سنی جعلی پیر چونکہ اسی گاؤں کا زمیندار بھی تھا اور بڑے اثر ورسوخ والا آدمی تھا اس لئے پولیس کی مدد سے وہ فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔سر پر شدید چوٹ لگنے کی وجہ سے بچہ تاحال بینائی سے محروم ہے اور ڈاکٹرز نے بھی اس کی بینائی واپس لانے کے لئے کچھ نہیں کیا۔اب پولیس مصروف کارروائی ہے۔جعلی پیر کی اس گھناؤنی حرکت سے عوام میں ہیجان اور سخت غم وغصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! مختصر حالات مقدمہ اس طرح ہیں کہ مدعی مقدمہ ہذا نے ایک درخواست گزاری جس کا عنوان درج ذیل ہے کہ میں بستی پیراں والی مہالم کلاں کا رہائشی ہوں میرا بیٹا محمد شعیب بعمر تقریباً 13 سال تھی رات کے وقت گھر میں ڈرتا تھا اسے دم کرانے کے لئے محمد امین سائل اور اس کی بیوی رانی بی بی مورخہ 2011-8-25 کو بوقت۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین مہر اشتیاق احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جناب سپیکر! جی، منسٹر صاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! بچے کو آٹھ بجے شب الزام علیہ کے پاس لے کر گئے جو کہ دم درود کرتا ہے میں اور میری زوجہ رانی بی بی شہباز ملزم کے آستانہ کے باہر بیٹھے رہے جبکہ شہباز ملزم میرے بیٹے کو دم والی چینی کھلاتے کھلاتے کمرے میں لے گیا۔اس نے اندر سے کنڈی لگا لی بیٹے شعیب پر تشدد کرنا شروع کر دیا شور کی آواز سن کر میں اور میری بیوی بار بار دروازہ کھولنے کے لئے کہتے رہے لیکن شہباز ملزم نے دروازہ نہ کھولا جب ملزم شہباز کو بار بار دروازہ کھولنے کا کہتے رہے اس کے دروازہ نہ کھولنے پر ہم نے بذریعہ موبائل فون لیاقت علی ولد رحمت علی ذات رحمانی سکنہ مان، عبدالعزیز ولد فضل دین ذات رحمانی سکنہ مہالم کلاں کو مجرم کے آستانے پر بلایا اور ان کو ساری بات سنائی۔اس دوران محمد شعیب نابالغ کی چیخ وپکار پر میں، میری بیوی، لیاقت علی اور عبدالعزیز نے جبراً دروازہ توڑا اور بچے کو باہر نکالا تو وہ شدید مضروب ہو چکا تھا اور اُس کو مضروبی حالت میں ڈسٹرکٹ ہسپتال قصور لایا گیا

جنہوں نے چلڈرن ہسپتال لاہور refer کر دیا پھر انہوں نے جناح ہسپتال لاہور بھیج دیا۔ ملزم شہباز جعلی پیر بنا ہوا ہے اس نے میرے بیٹے پر تشدد کر کے ہمارے ساتھ زیادتی کی ہے۔آج تک ملزم شہباز کے لواحقین ہماری منت سماجت کرتے رہے لیکن ہم نہ مانے اور آج تک اپنے طور پر پرائیویٹ اور سرکاری ہسپتالوں میں علاج معالجہ کرواتے رہے ہیں۔اب ہم تھانہ حاضر ہوئے ہیں اور بذریعہ پولیس ڈاکٹری نتیجہ حاصل کیا ہے۔اس درخواست پر مقدمہ نمبر 320/11 مورخہ 11-10-17 بجرم 420 ت پ درج رجسٹر ہو کر تفتیش مقدمہ میرے سپرد ہوئی۔ دوران تفتیش ملزم شہباز کو مورخہ 11-10-17 کو حسب ضابطہ مقدمہ ہذا میں گرفتار کر کے مورخہ 11-10-18 کو پیش عدالت کیا گیا جو جناب جج صاحب موصوف نے ملزم کو برضمانت رہا کر دیا۔ مورخہ 11-10-18 کو اطلاع موصول ہوئی کہ محمد شعیب ڈسٹرکٹ ہسپتال قصور میں فوت ہو گیا ہے جس پر بحوالہ رپٹ نمبر 15 بجرم 302 ایزاد کیا گیا اور ملزم کو مورخہ 11-10-18 کو ہی دوبارہ بجرم 302 ت پ میں گرفتار کر کے ملزم کا ریمانڈ جسمانی 14 یوم حاصل کیا اور مورخہ 2-11-2011 کو حوالات جوڈیشل بھجوا دیا گیا۔ جلد از جلد اس کے چالان کا مسئلہ تھا لیکن آج صبح ہی ہم نے latest position لی ہے جس کے مطابق یہ مقدمہ مورخہ 12-12-2011 کو چالان عدالت ہو چکا ہے اور مدعی پارٹی نے ملزم پارٹی سے پنچائتی طور پر صلح کر لی ہے اور ملزم کی ضمانت ہو چکی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئرمین! مسئلہ specific اس کیس کا نہیں ہے بلکہ جعلی پیر جو ہمارے معاشرے کو دیمک کی طرح چاٹ رہے ہیں، اِن کی وجہ سے جو معاشرتی برائیاں پیدا ہو رہی ہیں اس سے بہت سی خواتین اپنی عزت سے محروم ہو جاتی ہیں اور بہت سی مائیں اپنے بچوں سے محروم ہو جاتی ہیں۔ یہ ہمارے معاشرے کا ایک بہت بڑا ناسور بن چکا ہے جس پر کوئی قانون سازی available نہیں ہے اور ultimately یہی ہوتا ہے کہ لوگ صلح کر لیتے ہیں۔ وہ لوگ جو اپنی عزتوں اور جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں اُن کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ یہ بڑا اہم issue ہے کہ جعلی پیروں کی وجہ سے اتنے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ اس issue پر ہاؤس میں debate رکھی جائے تاکہ لوگوں کے مفید مشورے آئیں اور اِس کا کوئی proper حل ہو کیونکہ یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: اسے وزیر صاحب نے note کر لیا ہے۔انشاء اللہ اس پر action لیا جائے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئرمین! وزیر صاحب نے بہت تفصیل سے جواب دیا ہے مگر یہ ایک کیس نہیں ہے۔اس لئے میں آپ سے درخواست کر رہی ہوں کہ جعلی پیروں کا بہت بڑا issue ہے۔

جناب چیئرمین: جی،اس کو note کر لیا ہے۔اس پر کسی وقت بحث رکھ لیں گے۔اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1759 محترمہ سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ کی طرف سے ہے۔

معزز ممبران: اسے pending کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین: نہیں،rules یہی ہیں کہ ممبر موجود نہ ہونے پر اُن کی تحریک کو dispose of کر دیا جائے۔اس سے اگلے کی باری آ جاتی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب چیئرمین!rules میں آپ کا استحقاق بھی تو ہے۔

جناب چیئرمین: جی،rule ایسا ہی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب چیئرمین!اس Chair کا استحقاق ہے کہ pending کی جا سکتی ہے۔

جناب چیئرمین: چلیں، یہ تحریک التوائے کار pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1761 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب اور محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی طرف سے ہے۔

تعلیمی بورڈ گوجرانوالہ کے عملہ کی جانب سے انٹر میڈیٹ پارٹ۔I کے نتائج میں غلط مارکنگ اور رزلٹ کارڈ میں ردوبدل کرنے پر طلباء وطالبات کا شدید احتجاج

محترمہ سیمل کامران: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "وقت" مورخہ 21۔اکتوبر 2011 کی خبر کے مطابق انٹر میڈیٹ پارٹ ون کے نتائج میں غلط مارکنگ، ردوبدل کے خلاف ہزاروں طلباء کا بورڈ آفس میں مظاہرہ، مشتعل طلباء نے توڑ پھوڑ ریکارڈ جلا ڈالا اور پنجاب حکومت کے خلاف شدید نعرے بازی کی۔ تفصیلات کے مطابق گوجرانوالہ تعلیمی بورڈ کی جانب سے انٹر میڈیٹ پارٹ ون کے نتائج میں مبینہ غلط مارکنگ، رزلٹ کارڈ میں ردوبدل، امتحان میں حاضری کے باوجود غیر حاضری اور دیگر سنگین غلطیوں کے خلاف سینکڑوں طلباء نے بورڈ آفس کے سامنے ٹریفک بلاک کر کے احتجاجی مظاہرہ کیا۔ مشتعل طلباء گیٹ توڑ کر آفس میں داخل ہو گئے جنہوں نے توڑ پھوڑ کرنے کے علاوہ ریکارڈ باہر پھینک کر آگ لگا دی۔ طلباء نے پنجاب حکومت اور انتظامیہ کے خلاف

شدید نعرے بازی کی۔ انٹر میڈیٹ پارٹ ون میں 80 فیصد نمبر حاصل کرنے والی طالبات کو مختلف مضامین میں فیل کئے جانے کے خلاف طالبات نے کشمیر روڈ پر ٹریفک بلاک کر دی۔ طالبات نے کہا کہ حکومت نے طلباء وطالبات کا مستقبل نااہل افراد کے ہاتھوں میں دے دیا ہے اور تمام مضامین میں 80 فیصد نمبر حاصل کرنے والی طالبات کو بعض مضامین میں فیل کر دیا گیا ہے جو کہ سراسر ناانصافی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب انہیں انصاف دلائیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب چیئرمین! اس کا جواب نہیں آیا لہذا اسے next weak تک pending فرما دیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، یہ تحریک التوائے کار اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1769 محترم سیمل کامران صاحبہ اور حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا صاحب کی طرف سے ہے۔

پنجاب بھر کی لیڈی ہیلتھ ورکرز کا مال روڈ پر بروقت تنخواہوں کی ادائیگی اور دیگر مطالبات کے لئے پرامن احتجاج کو پولیس کا تاجروں کے ذریعے زبردستی ختم کرانا

محترمہ سیمل کامران: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "اوصاف" مورخہ 22۔اکتوبر 2011 کی خبر کے مطابق پنجاب بھر کے اضلاع سے آئی ہوئیں ایک ہزار لیڈی ہیلتھ ورکرز کی ناصر باغ سے اسمبلی تک احتجاجی ریلی اور پنجاب اسمبلی کے باہر مسلسل 7 گھنٹے تک دھرنا۔ نماز جمعہ کے لئے جانے والے پینوراما کے تاجر کی پٹائی کر دی جس پر تاجروں نے ٹائر جلا کر مظاہرہ کیا۔ گزشتہ روز پنجاب بھر کے اضلاع سے آنے والی ایک ہزار سے زائد لیڈی ہیلتھ ورکرز نے صبح 10 بجے کے قریب ناصر باغ سے اپنی احتجاجی ریلی کا آغاز کیا اور انہوں نے حکومت کے خلاف پلے کارڈ اور بینرز اٹھا رکھے تھے جن میں انہوں نے اپنے مطالبات درج کر رکھے تھے۔ اس ساری صورتحال کے

باعث مال روڈ سارا دن ٹریفک کے لئے بند رہنے سے میدان جنگ بنا رہا۔ لیڈی ہیلتھ ورکرز کی صدر رخسانہ انور نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ گزشتہ چار ماہ سے ہمیں تنخواہوں سے محروم رکھا گیا ہے جبکہ لاہور کی لیڈی ہیلتھ ورکرز کو ایک ماہ کی تنخواہ بھی دے دی گئی ہے اور ہمارے ساتھ امتیازی سلوک برتا جا رہا ہے۔ ہم پنجاب گورنمنٹ کے ماتحت ہیں۔ ہمیں نہ صرف تنخواہیں بروقت ادا کی جائیں بلکہ ہمیں پنجاب کے دوسرے پروگراموں کے ملازمین کی طرح ریگولر بھی کیا جائے۔ پولیس نے لیڈی ہیلتھ ورکرز کو مال روڈ سے خود ہٹانے کی بجائے وہاں کے مقامی تاجروں کو ڈنڈے دے کر لیڈی ہیلتھ ورکرز کو وہاں سے ہٹانے کا کہا۔ پولیس کی موجودگی میں تاجروں کی ایک بڑی تعداد جن میں سول کپڑوں میں پولیس کے جوان بھی شامل تھے انہوں نے لیڈی ہیلتھ ورکرز کو وہاں سے زبردستی ہٹانے کی کوشش کی تو لیڈی ہیلتھ ورکرز اور تاجروں میں پھڈا شروع ہو گیا۔ یہ پھڈا 20 سے 25 منٹ تک جاری رہا۔ اس دوران پولیس افسران سائیڈ پر کھڑے ہو کر ہنستے رہے۔ جب لیڈی ہیلتھ ورکرز نے زیادہ چیخنا شروع کیا تو پھر پولیس افسران نے بیچ بچاؤ کرایا۔ تشدد کا یہ واقعہ حکومت اور پولیس کی ملی بھگت سے ہوا جس سے دور آمریت کی یاد تازہ ہو گئی لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب چیئرمین! عنوان بالا تحریر ہے کہ اسمبلی سوال ہذا کی بابت رپورٹ SDPO سول لائن سرکل سے حاصل کی گئی ہے جس کے مطابق حکومت پنجاب کی جانب سے مال روڈ پر جلسے جلوسوں پر مکمل پابندی عائد ہے اور دفعہ 144 کا نفاذ ہے۔ لیڈی ہیلتھ ورکرز کی ریلی کے شرکاء اور خواتین نے مال روڈ پر پابندی کے باوجود احتجاجی ریلی نکالی اور ٹریفک بلاک کر کے حکومت کے خلاف شدید نعرہ بازی کی جس پر مقدمہ نمبر 1053/11 مورخہ 24-11-2011 بجرم 188,186, 147,149,290 اور 291 تھانہ سول لائن درج رجسٹر ہوا اور تفتیش بذریعہ شعبہ انوسٹی گیشن تھانہ سول لائن عمل میں لائی جا رہی ہے۔ تاہم لیڈی ہیلتھ ورکرز کو مال روڈ سے پولیس نے زبردستی ہٹوایا اور نہ ہی مقامی تاجروں کے ذریعے ڈنڈے دے کر مال روڈ خالی کروانے کی کوشش کی گئی۔ پولیس نے کسی لیڈی ہیلتھ ورکر پر تشدد کیا اور نہ ہی پولیس کے کسی افسر و اہلکار نے وہاں غیر سنجیدہ رویہ اختیار کیا ہے۔ تاہم تاجروں کے ایک گروہ نے خواتین پر تشدد کی کوشش کی تو پولیس نے اُن کو ایسا کرنے سے زبردستی روک دیا اور ان تاجروں کے خلاف مقدمہ نمبر 1054/11 مورخہ 24-11-2011 بجرم 290, 291,

188 تھانہ سول لائن درج رجسٹرڈ کیا گیا ہے۔اس کی تفتیش بھی بذریعہ انوسٹی گیشن ونگ تھانہ سول لائن عمل میں لائی جارہی ہے۔ علاوہ ازیں ایک ریسکیو 1122 کی ایمبولینس جو گورنر ہاؤس کی طرف مال روڈ پر آئی اور ایمرجنسی میں مریض کو میو ہسپتال لے کر جانا چاہتی تھی، کو راستہ دلوانے کے لئے خواتین سے گزارش کی گئی تو انہوں نے شکیلہ مرتضیٰ لیڈی کانسٹیبل نمبر LC-163 پر بھی تشدد کیا۔تاہم پولیس نے پیشہ وارانہ صلاحیت کو بروئے کار لاتے ہوئے افہام وتفہیم سے ایمبولینس کو گزار دیا اور اس تمام معاملے پر پولیس نے کسی قسم کی کوئی زیادتی نہ کی ہے۔ شکریہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں جواب سے مطمئن نہیں ہوں کیونکہ یہ فوٹیج میڈیا پر بارہا چلتی رہی ہے اور دکھایا گیا ہے کہ جس طرح لیڈی کانسٹیبل نے صرف ایک خاتون پر نہیں بلکہ بہت سی لڑکیوں پر تشدد کیا اور میں نے اگلے دن جب ان کا دھرنا پریس کلب کے باہر تھا تو اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کسی کا ہاتھ ٹوٹا ہوا تھا اور میں خود witness ہوں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ جو قوانین بنائے جاتے ہیں، چاہے وہ دفعہ 144 کا نفاذ ہو یا دوسرے قوانین تو وہ تمام لوگوں پر یکساں implement بھی ہونے چاہئیں۔اسی پنجاب اسمبلی کے باہر دفعہ 144 کے ہوتے ہوئے اپوزیشن نے احتجاج کیا تھا اور اپوزیشن پر کوئی ڈنڈے نہیں برسائے اور اپوزیشن پر کسی نے ہاتھ نہیں اٹھایا اور کسی نے تاجروں کو کہہ کر اپوزیشن پر انڈے نہیں برسائے۔ غریب لیڈی ہیلتھ ورکرز جو اپنے حق کے لئے آواز اٹھا رہی تھیں، وہ کسی سے کچھ نہیں مانگ رہی تھیں بلکہ اپنا حق مانگ رہی تھیں۔ کون سا معاشرہ ہمیں یہ اجازت دیتا ہے اور کون سی اخلاقیات اور کون سے norms ہمیں اجازت دیتے ہیں کہ جنہیں لاہور کا تاجر کہا گیا لیکن میں اس بات سے agree نہیں کرتی کیونکہ لاہور کے لوگ بڑے غیور ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: ان کے خلاف کارروائی ہو چکی ہے۔ پرچہ درج ہو گیا ہے اور ان کے خلاف قانونی کارروائی ہوتی رہے گی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئرمین! ان کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے۔24۔نومبر سے اب تک کیا پیشرفت ہوئی ہے۔ جو چیز میڈیا اتنے دن دکھا سکتا ہے اس سے یہاں کس طرح deny کیا گیا ہے۔۔۔

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس پر بحث والی بات نہیں کہ یہ مطمئن ہیں یا نہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ جب دفعہ 144 لگی ہوئی ہے اور وہاں پر پابندی ہے تو پہلے تو کسی کو اسے violate نہیں کرنا چاہئے۔اگر violation کی گئی ہے اور پھر اس کے بعد یہاں پر جو ہم نے جواب دیا ہے کہ اس میں جن تاجروں نے ان کے ساتھ ہاتھا پائی کی ہے اور ڈنڈے برسائے تو ان کے خلاف بھی پرچہ درج کیا

گیا۔ انہوں نے بات کی ہے کہ کسی اور نے بھی جلوس نکالا تھا لیکن انہیں تو روکا نہیں گیا۔ ایک غلط actدوسرے کے لئے justify نہیں کرتا کہ وہ بھی یہی act کر لے لہذا اسی بریکٹ میں رہنا چاہئے جو جرم کرتا ہے اسی کو سزا ملنی چاہئے۔

جناب چیئرمین: محترمہ! اس میں بحث والی بات نہیں ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئرمین! اس کا مطلب یہ ہے کہ جو بااثر ہے وہ بااختیار ہے اور جو بے اثر ہے وہ بے اختیار ہے۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ اس حوالے سے بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئرمین! معزز وزیر نے فرمایا ہے کہ ان پر پولیس نے تشدد نہیں کیا جبکہ میڈیا کتنے دن اس چیز کو دکھاتا رہا ہے اور اگر انہوں نے نہیں دیکھا ہو گا تو میں انہیں وہ فوٹیج لا کر دے دوں گی جس میں لیڈی کانسٹیبل معصوم بے چاری نرسوں پر تشدد کر رہی تھی۔ پھر انہوں نے فرمایا کہ 24۔نومبر سے تاجروں کے خلاف تفتیش کر رہے ہیں تو آج 15 دسمبر ہے۔ وہ تفتیش کتنے سال چلے گی، وہ تفتیش کب مکمل ہو گی اور کب ملزموں کو سزا ملے گی؟ یہ اس پنجاب کی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی بات ہے، یہ اس قوم کی بات ہے جس کی ہم نمائندگی کرتے ہیں اور یہ اس segment of society کی بات ہے جنہیں ہم گھروں میں مائیں، بہنیں اور بیٹیاں کہتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ ہمارے لئے بڑی قابل احترام ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جی، ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1770 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی ہے۔

صوبہ کے تعلیمی بورڈوں کے عملہ کی جانب سے انٹر میڈیٹ پارٹ۔I کے امتحانی نتائج میں بے شمار غلطیوں پر طلباء وطالبات کا احتجاج

محترمہ زوبیہ رباب ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ تمام قومی اخبارات نے یہ خبر شائع کی ہے کہ "انٹر میڈیٹ نتائج، طلباء کا احتجاج،

دھرنے، بورڈ دفاتر کا گھیراؤ اور بورڈ انتظامیہ کے خلاف شدید نعرہ بازی۔ "تفصیل یوں ہے کہ صوبہ پنجاب کے مختلف شہروں میں انٹر میڈیٹ پارٹ ون کے نتائج میں بے شمار غلطیوں کے خلاف طلباء کا احتجاج، مشتعل طلباء نے لاہور اور راولپنڈی سمیت دیگر شہروں میں مظاہرے کئے اور بورڈ کے دفاتر کا گھیراؤ کیا۔ لاہور بورڈ نے ایک بار پھر انٹر میڈیٹ پارٹ ون کے رزلٹ لیٹر آن اور ری چیکنگ کے لئے apply کرنے والے سینکڑوں طلباء نے گزشتہ روز ایک بار پھر لاہور بورڈ کے باہر ٹائر جلا کر شدید مظاہرہ کیا اور مطالبہ کیا کہ ذمہ داران کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے اور موجودہ سسٹم کو تبدیل کرنے پر زور دیا۔ یہ حکومت کی نااہلی ہے کہ وہ طلباء کی زندگیوں اور ان کے آنے والے مستقبل سے کھیل رہی ہے۔ نت نئے تجربات کر کے زیور تعلیم کے حصول کو مزید دشوار سے دشوار تر بنایا جارہا ہے۔ یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مورخہ 22۔اکتوبر 2011 کو جب طلباء نے دوسرے دن بورڈ دفاتر کا گھیراؤ کیا تو انہیں بے پناہ تشدد کا نشانہ بنایا گیا لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب چیئرمین! اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا اسے next week تک pending کر لیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی، اسے آئندہ ہفتے کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1773 محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی ہے۔

لاہور میں لیڈی ہیلتھ ورکرز کا چار ماہ سے تنخواہیں نہ ملنے پر پنجاب اسمبلی کے سامنے شدید احتجاج اور دھرنا

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 22۔اکتوبر 2011 ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق "چار ماہ سے تنخواہیں نہ ملنے پر لاہور میں لیڈی ہیلتھ ورکرز کا طویل مظاہرہ، تاجروں سے ہاتھا پائی، ایک دوسرے کو ڈنڈے مارے"۔ چار ماہ سے تنخواہیں نہ ملنے پر لاہور میں لیڈی ہیلتھ ورکرز نے پنجاب اسمبلی کے سامنے طویل مظاہرہ کیا اور دھرنا دیا جس سے بدترین ٹریفک جام رہی۔ مظاہرین نے پنجاب حکومت کے خلاف شدید نعرے بازی

کی۔ احتجاج ختم نہ کرنے پر لیڈی ہیلتھ ورکرز اور تاجروں میں ہاتھا پائی ہو گئی اور دونوں نے ایک دوسرے پر ڈنڈے برسائے۔ لیڈی ہیلتھ ورکرز کا کہنا تھا کہ چار ماہ سے تنخواہوں سے محرومی کے باعث گھروں کے چولہے ٹھنڈے ہو گئے ہیں مگر حکومت وعدے کے باوجود تنخواہوں کی ادائیگی نہیں کر رہی۔ مذکورہ بالا صورتحال کے پیش نظر صوبہ کی عوام میں حکومت کے خلاف شدید نفرت وغصہ پایا جارہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے کہ یہ repetition ہے کیونکہ پہلے اس پر بات ہو چکی ہے لہذا اسے dispose of کیا جاتا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب چیئرمین! اس میں انہیں چار ماہ سے تنخواہیں نہ ملنے کا ذکر ہے لہذا اسے dispose of نہ کریں جبکہ محترمہ سیمل کامران نے تشدد کے حوالے سے بات کی تھی۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران): جناب چیئرمین! اس کا ابھی جواب نہیں آیا اس لئے آئندہ ہفتہ کے لئے اسے pending کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین: اسے آئندہ ہفتے کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1774 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی ہے۔

صوبہ میں جعلی نجومی، عامل اور پیر پولیس کی آشیر باد سے سادہ لوح عوام کو لوٹنے میں مصروف

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 21۔اکتوبر 2011 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق "جعلی نجومی، عامل اور پیر سادہ لوح عوام کو لوٹنے میں مصروف، جگہ جگہ ڈیرے، پولیس نے مک مکا کر کے چپ سادھ لی"۔ تفصیل کے مطابق حکومت پنجاب کے واضح احکامات کے باوجود پولیس کی آشیر باد سے جعلی نجومیوں، عاملوں اور پیروں نے جگہ جگہ فٹ پاتھوں پر دکانیں بنا کر سادہ لوح مجبور افراد کو لوٹنا شروع کر دیا۔ حکومت پنجاب نے جعلی عاملوں، پیروں اور نجومیوں کے خلاف کریک ڈاؤن کرنے کا ہوم ڈیپارٹمنٹ کو حکم دیا تھا اور ان جعل سازوں

کے خلاف سخت کارروائی عمل میں لانے کا کہا گیا جس کے بعد ہوم ڈیپارٹمنٹ نے پنجاب بھر سے تمام ڈی پی اوز سے جعلی عاملوں، نجومیوں کو بچانے کے لئے جو رپورٹ محکمہ داخلہ کو پیش کی وہ بوگس تھی جبکہ لاہور شہر میں پولیس نے جو رپورٹ پیش کی اس میں 75 جعلی نجومی اور عامل سرگرم عمل ہیں جن کے خلاف پولیس نے کریک ڈاؤن کیا مگر پولیس کوئی نجومی عامل گرفتار نہ کر سکی۔ان جعلی عاملوں کی وجہ سے کئی ہنستے بستے گھر برباد ہو گئے ہیں، کئی لڑکیوں، لڑکوں نے ان جعلی عاملوں سے مایوس ہو کر خودکشیاں کر لیں اور کئی افراد نے ان جعلی افراد کے پیچھے لگ کر چوریاں ڈاکے شروع کر دیئے اور جرائم پیشہ بن گئے۔ یوں لاہور میں ہر علاقے میں کوئی نہ کوئی جعلی عامل اور نجومی بیٹھا لوگوں کو ٹھگ رہا ہے اس وقت ان نجومیوں اور عاملوں نے نوجوان نسل کو جوا پر لگا دیا ہے۔ پرچی جوا، پرائز بانڈ نمبر وغیرہ دینے کے لئے لوگوں سے پیسے بٹورے جاتے ہیں۔ مذکورہ بالا صورتحال کے پیش نظر لوگوں میں حکومت کے خلاف شدید نفرت و غصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں بتانا چاہتا ہوں کہ ان کی بڑی اہم تحریک التوا تھی اور یقیناً اس پر مفصل جواب آنا چاہئے تھا لیکن جب میں نے آج یہ جواب پڑھا تو میں اس سے مطمئن نہیں ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اسے pending کر دیا جائے تاکہ آئندہ ہفتے میں مفصل جواب لیا جا سکے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، اسے next week کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں کیونکہ تحریک التوائے کار کا وقت ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! بڑا اہم point ہے۔

جناب چیئرمین: چلیں آپ بعد میں بات کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! میں صرف آدھے منٹ میں بات مکمل کر لوں گی اور اسی تحریک التوائے کار سے متعلق بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب چیئرمین: اس کا جواب تو آ لینے دیں کیونکہ وزیر موصوف نے کہا ہے کہ اس کا مفصل جواب مانگا گیا ہے اس لئے اس کے بعد ہی فیصلہ کیا جائے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! بڑی ضروری بات ہے۔

جناب چیئرمین: جب جواب آئے گا تو اس وقت بات کر لینا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! یہ بڑا اہم معاملہ ہے جس سے سادہ لوح عوام ہی نہیں بلکہ پڑھے لکھے لوگ بھی وہم کا شکار ہو رہے ہیں اور ایک بیماری میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ جب اس پر وقت رکھیں گے تو پھر آپ بات کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جی، ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1776 جناب اعجاز احمد کاہلوں صاحب کی ہے۔

گوجرانوالہ تعلیمی بورڈ کا انٹر میڈیٹ امتحان کا رزلٹ لیٹ کرنے پر طلباء و طالبات کا احتجاج اور پولیس کا لاٹھی چارج

جناب اعجاز احمد کاہلوں: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر مورخہ 21۔اکتوبر 2011 کے مطابق "گوجرانوالہ۔آن لائن سسٹم میں فنی خرابی انٹر میڈیٹ کے طلباء کا بورڈ آفس پر دھاوا، گیٹ شیشے توڑ ڈالے"۔ تفصیل یہ ہے کہ گوجرانوالہ میں انٹر میڈیٹ کا رزلٹ بروقت نہ آنے پر مشتعل طلباء نے بورڈ آفس کا مین گیٹ توڑ دیا اور پتھراؤ کر کے سارے شیشے توڑ دیئے۔ طلباء نے احتجاجاً سیالکوٹ روڈ بلاک کر دیا۔ پولیس نے طلباء کو منتشر کرنے کے لئے لاٹھی چارج کیا جس سے متعدد طلباء زخمی ہو گئے۔ مذکورہ صورتحال کی وجہ سے ہزاروں طلباء ذہنی پریشانی میں مبتلا ہو گئے۔ ان کا کہنا ہے کہ متعلقہ انتظامیہ اور حکومت پنجاب کی نااہلی کی وجہ سے ہمارا مستقبل تباہ ہو گیا ہے۔ طلباء کے والدین نے حکومت سے استدعا کی ہے کہ ان کے بچوں کے رزلٹ کو ٹھیک کر کے فوری فراہم کیا جائے۔ مذکورہ بالا صورتحال کے پیش نظر گوجرانوالہ کے لوگوں میں حکومت کے خلاف شدید بے چینی و نفرت پائی جا رہی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب چیئرمین! اس کا جواب موصول نہیں ہوا اس کو pending کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، یہ next week کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک نمبر 1777/11 شیخ علاؤالدین کی ہے۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب چیئرمین! یہ پنشنرز کے حوالے سے ہے اور بہت اہمیت کی حامل ہے اسے بھی pending کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین: یہ بھی next week کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1778/11 چودھری عامر سلطان چیمہ، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا اور محترمہ سیمل کامران کی طرف سے ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئرمین! میں اس کو press نہیں کرنا چاہتی، میں اس کو withdraw کرتی ہوں۔

جناب چیئرمین: یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1783/11 محترمہ ساجدہ میر کی طرف سے ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1788/11 شیخ علاؤالدین کی ہے۔ شیخ صاحب out of station ہیں اور وہ کہہ گئے ہیں لہذا یہ next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1791/11 بھی شیخ علاؤالدین کی ہے اسے بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار جناب محمد محسن خان لغاری کی ہے۔ وہ تشریف رکھتے ہیں۔۔۔ موجود نہیں ہیں؟ اسے بھی next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1810/11 محترمہ ثمینہ خاور حیات کی ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں؟ یہ بھی pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1827/11 سیدہ ماجدہ زیدی، انجینئر شہزاد الہیٰ کی طرف سے ہے۔ تشریف رکھتے ہیں۔۔۔ موجود نہیں ہیں؟ یہ بھی pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار 1828/11 محترمہ قمر عامر چودھری، ڈاکٹر سامیہ امجد اور محترمہ آمنہ الفت کی طرف سے ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 1828/11 جی، پڑھیں۔

حکومت کا جنرل کیڈر کے ڈاکٹروں کو ٹیچنگ کیڈر میں تبدیل کرنا اور متاثرہ سینئر ڈاکٹروں کا حکومت مخالف تحریک چلانے کا اعلان

محترمہ قمر عامر چودھری: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ جناح مورخہ 2۔نومبر2011 کے مطابق ڈاکٹروں کے مخصوص گروپ نے وزیراعلیٰ کو قوانین سے بے خبر رکھتے ہوئے جنرل ڈاکٹرز کو ٹیچنگ کیڈرز میں بدل دیا اور چہیتوں کو نواز دیا گیا جس سے سینکڑوں ڈاکٹرز متاثر ہوئے جبکہ پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کے قوانین کے مطابق کوئی بھی ڈاکٹر جو بطور ایس آر 3 سال کا تجربہ رکھتا ہو اور وہ جنرل کیڈر سے ٹیچنگ کیڈر کی طرف آنا چاہتا ہے تو وہ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے امتحان پاس کر کے اسسٹنٹ پروفیسر بن سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی طریق کار نہیں۔ متاثرہ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ قواعد سے ہٹ کر طریق کار اپنانا تھا تو باقاعدہ درخواستیں طلب کی جاتیں اور تمام ڈاکٹرز کو موقع ملتا تاکہ اس عمل سے گزرتے ہوئے ان کی پروموشن کی جاتی۔ پنجاب بھر کے 400 سینئر رجسٹرارز اور 300 ڈسٹرکٹ سپیشلسٹس نے حق نہ ملنے پر پنجاب حکومت کو دھمکی دی ہے کہ فوری طور پر حق داروں کو حق دیا جائے ورنہ تمام ڈاکٹرز پنجاب بھر میں تحریک چلائیں گے۔ انتظامیہ کا کہنا ہے کہ ڈاکٹرز کے ساتھ کوئی ناانصافی نہیں ہو رہی اس کا کہنا ہے کہ مرحلہ وار ترقیاں دی جا رہی ہیں تاکہ کوئی بھی جگہ ڈاکٹر کے بغیر نہ رہے اور عوام کو طبی سہولتیں ملتی رہیں اور اس میں رکاوٹ نہ ہو۔ ڈاکٹرز اور انتظامیہ کے درمیان اس تنازعہ سے عوام میں خدشہ پیدا ہو گیا ہے کہ اس تنازع کی وجہ سے ان کو اپنے علاج و معالجے میں مزید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ انہوں نے بھی حکومت سے اپیل کی ہے کہ فوری طور پر معاملہ سلجھایا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! اس کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس کا جواب نہیں آیا اس کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کو ایک ہفتہ کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! کسی کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر!کسی چیز کا جواب نہیں آیا، پڑھیں یا نہ پڑھیں سبھی pendingہو رہی ہیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!ابھی اس سے پہلے تین چار کا جواب آیا بھی ہے اور پڑھا بھی گیا ہے۔ یہ کہنا کہ کسی کا بھی جواب نہیں آیا یہ غلط بیانی کی جا رہی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایک دو جوابات ایسے تھے جن پر میں خود مطمئن نہیں تھا اور ان پر میں نے کہا کہ چونکہ میں خود مطمئن نہیں ہوں لہذا اس کا جواب ہم دوبارہ آپ کے سامنے پیش کریں گے۔ میں نے یہ بات ریکارڈ درست کرنے کے لئے کی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رفیق صاحب!

جناب پرویز رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر!یہ بہت اہم معاملہ ہے کہ مورخہ 13۔دسمبر کو روزنامہ "الشرق" میں ایک خبر شائع ہوئی ہے جس پر مجھے نہایت ہی دکھ ہوا ہے۔ایک ریٹائرڈ فوجی کے 11 سالہ بچے کے ساتھ سکول کا استاد جنسی زیادتی کرتا رہا۔۔۔

جناب سپیکر: رفیق صاحب!میری بات سنیں۔آپ ایسا کریں کہ اس کے لئے توجہ دلاؤ نوٹس یا اسمبلی کا جو طریق کار ہے اس کے مطابق اس کو لائیں پھر ہم اس پر آپ کی بات سنیں گے، شکریہ۔جی، محترمہ!

کورم کی نشاندہی

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!میں کورم کی نشاندہی کرنا چاہ رہی ہوں اور بہت افسوس سے کہنا چاہتی ہوں کہ اتنے بڑے ہاؤس میں حکومتی بنچوں پر صرف سات ممبران بیٹھے ہیں۔یہ نہایت ہی افسوس کی بات ہے۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا اجلاس کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! یہ بار بار disturb نہ کریں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کو بھی بار بار باہر نہیں جانا چاہئے کیونکہ یہ ان کا جمہوری حق ہے، وہ کورم پوائنٹ آؤٹ کر سکتے ہیں اور آپ انہیں نہیں روک سکتے۔ Now, we lay the reports

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

MR SPEAKER: Now, the Minister concerned to lay the Appropriation Accounts for the year 2007-2008 (Vol-I, Vol-II, Vol-III, Vol-IV, Vol-V) & 2009-10 of the Government of the Punjab.

حکومت پنجاب کے مدبندی حسابات کی رپورٹ برائے سال 2007-08 اور 2009-10 کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR ZAKAT AND USHR (Malik Nadeem Kamran): Mr Speaker! I lay:

> "The Appropriation Accounts for the year 2007-08 (Vol-I, Vol-II, Vol-III, Vol-IV, Vol-V) & 2009-10 of the Government of the Punjab."

MR SPEAKER: The Appropriation Accounts for the year 2007-08 (Vol-I, Vol-II, Vol-III, Vol-IV, Vol-V) & 2009-10 of the Government of the Punjab has been laid and referred to the Public Accounts Committee-II for report within a period of one year.

Next Appropriation of Accounts of Forest Department, Government of the Punjab for the year 2009-10.

Minister concerned!

محکمہ جنگلات حکومت پنجاب کے مدبندی حسابات کی رپورٹ برائے سال 2009-10 کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR ZAKAT AND USHR (Malik Nadeem Kamran): Mr Speaker! I lay:

"The Appropriation of Accounts of Forest Department, Government of the Punjab for the year 2009-10"

MR SPEAKER: The Appropriation of Accounts of Forest Department, Government of the Punjab for the year 2009-10 has been laid and referred to the Public Accounts Committee-II for report within a period of one year.

Next Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab (Works) for the year 2010-11. Minister concerned!

حکومت پنجاب(تعمیرات)کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ برائے سال2010-11کاایوان میں پیش کیاجانا

MINISTER FOR ZAKAT AND USHR (Malik Nadeem Kamran): Mr Speaker! I lay:

"The Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab (Works) for the year 2010-11."

MR SPEAKER: The Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab for the year 2010-11 has been laid and referred to the Public Accounts Committee-I for report within a period of one year.

Next Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab for the year 2010-11. Minister concerned!

حکومت پنجاب کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ برائے سال2010-11 کاایوان میں پیش کیاجانا

MINISTER FOR ZAKAT AND USHR (Malik Nadeem Kamran): Mr Speaker! I lay:

"The Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab for the year 2010-11."

MR SPEAKER: The Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab for the year 2010-11 has been laid and referred to the Public Accounts Committee-I for report within a period of one year.

Next Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab (Revenue Receipt) for the year 2010-11. Minister concerned!

حکومت پنجاب (مالی وصولیاں) کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 2010-11 کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR ZAKAT AND USHR (Malik Nadeem Kamran): Mr Speaker! I lay:

"The Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab (Revenue Receipt) for the year 2010-11."

MR SPEAKER: The Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab (Revenue Receipt) for the year 2010-11 has been laid and referred to the Public Accounts Committee-I for report within a period of one year.

Next Audit Report on the Accounts of Public Sector Enterprises Government of the Punjab (Commercial Audit) for the year 2010-11. Minister concerned!

سرکاری ادارہ جات حکومت پنجاب (کمرشل آڈٹ) کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 2010-11 کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR ZAKAT AND USHR (Malik Nadeem Kamran): Mr Speaker! I lay:

> "The Audit Report on the Accounts of Public Sector Enterprises Government of the Punjab (Commercial Audit) for the year 2010-11."

MR SPEAKER: The Audit Report on the Accounts of Public Sector Enterprises Government of the Punjab (Commercial Audit) for the year 2010-11 has been laid and referred to the Public Accounts Committee-I for report within a period of one year.

Next Annual Report on Observance and Implementation of Principles of Policy in Relation with the Affairs of Punjab for the year 2010-11. Minister concerned!

پنجاب کے معاملات سے متعلق پالیسی اصولوں کی تعمیل اور عملدرآمد پر سالانہ رپورٹ برائے سال 2010-11 کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR ZAKAT AND USHR (Malik Nadeem Kamran): Mr Speaker! I lay:

> "The Annual Report on Observance and Implementation of Principles of Policy in Relation with the Affairs of Punjab for the year 2010-11."

MR SPEAKER: The Annual Report on Observance and Implementation of Principles of Policy in Relation with the Affairs of Punjab for the year 2010-11 has been laid and referred to the Public Accounts Committee-I for report within a period of one year. Minister concerned.

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 225(2) کے تحت مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی دیوالیہ مصدرہ 2011 کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم جاری کرنے کی تحریک

MINISTER FOR ZAKAT AND USHR (Malik Nadeem Kamran): Mr Speaker: I move:

> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Provincial Insolvency (Amendment) Bill, 2011 (Bill No. 23 of 2011)."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Provincial Insolvency (Amendment) Bill, 2011 (Bill No. 23 of 2011)."

None opposed it. The motion moved and the question is:

> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Provincial Insolvency (Amendment) Bill, 2011 (Bill No. 23 of 2011)."

(The motion was carried.)

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

MR SPEAKER: Now, the first reading starts. The concerned Minister may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی دیوالیہ مصدرہ 2011

MINISTER FOR ZAKAT AND USHR (Malik Nadeem Kamran): Mr Speaker! I move:

"That the Provincial Insolvency (Amendment) Bill 2011, as recommended by Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Provincial Insolvency (Amendment) Bill 2011, as recommended by Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Provincial Insolvency (Amendment) Bill 2011, as recommended by Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE-2

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میں باہر تھا ابھی آیا ہوں میرے خیال میں کورم پورا نہیں ہے؟

جناب سپیکر: لغاری صاحب while the question is put آپ کورم کی نشاندہی نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد آپ کر سکتے ہیں۔ شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: چلیں! آپ question complete کر لیں میں پھر put کر دوں گا۔

MR SPEAKER: Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was unanimously carried.)

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Now, may I raise?

MR SPEAKER: You can raise now. You have the right.

کورم کی نشاندہی

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I point out quorum of the House and I would like you to please take notice of this and have the members count.

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جی، کورم پورا نہیں ہے اس لئے اجلاس کل بروز جمعتہ المبارک مورخہ 16۔دسمبر2011 صبح 9-00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

392

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،16۔دسمبر2011

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

سرکاری کارروائی

1۔ محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ برائے سال2010

ایک وزیر محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ برائے سال2010ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ آرڈیننس(ترمیم)پنجاب بنک2011(مسودہ قانون نمبر2بابت2011)

ایک وزیر آرڈیننس(ترمیم)پنجاب بنک2011ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ مسودہ قانون(ترمیم)گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن پنجاب2011
(مسودہ قانون نمبر54بابت 2011)

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن پنجاب2011ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی دیوالیہ 2011(مسودہ قانون نمبر21بابت2011)

مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی دیوالیہ 2011پر(ضمن6سے)ضمن وار غور وخوض کا دوبارہ آغاز

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی دیوالیہ 2011منظور کیا جائے۔

393

5۔ مسودہ قانون عطائے مالکانہ حقوق قابض مزارعین و مقرر یداران پنجاب 2011
(مسودہ قانون نمبر 11 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون عطائے مالکانہ حقوق قابض مزارعین و مقرر یداران پنجاب 2011 کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (2)225 کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون عطائے مالکانہ حقوق قابض مزارعین و مقرر یداران پنجاب 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ریونیو، ریلیف واشتمال نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون عطائے مالکانہ حقوق قابض مزارعین و مقرر یداران پنجاب 2011 منظور کیا جائے۔

6۔ مسودہ قانون (ترمیم) (قانونی رکاوٹوں کا خاتمہ) ہندو وراثت 2011
(مسودہ قانون نمبر 23 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) (قانونی رکاوٹوں کا خاتمہ) ہندو وراثت 2011 کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (2)225 کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) (قانونی رکاوٹوں کا خاتمہ) ہندو وراثت 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ریونیو، ریلیف واشتمال نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(قانونی رکاوٹوں کا خاتمہ)ہندو ورثہ 2011 منظور کیا جائے۔

394

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیئسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،16۔دسمبر2011

(یوم الجمع،20۔محرم الحرام1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 32 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

فَاذْكُرُونِيٓ أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ﴿١٥٢﴾ يَا أَيُّهَا
الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ
الصَّابِرِينَ ﴿١٥٣﴾ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ ﴿١٥٤﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ
الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ
وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٥﴾ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا
إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿١٥٦﴾ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن
رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿١٥٧﴾

سورة البَقَرَة 152تا157

سو تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کیا کروں گا اور میرے احسان مانتے رہنا اور ناشکری نہ کرنا(152)اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد لیا کرو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے(153)اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں ان کی نسبت یہ نہ کہنا کہ وہ مرے ہوئے ہیں (وہ مردہ نہیں) بلکہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے(154)اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور میووں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے۔ تو صبر کرنے والوں کو(اللہ کی خوشنودی کی) بشارت سنادو(155)ان لوگوں پر جب کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ

ہم اللہ ہی کا مال ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں(156)یہی لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی مہربانی اور رحمت ہے اور یہی سیدھے رستے پر ہیں(157)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

قرآن دسدا اے بڑائی حضور ﷺ دی
کہڑا کرے گا مدح سرائی حضور ﷺ دی
جھولی وِچ دو جہاں دی دولت سمیٹ لئی
کنّی او مالدار سی دائی حضور ﷺ دی
بِن ویکھیاں جدے تے کروڑاں نثار نے
صورت خُدا نے ایسی بنائی حضور ﷺ دی
قوسین دے مقام نے ایہہ راز کھولیا
اللہ ای جاندا اے رسائی حضور ﷺ دی

سوالات

(محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈا پر محکمہ داخلہ سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال محترم محمد نوید انجم کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2828 ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور میں ٹریفک سیکٹر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2828: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور کو کتنے ٹریفک سیکٹرز میں تقسیم کیا گیا ہے، ان کے نام بتائیں؟

(ب) ہر سیکٹر میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ج) ہر سیکٹر کے انچارج کا عہدہ، نام، گریڈ، تعلیمی قابلیت موجودہ و مستقل پتا جات اور تعلیمی قابلیت بتائیں؟

(د) ٹریفک پولیس لاہور کے سال 07-2006 اور 08-2007 کے اخراجات بتائیں؟

(ہ) ٹریفک پولیس لاہور کے پاس کتنی موٹر سائیکل اور گاڑیاں ہیں؟

(و) یہ گاڑیاں اور موٹر سائیکل کون کون استعمال کر سکتے ہیں؟

وزیر داخلہ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) لاہور سٹی کو بلحاظ تنظیم 33 ٹریفک سیکٹرز ہائے میں تقسیم کیا گیا ہے جن کے نام درج ذیل ہیں:

I۔	مال ون	119	ii۔	مال ٹو	81
iii۔	کینٹ	82	IV۔	مال تھری	68
V۔	لوئر مال	84	VI۔	انارکلی	86
VII۔	میکلوڈ روڈ II	52	VIII۔	گڑھی شاہو	78

IX۔	مغلپورہ	124	X۔	کوتوالی	111
XI۔	مصری شاہ	65	XII۔	ریلوے سٹیشن	34
XIII۔	راوی روڈ	86	XIV۔	لاری اڈا	98
XV۔	شاہدرہ	70	XVI۔	مزنگ	66
XVII۔	اچھرہ	72	XVIII۔	وحدت روڈ	89
XIX۔	شادمان	109	XX۔	گلبرگ	116
XXI۔	مین مارکیٹ	76	XXII۔	ماڈل ٹاؤن	85
XXIII۔	ٹاؤن شپ	76	XXIV۔	کوٹ لکھپت	69
XXV۔	کاہنہ	44	XXVI۔	اولڈ ایئرپورٹ	79
XXVII۔	نیو ایئرپورٹ	85	XXVIII۔	ڈیفنس	117
XXIX۔	نواں کوٹ	81	XXX۔	نیاز بیگ	101
XXXI۔	رائیونڈ	97	XXXII۔	شیر اکوٹ	44اور خیابان جناح41

(ب)

I۔	مال ون	119	ii۔	مال ٹو	81
iii۔	کینٹ	82	IV۔	مال تھری	68
V۔	لوئر مال	84	VI۔	انارکلی	86
VII۔	میکلوڈ روڈII	52	VIII۔	گڑھی شاہو	78
IX۔	مغلپورہ	124	X۔	کوتوالی	111
XI۔	مصری شاہ	65	XII۔	ریلوے سٹیشن	34
XIII۔	راوی روڈ	86	XIV۔	لاری اڈا	98
XV۔	شاہدرہ	70	XVI۔	مزنگ	66
XVII۔	اچھرہ	72	XVIII۔	وحدت روڈ	89
XIX۔	شادمان	109	XX۔	گلبرگ	116
XXI۔	مین مارکیٹ	76	XXII۔	ماڈل ٹاؤن	85
XXIII۔	ٹاؤن شپ	76	XXIV۔	کوٹ لکھپت	69
XXV۔	کاہنہ	44	XXVI۔	اولڈ ایئرپورٹ	79
XXVII۔	نیو ایئرپورٹ	85	XXVIII۔	ڈیفنس	117
XXIX۔	نواں کوٹ	81	XXX۔	نیاز بیگ	101
XXXI۔	رائیونڈ	97	XXXII۔	شیر اکوٹ	44اور خیابان جناح41

(ج) سیکٹر ہائے کے انچارج صاحبان کے مکمل کوائف کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) موٹر سائیکل(CC-125)1230(239عدد موٹر سائیکل بحکم CCPO صاحب ڈسٹرکٹ پولیس لاہور کے زیر استعمال ہیں جبکہ 991 سٹی ٹریفک پولیس کے زیر استعمال ہیں)

موٹر سائیکل	= (250-CC)	290
جیپ لینڈ کروزر	=	06
ڈبل کیبن Vego	=	14
سنگل کیبن	=	10
فورک لفٹر	=	10
پک اپ سنگل کیبن اولڈ	=	11
ایجوکیشن وین	=	02
بس	=	08
موبائل کینٹن	=	04
ٹرک	=	05
بریک ڈاؤن	=	03
کلٹس کار	=	32
XLI کار	=	01
ٹوٹل	=	1626

(و) XLI کرولا کار برائے DIG صاحب ٹریفک کیپیٹل سٹی ڈسٹرکٹ لاہور۔

لینڈ کروزر برائے STOs/CTO صاحبان

ڈبل کیبن برائے DSP/TO صاحبان

سنگل کیبن بطور سپیشل سکواڈز (انچارج STW)

کلٹس گاڑیاں برائے سیکٹر انچارجز (STW)

250-CC موٹر سائیکلز برائے VVIP/VIP پائلٹس اور بیٹ

آفیسران (STW/TW)

125-CC برائے فیلڈ پٹرولنگ ڈیوٹینو

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! انہوں نے لاہور کو 33 سیکٹر میں تقسیم کیا ہے اور سب سے زیادہ ملازمین مغلپورہ سیکٹر 9 میں ہیں یہاں 124 ملازمین ہیں اور میرا خیال ہے کہ وہ ٹریفک وارڈن ہی ہوں گے۔ نہر پر ٹریفک وارڈنز کے نہ ہونے کی وجہ سے سب سے زیادہ ٹریفک بند ہوتی ہے۔ ہر بنس پورہ پل سے لے کر لال پل تک کسی پل پر صبح کے وقت ٹریفک وارڈن نہیں ہوتے۔ چونکہ ہمیں ٹریفک کے manners نہیں آتے اس لئے سب لوگ ایک دوسرے کے آگے گاڑیاں پھنسا کر کھڑے ہوتے ہیں اور بچے سکول سے لیٹ ہو جاتے ہیں۔ کیا حکومت ان سب وارڈنز کو ڈیوٹی پر لانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر داخلہ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبر کی observation نوٹ کر لی گئی ہے اور اس سلسلے میں duty ensure کرنے کے لئے متعلقہ اتھارٹی کو ہدایات جاری کر دی جائیں گی۔ باقی نہر پر جو انہوں نے ٹریفک کے رش کا ذکر کیا ہے وہ بالکل درست ہے اور اسی لئے کینال روڈ کے کچھ حصوں کو کشادہ کیا جا رہا ہے چونکہ کینال کے ساتھ ساتھ آبادی کا کافی load ہے اس لئے in future بھی ٹریفک رش بڑھنے کے امکانات ہیں اس لئے traffic management کے لئے کینال روڈ کو کشادہ کرنے کا پروگرام ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، پہلے نوید انجم صاحب کو سوال کرنے دیں۔ میری بات غور سے سُن لیں کہ جن صاحب نے سوال دیا ہوا ان کا حق پہلے ہے اس کے بعد کسی اور کا حق ہے۔ جی، نوید انجم صاحب!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! دھرم پورہ انڈر پاس سے لے کر مغل پورہ انڈر پاس تک ایک رائل پام ہے جس کی اپنی سروس لین نہیں ہے اور ان کی تمام گاڑیاں نہر پر پارک ہوتی ہیں جب کہ وہ پہلے ہی دو لین کی سڑک ہے۔ اس کے بالکل opposite دوسری جانب محکمہ انہار کے دفاتر ہیں وہاں پر بھی دو لین ہیں۔ کیا حکومت اس سروس لین اور اس حصے کو وسیع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اس کو نوٹ کریں یہ بڑا ضروری ہے۔

وزیر داخلہ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ کینال روڈ پر جو ٹریفک کا پریشر ہے اس کے پیش نظر اس کو through out کشادہ کرنے کا پہلے ہی پروگرام ہے اور حکومت اس پر عمل بھی کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، میاں نصیر احمد!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں 125 CC موٹر سائیکلوں کی تعداد 1230 بتائی گئی ہے اور ان میں سے 239 موٹر سائیکلیں بحکم CCPO صاحب ٹریفک پولیس نے ڈسٹرکٹ پولیس کو دی ہوئی ہیں۔ کیا ڈسٹرکٹ پولیس کے پاس اپنی موٹر سائیکلیں نہیں ہیں، یہ کس طرح 239 موٹر سائیکلیں ڈسٹرکٹ پولیس کے حوالے کی گئی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر داخلہ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس میں کوئی خاص وجہ نہیں چونکہ روڈ پر جہاں ٹریفک کو کنٹرول کیا جاتا ہے اس کے ساتھ ساتھ وہاں پر جرائم پیشہ لوگوں کے سدباب کے لئے ڈسٹرکٹ پولیس کی بھی deployment کی جاتی ہے۔ڈسٹرکٹ پولیس کی deployment کے لئے ان کو یہ سہولت دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: وہ یہ نہیں پوچھ رہے بلکہ وہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا ڈسٹرکٹ پولیس کے پاس اپنے موٹر سائیکل نہیں ہیں؟

وزیر داخلہ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):ان کے پاس جو موٹر سائیکلیں ہیں انہیں بھی استعمال کرتے ہیں لیکن اس لحاظ سے کہ ان کی deployment ٹریفک پولیس کے ساتھ ہے اس لئے یہ حصہ ان کو دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر:اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔جناب سپیکر!میرا سوال نمبر 4459 ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سی آئی سی آر پراجیکٹ کی کرائے کی عمارت وملازمین کی تفصیلات

*4459: محترمہ نگہت ناصر شیخ:کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف)کیا یہ درست ہے کہ CICR(اونٹ دوڑ والے بچے)پراجیکٹ شروع کرنے کے لئے محکمہ نے کرائے پر عمارت لے رکھی ہے نیز محکمہ کس حساب سے سالانہ کرایہ ادا کرتا ہے؟

(ب) CICR پراجیکٹ شروع کرنے کے لئے کتنے ملازم رکھے گئے نیز کیا محکمہ نے ہوم ڈیپارٹمنٹ سے باقاعدہ اجازت لی گئی ہے؟

وزیر داخلہ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):

(الف) ہاں!یہ درست ہے کہ CICR(اونٹ دوڑ والے بچے)پراجیکٹ شروع کرنے کے لئے محکمہ نے ایک سال کے لئے کرائے پر عمارت لے رکھی تھی اور اس عمارت کا سالانہ کرایہ -/624000روپے تھا-

(ب) CICR پراجیکٹ شروع کرنے کے لئے دو ملازم ایک سال کے لئے اور بارہ ملازم تین تین ماہ کے لئے رکھے گئے تھے اور باقی کچھ ملازم چائلڈ پروٹیکشن بیورو میں اس پراجیکٹ پر پہلے ہی کام کر رہے تھے ان کو پراجیکٹ الاؤنس دے کر یہ پراجیکٹ مکمل کروایا گیا جبکہ ہوم ڈیپارٹمنٹ سے کوئی اجازت نہیں لی گئی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! چائلڈ پروٹیکشن بیورو کی بلڈنگ کا ایریا کتنی کنال پر مشتمل ہے؟ پہلے میں یہ پوچھنا چاہوں گی پھر ضمنی سوال کروں گی۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر داخلہ /قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ ان کا یہ سوال CICR سے متعلق ہے۔ یہ اس سے متعلق نہیں ہے کہ چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے آفس کی کتنی کنال اراضی ہے اگر وہ معزز ممبر چاہتی ہیں تو میں گیلری سے information لے کر انہیں دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں! آپ اگلا سوال پوچھ لیں اس کو چھوڑ دیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! نہیں، میں تو صرف reference کے لئے پوچھ رہی تھی کیونکہ میرے اس سوال کی جز (ب) یہ تھی کہ CICR Project کے لئے کیا کوئی عمارت ہائیر کی گئی تھی، 55 یا 56 کنال پر یہ بلڈنگ موجود ہے جس میں میرا خیال ہے کہ 200 سے 250 بچے ہیں لیکن اس کے باوجود اس project کے لئے 6 لاکھ 24 ہزار روپے ماہانہ پر یہ بلڈنگ کیوں کرایہ پر لی گئی تھی، چائلڈ پروٹیکشن بیورو کا اپنا سٹاف موجود تھا لیکن اس کے باوجود نیا سٹاف رکھا گیا، یہ سارا پیسا خرچ کیا گیا، کروڑوں روپے ضائع اور خُورد بُرد کئے گئے ہیں تو میں صرف یہ پوچھنا چاہ رہی تھی کہ اس پراجیکٹ پر جو رقم خُورد بُرد ہوئی ہے اس کا کیا بنا اور یہ بلڈنگ کیوں ہائیر کی گئی تھی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر داخلہ /قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو پہلے سوال کیا ہے کہ چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے پاس کتنا رقبہ ہے اس کا جواب مجھے موصول ہو گیا ہے، 57 کنال رقبہ اس کے پاس ہے باقی جہاں تک اس project کا معاملہ ہے تو اس میں main project component، Foreign Aid اور Foreign Funded Programme تھا۔ یہ project جنوری 2008 میں

شروع ہوا،اس کا کل بجٹ 2لاکھ 75ہزار US-Dollar تھا اوراس project پر ایک کروڑ83لاکھ 88ہزار2سو50روپے خرچ ہوا ہے۔اس project کی غالباًیہ ڈیمانڈ تھی کہ اس کے لئے علیحدہ آفس قائم کیا جائے اور اسی بنیاد پر اس کے لئے علیحدہ آفس کرایہ کی عمارت میں قائم کیا گیا تھا۔اب یہ project close ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: اب یہ project close ہو چکا ہے۔جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!ڈیڑھ دو کروڑ خرچ کرنے کے بعد یہ منصوبہ ختم ہو گیا لیکن مسئلہ یہ ہے کہ وہ جو ڈیڑھ دو کروڑ روپیہ خرچ ہوا اس سے کتنے بچوں کو فائدہ ہوا اور اس project کا کیا بنا؟ میرا اگلا ضمنی سوال ہے کہ یہ ادارہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کے under آتا ہے اور یہاں جواب میں کہا گیا ہے کہ ہوم ڈیپارٹمنٹ سے اجازت نہیں لی گئی تو کیا ادارہ خود سے کوئی project بغیر ہوم ڈیپارٹمنٹ کی اجازت کے شروع کرنے کا اختیار رکھتا ہے کہ اتنا بڑا project خود شروع کر لے اور ہوم ڈیپارٹمنٹ سے اجازت نہ لے؟

جناب سپیکر: جی،وزیر قانون!

وزیر داخلہ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!محترمہ نے اس میں پہلے سوال کیا ہے کہ اس میں کتنے بچے benefit ہوئے تو اس سے benefit ہونے والے بچوں کی تعداد 1,161 ہے اور ان میں 16لاکھ 3ہزار 7سو ڈالر تقسیم کئے گئے باقی جہاں تک ڈیپارٹمنٹ سے اجازت لینے کا معاملہ ہے تو چاہے کوئی بھی project ہو، چاہے اس کی نوعیت کیسی ہی کیوں نہ ہو چاہے وہ foreign funding یا domestic funding ہو حکومت کی اجازت کے بغیر شروع نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!اگر انہوں نے بغیر اجازت کے شروع کیا اور project مکمل بھی ہو گیا تو حکومت نے کیا کوئی ایکشن لیا یا ہوم ڈیپارٹمنٹ نے اس کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے؟

جناب سپیکر: جی،انہوں نے بند تو کر دیا اور ایکشن اس سے زیادہ کیا ہو گا؟ جی،اگلا سوال بھی آپ کا ہے سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4460 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال2009، بچوں کے علاج پر خرچ ہونے والی رقم کی تفصیلات

*4460: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چائلڈ پروٹیکشن بیورو میں موجود بچوں کا علاج کس ہسپتال سے کروایا جاتا ہے؟

(ب) سال2009 میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو میں موجود بچوں کے علاج پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر داخلہ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے آفس میں میڈیکل آفیسر تعینات ہیں جو بچوں کو میڈیکل کی سہولت فراہم کرتے ہیں-اس کے علاوہ اگر بچے کی بیماری کی نوعیت ایسی ہے جس میں اس کو ہسپتال میں داخل کرانا پڑے تو اس کے لئے پنجاب کے مندرجہ ذیل گورنمنٹ ہسپتالوں سے بچوں کا علاج کرایا جاتا ہے:

1-	چلڈرن ہسپتال لاہور	2-	میو ہسپتال، لاہور
3-	پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور	4-	بے نظیر بھٹو ہسپتال، راولپنڈی
5۔	ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال راولپنڈی	6۔	ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال گوجرانوالہ
7۔	ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال فیصل آباد	8۔	الائیڈ ہسپتال فیصل آباد
9۔	نشتر ہسپتال ملتان		

(ب) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو نے پنجاب کے مختلف دفاتر لاہور، فیصل آباد، راولپنڈی، گوجرانوالہ، ملتان کے میڈیکل سیکشن کے لئے سال10-2009 میں اب تک -/225369 روپے کی میڈیسن خریدی ہیں اور اس کے علاوہ لیبارٹری ٹیسٹ اور کچھ دوسری میڈیسن پر -/25926 روپے خرچ کئے ہیں-

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس سوال کا جواب غلط ہے اور میں یہ بات ثابت کر سکتی ہوں کیونکہ اس میں جو ہسپتال بتائے گئے ہیں ان میں ڈاکٹر ہسپتال کو mention نہیں کیا گیا۔ میں یہ ثبوت دے سکتی ہوں کہ ڈاکٹر ہسپتال سے معمولی بخار کا بڑا مہنگا علاج کروایا گیا، وہاں پر ڈاکٹرز کو فیسیں بھی ادا کی گئیں اور وہ Bills بیورو کے ریکارڈ میں موجود ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ جواب غلط ہے اس میں

ڈاکٹر ہسپتال mention نہیں۔اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے اندر بچوں کے لئے ڈسپنسری، ہسپتال یا کلینک موجود نہیں ہے تو کیا حکومت بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر داخلہ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا متعلقہ portion میں پڑھ دیتا ہوں کہ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو پنجاب کے مختلف دفاتر لاہور، فیصل آباد، راولپنڈی، گوجرانولہ اور ملتان کے میڈیکل سیکشن کے لئے سال 10-2009 میں اب تک 2 لاکھ 25 ہزار 3 سو 69 روپے کی میڈیسن خریدی ہیں اس کے علاوہ لیبارٹری ٹیسٹ اور کچھ دوسری میڈیسن پر 25 ہزار 9 سو 26 روپے خرچ کئے گئے ہیں اور اگر اس میں میڈیکل سیکشن ہے تو یقیناً یہ اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان بچوں کا جہاں سے بھی ممکن ہو وہاں سے ان کا علاج ensure کرے، چاہے ڈسپنسری یا ہسپتال سے ہو کیونکہ اس پر ہسپتال کے نام بھی دیئے گئے ہیں۔ باقی جہاں تک انہوں نے یہ بات کی ہے کہ کسی ایک ہسپتال کا نام یہاں سے miss ہے اگر اس سے متعلق ان کے پاس information ہے تو مجھے دے دیں اس کو چیک کروا لیتے ہیں اور اگر محکمہ نے اس سلسلے میں کوئی کوتاہی کی ہے تو بالکل اس پر ایکشن لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، آپ ضمنی سوال پر آ جائیں!

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! شکریہ۔ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کی چیئر پرسن ڈاکٹر محترمہ فائزہ تھی وہ تقریباً before six month فارغ ہو گئی تھی تو اس کے بعد کیا وہاں پر کسی بھی male or female کو بطور چیئر پرسن یا چیئر مین مقرر کیا گیا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، آپ کا fresh question ہی بنتا ہے، ویسے آپ کی مرضی ہے؟

وزیر داخلہ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سوال میں تو اس سے متعلق information درج نہیں لیکن میری personal information یہ ہے کہ جس چیئر پرسن صاحبہ کا ذکر محترمہ کر رہی ہیں اس کے بعد کسی کو مقرر نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال انجینئر قمرالاسلام راجہ صاحب کا ہے۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! on his behalf.

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! on his behalf.

جناب سپیکر: ان کے ساتھ جو بیٹھے ہیں وہ بھی کہہ رہے ہیں on his behalf. چلیں! ایک وہ اور ایک آپ سوال کر لیں۔

چودھری ندیم خادم: سوال نمبر 5075 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال 10-2009، تھانوں کے لئے نئی عمارتیں تعمیر کرنے کی تفصیلات

*5075: انجینئر قمرالاسلام راجہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

حکومت نے مالی سال 10۔2009 کے لئے پنجاب میں کل کتنے تھانوں کی نئی عمارتوں کی تعمیر کے لئے بجٹ مختص کیا ہے اور اگلے مالی سال کے لئے کتنی عمارتیں زیر غور ہیں؟

وزیر داخلہ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

تفصیل	تھانوں کی تعداد	مختص رقم (ملین روپوں میں)
جاری (اے ڈی پی 10-2009)	22 (تکمیل اس سال مکمل ہو جائے گی)	61.710
نئے (اے ڈی پی 10-2009)	40 (اگلے سال تکمیل ہو گی)	149.896
(اے ڈی پی 10-2009)	62	211.606

ii زیر غور سالانہ ترقیاتی پروگرام (اے ڈی پی 11-2010)

تفصیل	تھانوں کی تعداد	مختص رقم (ملین روپوں میں)
جاری (اے ڈی پی 11-2010)	40	400.00
نئے (اے ڈی پی 11-2010)	46	149.896
(اے ڈی پی 11-2010)	86	630.00

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ نئے تھانوں کے لئے جو پیسے رکھے گئے ہیں کیا جن کی بلڈنگ نہیں ہے ان کے لئے رکھے گئے ہیں یا وہ تھانے جن کی بلڈنگ خراب اور خستہ حالت میں ہے ان کے لئے رکھے گئے ہیں؟ دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو پیسا اس سال رکھا گیا ہے

اس کو تقسیم کس طریقے سے کیا گیا ہے، کیا ہر ضلع سے ایک یا دو تھانہ لئے جاتے ہیں ذرا اس کا طریق کار بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر داخلہ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سوال میں یہی پوچھا گیا تھا اور جواب بھی اس کے مطابق ہے کہ تھانے کی نئی عمارتوں کے لئے یہ سارا بجٹ ہے باقی جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ان کا انتخاب کس طرح سے کیا جاتا ہے کہ کون سے تھانے بننے ہیں اور کس ضلع میں کتنے بننے ہیں تو یہ طریق کار ڈیپارٹمنٹ خود طے کرتا ہے اور IG کی recommendation پر ان تھانوں کی selection ہوتی ہے جنہیں اس سال نئی بلڈنگ دینی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، جناب شیر علی خان!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کا جواب 31۔دسمبر 2010 کو موصول ہوا ہے تو اس کے بعد 10-2009 کے مالی سال سے متعلق میرا ضمنی سوال ہے کہ کیا یہ تھانے جو اس میں بتائے گئے ہیں تمام مکمل ہو گئے ہیں کیونکہ اس کے بعد 11-2010 کا سال بھی ختم ہو چکا ہے۔ اس میں 11-2010 کے 86 تھانے mention کئے گئے ہیں کیا یہ تمام مکمل ہو گئے ہیں اس کی latest position بتائی جائے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر داخلہ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ سوال specifically 10-2009 کے لئے ہے اور پھر اس میں پوچھا گیا ہے کہ اگلے سال یعنی یہ 10-2009 اور 11-2010 کے متعلق بنتا ہے تو اس کے متعلق پوری تفصیل دی گئی ہے۔ اس سال کی fresh position کے متعلق اگر وہ جاننا چاہتے ہیں تو اس کی information بھی میں ان کو فراہم کر دوں گا۔ اس وقت present position یہ ہے۔ ٹوٹل پولیس سٹیشن 683 ہیں جن میں سے satisfactory buildings کی تعداد 191 ہے۔ Repair کی تعداد 134 ہے اس کے علاوہ جو under construction ہیں ان کی تعداد 40 ہے۔ اسی طرح rented buildings کی تعداد 126 ہے other departments اور 143 reconstruction buildings ہیں۔ 683 تھانوں کا breakup میں نے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! جواب میں لکھا ہے کہ 22 تھانوں کی تکمیل اس سال ہو جائے گی۔ اسی طرح 40 تھانوں کے متعلق لکھا ہوا ہے کہ ان کی تکمیل اگلے سال ہو گی۔ اسی طرح آگے اس کی مزید تفصیل ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس وقت ایک مالی سال اور گزر گیا ہے، اس جواب کے اندر جو تھانے mentioned ہیں کیا یہ مکمل ہو گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر داخلہ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! 22 تھانے 10-2009 میں مکمل ہونے تھے وہ تو مکمل ہو چکے ہیں اور باقی جو 40 تھانے 11-2010 میں مکمل ہونے تھے وہ بھی completion کی stage پر ہیں۔ اس سال جو شروع ہوئے ہیں وہ یقیناً 30۔ جون تک مکمل ہو جائیں گے یا پھر تھوڑا بہت کام اگلے مالی سال میں چلا جائے گا۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب والا! میں اس سلسلے میں ضمنی سوال کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔ اس سوال پر تین ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ سب کے ساتھ ایک جیسا سلوک ہونا چاہئے۔ اگلا سوال جناب محمد نوید انجم صاحب!

جناب محمد نوید انجم: سوال نمبر 5203۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تھانہ سرور روڈ لاہور کینٹ کی حدود میں چوری، ڈکیتی کی وارداتیں و دیگر تفصیلات

*5203: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2009 سے آج تک تھانہ سرور روڈ لاہور کینٹ میں چوری، ڈکیتی اور راہزنی کی کتنی وارداتیں درج ہوئیں، کتنے ملزمان گرفتار ہوئے اور ان سے کتنا سامان برآمد ہوا؟

(ب) اس تھانہ کی حدود میں اس عرصہ کے دوران کتنے غیر ملکی افراد کو پکڑا گیا اور ان سے کس کس قسم کا اسلحہ پکڑا گیا، ان افراد کے نام، ولدیت اور اسلحہ کی تفصیل بتائیں؟

(ج) اس عرصہ کے دوران کتنے غیر ملکیوں کو جعلی نمبر پلیٹ پر گاڑیوں سمیت گرفتار کیا گیا ان کے نام، ولدیت بتائیں؟

(د) کیا ان غیر ملکی افراد پر متعلقہ جرم کی نوعیت کے مطابق مقدمات درج ہوئے، اگر ہاں تو ان مقدمات کے نمبر بتائیں؟

وزیر داخلہ /قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) یکم جنوری2009 سے لے کر آج تک تھانہ سرور روڈ میں ڈکیتی کا کوئی مقدمہ درج نہ ہوا۔ جبکہ راہزنی کے 5 مقدمات درج ہو کر 6 ملزمان گرفتار ہوئے۔جن سے -/41000 روپے کی برآمدگی ہوئی اور چوری کے کل 63 مقدمات درج ہو کر 48 ملزمان گرفتار ہوئے جن سے موبائل فون ونقدی اور زیورات کل مالیتی -/4,99,700 روپے کی برآمدگی ہوئی۔

(ب) یکم جنوری2009 سے لے کر آج تک غیر ملکی افغانیوں کے خلاف صرف ایک مقدمہ نمبر 76 جرم 88/52/4 داخلہ پاکستان، 14 فارنر ایکٹ بر خلاف محمد عالم ولد منیر خان قوم پٹھان افغانی سکنہ: شیریں نگاہو ضلع مائی مکان افغانستان، حال ایڈریس نیو آفیسر کالونی 60 کوارٹر گندی جھلار اشمالی چھاؤنی لاہور کینٹ درج رجسٹر ہوا ہے جو مورخہ 09-04-20 کو چالان ہونا پایا گیا ہے۔

(ج) عرصہ متذکرہ کے دوران صرف ایک گاڑی نمبر IDL/1967 کو بحوالہ رپٹ نمبر 22 مورخہ 09-12-11 سے قبضہ پولیس میں لیا گیا جس کو افسران بالا کے حکم پر بعد تصدیق بحوالہ رپٹ نمبر 29 مورخہ 09-12-14 کو حوالے کیا گیا کوئی مقدمہ درج رجسٹر نہ ہوا ہے۔

(د) اس عرصہ کے دوران کوئی مقدمہ درج رجسٹر نہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! میں اس سوال کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں اس پر ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! سوال کے جز(ب) کے اندر پوچھا یہ گیا تھا کہ اس تھانہ کی حدود میں اس عرصہ کے دوران کتنے غیر ملکی افراد کو پکڑا گیا اور ان سے کس کس قسم کا اسلحہ پکڑا گیا، سوال کے اس حصے کا جواب نہیں دیا گیا کہ کس قسم کا اسلحہ پکڑا گیا یا نہیں۔ جواب کے اندر اس کی کوئی

تفصیل نہیں ہے۔اس کا جواب نہیں دیا گیا یہ فرمادیں کہ اسلحہ پکڑا گیا یا نہیں اور اگر پکڑا گیا تو وہ کس قسم کا تھا؟

جناب سپیکر: آپ جز(د) کا جواب چاہتے ہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! جز(ب) کی تفصیل چاہتا ہوں۔

وزیر داخلہ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا جز(ب) کا جواب بڑی تفصیل سے لکھا ہوا ہے کہ یکم جنوری 2009 سے لے کر آج تک غیر ملکی افغانیوں کے خلاف صرف ایک مقدمہ درج ہوا ہے اور اس میں جو آدمی پکڑا گیا ہے وہ ایک مقدمہ نمبر 76 جرم 88/52/4 داخلہ پاکستان، 14 فارنر ایکٹ بر خلاف محمد عالم ولد منیر خان قوم پٹھان افغانی سکنہ: شیریں نگاہو ضلع مائی مکان افغانستان، حال ایڈریس نیو آفیسر کالونی 60 کوارٹر گندی جھلار اشمالی چھاؤنی لاہور کینٹ درج رجسٹر ہوا ہے یہی آدمی پکڑا گیا ہے اسی کا چالان کیا گیا ہے اور اس سے کوئی اسلحہ برآمد نہیں ہوا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! اس پر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: اب آگے بھی چلنے دیں۔ مہربانی کریں۔ دوسروں کی باری بھی آنے دیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! میرے سوال کا جواب ہی نہیں آیا۔

جناب سپیکر: جواب تو انہوں نے دے دیا ہے کہ ایک مقدمہ درج ہوا اور اس کا نام بھی بتا دیا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! گاڑی کا تو بتا دیا ہے لیکن غیر ملکیوں والے سوال کا جواب پھر نہیں دیا گیا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جز(ب) اور (ج) دونوں میں ایک ایک جز کا جواب نہیں ہے، وہ دونوں کیا ہیں؟ میں عرض کرتا ہوں پہلے یہ پوچھا گیا کہ کس کس قسم کا اسلحہ پکڑا گیا اس کا انہوں نے جواب نہیں دیا۔ اسی طرح جز(ج) کے اندر پوچھا گیا کہ اس عرصہ کے دوران کتنے غیر ملکیوں کو جعلی نمبر پلیٹ پر گاڑیوں سمیت گرفتار کیا گیا؟ یہ کہتے ہیں کہ جعلی نمبر پلیٹ والی ایک گاڑی کو پکڑا ہے لیکن یہ نہیں بتاتے کہ اس کے اندر کتنے افراد تھے اور کیا ان افراد کو پکڑا گیا یا نہیں۔ ان کے نام نہیں بتائے گئے لہذا میری یہ گزارش ہے کہ یہ سوال کے (ج) جز کے اس حصے کا جواب دے دیں۔ شکریہ

وزیر داخلہ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں جو گاڑی پکڑی گئی اس کو ڈرائیور چلا رہا تھا اور ڈرائیور غیر ملکی نہیں تھا بلکہ پاکستانی تھا۔ جب گاڑی کو روکا گیا تو اس کے بعد امریکن قونصلیٹ کے سکیورٹی آفیسر نے گاڑی اور ڈرائیور کی identification کروائی اور یہ بتایا کہ یہ

ڈرائیوران کا ہے۔یہ جواب میں بھی لکھا ہوا ہے کہ بحوالہ رپٹ نمبر29 مورخہ 09-12-14 کو حوالے کیا گیا۔اگر یہ کہتے ہیں تو میں اس رپٹ کو بھی پڑھ دیتا ہوں۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب والا!میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ بغیر نمبر پلیٹ کے جو گاڑی پکڑی جاتی ہے تو اس کی رپٹ درج ہوتی ہے یا مقدمہ درج ہوتا ہے ؟وزیر قانون کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ بغیر نمبر پلیٹ کے جو گاڑی پکڑی جاتی ہے اس کا مقدمہ درج ہوتا ہے مقدمہ اور رپٹ کے اندر کافی فرق ہوتا ہے۔

جناب سپیکر:اب آپ وزیر قانون صاحب کی بات تو پہلے سن لیں۔

وزیر دخلہ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب والا!میری نولاٹیا صاحب سے یہ گزارش ہو گی کہ جواب کو تسلی سے پڑھ لیں۔جواب میں یہ لکھا ہوا ہے کہ عرصہ متذکرہ کے دوران صرف ایک گاڑی نمبر پکڑی گئی اور اس کا باقاعدہ نمبر بھی لکھا ہوا ہے اس کا نمبر IDL/1967 ہے کو بحوالہ رپٹ نمبر 22 مورخہ 09-12-11 سے قبضہ پولیس میں لیا گیا اس کے بعد جب سفارت خانے کے افسران نے اس کی شناخت کروائی تو پھر بحوالہ رپٹ نمبر 29 مورخہ 09-12-14 کے تحت اس کو چھوڑ دیا گیا۔اس رپٹ میں جو تفصیل دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ لینڈ کروزر نمبری IDL1967 کو بحوالہ رپٹ نمبر such and such روکا گیا تھا جس کو ڈرائیور مظہر اقبال ولد محمد انور سکنہ مکان نمبر 24 گلی نمبر 55 سیکٹر نمبر 4/7 چلا رہا تھا اور اسی اثناء میں مسٹر ولیم سکیورٹی آفیسر امریکن قونصلیٹ اور آغا تنویر آ گئے۔اس کی شناخت کے بعد اس کو رہا کر دیا گیا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب والا!میں یہ عرض کرتا ہوں کہ وزیر قانون غلط فرما رہے ہیں۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔آپ ہر بات پر ایسے ہی کہتے ہیں کہ وہ غلط کہہ رہے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب والا!میں عرض کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر:نولاٹیا صاحب!مہربانی۔آپ تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب والا!ایسی گاڑی پر 467/420 کا پرچہ درج ہوتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر:ان کے پاس شناخت آ گئی تھی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!وہ مجھے بتائیں کہ ایک جعلی گاڑی پکڑی گئی جس پر نمبر پلیٹ نہ لگی ہوئی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے آگے بھی چلنا ہے،آپ مہربانی کریں اور ایجنڈے کو چلنے دیں۔عجیب سوال ہے آپ کا۔میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔محترمہ!آپ بولیں اور آپ تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب والا!میں اس سلسلے میں تحریک استحقاق لاؤں گا۔

جناب سپیکر: جی،آپ لے کر آئیں پھر دیکھیں گے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب والا!وزیر قانون غلط information دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر:غلط information نہیں ہے۔آپ تشریف رکھیں آپ غلط بات کر رہے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب والا!کوئی آدمی اس طرح کی گاڑی استعمال کرتا ہے تو اس کے خلاف 468/420 کا مقدمہ درج ہونا چاہئے تھا جبکہ یہ مقدمہ درج نہیں ہوا۔

جناب سپیکر:جب اس آدمی کی شناخت ہو گئی ہے تو پھر اس کو چھوڑا گیا ہے۔

وزیر داخلہ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):جناب والا!اس سلسلے میں آپ رولنگ دیں کہ جعلی نمبر پلیٹ پر مقدمہ درج نہیں ہونا چاہئے تھا؟

جناب سپیکر:اس کی ساری تفصیل وزیر قانون نے بتادی ہے۔اب آپ کیا بار بار ایک ہی بات کر رہے ہیں۔مجھے وزیر قانون کی بات سننے دیں۔

وزیر داخلہ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میرے معزز اپوزیشن کے جو بھائی ہیں میں پوری ذمہ داری سے ان کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جعلی نمبر پلیٹ کی گاڑی جو ہے اس پر کبھی بھی 471/468/420 کا پرچہ درج نہیں ہوتا۔ہمیشہ بذریعہ رپٹ 550 کے تحت اس گاڑی کو قبضے میں لیا جاتا ہے اور اس کی اگر تصدیق ہو جائے تو پھر اس کو release کر دیا جاتا ہے اور اس کی تصدیق ہونے کے بعد اس کو release کر دیا گیا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! وزیر قانون صاحب نے جو بات کی ہے آپ مجھے صرف اتنا بتادیں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا اس کے اندر کوئی سوال ہے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! یہ سوال اب House کی property ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ میں آپ کو اس پر اتنا ٹائم نہیں دے سکتا۔ آپ کی مہربانی تشریف رکھیں۔ آپ تو کسی بات سے مطمئن نہیں ہوتے۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! مائیک کھلے گا تو میں بات کروں گی۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! اس طرح کی جب گاڑی ملتی ہے تو اس کے خلاف پرچہ درج ہوتا ہے رپٹ درج نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر: انہوں نے جواب میں کہا ہے کہ اس گاڑی کے اندر ڈرائیور بیٹھا ہوا تھا اور انہوں نے اس کی رپٹ بھی درج کی ہے۔ اب آپ اور کیا کہتے ہیں۔ بلاوجہ بحث کر رہے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! وہ گاڑی 550 کے تحت آتی ہے جو لاوارث پڑی ہوئی ہو۔ جس کا کوئی ڈرائیور نہ ہو جس کا کوئی مالک نہ ہو۔ میں وزیر قانون کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ بعد میں بتا دینا مہربانی فرما کر House کا ٹائم ضائع نہ کریں۔ آپ کی مہربانی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! ہمیں بات کرنے کی اجازت نہیں ہے، کیا ہم ممبر نہیں ہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! وزیر قانون نے جو بات کی ہے میں ان کو بتاتا ہوں کہ 420 کی definition کیا ہے؟

جناب سپیکر: آپ Pakistan Penal Code پڑھیں یہ ساری چیزیں اس میں درج ہیں۔ آپ مہربانی کریں۔ آپ کی بات درست نہیں ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: میں لاء منسٹر صاحب کو definition بتا دیتا ہوں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): وزیر قانون نے غیر قانونی بات کی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ غیر قانونی بات کیوں کریں گے؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!550 کے مطابق کوئی چیز قبضے میں لی جاتی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!ہمیں law پر بات کرنے دیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!یہ دو بندے کھڑے ہوئے ہیں فیصلہ کر لیں کہ ان میں سے ایک نے بولنا ہے یا دونے؟

جناب سپیکر:دونوں ہی بولیں گے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!اگر یہ سمجھتے ہیں کہ لاء منسٹر نے غلط جواب دیا ہے تو یہ اپنی legal کارروائی کر لیں۔

جناب سپیکر:آپ ایک منٹ خاموشی رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!550 کا باقاعدہ ایک طریق کار ہوتا ہے۔

جناب سپیکر:آپ کو خود ہی نہیں پتا تو آپ لاء منسٹر کو کیا پڑھائیں گے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!یہ بتائیں کہ 550 اور 420 کیا ہوتا ہے؟اگر ایک آدمی گاڑی پر جعلی نمبر پلیٹ لگاتا ہے تو اس پر 420 لگتی ہے یا نہیں؟لاء منسٹر صاحب 420 کی definition بتا دیں؟

جناب سپیکر:نولاٹیا صاحب!آپ کی بڑی مہربانی احتیاط کیا کریں۔آپ اس طرح ٹائم ضائع نہ کیا کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):اگر لاء منسٹر definition نہیں بتا سکتے تو یہ مستعفیٰ ہو جائیں اور ہم بتا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر:پلیز تشریف رکھیں۔ میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ تشریف رکھیں۔نولاٹیا صاحب!آپ definition پڑھ لیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!آپ اس پر رولنگ دے دیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!آپ رولنگ فرما دیں۔کیا وزیر قانون غیر قانونی بات کریں گے؟

جناب سپیکر: میں اپنی رولنگ reserve رکھتا ہوں۔آپ تشریف رکھیں۔لاء منسٹر غیر قانونی گفتگو کرتے ہی نہیں ہیں۔اب میں next question پر جارہا ہوں۔آپ کی بڑی مہربانی تشریف رکھیں۔آج آپ بڑی مشکل سے آئے ہیں پلیز تشریف رکھیں۔پلیز ہاؤس کا ٹائم ضائع نہ کریں۔آپ مجھے مجبور نہ کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: یہ definition لاء منسٹر پڑھیں گے یا ہم پڑھیں؟ایک آدمی جعلی پلیٹ لگائے گا تو کیا اس نے جعل سازی کی ہے یا نہیں کیا اس نے cheat کیا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: پلیز آپ تشریف رکھیں۔آپ تشریف رکھتے ہیں یا نہیں؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا سوال ہو چکا ہے میں ادھر سے ضمنی سوال لے رہا ہوں۔جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔جناب سپیکر!Pakistan Penal Code کی کس دفعہ کے تحت افسران بالا کو۔۔۔

جناب سپیکر: یہ اسمبلی ہے کوئی مذاق نہیں۔آپ ذرا احتیاط کیا کیجئے I will not permit you like this

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! مذاق تو آپ کر رہے ہیں۔میں ثابت کر سکتا ہوں کہ آپ نے ہاؤس کو degrade کیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنے الفاظ واپس لیں۔آپ اپنے الفاظ واپس لیں۔میں کہہ رہا ہوں کہ آپ اپنے الفاظ واپس لیں۔بسراء صاحب!tell him میں نے ادھر floor دیا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: لاء منسٹر بتائیں کہ 420 کیا ہے؟

جناب سپیکر: میں نے ادھر floor دیا ہے آپ جا کر پڑھ لیں۔آپ میری بات نہیں سننا چاہتے؟پلیز آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کیا آپ لاء منسٹر کی بات سے مطمئن ہیں؟

جناب سپیکر: جی، میں مطمئن ہوں۔آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): انہوں نے غیر قانونی الفاظ استعمال کئے ہیں وہ غیر قانونی وزیر ہیں۔

جناب سپیکر: اللہ کے فضل وکرم سے وہ قانونی لاء منسٹر ہیں۔جی، محترمہ!آپ فرمائیے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔جناب سپیکر!میں Pakistan Penal Code کی وہ دفعہ جاننا چاہتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر!میں Pakistan Penal Code کی وہ دفعہ جاننا چاہتی ہوں جس کے تحت کسی غیر ملکی کو جعلی نمبر پلیٹ لگا کر گھومنے کی اجازت ہے اور اس کے بعد افسران بالا کا جو حکم ہے وہ قانون میں کہاں درج ہے کہ ان کے کسی ٹیلی فون پر مقدمہ درج نہیں کیا جائے گا۔مجھے صرف اس کا جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر داخلہ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!قانون کی کوئی بھی دفعہ ایسی نہیں ہے جس کے تحت کسی foreigner یا کسی local کو گاڑی پر جعلی نمبر پلیٹ لگا کر چلنے کی اجازت ہو۔اس جواب میں بڑا واضح بتا دیا گیا ہے کہ اس گاڑی کو مشکوک جان کر روکا گیا اور بذریعہ رپٹ اسے قبضہ میں لیا گیا اس کے بعد افسران بالا کے حکم پر بعد تصدیق یعنی جب تصدیق ہو گئی کہ اس کی نمبر پلیٹ جعلی ہے نہ مشکوک بلکہ پتا چل گیا ہے کہ ان کی credence کیا ہے، اس رپٹ میں ان کی پوری تفصیل ہے۔ڈرائیور کا نام، اس کی ولدیت، اس کا ایڈریس اس کے بعد اس سفارت خانے کے جو آفیسرز آئے ان کے نام ہیں، ان کے سکیورٹی آفیسر کا نام ہے۔جب یہ معاملہ پوری طرح سے verify ہو گیا تو پھر مشکوک کا معاملہ ہی نہیں رہا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر!آپ ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں۔لاء منسٹر صاحب نے دو باتیں کی ہیں اور بعد میں دونوں باتوں کو deny کیا ہے پہلے انہوں نے کہا کہ ہم نے مشکوک سمجھ کر پکڑا ہے۔سوال پوچھا گیا تھا کہ جعلی نمبر پلیٹوں پر کس کو گرفتار کیا؟ یہ جواب میں نے نہیں دیا بلکہ ان کے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے آیا ہے۔پھر انہوں نے کہا کہ مشکوک سمجھ کر پکڑا اور اب اس سے بھی مکر گئے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ وہ مشکوک تھی نہ جعلی نمبر پلیٹ تھی صرف ایسے ہی روکا گیا تھا۔یہ کیا طریق کار ہے؟ ہمیں سچ تو بتا دیں کہ اس میں بیچ والی بات کیا ہے اور یہ تصدیق قانون میں کہاں exist کرتی ہے۔قانون میں رپٹ یا مقدمہ درج ہوتا یا چھوڑ دیا جاتا ہے لیکن یہ تصدیق کس چیز کا نام ہے اور تصدیق کس قسم کی کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: انہوں نے سارا جواب لکھا ہے، اس کا نمبر بھی لکھا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں نے بڑی categorical بات کی ہے کہ لاء منسٹر صاحب نے دو باتیں کی ہیں اور بعد میں دونوں سے deny کیا ہے۔ ہم ان کی بڑی respect کرتے ہیں انہوں نے جعلی نمبر پلیٹ کے بارے میں خود جواب دیا ہے اس کے بعد انہوں نے کہا کہ ہم نے مشکوک سمجھ کر پکڑا ہے لیکن اب کہہ رہے ہیں کہ وہ مشکوک تھا نہ نمبر پلیٹ جعلی تھی۔

جناب سپیکر: جب اس کی تصدیق ہو گئی کہ وہ فلاں بندہ ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کس چیز کی تصدیق ہوئی؟

جناب سپیکر: محترمہ! انہوں نے آپ کو بتا دیا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں نے بڑی categorical ایک simple بات پوچھی ہے پھر تصدیق کس چیز کی ہوئی ہے وہ مشکوک تھا اور نہ ہی نمبر پلیٹ جعلی تھی تو پھر تصدیق کس چیز کی؟

جناب سپیکر: پہلے اسے مشکوک سمجھا گیا لیکن جب اس کی تصدیق ہو گئی اور وہ بندہ صحیح ثابت ہو گیا تو اب کیا کیا جائے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! آپ بڑے ہیں، آپ کا حکم سر آنکھوں پر لیکن آپ ان کو بچا رہے ہیں۔ یہ غلط بات ہے اس کے اندر پوری دال کالی ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، بڑی مہربانی۔ جیتے رہو۔ اگلا سوال۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! ریمنڈ ڈیوس واپس جا چکا ہے اور یہ ان کے وکیل تھے۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! مسئلہ یہ نہیں ہے کہ گاڑی پکڑی کیوں بلکہ ان کو مسئلہ یہ ہے کہ اسلام آباد میں کتنی گاڑیاں۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

جناب عبدالوحید چودھری: پیپلز پارٹی کی حکومت کو یہ جرأت نہیں ہو سکی کہ وہ ان کی تلاشی لے سکیں۔ ان کو مسئلہ یہ ہے کہ امریکہ کی گاڑی پکڑی کیوں ہے؟ یہ تو ریمنڈ ڈیوس کو بھی بغیر تصدیق ملک سے باہر پہنچا دیتے ہیں۔

MR SPEAKER: Order please, order in the House.

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) جناب سپیکر !ابھی میری بہن نے بات کی ہے یہ اس کا جواب دے دیں۔ہماری کوئی ذاتی بات نہیں ہے بلکہ یہ سوال ہاؤس کی property ہے۔جب ایک غریب آدمی سے 550 میں گاڑی پکڑی جاتی ہے تو اس کی باقاعدہ عدالت سے سپرد داری ہوتی ہے۔اس میں لکھا ہوا ہے کہ رپٹ نمبر جس کے تابع وہ سپرد داری میں لی گئی اور وہ رپٹ بھی لکھی ہوئی ہے جس میں گاڑی دی گئی۔آپ قانون سے واقف ہیں اور ہم بھی تھوڑا بہت واقف ہیں۔

جناب سپیکر: ہم آپ جتنے نہیں ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، جی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جب ایک رپٹ 550 کے تابع درج کی جاتی ہے تو وہ اس لئے درج کی جاتی ہے کہ گاڑی پکڑی گئی ہے اس کی کوئی ownership نہیں، اس کا کوئی مالک نہیں ہے مشکوک اور لاوارث سمجھ کر 550 کی رپٹ درج ہوتی ہے۔جب 550 کی رپٹ درج ہو جاتی ہے تو اس کے بعد وہ تھانیدار اس گاڑی کو سپرد داری پر نہیں دے سکتا۔وزیر قانون کیوں ہمارے اوپر تھانیداروں اور پولیس والوں کو ڈنڈا دے کر کھڑا کرنا چاہتے ہیں، اس کی باقاعدہ عدالت سے سپرد داری ہوتی ہے۔یہ مجھے بتادیں کہ اس گاڑی کو کس طرح سپرد داری کے بغیر دیا گیا ہے؟

وزیر داخلہ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بات CRPC میں درج ہے کہ اگر Station Head Officer یعنی ایس۔ایچ۔او کسی چیز کو مشکوک سمجھ کر قبضے میں لے اور رپٹ درج کرے تو بعد تصدیق اسے یہ اختیار حاصل ہے کہ اس چیز کو وہ release کر سکتا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وزیر قانون مجھے CRPC کا وہ متعلقہ section بتادیں جس کے تابع Station Head Officer وہ گاڑی واپس کر سکتا ہے؟ چونکہ اب رانا صاحب کی line and length out ہو گئی ہے اس لئے وہ SHO کو Station Head Officer کہہ گئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اس کو درست کر لیں، یہ Station House Officer ہوتا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): وزیر قانون مجھے CRPC کا متعلقہ section بتادیں ورنہ میں بتادیتا ہوں۔ یہ وزیر قانون تو قانون سے نابلد ہیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں! اب آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ قانونی بات ہے وزیر قانون مجھے CRPC کا وہ section بتادیں۔

جناب سپیکر: چلیں، پتا کرتے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ایسے نہیں، یہ تو انتہائی غلط بات ہے۔ یہ سوال House کی property ہے۔ وہ غریب لوگ جن کی 550 کے تابع گاڑیاں پکڑی جاتی ہیں ان سے پولیس رشوت لیتی ہے حالانکہ ان کی سپرد داری عدالت سے ہو سکتی ہے۔ یہ کون سا طریقہ ہے، کیا وہ ریمنڈ ڈیوس کا ساتھی تھا کہ جن کو انہوں نے رہا کیا ہے؟ وزیر قانون مجھے CRPC کا section بتادیں اور اگر یہ بتادیں گے تو ہم ان کو وزیر قانون مان لیں گے۔

جناب سپیکر: اگر آپ نہیں مانیں گے تو پھر کیا فرق پڑے گا؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر یہ غلط جواب ہے تو کیا آپ وزیر قانون اور متعلقہ افسران کے خلاف کارروائی کریں گے؟

جناب سپیکر: نہیں، جواب غلط نہیں ہے۔ دیکھیں! اب مجھے آگے چلنے دیں۔ بسراء صاحب! بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ بلاوجہ ایک بات کو linger on کئے جارہے ہیں۔ اس سے آپ کا کوئی تعلق ہے نہ واسطہ آپ تشریف رکھیں۔ اب ہم اگلے سوال کو take up کرتے ہیں۔ جی، اگلا سوال انجینئر قمر الاسلام راجہ کا ہے۔

جناب شیر علی خان: ان کے ایماء پر سوال نمبر 5236 (معزز ممبر نے انجینئر قمر الاسلام راجہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب شیر علی خان: جی، ہاں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سرکاری و نجی بنکوں کے سکیورٹی کے انتظامات کی چیکنگ کے اختیارات کی تفصیلات

*5236:انجینئر قمرالاسلام راجہ:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ حکومت نے تمام سرکاری و نجی بنکوں میں آگ بجھانے کے آلات اور سکیورٹی کے دیگر معاملات کی چیکنگ کے اختیارات محکمہ شہری دفاع کو دے دیئے ہیں؟

(ب) کیا محکمہ شہری دفاع کے پاس کوئی ایسا اختیار موجود ہے کہ وہ غیر اطمینان بخش سکیورٹی انتظامات کی بناء پر کسی ادارے کا چالان یا جرمانہ کر سکے؟

وزیر داخلہ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):

(الف) سول ڈیفنس ڈیپارٹمنٹ کو رولز9 سپیشل پاور رولز 1951 کے تحت کسی بھی سرکاری و نجی ادارے بشمولہ بنکوں میں آگ بجھانے کے آلات لگوانے کے لئے مکمل اختیارات حاصل ہیں جس کے لئے ڈسٹرکٹ کوآرڈنیشن آفیسر بطور کنٹرولر سول ڈیفنس مجاز ہیں کہ اپنے ڈسٹرکٹ میں ایسے انتظامات کی چیکنگ کے لئے کسی آفیسر یا آفیشل کو ایسے اختیارات تفویض کر دیں۔ پرویز مشرف حکومت کے دور میں صوبہ پنجاب کے خالد مقبول گورنر آف پنجاب نے بذریعہ لیٹر نمبر SO(CD)5-23/2004، مورخہ 18-05-2005 کے تحت سول ڈیفنس آفیسرز اور دیگر ملازمین کے ان اختیارات کے استعمال کو معطل کر دیا تھا جبکہ دیگر صوبوں میں ان اختیارات پر عملدرآمد کرتے ہوئے سرکاری و نجی اداروں میں آگ بجھانے کے آلات چیک کئے جا رہے ہیں۔علاوہ ازیں چالان اور جرمانہ بھی کیا جا رہا ہے۔محکمانہ سروے کے مطابق 2005 سے لے کر اب تک آگ کے حادثات میں 126 فیصد اضافہ ان اداروں میں آگ بجھانے کے آلات کی انسپکشن نہ ہونے کی وجہ سے ہوا ہے۔بیشتر اداروں میں آگ بجھانے کے انتظامات غیر اطمینان بخش ہیں۔

گزشتہ سال2009 کے دوران سول ڈیفنس کے عملہ نے صوبہ کے 96 فائر سٹیشن، گاڑیوں اور عملہ کو چیک کیا۔معائنہ کے دوران جو خامیاں سامنے آئیں ان کے بارے میں متعلقہ اداروں کو مطلع کیا۔سول ڈیفنس ڈیپارٹمنٹ کے اختیارات صرف تکنیکی حوالہ سے ہیں۔فائر سروس کے لئے مقامی کونسل (بلدیات) میں اپنے وسائل اور ترجیحات کے مطابق فنڈز فراہم کرتے ہیں۔

(ب) محکمہ شہری دفاع کے پاس یہ اختیارات سول ڈیفنس رولز 1951 کے مطابق موجود ہیں کہ وہ کسی بھی ادارے میں غیر اطمینان بخش آگ بجھانے اور سیفٹی کے انتظامات نہ ہونے پر ایسے

ادارے کا چالان کر کے سمری ٹرائل کے لئے نامزد مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں جرمانے کے لئے پیش کرے۔اس سلسلہ میں سول ڈیفنس رولز1951 کے مطابق جرمانہ کی شرح -/5000روپے مقرر تھی۔اب جبکہ صنعتی اداروں میں جدید مشینری سے نئی تکنیک پر کام ہوتا ہے اس سے بڑی حد تک آگ لگنے کے خطرات بھی بڑھ چکے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! جواب کے جز(الف) میں لکھا ہے کہ "پرویز مشرف حکومت کے دور میں صوبہ پنجاب کے گورنر آف پنجاب خالد مقبول نے بذریعہ لیٹر نمبر SO(CD)5-23/2004 کے تحت سول ڈیفنس آفیسرز اور دیگر ملازمین کے ان اختیارات کے استعمال کو معطل کر دیا تھا جبکہ دیگر صوبوں میں ان اختیارات پر عملدرآمد کرتے ہوئے سرکاری و نجی اداروں میں آگ بجھانے کے آلات چیک کئے جا رہے ہیں۔علاوہ ازیں چالان اور جرمانہ بھی کیا جا رہا ہے۔محکمانہ سروے کے مطابق 2005 سے لے کر اب تک آگ کے حادثات میں126 فیصد اضافہ ان اداروں میں آگ بجھانے کے آلات کی انسپکشن نہ ہونے کی وجہ سے ہوا ہے۔بیشتر اداروں میں آگ بجھانے کے انتظامات غیر اطمینان بخش ہیں" یہ گورنر صاحب کی2004 کی ایک چٹھی ہے جس کے تحت اختیارات معطل کئے گئے ہیں۔کیا وزیر قانون فرمائیں گے کہ انہوں نے اس چٹھی کو withdraw کرنے کے لئے کوئی تحرک کیا ہے؟ باقی تین صوبوں میں تو یہ اختیارات استعمال ہو رہے ہیں لیکن صرف صوبہ پنجاب میں ان اختیارات کو معطل کیا گیا ہے۔

وزیر داخلہ /قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبر نے یہ درست نشاندہی کی ہے۔اب اس میں ایک policy decision involve ہے۔جس طرح سے لیبر انسپکٹروں کو factories کے اندر inspection سے روکا گیا تھا اسی ضمن میں اس چیز کو بھی روکا گیا تھا کیونکہ factories کے مالکان کی یہ شکایت تھی کہ یہ لوگ یہاں آکر دسترس حاصل کرتے ہیں، access حاصل کرنے کے بعد پھر ان factories owners کے معاملات کو disturb کرتے ہیں اور اس میں corruption کا احتمال تھا تو اس بنیاد کے اوپر یہ اختیارات suspend کئے گئے تھے۔ بہر حال یہ اختیارات ابھی تک suspend ہیں۔تمام stakeholders کو اعتماد میں لے کر ان کا نئے سرے سے جائزہ لیا جائے گا اور اگر یہ ممکن ہوا تو اس معطلی کے نوٹس کو واپس لے لیا جائے گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ہمارے آئین کے مطابق کوئی شخص خواہ وہ کسی بھی عہدے پر فائز ہو پارلیمنٹ کے پاس شدہ Act اور اس کے تحت بننے والے rules کے خلاف کوئی ایسی ہدایات دے سکتا ہے یا policy بنا سکتا ہے جو کہ ان federal rules سے contrary ہوں، گورنر خالد مقبول کا یہ خط contrary to rules ہے۔ مجھے اس پر آپ کی ruling چاہئے کہ کیا ایسی instructions پاس کی جا سکتی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، اس point کو نوٹ کیا جائے میں اس پر ruling بعد میں دوں گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! کل بھی یہ بات ہوئی تھی کہ ایک Act کے خلاف صوبائی کابینہ نے instructions پاس کر دی ہیں اور آج یہ معاملہ آ گیا ہے کہ گورنر نے، ایک individual پارلیمنٹ کے پاس شدہ Act اور اس کے تحت بنائے گئے Rules کو supersede کر کے اس کے contrary ایک instruction جاری کر دی جو کہ ایک elected body پارلیمنٹ کی توہین ہے۔ یہ صوابدیدی اختیارات جو کہ higher offices استعمال کر رہے ہیں good governance کے اوپر بری طرح effect کر رہے ہیں۔ کیا اس کو روکنے کے لئے حکومت کوئی اقدام کرنا چاہتی ہے؟

وزیر داخلہ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو تفصیل بتائی ہے اور جس طرح سے انہوں نے یہ question put کیا ہے اس بارے میں یہ عرض کروں گا کہ بالکل حکومت چاہتی ہے کہ اگر کسی کی طرف سے آئین کے خلاف Rules کا غلط استعمال کیا گیا ہے اور اگر کوئی ایسی چیزیں موجود ہیں تو ان کی نشاندہی کی جائے حکومت انہیں withdraw کرے گی۔

جناب سپیکر: میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا صاحب particularly اس سوال کے حوالے سے بات کر رہے ہیں۔

وزیر داخلہ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس بارے میں تصدیق کے بغیر فوری طور پر یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ notification against the Constitution or Rules ہے یا نہیں کیونکہ بعد میں بعض چیزوں کو constitutional coverage بھی دیا گیا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ "سول ڈیفنس ڈیپارٹمنٹ کو رولز 9 سپیشل پاور رولز 1951 کے تحت مکمل اختیارات حاصل ہیں" جب پورے پاکستان کی یہ Legislative Assembly تھی تو اُس وقت کا یہ Act پاس شدہ ہے۔ اگر یہ وقت کا تقاضا پورا

نہیں کر رہاتو ان Rules کو amend کرا لیں۔یہ نہیں ہونا چاہئے کہ contrary to this instructions پاس کر دی جائیں۔ Governor has right, Provincial Cabinet has a right to refer the matter to the competent authority کہ وہ ان Rules کو amend کر دے۔یہ نہیں ہونا چاہئے کہ صوابدیدی اختیار استعمال کر کے یک قلم ایک چیز کو ختم کر دیا جائے اور ایک collective decision کو نقصان پہنچایا جائے۔

جناب سپیکر: یہ نوٹ کر لیا گیا ہے اور اس حوالے سے ہم بعد میں ایک میٹنگ کریں گے۔آپ بھی ذرا اس بارے میں مزید thrash out کر لیں تو پھر ہم مل بیٹھ کر اس کا حل نکالیں گے۔جی،اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! On her behalf Question No. 5263

(معزز ممبر نے محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

سال2008، تھانہ میانی ضلع سرگودھا میں ایف آئی آرز کے اندراج کی تفصیلات

*5263: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری2008 سے آج تک تھانہ میانی ضلع سرگودھا میں کتنی ایف آئی آرز درج ہوئی ہیں؟

(ب) اس عرصہ کے دوران کتنی درخواستیں F.I.Rs کے اندراج کے لئے موصول ہوئی ہیں کتنی پر F.I.Rs کا اندراج ہوا ہے اور کتنی پر F.I.Rs درج نہ ہوئی ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس تھانہ کا عملہ درخواستوں پر F.I.R کا اندراج نہ کرتا ہے بلکہ ملزمان کے گھروں میں جا کر ان سے under hand game کر کے یہ درخواستیں پھاڑ دیتا ہے اور مدعی کو دھمکیاں دینا شروع کر دیتے ہیں؟

(د) کیا حکومت اس تھانہ میں تعینات ملازمین کو ٹرانسفر کر کے ایماندار سٹاف تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر داخلہ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) تھانہ میانی میں یکم جنوری2008 سے لے کر آج مورخہ 10-02-16 تک کل 805 مقدمات درج ہوئے۔

(ب) اس عرصہ کے دوران 1230 درخواستیں موصول ہوئیں جن میں سے 615 درخواستوں پر مقدمات درج ہوئے جبکہ بقیہ درخواستوں میں کچھ بروئے راضی نامہ یکسو ہوئیں اور کچھ درخواستیں ناقابل دست اندازی پولیس تھیں۔

(ج) یہ غلط ہے۔تھانہ میانی میں جتنی درخواستیں موصول ہوتی ہیں،ان کو قانون کے مطابق یکسو کیا جاتا ہے اور جو درست واقعات پر مبنی ہوتی ہیں ان کی FIRs درج کی جاتی ہیں۔

(د) تھانہ میانی میں ایماندار سٹاف تعینات ہے اگر کسی کے متعلق کوئی شکایت موصول ہوئی تو اس کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جائے گی اور اس کو تھانہ میانی سے ٹرانسفر کر دیا جائے گا۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر!اس سوال کے جز(ج) میں پوچھا گیا تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ اس تھانے کا عملہ درخواستوں پر FIR کا اندراج نہ کرتا ہے بلکہ ملزمان کے گھروں میں جا کر اُن سے under hand game کر کے یہ درخواستیں پھاڑ دیتا ہے۔"اس کا جواب یہ آیا ہے کہ "یہ غلط ہے۔" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پنجاب کے تھانوں میں جتنی بھی FIR's درج ہوتی ہیں کیا اُن میں قانون پر پوری طرح عملدرآمد کیا جاتا ہے؟ اسی سوال کے جز(د) میں ہے کہ "میانی تھانہ میں ایماندار سٹاف تعینات کیا گیا ہے اگر کسی کے متعلق کوئی شکایت موصول ہوئی تو اُس کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جائے گی۔"کیا رانا ثناء اللہ صاحب اس جواب سے بھی مطمئن ہیں کہ اُس تھانہ کے اندر ایماندار سٹاف موجود ہے؟

جناب سپیکر: جی،رانا صاحب!

وزیر داخلہ /قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!جس طرح سے اس سوال کا جواب انہوں نے پڑھا ہے اس میں یہ ہے کہ آپ in general terms کسی کو بددیانت کہہ سکتے ہیں نہ کسی کے خلاف اس قسم کی allegation لگا سکتے ہیں۔ اگر کرپشن سے متعلق کوئی specific allegation یا کسی مدعی کی درخواست کو پھاڑ دینے اور اُس کے اوپر مقدمہ درج نہ کرنے سے متعلق موصوف کے پاس کوئی ثبوت ہے تو اُس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!لاء منسٹر نے general term کی بات کی ہے۔وہ جز(ج) کے جواب میں کہتے ہیں کہ "یہ غلط ہے۔"میرے بھائی نے جز(د) کا جواب پڑھا ہے کہ "تھانہ میانی میں ایماندار سٹاف کی تعیناتی ہے۔"اس وقت اگر لاء منسٹر یہ کہیں کہ ایماندار پولیس افسران

کسی تھانے میں موجود ہیں تو مجھے بتائیے کہ پھر ہم لوگ کہاں جائیں؟اس صدی کا سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ پولیس والے ایماندار ہیں۔

جناب سپیکر!ان کو چھوڑ دیں آپ ہمارے لئے بڑے محترم ہیں۔آپ عرصہ دراز سے سیاست میں ہیں اور آپ بزرگ بھی ہیں۔کیا آج پنجاب پولیس سٹیٹ نہیں ہے؟ پنجاب کے تھانوں میں پہلے ملزم سے رشوت لی جاتی تھی اب مدعی سے بھی رشوت لی جاتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مدعی کی چھتر پریڈ بھی ہوتی ہے۔اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ پولیس ایماندار ہے تو پھر باقی سارے ایماندار نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب!آپ غلط کہہ رہے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!اُس تھانے کا ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیجئے، بہت سارے ASI's کو کرپشن کی بنیاد پر suspend کیا گیا ہے، عوام نے اسی تھانے کو کرپشن کی وجہ سے آگ لگائی ہے تو میں یہ کہتا ہوں کہ پنجاب کے اندر پولیس سٹیٹ کے ذمہ دار لاء منسٹر ہیں۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب!جب سے House کی کارروائی شروع ہے تب سے آپ کی بات سُنی جارہی ہے۔آپ مہربانی کر کے میرا اور اپنا بھی خیال کریں۔ہر بات پر interruption برداشت نہیں ہو گی۔ جی،رانا صاحب!

وزیر داخلہ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں اپنے محترم بھائی بسراء صاحب کے اطمینان کے لئے یہ عرض کروں گا کہ میں نے محکمہ کے جواب کے مطابق House میں respond کر دیا ہے۔باقی میں ذاتی طور پر اُن کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ [*******] یہ پولیس والے اُن کے سامنے معصوم لگتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "ڈاکو،ڈاکو" کی نعرہ بازی)

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

بسراء صاحب!میری بات سنیں، میں صرف آپ کے لئے سپیکر نہیں ہوں میں دوسروں کے لئے بھی سپیکر ہوں۔آپ مہربانی کریں یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please. Order please. Order please. I say, order in the House. I say, order in the House.

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!پولیس کا وکیل بننے پر میں وزیر قانون کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔آج ہمیں سمجھ آئی ہے کہ پنجاب کے اندر پولیس سٹیٹ کا مطلب ہے کہ [****]

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار اور معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے ایک دوسرے کے خلاف شدید نعرہ بازی)

MR SPEAKER: This is not good. This is not good.

دونوں طرف سے بولے گئے غیر پارلیمانی الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔جی، محترمہ زوبیہ رُباب ملک!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس تھانہ کا area کتنا ہے اور جرائم کو روکنے کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ کیا ہیں؟

جناب سپیکر: آپ نے پہلے area کے متعلق نہیں پوچھا۔یہ تو نیا سوال بنتا ہے۔آپ کوئی اور بات کہنا چاہتی ہیں تو وہ کہہ لیں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میرا آبائی گاؤں ہے اور وہاں پر میرا گھر ہے۔میں منسٹر صاحب کو صحیح صورتحال سے آگاہ کروں گی تاکہ اس علاقے کی فلاح و بہبود کے لئے کام ہو سکے۔یہ بات درست ہے کہ وہاں پر ڈکیتی ہوئی اور بچوں کے ساتھ غیر انسانی رویّہ اختیار کیا گیا تھا۔ڈاکوؤں نے ڈکیتی کرنے کے بعد گاڑی کو آگ لگا دی تھی۔اس تھانے کی چار دیواری بھی میں نے ہی اپنے خرچ سے بنوائی تھی کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ تھانوں میں مکمل سامان فراہم کرنے سے جرائم پر کنٹرول ہو سکتا ہے۔آگ لگنے سے تھانے کی کافی توڑ پھوڑ ہوئی تھی جس پر میں نے تحریک التوائے کار بھی جمع کرائی تھی۔اس کے بعد اس ایس ایچ او کا تبادلہ بھی کر دیا گیا تھا۔موجودہ ایس ایچ او جرائم کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ان کے پاس صرف ایک موبائل گاڑی ہے اور علاقہ بہت بڑا ہے۔میں منسٹر صاحب سے آپ کی وساطت سے کہوں گی کہ انہیں مزید گاڑیاں دی جائیں۔اس کے علاوہ وہاں نفری بہت کم ہے جس کی وجہ سے چوری، ڈکیتی، قتل اور ریپ کے کیسوں پر کنٹرول نہیں ہو رہا۔میری درخواست ہے کہ اس تھانے کی ضروریات فراہم کی جائیں تاکہ جرائم پر قابو پایا جا سکے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر داخلہ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!ٹھیک ہے۔انہوں نے جو فرمایا ہے وہ نوٹ کر لیا گیا ہے۔ میں آئی جی صاحب کو ان کی demands پہنچادوں گا۔

جناب سپیکر:اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر داخلہ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر:جی،بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لیگل انسپکٹرز کو مستقل کرنے کا معاملہ

*5270:میاں شفیع محمد:کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب حکومت نے2000،2004اور2007میں پولیس ڈیپارٹمنٹ میں لیگل انسپکٹرز بھرتی کئے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 2000 کے دوران پولیس میں بھرتی ہونے والے لیگل انسپکٹرز کو مستقل کر دیا گیا تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وزیر اعلیٰ کے مستقل کرنے کے اعلان کے بعد بھی2004اور2007 میں بھرتی ہونے والے لیگل انسپکٹرز کو ابھی تک مستقل نہیں کیا گیا؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ لیگل انسپکٹرز کو کب تک مستقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر داخلہ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) حکومت پنجاب اور حکومت پاکستان نے BS-16 کے کنٹریکٹ ملازمین کو مستقل کرنے کے بارے میں کوئی بھی آرڈر جاری نہ کیا ہے۔

(د) چونکہ حکومت پاکستان اور حکومت پنجاب کی طرف سے کوئی بھی آرڈر کنٹریکٹ ملازمین BS-16 کو مستقل کرنے کا موصول نہ ہوا ہے۔

لاہور-ڈی آئی جی اور ایس پی (ٹریفک) کے دفاتر کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*5582: **ملک محمد عامر ڈوگر:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈی آئی جی اور ایس پی آفس ٹریفک لاہور کے لئے 10-2009 میں کتنا بجٹ فراہم کیا گیا مدوار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) اس میں سے کتنا بجٹ ترقیاتی اور کتنا غیر ترقیاتی کاموں پر خرچ ہوا؟

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران لاہور ٹریفک پولیس کو چالانوں و دیگر ذرائع سے کتنی آمدن ہوئی، آگاہ کریں؟

وزیر داخلہ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) ڈی آئی جی اور ایس پی آفس (ٹریفک) لاہور کے لئے 10-2009 میں کل بجٹ -/1220471666 روپے فراہم کیا گیا ہے-مدوار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس میں سے ترقیاتی کاموں پر کوئی رقم خرچ نہ ہوئی۔

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران لاہور ٹریفک پولیس کو چالانوں و دیگر ذرائع سے 2009 میں کل آمدن میں -/407148850 روپے ہوئی۔

جنوری 2010 سے اپریل 2010 تک

کل آمدن:-/89605350 روپے ہوئی۔

لاہور-ڈی آئی جی اور ایس پی (ٹریفک) کے دفاتر میں عملہ کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5583: **ملک محمد عامر ڈوگر:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈی آئی جی اور ایس پی آفس (ٹریفک) لاہور میں کل کتنا عملہ کام کر رہا ہے ان کے نام، پتاجات، ڈومیسائل، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل بیان کریں؟

(ب) ان میں سے کتنے ایسے ملازمین ہیں جو تین سال سے زائد عرصہ سے انہی آفسز میں ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں اور کیوں؟

(ج) ان میں سے کتنے ایسے ملازمین ہیں جن کے خلاف کرپشن کی وجہ سے انکوائریاں چل رہی ہیں اور کتنی انکوائریاں عرصہ سے زیرالتواء ہیں،اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر داخلہ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):

(الف) ڈی آئی جی اور ایس پی آفس(ٹریفک)لاہور میں کل عملہ کی تعداد193ان کے نام،پتاجات، ڈومیسائل،عہدہ،گریڈاور عرصہ تعیناتی کی تفصیلF/Aایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ملازمین جو تین سال سے زائد عرصہ سے ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں،ان کی کل تعداد25 ہے۔

(ج) ایک انکوائری برخلاف سہیل خان سینئر کلرک مارچ2010سے چل رہی ہے۔

سال2009،اشتہاری ملزمان کی گرفتاری کی تفصیلات

*5611: محترمہ نسیم لودھی:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جون تا دسمبر2009صوبہ پنجاب میں کل کتنے اشتہاری ملزمان گرفتار کئے گئے؟

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران گرفتار کئے گئے اشتہاری ملزمان سے کل کتنا اسلحہ اور قیمتی سامان برآمد کیا گیا،مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر داخلہ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):

(الف) دوران عرصہ پنجاب میں کل41814اشتہاری ملزمان کو گرفتار کیا گیا۔

(ب) دوران عرصہ اشتہاری ملزمان سے 1345 پسٹل، 440 رائفل، 43 پمپ ایکشن،302 ریوالورز،387 کاربین،4262 گولیاں،84 کلاشنکوف،413 بندوق،26 ریپیٹرز،8 میگزین کلاشنکوف،4چھریاں،4خنجراور4ہینڈ گرنیڈ برآمد ہوئے۔

اس کے علاوہ دیگر قیمتی سامان جس میں 100موٹر سائیکلیں، 53 تولے سونا، 133 موبائل فون،27کاریں،7ٹی وی،ایک ٹی وی کیمرہ،110مویشی،4پیٹرانجن،8ٹریکٹرزاور8 عدد سائیکلیں شامل ہیں۔اس کے علاوہ نقدی جو برآمد کی گئی وہ مبلغ-/14651869روپے ہے۔

لاہور۔داتاگنج بخش ٹاؤن کی حدود میں کیمیکل کے گوداموں کی تفصیلات

*5615: محترمہ نسیم لودھی:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ داتا گنج بخش ٹاؤن، مصری شاہ، بادامی باغ، اکبری منڈی اور بند روڈ پر خطرناک کیمیکل کے 700 کے قریب گودام واقع ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پچھلے سالوں میں ان گوداموں میں آگ لگنے کے درجنوں واقعات پیش آ چکے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان گوداموں کے لئے کسی بھی قسم کے حفاظتی اقدامات نہ کئے گئے ہیں؟

وزیر داخلہ /قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):

(الف) تھانہ نولکھا میں چار، علاقہ تھانہ اکبری گیٹ میں پندرہ کیمیکل سٹور ہیں جن میں سے چار لائسنس ہولڈر ہیں جن سے شورٹی بانڈ حاصل کئے گئے ہیں اور سخت حفاظتی اقدامات کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔جبکہ علاقہ تھانہ بادامی باغ لاہور میں حاجی مقصود نامی آدمی کی کیمیکل تیار کرنے والی فیکٹری ہے جس کے خلاف مقدمہ نمبر 09/308 مورخہ 09-06-01 جرم 3/4 ایکسپلوزو ایکٹ 286/440 ت پ تھانہ بادمی باغ لاہور درج رجسٹر ہوا جس میں چھ کس ملزمان چالان ہوئے۔اس کے علاوہ علاقہ تھانہ مصری شاہ اور شاد باغ میں پٹرولیم، تھنر، ربڑ سلوشن، سالونٹ کیمیکل کا کوئی گودام موجود نہ ہے۔تاہم نگرانی جاری ہے اور اگر کسی ایسے گودام کی نشاندہی ہوئی تو فی الفور اس کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(ب) ضلع لاہور میں پچھلے سال کوئی ایسا وقوعہ نہ ہوا ہے کہ کسی کیمیکل کے گودام کو آگ لگی ہو۔

(ج) گودام مالکان کو سختی سے ہدایات دی گئی ہیں کہ ان گوداموں میں حفاظتی اقدامات کو مؤثر بنایا جائے تاکہ کوئی ناخوشگوار واقعہ رونما نہ ہو سکے۔

ضلع میانوالی، ڈکیتی، اغواء، راہزنی و دیگر مقدمات کی تفصیلات

*5673: جناب علی حیدر نور خان نیازی: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع میانوالی میں 10-2009 کے دوران کتنے مقدمات ڈکیتی، اغواء، راہزنی اور مویشی چوری کے درج ہوئے؟

(ب) مذکورہ سالوں میں مقدمات کے اندراجات کے بعد حکومت نے برآمدگی اور گرفتاری کے سلسلہ میں جو اقدامات اٹھائے،ان تمام کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر داخلہ /قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):

(الف) سال2009 مکمل اور سال2010 مورخہ 10-01-01تا10-4-30 کے دوران درج ہونے والے مقدمات ڈکیتی، راہزنی، اغواء اور مویشی چوری کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران درج شدہ مقدمات میں ملزمان کی گرفتاری اور مال مسروقہ کی برآمدگی کے لئے تجربہ کار تفتیشی افسران کو مامور کیا گیا ہے۔انفارمیشن ٹیکنالوجی اور دیگر جدید ذرائع کا استعمال کیا گیا ہر ایک مقدمہ کی تفتیش کی مؤثر نگرانی کی گئی جس کی وجہ سے ان مقدمات میں ملوث ملزمان کو گرفتار کر کے مال مسروقہ برآمد کیا گیا ہے جس کی تفصیل (برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)منسلکہ کرائم سٹیٹمنٹ سے ظاہر ہے۔جرائم خاص طور پر سنگین مقدمات کی روک تھام کے لئے مؤثر گشت، ٹھیکری پہرہ، مؤثر پیروی مقدمات اور محلہ کمیٹیوں کے قیام کو یقینی بنایا گیا ہے۔محلہ کمیٹیوں میں معززین شامل ہیں جن کی خدمات جرائم پر قابو پانے اور ملزمان کو پکڑنے میں استعمال کی جارہی ہیں۔اشتہاریوں کے خلاف بھرپور مہم عمل میں لائی جارہی ہے جس کیوجہ سے جرائم پر قابو پانے میں مدد مل رہی ہے۔

ضلع میانوالی، جرائم کی شرح میں کمی کرنے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات

*5674:جناب علی حیدر نور خان نیازی:کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع میانوالی میں2009 اور2010 کے دوران ایس ایچ اوز کی تعیناتی مع عرصہ، تھانہ وار بتائی جائے؟

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران جرائم کی شرح میں اضافہ ہوا یا کمی اگر اضافہ ہوا تو اس کی وجوہات؟

(ج) مذکورہ ضلع میں جرائم کی شرح کو کم کرنے کے لئے اعلیٰ حکام نے کیا اقدامات اٹھائے ہیں ان کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر داخلہ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) ضلع ہذا میں 2009 اور 2010 کے درمیان SHO's کی تعیناتی اور عرصہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 2009 میں 4327 مقدمات رجسٹر ہوئے جبکہ اس کے مقابلہ میں سال 2008 میں 4804 درج رجسٹر ہوئے اس طرح 477 مقدمات کی کمی ہوئی اس طرح سال 2010 میں مورخہ 01-01-2010 تا 30-04-2010 کے عرصہ کے دوران 1288 مقدمات درج ہوئے جبکہ اسی عرصہ سال 2009 کے دوران 1333 مقدمات درج رجسٹر ہوئے اس طرح 45 مقدمات کی کمی واقع ہوئی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجموعی طور پر جرائم کی شرح میں کمی ہوئی ہے۔

(ج) ضلع ہذا میں جرائم کو کنٹرول کرنے کے لئے درج ذیل اقدامات کئے گئے ہیں۔

1- مؤثر گشت
2- ناکہ بندی
3- مقدمات کی میرٹ پر تفتیش
4- مؤثر پیروی مقدمات
5- سابقہ ریکارڈ یافتہ افراد کے خلاف انسدادی کارروائی۔
6- ضلع ہذا میں 364 محلہ کمیٹیاں کام کر رہی ہیں جن کے تعاون سے بھی جرائم پیشہ افراد کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے اور جرائم کو کنٹرول کرنے میں مدد ملتی ہے۔
7- مجرمان اشتہاری کے خلاف مؤثر کارروائی کی جارہی ہے جس کی وجہ سے بھی جرائم میں کمی واقع ہوئی ہے۔
8- احتساب کا کڑا نظام اپنایا گیا ہے۔
9- عوام کی شکایت کا فوری ازالہ کیا جاتا ہے اس سلسلہ میں کھلی کچہریوں کا انعقاد، تھانوں کا اچانک دورہ اور امن کمیٹیوں سے میٹنگ شامل ہے۔

میاں چنوں، متاثرین کو مالی امداد دینے کا مسئلہ

*5719: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میاں چنوں میں چند ماہ قبل ایک گھر میں بموں کے پھٹنے سے متعدد افراد ہلاک اور کئی زخمی ہو گئے تھے۔ حکومت نے ان کے لئے مالی امداد کا اعلان کیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عرصہ 6ماہ گزرنے کے باوجود متاثرہ افراد کو حکومت کی جانب سے مالی امداد نہیں ملی؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متاثرین کو مالی امداد دینے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک؟

وزیر داخلہ /قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) یہ کہ مورخہ 13-07-2009 کو چک نمبر L-15/129 میانچنوں میں ماسٹر محمد ریاض کے گھر رکھا ہوا بارود پھٹنے کی وجہ سے دھماکا ہوا جس کے نتیجہ میں 13 اشخاص جاں بحق ہوئے اور 65 افراد زخمی ہوئے نیز 35/30 مکانات کو بھی نقصان پہنچا۔اس بارہ میں مقدمہ نمبر 373 مورخہ 13-07-09 بجرم 149/148/440/324/302 ت پ، AO-65/20/13,3 ایکسپلوزیو ایکٹ 7ATA تھانہ سٹی میاں چنوں پر درج کیا گیا جس میں 03 ملزمان ریاض علی، امتیاز علی اور محمد فیاض کو گرفتار کر کے جیل بھجوایا گیا اور ان کے خلاف چالان عدالت انسداد دہشتگردی ملتان میں پیش کیا جا چکا ہے جو کہ زیر سماعت ہے۔حکومت نے اس وقوعہ میں متاثرہ افراد کے لئے مالی امداد کا اعلان کیا تھا۔

(ب) متاثرین کو مالی امداد دینے کے بارہ میں ڈی سی او خانیوال سے رپورٹ لی گئی ہے جس کے مطابق وقوعہ ہذا میں ہلاک ہونے والے 12 اشخاص کے ورثاء کو -/300000 روپے فی کس رقم ادا کر دی گئی ہے جبکہ زخمیوں کو -/75000 روپے فی کس، نقصان مویشیاں کے لئے -/140000 روپے نقصان مکانات کے لئے -/17770000 روپے متاثرہ افراد میں تقسیم کئے جا چکے ہیں۔

(ج) وقوعہ ہذا کے متاثرین کو مذکورہ بالا رقم تقسیم کی جا چکی ہے۔

پی پی۔72 فیصل آباد میں تھانوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5893: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔72 فیصل آباد میں کتنے تھانہ جات ہیں؟

(ب) ان تھانوں میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد گریڈ وار بتائیں؟

(ج) اس وقت تھانوں میں کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی خالی ہیں، خالی اسامیاں کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

(د) کن کن ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ اور قانونی کارروائیاں چل رہی ہیں؟

وزیر داخلہ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) پی پی۔72 فیصل آباد کا علاقہ 6 تھانہ جات پر مشتمل ہے۔

(ب) ان تھانوں میں منظور شدہ نفری کی تقسیم درج ذیل ہے۔

انسپکٹرز	=	10	سب انسپکٹرز	=	45
اسسٹنٹ سب انسپکٹرز	=	81	ہیڈ کانسٹیبلان	=	72
کانسٹیبلان	=	583			

(ج) اس وقت پی پی۔72 کے تھانہ جات میں گریڈ وار 9 سب انسپکٹر، 21 اسسٹنٹ سب انسپکٹر، 5 ہیڈ کانسٹیبلان اور 57 کانسٹیبلان کی اسامیاں خالی ہیں۔

چونکہ حال ہی میں ضلع فیصل آباد میں 8 نئے تھانہ جات تشکیل دیئے گئے ہیں جن کے لئے پنجاب حکومت کی طرف سے تاحال نفری کی منظوری نہ دی گئی ہے جس کی وجہ سے تھانہ جات میں نفری کی کمی ہے۔جونہی نفری کی منظوری دی جائے نفری پوری کر دی جائے گی۔

(د) 15 پولیس ملازمین کے خلاف بسلسلہ غیر حاضری، اختیارات کا غلط استعمال اور دوران ڈیوٹی غفلت ولاپروائی پر قانونی کارروائی کی گئی ہے جو ابھی تک مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہے۔

پی پی۔72 فیصل آباد کے تھانوں کو فراہم کردہ گرانٹ و دیگر تفصیلات

*5894: **خواجہ محمد اسلام:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔72 میں واقع کتنے تھانہ جات کی اپنی عمارات ہیں اور کون کون سے تھانہ جات کرایہ کی عمارات میں چل رہے ہیں؟

(ب) سال 09-2008 کے دوران اس علاقہ کے کن کن تھانہ جات کے لئے کتنی گرانٹ کس کس مقصد کے لئے فراہم کی گئی؟

(ج) ان سالوں کے دوران کتنی رقم ان تھانہ جات کی عمارات کی تعمیر و مرمت پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم ان تھانہ جات کی سرکاری گاڑیوں کی مرمت، پٹرول / ڈیزل پر خرچ ہوئی؟

وزیر داخلہ /قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) پی پی۔72 میں درج ذیل تھانہ جات واقع ہیں۔

تھانہ گلبرگ، تھانہ غلام محمد آباد، تھانہ ریل بازار، تھانہ رضا آباد، تھانہ کوتوالی، تھانہ سول لائن۔

مندرجہ بالا تھانہ جات اپنی اپنی سرکاری بلڈنگ میں اپنا کام سرانجام دے رہے ہیں جبکہ تھانہ رضاآباد سرکاری سکول کی بلڈنگ میں کام کر رہا ہے۔

(ب) مالی سال09-2008 کے دوران مندرجہ بالا تھانہ جات کی تعمیر و مرمت کے لئے گورنمنٹ سے کوئی گرانٹ موصول نہ ہوئی ہے۔

(ج) دوران سال09-2008 مندرجہ بالا تھانہ جات کی عمارتوں کی تعمیر و مرمت کے لئے کوئی رقم خرچ نہ کی گئی ہے۔

(د) حلقہ پی پی۔72 کے تھانہ جات کی سرکاری گاڑیوں کی مرمت، پٹرول/ڈیزل کا خرچ درج ذیل ہے۔

خرچ مرمت09-2008	-/331490روپے
خرچ پٹرول وڈیزل09-2008	-/2689320روپے
کل رقم	-/3020810روپے

ضلع گجرات، قتل، ڈکیتی، چوری کے مقدمات کی تفصیلات

*5900: میاں طارق محمود: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری2002 سے30۔اگست2007 تک ضلع گجرات میں تھانہ وار قتل، ڈکیتی اور چوری کی کتنی وارداتیں ہوئیں؟

(ب) ان میں کتنے ملزمان گرفتار ہوئے اور کتنا سامان برآمد ہوا؟

(ج) اس وقت کتنے ملزمان مفرور ہیں، مفرور ملزمان کے نام، پتاجات اور وہ کب سے مفرور ہیں؟

وزیر داخلہ /قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) 01-01-2002 سے 30-08-2007 تک ضلع گجرات میں قتل کی 1327، ڈکیتی کی 203 اور چوری کی 2708 وارداتیں ہوئیں۔(تفصیل 'A/F' ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) ان میں قتل کے2373، ڈکیتی کے875اور چوری کے 3025 ملزمان گرفتار ہوئے۔(بقایا تفصیل 'F/B' ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ج) ان میں قتل کے376، ڈکیتی کے 41 اور چوری کے 45 ملزمان مفرور ہیں۔بقایا تفصیل 'F/C' ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع گجرات، 2008تا2010 کے دوران، قتل، چوری اور ڈکیتی کی وارداتوں کی تفصیلات

*5901: **میاں طارق محمود:** کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

29۔فروری2008 سے 9۔فروری2010 تک ضلع گجرات میں تھانہ وار قتل، چوری اور ڈکیتی کی کل کتنی وارداتیں ہوئیں ان میں کتنے ملزمان گرفتار ہوئے اور کتنے مفرور ہیں؟

وزیر داخلہ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

ضلع گجرات میں ہونے والی قتل، چوری اور ڈکیتی کی وارداتوں اور ان میں گرفتار ملزمان اور مفرور ملزمان کی تفصیل برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور شہر سے ملنے والی نامعلوم نعشوں سے متعلقہ تفصیلات

*5957: **محترمہ سیمل کامران:** کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال2008 اور2009 کے دوران لاہور شہر کے مختلف علاقوں سے نامعلوم مرد، خواتین، بوڑھوں اور بچوں کی نعشیں ملی ہیں؟

(ب) مرنے والے کون تھے اور ان کی موت کے اسباب کیا تھے؟

(ج) کیا پولیس نے گزشتہ دو سالوں کے دوران ان معاملات کی انکوائری کی ہے، اگر ہاں تو کیا رپورٹ سامنے آئی۔تفصیل سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) کیا مرنے والوں کی شناخت ہوئی اگر ہاں تو ان کے نام اور پتا جات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں نیز ذمہ داران کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی، کارروائی کے ضمن میں حکومت نے کون سے خصوصی انتظامات کئے ہیں، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر داخلہ /قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) آمدہ رپورٹ کے مطابق ڈویژن ہذا میں کل 174 نعشیں ملیں جن میں 147 مرد حضرات کی 8 خواتین کی اور 19 بوڑھے لوگوں کی تھیں۔

(ب) مرنے والے گداگر، نشئی قسم کے لوگ تھے ان میں چند ایک بوڑھے بذریعہ ایکسیڈنٹ فوت ہوئے اور ان میں اکثریت زیادہ نشہ کرنے کی وجہ سے فوت ہوئے۔

(ج) جی ہاں پولیس نے اس عرصہ دو سال کے دوران ان نعشوں کی شناخت کے لئے اشتہار و شور غوغا بذریعہ اخبارات کی تلاش کروائی گئی جن میں سے چند ایک کی شناخت ہوئی جن کے ورثا کو تلاش کر کے نعشوں کو ان کے حوالے کیا گیا۔

(د) جن کی شناخت ہوئی ان کے نام و پتاجات ذیل ہیں۔

1- نصیر بابر ولد ظہیر سکنہ بھاٹی گیٹ
2- محمد رمضان ولد منظور سکنہ نواب والا فیصل آباد
3- نیاز ولد رفیق احمد سکنہ خان والا قصور
4- احتشام الحق ولد محمد حسین سکنہ شہاب پورہ قصور
5- ثناء زوجہ کاشف سکنہ بھاٹی گیٹ لاہور
6- فریاد ولد نذیر سکنہ نارووال
7- عمر دراز سکنہ نامعلوم
8- گلزار ولد انور سکنہ ننکانہ صاحب
9- سلطان ولد محمد امین سکنہ سبزہ زار لاہور
10- نیک صالح ولد جمع خان سکنہ بادامی باغ لاہور
11- عصمت اللہ ولد احمد دین سکنہ کھوکھر روڈ لاہور
12- محمد اکرم ولد جان محمد سکنہ کھوکھر روڈ لاہور
13- مہوش ولد عبدالعزیز سکنہ کھوکھر روڈ بادامی باغ لاہور
14- مسماۃ نذیراں بی بی زوجہ گل محمد سکنہ بادامی باغ لاہور
15- وقار اللہ ولد مختار احمد سکنہ بادامی باغ لاہور
16- محمد اکرم ولد اللہ بخش سکنہ بہاولپور
17- محمد افضل ولد سلیم سکنہ صدیق پورہ بادامی باغ لاہور
18- آفتاب احمد سکنہ نامعلوم

ذمہ داران کے خلاف حسب ذیل کارروائی عمل میں لائی گئی:-

(1) 09-07-09 358/08 بجرم 302 پولیس سٹیشن بادامی باغ — کیفیت عدم پتا
(2) 09-07-19 383/09 بجرم 302 پولیس سٹیشن بادامی باغ — کیفیت عدم پتا
(3) 08-09-02 620/30/34 بجرم 34/30 پولیس سٹیشن بادامی باغ — کیفیت عدم پتا

(4) 898/22-12-10:بجرم302پولیس سٹیشن بادامی باغ — کیفیت عدم پتا
(5) 525/22-07-10:بجرم302پولیس سٹیشن لاری اڈہ — کیفیت عدم پتا
(6) 204/19-03-09:بجرم302پولیس سٹیشن لاری اڈہ — کیفیت چالان
(7) 629/19-8-08:بجرم302پولیس سٹیشن شاہدرہ — کیفیت عدم پتا
(8) 1226/29-09-08:بجرم302پولیس سٹیشن شاہدرہ — کیفیت عدم پتا
(9) 722/24-05-09:بجرم302پولیس سٹیشن شاہدرہ — کیفیت چالان
(10) 921/19-07-09:بجرم302پولیس سٹیشن شاہدرہ — کیفیت چالان
(11) 1161/09-09-09:بجرم302پولیس سٹیشن شاہدرہ — کیفیت عدم پتا
(12) 1303/17-10-09:بجرم302پولیس سٹیشن شاہدرہ ٹاؤن — کیفیت عدم پتا
(13) 100/24-2-08:بجرم302پولیس سٹیشن شاہدرہ ٹاؤن — کیفیت عدم پتا
(14) 29/06-01-09:بجرم302پولیس سٹیشن شاہدرہ ٹاؤن — کیفیت عدم پتا

جبکہ دیگر نعشوں کی کارروائی زیر دفعہ 174ض ف عمل میں لائی گئی۔

ضلع سرگودھا، گاڑیاں اور موٹر سائیکل چوری کی تفصیلات

*5958: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ضلع سرگودھا میں 2008 سے آج تک کتنی گاڑیاں، موٹر سائیکل چوری ہوئیں، کتنی برآمد کرلی گئیں اور کتنی ابھی تک لاپتا ہیں، تفصیل فراہم کریں؟

وزیر داخلہ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

سال 2008 سے آج تک ضلع ہذا میں کل گاڑیاں / موٹر سائیکل 759 چوری ہوئیں جن میں سے 328 گاڑیاں / موٹر سائیکل برآمد ہوئیں جبکہ 264 گاڑیاں عدم پتا ہیں جبکہ 167 گاڑیوں کے مقدمات زیر تفتیش ہیں۔

گلرز سرقہ شدہ وہیکلز از مورخہ 08-01-01 تا 11-04-30

نمبر شمار	سال	کار	ہائی ایس	ٹرک	ٹریکٹر	ڈالہ	موٹر سائیکل	کیری ڈبہ	ٹوٹل
1	2008	97	06	07	12	15	280	01	418
2	2009	83	04	07	08	07	407	04	520
3	2010	122	06	04	11	13	551	11	718
4	2011	54	02	02	04	04	200	01	267
	جنرل ٹوٹل	356	18	20	35	39	1438	17	1923

لاہور۔گجر پورہ میں قحبہ خانوں پر کی گئی کارروائی کی تفصیلات

*5975: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ماہ جنوری2010 میں گجر پورہ لاہور پولیس نے کتنے قحبہ خانوں پر کارروائی کر کے کتنے افراد کو گرفتار کیا،ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی،آگاہ کریں؟

وزیر داخلہ /قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

ماہ جنوری2010 میں علاقہ تھانہ گجر پورہ میں کوئی بھی قحبہ خانہ نہ چل رہا تھا اور نہ ہی کسی قحبہ خانہ کی بابت کوئی کارروائی عمل میں لائی گئی ہے۔

لاہور،پی پی۔143 اور پی پی۔144 اغواء برائے تاوان کے کیسز کی تفصیلات

*5979: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

لاہور کے حلقہ پی پی۔143 اور 144 میں ماہ جنوری2010 میں کل کتنے اغواء برائے تاوان کے کیس رجسٹر ہوئے، کل کتنے ملزمان گرفتار ہوئے اور ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی، ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر داخلہ /قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

ضلع لاہور کے حلقہ پی پی۔143 اور پی پی۔144 میں اغواء برائے تاوان کا کوئی مقدمہ درج رجسٹر نہ ہوا ہے۔

چار سو پولیس کانسٹیبلان کو چار ماہ کی تنخواہ کی ادائیگی کا معاملہ

*6124: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 400 کے قریب ایکس آرمی حضرات جو پولیس میں بطور کانسٹیبل کام کر رہے ہیں ان کو گزشتہ چار ماہ سے تنخواہ نہیں ملی؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ملازمین کو فوری طور پر تنخواہ ادا کرنے کو تیار ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر داخلہ /قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) تمام ایکس آرمی حضرات جو کہ پولیس میں تعینات ہیں باقاعدگی سے تنخواہ وصول کر رہے ہیں۔

(ب) ۔ایضاً۔

ضلع قصور۔درج مقدمات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6141: محترمہ شگفتہ شیخ: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں سال2008اور2009میں پولیس نے کل کتنے مقدمات درج کئے؟

(ب) مذکورہ عرصہ میں ڈکیتی کے کتنے مقدمات درج ہوئے اور کتنے ملزمان کو گرفتار کیا گیا؟

(ج) ضلع قصور پولیس نے مذکورہ بالا عرصہ کے دوران کتنے پولیس مقابلے کئے، کتنے ملزمان کو مقابلوں میں مارا اور کتنے ملازم شہید یا زخمی ہوئے؟

وزیر داخلہ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع قصور میں سال2008میں کل11615 مقدمات درج ہوئے اور ضلع قصور میں سال 2009میں کل12620 مقدمات درج ہوئے۔

(ب) ضلع قصور میں سال2008اور2009میں ڈکیتی کے کل283 مقدمات درج ہوئے اور 825ملزمان گرفتار ہوئے۔

(ج) ضلع قصور میں سال2008اور2009میں پولیس مقابلے کل مقدمات10 درج ہوئے جن میں4ملزمان ہلاک ہوئے اور2ملازمان شہید اور5ملازمان زخمی ہوئے۔

گجرات، درج فوجداری مقدمات کی تعداد و تفصیل

*6237: محترمہ خدیجہ عمر: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گجرات میں یکم مارچ2008 سے یکم فروری2010تک کل کتنے فوجداری مقدمات کس کس تھانہ میں درج ہوئے؟

(ب) کتنے مقدمات کے چالان مکمل ہوئے اور کتنے تھانہ کی سطح پر فارغ کئے گئے؟

وزیر داخلہ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع گجرات میں درج ہونے والے فوجداری مقدمات کی تھانہ وار مکمل تفصیل برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ۔ایضاً۔

راولپنڈی،پٹرولنگ چیک پوسٹ ٹیکسلاوچکری(راولپنڈی)
میں عملہ کی تعیناتی ودیگر تفصیلات

*6281:جناب محمد شفیق خان:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پٹرولنگ چیک پوسٹ ٹیکسلااور چکری(راولپنڈی)کی عمارات کی تعمیر پر کتنی لاگت آئی، یہ کب مکمل ہوئی؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ عمارات مکمل ہونے کے باوجود ان میں عملہ تعینات نہیں کیاگیا،اس کی وجوہات کیاہیں؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ یہ دوچیک پوسٹیں خطرناک اور جرائم پیشہ ایریاز میں واقع ہیں؟

(د) کیاحکومت ان میں جلداز جلد عملہ تعینات کرنے اوران کی openingکرنے کاارادہ رکھتی ہے،اگرنہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیرداخلہ /قانون وپارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):

(الف) گزارش ہے کہ پٹرولنگ چیک پوسٹ ٹیکسلا(بلوٹ ٹھٹہ)اورچکری(گیلن کلاں)کی تعمیر پر بالترتیب4.24ملین روپے اور4.3ملین روپے لاگت آئی ہے۔پٹرولنگ چیک پوسٹ ٹیکسلا (بلوٹ ٹھٹہ) مورخہ08۔12۔01اور پٹرولنگ چیک پوسٹ چکری(گیلن کلاں)مورخہ 10۔06۔11کو فنکشنل ہوگئی ہیں۔

(ب) پٹرولنگ چیک پوسٹ ٹیکسلا(بلوٹ ٹھٹہ)مکمل ہونے کے فوراًبعد مورخہ 08۔12۔01 کوآپریشنل کردی گئی جبکہ پٹرولنگ چیک پوسٹ چکری(گیلن کلاں)کی تعمیر مکمل ہونے کے فوراًبعد مورخہ 10۔06۔11 کو اپریشنل کردی گئی اور مذکورہ تواریخ سے ہی ان پٹرولنگ پوسٹس پر عملہ تعینات کردیاگیاہے۔

(ج) جی ہاں!یہ درست ہے کہ پٹرولنگ پوسٹیں خطرناک اور جرائم پیشہ ایریاز میں واقع ہیں۔کیونکہ جرائم پیشہ افراد وارداتیں کرنے کے فوراًبعد چکری کے علاقہ میں روپوش ہوجاتے ہیں جبکہ پٹرولنگ پوسٹ ٹیکسلا(بلوٹ ٹھٹہ)ڈسٹرکٹ باؤنڈری پر ہونے کی وجہ سے جرائم پیشہ افراد کی گزرگاہ ہے۔

(د) پٹرولنگ چیک پوسٹ ٹیکسلا (بلوٹ ٹھٹہ) کی تعمیر مکمل ہونے کے بعد مورخہ 08۔12۔01 فنکشنل کر دی گئی جبکہ پٹرولنگ چیک پوسٹ چکری (گیلن کلاں) 10۔06۔11 کو آپریشنل کر دی گئی اور ان پر عملہ بھی تعینات کیا جا چکا ہے۔

ضلع وہاڑی، تھانہ جات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6290: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں کتنے تھانہ جات ہیں؟

(ب) کتنے تھانہ جات سرکاری عمارات میں چل رہے ہیں اور کتنے پرائیویٹ عمارات میں چل رہے ہیں؟

(ج) سال 09-2008 اور 10-2009 کے بجٹ کے دوران ضلع ہذا کے کس کس تھانہ جات کی عمارات کی تعمیر و مرمت پر کتنی رقم خرچ کی گئی، تفصیل تھانہ وار بتائیں؟

(د) آئندہ حکومت اس ضلع کے کس کس تھانہ کی عمارت تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر داخلہ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع وہاڑی میں کل 17 تھانہ جات ہیں۔

(ب) ضلع ہذا میں 12 تھانہ جات سرکاری عمارات میں جبکہ 5 تھانہ جات پرائیویٹ عمارات میں چل رہے ہیں۔

(ج) سال 09-2008 میں تعمیر تھانہ جات کی مد میں کوئی رقم خرچ نہ ہوئی جبکہ سال 10-2009 میں تھانہ صدر میلسی کی تعمیر پر مبلغ 25 لاکھ روپے خرچ کئے گئے ہیں۔

تھانہ جات کی مرمت کے سلسلے میں سال 09-2008 میں مبلغ 2 لاکھ روپے خرچ کئے گئے ہیں جس کی تفصیل ذیل ہے:-

1-	تھانہ صدر بورے والا	-/50000 روپے
2-	تھانہ ساہوکا	-/50000 روپے
3-	تھانہ گگو	-/50000 روپے
4-	تھانہ متروٗ	-/50000 روپے

جبکہ سال 10-2009 میں تھانہ جات کی مرمت کی مد میں کوئی رقم خرچ نہ کی گئی ہے۔

(د) مندرجہ ذیل تھانہ جات دوسرے محکموں یا پھر کرایہ کی بلڈنگوں میں چل رہے ہیں۔ سرکاری اراضی تلاش کر کے بورڈ آف ریونیو کو درخواست کی گئی ہے کہ یہ زمین پولیس

ڈیپارٹمنٹ کو الاٹ کی جائے۔جیسے ہی یہ زمین پولیس کے نام الاٹ ہو گی فنڈز کی پوزیشن کو مدنظر رکھتے ہوئے ان تھانوں کی تعمیر کی منصوبہ بندی کی جائے گی۔

1۔ تھانہ بورے والا 2۔ تھانہ میلسی
3۔ تھانہ ٹبہ سلطان پور 4۔ تھانہ ٹھینگی
5۔ تھانہ میراں پور

ضلع منڈی بہاؤالدین، تھانہ جات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6299:جناب آصف بشیر بھاگٹ:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں کتنے تھانہ جات کس کس جگہ ہیں؟

(ب) کتنے تھانہ جات سرکاری عمارات میں اور کتنے پرائیویٹ عمارات میں چل رہے ہیں؟

(ج) سال09-2008اور10-2009 کے دوران ضلع ہذا کے کس کس تھانہ جات کی عمارات کی تعمیر ومرمت پر کتنی رقم خرچ کی گئی، تفصیل تھانہ وار بتائیں؟

(د) آئندہ حکومت اس ضلع کے کس کس تھانہ کی عمارات تعمیر کرنے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر داخلہ /قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں 11 تھانہ جات ہیں۔

(1)	تھانہ سٹی:	لاری اڈا منڈی بہاؤالدین
(2)	تھانہ صدر:	نزد گرلز کالج منڈی بہاؤالدین
(3)	تھانہ سول لائن:	مانگٹ
(4)	تھانہ کٹھیالہ شیخان:	کٹھیالہ شیخان
(5)	تھانہ پھالیہ:	پھالیہ شہر
(6)	تھانہ قادر آباد:	قصبہ قادر آباد
(7)	پاہڑیانوالی:	اڈا پاہڑیانوالی
(8)	رنمل شریف:	پل نہر مانو چک
(9)	تھانہ ملکوال:	ملکوال شہر
(10)	تھانہ میانہ گوندل:	قصبہ میانہ گوندل
(11)	تھانہ گوجرہ:	سرگودھا روڈ گوجرہ

(ب)سات تھانہ جات سرکاری عمارات میں اور چار تھانہ جات پرائیویٹ عمارات میں ہیں۔

(ج)

نام تھانہ	خرچ رقم09۔2008	خرچ رقم10۔2009
سٹی		
صدر		
کٹھیالہ شیخان	2020000/۔	
سول لائن	50000/۔	
پھالیہ	550000/۔	
رنمل شریف		
پاہڑیانوالی	1750000/۔	47000/۔
قادرآباد	1660750/۔	47000/۔
ملکوال	130000/۔	
میانہ گوندل	1500000/۔	178412/۔
گوجرہ	507000/-	

(د) تھانہ قادرآباداور میانہ گوندل

صوبہ میں خواتین پولیس سٹیشنز کی تفصیلات

*6372: میاں نصیر احمد: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) خواتین کے لئے علیٰحدہ پولیس سٹیشن قائم کرنے کا کیاطریق کار یاcriteriaہے، مکمل تفصیل سے آگاہ فرمایاجائے؟

(ب) صوبہ پنجاب کے جن اضلاع میں خواتین کے لئے علیٰحدہ پولیس سٹیشن قائم کئے گئے ہیں، ان کی فہرست مع ان کے کل عملہ کی تفصیل ایوان میں فراہم کی جائے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ جن اضلاع میں خواتین کے لئے پولیس سٹیشن موجود نہ ہیں وہاں عام پولیس سٹیشن میں خواتین کے لئے علیٰحدہ شکایت سیل قائم ہیں؟

(د) جن اضلاع میں خواتین کے پولیس سٹیشن قائم نہ ہیں کیاحکومت وہاں خواتین کے لئے پولیس سٹیشن قائم کرنے کاارادہ رکھتی ہے اگرہاں توکب تک؟

وزیر داخلہ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):

(الف) خواتین کے لئے علیٰحدہ پولیس سٹیشن قائم کرنے کے سلسلہ میں خواتین کے بڑھتے ہوئے مسائل اوران کے قانونی حل کے لئے حقوق نسواں کومدنظر رکھتے ہوئے عموماً ضلعی پولیس کے سربراہ

کی تجویزاور جناب انسپکٹر جنرل آف پولیس پنجاب کے تائید و مشورہ سے صوبائی گورنمنٹ کوئی پولیس سٹیشن قائم کرنے کا حکم صادر کرتی ہے۔

(ب) 1۔ خواتین پولیس سٹیشن، ضلع لاہور

ڈی ایس پی	1
انسپکٹر	1
سب انسپکٹر	1
اے ایس آئی	1
ہیڈ کانسٹیبل	4
کانسٹیبلان	24

2۔ خواتین پولیس سٹیشن، ضلع راولپنڈی

سب انسپکٹر	5
ہیڈ کانسٹیبل	4
کانسٹیبلان	121

3۔ خواتین پولیس سٹیشن، ضلع فیصل آباد

سب انسپکٹر	2
اے ایس آئی	2
ہیڈ کانسٹیبل	2
کانسٹیبلان	39

(ج) نیشنل پبلک سیفٹی کمیشن کی سفارش اور جناب آئی جی پولیس ،پنجاب کی منظوری پر پنجاب کے تمام اضلاع کے پولیس سربراہان کو بذریعہ چٹھی نمبرR&D-III/85-1737 مورخہ 26-03-2011 کو ہدایات جاری کر دی ہیں کہ پنجاب کے ہر تھانہ میں خواتین شکایات سیل قائم کر دیئے جائیں۔ جس پر عمل کیا جارہا ہے۔

(د) اس وقت پنجاب کے تین اضلاع لاہور، راولپنڈی اور فیصل آباد میں لیڈی پولیس سٹیشن کام کر رہے ہیں۔ صوبہ پنجاب کے باقی اضلاع میں صوبائی حکومت کے حکم کے مطابق عملدر آمد کیا جائے گا۔

صوبہ میں نیا پولیس سٹیشن قائم کرنے کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*6375: **میاں نصیر احمد**: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب کے کسی بھی علاقے میں نیاپولیس سٹیشن قائم کرنے کا طریق کار یاcriteria کیا ہے مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ب) صوبہ پنجاب میں پچھلے5سالوں کے دوران کتنے نئے پولیس سٹیشن قائم کئے گئے فہرست فراہم کی جائے؟

(ج) مالی سال09۔2008اور10۔2009میں نئے پولیس سٹیشنز کی تعمیر کے لئے کتنا بجٹ مختص کیا گیا تھا، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر داخلہ /قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) کسی بھی علاقے میں نیا تھانہ قائم کرنے سے پہلے متعلقہ ضلع کے پولیس افسران، علاقہ میں جرائم کی نوعیت مقدار، علاقہ میں موجود معاشی اور معاشرتی سرگرمیاں اور اہم مقامات کا جائزہ لیتے ہیں اس کے علاوہ متعلقہ علاقہ کا موجودہ تھانہ سے فاصلہ، ذرائع آمد و رفت اور آبادی کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ مزید برآں علاقہ مذکورہ میں مستقبل میں ہونیوالی سرگرمیوں کا بھی اندازہ لگایا جاتا ہے۔

متعلقہ ضلع کاDPOاپنی سفارشات RPOصاحب کو بھجواتا ہے۔ RPOصاحب اپنی سفارشات کے ساتھ کیسproposalآئی جی صاحب کو بھجواتے ہیں۔ مرکزی پولیس دفتر میں کیس کا جائزہ لیا جاتا ہے اور اگر کیس میرٹ پر پورا اترتا ہو تو ہوم سیکرٹری صاحب کو بھجوادیتے ہیں بعد از منظوری برائے ہوم سیکرٹری صاحب متعلقہ تھانہ کے قائم ہونے کا نوٹیفکیشن مرکزی پولیس دفتر سے جاری کیا جاتا ہے۔ نوٹیفکیشن جاری ہونے کے بعد نفری کی منظوری اور دوسرے اخراجات کی بابت محکمہ خزانہ کو لکھا جاتا ہے۔

(ب) 2006سے 2010تک پانچ سالوں میں 46نئے تھانے قائم کئے گئے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) گزشتہ مالی سالوں کے دوران تھانوں کی تعمیر کے لئے مندرجہ ذیل فنڈ مختص کئے گئے۔

سال	2008۔09	2009۔10
مختص بجٹ (ملین روپے میں)	241.721	209.235

ضلع گجرات، 2008تا2010درج مقدمات کی تعداد و تفصیل

*6425: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں یکم اپریل2008 سے یکم اپریل2010 تک اغواء برائے تاوان، قتل، ڈکیتی، راہزنی اور چوری کے کل کتنے پرچے کن کن ملزمان کے خلاف کاٹے گئے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جتنے ملزمان کے خلاف تھانوں میں پرچے درج ہیں وہ ابھی گرفتار نہیں ہو سکے؟

(ج) اگر حکومت ان ملزمان کو گرفتار کرنا چاہتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر داخلہ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) ضلع گجرات میں اس عرصہ کے دوران اغواء برائے تاوان کے 19، قتل 473، ڈکیتی 66، راہزنی 319 اور چوری کے 2219 پرچے کاٹے گئے۔

(ب) ان جرائم میں ملوث ملزمان کی اکثریت گرفتار کی جا چکی ہے بقایا ملزمان کو ٹریس کر کے جلد گرفتاری عمل میں لائی جا رہی ہے۔

(ج) ان جرائم میں ملوث ملزمان کو جلد از جلد گرفتار کیا جا رہا ہے گرفتاری عمل میں لانے کے لئے ٹیمیں تشکیل دی جا چکی ہیں۔

وہاڑی، تھانہ ٹبہ سلطان پور میں درج مقدمات سے متعلقہ تفصیل

*6564: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم مارچ2009 تا یکم مارچ2010 تھانہ ٹبہ سلطان پور وہاڑی میں زیر دفعہ 380/A-496 ت پ کتنے مقدمات درج ہوئے، ان مقدمات کے نمبر اور تاریخ بتائیں؟

(ب) ان میں سے کتنے مقدمات خارج ہوئے اور کتنے چالان ہوئے؟

(ج) ان مقدمات میں کتنے ملزمان گرفتار ہوئے اور کس کس مقدمہ کے ملزمان ابھی تک مفرور ہیں؟

(د) کتنے مقدمات کے ملزمان گرفتار کئے گئے مگر بعد ازاں ان کو کس کس بناء پر چھوڑ دیا گیا؟

(ہ) کن کن مقدمات کے ملزمان گرفتار نہ کرنے پر مدعی مقدمات کی طرف سے پولیس کے خلاف شکایات موصول ہوئی ہیں؟

(و) ان مقدمات کے تفتیشی افسران کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

(ز) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ اس تھانہ کی پولیس ان مقدمات کے ملزمان کی پشت پناہی کر رہی ہے،ان کو گرفتار نہیں کر رہی؟

(ح) کیا حکومت اس تھانہ کی پولیس کے خلاف کارروائی کرنے کاارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر داخلہ /قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) مارچ2009تا یکم مارچ2010 تھانہ ٹبہ سلطان پور وہاڑی میں زیر دفعہ 380/A-496ت پ کل مقدمات 11 درج ہوئے جن کی تفصیل ذیل ہے:-

مقدمہ نمبر119 مورخہ 27-03-09 بجرم 380/A-496ت پ تھانہ ٹبہ سلطان پور
مقدمہ نمبر263 مورخہ 20-06-09 بجرم A-496ت پ تھانہ ٹبہ سلطان پور
مقدمہ نمبر266 مورخہ 21-06-09 بجرم A-496 ت پ تھانہ ٹبہ سلطان پور
مقدمہ نمبر322 مورخہ 04-08-09 بجرم 380/A-496ت پ تھانہ ٹبہ سلطان پور
مقدمہ نمبر354 مورخہ 29-08-09 بجرم A-496ت پ تھانہ ٹبہ سلطان پور
مقدمہ نمبر398 مورخہ 26-09-09 بجرم A-496ت پ تھانہ ٹبہ سلطان پور
مقدمہ نمبر401 مورخہ 28-10-09 بجرم 379/A-496ت پ تھانہ ٹبہ سلطان پور
مقدمہ نمبر425 مورخہ 22-10-09 بجرم A-496ت پ تھانہ ٹبہ سلطان پور
مقدمہ نمبر476 مورخہ 17-11-09 بجرم A-496ت پ تھانہ ٹبہ سلطان پور
مقدمہ نمبر498 مورخہ 27-11-09 بجرم A-496ت پ تھانہ ٹبہ سلطان پور
مقدمہ نمبر516 مورخہ 10-12-09 بجرم A-496ت پ تھانہ ٹبہ سلطان پور

(ب) ان میں سے کل 8 مقدمات خارج ہوئے اور 3 مقدمات چالان ہوئے۔

(ج) تین چالان مقدمات میں کل 8 ملزم گرفتار ہوئے مقدمہ نمبر 425/09 مورخہ 22-10-09 بجرم 379/A-496ت پ میں 2 کس ملزمان کو گرفتار کر کے چالان عدالت بھجوایا جا چکا ہے جو کہ زیر سماعت ہے جبکہ بقیہ 5 کس ملزمان کی گنہگاری یا بے گناہی کا تعین کرنا باقی ہے۔ SHO کو ہدایت کی گئی کہ فریقین کو شامل تفتیش کر کے جلد از جلد مقدمہ کو یکسو کرے۔

(د) ایسا کوئی مقدمہ نہ ہے جس میں ملزمان کو گرفتار کیا گیا ہو اور بعد ازاں کسی بناء پر چھوڑ دیا گیا ہو۔

(ہ) صرف ایک مقدمہ نمبر 476 مورخہ 17-11-09 بجرم A-496ت پ تھانہ ٹبہ سلطان پور کے مدعی نے ملزمان کی گرفتاری کے لئے درخواست گزاری تاہم مقدمہ ہذا خارج ہو چکا ہے۔

(و) ان مقدمات کے تفتیشی افسران کے نام اور گریڈ کی تفصیلات برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ز) الحمدللہ ضلع ہذا میں احتساب کا نظام بڑا مضبوط ہے اور ضلع ہذا کی پولیس ایسے ملزمان سے آہنی ہاتھوں سے نمٹنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔صرف ایک مقدمہ کے 5 کس ملزمان کی گنہگاری بے گناہی کا تعین کرنا باقی ہے۔

(ح) تھانہ ہذا میں صرف ایک مقدمہ میں 5 کس ملزمان کی گنہگاری یا بے گناہی کا تعین کرنا باقی ہے۔SHO کو ہدایت کی گئی کہ فریقین کو شامل تفتیش کر کے جلد از جلد مقدمہ کو یکسو کرے۔

تھانہ ساہیوال (سرگودھا) پولیس ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6572: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تھانہ ساہیوال (سرگودھا) میں تعینات انسپکٹر، سب انسپکٹر، اے ایس آئی کے نام، ولدیت، گریڈ اور تعلیمی قابلیت بیان کریں؟

(ب) ان میں سے کس کس ملازم کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ اور قانونی کارروائیاں چل رہی ہیں؟

(ج) کس کس ملازم کے خلاف یکم جنوری2009 سے آج تک کتنی کتنی شکایات محکمہ کو موصول ہوئی ہیں؟

(د) ان شکایات کی تحقیقات کس کس سرکاری ملازم سے کروائی گئی ہے؟

(ہ) کن کن ملازمین کے خلاف شکایات درست ثابت ہوئی ہیں اور ان کے خلاف کیا کیا محکمانہ کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر داخلہ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف)

1۔ انسپکٹر محمد عظیم ولد محمد بخش سکنہ اوکھلی موہلہ ضلع خوشاب
تعلیم بی اے، گریڈ(BPS-16)

2۔ SI محمد مختار ولد فتح محمد سکنہ موضع منگڑیال تحصیل شاہپور ضلع سرگودھا
تعلیم میٹرک گریڈ(BPS-14)

3۔ SI محمد شیر ولد محمد خان سکنہ ٹبہ قائم دین جوہر آباد ضلع خوشاب
تعلیم مڈل گریڈ(BPS-14)

4۔ SI محمد عارف ولد حافظ محمد اسحاق سکنہ نون کلو شاہپور سٹی ضلع سرگودھا
تعلیم ایف اے گریڈ(BPS-14)

5۔ ASIالطاف حسین ولد محمد رمضان سکنہ جوڑاکلاں ضلع خوشاب
تعلیم مڈل گریڈ(BPS-09)

6۔ ASIمحمد اقبال ولد عطامحمد سکنہ چک نمبر93شمالی تحصیل وضلع سرگودھا
تعلیم میٹرک گریڈ(BPS-09)

7- ASIریاض احمد ولد شیر محمد سکنہ کوٹ مومن ضلع سرگودھا
تعلیم ایف اے گریڈ(BPS-09)

8- ASIغلام شبیر ولد خان محمد سکنہ چک نمبر160شمالی دھریمہ تحصیل وضلع سرگودھا
تعلیم میٹرک گریڈ (BPS-09)

9- ASIظفر عباس ولد میاں خدابخش سکنہ چک نمبر60شمالی تحصیل سلانوالی ضلع سرگودھا
تعلیم میٹرک گریڈ(BPS-09)

10- ASIدلشاد احمد ولد شمس الدین سکنہ چک نمبر125جنوبی سلانوالی ضلع سرگودھا
تعلیم میٹرک گریڈ(BPS-09)

11- ASIغلام عباس ولد نور محمد سکنہ جوڑاکلاں ضلع خوشاب
تعلیم میٹرک گریڈ(BPS-09)

12- ASI/Tمحمد اقبال ولد محمد ریاض سکنہ چک نمبر136شمالی تحصیل سلانوالی ضلع سرگودھا
تعلیم بی اے گریڈ(BPS-09)

(ب)

I) SIمحمد شمیر کو شوکاز نوٹس دیا گیا ہے کہ اس نے مقدمہ نمبر10/171جرم392ت پ تھانہ ساہیوال میں غلط جرم لگایا ہے۔

II) SIمحمد شمیر کو شوکاز نوٹس دیا گیا ہے کہ اس نے مقدمہ نمبر10/392جرم392ت پ میں موٹر سائیکل برآمد کیا لیکن صفحہ مثل پر اس کا ذکر نہ کیا۔

III) ASIمحمد ریاض کو شوکاز نوٹس دیا گیا ہے کہ اس نے مقدمہ نمبر07/27جرم376ت پ میں احکامات مجاریہ لاہور ہائیکورٹ لاہور کی تعمیل نہ کی ہے۔

(ج)

I) SIمحمد مختار کے خلاف ایک شکایت موصول ہوئی۔

II) SIمحمد شمیر کے خلاف ایک شکایت موصول ہوئی۔

III) ASIظفر عباس کے خلاف ایک شکایت موصول ہوئی ہے۔

(د)

I) SIمحمد مختار کے خلاف شکایت کی تحقیقات DSP/SDPOکوٹ مومن سرکل ضلع سرگودھا سے کروائی گئی،جنہوں نے اس شکایت کو جھوٹا قرار دیا۔

II) SIمحمد شمیر کے خلاف شکایت کی تحقیقات SPانویسٹی گیشن سرگودھا سے کروائی گئی،جنہوں نے اس شکایت کو درست قرار دیا۔

III) ASIظفر عباس کے خلاف شکایت کی تحقیقات DSP/SDPOسٹی سرکل ضلع سرگودھا سے کروائی گئی، جنہوں نے اس شکایت کو جھوٹا قرار دیا۔

(ہ)

I) SI محمد شبیر کے خلاف شکایت درست ثابت ہوئی اور اس کو 02 سال ضبطی سروس کی سزا دی گئی۔

سیالکوٹ، چائلڈ پروٹیکشن بیورو کی تفصیلات

*6608: محترمہ نسیم ناصر خواجہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا سیالکوٹ میں چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کا کوئی ادارہ موجود ہے، اگر نہیں تو کب تک قائم کر دیا جائے گا؟

وزیر داخلہ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کی سیالکوٹ میں بلڈنگ تعمیر کر لی گئی ہے۔سٹاف کی بھرتی کے لئے اشتہار دے دیا گیا ہے سٹاف بھرتی ہونے کے بعد ادارہ جلد ہی کام کرنا شروع کر دے گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ کی absence میں کچھ دن پہلے ایکسپو سنٹر کے بالکل سامنے ایک بچی گٹر میں گر کر جاں بحق ہو گئی تھی۔ وہ گٹر ڈیڑھ مہینے سے کھلا تھا اور خادم اعلیٰ پنجاب نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ اگر واسا کی اس غفلت کی وجہ سے کوئی سانحہ ہو گا تو ایم ڈی واسا کو معطل کیا جائے گا لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ یہ واقعہ دو بجے کا تھا۔ رات کو سوا دس بجے جب معزز ایم پی اے سیف الملوک کھوکھر ہسپتال تشریف لے کر گئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: کیا آپ کچھ in writing لے کر آئی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جی لیکن اس کی باری نہیں آئے گی۔

جناب سپیکر: محترمہ! پھر آپ اس کا انتظار کریں۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں ہوم سیکرٹری صاحب کی یہاں موجودگی کا فائدہ اٹھا کر ایک بات کرنا چاہتا تھا۔ وہ تو اب اٹھ کر چلے گئے ہیں۔ میرے حلقہ کے اندر مزار سخی سرور سے پچھلے سال ایک خودکش حملہ آور کو پکڑا گیا تھا۔ اس کے لئے میں نے گزارش کی تھی اور وزیر قانون صاحب نے

بھی اس بات پر commitment کی تھی کہ ان لوگوں کے لئے انعام اور بہادری کا میڈل یا سرٹیفکیٹ وغیرہ دیا جائے گا۔اس بات کو کئی مہینے ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب!آپ جن کا ذکر کر رہے ہیں وہ تو شاید چلے گئے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!میں تو ان کے ہوتے ہوئے بات کرنا چاہتا تھا اور فائدہ اٹھانا چاہتا تھا لیکن آپ نے اس وقت مجھے وقت ہی نہیں دیا۔

جناب سپیکر: میں وزیر قانون صاحب سے کہتا ہوں کہ وہ ہوم سیکرٹری کو گیلری میں بلوالیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!میں گزارش یہ کرنا چاہتا تھا کہ حکومت ہر سال 14۔اگست کے موقع پر لوگوں کو ان کی حسن کارکردگی پر میڈل دیتی ہے کوئی طبلہ نواز اچھا ہے تو اسے طبلہ بجانے پر میڈل مل جاتا ہے۔اس دفعہ محترمہ شرمیلا فاروقی کو میڈل مل گیا کیونکہ ان کی حکومت کو دفاع کرنے کی کارکردگی بڑی اچھی تھی لیکن اس بہادری کا کام کرنے والے لوگوں کے لئے حکومت کی طرف سے بد قسمتی سے کچھ نہیں آیا۔اس میں حکومت پنجاب کی طرف سے کیس بن کر جائے گا تو ان بہادر افسروں کو انعام یا میڈل دیئے جا سکیں گے۔

جناب سپیکر: جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!لغاری صاحب نے وقفہ سوالات کے دوران میرے پاس آکر بھی مجھے پوری تفصیل سے آگاہ کیا ہے۔میں نے اس بارے میں عرض کیا تھا کہ میں اس معاملہ میں تازہ ترین معلومات لے کر کل ان کی خدمت میں عرض کر دوں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!میری گزارش یہ ہے کہ اگلے سال 14۔اگست کے لئے ابھی سے ان کے لئے gallantry award کا سلسلہ یا جو بیج بویا جاتا ہے اسے بو دیا جائے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب!انہوں نے کہا ہے کہ میں کل آپ کو بتا دوں گا۔آپ کل ان سے ایک میٹنگ کر لیں۔اس سے آپ کا فائدہ ہو گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر!کل ایجوکیشن سے متعلقہ ایک بات ہوئی تھی اس پر جواب آنا تھا۔

جناب سپیکر: ہاں۔ کیا ایجوکیشن منسٹر موجود ہیں؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! وہ نہیں آئیں گے اسی لئے تو تعلیم کا بیڑہ غرق ہو رہا ہے۔ آپ دیکھیں کہ کل راولپنڈی بورڈ میں کیا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: ندیم کامران صاحب! آپ ان کا پتا کیجئے اور ان کو ہاؤس میں بلا کر لائیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں نے بار ہا ذکر کیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت و کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا تجمل حسین! آپ relevant بات کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت و کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سارے معزز ایوان کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ آج 16۔دسمبر کا دن ہے جو میرے ملک کی تاریخ کا ایک سیاہ ترین دن ہے۔ آج کے دن میرا ملک۔۔۔

جناب سپیکر: جو سیاہ ہو جائے اس کو بھول جائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت و کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! جو لوگ اپنا ماضی بھول جاتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ بڑی مہربانی۔ جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں نے آٹھ ماہ پہلے اس معزز ہاؤس کے اندر ایک تحریک استحقاق جمع کرائی تھی کہ ایک فرد کی statement سے اس ہاؤس کی dignity کو down grade کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ وزیر اعظم قومی اسمبلی کے ہر اجلاس میں بیٹھنے کی کوشش کرتے ہیں جب لاء منسٹر سے پوچھا گیا وزیر اعلیٰ پنجاب کیوں نہیں بیٹھتے تو انہوں نے کہا کہ وزیر اعظم فارغ ہیں اس لئے ہاؤس میں بیٹھتے ہیں اور وزیر اعلیٰ پنجاب اہم کاموں میں مصروف ہوتے ہیں اور وہ ہاؤس میں آنے کے پابند نہیں ہیں۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اس سے صوبہ پنجاب کی اسمبلی کو degrade کرنے کی کوشش کی گئی ہے تو میں نے تحریک استحقاق لاء منسٹر کے خلاف جمع کرائی تھی۔ وہ تحریک استحقاق مجلس استحقاقات کو refer ہو چکی ہے۔ اس پر آٹھ ماہ سے کوئی کارروائی نہیں ہوئی اور اس کی کوئی میٹنگ نہیں بلائی گئی۔

جناب سپیکر: ذرا precedents کو بھی دیکھا کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: میری یہ گزارش ہے کہ استحقاق کمیٹی کو کہا جائے کہ وہ میری تحریک استحقاق کو بھی take up کرے۔

جناب سپیکر: اپنی عزت کا خیال کریں اور دوسروں کی عزت کا بھی خیال کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب جنہوں نے اس ہاؤس کو degrade کرنے کی کوشش کی ہے کے خلاف تحریک استحقاق پر فیصلہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: وہ ہاؤس کے ممبر ہیں اس لئے ہاؤس کے ممبر کے خلاف نہیں دے سکتے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ویسے مجھے ہاؤس adjourn کر دینا چاہئے جس طرح آپ کر رہے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا بہت اہم اور مختصر پوائنٹ ہے۔ اسے سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، بتائیں!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ قومی اسمبلی میں دیکھئے کہ وہاں اپوزیشن کو بہت ٹائم ملتا ہے۔ چونکہ آج اجلاس دیر سے شروع ہوا ہے اس لئے میں genuine point raise کروں گا۔ ایک بہت اہم رپورٹ میرے پاس ہے جس کے متعلق میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ رپورٹ ہاؤس میں دینی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری صرف بات سن لیں۔ پنجاب میں جسٹس خواجہ شریف صاحب کے قتل کی سازش ہوئی تھی جس پر چیف جسٹس آف پاکستان افتخار چودھری صاحب نے suo moto ایکشن لیتے ہوئے ایک جوڈیشل کمیشن بنایا تھا جس میں تین جج ایک لاہور ہائیکورٹ سے، ایک فرنٹیئر اور ایک بلوچستان سے مقرر ہوئے تھے۔ کمیشن کی رپورٹ کو آئے ہوئے تقریباً آٹھ مہینے ہو گئے ہیں جو میرے ہاتھ میں ہے۔ میں اُس کی detail میں نہیں جاتا صرف اُس کی recommendation پڑھنا چاہتا ہوں۔ اُس کی story میں ڈاکٹر بابر اعوان اور شہید سلمان تاثیر کو involve کیا گیا تھا کہ یہ خواجہ شریف صاحب کو قتل کروانا چاہتے ہیں جو صرف اور صرف پاکستان پیپلز

پارٹی کی قیادت کوblame کرنے کے لئے کیا گیا تھا۔ کمیشن کی recommendations انتہائی اہم ہیں۔ میں جو بات کروں گا documents کی بنیاد پر کروں گا۔ سب سے پہلی recommendation یہ تھی کہ ڈاکٹر توقیر کو اُس کے عہدے سے فارغ کیا جائے۔ آج آٹھ مہینے گزر گئے ہیں مگر وہ اپنے عہدے پر براجمان ہے۔ ایک طرف عدلیہ کے احترام کی بات ہوتی ہے تو ہم عدلیہ کا بہت احترام کرتے ہیں اور ایک طرف بات rule of law کی ہوتی ہے۔ اگر یہ rule of law ہے تو چیف جسٹس افتخار چودھری صاحب جن کے متعلق کہا جاتا ہے اور ایک نعرہ سنا کرتے تھے کہ "دھرتی ہو گی ماں کے جیسی، ہر شہری کو انصاف ملے گا۔" مجھے بتائیے کہ یہ contempt of Court کا notice کیا چیف منسٹر صاحب کو آئے گا یا لاء منسٹر صاحب کو آئے گا؟ ڈاکٹر توقیر جو infect اس وقت پنجاب کا وزیر اعلیٰ ہے اُس کو عہدے سے remove نہیں کیا جا رہا۔ مجھے بتائیے کہ کیا یہ contempt of Court نہیں ہے؟ دوسرے نمبر پر مجھے بتائیے کہ جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ میں ایک recommendation یہ بھی آئی ہے کہ ایک میجر تھا اور جب میاں نواز شریف صاحب 1999 میں گرفتار ہوئے تھے تو اُس وقت پرویز مشرف نے اُس میجر کو I.O کے طور پر مقرر کیا تھا مگر جب میاں صاحب کی پنجاب میں حکومت آئی تو اُس میجر کو انعام کے طور پر پنجاب میں سپیشل برانچ کا ہیڈ لگا دیا گیا۔ وہ میجر کرنل کے عہدے پر ریٹائر ہوا جس کے متعلق recommendation آئی ہے کہ اُس پر بھی مقدمہ درج کیا جائے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اُس میں ایک سب انسپکٹر اقبال تھا جسے 7۔کلب لے جایا گیا اور اُس کا بیان on record ہے۔ میں جو بات اس حوالے سے اہم کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اُس رپورٹ میں لاء منسٹر رانا ثناء اللہ صاحب کا نام ہے جس میں انہوں نے کہا کہ لاء منسٹر صاحب یہ کہتے ہیں کہ اگر تم یہ گواہی دو تو تمہیں direct انسپکٹر بنا دیا جائے گا۔ مجھے صرف ایک عرض کرنی ہے۔ اگر میں جان کی امان پاؤں اور میرے خلاف قتل کا فتویٰ نہ دے دیا جائے تو میں آج ایک عرض کرنا چاہتا ہوں۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کلو صاحب سے کہیں کہ مجھے بات کر لینے دیجئے۔ یہ بہت اہم ہے۔ کیا چیف جسٹس صاحب کے اُس آرڈر کو نہیں مانا جا رہا؟ آج میں اس فورم سے چیف جسٹس صاحب سے بھی گزارش کروں گا کہ آج یہ قوم اس بات کا مطالبہ کرتی ہے اور یہ کہنے پر مجبور ہو گئی ہے کہ پنجاب کے اندر تین جوڈیشل کمیشن بنے ہیں مگر اُن کی رپورٹس پر implement کیوں نہیں ہو رہا؟ خواجہ شریف صاحب کو رہائش کہاں پر دی گئی ہے؟ وہ آج بھی یہاں سرکاری مہمان

ہیں اُن کو قتل کرنے، پاکستان پیپلز پارٹی کو بدنام کرنے اور اُن کے قائدین پر مقدمے درج کرنے کی سازش کی گئی مگر آخرکار ڈاکٹر توقیر جس کے متعلق چیف جسٹس افتخار صاحب اور تینوں ججوں کی recommendations آچکی ہیں وہ اتنا blue eyed boy کیوں ہے کہ اُس کو اس کے عہدے سے فارغ نہیں کیا گیا، آخر کچھ تو دال میں کالا ہے اور میں صرف یہ کہوں گا کہ کیا اِس وقت contempt of Court نہیں ہے؟ اِس پر عمل تو وزیراعلیٰ صاحب نے کرنا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: یہ کورٹ میں جائیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "این آر او، این آر او" کی نعرہ بازی)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے بات کر لینے دیں۔ میں کوئی سیاسی بات نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر: آپ کسی اور کے متعلق بات نہیں کر سکتے۔ اس کا مطلب ہے کہ سب کو اس طرح کی بات کرنے کی اجازت ہونی چاہئے۔ ایسا نہ کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جب ایک sitting چیف جسٹس کو قتل کرنے کی سازش ہو تو اُس کے بعد کیا ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: آپ ماحول کو خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب اللہ رکھا: پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہاں پر سچی اور ریکارڈ کی باتیں کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! یہ روّیہ مجھے پسند نہیں ہے۔

ڈاکٹر خالد امتیاز خان بلوچ: جناب سپیکر! انہیں چُپ کرائیں۔ یہ غلط بول رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اُن کو بات کر لینے دیں۔ میں آپ کی بات بھی سنتا ہوں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس کا مطلب یہ ہے کہ "ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور" (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شاباش شاباش۔ بہت اچھا بول رہے ہیں۔ تمام ممبران تشریف رکھیں۔ میں نے بسراء صاحب کوfloor دیا ہوا ہے۔ بسراء صاحب! ویسے آپ نے کتنے گھنٹے اور لگانے ہیں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی۔ میں نے اداروں کے احترام کی بات کی ہے۔

جناب سپیکر: آپ جلدیwind up کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہمیشہ یہ سنا اور کہا جاتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے سن تو لیں۔ میں دوسری بات کر لوں۔ ایک کمیشن کی رپورٹ اور بھی آئی ہے۔

جناب سپیکر: کیا سارا دن میں آپ کی بات ہی سنوں گا، کیا کسی اور کو بات کرنے کا حق نہیں ہے؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): سیلاب کمیشن کی رپورٹ بھی میرے پاس ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ ابھیwind up کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کیا آپ یہ یقین دلاتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب ڈاکٹر توقیر کو فارغ کر دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کی بات پر ایسیcommitment نہیں کر سکتا۔ جی، کلو صاحب! آپ بات کریں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! آج بسراء صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر پوری تقریر کر دی ہے اگر کوئی کرپشن کی بات مرکز پر آئے تو اِدھر پنجاب سے کوشش کرتے ہیں کہ ہم یہاں ان کے خلاف کوئی چیز ڈھونڈیں۔ اسی طرح سپریم کورٹ کے چیف جسٹس صاحب نے جتنے بھی کمیشن بنائے ہیں اُن میں ہر جگہ پر پیپلز پارٹی کے قائدین کا نام آتا ہے اور جتنی بھی directions سپریم کورٹ نے دی ہیں اُن پر انہوں نے عملدرآمد نہیں کیا چاہے وہ این آر او ہو یا کوئی دوسرا کیس۔ کئی کیسوں میں انہوں نے directions دی ہیں مگر یہ پوری طرح دفاع ہی کرتے ہیں۔ اب موصوف نے یہاں پر دو تین دفعہ

کمیشن کمیشن کا کھیل کھیلا ہے اِن کی یہ عادت ہے اور فیصل رضا عابدی صاحب نے یہ عادت اِن میں ڈالی ہے کہ کاغذ ہاتھ میں لے کر ٹی وی پر لہرانا شروع کر دیتے ہیں۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہم جھوٹی باتیں نہیں کرتے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! اب یہ آرام سے سنیں۔ آج یہ issue اسمبلی کے اندر لے کر آئے ہیں جو کمیشن میں تھا۔ آج ان کے پاس دو remedies available ہیں۔ ایک remedy ان کی یہ ہے کہ اگر کمیشن نے ایسی کوئی رپورٹ دی ہے تو یہ اُس کی implementation کے لئے وہاں چلے جائیں جنہوں نے suo moto ایکشن لیا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "واہ جی واہ" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: بس، اب دونوں صاحبان مہربانی فرمائیں اور تشریف رکھیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یہ جو کاغذ لہرا کر دکھا رہے ہیں اسے اسمبلی میں جمع کروا کر سب کو circulate کریں تاکہ ہمیں پتا تو چلے کہ یہ کون کون سے کاغذ لہرا رہے ہیں؟ یہ صرف حکومت پنجاب پر attack کرنے کا ایک ذریعہ ڈھونڈ رہے ہیں جس کے بدلے اب یہ چاہتے ہیں کہ اِن کی مرکز کی کرپشن سے دنیا کی توجہ ہٹ جائے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بہت مہربانی۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

MR SPEAKER: No point of order.

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 1788 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے جن کی طرف سے تحریری طور پر اسے pending کرنے کا کہا گیا ہے۔ اسے اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! لاء منسٹر کا نام بھی اس میں شامل ہے تو یہ بتا دیں کہ recommendations ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: ان سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں آپ اپنا کام خود کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ سے relevant بات کرنا چاہتی ہوں کہ کل میں ایوان میں موجود نہیں تھی اور میری غیر موجودگی میں میرا نام لے کر جناب معزز ممبر کلو صاحب نے کچھ باتیں کی ہیں۔ آج میں یہاں پر موجود ہوں اگر کوئی بات کرنی ہو تو آپ کے توسط سے وہ مجھ سے کر سکتے ہیں۔ آج جیسے انہوں نے فیصل رضا عابدی کی بات کی تو کیا وجہ ہے کہ جب کوئی ممبر ایوان میں موجود نہیں ہوتا تو یہ ان کے خلاف باتیں کرتے ہیں؟ جب سامنے ہوتے ہیں تب یہ بات نہیں کرنا چاہتے۔ کوئی relevant بات کرنی ہو تو on the floor of the House آپ کو متوجہ کر کے کریں۔

جناب سپیکر! میاں نواز شریف صاحب کچھ دن پہلے سندھ میں جا کر کہہ کر آئے ہیں کہ یہاں سے ڈاکو راج ختم کر دوں گا پہلے وہ پنجاب کے ڈاکو راج کو تو ختم کریں۔ کیا یہاں پر انہیں ڈاکو نظر نہیں آ رہے جہاں پر ان کے بھائی وزیر اعلیٰ ہیں؟

جناب سپیکر: شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

عدالتی فیصلے کے باوجود پرائیویٹ سکولوں میں زیر تعلیم دو بہن بھائیوں کی فیس کے معاملے میں محکمہ تعلیم کی طرف سے نوٹیفکیشن جاری نہ کرنا

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ہمیشہ یہی امید رکھتی ہوں کہ آپ مجھے بات کرنے کا موقع دیں گے لیکن مجھے اس وقت سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ جب آپ مجھے پوائنٹ آف آرڈر نہیں دیتے۔ ہمیشہ relevant point اور موقع پر ہی بات کرنے کا فائدہ ہوتا ہے اگر موقع نکل جائے تو بات کرنے کا فائدہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہ رہی تھی کہ اکثر اوقات وزراء اس ایوان میں موجود نہیں ہوتے اور تین دن قبل میں نے ایک point raise کیا تھا کہ ایک ماہ قبل ہائیکورٹ کی طرف سے ایک حکم جاری ہوا ہے کہ پرائیویٹ سکولز میں جن والدین کے دو یا دو سے زائد بچے پڑھ رہے ہیں تو ان کے ایک بچے کی پوری فیس اور باقی بچوں کی آدھی فیس ہو گی لیکن ابھی تک محکمہ تعلیم کی طرف سے اس حوالے سے کوئی notification جاری نہیں ہوا۔ مجھے مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب نے یقین دہانی کرائی تھی کہ اس کا جواب کل دوں گا لیکن آج اس بات کو بھی چار دن ہو چکے ہیں اور منسٹر موصوف یہاں موجود نہیں ہیں تو میں اس کا جواب کس سے لوں؟

جناب سپیکر: آپ کو ابھی میں لاء منسٹر سے جواب لے کر دیتا ہوں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرے point عوام کے لئے ہوتے ہیں اور لوگ اپنے مسائل بتا کر ہمیں یہاں بھیجتے ہیں۔ اگر ہمیں بات نہیں کرنے دی جائے گی تو۔۔۔

جناب سپیکر: شاباش! آپ تشریف رکھیں۔ میں منسٹر صاحب سے پوچھ رہا ہوں۔ جی، رانا صاحب! ایک بات آپ بھی سن لیں کہ منسٹر صاحبان کو کم از کم یہاں پر ضرور حاضر ہونا چاہئے۔ This is also embarrassing for me جب اسمبلی کا اجلاس چل رہا ہو تو یہ وہاں بیٹھ کر کیا کرتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ بعض معاملات ایسے ہوتے ہیں، جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ بورڈز کے رزلٹ کا معاملہ کافی گھمبیر تھا جس میں سات بورڈز کا رزلٹ announce ہو چکا ہے جس پر بڑی محنت ہوئی اور طلباء اور ان کے والدین نے بھی اسے accept کیا ہے۔ راولپنڈی بورڈ کا معاملہ آپ کے سامنے ہے کہ اس کا رزلٹ later on تھا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ میری طرف سے ایک بات نوٹ کر لیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ میری بات پوری طرح سن لیں۔ آپ کی نظر سے گزرا ہو گا کہ کل اس سلسلے میں راولپنڈی میں صورتحال خراب ہوئی تھی اور آج پھر وزیر تعلیم اور سیکرٹری تعلیم کو اس سلسلے میں لازمی راولپنڈی جانا تھا۔ اس وجہ سے وہ ایوان میں نہیں آ سکے۔ محترمہ نے بات کی ہے کہ ہائیکورٹ نے یہ حکم فرمایا تھا تو وہ حکم نہیں تھا بلکہ انہوں نے recommendations دی تھیں کہ اس طرح سے ہونا چاہئے۔ اب محکمہ نے ان recommendations کو analyse کیا ہے اور محکمہ کا یہ فیصلہ ہے کہ stakeholders کے ساتھ

اس سلسلے میں بات کر کے relevant rules اور law میں amendment لائی جائے تو اس سلسلے میں کام ہو رہا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ credit آپ کی حکومت کو جانا ہے اور مجھے کوئی فائدہ نہیں ہونا۔ میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اس دن میں نے جب وزیر تعلیم کے سامنے یہ مسئلہ اٹھایا تھا تو انہوں نے یہ بات تسلیم کی تھی کہ ہائیکورٹ کی طرف سے فیصلہ آ چکا ہے۔ محکمہ تعلیم کی طرف سے نوٹیفکیشن جاری نہیں ہوا اور پرائیویٹ سکولوں کی یونین نے بھی اس پر عمل درآمد نہیں کیا ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ میں کل ہی اس پر urgent کام کر کے ایوان میں بتاؤں گا۔ آج لاء منسٹر صاحب نے اس بات کو گھما پھرا کر اس کا رخ ہی تبدیل کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: میں انہیں سوموار کے لئے پابند کر رہا ہوں اور لاء منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ وہ خصوصی طور پر انہیں بلائیں۔ انہیں سوموار کو آ کر اس ایوان میں پوچھی جانے والی بات کا جواب دینا ہو گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! سوموار کو 19 تاریخ ہو جائے گی تو پھر اس آخری تاریخ کو تین چار دن آگے کر دیا جائے تاکہ انہیں واقعی apply کرنے کا موقع ملے اور وہ اس سے مستفید تو ہو سکیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ کل نہیں تھے انہوں نے یہاں ایک سوال raise کیا تھا کہ ٹیچرز کی بھرتی کے حوالے سے بی ایس سی (آنرز) کو بھی بی ایس سی کے مقابلے میں درخواست دینے کی اجازت دی جائے کیونکہ اس کی آخری تاریخ 20 ہے۔ اس حوالے سے ان کا موقف ہے کہ تاریخ میں توسیع کر دیں یا منسٹر صاحب اگر آ کر بتا سکتے ہیں تو وہ آ کر جواب دیں۔ ندیم کامران صاحب کل تھے جنہوں نے آج جواب دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن آج وہ بھی نہیں ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر اس معاملے میں کوئی emergency ہے تو اجلاس کے بعد ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری، متعلقہ سپیشل سیکرٹری یا ایڈیشنل سیکرٹری کو بلوا لیتا ہوں۔ اس سلسلے میں اگر کوئی emergency ہے تو اسے حل کروا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ آج ہی اس بی بی کا مسئلہ حل کروائیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا کوئی ذاتی مسئلہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ سب کا مسئلہ ہے لیکن آپ نے point raise کیا ہے۔آج ہی بی بی کا مسئلہ حل کروائیں۔یہ سب کا ہی مسئلہ ہے۔جی، محترمہ نیلم جبار!

ڈی پی او ہاؤس شیخوپورہ کے سامنے معزز ممبر کی فیملی کا ڈاکوؤں کے ہاتھوں لٹنا

محترمہ نیلم جبار چودھری: بہت شکریہ۔جناب سپیکر! میں نے آپ سے دو منٹ کا کہا تھا تو میں آپ سے دو منٹ ہی لوں گی۔لاء منسٹر راناثناء اللہ صاحب یہاں تشریف فرما ہیں تو میں ان کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کہتی ہوں کہ یہ 23۔نومبر کی بات ہے۔شیخوپورہ میں میرا گھر ڈی پی او ہاؤس سے چند قدم پر ہی واقع ہے۔تقریباً رات 12 بجے کا ٹائم تھا میری فیملی، میرے بھائی، میری بہنیں اور میرے بہنوئی گاڑی پر سوار تھے اور جب گھر کے آگے گاڑی رُکی تو اِسی وقت ایک گاڑی پیچھے سے آئی اور اس نے گن پوائنٹ پر سارا کچھ لوٹ لیا۔آج اس واقعہ کو تقریباً ایک مہینہ ہونے کو آ رہا ہے اور اس کی ایف آئی آر بھی درج کروائی گئی۔میں اس ایوان میں یہ بھی بتانا چاہوں گی کہ اس واقعہ کی اطلاع ایک منٹ کے اندر اندر 15 پر بھی دی گئی لیکن وہاں پر کوئی پولیس ٹائم پر نہیں پہنچی جبکہ رات 12 بجے فوری طور پر اس گاڑی کا پیچھا کر کے اس کو پکڑا جا سکتا تھا۔پنجاب میں بہت good governance کی باتیں ہوتی ہیں اور یہ کہا جاتا ہے کہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے پولیس میں بہت زیادہ اصلاحات کی ہیں۔مجھے صرف اتنا پوچھنا ہے کہ میرا گھر جو بالکل ڈی پی او ہاؤس کے قریب ہی واقع ہے تو کیا ڈاکو ڈی پی او ہاؤس کے اندر چھپ گئے ہیں، کیا ان کا کبھی پتا چلنے کی امید ہے یا نہیں ہے؟(نعرہ ہائے تحسین)

کیا وہ ڈی پی او ہاؤس کے اندر سے آتے ہیں اور ڈی پی او ہاؤس کے اندر سے ہی ان کو پشت پناہی ملتی ہے؟ مجھے صرف اتنا جاننا ہے کہ کیا وہ ڈاکو پکڑے جائیں گے، اس کی کوئی امید رکھی جائے کہ پولیس ان کا پیچھا کرے گی اور کوئی recovery ہو سکے گی؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری بات بھی ساتھ ہی سُن لیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: بہت بہت شکریہ۔جناب سپیکر! میں اس وقت اپنی گاڑی اور اپنی ذات کی وجہ سے ہی پریشان نہیں ہوں۔بات یہ ہے کہ یہ مسئلہ بہت گھمبیر ہو چکا ہے۔وہ عوام، وہ لوگ جن کی زندگی بھر کی پونجی ڈاکو آ کر راستے میں لوٹ کر لے جاتے ہیں اور harassment کا شکار کرتے ہیں۔میں upper

levelپولیس والوں سے کوئی گلا نہیں کرتی جولower levelکے پولیس والے ہیں وہ تو عوام کے ساتھ ڈاکوؤں سے بھی برا سلوک کر رہے ہوتے ہیں۔یہ کس کی ذمہ داری بنتی ہے ؟یقیناًیہ لاء منسٹر کی ذمہ داری بنتی ہے،یقیناًاس حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے اوراس پورے ایوان کی ذمہ داری بنتی ہے۔ہم سب کو اس سلسلے میں سر جوڑ کر بیٹھنا ہو گا اور اس کا سد باب کرنا ہو گا۔اگر نہیں کریں گے تو آج ایک ایم پی اے پر ہاتھ ڈالتے ہوئے ڈاکو نہیں ڈرے تو کل پھر کوئی بھی محفوظ نہیں ہو گا۔ڈاکوؤں کے اتنے زیادہ حوصلے بڑھ جائیں گے کہ وہ کسی کو بھی کچھ نہیں سمجھیں گے۔جس دن سے میری گاڑی گئی ہے اس کے بعد سے میں جس سے بات کرتی ہوں تو پتا چلتا ہے کہ اس کی بھی گاڑی گئی ہے۔مجھے تو لگتا ہے کہ پاکستان کا کوئی بندہ محفوظ نہیں ہے جس کی گاڑی نہ snatchہوئی ہو یا جس کے گھر میں ڈاکا نہ پڑا ہو۔یہ بہت برے حالات ہیں،خدارا اس پر کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: جی،رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!معزز ممبران نے لاء اینڈ آرڈر پر بات کی ہے تو اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہو گی کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ پیر کو ہونی ہے تو آپ ان کے پارلیمانی لیڈرز کے مشورے سے کوئی ایک یا دو دن لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لئے مختص فرما دیں۔اس پر جو بھی points معزز ممبران اٹھائیں گے تو میں کوشش کروں گا کہ ان کا جواب facts and figuresکے ساتھ دیا جائے۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جرم ہوتا ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ پولیس اپنے طور پر efforts کرتی ہے،میں وہ چیزیں بھی اس معزز ایوان کے سامنے رکھوں گا اور پھر ہم معزز ایوان کی بہترین guidanceاور آراء سے کوشش کریں گے کہ صورتحال بہتر ہو۔ محترمہ نے جو شیخوپورہ کی بات کی ہے کہ ان کی فیملی یا ان کے بھائی کے ساتھ ڈکیتی کی واردات ہوئی ہے تو یہ دو دن پہلے میرے پاس آفس میں تشریف لائی تھیں تو میں نے ان کی موجودگی میں ڈی پی او صاحب پر پوری طرح سے زور دیا تھا کہ آپ اس معاملے میں ان کے والد کے ساتھ رابطہ بھی کریں اور بھرپور کوشش کریں کہ ملزمان کو پکڑا جائے۔اس کے بعد پھر انہوں نے مجھے feed back دینی تھی۔ میں اس سلسلے میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ میں آج دوبارہ ڈی پی او صاحب سے بات کروں گا کہ وہ ان کے کیس کو resolveکرنے کے لئے اپنی تمام تر کوششیں بروئے کار لائیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!میری بھی سُن لیں۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ کی بات کیوں نہ سنوں گا؟ پہلے نیلم جبار صاحبہ کی بات مکمل ہونے دیں اس کے بعد پھر آپ بات کر لینا۔

محترمہ نیلم جبار چودھری: جناب سپیکر!میں رانا ثناء اللہ صاحب کی بہت شکر گزار ہوں۔اصل میں اُس دن رانا صاحب نے فون ضرور کیا تھا لیکن ڈی پی او کے کان پر جوں تک نہیں رینگی۔جس کی وجہ سے مجھے مجبوراً آج اس ہاؤس میں بات کرنا پڑی۔

جناب سپیکر: محترمہ!وہ انشاء اللہ کام کریں گے۔اب جوؤں کا موسم نہیں رہ گیا،اب تو شیمپو استعمال ہوتے ہیں۔اب جوئیں کس کو پڑتی ہیں؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!چند دن پہلے،پہلے آپ اپنے کپڑے ٹھیک کر لیں۔(قہقہہ)

جناب سپیکر: جی،میں بڑے غور سے سن رہا ہوں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!میں کچھ دن پہلے FCI میں اپنے عزیز کی عیادت کے لئے گئی تھی۔میں نے مریض کو چیک کرانا تھا اس لئے کمرہ پوچھ رہی تھی۔وہاں پر میں نے دیکھا کہ ایک نرس نے ایک علیحدہ پورشن بنایا ہوا ہے۔جس طرح بولی لگاتے ہیں وہ نرس کہہ رہی تھی کہ یہاں آئیں اگر پرائیویٹ دکھانا ہے تو وہ کمرے ہیں۔سرکاری ہسپتال میں کس نے اجازت دی ہے کہ وہاں کے ڈاکٹرز پرائیویٹ چیک کریں؟وزیر قانون فیصل آباد میں رہتے ہیں ان کو وہاں پر چکر لگانا چاہئے اور ان کو دیکھنا چاہئے۔صرف جلسہ گاہ تک جانا ضروری نہیں ہوتا۔جب جلسہ گاہ میں گئے تو ان کے ایم پی اے کی گاڑی لٹ گئی۔جب جلسہ ختم ہوا تو تین دن بعد ایم سی بی آفیسر کی موٹر سائیکل چوری ہو گئی۔یہ چوری کی وارداتیں اکثر ایم پی ایز کے ساتھ ہی ہوتی ہیں کیا ایم پی ایز سمگلر ہیں؟(قہقہہ)

اتنے سارے جرائم صرف خواتین کے ساتھ ہی ہو رہے ہیں،خواتین کو کسی مقام پر انصاف نہیں مل رہا ہے۔اگر بے چاری نرسیں تنخواہ بڑھانے کے لئے نکلتی ہیں تو ان کو انڈا مارا جاتا ہے۔لاء منسٹر سے کہیں کہ فیصل آباد کے بارے میں ذرا بتائیں؟

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!محترمہ نے جو FCI سے متعلق بات کی ہے میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں اس کو چیک کراؤں گا اور کسی روز جب محترمہ بھی فیصل آباد ہوئیں اور مجھے بھی فیصل آباد جانا ہوا تو۔۔۔

جناب سپیکر: اُس وقت آپ ٹیلیفون پر مجھے بھی بتائیں گے کہ میں محترمہ کے ساتھ اس معاملے کو settle کر رہا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): میں محترمہ کے ساتھ باقاعدہ FCI وزٹ کروں گا اور محترمہ نے جن نقائص کی نشاندہی کی ہے ان کو درست کرایا جائے گا۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! انہوں نے باتوں باتوں میں فیصل آباد کا حق ادا کر دیا۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ اب تحریک التوائے کار شیخ علاؤالدین کی طرف سے ہے انہوں نے کہا تھا کہ میری تحریک کو pending کیا جائے لہذا اسے next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1791/11 بھی شیخ علاؤالدین کی ہے۔ یہ بھی pending کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک محمد محسن خان لغاری صاحب کی ہے کیا لغاری صاحب موجود ہیں؟ نہیں ہیں چلیں! اس وقت تک میں محترمہ کا پوائنٹ آف آرڈر لیتا ہوں۔ جی، محترمہ! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے؟

محترمہ راحت اجمل: جناب سپیکر! میرا ضلع قصور کوٹ رادھا کشن ہے اس کا ایک گھمبیر مسئلہ جو بڑی مدت سے چلا آ رہا ہے وہ یہ ہے کہ ٹرالے جو گنا لوڈ کر کے آتے ہیں تو سڑک بہت چھوٹی ہونے کی وجہ سے وہ پوری روڈ پر پھیل جاتے ہیں اور ان کو دوسری کوئی بھی گاڑی overtake نہیں کر سکتی کیونکہ جب اتنا پھیلا ہوا ٹرالا آتا ہے تو اس کے ساتھ لامحالہ ٹکرا جاتا ہے اگر وہ ٹکرانے سے بچتا ہے تو ساتھ ہی ایک رو ہی نالہ ہے اس میں جا گرتا ہے یہ بہت بڑا مسئلہ ہے اس پر میں آپ کی ruling چاہتی ہوں کہ ٹرالے والوں کو کہیں کہ horizontal کی بجائے vertical میں اتنا ہی لوڈ لے کر چلا کریں۔

جناب سپیکر: محترمہ! اس پر ruling نہیں دی جا سکتی۔

محترمہ راحت اجمل: جناب سپیکر! مہربانی کر کے کوئی آرڈر دے دیں کیونکہ علاقے کے لوگ اس صورتحال سے بہت پریشان ہیں۔

جناب سپیکر: راناصاحب! ذرا ٹریفک والوں کو کہہ دیں کہ اس مسئلہ کو حل کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر آپ حکم کریں تو میں حاضر ہوں، ویسے تو انہوں نے آپ سے مطالبہ کیا ہے کہ آپ ٹرالے والوں سے رابطہ کر کے ان سے کہیں گے۔

جناب سپیکر: محترمہ!مسئلہ noteہو گیا ہے۔

محترمہ راحت اجمل: جناب سپیکر!دوسری بات میں یہ کہنا چاہوں گی کہ میری بہن محترمہ ثمینہ خاور حیات نے کہا ہے کہ جناب نواز شریف صاحب نے سندھ میں جاکر کہا کہ۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ!بس اس بات کو چھوڑیں آپ کی مہربانی۔جی، محسن لغاری صاحب!اپنے ساتھیوں سے پوچھ لیں کہ آپ کو بولنے دیں گے یا نہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!مجھے بولنے دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پنجاب پروفیسرز اینڈ لیکچرارز ایسوسی ایشن کا سول سیکرٹریٹ لاہور کے سامنے اپنے مطالبات کے حق میں احتجاج، دھرنا اور تحریک چلانے کی دھمکی

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" مورخہ 28۔اکتوبر 2011 کی خبر کے مطابق "پنجاب بھر کے کالج اساتذہ کی احتجاجی ریلی، سول سیکرٹریٹ کے سامنے دھرنا۔"تفصیل یوں ہے کہ پنجاب پروفیسرز اینڈ لیکچرارز ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام کالج کے اساتذہ اور ایم اے او کالج لاہور سے ایک ریلی نکالی گئی جس میں پنجاب بھر کے کالج کی خواتین اور مرد اساتذہ نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔انہوں نے ٹائم سکیل پروموشن اور اپ گریڈیشن کے حق میں جبکہ بورڈ آف گورنرز بنانے کے خلاف شدید نعرے بازی کی۔ ریلی کے شرکاء نے سول سیکرٹریٹ کے سامنے دھرنا دیا اور کالجز میں تدریسی بائیکاٹ رہا۔ان کا ایک مطالبہ یہ بھی تھا کہ کنٹریکٹ پر رکھے گئے اساتذہ کو غیر مشروط طور پر مستقل کیا جائے۔پنجاب حکومت کافی عرصہ سے کالج اساتذہ کا استحصال کر رہی ہے۔اساتذہ کا مطالبہ تھا کہ بلوچستان، آزاد کشمیر اور وفاق نے کالج اساتذہ کو ٹائم سکیل دے دیا ہے مگر پنجاب کے کالج کے اساتذہ کو محروم رکھا جا رہا ہے۔اساتذہ نے کہا کہ 20۔نومبر تک مطالبات کے لئے انتظار کیا جائے گا اگر ان کے مطالبات منظور نہ ہوئے تو 21۔نومبر سے زبردست احتجاجی تحریک کا سلسلہ شروع کیا جائے گا اور تدریسی بائیکاٹ کیا جائے گا لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب! کیااس کا جواب آگیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب میرے پاس موجود ہے بلکہ جس کمیٹی نے پروفیسرز اور لیکچرارز ایسوسی ایشن سے negotiation کرنی ہے میں اس میں شامل ہوں۔ اس معاملے میں کافی پیشرفت ہوئی ہے۔ ہمارے جو اس ایسوسی ایشن کے عہدیداران ہیں۔

جناب سپیکر: جی، positive negotiation ہوئی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جی، ان کے ساتھ آج بھی ہماری 3:00 بجے میٹنگ ہے اس میں ان کے مطالبات پر بڑی سنجیدگی اور مثبت انداز میں غور ہو رہا ہے اس میں کافی سارے معاملات حل بھی ہو گئے ہیں صرف ایک ٹائم سکیل کے معاملے پر ڈیپارٹمنٹ کے views اور ان کے views میں تھوڑا فرق ہے اس پر بھی ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس کو bridge کیا جائے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ معاملہ آئندہ within week حل کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ میرے خیال میں آپ کی بات ٹھیک ہو گئی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ سے ایک اور بھی گزارش ہے کہ میں نے ایک اور تحریک التوائے کار جمع کروائی ہے جس کا مجھے آج تک آپ کی اسمبلی سیکرٹریٹ سے جواب نہیں آیا کہ اس کو منظور کیا گیا ہے یا نہیں؟ اس بات کو بھی تقریباً تین ہفتے ہو چکے ہیں میں نے وہ پنجاب کی مالی حالت پر تحریک جمع کرائی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: ابھی تک اس کا مجھے پتا نہیں ہے جب میرے پاس آئے گی تو دیکھوں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ اسمبلی سیکرٹریٹ سے ابھی تک مجھے جواب نہیں آیا کہ وہ منظور کی گئی یا مسترد کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: یہاں سے نہیں بلکہ اس کا جواب وہاں سے پوچھیں۔ جی! Not pressed

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کہاں سے پوچھوں؟

جناب سپیکر: آفس سے پوچھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!آفس والوں کا کہنا یہ ہے کہ لاء منسٹر صاحب کے comments سے ابھی واپس نہیں آئی تو آپ کے توسط سے میں لاء منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ ذرا اس کو دیکھ لیں کیونکہ تقریباً اس کو تین ہفتے ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر:جی!ٹھیک ہے۔اب تحریک التوائے کار نمبر 1810/11 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے۔

لاہور کے چھ کالجوں کے پروفیسرز اور نان ٹیچنگ سٹاف کو عیدالاضحیٰ پر تنخواہوں کی عدم ادائیگی کے خدشہ سے پریشانی کا سامنا

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" مورخہ 28۔اکتوبر 2011 کی خبر کے مطابق "لاہور کے 6 کالجوں کے پروفیسرز اور نان ٹیچنگ سٹاف کے ہزاروں لوگ عیدالاضحیٰ پر تنخواہوں سے محروم رہیں گے۔"پنجاب حکومت نے 26 کالجوں کو گزشتہ برس خود مختاری دینے کا نوٹیفکیشن جاری کیا تھا۔گزشتہ ماہ اس نوٹیفکیشن پر عملدرآمد کرتے ہوئے ان کالجوں کے سٹاف کو تنخواہیں AG آفس کی بجائے کالجوں سے دی گئیں تو پروفیسرز نے احتجاج کیا جس پر محکمہ تعلیم نے نوٹیفکیشن واپس لیتے ہوئے ہدایت کی کہ جب تک کالجوں میں مکمل انتظامات نہیں ہو جاتے سٹاف کو AG آفس سے تنخواہیں ملیں گی۔AG آفس میں اکتوبر کی تنخواہیں بن چکی ہیں مگر ان چھ کالجوں کے سٹاف کو تنخواہیں دینے کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا۔اس وجہ سے ان کالجوں کے پروفیسرز اور نان ٹیچنگ سٹاف میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے کہ وہ عیدالاضحیٰ کس طرح سے منائیں گے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر:جی،راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!اس تحریک میں محترمہ نے جن چھ کالجوں سے متعلق فرمایا ہے کہ وہاں کے ملازمین عیدالاضحیٰ کے موقع پر تنخواہ سے محروم رہیں گے تو اس سلسلے میں پنجاب کے ان چھ کالجوں سے رپورٹ لی گئی جس کے مطابق تمام سٹاف کو تنخوائیں دی جاچکی

ہیں چھ سرکاری کالجوں کے سرٹیفکیٹ اور AG آفس سے رسیدیں بھی میرے پاس اس جواب کے ساتھ لف ہیں۔

جناب سپیکر: جی، Not pressed اب آج کے اجلاس کا وقت ختم ہوتا ہے لہذا اب اجلاس مورخہ 19۔دسمبر2011 بروز سوموار سہ پہر 3 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2011

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2011

(سوموار19، منگل20بدھ21، جمعرات22، جمعتہ المبارک23۔دسمبر2011)

(یوم الاثنین23، یوم الثلاثہ24، یوم الاربعاء25، یوم الخمیس26، یوم الجمع27۔ محرم الحرام 1433ھ)

پندرھویں اسمبلی: تیئسواں اجلاس

جلد32(حصہ دوم):شمارہ جات : 6تا10

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

بتیسواں اجلاس

سوموار،19۔دسمبر2011

جلد 32:شمارہ 6

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا	----------	470
2۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	----------	472

3۔	نعت رسول مقبول ﷺ	473
	تعزیت	
4۔	معزز ممبر جناب افتخار احمد خان بلوچ کے والد محترم (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت	474

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوالات (محکمہ امداد باہمی)	
5۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	477
6۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	503
7۔	کورم کی نشاندہی	539
	توجہ دلاؤ نوٹس	
8۔	بورے والا پولیس تشدد سے شہری کی ہلاکت و خاتون شدید زخمی ہونے کی تفصیلات	539
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
9۔	مسودہ قانون (ترمیم) زرعی ادویات مصدرہ 2011 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	543
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
10۔	تحاریک استحقاق بابت سال 2008,2009,2010 اور 2011 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	544
11۔	نشان زدہ سوال نمبر 3435,3436 اور 2481 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	545
12۔	کورم کی نشاندہی	546

13۔	ایجنڈا	548
14۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	550
15۔	نعت رسول مقبول ﷺ	551
	سوالات (محکمہ سکولز ایجوکیشن)	
16۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات	552

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

17۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے)	583
18۔	غیر نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات	604
19۔	ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت	610
	تحاریک التوائے کار	
20۔	چیچہ وطنی میں جعلی فیس کریم بنانے والی فیکٹری میں زہریلے کیمیکل کی وجہ سے 50 سے زائد خواتین ورکرز بے ہوش (۔۔۔جاری)	618
21۔	موٹر وہیکل ایگزامینر کی بددیانتی اور غفلت کی وجہ سے فیصل آباد سکول کے بچے کلر کہار پکنک سے واپسی پر موت کا شکار (۔۔۔جاری)	619
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	قراردادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	
22۔	لاہور شہر میں پٹرول پمپس پر کم پیمانہ اور ملاوٹ شدہ تیل کی فروخت	623
23۔	بچوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے علیحدہ خود مختار ڈائریکٹوریٹ قائم کرنے کا مطالبہ	627
24۔	چنیوٹ میں لوہے ودیگر معدنیات کے ذخائر سے جلد از جلد استفادہ کرنے کا مطالبہ	637
25۔	صوبہ پنجاب میں قائم وومن کرائسز سنٹرز کو کل وقتی اداروں میں تبدیل کرنے کا مطالبہ	638

بدھ،21۔دسمبر2011

جلد 32:شمارہ 8

26۔	ایجنڈا	645
27۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	653
28۔	نعت رسول مقبول ﷺ	654

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوالات (محکمہ صحت)	
29۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات	655
30۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے)	698
31۔	ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت	720
	تحاریک استحقاق	
32۔	ایس ایچ او تھانہ شور کورٹ سٹی کا معزز ممبر اسمبلی سے تضحیک آمیز رویّہ	723
	تحاریک التوائے کار	
33۔	لاہور میں محکمہ صحت کی عدم دلچسپی کی وجہ سے آوارہ کتوں کی تعداد میں اضافہ سے شہریوں کو پریشانی کا سامنا(۔۔۔جاری)	726
34۔	سانگلہ ہل کے چک نمبر111ر۔ب میں محکمہ کی ملی بھگت سے71کنال اراضی کی کوڑیوں کے بھاؤ جعلی الاٹمنٹ(۔۔۔جاری)	726
35۔	ٹوبہ ٹیک سنگھ کے چک نمبر308۔گ ب میں سرکاری اراضی کی پانچ اور سات مرلہ سکیم کی الاٹمنٹ میں اقرباء پروری کے باعث حقدار محروم(۔۔۔جاری)	727
36۔	محکمہ تحفظ ماحولیات ودیگر محکموں کی ملی بھگت سے حلقہ پی پی۔233 مجاہد کالونی بورے والا میں غیر قانونی قائم ہونے والی فلور ملوں اور	

	ماربل فیکٹریوں سے اہل علاقہ کو پریشانی کا سامنا(۔۔۔جاری)	728
37۔	تعلیمی بورڈ گوجرانوالہ کے عملہ کی جانب سے انٹر میڈیٹ پارٹ۔I کے نتائج میں غلط مارکنگ اور رزلٹ کارڈ میں ردوبدل کرنے پر طلباء وطالبات کا شدید احتجاج (۔۔۔جاری)	729
38۔	ای اے،ڈی اے زراعت اوکاڑہ کی غفلت کی وجہ سے مارکیٹ کمیٹیوں کے ریٹائرڈ ملازمین پنشن سے محروم اور فاقوں پر مجبور	731
39۔	لاہور کے گنجان آباد علاقوں میں ریلوے حکام کی ملی بھگت سے ریلوے کی زمینوں پر تجاوزات اور مارکیٹیں تعمیر ہونے سے ٹریفک میں رکاوٹ	732

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
40۔	قبضہ مافیا اور عملہ مال،بلدیہ اور ٹی ایم اے کی ملی بھگت سے چونیاں کے روہی نالہ پر قبضہ سے عوام کو مسائل کا سامنا	734
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
41۔	مسودہ قانون (دوسری ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 2011 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت ودیہی ترقی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	736
42۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	743
	قرارداد	
43۔	بلوچستان میں ہونے والے ظلم کا ازالہ اور اس کے حقوق کے لئے ٹھوس اور عملی اقدامات کا مطالبہ	744
44۔	کورم کی نشاندہی	751
	قرارداد(۔۔۔جاری)	
45۔	بلوچستان میں ہونے والے ظلم کا ازالہ اور اس کے حقوق کے لئے ٹھوس اور عملی اقدامات کا مطالبہ (۔۔۔جاری)	751
	سرکاری کارروائی	

	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
46۔	محتسب اعلیٰ پنجاب کی سالانہ رپورٹ برائے سال2010 کاایوان میں پیش کیاجانا	---------- 755
	ہنگامی قانون (جو پیش ہوا)	
47۔	ہنگامی قانون (ترمیم) بنک آف پنجاب مجریہ 2011	---------- 756
	مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)	
48۔	مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن مصدرہ2011	---------- 756

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
49۔	مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی دیوالیہ مصدرہ2011	---------- 757
50۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (2)225 کے تحت ہنگامی قانون (تنسیخ) مجریہ 1963 مغربی پاکستان بس سٹینڈ اور ٹریفک کنٹرول (گوجرانوالہ) مصدرہ 2011 کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک	---------- 761
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
51۔	ہنگامی قانون (تنسیخ) مجریہ 1963 مغربی پاکستان بس سٹینڈ اور ٹریفک کنٹرول (گوجرانوالہ) مصدرہ 2011	---------- 762
52۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (2)225 کے تحت ہنگامی قانون (تنسیخ) مجریہ 1963 مغربی پاکستان بس سٹینڈ اور ٹریفک کنٹرول (لاہور) مصدرہ 2011 کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک	---------- 764
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	

53۔	ہنگامی قانون(تنسیخ)مجریہ1963 مغربی پاکستان بس سٹینڈاور ٹریفک کنٹرول(لاہور)مصدرہ2011	765
54۔	قواعدانضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997 کے قاعدہ(2)225 کے تحت مسودہ قانون(ترمیم)(قانونی رکاوٹوں کا خاتمہ)ہندوورثہ مصدرہ2011 کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک	767
	مسودہ قانون(جوزیر غورلایاگیا)	
55۔	مسودہ قانون (ترمیم)(قانونی رکاوٹوں کا خاتمہ)ہندوورثہ مصدرہ2011	768
56۔	قواعدانضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997 کے قاعدہ(2)225 کے تحت مسودہ قانون(دوسری ترمیم)ہندوقانون وراثت مصدرہ2011 کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک	771

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	مسودہ قانون(جوزیر غورلایاگیا)	
57۔	مسودہ قانون(دوسری ترمیم)ہندوقانون وراثت مصدرہ2011	772
58۔	قواعدانضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997 کے قاعدہ (2)225 کے تحت مسودہ قانون(ترمیم)روڈٹرانسپورٹ ورکرز مصدرہ2011 کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک	774
	مسودہ قانون(جوزیر غورلایاگیا)	
59۔	مسودہ قانون(ترمیم)روڈٹرانسپورٹ ورکرز مصدرہ2011	775
60۔	قواعدانضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997 کے قاعدہ(2)225 کے تحت مسودہ قانون(ترمیم)کارخانہ جات مصدرہ2011 کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک	778
	مسودہ قانون(جوزیر غورلایاگیا)	
61۔	مسودہ قانون(ترمیم)کارخانہ جات مصدرہ2011	779

62۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 225(2) کے تحت مسودہ قانون (ترمیم) کم از کم اجرت مصدرہ 2011 کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک	----------	786
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)		
63۔	مسودہ قانون (ترمیم) کم از کم اجرت مصدرہ 2011	----------	788
64۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 225(2) کے تحت مسودہ قانون (ترمیم) (طبی امداد) زخمی اشخاص مصدرہ 2011 کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک	----------	793
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)		
65۔	مسودہ قانون (ترمیم) (طبی امداد) از خمی اشخاص مصدرہ 2011	----------	794

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
66۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 225(2) کے تحت مسودہ قانون (ترمیم) مختار نامہ مصدرہ 2011 کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک	----------	797
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)		
67۔	مسودہ قانون (ترمیم) مختار نامہ مصدرہ 2011	----------	798
	جمعرات، 22۔دسمبر 2011		
	جلد 32: شمارہ 9		
68۔	ایجنڈا	----------	802
69۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	----------	808
70۔	نعت رسول مقبول ﷺ	----------	809

	سوالات (محکمہ جات سماجی بہبود و ترقی خواتین)	
71۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	810
72۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	847
73۔	غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	865
74۔	ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت	871
75۔	کورم کی نشاندہی	871
76۔	ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت (۔۔۔جاری)	872
	توجہ دلاؤ نوٹس	
77۔	ضلع لاہور: ڈکیتی کے دوران مزاحمت پر شہری کی ہلاکت و شدید زخمی افراد کی تفصیلات	877
78۔	ننکانہ صاحب: ڈکیتی کے دوران مزاحمت پر دو شہریوں کا قتل و دیگر تفصیلات	878

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحاریک استحقاق	
79۔	ایس ایچ او تھانہ سٹی شورکوٹ کا معزز ممبر کے ساتھ ہتک آمیز رویّہ	880
80۔	ڈی ایس پی سول لائن اور ایکسائز عملہ لاہور کا معزز خاتون ممبر سے تضحیک آمیز رویّہ	881
	تحاریک التوائے کار	
81۔	لاہور محکمہ صحت میں گھوسٹ پیرامیڈیکل انسٹیٹیوٹ اور جعلی اسناد کے اجراء کا انکشاف (۔۔۔جاری)	884
82۔	حکومت کا جنرل کیڈر کے ڈاکٹروں کو ٹیچنگ کیڈر میں تبدیل کرنا اور متاثرہ سینئر ڈاکٹروں کا حکومت مخالف تحریک چلانے کا اعلان (۔۔۔جاری)	885

83۔	بروقت تنخواہیں نہ ملنے پر لاہور کے چھ کالجوں کے اساتذہ کا احتجاجی مظاہرہ----------	887
84۔	پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی چھاپی ہوئی کتب میں پائی جانے والی غلطیوں سے طلباء کے علم اور معلومات میں کمی کا خدشہ ----------	888
85۔	محکمہ ایکسائز کے عملے اور ایجنٹوں کی ملی بھگت سے موٹر رجسٹریشن برانچ کو کروڑوں روپے کا نقصان ----------	890
86۔	پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کی جانب سے مریضوں کے لئے بنائے گئے قواعد وضوابط پر پرائیویٹ ٹیچنگ ہسپتال اور کالجوں کی طرف سے عملدرآمد نہ کرنے سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا ----------	892
87۔	پولیس ٹریننگ کالج سہالہ اور پنجاب یونیورسٹی کے درمیان الحاق نہ ہونے کی وجہ سے بی ایس سی کرائم سٹڈیز کا معاملہ کٹائی کا شکار ----------	893
88۔	کورم کی نشاندہی ----------	894
	تحاریک التوائے کار(۔۔۔جاری)	
89۔	لیڈی ولنگڈن ہسپتال لاہور کے زیرزمین سے ملنے والے نوادرات کو خُورد بُرد اور زمین کو فروخت کرنے کا معاملہ ----------	895

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی	
90۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(2)225 کے تحت مسودہ قانون(ترمیم)ایڈمنسٹریٹر جنرلز، مصدرہ2011 کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک ----------	896
	مسودہ قانون(جو زیر غور لایا گیا)	
91۔	مسودہ قانون(ترمیم)ایڈمنسٹریٹر جنرلز، مصدرہ2011 ----------	897
92۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(2)225 کے تحت مسودہ قانون(ترمیم)خیراتی ومذہبی اوقاف مصدرہ2011	

	کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک	905
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
93۔	مسودہ قانون (ترمیم) خیراتی و مذہبی اوقاف مصدرہ 2011	906
94۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (2)225 کے تحت مسودہ قانون (ترمیم) آثار قدیمہ مصدرہ 2011	
	کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک	911
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
95۔	مسودہ قانون (ترمیم) آثار قدیمہ مصدرہ 2011	911
96۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (2)225 کے تحت مسودہ قانون عطائے مالکانہ حقوق قابض مزارعین و مقرر یداران پنجاب مصدرہ 2011 کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک	922
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
97۔	مسودہ قانون عطائے مالکانہ حقوق قابض مزارعین و مقرر یداران پنجاب مصدرہ 2011	923

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
98۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (2)225 کے تحت مسودہ قانون (ترمیم) پروٹیکشن آف بریسٹ فیڈنگ اینڈ چائلڈ نیوٹریشن پنجاب مصدرہ 2011 کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک	929
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
99۔	مسودہ قانون (ترمیم) پروٹیکشن آف بریسٹ فیڈنگ اینڈ چائلڈ نیوٹریشن پنجاب مصدرہ 2011	930
100۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (2)225	

	کے تحت مسودہ قانون(ترمیم)(روزگار و بحالی)معذور افراد مصدرہ2011	
	کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک	936
	مسودہ قانون(جو زیر غور لایا گیا)	
101۔	مسودہ قانون(ترمیم)(روزگار و بحالی)معذور افراد مصدرہ2011	937
102۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(2)225	
	کے تحت مسودہ قانون(ترمیم)دادرسی مختص مصدرہ2011	
	کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک	952
	مسودہ قانون(جو زیر غور لایا گیا)	
103۔	مسودہ قانون(ترمیم)دادرسی مختص مصدرہ2011	953
104۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(2)225	
	کے تحت مسودہ قانون(ترمیم)متولیان سرکار مصدرہ2011	
	کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک	956
	مسودہ قانون(جو زیر غور لایا گیا)	
105۔	مسودہ قانون(ترمیم)متولیان سرکار مصدرہ2011	956

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
106۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(2)225	
	کے تحت مسودہ قانون(ترمیم)ازالہ عرضی مصدرہ2011	
	کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک	959
	مسودہ قانون(جو زیر غور لایا گیا)	
107۔	مسودہ قانون(ترمیم)ازالہ عرضی مصدرہ2011	960
108۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(2)225	

	کے تحت مسودہ قانون (ترمیم) (رجسٹریشن وکنٹرول) سماجی بہبود کی رضاکار تنظیمیں مصدرہ2011 کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک	962
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
109۔	مسودہ قانون (ترمیم) (رجسٹریشن وکنٹرول) سماجی بہبود کی رضاکار تنظیمیں مصدرہ2011	963
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
110۔	مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب پبلک سروس کمیشن مصدرہ2011 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	966
	جمعۃ المبارک، 23۔دسمبر2011	
	جلد 32: شمارہ 10	
111۔	ایجنڈا	969
112۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	971
113۔	نعت رسول مقبول ﷺ	972
114۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	973
115۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	1011

سوالات (محکمہ مواصلات وتعمیرا

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
116۔	غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	1026
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
117۔	کھاد کی دستیابی کے معاملے اور گنے کے کاشتکاروں کو درپیش مسائل پر عام بحث	1033
118۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	1067

قرارداد
119۔ پنجاب اسمبلی میں موجود تمام سیاسی پارٹیوں کا جمہوری نظام کی بالادستی اور آئین کی حکمرانی پر متفق ہونا اور سیاسی قیادت کو خراج تحسین پیش کرنا ---------- 1068
رپورٹ (جو پیش ہوئی)
120۔ مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ2011 کے بارے میں
مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ---------- 1069
121۔ انڈکس

470

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،19۔دسمبر2011

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ امداد باہمی)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

1۔ محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ برائے سال2010

ایک وزیر محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ برائے سال2010ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

2۔ آرڈیننس(ترمیم)پنجاب بنک2011(مسودہ قانون نمبر2بابت2011)

ایک وزیر آرڈیننس(ترمیم)پنجاب بنک2011ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

3۔ مسودہ قانون(ترمیم)گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن پنجاب2011

(مسودہ قانون نمبر54بابت2011)

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن پنجاب2011ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ کھاد کی دستیابی پر عام بحث

ایک وزیر کھاد کی دستیابی پر عام بحث کے لئے تحریک پیش کریں گے۔

5۔ گنے کے کاشتکاروں کو درپیش مسائل پر عام بحث

ایک وزیر گنے کے کاشتکاروں کو درپیش مسائل پر عام بحث کے لئے تحریک پیش کریں گے۔

472

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیئسواں اجلاس

سوموار،19۔دسمبر2011

(یوم الاثنین،23۔محرم الحرام1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 38 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ﴿١﴾ الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّىٰ ﴿٢﴾ وَالَّذِي قَدَّرَ
فَهَدَىٰ ﴿٣﴾ وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعَىٰ ﴿٤﴾ فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوَىٰ ﴿٥﴾
سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسَىٰ ﴿٦﴾ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ
وَمَا يَخْفَىٰ ﴿٧﴾ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرَىٰ ﴿٨﴾ فَذَكِّرْ إِن نَّفَعَتِ الذِّكْرَىٰ ﴿٩﴾
سَيَذَّكَّرُ مَن يَخْشَىٰ ﴿١٠﴾ وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ﴿١١﴾ الَّذِي
يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَىٰ ﴿١٢﴾ ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ﴿١٣﴾

سورۃ الأعلی 1تا13

(اے پیغمبرؐ)اپنے پروردگار جلیل الشان کے نام کی تسبیح کرو(1)جس نے(انسان کو)بنایا پھر(اس کے اعضاء کو)درست کیا(2)اور جس نے(اس کا)اندازہ ٹھہرایا(پھر اُس کو)رستہ بتایا(3)اور جس نے چارہ اگایا(4)پھر اس کو سیاہ رنگ کا کوڑا کر دیا(5)ہم تمہیں پڑھادیں گے کہ تم فراموش نہ کرو گے(6)مگر جو خدا چاہے۔وہ کھلی بات کو بھی جانتا ہے اور چھپی کو بھی(7)ہم تم کو آسان طریقے کی توفیق دیں گے(8)سو جہاں تک نصیحت(کے)نافع(ہونے کی امید)ہو نصیحت کرتے رہو(9)جو خوف رکھتا ہے وہ تو نصیحت

پکڑے گا(10)اور(بے خوف)بدبخت پہلوتہی کرے گا(11)جو(قیامت کو)بڑی(تیز)آگ میں داخل ہوگا(12)پھر وہاں نہ مرے گااور نہ جئے گا(13)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

قطرہ مانگے جو کوئی تو اسے دریا دے دے
مجھ کو کچھ اور نہ دے اپنی تمنّا دے دے
وہ جو آسودگی چاہیں انہیں آسودہ کر
بے قراری کی لطافت مجھے تنہا دے دے
میں اس اعزاز کے لائق تو نہیں ہوں لیکن
مجھ کو ہمسائیگی اے گنبد خضرا دے دے
تیری رحمت کا یہ اعجاز نہیں تو کیا ہے
کہ قدم اٹھیں تو زمانہ مجھے رستہ دے دے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈا پر محکمہ امداد باہمی سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر سے ذرا اجتناب کیا جائے، بہر حال آپ فرمائیں!

تعزیت

معزز ممبر جناب افتخار احمد خان بلوچ کے والد محترم (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ہمارے ساتھی افتخار احمد خان بلوچ، ایم پی اے/پارلیمانی سیکرٹری برائے مذہبی امور و اوقاف کے والد محترم احمد خان بلوچ صاحب وفات پا گئے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ ان کے لئے دعائے مغفرت کر لی جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔افتخار احمد خان بلوچ صاحب کے والد محترم کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(دعائے مغفرت)

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ کے علم میں ہے کہ 6۔دسمبر 2011 کو صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری صاحب کی طبیعت خراب ہوئی اور انہیں بیرون ملک لے جایا گیا۔اس کے بعد بہت سے طوطوں، نجومیوں، ضیاء اور مشرف جیسے آمروں کی باقیات نے کہا کہ زرداری صاحب اب نہیں آئیں گے۔ان کی طرف سے یہ کہا گیا کہ وہ استعفیٰ دے کر چلے گئے ہیں اور اس ملک میں اب واپس نہیں آئیں گے۔ضیاء کی باقیات میں سے ایک نے تو کل یہ بھی کہہ دیا کہ وہ لندن چلے گئے ہیں۔ میں ان سب کو بتانا چاہتا ہوں کہ آصف علی زرداری صاحب پاکستان میں آ چکے ہیں اور اللہ کا شکر ہے کہ وہ صحت یاب ہیں۔وہ تمام سیاسی پنڈٹ، طوطے اور نجومی جو خوشیاں منا رہے تھے ان کے سر اب شرمندگی سے جھکے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ ان کی بیماری پر کسی نے خوشی نہیں منائی۔سب نے یہی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت دے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! وہ طوطے اب اُڑ کر کسی اور درخت پر بیٹھنے والے ہیں۔وہ سب طوطے اب بہت شرمندہ ہیں۔میں آصف علی زرداری صاحب کے بارے میں ایک بات بتادوں کہ وہ ایک نڈر، دلیر اور پاکستان سے محبت کرنے والا آدمی ہے اس لئے وہ کبھی نہیں بھاگے گا۔وہ چالیس صندوق اور نہ ہی چالیس باورچی ساتھ لے کر جائے گا۔جس طرح محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) نے اس ملک میں جان دی ہے اسی طرح آصف زرداری بھی اسی ملک میں شہید ہوں گے۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے۔کوئی اچھی دعا مانگا کریں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جس طرح ذوالفقار علی بھٹو (شہید) نے جان دے دی لیکن آمر کے سامنے جھکنا گوارا نہیں کیا اسی طرح ہم بھی اس ملک سے بھاگیں گے، آمر کے سامنے جھکے ہیں اور نہ ہی جھکیں گے۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے معزز ممبران کی طرف سے "جئے بھٹو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: اب اس بات کو چھوڑیں۔آپ سب تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف کی اس بات پر اعتراض نہیں کہ اگر کوئی آدمی بیمار ہے تو وہ اپنے علاج کے لئے بیرون ملک جا سکتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے کچھ اور حوالے بھی دیئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسی بات نہیں کرنی چاہئے کہ پھر جس کا جواب ان کے لئے پریشانی یا embarrassment کا باعث بنے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میرے خیال میں آپ رہنے دیں، چھوڑ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہاں پر ایسی مثالیں موجود ہیں کہ لوگوں نے سات سات، آٹھ آٹھ سال جیل کاٹی اور اس کے بعد خفیہ ایجنسیوں سے مک مکا کر کے باہر آئے۔ان کی روبکاریں بھی خفیہ ایجنسیوں کے لوگ جیلوں تک پہنچاتے رہے ہیں۔وہ آٹھ سال تک تو نہیں بھاگے لیکن بعد میں جب بھاگے تو پھر نیویارک میں ایک فلیٹ سے دوبارہ باہر اس وقت تک نہیں نکلے جب تک کہ ملک میں بڑا حادثہ رونما نہیں ہو گیا اس لئے یہ ساری چیزیں سب کے سامنے ہیں۔

جناب سپیکر: سب مل کر ان کی اچھائی کے لئے دعا کریں اور اس بات کو چھوڑیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! ان کی صحت کے لئے تو ہم نے پہلے بھی دعا کی ہے۔ اس معزز ایوان میں ان کی صحت کے لئے ہم نے دعا کی ہے۔ بات یہ ہے کہ ان کو کوئی ایک بیماری نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے جو بھی بیماری ہے اللہ ان کو صحت دے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے قائد حزب اختلاف سے یہ گزارش کروں گا کہ ان کی ہدایت کے لئے دعا کریں۔ بیماریوں سے تو ان کی جان چھوٹ جائے گی لیکن ان کی ہدایت کے لئے دعا کریں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ بس اب آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سب سے بڑی بیماری تو راناثناءاللہ ہے۔ جمہوریت کے لئے یہ خود کش بمبار ہیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ تشریف رکھیں۔ اب مجھے ایجنڈا کے مطابق چلنے دیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! وزیر قانون نے کہا تھا کہ آصف علی زرداری کو سیاسی بیماری ہے اور وہ واپس نہیں آئیں گے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! یہ باہر کی بات ہے ایسی باتوں کا جواب باہر ہی دیا کریں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! انہوں نے سیاسی بیماری کہا تھا اب میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ تو واپس آ گئے ہیں اب ان کو کون سی بیماری ہے؟

جناب سپیکر: اللہ تعالیٰ ہر ایک کو صحت عطا کرے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں نے یہ کہا تھا کہ ہمیں معلوم نہیں کہ ان کو واقعی کوئی جسمانی بیماری ہے یا پھر انہیں کوئی سیاسی بیماری ہے۔ میں نے یہ بالکل نہیں کہا تھا کہ وہ واپس نہیں آئیں گے۔ یہ ان کا ملک ہے اسی لئے وہ واپس آئے ہیں۔ ہم تو دعا گو ہیں کہ ان کی سیاسی بیماری دُور ہو، ان کی ذاتی بیماری دُور ہو اور ان کی اخلاقی بیماریاں بھی دُور ہوں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ان کے لئے صرف یہ کہوں گا کہ:

کعبے کس منہ سے جاؤ گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

سوالات

(محکمہ امداد باہمی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی اب تشریف رکھیں۔ پہلا سوال شیخ علاؤالدین صاحب کا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سوال نمبر 4547، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کسانوں کو قرضہ جات جاری کرنے کی تفصیلات

*4547: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ کو آپریٹو بنک برانچ نے 2005 تا 2008 کل کتنے قرضہ جات جاری کئے؟

(ب) ان میں سے کتنے قرضہ جات واپس ہو چکے ہیں اور کتنے افراد کو ڈیفالٹر قرار دیا گیا ہیں ان کی تفصیل لف کریں؟

(ج) قرضہ وقت پر واپس نہ کرنے پر اگر متعلقہ انتظامیہ نے ان کو reminders جاری کئے ہیں تو ان کی تفصیل لف کریں؟

(د) reminders کے باوجود بھی جن لوگوں نے قرضے واپس نہیں کئے ان کے خلاف متعلقہ انتظامیہ نے کیا اقدامات اٹھائے؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بنک میں تقریباً بیس لاکھ روپے کے گھپلوں / فراڈ کا انکشاف ہوا ہے کیا اس سلسلہ میں متعلقہ مینجر و دیگر اہلکاران کو معطل بھی کیا گیا ہے معطلی کی کاپی لف کریں؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع اوکاڑہ کی حویلی لکھا برانچ نے سال2005تا2008کے عرصہ میں مبلغ14کروڑ87لاکھ 90ہزار700روپے کے قرضہ جات جاری کئے ہیں۔

(ب) برانچ ہذا کے عرصہ مذکور کے دوران جاری کئے گئے قرضہ جات میں سے مورخہ 30-06-2011 تک مبلغ 14کروڑ 24لاکھ 11ہزار 600روپے وصول ہو چکے ہیں جبکہ 22ڈیفالٹرز سے مبلغ63لاکھ 79ہزار100روپے کی رقم وصول ہونا تھی۔تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جن مقروضان نے اپنے ذمہ قرضہ بروقت ادا نہیں کیا ان کو ریمائنڈر جاری کئے گئے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) 33نادہندگان میں سے 11نے اپنے ذمہ قرضہ کی مکمل ادائیگی کر دی جبکہ 22نادہندگان کے خلاف بنک انتظامیہ کی طرف سے کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کی زیر دفعہ 54کے کارروائی عمل میں لائی گئی (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔) جس کی روشنی میں رہن شدہ جائیداد کی نیلامی کر کے نادہندہ قرضہ کی وصولی کا عمل مکمل کیا جارہا ہے۔

(ہ) بنک حویلی لکھا برانچ میں بیس لاکھ کا کوئی فراڈ نہ ہوا ہے البتہ اس برانچ میں یوٹیلٹی بلز کی رقم مبلغ3لاکھ 82ہزار5سو17روپے خُورد بُرد کے الزام میں قائم مقام مینجر اور کیشئر برانچ ہذا کو معطل کیا گیا تھا۔کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔انکوائری مکمل کرنے کے بعد مظہر بشیر، کیشئر کو ملازمت سے برخاست کر دیا گیا ہے جبکہ مظہر اقبال خان، برانچ مینجر کی 2عدد ترقیاں اس کی تنخواہ کے موجودہ سکیل سے کم کر دی گئی ہیں۔اس کے علاوہ تمام مذکورہ رقم وصول کر کے متعلقہ اشخاص کو واپس کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ جوابات State Bank کی audit report کے تحت آئے ہیں یا خود ہی بنک نے دیئے ہیں یعنی کیا ان جوابات کو دیتے وقت State Bank کی report کو مدنظر رکھا گیا ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! چونکہ تمام بنک State Bank کے تحت ہی چلتے ہیں لہذا اسی کے مطابق جواب دیئے گئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جوابات internal audit یا State Bank سے ہو کر آئے ہیں یا خود ہی تیار کئے گئے ہیں؟منسٹر صاحب پہلے اس بات کا جواب دے دیں تو پھر میں اپنا اصل سوال عرض کروں گا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ یہ جوابات State Bank کی رپورٹ کو مدنظر رکھ کر تیار نہیں کئے گئے۔مجھے علم ہے کہ یہ جوابات direct دیئے گئے ہیں اس میں internal or external audit involved نہ ہے۔میں نے پوچھا ہے کہ حویلی لکھا برانچ کا آڈٹ سٹیٹ بنک نے کیا ہے؟

جناب سپیکر:جی،ملک صاحب!

وزیر امداد باہمی(ملک ندیم کامران):جناب سپیکر!کوئی ایسا issue ہو کہ اُسے سٹیٹ بنک کے level پر جانا چاہئے تو اُسے ضرور لے جانا چاہئے۔یہ آڈٹ Chartered Accountant نے کیا ہے اور اس کا internal audit بھی ہو چکا ہے۔اگر شیخ صاحب اپنا کوئی question clear کرنا چاہتے ہیں تو وہ کر لیں۔

جناب سپیکر:شیخ صاحب!آپ کے دو سوال ہو گئے ہیں اور اب آپ تیسرا سوال کر رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!اگر میرے سوال کا جواب نہیں آئے گا تو میں تین سو سوال کروں گا۔

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!محکمہ امداد باہمی کے سوالات کے جوابات دینے کے لئے ملک ندیم کامران صاحب کا notification نہیں ہوا۔

جناب سپیکر:وہ وزیر ہیں اس لئے سوالات کے جوابات دے سکتے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!وہ اپنے محکمہ کے وزیر ہیں اس محکمہ کے وزیر نہیں ہیں۔

وزیر امداد باہمی(ملک ندیم کامران):جناب سپیکر!انہوں نے بڑا مضحکہ خیز سا سوال کیا ہے۔محکمہ امداد باہمی کے حوالہ سے میرا notification عرصہ چھ ماہ سے زیادہ کا ہو چکا ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں یہ چیز ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ اگر اس برانچ کا آڈٹ ہوا ہے تو اس کے مدنظر یہ جواب نہیں آیا۔دوسری بات یہ ہے،میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ یہ خود admit کیا گیا ہے کہ -/63,75,000 روپیہ main amount سے کم آیا یعنی جو قرضہ دیا گیا اُس میں سے یہ رقم کم

واپس ہوئی ہے تو markup کہاں گیا؟ تو پھر loss تو ہونا ہی تھا۔ تین سال میں principal amount بھی پوری واپس نہیں آئی تو profit کہاں گیا؟

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جب یہ رقم بتائی جاتی ہے تو اس میں mark up include ہوتا ہے اور ہمیشہ یہی طریق کار رہا ہے۔ جیسے جیسے اس میں delay ہو گا تو اس mark up میں مزید اضافہ ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال شیخ علاؤالدین صاحب کا ہے۔

شیخ علاؤالدین: سوال نمبر 4548 ہے۔

پنجاب کے کسانوں کو قرضہ جاری کرنے اور واپسی کی تفصیلات

*4548: **شیخ علاؤالدین:** کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کوآپریٹو بنک پنجاب نے 2005 سے آج تک کل کتنا قرضہ لوگوں کو جاری کیا؟

(ب) کل کتنا قرضہ قابل واپسی ہے، کتنا قرضہ ایسا ہے جو واپسی کی مدت ختم ہونے کے باوجود واپس نہیں کیا گیا یہ قرضہ کب تک وصول کر لیا جائے گا؟

(ج) کیا انتظامیہ بنک کے موجودہ سیٹ اپ کو مکمل طور پر تبدیل کر کے نئے لوگوں کو فرائض سونپ کر ان کو ٹارگٹ دیا جائے کہ اتنے عرصہ کے دوران آپ نے قرضوں کی ریکوری کرنی ہے، ایسا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران):

(الف) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک نے یکم جنوری 2005 سے 30۔جون 2011 تک مبلغ 46۔ارب 32 کروڑ 63 لاکھ 35 ہزار 592 روپے کا قرضہ جاری کیا۔

(ب) مذکورہ بالا عرصہ کے دوران جاری شدہ رقم میں سے مبلغ 38۔ارب 85 کروڑ 41 لاکھ 93 ہزار 527 روپے کے قرضہ جات وصول ہو چکے ہیں جبکہ مورخہ 2011۔6۔30 تک مبلغ 7۔ارب 47 کروڑ 21 لاکھ 42 ہزار 65 روپے کا قرضہ قابل واپسی ہے اس میں سے مورخہ 2011۔6۔30 تک مبلغ 4۔ارب 97 کروڑ 39 لاکھ 21 ہزار 65 روپے کا قرضہ ریگولر ہے جس کی واپسی 2012۔01۔31 تک ہونی ہے جبکہ 2۔ارب 49 کروڑ 82 لاکھ 21 ہزار روپے کا

قرضہ ڈیفالٹ ہو گیا ہے۔ڈیفالٹرز کے خلاف قانونی کارروائی جاری ہے اور قرضہ کی وصولی کے لئے بھرپور کوشش کی جارہی ہے۔ مورخہ 2011۔12۔31 تک قابل واپسی رقم کا خاطر خواہ حصہ وصول کر لیا جائے گا۔

(ج) بنک کے موجودہ سیٹ کو تبدیل نہیں کیا جارہا بلکہ بنک کے معاملات کو بہتر طور پر چلانے کے لئے محدود پیمانے پر تبدیلیاں لائی گئی ہیں اور گورنمنٹ آف پنجاب اور سٹیٹ بنک آف پاکستان کی منظوری کے بعد چیدہ چیدہ 5 سیٹوں پر پروفیشنل بنکار کی تعیناتیاں عمل میں لائی گئی ہیں تاکہ بنک ایک منافع بخش ادارہ کے طور پر کام کرتے ہوئے چھوٹے کسانوں کی مالی ضروریات کو پورا کرنے میں اہم کردار ادا کر سکے۔ جہاں تک وصولی کا تعلق ہے اس حوالے سے بنک اور محکمہ امداد باہمی کے سٹاف کو قرضہ جات کی وصولی کے ہدف دیئے گئے ہیں نیز وصولی کا عمل جاری ہے جس کے خاطر خواہ نتائج سامنے آرہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس میں 4۔ارب 97 کروڑ روپے کا shortfall ہے جبکہ جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ regular کر دیا گیا ہے جو قرضہ وقت پر ادا نہ ہو پھر اسے regularize کیا جاتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس قرضہ کو regular کرنے والی کون سی اتھارٹی ہے؟

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میرے فاضل ممبر پورا جواب نہیں پڑھ رہے اگر یہ پورا جواب پڑھ لیں گے تو اسی میں اس کا جواب بھی لکھا ہوا ہے۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ اتنا قرضہ regular ہے اس کا مطلب ہے کہ وہ قرضہ continue کر رہا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ مذکورہ بالا عرصہ کے دوران جاری شدہ رقم میں سے مبلغ 38۔ارب 85 کروڑ 41 لاکھ 93 ہزار 527 روپے کے قرضہ جات وصول ہو چکے ہیں۔ ان قرضوں کو payment on time کہا جائے گا۔ میں اُس کے بعد پڑھتا ہوں کہ مورخہ 2011-06-30 تک مبلغ 7۔ارب 47 کروڑ 21 لاکھ 42 ہزار 65 روپے کا قرضہ قابل واپسی ہے اس میں سے 2011-06-30 تک مبلغ 4۔ارب 97 کروڑ 21 ہزار 65 روپے کا قرضہ regular ہے یعنی اس کو regular کیا گیا ہے، وہ پہلے پچھلی تاریخوں میں payable ہے۔ اب اگر منسٹر صاحب on the floor of the House پر کہیں کہ کوئی قرضہ default نہیں ہو رہا تو پھر میں آگے عرض کروں گا کہ default ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس میں واضح لکھا ہوا ہے کہ 2۔ارب 49 کروڑ 82 لاکھ 21 ہزار روپے کا قرضہ default ہو گیا ہے اور ان کے خلاف قانونی کارروائی جاری ہے۔ ہم نے اس میں سے کچھ اور رقم بھی وصول کی ہے تو اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ regular ہے اور اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وزیر صاحب اور آپ بھی بات سمجھ رہے ہیں۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جن قرضوں کی extension دی گئی ہے ان کا بتادیں کہ وہ extension کس اتھارٹی نے دی ہے اور کیا کوئی penal surcharge لگایا ہے؟

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس کی مزید وضاحت ہو سکتی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر جو لکھا ہوا ہے کہ ایسا قرضہ جس میں کوئی default نہیں کیا گیا اور اس میں کوئی قسط short نہیں ہے وہ regular طریقے سے چل رہا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر انہوں نے قرضہ میں کوئی extension دی ہے تو کیا وہ penalty لگا کر دی ہے یا ویسے ہی extension دے دی ہے؟

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! کوئی extension نہیں دی گئی۔

شیخ علاؤالدین: جب extension نہیں دی تو ان سب کے خلاف فوری طور پر default کی کارروائی کیوں نہیں ہوئی؟

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! وہ قرضہ regular چل رہا ہے اور وہ اپنے time period میں قسطیں دے رہے ہیں تو اس پر کسی penalty کی ضرورت نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں کہ ہم نے بنک میں پروفیشنل لوگ لئے ہیں تو کیا ان لوگوں سے بنک profit میں آگیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ شیخ صاحب نے بڑی relevant بات کی ہے اس لحاظ سے کہ پروفیشنل لوگ یقیناً ادارے کی بہتری کے لئے لئے جاتے ہیں اور میں بڑے وثوق سے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ ان پروفیشنل لوگوں کے آنے سے کارکردگی بہتر ہوئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ ذرا جواب پڑھ لیں کہ پروفیشنل بنک کار کی تعیناتیاں عمل میں لائی گئی ہیں۔ مجھے منسٹر صاحب صرف یہ کہہ دیں کہ کیا بنک profit میں آگیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! شیخ صاحب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ بنک profit میں آچکا ہے اور خالص منافع تقریباً 65 کروڑ 47 لاکھ 4 ہزار روپے ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وزیر صاحب جو 65 کروڑ روپیہ منافع بتا رہے ہیں یہ کتنے سالوں میں ہے اور inflation نکال کر دیکھیں کہ بنک کتنے profit میں ہے؟

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ ایک نیا سوال ہے۔ مجھے time period بتا دیں میں اس کا جواب انہیں بتا دوں گا کہ کس کس ٹائم میں کتنا کتنا profit ہوا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سوال pending کر دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، سوال pending نہیں ہو سکتا۔ آپ نے جو سوال دیا ہے اس کے متعلقہ آپ ضمنی سوال پوچھ سکتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! یہ جو منافع دکھا رہے ہیں اس کے اندر وہ رقم بھی آئی ہے جو بنک نے اپنی پراپرٹی بیچی ہے۔

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ ایک ادارہ ہے جس میں ہر قسم کے معاملات ہوتے ہیں۔ اس میں قرضہ جات دیئے جاتے ہیں، ان کا مارک اپ بھی آتا ہے اور پراپرٹی کے معاملات بھی آتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک نیا سوال ہے لیکن اس کے باوجود میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ 65 کڑور 77 لاکھ چار ہزار روپیہ ایک سال کا منافع ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!47۔ارب65کروڑ روپیہ کیinvestment peanut پر ہے۔ یہ کچھ بھی نہیں ہے۔

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ شیخ صاحب ہمیشہ بڑے اچھے سوالات کرتے ہیں اور پوری تفصیل لے کر آتے ہیں۔ میں معذرت سے کہوں گا کہ آج ان کے پاس تفصیل کم ہے۔انہوں نے ابھی بات کی ہے کہ پراپرٹی فروخت کی گئی ہے تو میں on the floor of the House بتانا چاہتا ہوں کہ اس منافع میں پراپرٹی کی فروخت کے پیسے شامل نہیں ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جس جگہ پر METRO بنا ہے کیا وہ جگہ 2006 میں فروخت نہیں ہوئی، کیا اُس کی amount اِس میں نہیں آئی اور جو جگہ NLC کے پاس ہے کیا اس کی amount نہیں آئی۔ اس میں میرا کوئی ذاتی مسئلہ ہے اور نہ میرا اس بنک سے کوئی تعلق ہے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اس بنک کو منافع میں آنا چاہئے اور اس کو وہ کام کرنا چاہئے جس کے لئے یہ بنا ہے۔

جناب سپیکر: ہمیں اس سوال پر بیس منٹ ہو گئے ہیں۔ آپ مہربانی فرمائیں۔ یقیناً آپ کے پاس اچھی تجاویز ہیں آپ وہ تجاویز ان کو بتا دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے ان کو کہا ہے کہ METRO جس جگہ پر بنا ہے وہ ان کی پراپرٹی ہے جو کہ انہوں نے 2006 میں بیچی ہے۔

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھ رہا ہوں کہ یہ آج معاملات کو confuse کر رہے ہیں۔انہوں نے ابھی بات کی تھی کہ آپ نے جو نئی management رکھی ہے کیا ان کی وجہ سے کارکردگی بہتر ہوئی ہے تو اس کا میں نے ان کو جواب دیا ہے کہ کارکردگی بہتر ہوئی ہے۔انہوں نے پوچھا کہ کیا بنک profit میں چلا گیا ہے تو میں نے بتایا کہ بنک profit میں چلا گیا ہے۔انہوں نے کہا کہ کتنی رقم کا profit ہوا ہے تو میں نے بتایا کہ 67 کروڑ سے زیادہ رقم کا profit ہوا ہے۔انہوں نے کہا کہ اس میں پراپرٹی شامل ہے تو میں نے بتایا کہ اس میں پراپرٹی کی رقم شامل نہیں۔ میں اس میں مزید وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے ایک سال کا میں نے profit بتایا ہے اس میں 2007 والی بات نہیں ہے اگر یہ 2007 کی بات کریں گے تو اس کا بھی تفصیلی جواب دے دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ میرے خیال میں آپ شیخ صاحب سے مشورے لیا کریں۔ یہ آپ کے لئے بہتر ہے۔یہ اس بارے میں بہت کچھ جانتے ہیں۔ اب ہم اگلا سوال لیتے ہیں۔ اگلا سوال ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال بھی ان کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے اس لئے یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں اس لئے یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔جی، میاں صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 6720 ہے۔

صوبہ میں کوآپریٹو بنکوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6720: میاں نصیر احمد: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں پراونشل کوآپریٹو بنک کی کل کتنی برانچیں ہیں اور 10-2009 کے دوران بنک نے کسانوں کے لئے کتنی مالیت کے زرعی قرضے کس شرح سود پر جاری کئے ہیں؟

(ب) کیا پراونشل کوآپریٹو بنک شرح سود میں کمی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران):

(الف) صوبہ پنجاب میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی کل 159 برانچیں ہیں۔ دوران مالی سال 10۔2009 بنک نے چھوٹے کسانوں کی مالی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مختلف مدات میں مبلغ 5۔ارب 51 کروڑ 30 لاکھ روپے کے قرضہ جات جاری کئے۔ مذکورہ قرضہ جات جس شرح مارک اپ سے جاری کئے گئے اس کی تفصیل اس طرح ہے۔

نمبر شمار	مد	رقم قرضہ	شرح مارک اپ
1	فصلی قرضہ جات (ربیع و خریف)	-/4,484,000,000 روپے	16 فیصد
2	کراپ لون (ریوالونگ)	-/55,000,000 روپے	16 فیصد
3	لائیو سٹاک برائے خرید مال مویشی (ریوالونگ)	-/39,000,000 روپے	13 فیصد
4	میڈیم ٹرم فنانس (ٹریکٹر لون)	-/05,000,000 روپے	18 فیصد
5	لائیو سٹاک (بھیڑ بکری وگائے وغیرہ)	-/287,000,000 روپے	15.80 فیصد
6	طلائی زیورات کے عوض قرضہ	-/643,000,000 روپے	16 فیصد
	میزان	-/5,513,000,000 روپے	

(ب) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ شرح مارک اپ میں کمی نہیں کر سکتا کیونکہ بنک کی طرف سے سٹیٹ بنک آف پاکستان سے حاصل شدہ رقم قرضہ میں سے چھوٹے کسانوں کو قرضہ جات کی سہولت فراہم کی جاتی ہے اس لئے بنک نے شرح مارک اپ کا تعین سٹیٹ بنک آف پاکستان سے حاصل شدہ رقم پر قابل ادائیگی ریٹ آف مارک اپ جو کہ تقریباً 9فیصد ہے کو مدنظر رکھ کر کیا ہے مزید برآں بنک نے اپنے انتظامی اخراجات بھی اجراء قرضہ سے حاصل ہونے والی آمدنی میں سے پورے کرنے ہوتے ہیں لہذااس صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے اس میں مزید کمی کی گنجائش نہ ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! جز(الف) میں بتایا گیا ہے کہ صوبہ پنجاب میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی کل 159 برانچیں ہیں تو کیا اب بھی اتنی ہی برانچیں ہیں یا کچھ بند کر دی گئیں ہیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران): یہ برانچیں ابھی exist کر رہی ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 09-2008اور 2010تک 19 برانچیں بند کی گئیں۔ محکمہ نے اپنی مالی مشکلات کو سامنے رکھتے ہوئے ایسا کیا تھا۔یہ بنک بنیادی طور پر کسانوں کی مدد اور ان کے لئے آسانی پیدا کرنے کے لئے بنایا گیا ہے کہ ان کے مسائل کو حل کیا جا سکے۔اس میں جواب دیا گیا ہے کہ ساڑھے پانچ ارب روپے کی رقم بطور قرض کسانوں کو دی گئی ہے اور اس میں مارک اپ کی شرح کہیں سولہ فیصد ہے کہیں اٹھارہ فیصد اور کہیں ساڑھے پندرہ فیصد ہے۔یہ واضح کر دیں کہ یہ بنک جسے non-commercial تصور کیا جاتا ہے اگر اس میں آپ commercial rates لگا کر کسانوں کو قرضے دیتے ہیں تو یہ کسانوں کی کس طرح کی مدد ہے؟اس کے بعد انہوں نے یہ بھی فرمادیا ہے کہ مارک اپ کی شرح کا تعین سٹیٹ بنک نے ہی کرنا ہے اور ہم نے اپنے مالی اخراجات کو بھی پورا کرنا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ کس طرح سے یہ بنک کسانوں کی مدد کر رہا ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں دوبارہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ 159 برانچیں موجود ہیں۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ اس میں سے 19 بند ہیں۔

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ پرانی بات کر رہے ہیں کہ پہلے بند کرا دی گئی تھیں۔ اس وقت 159 برانچیں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے مارک اپ کی شرح کی بات کی

ہے۔ اس بنک میں یقیناً زمینداروں، دیہاتی لوگوں اور خواتین کو بھی شامل کیا جاتا ہے جس میں ان کی سوسائٹیز بنتی ہیں اور وہ قرضہ جات لیتے ہیں۔ اس میں شرح مارک اپ سولہ فیصد ہے اور ٹریکٹر پر مارک اپ اٹھارہ فیصد ہے۔ میں اس میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ نو فیصد کے اوپر ہم سٹیٹ بنک سے لیتے ہیں اور اس کے بعد اس پر انتظامی اخراجات آتے ہیں، برانچوں کو چلانا ہوتا ہے سٹاف نے move کرنا ہوتا ہے اور پھر خدانخواستہ جب یہ قرضہ stuck up ہو جاتا ہے تو اس صورتحال میں litigation میں بھی جانا پڑتا ہے اور طریق کار کے مطابق کام کرنا پڑتا ہے تو ایسے اخراجات کو بھی پورا کرنے کے لئے اتنا مارک اپ رکھا ہوا ہے۔ میں یہاں یہ بتانا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ جو کمرشل بنک ہیں ان کے مقابلے میں ہم بہت کم مارک اپ وصول کرتے ہیں اور یہ ایک قسم کی مدد ہے جو ہم زمینداروں کی کرتے ہیں۔ کمرشل بنکوں کی شرح مارک اپ بیس سے پچیس فیصد تک چلی جاتی ہے لہذا اس کے مقابلے میں یہ سولہ فیصد مناسب ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! چھوٹی سی گزارش یہ ہے کہ پنجاب کا کسان ان قرضہ جات کے لئے اپنا مال مویشی بلکہ اپنے گھر کے زیورات کو بھی بنکوں میں mortgage کراتے ہیں اور اس کے بعد یہ قرضہ حاصل کرتے ہیں۔ انہوں نے جس طرح فرمایا ہے کہ ان کی اپنی مالی مشکلات سامنے ہوتی ہیں۔ اگر اس طرح کی commercial banking کرنی ہے کہ جس کا کسان کو فائدہ ہو رہا ہے اور نہ ہی حکومت پنجاب کو فائدہ ہو رہا ہے اور اس کو چلانے میں بھی مسائل ہیں تو پھر اس banking کو جاری رکھنے کا فائدہ کیا ہے؟ انہوں نے جس طرح اٹھارہ فیصد کا بتایا ہے تو آج بھی درجنوں بنک ایسے ہیں جو اٹھارہ فیصد پر قرضہ دینے کے لئے تیار ہیں۔ وہ چھوٹا کسان جس نے دس، بارہ یا چھ ایکڑ زمین کے لئے زیورات رہن رکھ کر قرضہ لینا ہے تو اس کے لئے کیا benefit محکمے کی طرف سے انہیں دیا جاتا ہے اگر یہ کوئی benefit دینے سے قاصر ہیں تو پھر اس banking کا چھوٹے کسان کو کیا benefit ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں پہلے بھی وضاحت کر چکا ہوں مگر یہ پوائنٹ دوبارہ اٹھایا گیا ہے۔ آپ compare کریں کہ اِس وقت 22 یا 25 فیصد کے درمیان loan لیا جا رہا ہے اُس کی نسبت اگر 16 فیصد مارک اَپ پر مل رہا ہے تو کیا وہ benefit نہیں ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ loaning کے سلسلے میں یہ بنک بہت کم شرائط پر اور بڑے آسان طریقے سے سہولیات فراہم کرتا ہے لہذا اسے یہ کہنا کہ شرح زیادہ ہے تو یہ کسی بھی لحاظ سے زیادہ نہیں ہے۔ اس کا procedure اور recovery rate دوسرے بنکوں کی نسبت بہت بہتر ہے اور ہمارے پاس جو revolving

amount آتی رہتی ہے اس سے بہت سے زمیندار مستفید ہوتے ہیں اور یہ بنک زمینداروں کے لئے بہت سی سہولیات فراہم کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ایک چھوٹا سا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، جاوید صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اپنے بھائی سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ابھی انہوں نے فرمایا ہے کہ 16 فیصد اس لئے charge کرتے ہیں کہ سٹیٹ بنک سے 9 فیصد پر لیتے ہیں اور 7 فیصد اُس کو run کرنے کے لئے charge کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ cost جو stuck up ہو جائے اور جن لوگوں کو کورٹ میں جانا پڑے تو litigation کی cost بھی اس میں شامل کر کے ہر کسان سے وصول کرتے ہیں کہ جس کو بھی loan لینا ہے وہ بنک کو وہ cost بھی ادا کرے جو چند لوگوں کی وجہ سے litigation cost آتی ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ اتنا زیادہ margin اس cost میں شامل کر لیا جائے کہ 9 فیصد مارک اَپ پر لے کر 16 فیصد وصول کیا جائے؟ یہ ہماری حکومت پنجاب کا کسانوں کی فلاح و بہبود کے لئے ایک ادارہ ہے نہ کہ کسانوں سے اُن کا خون چوسنے کے لئے ہے۔ اگر یہ اپنی کارکردگی اس طرح بتا رہے ہیں کہ ہم 16 فیصد مارک اَپ پر قرضہ دے کر اپنا profit بھی لے رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوآپریٹو بنک اپنے بنیادی فلسفہ کے بھی خلاف ہے۔ منسٹر صاحب بتائیں کہ اگر گورنمنٹ no profit, no loss پر کام کرتی ہے تو کوآپریٹو بنک کے ذریعے 7 فیصد، اتنا زیادہ margin کیوں لے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میرے بھائی کو یہ بات سمجھ آنی چاہئے کہ جب آپ ایک organization یا بنک چلا رہے ہیں تو اُس کا کتنا سٹاف اور کتنے اخراجات ہوتے ہیں؟ اس کے ساتھ ساتھ اس بنک کے ذریعے زمینداروں کو مکمل سہولیات بھی دی جاتی ہیں۔ اگر 16 فیصد قرضہ کو دوسرے کمرشل بنکوں کے ساتھ compare کیا جائے تو یہ بنک اُن سے بہت کم شرح پر کام کر رہا ہے بلکہ یہ تو break even پر جاتا ہے۔ اِس میں بہت minor سا profit ہے جیسے ابھی شیخ صاحب کی بات سے واضح ہو گیا کہ ایک سال میں آپ کا profit اتنا آیا ہے اس حساب سے تو یہ peanut ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ میں معزز ممبران سے کہوں گا کہ اگر کسی نے گپ شپ کرنی ہے تو براہِ مہربانی لابی میں چلے جائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ایک عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! ابھی تو پہلے سوال کا جواب آ رہا ہے۔ آپ سوال مکمل کر چکے ہیں اس لئے آپ کی طرف سے کوئی ضمنی سوال نہیں ہو گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ایسی کوئی بات نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کے دو سوال مکمل ہو گئے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نہیں بول سکتے۔ تشریف رکھیں۔

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ابھی شیخ صاحب نے ہی مہربانی فرماتے ہوئے یہ بات کی ہے کہ ایک سال میں 67 کروڑ روپے کا profit صرف peanut کے برابر ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کوآپریٹو بنک سٹیٹ بنک سے 9 فیصد مارک اَپ پر پیسا لیتا ہے اِن کے پاس public deposit کا پیسا کم از کم 12/13 فیصد ہے جو میں ذمہ داری کے ساتھ کہہ رہا ہوں اور دس منٹ میں ثابت کر سکتا ہوں۔ دوسرے کمرشل بنک بھی 18 فیصد پر دے رہے ہیں مگر یہ تو 9 فیصد مارک اَپ پر پیسا لے کر 18 فیصد پر آگے عوام کو دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ بہت اہم نکتہ ہے۔ میں دوبارہ سے اپنا سوال دہرا دیتا ہوں۔ میرے بھائی سب کو یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ بھول گئے ہیں مگر ہم بھولتے نہیں بلکہ اصل سوال پوچھ رہے ہیں کہ یہ کس ضابطے کے تحت 9 فیصد مارک اَپ پر لے کر 16 فیصد پر قرضہ دیتے ہیں؟

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ کی بات 100 فیصد صحیح ہے لیکن اس میں یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔ لہذا آپ مہربانی فرما کر خود محنت کر لیا کریں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہمارے سوالوں کے جوابات دو دو سال تک نہیں آتے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ اُن کے سوال کا صحیح جواب دے سکتے ہیں تو well and good

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں clear کرنا چاہتا ہوں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس بنک کے ملازمین حکومت پنجاب کے ملازمین ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا حکومت کے باقی محکمے بھی اپنے اخراجات خود ہی پورا کرتے ہیں جبکہ یہ بنک کسانوں کے لئے بنایا گیا ہے اگر کسانوں کے لئے بنائے ہوئے بنک کو حکومت پنجاب ملازمین بھی دیتی ہے تو پھر اُن کے اخراجات کسانوں سے کیوں وصول کرتے ہیں؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا ایک چھوٹا سا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! دوسرے بنکوں سے 22اور24 فیصد پر قرضہ مل رہا ہے۔ میں اِن کی توجہ دلانا چاہ رہا ہوں کہ 100 فیصد آج بھی ایسے کمرشل بنک ہیں جو 18 فیصد مارک اَپ پر قرضہ دے رہے ہیں۔ لہذا میری منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ اس معاملے کو review کریں کیونکہ اس سے چھوٹے کسان کا فائدہ ہو جائے گا۔ اس بنک کو سٹیٹ بنک سے 9 فیصد مارک اَپ پر قرضہ ملتا ہے۔ کمرشل بنک 13 فیصد پر لیتے ہیں اور 17/18 فیصد مارک اَپ پر دیتے ہیں۔ یہ کوئی بڑی amount نہیں ہے۔ وہ چھوٹا کسان جو زیور یا مال مویشی گروی رکھ کر بنک کی طرف رجوع کرتا ہے اُس کو ہمیں facilitate کرنا چاہئے۔ اگر یہ 9 فیصد پر لے کر 16 یا 18 فیصد مارک اَپ پر قرضہ دیتے ہیں تو میری اِن سے گزارش ہے کہ منسٹر صاحب اسے ایک دفعہ check کر لیں کیونکہ اس کو review کیا جا سکتا ہے اور یہ جتنا ٹوٹل قرضہ دیتے ہیں، چھوٹا کسان اُس کا صرف 15 سے 20 فیصد ہے۔ میں چاہ رہا ہوں کہ اگر چھوٹے کسان کی سہولت کے لئے یہ review کر سکتے ہیں تو ضرور کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ایک چھوٹا سا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، بسراء صاحب کا سوال بھی سن لیں مگر relevant ہونا چاہئے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میاں نصیر صاحب کا point بہت valid and genuine ہے اور چودھری جاوید صاحب نے بھی اسی کو second کیا ہے۔ ہماری معزز وزیر صاحب سے یہ درخواست ہے کہ ہمارے اس ایوان اور صوبہ پنجاب کی majority کسانوں کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔ آپ تو تقریر شروع کر دیتے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری ہاتھ جوڑ کر آپ سے عرض ہے کہ آج کسان بہت بُری حالت میں ہیں۔

جناب سپیکر: اس میں کوئی شک نہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال بہت relevant ہے۔ میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھتا ہوں کہ کیا کوآپریٹو بنک شرح سود میں کمی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ اس کا جواب دیتے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری ایک گزارش سن لیں کہ آپ کسانوں کو 9 فیصد پر لے کر 16 فیصد مارک اَپ پر قرضہ دے رہے ہیں۔ یہ حکومت پنجاب کا اپنا بنک ہے اور اگر اس کی شرح سود میں کمی کر دی جائے گی تو کسان کی ویلفیئر ہو گی۔ ویسے بھی کسانوں سے آج یہ ایوان آباد ہے۔ حکومت اس پر کوئی پالیسی بنائے تاکہ سب کسان اس سے مستفید ہو سکیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جیسے ممبران اس پر بات کر رہے ہیں اِس میں اگر گنجائش اور possibility ہو تو گورنمنٹ کو بغیر کسی مارک اَپ کے دینا چاہئے لیکن گورنمنٹ نے ایک ادارہ چلانا ہے جسے کسی ضابطے اور طریقے کے مطابق چلنا ہے۔ یہ کوئی free fund تو نہیں ہے کہ ایسے ہی چل جائے۔ یقیناً شرح سود جتنا کم ہو گا ہمارے زمینداروں کے لئے اتنا فائدہ مند ہو سکتا ہے لیکن یہاں یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ گورنمنٹ کے ذریعے ٹریکٹر پر قرضہ 18 فیصد پر دیا جا رہا ہے جبکہ دوسرے بنک 22 فیصد مارک اَپ سے کم نہیں دے رہے، اِس میں بھی 4 فیصد کا فائدہ ہو رہا ہے۔ اگر کوئی 22 فیصد سے کم دے رہے ہیں تو ہمیں بتا دیں۔ اسی طرح 16 فیصد مارک اَپ پر بھی قرضہ دیا جا رہا ہے جہاں دوسرے بنکوں کی نسبت 7 فیصد کا margin ہے۔ اس سوال میں یہ چیزیں relevant نہیں ہیں مگر پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس میں کوئی ایسی پیشرفت کر لی جائے جیسے شیخ صاحب یا دوسرے ممبران تجویز دے رہے ہیں تو اس طرح سے کسان مستفید ہو سکتے ہیں۔ اگر اس میں کوئی possibility ہو تو ہم یقیناً اسے کم کرنے کے لئے تیار ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں ایک چیز بڑی قابل غور ہے کہ 64 کروڑ روپے کسان طلائی زیورات اور 28 کروڑ روپے جانوروں کی صورت میں دے رہے ہیں۔ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ بنک کو

چلانے کے لئے اخراجات کی ضرورت ہے لیکن اگر ہم دیکھیں تو ایک ارب روپیہ جانوروں اور طلائی زیورات کے against لوگوں کو loan دیتے ہیں جو سب سے محفوظ loan سمجھا جاتا ہے اور جو کسان زیورات اور اپنے لائیو سٹاک کے against لے رہا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ بنک ان پیسوں کے عوض بڑی strong mortgage کرا رہا ہے تو وہ کسان جو آپ کو اتنی مضبوط سکیورٹی دے رہا ہے کیا اس کے لئے ہم کوئی facility avail کرنے کے قابل ہیں یا نہیں ؟ میں صرف اس ایک ارب روپے کی بات کر رہا ہوں باقی بڑے قرضہ جات، ٹریکٹر یا فصلوں کے حوالے سے جو قرض دیئے جاتے ہیں ان کی شرح سود آپ بے شک وہی رکھیں لیکن۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنے طور پر حکومت سے کہہ کر اسے resolve کر لیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے expenses کی بات کی ہے تو overrate expenses کون سے ہیں یہ اس کو illustrate کر کے بتا دیں کہ یہ اتنے فیصد بنتے ہیں تاکہ کوئی justification تو نظر آئے، کیا یہ اس کی salaries دیتے ہیں، کون سے overrate expenses ہیں؟ دو، تین چار گنوا دیں تو ہم اس کو مان لیں گے ؟

جناب سپیکر: وہ انہوں نے آپ کو پہلے گنوائے ہیں؟

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! نہیں، وہ نہیں ہیں بلکہ آپ ان سے پوچھ لیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ سٹیٹ بنک سے 9 فیصد کے حساب سے لے کر آگے 16 یا 18 فیصد مارک اپ کے ساتھ کسانوں کو دیتے ہیں تو کیا یہ کسانوں کے ساتھ دشمنی نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ بات تقریباً دس دفعہ ہو چکی ہے اور پھر آخر میں وہی بات repeat کر رہے ہیں جو ابھی میرے بھائی نے وہاں سے کی ہے کہ expenses گنوا دیں۔

جناب سپیکر: آپ اسے review کر لیں اور اسے دیکھ لیں۔

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں اس کی وضاحت کر دوں کہ جہاں 159 برانچیں کام کر رہی ہیں تو کیا وہاں پر اس کا سٹاف نہیں ہو گا، وہاں پر بجلی کا خرچہ نہیں ہو گا۔۔۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! ایسا نہیں ہے بلکہ یہ ایسے ہی گنوا رہے ہیں۔

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اب میں خرچ کے بارے میں بتا رہا ہوں تو یہ مانتے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: اب ہم اگلے سوال پر چلتے ہیں جو کہ میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 6721 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔ پنجاب لیکوڈیشن بورڈ کی پراپرٹی کی تفصیلات

*6721: میاں نصیر احمد: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب لیکوڈیشن بورڈ کی کل کتنی پراپرٹیز لاہور میں موجود ہے، تفصیل بتائیں؟

(ب) کتنی پراپرٹی پر ناجائز قابضین کا قبضہ ہے، اس کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ج) کیا گورنمنٹ مذکورہ پراپرٹی کرایہ یا لیز پر دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران):

(الف) لاہور میں پنجاب کوآپریٹو بورڈ برائے لیکوڈیشن کی 64 پراپرٹی ہائے موجود ہیں جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) اور (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 26 پراپرٹی ہائے جن کی تفصیل ضمیمہ (ب) میں موجود ہے زیر قبضہ ناجائز قابضین ہیں۔

(ج) ایسی جائیدادیں جو زیر بار نہ ہیں کو ہر سال بارہ ماہ کے لئے نیلام عام کے ذریعہ پٹہ داری پر دیا جاتا ہے۔ اس عمل سے نہ صرف پراپرٹی ہائے نقصانات سے محفوظ رہتی ہیں بلکہ معقول ریونیو بھی اکٹھا ہو جاتا ہے۔ کمرشل پراپرٹی ہائے فریقین کی باہمی رضامندی سے دس فیصد اضافی کرایہ کے ساتھ سال بہ سال پٹہ داری پر دی جاتی ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!اس کے جز(الف) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ "پنجاب لیکویڈیشن بورڈ کی لاہور میں 26 کے قریب پراپرٹیز ہیں اور کل 64 پراپرٹیز ہیں لیکن مجھے دی گئی لسٹ میں مختلف مواضع بتائے گئے ہیں کہ جہاں پر زرعی رقبہ کو پٹہ پر دیا گیا ہے جس میں 252 کنال، 129 کنال اور اسی طرح اس کی دوسری تفصیل دی گئی ہے۔252 کنال رقبہ کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ سالانہ 9200 روپے فی ایکڑ پٹہ داری حاصل کی جارہی ہے اور اس کا case بھی عدالت میں چل رہا ہے۔اسی طرح 129 کنال کے بارے میں ہے کہ وہ پٹہ داری پر بھی دی گئی ہے اور اس کا case بھی عدالت میں چل رہا ہے۔ اسی طرح 606 کنال اور دوسرے کافی بڑی تعداد میں رقبے ہیں جن کا case عدالت میں بھی چل رہا ہے اور متعلقہ محکمہ اس کی پٹہ داری بھی حاصل کر رہا ہے تو میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ کس طرح کے cases ہیں کہ عدالت میں بھی ہیں اور پٹہ داری بھی حاصل ہو رہی ہے؟میں ذاتی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ سول عدالت کے اندر متعلقہ کسان ہی case کرتے ہیں، سالہا سال انہی کے possession میں رہتا ہے، case بھی چلتے ہیں اور پٹہ داری بھی متعلقہ کسانوں کے پاس کئی کئی سالوں سے موجود ہے تو کیا یہ cases متعلقہ محکمہ نے review کئے ہیں کہ نہیں یا ٹھیک چل رہے ہیں اور ان کی پٹہ داریاں بھی ٹھیک ہیں یا مبہم؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! بڑے وثوق کے ساتھ میں یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ جتنے cases ہیں ان کو properly محکمہ یا بنک follow up کر رہا ہے اور جو بار بار کہا جارہا ہے کہ 9200 روپے وصول کیا جارہا ہے اور case بھی چل رہا ہے تو آپ سب کو پتا ہے کہ جب تک case decide نہ ہو جائے اس کی price میں ردوبدل نہیں کیا جاسکتا۔یہ ہماری چھ پراپرٹیز ڈیفالٹر ہیں جن پر case عدالتوں میں چل رہے ہیں۔ پہلے جو ڈیشئل آفیسر کو آپریٹو اس case کو deal کرتا ہے پھر اس کے بعد case ہائیکورٹ میں چلا جاتا ہے۔ اس وقت بڑے سینئر جسٹس عمر عطا بندیال صاحب ان cases کو deal کر رہے ہیں۔یقیناً جب ان کا فیصلہ ہو جائے گا تو ان کی رقم میں فرق آجائے گا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! جز(ب) میں سادھوکی میں ایک جگہ بتائی گئی ہے جو کہ پولیس فاؤنڈیشن کے زیر قبضہ ہے اور اسی طرح ایک رقبہ ڈی ایچ اے کے زیر قبضہ بتایا گیا ہے۔اسی طرح ایک اور سرکاری ڈیپارٹمنٹ ہے جس میں ٹی ایم اے کا بھی بتایا گیا ہے اور یہ تمام قبضے ان کے سرکاری محکموں کے پاس ہیں تو کیا اس حوالے سے کوئی خصوصی اقدام کئے گئے ہیں کہ سرکاری محکموں سے یہ قبضے چھڑائے جاسکیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جب یہ cases عدالتوں میں ہوں تو ایک ادارہ دوسرے ادارے کے خلاف بھی عدالت میں چلا جاتا ہے اور جب تک یہ case عدالتوں سے clear نہیں ہوں گے تو کوئی بھی اس وقت تک settle کرنے کے لئے تیار نہیں۔ کئی ایسی جگہیں ہیں جو ڈی ایچ اے کے پاس چلی گئی ہیں اور اس نے اپنی جگہ پر stand لے لیا اور دوسروں نے بھی اپنی جگہ پر stand لے لیا تو عدالتوں میں case کا فیصلہ ہونے کے بعد ہی اس میں کمی آ سکتی ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے بھائی نے ابھی فرمایا ہے کہ یہ cases عدالتوں میں ہیں کیا بطور legislator یہ ہماری ذمہ داری نہیں کہ اگر قوانین میں کوئی سقم ہے تو اسے دور کریں؟ جن قوانین کی عدالتیں پابند ہو کر stay order جاری کرتی ہیں اگر ایسی پراپرٹیز جو حکومت یا پبلک کی ہو کسی کے زیر قبضہ آ جائیں اور وہ سالہا سال stay order پر چلائیں تو کیا ہماری حکومت یا اس ادارے کی ذمہ داری نہیں بنتی کہ ہم کوئی ایسا قانون یہاں پر بنالیں جس سے ان cases کو short cut کیا جا سکے اور یہ ہماری قیمتی اراضی بحال ہو کر ہماری پبلک کے کام آ سکے نہ کہ کسی ایک شخص کے کام کے لئے ہو جو اس کا ناجائز فائدہ اٹھا تا رہے؟

جناب سپیکر: وہ بھی C.P.C کے مطابق کام کرتے ہیں اور آپ بھی اس کے مطابق کام کرتے ہیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہمیں legislator کے طور پر سوچنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ابھی میرے بھائی نے جو بات کی ہے اگر یہ سب کچھ قانون کے مطابق کر لیا جائے یہ قانون بدل دیا جائے، ایسا بنا دیا جائے کہ انہیں facilitate کرے اور معاملات کو resolve کرنے کے لئے کوئی ایسا بل لے آئیں جس کی وجہ سے یہ change ہو سکتا ہے تو ہم اس کو welcome کریں گے۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: شکریہ۔جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے یہ سوال ہے کہ جب یہ زمین سرکار کی، ادارے سرکار کے تو حکومت کہاں ہے اور کیا حکومت ختم ہو گئی ہے کہ لوگ عدالتوں میں چلے گئے ہیں؟ کیوں نہیں بیٹھ کر ان مسائل کو حل کرتے اور۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔آپ تشریف رکھیں۔اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔

چودھری محمد اسد اللہ: شکریہ۔جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 7237 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد، کوآپریٹو بنک کی برانچوں اور قرضہ جات کی تفصیل

*7237: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع حافظ آباد میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی کتنی شاخیں ہیں، اور کہاں کہاں پر؟

(ب) ضلع میں اس بنک کی شاخوں سے سال 09۔2008 اور 10۔2009 میں کتنے قرضے کن کن مقاصد کے لئے جاری کئے گئے، تفصیل بیان کی جائے؟

(ج) کیا ان قرضہ جات پر کوئی شرح مارک اپ وصول کیا گیا، اگر ہاں تو اس ضلع میں کتنے قرضہ جات کی وصولی باقی ہے، ان نادہندگان کی تعداد اور نام کیا ہیں، تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع حافظ آباد میں دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کی دو شاخیں درج ذیل مقامات پر واقع ہیں۔

1۔ حافظ آباد 2۔ پنڈی بھٹیاں

(ب) ضلع حافظ آباد میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی ان دو برانچوں نے سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران مندرجہ ذیل قرضہ جات جاری کئے جن کی برانچ وار سال وار تفصیل درج ذیل ہے:

حافظ آباد برانچ سال09۔2008

نمبر شمار	قسم قرضہ	رقم قرضہ	تعداد مقروضان
1	لائیوسٹاک سوسائٹیز	1,83,000/۔	2
2	قرضہ برائے بھیڑ بکری	16,93,000/۔	19
3	گولڈلون	7,90,000/۔	21
4	فصلی قرضہ جات(برائے خرید کھاد وبیج)	4,23,64,200/۔	202
	میزان	4,50,30,200/۔	244

حافظ آباد برانچ سال10۔2009

نمبر شمار	قسم قرضہ	رقم قرضہ	تعداد مقروضان
1	قرضہ برائے بھیڑ بکریاں	12,65,000/۔	16
2	گولڈلون	58,11,791/۔	85
3	فصلی قرضہ جات(برائے خرید کھاد وبیج)	3,28,22,100/۔	190
	میزان	3,98,98,891/۔	291

پنڈی بھٹیاں برانچ سال09-2008

نمبر شمار	قسم قرضہ	رقم قرضہ	تعداد مقروضان
1	قرضہ برائے بھیڑ بکری	13,50,000/۔	15
2	فصلی قرضہ جات(برائے خرید کھاد وبیج)	4,88,56,100/۔	225
	میزان	5,02,06,100/۔	240

پنڈی بھٹیاں برانچ سال10۔2009

نمبر شمار	قسم قرضہ	رقم قرضہ	تعداد مقروضان
1	قرضہ برائے بھیڑ بکریاں	1,085,020/۔	12
2	فصلی قرضہ جات(برائے خرید کھاد وبیج)	40,164,350/۔	195
3	میزان	41,249,370/۔	207

(ج) ان قرضہ جات میں سے قرضہ برائے خرید بھیڑ بکری پر 13 فیصد سالانہ شرح مارک اپ وصول کیا گیا جبکہ فصلی قرضہ جات و گولڈلون پر مارک اپ بحساب 16 فیصد سالانہ وصول کیا گیا ہے۔ اس ضلع میں سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران جاری ہونے والے قرضہ جات میں سے مورخہ 30-06-2011 کے اختتام پر تمام قرضہ کی رقم وصول ہو چکی ہے۔

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حافظ آباد اور پنڈی بھٹیاں شاخوں سے ہر سال کتنا کتنا نفع ہوا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! کتنا کتنا منافع ہوا؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! کس جز کا پوچھ رہے ہیں؟

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! میں نے اس میں پوچھا تھا کہ کتنا قرضہ دیا گیا اور آپ نے بتایا ہے کہ یہ سارا وصول کر لیا ہے۔۔۔

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ بتادیں کہ میں کس جز کا جواب دوں؟

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! انہوں نے پنڈی بھٹیاں اور حافظ آباد میں قرضہ دیا ہے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہر سال کتنا منافع ہوا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اگر آپ سوال پڑھیں تو اس میں لکھا ہوا ہے کہ ضلع حافظ آباد پنجاب میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کی کتنی شاخیں اور کہاں کہاں پر ہیں؟ اس کا جواب دے دیا گیا ہے۔ انہوں نے دوسرا سوال پوچھا ہے کہ مذکورہ ضلع میں اس بنک کی شاخوں سے سال 09-2008 اور 10-2009 میں کتنے قرضے کن کن مقاصد کے لئے جاری کئے گئے؟ اس کی پوری تفصیل بھی یہاں پر جاری کر دی گئی ہے۔ انہوں نے تیسرا سوال یہ پوچھا ہے کہ کیا ان قرضہ جات پر کوئی شرح مارک اپ وصول کیا گیا ہے، اگر ہاں تو کتنا نیز اس ضلع میں کتنے قرضہ جات کی وصولی باقی ہے، ان نادہندگان کے نام اور ان کی تعداد کتنی ہے تفصیل بیان کی جائے؟ ان تمام جز کے جوابات بھی دے دیئے گئے ہیں۔ اب یہ profit پوچھنا چاہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے یہ fresh question کریں، ہم ان کو جواب دے دیں گے۔

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ وہاں قرضہ بتایا گیا ہے کہ کتنا دیا گیا ہے اور یہ بھی بتایا گیا کہ اس کی وصولی پوری ہو گئی ہے تو اس کے نفع کا بھی ان کو پتا ہونا چاہئے کہ کتنا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: وزیر موصوف! وہ منافع کا پوچھ رہے ہیں۔

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! منافع تو ہم نہیں بتا سکتے کیونکہ انہوں نے پوچھا ہے کہ آپ نے کتنا قرضہ جاری کیا ہے اور برانچیں کہاں کہاں واقع ہیں؟ ان سوالات کے جوابات دیئے جا چکے

ہیں اور اگر یہ منافع کا پوچھنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے یہ fresh question کر دیں ہم اس کا جواب دے دیں گے۔اس سوال میں منافع کا پوچھا گیا ہے اور نہ ہم یہاں بیٹھ کر بتا سکتے ہیں۔

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! سوال میں شرح سود بتائی گئی ہے اور اس سے پہلے سوال میں بھی میاں نصیر صاحب نے شرح سود پر بات کی ہے اگر یہ مجھے منافع بتا دیتے کہ انہوں نے حافظ آباد میں کتنا منافع حاصل کیا ہے تو پھر میں آگے بات کرتا لیکن چلیں، ان کو پتا نہیں ہے۔ جس طرح ہماری زرعی لاگت بڑھ رہی ہے، ہر روز بجلی کے بل بڑھ رہے ہیں اور کھاد کے ریٹ بڑھ رہے ہیں اس طرح تو پھر بین الاقوامی سطح پر ہماری export رُک جائے گی۔ میں آپ کو اس سال چاول کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے زمیندار کی cost اور ہمارے ہمسائے ملک انڈیا کے زمیندار کی جو cost آئی ہے اس میں بہت فرق ہے۔ وہ چاول جس کی پاکستان اور پنجاب میں ایک ہزار ڈالر cost ہے وہی چاول انڈیا 800 ڈالر میں انٹرنیشنل سطح پر فروخت کر رہا ہے۔ ہمیں اپنے زمیندار کے بارے میں سوچنا پڑے گا کہ ہم نے اپنی زرعی cost کو کس طرح کم کرنا ہے اگر ہم بجلی اور کھاد کے ریٹ کو کم نہیں کریں گے تو۔۔۔

جناب سپیکر: یہ تو آپ کی تقریر ہے جب بجٹ سیشن آئے گا اُس میں آپ ضرور کریں۔ آپ ان سے ضمنی سوال پوچھیں۔

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! چونکہ یہ سوال پوچھا تو نہیں گیا تھا لیکن مجھے اس کی detail مل گئی ہے میں بتا دیتا ہوں کہ ایک کروڑ 13 لاکھ 3 ہزار 120 روپے منافع پنڈی بھٹیاں میں ہوا اور 71 لاکھ 49 ہزار 464 روپے منافع حافظ آباد میں ہوا۔

جناب سپیکر: اسد اللہ صاحب! اگر ضمنی سوال کرنا ہے تو کریں ورنہ ہم آگے چلتے ہیں۔

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! میں یہی ضمنی سوال کرنا چاہتا تھا کہ ہمیں کسان کو facilitate کرنا چاہئے کیونکہ ہماری زرعی لاگت بڑھ گئی ہے۔۔

جناب سپیکر: یہ تو آپ کی تجویز ہے اور جب آپ کا ٹائم آئے گا اُس وقت آپ یہ تجویز ضرور دیں۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، کریں۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! اس سوال کا جز (ج) ہے کہ کیا ان قرضہ جات پر کوئی شرح مارک اپ وصول کیا گیا، اگر ہاں تو اس ضلع میں کتنے قرضہ جات کی وصولی باقی ہے اور جو مارک اپ وصول کیا گیا ہے منسٹر صاحب اُس مارک اپ کا بتادیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ان کو خود ہی نہیں پتا کہ یہ کیا سوال کر رہے ہیں؟ اس میں بڑا واضح لکھا ہے کہ ان قرضہ جات میں سے قرضہ برائے خرید بھیڑ بکری پر 13 فیصد سالانہ شرح مارک اپ وصول کیا گیا جبکہ فصلی قرضہ جات وgold loan پر مارک اپ بحساب 16 فیصد سالانہ وصول کیا گیا ہے۔ اس ضلع میں سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران جاری ہونے والے قرضہ جات میں سے مورخہ 30-6-2011 کے اختتام پر تمام قرضہ کی رقم وصول ہو چکی ہے۔ قرضے کی رقم پوری کی پوری وصول ہو چکی ہے اور اب مجھے پتا نہیں کہ یہ کیا سوال کر رہے ہیں؟

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کہ یہ کیا سوال کر رہے ہیں؟ یہ جواب بالکل غلط ہے اور میں اس جواب کو ایوان میں چیلنج کرتا ہوں۔ آپ اس کی کمیٹی بنادیں یہ بالکل غلط جواب ہے۔

جناب سپیکر: یہ تو آپ کا سوال ہی نہیں تھا، جن کا سوال تھا ان کو یہ بات کرنی چاہئے تھی۔ آپ مہربانی کریں، تشریف رکھیں اور ایسا نہ کریں۔ اگر آپ کی تسلی نہیں ہوئی ہے تو پھر میں کیا کروں؟ منسٹر صاحب نے آپ کو صحیح جواب دے دیا ہے۔

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انہوں نے سوال کیا ہے کہ اِس پر کتنا مارک اپ وصول کیا گیا ہے تو وہ جواب میں بتا دیا گیا ہے کہ 13 فیصد مارک اپ وصول کیا گیا اور جتنا قرضہ دیا تھا وہ ساری رقم مع مارک اپ ہمارے پاس واپس آچکی ہے۔ اب ان دونوں برانچوں میں ایک روپیہ بھی بقایا نہیں رہتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے جو چیلنج کیا ہے ہم ان کا چیلنج قبول کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب محمد محسن خان لغاری کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! On his behalf Question No. 7444 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر خاتون نے جناب محمد محسن خان لغاری کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز اور عہدیداران سرکاری آفیسرز کی تفصیلات

*7444: جناب محمد محسن خان لغاری: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے تمام اعلیٰ سرکاری افسران پر پابندی لگائی ہے کہ وہ کسی بھی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کے عہدے دار نہیں بن سکتے؟

(ب) کیا اس کے باوجود کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کے عہدہ دار تاحال اعلیٰ سرکاری افسران موجود ہیں؟

(ج) پنجاب بھر میں کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کتنی ہیں جن کے عہدہ داران تاحال اعلیٰ سرکاری افسران ہیں اور یہ کب سے ہیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست نہ ہے حکومت پنجاب سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن اینڈ انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کے مراسلہ نمبر SOR-IV(S&GAD)107/90 مورخہ 06-12-1990 کے تحت حکومت پنجاب کی جانب سے یہ ہدایات جاری کی گئی تھیں کہ Government Servants (Conduct) Rules1996 کے تحت سرکاری ملازمین مندرجہ بالا قواعد کے رول نمبر 15 کے تحت کسی بھی سوسائٹی جو کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہو کے انتظامی امور میں اپنے محکمہ کے سربراہ سے اجازت لے کر حصہ لے سکتا ہے۔ حکومت نے یہ بھی ہدایات جاری کی تھیں کہ وہ سرکاری ملازمین جو پہلے ہی کسی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کی انتظامیہ میں شامل ہوں اپنے محکمہ کے سربراہ سے اجازت لے کر سوسائٹی کی انتظامیہ میں شامل رہ سکتے ہیں اور جتنی جلد ممکن ہو اس بارے میں اپنے Administrative Department سے اجازت حاصل کر لیں۔

(ب) جز (الف) کے مطابق ہدایات بالکل واضح ہیں ان کے تحت سرکاری ملازمین پر مطلق پابندی عائد نہیں کی گئی بلکہ اس کے بارے میں کہا گیا تھا کہ حکومت کی اجازت سے وہ ہاؤسنگ سوسائٹیز کی انتظامیہ کمیٹی کا حصہ بن سکتے ہیں۔

(ج) پنجاب بھر میں صرف ایک کوآپریٹو سوسائٹی میں ایک اعلیٰ سرکاری افسر مورخہ 10-07-12 سے عہدہ دار ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!اس کے جز(ج)میں بتایا گیا ہے کہ پنجاب بھر میں صرف ایک کوآپریٹو سوسائٹی میں ایک اعلیٰ سرکاری افسر مورخہ 12-07-2010 سے عہدیدار ہے۔اس کا جواب 24 فروری2011 کو آیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ اعلیٰ افسر کون سے گریڈ کے آفیسر تھے انہوں نے اپنے ڈیپارٹمنٹ سے کتنے سال کی approvalلی اور یہ کتنے سال سے اس post پر براجمان ہیں؟دوسرا میں لاء منسٹر صاحب سے جلدی جلدی یہ پوچھنا چاہوں گی کہ آج ماشاءاللہ Treasury Benches پر اتنے سارے چہرے نظر آرہے ہیں کیا یہ زرداری صاحب کی خوشی میں اتنے سارے لوگ ایوان میں آئے ہیں۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی،وزیر امداد باہمی!

وزیر امداد باہمی(ملک ندیم کامران):جناب سپیکر!میں یہ سمجھتا ہوں کہ relevantبات کرنی چاہئے۔۔۔

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!میں نے لاء منسٹر صاحب سے بات کی ہے۔۔۔

وزیر امداد باہمی(ملک ندیم کامران):جناب سپیکر!ابھی یہ میرے ساتھ بات کرلیں جب وقفہ سوالات ختم ہوگا تو پھر لاء منسٹر صاحب سے بات کرلیں۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس میں ایک کمی رہی ہے کہ پنجاب بھر میں صرف ایک پراونشل ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی گوجرانوالہ میں کیپٹن (ریٹائرڈ)محمد یوسف سیکرٹری ٹرانسپورٹ نائب صدر کے عہدے پر 12-07-2010 سے کام کررہے ہیں۔اس میں یہ بات کرنا ضروری ہے کہ آفیسرز کو اس عہدے پر آنے کی اجازت ہے لیکن اسے اپنے ڈیپارٹمنٹ یا اپنی ہائر اتھارٹی سے اجازت لینا ضروری ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: جی،اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر امداد باہمی(ملک ندیم کامران): میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی،بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع گوجرانوالہ، محکمہ کو گرانٹ کی فراہمی ودیگر تفصیلات

*4626:ڈاکٹر محمد اشرف چوہان:کیاوزیرامداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ امداد باہمی ضلع گوجرانوالہ کو سال08۔2007اور09۔2008کے دوران کتنی گرانٹ سال وار فراہم کی گئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول/ڈیزل پر خرچ ہوئی؟

وزیرامداد باہمی(ملک ندیم کامران):

(الف) محکمہ امداد باہمی ضلع گوجرانوالہ کو سال08۔2007اور09۔2008میں دی گئی گرانٹ/بجٹ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

سال	رقم
2007۔08	1,30,59,000/-روپے
2008۔09	1,52,96,000/-روپے

(ب) مندرجہ بالا سالوں میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

سال	ہیڈ	رقم
2007۔08	خرچہ تنخواہیں	1,23,88,596/-روپے
2007۔08	ٹی اے/ڈی اے	1,34,977/-روپے
2008۔09	خرچہ تنخواہیں	1,45,06,692/-روپے
2008۔09	ٹی اے/ڈی اے	1,27,928/-روپے

(ج) سرکاری گاڑی کی مرمت اور پٹرول پر خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

سال	ہیڈ	رقم
2007۔08	مرمت گاڑی	25,995/-روپے
2007۔08	خرچہ پٹرول	49,795/-روپے
2008۔09	مرمت گاڑی	39,029/-روپے
2008۔09	خرچہ پٹرول	1,10,791/-روپے

ضلع گوجرانوالہ، رجسٹرڈ کوآپریٹو سوسائٹیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4627:ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں کتنی رجسٹرڈ کوآپریٹو سوسائٹیز ہیں؟

(ب) یہ سوسائٹیز کس مقصد کے لئے رجسٹرڈ کی جاتی ہیں؟

(ج) ان سوسائٹیز کو سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی رقم سالانہ فراہم کی گئی؟

(د) اس ضلع میں ڈیفالٹرز کی تعداد اور ان کے ذمہ رقم کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) حکومت ڈیفالٹرز کا قرض معاف کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں کل رجسٹرڈ کوآپریٹو سوسائٹیز کی تعداد 996 ہے۔

(ب) بروئے قواعد مختلف اقسام کی انجمن ہائے رجسٹرڈ کی جاسکتی ہیں جن میں زیادہ تر ہاؤسنگ کوآپریٹو سوسائٹیز، وومن کوآپریٹو سوسائٹیز، انڈسٹریل کوآپریٹو سوسائٹیز اور کریڈٹ کوآپریٹو سوسائٹیز شامل ہیں اور ہر انجمن کی رجسٹریشن کا مقصد بائی لاز کے مطابق مختلف ہوتا ہے تاہم تمام قسم کی انجمن ہائے اپنی مدد آپ کے اصول کے تحت کام کرتی ہیں۔

(ج) سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران ان کوآپریٹو سوسائٹیز کے ذریعے فراہم کی گئی قرضہ کی رقم کی سال وار تفصیل اس طرح ہے۔

سال	رقم قرضہ
08۔2007	25,89,18,337/-روپے
09۔2008	25,38,49,650/-روپے

(د) مورخہ 30۔06۔2011 کے اختتام پر ضلع گوجرانوالہ کے ڈیفالٹرز کی تعداد اور ان سے قابل وصول رقم (بابت جاری کردہ قرضہ دوران سال 08۔2007 اور 09۔2008) کی سال وار تفصیل اس طرح ہے:۔

2007۔08

نام برانچ	تعداد ڈیفالٹرز	رقم اصل زر	مارک اپ	میزان
گوجرانوالہ	8	409,420/-روپے	210,520/-روپے	619,940/-روپے
وزیرآباد	0	0	0	0
علی پور چٹھہ	0	0	0	0
نوشہرہ ورکاں	0	0	0	0

کاموںکے	0	0	0	0
میزان	8	-/409,420روپے	-/210,520روپے	-/619,940روپے

رقم اصل زر : 4لاکھ9ہزار420روپے

مارک اپ: 2لاکھ10ہزار520روپے

میزان: 6لاکھ19ہزار940روپے

2008۔09

نام برانچ	تعداد ڈیفالٹرز	رقم اصل زر	مارک اپ	میزان
گوجرانوالہ	9	-/340,368روپے	-/177,622روپے	-/517,990روپے
وزیرآباد	0	0	0	0
علی پور چٹھہ	4	-/558,000روپے	-/65,000روپے	-/623,000روپے
نوشہرہ ورکاں	13	-/1,022,439روپے	-/833,927روپے	-/1,856,366روپے
کاموںکے	0	0	0	0
میزان	26	-/1,920,807روپے	-/1,076,549روپے	-/2,997,356روپے

رقم اصل زر: 19لاکھ20ہزار807روپے

مارک اپ: 10لاکھ76ہزار549روپے

میزان: 29لاکھ97ہزار356روپے

تمام ڈیفالٹرز کے کیسز محکمہ امداد باہمی کی عدالت میں دفعہ 54 کے تحت دائر کر دیئے گئے ہیں جو کہ ڈگری بحق بنک ہو چکے ہیں اور اجراء ڈگری کے عمل میں ہیں اور وصولی کا عمل تیزی سے جاری ہے۔ تمام نادہندگان سے بقیہ رقم کی وصولی کے لئے بھرپور کوشش کی جارہی ہے مورخہ 2011۔12۔31 تک قابل وصول رقم کا خاطر خواہ حصہ وصول کر لیا جائے گا۔

(ہ) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک میں کسی قسم کا قرضہ معاف کرنے کی کوئی پالیسی نہ ہے کیونکہ بنک ہذا سٹیٹ بنک آف پاکستان سے رقم بطور قرض حاصل کر کے چھوٹے کسانوں کو فراہم کرتا ہے اور سٹیٹ بنک آف پاکستان کو اصل زر بمعہ مارک اپ تقریباً 9 فیصد سالانہ (موجودہ شرح) کے حساب سے واپس کرنی ہوتی ہے جس میں بنک کی کاسٹ آف فنڈز تقریباً 7 فیصد شامل کر کے 16 فیصد سالانہ بنتا ہے اس طرح بنک کسی صورت میں بھی قرضہ معاف نہیں کر سکتا۔

ضلع لاہور میں کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6655: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کی کل تعداد کیا ہے؟

(ب) کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز بنانے کا طریق کار کیا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب اب بھی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز بنانے کی اجازت دے رہی ہے، اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع لاہور میں کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کی کل تعداد 142 ہے۔

(ب) کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز بنانے کا طریق کار کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کی دفعہ 9 میں دیا گیا ہے۔ طریق کار کے مطابق رجسٹرار کوآپریٹوز پنجاب کو کم از کم 50 افراد کی دستخط شدہ درخواست دی جائے گی جس میں درج ذیل کوائف لف ہونگے۔

(الف) مجوزہ سوسائٹی کا پتا۔

(ب) 50 افراد کے شناختی کارڈز کی کاپیاں مہیا کی جائیں گی۔

(ج) سوسائٹی ممبر کی عمر کم از کم 18 سال ہو گی۔

(د) پاکستان انوائرمینٹل پروٹیکشن ایکٹ 1997 کی دفعہ 12 کے تحت مجاز اتھارٹی کی منظوری۔

(ہ) مجوزہ بائی لاز کی کاپی۔

(ج) حکومت پنجاب نے کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز بنانے پر پابندی عائد کر رکھی ہے۔ تاہم حکومت نے پابندی کے دوران مجاز اتھارٹی کی منظوری کے بعد درج ذیل قابل عمل ہاؤسنگ سوسائٹیز رجسٹرڈ کی ہیں۔

نمبر شمار	نام سوسائٹی	تاریخ رجسٹری
1	پریس کلب کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ لاہور۔	22-09-03
2	پاکستان رینجرز ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور DHA میں مورخہ 2007-3-3 کو مدغم ہوئی۔	23-10-03
3	بنکرز ایونیو کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ لاہور	14-10-04
4	بنک الفلاح کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ لاہور	06-12-04
5	دی الیکٹریکل اینڈ مکینکل انجینئرز (EME) کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ لاہور۔ DHA میں مورخہ 2006-11-29 کو مدغم ہوئی۔	22-06-06
6	دی اسلامیہ یونیورسٹی گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ بہاولپور	02-04-09
7	راولپنڈی پریس کلب کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ راولپنڈی	16-09-10

ضلع سیالکوٹ، سٹاف اور کوآپریٹو سوسائٹیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7663: رانا آصف محمود: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ میں محکمہ امداد باہمی کا کتنا عملہ کام کر رہا ہے؟

(ب) اس ضلع میں کوآپریٹو سوسائٹیوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ج) ان سوسائٹیوں کو سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران کتنی رقم بطور قرض دی گئی؟

(د) ان سوسائٹیوں کو یہ قرض کس کس مقصد کے لئے فراہم کیا گیا تھا؟

(ہ) ان سوسائٹیوں کو قرض کن کن شرائط اور شرح سود کے تحت فراہم کیا جاتا ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع سیالکوٹ محکمہ امداد باہمی میں 88 ملازمین کام کر رہے ہیں۔

(ب) مورخہ 2011۔6۔30 کے اختتام پر ضلع سیالکوٹ میں کوآپریٹو سوسائٹیز کی تعداد 909 ہے۔

(ج) ان سوسائٹیز کو دوران سال 09۔2008 مبلغ 5 کروڑ 60 لاکھ 15 ہزار 950 روپے اور دوران سال 10۔2009 مبلغ 5 کروڑ 56 لاکھ 59 ہزار 500 روپے کی رقم بطور قرض فراہم کی گئی جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

برائے سال	رقم قرضہ	تعداد سوسائٹیز	تعداد مقروضان
2008۔09	56,015,950/-	414	1,996
2009۔10	55,659,500/-	396	1,892
میزان	111,675,450/-	810	3,888

(د) یہ قرضہ برائے خرید کھاد بیج اور کرم کش ادویات وغیرہ دیا گیا۔

(ہ) ان کوآپریٹو سوسائٹیز کے قرضے کا اجراء 6 ماہ کی مدت کے لئے کیا جاتا ہے اور ان قرضہ جات پر شرح سود/مارک اپ 16 فیصد سالانہ جاریہ کے حساب سے کیا جاتا ہے اور نادہندگی کی صورت میں یہ شرح 17 فیصد سالانہ جاریہ ہوتی ہے تاہم قرضے کے غلط استعمال پر جرمانہ بھی عائد ہو سکتا ہے۔2 لاکھ روپے تک کا قرضہ شخصی ضمانت پر جاری کیا جاتا ہے جبکہ زائد رقم کے قرضہ کا اجراء زرعی زمین کی کفالت کی صورت میں بذریعہ رہن بحق بنک کیا جاتا ہے۔

ضلع سیالکوٹ، کوآپریٹو بنک برانچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7664:رانا آصف محمود:کیاوزیرامداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ میں پراونشل کوآپریٹو بنک کی کتنی برانچیں کہاں کہاں ہیں؟

(ب) ان برانچوں کی سال09۔2008اور10۔2009کی آمدن اوراخراجات بتائیں؟

(ج) ان برانچوں میں کتنی اسامیاں کس کس پے سکیل کی خالی ہیں؟

(د) ان میں کون کون سی برانچیں کرایہ کی عمارتوں میں چل رہی ہیں؟

(ہ) ان برانچوں میں تعینات کتنے ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ / قانونی کارروائیاں ہو رہی ہیں؟

وزیرامداد باہمی (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی چار برانچیں ہیں جو کہ درج ذیل مقامات پر واقع ہیں۔

1. سیالکوٹ 2. سمبڑیال
3. ڈسکہ 4. پسرور

(ب) ضلع سیالکوٹ میں واقع برانچوں کی سال09۔2008اور10۔2009کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال09۔2008 (رقم روپے میں)

نام برانچ	آمدن	اخراجات
سیالکوٹ	58,14,704/-	48,86,270/-
سمبڑیال	58,49,365/-	25,38,038/-
ڈسکہ	48,27,331/-	38,61,458/-
پسرور	36,09,134/-	22,99,474/-
میزان	2,01,00,534/-	1,35,85,240/-

سال10۔2009 (رقم روپے میں)

نام برانچ	آمدن	اخراجات
سیالکوٹ	66,83,635/-	46,59,176/-
سمبڑیال	1,17,39,911/-	30,44,033/-
ڈسکہ	70,00,952/-	33,46,919/-
پسرور	45,44,952/-	24,57,703/-
میزان	2,99,69,450/-	1,35,07,831/-

(ج) ضلع سیالکوٹ کی ان برانچوں میں مورخہ 2011۔06۔30 کے اختتام پر کوئی اسامی خالی نہ ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام برانچ	تعداد منظور شدہ اسامیاں	تعداد موجودہ ملازمین	تعداد خالی اسامیاں
1	سیالکوٹ	7	7	کوئی نہیں
2	سمبڑیال	7	7	کوئی نہیں
3	ڈسکہ	7	7	کوئی نہیں
4	پسرور	7	7	کوئی نہیں

(د) ضلع سیالکوٹ میں بنک کی پسرور برانچ۔/15000روپے ماہانہ کرائے پر لی گئی عمارت میں کام کر رہی ہے۔

(ہ) ان برانچز میں تعینات 11 ملازمین کے خلاف 2 مختلف کیسز میں محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے جن میں سے درج ذیل 5 ملازمین نے سیالکوٹ برانچ میں ناقص دستاویزات پر دو عدد کیسز برائے قرضہ جات منظور کئے۔

نمبر شمار	نام عہدہ
1	عبدالمالک قریشی، ڈسٹرکٹ مینجر سیالکوٹ
2	محمد بشیر انجم، ڈسٹرکٹ منیجر سیالکوٹ
3	رمضان احمد وڑائچ، منیجر سیالکوٹ
4	غلام مرتضیٰ بھلی، آفیسر سیالکوٹ
5	محمد ریاض، آفیسر سیالکوٹ

جبکہ دیگر درج ذیل 6 ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے بنک قواعد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مختلف کھاتہ جات میں سے رقوم نکلوائیں۔

نمبر شمار	نام عہدہ
1	طاہر اقبال بٹ، زونل چیف گوجرانوالا
2	سید وسیم احمد شاہ، ڈسٹرکٹ منیجر سیالکوٹ
3	ضیاء الحسن، منیجر سیالکوٹ
4	غلام مرتضیٰ بھلی، آفیسر سیالکوٹ
5	راجہ سجاد اختر، کلرک / کیشئر سیالکوٹ
6	سید ساجد حسین شاہ، کیشئر سیالکوٹ

ضلع ملتان، کوآپریٹو بنک کی برانچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7768: جناب عبدالوحید چودھری: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ملتان میں کوآپریٹو بنک کی شاخیں کس کس جگہ ہیں؟

(ب) ان بنکوں کی سال09۔2008،10۔2009 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل سال وار بتائیں؟

(ج) ان بنکوں سے سال09۔2008،10۔2009 کے دوران کتنی رقم بطور قرض کسانوں کو دی گئی؟

(د) یہ رقم کس کس مقصد کے لئے فراہم کی گئی؟

(ہ) اس وقت مذکورہ ضلع میں بنکوں کے ڈیفالٹرز کی تعداد کتنی ہے اور ان سے اب تک کتنی ریکوریاں ہو چکی ہیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع ملتان میں کوآپریٹو بنک کی پانچ شاخیں ہیں جو کہ درج ذیل جگہوں پر واقع ہیں۔

1۔ ملتان برانچ 2۔ لاڑ برانچ
3۔ قادرپور رواں برانچ 4۔ شجاع آباد برانچ
5۔ جلال پور پیروالا برانچ

(ب) ان بنکوں کی سال09۔2008،10۔2009 کی آمدن اور اخراجات کی برانچ وار و سال وار تفصیل اس طرح ہے:۔

سال09۔2008 (رقم روپے میں)

نام برانچ	آمدن	اخراجات
ملتان	1,40,08,299/-روپے	1,90,13,553/-
لاڑ	43,81,249/-روپے	19,82,596/-روپے
قادرپور رواں	37,62,654/-روپے	22,62,528/-روپے
شجاع آباد	1,22,05,922/-روپے	31,87,565/-روپے
جلال پور پیروالا	82,55,681/-روپے	18,45,061/-روپے
میزان	42,613,805/-روپے	28,291,303/-روپے

سال10۔2009 (رقم روپے میں)

نام برانچ	آمدن	اخراجات
ملتان	1,25,45,026/-روپے	1,76,25,649/-روپے
لاڑ	44,12,771/-روپے	24,65,140/-روپے
قادرپور رواں	35,25,562/-روپے	24,36,904/-روپے
شجاع آباد	87,11,673/-روپے	33,21,108/-روپے
جلال پور پیروالا	83,01,872/-روپے	23,36,600/-روپے
میزان	3,74,96,904/-روپے	2,81,85,401/-روپے
کل میزان	8,01,10,709/-	5,64,76,704/-

(ج) ضلع ملتان کی ان برانچوں نے سال09۔2008 کے دوران مبلغ19کروڑ 76لاکھ 61ہزار 380روپے اور سال10۔2009کے دوران مبلغ19کروڑ 43لاکھ 69ہزار 769روپے کی رقم بطور قرض کسانوں کو دی ۔

(د) یہ رقم برائے خرید زرعی آلات، کھاد، بیج، زرعی ادویات، بھیڑ بکریاں وغیرہ فراہم کی گئی۔

(ہ) ضلع ملتان کی برانچوں میں سال09۔2008اور10۔2009کے دوران جاری کردہ39کروڑ 18لاکھ 31ہزار149روپے کے قرضہ جات میں سے مورخہ2010۔12۔31تک مقروضان سے35کروڑ 22لاکھ 71ہزار 221روپے وصول ہو چکے ہیں جبکہ بقیہ رقم مبلغ 3کروڑ95لاکھ 59ہزار 928روپے 249ڈیفالٹرز سے واجب الوصول تھی ان ڈیفالٹرز سے 2011۔06۔30تک مبلغ 2کروڑ 94لاکھ 47ہزار 455روپے وصول ہو چکے ہیں جبکہ اس وقت بقیہ رقم مبلغ ایک کروڑ ایک لاکھ 12ہزار 473روپے 96ڈیفالٹرز سے واجب الوصول ہے۔

ضلع ملتان، کسانوں کو فراہم کئے گئے قرضے و دیگر تفصیلات

*7769: جناب عبدالوحید چودھری: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ملتان میں پنجاب کوآپریٹو بنک کے انچارج صاحبان کے نام، عہدہ جات اور گریڈ بتائیں؟

(ب) ان بنکوں سے سال09۔2008اور10۔2009کے دوران ٹریکٹر اور زرعی آلات کے لئے کتنی گرانٹ بطور قرض کسانوں کو فراہم کی گئی؟

(ج) یہ گرانٹ کس شرح سود پر کسانوں کو فراہم کی گئی؟

(د) یہ گرانٹ کس مجاز اتھارٹی کی منظوری سے دی گئی؟

(ہ) برانچ مینجر کو کتنی گرانٹ بطور قرض دینے کا اختیار ہے؟

(و) ان بنکوں کے پاس کون کون سی سرکاری گاڑیاں ہیں؟

(ز) ان برانچوں میں کن کن ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر کب سے انکوائریاں چل رہی ہیں ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران):

(الف) مورخہ 2011۔06۔30 کے اختتام پر ضلع ملتان میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی برانچوں میں تعینات انچارج صاحبان کے نام، عہدہ جات اور گریڈ کی تفصیل اس طرح ہے۔

نمبر شمار	نام	برانچ	عہدہ	گریڈ
1	قمرالزمان	ملتان	قائم مقام منیجر	5
2	محمد اشفاق قریشی	لاڑ	قائم مقام منیجر	5
3	محمد اکمل سرگانہ	قادرپور راواں	منیجر	6
4	عبدالبادی صابر	شجاع آباد	قائم مقام منیجر	5
5	ملک عبدالکریم بھٹی	جلال پور پیروالا	قائم مقام منیجر	5

(ب) ضلع ملتان کی کسی بھی برانچ نے سال09۔2008اور10۔2009 کے دوران ٹریکٹر اور زرعی آلات کے لئے کسانوں کو کوئی گرانٹ بطور قرض فراہم نہیں کی تاہم سکیم کے تحت مالی سال 10۔2009 کے اختتام تک کسی نے اس قرضہ کے حصول کے لئے درخواست نہیں دی۔

(ج) قرضہ جات کا اجراء 18 فیصد سالانہ شرح مارک اپ پر کیا جاتا ہے تاہم عرصہ مذکور کے دوران قرضہ کے حصول کے لئے کوئی درخواست موصول نہ ہوئی ہے۔

(د) اس قرضہ کی منظوری کے لئے مجاز اتھارٹی تین رکنی کمیٹی ہے جو ڈپٹی زونل ہیڈ کریڈٹ اینڈ ریکوری، متعلقہ برانچ منیجر اور ایگلر یکلچرل کریڈٹ ریکوری آفیسر پر مشتمل ہے تاہم قرضہ کے حصول کے لئے کوئی درخواست موصول نہ ہوئی ہے۔

(ہ) برانچ منیجر کو انفرادی حیثیت میں ٹریکٹر وزرعی آلات کے لئے قرضہ منظور کرنے کا اختیار نہ ہے بلکہ ٹریکٹر وزرعی آلات کے قرضہ جات کی منظوری مذکورہ بالا تین رکنی کمیٹی دیتی ہے جسے ٹریکٹر وزرعی آلات کی قیمت کے مطابق قرضہ جات کی منظوری دینے کا اختیار حاصل ہے تاہم برانچ منیجر محکمہ امداد باہمی کی سفارش پر فصلی قرضہ جات منظور کرتا ہے۔

(و) ضلع ملتان کی ان برانچوں کے لئے حکومت پنجاب کی طرف سے کوئی سرکاری گاڑی فراہم نہ کی گئی ہے البتہ بنک نے اپنے اور محکمہ امداد باہمی کے عملہ کو مشترکہ طور پر دو عدد پوٹھوہار جیپیں نادہندگان سے قرضہ جات کی وصولی کے لئے فراہم کی ہیں۔

(ز) مورخہ 2011۔06۔30 کے اختتام پر ضلع ملتان کی برانچوں میں کسی ملازم کے خلاف کوئی انکوائری نہیں چل رہی ہے تاہم عرصہ دو سال میں شجاع آباد اور جلال پور پیروالہ برانچوں میں انسپکشن کے دوران سامنے آنے والے اعتراضات اور بے ضابطگیوں کی بناء پر دو

انکوائریاں چل رہی تھیں جن کا ضابطے کے تحت فیصلہ کرتے ہوئے متعلقہ ملازمین کو "censure" کی سزا دی گئی۔

ضلع فیصل آباد۔کوآپریٹو سوسائٹیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7968: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں کوآپریٹو سوسائٹیز کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) کتنی اور کون کون سی کوآپریٹو سوسائٹیز ڈیفالٹر ہیں؟

(ج) کون کون سی سوسائٹیز ایکٹو ہیں؟

(د) ان سوسائٹیز کو قرض کی مد میں سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران کتنی رقم جاری کی گئی؟

(ہ) یہ قرض کن کن مقاصد کے لئے جاری کیا گیا؟

(و) اس وقت کس کس سوسائٹی کی درخواست برائے قرض زیر التواء ہے؟

(ز) کوآپریٹو سوسائٹی کا قرض کون سی اتھارٹی منظور کرتی ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران):

(الف) مورخہ 30۔06۔2011 کے اختتام پر ضلع فیصل آباد میں کوآپریٹو سوسائٹیز کی کل تعداد 2151 ہے۔

(ب) ضلع فیصل آباد میں ڈیفالٹر کوآپریٹو سوسائٹیز کی تعداد 433 ہے۔ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع فیصل آباد میں ایکٹو سوسائٹیز کی تعداد 657 ہے۔ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان سوسائٹیز کو مالی سال 10۔2009 میں قرض کی مد میں مبلغ 30 کروڑ 39 لاکھ 23 ہزار 657 روپے اور رواں مالی سال 11۔2010 میں مبلغ 20 کروڑ 70 لاکھ 49 ہزار 495 روپے کی رقم قرض کی مد میں یکم جولائی 2010، 30۔جون 2011 تک جاری کی گئی جس کی مدوار تفصیل اس طرح ہے۔

قسم قرضہ	جاری شدہ قرضہ کی رقم برائے مالی سال10۔2009	جاری شدہ قرضہ کی رقم برائے رواں مالی سال11۔2010 (یکم جولائی2010تا30۔جون2011)
فصلی قرضہ جات	-/298,686,077روپے	-/278,025,297روپے
انڈسٹریل سوسائٹیز	-/5,237,580روپے	-/31,090,847روپے
میزان	-/303,923,657روپے	-/309,116,144روپے

(ہ) یہ قرض برائے فصلی قرضہ جات (ربیع و خریف)اور انڈسٹریل سوسائٹیز کے لئے جاری کیا گیا۔

(و) اس وقت کسی بھی سوسائٹی کی درخواست برائے قرض زیرالتواء نہ ہے۔

(ز) کوآپریٹو سوسائٹی کا فصلی قرضہ محکمہ امداد باہمی کی سفارش پر برانچ منیجر منظور کرتا ہے جبکہ دیگر قرضہ جات کریڈٹ کمیٹی جو کہ ڈپٹی زونل ہیڈ کریڈٹ اینڈ ریکوری، متعلقہ برانچ منیجر اور ایگریکلچرل کریڈٹ ریکوری آفیسر پر مشتمل ہے منظور کرتی ہے۔

ڈی سی کالونی گوجرانوالہ کا قیام و دیگر تفصیلات

*8176: خواجہ عمران نذیر: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) PGECHS المعروف ڈی سی کالونی گوجرانوالہ کب قائم ہوئی اور اس کا کل رقبہ کتنا ہے؟

(ب) کالونی ہذا کے لئے زمین کس criteria سے ایکوائر کی گئی اور کن کن لوگوں سے زمین ایکوائر کی گئی ان کے نام، پتا جات اور زمین کی تفصیل بتائیں؟

(ج) جن لوگوں سے زمین ایکوائر کی گئی ان کو معاوضہ کس شرح سے اور کتنے افراد کو آج تک معاوضہ ادا کیا گیا ہے، کتنے لوگوں کو ابھی تک ادا نہیں کیا گیا ان کے نام، پتا جات سے آگاہ کریں؟

(د) کیا حکومت باقی لوگوں کو بھی ان کی زمین کا معاوضہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران):

(الف) پراونشل گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ (ڈی سی کالونی) گوجرانوالہ 1982 میں قائم ہوئی جسے محکمہ کوآپریٹو حکومت پنجاب کے پاس بروئے نمبری1396 مورخہ 2۔جون1982 رجسٹرڈ کروایا گیا۔ کالونی مذکورہ کا کل رقبہ 6582 کنال ہے۔

(ب) زمین بروئے پراونشل گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ بذریعہ Land Acquisition collector بحکم چیف منسٹر صاحب پنجاب حاصل کی گئی۔ مالکان اراضی جن کی زمین acquire کی گئی تھی ان کے نام اور پتاجات کی فہرست صفحہ نمبر 1تا239 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) نرخ رقبہ ایکوائر شدہ کی اوسط قیمت فی ایکڑ مبلغ -/20,84,514 روپیہ مقرر ہوئی۔ کل مالکان کی تعداد 988 تھی جن کے نام اور پتاجات کی فہرست صفحہ نمبر 1تا239 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جن مالکان نے اپنے رقبہ ایکوائر شدہ کی قیمت وصول کر لی مذکورہ فہرست پر ان کی وصولی کے دستخط موجود ہیں جن کی تعداد 309 ہے جبکہ بقایا مالکان جن کی تعداد 679 ہے نے ابھی تک قیمت زمین وصول نہیں کی ہے۔ بقایا رقم -/36,35,07,180 روپے ہے۔

(د) سوسائٹی مذکورہ کے مطابق تمام رقم لینڈ ایکوزیشن کلکٹر گوجرانوالہ کے اکاؤنٹ میں جمع کرا رکھی ہے جہاں سے مالکان کسی بھی وقت اپنی رقم وصول کر سکتے ہیں۔ کوئی رکاوٹ نہ ہے۔

ضلع قصور، پنجاب کوآپریٹو بنک کی برانچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8267: محترمہ شگفتہ شیخ: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں دی پنجاب کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کی کتنی شاخیں کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) سال 10-2009، 11-2010 میں کسانوں کو کتنی مالیت اور کن کن مقاصد کے لئے قرضہ جات دیئے گئے؟

(ج) بنک کن مقاصد کے لئے قرضہ فراہم کرتا ہے اور قرضہ کی کم از کم حد کیا ہے؟

(د) قرضہ برائے مستورات انجمن کے تحت اب تک ضلع قصور کی کتنی خواتین انجمنوں کو قرضہ دیا گیا؟

(ہ) چھوٹے کاشتکاروں اور عام آدمی کو قرضہ دینے کی کیا شرائط ہیں؟

(و) ضلع قصور میں کتنی کوآپریٹو سوسائٹیاں کام کر رہی ہیں اور کہاں کہاں؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع قصور میں دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کی 5 شاخیں ہیں جو کہ قصور، چونیاں، پھولنگر، کوٹ رادھا کشن اور پتوکی کے مقامات پر واقع ہیں۔

(ب) دوران سال 10۔2009 اور 11۔2010 ضلع قصور کی برانچوں نے بالترتیب 22 کروڑ 24 لاکھ 22 ہزار 938 روپے اور مبلغ 28 کروڑ 95 لاکھ 80 ہزار 866 روپے کے قرضہ جات برائے خرید زرعی مداخل مثلاً کھاد، بیج زرعی ادویات وغیرہ، ٹریکٹر وزرعی آلات اور لائیوسٹاک برائے خرید گائے بھینس بھیڑ بکری وغیرہ جاری کئے۔

(ج) بنک مختلف سکیموں کے ذریعے قرضہ جات جاری کرتا ہے جن میں قرضہ جات برائے خرید زرعی مداخل، ٹریکٹر وزرعی آلات اور لائیوسٹاک کی مد میں قرضہ جات برائے خرید گائے بھینس بھیڑ بکری وغیرہ جاری کئے جاتے ہیں نیز مستورات کی انجمن ہائے کے ذریعے برائے سلائی کڑھائی سنٹر، ٹیوشن سنٹر، بیوٹی پارلر، جنرل سٹور، کینٹین وغیرہ بنانے کے لئے قرضہ جات کا اجراء کیا جاتا ہے۔ ان قرضہ جات کے اجراء کی کم از کم کوئی حد مقرر نہ ہے البتہ مختلف قرضہ جات کی زیادہ سے زیادہ حد کی تفصیل اس طرح ہے۔

مقاصد قرضہ	زیادہ سے زیادہ حد
فصلی قرضہ جات برائے خرید زرعی مداخل (کھاد بیج وزرعی ادویات وغیرہ)	محکمہ امداد باہمی سے منظور شدہ حد قرضہ کے مطابق جو کہ اوسطاً تقریباً 3 لاکھ روپے فی انجمن ہے۔
لائیوسٹاک قرضہ جات برائے خرید گائے بھینس بھیڑ بکری وغیرہ	زیادہ سے زیادہ 5 لاکھ روپے فی ممبر کے حساب سے ایک انجمن کے 4 ممبران قرضہ حاصل کر سکتے ہیں۔
لائیوسٹاک ریوالونگ قرضہ جات برائے خرید گائے بھینس وغیرہ	زیادہ سے زیادہ 8 لاکھ روپے فی انجمن بحساب ایک لاکھ روپے فی ممبر
لائیوسٹاک فارمنگ گوٹ اینڈ شیپ کیٹل وغیرہ (شخصی قرضہ جات)	زیادہ سے زیادہ 2 لاکھ روپے
قرضہ برائے خرید ٹریکٹر وزرعی آلات	ٹریکٹر وزرعی آلات کی قیمت کا 80 فیصد قرضہ دیا جاتا ہے جبکہ 20 فیصد رقم درخواست گزار خود ادا کرتا ہے۔
قرضہ بذریعہ مستورات انجمن ہائے	3 لاکھ روپے فی انجمن بحساب 50 ہزار روپے فی خاتون ممبر قرضہ جاری کیا جاتا ہے۔
صنعتی قرضہ جات بذریعہ صنعتی انجمن ہائے	انجمن کی منظور شدہ حد قرضہ کے مطابق قرضہ جاری کیا جاتا ہے۔
قرضہ برائے خرید کمپیوٹر	25 ہزار روپے فی کس قرضہ جاری کیا جاتا ہے۔ فی الحال بنک یہ قرضہ صرف اپنے ملازمین کو ہی جاری کر رہا ہے۔

(د) ضلع قصور میں مورخہ 2011۔06۔30 مستورات انجمن ہائے کو قرضہ دیا گیا۔

(ہ) چھوٹے کاشتکاروں اور عام آدمی کو قرضہ جات کا اجراء درج ذیل شرائط پر کیا جاتا ہے:۔

1۔ بذریعہ انجمن قرضہ حاصل کرنے کے لئے درخواست گزار کا کسی انجمن کا رکن ہونا بنیادی شرط ہے۔

2۔ شخصی حیثیت میں قرضہ حاصل کرنے کے لئے کسی انجمن کا رکن ہونا ضروری نہیں۔

3۔ درخواست گزار کے پاس قومی شناختی کارڈ ہونا چاہئے۔

4۔ درخواست گزار کسی دیگر بنک یا مالیاتی ادارہ کا نادہندہ نہیں ہونا چاہئے۔

5۔ اس کے پاس کفالت کے طور پر قرضہ کی مالیت سے دوگنی مالیت کی زرعی اراضی یا شہری جائیداد بطور کفالت قرضہ دینے کے لئے ہونی چاہئے۔

(و) ضلع قصور میں مورخہ 2011۔6۔30 تک 564 کوآپریٹو سوسائٹیز کام کر رہی تھیں جن کے نام اور پتاجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سرگودھا ڈویژن، کسانوں کو قرضہ فراہم کرنے کی تفصیلات

*8398: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2008 اور 2009 میں سرگودھا ڈویژن کے اضلاع میں کوآپریٹو بنکوں کے ذریعے کتنی رقم کسانوں کو بطور قرضہ جات فراہم کی گئی، ضلع وار تفصیل بتائی جائے؟

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران جو رقم کسانوں کو دی گئی اس میں سے کتنی واپس ہو گئی ہے اور کتنی باقی ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران):

(الف) سال 09-2008 میں سرگودھا ڈویژن کے اضلاع میں کوآپریٹو بنکوں کے ذریعے کسانوں کو فراہم کئے جانے والی قرضہ کی رقم کی تفصیل اس طرح ہے۔

نام ضلع	سال2008(رقم قرضہ)	سال2009(رقم قرضہ)
سرگودھا	215,332,452/- روپے	183,710,244/- روپے
خوشاب	98,785,038/- روپے	67,939,936/- روپے
میانوالی	101,207,942/- روپے	60,377,494/- روپے
بھکر	119,479,853/- روپے	78,685,381/- روپے
میزان	534,805,285/- روپے	390,713,055/- روپے

سال2008(رقم قرضہ)= (53کروڑ48لاکھ5ہزار285روپے)

سال2009(رقم قرضہ)= (39کروڑ7لاکھ13ہزار55روپے)

(ب) مذکورہ عرصہ سال09-2008کے دوران مجموعی طور پر مبلغ92کروڑ 55لاکھ 18ہزار 340روپے کی رقم کسانوں کو بطور قرض فراہم کی گئی جس میں سے 30۔جون 2011 کے اختتام تک مبلغ92کروڑ25لاکھ 51ہزار238روپے کی واپسی ہو چکی ہے جبکہ مبلغ29لاکھ 67ہزار102روپے کی رقم بقایا ہے۔اس کی وصولی کے لئے بنک کو آپریٹو ڈیپارٹمنٹ کے شانہ بشانہ وصولی کے لئے کوشاں ہے جس کا خاطر خواہ حصہ 31۔دسمبر 2011تک وصول کر لیا جائے گا۔

سرگودھاڈویژن، کسانوں کو سوسائٹیز کے ذریعے قرضہ جات کی فراہمی کی تفصیلات

*8399:چودھری عامر سلطان چیمہ:کیاوزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سرگودھاڈویژن میں کسانوں کو قرضہ جات فراہم کرنے کے لئے کتنی کوآپریٹو سوسائٹیاں کام کر رہی ہیں؟

(ب) سال10-2009اور11-2010میں ان سوسائٹیوں کے ذریعے کتنی رقم کسانوں کو بطور قرضہ فراہم کی، ضلع وار تفصیل بتائی جائے؟

(ج) قرضہ جات کی شرائط کیا ہیں ان پر مارک اپ کی شرح کیا ہے اور یہ زیادہ سے زیادہ کتنی مدت کے لئے ہوتے ہیں؟

(د) وہ کون سے حالات ہوتے ہیں جن کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسا زرعی قرضہ معاف کیا جاتا ہے اور اس کی حد کیا ہوتی ہے اور کون سی اتھارٹی اس کو Write off کرتی ہے، مکمل تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران):

(الف) سرگودھاڈویژن میں کسانوں کو قرضہ جات فراہم کرنے کے لئے مورخہ 30-06-2011 کے اختتام تک 1959 کوآپریٹو سوسائٹیاں کام کر رہی تھیں۔

(ب) سال10-2009اور11-2010میں ان سوسائٹیوں کے ذریعے کسانوں کو بطور قرضہ فراہم کی گئی رقم کی ضلع وار تفصیل اسطرح ہے۔

نام ضلع	سال2008(رقم قرضہ)	سال2009(رقم قرضہ)
سرگودھا	۔/145,760,682روپے	۔/144,826,638روپے
خوشاب	۔/65,686,585روپے	۔/66,022,200روپے
میانوالی	۔/59,281,820روپے	۔/55,480,403روپے
بھکر	۔/54,279,234روپے	۔/52,018,288روپے
میزان	۔/325,008,321روپے	۔/318,347,529روپے

سال2008(رقم قرضہ)=(32کروڑ50لاکھ8ہزار321روپے)

سال2009(رقم قرضہ)=(31کروڑ83لاکھ47ہزار529روپے)

(ج) قرضہ جات کے اجراء کے لئے کوآپریٹو سوسائٹیز کی صورت میں درخواست دہندہ کا کسی انجمن کا ممبر ہونا لازمی شرط ہے اس کے علاوہ وہ کسی دیگر بنک یا مالیاتی ادارہ کا نادہندہ نہیں ہونا چاہئے۔اس کے پاس قومی شناختی کارڈ ہونا چاہئے اور کفالت کے طور پر قرضہ کی مالیت سے دُگنی مالیت کی زرعی اراضی یا شہری جائیداد بطور کفالت قرضہ دینے کے لئے ہونی چاہئے اس کے علاوہ غیر ممبران ذاتی حیثیت میں بھی قرضہ حاصل کر سکتے ہیں جس کے لئے کسی انجمن کا ممبر ہونا ضروری نہ ہے تاہم دیگر شرائط ممبر انجمن کے مطابق ہیں۔ بنک سے جاری کئے جانے والے قرضہ جات کی شرح مارک اپ اور مدت قرضہ مختلف سکیموں میں قرضہ کی نوعیت کے مطابق ہے جس کی تفصیل اس طرح ہے۔

1۔ زرعی مداخل کے لئے فصلی قرضہ جات بذریعہ کوآپریٹو سوسائٹیز اور شخصی حیثیت میں جاری کئے جاتے ہیں۔ ممبران کوآپریٹو سوسائٹیز کے لئے زیادہ سے زیادہ حد منظور شدہ حد قرضہ کے مطابق ہے جبکہ شخصی قرضہ کی صورت میں زیادہ سے زیادہ حد2لاکھ روپے فی درخواست گزار ہے۔اس قرضہ کی شرح مارک اپ ممبر انجمن کی صورت میں 16فیصد سالانہ جبکہ شخصی قرضہ جات کی صورت میں18فیصد سالانہ ہے اور مدت قرضہ 6ماہ ہے۔

2۔ قرضہ جات برائے خرید ٹریکٹر وزرعی آلات 5سال کی مدت کے لئے جاری کئے جاتے ہیں۔ قرضہ کی زیادہ سے زیادہ حد ٹریکٹر کی قیمت کے مطابق ہے۔20فیصد رقم درخواست گزار خود جمع کرواتا ہے جبکہ 80فیصد رقم بنک فراہم کرتا ہے شرح مارک18فیصد سالانہ ہے۔

3۔ لائیوسٹاک قرضہ جات برائے خرید گائے بھینس، بھیڑ، بکری وغیرہ ہیں۔ یہ قرضہ جات ایک لاکھ سے 5لاکھ تک جاری کئے جاتے ہیں اور مدت قرضہ ایک سال سے 5سال تک ہے جبکہ شرح مارک13فیصد تا18فیصد سالانہ ہے۔

4۔ طلائی زیورات کے عوض قرضہ جات کی حد3لاکھ روپے تک ہے اس کی مدت ایک سال ہے اور شرح مارک اپ16فیصد سالانہ ہے۔

5۔ صنعتی قرضہ جات 3سال کی مدت کے لئے منظور شدہ حد قرضہ کے مطابق ممبران کوآپریٹو سوسائٹیز کو جاری کئے جاتے ہیں اور شرح مارک اپ 16فیصد سالانہ ہے نیز غیر ممبران کاروباری اشخاص کو بھی 2لاکھ روپے تک کے قرضہ جات کا اجراء 3سال کی مدت کے لئے کیا جاتا ہے جس کی شرح مارک اپ 18فیصد سالانہ ہے۔

(د) بنک ہذا میں قرضہ معاف کرنے کی کوئی پالیسی نہ ہے تاہم نامساعد حالات میں مکمل وجوہات بنک کی جنرل باڈی کے سامنے رکھی جاتی ہیں جو ایسے قرضہ جات کو رول نمبر 12کوآپریٹو سوسائٹیز رولز1927کے تحت خارج ازحساب /write off کرنے کی مجاز اتھارٹی ہے۔

ضلع وہاڑی، کوآپریٹو بنکوں کے ہیڈز کے نام ودیگر تفصیلات

*8646: محترمہ شمائلہ اسلم: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں پنجاب کوآپریٹو بنک کے انچارج صاحبان کے نام، عہدہ جات اور گریڈ بتائیں؟

(ب) بنک نے ضلع وہاڑی میں 11-2010میں کن کن مقاصد کے لئے قرضہ فراہم کیا اور اس کی مالیت کم از کم اور زیادہ سے زیادہ کتنی تھی؟

(ج) 11-2010میں کتنی درخواستیں برائے قرضہ منظور موصول ہوئیں، کتنی منظور اور کتنی مسترد ہوئیں نیز مسترد ہونے کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع وہاڑی میں مورخہ 30-06-2011کے اختتام پر پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی برانچوں کے انچارج صاحبان کے نام، عہدہ جات وگریڈ اس طرح ہیں۔

نام برانچ	نام انچارج	عہدہ	گریڈ
وہاڑی	رانا محمد طاہر عزیز	منیجر	6
بورے والا	مرزا جاوید اقبال	منیجر	5
میلسی	محمد نعیم افضل	منیجر	6
ٹبہ سلطان پور	حاجی دلشاد صدیق	منیجر	5

(ب) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک نے ضلع وہاڑی میں مالی سال 11-2010کے اختتام تک مبلغ 21کروڑ54لاکھ19ہزار962روپے کے قرضہ جات جاری کئے۔ ان قرضہ جات کے اجراء کی کم از کم کوئی حد مقرر نہ ہے تاہم زیادہ سے زیادہ حد قرضہ اور جن مقاصد کے لئے قرضہ جات جاری کئے گئے ہیں ان کی تفصیل اس طرح ہے۔

جاری شدہ رقم قرضہ	مقصد قرضہ	زیادہ سے زیادہ حد قرضہ
مبلغ19کروڑ16لاکھ 64ہزار318روپے	فصلی قرضہ جات(ربیع وخریف)	محکمہ امداد باہمی سے منظور شدہ حد قرضہ کے
	برائے خرید کھاد،بیج وکرم کش زرعی ادویات	مطابق اوسطاً فقر یباً 3لاکھ روپے فی انجمن ہے۔
مبلغ2کروڑ37لاکھ55ہزار644روپے	لائیوسٹاک قرضہ جات برائے خرید مال	(i)لائیوسٹاک پراجیکٹ فنانس کی زیادہ سے زیادہ
	مویشی،دودھیلے جانور، بھیڑبکری وغیرہ	حد قرضہ مبلغ5لاکھ روپے فی کس ہے اس مد میں
		ایک انجمن کے 4ممبران قرضہ حاصل کر سکتے ہیں۔
		(ii)لائیوسٹاک قرضہ جات برائے خرید
		بھیڑبکری زیادہ سے زیادہ حد مبلغ2لاکھ روپے
		فی کس ہے۔

(ج) مالی سال 11۔2010 کے اختتام تک 1017 درخواستیں برائے حصول قرضہ موصول ہوئیں جن میں سے 729 درخواستیں کوآپریٹو سوسائٹیز کی تھیں جبکہ 288 اشخاص نے انفرادی حیثیت میں قرضہ کے لئے درخواستیں دیں جو کہ منظور کر لی گئیں۔

صوبہ میں کوآپریٹو بنک کی برانچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8729: **جناب محمد نوید انجم**: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں دی پراونشل کوآپریٹو بنک کی کل کتنی شاخیں ہیں، ان کی تفصیل ضلع وار بتائیں؟

(ب) اس بنک کی کتنی برانچیں نفع میں اور کتنی نقصان میں چل رہی ہیں؟

(ج) اس بنک کا سال 09-2008 اور 10-2009 کا کل منافع سال وار کتنا تھا؟

(د) اس بنک کی آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

(ہ) یہ بنک اپنی آمدن کے ذرائع بڑھانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہا ہے؟

(و) اس بنک کے سال 09-2008 اور 10-2009 کے اخراجات بتائیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران):

(الف) صوبہ میں دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی 159 شاخیں ہیں ان کی ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بنک کی نفع ونقصان میں چلنے والی برانچوں کی تفصیل اس طرح ہے۔ برانچ وار تفصیل:

سال	نفع میں چلنے والی برانچیں	نقصان میں چلنے والی برانچیں
11-2010، Un-audited	تعداد=115	تعداد= 44
	منافع= 690,776,703روپے	نقصان=98,859,405روپے

تخمینہ کل منافع بمعہ ہیڈآفس= 638,641,198روپے

(ج) سال 09۔2008 اور 10۔2009 میں بنک کے کل منافع (نقصان) کی تفصیل درج ذیل ہے۔

	2008۔09	2009۔10
بنک کا کل منافع (نقصان)	97 کروڑ 90 لاکھ 71 ہزار روپے (نقصان)	17 کروڑ 48 لاکھ 26 ہزار روپے (نقصان)

(د) بنک کی آمدن کے اہم ذرائع اس طرح ہیں۔

(1) قرضہ جات پر مارک اپ (2) بنکوں میں ڈیپازٹ پر منافع
(3) ٹریژری بلز پر منافع (4) پاکستان انوسٹمنٹ بانڈز پر منافع
(5) حصص پر ڈیویڈنڈ (6) آمدن بذریعہ کرایہ بلڈنگز و لاکرز
(7) گورنمنٹ سکیورٹی پر منافع (8) ترسیلات زر کی سہولیات پر کمیشن و سروس چارجز
(9) اثاثہ جات کی فروخت پر آمدن

(ہ) بنک کی آمدن میں اضافہ کے لئے قرضہ جات کا حجم بڑھایا جارہا ہے اس سلسلہ میں قرضہ جات کی متعدد نئی سکیمیں متعارف کرائی گئی ہیں جس سے بنک کی آمدن بڑھ رہی ہے۔اسی طرح فنڈز کی دستیابی کے لئے ڈیپازٹ کی نئی سکیمیں متعارف کرائی گئی ہیں جن سے حاصل شدہ سرمایہ قرضہ جات کی منافع بخش سکیموں میں لگا کر بنک کی آمدن میں اضافہ کیا جارہا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ بنک میں کمپیوٹرائزیشن کا عمل جاری ہے جس کی تکمیل پر عوام الناس کو بنکنگ کی جدید سہولیات فراہم کی جائیں گی جس سے بنک کے منافع میں مزید اضافہ ہوگا۔

(و) بنک کے سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے اخراجات کی تفصیل اس طرح ہے۔

سال 09۔2008	سال 10۔2009
2 ارب 25 کروڑ 1 لاکھ 2 ہزار روپے	ایک ارب 80 کروڑ 54 لاکھ 6 ہزار روپے

ضلع سرگودھا۔محکمہ کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*9085: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ امداد باہمی کے کتنے دفاتر ہیں؟

(ب) اس ضلع میں کل کتنی کوآپریٹو سوسائٹیز ہیں؟

(ج) ان سوسائٹیوں میں سے کون کون سی سوسائٹی ڈیفالٹر ہے؟

(د) سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران کس کس سوسائٹی کو قرض جاری کیا گیا، قرض کی رقم کی تفصیل سوسائٹی وار بتائیں؟

(ہ) اس ضلع میں محکمہ کے کل ملازمین کی تعداد گریڈ وار بتائیں؟

(و) اس ضلع میں محکمہ امداد باہمی کی سال09۔2008اور10۔2009کی آمدن بتائیں اور آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

(ز) اس ضلع میں تعینات کس کس ملازم کے خلاف کس کس بناء پر کارروائی چل رہی ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ امداد باہمی کے درج ذیل15(پندرہ)دفاتر کام کر رہے ہیں۔

1۔	ڈسٹرکٹ آفیسر کوآپریٹو ز سرگودھا	2۔	اسسٹنٹ رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز،سرگودھا
3۔	اسسٹنٹ رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز،بھلوال	4۔	اسسٹنٹ رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز،شاہپور
5۔	انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز،سرگودھا۔1	6۔	انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز،سرگودھا۔2
7۔	انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز،سلانوالی	8۔	انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز،بھاگٹانوالہ
9۔	انسپکٹرز کوآپریٹو سوسائٹیز،بھلوال	10۔	انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز،بھیرہ
11۔	انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز،میانی	12۔	انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز،کوٹ مومن
13۔	انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز،ڈھرانجھا	14۔	انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز،شاہپور
15۔	انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز،ساہیوال۔		

علاوہ ازیں ضلع سرگودھا میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کی چھ شاخیں بھی کام کر رہی ہیں جو کہ سرگودھا، بھلوال، بھیرہ، کوٹ مومن، شاہپور اور ساہیوال میں قائم ہیں۔

(ب) ضلع سرگودھا میں اس وقت مختلف اقسام کی کل1027کوآپریٹو سوسائٹیز ہیں۔

(ج) ضلع سرگودھا میں ڈیفالٹر سوسائٹیز کی تعداد48ہے جن کی فہرست (ضمیمہ الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ضلع سرگودھا میں مالی سال09۔2008اور 10۔2009 کے دوران کوآپریٹو سوسائٹیز کو جاری ہونے والے قرضہ جات کی سوسائٹی وار تفصیل (ضمیمہ ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ضلع سرگودھا میں اس وقت کل ملازمین کی تعداد 121 ہے جس کی گریڈ وار تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام عہدہ	گریڈ	تعداد
1	ڈسٹرکٹ آفیسر	18	01
2	اسسٹنٹ رجسٹرار	16	03
3	سپرنٹنڈنٹ	16	01
4	اسسٹنٹ	14	03

5	اسٹینوگرافر	12	01
6	انسپکٹر	11	11
7	سینئر کلرک	09	04
8	جونیئر کلرک	07	23
9	سب انسپکٹر	06	45
10	ڈرائیور	04	02
11	نائب قاصد	01	20
12	چوکیدار	01	04
13	مالی	01	01
14	خاکروب	01	02
	میزان		121

(و) محکمہ امداد باہمی کا بنیادی نصب العین بغیر کسی نفع اور نقصان کے عوام کو کوآپریٹو سوسائٹیز کے ذریعے سہولیات بہم پہنچانا ہے لہذا محکمہ کی تحویل میں کوئی ایسا کاروباری ادارہ نہیں جو محکمہ کی آمدن کا ذریعہ ہو۔ محکمہ کے جملہ ملازمین کی تنخواہیں اور دیگر دفتری اخراجات خزانہ شاہی سے ادا ہوتے ہیں سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران ضلعی حکومت سرگودھا کی طرف سے محکمہ امداد باہمی ضلع سرگودھا کو اس مد میں جو رقوم فراہم کی گئیں وہ سال وار درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام سال	رقم بجٹ
1	2008۔09	2,01,39,000/-
2	2009۔10	2,03,82,000/-

(ز) سال 2010 کے دوران محکمہ کے چار افسران /اہلکاران نے محکمہ مال کی ملی بھگت سے حکومت پنجاب کی ملکیتی اراضی مقبوضہ IRDP مرکز فارمرز کوآپریٹو ایسوسی ایشن لمیٹڈ بھاگٹانوالہ پر سترہ عدد دکانات ادارہ کے اغراض و مقاصد سے ہٹ کر غیر قانونی طور پر تعمیر کروا کر نام نہاد کرایہ داران کے حوالے کر دیں۔ اس معاملے کا علم ہونے پر اس وقت کے رجسٹرار کوآپریٹو ز پنجاب خود موقع پر گئے اور معاملہ کی ابتدائی چھان بین کر کے اپنی سفارشات جناب سیکرٹری کوآپریٹوز حکومت پنجاب کو ارسال کیں۔ جس پر راست اقدام کرتے ہوئے حکومت پنجاب نے اس وقت کے ڈسٹرکٹ آفیسر کوآپریٹوز سرگودھا مسٹر صابر حسین بھٹی، اسسٹنٹ رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز سرگودھا مسٹر نذر محمد خالد، انسپکٹر کوآپریٹوز مسٹر مشتاق احمد بھٹی اور سب انسپکٹر مسٹر محمد اسلم کو بذریعہ احکام نمبری SO(E)1-4/86(P-1)

مورخہ 2010۔7۔28 معطل کر کے باقاعدہ انکوائری کے احکام صادر فرمائے نیز مذکورہ بالا چاروں اہلکاران کیخلاف انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ سرگودھا میں FIR کا اندراج بھی کروادیا۔ موجودہ صورتحال یوں ہے کہ مذکورہ بالا چاروں اہلکاروں کیخلاف انکوائری آفیسر کی سفارش پر سیکرٹری امداد باہمی حکومت پنجاب نے Major Penalty عائد کرتے ہوئے صابر حسین بھٹی سابقہ ڈسٹرکٹ آفیسر اور نذر محمد خالد سابقہ اسسٹنٹ رجسٹرار سرگودھا کی تین سال کی ملازمت اور مشتاق احمد بھٹی انسپکٹر اور محمد اسلم سب انسپکٹر کی دو سال کی ملازمت ضبط کرنے کے احکام مورخہ 2011۔2۔11 کو صادر فرمائے جس کے خلاف مذکورہ بالا چاروں اہلکاران نے مجاز اتھارٹی (چیف سیکرٹری پنجاب) کے روبرو اپیل دائر کی جو کہ مورخہ 2011۔05۔09 کو خارج ہو گئی۔ دوسری طرف سرکل آفیسر انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ سرگودھا مذکورہ بالا چاروں اہلکاران بشمول 19 دیگر افراد (ناجائز طور پر تعمیر شدہ دکانات حاصل کرنے والے نام نہاد کرایہ داران) کیخلاف درج شدہ FIR پر تاحال تفتیش کر رہے ہیں۔ اس وقت مذکورہ بالا چاروں اہلکاروں میں سے صرف محمد اسلم سب انسپکٹر ضلع سرگودھا میں تعینات ہے جبکہ باقی تینوں اہلکاران ضلع سرگودھا سے تبدیل ہو کر دیگر اضلاع میں کام کر رہے ہیں۔

لاہور۔ایل ڈی اے ایمپلائز ہاؤسنگ سکیم ٹھوکر نیاز بیگ میں پلاٹس کے سائز میں کٹ لگانے کی تفصیلات

*9379: **ملک محمد عامر ڈوگر:** کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے ایمپلائز ہاؤسنگ سکیم ٹھوکر نیاز بیگ لاہور کے پہلے سے طے شدہ پلاٹس کے سائز میں کٹ لگا کر دس مرلے پلاٹ کو آٹھ اور بیس مرلے پلاٹ کو 16 مرلے کر دیا گیا ہے؟

(ب) یہ کٹ کس اتھارٹی کے حکم سے کب لگائی گئی ہے اور آج تک کٹ لگائے گئے پلاٹس کی تعداد و نمبرز بیان فرمائیں کٹ لگانے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(ج) اگر مذکورہ کٹ لگاتے وقت متعلقہ الاٹی سے اجازت لی گئی ہے تو ثبوت فراہم کریں؟

(د) اس طرح کی پلاٹ سائز میں کٹ لگانے کی اتھارٹی کس کے پاس ہے کیا لاز / بائی لاز میں یہ سہولت پہلے سے موجود ہے اگر نہیں تو ایسا کرنے والے ذمہ داران کے خلاف حکومت کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران):

(الف) درست ہے کہ LDA ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی 1980۔03۔10 کو رجسٹرڈ ہوئی پلاٹوں کی کل تعداد 753 ہے۔

(ب) کٹ انتظامیہ کمیٹی نے لگائے۔ سوسائٹی کے رجسٹرڈ بائی لاز کے انتظامیہ کے ممبران کی تعداد 7 ہے چونکہ ممبران کی تعداد الاٹ شدہ پلاٹوں سے زیادہ تھی نیز سوسائٹی کا نقشہ LDA سے منظور شدہ نہ ہے۔ سوسائٹی انتظامیہ نے زیادہ سے زیادہ ممبران کو ایڈجسٹ کرنے کے لئے رقبہ پلاٹس میں کٹوتی کی جس کے مطابق 329 پلاٹس کا سائز چھوٹا کیا گیا ہے۔ کٹوتی کئے جانے والے پلاٹس کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کسی الاٹی سے اجازت نہیں لی گئی۔

(د) پلاٹس کے سائز میں کٹ لگانے کا اختیار تابع منظوری اجلاس عام ہوتا ہے جو کہ سوسائٹی کی سپریم اتھارٹی ہے لیکن انجمن ہذا کی سابقہ انتظامیہ کمیٹی نے اجلاس عام سے منظوری حاصل نہ کی ہے۔ جس کی بنیاد پر انکوائری آفیسر نے زیر دفعہ 43 کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 انکوائری کی اور ذمہ داران کے خلاف مبلغ سترہ کروڑ اٹھارہ لاکھ روپے نقصان کی نشاندہی کی۔ مورخہ 2011۔07۔05 کو انکوائری مکمل کی گئی۔ اب محکمہ نے اس انکوائری پر زیر دفعہ 50۔A کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کارروائی کا آغاز کر دیا ہے شوکاز نوٹس مورخہ 2011۔08۔11 کو جاری کر دیا گیا ہے۔

ایل ڈی اے ایمپلائز ہاؤسنگ سکیم ٹھوکر نیاز بیگ لاہور کا قیام و دیگر تفصیلات

*9380: جناب علی حیدر نور خان نیازی: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جب ایل ڈی اے ایمپلائز ہاؤسنگ سکیم ٹھوکر نیاز بیگ لاہور قائم ہوئی تو سکیم کا تمام رقبہ پلاٹس کی شکل میں ممبران کو الاٹ کر دیا گیا؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ گزشتہ کچھ عرصہ سے کافی پلاٹس کے نمبروں کے ساتھ ۔I(زون)لگا کر نئے پلاٹس بناکر الاٹ بھی کر دیئے گئے ہیں؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کس کس بلاک میں کس کس نمبر کے ساتھ ۔I(زون)لگا کر پلاٹ بنائے گئے ان کی تعداد تاریخ الاٹمنٹ ان پلاٹس کے لئے رقبہ کہاں سے دستیاب ہوااور الاٹیز کے نام تفصیل مذکورہ ہر ایک پلاٹ وار بیان فرمائیں؟

(د) کیایہ بھی درست ہے کہ نمبر پلاٹس کے ساتھ مذکورہ(I زون)لگا کر بنائے گئے پلاٹس دائیں بائیں کے الاٹیز کے پہلے سے الاٹ شدہ پلاٹس کے رقبہ سے کٹ لگا کر بنائے گئے ہیں؟

(ہ) کیاحکومت مذکورہ پلاٹس کو کینسل کرنے محکمہ /انتظامیہ سوسائٹی کے ذمہ دار افراد کے خلاف بعد ازانکوائری کارروائی کاارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) پلاٹوں کی کٹوتی اور پارکس کے لئے مختص کی گئی جگہ کو رہائشی پلاٹوں میں تبدیل کر کے اضافی زمین حاصل کی گئی۔ایسے پلاٹوں کی تعداد43ہے۔تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) درست ہے۔

(ہ) اس بارے میں سوسائٹی انتظامیہ کے خلاف انکوائری زیر دفعہ 43کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کی گئی ہے جس میں انکوائری آفیسر نے مبلغ سترہ کروڑ اٹھارہ لاکھ روپے نقصان کی نشاندہی کی ہے۔ محکمہ نے اس انکوائری پر زیر دفعہ A۔50کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ1925 کے تحت کارروائی شروع کی ہے اور ذمہ دار افراد کے خلاف زیر دفعہ A۔50کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ1925شوکاز نوٹس مورخہ 2011۔08۔11کو جاری کر دیا گیا ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

رول54 کے تحت دادرسی کے لئے دی گئی درخواستوں کی تفصیلات

*9381: محترمہ شمسہ گوہر: کیاوزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایل ڈی اے ایمپلائزہاؤسنگ سکیم ٹھوکر نیاز بیگ لاہور سے متعلقہ اس وقت کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی رول 54 کے تحت حق الاٹیز سے دادرسی کے لئے درخواستیں محکمہ کو دی ہوئی ہیں ان کے نام پلاٹ نمبر دادرسی کی نوعیت اور درخواستیں جمع کروانے کی تاریخ بیان فرمائیں؟

(ب) مذکورہ رول کے تحت دادرسی کے لئے کتنا دورانیہ مقرر ہے اگر مقررعرصہ میں فیصلہ نہیں ہوتا تو محکمہ مذکورہ آفیسر کے خلاف کیا اقدامات اٹھاتا ہے؟

(ج) مذکورہ کتنی درخواستوں پر کب فیصلے صادر فرمائے گئے تاریخ وار بیان فرمائیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران):

(الف) سوسائٹی ہذا کے کل 10 ممبران نے درخواستیں زیر دفعہ 54 کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 محکمہ ہذا کے پاس گزاری ہیں جن کے فیصلہ جات ہو چکے ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ایکٹ میں کوئی دورانیہ مقرر نہ ہے اس وقت کوئی درخواست زیر کار نہ ہے ایکٹ میں اس بارے کوئی معیار مقرر نہ کیا گیا ہے تاہم اس وقت کوئی کیس زیر سماعت نہ ہے۔

(ج) جواب جز(الف) میں دیا جا چکا ہے۔

لاہور۔ایل ڈی اے ایمپلائزہاؤسنگ سکیم ٹھوکر نیاز بیگ کے رقبہ کے تبادلہ کی تفصیلات

*9382: محترمہ انیلہ اختر چودھری: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایل ڈی اے ایمپلائزہاؤسنگ سکیم ٹھوکر نیاز بیگ لاہور کے قیام سے آج تک سکیم کے رقبہ کا کتنی دفعہ تبادلہ ہوا تفصیل اور تاریخ بیان فرمائیں؟

(ب) ہر دفعہ سکیم کے کتنے اور کس رقبہ کے عوض کن افراد سے کس اور کتنے رقبہ کا تبادلہ کیا گیا اور اس کا محل وقوع بیان فرمائیں؟

(ج) ہر دفعہ تبادلہ ہونے والے دونوں رقبوں کے درمیان کتنا فاصلہ ہے اور دونوں رقبوں کی رائج الوقت قیمت بھی بیان فرمائیں؟

(د) سکیم کے رقبہ کے مذکورہ تبادلہ جات کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران):

(الف) سوسائٹی کے کل رقبہ کا تبادلہ مختلف ادوار میں چار مرتبہ ہوا جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

	فریق دوم	رقبہ کنال۔مرلہ	تاریخ
1	عبدالقیوم	11۔18	14۔7۔1996
2	سٹیٹ انٹرپرائزز	00۔03	10۔8۔2007
3	برجیس رضا، خشام	10۔21	14۔5۔2008
4	تصدق حسین	15۔10	19۔2۔2009

(ب) 53 کنال 16 مرلے زمین کا تبادلہ کیا گیا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

	نام فریق	رقبہ تبادلہ میں دیا گیا کنال۔مرلہ	رقبہ تبادلہ میں لیا گیا کنال۔مرلہ	تاریخ
1	عبدالقیوم	11۔18	11۔18	14۔7۔1996
2	سٹیٹ انٹرپرائزز	00۔03	00۔03	10۔8۔2007
3	برجیس رضا، خشام	10۔21	10۔21	14۔5۔2008
4	تصدق حسین	15۔10	15۔10	19۔2۔2009

(ج) سوسائٹی کے رقبہ کا تبادلہ سوسائٹی سے ملحقہ رقبہ جات سے ہوا۔ رائج الوقت قیمت کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔

(د) سوسائٹی انتظامیہ نے کچھ قطعہ ہائے زمین منتشر ٹکڑوں میں سوسائٹی حدود سے ملحقہ خرید رکھے تھے لہذا سوسائٹی کو ایک منضبط بلاک بنانے کے لئے تبادلہ جات کی ضرورت پیش آئی۔

لاہور ایل ڈی اے ایمپلائز ہاؤسنگ سکیم ٹھوکر نیاز بیگ کی منتخب شدہ انتظامیہ کی تفصیلات

*9383: جناب اعجاز احمد کاہلوں: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایل ڈی اے ایمپلائز ہاؤسنگ سکیم ٹھوکر نیاز بیگ لاہور کے قیام سے آج تک الیکشن کے ذریعے جو جو انتظامیہ منتخب ہوئی اور محکمہ کی طرف سے جو ایڈمنسٹریٹر مقرر کئے گئے ان کے نام اور عرصہ ترتیب وار بیان فرمائیں؟

(ب) الیکشن میں منتخب کتنی باڈیز کو توڑ کر ایڈمنسٹریٹر کا تقرر کیا گیا ان کی تاریخ اور سال بیان فرمائیں نیز منتخب شدہ باڈی کو توڑنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(ج) کیایہ درست ہے کہ ہر منتخب شدہ باڈی کو بد عنوانی ثابت ہونے پر توڑا گیا جبکہ آج تک بد عنوانی پر کسی فرد کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی گئی؟

(د) کیا حکومت بد عنوانی پر توڑی گئی آخری منتخب باڈی کے ذمہ داران اور محکمہ کے حمایتی اہلکاران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران):

(الف) فہرست تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کسی منتخب باڈی کو توڑ کر کوئی ایڈمنسٹریٹر نہیں لگایا۔ البتہ 2006 میں منتخب باڈی کی میعاد پوری ہونے کے بعد ایڈمنسٹریٹرز کی تعیناتی عمل میں لائی گئی۔ 2008 میں الیکشن کروائے گئے لیکن چند ناگزیر وجوہات کی بناء پر منتخب انتظامیہ کمیٹی ممبران نے از خود مورخہ 2008۔09۔01 کو استعفے پیش کئے جس کی وجہ سے ایڈمنسٹریٹرز کو تعینات کیا گیا۔ ایڈمنسٹریٹرز کی لسٹ مع تاریخ اور سال ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) درست نہ ہے البتہ محکمہ ہذا نے مختلف بد عنوانیوں کا نوٹس لیتے ہوئے انکوائری زیر دفعہ 43 کو آپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کروائی ہے جس میں انکوائری آفیسر نے سترہ کروڑ اٹھارہ لاکھ روپے کے خُورد بُرد کی نشاندہی کی ہے اب ذمہ دار افراد کے خلاف زیر دفعہ A۔50 کارروائی شروع کی گئی۔

(د) آخری منتخب باڈی کے ارکان از خود مستعفی ہوئے تاہم سوسائٹی کے معاملات کی چھان بین کرنے کے لئے محکمہ نے انکوائری زیر دفعہ 43 کو آپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کرائی جس میں انکوائری آفیسر نے سترہ کروڑ اٹھارہ لاکھ روپے کے خُورد بُرد کی نشاندہی کی۔ اب ذمہ دار افراد کے خلاف شوکاز نوٹس زیر دفعہ A۔50 مورخہ 2011۔08۔11 کو جاری کر دیا گیا ہے۔

لاہور۔ایل ڈی اے ایمپلائز ہاؤسنگ سکیم ٹھوکر نیاز بیگ کا نقشہ و دیگر تفصیلات

*9384: سردار کامل گجر: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ ایل ڈی اے ایمپلائز ہاؤسنگ سکیم ٹھوکر نیاز بیگ لاہور کا نقشہ آج تک متعلقہ محکمہ سے منظور نہ ہوا ہے؟

(ب) قیام سے آج تک کتنی دفعہ مذکورہ سکیم کا نقشہ تبدیل کیا گیا اس کی وجوہات اور تاریخ بیان فرمائیں؟

(ج) اگر سوسائٹی کا نقشہ آج تک پاس نہ ہوا ہے تو اس کی الاٹمنٹ اور دیگر کام کس اتھارٹی کے تحت کس نے کئے؟

(د) نقشہ کی تبدیلی ایڈمنسٹریٹر کے دور میں ہوئی سوسائٹی انتظامیہ کے دور میں ہوئی؟

(ہ) آج تک تبدیل ہونے والے نقشہ جات کی نقول ایوان میں پیش کریں؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران):

(الف) درست ہے۔

(ب) چونکہ سوسائٹی کا نقشہ LDA سے منظور شدہ نہ ہے لہذا ممبران کو adjust کرنے کے لئے ہر انتظامیہ کمیٹی اپنے دور میں وقتاً فوقتاً نقشہ میں تبدیلی کرتی رہی ہے۔

(ج،د) سوسائٹی کا نقشہ آج تک پاس نہ ہوا ہے۔البتہ پلاٹوں کی الاٹمنٹ ابتدائی دور میں انتظامیہ کمیٹی نے بذریعہ قرعہ اندازی کی۔ سوسائٹی کے دیگر امور بھی انتظامیہ کمیٹی ہی سرانجام دیتی ہے۔ ایڈمنسٹریٹر کے دور میں نہ ہی کوئی نئی الاٹمنٹ ہوئی۔اور نہ ہی نقشہ میں کوئی تبدیلی ہوئی البتہ ایڈمنسٹریٹر کے دور میں پلاٹوں کی ٹرانسفر ہوتی رہی ہے موجودہ ایڈمنسٹریٹر کا تقرر مورخہ 13-05-2010 کو کیا گیا ہے۔

(ہ) سوسائٹی کے ریکارڈ میں تبدیل شدہ نقشہ جات کی کاپیاں موجود نہ ہیں تاہم موجودہ نقشہ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور ایل ڈی اے ایمپلائز ہاؤسنگ سکیم ٹھوکر نیاز بیگ کی جنرل باڈی کے انتخابات معطل کرنے کی تفصیلات

*9385: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایل ڈی اے ایمپلائز ہاؤسنگ سکیم ٹھوکر نیاز بیگ لاہور کے قیام کا عرصہ اور آج تک ہونے والے جنرل باڈی کے الیکشن کی تعداد اور تاریخ بیان فرمائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ نے یکم مئی 2011 کو جنرل باڈی کے الیکشن کی تاریخ مقرر کر دی ہے الیکشن میں حصہ لینے والے جو امیدوار سابقہ جنرل باڈی یا ایڈمنسٹریٹرز کی باڈی میں بھی خدمات انجام دے چکے ہیں ان کے نام اور عرصہ بیان فرمائیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ افراد میں سے اکثر سابقہ ادوار میں بد عنوانی میں ملوث پائے گئے اور ان میں سے جن افراد کو محکمہ نے نکال دیا تھا ان افراد کے ناموں سے آگاہ کریں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ آخری منتخب شدہ جنرل باڈی کے خلاف محکمہ نے بد عنوانی پر انکوائری شروع کی تو تمام عہدیداران مستعفی ہو گئے کیا حکومت کرپشن کی مذکورہ انکوائری مکمل ہونے تک نئے انتخابات معطل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران):

(الف) سوسائٹی ہذا سال 1980 میں وجود میں آئی۔ جنرل باڈی کے الیکشن انتظامیہ کی کل تعداد 8 ہے جن کے انتخابات درج ذیل تواریخ میں ہوئے۔

(1)	10-03-1980	(2)	16-08-1984
(3)	22-09-1989	(4)	22-07-1994
(5)	06 -04-1997	(6)	09-07-2000
(7)	16-11-2003	(8)	01-09-2008

(ب) درست ہے محکمہ نے یکم مئی 2011 الیکشن کی تاریخ مقرر کی تھی مگر جناب رجسٹرار کوآپریٹوز پنجاب کے فیصلہ مورخہ 2011۔04۔27 کے تحت ووٹر لسٹ ناقص ہونے کی بناء پر الیکشن ملتوی کئے گئے۔انتظامیہ کمیٹی اور ایڈمنسٹریٹرز کے ناموں کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) درست ہے کہ بد عنوانی میں ملوث افراد کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) سابقہ انتظامیہ کمیٹی کے مستعفی ہونے پر محکمہ نے سوسائٹی ہذا میں ایڈمنسٹریٹر کی تعیناتی کی جس کے ذمے سوسائٹی کا انتظام وانصرام چلانا ہے۔نئے انتخاب ہونے پر منتخب شدہ انتظامیہ کمیٹی سوسائٹی کے معاملات کو بائی لاز کے مطابق چلائے گی۔

لاہور۔ایل ڈی اے ایمپلائز ہاؤسنگ سکیم ٹھوکر نیاز بیگ کے ماسٹر پلان کی تفصیلات

*9386: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ ایل ڈی اے ایمپلائز ہاؤسنگ سکیم ٹھوکر نیاز بیگ لاہور کے ماسٹر پلان میں مساجد، قبرستان سکول، پارک، گراؤنڈ اور کمیونٹی سنٹر کے لئے مختص شدہ رقبہ کو بھی سوسائٹی انتظامیہ نے محکمہ کے اہلکاران کی ساز باز سے پلاٹ بنا کر الاٹ کر دیا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ مختص شدہ رقبہ میں سے آج تک کل کتنے پلاٹ کس کس رقبہ کے بنا کر الاٹ کئے گئے ہیں ان پلاٹ کے نمبر نام الاٹی الاٹمنٹ کی تاریخ بیان فرمائیں نیز ہر پلاٹ کے متعلق بتایا جائے کہ یہ ایڈمنسٹریٹر کی تعیناتی کے دوران یا سوسائٹی انتظامیہ کے دور میں الاٹ ہوئے؟

(ج) کیا حکومت اس خلاف قاعدہ کام کی انکوائری کرا کر ذمہ داران کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران):

(الف) سوسائٹی ہذا کے ماسٹر پلان میں مساجد، قبرستان، سکول، اور گراؤنڈ کے لئے کوئی رقبہ مختص نہ ہے۔ البتہ پارک کمیونٹی سنٹر اور کمرشل بلڈنگ کے لئے 31 کنال رقبہ مختص تھا جس پر سابق انتظامیہ کمیٹی نے ممبران کو accommodate کرنے کے لئے 31 کنال مختص رقبہ پر بھی رہائشی پلاٹ الاٹ کر رکھے ہیں۔

(ب) سوسائٹی کی انتظامیہ کمیٹیوں نے مخصوص پلاٹ کو رہائشی پلاٹس میں تبدیل کیا جس کی کل تعداد 43 ہے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ تمام پلاٹ انتظامیہ کمیٹیوں کے ادوار میں الاٹ کئے گئے۔

(ج) اس بارے میں سوسائٹی انتظامیہ کے خلاف انکوائری زیر دفعہ 43 کو آپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کے تحت مورخہ 01-7-2010 تفویض کی گئی اور متعلقہ انکوائری مورخہ 05-07-2011 کو مکمل ہوئی انکوائری آفیسر نے مبلغ سترہ کروڑ اٹھارہ لاکھ روپے نقصان کی نشاندہی کی ہے اب محکمہ نے اس انکوائری پر زیر دفعہ 50-A کو آپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کے تحت کارروائی شروع کی ہے اور ذمہ افراد کے خلاف زیر دفعہ 50-A کو آپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 شوکاز نوٹس مورخہ 10-12-2011 کے لئے جاری کر دیا گیا ہے۔

لاہور۔ایل ڈی اے ایمپلائز ہاؤسنگ سکیم ٹھوکر نیاز بیگ کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*9388: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیاوزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایل ڈی اے ایمپلائز ہاؤسنگ سکیم ٹھوکر نیاز بیگ لاہور کب قائم کی گئی؟

(ب) قیام کے وقت مذکورہ سکیم کا کل کتنا رقبہ تھا اس وقت کتنے بلاک تھے ہر بلاک میں کس کس سائز کے کتنے کتنے پلاٹس تھے؟

(ج) مذکورہ سکیم میں اس وقت کتنے پلاٹ ہیں اور ہر بلاک میں کس کس سائز کے کتنے کتنے پلاٹ ہیں؟

(د) مذکورہ سکیم کے ماسٹر پلان کی کاپی فراہم کریں؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران):

(الف) سال1980 میں قائم کی گئی۔

(ب) سوسائٹی کے قیام کے بعد سال1982تا1985 سوسائٹی نے 406کنال رقبہ خرید لیا چونکہ ماسٹر پلان LDA سے منظور شدہ نہ ہے اس لئے بلاک کا تصور نہ ہے بلاک وار پلاٹنگ نہ ہوئی ہے۔پلاٹوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1 ایک کنال = 90پلاٹس
2 10مرلہ = 338پلاٹس
3 05مرلہ = 280پلاٹس

(ج) اس وقت سوسائٹی میں کل 710پلاٹس موجود ہیں بلاک کا تصور نہ ہے۔پلاٹوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

1 ایک کنال = 14پلاٹس
2 15مرلہ = 65پلاٹس
3 10مرلہ = 72پلاٹس
4 08مرلہ= 264پلاٹس
5 05مرلہ= 295پلاٹس

(د) غیر منظور شدہ ماسٹر پلان کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع حافظ آباد۔کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیوں کی تفصیلات

*9389: چودھری محمد اسد اللہ: کیاوزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع حافظ آباد میں کتنی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیاں ہیں؟
(ب) کیاان سوسائٹیوں سے حکومت کو فوائد حاصل ہو رہے ہیں، اگر ہاں تو ان کی تفصیل سے آگاہ کریں؟
(ج) سال2009۔10تا2010۔11کے دوران ان سوسائٹیوں کو کتنا قرضہ فراہم کیا گیا؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران):
(الف) ضلع حافظ آباد میں کوئی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی نہ ہے۔
(ب) ندارد
(ج) ندارد

لاہور۔کوآپریٹو سوسائٹی میں کرپشن کی تفصیلات

*9432: جناب اعجاز احمد کاہلوں: کیاوزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-
(الف) کیایہ درست ہے کہ PCSIR فیز۔I کوآپریٹو سوسائٹی لاہور میں واقع ہے؟
(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ سوسائٹی کی انتظامیہ مختلف اقسام کی کرپشن میں ملوث پائی گئی، اس سلسلہ میں شکایات دفتر رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹی میں رجسٹر کروائی گئیں لیکن تاحال اس پر کارروائی نہ کی گئی؟
(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب مذکورہ کرپشن میں ملوث افسران واہلکاران کے خلاف کارروائی کرنے کاارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران):
(الف) یہ درست ہے۔
(ب) محکمہ نے کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کی دفعہ 44۔A کے تحت PCSIR سوسائٹی کے معائنہ (Inspection) معائنہ کے احکامات مورخہ 25۔10۔2011 کو جاری کئے اس سلسلے میں متعلقہ آفیسر نے اپنی رپورٹ مورخہ 15۔11۔2011 کو رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز پنجاب کو پیش کی جس میں کرپشن اور بے قاعدگیوں میں ملوث انتظامیہ کمیٹی کے ممبران کے خلاف کیس زیر دفعہ 44۔B،50۔A کے تحت برائے تعین نقصانات

(Assessment of Damages) کے لئے ڈسٹرکٹ آفیسر کوآپریٹو /ڈپٹی رجسٹرار لاہور کو مورخہ 2011۔11۔29 کوارسال کر دیا گیا ہے جس پر کارروائی زیر عمل ہے۔

(ج) کرپشن اور بے قاعدگیوں میں ملوث انتظامیہ کمیٹی کے ممبران کے خلاف کیس زیر دفعہ 50۔A،B۔44 برائے تعین نقصانات (Assessment of Damages) کے لئے ڈسٹرکٹ آفیسر کوآپریٹو /ڈپٹی رجسٹرار لاہور کو مورخہ 2011۔11۔29 کوارسال کر دیا گیا ہے جس پر کارروائی زیر عمل ہے اور مزید کارروائی ڈگری جاری ہونے کے بعد کی جائے گی۔

لاہور۔کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کی تفصیلات

*9503: **جناب محمد نوید انجم**: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں کتنی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز رجسٹرڈ ہیں؟

(ب) ان کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کی رجسٹریشن کا طریق کار اور قواعد کیا ہیں؟

(ج) ان کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز پر محکمہ کا چیک اینڈ بیلنس ہے اگر ہاں تو کہاں تک؟

(د) کیا ان کوآپریٹو سوسائٹیز سے حکومت کوئی فیس یا مالی فوائد حاصل کرتی ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران):

(الف) اس وقت لاہور میں 142 کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز رجسٹرڈ ہیں۔

(ب) کوآپریٹو سوسائٹیز بنانے کا طریق کار کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925، کی دفعہ 9 میں دیا گیا ہے۔ سوسائٹی کی رجسٹریشن کا اختیار رجسٹرار کوآپریٹوز کے پاس ہے تاہم طریق کار کے مطابق رجسٹرار صاحب کو کم از کم 50 افراد کی دستخط شدہ درخواست دی جائے گی جس میں درج ذیل کوائف درج ولف ہوں گے۔

الف: مجوزہ سوسائٹی کا پتا۔

ب: 50 افراد کے شناختی کارڈ کی کاپی برائے ہاؤسنگ سوسائٹیز مہیا کی جائے گی۔ جبکہ دیگر سوسائٹیز کے لئے 30 افراد کی۔

ج: سوسائٹی ممبر کی عمر کم از کم 18 سال ہو گی۔

د: پاکستان انوائرمینٹل پروٹیکشن ایکٹ 1997 دفعہ 12 کے تحت مجاز اتھارٹی کی منظوری۔

ہ: مجوزہ بائی لاز کی کاپی۔

و: فنانشل وائیبلٹی رپورٹ۔

(ج) تمام کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز پر محکمہ کا چیک اینڈ بیلنس بذریعہ آڈٹ زیر دفعہ 22، انسپکشن زیر دفعہ 44،A۔44اور انکوائری زیر دفعہ 43کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کی صورت میں ہوتا ہے۔

(د) ان کوآپریٹو ہاؤسنگ کے پلاٹوں کی ٹرانسفر / خرید وفروخت کی صورت میں حکومت دو فیصد CVTاور دو فیصدstamp dutyکی مد میں فیس یا مالی فوائد حاصل کرتی ہے۔

لاہور، محکمہ کی اراضی ودکانوں کی تفصیلات

*9573: محترمہ ساجدہ میر: کیاوزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ امداد باہمی کی لاہور میں کتنی اراضی، دکانیں اور پلازے کہاں کہاں ہیں؟

(ب) کتنی اراضی کس کس کو ٹھیکہ /پٹہ / لیز پر دی ہوئی ہے اور اس سے سالانہ کتنی آمدن وصول ہو رہی ہے؟

(ج) کتنی دکانیں اور پلازے کرایہ / رینٹ پر دیئے گئے ہیں، ان سے سالانہ کتنی آمدن ہو رہی ہے؟

(د) ان میں کتنی دکانوں اور اراضی پر قبضہ کس کس نے کر رکھا ہے، تفصیل دکان اور اراضی وار بتائیں؟

(ہ) کیا حکومت ناجائز قابضین سے یہ دکانیں اور اراضی کب تک واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک ندیم کامران):

(الف) محکمہ امداد باہمی کی لاہور میں کوئی اراضی / دکان / پلازہ نہ ہے۔

(ب) جب محکمہ امداد باہمی کی کوئی زمین ملکیت ہی نہ ہے پھر ٹھیکہ /پٹہ / لیز پر دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔

(ج) جب محکمہ امداد باہمی کی کوئی زمین ملکیت ہی نہ ہے تو کرایہ کے حصول کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(د) محکمہ امداد باہمی کی نہ کوئی املاک ضلع لاہور میں ہے اور نہ ہی کسی نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔

(ہ) محکمہ امداد باہمی کی نہ تو کوئی ملکیتی اراضی ہے اور نہ ہی کسی نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے لہذا کسی قسم کی کارروائی کرنے کا کوئی ارادہ نہ ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال تو سُن لیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، محترمہ! اب وقفہ سوالات کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں کیونکہ بڑے اہم سوالات ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! اب نہیں، وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔

(اذانِ مغرب)

جناب سپیکر: جی! آدھ گھنٹہ کے لئے وقفہ نماز کیا جاتا ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے آدھ گھنٹہ تک ایوان کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر وقفہ نماز مغرب کے بعد جناب سپیکر 5 بج کر 35 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: اب ہم Call Attention Notices take up کرتے ہیں۔ آج پہلا Call Attention notice چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! کیا میں اسے پڑھ دوں۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ وزیر قانون صاحب کو آ لینے دیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے۔ جی، فرمائیں!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! آج میں پھر یہ بتانے کی سعادت حاصل کرنا چاہ رہی ہوں کہ اس وقت حکومتی بنچوں پر صرف چند ارکان بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: اس وقت بھی حکومتی بنچوں پر آپ سے زیادہ ممبران تشریف فرما ہیں۔ آپ کوئی اچھا کام کریں۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں کورم point out کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، کورم point out ہو گیا ہے اس لئے گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا ہے۔اجلاس کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ کو یاد ہے کہ پچھلے دنوں تعلیمی بورڈز کے امتحانات کے حوالے سے ہمارے طالب علموں کا انتہائی سنجیدہ مسئلہ تھا۔ہر بورڈ کے اندر طالب علموں نے جلاؤ گھراؤ کیا اور بورڈز کی عمارتیں گرائیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: ابھی Call Attention Notices کا وقت ہے۔میں آپ کی بات بعد میں سنوں گا۔ چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا Call Attention Notice No. 997 ہے۔

بورے والا پولیس تشدد سے شہری کی ہلاکت و خاتون شدید زخمی ہونے کی تفصیلات

997: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایک مؤقر اخبار کی خبر مورخہ 15۔دسمبر 2011 کے مطابق کیا یہ درست ہے کہ بورے والا کے تھانہ ساہو کے کے سب انسپکٹر طارق اور 5 دوسرے اہلکاروں نے بہیمانہ تشدد کر کے شہباز نامی نوجوان کو موت کے گھاٹ اُتار دیا اور اس کی والدہ کو شدید زخمی کر دیا؟

(ب) حکومت نے مذکورہ سب انسپکٹر اور اہلکاروں کے خلاف کیا کارروائی کی ہے ایوان کو مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 997 کی تفصیل اس طرح سے ہے کہ مورخہ 2011-12-13 کو بوقت 6 بج کر 47 منٹ ریسکیو 15 وہاڑی پر ایک نامعلوم لڑکی نے کال کی کہ اُس کے بھائی کو کچھ لوگ مار رہے ہیں اور بھابھی کو بھی نہیں جانے دے رہے۔ یہ گاؤں ریتیاں والا ساہوکے سے کچی پکی روڈ پر واقع ہے۔ ریسکیو 15 نے بذریعہ وائرلیس یہ پیغام تھانہ ساہوکے کو 6 بج کر 49 منٹ پر پاس کیا۔ 6 بج کر 58 منٹ پر SI طارق سالار ہمراہ دیگر ملازمین موقع پر گیا۔

جناب سپیکر! اب یہاں پر سب انسپکٹر اور مدعی کا مؤقف ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ سب انسپکٹر کا مؤقف یہ ہے کہ وہ ریسکیو 15 کی کال پر جب وقوعہ کی جگہ پر پہنچا تو علی شہباز نیچے گرا ہوا تھا جسے طبی امداد کے لئے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال روانہ کیا گیا۔ بورے والا ہسپتال سے علی شہباز کو نشتر ہسپتال ملتان refer کر دیا گیا جہاں وہ دوران علاج جاں بحق ہو گیا۔

جناب سپیکر! اُس کے بعد یہ معاملہ میڈیا میں آیا اور اس کے متعلق مرحوم کے لواحقین نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ برادرم علی شہباز گھر میں والدہ کے پاس موجود تھا کہ ایک دم پولیس گھر کے اندر آئی۔ طارق سالار، سب انسپکٹر نے آتے ہی برادرم علی شہباز کو پکڑ کر تشدد کر کے ہلاک کر دیا۔ اس وقوعہ کا مقدمہ نمبر 303 مورخہ 2011-12-14 بجرم 332,148,149 ت پ علی شہباز کے بھائی شاہد علی کی مدعیت میں رجسٹرڈ کیا گیا۔ اُس کے بعد پوسٹ مارٹم ہوا اور میڈیکل تجزیہ کی رپورٹ کے لئے بھجوایا گیا۔

جناب سپیکر! وہاں سے بھیجی گئی رپورٹ کے مطابق علی شہباز کو vomiting ہوئی ہے جس کا مواد اُس کے پھیپھڑوں کے اندر چلا گیا۔ جب اُسے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال لایا گیا تو وہاں پر اُن کے پاس وہ آلات موجود نہیں تھے جس سے suck کر کے اُس کے پھیپھڑوں کو clear کیا جاتا۔ اُس کے بعد علی شہباز کو ملتان refer کیا گیا اور ملتان پہنچنے سے پہلے وہ جاں بحق ہو گیا۔ اس مقدمہ کی انوسٹی گیشن ابھی جاری ہے، میڈیکل رپورٹ آ گئی ہے اور مقدمہ درج ہو چکا ہے۔ اس کو حقائق اور میرٹ پر یکسو کیا جائے گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس مرحلہ پر آپ اور معزز ممبران حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ rules کے مطابق ایوان کو چلایا جاتا ہے اور یہ آپ کی ذمہ داری ہے لیکن اس معزز ایوان کی روایات بھی rules سے کم نہیں ہیں۔اُن روایات کا خیال نہ رکھنا اس معزز ایوان کی عزت اور تکریم میں اضافہ نہیں بلکہ کمی کرنے کے مترادف ہے۔

جناب سپیکر! میں بھی پچھلے 21/20 سال سے اس معزز ایوان میں منتخب ہو کر آ رہا ہوں۔آج تک کبھی بھی private member business کے دوران کورم point out نہیں ہوا۔ جس دوران عوامی فلاح و بہبود سے متعلق Question Hour ہو، Adjournment Motion ہو، Privileges Motion ہو یا general discussion ہو اُس میں کبھی کورم point out نہیں ہوا اور ہاں government business کے دوران حزب اختلاف کی ذمہ داری ہے کہ وہ without quorum, government کو legislation نہ کرنے دے اور کورم پورا کیا جائے۔ میں اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ جب بھی کوئی official work ہو گا یا legislation ہو گی تو کوئی کورم point out کرے یا نہ کرے، کورم کو ہر صورت میں ensure کیا جائے گا اور اُس کے بعد ہی legislation or official work ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی صورت میں اس معزز ایوان کی درخشندہ روایات کو پامال نہیں کرنا چاہئے۔آج ایجنڈا پر دو انتہائی اہمیت کے حامل معاملات ہیں، Fertilizers کے حوالہ سے کسانوں کا بڑا استحصال ہو رہا ہے اور اُس کے ساتھ ساتھ گنے کے کاشتکاروں کے مسائل ہیں۔اُس کے متعلق کین کمشنر اور سیکرٹری خوراک بھی گیلری میں موجود ہیں اور ان دونوں معاملات کے حوالے سے تمام record compile کر کے پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی ایوان کی خدمت میں پیش کریں گے، کچھ معلومات میرے پاس ہیں میں بھی وہ معلومات اس معزز ایوان کے سامنے رکھوں گا۔ یہ دونوں انتہائی اہمیت کے معاملات ہیں تو میری یہ خواہش ہے کہ ان پر سیر حاصل بحث ہونی چاہئے اور اس بحث میں جو بھی معزز ممبران حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اس میں حصہ لیں۔ ہمارے صحافی بھائی اوپر گیلری میں بیٹھے ہیں جن کے ذریعے سے یہ معاملہ اس صوبہ کے نو کروڑ لوگوں یا متاثرہ لوگوں تک پہنچے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان انتہائی اہمیت کے حامل معاملات پر کبھی بھی اس ایوان کی روایات نہیں رہیں کہ اس پر کورم point out کیا جائے یا ایوان کے کام کو disturb کیا جائے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!میں محترم لاء منسٹر صاحب کی باتوں کا جواب دینا چاہتاہوں۔

جناب سپیکر:آپ مہربانی کر کے پہلے اجازت تولیں۔آپ کا یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!میں اجازت لینے کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔

جناب سپیکر:جی،نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!ایوان کی درخشندہ روایات کا احترام کرنا اور ان کے مطابق ایوان کو چلانا بھی معزز وزیر قانون کے عہدے کا تقاضا ہے نہ کہ وہ معاملات جن کو اپوزیشن violate کرتی ہے ان کی طرف نشاندہی کرنا ہے۔ایوان کی کبھی یہ روایات نہیں رہیں کہ اڑھائی اڑھائی گھنٹے دیئے ہوئے وقت کے بعد ایوان کا آغاز کیا جائے یا دو گھنٹے بعد ایوان کو شروع کیا جائے۔ان درخشندہ روایات کے ساتھ ساتھ باقی یہ روایات بھی ہیں کہ جتنا وقت اپوزیشن کو چاہئے ہوتا ہے وہ ان کو دیا جائے۔اس کے علاوہ ایوان کی دوسری روایات یہ بھی ہیں کہ کوئی اپوزیشن ممبر اگر معزز وزیر قانون سے کوئی سوال کرے تو وہ کھڑے ہو کر قانون اور طریق کار کے مطابق اس کا جواب دیں لیکن اس کے بجائے وزیر قانون یہ کرتے ہیں کہ جس سوال کا جواب ان سے نہ بن پڑتا ہو تو وہ اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر کے

چھ چھ افراد کو کھڑا کر کے۔۔۔

جناب سپیکر:نہیں،نہیں۔میں نے کبھی ایسے نہیں دیکھا۔I disagree with you محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں اس لئے یہ dispose of کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس کے بعد تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار کا وقت ہے۔آپ اپوزیشن کے ممبران سے معلوم کر لیں اگر وہ اس بات سے اتفاق کریں تو میری یہ گزارش ہو گی کہ بحث کے لئے جو دو اہم معاملات رکھے گئے ہیں ان پر بحث کا آغاز کر لیا جائے۔تحاریک تو کل بھی لی جا سکتی ہیں آج ان دو موضوعات پر سیر حاصل بحث ہونی چاہئے۔اپوزیشن اور حکومتی ممبران جو بات کرنا چاہے اسے وقت ملنا چاہئے۔

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ہم اس بات کو سراہتے ہیں کہ بالکل ان موضوعات پر بحث ہونی چاہئے لیکن بڑے ادب سے اگر میں جان کی

امان پاؤں تو ایک گزارش کروں گا۔اگر آپ سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا چاہتے ہیں تو کیا سنجیدہ گورنمنٹ یہ ہوتی ہے کہ چار دن سے آپ کا کورم پورا نہیں ہو رہا؟آپ آج بھی کورم پورا رکھیں گے تو جب تک آپ کہیں گے ہم پوائنٹ آؤٹ نہیں کریں گے اور ہم بحث میں حصہ لینے کے لئے تیار ہیں۔

رپورٹ
(جو پیش ہوئی)

جناب سپیکر:راجہ فیاض سرور صاحب مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔میں ان سے کہوں گا کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جب میں بول رہا ہوں تو آپ پر واجب ہے کہ آپ تشریف رکھیں۔مجھے اپنی بات ختم کرنے دیں اس کے بعد میں آپ کو موقع دوں گا۔جی،راجہ فیاض سرور صاحب!

مسودہ قانون(ترمیم)زرعی ادویات مصدرہ2011کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

راجہ فیاض سرور:جناب سپیکر!میں

"The Agriculture Pesticides Amendment Bill 2011 (Bill No. 43 of 2011)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

رپورٹیں
(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر:اب ملک محمد وارث کلو صاحب تحاریک استحقاقات کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔جی،کلو صاحب!

تحاریک استحقاق بابت سال2008,2009,2010اور2011کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر51بابت سال2008،23،28،31،50 اور57بابت سال2009،5،10،21اور38بابت سال2010،2،9،13،16،23،24،25، 28،36،43،53،56،64،69اور70بابت سال2011کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 29۔فروری 2012تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر51بابت سال2008،23،28،31،50 اور57بابت سال2009،5،10،21اور38بابت سال2010،2،9،13،16،23،24،25، 28،36،43،53،56،64،69اور70بابت سال2011کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 29۔فروری 2012تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر51بابت سال2008،23،28،31،50 اور57بابت سال2009،5،10،21اور38بابت سال2010،2،9،13،16،23،24،25، 28،36،43،53،56،64،69اور70بابت سال2011کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 29۔فروری 2012تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب چودھری جاوید احمد ایڈووکیٹ صاحب مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔جی، چودھری جاوید احمد صاحب!

نشان زدہ سوال نمبر3436,3435اور2481کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر2481 ,3435اور3436کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر2481 ,3435اور3436کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر2481 ,3435اور3436کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سردار اطہر حسن خان گورچانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، گورچانی صاحب!

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ تین دن پہلے جام پور ضلع راجن پور میں ہونے والے انتہائی اندوہناک واقعہ کی طرف دلاؤں گا۔ جام پور میں ماڈل ویلج کا افتتاحی پروگرام تھا تو تین دن پہلے تمام اساتذہ کی ڈیوٹیاں لگا دی گئیں جیسا کہ (ن) لیگ کی روایت چلتی آ رہی ہے کہ سکول کے طلبہ و طالبات کو اکٹھا کر کے جلسے اور جلوس کئے جا رہے ہیں۔ اس دن تمام اساتذہ کی وہاں پر ڈیوٹیاں تھیں اور انہیں حکم تھا کہ بچے پنڈال میں لائیں تاکہ افتتاحی تقریب مکمل کی جا سکے۔ اس دن جام پور تحصیل کا تاتار والا ایک نواحی علاقہ ہے وہاں سے پندرہ سولہ بچوں کو دو رکشوں میں ٹھونس ٹھونس کر انتہائی سردی میں صبح کے وقت اس ماڈل ویلج تک لے جایا جا رہا تھا کہ اچانک ایک لوڈر ٹرالے نے ٹکر

ماری، وہاں پر ایک بچے کی موقع پر وفات ہو گئی اس کے علاوہ ایک راہگیر بھی مر گیا اور کچھ بچے زخمی ہو گئے۔ان کو شرم آنی چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ اس کے لئے کوئی تحریک لے کر آئیں۔ایسے نہ کریں۔آپ لکھ کر لائیں اور آپ اپنے ساتھیوں سے پوچھ لیں۔آپ کی مہربانی۔آپ تحریک لائیں گے تو پھر ہم اس کو دیکھیں گے۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر! یہ انتہائی اہم معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: آپ جو ضابطے اور قانون بناتے ہیں وہ آپ کے لئے ہیں اور آپ کو اس کے مطابق چلنا چاہئے۔

سردار شیر علی خان گورچانی: جناب سپیکر! میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کس بات کا جواب دیں گے۔

سردار شیر علی خان گورچانی: جناب سپیکر!۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: مجھے ان کی بات سننے دیں۔

کورم کی نشاندہی

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کورم پوائنٹ آؤٹ ہو گیا ہے۔گنتی کی جائے۔۔۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔۔۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہذا اجلاس کی کارروائی کل مورخہ 20۔دسمبر 2011 بروز منگل صبح 10:00 بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔

548

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،20۔دسمبر2011

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ سکولز ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں)

1. جناب اعجاز احمد خان: یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ لاہور شہر میں واقع پٹرول پمپس پر کم پیمانہ اور ملاوٹ شدہ تیل کی فروخت کی بڑھتی ہوئی شکایات کے ازالے کا فوری اہتمام کیا جائے۔
2. محترمہ نگہت ناصر شیخ: یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ بچوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے علیحدہ خود مختار ڈائریکٹوریٹ قائم کیا جائے تاکہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے عالمی معاہدہ کے مطابق صوبہ کے بچوں کو بھی سماجی، معاشی اور ثقافتی تحفظ و حقوق مل سکیں۔
3. الحاج محمد الیاس چنیوٹی: اس ایوان کی رائے ہے کہ چنیوٹ میں لوہے و دیگر معدنیات کے وسیع ذخائر نکالنے اور ان سے جلد از جلد استفادہ کرنے کا اہتمام کیا جائے تاکہ صوبہ کی معیشت مزید مضبوط ہو سکے۔
4. محترمہ آمنہ اُلفت: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت وومن منسٹری کے تحت صوبہ پنجاب کو منتقل ہونے والے وومن کرائسز سنٹرز کو ان کے قیام کے اغراض و مقاصد کے مطابق چلانے کے لئے ان اداروں کے اوقات کار کو متاثرہ خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے آٹھ گھنٹے کی بجائے کل وقتی اداروں میں تبدیل کرے تاکہ متاثرہ خواتین کی صحیح معنوں میں فلاح و بہبود کا ہدف حاصل کیا جا سکے۔
5. سردار خالد سلیم بھٹی: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت لاہور کی طرح، بورے والا شہر میں بھی واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ نصب کرنے کے اقدامات اٹھائے تاکہ بورے والا کے شہریوں کو بھی صاف پینے کا پانی مل سکے۔

550

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بتیسواں اجلاس

منگل،20۔دسمبر2011

(یوم الثلاثہ،24۔محرم الحرام1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 40 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری غلام رسول نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

أَلَآ إِنَّ أَوۡلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُونَ ۝ ٱلَّذِينَ
ءَامَنُواْ وَكَانُواْ يَتَّقُونَ ۝ لَهُمُ ٱلۡبُشۡرَىٰ فِي ٱلۡحَيَوٰةِ ٱلدُّنۡيَا وَفِي
ٱلۡأٓخِرَةِ لَا تَبۡدِيلَ لِكَلِمَـٰتِ ٱللَّهِ ذَٰلِكَ هُوَ ٱلۡفَوۡزُ ٱلۡعَظِيمُ ۝

سورۃ یُونس آیات62تا64

سن رکھو کہ جو اللہ کے دوست ہیں اُن کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے (62)(یعنی)وہ جو لوگ ایمان لائے اور پرہیزگار رہے(63)اُن کے لئے دنیا کی زندگی میں بھی بشارت ہے اور آخرت میں بھی۔اللہ کی باتیں بدلتی نہیں یہی تو بڑی کامیابی ہے(64)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا
میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا
ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

سوالات

(محکمہ سکولزایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ سکولز ایجوکیشن سے متعلقہ سوالات دریافت کئے جائیں گے اوران کے جوابات دیئے جائیں گے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!ایک انتہائی ضروری بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب!میری بات سنیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا!میں اپنی بات بعد میں کرلوں گا۔

جناب سپیکر: سکولزایجوکیشن سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اوران کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: سوال نمبر2053ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لاہور۔پی پی143،144میں شیلٹر لیس سکولوں کے نام ودیگر تفصیلات

*2053: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف)حلقہ پی پی۔143-144میں شیلٹر لیس سکولوں کے نام کیا ہیں؟

(ب) ان سکولوں میں زیر تعلیم بچے کس جگہ بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں؟

(ج) کیاحکومت ان سکولوں کی عمارات تعمیر کرنے کاارادہ رکھتی ہے،اگر ہاں توکب تک،اگر نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)حلقہ پی پی۔143،144میں کوئی بھی شیلٹر لیس سکول نہ ہے۔

(ب) تمام سکولوں میں بچے سکول کی عمارات میں بنچ اور ڈیسک پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

(ج) جز(الف)اور(ب)کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میری وزیر موصوف سے استدعا ہے کہ وہ جواب کے جز(الف) کی تھوڑی سی explanation کر دیں

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ان کے سوال کا جو جز(الف) ہے۔ حلقہ پی پی۔143، 144 میں shelterless سکولوں کے نام کیا ہیں؟ اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ حلقہ پی پی۔143، 144 میں کوئی بھی shelterless school نہیں ہے۔ صرف پی پی۔143، 144 لاہور بلکہ پورے لاہور شہر میں کوئی ایسا سکول نہیں ہے جو shelterless ہو۔ جیسا کہ معزز ممبر نے کہا ہے کہ میں shelterless schools کو explain کروں۔ یہ وہ سکول ہوتے ہیں جہاں پر کسی dispute کی وجہ سے ہماری کوئی بلڈنگ نہیں بن سکی اور عمارت کے بغیر کوئی سکول چل رہا ہو تو اسے shelterless کہتے ہیں۔ لاہور میں کوئی ایک بھی ایسا سکول نہیں ہے جہاں پر عمارت موجود نہ ہو اور بچے باہر کہیں کھلی جگہ پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہے ہوں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کو پی پی۔143,144 پر ہی رہنا چاہئے تھا۔ آپ نے تو سارے لاہور کی بات کر دی ہے کہیں آپ اس وجہ سے قابو میں نہ آ جائیں۔ محترمہ! آپ فرمائیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے ابھی جواب جو دیا ہے اس کے متعلق میں پی پی۔143,144 کے صرف ایک سکول کی ہی بات کرتی ہوں۔ قادریہ پرائمری سکول بالکل shelterless ہے اس کے اندر صرف دو کمرے موجود ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: کون سا سکول ہے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب والا! قادریہ پرائمری سکول۔ یہ سکول یونین کونسل 37 میں موجود ہے یہ سکول shelterless ہے بچے برآمدے میں بیٹھتے ہیں بلکہ برآمدے میں بھی دو تین کلاسیں اکٹھی بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتی ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب والا! میں بھی اس میں اپنا سوال add up کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ ان کا سوال ہے پہلے اس کا جواب آنے دیں پھر اس کے بعد دیکھتے ہیں۔

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!یہ قادریہ پرائمری سکول جس کا معزز ممبر نے ذکر کیاہے یہ ایک rented building میں قائم ہےاور وہاں پر دو کمرے موجود ہیں۔البتہ یہ ضرور ہے کہ وہاں پر بچوں کی تعداد بہت زیادہ ہےاس وجہ سے ان کی بات درست ہے کہ بچوں کو برآمدے میں یا باہر تعلیم حاصل کرنا پڑتی ہے ۔ میں نے shelterless schools کے متعلق پہلے عرض کر دیاہے کہ اس میں سرے سے کوئی بلڈنگ موجود نہیں ہوتی صرف میدان ہوتاہے اور وہاں پر بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔اس سکول میں چونکہ کمرے موجود ہیں اور سکول ایک rented building میں چل رہاہے۔یہ بھی محترمہ درست فرمارہی ہیں کہ بچوں کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے بچے باہر برآمدے میں پڑھتے ہیں۔

جناب سپیکر:کیاآپ اس کو بنانے کاارادہ رکھتے ہیں؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین:جناب والا!اس سوال کا جو جز(ب)ہے میں اس پر ضمنی سوال کرناچاہوں گی کہ محکمہ نے اس کا جواب کیوں غلط دیاہے جبکہ ایسی عمارتیں موجود ہیں جہاں پر بچے برآمدے میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ برآمدے میں بھی وہ زمین پر، فرش پراور اپنے گراؤنڈ میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہے ہیں جبکہ ڈیپارٹمنٹ نے یہ جواب دیاہے کہ وہ بنچ اور ڈیسک پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب والا!سکول میں بچوں کے پاس بنچوں اور ڈیسکوں کی availability ہے۔ جیسے ہی funds آتے ہیں سکولوں میں ڈیسک اور بنچ فراہم کر دیئے جاتے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے معزز ممبر کو پھر یہ بتاناچاہوں کہ shelterless سکول وہ ہے کہ جہاں پر سرے سے کوئی عمارت نہیں ہے، کوئی چھت نہیں ہےاس کو ہم shelterless کہتے ہیں۔ لاہور شہر میں گورنمنٹ کے ایسے سکولوں کی تعداد بہت کم ہے as compared to other districts اور ہم نے اس سلسلے میں funds کو بڑھادیاہے تاکہ وہاں پر further کمرے بنائے جائیں۔ یہ سکول چونکہ rented building میں ہے قادریہ سکول جس کا ذکر محترمہ نے کیاہے اس کو ہم دیکھ رہے ہیں۔اس کے علاوہ بھی ایک دو سکول اس حلقے میں ایسے ہیں جو rented building میں ہیں اور وہاں پر بھی بچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب والا! میرا ضمنی سوال ہے کہ یونین کونسل 35 میں رشید ماڈل سکول محمد دین کالونی میں موجود ہے جو کہ shelterless ہے بچے برآمدے میں یا گراؤنڈ میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔اسی طرح یہاں پر ایک سٹی گرلز مڈل سکول ہے۔

جناب سپیکر: وزیر تعلیم نے shelterless کی تو explanation دے دی ہے کہ shelterless کس کو کہتے ہیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب والا! shelterless تو ہر وہ جگہ جہاں پر کچھ بچے کلاسوں میں پڑھ رہے ہوں اور باقی بچے باہر برآمدے میں یا گراؤنڈ میں بیٹھے تعلیم حاصل کر رہے ہوں ان کے لئے تو وہ سکول shelterless ہی ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کو جواب دے دیا ہے اور آپ نے سن لیا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب والا! اسی طرح سٹی ڈسٹرکٹ گرلز ہائی سکول درس بڑے میاں جہاں پر 1242 بچے زیر تعلیم ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: کون سا سکول؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سٹی ڈسٹرکٹ گرلز ہائی سکول درس بڑے میاں یونین کونسل 32 میں موجود ہے۔یہاں پر بھی بچے برآمدے اور گراؤنڈ میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ جواب کے جز(ب) میں غلط جواب دیا گیا ہے کہ بچے ڈیسک اور بنچ پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ سوال کا جواب غلط نہیں ہے ۔ انہوں نے shelterless کے متعلق پوچھا تھا اور میں نے shelterless کی بار بار تشریح کر دی ہے اور یہ خود ہی کہہ رہی ہیں کہ بچے برآمدے میں بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ برآمدے پر چھت تو موجود ہوتی ہے۔اس کے علاوہ وہاں پر بلڈنگ بھی موجود ہے۔ میں یہ بات تسلیم کر رہا ہوں کہ سکولوں میں capacity سے زیادہ داخلے ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے بچے برآمدوں میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں اور کئی سکولوں میں باہر بیٹھ کر بھی پڑھ رہے ہوں گے۔ ہم تمام سکولوں میں نئے کمروں اور بلڈنگوں کا اضافہ کرتے جا رہے ہیں اور ہر سال اس پر کام ہو رہا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! اب آپ کے تین ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔ مہربانی فرمائیں!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب والا! ابھی تو میں نے حلقہ پی پی۔144 کی بات کی ہے حلقہ پی پی۔143 پر تو آئی ہی نہیں۔ حلقہ پی پی۔144 کے کئی سکول میں نے گنوا دیئے ہیں۔

جناب سپیکر: حلقہ پی پی۔144 میں کیا کرنا ہے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: میں نے تو ابھی چھ سکولوں کے متعلق آپ کو بتایا ہے جن کے بچے لاہور جیسے شہر میں برآمدے میں اور باہر گراؤنڈ میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب والا! ہمیں بھی ضمنی سوال کرنے کا موقع دیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: میری کرنل صاحب سے گزارش ہے کہ مجھے شالی لاہور کے مسائل کی نشاندہی کرنے دیں۔ یہ میرا سوال ہے اور ابھی تو میں نے حلقہ پی پی۔143 کی بات کرنی ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ یہ نہ صرف لاہور بلکہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔ یہاں پر وزیر موصوف، سیکرٹری صاحب اور محکمے کا پورا عملہ موجود ہے۔ میں اس معاملے کو سیاست کے حساب سے نہیں لینا چاہتا بچوں کے مفاد میں ہی بات کروں گا کہ پرائمری سکول کا ہمارا all over the Punjab جو basically designed ہے وہاں چھ کلاسیں ہوتی ہیں پانچ regular اور چھٹی جماعت جو کہ کچی جماعت کہلاتی ہے۔ ہم ٹاٹوں والے سکولوں کے پڑھنے والے ہیں ہمیں پتا ہے کہ وہاں پر کیا ہوتا ہے۔ دو کمرے اگر سکول میں موجود ہیں تو اس کا مطلب ہے دو کلاسیں تو shelter میں آ گئیں تو باقی چار کلاسیں کہاں چلی گئیں وہ تو shelterless بچے ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں وہ کلاسوں کی بات نہیں کر رہے وہ تو سکول کی بات کر رہے ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: حضور والا! بات یہ ہے کہ سکول بچوں کے لئے ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: کوشش کریں all over the Punjab سب کو provide کریں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب والا! میں ایک اور اہم بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہم جہاں باقی چیزوں کو consider کرتے ہیں یہ ہماری کونپل ہے یہاں سے ہم اپنے بچوں کی base شروع کرتے ہیں۔ اپنے مستقبل کو یہاں سے پروان چڑھاتے ہیں اور ہمیں ان کے مستقبل کو بہت عزیز رکھنا چاہئے۔

دانش سکولوں پر تو اربوں روپے لگا دیں اور ان کو نظر انداز کر دیں، یہاں تو بہت تھوڑے پیسے لگتے ہیں۔ ایک سکول میں اگر آپ چار کمرے بنا دیں گے تو میرا نہیں خیال کہ دس لاکھ روپے سے زیادہ لگ جائیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! 4۔ارب روپے سالانہ بجٹ میں مختص کئے گئے ہیں وہ اسی مقصد کے لئے رکھے گئے ہیں کہ ہمارے جو existing schools ہیں ان میں نئے کمرے بننے ہیں یا وہاں پر جو missing facilities ہیں وہ provide کی جائیں۔ اس حوالے سے حکومت اس پر کام کر رہی ہے جیسے جیسے نئے سکولوں کی enrollment بڑھ رہی ہے نئے کمرے بنتے چلے جا رہے ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب والا! مجھے ایک منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: میں نے بھی ایک بات کرنی ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب والا! یہ ایک مقدس ایوان ہے، یہاں پر ہم سچ بولیں۔ مجھے یہ اتنا بتا دیں کہ بہاولپور ڈویژن میں انہوں نے کتنے کمرے بنائے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں ہم نے اس کے لئے پیسے رکھے ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب والا! بہاولپور کے اور معزز ممبران بھی یہاں پر تشریف فرما ہیں وزیر موصوف [******]

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ جھوٹ بولنے والے الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! ہم ایوان میں بیٹھے ہیں اور انہی بچوں کے لئے آئے ہوئے ہیں کم از کم ہمیں ان کے مستقبل پر کوئی بات نہیں کرنی چاہئے ۔ ہم سیدھی سیدھی لائن پڑھیں۔ یہ مجھے بتا دیں کہ بہاولپور ڈویژن میں پرائمری سکول کے ڈیزائن میں کیا تبدیلی لائے ہیں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا سوال تو وہیں رہ گیا۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! ہر بات پر مناسب نہیں لگتا اگر آپ کا سوال ہو تو ٹھیک ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!یہ تعلیم کا معاملہ ہے۔

جناب سپیکر:جی،سن لیاہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):وزیر تعلیم کو ان بچوں کے مسائل کا کیاپتا چونکہ ان کے بچے تو ایچی سن میں پڑھتے ہیں۔

جناب سپیکر:آپ تقریر کرنا چاہتے ہیں یا ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں،آپ کیا کرتے ہیں ؟نہیں ،no please آپ کی مہربانی۔جن کا سوال ہے مجھے ان سے بات کرنے دیں۔(قطع کلامیاں)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):انہوں نے تو پنجاب کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔

جناب سپیکر:یہ سب کو پتا ہے کہ کس نے بیڑا غرق کیا ہے۔آپ کیا کرتے ہیں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!ان کو کیاپتاان کے بچے تو ایچی سن میں پڑھتے ہیں۔

جناب سپیکر:آپ کی مہربانی۔ No interruption please. Basra Sb! No. interruption please.

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیاان کے بچے سرکاری سکولوں میں پڑھتے ہیں جو یہ یہاں پر کھڑے ہو کر بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر:آپ ان سے نہ پوچھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!کیا یہ سوال کا جواب ہے؟

کرنل (ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد:جناب سپیکر!میری گزارش ہے کہ سیکرٹری ایجوکیشن کام کرنا چاہتے ہیں یہ ان کو free hand دیں اور انہیں کام کرنے دیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!میں اس بات پر احتجاج کرتا ہوں کہ ہم ایوان میں ان کو ایک صحیح بات بتا رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ میں یہاں کھڑا ہو کر جھوٹ بول رہا ہوں۔مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں اس ایوان میں کھڑا ہو کر آپ کے سامنے جھوٹ بولوں۔

کرنل (ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد:جناب سپیکر!ہمیں فخر ہے کہ ہم ٹاٹ والے سکول سے پڑھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر:اللہ کے فضل وکرم سے میں بھی ٹاٹ کے سکول سے پڑھا ہوا ہوں۔

کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد:جناب سپیکر!جو ٹاٹ کے سکولوں سے پڑھے ہوئے ہیں ان کو ٹاٹ کے سکولوں کے بچوں کا درد ہے۔یہ مہربانی کر کے سیکرٹری کو کام کرنے دیں۔وہ اس پر کام کرنا چاہتے ہیں یہ انہیں free handدیں۔

جناب سپیکر:مجھے آگے چلنے دیں۔محترمہ کا سوال ہے یہ last and final questionہے اب کوئی interruptionنہیں ہو گی۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین:جناب سپیکر!میرے معزز ممبر کو اتنا درد ہے تو اپنا سوال کیا کریں لیکن انہوں نے میرے سوال کو سیاست کی نذر کر دیا ہے۔

جناب سپیکر:آپ کی بات ٹھیک ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین:جناب سپیکر!میں نے اتنی painلے کر یہ سوال کیا ہے۔کرنل صاحب کو اگر اتنا ہی شوق تھا تو یہ اپنا سوال کریں لیکن انہوں نے میرے سوال کو اپنی سیاست کی نذر کیا ہے۔مجھے ان کے مسائل کی بات کر لینے دیں۔

جناب سپیکر:آپ ان کو چھوڑ دیں مجھ سے بات کریں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین:جناب سپیکر!میں آپ سے ہی مخاطب ہوں۔

کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد:درد تو کسی وقت بھی ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر:آپ کو یہ بات کس نے سمجھائی ہے،آپ کیا کرتے ہیں ؟جنہوں نے سوال دیا ہے انہیں بات کرنے دیں.I'll not allow you آپ کی مہربانی مجھے ان کی بات سننے دیں۔آپ مذاق کر رہے ہیں۔پلیز اس ہاؤس کو مذاق مت بنائیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین:جناب سپیکر!وزیر صاحب ensureکر دیں کہ ان تمام سکولوں کے مسائل کتنی دیر تک حل کر دیئے جائیں گے ؟

جناب سپیکر:جی،منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!کرنل صاحب نے جو سوال کیا ہے میں پہلے ان کو جواب دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ ان کو چھوڑ دیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! بہاولپور کے حوالے سے ان کا جو سوال تھا میں اس سلسلے میں بتانا چاہوں گا کہ پچھلے تین سالوں میں بہاولپور میں بھی سکولوں میں کمرے بنے ہیں اگر یہ اس کے لئے fresh question کریں تو بالکل ہم جواب دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اب محترمہ کے سوال کا جواب دیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! اگر ان کو پتا ہے تو کسی ایک سکول کا ہی نام بتا دیں۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب! میری بات سنیں، یہ وقفہ سوالات ہے آپ مہربانی فرمائیں۔اگر تقریر کرنی ہے تو پھر آپ کو بہت مواقع ملیں گے۔میں نے کل بھی آپ کو موقع دیا لیکن آپ خود تمام چلے گئے۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: یہ ایک سکول کا ہی نام بتا دیں تاکہ ہم حلقے کی عوام کو کہہ تو سکیں۔

جناب سپیکر: جب آپ سوال کریں گے، لکھ کر دیں گے تو اس کا جواب دے دیں گے۔منسٹر صاحب! آپ ان کی بات کا جواب نہ دیں بلکہ محترمہ کے سوال کا جواب دیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، میں ان کا جواب نہیں دے رہا۔معزز ممبر جن سکولوں کے بارے میں فرما رہی ہیں اس سلسلے میں عرض ہے کہ ہر سال funds allocate کئے جاتے ہیں اس سال بھی فنڈز پچھلے سال سے بڑھائے گئے ہیں ہم بالکل ان سکولوں کا دیکھتے ہیں۔چونکہ ہم نے devolve کیا ہوا ہے اس لئے سکولوں کو ساری missing facilities ڈسٹرکٹ کے through provide کی جاتی ہیں۔محترمہ جن سکولوں کا بتا رہی ہیں ان میں سے کچھ سکولوں کے اندر نئے کمرے اور کچھ باقی facilities provide کی جا رہی ہیں۔مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ حالات بہتر ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔منسٹر صاحب! وقفہ سوالات کے بعد آپ مجھے بھی دو چار منٹ دے دیں گے؟ آپ کی مہربانی ہو گی۔جی، محترمہ اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! سوال نمبر 2054 ہے۔میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی۔144 میں گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول میں کلاسز شروع نہ کرنے کا مسئلہ

*2054: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔144 میں گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کو اپ گریڈ کر کے اسے ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دے دیا گیا ہے مگر سٹاف فراہم نہیں کیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں ابھی تک کلاسز شروع نہیں ہوئیں نیز سکول میں بچوں کے لئے بیت الخلاء بھی تعمیر نہیں کیا گیا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول میں مزید سٹاف تعینات کرنے اور بیت الخلاء تعمیر کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک نہیں تو کیوں وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست نہ ہے-پی پی۔144 میں گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کو اپ گریڈ کر کے ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ نہ دیا گیا ہے-

(ب) مذکورہ سکول میں دہم تک کلاسز پڑھائی جارہی ہیں اور سکول میں بیت الخلاء بھی موجود ہے-

(ج) جواب جز(الف)اور(ب)کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے-

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرے خیال میں اس کی printing میں تھوڑی سی missing ہو گئی ہے میں نے گورنمنٹ گرلز ہائی سکول سنگھ پورہ کا پوچھا تھا کہ اسے upgrade کر کے ہائر سیکنڈری سکول کیا گیا ہے لیکن اس کا proper جواب آیا ہے اور نہ ہی انہوں نے سکول clear کیا ہے لہذا گزارش ہے کہ اگر وزیر صاحب کے پاس تفصیلی جواب ہے تو بتادیں-

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں دیکھ لیتا ہوں لیکن میرے پاس بھی اسی طرح ہے جس طرح یہاں پرنٹ ہوا ہے کہ یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔144 میں گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کو upgrade کر کے ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دیا گیا ہے مگر سٹاف فراہم نہیں کیا گیا- محترمہ جو گورنمنٹ گرلز ہائی سکول سنگھ پورہ بتارہی ہیں already اسے ہائر سیکنڈری سکول کر دیا گیا ہے لیکن اس میں انہوں نے نام نہیں دیا ہوا-

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ اسی سکول میں پرائمری کی کلاسیں second shift میں ہوتی ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: یہ جزوی سوال ہے؟

جناب سپیکر: حضور! میرا کام آپ نے کرنا ہے اگر آپ نے میرا کام کرنا ہے تو میں یہاں سے چلا جاؤں؟ آپ کی مہربانی۔ جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں ہائر سیکنڈری سکول سنگھ پورہ کی بات کر رہی ہوں اور یہ پہلے بھی explain کر چکی ہوں کہ اس میں second shift پرائمری کلاسز جاری ہیں وہاں پر بھی یہی problem ہے سکول تو بہت بڑا ہے لیکن اس کے اندر کمرے موجود نہیں ہیں اور یہ ایسا سکول ہے جو second shift میں اپنی پرائمری کلاسز کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! چونکہ سوال میں سنگھ پورہ سکول کا ذکر نہیں تھا اس لئے اس کی proper detail نہیں آئی ہوئی۔ اب میں انہیں سنگھ پورہ سکول کے حوالے سے پوری detail فراہم کر دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، کرنل صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

معزز ممبران: نہیں، نہیں۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب! میری بات سنیں اگر آپ کا اس سوال سے متعلق کوئی ضمنی سوال ہو گا تو اسے entertain کیا جائے گا لیکن اگر آپ تقریر کریں گے تو پھر میں آپ کو بالکل allow نہیں کروں گا This I tell you

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! آپ مجھے باہر بھیج دیجئے گا لیکن میری بات تو سن لیں۔ جتنے نئے سکول upgrade ہوتے ہیں ان کے لئے SNE ہوتی ہے لیکن انہوں نے پچھلے دو سالوں میں SNE نہیں کی بلکہ rationalization کر کے سٹاف پورا کر رہے ہیں۔ آپ کی وساطت سے وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ SNE کریں تاکہ نیا سٹاف recruit ہو اور اس کے لئے vacancy position نکلے۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب!آپ یہ چیزیں general discussion میں لے آئیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر!ٹی وی میڈیا دکھا رہا ہے کہ سکولوں میں جانور بندھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ نہیں چلنے دینا چاہتے تو میں جا رہا ہوں.This I tell you

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر!میں معذرت خواہ ہوں لیکن بات تو کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: بات ہو گئی ہے اس کے بعد آپ بات نہیں کر پائیں گے.This I tell you ایک سوال پر دو دفعہ سے زیادہ نہیں بول سکتے ہیں لیکن آپ تین دفعہ بول چکے ہیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!معزز ممبر نے جو SNE کے حوالے سے بات کی ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ ہمارے سکولوں کی تقریباً 80 فیصد SNEs approve ہو چکی ہیں اور ابھی جو recruitments start ہوئی ہیں اس میں ہم 33 ہزار نیا سٹاف بھرتی کر رہے ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: شکریہ۔اب جواب آ گیا اور ہمیں پتا بھی چل گیا ہے۔

جناب سپیکر: No supplementary question on it اگلا سوال محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔ مولانا تشریف رکھتے ہیں؟ معزز ممبر تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!On his behalf

جناب سپیکر:.no اب آگے جا چکے ہیں۔اگلا سوال جناب شفیق احمد گجر صاحب کا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!On his behalf سوال نمبر 2770 ہے میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز خاتون ممبر نے جناب شفیق احمد گجر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، ماشاء اللہ!۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع فیصل آباد۔ سکولز میں سٹاف کی تعیناتی و دیگر تفصیلات

*2770: جناب شفیق احمد گجر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں کتنے ایسے سکولز ہیں جن کی عمارات تو ہیں لیکن وہاں پر سٹاف تعینات نہیں کیا گیا، سکولز کے نام و مقام سے آگاہ کریں؟

(ب) مذکورہ ضلع میں کتنے ایسے سکولز ہیں جو پرائیویٹ لوگوں کے زیر استعمال ہیں کاغذوں میں وہاں سٹاف تعینات ہے لیکن عملاً وہاں کوئی حاضری نہ ہے سکولز کے نام ومقام سے بھی آگاہ کریں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع فیصل آباد میں کوئی ایسا سکول نہیں ہے جس کی عمارت تو ہے لیکن سٹاف نہیں ہے۔

(ب) ضلع فیصل آباد میں کوئی سرکاری سکول پرائیویٹ لوگوں کے استعمال میں نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ایسا سکول ہے جس میں کاغذوں میں سٹاف تعینات ہو لیکن عملاً وہاں حاضری نہ ہو۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟ محترمہ کا مائیک کھولیں ویسے ماشاء اللہ ان کا مائیک پہلے ہی بہت اونچا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! جز(الف) میں کہہ رہے ہیں کہ ضلع فیصل آباد میں کوئی ایسا سکول نہیں ہے جس کی عمارت تو ہے لیکن سٹاف نہیں ہے پھر جز(ب) میں یہ کہا گیا ہے کہ ضلع فیصل آباد میں کوئی سرکاری سکول پرائیویٹ لوگوں کے استعمال میں ہے اور نہ ہی کوئی ایسا سکول ہے جس میں کاغذوں میں سٹاف تعینات ہو لیکن عملہ وہاں نہ ہو۔ میں آپ کو بتاؤں کہ میرے گھر کے سامنے ایم سی بوائز سکول ہے وہاں شام کو کلاسز لگتی ہیں۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ وہ کس قانون کے تحت لگتی ہیں، وزیر صاحب ذرا اس کی وضاحت کریں؟

جناب سپیکر: آپ کون سے سکول کے بارے میں پوچھ رہی ہیں؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! ایم سی بوائز سکول کوتوالی روڈ پر ہے جس میں شام کی classes لگتی ہیں اور میرا خیال ہے کہ اس کو Community School کہا جاتا ہے۔ اسی سکول کی عمارت میں یہ Community School کون سے لوگ چلا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! اس کے لئے آپ کو بتانا پڑے گا کہ آپ کا گھر کون سے علاقے میں ہے؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! آج آپ لکھ لیں کہ میرا گھر کوتوالی روڈ فیصل آباد میں ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! معزز ممبر نے ایم سی بوائز سکول کے بارے میں پوچھ رہی ہیں اگر یہ fresh question کریں تو ہم اس کی details دے دیں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:جناب سپیکر!جس سوال کا جواب ان کو نہ آئے اس کے لئےfresh questionکا کہہ دیتے ہیں یہ زیادتی ہے۔فیصل آباد کے اکثر سرکاری کالجوں اور سکولوں میں شام کے وقت classesلگ رہی ہیں جن کوself education کا نام دیا جاتا ہے۔میں سمجھتی ہوں کہ سیکرٹری تعلیم کی طرف سے ان سوالوں کے غلط جوابات دیئے گئے ہیں جبکہ وزیر صاحبfresh questionکا کہہ کر ہمیں ٹرخا رہے ہیں۔

جناب سپیکر:نہیں،ایسی بات نہیں ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:جناب سپیکر!یہ سوال2009 میں دیا گیا تھااور اب 2011آگیا ہے۔دو دو سال بعد سوالات کے جوابات آتے ہیں۔

وزیر سکولزایجوکیشن(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!یہ درست ہے کہ کچھ جگہوں پر ہمارے Community Schools چل رہے ہیں مگر اس کی تفصیل معلوم کرنے کے لئے fresh questionدیا جائے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:جناب سپیکر!اگرfresh questionدیا جائے تو اس کا جواب بھی دو سال بعد آئے گا۔اب تو یہ بھی معلوم نہیں کہ اسمبلی بارہ مہینے تک چلنی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر:محترمہ!اس کیdetailsکے لئے تو آپ کوfresh questionہی دینا پڑے گا۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری:جناب سپیکر!اس حوالے سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پنجاب میں کتنے بوائز مڈل اور ہائی سکول ایسے ہیں کہ جو ابھی تکboundary wallسے محروم ہیں؟

جناب سپیکر:آپ کا یہ سوال اس سےrelatedنہیں ہے اگر آپ اس سے متعلقہ کوئی سوال کرنا چاہتے ہیں تو وہ کریں۔

وزیر سکولزایجوکیشن(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جی،ہاں یہ تو ان کاfresh questionبنتا ہے۔

جناب سپیکر:اگلا سوال بھی شفیق احمد گجر صاحب کا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:جناب سپیکر!ان کے ایماء پر سوال نمبر2771 ہے(معزز خاتون ممبر نے جناب شفیق احمد گجر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر:محترمہ!کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:جناب سپیکر!میں چاہوں گی کہ وزیر صاحب اس کا سوال اور جواب پڑھ کر سنائیں پھر میں ان سے ضمنی سوال پوچھتی ہوں۔

جناب سپیکر:جی،منسٹر صاحب پڑھ دیں۔

ضلع فیصل آباد۔بیت الخلاء و پانی سے محروم سکولز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2771:جناب شفیق احمد گجر:کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں کتنے پرائمری،مڈل،ہائی سکولز(گرلز و بوائز)ایسے ہیں جن میں بچوں کے لئے بیت الخلاء اور پینے کے پانی کی سہولت بالکل موجود نہ ہے؟

(ب) موجودہ حکومت کب تک ان سکولوں میں مذکورہ سہولیات فراہم کر دے گی؟

وزیر سکولزایجوکیشن(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع فیصل آباد کے تقریباًتمام سکولوں میں بیت الخلاء اور پینے کے پانی کی سہولت موجود ہے

(ب) موجودہ حکومت کم وسائل کے باوجود اس میں مزید بہتری کی کوشش کر رہی ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:جناب سپیکر!میں خود گاؤں میں پڑھاتی رہی ہوں یہ جواب سراسر غلط ہے۔

جناب سپیکر:کیاغلط ہے؟آپ غلطی کی نشاندہی کریں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:جناب سپیکر!وہاں پر ان سکولوں میں بیت الخلاء نہیں ہیں۔آپ چک نمبر36۔غربی،36۔شرقی ج۔ب میں جاکر دیکھ لیں۔یہ ایسے سکول ہیں کہ جہاں پر بیت الخلاء نہیں ہیں۔بچے کھیتوں میں جاتے ہیں تو وہاں کی ٹیچرز کہاں جائیں؟

وزیر سکولزایجوکیشن(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!محترمہ اگر آپ مجھے ان سکولوں کے نام دے دیں تو میں چیک کرالیتا ہوں۔جس وقت محکمہ کی طرف سے یہ جواب آیا تھا تو میں نے فیصل آباد کے ای ڈی او اور دوسرے افسران سے specifically پوچھا کہ کیاآپ کا یہ جواب ٹھیک ہے؟انہوں نے کہاکہ ٹھیک ہے۔معزز ممبر درست فرمارہی ہوں گی کیونکہ انہوں نے وہاں پر خود visit کیاہے۔میں نے visit کیاہے اور نہ ہی ان گاؤں کے سکولوں کو دیکھا ہے۔محترمہ ان سکولوں کے نام specifically mention کر دیں تو میں اسے چیک کرالیتا ہوں اور اگر ان کی بات درست ہوئی تو ذمہ داران کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! جب کوئی جواب نہیں آتا تو وزیر صاحب ایسے ہی کہہ دیتے ہیں کہ ذمہ داران کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں نے آپ کو floor نہیں دیا تو پھر آپ کیسے بات کر رہی ہیں؟ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! وزیر صاحب کو ضرور اس پر غور کرنا چاہئے اور اس حوالے سے انکوائری کرائی جائے کیونکہ ان سکولوں میں بیت الخلاء نہ ہونے کی وجہ سے وہاں پڑھانے والی ٹیچرز بیمار ہو رہی ہیں اور چھٹیاں کر رہی ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) میں کہا گیا ہے کہ "ضلع فیصل آباد کے تقریباً تمام سکولوں میں بیت الخلاء اور پینے کے پانی کی سہولت موجود ہے" اس کا مطلب یہ ہوا کہ کچھ سکولوں میں یہ سہولت میسر نہیں ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جن سکولوں میں بیت الخلاء اور پینے کے پانی کی سہولت موجود نہیں ہے ان کے نام بتائے جائیں؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! یہ تو fresh question بنتا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! جواب میں لکھا ہوا ہے کہ "ضلع فیصل آباد کے تقریباً تمام سکولوں میں بیت الخلاء اور پینے کے پانی کی سہولت موجود ہے" تقریباً کا مطلب یہ ہوا کہ کچھ سکولوں میں یہ سہولت میسر نہ ہے تو مجھے ان سکولوں کے نام بتا دیئے جائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جب میں briefing لے رہا تھا تو اس وقت میں نے بھی specifically اسی چیز کو point out کیا تھا کہ تقریباً کا مطلب یہ ہوا کہ وہاں پر چند ایسے سکولز ہیں کہ جہاں پر یہ سہولت میسر نہیں۔ محکمہ کے افسران نے مجھے بتایا کہ اس وقت وہاں پر ایسی صورتحال نہیں ہے، اس وقت تمام سکولوں میں یہ سہولت میسر ہے۔ میں آپ کی وساطت سے میاں صاحب سے بھی کہوں گا کہ اگر ان کے علم میں کوئی ایسا سکول ہے تو اس کو point out کریں، specifically اس کا نام لیں تو میں اسے چیک کرا لوں گا اور اگر معزز ممبر کی بات درست ثابت ہوئی تو وہاں کے انچارج آفیسر کے خلاف کارروائی ہو گی کہ اس نے اسمبلی میں غلط جواب کیوں بھیجا ہے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ہمیں تو یہ معلوم نہیں ہے کہ کون سے سکولوں میں یہ سہولت میسر نہیں۔ ہم نے تو سوال کے جواب کو پکڑا ہے کیونکہ اس میں انہوں نے خود تسلیم کر لیا ہے کہ کچھ سکولوں میں بیت الخلاء اور پینے کے پانی کی سہولت میسر نہیں ہے اس لئے وزیر صاحب کو اس کا جواب دینا چاہئے کہ کن سکولوں میں یہ سہولت میسر نہیں ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! محکمہ کی طرف سے یہ کہا جا رہا ہے کہ وہاں پر تمام سکولوں میں یہ سہولت میسر ہے۔ فیصل آباد میں کل 2131 سکول ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں بھی ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس سوال پر کافی ضمنی سوالات ہو گئے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال اسی سے متعلقہ ہے اور to the point ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! سکولوں میں اچھے toilet بچوں کو hygiene کے بارے میں آگاہی دیتے ہیں اور hygiene کے حوالے سے ان میں ایک standard develop کرتے ہیں۔ شہروں کے سکولوں میں تو سیوریج کی سہولت ہے اور toilet موجود ہیں لیکن دیہاتی علاقوں میں سیوریج connection ہے، اس کا disposal ہے اور نہ ہی ان کے پاس سٹاف ہے جو لیٹرین کی صفائی کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بچوں نے سکولوں کے toilets سے ہی hygiene سیکھنی ہے تو اس کے لئے اس محکمہ کی long term planning کیا ہے کیونکہ جہاں پر sewerage system موجود نہیں ہے وہاں ان کے پاس سکول میں چپڑاسی بھی نہیں ہوتا اور وہاں پر صفائی کا عملہ بھی نہیں ہوتا تو ہم آنے والے وقت کے لئے کیا plan کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! سکول کونسل کے فنڈ اور فروغ تعلیم فنڈ سے سکول کونسل authorized ہے کہ اگر انہوں نے وہاں پر صفائی کے لئے کسی کو روزانہ کی بنیادوں پر hire کرنا ہے تو وہ اس کو hire کر لیتے ہیں اور اس سے صفائی وغیرہ کرواتے ہیں۔ سکول کونسل کو یہ فنڈ بھی چھوٹی موٹی repairing یا کوئی سٹاف درکار ہو تو وہ اس سے رکھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال جاوید حسن گجر صاحب کا ہے۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2978 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی۔294 میں سکولز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2978: جناب جاوید حسن گجر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔294 رحیم یار خان میں کتنے پرائمری، مڈل اور ہائی / ہائر سیکنڈری سکولز (بوائز و گرلز) ہیں، ان کے نام اور جگہ کی تفصیل بیان کریں؟

(ب) ان سکولوں میں اساتذہ کی کتنی اسامیاں خالی ہیں، ان اسامیوں کو کب تک پُر کر دیا جائے گا؟

(ج) کتنے ایسے ہائی سکولز ہیں جن میں طلباء کے لئے سائنس لیبارٹریز نہ ہیں نیز کتنے ایسے ہائی سکولز ہیں جن میں ہیڈ ماسٹر نہ ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) حلقہ پی پی۔294 رحیم یار خان میں سکولوں کی تعداد حسب ذیل ہے:-

درجہ سکول	گرلز	بوائز	کل
پرائمری	149	127	276
مڈل	27	22	49
ہائی	09	13	22
ہائر سیکنڈری	01	01	02
ٹوٹل	186	163	349

ان کے نام اور جگہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان سکولوں میں اساتذہ کی 88 اسامیاں خالی ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے 12-2011 میں ان خالی اسامیوں کو ریکروٹمنٹ کے ذریعے پر کرنے کی منظوری دے دی ہے۔ سکول وار و گریڈ وار خالی اسامیوں کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حلقہ پی پی۔294 میں تمام سکولز میں طلباء کے لئے سائنس لیب موجود ہیں اور ہیڈ ماسٹر کی کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! میں نے جز (الف) میں پوچھا تھا کہ پرائمری، مڈل اور ہائی کتنے سکول ہیں۔ انہوں نے بتا دیا ہے کہ گرلز مڈل سکول 27 ہیں اور بوائز مڈل سکول 22 ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھوں گا کہ کیا انہوں نے سیکرٹری صاحب سے باقاعدہ پوچھا ہے کہ جواب میں جو تعداد

بتائی گئی ہے وہ ٹھیک ہے۔ میرے حلقہ میں 23 گرلز مڈل سکول ہیں اور انہوں نے اپنے جواب میں 27 سکول بتائے ہیں۔ میرے حلقہ میں کل 5 گرلز ہائی سکول ہیں جبکہ ان کے جواب میں 9 گرلز ہائی سکولوں کا ذکر ہے۔ میرے حلقہ میں کوئی بوائز سیکنڈری سکول نہیں ہے لیکن یہاں ایک بوائز سیکنڈری سکول کا لکھا ہوا ہے۔ان کے جواب کے مطابق میرے حلقہ میں ایک گرلز سیکنڈری سکول ہے تو وزیر موصوف بتائیں کہ وہ کس جگہ پر ہے، کب منظور ہوا ہے اور اگر منظور ہو چکا ہے تو وہاں پر کلاسز کب شروع ہوں گی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے معزز ممبر کی تمام complaints note کر لی ہیں میں انشاء اللہ کل ان کو بتا دوں گا۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! میں نے جز (ب) میں اساتذہ کی خالی اسامیوں کے بارے میں پوچھا ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ اساتذہ کی 88 اسامیاں خالی ہیں اگر اساتذہ کی 88 اسامیاں خالی ہیں تو وزیر موصوف مجھے categorically بتا دیں کہ کس کس سکول میں کتنی کتنی اسامیاں خالی ہیں۔ میرے علم کے مطابق میرے حلقہ پی پی۔294 میں سائنس اساتذہ کی 21 اسامیاں خالی ہیں، اگر یہ پوزیشن ہے تو ہائی سکول کے بچے کہاں سے سائنس پڑھیں گے، اگر انہوں نے ان اساتذہ کی recruitment کر دی ہے تو ہمیں اُس کی تفصیل دی جائے تاکہ ہمیں بھی پتا چلے کہ کہاں کہاں recruitment کی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی ہوئی ہے۔ میں نے ابھی پچھلے سوال کے جواب میں بھی بتایا کہ 33 ہزار اساتذہ کی recruitment کا process start ہو چکا ہے تو اگلا academic session شروع ہونے سے پہلے پہلے وہ اساتذہ ان سکولوں میں آ جائیں گے۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! میں نے جز (ج) میں پوچھا ہے کہ ہائی سکولوں میں ہیڈ ماسٹرز کی کتنی اسامیاں خالی ہیں انہوں نے جواب دیا ہے کہ ہائی سکولوں میں ہیڈ ماسٹر کی کوئی اسامی خالی نہ ہے جبکہ میرے حلقہ میں اس وقت بوائز ہائی سکولز میں ہیڈ ماسٹر کی 4 اسامیاں خالی ہیں۔

جناب سپیکر: جی،وزیر تعلیم صاحب!

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جیسے معزز ممبر بتا رہے ہیں کہ ان کے حلقہ میں ہیڈماسٹرز کی 4اسامیاں خالی ہیں تو میں اس کو بھی چیک کر لیتا ہوں اور میں کل اس معزز ایوان کو بتاؤں گا کہ غلط جواب بھیجنے والے ذمہ داران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! میں نے جز (الف) میں ان سے سکولوں کی تعداد پوچھی ہے انہوں نے جواب دیا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ سٹاف نے کسی ساتھ والے حلقہ کے سکولوں کی تعداد اس میں ڈال دی ہو۔ میرے حلقہ کے ساتھ چودھری شفیق اور اعجاز شفیع کا حلقہ لگتا ہے اُن کے نزدیک والے border area میں بھی کوئی گرلز یا بوائز ہائی سکول نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی،وزیر تعلیم صاحب!

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے معزز ممبر کے سارے points note کر لئے ہیں تو میں کل اس ایوان میں ان کی تفصیل بتا دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ محترم ڈاکٹر منظور احمد صاحب، آل امریکہ ڈاکٹرز ایسوسی ایشن کے چیئرمین سپیکر گیلری میں تشریف رکھتے ہیں ہم اُن کو اور اُن کے ساتھیوں کو welcome کرتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! حلقہ پی پی۔294 کے اندر 349 سرکاری سکول ہیں۔ میرے حلقہ میں 21 سکول ہیں، حاجی صاحب کے حلقہ میں گیارہ سکول ہیں اور یہاں ایک صوبائی حلقہ میں 349 سکول ہیں جبکہ ہر صوبائی حلقہ میں تقریباً ایک جتنی آبادی ہے تو کیا کوئی خاص criteria ہے یا کس خاص بنیاد پر سرکاری سکول بنائے جاتے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ اتنا زیادہ فرق کیوں ہے؟

جناب سپیکر: میں اس پر اظہار خیال نہیں کرنا چاہتا لیکن اس سے یہ لگتا ہے کہ اس سوال کو پڑھتے ہوئے یا جواب دیتے ہوئے شاید کسی نے کچھ دیکھا ہی نہیں ہے۔

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پنجاب کے 36 اضلاع میں سے ضلع رحیم یار خان میں سب سے زیادہ سکول ہیں۔ ان کے حلقہ میں 349 سکول بتائے گئے ہیں اس کے متعلق میں exact figure کل ان کو دوں گا۔ وہاں پر زمین کی availability کی وجہ سے مختلف ادوار میں سکول criteria کو relax کر کے بنائے جاتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اگلا سوال رانا آصف محمود صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 2997 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معرز خاتون ممبر نے رانا آصف محمود کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈی پی ایس سکول سیالکوٹ سے متعلقہ تفصیلات

*2997: رانا آصف محمود: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈی پی ایس سکول سیالکوٹ میں کہاں تک تعلیم دی جاتی ہے؟

(ب) کلاسز وار طالب علموں کی تعداد بتائیں؟

(ج) اس سکول میں زیر تعلیم طالب علموں سے کتنی فیس ماہانہ وصول کی جاتی ہے؟

(د) اس کی عمارت کتنے کمروں پر مشتمل ہے؟

(ہ) اس سکول کو مالی سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی رقم سالانہ کس کس مد کے لئے فراہم کی گئی ہے؟

(و) اس سکول میں کون کون سی اسامیاں کس کس گریڈ کی خالی ہیں؟

(ز) اس سکول کے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں شامل افراد کے نام،پتاجات اور اس کی سماجی / سرکاری حیثیت کیا ہے؟

(ح) اس سکول میں یکم جنوری 2007 سے آج تک جن افراد کو بھرتی کیا گیا ہے ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور پتاجات بتائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) سیکنڈری / اولیول

(ب) کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) بوائز ونگ 35 اور گرلز ونگ 31 کمروں پر مشتمل ہے۔

(ہ) اس سکول کو مالی سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کوئی رقم فراہم نہ کی گئی ہے۔

(و) کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

(ز) کا پی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ح) کا پی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: جناب سپیکر! اس میں ڈی پی ایس سکول کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی بات کی گئی تھی۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بورڈ آف ڈائریکٹرز کا ممبر ہونے کے لئے کیا criteria ہے اور کیا بورڈ آف ڈائریکٹرز کے ممبران کے کہنے پر داخلے کے criteria میں کوئی تبدیلی آ سکتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ڈی پی ایس سکولوں کا ڈی سی او چیئرمین بورڈ آف گورنرز ہوتے ہیں۔ اس میں criteria یہی ہے کہ جو لوگ تعلیم کے شعبہ میں کام کرتے ہوں، مخیر حضرات ہوں جو تعلیم کا درد رکھتے ہوں اور جن کا تعلیم سے متعلقہ تجربہ ہو۔ اس طرح کے لوگوں کو ڈی پی ایس سکولوں کے بورڈ آف گورنرز کا ممبر بنایا جاتا ہے۔ انہوں نے فیس کے حوالے سے کہا ہے تو بورڈ کے ممبران کی تعداد سولہ یا سترہ ہوتی ہے اگر اس میں اکثریتی فیصلہ ہو کہ سکول کی فیس زیادہ یا کم کرنی ہے تو specifically اسی سکول جس کا وہ بورڈ ہے وہ کر سکتا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: جناب سپیکر! میں نے فیس کے متعلق سوال نہیں کیا تھا۔ میں نے یہ سوال کیا تھا کہ اگر ایک ڈی پی ایس سکول میں داخلے کے لئے ٹیسٹ میں 80 فیصد نمبر حاصل کرنا لازمی رکھا ہے تو کیا اس میں بورڈ relaxation دے سکتا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ڈویژنل پبلک سکول پرائیویٹ سکولوں کی طرح ہیں۔ ان کا اپنا criteria ہوتا ہے اور بورڈ آف گورنرز بالکل ایسا کرنے کا مجاز ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جز(ہ) کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ اس سکول کو مالی سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کوئی رقم فراہم نہیں کی گئی تو میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اگر رقم نہیں دی گئی تو یہ سکول کیسے چلتا ہے، بورڈ آف گورنرز رقم تو نہیں دیتا، اگر یہ گورنمنٹ کا نہیں ہے یا اپنی مدد آپ کے تحت چل رہا ہے پھر لوگوں سے کتنی فیسیں وصول کر کے یہ سکول چلتا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ڈی پی ایس سکولوں کا fee structure ذرا high side پر ہے۔ یہ اپنے فنڈز اسی فیس سے generate کرتے ہیں اور جو پیسا اکٹھا ہوتا ہے اس سے اپنا سکول چلاتے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!جب آپ جواب میں لکھتے ہیں کہ کوئی رقم فراہم نہیں کی گئی تو پھر فی بچہ کتنی فیس ڈی پی ایس سکولوں کی انتظامیہ وصول کرتی ہے؟اس سے پہلے ہائیکورٹ میں آرڈرز ہوئے ہیں کہ اگر پرائیویٹ سکولوں میں دو بہن بھائی پڑھتے ہیں تو ان کی فیس آدھی آدھی کی جائے۔ ڈی پی ایس سکول تو تقریباً ہر ضلع میں موجود ہیں اور آپ کے کہنے کے مطابق یہ پرائیویٹ سکولوں کی طرح ہیں تو کیا ڈی پی ایس سکول میں وہ قانون لاگو ہو گا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!پورے پنجاب میں چالیس کے قریب ڈی پی ایس سکول ہیں۔ان کے fee structure کی چار categories ہیں۔

Play group to Class One	Rs.2650/-
Class Two to Class Eight	Rs.2900/-
Class Ninth and Tenth	Rs.3500/-
O level	Rs.6000/-

اسی طرح جو یہاں پر government servants ہیں ان کے بچوں کے لئے fee structure علیحدہ ہے۔

Play group to Class One	Rs.1950/-
Class Two to Class Eight	Rs.2150/-
Class Ninth and Tenth	Rs.2750/-
O level	Rs.6000/-

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!آپ خود ہی دیکھیں اور انصاف کریں کہ سات ہزار روپے تنخواہ لینے والا مزدور کیا اپنا بچہ ڈی پی ایس سکول میں پڑھا سکتا ہے،اس کے بعد فیسوں کے مختلف criterias رکھے گئے ہیں اور کیا عام آدمی کے بچے ان سکولوں میں پڑھ سکتے ہیں نیز یہ بھی بتائیں کہ یہ فیس ماہانہ ہے یا تین ماہ کے لئے لی جاتی ہے؟

جناب سپیکر:انہوں نے سب تفصیل بتادی ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!یہ ماہانہ fee structure ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!On her behalf سوال نمبر 3095 ہے۔اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز خاتون ممبر نے محترمہ خدیجہ عمر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی،اس کا جواب پڑا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات کے سکولوں کی عمارات کی تعمیر، فرنیچر کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*3095: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 09۔2008 میں گجرات ضلع کے کتنے سکولوں کی عمارات تعمیر کی گئیں اور کتنے سکولوں کو نیا فرنیچر فراہم کیا گیا؟

(ب) 09۔2008 میں کتنے سکولوں میں پانی فراہم کیا گیا اور کتنے ایسے سکولز ہیں جن میں بیت الخلاء کی سہولت فراہم کی گئی؟

(ج) حکومت بجٹ 10۔2009 میں ضلع گجرات کے کتنے سکولوں میں فرنیچر، پانی کی فراہمی اور بیت الخلاء کی سہولت فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) 09-2008 میں ضلع گجرات میں 03 گرلز پرائمری سکولز کی عمارات کی تعمیر منظور ہوئی اور 165 بوائز گرلز پرائمری ایلیمنٹری ہائی سکولز کو نیا فرنیچر مہیا کیا گیا۔ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 09-2008 میں 12 سکولز کو پانی فراہم کیا گیا اور 71 سکولز میں بیت الخلاء کی سہولت فراہم کی گئی۔ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) 10-2009 میں 91 سکولز کو فرنیچر اور 25 سکولز کو بیت الخلاء کی سہولت فراہم کی گئی۔ سال 11-2010 میں 60 سکولز کو فرنیچر اور 03 سکولز کو بیت الخلاء کی سہولت فراہم کی جائے گی۔ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ج) کے حوالے سے بتا دیا جائے کہ 11-2010 میں جن سکولوں کو فرنیچر اور بیت الخلاء کی سہولیات فراہم کرنی تھیں، کیا چھ ماہ گزرنے کے بعد وہ سہولیات فراہم کر دی گئی ہیں اگر نہیں کی گئیں تو کب تک کر دیں گے؟

جناب سپیکر: محترمہ! سوال دہرا دیجئے گا کیونکہ میں آپ کا سوال سن نہیں سکا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!منسٹر صاحب نے سن لیا ہے۔ جز(ج) میں ہے کہ 11-2010 میں جن سکولوں کو فرنیچر اور بیت الخلاء کی سہولیات فراہم کرنی تھیں،اِس کو چھ ماہ گزر چکے ہیں کیا انہیں سہولیات میسر کر دی گئی ہیں اگر نہیں کی گئیں تو اُس کا criteria اور status کیا ہے اور کب تک فراہم کر دی جائیں گی؟

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!جواب میں لکھا تھا کہ 60 سکولوں کو فرنیچر اور تین سکولوں کو بیت الخلاء کی سہولت فراہم کی جائے گی۔ میں نے پہلے بھی ایک سوال کے جواب میں بتایا تھا کہ اس کے لئے 4۔ارب روپے کے بجٹ سے پنجاب کے مختلف علاقوں کے سکولوں میں کام شروع ہو چکا ہے جسے 30۔جون 2012 تک مکمل ہونا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!جواب میں صرف 3 سکولوں کا لکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں،اسے بھی دیکھتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!اب آپ نے میرے سوال کے جز(ج) کے بارے میں کہہ دیا ہے کہ دیکھتے ہیں۔ جیسے آپ کہیں کیونکہ میں تو آپ کی بات سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہہ دیا ہے کہ جون 2012 تک مکمل ہو گا۔اللہ بہتر کرے گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!اللہ ہی بہتر کرے گا مگر ہم نے کچھ نہیں کرنا اور اِن کی طرف سے تو جواب ہی ہے۔ جز(ج) کا تو حکومت کی طرف سے جواب ہے مگر جز(الف) میں انہوں نے کہا ہے کہ 165 بوائز و گرلز پرائمری ایلیمنٹری اور ہائی سکولوں کو نیا فرنیچر مہیا کیا گیا ہے۔اسی طرح جز(ب) پڑھیں تو 09-2008 میں 12 سکولوں کو پانی فراہم کیا گیا ہے۔ کیا باقی 153 سکولوں میں انہوں نے پانی کی سہولت فراہم نہیں کی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!محکمہ کی کوشش ہوتی ہے کہ پانی ایک بنیادی ضرورت ہے جس کی سہولت ہر سکول میں مہیا کی جائے۔یہاں پر 12 سکولوں کا ذکر کیا گیا ہے جہاں الیکٹرک بورنگ کر کے الیکٹرک پمپ لگا کر پانی فراہم کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ کچھ سکولوں میں پانی کی already availability ہو گی۔ اگر یہ fresh question کریں تو ہم اِن کو exact detail

دے سکتے ہیں کہ کتنے سکولوں میں پانی میسر ہے اور کتنے میں نہیں ہے، اسی طرح کتنے سکولوں میں ہینڈ پمپ اور کتنے سکولوں میں الیکٹرک پمپوں سے پانی دیا جارہا ہے اور کہاں پر بجلی نہیں ہے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! انہوں نے جز (الف) میں کہا ہے کہ 165 سکولوں کو ہم نے فرنیچر دے دیا ہے۔ نیچے یہ لکھ رہے ہیں کہ صرف 12 سکولوں کو پانی دیا گیا ہے لہذا یہ جواب دے دیں کہ باقی 153 سکولوں کو پانی کی سہولت provide کیوں نہیں کی ہوئی۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس کا یہ بالکل جواب نہیں بنتا کیونکہ ضلع گجرات کے 165 پرائمری اور ایلیمنٹری سکولوں کو فرنیچر فراہم کیا گیا ہے۔ یہ ایک علیحدہ سے جز تھا جس میں خاص طور پر پانی اور بیت الخلاء کے حوالے سے سوال کیا گیا تھا جس کا جواب دے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ قاعدہ قانون کو پڑھیں۔ آپ نے تین مرتبہ سوال کئے ہیں جبکہ دو سے زیادہ نہیں کر سکتے۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! کیا میں یہ سمجھوں کہ آپ محبت میں ٹائم نہیں دے رہے ورنہ میرا حق ضرور ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، محبت تو اپنی جگہ پر قائم ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! اُن کے ایماء پر سوال نمبر 3096 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ خدیجہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات کے سکولز کی اپ گریڈیشن کی تفصیلات

*3096: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) 2008-09 میں ضلع گجرات کے کتنے سکولز کو اپ گریڈ کیا گیا نام و مقام سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) 2009-10 میں موجودہ حکومت ضلع گجرات کے کتنے سکولز کو اپ گریڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کیا اس کے لئے آئندہ بجٹ میں فنڈز مختص کئے جارہے ہیں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) 2008-09 میں گجرات ضلع کے 04 گرلز ہائی سکولز کو ہائر سیکنڈری، 03بوائز+08 گرلز ایلیمنٹری سکولز کو ہائی اور 04بوائز03 گرلز پرائمری سکولز کو ایلیمنٹری کا درجہ دیا گیا۔ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 2009-10 میں ضلع گجرات کے 01بوائز+01 گرلز ایلیمنٹری سکولز کو ہائی اور 01 گرلز+01 بوائز پرائمری سکولز کو ایلیمنٹری کا درجہ دیا گیا۔ 2010-11 میں گجرات ضلع کے 01 گرلز ہائی سکول کو ہائر سیکنڈری 02 بوائز+12 گرلز ایلیمنٹری سکولز کو ہائی اور 06 گرلز+02 بوائز پرائمری سکولز کو ایلیمنٹری کا درجہ دیا گیا۔ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! بتایا جائے کہ کون determine کرتا ہے کہ کس سکول کو upgrade کیا جانا ہے اور کیا اُس علاقے کے منتخب نمائندے کی input لی جاتی ہے؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! criteria یہ ہوتا ہے کہ جن سکولوں میں بچوں کی تعداد زیادہ ہے اُن کو پرائمری سے مڈل اور مڈل سے سیکنڈری سکولوں میں upgrade کیا جاتا ہے تاکہ اُن بچوں کو دوسرے سکولوں میں نہ جانا پڑے۔ جہاں availability of land اور کمرے کی تعداد بھی پوری ہو تو اُن سکولوں کو upgrade کیا جاتا ہے۔ جہاں تک معزز ممبر کا سوال ہے تو اُس علاقہ کے منتخب نمائندوں کی recommendation کو بالکل دیکھا جاتا ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے یہ ضمنی سوال ہے کہ جس طرح انہوں نے فرمایا کہ منتخب نمائندے identify کرتے ہیں کہ کن سکولوں کو upgrade کرنا چاہیئے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، محکمہ نے جو criteria مقرر کیا ہے اُس کے مطابق بچوں کی تعداد اور جگہ کا تعین کرتے ہیں پھر ہی upgrade کرتے ہیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! تعداد بھی پوری ہوتی ہے لیکن سالہا سال سے کئی سکول waiting میں ہوتے ہیں مگر وہ upgrade کیوں نہیں کئے جا رہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس سال پالیسی کے مطابق ہمارے سکولوں کی upgradations بہت کم ہو رہی ہیں اور ہم existing سکولوں کو ہی ٹھیک کر رہے ہیں۔ upgradations کے جتنے cases آتے ہیں محکمہ اُن کو properly analyse کرتا ہے اور جو سکول تمام criteria meet کرتے ہیں اُن کی upgradation کی approval ہوتی ہے پھر اس کے بعد فنانس ڈیپارٹمنٹ سے SNE approve کرا کر باقاعدہ طور پر وہ سکول upgrade ہو کر operational ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ثمینہ صاحبہ! آپ کا کیا ضمنی سوال ہے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! جز (ب) میں انہوں نے کہا ہے کہ 10-2009 میں موجودہ حکومت ضلع گجرات کے سکولوں کو upgrade کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 09-2008 سے 11-2010 تک جن سکولوں کو upgrade کیا گیا ہے کیا اُن میں اساتذہ کی تعیناتی اور دیگر بنیادی سہولیات فراہم کر دی گئی ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں ابھی بتا رہا تھا۔

جناب سپیکر: محترمہ! جب منسٹر صاحب نے جواب دیا تھا اُس وقت آپ موجود نہیں تھیں۔ بہر حال پھر سن لیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! شاید اِن کی توجہ نہیں تھی بہر حال میں یہ کہوں گا کہ جس وقت ایک سکول کو upgrade کرنے کے لئے اُس کی SNE کی منظوری کے بعد finalize کیا جاتا ہے تو وہاں پر سٹاف مہیا کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح انہوں نے missing facilities کی بات کی ہے تو جس طرح funding آ رہی ہوتی ہے اسی طرح سکولوں کے infrastructure کا کام بھی ہوتا رہتا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! مگر کئی سکولوں کی missing facilities ابھی تک provide نہیں کی گئیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!میں اس معزز ایوان کو بتانا چاہوں گا کہ ہم نے بجٹ میں missing facilities کے لئے 4۔ارب روپے رکھے ہیں اور ہر سال ہم تقریباً دو ہزار کے قریب سکولوں کو missing facilities مہیا کرتے ہیں۔ ہم اپنے محدود وسائل میں رہتے ہوئے کوشش کر رہے ہیں کہ تمام سکولوں کی حالت زار کو بہتر کیا جائے۔

جناب سپیکر:اگلا سوال رانا آصف محمود صاحب کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!میرا سوال نمبر3474 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ پنجاب۔یونیسف کا سرکاری سکولوں میں پینے کا پانی مہیا کرنے کے لئے سروے

*3474: محترمہ نگہت ناصر شیخ:کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں حکومت نے یونیسف کے تعاون سے سرکاری سکولوں میں پینے کے پانی کا تجرباتی سروے کیا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان سرکاری سکولوں میں رپورٹ آنے کے بعد صاف پانی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) یہ سروے کب اور کس تاریخ کو کیا گیا، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں۔یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم (سکولز ڈیپارٹمنٹ) نے یونیسف (UNICEF) کے تعاون سے پنجاب کے 35 اضلاع میں 46,000 سے زائد سرکاری سکولوں میں پینے کے پانی کی testing کرائی تاکہ پانی میں آرسینک، فلورائیڈ، نائٹریٹ اور بیکٹیریا کی آلودگی کا پتا چلایا جاسکے۔

(ب) اس رپورٹ کے تجزیاتی نتائج کا بنیادی مقصد ہی یہ ہے کہ فالو آپ ایکشن کے حوالے سے پالیسی وضع کی جاسکے تاکہ سکولوں میں پینے کا صاف پانی مہیا کیا جاسکے۔ پانی کے 46,717 نمونوں کے ٹیسٹ رزلٹ کے تجزیے کے مطابق 94 فیصد نمونے انسانی استعمال کے لئے بیکٹیریائی آلودگی سے محفوظ پائے گئے اور تقریباً 83 فیصد نمونے arsenic contamination سے

محفوظ تھے۔ تقریباً6 فیصد نمونے بیکٹیریائی آلودگی کے حوالے سے پینے کے لئے غیر محفوظ پائے گئے جبکہ 17 فیصد نمونوں میں آرسینک کی مقدار استعمال کی مجوزہ محفوظ حد سے زیادہ پائی گئی ہے۔ اس رپورٹ کی روشنی میں جن سکولوں میں صورتحال نسبتاً خراب ہے وہاں یونیسف کے تعاون سے سکولوں میں اب پانی کے لئے گہری کھدائی (deep boring) کی جارہی ہے۔ ہینڈ پمپس کے ڈرینج اور سیوریج سسٹم اور پلیٹ فارم کی ضروری مرمت کی جا رہی ہے تاکہ گندے پانی کی لیکیج سے زیر زمین پانی آلودہ نہ ہونے پائے۔ مزید برآں نان فنکشنل ہینڈ پمپس کی مرمت کی جارہی ہے۔ ایسے سکولوں میں جہاں بجلی کی موٹر والے پمپس کام نہیں کر رہے تھے،ان کی بھی مرمت کی جارہی ہے۔ سکولوں میں پانی کے پائپوں کا نظام ضروری مرمت سے بہتر بنایا جارہا ہے۔ فی الحال پنجاب کے چھ اضلاع میں یونیسف کے تعاون سے یہ کام شروع کیا گیا ہے جن میں قصور، شیخوپورہ، سرگودھا، میانوالی، راجن پور اور رحیم یار خان کے اضلاع شامل ہیں۔ مزید برآں محکمہ تعلیم (سکولز)اس سلسلے میں سکول کونسلز اور متعلقہ اہلکاروں کی تربیت کا بھی بندوبست کر رہا ہے۔ سکولوں میں ان مسائل کے تدارک کے لئے مرحلہ وار کام شروع ہو چکا ہے۔

(ج) سرکاری سکولوں میں پینے کے پانی کے تجزیاتی سروے کا آغاز 2008 کے اواخر میں ہوا۔ اس سروے کو کرنے کے لئے باقاعدہ طور پر سروے ڈیزائن کیا گیا جس کے بعد نومبر 2008 میں سروے کی ٹریننگ دی گئی۔ دسمبر2008اور جنوری2009 میں سروے مکمل ہونے کے بعد پانی کے نمونے ٹیسٹنگ کے لئے پاکستان کونسل فار ریسرچ آن واٹر ریسورسز (PCRWR) کو بھجوائے گئے۔ وہاں سے رپورٹ جون2009 میں موصول ہوئی اور مارچ 2010 میں یہ رپورٹ شائع ہوئی۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جز(الف) میں انہوں نے کہا ہے کہ پنجاب کے 35 اضلاع میں 46 ہزار سے زائد سرکاری سکولوں میں پینے کے پانی کی testing کرائی گئی ہے جبکہ پنجاب کے 36 اضلاع ہیں۔ میرا دوسرا point یہ ہے کہ جز(ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ 94 فیصد نمونے بیکٹریا سے بالکل صاف پائے گئے ہیں اور ان میں کسی قسم کی کوئی آلودگی نہیں تھی جو بالکل درست نہیں ہے کیونکہ آپ مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں اور میں ثبوت کے ساتھ ضلع لاہور میں ایسے سکول point out کر

سکتی ہوں جہاں پر پینے کا صاف پانی موجود نہیں ہے اس لئے یہ جواب بالکل غلط ہے۔ میں نے یہ سوال 2009 میں کیا اور اس کا جواب 2011 میں آیا جس کے جز(ب) میں کہا گیا ہے کہ "یونیسف کے تعاون سے پانی کے لئے گہری کھدائی کی جارہی ہے۔ ہینڈ پمپس کے ڈرینج اور سیوریج سسٹم اور پلیٹ فارم کی ضروری مرمت کی جارہی ہے تاکہ گندے پانی کی لیکیج سے زیر زمین پانی آلودہ نہ ہونے پائے۔ مزید برآں non functional hand pumps کی مرمت کی جارہی ہے"۔ آپ دیکھ لیں کہ یہ سب کام ابھی کئے جارہے ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ کام کتنے فیصد مکمل ہو چکا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس جواب کی کچھ اور بھی تفصیلات آئی تھیں اگر آپ اجازت دیں تو میں پڑھ دوں یا وہ تفصیلات میں انہیں ویسے provide کر دوں؟

جناب سپیکر: آپ جلدی جلدی پڑھ دیں کیونکہ ٹائم ختم ہونے والا ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس میں ہے کہ صحت و صفائی، پانی کی کوالٹی سے متعلقہ مسائل اور ان کے تدارک کے لئے آگاہی سیشن شروع کئے گئے ہیں جن میں اساتذہ، طلباء اور 1200 سکولوں کی سکول کونسلز کو شامل کیا گیا ہے جس کے تحت 455 سکول کونسلز کے 1820 ارکان کو ان امور پر تربیت دی گئی ہے۔ 460 سکولوں میں Health & Hygiene Clubs تشکیل دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور۔پی پی156لاہور کینٹ سکولوں کے ملازمین کوایک ہزار روپے عیدی کی ادائیگی کا مسئلہ

*2486:جناب محمد نوید انجم:کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ موجودہ وزیراعلیٰ نے گریڈایک سے دس تک کے ملازمین کو عیدالفطر پر ایک ہزار روپے عیدی دینے کااعلان کیا تھا؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ پی پی۔156لاہور کینٹ کے تمام ہائی سکولوں کے ملازمین کو ابھی تک ایک ہزار روپے کی ادائیگی نہ ہوئی ہے؟

(ج) کیاحکومت ان حق دار ملازمین کوایک ہزار روپے کی ادائیگی کروانے اور تاخیر کے ذمہ دار ڈی ڈی اواور کلرک کے خلاف قانونی اور محکمانہ کارروائی کرنے کاارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) ضلع لاہور کینٹ میں واقع تمام سکولوں کے ملازمین کوایک ہزار روپے فی کس کے حساب سے ادائیگی کر دی گئی ہے۔

(ج) اس قسم کی کوئی شکایت ڈیپارٹمنٹ کو موصول نہ ہوئی ہے۔اگر اس ضمن میں کوئی شکایت موصول ہوئی تو ذمہ دار کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

قصور۔گورنمنٹ ہائی سکول چک نمبر27پتوکی کے مسائل

*3298:رانا آصف محمود:کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ ہائی سکول (بوائز)چک نمبر27ڈھولن پتوکی ضلع قصور کی عمارت کتنے کمروں پر مشتمل ہے اس میں ٹیچرز کی منظور شدہ اسامیاں اور خالی اسامیاں کتنی کتنی ہیں؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ سکول ہذا کی عمارت چند کمروں پر مشتمل ہے اور وہ بھی خستہ حالت میں ہے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ سکول ہذامیں بچوں کے بیٹھنے کے لئے فرنیچر نہ ہے؟

(د) کیاحکومت سکول ہذاکو پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت فرنیچر اور عمارت کے لئے فنڈز فراہم کرنے اوراس میں خالی اسامیاں پُر کرنے کاارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ ہائی سکول (بوائز) چک نمبر27 ڈھولن پتوکی ضلع قصور کی عمارت کل 8 کمروں پر مشتمل ہے جن میں آفس کا کمرہ بھی شامل ہے۔اس سکول میں ٹیچنگ سٹاف کی تعداد 17 ہے اور صرف (SST(Arts کی ایک اسامی خالی ہے۔

(ب) درست ہے۔مزید کلاس رومز، چار دیواری، آفس، واش روم بلاک اور اس کے علاوہ خستہ حالت کمروں کی مرمت کے لئے کیس ضلعی حکومت کو تخمینہ لاگت کے لئے بھجوایاہوا ہے۔

(ج) درست ہے۔ضلعی حکومت سے فرنیچر کے لئے سفارش کی ہے۔کا پی ایوان کی میز پُر رکھ دی گئی ہے۔

(د) PESRP کے تحت0.916 ملین میں ورک شاپ تعمیر ہوئی ہے اور مزید کلاس رومز، چار دیواری، آفس، واش روم بلاک اس کے علاوہ خستہ حالت مرمت تخمینہ لاگت کے لئے کیس بھجوایاہوا ہے۔صرف (SST(Arts کی ایک اسامی خالی ہے جو بذریعہ پروموشن پر کر دی جائے گی۔سکول ہذاکے لئے فرنیچر کی سفارش کی ہے۔

یوسی احمد آباد ضلع جہلم میں لڑکیوں کے لئے ہائی سکول بنانے کی تفصیلات

*3507: جناب شیر علی خان: کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ تحصیل پنڈدادن خان ضلع جہلم کی یونین کونسل احمد آباد میں لڑکیوں کے لئے کوئی ہائی سکول نہ ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ وہاں پر گورنمنٹ نے سکول کے لئے جگہ گاؤں ملیار میں مختص کی ہوئی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالاکا جواب اثبات میں ہے تو کیاحکومت مذکورہ یونین کونسل میں لڑکیوں کے لئے ہائی سکول بنانے کاارادہ رکھتی ہے توکب تک، اگر نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) گاؤں ملیار میں گرلز ایلیمنٹری سکول کے لئے جگہ مختص ہے۔

(ج) جز(ب) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

یوسی احمد آباد ضلع جہلم گورنمنٹ ہائی سکول (بوائز) میں درجہ چہارم کی منظور شدہ اسامیاں

*3508: جناب شیر علی خان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یونین کونسل احمد آباد تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم میں گورنمنٹ ہائی سکول (بوائز) ملیار میں درجہ چہارم کی کل کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں ان میں سے کتنی اسامیوں پر بھرتی ہو چکی ہے اور کتنی خالی ہیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ب) مذکورہ سکول میں صفائی ستھرائی کے لئے کون کون سے اہلکار تعینات ہیں، تمام درجہ چہارم کے اہلکاروں کے نام، عہدہ اور ان کی موجودہ ڈیوٹی کے مطابق مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کی صفائی ستھرائی کے لئے سینٹری ورکر اور دوسری خالی اسامیوں پر اہلکاران کی تعیناتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درجہ چہارم کی منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1-	منظور شدہ درجہ چہارم کی اسامیاں	4
2-	پُر شدہ اسامیاں	4
3-	خالی اسامیاں	کوئی نہیں

(ب) مذکورہ سکول میں صفائی ستھرائی کے لئے کوئی اہلکار تعینات نہ ہے، تمام درجہ چہارم اہلکاران کے نام، عہدہ/ڈیوٹی کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1-	محمد اسلم	لیب اٹنڈنٹ
2-	محمد صدیق	نائب قاصد
3-	محمد شفیق	چوکیدار
4-	محمد عامر	مالی

(ج) سینٹری ورکر کی اسامی منظور نہ ہے اور دوسری کوئی بھی اسامی خالی نہ ہے جس پر تقرری عمل میں لائی جائے۔

وہاڑی شہر میں بوائز و گرلز سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3573:جناب طاہر اقبال چودھری:کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) وہاڑی شہر میں اس وقت کل کتنے بوائزاور گرلز پرائمری اور ہائی سکول کام کر رہے ہیں؟

(ب) کیامذکورہ سکول علاقہ کی آبادی کے لحاظ سے تعلیمی ضروریات کو پورا کر رہے ہیں؟

(ج) ان سکولوں میں سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں بتائی جائیں اور ان سکولوں میں کتنا سٹاف اب بھی کم ہے، سکول وار بتایا جائے؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) وہاڑی شہر میں اس وقت کل 33 بوائز و گرلز پرائمری اور ہائی سکول کام کر رہے ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

	پرائمری	ایلیمنٹری	ہائی	میزان
بوائز	10	01	04	15
گرلز	07	06	05	18
ٹوٹل				33

فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں، مذکورہ سکولز علاقہ کی آبادی کے لحاظ سے تعلیمی ضروریات کو پورا کر رہے ہیں۔

(ج) ان سکولوں میں سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں اور خالی اسامیوں کی تعداد درج ذیل ہے:۔

منظور شدہ اسامیاں

	پی ایس ٹی	ای ایس ٹی	ایس ایس ٹی	ہیڈماسٹر / ہیڈمسٹریس	میزان
بوائز	82	111	60	04	257
گرلز	123	143	46	05	317
کل میزان					574

خالی اسامیاں

	پی ایس ٹی	ای ایس ٹی	ایس ایس ٹی	ہیڈماسٹر / ہیڈمسٹریس	میزان
بوائز	00	00	08	00	08
گرلز		02			02
کل میزان					10

سکول وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول چک84جنوبی سرگودھا کی تفصیلات

*3592:چودھری عامر سلطان چیمہ:کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیایہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول چک 84 جنوبی سال1996 میں منظور ہوا تھا؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ ہائر سیکنڈری کلاسز کا اجرا ہو چکا ہے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ سکول کی عمارت کو نامکمل چھوڑ دیا گیا ہے اس کی وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

(د) کیایہ بھی درست ہے کہ کلاس نہم، دہم کے لئے ابھی تک کوئی ٹیچر تعینات نہیں کیا گیا ہے، جبکہ طالبات کی تعداد104 ہے،اس تاخیر کی کیاوجہ ہے؟

(ہ) ہائی کلاسز (جماعت نہم،دہم) کے لئے کب تک ٹیچر تعینات کر دیئے جائیں گے؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) 1996 میں عوامی نمائندے کی خواہش پر براہ راست ہائر سیکنڈری سکول کا اجرا کیا گیا جبکہ یہاں پر پہلے صرف گرلز پرائمری سکول موجود تھا۔

(ب) درست ہے۔

(ج) فنڈز کی فراہمی کے مطابق ہائی حصہ کی عمارات شروع کی گئیں۔ہائی حصہ کی عمارت جو کہ 5 کمروں اور دفاتر پر مشتمل ہے مکمل کر دی گئی موجودہ بچوں کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے ہائر حصہ کی نامکمل جو کہ ڈی پی سی تک .بنی ہوئی ہے مکمل کرنے کی ضرورت ہے۔

(د) درست نہ ہے۔سکول میں کلاسوں کی تعداد بالترتیب درج ذیل ہے:۔

6th	7th	8th	9th	10th	11	12	Total
23	20	24	14	17	21	13	132

جبکہ مڈل کلاسز کے لئے 2اساتذہ اور ہائر کلاسز کے لئے 9افسران اساتذہ موجود ہیں ان کے ساتھ 9 ملازمین بھی تعینات ہیں۔اگر گورنمنٹ کا منظور شدہ قاعدہ مدنظر رکھا جائے تو 40 بچوں پر ایک استاد مقرر ہوتا ہے۔جبکہ اس سکول میں مڈل حصہ میں 33 بچوں پر اور ہائر کلاسز کے بچوں کو ملا کر 7 بچوں پر ایک استاد مقرر ہے۔سال09-2008 کے دوران سکول ہذا کا خرچہ 4932184روپے ہے۔اس طرح ہر طالبہ پر سالانہ خرچ 37365 روپے اور ماہوار خرچ

دوران سکول ہذا کا خرچ 3113 روپے ہے اگر ان حقائق کو مد نظر رکھا جائے تو مزید اساتذہ کی تعیناتی حکومت پنجاب پر مزید بوجھ ہو گا۔

(ہ) موجودہ بچوں کی تعداد کو مد نظر رکھتے ہوئے مزید اساتذہ کی ضرورت نہ ہے۔

راولپنڈی شہر۔پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں سے متعلقہ تفصیلات

*3677: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) راولپنڈی شہر میں کتنے سرکاری پرائمری اور ہائی سکول ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری سکولوں کے اکثر اساتذہ نے ٹیوشن سنٹر کھول رکھے ہیں اور بچوں کو ٹیوشن پڑھنے پر مجبور کرتے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ان ٹیوشن سنٹروں کو ختم کرنے اور چلانے والوں کے خلاف ایکشن لینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) راولپنڈی شہر میں سرکاری سکولوں کی تعداد 173 ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

	پرائمری	مڈل	ہائی
بوائز سکول	38	08	31
گرلز سکول	30	22	39
کل تعداد	68	30	70

(ب) درست نہ ہے۔سرکاری سکولوں کے اساتذہ کے لئے ٹیوشن پڑھانے پر پابندی ہے۔

(ج) جب کوئی ایسی شکائت موصول ہوئی تو فوری کارروائی کی جائے گی۔

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے سکولوں میں اشیاء کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*3690: محترمہ قمر عامر چودھری: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے جن سکولوں میں فرنیچر پنکھے وغیرہ سال جون 2007 تا جون 2008 حکومت نے مہیا کئے، ان کے نام بیان فرمائیں؟

(ب) اگر کسی سکول میں مذکورہ عرصہ کے دوران مذکورہ اشیاء فراہم نہیں کی گئیں تو اس کی وجوہات ایوان کی میز پر رکھی جائیں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے سال08-2007 میں جن سکولوں کو فرنیچر مہیا کیا تھا ان سکولوں کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
پنکھے وغیرہ محکمہ بلڈنگ کے ذریعے سپلائی کروائے جاتے ہیں جو نئی عمارت کی تعمیر کے PC-1 میں شامل کئے جاتے ہیں۔ سال08-2007 میں تمام سکولوں کے نئے کمروں میں پنکھے مہیا کر دیئے گئے تھے۔

(ب) سالانہ بجٹ کے مطابق سکولوں کی ضروریات کی شدت کے مطابق ترجیحی بنیادوں پر فرنیچر، پنکھے وغیرہ مہیا کئے جاتے ہیں۔ باقی ماندہ اداروں کی ضروریات کو آئندہ سال کے بجٹ تک مؤخر کر دیا جاتا ہے۔

فیصل آباد شہر میں سکولز (بوائز/گرلز) اور خالی اسامیوں کی تفصیل

*3775: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد شہر میں کتنے سکولز بوائز و گرلز ہیں؟

(ب) ان میں ٹیچرز کی کتنی اسامیاں گریڈوار خالی ہیں؟

(ج) حکومت ان اسامیوں کو کب تک پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) فیصل آباد شہر میں بوائز و گرلز سکولوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

-1	گرلز ہائر سیکنڈری سکولز	09
-2	بوائز ہائر سیکنڈری سکولز	10
-3	گرلز ہائی سکولز	52
-4	بوائز ہائی سکولز	32
-5	گرلز ایلیمنٹری سکولز	45
-6	بوائز ایلیمنٹری سکولز	34
-7	گرلز پرائمری سکولز	61
-8	بوائز پرائمری سکولز	64

(ب) ان سکولوں میں خالی اسامیوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

			Male	Fe-male
1۔	ای ایس ٹی/ایس ای ایس ای	BS-14	20	-
2۔	پی ایس ٹی/ای ایس ٹی	BS-09	30	24

(ج)ان خالی اسامیوں پر بھرتی کا عمل جاری ہے۔

ضلع بہاولنگر میں بوائز و گرلز سکولز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3785:جناب محمد طارق امین ہوتیانہ:کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع بہاولنگر میں قائم بوائز و گرلز سکولز کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان سکولوں میں منظور شدہ اسامیاں گریڈوار کتنی ہیں،انہیں کب تک پُر کر دیا جائے گا؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)

	ہائر سیکنڈری سکولز	ہائی سکولز	مڈل سکولز	پرائمری سکولز
تحصیل بہاولنگر	04	34	49	489
تحصیل منچن آباد	00	19	40	419
تحصیل ہارون آباد	02	34	76	418
تحصیل فورٹ عباس	00	24	58	339
تحصیل چشتیاں	04	43	109	450
ٹوٹل	10	154	332	2115

(ب) منظور شدہ اسامیاں گریڈوار درج ذیل ہیں:۔

BS-09	BS-14	BS-16	BS-17	BS-18	BS-19	BS-20
7135	4097	1381	197	99	34	02

پُر شدہ اسامیاں

BS-09	BS-14	BS-16	BS-17	BS-18	BS-19	BS-20
6879	3769	1233	146	82	29	02

خالی اسامیاں

BS-09	BS-14	BS-16	BS-17	BS-18	BS-19	BS-20
256	328	148	51	17	05	00

وزیر اعلیٰ پنجاب نے خالی اسامیوں کو ریکروٹمنٹ کے ذریعے پُر کرنے کی منظوری دے دی ہے۔

صوبہ میں دانش سکولوں کا قیام و دیگر تفصیلات

*3795:چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیایہ درست ہے کہ صوبہ بھر میں دانش سکولوں کے قیام کا منصوبہ بنایا جارہاہے،اگر ہاں تو پہلے فیز میں کتنے دانش سکول قائم کئے جارہے ہیں؟

(ب) مذکورہ سکولوں کے قیام کے لئے کن شرائط کو بنیاد بنایا گیاہے نیز ان میں تعینات کئے جانے والے عملہ کی قابلیت اور طریقہ تعیناتی کیاہے؟

(ج) تحصیل شرقپور ضلع شیخوپورہ میں کتنے دانش سکولوں کا قیام مالی سال10۔2009میں کس کس جگہ عمل میں لایا جارہاہے نیز ان سکولوں میں کب تک تعلیم وتدریس کا کام شروع ہو جائے گا؟

وزیر سکولزایجوکیشن(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں۔پہلے فیز میں 14 دانش سکولز قائم کئے جارہے ہیں جن میں سے مندرجہ ذیل چھ سکولز تعمیر ہو چکے ہیں۔

1- دانش سکول برائے طلباء،رحیم یار خان
2- دانش سکول برائے طالبات،رحیم یار خان
3- دانش سکول برائے طلباء حاصل پور ضلع بہاولپور
4- دانش سکول برائے طالبات،حاصل پور،ضلع بہاولپور
5- دانش سکول برائے طلباء وطالبات،چشتیاں ضلع بہاولنگر
6- دانش سکول برائے طالبات،چشتیاں ضلع بہاولنگر

چھ سکولز زیر تعمیر ہیں،جبکہ دو سکول فاضل پور ضلع راجن پور پر عنقریب کام شروع ہو جائیگا۔

زیر تعمیر سکولوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1- دانش سکول،جنڈ ضلع اٹک(طلباء)
2- دانش سکول،جنڈ،ضلع اٹک(طالبات)
3- دانش سکول،ہرنولی،ضلع میانوالی(طلباء)
4- دانش سکول،ہرنولی،ضلع میانوالی(طالبات)
5- دانش سکول،ڈی جی خان(طلباء)
6- دانش سکول،ڈی جی خان(طالبات)

(ب) دانش سکولوں کے قیام کی شرائط:

جہاں حکومت اپنی بے مصرف زمین مفت مہیا کرے اور وہ علاقہ کم ترقی یافتہ اور معاشی پسماندگی کا شکار ہو

اساتذہ کی بھرتی کی شرائط:

چھ دانش سکولوں میں اس وقت تک 72 اساتذہ بھرتی کئے گئے ہیں۔اساتذہ کے لئے کم از کم تعلیمی قابلیت متعلقہ مضمون میں ایم اے، ایم ایس سی فرسٹ ڈویژن رکھی گئی ہے۔اخبار میں اشتہارات اور تمام درخواست دہندگان کا متعلقہ مضمون اور انگریزی میں تحریری امتحان لیا جاتا ہے۔کامیاب امیدواروں کا انٹرویو متعلقہ اضلاع میں قائم شدہ سلیکشن بورڈ لیتے ہیں جس کے بعد اساتذہ کو بھرتی کیا جاتا ہے۔

(ج) تحصیل شرق پور ضلع شیخوپورہ میں دانش سکول کا قیام مالی سال 10-2009 کے پروگرام میں شامل نہ تھا اور نہ ہی 11-2010 میں شامل ہے۔

گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول لاہور کے طلباء کے لئے ہوسٹل کی سہولت فراہم کرنے کی تفصیلات

*3797: میجر ریٹائرڈ ذوالفقار علی گوندل: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ماضی قریب میں گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول لاہور میں طلباء کے لئے ہوسٹل کی سہولت موجود تھی؟

(ب) دیہی علاقوں سے تعلق رکھنے والے طلباء کی یہ سہولت کب اور کیوں ختم کی گئی؟

(ج) یہ سہولت کب تک بحال کی جائے گی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول لاہور میں ہوسٹل کی سہولت سال 1986 تک موجود رہی ہے۔

(ب) چونکہ دیہی علاقوں سے تعلق رکھنے والے طلباء اس سکول میں داخلہ نہیں لیتے تھے چنانچہ ہوسٹل کو 1986 میں بند کر دیا گیا تھا۔

(ج) تاحال کسی بھی طالب علم نے ہوسٹل میں داخلہ کی درخواست نہ دی ہے۔اگر طلباء ہوسٹل میں رہائش کے لئے درخواست دیں گے اور ان طلباء کی تعداد معقول ہو گی تو ہوسٹل کا انتظام عمل میں لایا جا سکتا ہے۔

پی پی۔250 کے گرلز و بوائز ہائی سکولوں میں انگلش میڈیم کلاسز شروع کرنے کی تفصیلات

*3819: سردار عاطف حسین مزاری: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ سکولز ایجوکیشن نے صوبہ کے ہر ضلع میں دس فیصد گرلز ہائی سکولز اور پانچ فیصد بوائز ہائی سکولز میں انگلش میڈیم کلاسز شروع کرنے کی ہدایات جاری کی ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو حلقہ پی پی۔250 کے کن گرلز اور بوائز ہائی سکولز میں انگلش میڈیم کلاسز شروع کی جارہی ہیں اور کب تک، تفصیلاً آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں۔

(ب) حلقہ پی پی۔250 کے درج ذیل سکولوں میں انگلش میڈیم کلاسز شروع کی جارہی ہیں۔

1- گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول روجھان
2- گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول عمر کوٹ
3- گورنمنٹ بوائز ہائی سکول روجھان
4- گورنمنٹ بوائز ہائی سکول بنگلا اچھا
5- گورنمنٹ بوائز ہائی سکول سونمیانی
6- گورنمنٹ ہائی سکول عمر کوٹ
7- گورنمنٹ ہائی سکول ڈیرہ مٹ
8- گورنمنٹ ہائی سکول میراں پور
9- گورنمنٹ ہائی سکول سبزانی
10- گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول عمر کوٹ
11- گورنمنٹ ہائی سکول بھاگسر

ضلع سرگودھا۔سکولوں کی اپ گریڈیشن کے لئے دی گئی رقم کی تفصیلات

*3822: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی اینڈ ڈی کی ایڈوائس مورخہ 10۔فروری 2007 کے تحت محکمہ خزانہ نے ضلع سرگودھا کو مندرجہ ذیل تین سکیموں کے لئے مبلغ 086.25 ملین روپے بذریعہ چٹھی مورخہ 15۔مارچ 2007 جاری کئے؟

1- اپ گریڈیشن آف گورنمنٹ ہائی سکول چک نمبر 113/جنوبی کے لئے 3.888 ملین روپے
2- اپ گریڈیشن آف گورنمنٹ بوائز ہائی سکول چک نمبر 82/شمالی کے لئے 4.584 ملین روپے

3- اپ گریڈیشن آف گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چک104/شمالی کے لئے 4.071ملین روپے

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو محکمہ تعلیم محکمہ خزانہ کی ہدایت کے مطابق کب تک مذکورہ سکیموں پر کام شروع کر کے مکمل کرنے کاارادہ رکھتاہے؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) گورنمنٹ بوائز ہائی سکول چک نمبر82 شمالی اور گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 104 شمالی کی عمارات مکمل ہو چکی ہیں جبکہ گرلز ہائی سکول 113جنوبی پر کام ابھی جاری ہے جو 30۔جون2012تک مکمل ہو جائے گا۔

دانش سکول سسٹم سے متعلقہ تفصیلات

*3891:جناب محمد طارق امین ہوتیانہ:کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیایہ درست ہے کہ حکومت صوبہ میں "دانش سکول سسٹم" متعارف کروارہی ہے جس کے لئے موجودہ مالی سال کے بجٹ میں3۔ارب روپے مختص کئے ہیں؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ یہ سکول ڈسٹرکٹ اور تحصیل لیول کے شہروں میں بنائے جائیں گے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ انہی شہروں میں پہلے سے ڈی پی ایس سکول کام کر رہے ہیں جن کی فیسیں بہت زیادہ ہیں جس کی وجہ سے غریب لوگ اپنے بچوں کوان سکولوں میں تعلیم نہیں دلواسکتے؟

(د) کیاحکومت دانش سکول سسٹم کے لئے مختص 3۔ارب روپے پہلے سے موجود عام سکولوں میں سہولیات کی فراہمی پر خرچ کرنے اوران کے معیار تعلیم کو بہتر بنانے پر خرچ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں! درست ہے۔3۔ارب روپے مالی سال10-2009 کے بجٹ میں مختص کئے گئے تھے۔

(ب) جی نہیں۔یہ سکول ڈسٹرکٹ اور تحصیل لیول پر نہیں بنائے جائیں گے۔

دانش سکولوں کے قیام کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں:-

جہاں حکومت اپنی بے مصرف زمین مفت مہیا کرے اور وہ علاقہ کم ترقی یافتہ اور معاشی پسماندگی کا شکار ہو۔

(ج) ڈی پی ایس اور دانش سکولوں کا کوئی بھی موازنہ موزوں نہیں ہے کیونکہ دانش سکولوں میں 90 فیصد مستحق اور غریب خاندانوں کے ذہین بچوں اور بچیوں کو مفت معیاری تعلیم دی جاتی ہے اور صرف 10 فیصد بچوں سے فیس لینے کی گنجائش رکھی گئی ہے بلکہ اس 10 فیصد کو بھی ختم کرنے پر غور ہو رہا ہے۔

(د) دونوں Sectors کے لئے الگ الگ رقم مختص کی گئی ہے۔پہلے سے موجود عام سکولوں میں سہولیات کی فراہمی کے لئے حکومت الگ سے چار ارب روپے سالانہ دے رہی ہے لہذا یہ تین ارب روپے صرف دانش سکولوں کے علاوہ سنٹرز آف ایکسی لینس سکولز پر اٹھنے والے اخراجات کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔

تحصیل بورے والا عمارات کے بغیر سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3911: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل بورے والا میں کتنے سکول ایسے ہیں جن کی عمارات نہ ہیں، ان سکولوں کے نام اور جگہ بتائیں؟

(ب) ان سکولوں کی عمارات کی تعمیر کے لئے کتنے فنڈز درکار ہیں، تفصیل سکول وار بتائیں؟

(ج) کیا حکومت ان سکولوں کی عمارات کی تعمیر کے لئے ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت فنڈز فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) تحصیل بورے والا میں تین گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول ایسے ہیں جن کی عمارات نہ ہیں۔ ان سکولوں کے نام اور جگہ درج ذیل ہیں:-

نمبر شمار	نام سکول / جگہ
1	گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول 136/EB بورے والا
2	گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول 437/EB بورے والا
3	گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول جوئیہ بنگلہ بورے والا

(ب) ان سکولوں کی عمارات کی تعمیر کے لئے 7.500 ملین فنڈز درکار ہیں۔تفصیل سکول وار درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام سکول / جگہ	
1	گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول136/EBبورے والا	2.500ملین روپے
2	گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول437/EBبورے والا	2.500ملین روپے
3	گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول جوئیہ بنگلہ بورے والا	2.500ملین روپے

(ج) ان سکولوں کی عمارات کی تعمیر کے لئے ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام فیزIVمیں شامل کیا گیا تھا۔لیکن مناسب اراضی نہ ہونے کی وجہ سے عمارات تعمیر نہ ہو سکی ہیں۔

تحصیل بورے والا میں گرلز و بوائز سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3912: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل بورے والا (وہاڑی) میں کتنے گرلز و بوائز ہائی سکول ہیں، ان کے نام اور جگہ بتائیں؟

(ب) ان سکولوں میں گریڈ وار اساتذہ کی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(ج) کتنے سکول اساتذہ کی تعیناتی نہ ہونے کی وجہ سے بند پڑے ہیں، ان سکولوں کے نام اور خالی اسامیوں کی تفصیل گریڈ وار بتائیں؟

(د) کیا حکومت خالی اسامیوں پر اساتذہ کی جلد از جلد تعیناتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) تحصیل بورے والا (وہاڑی) میں 34 گرلز و 31 بوائز ہائی سکولز ہیں، ان کے نام اور جگہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان سکولوں میں گریڈ وار اساتذہ کی خالی اسامیوں کی تفصیل سکول وار فہرست درج ذیل ہے:-

	ہیڈ مسٹریس / ہیڈ ماسٹر (BS-17)	ایس ایس / ایس ایس ایس (BS-17-18)	ایس ایس ٹی (BS-16)	ای ایس ٹی (BS-14)	پی ایس ٹی (BS-9)	میزان
گرلز	21	06	14	22	01	64
بوائز	0	03	27	40	07	77

(ج) اساتذہ کی تعیناتی نہ ہونے کی وجہ سے کوئی سکول بند نہ ہے۔جن سکولوں میں اسامیاں خالی ہیں ان کی تفصیل جز(ب) میں دے دی گئی ہے۔

(د) جی ہاں۔وزیر اعلیٰ پنجاب نے خالی اسامیوں کو ریکروٹمنٹ کے ذریعے پُر کرنے کی منظوری دے دی ہے۔مالی سال 12-2011 میں خالی اسامیوں پر بھرتی کر دی جائے گی۔

ضلع سرگودھا میں سرکاری گرلز سکولوں میں اساتذہ کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا مسئلہ

*3957: **محترمہ سیمل کامران:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع سرگودھا کے بیشتر سرکاری گرلز سکولوں میں ریاضی اور سائنس کے مضامین کو پڑھانے کے لئے اساتذہ کو بھرتی نہیں کیا گیا، اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع سرگودھا کے بیشتر سرکاری گرلز سکولوں میں اساتذہ کی اسامیاں خالی ہیں، ان کو کب تک پُر کر دیا جائے گا، آگاہ فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع سرگودھا کے بیشتر سکولوں میں ریاضی اور سائنس کی خواتین اساتذہ کی اسامیاں پُر ہیں معمول کے مطابق بوجہ ریٹائرمنٹ تبادلہ جات اور upgradation of schools چند اسامیاں خالی ہیں جو کہ بذریعہ نئی بھرتی یا ترقی پر کی جا رہی ہیں۔

(ب) ضلع سرگودھا کے زنانہ مدارس میں خواتین اساتذہ کی معمول کے مطابق بوجہ ریٹائرمنٹ، تبادلہ اور اپ گریڈیشن خالی اسامیاں بذریعہ ترقی یا براہ راست بھرتی جو بھی صورتحال ہو پر کی جا رہی ہیں۔خالی اسامیوں پر اساتذہ کی نئی بھرتی اور محکمانہ ترقی کا عمل جاری ہے۔

محلہ بلال پارک کامونکی میں سکول کی تعمیر کا مسئلہ

*3961: **محترمہ سیمل کامران:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گلی نمبر 1 محلہ بلال پارک، کامونکی میں ٹاؤن کی دو کنال اراضی کو سکول کی تعمیر کے لئے محکمہ تعلیم کے نام کر دیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ اراضی کو دانش سکول کے قیام کے لئے استعمال کیا جائے گا؟

(ج) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس سکول کی تعمیر کے لئے مالی سال 10۔2009 کے بجٹ میں کتنی رقم مختص کی گئی ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست نہ ہے۔محلہ بلال پارک کا مونکی میں ٹاؤن کی دو کنال اراضی ابھی تک محکمہ تعلیم کے نام ٹرانسفر نہ کی گئی ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔اراضی محکمہ تعلیم کے نام ٹرانسفر نہ ہونے کی وجہ سے سکول کے لئے استعمال نہیں ہو سکتی ہے۔

(ج) اراضی محکمہ تعلیم کے نام ٹرانسفر نہ ہونے اور فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے نئے سکول کی تعمیر کے لئے مالی سال 10-2009 میں رقم مختص نہ کی گئی ہے۔

ضلع ساہیوال، گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول کی شفٹنگ کی تفصیلات

*4110:ڈاکٹر سامیہ امجد:کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (تعلیم) ضلع ساہیوال نے گورنمنٹ اسلامیہ بوائزہائی سکول ساہیوال کے سٹاف اور طلباء کو گورنمنٹ بٹالہ مسلم ہائی سکول اور گورنمنٹ ہائی سکول ننگل نمبر 1 میں شفٹ کرنے کے احکامات جاری کئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں 350 طلباء زیر تعلیم ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ shifting سے گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول کے وجود کو بلاجواز ختم کیا جارہا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ناقص پالیسی کی وجہ سے علاقہ کے عوام اور طلباء سراپا احتجاج ہیں؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ فیصلہ پر نظرثانی کرنے کو تیار ہے تا کہ گورنمنٹ اسلامیہ بوائزہائی سکول ضلع ساہیوال کی موجودہ حیثیت کو برقرار رکھا جاسکے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔ڈی سی او کی approval سے آرڈر جاری کئے گئے۔

(ب) درست ہے۔تفصیلی جواب جز(ہ) میں دے دیا گیا ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د) درست نہ ہے۔

(ہ) یہ منصوبہ / پالیسی کافی غور و خوض کے بعد بنایا گیا۔اس میں ضلعی انتظامیہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ، بار ایسوسی ایشن، تاجر اور دوسری تنظیموں سے بھی رائے لی گئی اور فیصلہ پر عملدرآمد بھی ہو چکا ہے لہذا اس کو واپس کرنا یا نظر ثانی کرنا مناسب نہ ہو گا۔کیونکہ سیکرٹری تعلیم حکومت پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر SO(G-IV)5-33/2002 مورخہ 09-06-12 کے تحت گورنمنٹ گرلز مشن ہائی سکول (نیشنلائزڈ) کو اپنے سابقا مالکان کو واپس کر دیا گیا۔ سٹاف اور طلباء کو یہ آپشن دیا گیا کہ وہ پرائیویٹ سکول مالکان کے ساتھ رہیں یا گورنمنٹ کے ساتھ، تمام سٹاف اور 642 سے زائد طالبات نے اپنی تعلیم گورنمنٹ سکول میں جاری رکھنے کا آپشن دیا اس لئے کافی غور و خوض کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس کو اسلامیہ ہائی سکول میں شفٹ کر دیا جائے۔جس کی تعداد طلباء اور کارکردگی گزشتہ کئی سالوں سے بہتر نہ تھی اس لئے خالصتاً انتظامی مسئلہ کو حل کرنے کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ اسلامیہ سکول کے ایلیمنٹری سیکشن کو قریب ترین واقع ننگل انبیاء ہائی سکول نمبر 1 میں ضم کر دیا جائے اور سابقا مشن گرلز ہائی سکول کی طالبات کو مزید پریشانی سے بچانے کے لئے اسلامیہ گرلز سکول کے نام سے ادارہ قائم کر کے اس مسئلے کو حل کیا گیا ہے۔

گورنمنٹ ہائی سکول ملیار پنڈ دادن خان ضلع جہلم کے مسائل

*4123: **میاں طارق محمود:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول ملیار پنڈ دادن خان ضلع جہلم میں 1985 سے کوئی سائنس ٹیچر تعینات نہ کیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول ہذا میں پی ای ٹی ٹیچر بھی تعینات نہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول ہذا میں سکیورٹی گارڈ کی اسامی نہ ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول ہذا میں سائنس لیبارٹری موجود ہے مگر سائنس ٹیچر نہ ہونے کی وجہ سے سائنس لیبارٹری کا قیمتی سامان ضائع ہو رہا ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس سکول کے درج بالا مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) سکول ہذا میں سائنس ٹیچر موجود ہے جو کہ فروغ تعلیم فنڈ سے رکھا گیا ہے اور سائنس کے طلباء کو باقاعدگی سے پڑھایا جارہا ہے۔

(ب) سکول ہذا میں پی ای ٹی کی منظور شدہ اسامی موجود نہ ہے۔

(ج) گورنمنٹ کے نوٹیفکیشن کے مطابق سکیورٹی گارڈ اور چوکیدار ایک ہی پوسٹ کا نام ہے۔سکول ہذا میں چوکیدار موجود ہے۔

(د) سکول ہذا میں سائنس ٹیچر موجود ہے اور سائنس کے طلباء سائنس لیبارٹری سے مستفید ہو رہے ہیں۔

(ہ) حکومت اس سکول کے درج بالا مسائل حل کرنے کا ترجیحی بنیاد پر ارادہ رکھتی ہے۔

پی پی۔28، سرگودھا کے چار دیواری کے بغیر سکولوں کی تفصیلات

*4129: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔28 سرگودھا میں بوائز و گرلز سکول جن کی چار دیواری نہ ہے ان کے نام اور جگہ بتائیں؟

(ب) ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کی تعداد سکول وار بتائیں؟

(ج) ان سکولوں کی چار دیواری (خاص کر گرلز سکول) کی تعمیر کے لئے حکومت کب تک فنڈز فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) حلقہ پی پی۔28 میں 29 ایسے سکول ہیں جن کی چار دیواری موجود نہ ہے۔تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بغیر چار دیواری کے سکولوں میں 2314 بچے زیر تعلیم ہیں جن کی سکول وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت مالی سال 2007 تا 2011 کے دوران حلقہ پی پی۔28 کے سکولوں میں 21.881 ملین روپے سے missing facilities فراہم کر چکی ہے۔مزید برآں حکومت اپنے وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے ترجیحی بنیادوں پر سکولوں میں missing facilities فراہم کر رہی

ہے۔فنڈز کی دستیابی کی صورت میں priority کی بنیاد پر ان سکولوں کو بھی چار دیواری فراہم کر دی جائیگی۔

پی پی۔28، سرگودھا کے بجلی، پانی، لیٹرین کے بغیر سکولوں کی تفصیلات

*4131: **محترمہ زوبیہ رباب ملک**: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔28 سرگودھا میں بوائز و گرلز سکول جن میں بجلی، پانی اور لیٹرین کی سہولیات نہ ہیں ان کے نام اور جگہ بتائیں؟

(ب) ان سکولوں میں بجلی، پانی اور لیٹرین کی سہولیات کی فراہمی کے لئے حکومت کب تک فنڈز فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پی پی۔28 ضلع سرگودھا کے بوائز و گرلز سکولز میں سے 102 سکولز میں بجلی، 07 سکولز میں پانی جبکہ 100 سکولز میں لیٹرین کی سہولیات نہ ہیں ان سکولوں کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ہر سال حکومت missing facilities کی مد میں خطیر رقم مختلف سکیموں کے ذریعے خرچ کرتی ہے اور priority کی بنیاد پر سکولوں میں missing facilities فراہم کی جاتی ہیں۔ رواں مالی سال میں priority کی بنیاد پر ان سکولوں میں بھی missing facilities فراہم کر دی جائیں گی۔

تحصیل خان پور۔گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ظاہر پیر پر قبضہ کی تفصیلات

*4147: **میاں شفیع محمد**: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قبضہ گروپ جعلی اشٹام پیپر کے ذریعے گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ظاہر پیر تحصیل خانپور ضلع رحیم یار خان پر سرکاری حکام کی ملی بھگت سے قبضہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور اس ضمن میں ایک درخواست ڈی سی او آفس میں جمع کرا دی گئی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کو غیر قانونی قبضہ سے بچانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول ظاہر پیر 1966 میں بطور پرائمری 1971 میں مڈل 1983 میں ہائی اور 1989 میں ہائر سیکنڈری سکول عمل میں آیا۔قبضہ مافیا کی سرغنہ راشدہ شکیل نامی عورت نے کیس دائر کیا ہے کہ یہ میری ملکیت ہے۔دعویٰ دائر ہونے پر DEO سیکنڈری نے بذات خود سکول مذکورہ بالا کا معائنہ کیا اور معززین شہری کی میٹنگ مورخہ 18-07-2009 کو طلب کی اور اس مسئلہ پر غور کرتے ہوئے اجلاس میں تمام تفصیلات معلوم کیں۔اس کے بعد معززین علاقہ نے اپنا اجلاس 31-07-2009 کو منعقد کیا سکول کے رقبہ کے بارے میں بحث کی۔اس معاملہ میں سرکاری حکام ملوث نہ ہیں۔

(ب) سرکاری حکام اور معززین شہری علاقہ جات غیر قانونی قبضہ سے بچانے کے لئے اقدامات کر رہے ہیں۔ڈی سی او آفس رحیم یار خان میں اس بابت کارروائی جاری ہے۔آئندہ اجلاس میٹنگ تک متوقع ہے۔اس لحاظ سے سرکاری املاک پر کسی بھی قسم کا سرکاری حکام کے ذریعے قبضہ کرنے یا کروانے کی بات میں کوئی صداقت نہ ہے۔کوشش کی جارہی ہے کہ اس مسئلہ کو جلد از جلد حل کیا جائے۔

ٹیچرز ایجوکیشن کے لئے بنائی گئی ٹاسک فورس کی تفصیلات

*4240:جناب محمد یار ہراج:کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹیچرز ایجوکیشن کے لئے ایک ٹاسک فورس بنائی گئی،اگر ہاں تو کب اور اس کے چیئرمین اور ممبران کے نام،عہدے اور تاریخ تعیناتی و تنخواہوں اور دیگر سہولیات کے بارے میں ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) اس ٹاسک فورس کے لئے کتنا بجٹ مختص کیا گیا اور کیا سالانہ بجٹ میں اس مد کے لئے رقم رکھی گئی تھی اگر نہیں تو اخراجات کیسے میٹ کئے گئے اور ممبران کی تقرری کتنے عرصہ کے لئے کی گئی؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) محکمہ تعلیم سکولز ایجوکیشن کے لئے دو ٹاسک فورسز بنائی گئیں:۔

1. ٹاسک فورس برائے ایلیمنٹری ایجوکیشن:15-07-2008 کو راجہ محمد انور اس کے چیئرمین مقرر کئے گئے۔
2. ٹاسک فورس برائے زنانہ ٹیچرز ٹریننگ، یہ سات رکنی ٹاسک فورس: محترمہ سائرہ افضل تارڑ، ایم این اے کی سربراہی میں17-09-2008 کو بنائی گئی۔

- ٹاسک فورس برائے ایلیمنٹری ایجوکیشن میں چیئرمین کے علاوہ کوئی ممبر تعینات نہ کیا گیا۔ (Annex"A")ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔
- ٹاسک فورس برائے زنانہ ٹیچرز ٹریننگ میں ایک چیئرمین، ایک وائس چیئرمین اور آٹھ ممبران تعینات کئے گئے۔(Annex-B)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔
- مزید یہ کہ دونوں چیئرمینوں کو بشمول ممبران کوئی تنخواہ نہیں ملتی تھی۔دیگر سہولیات میں دونوں ٹاسک فورسز کے چیئرمینوں کو گورنمنٹ کی طرف سے ایک ایک گاڑی دی گئی تھی اور ایس اینڈ جی اے ڈی کی طرف سے200لیٹر پٹرول ماہانہ دیا جاتا تھا۔
- ٹاسک فورس برائے ایلیمنٹری ایجوکیشن کو ایک جیپ سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے دفتری استعمال کے لئے دی گئی تھی اور اس کا پٹرول بھی محکمہ سکول ایجوکیشن کی طرف سے دیا جاتا تھا۔

(ب) ٹاسک فورس برائے ایلیمنٹری ایجوکیشن پر ہونے والے اخراجات بذریعہ 1,34,975/ SNE روپے دفتری اخراجات کے لئے اس محکمہ کے بجٹ سال2009-10 میں وصول ہوئے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
ٹاسک فورس برائے زنانہ کے لئے کوئی اخراجات منظور نہ ہوئے۔
تمام ٹاسک فورسز فروری2011 میں ختم کر دی گئی تھیں۔

ضلع قصور۔سرکاری سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4335: **شیخ علاؤالدین:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں کل کتنے سرکاری پرائمری، مڈل اور ہائر سیکنڈری سکول موجود ہیں؟
(ب) مذکورہ سکولوں میں اساتذہ، ہیڈ مسٹریس اور ہیڈ ماسٹروں کی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟
(ج) کب تک خالی اسامیوں پر تعیناتی عمل میں آجائے گی نیز جن جگہوں پر کوئی استاد، ہیڈ مسٹریس اور ہیڈ ماسٹر نہیں جانا چاہتا وہاں پر حکومت کیا پالیسی اختیار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع قصور میں سکولوں کی تعداد درج ذیل ہے:۔

پرائمری	مڈل	ہائی	ہائر سیکنڈری	ٹوٹل
1235	275	128	12	1650

(ب) مذکورہ سکولوں میں 1192 اساتذہ، 14 ہیڈ مسٹریس اور 2 ہیڈ ماسٹر کی اسامیاں خالی ہیں۔

(ج) ضلع قصور میں اساتذہ کی 216 اسامیاں مشتہر کی جا چکی ہیں۔جن پر بھرتی کا عمل جاری ہے جو کہ ماہ جنوری تک مکمل کر لیا جائیگا۔ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹریس کی خالی اسامیوں کو بھی پبلک سروس کمیشن کے تحت مستقبل قریب میں پر کر لیا جائیگا۔ضلع قصور میں ایسا کوئی سکول نہ ہے جس میں کوئی استاد یا ہیڈ ماسٹر / ہیڈ مسٹریس نہ جانا چاہتی ہوں لہذا کسی دیگر پالیسی کو اپنانے کی ضرورت نہ ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

پنڈ دادن خان، یوسی احمد آباد کے سکولوں کے مسائل کی تفصیلات

200: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل پنڈ دادن خان کی یونین کونسل احمد آباد میں کتنے پرائمری، مڈل اور ہائی سکول کس کس جگہ کام کر رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان سکولوں میں ٹیچرز کے لئے کرسیاں تک نہ ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سکولوں میں بچوں کے بیٹھنے کے لئے فرنیچر زنہ ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکولوں میں پینے کا میٹھا پانی میسر نہ ہے؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ بچوں کی تعداد کے مطابق ٹیچر نہیں ہیں ان سکولوں میں اساتذہ کی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(و) کیا حکومت ان تمام مسائل کو حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) کل 21 سکول کام کر رہے ہیں۔جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

پرائمری		مڈل		ہائی		کل تعداد
بوائز	گرلز	بوائز	گرلز	بوائز	گرلز	
9	6	2	3	1	Nil	21

جس جس جگہ واقع ہیں۔بوائزہائی سکول ملیار:

1۔ بوائزمڈل سکول احمد آباد،اتھر

2۔ بوائز پرائمری سکول میرے ،عیسیٰ وال، ڈھوک نورا، جندران، ملیار، لنگر، منڈاہر، پنوار، چک موسیانہ:9، گرلزمڈل سکول احمد آباد،لنگر،اتھر:

3۔ گرلز پرائمری سکول منڈاہر،ملیار،جندران، میرے،عیسیٰ وال:6

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د)

1- بوائز پرائمری سکول لنگر میں میٹھے پانی کا کنکشن لگ گیا ہے اور ملیار کی واٹر سپلائی سے پانی آ رہا ہے۔

2- بوائز پرائمری سکول چک موسیانہ کو واٹر سپلائی سکیم عیسیٰ وال کے ذریعہ میٹھا پانی مل رہا ہے۔

3- بوائز پرائمری سکول ڈھوک نواز میں چند میٹر پر میٹھے پانی کا نلکا لگا ہے۔بچے اور گاؤں کے لوگ وہاں سے پانی لیتے ہیں اس جگہ ارد گرد علاقہ میں کڑوا پانی ہے۔

(ہ) جزوی طور پر درست ہے۔درج ذیل سکولوں میں اساتذہ کی اسامیاں خالی ہیں۔

گورنمنٹ ہائی سکول میں ایس ایس ٹی کی ایک اسامی خالی ہے جو جلد ہی بذریعہ پروموشن یا نئی بھرتی سے پر کر لی جائے گی جبکہ اسی سکول ای ایس ٹی (ڈی ایم) کی اسامی خالی ہے جو کہ بذریعہ پروموشن جلد پر کر لی جائے گی۔

(و) جواب جزہائے بالا کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

قصور۔گورنمنٹ ہائی سکول چک نمبر 27ڈھولن پتوکی کے مسائل

201:جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول چک نمبر27 ڈھولن پتوکی قصور میں فرنیچر ناکافی ہے، پرائمری پورشن کی عمارت کی حالت مخدوش ہے، واش رومز ناکافی ہیں اور ہیڈ ماسٹر کے آفس کی حالت خستہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول ہذا میں سائنس لیبارٹری کے لئے کمرہ نہیں بنایا گیا بلکہ ایک چھوٹے سے کمرہ میں عارضی بندوبست کیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول ہذا کے گراؤنڈز کی چار دیواری نہ ہے اور عمارت کے ارد گرد جو چار دیواری اپنی مدد آپ کے تحت بنائی گئی ہے اس کی حالت بھی مخدوش ہے؟

(د) سکول ہذا میں آئی ٹی اور ہائی پورشن کے اساتذہ کی اسامیاں بھی خالی ہیں؟

(ہ) کیا حکومت سکول ہذا کے تمام مسائل کے لئے فنڈز فراہم کرنے اور اساتذہ کی اسامیاں پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) حقیقت پر مبنی ہے۔آئندہ فرنیچر سکیم میں شامل کرنے کی سفارش کی جائے گی۔رواں سال 11-2010 کی گرانٹ میں پرائمری حصہ عمارت، واش رومز اور ہیڈ ماسٹر آفس سکیم میں شامل کی گئی ہے اور ضلعی حکومت بلڈنگ مہیا کرنے پر آمادہ ہے۔تخمینہ لاگت کے لئے کیس بھیجا جا چکا ہے۔کا پی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔سائنس لیبارٹری موجود ہے۔

(ج) حقیقت پر مبنی ہے۔رواں سال 11-2010 میں چار دیواری کے لئے سکول کو سکیم میں شامل کر لیا ہے اور عملدرآمد ہو گا۔

(د) سکول ہذا میں آئی ٹی ٹیچر کی بھرتی ہو چکی ہے۔کا پی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ہائی پورشن کے اساتذہ کی خالی اسامیاں بذریعہ پروموشن پُر کرنے کے لئے کام جاری ہے۔

(ہ) ضلعی حکومت سے سکول ہذا کی ضرورت کے مطابق فنڈز مہیا کرنے کی سفارش کی جا چکی ہے۔کچھ اسامیاں پر کر دی گئی ہیں اور باقی خالی اسامیوں پر اساتذہ کی بھرتی صوبہ کی مالی پوزیشن پر منحصر ہے جو کہ رواں مالی سال میں سیلاب کی وجہ سے بہت مشکلات سے دوچار ہے۔

سرگودھا۔گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول سوہنی پور کی اپ گریڈیشن کا معاملہ

205: محترمہ طیبہ ضمیر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول سوہنی پور سرگودھا کی اپ گریڈیشن کا کیس زیر التواء ہے اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں اور اس کی کب تک اپ گریڈیشن ہو جائے گی؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

درست ہے۔گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول سوہنی پور سرگودھا کی اپ گریڈیشن کا کیس زیرالتواء ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ سکول ابتدائی طور پر ایک پارک میں قائم ہوا۔کچھ لوگوں نے کنٹونمنٹ سرگودھا کے عملہ سے مل کر پارک کی زمین اپنے نام الاٹ کروالی اور بعد ازاں اسے پلاٹ بناکر بیچنے کی کوشش کی اہل محلہ کی رکاوٹ کی وجہ سے پلاٹ نہ بک سکے تاہم ریونیو ریکارڈ کے مطابق زمین پرائیویٹ لوگوں کے نام ہے جس کی فرد ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبائی محتسب کی سالانہ رپورٹ 2007 کے مطابق کسی بھی پرائیویٹ جگہ پر تعمیراتی کام نہ کیا جاسکتا ہے تاوقتیکہ وہ زمین محکمہ تعلیم کے نام منتقل نہ ہو جائے۔چونکہ اپ گریڈیشن کے لئے عمارت تعمیر ہونی ہے جو کہ عدالت کے فیصلہ کی نفی ہو گی۔پرائیویٹ لوگ زمین کا انتقال کرانے کے لئے تیار نہ ہیں جس کی وجہ اس کی اپ گریڈیشن التواء میں ہے۔

سرگودھا۔گورنمنٹ پرائمری گرلز سکول کی اپ گریڈیشن

212: محترمہ طیبہ ضمیر: کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ چک نمبر54 شمالی سرگودھا میں پرائمری گرلز سکول موجود ہے؟

(ب) کیاحکومت مذکورہ سکول کواپ گریڈکرنے کاارادہ رکھتی ہے،اگرنہیں توکیوں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) چک نمبر54 شمالی سرگودھامیں گرلزکمیونٹی ماڈل سکول موجود ہے۔

(ب) ضلعی حکومت کو سکولوں کی اپ گریڈیشن اور missing facilities کی مد میں صوبائی حکومت ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت فنڈز فراہم کرتی ہے۔

سال09-2008 میں اس مد میں ہر حلقہ کے ایم پی اے کو40 ملین روپے اور10-2009 میں 25 ملین روپے مہیا کئے گئے۔اس سال11-2010 میں ہر حلقہ کے ایم پی اے کو 18 ملین روپے مہیا کئے گئے ہیں۔لیکن محدود وسائل کی وجہ سے تمام سکولوں کو بتدریج اپ گریڈ کیا جا رہاہے۔اگر متعلقہ ایم پی اے صاحب اس کے لئے فنڈز مختص فرمائیں تو سکول اپ گریڈ ہو سکتا ہے۔

سرگودھا۔گورنمنٹ گرلز مڈل سکول طارق آباد کی اپ گریڈیشن کا معاملہ

216: محترمہ طیبہ ضمیر: کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیاحکومت گورنمنٹ گرلز مڈل سکول طارق آباد سرگودھا کو اپ گریڈ کرنے کاارادہ رکھتی ہے اگرہاں توکب تک اوراگرنہیں تواس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

ضلعی حکومتوں کے پاس محدود وسائل ہونے کی وجہ سے کئی سالوں سے ان کے پاس ڈویلپمنٹ فنڈز نہ ہیں۔ سکولوں کی اپ گریڈیشن اور missing facilities کے لئے صوبائی حکومت ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت فنڈز فراہم کرتی ہے۔سال09-2008 میں اس مد میں ہر حلقہ کے ایم پی اے کو40 ملین روپے اور10-2009 میں25 ملین روپے مہیا کئے گئے۔اس سال11-2010 میں ہر حلقہ کے ایم پی اے کو18 ملین روپے مہیا کئے گئے ہیں۔ ہزاروں سکول ایسے ہیں جواپ گریڈ ہو سکتے ہیں لیکن محدود وسائل کی وجہ سے تمام سکولوں کو بتدریج اپ گریڈ کیا جارہاہے۔اگر متعلقہ ایم پی اے صاحب اپنے فنڈز سے پیسے دے دیں تو یہ سکول بھی اپ گریڈ کیا جا سکتا ہے۔ معزز ایم پی اے صاحبان کو اپ گریڈیشن کے لئے ہی 18 ملین روپے دیئے گئے ہیں۔

ضلع سیالکوٹ، گورنمنٹ پرائمری سکول گلوٹیاں کلاں کی تفصیلات

240: جناب یحییٰ گل نواز: کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول گلوٹیاں کلاں تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں طالبات کی تعداد655 ہے؟

(ب) اس سکول کی اپ گریڈیشن کب ہوئی؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول کی اپ گریڈیشن کی منظوری کے باوجود یہاں پر کلاسز کا اجراء وبلڈنگ کی تعمیرابھی تک نہ ہو سکی،اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول گلوٹیاں کلاں تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ طالبات کی تعداد567 ہے۔

(ب) اس سکول کی اپ گریڈیشن کی منظوری ابھی تک نہیں ہوئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔اس سکول کی اپ گریڈیشن کی منظوری ہی نہ ہوئی ہے اس لئے اپ گریڈیشن کی بلڈنگ کی تعمیر نہ ہوئی ہے اور کلاسز کا اجرا بھی نہ ہوا ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ انتہائی اہم معاملے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ سرگودھا میں اس وقت کروڑوں روپے سالانہ آمدن پنجاب حکومت کو محکمہ مائنز اینڈ منرل کی مد سے ہو رہی ہے۔2005 میں انہوں نے مائنز اینڈ منرل سرگودھا کی سالانہ آمدن سے چند سڑکیں تعمیر کی ہیں لیکن اس وقت ان سڑکوں کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہے اور وہاں آئے روز حادثات ہو رہے ہیں، مزدوروں کو بہت تکلیف ہے اور وہاں کے کاروباری لوگوں کو بے حد تکلیف ہے۔ میں سیکرٹری مائنز اینڈ منرل کو ملا تو انہوں نے کہا کہ میرا بجٹ curtail کر لیا گیا ہے اس لئے آپ چیئرمین پی اینڈ ڈی یا وزیر اعلیٰ صاحب سے رابطہ کریں۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین مہر اشتیاق احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، رانا صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! وہ میرا حلقہ ہے جہاں پر کاروباری حضرات کو بے حد پریشانی ہو رہی ہے اور constructions کا تمام material سلانوالی ضلع سرگودھا سے پورے پنجاب کو supply ہوتا ہے۔ ان سڑکوں کی حالت زار کو دیکھتے ہوئے پنجاب حکومت کو چاہئے کہ وہ فوری طور پر اقدامات کرے اور اگر ان کی فوری مرمت ہو جائے تو کروڑوں روپے کے نقصان سے بچا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: جی، شکریہ

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ اس کرسی پر تشریف لائے۔ میں بڑی اہم بات کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آج

قومی اخبار "نوائے وقت" میں خبر لگی ہے کہ "سستی روٹی سکیم subsidy claims کی clearance نہ ملنے سے پنجاب حکومت کو 3۔ارب 64 کروڑ روپے کا نقصان۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں اور اگر وزراء بھی ایسے ہی کریں گے تو ایوان کیسے چلے گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ اخباری خبر کا تراشہ ان کے پاس ہے جسے لے کر خود ہی بات کریں گے لیکن یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ آپ ایک اخبار کی خبر لیں جس پر اپنی تمہید باندھیں اور پھر بات ختم کر دیں۔ ان کے پاس جو بھی خبر ہے اس کی بنیاد پر تحریک التوائے کار لائیں اور میں متعلقہ محکمہ سے جواب لوں گا۔ اس کے بعد یہ اپنی تحریک پڑھیں میں اس کا جواب دوں گا۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے اور اس طرح سے point scoring کرنا مناسب نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: بسراء صاحب! تشریف رکھیں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہیں ہو سکتی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! ایک قومی اخبار میں خبر آئی ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: بسراء صاحب! آپ تحریری طور پر کچھ لے کر آئیں اس طرح سے بات نہیں ہو گی۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! یہ کہتے ہیں کہ محکمہ خزانہ پنجاب کی جانب سے 10-2009 سستی روٹی سکیم کی 24۔ارب روپے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے
"رینٹل پاور، سٹیل مل، گیس چوری" کی بات کرو کی آوازیں)

(شور وغل)

ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت

جناب چیئرمین: بسراء صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہیں ہو سکتی اس لئے آپ تشریف رکھیں اور اسے تحریری طور پر لائیں۔ اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

محترمہ شمسہ گوہر

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ درخواست محترمہ شمسہ گوہر ایم پی اے کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"I am out of country to meet my family members keeping in view of above, kindly grant me leave with effect from 22nd July 2011 up to completion of the current Session."

جناب چیئرمین: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

میاں فدا حسین

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست میاں فدا حسین صاحب ایم پی اے کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"گزارش ہے کہ درخواست گزار عمرہ کی سعادت کے لئے جا رہے ہیں اس لئے مورخہ 11۔اگست 20011 کے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکتا لہذا میری رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب چیئرمین: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

الحاج محمد الیاس چنیوٹی

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب ایم پی اے کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ میں مورخہ 11۔اگست 2011 کو کراچی سے الریاض مکہ روانہ ہو رہا ہوں تاکہ رمضان المبارک کے مہینے میں عمرہ ادا کر سکوں۔ اسی دوران اگر اسمبلی کا اجلاس آ جائے تو میری چھٹی منظور فرمائی جائے۔ میری واپسی مورخہ 5۔ ستمبر 2011 کو ہو گی۔"انشاء اللہ

جناب چیئرمین:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

شمسہ گوہر

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست محترمہ شمسہ گوہر ایم پی اے کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"Kindly grant me leave from the current Session commencing today that is 11 August 2011 till completion."

جناب چیئرمین:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب نشاط احمد خان ڈاہا

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست ایم پی اے نشاط احمد خان ڈاہاایم پی اے کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"مؤدبانہ گزارش ہے کہ میں اپنی بھتیجی کی شادی میں مصروف تھا جس کی وجہ سے مورخہ 11-07-22 کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔آپ سے التماس ہے کہ میری اس روز کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب چیئرمین:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب محمد یعقوب سیٹھی

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست جناب محمد یعقوب سیٹھی ایم پی اے کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

''میں فرانس اور برطانیہ کے نجی دورے پر جارہاہوں جس کی وجہ سے 12۔ ستمبر 2011 سے اجلاس کے بقیہ ایام میں شرکت نہیں کر سکتا۔ براہ کرم رخصت منظور فرمائی جائے۔''

جناب چیئرمین: اب سوال یہ ہے کہ:

''مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔''

(رخصت منظور ہوئی)

حاجی محمد نعیم صفدر انصاری

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست حاجی محمد نعیم صفدر انصاری ایم کی اے کی طرف سے موصول ہوئی ہے انہوں نے تحریر کیاہے کہ:

''میں فرانس اور برطانیہ کے نجی دورے پر جا رہا ہوں جس بناء پر مورخہ 11۔ ستمبر 2011 کے اجلاس کی کارروائی میں شرکت نہیں کر سکتا لہذا مورخہ 12۔ ستمبر تا اختتام اجلاس رخصت منظور فرمائی جائے۔''

جناب چیئرمین: اب سوال یہ ہے کہ:

''مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔''

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: بسراء صاحب! میں گزارش کروں گا کہ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ آپ کا کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے، کیا آپ تقریر کرنا چاہتے ہیں؟ (شوروغل)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): آپ پارٹی نہ بنیں بلکہ اس کرسی کے تقدس کا خیال کریں۔۔

جناب چیئرمین: بسراء صاحب! تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! آج ریلوے بند ہو چکی ہے، عوام کو سفری سہولتیں میسر نہیں ہیں یہ اس کا جواب دیں۔ آج

لاہور میں ٹرینیں بند ہو چکی ہیں اور ٹرینیں نہیں چل رہی ہیں یہ اس کا جواب دیں۔آج پنجاب میں گیس کی بندش ہے یہ اس کا جواب دیں۔۔۔(شور وغل)

تحاریک التوائے کار

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں،اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔یہ تحریک محترمہ زوبیہ رباب ملک کی ہے اس کا نمبر 1400/11 ہے اور یہ move ہو چکی ہے۔(شور وغل)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین!آپ اس وقت چیئرمین نہیں ہیں بلکہ آپ پارٹی بنے ہوئے ہیں کیونکہ آپ مجھے بات نہیں کرنے دے رہے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: بسراء صاحب!آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): میں کیوں تشریف رکھوں؟ یہ چور اور ڈاکو اس وقت میرے ہاتھ میں ہیں۔یہ نوائے وقت کی خبر ہے سستی روٹی پر اربوں روپے کا گھپلا ہوا ہے۔۔

جناب چیئرمین: بسراء صاحب!پلیز!تشریف رکھیں اور ماحول خراب نہ کریں۔(شور وغل)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار اور معزز ممبران حزب اختلاف
اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے)

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب چیئرمین!بسراء صاحب جو الفاظ استعمال کر رہے ہیں ان کو حذف کیا جائے اور ان کو تنبیہہ کی جائے کہ ایسی بات نہ کی جائے جس سے ماحول خراب ہو یہ اچھی بات نہیں ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین!آپ میری بات سنیں،اگر آپ میری بات نہیں سنیں گے تو اس طرح آپ اس کرسی کی توہین کر رہے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: میں آپ کو ٹائم نہیں دے رہا ہوں،آپ کی بات سن لی گئی ہے۔(شور وغل)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): کب سنی ہے میری بات؟

جناب چیئرمین: سن لی ہے،اب کارروائی چلنے دیں۔جی،محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئرمین!آپ آج یہاں بیٹھے ہیں ہمیں بہت خوشی ہے کہ آپ پہلی دفعہ یہاں بیٹھے ہیں۔۔

جناب چیئرمین: نہیں، میں پہلے بھی دو تین دفعہ بیٹھ چکا ہوں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئرمین! میں سمجھتی ہوں کہ آپ چیئرمین ہیں اور یہ ہمارے لئے اعزاز کی بات ہے لیکن یہاں پر آپ کو بھی ریفری بنا دیا گیا ہے یہ ہمارے لئے قابل شرم بات ہے۔ اگر آپ نے criticism کرنا ہے تو relevant کریں irrelevant نہ کریں جس سے عوام کی بہتری نہ ہو۔ میں ایک بات یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ایک دوسرے کی لیڈر شپ پر الزام نہ لگایا جائے۔ 2009-10 میں 3۔ارب روپیہ دانش سکولوں کو دیا گیا، راحیلہ خادم حسین پھر کیوں سوال کرتی ہیں کہ سکولوں کے shelter نہیں ہیں؟ گورنمنٹ کے سکولوں کو بہتر نہیں کیا اور آپ دانش سکول بنا رہے ہیں، پہلے سرکاری سکولوں کو تو ٹھیک کریں۔۔۔

جناب چیئرمین: بسراء صاحب! تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! میں آپ کی خدمت میں اور آپ کی وساطت سے۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! لاء منسٹر کیوں بول رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): میں نے تو ابھی بات ہی کوئی نہیں کی ہے۔ آپ اس آدمی کا رویّہ دیکھیں کہ یہ آدمی کس حد تک جا رہا ہے اور آپ اس کی حرکتیں دیکھیں کہ میں نے ابھی بات نہیں کی وہ پہلے ہی بات کر رہا ہے۔

جناب چیئرمین! میری آپ سے اور آپ کی وساطت سے اپوزیشن کے ممبران سے گزارش ہے کہ آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔ آج ممبران کی انتہائی اہمیت کی حامل تحاریک التوائے کار اور قراردادوں نے take up ہونا ہے۔ بسراء صاحب اس بزنس کو take up ہونے دیں۔ رہی بات سستی روٹی کی تو میں ان سے کہتا ہوں کہ یہ کبھی 40۔ارب روپے، کبھی 35۔ارب روپے اور کبھی 3۔ارب روپے کی بات کر رہے ہیں۔ یہ in writing تحریک التوائے کار لے کر آئیں میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): بسراء صاحب! اپنی زبان کو لگام دو، اپنی زبان کو لگام دو، اپنی زبان کو لگام دو۔ بدتمیز آدمی!۔۔ (شور وغل)

جناب چیئرمین! میں آپ کو یہ اختیار دیتا ہوں کہ آپ ان سے بات کر کے سستی روٹی پر ایک دن مقرر کر لیں۔ یہ بھی سارا ریکارڈ لے آئیں اور میں بھی ریکارڈ لے آؤں گا۔ ایک پورا دن یہ سستی روٹی پر بحث کریں اور ثابت کریں لیکن کوئی طریق کار ہونا چاہئے۔ یہ تحریری طور پر لے آئیں میں ایک دن مقرر کرنے کے لئے تیار ہوں اور یہ پورا دن سستی روٹی پر بات کر لیں۔

جناب چیئرمین: بسراء صاحب! آپ تحریک لے آئیں پھر اس پر بات ہو جائے گی۔ لاء منسٹر نے کہا ہے کہ ایک دن اس پر بحث کے لئے رکھ لیتے ہیں۔ اب آپ بتائیں کہ کون سا دن رکھیں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس منصب پر فائز کیا ہے۔ آپ بطور سپیکر اس کرسی پر بیٹھے ہیں، اس کی بڑی روایات ہیں۔ آپ یہاں بیٹھ کر ایک لاء منسٹر کی ڈکٹیشن پر نہیں چل سکتے۔ آپ میری گزارش سنیں، میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب چیئرمین: میں نے آپ کو پوائنٹ آف آرڈر نہیں دیا۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): کیوں نہیں دیا، آپ ان کو دیتے ہیں مگر ہمیں پوائنٹ آف آرڈر کیوں نہیں دیتے؟

جناب چیئرمین: پھر آپ بھاگ کیوں رہے ہیں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): میں بھاگ نہیں رہا ہوں بلکہ میں نوائے وقت اخبار کی خبر سنا رہا ہوں۔ آپ مجھے پڑھ لینے دیں میں بیٹھ جاؤں گا۔

جناب چیئرمین: وہ ہم نے پڑھ لی ہے۔ اس پر ایک دن رکھ لیتے ہیں، آپ کوئی دن بتائیں؟ (شور وغل)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! پھر ہم ایسے ہاؤس نہیں چلنے دیں گے۔ آپ اُن کو تو بات کرنے دے رہے ہیں اور ہمارا پوائنٹ آف آرڈر بھی نہیں لیتے۔

جناب چیئرمین: آپ بات کریں۔ لاء منسٹر صاحب تو کہہ رہے ہیں کہ اس پر ایک دن رکھ لیتے ہیں۔ (شور وغل)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! لیڈر آف دی اپوزیشن تشریف لے آئے ہیں اس معزز ایوان میں اخبار کی خبر پڑھنے کی تو کوئی روایت نہیں ہے اس طرح سے خبریں تو بعض اوقات ایسی بھی ہوتی ہیں کہ اگر ممبران لے آئیں گے اور یہاں پر پڑھنا چاہیں گے تو ماحول درست رہے گا اور نہ ہی Rules اس کی اجازت دیتے ہیں۔ یہ خبر جو بھی ہے اس خبر پر تحریک التوائے کار بنا کر لے آئیں کیونکہ اس وقت قائد حزب اختلاف بیٹھے ہیں اسے out of turn لے لیں ۔ میں اس کا جواب ڈیپارٹمنٹ سے لے لیتا ہوں اور اگر یہ سستی روٹی میں ہونے والی کرپشن پر بحث کرنا چاہتے ہیں تو میں ایک دن مختص کرنے کے لئے تیار ہوں یہ allegation لے کر آئیں اس کا جواب دوں گا لیکن کوئی طریق کار ہونا چاہئے (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب چیئرمین! لاء منسٹر صاحب نے جو بات کہی ہے وہ درست ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ سستی روٹی میں بہت بڑا گھپلا ہوا ہے ایک اخبار کی خبر آئی تو یہ بھاگ کر سپریم کورٹ چلے گئے (قطع کلامیاں)

راناثناء اللہ صاحب نے بات کی ہے تو ہم نے بڑے تحمل سے سنی ہے

جناب چیئرمین: جی! مہربانی کر کے راجہ صاحب کی بات سن لیں۔ جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب چیئرمین! ایک اخبار کی خبر آتی ہے تو یہ شور مچانا شروع کر دیتے ہیں کہ زرداری صاحب نے اب واپس نہیں آنا، ایک اخبار کی خبر آتی ہے تو یہ یہاں پر آ کر وفاقی حکومت پر کرپشن کے لمبے چوڑے الزام لگانا شروع کر دیتے ہیں تو ہم نے کبھی اعتراض نہیں کیا لیکن اگر راناثناء اللہ صاحب نے اس طرح ہاؤس کو چلانا ہے تو ہم welcome کرتے ہیں اور میں شوکت محمود بسراء صاحب سے کہوں گا کہ وہ اس پر تحریک التوائے کار لے آئیں اور ہم اس کو اس کے تحت discuss کریں گے۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب چیئرمین! میں ایک بات اور عرض کر دوں کہ میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے بھی کہوں گا کہ ان کی کچھ خواتین بغیر کسی وجہ کے اور سوچے سمجھے بغیر بولنا شروع کر دیتی ہیں۔ اگر اس طرح انہوں نے ہاؤس چلایا تو پھر یہاں پر چیف منسٹر صاحب نے بھی

آنا ہے اور راناثناء اللہ نے بھی بات کرنی ہے اگر ان کی زبان بہت لمبی ہے یا ان کے ذاتی کام جو یہ کہتی ہیں ہم نہیں کر سکتے تو پھر یہ اس طرح کا شور مچانا شروع کر دیتی ہیں۔ آئندہ اگر اس طرح ہوا تو ہم اینٹ کا جواب پتھر سے دیں گے۔

جناب چیئرمین: اب تحریک التوائے کار محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں؟ یہ تحریک التوائے کار pending کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1415 چودھری ظہیر الدین اور محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں؟ یہ pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1449 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے اور تحریک التوائے کار move بھی ہو چکی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب چیئرمین! پڑھی جا چکی ہے اور اس کا جواب آنا ہے۔

جناب چیئرمین: جی، راناصاحب!

چیچہ وطنی میں جعلی فیس کریم بنانے والی فیکٹری میں زہریلے کیمیکل کی وجہ سے 50 سے زائد خواتین ورکرز بے ہوش

(۔۔۔ جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 1449 کا جواب ڈیپارٹمنٹ نے اس طرح سے دیا ہے کہ ڈسٹرکٹ آفیسر ماحولیات ضلع ساہیوال سے ملنے والی رپورٹ کے مطابق مورخہ 13-09-2011 کو Shaheen Cosmetic Company چیچہ وطنی ساہیوال میں کچھ خواتین ورکرز کی طبیعت بوجہ گھٹن و حبس خراب ہو گئی تھی اور مبینہ طور پر کچھ خواتین ورکرز بے ہوش بھی ہوئیں تھیں جن کو بروقت ابتدائی طبی امداد پہنچائی گئی اور وہ ٹھیک ہو گئیں۔ رپورٹ مذکورہ کے مطابق بوقت معینہ کسی زہریلی گیس یا کیمیائی مادہ کے اخراج کے شعاع نہ پائے گئے۔ شمعون نامی شخص کی فیکٹری Shaheen Cosmetic Company جو کہ گلی نمبر 18 حیات آباد چیچہ وطنی ضلع ساہیوال میں واقع ہے، فیو فریش کے نام سے چہرے پر لگانے والی کریم بناتی ہے دریافت پر شمعون نے بتایا کہ اس کے پاس 150 کے قریب خواتین ورکرز کام کرتی ہیں اور مبینہ واقعے والے دن لوڈشیڈنگ کے دوران بجلی کا جنریٹر خراب ہونے کی وجہ سے کچھ خواتین واقعی نیم بے ہوش ہو گئی تھیں جو بعد ازاں طبی امداد ملنے پر ٹھیک ہو گئیں۔ ڈسٹرکٹ آفیسر ماحولیات ساہیوال نے مذکورہ فیکٹری کے خلاف پاکستان

ماحولیاتی ایکٹ 1997 کے تحت کارروائی کرتے ہوئے اسے 14-09-2011 کو ضروری ہدایات جاری کیں اس کی کاپی ساتھ لف ہے اور ڈیپارٹمنٹ کو یہ کہا گیا ہے کہ اس سلسلے میں پوری طرح سے تحقیق کرے تاکہ اس قسم کا واقعہ دوبارہ رونما نہ ہو۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ press نہیں کر رہیں لہذا یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1454 محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں، یہ تحریک التوائے کار چونکہ moveہو چکی ہے لہذا pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر1467 چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی طرف سے ہے اور move بھی ہو چکی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں یہ تحریک pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1494 بھی محترمہ سیمل کامران صاحبہ، چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ قمر عامر چودھری کی طرف سے move ہو چکی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں یہ تحریک التوائے کار pending کی جاتی ہے۔ سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 1522 ہے اور request آئی ہے کہ اس کو pending کیا جائے، یہ move بھی ہو چکی ہے لہذا یہ pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1523 بھی ان کی طرف سے ہے یہ بھی pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1730 شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے اور یہ move بھی ہو چکی ہے اس کا جواب آنا ہے۔ جی، رانا صاحب!

موٹر وہیکل ایگزامینر کی بد دیانتی اور غفلت کی وجہ سے فیصل آباد سکول کے بچے کلر کہار پکنک سے واپسی پر موت کا شکار

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 1730 کا جواب پڑھ دیتا ہوں۔یہ کلر کہار میں فیصل آباد کے سکول کا واقعہ ہوا تھا یہ اس سے متعلق رپورٹ ہے۔اس افسوسناک حادثہ کی تفصیلی تحقیقات وزیر اعلیٰ انسپکشن ٹیم اور سیکرٹری DRTA چکوال نے کی ہے کہ بس کی seating capacity 57 تھی جبکہ اس میں 108 افراد سوار تھے جس میں 101 طالب علم، پانچ سکول سٹاف، ایک ڈرائیور اور ایک کنڈیکٹر سوار کئے گئے تھے تحقیقات کے مطابق ڈرائیور نے اترائی کے وقت تیل بچانے کے لئے گاڑی بند رکھی تھی اور اس دوران گاڑی کو قابو نہ رکھ سکا جس سے یہ حادثہ ہوا۔ گاڑی میں کوئی فنی خرابی نہ تھی بلکہ سکول انتظامیہ جس نے بجائے دو بسوں کے ایک بس کرایہ پر لی اور

ڈرائیور جس نے گاڑی overload کی اس وجہ سے حادثہ پیش آیا۔ تمام موٹر وہیکل examiner متعلقہ قوانین موٹر وہیکل رولز 1969 اور 1965 کے تحت گاڑیاں چیک کر کے ان کو Fitness Certificate جاری کرتے ہیں۔ حکومت پنجاب گاڑیوں کی چیکنگ کے نظام کو سائنسی بنیادوں پر استوار کرنے کے لئے ایک منصوبہ پر کام کر رہی ہے جس سے نظام میں مزید بہتری آئے گی۔

جناب سپیکر! اس میں بڑی thorough inquiry ہوئی ہے اور اس انکوائری رپورٹ پر چیف منسٹر صاحب نے ذاتی طور پر کچھ فیصلے کئے ہیں۔ یہ اس لئے میرے علم میں ہے کہ یہ فیصل آباد کا واقعہ ہے باقاعدہ انٹی کرپشن ایکٹ کے تحت ان تمام لوگوں کے خلاف جن کا اس میں تھوڑا بہت جو بھی قصور چاہے زیادہ یا کم پایا گیا ہے تو ان کے خلاف مقدمات درج ہوئے ہیں اور ان میں کچھ لوگوں کو گرفتار بھی کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! Not pressed.

جناب چیئرمین: جی، press نہیں کرنا چاہتے لہذا تحریک التوائے کار نمبر 1730، dispose of کی جاتی ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 1738 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے move بھی ہو چکی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں؟ یہ تحریک التوائے کار pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1761 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب اور محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی طرف سے ہے move بھی ہو چکی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں؟ یہ تحریک التوائے کار pending کی جاتی ہے۔

جناب چیئرمین: تحریک التوائے کار نمبر 176/1 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب اور محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی طرف سے ہے۔ ان کی تحریک التوائے کار move ہو چکی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں؟ اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! مفاد عامہ سے متعلق چار پانچ قرار دادیں ہیں جو انتہائی اہمیت کی حامل ہیں ان کو آپ take up کر لیں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر جو معزز ممبران بات کرنا چاہیں ان کو بعد میں ٹائم دے دیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب والا!میں نے بھی ان Resolutions کے مسئلے پر بات کرنی ہے۔ مجھے اس کے لئے دو منٹ دے دیں۔

جناب چیئرمین:جی،فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب چیئرمین!میں نے ایک Resolution پاس کرنے کے لئے request کی تھی اور اسمبلی سیکرٹریٹ سے کہا تھا کہ بھارت کو most favourite nation قرار دینے پر میں Resolution لانا چاہتا ہوں۔ میں نے اس سلسلے میں لکھ کر بھی دیا تھا۔ میں نے اس کو repeat بھی کیا کیونکہ وہ ایک انتہائی اہم معاملہ ہے۔ صرف پچھلے چند مہینوں میں سوا ارب ڈالر کا پاکستان میں deficit آیا۔ جو مافیا روزانہ ہمیں ہندوستان سے دوستی کا درس دیتا ہے وہ وینا ملک کے کیس کے اندر بھی،جناب چیئرمین!میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔

جناب چیئرمین:جی،فرمائیں!

شیخ علاؤالدین:جناب چیئرمین !جو میڈیا اور مافیا ہمیں درس دیتا ہے کہ ہندوستان سے دوستی کر لی جائے۔ ہندوستان ہمارا پانی ہمیں دینا چاہتا ہے اور نہ ہی وہ ہماری انڈسٹری چلنے دے گا۔ سوا ارب ڈالر کا ان چند مہینوں میں deficit ہوا ہے اگر ثابت نہ کر دوں تو خدا جانتا ہے کہ resign کر دوں گا۔ یہ لوگ 1646 items ان سے import کر رہے ہیں اور وہ ہماری 823 items import ہی نہیں ہونے دیتا۔ وینا ملک جیسی بد عورت کے متعلق سعادت حسن منٹو نے یہ کہا تھا کہ طوائف کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ روزانہ وہ وہاں سے بیان دیتی ہے اور ہماری فوج کو بھی بدنام کرتی ہے ، بازو پر آئی ایس آئی لکھتی ہے، منہ میں grenade دکھاتی ہے اور ہم اتنے بے حس ہیں کہ ہم اس کی خبریں پڑھتے ہیں I am sorry کہ وہ اپنا چینل چلانے کے لئے اس کی تصویریں دکھاتے ہیں اور ہندوستان کی دوستی کا بھرم بھرتے ہیں، شرم کا مقام ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ most favourite nation والا Resolution اس ایوان میں لایا جائے۔ اس House میں کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جو اس کی favour نہیں کرے گا۔ یہ ایک انتہائی اہم Resolution ہے۔

جناب پرویز رفیق:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔ میں سمجھتا ہوں کہ شیخ علاؤالدین صاحب کا مؤقف اپنی جگہ پر لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ وینا ملک ہماری ہم وطن ہیں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: آپ کی ہم وطن ہوں گی ہماری نہیں ہے۔جناب چیئرمین یہ ان کی ہم وطن ہوں گی اس نے رات کو یہ بیان دیا ہے اور میں نے خود اس کو کہتے ہوئے دیکھا ہے کہ میرے بھارت میں بہت خیال کرنے والے ہیں، "دفع ہو ادھر رہ"۔ ہماری فوج کو بدنام کر رہی ہے اس ملک کو بدنام کر رہی ہے۔ میں نے کہا ہے کہ سعادت حسن منٹو نے کہا تھا کہ طوائف کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔

جناب پرویز رفیق: جناب والا! یہ پہلی دفعہ میں نے افسوس سے سنا ہے کہ کسی ملک سے دوستی رکھ کر ہم نقصان میں جا رہے ہیں۔ دیکھیں انڈیا ہمارا ہمسایہ ملک ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس سے دوستانہ تعلقات رکھ۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! میری یہ گزارش ہوگی کہ اگر یہ Resolution لے لی جائیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ دس منٹ کی بات ہے، اس کے بعد پھر آپ جو مرضی بات کر لیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ اس طرح foreign affairs پر جناب شیخ صاحب جس قسم کے remarks دے رہے ہیں مناسب نہیں ہے۔ میں وینا ملک کی کردار کشی نہیں کر سکتا لیکن کوئی باشعور آدمی اس چیز سے منکر نہیں ہو سکتا کہ وہ اس وطن کی بیٹی نہیں ہے۔ اب اس کا عمل کیا ہے؟ یہ بعد میں تفتیش میں پتا چلے گا لیکن شیخ صاحب کا کوئی right نہیں کہ یہ اس سے اس کی شہریت چھین لیں۔ کون اس سے اس کی شہریت چھین سکتا ہے؟ وہ اس ملک کی بیٹی ہے۔ اس کو یہاں پر جو بد کہا گیا ہے میں اس کی پرزور مذمت کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: شکریہ

میاں طارق محمود: جناب والا! میں نے پہلے بھی یہ request کی تھی کہ میری ایک تحریک التوائے کار ہے جو کہ بڑی ضروری ہے اسے out of turn take up کر لیا جائے۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! I am very sorry اس کا تو وقت اب ختم ہو گیا۔

میاں طارق محمود: آپ نے مجھے کہا تھا کہ میں آپ کو وقت دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: لیکن اب تحاریک التوائے کار کا وقت ہی ختم ہو گیا ہے۔ اب تو ہم نے قرار دادیں لینی ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب والا! پھر کل آپ اس پر مہربانی فرما دیں۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قرارداد یں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب چیئرمین: اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں اور مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں لیتے ہیں۔ پہلی قرارداد جناب اعجاز احمد خان صاحب کی طرف سے ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

میاں طارق محمود: جناب والا! مہربانی فرما کر میری تحریک التوائے کار کو کل take up کر لیا جائے۔ یہ بہت ضروری ہے۔

جناب چیئرمین: چلیں۔ کل سپیکر صاحب سے گزارش کریں گے۔

لاہور شہر میں پٹرول پمپس پر کم پیمانہ اور ملاوٹ شدہ تیل کی فروخت

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں مفاد عامہ کی یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ لاہور شہر میں واقع پٹرول پمپس پر کم پیمانہ اور ملاوٹ شدہ تیل کی فروخت کی بڑھتی ہوئی شکایات کے ازالے کا فوری اہتمام کیا جائے۔"

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! میں اس قرارداد کی مخالفت کرتی ہوں اس لئے کہ ٹاسک فورس آپ کے پاس ہے، پولیس بھی آپ کی ہے اور پرائس کنٹرول کمیٹیاں بھی آپ کی ہیں پھر بھی آپ Resolution لا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ مجھے پہلے قرارداد کو پڑھنے تو دیں۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ لاہور شہر میں واقع پٹرول پمپس پر کم پیمانہ اور ملاوٹ شدہ تیل کی فروخت کی بڑھتی ہوئی شکایات کے ازالے کا فوری اہتمام کیا جائے۔"

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! میں اس قرارداد کی مخالفت کرتی ہوں۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ آپ کی صوبائی حکومت ہے اس پر کنٹرول کیا جائے کیونکہ آپ کے پاس پولیس فورس ہے، ٹاسک فورس موجود

ہے پھر اس قرارداد کو لانے کا کیا مقصد ہے،اس کی ضرورت کیا ہے ؟آپ بڑھتی ہوئی قیمتوں پر کنٹرول ہی نہیں کر سکتے۔

جناب چیئرمین: آپ کی بات ریکارڈ پر آ گئی ہے ویسے آپ بات نہیں کر سکتیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا!آپ خود سوچیں کہ اگر اس قسم کی Resolutions لائیں گے اور لاہور شہر کے لئے اس قسم کی Resolutions پاس کی جائیں گی تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی bad governance ہے آپ کی good governance fail ہو گئی ہے۔

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

وزیر مذہبی امور واوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب والا!اگر اجازت ہو تو تھوڑی سی گزارش کر لوں؟

جناب چیئرمین: جی،فرمائیں!

وزیر مذہبی امور واوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): میرے بھائی نے بات ٹھیک کی ہے۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ معاشرے میں اس قسم کے معاملات ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب میں اس قسم کے معاملات کم ہیں دوسرے صوبوں میں اس سے بھی زیادہ ہیں۔ان کی اطلاع کے لئے میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ہمارا محکمہ شروع سے ہی اس کی چیکنگ کرتا ہے اس کام کے لئے افسران بھی مقرر ہیں لیکن اس کے باوجود میرے قائد میاں محمد شہباز شریف کی خصوصی ہدایت پر دو ماہ سے ایک انتہائی مہم چلائی ہوئی ہے جس کا ہم electronic اور print media پر بھی اظہار کرتے ہیں۔اب میں آپ کو اس کی تفصیل بتاتا ہوں کہ نومبر، دسمبر 2011 میں 319 پٹرول پمپس کی nozzles کا معائنہ کیا گیا جس میں سے 133 nozzles مذکورہ بالا قانون کی خلاف ورزی پر سر بمہر کی گئیں۔ان پٹرول پمپس کو بند کر دیا گیا ہے اور مجاز عدالتوں نے مبلغ 5 لاکھ 57 ہزار روپے جرمانہ بھی عائد کیا۔اس کے علاوہ بھی ہم checking کے لئے مزید efforts کر رہے ہیں اور چودھری اعجاز صاحب اگر اپنا کوئی نمائندہ مقرر کر دیں تو اس ٹیم میں ہم ان کو بھی شامل کر لیں گے اور جہاں تک measurement کا معاملہ ہے اس میں پہلے سے بہتری آئی ہے اور ایسے واقعات میں کمی واقع ہوئی ہے اب اس میں مزید بہتری آ جائے گی ہم اس کے متعلق پوری کوشش کر رہے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب والا! میری بہن نے جو یہ بات اپوزیشن بنچ سے کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو غیر ضروری طور پر politicize کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ مفاد عامہ کی قرار دادیں ہیں ان کو صرف اور صرف عوام کے مفاد کے تناظر میں دیکھا جاتا ہے اور اس پر کبھی بھی opposition point scoring نہیں کرتی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! ان کو آئینہ جو دکھایا ہے تو برا مان گئے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: میں اس تفصیل کے اندر بھی نہیں جانا چاہتا جو ان کی حکومت کی governance کی صورتحال ہے۔ میں اس House کی اعلیٰ روایات کو آگے بڑھانا چاہتا ہوں اور اگر انہوں نے اس طرح سے بیٹھ کر comments کرنا ہیں تو میں بالکل خاموش ہوں۔

جناب چیئرمین گزارش یہ ہے کہ میں اور آپ ہم سب پٹرول کے صارف ہیں اور اکثر ہمیں پٹرول پمپس پر جانے کا اتفاق بھی ہوتا ہے۔ نرخ جو آسمان سے باتیں کر رہے ہیں اس سے تو قوم مکمل طور پر پہلے ہی نڈھال ہے جو کہ Regulatory Body اور فیڈرل گورنمنٹ کرتی ہے لیکن اگر پٹرول پمپس کی انتظامیہ اس میں ملاوٹ کر دے تو عوام سے یہ دہری زیادتی ہے۔ پیمانے میں بھی کمی کر دی جائے تو یہ پھر سونے پہ سہاگے والی بات ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ حکومت نے یہاں پر۔۔۔

جناب چیئرمین: خان صاحب! حکومت نے oppose تو نہیں کیا؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب والا! اگر میں بات کر رہا ہوں تو مجھے بات کرنے دی جائے۔ جو حکومتی مؤقف آیا ہے میں ان اقدامات کو سراہتا ہوں لیکن بہت کچھ مزید کرنے کی ضرورت ہے kindly میری اس قرارداد کو carry کیا جائے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! ان کو آئینہ جو دکھایا ہے تو برا مان گئے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! ان کی اپنی حکومت ہے یہ اس کے لئے اقدامات کریں۔

وزیر مذہبی امور واوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں ان کو ایک اور اطلاع دے رہا ہوں کہ جہاں ہم نے مہم چلائی ہے تو آپ کا یہ خادم اپنے قائد کا ورکر خود پٹرول پمپوں پر جانے لگا ہے، میں اپنی نگرانی میں اپنا سٹاف اور اپنے ساتھیوں کو لے کر وہاں چیک کرتا ہوں۔ میں کسی کا نام تو نہیں لیتا لیکن میں نے ان کا بھی ایک مگر مچھ پکڑ کر اس کا پٹرول پمپ seal کیا ہے اور اس پر جرمانہ ہوا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! قرارداد میں جو مسئلہ پیش کیا گیا ہے یہ صرف لاہور کا ہی نہیں بلکہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! انہوں نے oppose نہیں کیا تھا لہذا یہ بات نہیں کر سکتے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں نے oppose نہیں کیا لیکن میں اس میں ترمیم suggest کر رہا ہوں کہ اس کے اندر لاہور کی جگہ پورے پنجاب کا لفظ add کر لیں۔

جناب چیئرمین: چلیں پنجاب کا کر دیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جی، پنجاب کا لفظ add کر دیں چونکہ یہ مسئلہ صرف لاہور کے اندر نہیں بلکہ پورے پنجاب کے اندر ہے۔بہت شکریہ

معزز ممبران: بڑا valid point ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: مجھے کوئی اعتراض نہیں یہ صوبہ بھر میں ہونا چاہئے بلکہ پورے ملک میں ہونا چاہئے لیکن اگر صوبہ کے حوالے سے amend کیا جائے تو میں یہ قرارداد اس طرح پڑھوں گا کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ پنجاب میں واقع پٹرول پمپس پر کم پیمانہ اور ملاوٹ شدہ تیل کی فروخت کی بڑھتی ہوئی شکایات کے ازالے کا فوری اہتمام کیا جائے۔"

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ پنجاب میں واقع پٹرول پمپس پر کم پیمانہ اور ملاوٹ شدہ تیل کی فروخت کی بڑھتی ہوئی شکایات کے ازالے کا فوری اہتمام کیا جائے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب چیئرمین: اگلی قرارداد محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے، وہ اسے پیش کریں۔

بچوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے علیحدہ خود مختار ڈائریکٹوریٹ قائم کرنے کا مطالبہ

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔جناب چیئرمین!میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ بچوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے علیحدہ خود مختار ڈائریکٹوریٹ قائم کیا جائے تاکہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے عالمی معاہدہ کے مطابق صوبہ کے بچوں کو بھی سماجی، معاشی اور ثقافتی تحفظ و حقوق مل سکیں۔"

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ بچوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے علیحدہ خود مختار ڈائریکٹوریٹ قائم کیا جائے تاکہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے عالمی معاہدہ کے مطابق صوبہ کے بچوں کو بھی سماجی، معاشی اور ثقافتی تحفظ و حقوق مل سکیں۔"

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب چیئرمین!I oppose it

میاں نصیر احمد: جناب چیئرمین:.I oppose it

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین!اس سے پہلے کہ محرک اور جن معزز ممبران نے اس کو oppose کیا ہے وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں، میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسی مقصد کے لئے ایک خود مختار ادارہ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے نام سے قائم ہے اور جنرل اسمبلی کے عالمی معاہدہ برائے حقوق اطفال کی شقوں کے مطابق یہ ادارہ بنایا گیا ہے، already یہ ادارہ موجود ہے اور وہ اس purpose کو پوری طرح سے serve کر رہا ہے اس لئے نئے ادارے یا ڈائریکٹوریٹ قائم کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے یہ مقصد already پورا ہو رہا ہے اور اسی میں بہتری ہے کہ اسے مزید مضبوط کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!جہاں تک لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ چائلڈ پروٹیکشن بیورو اسی مقصد کے لئے ہے تو میں اس سلسلے میں عرض کرتی ہوں کہ چائلڈ پروٹیکشن کا جو قانون بنا ہوا ہے وہ اس

بیورو کی حد تک ہے اس کے علاوہ این جی اوز اور دیگر سرکاری ادارے جو بچوں کے حقوق اور تحفظ کے لئے کام کر رہے ہیں اس قانون کا اطلاق ان اداروں پر نہیں ہوتا چونکہ یہ صرف بیورو کی حد تک محدود ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ پاکستان نے 1990 میں اقوام متحدہ کی جنرل کونسل کی توثیق کی تھی جب ہم نے اس کی توثیق کر دی تو اس کا مطلب ہے کہ ہم اس کی تمام شقوں کو منظور کرتے ہیں۔ میں یہاں پر صرف چند آرٹیکلز کا حوالہ دوں گی جس وجہ سے میں سمجھتی ہوں کہ بچوں کے لئے ایک الگ ادارہ قائم ہونا چاہئے۔آرٹیکل نمبر 20لاوارث بچوں کی کفالت کے متعلق ہے اس میں یقیناً چائلڈ پروٹیکشن کا قانون لاگو ہوتا ہے لیکن جیسے میں نے پہلے کہا کہ وہ صرف بیورو کی حد تک ہے اس کے علاوہ دوسرے اداروں پر ان کا اطلاق ہوتا ہے اور نہ ہی بیورو اس بات کا پابند ہے کہ وہ ان اداروں کو بھی دیکھے۔آرٹیکل 25 بھی فلاح و بہبود کے مراکز سے متعلق ہے اس میں بھی بیورو کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔بیورو فلاح و بہبود کے اداروں کو monitor نہیں کر سکتا جبکہ اقوام متحدہ میں باقاعدہ طور پر mention ہے کہ حکومت بچوں کی حفاظت، دیکھ بھال اور علاج کے لئے اداروں کی کارکردگی کا وقفے وقفے سے جائزہ لے گی اور بچوں کو ملنے والی سہولتوں کا کم از کم معیار قائم رکھا جائے گا۔ان تمام آرٹیکلز کے علاوہ جو سب سے اہم تین آرٹیکلز ہیں میں یہاں پر ان کا بھی ذکر کروں گی جس وجہ سے میں نے سمجھا کہ یقیناً بچوں کو ایسا تحفظ ملنا چاہئے آرٹیکل نمبر 32 جس سے یہاں بیٹھے تمام ممبران اتفاق کریں گے کہ یہ چائلڈ لیبر سے متعلق ہے اس میں کہا گیا ہے کہ حکومت کا یہ فرض ہو گا کہ وہ بچوں کو ایسے کاموں سے بچائے جن سے ان کی صحت، تعلیم یا جسمانی ترقی میں رکاوٹ پڑ سکتی ہو، حکومت روزگار کے لئے کام کرنے کی کم از کم عمر کی حد مقرر کرے اور ملازمت کی شرائط طے کرے۔

جناب سپیکر! آپ سب جانتے ہیں کہ ہمارے ملک میں بے تحاشا چائلڈ لیبر ہے اور ہم اس چیز سے واقف ہیں لیکن چائلڈ پروٹیکشن بیورو اس سلسلے میں کوئی کام کرتا ہے اور نہ ہی اس سلسلے میں کوئی قانون موجود ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ منشیات سے بچاؤ سے متعلق سب سے اہم آرٹیکل نمبر 33 ہے۔ بچوں کو منشیات سے بچایا جائے گا، انہیں نشے والی دواؤں سے محفوظ رکھتے ہوئے ایسی خطرناک دواؤں کی تیاری یا تقسیم میں کسی طرح سے بھی استعمال نہیں کیا جائے گا۔آپ دور نہ جائیں مال روڈ پر پینوراما سنٹر کے سامنے ہی آپ سب نے دیکھا ہو گا کہ بے شمار بچے Samad Bond استعمال کر رہے ہوتے ہیں اور مختلف قسم کی نشہ آور چیزیں استعمال کی جاتی ہیں خصوصاً جو انٹرنیٹ کیفے ہیں ان میں بچوں کو لایا جاتا ہے اور انہیں اپنے مقاصد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔اس میں بھی چائلڈ پروٹیکشن بیورو کوئی کردار ادا نہیں

کرتا۔اس وقت ہمارے ملک کا ایک اہم ترین مسئلہ جنسی تشدد کا ہے جس کے لئے آرٹیکل 54 ہے کہ بچوں کو ہر قسم کی بد سلوکی، زیادتی اور بے حرمتی سے بچایا جائے گا اور ہر قسم کے مکروہ کاروبار سے بھی دور رکھا جائے گا۔ میں نے یہاں پر جو مسائل بیان کئے ہیں میں نہیں سمجھتی کہ کوئی سمجھے کہ ہمارے ملک کو یہ مسائل درپیش نہیں ہیں۔بچوں کے ساتھ یہ زیادتی ہو رہی ہے ان کے حقوق کے لئے باقاعدہ کوئی ادارہ نہیں ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہاں پر بھی چائلڈ پروٹیکشن بیورو کوئی کردار ادا نہیں کرتا اس کے علاوہ چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے حوالے سے میں صرف یہ کہوں گی کہ جو لاوارث بچے سڑکوں پر ہوتے ہیں وہ ان کو وہاں سے لا کر اپنے ادارے میں تحفظ دیتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ ان بچوں کے والدین اور ورثا کو تلاش کر کے ان تک پہنچاتا ہے اور اس کی ایک حد مقرر ہے اس کے علاوہ میرے خیال میں سات آٹھ سال سے اس کے بورڈ آف گورنر کی کوئی میٹنگ نہیں ہوئی وہ بھی properly کام نہیں کر رہا۔ میں اس سلسلے میں آخری بات یہ کہوں گی کہ صوبہ سندھ اور خیبر پختونخواہ میں یہ قانون بن چکا ہے۔ صوبہ سندھ میں Sindh Child Protection Authority Act,2011 کے نام سے اور صوبہ خیبر پختونخواہ میں The Child Protection and Welfare Act,2010 کے نام سے یہ قانون بن چکا ہے۔ جب یہ دو صوبے اس حوالے سے قانون سازی کر سکتے ہیں، ایک ادارہ بنا سکتے ہیں تو پھر پنجاب میں بھی کوئی ایسا قانون ہونا چاہئے جو کہ بچوں کے حقوق کو تحفظ دے۔ بہت شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں اس قرارداد کی تائید کرتی ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ اس کے لئے اسمبلی کی ایک علیحدہ سے Standing Committee ہونی چاہئے تاکہ حکومتی سطح پر ان لاوارث بچوں کے لئے مزید کام ہو سکے۔ محترمہ نے اس قرارداد میں جو باتیں بیان کی ہیں میں ان کی مکمل تائید کرتی ہوں کیونکہ Child Protection Bureau as such کوئی result نہیں دے سکا۔ اس نے کوئی result deliver نہیں کیا۔ میں یہ کہوں گی کہ اس حوالے سے legislation کرنے کی ضرورت ہے لہذا اس قرارداد کو carry کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، فائزہ ملک صاحبہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!اس میں کوئی شک نہیں کہ میری بہن نے جو قرارداد move کی ہے اس کے پیچھے ان کی سوچ اور مقصد بہت اچھا ہے لیکن جس طرح وزیر قانون صاحب نے بیان کیا ہے کہ Child Protection Bureau کے ہوتے ہوئے اس قرارداد کو ایوان میں لانے کی کوئی منطق نہیں بنتی۔ میری گزارش ہے کہ نگہت ناصر صاحبہ نے جو باتیں ابھی اپنی قرارداد کے حق میں کہی ہیں ان کو اسمبلی کی کمیٹی میں زیر بحث لایا جائے کیونکہ Child Protection Bureau کے Rules میں amendment کر کے ہم ان چیزوں کو اس میں شامل کر سکتے ہیں۔ مجھے بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اتنا بڑا ادارہ موجود ہونے کے بعد بھی اگر صوبہ پنجاب کے بچوں کا تحفظ خطرے میں ہے تو پھر اس Bureau پر حکومت جو لاکھوں، کروڑوں روپے invest کر رہی ہے اس کا جواب کون دے گا؟

جناب سپیکر: جی، میاں نصیر صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!اس میں کوئی شک نہیں کہ معزز ممبر نگہت ناصر شیخ صاحبہ نے جن تحفظات کا یہاں پر اظہار کیا ہے اس پر ایوان میں بیٹھے ہوئے کسی ممبر کو اعتراض نہیں ہے اور بچوں کے حقوق کے حوالے سے انہوں نے جو باتیں کی ہیں ان سے تمام لوگ متفق ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب ایک نئے ادارہ کے قیام کے حوالے سے بات کی جاتی ہے تو پھر حکومت کے وسائل کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے۔ایک نیا ادارہ بنانے کے لئے جو اضافی معاشی بوجھ حکومت پر پڑے گا اس کو مدنظر رکھتے ہوئے شاید اس قرارداد پر عملدرآمد نہ ہو سکے۔ان معاملات کو deal کرنے کے لئے چونکہ already ایک ادارہ موجود ہے تو اس کے Act or Rules میں ترمیم کے حوالے سے بات کرنی چاہئے۔انہوں نے اقوام متحدہ کے جن Articles کے حوالے دیئے ہیں وہ بالکل درست ہیں۔اگر اس ادارے کے طریق کار میں کوئی کمی یا کوتاہی موجود ہے تو ہمیں اس کو دُور کرنے کے لئے بحث کرنی چاہئے نہ کہ ایک نیا ادارہ بنانے کی طرف ہمیں جانا چاہئے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی قرارداد بہت ہی اچھی اور قابل تحسین ہے اور کوئی بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی اس قرارداد کے 1990 کے signatory ہیں تو کل یہ سوال ہو گا کہ اس پر عملدرآمد کے لئے آج ہمیں کیوں خیال آیا ہے؟ میری دانست میں اس پر پہلے ہی عملدرآمد ہو رہا ہے اور Child Protection Bureau اسی مقصد کے لئے بنا ہے۔ہاں اگر یہ قرارداد لائی جائے کہ اس ادارے کی کارکردگی ٹھیک نہیں ہے تو پھر ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں لیکن اس کی جگہ ایک نیا ادارہ بنانا مناسب نہیں

ہے۔اس طرح تو پھر کل یہ ہو گا کہ جس ادارے کی کارکردگی خراب ہو گی تو اس کے لئے ایک نیا ادارہ بنانے کا کہا جائے گا۔کیوں نہ جو ایک ادارہ already exist کر رہا ہے اس کی کارکردگی کو زیر بحث لایا جائے اور اس کو ٹھیک کیا جائے۔حکومت کی طرف سے تو صوبائی محتسب کے دفتر میں بچوں کی شکایات کے حوالے سے ایک علیحدہ cell قائم کر دیا گیا ہے لیکن اس کی کارکردگی اور effectiveness کیا ہے اس کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!اس قرارداد کی رُو سے تو ہر ایک کو اتفاق ہو گا لیکن پہلے ہی Child Protection Bureau کے نام سے ایک ایسا ادارہ موجود ہے جو کہ بچوں کے تحفظ کے لئے کام کر رہا ہے۔اس ادارے کی موجودگی کے باوجود جب بچے سڑکوں پر بھیک مانگتے ہوئے ہمیں نظر آتے ہیں تو بڑا افسوس ہوتا ہے۔اس وقت آپ لاہور میں مختلف جگہوں پر دیکھ لیں بچے بھیک مانگتے ہوئے نظر آتے ہیں۔یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس ادارہ کے اوپر سختی کی جائے اور اس کو monitor کیا جائے۔اس ادارے کا دائرہ کار وسیع کیا جائے،اس کے اندر پائی جانے والی خامیوں، کوتاہیوں کو دُور کیا جائے اور پنجاب کے دوسرے علاقوں میں بھی Child Protection Bureau کے ذیلی دفاتر بنائے جائیں۔ہم نے دیکھا ہے کہ اس ادارے کی وجہ سے بچوں کو بہتر زندگی مل رہی ہے اور وہ وہاں پر پڑھ لکھ رہے ہیں۔یہاں اسمبلی میں بھی Child Protection Bureau کے طالب علم آئے ہیں۔وہ بچے بہت ذہین تھے اور بڑے بڑے تعلیمی اداروں میں پڑھنے والے بچوں کی نسبت وہ زیادہ بہتر انداز میں بات چیت کر سکتے تھے،وہ زیادہ بہتر انداز سے اپنا case plead کر رہے تھے اور وہ زیادہ confidence سے بات کر رہے تھے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس ادارے کے اندر مزید بہتری لانے کی ضرورت ہے اور اس کے دائرہ کار کو وسیع کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!بات یہ ہے کہ محرک نے جو قرارداد move کی ہے اس کو ذرا دیکھ لیں کیونکہ اس کو twist کر دیا گیا ہے۔جہاں تک Child Protection Bureau کا تعلق ہے وہ اپنا کام صرف اس حد تک کر رہا ہے کہ لاوارث اور بھیک مانگتے ہوئے بچوں کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔یہاں دوسرے بچوں کی بات ہو رہی ہے۔ابھی پرسوں ایک تین سالہ بچے کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اور چینلز پر اس کے باپ کو دکھایا گیا ہے جو کہ رکشا چلاتا ہے۔اس نے ہاتھ میں مائیک پکڑا ہوا تھا اور زار و قطار رو رہا

تھا کیونکہ اس کے بچے کو قتل کر دیا گیا ہے۔اسی طرح ایک پانچ سال کی لڑکی کو ریپ کر کے پرسوں قتل کیا گیا۔اس قرارداد پر اگر عملدرآمد کیا جائے تو اس پر حکومت کا ایک پیسا بھی نہیں لگے گا۔ میرے کچھ معزز ممبران نے اس خدشے کا اظہار کیا ہے کہ اس پر بہت زیادہ اخراجات آئیں گے ایسا نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ محرک Child Protection Bureau کو ہی independent Directorate میں convert کرنا چاہتی ہے۔بچوں کے حوالے سے بے شمار research ہو رہی ہے کہ بچوں کے قریب ترین لوگ ان کے ساتھ زیادتی میں ملوث ہیں۔ملازمین اور قریبی رشتہ دار بچوں کے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں۔والدین اور اساتذہ کو awareness and education دینے کی ضرورت ہے۔ Child Protection Bureau تو صرف لاوارث بچوں کے لئے کام کر رہا ہے۔ میں نے اسی معزز ایوان میں کافی عرصہ پہلے یہ گزارش کی تھی اور اس معاملے کو میں تحریک التوائے کار کی شکل میں لایا تھا کہ Women Protection and Child Protection Bureau کو ملا کر ایک Directorate بنا دیا جائے کیونکہ خواتین کے ساتھ بھی بڑی زیادتی ہو رہی ہے۔اس وقت Child Protection Bureau تو دس فیصد کام بھی نہیں کر رہا۔ جن بچوں اور بچیوں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے ہم نے ان کو تحفظ دینا ہے جو کہ بے چارے کسی سے کچھ کہہ بھی نہیں سکتے۔بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ ملک سے باہر تھے اور وزیر قانون صاحب نے Advisory Committee میں ہمیں کہا تھا کہ حزب اختلاف کے تمام ممبران کو 80 لاکھ روپے کے funds دیئے جائیں گے۔وزیر قانون نے ہمیں بتایا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا ہے کہ میرے علم میں یہ بات نہیں کہ حزب اختلاف کے ممبران کے funds روکے گئے ہیں۔ ہمیں یہ یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ آپ کو funds دیئے جائیں گے لیکن ایسا نہیں ہوا اور صرف مجھے اکیلے کو ڈی سی او کا فون آیا کہ آپ 80 لاکھ روپے کی ہمیں سکیمیں دے دیں۔ ہمارے ہی شہر کے ایک معزز ممبر میجر صاحب جب اپنی سکیمیں لے کر گئے تو انہیں کہا گیا کہ ہمارے پاس تو آپ کی سکیمیں لینے کی کوئی ہدایت نہیں آئی۔ میں چاہوں گا کہ وزیر قانون صاحب ذرا اس پر روشنی ڈال دیں۔اگر صرف مجھ اکیلے کو یہ funds دیئے جانے ہیں تو پھر میں نے نہیں لینے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! وزیر اعظم کی طرف سے ان کے ممبران کو جو سات سات کروڑ روپے کے funds ملے ہیں ان کی بات بھی کر لیں۔ پھر ہمیں بھی وہ ملنے چاہئیں۔

جناب سپیکر: وہ علیحدہ بات ہے۔ آپ نے یہ بات پہلے نہیں کی اور پھر یہ کسی اور forum کی بات ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اگر انہوں نے سات کروڑ روپے کی بات کرنی ہے تو ان کے MNA's نے وزیر اعظم کی منتیں کر کر کے اربوں روپے لئے ہیں پھر ہم وہ بات بھی کریں گے۔ کئی لوگوں نے یقین دہانی کرائی ہے لیکن ہم نے اُس پر کوئی بات نہیں کی۔ صرف لاء منسٹر صاحب اس پر روشنی ڈال دیں اگر DCO سے صرف میرے فنڈز کے لئے فون کرایا گیا ہے تو مجھے وہ فنڈز نہیں چاہئیں۔

جناب سپیکر! ہمیں اس معاملہ پر لاء منسٹر صاحب سے جواب لے دیں، نہیں تو اس پر ہمارا احتجاج ہے اور اس کے علاوہ اب اس معزز ایوان میں کوئی اور business نہیں چلے گا۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں اس معاملہ پر وزیر قانون صاحب سے جواب لیتا ہوں۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ جس طرح سے قائد حزب اختلاف نے کہا ہے یہ بات ہوئی تھی۔ اُس کے بعد چیف منسٹر صاحب سے میری یہ بات ہوئی اور اس سلسلے میں انہوں نے بالکل ایک decision لیا ہے اور اُس کے مطابق تمام D.C.Os صاحبان سے یہ کہا گیا تھا کہ وہ اپوزیشن کے تمام ممبران سے آٹھ، آٹھ ملین روپے کی سکیمیں لیں۔ یہ بات اب میرے علم میں آئی ہے کہ D.C.Os صاحبان نے ابھی تک وہ سلسلہ شروع نہیں کیا۔ میں اس معاملہ کو آج ہی چیک کرتا ہوں اور یہ فیصلہ ہو چکا ہے۔ تمام ممبران حزب اختلاف آٹھ آٹھ ملین روپے کی سکیمیں اپنے متعلقہ D.C.Os صاحبان کو جمع کرائیں اور انشاء اللہ اُس کے اوپر کام ہو گا۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے جو بات کی ہے ہمیں صرف بتا دیں کہ جس طرح سے مجھے D.C.O کا فون آیا ہے تو فلاں date تک تمام ممبران حزب اختلاف کو D.C.Os کے فون آ جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں تو یہ کوشش کروں گا کہ اگر اس direction کو کسی جگہ پر کوئی رکاوٹ ہوئی ہے تو اُسے دور کر کے آج ہی یہ سلسلہ شروع ہو جائے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ within one week یہ سلسلہ complete ہو جائے گا۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! میں آپ کے علم میں اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ضلع میں ٹینڈر بھی لگ گئے، پیسے بھی پہنچ گئے اور بغیر کسی تحریری آرڈر کے صرف ٹیلی فون پر وہ work order جاری نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر: جی، میاں نصیر صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! جو سات سات کروڑ روپیہ صرف پیپلز پارٹی کے ممبران اسمبلی کے حلقوں میں لگنے ہیں راجہ صاحب اُس سات کروڑ روپیہ کی بھی بات کر لیتے تو بہت بہتر تھا۔ کیا ان پیپلز پارٹی کے ممبران اسمبلی کے حلقوں کے باہر عوام نہیں رہتی اور کیا اُن کے کوئی مسائل نہیں ہیں؟ اور یہ سات سات کروڑ روپیہ جن ممبران کے حلقوں میں لگنے ہیں اور وہ 80 لاکھ روپے کے لئے آ گئے ہیں اگر یہ سات سات کروڑ روپیہ پنجاب کے ہر حلقہ میں بغیر کسی تفریق کے لگتا تو زیادہ بہتر تھا اور راجہ ریاض صاحب اس پر بات کریں کہ یہ پیسا تمام ممبران پنجاب اسمبلی پر تقسیم ہوتے اور ان پیسوں سے پورے پنجاب کی عوام کے مسائل کو کم کرنے کی کوشش کی جاتی تو زیادہ بہتر تھا، نہ کہ صرف ان مخصوص حلقوں کے اندر پیسے لگائے جاتے۔ پورے پنجاب کی عوام دیکھ رہی ہے کہ گیلانی صاحب اس پاکستان کے وزیر اعظم ہیں نہ کہ ان چند مخصوص حلقوں کے وزیر اعظم ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میاں نصیر صاحب نے جو سات کروڑ روپیہ والی بات کی ہے یہ ان کی بڑی جائز بات ہے لیکن اگر اس پر تھوڑا سا غور کر لیں کہ چیف منسٹر پنجاب کے صوابدیدی فنڈز، ضلع کے فنڈز، ٹاؤن کے فنڈز، یونین کونسل کے فنڈز وغیرہ ممبران پاکستان پیپلز پارٹی اور ممبران مسلم لیگ (ق) کو نہیں مل رہے۔ یہ تو 80 لاکھ روپیہ ہے وزیر اعظم نے مسلم لیگ (ن) کے ہر MNA کو ایک ایک کروڑ روپیہ دیا ہے اور اس کے علاوہ انہوں نے اپنے صوابدیدی اختیارات سے مسلم لیگ (ن) کے کئی MNA's کو اسی اسی، نوے نوے کروڑ روپیہ اور ایک ارب روپیہ تک کا فنڈ دیا ہے۔ اسی طرح ہم سمجھتے ہیں یہ اسی نوے لاکھ روپیہ ہمارا حق ہے، باقی ہم چیف منسٹر کے صوابدیدی فنڈز

میں سے کچھ نہیں مانگتے، ہم ضلع کے فنڈز نہیں مانگتے، ہم ٹاؤن کے فنڈز نہیں مانگتے اور اگر آپ نے وہ سات کروڑ روپیہ لینا ہے تو ذرا اُن فنڈز پر بھی روشنی ڈال لیں تو ہم اُس کے لئے تیار ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہ بڑا اہم issue ہے تو ہم لاء منسٹر صاحب کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے قائد حزب اختلاف کے مطالبہ پر بڑا مثبت respond کیا ہے لیکن وزیر اعظم اگر حزب اقتدار یا حزب اختلاف کو کوئی فنڈز دیتے ہیں تو ہمارا پنجاب اسمبلی کے کسی ممبر کا کوئی مطالبہ نہیں ہے۔ وزیر اعظم صاحب لاہور تشریف لائے انہوں نے پاکستان پیپلز پارٹی کے ممبران کو گورنر ہاؤس میں بلایا اور انہوں نے سات سات کروڑ روپیہ ہر ممبر کے لئے announce کیا۔ یہ بات یہاں پر نہیں رُکتی بلکہ ہر ممبر کو ممنوعہ بور کے 15 لائسنس دینے کا اعلان بھی کیا ہے۔ ہم اس یکطرفہ فنڈز دینے کے معاملہ کو بالکل زیادتی سمجھتے ہیں اس لئے اتنے ہی فنڈز ہمیں بھی دیئے جائیں یا پھر پیپلز پارٹی کے ممبران کی حد تک ان فنڈز کو واپس لیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! میری گزارش یہ تھی کہ یہ بات ہو چکی ہے تو اس کو ختم کر کے قرارداد لے لیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ! آپ اس قرارداد پر بات کریں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ جو ادارے قائم ہیں اور اس وقت جو ملکی حالات ہیں۔ ان کے مطابق مزید اداروں کو قائم کرنا کوئی اچھی سوچ نہیں ہے۔ ہمارا چائلڈ پروٹیکشن بیورو موجود ہے۔ اس پر قومی وسائل استعمال ہوتے ہیں۔ اگر ادارے صحیح کام نہیں کر رہے تو ہمارا کام ہے کہ انہیں صحیح بات بتائیں اور ان کی حفاظت کریں۔ اس وقت چائلڈ پروٹیکشن بیورو موجود ہے۔ اگر وہ کوئی کام صحیح طریقے سے نہیں کر رہا تو ہمارا کام ہے کہ ہم انہیں یہاں اسمبلی میں بلا سکتے ہیں اور آپ کی اجازت سے پانچ دس ممبران ان کے ساتھ بات کر سکتے ہیں کہ یہ معاملات جیسے بچوں کی لیبر، بچوں کا بھیک مانگنا اور بچوں کے ساتھ زیادتی ہونے کو اپنے working order میں شامل کرے۔ اگر حکومت کا ادارہ موجود ہے اور وہ صحیح طریقے سے کام نہیں کر رہا تو اسے بہتر کیا جا سکتا ہے نہ کہ ہم ایک ادارے کی موجودگی میں parallel دوسرا ادارہ قائم کر دیں، اگر دوسرا صحیح کام نہ کرے تو ہم تیسرا چوتھا اور پانچواں ادارہ بناتے چلے جائیں اور اخراجات میں اضافہ کرتے چلے جائیں اس لئے میں ایک ادارے

کی موجودگی میں دوسرے ادارے کے قائم کئے جانے کی مخالفت کرتی ہوں، ناپسند کرتی ہوں اور چاہتی ہوں کہ اسی ادارے کو اچھا کام کرنے کی ہدایت کریں۔

جناب سپیکر: جی، اعجاز صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ اس قرارداد میں intention بالکل ٹھیک ہے۔ انہوں نے جہاں پر کہا ہے کہ خود مختار ڈائریکٹوریٹ قائم کیا جائے تو چائلڈ پروٹیکشن بیورو ایک خود مختار ادارہ ہے اور وہ ان تمام areas کو cover کرتا ہے۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ اس ادارے کے اندر کچھ اختیار اس کو تفویض نہیں کیا گیا جو کہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے عالمی معاہدہ کی روشنی میں ہونا چاہئے تو اس کے لئے یہ ایک علیحدہ قرارداد لے آئیں اور ان اختیارات کو pinpoint کر کے تفویض کرنے کی بات کریں تو بہتر ہوگا نہ کہ ایک ادارہ جو ایک مقصد کے لئے کام کر رہا ہے اس کی موجودگی میں ایک نئے ادارے کو قائم کیا جائے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

> "یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ بچوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے علیحدہ خود مختار ڈائریکٹوریٹ قائم کیا جائے تاکہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے عالمی معاہدہ کے مطابق صوبہ کے بچوں کو بھی سماجی، معاشی اور ثقافتی تحفظ و حقوق مل سکیں۔"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: تیسری قرارداد الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کی ہے۔ جی، چنیوٹی صاحب!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! پچھلے پرائیویٹ ممبر ڈے پر میری قرارداد کسی اور ممبر نے پیش کی تھی۔ میں نے اس وقت بھی بات کی تھی اور آج بھی یہ قرارداد میری ہے میری یہ قرارداد 16۔اگست 2011 تیسویں اجلاس کے ایجنڈے پر آئی تھی لیکن آج یہ پھر کسی اور ممبر کے نام سے ایجنڈے پر ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! اس پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ قرارداد کوئی بھی ممبر دے سکتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ آپ ہی دیں۔ قرعہ اندازی میں کسی کا نام بھی آ سکتا ہے۔ جی، چنیوٹی صاحب!

چنیوٹ میں لوہے و دیگر معدنیات کے ذخائر سے جلد از جلد استفادہ کرنے کا مطالبہ

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ

"اس ایوان کی رائے ہے کہ چنیوٹ میں لوہے و دیگر معدنیات کے وسیع ذخائر نکالنے اور ان سے جلد از جلد استفادہ کرنے کا اہتمام کیا جائے تاکہ صوبہ کی معیشت مزید مضبوط ہو سکے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ چنیوٹ میں لوہے و دیگر معدنیات کے وسیع ذخائر نکالنے اور ان سے جلد از جلد استفادہ کرنے کا اہتمام کیا جائے تاکہ صوبہ کی معیشت مزید مضبوط ہو سکے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے اس پر اعتراض تو نہیں ہے لیکن جو کوششیں اب تک ہوئی ہیں ان کے متعلق میں ایوان کو اعتماد میں لینا چاہتا ہوں کہ چنیوٹ رجوعہ میں اب تک مختلف سرکاری اداروں کی جیالوجیکل تحقیقاتی سروے کی روشنی میں درج ذیل drill holes کئے جا چکے ہیں۔ جیالوجیکل سروے آف پاکستان 5، پنجاب معدنی ترقیاتی کارپوریشن 9 اور drill 17 holes ہیں۔ ان کے نتائج کو مدنظر رکھتے ہوئے چنیوٹ میں 110 ملین ٹن اور رجوعہ میں پانچ سو ملین ٹن اچھی کوالٹی کے خام لوہے کے ذخائر دریافت ہوئے ہیں یہ ذخائر چنیوٹ میں سطح زمین سے 75 میٹر سے لے کر 178 میٹر کی گہرائی جبکہ رجوعہ میں 348 میٹر کی گہرائی میں موجود ہے جبکہ سطح زمین اور ذخائر کے درمیان مٹی ریت اور پانی جیسے مسائل موجود ہیں جن کی کان کنی میں کئی پیچیدہ مراحل شامل ہیں۔ جس کے لئے درآمد شدہ مشینری اور تکنیک کی اشد ضرورت ہے۔ خام لوہے کے ابتدائی تخمینہ جات اور دریافت کی روشنی میں بین الاقوامی سائنسی معیار کے مطابق مزید drilling اور جیالوجیکل تحقیقاتی کام کرانے کے لئے محکمہ معدنیات حکومت پنجاب نے تکنیکی، فنی اور مالی لحاظ سے مضبوط صلاحیتوں کی حامل ملکی و غیر ملکی بین الاقوامی کمپنیوں کو مروجہ قوانین کے مطابق شفاف طریقے سے مدعو کئے جانے کا پراجیکٹ تیار کیا ہے جس کے مطابق قانونی اور تکنیکی ماہرین کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ تمام تر اخراجات اور risk بذمہ کمپنی ہو گا۔ اب تک چار عدد کمپنیاں جن میں چین کی دو، جرمنی کی

ایک اور روس کی ایک کمپنی اپنی اپنی دلچسپی کا اظہار کر چکی ہیں۔ وہ bid میں حصہ لینے کے لئے محکمہ معدنیات سے مطلوبہ معلومات و دستاویزات حاصل کر چکے ہیں۔ ان کمپنیوں کے تکنیکی سوالات کے جوابات اور پراجیکٹ کے متعلق مزید معلومات مہیا کی جارہی ہیں تاکہ یہ کمپنیاں ہر اعتبار سے مکمل اعتماد کے ساتھ bids داخل کرا سکیں۔ مروجہ معیار پر پورا اترنے والی کمپنی کو چنیوٹ رجوعہ میں جیالوجیکل تلاش و تحقیق معدنیات لوہا و دیگر دھاتی معدنیات کا لائسنس دیا جا سکتا ہے۔ نتیجتاً کمپنی پہلے مرحلے میں ایک مکمل feasibility تیار کرے گی جس کے بعد باقاعدہ کان کنی کا کام پٹہ پر دیا جائے گا جس میں حکومت پنجاب کے shares ہوں گے۔ کامیاب feasibility و کان کنی کی صورت میں چنیوٹ رجوعہ سے حاصل ہونے والے خام لوہے کے ذخائر اور ان کی بنیاد پر سٹیل مل قائم کرنے کے قوی امکانات ہیں جس سے فولاد حاصل کر کے نہ صرف صوبائی بلکہ ملکی ضروریات کو بااحسن پورا کیا جا سکتا ہے جو کہ ایک مضبوط معیشت اور معاشی خوشحالی کا پیش خیمہ ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: ماشاء اللہ۔ اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ چنیوٹ میں لوہے و دیگر معدنیات کے وسیع ذخائر نکالنے اور ان سے جلد از جلد استفادہ کرنے کا اہتمام کیا جائے تاکہ صوبہ کی معیشت مزید مضبوط ہو سکے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب چوتھی قرارداد محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی ہے۔ جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

صوبہ پنجاب میں قائم وومن کرائسز سنٹرز کو کل وقتی اداروں میں تبدیل کرنے کا مطالبہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! شکریہ

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت وومن منسٹری کے تحت صوبہ پنجاب کو منتقل ہونے والے وومن کرائسز سنٹرز کو ان کے قیام کے اغراض و مقاصد کے مطابق چلانے کے لئے ان اداروں کے اوقات کار کو متاثرہ خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے

آٹھ گھنٹے کی بجائے کل وقتی اداروں میں تبدیل کرے تاکہ متاثرہ خواتین کی صحیح معنوں میں فلاح و بہبود کا ہدف حاصل کیا جاسکے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت وومن منسٹری کے تحت صوبہ پنجاب کو منتقل ہونے والے وومن کرائسز سنٹرز کو ان کے قیام کے اغراض و مقاصد کے مطابق چلانے کے لئے ان اداروں کے اوقات کار کو متاثرہ خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے آٹھ گھنٹے کی بجائے کل وقتی اداروں میں تبدیل کرے تاکہ متاثرہ خواتین کی صحیح معنوں میں فلاح و بہبود کا ہدف حاصل کیا جاسکے۔"

MR IJAZ AHMED KHAN: I oppose it.

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ facts معزز ایوان کے سامنے رکھنا چاہوں گا کہ وزارت سماجی بہبود و ترقی وفاقی حکومت کے تحت چلنے والے وومن کرائسز سنٹر کا انتظام حکومت پنجاب نے نہیں سنبھالا۔ اس معاملہ پر فیصلہ ابھی وفاقی وزارت بین الصوبائی رابطہ کے پاس زیر غور ہے۔ ان سنٹروں کے انتظامی اختیارات کا فیصلہ ہونے کے بعد حکومت پنجاب قرارداد میں پیش کی گئی تجویز پر غور کرے گی۔

جناب سپیکر: جی، اعجاز احمد خان صاحب!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں اس حوالے سے کچھ بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ نے اُس وقت oppose نہیں کیا تھا۔ اعجاز خان صاحب نے کر دیا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! oppose حکومت نے کیا ہے مگر آپ اس کی حمایت کرنے والوں کی بات بھی سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، بات کریں۔ اعجاز خان صاحب! میں ان کی بات سننے کے بعد آپ کو floor دیتا ہوں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے بھی oppose کر دیا ہے لیکن اٹھارہویں ترمیم کے بعد تینوں صوبوں نے اسے adopt کر لیا ہے۔ پنجاب میں تقریباً 17 کرائسز سنٹر ہیں جن کو گورنمنٹ funding نہیں کر رہی اور کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ آپ کوئی

علیحدہ سے ادارہ بنائیں لیکن ہماری یہ استدعا ہے کہ ان کرائسز سنٹروں کو چلتے رہنے دیا جانا چاہئے۔ اگر فنڈز نہیں ہیں تو یہ بات ایوان کو بتائی جائے مگر اِن کو بند نہیں ہونا چاہئے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ اس حوالے سے بین الصوبائی رابطہ کمیٹی میں یہ بات چل رہی ہے لیکن خیبر پختونخواہ، سندھ اور بلوچستان میں یہ ہو گیا ہے مگر یہ کرائسز سنٹر جن کی تعداد پنجاب میں زیادہ ہے اُن کو بند کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، اعجاز خان صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! جزوی طور پر معزز لاء منسٹر نے یہ بتایا ہے کہ ابھی تک یہ ادارہ پنجاب حکومت کے حوالے کیا ہی نہیں گیا۔ اٹھارہویں ترمیم کے تحت جو ادارے devolve ہو کر صوبوں کو منتقل ہوئے ہیں اُس میں ساتھ یہ حکم بھی تھا کہ اُن کو وسائل بھی فراہم کئے جائیں۔ اس ادارے کا انتظام و انصرام ہی حکومت پنجاب کو منتقل نہیں کیا گیا چہ جائیکہ اُس کی شفٹوں میں اضافے کی بات کی جائے جس پر بہت ساری رقم خرچ ہو گی۔ میں اس قرارداد کے حوالے سے یہ بھی کہوں گا کہ شیخ زید ہسپتال یا Evacuee Trust Board جیسے ادارے اٹھارہویں ترمیم کی negation میں آج تک صوبہ پنجاب کو منتقل نہیں کئے گئے تو اس انداز میں وفاقی حکومت کی طرف سے جو discrimination ہے اس کا بھی خاتمہ ہونا چاہئے اور اٹھارہویں ترمیم کی رُو کے مطابق تمام ادارے صوبوں کو devolve کئے جانے چاہئیں۔ یہ ادارہ جب devolve ہو گا تو پھر اس پر نظر ثانی کی جائے۔ لہذا یہ قرارداد قابل پذیرائی نہ ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں بھی عرض کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ oppose کر رہی ہیں؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں اس قرارداد کی favour میں بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! Rules کے تحت یہ بات نہیں کر سکتیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس پر زیادہ بات نہیں ہو سکتی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں بات کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! پہلے mover کو بات کر لینے دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں لاہور میں کرائسز سنٹر کی چیئر پرسن تھی۔ اٹھارہویں ترمیم کے تحت جو منصوبے صوبہ پنجاب کو ملے ہیں میری request یہ ہے کہ اس ادارہ کو بھی own کیا جائے

کیونکہ آدھی آبادی خواتین پر مشتمل ہے۔ خدارا اس کی روح کو سمجھنے کی کوشش کی جائے کیونکہ یہ کوئی دارالامان جیسا ادارہ نہیں ہے۔ اس ادارے میں ہم نے وہ سسٹم develop کیا تھا کہ اگر ایک خاتون کو اُس کا خاوند گھر سے باہر نکال دیتا ہے یا اُس کا بھائی بدتمیزی سے پیش آتا ہے اور وہ بے وقت گھر سے بے گھر ہمارے پاس آتی تھی تو اس کو immediately ایک shelter مہیا کیا جاتا تھا۔ وہاں پر Psychiatrist موجود ہیں جہاں اُن کی counselling کی جاتی ہے، انہیں میڈیکل ایڈ مہیا کی جاتی ہے پھر اُن کا گھر بسانے کے لئے پوری کوشش کی جاتی ہے۔

(اذانِ ظہر)

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری استدعا یہ تھی کہ یہ پنجاب کی تمام خواتین کا معاملہ ہے لہذا اُن کی فلاح و بہبود کے لئے حکومت کی بھی ذمہ داری بنتی ہے اور ویسے بھی اس طرح کا ادارہ حکومت پنجاب کے زیر سایہ کوئی بھی نہیں چل رہا۔ اگر اس ادارے کے نام کا مسئلہ ہے یا کوئی دوسرے issues ہیں تو انہیں resolve کرنے کے لئے کوئی کمیٹی بنا دی جائے جس کے سپرد یہ کیس کر دیا جائے۔ میری آپ سے humble request ہے کہ اس کو نظر انداز نہ کیا جائے کیونکہ آج کی عورتیں بے حد مسائل کا شکار ہیں۔ آپ ریکارڈ نکلوا کر دیکھیں کہ ہم نے جن خواتین کی counselling کرنے کے بعد دوبارہ گھر بسائے تھے اُن میں ایک ایک گھر کو بسانے کے لئے کئی دفعہ دو دو مہینے بھی لگ جاتے تھے۔ خاوند سے علیحدگی یا طلاق دلوا دینا کوئی حل نہیں ہے بلکہ اُن کی نفسیات کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ لینا چاہئے۔ اگر کہیں عورت بھی غلط ہے تو اُس کی counselling اور علاج کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ بچوں کو بھی ایک گھر اور ماں باپ کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہاں پر بیٹھی تمام خواتین میں سے ایک بھی خاتون ایسی نہیں ہو گی جو اس کرائسز سنٹر کی مخالفت کرے۔ یہ ریاست کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ایک عورت جسے رات بے رات گھر سے تشدد کر کے نکال دیا جاتا ہے وہ کہاں جائے گی؟ اُن خواتین کے لئے ہم نے دن رات effort کر کے یہ ادارہ بنایا تھا جس کے لئے بہت محنت بھی کی گئی تھی مگر بہتری کی گنجائش ہر وقت رہتی ہے۔ اس میں جو مسائل ہیں اُن پر ایک دن مختص کر کے بات کر لینی چاہئے مگر اس ادارے کو مکمل طور پر ختم کرنے کے بارے میں نہ سوچا جائے۔ میری آپ کے توسط سے پنجاب کی تمام خواتین کی طرف سے وزیر قانون صاحب سے بھی humble request ہے کہ اس ادارے کو بند نہ کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ فائزہ ملک صاحبہ!

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! میں بھی بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ نے پہلے oppose نہیں کیا تھا۔ جس نے oppose نہیں کیا وہ بات نہیں کر سکیں گے۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! وہ بھی تو بات کرنا چاہتی ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، اگر آپ favour میں بات کرنا چاہتی ہیں تو پھر میں اجازت دوں گا۔ جی، فائزہ ملک صاحبہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اس طرف بیٹھی ہوئی بہنوں سے گزارش کروں گی کہ خواتین issue پر ہم نے ہمیشہ یہ عہد کیا ہے کہ اگر کوئی اچھی کاوش ہو گی تو اسے سب support کریں گی اور میں نے نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی قرارداد کو oppose نہیں کیا تھا بلکہ ان کی سوچ اور کاوش کو appreciate کیا۔ میں نے صرف اسی چیز کو oppose کیا تھا کہ ایک ادارے کی موجودگی میں دوسرا ادارہ نہ بنایا جائے۔ اب آمنہ الفت صاحبہ کی قرارداد کے متعلق میری گزارش ہو گی کہ پنجاب حکومت کی وومن منسٹری کی حالت، پنجاب کی عورتوں کی حالت اور سوچ ہماری موجودہ حکومت کی وجہ سے خراب ہو رہی ہے تو میں آپ سے گزارش کرتی ہوں کہ ہم پر رحم کریں اور ہماری 52 فیصد آبادی کو اس طرح سے نظر انداز نہ کریں کیونکہ وہ ایک صوبے کا بہت بڑا حصہ ہے۔ اگر حکومت پنجاب کی کسی اچھی سوچ اور کسی اچھے کام سے اس صوبے کی خواتین کی بہتری ہو سکتی ہے تو ہمیں ان سے گزارش کرنی چاہئے کہ یہ کرائسز سنٹرز بند نہ ہوں۔ یہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد پنجاب حکومت کے under آ چکے ہیں اور ہماری بھی یہی گزارش ہے اور ہم اسی لئے اسے support کر رہے ہیں کہ عورتوں کی بہتری کے لئے اگر کوئی ادارے یہاں پر پہلے سے قائم ہیں اور وہ اب آپ کی سرپرستی میں آ رہے ہیں تو پھر آپ کو کم از کم انہیں بند تو نہیں کرنا چاہئے اور ان کا خیال رکھنا چاہئے بلکہ اس میں مزید بہتری لانی چاہئے۔

محترمہ انجم صفدر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! قرارداد میں بات کچھ اور کی گئی ہے اور یہاں پر ان کا مؤقف کچھ اور ہے کیونکہ آپ قرارداد کی عبارت دیکھیں کہ:

"ایوان کی رائے ہے کہ حکومت وومن منسٹری کے تحت صوبہ پنجاب کو منتقل ہونے والے وومن کرائسز سنٹرز کو ان کے قیام کے اغراض و مقاصد کے مطابق چلانے کے لئے ان اداروں کے اوقات کار کو متاثرہ خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے آٹھ گھنٹے کی بجائے۔"

انہوں نے وقت کے حوالے سے کہا ہے اور یہ کرائسز سنٹرز کی بات کر رہے ہیں۔ قرارداد کچھ اور پیش کی گئی ہے اور یہاں پر بحث کسی اور طرف نکل گئی ہے۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت وومن منسٹری کے تحت صوبہ پنجاب کو منتقل ہونے والے وومن کرائسز سنٹرز کو ان کے قیام کے اغراض و مقاصد کے مطابق چلانے کے لئے ان اداروں کے اوقات کار کو متاثرہ خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے آٹھ گھنٹے کی بجائے کل وقتی اداروں میں تبدیل کرے تاکہ متاثرہ خواتین کی صحیح معنوں میں فلاح و بہبود کا ہدف حاصل کیا جا سکے۔"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: پانچویں قرارداد سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے جنہوں نے تحریری طور پر request بھیجی ہے کہ اسے آئندہ پرائیویٹ ممبرز ڈے تک pending کر لیا جائے لہذا اسے pending کیا جاتا ہے۔

آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے اب اجلاس کل بروز بدھ 21۔دسمبر2011 کی صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

645

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،21۔دسمبر2011

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

سرکاری کارروائی

(اے) رپورٹ ایوان کی میز پر رکھنا

محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ برائے سال2010

ایک وزیر محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ برائے سال2010ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

(بی) آرڈیننس کاایوان کی میز پر رکھنا

آرڈیننس(ترمیم)پنجاب بنک2011(2بابت2011)

ایک وزیر آرڈیننس(ترمیم)پنجاب بنک2011ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

(سی) مسودہ قانون کاایوان میں پیش کیا جانا

مسودہ قانون (ترمیم)گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن پنجاب 2011(مسودہ قانون نمبر54بابت2011)

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن پنجاب2011ایوان میں پیش کریں گے۔

(ڈی) مسودات قانون پر غور وخوض اوران کی منظوری

1۔ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی دیوالیہ 2011(مسودہ قانون نمبر21بابت2011)

مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی دیوالیہ 2011پر(ضمن6سے)ضمن وار غور وخوض کادوبارہ آغاز

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی دیوالیہ 2011 منظور کیاجائے۔

646

2۔ مسودہ قانون(تنسیخ)آرڈیننس (گوجرانوالہ)ٹریفک کنٹرول و بس سٹینڈز مغربی پاکستان 1963مصدرہ2011

(مسودہ قانون نمبر35بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(تنسیخ)آرڈیننس (گوجرانوالہ)ٹریفک کنٹرول وبس سٹینڈز مغربی پاکستان 1963 مصدرہ 2011 کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(2)225 کے تحت خصوصی حکم جاری کیاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(تنسیخ)آرڈیننس (گوجرانوالہ)ٹریفک کنٹرول وبس سٹینڈز مغربی پاکستان 1963 مصدرہ 2011، جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ٹرانسپورٹ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(تنسیخ)آرڈیننس (گوجرانوالہ)ٹریفک کنٹرول وبس سٹینڈز مغربی پاکستان1963مصدرہ2011 منظور کیاجائے۔

3۔ مسودہ قانون(تنسیخ)آرڈیننس (لاہور)ٹریفک کنٹرول و بس سٹینڈز مغربی پاکستان 1963مصدرہ 2011

(مسودہ قانون نمبر34بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(تنسیخ)آرڈیننس(لاہور)ٹریفک کنٹرول وبس سٹینڈز مغربی پاکستان1963مصدرہ2011 کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (2)225 کے تحت خصوصی حکم جاری کیاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(تنسیخ)آرڈیننس(لاہور)ٹریفک کنٹرول وبس سٹینڈز مغربی پاکستان1963مصدرہ2011، جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ٹرانسپورٹ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(تنسیخ)آرڈیننس (لاہور)ٹریفک کنٹرول وبس سٹینڈز مغربی پاکستان1963مصدرہ2011منظور کیاجائے۔

4۔ **مسودہ قانون(ترمیم)(قانونی رکاوٹوں کا خاتمہ)ہندو ورثہ2011**(مسودہ قانون نمبر23بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(قانونی رکاوٹوں کا خاتمہ)ہندو ورثہ2011کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(2)225کے تحت خصوصی حکم جاری کیاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(قانونی رکاوٹوں کا خاتمہ)ہندو ورثہ2011، جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ریونیو، ریلیف واشتمال نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(قانونی رکاوٹوں کا خاتمہ)ہندو ورثہ2011منظور کیاجائے۔

647

5۔ **مسودہ قانون(دوسری ترمیم)ہندو قانون وراثت2011**(مسودہ قانون نمبر24بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(دوسری ترمیم)ہندو قانون وراثت 2011کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997کے قاعدہ(2)225کے تحت خصوصی حکم جاری کیاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(دوسری ترمیم)ہندو قانون وراثت2011، جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ریونیو، ریلیف واشتمال نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(دوسری ترمیم)ہندو قانون وراثت2011منظور کیاجائے۔

6۔ **مسودہ قانون(ترمیم)کارکنان روڈ ٹرانسپورٹ2011**(مسودہ قانون نمبر32بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)کارکنان روڈ ٹرانسپورٹ 2011 کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(2)225 کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)کارکنان روڈ ٹرانسپورٹ 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ٹرانسپورٹ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)کارکنان روڈ ٹرانسپورٹ 2011 منظور کیا جائے۔

7۔ مسودہ قانون(ترمیم)کارخانہ جات 2011(مسودہ قانون نمبر 30 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)کارخانہ جات 2011 کے تسلسل کے لئے
قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(2)225 کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)کارخانہ جات 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت وانسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)کارخانہ جات 2011 منظور کیا جائے۔

8۔ مسودہ قانون(ترمیم)کم از کم اجرت 2011(مسودہ قانون نمبر 31 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)کم از کم اجرت 2011 کے تسلسل کے لئے
قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(2)225 کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)کم از کم اجرت 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت وانسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)کم ازکم اجرت2011منظور کیا جائے۔

648

9۔ مسودہ قانون(ترمیم)(طبی امداد)زخمی اشخاص،2011(مسودہ قانون نمبر12بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(طبی امداد)زخمی اشخاص،2011کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997کے قاعدہ(2)225کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گےکہ مسودہ قانون(ترمیم)(طبی امداد)زخمی اشخاص،2011،جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے صحت نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(طبی امداد)زخمی اشخاص،2011منظور کیا جائے۔

10۔ مسودہ قانون(ترمیم)مختار نامہ2011(مسودہ قانون نمبر14بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)مختار نامہ،2011کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997کے قاعدہ(2)225کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)مختار نامہ،2011،جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے قانون و پارلیمانی امور نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)مختار نامہ،2011منظور کیا جائے۔

11۔ مسودہ قانون(ترمیم)دادرسی مختص2011(مسودہ قانون نمبر16بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)دادرسی مختص 2011کے تسلسل کے لئے
قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997کے قاعدہ(2)225کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)داد رسی مختص2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے قانون و پارلیمانی امور نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)داد رسی مختص 2011 منظور کیا جائے۔

12۔ مسودہ قانون(ترمیم)متولیان سرکار2011(مسودہ قانون نمبر17 بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)متولیان سرکار2011 کے تسلسل کے لئے
قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(2)225 کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)متولیان سرکار2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے قانون و پارلیمانی امور نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)متولیان سرکار2011 منظور کیا جائے۔

649

13۔ مسودہ قانون(ترمیم)ازالہ حیثیت عرفی2011(مسودہ قانون نمبر18 بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)ازالہ حیثیت عرفی 2011 کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(2)225 کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)ازالہ حیثیت عرفی2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے قانون و پارلیمانی امور نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)ازالہ حیثیت عرفی 2011 منظور کیا جائے۔

14۔ مسودہ قانون(ترمیم)(رجسٹریشن وکنٹرول)سماجی بہبود کی رضاکار تنظیمیں 2011
(مسودہ قانون نمبر27 بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(رجسٹریشن وکنٹرول)سماجی بہبود کی رضاکار تنظیمیں 2011 کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(2)225کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(رجسٹریشن وکنٹرول)سماجی بہبود کی رضاکار تنظیمیں 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے سماجی بہبود، ترقی نسواں اور بیت المال نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(رجسٹریشن وکنٹرول)سماجی بہبود کی رضاکار تنظیمیں 2011 منظور کیا جائے۔

15۔ مسودہ قانون(ترمیم)(تنخواہیں،الاؤنسز واستحقاقات)وزراء پنجاب 2010

(مسودہ قانون نمبر 14 بابت 2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(تنخواہیں، الاؤنسز و استحقاقات)وزراء پنجاب 2010 کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(2)225 کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(تنخواہیں، الاؤنسز و استحقاقات)وزراء پنجاب 2010، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے قانون و پارلیمانی امور نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(تنخواہیں، الاؤنسز و استحقاقات)وزراء پنجاب 2010 منظور کیا جائے۔

650

16۔ مسودہ قانون عطائے مالکانہ حقوق قابض مزارعین و مقرر یداران پنجاب 2011

(مسودہ قانون نمبر 11 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون عطائے مالکانہ حقوق قابض مزارعین و مقرر یداران پنجاب 2011 کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(2)225 کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون عطائے مالکانہ حقوق قابض مزارعین و مقرر یداران پنجاب 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ریونیو، ریلیف واشتمال نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون عطائے مالکانہ حقوق قابض مزارعین و مقرر یداران پنجاب 2011 منظور کیا جائے۔

17۔ **مسودہ قانون (ترمیم) ایڈمنسٹریٹر جنرلز، پنجاب 2011 (مسودہ قانون نمبر 15 بابت 2011)**

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) ایڈمنسٹریٹر جنرلز پنجاب 2011 کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (2)225 کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) ایڈمنسٹریٹر جنرلز پنجاب 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے قانون و پارلیمانی امور نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) ایڈمنسٹریٹر جنرلز پنجاب 2011 منظور کیا جائے۔

18۔ **مسودہ قانون (ترمیم) خیراتی و مذہبی اوقاف 2011 (مسودہ قانون نمبر 22 بابت 2011)**

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) خیراتی و مذہبی اوقاف 2011 کے تسلسل کے لئے
قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (2)225 کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) خیراتی و مذہبی اوقاف 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ریونیو، ریلیف واشتمال نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) خیراتی و مذہبی اوقاف 2011 منظور کیا جائے۔

19۔ **مسودہ قانون (ترمیم) آثار قدیمہ 2011 (مسودہ قانون نمبر 25 بابت 2011)**

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)آثار قدیمہ 2011کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(2)225کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

651

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)آثار قدیمہ 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ثقافت وامور نوجواناں نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)آثار قدیمہ 2011منظور کیا جائے۔

20۔ مسودہ قانون(ترمیم)(روزگار و بحالی)معذور افراد2011(مسودہ قانون نمبر26بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(روزگار و بحالی)معذور افراد2011کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(2)225کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(روزگار و بحالی)معذور افراد2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے سماجی بہبود، ترقی نسواں اور بیت المال نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(روزگار و بحالی)معذور افراد2011منظور کیا جائے۔

21۔ مسودہ قانون(ترمیم)پروٹیکشن آف بریسٹ فیڈنگ اینڈ چائلڈ نیوٹریشن، پنجاب2011 (مسودہ قانون نمبر33بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پروٹیکشن آف بریسٹ فیڈنگ اینڈ چائلڈ نیوٹریشن، پنجاب2011کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997کے قاعدہ(2)225 کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پروٹیکشن آف بریسٹ فیڈنگ اینڈ چائلڈ نیوٹریشن، پنجاب2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے صحت نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پروٹیکشن آف بریسٹ فیڈنگ اینڈ چائلڈ نیوٹریشن، پنجاب2011منظور کیا جائے۔

653

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیئسواں اجلاس

بدھ،21۔دسمبر2011

(یوم الاربعاء،25۔محرم الحرام1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 27 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

إِذَا السَّمَاءُ انفَطَرَتْ ۝ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انتَثَرَتْ ۝ وَإِذَا الْبِحَارُ
فُجِّرَتْ ۝ وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ ۝ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ ۝
يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ۝ الَّذِي خَلَقَكَ
فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ ۝ كَلَّا
بَلْ تُكَذِّبُونَ بِالدِّينِ ۝ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ۝ كِرَامًا
كَاتِبِينَ ۝ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ۝ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ۝
وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ۝ يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ ۝ وَمَا هُمْ
عَنْهَا بِغَائِبِينَ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ۝ ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ
مَا يَوْمُ الدِّينِ ۝ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ۖ
وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ ۝

سورۃ الانفِطار1 تا 19

جب آسمان پھٹ جائے گا (1)اور جب تارے جھڑ پڑیں گے (2)اور جب دریا بہہ (کر ایک دوسرے سے مل) جائیں گے (3)اور جب قبریں اکھیڑ دی جائیں گی (4)تب ہر شخص معلوم کرلے گا کہ اس نے آگے کیا بھیجا تھا اور پیچھے کیا چھوڑا تھا (5)اے انسان تجھ کو اپنے پروردگار کرم گستر کے باب میں کس چیز نے دھوکا دیا؟ (6)(وہی تو ہے) جس نے تجھے بنایا اور (تیرے اعضا کو) ٹھیک کیا اور (تیرے قامت کو) معتدل رکھا (7)اور جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا (8)مگر ہیہات تم لوگ جزا کو جھٹلاتے ہو (9)حالانکہ تم پر نگہبان مقرر ہیں (10)عالی قدر (تمہاری باتوں کے) لکھنے والے (11)جو تم کرتے ہو وہ اسے جانتے ہیں (12)بے شک نیکوکار نعمتوں (کی بہشت) میں ہوں گے۔ (13)اور بدکردار دوزخ میں (14)(یعنی) جزا کے دن اس میں داخل ہوں گے

(15)اور اس سے چھپ نہیں سکیں گے (16)اور تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے؟ (17)پھر تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے(18)جس روز کوئی کسی کا بھلا نہ کر سکے گا اور حکم اس روز اللہ ہی کا ہو گا (19) **وماعلینا الالبلاغo**

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

یہ ناز یہ انداز ہمارے نہیں ہوتے
جھولی میں اگر ٹکڑے تمھارے ﷺ نہیں ہوتے
ہم جیسے نکموں کو گلے کون لگاتا
سرکار ﷺ اگر آپ ہمارے نہیں ہوتے
ملتی نہ اگر بھیک حضور ﷺ آپ ﷺ کے در سے
اِس ٹھاٹ سے منگتوں کے گزارے نہیں ہوتے
خالد یہ تصدق ہے فقط نعت کا ورنہ
محشر میں ترے وارے نیارے نہیں ہوتے

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔آپ تشریف رکھیں اور میری ایک بات سن لیں کہ مجھے بہت ہی افسوس ہوتا ہے کہ جب میں بول رہا ہوتا ہوں تو فوری طور پر آپ میں سے کئی حضرات کھڑے ہو جاتے ہیں this is not good دوسری بات میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آج کے ایجنڈا پر محکمہ صحت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔دونوں اطراف کے تمام حضرات کو میں ایک چیز کہنا چاہتا ہوں کہ اس ایجنڈے پر 35 سوالات ہوتے ہیں اور ہر سوال دہندہ کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا سوال آ جائے لیکن ہم پوائنٹ آف آرڈرز پر اتنا ٹائم ضائع کرتے ہیں کہ ایجنڈے کے کچھ سوالات ہی کر پاتے ہیں کہ ٹائم ختم ہو جاتا ہے۔ میری گزارش ہے کہ during Questions Hour there should be no point of order آپ سب کو اس کا پابند ہونا پڑے گا۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر محکمہ صحت سے متعلق ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔جب سوال آئے گا تو اس حوالہ سے اپنا ضمنی سوال کر لیں۔ مہربانی کر کے آپ تشریف رکھیں۔پہلا سوال ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ہاؤس میں کوئی منسٹر ہے نہ پارلیمانی سیکرٹری ہے تو کون جواب دے گا؟

جناب سپیکر: آپ مجھ سے سوال کریں اتنی دیر میں وہ آ جائیں گے پھر ان سے جواب لے لیں گے۔ متعلقہ محکمہ کے پارلیمانی سیکرٹری کہاں ہیں؟ اگر وہ میری آواز سن رہے ہیں تو فوری طور پر ہاؤس میں تشریف لائیں۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کیا آپ کوئی ایکشن لے سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: ان کو ذرا آنے دیں پھر ان کا کچھ کرتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: کیاآپ کے پاس اختیارات ہیں؟

جناب سپیکر: اختیارات استعمال کرلیں گے، آپ دیکھیں ذرا۔

(اس مرحلہ پر پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت ایوان میں تشریف لائے)

پارلیمانی سیکرٹری صاحب! انتہائی افسوس کی بات ہے، آپ نے آج ہمیں embarrass کیا ہے۔ This is not good to you. Be careful in future.

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: پہلا سوال ڈاکٹر سامیہ امجد کا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: جناب سپیکر! On her behalf (معزز ممبر خاتون نے ڈاکٹر سامیہ امجد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: سوال کا نمبر پکاریں۔

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: جناب سپیکر! سوال نمبر 1170 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

اشیائے خورد و نوش میں ملاوٹ کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کرنے کا مسئلہ

*1170: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قصور اور لاہور میں بالخصوص اور دیگر شہروں میں بالعموم شہریوں کو بدعنوان قصابوں کے مذموم دھندے کے باعث مردہ اور بیمار جانوروں کا گوشت فروخت کیا جارہا ہے جس سے عوام میں انتہائی مہلک امراض پیدا ہو رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ آج سے تقریباً 30 سال قبل بنائے گئے Pure Food Ordinance میں کوئی مؤثر mechanism موجود نہیں جس کے تحت اشیائے خورد و نوش میں ملاوٹ کو روکا جاسکے اور مردہ جانوروں کا گوشت فروخت کرنے پر کوئی سزا مقرر ہو، کیا حکومت مردہ جانوروں کا گوشت فروخت کرنے والوں کے لئے سزائے موت تجویز کرنے کو تیار ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس جرم کی سنگینی کے پیش نظر ذمہ دار افراد کو کڑی سزا دینے کے لئے قانون ہذا میں جلد از جلد ترمیم کرنے کے لئے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت اشیائے خورد و نوش میں ملاوٹ کو چیک کرنے والے سرکاری اہلکاروں کو بھی فرائض سے غفلت کی بناء پر قصوروار ٹھہرا کر ان کے لئے سزا تجویز کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) یہ درست ہے کہ مردہ اور بیمار جانوروں کے کھانے سے انسانوں میں مختلف انواع کی بیماریاں لاحق ہوتی ہیں۔

تاہم مذبح خانوں کی جانچ پڑتال محکمہ لائیوسٹاک کے ذمہ ہے۔

(ب) Pure Food Ordinance,1960 میں لاگو کیا گیا۔ جس کے تحت Pure Food Rules,1965 متعارف کروائے گئے جن کے تحت اشیائے خورد و نوش میں ملاوٹ کرنے والوں کے خلاف سزائیں مقرر ہیں تاہم یہ قوانین صرف Prepared Food Items میں ملاوٹ کرنے والوں کے بارے میں ہیں۔

(ج) حکومت پنجاب، محکمہ صحت نے حال ہی میں Pure Food Rules,1965 میں ضروری ترامیم لاکر "Punjab Pure Food Rules,2007" متعارف کروائے ہیں اور پنجاب بھر میں یہ قوانین نافذالعمل ہیں۔

(د) اگر کوئی سرکاری اہلکار اپنے فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کے خلاف جرم ثابت ہونے پر سزا کا باقاعدہ نظام و طریق کار قانون میں موجود ہے اور ان کے خلاف PEEDA ایکٹ کے تحت قانونی، محکمانہ کارروائی کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! اس میں بہت ہی گھناؤنے جرم کا سوال کیا گیا ہے اور مردہ جانوروں کا گوشت کے فروخت کی بات کی گئی ہے۔ اس کے جواب میں Punjab Pure Food Rules,2007 کی بات کی گئی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہ رہی تھی کہ اس گھناؤنے جرم کا ارتکاب کرنے والوں کی زیادہ سے زیادہ سزا کتنی ہے اور اب تک کتنے لوگوں کو یہ سزا دی جا چکی ہے، اسی کے ساتھ

بہت اہم بات ہے کہ گوشت کو پانی لگا کر فروخت کیا جاتا ہے اور یہ بہت عام سی بات ہے۔ کیا اس کی بھی کوئی علیحدہ سے سزا ہے، اگر ہے تو اب تک یہ سزا کتنے لوگوں کو دی جا چکی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): اس کے جز (الف) کے جواب میں ہے کہ اس ضمن میں Punjab Pure Food Rules, 2011 کے سیکشن 12.8 کے سب سیکشن 12.8(01) اور 12.8(03) کے تحت خالص گوشت جو کہ حلال جانور کا ہو فروخت کرنے اور اس کو مختلف اقسام میں رکھنے یا فروخت کرنے کی اجازت ہے۔ مردہ جانور یا بیمار جانور کا گوشت فروخت کرنا ممنوع ہے۔ مذبح خانوں سے فروخت ہونے والا گوشت محکمہ لائیو سٹاک کا عملہ چیک کرتا ہے، ویٹرنری آفیسر اس پر مہر لگاتا ہے۔ اگر گوشت اور اس سے تیار شدہ اشیاء رولز میں دی گئی Standard Specifications کے مطابق نہ ہوں تو قانون کے مطابق افراد، کمپنیوں، ہوٹلوں یا فاسٹ فوڈ کا کاروبار کرنے والوں کو جرمانے اور سزائیں ہو سکتی ہیں۔ اس میں جرمانہ -/200 روپے اور تین ماہ تک قید ہے۔ ای ڈی او (ہیلتھ) اور محکمہ خوراک اس کو monitor کرتا ہے۔ مذبح خانوں کو چار محکمے لائیو سٹاک، ڈسٹرکٹ گورنمنٹ، ڈی سی او اور ویٹرنری آفیسر look after کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے کسی کو سزا دی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس کے ساتھ detail لگائی ہوئی ہے۔ پنجاب کے cases اور penalties کی لسٹ لف ہے اگر آپ کہیں تو میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ یہ 1960 کا قانون تھا جس میں دوبارہ 2007 اور 2011 میں rules بنائے گئے جس کے تحت کارروائی کی جاتی ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ چار متعلقہ محکمے ہیں جو خراب گوشت بیچنے پر کارروائی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: بس، ٹھیک ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جز (ب) میں بتایا گیا ہے کہ Pure Food Rules 1965 متعارف کروائے گئے جن کے تحت اشیائے خورد و نوش میں ملاوٹ کرنے والوں کے

خلاف سزائیں مقرر ہیں۔تاہم یہ قوانین صرف prepared food items میں ملاوٹ کرنے کے بارے میں ہیں۔گوشت کی فروخت تو prepared میں نہیں آتی اس کا مطلب ہے کہ گوشت کی فروخت کے لئے کوئی سزائیں نہیں ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر!اس میں دو طرح کا گوشت ہے ایک حلال گوشت جس کو ذبح کرتے ہیں دوسرا وہ گوشت جو tend ہے۔حلال گوشت میں پانچ categories ہیں۔جس میں چھوٹا گوشت، بڑا گوشت وغیرہ ہیں اور ان کا Pure Food Rules کے سیکشن میں ذکر ہے۔اگر وہ غیر معیاری ہو اور فروخت کے قابل نہ ہو تو اس پر کارروائی ہوتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!کیا غیر حلال گوشت بھی ہمارے صوبے میں فروخت ہوتا ہے، انہوں نے ابھی بتایا ہے کہ ایک حلال گوشت ہے اور دوسرا tend گوشت ہے۔کیا یہ حلال نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر!Fresh گوشت وہ ہے جو ہمارے سلاٹر ہاؤس میں ذبح ہوتا ہے اور مارکیٹ میں فروخت ہوتا ہے اور دوسرا tend گوشت ہے جو ہم import کرتے ہیں۔اس کے لئے بھی حلال ہونا شرط ہے یہ گوشت آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور دیگر ممالک سے آتا ہے۔اس پر حلال certified ہوتا ہے پھر یہاں فروخت ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔اگلا سوال جناب محمد نوید انجم کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!On his behalf (معزز خاتون ممبر نے جناب محمد نوید انجم کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: سوال کا نمبر پکاریں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!سوال نمبر 2278 ہے۔

پنجاب ہیلتھ سیکٹر زریفارمز پروگرام کے فنڈز اور اخراجات کی تفصیل

*2278: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب ہیلتھ سیکٹر ریفارمز پروگرام کب شروع کیا گیا؟

(ب) اس پروگرام کے تحت سال 07-2006، 08-2007 اور 09-2008 میں کتنی رقم سالانہ مختص کی گئی؟

(ج) ان سالوں کے دوران کتنے بی ایچ یو، آر ایچ سی اور ہسپتالوں کی عمارات تعمیر کی گئیں اور ان پر کتنی رقم سالانہ خرچ ہوئی؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنی رقم سے طبی آلات خرید کئے گئے؟

(ہ) کتنی رقم اس پروگرام کے انچارج کی تنخواہ، ٹی اے / ڈی اے اور گاڑیوں پر خرچ ہوئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) 05۔2004 میں ضلعی حکومتوں کو پنجاب ہیلتھ سیکٹر ریفارمز کے تحت فنڈز بھیج دیئے گئے تھے۔اس پروگرام کے تحت پروگرام مینجمنٹ یونٹ اپریل 2006 میں شروع کیا گیا۔

(ب) 2006 سے 2009 تک مختص کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال 05۔2004 میں BHUs اور RHCs کی مرمت اور تزئین پر 700 ملین روپے مختص کئے گئے۔

سال 06۔2005 میں BHUs اور RHCs کی مرمت اور تزئین پر 500 ملین روپے مختص کئے گئے۔

سال 07۔2006 میں BHUs اور RHCs کی مرمت اور تزئین پر 900 ملین روپے، PHSRP الاؤنس کے لئے 1056 ملین روپے جبکہ نئی سیٹوں کے اجراء کے لئے تنخواہ کی مد میں 1331 ملین روپے مختص کئے گئے۔

سال 08۔2007 میں BHUs اور RHCs کی مرمت اور تزئین پر 2000 ملین روپے جبکہ طبی آلات کی مرمت اور خریداری کے لئے 100.8 ملین روپے مختص کئے گئے۔PHSRP الاؤنس اور نئی سیٹوں کے اجراء کے لئے تنخواہیں ضلعی حکومتیں دے رہی ہیں۔

سال 09۔2008 میں BHUs اور RHCs کی مرمت تزئین پر 154 ملین روپے جبکہ طبی آلات کی مرمت اور خریداری کے لئے 500 ملین روپے مختص کئے گئے PHSRP الاؤنس اور نئی سیٹوں کے اجراء کے لئے تنخواہیں ضلعی حکومتیں دے رہی ہیں۔

800ملین کالجز کے لئےNLC کو منتقل کئے گئے ہیں۔ منظوری ہو چکی ہے جبکہ فنڈز ابھی تک جاری نہیں ہوئے۔

(ج) کوئی نئی عمارت تعمیر نہیں کی گئی ہے۔31۔دسمبر2008تک بنیادی مراکز صحت کی مرمت و تزئین کا کام،293دیہی مراکز صحت اور 781بنیادی مراکز صحت پر جاری ہے جس میں سے 312بنیادی مراکز صحت اور دیہی مراکز صحت پر کام مکمل ہو چکا ہے اور اب تک 2815ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

(د) ابھی تک کوئی طبی آلات نہیں خریدے گئے تاہم 100.08ملین روپے طبی آلات کی مرمت کے لئے تمام اضلاع کو دیئے گئے نیز09۔2008میں نئے طبی آلات کی خریداری کے لئے 500ملین روپے کی منظوری ہو چکی ہے۔ محکمہ خزانہ عنقریب فنڈز جاری کر دے گا۔

(ہ) اپریل2006تا دسمبر2008اب تک تمام پروگرام انچارجز کی تنخواہ-/3,312,182روپے ہے اور پروگرام انچارج کے زیر استعمال ایک گاڑی ہے جس کی قیمت خرید-/9,79,000 روپے تھی اور جس کا اب تک پٹرول کا خرچ-/3,00,376روپے اور گاڑی کی مرمت کا خرچ-/84,770روپے ہے۔TA/DA کی مد میں-/17,780روپے خرچ ہوئے۔
دسمبر2008تک موجودہ پروگرام انچارج کی تنخواہ-/5,16,490روپے ادا کی گئی۔پٹرول کا خرچ-/77,537روپے اور گاڑی کی مرمت کا خرچ-/6280روپے جبکہTA/DA کی مد میں-/625روپے خرچ ہوئے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس سوال کا جز(ج)اور(د)پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: اگر آپ پڑھائیں گے تو آپ کا ہی نقصان ہو گا کیونکہ کافی سوالات ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس میں پڑھنا ضروری ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس میں یہ ہے کہ اس پروگرام کے تحت سال07-2006 ,08-2007اور09-2008میں کتنی رقم سالانہ مختص کی گئی، جز(ج)میں

ہے کہ ان سالوں کے دوران کتنے بی ایچ یو، آر ایچ سی اور ہسپتالوں کی عمارات تعمیر کی گئیں اور ان پر کتنی رقم سالانہ خرچ ہوئی اور جز(د)ان سالوں کے دوران کتنی رقم سے طبی آلات خرید کئے گئے؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ابھی تک آلات خریدے گئے ہیں یا نہیں، دوسرا اس رقم کو مختص کئے ہوئے دو سال گزر گئے ہیں اگر طبی آلات نہیں خریدے گئے تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور اس پروگرام کے انچارج یہ بتائیں کہ 33 لاکھ تنخواہ، گاڑیوں کی سہولتوں اور ٹی اے/ڈی اے کے لئے خرچ بھی دیا جارہا ہے تو کیا حکومت کے پاس اتنا پیسا ہے کہ اس پروگرام پر خرچ کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! پنجاب پبلک ہیلتھ سیکٹر ریفارمز پروگرام میں ہمارے donors امداد دیتے ہیں۔ اس میں چار سال کی رقم درج کی گئی ہے یہ ایک سال کی نہیں ہے۔ اس میں چار سال کی ٹرانسپورٹ، پٹرول اور تنخواہیں بیان کی گئی ہیں ان کے بغیر ان کو operational کرنا ممکن نہیں ہے۔ جو انہوں نے equipment کی بات کی ہے وہ فنڈز ہمیں phases میں release ہوتے ہیں، phases میں خریدتے ہیں اور phases میں سپلائی کرتے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: 11-2010 کے فنڈز release ہو گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اگر مجھے 11-2010 کی لسٹ کے بارے میں کہیں گے تو میں منگوا لیتا ہوں اور وہ پیش کر دیتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ ہمیں phases میں فنڈز release ہوتے ہیں اس کے مطابق ہی ہم equipment خریدتے ہیں اور وہاں پہنچا دیتے ہیں۔ اگر محترمہ کہیں گی تو اس کی details provide کر دیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! تین سالوں میں ٹی اے/ڈی اے کی مد میں -/17780 روپے خرچ ہوئے ہیں تو یہ بتائیں کہ آفیسر کا DA کتنا ہے اگر تین سالوں میں ان کو -/17780 روپے ملا تو اس کا مطلب ہے کہ ایک سال کا تقریباً 5 ہزار روپے ہوا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ٹی اے پانچ سو یا سات سو روپے تو ہو گا۔ کیا انہوں نے travel صرف دس دن کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! جو مختلف پروگرام ہیں ان میں سب کے اپنے اپنے قوانین ہیں، اپنے اپنے TA,DA کے اصول بنتے ہیں اور ان کی اپنی تنخواہیں ہوتی ہیں۔ کسی پروگرام میں ڈاکٹر کی تنخواہ 50 ہزار روپے ہے اور کسی پروگرام میں ایک لاکھ روپے ہے۔اسی طرح ٹی اے / ڈی اے بھی اس پروگرام کے مطابق دیا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: مجھے یہ عدد 17780 بہت کم لگ رہا ہے۔اگر انہوں نے تین سالوں میں traveling کی ہے تو یہ بہت کم ہے اور اگر انہوں نے traveling نہیں کی تو دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔اگلا سوال بھی جناب محمد نوید انجم کا ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2509 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں ڈی جی نرسنگ کی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2509: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں ڈائریکٹر جنرل نرسنگ کا عہدہ کب سے خالی ہے؟

(ب) پنجاب میں ڈائریکٹر جنرل نرسنگ کی کل کتنی اسامیاں ہیں؟

(ج) پنجاب میں ڈائریکٹر جنرل نرسنگ کے عہدے کو کونسی اتھارٹی پر کرتی ہے؟

(د) پنجاب میں ڈائریکٹر جنرل نرسنگ کے لئے کتنی تعلیم و تجربہ ہونا لازمی قرار دیا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) پنجاب میں ڈائریکٹر جنرل نرسنگ کی پوسٹ خالی نہ ہے بلکہ مسز منور سلطانہ بطور ڈائریکٹر جنرل نرسنگ تعینات ہے اور اپنے فرائض ادا کر رہی ہے۔

(ب) پنجاب میں ڈائریکٹر جنرل نرسنگ کی صرف ایک ہی پوسٹ ہے۔

(ج) ڈائریکٹر جنرل نرسنگ کی پوسٹنگ اتھارٹی جناب وزیر اعلیٰ پنجاب ہے۔

(د) ڈی جی نرسنگ کی اسامی گریڈ 20 کی ہے اور موجودہ ڈی۔جی نرسنگ گریڈ 20 میں ہے۔ تعلیمی قابلیت کی تفصیل درج ذیل ہے۔

رجسٹرڈ نرس + ڈپلومہ ان وارڈ اینڈ ٹیچنگ ایڈمنسٹریشن + بی ایس سی

تجربہ: ڈی جی نرسنگ کی پوسٹ کے لئے گریڈ 17 اور اس سے اوپر کے گریڈ میں کم از کم سترہ سال تجربہ کی حامل (ڈپٹی ڈائریکٹر نرسنگ، ڈپٹی چیف نرسنگ سپرنٹنڈنٹ، پرنسپل نرسنگ سکول) کو پروموشن دے کر ڈی۔جی۔نرسنگ تعینات کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ڈائریکٹر جنرل نرسنگ کی post اگر اب خالی نہیں ہے تو منور سلطانہ صاحبہ کو کب تعینات کیا گیا تھا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میری بہن جس محترمہ منور سلطانہ صاحبہ کا ذکر کر رہی ہیں تو ان کو ابھی اڑھائی مہینے پہلے وہاں پر تعینات کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ نرسنگ کے لئے گریڈ 19 کی جو پانچ اسامیاں تھیں وہ ساری fill کر دی گئیں ہیں۔آپ نے دیکھا ہو گا کہ گزشتہ دنوں نرسوں نے کچھ مطالبات کئے تھے جس کے نتیجے میں جو گریڈ 20 کی پانچ اسامیاں تھیں وہ fill کر دی گئیں تھیں جس میں ڈی جی نرسنگ بھی شامل ہے، وہ most senior بھی ہیں اور اس بورڈ میں نمبر 1 پر تھی۔اس کے علاوہ گریڈ 19، گریڈ 18 اور گریڈ 17 کے fortnightly Boards ہو رہے ہیں جس میں ہر پندرہ دن کے بعد مختلف گریڈ سے اگلے گریڈ میں نرسوں کو ترقیاں دی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ اسامی کب سے خالی تھی جبکہ میں نے اپنے سوال میں ہی یہ پوچھا تھا کہ یہ اسامی کب سے خالی ہے کیونکہ اگر انہوں نے اسے اڑھائی ماہ پہلے تعینات کیا ہے تو یہ اسامی کتنا عرصہ خالی رہی ہے؟

جناب سپیکر: اب آپ اس سے کیا اخذ کریں گے۔جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ اسامی تقریباً اڑھائی مہینے سے خالی رہی ہے یہاں پر اس سے پہلے نرگس بٹ صاحبہ کام کر رہی تھی ان کی ریٹائرڈمنٹ کے بعد یہ سیٹ اڑھائی مہینے خالی رہی ہے اس کا چارج کسی اور نرس کے پاس تھا۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں!اس کا جواب آگیا ہے جی،اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر2512ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ پیر محل سول ہسپتال کی تعمیر کی تفصیلات

*2512: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹوبہ ٹیک سنگھ میں پیر محل سول ہسپتال کی تعمیر کے لئے حکومت کی طرف سے کتنی گرانٹ منظور ہوئی؟

(ب) پیر محل سول ہسپتال کی تعمیر کب شروع کی گئی نیز اس کی تکمیل کی حتمی تاریخ کیا تھی؟

(ج) پیر محل سول ہسپتال کی تعمیر کا ٹھیکہ کس کمپنی کو دیا گیا؟

(د) سال2007تک پیر محل سول ہسپتال کا کتنا کام مکمل ہوا اور کتنا ابھی باقی ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ انتظامیہ نے پیر محل ہسپتال کی تعمیر کو غیر تسلی بخش قرار دیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) ضلعی حکومت ٹوبہ ٹیک سنگھ کی طرف سے پیر محل سول ہسپتال کی تعمیر کے لئے13.097 ملین روپے کی رقم منظور ہوئی ہے۔

(ب) اس کی تعمیر06۔1۔19کو شروع ہوئی اور مکمل ہونے کی حتمی تاریخ07۔4۔15تھی۔

(ج) پیر محل سول ہسپتال کی تعمیر کا ٹھیکہ گورنمنٹ کنٹریکٹر محمد مشتاق باجوہ کو دیا گیا ہے۔

(د) سول ہسپتال پیر محل کا تمام کام مکمل ہو گیا ہے اور یہ ہسپتال محکمہ ہیلتھ کے حوالے / ہینڈ اوور کر دیا گیا ہے۔

(ہ) انتظامیہ کی طرف سے کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی اور محکمہ صحت نے تسلی بخش قرار دے کر اپنے قبضے میں لے لیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے اپنے سوال کے جز(ب) میں یہ پوچھا تھا کہ پیر محل سول ہسپتال کی تعمیر کب شروع کی گئی، جز(ج) میں پوچھا تھا کہ اس تعمیر کا ٹھیکہ کس کمپنی کو دیا گیا تھا اور جز(د) میں پوچھا گیا تھا کہ سال2007تک پیر محل سول ہسپتال کا کتنا کام مکمل ہوا اور کتنا ابھی باقی ہے جبکہ

سوال کے جواب میں کمپنی کا نام نہیں دیا گیا، جز(د) کے جواب میں بتادیا گیا ہے کہ تمام کام مکمل ہو گیا ہے اور محکمہ صحت کے حوالے کر دیا گیا جبکہ میرا سوال یہ تھا کہ 2007 تک کتنا کام مکمل ہوا تھا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! 2007 تک اس ہسپتال کا 74 فیصد کام مکمل ہوا تھا جبکہ 2009 تک تمام کام مکمل ہو گیا تھا، پیر محل ہسپتال کام کر رہا ہے اور جس کنٹریکٹر کو یہ ٹھیکہ دیا گیا تھا اس کا نام محمد مشتاق باجوہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی، جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! انشاء اللہ اس میں سے کچھ نہ کچھ تو نکلے گا، جز(ب) میں کہا گیا تھا کہ حتمی تاریخ 15-04-2007 ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ ہسپتال 2009 میں مکمل ہوا تو اس پر جو escalation کی رقم بنی وہ کتنی ادا کی گئی اور اس کی delay کا کون ذمہ دار ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال ہمیں دے دیں ہم انہیں اس کی تفصیل لکھ کر دے دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ میرا بڑا simple question ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! سید حسن مرتضیٰ صاحب ننگے پاؤں ایوان میں آئے ہیں ان سے وجہ پوچھی جائے۔

جناب سپیکر: جی، یہ ظلم آپ نے ان پر کیا ہے، آپ نے اس وقت کورم بھی توڑا، آپ نے اس وقت walkout بھی کیا تو بعد میں آپ آئے بھی نہیں تو میں کیا کروں۔ میرا کیا قصور ہے؟ ہم نے تو اس دن بُلوالیا تھا۔

سید حسن مرتضیٰ: آپ نے بدھ کا ٹائم دیا تھا۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ نہیں تھے، بدھ کا ٹائم گورنمنٹ کا تھا اس لئے میں نے۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ نے اسے غیر اعلانیہ طور پر Monday کو کر دیا تھا۔

جناب سپیکر: جی، ہم نے Monday کا ٹائم رکھ لیا تھا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مجھے information دینی تھی۔

جناب سپیکر: اگر آپ آتے تو آپ کو information ضرور ہوتی، میرے خیال میں آپ کہیں آکر بیٹھے رہے ہیں اور اندر نہیں آئے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کس دن؟

جناب سپیکر: مجھے کسی نے بتایا تھا۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ایک منٹ کے لئے مائیک دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، ایک منٹ کے لئے مائیک مانگ رہے ہیں۔ آپ دیکھ لیں کہ یہ آپ کے اپنے فیصلے ہوتے ہیں اور آپ اس فیصلے کی خود تردید کرتے ہیں مجھے اس پر افسوس ہے۔ دیکھیں! اگر وقفہ سوالات کے دوران پوائنٹ آف آرڈر کرنے ہیں تو پھر آپ کے فیصلے کے مطابق اس کو بند کر دیا جائے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! چلیں وقفہ سوالات کے بعد دیں۔

جناب سپیکر: چلیں! بڑی مہربانی، جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ میرے سوال کا جواب دیں کہ 2007 سے 2009 تک کتنی رقم دی گئی اور اس کا کون ذمہ دار تھا؟

جناب سپیکر: جی، اگر زیادہ رقم دی گئی ہے تو اس کی ذمہ داری پوچھ رہی ہیں کہ کس پر ہو گی اور اگر زیادہ دی ہے تو کیوں دی ہے اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ نیا سوال بنتا ہے ہم نے note کر لیا ہے اس کا جواب دے دیں گے اور اس کا جواب معلوم کرتے ہیں کہ کتنی رقم بڑھی، کیوں بڑھی اور delay کیوں ہوا۔

جناب سپیکر: یہ note کر لیں کہ آپ کو اس کا جواب دینا پڑے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ note کر لیا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ بتائیں کہ کب جواب دیں گے؟

جناب سپیکر: جی! آپ کل اس کا جواب لے آئیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):جناب سپیکر!آج ہی ایک گھنٹے میں جواب دیں گے۔

جناب سپیکر:آج نہیں،آپ اس کا کل جواب لے کر آئیں۔جی،اگلا سوال محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ کا ہے سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز:جناب سپیکر!میرا سوال نمبر2519ہے اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کھانے پینے کی اشیاء میں رنگوں کے استعمال کی تفصیلات

*2519: محترمہ عارفہ خالد پرویز:کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا جن کھانے پینے کی اشیاء میں رنگوں کا استعمال کیا جاتا ہے ان کو چیک کرنے کا حکومت پنجاب کو اختیار ہے،اگر ہاں تو طریق کار کے متعلق وضاحت سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) جن رنگوں کا استعمال کھانے پینے کی اشیاء میں کیا جاتا ہے وہ کیسے ہونے چاہئیں اور جو مضر صحت ہیں،ان کے بارے میں مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) پنجاب پیور فوڈ آرڈیننس1960کے سیکشن 15 کے تحت لوکل اتھارٹی عوام تک ہر قسم کی ملاوٹ سے پاک کی فراہمی کو یقینی بنانے کی ذمہ دار ہے۔کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس مقصد کے لئے تمام قواعد و ضوابط پیور فوڈ آرڈیننس 1960 میں موجود ہیں۔ اس آرڈیننس کے مطابق ای ڈی او(ہیلتھ)بطور لوکل اتھارٹی فوڈ لائسنس کے اجراء کا مجاز ہے لائسنس کے بغیر کوئی کاروبار یا فوڈ فروخت نہ ہو سکتی ہے۔

(ب) مزید برآں محکمہ صحت کے ضلعی اور تحصیل سطح پر ای ڈی او(ہیلتھ)اور ڈی او(ہیلتھ) اپنے علاقے میں مکمل طور پر باقاعدگی سے اپنے فوڈ سکواڈ کے ساتھ چیکنگ کرتے ہیں۔ edible colors کے استعمال کا باقاعدہ قانون ہے جس پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے جس کی تفصیل و تشریح پیور فوڈ رولز2007میں کر دی گئی ہے۔اگر خوراک میں recommended colors نہ پائے جائیں تو قانون کے مطابق لوکل اتھارٹی کیس متعلقہ عدالتوں میں بھجوا دیتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میرے سوال کے answers according to question تو ٹھیک ہیں مگر اس میں میری آپ سے request ہے کہ ہمارے بہت سارے بچے چونکہ رنگ برنگی چیزیں لے کر کھاتے ہیں اور سکولوں کے باہر مختلف edible colors کے چھوٹے چھوٹے پیکٹ میں ایسی چیزیں ملتی ہیں جن کا data collect کرنا humanly possible نہیں ہے تو میری آپ سے ایک درخواست ہے کہ آپ اس پر ایک چھوٹی سی کمیٹی بنادیں یہ نیک کام ہوگا جو ان کو check up کرلے اور اس کے ذریعے ہم یہ دیکھیں کہ کون سے colors edible نہیں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، already Health Committee موجود ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! ہیلتھ کمیٹی تو موجود ہے مہربانی کر کے اسے ہیلتھ کمیٹی کو refer کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، اس معاملے کو ہیلتھ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! محکمہ صحت نے ابھی تک کتنے لوگوں کے خلاف ایسی کارروائی کی ہے جو چیزوں میں ملاوٹ کرتے ہیں اور رنگ ڈالتے ہیں اور ان کے خلاف کتنے کیسز درج ہوئے ہیں جبکہ جواب میں لکھا گیا ہے کہ عدالتوں کو ہم نے بھیج دیئے ہیں اس کی تفصیل پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! محکمہ فوڈ اور محکمہ صحت دونوں مل کر یہ کام کرتے ہیں ان کی تفصیل ہمارے پاس موجود نہیں ہوتی لیکن اگر آپ آج کی تاریخ میں بتائیں گی تو ہم کل exact number of cases یعنی کتنے کیسز ٹرائل میں ہیں، کتنے کو سزا اور کتنے کو جرمانہ ہوا ہے کل پیش کر دیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر!اگر ہر چیز کل پیش ہو گی تو آج محکمہ صحت کے سوالات کیوں رکھے گئے ہیں؟

جناب سپیکر:جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت(ڈاکٹر سعید الٰہی):جناب سپیکر!اگر محترمہ سوال پہلے بتاتیں تو ہم جواب لے آتے۔

جناب سپیکر:جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر!اگر آج کا کام کل پر چھوڑا جائے تو پھر۔۔۔

جناب سپیکر:جی، ضمنی سوال کا جواب۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر!سوال کے جواب میں جب انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے کیسز عدالتوں میں بھیج دیئے تو کتنے لوگوں کے خلاف کارروائی ہوئی ہے ؟اگر محکمہ فوڈ اور محکمہ صحت بھی کام کر رہے ہیں۔کل آپ نے ایک ایسی قرارداد پاس کی ہے کہ جس کے مطابق پٹرول میں ملاوٹ ہوتی ہے تو وہ بھی آپ کے لوگوں نے چیک کرنی تھی اور اتنی غلط Resolution کو carry کروایا گیا ہے کیونکہ وہ بھی آپ کا سٹاف چیک کرتا ہے اور یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کہ کل پیش کریں گے۔

جناب سپیکر:جی، کچھ تو بتائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت(ڈاکٹر سعید الٰہی):جناب سپیکر!پٹرول کا تو میرے ساتھ تعلق نہیں ہے لیکن جو پہلے انہوں نے سوال کیا ہے تو گزارش یہ ہے کہ figures ہر روز change ہوتی ہیں یعنی کل کیسز 2ہزار تھے تو آج 2001 ہو جاتے ہیں اس لئے ہم کل update پیش کر دیں گے۔

جناب سپیکر:چلیں!ٹھیک ہے۔جی،اگلا سوال رانا آصف محمود صاحب کا ہے۔تشریف فرما ہیں؟موجود نہیں ہیں۔جی،یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترم چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔

چودھری ندیم خادم:جناب سپیکر!On his behalf(معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر:جی، سوال نمبر بولئے گا۔

چودھری ندیم خادم:جناب سپیکر!سوال نمبر 3409 ہے اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ملتان میں ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کے کام کرنے کی تفصیلات

*3409: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں صرف ایک ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری لاہور میں کام کر رہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے ایک اور ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری ملتان میں قائم کرنے کی منظوری 1998 میں دی تھی؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ملتان کی ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری نے کام شروع کر دیا ہے، اگر ہاں تو کب اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت دو ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹریز کام کر رہی ہیں۔

(i) ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری لاہور۔

(ii) ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری ملتان۔

پنجاب کے تمام اضلاع سے ادویات کے نمونہ جات تجزیہ کے لئے درج بالا لیبارٹریوں کو بھجوائے جاتے ہیں۔

(ب) یہ بات درست ہے کہ حکومت نے ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری ملتان کے قیام کی منظوری 1998 میں دی تھی۔

(ج) ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری ملتان نے مورخہ 09۔01۔01 سے باقاعدہ کام شروع کر دیا ہے اور یہ لیبارٹری ملتان، ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور ڈویژن کے اضلاع سے موصول ہونے والی ادویات کے سیمپلز کا تجزیہ کر رہی ہے۔ یکم جنوری 2009 سے 16۔ جولائی 2009 تک 7084 نمونہ جات ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری ملتان میں موصول ہوئے۔ 6706 نمونہ جات ٹیسٹ کئے گئے جن میں سے 9 جعلی اور 176 غیر معیاری پائے گئے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! میرا ایک ہی ضمنی سوال ہے اور میں آپ کے توسط سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ یہاں پر بلڈ ٹیسٹ لیبارٹری کے بارے میں کہا گیا ہے کہ صرف

دو بلڈ ٹیسٹ لیبارٹریز ہیں ایک لاہور اور ایک ملتان میں ہے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ Division level پر کوئی اور لیبارٹری بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، آپ Division level پر کوئی اور لیبارٹری بنانا چاہتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! فی الحال چار Laboratories ملتان اور لاہور کے علاوہ purposed ہیں۔ اس کے علاوہ ایک Epilated Lab ہوتی ہے جو دنیا کی جدید ترین اور مہنگی لیب ہے اس کی قیمت تقریباً 20 کروڑ روپے ہے۔ ہم اس کے لئے public private partnership میں بات کر رہے ہیں یہ دنیا کے تمام ممالک میں بلڈ ٹیسٹ کی بجائے Epilated Labs آتی ہیں ہم اس پر کام کر رہے ہیں کہ PPMA جو manufactures ہیں یا pharmaceutical سے یا private sector سے مل کر Epilated Labs لگائی جائیں جو accurate بھی ہیں اور پورے ملک کے لئے کافی ہوتی ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: میں نے ایک گزارش جو سب سے کی ہے اس وقت شاید آپ تشریف فرما نہیں تھے۔ اتنی گزارش ہے کہ جن صاحبان نے یہ سوالات دیئے ہوتے ہیں ان کو خواہش ہوتی ہے کہ میرے سوال کا نمبر آ جائے۔ میں آپ سے یہی گزارش کروں گا کہ جتنے بھی minimum ضمنی سوال آپ کر سکتے ہیں کریں تاکہ ان سوالات کے لئے جن دوستوں نے محنت کی ہے ان کی محنت کار آمد ہو سکے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! میرا خیال ہے اور ماضی گواہ ہے کہ میں نے کبھی irrelevant بات نہیں کی ہمیشہ short اور to the point بات کرتا ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: یہ میں نے سب کے لئے کہا ہے اکیلے آپ کے لئے نہیں کہہ رہا۔ شکریہ

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: شکریہ۔ جناب والا! جز (ج) میں جواب دیا گیا ہے کہ یہ لیبارٹری ملتان، ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور ڈویژن کے اضلاع سے موصول ہونے والی ادویات کے samples کا۔۔۔

جناب سپیکر: کون سے سوال کے متعلق پوچھ رہے ہیں؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: سوال نمبر 3409 کے متعلق بات کر رہا ہوں جو اس وقت current question چل رہا ہے۔

جناب سپیکر:اس سے تو ہم آگے چلے گئے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:جناب والا!ابھی اسی سوال پر تو میں کھڑا ہوا تھاچودھری اسداللہ صاحب والا سوال ہے۔

جناب سپیکر:چلیں ٹھیک ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:جناب والا!صفحہ نمبر7 پر جوابات میں ہے کہ۔۔

جناب سپیکر:جی،آپ فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:یہ لیبارٹری ملتان،ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور ڈویژن کے اضلاع سے موصول ہونے والی ادویات کے سیمپلز کا تجزیہ کر رہی ہے۔میری یہ گزارش ہے کہ جب ایک ڈرگ لیبارٹری کے لئے ایک علاقہ کا تعین کر دیا جاتا ہے تو یہ corruption کو breed کرتا ہے کیونکہ جن کے ڈرگ ٹیسٹ جاتے ہیں ان کو پتا ہوتا ہے کہ یہ کہاں پر ہیں۔کیا حکومت کوئی ایسا ارادہ رکھتی ہے کہ ڈرگ لیبارٹریاں زیادہ بنیں اور ان کا علاقہ بھی تعین نہ کیا جائے تاکہ اس کے اندر secrecy maintain ہو اور کرپشن کے کم سے کم chances ہوں۔کیونکہ جب علاقہ کا تعین ہو جاتا ہے تو اس کو پتا ہے کہ کس لیبارٹری میں sample گیا ہے وہ پھر approach کر لیتا ہے۔میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس میں secrecy maintain کرنے کے لئے حکومت کی کیا پالیسی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):جناب والا!قانون میں پہلے ہی ایک شق موجود ہے کہ اگر کسی آدمی کو لیبارٹری کی رپورٹ پر شک ہو تو وہ کورٹ سے آرڈر لے کر دوسری لیبارٹری میں جا سکتا ہے اور اس کے علاوہ وہ NIH میں بھی جا سکتے ہیں جو کہ ایک وفاقی ادارہ ہے جیسا کہ سوال میں بھی کہا گیا ہے کہ مزید جو تین لیبارٹریاں بنائی جا رہی ہیں وہ regional basis پر اس لئے بنائی جا رہی ہیں کہ لوگوں کو تکلیف نہ ہو ان کو سفر نہ کرنا پڑے۔پہلے بھی یہ مسئلہ ہے کہ جنوبی پنجاب کے لوگوں کو لاہور آنا پڑتا ہے اسی لئے South،North اور Central میں مختلف لیبارٹریاں بنائی جا رہی ہیں تاکہ لوگوں کو مشکل نہ ہو۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:جناب والا!یہ ٹیسٹ کوئی آدمی نہیں بھیجتا بلکہ یہ گورنمنٹ بھیجتی ہے۔گورنمنٹ نے جب بھیج دیا تو گورنمنٹ اس کے خلاف کیوں جائے گی۔

جناب سپیکر:ان کی بات کو غور سے سنا جائے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:اس میں کوئی اور تو مدعی ہوتا نہیں ہے گورنمنٹ ہوتی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ secrecy کو کیوں maintain نہیں کیا جاتا۔ EDO یا Director کا بھی یہ مقصد ہونا چاہئے کہ وہ چاہے اسے لاہور کو بھیج دے اور چاہے ملتان کو بھیج دے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ areas کو fix نہ کریں۔ یہ میرا سوال ہے۔ اس کے process کو complicated کیوں کیا جارہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):جناب والا!میں نے گزارش کی ہے کہ اس میں کوئی پابندی نہیں ہے ڈرگ کورٹ کے فیصلے کو اگر آپ چیلنج کریں تو area کی لیبارٹری میں بھیجی جاسکتی ہے۔

جناب سپیکر:اگلا سوال بھی چودھری اسداللہ صاحب کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر:سوال نمبر 3410۔On his behalf اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز خاتون ممبر نے چودھری محمد اسداللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر:جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور کے ہسپتالوں میں رات کی ڈیوٹی کرنے والی نرسز کو الاؤنس دینے کا مسئلہ

3410:چودھری محمد اسداللہ:کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جنرل ہسپتال لاہور کی سٹاف نرسز جو رات کی ڈیوٹی سرانجام دیتی ہیں کو اضافی الاؤنس دیا جارہا ہے، اگر ہاں تو کتنا اور کب سے دیا جارہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ الاؤنس تمام رات تقریباً 12 گھنٹے ڈیوٹی آنے پر دیا جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور کے تمام ہسپتالوں میں رات کی ڈیوٹی 12 گھنٹے لی جاتی ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تمام ہسپتالوں کی سٹاف نرسز جو کہ رات کی ڈیوٹی دیتی ہیں کو بھی اضافی الاؤنس دینے کے لئے تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ،لاہور جنرل ہسپتال ،لاہور بحوالہ چٹھی نمبری 36628 بتاریخ 09-07-9 کے مطابق لاہور جنرل ہسپتال لاہور کی ان تمام چارج نرسز جو کہ رات کی

ڈیوٹی سرانجام دیتی ہیں ان کو مبلغ -/50روپے یومیہ اضافی الاؤنس یکم نومبر 2003 سے 31۔جولائی 2004 تک دیا گیا تھا جو کہ بعدازاں اضافی بجٹ نہ ملنے کی بناء پر بند کر دیا گیا ہے۔

(ب) لاہور جنرل ہسپتال لاہور میں مبلغ -/50روپے یومیہ اضافی الاؤنس دیا جاتا تھا جبکہ باقی ہسپتالوں میں اس کی روایت نہ ہے۔

(ج) جی ہاں!

(د) چونکہ سٹاف نرسز کی ڈیوٹی کی شفٹ ہر ماہ تبدیل ہوتی ہے اور نائٹ ڈیوٹی تمام سٹاف نرسز کو rotation میں کرنا ہوتی ہے جس سے کسی خاص گروپ کی حق تلفی نہ ہوتی ہے اور چونکہ LGH میں یہ عارضی طور پر جاری کردہ الاؤنس ختم کر دیا گیا ہے لہذا اس کے جاری کئے جانے کی ضرورت نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ نرسیں بارہ بارہ گھنٹے کھڑی ہو کر ڈیوٹی سرانجام دیتی ہیں کیا اس سے ان کی صحت خراب نہیں ہو جاتی اور حکومت کے پاس اگر نرسوں کی کمی ہے تو کیا حکومت مستقبل میں نئی نرسیں بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ دن کو 8 گھنٹے اور رات کو 12 گھنٹے نرسوں کی ڈیوٹی ہے۔اس کے علاوہ مختلف ہسپتال جو autonomous ہو چکے ہیں وہ اپنی نرسوں کو اپنے profit میں سے share دے سکتے ہیں اور ان کے پاس یہ اختیار موجود ہے۔اس کے علاوہ نرسوں کی کمی کی بھی انہوں نے بات کی ہے میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ ساڑھے پانچ ہزار نرسیں جو پچھلے پندرہ سال سے contract پر کام کر رہی تھیں ان کو regularize کر دیا گیا ہے اور ان کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کر دیا گیا ہے۔اس کے علاوہ اس سلسلے میں ایک کمیٹی بنا دی گئی ہے جس میں ان کی تنخواہوں کو بڑھانے کے لئے اور ان کی ترقیوں کے لئے خودکار نظام کو تشکیل دیا جا رہا ہے اور اس کے لئے 30 دن کا وقت مقرر کیا گیا تھا جو کہ تین دن بعد decide ہونے والا ہے۔اس کے علاوہ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک ہزار نرسوں کی بھرتی کے لئے orders کئے تھے اس میں سے تقریباً پانچ چھ سو بھرتی ہو چکی ہیں اور باقی کے لئے بھی process جاری ہے اور اگلے سالوں میں بھی اسی طرح نرسوں کی بھرتی ہوتی رہے گی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب کے جز(الف) میں بتایا گیا ہے کہ لاہور کی ان تمام چارج نرسز کو جو رات کی ڈیوٹی سرانجام دیتی ہیں ان کو مبلغ -/50روپے یومیہ اضافی الاؤنس یکم نومبر2003 سے 31۔جولائی 2004تک دیا گیا تھا جو کہ بعدازاں اضافی بجٹ نہ ملنے کی بناء پر بند کر دیا گیا ہے۔ میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ اگر باقی تمام محکموں کے لوگوں کو ان کی duties کی بنیاد پر اضافی معاوضہ دیا جاتا ہے تو یہ night duties کرنے والی خواتین نرسوں کے لئے -/50روپے fix کرنا مناسب نہیں ہے دوسری میری تجویز ہے کہ کیا حکومت کے اس الاؤنس کو بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے، حکومت ان کو -/50روپے بھی نہیں دے سکتی کیا یہ نرسوں کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب والا! میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ ہسپتالوں کو خود مختاری دی گئی ہے جس میں نرسوں، ڈاکٹروں اور پیرا میڈیکل سٹاف کو ہسپتال اپنے profit میں سے پیسے دے سکتے ہیں اور کئی ہسپتالوں کے بورڈوں نے اور ایم ایس صاحبان نے رات کی ڈیوٹی کے عوض اضافی تنخواہیں دی ہیں۔اس کے علاوہ نرسوں کی تنخواہوں میں جو pay protection کی گئی ہے اس کے تحت ہر نرس کی تنخواہ تین سے پانچ ہزار بڑھ گئی ہے۔ میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کروں گا کہ ان کی تنخواہیں پچاس کی بجائے تین سے پانچ ہزار روپے ماہانہ بڑھ گئی ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! اگر یہی situation تھی تو جواب میں لکھ دیتے۔یہ جواب جو لکھ کر دیا گیا ہے اس کو سچ مانیں یا پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جو ارشاد فرمایا ہے وہ صحیح ہے۔Rules of Procedure کے تحت تمام سوالات کے جوابات fresh آنے چاہئیں۔اب یہ جواب جو انہوں نے 18۔اکتوبر2011 کو دیا ہے اس کے اندر یہ categorically انکار کر رہے ہیں اور جو story انہوں نے ابھی سنائی ہے وہ اس سوال کے جواب میں کہیں درج نہیں ہے۔دوسری میری بات یہ ہے کہ خود مختاری کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ یہ پنجاب حکومت کے ambit سے بالکل باہر آ چکے ہیں اگر ایسا ہے تو پنجاب حکومت اس سلسلے میں ایک notification جاری کرے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب والا! یہ سوالات چونکہ پہلے ہی پرنٹ ہو جاتے ہیں اور printing کے لئے ٹائم چاہئے ہوتا ہے۔ جن تین ہسپتالوں کے متعلق میں نے پہلے بھی

گزارش کی ہے جنرل ہسپتال، میو ہسپتال اور جہاں جہاں یہ دیئے جا رہے تھے یہ سارے autonomous ہیں یہ اپنے فیصلے کرنے میں خود مختار ہیں۔ یہ اپنی آمدن کے مطابق funds دے سکتے ہیں اور بجٹ کی کمی کی صورت میں بند کر سکتے ہیں اس لئے میں نے پہلے بھی یہ گزارش کی ہے کہ یہ سوال چونکہ پہلے ہی چھپ گیا تھا اس لئے میں نے آپ کو آج کی صورتحال سے آگاہ کیا ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے latest position بتائی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ خود مختار ہونے کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ پنجاب حکومت کے ambit سے باہر آ گئے ہیں پنجاب حکومت نرسوں کے حوالے سے اپنی پالیسی بیان کر دے اور notification جاری کرے کہ تمام خود مختار ادارے اپنے اپنے funds میں سے ہی allocation کریں گے۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت پنجاب کوئی ایسا notification جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب والا! میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ ہم ہر سال خود مختار ہسپتالوں کے بجٹ میں اضافہ کرتے ہیں اور پچھلے پانچ سالوں میں بھی ان ہسپتالوں کے بجٹ میں اضافہ ہوا ہے اس لئے یہ فیصلہ کرنا ان کا کام ہے حکومت پنجاب کا یا محکمہ صحت کا کام نہیں ہے کہ وہ اضافی بجٹ دیں گے، اضافی تنخواہ دیں گے رات کو کام کرنے کے against کوئی extra salary دیں گے یا نہیں دیں گے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا میں اس کا مطلب یہ سمجھوں کہ حکومت نرسوں کے متعلق کچھ کرنا نہیں چاہتی؟

جناب سپیکر: جی، وہ بہت کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے اس کے متعلق پہلے ہی بتا دیا ہے۔ اگلا سوال۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب والا! میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی ضمنی سوال کر لیں لیکن related to this question

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: اسی سوال سے متعلقہ ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب والا! یہاں جیسا کہ autonomous body کا ذکر ہوا اور ان کے funds کے متعلق بھی بات ہوئی اسی طرح میو ہسپتال میں Kidney transplant

کے لئے مریضوں کو ادویات مفت فراہم کی جاتی تھیں جو پچھلے پندرہ دنوں سے نہیں مل رہیں اور آئندہ بھی ان کے ملنے کا کوئی امکان نظر نہیں آتا کہ وہ کب ملیں گی۔ حکومت اس بارے میں کوئی اقدامات کر رہی ہے؟

جناب محمد معین وٹو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اس وقت ضمنی سوالات چل رہے ہیں پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔

جناب محمد معین وٹو: جناب والا! پھر میں ضمنی سوال کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اپنا ضمنی سوال بعد میں کریں پہلے ادھر سے آ گیا ہے۔

جناب محمد معین وٹو: جناب والا! میں اُس وقت سے کھڑا ہوں۔

جناب سپیکر: ابھی آپ کی باری آ جائے گی لیکن اب اس سوال پر نہیں اگلے سوال پر آئے گی۔ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! جو سوال کیا گیا ہے اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ حکومت پنجاب تمام ہسپتالوں میں مریضوں کو free treatment provide کر رہی ہے جس کے نتیجے میں مریضوں کی تعداد میں بہت اضافہ ہوا ہے، سندھ، بلوچستان اور سرحد سے بھی سینکڑوں مریض یہاں آ رہے ہیں اس وجہ سے allocated budget وقت سے پہلے ختم ہو جاتا ہے اور جب ختم ہوتا ہے تو محکمہ اضافی بجٹ کے لئے لکھ کر بھیجتا ہے اور دو سے تین ہفتے میں process مکمل کرنے کے بعد ان کو اضافی بجٹ فراہم کر دیا جاتا ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! یہ بڑا serious matter ہے اور میو ہسپتال میں کئی دنوں سے مریضوں کو ادویات نہیں مل رہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! سروسز اور میو ہسپتال میں serious patients کے لئے ان کے پاس local purchase کے لئے 76 لاکھ روپے کی amount موجود ہوتی ہے اس لئے یہاں serious patients کے لئے local purchase، سوشل ویلفیئر اور بیت المال کے فنڈز موجود ہیں اور ان سے انہیں ادویات فراہم کی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: سوال نمبر 3686 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور رہا سپیٹل ویسٹ کی فروخت / دوبارہ استعمال کا معاملہ

*3686: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں اکثر ہسپتال waste کو یا تو فروخت کر رہے ہیں یا دوبارہ استعمال میں لا رہے ہیں حالانکہ یہ غیر قانونی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو جو ہسپتال اس مذموم دھندا میں ملوث ہیں ان کے خلاف حکومت کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کب تک، اگر نہیں تو وجوہات کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ ہسپتالوں کا کوڑا کرکٹ، خراب و بیکار ادویات اور طبی آلات کو غیر محفوظ اور غلط طریقہ سے ضائع کیا جاتا ہے یا دوبارہ استعمال کیا جا رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حکومت پنجاب محکمہ صحت Pakistan Environmental Protection Act 1997 (xxxiv of 1997) پر سختی سے عمل پیرا ہے۔ کا پی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جس کے تحت حکومت پاکستان نے Hospital Waste Management Rules, 2005 بنائے جس کی روشنی میں محکمہ صحت نے ہسپتالوں کی باقاعدہ کمیٹیاں تشکیل دے رکھی ہیں یہ Hospital Waste Management Committees ہسپتال کے کوڑا کرکٹ کی مناسب تلفی کے لئے سخت اقدامات اور مانیٹرنگ کرتی ہیں۔ Hospital Waste کی مناسب طریقے سے تلفی کے بارے میں اہم اقدامات اٹھا رکھے ہیں اور اس ضمن میں وقتاً فوقتاً ہدایات جاری کی جاتی ہیں۔ کا پی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے وفاقی حکومت کے تعاون سے 19 ضلعی ہسپتالوں میں ہسپتال ویسٹ کے Incinerators مہیا کئے ہیں اور ویسٹ اکٹھا کرنے اور اس سے متعلقہ سامان ہسپتالوں کو مہیا کیا گیا جس میں مختلف رنگوں کی بالٹیاں، سیفٹی بکس، سرنج کٹرز وغیرہ شامل ہیں۔

ہسپتال کے ویسٹ کی تلفی اور آگاہی کے لئے ہیلتھ ایجوکیشن کے معلوماتی پمفلٹ اور پوسٹ بھی مہیا کئے گئے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!جواب کے جز(ب)میں ایک مبارکباد والی بات ہے اور دو پوچھنے والی باتیں ہیں۔مبارکباد والی بات یہ ہے کہ اس میں لکھا ہے کہ حکومت پنجاب نے وفاقی حکومت کے تعاون سے 19 ضلعی ہسپتالوں میں ہسپتال ویسٹ کے Incineratorsمہیا کئے ہیں - شاید یہ پہلی دفعہ historicalجملہ ہے کہ صوبے اور مرکز کے درمیان تعاون کی ایک بات کی گئی ہے جو کہ بڑی خوش آئند ہے اور اس پر مبارکباد بھی دی جا سکتی ہے اور امید ہے کہ اس کو acknowledgeکرتے رہیں گے کیونکہ اسی سے ہی smooth runningممکن ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!جہاں تعریف بنتی ہو وہاں ضرور کرنی چاہئے چونکہ ہم criticizeبھی بہت زیادہ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر:آپ کی مہربانی۔اب آپ اسے چھوڑیں اور آگے چلیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!انہوں نے19 ہسپتالوں میں دے دیئے ہیں اور 17 اضلاع کے ہسپتالوں میں Incinerators provideکرنے کی بات ہو رہی ہے۔کیا پنجاب حکومت از خود یہ Incinerators provideکر لے گی یا پھر دوبارہ مرکز کے ساتھ تعاون ہی ہو گا اور باقی جو 17اضلاع رہ گئے ہیں جہاں Incineratorsہیں ہی نہیں۔اس طرح آدھا کوڑا چلا گیا ہے35اضلاع ہیں ان میں سے17رہ گئے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔36اضلاع ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:ان اضلاع کا کوڑا اور ویسٹ کے لئے حکومت پنجاب کب تک Incinerators provideکرے گی؟

جناب سپیکر: محترمہ!36اضلاع ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!چلیں بقیہ 18 اضلاع میں Incineratorsلگانے کے لئے پنجاب حکومت از خود کوئی اقدامات اٹھانے کے لئے تیار ہے یا تعاون کا ہی انتظار ہو گا کہ مرکز کب اس سے تعاون کرے گا؟

جناب سپیکر:آپ مدد کر سکتے ہیں تو ضرور کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت(ڈاکٹر سعید الٰہی):جناب سپیکر!میں پہلے توupdateکر دوں کہ پنجاب کے35 نہیں بلکہ 36 اضلاع ہیں۔ جو Incineratorsآئے ہیں وہ مختلفinternational donorsوفاقی حکومت کو دیتی ہے اور پھر وفاقی حکومت مختلف صوبوں میںdistributeکرتی ہے۔ باقی 17 اضلاع کے لئے incineratorsمنگوائے جا رہے ہیں ابھی recently وزیراعلیٰ صاحب نے ترکی کے ساتھ پانچagreementsکئے ہیں اس میں بھی شامل ہے کہ ہسپتالوں کا جو فاضل مادہ تلف کرنا ہے اس کے لئے ہم ترکی سے lessonلے رہے ہیں ان سےequipmentsبھی لے رہے ہیں۔Agreements signہو چکے ہیں اور ان پر implementation time 45 days ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر سامیہ امجد:شکریہ۔جناب سپیکر!پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے45دنوں کیcommitment دی ہے اس لئے میں45دنوں کے بعد پوچھنے کا حق رکھوں گی کہ اس میں کیا ہوا ہے اور کیا نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت(ڈاکٹر سعید الٰہی):جناب سپیکر!میرے خیال میں محترمہ نے خود ہی interpretکر لیا ہے۔45 daysمیں ہماریimplementation of agreementsہونی ہے اگرIncineratorsآئیں گے تو ان کوsupplyکرنے کے لئے45دن مقرر نہیں کئے گئے۔

جناب سپیکر:جی،ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!وضاحت کا شکریہ۔میں نے دوسری یہ بات پوچھنی ہے کہ بار بار یہ کہا جاتا ہے کہ ویسٹ کو صرفdisposeکیا جاتا ہے۔میں آپ کی اور اس ایوان کی توجہ اس طرف دلانا چاہتی ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر:ایوان کی طرف تو میری توجہ پہلے بھی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!آپ کی وساطت سے تمام لوگوں اور میڈیا کی توجہ اس طرف دلانا چاہتی ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر:اچھا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:گائناکالوجی میںdeliveryکے وقتplacenta deliverہوتا ہے اگر اسے اسی وقتcold chainمیںfreezeکر لیا جائے تو اس سے انتہائی اہم ویکسین بنائی جا سکتی ہے لیکن اسے

کوڑا کرکٹ میں پھینک دیا جاتا ہے جنہیں کتے اور بلیاں کھاتے ہیں اور پھر ان کتوں اور بلیوں سے بہت ساری بیماریاں پھیلتی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! کیا ان کی توجہ اس طرف ہے اور اگر نہیں تو کیا اسے incorporate کرنے کے لئے تیار ہیں؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! محترمہ نے جو بات کی ہے اس طرف آپ کی توجہ ہونی چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میرے خیال میں یہ بہتر جانتی ہیں چونکہ ان کا اپنا ہسپتال ہے وہاں گائنی کے آپریشن ہوتے ہیں ان کو بہتر پتا ہو گا کہ اس کے ساتھ کیا کرتی ہیں لیکن میں نے گزارش کی ہے کہ اس Incinerator میں ساری چیزیں ڈالی جاتی ہیں۔یہ ڈاکٹر ہیں اور سمجھتی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔اگلا سوال۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ جواب تو نہیں ہے۔`

جناب سپیکر: اب میں نے اگلا سوال بول دیا ہے۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ اگلے سوال پر آ جائیں۔گجر صاحب! بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا میں یہ سمجھنے پر مجبور ہوں کہ یہ سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: کیا سننے کو تیار نہیں ہیں؟ اب ان کے بعد آتے ہیں۔جی، خان صاحب!

MR. SHER ALI KHAN: Mr. Speaker! Question No. 3836 Answer may be taken as read.

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بی ایچ یو کوٹلہ سیداں ضلع جہلم میں بیڈز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3836: جناب شیر علی خان: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بی ایچ یو کوٹلہ سیداں تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ب) اس بی ایچ یو میں کتنے ڈاکٹرز اور کتنے ڈسپنسرز کام کر رہے ہیں اور کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(ج) مذکورہ بی ایچ یو میں درجہ چہارم کی کل کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(د) کیا اس سنٹر میں ایمبولینس موجود ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) بی ایچ یو کوٹلہ سیداں، تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم دو بیڈز پر مشتمل ہے۔

(ب) مذکورہ بی ایچ یو میں اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام اسامی	تعداد اسامی	کل تعینات	خالی شدہ
1	ڈاکٹر	1	0	1
2	سکول ہیلتھ اینڈ نیوٹریشن سپروائزر	1	1	0
3	ڈسپنسر	1	0	1
4	میڈیکل ٹیکنیشن	1	1	0
5	سینٹری انسپکٹر	1	1	0
6	کمپیوٹر آپریٹر	1	1	0
7	ایل ایچ وی	1	1	0
8	مڈوائف	2	0	2

(ج) مذکورہ بالا بی ایچ یو پر درجہ چہارم کی کوئی بھی اسامی خالی نہ ہے۔

(د) حکومتی پالیسی کے تحت بنیادی مرکز صحت پر ایمبولینس مہیا نہیں کی جاتی بہر حال قریبی دیہی مرکز صحت (RHC) للمہ پر ایمبولینس موجود ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! انہوں نے جواب کے جز (ب) میں کہا ہے کہ اس BHU میں ڈاکٹر کی اسامی خالی ہے اور ڈسپنسر کی اسامی بھی خالی ہے۔ کیا یہ BHU صرف درجہ چہارم کے ملازمین چلا رہے ہیں؟ انہوں نے ادھر ایک کمپیوٹر آپریٹر بھی رکھا ہوا ہے کیا اس BHU میں کمپیوٹر ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! BHUs سے ڈاکٹروں کی تین وجوہ پر transfer ہوتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز، آرڈر پلیز۔ ڈاکٹر صاحب! آپ ذرا مائیک کے نزدیک ہو جائیں۔ اس سے دور کیوں ہوتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! معزز ممبر جو ڈاکٹر کی بات کر رہے ہیں میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ مختلف BHUs میں ڈاکٹر تین وجوہات پر تبدیل ہوتے ہیں

ایک تو وہاں اس کی شکایت ہوتی ہے، پروموشن ہوتی ہے یا پھر وہ پوسٹ گریجویشن کے لئے چلا جاتا ہے اس لئے جو تازہ صورتحال ہوتی ہے اس کے مطابق بتادیا جاتا ہے کہ یہ سیٹ خالی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ سیٹ تاحیات خالی رہے گی۔ہم نے note کر لیا ہے سیکرٹری صحت کو ہدایت کر دی گئی ہے اور وہاں MO کی تعیناتی کی جارہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! یہ سوال 2009 میں کیا گیا تھا اور 2011 میں اس کا جواب آیا ہے۔اس تمام عرصے میں یہاں پر ڈاکٹر نہیں ہے بلکہ یہاں ڈسپنسر بھی نہیں ہے تو BHU کیسے چل رہا ہے؟

جناب سپیکر: معزز ممبر پوچھ رہے ہیں کہ وہاں ڈاکٹر ہے نہ ڈسپنسر ہے تو BHU کیسے چل رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! انہوں نے صحیح کہا ہے لیکن جب سے یہ ہمارے علم میں آیا ہے تو ہم نے سیکرٹری صحت کو یہ directions دی ہیں انشاء اللہ پندرہ دنوں میں دونوں کی کمی پوری کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! چونکہ یہ سوال فیصل آباد سے متعلقہ ہے اس لئے میں on his behalf (معزز ممبر نے خواجہ محمد اسلام کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: چلیں آپ کر لیں بہتر ہے۔آپ کا ایک ضمنی سوال تو ہو گیا ہے آگے دیکھتے ہیں کہ کیا ہوتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! سوال نمبر 3840 ہے میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میڈیکل کالج اور الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں طبی مشینری کی تفصیلات

*3840: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میڈیکل کالج اور الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں مریضوں کے ٹیسٹ کے لئے کون کون سی مشینری ہے؟

(ب) موجودہ مشینری میں کون کون سی مشین کب سے بند پڑی ہے اس کی بندش کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا حکومت بند مشینری کو چالو کرنے اور ان کی ضرورت کے مطابق مزید طبی مشینری فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں مریضوں کے ٹیسٹوں کے لئے مختلف اقسام کی مشینری موجود ہے تاہم اس میں سے بعض اہم مشینوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

MRI مشین ایک عدد، CT Scan مشین ایک عدد، انجیو گرافی مشین ایک عدد، الٹراساؤنڈ مشین 5 عدد، ایکسرے مشین 4 عدد، ECG مشین 4 عدد، پی سی آر ایک عدد، ای ٹی ٹی مشین ایک عدد، Colonoscopy دو عدد، Linear Electric Ultra Scanner ایک عدد، تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب)

(i) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں جو مشینری خراب ہے اس کی مرمت ہو رہی ہے، لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ii) ناکارہ مشینری کو کنڈم کرنے کے لئے باقاعدہ کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں جو کہ قواعد و ضوابط کے مطابق میٹنگز کے بعد ان کو ناکارہ قرار دے رہی ہیں جس کے بعد ان کی نیلامی کروائی جاتی ہے۔

کمیٹی مندرجہ ذیل ممبران پر مشتمل ہے۔

(i)	ایڈیشنل میڈیکل سپرنٹنڈنٹ (ایڈمن)	چیئرمین
(ii)	انچارج سروسز	ممبر
(iii)	نرسنگ سپرنٹنڈنٹ	ممبر
(iv)	انچارج ورکشاپ	ممبر

(ج) حکومت پنجاب نے مریضوں کے ٹیسٹوں کے لئے جو مشینری مہیا کی ہے اس کی دیکھ بھال اور مرمت کے لئے گورنمنٹ نے ایک کروڑ 46 لاکھ 30 ہزار روپے کی رقم مختص کی ہے جو وقتاً فوقتاً ضرورت کے مطابق استعمال کی جاتی ہے۔

(ii) حکومت پنجاب نے بند مشینری کو چالو کرنے کے لئے ایک کروڑ2لاکھ 41ہزار روپے کی رقم مختص کی ہے۔ ہسپتال ہذا نے بند مشینری کی مرمت اور پرزہ جات کی خریداری کے لئے آرڈر جاری کر دیئے ہیں مینو فیکچرنگ فرم کو سپیئر پارٹس باہر سے منگوانے پڑ رہے ہیں۔

(iii) حکومت پنجاب ایک نئی سی ٹی سکین اور چھ نئی ایمبولینسز کے لئے فنڈز مہیا کر رہی ہے جو کہ مستقبل قریب میں خرید لئے جائیں گے اور دس نئے ڈائلیسز یونٹس بھی مہیا کئے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: میرا ضمنی سوال ہے کہ جواب کے آخری پیرے میں دیا گیا ہے کہ حکومت پنجاب ایک نئی سی ٹی سکین اور چھ نئی ایمبولینسز کے لئے فنڈز مہیا کر رہی ہے۔ میری اطلاع کے مطابق حکومت پنجاب نے دو سال پہلے سی ٹی سکین خریدنے کے لئے 9 کروڑ روپیہ release کیا تھا لیکن فلڈ کی وجہ سے وہ پیسا withdraw کر کے فلڈ والوں کو دینا پڑا جس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن آج حکومت یہاں پر ہمیں بتائے کہ اس مشینری کے لئے پیسے کب تک release ہو جائیں گے۔ میں یہ بتا دوں کہ اس وقت فیصل آباد میں ایک مشین الائیڈ ہسپتال میں اور ایک DHQ میں ہے اور ان پر سر گودھا، ٹوبہ، جھنگ اور چنیوٹ کا load ہے اور مریض خوار ہو رہے ہیں پھر پرائیویٹ آدمی لوٹتے ہیں جب وزیر اعلیٰ صاحب انسپکشن پر گئے تو انہوں نے وہاں پر وعدہ کیا تھا کہ میں ایک ہفتے کے اندر پیسا release کر دوں گا لہذا آج بتا دیا جائے کہ یہ پیسا کب release ہو گا اس کے لئے کوئی confirm date دے دیں چونکہ اس کی ہر چیز PC-1 and everything منظور ہوئی پڑی ہے لہذا ہمیں صرف وہ پیسا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ان کے پیسوں کا بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! ان کا پیسا ان کو مل جائے گا۔ یہ ضمنی سوال ہے انشاء اللہ کل اس کا جواب دیں گے کہ اس مشین کی تنصیب کب تک مکمل ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! ہم کل confirm کریں گے کہ یہ مشین کب تک وہاں لگ جائے گی اور کب تک کام شروع کرے گی۔ چونکہ یہ ضمنی سوال ہے اس لئے اس میں اس کا ذکر نہیں تھا۔

جناب سپیکر: آپ کل بتائیں گے۔ I am not satisfied with this reply

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہ کوئی additional چیز نہیں ہے۔ میں نے تو بہت pertinent سوال پوچھا ہے۔ یہ چیز اسی کے اندر ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! پہلے ان کی یہ رقم release ہوئی تھی پھر due to flood یہ رقم withdraw ہو گئی وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ ہمارا حق ہے اور آپ نے یہ release کر دی تھی لیکن پھر واپس کر لی۔ اب ہمارا وہ حق ہمیں کب تک مل جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں یہی گزارش کر رہا ہوں کہ یہ ضمنی سوال ہے میں اس بارے میں محکمے سے information لیتا ہوں کہ یہ مشین کب تک ملے گی اور جو فنڈز divert ہوئے ہیں وہ ان کو کب ملیں گے۔ میری کوشش ہو گی کہ 30۔ جون تک ان کا حق انہیں مل جائے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: یہ کل تک بتا دیں لیکن confirm date دے دیں چونکہ ابھی بھی انہوں نے wide statement دی ہے۔

جناب سپیکر: کروائیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب کل ضرور اس ہاؤس میں commitment دیں۔

جناب سپیکر: وہ House کی بجائے آپ سے رابطہ کر لیں گے۔ آپ مہربانی کر کے اب تشریف رکھیں۔ اگلا سوال بھی خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے اس لئے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 3849 (معزز خاتون ممبر نے محترمہ آمنہ الفت کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جی، ہاں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سرکاری ہسپتالوں میں پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت کی تفصیلات

*3849: محترمہ آمنہ الفت: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ سرکاری ہسپتالوں میں ڈاکٹر حضرات کو پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت ہے اگر ہاں تو کس قانون کے تحت سرکاری ہسپتالوں میں پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت دی گئی ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ پرائیویٹ پریکٹس کی وجہ سے پروفیسر حضرات صبح کے اوقات میں مریضوں کو خود چیک نہیں کرتے اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ ڈاکٹر پرائیویٹ مریضوں کے آپریشن کے لئے سرکاری ہسپتال کے آپریشن تھیٹر استعمال کرتے ہیں اگر ہاں تو کیاڈاکٹر ہسپتال کو آپریشن کی فیس سے کمیشن ادا کرتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) سرکاری ہسپتالوں میں ڈاکٹر حضرات کو پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت نہیں ہے تاہم پرائیویٹ مریض کو سائیڈ روم یا فیملی / پرائیویٹ وارڈز میں داخل کرنے کی اجازت ہے جو پرائیویٹ مریض کہلاتے ہیں۔مزید برآں خود مختار میڈیکل انسٹیٹیوٹس میں بمطابق سیکشن 12آف پنجاب میڈیکل اینڈ ہیلتھ انسٹی ٹیوشنز ایکٹ نمبر2003 کے تحت ان اداروں کے پروفیسر ،ایسوسی ایٹ پروفیسر اور اسسٹنٹ پروفیسر و دیگر کنسلٹنٹس کو سرکاری ہسپتالوں میں پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔ پروفیسر حضرات صبح کے اوقات میں مختص کردہ دنوں اور اوقات کے مطابق آؤٹ ڈور میں مریضوں کو چیک کرتے ہیں اور انہیں علاج تجویز کرتے ہیں جن مریضوں کو وارڈ میں داخلے کی ضرورت ہوتی ہے انہیں وارڈ میں داخلہ بھی پروفیسر حضرات ہی تجویز کرتے ہیں۔مزید برآں پروفیسر حضرات OPD میں میڈیکل کالج کے طلباء کا باقاعدہ تدریس کا سلسلہ بھی سرانجام دیتے ہیں۔

(ج) پرائیویٹ مریض جو ہسپتال میں داخل ہوتے ہیں ان کے آپریشن سرکاری ہسپتالوں کے آپریشن تھیٹر میں کئے جاتے ہیں اور بمطابق سرکاری نوٹیفکیشن SO(H&D)8-19/1989

کا پی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، گورنمنٹ کو بل کا45 فیصد حصہ خزانہ میں جمع کروایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں صرف ایک لائن کا سوال کرنا چاہتی ہوں، ڈاکٹر صاحب ایمانداری سے اس کا جواب دے دیں کہ کیا وہ خود اس جواب سے مطمئن ہیں اور کیا ڈاکٹرز پرائیویٹ پریکٹس نہیں کر رہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جی، بالکل میں اس جواب سے مطمئن ہوں اور کسی کی private practice بند نہیں کی جا سکتی۔ قوانین و ضوابط کے تحت جس طریقے سے ان کو allow کیا گیا ہے اسی کے مطابق ان کو private practice کی اجازت ہے۔ ان قواعد و ضوابط سے ہٹ کر اگر کوئی private practice کرتا ہے تو اس کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔ معزز ممبر نے private practice کو ban کرنے کا کہا ہے تو میں عرض کروں گا کہ دنیا کے کسی بھی ملک میں private practice ban نہیں ہے۔ گورنمنٹ ملازمین ڈاکٹروں کو under certain rules private practice کی اجازت ہے۔ وہ گھر کے تیس فیصد حصے، ہسپتال کے خاص اوقات یا مخصوص حصوں میں private practice کر سکتے ہیں جس میں ان کے share کا تعین کیا گیا ہے۔ اس کا formula جواب میں لکھا ہوا ہے۔ اس میں سے 35 فیصد آمدنی ڈاکٹر کو ملے گی، 30 فیصد پیرا میڈیکل سٹاف اور باقی آمدنی ہسپتال کو ملے گی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب چونکہ خود ڈاکٹر ہیں اس لئے باقی ڈاکٹروں کو defend کرنا ان کی مجبوری ہے۔ میری صرف یہ گزارش ہے کہ صبح کے وقت سرکاری ہسپتالوں میں پروفیسروں اور ڈاکٹروں کی ضرورت ہوتی ہے اگر اس وقت کوئی ڈاکٹر private practice کرتا ہے تو کیا اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی؟ میں صرف یاد دلانا چاہوں گی کہ ڈینگی کے دنوں میں ڈاکٹر اور پروفیسر حضرات کو ان کے گھروں اور private Clinics سے پکڑ کر لایا گیا یعنی صورتحال اتنی اچھی نہیں جس طرح کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتا رہے ہیں۔ ڈاکٹر اور پروفیسر حضرات ہسپتالوں میں وقت پر نہیں آتے جبکہ ان کو حکومت کی طرف سے ایک اچھی خاصی amount تنخواہ کے طور پر دی جاتی ہے۔ اس کے باوجود اگر یہ اپنی ڈیوٹی کے حوالے سے negligence کریں تو

حکومت پنجاب کے پاس کیاتدابیر ہیں کہ ان کی حاضری کو ensure کیا جائے اور ان کی کارکردگی کو بھی monitor کیا جاسکے؟

جناب سپیکر: ان کو بروقت آنے کے لئے پابند کر دیں گے اور اس کا واقعی کوئی طریق کار طے کیا جانا چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! محترمہ نے چار پانچ سوال اکٹھے ہی کر دیئے ہیں بہر حال میں جواب دینے کی کوشش کرتا ہوں۔ ڈاکٹروں کا وقت پر ہسپتال پہنچنے کے بارے میں عرض کروں گا کہ ڈینگی کے دنوں میں جب وزیر اعلیٰ صاحب نے میٹنگ کا آغاز صبح ساڑھے چھ بجے کرنا شروع کیا تو اس کے بعد سے ٹھیک آٹھ بجے ہسپتالوں میں تمام ڈاکٹرز اور پروفیسرز آتے ہیں اور round کرتے ہیں۔ اسی طرح جو لوگ غیر قانونی practice کرتے ہیں ان کو ہم support کرتے ہیں اور نہ ہی ان کے لئے ہماری کوئی ہمدردی ہے۔ اس حوالے سے اگر کوئی specific شکایت ہے تو لکھ کر دی جائے اس پر سخت کارروائی کی جائے گی۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا حکومت پنجاب نے Teaching Institutes کے پرنسپل صاحبان پر کوئی قدغن لگائی ہے کہ وہ daily visit کیا کریں؟ انہوں نے فیصل آباد سے رحیم یار خان میں جو پرنسپل اور پروفیسرز shift کئے ہیں وہ دونوں سزا یافتہ ہیں۔ جب سے وہ پرنسپل رحیم یار خان میں تعینات ہوئے ہیں اس وقت سے تمام پروفیسرز گیارہ بجے کے بعد ہسپتال میں آتے ہیں۔ پہلے وہ اپنے private Clinics یا ہسپتالوں میں visit کرتے ہیں اور بعد میں اس ہسپتال میں جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ایسا کیوں ہے؟ اس کا notice لیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! معزز ممبر کی شکایت note کر لی گئی ہے۔ ابھی میں سیکرٹری صحت کو direction دوں گا کہ اس پر کارروائی کریں اور اس بات کو ensure کیا جائے کہ وہاں ہسپتال میں ڈاکٹرز ٹھیک آٹھ بجے پہنچیں، صبح کا round کریں، ہسپتال کے وقت میں پرائیویٹ پریکٹس نہ کریں اور اگر کوئی ایسا کر رہا ہے تو اس کے خلاف انضباطی کارروائی کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ میاں رفیق صاحب! آپ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!اس سوال کے جز(ج) میں لکھا گیا ہے کہ "کیاڈاکٹر ہسپتال کو آپریشن کی فیس سے کمیشن ادا کرتے ہیں؟اس میں "کمیشن" کا لفظ استعمال ہوا ہے جو کہ بڑا بدنام ہے اور کمیشن مافیا نے تو اس ملک کے تمام اداروں کو برباد کر دیا ہے۔لفظ "کمیشن" کی جگہ اگر "حصہ" لکھا جائے تو بہتر ہو گا۔مجھے اس لفظ پر اعتراض ہے لہذا پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کی وضاحت فرمادیں کہ کیا وہ کمیشن کے لفظ کو حصہ میں بدلنے کے لئے تیار ہیں؟

جناب سپیکر: جی،اس لفظ سے میاں صاحب کو تکلیف ہوئی ہے تو ایسے الفاظ استعمال نہ کئے جائیں کہ جس سے کسی کو تکلیف پہنچے۔اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کا ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے اس لئے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال بھی سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کا ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے،اسے بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ سیمل کامران صاحبہ کا ہے۔۔۔وہ تشریف فرما نہیں ہیں اس لئے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال بھی محترمہ سیمل کامران صاحبہ کا ہے۔۔۔اس کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!سوال نمبر4038،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد کے ہسپتالوں میں ریڈی ایشن اور ایم آر آئی کی سہولت نہ ہونے کی تفصیلات

*4038: **محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد کے الائیڈ وڈی ایچ کیو ہسپتالوں اور جنرل ہسپتال غلام محمد آباد میں ریڈی ایشن کی سہولت موجود نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہسپتالوں میں ایم آر آئی کی سہولت بھی دستیاب نہ ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ہسپتالوں میں مذکورہ بالا سہولتیں فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) ڈی ایچ کیو ہسپتال اور جنرل ہسپتال غلام محمد آباد فیصل آباد میں ریڈی ایشن کی سہولت نہ ہے کیونکہ یہاں کینسر وارڈ نہیں ہے تاہم کینسر وارڈ، الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں ہے اس لئے وہاں ریڈی ایشن کی سہولت موجود ہے۔

(ب) ڈی ایچ کیو ہسپتال فیصل آباد میں ایم آر آئی کی سہولت دستیاب نہ ہے۔تاہم الائیڈ ہسپتال میں ایم آر آئی کی سہولت دستیاب ہے۔

(ج) الائیڈ ہسپتال و ڈی ایچ کیو ہسپتال دونوں ٹیچنگ ہسپتال ہیں، دونوں ہسپتال پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد سے منسلک ہیں اس لئے جو سہولتیں ڈی ایچ کیو ہسپتال میں نہیں ہیں وہ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں موجود ہیں جن مریضوں کو ریڈی ایشن اور ایم آر آئی کی ضرورت ہوتی ہے ان کو الائیڈ ہسپتال فیصل آباد بھیج دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں اپنے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھنے لگی ہوں۔

جناب سپیکر: وہ صرف آپ کے نہیں بلکہ پورے پنجاب کے پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: چلیں، غلطی ہو گئی۔جناب سپیکر! الائیڈ ہسپتال فیصل آباد ایک بہت بڑا ہسپتال ہے۔اس میں صرف ایک ایم آئی آر کی مشین ہے۔کیا بڑھتی ہوئی آبادی کو مدنظر رکھتے ہوئے وہاں پر ایک اور مشین مہیا کی جا سکتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس وقت پنجاب میں تقریباً سات نئے DHQ بن رہے ہیں اور مختلف Teaching Hospitals کی facilities کو double کیا جا رہا ہے۔ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں ایک ایم آئی آر مشین کام کر رہی ہے اور امید ہے کہ ہم وہاں پر ایک اور مشین بھی نصب کریں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! الائیڈ ہسپتال کی کینسر وارڈ میں Radiation اور دوسری سہولتیں میسر نہیں ہیں کیا حکومت ان سہولتوں کو فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ دنیا کے تمام ملکوں میں Cancer Centres ہوتے ہیں اور ہر ہسپتال میں کینسر کے علاج کی سہولت

میسر نہیں ہوتی لیکن اس کے باوجود پاکستان کے تمام Teaching Hospitals میں Oncology Wards موجود ہیں جہاں پر Chemotherapy اور Radiotherapy ہو رہی ہے۔اس وقت تقریباً اٹھارہ جگہوں پر صوبائی حکومت، وفاقی حکومت اور کچھ autonomous ادارے یہ سہولتیں فراہم کر رہے ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! یہ مسئلہ بڑا اہم ہے کیونکہ فیصل آباد سے کینسر کی خواتین مریضوں کو عمران خان کے کینسر ہسپتال لاہور میں آنا پڑتا ہے۔یہ غریب عورتیں اپنی غربت کے باعث یہاں آکر علاج کرانے کی سکت نہیں رکھتیں۔

کیا حکومت اس کے لئے کچھ اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں نے گزارش کی ہے کہ Oncology Wards میں Chemotherapy کی سہولت لوگوں کو free میسر ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، محترمہ کی بات سنیں کیونکہ وہ بڑا اہم سوال کر رہی ہیں اور آپ گپ شپ میں مصروف ہیں۔جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں نے گزارش کی ہے کہ ہمارے Oncology Wards میں کم قیمت کی Chemotherapy تمام ٹیچنگ ہسپتالوں میں میسر ہے۔ وہاں پر مریضوں کو رجسٹر کیا جاتا ہے اگر Chemotherapy کی ضرورت ہو تو یہ مریضوں کی free کی جاتی ہے۔اس کے علاوہ ریڈیو تھراپی کے لئے بھی مراکز قائم ہیں جن مریضوں کو اس کی ضرورت ہوتی ہے انہیں وہاں refer کیا جاتا ہے اور جو لوگ refer ہوتے ہیں وہ اپنی مرضی سے اپنے ہسپتال کا انتخاب کرتے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اگر کوئی مریض کینسر کا آپریشن فیصل آباد کرواتا ہے تو اگر اُس مریض کو مزید Radiation کی ضرورت ہے تو اُس مریض کو کہاں refer کیا جاتا ہے۔ جس طرح میو ہسپتال لاہور میں Radiation Department ہے اسی طرح فیصل آباد کے اتنے بڑے شہر میں یہ سہولت کیوں نہیں دی گئی۔اگر گنگا رام ہسپتال سے کسی مریض نے آپریشن کروایا ہے تو اُس مریض کی Radiation شوکت خانم ہسپتال نہیں کرائے گا اور اُس مریض کو انمول ہسپتال میں refer کر دیا جاتا ہے تو اس

حوالے سے رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کا یہ سوال بہت اہم ہے۔حکومت پنجاب Radiation کا یہ مسئلہ کب تک حل کرے گی؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر!الائیڈ ہسپتال فیصل آباد جو ٹیچنگ ہسپتال ہے وہاں پر Radiation کا انتظام موجود ہے، وہاں پر qualified Professors موجود ہیں اور وہاں پر Radiation ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال بھی محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4039 ہے۔

فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں بائی پاس کی سہولت فراہم کرنے کا مسئلہ

*4039: محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں پروفیسرز، اسسٹنٹ پروفیسرز اور ہارٹ سرجن کی کتنی پوسٹیں ہیں، تعینات پروفیسرز، اسسٹنٹ پروفیسر اور سرجنوں کے نام، تاریخ تعیناتی اور ان کے گریڈ کی مکمل تفصیل بیان کریں اور کتنی پوسٹیں تاحال خالی ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ انسٹیٹیوٹ میں بائی پاس کی سہولت نہ ہے؟

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سہولت فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں پروفیسرز، اسسٹنٹ پروفیسرز اور ہارٹ سرجن کی مندرجہ ذیل پوسٹیں ہیں۔

پروفیسرز:۔05 اسسٹنٹ پروفیسرز 06

فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں تعینات پروفیسرز، اسسٹنٹ پروفیسرز اور ہارٹ سرجن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

1۔ ڈاکٹر عبدالوحید، پروفیسر آف کارڈیک سرجری، گریڈ 20 تاریخ تعیناتی 2007۔09۔19

2۔ ڈاکٹر محمد جاوید اقبال، اسسٹنٹ پروفیسر کارڈیالوجی، گریڈ 18 تاریخ تعیناتی 2009۔05۔20

3۔ ڈاکٹر حامد سعید،اسسٹنٹ پروفیسر آف کارڈیالوجی، گریڈ18تاریخ تعیناتی2009۔02۔18
4۔ ڈاکٹر شہباز احمد ،اسسٹنٹ پروفیسرآف کارڈیک سرجری ،گریڈ 18تاریخ تعیناتی 30۔02۔2009
5۔ ڈاکٹر ساجدہ افتخار،اسسٹنٹ پروفیسر آف انیستھیزیا، گریڈ18،تاریخ تعیناتی2008۔08۔08
فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں پروفیسرز ،اسسٹنٹ پروفیسرز اور ہارٹ سرجن کی مندرجہ ذیل پوسٹیں خالی ہیں۔
پروفیسر:۔04۔اسسٹنٹ پروفیسرز:۔02

(ب) جی ہاں!یہ بھی درست ہے۔

(ج) انشاءاللہ نومبر کے آخری ہفتہ میں بائی پاس شروع ہو جائے گا۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کارڈیالوجی ہسپتال فیصل آباد میں مریض کے داخلے کی کتنی فیس لی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر!حکومت پنجاب نے تو پرچی فیس ختم کر دی تھی لیکن کچھ ہسپتالوں نے اپنے علاقوں میں5،10یا-/15روپے فیس مقرر کی ہوئی ہے جو انہیں اُن کے ایکٹ کے تحت allowed ہے لیکن پنجاب حکومت نے سائیکل سٹینڈ، کار سٹینڈ اور پرچی فیس ختم کر دی ہوئی ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!یہ کہتے ہیں کہ پرچی فیس ختم کر دی گئی ہے جبکہ پرچی فیس ختم نہیں کی گئی۔انہوں نے مریضوں کو سزا دینے کے لئے پرچی فیس ایک روپیہ کر دی گئی ہے۔ایک روپیہ کا نوٹ ہے اور نہ ہی ایک روپیہ کا سکہ ملتا ہے اگر مریض پانچ یا دس روپیہ کا نوٹ پکڑاتا ہے تو اُن سے کہا جاتا ہے کہ ہمیں سکہ دو گے تو پھر آپ کو پرچی ملے گی۔پرچی فیس پانچ روپیہ کر دیں یا ایک روپیہ بھی ختم کر دیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر!ہم نے تو ایک روپیہ بھی ختم کر دیا ہوا ہے اگر محترمہ کہتی ہیں تو میں پانچ روپیہ کے لئے recommend کر دیتا ہوں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!پھر دل کے مریض سے ایک روپیہ فیس کیوں لی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! انہیں بھی منع کر دیتے ہیں کہ ایک روپیہ بھی نہ لیں۔

جناب سپیکر: شاباش۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں نے اُس دن بھی سوال کیا تھا کہ کارڈیالوجی ہسپتال میں سینئر ڈاکٹر شام کے وقت اُسی ہسپتال میں اپنی پرائیویٹ پریکٹس کرتے ہیں تو اُنہیں کس قانون کے تحت سرکاری ہسپتال میں پرائیویٹ پریکٹس کرنے کی اجازت دی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! کارڈیالوجی انسٹیٹیوٹس میں سرکاری مریض دیکھنے اور پرائیویٹ مریض دیکھنے کا وقت مقرر ہے۔ قانون کے مطابق اس کو institutionalized practice کہتے ہیں جو ان اداروں میں یہ پریکٹس کرنے کی اجازت ہے اس میں سے ان کو share ملتا ہے۔ میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ ڈاکٹروں کو پرائیویٹ ہسپتالوں میں جا کر پریکٹس کرنے سے روکنے کے لئے یہ قانون بنایا گیا ہے تاکہ وہ شام کے وقت ہسپتال کے اندر پریکٹس کریں جس سے ہسپتال کو بھی اُس فیس میں سے share ملے اور مریضوں کو بھی فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال نمبر 4065 رانا آصف محمود صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ dispose of ہوا اور اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! Question No. 4074, on her behalf. (معزز خاتون ممبر نے محترمہ خدیجہ عمر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

سیلف فنانس سکیم کے تحت پڑھنے والے سٹوڈنٹس کی فیس ختم کرنے کا معاملہ

*4074: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے سیلف فنانس سکیم کو اس سال سے ختم کرنے کا اعلان کیا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سیلف فنانس سکیم میں پڑھنے والے سٹوڈنٹس کی فیس ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک سٹوڈنٹ کو ڈاکٹر بننے کے لئے حکومت کا پانچ لاکھ روپیہ خرچ ہوتا ہے جبکہ حکومت مذکورہ سکیم کے تحت طلباء سے پندرہ لاکھ روپے وصول کر رہی ہے کیا یہ تعلیم کے نام پر سٹوڈنٹس کے ساتھ تجارت نہیں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) یہ درست ہے کہ و زیر اعلیٰ پنجاب نے سیلف فنانس سکیم کے بحوالہ آرڈر نمبر SO(ME)E8-2/04 بتاریخ 08-07-3 ختم کر دی ہے۔

(ب) سیلف فنانس سکیم کے تحت پہلے سے داخل طلباء چونکہ اوپن میرٹ پر نہیں آئے اس لئے ان کی فیس معافی کا جواز نہیں بنتا۔ مزید برآں اس سلسلہ میں عدالت عالیہ پہلے ہی ان طلباء کی رٹ پٹیشن مسترد کر چکی ہے لہذا اس فیصلہ کی روشنی میں ایسے طلباء اپنی داخلہ شرائط کے مطابق فیس دینے کے پابند ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کے نوٹیفیکشن کے مطابق پرائیویٹ میڈیکل کالج سرکاری میڈیکل کالجوں کے مقابلے میں کم تر سہولیات کے باوجود پانچ لاکھ فیس لے رہے ہیں جس کے مقابلے میں سرکاری میڈیکل کالجز کی فیس تقریباً اڑھائی لاکھ سالانہ تھی اس طرح 2008 تک داخل ہونے والے طلباء کی فیس کافی حد تک subsidized تھی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ سوال 31۔ جولائی 2009 کو جمع کرایا گیا تھا اور اس کا جواب 15۔دسمبر 2011 کو آیا ہے۔ میں معزز پارلیمانی سیکرٹری سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا اب اس سوال کی کوئی importance رہ گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ issue اس وقت بھی fresh ہے۔ گزشتہ حکومت نے رحیم یار خان اور لاہور کے دو کالجوں میں Self-Finance Based Admissions شروع کئے تھے۔ ہمارے چیف منسٹر میاں محمد شہباز شریف نے اس کا خاتمہ کیا ہے کہ کوئی کالج Self-Finance پر داخلہ کرے گا اور نہ ہی Self-Finance Fee لے گا لیکن جو

داخلے ہو چکے ہیں انہیں اپنی فیس ادا کرنی ہو گی اور اپنا tenure پورا کرنا ہو گا۔ وہ سٹوڈنٹس اس حوالے سے ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ میں بھی گئے ہیں لیکن سپریم کورٹ کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ جو لوگ Self-Finance پر داخل ہوئے ہیں وہ کورس ختم ہونے تک اپنی فیس ادا کریں گے لیکن 2008 کے بعد کوئی سٹوڈنٹ Self-Finance پر داخل نہیں کیا جا رہا۔

(اس مرحلہ پر محترمہ خدیجہ عمر ایوان میں تشریف لے آئیں)

جناب سپیکر: جی، محترمہ خدیجہ عمر اس سوال پر آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا بھی وہی ضمنی سوال ہے کہ دو سال بعد اس سوال کی اہمیت ختم ہو گئی ہے اور محکمہ کی طرف سے ہر اجلاس میں باقاعدگی سے سوال کا جواب کیوں نہیں دیا جاتا؟

جناب سپیکر: جب باری آئی ہے تو انہوں نے اس کا جواب دے دیا ہے اس میں کیا مضائقہ ہے۔ اب Question Hour ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

محکمہ صحت میں ڈی جی اور ڈائریکٹرز کی اسامیوں سے متعلقہ تفصیلات

*2279: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ ہذا میں ڈائریکٹر جنرل اور ڈائریکٹرز کی منظور شدہ اسامیاں کتنی اور کس کس گریڈ اور شعبہ جات کی ہیں؟

(ب) ان اسامیوں پر تعیناتی کے لئے تجربہ، تعلیمی قابلیت اور گریڈ کی تفصیل بیان کریں؟

(ج) ان اسامیوں پر تعینات آفیسرز کے نام، ولدیت، ڈومیسائل، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل بیان کریں؟

(د) ان میں سے کتنے آفیسرز مطلوبہ تعلیمی قابلیت، تجربہ اور گریڈ کے حامل ہیں اور کون کون سے ان ریکوائرمنٹ پر پورا نہیں اترتے؟

(ہ) کیا حکومت متعلقہ تعلیمی قابلیت، عہدہ اور گریڈ کے حامل افراد کی تعیناتی ان اسامیوں پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ صحت میں ڈائریکٹر جنرل کی ایک اور دیگر ڈائریکٹرز کی کل 8 اسامیاں ہیں، گریڈ اور شعبہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ تمام اسامیوں کے لئے MBBS,DPH/PHA/MPH اور بطور میڈیکل سپرنٹنڈنٹ / ڈی ایچ او / ای ڈی او ہیلتھ کام کرنے کا تجربہ جبکہ ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز ڈینٹل کے لئے بی ڈی ایس بمع پوسٹ گریجویشن ہے۔

(ج) ان اسامیوں پر تعینات آفیسرز کے نام، ولدیت، ڈومیسائل، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان تمام اسامیوں پر مطلوبہ قابلیت، تجربہ اور گریڈ کے حامل افسران تعینات ہیں اور مطلوبہ ریکوائرمنٹ پر پورا اترتے ہیں۔

(ہ) تمام اسامیوں پر متعلقہ تعلیمی قابلیت، عہدہ اور گریڈ کے حامل افراد کو تعینات کیا گیا ہے اور کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

انسٹیٹیوٹ آف پبلک ہیلتھ لاہور اغراض و مقاصد و دیگر تفصیلات

*2999: رانا آصف محمود: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) انسٹیٹیوٹ آف پبلک ہیلتھ لاہور کب قائم ہوا، اس کے مقاصد کیا تھے؟

(ب) اس میں پروفیسر، ایسوسی ایٹ پروفیسر، اسسٹنٹ پروفیسر کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں؟

(ج) کتنی کب سے خالی ہیں؟

(د) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ بیان کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) انسٹیٹیوٹ آف پبلک ہیلتھ لاہور 1949 میں قائم ہوا اس کے مقاصد درج ذیل ہیں۔

1) بذریعہ تعلیم، تحقیق اور تکنیکی مشاورت لوگوں کی صحت کے معیار کو بہتر بنانا۔
2) ہیلتھ پالیسی بنانے اور عملدرآمد میں مدد دینا۔
3) ملکی اور بین الاقوامی سطح پر پبلک ہیلتھ کی ترقی میں سنٹر آف ایکسیلینسی کا رول۔
4) تعلیمی سرگرمیاں:۔ جن کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) IPHلاہور میں پروفیسرز،ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور اسسٹنٹ پروفیسرز کی منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام اسامی	تعداد
i	پروفیسرز	9
ii	ایسوسی ایٹ پروفیسرز	8
lii	اسسٹنٹ پروفیسرز	12

(ج) آئی پی ایچ لاہور میں خالی اسامیوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام اسامی	تعداد
i	پروفیسرز	7
ii	ایسوسی ایٹ پروفیسرز	2
lii	اسسٹنٹ پروفیسرز	5

تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام ،عہدہ ،گریڈ ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

الائیڈ ہسپتال فیصل آباد کا سالانہ بجٹ و دیگر تفصیلات

*3841: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد کو سال 2007تا2009 کے دوران کتنی رقم سالانہ فراہم کی گئی؟

(ب) اس ہسپتال کو ان سالوں کے دوران کتنی رقم ادویات کی خرید کے لئے فراہم کی گئی؟

(ج) کیا جو رقم ان سالوں کے دوران ادویات کی خرید کے لئے فراہم کی گئی تھی وہ اس ہسپتال میں داخل ہونے والے مریضوں کی ضروریات کے مطابق تھی، اگر کم تھی، تو حکومت موجودہ سال کے دوران اس ہسپتال کو مزید فنڈز بسلسلہ خرید ادویات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد کو مالی سال 07۔2006 کے دوران 361.985 ملین روپے، مالی سال 08۔2007 کے دوران 307.89 ملین روپے اور مالی سال 09۔2008 کے دوران 806.642 ملین روپے مختص کئے گئے تھے۔

(ب) اس ہسپتال کو 08۔2007 میں 103.152 ملین روپے مالی سال 09۔2008 کے دوران 270 ملین روپے جبکہ مالی سال 10۔2009 کے دوران 300 ملین روپے ادویات کی خرید کے لئے فراہم کئے گئے جبکہ ڈائلیسز کی مد میں 9.600 ملین روپے کی رقم علیٰحدہ سے مختص کی گئی ہے تاکہ گردوں کے امراض میں مبتلا مریضوں کو مفت علاج کی سہولت میسر آ سکے۔

(ج) حکومت پنجاب کی طرف سے الائیڈ ہسپتال، فیصل آباد کو مالی سال 09۔2008 میں گزشتہ سال سے 160 فیصد زائد جبکہ مالی سال 10۔2009 کے دوران 11 فیصد زائد رقم مریضوں کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے، ادویات کی خرید کے لئے فراہم کئے گئے ہیں اور مزید یہ کہ ڈائلیسز کی مد میں 9.600 ملین روپے کی رقم علیٰحدہ سے مختص کی گئی تاکہ گردوں کے امراض میں مبتلا مریضوں کو مفت علاج کی سہولت میسر آ سکے۔

بحیثیت ڈی ڈی او ہیلتھ بورے والا میں تعینات آفیسرز سے متعلقہ تفصیلات

*3854: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈی ڈی او (ایچ) کی پوسٹ کس گریڈ کی ہے؟

(ب) ڈی ڈی او (ایچ) بورے والا کی پوسٹ پر یکم جنوری 2000 سے آج تک کتنے افراد تعینات رہ چکے ہیں؟

(ج) کتنے آفیسرز کے خلاف دوران تعیناتی بحیثیت ڈی ڈی او ہیلتھ کرپشن اور دیگر الزامات کے تحت انکوائریاں ہوئیں اور کن کن آفیسرز کے خلاف باقاعدہ ایف آئی آرز درج ہوئیں؟

(د) کتنے آفیسرز کے خلاف انکوائریوں کے بعد کیا کیا سزا دی گئی؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ ڈی ڈی او ایچ بورے والا عرصہ دس سال سے زائد اسی پوسٹ پر کام کر رہا ہے؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کے خلاف کرپشن اور زنا کے مقدمات درج ہیں، اگر ایسا ہے تو اس افسر کو بار بار اسی سیٹ پر تعینات کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈی ڈی او (صحت) کی پوسٹ گریڈ19 کی ہے۔

(ب) مندرجہ ذیل آفیسرز ڈی ڈی او صحت بورے والا تعینات رہ چکے ہیں۔

(i)ڈاکٹر مسعود نثار رانا1999۔12۔30 سے2002۔02۔19

(ii)ڈاکٹر محمد یعقوب2002۔02۔20 سے2008۔09۔8

(iii)ڈاکٹر محمد اکرم2009۔09۔9 سے تاحال

(ج) ڈی ڈی او (صحت) بورے والا کی پوسٹ پر اب تک جتنے آفیسرز تعینات رہ چکے ہیں ان میں کسی پر بھی کرپشن یا دیگر کسی الزام کے تحت انکوائری نہ ہوئی ہے اور نہ ہی باقاعدہ ایف آئی آر درج ہوئی ہے۔

(د) تفصیل (ج) پر درج ہے۔

(ہ) یہ درست نہ ہے۔

(و) یہ درست نہ ہے۔

مالی سال08۔2007اور09۔2008، پی پی۔233 وہاڑی کے ہسپتالوں، بی ایچ یوز، آر ایچ سیز کا سالانہ بجٹ و دیگر تفصیلات

*3913: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مالی سال08-2007اور09-2008 کے دوران پی پی۔233 وہاڑی کے ہسپتالوں، بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز کو کتنی رقم سالانہ کس کس مد کے لئے فراہم کی گئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران ان ہسپتالوں اور ہیلتھ سنٹروں کو کتنی مالیت کی ادویات فراہم کی گئیں اور کتنے فنڈز ہسپتال اور سنٹر وائز فراہم کئے گئے؟

(ج) کیا یہ ادویات اور فنڈز ان سنٹروں اور ہسپتالوں کی ضرورت کے مطابق تھیں اگر کم تھیں تو کیا حکومت موجودہ مالی سال میں ان کی ضروریات کے مطابق فنڈز اور ادویات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) مالی سال 08۔2007اور09۔2008کے دوران پی پی۔233ضلع وہاڑی میں موجود ٹی ایچ کیو ہسپتال بورے والا اور چھ بی ایچ یو (چک نمبر325EB، چک نمبر148/EB، چک نمبر 305/EB، چک نمبر 455/EB، چک نمبر495/EBاور چک نمبر515/EB)کو فراہم کی گئی رقم کی تفصیل (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان سالوں کے دوران ان ہسپتالوں اور ہیلتھ سنٹروں کو فراہم کی گئی ادویات کی مالیت اور فنڈز کی تفصیل (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ ادویات اور فنڈز ان ہسپتالوں اور سنٹروں کی ضرورت کے مطابق تھیں اور مزید اضافہ بھی کر دیا گیا ہے۔

نرسوں کی ٹریننگ کے لئے سیمینار وورکشاپس کروانے کی تفصیلات

*3952: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نرسوں کی ٹریننگ کے لئے مختلف سیمینار اور ورکشاپس منعقد کرتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ نرسوں کی بہترین ٹریننگ کے لئے بیرون ملک بھی وظائف پر نرسیں ٹریننگ لینے کے لئے جاتی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ نرسوں کو ان کی کارکردگی کی بنیاد پر ترقی دی جاتی ہے؟

(د) اگر درج بالا سوالات کے جوابات اثبات میں نہیں ہیں تو مذکورہ بالا تمام معاملات پر حکومت کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حکومت پنجاب نرسوں کی استبداد کار بڑھانے کے لئے مختلف قسم کے پروفیشنل سیمینارز اور ورکشاپس منعقد کرواتی رہتی ہے، مختلف امراض اور مریضوں کی بہتر نگہداشت کے حوالے سے کئی طرح کے ٹریننگ وریفریش کورسز بھی کروائے جاتے ہیں،(ہیپاٹائٹس، ایڈز وغیرہ)

(ب) بیرون ممالک میں اعلیٰ پروفیشنل تعلیم کے حصول کے لئے نرسز حکومتی اور ذاتی حیثیت میں جاتی ہیں، حکومتی سطح پر بی ایس سی نرسنگ، ایم ایس سی نرسنگ اور مختلف قسم کی ٹریننگ حاصل کی جاتی ہے حال ہی میں ڈینگی مرض کے علاج اور کلینکل مینجمنٹ کی تربیت کے لئے نرسوں کو بیرون ملک بھیجا گیا ہے۔

(ج) نرسز کی ترقی ان کی Seniority-cum-fitness کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔

(د) نرسنگ کے شعبہ کی مزید ترقی کے لئے تعلیمی معیار برائے داخلہ ایف ایس سی کیا گیا ہے، بی ایس سی نرسنگ جیسے ڈگری پروگرامز پاکستان میں شروع ہو چکے ہیں، اس مقصد کے لئے پبلک پارٹنر شپ کے تحت فاطمہ میموریل ہسپتال لاہور میں یہ پروگرام شروع کیا گیا ہے جبکہ علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور کے کالج آف نرسنگ میں بھی یہ پروگرام کامیابی سے جاری ہے۔

صوبہ پنجاب ہیپاٹائٹس سی کے علاج کے لئے مختص کئے گئے فنڈز کی تفصیلات

*3955: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب کے سرکاری ہسپتالوں میں ہیپاٹائٹس سی کی تشخیص اور اس کے علاج کی سہولیات فراہم نہیں کی جا رہیں؟

(ب) 09-2008 اور 10-2009 کے بجٹ میں اس مرض پر قابو پانے کے لئے کتنا فنڈ مختص کیا گیا اور اس مرض پر قابو پانے کے لئے حکومت کس حکمت عملی پر عملدرآمد کر رہی ہے مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ پنجاب کے سرکاری ہسپتال بشمول تمام ٹیچنگ اور ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں ہیپاٹائٹس کی تشخیص و علاج کی سہولیات میسر ہیں ان سہولیات میں ELISA,PCR اور LFT ٹیسٹ کی سہولیات فراہم کی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں مستحق مریضوں کے لئے ہیپاٹائٹس B اور C کے علاج کے لئے مفت ادویات فراہمی شامل ہے۔

(ب) 09-2008 میں 10 کروڑ 80 لاکھ روپے مختص کئے گئے اور 10-2009 میں 10 کروڑ ایک لاکھ 90 ہزار روپے مختص کئے گئے تھے۔ اس مرض پر قابو پانے کے لئے حکومت نے جامع

حکمت عملی اپنائی ہے جس میں عوام میں مرض کی آگاہی و شعور کے لئے ٹی وی، ریڈیو اور اخبارات کے ذریعے آگاہی مہم ہیپاٹائٹس بی سے بچاؤ کے حفاظتی ٹیکہ جات کی فراہمی ہسپتال میں ہسپتال کے فضلہ کو ٹھکانے لگانے کے اقدامات، ہیپاٹائٹس بی اور سی کی تشخیص کے لئے سہولیات کی فراہمی ہیپاٹائٹس بی اور سی کی علاج کی سہولیات کی فراہمی جن میں مفت ادویات کی فراہمی شامل ہے۔

علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*4065: رانا آصف محمود: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیاں کس کس گریڈ کی ہیں؟

(ب) ڈاکٹر کی کس کس گریڈ کی کون کون سی اسامیاں ہسپتال ہذا میں خالی پڑی ہیں؟

(ج) شعبہ گائنی، کارڈیک اور ایمرجنسی میں کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(د) کیا حکومت ہسپتال ہذا میں ڈاکٹرز کی خالی اسامیاں جلد از جلد پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	گریڈ	تعداد اسامی
1	20	06
2	19	10
3	18	24
4	17	52

(ب) ہسپتال ہذا میں ڈاکٹرز کی خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	گریڈ	تعداد اسامی
1	20	04
2	19	04
3	18	05
4	17	09

(ج) شعبہ گائنی، کارڈیک اور ایمرجنسی میں ڈاکٹرز کی کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

(د) ڈاکٹروں کی خالی اسامیوں کو بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن پر کرنے کے لئے حکومت پنجاب کوشش کر رہی ہے۔

پنجاب رورل سپورٹ پروگرام کے تحت کام کرنے والے ڈاکٹرز کو مستقل کرنے کی تفصیلات

*4107: میاں شفیع محمد: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے حال ہی میں کنٹریکٹ پر کام کرنے والے ڈاکٹر حضرات کو مستقل کر دیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب رورل سپورٹ پروگرام (پی آر ایس پی) کے انڈر کام کرنے والے ڈاکٹرز کو بھی مستقل کر دیا گیا ہے؟

(ج) اگر جز(ب) کا جواب نفی میں ہے تو حکومت (پی آر ایس پی) میں کام کرنے والے ڈاکٹر حضرات کو کب تک مستقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ صحت، حکومت پنجاب نے صوبہ بھر میں کنٹریکٹ پر کام کرنے والے تمام میڈیکل آفیسرز کو مستقل کر دیا ہے۔

(ب) محکمہ صحت نے پنجاب رورل ہیلتھ سپورٹ پروگرام کے تحت کام کرنے والے ڈاکٹرز کو مستقل کرنے کے لئے سمری حکام اعلیٰ کو بھجوائی تھی جس پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک چھ رکنی کمیٹی زیر صدارت خواجہ محمد آصف ایم این اے تشکیل دی ہے۔ جونہی کمیٹی کی سفارشات موصول ہوں گی ان پر عمل کیا جائے گا۔

(ج) تفصیل جز(ب) میں درج ہے۔

آر ایچ سی میانی ضلع سرگودھا میں وومن گائناکالوجسٹ کی تعیناتی کا مسئلہ

*4133: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ آر ایچ سی میانی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں وومن میڈیکل آفیسر خاص کر گائناکالوجسٹ نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گائناکالوجسٹ نہ ہونے کی وجہ سے اس حلقہ کی خواتین کو شدید مشکلات کا سامنا ہے؟

(ج) کیا حکومت اس ہسپتال میں جلد از جلد گائناکالوجسٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) آر ایچ سی میانی ضلع سرگودھا میں گائناکالوجسٹ کی سیٹ نہ ہے تاہم وومن میڈیکل آفیسر کی سیٹ ہے اور وومن میڈیکل آفیسر تعینات ہے۔

(ب) پنجاب کے کسی بھی آر ایچ سی میں گائناکالوجسٹ کی سیٹ منظور نہ ہے اس وجہ سے آر ایچ سی میانی پر بھی گائناکالوجسٹ کو تعینات نہیں کیا جا سکتا۔

(ج) آر ایچ سی میانی میں گائناکالوجسٹ کی سیٹ منظور نہ ہے لہذا وہاں پر گائناکالوجسٹ تعینات نہیں کی جا سکتی۔

سروسز ہسپتال، میو ہسپتال کے لئے خریدی گئی ادویات کی تفصیلات

*4142: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا محکمہ صحت میں ادویات خریدنے کا کوئی طریق کار طے کیا گیا ہے اگر ہاں تو وہ کیا ہے؟

(ب) کیا پنجاب کے ہسپتالوں کو بھی ادویات خریدنے کی اجازت ہے اگر ہاں تو وہ کس طرح؟

(ج) کیا پنجاب کے تمام ہسپتالوں کے لئے ادویات خریدنے کے لئے علیٰحدہ رقم مختص کی جاتی ہے؟

(د) سال 08۔2007 اور 09۔2008 میں سروسز ہسپتال اور میو ہسپتال لاہور میں کتنی رقم کی ادویات خریدی گئیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! محکمہ صحت ادویات خریدنے کے لئے پنجاب پرچیز مینول میں وضع کردہ طریق کار اور قوانین پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے ریٹ / رننگ کنٹریکٹ کرتا ہے طریق کار کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں! پنجاب کے ہسپتالوں کو بھی ادویات خریدنے کی اجازت ہے پنجاب کے ہسپتال محکمہ صحت کے ریٹ / رننگ کنٹریکٹ میں منظور کردہ ریٹس کے مطابق متعلقہ فرمز کو پنجاب

پرچیز مینول کے قوانین کی پیروی کرتے ہوئے پرچیز آرڈرissue کرتے ہیں اور ادویات خریدتے ہیں۔

مزید برآں پنجاب کے ہسپتال مریضوں کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے فوری طور پر مطلوبہ ادویات بذریعہ لوکل پرچیزلوکل کنٹریکٹر سے خرید لیتے ہیں،اور وہ ادویات جن کی ضرورت زیادہ مقدار میں ہواور محکمہ صحت کے ریٹ / رننگ کنٹریکٹ میں شامل نہ ہوں خریدنے کے لئے اپنی سطح پر پنجاب پرچیز مینول کی پیروی کرتے ہوئے ریٹ کنٹریکٹ کرتے ہیں اورادویات خریدتے ہیں۔

(ج) جی ہاں !پنجاب گورنمنٹ کے زیر انتظام تمام ہسپتالوں کے لئے ادویات خریدنے کے لئے علیٰحدہ علیٰحدہ سے بجٹ مختص کیا جاتا ہے۔

(د) سروسز ہسپتال لاہور میں سال 08۔2007 میں مبلغ161349533روپے کی ادویات خریدی گئیں اور سال09۔2008 میں مبلغ287298439روپے کی ادویات خریدی گئی ہیں۔

میو ہسپتال لاہور میں سال 08۔2007 میں مبلغ۔/283105000روپے کی ادویات خریدی گئیں اور سال 09۔2008 میں ۔/330325,000روپے کی ادویات خریدی گئیں۔

ضلع راولپنڈی،لاہور،ملتان میں منشیات کے شکار لوگوں کے لئے ہسپتال بنانے کا مسئلہ

*4143: محترمہ طلعت یعقوب: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیاحکومت ضلع راولپنڈی،لاہوراور ملتان میں منشیات کے شکار لوگوں کے علاج کے لئے کوئی علیٰحدہ ہسپتال قائم کرنے کاارادہ رکھتی ہے،اگرہاں توکب تک؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

اس وقت راولپنڈی،لاہور اور ملتان کے تدریسی ہسپتالوں میں منشیات کے شکار / نفسیاتی مریضوں کے لئے علیٰحدہ شعبہ جات قائم ہیں جہاں منشیات کے شکار لوگوں کے لئے خاطر خواہ انتظامات موجود ہیں،اس کے علاوہ محکمہ سوشل ویلفیئر نے تدریسی ہسپتالوں میں میڈیکل

سوشل ویلفیئر آفیسر تعینات کیا ہوا ہے جس کا مقصد منشیات کے شکار لوگوں کو علاج معالجہ کی سہولیات بہم پہنچانا ہے ان سہولیات کی موجودگی میں منشیات کے شکار لوگوں کے لئے علیٰحدہ ہسپتال بنانے کی سکیم زیر غور نہ ہے۔

چیچہ وطنی (ساہیوال) کے دیہات میں گیسٹرو کی وباء کی تفصیلات

*4150: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 17۔اگست2009 کو چیچہ وطنی (ساہیوال) کے نواحی چک 31/14ایل میں گیسٹرو کی وباء پھیلنے سے دوہزار کے قریب افراد ہیٹ اور دیگر بیماریوں میں مبتلا ہو گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ صحت کی ٹیم نے دو خواتین کو ویکسین پلائی اور اس کے فوراً بعد یہ دونوں خواتین وفات پا گئیں؟

(ج) کیا حکومت اس واقعہ کی تحقیقات کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اصل صورتحال یوں ہے کہ چک نمبر31/14L میں مورخہ 09۔08۔8 کو گیسٹرو کے چند کیس سامنے آئے تھے جن کی اطلاع محکمہ صحت کو دی گئی تھی۔ محکمہ صحت نے فوری طور پر مؤثر اقدامات کرتے ہوئے، صورتحال پر قابو پالیا ای ڈی او (ہیلتھ) اور ڈی او (ہیلتھ) کی زیر نگرانی فوری طور پر متعلقہ گاؤں میں کیمپ لگایا گیا جس کا انچارج میڈیکل آفیسر بی ایچ یو 28/14L کو بنایا گیا۔ مریضوں کو علاج معالجہ کی سہولیات موقع پر فراہم کی گئیں اور مرض کو وبائی شکل میں پھیلنے سے روکنے کے لئے تمام ممکنہ اقدامات کئے گئے جس سے مرض صرف چک نمبر31/14L تک محدود رہا۔

(ب) یہ درست نہ ہے متعلقہ دونوں خواتین مورخہ 09۔08۔10 کو فوت ہوئی تھی جبکہ انہیں کوئی ویکسین نہیں دی گئی تھی۔ وفات کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

(i) نوراں بی بی زوجہ اللہ دتہ نے دو دن تک کوئی دوائی نہ لی اس کے بعد وہ میاں چنوں پرائیویٹ ہسپتال لے گئے وہاں کے ڈاکٹر صاحب نے حالت خراب ہونے کی وجہ سے نشتر ہسپتال ملتان ریفر کر دیا جہاں پہنچنے سے پہلے ہی وہ وفات پا گئی۔

(ii) مافیہ بی بی دختر امیر علی عمر13سال کوGastro کی شکایت10اور11۔اگست کی درمیانی شب کو ہوئی لیکن اس نے کسی ڈاکٹر سے رجوع کیا نہ کوئی علاج معالجہ کروایا مورخہ 09۔08۔11 کو وفات پا گئی۔

مذکورہ بالا دونوں خواتین نے کوئی ویکسین استعمال نہ کی تھی۔

(ج) محکمہ صحت کے بروقت اقدامات کی وجہ سے گیسٹرو کے مرض پر فوری طور پر قابو پالیا گیا تھا اور ان اقدامات کے نتیجے میں مزید کوئی وفات نہ ہوئی۔ جس کی رپورٹ محکمہ صحت کی زیر نگرانی ای ڈی او(ہیلتھ)اور ڈی او(ہیلتھ) نے تمام متعلقہ محکموں کو کر دی تھی۔ مرض وبائی شکل اختیار نہ کر سکا۔

ای ڈی او ہیلتھ کے آفس لاہور میں قومی خزانے کو نقصان پہنچانے کی تفصیلات

*4158: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ صحت لاہور ای ڈی او آفس کے لئے16لاکھ روپے فی جنریٹر کے حساب سے8جنریٹر خریدے گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مارکیٹ میں مذکورہ جنریٹر کی قیمت8لاکھ روپے ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ جنریٹر بائیو ٹیک نامی کمپنی سے خریدے گئے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا خریداری کے لئے باقاعدہ ٹینڈر کال کئے گئے تھے اگر ہاں تو جس جس کمپنی نے ٹینڈر دیئے، ان کے نام اور ریٹ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(ہ) مذکورہ بے ضابطگی اور قومی خزانے کو نقصان پہنچانے والے اہلکاران اور افسران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے، مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ دفتر ہذا نے8عدد جنریٹرHealth facilities کے لئے16لاکھ روپے مالیت کے حساب سے خریدے تھے بلکہ دفتر ہذا نے اپنی مطلوبہ Health facilities کے لئے9عدد جنریٹر خریدے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

(i)	30KVA	6عدد	13لاکھ روپے
(ii)	50KVA	1عدد	15لاکھ روپے
(iii)	100KVA	2عدد	20لاکھ روپے

(ب) مذکورہ بالا جنریٹرز کی قیمت مارکیٹ میں متفرق ہے۔

(ج) جی نہیں یہ جنریٹر M/s Creative نامی کمپنی سے خریدے گئے۔

(د) جی ہاں! جنریٹروں کی خریداری کے لئے باقاعدہ ٹینڈر کال کئے گئے تھے اور جن کمپنیوں نے ٹینڈر میں حصہ لیا تھا ان کے نام اور ریٹ کی Comparative Statement ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) متعلقہ آفیسر کے خلاف ریگولر انکوائری محکمہ صحت میں جاری ہے۔

ضلع قصور۔ میڈیکل سٹورز پر نشہ آور ادویات کی فروخت کی تفصیلات

*4338: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع قصور میں اکثر میڈیکل سٹورز پر سر عام نشہ آور دوائیاں فروخت ہو رہی ہیں اور متعلقہ انتظامیہ خاموش ہے؟

(ب) کیا متعلقہ انتظامیہ مذکورہ مسئلے کو فوری حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈرگ ایکٹ 1976 اور ڈرگ رولز 2007 کے تحت نشہ آور ادویات کی فروخت مستند ڈاکٹر کے نسخہ کے بغیر ممنوع ہے۔ ضلع قصور میں تعینات ڈرگ انسپکٹر میڈیکل سٹورز کی چیکنگ کے دوران ادویات کی خرید و فروخت کا تمام ریکارڈ باقاعدگی سے چیک کرتے ہیں اور ادویات غیر قانونی خرید و فروخت میں ملوث میڈیکل سٹورز مالکان کے خلاف ضروری کارروائی عمل میں لاتے ہیں۔

(ب) محکمہ صحت ڈاکٹر نسخہ کے بغیر نشہ آور ادویات فروخت کرنے والوں کے خلاف سخت قانونی کارروائی کر رہا ہے، اس سلسلہ میں 2009 کے دوران ضلع قصور میں ڈرگ انسپکٹروں نے نشہ آور ادویات کی غیر قانونی فروخت میں ملوث 156 میڈیکل سٹوروں کے چالان کر کے متعلقہ عدالتوں میں بھجوائے۔

لاہور شہر اور ضلع قصور میں ضلعی فوڈ سکواڈز کے چھاپوں کی تفصیلات

*4339: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر اور ضلع قصور میں ضلعی فوڈ سکواڈ نے جنوری2009 سے آج تک کتنی مشروب ساز و دیگر فیکٹریوں پر چھاپے مارے، کتنی فیکٹریوں، دکانوں کو ملاوٹ کرنے کی وجہ سے جرمانے کئے گئے اور کتنی مشروب ساز فیکٹریوں کو سیل کیا گیا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلعی فوڈ سکواڈز کے مشروب ساز فیکٹریوں اور مختلف خوردنی اشیاء کی دکانوں پر چھاپوں کے باوجود ملاوٹ کرنے والوں پر کنٹرول نہیں کیا جا سکا، اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا حکومت ملاوٹ کرنے والی فیکٹریوں کے مالکان کے خلاف سخت سزا کی پالیسی بنانے کو تیار ہے تاکہ معصوم لوگوں کو ملاوٹ شدہ اشیاء کھانے سے بچایا جا سکے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) لاہور کی ضلعی فوڈ سکواڈ نے جنوری2009 سے آج تک ملاوٹ شدہ اشیائے خورد و نوش تیار اور فروخت کرنے والوں کے خلاف382 اسپیشل فوڈ ریڈز کیں جن کے دوران ان کی اشیاء خورد و نوش کے نمونہ جات حاصل کر کے فوڈ لیبارٹری کو تجزیہ کے لئے ارسال کئے گئے اور جو نمونہ جات معیار پر پورا نہ اتر سکے ان کے خلاف کیس تیار کر کے متعلقہ عدالتوں کو مزید قانونی کارروائی کے لئے ارسال کر دیئے گئے اس کے علاوہ فوڈ سے متعلقہ 100 اداراجات کو اشیائے خورد و نوش کا معیار برقرار نہ رکھنے پر سیل کر دیا اور عدالتوں میں ارسال کئے گئے کیسز پر عدالتوں نے سال 2011 میں 10 لاکھ 75 ہزار 40 روپے جرمانہ کیا اس کے علاوہ صحت و صفائی کا معیار برقرار نہ رکھنے پر ضلعی فوڈ سکواڈ لاہور نے PLGO,2005 کے تحت سال 2011 میں موقع پر 26 لاکھ 75 ہزار 5 سو روپے جرمانہ ادا کیا۔

ضلع قصور میں محکمہ صحت نے جنوری2009 سے اب تک 796 مشروبات حاصل کئے جن میں سے 610 سیمپلز فیل ہوئے اور 86 سیمپل پاس ہوئے اور کل مشروبات ساز فیکٹریوں میں 128 چھاپے مارے گئے، 364 مشروب فروش دکانوں پر چھاپے مارے گئے جنوری 2009 سے تاحال کسی مشروبات ساز فیکٹری کو سیل نہیں کیا گیا۔

(ب) ضلعی فوڈ سکواڈ مشروب ساز فیکٹریوں اور مختلف خوردنی اشیاء کی دکانوں پر چھاپوں کے ذریعے چیزوں کے نمونے حاصل کر کے لیبارٹری ٹیسٹ کے لئے بھیجتے ہیں ان چھاپوں کے ذریعے ملاوٹ کرنے والوں کے خلاف کافی حد تک کنٹرول پانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

(ج) پنجاب پیور فوڈآرڈیننس 1960 کی سیکشن 2سب سیکشن 15اور سیکشن 15 کے تحت لوکل گورنمنٹ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے علاقے میں بننےاور فروخت ہونے والی تمام خوراک کی ملاوٹ سے پاک فراہمی کو یقینی بنائے۔

جہاں تک سخت سے سخت سزاؤں کا تعلق ہے تو اس پر عملدرآمد کے لئے فوڈ اتھارٹی کا قیام عمل میں لایا جارہاہے جس میں قانون کی بالادستی کے لئے اس معزز ایوان نے فوڈ سیفٹی اینڈ سٹینڈرڈ ایکٹ 2011 کو منظور کیا ہے جس میں سخت سے سخت سزاؤں کا قانون رکھا گیا ہے تاکہ عوام الناس کو ملاوٹ سے پاک اشیائے خوردونوش فراہم کرائی جاسکیں۔

پی پی۔125 موضع ہندل میں ڈسپنسری کے قیام کا مسئلہ

*4428: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیایہ درست ہے کہ پچھلے سال حلقہ پی پی۔125 موضع ہندل سیالکوٹ میں ڈسپنسری کے لئے رقم مختص کی گئی تھی؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ ڈسپنسری کے لئے دو کنال زمین بھی فراہم کر دی گئی ہے؟

(ج) مذکورہ بالا ڈسپنسری کب تک تعمیر کر دی جائے گی، مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی نہیں۔

(ب) جی نہیں۔

(ج) غیر متعلقہ ہے کیونکہ جز (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں نہ ہے۔

ایس ایس پی کے تحت سلیکٹ نہ ہونے والے ڈاکٹرز کو بھرتی کرنے کی تفصیلات

*4443: حاجی ذوالفقار علی: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ میڈیکل کالجز کی ایس ایس پی کے تحت جو ڈاکٹر سلیکٹ نہیں ہو سکے، وہ اوورایج ہو چکے ہیں، اب وہ کسی بھی سرکاری جاب کے لئے apply نہیں کر سکتے؟

(ب) کیا حکومت ایسے ڈاکٹرز کو صوبہ میں میڈیکل آفیسر کی خالی اسامیوں پر بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) پنجاب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ جنرل سپیشلسٹ اینڈ مسلینیس سروسز رولز 1981 کے نوٹیفکیشن نمبر30۔I۔III۔SOR بتاریخ1995۔08۔02کے مطابق میڈیکل آفیسر کی تقرری کے لئے عمر کی حد 22سال تا35سال ہے اور اس کے علاوہ سرکلر نمبر SOR۔I(S&GAD)9۔36/08 مورخہ 06۔11۔04کے تحت پانچ سال عمر میں رعایت دی گئی ہے۔مزید رعائیت کی گنجائش نہ ہے۔

راولپنڈی ڈویژن، ٹیلی میڈیسن کے منصوبے کی تفصیلات

*4484:انجینئر قمر الاسلام راجہ:کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا محکمہ صحت راولپنڈی ڈویژن میں ٹیلی میڈیسن کے کسی منصوبے پر کام کر رہا ہے اگر ہاں تو ایسے مراکز کی کل کتنی تعداد ہے اور وہ کہاں کہاں پر واقع ہیں؟

(ب) ان مراکز پر مریضوں کو کون کون سی سہولیات فراہم کی جارہی ہیں اور ان مراکز کے آغاز سے اب تک کتنے لوگ ان سے مستفید ہوئے ہیں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پاکستان بھر میں اس وقت 17علاقوں میں ٹیلی میڈیسن صحت کے متعلقہ شعبہ جات کی ضروریات کو پورا کر رہا ہے ہولی فیملی کے ساتھ پانچ ادارے,DHQ Hospital Attock THQ Hospital, Pindi Gheb, District Attock, Aziz Bhatti Shaheed Hospital, Gujrat, DHQ Hospital, Khushab & DHQ Hospital, Dera Ismail Khan منسوب ہیں جن کی صحت کی ضروریات کو ہولی فیملی ہسپتال ٹیلی میڈیسن کی مدد سے پورا کر رہا ہے۔2009 میں آئی ڈی پیز، دہشت گردی سے متاثرہ، کے لئے بھی ٹیلی میڈیسن نے کافی کام کیا ہے اور ٹیلی میڈیسن کی تیار کردہ گاڑی جس میں مریضوں کے معائنہ کی ہر قسم کی سہولت موجود ہے، کی مدد سے ان کے گھروں میں اور خیموں میں صحت کی سہولت دی۔

2010کے سیلاب میں ٹیلی میڈیسن نے کافی کام کیااور دور دراز علاقوں میں جہاں سیلاب کی تباہ کاریوں کی وجہ سے لوگوں تک ڈاکٹرز کی ٹیم نہیں جا سکی وہاں پر میڈیسن سے ان کی کمی کو پورا کیااور3593مریضوں کو راجن پور اور ڈی جی خان میں سہولیات بہم پہنچائیں۔

(ب) ٹیلی میڈیسن ہولی فیملی ہسپتال کے سرجیکل یونٹ۔IIمیں2005سے پروفیسر آصف ظفر ملک کی زیر نگرانی (T.E.T.C)کے نام سے مریضوں کو صحت کی سہولت دے رہا ہے۔ 2005کے زلزلے میں ٹیلی میڈیسن نے کافی کام کیااور مریضوں کوان کے علاقہ میں صحت کی ضروریات فراہم کیں اس کے علاوہ 100سے زائد لوگوں کو صحت کے طور طریقے سکھائے۔

2008میں اس منصوبے کی کامیابی اور مریضوں کو دور دراز علاقوں میں اچھی اور کامیاب صحت کی سہولیات فراہم کرنے کی وجہ سے محکمہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے تعاون سے ہولی فیملی میں دوبارہ ٹیلی میڈیسن کا منصوبہ(M.O.I.T)کے نام سے شروع کیا اور آج تک کامیابی کے ساتھ7745مریضوں کو صحت کی سہولیات فراہم کر چکا ہے جس میں میڈیسن کے211،دل کے84،ہڈی و جوڑ کے708،جلد کے1700،ناک،کان،گلہ کے 2039، بچوں کے110،جنرل سرجری کے94،زچہ بچہ کے272،دماغ کے39،جلے کے 13، X-rayکے 668،گردہ اور مثانہ کے 29،الٹراساؤنڈ کے 1549،خون کی بیماری کے 6اور ذہنی امراض کے9مریض شامل ہیں۔

ضلع بہاولپور میں ہسپتالوں،آر ایچ سیز،بی ایچ یوز کی تفصیلات

*4485: حاجی ذوالفقار علی: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولپور میں کل کتنے ہسپتال،RHCsاور بی ایچ یوز ہیں؟

(ب) ان کے لئے مالی سال10-2009کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟

(ج) کیایہ درست ہے کہ بی وی ہسپتال کے لئے مختص رقم انتہائی کم ہے؟

(د) کیاحکومت اس ہسپتال کے لئے مزید فنڈز مختص کرنے کاارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع بہاولپور میں ایک ٹیچنگ ہسپتال، چار تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال، دس RHCsاور 71 BHUs ہیں۔

(ب) مالی سال10۔2009 کے دوران ان ہسپتالوں کو فراہم کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ہسپتال	تفصیل رقم
1	BVہسپتال، بہاولپور	ایک ارب،32کروڑ،11لاکھ،11ہزار7سو روپے
2	THQہسپتال	3کروڑ68لاکھ3ہزار روپے
3	RHCsہسپتال	2کروڑ،63لاکھ،49ہزار،9سو روپے
4	BHUsہسپتال	3کروڑ،8لاکھ،89ہزار روپے

(ج) بی وی ہسپتال کے لئے10۔2009 کے دوران ایک ارب،32کروڑ،11لاکھ،11ہزار7سو روپے مختص کئے گئے ہیں، جو کہ ہسپتال کی ضروریات کے لئے کافی ہیں۔

(د) جب بھی بی وی ہسپتال کے لئے مزید فنڈز کی ضرورت ہوئی تو حکومت مہیا کرے گی۔

جناب سپیکر: سب ٹھیک ہو جائے گا۔آپ تشریف رکھیں۔آپ مجھ سے بات کریں۔جی، حسن مرتضی صاحب!(قطع کلامیاں)

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جس دن اجلاس شروع ہوا تھا تو اس دن رانا مشہود صاحب ڈپٹی سپیکر کی زیر صدارت بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ طے ہوا تھا کہ ہم Cane Commissioner کو بلا کر آپ کو بریفنگ بھی دلوادیں گے اور کسانوں کے ساتھ اگر کسی قسم کی زیادتی ہو رہی ہے تو وہ نہیں ہو گی۔اس بات پر آج تک عمل نہیں ہو سکا۔اس کے بعد آپ کی موجودگی میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ہم بدھ والے دن عام بحث رکھیں گے لیکن بغیر اطلاع کے اسے سوموار کے لئے رکھ دیا گیا، اطلاع نہ ہونے کی وجہ سے میں شرکت نہیں کر سکا۔ میری گزارش ہے کہ مہربانی فرما کر Cane Commissioner کو بلایا جائے اور ہمارا مسئلہ حل کرایا جائے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ Cane Commissioner کو بلالیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ صحیح صورتحال اس معزز ایوان اور آپ کے سامنے رکھی جانی چاہئے۔ یہ بات بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں ہوئی تھی۔اس بنیاد پر اگلے دن سیکرٹری خوراک اور Cane Commissioner یہاں سارا دن آ کر بیٹھے رہے لیکن میرے اپوزیشن کے بھائیوں نے اس بات کو مناسب ہی نہیں سمجھا کہ بیٹھ کر کوئی بات کریں بلکہ انہوں

نے کورم پوائنٹ آؤٹ کیا اور چلے گئے۔ اس کے بعد سوموار کو باقاعدہ بحث کے لئے وقت رکھا گیا۔Cane Commissioner، سیکرٹری خوراک اور ان کا تمام عملہ یہاں پر موجود تھا۔ میں نے اس دن درخواست کی کہ بقیہ بزنس کو ملتوی کیا جائے، آپ نے اپوزیشن سے پوچھا تو قائد حزب اختلاف یہاں پر موجود تھے انہوں نے اس بات سے اتفاق کیا اور کہا کہ ٹھیک ہے کہ تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار کو ملتوی کر دیں۔ اس وقت تمام لوگ یہاں پر موجود تھے اس کے بعد ایک دفعہ کورم پوائنٹ آؤٹ ہوا اور پھر دوسری دفعہ کورم پوائنٹ آؤٹ ہوا۔ آج حسن مرتضیٰ صاحب اس بات کا وعدہ فرمالیں کہ یہ اس معاملہ پر بات کرنے کے لئے سنجیدہ ہیں تو آپ وقت مقرر کر دیں، ہم نے بدھ اور جمعرات کے دن قانون سازی کے لئے رکھے ہیں۔ آپ جمعہ یا سوموار کا دن اس معاملہ پر بحث کے لئے مقرر کر دیں لیکن اس دن پوری سنجیدگی سے بات سنی بھی جائے اور کی بھی جائے۔

جناب سپیکر: سوموار کا دن رکھ لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ راناصاحب میرے سینئر ہیں اور بھائیوں کی طرح بھی ہیں۔ میں ان کا انتہائی احترام کرتا ہوں۔ یہ کبھی بھی یہ ثابت نہیں کر سکے کہ میں نے ان کی ذات کے حوالے سے کوئی غلط بات کی ہو۔

جناب سپیکر: سب کا احترام کرنا چاہیے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں اس معاملہ میں بہت سنجیدہ ہوں کیونکہ میرا روزگار اس سے وابستہ ہے۔ میرے پاس اس کا کوئی اور متبادل نہیں ہے۔ ہماری معیشت کی بنیاد کاشتکاروں پر ہے میں اُن کی نمائندگی کر رہا ہوں۔ وہ میرے طبقے کے ہیں، راناصاحب کبھی بھی مجھے نہ سمجھیں کہ میں اس معاملے پر غیر سنجیدہ ہوں۔ یہ جس دن کا بھی وقت رکھ لیں ہم بات کریں گے۔ یہ کسی پارٹی کا مسئلہ نہیں، یہ پیپلز پارٹی یا مسلم لیگ (ن) کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ مسئلہ تمام کاشتکاروں کا ہے اور اس ہاؤس میں بیٹھنے والے ممبران کی اکثریت کا ہے۔ اس کو اگر ہم افہام و تفہیم سے حل کر سکتے ہیں تو کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: ہم سوموار کو وقت رکھیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! سوموار بہت دیر ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: نہیں تو جمعہ ہو سکتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!کاشتکاروں کی اکثریت ایک یادوایکڑ کے مالکان کی ہے۔ان کا گنا اگر چلا جائے اور اس کے بعد ہم فیصلہ کرتے رہے تو اس میں دیر ہو جائے گی۔اس issue پر کوئی ضد نہیں کرے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اگر میرے بھائی حسن مرتضیٰ صاحب سمجھتے ہیں کہ یہ معاملہ بہت جلد زیر بحث آنا چاہئے تو آپ پرسوں کا وقت رکھ لیں اور اس دن وقفہ سوالات کے بعد فوری طور پر اس معاملہ پر بحث شروع کرادی جائے۔

جناب سپیکر: جمعۃ المبارک کو وقفہ سوالات کے فوری بعد اس معاملہ پر بحث کرائی جائے گی۔

جناب امجد علی میو: جناب سپیکر! حسن مرتضیٰ صاحب نے احتجاجاً اپنے جوتے اتارے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ ان کی آج کی عادت نہیں بلکہ پرانی ہے۔شاہ صاحب!اب آپ جاکر جوتا پہن آئیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!میں جوتا پہن آتا ہوں لیکن آپ کم از کم اس issue پر تو مذاق نہ اڑائیں۔

جناب سپیکر: کس کا؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!آپ نے جوتوں کے حوالے سے کہا ہے کہ اس کی پرانی عادت ہے۔

جناب سپیکر: میں نے کسی کا نام نہیں لیا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کس دن میں اور آپ اکٹھے ننگے پیر پھرے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ مسجد اور امام بارگاہ میں جاتے ہیں تو کیا جوتا اتار کر نہیں جاتے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!لاہور میڈیکل کالج کے چالیس بچے لاہور میں ٹریفک جام ہونے کی وجہ سے اڑھائی گھنٹے دیر سے امتحان دینے کے لئے سنٹر میں پہنچے۔ان کو امتحان دینے کے لئے تین گھنٹوں کی بجائے صرف آدھ گھنٹہ دیا گیا۔کیا چالیس بچے صرف اس لئے فیل ہو جائیں کہ ٹریفک جام ہو گئی، ٹریفک جام بھی سڑکوں کے بنانے کی وجہ سے ہوئی۔ان بچوں نے درخواست کی ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب تک یہ بات پہنچادی جائے کہ ان چالیس بچوں کا ایم بی بی ایس کا پروفیشنل امتحان تھا جس کا ہرج ہوا ہے۔

بس رک گئی تھی اور ٹریفک میں پھنسنے کی وجہ سے لاہور میڈیکل کالج کے چالیس بچوں نے تین گھنٹوں کا پیپر صرف آدھ گھنٹہ میں دیا ظاہر ہے کہ انہوں نے تین گھنٹوں کا پیپر آدھ گھنٹہ میں دیا اس لئے وہ اس پیپر میں فیل ہی ہوں گے اور کیا ہو گا۔ میری گزارش ہے کہ ان کے لئے کچھ کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات کو note کر لیا گیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! مجھے لاء منسٹر صاحب commitment دیں۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں ان کی تائید کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! کیا میں نے آپ سے پوچھا ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحبہ نے جو بات کی ہے off hand اس کے متعلق مجھے کوئی information نہیں ہے۔ اسی اجلاس کے فوراً بعد اس معاملے کا پتا کروا لیں گے۔ اگر اس میں کوئی زیادتی ہوئی ہو گی تو اس کو resolve کرا لیں گے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ ڈاکٹر صاحبہ بھی آپ سے مل لیں گی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! جمعہ کے دن وقفہ سوالات کے بعد بحث کے لئے وقت رکھا گیا ہے۔ میری گزارش ہے کہ جن لوگوں نے اس دن بات کرنی ہے ان کے نام لے لئے جائیں اور یہ فیصلہ بھی ہو جائے کہ اس بحث کے دوران پوائنٹ آف آرڈر ہو گا اور نہ کورم پوائنٹ آؤٹ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جو صاحبان بولنا چاہتے ہیں وہ اپنا نام سیکرٹری صاحب کو کل لکھوا دیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! کورم بھی پوائنٹ آؤٹ نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: انشاء اللہ نہیں ہو گا۔ آپ کی بات سنی جائے گی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں انتہائی اہم بات کرنا چاہتا ہوں کہ جمعہ کو آپ نے گنے پر بحث کے لئے وقت مقرر کیا ہے۔ 80 فیصد کاشتکاروں کا صرف گنے کا مسئلہ نہیں ہے۔ میں بھی کاشتکاروں کی نمائندگی کرتا ہوں۔ چھوٹے کاشتکار اور کھیت مزدور کی inputs کو بھی اس بحث میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ بحث میں حصہ لینے کے لئے اپنا نام لکھوائیں۔ آپ اس میں بات کریں۔ آپ اس بحث میں اپنی بات کر سکتے ہیں۔ بہت شکریہ

ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت

جناب سپیکر: اب رخصت کی درخواستیں ہیں۔ میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ پہلی درخواست سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، ایم پی اے ڈبلیو۔352 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"This is to inform you that I could not attend the Session from 13th to 16th on 2011 and then on 21st and 23rd June 2011 due to some personal issues. It is requested that my absence may be excused."

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست بھی سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، ایم پی اے ڈبلیو۔352 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"It is kindly requested that my absence from the Assembly Session dated 22nd July 2011 may kindly be excused."

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری سرفراز افضل

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست چودھری سرفراز افضل، ایم پی اے پی پی۔6 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"Sir, I have to go to Dubai for some domestic affairs and I would like to request you to kindly sanction Ex-Pakistan leave from 14th September 2011 till the end of the Session and exempt from the present Assembly Session."

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

محترمہ شمسہ گوہر

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست محترمہ شمسہ گوہر، ایم پی اے ڈبلیو۔319 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"Sir, I am out of country to meet my family members. Keeping in view of the above kindly grant me leave w.e.f. 9th September 2011 up to completion of the current Session."

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب اویس قاسم خان

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست جناب اویس قاسم خان، ایم پی اے پی پی 132 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

Sir, I have to go to USA from 9th to 17th September 2011. It is requested that my leave from the Assembly Session for the said period may kindly be approved.

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

محترمہ عائشہ جاوید

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست محترمہ عائشہ جاوید،ایم پی اے ڈبلیو۔355 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ میری کچھ نجی مصروفیات ہیں جس کے باعث میں رواں سیشن میں جو9۔ ستمبر2011 سے جاری ہے، میں شرکت نہیں کر سکتی۔پورے اجلاس کے دوران میری رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب اعجاز احمد کاہلوں

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست جناب اعجاز احمد کاہلوں،ایم پی اے پی پی۔34 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ بندہ عمرہ کرنے کے سلسلے میں سعودی عرب جا رہا ہے۔ مہربانی فرما کر بندہ کی9تا13۔ ستمبر2011 کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

رانا محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست رانا محمد افضل خان، ایم پی اے پی پی۔66 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"On Friday 16th September 2011, I was unable to attend the Assembly Session due to another engagement. You are requested to kindly allow me one day leave."

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، ایم پی اے ڈبلیو۔352 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"Sir, this is to inform you that I could not attend the Assembly Session from 13th to 16th September 2011."

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 73 حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا صاحب کی طرف سے ہے۔جی، پیش کریں۔

ایس ایچ او تھانہ شور کورٹ سٹی کا معزز ممبر اسمبلی سے تضحیک آمیز رویہ

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 18۔دسمبر 2011 کو تقریباً ایک بجے دوپہر میں نے ایک عوامی کام کے

سلسلے میں ایس ایچ او شور کوٹ سٹی ملک وارث کو ٹیلی فون کیا کہ آپ نے ایک بے گناہ آدمی کو پکڑا ہے اور اس بارے میں ہائیکورٹ بھی آرڈر دے چکی ہے کہ پہلے بھی اس آدمی سے زیادتی کی گئی ہے، اب آئندہ کبھی بھی اسے disturb نہ کیا جائے تو ایس ایچ او مذکور نے کہا کہ آپ کے پاس جو آدمی بھی آتا ہے آپ اُس کی سفارش کر دیتے ہیں لیکن یہ میری صوابدید ہے کہ میں کسی کا کام کروں یا نہ کروں۔ جہاں تک آپ مجھے ہائیکورٹ کے آرڈروں کا بتا رہے ہیں تو ہائیکورٹ روزانہ آرڈر کرتی رہتی ہے۔ اگر اِن پر عمل کرنے بیٹھ جاؤں تو میں نے نوکری کر لی۔ جب میں نے پھر ایس ایچ او سے کہا کہ یہ بندہ بے گناہ ہے اور آپ اسے بار بار تنگ کرتے ہیں اور اس پر بے بنیاد مقدمات بنا کر اسے رسوا کر رہے ہیں لہذا آپ مہربانی کریں اور اسے چھوڑ دیں تو ایس ایچ او نے کہا کہ میرے خیال میں آپ کو میری بات کی سمجھ نہیں آئی۔ جب مجھے ہائیکورٹ کے آرڈروں کی پروا نہیں تو آپ مجھے بار بار insist کرنے والے کون ہوتے ہیں، پہلے تو میں اس کے خلاف کارروائی کرتا یا نہ کرتا لیکن اب میں اسے بتاؤں گا کہ آپ کا سفارشی کتنا طاقتور ہے؟ ساتھ ہی اس نے اس غریب آدمی کو تھانے کی حوالات سے نکال کر اس پر تشدد کیا اور اس کے خلاف پرچہ درج کر دیا۔ پھر پتا نہیں موصوف کو کیا مجبوری بنی یا کوئی سفارش پہنچی کہ اس نے رات کو مذکورہ شخص کو حوالات سے نکال کر گھر بھیج دیا اور کہا کہ صبح آ جانا۔۔۔

جناب سپیکر: کاٹھیا صاحب! آپ نے اپنی تحریک میں کیا لکھا ہے؟

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! جو تحریر ہے وہی پڑھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: کاٹھیا صاحب! آپ نے اپنی تحریک کے اندر ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں جو غیر پارلیمانی ہیں۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: میں پڑھ دیتا ہوں اور اسے withdraw کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، میں آپ کو ایسے نہیں پڑھنے دوں گا۔ آپ اس کو دوبارہ لکھیں۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: میں کل دوبارہ دے دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، آپ اسے دوبارہ لکھ کر لائیں اور کل پڑھ لیجئے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ نے بالکل درست حکم فرمایا ہے۔ کاٹھیا صاحب اس تحریک کو re-write کریں پھر submit کریں لیکن اسمبلی سیکرٹریٹ کا جو متعلقہ سٹاف ہے اُس کی بھی ذمہ داری ہے لہذا آپ اس کا بھی notice لیں۔

جناب سپیکر: جنہوں نے یہ تحریک استحقاق لکھی اور جنہوں نے پاس کی ہے وہ دونوں میرے پاس پیش ہوں گے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 1415/11 چودھری ظہیر الدین صاحب کی طرف سے جو محکمہ مال کے متعلقہ ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! مجھے کاپی دی جائے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب کو کاپی دی جائے۔ راناصاحب! یہ تحریک التوائے کار پہلے پڑھی جاچکی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: ابھی اس کا جواب نہیں آیا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: بڑے افسوس کی بات ہے بہر حال اگلے ہفتے تک کے لئے یہ تحریک التوائے کار pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1454/11 محترمہ سیمل کامران صاحبہ اور چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر یہ پڑھی جاچکی ہے تو کیا میں اس کا جواب عرض کردوں؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ یہ پہلے پڑھی جاچکی ہے آپ اس کا جواب سنیں۔

لاہور میں محکمہ صحت کی عدم دلچسپی کی وجہ سے آوارہ کتوں کی تعداد میں اضافہ سے شہریوں کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جولائی 2011 سے ڈینگی کے خوفناک وباء کی وجہ سے تمام تر سٹاف دن رات سپرے، آئی آر ایس اور Larvicide's activity میں 24 گھنٹے مصروف رہا تاہم اس دوران آوارہ کتوں کی تلفی کا سلسلہ باقاعدہ چلتا رہا اور آوارہ کتوں سے متعلق تمام شکایات پر فوری action لیا جاتا رہا۔ اب ڈینگی کے کنٹرول ہونے کے بعد آوارہ کتوں کی تلفی کے لئے پروگرام میں مزید تیزی کر دی گئی ہے اور ٹاؤن کی سطح پر پروگرام بنا کر اس پر عملدرآمد جاری ہے جو مارچ 2012 تک مسلسل پوری force کے ساتھ چلتا رہے گا تاکہ لاہور کے شہریوں کو آوارہ کتوں سے محفوظ رکھا جاسکے۔ ماہ دسمبر کے پروگرام کی کاپی جواب کے ساتھ لف کی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں جواب سے مطمئن نہیں ہوں اور میں یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ جب سے پنجاب میں ڈینگی آیا تھا تو ہسپتالوں میں سوائے ڈینگی کے مریضوں کے کسی۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! میری بات سنیں یہ تحریک التوائے کار ہے اس پر آپ کو روز سمجھاؤں یہ اچھا نہیں لگتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1467/11 بھی محترمہ سیمل کامران صاحبہ اور عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔ رانا صاحب! اس کا جواب آنا ہے۔

سانگلہ ہل کے چک نمبر 111ر۔ب میں محکمہ کی ملی بھگت سے 71 کنال اراضی کی کوڑیوں کے بھاؤ جعلی الاٹمنٹ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 1467/11 کا جواب میرے پاس ہے "بمطابق رپورٹ تحصیلدار و اسسٹنٹ کمشنر سانگلہ ہل اراضی تعدادی 71 کنال 6 مرلے مربع نمبر 25 کلہ نمبران 11,10,2,1,20,12 مربع نمبر 48 کلہ نمبران 10 اور ایک واقع چک نمبر 111ر،ب تحصیل سانگلہ ہل زیر سکیم بے دخل مزارعین خیر دین ولد بوٹا کو الاٹ شدہ تھی جو کہ الاٹی کی وفات کے بعد اس کے وارثان راصب محمود وغیرہ کو منتقل ہوئی۔ اس اراضی کے حقوق ملکیت مطابق

پالیسی بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور وارثان الاٹی کو بحکم ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو ننکانہ صاحب بذریعہ بیع نامہ نمبری 49 منتقل ہوئی جس کا انتقال نمبر 1574 تبدیل ملکیت بحق ہوا۔ اس طرح وارثان خیر دین الاٹی مالکان قرار پائے۔ مالکان نے اس اراضی میں سے 9 کنال دو مرلے پر ذاتی مکانات، حویلی کی بنیادیں رکھی ہوئی ہیں۔ بمطابق رپورٹ عملہ مال مالکان نے بذریعہ رجسٹری انتقال اراضی کسی کو فروخت نہ کیا ہے"۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1494 محترمہ سیمل کامران، محترمہ قمر عامر چودھری اور چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے پڑھی جا چکی ہے۔ اس کا جواب رانا صاحب! پڑھ دیں۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ کے چک نمبر 308۔گ ب میں سرکاری اراضی کی پانچ اور سات مرلہ سکیم کی الاٹمنٹ میں اقرباء پروری کے باعث حقدار محروم

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! 1494/11 کا جواب یہ ہے کہ گورنمنٹ آف دی پنجاب نے بے گھر افراد کے لئے پانچ مرلہ پلاٹس کا اعلان کیا جس کے تحت چک نمبر 308 گ، ب میں مربع نمبر 42 اور 45 میں کل 66 کنال 14 مرلے رقبہ ملکیتی صوبائی حکومت چراگاہ کو reserve کر کے نقشہ جناح آبادی پانچ مرلہ سکیم تیار کیا گیا اور مزید حقداران سے پالیسی کے مطابق درخواستیں بذریعہ اشتہار مانگی گئیں اور مزید برآں اطلاع کے لئے دفاتر تحصیلدار، ڈی ڈی او اور پرنٹ شدہ بینرز آویزاں کئے گئے۔ مقررہ تاریخ تک 255 درخواستیں موصول ہوئیں جن کی جانچ پڑتال کے لئے حکومت پنجاب کی ہدایت کے مطابق چیئرمین ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) نمائندہ ایم پی اے (چودھری فقیر محمد) ممبر ریونیو آفیسر حلقہ، ممبر سیکرٹری یونین کونسل نمبر 48 پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی گئی۔ جنہوں نے تمام درخواستوں کی سکروٹنی کر کے 255 افراد میں سے 84 افراد کو مستحق قرار دیا۔ گورنمنٹ آف دی پنجاب کی مقررہ تاریخ 28-02-2011 کو جناب ڈسٹرکٹ کوآرڈی نیشن آفیسر کے میٹنگ روم میں جناب ڈی سی او صاحب، جناب ڈی او آر صاحب، جناب ڈی ڈی او آر صاحب، چیئرمین جناب محمد آصف قریشی صاحب، ٹی ایم اے محمد اشرف، نمائندہ ایم این اے ممبر (لالہ محمد اقبال)، نمائندہ ایم پی اے ممبر (سردار مسعود خان)، برادر ایم پی اے چودھری فقیر محمد، نمائندہ ایم پی اے، تمام ریونیو

افسران، تمام سیکرٹریز یونین کونسلزاور میڈیا کے نمائندگان کی موجودگی میں کمپیوٹر پر قرعہ اندازی کرتے ہوئے مستحق افراد کو پلاٹس کی تقسیم کی گئی۔ مورخہ 28-05-2011 کو حکومت پنجاب کی ہدایت پر متعلقہ ایم این اے اور ایم پی اے صاحبان نے مستحق الاٹیوں کو اسناد تقسیم کیں جس کے مطابق انتقالات درج کئے جا چکے ہیں۔ مزید برآں 255 میں سے 171 افراد کو غیر مستحق قرار دیا گیا اور ان میں سے کسی بھی فرد نے پالیسی کے مطابق اپنے آپ کو مستحق ثابت نہیں کیا اور جن 84 افراد کو پلاٹ الاٹ کئے گئے انہیں انتہائی جانچ پڑتال سے اہل قرار دیا گیا۔ ان میں سے کوئی ایسا فرد نہ ہے جس نے سات مرلہ سکیم کے تحت پلاٹ لیا ہو اور چک نمبر 308 گ۔ب میں زرعی اراضی کا مالک ہو۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرے پاس اس بات کے ثبوت ہیں کہ جن 84 لوگوں کو پلاٹس دیئے گئے ہیں ان میں سے 24 پلاٹس ایسے مالکان کو الاٹ کئے گئے ہیں جن کے پاس پہلے سے پلاٹ تھے اور ان کے متعلق وزیر اعلیٰ شکایات سیل میں بھی درخواست دی گئی ہے جہاں پر تمام ثبوت دیئے گئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تمام ثبوت لاء منسٹر صاحب کو دے دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اسے kindly dispose of نہ کریں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے ہم اس کا نوٹس لیں گے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1522/11 سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لیکن یہ پڑھی جا چکی ہے اس لئے رانا صاحب اس کا جواب اگر ہے تو پڑھ دیں۔

محکمہ تحفظ ماحولیات و دیگر محکموں کی ملی بھگت سے حلقہ پی پی۔233 مجاہد کالونی بورے والا میں غیر قانونی قائم ہونے والی فلور ملوں اور ماربل فیکٹریوں سے اہل علاقہ کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب یہ ہے کہ ضلعی آفیسر ماحولیات وہاڑی کے سروے کے مطابق مجاہد کالونی بورے والا شہر کے گرد و نواح سڑکوں کے کنارے مندرجہ ذیل فیکٹریاں ہیں جن کی پوری ایک لسٹ دی گئی ہے۔ محکمہ ماحولیات پنجاب نے ماحولیاتی ایکٹ مجریہ 1997 کے تحت مذکورہ فیکٹریوں اور تحصیل میونسپل آفیسر بورے والا کے خلاف کارروائی کی

ہے۔فروبل اور ماربل فیکٹریز کو احکامات جاری کئے گئے ہیں کہ وہ فوری طور پر اپنا گندہ پانی نزدیکی جوہڑ میں ڈالنا بند کر لیں اور گندے پانی کو ماحولیاتی معیار کے مطابق treatment کر کے disposal کریں۔ اس طرح تحصیل میونسپل آفیسر بورے والا کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ایک ماہ کے اندر مذکورہ جوہڑ سے گندے پانی کی نکاسی کرے اور علاقہ میں مناسب سیوریج و ڈرینیج سسٹم تعمیر کرے جبکہ باقی فیکٹریوں بشمول تحصیل میونسپل آفیسر بورے والا محکمہ کی جانب سے دیئے گئے احکامات پر عملدرآمد کرنے کا پابند بنایا گیا ہے۔

جناب سپیکر: اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار بھی سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے لیکن ان کی request آئی ہے کہ اسے 27۔دسمبر تک pending کر دیا جائے۔ ٹھیک ہے اسے 27۔دسمبر تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1738 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے جو کہ پڑھی جا چکی ہے۔ رانا صاحب اس کا جواب پڑھ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا اس لئے اسے آئندہ ہفتے تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے pending till next week اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1761/11 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب اور محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی ہے جو کہ پڑھی جا چکی ہے اور اس کا بھی جواب آنا ہے۔ جی، رانا صاحب!

تعلیمی بورڈ گوجرانوالہ کے عملہ کی جانب سے انٹر میڈیٹ پارٹ۔I کے نتائج میں غلط مارکنگ اور رزلٹ کارڈ میں ردوبدل کرنے پر طلباء وطالبات کا شدید احتجاج

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب میرے پاس موجود ہے کہ انٹر میڈیٹ پارٹ۔I سالانہ 2011 کا رزلٹ مورخہ 17-10-2011 کو شائع کیا گیا جس میں غلطیوں کی نشاندہی ہونے کی بنا پر طلبا نے مورخہ 20-10-2011 کو احتجاج کیا جس پر چیئرمین نے انٹر میڈیٹ سالانہ رزلٹ 2011 کے پرچوں کی فری ری چیکنگ کا اعلان کیا مگر 22-10-2011 کو دوبارہ احتجاج کیا اور مشتعل طلبا نے بورڈ آفس کے مین گیٹ کو توڑ کر مین بلڈنگ کی مختلف برانچوں میں توڑ پھوڑ کرتے ہوئے کمپیوٹر برانچ کو مکمل طور پر نذر آتش کر دیا جبکہ سٹور برانچ اور ملٹی اپر ہال کو بھی جزوی طور پر

نقصان پہنچا۔ متذکرہ بالا واقعہ کی اطلاع پر وزیر تعلیم پنجاب نے میڈیا کے سامنے انٹر میڈیٹ پارٹ ون سالانہ 2011 کے پہلے رزلٹ کی دوبارہ چیکنگ اور غلطیوں سے مبرا رزلٹ تیار کر کے شائع کرنے کے بارے میں احکام جاری کئے۔ وزیر تعلیم پنجاب کی ہدایت کی روشنی میں سینئر اساتذہ کرام سے مذکورہ بالا امتحان کے جوابی پرچہ جات دوبارہ چیک کروائے گئے ہیں جس کے مطابق اب دوبارہ غلطیوں سے پاک رزلٹ شائع کیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ انٹر میڈیٹ پارٹ ون سالانہ 2011 کا نتیجہ کمپیوٹر کنسلٹنٹ ڈاکٹر ماجد نعیم کے online system میں خرابیوں کی وجہ سے متاثر ہوا۔ اس بارے میں پنجاب حکومت نے جوڈیشل کمیشن تشکیل دیا اور اس وقت اس کی انکوائری مکمل ہو چکی ہے۔ انکوائری میں جو سفارشات جوڈیشل کمیشن نے کی ہیں ان پر حکومت پنجاب عملدرآمد کر رہی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ہمارے لاکھوں طلباء کا مستقبل جس طرح داؤ پر لگا اور اس سلسلے میں خودکشیاں بھی ہوئیں۔ ڈاکٹر ماجد نعیم کو اس ڈیپارٹمنٹ میں لانے والے کے خلاف بھی کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ ہم نے تو یہی سنا تھا کہ کنٹرولر امتحانات اور چیئرمین بورڈ کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: انکوائری سے پہلے کارروائی کی جائے، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کی اطلاع کے لئے یہ عرض کر دوں کہ باقاعدہ جوڈیشل کمیشن نے جو انکوائری کی ہے اس انکوائری میں یہ پوائنٹ بھی زیر انکوائری تھا کہ ڈاکٹر ماجد نعیم کو کس طرح سے hire کیا گیا؟ اس کی تمام تر ذمہ داری چیئرمین بورڈ پر fix ہوئی ہے۔ انٹر میڈیٹ بورڈز کے چیئرمین کا ایک بورڈ بنا ہوا ہے اس بورڈ کی منظوری سے ڈاکٹر ماجد نعیم ہائیر کیا گیا تھا۔ اِس میں ڈی سی او یا کسی official کا کوئی اور تعلق واسطہ ثابت نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ وضاحت زیر قاعدہ 83(d) مماثلت تحریک التوائے کار۔ اس سے پہلے کہ تحریک التوائے کار پر کارروائی آگے بڑھائی جائے معزز ممبران کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 83(d) کے تحت ایسی تحریک التوائے کار جن کا مضمون بنیادی طور پر ایک ہی ہو وہ صرف ایک تحریک کے ذریعے ایوان میں اٹھائی جا سکتی ہے۔ دیگر مماثلت تحاریک dispose of تصور ہوں گی لہذا بورڈ آف انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کے معاملے پر تحریک التوائے کار نمبر 1761 پیش کی جا چکی ہے۔ باقی تمام تحاریک ملتوی کی جاتی ہیں۔ ان میں تحریک التوائے کار نمبر 1759,1770,1776 منجانب اعجاز کاہلوں صاحب

کی ہیں۔اسی طرح نرسز کے معاملے پر جمع کرائی گئی تحاریک التوائے کار کے بارے میں بھی تحریک التوائے کار نمبر 1734 منجانب محترمہ ثمینہ خاور حیات کی ہے جو پڑھی جاچکی ہے اور dispose of ہو چکی ہے لہذا اس سے مماثلت دوسری تحریک التوائے کار نمبر 1773 منجانب محترمہ خدیجہ عمر بھی dispose of تصور کی جائے گی۔ ممبران کی اطلاع کے لئے یہ وضاحت کرتا چلا جاؤں کہ ایک جیسے مسئلے پر متعدد تحاریک التوائے کار ایوان میں پیش کئے جانے کے لئے ایجنڈا پر لائی جاتی ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی ایک معاملے پر تحریک پیش کرنے کا حق تمام معزز ممبران کو حاصل ہے۔تاہم اگر کوئی معزز ممبر اپنی تحریک پیش نہ کرنا چاہے یا غیر حاضر ہو تو دیگر ممبران کا حق ختم نہ ہو جائے اسی وجہ سے تمام تحاریک کو ایجنڈے پر لانا ضروری ہوتا ہے اور حسب قاعدہ کسی ایک تحریک کے پڑھے جانے کے بعد دیگر مماثلت تحریک dispose of ہو جاتی ہیں۔اگلی تحریک التوائے کار شیخ علاؤالدین کی ہے جس کا نمبر 1777/11 ہے۔

ای اے،ڈی اے زراعت اوکاڑہ کی غفلت کی وجہ سے مارکیٹ کمیٹیوں کے ریٹائرڈ ملازمین پنشن سے محروم اور فاقوں پر مجبور

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ "ضلع اوکاڑہ کی مارکیٹ کمیٹیوں سے ریٹائرڈ ہونے والے ملازمین عرصہ دراز سے اپنی پنشن سے محروم، فاقوں پر مجبور، کوئی پرسان حال نہیں۔"تفصیل یہ ہے کہ ضلع اوکاڑہ کی مارکیٹ کمیٹیوں سے ریٹائرڈ ہونے والے ملازمین عرصہ پانچ پانچ، چھ چھ ماہ سے پنشن نہ ملنے پر سراپا احتجاج ہیں اور اس وجہ سے وہ اور ان کے بچے فاقوں پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اس بارے میں متعدد بار متعلقہ ای اے ڈی اے اور ڈائریکٹر مارکیٹنگ زراعت کو شکایت زبانی و تحریری طور پر دے چکے ہیں لیکن اس کے باوجود ان افسران پر کلام نرم و نازک بے اثر ہے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ جب سے ای اے ڈی اے اوکاڑہ اور ڈائریکٹر مارکیٹنگ زراعت لاہور موجودہ اسامیوں پر تعینات ہوئے ہیں مذکورہ ضلع میں ہی نہیں پورے پنجاب کی مارکیٹ کمیٹیوں میں بد نظمی کی انتہا ہو گئی ہے اور پنجاب کی 80 سے زائد مارکیٹ کمیٹیاں مسلسل خسارے میں جا رہی ہیں۔ان افسران کی غیر سنجیدگی اپنی انتہا کو چھو رہی ہے۔ صورتحال یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ ریٹائرڈ ملازمین اور ان کے بچے پنشن نہ ملنے کی وجہ سے بھوکوں مر رہے ہیں۔ مذکورہ بالا صورتحال کے پیش نظر صوبہ کے

عوام میں حکومت کے خلاف شدید نفرت وغصہ پایا جارہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میں صرف ایک فقرے کا اضافہ چاہوں گا۔ آپ بھی جانتے ہیں کہ مارکیٹ کمیٹیوں میں losses کی وجہ سمجھ نہیں آتی۔ مارکیٹ کمیٹیاں بھی اپنے خرچے پورے نہیں کر سکتیں جو کہ gold mines ہیں؟ شکریہ

جناب سپیکر: راناصاحب! اس کا جواب آگیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب میرے پاس موجود ہے۔ ضلع اوکاڑہ کی چھ مارکیٹ کمیٹیاں ہیں جن میں مارکیٹ کمیٹی اوکاڑہ، رینالہ خورد، دیپالپور، حجرہ شاہ مقیم، حویلی لکھا اور بصیر پور شامل ہیں۔ ریکارڈ پنشن بل کے مطابق تمام مارکیٹ کمیٹیوں کے ریٹائرڈ ملازمین کو گریجویٹی کی رقم ادا کی جاچکی ہے اور پنشن کی ادائیگی باقاعدہ سے ہر ماہ کی جارہی ہے۔ ماسوائے ایک ریٹائرڈ ملازم محمد اسلم سب انسپکٹر مارکیٹ کمیٹی بصیر پور۔

جناب سپیکر! جو پنشن کے بل کی ہر ماہ ادائیگی ہو رہی ہے صرف محمد اسلم کی گریجویٹی کی رقم جو کہ 3 لاکھ 35 ہزار روپے تھی اس میں due to some clerical mistake تھوڑا سا delay ہوا ہے لیکن محکمے نے وعدہ کیا ہے کہ دسمبر کے دوران اس کو گریجویٹی دے دی جائے گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اگر دسمبر میں گریجویٹی دے دیں گے پھر یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار 11/1788 شیخ علاؤالدین کی ہے۔

لاہور کے گنجان آباد علاقوں میں ریلوے حکام کی ملی بھگت سے ریلوے کی زمینوں پر تجاوزات اور مارکیٹیں تعمیر ہونے سے ٹریفک میں رکاوٹ

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور میں یوں تو تجاوزات کی وجہ سے ٹریفک کا نظام عوامی غم وغصے کی وجہ بنتا ہے۔ تجاوزات کے خلاف تمام آپریشنز جو LDA یا سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے کئے ان کے نتائج بہت Short Period تھے لیکن اس وقت محرک معزز ایوان کی توجہ ایک اہم معاملے کی طرف دلانا چاہتا ہے جو اس طرح ہے کہ ریلوے کی وہ زمینیں جو لاہور شہر کے انتہائی گنجان آباد علاقوں سے ریلوے لائنز کے کناروں پر پڑی تھیں ریلوے

حکام نے ملی بھگت سے یہ تمام زمینیں Short Term Lease پر چند سو روپے سالانہ پر دی ہوئی ہیں۔لاہور کے طول و عرض میں ریلوے کی یہ زمینیں ٹریفک کی تباہی کا باعث بنی ہوئی ہیں لیکن حیران کن امر یہ ہے کہ ریلوے لینڈ پر صرف پانچ یا چھ فٹ کے کھوکھے بنا کر بقیہ پوری پوری بیس پچیس فٹ کی دکانیں سڑکوں پر بنادی گئی ہیں اور اس کی ایک اہم مثال شیر پاؤ برج کے نیچے قائم ریلوے لینڈ پر کھوکھا مارکیٹ کی وجہ سے یہ اہم سڑک ٹریفک کے لئے ہمیشہ کے لئے متروک ہو چکی ہے۔دونوں طرف قائم ہوٹل مالکان نے سڑک پر مکمل طور پر قبضہ کر لیا ہے اور اب موقع پر سڑک نام کی کوئی چیز نہ ہے۔یہ اہم سڑک جو لاہور کینٹ کو گلبرگ۔II سے ملاتی ہے انتہائی اہمیت کی مالک ہے۔لاہور شہر کی ایسی تمام آبادیاں جو ہر بنس پورہ سے لے کر میاں میر صاحب کے سٹیشن تک اور کینٹ سٹیشن سے کوٹ لکھپت سٹیشن تک،اسی طرح رائیونڈ سٹیشن تک جس طرف بھی نگاہ دوڑائی جائے ایک عجب منظر ہے۔ریلوے کی یہ زمینیں اصل میں اس وقت لاہور کی بیشتر ٹریفک کی smooth running میں بہت بڑی رکاوٹ ہیں۔ایسی تمام زمینوں پر قائم ان مارکیٹوں کا فوری حل کئے بغیر لاہور میں ٹریفک کا نظام کسی صورت درست نہیں ہو سکتا۔یہ اہم نکتہ بھی ایوان کے لئے غور طلب ہے کہ آخر بغیر commercialization process جس کے تحت کم از کم (set back) بیس فٹ ہے کس طرح یہ دکانیں ریلوے کی زمینوں پر بنائی گئیں اور ان کی کمرشل فیس جو اربوں روپے بنے گی آخر کس کی جیب میں گئی۔لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر:رانا صاحب!اس کا جواب ہے یا اسے pending کر دیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اسے next week تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر:جی،یہ تحریک التوائے کار next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار بھی آپ کی ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!جی،اجازت ہو تو پڑھ دوں؟

جناب سپیکر:دیکھ لیں کہ ڈیڑھ منٹ ہے،پڑھ لیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو کل پر رکھ لیں۔

جناب سپیکر:نہیں،آپ جلدی سے پڑھ لیں۔

قبضہ مافیااور عملہ مال،بلدیہ اور ٹی ایم اے کی ملی بھگت سے چونیاں کے روہی نالہ پر قبضہ سے عوام کو مسائل کا سامنا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب میں قبضہ مافیا نے جو مسائل کے انبار عوام کے لئے پیدا کئے ان میں سے کچھ تو روزانہ اخبارات کی زینت بن ہی رہے ہیں لیکن اب ان قبضہ مافیا کے خلاف مؤثر کارروائی نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے عملہ مال، بلدیہ اور TMA وغیرہ کی ملی بھگت سے ان تمام زمینوں جن کو عرف عام میں (Dingy) / روہی نالے کہا جاتا ہے جو کبھی ان دریاؤں کی گزرگاہ تھے جو سندھ طاس معاہدے کے ظلم کی وجہ سے ختم ہو چکے ہیں کے اطراف میں مسلسل قبضوں کی وجہ سے یہ روہی نالے اب ایک باریک پتلی نالی کی شکل اختیار کر چکے ہیں جس کی ایک واضح مثال چونیاں شہر جس کا ہزارہا سال سے سیوریج کا سارا نظام روہی نالہ کی بنیاد پر رواں دواں تھا حالیہ سیلاب جب بھارت نے دریائے بیاس کی پرانی گزرگاہ جو چونیاں شہر کے ساتھ سے گزرتی ہے جس کے اطراف قبضے ہو چکے ہیں بے پناہ پانی چھوڑنے اور روہی نالہ تنگ ہونے کی وجہ سے نقصان کا باعث بنا۔ اس پر مزید المیہ یہ کہ برادر شوگر مل کا تمام کیمیکل زدہ پانی بھی اس روہی نالہ میں عرصہ دراز سے ڈالا جا رہا ہے۔ محرک نے اس معزز ایوان کے سامنے برادر شوگر مل کی چمنیوں سے نکلنے والی راکھ جو چونیاں شہر اور ارد گرد کے دیہات کے مکینوں کے لئے سانس کی تکالیف کا باعث ہیں متعدد بار توجہ دلائی ہے لیکن آج تک کچھ نہ بن سکا ہے کچھ ایسا ہی حال ان سابقا دریائی گزرگاہوں کی وجہ سے متعلقہ حکومتی اداروں کی مجرمانہ چشم پوشی کے نتائج سامنے آنا شروع ہو چکے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میں صرف ایک فقرہ add کروں گا کہ پورے پنجاب میں صرف تین شوگر ملیں ہیں جنہوں نے اب تک یہ فلٹر لگائے ہیں باقی تمام پنجاب کی آبادی جس میں میرا اور آپ کا حلقہ بھی آتا ہے یہ تمام سانس کی بیماریاں ان ملوں کی وجہ سے ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! تحریک التوائے کار نمبر 1791 کا جواب آگیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جی، روہی نالہ پر کسی قسم کی تجاوزات نہ ہیں یہ جگہ پرائیویٹ لوگوں کی ملکیت ہے برادر شوگر مل چونیاں کی وجہ سے فضاء میں پھیلانے والی

آلودگی کے خلاف محکمہ تحفظ ماحولیات کو کارروائی کرنے کے لئے direction دے دی گئی ہے لیکن جن encroachments کا ذکر محترم شیخ صاحب نے کیا ہے وہ encroachments تو ہیں لیکن وہ جگہ پرائیویٹ لوگوں کی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس پر کمیٹی بنادیں اور آپ کے بھی علم میں ہے کہ میں نے جو یہ بات کہی ہے اس کو ثابت کروں گا اگر نہیں کر سکا تو آپ مجھے penalty لگائیں گے جو آپ چاہیں۔ آپ اس پر کمیٹی بنادیں کیونکہ جو جواب لاء منسٹر صاحب کے پاس آیا ہے ظاہر ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: راناصاحب! وہ جواب سے مطمئن نہیں ہیں اب اس کا کیا کیا جائے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں، ابھی بندے بلا لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ہم تینوں ہی بیٹھتے ہیں پھر اس پر بات کرتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ قصور کی طرف سے یہ جواب ہے اگر آپ اجازت دیں تو DCO قصور کو کہتے ہیں کہ وہ verify کر کے آئے کہ آیا وہ حکومت پنجاب کے کسی بھی سرکاری ادارے کی ملکیت ہے یا کسی پرائیویٹ ادارے کی ملکیت ہے اور اگر پرائیویٹ پراپرٹی ہے پھر تو وہاں سے encroachment ختم کرنے کا حکومت کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: Monday کو 2 بجے DCO قصور، AC چونیاں اور TMO چونیاں کو بلالیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جی، Monday کو 2 بجے DCO قصور، AC چونیاں اور TMO چونیاں کو بلا لیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وہاں پر Environment کا چیئرمین بنا ہوا ہے اور لوگوں کی صحت کا بیڑہ غرق کر رہا ہے کیونکہ اول تو آپ کے علم میں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اور کس کو بلائیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! Environment والوں کو بھی بلائیں۔

جناب سپیکر: جی، وہاں کے چیئرمین Environment کو بھی بلائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!آپ جن لوگوں کو بھی بلانا مناسب سمجھتے ہیں اجلاس کے بعد آپ کا سٹاف مجھے note کروادے اور Monday کو انشاء اللہ وہ سب لوگ حاضر ہوں گے۔

جناب سپیکر:جی،آپ اجلاس کے بعد میرے پاس آجائیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!thank you پھر یہ pending کر دیں۔

جناب سپیکر:جی،یہ تحریک التوائے کار pending کی جاتی ہے۔

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!ڈی سی او قصور سے یہ بھی وضاحت لی جائے کہ عمران خان کے جلسے کے بعد جو کرسیاں اٹھائی گئی ہیں وہ کس نے اٹھائیں؟

جناب سپیکر:جی،آپ کا اس بات سے کیا تعلق ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!عمران خان صاحب کے جلسے سے کرسیاں کسی نے نہیں اٹھائیں وہ تو سونامی آئی تھی اور تقریباً25ہزار کرسیوں کو بہا کر چلی گئی۔

جناب سپیکر:جی،وہ ساتھ ہی لے کر جاتے ہیں اور ساتھ ہی لے کر آتے ہیں۔اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

جناب سپیکر:اب جناب طاہر احمد سندھو صاحب مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں تو میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (دوسری ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 2011 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب طاہر احمد سندھو:جناب سپیکر!شکریہ۔میں

"The Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: جی، رپورٹ پیش کر دی گئی۔

چودھری ظہیر الدین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، چودھری ظہیر الدین صاحب اور محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں ایک issue آپ کے notice میں بھی لانا چاہتا ہوں اور آپ کی وساطت سے جناب لاء منسٹر صاحب کے notice میں بھی لانا چاہتا ہوں۔ ابھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو تحاریک التوائے کار جن کی مماثلت آپس میں ہوتی ہے وہ درخور اعتنا نہیں سمجھی جاتیں وہ بجا لیکن اس کے علاوہ بھی کچھ issues ہیں، تحاریک التوائے کار کی اتنی زیادہ تعداد صرف اس point پر reject ہوتی ہے کہ یہ عوامی مفاد کے حامل نکات نہیں۔ اگر لاء منسٹر صاحب یا آپ بذات خود ان کو منگوا کر دیکھ لیں اور ان میں سے قرعہ اندازی نکال کر دیکھ لیں اگر عوامی مفاد سے متصادم ہوں تو ٹھیک ہے لیکن کچھ بھی نہیں ہے بلاوجہ اپوزیشن کی تحاریک اور سوالات reject کئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میرے دفتر والے کر دیتے ہیں؟

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں گزارش کرتا ہوں کہ ہماری تحاریک reject ہو جاتی ہیں اور دوسری بات یہ کہ۔۔۔

جناب سپیکر: جو بھی قواعد وضوابط کے مطابق ہو گی اس کو کوئی reject کر ہی نہیں سکتا۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! ہم آپ کو پیش کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، میرے پاس لے کر آئیں، آپ مجھے بتائیں؟

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں بتاتا ہوں اور بات یہ ہے کہ یہاں پر تحاریک التوائے کار ڈیڑھ ڈیڑھ، دو دو صفحات کی پڑھی جاتی ہیں جبکہ لکھا گیا ہے کہ یہ مختصر ترین ہونی چاہئے اور فوری نوعیت کے حامل معاملات پر ہونی چاہئے۔ ہمارے کچھ ایسے معزز ممبران ہیں جن کی اتنی لمبی تحریک ہوتی

ہیں، کم از کم shortcut کیا جائے کیونکہ سارا ٹائم ان پر خرچ ہو جاتا ہے۔ ہماری ایک تحریک التوائے کار جو محمد محسن خان لغاری کی طرف سے 25۔نومبر کو دی گئی تھی جو کہ وہ آج تک نہیں آئی۔ اس میں یہ بات تھی کہ پنجاب حکومت نے 41 بلین کا جو overdraft لیا ہے۔ یہ اتنا اہم معاملہ تھا کہ جس میں ایک طرف تو بلوچستان نے اپنے debt کو write off کر دیا ہے انہوں نے وہ سارا واپس کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: میں چیک کرتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! ایک ماہ ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: اگر آپ کہتے ہیں کہ میں clerical کام کروں تو میں وہ بھی کرنے کے لئے تیار ہوں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا! نہیں ایسا نہیں ہے۔ ہم آپ کی ذات سے تو مطمئن ہیں لیکن ہم نے اپنی گزارشات بھی تو آپ کے حضور ہی پیش کرنی ہوتی ہیں۔ یہ جو بہت لمبی چوڑی تحاریک التوائے کار ہیں ان کو discourage کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پرسوں بھی یہ گزارش کرنا چاہ رہی تھی لیکن آپ سے بغیر غصے میں آ جاتے ہیں۔ میں نے تو آپ کا شکریہ ادا کرنا تھا، میں نے بی ایس سی (آنرز) والا جو issue raise کیا تھا اسی دن مجھے ان کی کاپی مل گئی تھی کہ ان کو add کر دیا گیا ہے اور یقیناً یہ ایک welfare کا کام ہے۔ اگر ہم نے یہاں صرف ڈنگ ٹپاؤ والی پالیسی چلانی ہے تو اور بات ہے۔ ہم یہاں پر بہت سے issues raise کرتے ہیں لیکن صرف وہ issues take up ہوتے ہیں جس پر آپ مہربانی فرماتے ہیں اور جس میں آپ concern show کرتے ہیں۔ ایک تحریک التوائے کار نمبر 243 جو آٹھ ماہ پہلے pending ہوئی تھی، یہ شیخ غلاؤالدین صاحب اور جناب اعجاز کاہلوں صاحب کی طرف سے پیش ہوئی تھی۔ میں نے اس بارے میں point of order raise کیا تھا اور کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کے اندر 5 سو کروڑ روپے کے گھپلے کا انکشاف کیا تھا۔ میرے پاس اس کے ثبوت موجود ہیں جو کہ fake مختار نامے اور بیع نامے بنا کر اراضی فروخت کی گئی۔ میں نے وہ House میں بھی show کئے تھے اس وقت ڈپٹی سپیکر صاحب کرسی صدارت پر براجمان تھے۔ میں پچھلے آٹھ مہینے سے یہ گزارش کر رہی ہوں۔ اس پر ایک کمیٹی بھی بنائی گئی شیخ علاؤالدین صاحب بھی اس میں شامل تھے۔ اس کی ایک میٹنگ ہوئی اس کے بعد اس کو take up ہی نہیں کیا گیا حالانکہ اس وقت جو سیکرٹری

کوآپریٹو تھے ان کو بعد میں انٹی کرپشن والوں نے بھی پکڑ لیا ہے۔ میں دوبارہ آپ کے توسط سے یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ اگر تو کوئی رفاہ عامہ کا کام کرنا ہے اور عوام کو کوئی relief دینا ہے پھر تو ٹھیک ہے ورنہ تو بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات جو چودھری صاحب نے کی ہے میں بھی جناب on record protest کرنا چاہتی ہوں۔ ویسے میں نے تو اب House کا business لینا بھی چھوڑ دیا ہے۔ میں مفاد عامہ کے خلاف کوئی بات کرتی ہوں اور نہ ہی "دو جمع دو چار" کے پہاڑے بھیجتی ہوں۔ میں تو مفاد عامہ کے متعلق بات کرتی ہوں لیکن اس کو بھی reject کر دیا جاتا ہے اور اگر یہ discouraging behaviour ہے تو۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے آپ سے گزارش کی ہے کہ قواعد وضوابط کے مطابق اگر کوئی بھی آپ کی تحریک التوائے کار ہو گی یا آپ کا توجہ دلاؤ نوٹس ہو گا ضرور entertain ہو گا۔ آپ مجھے بھی اس کے بارے میں بتا سکتی ہیں میں اس کا نوٹس لے سکتا ہوں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! شکریہ۔ آج کے بعد اب یہی کریں گے لیکن یہ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی والا معاملہ انتہائی اہم ہے۔

جناب سپیکر: پہلے آپ کو اس بات کا بھی جواب دینا ہو گا کیونکہ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی والی کمیٹی کی آپ بھی ممبر ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں آپ کی اجازت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! محترمہ نے جو بات کی ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔ اس کے بعد واقعی اس کی کوئی میٹنگ نہیں ہوئی لیکن میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں ابھی میرے بھائی چودھری ظہیر الدین صاحب نے اور محترم محسن لغاری صاحب نے جو بات کہی ہے وہ میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ 41 بلین روپے کا deficit ہے جو پنجاب حکومت نے سٹیٹ بنک سے قرضہ لیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: نہیں، جناب ہم نے یہ نہیں کہا۔ ہم نے تو یہ کہا ہے کہ 41 بلین کا overdraft ہے۔

شیخ علاؤالدین:overdraftقرضے کو ہی کہتے ہیں۔محسن لغاری صاحب بہت پڑھے لکھے آدمی ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:مہربانی فرماکرآپ لوگ آپس میں بحث نہ کریں۔میں نے اس کا نوٹس لے لیا ہے اور میں خود اس کو دیکھتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!محسن لغاری صاحب بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیںoverdraftقرضہ ہی ہوتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:حکومت پنجاب نے کہا ہے کہ یہ قرضہ نہیں ہے۔انہوں نے اخبارات میںclarificationکی ہے کوئیpress releaseجاری کیا ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!لغاری صاحب سے کہیں وہ آپ سے بات کریں۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب والا!میرا صرف ایک فقرہ سن لیں۔

جناب سپیکر:ایک فقرے کے علاوہ میں نہیں سنوں گا۔

شیخ علاؤالدین:اب وہ فقرہ بھی پانچ منٹ کا ہو گا۔

جناب سپیکر:نہیں،نہیں۔

شیخ علاؤالدین:چلیں میں مختصراً عرض کرتا ہوں کہ جہاں بھی عوام کی بہتری کے لئےdeficit financingہوتی ہے بلکہ پوری دنیا میںdeficit financingہوتی ہے۔جبfederal kittyسے پیسا آئے گا تو پنجاب حکومت ایک ایک پیسہpayکرے گی اور ہم نے پہلے بھی سارا پیسہpayکیا ہے۔

جناب سپیکر:مہربانی۔

چودھری جاوید احمد(ایڈووکیٹ):پوائنٹ آف آرڈر۔میں نے بھی گزارش کرنی تھی۔

جناب سپیکر:چودھری صاحب!مجھے آگے بڑھنے دیں آپ کی مہربانی آپ تشریف رکھیں۔

چودھری ظہیر الدین خان:جناب والا!میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر ہماری طرف سے جو بات کی جاتی ہے ویسے تحریک التوائے کار کے وقت یہ بحث ہو جاتی تو اچھا تھا۔مناسب یہ ہے کہ ایسی باتوں کا جواب وزیر خزانہ یا وزیر قانون دیں۔اب(ن)لیگ کے اندر جو نوازے گئے لوگ ہیں

ہم ان کا بھی بہت احترام کرتے ہیں لیکن یہ بات درست نہیں ہے کہ آپ کسی کا مائیک لے کر، کسی کی ڈیوٹی لے کر آپ لوگوں کی باتوں کو road role کریں مناسب نہیں ہے۔ ہم اس سے belittle ہوتے ہیں۔ معزز وزیر قانون سے ہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ ہماری بات کا جواب دیں گے اور ہم سننے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی والی میری گزارش کا بھی جواب دینا ہے۔ اس کی میٹنگ نہیں ہوئی اور اگر میں اس میں ثبوت پیش نہ کر سکوں کہ وہاں پر 5 سو کروڑ سے زیادہ کا گھپلا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ محترمہ! آپ ایسے کر لیں ابھی میں جب یہاں سے فارغ ہوں گا تو دو منٹ کے لئے آپ تشریف لے آئیں میں آپ کی بات غور سے سنوں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! ابھی ہم نے House میں لوکل گورنمنٹ کے متعلق رپورٹ پیش کی ہے۔ میری آپ کے توسط سے وزیر قانون صاحب سے گزارش ہے کہ three clear days والی جو provision ہے مہربانی فرما کر اس کو bypass کر کے اس کو فوراً ہی نہ کر لیجئے گا۔ اس پر ہمیں تین دن دیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

چودھری ندیم خادم: جناب والا! میری بھی ایک منٹ کی گزارش ہے۔

جناب سپیکر: یا اللہ خیر۔ میں نے اگر اجازت نہ دی تو پھر انہوں نے کہنا ہے کہ۔۔۔

چودھری ندیم خادم: جناب والا! میں ایک منٹ میں relevant بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں کل سے آپ کی طرف دیکھ رہا ہوں لیکن مجھے ٹائم نہیں ملا۔

جناب سپیکر: جی، relevant بات ہونی چاہئے۔

چودھری ندیم خادم: میں کل سے دیکھ رہا ہوں لیکن مجھے ٹائم نہیں ملا۔ میری request ہے۔

جناب سپیکر: جناب والا! دہری شہریت کے حوالے سے جو باتیں ہو رہی ہیں کہ وہ الیکشن میں حصہ نہیں لے سکتے۔ میں اس حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔۔۔

جناب سپیکر:آپ اس کی سپریم کورٹ میں جاکرwritکریں۔

چودھری ندیم خادم:جناب والا!writکی بات نہیں ہے۔kindlyآپ ایک دن اس Houseمیں بحث کے لئے رکھ دیں۔

جناب سپیکر:بحث کس طرح سے ہو سکتی ہے؟

چودھری ندیم خادم:جناب والا!میری یہ گزارش ہے کہ اس پر بحث ہونی چاہئے میں خودdual nationalہوں میرے پاسdual nationalityہے۔

جناب سپیکر:دیکھیں!میری بات سنیں۔

چودھری ندیم خادم:جناب والا!میں انہی لوگوں کی یہاں پر نمائندگی کرتا ہوں۔

جناب سپیکر:اس کے لئے آپ کے پاسremedy availableہے آپ سپریم کورٹ میں جائیں۔

چودھری ندیم خادم:جناب والا!آپ یہاں پر بحث کیوں نہیں کرواتے۔

جناب سپیکر:یہ یہاں کاissueہی نہیں ہے۔

چودھری ندیم خادم:جناب والا!آپ اس بارے میںrulingدے دیں میں بیٹھ جاؤں گا۔کوئی بات نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر:دیکھیں!میں نے کہا ہے کہ۔۔۔

چودھری ندیم خادم:جناب والا!میراrightبنتا ہے۔میں منتخب نمائندہ ہوں۔

جناب سپیکر:اچھابعد میں بات کرلیں گے۔

چودھری ندیم خادم:جناب والا!میں منتخب نمائندہ ہوں ، جتنے بھیoverseasہیں میں ان کی نمائندگی کرتا ہوں۔

جناب سپیکر:وزیر قانون صاحب سے بات کرلیں۔

چودھری ندیم خادم:جناب والا!اسHouseکے اندر ہم دو ہی ممبران ہیں ایک چوہان صاحب ہیں جو یہاں پر موجود ہی نہیں ہیں وہ انگلینڈ ہیں۔میں یہاں پر موجود ہوں میں نے نمائندگی کرنی ہے۔

جناب سپیکر:مجھے افسوس ہوا ہے۔

چودھری ندیم خادم: جناب والا!آج دوسرا دن ہے کہ ہمیں بیرون ملک سے فون آرہے ہیں۔ وہ پوچھ رہے ہیں کہ House میں overseas کے حوالے سے کوئی بات نہیں ہوئی۔ میرا right ہے آپ مہربانی فرما کر ایک گھنٹہ اس پر بحث کے لئے رکھ لیں۔

جناب سپیکر: آپ اور رانا صاحب مل کر بیٹھیں پھر اس کے بعد طے کریں گے۔

چودھری ندیم خادم: ٹھیک ہے۔ شکریہ

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! میری بھی تھوڑی سی گزارش ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب!آپ تشریف رکھیں۔ وزیر قانون پنجاب رانا ثناءاللہ خان نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1993 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے صوبہ بلوچستان کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے صوبہ بلوچستان کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے صوبہ بلوچستان کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے صوبہ بلوچستان کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد
بلوچستان میں ہونے والے ظلم کا ازالہ اور اس کے حقوق کے لئے ٹھوس اور عملی اقدامات کا مطالبہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): شکریہ۔جناب سپیکر! میں قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کے اس نمائندہ ایوان کی رائے ہے کہ وطن عزیز کو درپیش مسائل کے حل کے لئے تمام صوبوں کو ان کے جائز حقوق دینے کا وقت آگیا ہے۔ یہ ایوان پاکستان مسلم لیگ (ن) کے قائد میاں محمد نواز شریف کے اس بیان کو سراہتا ہے کہ بلوچستان کے ساتھ ہونے والے ظلم اور زیادتیوں کا ازالہ کرنا ہوگا اور بلوچستان کا مقدمہ اب مسلم لیگ (ن) لڑے گی۔بلوچستان کے ساتھ زیادتیاں کرنے والوں کا محاسبہ ضروری ہے بلوچ رہنما نواب محمد اکبر خان بگٹی کے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچانا ضروری ہے تاکہ بلوچستان کے زخموں پر مرہم رکھا جاسکے۔یہ ایوان بلوچ رہنما سردار عطاء اللہ مینگل کے اس بیان کا خیر مقدم کرتا ہے کہ اگر بلوچستان کے ساتھ ماضی میں ہونے والی زیادتیوں کا ازالہ کر دیا جائے تو وہ قومی دھارے میں شرکت کے لئے بات چیت کو تیار ہیں۔بزرگ بلوچ رہنما سردار عطاء اللہ مینگل نے پاکستان مسلم لیگ (ن) کے قائد اور صدر میاں نواز شریف پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ اگر میاں محمد نواز شریف بلوچستان کے عوام کو حقوق دلانے کے لئے آگے آئیں تو ان کی خدمات اور تعاون بھی حاضر ہے۔یہ ایوان اس بیان کو نہ صرف سراہتا ہے بلکہ اسے وفاق پاکستان کی مضبوطی کے لئے ایک روشن امید تصور کرتا ہے۔اس ایوان کی یہ رائے ہے کہ بلوچستان کے حقوق کے لئے فوری طور پر ٹھوس اور عملی اقدامات کئے جانے بہت ضروری ہیں تاکہ بلوچ عوام کی محرومیوں کو دور کیا جاسکے اور انہیں قومی دھارے میں شامل کیا جاسکے۔"

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!I oppose it

شیخ علاؤالدین:یہ oppose نہیں کر سکتیں۔

جناب سپیکر:ابھی انتظار کریں۔یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کے اس نمائندہ ایوان کی رائے ہے کہ وطن عزیز کو درپیش مسائل کے حل کے لئے تمام صوبوں کو ان کے جائز حقوق دینے کا وقت آگیا ہے۔ یہ ایوان پاکستان مسلم لیگ(ن) کے قائد میاں محمد نواز شریف کے اس بیان کو سراہتا ہے کہ بلوچستان کے ساتھ ہونے والے ظلم اور زیادتیوں کا ازالہ کرنا ہوگا اور بلوچستان کا مقدمہ اب مسلم لیگ(ن) لڑے گی۔بلوچستان کے ساتھ زیادتیاں کرنے والوں کا محاسبہ ضروری ہے بلوچ رہنما نواب محمد اکبر خان بگٹی کے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچانا ضروری ہے تاکہ بلوچستان کے زخموں پر مرہم رکھا جاسکے۔یہ ایوان بلوچ رہنما سردار عطاء اللہ مینگل کے اس بیان کا خیر مقدم کرتا ہے کہ اگر بلوچستان کے ساتھ ماضی میں ہونے والی زیادتیوں کا ازالہ کر دیا جائے تو وہ قومی دھارے میں شرکت کے لئے بات چیت کو تیار ہیں۔بزرگ بلوچ رہنما سردار عطاء اللہ مینگل نے پاکستان مسلم لیگ(ن) کے قائد اور صدر میاں محمد نواز شریف پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ اگر میاں محمد نواز شریف بلوچستان کے عوام کو حقوق دلانے کے لئے آگے آئیں تو ان کی خدمات اور تعاون بھی حاضر ہے۔یہ ایوان اس بیان کو نہ صرف سراہتا ہے بلکہ اسے وفاق پاکستان کی مضبوطی کے لئے ایک روشن امید تصور کرتا ہے۔اس ایوان کی یہ رائے ہے کہ بلوچستان کے حقوق کے لئے فوری طور پر ٹھوس اور عملی اقدامات کئے جانے بہت ضروری ہیں تاکہ بلوچ عوام کی محرومیوں کو دور کیا جاسکے اور انہیں قومی دھارے میں شامل کیا جاسکے۔"

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!.I oppose it

محترمہ فوزیہ بہرام:جناب سپیکر!.I oppose it

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!میں اس میں یہ clear کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ایک بات کریں، اسے oppose کریں یا support کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں اس کی مخالفت نہیں کرتا لیکن اپنے point کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔چھوٹے صوبوں کے حقوق کے لئے پاکستان پیپلز پارٹی already اٹھارہویں اور انیسویں ترمیم کے ذریعے وہ کام کر چکی ہے جو 1997 کے اندر heavy mandate اڑھائی سال اقتدار رہنے کے باوجود بلوچستان کے بلوچوں کے لئے نہ کر سکا۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کو یہ credit جاتا ہے کہ انہوں نے پاکستان کی تاریخ کے اندر سب سے پہلے 1973 کا متفقہ آئین دیا اور اس کے بعد موجودہ مرکزی حکومت۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس قرارداد کے بارے میں بات کریں کہ اس کی مخالفت کرتے ہیں یا اس کی حمایت کرتے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ہم نے بلوچستان کے حقوق کو 7th Financial Award کے ذریعے مستحکم کیا ہے۔ ہم نے بلوچستان کے حقوق کو اٹھارہویں اور انیسویں ترمیم کے ذریعے provincial independence دی ہے۔ہماری حکومت نے ایک special package کے ذریعے بلوچستان میں ڈویلپمنٹ کا آغاز کیا ہے لیکن 1997 کے heavy mandate کو یہ آج تک نصیب نہ ہو سکا۔ پیپلز پارٹی وہ واحد حکومت ہے جس نے پاکستان کی تاریخ کے اندر چھوٹے صوبوں کے لئے زیادہ سے زیادہ مراعات کا آغاز کیا۔ جب پاکستان پیپلز پارٹی اقتدار میں آئی تو اسے two-third majority نہ ملی اور two-third majority نہ ہونے کے باوجود تمام اتحادی پارٹیوں کے ساتھ مفاہمت کی پالیسی پر عملدرآمد کرتے ہوئے پاکستان پیپلز پارٹی نے وہ متفقہ ترامیم دیں جن کے ذریعے آج سے پہلے 42 فیصد finances صوبوں کو دیئے جاتے تھے اور 57 فیصد سے زیادہ مرکز کو دیئے جاتے تھے۔ یہ ہماری حکومت کا صلہ ہے کہ انہوں نے 56 فیصد سے زیادہ finances صوبوں کو دیئے۔ جب ہم اقتدار میں آئے تو چھوٹے صوبے علیحدگی کی بات کر رہے تھے اور ایک وہ وقت آیا کہ لاہور کے اندر کھڑے ہو کر پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) کی قیادت کو چھوٹے صوبوں نے خراج تحسین پیش کیا اور انہوں نے یہ کہا کہ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) کی قیادت نے بڑا صوبہ ہونے کے باوجود ہمارے اختیارات کو ensure کیا ہے۔

جناب سپیکر! وہ متفقہ ترمیم آئی تھی اگر مسلم لیگ (ن) کے اندر ظرف ہوتا اگر وہ بلوچستان کے حقوق کو تحفظ دینا چاہتے تو جس طرح اٹھارہویں ترمیم اور فنانشل ایوارڈ متفقہ آیا ہے یہ قرارداد بھی

متفقہ آ سکتی تھی۔ پیپلز پارٹی نے ہمیشہ مفاہمت کے ساتھ چھوٹے صوبوں کو اختیارات دینے کی بات کی ہے لیکن مسلم لیگ(ن) نے ہمیشہ solo flight کے ذریعے چھوٹے صوبوں کے اختیارات غصب کرنے کی کوشش کی ہے۔میں رانا ثناء اللہ اور مسلم لیگ(ن) سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ چھوٹے صوبوں کے حقوق ensure کرنے کے لئے یہی قرارداد متفقہ طور پر لائی جائے تو ہم اس کا ساتھ دیں گے لیکن یہ چور بازاری کہ rules کو suspend کیا جائے،اس کے اندر ان قائدین کا نام نہ ڈالا جائے،ان پارٹیوں کا تذکرہ نہ کیا جائے جنہوں نے بلوچستان کو حقوق دیئے ہیں تو یہ ایک شرارت سے بڑھ کر اور کچھ نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی آپ کی طرف سے بات آ گئی ہے اب مسلم لیگ(ق) کی طرف سے بات آئے گی۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ حقوق بلوچستان بل قومی اسمبلی میں متفقہ طور پر پاس ہوا تھا اس وقت بلوچستان کے تمام منتخب نمائندگان وہاں موجود تھے اور انہوں نے متفقہ طور پر اسے پاس کیا۔اگر اب اس کے کسی حصے پر عملدرآمد نہیں ہوا تو اسے زیر بحث لانا چاہئے اور اسے زیر بحث لائے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔میں اپنا نکتہ بیان کرنے سے پہلے یہ عرض کروں گا کہ کوئی چیز بھی out of turn لینے کے لئے طے ہوا تھا کہ پہلے پارلیمانی لیڈرز کے ساتھ متفقہ طور پر بات کی جائے گی اور اس کے بعد out of turn ہو گا۔ہمارے کئے گئے متفقہ فیصلے کو flout کیا گیا ہے۔میں پھر بھی یہ توقع رکھتا ہوں کہ اگر آج کیا ہے تو ہم ضد نہیں کرتے کہ لاء منسٹر صاحب کی مرضی کے بغیر ہمارا بزنس بھی out of turn لیا جائے۔پیپلز پارٹی کے پارلیمانی لیڈر موجود تھے میں بھی یہاں پر حاضر تھا اور دوسرے ساتھی بھی یہیں تھے لاء منسٹر صاحب کو چاہئے تھا کہ وہ ہم سے بات کرتے۔ میں دوسری یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہم بلوچ سرداروں کا بہت احترام کرتے ہیں لیکن بلوچ سرداروں سے زیادہ بلوچ عوام کا احترام کرتے ہیں۔جب تک بلوچ سردار صحیح حقیقی نمائندگی کرتے ہوئے صرف ایک کام نہیں چھوڑ دیں گے اور ہم کسی صورت بھی اس نکتے پر compromise نہیں کر سکتے کہ فوج کو تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ہم اس کا حصہ نہیں بن سکتے کہ فوج کو target کیا جائے۔پرانے زمانے سے بھی اور modern age میں بھی کوئی ملک ایسا نہیں ہے جس کے اندر فوج کو اپنی binding force کے طور پر ذمہ داریاں سنبھالنے سے باز رکھا جائے،اسے target کیا جائے۔کیا آج یہ ممکن ہے کہ فوج کو ایک طرف رکھ کر کوئی میاں،رانا یا ملک اپنے بندے لے جا کر ملک کے کسی حصے کو ساتھ رکھ سکتا ہے؟ یہ کبھی

نہیں ہو سکتااس کے لئے ساری دنیا کے اندر ایک مسلمہ ادارہ ہوتا ہے اور اسے اس کی due respect دی جاتی ہے۔ میں اس قرارداد کی اسی وجہ سے مخالفت کرتا ہوں۔ بلوچستان کے عوام کو حقوق دلانے کے لئے ہم کسی بھی حد تک جانے کے لئے تیار ہیں لیکن کسی سردار کی بانسری میں سے نکلے ہوئے راگ کے اُوپر سُر شامل کرنا نہیں چاہتے۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! آج کی قرارداد کا متن خود یہ ثابت کر رہا ہے کہ بلوچستان کے عوام کو جس قومی leadership support کی ضرورت ہے اس کو وزیر قانون نے ایک خاص سیاسی جماعت تک محدود کر کے بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ ایک اور ناانصافی کی ہے۔ ہم اس قرارداد سے اختلاف نہیں کر سکتے لیکن بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کرنے کے لئے جس spirit کی ضرورت ہے وہ اس قرارداد میں موجود نہیں ہے۔ وزیر قانون اس قرارداد کو House سے پاس کروا کر اگر واقعتاً بلوچستان کے لوگوں کو یکجہتی کا message دینا چاہتے ہیں تو انہیں چاہئے تھا کہ وہ یہ قرارداد Business Advisory Committee میں لے کر آتے اور ساری جماعتوں کی طرف سے یہ ایک متفقہ قرارداد کے طور پر پیش کی جاتی۔ اس قرارداد کے اوپر سیاست کر کے وزیر قانون نے ایک اور ناانصافی میں اضافہ کیا ہے۔ وزیر قانون اگر اس کے لئے متفق ہیں تو آپ مہربانی کر کے اسے کچھ دیر کے لئے pending فرما دیں، پارلیمانی لیڈروں کو بلائیں اور پھر اس پورے House کی ownership اس قرارداد کو دیں۔ اس قرارداد کی ownership پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ق) بھی لینا چاہتی ہے۔ مسلم لیگ (ن) اس کی ownership آگے بڑھ کر لے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ہمیں اس کی ownership سے محروم کرنا دراصل بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ ایک اور ناانصافی ہو گی۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں نے بھی اس قرارداد کو oppose کیا ہے۔ میں نے اسے بروقت oppose کیا تھا اس لئے مجھے اس پر بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں بھی اسی حوالے سے چند باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! جنہوں نے اس قرارداد کو oppose کیا ہے پہلے ان کو بات کرنے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کیا میاں نصیر صاحب اس قرارداد کو oppose کر رہے ہیں؟ اس وقت تو صرف اس قرارداد کو oppose کرنے والے ہی بول سکتے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ جو بول رہے ہیں انہوں نے oppose نہیں کیا تھا اس لئے مجھے بھی بات کرنے کا موقع ملنا چاہئے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! ابھی تشریف رکھیں۔ پہلے جنہوں نے اس قرارداد کو oppose کیا ہے ان کو بات کر لینے دیں۔ فوزیہ بہرام صاحبہ! آپ بھی تشریف رکھیں سیمل کامران صاحبہ کے بعد میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ معزز ایوان صوبہ پنجاب کی 9 کروڑ عوام کا نمائندہ ایوان ہے۔ میں کسی سیاسی جماعت کی بات نہیں کرتی بلکہ پنجاب کے رہنے والے تمام لوگ خواہ ان کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہو، پاکستان مسلم لیگ (ق) یا مسلم لیگ (ن) سے ہو وہ سب بلوچستان کے حقوق کی بات کرنا چاہتے ہیں۔ وزیر قانون صاحب کچھ لوگوں کی statements کے اوپر ایک قرارداد لے کر آ گئے ہیں۔ وزیر قانون صاحب سیاست چمکائے بغیر اگر واقعی بلوچستان کے عوام کے حقوق کے لئے fight کرنا چاہتے تھے تو ایک متفقہ قرارداد لے کر آتے جس میں تمام جماعتوں کا ذکر ہوتا کیونکہ بلوچستان کے لئے اپنے اپنے level پر ہر سیاسی پارٹی کی اپنی اپنی efforts رہی ہیں۔ پیپلز پارٹی کی دو تین دفعہ حکومت رہی ہے، مسلم لیگ (ن) کی دو دفعہ حکومت رہی ہے۔ ان دونوں پارٹیوں نے اپنے اپنے دور حکومت میں بلوچستان کے لئے کچھ نہیں کیا تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ وہ issues نہیں ہیں کہ جن کو صرف اپنی سیاست چمکانے کے لئے استعمال کیا جائے اور تیسری دفعہ پھر وزیر اعظم ہاؤس جانے کا راستہ اس کو سمجھا جائے۔ وزیر قانون مینگل صاحب کے حوالے سے بہت سی باتیں یہاں کرتے رہے ہیں تو پھر ان کو بھی اس قرارداد کا حصہ بنایا جاتا۔ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب چار سال پہلے کوئٹہ میں جا کر Cardiac Hospital کا لارا لگا کر آئے تھے۔ آج بھی جب ہمیں کوئی بلوچی ملتا ہے تو وہ پوچھتا ہے کہ وہ دل کا ہسپتال کہاں ہے؟ وزیر اعلیٰ پنجاب کے ہاتھوں تو ہمارے دل چھلنی چھلنی ہو گئے ہیں۔ پنجاب کے عوام کو آپ چار سال سے گمراہ کر رہے ہیں، لارا لپّا اور ڈنگ ٹپاؤ پالیسی پر چلا رہے ہیں۔ میں پنجاب کے حکمرانوں سے کہتی ہوں کہ مہربانی کر کے ہمارے پنجاب کے نام کو اس طرح سے misuse نہ کریں۔ دوسرے صوبے جن کے لئے واقعی پنجابیوں کے دل میں درد ہے ان کا اس طرح سے تمسخر نہ اڑایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں انتہائی مختصر وقت لوں گی کیونکہ جو باتیں میں نے کرنی تھیں وہ زیادہ تر میرے ساتھی کر چکے ہیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آج سیاست چمکانے کا نہیں بلکہ ملکی یکجہتی کا وقت ہے۔ وقت کا تقاضا یہ ہے کہ جب اس قسم کی قرارداد اسمبلی میں پیش کی جائے تو تمام سیاسی جماعتوں کو اس میں مشترکہ طور پر شامل کیا جائے اور سب لوگوں کو اکٹھا ہو کر یہ کام کرنا چاہئے۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ صرف ایک جماعت کے لیڈر کا نام لے کر قرارداد پیش کر دی جائے۔ یہ بہت غلط بات ہے کہ ایک لیڈر کا نام لے کر ایسی بات کو پیش کیا جائے۔ میں اس قرارداد سے کوئی عداوت نہیں رکھتی، میں اس سے اتفاق کرتی ہوں لیکن اس بات سے disagree کرتی ہوں کہ باقی تمام جماعتوں کو چھوڑ دیا جائے اور بلوچستان کو ایسا تاثر دینے کی کوشش کی جائے کہ یہ تمام باتیں صرف ایک لیڈر چاہتا ہے۔ اگر وہ ایک لیڈر نہ ہوگا تو کیا ملک نہیں چلے گا؟ مینگل صاحب نے اسی لیڈر کے بارے میں کہا کہ کہیں وہ سعودی عرب نہ بھاگ جائیں۔ کیا یہ بات بھی شامل کی گئی ہے؟ میں سمجھتی ہوں کہ یکجہتی کے تقاضے کے تحت یہ ضروری ہے کہ تمام جماعتوں کی طرف سے مشترکہ طور پر ایک قرارداد لائی جائے۔ آج ضروری ہے کہ ملک کی یکجہتی کی خاطر ایسے معاملات میں سب اکٹھے ہو کر چلیں۔ بہت شکریہ

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! آپ نے وعدہ کیا تھا اس لئے اب مجھے بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میاں صاحب نے اس قرارداد کو oppose نہیں کیا اس لئے وہ اس پر بات نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کیا کر رہی ہیں؟ آپ تشریف رکھیں۔ مجھے معلوم ہے کہ انہوں نے oppose نہیں کیا۔ میں دیکھ رہا ہوں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! معزز ممبران نے یکجہتی کی باتیں کی ہیں، سیاسی استحکام کی بات کی ہے لیکن دس سال سے کسی سیاسی لیڈر کو بلوچستان جانے کی توفیق نہیں ہوئی آج اگر میاں محمد نواز شریف وہاں پر تشریف لے گئے ہیں اور بلوچستان کے حقوق کی بات کر رہے ہیں تو آج ان کو بھی credit لینا یاد آ گیا ہے۔ میاں صاحب کے جانے کے بعد آج ان کو یہ یاد آ گیا ہے کہ ہم نے بھی بلوچستان کے استحکام کی بات کرنی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میاں نصیر صاحب نے اس قرارداد کو oppose نہیں کیا اس لئے یہ بات نہیں کر سکتے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر صاحبہ آپ بھی تشریف رکھیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ لوگ ان کی support کرتے رہے جنہوں نے یہ کہا کہ ہم بلوچوں کو وہاں سے ماریں گے کہ ان کو پتا بھی نہیں چلے گا۔ آج یہ کہتے ہیں کہ ہم ان کے بچوں کو نوکری دینے کی بات کرتے ہیں۔ آج اگر میاں محمد نواز شریف صاحب نے یہ اقدام اٹھایا ہے تو یہ credit پاکستان مسلم لیگ (ن) اور اس کی قیادت کا ہے۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں کورم کی نشاندہی کرتی ہوں کیونکہ House میں کورم نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے اس لئے گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا ہے لہذا اجلاس کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ جی، سوہنا صاحب!

قرارداد

(۔۔۔جاری)

بلوچستان میں ہونے والے ظلم کا ازالہ اور اس کے حقوق کے لئے ٹھوس اور عملی اقدامات کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! جن محترمہ نے کورم point out کیا تھا میں نے اُن سے گزارش کی ہے وہ کہہ رہی ہیں کہ میرا کورم point out کرنے کا مقصد یہ تھا کہ زیادہ سے زیادہ معزز ممبران ایوان میں موجود ہوں اور زیادہ سے زیادہ معزز ممبران اس قرارداد کی تائید کریں لیکن میں آپ سے کہتا ہوں کہ ہم اس قرارداد کو اور زیادہ بامقصد، بامعنی اور مؤثر بنانا چاہتے ہیں اس لئے اس قرارداد

کے اندر vision کی جو کمی رہ گئی ہے اُس کو زیادہ rich کرنے کے لئے اور زیادہ بامعنی بنانے کے لئے اس کو دوبارہ consider کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس بارے میں عرض کروں گا کہ میرے معزز دوستوں کو جس بات کا گلہ ہو رہا ہے اُس بات کا تو پورے فسانہ میں ذکر ہی نہیں ہے۔ یہ ایک specific event ہوا ہے کہ مسلم لیگ (ن) کے صدر میاں محمد نواز شریف صاحب کراچی تشریف لے گئے اور انہوں نے وہاں پر سردار عطاء اللہ مینگل صاحب کے گھر جا کر اُن سے وفاق پاکستان سے متعلق اور بلوچستان سے ہونے والے ظلم اور زیادتیوں سے متعلق بات کی، اس بات کا اعتراف کیا اور اُن سے گزارش کی کہ وہ بلوچستان کے حقوق کے لئے اور بلوچستان میں ہونے والے ظلم اور زیادتیوں کے ازالے کے لئے تعاون کریں۔ سردار عطاء اللہ مینگل صاحب نے اس پر مثبت جواب دیا جبکہ اس سے پہلے اُن کے جذبات کے بارے میں سارے ملک کو پتا ہے۔ اس ایک event اور اُن کے اس good gesture کو جو انہوں نے میاں محمد نواز شریف کے ساتھ ملاقات کے دوران دیا اُس کو appreciate کرنے کے لئے یہ قرارداد ہے۔ باقی میرے بھائی بلوچستان کے حقوق سے متعلق متفقہ قرارداد جب لانا چاہیں تو میں حاضر ہوں اُسے لایا جا سکتا ہے اس لئے میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ دوستوں نے کورم point out کر کے بھی اس کو delay کرنے کی اپنی سعی کر لی ہے اس لئے مہربانی کریں اور آپ question put کریں۔

جناب سپیکر: جی، چودھری ظہیر الدین خان صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں آخری دفعہ لاء منسٹر صاحب کو یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ایک واقعہ کو انہوں نے specific کہا ہے، ایک واقعہ جس میں محترم میاں محمد نواز شریف صاحب پاس کھڑے تھے اور جناب سردار عطاء اللہ مینگل صاحب نے جو کچھ کہا وہ ساری اخبارات میں آیا اور چینلز پر دیکھا گیا۔ انہوں نے جس طریقے سے فوجیوں کے بارے میں الفاظ کہے کہ وہ بچوں کو اٹھا لیتے ہیں اور کس طرح مسخ شدہ لاشیں آتی ہیں۔ انہوں نے جو threat دیا کہ اب ہم آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتے اور یہ میرے بس میں نہیں رہا۔ اس چیز کو pride کے طور پر لینے کی کیا ضرورت ہے۔ میاں محمد نواز شریف صاحب ایک قومی لیڈر ہیں اور ایسے فقرے میڈیا میں flash ہو چکے ہیں۔ وہ آرمی اور فیڈریشن کو in between the lines threats دیئے گئے۔ ان threats کو آپ pride کے طور پر قرارداد بنا

کر کیوں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ ہم بلوچستان کے حقوق کے لئے اپنی جان دینے کے لئے بھی حاضر ہیں لیکن یہ پڑھیں اور دیکھیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ان کی بات سنی جائے۔Order please, order جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ وہ فقرے جو وہاں پر ہمارے قومی لیڈر کو کھڑا کر کے کہے گئے ان کو source of pride نہ بنایا جائے۔ وہ پاکستان کی شہ رگ کے اوپر ایک قاتل والے فقرے تھے۔ خدا کے واسطے آج جہاں آرمی کو target کیا جاتا ہے وہاں اس جگہ پر میاں محمد نواز شریف کو event of pride نہ بنائیں باقی بلوچستان کے حقوق کے لئے آپ جو بھی قرارداد لے کر آتے ہیں ہم ساتھ ہیں۔ ہم نے اس قرارداد کو oppose نہیں کیا بلکہ ہم نے اپنی تجاویز دی ہیں۔ میں on the floor of the House کہتا ہوں کہ ہم نے کہا ہے کہ ہم اب تجاویز دیتے ہیں کہ آپ ان چیزوں کی حوصلہ افزائی نہ کریں جن سے قومی یکجہتی کو نقصان پہنچتا ہے۔ یہی ہمارا کہنا ہے۔

جناب سپیکر: ان کو جو بہتر لگا وہ انہوں نے کر دیا اور جو آپ کو بہتر لگے وہ آپ کریں۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کے اس نمائندہ ایوان کی رائے ہے کہ وطن عزیز کو درپیش مسائل کے حل کے لئے تمام صوبوں کو ان کے جائز حقوق دینے کا وقت آگیا ہے۔ یہ ایوان پاکستان مسلم لیگ(ن) کے قائد میاں محمد نواز شریف کے اس بیان کو سراہتا ہے کہ بلوچستان کے ساتھ ہونے والے ظلم اور زیادتیوں کا ازالہ کرنا ہوگا اور بلوچستان کا مقدمہ اب مسلم لیگ(ن) لڑے گی۔ بلوچستان کے ساتھ زیادتیاں کرنے والوں کا محاسبہ ضروری ہے۔ بلوچ رہنما نواب محمد اکبر خان بگٹی کے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچانا ضروری ہے تاکہ بلوچستان کے زخموں پر مرہم رکھا جاسکے۔

یہ ایوان بلوچ رہنما سردار عطاء اللہ مینگل کے اس بیان کا خیر مقدم کرتا ہے کہ اگر بلوچستان کے ساتھ ماضی میں ہونے والی زیادتیوں کا ازالہ کر دیا جائے تو وہ قومی دھارے میں شرکت کے لئے بات چیت کو تیار ہیں۔ بزرگ بلوچ رہنما سردار عطاء اللہ مینگل نے پاکستان مسلم لیگ(ن) کے قائد اور صدر میاں محمد نواز شریف پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ اگر میاں محمد نواز شریف بلوچستان

کے عوام کو حقوق دلانے کے لئے آگے آئیں تو ان کی خدمات اور تعاون بھی حاضر ہے۔ یہ ایوان اس بیان کو نہ صرف سراہتا ہے بلکہ اسے وفاق پاکستان کی مضبوطی کے لئے ایک روشن امید تصور کرتا ہے۔

اس ایوان کی یہ رائے ہے کہ بلوچستان کے حقوق کے لئے فوری طور پر ٹھوس اور عملی اقدامات کئے جانے بہت ضروری ہیں تاکہ بلوچ عوام کی محرومیوں کو دور کیا جاسکے اور انھیں قومی دھارے میں شامل کیا جاسکے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

(معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "قدم بڑھاؤ نواز شریف ہم تمھارے ساتھ ہیں" کی نعرہ بازی)

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: جی، چودھری عبدالغفور صاحب!

وزیر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالغفور خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ میاں محمد نواز شریف صاحب کا یہ بہت important visit تھا۔ میں اپنے قائد اور لیڈر کے لئے بات کرنا چاہتا ہوں جو پاکستان کو محفوظ کرنے کے لئے آج بات کر رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سرکاری بزنس سے زیادہ important یہ بات کرنا ضروری ہے۔

امید ابھی کچھ باقی ہے
اک بستی بسنے والی ہے
جس بستی میں کوئی ظلم نہ ہو
جہاں رنگ اور نور برستے ہوں
سارے ہستے بستے ہوں
کاش وہ بستی تیری ہو
کاش وہ بستی میری ہو
کانے اُتے ٹنگے رہ گئے میرے ہار
لوکی اکھر وچ کے ٹُر گئے نیں

میرے شہر دا وی رتی مل پیا نئی
لوکی پُومباں دے اِی کھکھر وچ کے ٹُر گئے نیں

جناب سپیکر!آج میاں محمد نواز شریف کا جو stand ہے۔ مجھے یہ کہنے کی اجازت دیں کہ گولی ہر چیز کا حل نہیں ہوتی۔اِس ملک کے اندر کبھی بلوچستان پر فوج کشی کی گئی، کبھی اسی ملک کے نام نہاد ڈکٹیٹر نے یہ کہا کہ میں تمھیں وہاں سے hit کروں گا کہ تمھیں سمجھ بھی نہیں آئے گی، کبھی بلوچستان کے لوگوں کو قتل کیا جاتا ہے، کبھی بگٹی کو قتل کیا جاتا ہے اور کبھی اس ملک کو توڑنے کی سازش کی جاتی ہے۔ جن لوگوں نے اس ملک اور قوم کی رُوح پر گہرے زخم لگائے ہیں اُن کی وجہ سے بلوچستان کے مینگل صاحب یا دوسرے لوگ آج اُن کی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔آج اس ملک میں صرف ایک ہی لیڈر ہے جس نے اس ملک کو اٹامک پاکستان بنایا جس نے بلوچستان کے ساحل پر گوادر بندرگاہ بنائی اور جس نے ایئرپورٹ اور موٹروے بنائی۔آج پاکستانی قوم اسی میاں محمد نواز شریف کی بات سننا چاہتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر!ایک چھوٹی سی بات کرنی ہے۔

سرکاری کارروائی

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

جناب سپیکر: نہیں۔ اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

Now, the Minister for Law to lay the Annual Report of Ombudsman Punjab for the year 2010.

محتسب اعلیٰ پنجاب کی سالانہ رپورٹ برائے سال2010
کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I lay the Annual Report of Ombudsman Punjab for the year 2010.

MR SPEAKER: The Annual Report of Ombudsman Punjab for the year 2010 has been laid.

ہنگامی قانون

(جو پیش ہوا)

MR SPEAKER: Now we start the Bank of Punjab (Amendment) Ordinance 2011 (II of 2011). Minister for Law to lay the Bank of Punjab (Amendment) Ordinance 2011.

ہنگامی قانون(ترمیم) بنک آف پنجاب مجریہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I lay the Bank of Punjab (Amendment) Ordinance 2011.

MR SPEAKER: The Bank of Punjab (Amendment) Ordinance 2011 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and it is referred to the Standing Committee on Finance with the direction to submit its report up to 31st January 2012.

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

MR SPEAKER: Now, the Minister for Law to introduce the Punjab Government Servants Housing Foundation (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 54 of 2011).

مسودہ قانون(ترمیم) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن مصدرہ2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I introduce:-

> "The Punjab Government Servants Housing Foundation (Amendment) Bill 2011."

MR SPEAKER: The Punjab Government Servants Housing Foundation (Amendment) Bill 2011 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and it is referred to the Standing Committee on Housing, Urban Development and Public Health Engineering for report up to the 31st January 2012.

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی دیوالیہ مصدرہ 2011

MR SPEAKER: Now, we take up resumption of Clause by Clause consideration (from Clause 6) of the Provincial Insolvency (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 21 of 2011). Consideration on the Bill up to Clause 5 was completed on 15th December 2011.

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That Clause 19 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Provincial Insolvency (Amendment) Bill 2011 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Provincial Insolvency (Amendment) Bill 2011 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Provincial Insolvency (Amendment) Bill 2011 be passed. "

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the West Pakistan Bus Stands and Traffic Control (Gujranwala) Ordinance, 1963 (Repeal) Bill 2011 (Bill No. 35 of 2011) Minister for Law!

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 225(2) کے تحت ہنگامی قانون (تنسیخ) مجریہ 1963 مغربی پاکستان بس سٹینڈ اور ٹریفک کنٹرول (گوجرانوالہ) مصدرہ 2011 کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the West Pakistan Bus Stands and Traffic Control (Gujranwala) Ordinance, 1963 (Repeal) Bill 2011 (Bill No. 35 of 2011)"

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the West Pakistan Bus Stands and Traffic Control (Gujranwala) Ordinance, 1963 (Repeal) Bill 2011 (Bill No. 35 of 2011) Bill 2011"
>
> None opposed it.
>
> The motion moved and the question is:
>
> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the West Pakistan Bus Stands and Traffic Control (Gujranwala) Ordinance, 1963 (Repeal) Bill 2011 (Bill No. 35 of 2011) Bill 2011"
>
> (The motion was carried.)

مسودہ قانون

(جوزیر غور لایا گیا)

MR SPEAKER: Now, the first reading starts. Now Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill:

Minister for Law!

ہنگامی قانون (تنسیخ) مجریہ 1963 مغربی پاکستان بس سٹینڈ اور ٹریفک کنٹرول (گوجرانوالہ) مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the West Pakistan Bus Stands and Traffic Control (Gujranwala) Ordinance, 1963 (Repeal) Bill 2011 (Bill No. 35 of 2011), as recommended by the Standing Committee on Transport, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the West Pakistan Bus Stands and Traffic Control (Gujranwala) Ordinance, 1963 (Repeal) Bill 2011 (Bill No. 35 of 2011), as recommended by the Standing Committee on Transport, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> "That the West Pakistan Bus Stands and Traffic Control (Gujranwala) Ordinance, 1963 (Repeal) Bill 2011 (Bill No. 35 of 2011), as recommended by the Standing Committee on Transport, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the West Pakistan Bus Stands and Traffic Control (Gujranwala) Ordinance, 1963 (Repeal) Bill 2011, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the West Pakistan Bus Stands and Traffic Control (Gujranwala) Ordinance, 1963 (Repeal) Bill 2011, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the West Pakistan Bus Stands and Traffic Control (Gujranwala) Ordinance, 1963 (Repeal) Bill 2011, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the West Pakistan Bus Stands and Traffic Control (Lahore) Ordinance, 1963 (Repeal) Bill 2011 (Bill No. 34 of 2011) Minister for Law!

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 225(2) کے تحت ہنگامی قانون (تنسیخ) مجریہ 1963 مغربی پاکستان بس سٹینڈ اور ٹریفک کنٹرول (لاہور) مصدرہ 2011 کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the West Pakistan Bus Stands and Traffic Control (Lahore) Ordinance, 1963 (Repeal) Bill 2011 (Bill No. 34 of 2011)"

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the West Pakistan Bus

Stands and Traffic Control (Lahore) Ordinance, 1963 (Repeal) Bill 2011 (Bill No. 34 of 2011)"

None opposed it.

The motion moved and the question is:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the West Pakistan Bus Stands and Traffic Control (Lahore) Ordinance, 1963 (Repeal) Bill 2011 (Bill No. 34 of 2011)

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, the first reading starts. Now, Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

ہنگامی قانون (تنسیخ) مجریہ 1963 مغربی پاکستان بس سٹینڈ اور ٹریفک کنٹرول (لاہور) مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the West Pakistan Bus Stands and Traffic Control (Lahore) Ordinance, 1963 (Repeal) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Transport, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the West Pakistan Bus Stands and Traffic Control (Lahore) Ordinance, 1963 (Repeal) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Transport, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the West Pakistan Bus Stands and Traffic Control (Lahore) Ordinance, 1963 (Repeal) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Transport, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the West Pakistan Bus Stands and Traffic Control (Lahore) Ordinance, 1963 (Repeal) Bill 2011, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the West Pakistan Bus Stands and Traffic Control (Lahore) Ordinance, 1963 (Repeal) Bill 2011, be passed."
>
> The motion moved and the question is:
>
> "That the West Pakistan Bus Stands and Traffic Control (Lahore) Ordinance, 1963 (Repeal) Bill 2011, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the Hindu Inheritance (Removal and Disabilities) (Amendment) Bill 2011. Minister for Law!

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 225(2) کے تحت مسودہ قانون (ترمیم) (قانونی رکاوٹوں کا خاتمہ) ہندو وراثت مصدرہ 2011 کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Hindu Inheritance (Removal and Disabilities) (Amendment) Bill 2011. (Bill No. 23 of 2011)"

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Hindu Inheritance (Removal and Disabilities) (Amendment) Bill 2011. (Bill No. 23 of 2011)"

None opposed it.

The motion moved and the question is:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Hindu Inheritance (Removal and Disabilities) (Amendment) Bill 2011. (Bill No. 23 of 2011)

(The motion was carried.)

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

MR SPEAKER: First reading starts. Now, Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

مسودہ قانون (ترمیم) (قانونی رکاوٹوں کا خاتمہ) ہندو ورثہ مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Hindu Inheritance (Removal and Disabilities) (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 23 of 2011), as recommended by the Standing Committee on Revenue Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Hindu Inheritance (Removal and Disabilities) (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 23 of 2011), as recommended by the Standing Committee on Revenue Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Hindu Inheritance (Removal and Disabilities) (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 23 of 2011), as recommended by the Standing Committee on Revenue Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Hindu Inheritance (Removal and Disabilities) (Amendment) Bill 2011, be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Hindu Inheritance (Removal and Disabilities) (Amendment) Bill 2011, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Hindu Inheritance (Removal and Disabilities) (Amendment) Bill 2011, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Hindu Law of Inheritance (Second Amendment) Bill 2011.(Bill No. 24 of 2011) Minister for Law!

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (2)225 کے تحت مسودہ قانون (دوسری ترمیم) ہندو قانون وراثت مصدرہ 2011 کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Hindu Law of Inheritance (Second Amendment) Bill 2011. (Bill No. 24 of 2011)"

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Hindu Law of Inheritance (Second Amendment) Bill 2011 (Bill No. 24 of 2011)."
>
> The motion moved and the question is:
>
> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Hindu Law of Inheritance (Second Amendment) Bill 2011. (Bill No. 24 of 2011) "

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون (دوسری ترمیم) ہندو قانون وراثت مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Hindu Law of Inheritance (Second Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Revenue Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Hindu Law of Inheritance (Second Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Revenue Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."
>
> The motion moved and the question is:
>
> "That the Hindu Law of Inheritance (Second Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Revenue Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."
>
> (The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Hindu Law of Inheritance (Second Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Revenue Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Hindu Law of Inheritance (Second Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Revenue Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> "That the Hindu Law of Inheritance (Second Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Revenue Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Hindu Law of Inheritance (Second Amendment) Bill 2011 be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Hindu Law of Inheritance (Second Amendment) Bill 2011 be passed."

The motion moved and the question is:

|"That the Hindu Law of Inheritance (Second Amendment) Bill 2011 be passed."

(The motion was unanimously carried)

(The Bill is passed.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Road Transport Workers (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 32 of 2011). Minister for Law!

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 225(2) کے تحت
مسودہ قانون (ترمیم) روڈ ٹرانسپورٹ ورکرز مصدرہ 2011 کے
تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the

Punjab 1997, for continuance of the Road Transport Workers (Amendment) Bill 2011. (Bill No. 32 of 2011)"

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Road Transport Workers (Amendment) Bill 2011. (Bill No. 32 of 2011)"

The motion moved and the question is:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Road Transport Workers (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 32 of 2011)."

(The motion was carried.)

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

مسودہ قانون(ترمیم)روڈ ٹرانسپورٹ ورکرز مصدرہ2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Road Transport Workers (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resources, be taken into consideration at once.(Bill No. 32 of 2011)."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Road Transport Workers (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on

Labour and Human Resources, be taken into consideration at once. (Bill No. 32 of 2011)."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Road Transport Workers (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resources, be taken into consideration at once. (Bill No. 32 of 2011).""

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Road Transport Workers (Amendment) Bill 2011 be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Road Transport Workers (Amendment) Bill 2011 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Road Transport Workers (Amendment) Bill 2011 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Factories (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 30 of 2011). Minister for law!

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 225(2) کے تحت
مسودہ قانون (ترمیم) کارخانہ جات مصدرہ 2011 کے
تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Factories (Amendment) Bill 2011. (Bill No. 30 of 2011)"

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Factories (Amendment) Bill 2011. (Bill No. 30 of 2011)"

The motion moved and the question is:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the

Punjab 1997, for continuance of the Factories (Amendment) Bill 2011. (Bill No. 30 of 2011)"

(The motion was carried.)

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

مسودہ قانون (ترمیم) کارخانہ جات مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Factories (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resources, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Factories (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resources, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Factories (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resources, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Lt Col(Retd) Muhammad Shabbir Awan, Raja Tariq Kiani, Mr Shahan Malik, Rana Munawar Hussain, Major(Retd) Abdul Rehman Rana, Rai Muhammad Shah Jahan Khan, Mr Qasim Zia, Dr. Asad Muazzam, Syed Hassan Murtaza, Haji Muhammad Ishaq, Mrs Neelam Jabbar Chaudhary, Mr Qaiser Iqbal Sindhu, Mr Tanvir Ashraf Kaira, Mr Tariq Mehmood Sahi, Mr Asif Bashir Bhagat, Major(Retd) Zulfiqar Ali Gondal, Mr Tariq Mehmood Alloana, Mr Shah Jahan Ahmad Bhatti, Rai Muhammad Aslam Khan, Mr Amjad Ali Mayo, Mrs Rubina Shaheen Wattoo, Mr Muhammad Ashraf Khan Sohna, Syed Nazim Hussain Shah, Mr Ahmed

Hussain Deharr, Malik Muhammad Abbas Raan, Dr Muhammad Akhtar Malik, Syed Ahmed Mujtaba Gillani, Mian Muhammad Shafiq Arain, Mr Muhammad Hafeez Akhtar Chaudhary, Mr Shahzad Saeed Cheema, Sardar Khalid Saleem Bhatti, Malik Nosher Khan Anjum Langriyal, Sardar Attar Hassan Khan Gorchani, Malik Bilal Ahmad Khar, Ch Ehsan-Ul-Haq Ahsan Nolatia, Mr Iftikhar Ali Khitran, Mr Shah Rukh Malik, Mr Muhammad Tariq Amin Hotiana, Mian Muhammad Ali Laleka, Ch Shaukat Mahmood Basra(Advocate), Col(Retd) Naveed Iqbal Sajid, Mian Muhammad Aslam, Makhdoom Muhammad Irtaza, Engineer Javed Akbar Dhilloon, Mr Javed Hassan Gujjar, Syed Abdul Qadir Gillani, Mrs Nargis Faiz Malik, Ms Najmi Saleem, Ms Fouzia Behram, Mrs Sajida Mir, Ms Nargis Parveen Awan, Ms Safina Saima Khar, Dr Amna Buttar, Ms Azma Zahid Bukhari, Ms Faiza Ahmed Malik, Miss Samina Naveed(Advocate), Mr Pervez Rafique and Mr Tahir Naveed. Any mover may move it.

CHAUDHARY EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: Sir, I move:

> "That Clause 11 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resources in proposed section 61 of the Principal Act for the word thirty occurring in line 6 the word "fifty" be substituted and the word "forty" occurring in line 9 the word "hundred" be substituted."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That Clause 11 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resources in proposed section 61 of the Principal Act for the word thirty occurring in line 6 the word "fifty" be substituted and the word "forty" occurring in line 9 the word "hundred" be substituted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! باقی چیزیں تو وہی ہیں جو 18th amendment کے تحت صوبوں کو اختیارات ملے ہیں۔اس کو تو ہم oppose نہیں کرتے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ فیکٹریز ایکٹ کے اندر یہ جو penalties ہیں جو اس ایکٹ کی مخالفت کرتے ہیں ان پر جرمانے کی ایک شرح جو پہلے مقرر کی گئی تھی تو اس میں انہوں نے پہلا جرمانہ 5 سو رکھا تھا۔ حکومت نے کہا ہے کہ اس کو اب 30 ہزار کر دیا جائے۔ میری اس میں ترمیم ہے کہ 30 ہزار کی بجائے 50 ہزار روپے کر دیا جائے۔ اسی کے اندر جو دوسری penalty ہے وہ 10 ہزار روپے سے بڑھا کر غالباً گورنمنٹ نے 40 ہزار کی ہے میری گزارش یہ ہے کہ اسے ایک لاکھ روپیہ کر دیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون و پارلیمانی امور! آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس مسئلے پر سٹینڈنگ کمیٹی میں بھی کافی بحث و تمحیص ہوئی ہے اور ڈیپارٹمنٹ نے بھی اس پر کافی غور و خوض کیا ہے اس کے بعد یہی مناسب سمجھا گیا ہے کہ یہ جو اضافہ ہے اس سے حالات کو کنٹرول کرنے میں آسانی ہو گی اور بہتری ہو گی۔ دوسرا یہ first time پر نہیں بلکہ third time پر اضافہ تجویز کیا گیا ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That Clause 11 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resources in proposed section 61 of the Principal Act for the word thirty occurring in line 6 the word "fifty" be substituted and the word "forty" occurring in line 9 the word "hundred" be substituted."

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill do stand part of Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill do stand part of Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill do stand part of Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration since there is no amendment in it, the question is:

“That Clause 15 of the Bill do stand part of Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill do stand part of Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill do stand part of Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill do stand part of Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill do stand part of Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill do stand part of Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration since there is no amendment in it, the question is:

"That the long title of the Bill do stand part of Bill.|"

(The motion was carried.)

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Factories (Amendment) Bill 2011 be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Factories (Amendment) Bill 2011 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Factories (Amendment) Bill 2011 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Minimum Wages (Amendment) Bill 2011. Minister for Law!

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 225(2) کے تحت
مسودہ قانون (ترمیم) کم از کم اجرت مصدرہ 2011 کے
تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah): Sir, I move:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 for continuance of the Minimum Wages (Amendment) Bill 2011."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the

Punjab 1997 for continuance of the Minimum Wages (Amendment) Bill 2011."

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! 18th Amendment کے بعد مرکز سے اختیارات صوبوں کو منتقل ہوئے ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اگر minimum wages پر کوئی کام کرنا بھی تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ اس کی technicalities کو دیکھیں۔ اس کی continuance کے لئے motion move ہوئی ہے۔ آپ صرف اس کی continuity پر بات کر سکتے ہیں اور کسی چیز پر آپ نے ترمیم دی ہوئی ہے۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! میں یہ کہنے والا ہوں کہ Minimum Wages Bill اگر حکومت لائی تھی تو چاہئے یہ تھا کہ صرف پاکستان کی جگہ پر پنجاب کے نام کی تبدیلی کے علاوہ، اس میں ہزاروں لاکھوں فیکٹری مزدور جو ہیں یا جو کسان مزدور ہیں ان کے بھی روزگار کا مسئلہ تھا اس لئے چاہئے یہ تھا کہ اس میں تفصیل کے ساتھ دیگر معاملات جن میں جو حقوق ان کو نہیں ملتے ان پر بھی کام کر لیا جاتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نولاٹیا صاحب! آپ ماشاء اللہ بڑے law knowing ہیں یہ صرف continuance کے لئے ہے۔ اس motion کی continuity پر کوئی اعتراض ہے تو Then you can oppose. otherwise یہ والی بات تو آپ کی amendment کے اندر آتی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! amendment تو جب Clause by Clause آئے گی تو اس پر میں بات کروں گا۔ اب میں بات یہ کر رہا ہوں کہ اگر حکومت نے یہ بل لانا تھا تو اس میں صرف ایک یا دو ترامیم کر دینے سے کیا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ میرا مطالبہ یہ ہے کہ جب حکومت Minimum Wages Bill کے اندر amendment لانا چاہتی تھی تو اس کو چاہئے یہ تھا کہ Minimum Wages صرف فیکٹریوں کے ہی نہیں ہوتے اس میں کسان مزدور بھی ہوتے ہیں، لائیو سٹاک مزدور بھی ہوتے ہیں اس کے علاوہ ریلوے سٹیشن پر جو لوگ کام کرتے ہیں ان کے حقوق بھی

ہوتے ہیں۔ میرا مطالبہ یہ ہے کہ وزیر قانون کو بل لانے سے پہلے اس کو ایک Select Committee کے ذریعے آراء کو سامنے لے لیتے تو زیادہ بہتر تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے محترم یہ continuity کے لئے ایک motion ہے۔آپ تو بالکل دوسری بات کر رہے ہیں۔تشریف رکھیں۔

The motion moved and the question is:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 for continuance of the Minimum Wages (Amendment) Bill 2011."

(The motion was carried.)

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون(ترمیم)کم از کم اجرت مصدرہ2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Minimum Wages (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resources be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Minimum Wages (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resources, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Minimum Wages (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resources, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is an amendment in it, the amendment is from: Lt.Col.(Retd) Muhammad Shabbir Awan. Raja Tariq Kiani, Mr Shahan Malik, Rana Munawar Hussain, Major(Retd)Abdul Rehman Rana, Rai Muhammad Shah Jahan Khan, Mr Qasim Zia, Dr Asad Muazzam, Syed Hassan Murtaza, Haji Muhammad Ishaq, Mrs Neelam Jabbar Chaudhary, Mr Qaiser Iqbal Sindhu, Mr Tanvir Ashraf Kaira, Mr Tariq Mehmood Sahi, Mr Asif Bashir Bhagat, Major(Retd)Zulfiqar Ali Gondal, Mr Tariq Mehmood Alloana, Mr Shah Jahan Ahmad Bhatti, Rai Muhammad Aslam Khan, Mr Amjad Ali Mayo, Mrs Rubina Shaheen Wattoo, Mr Muhammad Ashraf Khan Sohna, Syed Nazim Hussain Shah, Mr Ahmed Hussain Deharr, Malik Muhammad Abbas Raan, Dr Muhammad Akhtar Malik, Syed Ahmed Mujtaba Gillani, Mian Muhammad Shafiq Arain, Mr Muhammad Hafeez Akhtar Chaudhary, Mr Shahzad Saeed Cheema, Sardar Khalid Saleem Bhatti, Malik Nosher Khan Anjum Langriyal, Sardar Attar Hassan Khan Gorchani, Malik Bilal Ahmad Khar, Ch Ehsan-Ul-Haq Ahsan Nolatia, Mr Iftikhar Ali Khitran, Mr Shah Rukh Malik, Mr Muhammad Tariq Amin Hotiana, Mian Muhammad Ali Laleka, Ch Shaukat Mahmood Basra(Advocate), Col.(Retd)Naveed Iqbal Sajid, Mian Muhammad Aslam, Makhdoom Muhammad Irtaza, Engineer Javed Akbar Dhilloon, Mr Javed Hassan Gujjar, Syed Abdul Qadir Gillani, Mrs Nargis Faiz Malik, Ms Najmi Saleem, Ms Fouzia Behram, Mrs Sajida Mir, Ms Nargis Parveen Awan, Ms Safina Saima Khar, Dr

Amna Buttar, Ms Azma Zahid Bukhari, Ms Faiza Ahmed Malik, Miss Samina Naveed(advocate), Mr Pervez Rafique and Mr Tahir Naveed. Any mover may move it.

MAKHDOOM MUHAMMAD IRTAZA: I move:

> "That in Clause 7 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resources, in section 9, in the proposed new sub-section (4) of the Principal Ordinance, for the word "twenty", occurring in line 4, the word "fifty" be substituted."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 7 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resources, in section 9, in the proposed new sub-section (4) of the Principal Ordinance, for the word "twenty", occurring in line 4, the word "fifty" be substituted."

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس میں جو second time جرمانہ ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ اسے oppose کر رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں اسے accept کرتا ہوں چونکہ انہوں نے second time میں propose کیا ہے کہ بیس کی جگہ پچاس ہزار کر دیا جائے تو ٹھیک ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 7 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resources, in section 9, in the proposed new sub-section (4) of the Principal Ordinance, for the word "twenty", occurring in line 4, the word "fifty" be substituted.

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 7 of the Bill as amended do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Minimum Wages (Amendment) Bill 2011 as recommended with an amendment be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is

"That the Minimum Wages (Amendment) Bill 2011 as recommended with an amendment be passed."

The motion moved and the question is

"That the Minimum Wages (Amendment) Bill 2011 as recommended with an amendment be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill as amended is passed.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Injured Persons (Medical Aid)(Amendment) Bill 2011 (Bill No.12 of 2011). Minister for Law!

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 225(2) کے تحت مسودہ قانون (ترمیم) (طبی امداد) زخمی اشخاص مصدرہ 2011 کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the

Punjab 1997, for continuance of the Injured Persons (Medical Aid) (Amendment) Bill 2011)".

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Injured Persons (Medical Aid) (Amendment) Bill 2011)."

The motion moved and the question is:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Injured Persons (Medical Aid) (Amendment) Bill 2011)."

(The motion was carried.)

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون(ترمیم)(طبی امداد)زخمی اشخاص مصدرہ2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move

"That the Injured Persons (Medical Aid) (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Health, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is

"That the Injured Persons (Medical Aid) (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Health, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Injured Persons (Medical Aid) (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Health, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Injured Persons (Medical Aid) (Amendment) Bill 2011 be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Injured Persons (Medical Aid) (Amendment) Bill 2011 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Injured Persons (Medical Aid) (Amendment) Bill 2011 be passed."

(The motion was carried)

(The Bill is passed.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Powers of Attorney (Amendment) Bill 2011. Minister for Law!

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 225(2) کے تحت مسودہ قانون (ترمیم) مختار نامہ مصدرہ 2011 کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Powers of Attorney (Amendment) Bill 2011."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Powers of Attorney (Amendment) Bill 2011."

The motion moved and the question is:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Powers of Attorney (Amendment) Bill 2011."

(The motion was carried.)

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

مسودہ قانون(ترمیم)مختار نامہ مصدرہ2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That the Powers of Attorney (Amendment) Bill 2011 as recommended by the Standing Committee on Law & Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Powers of Attorney (Amendment) Bill 2011 as recommended by the Standing Committee on Law & Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> "That the Powers of Attorney (Amendment) Bill 2011 as recommended by the Standing Committee on Law & Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Powers of Attorney (Amendment) Bill 2011 be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Powers of Attorney (Amendment) Bill 2011 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Powers of Attorney (Amendment) Bill 2011 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!آج 20 Bills legislation کے لئے ایجنڈے پر تھے ان میں سے دس Bills کو ہم نے legislate کر لیا ہے۔اب میری خواہش ہے کہ rest of the business کو آپ کل تک کے لئے adjourn کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے اگر آپ باقی business take up کرنا چاہتے ہیں تو کر لیتے ہیں کیونکہ House میں کورم بھی موجود ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!اگر کورم موجود نہ ہوتا تو حزب اختلاف کی طرف سے اب تک دس مرتبہ point out ہو چکا ہوتا۔کورم موجود ہے لیکن یہ دو دن کا ایجنڈا تھا اس میں سے دس Bills آج legislate ہو گئے ہیں اور انشاءاللہ تعالیٰ باقی دس Bills کل ہو جائیں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں وزیر قانون کی بات کو verify کرنے کے لئے کورم کی نشاندہی کرتی ہوں کہ اس وقت ایوان میں کورم نہیں ہے۔وزیر قانون نے کہا ہے کہ ایوان میں کورم موجود ہے جبکہ کورم نہیں ہے۔اس کے باوجود اگر وزیر قانون چاہیں تو یہ legislation continue کر سکتے ہیں کیونکہ ہم یہاں بیٹھے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ وزیر قانون نے already کل کا کہہ دیا ہوا ہے۔چونکہ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو چکا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 22۔دسمبر2011 صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

802

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،22۔دسمبر2011

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات سماجی بہبود وترقی خواتین)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

مسودات قانون پر غور وخوض اوران کی منظوری

1۔ مسودہ قانون(ترمیم)ایڈمنسٹریٹر جنرلز،پنجاب 2011(مسودہ قانون نمبر15 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)ایڈمنسٹریٹر جنرلز پنجاب 2011 کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(2)225 کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)ایڈمنسٹریٹر جنرلز پنجاب 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے قانون وپارلیمانی امور نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)ایڈمنسٹریٹر جنرلز پنجاب 2011 منظور کیا جائے۔

803

2۔ مسودہ قانون(ترمیم)خیراتی ومذہبی اوقاف2011(مسودہ قانون نمبر22بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)خیراتی و مذہبی اوقاف 2011کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(2)225کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)خیراتی و مذہبی اوقاف2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ریونیو، ریلیف واشتمال نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)خیراتی و مذہبی اوقاف 2011منظور کیا جائے۔

3۔ مسودہ قانون(ترمیم)آثار قدیمہ2011(مسودہ قانون نمبر25بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)آثار قدیمہ 2011کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(2)225کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)آثار قدیمہ2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ثقافت و امور نوجواناں نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)آثار قدیمہ 2011منظور کیا جائے۔

4۔ مسودہ قانون عطائے مالکانہ حقوق قابض مزارعین ومقرر یداران پنجاب2011 (مسودہ قانون نمبر11بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون عطائے مالکانہ حقوق قابض مزارعین و مقرریداران پنجاب2011کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997کے قاعدہ (2)225کے تحت خصوصی حکم جاری کیاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون عطائے مالکانہ حقوق قابض مزارعین و مقرریداران پنجاب2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ریونیو، ریلیف واشتمال نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

804

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون عطائے مالکانہ حقوق قابض مزارعین و مقرریداران پنجاب2011منظور کیاجائے۔

5۔ مسودہ قانون(ترمیم)پروٹیکشن آف بریسٹ فیڈنگ اینڈ چائلڈ نیوٹریشن، پنجاب2011

(مسودہ قانون نمبر33بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پروٹیکشن آف بریسٹ فیڈنگ اینڈ چائلڈ نیوٹریشن، پنجاب2011کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997کے قاعدہ(2)225کے تحت خصوصی حکم جاری کیاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پروٹیکشن آف بریسٹ فیڈنگ اینڈ چائلڈ نیوٹریشن، پنجاب2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے صحت نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پروٹیکشن آف بریسٹ فیڈنگ اینڈ چائلڈ نیوٹریشن، پنجاب2011منظور کیاجائے۔

6۔ مسودہ قانون(ترمیم)(روزگار و بحالی)معذور افراد2011(مسودہ قانون نمبر26بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(روزگار و بحالی)معذورافراد2011کے تسلسل کے لئے قواعدانضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(2)225کے تحت خصوصی حکم جاری کیاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(روزگار و بحالی)معذور افراد 2011، جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے سماجی بہبود، ترقی نسواں اور بیت المال نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غورلایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(روزگار و بحالی)معذور افراد2011منظورکیاجائے۔

7۔ مسودہ قانون(ترمیم)دادرسی مختص2011(مسودہ قانون نمبر16بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)دادرسی مختص2011کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997کے قاعدہ(2)225کے تحت خصوصی حکم جاری کیاجائے۔

805

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گےکہ مسودہ قانون(ترمیم)داد رسی مختص2011، جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے قانون و پارلیمانی امور نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفورزیر غورلایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)داد رسی مختص 2011منظورکیاجائے۔

8۔ مسودہ قانون(ترمیم)متولیان سرکار2011(مسودہ قانون نمبر17بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)متولیان سرکار2011کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997کے قاعدہ(2)225کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گےکہ مسودہ قانون(ترمیم)متولیان سرکار2011، جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے قانون وپارلیمانی امورنے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفورزیر غورلایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)متولیان سرکار2011منظور کیا جائے۔

9۔ مسودہ قانون(ترمیم)ازالہ حیثیت عرفی2011(مسودہ قانون نمبر18بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)ازالہ حیثیت عرفی2011کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(2)225کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)ازالہ حیثیت عرفی 2011، جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے قانون وپارلیمانی امورنے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفورزیر غورلایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)ازالہ حیثیت عرفی 2011منظور کیا جائے۔

806

10۔ مسودہ قانون(ترمیم)(رجسٹریشن وکنٹرول)سماجی بہبود کی رضاکار تنظیمیں2011 (مسودہ قانون نمبر27بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(رجسٹریشن وکنٹرول)سماجی بہبود کی رضاکار تنظیمیں 2011کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997کے قاعدہ (2)225کے تحت خصوصی حکم جاری کیاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(رجسٹریشن وکنٹرول)سماجی بہبود کی رضاکار تنظیمیں 2011، جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے سماجی بہبود، ترقی نسواں اور بیت المال نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(رجسٹریشن وکنٹرول)سماجی بہبود کی رضاکار تنظیمیں 2011منظور کیاجائے۔

808

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیئسواں اجلاس

جمعرات،22۔دسمبر2011

(یوم الخمیس،26۔محرم الحرام1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 38 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالماجد نور نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

وَإِلَىٰ مَدۡيَنَ أَخَاهُمۡ شُعَيۡبًا ۗ قَالَ يَٰقَوۡمِ ٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ
مَا لَكُم مِّنۡ إِلَٰهٍ غَيۡرُهُۥ ۖ قَدۡ جَآءَتۡكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمۡ فَأَوۡفُواْ
ٱلۡكَيۡلَ وَٱلۡمِيزَانَ وَلَا تَبۡخَسُواْ ٱلنَّاسَ أَشۡيَآءَهُمۡ وَلَا تُفۡسِدُواْ
فِي ٱلۡأَرۡضِ بَعۡدَ إِصۡلَٰحِهَا ۚ ذَٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّكُمۡ إِن كُنتُم
مُّؤۡمِنِينَ ۝٨٥ وَلَا تَقۡعُدُواْ بِكُلِّ صِرَٰطٖ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ
عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ مَنۡ ءَامَنَ بِهِۦ وَتَبۡغُونَهَا عِوَجٗا ۚ وَٱذۡكُرُوٓاْ إِذۡ
كُنتُمۡ قَلِيلٗا فَكَثَّرَكُمۡ ۖ وَٱنظُرُواْ كَيۡفَ كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلۡمُفۡسِدِينَ ۝٨٦

سورۃ الأعراف 85تا86

اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ (تو) انہوں نے کہا کہ اے قوم! اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی آچکی ہے تو تم ماپ اور تول پوری کیا کرو اور لوگوں کو چیزیں کم نہ دیا کرو۔ اور زمین میں اصلاح کے بعد خرابی نہ کرو۔ اگر تم صاحب ایمان ہو تو سمجھ لو کہ یہ بات تمہارے حق میں بہتر ہے (85) اور ہر رستے پر مت بیٹھا کرو کہ جو شخص اللہ پر ایمان لاتا ہے اسے تم ڈراتے اور راہ اللہ سے روکتے اور اس میں کجی ڈھونڈتے ہو اور (اس

وقت کو) یاد کرو جب تم تھوڑے سے تھے تو اللہ نے تم کو جماعت کثیر کر دیا اور دیکھ لو کہ خرابی کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا(86)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اپنی رحمت کے سمندر میں اتر جانے دے
بے ٹھکانہ ہوں ازل سے مجھے گھر جانے دے
سوئے بطحا لئے جاتی ہے ہوائے بطحا
کوئے دنیا مجھے گمراہ نہ کر جانے دے
خواہش نفس بڑا ساتھ دیا ہے تیرا
اب جدھر میرے محمد ﷺ ہیں ادھر جانے دے
موت پر میری شہیدوں کو بھی رشک آئے گا
اپنے قدموں سے لپٹ کر مجھے مر جانے دے
روک رضواں نہ مظفر کو در جنت پر
یہ محمد کا ہے منظور نظر جانے دے

سوالات

(محکمہ جات سماجی بہبود و ترقی خواتین)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر سماجی بہبود و ترقی خواتین سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال زوبیہ رباب ملک کا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! On her behalf (معزز ممبر نے محترمہ زوبیہ رُباب ملک کے ایما پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: سوال کا نمبر پکاریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 3669 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کریں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سرگودھا میں جینڈر ایکشن پروگرام اور وومنز ڈویلپمنٹ پروگرام کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*3669: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سرگودھا میں سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران جینڈر ایکشن پروگرام اور وومنز ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت کتنی رقم سالانہ مختص یا فراہم کی گئی؟

(ب) ان دو سالوں کے دوران اس ضلع خاص کر پی پی۔28 میں ان پروگراموں کے تحت جو منصوبہ جات خواتین کی بہبود کے لئے مکمل کئے گئے ان کے نام اور تخمینہ لاگت بیان کریں؟

(ج) ان پروگراموں کے تحت ان سالوں کے دوران ضلع سرگودھا میں کتنی خواتین کو روزگار فراہم کیا گیا یا روزگار کی فراہمی میں مدد کی گئی؟

(د) کیا حکومت اس پروگرام کے تحت ضلع سرگودھا کو مزید فنڈز فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) یہ پروگرام چار مرحلوں پر مشتمل ہے اور چوتھے مرحلے میں مظفر گڑھ، لیہ، پاکپتن، رحیم یار خان، نارووال، سرگودھا، راجن پور، لودھراں شامل ہیں جیسا کہ ضلع سرگودھا چوتھے مرحلے میں شامل ہے اس ضلع کے یونٹ کے لئے ریکروٹمنٹ ابھی تکمیل کے مراحل میں ہے اشتہار کی نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔10-2009 کے مالی سال کے لئے جینڈر ریفارم ایکشن پلان نے ضلع سرگودھا کے لئے 13,17000 مختص کی ہے۔

(ب) اس ضلع کا یونٹ گریپ کا چوتھا مرحلہ 10-2009 میں ایکٹو ہونا ہے اس لئے ان دو سالوں کے دوران اس ضلع کے لئے گریپ کے فنڈ میں سے کوئی بجٹ مختص نہیں کیا گیا۔

(ج) اس ضلع کا یونٹ گریپ کا چوتھا مرحلہ 10-2009 میں ایکٹو ہونا ہے لہذا خواتین کی ترقی کے لئے اقدامات جینڈر سپورٹ یونٹ سرگودھا کے قیام کے بعد عمل میں آئیں گے۔

(د) GRAP کے تحت ضلع سرگودھا کے لئے ریکروٹمنٹ مکمل ہوتے ہی فنڈز مہیا کر دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس کے جز (ب) میں پوچھا گیا تھا کہ ان دو سالوں کے دوران اس ضلع خاص کر پی پی۔28 میں ان پروگراموں کے تحت جو منصوبہ جات خواتین کی بہبود کے لئے مکمل کئے گئے ان کے نام اور تخمینہ لاگت بیان کریں، اس میں یہ کہہ دیا گیا ہے کہ یہ GRAP پروگرام ہے۔اب GRAP کیا ہے اس کی وضاحت فرمادیں؟ دوسرا (د) میں کہا گیا ہے کہ GRAP کے تحت ضلع سرگودھا کے لئے ریکروٹمنٹ مکمل ہوتے ہی فنڈز مہیا کر دیئے جائیں گے۔ یہ دو سال پہلے کہا گیا تھا کہ فنڈز مہیا کر دیئے جائیں گے۔ میرا منسٹر صاحب سے سوال ہے کہ یہ وضاحت فرمادیں کہ GRAP کیا ہے اور 23 ماہ پہلے کہا تھا کہ فنڈز دے دیئے جائیں گے ان کی آج کی پوزیشن کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!GRAP(General Reform Action Plan) ہے جس میں ہماری خواتین کو مردوں کے ساتھ اس دور حاضر،اس بڑھتی ہوئی ترقی،دنیا کے ساتھ جدوجہد کرنا سکھانااور قومی دھارے میں شامل کرنا ہے جس کا آغاز وفاق کی طرف سے چاروں صوبوں پر implement کیا گیا تھا اب صرف صوبہ پنجاب میں تین سال کی extension دی گئی ہے۔یہ extension 2010 میں ہوئی تھی اور 2013 تک یہ پروگرام ہے۔ جیسا کہ ہمارے معزز ممبر نے پوچھا ہے بالکل اسی طرح تھا کہ 08-2007 اور 09-2008 میں اس کے لئے بجٹ میں کوئی رقم مختص نہیں کی گئی تھی لیکن انہوں نے ضلع سرگودھا میں موجودہ پوزیشن پوچھی ہے۔سال 10-2009 میں GRAP کے لئے کل 5 لاکھ 44 ہزار روپے،سال 11-2010 کے لئے 7 لاکھ 3 ہزار 786 روپے اور سال 12-2011 کے لئے 5 لاکھ 44 ہزار روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا:جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر:جی،ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا:جناب سپیکر!جز(ج) میں یہ سوال کیا گیا تھا کہ کتنی خواتین کو اس پروگرام کے تحت روزگار فراہم کیا گیا جیسا کہ پہلے سوال کیا گیا تھا کہ یہ پرانا جواب ہے تو بتایا جائے کہ اب تک کتنی خواتین کو روزگار فراہم کیا گیا ہے،اگر ان خواتین کو روزگار فراہم کیا گیا ہے وہ تو کس نوعیت کا ہے؟

جناب سپیکر:جی،منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!میں اپنی معزز ممبر کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ GRAP کے چارٹر میں خواتین کو روزگار فراہم کرنے کا کوئی پروگرام شامل نہیں ہے۔البتہ خواتین کو تکنیکی مہارت میں معاونت کی جاتی ہے تاکہ وہ معاشرے میں اپنا مقام حاصل کر سکیں اور ان کو روزگار کے مواقع فراہم کئے جا سکیں۔ان کو ہم تکنیکی لحاظ سے trained کرتے ہیں تاکہ وہ معاشرے میں اپنا روزگار خود تلاش کریں۔ہم ان کو روزگار کے مواقع فراہم کرنے کے حوالے سے تکنیکی مہارت دیتے ہیں نہ کہ براہ راست روزگار فراہم کرتے ہیں۔

جناب سپیکر:شکریہ۔اگلا سوال بھی محترمہ زوبیہ رباب ملک کا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!On her behalf(معزز ممبر نے محترمہ زوبیہ رُباب کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! آپ دو سوال کر چکے ہیں اب آپ سوال نہیں کر پائیں گے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: ٹھیک ہے۔ یہ سوال نمبر 4132 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی۔28 سرگودھا میں سماجی بہبود کے اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4132: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پی پی۔28 سرگودھا میں محکمہ سماجی بہبود کے کتنے ادارے کس کس جگہ چل رہے ہیں؟

(ب) ان اداروں کے سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے اخراجات اور آمدن بتائیں؟

(ج) ان اداروں میں کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی خالی ہیں؟

(د) اس حلقہ میں خواتین کی فلاح و بہبود کے اداروں کے نام بتائیں نیز ان اداروں میں خواتین کو کس کس ہنر کی تعلیم دی جاتی ہے؟

(ہ) حکومت اس حلقہ میں مزید کتنے ادارے بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سماجی بہبود کے مندرجہ ذیل پراجیکٹ پی پی۔28 میں چل رہے ہیں۔کمیونٹی ڈویلپمنٹ پراجیکٹ (CDP) بھیرہ

(ب) کمیونٹی ڈویلپمنٹ پراجیکٹ بھیرہ کا سال 08-2007 اور 09-2008 کا بجٹ اور خرچ مندرجہ ذیل ہے:۔

بجٹ		اخراجات	
2007-08	2008-09	2007-08	2008-09
415000/-	526000/-	367953/-	457701/-

(ج) کمیونٹی ڈویلپمنٹ پراجیکٹ بھیرہ میں مندرجہ ذیل اسامیاں خالی ہیں۔

نام اسامی	گریڈ	تعداد	دفتر
سپروائزر سوشل ویلفیئر	BS-09	01	ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر CDP بھیرہ
جونیئر کلرک	BS-07	01	ایضاً۔

(د) دستکاری سکول برائے خواتین مندرجہ ذیل NGOs کے ذریعے چلائے جاتے ہیں-تاہم اس حلقہ میں گورنمنٹ کا خواتین کی فلاح کے لئے کوئی ادارہ کام نہ کر رہا ہے:-

نام NGOs جو دستکاری سکول چلا رہی ہیں	جس ہنر میں تعلیم دی جاتی ہے
جناح ویلفیئر سوسائٹی پنڈی کوٹ، بھیرہ	سلائی کڑھائی، کٹنگ، Embroidery work
آئیڈیل پبلک ویلفیئر سوسائٹی پنڈی کوٹ	ایضاً۔
العزیز ویلفیئر سوسائٹی، بھیرہ	ایضاً۔

(ہ) فی الحال محکمہ سماجی بہبود کے ادارہ جات ضلعی سطح پر کام کر رہے ہیں-ایسی کوئی تجویز فی الحال نہ ہے کہ جس میں حلقہ کی بنیاد پر ادارے قائم کئے جائیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ب) میں پوچھا گیا ہے کہ سال 2007-08 اور سال 2008-09 کے اخراجات اور آمدن بتائیں۔ یہ تھوڑی سی وضاحت فرمادیں انہوں نے یہ کہہ دیا ہے کہ 2007-08 میں -/415,000 روپے کا بجٹ تھا، -/367,953 روپے خرچ کئے اور -/48,000 روپے بچ گئے۔ 2008-09 میں -/526,000 روپے بجٹ تھا، -/457,701 روپے خرچ ہوئے اور تقریباً -/70,000 روپے کی بچت ہو گئی ہے۔ پوچھا یہ گیا ہے کہ اس پراجیکٹ کی آمدن کیا ہے، یہ وضاحت فرمادیں کہ اس پراجیکٹ سے کوئی آمدن بھی آتی ہے یا نہیں؟ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ جو رقم انہوں نے بجٹ میں رکھی ہے یہ صرف تنخواہوں کی ہے جبکہ انہوں نے جواب یہ دیا ہے کہ یہاں پر گورنمنٹ کا کوئی ادارہ کام نہیں کر رہا ہے۔ پورے حلقے میں گورنمنٹ کا کوئی ادارہ کام نہیں کر رہا ہے جواب کے جز(د) میں ہے کہ دستکاری سکول برائے خواتین مندرجہ ذیل NGOs کے ذریعے چلائے جاتے ہیں تاہم اس حلقہ میں گورنمنٹ کا کوئی ادارہ خواتین کی فلاح کے لئے کام نہ کر رہا ہے۔ ادارہ بھی کوئی کام نہیں کر رہا ہے، بجٹ بھی مختص ہوتا ہے اور اخراجات بھی آ رہے ہیں۔ ذرا اس کی وضاحت فرمادیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! تمام ضلعوں میں ضلعی سطح پر ہمارے Gender specialists کام کر رہے ہیں، ان کے ساتھ assistants ہوتے ہیں اور ان کو DO سوشل ویلفیئر کے آفس میں تعینات کیا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ادارے آمدن کے لئے بنائے ہی نہیں گئے بلکہ یہ ادارے فلاح و بہبود کے لئے ہیں۔ یہ لوگوں کو تکنیکی مہارت فراہم کرنے کے حوالے سے ہیں اور خرچہ کرنے کے حوالے سے ہیں، خواتین میں شعور بیدار کر کے اُن کو معاشرے کا

اچھا شہری بنانے کے حوالے سے ہیں۔یہ ادارے ہم نے آمدن کے لئے تو بنائے ہی نہیں ہیں اس لئے آمدن کے حوالے سے جو سوال کیا گیا تھا تو آمدن تو آ ہی نہیں رہی ہے۔اس میں جو بجٹ رکھا گیا ہے وہ تنخواہوں کے لئے رکھا گیا ہے۔جیسا کہ NGOs کے حوالے سے بات ہو رہی ہے تو جہاں پر ہمارا اپنا ادارہ کام نہیں کرتا جیسے یہاں بھیرہ کی بات ہو رہی ہے تو ایسے حلقوں میں ہم NGOs کو support کرتے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ ادارہ بھی جو دستکاری سکول کی صورت میں وہاں پر چل رہا ہے یہ NGO کے ذریعے سے ہی چلایا جا رہا ہے۔ہم NGO کی معاونت کرتے ہیں تاکہ وہ احسن طریقے سے ان علاقوں میں ان فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور ان کی ترقی اور خوشحالی کے لئے کام کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! GRAP کا جو پروگرام ہے، جس طرح یہ NGOs سے مل کر کام کر رہے ہیں، کیا حکومت کا کوئی ایسا پروگرام ہے کہ GRAP کے پروگرام میں عوامی نمائندوں کی coordination یا supervision کو ضروری سمجھیں تاکہ چیزیں بہتر ہو سکیں اور ایسے تو پتا ہی نہیں کہ NGOs کیا کر رہی ہیں، کس طرح رقم کا استعمال کر رہی ہیں اور پیسا کہاں جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں تو منتخب نمائندگان کو دعوت دوں گا کہ ان حلقوں میں جہاں فلاحی کام ہوتے ہیں یہ اس میں دلچسپی لیں۔کیونکہ ان کی مشاورت سے بہتری آ سکتی ہے۔جب یہ اپنی involvement ظاہر کریں گے، اپنا ٹائم نکالیں گے تو اس میں بہتری آئے گی۔میں اپنے تمام معزز ممبران اسمبلی کو مدعو کروں گا کہ وہ ان فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔دوسری بات یہ ہے کہ جیسا کہ منڈا صاحب نے پوچھا کہ NGOs کیا کرتی ہیں، کہاں سے پیسا آتا ہے؟ ان کا ایک آڈٹ ہوتا ہے اور یہ اپنی Annual Audit Report دفتر ہذا میں جمع کرانے کی پابند ہوتی ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کوئی ایسی intimation، کوئی ایسی لکھی پڑھی بات ہونی چاہئے۔اس طرح اسمبلی کے floor پر کہہ دینا کہ آئیں! اگر وہ ہمیں پوچھیں گے ہی نہیں تو

ایم پی ایز، ایم این ایز اتنے فارغ تو نہیں ہوتے۔ان کے پاس کوئی ایسی تحریری یا کوئی پالیسی ہے جس سے عوامی نمائندوں کے ساتھ coordination ہو جائے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں میرا برملا یہ کہہ دینا اس بات کا ثبوت ہے کیونکہ میں ایوان میں بات کر رہا ہوں، on the floor of the House بات کر رہا ہوں اور اپنے محکمے کے behalf پر بات کر رہا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں تو لکھی پڑھی والی کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے تو اعلان کر دیا ہے اور تمام دوستوں کو دعوت دے رہا ہوں کہ اپنے اپنے علاقوں میں جہاں پر یہ فلاحی سنٹرز کام کر رہے ہیں آپ لوگ ان کے ساتھ مشاورت کریں اور آپ کی مشاورت ہی اس میں بہتری پیدا کرے گی۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! مجھے ایک خاتون کی NGO کے لئے تقریباً چار سال کوشش کرتے ہوئے ہو گئے ہیں کہ فلاحی ادارہ بنائیں اور وہ خاتون دستکاری کا ادارہ کھولنا چاہتی ہیں لیکن آج تک ہم کوئی فلاحی ادارہ نہیں بنا سکے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ بنا دیں گے حالانکہ ہمیں اس کے لئے نہ کوئی مالی مدد درکار ہے کیونکہ مشینیں وغیرہ مزید سب کچھ ہم نے ان کو provide کر کے دیا ہے لیکن ہم آج تک اس ادارہ کو کھولنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔

جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف آج یہاں ہاؤس میں اس بات کا وعدہ کریں گے کہ میں واپس جا کر پھر کوشش کروں تو اس میں کامیاب ہو جاؤں گی کیونکہ مجھے تو چار سال کوشش کرتے ہو گئے ہیں اور ہم نے تو ان سے کوئی تنخواہ بھی نہیں مانگی لیکن ہم اپنے اس کام میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ مجھے آج یہ سن کر بہت افسوس ہوا ہے کہ وہ کہتے ہیں اس کی کوشش کر رہے ہیں لیکن جو لوگ اس میں کوشش کر رہے ہیں وہ بھی بالکل ناکام ہیں اور گورنمنٹ کے ادارے نے ان کی کسی قسم کی مدد نہیں کی۔ اگر اس وجہ سے نہیں کی کہ میں پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتی ہوں تو اور بات ہے لیکن وہ لڑکی تو کسی ادارے سے تعلق نہیں رکھتی اور وہ صرف دستکاری ادارہ کھولنا چاہتی ہے تو میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا criteria ہے، کیا کوئی پارٹی کا criteria ہے کیونکہ میں تو اسی حل پر پہنچی ہوں اور مجھے ان کی باتیں سن

کر بہت افسوس ہے۔ مجھے یہ criteria بتائیں کہ کیا اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے لوگ یہ ادارےopen نہیں کروا سکتے ؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ NGOs کا کسی بھی سیاسی پارٹی سے تعلق نہیں ہوتا یہ فلاحی ادارے ہیں جو لوگوں کی خدمت کے لئے کام کرتے ہیں لیکن اپنی معزز ممبر کی خدمت میں آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ان کی NGO نہیں بن سکی یا run نہیں کر سکی تو ان کی NGO کے work میں کوئی خامی ہو گی کیونکہ یہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا کام آپ کی NGOs کو رجسٹرڈ کرنا ہے اور کام تو آپ نے field میں کرنا ہے اگر آپ کام کر کے دکھائیں گے تو ہم آپ کو support کریں گے۔ جو لوگ کام کرتے ہیں حکومت ان کو support کرتی ہے۔ NGOs تو ہزاروں کی تعداد میں رجسٹرڈ ہیں لیکن ہر NGO کام نہیں کرتی اور جو کام کرے گی ہم ان کا بالکل ساتھ دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، as a special case آپ ان کا کیس ضرور دیکھیں اور مجھے بھی بتائیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے، سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 5214 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

اجتماعی شادیوں کے لئے فنڈز و دیگر تفصیلات

*5214: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا حکومت نے اجتماعی شادیوں کے لئے کوئی فنڈ مخصوص کر رکھا ہے اگر ہاں تو کتنا؟

(ب) کیا حکومت دیہاتوں میں بھی اجتماعی شادیاں کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) اجتماعی شادیوں کے لئے جو غریب لوگ استفادہ کرنا چاہیں ان کے لئے طریق کار کیا ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) حکومت پنجاب نے اجتماعی شادیوں کے لئے کوئی فنڈ مخصوص نہ کر رکھا ہے۔

(ب) حکومت پنجاب کا اجتماعی شادیوں کا اس ضمن میں کوئی ارادہ نہ ہے۔

(ج) جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے کہ حکومت پنجاب نے اس ضمن میں کوئی فنڈ مختص کیا ہے اور نہ ہی کوئی ارادہ ہے لہذا اس کا جواب ممکن نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے اس سوال کے جواب میں کہا ہے کہ اجتماعی شادیوں کے لئے کوئی فنڈز مختص نہیں کئے گئے تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ہماری بہت ساری غریب بچیوں کے جہیز نہ ہونے کی وجہ سے عمریں گزر جاتی ہیں تو کیا حکومت یہ خیال کرتی ہے کہ ان غریبوں کو اس سلسلے میں کوئی مدد کی ضرورت نہیں ہے اور اس کے لئے فنڈز کیوں مختص نہیں کئے گئے؟ دوسری بات یہ ہے کہ یہاں پر ہم اپنے جلسے اور جلوسوں کے لئے بہت سارے ایسے فنڈز رکھ دیتے ہیں جن کا عملاً کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور وہ اپنے ہی فلاح و بہبود کے لئے استعمال ہوتے ہیں لیکن غریبوں کا یہاں پر کوئی پُرسان حال نہیں ہے۔ مجھے مہربانی کر کے بتائیں کہ کیا آئندہ یہ اجتماعی شادیوں کے لئے فنڈز رکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وہ پوچھ رہی ہیں کہ کیا آئندہ اجتماعی شادیوں کے لئے فنڈز رکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! ماضی میں سابقا گورنر خالد مقبول صاحب نے اجتماعی شادیوں کا سلسلہ شروع کیا تھا لیکن وہ مخیر حضرات کی مدد کے ساتھ تھا اور اس میں گورنمنٹ کا کوئی پیسا involve نہیں ہوتا۔ ہاں میں یہاں پر یہ باور کروا دیتا ہوں کہ وفاقی وزیر میاں منظور وٹو صاحب کی بیٹی محترمہ روبینہ شاہین وٹو نے اپنی ایک NGO بنائی ہوئی تھی اور وہ ہر سال حکومت پنجاب سے پچھلے دور میں ڈیڑھ سے دو کروڑ روپے اجتماعی شادیوں کے لئے لیتی تھی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر بھی NGOs کی بات ہی ہے کہ NGOs کے ذریعے پچھلی حکومت نے یہ شادیوں کا سسلسلہ شروع کروایا تھا لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ اس طرح کا طریق کار وضع کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ یہاں پر بہت سارے مخیر حضرات ایسے ہیں جو لوگوں کی شادیاں کروا رہے ہیں اور اس سلسلے میں بہت ساری NGOs کام کر رہی ہیں ہمیں ان کو توانا کرنے کی ضرورت ہے۔ حکومت پنجاب اس چیز کے لئے کوئی ایسی رقم مختص کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی اور حکومت سمجھتی ہے کہ ماضی میں بھی جو رقمیں دی گئی ہیں ان میں بڑی خُورد بُرد ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی،اگلا ضمنی سوال؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہوں گی کہ بیت المال کے ذریعے فی کس 25ہزار روپیہ دیا جاتا تھا۔اس میں یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ اگر NGOs "directly" کو دے دیتے ہیں تو یہ خود کیوں نہیں initiative لیتے، خود ان کو غریبوں کا کوئی احساس نہیں ہے اور انہوں نے کیا صرف اپنے جلسے اور جلوسوں کے لئے یہ فنڈ رکھا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر!ابھی انہوں نے خود ہی مانا ہے کہ حکومت پنجاب کا جو بیت المال کا ادارہ ہے وہ ابھی بھی غریب اور نادار بچیوں کے جہیز کے لئے 25ہزار روپیہ فی کس فنڈز دیتے ہیں،وہ cheques بنتے ہیں اور آج بھی بن رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی دوسری رائے والی بات نہیں ہے لیکن یہ جلسے جلوسوں کی بات کرتی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ جتنا پیسا پچھلے دور میں ضائع ہوا یعنی ان کے دور میں ہوا،اس کی مثال کہیں نہیں ملتی جو پیسا اشتہار بازی اور جلسے جلوسوں کی نذر ہو گیا،سائیکل کے پنکچر لگانے کی صورت میں ہو گیا تو اس میں، میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے سائیکل کو پنکچر لگانے کے لئے لاکھوں روپیہ خرچ کر دیا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میری آپ سے request ہے کہ محترم منسٹر صاحب نے ابھی خود ہی غلط statement دی ہے کہ ہم کوئی ارادہ رکھتے ہیں اور نہ ہی دیتے ہیں۔اب یہ کہہ رہے ہیں کہ ہاں جی ہم اس مد میں 25ہزار روپیہ دیتے ہیں یہ پہلے خود تو clear ہو جائیں کہ کیا کرتے ہیں کیا نہیں کرتے،ان کو اپنا نہیں پتا تو غریبوں کا کیا پتا ہو گا؟

جناب سپیکر: نہیں،انہوں نے دوسری مد کی بات کی ہے۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! جیسے انہوں نے دو دو کروڑ روپے منظور وٹو کی بیٹی کی NGO کو دیئے تو ہم اس طرح کسی NGO کو نہیں دیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: جی،اب آپ اس کو چھوڑ دیں۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! ہم خود 25ہزار روپیہ کا چیک دیں گے، ہم دیکھیں گے، ہمارا نمائندہ جائے گا کہ کہاں پر شادی ہوئی ہے، کون مستحق ہے اور پوری جانچ پڑتال کے بعد اس کا چیک جاری کر دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، آپ آڈٹ کروا سکتے ہیں آپ کے پاس اختیار ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں۔ آپ کے پاس اختیار ہے اگر کسی نے ایسا غلط کیا ہے تو آپ آڈٹ کروا سکتے ہیں۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! پچھلے دور میں ہوا ہے اور اس کو انہوں نے proof کیا ہوا ہے۔ ہم نے ابھی تک فنڈز کسی کو نہیں دیئے جب دیں گے تو اس کا آڈٹ بھی کروائیں گے میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے دور میں ایسے کام کئے گئے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کیا کر رہی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ابھی بھی ہو رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ان کو بات کرنے دیں، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!۔۔۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اگر سوال کرنا ہے تو سوال کریں اگر یہ جلسے جلوسوں کی بات کریں گی تو پھر ہم بھی کہیں گے کہ پڑھے لکھے پنجاب کو انہوں نے ان پڑھ بنا دیا ہے اور سارا پیسا انہوں نے اپنی اشتہار بازی اور اپنی پبلیسٹی پر لگا دیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، آپ اس بات کو چھوڑیں۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! جب یہ بات کریں گے تو ہم بھی بات کریں گے یہ کیسا سوال ہے یہ باتیں کرتی ہیں کہ ہم جلسے جلوسوں پر پیسا لگا رہے ہیں اگر پیسا لگاتے ہیں تو اپنا پیسا لگاتے ہیں ان کا اس میں کیا جاتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ زیادتی کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں جن کو میں نے floor دیا ہے ان کو بات کرنے دیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! بہت ہی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ۔۔۔۔

جناب سپیکر: ذرا تحمل سے بات کریں اور اپنے سوال پر relevant ہو جائیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہ رہی ہوں کہ منسٹر صاحب خود بھی clear نہیں ہیں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں، پہلے کہتے ہیں کہ اس کی مد میں نہیں رکھا گیا پھر کہتے ہیں کہ اس کی مد میں رکھا گیا ہے، یہ میں نے ان کو بتایا ہے کہ اس مد میں 25 ہزار روپیہ دیا جاتا ہے ان کو تو اس بات کا بھی علم نہیں تھا اور ان کی information کا یہ حال ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں آپ کو بتا دوں کہ انہوں نے بڑے دعوے سے کہا ہے اب یہ کچھ نہیں ہو رہا تو میں آپ کو بتا دوں کہ جو مریم نواز شریف صاحبہ کے ایماء پر۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ اس سوال پر آنا چاہتی ہیں یا نہیں؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ بتایا جائے کہ مریم نواز شریف۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی کریں یا پھر میں اس کا ٹائم ختم کر دوں۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں نے ایک سیدھی سی بات کی ہے کہ NGO کے ذریعے ہم نہیں دے رہے ہم اپنے محکمہ بیت المال کے ذریعے مستحق بچیوں کو یہ فنڈز دیتے ہیں جن کی شادی ہوتی ہے ان کے لئے 25 ہزار روپے کی رقم مختص کی ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، کرنل صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! جب منسٹر صاحب کے نالج میں یہ بات آئی کہ پچھلی حکومت کے دور میں رقم خُورد بُرد ہوئی تو یہ پچھلی حکومت کی بات نہیں ہے۔ This is public money جب ان کے علم میں آ گیا ہے کہ خُورد بُرد ہوئی ہے تو انہوں نے انکوائری کے آرڈر کیوں نہیں کئے؟

جناب سپیکر: جی، میں نے ان کو یہ پہلے کہہ دیا ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! انہیں کہیں کہ یہ انکوائری کے آرڈر کریں۔

جناب سپیکر: جی، وہ آرڈر کریں گے۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اب میں آپ کی بات نہیں سنتا، آپ کی مہربانی۔ آپ چھوڑ دیں، جی! اب اگلا سوال انجینئر قمرالاسلام راجہ صاحب کا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! .On his behalf (معزز ممبر نے انجنیئر قمرالاسلام راجہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: وہ خود آ رہے تھے؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! وہ کمیٹی کی میٹنگ میں گئے ہیں۔

جناب سپیکر: اچھا! سوال نمبر بولئے گا۔

جناب شیر علی خان: سوال نمبر 5300 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں خواتین کے لئے شیلٹر ہومز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5300: انجینئر قمرالاسلام راجہ: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ بھر میں خواتین کے لئے کل کتنے شیلٹر ہومز کام کر رہے ہیں، کیا ایسا کوئی ضلع موجود ہے جہاں کوئی شیلٹر ہوم قائم نہیں ہوا اور اس کی کیا وجہ ہے؟

(ب) سال 10-2009 ترقی خواتین کے مختلف ترقیاتی منصوبوں کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی ہے اور کیا یہ پچھلے سال کی مختص کردہ رقم سے زیادہ ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام صوبہ بھر میں خواتین کے لئے کل 34 شیلٹر ہومز کام کر رہے ہیں جو کہ ضلعی ہیڈ کوارٹرز پر واقع ہیں۔ اس وقت پنجاب میں دو اضلاع ننکانہ صاحب اور چنیوٹ ایسے اضلاع ہیں جن میں فی الحال شیلٹر ہوم کام نہ کر رہے ہیں۔ چونکہ یہ اضلاع نئے

قائم ہوئے ہیں اس لئے ان اضلاع میں فی الحال شیلٹر ہومز نہ قائم ہوئے ہیں امید کی جاتی ہے کہ اگلے مالی سال میں ان اضلاع میں بھی شیلٹر ہوم قائم کر دیئے جائیں گے۔

(ب) سال10-2009 کے دوران ترقی خواتین کے لئے محکمہ کو کل 410 ملین کی رقم مختص کی گئی ہے جو کہ پچھلے مالی سال کے 150 ملین سے زیادہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اس سوال کا جواب 20۔جون 2010 کو موصول ہوا ہے اور اس میں کہا گیا ہے کہ دو اضلاع ننکانہ صاحب اور چنیوٹ ایسے اضلاع ہیں جن میں فی الحال شیلٹر ہوم کام نہ کر رہے ہیں۔ اگلے مالی سال میں ان اضلاع میں بھی shelter homes قائم کر دیئے جائیں گے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا 11-2010 میں یہ shelter homes قائم کر دیئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! 34 اضلاع میں shelter homes قائم کئے جا چکے تھے اور دو اضلاع جن میں ننکانہ صاحب اور چنیوٹ ہیں ان کو بعد میں اضلاع کا درجہ دیا گیا، ان کے لئے رقم مختص کر دی گئی ہے اور 150 ملین کی رقم سے چنیوٹ میں کام شروع ہو چکا ہے۔ اس کے بعد جیسے ہی رقم آئے گی تو ہم ننکانہ صاحب پر بھی کام شروع کر دیں گے۔

جناب سپیکر: ننکانہ صاحب کا اس میں کیا قصور ہے؟

جناب شیر علی خان: جناب والا! انہوں نے جواب میں تو لکھا ہے کہ اگلے مالی سال میں کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: یہ پرانا جواب ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ سوال میں 11-2010 کا ذکر ہے اور وزیر موصوف 12-2011 کا ذکر کر رہے ہیں تو انہوں نے 11-2010 میں کیوں نہیں بنایا؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب والا! 11-2010 کا بجٹ سیلاب آنے کی وجہ سے وہاں پر نہ لگ سکا اور بجٹ کا زیادہ تر حصہ سیلاب کی نذر ہو گیا اس لئے 12-2011 میں ہم نے اس کے لئے رقم مختص کر دی ہے۔

جناب سپیکر: ہم آپ سے کہہ رہے ہیں کہ ننکانہ صاحب کے لئے بھی مہربانی کر دیں۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):جناب والا! ننکانہ صاحب کے لئے بھی PC-I تیار ہو رہا ہے جیسے ہی اس کی منظوری ہو گی وہاں پر کام شروع کروا دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی: ضمنی سوال؟

جناب سپیکر: میں نے آپ کی بات کر لی ہے۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب والا! ایک سوال اسی سے related ہے۔ ننکانہ صاحب ضلع تو 2005 میں قائم ہوا تھا اب نیا تو نہیں ہے بلکہ کافی دیر سے بن چکا ہے۔ جز(ب) میں کہا گیا ہے کہ محکمہ نے 10-2009 میں 34 اضلاع کے وومن سنٹرز کے لئے 410 ملین کی رقم مختص کی تھی، اس میں سے اس سال actual کتنی رقم خرچ کی گئی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل): جناب والا! اس کی تفصیل سوال میں تو مانگی نہیں گئی ہے اس کے لئے یہ fresh question کریں ہم ان کو جواب دے دیں گے۔

جناب سپیکر: اس کے لئے fresh question کریں۔ اگلا سوال محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: on her behalf سوال نمبر 5367 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز خاتون ممبر نے محترمہ نسیم لودھی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وومن ڈویلپمنٹ سنٹر ماڈل ٹاؤن لاہور کے توسیع منصوبہ کی تفصیلات

*5365: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وومن ڈویلپمنٹ سنٹر ماڈل ٹاؤن لاہور میں توسیع کا منصوبہ چار سالوں میں مکمل ہو گا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وومن ڈویلپمنٹ سنٹر ماڈل ٹاؤن لاہور میں توسیع کا منصوبہ چار کنال رقبے پر قصر بہبود سے ملحقہ پلاٹ پر شروع کیا جا رہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وومن ڈویلپمنٹ سنٹر ماڈل ٹاؤن لاہور میں خواتین کی تفریح کے لئے ڈسپلے سنٹر بنایا جائے گا؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) وومن ڈویلپمنٹ سنٹر ماڈل ٹاؤن میں توسیع کا منصوبہ مالی سال 07-2006 میں شروع کیا گیا تھا جو کہ جون 2011 میں مکمل ہو گا۔

(ب) وومن ڈویلپمنٹ سنٹر کے توسیعی منصوبہ کے لئے نئی بلڈنگ کی تعمیر موجودہ بلڈنگ کے ساتھ ملحقہ پلاٹ پر زیر تعمیر ہے۔

(ج) وومن ڈویلپمنٹ سنٹر میں خواتین کی تیار کردہ مصنوعات کے لئے ڈسپلے سنٹر قائم کیا جائے گا۔ تاہم خواتین کی تفریح کے لئے کسی ڈسپلے سنٹر کا قیام زیر غور نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب والا! جز (ج) میں وومن ڈویلپمنٹ سنٹر خواتین کی تیار کردہ مصنوعات کے لئے بنایا گیا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا ان Display Centres میں یہ خواتین مصنوعات بیچ کر اپنے گھر کا گزارا کر سکیں گی؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب والا! معزز ممبر سے گزارش ہے کہ یہ اپنا سوال دوبارہ کریں۔

جناب سپیکر: ان کے سوال کی اکیلے ان کو ہی سمجھ آئی ہے اور کسی کو نہیں آئی۔ میں نے آپ سے پہلے بھی کہا ہے کہ آپ اپنا ضمنی سوال آرام سے کریں۔ دوسری میری آپ سے یہ گزارش بھی ہے کہ آپ خود اپنے سوال کے لئے محنت کیا کریں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب والا! میں نے خود ہی محنت کی ہے۔ اگر وہ خود تشریف نہ لائیں تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟

جناب سپیکر: جی، آپ فرمائیں!

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ انہوں نے جواب میں بتایا ہے کہ خواتین کے لئے Display Centres قائم کئے جائیں گے۔ بنیادی طور پر یہ خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے کام کیا

جارہاہے۔کیاان خواتین کوان Display Centres میں اپنی مصنوعات کو بیچنے کی اجازت ہو گی جس سے وہ اپنا گزراوقات کر سکیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! ہماری معزز ممبر کا سوال ہے کہ وومن ڈویلپمنٹ سنٹرز کے Display Centres سے جو آمدن ہو گی کیا اس سے ان کا گزارہ ہو گا؟ جو چیزیں، جو products ہم اپنے ان اداروں میں خواتین سے ہی تیار کرواتے ہیں۔ چاہے وہ سلائی کڑھائی کا معاملہ ہو، چاہے وہ ایمبرائڈری اور چاہے وہ کینڈل میکنگ سے متعلقہ ہو وہ جو کچھ بھی بنا کر وہاں پر لاتی ہیں تو ان کو اس کا معاوضہ دیا جاتا ہے اور اسی معاوضے کی بنیاد پر وہ گزر بسر کر رہی ہیں اور اپنے بچوں کا پیٹ پال رہی ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کی طرف سے ہے۔

جناب عبدالوحید چودھری: on his behalf سوال نمبر 5507 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بے سہارا بزرگ شہریوں کے لئے بنائے گئے اداروں کی تفصیلات

*5507: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بے سہارا بزرگ شہریوں کے لئے محکمہ نے تین ادارے لاہور، ملتان اور راولپنڈی میں قائم کئے ہیں؟

(ب) کیا مذکورہ اداروں میں داخلے کی کوئی شرائط ہیں اگر ہاں تو وہ کیا ہیں اور داخلے کا طریق کار کیا ہے؟

(ج) کیا حکومت حافظ آباد، اوکاڑہ، قصور، گجرات اور جہلم میں ایسے ادارے قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) مذکورہ اداروں میں داخلہ کے لئے ایسے تمام بے سہارا بزرگ افراد جن کی عمر60 سال سے زائد ہو اور وہ کسی چھوتی مرض میں مبتلا نہ ہو داخلہ کے اہل ہیں۔ان کے داخلہ کے لئے طریق کار انتہائی سادہ ہے۔ایسے تمام بزرگ ادارہ ہذا کی انچارج کو درخواست دے کر داخلہ لے سکتے ہیں۔

(ج) فی الحال ایسا کوئی ارادہ زیر غور نہ ہے۔تاہم جیسے ہی ان سہولیات کو دیگر شہروں میں فراہم کرنے کا کوئی منصوبہ بنایا جائے گا تو اس میں ضلع حافظ آباد، اوکاڑہ، قصور، گجرات اور جہلم کو بھی شامل کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب عبدالوحید چودھری: جناب والا! جز(ب) میں داخلے کی شرائط کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے۔ کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ لاہور، ملتان اور راولپنڈی میں کتنے بزرگ افراد داخل ہیں اور ان اداروں کی capacity کتنی ہے؟

جناب سپیکر: کیا یہ fresh question نہیں بنتا؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب والا! اس سوال میں ان اضلاع کا ذکر ہی نہیں ہے لہذا ان اضلاع کی بابت میں correct answer کیسے دے سکتا ہوں؟ اس کے لئے یہ fresh question دیں ہم اس کا جواب provide کر دیں گے۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب والا! جواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ لاہور اور ملتان میں سنٹرز قائم ہیں اور اگر کوئی شخص simple application دے تو اس کو داخلہ مل سکتا ہے۔اب ان کو اتنا تو معلوم ہونا چاہئے کہ وہاں پر کتنے افراد اس وقت داخل ہیں اور ان کی capacity کیا ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب والا! لاہور میں 30 بزرگ اس وقت تک داخل ہیں۔اسی طرح ملتان میں اس وقت تک 12 افراد موجود ہیں اور راولپنڈی میں 18 افراد داخل ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی چودھری اسداللہ صاحب کا ہے۔

محترمہ انجم صفدر: On his behalf سوال نمبر 5508 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز خاتون ممبر نے چودھری محمد اسداللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع حافظ آباد میں لاوارث، گم شدہ بچوں بچیوں کی بازیابی اور بحالی کے لئے اٹھائے گئے اقدامات

*5508: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ کے ضلع حافظ آباد میں لاوارث، گھر سے بھاگے ہوئے، گم شدہ بچوں / بچیوں کی بازیابی اور بحالی کے لئے کتنے ادارے کام کر رہے ہیں؟

(ب) کیا محکمہ مذکورہ ضلع میں گداگری کی لعنت کے خاتمے کے لئے کوئی عملی اقدامات اٹھا رہا ہے اگر ہاں تو وہ کیا ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ کے زیر انتظام ضلع حافظ آباد میں لاوارث اور گھر سے بھاگے ہوئے بچوں کے لئے کوئی ادارہ کام نہ کر رہا ہے۔

(ب) بچوں میں گداگری کے خاتمے کے لئے حکومت نے چائلڈ پروٹیکشن بیورو قائم کر دیا ہے جو محکمہ داخلہ کے زیر انتظام ہے۔تاہم بالغ افراد میں گداگری کے خاتمے کے لئے محکمہ فی الحال لاہور میں ایک ویلفیئر ہوم قائم کر رہا ہے جس پر تعمیر کا آغاز مالی سال 11-2010 ہو جائے گا۔ اس منصوبے کی کامیابی کے بعد دیگر اضلاع میں بھی ایسے ویلفیئر ہوم قائم کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ انجم صفدر: جناب والا! جز (ب) میں انہوں نے بتایا ہے کہ فی الحال لاہور میں ایک ویلفیئر ہوم قائم ہو رہا ہے جس کی تعمیر کا آغاز مالی سال 11–2010 میں ہو جائے گا۔اس منصوبے کی کامیابی کے بعد دیگر اضلاع میں بھی ویلفیئر ہوم قائم کئے جائیں گے۔اس سوال کا جواب آیا ہے 8۔دسمبر 2011 کو جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ 2010 میں تعمیر کا آغاز ہو جائے گا۔ میں وزیر موصوف سے صرف اتنا پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا کام کا آغاز ہو چکا ہے اور اگر ہو چکا ہے تو کتنا کام مکمل ہو چکا ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب والا! ٹوٹل 72 ملین کا تخمینہ ہے اور 15 ملین روپے کی رقم سے کام شروع ہو چکا ہے۔اس کے فوراً بعد ہم اس کی دوسری قسط وہاں پر بھیجیں گے اور 72 ملین روپے سے اس پراجیکٹ کو مکمل کریں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب انجینئر قمرالاسلام راجہ صاحب!

جناب شیر علی خان: on his behalf سوال نمبر 5660 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے انجینئر قمرالاسلام راجہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

صوبہ میں بھکاری اور لاوارث بچوں کی تعداد میں اضافہ و دیگر تفصیلات

*5660: انجنیئر قمرالاسلام راجہ: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں بھکاری اور لاوارث بچوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے اگر یہ درست ہے تو چائلڈ پروٹیکشن بیورو کا اس سلسلے میں کیا کردار ہے؟

(ب) چائلڈ پروٹیکشن کے لئے صوبہ میں کل کتنے بیورو کام کر رہے ہیں یہ کہاں کہاں واقع ہیں اور ان میں سے ہر ایک میں کتنے بچوں کی گنجائش ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) یہ درست نہیں ہے بلکہ بیورو کے کام کرنے کی وجہ سے بھکاری اور لاوارث بچوں کی تعداد میں نمایاں کمی واقع ہوئی ہے۔

(ب) چائلڈ پروٹیکشن کے لئے صوبہ میں لاہور سمیت پانچ دفاتر (گوجرانوالہ، ملتان، فیصل آباد، راولپنڈی اور لاہور) کام کر رہے ہیں۔لاہور میں 500 بچوں کی اور باقی ہر ایک میں 100 بچوں کی گنجائش ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب شیر علی خان: جناب والا! انہوں نے اس سوال کا جو جواب دیا ہے اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ: "یہ درست نہیں ہے بلکہ بیورو کے کام کرنے کی وجہ سے بھکاری اور لاوارث بچوں کی تعداد میں نمایاں کمی واقع ہوئی ہے" لیکن انہوں نے اس بارے میں کوئی statistics نہیں دی اور صرف یہ کہہ دیا ہے کہ کمی واقع ہوئی ہے اور انہوں نے بتایا ہے کہ لاہور میں 500 بچوں کی اور باقی چار اضلاع میں 100 بچوں کی گنجائش ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ 900 بچے اس میں موجود ہیں۔ سڑکوں پر جو اتنے زیادہ بھکاری بچے نظر آتے ہیں اس سے میرے خیال میں تو کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ اگر یہ اس بارے میں statistics دے دیتے تو زیادہ بہتر تھا۔

جناب سپیکر: پھر آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

جناب شیر علی خان: سوال یہ ہے کہ اس کے statistics کیا ہیں؟ کیونکہ یہ کہتے ہیں کہ اس میں کمی واقع ہوئی ہے ان کے پاس اس بارے میں statistics ہیں جو ان کے اس جواب کو substantiate کریں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سوال چائلڈ پروٹیکشن بیورو سے related ہے جو محکمہ داخلہ سے ملحق ہے، ہمارے محکمے سے متعلقہ نہیں ہے اس لئے اس کے correct figures لینے کے لئے جب یہ سوال محکمہ داخلہ کے ذریعے سے آئے گا تو پھر معلوم ہو گا لہذا میری جناب سے یہ گزارش ہے کہ اس سوال کو pending کر دیا جائے تاکہ اس کے صحیح figures لئے جا سکیں۔

جناب سپیکر: سوال pending نہیں ہو سکتا۔ آپ اس سوال کا جواب لے کر ان کو بتا دیں۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب والا! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: سوال نمبر 6009۔ Answer may be taken as read.

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

رجسٹرڈ سماجی تنظیموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6009: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ سماجی بہبود سے رجسٹرڈ سماجی تنظیموں کی کل تعداد کتنی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ تنظیمیں حکومت پنجاب سے فنڈز لیتی ہیں، اگر ہاں تو یہ فنڈز کن محکموں سے دیئے جاتے ہیں؟

(ج) حکومت پنجاب سے فنڈز لینے والی کل کتنی تنظیمیں ہیں، سال 2008-09 اور 2009-10 کے دوران ان کو کل کتنے فنڈز فراہم کئے گئے؟

(د) کیا مذکورہ تنظیموں کے لئے ضروری ہے کہ وہ آڈٹ کروائیں اگر ہاں تو آڈٹ کتنے عرصے بعد کروانا لازم ہوتا ہے نیز وہ تنظیمیں جو آڈٹ نہ کروائیں ان کے خلاف کوئی کارروائی ہوتی ہے، اگر ہاں تو کیا نہیں تو کیوں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سماجی بہبود سے رجسٹرڈ تنظیموں کی کل تعداد 6819 ہے۔

(ب) محکمہ سماجی بہبود سے یہ تنظیمیں کوئی فنڈز نہ لیتی ہیں۔

(ج) چونکہ محکمہ نے ان سالوں کے دوران کسی NGO کو فنڈز نہ دیئے ہیں، لہذا اس کا جواب دینا ممکن نہ ہے۔

(د) تمام تنظیمیں اپنا سالانہ آڈٹ کروانے کی پابند ہیں اور اگر اس سلسلے میں کوئی شکایت موصول ہو تو محکمہ اس پر کارروائی کرتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جز(ب) میں، میں نے محکمہ سماجی بہبود سے یہ پوچھا تھا کہ یہ تنظیمیں یعنی NGOs کتنا فنڈ لیتی ہیں؟ حکومت پنجاب سے فنڈز لینے والی کل کتنی تنظیمیں ہیں، سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران ان کو کل کتنے فنڈز فراہم کئے گئے؟ ابھی معزز وزیر صاحب نے on the floor of the House یہ بات own کی ہے کہ ہم یعنی Government of the Punjab ان کی منسٹری NGOs کو نہ صرف support کرتے ہیں بلکہ ان کی معاونت بھی کرتے ہیں۔ یہ آپ نے بھی سنا اور میں نے بھی سنا لیکن اس جز کے جواب میں ان کے ڈیپارٹمنٹ نے یہ کہا کہ محکمہ سماجی بہبود سے یہ تنظیمیں کوئی فنڈ نہیں لیتیں۔

جناب سپیکر! دوسرا جناب آپ صفحہ 7 پر دیکھ لیجئے۔ محترمہ دیبا مرزا صاحبہ کا سوال ہے پس انہوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ 09-2008 میں سیالکوٹ میں NGOs کو 37 ہزار 5 سو روپے کی رقم دی گئی اور ان کی معاونت کی گئی ہے۔ میرا پہلا ضمنی سوال وزیر موصوف سے یہ ہے کہ کیا سیالکوٹ صوبہ پنجاب کا حصہ نہیں ہے اگر نہیں ہے تو محکمہ نے سیالکوٹ کے بارے میں جواب کیوں دیا ہے؟ یہ صرف یہ کہہ دیتے کہ سیالکوٹ صوبہ پنجاب کی jurisdiction میں نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ ان کے محکمہ نے جو غلط جواب دیا ہے اس کے خلاف یہ کیا کارروائی کریں گے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم نے کوئی غلط جواب نہیں دیا۔ میں نے کب یہ کہا ہے کہ ہم ان کی مالی معاونت کر رہے ہیں؟ میں نے تو یہ کہا ہے کہ ہم ان کی معاونت کرتے ہیں۔ میں نے مالی کا لفظ ہی استعمال نہیں کیا۔ آپ بے شک ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں۔ میں نے یہ کہا ہے کہ ہم معاونت کرتے ہیں۔ معاونت کا مطلب یہ نہیں ہے، معاونت تو ہم یہاں پر آپ لوگوں کی بھی کر رہے ہیں اور آپ کو سوالات کے جوابات دے رہے ہیں یہ بھی ایک قسم کی معاونت ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں نے مالی کا لفظ استعمال ہی نہیں کیا۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ سیالکوٹ میں اگر پیسے گئے ہیں تو یہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی Discretionary Grant سے گئے ہیں۔ وزیر اعلیٰ کی Discretionary Grant سے انہیں allocation کی گئی تھی۔ ہم NGOs کو directly پیسے نہیں دیتے آگے بھی سوال آ رہا ہے ہم ان ٹیچرز کو stipend ضرور دیتے ہیں جو NGOs کے سکولوں میں پڑھاتے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں آپ کو وہ جواب پڑھ کر سنا رہی ہوں جو ان کے ڈیپارٹمنٹ نے اسی کتاب میں لکھا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ضلع سیالکوٹ میں رجسٹرڈ NGOs کو۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کہاں سے پڑھ رہی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! صفحہ نمبر 8 سے سیالکوٹ میں NGOs کو 08-2007 میں ایک لاکھ روپے اور 09-2008 میں -/37,500 روپے تقسیم کئے گئے۔

جناب سپیکر: آپ اپنے سوال تک رہیں۔

محترمہ سیمل کامران: میں اپنے سوال پر ہی ہوں۔ یہ میرے سوال میں کہہ رہے ہیں کہ ہم فنڈز دیتے ہی نہیں ہیں اور آگے فرما رہے ہیں کہ NGOs میں تقسیم کئے گئے۔

جناب سپیکر: جب وہ سوال آئے گا پھر بات کرنا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ آگے والی بات نہیں پوچھ سکتیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سوالوں کے جوابات سال سال، ڈیڑھ ڈیڑھ سال بعد آتے ہیں اس لئے آپ اس طرح سوالات کو kill نہ کیا کریں اور اس طرح معزز وزیر کی مدد نہ کریں۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کون سی معاونت کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! محترمہ معاونت کا مطلب پوچھ رہی ہیں۔ محترمہ! اب تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ ضرور ضمنی سوال کریں لیکن پہلے سوال کا جواب آنے دیں۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں محترمہ کے پہلے سوال کا جواب دے دوں۔

جناب سپیکر: دوسرا ضمنی سوال بھی آنے دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں معزز وزیر کی information کے لئے بتانا چاہتی ہوں کہ یہ جس محکمے میں ہیں میں اس محکمے کی تین سال ممبر رہ چکی ہوں۔ یہ کہتے ہیں کہ NGOs کو کوئی فنڈ نہیں دیا جاتا، ان کا سارا سٹاف بیٹھا ہے یہ سارے مجھے جانتے ہیں اور میں ان کو جانتی ہوں۔ میں On the floor of the House یہ بات challenge کرتی ہوں کہ حکومت NGOs کو مالی معاونت دیتی ہے۔ اگر آپ صرف تعاون کرتے ہیں تو پھر کس حق کے تحت ان کا آڈٹ کراتے ہیں۔ اگر کوئی donor پیسا دے رہا ہے تو اس کا آڈٹ گورنمنٹ کیوں کرائے گی؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! ذرا بات کی تسلی کرائیں۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں ان کی پوری تسلی کراؤں گا۔

جناب سپیکر: نہیں۔ بات کی تسلی کرائیں۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! پچھلا سوال تھا کہ نادار، غریب بچیوں کی شادی کے لئے گورنمنٹ پیسے دیتی ہے یا نہیں؟ میں نے کہا تھا کہ نادار، غریب بچیوں کی شادی کے لئے حکومت کسی NGO کی مالی معاونت نہیں کرتی لیکن محترمہ اس سوال کو اس سے جوڑ رہی ہیں۔ آپ واضح فرق محسوس کیجئے کہ حکومت کسی NGO کو شادی بیاہ یا اجتماعی شادیوں کے لئے رقم مہیا نہیں کرتی میں نے کہا کہ پچھلے دور میں یہ ہوتا رہا ہے مگر ہم نہیں کرتے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ ہم ان NGOs کو اس مد میں support کرتے ہیں جو ٹیچرز یا عملہ رکھتے ہیں ہم انہیں Stipend دیتے ہیں تاکہ ان علاقوں میں جہاں پر گورنمنٹ کی رسائی نہیں ہے وہاں NGOs کے ذریعے کام لیا جا سکے، ان علاقوں میں اندھیروں کا خاتمہ کیا جا سکے، محرومیوں کا خاتمہ کیا جا سکے، وہ علاقے خوشحالی کی طرف بڑھیں اور ان لوگوں میں دادرسی کے عمل کو یقینی بنایا جا سکے۔۔۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے، ٹھیک ہے، مہربانی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے اپنے سوال میں کوئی category mention نہیں کیا کہ حکومت جہیز فنڈ میں NGOs کو پیسے دیتی ہے، ایجوکیشن کی مد میں دیتی ہے یا کسی اور مد میں دیتی ہے۔۔۔

محترمہ انجم صفدر: یہ پانچواں ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! وہ میرے ساتھ بات کر رہی ہیں۔آپ کیا کر رہی ہیں؟ No interference. پلیز آپ interfere نہ کریں، یہ اچھی بات نہیں ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس ہاؤس میں بارہا بات ہو چکی ہے کہ حکومت NGOs کو پیسے دیتی ہے، ہاں اس بات پر ہماری reservations ہیں کہ گورنمنٹ NGOs کو پیسا کیوں دیتی ہے۔کیا یہ وہ اندھیرے ختم کر رہے ہیں کہ ہمارے وہ سکول جہاں پر تمام facilities available ہیں یہ NGOs حکومت سے پیسا بھی لیتی ہیں اور ہمارے بچے دکھاوا کر باہر سے foreign aid بھی لیتی ہیں۔میں نے اس میں کسی category کو mention نہیں کیا بلکہ میں نے ایک general question کیا ہے۔

جناب سپیکر: اگر آپ کے پاس بات سننے کا حوصلہ نہیں تو وہ علیحدہ بات ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مجھ میں بات سننے کا حوصلہ ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔آپ نہیں سنتیں۔یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔پلیز آپ تشریف رکھیں۔آپ کی بڑی مہربانی۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ لوگ بیت المال سے بھی support لے رہے ہیں وہ مالی معاونت کر رہا ہے اس کے علاوہ پنجاب سوشل سروسز بورڈ بھی مالی معاونت کرتا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ directly سوشل ویلفیئر کے ڈیپارٹمنٹ سے ہم کسی کی مالی معاونت نہیں کرتے۔ہم صرف Stipend کی مد میں ٹیچرز کو پانچ سو روپیہ دیتے ہیں لیکن ہم نے اس کے لئے بھی فنانس ڈیپارٹمنٹ کو سمری بھجوائی ہے کہ یہ Stipend بڑھایا جائے یہ پچھلے اجلاس میں ہاؤس کی consensus سے ہوا تھا کہ -/500 روپے کی رقم ناکافی ہے اسے بڑھا کر تین ہزار روپے کیا جائے۔ہم نے یہ سمری فنانس ڈیپارٹمنٹ کو بھجوا دی ہے تاکہ آئندہ یہ Stipend پانچ سو روپے سے بڑھ کر تین ہزار روپے ہو جائے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ حکومت ان کو کوئی چیز نہیں دیتی۔

جناب سپیکر: آپ کو کیا سمجھ نہیں آ رہی، وہ واضح طور پر بتا رہے ہیں لیکن آپ کو سمجھ کیوں نہیں آ رہی؟ بس چھوڑیں جی، محترمہ صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: میں احتجاجاً واک آؤٹ کرتی ہوں۔

(اس مرحلہ پر محترمہ سیمل کامران ایوان سے باہر تشریف لے گئیں)

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! انہوں نے پچھلے دور میں مفت کا مال سمجھ کر لوٹ مار کی ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! نہیں، مہربانی اس بات کو چھوڑیں۔ میں یہ بات نہیں سن رہا۔ اگلا سوال محترمہ سیمل کامران صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہے لہذا سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! سوال نمبر 6161 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وومن ڈویلپمنٹ سنٹر ماڈل ٹاؤن لاہور کی توسیع کی تفصیلات

*6161: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وومن ڈویلپمنٹ سنٹر ماڈل ٹاؤن لاہور میں توسیع کا منصوبہ چار سالوں میں مکمل ہو گا؟

(ب) مذکورہ سنٹر کا کل رقبہ کتنا ہے اور اس پر کتنی لاگت آئے گی؟

(ج) کیا وومن ڈویلپمنٹ سنٹر ماڈل ٹاؤن لاہور میں خواتین کی تفریح کے لئے جم و ڈسپلے سنٹر بنایا جائے گا؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) وومن ڈویلپمنٹ سنٹر ماڈل ٹاؤن میں توسیع کا کام مکمل ہو چکا ہے اور عنقریب بلڈنگ محکمہ سوشل ویلفیئر کے حوالہ کر دی جائے گی۔

(ب) مذکورہ سنٹر کا کل رقبہ (sqft)15866 ہے اور اس منصوبے کی کل لاگت 145.617 ملین روپے ہے۔

(ج) جی ہاں، یہ درست ہے کہ وومن ڈویلپمنٹ سنٹر ماڈل ٹاؤن لاہور میں خواتین کی تفریح کے لئے ڈسپلے سنٹر اور سیل سنٹر کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! وزیر صاحب سے میرا ضمنی سوال ہے کہ کیا وومن ڈویلپمنٹ سنٹر ماڈل ٹاؤن کی بلڈنگ محکمہ سوشل ویلفیئر کے حوالے کر دی گئی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! بلڈنگ مکمل ہو گئی ہے لیکن چونکہ ابھی تک وہاں ٹرانسفارمر کا مسئلہ ہے، ہم نے ڈیمانڈ نوٹس pay کر دیا ہوا ہے واپڈا نے ہم سے commitment کی تھی اور پچھلے اجلاس میں راجہ ریاض صاحب نے بھی اس کے لئے ہم سے commitment کی تھی کہ میں واپڈا سے کہوں گا کہ وہاں ٹرانسفارمر دیا جائے لیکن ابھی تک ٹرانسفارمر نہیں ملا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے PEL سے بات کی ہے لیکن PEL کہتا ہے کہ ابھی ہمارے پاس نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ واپڈا کی طرف سے جان بوجھ کر ایک رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔ بجلی کے بغیر تو انسان کی زندگی ادھوری ہے جب تک ماڈل ٹاؤن میں نئے بنائے گئے سوشل ویلفیئر کے ادارے میں ٹرانسفارمر نہیں لگتا تب تک یہ بلڈنگ fall نہیں ہو سکتی۔ بلڈنگ اپنا کام کرنے کے لئے ready ہے، ہم نے اپنے تئیں جو commitment کی تھی وہ نبھا دی ہے۔ اب ہم اپوزیشن لیڈر راجہ ریاض صاحب سے request کریں گے کہ انہوں نے جو commitment کی تھی کہ ہم واپڈا سے کہہ کر وہاں ٹرانسفارمر پہنچائیں گے چونکہ ہم پیسے بھی ادا کر چکے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: پہلی بات تو یہ ہے کہ جب کوئی معزز ممبر ہاؤس میں نہ ہو تو اس بارے میں کوئی بات کرنا مناسب ہوتی ہے اس کی اجازت نہیں ہے۔ آپ آئندہ احتیاط کیجئے۔ اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال نمبر 6380 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاوارث بچوں کے لئے محکمہ کی خدمات

*6380: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ سماجی بہبود لاوارث، گھر سے بھاگے ہوئے گم شدہ بچوں اور بچیوں کی بازیابی کے لئے کیا خدمات سرانجام دے رہا ہے، تفصیل بتائی جائے؟

(ب) 2008،2007اور2009 میں کتنے لاوارث گھر سے بھاگے ہوئے گم شدہ بچوں اور بچیوں کو بازیاب کروایا گیا، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سماجی بہبود نے لاوارث گھر سے بھاگے ہوئے گم شدہ بچے اور بچیوں کے لئے صوبہ پنجاب میں ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز پر نگہبان سنٹرز قائم کئے ہیں جن کی کل تعداد 8 ہے، یہ سنٹر لاہور، ملتان، بہاول پور، ڈیرہ غازی خان، گوجرانوالہ، فیصل آباد، سرگودھا، راولپنڈی میں قائم کئے گئے ہیں۔یہاں بچوں کو رہائش، خوراک اور روزمرہ زندگی کی ضروریات بلا معاوضہ مہیا کی جاتی ہیں۔مزید ان بچوں کے والدین سے رابطہ کیا جاتا ہے اور بچوں کو والدین سے ملوایا جاتا ہے۔

(ب) 2007، 2008 اور2009 میں 7368 گمشدہ بچوں اور بچیوں کو بازیاب کروایا گیا تفصیل درج ذیل ہے:۔

2007	2008	2009
2875	2920	1573

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ آئندہ بجٹ میں کوئی نئے سنٹرز بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ابھی میں نے جز(الف) کے بارے میں پوچھا ہے۔ اگر آپ کہتے ہیں تو میں ابھی اگلا ضمنی سوال بھی کرلوں؟

جناب سپیکر: پہلے اس کا جواب آنے دیں پھر دوسرا سوال کرلیں۔جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! بالکل ہم ارادہ رکھتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ جس طرح لاہور میں آغاز کرنے جارہے ہیں دوسرے اضلاع میں بھی اس چیز کو متعارف کرائیں گے اور پنجاب کے تمام اضلاع میں اس کی رسائی کو یقینی بنائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے کہا ہے کہ 08-2007اور 2009میں جو بچے بازیاب کرائے گئے ہیں ان میں سے انہوں نے کتنے بچے والدین کے حوالے کئے ہیں؟

جناب سپیکر:منسٹر صاحب!کوئی تفصیل بتا سکیں گے ؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!2007میں2875،2008میں 2920اور2009میں1573بچے۔میں ایک بات clearکر دینا چاہتا ہوں کہ ہم وہ بچے صرف تین چار دن اپنے پاس رکھتے ہیں اور پھر maximumدو ماہ تک کا periodہے کہ اگر ان کے والدین نہیں ملتے تو پھر ہم انہیں چلڈرن ہوم یعنی یتیم خانے میں بھجوا دیتے ہیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی:جناب سپیکر!ہماری ایک معزز ممبر واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلی گئی ہیں آپ ان کو واپس بلائیں۔

جناب سپیکر:ہاں،میں بھول گیا تھا۔محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!آپ زحمت کر کے جائیں اور سیمل کامران صاحبہ کو منا کر Houseمیں واپس لائیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر محترمہ ساجدہ میر صاحبہ ایوان سے باہر تشریف لے گئیں)

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!چونکہ یہ جواب2010میں دیا گیا اور اب2011ہے تو ایک سال کے دوران کتنے مزید بچے بازیاب کرائے گئے اور اس وقت سنٹر میں کل کتنے بچے موجود ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!اس وقت 3142 بچے اس سنٹر میں موجود ہیں اور اگر آپ ہر ضلع کی تفصیل لینا چاہیں تو میں وہ بھی دے سکتا ہوں۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!منسٹر صاحب نے ابھی تھوڑی دیر پہلے کہا ہے کہ اس سنٹر میں صرف تین یا چار دن بچوں کو رکھا جاتا ہے اور اس کے بعد ان کو یتیم خانے میں بھجوا دیا جاتا ہے۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!ہم اس سنٹر میں دو ماہ تک بچوں کو رکھ سکتے ہیں۔جن بچوں کے والدین کے ساتھ رابطہ ہو جاتا ہے انہیں وہ لے جاتے ہیں،جن بچوں کے والدین کے ساتھ رابطہ نہیں ہوتا وہ دو ماہ تک اس سنٹر میں رہ سکتے ہیں اور اس کے بعد ان کو Children Home transferکر دیا جاتا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!منسٹر صاحب نے پہلے اپنے جواب میں کہا کہ ہم ان بچوں کو اس سنٹر میں تین یا چار دن سے زیادہ نہیں رکھتے اور اس کے بعد ان کو یتیم خانے بھیج دیتے ہیں۔اب منسٹر صاحب فرمارہے ہیں کہ ہم ان بچوں کو دو ماہ تک اس سنٹر میں رکھ سکتے ہیں۔منسٹر صاحب مجھے اصل صورتحال بتادیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!جن بچوں کے والدین مل جاتے ہیں وہ اپنے بچوں کو تین چار دن میں لے جاتے ہیں۔جن بچوں کے والدین نہیں ملتے ان کو ہم دو ماہ سے زیادہ اس سنٹر میں نہیں رکھ سکتے اس لئے اس کے بعد ہم انہیں یتیم خانے میں بھجوادیتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر سیمل کامران ایوان میں واپس تشریف لے آئیں)

جناب سپیکر:اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے اس لئے اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی:جناب سپیکر!ان کے ایماء پر سوال نمبر7070(معزز خاتون ممبر نے محترمہ نسیم لودھی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر:کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

سیدہ ماجدہ زیدی:جی،ہاں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور۔دارالامانوں میں داخل کئے گئے بچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7070: محترمہ نسیم لودھی:کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال2009 کے دوران ضلع لاہور کے دارالامانوں میں کل کتنے بچے داخل کئے گئے؟

(ب) ان دارالامانوں میں کل کتنی نابالغ لڑکیاں داخل کی گئیں؟

(ج) سال2009 کے دوران ضلع لاہور کے دارالامانوں میں کل کتنے نوزائیدہ بچے لئے گئے نیز ان بچوں کی دیکھ بھال پر حکومت کا کل کتنا خرچہ ہوا،ماہانہ تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):

(الف) سال2009 میں کل399 بچے داخل ہوئے۔

(ب) سال2009میں کوئی نابالغ لڑکی داخل نہیں ہوئی۔

(ج) سال2009میں کوئی بھی نوزائیدہ بچہ نہیں لیا گیا جس کی وجہ سے حکومت کا کوئی خرچہ نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! جواب کے جز(الف) میں بتایا گیا ہے کہ "سال2009 میں کل 399 بچے لاہور کے تمام دارالامانوں میں داخل کئے گئے ہیں۔" میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ لاہور میں کتنے دارالامان ہیں اور ان کا سال2009 میں کتنا بجٹ تھا؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! یہ سال2009 کے حوالے سے سوال تھا جس میں ہم نے ان کو بتایا ہے کہ ضلع لاہور کے دارالامان میں399 بچے داخل ہوئے ہیں لیکن اب latest position یہ ہے کہ اس وقت لاہور دارالامان میں 60 خواتین اور 12 بچے موجود ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں نے latest figures نہیں پوچھے بلکہ میں نے یہ پوچھا ہے کہ لاہور میں کتنے دارالامان ہیں اور 2009 میں ان کا کتنا بجٹ تھا؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! بجٹ کے حوالے سے تو ان کا fresh question بنتا ہے۔

جناب سپیکر: بجٹ کی حد تک چھوڑیں کیونکہ یہ fresh question بنتا ہے۔ محترمہ! بجٹ کے حوالے سے آپ خود پڑھیں۔ منسٹر صاحب! یہ بتائیں کہ لاہور میں کتنے دارالامان ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! لاہور میں ایک ہی دارالامان کام کر رہا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ 399 بچوں میں سے کتنے بچے والدین کے حوالے کر دیئے ہیں اور کتنے اس وقت دارالامان میں موجود ہیں اور ان بچوں کا 2009 میں کیا status رہا؟

جناب سپیکر: محترمہ پوچھ رہی ہیں کہ 2009 میں ان 399 بچوں میں سے کتنے بچے آپ نے والدین کے حوالے کر دیئے تھے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!دارالامان میں جو بچے آتے ہیں وہ اپنی والدہ کے ساتھ آتے ہیں،وہ اکیلے نہیں آتے۔دارالامان خواتین کے لئے Shelter Home ہے۔ہم بڑے بچوں کو نہیں لیتے اور چھوٹے بچے بھی اپنی والدہ کے ساتھ آتے ہیں۔جب والدہ دارالامان سے جاتی ہے تو بچے بھی ساتھ چلے جاتے ہیں اسی لئے میں نے یہ figures بتائے ہیں کہ 60 خواتین کے ساتھ 12 بچے ہیں۔یہ سب اپنی اپنی ماں کے ساتھ آئے ہیں ہم علیحدہ سے بچوں کو دارالامان میں نہیں رکھتے کیونکہ اس مقصد کے لئے یتیم خانہ موجود ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی:جناب سپیکر!منسٹر صاحب 2011 کے حوالے سے بتا رہے ہیں جبکہ میں صرف سال 2009 کے بارے میں پوچھ رہی ہوں اگر ان کو معلوم نہیں تو یہ پتا کر کے مجھے کل بتا دیں۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!سال2009 میں جو 399 بچے آئے تھے وہ اپنی اپنی ماں کے ساتھ آئے تھے۔اب وہ جا چکے اور اپنے گھروں میں ہیں۔

جناب سپیکر:چلیں،ٹھیک ہے۔اگلا سوال محترمہ دیبا مرزا صاحبہ کا ہے۔

محترمہ دیبا مرزا:جناب سپیکر!سوال نمبر 7289،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سیالکوٹ،رجسٹرڈ و غیر رجسٹرڈ NGOs کی تفصیلات

*7289: محترمہ دیبا مرزا:کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ میں اس وقت کتنی رجسٹرڈ اور کتنی غیر رجسٹرڈ NGOs کام کر رہی ہیں، تفصیل بتائی جائے؟

(ب) جن NGOs کی کارکردگی تسلی بخش نہ ہے ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی؟

(ج) مذکورہ ضلع میں رجسٹرڈ NGOs کو 08-2007، 09-2008 میں کتنی امداد فراہم کی گئی اور کیا اس رقم کا باقاعدہ آڈٹ کیا گیا،اگر ہاں تو آڈٹ رپورٹ کی کاپی ایوان کو فراہم کی جائے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں اس وقت محکمہ سماجی بہبود سے رجسٹرڈ NGOs کی تعداد 140 ہے۔

(ب) محکمہ سماجی بہبود سے رجسٹرڈ NGOs کی کارکردگی تسلی بخش ہے۔

(ج) ضلع سیالکوٹ میں رجسٹرڈNGOs کو08-2007 میں کل-/100000روپےNGOs کو اور09-2008 میں مبلغ-/37500روپےNGOs میں تقسیم کئے گئے۔انNGOs نے باقاعدہ ان رقوم کا آڈٹ کروایا ہے۔آڈٹ رپورٹ کی کاپی تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! جواب کے جز(ج) میں کہا گیا ہے کہ "ضلع سیالکوٹ میں رجسٹرڈ NGOs کو08-2007 میں کل/100000روپے اور09-2008 میں مبلغ-/27500روپے تقسیم کئے گئے ہیں۔اس رقم کا باقاعدہ آڈٹ کیا گیا ہے۔" مجھے جو رپورٹ دی گئی ہے اس کی وضاحت درکار ہے کیونکہ یہاں پر صرف ایکNGO "امن ویلفیئر کونسل" کی تفصیل دی گئی ہے۔کیا دونوں سالوں میں یہ تمام رقوم صرف امن ویلفیئر کونسل کو دی گئیں ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! ہم نے رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی ہے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ یہ وزیر اعلیٰ کی صوابدیدیgrant ہے اور پنجاب سوشل سروسز بورڈ اس میں help out کرتا ہے۔یہ صرف وہاں کے سٹاف کو مالی معاونت دینے کے لئے stipend کی مد میں دیئے جاتے ہیں جو کہ یہ بالکل تھوڑی سیamount ہے۔یہ تقریباً10ہزار سے لے کر40ہزار روپے تک دیئے جاتے ہیں یعنی کم از کم 10ہزار اور زیادہ سے زیادہ40ہزار روپے اس حوالے سے دیئے جاتے ہیں۔وہNGOs جو کہ وہاں پر فعال کردار ادا کر رہی ہیں، جہاں پر حکومت کا کوئی ادارہ موجود نہیں اور وہاں کوئیNGO کام کر رہی ہے یا حکومت نے جن اداروں کوNGOs کے حوالے کیا ہے اور وہ اسے چلا رہی ہیں صرف ہم وہاں پر امداد فراہم کر رہے ہیں۔ ہم ہرNGO کو یہ امداد فراہم نہیں کر رہے۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! شاید منسٹر صاحب کو میری بات سمجھ نہیں آئی۔ میں نے یہ پوچھا ہے کہ کیا یہ ساریpayment صرف "امن ویلفیئر کونسل" کو ہی کرنی تھی کیونکہ صرف انہی کی آڈٹ رپورٹ لف ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ جو criteria پر پورا اُترے گا صرف اسی کی معاونت کی جائے گی۔ ان projects کو جو run کرے گا خواہ وہ امن ہو، شانتی ہو یا کوئی بھی ہو ہم اسی کو معاونت مہیا کریں گے۔ ہم ہر NGOs کو پیسے نہیں دیں گے۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب! تھوڑی سی وضاحت کر دیجئے کہ یہ -/137500 روپے کس مد میں دیئے گئے ہیں؟ صرف ایک ہی NGO کو یہ رقم دی گئی ہے بقول آپ کے کہ صرف وہی کام کر رہی تھی، اگر باقی پورے ضلع کی NGOs کوئی کام نہیں کر رہیں تو ان کو cancel کیوں نہیں کر دیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! اگر کوئی NGO ہمیں request کرتی ہے کہ ہم یہ project چلا رہے ہیں لیکن اس میں ہماری ضروریات بڑھ گئی ہیں لہذا ہماری مالی معاونت کی جائے تو ہم اُن کو بالکل on board کرتے ہیں۔ میری معزز ممبر دوسری NGOs سے بھی کہیں کہ وہ ہمیں request بھجوائیں تو ہمیں اُنہیں بھی on board کریں گے اور ہم دیکھیں گے کہ وہ لوگوں کی کس طریقے سے خدمت کر رہے ہیں۔ اگر وہ واقعی ہمیں لوگوں کی خدمت کرتی ہوئی نظر آئیں گی تو ہم انہیں بھی اس criteria میں شامل کریں گے۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! وزیر موصوف ذرا یہ brief کر دیں کہ اُس NGO نے ایسا کون سا project کیا ہے جس کے لئے اتنی بڑی رقم اُن کو عنایت کی گئی ہے اور کسی دوسری NGO کو اس قابل نہیں سمجھا گیا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! یہ NGOs فلاحی کام ہی کرتی ہیں اور انہوں نے کون سا میدان مارنا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ NGOs تو محلے اور گلی کوچوں میں کام کرتی ہیں تو ہم ان غریب لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے ہی یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ دوسری NGOs ہمیں request تو بھجوائیں جب کوئی ہمیں request ہی نہیں بھجوائے گا تو اس پر عملدرآمد کیسے ہو گا؟

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میرے ضمنی سوال کا جواب بالکل نہیں آ رہا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ضلع بھر میں 140 رجسٹرڈ NGOs ہیں اور وہ ہمیں اکثر اپنے پروگراموں میں بطور MPA,invite کرتی رہتی ہیں تو میرے علم میں ہے کہ بہت ساری NGOs, working condition میں ہیں اور وہ گلی

محلوں میں بڑی خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔ وہ شکایت بھی کرتی ہیں کہ ہم نے بھی apply کیا ہے لیکن ہمیں اس قابل نہیں سمجھا گیا۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کوئی particular case بتائیں ناں؟

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میں "امن ویلفئر کونسل" کی ہی بات کر رہی ہوں کہ اس NGO کو اتنی زیادہ رقم کیوں دی اور دوسری NGOs کو رقم کیوں نہیں دی گئی؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! اگر میری معزز بہن یا جیسے میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ اگر ہمارے معزز ممبر سمجھتے ہیں کہ جو لوگ فلاحی کام کر رہے ہیں یہ انہیں recommend کر کے بھجوائیں ہم اُن کے کیسوں کو priority دیں گے اور جو ہو سکا اُن کی help کریں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ دیبا مرزا کا ہے۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 7290 ہے۔

ضلع سیالکوٹ، ادارہ دارالفلاح کو نئی بلڈنگ میں منتقل کرنے کا مسئلہ

*7290: **محترمہ دیبا مرزا:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع سیالکوٹ میں محکمہ کے زیر انتظام ایک ادارہ دارالفلاح سرکاری بلڈنگ میں کام کرتا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دارالفلاح کو نئی بلڈنگ تعمیر کرنے کی غرض سے پرانی بلڈنگ سے کسی پرائیویٹ کرایہ کی بلڈنگ میں شفٹ کر دیا گیا تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ نئی بلڈنگ تعمیر ہو چکی ہے اور ادارہ ہذا کو ابھی تک اس نئی بلڈنگ میں شفٹ نہیں کیا گیا، اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) جی یہ درست ہے کہ محکمہ کے زیر انتظام بیوہ خواتین اور بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے دارالفلاح سیالکوٹ میں کام کر رہا ہے۔ یہ ادارہ سال 1972 میں اس کی اپنی بلڈنگ میں قائم کیا گیا تھا اور سال 10-2009 تک یہ ادارہ اسی بلڈنگ میں کام کرتا رہا ہے۔ چونکہ اس ادارے

کی بلڈنگ رہائش کے قابل نہ تھی لہذا سال2009 میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سیالکوٹ نے اس ادارے کو کرائے کی بلڈنگ میں شفٹ کر دیا۔

(ب) چونکہ بلڈنگ کی حالت رہائش کے قابل نہ تھی لہذا اس ادارے کو کرائے کی بلڈنگ میں شفٹ کیا گیا تھا۔

(ج) یہ درست نہیں ہے کہ دارالفلاح کی نئی بلڈنگ تعمیر ہو چکی ہے۔دارالفلاح کی نئی بلڈنگ کے لئے سکیم ابھی زیر غور ہے۔سکیم منظور ہونے اور بلڈنگ تعمیر ہونے کے بعد نئے دفتر میں دارالفلاح شفٹ کر دیا جائے گا۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ دارالفلاح کی پرانی بلڈنگ کی جگہ پر جو بلڈنگ بن چکی ہے اور محکمہ یہ بتاتا ہے کہ ہم نے اس بلڈنگ میں یتیم خانہ بنانا ہے۔ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سیالکوٹ چار سال سے اس بلڈنگ کی تعمیر کر چکی ہے لیکن یہ بلڈنگ ابھی تک خالی پڑی ہے۔دارالفلاح کے لئے مختلف گھروں کو کرائے پر لے کر بے سہارا خواتین کو رکھا جاتا ہے اُنہیں اس بلڈنگ میں شفٹ کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! وہ بلڈنگ واقعی بڑی خستہ حال تھی تو ہم اس ادارے کو کرائے کی بلڈنگ میں لے گئے ہیں لیکن اگر میری بہن کہتی ہیں کہ وہاں پر کوئی جگہ موجود ہے تو یہ ہمارے ساتھ بیٹھیں اور ہمیں proposal دیں اگر جگہ موجود ہے تو ہم اس چیز کو یقینی بنائیں گے کہ اگر وہ جگہ کارآمد ہے اور وہاں پر اس project کو شروع کیا جا سکتا ہے تو ہم اُس کو ضرور کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، سید حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 7551 ہے۔

ضلع چنیوٹ، دستکاری سکولز کا انتظامی ڈھانچہ و دیگر تفصیلات

*7551: **سید حسن مرتضیٰ:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

ضلع چنیوٹ میں خواتین کے دستکاری سکولز کا انتظامی ڈھانچہ کیا ہے اور کون کون سی خواتین آفیسرز کس کس پوسٹ پر ضلع چنیوٹ میں کام کر رہی ہیں، ان کے نام، ایڈریس اور مکمل کوائف مع تعیناتی عرصہ تفصیلاً بیان کی جائے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

صوبہ پنجاب کے دیگر اضلاع کی طرح ضلع چنیوٹ میں بھی دستکاری سکول مقامی NGOs چلا رہی ہیں۔ان سکولوں میں خواتین اساتذہ خواتین کو مختلف دستکاریوں اور ہنر مندیوں کی تعلیم دیتی ہیں۔ انتظامی امور بھی NGOs خود سرانجام دیتی ہیں جبکہ محکمہ سماجی بہبود متعلقہ NGO کو مبلغ-/500 روپے ماہانہ وظیفہ برائے دستکاری ٹیچر دیتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے وزیر موصوف سے گورنمنٹ کے سکول پوچھے ہیں کہ وہ کون کون سے ہیں اور اُن کا انتظامی ڈھانچہ کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! چنیوٹ میں ابھی تک حکومت پنجاب کا کوئی ادارہ کام نہیں کر رہا۔اس ضمن میں وہاں پر NGOs کام کر رہی ہیں اور ہم ان کو support کرتے ہیں تو اسی لئے یہ NGOs کے حوالے سے جواب آیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ خواتین کے ان سکولوں کے حوالے سے زیادہ تر NGOs کام کرتی ہیں اس لئے ہم نے ان NGOs کی بابت اس سوال کا جواب دیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے گورنمنٹ کے سکول کے بارے میں پوچھا تھا تو انہیں اس سوال کے جواب میں NGOs کا ذکر کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی اور کیا چنیوٹ صوبہ پنجاب سے باہر ہے کہ اُس میں گورنمنٹ کا کوئی سکول نہیں بن سکتا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! ہم اُن NGOs کو رجسٹرڈ کرتے ہیں، اُن کا سالانہ آڈٹ ہوتا ہے، وہ ہمارے ساتھ مل کر کام کرتی ہیں اور وہ فلاحی کام کرنے کے حوالے سے اس project کا حصہ ہیں۔یہاں میری بے شمار بہنیں اور بھائی بیٹھے ہیں جو NGOs کو run کر رہے

ہیں اس لئے اس طریقے سے NGOs کی مخالفت نہ کریں کیونکہ وہ فلاحی کام کرتی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ جن علاقوں میں کوئی بھی نہیں پہنچتا وہ وہاں جا کر لوگوں کی خدمت کرتی ہیں۔

جناب سپیکر: Question Hour ختم ہوتا ہے۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

گداگری کے سدباب اور روک تھام کے لئے ٹاسک فورس و دیگر تفصیلات

*6010: **محترمہ سیمل کامران:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حکومت پنجاب نے گداگری کے تدارک کے لئے سال 10-2009 کے دوران کتنے گداگروں کو پکڑا اور ان کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گداگری کے سدباب اور روک تھام کے لئے ایک ٹاسک فورس کام کر رہی ہے اگر ہاں تو اس کے ممبران کی تفصیل مع نام، پتا، عہدہ کے مہیا کی جائے نیز مذکورہ ٹاسک فورس نے اس لعنت کے سدباب اور روک تھام کے لئے کیا اقدامات اٹھائے آگاہ کریں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سماجی بہبود نے سال 10-2009 کے دوران کسی گداگر کو نہ پکڑا ہے اور نہ ہی اس کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی ہے۔

(ب) اس سلسلے میں اس وقت کوئی ٹاسک فورس کام نہ کر رہی ہے۔

لاہور۔بے بی کیئر سنٹرز کی تفصیلات

*6520: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا یہ درست ہے کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے ملازم پیشہ خواتین کی سہولت کے لئے ضلع لاہور میں بے بی ڈے کیئر سنٹرز بنائے ہیں،ان کی تعداد کیا ہے اور وہ کس کس مقام پر بنائے گئے ہیں،اگر نہیں بنائے گئے تو حکومت بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

ضلع لاہور میں محکمہ سوشل ویلفیئر سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے تحت ایک بے بی ڈے کیئر سنٹر وحدت کالونی لاہور میں کام کر رہا ہے۔

ضلع چنیوٹ، گھریلو صنعت سازی کی تفصیلات

*7553: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع چنیوٹ میں خواتین کے لئے کل کتنے دستکاری سکولز ہیں، ان دستکاری سکولز میں خواتین کو کس کس دستکاری اور ہنر مندی کی تعلیم دی جاتی ہے؟

(ب) گھریلو صنعت سازی کے شعبے میں خواتین کے لئے ضلع چنیوٹ میں جو اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع چنیوٹ میں سات دستکاری سکول لوکل NGOs کی زیر نگرانی چل رہے ہیں۔ان دستکاری سکولوں میں خواتین کو سلائی، کڑھائی اور مختلف ہنر کی تربیت دی جاتی ہے۔

(ب) گھریلو صنعت سازی کا قیام محکمہ سماجی بہبود کے متعلقہ نہ ہے۔محکمہ سماجی بہبود صرف خواتین کو مختلف دستکاریوں کی تربیت دیتا ہے تاکہ وہ خود کفیل ہو سکیں۔

ضلع قصور۔محکمہ سماجی بہبود کو بجٹ کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*7617: ملک اختر حسین نول: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ سماجی بہبود ضلع قصور کو مالی سال 10-2009 کے دوران کتنی رقم کس کس مد میں دی گئی ہے؟

(ب) یہ رقم کن کن ترقیاتی کاموں کے لئے دی گئی،ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ج) کتنی رقم ملازمین کی تنخواہوں / ٹی اے / ڈی اے کے لئے ہے اور کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کے پٹرول / ڈیزل / مرمت کے لئے مہیا کی گئی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سماجی بہبود ضلع قصور کو مالی سال10-2009 میں کل ایک کروڑ72لاکھ 10ہزار روپے دیئے گئے۔مدوار رقم کی تفصیل تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ سماجی بہبود ضلع قصور کو مالی سال10-2009 میں کسی قسم کی ترقیاتی سکیم کے لئے کوئی رقم مختص نہ کی گئی ہے۔

(ج) ملازمین کی تنخواہوں کے لئے مبلغ -/13474000روپے، ٹی اے/ڈی اے کے لئے مبلغ -/315000روپے، پٹرول /ڈیزل (سرکاری گاڑی برائے ضلعی آفیسر سماجی بہبود و سپرنٹنڈنٹ دارالامان) کے لئے مبلغ -/216000روپے اور سرکاری گاڑیوں کی مرمت کے لئے مبلغ -/95000روپے مہیا کئے گئے۔

گداگری کی لعنت کے خلاف مؤثر قانون سازی کرنے کی تفصیلات

*7630: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں گداگری کی لعنت کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں ان اقدامات کو مؤثر بنانے کے لئے کیا لائحہ عمل بنایا گیا ہے؟

(ب) اگر لاہور میں دارالکفالہ برائے گداگری بنانے کی تجویز زیر غور ہے تو اس پر عملدرآمد کب تک متوقع ہے؟

(ج) کیا حکومت گداگری کی لعنت کے خلاف مؤثر قانون سازی کرنے کو تیار ہے؟

(د) پہلے سے موجود Vagrancy Ordinance 1958 کو مؤثر بنانے کے لئے کون سی ترامیم حکومت کے زیر غور ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سماجی بہبود نے Punjab Vagrancy Act 1958 کے تحت گداگری کے خاتمے کے لئے ایک جامع منصوبہ بنایا ہے اور اس سلسلہ میں محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو یہ منصوبہ سال10-2009 کے دوران پیش کیا گیا تھا جس کی منظوری بھی لے لی گئی تھی تاہم صوبہ کی مالی صورتحال کے مدنظر سال10-2009 کے دوران اس منصوبہ کے لئے فنڈز

جاری نہ کئے گئے تھے جس کی وجہ سے یہ منصوبہ فی الحال شروع نہ ہو سکا۔تاہم مالی سال 12-2011 کے مجوزہ ترقیاتی پروگرام میں یہ منصوبہ شامل کر دیا گیا ہے۔

(ب) جیسا کہ جز(الف) میں بتایا گیا ہے امید ہے کہ مالی سال12-2011 کے ترقیاتی پروگرام میں یہ منصوبہ شامل کر دیا گیا ہے لہذا امید ہے کہ اس منصوبہ پر سال12-2011 میں کام شروع کر دیا جائے گا۔

(ج) گداگری کے خاتمے کے لئے پہلے سے Punjab Vagrancy Act 1958 کی شکل میں ایک قانون موجود ہے تاہم حکومت یہ کوشش کر رہی ہے کہ اس قانون پر مؤثر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔

(د) فی الحال اس میں کوئی ترامیم زیر غور نہ ہیں۔

وومن ڈویلپمنٹ پروگرام کا آغاز و دیگر تفصیلات

*7646: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) وومن ڈویلپمنٹ پروگرام کب شروع ہوا تھا؟

(ب) اس پروگرام کے بنیادی اغراض و مقاصد کیا ہیں؟

(ج) اس پروگرام کو فنڈنگ کہاں کہاں سے ہوتی ہے؟

(د) اس پروگرام کے تحت صوبہ میں کون کون سے منصوبے چل رہے ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ڈائریکٹوریٹ آف وومن ڈویلپمنٹ پنجاب کا آغاز سال 07-2006 میں جینڈر ریفارم ایکشن پلان (گریپ) کے اصلاحاتی ایجنڈے کے تحت ممکن ہوا۔

(ب) اس کا مقصد خواتین کی اہمیت، شرکت اور مؤثر نمائندگی کو ہر سطح پر ممکن بنانا اور قومی و بین الاقوامی معاہدات برائے خواتین پر عملدرآمد کو یقینی بنانا ہے جس کے لئے ڈائریکٹوریٹ سرگرم عمل ہے۔

(ج) ڈائریکٹوریٹ آف وومن ڈویلپمنٹ پنجاب سوشل ویلفیئر وومن ڈویلپمنٹ و بیت المال حکومت پنجاب کا مستقل شعبہ ہے اس کا تمام تر بجٹ حکومت پنجاب فراہم کرتی ہے۔

(د) ڈائریکٹوریٹ آف وومن ڈویلپمنٹ پنجاب جینڈر ریفارم ایکشن پلان (گریپ) کے ساتھ صوبائی سطح پر سیاسی معاملات میں خواتین کی مؤثر نمائندگی، حکومتی اداروں کی از سر نو تنظیم سازی، حکومتی محکمہ جات میں خواتین کی بھرتی، حکومتی تخمینہ جات میں خواتین کے لئے پالیسی سازی جیسی اصلاحات شامل ہیں۔اس کے علاوہ صوبائی کمیشن برائے خواتین کا قیام، صوبائی محتسب کے فعال کردار، خواتین کے لئے ہیلپ لائن سروس کے اجراء، ہوم بیسڈ ورکرز اور خواتین پر تیزاب پھینکے جانے کے واقعات پر پالیسی سازی میں مثبت پیشرفت جاری ہے۔

محکمہ ترقی خواتین کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*7647: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ ترقی خواتین کا سال 09۔2008، 10۔2009 اور 11۔2010 کا کل بجٹ کتنا ہے مد وائز بتائیں؟

(ب) ترقی خواتین کے کتنے دفاتر لاہور میں کہاں کہاں قائم ہیں؟

(ج) لاہور میں ترقیاتی خواتین کے کتنے دفاتر کرایہ کی بلڈنگ میں ہیں ان کا ماہانہ کرایہ کتنا ہے؟

(د) ان میں کیا کیا فرائض سرانجام دیئے جاتے ہیں؟

(ہ) ان تین سالوں کے دوران خواتین کی ترقی کے کتنے منصوبے مکمل کئے گئے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ادارہ کے سالانہ مجموعی بجٹ کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	بجٹ
2008-09	10.238 M
2009-10	9.871 M
2010-11	9.738 M

(ب) ڈائریکٹوریٹ آف وومن ڈویلپمنٹ 129 شادمان لاہور میں واقع ہے۔اس کے علاوہ لاہور میں ادارہ ہذا کا کوئی دفتر نہ ہے۔

(ج) لاہور میں ادارہ ترقی خواتین کا دفتر صرف مذکورہ بالا شادمان میں ہی ہے جس کا ماہانہ کرایہ ہر سال دس فیصد اضافہ کے بناء پر ڈیڑھ لاکھ ہو چکا ہے۔

(د) ادارہ ہذا کا بنیادی مقصد خواتین کے حقوق کی آگاہی، معاشرے میں خواتین کے خلاف امتیازی سلوک سے متعلق قوانین کے بارے میں پالیسی سازی میں معاونت جیسا کہ خواتین پر تیزاب پھینکے جانے کے واقعات، خواتین پر ہونے والے تشدد شامل ہیں۔اس کے علاوہ صوبائی کمیشن برائے خواتین کا قیام، صوبائی محتسب برائے خواتین کے اجراء، خواتین کے لئے ہیلپ لائن سروس کے آغاز، حکومتی اداروں میں پانچ فیصد کوٹا برائے خواتین پر عملدرآمد، بین الصوبائی گروپ وزراءترقی خواتین کی تشکیل نو، صوبائی CEDAW کمیٹی کا قیام، خواتین کے لئے دفتری ماحول کی بہتری، گھریلو خواتین کارکنان کے لئے پالیسی سازی اور گھریلو خواتین کارکنان کے لئے نمائش کا انعقاد شامل ہے۔

(ہ) ڈائریکٹوریٹ آف وومن ڈویلپمنٹ پنجاب نے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات پنجاب کو وومن ہیلپ لائن کے اجراء ہیلپ لائن کے قیام، خواتین کی معاشی ترقی اور خواتین کے لئے قانونی معاونت سینٹ پر PC-1 بھجوائے گئے ہیں۔جیسے ہی مذکورہ محکمے کی طرف سے منظوری آئے گی ان پر عملدرآمد شروع ہو جائے گا۔اس کے علاوہ صوبائی سطح پر گھریلو خواتین کارکنان، خواتین پر تیزاب پھینکے جانے کے واقعات، صوبائی کمیشن برائے خواتین کے اجراءاور صوبائی محتسب برائے خواتین کے قیام پر مثبت پیشرفت جاری ہے۔

سال2010عافیت میں لائے گئے بزرگوں کی تفصیلات

*7981: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیاوزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال2010 میں ادارہ عافیت میں کل کتنے بزرگوں کو لایا گیا، ان کے نام و پتا جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) مذکورہ بزرگوں کو کیا کیا سہولیات مہیا کی گئیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ عافیت میں بزرگوں کو موسم کے مطابق شاپنگ بھی کروائی جاتی ہے، اگر ہاں تو ان کو شاپنگ کے لئے کتنی رقم فراہم کی جاتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) سال2010 میں ادارہ عافیت لاہور میں کل 16، راولپنڈی میں 10 اور ملتان میں کل 15 بزرگوں نے نیا داخلہ لیا۔ان کے نام وپتاجات کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ادارہ عافیت میں رہائشیوں کو حسب ذیل سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔رہائش، کھانا، ملبوسات، تفریحی سرگرمیاں، مذہبی تعلیم، طبی سہولیات، مشاورت وراہنمائی وغیرہ

(ج) جی ہاں۔یہ درست ہے کہ ادارہ عافیت میں بزرگوں کو موسم کی منابست سے ملبوسات وغیرہ کی خریداری اور شاپنگ کروائی جاتی ہے تاہم شاپنگ بزرگوں کو ساتھ لے جاکر ان کی پسند کے مطابق کروائی جاتی ہے انہیں رقم نہیں دی جاتی۔

لاہور میں عافیت کے دفاتر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7987: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور میں واقع ادارہ عافیت میں کل کتنے بزرگوں کو رکھا گیا ہے نیز ان کو ادارہ عافیت کیا کیا سہولیات مہیا کرتی ہے؟

(ب) ادارہ عافیت کے ضلع لاہور میں کل کتنے دفاتر ہیں نیز یہ آفس کہاں کہاں پر واقع ہیں؟

(ج) لاہور میں ادارہ عافیت کا انچارج کون ہے نیز اسے حکومت کی طرف سے کیا کیا سہولیات میسر ہیں، تفصیل کے ساتھ اس کا نام، عہدہ و گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ادارہ عافیت لاہور میں اس وقت 30 بزرگ مقیم ہیں ان کو درج ذیل سہولیات فراہم کی جاتی ہیں:

رہائش، کھانا، ملبوسات، تفریحی سرگرمیاں، مذہبی تعلیم، طبی سہولیات، مشاورت و رہنمائی وغیرہ۔

(ب) محکمہ سماجی بہبود و ترقی خواتین بیت المال حکومت پنجاب کے تحت چلنے والے ادارہ عافیت کا ضلع لاہور میں صرف ایک دفتر ہے جس کا پتا حسب ذیل ہے:

عافیت سوشل ویلفیئر کمپلیکس سیکٹر D-1 بلاک III نزد عمر چوک ٹاؤن شپ لاہور

(ج) ادارہ عافیت لاہور کے انچارج کا نام فیصل بشیر ہے اس کا عہدہ سوشل ویلفیئر آفیسر اور گریڈ17 ہے متذکرہ انچارج کو حکومت پنجاب کے متعین کردہ BPS-17 کی سہولیات میسر ہیں۔

ترقیاتی وغیر ترقیاتی بجٹ و بھلائی کے منصوبوں کی تفصیلات

*8330:ڈاکٹر سامیہ امجد:کیاوزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال09-2008اور10-2009میں محکمہ سماجی بہبود نے کتنی ترقیاتی اور غیر ترقیاتی رقم بہاولنگر، بہاولپور اور رحیم یار خان کے اضلاع کے لئے مختص کی اور کیا یہ تمام رقم متعلقہ مالی سالوں کے اختتام تک خرچ ہو گئی یا کہ اس کا کچھ حصہ سرنڈر کیا گیا یا ترقیاتی فنڈز میں سے کوئی رقم غیر ترقیاتی اخراجات کے لئےreappropriate کی گئی؟

(ب) محکمہ خصوصاً خواتین اور بچوں کی بھلائی کے لئے مندرجہ بالا اضلاع میں کیا خدمات انجام دے رہا ہے اس کے لئے کون سے ادارے کام کر رہے ہیں اور کیا ان اداروں کے قیام کے وقت جو اہداف مقرر کئے گئے وہ پورے ہو رہے ہیں یا نہیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سماجی بہبود کی مالی سال09-2008اور 10-2009 کے دوران دو ترقیاتی سکیمیں ضلع بہاولپور اور بہاولنگر میں کام کر رہی تھیں جن کا نام مع مختص شدہ ترقیاتی بجٹ کی تفصیل تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ مالی سال09-2008اور10-2009 کے دوران رحیم یار خان میں کوئی ترقیاتی سکیم کام نہیں کر رہی تھی۔ جبکہ مالی سال09-2008 اور 10-2009 کے دوران بہاولپور اور رحیم یار خان میں جو غیر ترقیاتی سکیمیں کام کر رہی تھیں ان کی تفصیل مع مختص شدہ غیر ترقیاتی بجٹ کی تفصیل تتمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مزید براں یہ رقم مالی سال کے اختتام تک خرچ ہو گئی تھی اور کوئی رقم سرنڈر نہیں کی گئی تھی۔ جبکہ ترقیاتی رقم غیر ترقیاتی اخراجات کے لئےreappropriate نہیں کی جا سکتی ہے۔

(ب) محکمہ سماجی بہبود نے خواتین اور بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے درج ذیل ادارے ضلع بہاولپور، بہاولنگر اور رحیم یار خان میں قائم کئے ہیں جو اپنے اہداف کے مطابق کام کر رہے ہیں:

ضلع	خواتین کے ادارے	بچوں کے ادارے
بہاول پور	دارالامان،دارلفلاح، صنعت زار ملازمت پیشہ خواتین کا ہاسٹل پناہ	نگہبان،دارالاطفال زنانہ ومردانہ
بہاولنگر	دارالامان، صنعت زار	- - - - - - - -
رحیم یار خان	دارالامان، صنعت زار	- - - - - - - -

ان ادارہ جات کی کارکردگی کی نوعیت درج ذیل ہے:۔

دارالامان:

تشدد کا شکار خواتین کی عارضی پناہ گاہ جہاں انہیں خوراک، رہائش علاج معائنہ کی سہولت کے ساتھ نفسیاتی مشاورت اور قانونی رہنمائی بھی فراہم کی جاتی ہے۔ ان خواتین کی مذہبی تعلیم اور دستکاری ہنر مندی کے فروغ کے لئے بھی کوششیں کی جاتی ہیں۔

دارالفلاح:

تشدد کا شکار خواتین مع بچوں کے لئے عارضی پناہ گاہ ایسی مطلقہ بیوہ یا تشدد کا شکار خواتین جن کے ساتھ ان کے بچے بھی ہیں ان کی عارضی پناہ گاہ ہے۔جہاں پر ان کو ماہانہ وظیفہ -/3000 سے -/3500 روپے تک دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مذہبی تعلیم اور قانونی مشاورت کا انتظام بھی موجود ہے اور ان کی ہنر مندی بڑھانے کے لئے دستکاری تعلیم کا انتظام بھی موجود ہے۔

صنعت زار: مختلف ہنر اور دستکاری کی درس گاہ

ملازمت پیشہ خواتین کا ہاسٹل، ملازمت پیشہ خواتین کے لئے قائم کردہ ہاسٹل

نگہبان: اغواء شدہ گم شدہ اور گھر سے بھاگے ہوئے بچوں کی بازیابی اور کام کا مرکز

دارالاطفال (زنانہ): یتیم خانہ زنانہ

دارالاطفال (مردانہ): یتیم خانہ مردانہ

صوبہ کے بڑے شہروں میں مسافر خانے بنانے کی تفصیلات

*8348: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

کیا حکومت صوبہ کے بڑے شہروں یعنی لاہور، گوجرانوالہ، فیصل آباد، ملتان اور راولپنڈی میں مسافر خانے یا پناہ گاہیں بنانے کے لئے تیار ہے تاکہ بے سہارا اور دیہاتوں سے آئے ہوئے غریب مزدور فٹ پاتھوں، گندے نالوں کے کناروں اور دکانوں کے تھڑوں پر سونے کی بجائے وہاں رات گزار سکیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

گزشتہ چند سالوں میں محکمہ سماجی بہبود و ترقی خواتین و بیت المال پنجاب نے ایک رپورٹ تیار کی تھی جس کا مقصد دیہاتوں سے آئے بے گھر افراد کے لئے محفوظ پناہ گاہیں بنانا تھا، لیکن درج ذیل وجوہات کی بناء پر اس منصوبہ پر عملدرآمد نہ ہو سکا:-

1- فٹ پاتھوں اور مختلف پارکوں میں سونے والے زیادہ تر افراد وہ ہیں جو لاہور میں مختلف علاقوں اور شہروں سے مزدوری کی غرض سے آتے ہیں-یہ افراد عمومی طور پر شاہ عالم مارکیٹ، اکبری منڈی، اعظم کلاتھ مارکیٹ، بھاٹی گیٹ، ریلوے سٹیشن اور جنرل بس سٹینڈ کے علاقوں میں مزدوری کرتے ہیں اور انہی جگہوں پر سو جاتے ہیں-ایسے تمام افراد کو رہائشی سہولیات انہی علاقوں میں مہیا کرنا ضروری ہے تاکہ وہ اپنے اخراجات کو مناسب طریقے سے چلا سکیں-لیکن ان علاقوں میں حکومت کے پاس کوئی مناسب جگہ اور عمارت ایسی نہ ہے جہاں پناہ گاہیں تعمیر کی جا سکیں-

2- ایسی پناہ گاہوں کو انتظامی اعتبار سے چلانا بھی نہایت مشکل امر ہے-تاہم اگر پرائیویٹ سیکٹر اس سلسلے میں حکومت کے ساتھ مل کر کوئی منصوبہ شروع کرتا ہے تو مالی اور تکنیکی اعتبار سے اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنایا جا سکتا ہے-

ضلع لاہور-کمیونٹی سنٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8581: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور میں کمیونٹی سنٹرز کی کل تعداد کتنی ہے؟

(ب) ان کمیونٹی سنٹرز میں کس کس ہنر کی تعلیم دی جاتی ہے نیز ان میں زیر تعلیم طلباء کی تعداد کتنی ہے؟

(ج) ان سنٹرز میں کل کتنے سرکاری ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(د) ان سنٹرز کے سال 10-2009 اور 11-2010 کے اخراجات بتائیں؟

(ہ) حکومت اس ضلع میں مزید کتنے سنٹرز کہاں کہاں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ سوشل ویلفیئر سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی زیر نگرانی دو کمیونٹی سنٹر کام کر رہے ہیں-

(ب) ان کمیونٹی سنٹرز میں ووکیشنل، دستکاری اور کمپیوٹر کی تعلیم دی جاتی ہے زیر تعلیم طلباء کی تعداد تقریباً170 ہے۔

(ج) ان کمیونٹی سنٹرز میں کوئی سرکاری ملازم کام نہیں کر رہا ہے۔

(د) ان سنٹرز پر حکومت کی طرف سے کوئی اخراجات نہ ہو رہے ہیں۔

(ہ) کمیونٹی سنٹر کا قیام محکمہ لوکل گورنمنٹ کی طرف سے عمل میں لایا جاتا ہے لہذا جواب متعلقہ محکمہ سے حاصل کیا جائے۔

لاہور۔ محکمہ کے اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8582: **جناب محمد نوید انجم**: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں سماجی بہبود کے کل کتنے ادارے کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان کے سال10۔2009اور11۔2010 کے اخراجات بتائیں؟

(ج) ان سالوں کے دوران ان کو حکومت نے سالانہ کتنی گرانٹ فراہم کی؟

(د) ان دفاتر میں کون کون سی اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں؟

(ہ) حکومت ان اسامیوں کو کب تک پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف)

1- ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم (صنعت زار) لاہور
2- ڈے کیئر سنٹر لاہور
3- ماڈل آرفنیج لاہور
4- دارالامان لاہور
5- کاشانہ لاہور
6- نگہبان لاہور
7- ہاسٹل فار ورکنگ وومن لاہور

(ب) ان سالوں 10-2009اور 2010 کے اخراجات کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان سالوں کے دوران حکومت نے جتنی گرانٹ فراہم کی اس کی تفصیل ضمنہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان دفاتر میں خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

ادارہ کا نام	اسامی کا نام	تاریخ
ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم	ٹیلر کم کٹر 01	01-04-2010
دارالامان لاہور	ڈرائیور 01	01-01-2011
کاشانہ لاہور	وارڈن 01	10-02-2009
	جونیئر کلرک 01	12-03-2011
نگہبان سنٹر لاہور	چوکیدار 01	مئی 2010
ہاسٹل فار ورکنگ وومن لاہور	کک 01	20-04-2010
دارالسکون، لاہور	ماہر نفسیات (پارٹ ٹائم)	2007
	سٹینوگرافر 01	2010
	میل نرس 01	2010
چمن، لاہور	ماہر نفسیات (پارٹ ٹائم)	2009
گھوارا، لاہور	جونیئر کلرک / سٹورکیپر 01	2008
	آیا 01	2009
	نرس 01	2006
قصر بہبود، لاہور	سٹورکیپر 01	2010
	ڈرائیور 01	2009

(ہ) جلد از جلد پُر کر لی جائیں گی۔

گوجرانوالہ، محکمہ کے اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8629: **ڈاکٹر محمد اشرف چوہان:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گوجرانوالہ میں محکمہ کے کل کتنے ادارے کام کر رہے ہیں؟

(ب) اس ضلع کا سال 10۔2009 اور 11۔2010 کا کل بجٹ مد وائز بتائیں؟

(ج) ان سالوں کے دوران کتنی رقم فلاحی کاموں پر خرچ اور کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت پٹرول پر خرچ ہوئی نیز یہ گاڑیاں کن کن کے زیر استعمال ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ کے کل بارہ ادارہ جات و دفاتر کام کر رہے ہیں۔

(ب)

(i) کل بجٹ برائے سال 2009-10 1,90,89000/-

اسٹیبلشمنٹ / تنخواہیں	ٹی اے / ڈی اے	پٹرول	ٹرانسپورٹ	نان سیلری اخراجات
1,42,96,136/-	1,52,845/-	2,32,927/-	43,858/-	15,24,049/-

(ii) کل بجٹ برائے سال 2010-11 2,59,85000/-

اسٹیبلشمنٹ / تنخواہیں	ٹی اے / ڈی اے	پٹرول	ٹرانسپورٹ	نان سیلری اخراجات
1,66,50,220/-	1,02,761/-	1,31,911/-	1,06,810/-	7,09,090/

(ج) محکمہ کے تمام ادارہ جات عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کام کر رہے ہیں ان فلاحی اداروں کو چلانے کے لئے سٹاف متعین کرنا نہایت ضروری ہے جس پر اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

(1) سرکاری ملازمین کی تنخواہیں:

برائے سال 2009-10 1,42,96,136/-

برائے سال 2010-11 1,66,50,220/-

(II) ٹی اے / ڈی اے

برائے سال 2009-10 1,52,845/-

برائے سال 2010-11 1,02,761/-

(د) گاڑیوں کی مرمت پر کل 1,50,668/- روپے اور پٹرول کی مد میں 3,64,838/- روپے خرچ کئے گئے ہیں یہ گاڑیاں مندرجہ ذیل افسران کے زیر استعمال ہیں:-

I۔ ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر گوجرانوالہ

II۔ سپرنٹنڈنٹ دارالامان گوجرانوالہ

III۔ سوشل ویلفیئر آفیسر، نگہبان سنٹر گوجرانوالہ

IV۔ سوشل ویلفیئر آفیسر سنٹرل جیل گوجرانوالہ

ضلع منڈی بہاؤالدین، ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8631: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیاوزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں سماجی بہبود کے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ب) اس ضلع میں محکمہ کے کتنے ادارے کس کس جگہ چل رہے ہیں؟

(ج) اس ضلع میں کتنی NGOs چل رہی ہیں؟

(د) کتنی NGOs رجسٹرڈ اور کتنی غیر رجسٹرڈ ہیں؟

(ہ) کیاان NGOs کو محکمہ مالی و دیگر امداد فراہم کرتا ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں سماجی بہبود میں 28 ملازمین کام کر رہے ہیں۔

(ب) ضلع میں چلنے والے دفاتر اور ادارہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام دفتر	جگہ
1۔دفتر DO سوشل ویلفیئر	ڈسٹرکٹ لمپلیکس منڈی بہاؤالدین
2۔دفتر دارالامان	واپڈاکالونی منڈی بہاؤالدین
3۔دفتر صنعت زار	تھانہ روڈ نزد ٹیلیفون ایکسچینج منڈی بہاؤالدین
4۔دفتر DDO سوشل ویلفیئر	ست سراشوگر مل روڈ منڈی بہاؤالدین
5۔دفتر میڈیکل سوشل آفیسر	ڈی ایچ کیو ہسپتال منڈی بہاؤالدین

(ج) اس وقت ضلع منڈی بہاؤالدین میں محکمہ سماجی بہبود سے رجسٹرڈ کل NGOs 65 کام کر رہی ہیں۔

(د) محکمہ کے پاس صرف رجسٹرڈ NGOs کا ڈیٹا موجود ہے۔

(ہ) NGOs اپنی مدد آپ کے تحت کام کر رہی ہیں تاہم محکمہ NGOs کو تکنیکی معاونت فراہم کر رہا ہے۔

ضلع وہاڑی، صنعت زار کی عمارت بنانے کا معاملہ

*8651: محترمہ شمیلہ اسلم: کیاوزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ سوشل ویلفیئر کی کتنی زمین موجود ہے؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ صنعت زار "وومن ورکنگ ہاسٹل" کی بلڈنگ میں کام کر رہا ہے؟

(ج) کیاحکومت صنعت زار کی بلڈنگ بنانے کاارادہ رکھتی ہے،اگرہاں توکب تک ؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ سوشل ویلفیئر کی کل45کنال اراضی موجود ہے جس میں سے24کنال فی الحال خالی ہے۔

(ب) جی ہاں درست ہے کہ صنعت زارHostel for Working Women کی بلڈنگ میں کام کر رہاہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ 89-1988 میں فیڈرل گورنمنٹ کی مالی امداد سے یہ ہاسٹل تعمیر کیاگیاتھالیکن اس کے عملہ اوراخراجات کی مد میں کوئی رقم نہیں فراہم کی گئی تھی جس کی وجہ سے اس عمارت کو ہاسٹل کے طور پر استعمال نہیں کیا جا سکتا تھا۔تاہم محکمہ کی باضابطہ اجازت سے صنعت زار کو اس بلڈنگ میں شفٹ کیاگیاتھاتاکہ بلڈنگ کو استعمال کیاجا سکے۔

(ج) حکومت صنعت زار کی بلڈنگ بنانے کاارادہ رکھتی ہے،امید کی جاتی ہے مالی سال13-2012 میں یہ سکیم شروع کی جائے گی۔

ضلع راولپنڈی، صنعت زار کے اداروں میں اضافہ کرنے کا معاملہ

*8682:جناب محمد شفیق خان:کیاوزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ ضلع راولپنڈی میں صرف ایک ادارہ صنعت زار کے نام سے قائم ہے، یہ ادارہ کب قائم کیاگیا؟

(ب) کیاحکومت خواتین کو مختلف فنون میں تربیت کے لئے ان اداروں کی تعداد میں آبادی کی بنیاد پر اضافہ کرنے کاارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع راولپنڈی میں ایک ہی ادارہ صنعت زار1973 میں قائم کیاگیاجبکہ ضلع راولپنڈی میں ایک ادارہ سلائی مرکز کے نام سے بھی خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے کام کر رہا ہے۔

(ب) اس ضمن میں ضلع راولپنڈی میں فلاحی اداروں کے تعاون سے چلنے والے 5 عدد دستکاری سنٹروں کو منی صنعت زار کے طور پر صنعت زار کے ساتھ منسلک کیا گیا ہے۔تاہم آبادی کے تناسب سے کسی مزید اضافے کی کوئی سکیم فی الحال زیر غور نہیں ہے۔

ضلع قصور۔سماجی اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8737: محترمہ شگفتہ شیخ: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں کتنے سماجی ادارے محکمہ کے پاس رجسٹرڈ ہیں اور ان کے کون کون سے منصوبے چل رہے ہیں؟

(ب) 2008-09اور2009-10 میں ضلع قصور کے کتنے سماجی اداروں کو گرانٹ دی گئی اور کتنی مالیت کی؟

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران محکمہ نے ضلع قصور میں ترقی خواتین کے لئے کتنی رقم مختص کی ہے اور کتنے سماجی ادارے ترقی خواتین کے لئے کام کر رہے ہیں؟

(د) سال2008-09 اور2009-10 میں کتنی خواتین کو دارالامان میں رکھا گیا، ان پر کتنے اخراجات آئے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع قصور میں محکمہ سماجی بہبود کے پاس کل160 سماجی ادارے /NGOsرجسٹرڈ ہیں جو کہ اپنی مدد آپ کے تحت کام کر رہی ہیں۔ان میں سے30 NGOs غیر فعال ہیں جبکہ بقیہ درج ذیل خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔

منصوبے / خدمات	تعداد ادارہ جات
تعلیم	41
ترقی نسواں / دستکاری سنٹر	25
خواندگی / لٹریسی	15
سپورٹس	08
واٹر اینڈ سینی ٹیشن ایجنسی	04
عمومی فلاحی منصوبے	17

(ب) محکمہ سماجی بہبود ضلع قصور کی طرف سے مالی سال2008-09 اور 2009-10 میں کل آٹھ اداروں کو مبلغ-/107500 روپے کی گرانٹ دی گئی (از پنجاب سوشل سروسز بورڈ)

(ج) ضلع قصور میں محکمہ سماجی بہبود سے خواتین سے متعلق رجسٹرڈ سماجی اداروں کی کل تعداد 25 ہے جبکہ محکمہ کے زیر انتظام خواتین کے لئے دارالامان، صنعت زار کام کر رہے ہیں:۔

نام ادارہ	بجٹ سال 2008-09	بجٹ سال 2009-10
دستکاری سنٹر	90000	90000
دارالامان (01)	1400449	1015845
صنعت زار (01)	2593000	2684000
کل میزان	4083449	3789845

(د) مالی سال 2008-09 اور 2009-10 میں خواتین کی تعداد اور ان پر ہونے والے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

مالی سال	تعداد خواتین	اخراجات
2008-09	50	1400449
2009-10	60	1015845
کل میزان	110	2416294

فیصل آباد۔پناہ گاہوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8834: میجر (ریٹائرڈ) عبد الرحمٰن رانا: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) فیصل آباد میں بے سہارا شہریوں کے لئے کتنی پناہ گاہیں کس کس نام سے کس کس جگہ ہیں؟

(ب) ان میں اس وقت کتنے افراد / خواتین رہائش پذیر ہیں؟

(ج) ان کے سال 2009۔10 اور 2010۔11 کے سالانہ اخراجات بتائیں؟

(د) ان میں کتنے سرکاری ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ہ) ان میں کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی خالی ہیں؟

(و) حکومت مزید پناہ گاہیں تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ز) موجودہ پناہ گاہوں میں رہائش پذیر خواتین و حضرات کو کیا سہولیات مہیا کی جا رہی ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) فیصل آباد میں بے سہارا شہریوں محکمہ سماجی بہبود کے لئے دو پناہ گاہیں ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

1- نگہبان:

اس ادارہ میں گم شدہ اور گھر سے بھاگے ہوئے بچوں کو عارضی پناہ دی جاتی ہے۔
یہ ادارہ سوشل ویلفیئر کمپلیکس، پیپلز کالونی نمبر 1 فیصل آباد میں واقع ہے۔

2- دارالامان:

اس میں تشدد کی شکار خواتین کو پناہ فراہم کی جاتی ہے۔
یہ ادارہ A-519 غلام محمد آباد فیصل آباد میں واقع ہے۔

(ب) جولائی 2010 تا 20۔ مئی 2011 کے دوران ادارہ نگہبان میں 203 بچے داخل ہوئے جو ان کے لواحقین تک پہنچائے گئے۔دارالامان میں 42 عورتیں اور 8 بچے ہیں۔

(ج) سال 10-2009 کے لئے ان اداروں پر 2551321 اور 11-2010 کے جولائی 2010 سے اپریل 2011 کے اخراجات -/2470718 روپے ہیں۔

(د) ان اداروں میں اس وقت 14 سرکاری ملازمین کام کر رہے ہیں اور 9 اسامیاں خالی ہیں۔

(ہ) ان میں 9 اسامیاں مختلف گریڈ کی خالی ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:-

اسامی کا نام	گریڈ	تعداد
کمپیوٹر آپریٹر	12	01
سپروائزر	09	01
ہینڈی کرافٹ ٹیچر	08	02
سٹورکیپر	05	01
ڈرائیور	04	01
نائب قاصد	01	01
کک	01	01
خاکروب	01	01

(و) جی، ہاں حکومت چلڈرن ہوم تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ز) دارالامان میں عورتوں کو مفت رہائش، خوراک، قانونی امداد اور علاج کی سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں اور ان کو ووکیشنل ٹریننگ، نان فارمل ایجوکیشن اور دینی تعلیم کے ساتھ تفریحی سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔نگہبان سنٹر میں بچوں کے لئے مفت رہائش، خوراک اور میڈیکل کی سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔نشاندہی ہونے پر بچوں کو ان کے والدین تک بلا معاوضہ پہنچایا جاتا ہے۔ضرورت مند بچوں کو کپڑے اور جوتے فراہم کئے جاتے ہیں۔

صوبہ میں بھیک مانگنے والوں کی تعداد میں اضافہ کی تفصیلات

*8844: محترمہ آمنہ الفت :کیاوزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ صوبہ میں بھیک مانگنے والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور یہ ایک کاروبار کی حیثیت اختیار کرتا جارہا ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ صوبہ پنجاب کے بڑے شہروں کی شاہراہوں پر بھکاری عورتوں کی بھرمار ہے اوران کی گود میں چھوٹے چھوٹے بچے بے ہوشی کی حالت میں ہوتے ہیں؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ بھکاری عورتیں بچے کرایہ پر لاتی ہیں؟

(د) اگر مندرجہ بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت اس لعنت کو ختم کرنے کے لئے کوئی منصوبہ بندی کر رہی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) یہ درست ہے کہ صوبہ بھر میں بھیک مانگنے والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ صوبہ بھر کے بڑے بڑے شہروں کی شاہراہوں پر بھکاری عورتیں بڑی تعداد میں موجود ہیں اوران کی گود میں چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہوتے ہیں۔تاہم اس بات کی کوئی تصدیق نہ ہے کہ وہ بچے بیہوشی کی حالت میں ہوتے ہیں۔

(ج) محکمہ کے پاس اس قسم کی کوئی اطلاع نہ ہے۔

(د) محکمہ سماجی بہبود نے Punjab Vagrancy Act 1958 کے تحت گداگری کے خاتمے کے لئے ایک جامع منصوبہ بنایا ہے اور اس سلسلہ میں لاہور میں دارالکفالہ قائم کیا جارہا ہے۔ مالی سال 12-2011 کے مجوزہ ترقیاتی پروگرام میں یہ منصوبہ شامل کر دیا ہے۔امید کی جاتی ہے اس سے منصوبے میں اس لعنت کو ختم کرنے میں مدد ملے گی۔

غیر نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

صوبہ پنجاب میں رجسٹرڈ این جی اوز کی تعداد و دیگر تفصیل

11: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیاوزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ پنجاب میں ضلع وار اس وقت کل کتنی NGOs رجسٹرڈ ہیں؟

(ب) مذکورہ ہر ایک NGO کو پچھلے پانچ سالوں میں سال وار حکومت کی طرف سے کل کتنی گرانٹ دی گئی؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) صوبہ پنجاب میں ضلع وار اس وقت ٹوٹل 7054 این جی اوز رجسٹرڈ ہیں۔تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب کی طرف سے دی جانے والی امداد کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	کل رقم
2003-04	61,00,000
2004-05	50,76,000
2005-06	2,02,03,000
2006-07	4,77,15,000
2007-08	2,21,20,000

NGOs کے نام اور رقم کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور میں چلڈرن بیگرز بیورو کا قیام و دیگر تفصیلات

39: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں چلڈرن بیگرز بیورو کب قائم ہوا تھا اور اس پر کیا لاگت آئی تھی، اس ادارہ کے تحت بیگرز کے خاتمہ کے لئے اٹھائے گئے حکومتی اقدامات کی تفصیل کیا ہے؟

(ب) لاہور میں اس وقت گداگروں کی تعداد کیا ہے؟

(ج) کیا لاہور میں دارلکفالہ قائم کر دیا گیا ہے، کب قائم ہوا اور اس پر لاگت کیا آئی، نیز اس میں کتنے گداگروں کو رکھنے کی گنجائش ہے؟

(د) کیا صوبہ کے دیگر شہروں میں بھی ایسے ہی دارالکفالہ بیگرز ہوم قائم کرنے کا حکومت کا ارادہ ہے، اگر ہاں تو کس کس شہر میں اور کب تک، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ہ) گداگروں کو مذکورہ ہوم میں کیا کیا سہولتیں اور ٹریننگ دی جاتی ہے کیا ان کا نفسیاتی علاج بھی کیا جاتا ہے تاکہ وہ بحال ہو کر گداگری کی زندگی نہ گزاریں؟

(و) کیا حکومت Vagrancy Ordinance 1958 کے تحت کئے گئے گداگری کے خاتمہ کے اقدامات کے Salient Features 1958 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ز) کیا حکومت ممبران اسمبلی اور (experts) پر مشتمل ایک ایسی کمیٹی تشکیل دینے کے لئے تیار ہے جو گداگری کے مسئلے کا تفصیلی جائزہ لے کر اپنی رپورٹ اسمبلی میں پیش کرے، اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) لاہور میں چلڈرن بیگرز کے لئے چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کا قیام محکمہ ہوم کے زیر انتظام کیا گیا ہے لہذا اس کی تفصیل متعلقہ محکمہ سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔

(ب) معلوم نہیں۔

(ج) لاہور میں کوئی دارالکفالہ قائم نہ کیا گیا ہے۔

(د) محکمہ سماجی بہبود نے ستمبر 2006 میں وزیر اعلیٰ پنجاب کے نام ایک سمری ارسال کی تھی جس میں ان سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ ابتدائی طور پر لاہور میں دارالکفالہ قائم کرنے کی اجازت دیں جس کے بعد اس کو صوبہ کے دوسرے شہروں میں قائم کرنے کا ارادہ تھا تاہم اس سمری پر اب تک کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔

(ہ) چونکہ مذکورہ ہوم ابھی تک قائم نہ ہوا ہے لہذا اس سوال کا جواب دینا ممکن نہ ہے۔

(و) جیسا کہ جز(د) میں بیان کیا گیا ہے کہ محکمہ نے اس سلسلہ میں ایک مکمل منصوبہ کی تفصیل وزیر اعلیٰ پنجاب کو ستمبر 2006 میں ارسال کی تھی جس کی نقل ستمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ز) موجودہ حکومت نے اس سلسلے میں کارروائی کرتے ہوئے ایک کمیٹی (ٹاسک فورس) جو کہ منتخب ممبران اسمبلی اور experts پر مشتمل ہے کی تشکیل کر دی ہے نوٹیفکیشن کی کاپی ستمہ (ب) ایوان کی میز پر دی گئی ہے جو کہ اپنی ابتدائی رپورٹ آئندہ پندرہ دن میں پیش کرے گی جبکہ اس کی تفصیلی رپورٹ میں گداگری کے اسباب، اس کے مضمرات، گداگروں کی تعداد اور اس مسئلے سے نمٹنے کے لئے ایک مکمل پلان پیش کرے گی۔

ضلع وہاڑی میں قائم محکمہ کے دارالامان میں تعینات سٹاف کی تعداد و تفصیل

161: محترمہ سیمل کامران: کیاوزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ ضلع وہاڑی کے محکمہ سماجی بہبود کے دارالامان میں خواتین اہلکار تعینات نہیں ہیں؟

(ب) مذکورہ دارالامان میں خواتین اور بچوں کی تعداد کیا ہے؟

(ج) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں اور اگر جواب نفی میں ہے تو متعین اہلکار خواتین کا نام، عہدہ اور گریڈ سے مطلع کیا جائے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) مذکورہ دارالامان میں 09-08-25 تک مندرجہ ذیل خواتین اور بچے موجود ہیں۔

خواتین	بچے	ٹوٹل
13	03	16

(ج) دارالامان وہاڑی میں حمیرا فاروق کو تعینات کیا گیا تھا جنہوں نے ذاتی وجوہات کی بنا پر استعفیٰ دے دیا اور 07-03-07 سے دارالامان کا اضافی چارج ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر رائے اختر اظہر (بی پی ایس۔18) کے پاس ہے کیونکہ پورے ضلع وہاڑی میں کوئی اور خاتون افسر نہ ہے۔مزید برآں محکمہ سماجی بہبود نے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو نومبر 2008 سے محکمہ میں افسران کی بھرتی کے لئے درخواست دے رکھی ہے جو کہ ابھی تک پایۂ تکمیل کو نہ پہنچی ہے۔جب یہ عمل مکمل ہو گا تو کسی خاتون افسر کو دارالامان وہاڑی میں تعینات کر دیا جائے گا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس کے بعد میرے دو سوال آ رہے تھے لیکن آپ نے Question Hour ختم کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: میں کیا کروں۔Time is over now

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں پھر ایوان میں اپنی چادر پھینک کر walk out کر رہی ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز خاتون ممبر ایوان میں اپنی چادر پھینک کر ایوان سے باہر تشریف لے گئیں)

(قطع کلامیاں)

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!میں نے پہلے بھی بات کی ہے کہ محترمہ سیمل کامران ہماری بہن ہیں۔یہ اس چیز کو نہ سوچیں۔یہاں پر میرے محکمہ کی بات ہو رہی ہے۔ میں نے محکمہ کے جوابات تمام ہاؤس کے سامنے دیئے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!انہوں نے غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کئے ہیں۔

جناب سپیکر:کس نے غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کئے ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!یہ بتادیں کہ میں نے کیا زبان استعمال کی ہے؟

جناب سپیکر:اگر آپ نے غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کئے ہیں تو وہ واپس ہوں گے۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!آپ بتادیں کہ کیا الفاظ استعمال کئے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:Order please. Order in the House اگر کوئی غیر پارلیمانی الفاظ کسی طرف سے بھی کہے گئے ہیں ان کو حذف کیا جاتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!یہ پہلے اپنی کمیونٹی کی تسلی کرائیں،اپنی حکومت کی تسلی کرائیں۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!آپ کی طرف سے یہ بات آئی تھی کہ آپ ان کی تسلی کرائیں۔میں نے کہا کہ ان کی تسلی کرائیں گے اتنی بات ہوئی ہے۔اس سے بڑھ کر اور کوئی بات نہیں ہوئی۔یہ ہماری بہن ہیں یہ اس چیز کو غلط محسوس نہ کریں۔

جناب سپیکر: صحیح بات ہے اور یہ قطعاً نہیں ہو سکتی۔

جناب جاوید حسن گجر:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،گجر صاحب!

جناب جاوید حسن گجر:جناب سپیکر!میں نے کل ضمنی سوال کرنا چاہا تھا تو آپ نے کہا تھا کہ میں نے اگلا سوال بول دیا ہے لیکن آج آپ نے تین سوال dispose of کرنے کے بعد دوبارہ ضمنی سوال کے لئے کہا تھا۔

جناب سپیکر:میں نے کس سے کہا؟

جناب جاوید حسن گجر: اگلا سوال جس نے بھی کیا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ایسا نہیں ہے۔آپ تشریف رکھیں۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! معزز ممبر واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر گئی ہیں۔انہیں ایوان میں واپس لایا جائے یہ ایوان کی روایت بھی ہے۔

جناب سپیکر: کون واک آؤٹ کر کے گیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! محترمہ ساجدہ میر صاحبہ واک آؤٹ کر کے گئی ہیں۔آپ خود دیکھیں کہ تمام خواتین وزیر موصوف کے خلاف ہیں۔

جناب سپیکر: پہلے وہ آپ کو منا کر لائی تھیں اب آپ ان کو منا کر لائیں۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!میںpersonal explanation پر کچھ کہنا چاہتا ہوں؟

جناب سپیکر: جی، کامران مائیکل صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!انہوں نے کہا ہے کہ تمام عورتیں منسٹر کے خلاف ہیں۔ میری بہنیں یہاں پر بیٹھی ہیں، یہ میرے خلاف نہیں ہیں۔ یہ جھوٹ بولتی ہیں ان کے ساتھ کوئی نہیں ہے۔ میری بہنیں میرے ساتھ ہیں، تمام خواتین میرے ساتھ ہیں اور خواتین کی اکثریت میرے ساتھ ہے۔ان کے کہنے سے کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔(قطع کلامیاں)

Order please. Order in the House. I say, order in the House

محترمہ Welcome back!

(اس مرحلہ پر معزز ممبر محترمہ ساجدہ میر واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لائیں)

ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت

جناب سپیکر: اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

رانا محمد اقبال ہرنا

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی: رخصت کی درخواستوں میں سے پہلی درخواست رانا محمد اقبال ہرنا ایم پی اے، پی پی۔121 کی طرف سے ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"بندہ کے چھوٹے بھائی رانا محمد طفیل مورخہ 11۔دسمبر2011 کو قضائے الٰہی سے وفات پا گئے تھے اسمبلی اجلاس مورخہ 12۔دسمبر2011 سے شروع ہے جس کی بناء پر بندہ اس میں حاضر نہیں ہو سکتا۔"(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: Order, order آپ بات سننے دیں۔درخواستیں پڑھی جارہی ہیں۔محترمہ! آپ کیا کر رہی ہیں؟

کورم کی نشاندہی

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ان سے کورم پورا نہیں ہوتا، یہ پہلے اپنا کورم پورا کریں۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔۔۔(گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے۔اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر آدھ گھنٹہ کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 1-00 بجے کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے اور اب کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! مجھے آپ سے استدعا کرنی ہے کہ موجودہ اجلاس میں معزز ممبران interest نہیں لے رہے۔اس اسمبلی کا جو ماحول بنا ہوا ہے ہر آدمی اس کا notice لے رہا ہے اور میں نے اندازا لگایا ہے کہ ممبران کی طرف سے اس اجلاس کو سنجیدگی سے نہیں لیا جا رہا، کسی ممبر کو اس میں کوئی interest ہے اور نہ ہی کوئی serious ہے۔ میری آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے درخواست ہے کہ وہ وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ گزارش کریں کہ وہ اس ہاؤس میں ضرور تشریف لائیں کیونکہ ان کے آنے سے اسمبلی کا وقار بلند ہوتا ہے، ممبران کا interest بڑھتا اور وہ اس House کی grace ہیں۔ قائد ایوان کے یہاں پر آنے سے کارکردگی بہتر ہوتی ہے اور ممبران House کے بزنس میں دلچسپی لیتے ہیں۔جناب! آپ سکون سے میری بات سنیں، آپ پریشان نہ ہوں میں جو بات کر رہا ہوں اس کی ذمہ داری بھی میں خود لوں گا۔

جناب سپیکر: معاف کرنا، میں نے کس لئے پریشان ہونا ہے؟ اللہ رحم کرے میں پریشان نہیں ہوتا۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! مجھے اندازہ ہو رہا تھا کہ شاید آپ محسوس کر رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ وزیر قانون صاحب اس بات کو ضرور take up کریں گے کیونکہ یہ نہایت serious بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات ان تک پہنچ جائے گی۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! یہ بات اس انداز سے آئے کہ اس ہاؤس کی وجہ سے ہی یہ سارا system ہے تو اس کو بہتر کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب کا یہاں House میں آنا بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔

ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ رخصت کی درخواست جو پڑھی جا رہی تھی مکمل کریں۔

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی: براہ مہربانی بندہ کی 12تا16۔دسمبر2011 کی رخصت منظور کی جائے۔

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ عارفہ خالد پرویز

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ عارفہ خالد پرویز،ایم پی اے،ڈبلیو۔305 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"Sir, I am going to an official trip to Bhalwal on 16th December, 2011. Please allow me one day leave for the said day."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ عارفہ خالد پرویز

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ عارفہ خالد پرویز،ایم پی اے،ڈبلیو۔305 کی طرف سے مورخہ 14۔دسمبر2011 کو موصول ہوئی ہے:

"Sir, I have an I.U.P commitment for two days. I will be back on Saturday 17th December, 2011. Leave may please be granted." Thanks.

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری مونس الہیٰ

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چودھری مونس الہیٰ ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب پی پی۔110 کی طرف سے چودھری ظہیر الدین خان،ایم پی اے،پی پی۔55 نے مورخہ 15۔دسمبر کو دی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"Ch Moonis Elahi has asked me to request you that as he is abroad and unable to attend the current Assembly Session. He may kindly be allowed leave of absence for three weeks."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری جاوید احمد(ایڈووکیٹ)

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ)، ایم پی اے، پی پی۔228 کی طرف سے چودھری شہباز احمد ممبر صوبائی اسمبلی پی پی۔143 نے دی ہے۔

Chaudhary Javed Ahmad, Advocate, MPA (PP-228) has telephonically informed that his father-in-law has died. Therefore, the submission is that three days leave from 14th to 16th December, 2011 be sanctioned. Thanks.

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب سپیکر: میرے خیال میں سب کی درخواستیں منظور کر لیں۔آپ کی کیا رائے ہے؟

معزز ممبران: جی، کر لیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران کی طرف سے متفقہ طور پر رخصت کی بقیہ تمام درخواستیں منظور کر لی گئیں)

میاں فدا حسین وٹو

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں فدا حسین وٹو، ایم پی اے، پی پی۔227 کی جانب سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ درخواست گزار عمرہ کی سعادت کے لئے جا رہا ہے اس لئے مورخہ 11۔اگست 2011 کو اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکتا لہذا میری رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

مہر محمد فیاض

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست مہر محمد فیاض، ایم پی اے، پی پی۔25 کی جانب سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ میں ضروری امور کے سلسلہ میں مورخہ 19۔دسمبر 2011 کو برطانیہ روانہ ہو رہا ہوں اور 2۔جنوری 2012 کو وطن واپس آؤں گا۔اس دوران کی رخصت منظور فرمائی جائے۔نوازش ہو گی۔"

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

میاں فدا حسین وٹو

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں فدا حسین وٹو، ایم پی اے، پی پی۔227 کی جانب سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ میں ذاتی مصروفیات کی وجہ سے مورخہ 16تا23۔دسمبر 2011 تک اسمبلی اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتا لہذا مذکورہ ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری ظہیر الدین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں یہاں پر حاضر نہیں تھا، میں ابھی جب آیا ہوں تو مجھے ساری تفصیل بتائی گئی ہے اور جس کو میں نے confirm بھی کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک commitment کے بعد جب کوئی ایسا واقعہ ہوتا ہے کہ جس سے House in order نہیں رہتا تو یہ مناسب بات نہیں ہے۔ ہماری Advisory Committee کے اندر تقریباً ایک سال پہلے جب میں قائد حزب اختلاف تھا تو وزیر قانون اور آپ کی موجودگی میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ کسی leadership پر یا کسی مخصوص پارٹی کو target کر کے بات نہیں کی جائے گی ورنہ پھر جواب الجواب شروع ہو جاتا ہے۔ یہاں پر کامران مائیکل صاحب leadership اور پارٹی کا نام لے کر مطعون کرتے رہے ہیں۔ میں نے کل جب میاں محمد نواز شریف صاحب کے حوالے سے بات کی تو میں نے ان کو قومی سطح کا لیڈر کہہ کر مخاطب کیا تھا۔ اس کے جواب میں ایک دن کے بعد اگر ہمیں یہ صلہ ملنا ہے تو پھر ہر ایک کے منہ میں زبان ہے۔ میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ وزیر قانون صاحب اپنے کابینہ کے ساتھیوں کو ہدایت فرمادیں اور آپ بھی تمام معزز ممبران کو فرمادیں کہ جو بات طے ہو چکی ہے اسی کے مطابق عمل کیا جائے۔ دوسرا یہاں پر جو ذو معنی باتیں کی جاتی ہیں اس کو بھی discourage کیا جائے کیونکہ یہاں پر کوئی ایسا ممبر نہیں ہے کہ جو ان کو سمجھ نہ سکے۔ اس کے جواب میں سہ معنی باتیں کہی جا سکتی ہیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: جی، آئندہ ایسی بات نہیں ہونی چاہئے۔ اب ہم Call Attention Notices کو take up کرتے ہیں۔ آج پہلا توجہ دلاؤ نوٹس جناب اعجاز احمد کاہلوں صاحب کی طرف سے ہے اور یہ ضلع قصور سے متعلقہ نہیں ہے۔ کاہلوں صاحب! یہ جس جگہ کا آپ نے ذکر کیا ہے وہ ضلع لاہور کی حدود میں آتی ہے۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! بہت شکریہ

ضلع لاہور:ڈکیتی کے دوران مزاحمت پر شہری کی ہلاکت وشدید زخمی افراد کی تفصیلات

1013:جناب اعجاز احمد کاہلوں:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ ایک موقراخبار کی خبر مورخہ 2011-12-20 کے مطابق صوئے آصل کاہنہ ضلع لاہور میں آڈٹ اینڈاکاؤنٹس ہاؤسنگ سکیم میں رہائش پذیر چھ بچوں کے باپ اور مقامی ہسپتال کے کیشئر 58 سالہ عبدالرشید کے گھر پانچ ڈاکو داخل ہو گئے، اہل خانہ کو مزاحمت پر فائرنگ کرکے عبدالرشید کو ہلاک،اس کے بیٹےمحمد زاہداور بھانجے علی احمد کو زخمی کرکے لاکھوں کی نقدی وزیورات لوٹ کر فرار ہو گئے؟

(ب) متعلقہ پولیس نے اس واقعہ پر آج تک کیا کارروائی کی اس کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

جناب سپیکر:جی،راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!شکریہ۔یہ درست ہے کہ یہ وقوعہ علاقہ تھانہ کاہنہ لاہور کا بنتا ہے۔مدعی مقدمہ شاہد رشید بھٹی کے گھر میں ڈاکو داخل ہوئے گھر والوں کے شور کرنے پر ملزمان نے فائرنگ کی جس سے مدعی کا والد رشید احمد بھٹی جانبحق ہوا۔مدعی کے بیٹے علی کو ٹانگ پر فائر لگا۔ملزمان نے اسلحہ کے بٹ مار کر مدعی کے بھائی زاہد کو مضروب کیا اور اُن کے گھر سے موبائل،پمپ ایکشن بندوق اور نقدی وزیورات وغیرہ لوٹ کر لے گئے۔

جناب سپیکر!اس وقوعہ میں جو موبائل چھینا گیا ہے اُس کے نمبر اور IMEI نمبر کے ذریعے سے اس کا کوئی سراغ ملا ہے اور اس بارے میں کچھ لوگوں کو for interrogation حراست میں بھی لیا گیا ہے تو اس میں امید ہے کہ انشاءاللہ within two weeks یہ کیس work out ہو جائے گا۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں:جناب سپیکر!کچھ لوگوں کو گرفتار تو کیا گیا ہے لیکن ابھی تک کوئی recovery ہوئی ہے اور نہ ہی ہماری حکومت کی طرف سے رشید احمد بھٹی کے وارثان کی کوئی مالی معاونت کی گئی ہے۔یہ تو law and order کی بات ہے میرے اپنے ضلع سرگودھا میں اس وقت دن دہاڑے رہزنی ہو رہی ہے اور street crimes ہو رہے ہیں۔میں پہلے بھی request کر چکا ہوں کہ ہر ہفتے

درجنوں ڈکیتیاں ہو رہی ہیں جب پولیس سے بات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس نفری نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کاہلوں صاحب! آپ اس پر تقریر نہیں کر سکتے۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میں نے یہاں تحریک التوائے کار جمع کروائی لیکن وہ بھی reject ہو گئی۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ میں law and order کا عوامی مسئلہ کہاں پر جا کر اُٹھاؤں؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک مالی معاونت کا معاملہ ہے تو توجہ دلاؤ نوٹس میں cover نہیں ہوتا اُس کے لئے تو موصوف کو علیحدہ سے کچھ لکھ پڑھ کر کرنا ہو گا۔ معزز ممبر نے سرگودھا کے متعلق جو بات کی ہے وہ بالکل irrelevant ہے اگر سرگودھا سے متعلق کسی specific معاملہ کے بارے میں معلومات چاہتے ہیں تو اُس کے متعلق کوئی سوال یا توجہ دلاؤ نوٹس لے آئیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1015 محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! شکریہ

ننکانہ صاحب: ڈکیتی کے دوران مزاحمت پر دو شہریوں کا قتل و دیگر تفصیلات

1015: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 19۔دسمبر 2011 کے ایک نیوز چینل کی خبر کے مطابق ننکانہ صاحب میں ڈاکوؤں نے دوران ڈکیتی مزاحمت پر دو افراد کو قتل اور تین افراد کو زخمی کر دیا؟

(ب) یہ واقعہ کس تھانہ کی حدود میں رونما پذیر ہوا، اس کا مقدمہ درج ہوا ہے تو اس کی FIR نمبر اور کن کن دفعات کے تحت مقدمہ درج ہوا ہے؟

(ج) اگر اس میں کوئی گرفتاری ہوئی ہے تو ملزمان کے نام اور پتا جات بتائیں؟

(د) اس مقدمہ کی آج تک کی مکمل صورتحال سے آگاہ فرمائیں؟

(اذانِ ظہر)

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! پریس گیلری سے صحافی walkout کر گئے ہیں۔

جناب سپیکر: راناصاحب! مجھے پتا چلا ہے کہ صحافی حضرات walkout کر گئے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس حوالے سے عرض کر دیتا ہوں۔ پریس گیلری کے پریذیڈنٹ شہزاد ملک صاحب نے مجھے inform کیا ہے کہ اُن کی کالونی سے متعلقہ معاملات میں satisfactory پیشرفت نہیں ہو رہی تو انہوں نے کہا ہے کہ آج ہم اپنے مطالبات پر stress کرنے کے لئے علامتی walkout کر رہے ہیں۔ بہر حال یہ اُن کا علامتی walkout ہے تو میں آپ کی وساطت سے انہیں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آج اجلاس کے بعد میں اُن کے ساتھ بیٹھ کر متعلقہ حکام جنہوں نے اس معاملے میں پیشرفت کرنی ہے اور اس وقت اُن کی طرف سے پیشرفت نہیں ہو رہی، تو اُن کے ساتھ کل انشاء اللہ کوئی میٹنگ رکھ کر کوشش کریں گے اور اس چیز کو ensure کریں گے کہ اُن کے معاملات میں پیشرفت ہو۔ جیسا کہ شہزاد ملک صاحب نے مجھے تحریراً inform کیا ہے وہ token walkout ہے۔

جناب سپیکر: جی، صحافی حضرات سے گزارش ہے کہ اگر انہوں نے لاء منسٹر صاحب کی بات سُن لی ہے تو وہ پریس گیلری میں واپس تشریف لے آئیں۔

(اس مرحلہ پر صحافی حضرات پریس گیلری میں واپس تشریف لے آئے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کے توجہ دلاؤ نوٹس کے متعلق میں عرض کروں گا کہ یہ 19۔دسمبر کا واقعہ ہے اور اس کے بعد مقدمہ درج کر لیا گیا ہے۔ اس میں مدعی کے والد محمد افضل کو ہلاک کیا گیا ہے، باقی لوگ زخمی ہیں۔ اس کا مقدمہ نمبر 667 مورخہ 19-12-2011 بجرم 395,397,302,324,148,149ت پ تھانہ واربٹن میں درج ہوا ہے۔ ایس پی انوسٹی گیشن کی نگرانی میں سپیشل ٹیم بنا دی گئی ہے اور اس سلسلہ میں نوشہرہ ورکاں میں raid کر کے چند مشتبہ افراد کو for interrogation purpose lock up کیا گیا ہے۔ اس میں پیشرفت ہے انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ چند دنوں میں یہ کیس workout ہو جائے گا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس میں دو بندے قتل اور تین زخمی ہوئے تھے۔ اس وقوعہ میں ایک پورے خاندان کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی وہاں ایک سبز رنگ کی نمبر پلیٹ والی گاڑی آئی جس میں ملزم سوار تھے۔ انہوں نے افضل مان صاحب کے ڈیرے پر آ کر فائرنگ کی جس سے موقع پر ہی دو بندے

جاں بحق ہو گئے اور باقی تین زخمی ہوئے۔اس میں ایسی پیشرفت نہیں ہوئی کہ ملزم پکڑے جاتے۔آخر اس میں کتنا وقت لگے گا؟

جناب سپیکر: جی،راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ واقعہ ڈکیتی سے زیادہ intentional murder کا لگتا ہے کہ ان افراد نے باقاعدہ focus کر کے اس گھر پر فائرنگ کی ہے۔اس میں کچھ شواہد ملے ہیں انشاء اللہ جلد یہ workout ہو جائے گا۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: شکریہ۔اب تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔پہلی تحریک استحقاق حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا صاحب کی ہے۔جی،کاٹھیا صاحب!آپ اپنی تحریک استحقاق پڑھیں۔

ایس ایچ او تھانہ سٹی شورکوٹ کا معزز ممبر کے ساتھ ہتک آمیز رویّہ

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر!میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 18۔دسمبر 2011 کو تقریباً ایک بجے دوپہر میں نے ایک عوامی کام کے سلسلے میں ایس ایچ او شورکوٹ تھانہ سٹی ملک وارث کو ٹیلی فون کیا کہ آپ نے ایک بے گناہ آدمی کو پکڑا ہے اور اس کے بارے میں ہائیکورٹ بھی آرڈر دے چکی ہے کہ پہلے بھی اس آدمی سے زیادتی کی گئی ہے اب آئندہ کبھی بھی اسے disturb نہ کیا جائے تو ایس ایچ او مذکور نے کہا کہ آپ کے پاس جو آدمی بھی آتا ہے آپ اس کی سفارش کر دیتے ہیں لیکن یہ میری صوابدید ہے کہ میں کسی کا کام کروں یا نہ کروں۔جہاں تک آپ مجھے ہائیکورٹ کے آرڈروں کا بتا رہے ہیں تو ہائیکورٹ روزانہ آرڈر کرتی رہتی ہے اگر ان پر عمل کرنے بیٹھ جاؤں تو میں نے نوکری کر لی۔جب میں نے پھر اسے کہا کہ یہ بندہ بے گناہ ہے آپ بار بار اسے تنگ کرتے ہیں اور اس پر بے بنیاد مقدمات بنا کر اسے رسوا کر رہے ہیں۔آپ مہربانی کریں اور اسے چھوڑ دیں تو ایس ایچ او نے کہا کہ میرے خیال میں آپ کو میری بات کی سمجھ نہیں آئی جب مجھے ہائیکورٹ کے آرڈرز کی پرواہ نہیں تو آپ کون ہوتے ہیں مجھے بار بار insist کرنے والے۔پہلے تو میں اس کے خلاف کوئی کارروائی کرتا یا نہ کرتا لیکن اب میں اسے بتاؤں گا کہ آپ کا سفارشی کتنا طاقتور ہے۔

ساتھ ہی اس نے اس غریب آدمی کو تھانے کی حوالات سے نکال کر اس پر تشدد کیا اور اس کے خلاف پرچہ درج کر دیا۔ رات کو مذکورہ شخص کو حوالات سے نکال کر گھر بھیج دیا اور کہا کہ صبح آ جانا یہ اسی طرح دو تین دن کرتا رہا۔ ایک طرف تو موصوف ایس ایچ او ہائیکورٹ کے آرڈرز کو deny کر رہا ہے، ایک منتخب ایم پی اے کو بھی توہین آمیز طریقے سے انکار کر رہا ہے اور سفارش کرنے پر اس کے خلاف کارروائی کر رہا ہے دوسری طرف وہ اسے رات کو گھر بھی بھیج دیتا ہے۔ ایک منتخب نمائندے کے ساتھ ایس ایچ او موصوف کا رویّہ انتہائی ہتک آمیز تھا جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک استحاق آج ہی موصول ہوئی ہے۔ اسے اگلے ہفتے کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس تحریک استحقاق کو اگلے ہفتے کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کی ہے۔ محترمہ! آپ اپنی تحریک استحقاق پڑھیں۔

ڈی ایس پی سول لائن اور ایکسائز عملہ لاہور کا معزز خاتون ممبر سے تضحیک آمیز رویّہ

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میرا ڈرائیور مسٹر رضوان میری گاڑی نمبر 9500 کو مورخہ 17۔دسمبر 2011 کو شام چھ بجے اسمبلی ہال لاہور کی طرف سے مجھے گورنر ہاؤس سے لینے کے لئے جا رہا تھا کہ الحمراء ہال نزد گورنر ہاؤس لاہور پہنچا تو وہاں پر موجود ایک ڈی ایس پی اور ایکسائز پولیس کا عملہ موجود تھا انہوں نے میری گاڑی جس کو میرا ڈرائیور چلا رہا تھا کو روکا اور اس سے شناختی کارڈ طلب کیا جو ان کو دے دیا گیا۔ بعد ازاں انہوں نے ان سے گاڑی کے کاغذات کی ڈیمانڈ کی تو اس نے گاڑی کے کاغذات فراہم کر دیئے۔ انہوں نے میرے ڈرائیور کا شناختی کارڈ رکھ لیا اور اس سے کہا کہ آپ پانچ ہزار روپے بنک میں جمع کروائیں۔ پھر آپ کا شناختی کارڈ ملے گا۔ میرے ڈرائیور نے مجھے اس صورتحال کے بارے آگاہ کیا تو میں اور محترمہ ساجدہ میر ایم پی اے موقع پر آئیں اور ان کو میں نے اپنا ایم پی اے کا اسمبلی کارڈ دیا اور ان کو اپنا

تعارف کروایااور ان سے گزارش کی کہ آپ میرا شناختی کارڈ رکھ لیں کیونکہ میں نے ابھی اسلام آباد ضروری کام کے سلسلے میں جانا ہے اس لئے میرے ڈرائیور کا شناختی کارڈ واپس کر دیں مگر انہوں نے میری اور محترمہ ساجدہ میر (جو اس موقع پر میرے ساتھ موجود تھیں) کی گزارش سننے کی بجائے ہمیں دھمکیاں دینا شروع کر دیں کہ میں ابھی میڈیا کے نمائندوں کو بلواتا ہوں اور آپ کے بارے میں مختلف قسم کی جھوٹی خبریں نشر کروادوں گا لہذا آپ فوراً یہاں سے چلی جائیں۔ میں اور میری ساتھی ایم پی اے نے ان کو کہا کہ ہم کوئی چور یا ڈاکو نہیں ہیں۔ آپ ہمیں پورے ہجوم میں بدنام کر رہے ہیں اور ہمیں دھمکیاں دے رہے ہیں۔ اس پر جو آفیسر موصوف موجود تھے انہوں نے ہمیں مختلف قسم کی دھمکیاں دینا شروع کر دیں۔ اگر آپ نے اپنے ڈرائیور کا شناختی کارڈ لینا ہے تو مجھے اپنا شناختی کارڈ دے دیں اور اس کا واپس لے لیں۔ آخر کار ہم نے ان کی بات پر عمل کیا تو پھر اپنے ڈرائیور کا شناختی کارڈ لیا اس کے باوجود اس نے میرے اور میری ساتھی ایم پی اے کے ساتھ بدتمیزی کی اور ہمیں مختلف قسم کی دھمکیاں دیں جس سے ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق بھی آج ہی موصول ہوئی ہے۔ اس کو بھی اگلے ہفتے کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس تحریک استحقاق کو بھی اگلے ہفتے کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرا شناختی کارڈ ان کے پاس ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ وزیر قانون اس ہاؤس میں میرا شناختی کارڈ مجھے واپس دیں۔ میں نے گاڑی کے ٹوکن کے پیسے جمع کرا دیئے ہیں۔ انہوں نے میری بڑی بے عزتی کی تھی وہاں پر کم از کم ڈیڑھ سو لوگ موجود تھے۔

جناب سپیکر: محترمہ! اس کا جواب آ لینے دیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! یہ میڈیا سے اتنے ڈرتے ہیں کہ گڑھے مردے اکھاڑ دیتے ہیں۔ آپ کی حکومت نے جو کام نہ کیا وہ میڈیا نے کر دکھایا ہے۔ میں میڈیا کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ مجھے اسی دن میڈیا نے گورنر ہاؤس میں آپ کی پولیس سے چھڑوایا، میں ڈیڑھ گھنٹے بعد پھر پھنس گئی، میں تو آسمان سے گری اور کھجور میں اٹک گئی۔

جناب سپیکر: آپ فکر نہ کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! کل پھر پولیس والے ان سے شناختی کارڈ مانگ سکتے ہیں۔ یہ کہہ رہی ہیں کہ ان کا شناختی کارڈ واپس کرایا جائے۔

جناب سپیکر! رفعت ڈار صاحبہ کی تحریک کے حوالے سے کوئی آرڈر جاری کریں اور ان کا شناختی کارڈ بھی دلوائیں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے ان کی تحریک استحقاق کو next week تک کے لئے pending کر دیا ہے۔

حاجی محمد اسحاق: جناب سپیکر! رفعت ڈار صاحبہ کا شناختی کارڈ تو واپس کرائیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں موقع پر موجود تھی لہذا میری بات سن لیں۔ پولیس والوں کو دو معزز خاتون ممبرز request کر رہی تھیں کہ ہم نے اسلام آباد جانا ہے مگر جس طرح انہوں نے misbehave کیا ہے اُس کا serious notice لیا جائے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب نے سن لیا ہے اور وہ اس کا serious notice لے رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ محترمہ رفعت سلطانہ ڈار کا شناختی کارڈ دلائیں)

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! کیا یہ اُن سب کا استحقاق ہے؟

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! ڈار صاحبہ کا شناختی کارڈ منگوائیں۔ غزالہ صاحبہ! وہ آپ سے بات نہیں کر رہے آپ ایسے ہی جواب دے دیتی ہیں۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ Order in the House

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے محترمہ ڈار صاحبہ کی تحریک استحقاق کو پڑھا ہے۔ اس میں کسی کا نام mention نہیں کیا گیا۔ اگر محترمہ اُس ڈی ایس پی کے متعلق identify کر دیں تو میں ابھی اسے بلا کر کہتا ہوں کہ اِن کا شناختی کارڈ واپس کریں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! شام ساڑھے چھ بجے اُس کو میرے شناختی کارڈ کا نمبر بھی نظر نہیں آ رہا تھا پھر اُس نے موبائل کی لائٹ سے نمبر دیکھا اور کہا کہ یہ expired ہے۔ میں نے کہا کہ دوسرا شناختی کارڈ لے لو وہ بھی اُس نے دیکھا۔ میں نے اُس سے نام پوچھا مگر اُس نے اپنا نام نہیں بتایا۔ وہ لمبے قد کا تھا، گورا رنگ تھا اور عینک لگائی ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نشاندہی کریں اور اُس کا نام تو بتائیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!وہ کہتا تھا کہ میں نے نام نہیں بتانا۔اگر وہ بتاتا تو میں نام بتادیتی اور ہم اُس وقت زیادہ بحث میں نہیں پڑے مگر وہ بدتمیزی پہ بدتمیزی کر رہا تھا۔اُس وقت ہم دو خواتین تھیں اور وہ 70 تھے۔

جناب سپیکر: اُس کا حساب کتاب لیں گے مگر آپ پہلے اُس کا نام تو بتائیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!میں لاء منسٹر صاحب کا بے حد احترام کرتی ہوں۔یہ تو بھاگنے والی بات کر رہے ہیں۔میں بتا رہی ہوں کہ 17 تاریخ کو شام ساڑھے چھ بجے یہ واقعہ ہوا ہے۔لاء منسٹر صاحب پوچھ لیں کہ اُس وقت کون ڈیوٹی پر تھا،کیا یہ اپنے محکمے سے اتنا بھی پتا نہیں کر سکتے ؟

جناب سپیکر: چلیں،وہ خود پتا کریں گے۔لاء منسٹر صاحب!آپ آج ہی اُس پولیس والے کا پتا کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اگر میری ذمہ داری ٹھہری ہے تو میں اجلاس سے فارغ ہو کر پتا کروالیتا ہوں کہ وہ کون لوگ تھے اور ڈی ایس پی کون تھا؟ میں اُن کو بلوا کر محترمہ کا شناختی کارڈ واپس کروادوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اس تحریک استحقاق پر باقی کارروائی بعد میں ہو گی۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب تحریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔پہلی تحریک التوائے کار نمبر 1400/11 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی ہے۔یہ پڑھی جا چکی ہے۔کیا اس کا جواب آگیا ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس کا جواب آگیا ہے۔

جناب سپیکر: جی،بتائیں!

لاہور محکمہ صحت میں گھوسٹ پیرامیڈیکل انسٹیٹیوٹ اور جعلی اسناد کے اجراء کا انکشاف

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!پنجاب میڈیکل فیکلٹی کے ریکارڈ کے مطابق جن تین پیرامیڈیکل اداروں کا تحریک التوائے کار میں ذکر ہے اِن تمام اداروں کا مورخہ

10-06-2004 کو پنجاب میڈیکل فیکلٹی سے الحاق ہوا۔ اِن میں سے انسٹیٹیوٹ آف میڈیکل ایجوکیشن علامہ اقبال ٹاؤن لاہور اپنی تاریخ الحاق سے اب تک پنجاب میڈیکل فیکلٹی کے ساتھ الحاق رکھتا ہے اور باقاعدہ ہر سال داخل طلباء کا ریکارڈ پنجاب میڈیکل فیکلٹی کے دفتر جمع کراتا ہے۔ حال ہی میں کی گئی تمام اداروں کی پڑتال و معائنہ کے مطابق مذکورہ بالا ادارہ اپنی جگہ پر قائم ہے اور رپورٹ کے مطابق داخل شدہ طلباء کی تعلیم و تربیت کی تمام جملہ سہولیات رکھتا ہے۔ تاہم بقیہ دو ادارے یعنی انسٹیٹیوٹ آف ہیلتھ مینجمنٹ فیصل ٹاؤن لاہور اور Cliff Hanger انسٹیٹیوٹ آف پیرامیڈیکل سائنسز خلیج ٹاور جیل روڈ لاہور تازہ معائنے کی جمع کرائی گئی رپورٹ کے مطابق بند ہو چکے ہیں۔ جہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ مذکورہ دونوں ادارے گزشتہ کئی سالوں سے پنجاب میڈیکل فیکلٹی میں کسی طالب علم کی رجسٹریشن بھیج رہے ہیں اور نہ ہی اِن اداروں کی طرف سے کوئی طالب علم امتحان میں شامل ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محرک اسے press نہیں کرتیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1827/11 سیدہ ماجدہ زیدی کی طرف سے ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں اور اُن کی طرف سے میرے پاس کوئی request بھی نہیں آئی لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1828/11 محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ اور محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی طرف سے ہے۔

حکومت کا جنرل کیڈر کے ڈاکٹروں کو ٹیچنگ کیڈر میں تبدیل کرنا اور متاثرہ سینئر ڈاکٹروں کا حکومت مخالف تحریک چلانے کا اعلان

(۔۔۔جاری)

ڈاکٹر سامیہ امجد: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جناح" مورخہ 2۔نومبر 2011 کے مطابق ڈاکٹروں کے مخصوص گروپ نے وزیر اعلیٰ کو قوانین سے بے خبر رکھتے ہوئے جنرل ڈاکٹروں کو ٹیچنگ کیڈر میں بدل دیا اور چہیتوں کو نواز دیا گیا جس سے سینکڑوں ڈاکٹر متاثر ہوں گے جبکہ پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کے قوانین کے مطابق کوئی بھی ڈاکٹر جو بطور سینئر رجسٹرار تین سال کا تجربہ رکھتا ہو وہ جنرل کیڈر سے ٹیچنگ کیڈر میں آنا چاہتا ہے تو پبلک سروس کمیشن کے

ذریعے امتحان پاس کر کے اسسٹنٹ پروفیسر بن سکتا ہے اس کے علاوہ اور کوئی طریق کار نہیں ہے۔ متاثر ڈاکٹروں کا یہ کہنا ہے کہ قواعد سے ہٹ کر طریق کار اپنانا تھا تو باقاعدہ درخواستیں طلب کی جاتیں اور تمام ڈاکٹروں کو موقع ملتا تاکہ اس عمل سے گزرتے ہوئے اِن کی پروموشن کی جاتی۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! پتا چلا ہے کہ یہ تحریک پڑھی جا چکی ہے۔ بہر حال اس کا جواب لیتے ہیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ درست نہ ہے۔ درحقیقت حکومت پنجاب نے جنرل کیڈر کے ڈاکٹروں کو جو کہ اسسٹنٹ پروفیسر کی اہلیت اور مطلوبہ تعلیمی معیار پر پورا اترتے تھے، کو متعلقہ رولز میں رعایت دے کر تعینات کرنے کی اجازت دی۔ یہ معاملہ عدالت میں بھی چیلنج ہوا تو عدالت نے بھی حکومت پنجاب کے فیصلے کی توسیع کر دی ہے۔ محکمہ صحت میں منظور شدہ پالیسی کے تحت جنرل کیڈر کے ڈاکٹروں کو ٹیچنگ کیڈر میں تعینات کرنے کے لئے تمام پرنسپل صاحبان، ای ڈی او صاحبان اور جنرل کیڈر کے ڈاکٹروں کو مراسلہ جاری کیا اور مطلوبہ اہلیت اور تعلیمی معیار پر پورا اترنے والے جنرل کیڈر کے ڈاکٹروں نے اپنی درخواستیں محکمہ صحت میں جمع کرائیں۔ ان تمام درخواستوں کی چھان بین کے لئے باقاعدہ محکمہ صحت میں ایک کمیٹی قائم کی گئی اور کاغذات کی چھان بین کے بعد کمیٹی نے اِن تمام جنرل کیڈر کے ڈاکٹروں کو اسسٹنٹ پروفیسر تعینات کرنے کی سفارش کی جو مطلوبہ اہلیت پر پورا اترتے تھے لہذا یہ درست نہیں ہے کہ کسی مخصوص ڈاکٹروں کو فائدہ پہنچانے کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جواب کے پہلے حصے میں یہ مان رہے ہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے چند ڈاکٹروں کو تعینات کیا ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ پورے پنجاب کے ڈاکٹروں کو اس میں consider کرتے۔ یہی تو اُن ڈاکٹروں کی demand ہے کہ اگر چند لوگوں پر حکومت نے شفقت فرمائی ہے تو باقی ڈاکٹروں پر بھی شفقت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! انہوں نے سارا جواب دے دیا ہے۔ اب آپ مہربانی فرمائیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! وہ ڈاکٹر اگر سڑکوں پر آ گئے تو کون ذمہ دار ہو گا؟

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!اس issue کو اسمبلی میں باقاعدہ طریقے سے resolve کریں تاکہ وہ ڈاکٹر سڑکوں پر نہ آئیں۔اگر یہاں پر اُن ڈاکٹروں کی شنید نہ ہوئی تو پھر اس کا کون ذمہ دار ہے؟

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ!آپ تو پرانی پارلیمنٹیرین ہیں لہذاآپ Rule 86 کو پڑھیں کہ آپ کس حد تک بات کر سکتی ہیں؟ محرک اسے مزید press نہیں کرتیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے رائے محمد اسلم خان صاحب کی ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے اور مجھے کوئی اطلاع بھی نہیں دی اس لئے dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار ڈاکٹر محمد اختر ملک صاحب کی ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے اس لئے dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر!انہوں نے مجھے فون پر کہا تھا کہ میری request کر دیں کہ ضروری کام کی وجہ سے جانا پڑ رہا ہے اور انہوں نے کہا تھا کہ ان کی تین تحاریک التوائے کار ہیں جنہیں سپیکر صاحب pending فرمادیں تو مہربانی ہو گی۔یہ request میں نے آپ سے عرض کر دی ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب!دیکھ لیں روایت کے خلاف بات چل رہی ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر!جیسے آپ کی مرضی اور ہمارا سر تسلیم خم ہے۔

جناب سپیکر: دوسروں کے ساتھ ہی جائیں گے dispose of کی جاتی ہیں۔اس سے اگلی تحاریک التوائے کار نمبرز 1842,1843,1844 اور 1863 بھی محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہیں یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہیں جبکہ 1867 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی طرف سے ہے۔

بروقت تنخواہیں نہ ملنے پر لاہور کے چھ کالجوں کے اساتذہ کا احتجاجی مظاہرہ

محترمہ زوبیہ رباب ملک: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 3۔نومبر 2011 کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ تنخواہیں نہ ملنے پر کالج اساتذہ کا مظاہرہ، تعلیمی بائیکاٹ، ایم اے او کالج کے باہر احتجاج سے ٹریفک بلاک، پنجاب بھر میں تعلیمی بائیکاٹ کا اعلان۔ تفصیل یوں ہے کہ پنجاب پروفیسرز اینڈ لیکچرارز ایسوسی ایشن کے مرکزی صدر پروفیسر زاہد شیخ کی قیادت میں گزشتہ روز ایم اے او کالج کے باہر چھ سرکاری کالجز کے ایک ہزار سے زائد اساتذہ کو تنخواہ بروقت ادا نہ ہونے پر احتجاجی مظاہرہ

کیا گیا۔ مظاہرین نے ٹریفک بلاک کر دی اور حکومت کے خلاف شدید نعرے بازی کی۔ لاہور کے چھ سرکاری کالجز جن میں اسلامیہ کالج سول لائنز، ایم اے او کالج، سائنس کالج وحدت روڈ، گورنمنٹ کالج برائے خواتین سمن آباد، گورنمنٹ کالج برائے خواتین کوپر روڈ اور گورنمنٹ کالج برائے خواتین گلبرگ شامل ہیں، کے ایک ہزار سے زائد اساتذہ کی تنخواہیں تا حال ان کے بنک اکاؤنٹ میں منتقل نہیں کی گئیں۔ اس سلسلہ میں پنجاب پروفیسرز اینڈ لیکچرارز ایسوسی ایشن کے مرکزی صدر نے ایم اے او کالج میں ایک ہنگامی اجلاس بلا کر حکومت سے فوری تنخواہیں ادا کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ عید کے موقع پر بر وقت تنخواہیں نہ ملنا اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ حکومت مالی طور پر دیوالیہ کا شکار ہو چکی ہے جو اپنے ملازمین کو تنخواہیں بھی ادا نہیں کر سکتی۔ یہ سنگین صورتحال اسمبلی کی فوری دخل اندازی کی متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موجود ہے اور محترمہ نے جن کالجز سے متعلق نشاندہی کی ہے تو منگوائی گئی رپورٹ کے مطابق عیدالاضحیٰ سے پہلے ان کالجز کے ٹیچرز اور دوسرے سٹاف کو تنخواہیں دے دی گئی تھیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی چھاپی ہوئی کتب میں پائی جانے والی غلطیوں سے طلباء کے علم اور معلومات میں کمی کا خدشہ

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار کا نمبر 1878 ہے۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی چھاپی ہوئی کتابیں جو حقیقتاً مسخ شدہ تاریخ اور غلطیوں کے انبار پر مبنی ہیں، طلبا کو بلا روک ٹوک پڑھائی جا رہی ہیں جس

کے نتیجہ میں ان طلبا کے علم اور معلومات میں ایسی بنیادی کمزوریاں ہوں گی جس کا شائد کبھی تدارک نہ ہو سکے۔ ایک سروے کے مطابق 34 بڑی غلطیاں جو اردو، انگریزی، پاکستان سٹڈیز اور اسلامیات کے سلیبس کی کتابوں میں پہلی سے دسویں جماعت تک موجود ہیں۔ معزز ایوان کو یہ امر بھی سن کر افسوس ہو گا کہ لاکھوں کی تعداد میں کتابیں surplus printing مسلسل کروائی جا رہی ہیں اور ایک ایک تحصیل میں لاکھ، سوا لاکھ تک کتابیں ہائی سکولوں کے ان کمروں میں جو تدریس کے لئے بنائے گئے تھے، پڑی ہوئی ضائع ہو رہی ہیں اور طلبا باہر بیٹھ کر پڑھنے پر مجبور ہیں۔ آخر یہ کروڑوں روپیہ کس کے اشارہ ابرو پر ضائع ہو رہا ہے۔ محرک اپنا یہ دعویٰ ثابت کر سکتی ہے کہ بڑی بڑی غلطیوں میں قرارداد لاہور 1940 کا اردو ترجمہ، قائداعظم کی ڈھاکہ کی تقریر، علامہ اقبال کی الہ آباد کی تقریر، یہ سب غلطیاں آٹھویں کلاس کی پاکستان سٹڈیز کی کتاب میں موجود ہیں۔ قرارداد لاہور کا ترجمہ مینار پاکستان پر لکھی ہوئی عبارت سے قطعاً مختلف ہے۔

جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے اس میں add کروں گی کہ نوائے وقت کی خبر کے مطابق "آٹھویں کلاس کی کتاب میں ہی قائداعظم کے چودہ نکات میں سے بارہویں نکات کو مختصر کر دیا گیا ہے اور اس کے علاوہ دوسرے نکات میں مسلمانوں کی علیحدہ حیثیت کو بھی غلط طریقے سے پیش کیا ہے۔"

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، آپ آگے چلیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: حق تو یہ ہے کہ نصاب میں جہاں پاکستان کی بڑی سڑکوں کا ذکر ہے وہاں موٹروے جو میاں محمد نواز شریف کا ایک کارنامہ ہے اس کا کہیں ذکر نہ ہے۔ اسی طرح چہارم اور پنجم جماعت کی پاکستان سٹیڈیز کی کتابوں کے صفحہ 57 اور 73 کا ملاحظہ کیا جانا ضروری ہے۔ اسی طرح پاکستان سٹڈیز ہی میں پاکستان کے ایٹمی طاقت ہونے کا ذکر ہے اور اس باب میں کہیں پر اس وقت کے وزیر اعظم جناب محمد نواز شریف کا نام یا ذکر نہ ہے۔ طلباء کو پڑھائی جانے والی ان تمام نصابی کتابوں میں خواتین کے کرداروں کا ذکر نہ ہونے کے برابر ہے اور اس کے برعکس مرد کرداروں کا ذکر 210 اسباق میں ہے جبکہ خواتین کرداروں کا ذکر صرف 8 اسباق میں ہے۔ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے معاملات کو اس ایوان میں زیر بحث لانا بہت ضروری ہے جس سے خواتین کے لئے تعصب کی فضا پیدا ہو رہی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے اس تحریک کے ذریعے کافی important points raise کئے ہیں جس کے لئے comprehensive جواب کی ضرورت ہے اسے next week کے آخر تک pending فرمادیں تاکہ اس کا ایک موثر جواب آ جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اسے next week کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر1879 بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔

محکمہ ایکسائز کے عملے اور ایجنٹوں کی ملی بھگت سے موٹر رجسٹریشن برانچ کو کروڑوں روپے کا نقصان

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ ایکسائز میں تعینات عملہ نے گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کی رجسٹریشن سمیت ہر کام کے لئے رشوت کے ریٹ مقرر کر رکھے ہیں۔ عملہ و ایجنٹوں کی ملی بھگت کے باعث موٹر برانچ میں کوئی بھی کام بغیر رشوت کے نہیں ہوتا۔ موٹر برانچ کے باہر ایجنٹ مافیا نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں جس کی وجہ سے دفتر کے باہر ٹریفک جام رہتی ہے جس سے ٹریفک کے مسائل الگ پیدا ہوتے ہیں اور راہگیروں کو آمد و رفت میں دقت کا سامنا رہتا ہے۔ ذرائع کے مطابق موٹر برانچ میں رشوت نہ دینے والوں کو فائل پر اعتراضات لگا کر اتنے چکر لگوائے جاتے ہیں کہ سائل کو مجبوراً رشوت دینا یا پھر ایجنٹ سے رابطہ کر کے اپنی جان خلاصی کرانا پڑتی ہے۔ محکمہ ایکسائز کی موٹر برانچ میں imported گاڑیوں کی رجسٹریشن کے لئے پانچ ہزار روپے، نئی کار ایک سے دو ہزار جبکہ موٹر سائیکل کا پانچ سے ایک ہزار روپے ریٹ مقرر ہے۔ اس کے علاوہ گاڑیوں کی رجسٹریشن بک کی duplicate book، ٹرانسفر، ٹوکن ٹیکس میں جرمانہ میں کمی سمیت ہر کام کے ریٹ مقرر ہیں۔ ہر سیریل کے پرکشش نمبر منہ مانگی قیمت پر فروخت کئے جاتے ہیں جبکہ یہ نمبر نیلامی کے ذریعے فروخت کئے جاتے ہیں مگر عملہ اپنے طور پر ان کو زیادہ قیمت پر فروخت کر دیتا ہے۔ محکمہ کے عملہ کا رشوت اکٹھی کرنے کا سب سے بڑا ہتھیار ایجنٹ مافیا ہے۔ محکمہ ایکسائز کی موٹر برانچ کے باہر ایجنٹ مافیا نے مستقل ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔ سائل کو یہ ایجنٹ گھیرے میں لے لیتے ہیں۔ اگر سائل ان سے مک مکانہ کرے تو پھر محکمہ کا عملہ اس کی فائل پر بلا جواز اعتراض لگا کر اگلی تاریخ دے دیتا ہے۔ ایجنٹوں نے محکمہ ایکسائز کے عملہ سے ملی بھگت سے مخصوص نشان یا کوڈ وضع کر رکھے ہیں۔ ایجنٹ

فائل پر وہ مخصوص نشان یا کوڈ لکھ دیتا ہے تو پھر فائل کو پہیے لگ جاتے ہیں اور وہ فائلیں ڈاک کے ذریعے نہیں بلکہ ایجنٹ کا مخصوص کوڈ دیکھ کر دستی تھمادی جاتی ہیں۔ان ایجنٹوں سے رابطہ نہ کرنے والا سائل چکر لگالگا کر تھک جاتا ہے مگر اس کا کام نہیں ہوتا۔ محکمہ کا عملہ سر عام رشوت لے کر عوام کو پریشان کر رہا ہے مگر ارباب اختیار نے آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔ موٹر برانچ میں جعلسازی بھی عروج پر ہے جس کی وجہ سے حکومتی خزانہ کو سالانہ کروڑوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔ عدم ادائیگی کے باوجود ٹوکن کلئیر کر دیا جاتا ہے ۔40 فیصد entries بوگس ہیں۔ اس عمل سے عملہ اور شہری برابر کا فائدہ اٹھاتے ہیں۔ کسی بھی شکایت کی صورت میں انچارج کمپیوٹر سیکشن اپنی مہارت سے ٹوکن update کی رپورٹ دے دیتا ہے۔ ان خدمات کے عوض تقریباً28 آپریٹر اڑھائی تین ہزار روپے دیتے ہیں۔ ذرائع کے مطابق اگر کاروں کی ٹرانسفر کے وقت آپریٹر کی ٹوکن ٹیکس update کرنے کی feeding انکوائری کی جائے تو35 سے 40 فیصد entries بوگس ثابت ہو گی لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس ground reality کا ذکر محترمہ نے کیا ہے تو وہاں پر صورتحال تو بہر حال اسی سے ملتی جلتی ہے۔ محکمہ نے ایک ریڈی میٹ جواب بنا کر بھیج دیا ہے جسے میں سمجھتا ہوں کہ پڑھنا یہاں پر کوئی زیادہ سود مند نہیں ہو گا اور میری یہ تجویز ہے کہ محترمہ اگر مناسب سمجھیں تو اسے ایک question کے طور پر ایکسائز کی سٹینڈنگ کمیٹی کو بھیج دیں یا میں متعلقہ لوگوں سے کہتا ہوں کہ انہوں نے جن چیزوں کی نشان دہی کی ہے،ان پر کوئی workout proposals آجائیں اور ان پر محکمہ کو کہا جائے کہ وہ ان پر عملدرآمد کریں۔ایجنٹ مافیا وہاں پر ہے لیکن محکمہ کے جواب میں یہ کہنے سے کہ ہم یہ کر رہے ہیں اور وہ کر رہے ہیں تو اس سے یہ صورتحال درست نہیں ہو گی۔ میری یہ تجویز ہے کہ انہی دو طریقوں سے کوئی بہتری آسکتی ہے کہ یا تو محکمہ کی متعلقہ اتھارٹی کو workable proposals بنا کر دے دیں تو میں انہیں ensure کرتا ہوں ان پر عملدرآمد کروایا جائے گا یا پھر آپ اسے ایکسائز کی سٹینڈنگ کمیٹی کو بھجوادیں تاکہ وہ اس پر بہتر طور پر کام کر سکے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اسے سٹینڈنگ کمیٹی کو بھجوا دیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر1880 بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ کی ہے۔

پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کی جانب سے مریضوں کے لئے بنائے گئے قواعد وضوابط پر پرائیویٹ ٹیچنگ ہسپتال اور کالجوں کی طرف سے عملدرآمد نہ کرنے سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ وفاقی وصوبائی حکومتوں کی عدم دلچسپی اور پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کی چشم پوشی سے پرائیویٹ ٹیچنگ ہسپتالوں اور کالجز انتظامیہ اپنی من مانی کرنے لگے ہیں۔ تفصیل یوں ہے کہ صوبہ پنجاب میں پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کے بنائے ہوئے قواعد وضوابط کو نظر انداز کر دیا گیا جس سے پنجاب کے مستحق مریضوں کا بوجھ سرکاری ٹیچنگ ہسپتالوں پر آگیا ہے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کی (Claus 24, Section No.5) کے تحت پرائیویٹ میڈیکل کالجز اور ہسپتال اپنے 50 فیصد بستروں پر مفت علاج، مفت consultancy اور ادویات بغیر منافع کے فراہم کرنے کے پابند ہیں۔ لاہور کے 21 پرائیویٹ ٹیچنگ ہسپتالوں جن کے ساتھ 11 پرائیویٹ کالجز منسلک ہیں ان کے بستروں کی تعداد 5500 ہے۔ انتظامیہ 2725 بستروں پر مفت سہولتیں دینے کی پابند ہے مگر اس کے برعکس علاج اور فیسوں کی مد میں لاکھوں روپے وصول کئے جارہے ہیں۔ 2009 میں لاہور کے ایک بڑے پرائیویٹ ہسپتال میں ایک مریض کا بل 19 لاکھ روپے بھی بنا تھا مگر محکمہ صحت پنجاب ڈی جی ہیلتھ اور ای ڈی اوز PMDC کے قوانین پر عملدرآمد کروانے میں ناکام ہو گئے ہیں۔ پرائیویٹ ہسپتالوں کی آمدن میں روز بروز اضافہ جبکہ سرکاری ٹیچنگ ہسپتالوں میں مریضوں کی تعداد میں بہت اضافہ ہو رہا ہے۔ حکومت محکمہ کو پابند کرے کہ وہ پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کے بنائے گئے قواعد وضوابط پر سختی سے عملدرآمد کروائے مگر تمام پرائیویٹ ہسپتال اور کلینک یا تو ڈاکٹروں کے اپنے ہیں یا پھر وہ اس میں حصہ دار ہیں جس کی وجہ سے معاشرہ میں ایک تفرقہ پیدا ہوتا جارہا ہے۔ پرائیویٹ ہسپتالوں کی بڑھتی فیسوں اور سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کی تعداد میں اضافہ اور کم سہولیات کی وجہ سے عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: راناصاحب!اس کا جواب آگیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محرک نے جن points کی طرف نشاندہی کی ہے یہ درست ہیں۔ اٹھائے گئے نکات کی روشنی میں PMDC اور وفاقی حکومت کی توجہ اس جانب مبذول کرائی جا رہی ہے تاکہ غریب اور نادار مریضوں کا علاج منظور شدہ پرائیویٹ ٹیچنگ ہسپتالوں میں بھی یقینی بنایا جاسکے۔ اس سلسلے میں یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کو بھی ہدایت دے دی گئی ہے کہ ملحقہ میڈیکل کالجوں میں ان قواعد کی پابندی یقینی بنائے اور سالانہ رپورٹ حاصل کریں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، میرا خیال ہے کہ آپ کا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ آپ اس کو press نہیں کرتیں لہذا اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1881/11 بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ کی ہے۔

پولیس ٹریننگ کالج سہالہ اور پنجاب یونیورسٹی کے درمیان الحاق نہ ہونے کی وجہ سے بی ایس سی کرائم سٹڈیز کا معاملہ کھٹائی کا شکار

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق پولیس ٹریننگ سہالہ میں B.Sc Crime Studies کا معاملہ کھٹائی کا شکار ہے پولیس کالج اور پنجاب یونیورسٹی کے درمیان الحاق نہ ہونے سے منصوبہ التوا کا شکار ہے تفصیل کچھ یوں ہے کہ سابق آئی جی پولیس پنجاب طارق سلیم ڈوگر کی ریٹائرمنٹ کے بعد بھی پولیس ٹریننگ کالج و یونیورسٹی سہالہ میں Pre-Service Training Programme کے تحت B.Sc Crime Studies کی کلاسیں ابھی تک شروع نہیں ہو سکیں۔ پولیس کالج سہالہ اور پنجاب یونیورسٹی کے درمیان الحاق نہ ہونے کی وجہ سے منصوبہ تاحال التوا کا شکار ہے۔ سابق آئی جی پولیس کی ریٹائرمنٹ کے بعد منصوبہ نامکمل رہ جانے اور موجودہ آئی جی پولیس پنجاب جاوید اقبال کی جانب سے اس حوالے سے کوئی اقدامات نہ کئے جانے کی وجہ سے پنجاب کے شہریوں کے لئے روایتی تھانہ کلچر اور ملزمان سے تفتیش کے لئے صرف چھترول ہی پولیس کی تفتیش کا حصہ بن کر رہ گئی۔ ذرائع کے مطابق سائنسی خطوط پر تفتیش کے عمل کو شروع کرنے کے لئے پولیس سہالہ ٹریننگ کالج و یونیورسٹی میں Pre-Service Training Programme کے تحت PCS پروفیشنز برائے ASIs کے لئے محکمانہ طور پر کلاسز شروع کی جانی

تھیں۔ پنجاب یونیورسٹی سے سہالہ کالج کا الحاق نہ ہونے کی وجہ سے B.Sc Crime Studies کی کلاسیں شروع نہیں ہو سکیں۔PCS ASIs کو محکمانہ طور پر بتایا گیا کہ مارچ 2010 Crime Studies کے امتحانات لئے جائیں گے۔ ذرائع کا اس حوالے سے کہنا ہے کہ اگر B.Sc Crime Studies کی کلاسز شروع کر دی جاتیں تو پنجاب میں دوسرے صوبوں کی طرح تفتیش کا نظام اور طریق کار مختلف ہوتا مگر کلاسیں شروع نہ ہونے کی وجہ سے تھانہ کلچر میں کوئی تبدیلی آ سکی اور نہ ہی ملزمان سے تفتیش کا پرانا طریق کار تبدیل ہو سکا۔ ذرائع کا مزید کہنا تھا کہ سابق آئی جی طارق سلیم ڈوگر کی ریٹائرمنٹ کے بعد اس منصوبہ کی جانب کسی پولیس آفیسر نے توجہ نہ دی جس وجہ سے منصوبہ صرف کاغذوں تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو next week کے لئے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: اس کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار ملک محمد عامر ڈوگر کی طرف سے ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے ہیں؟ محرک موجود نہ ہیں لہذا یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار بھی ملک محمد عامر ڈوگر کی طرف سے ہے یہ بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، ڈاکٹر فائزہ اصغر اور محترمہ ثمینہ خاور حیات کی ہے۔

کورم کی نشاندہی

حاجی محمد اسحاق: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اللہ اکبر۔ کورم کی نشاندہی کی گئی ہے، گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی) کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

جی، کورم پورا ہے لہذا اجلاس کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ کاٹھیا صاحب! آپ کے پاس صرف دو منٹ ہیں ان دو منٹ میں اپنی تحریک wind up کریں۔

تحاریک التوائے کار

(۔۔۔جاری)

لیڈی ولنگڈن ہسپتال لاہور کے زیر زمین سے ملنے والے نوادرات کو خُورد بُرد اور زمین کو فروخت کرنے کا معاملہ

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "وقت" لاہور مورخہ 26۔نومبر 2011 کے مطابق حکومت پنجاب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ لیڈی ولنگڈن ہسپتال کو مسمار کر کے اس کی زمین کو فروخت کر دیا جائے گا اور لیڈی ولنگڈن ہسپتال کو لاری اڈا میں خالی ہونے والے گندم کے گوداموں کی جگہ نئی عمارت تعمیر کر کے منتقل کر دیا جائے گا۔ باوثوق ذرائع نے بتایا کہ اس ہسپتال کی عمارت کے نیچے سینکڑوں سال پرانے نوادرات کو نکال کر اعلیٰ شخصیات کے ایما پر خُورد بُرد کر لیا جائے گا۔ خفیہ پلان کے مطابق اس کو زمین کی کھدائی کر کے نوادرات نکال لئے جائیں گے اور ذاتی تحویل میں لے لئے جائیں گے۔ لیڈی ولنگڈن ہسپتال کی زمین کے نیچے نوادرات کا انکشاف آٹھ ماہ قبل ٹیوب ویل کی کھدائی کے دوران پتا چلا تھا اس کے بعد ہسپتال کی منتقلی کا منصوبہ بنایا گیا اور اس کی زمین کو فروخت کرنے کی راہ ہموار کرنے کے لئے نہایت رازداری سے کام ہو رہا ہے۔ لیڈی ولنگڈن ہسپتال کی مسماری، اس کو لاری اڈا منتقل کر کے اس کی زمین کو فروخت کرنے اور وہاں پر موجود نوادرات کو نکال کر ذاتی تحویل میں لینے کے معاملہ پر عوامی حلقوں میں تشویش پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب! تحریک التوائے کار نمبر 1915/11 کا جواب آگیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا جواب عرض کرنے سے پہلے میں اپنے محترم بھائی حاجی اسحاق صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس وقت تحریک التوائے کار کا ٹائم تھا اور ایک اپوزیشن ممبر اپنی تحریک التوائے کار پڑھ رہے تھے اگر میرے بھائی صرف دو منٹ انتظار کر لیتے اس کے بعد جب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے تو اس وقت وہ کورم point

outکرتے یعنی اس ہاؤس کی کچھ روایات بھی ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ آج ہم نےlegislations کرنی ہے اور اس میں یہ 101 بار کورمpoint outکرنے کا شوق پورا کر لیں۔

حاجی محمد اسحاق: جناب سپیکر! rulesاس بات کی اجازت دیتے ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں، یہ آپ کا حق ہے آپ استعمال کر سکتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! rules اجازت دیتے ہیں لیکن کچھ روایات بھی ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 1915 کو next weekکے لئےpendingفرمادیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کارnext weekتک کے لئےpendingکی جاتی ہے۔

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: جی، اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں اور آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

MR SPEAKER: Consideration and passage of Bills.

"The Punjab Administrator Generals (Amendment) Bill 2011 (Bill No 15 of 2011)"

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (2)225 کے تحت مسودہ قانون (ترمیم) ایڈمنسٹریٹر جنرلز، مصدرہ 2011 کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Punjab Administrator Generals (Amendment) Bill 2011."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the

Punjab 1997, for continuance of the Punjab Administrator Generals (Amendment) Bill 2011."

The motion moved and the question is:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Punjab Administrator Generals (Amendment) Bill 2011."

(The motion was carried.)

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

MR SPEAKER: Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون (ترمیم) ایڈمنسٹریٹر جنرلز، مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Administrator Generals (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Administrator Generals (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Administrator Generals (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on

Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR. SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is an amendment in it, the amendment is from: Ch Zahir-ud-Din Khan, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Col.(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Munawar Hussain Munj, Mr Muhammad Yar Hiraj, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat Hamid, Ms Zobia Rubab Malik, Mrs Qamar Aamir Ch., Ms Humaira Awais Shahid, Engineer Shahzad Elahi, Ch Shaukat Mahmood Basra(Advocate), Major(Retd) Abdul Rehman Rana, Syed Hassan Murtaza, Mr Muhammad Ashraf Khan Sohna, Syed Nazim Hussain Shah, Makhdoom Muhammad Irtaza, Dr Amna Buttar, Ms Azma Zahid Bukhari, Ch Ehsan-ul-Haq Ahsan Nolatia. Any mover move it.

CH EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: Sir, I move:

> "That in Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, in the proposed section 31 of the Principal Act, for the words "Government Savings Bank" wherever occur, the

words "Savings Scheme of a Bank, or a National Savings Centre," be substituted."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, in the proposed section 31 of the Principal Act, for the words "Government Savings Bank" wherever occur, the words "Savings Scheme of a Bank, or a National Savings Centre," be substituted."

وزیر قانون نے اس ترمیم کو oppose کیا ہے۔ چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! گورنمنٹ نے اس بل کے اندر دو باتیں درست کی ہیں کہ 1974 سے لے کر آج تک جو پیسے کی value کے اندر فرق آیا ہے اس کی بنیاد پر گورنمنٹ نے جہاں پر 5ہزار کی بات تھی اس کو ایک لاکھ میں تبدیل کر دیا ہے۔ یہ ترمیم بڑی مناسب تھی جس پر ہم نے کوئی ترمیم نہیں دی بلکہ اس کو مناسب قرار دے کر چھوڑ دیا ہے۔ یہاں پر ایک technical سی بات ہے اس میں کوئی ایسی خاص بات نہیں تھی۔ انہوں نے بل کے اندر جو لفظ لکھا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: technical بات ہی تو خاص بات ہوتی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس کی ابھی بات ہوتی ہے۔ اس سے حکومت کو یا اپوزیشن کو کوئی فرق نہیں پڑتا جو اصل بل ہے اور جو ترمیم انہوں نے کی ہے In respect of any sum of money deposited in a Government Savings Bank ہم یہ کہتے ہیں کہ بنک کی بجائے جو ایک خاص سکیم ہے اس کے اندر اس amount کو جانا چاہئے بجائے اس کے کہ یہ amount کسی بنک کی generalize amount کے اندر چلی جائے۔ اتنی سی اس کے اندر بات ہے کہ Government Savings Bank کی بجائے یہاں اگر لفظ Scheme of Savings the Bank یا اس کو National Savings Centre کر دیا جائے otherwise اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، راناثناء اللہ خان!

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں بھی اس پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ بھی بات کرنا چاہتی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اگر آپ allow کریں گے؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! یہ بڑی important اور relevant amendment ہے۔ کیونکہ جو Government نے propose کیا ہے۔

> Whenever any person has died leaving assets with Province and Administrator General is satisfied the such assets, excluding any sum of money deposited in a Government Saving Bank.

سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس سے کن لوگوں کو اس میں cater کیا جا رہا ہے اور کیا چیز cater ہو رہی ہے؟ ہم سب جانتے ہیں کہ یہاں پر گورنمنٹ سیونگ بنک نام کی کوئی چیز exist نہیں کرتی۔ سب کو پتا ہے کہ یہاں پر نیشنل سیونگ سنٹرز exist کرتے ہیں، سرکاری بنکوں میں سیونگ سکیمیں ہو سکتی ہیں لیکن نیشنل سیونگ بنک کے نام کا صوبہ پنجاب میں تو کیا بلکہ پورے ملک میں کوئی بنک exist ہی نہیں کرتا تو جو چیز exist ہی نہیں کرتی اسے Law میں کیسے لایا جا سکتا ہے؟ law تو لوگوں کو facilitate کرنے کے لئے بنایا جاتا ہے، انہیں cover کرنے اور protection دینے کے لئے بنایا جاتا ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ ایک ایسی چیز جس کا زمین پر کوئی وجود ہی نہیں اسے اس law میں کیسے شامل کیا جا سکتا ہے؟ شکریہ

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس ترمیم کے معزز محرک اگر ان تینوں لائنوں کو تھوڑا سا ملا کر پڑھ لیں تو یہ ساری confusion دور ہو جاتی ہے کہ:

> Administrator General is satisfied that such assets, excluding any sum of money deposited in a Government Savings Bank, or in any Provident Fund to which the provisions of the Provident Funds Act, 1925 apply…

یعنی یہ جو ذکر کر رہے ہیں ان کو Provident Fund Act 1925 لاگو ہوتا ہے اس لئے ان کو exclude کیا گیا ہے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is

"That Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, in the proposed section 31 of the Principal Act, for the words "Government Savings Bank" wherever occur, the words "Savings scheme of a Bank, or a National Savings Centre" be substituted."

(The motion was lost.)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Administrator Generals (Amendment) Bill 2011 be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Administrator Generals (Amendment) Bill 2011 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Administrator Generals (Amendment) Bill 2011 be passed."

(The motion was carried)

(The Bill is passed.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Charitable and Religious Trusts (Amendment) Bill 2011 (Bill No.22 of 2011). Minister for Law!

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 225(2) کے تحت مسودہ قانون (ترمیم) خیراتی و مذہبی اوقاف مصدرہ 2011 کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the continuance of the Charitable and Religious Trusts (Amendment) Bill 2011.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the

Punjab 1997, for the continuance of the Charitable and Religious Trusts (Amendment) Bill 2011.

The motion moved and the question is

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the continuance of the Charitable and Religious Trusts (Amendment) Bill 2011.

(The motion was carried.)

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law:

مسودہ قانون (ترمیم) خیراتی و مذہبی اوقاف مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Charitable and Religious Trusts (Amendment) Bill 2011, as recommended by Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Charitable and Religious Trusts (Amendment) Bill 2011, as recommended by Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Charitable and Religious Trusts (Amendment) Bill 2011, as recommended by Standing Committee on

Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Ch Zahir-ud-Din Khan, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Col(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Munawar Hussain Munj, Mr Muhammad Yar Hiraj, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat Hamid, Ms Zobia Rubab Malik, Mrs Qamar Aamir Ch., Ms Humaira Awais Shahid, Engineer Shahzad Elahi, Ch Shaukat Mahmood Basra(Advocate), Major(Retd) Abdul Rehman Rana, Syed Hassan Murtaza, Mr Muhammad Ashraf Khan Sohna, Syed Nazim Hussain Shah, Makhdoom Muhammad Irtaza, Dr Amna Buttar, Ms Azma Zahid Bukhari and Ch Ehsan-ul-Haq Ahsan Nolatia. Any mover may move it.

MRS SEEMAL KAMRAN: Thank you Mr Speaker, I move:

"That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, in the Proviso to the proposed sub-section (2) of section 1 of the Principal Act, after the words

"Provided that", the words "for reasons to be recorded" be added."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, in the Proviso to the proposed sub-section (2) of section 1 of the Principal Act, after the words "Provided that", the words "for reasons to be recorded" be added."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!اس میں simple سی بات ہے کہ گورنمنٹ ایک notification کے ذریعے کسی بھی trust یا اس notification کے کسی part کو استثنیٰ قرار دینا چاہتی ہے۔ہم نے جو ترمیم دی ہے اس میں ہمارا صرف یہ کہنا ہے کہ اگر اس استثنیٰ کی وجوہات بیان کر دی جائیں تو شاید حکومت آگے آنے والی بہت ساری complication سے بچ جائے گی۔چونکہ آپ نے جو استثنیٰ دیا ہے کوئی اسے politicize کرے یا کسی اور reason کی بنیاد پر کہا جائے کہ آپ نے اسے غلط استثنیٰ دیا ہے یا favoritism کیا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ law میں تمام چیزوں کو cover ہونا چاہئے اگر اس notification میں اس استثنیٰ کی reasons mention ہو جائیں گی تو شاید اس میں بہت سارے lacunas cover ہو جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!اسے oppose کرنے کی کوئی خاص reason تو نہیں ہے سوائے اس کے کہ صرف یہ کہہ دیا گیا ہے کہ بات ذرا elaborative ہونی چاہئے provided that کے اندر جو ابہام باقی رہتا ہے اس کی بجائے اگر for reasons to be recorded کر دیا جائے it means کہ اس کی وجوہات elaborate کر دی جائیں۔اس کے اندر کوئی نئی بات نہیں ہے جس سے ان کا کوئی حق مارا جاتا ہو یا اپوزیشن کو کوئی زیادہ حق مل جاتا ہو سوائے اس کے کہ حکومت نے سوچا ہوا ہے کہ ہم نے مخالفت کرنی ہے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!معزز ممبر جو فرما رہے ہیں یہ unnecessary words ہوں گے کیونکہ notification میں کبھی بھی reasons record نہیں کی جاتیں بلکہ reasons فائل پر ہوتی ہیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, in the Proviso to the proposed sub-section (2) of section 1 of the Principal Act, after the words "Provided that", the words "for reasons to be recorded" be added."

(The motion is lost.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Charitable and Religious Trusts (Amendment) Bill 2011 be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Charitable and Religious Trusts (Amendment) Bill 2011 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Charitable and Religious Trusts (Amendment) Bill 2011 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Antiquities (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 25 of 2011). Minister for Law!

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(2)225 کے تحت
مسودہ قانون(ترمیم)آثار قدیمہ مصدرہ2011
کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Antiquities (Amendment) Bill 2011."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Antiquities (Amendment) Bill 2011."
>
> The motion moved and the question is:
>
> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Antiquities (Amendment) Bill 2011."

(The motion was carried.)

مسودہ قانون
(جو زیر غور لایا گیا)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

مسودہ قانون(ترمیم)آثار قدیمہ مصدرہ2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Antiquities (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Culture and Youth Affairs, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Antiquities (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Culture and Youth Affairs, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Antiquities (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Culture and Youth Affairs, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE-2

MR DEPUTY SPEAKER: We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad

Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Ch. Abdullah Yousaf, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Chaudhary, Ms. Humaira Awais Shahid, Engineer Shahzad Elahi. Ch Shaukat Mahmood Basra(Advocate), Major(Retd) Abdul Rehman Rana, Syed Hassan Murtaza, Major(Retd) Zulfiqar Ali Gondal, Mr Muhammad Ashraf Khan Sohna, Syed Nazim Hussain Shah, Makhdoom Muhammad Irtaza, Dr Amna Buttar, Ms Azma Zahid Bukhari and Ch Ehsan-ul-Haq Ahsan Nolatia. Any mover may move it.

CH EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: Sir, I move:

> "That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Culture and Youth Affairs, in the proposed sub-section (1) of Section 3 of the Principal Act, the following Proviso be add at the end:
>
> "Provided that the total membership of the Advisory Committee including its Chairman shall not exceed nine."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Culture and Youth Affairs, in the proposed sub-section (1) of Section 3 of the Principal Act, the following Proviso be add at the end:

"Provided that the total membership of the Advisory Committee including its Chairman shall not exceed nine."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! Advisory Committee کی detail اس کے اندر دی گئی ہے اور Section-3 کے اندر کہا گیا ہے کہ:

Amendment in Section 3 of Act VII of 1975.-

"(1) For the purpose of this Act, the Government shall, by notification in the Official Gazette, constitute an Advisory Committee comprising of Archaeologists, Architects, Historians and Members of the Provincial Assembly of the Punjab and the Director General shall be the Chairman of the Advisory Committee."

جناب سپیکر! اس میں ہماری رائے صرف یہ ہے کہ گورنمنٹ کو قانون کے تحت پابند کیا جانا چاہئے کہ Advisory Committee کے ممبران کی تعداد کا تعین کیا جائے۔ وزیر قانون اگر اس کو oppose کرنا بھی چاہتے ہیں تو کم از کم یہ بتادیں کہ کیا یہ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ Advisory Committee کی تعداد کا تعین کر دیا جائے، کیا اس کے ممبران کی تعداد 15 سے 20 کے درمیان ہو گی، 25 سے 30 کے درمیان ہو گی یا 5000 سے 15000 ہزار کے درمیان ہو گی؟ ہم نے Advisory Committee کے حوالے سے ایک ہی بات کہی ہے کہ اس کے ممبران کی تعداد کا تعین کر دیا جائے۔ اب یہ اس کا تعین نہیں کرنا چاہتے تو پتا نہیں ان کا کیا ارادہ ہے اور یہ کن کن لوگوں کو اس کمیٹی کے اندر لے آئیں گے؟ چلیں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ مسلم لیگ (ن) کی حکومت اور خادم اعلیٰ پنجاب اس کمیٹی کی تعداد کو محدود رکھتے ہیں لیکن یہ قانون صرف ان کی حکومت تک تو نہیں ہے۔ یہ قانون تو آنے والی حکومتوں کے لئے بھی ہے لہذا اس کمیٹی کی تعداد کو محدود کیا جانا چاہئے۔ ہماری ترمیم میں اس کمیٹی کی تعداد nine تجویز کی گئی ہے۔ وزیر قانون اگر اس سے متفق نہیں تو وہ کہہ دیں کہ اس کمیٹی کے

ممبران کی تعداد9نہیں بلکہ 25 ہو گی۔اس کی وضاحت کر دینے میں کیا حرج ہے؟وفاق کے اندر جتنی بھی قانون سازی کی جاتی ہے اس میں تمام stakeholders اور پارٹیاں جو House کے اندر بیٹھتی ہیں ان سے آراء لینے کے بعد unanimously Bills پیش کئے جاتے ہیں اور پھر ان کو پاس کیا جاتا ہے۔اگر ان کا بھی یہی ظرف ہو تو انہیں چاہئے کہ House کے اندر موجود تمام پارٹیوں کی آراء لی جائیں۔کیا یہ نہیں چاہتے کہ discretionary right کی بجائے rules کی حکومت کو برقرار رکھا جائے؟میں آخر میں یہی گزارش کروں گا کہ اس Advisory Committee کے ممبران کی تعداد کا تعین کر دیا جائے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!اس Clause میں amendment دینے کا ہمارا مقصد صرف اتنا ہے کہ یہ ایک بڑی important Committee تشکیل دی جا رہی ہے جس نے بہت سارے فیصلے کرنے ہیں اور ان فیصلوں پر عملدرآمد بھی کرانا ہے تو اگر اس کے ممبران کی تعداد کا تعین نہیں ہو گا کہ کتنے Archaeologists، کتنے Architects اور کتنے صوبائی اسمبلی کے ممبران ہوں گے تو میں سمجھتی ہوں کہ نہ صرف اس کمیٹی کو perform کرنے میں مشکل ہو گی، فیصلہ سازی میں مشکل ہو گی بلکہ سب کچھ hodgepodge ہو جائے گا۔بہت سے ابہام پیدا ہوں گے کہ وہ کون سے لوگ ہوں گے کہ جن کو اس کمیٹی میں بطور ممبر شامل کیا جائے گا کیونکہ اس میں کوئی number or figure define نہیں کیا گیا اور کن لوگوں کو oblige کیا جائے گا؟جس طرح ہم آج حزب اختلاف میں ہوتے ہوئے حکومت سے پوچھتے ہیں، احتجاج کرتے ہیں کہ ایک unelected member کس طرح جا کر پنجاب حکومت کے projects کا افتتاح کر سکتا ہے؟اس بارے میں ایک ابہام ہے، کوئی قانون سازی نہیں ہے اسی لئے اس کا کوئی جواب نہیں آتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!آپ اس وقت بالکل irrelevant بات کر رہی ہیں۔آپ اپنی ترمیم کے اندر رہ کر اس کی support میں بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں تو صرف یہ بتانا چاہ رہی ہوں کہ چیزوں کو specify کرنا اور ان کو clear کرنا قانون سازی میں کتنا اہم ہے۔جب ایک چیز کے بارے میں ہمیں ابہام ہے تو ہم ہر روز اس بارے میں آپ سے سوال کرتے ہیں اور ہمیں جواب نہیں ملتا۔اگر اس کمیٹی کے ممبران کے number define ہو جائیں گے تو بہت بہتر ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!اگر محرک اور معزز ممبران اس Clause کو پڑھ لیتے تو اس میں باقاعدہ طور پر categories mention کی گئی ہیں کہ وہ کون لوگ ہوں گے جن کو Advisory Committee میں لیا جائے گا۔ حالات اور متعلقہ معاملات کے پیش نظر اس کمیٹی کے ممبران کی تعداد زیادہ اور کم ہو سکتی ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Culture and Youth Affairs, in the proposed sub-section (1) of Section 3 of the Principal Act, the following Proviso be add at the end:
>
> "Provided that the total membership of the Advisory Committee including its Chairman shall not exceed nine."

(The motion was lost.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it, the amendment is from: Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat

Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Humaira Awais Shahid, Engineer Shahzad Elahi, Ch. Abdullah Yousaf, Ch. Shaukat Mahmood Basra(Advocate), Major(Retd) Abdul Rehman Rana, Syed Hassan Murtaza, Major(Retd) Zulfiqar Ali Gondal, Mr. Muhammad Ashraf Khan Sohna, Syed Nazim Hussain Shah, Makhdoom Muhammad Irtaza, Ms. Azma Zahid Bukhari and Ch. Ehsan-ul-Haq Ahsan Nolatia. Any mover may move it.

MAKHDOOM MUHAMMAD IRTAZA: Sir, I move:

> "That in Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Culture and Youth Affairs, in proposed Section 7 of the Principal Act, for the word "grounds" occurring in line 2, the word "evidence" be substituted."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Culture and Youth Affairs, in proposed Section 7 of the Principal Act, for the word "grounds" occurring in line 2, the word "evidence" be substituted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر!میں اس میں مختصر سی گزارش کر دوں کہ اس میں lawکی جو languageہے:

> "If the Director General has reasonable grounds to believe."

تواس میں گزارش یہ ہے کہ آپ یہاں پر کسی کی ذاتی ملکیت کو acquire کرنے کی بات کر رہے ہیں۔اگر آپ یہ یقین رکھتے ہو کہ اس میں کسی قسم کی antiquity موجود ہے۔آپ کی خدمت میں میری صرف یہ گزارش ہے کہ جب آپ reasonable grounds کے الفاظ استعمال کرتے ہیں اس میں Director General کو بہت سارا early way مل جاتا ہے،اس میں اُن کی رائے کا بہت سارا عمل دخل آجاتا ہے کہ وہ کس حد تک سمجھتے ہیں۔اُس چیز کو محدود کرنے کے لئے تاکہ کسی کے ساتھ زیادتی نہ ہو اور کسی کی ذاتی ملکیت ناجائز طریقے سے acquire نہ کر لی جائے۔جب تک ٹھوس ثبوت موجود نہ ہوں کہ اس زمین کے اندر کوئی نہ کوئی ایسی antiquities موجود ہیں اُس وقت تک ان کو یہ اختیار نہ ہو کہ یہ کسی کی ذاتی ملکیت کو acquire کر سکیں۔بہت مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر: مخدوم صاحب اور نولاٹیا صاحب سے بھی میری گزارش ہو گی کہ اگر کوئی اور معزز ممبر ہوتا تو میں نہ کہتا،انگلش میں reasonable grounds ہی ہوتا ہے۔جی،نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!ہم نے یہ propose کیا ہے کہ لفظ grounds کی بجائے evidence ہونی چاہئے۔آپ یہ کہتے ہیں کہ grounds کا لفظ زیادہ comprehensive ہے میں اس سے اختلاف کرتا ہوں۔Grounds وہ ہوتی ہے جو کوئی آدمی کام کر لیتا ہے اور اپنے کام کے لئے دلیلیں دیتا ہے کہ یہ کام اس بنیاد،اس بنیاد اور اس بنیاد پر جائز ہے یا وہ اپنی دلیلیں دیتا ہے وہ اپنے کام کو justify کرنے کے لئے جو grounds تلاش کرتا ہے جب کہ اس کے مقابلے میں evidence کا لفظ اس لحاظ سے زیادہ comprehensive ہے کہ یہ کام کیا جائے گا اگر اس کے لئے اُس کی شہادت موجود ہو گی۔میں ایک دفعہ یہ فقرہ پڑھ دیتا ہوں۔

"If the Director General has reasonable grounds to believe that any land contains."

اگر ہم اس کی بجائے پڑھیں۔

If the Director General has reasonable evidence to believe that any land contains any antiquity, he may request the Government to acquire such land under the Land Acquisition Act 1894 (I of 1894) and such acquisition shall be deemed to be acquisitioned for public purpose.

جناب سپیکر!ان دونوں الفاظ سے جو impression develop ہوتا ہے،ground سے یہ impression develop ہوتا ہے کہ اتھارٹی جو کرنا چاہے اُس کے لئے اپنے دلائل پیش کرے اور لفظ evidence سے یہ impression develop ہوتا ہے کہ حقائق کی بنیاد پر فیصلہ کیا جائے تو ان دونوں لحاظ سے grounds سے زیادہ evidence meaningful ہے۔ سوائے اس کے کہ لاء منسٹر گھر سے فیصلہ کر کے آئے تھے کہ ہم نے لازماً oppose کرنا ہے،اس میں کوئی دلیل نہیں بنتی اور وہ جو فیصلہ کر کے آئے ہیں وہ اس کو ضرور oppose کریں گے حالانکہ وہ اس وقت یہ سمجھ رہے ہیں کہ as compared to the grounds evidence زیادہ comprehensive word ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،بہت شکریہ۔جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے محترم بھائی نولاٹیا صاحب نے جو بات کی ہے میں اس پر قدرے detail سے روشنی ڈال دیتا ہوں۔ میرے بھائی کو یہ نہیں پتا کہ لفظ evidence کے معانی شہادت ہیں،Evidence Act میں باقاعدہ ایک عدالت ہی evidence record کر سکتی ہے اور Director General کو ایک عدالت کا درجہ نہیں دیا جا سکتا کہ وہ evidence record کرے۔ میرے محترم بھائی اس متعلقہ Clause کو پڑھ لیتے تو پھر میرا خیال ہے کہ اُنہیں یہ بات کہنے کی ضرورت نہ پڑتی کہ:

> If the Director General has reasonable grounds to believe that any land contains any antiquity, he may request...

اُس نے تو request کرنی ہے،اُس نے کوئی فیصلہ تو نہیں کرنا۔۔۔

> Request the government to acquire such land under the Land Acquisition Act.

یعنی Land Acquisition Act کے تحت باقاعدہ وہاں پر کارروائی ہونی ہے۔ Acquisition کی باقاعدہ proceeding ہے،اُس میں evidence بھی آتی ہے اور جس کی land acquire کی جا رہی ہے وہ باقاعدہ سول کورٹ میں جا سکتا ہے،وہ ہائیکورٹ میں writ کر سکتا ہے تو اس سے آگے پورا ایک عدالتی procedure ہے۔اس میں تو Director General نے صرف request کرنی ہے اُس نے کوئی فیصلہ نہیں کرنا اور اُس نے گورنمنٹ سے request کرنی ہے اُس کے بعد Land

Act Acquisition کے تحت evidence record and acquire کرنے کا ایک پورا procedure ہے اور اُس procedure نے اس کے تحت ہی initiate ہونا ہے اس لئے اس stage پر ایک تو evidence کی ضرورت نہیں ہے اور دوسرا یہ ہے کہ Director General کوئی judicial forum بھی نہیں ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The question is:

"That in Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Culture and Youth Affairs, in proposed Section 7 of the Principal Act, for the word "grounds" occurring in line 2, the word "evidence" be substituted."

(The motion was lost.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-6

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-7

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now the third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Antiquities(Amendment) Bill 2011 be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Antiquities(Amendment) Bill 2011 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Antiquities(Amendment) Bill 2011 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Punjab Conferment of Proprietary Right on Occupancy Tenants and Muqarraridars Bill 2011 (Bill No. 11 of 2011). Minister for Law!

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(2)225 کے تحت
مسودہ قانون عطائے مالکانہ حقوق قابض مزارعین و مقرر یداران
پنجاب مصدرہ 2011 کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Punjab Conferment of Proprietary Right on Occupancy Tenants and Muqarraridars Bill 2011."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Punjab Conferment of Proprietary Right on Occupancy Tenants and Muqarraridars Bill 2011."
>
> The motion moved and the question is:
>
> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Punjab Conferment of Proprietary Right on Occupancy Tenants and Muqarraridars Bill 2011."

(The motion was carried.)

مسودہ قانون
(جو زیر غور لایا گیا)

MR DEPUTY SPEAKER: Now Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

مسودہ قانون عطائے مالکانہ حقوق قابض مزارعین و مقرر یداران پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Punjab Conferment of Proprietary Right on Occupancy Tenants and Muqarraridars Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Conferment of Proprietary Right on Occupancy Tenants and Muqarraridars Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."
>
> There are two amendments in it.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں اپوزیشن کے معزز ممبران سے بات ہوئی ہے۔ میرے خیال میں آپ پہلے لغاری صاحب کی بات سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم نے اسے غور سے دیکھا ہے تو اس کی کلاز 2 میں ہم نے جو amendments دی ہیں کہ:

> The Government has been generous enough to consider them to be worthy of being the part of the Bill.

اس سے Bill کی مختلف terms کی definition میں clarity آ جائے گی۔

> The Government has been magnanimous enough to accept them.

وہ ہماریamendments accept کرلیں گے تو باقی ترامیم ہم withdraw کرتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!ٹھیک ہے کہ انہوں نےdefinition میں جوamendment دی ہے اس کو ہم accept کر لیتے ہیں باقی کو withdraw تصور کرتے ہوئے باقی کارروائی کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی جوunderstanding ہوئی ہے اس میں آپ دونوں اپنی ترامیم withdraw کر رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!amendments تو اپوزیشن کی طرف سے آئی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!جوrest of the amendments ہیں وہ withdraw ہو جائیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!Amendment No. 7 ہے۔

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Sir, I move:

> "That in Clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee…"

جناب ڈپٹی سپیکر:جب اس پر آئیں گے تو اسے کرلیں گے۔آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!ٹھیک ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: Now the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Conferment of Proprietary Right on Occupancy Tenants and Muqarraridars Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Revenue Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE-3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-6

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-7

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-8

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is an amendment in it, the amendment is from: Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Humaira Awais Shahid, Engineer Shahzad Elahi, Ch. Shaukat Mahmood Basra (Advocate), Major(Retd) Abdul Rehman Rana, Syed Hassan Murtaza, Mr. Muhammad Ashraf Khan Sohna, Syed Nazim Hussain Shah, Makhdoom Muhammad Irtaza, Dr. Amna Buttar Ms. Azma Zahid Bukhari and Ch. Ehsan-ul-Haq Ahsan Nolatia. Any mover may move it.

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Sir, I move:

> "That in Clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, for sub-Clause(1) the following be substituted:

"(1) In this Act:-

(a) "land" means the land in occupation of a Muqarraridar or an occupancy Tenant according to the revenue record; and

(b) "occupancy tenant" means a Tenant having the right of occupancy under Chapter II of the Punjab Tenancy Act 1887(XVI of 1887)."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, for sub-Clause(1) the following be substituted:-

"(1) In this Act:-

(a) "land" means the land in occupation of a Muqarraridar or an occupancy Tenant according to the revenue record; and

(b) "occupancy tenant" means a Tenant having the right of occupancy under Chapter II of the Punjab Tenancy Act 1887(XVI of 1887)".

The amendment moved and the question is:

"That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, for sub-Clause(1) the following be substituted:-

"(1) In this Act:-

(a) "land" means the land in occupation of a Muqarraridar or an occupancy Tenant according to the revenue record; and

(b) "occupancy tenant" means a Tenant having the right of occupancy under Chapter II of the Punjab Tenancy Act 1887(XVI of 1887)".

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now the question is:

"That Clause 2 of the Bill as amended, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the third reading of the Bill starts. Minister for Law to please move the motion.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Punjab Conferment of Proprietary Right on Occupancy Tenants and Muqarraridars Bill 2011, as amended be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Conferment of Proprietary Right on Occupancy Tenants and Muqarraridars Bill 2011, as amended be passed."
>
> The motion moved and the question is:
>
> "That the Punjab Conferment of Proprietary Right on Occupancy Tenants and Muqarraridars Bill 2011, as amended be passed."

(The motion was carried)

(The Bill is passed.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Punjab Protection of Breast Feeding and Child Nutrition (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 33 of 2011) Minister for Law!

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 225(2) کے تحت مسودہ قانون (ترمیم) پروٹیکشن آف بریسٹ فیڈنگ اینڈ چائلڈ نیوٹریشن پنجاب مصدرہ 2011 کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Punjab Protection of Breast Feeding and Child Nutrition (Amendment) Bill 2011."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Punjab Protection of Breast Feeding and Child Nutrition (Amendment) Bill 2011."

The motion moved and the question is:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Punjab Protection of Breast Feeding and Child Nutrition (Amendment) Bill 2011"

(The motion was carried.)

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

مسودہ قانون (ترمیم) پروٹیکشن آف بریسٹ فیڈنگ اینڈ چائلڈ نیوٹریشن پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Protection of Breast Feeding and Child Nutrition (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Health, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Protection of Breast Feeding and Child Nutrition (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Health, be taken into consideration at once."

کیاآپ اپنی amendments move کر رہے ہیں یا withdraw کر رہے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اپوزیشن کی ممبر جو اس مجلس قائمہ کی ممبر تھیں ان کو Acting Chairperson کے طور پر nominate کیا گیا تھا۔ انہوں نے اپنی جو بھی inputs دی تھیں وہ already اس Bill میں آ چکی ہیں۔ میں اس gesture کو appreciate کرتے ہوئے یہ تمام amendments withdraw کرتی ہوں اور میں لاء منسٹر صاحب سے expect کرتی ہوں کہ جو روایت قائم کی گئی ہے اسے future میں بھی continue کیا جائے گا۔

MR DEPUTY SPEAKER: Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:-

> "That the Punjab Protection of Breast Feeding and Child Nutrition (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Health, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE-2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE-6

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-7

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-8

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-9

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-10

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-11

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-12

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-13

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-14

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-15

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-16

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-17

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-18

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Protection of Breast Feeding and Child Nutrition (Amendment) Bill 2011 be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Protection of Breast Feeding and Child Nutrition (Amendment) Bill 2011 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Protection of Breast Feeding and Child Nutrition (Amendment) Bill 2011 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

(نعرہ ہائے تحسین)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Bill 2011. Minister for Law!

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (2)225 کے تحت مسودہ قانون (ترمیم) (روزگار و بحالی) معذور افراد مصدرہ 2011 کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Bill 2011."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Bill 2011."

The motion moved and the question is:

> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Bill 2011."

(The motion was carried.)

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

MR DEPUTY SPEAKER: Now Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

مسودہ قانون(ترمیم)(روزگار و بحالی)معذور افراد مصدرہ2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare, Women Development and Bait-ul-Maal, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare, Women Development and Bait-ul-Maal, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it. The motion moved and the question is:

> "That the Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare, Women Development and Bait-ul-Maal, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE-2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Minister for Law. He may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare, Women Development and Bait-ul-Maal for the expression "XXXIX of 1961" appearing in marginal heading the expression "XL of 1981" be substituted."

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved is:

> "That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare, Women Development and Bait-ul-Maal for the expression "XXXIX of 1961" appearing in marginal heading the expression "XL of 1981" be substituted."

The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare, Women Development and Bait-ul-Maal for the expression "XXXIX of 1961" appearing in marginal heading the expression "XL of 1981" be substituted."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

> "That Clause 3 of the Bill as amended do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-6

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. There are six amendments in it. The first amendment is from: Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamir Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Ch. Abdullah Yousaf, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Chaudhary, Ms. Humaira Awais Shahid and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!اس کو move کرنے سے پہلے میں صرف ایک request کرنا چاہوں گی کہ اس Bill کی رپورٹ 5۔اپریل 2011 کو آ گئی تھی جبکہ 225 rule میں یہ provision

بھی موجود ہے اور چونکہ حکومت نے بھی اس کے لئے سپیشل آرڈر لیا ہے مگر آٹھ آٹھ مہینے کے بعد اگر ہاؤس میں قانون سازی آئے گی تو میں سمجھتی ہوں کہ ممبران کی performance بھی اس سے effect ہوتی ہے۔ اصولاً دو اجلاس گزرنے کے بعد تو یہ lapse کر گئی تھی۔ ہر چیز کا حل Rules of Procedure میں موجود ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ جب یہ رپورٹ آ گئی تھی تو timely اس پر قانون سازی ہو جانی چاہئے تھی لہذا وقت پر قانون سازی ہونی چاہئے تاکہ ہماری بھی performance بہتر ہو اور جو لوگ اس سے مستفید ہونے ہیں اُن کا بھی بھلا ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے بڑا اچھا پوائنٹ اٹھایا اور اب آپ amendment move کریں۔

محترمہ سیمل کامران: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! ایک ایک دن میں دس دس amendments آتی ہیں تو پھر کل لاء منسٹر صاحب بھی تھک گئے تھے اور ہم بھی بھوکے بیٹھ بیٹھ کر تھک گئے تھے۔

I move

"That in Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare Women Development and Bait-ul-Maal, in the proposed section 5 of the Principal Ordinance of para(c) the following be substituted:-

"(C) three members of the Provincial Assembly of the Punjab including at least one woman member to be nominated by the Speaker, Provincial Assembly of the Punjab."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare Women Development and Bait-ul-Maal, in the proposed section 5 of the Principal Ordinance of para(c) the following be substituted:-

"(C) three members of the Provincial Assembly of the Punjab including at least one woman member to

be nominated by the Speaker, Provincial Assembly of the Punjab."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ بنیادی طور پر ترمیم Provincial Council کے بارے میں ہے۔ ہم بات بیت المال کی کر رہے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ اس کی کتنی اہمیت ہے۔ اس سے پہلے بھی پچھلے تین سالوں میں یہ کونسلز پوری نہ ہونے اور ان کے کورم پورے نہ ہونے کی وجہ سے بہت سے لوگ اس کے effected رہ چکے ہیں اور اس House میں بہت دفعہ بات بھی ہو چکی ہے۔ بیت المال سے facilitate ہونے والے غریب لوگ اور ہمارا سفید پوش طبقہ ہے اور اس وقت ہم جن لوگوں کی بات کر رہے ہیں وہ disabled persons ہیں جنہوں نے اس ڈیپارٹمنٹ سے مستفید ہونا ہے۔ پہلے بھی ہم غلط لوگوں کو کونسل میں ڈالتے رہے ہیں جس کی وجہ سے وہ اسلام آباد سے لاہور تشریف نہیں لاتے تھے اور تین سال تک اس کونسل کی میٹنگ یا اجلاس ہی نہیں ہو سکا۔ ابھی بھی ہم یہ بات کر رہے ہیں کہ:

The Government shall, by notification in the Official Gazette, establish Council to be called the Provincial Council of Rehabilitation of Disabled Persons consisting of the following members.

ہم سیکرٹری گورنمنٹ آف دی پنجاب کو بھی اس میں شامل کر رہے ہیں، اس کے بعد سیکرٹری to the Government سوشل ویلفیئر کو بھی اس میں ڈال رہے ہیں۔ ہم نے یہ مانا کہ اس وقت صوبہ پنجاب کو بیوروکریسی run کر رہی ہے There is no doubt about it لیکن اس ترمیم میں ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ نے پورے جہان کی بیوروکریسی کا اس میں ذکر کر دیا ہے لیکن یہ House اور پنجاب کے نمائندہ ایوان کے کسی بھی ممبر کو اس میں شامل نہیں کیا گیا یہاں تک کہ:

One representative of the Planning and Development Department,

پی اینڈ ڈی کے rolesاور functions کے بارے میں آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتی ہوں۔ اس rehabilitation میں disabled persons کو بیت المال کے ذریعے facilitate کرنے میں پی اینڈ ڈی کا کیا rolesہے، مجھے تو سمجھ نہیں آ رہا۔ ہماری اس ترمیم کا مقصد صرف یہ ہے کہ اس قسم کے لوگوں کو جو represent کرتے ہیں انہیں بھی اس میں شامل کیا جائے اور انہیں nominate جناب سپیکر پنجاب اسمبلی کریں اور definitelyاس میں ایک خاتون ممبر بھی شامل کی جائے جس سے ہم سمجھیں گے کہ پاکستان مسلم لیگ(ن) کی حکومت کے بارے ایک impression ہے کہ یہ anti-women Government ہے تو وہ شاید impressionبھی زائل ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!ایک تو میں یہ غلط فہمی دور کر دوں کہ کونسل بیت المال کے لئے نہیں ہے بلکہ disabled persons کے لئے ہے جو کہ ایک حکومتی ادارہ ہے جس نے executive functions سرانجام دینے ہیں اس لئے اس کونسل کے اراکین کا اختیار حکومت کو ہی suit کرتا ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Social ۔Welfare Women Development and Bait-ul-Mall, in the proposed section 5 of the Principal Ordinance of Para(c) the following be substituted:-
>
> "(C) three members of the Provincial Assembly of the Punjab including at least one woman member to be nominated by the Speaker, Provincial Assembly of the Punjab."

(The motion was lost.)

MR DEPUTY SPEAKER: Next amendment is from: Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Muhammad Shafiq

Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Ch. Abdullah Yousaf, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Humaira Awais Shahid, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it:

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر اپوزیشن کے معزز ممبران اس ترمیم کو withdraw کر لیں تو ان کی ترمیم نمبر 3 اور اس کے بعد ترمیم نمبر 4 میری طرف سے ہے جبکہ نمبر 5 اور 6 اپوزیشن کی طرف سے ہے تو ان تینوں کو ہم accommodate کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جی، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ کا کہنا ہے کہ یہ ترمیم بھی اور اس سے اگلی ترمیم regarding Commerce ہے اسے بھی withdraw کر لیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ترمیم نمبر 3 کو ہم accept کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا یہ accept ہو گئی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب بتا دیں کہ کس کی بات کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ یہی کہہ رہے ہیں کہ:

> In the proposed section 5 of Principal Ordinance in Para (i) for the word "commerce" the word "Commerce and Industry" be added.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جی، بالکل۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ یہ accept کرتے ہیں۔ یہ ہو گئی تو پھر اس کے بعد کون سی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! نمبر 4 میں پیش کر رہا ہوں اور اس کے بعد regarding Trade Union اسے بھی accept کرتے ہیں اور اس کے بعد نمبر 6 ہے regarding Nominated اسے بھی accept کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں ایک تھوڑی سی observation کر لوں کہ ہم positive contribution کرتے ہیں کہیں پر کوئی drafting کی غلطی ہو گئی یا کوئی spelling کی غلطی ہو گئی تو اگر اسی طرح لاء منسٹر صاحب یہ چیزیں مان لیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ اتنے ہی اچھے ہیں لیکن آپ کو پتا نہیں ہے اور آپ انہیں کہتے ہی نہیں ہیں۔ سیکرٹری صاحب! اب کیا کرنا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ amendments move تو ہوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب وہ ترمیم withdraw ہو گئی تو پھر اس سے اگلی move ہوں گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جی، بالکل۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ترمیم withdraw ہو گئی اور اب میں اگلی کی طرف آ رہا ہوں۔

Next amendment is from: Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Ch. Abdullah Yousaf, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi,

Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Humaira Awais Shahid, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I move:

> "That in Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare Women Development and Bait-ul-Maal, in the proposed Section 5 of the Principal Ordinance in para (i), for the word "Commerce", the words "Commerce and Industry" be substituted."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare Women Development and Bait-ul-Maal, in the proposed Section 5 of the Principal Ordinance in para (i), for the word "Commerce", the words "Commerce and Industry" be substituted."

اس کے اوپر چونکہ agreement ہو گیا ہے تو

The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare Women Development and Bait-ul-Maal, in the proposed Section 5 of the Principal Ordinance in para (i), for the word "Commerce", the words "Commerce and Industry" be substituted."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now next amendment is from Minister for Law. He may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTAY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That in Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare Women Development and Bait-ul-Maal, in paras (i) and (k), the words "not below the rank of Deputy Secretary" be omitted."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare Women Development and Bait-ul-Maal, in paras (i) and (k), the words "not below the rank of Deputy Secretary" be omitted."
>
> The amendment moved and the question is:
>
> "That in Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare Women Development and Bait-ul-Maal, in paras (i) and (k), the words "not below the rank of Deputy Secretary" be omitted."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Next amendment is from: Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Ch. Abdullah Yousaf, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz

Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Humaira Awais Shahid, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MRS SEEMAL KAMRAN: Sir, I move:

> "That in Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare, Women Development and Bait-ul-Maal, in the proposed Section 5 of the Principal Ordinance, in the Para(L) for the words "Trade Union", the word "Trade Unions", be substituted."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare, Women Development and Bait-ul-Maal, in the proposed Section 5 of the Principal Ordinance, in the Para (L) for the words "Trade Union", the word "Trade Unions", be substituted."
>
> The Amendment moved and the question is:
>
> "That in Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare, Women Development and Bait-ul-Maal, in the proposed Section 5 of the Principal Ordinance, in the Para (L) for the words "Trade Union", the word "Trade Unions", be substituted."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Next amendment is from: Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Khurram Nawab,

Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Humaira Awais Shahid, Engineer Shahzad Elahi, Ch. Abdullah Yousaf, Ch. Shaukat Mahmood Basra(Advocate), Major (Retd) Abdul Rehman Rana, Syed Hassan Murtaza, Major(Retd) Zulfiqar Ali Gondal, Mr. Muhammad Ashraf Khan Sohna, Syed Nazim Hussain Shah, Makhdoom Muhammad Irtaza, Ms. Azma Zahid Bukhari, Ch. Ehsan-ul-Haq Ahsan Nolatia. Any mover may move it.

MRS. SEEMAL KAMRAN: Sir, I move:

> "That in Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare Women Development and Bait-ul-Maal, in the proposed Section 5 of the Principal Ordinance in the para (M) of the word "Nominated" the words "to be nominated" be substituted."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare Women Development and Bait-ul-Maal, in the proposed Section 5 of the Principal Ordinance in the Para (M) of the word "Nominated" the words "to be nominated" be substituted."

The Amendment moved and the question is:

"That in Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare Women Development and Bait-ul-Maal, in the proposed Section 5 of the Principal Ordinance in the Para (M) of the word "Nominated" the words "to be nominated" be substituted."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 6 of the Bill as amended do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-7

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-8

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-9

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-10

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-11

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-12

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-13

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-14

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-15

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Bill 2011, be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Bill 2011, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Bill 2011, be passed."

(The motion was carried)

(The Bill is passed.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Specific Relief (Amendment) Bill 2011. Minister for Law!

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 225(2) کے تحت
مسودہ قانون (ترمیم) دادرسی مختص مصدرہ 2011
کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Specific Relief (Amendment) Bill 2011."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Specific Relief (Amendment) Bill 2011."

The motion moved and the question is:

> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Specific Relief (Amendment) Bill 2011."

(The motion was carried.)

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Specific Relief (Amendment) Bill 2011. Minister for Law!

مسودہ قانون(ترمیم)دادرسی مختص مصدرہ2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Specific Relief (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Specific Relief (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> "That the Specific Relief (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE-2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-6

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Specific Relief (Amendment) Bill 2011, be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Specific Relief (Amendment) Bill 2011, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Specific Relief (Amendment) Bill 2011, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Official Trustees (Amendment) Bill 2011 (Bill No.17 of 2011. Minister for Law!

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(2)225 کے تحت مسودہ قانون(ترمیم)متولیان سرکار مصدرہ2011 کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

"That a special order be made under rule 225 (2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Official Trustees (Amendment) Bill 2011."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is;

"That a special order be made under rule 225 (2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Official Trustees (Amendment) Bill 2011."

The motion moved and the question is

"That a special order be made under rule 225 (2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Official Trustees (Amendment) Bill 2011."

(The motion was carried.)

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

MR DEPUTY SPEAKER: Now Minister for Law may move the motion for the consideration of the Bill.

مسودہ قانون(ترمیم)متولیان سرکار مصدرہ2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

"That the Official Trustees (Amendment) Bill 2011 as recommended by the Standing Committee on Law & Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Official Trustees (Amendment) Bill 2011 as recommended by the Standing Committee on Law & Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Official Trustees (Amendment) Bill 2011 as recommended by the Standing Committee on Law & Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Official Trustees(Amendment) Bill 2011 be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Official Trustees(Amendment) Bill 2011 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Official Trustees (Amendment) Bill 2011be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Defamation (Amendment) Bill 2011 (Bill No.18 of 2011). Minister for Law!

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 225(2) کے تحت
مسودہ قانون (ترمیم) ازالہ عزت مصدرہ 2011
کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That a special order be made under rule 225 (2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Defamation (Amendment) Bill 2011."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That a special order be made under rule 225 (2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Defamation (Amendment) Bill 2011."

The motion moved and question is:

"That a special order be made under rule 225 (2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Defamation (Amendment) Bill 2011."

(The motion was carried.)

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Minister for Law may move the motion for the consideration of the Bill.

مسودہ قانون (ترمیم) ازالہ عرضی مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Defamation (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Law & Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Defamation (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Law & Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it. The motion moved and the question is:

"That the Defamation (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Law & Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That Defamation (Amendment) Bill 2011 be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That Defamation (Amendment) Bill 2011 be passed."

The motion moved and the question is

"That Defamation (Amendment) Bill 2011 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Voluntary Social Welfare Agencies (Registration and Control) (Amendment) Bill 2011 (Bill No.27 of 2011). Minister for Law!

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 225(2) کے تحت
مسودہ قانون (ترمیم) (رجسٹریشن و کنٹرول) سماجی بہبود کی رضاکار
تنظیمیں مصدرہ 2011 کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir I move:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the continuance of the Voluntary Social Welfare Agencies (Registration and Control) (Amendment) Bill 2011."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the continuance of the Voluntary Social Welfare Agencies (Registration and Control) (Amendment) Bill 2011."

The motion moved and the question is

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the continuance of the Voluntary Social Welfare Agencies (Registration and Control) (Amendment) Bill 2011."

(The motion was carried.)

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Minister for Law may move the motion for the consideration of the Bill. Minister for Law!

مسودہ قانون (ترمیم) (رجسٹریشن و کنٹرول) سماجی بہبود کی رضاکار تنظیمیں مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move

"That the Voluntary Social Welfare Agencies (Registration and Control) (Amendment) Bill 2011, as

recommended by the Standing Committee on Social Welfare, Women Development and Bait-ul-Maal, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Voluntary Social Welfare Agencies (Registration and Control) (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare, Women Development and Bait-ul-Maal, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Voluntary Social Welfare Agencies (Registration and Control) (Amendment) Bill 2011 , as recommended by the Standing Committee on Social Welfare, Women Development and Bait-ul-Maal, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR.DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR.DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR.DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY.SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR.DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preambles of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY.SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Minister for Law:

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Voluntary Social Welfare Agencies (Registration and control) (Amendment) Bill 2011 be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Voluntary Social Welfare Agencies (Registration and control) (Amendment) Bill 2011 be passed."

The motion moved and the question is

"That the Voluntary Social Welfare Agencies (Registration and control) (Amendment) Bill 2011 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنے بھائی احسان الحق احسن نولاٹیا صاحب کو 108 ممبران کی طرف سے تن تنہا نمائندگی کرنے پر مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں اور ان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں وزیر قانون کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ زندگی میں پہلی دفعہ انہوں نے کسی کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میں چودھری غلام نبی صاحب کو مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔ چودھری غلام نبی صاحب!

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب پبلک سروس کمیشن مصدرہ 2011 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

چودھری غلام نبی: جناب والا! میں

"The Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 51 of 2011)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹ
ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

لہذا اب اجلاس کل بروز جمعتہ المبارک مورخہ 23۔دسمبر2011 صبح 9:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

969

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،23۔دسمبر2011

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ مواصلات وتعمیرات)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

سرکاری کارروائی

1۔ کھاد کی دستیابی پر عام بحث

ایک وزیر کھاد کی دستیابی پر عام بحث کے لیے تحریک پیش کریں گے۔

2۔ گنے کے کاشتکاروں کو درپیش مسائل پر عام بحث

ایک وزیر گنے کے کاشتکاروں کو درپیش مسائل پر عام بحث کے لیے تحریک پیش کریں گے۔

971

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیئسواں اجلاس

جمعۃ المبارک،23۔دسمبر2011

(یوم الجمع،27۔محرم الحرام1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 9بج کر52منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِۦ جَنَّتَانِ ﴿٤٦﴾ فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبَانِ ﴿٤٧﴾ ذَوَاتَآ أَفۡنَانٍ ﴿٤٨﴾ فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٤٩﴾
فِيهِمَا عَيۡنَانِ تَجۡرِيَانِ ﴿٥٠﴾ فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥١﴾
فِيهِمَا مِن كُلِّ فَٰكِهَةٖ زَوۡجَانِ ﴿٥٢﴾ فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥٣﴾
مُتَّكِـِٔينَ عَلَىٰ فُرُشِۭ بَطَآئِنُهَا مِنۡ إِسۡتَبۡرَقٖۚ وَجَنَى
ٱلۡجَنَّتَيۡنِ دَانٖ ﴿٥٤﴾ فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥٥﴾ فِيهِنَّ
قَٰصِرَٰتُ ٱلطَّرۡفِ لَمۡ يَطۡمِثۡهُنَّ إِنسٞ قَبۡلَهُمۡ وَلَا جَآنّٞ ﴿٥٦﴾
فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥٧﴾

سورۃ الرَّحمٰن46تا57

اور جو شخص اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اس کے لئے دو باغ ہیں(46)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(47)ان دونوں میں بہت سی شاخیں (یعنی قسم قسم کے میووں کے درخت ہیں)(48)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(49)ان میں دو چشمے بہہ رہے ہیں(50)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(51)ان میں سب میوے دو دو قسم کے ہیں(52)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(53)(اہل جنت) ایسے بچھونوں پر جن کے استر اطلس کے ہیں تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے۔اور دونوں باغوں کے میوے قریب (جھک رہے) ہیں(54)تو تم اپنے پروردگار کی کون

کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(55)ان میں نیچی نگاہ والی عورتیں ہیں جن کو اہل جنت سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایااور نہ کسی جن نے(56)توتم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(57)

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

ایسا تجھے خالق نے طرح دار بنایا
یوسف کو تیرا طالب دیدار بنایا
کونین بنائے گئے سرکار ﷺ کی خاطر
کونیں کی خاطر تمہیں سرکار ﷺ بنایا
کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے
محبوب کیا مالک و مختار بنایا
بے یار و مددگار جنہیں کوئی نہ پوچھے
ایسوں کا تجھے یار و مدد گار بنایا

سوالات

(محکمہ مواصلات وتعمیرات)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈا پر محکمہ مواصلات و تعمیرات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال شوکت عزیز بھٹی صاحب کا ہے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر1128 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ فلیٹس، کوٹھی کی مرمت پر فنڈ خرچ کرنے کا معیار و دیگر تفصیلات

*1128: راجہ شوکت عزیز بھٹی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گورنمنٹ کے کسی فلیٹ، کوٹھی پر مرمت /ایڈیشنل آلٹریشن پر فنڈ خرچ کرنے کا کیا معیار ہے؟

(ب) جی اوآر۔III میں سال2007-08 میں اس مقصد کے لئے کتنے فنڈز تفویض کئے گئے، اور کن کن فلیٹوں /کوٹھیوں پر کتنا فنڈ خرچ ہوا؟

(ج) کتنے فلیٹ /کوٹھیاں ایسی ہیں کہ جہاں پر ان کی تعمیر کے بعد ان کی خستہ حالی پر بھی آج تک متعلقہ محکمہ کی طرف سے جی اوآر۔III میں کوئی فنڈ خرچ نہیں ہوا؟

(د) کیا یہ خیال نہیں رکھا جاتا کہ ایک فلیٹ اگر کسی آفیسر کو below entitlement سے بھی نیچے کیٹیگری میں الاٹ ہے تو اس کی ڈیمانڈ پر بھی اس کی تعمیر و مرمت اور محکمہ کی منظور شدہ سہولیات پہنچائی جائیں؟

(ہ) کیا یہ سیکرٹری آئی اینڈ سی کی صوابدید پر ہے کہ وہ جسے چاہے نوازدے یا جسے چاہے نہ نوازے؟

(و) کیا وجہ ہے کہ 18/17-جی اے، جی اوآر۔III کے الاٹی کے متعدد مرتبہ تحریری درخواست پر بھی متعلقہ محکمہ کی طرف سے منظور شدہ ضروریات بہم پہنچانے کے حوالے سے تقریباً 12/10 سالوں میں فلیٹ کی خستہ حالی پر آج تک کوئی کام نہیں ہوا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) گورنمنٹ کے کسی فلیٹ، کوٹھی کی عمومی مرمت موقع کی ضرورت کے مطابق مجاز اتھارٹی سے estimate کی منظوری اور محکمہ خزانہ کی منظور شدہ Yardstick کے مطابق مہیا کردہ فنڈز سے کروائی جاتی ہے۔اسی طرح خصوصی مرمت کا کام بلڈنگ کی ضرورت کے مطابق مجاز اتھارٹی سے estimate کی منظوری اور مطلوبہ فنڈز کے دستیاب ہونے پر کی جاتی ہے جبکہ ایڈیشن الٹریشن کے لئے سیکرٹری آئی اینڈ سی کی سربراہی میں قائمہ کمیٹی مہیا فنڈز کو مدنظر رکھتے ہوئے کیس ٹو کیس فیصلہ کرتی ہے اور بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ اس منظوری کے بعد فنڈز مہیا ہونے پر مطلوبہ کام کرواتا ہے۔

(ب) جی اوآر۔III میں مالی سال 2007-08 میں ایڈیشن /الٹریشن کی مد میں مبلغ -/30,130,000 روپے جاری کئے گئے جبکہ اس میں سے کل خرچ شدہ فنڈز کی مالیت مبلغ -/27,626,314 روپے ہے جس کی فلیٹ /کوٹھی وار تفصیل ("Annex "A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔مزید برآں سپیشل مرمت کی مد میں مبلغ -/5,428,700 روپے مہیا کئے گئے جس میں سے مبلغ -/4,723,933 روپے خرچ کئے گئے۔تفصیل ("Annex "B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور سالانہ مرمت کی مد میں -/3,501,000 روپے خرچ کئے گئے۔ تفصیل ("Annex "C) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جی اوآر۔III میں کوئی فلیٹ /کوٹھی ایسی نہ ہے جس پر متعلقہ محکمہ کی طرف سے آج تک کوئی فنڈز خرچ نہ ہوئے ہوں۔

(د) ہر مکان کی اپنی کیٹیگری ہے۔مکانیت میں عمومی طور پر الاٹی کی entitlement کے مطابق ردوبدل مرمت کے فنڈز سے نہیں کی جاسکتی تاہم ایڈیشن الٹریشن کے تحت محکمہ آئی اینڈ سی کی منظوری سے ردوبدل ہو سکتا ہے۔

(ہ) ایڈیشن الٹریشن سے متعلقہ درخواست ہائے کی پڑتال و منظوری کے لئے سیکرٹری (عملدرآمد و رابطہ) کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جس میں ڈپٹی سیکرٹری (ترقیات) محکمہ خدمات و عمومی انتظامات، چیف کے عہدے کے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کے ایک افسر اور محکمہ صوبائی تعمیرات ڈویژن کے متعلقہ ایگزیکٹو انجینئر بطور ممبران شامل ہیں۔ایڈیشن الٹریشن کے تمام کیسز پر مندرجہ بالا کمیٹی کی منظوری کے بعد عملدرآمد کیا جاتا ہے۔

(و) محکمہ مواصلات وتعمیرات کی طرف سے جی اوآر۔IIIفلیٹ نمبر18/17.GA میں خصوصی مرمت کی مد میں مالی سال08-2007 کے دوران مبلغ-/48,735روپے خرچ ہوئے۔ ایڈیشن/الٹریشن کے حوالے سے جی او آر فلیٹ نمبر18/17.GA میں مالی سال 08-2007تک بوجہ عدم منظوری کوئی فنڈز خرچ نہ ہوئے ہیں جبکہ مالی سال09-2008 میں مبلغ-/292,000روپے کا کام ہوا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

راجہ شوکت عزیز بھٹی: میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ شکریہ

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جز(و) میں۔۔۔

جناب سپیکر: میری ایک بات غور سے سن لیں۔ میں ہر روز یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ تمام ممبران کی مہربانی ہے، سوالات 35 ہوتے ہیں اور جنہوں نے سوالات دیئے ہوتے ہیں وہ کوشش کرتے ہیں کہ ہمارا سوال بھی آجائے اس لئے بار بارinterrupt نہ کریں، سوال پوچھیں وہ آپ کا حق ہے لیکن میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ذرا احتیاط کیجئے تاکہ مختصر ٹائم میں ہی جواب لیا جاسکے۔ جی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جز(و) میں پوچھا گیا ہے کہ کوارٹر نمبر17/18 جی اے، جی اوآرIII میں کتنی دفعہ کام ہوا ہے؟08-2007 کے دوران48ہزار روپے اور09-2008 میں3لاکھ روپے مرمت کا کام ہوا ہے۔ مجھے وزیر موصوف صرف یہ بتادیں کہ وہ کیسے کوارٹر ہوتے ہیں جہاں ہر سال مرمت کا کام ہوتا ہے، ایک کوارٹر میں یہamount کچھ زیادہ محسوس نہیں ہو رہی ہے اور وضاحت فرمادیں کہ جس کوارٹر میں08-2007 میں48ہزار روپے کا کام ہو چکا ہوا گلے سال پھر3لاکھ روپے کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ یہ بہت پرانے کوارٹر بنے ہوئے ہیں، ان کیrepairing کا کام نکلتا رہتا ہے اور ان کیdemands اس سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ ابھی میں اس کو مزیدupdate کروں گا۔ میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ 2009 میں بھی

پیسے لگائے گئے اور 2010 میں بھی پیسے لگائے گئے۔ چونکہ کام نکلتے رہتے ہیں اور وہ چاہتے تو یہ ہیں کہ یہ کام سارا ایک دفعہ ہی ہو جائے لیکن اتنے فنڈز دستیاب نہیں ہوتے وہ phases wise share کر کے سب کو دینے پڑتے ہیں۔ 2009 میں بھی اس پر 35 ہزار روپے لگے اور 11-2010 میں بھی 33 ہزار روپے لگے ہیں۔ یہ اسی طرح phase wise کام ہوتے ہیں۔ ان کے کام اس سے بھی زیادہ ہیں اور اس وقت پھر اس کی demand چل رہی ہے۔ سیکرٹری آئی اینڈ سی کے آفس سے جو رقم recommend ہو کر آتی ہے وہ خرچ کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ عارفہ خالد پرویز کا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: جناب سپیکر! On her behalf (معزز ممبر نے محترمہ عارفہ خالد پرویز کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: آپ کبھی اپنی طرف سے بھی سوال دے دیا کریں۔ نمبر پکاریں۔

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: جناب سپیکر! سوال نمبر 1257 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وحدت کالونی میں سرکاری کوارٹرز کی مرمت کے مسائل

*1257: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وحدت کالونی میں بعض ایسے کوارٹرز ہیں کہ جن کی سالانہ مرمت کا کام نہیں ہوا جبکہ ٹھیکیداروں کو ادائیگی کی جا چکی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بعض ایسے کوارٹرز میں لاکھوں روپے کا ہر سال مرمت کا کام کیا جاتا ہے اور بعض کوارٹرز کی مرمت کے لئے ایک روپیہ بھی صرف نہیں کیا جاتا، یہ تضاد کیوں ہے نیز اس کا criteria کیا ہے تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وحدت کالونی کے اوور سیئر اور ایس ڈی او اپنی پسند کے الاٹیوں کے کام کرواتے ہیں اور جس کوارٹر میں کام کی ضرورت ہوتی ہے مگر مذکورہ افسران اور اہلکاران کو جو الاٹی پسند نہیں ہوتے ان کا کام نہیں کیا جاتا بلکہ ان کی درخواستیں تک غائب کر دی جاتی ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ متعلقہ افسران کام مکمل ہونے کی نگرانی کرتے ہیں اور نہ ہی کوالٹی چیک کرتے ہیں صرف ٹھیکیدار کو ادائیگی کروا کر اپنا کمیشن کھرا کرتے ہیں، اگر ہاں تو ایسے کرپٹ افسران کے خلاف محکمہ کیا کارروائی کرتا ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست نہ ہے۔وحدت کالونی میں کوئی بھی ایسا کوارٹر نہ ہے جہاں بغیر سالانہ مرمت کا کام کروائے ادائیگی کر دی گئی ہو۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ معمول کی سالانہ مرمت کا کام میرٹ پر اور جہاں ضروری ہو بلاتفریق کیا جاتا ہے اس ضمن میں کوئی علیٰحدہ ضابطہ مقرر نہ ہے تاہم ناکافی فنڈز ہونے کی وجہ سے ہر سال ہر کوارٹر پر کام نہیں ہو سکتا۔

(ج) یہ درست نہ ہے کیونکہ خصوصی مرمت کا کام حسب ضرورت الاٹی کی تحریری درخواست پر قوانین و ضوابط اور فنڈز کی دستیابی کو مد نظر رکھتے ہوئے کروایا جاتا ہے۔کام مکمل ہونے پر متعلقہ الاٹی سے کام کی تسلی بخش تکمیل کا سرٹیفکیٹ بھی لیا جاتا ہے اس کے بعد اس کام کی ادائیگی کی جاتی ہے۔

(د) ایسا ہرگز نہ ہے بلکہ سب انجینئر اور ایس ڈی او مکمل جانچ پڑتال کے بعد ٹھیکیداروں کو ادائیگی کرتے ہیں۔تاہم اگر کسی کیس میں کرپشن کی نشاندہی ہو تو متعلقہ افسران کے خلاف قانون کے مطابق تادیبی کارروائی کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: جناب سپیکر!اس کے جز(ب) میں لکھا ہوا ہے کہ معمول کی سالانہ مرمت کا کام میرٹ پر ہوتا ہے اور یہ بلاتفریق کیا جاتا ہے۔آگے لکھا ہے کہ فنڈز ناکافی ہونے کی وجہ سے ہر سال ہر کوارٹر پر کام نہیں ہو سکتا۔ میرا سوال یہ ہے کہ عام طور پر ایک کوارٹر کی باری کتنی دیر میں آتی ہے؟ کیونکہ جواب میں دو تین جگہ پر یہ لکھا ہوا ہے کہ "بلاتفریق ہر کوارٹر میں مرمت کا کام کیا جاتا ہے" میں یہ چیلنج کر سکتی ہوں اس لئے کہ کوارٹر نمبر O-26، میں یہ nominated number بتا رہی ہوں کہ یہاں پر کہنے کے باوجود بھی کم از کم پچھلے پندرہ سال سے کوئی کام نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: جی،وزیر موصوف!

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جو O-26 کا معاملہ ہے یہ تو ان کا fresh question بنتا ہے۔ جب یہ detail مہیا کر دیں گی اس کے مطابق ان کو جواب دیا جائے گا۔ جو demands آتی ہیں اور فلیٹ یا کوارٹر کی جو حالت ہوتی ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے priority پر یعنی جس کوارٹر کی سب سے پہلے ضرورت ہوتی ہے اس کا کام کیا جاتا ہے۔ اس کا باقاعدہ survey کیا جاتا ہے۔ محکمے کے آفیسرز وہاں جاکر survey کرتے ہیں۔ جہاں یہ کالونی ہے وہاں پر باقاعدہ شکایت سیل بھی ہے جہاں پر ایک ایس ڈی او موجود ہوتا ہے جو شکایت وصول کرتا ہے پھر اس کو survey کر کے اس کی recommendations کو سیکرٹری آئی اینڈ سی کے آفس میں بھیجتا ہے۔ جس کوارٹر یا فلیٹ کی مرمت ضروری سمجھی جاتی ہے پہلے وہاں کام کیا جاتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر فلیٹ پر مرمت کا کام ہر ماہ ہی کیا جائے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! محترمہ نے جو particular case بتایا ہے اس کو ذرا دیکھ لیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! وہ تو fresh question بنتا ہے۔ O-26 مجھے نہیں پتا کہ کہاں پر ہے اور اس کا کیا مسئلہ ہے؟ اگر یہ بتا دیں گی تو اس کی detail دے دی جائے گی۔

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: جناب سپیکر! Fresh question تو تب بنتا ہے جب یہ وحدت کالونی کے کوارٹر کی بات نہ ہوتی۔ میں عرض کر رہی ہوں کہ O-26 کے لئے بار ہا درخواست دی جا چکی ہے اور اس درخواست کا نمبر بھی میرے پاس ہے۔

جناب سپیکر: وحدت کالونی میں O-26 ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں نے O-26 لکھ لیا ہے لیکن اس کی تو محترمہ کے پاس بھی کوئی کاپی نہیں ہے کہ انہوں نے کب apply کیا اور ان کا کیس کس وجہ سے reject ہوا؟ جب تک یہ باتیں سامنے نہیں آئیں گی تب تک کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

جناب سپیکر: اس کو sympathetically دیکھ لیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ٹھیک ہے، ہم اس کو دیکھ لیتے ہیں اور یہ مجھے detail دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: یااللہ خیر۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں کوئی بلا تو نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: میں نے کیا کہا ہے؟ نعوذ باللہ میں نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی۔ جب بادل آتے ہیں تو اللہ میاں سے یہی دعا مانگتے ہیں کہ یااللہ رحم ہو۔

میاں محمد رفیق: پھر چھڑکاؤ ہوتا ہے، پھر وہ آتے ہیں۔ میں وہ تو نہیں ہوں۔ بہر حال، جو سوال کیا گیا ہے اس کے جواب میں نفی کی گئی ہے کہ ایسا کوئی کوارٹر نہیں ہے، ایسا کوئی کوارٹر نہیں، جہاں پر پیشگی ادائیگی کر دی گئی ہے۔ تاہم یہ الزام بڑا سنگین ہے کہ کوارٹروں کی سالانہ مرمت کا کام نہیں ہوا جبکہ ٹھیکیداروں کو ادائیگی کی جا چکی ہے۔ اس کی تفتیش کروائی جائے، تحقیق کروائی جائے کیونکہ یہ الزام بڑا سنگین ہے۔ اس کے لئے کوئی کمیٹی مقرر کر دی جائے یا کسی کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: وزیر موصوف! سنگین الزام ہے، ان کو ذرا بتائیں!

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ اگر جز (الف) کی بات کر رہے ہیں تو سوال بھی پڑا ہوا ہے اور اس میں جواب بھی لکھا ہے اگر اس میں کوئی کمی ہے تو وہ بتا دیں؟ اس میں کوئی ایسی چیز تو نہیں ہے لیکن میں سوال پڑھ دیتا ہوں کہ کیا یہ درست ہے کہ وحدت کالونی میں بعض ایسے کوارٹرز ہیں کہ جن کی سالانہ مرمت کا کام نہیں ہوا جبکہ ٹھیکیداروں کو ادائیگی کی جا چکی ہے؟ اور اس کا جواب لکھا ہے کہ (الف) یہ درست نہ ہے۔ وحدت کالونی میں کوئی بھی ایسا کوارٹر نہ ہے جہاں بغیر سالانہ مرمت کا کام کروائے ادائیگی کر دی گئی ہو۔ مجھے بتائیں کہ اس میں کون سی ایسی چیز ہے؟

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اس سوال کا جواب جو محکمہ نے دیا ہے وہ وزیر صاحب نے پڑھ دیا بہر حال جہاں تک سوال میں سنگین الزام کا تعلق ہے اس کے پیش نظر میں آپ کے توسط سے استدعا کروں گا کہ اس کی تفتیش اور تحقیق کروائی جائے یعنی انکوائری کروائی جائے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):جناب سپیکر!اس میں کوئی الزام نہیں لگایا ایک سوال کیا گیا کہ یہاں پر ایسا ہوتا ہے یا نہیں ہوتا تو بتایا گیا ہے کہ ایسا نہیں ہوتا۔اگر ان کے پاس کوئی ایسا الزام ہے یا کوئی ایسا ثبوت ہے یا ان کے پاس خصوصی کوئی ایسی information ہے تو مہیا کر دیں اس کو چیک کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر:مہربانی،اگلا سوال نمبر2761۔محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔۔۔تشریف فرما ہیں؟موجود نہیں ہیں۔یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال بھی ان کا ہی ہے۔

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا:جناب سپیکر!.On his behalf(معزز خاتون ممبر نے جناب محمد نوید انجم کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر:جی!پہلا سوال dispose of ہو گیا اور آپ دوسرے سوال پر آ رہی ہیں۔

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا:جی،جناب سپیکر!

جناب سپیکر:جی،سوال نمبر بولئے گا۔اب اس کے بعد آپ سوال نہیں کر سکتیں.this, I tell you

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا:جناب سپیکر!سوال نمبر2762 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

داروغہ والا تا واہگہ بارڈر جی ٹی روڈ کے ساتھ سروس روڈ کی تعمیر کا مسئلہ

*2762:جناب محمد نوید انجم:کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ داروغہ والا تا واہگہ بارڈر جی ٹی روڈ لاہور کے ساتھ ساتھ سروس روڈ بھی تعمیر ہو رہی ہے؟

(ب) اس سروس روڈ کا ٹھیکہ کس کو دیا گیا ہے؟

(ج) اس کی تعمیر پر کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے اور موقع پر کتنا کام ہوا ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ سروس روڈ پر کام انتہائی سست روی کا شکار ہے؟

(ہ) کیا حکومت سروس روڈ کی تعمیر جلد از جلد کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) داروغہ والا چوک تا واہگہ بارڈر جی ٹی روڈ لاہور کے ساتھ ساتھ سروس روڈ کی بھی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔

(ب) سروس روڈ کی تعمیر کا ٹھیکہ چار حصوں میں تقسیم کر کے مندرجہ ذیل ٹھیکیداروں کو دیا گیا ہے:۔

1- میسرز خالد رؤف اینڈ کمپنی
2- میسرز مصطفیٰ مرتضیٰ برادرز
3- میسرز چودھری برادرز
4- میسرز مصطفیٰ مرتضیٰ برادرز

(ج) اس کی تعمیر پر 195 ملین رقم خرچ ہو چکی ہے اور موقع پر 100 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔

(د) سروس روڈ کی تعمیر کا کام بجلی کے کھمبوں اور واسا کے ٹیوب ویل کی شفٹنگ اور نیا سیوریج ڈالنے کی وجہ سے سست روی کا شکار تھا۔یہ سب رکاوٹیں دور کرنے کے بعد سروس روڈ کا کام مکمل ہو چکا ہے۔

(ہ) سروس روڈ جون 2010 میں مکمل ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ج) میں یہ پوچھا گیا تھا کہ کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے اور موقع پر کتنا کام ہوا ہے؟ اس کا جواب انہوں نے دے دیا ہوا ہے کہ اس کی تعمیر پر 195 ملین روپے کی رقم خرچ ہو چکی ہے اور موقع پر 100 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے لیکن اسی سوال کے جز(د) کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ سروس روڈ کی تعمیر کا کام بجلی کے کھمبوں اور واسا کے ٹیوب ویل کی شفٹنگ اور نیا سیوریج ڈالنے کی وجہ سے سست روی کا شکار تھا۔یہ سب رکاوٹیں دور کرنے کے بعد سروس روڈ کا کام مکمل ہو چکا ہے۔میں پوچھنا یہ چاہ رہی ہوں کہ اگر یہ سست روی کا شکار ہوا تھا تو کیا ان کو جو time duration دی گئی تھی اس میں یہ کام مکمل ہو گیا تھا؟ کیونکہ عام دیکھنے میں آیا ہے کہ منصوبے time duration سے تجاوز کر جاتے ہیں اور عام طور پر ان کی cost بھی بڑھ جاتی ہے تو کیا اس منصوبے کے کام میں duration and cost بڑھی تو نہیں تھی؟ کیونکہ کام سست روی سے ہوا ہے اور وہ خود بھی یہ مان رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ماضی میں گئے ہیں، مستقبل کا خیال کریں ماضی کی طرف بھاگ رہے ہیں تو کیا فائدہ ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ کام مکمل ہو چکا ہے اور اس میں کوئی ایسا معاملہ نہیں رہ گیا جو حل طلب ہو۔ اس میں انہوں نے کہا ہے کہ کام delay ہونے سے cost بڑھ جاتی ہے تو یقیناً جب delay ہوتا ہے تو cost بڑھ جاتی ہے اور اس کی وجوہات بھی لکھ دی گئیں تھیں کہ بجلی کے کھمبوں اور واسا کے ٹیوب ویل کی شفٹنگ اور نیا سیوریج ڈالنے کی وجہ سے یقیناً اس میں اضافہ ہوا ہے لیکن یہ کام مکمل ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: جی! ٹھیک ہے۔ اب اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3441 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چنیوٹ تا فیصل آباد سڑک کی تعمیر کا مسئلہ

*3441: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چنیوٹ تا فیصل آباد سڑک کی منظوری ہوئی ہے اگر ہاں تو یہ منظوری کس سال ہوئی تھی، اس منصوبے کا تخمینہ کیا تھا اور کتنے عرصے میں مکمل ہونا تھا اور اس منصوبے کا کام کس کمپنی کے پاس ہے؟

(ب) کیا حکومت اس اہم سڑک کا کام ترجیحی بنیادوں پر کروا کر عوام کی مشکلات ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) درست ہے۔ چنیوٹ تا فیصل آباد سڑک پنجاب روڈ سیکٹر ڈویلپمنٹ پراجیکٹ (PRSDP) کے تحت بننے والی سڑک پنڈی بھٹیاں چنیوٹ کمال پور (فیصل آباد) کا حصہ ہے، جس کی منظوری مورخہ 30-06-2006 کو ہوئی تھی۔ چنیوٹ تا فیصل آباد والے حصہ کا ابتدائی تخمینہ 857.298 ملین روپے تھا اور اسے مئی 2008 میں مکمل ہونا تھا تاہم فنڈز کی عدم دستیابی اور کچھ site problems کی وجہ سے یہ منصوبہ مالی سال 2010 میں مکمل ہوا۔ اس منصوبے کا کام میسرز الحان کنسٹرکشن کمپنی کو الاٹ ہوا تھا۔

(ب) اس سڑک کو ترجیحی بنیادوں پر جون2010 میں مکمل کر دیا گیا تھا اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس سڑک کا افتتاح اس سال مئی میں کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، جی، جواب سے مطمئن ہوئے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں اس پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ یہ سڑک مکمل ہو گئی ہے لیکن میں نے ایک نیا سوال بھی اسی سلسلے میں بھیجا ہوا ہے کہ جب۔۔۔

جناب سپیکر: جو سوال نیا بھیجا ہے آپ اُس کے بارے میں نہیں، اس کے بارے میں بات کریں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! یہ سڑک جو تعمیر ہوئی ہے اس پر accidents بہت ہو رہے ہیں اور ہر دوسرے تیسرے دن بندے مر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، یہ سوال نہیں بنتا۔ ضمنی سوال کریں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ کیا محکمہ کا اس روڈ کو ڈبل کرنے کا پروگرام ہے یا نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ سڑک scope of work کے مطابق بنا دی گئی ہے اب اس میں مزید کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔ معزز ممبر جو accidents کی بات کر رہے ہیں تو یقیناً ہر سڑک پر accidents ہو رہے ہیں لیکن اگر یہاں پر معزز ممبر سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی ایسی improvement والی چیز ہے تو اپنی suggestions ہمیں دے دیں یقیناً ہم اسے consider کر لیں گے۔

جناب سپیکر: جی، آئندہ کے لئے ان کو suggestions دے دیں۔ جی، اگلا سوال بھی سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! سوال نمبر 3443 ہے اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چنیوٹ تاپنڈی بھٹیاں سڑک کی تعمیر کا مسئلہ

*3443: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چنیوٹ تاپنڈی بھٹیاں سڑک کی منظوری ہوئی ہے اگر ہاں تو یہ منظوری کس سال ہوئی تھی، اس منصوبے کا تخمینہ کیا تھا، کتنے عرصے میں مکمل ہونا تھا اور اس منصوبے کا کام کس کمپنی کے پاس ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو موجودہ حکومت اس اہم سڑک کا کام ترجیحی بنیادوں پر کروا کر عوام کی مشکلات ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) درست ہے۔ چنیوٹ تاپنڈی بھٹیاں سڑک پنجاب روڈ سیکٹر ڈویلپمنٹ (PRSDP) کے تحت بننے والی سڑک پنڈی بھٹیاں، چنیوٹ، کمال پور کا حصہ ہے جس کی منظوری مورخہ 30-06-2006 کو ہوئی تھی۔ چنیوٹ تاپنڈی بھٹیاں والے حصہ کا تخمینہ 502.144 ملین روپے تھا اور اسے مئی2008 میں مکمل ہونا تھا تاہم فنڈز کی عدم دستیابی اور کچھ site problems کی وجہ سے یہ منصوبہ مالی سال2010 میں مکمل ہوا۔اس منصوبے کا کام میسرز الخان کنسٹرکشن کمپنی کو الاٹ ہوا تھا۔

(ب) اس سڑک کو ترجیحی بنیادوں پر جون2010 میں مکمل کر دیا گیا تھا اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس سڑک کا افتتاح اس سال، مئی میں کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی! ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں اس سوال کے جواب سے بھی مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: اب اگلا سوال میاں محمد شفیع صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف فرما ہیں؟ موجود نہیں ہیں۔ سوال نمبر3845، dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کا ہے، سوال نمبر بولئے گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! سوال نمبر3846 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور جوڈیشل کمپلیکس میں درپیش مسائل

*3846: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں 33 کروڑ روپے کی لاگت سے تعمیر ہونے والا لاہور جوڈیشل کمپلیکس پانی اور بنچوں کی عدم دستیابی، ادھورے ترقیاتی کام اور ناقص سکیورٹی انتظامات کی وجہ سے اپنے مقاصد حاصل کرنے میں بری طرح ناکام ہو گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ جوڈیشل کمپلیکس میں عدالتی ضروریات کو مدنظر نہیں رکھا گیا جس کی وجہ سے اتنا بڑا پراجیکٹ مسائل کی آماجگاہ بن گیا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ جوڈیشل کمپلیکس کے مسائل کو حل کرنے کے لئے حکومت خصوصی انتظامات و اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ لاہور ہائیکورٹ لاہور کے مراسلہ نمبر25783/Bldgs.B.A بتاریخ 30-12-2006 کے تحت مذکورہ کام کا کل تخمینہ لاگت 25 کروڑ اناسی لاکھ روپیہ تھا جس کو سال 2009 میں مکمل کر کے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کے حوالے کر دیا گیا تھا۔ کوئی بھی کام ادھورا نہ چھوڑا گیا ہے۔ جہاں تک پانی کی فراہمی کا سوال ہے ایک کیوسک کا ٹیوب ویل مع 40 ہزار گیلن کی ٹینکی بنائی گئی ہے جو کہ استعمال میں ہے اور وہ پانی کی ضروریات کے لئے کافی ہے۔ بنچوں کا کام اور سکیورٹی انتظامات منظور شدہ scope میں نہ تھا۔

(ب) درست نہ ہے۔ کیونکہ جو نقشہ محکمہ آرکیٹیکچر نے بنایا تھا اس کو لاہور ہائیکورٹ اتھارٹی نے منظور کیا تھا جو کہ عدالتی ضروریات کو مدنظر رکھ کر بنایا گیا تھا اور اسی کے مطابق کام مکمل کیا گیا ہے۔

(ج) اوپر دیئے گئے جوابات کی روشنی میں یہ سوال غیر متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!اس سوال کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ تمام چیزیں accordingly بناکر حوالے کر دی گئی ہیں تو اس پر میرا کوئی ضمنی سوال نہ ہے۔

جناب سپیکر:جی،بہت مہربانی۔اگلا سوال ملک اختر حسین نول صاحب کا ہے۔۔۔تشریف فرما ہیں؟موجود نہیں ہیں جی، یہ سوال نمبر4524،dispose of کیا جاتا ہے۔اب اگلا سوال محترمہ ثمینہ نوید(ایڈووکیٹ)صاحبہ کا ہے۔۔۔تشریف فرماہیں؟موجود نہیں ہیں۔جی، یہ سوال نمبر5188 بھی یہ dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال انجینئر قمرالاسلام راجہ صاحب کا ہے۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ:جناب سپیکر!میرا سوال نمبر5667 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور ریپڈ ماس ٹرانزٹ سسٹم کی تفصیلات

*5667:انجینئر قمرالاسلام راجہ:کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور ایلیویٹڈ ایکسپریس وے کا منصوبہ فنی وجوہات کی بنا پر ختم کر دیا گیا ہے اور لاہور ریپڈ ماس ٹرانزٹ سسٹم دوبارہ شروع کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے؟

(ب) اگر یہ درست ہے تو اس منصوبے کی کل لمبائی کتنے کلو میٹرز پر مشتمل ہو گی اور اس پر تخمینہ لاگت کتنا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور ریپڈ ماس ٹرانزٹ سسٹم کو ایشین بنک نے قرضہ کی صورت میں فنانس کرنے پر رضامندی ظاہر کی ہے،حکومت کب تک اس منصوبہ پر کام شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور یہ منصوبہ اندازاً کتنے عرصے میں مکمل ہونے کی توقع ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(ملک ندیم کامران):

(الف) ایسا کوئی منصوبہ پراونشل ہائی وے سرکل لاہور کے تحت نہ ہے۔

(ب) ۔ایضاً۔

(ج) ۔ایضاً۔

جناب سپیکر:جی،ضمنی سوال؟

انجینئر قمرالاسلام راجہ:جناب سپیکر!میرا سوال یہ ہے کہ لاہور ریپڈ ماس ٹرانزٹ سسٹم مشہور منصوبہ ہے اور یہ پریس میں بھی آتا رہا ہے۔یہ بہت عرصہ سے کبھی shelf ہوا ہے کبھی lay ہوا ہے اور

جز(الف) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ پراونشل ہائی وے سرکل لاہور کے تحت نہیں ہے اگر یہ پراونشل ہائی وے سرکل لاہور کے تحت نہیں تھا تو اس سوال کا جواب دینا کس کی ذمہ داری تھی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انہوں نے جو بات کی ہے یہ یقیناً اس لحاظ سے درست ہے کہ جب یہ پراجیکٹ شروع کیا گیا یا اس پر working کی گئی تو اس میں C&W کو involve کیا گیا تھا لیکن جب یہ ماس ٹرانزٹ پروگرام میں چلا گیا یا اس کے تحت اس منصوبہ کو نام دیا گیا تو اس کے بعد یہ سارا منصوبہ ٹرانسپورٹ محکمہ کو منتقل ہو چکا ہے۔ اب ٹرانسپورٹ محکمہ اس پر working کر رہا ہے اور ہم نے اپنے طور پر اس کا جواب اس لحاظ سے بتا دیا تاکہ یہ پتا چل جائے لیکن اس وقت already سارے منصوبہ کو محکمہ ٹرانسپورٹ deal کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! اکثر ایسے ہوتا رہا ہے کہ سوال کو اس طریقے سے نظر انداز کیا جاتا ہے اور کچھ نہ کچھ ایسا جواب دے دیا جاتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی! اس پر پہلے کمیٹی بنی ہوئی ہے ملک ندیم کامران صاحب اس کی سربراہی کر رہے ہیں تو اس کی رپورٹ آنے کے بعد ہم آپ کو کچھ بتا سکیں گے۔ جی! اگلا سوال محترم چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! on his behalf (معزز ممبر نے چودھری عامر سلطان چیمہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال کا نمبر بولئے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! سوال نمبر 5837 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سرگودھا، تحصیل ہیڈکوارٹر بھاگٹانوالہ کی تعمیر کی تفصیلات

*5837: **چودھری عامر سلطان چیمہ:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال بھاگٹانوالہ محکمہ پراونشل بلڈنگ ضلع سرگودھا نے تعمیر کیا ہے،اس کا کتنا تخمینہ لاگت تھا، کن کن ٹھیکیداروں نے اس کے ٹینڈرز میں حصہ لیااور کس فرم کو اس کا ٹھیکہ کتنی لاگت میں دیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ نے مین بلڈنگ اور دوسری عمارات نامکمل ہی چھوڑ کر محکمہ صحت کے حوالے کر دی ہیں کیا اس کا بقایا کام محکمہ مکمل کروانے کا ارادہ رکھتا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے کہ تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال بھاگٹانوالہ محکمہ پراونشل بلڈنگز ضلع سرگودھا نے تعمیر کیا۔اس کا تخمینہ لاگت 15.992 ملین روپے تھا۔ اس کے ٹینڈروں میں درج ذیل ٹھیکیداروں نے حصہ لیا:۔

1- سید شبیر رضا نقوی

2- پرویز اے رحیم

اس کام کا ٹھیکہ سید شبیر رضا نقوی ٹھیکیدار کو مالیت 15.949 ملین روپے دیا گیا۔

(ب) ہسپتال کی مرکزی عمارت چار دیواری مع چار عدد سٹاف کوارٹر مکمل کر کے مورخہ 07-05-09 کو محکمہ صحت کے حوالے کر دیئے گئے ہیں۔بقایا کام فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے مکمل نہ ہو سکا۔

مندرجہ ذیل حوالہ سے محکمہ صحت سے (m)1.171 روپے فنڈز مانگے گئے لیکن ابھی تک فنڈز موصول نہ ہوئے ہیں۔

i. ایس ای بلڈنگ سرکل سرگودھا چٹھی نمبری B-12/714 مورخہ 01-04-2011 کا پی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ii. یہ سکیم پچھلے تین سال سے unfunded ہے۔اس سال ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر ہیلتھ نے بھی چٹھی نمبری P&D/35-18333 اگست 2011 سے سیکرٹری ہیلتھ سے فنڈز کی دستیابی کے لئے لکھا ہے جس کا انتظار ہے۔

محکمہ صحت کی طرف سے فنڈز ملنے پر بقایا کام مکمل کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی، اب اگلا سوال انجینئر قمر الاسلام راجہ صاحب کا ہے۔ سوال کا نمبر بولئے گا۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: سوال نمبر 5934 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب سول سیکرٹریٹ کی تزئین وآرائش کی تفصیلات

*5934: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مالی سال 09-2008 اور 10-2009 میں پنجاب سول سیکرٹریٹ کی تزئین وآرائش پر کروڑوں روپے خرچ کئے گئے، اس مد میں ان دو مالی سالوں میں کل کتنی رقم مختص کی گئی تھی اور اب تک کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے؟

(ب) چیف سیکرٹری بلاک کی تزئین وآرائش پر ان دو سالوں میں کتنی رقم خرچ کی گئی ہے اور اس سے اس بلاک کی گنجائش اور covered area میں کتنے فیصد اضافہ ہوا ہے؟

(ج) اس تعمیر و مرمت کے نتیجے میں سول سیکرٹریٹ میں کتنے نئے دفاتر قائم کئے گئے ہیں اور کتنے افسران کے بیٹھنے کی گنجائش بنائی گئی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) پنجاب سول سیکرٹریٹ کی کوئی بھی تزئین وآرائش نہیں کی گئی البتہ اس پرانی تاریخی عمارت کے تحفظ و بحالیات کا کام کیا گیا ہے جس کے لئے مالی سال 09-2008 اور 10-2009 میں کل 158.523 ملین روپے مختص کئے گئے تھے جن میں سے 145.987 ملین روپے خرچ کئے گئے ہیں۔

(ب) چیف سیکرٹری بلاک کی کوئی بھی تزئین وآرائش نہیں کی گئی البتہ اس پرانی تاریخی عمارت کی محکمہ آثار قدیمہ کی رہنمائی میں تحفظ و بحالیات پر 73.580 ملین روپے خرچ ہوئے اور اس عمارت کی گنجائش اور کوریڈایریا میں کوئی اضافہ نہ ہوا ہے۔

(ج) سول سیکرٹریٹ کی حدود میں کوئی نیا دفتر تعمیر نہ کیا گیا ہے لہذا نئے افسروں کے بیٹھنے کی کوئی نئی گنجائش نہیں بنائی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر!اس میں یہ پوچھا گیا تھا کہ سال09-2008اور10-2009 میں پنجاب سول سیکرٹریٹ کی تزئین وآرائش پر کتنی رقم مختص کی گئی تھی اور کتنی خرچ ہو چکی ہے۔اس کا جواب بھی حسب معمول ویسا آیا ہے کہ تزئین وآرائش پر کوئی رقم خرچ نہیں کی گئی البتہ اس عمارت کی تحفظ و بحالیات پر 158.523 ملین یعنی تقریباً16 کروڑ روپے خرچ کئے گئے ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ کہ جب اس کی تزئین وآرائش بھی نہیں کی گئی، کوئی نیا بلاک بھی نہیں بنایا گیا، کوئی افسروں کی بیٹھنے کی گنجائش بھی نہیں بنائی گئی تو کیا اس معاشی بحران کے دور میں یہ 16 کروڑ روپے خرچ کرنے کی عیاشی محض اس نام پر کہ اس کو تحفظ و بحالیات کیا جارہا ہے کیا یہ درست ہے؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ ایک تاریخی عمارت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ۔۔۔

(اس مرحلہ پر ایک معزز ممبر کے فون پر bell کی آواز آئی)

جناب سپیکر: تمام حضرات سے گزارش ہے کہ اپنے ٹیلی فون بند رکھیں جس کا ٹیلی فون چلے گا وہ ضبط ہو جائے گا۔This I tell you.

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ ایک تاریخی عمارت ہے۔ پچھلے ادوار میں اس کی original حالت کو دوسری حالت میں convert کر دیا گیا جس سے اس کی پرانی shape اور grace ختم ہو گئی۔ جتنی بھی تاریخی عمارتیں ہوتی ہیں آپ بے شک کسی کھنڈرات والی جگہ کو دیکھ لیں، ہڑپہ کو دیکھ لیں یا کوئی tomb دیکھ لیں ان کو اصل حالت میں لانا اور ان کو سنبھالنا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔اس کی چونکہ حالت خراب کر دی گئی تھی اس لئے اسے دوبارہ درست کیا گیا ہے۔اس کی تزئین وآرائش کے متعلق معزز ممبر نے جو پوچھا ہے کہ اس کو عیاشی سمجھا جائے؟ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ عیاشی کے زمرے میں نہیں آتا بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کی ضرورت تھی اور حکومت پنجاب کو یہ credit جاتا ہے کہ انہوں نے وہ کام کیا ہے جو آج تک کوئی نہیں کر سکا ہے۔اس کو اب ہم اصل حالت میں واپس لے آئے ہیں۔یہاں میں یہ وضاحت بھی کر دوں کہ وہاں پر کوئی تزئین وآرائش نہیں کی گئی۔یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ کوئی decoration وغیرہ نہیں کی گئی بلکہ اس عمارت کی جو original shapes تھیں ان کو restore کیا گیا ہے۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ:جناب والا!میری یہ گزارش ہے کہ یہ جواب پھر غلط ہے۔میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر جو ٹائلز کی تنصیب ہوئی ہے وہ تزئین وآرائش میں نہیں آتی اور کیا original حالت میں ٹائلز لگی ہوئی تھیں؟آپ اگر technicalities پر آئیں تو جواب میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ساڑھے پندرہ کروڑ روپے restoration پر خرچ کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر:آپ تو ماشاءاللہ انجینئر ہیں،آپ کو تو ان چیزوں کو appreciate کرنا چاہئے۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ:جناب والا!ان حالات میں افسران کے دفاتر میں ٹائلز لگانا نئے سے نئے پردے لگانا کہاں کا انصاف ہے۔یہاں پر بیٹھے ہوئے تمام ممبران اس بات کے گواہ ہیں کہ۔۔۔

جناب سپیکر:میرے خیال میں مالی سال 11-2010 میں تو کوئی ایسی بات نہیں ہوئی ہے۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ:جناب والا!یہ جو 16 کروڑ روپیہ لگایا گیا ہے تو اس میں پھر کیا ہوا ہے؟

جناب سپیکر:انہوں نے بتا تو دیا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):جناب سپیکر!اس بلڈنگ کی shape چونکہ خراب ہو چکی تھی اس کو بحال کیا گیا ہے۔پردوں اور دوسری چیزوں کی جو یہ بات کر رہے ہیں یہ اس بجٹ میں سے نہیں خریدی گئیں۔اس مد میں ان کے اپنے فنڈز ہوتے ہیں جس میں سے یہ چیزیں خریدی گئی ہیں۔ بلڈنگ کا جو structure ہے یا اس کی جو environment ہے اس کو develop کیا گیا ہے،باقی اس میں کسی قسم کی تزئین وآرائش نہیں کی گئی ہے۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ:جناب والا!میرا تو سوال ہی یہی تھا کہ اس کی تزئین وآرائش پر کیا خرچ کیا گیا ہے؟اگر یہ کہیں اور سے خرچ کیا گیا ہے تو پھر بھی جواب غلط ہے کیونکہ انہوں نے اس کا جواب میں ذکر نہیں کیا۔مختلف Blocks میں جو ٹائلز لگی ہیں چیف سیکرٹری کے علاوہ بھی مختلف Blocks میں تزئین و آرائش ہوئی ہے۔اگر وہ تزئین وآرائش میں نہیں آتی تو پھر میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ چیف سیکرٹری بلاک کے متعلق لکھا ہوا ہے کہ 7 کروڑ روپے اس پر خرچ کئے گئے۔بقیہ 7 کروڑ روپے سے سیکرٹریٹ کے مختلف بلاکوں میں کون سی preservation and restoration کی گئی ہے وہ تو اسی حالت میں موجود ہے جس طرح پہلے تھی۔یہ ساری رقم تزئین وآرائش پر خرچ کی گئی ہے اور محض جواب دینے کا ایک طریقہ ہے۔میری یہ گزارش ہے کہ یہ ہدایات جاری کی جائیں کہ آئندہ اس قسم کے جوابات "مٹی پاؤ" والے نہیں آنے چاہئیں۔

جناب سپیکر: مٹی پاؤ والے جواب نہیں آنے چاہئیں قلعی کر کے آنے چاہئیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میرے فاضل دوست جیسے مرضی الفاظ اس پر استعمال کریں حقیقت یہ ہے کہ یہ پیسے تزئین و آرائش پر خرچ نہیں کئے گئے بلکہ میں پھر دوبارہ repeat کروں گا کہ اس عمارت کی جو original shape تھی اس کو بحال کیا گیا اور عمارت میں برآمدوں کو cover کرنے کی وجہ سے جو بدنمائی ہو گئی تھی ان سب کو ہٹا دیا گیا ہے۔ اسی طرح فرش کو جب توڑتے ہیں یا اس کو renovate کرتے ہیں تو definitely فرش کو بھی ٹھیک کرنا پڑتا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اب ہم اگلا سوال take up کرتے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! یہ ایک انتہائی اہم سوال ہے وزیر موصوف اصل بات چھپا رہے ہیں۔ 16 کروڑ روپے سیکرٹریٹ کا اور 7 کروڑ 30 لاکھ علیحدہ سے چیف سیکرٹری بلاک کے لئے ہے۔ چھ چیزوں کی یہاں پر بدعنوانی ہوئی ہے ایک تو یہ ہے کہ preservation اور restoration کے نام پر انہوں نے اخبار میں کوئی ٹینڈر نہیں دیا۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ پراجیکٹ بعد میں بنا ہے اور اس پر کام پہلے شروع ہو گیا تھا۔ تیسری بات یہ ہے کہ covered area میں کمی واقع ہوئی ہے یعنی جو افسران پہلے برآمدوں میں بیٹھتے تھے ان کو وہاں سے نکال کر کرایہ کی کوٹھیوں میں بھیج دیا گیا ہے۔ اسی طرح سے افسران کے لئے عمارتوں میں اضافہ کی بجائے کمی واقع ہوئی ہے۔ پانچویں اس میں بدعنوانی یہ ہوئی ہے کہ جو بلاک اصل حالت میں پہلے بنائے گئے تھے جہاں ہوم ڈیپارٹمنٹ بیٹھتا تھا وہاں کے جو pillars ہیں صرف ان کی shape change کرنے کے لئے اس پر بھی پیسے لگائے گئے ہیں۔ یہ وہ سوالات ہیں جو معزز ممبران کو پوچھنے چاہئیں جس کی طرف وہ نہیں آ رہے۔ وہ ایک ہی لفظ پر بار بار بات کئے جا رہے ہیں کہ preservation and restoration کی گئی ہے۔ یہ سولہ کروڑ اور سات کروڑ، آپ یہ سمجھ لیں کہ چوبیس پچیس کروڑ روپے لگائے گئے ہیں جس کا کوئی ٹینڈر نہیں ہوا۔ اگر ٹینڈر ہوا ہے تو وہ سامنے لے آئیں۔ اگر انہوں نے کام شروع کرنے سے پہلے کسی آرکیٹیکچر سے یہ پراجیکٹ بنوایا ہے تو وہ سامنے لے آئیں۔ موجودہ سیٹ اپ کی بجائے اس وقت قصور کے جو چیف سیکرٹری تھے یہ ان کے اللے تللے ہیں۔ ان باتوں کا جواب یہ اچھے طریقے سے دے دیں کہ یہ ان کی خواہش تھی کہ اس کو بحال کیا جائے۔

جناب سپیکر: پھر آپ پریشان ہوں گے دیکھ لینا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):جناب سپیکر!یہ بات جو بار بار کی جارہی ہے میں پہلے اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے باقاعدہ ٹینڈر ہوئے تھے اور میں یہ بھی ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس منصوبے کے دس parts بنائے گئے تھے۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب والا!کام پہلے شروع ہو گیا تھا اور ٹینڈر بعد میں آئے۔۔۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):جناب سپیکر!ان سے کہیں کہ پہلے مجھے اس کا جواب دینے دیں۔

جناب سپیکر:ان کو پہلے جواب دینے دیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!ان سے کہیں کہ یہ ذمہ داری سے کام لیں۔اس ایوان میں غلط جواب دیا گیا ہے میں اس پر تحریک استحقاق لاؤں گا۔

جناب سپیکر:ان کو بات کرنے دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):جناب والا!مجھے جواب دینے دیں بعد میں جو کچھ کرنا چاہیں کر لیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب والا!یہ اس طرح سے بات کریں گے تو میں تحریک استحقاق لاؤں گا۔

جناب سپیکر:یہ تحریک استحقاق بنے گی ہی نہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب والا!میں تحریک استحقاق لاؤں گا یہ House میں جو بھی بات کریں صحیح کریں اور ذمہ داری سے کریں۔

جناب سپیکر:وہ تحریک استحقاق بنے گی ہی نہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب والا!یہ House میں جو بھی بات کریں سوچ سمجھ کر کریں۔

جناب سپیکر:ان کو بات تو کرنے دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):جناب سپیکر!میں معزز ممبر سے کہوں گا کہ جب بات کریں تحمل اور بردباری سے کریں اور ایسے کریں جیسے ہر انسان کی اپنی ایک respect ہوتی ہے اسی طرح

دوسرے کی بھی respect سمجھیں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں کہ میں جواب دے رہا ہوں اور یہ بولتے جا رہے ہیں۔ یہ تحریک استحقاق لائیں یا جو مرضی لائیں، میں facts کے مطابق بات کر رہا ہوں۔ یہ میری بات کو سنیں اس کے بعد ان کی جو مرضی کریں۔

جناب سپیکر: آپ بھی تحمل سے رہیں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ کبھی کبھی ایسے ہو جاتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب والا! میں اس میں یہ clear کرنا چاہتا ہوں کہ اس منصوبے کو دس حصوں میں بنایا گیا ہے۔ اس میں جو ہمیں رپورٹ دی گئی ہے اس کے مطابق باقاعدہ tendering وغیرہ بھی کی گئی ہے اور اس کی cost بھی سامنے آئی ہے۔ پھر اس کی completion کی تاریخیں بھی آئی ہیں اور اس کے مطابق اس کو کیا گیا ہے۔ صرف ایک حصے پر ابھی تک کام جاری ہے باقی 9 حصوں کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ Pillars کی یہاں پر بات کی گئی ہے۔ اب آپ اندازہ لگائیں کہ ایک برآمدے میں اگر seven pillars ایک style کے ہوں اور تین کو خراب کر دیا جائے اس کو change کر دیا جائے یا اس کی اس لحاظ سے extension کر دی جائے کہ برآمدوں میں کمرے بنا دیئے جائیں اور اس عمارت کی پوری beauty کو خراب کر دیا جائے تو اُس کو ہم نے اگر ٹھیک کر دیا ہے تو یہ کوئی غلط بات نہیں کی گئی ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب والا! اس میں میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اس سوال پر کتنے ضمنی سوال ہو چکے ہیں؟

رانا محمد افضل خان: جناب والا! میں آپ کی اجازت سے مختصر بات کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بڑا اہم سوال کیا ہے حکومت پنجاب کی priority کیا ہے؟ حکومت پنجاب جو پیسے خرچ کر رہی ہے اس کی assessment ہونی چاہئے کہ کیا یہ declared heritage building ہے جس پر ہم نے 16 کروڑ روپے خرچ کر دیئے ہیں؟ اگر 1600/- روپے square feet کے حساب سے نئی بلڈنگ بنائیں تو ایک لاکھ square feet کی نئی بلڈنگ ان پیسوں سے بن سکتی تھی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کو نوٹ کر لیا گیا ہے۔

رانا محمد افضل خان: ہمارے پاس office spaces available نہیں ہیں تو کیا یہ heritage building تھی جس کے اوپر ہم نے 16 کروڑ روپے لگا دیئے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس پرانی اور تاریخی عمارت کی preservation and restoration پر محکمہ آثار قدیمہ کی رہنمائی میں پیسے خرچ ہوئے ہیں۔ وہاں ایک تختی لگی ہوئی ہے جو ہمیں یہ بتاتی ہے کہ چیف سیکرٹری صاحب کا دفتر رنجیت سنگھ کے French General کی رہائش گاہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ کیا ہم نے اسے restore کر کے دوبارہ اس تاریخی عمارت کی رنجیت سنگھ کے جرنیل کی رہائش گاہ والی صورتحال بنا دی ہے اور کیا رنجیت سنگھ کے جرنیل کے گھر کے اندر وہ ساری آسائشیں موجود تھیں جو کہ اب یہاں پر کر دی گئی ہیں؟ بنیادی بات یہ ہے کہ یہ ایک گول مول جواب دیا گیا ہے، جس طرح رانا صاحب نے point out کیا ہے ہمیں اس کے لئے سوچنا چاہئے کہ ہماری حکومت جو پیسا خرچ کرتی ہے جو tax payers money ہے اس کا بہتر استعمال کہاں پر ہوتا ہے۔ ہمارے صوبے کے پاس محدود وسائل ہیں، ان محدود وسائل کا بہتر استعمال کہاں ہو رہا ہے؟ اس بلڈنگ پر 16 کروڑ روپیہ خرچ کرنا پیسے کا زیاں ہے۔ سارے ضمنی سوال اسی کی نشاندہی کرنے کے لئے آ رہے ہیں۔ ہماری حکومت کو مہربانی کر کے اس پر سوچنے کی ضرورت ہے، سارے ضمنی سوال یہ point out کرتے ہیں کہ یہ پیسے کا صحیح استعمال نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، بہت احتیاط کے ساتھ استعمال کرنا چاہئے۔ اگلا سوال چودھری اسد اللہ صاحب کا ہے۔

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 6106 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سرگودھا 33 پھاٹک تا کوٹ مومن سڑک کی غیر معیاری تعمیر کی رپورٹ کی تفصیلات

*6106: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرگودھا 33 پھاٹک تا کوٹ مومن سڑک کی تعمیر جون 2006 میں مکمل ہوئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک کی تعمیر غیر معیاری ہونے کی وجہ سے انکوائری کا حکم دیا گیا تھا، اگر ہاں تو مذکورہ آفیسر کی طرف سے موصول ہونے والی رپورٹ کیا تھی، اس کی نقل ایوان کی میز پر رکھی جائے اور کیا اس کی روشنی میں کسی آفیسر کے خلاف کارروائی کی گئی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے کہ اس سڑک کی تعمیر جون 2006 میں مکمل ہوئی تھی۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک کی تعمیر کا معیار جانچنے کے لئے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم نے تحقیقات کیں۔ تحقیقاتی ٹیم کی رپورٹ پر وزیر اعلیٰ نے محکمہ مواصلات و تعمیرات کو ہدایت کی کہ ذمہ دار افسران کے خلاف انکوائری شروع کی جائے۔ ان احکامات کی روشنی میں محکمہ نے باقاعدہ انکوائری کا حکم دے دیا ہے جو کہ جاری ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! جواب کے جز(ب) میں کہا گیا ہے کہ یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک کی تعمیر کا معیار جانچنے کے لئے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم نے تحقیقات کیں۔ تحقیقاتی ٹیم کی رپورٹ پر وزیر اعلیٰ نے محکمہ مواصلات و تعمیرات کو ہدایت کی کہ ذمہ دار افسران کے خلاف انکوائری شروع کی جائے۔ ان احکامات کی روشنی میں محکمہ نے باقاعدہ انکوائری کا حکم دے دیا ہے جو کہ جاری ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ سڑک جون 2006 میں مکمل ہوئی تھی اس کا معیار جانچنے کے لئے معائنہ ٹیم نے تحقیقات کیں اور آج 2011 مکمل ہونے کو ہے لیکن اس کی کوئی رپورٹ آئی ہے اور نہ ہی اس کی کارروائی کا کچھ بتایا گیا ہے لہذا وزیر صاحب brief کر دیں کہ انکوائری کہاں تک پہنچی ہے، کب تک مکمل ہو جائے گی اور اب تک مکمل نہ ہونے کی وجہ کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو اپنے فاضل ممبر سے یہ استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ یقیناً انہوں نے جو بات کی ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ جو جواب لکھا گیا اس میں کچھ کمی رہ گئی تھی، نہیں تو میں ابھی جو پڑھنے لگا ہوں وہ اس کا حصہ ضرور ہوتا۔ انہوں نے جو بات پوچھی ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر سرگودھا نے اپنی تعیناتی کے فوراً بعد ڈسٹرکٹ کی سڑکوں کا معائنہ کیا جس کے بعد ڈی سی او صاحب نے چیئرمین وزیر اعلیٰ انسپکشن ٹیم

کو بحوالہ مراسلہ مورخہ 2010-12-14 کو تحریر کیا کہ اپنا ٹیکنیکل نمائندہ بمع مواصلات و تعمیرات کا نمائندہ سڑک کا معائنہ کیا جائے۔اس کے نقائص اور غیر تعمیری ہونے کے بارے میں حتمی رپورٹ کے مطابق ذمہ داران ملازمین کے بارے میں مطلع کیا جائے۔وزیر اعلیٰ انسپکشن ٹیم نے اپنی حتمی رپورٹ گورنمنٹ کو ارسال کر دی ہے جس کا متن انجینئر نارتھ پنجاب ہائی وے ڈیپارٹمنٹ لاہور بحوالہ مراسلہ مورخہ 2011-02-23 موصول ہوا جس کی روشنی میں درج ذیل افسران وملازمین کے خلاف چارج شیٹ تیار کی گئی ہے اور مورخہ 2011-03-02 چیف انجینئر نارتھ پنجاب ہائی وے ڈیپارٹمنٹ لاہور کو ارسال کی گئی ہے۔اس میں تین ایگزیکٹو انجینئرز ہیں جن میں چودھری بشیر احمد ناصر، حاجی ریاض طارق اور شفقت علی بٹر ہیں، اس میں چھ سب ڈویژنل آفیسرز ہیں جن میں ارشد محمود، سلیم سرفراز، منظور احمد، انعام الحق، محمد ارشاد شاہ اور محمد اکرم اس میں ایک سب انجینئر محمد فیروز ہیں۔مذکورہ بالا افسران وملازمین کو چارج شیٹ جاری ہو چکی ہے اور انکوائری آفیسر جناب عضنفر علی سپرنٹنڈنٹ انجینئر پراونشل بلڈنگ سرکل فیصل آباد، سیکرٹری مواصلات و تعمیرات کی بحوالہ مراسلہ مورخہ 2011-11-05 مقرر ہو چکی ہے۔ انکوائری کی سماعت کی تاریخ 2011-12-21 مقرر ہوئی ہے یعنی کل تاریخ تھی اس کی findings آجائیں گی۔ میں نے updated رپورٹ پڑھ دی ہے انشاء اللہ مکمل کارروائی کی جارہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا تھا کہ ہم نے اگر ڈیپارٹمنٹس کی کارکردگی بہتر کرنی ہے تو ہم جو رپورٹس اور معیار جانچنے کے لئے تحقیقات کرتے ہیں تھوڑا سا اس کے لئے time frame مقرر کر لیا کریں۔پانچ سال میں تو ایک حکومت کا tenure ختم ہو جاتا ہے لیکن تحقیقات اور کارروائی مکمل نہ ہو تو اس طرح کارکردگی بہتر نہیں ہو سکتی۔میرا اگلا سوال نمبر 6107 ہے میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد تا گوجرانوالہ سڑک کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*6107: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حافظ آباد تا گوجرانوالہ سڑک کی تعمیر پچھلے 30 سال سے مکمل نہیں کی گئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گوجرانوالہ تاقلعہ دیدار سنگھ سڑک تقریباً سات سال پہلے تعمیر کی گئی تھی اور قلعہ دیدار سنگھ تاحافظ آباد کی تعمیر نہیں کی گئی تھی، اگر ہاں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت حافظ آباد تا گوجرانوالہ سڑک کی تعمیر مالی سال 11-2010 کے ترقیاتی پروگرام میں شامل کرنے کو تیار ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ گوجرانوالہ تا حافظ آباد سڑک پچھلے 30 سال سے مکمل نہ کی گئی تھی۔ گوجرانوالہ بائی پاس (عالم چوک) تا لدھیوالا وڑائچ تک دو رویّہ سڑک حال ہی میں مکمل کی گئی ہے۔لدھیوالا وڑائچ سے قلعہ دیدار سنگھ تک سڑک کی تعمیر کا کام 2003 میں مکمل کیا گیا۔

(ب) یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ سے قلعہ دیدار سنگھ تک سڑک کی تعمیر سات سال پہلے مکمل کی گئی تھی اور قلعہ دیدار سنگھ سے حافظ آباد روڈ کی تعمیر اس لئے نہیں کی گئی تھی کیونکہ سڑک بہتر حالت میں تھی۔

(ج) گوجرانوالہ تاحافظ آباد تعمیر سڑک کی سکیم مالی وسائل کی کمی کے باعث تاحال ترقیاتی پروگرام میں شامل نہ ہے۔

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! یہ حافظ آباد تا گوجرانوالہ سڑک کی تعمیر کا مسئلہ ہے پچھلے تیس سال سے یہ سڑک مکمل نہیں ہو سکی۔ میں وزیر صاحب کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ آپ یہ سڑک کب تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور کب تک اس کے لئے فنڈز مختص کر دیں گے؟

جناب سپیکر: حافظ آباد تا گوجرانوالہ سڑک۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! سوال میں لکھا گیا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ حافظ آباد تا گوجرانوالہ سڑک کی تعمیر پچھلے تیس سال سے مکمل نہیں کی گئی۔اس کا جواب یہ ہے کہ یہ درست نہ ہے، گوجرانوالہ تا حافظ آباد سڑک پچھلے تیس سال سے مکمل نہ کی گئی ہے یہ غلط ہے۔ گوجرانوالہ بائی پاس (عالم چوک) تا لدھیوالا وڑائچ تک دو رویّہ سڑک حال ہی میں مکمل کی گئی ہے۔ لدھیوالا وڑائچ سے قلعہ دیدار سنگھ تک سڑک کی تعمیر کا کام 2003 میں مکمل کیا گیا۔یہ مکمل تو ہو چکی ہے لیکن اب میں feel کر رہا ہوں کہ میرے فاضل دوست محمد اسد اللہ صاحب چاہتے ہیں کہ اسے double کر دیا جائے۔

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آدھی سڑک کا جواب دیا گیا ہے۔ میں نے ایک سال پہلے بھی یہ سوال کیا تھا اور محکمے نے اس کے جواب میں یہ کہا تھا کہ تیس سال ہو گئے ہیں ہم نے اس سڑک کو مکمل نہیں کیا۔انہوں نے جز(ب) میں جو بتایا ہے اس میں محکمہ آدھی سڑک مکمل کرنے کی بات کر رہا ہے۔حافظ آباد گوجرانوالہ بڑی اہم سڑک ہے اور یہ دو main district کو ملاتی ہے پھر آگے موٹروے کو بھی ملاتی ہے۔یہ آدھی سڑک مکمل ہونے کی بات کر رہے ہیں اور میں پوری سڑک کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: گوجرانوالہ کے علاوہ اور main districts کون سے ہیں؟

چودھری محمد اسد اللہ: حافظ آباد۔

جناب سپیکر: جی، وہ بھی main میں ہے۔منسٹر صاحب! بتائیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): معزز ممبر بتائیں کہ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد اسد اللہ: تیس سال سے حافظ آباد گوجرانوالہ سڑک مکمل ہی نہیں کی گئی، اس کے لئے فنڈز نہیں رکھے گئے، محکمہ آدھی سڑک کا بتا رہا ہے لیکن میں پوری سڑک کے بارے پوچھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ یہ بتا دیں کہ اب آپ کو کہاں سے لے کر کہاں تک سڑک چاہئے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وہ بار بار کہہ رہے ہیں اس لئے ساری ہی بنا دیں۔

جناب سپیکر: ساری تو پہلے بنی ہوئی ہے۔

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! آدھی بنی ہوئی ہے اور آدھی رہتی ہے۔

جناب سپیکر: یہ بتا دیں کہ وہ آدھی کہاں تک مکمل ہے۔

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! انہوں نے بتایا ہے کہ 2003 میں قلعہ دیدار سنگھ تک مکمل کی ہے۔

جناب سپیکر: اب قلعہ دیدار سنگھ سے آگے چاہتے ہیں۔

چودھری محمد اسد اللہ: جی، آگے حافظ آباد تک۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! قلعہ دیدار سنگھ سے حافظ آباد تک۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! سڑک تو مکمل ہے لیکن معزز ممبر کی demand چل رہی ہے کہ یہ سڑک دو رویّہ کر دی جائے۔پہلے بھی بتایا گیا ہے اور اس جواب میں بھی لکھا

ہے کہ عالم چوک گوجرانوالہ بائی پاس سے لدھیانوالہ تک دورویّہ سڑک حال ہی میں مکمل کی گئی ہے۔ معزز ممبر چاہتے ہیں کہ یہ double ہو جائے، double کرنے کے لئے یہ خود بھی کوشش کریں اور انشاء اللہ ہم اس کی proposal تیار کروا دیتے ہیں۔

چودھری محمد طارق گجر: جناب سپیکر! میں بھی اس پر ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال اسی سوال سے متعلقہ ہونا چاہئے۔

چودھری محمد طارق گجر: جی، اسی سوال سے متعلقہ ہی ہو گا۔ منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ عالم چوک سے لے کر قلعہ دیدار سنگھ تک سڑک مکمل ہو چکی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان کے ساتھ مذاق ہے۔ مہربانی کر کے یہ اس سڑک کی حالت جا کر خود دیکھ لیں۔ اگر اس کو مکمل کہتے ہیں تو پھر نامکمل کیسی ہوتی ہے؟ اس سڑک پر گندا پانی کھڑا ہوا ہے، قلعہ دیدار سنگھ میں یہ سڑک جگہ جگہ سے ٹوٹی ہوئی ہے تو پھر یہ مکمل کیسی ہوئی؟ خدارا اس ایوان سے مذاق نہ کریں بلکہ ادھر موقع پر جا کر اس سڑک کو چیک کریں۔ وہاں پر جو سڑک تعمیر ہوئی تھی وہ بھی ٹوٹ چکی ہے تو آئندہ جو سڑک بنے گی اس کا کیا حال ہو گا؟ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ اس بارے میں تحقیق کے لئے ہاؤس کی کمیٹی بنائیں۔

جناب سپیکر: آپ کی تجویز ٹھیک ہے کہ منسٹر صاحب وہاں موقع پر جا کر اس سڑک کا visit کریں لیکن کمیٹی بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اگر وہاں پر سڑک پر پانی کھڑا ہے تو وہ سیوریج وغیرہ کا بھی مسئلہ ہو سکتا ہے۔ بہر حال ہم اس کو چیک کروا لیتے ہیں۔

چودھری محمد طارق گجر: جناب سپیکر! یہ کسی سے چیک نہ کروائیں بلکہ خود وہاں پر جا کر دیکھیں کیونکہ ان کا سٹاف تو ٹھیکداروں سے ملا ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس معاملے پر لازماً ہاؤس کی کمیٹی بنائی جائے جو اس کی تحقیق کرے کیونکہ وہاں پر کرپشن ہوئی ہے۔ کمیٹی تحقیق کرے کہ یہ جھوٹے ہیں یا نہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! معزز ممبر کہتے ہیں کہ سڑک پر پانی کھڑا ہوا ہے، وہ ٹوٹ گئی ہے اور وہاں پر کرپشن ہوئی ہے تو کیا ان کے پاس کرپشن کا کوئی ثبوت ہے؟ فاضل دوست کہہ رہے ہیں کہ کمیٹی بنائی جائے تاکہ پتا چل سکے کہ یہ جھوٹے ہیں یا نہیں، تو یہ بات کرنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ یہ مناسب الفاظ استعمال نہیں کر رہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! طارق گجر صاحب نے ہاؤس کی کمیٹی بنانے کا کہا ہے تو کمیٹی بنانے میں کیا حرج ہے؟

جناب سپیکر: آپ مجھے یہ بتائیں کہ کس point پر بول رہے ہیں؟ میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد طارق گجر: جناب سپیکر! کرپشن انتہا پر ہے اور پنجاب کے عوام کو لوٹا جا رہا ہے۔ آپ ہاؤس کی کمیٹی کیوں نہیں بناتے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ بار بار کہہ رہے ہیں کہ پنجاب کے عوام کو لوٹا جا رہا ہے یہ اچھی روایت نہیں ہے کہ ہر معاملے کو اس طرح سے الجھایا جائے۔ اگر ان کے علم میں ہے تو یہ ثبوت دیں، یہ اپنے ثبوت کل تک مجھے مہیا کریں میں اسی ہاؤس میں پیر والے دن اس کا جواب دوں گا۔ اس کے علاوہ میں ensure کرتا ہوں کہ جس طرف انہوں نے نشاندہی کی ہے اس کو بھی چیک کر کے بتا دیا جائے گا۔

چودھری محمد طارق گجر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ کرپشن کا ثبوت دیں۔ میں کہتا ہوں کہ سڑک کی تعمیر کے بعد وہاں پر ثبوت صاف نظر آ رہے ہیں۔ آپ کے ایس ڈی او اور انجینئرز کیا کرتے رہے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! معزز ممبر اگر سمجھتے ہیں کہ وہاں سڑک پر ناقص material استعمال ہوا ہے تو کیا اس کے لئے انہوں نے کوئی شکایت کی ہے؟ ہمارے پاس تو ان کی طرف سے ایسی کوئی شکایت نہیں آئی اگر یہ اس حوالے سے کوئی تحریری شکایت کرتے ہیں تو یقیناً اس معاملے کو rectify کیا جائے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آج تک کسی کمیٹی کا کوئی result نہیں نکل سکا اگر آپ ایک اور کمیٹی بنا دیں گے تو پھر اس سے کیا فرق پڑے گا؟

جناب سپیکر: جی، نہیں آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال نمبر 6558، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور شہر میں تعمیر کردہ اوور ہیڈ برج کی تفصیلات

*6558: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور شہر کے یکم اپریل2008 سے2010 تک کتنے اوور ہیڈ بر جز منظور کئے گئے اور کتنے اوور ہیڈ بر جز ایسے ہیں جن پر کام شروع کر دیا گیا؟

(ب) کتنے ایسے اوور ہیڈ بر جز ہیں جن کا کام ابھی شروع نہیں کیا گیا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) لاہور شہر میں یکم اپریل2008 سے 2010 تک محکمہ پنجاب ہائی وے کے تحت کوئی بھی منصوبہ منظور نہ ہوا ہے تاہم اس دورانیہ میں لاہور رنگ روڈ اور ملتان روڈ پر منظور شدہ انٹر چینجز / اوور ہیڈ بر جز اور پیڈیسٹرین برج (پیدل گزرگاہ) کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

	اوور ہیڈ بر جز برائے ٹریفک		اوور ہیڈ بر جز برائے پیدل گزرگاہ	
	مکمل	زیر تعمیر	مکمل	زیر تعمیر
لاہور رنگ روڈ	9 (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)	-	7	3
ملتان روڈ	-	-	6	2
ٹوٹل	9	-	13	5

تاہم واضح رہے کہ یہ تمام بر جز پراجیکٹ کا حصہ ہیں اور ان کی منظوری الگ منصوبے کے طور پر نہ ہوئی ہے۔

(ب) تمام زیر تعمیر بر جز پر کام جاری ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جواب کے جز(الف) میں overhead bridges کی تفصیل بتائی گئی ہے تو میں ان سے پوچھنا چاہوں گی کہ ان پر کتنی لاگت آئی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ان کا سوال یہ تھا کہ "لاہور شہر کے یکم اپریل2008 سے 2010 تک کتنے اوور ہیڈ بر جز منظور کئے گئے اور کتنے اوور ہیڈ بر جز ایسے ہیں جن پر کام شروع کر دیا گیا؟" اس میں انہوں نے لاگت نہیں پوچھی اس لئے یہ fresh question کر دیں تو پھر ان کو لاگت بتا دی جائے گی۔

جناب سپیکر: بہتر بات تو یہی ہے کہ آپ تھوڑا بہت ان کو بتادیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس سوال میں لاگت کے بارے میں پوچھا نہیں گیا۔ اپنے سوال میں انہوں نے پوچھا ہے کہ کتنے اوور ہیڈ بر جز منظور کئے گئے ہیں؟ تو اس کی تفصیل ان کو دے دی گئی ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ اوور ہیڈ بر جز منظور ہوئے ہیں تو ان کی لاگت کا تخمینہ بھی لازماً لگایا گیا ہوگا اس لئے منسٹر صاحب کو بتانا چاہئے۔ یہ کوئی پرانی بات نہیں بلکہ recentlyاس پر کام ہو رہا ہے۔ بہر حال میں اگلا ضمنی سوال یہ کروں گی کہ یہ اوور ہیڈ بر جز کب شروع ہوئے اور کب تک مکمل ہوں گے یعنی ان کا completion time کیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ کل 9اوور ہیڈ بر جز تھے اور سب مکمل کر لئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ پیدل گزر گاہ کے لئے دو اوور ہیڈ بر جز زیر تعمیر ہیں اور باقی 8 مکمل کر لئے گئے ہیں۔ اسی طرح ملتان روڈ پر دو زیر تعمیر ہیں اور 6 مکمل کر لئے گئے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جو اوور ہیڈ بر جز زیر تعمیر ہیں وہ کب تک مکمل ہو جائیں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ زیر تعمیر اوور ہیڈ بر جز انشاء اللہ تعالیٰ اسی مالی سال میں مکمل ہو جائیں گے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! لاہور میں کینال روڈ کے اوپر نئے projects شروع کئے گئے ہیں تو مجھے ان کی location بتادی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! کینال روڈ کے اوپر کل 8 اوور ہیڈ بر جز بن رہے ہیں جن کی location معلوم کر کے میں محترمہ کو بتادوں گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو 9اوور ہیڈ بر جز بنائے گئے ہیں ان کی side roads میں traffic کی diversion کی وجہ سے بڑی ٹوٹ پھوٹ ہوئی تھی تو ان کی repair کا کوئی project آپ کے زیر غور ہے اگر ہے تو اس کو priorities کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! محترمہ نے صحیح بات کہی ہے کہ جب یہ اوور ہیڈ برجز بنتے ہیں تو ان کی sides والی سڑکیں مرمت طلب ہو جاتی ہیں۔اس پر کام ہو رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ 30 جون سے پہلے پہلے ایسے تمام کام مکمل کر لئے جائیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں بھی اس پر ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! اس پر پہلے ہی چار ضمنی سوال ہو چکے ہیں اس لئے اب ہم آگے چلتے ہیں۔ اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔۔۔وہ تشریف فرما نہیں ہیں اس لئے اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال رانا آصف محمود صاحب کا ہے۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 6723 (معزز خاتون ممبر نے رانا آصف محمود کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ دیبا مرزا: جی، ہاں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گوجرانوالہ تا سیالکوٹ روڈ کی تفصیلات

*6723: **رانا آصف محمود:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجرانوالہ تا سیالکوٹ روڈ کتنے فٹ چوڑی ہے اور اس کی لمبائی کتنی ہے؟

(ب) اس روڈ کی سال 08-2007، 09-2008 اور 10-2009 کے دوران کتنی دفعہ خصوصی مرمت کی گئی ہر دفعہ کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ج) اس روڈ کی دیکھ بھال کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(د) اس روڈ کی اس وقت حالت کیسی ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس روڈ کی بہتری اور کشادگی کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) گوجرانوالہ تا سیالکوٹ روڈ ('24 مین کیرج وے '4+'4 پختہ شولڈر) 32 فٹ چوڑی ہے۔اس کی لمبائی 50.19 کلو میٹر ہے۔

(ب) مذکورہ سڑک 08-2007، 09-2008 اور 10-2009 کے دوران خصوصی مرمت کی مد میں درج ذیل رقم خرچ کی گئی جس کی تفصیل یہ ہے:-

سال	خصوصی مرمت کے لئے خرچ کی گئی رقم
08-2007	2.270ملین روپے
09-2008	4.619ملین روپے
10-2009	----------

(ج) سال09-2008 سے دورویّہ سڑک کی تعمیر تین حصوں میں جاری ہے اس لئے اس وقت سڑک کی دیکھ بھال کے لئے کوئی ملازم کام نہیں کر رہا ہے۔

(د) سڑک زیر تعمیر ہے۔

(ہ) حکومت نے اس کی بہتری اور کشادگی کے لئے F.W.O کو جون09-2008 کو ٹھیکہ دے دیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! جواب کے جز(الف) میں کہا گیا ہے کہ "گوجرانوالہ تا سیالکوٹ روڈ 32 فٹ چوڑی ہے اور اس کی لمبائی 50.19 کلو میٹر ہے۔"چونکہ یہ main G.T Road ہے جو کہ گوجرانوالہ تا سیالکوٹ جاتی ہے،اس پر بہت heavy traffic گزرتی ہے اور اس کی چوڑائی صرف 32 فٹ ہے۔کیا حکومت اس سڑک کی چوڑائی میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا یہ ایسے ہی مکمل کی جائے گی؟

جناب سپیکر: جی،ملک صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جس کام کی جو approval ہوتی ہے اُس کے مطابق ہی وہ کام کیا جاتا ہے۔اس کی جو approval ہو چکی ہے فی الحال تو اُسی طرح ہی بنے گی اگر اس کی مزید ضرورت محسوس ہوئی تو اس کو یقیناً کر دیا جائے گا۔ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ اس کا scope of work dual carriage way میں چلا گیا ہے اور جب dual carriage way بن جائے گی تو انشاء اللہ بہت سی problems ختم ہو جائیں گی۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! جز(ح) کا جواب آیا ہے کہ حکومت نے اس کی بہتری اور کشادگی کے لئے FWO کو جون09-2008 کو ٹھیکہ دے دیا ہے؟میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب دسمبر2011 ہے تقریباً تین سال گزر گئے ہیں تو اس وقت اس روڈ کی کیا position ہے؟

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! سیکشن گوجرانوالہ تانندی پور لمبائی 13.33 کلو میٹر ضلع گوجرانوالہ میں ہے اور اس کا باقی حصہ سیکشن نندی پور تا ڈسکہ لمبائی 8.54 کلو میٹر ضلع سیالکوٹ میں ہے۔ان دونوں جز کی کل لاگت 1685 ملین روپے ہے اور اس کی completion date جون 2012 ہے۔ اس کے علاوہ اس کا ایک تیسرا حصہ سیکشن ڈسکہ سیالکوٹ لمبائی 25.73 کلو میٹر ضلع سیالکوٹ میں ہے اُس کی cost 2486 millions ہے اور اس کی completion جون 2013 تک کر دی جائے گی۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا۔ جز(ہ) "کیا حکومت اس روڈ کی بہتری اور کشادگی کا ارادہ رکھتی ہے؟" اس کا انہوں نے جواب دیا ہے کہ "حکومت نے اس کی بہتری اور کشادگی کے لئے FWO کو جون 09-2008 کو ٹھیکہ دے دیا ہے۔" میں یہ پوچھنا چاہ رہی تھی کہ 09-2008 سے لے کر اب دسمبر 2011 ہے تقریباً تین سال گزر گئے ہیں اب اس وقت اس روڈ کی position کیا ہے، یہ روڈ مکمل ہو گئی ہے، ابھی کام ہو رہا ہے یا ابھی تک کام شروع ہی نہیں ہوا؟

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جز(ہ) کے جواب میں کافی وضاحت سے لکھا گیا ہے کہ سیکشن گوجرانوالہ تانندی پور لمبائی 8 کلو میٹر، اس کا asphalt ice base course ہو چکا ہے۔ سیکشن نندی پور تا ڈسکہ لمبائی 8.47 کلو میٹر مکمل ہو چکی ہے۔ سیکشن ڈسکہ تا سیالکوٹ لمبائی 5.41 کلو میٹر، اس کا بھی asphalt ice base course مکمل ہو چکا ہے۔ اس پر کام جاری ہے اور انشاء اللہ جلد مکمل کر لیا جائے گا۔ یہ روڈ تین حصوں میں ہے اس کا کچھ حصہ جون 2012 میں مکمل ہو گا اور باقی 2013 تک مکمل ہو جائے گا۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے جو جواب دیا ہے وہ محکمہ کی طرف سے تیار کردہ آیا ہو گا اور وہ جواب غلط ہے۔ اس وقت بھی ڈسکہ تا سیالکوٹ کوئی کام نہیں ہو رہا، مکمل ہونا تو دور کی بات ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ تین سال کے عرصہ میں اس روڈ کا کام کیوں نہیں شروع کیا گیا اور یہ مکمل کیوں نہیں ہوئی؟

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! محترمہ اس لحاظ سے صحیح کہہ رہی ہیں چونکہ funds available نہیں تھے اس لئے funds allocate نہیں کئے گئے اس کی وجہ سے اس روڈ پر کام شروع نہیں ہو سکا۔ ہم نے اس میں latest صورتحال بتادی ہے۔ انہوں نے ڈسکہ تا سیالکوٹ روڈ کی جو بات کی ہے یہ portion تو زیادہ ہے لیکن اس وقت صرف 5.41 کلو میٹر پر asphalt ice base course ہو چکا ہے باقی پر بھی آہستہ آہستہ کام جاری ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال خواجہ اسلام صاحب کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! Question No. 6728. On his behalf (معزز ممبر نے خواجہ محمد اسلام کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

فیصل آباد۔ہائی وے کی سڑکوں کی تفصیلات

*6728: **خواجہ محمد اسلام:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد میں صوبائی ہائی وے کی سڑکوں کے نام اور لمبائی بتائیں؟

(ب) سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران ان سڑکوں کی مرمت اور تعمیر پر کتنی رقم خرچ کی گئی؟

(ج) ان سڑکوں کی دیکھ بھال کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(د) ان سڑکوں میں کس کس سڑک کی حالت ابتر/خستہ ہے ان کے نام اور ان کی بہتری improvement کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) فیصل آباد میں محکمہ شاہرات پنجاب (جنوبی) کی سڑکوں کے نام اور لمبائی مندرجہ ذیل ہے:-

1- شیخوپورہ، شاہکوٹ، فیصل آباد روڈ، لمبائی 61.07 کلو میٹر

2- دیپالپور، اوکاڑہ، ماڑی پتن، تاندلیانوالہ، ستیانہ، فیصل آباد روڈ، لمبائی 64.65 کلو میٹر

3- لاہور، جڑانوالہ، فیصل آباد، جھنگ، بھکر، دریاخان، ڈی آئی خان روڈ، لمبائی 64.65 کلو میٹر

4- فیصل آباد، سرگودھا روڈ، لمبائی 5.98 کلو میٹر

5- جھنگ، گوجرہ، سمندری، تاندلیانوالہ روڈ مع سمندری بائی پاس، لمبائی 39.29 کلو میٹر

6- جھنگ، گوجرہ، سمندری سندھلیانوالہ ہیڈ سدھنائی عبدالحکیم کچا کھوہ وہاڑی روڈ لمبائی 69.54 کلو میٹر

7- فیصل آباد بائی پاس روڈ، لمبائی 82.39 کلو میٹر

(I) بائی پاس (Eastern Wing) کھٹیانوالہ تا فیصل آباد، سرگودھا روڈ۔

(II) بائی پاس (Southern Wing) فیصل آباد ستیانہ روڈ تا جھنگ روڈ۔

(III) بائی پاس (Western wing) فیصل آباد، جھنگ روڈ تا فیصل آباد، سرگودھا روڈ۔

(IV) فیصل آباد بائی پاس کلو میٹر 113 لاہور، فیصل آباد روڈ تا چک جھمرہ روڈ۔

8- سمندری بائی پاس روڈ، لمبائی 13.40 کلو میٹر۔

(ب) مالی سال 09-2008 میں سڑکوں کی مرمت کی مد میں 82.310 ملین روپے خرچ کئے گئے۔ سڑکوں کی تعمیر کی مد میں 1248.062 ملین روپے خرچ کئے گئے۔ مالی سال 10-2009 میں سڑکوں کی مرمت میں 43.748 ملین روپے خرچ کئے گئے اور سڑکوں کی تعمیر کی مد میں 102.914 ملین روپے خرچ کئے گئے۔ اسی طرح مالی سال 11-2010 میں سڑکوں کی مرمت میں 39.514 ملین روپے خرچ کئے گئے اور سڑکوں کی تعمیر کی مد میں 758.678 ملین روپے خرچ کئے گئے۔

(ج) ان سڑکوں کی دیکھ بھال کے لئے مندرجہ ذیل ملازمین کام کر رہے ہیں:-

سب انجینئر	=	6عدد
ہائی وے انسپکٹر	=	7عدد
روڈ میٹ	=	20عدد
روڈ بیلدار	=	114عدد

(د) اس ضمن میں عرض ہے کہ ہائی وے ایکٹ مجوزہ آرڈیننس 1959 کے مطابق ہر سڑک کی سالانہ مرمت ایک سال بعد ہونا ہوتی ہے اور ریسر فیسنگ ہر چار سال بعد ہوتی ہے جبکہ سپیشل مرمت جس وقت بھی سڑک پر درکار ہو تو اسی وقت کروائی جا سکتی ہے تاکہ کسی بھی پراونشل روڈ کی حالت ابتر اور خستہ نہ ہو، جہاں تک سڑکوں کی بہتری کا تعلق ہے اس ضمن میں عرض ہے کہ گورنمنٹ کے منظور شدہ پروگرام کے مطابق عمل کیا جاتا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے جز (الف) کے تیسرے نمبر پر لاہور، جڑانوالہ، فیصل آباد، جھنگ، بھکر، دریا خان، ڈی جی خان روڈ، لمبائی 64.65 کلو میٹر۔ شاید اس میں کوئی غلطی ہو گئی ہے کیونکہ یہ روڈ تو بہت لمبی ہے۔ منسٹر صاحب سے میرا سوال ہے کہ اس میں فیصل آباد

جھنگ روڈ ایک واحد ایسی سڑک ہے جس کے اوپر ٹریفک کا بہت زیادہ pressure ہے اور بہت زیادہ accidents ہوتے ہیں اس سڑک کی نئی تعمیر کے سلسلے میں محکمہ کا کیا پروگرام ہے؟

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ رانا صاحب جو بات کر رہے ہیں یہ بالکل صحیح ہے اس سڑک کو چوڑا کرنے کے لئے ہم بھی proposal تیار کر لیتے ہیں اور ہم ان کے ساتھ مل کر کوشش کریں گے کیونکہ یہ واقعی important road ہے اس لئے میں اس کو vet کرتا ہوں اور ہم اس پر انشاء اللہ مل کر کام کریں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (الف) کے اندر سڑکوں کے نام اور لمبائی پوچھی گئی تھی، وہ علیٰحدہ علیٰحدہ بتا دی گئی۔ پھر جز (ب) میں پوچھا گیا کہ سڑکوں کی مرمت اور تعمیر پر کتنی رقم خرچ کی گئی۔ وزیر موصوف اُسی سڑک کے حساب سے بتا سکیں گے کہ اس سڑک کی تعمیر پر کتنا خرچہ آیا کیونکہ اس کا جواب دیتے وقت محکمہ نے lump sum بتا دیا ہے تاکہ حقیقت سامنے نہ آ سکے۔ کیا وزیر موصوف ابھی اس کی تفصیل بتانا پسند کریں گے؟

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو ضمنی سوال کیا ہے اس کے حوالے سے تو اس سوال کے جواب میں نہیں لکھا ہوا۔ اگر انہیں اس کی detail چاہئے تو میں آج ہی اس کی پوری detail مہیا کر دوں گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہ بھی دیکھ لیجئے کہ انہی میں سے سڑکیں چار دفعہ بنیں، چار دفعہ انہیں اُکھاڑا گیا اور کچھ سڑکیں ہیں جن پر پچھلے دس سال سے ایک پیسا بھی خرچ نہیں ہوا تو اس کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر اس معزز ایوان میں یہ جواب آ جائے کیونکہ ابھی رانا افضل صاحب نے جس سڑک کے متعلق اپنا ضمنی سوال کیا یہ سڑک تین دفعہ بنی، اس کو تین دفعہ توڑا گیا اور وزیر موصوف اس کی وجوہات بھی بتا دیں؟ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (د) کے اندر لکھا گیا ہے کہ ان سڑکوں میں سے کس کس سڑک کی حالت ابتر اور خستہ ہے اُن کے نام بتائیں اور اُن کی بہتری کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟ ہمیں Highway Act میں بتا دیا گیا ہے کہ اس کے مطابق سالانہ مرمت ایک سال بعد ہونی ہے اور resurfacing ہر چار سال بعد ہونی ہے تو کیا اس Act کے مطابق عمل ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں نے خود بھی کل جب اس سوال کا جواب پڑھا تو مجھے اس میں کمی محسوس ہوئی اور میں یہ admit کرنے کے لئے تیار ہوں کہ اس سوال کے جواب میں یہاں پر جو detail دینی چاہئے تھی وہ مکمل نہیں تھی لیکن چونکہ میرے پاس ایسے کوئی ذرائع نہیں تھے کہ میں آج اس کو دوبارہ print کروا تا لہذا اس کے باوجود میں نے آج صبح ہی بیٹھ کر محکمہ سے اس کا answer لیا ہے میں ابھی اپنے معزز ممبر کو verbally بتا دیتا ہوں اور اگر یہ in writing کہیں گے تو میں ان کو مہیا کر دوں گا۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ ہائی وے ایکٹ مجوزہ آرڈیننس 1959 کے مطابق ہر سڑک کی سالانہ مرمت ایک سال بعد ہونا ہوتی ہے اور resurfacing ہر چار سال بعد ہوتی ہے جبکہ سپیشل مرمت سڑک پر جس وقت بھی درکار ہو اس وقت کرائی جا سکتی ہے تاکہ کسی بھی صوبائی سڑک کی حالت ابتر اور خستہ نہ ہو۔ جہاں تک سڑکوں کی بہتری کا تعلق ہے اس ضمن میں عرض ہے کہ گورنمنٹ کے منظور شدہ پروگرام کے مطابق عمل کیا جاتا ہے۔ اس میں یقیناً آپ کو وہ چیزیں چاہئیں تھیں کہ کون کون سی سڑک ایسی تھی جس کو ٹھیک ہونا ہے۔ اس میں گوجرہ سمندری روڈ کی rehabilitation ہونی ہے جس کے لئے 29.766 ملین روپے مختص کر دیئے گئے ہیں اور یہ سکیم ٹینڈر کے عمل سے گزر رہی ہے۔

جناب سپیکر! دوسرے نمبر پر فیصل آباد بائی پاس روڈ کا حصہ سمندری روڈ سے ستیانہ روڈ ہے جس کے لئے 30.363 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں یہ سکیم بھی ٹینڈر کے عمل سے گزر رہی ہے۔ اس کے علاوہ تیسری سڑک فیصل آباد ماڑی پتن جو کہ ساہیوال کی طرف جاتی ہے اس کی حالت بھی ٹھیک نہ ہے جس کے لئے ترقیاتی پروگرام کے تحت کشادگی اور بہتری کا کام ہو رہا ہے اس کے لئے 811 ملین روپے allocate کئے گئے ہیں، اب تک اس پر 483 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں اور اس کا کام 09-2008 میں شروع ہوا تھا امید ہے کہ اس سڑک کا کام 2013 تک مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! میں ندیم کامران کے ہر جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: شاباش۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! جس طرح انہوں نے آج سوالات کے جوابات دیئے ہیں اور انہوں نے بڑی tolerance کا مظاہرہ کیا ہے اسی طرح اگر کامران مائیکل جوابات دیتے تو اچھا تھا۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! جس طرح انہوں نے کل کیا اگر نہ کرتے تو خواتین کا اتنا "پِٹ سیاپا" نہ ہوتا۔ میں آج جوابات سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

داروغہ والا تا واہگہ بارڈر جی ٹی روڈ کے اطراف میں ڈرین بنانے کا معاملہ

*2761: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ داروغہ والا تا واہگہ بارڈر جی ٹی روڈ کی تعمیر کے علاوہ اس کے دونوں اطراف ڈرین بھی بن رہی ہے؟

(ب) اس ڈرین کی تعمیر کا ٹھیکہ کتنی مالیت میں دیا گیا ہے؟

(ج) کیا حکومت اس ڈرین کی تعمیر جلد از جلد مکمل کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے کہ داروغہ والا تا واہگہ بارڈر جی ٹی روڈ لاہور کی تعمیر کے علاوہ اس کے دونوں طرف ڈرین بھی بنائی گئی ہے۔

(ب) ڈرین کے ٹھیکہ کی مالیت 156 ملین روپے ہے۔

(ج) ڈرین کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔

لاہور۔لاہور برج سے راوی روڈ ایکسپریس وے کے منصوبے کی تفصیلات

*3845: میاں شفیع محمد: کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ حکومت نے لاہور میں ٹریفک کے دباؤ کو کم کرنے کے لئے لاہور برج سے راوی روڈ تک 16 کلو میٹر ایکسپریس وے کا منصوبہ تیار کیا تھا؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ ایکسپریس وے لاہور برج سے نیازی انٹرچینج تک تعمیر ہونی تھی جو کلمہ چوک، قرطبہ چوک، چوبرجی اور داتا دربار تک جانی تھی؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ مذکورہ منصوبے کو ترک کر دیا گیا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو پبلک سیکٹر کے مذکورہ اہم منصوبہ کو ترک کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ منصوبہ مالی سال 09-2008 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل تھا تاہم فنڈز کی عدم دستیابی کی بناء پر کام شروع نہ ہو سکا۔

(ب) ۔ایضاً۔

(ج) یہ منصوبہ مالی سال 09-2008 کے بعد کسی بھی سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل نہ کیا گیا۔

(د) فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے اس منصوبہ پر کام شروع نہیں کیا گیا ہے۔

ضلع قصور۔سڑکوں کی تعمیر کی تفصیلات

*4524: ملک اختر حسین نول: کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 2007تا2009 ضلع قصور محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کو کتنی رقم موصول ہوئی؟

(ب) مذکورہ سال کے دوران تحصیل کوٹ رادھا کشن میں کتنی رقم سڑک کی تعمیر پر خرچ ہوئی ان سڑکوں کے نام، تخمینہ لاگت اور مدت تکمیل بیان کریں؟

(ج) ان سالوں کے دوران کتنی رقم تحصیل کوٹ رادھا کشن کی کس کس سڑک پر خرچ ہوئی، تفصیل سڑک وار بیان فرمائیں؟

(د) اگر حکومت نے سڑکوں کی تعمیر و مرمت پر خرچ کردہ رقم کا آڈٹ کروایا ہے، تو آڈٹ رپورٹ لف کریں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) مالی سال2007تا2009 میں ضلع قصور کے لئے محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کو ملنے والی رقم برائے ترقیاتی منصوبہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

مالی سال	رقم (ملین روپے)
2006-07	993.333
2007-08	709.256
2008-09	1215.664

(ب) مذکورہ بالا سالوں کے دوران تحصیل کوٹ رادھا کشن میں جو رقم محکمہ پنجاب ہائی وے ڈیپارٹمنٹ نے ترقیاتی منصوبہ جات پر خرچ کی اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضمن (ب) میں ملاحظہ فرمائی جاسکتی ہے۔

(د) ان مالی سالوں میں تعمیر کردہ سڑکوں پر خرچ ہونے والی رقم کا آڈٹ کروایا گیا ہے۔ مگر ان سڑکوں پر کوئی آڈٹ اعتراض موصول نہیں ہوا ہے۔

بہاولنگر سے ہارون آباد روڈ کو سیوریج ڈالنے کے لئے اکھاڑنے پر کروڑوں روپے کا ضیاع

*5188: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حال ہی میں بہاولنگر سے ہارون آباد روڈ کروڑوں روپے سے نئی تعمیر کی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جونہی مذکورہ سڑک کی تعمیر مکمل ہوئی تو سیوریج ڈالنے کے لئے اکھاڑا جارہا ہے جس سے کروڑوں روپے کا فنڈ ضائع ہورہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک پر سیوریج ڈالنے کا بجٹ بھی منظور ہو چکا تھا مگر سڑک تعمیر کرنے سے قبل خرچ نہ کیا گیا؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سڑک کو اکھاڑنے سے جو کروڑوں روپیہ ضائع ہوا ہے اس کی ذمہ داری کس اتھارٹی کی ہے اور اس اتھارٹی کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کرنے اور ضائع رقم کی وصولی کرنے کو تیار ہے تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) بہاولنگر سے ہارون آباد سڑک کی کل لمبائی 53 کلو میٹر ہے جس میں گروپ نمبر 1 اور 2 کی لمبائی بالترتیب 13.02 کلو میٹر اور 13 کلو میٹر ہے، پر کام جاری ہے۔اس سڑک کے لئے مالی سال 12-2011 میں صرف ایک کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جس میں سے 50 لاکھ جاری کئے گئے ہیں جو پوری طرح استعمال ہو چکے ہیں۔گروپ نمبر 1 اور 2 کو مکمل کرنے کے لئے مزید 35 کروڑ روپے درکار ہیں۔جوں ہی پورے فنڈز مل جائیں گے کام مکمل کر دیا جائے گا۔

(ب) جس حصہ پر سیوریج کا کام ہونا تھا وہاں پر سڑک تعمیر نہیں کی گئی۔تا وقت پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ نے سیوریج کا کام مکمل نہ کیا ہے۔

(ج) یہ شق ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ نہ ہے۔بہاولنگر شہر میں پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ میگا پراجیکٹ کے تحت سیوریج کا کام کر رہا ہے۔

(د) محکمہ ہائی وے کی کسی بھی سڑک پر توڑ پھوڑ نہ ہوئی ہے۔لہذا کروڑوں روپے کے ضائع ہونے اور کسی قسم کی کارروائی کرنے کا کوئی تعلق نہ ہے۔

لاہور شہر کی سڑکوں پر ٹریفک کے دباؤ کی تفصیلات

*6649: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور کی ان شاہراہوں کے نام بتائے جائیں جن پر ٹریفک کا دباؤ انتہائی زیادہ ہے نیز کیا ان شاہراہوں کی توسیع کا منصوبہ زیر غور ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ مواصلات و تعمیرات کا محکمہ داخلہ کے ساتھ ٹریفک کے اضافے اور سڑکوں کی capacity اور چوڑائی سے متعلق کوئی coordination ہے اگر ہاں تو کس نوعیت کی coordination ہوتی ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس معاملے میں کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) لاہور شہر کی تمام شاہرات کی دیکھ بھال کی ذمہ داری LDA اور CDGL کے پاس ہے البتہ محکمہ شاہرات کے متعلقہ سڑکوں کو ٹریفک کے اضافہ کی وجہ سے توسیع دی جا چکی ہے جن

میں واہگہ روڈ،لاہور قصور روڈ شامل ہیں نیز ٹھوکر نیاز بیگ رائے ونڈ روڈ کی توسیع فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے نہیں ہو سکی ہے جو ابھی زیر غور ہے۔

(ب) اس سلسلہ میں محکمہ داخلہ کے ساتھ کوئی coordination کی ضرورت نہ ہے۔ محکمہ اس سلسلہ میں خود ہی فیصلہ کرتا ہے۔

(ج) محکمہ شاہرات کے متعلقہ سڑک ٹھوکر نیاز بیگ، رائے ونڈ کی توسیع زیر غور ہے اور فنڈز کی دستیابی پر محکمہ اس سکیم کو اگلے مالی سال کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کرنے کی تجویز دے گا۔

ضلع سرگودھا۔ہائی وے کی سڑکوں کی تفصیلات

*6783: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سرگودھا صوبائی ہائے وے کی کون کون سی سڑکیں ہیں ان کے نام اور لمبائی بتائیں؟

(ب) ان سڑکوں کی سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران تعمیر/مرمت پر کتنی رقم خرچ ہوئی، تفصیل سڑک وار بتائیں؟

(ج) کس کس سڑک کی حالت مخدوش اور ناقابل استعمال ہے حکومت ان کی بہتری کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) پراونشل ہائی وے ڈویژن نمبر 1 سرگودھا کے زیر انتظام درج ذیل سڑکیں ہیں جن کی لمبائی سامنے درج ہے۔

1- گجرات سرگودھا روڈ (P-122) لمبائی 50.17 کلو میٹر ہے۔
2- منڈی ملکوال بھیرہ بھلوال کوٹ مومن بھاگٹانوالہ روڈ (P-124) لمبائی 94.00 کلو میٹر۔
3- پھالیہ سیدہ بھیرووال وریام سیال موڑ تارتہ پور احمد نگر روڈ (P-126) لمبائی 33.44 کلو میٹر
4- لاہور سرگودھا خوشاب میانوالی روڈ (P-136) لمبائی 82.94 کلو میٹر
5- سرگودھا بائی پاس روڈ (P-136) لمبائی 20.70 کلو میٹر
6- فیصل آباد سرگودھا روڈ (P-147) لمبائی 23.86 کلو میٹر
7- جھنگ ساہیوال سرگودھا روڈ (P-149) لمبائی 56.86 کلو میٹر
8- شاہ پور ساہیوال روڈ (P-157) لمبائی 81.90 کلو میٹر

(ب)

مالی سال09-2008

1- گجرات سرگودھا روڈ پر سالانہ مرمت کی مد میں رقم0.998ملین روپے خرچ ہوئی۔
2- منڈی ملکوال بھیرہ بھلوال کوٹ مومن بھاگٹانوالہ روڈ پر سالانہ مرمت کی مد میں رقم4.603 ملین روپے خرچ ہوئی۔
3- پھالیہ سیدہ بھیرووال تارتہ پور وریام سیال موڑ احمد نگر روڈ پر سالانہ مرمت کی مد میں رقم0.591ملین روپے خرچ ہوئی۔
4- لاہور سرگودھا خوشاب میانوالی روڈ پر سالانہ مرمت کی مد میں رقم2.970ملین روپے خرچ ہوئی۔
5- سرگودھا بائی پاس روڈ پر سالانہ مرمت کی مد میں رقم1.592ملین روپے خرچ ہوئی۔
6- فیصل آباد سرگودھا روڈ پر سالانہ مرمت کی مد میں رقم0.0009ملین روپے خرچ ہوئی۔
7- جھنگ ساہیوال سرگودھا روڈ پر سالانہ مرمت کی مد میں رقم3.413ملین روپے خرچ ہوئی۔
8- شاہ پور ساہیوال روڈ پر سالانہ مرمت کی مد میں رقم4.581ملین روپے خرچ ہوئی۔

مالی سال2010-2009

1- گجرات سرگودھا روڈ پر سالانہ مرمت کی مد میں رقم0.011ملین روپے خرچ ہوئی۔
2- منڈی ملکوال بھیرہ بھلوال کوٹ مومن بھاگٹانوالہ روڈ پر سالانہ مرمت کی مد میں رقم2.061ملین روپے خرچ ہوئی۔
3- پھالیہ سیدہ بھیرووال رتہ پور وریام سیال موڑ احمد نگر روڈ پر سالانہ مرمت کی مد میں کوئی رقم خرچ نہ ہوئی ہے۔
4- لاہور سرگودھا خوشاب میانوالی روڈ پر سالانہ مرمت کی مد میں رقم3.548ملین روپے خرچ ہوئی۔
5- سرگودھا بائی پاس روڈ پر سالانہ مرمت کی مد میں رقم1.970ملین روپے خرچ ہوئی۔
6- فیصل آباد سرگودھا روڈ پر سالانہ مرمت کی مد میں کوئی رقم خرچ نہ ہوئی ہے۔
7- جھنگ ساہیوال سرگودھا روڈ پر سالانہ مرمت کی مد میں رقم1.445 ملین روپے خرچ ہوئی۔
8- شاہ پور ساہیوال روڈ پر سالانہ مرمت کی مد میں رقم2.458ملین روپے خرچ ہوئی۔

(ج) تمام صوبائی شاہرات کی عمومی حالت بہتر ہے تاہم جھنگ ساہیوال سرگودھا روڈ کی مزید بہتری کا کام رواں مالی سال شروع ہونے کی توقع ہے اور لاہور سرگودھا طالب والا روڈ رواں مالی سال12-2011 ADP میں شامل ہے جس کا نمبر1302 ہے اور سال12-2011 میں150.000 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔اس سڑک کی توسیع و بہتری کا کام اس مالی سال میں شروع ہو جائے گا۔

ضلع سرگودھا۔سڑکوں کی تفصیلات

*6876: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سرگودھا کی حدود میں محکمہ صوبائی ہائی وے کے زیر انتظام سڑکوں کے نام اور لمبائی بتائیں؟

(ب) ان سڑکوں کی دیکھ بھال پر سال09۔2008 اور10۔2009 کے دوران کتنی رقم خرچ ہوئی ہے تفصیل سڑک وار بتائیں؟

(ج) اس وقت کس کس سڑک کی سالانہ مرمت کی جارہی ہے؟

(د) ان سڑکوں کی دیکھ بھال کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ہ) کس کس سڑک کی حالت ناگفتہ بہ ہے اور اس کی تعمیر مرمت نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع سرگودھا کی حدود میں پراونشل ہائی وے سرکل سرگودھا کے زیر انتظام درج ذیل سڑکیں ہیں جن کی لمبائی حسب ذیل ہے:-

1- گجرات سرگودھا روڈ(P-122)لمبائی50.17کلومیٹر ہے۔
2- منڈی ملکوال بھیرہ، بھلوال کوٹ مومن بھاگٹانوالہ روڈ(P-124)لمبائی94.00کلومیٹر
3- پھالیہ سیدہ بھیر ووال وریام سیال موڑتا احمد نگر روڈ(P-126)لمبائی33.44کلومیٹر
4- لاہور سرگودھا خوشاب میانوالی روڈ(P-136)لمبائی82.94کلومیٹر
5- سرگودھا بائی پاس روڈ(P-136)لمبائی20.70کلومیٹر
6- فیصل آباد سرگودھا روڈ(P-147) لمبائی23.86کلومیٹر
7- جھنگ ساہیوال سرگودھا روڈ(P-149)لمبائی56.86کلومیٹر
8- بھیرہ شاہپور ساہیوال روڈ(P-157)لمبائی81.90کلومیٹر

(ب)

مالی سال2008-09

1- گجرات سرگودھا روڈ پر سالانہ مرمت کی مد میں رقم0.998ملین روپے خرچ ہوئی۔
2- منڈی ملکوال بھیرہ بھلوال کوٹ مومن بھاگٹانوالہ روڈ پر سالانہ مرمت کی مد میں رقم4.603ملین روپے خرچ ہوئی۔
3- پھالیہ سیدہ بھیر ووال رتہ بور وریام سیال موڑ احمد نگر روڈ پر سالانہ مرمت کی مد میں رقم0.591ملین خرچ ہوئی۔
4- لاہور سرگودھا خوشاب میانوالی روڈ پر سالانہ مرمت کی مد میں رقم2.970ملین روپے خرچ ہوئی۔
5- سرگودھا بائی پاس روڈ پر سالانہ مرمت کی مد میں رقم1.592ملین روپے خرچ ہوئی۔
6- فیصل آباد سرگودھا روڈ پر سالانہ مرمت کی مد میں رقم0.009ملین روپے خرچ ہوئی۔
7- جھنگ ساہیوال سرگودھا روڈ پر سالانہ مرمت کی مد میں رقم3.413ملین روپے خرچ ہوئی۔
8- بھیرہ شاہپور ساہیوال روڈ پر سالانہ مرمت کی مد میں رقم4.581ملین روپے خرچ ہوئی۔

مالی سال2009-10

1- گجرات سرگودھا روڈ پر سالانہ مرمت کی مد میں رقم0.011ملین روپے خرچ ہوئی۔
2- منڈی ملکوال بھیرہ بھلوال کوٹ مومن بھاگٹانوالہ روڈ پر سالانہ مرمت کی مد میں رقم2.061ملین روپے خرچ ہوئی۔
3- پھالیہ سیدہ بھیرووال رتہ پور وریام سیال موڑاحمد نگر روڈ پر سالانہ مرمت کی مد میں کوئی رقم خرچ نہ ہوئی۔
4- لاہور سرگودھا خوشاب میانوالی روڈ پر سالانہ مرمت کی مد میں رقم3.548ملین روپے خرچ ہوئی۔
5- سرگودھا بائی پاس روڈ پر سالانہ مرمت کی مد میں رقم1.970ملین روپے خرچ ہوئی۔
6- فیصل آباد سرگودھا روڈ پر سالانہ مرمت کی مد میں کوئی رقم خرچ نہ ہوئی۔
7- جھنگ ساہیوال سرگودھا روڈ پر سالانہ مرمت کی مد میں رقم1.445ملین روپے خرچ ہوئی۔
8- بھیرہ شاہ پور ساہیوال روڈ پر سالانہ مرمت کی مد میں رقم2.458ملین روپے خرچ ہوئی۔

(ج) سالانہ مرمت کا کام پیچ ورک کنارے مرمت نقصان زدہ پلیاں کا کام وغیرہ ہوتا ہے۔یہ مرمت کا کام سارا سال کیا جاتا ہے۔اس کا مٹیریل سٹور میں رکھا جاتا ہے۔جہاں ضرورت ہو وہاں کام کر دیا جاتا ہے۔

(د) ان سڑکات (جن کی لمبائی444کلو میٹر ہے) کی دیکھ بھال کے لئے 92ملازمین کام کر رہے ہیں۔

(ہ) تمام صوبائی شاہرات کی عمومی حالت بہتر ہے تاہم جھنگ ساہیوال سرگودھا روڈ کی مزید بہتری کا کام رواں مالی سال میں شروع ہونے کی توقع ہے اور لاہور سرگودھا طالب والا روڈ رواں مالی سال 12-2011 ADP میں شامل ہے جس کا نمبر1302ہے اور سال 12-2011میں150.00ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔اس سڑک کی توسیع و بہتری کا کام رواں مالی سال میں شروع ہو جائے گا۔

فیصل آباد تا ساہیوال روڈ کی تفصیلات

*6897: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد تا ساہیوال روڈ کی کل لمبائی کتنی ہے؟

(ب) یہ روڈ کس کس شہر سے گزرتی ہے؟

ج) اس روڈ کی سالانہ تعمیر پر سال09-2008اور10-2009کے دوران کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(د) اس روڈ کی حالت اس وقت کس کس جگہ سے خراب ہے؟

(ہ) حکومت اس کی تعمیر کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) فیصل آباد تا ساہیوال روڈ کی کل لمبائی 108.06 کلو میٹر ہے۔

(ب) مذکورہ سڑک فیصل آباد شہر سے شروع ہو کر چھوٹے قصبات ستیانہ، تاندلیانوالہ، ماڑی پتن، گوگیرہ اور نور شاہ سے گزر کر ساہیوال کو ملاتی ہے۔

(ج)

(I) ضلع فیصل آباد کی حدود میں سڑک کی لمبائی 53.41 کلو میٹر ہے اور اس کی تعمیر پر مالی سال 09-2008 اور مالی سال 10-2009 میں درج ذیل اخراجات ہوئے:۔

مالی سال	خرچہ
2008-09	169.226(M) روپے
2009-10	179.500(M) روپے

جبکہ اب تک اس سڑک پر 125.299(M) روپے مزید خرچ ہو چکے ہیں۔

(II) ضلع اوکاڑہ کی حدود میں اس سڑک کی لمبائی 24.72 کلو میٹر ہے۔اس میں 9.36 کلو میٹر (ماڑی پتن تا گوگیرہ) میں بہتری / کشادگی کی سکیم منظور ہو چکی ہے اور موقع پر کام اس مالی سال میں متوقع ہے۔جبکہ بقایا حصہ 15.36 (گوگیرہ تا نور شاہ) کی بحالی (rehabilitation) کی سکیم بھی منظور ہو چکی ہے اور اس حصہ میں بھی جلد کام شروع ہو جائے گا۔

(III) ضلع ساہیوال کی حدود میں سڑک کی لمبائی 29.93 کلو میٹر ہے۔جہاں بہتری / کشادگی کی سکیم اس وقت زیر تعمیر ہے اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

مالی سال	خرچہ ملین روپے
2008-09	Nill
2009-10	34.249(M) روپے

جبکہ اس حصہ پر اب تک مزید 241.593(M) خرچ ہو چکے ہیں۔

(د) اگرچہ سڑک پر مختلف حصوں میں تعمیر کا کام ہو رہا یا ہونے جا رہا ہے، تاہم اس وقت مجموعی طور پر سڑک کی حالت ٹریفک کے لئے موزوں ہے۔

(ہ) فیصل آباد اور ساہیوال اضلاع میں بہتری / کشادگی کی سکیمیں زیر تعمیر ہیں اور مطلوبہ فنڈز مہیا ہونے پر اگلے مالی سال میں کام مکمل ہو جائیگا جبکہ ضلع اوکاڑہ کی حدود میں بھی دو سکیمیں بہتری / کشادگی و بحالی کی منظور ہو چکی ہیں اور اس مالی سال میں کام آلاٹ ہو جائیگا۔

ضلع قصور۔ عمارات کی تعمیر کے لئے دیئے گئے فنڈز کی تفصیلات

*7023: محترمہ انیلہ اختر چودھری: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع قصور میں بلڈنگ ونگ کو سال10۔2009 کے دوران کتنی رقم کن کن عمارات کی تعمیر کے لئے وصول ہوئی؟

(ب) کتنی عمارات مکمل تعمیر ہو چکی ہیں اور کون کون سی ابھی زیر تعمیر ہیں؟

(ج) یہ عمارات کن کن سرکاری ملازمین کی زیر نگرانی تعمیر ہوئیں؟

(د) ان عمارات کی تعمیر کے دوران کن کن منصوبہ جات میں ناقص مٹیریل استعمال کی شکایات موصول ہوئیں؟

(ہ) ناقص مٹیریل استعمال کرنے والے ٹھیکیدار کے خلاف کیا ایکشن لیا گیا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع قصور میں پنجاب بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ کو مالی سال10-2009 میں عمارات کی تعمیر کی مد میں-/16,70,64,000 روپے مختص ہوئے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ب) لف شدہ تفصیل میں سیریل نمبر10، 12، 14، 17 اور 27 پر درج پانچ سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں جبکہ باقی بائیس سکیمیں زیر تعمیر ہیں-

(ج) یہ عمارات جن جن سرکاری ملازمین کی زیر نگرانی تعمیر ہوئیں ان کے نام لف شدہ تفصیل میں موجود ہیں-

(د) ان عمارات کی تعمیر کے دوران ناقص مٹیریل استعمال ہونے کی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے-

(ہ) چونکہ کسی ٹھیکیدار نے ناقص مٹیریل استعمال نہ کیا ہے لہذا کسی بھی ٹھیکیدار کے خلاف ان سکیموں کی مد میں کارروائی عمل میں نہ لائی گئی ہے-

وضاحت: اس سوال کے ضمن میں بابت بلڈنگ ونگ (ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگز) ضلعی حکومت قصور کے متعلقہ بلڈنگز کے بارے ڈی سی او قصور سے مزید تفصیلات حاصل کی جا سکتی ہیں-

بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ لاہور سرکل 2 میں تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات ملازمین کی تفصیلات

*7155: شیخ علاؤالدین: کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب حکومت کی پالیسی کے مطابق کسی سرکاری ملازم /افسر کو ایک سٹیشن / دفتر میں عرصہ تین سال سے زائد نہیں رکھا جاسکتا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ پالیسی عوامی مفاد میں کرپشن سے پاک معاشرہ کے مقصد کے پیش نظر اختیار کی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ کے سرکل 2 لاہور کا سرکل ہیڈ ڈرافٹسمین اور اس کا ماتحت عملہ پچھلے کئی سالوں سے اسی دفتر میں کام کر رہا ہے، اگر ہاں تو حکومت ایسے افسران / اہلکاران کو کب تک تبدیل کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) جی ہاں! درست ہے۔

(ب) جی ہاں! درست ہے۔

(ج) جی ہاں! درست ہے کہ پراونشل بلڈنگز سرکل نمبر2 لاہور کی ڈرائینگ برانچ میں محمد نسیم (ڈویژنل ہیڈ ڈرافٹسمین)15.09.2004اور افتخار احمد (ڈرافٹسمین)2002-11-29 سے اب تک کام سرانجام دے رہے ہیں۔اس ضمن میں یہ گزارش ہے کہ دفاتر میں عموماً مقامی افراد کی تعیناتی کو ترجیح دی جاتی ہے تاکہ یہ لوگ پوری یکسوئی سے سرکاری امور سرانجام دے سکیں۔علاوہ ازیں مذکورہ افراد کے خلاف کسی بھی سطح پر کوئی شکایت نہ ہے۔اس کے علاوہ ٹرانسفر پالیسی عموماً فیلڈ سے متعلقہ افراد اور افسران پر لاگو کی جاتی ہے جبکہ یہ لوگ نچلی سطح کے سرکاری ملازم ہیں۔

سید والا ننکانہ صاحب میں دریائے راوی کے مقام پر پل کی تعمیر کا معاملہ

*7197: رائے محمد اسلم خان: کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سید والا ننکانہ صاحب میں دریائے راوی کے مقام پر مالی سال 10۔2009 میں ایک منصوبہ پل کی تعمیر کار کھا گیا تھا؟

(ب) کیاوفاقی حکومت نے اپنے محاصل سے اس کی گرانٹ کا پچاس فیصد شیئر ادا کر دیا ہے؟

(ج) کیااس منصوبہ کا پی سی۔1 مکمل ہو چکا ہے؟

(د) اگر مندرجہ بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک اس منصوبہ کو مکمل کرنے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) وفاقی حکومت نے اپنے50 فیصد شیئر جو343.209 ملین روپے ہے میں سے صرف 115.900 ملین روپے کی ادائیگی کی ہوئی ہے اور مالی سال11-2010 کے بجٹ میں وفاقی حکومت کے PSDP میں یہ منصوبہ شامل ہی نہیں کیا گیا ہے۔

(ج) جی ہاں کا پی سی۔1 ون مکمل ہو چکا ہے۔

(د) منصوبہ ہذا کی مین سڑک سنگھرہ سے سید والا کا کام کافی حد تک مکمل ہو چکا ہے جبکہ پل اور اس کے ملحقہ کام کی تعمیر فنڈز کی کم دستیابی کی وجہ سے شروع نہیں کی گئی ہے۔منصوبہ ہذا کی تکمیل کے لئے1177.00 ملین روپے درکار ہیں۔فنڈز کی دستیابی پر ہی تکمیل کے وقت کا تعین کیا جاسکتا ہے۔

شیخوپورہ،لاری اڈا مانانوالہ پر پل کی تعمیر کا مسئلہ

*7203:رانا تنویر احمد ناصر:کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ LAFCO نے لاری اڈا مانانوالہ ضلع شیخوپورہ پر ایک چوک تعمیر کرنا تھا؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ چوک کی تعمیر کے لئے مزید جگہ درکار تھی جس کے واسطے حکومت پنجاب نے چند دکانات acquire بھی کی تھیں اس کی تفصیل کیا ہے؟

(ج) اس چوک کی تعمیر کب تک شروع ہو گی،ایوان کو مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) معاہدہ کے مطابق لاری اڈا مانانوالہ چوک کی تعمیر شامل نہیں ہے البتہ محکمہ ہائی وے اور LAFCO باہمی رضامندی سے چوک کی تعمیر کر رہے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ اس چوک کی تعمیر کے لئے مزید جگہ درکار تھی جس کے لئے اکتالیس دکانوں کو مسمار کیا گیا ہے اور نتیجتاً ایک کنال تین مرلے جگہ acquire کی گئی ہے جس پر تقریباً 3کروڑ17لاکھ روپے خرچ ہوئے۔

(ج) اس چوک کی تعمیر LAFCO نے شروع کر دی ہے۔

1. چاروں سڑکوں کے لئے پانی کی نکاسی کے لئے ڈرین مکمل ہو گئی ہے۔
2. Left Carriageway (LCW) پر دونوں سڑکوں کی سلپ روڈ پر کام جاری ہے۔
3. Right Carriageway (RCW) پر ٹی ایم اے ماناوالا اپنی ڈرین بنا رہی ہے اس ڈرین کے مکمل ہوتے ہی LAFCO سلپ روڈ پر کام شروع کرے گی۔
4. ماناوالا چوک کی کشادگی کے لئے بجلی کے کھمبوں کو ہٹانا پڑے گا۔بجلی کے پول ہٹائے جانے کے بعد LAFCO تقریباً دو ماہ میں چوک کی تعمیر مکمل کر لے گی۔

راولپنڈی ایکسپریس وے کی تعمیر کی تفصیلات

*7216: **محترمہ سیمل کامران:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی Elevated Express Way کی تعمیر کی جا رہی ہے اس کا افتتاح کب اور کس نے کیا؟

(ب) اس منصوبے کی کل لاگت کا تخمینہ کیا تھا؟

(ج) اس Express Way کی تعمیر کے مقاصد کیا تھے نیز یہ منصوبہ کب تک مکمل ہو جائے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) Elevated Express Way Murree Road Rawalpindi کی تعمیر کا منصوبہ مالی سال 09-2008 میں principally approved ہوا تھا تاہم اس منصوبہ پر فنڈز کی عدم دستیابی کی بناء پر کام شروع نہ ہو سکا۔

(ب) اس منصوبہ کی کل لاگت کا تخمینہ تقریباً 18.00۔ارب روپے تھا۔

(ج) اس منصوبہ کی تعمیر کا مقصد مری روڈ راولپنڈی پر ٹریفک کا دباؤ کم کرنا تھا۔حکومت پنجاب کے پاس فنڈز کی کمی کی بنیاد پر اس منصوبہ پر کام شروع نہ ہو سکا۔تاہم مری روڈ پر ٹریفک کا دباؤ کم کرنے کے لئے پنجاب گورنمنٹ کی ہدایت پر چاندنی چوک پر ایک فلائی اوور کا منصوبہ شروع کیا جا چکا ہے۔

ڈنگہ گجرات روڈ کی تعمیر کی تفصیلات

*7232: میاں طارق محمود: کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈنگہ گجرات روڈ کب شروع ہوئی اور اس کا کام کب مکمل ہو گا؟

(ب) یہ کام شیڈول کے مطابق ہو رہا ہے، اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے، اس کو مکمل کرنے کے لئے کتنا ٹائم فریم دیا گیا تھا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) ڈنگہ گجرات روڈ کی کشادگی و بہتری کے کام کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے دو حصے روڈ کے متعلقہ ہیں اور ایک حصہ پلوں کی تعمیر کے متعلقہ ہے۔ڈنگہ گجرات روڈ کی کشادگی و بہتری کا کام مورخہ 28-04-2009 کو شروع ہوا اور مورخہ 30-06-2011 تک مکمل ہو جائے گا بشرطیکہ حکومت فنڈز وقت پر مہیا کرتی ہے۔

(ب) پہلا گروپ کلو میٹر نمبر 0.00 سے 13.50 تک ہے جو مورخہ 28-04-2009 کو شروع ہوا تھا اس کا پل ہے یہ کام مورخہ 03-06-2009 کو شروع ہوا اور اس کو مکمل کرنے کے لئے ایک سال کا ٹائم تھا اب تک 7.40 کلو میٹر سڑک مکمل ہو چکی ہے۔مطلوبہ فنڈز کی کمی کی وجہ سے یہ کام Slow ہے اور 30-06-2011 کو مکمل ہو جائے گا بشرطیکہ حکومت مطلوبہ فنڈز مہیا کرتی ہے۔

ڈنگہ پھالیہ بائی پاس روڈ کی تعمیر کا مسئلہ

*7244: میاں طارق محمود: کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔113 گجرات میں ڈنگہ پھالیہ روڈ بن رہی ہے اور اس میں بائی پاس ڈنگہ کو چیئرمین پی اینڈ ڈی کے حکم پر شامل کیا گیا جس کی باقاعدہ منظوری ہو چکی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس پر کب تک کام شروع کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ کشادگی و بہتری سڑک از پھالیہ تا ڈنگہ براستہ ہیلاں کی سکیم 2011-12 کی ADP میں سیریل نمبر 1165 پر شامل ہے مگر اس میں ڈنگہ بائی پاس شامل نہ ہے۔تاہم اب Chief Minister Special District Package کے تحت ایک

علیٰحدہ سکیم "تعمیر و بحالی ڈنگہ بائی پاس (کھاریاں ڈنگہ روڈ سے ڈنگہ پھالیہ روڈ براستہ "بوہر چوک") کی منظوری کمشنر گوجرانوالہ نے مورخہ 2011-08-16 کو دی ہے۔

(ب) تعمیر و بحالی ڈنگہ بائی پاس کے لئے محکمہ خزانہ نے 2011-09-19 کو 49.999 ملین روپے کے فنڈز جاری کر دیئے ہیں۔کام ماہ نومبر میں الاٹ کر دیا گیا ہے اور موقع پر کام جاری ہے۔

ایم پی ایز سے ٹول ٹیکس وصول کرنے کی تفصیلات

*7301: **رانا محمد افضل خان**: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سرگودھا اور خوشاب کے درمیان دریا کے پل پر ٹول کا ٹھیکہ کس کمپنی کو کتنی رقم پر کتنے عرصہ کے لئے دیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری اور ایم پی ایز کی گاڑیوں پر ٹھیکہ دار ٹول ٹیکس وصول نہیں کر سکتا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ ٹھیکیدار ایم پی ایز کو ہراساں کرتا ہے اور ان سے ٹول ٹیکس بھی وصول کرتا ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ٹھیکیدار کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ ٹھیکہ خواجہ نذر حیات ولد محمد حیات محلہ بھروچی تحصیل شاہ پور صدر ضلع سرگودھا کو مورخہ 2010-07-01 تا 2011-06-30 مبلغ -/54040786 روپے کا الاٹ کیا گیا تھا۔ مذکورہ ٹھیکیدار نے مورخہ 2010-08-01 کو دوسری قسط جمع نہ کروائی اور محکمہ نے کارروائی کرتے ہوئے ٹھیکیدار سے چارج سنبھال لیا۔دوبارہ ٹینڈر کال کر کے مورخہ 2010-12-01 تا 2011-06-30 کا ٹھیکہ دوس محمد ولد امیر حسین رہائشی ہمبر انوالہ ڈاک خانہ عیسیٰ خیل تحصیل عیسیٰ خیل ضلع میانوالی کو مبلغ -/28100000 روپے میں الاٹ کیا گیا ہے۔

(ب) ٹھیکیدار ایم پی ایز کی گاڑیوں سے ٹول ٹیکس وصول نہیں کر سکتا کیونکہ گورنمنٹ آف پنجاب کے جاری کردہ شیڈول بحوالہ چٹھی نمبری SOH-II(C&W)/2-8/2003-04 (PR-Khushab Bridge) مورخہ 2003-10-28 کے مطابق صرف مندرجہ ذیل گاڑیاں ٹول ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں۔

1- صدر، وزیر اعظم، وزیر اعلیٰ، گورنر ہاؤس، وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ، سینیٹر، ایم این اے اور ایم پی اے کی پلیٹوں والی گاڑیاں
2- جھنڈے والی گاڑیاں
3- ڈیفنس فورس ڈیوٹی والی گاڑیاں
4- پولیس پٹرول کی گاڑیاں
5- فائر بریگیڈ کی گاڑیاں
6- محکمہ مواصلات وتعمیرات کی گاڑیاں
7- محکمہ صحت، سوشل سیکیورٹی اور ریڈ کریسنٹ سوسائٹی کی ایمبولینس گاڑیاں

(ج) ایم پی ایز کو ہراساں کر کے ٹول ٹیکس وصول کرنے کی کوئی شکایت دفتر ہذا کو موصول نہ ہوئی ہے۔اگر کوئی شکایت اس ضمن میں موصول ہوتی ہے تو ٹھیکیدار کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جڑانوالہ لاہور روڈ پر قائم بائی پاس کی تعمیر ومرمت

186: جناب شاہجہان احمد بھٹی: کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جڑانوالہ لاہور روڈ پر موڑ کھنڈا بائی پاس (بھائی پھیرو کی طرف) کب تعمیر ہوا؟
(ب) اس کی آخری بار مرمت کب ہوئی؟
(ج) کیا یہ درست ہے کہ یہ بائی پاس مکمل طور پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟
(د) کیا حکومت اس کو مرمت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو مکمل وجوہات بتائی جائیں؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) جڑانوالہ لاہور روڈ پر موڑ کھنڈا بائی پاس کی تعمیر 28۔جون 2005 میں مکمل ہوئی۔
(ب) اس روڈ پر ابھی تک مرمت کا کام نہیں ہوا ہے۔
(ج) یہ درست ہے کہ سڑک کے کچھ حصے مرمت طلب ہیں۔
(د) اس روڈ کی خصوصی مرمت مالی سال 12-2011 میں ترجیحی بنیادوں پر کر دی جائے گی۔

گورنمنٹ چوبرجی کوارٹروں کی مرمت کی تفصیلات

241:چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):کیاوزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا گورنمنٹ چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ لاہور سرکاری کالونی کے کوارٹروں کی مرمت کی ذمہ داری محکمہ بلڈنگز کے ذمہ ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس کالونی کے کوارٹرز کی مرمت وخصوصی مرمت کے کاموں کی جانچ پڑتال اوران کی بروقت تکمیل محکمہ بلڈنگز سب ڈویژن نمبر2لاہور کی ذمہ داری ہے،اگرہاں تواس سلسلے میں کیاطریق کاراختیار کیاگیاہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مالی سال10۔2009 میں خصوصی مرمت کے تخمینہ جات مکمل جانچ پڑتال کے بعد منظور کئے گئے اور کام کی ضرورت کے پیش نظران کے لئے فنڈز جاری کئے گئے اگر ہاں تو فنڈز کے اجراء کے بعد کاموں کی تکمیل نہ کرانے والے اہلکاروں کے خلاف کیاکارروائی کی گئی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ کوارٹر نمبر34 ڈی مذکورہ کالونی کیلئے خصوصی مرمت کی مد میں کاموں کی منظوری کے بعد مبلغ۔/48000روپے کے فنڈز جاری کئے گئے،اگرہاں توکیایہ بھی درست ہے کہ مذکورہ فنڈ میں سے۔/18000روپے کے فنڈز واپس کردیئے گئے اوران سے متعلقہ کام ابھی تک نہیں کئے گئے،حکومت اس سلسلے میں متعلقہ افسران /اہلکاران کے خلاف کارروائی اور کاموں کی تکمیل کب تک کرانے کو تیار ہے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات(ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے کہ چوبرجی گارڈنزاسٹیٹ لاہور کے سرکاری کوارٹروں کی مرمت کاکام محکمہ بلڈنگز کے ذمہ ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ مرمت وخصوصی مرمت کاکام سب ڈویژن نمبر2لاہور کے ذمہ ہےاور اس کاطریق کاریہ ہے کہ جس کوارٹر سے کام کی ڈیمانڈآتی ہے اس کا تخمینہ لاگت تیار کیاجاتا ہے۔اس کو ٹیکنیکلی پاس کیاجاتاہے اوراس کی بنائپر فنڈزڈیمانڈ کئے جاتے ہیں۔جب گورنمنٹ آف پنجاب فنڈز مہیاکردیتی ہے تواس کے باقاعدہ ٹینڈرز کرکے کام شروع کروایاجاتاہے۔

(ج) یہ بھی درست ہے کہ مالی سال10-2009 میں 76 کوارٹرز کی خصوصی مرمت کے فنڈز جاری کئے گئے اور خصوصی مرمت کے بیشتر کاموں کے فنڈز مالی سال10-2009 کے اختتام پر جاری ہوئے۔جن کاموں کے فنڈز مہیا کئے گئے ان کو مکمل کر دیا گیا۔

(د) یہ درست ہے کہ کوارٹر نمبر D-34 مذکورہ کالونی کے لئے مبلغ -/48000 روپے کے فنڈز جاری کئے گئے اور متعلقہ کام تخمینہ کی منظوری کے مطابق شروع کرایا گیا۔چونکہ الاٹی منظور شدہ کام کی نوعیت کو تبدیل کرانا چاہتا تھا۔جس کے لئے دوبارہ منظوری ضروری تھی۔دوبارہ منظوری مالی سال10-2009 کے اختتام پر مورخہ 16-06-2010 کو ہوئی، وقت کی قلت کے باعث تبدیل شدہ نوعیت کے مطابق کام کرنا ممکن نہ تھا۔ لہذا پہلے سے منظور شدہ نوعیت(scope) کے مطابق جتنا کام قلیل وقت میں مکمل ہو سکتا تھا کر دیا گیا۔

چونکہ پورے فنڈز استعمال نہ ہونے میں کسی افسر کی کوتاہی شامل نہ تھی لہذا کسی افسر/اہلکار کے خلاف کارروائی نہ کی گئی ہے۔

باقی ماندہ کام مالی سال10-2009 میں وقت کی قلت کے باعث رہ گیا تھا۔وہ گزشتہ مالی سال 11-2010 میں سالانہ مرمت کی مد میں جاری کئے گئے فنڈز سے مکمل کر دیا گیا ہے اور الاٹی کا سرٹیفکیٹ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر بدھ کے دن ہمارا فیصلہ ہوا تھا کہ آج وقفہ سوالات کے فوراً بعد باقی کارروائی نہیں ہو گی اور گنے اور کھاد کے حوالے سے بحث کرائی جائے گی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! محکمہ مواصلات و تعمیرات کے افسران کے جانے سے پہلے میں بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: محکمہ مواصلات و تعمیرات کے افسران گیلری میں بیٹھے رہیں اور معزز ممبر کی بات سنیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! انہوں نے سوالات میں 24 کلو میٹر سڑک کی repair کے لئے 0.0009 ملین روپے رکھے ہیں۔مجھے سمجھ نہیں آئی کہ یہ کس طرح سے calculate کیا گیا ہے آیا -/9

روپے خرچ ہوئے ہیں،-/90 ہوئے ہیں یا-/900روپے خرچ ہوئے ہیں۔ براہ مہربانی آئندہ یہ اس بات کو ضرور واضح کریں۔کیا-/9روپے میں24کلومیٹر سڑک ٹھیک ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر: مہربانی۔ محکمہ کے افسران اس بات کو note کر لیں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ نے note کرایا ہے۔آپ اس کی رپورٹ لے لیں۔ایک معزز ممبر اگر کسی بات پر کہہ رہا ہے کہ صحیح جواب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے note کر لیا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ انہیں ہدایت کریں کہ وہ آپ کو رپورٹ submit کرائیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ! آپ کا شناختی کارڈ آگیا ہے۔آپ کو مبارک ہو۔ آپ مجھ سے شناختی کارڈ لے لیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب موجود ہیں، آپ بھی موجود ہیں آپ میں سے کوئی بھی مجھے اپنے دست مبارک سے میرا شناختی کارڈ واپس دے دے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب آپ کو آپ کا شناختی کارڈ دیں گے کیونکہ یہ ان کے گاؤں کا مسئلہ ہے۔ رانا صاحب! آپ محترمہ کو ان کا شناختی کارڈ واپس دے دیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہ روایت ایوان میں نہ ڈالیں۔

جناب سپیکر: آپ کو اس کی اہمیت کا پتا نہیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر قانون نے محترمہ رفعت سلطانہ ڈار، ایم پی اے
کا شناختی کارڈ ایوان میں انہیں دیا)
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، پرویز رفیق!

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ جس طرح ہم سب کو معلوم ہے کہ 25۔دسمبر یسوع مسیح کی پیدائش کا دن ہے۔ میں تمام ممبران کا بھی شکر گزار ہوں کہ جو مختلف تقریبات میں گئے۔ میں بالخصوص آپ کا، وزیر اعلیٰ صاحب کا، قائد حزب اختلاف کا اور وزیر اعظم صاحب کا شکر گزار ہوں۔ میں کرسمس 2011 کے موقع پر نا صرف اپنی اور پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف سے بلکہ اس پورے معزز ایوان کی طرف سے صوبہ پنجاب، ملک پاکستان اور پوری دنیا کے مسیحیوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کرسمس محبت، صلح، امن اور سلامتی کا پیغام لے کر آتا ہے۔ میں آج اسمبلی میں کرسمس کیک لے کر آیا ہوں اور میری خواہش ہے کہ اس اسمبلی سے ایک اچھا پیغام جائے کہ وزیر اعلیٰ قائد ایوان ہونے کے ناتے کرسمس کیک کاٹیں، کیک کیفیٹریا میں ہے میں ان کو اور اقلیتی ممبران کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ کرسمس کیک کاٹیں۔

جناب سپیکر! عمران خان جو اس ملک میں سونامی، بربادی اور تباہی کا پیغام دے رہے ہیں۔ میں ان سے مطالبہ کرتا ہوں اور درخواست بھی کرتا ہوں کہ 25۔دسمبر یسوع مسیح کی ولادت کے حوالے سے بہت بڑا عالمی دن ہے لہذا اگر وہ دعوی کرتے ہیں کہ وہ قومی رہنما ہیں اور وہ انصاف کی بات کرتے ہیں تو میں ان سے مطالبہ کرتا ہوں کہ مذہبی رواداری کے فروغ کے لئے اس ملک کو قائد اعظم کا پاکستان بنانے کے لئے اور اس ملک میں اس سوچ کو جس کی آج کمی ہے اس مذہبی رواداری کو پنپنے کے لئے وہ 25۔دسمبر کو کراچی میں جو جلسہ کر رہے ہیں اس کو دو چار دن آگے لے جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جلسہ کرنا ان کا حق ہے لیکن وہ مسیحیوں سے یکجہتی کے لئے اپنے جلسہ کو دو چار دن آگے لے جائیں۔ یقیناً ہم سب مذہبی تہواروں کا احترام کرتے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مسیحیوں کے لئے عمران خان کے مذہبی جذبات کو ان کا سونامی اس 25۔دسمبر کو بہا کر نہ لے جائے۔ میں ان سے گزارش کرتا ہوں اور مطالبہ بھی کرتا ہوں کہ 25۔دسمبر کے دن کو پوری دنیا میں بہت احترام سے منایا جاتا ہے اس لئے عمران خان صاحب اس پر نظر ثانی کریں۔

جناب سپیکر! میں جماعت اسلامی سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ وہ لاہور میں 25۔دسمبر کو جو دھرنا دے رہے ہیں، ہم ان کا احترام کرتے ہیں کیونکہ ان کی سیاسی جدوجہد ہے لیکن میں ان سے بھی مطالبہ کرتا ہوں کہ 25۔دسمبر ہمارے لئے بہت اہم دن ہے وہ اپنا دھرنا واپس لیں اور اس کو کسی اور دن پر رکھیں۔

جناب سپیکر!میں ایک اور گزارش کروں گا کہ اگر وزیر اعلیٰ صاحب اسمبلی کے کیفیٹریا میں آ کر کیک کاٹیں تو بڑی اچھی بات ہو گی۔ میں اپنی طرف سے یہ gesture دینا چاہتا ہوں کہ ہمیں تو کرسمس کے فنڈز نہیں ملے لیکن ہم چاہتے ہیں کہ ہم ان کو عزت دیں۔اگر وہ نہیں آتے تو ان کی مرضی لیکن میری یہ offer ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

محترمہ سکینہ شاہین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔ایک چھوٹی سی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ سکینہ شاہین صاحبہ پہلے ہی کھڑی ہیں وہ بات کریں گی پھر لغاری صاحب کی باری ہے۔

محترمہ سکینہ شاہین خان: شکریہ۔جناب سپیکر!آج کے ایجنڈے سے متعلقہ میرے ذہن میں ایک پوائنٹ آیا ہے کہ جی ٹی روڈ لاہور سے راولپنڈی۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میری یہ گزارش ہے کہ آج rest of the business صرف اور صرف اس ملک کے کسانوں اور کاشتکاروں سے اظہارِ یکجہتی کے طور پر مؤخر کیا گیا تھا کہ وقفہ سوالات کے فوراً بعد گنے کے کاشتکاروں کے مسائل سے متعلق اور کھاد کے مسائل سے متعلق بحث کا آغاز کیا جائے گا۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ بحث کو فی الفور شروع کرائیں باقی پوائنٹ آف آرڈر سوموار کو بھی ہو سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جنہوں نے پوائنٹ آف آرڈر کا کہا ہے انہیں بات کر لینے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!یہ کل کے فیصلے کے خلاف بات ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، میری بھی کوئی commitment ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اب یہ سلسلہ شروع ہو جائے گا جو آدھا گھنٹہ جاری رہے گا۔

جناب سپیکر: میری بھی آخر کوئی commitment ہوتی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کل ہاؤس کا یہ فیصلہ تھا۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ دیکھیں، آپ لوگوں نے کھاد اور گنے کے جو کاشتکار پریشان ہیں اُن کے مسائل پر گفتگو کرنی ہے جس کے لئے آج کا دن ہم نے مختص کیا تھا اور with the consent of this House باقی ایجنڈے کو pending کر دیا ہے۔ میں آپ سے پُرزور التماس کرتا ہوں کہ میری عزت کا بھی خیال کیا کریں۔ I will be grateful

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری لاء منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ اگر آپ نے ہمیں بات کرنے کا کہہ دیا ہے تو Chair کے decisions کا خیال رکھا کریں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے اُن سے کہہ دیا ہے۔

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر بھی عوام کی تکلیف سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! جب عوام کی بات آئے گی تب بات کر لیجئے گا۔

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! کامونکی کے نزدیک جو ٹال پلازہ بنا ہوا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اس مسئلہ کے لئے تحریک التوائے کار لکھ کر پیش کریں۔ جی، لغاری صاحب! اب آپ دونوں نے ایک منٹ میں اپنی اپنی بات ختم کرنی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس ایوان کے اندر پرائیویٹ ممبرز ڈے میں اپنی قرارداد کو شامل کرنے کا ایک طریق کار ہے جن کی جمعہ والے دن قرعہ اندازی ہوتی ہے۔ جب سے ہمارا یہ اجلاس شروع ہے تب سے ہمارے دو پرائیویٹ ممبرز ڈے گزر چکے ہیں۔ میں نے اسمبلی سیکرٹریٹ میں 20 اکتوبر کو ایک قرارداد جمع کرائی تھی لیکن آج دو مہینے گزر جانے کے بعد میری قرارداد کے بارے میں "ہاں" ہوئی ہے اور نہ "ناں" ہوئی ہے یعنی میری اُس قرارداد کے accept یا reject ہونے پر مجھے intimate نہیں کیا گیا۔ میری قرارداد جنوبی پنجاب کے بارے میں تھی کیونکہ 19۔اکتوبر کو میاں محمد نواز شریف صاحب نے ڈیرہ غازی خان میں ایک جلسہ گاہ میں کہا کہ جب بھی جنوبی پنجاب کے حوالے سے بات ہو گی تو سب سے پہلے ووٹ دینے والے وہ ہوں گے۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی لیڈرشپ نے جب یہ بات کی تو اُسی کو بنیاد بنا کر میں نے ہاؤس میں ایک قرارداد جمع کرائی تھی مگر آج دو مہینے گزر گئے ہیں اس کے accept یا reject ہونے یا اُس کو قرعہ اندازی میں شامل کرنے کا بھی پتا نہیں ہے۔ آج قراردادیں شامل کرنے کے لئے قرعہ اندازی ہے جس کے لئے میری گزارش ہے کہ مجھے بتا دیا جائے کہ

کتنے عرصہ کے بعد اسمبلی سیکرٹریٹ مجھے جواب دے گا کہ وہ قرارداد صحیح ہے، غلط ہے یا قبول ہو گی کہ نہیں؟

جناب سپیکر: لغاری صاحب! تشریف رکھیں۔آپ کی بات note کر لی گئی ہے۔جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ! relevant رہئے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ایک ہفتہ پہلے یہاں پر وزیر تعلیم نے میرے ایک سوال کا جواب دینے کے لئے commitment کی تھی لیکن مجھے نہیں پتا کہ وہ کب آئیں گے، مجھے یہ بتایا جائے کہ وہ اسمبلی میں کب تشریف لائیں گے؟

جناب سپیکر: جی، کس کی بات کر رہے ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: وزیر تعلیم کی بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ہم انہیں Monday کو بلواتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں وزیر تعلیم سے متعلقہ ایک سوال تین دن سے ہاتھ میں لے کر پھر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! وزیر تعلیم Monday کو یہاں ہاؤس میں تشریف لائیں گے۔اب آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے بہت ضروری بات کرنی ہے اور صرف ایک منٹ لوں گا۔

سرکاری کارروائی

بحث

کھاد کی دستیابی کے معاملے اور گنے کے کاشتکاروں کو درپیش مسائل پر عام بحث

جناب سپیکر: آپ کی بہت مہربانی۔اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کھاد کی دستیابی اور گنے کے کاشتکاروں کے مسائل پر عام بحث ہو گی۔پہلے کھاد کی دستیابی کے حوالے سے بحث ہو گی اور اس پر بحث مکمل ہونے کے بعد گنے کے کاشتکاروں کے مسائل پر عام بحث ہو گی۔بحث کا آغاز کھاد کی دستیابی

کے حوالے سے وزیر زراعت پنجاب کی تقریر سے ہو گا۔ دیگر ممبران جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام بھجوادیں۔ میرے پاس کچھ نام آ چکے ہیں جن میں چودھری ظہیر الدین صاحب، جناب کاظم علی پیرزادہ صاحب، چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب، میاں محمد رفیق صاحب، سید حسن مرتضیٰ صاحب، محترمہ سیمل کامران صاحبہ، محترمہ طیبہ ضمیر صاحبہ، چودھرح احسان الحق نولاٹیا صاحب، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ، جناب محمد اشرف خان سوہنا صاحب، حافظ قمر حیات کاٹھیا صاحب، رائے شاہجہان صاحب، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ، سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ، محترمہ قمر عامر چودھری، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ اور خالد جاوید اصغر گھرال صاحب شامل ہیں۔ باقی صاحبان اپنے نام مجھے بھجوا دیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہ لسٹ کیسے بنی ہے کیونکہ سب سے پہلے میں نے اپنا نام بھجوایا تھا مگر میرا نام ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میجر صاحب! آپ کا نام تیسرے نمبر پر ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں دو گزارشات آپ کے سامنے پیش کرنا چاہوں گا۔ پہلی گزارش یہ ہے کہ آج دو موضوعات، کھاد کی دستیابی اور گنے کے کاشتکاروں کو درپیش مسائل پر بحث ہونی ہے۔ ان دونوں موضوعات پر بیک وقت بحث کا آغاز کر دیا جائے اور ممبران دونوں معاملات پر اپنی اپنی تجاویز اور خیالات کا اظہار کریں۔

جناب سپیکر! دوسری گزارش یہ ہے کہ اس پر جتنے ممبران بھی بات کرنا چاہیں گے اُن کو اپنے قیمتی خیالات پیش کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ اس مقصد کے لئے اگر آج تمام ممبران اپنی گفتگو نہ کر سکیں تو اس کے لئے ہم next Monday یا اُس کے بعد بھی کوئی دن شامل کرنا پڑا تو شامل کریں گے لیکن ان دونوں مسائل پر تمام معزز ممبران اسمبلی جو بات کرنا چاہیں گے اُن کو موقع دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: یقیناً۔ میں خود ہی تمام حضرات سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ تمام ممبران اس میں ضرور حصہ لیں کیونکہ ہم اس بحث کو مؤثر بنانا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے آپ کی تجاویز بڑی solid قسم کی ہونی چاہئیں تاکہ آپ کی تجاویز پر مکمل طور پر عمل ہو سکے۔ اب میں ایگریکلچر منسٹر صاحب کو floor دیتا ہوں کہ وہ اپنی بات سے آغاز کریں لیکن کھاد اور گنے کے مسائل پر اکٹھا ہی بحث کریں گے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!آج آپ نے مجھے کھاد پر بحث کرنے کے لئے موقع فراہم کیا ہے جس پر میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ جیسا کہ آپ اور معزز ایوان کے ممبران جانتے ہیں کہ پاکستان ایک زرعی ملک ہے جس کی 70 فیصد آبادی دیہات میں رہتی ہے اور سارا دارومدار زراعت پر ہے۔ باقی ماندہ آبادی جو شہروں میں رہتی ہے اُس کی خوراک اور باقی ضروریات بھی زراعت سے ہی پوری ہوتی ہیں۔اس میں کوئی دورائے نہیں کہ زراعت قومی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتی ہے۔ ریڑھ کی ہڈی جو جسم میں ہوتی ہے اُس کی اہمیت سے آپ سب لوگ واقف ہیں اسی طرح ہماری قومی معیشت میں زراعت کی بھی یہی اہمیت ہے۔اس اہمیت کے پیش نظر ہماری پالیسیوں کا محور زراعت ہی ہونا چاہئے جس کے لئے حکومت پنجاب جو ممکنہ حد تک کوشش کر سکتی تھی اُس کے لئے میں آپ کو مختصراً آگاہ کروں گا پھر اس کے بعد میں کھاد کی صورتحال پر روشنی ڈالوں گا۔

جناب سپیکر!آپ اس چیز کے شاہد ہیں کہ میں خود ایک farmer ہوں اور اس ایوان میں متعدد مرتبہ ممبر رہنے کی حیثیت سے اور حکومتی بنچوں میں بیٹھتے ہوئے بھی ہمیشہ کاشتکاروں اور زراعت کے لئے بھرپور طور پر آواز اٹھاتا رہا ہوں۔ چونکہ کاشتکار community دیہاتوں میں رہتی ہے اور غربت، پسماندگی اور بے روزگاری کی وجہ سے اُن کو مسائل درپیش ہیں۔ ان مسائل میں inputs کی فراہمی بہت بڑا مسئلہ ہے۔ کھاد، ڈیزل، آئل، بجلی، زرعی ادویات اور بیج زراعت کے لئے انتہائی اہم inputs ہیں اور زراعت کو جو challenges درپیش ہیں اُن میں پانی کی کمی کا مسئلہ بھی درپیش ہے۔اسی طرح اراضی جو چھوٹے چھوٹے قطعات میں تقسیم ہو رہی ہے اُس سے بھی مسائل پیدا ہو رہے ہیں اور پیداواری یونٹ نہ ہونے کی وجہ سے کاشتکار mechanized farming وہاں پر apply نہیں کر سکتا اور اُن کے لئے مشینری کا استعمال اس لئے ممکن نہیں رہتا کیونکہ زمین چھوٹے قطعات میں تقسیم ہو جاتی ہے۔

جناب سپیکر!تیسرا بڑا اہم مسئلہ اور چیلنج سیم اور تھور کا ہے جس نے ہماری زمینوں کو بڑا نقصان پہنچایا ہے کیونکہ شہروں میں کالونیاں بن رہی ہیں اور شہروں کے گرد ہماری قیمتی اور زرخیز زرعی اراضی موجود تھی وہ کالونیوں میں تبدیل ہو رہی ہے اور یہ زرعی رقبہ urbanized ہو رہا ہے جس کی وجہ سے زراعت کے لئے space کم ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر!مارکیٹنگ کے موجودہ نظام کی وجہ سے کاشتکار کو اس کی محنت کا معاوضہ میسر نہیں ہو رہا جس کی وجہ سے کاشتکار پسماندگی کا شکار رہتا ہے۔ کاشتکار کی اس پسماندگی کو دور کرنے کے لئے

پنجاب حکومت نے صوبہ میں جو اقدامات کئے ہیں وہ مختصراً بتاتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے یہاں پر on the floor of the House اعلان کیا تھا کہ ہم جعلی زرعی ادویات کا خاتمہ کریں گے اور شارٹ ٹرم کے طور پر mechanized farming کے لئے فوری طور پر گرین ٹریکٹر سکیم کا اجراء کریں گے۔ چنانچہ آج اس معزز ایوان کے سامنے میں یہ گزارش کر سکتا ہوں کہ اس عرصہ میں 41 کروڑ روپے کی ملاوٹ شدہ spurious اور expired ادویات recover کر کے ان پر بھاری جرمانے بھی عائد کئے ہیں اور آج اللہ کا شکر ہے کہ pesticide میں 9 اور 10 فیصد ملاوٹ اب کم ہو کر 2 فیصد سے بھی نیچے آ گئی ہے جس کے مثبت اثرات ہماری زراعت پر اثر انداز ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! گرین ٹریکٹر سکیم کے بارے میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے یہاں اپنے پہلے خطاب میں اعلان کیا تھا تو میں اس ایوان کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ 09-2008 میں 2۔ارب روپے کی سبسڈی، پھر 10-2009 میں 2۔ارب روپے یعنی دو لاکھ روپے فی ٹریکٹر سبسڈی کا اعلان کیا گیا اور ان دو سالوں میں 4۔ارب روپے کی سبسڈی کاشتکاروں کو دے کر 20 ہزار ٹریکٹر فراہم کئے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ 20 ہزار ٹریکٹروں کی تعداد mechanized farming کے لئے اتنی بڑی اور اتنا بڑا انقلابی قدم ہے کہ اس سے زراعت پر انتہائی مثبت اثرات مرتب ہوئے ہیں اور ان ٹریکٹروں کی تقسیم میں بلا تفریق سیاسی جماعت، بلا تفریق طبقہ اور گروہ کے، چھوٹے farmers کو focus کیا گیا اور 25 ایکڑ زرعی رقبہ نہری اور 50 ایکڑ بارانی زرعی رقبہ کے حامل کاشتکاروں کو eligible قرار دیا گیا۔ یہی نہیں بلکہ شفاف قرعہ اندازی کے ذریعے تمام کاشتکاروں کے ساتھ برابری کا سلوک کیا گیا irrespective of political parties affiliation سب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے کاشتکاروں کو 20 ہزار ٹریکٹرز پنجاب حکومت کی طرف سے تحفہ کے طور پر دیئے گئے ہیں جو کہ ایک بہت بڑا انقلابی قدم ہے۔

جناب سپیکر! کاشتکاروں کو بلا تفریق ایک ارب روپے کی سبسڈی کے ساتھ زرعی آلات subsidized rate پر شفاف قرعہ اندازی کے ذریعے فراہم کئے گئے اور پھر ٹنل ٹیکنالوجی کے لئے 35 کروڑ روپے فراہم کئے گئے ہیں تاکہ کاشتکاروں کو بے موسمی سبزیاں کاشت کرنے کی ترغیب دی جائے۔

جناب سپیکر! ریسرچ پر بڑا اعتراض تھا کہ اس کے لئے حکومت وسائل فراہم نہیں کرتی چنانچہ اس کے لئے خصوصی توجہ دی گئی۔ ہم نے دیگر اداروں کو activate کرنے کے ساتھ ساتھ پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ جسے 1997 میں متعارف کرایا گیا تھا لیکن وہ non functional تھا جس پر کوئی کام نہیں ہو رہا تھا چنانچہ اسے بھی خصوصی طور پر اور فوری طور پر comprehensive grant

system کے تحت activate کیا گیا۔وزیراعلیٰ نے Need base پر demand diamond research کے طور پر ایک ارب روپے فراہم کئے جبکہ 53 پراجیکٹ کی منظوری ہو گئی ہے اور فنڈز بھی فراہم کر دیئے گئے ہیں۔اگلے سال کے لئے مزید ایک ارب روپے کی رقم رکھ دی گئی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ کے ذریعے مختلف فصلیں مثلاً گندم، کپاس، چاول، گنا جو ہماری major crops ہیں، کے لئے خصوصی طور پر اور cotton کی فصل پر پتہ مروڑ وائرس اور CLCV کی بیماری سے کپاس کی فصل پر بڑے منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں حالانکہ کپاس ہماری نقد آور فصل ہے اور ہمیں 50 فیصد foreign exchange کپاس کی فصل سے آتا ہے۔کپاس کی فصل پر ان بیماریوں سے بچاؤ کے ریسرچ کے پراجیکٹ پر 12 کروڑ روپے فراہم کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر!گندم کی فصل پر leaf rust اور کنگی کی بیماری کے خلاف ریسرچ کے لئے رقوم فراہم کی گئی ہیں۔چاول کی ریسرچ کے لئے بھی رقوم فراہم کی گئی ہیں۔اس طریقے سے متعدد پراجیکٹس کے لئے ایک ارب روپے تقریباً تقسیم کر دیئے گئے ہیں اور مزید ایک ارب روپے رکھے گئے ہیں جو کہ بہت بڑا چیلنج ہے۔ہم نے پنجاب اور پاکستان کے سائنسدانوں کو فری ہینڈ دیا ہے کہ وہ اپنے پراجیکٹ پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ کے پاس لے کر آئیں تو انہیں فوری طور پر رقوم فراہم کر دی جائیں گی بشرطیکہ expert Sub Committee، ٹیکنیکل ورکنگ گروپ، اس پر ایگزیکٹو کمیٹی ہے پھر پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ ایک سسٹم کے تحت اور سکروٹنی کے بعد انہیں وسائل فراہم کر دیئے جاتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی خطیر رقم ہے جو سائنسدانوں اور ریسرچ سے دلچسپی رکھنے والوں اور breeders حضرات کے لئے فراہم کی گئی ہے جس پر بڑی تیزی کے ساتھ پیشرفت ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر!مارکیٹنگ کا ہمارا ایک بڑا مسئلہ تھا اور ہماری صورتحال یہ ہے کہ وادی سوات سے لے کر ساحل سمندر تک شاندار زمین پڑی ہے اور بہت خوبصورت ساحل ہے۔شاندار climate ہے، مختلف موسم ہیں اور ہماری گندم اپنی پروٹین کے لحاظ سے دنیا کی بہترین گندم ہے، ہمارا چاول اپنی خوشبو اور ذائقہ کے لحاظ سے دنیا میں بہت مقبول ہے۔ہماری سبزیاں اور پھل، کینو، آم کے ذائقے، خوشبو اور غذائیت کے لحاظ سے بہت بڑی demand ہے اور اس کے لئے مسئلہ یہ تھا کہ farmer کو feed سے لے کر ایکسپورٹ تک کے مراحل طے کرنے کے لئے بڑے مسائل درپیش تھے تو میں اس ایوان کو مطلع اور آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے اس کے لئے 2۔ارب روپے کی خطیر رقم فراہم کر دی ہے اور اس traceability پر بڑا کام کیا گیا ہے اور ابھی اگلے ماہ جنوری میں جرمنی کے شہر برلن میں ایک

سالانہ green week کی تقریب ہو رہی ہے جہاں پر پاکستان سے پہلی دفعہ پنجاب حکومت کی طرف سے اس نمائش کے لئے ایک سٹال لگایا جارہا ہے اور ہمارے آم، کینو، امرود اور دیگر پھل و سبزیاں وہاں سٹال پر نمائش کے لئے جائیں گی اور آج پاکستان انٹرنیشنل مارکیٹ میں داخل ہو رہا ہے جس کا سہرا وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے سر جاتا ہے کہ 2۔ارب روپے کی رقم دے کر supply chain کو بہتر کرنے کے لئے farmer feed to International مارکیٹ کے اس طریقے سے ہماری سبزیاں اور پھل ایکسپورٹ ہوں گے، release free ہوں گے اور انٹرنیشنل سٹینڈرڈ کے مطابق certification کے عمل سے گزر کر وہاں جائیں گی تو کاشتکار کو اپنے پھل اور سبزی کا بہتر معاوضہ ملے گا۔

جناب سپیکر! یہ چند ایک اقدامات تھے جن کے متعلق ایوان کو آگاہ کرنا ضروری تھا اور اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ہمارا vision کیا ہے اور ہماری ایگریکلچر کو promote کرنے کے لئے جو کوشش رہی ہے الحمدللہ اس کے مثبت اثرات آئے ہیں اور پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ گندم کی فصل جو ابھی آئی ہے تو 19 ملین ٹن یعنی ایک کروڑ 90 لاکھ ٹن گندم پاکستان کی تاریخ میں پہلے کبھی حاصل نہیں ہوئی لیکن موجودہ دور حکومت کے آخری تین سالوں میں 09-2008 میں bumper crop ہوئی ایک کروڑ 83 لاکھ ٹن گندم پیدا ہوئی یعنی 18.4 ملین ٹن اسی دور حکومت میں گندم پیدا ہوئی جبکہ 10-2009 میں 18 ملین ٹن پیدا ہوئی جبکہ تیسرے سال 19 ملین ٹن یعنی ایک کروڑ 90 لاکھ ٹن گندم پیدا ہونا میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ موجودہ دور حکومت نے 37 لاکھ ٹن چاول کا ٹارگٹ achieve کیا۔ تین سال کپاس کی بیماری بڑی stress میں رہی ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ آج پہلی بار اس سال، میں یہاں کھڑا ہو کر یہ کہہ سکتا ہوں کہ پنجاب 90 لاکھ گانٹھ پیدا کر چکا ہے یہ کپاس کے latest figures آئے ہیں۔ پہلی بار پنجاب میں ایک کروڑ گانٹھ پیدا ہو رہی ہے اور یہ پاکستان کی تاریخ کا ایک نیا ریکارڈ ہے۔ کاشتکاروں کی محنت سے، مختلف حالات میں موسم بہتر ہونے سے اور اللہ تعالیٰ کا کرم شامل حال ہونے سے حکومت پنجاب کی کاوشیں رنگ لائی ہیں۔ آج ہم خلوص نیت کی وجہ سے اس قابل ہوئے ہیں کہ گزشتہ سال پہلی دفعہ پنجاب حکومت نے دو ماہ کے محدود عرصہ میں 9 لاکھ ٹن گندم ایکسپورٹ کی ہے۔ پنجاب کی یہ بہت بڑی کامیابی ہے کہ ہم نے 9 لاکھ ٹن گندم ایکسپورٹ کی ہے۔ ہماری حکومت آنے سے پہلے گندم امپورٹ کی جارہی تھی لیکن موجودہ حکومت نے 9 لاکھ ٹن گندم ایکسپورٹ کی ہے۔ کولڈ ٹرین کے ذریعے ہمارا چاول ایکسپورٹ ہو رہا ہے، پھل سبزیاں ایکسپورٹ ہو

رہی ہیں اور اس سسٹم کو improve کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب کے اقدامات کی وجہ سے یہ ایک نئی تبدیلی آئی ہے اور ہم اس قابل ہوئے ہیں کہ اپنی پیداوار میں surplus ہو رہے ہیں۔ ہماری food security کا مسئلہ بھی حل ہو گیا ہے اور آج ہمارے گودام گندم سے بھرے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! کل یہاں پر میاں رفیق صاحب نے بات کی اور اپوزیشن کی جانب سے بھی میرے دوستوں نے بات کی تھی کہ ہمیں inputs کی قلت کا مسئلہ ہے۔ اب میں اس موضوع پر آتا ہوں کہ ہمیں کھاد کی تسلسل کے ساتھ دقت آ رہی ہے۔ میں اس ایوان کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ جتنی بھی inputs ہیں، pesticides ہیں ان کی امپورٹ ایکسپورٹ وفاقی حکومت کرتی ہے اور fertilizer کی فراہمی کی ذمہ داری بھی ان کی ہے۔ اگر ملک کی انڈسٹری sufficient پیداوار نہیں دے رہی ہے تو پھر امپورٹ کر کے کھاد کی کمی پوری کی جاتی ہے۔ اسی طریقے سے ہمارے ڈیزل آئل کا مسئلہ ہے وہ بھی فیڈرل گورنمنٹ نے فراہم کرنا ہے۔ اسی طرح ٹیوب ویل چلانے کے لئے بجلی کی فراہمی اور اس کی لوڈشیڈنگ کا عنصر بھی آپ کے سامنے ہے۔ بجلی کی جو قیمتیں بڑھی ہیں وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ ہماری زراعت کے لئے inputs کی مہنگائی بہت بڑا effect ہے۔ آپ نے دیکھا کہ گزشتہ ایام میں 16 فیصد inputs پر RJST نافذ کرنا میں سمجھتا ہوں کہ زراعت پر بہت بڑی زیادتی ہے۔ ایک طرف پنجاب حکومت نے ٹریکٹر سکیم پر 4۔ارب روپے کی سبسڈی دی اور فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے 16 فیصد جنرل سیلز ٹیکس عائد کر دیا گیا ہے۔ اس ٹیکس کی وجہ سے fertilizer، ٹریکٹر، pesticides اور باقی تمام inputs پر بہت منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ ٹریکٹر کی قیمت ڈیڑھ لاکھ روپے تک بڑھ گئی ہے اور کل کے اخبار میں تھا کہ کسانوں کی قوت خرید نہ ہونے کی وجہ سے ٹریکٹر فروخت نہیں ہو رہے ہیں۔ اگر آپ ہندوستان کی زراعت کا پاکستان کی زراعت سے مقابلہ کریں تو پاکستان کے پاس نصف ٹریکٹر ہیں جبکہ ہمیں اتنے ٹریکٹر مزید درکار ہیں۔ ہم نے فیڈرل گورنمنٹ سے گزارش کی تھی کہ براہ مہربانی ٹریکٹروں اور تمام inputs پر جنرل سیلز ٹیکس واپس لیا جائے۔ پوری دنیا میں زراعت کو subsidies کیا جا رہا ہے۔ آپ ہندوستان کو دیکھیں یہاں تک کہ US کو دیکھیں تمام ممالک میں کاشتکاروں کی مدد کرنے کے لئے، food security کے لئے اور زراعت کو promote کرنے کے لئے subsidies کیا جا رہا ہے۔ اس ٹیکس کی وجہ سے 45۔ارب روپے وصول ہو گا لیکن زراعت کا نقصان 80۔ارب روپے کا ہو گا اس لئے میری گزارش ہو گی کہ وفاقی حکومت اس پر غور کرے تو یہ ملک کی زراعت اور کاشتکاروں کے

لئے بہت بہتر ہو گا اس کا impact یہ ہے کہ میں نے ایک میٹنگ attend کی تھی میں یہاں پر بطور وزیر عرصہ تین سال سے ہوں لیکن گزشتہ تین سال پر کھاد کے issue پر کبھی بھی Ministry of Industries جو کھاد کو regulate کرتی ہے۔انہوں نے کبھی بھی یہ تکلیف گوارا نہیں کی کہ انہوں نے مجھے کبھی کھاد کے معاملہ پر بلایا ہو۔انہوں نے کبھی بھی حکومت پنجاب کو کھاد کے مسائل پر اعتماد میں نہیں لیا۔انہوں نے مجھے ایک بار بلایا تھا جب کھاد کی امپورٹ کا مسئلہ تھا تو میں نے وہاں یہی گزارش کی تھی۔ پاکستان کی جو یوریا کی انڈسٹری ہے 2008 میں اس کی کل گنجائش 48 لاکھ ٹن تھی۔آج اللہ کا شکر ہے کہ پاکستان میں موجود یوریا کے کارخانوں میں production بڑھ کر 69 لاکھ ٹن ہو گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں جو FFC کا اضافہ ہوا ہے یہ بہت اچھا ہے۔اینگرو نے نیا پلانٹ لگایا ہے اس میں 13 لاکھ ٹن کا اضافہ ہوا ہے، FFC نے بھی تین چار لاکھ ٹن کی اپنی capacity بڑھائی ہے۔اس طرح ہماری یوریا کی capacity 48 لاکھ ٹن سے بڑھ 69 لاکھ ٹن ہو گئی ہے لیکن جو معاملہ درپیش آیا ہے وہ ملک میں گیس کی کمی کی وجہ سے آیا ہے کیونکہ یوریا بنانے کے لئے گیس استعمال ہوتی ہے، انرجی کے لئے گیس کا استعمال ہوتا ہے اور خام مال کے لئے بھی گیس کا استعمال ہوتا ہے۔ گیس کی 20 فیصد لوڈشیڈنگ کی وجہ سے یوریا کھاد کی قیمت جو گزشتہ سال دسمبر میں -/850 روپے سے بڑھا کر -/1040 روپے کر دی گئی، پھر -/1150 روپے کر دی گئی، پھر -/1380 روپے کر دی گئی۔ تین سالوں میں -/580 روپے کھاد کی قیمت میں اضافہ کاشتکار کے ساتھ انتہائی زیادتی تھی۔ بعد میں اس کو پھر بڑھا کر -/1480 روپے کیا گیا اور پھر بڑھا کر -/1580 روپے کر دیا گیا۔

جناب سپیکر! فیڈرل گورنمنٹ میں Ministry of Industries کی میٹنگ تھی میں نے وہاں گزارش کی کہ کھاد کی قیمت مقرر کرنے کا جو mechanism ہے اس سے ہمیں آگاہ کیا جائے۔ جتنی بھی اشیاء ہیں چاہے صابن کی ٹکی ہے، چائے کا پیکٹ ہے ان سب پر قیمت پرنٹ ہوتی ہے تو ازراہ مہربانی کھاد کے بیگ پر بھی مقررہ قیمت پرنٹ کی جائے تاکہ کسان کو ابہام نہ ہو، ڈیلر کی لوٹ مار نہ ہو اور کاشتکار کو بھی پتا ہو کہ ایک بیگ کی قیمت کتنی ہے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج تک کھاد کے بیگ پر قیمت پرنٹ نہیں کی گئی۔ میرے احتجاج اور request کے باوجود بھی ایسا نہیں کیا گیا۔ پہلے انڈسٹری کے منسٹر جناب منظور وٹو صاحب تھے، بعد میں میر ہزار بجرانی صاحب تھے اور اب چودھری صاحب ہیں۔اُس وقت سے ہم گزارش کر رہے ہیں کہ پاکستان کی کھاد فیکٹریوں کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ ہر

کھاد کے بیگ پر موجودہ مقررہ قیمت پرنٹ کی جائے تاکہ جب دوبارہ اضافہ ہو تو کاشتکار کو آگاہی ہو کہ ایک بیگ کی قیمت کیا ہے لیکن آج تک کھاد کے بیگ پر قیمت پرنٹ نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر! میرا دوسرا مطالبہ یہ تھا کہ وہاں پر جو تین منسٹرز موجود تھے ایک میاں منظور وٹو صاحب موجود تھے، چودھری نذر گوندل صاحب تھے، نوید قمر صاحب اور وزیر خزانہ شوکت ترین صاحب موجود تھے۔ شوکت ترین صاحب نے میری بات کی تائید بھی کی تھی۔ جب یہ حکومت برسر اقتدار آئی تھی تو یوریا کھاد کی قیمت -/590 روپے فی بیگ تھی، بڑھ کر -/600 روپے ہو گئی، پھر -/660 روپے ہو گئی، پھر -/710 روپے ہو گئی اور بڑھتے بڑھتے آج اس کی قیمت یہاں تک پہنچی ہے۔ میری پہلی گزارش یہ تھی کہ براہ مہربانی ہمیں آگاہ کیا جائے۔ گیس کی سپلائی پر حکومت فی بیگ -/350 روپے سبسڈی دے رہی ہے لیکن اس کے باوجود بھی حکومت کیوں نہیں قیمتوں کو regulate کرتی؟ کیوں نہیں کنٹرول کرتی، کیوں صوبوں کو اعتماد میں نہیں لیا جاتا اور کھاد کی قیمتیں مقرر کرتے وقت ہمیں کیوں آگاہ نہیں کیا جاتا؟ اگر وقت کی قید نہ ہوتی تو میں اس تفصیل میں جاتا کہ ہمارے ساتھ کیا بیت رہی ہے۔ جب میں کسی آفیسر سے پوچھتا ہوں کہ کھاد کی قیمت اتنی کیوں بڑھ رہی ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ رات کو ایس ایم ایس پر message وصول ہوا ہے کہ کھاد کی قیمت -/100 روپے بڑھ گئی ہے۔ یہاں پر کھاد کی قیمتیں ایس ایم ایس message پر بڑھائی جا رہی ہیں۔ یہ کتنا عجیب ہے کہ اتنا بڑا بزنس جہاں اربوں روپے کے منافع جات ہیں لیکن انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے کہ وہ اپنی مرضی سے قیمت بڑھا دیتے ہیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! کیا منسٹر صاحب ابھی wind up speech کر رہے ہیں؟ یہ باتیں تو wind up speech میں کرنے والی ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! ذرا تشریف رکھیں اور سنیں۔ آپ سننے کی ہمت رکھیں، کیا ہو گیا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں کوئی غیر ضروری بات نہیں کر رہا ہوں۔ اگر اس میں کوئی بھی facts غلط ہوں گے تو میں اس کا جوابدہ ہوں گا۔ کھاد کے 9 کارخانے ہیں ان میں پنجاب کے کارخانے ہیں جن میں داؤد ہرکولیس، اینگرو پاک امریکن اور پاک عرب ہیں جو سوئی نادرن گیس فیڈ پر ہیں۔ دوسری ماڑی گیس فیڈ ہے جس پر سندھ کے کارخانے چل رہے ہیں اور پنجاب میں کارخانے ہیں ۔ پرائم منسٹر آف پاکستان نے ایک میٹنگ call کی تھی اور یہ وعدہ کیا تھا کہ یکم نومبر سے لے کر 31۔دسمبر تک 100 فیصد گیس کی فراہمی دی جائے گی، میں نے اینگرو یوریا کھاد کے Chief

Executive اسد عمر سے بات کی تو انہوں نے بتایا کہ ہمیں یہ یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ یکم نومبر سے 31۔دسمبر تک کھاد فیکٹریوں کو گیس کی continuously supply رہے گی تو انہوں نے -/1580 روپے قیمت سے کم کر کے -/1480 روپے کی لیکن بعد میں وہ supply ادھر اُدھر ہو گئی اور پھر گیس کی بندش ہو گئی تو انہوں نے کھاد کی قیمت پھر -/1580 روپے کر دی فراہمی کی صورتحال تو یہ ہے لیکن میں اس کارخانے کی پیداواری صلاحیت پر نہیں جاتا۔

جناب سپیکر! اب میں خریف اور ربیع پر آرہا ہوں، خریف میں صورتحال یہ تھی کہ 22ہزار ٹن کھاد ہماری ضرورت تھی اور انہوں نے ہمیں 22ہزار ٹن کھاد فراہمی کرنی تھی لیکن ہمیں 20ہزار ٹن کھاد فراہم کی گئی، 15۔جولائی کو صورتحال یہ تھی کہ ہم نے ان کو 17لاکھ ٹن کھاد کا ٹارگٹ دیا تھا کہ ہمیں اتنی مقدار فراہم کی جائے اور ہمیں 12لاکھ ٹن کھاد فراہم کی گئی جو کہ 34فیصد کم ہے۔اس وقت ہم نے وفاقی حکومت کو آگاہ کیا کہ خریف کی فصل متاثر ہوئی ہے کیونکہ ہماری خریف کی فصل میں 62لاکھ ایکڑ پر کپاس کاشت تھی، 18لاکھ 56ہزار ایکڑ پر گنا کاشت تھا اور اسی طرح 43لاکھ ایکڑ پر چاول کاشت تھا اس کے لئے ہمیں جتنی کھاد درکار تھی وہ میسر نہ آئی تو اس کمی کی وجہ سے shortage پیدا ہوئی، demand and supply کا مسئلہ تھا جس کی وجہ سے قیمت بلند ہوئی اور price بڑھ گئی۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین مہر اشتیاق احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، وزیر زراعت اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئرمین! اس کے بعد ہم نے دو پریس کانفرنس کیں، ایک پریس کانفرنس 24۔جولائی کو لاء منسٹر صاحب اور میں نے مشترکہ کی اور دوسری پریس کانفرنس 15۔اگست کو کی، اس میں ہم نے پورے صوبہ کے عوام اور کاشتکاروں کو آگاہ کیا کہ خریف کی فصل تو جیسے گزر گئی ہے لیکن ہمیں ربیع کی فصل کے لئے 24لاکھ ٹن کھاد کی ضرورت ہے اور 24لاکھ ٹن کھاد کی فراہمی کا انتظام کیا جائے۔24لاکھ ٹن کھاد کی فراہمی کے لئے منسٹری آف انڈسٹری نے 15۔جولائی کو اسلام آباد میں میٹنگ بلائی اور وہاں پر یہ فیصلہ کیا گیا اور انہوں نے کہا ہمیں پورے پاکستان کے لئے 33لاکھ ٹن گیس کی ضرورت ہے، ہمارے پنجاب کے لئے 24لاکھ ٹن کی ضرورت ہے اور اس میں دو scenarios پیش کئے گئے اگر گیس کی shortage کی وجہ سے گیس کی supply کم کی گئی تو پھر کھاد 21لاکھ ٹن پیدا ہو گی اور اگر گیس کی فراہمی بڑھ گئی تو 26لاکھ ٹن کھاد پیدا ہو گی، اگر 21لاکھ ٹن کھاد پیدا ہو گی تو پھر ہم 12لاکھ ٹن کھاد import کریں گے اور اگر ہماری مقامی یوریا کی پیداوار 26لاکھ ٹن ہو گی تو

ہم باہر سے 7لاکھ ٹن کھاد import کریں گے لیکن آج مجموعی طور پر جو ابھی ہمیں صورتحال درپیش ہے مجھے نہیں لگتا کہ 21لاکھ ٹن سے زیادہ یوریا کھاد پیدا ہو جبکہ اب تک جو کھاد فراہم کی گئی ہے میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ کل جو درآمد کھاد 7لاکھ ٹن کا کہا گیا ہے، گوادر بندرگاہ پر 4لاکھ 44ہزار 83ٹن کھاد پہنچی ہے، گوادر سے کراچی تک 2لاکھ 66ہزار ٹن کھاد روانہ ہوئی ہے، اب تک کراچی سے 1لاکھ 68ہزار 7سو ٹن کھاد کی اندورن ملک ترسیل ہوئی ہے یعنی ابھی ترسیل ہوئی ہے جبکہ اکتوبر میں گندم کی full کاشت ہوتی ہے، اکتوبر کے علاوہ نومبر میں بھی گندم کی full کاشت ہوتی ہے اور دسمبر میں گندم کی کاشت terminate ہو جاتی ہے لیکن ابھی تک ایک لاکھ 68ہزار 7سو ٹن کھاد کی کراچی سے ترسیل ہوئی ہے ابھی گوادر پر ایک لاکھ 77ہزار ٹن کھاد پڑی ہے تو کھاد کی فراہمی کے لئے سنجیدگی کا یہ حال ہے۔

جناب سپیکر! میں نے جو requirement بتائی ہے تو اکتوبر میں 3لاکھ 58ہزار ٹن کھاد آئی ہے اور نومبر میں 5لاکھ 75ہزار ٹن کھاد آنی تھی لیکن 2لاکھ 25ہزار ٹن کھاد آئی ہے۔ ہمیں پنجاب کو دو ماہ اکتوبر اور نومبر میں ٹوٹل کھاد 6لاکھ 50ہزار ٹن ملی ہے اور ابھی اس میں ایک لاکھ 75ہزار ٹن کی کمی آئی ہے۔ اب میں اس میں آپ کو تھوڑا سا مزید آگاہ کروں گا کہ ہم نے کمشنر صاحبان کو آگاہ کیا تھا کہ آپ ہمیں اطلاع دیں کہ کتنی کھاد آئی ہے، پورے پنجاب سے ہمیں کمشنرز صاحبان نے رپورٹ کی ہے کہ ایک تھوڑا سا عرصہ نومبر کے مہینہ میں کھاد موجود تھی جو ابھی تک ہمیں 86ہزار 9سو 85ٹن کھاد فراہم ہوئی ہے اور اس میں 68ہزار ٹن کھاد کا کوئی ریکارڈ نہ ہے یعنی 44فیصد imported کھاد کہیں trace بھی نہیں ہو سکی کہ وہ کہاں ہے؟ ہم نے متعدد خطوط لکھے ہیں جن میں سیکرٹری زراعت اور ڈی جی نے بھی خطوط لکھے ہیں کہ براہ مہربانی ہمیں NFML کے ڈیلرز کی فہرست فراہم کی جائے۔ ان کی فہرست کی فراہمی کا یہ عالم ہے کہ ابھی تک ہمیں وہ فہرست فراہم نہیں ہوئی ہے۔ اب چونکہ چودھری ظہیر الدین صاحب فرما رہے ہیں کہ آپ یہ figures wind up speech میں دیں تو میں بہت ساری figures wind up میں دوں گا۔ اس میں، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو کام ہم نے کرنا تھا تو ہم نے وہ کوششیں کیں، اس میں جعلی کھادوں کی ضبطی کے لئے مجموعی طور پر 2008 سے 2011 تک 2ہزار 9سو 99 "ایف آئی آرز" درج کی ہیں، ان گزشتہ ادوار میں 20کروڑ 82لاکھ قیمت کی کھاد ضبط کی ہے اور اس تھوڑا عرصہ تین چار ماہ میں جو crisis تھا تو اس ٹائم میں ایک کروڑ روپے کے جرمانے کئے ہیں اور تقریباً 275کے قریب پرچے درج کئے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب بھرپور کوشش کر رہی ہے کہ کھاد کی فراہمی صحیح طور پر کاشتکار تک پہنچے۔ اس بارے میں، میں باقی تفصیل بتاؤں گا کہ جو

NFML کے ذریعے کھاد آئی ہے یعنی جو کھاد National Fertilizer Market Company Limited کے ذریعے آتی ہے اور جتنی imported fertilizer ہے وہ TCP import کرتی ہے، National Fertilizer Market Company Limited ایک ادارہ ہے اور وہ ادارہ ڈیلرز نیٹ ورک کے ذریعے کھاد پنجاب میں فراہم کرتا ہے لیکن میں افسوس سے کہتا ہوں کہ کھاد کی قیمت -/1300 روپے فی 50 کلو گرام مقرر ہے اور imported کھاد پر بھاری سبسڈی دی جارہی ہے لیکن اس کی مقررہ قیمت -/1300 روپے ہے وہ -/1300 روپے کی بجائے مارکیٹ میں -/1900 روپے فی 50 کلو گرام فروخت ہوئی ہے اور نہیں پتا کہ وہ کھاد کہاں گئی ہے جبکہ یہاں پر فیلڈ میں ادارے موجود ہیں جب کہا جاتا ہے کہ کھاد کی distribution پنجاب حکومت کی ذمہ داری ہے لیکن آج تک ہمیں NFML نے کوئی معلومات فراہم نہیں کیں کہ یہ ہمارے ڈیلرز ہیں، آپ انہیں چیک کریں، یہ کھاد کاشتکاروں کو نہیں پہنچی اور کن ذرائع کے ذریعے پہنچی ہے یہ ایک الگ کہانی ہے اور یہ میں wind up speech میں بتاؤں گا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر! اگر میری تلخ باتیں چودھری صاحب کو ناگوار گزری ہیں تو میں ان سے معذرت چاہتا ہوں کہ یہ تلخ باتیں ان کو پسند نہیں آئیں۔

جناب لیاقت علی گھمن: جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، گھمن صاحب!

جناب لیاقت علی گھمن: جناب چیئرمین! احمد علی اولکھ صاحب کی بات سمجھ میں نہیں آئی وہ سارے جوابات repeat کر دیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، چودھری ظہیر الدین خان!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب چیئرمین! شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! مجھے اس بات کا احساس ہے کہ opening speech تھوڑی سی طوالت کا شکار ہو گئی اگر چودھری صاحب اجازت دیں ورنہ میں

چودھری صاحب کی تقریر کے بعد یہ کچھ facts and figures ایوان کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں تاکہ معزز ممبران کو اظہار خیال کرنے میں ذرا آسانی رہے۔

جناب چیئرمین: جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر یہ نہایت ہی ضروری ہیں تو پیش کر لیں ورنہ جب منسٹر صاحب opening speech کر چکے ہیں۔ ہم یہاں پر عرصہ تیس سال سے دیکھتے آ رہے ہیں کہ صرف منسٹر صاحب opening speech کرتے ہیں اور تمام معروضات سننے کے بعد wind up کرتے ہوئے کہ انہوں نے کیا کیا اور کیا کیا خامیاں ہیں جس میں ان کی مجبوریاں پائی جا رہی ہیں بیان کرتے ہیں۔ آج یہ انوکھی بات ہوئی ہے، پہلے بھی ایک دفعہ opening speech کرنے کے بعد خود ہی speech wind up بھی کر دی، درمیان والے لوگ پتا نہیں کیوں بولیں گے اور کس لئے بولیں گے؟ اس بات کی مجھے سمجھ نہیں آئی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! چودھری صاحب پہلے اپنی بات کر لیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب چیئرمین! اگر اجازت ہو تو میں اپنی بات کر لوں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! میں نے چھوٹی سی گزارش کرنی ہے۔

جناب چیئرمین: جی، آپ فرمائیں!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ تفصیل بتانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ آپ کے سامنے تمام facts and figures ہوں تاکہ آپ اس پر احسن طریقے سے debate کر سکیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج اس اجلاس کے بلائے جانے کے بعد مختلف محکموں پر جو یہاں بحث ہونی ہے ان میں سے یہ پہلی عام بحث ہے۔ وزیر زراعت صاحب جو کہ نہایت محنتی اور اس کابینہ کے قابل وزیر ہیں۔ آج جو specific agenda دیا گیا تھا انہوں نے یہ بہتر کیا کہ اس سے ہٹ کر بھی بات کر لی۔ بات کرتے کرتے انہوں نے اچھا کیا کہ کنو پر بھی بات کر لی pesticide پر بھی اظہار خیال کر لیا اور یہ ساری چیزیں ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔ خالی گنے یا کھاد پر اگر وہ بات کر لیتے تو اتنا مناسب نہ ہوتا۔ انہوں نے اب تک جو کچھ کہا اور مجھے جواب تک سمجھ آیا اس کے متعلق میں بھی بات کروں گا۔ ایک تو انہوں نے فرمایا ہے کہ بطور وزیر زراعت مجھے تین

سال ہو گئے ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ پہلے دن سے ہی کابینہ میں ہیں اور اب چوتھا سال بھی مکمل ہونے کو ہے۔ آپ اپنے دور اقتدار کو اتنا کم کیوں کرتے چلے جا رہے ہیں؟ میں گنے، دوسری فصلوں اور واٹر مینجمنٹ پر بعد میں بات کروں گا۔ سب سے پہلے کھاد کے متعلق جو بات کی گئی ہے اس کے متعلق میں عرض کروں گا۔ یہ بات صحیح ہے کہ میرے بھائی جناب حسن مرتضیٰ صاحب نے اس issue کو "ننگے پاؤں" آ کر House میں raise کیا ہے۔ ننگے پاؤں آنا ایک نہایت ہی تکلیف دہ عمل ہوتا ہے۔ اس کے ذریعے agitate کر کے حکومت کی توجہ دلائی۔ مجھے اب پھر جناب حسن مرتضیٰ کی توجہ چاہئے۔ ان کے اس عمل سے اس مسئلے میں شدت آئی اور لوگوں نے سمجھا کہ یہ issue واقعی اس قابل ہے کہ اس کو House میں discuss کیا جائے۔ وزیر موصوف نے اپنی تقریر اور طویل گفتگو کے دوران اس بات کا اعتراف کیا کہ جب انہوں نے charge لیا تھا تو اس وقت یوریا پانچ سے ساڑھے پانچ سو روپے فی بوری بکتی تھی۔ میں ان کا مشکور ہوں ورنہ اس قسم کی بات بہت کم کی جاتی ہے۔ ساڑھے تین سال تک میں آپ کا خادم یہاں بطور اپوزیشن لیڈر تھا اور پیپلز پارٹی اس وقت treasury benches پر بیٹھی ہوئی تھی۔ سیاست میں سوچ ہوتی ہے اور اس میں کسی بھی وقت تبدیلی آ جاتی ہے جو کہ بہتری کے لئے ہی آتی ہے۔ پھر بھی ہمیں اخلاق کو مدنظر رکھتے ہوئے دامن کو ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے۔ پیپلز پارٹی کبھی ادھر تھی مگر آج ہمارے ساتھ ہے اور اسی طرح کل کو مسلم لیگ (ن) بھی ان بنچوں پر ہو سکتی ہے اور پیپلز پارٹی اس طرف ہو سکتی ہے۔ اسی طرح مسائل کے حل کے لئے کوئی ایسا موقع پھر نہ آئے کہ مسئلے کے حل کے لئے کسی اور حسن مرتضیٰ کو ننگے پاؤں ڈیفنس والے گھر سے چل کر آنا پڑے۔ ایک تو ہمارا یہ روّیہ ہونا چاہئے۔ اب میں کھاد کی طرف آتا ہوں۔ اس پر انہوں نے بڑی صحیح اور اچھی بات کی ہے کہ اس کی قیمت بڑی rapid increase ہوئی ہے۔ پچھلے تین سال میں جب مسلم لیگ (ن) اور پیپلز پارٹی کی coalition Government تھی اور اس دوران پانچ سو سے بارہ سو روپے تک کھاد کی قیمت تھی۔ یعنی اس دوران ہی یوریا کھاد کی قیمت سات سو روپے تک بڑھ گئی اور اس وقت دونوں پارٹیوں کے درمیان convey کرنے کے لئے کوئی bearer نہیں تھا۔ اس میں بھی مرکز والوں کی کوئی limitations ہوں گی اور اس طرح جناب وزیر زراعت کی بھی کوئی limitations ہوں گی کہ وہ اس وقت اپنی بات convey نہ کر سکے۔ اس وقت شاید سمجھا یہ جا رہا ہے کہ ساری کی ساری کھاد مرکز distribute کر رہا ہے۔ اگر میں کسی جگہ پر غلط بات کر جاؤں تو آپ اپنی wind up speech میں اس کی وضاحت فرما دیں۔ کھاد کے دونوں seasons ربیع اور خریف کے اندر 65 لاکھ ٹن سالانہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

مقامی کارخانہ داروں کی صلاحیت بھی65لاکھ ٹن ہے اور میری یہ challenging statement ہے جتنی پیداواری صلاحیت ہے اتنی ہی ضرورت ہے۔ گیس کی سپلائی کے لئے ہمارے پاس limited commodity ہے اور پھر گیس سے ہی کھاد بنتی ہے۔ گیس کی جو لوڈشڈنگ اور breaks ہوتے ہیں ان کی وجہ سے جو کمی بیشی ہوتی ہے اس سے ہر سال 15 سے17لاکھ ٹن anticipate کرتے ہوئے import کرنے کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اس import کو monitor بھی کیا جاتا ہے جس میں صوبوں کے لئے ایک percentage مقرر کی جاتی ہے۔ میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ یہ 17لاکھ ٹن کھاد import کرنی پڑتی ہے اور اس سال بھی17لاکھ ٹن کھاد کی کمی کا سامنا ہے۔ پہلے میں یہ عرض کر دوں جو 65لاکھ ٹن کھاد یہاں پر موجود ہے وہ اینگرو، ہر کولیس اور دوسری پرائیویٹ کمپنیاں تیار کرتی ہیں۔ پرائیویٹ کمپنیوں کی اپنی پرائیویٹ ایجنسیاں ہوتی ہیں جس پر صوبائی حکومت کا کنٹرول ہے اور نہ ہی فیڈرل حکومت کا کنٹرول ہے۔ کھاد کی تقسیم کرنے کی جتنی capacity یہاں پر موجود ہے اتنی ہی پاکستان کے اندر manufacturing capacity ہے لیکن یہ پرائیویٹ لوگوں کے پاس ہے۔ پرائیویٹ لوگوں نے اپنے private agencies holders رکھے ہوئے ہیں اور انہوں نے اپنی ایک fix price کی ہوئی ہے۔ انہوں نے جب اس کو sale کرنا ہوتا ہے اس میں جو price monitoring authority وہ صوبے میں ہر جگہ ہوتی ہیں۔ اگر کسی کو یہ شک ہے کہ یہاں پر جو 65لاکھ ٹن کھاد تیار ہوتی ہے اس کی price fixation کسی دوسرے صوبے نے یا مرکز نے کرنی ہے ایسا نہیں ہے بلکہ ہر صوبے نے اپنی price monitoring خود کرنی ہے۔

جناب والا! یہاں میں یہ بھی گزارش کروں کہ 17لاکھ ٹن میں سے 70فیصد پنجاب کو سپلائی کی جاتی ہے ۔ 4فیصد بلوچستان کو، 20فیصد سندھ کو اور 6فیصد خیبر پختون خواہ کو سپلائی جاتی ہے۔ ضرورت کا اندازہ لگانے کے لئے صوبوں سے demand لی جاتی ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہاں پر تشریف فرما ہماری کابینہ دو معزز ممبران تشریف فرما ہیں، میں یہاں ایک ضمناً سی بات بھی کرتا چلوں کہ یہ norms رہے ہیں کہ جب کبھی House میں debate ہوتی ہے خواہ وہ صرف housing پر ہی ہونی ہو خواہ وہ صرف law and order پر ہی ہونی ہو تو تمام کی تمام کیبنٹ موجود ہوتی ہے۔ مجھے بڑے دکھ سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اب تک جتنی بھی ہم نے یہاں پر تقاریر کی ہیں اس میں کابینہ موجود نہیں تھی جس کو موجود ہونا چاہئے تھا۔

جناب چیئرمین! میں یہاں پر اپنی معروضات پیش کر رہا ہوں، میں اپنی خواہشات کا اظہار کر رہا ہوں کہ کابینہ نے یہاں آ کر باتوں کو سننا ہوتا ہے کیونکہ یہ ساری چیزیں interrelated ہیں۔آج جب میرے بہت ہی پیارے بھائی اور پنجاب کے عوام سے محبت کرنے والے جناب حسن مرتضیٰ صاحب نے اتنی تکلیف کی اور اتنی سردی میں جبکہ لوگ اپنے پاؤں میں دو دو جرابیں چڑھاتے ہیں ننگے پاؤں House میں آئے ہیں۔ میں خدا کی قسم ان کی اس بات کی بڑی قدر کرتا ہوں۔اگر آج پوری کابینہ یہاں بیٹھی ہوتی تو ان interlinked چیزوں کو دیکھتے تو پھر دوبارہ میرے بھائی کو اس کی ضرورت نہ پڑتی۔آج صرف وہی موجود ہیں جنہوں نے opening speech کرنی تھی یا جنہوں نے wind up کرنا تھی۔ جناب میں وزیر قانون صاحب کا بڑا مشکور ہوں کہ انہوں نے بھی فرمایا کہ وہ بھی اس میں تھوڑا سا add کریں گے۔ ہم انشاء اللہ اس سے استفادہ کریں گے اور وزیر موصوف صاحب جو کچھ فرمائیں گے ہم اس سے educate بھی ہوں گے۔

جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو 17 لاکھ ٹن کھاد import کی جاتی ہے۔ میں پھر اس پر emphasize کر رہا ہوں کہ پرائیویٹ کمپنیوں نے 65 لاکھ ٹن کھاد بنانی ہے اور تقسیم بھی پرائیویٹ کمپنیوں نے کرنی ہے لیکن price کے معاملے میں cut کرنے کے لئے اور serve کرنے کے لئے صوبہ اور اس کی مارکیٹ کمیٹیوں کے فرائض ہیں۔ مقامی کمپنیوں کی فی بوری قیمت -/1480 روپے ہے اور فیڈرل حکومت -/2900 روپے میں ایک بوری باہر سے خریدتی ہے اور -/1300 روپے میں فروخت کرتی ہے۔ایک بوری پر -/1600 روپے subsidy دے رہی ہے۔Subsidy دینے کے لئے NFC جو agencies ہیں وہ 2200 کے قریب ہیں اور private manufacturing کی ایجنسیاں بھی ہیں اور یہاں ہر چیز میں ایک unlimited منافع لینا کا قومی رجحان ہے دودھ میں پانی ڈالنے کے باوجود بھی پچاس، پچپن روپے فی لٹر بیچنے کو دل کرتا ہے اور اسی طرح ہر چیز کا ریٹ بڑھتا ہے اس میں بھی لا محالہ ایسا ہی ہوتا ہے ۔ این ایف سی کی 2200 ایجنسیوں کے ذریعے کھاد تقسیم ہوتی ہے باقی تمام پرائیویٹ اداروں کا اپنا distribution network ہے۔گزشتہ پندرہ دنوں میں حکومتی ہدایات نظر انداز کرنے والی سوا ایجنسیوں کے خلاف وفاقی حکومت کی طرف سے کارروائی کی گئی ہے۔ میرے پاس جو figures آئی ہیں میں عرض کر دیتا ہوں اسے ہمارے ممبران check and balance کر سکتے ہیں۔اگر کھاد بنانے والی فیکٹریوں کو پوری کی پوری گیس مل جائے تو ہم جو -/2900 روپے فی بوری باہر سے کھاد لیتے ہیں میرے خیال میں وزیر زراعت بھی میرے ساتھ اتفاق کریں گے کہ پھر ہمیں ایک

بوری بھی باہر سے import نہیں کرنی پڑے گی کیونکہ ہمارے ملک کی manufacturing capacity ہماری ضرورت کے ساتھ match کرتی ہے۔

جناب سپیکر! میں کھاد کی import کے حوالے سے صوبائی حکومت کو on board لانا چاہتا ہوں کہ پنجاب کو کھاد کی کتنی ضرورت ہے یہ صوبائی محکمے کا کام ہے جب آپ کی Inter Provincial Coordination کی میٹنگز ہوتی ہیں، NFC ایوارڈ کی میٹنگز ہوتی ہیں ان کے بعد آکر اس ایوان کو با خبر کیا جانا چاہئے۔آپ جس دور وزارت اور دور اقتدار کو تین سال کہہ رہے ہیں یہ اتنا نہیں پونے چار سال کے اندر وہاں پر کی گئی کسی بھی این ایف سی ایوارڈ کی میٹنگ ہو یا وزیر اعظم کے ساتھ IPC کی میٹنگز ہوں آپ نے ایوان کو باخبر نہیں کیا۔میں نے دیکھا ہے کہ خیبر پختون خواہ کے وزیر اعلیٰ ہوتی صاحب نے Inter Provincial Coordination کی میٹنگ کے بعد جا کر ایوان کو اعتماد میں لیا یہ ایک میٹنگ میرے علم میں ہے جو کہ میں نے میڈیا کے ذریعے سنی تھی۔ہماری یہ خواہش ہے کہ آپ کے آنے والے جو 16 ماہ ہیں اگر ان کے اندر کوئی اور میٹنگ ہو، آپ جہاں پر پنجاب کے حقوق کی ترجمانی کریں وہاں پر کھاد، پانی، ارسا میں جو پانی کو cut لگا ہے اسے remove کرانے کے لئے آپ کیا کر رہے ہیں، وزیر زراعت صاحب کیا کر رہے ہیں، ایجوکیشن منسٹر صاحب کیا کر رہے ہیں اس سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔ایوان کو آگاہ کرنا اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ بعد میں ہمیں معروضات پیش کرنا آسان ہوتی ہیں بلکہ appreciate کرنے کے لئے بھی دل کرتا ہے لیکن ہمارے علم میں کچھ ہو گا تو ہم اس پر appreciation کریں گے۔

جناب سپیکر! بلیک مارکیٹنگ کا خاتمہ اور ذخیرہ اندوزوں کے خلاف کارروائی، قیمتوں کا بحران، ناجائز منافع خوری پر کنٹرول صوبائی حکومت کا فرض ہے، میں یہاں کہنا چاہتا ہوں کہ کسی سطح پر اگر کوئی بھی ایجنسی ہولڈر بلیک کرتا ہے تو صوبائی حکومت کے متعلقہ آفیسرز اور متعلقہ وزارت کو کسی کا کوئی لحاظ نہیں کرنا چاہئے۔ صوبہ کے اندر کھاد کی جو بلیک مارکیٹنگ ہو رہی ہے جو کسی بھی جگہ بکتی ہے خواہ وہ پرائیویٹ یا پھر جو باہر سے imported بیچ رہا ہے اس کے خلاف کارروائی کی جانی چاہئے لیکن کارروائی نہ کئے جانے کی بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔میں یہ عرض کرتا چلوں کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد صوبوں کو توانائی سمیت اپنی ضروریات کے مطابق اقدامات کرنے کی اجازت ہے۔صوبہ کو یہاں پر یوریا اور ڈی اے پی کے پلانٹ لگانے کے لئے کوشش کرنی چاہئے لیکن پھر یہ handicapped ہوں گے کہ گیس تو انہوں نے سنٹر سے لینی ہے لیکن Inter Provincial Coordination کی جتنی بھی میٹنگز

ہیں اس میں guaranty لے کر اور اس guaranty پر جو ان کی گفتگو ہو وہ ایوان میں بتائی جائے اور ایوان کو اس کا گواہ بنایا جائے تو ایوان میں اپوزیشن سمیت ساری فورس آپ کے پیچھے ہو گی۔

جناب چیئرمین: بسراء صاحب کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جی، نہیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: ایوان کی ساری force آپ کے پیچھے ہو گی کہ آپ نے پنجاب کے عوام کے لئے ایک commitment کی ہے، مزید یوریا اور ڈی اے پی بنانے کے لئے اتنی گیس کی commitment کی ہے۔ پھر مرکز میں آج کی یا کل آنے والی حکومت یا اس کے بعد آنے والی حکومت ممکن ہو وہ آپ کی ہو یا کسی اور کی ہو اگر آپ کی حکومت ہو گی تو آپ اس پر عملدرآمد کریں گے اور اگر کسی اور کی حکومت ہو گی اور وہ اس پر عملدرآمد نہیں کرے گی تو یہ ایوان آپ کے پیچھے کھڑا ہو گا۔ میں نے کھاد کے بارے میں تو اپنی معروضات پیش کر دی ہیں اب میں اس میں final یہی بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہماری ڈیمانڈ کے ساتھ پیداوار match کر رہی ہے لیکن پنجاب میں sale کے اندر problems آ رہے ہیں جس وجہ سے ہمارے ممبران کو اور سب کو بڑی تکلیف ہو رہی ہے اور خصوصاً کسانوں کے مسائل حل کرنے میں بڑی دقت آ رہی ہے۔

جناب سپیکر! مجھے اس بات کی بڑی خوشی ہے کہ جناب وزیر زراعت نے یہ بات کرنے سے پہلے ایگریکلچر کے تمام مسائل کا احاطہ کیا ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ زرعی مارکیٹنگ کا نظام کمزور ہونے کی وجہ سے کسان کی مشکلات میں کئی گنا اضافہ ہوا ہے۔ زرعی مارکیٹنگ کمیٹیوں کے الیکشن نہیں ہوئے بلکہ وہاں پر ایڈمنسٹریٹر مقرر کئے گئے ہیں۔ اگر ایڈمنسٹریٹر نہ ہوتے اور زرعی مارکیٹنگ کا نظام موجود ہوتا تو پھر یہ مسائل آپ کے سامنے نہ آتے۔ انہوں نے ایک بڑی اچھی بات کی ہے کہ inputs پر 16 فیصد GST لگا ہے اور انہوں نے اسے oppose کیا ہے، یہ نہیں ہونا چاہئے یہ کسان پر بوجھ ہے۔ میں منسٹر صاحب کی بات کو appreciate کرتا ہوں کہ انھوں نے بڑی اچھی بات کی ہے اور میں پنجاب کے کسانوں کے حقوق کی اس ترجمانی میں ان کے ساتھ ہوں کہ کسانوں کی inputs پر جو 16 فیصد GST لگا ہے وہ ایک ظلم ہے، ایک زیادتی ہے وہ کسی طریقے سے نہیں ہونا چاہئے، direct and indirect taxation اس قدر ہے کہ۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان:جناب سپیکر!اجازت ہے؟

جناب سپیکر:چودھری صاحب!Carry on

چودھری ظہیر الدین خان: شکریہ۔جناب والا!میں ایک دو مدات پر اپنی معروضات پیش کر چکا ہوں اور چند ایک points رہتے ہیں وہ بیان کرنے کے بعد اجازت لوں گا۔میں نے ایک بات تو کر دی ہے دوسری بات یہ ہے کہ گنے کے جو مسائل ہیں ان میں کسان کو مہنگا ڈیزل،proper seed supply نہ ہونا بھی گنے کے مسائل میں سے ایک ہے۔ ڈیزل پر سبسڈی ختم کی گئی ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ agriculture specified subsidy دی جانی چاہئے۔ایگریکلچر میں اگر کسی کے نام ایک ٹریکٹر کی رجسٹریشن ہے اور اس کی زمین ایکڑوں میں ہے چاہے بیس یا پچاس ایکڑ ہے اسے earmark کرنے کے بعد اس حساب سے اسے سالانہ subsidies ڈیزل supply کا کوٹا اور لائسنس سسٹم ہونا چاہئے ورنہ کسان اس مہنگے ڈیزل کے ساتھ ٹریکٹر چلا سکتا ہے اور نہ ہی پیٹر چلا سکتا ہے۔میری یہ بھی تجویز ہے کہ CPR کو چیک کا درجہ دینے کے لئے قانون سازی کی جائے ، مجھے اس وقت لاء منسٹر صاحب کی توجہ چاہئے کیونکہ قانون سازی ان کی قلم اور ان کے زیر عینک مسکراتے ہوئے بات کرنے کے بغیر نہیں ہو سکتی۔میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جب CPR جاری ہوتا ہے تو کسان وہ لے کر پیچھے پیچھے پھرتا رہتا ہے وہ ایک پیپر ہوتا ہے کہ ہم نے یہ پیسا آپ کو دینا ہے اور فلاں تاریخ کو لے لیں اور اس پر تاریخ بھی لکھی ہوتی ہے اور وزیر زراعت اسے جانتے ہیں۔اگر مل مالک کی نیت ٹھیک ہوتی ہے تو پھر CPR کی جگہ چیک جاری کیا جائے لہذا اس پر قانون سازی کی جائے۔وہ چیک ہونا چاہئے اور چیک bounce ہونے کی صورت میں شوگر مل کے مالک کے خلاف پرچہ درج ہونا چاہئے نہ کہ منیجر کے خلاف۔یہ vicarious liability کے حساب سے کسی اور کے ذمے نہ لگایا جائے بلکہ قانون سازی کے اندر یہ inbuilt ہونا چاہئے کہ ایسی قانون سازی ہونی چاہئے کہ جو چیک خواہ وہ دس ہزار کا ہے یا پانچ لاکھ کا وہ چیک اگر اس date کو bounce ہو جاتا ہے اور پیسے نہیں ملتے تو جس طریقے سے ایک عام شہری اپنا چیک bounce ہونے پر خمیازہ بھگتتا ہے اسی طرح مل مالک یا بورڈ آف گورنرز بھی بھگتے۔

جناب سپیکر!گنے کی quality sugar کے مطابق قیمت مقرر کرنے کے لئے بھی قانون سازی کی جائے۔کچھ ایسی qualities ہیں جن میں percent recovery 9 ہے اور کچھ ایسی ہیں جن میں percent recovery 7 ہے اور کچھ quality ban ہو چکی ہیں جیسے کہ انڈین تھی جس میں red rot آ چکا ہے لیکن پھر بھی اگر کسی کو premium price نہیں ملے گی تو پھر وہ سارے کا سارا

mix جاتا رہے گا۔ مجھے اس بات سے اتفاق ہے کہ premium کرنے کے لئے صوبہ پنجاب نے آج سے دو سال پہلے شوگر کین کمشنر کو ایک instruction جاری کی تھی لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ Premium price of the premium quality کے لئے قانون سازی کی جائے تاکہ کسان، شوگر کین growers جو اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے اس ایوان کی طرف دیکھ رہے ہیں وہ سمجھیں کہ اس ایوان میں ہمارے لئے کوئی کام ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا آپ نے پہلے کوئی ایسا قانون بنایا تھا؟

چودھری ظہیر الدین خان: جی نہیں، پہلے ایسا کوئی قانون نہیں بنا اسی لئے میں نئی قانون سازی کے لئے تجاویز دے رہا ہوں اور یہاں پر قانون سازی کی بڑی provision ہے۔ اب گنّا بونے، خریدنے اور چینی کی شکل میں گنّا utilize کرنے والوں کے درمیان value added process چھ ماہ کا ہوتا ہے۔ ایک سال کے بعد، سیزن گزرنے کے بعد ایک مل سے دو ملیں بن جاتی ہیں جبکہ کسان کو قرضوں کا سود ادا کرنے کے لئے اپنی زمین کا ایک ایکڑ فروخت کرنا پڑتا ہے۔ اس اتنے بڑے value added gap کو کم کرنے کے لئے administrative steps لئے جائیں۔ دنیا میں شوگر کین کی quality بہت زیادہ improve کر چکی ہے جبکہ ہماری deterioration اس قدر زیادہ ہے کہ ہمارے زرعی تحقیق کے اداروں میں کہیں کہیں، خال خال کوئی ایک quality باہر آتی ہے۔ I can mention an institution، شکر گنج شوگر ملز جھنگ والوں نے اپنی ایک پرائیویٹ لیبارٹری بنائی ہے شاید وزیر زراعت نے اس کو visit بھی کیا ہو گا۔ انہوں نے اپنے پیسوں سے research شروع کی اور Sopolo برازیل کے ساتھ collaboration کے بعد SPSG کے نام سے varieties دینی شروع کیں اور اس وقت تک وہ ملک کے اندر thirty-nine varieties دے چکے ہیں۔ یہ بڑی appreciable بات ہے کہ پاکستان کے کسی شہری نے ایک قدم آگے بڑھایا اور وہ ایک role model کے طور پر سامنے آیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایک پرائیویٹ آدمی Shakirganj Sopolo(SPSG) کے نام سے برازیل کے ساتھ collaboration کر کے thirty-nine varieties دے سکتا ہے تو حکومت کو اسے ایک مثال سمجھتے ہوئے follow کرنا چاہئے اور حکومتی زرعی تحقیق کے اداروں کو ہر دو سال کے بعد approved varieties مارکیٹ میں لانی چاہئیں۔ اگر آپ دوسرے ممالک میں سفر کرتے ہیں تو آپ کو مکئی اور گنے کے کھیت ایک ہی height میں نظر آئیں گے لیکن یہاں پاکستان میں

آپ کو ان میں variation of height نظر آئے گی اور یہ bad seeds and bad varieties کی وجہ سے ہے۔

جناب سپیکر! میں عرض کرتا چلوں کہ جناب وزیر زراعت نے بہت سی باتوں کا ذکر کیا ہے جس سے مجھے بات کرنے میں سہولت پیدا ہوئی ہے۔انہوں نے سیم اور تھور کی بات کی ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ پنجاب ایک نعمت کی شکل میں پاکستان میں ہے۔پہلے برصغیر میں یہ اپنا وجود رکھتا تھا اور اب پاکستان میں ہے۔پنجاب کے رہنے والے کسان کی اولاد نے ہی یہاں آکر شہر آباد کئے ہیں۔ پنجاب کے پنجابی کسان کی اولاد نے جاکر wild West of Africa آباد کیا ہے اور وہاں ساری ریلوے لائن بچھائی تھی۔پنجاب کے ہی کسان کے بیٹوں نے جاکر سارا آسٹریلیا آباد کیا ہے اور بخت فیملی کشتیوں کے اوپر اونٹ لے کر وہاں پر گئی تھی۔پنجاب کے کسان کی اولاد نے wild West of India یعنی سارا سندھ آباد کیا، وہاں پر کیلا اور دوسری چیزیں لے جاکر کاشت کیں اس کے بعد بھی وہ مطعون ہوتے ہیں لہذا یہ توجہ کے طالب ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر پانی کی بہت زیادہ scarcity ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "ہم نے ہر چیز کو پانی سے زندگی بخشی" پانی زندگی ہے لیکن اس زندگی کے اوپر ایک اژدھا بھارت بیٹھا ہوا ہے لیکن جو overflow spillways کے اوپر سے آتا ہے اگر اس کی water management ٹھیک کر لی جائے تو بہت بہتری آ سکتی ہے۔ساری دنیا کے اندر recharges کے دو sources یعنی flood waters اور بارشیں ہیں۔بارشیں ہم سے روٹھ چکی ہیں اور flood waters آنے کم ہو گئے ہیں صرف سندھ اور جہلم ہمارے دو ایسے دریا ہیں کہ جن کے اوپر ابھی تک dams نہیں بنے۔گرمیوں کے اندر جتنا پانی آتا ہے اس کی recharging کے لئے اور recharging split away channels بنانے کے لئے دنیا میں جو technology استعمال ہو رہی ہے اس پر کام کرنا چاہئے تاکہ sweet water belt پنجاب کے اندر بڑھائی جا سکیں۔مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پچھلے دو تین سالوں سے پنجاب کے اندر water management کے حوالے سے بہت slow کام ہوا ہے۔اس شعبے میں disbursement of amount بہت کم ہوئی ہے جس speed سے پہلے اس شعبے کو رقوم ملتی تھیں وہ نہیں مل سکیں اسی وجہ سے کام slow ہے۔میں عرض کروں گا کہ ہمارے پنجاب کے minors، کھالہ جات اور نہریں توجہ کے طالب ہیں۔Water management کے لئے ان کی lining کی جانی چاہئے۔ان کے funds میں کمی نہ کی جائے بلکہ انہیں زیادہ سے زیادہ رقوم مہیا کی

جائیں۔ہمارا brackish water زمینوں کو خراب کر رہا ہے اس حوالے سے یہاں پر کوئی قانون سازی موجود نہیں ہے۔کسان کو اوپر سے میٹھا پانی نہیں ملتا اور نیچے سے پانی کڑوا ہے جو کہ زمین کے لئے slow poisoning ہے۔آہستہ آہستہ اس زمین پر crust جمتی چلی جاتی ہے اور اس کی yield کم ہوتی جاتی ہے۔ہم سب کسان زمین کے مزارعے ہیں۔زمین اللہ تعالیٰ کی ہے اور اس کے بعد پاکستان کی ملکیت ہے۔اس زمین کو بہتر سے بہتر کرنے کا حق تو ہمیں ہے لیکن اس کو تباہ کرنے کا حق ہمیں نہیں۔ایسی قانون سازی ہونی چاہئے کہ اگر کوئی اپنی زمین میں ٹیوب ویل لگانا چاہتا ہے تو یہ check کیا جائے کہ وہ کس depth پر یہ ٹیوب ویل لگا رہا ہے؟اسے cross check کرنے کے بعد پانی کی assessment کی جائے اور اگر یہ پانی fit for agriculture نہ ہو تو اس کے رقبے کے اندر وہ ٹیوب ویل نہیں لگنے دینا چاہئے کیونکہ اگر بارہ ایکڑ میں سے تین ایکڑ وہاں پر میٹھا پانی ہے تو ٹیوب ویل لگنے کے بعد وہ تین ایکڑ بھی نہیں رہیں گے اور آہستہ آہستہ بارہ کے بارہ ایکڑ بنجر ہو جائیں گے اور پھر میٹھا پانی بھی اس پر اثر نہیں کرے گا۔اس حوالے سے اگر قانون سازی ممکن نہیں تو پھر administrative steps لئے جائیں۔

جناب سپیکر!ہمارے انجینئرز نے آج سے چار سال پہلے ایک Sulfurous Plant introduce کیا جس کی قیمت انہوں نے ایک لاکھ دس ہزار روپے مقرر کی تھی۔حکومت نے یہ اعلان کیا تھا کہ ہم اس میں کچھ subsidy بھی دیں گے۔اس سکیم کو encourage کیا جائے۔اس sulfurous acid plant کے ساتھ brackish water soften ہو جاتا ہے اور اس سے فصلیں بہتر ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر!ٹیوب ویلوں کے night meters یہاں پنجاب کے اندر تین سال تک کام کرتے رہے ہیں۔یہ 2006 سے لے کر 2008 تک کا عرصہ ہے۔یہ Chinese meters تھے۔یہ میٹر جب رات کو چلتے تھے تو یہ subsidized ہوتے تھے اس لئے لوگ اپنے ٹیوب ویلوں کو رات کے اوقات میں چلاتے تھے۔رات کے وقت بجلی کی لوڈشڈنگ کا pressure کم ہوتا ہے اور ٹیوب ویل چلتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے زمین زیادہ سیراب ہوتی ہے۔ان night meters کا میں خود ایک consumer ہوں۔یہ میٹر سارے صوبے کے اندر لگائے جائیں۔

جناب سپیکر!pesticide and weedicides اتنے عنقا ہو چکے ہیں کہ اس کو ڈھونڈنا بہت مشکل ہے اس کے لئے ایک special task force قائم ہونی چاہئے۔میں آپ کی وساطت سے

معزز وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ weedicides and pesticide پر ایک Special Task Force مقرر کریں۔ان کا کام mobile Laboratories کے ساتھ جا کر check کرنا اور سخت سزائیں دینا ہے۔آپ اندازہ نہیں لگا سکتے جب کسان pesticide لے کر آتا ہے تو صرف ایک کالے رنگ کا spray dead coca cola کرنے کے بعد گھر میں بیٹھ جاتا ہے اُس کے بچوں کے شادیاں رُک جاتی ہیں، وہ اپنی بیوی کو دوائی لے کر نہیں دے سکتا اور وہ دن اُس کے لئے عید کا دن ہو گا جس دن یہ ٹاسک فورس بنا دی جائے گی اور اگر کوئی قانون آپ کو اجازت دیتا ہے تو آپ اُن جعلی pesticides بیچنے والوں کو اُلٹا لٹکا دیں۔

جناب سپیکر!آپ کو یاد ہو گا کہ یہاں پر وزیر زراعت صاحب نے دو باتیں کی تھیں۔ایک انہوں نے کہا تھا کہ فروٹ اور سبزی کی value added کے لئے Airports کے گرد و نواح اور بڑے شہروں میں ہم cold storages بنائیں گے جس کے کم rates ہوں گے اور یہ انہوں نے printed پڑھا تھا۔آج میں اس ایوان میں چار سال کے بعد پوچھنے لگا ہوں کہ آپ ذرا بتا سکتے ہیں کہ آپ نے کس کس airport کے ساتھ cold storages بنا لئے ہیں؟ پچھلے سال 600۔ارب روپے بجٹ تھا اور اگر چاروں بجٹ ملائے جائیں تو 2400۔ارب روپے میں سے ایک cold storage بھی نہیں لگا جبکہ ان کی طرف سے یہ بہت بڑی commitment تھی۔

جناب سپیکر!میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ گنا ہی نہیں،اس کے لئے جتنی بھی فصلیں ہیں اگر آپ crops fixed areas کر سکیں جہاں پر زمین بہتر ہے اور پانی کم ہے وہاں پر edible oils لے جایا جائے اور کسانوں کو educate کیا جائے اور پھر اُنہیں مجبور بھی کیا جائے۔edible oil صرف ایک پانی مانگتا ہے اور اگر بارش ہو جائے تو پھر اس کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔اس وقت تقریباً 16 بلین ڈالرز کا edible oil import ہو رہا ہے اس سے ہماری اتنی saving ہو جائے گی۔یہاں پر ایجوکیشن نہیں ہوتی،extension میں کام نہیں ہو رہا اس لئے یہاں پر help کی جائے۔

جناب سپیکر:جناب منسٹر صاحب!چودھری صاحب نے آپ کو بہت important points بتائے ہیں ان سب points کو note کیا جائے اور اس کے بعد آپ دیکھیں کہ ان پر آپ کس حد تک عملدرآمد کر سکتے ہیں۔جی،چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان:جناب سپیکر!میں ہر سطح کے حکمرانوں کے لئے اب کسانوں کی طرف سے فیض کا ایک شعر کہہ کر ختم کرتا ہوں۔

اُن کی نظر میں کیا کریں پھیکا ہے اب بھی رنگ
جتنا لہو تھا سر سے قبا کر چکے ہیں ہم

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اب کاظم علی پیرزادہ صاحب!

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کی توجہ ایک بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ 15 سے 20 سال کے بعد پہلی دفعہ پچھلے سال ہم کاشتکاروں کو ہماری محنت کا جائز منافع دیا گیا اور اُس کے بعد پورے ملک میں ایک بحث شروع ہوئی کہ ان کی آمدنی پر ٹیکس لگایا جائے۔ اُس کے بعد میڈیا پر بھی مختلف talk shows میں اس پر بات ہونے لگ گئی کہ ان پر ٹیکس لگا دیا جائے لیکن 15 سال کے استحصال کے بعد ہمیں اپنی آمدنی کا جائز منافع ملا۔ ہمارے صوبے میں لوگوں کی جائیدادیں کم ہونے کی وجہ سے قدرتی طور پر ایک land reform آ چکا ہے اور جب یہ کہا جاتا ہے کہ چھوٹا farmer تو میری سمجھ میں تو پنجاب میں کوئی بڑا farmer نہیں ہے۔یہاں کا farmer بمشکل اپنی سفید پوشی کا بھرم قائم رکھے ہوئے ہے۔ ہمیں پچھلے سال کی سزا یہ ملی کہ inputs کی تین گنا قیمت بڑھا دی گئی اور اس مرتبہ کپاس، گنا اور دوسری بھی تمام فصلوں کی قیمت کو آدھے سے بھی کم کر دیا گیا۔

جناب سپیکر! ابھی ہمارے وزیر محترم نے بڑی خوبصورت بات کی اور یقیناً گرین ٹریکٹر سکیم ایک بہت اچھا اقدام ہے لیکن میری یہ درخواست ہو گی کہ آپ اپنے کاشتکار کو سکیمیں دینے کی بجائے اُس کو ٹیکنالوجی دیں۔ اس وقت ڈیزل اتنا مہنگا ہو چکا ہے کہ ٹیوب ویل چلا کر ایک ایکڑ کو ایک دفعہ سیراب کرنے پر تین ہزار سے پینتیس سو روپیہ خرچ آتا ہے۔ اگر ہمارے کاشتکاروں کو educate کیا جائے اور جس طرح سے پنجاب حکومت نے initiative لیا بھی ہے اُس کو اگر وسیع کیا جائے اور جہاں پر پلانٹس دیئے جا رہے ہیں وہاں پر اگر اس ٹیکنالوجی کے حوالے سے لوگوں کو educate کرنے کا انتظام کیا جائے اور اس کے لئے ضروری چیزوں کو زرعی علاقوں میں دستیاب کرایا جائے تو بہت اعلیٰ بات ہے۔

جناب سپیکر! میرے حلقہ میں محکمہ نہر کی طرف سے تاوان لگایا گیا ہے۔ تاوان کی یہ پوزیشن ہے کہ دو ایکڑ کے کاشتکار کے اوپر دو لاکھ روپیہ تاوان ہے جبکہ یہ کسی طرح ممکن نہیں ہے کہ وہ اُس تاوان کی ادائیگی کر سکے ماسوائے اس کے کہ وہ اپنی زمین بیچے۔ یہ بھی ایک عجیب حساب ہے کہ جس طرح کاشتکاروں سے آبیانہ اور زرعی ٹیکس وصول کرنے کے لئے ایک علیحدہ سے حوالات بنی ہوئی ہے جسے ہر season کے شروع میں whitewash کر کے تیار کر لیا جاتا ہے اور پھر کاشتکاروں اور لمبرداروں کو

اُس کے اندر بند کرنے کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ میری تجویز ہے کہ اسی طرح صنعتکاروں اور کاروباری لوگوں سے بھی tax collect کرنے کے لئے ایک علیحدہ حوالات بنائی جائے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ محکمے کی نااہلی، ملی بھگت یا کرپشن کو چھپانے کے لئے کہ پانی کسی کو بیچا اور تاوان کسی کے اوپر لگا، ایک تو پورے پنجاب اور خاص طور پر میرے علاقہ میں ایک uniform policy بنا کر اُس تاوان کو ختم کیا جائے کیونکہ اس طرح حکومت کی بدنامی تو ہو رہی ہے لیکن tax collection بالکل نہیں ہو رہی۔ یہاں پر ہمیشہ بات ہوتی ہے کہ پنجاب کی 70 فیصد آبادی کسانوں پر مشتمل ہے لیکن ہماری معیشت ہر وقت کسی bumper crop کے انتظار میں رہتی ہے اور اگر bumper crop نہ ہو تو ہمارے ملک میں ایک عجیب بھوک کی سی صورتحال ہوتی ہے لیکن بدبختی یہ ہے کہ جس وقت ہمارا کاشتکار اپنی محنت اور اللہ کی مہربانی سے اچھی فصل آتی ہے تو اُس فصل کا کوئی خریدار نہیں ہوتا جس طرح کہ اس دفعہ کپاس کا حال ہوا ہے۔ اب آگے گندم کا season آ رہا ہے تو میری یہ درخواست ہو گی اور جس طرح وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ انہوں نے record گندم export کی ہے۔ گوداموں میں اس وقت بھی جو فاضل گندم پڑی ہے اُس کو اُٹھا کر export کرنے کا ابھی سے کوئی بندوبست کیا جائے تاکہ جب گندم کا season آئے تو آپ گندم خرید کرنے کی پوزیشن میں ہوں۔ پچھلی دو تین فصلوں سے ہماری فصل کا صحیح معاوضہ نہیں مل سکا۔۔۔

جناب سپیکر: اجلاس کی کارروائی کے لئے وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! میری یہ درخواست ہو گی کہ گندم جو اس ملک کی ضرورت ہے اگلی دفعہ کی گندم کا دانہ دانہ خرید کرنے کا ابھی سے انتظام کیا جانا چاہئے۔ میری آخر میں درخواست ہو گی کہ ٹیکس کی وصولی کا جو دوغلا سسٹم ہے کہ صنعتکار اور تاجر کے لئے حوالات نہیں ہیں، میری تجویز ہے کہ قانون سازی کر کے یہ فوراً بنوالینی چاہئیں تاکہ ایک uniform policy ہو کہ جس کرب سے 70 فیصد آبادی گزر رہی ہے اس کرب سے سارے پنجاب کے لوگ گزریں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ہمارے بھائی ابھی جو اِدھر سے یا اُدھر سے تقریر فرما رہے تھے۔ یہ بڑی اچھی inputs دے رہے ہیں لیکن کسانوں کے زخموں پر نمک چھڑکا جا رہا ہے۔ میں صرف ایک بات کروں گا کہ۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میں نے ان کو floor دیا ہے۔ ان کو سننے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ جیل روڈ پر NFML کا ہیڈ آفس ہے، وہاں صبح سے لے کر رات دو بجے تک روزانہ Permits issue ہو رہے ہیں۔ دو سو روپیہ بوری کا ریٹ ہے وہاں دس دس ہزار بوری کے Permits issue ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ لکھ کر لائیں۔

شیخ علاؤالدین: ہم یہاں وقت ضائع کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ضائع کر رہے ہوں گے لیکن ہم وقت ضائع نہیں کر رہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ آپ کمیٹی مقرر کر دیں تو میں ابھی ثابت کرتا ہوں کہ کس طرح distribution ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: جب آپ کی باری آئے گی تو آپ اپنی بات کر لیجئے گا۔ میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے اس ملک کے اس طبقے کے مسائل کے متعلق بات کرنے کے لئے وقت دیا۔ یہ وہ طبقہ ہے جو گرمیوں کی سخت دھوپ میں اور سخت سردیوں میں اپنی جان کو مصیبت اور خطرے میں ڈال کر اس ملک، قوم اور پوری دنیا کو اناج مہیا کرتا ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے ایک بات آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ آج سرکاری کارروائی میں کھاد کی دستیابی اور گنے کے کاشتکاروں کو درپیش مسائل پر بات ہونی تھی۔ سید حسن مرتضیٰ صاحب نے ایک تحریک چلائی اور ننگے پاؤں ایوان میں آئے جس کے نتیجے میں یہ کارروائی عمل میں لائی جا سکی۔ یہاں جو تقریریں ہوئی ہیں ان سے مجھے لگتا ہے کہ ہم اپنے موضوع سے ہٹ رہے ہیں۔ میری گزارش ہو گی کہ ہم اس موضوع میں رہ کر اگر کاشتکار کے مسائل پر بات کریں تو آج کا وقت زیادہ بہتر طور پر استعمال ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ شروع کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!میں صرف پنجاب کی بات نہیں کر رہابلکہ پورے پاکستان میں کسان کی حالت سب کے سامنے ہے۔اس ایوان کے اندر اکثریت وہیں سے روزی حاصل کرتی ہے، وہیں سے اناج حاصل کرتی ہے۔آج کسان کی حالت یہ ہے کہ جب پاکستان کے کسان کو کوئی input چاہئے ہوتی ہے تو وہ نہیں ملتی۔آپ کہیں سے شروع کر لیں،اگر اس کو ٹیوب ویل لگانے کے لئے بجلی چاہئے تو اسے ایم این اے کی priority لینی پڑتی ہے۔اگر اس کو کھاد چاہئے تو اس کو ایم پی اے کی سفارش چاہئے ہوتی ہے یا پھر اس کو قطار میں لگنا پڑتا ہے۔اس کو اگر پانی چاہئے تو محکمہ آبپاشی والوں کی منتیں کرنی پڑتی ہیں۔ہم اس کے بعد بھی ان سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ ہمارے ملک کی ضروریات کو پورا کریں۔اس کے سامنے اگر ہندوستان کے کسان کو دیکھیں اس کے لئے Zero line یا بارڈر پر no man land پر جا کر دیکھیں۔وہاں پر آخری حد تک آپ کو ہریالی نظر آئے گی وہ کیوں نظر آئے گی کیونکہ وہاں کے کسان کو جو input چاہئے ہوتی ہے وہ اس کے گھر میں دستیاب ہوتی ہے۔اگر اس نے ٹیوب ویل لگانا ہے تو اس کو Zero line تک بجلی فراہم کر کے ٹیوب ویل لگایا جاتا ہے اور بجلی بھی مفت دی جاتی ہے۔اگر اس کو کھاد چاہئے تو اس کے گاؤں میں موجود سٹور پر کھاد مہیا کی جاتی ہے اور اس پر سبسڈی بھی دی جاتی ہے۔یہ ہے مقابلہ اگر ہندوستان سے ہی مقابلہ کرنا ہے تو ایسے کریں۔آپ یہ دیکھیں کہ یہ فرق اتنا زیادہ کیوں ہے؟ مجھے آج ہونے والی تقاریر سے یہ فرق عیاں ہوا ہے۔میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج میں صرف اور صرف کسان کی نمائندگی کر رہا ہوں اور کسی کی نمائندگی نہیں کر رہا۔مجھے تقاریر سے یہ لگا ہے کہ حکومتوں کے درمیان جو غلط فہمیاں ہیں اور جو confrontation ہو رہی ہے اس میں کسان پِس رہا ہے۔ہم تو یہاں اپنے مسائل کا حل ڈھونڈنے کے لئے آئے تھے لیکن یہاں پر حکومتیں کھڑی ہو کر اپنے مسائل بتا رہی ہیں جیسے پنجابی میں کہتے ہیں کہ "سنڈیاں دی لڑائی وچ کیڑیاں ماریاں جا رہیاں نیں۔"میں یہ کہتا ہوں کہ یہ اپنے مسائل خود حل کریں، اپنے حالات کو خود ٹھیک کریں اور اپنی understanding خود پیدا کریں۔ہمارے چھوٹے چھوٹے مسائل کو figures کی بُھول بھلیوں میں نہ لے کر جائیں۔ہمارے مسائل بہت چھوٹے ہیں۔آج ہمیں جو کارکردگی بتائی گئی ہے تو یہ بھی بتا دیجئے کہ حکومت نے گنے کی قیمت -/150 روپے فی من مقرر کی تھی تو پھر کنڈے والے 130/120 روپے فی من گنا کیوں خرید کر رہے ہیں،آخر اس کا ذمہ دار کون ہے؟اور کیا اس میں کوئی بڑی سائنس چاہئے کہ مقرر کردہ قیمت کسان کو مل سکے؟ گنے کی قیمت -/150 روپے فی من input کی قیمت کے برابر نہیں ہے، ہم نے -/150 روپے فی من قبول کیا لیکن وہ تو ہمیں دلوا دیں۔اس کے بعد مجھے بتائیے کہ جب یہ

ملیں بیس تیس روپے فی من کے پیچھے کٹوتی کر رہی ہیں تو یہ کس قانون کے تحت کٹوتی کر رہی ہیں، کس حکومت کے سائے تلے کر رہی ہیں اور کیوں کر رہی ہیں؟ اگر کٹوتی ضروری ہے تو پھر حکومت کی طرف سے ایک نوٹیفکیشن جاری کیجئے تاکہ ملیں اس کی پابند ہوں لیکن ان کو پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ ہمارے یہ مسائل ہیں جو ہم چاہتے ہیں کہ آج حل ہوں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ جب ہم مل کے دروازے پر جائیں تو ہماری عزت نفس مجروح نہ ہو۔ آپ کہتے ہیں کہ ہم معزز ایوان کے ممبر ہیں، ایم پی اے ہیں تو اگر میں بھی مل کے دروازے پر چلا جاؤں تو مجھے اندر جانے کے لئے آدھ گھنٹہ یا پون گھنٹہ انتظار کرنا پڑتا ہے۔ میں ایک چیز دیتا ہوں، مجھ سے وہ چیز ادھار لی جاتی ہے تو یہ عجیب قانون ہے اور یہ صرف گنے کا مسئلہ ہے کہ جس میں خام مال ادھار لے کر کسان کو دو دو سال اس کے پیچھے جانا پڑتا ہے اور مل کے دروازے پر جا کر آدھ آدھ گھنٹہ انتظار کرنا پڑتا ہے پھر جا کر میری کسی آدمی سے اپنی رقم وصول کرنے کے لئے ملاقات ہو سکتی ہے۔ میں تو چاہتا ہوں کہ حکومت اس کا انتظام کرے کہ مجھے بروقت اپنی محنت کا پھل ملے۔ مجھے اس سے غرض نہیں کہ ان کے اپنے کیا مسائل ہیں۔ اس کے لئے کوئی نئی طاقت نہیں چاہئے، نیا قانون نہیں چاہئے صرف اور صرف حکومت اور اس کے افسران کی will چاہئے۔ یہ جہاں چاہتے ہیں وہاں پر کام ہو جاتا ہے اب تو حد یہ ہو گئی ہے کہ مجھ سے مال ادھار لیا جاتا ہے، میری رقم ایک سال اپنے پاس رکھی جاتی ہے اور جب میں مانگنے کے لئے جاتا ہوں تو مجھ پر گولیاں چلائی جاتی ہیں۔ ابھی حال ہی میں ہنزہ شوگر مل کا واقعہ ہوا کہ ایک غریب کسان نے احتجاج کیا کہ کٹوتی مت کریں اور مجھے میرا حق دیں۔ اس پر اس کو گولی مار کر اگلے جہان پہنچا دیا گیا۔ وہاں پر اور کسان بھی زخمی ہوئے تھے تو وہ کیوں ہوئے تھے، کیا مل والے اس ملک کے باشندے نہیں ہیں، کیا مل کے مالکان اس ملک کے قانون کے پابند نہیں ہیں، کیا ان کو پوچھنے والا کوئی نہیں ہے اور کیا ان کو کسی کا خوف نہیں ہے اگر ہے تو پھر میرے ساتھ یہ کیوں ہو رہا ہے؟ میرے مسائل تو چھوٹے سے ہیں اور لمبے چوڑے مسائل نہیں ہیں کہ جن پر ان کو اتنی لمبی لمبی تقاریر کرنی پڑیں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد کھاد کی input کی بات ہو رہی ہے کہ کھاد کی فی بوری -/1350 روپے قیمت مقرر ہے۔ جب آپ نے گنے کا -/150 روپے ریٹ مقرر کیا تو اُس وقت قیمت -/870 روپے رکھی گئی تھی کہ یہ input کا ریٹ ہے۔ آج جب -/1350 روپے کھاد کا ریٹ مقرر کر دیا اور مارکیٹ میں -/2200 روپے تک بِکی ہے، بتائیں کہ کس نے ensure کرنا ہے کہ زیادہ ریٹ پر کیوں بِکی ہے؟ چلیں، میں مانتا ہوں کہ حکومت نے -/1350 روپے ریٹ مقرر کیا ہے جو مجھے -/1350 روپے

میں ہی مل جائے مگر مجھے تو-/2200 -/2300روپے میں مل رہی ہے۔ ہمارے یہ چھوٹے چھوٹے مسائل ہیں جنہیں حل کرنے کی ضرورت ہے۔ خدارا کوئی بھی پارٹی یا حکومت ہو ہمارے مسائل پر سیاست مت کریں بلکہ مسائل کو حل کریں۔اِن چیزوں کو چھوڑ دیں کہ فلاں نے یہ کام کرنا ہے اور فلاں کے ذمہ ہی یہ کام ہے۔ابھی مجھے کوئی کہے گا کہ یہ تو وفاق کا کام ہے لہذا قومی اسمبلی میں بات کی جائے مگر میری جہاں تک پہنچ ہے میں نے تو وہاں پر کھڑے ہو کر ہی بات کرنی ہے۔اس کے علاوہ میں کنڈوں کے حوالے سے عرض کروں گا کہ کس اتھارٹی اور قانون کے تحت پرائیویٹ کنڈے قائم کئے گئے اور کون سا محکمہ ہے جس نے اُن کنڈوں پر check کرنا ہے کہ گنے کا وزن ٹھیک ہو رہا ہے؟ مگر گنے کے ہر من میں سے کم از کم پانچ چھ کلو وزن کم تولا جاتا ہے حتیٰ کہ شوگر ملوں کے اپنے کنڈے کم تولتے ہیں جو حکومت کے ملازمین اور مل والوں کی ملی بھگت ہے۔آج میں چیلنج سے کہتا ہوں کہ ملوں کے notified کنڈے ہیں مگر کسی مل نے بھی اپنے پورے کنڈے نہیں لگائے اور ملیں پرائیویٹ ٹھیکیداروں کو encourage کرتی ہیں کیونکہ وہ اُن کو گنا خریدنے کے لئے advance پیسا دیتے ہیں جس کی وجہ سے پرائیویٹ کنڈوں والے گنا کم تولتے ہیں اور وہ ملوں کو سپلائی گارنٹی سے کرتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہمارے گنے کے وزن کا تول پورا ہو جائے۔

جناب سپیکر! کٹوتی کی بات ہو رہی تھی تو کوالٹی اور چھوئی کے پیش نظر -/30 سے -/40روپے فی من کٹوتی کر لیتے ہیں لیکن ہمارا quality premium نہیں ہے جبکہ قانون موجود ہے۔اگر قانون پر عملدرآمد نہیں ہو سکتا تو قانون کو بدل دیجئے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا لیکن قانون موجود ہے کہ 8.5 فیصد recovery سے زیادہ recovery ہو گی تو اُس پر premium دیا جائے گا لیکن آج تک کسی کسان کو premium نہیں دیا گیا اور صرف عدالت کے نام پر ہمیں ٹرخا دیا جاتا ہے کہ کیس عدالت میں ہے۔بتائیں کہ کس نے اُن کیسوں کا فیصلہ کرانا ہے اور کس نے پیشرفت کرنی ہے؟ recovery کا ایک ڈرامہ اور دیکھئے کہ recovery کا تعین مل کی اپنی لیبارٹری کرتی ہے۔کیا حکومت نے اضلاع میں اپنی کوئی لیبارٹریاں بنائی ہیں جہاں سے میں اپنی تسلی کر سکوں اور کہہ سکوں کہ مل والا مجھے کہہ رہا ہے کہ میری 7 فیصد recovery ہے لہذا میری recovery چیک کی جائے۔ حالانکہ یہ حکومت کا کام ہے کہ neutral لیبارٹریاں قائم ہوں جہاں سے زمیندار اپنی recovery ascertain کر سکے۔ ہمیں مل کے رحم و کرم پر مت چھوڑیئے گا کیونکہ اس recovery سے جتنا فراڈ ہو رہا ہے اُس کے حوالے سے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ مل والے جب آپ کی recovery 8.5 یا 9 فیصد کی بجائے 7 فیصد show کرتے

ہیں تو وہ اتنی ہی چینی بغیر ٹیکس کے مل سے نکالتے ہیں۔ مل والوں نے حساب دے دینا ہے کہ ہم نے اتنے لاکھ ٹن گنا crush کیا، اُس کی اتنی recovery تھی اور اتنی چینی بن گئی مگر جو فالتو چینی ہوتی ہے وہ بغیر ٹیکس کے باہر نکلتی ہے۔ شوگر ملوں کے مسائل اتنے بڑے نہیں ہیں کہ ہم اسے حل نہیں کر سکتے۔ پچھلی دفعہ ہمیں بتایا گیا کہ تمام ملوں نے پچھلے سالوں کی payment کر دی ہوئی ہے۔ میں آج اس forum پر کھڑے ہو کر یہ چیلنج کرتا ہوں کہ پچھلے سالوں کے ابھی تک بقایا جات ہیں جو ملوں نے نہیں دیئے اور میرے علاقہ میں سب سے بڑی ڈیفالٹر حسیب وقاص شوگر مل ہے جس نے ابھی تک تین تین سال کی ادائیگی لوگوں کو کرنی ہے۔ کیا اس ادائیگی کے حوالے سے کین کمشنر اور ڈی سی او کے پاس اختیار نہیں ہے؟ جیسے ابھی بات ہوئی کہ اگر ایک زمیندار اپنا تاوان نہیں دیتا تو متعلقہ لمبر دار کو حوالات میں بند کر دیتے ہیں۔ وہاں پر اتنی اندھیر نگری چل جاتی ہے کہ وہ لمبر دار بے چارا ڈیفالٹر بھی نہیں ہوتا مگر وہ بھی حوالات کی ہوا کھاتا ہے۔

جناب سپیکر: میجر صاحب! کیا آپ مجھے اس وقت ایک چھوٹی سی بات کرنے کی اجازت دیں گے؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! آپ حکم فرمائیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! یہ note کریں کہ جب سے کاشتکاروں کی رقم due تھی اُس وقت سے لے کر آج تک جن مل مالکان نے انہیں ادا نہیں کی، میں اُس کو سود تو نہیں کہوں گا مگر اُس رقم کا شرح کے حساب سے منافع مل والے فوراً ادا کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں ابھی لابی میں تھا۔ کیا آپ گنے کے کاشتکاروں کی ادائیگی کے حوالے سے بات کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، میں انہی کی بات کر رہا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں facts and figures اس معزز ایوان کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ میں within a minute آپ کی توجہ کے لئے عرض کر دیتا ہوں کہ پچھلے کرشنگ سیزن 11-2010 میں 16 لاکھ 55 ہزار ایکڑ پر گنے کی کاشت ہوئی تھی اور اس کی کل پیداوار 3 کروڑ 74 لاکھ ٹن ہوئی۔ اس سے چینی کی پیداوار کا اندازہ 25 لاکھ ٹن ہے۔ اس کی ٹوٹل رقم 131۔ارب روپے بنی تھی جو اب 100 فیصد ادا ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: میجر صاحب اس کا ثبوت بھی دے رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایک ایک مل کے facts and figures میرے پاس موجود ہیں۔ یہ facts and figures اس معزز ایوان کے سامنے رکھنے کا مقصد یہی ہے کہ ہمارے پاس موجود reports کے مطابق 131۔ارب روپے کی payment میں 86 کروڑ 93 لاکھ روپیہ 20 ملوں کا واجب الادا تھا جن کی لسٹ بھی میرے پاس موجود ہے۔ اس کے بعد ان ملوں کے خلاف کارروائی کی گئی پھر اس payment کو ensure کیا گیا مگر کارروائی کرنے کے باوجود دو ملوں نے payment میں رکاوٹ ڈالی تو اُن کو باقاعدہ seal کیا گیا اور ان کے خلاف proceed کیا گیا جس کے بعد 86 کروڑ 93 لاکھ روپے رقم کی ادائیگی بھی ہو گئی۔ اس سال 18 لاکھ ایکڑ پر گنے کی کاشت ہوئی ہے اور اندازاً انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب میں 25 کی بجائے 27 لاکھ میٹرک ٹن چینی کی پیداوار ہو گی۔ چونکہ کرشنگ سیزن ابھی شروع ہوا ہے اس لئے محکمہ ساتھ ساتھ monitor کر رہا ہے جس سے تقریباً 65 سے 70 فیصد payment ساتھ ساتھ ہو رہی ہے۔ میں یہ بات پورے وثوق کے ساتھ کر رہا ہوں کہ اس وقت گنے کے کاشتکار کو payment کا مسئلہ نہیں ہے۔ اس وقت مسئلہ صرف گنے کی band اقسام کی کاشت کرنے یا نہ کرنے کا ہے۔ اسی طرح جو Purchase Centres بنے ہوئے ہیں وہاں weight and measures کا مسئلہ ہے جو کٹ لگاتے ہیں جن کے متعلق وزیر اعلیٰ صاحب کے حکم سے اُنتیس اضلاع میں ڈسٹرکٹ شوگر کین پرچیز مانیٹرنگ کمیٹیاں بنا دی گئی ہیں جسے متعلقہ ڈی سی او صاحبان head کر رہے ہیں اور اس میں آج ہی یہ فیصلہ ہوا ہے کہ جو catchment areas ہیں وہاں کے ایم این اے اور ایم پی اے صاحبان کو request کی جائے کہ وہ بھی تھوڑا وقت نکال کر ان کمیٹیوں میں شامل ہوا کریں یا اپنے نمائندے مقرر کر دیں۔ اس وقت مسئلہ بھی یہی درپیش ہے۔ ان مسائل کے حوالے سے ڈویژنل کمشنر صاحبان، ڈی سی او صاحبان، آر پی او صاحبان اور سی سی پی او صاحبان آفیسر گیلری میں موجود ہیں۔ آج کی بحث کے بعد میں تین بجے میٹنگ لے رہا ہوں اور جو تجاویز یہاں سے آئیں گی اُن پر ہم آج ہی انتظامی فیصلے کریں گے۔ اس کے علاوہ جو 1950 کا Sugar Factories Control Act ہے اُس کے حوالے سے وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ ہدایت کی ہے کہ عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق بنانے کے لئے اس میں amendments کی جائیں لہذا اس کے اوپر بھی جو تجاویز آئیں گی انشاء اللہ within a week اس Act میں ہم amendments بھی لا رہے ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب نے payment کے متعلق جو facts & figures دیئے ہیں تو میں ان سے اختلاف تو نہیں کر سکتا کیونکہ naturally انہیں ڈیپارٹمنٹ نے دیئے اور ڈیپارٹمنٹ کو ملوں نے دیئے۔ میری یہاں پر ایک humble suggestion ہے کہ اخبار میں اشتہار دیا جائے کہ پورے پنجاب میں جن زمینداروں کے ملوں کے ذمے بقایا جات ہیں وہ اپنے اپنے علاقے کے اسسٹنٹ کمشنر یا عوامی نمائندہ کو CPR پہنچائیں تب آپ کو پتا چلے گا کہ کتنے بقایا جات ہیں کیونکہ جب عوام کو پتا چلا کہ اسمبلی کے اندر یہ بحث ہونی ہے تو کل میرے پاس کئی زمیندار آئے اور پچھلے سال کی 25 لاکھ روپے کی CPR صرف ایک گھر کے لوگ لے کر آئے کہ یہ ان کا بقایا ہے اور مجھے نہیں پتا کہ وہ آدمی ٹھیک کہہ رہا ہے یا حکومت پنجاب کو ڈیپارٹمنٹ نے ٹھیک رپورٹ دی ہے۔ اگر مہربانی کر کے اخبار میں حکومت پنجاب کی طرف سے اشتہار دے دیا جائے تو کسانوں کو بہت خوشی ہو گی کہ حکومت ہمارا سوچ رہی ہے کہ جتنے پچھلے دو یا تین سال کی ڈیڈ لائن دینا چاہتے ہیں، اس کے بقایا جات کا پتا کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میجر صاحب نے جو بات کی ہے تو میں ان کے علم میں لے آؤں کہ ایک اشتہار پچھلے اتوار اور سوموار کو روزنامہ "جنگ" میں شائع کروایا گیا ہے جس کی کاپی میں انہیں بھجوا دیتا ہوں اور اس میں اگر further کوئی چیز add کرنا چاہتے ہیں تو اس کے مطابق دوبارہ اشتہار بھی لگوایا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: شاباش۔ جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اگر یہ effort پہلے ہو چکی ہے تو میں ان کا مشکور ہوں اور اسے دو تین دفعہ مزید دوہرا دیا جائے تاکہ لوگوں کے علم میں آ سکے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرے پاس بھی دو تین لوگوں کی CPR ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ان کی CPR لے آئیں اور تین بجے میٹنگ ہے سوموار کے دن آپ آ جائیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں کاشتکاروں کے مسائل کے متعلق بات کروں گا کہ شوگر ملوں سے نکلنے والا کیمیائی پانی ہمارے سیم نالوں میں آتا ہے جبکہ شوگر ملوں سے جو دھواں اٹھتا ہے اور وہاں سے جو mud ارد گرد کے علاقے میں بکھیرا جاتا ہے اس سے کسانوں کو بہت تکلیف ہے اور مجھے اس کی سمجھ نہیں آتی کہ محکمہ ماحولیات کیا کر رہا ہے؟ اگر آپ کی وساطت سے ہمیں پتا چل جائے کہ آج تک کتنی شوگر ملوں کو پابند کیا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میں نے ایک میٹنگ سوموار کو 11 بجے دن رکھی ہوئی ہے اس میں آپ بھی تشریف لے آئیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! جی، بہتر۔ میں وہاں پر حاضر ہو جاؤں گا۔ اس کے متعلق میں صرف اپنے شہر جڑانوالہ کی بات کرتا ہوں اب گنے کا کرشنگ سیزن ہے اور وہ مل اتنا زیادہ دھواں چھوڑتی ہے کہ جب لوگ صبح اٹھتے ہیں تو شہر کے لوگوں کے چہرے اور کپڑے کالے ہوئے ہوتے ہیں مگر انہیں پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ میری یہ پہلی suggestion ہے کہ recovery کے متعلق حکومت independent لیبارٹریز بنائے اور گنے کی کاشت کے اضلاع میں ایک لیبارٹری ضرور بننی چاہئے تاکہ زمینداروں کو یہ تسلی ہو کہ ان کی recovery کتنی ہے۔

جناب سپیکر! میری دوسری تجویز یہ ہے کہ کھاد اور inputs کی سپلائی کے لئے یوٹیلٹی سٹورز کے parallel صوبائی حکومت کی طرف سے ہر یونین کونسل میں کوآپریٹو سٹورز بنائے جائیں جہاں پر یہ ensure کیا جائے کہ کسانوں کو بروقت اس کی فصل کے inputs وہاں سے میسر ہو سکیں گے اور اس کے ساتھ ہی اگر کوآپریٹو سٹور کے اندر روزمرہ زندگی کی چیزیں بھی مل جائیں تو شہریوں کو یوٹیلٹی سٹورز کی وجہ سے جو سہولتیں حاصل ہیں تو وہی گاؤں میں کوآپریٹو سٹورز کی وجہ سے انہیں وہ سہولتیں حاصل ہو سکتی ہیں۔

جناب سپیکر! میری تیسری تجویز ہے کہ پہلے یہ مطالبہ ہوا تھا کہ CPR کو چیک کا درجہ دیا جائے تو مجھے خطرہ ہے کہ اس کے اندر بھی مل مالکان کوئی نہ کوئی راستہ نکال کر پھر لوگوں کو خوار کریں گے لہذا اس حوالے سے قانون سازی کی جائے کہ مل مالک گنے کی سپلائی کے سات دن کے اندر payment کا پابند ہو گا۔ CPR کو چیک کا درجہ دے دیں گے تو وہ اسی پر ایک سال کی date لگا دیں گے۔ ایک اور serious چیز جو سامنے آ رہی ہے کہ مل مالکان پھر سازش کر رہے ہیں کہ زوننگ کر دی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ غلامی کا ایک اور طریقہ کسانوں کے لئے ڈھونڈا جا رہا ہے۔ جب زوننگ پہلے تھی تو

کسانوں نے بڑی محنت سے اور اس وقت جو بھی حکومت تھی، انہوں نے مہربانی کر کے زوننگ ختم کی لیکن اب پھر مل والے کسانوں کو اپنے قابو میں لانے، انہیں مزید crush کرنے کے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لئے زوننگ کی لابی کر رہے ہیں اور دوبارہ زوننگ کرنے کے حوالہ سے حکومت کے ساتھ ان کے مذاکرات شروع ہیں۔ اگر ان کی طرف سے کوئی تجویز آئی بھی ہے تو خدارا یہ ظلم کسان پر مت کیجئے۔

جناب سپیکر! میری آخری تجویز یہ ہے کہ آپ نے ڈی سی او کو انچارج بنا دیا ہے تو ڈی سی او کو تو اتنا زیادہ کام ہے کہ اسے ان کاموں کے لئے فرصت ہی نہیں ہے اور ہمارے فیصل آباد کے ڈی سی او بے چارے کہتے ہیں کہ وہ رات کو سو بھی نہیں سکتے لہذا ان کی جگہ پر جس علاقے کے اندر مل آتی ہے اس علاقے کے کسی ایم پی اے کو اس کمیٹی کا head بنا دیا جائے تو میرا خیال ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: "اے تجویز ایڈی بھیڑی نئیں اے کہ تسی reject کر دتی اے" لیکن چلیں کچھ بھی سہی ڈی سی او کی جگہ پر کسی اور کو بنا دیا جائے تاکہ اس کو approach تو ہو سکے۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! گورنمنٹ کا کام ہے اور وہ خود کرے گی اور گورنمنٹ کو کرنے دیں۔ Let the Government do his own job.

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں بھی گورنمنٹ کے لئے مشورہ ہی دے رہا ہوں خود کر رہا ہوں نہ میں کسی اور کو کہہ رہا ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ

ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال: جناب سپیکر! حسن مرتضیٰ صاحب اس بحث کے mover تھے تو ہم لوگ اپنا ٹائم انہیں دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: ابھی تو ان کی باری نہیں آئی اور آپ کا تو ٹائم ہے ہی نہیں۔

ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال جناب سپیکر! آخر میں دیکھیں میرا بھی نام ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں اور اس پر بحث سوموار کو بھی ہو گی don't worry کیونکہ آج تو ٹائم ختم ہو رہا ہے اور آج بحث مکمل نہیں ہو سکتی کیونکہ اب ہمارے پاس صرف پانچ منٹ ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

''قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے جمہوریت کے استحکام سے متعلق ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔''

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بسراء صاحب اور میجر ذوالفقار صاحب میرے پاس تشریف لائے تھے اور انہوں نے اس قرارداد میں جو بات کرنا چاہی ہے ویسے بھی تمام سیاسی جماعتوں کا بھی اور میری جماعت کا بھی وہ مؤقف ہے لیکن بات اس طرح سے ہے کہ یہ without debate اس Resolution کو اگر carry کیا جائے تو میں اس سے متفق ہوں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

''قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے جمہوریت کے استحکام سے متعلق ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔''

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

''قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے جمہوریت کے استحکام سے متعلق ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔''

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب میں محرک سے کہتا ہوں کہ وہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

پنجاب اسمبلی میں موجود تمام سیاسی پارٹیوں کا جمہوری نظام کی بالادستی اور آئین کی حکمرانی پر متفق ہونا اور سیاسی قیادت کو خراج تحسین پیش کرنا

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب اسمبلی میں موجودہ تمام سیاسی جماعتیں جمہوری نظام کے تحفظ کے لئے متفق ہیں۔ ملک میں جمہوری نظام کی بالادستی اور آئین کی حکمرانی کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا اور کسی بھی قسم کے غیر جمہوری اقدام کی بھرپور مزاحمت کی جائے گی۔ اس ایوان میں موجود تمام پارلیمانی جماعتیں جمہوریت کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے عزم کا اظہار کرتی ہیں۔ علاوہ ازیں تمام سیاسی پارٹیوں کی قیادت کو خراج تحسین پیش کرتا ہے جنہوں نے کسی بھی قسم کے غیر آئینی اقدام کی حمایت سے انکار کیا ہے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب اسمبلی میں موجودہ تمام سیاسی جماعتیں جمہوری نظام کے تحفظ کے لئے متفق ہیں۔ ملک میں جمہوری نظام کی بالادستی اور آئین کی حکمرانی کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا اور کسی بھی قسم کے غیر جمہوری اقدام کی بھرپور مزاحمت کی جائے گی۔ اس ایوان میں موجود تمام پارلیمانی جماعتیں جمہوریت کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے عزم کا اظہار کرتی ہیں۔ علاوہ ازیں تمام سیاسی پارٹیوں کی قیادت کو خراج تحسین پیش کرتا ہے جنہوں نے کسی بھی قسم کے غیر آئینی اقدام کی حمایت سے انکار کیا ہے۔"

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب اسمبلی میں موجودہ تمام سیاسی جماعتیں جمہوری نظام کے تحفظ کے لئے متفق ہیں۔ ملک میں جمہوری نظام کی بالادستی اور آئین کی حکمرانی کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا اور کسی بھی قسم کے

غیر جمہوری اقدام کی بھرپور مزاحمت کی جائے گی۔ اس ایوان میں موجود تمام پارلیمانی جماعتیں جمہوریت کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے عزم کا اظہار کرتی ہیں۔ علاوہ ازیں تمام سیاسی پارٹیوں کی قیادت کو خراج تحسین پیش کرتا ہے جنہوں نے کسی بھی قسم کے غیر آئینی اقدام کی حمایت سے انکار کیا ہے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! مجھے ایک منٹ بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت ایک منٹ بڑھایا جاتا ہے۔ جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آج ہمارے ایک معزز اقلیتی ممبر نے خیر سگالی مذہبی رواداری کے طور پر اظہار خیال کیا تھا۔ میں بھی ان کو جواب کے طور پر ساری اقلیتی برادری کو کرسمس کی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ دوسری بات جو انہوں نے چیف منسٹر کے لئے کہی ہے کہ ہم کیک لائے ہیں چیف منسٹر صاحب کیک کاٹیں۔ یہ خیر سگالی تھی یا طنز تھا میں بہر حال یہاں پر چیف منسٹر کے نمائندے کے طور پر ان کا کیک کاٹنے کے لئے موجود ہوں۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ میں محترمہ راحت اجمل مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2011 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

محترمہ راحت اجمل: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں

The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011
(Bill No.48 of 2011)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 26۔دسمبر 2011 سہ پہر 3:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2011

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2011

(سوموار26، منگل27، بدھ28، جمعرات29، جمعتہ المبارک30۔دسمبر2011)

(یوم الاثنین30۔ محرم الحرام، یوم الثلاثہ یکم، یوم الاربعاء2، یوم الخمیس3، یوم الجمع4۔ صفر المظفر1433ھ)

پندرھویں اسمبلی: تیئسواں اجلاس

جلد32(حصہ سوئم):شمارہ جات : 11تا15

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

بتیسواں اجلاس

سوموار،26۔دسمبر2011

جلد 32:شمارہ 11

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا	1072
2۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	1074

3۔	نعت رسول مقبول ﷺ	---------- 1075	سوالات (محکمہ آبپاشی)
4۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات	---------- 1076	
5۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے)	---------- 1111	

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	توجہ دلاؤ نوٹس	
6۔	لاہور میں بنک ڈکیتی کے دوران مزاحمت پر سکیورٹی گارڈ کی ہلاکت ودیگر تفصیلات	---------- 1131
	پوائنٹ آف آرڈر	
7۔	حکومت پنجاب کی جانب سے روزنامہ "جناح" کو اشتہار دینے پر عائد پابندی کو ہٹانے کا مطالبہ	---------- 1132
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
8۔	قانون منی لینڈنگ 2007 پر عملدرآمد پر پیشرفت کے بارے میں سابقہ خصوصی کمیٹی کی سفارشات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	---------- 1135
9۔	پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی فیسوں میں اضافہ کے معاملے پر غوروخوض کرنے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	---------- 1136
10۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	---------- 1137
	قرارداد	
11۔	پنجاب اسمبلی کے معزز ایوان کی جانب سے محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کو پاکستان میں جمہوریت کے قیام واستحکام، عوام کے حقوق کی خاطر شہید ہونے پر خراج تحسین پیش کیا جانا	---------- 1138
	سرکاری کارروائی	

	بحث	
12۔	کھاد کی دستیابی کے معاملے اور گنے کے کاشتکاروں کو درپیش مسائل پر عام بحث(۔۔۔جاری)	1141
13۔	کورم کی نشاندہی	1153

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	منگل،27۔دسمبر2011	
	جلد 32:شمارہ 12	
14۔	ایجنڈا	1155
15۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	1157
16۔	نعت رسول مقبول ﷺ	1158
17۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	1159
18۔	کورم کی نشاندہی	1187
19۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات(۔۔۔جاری)	1191
20۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	1194
	تعزیت	
21۔	عالم اسلام کی پہلی منتخب وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو(شہید) کی چوتھی برسی پر ان کے لئے دعائے مغفرت	1215
	تحاریک استحقاق	
22۔	ایس ایچ او تھانہ سٹی شورکوٹ کا معزز ممبر کے ساتھ ہتک آمیز رویّہ(۔۔۔جاری)	1218
	پوائنٹ آف آرڈر	
23۔	سرائیکی صوبہ بنانے کے حوالے سے جمع کرائی گئی قرارداد قرعہ اندازی میں شامل کرنے کا مطالبہ	1219

سوالات(محکمہ لوکل گورنمنٹ و

	رپورٹیں(میعاد میں توسیع)	
24۔	مسودہ قانون(ترمیم)استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب نمبر15،17مصدرہ2008 اور نمبر6مصدرہ2009کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون وپارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ----------	1224
نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
25۔	تحریک التوائے کار نمبر776/10کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر10کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ----------	1226
	تحریک(جو پیش ہوئی)	
26۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997کے قاعدہ(1)150کے تحت مجالس قائمہ میں ترمیم ----------	1227
	پوائنٹ آف آرڈر	
27۔	حکومت پنجاب کی جانب سے روزنامہ "جناح" کو اشتہار دینے پر عائد پابندی کو ہٹانے اور اشتہار دینے کا مطالبہ(۔۔۔جاری) ----------	1229
	تحاریک التوائے کار	
28۔	قبضہ مافیا اور عملہ ،بلدیہ اور ٹی ایم اے کی ملی بھگت سے چونیاں کے روہی نالہ پر قبضہ سے عوام کو مسائل کا سامنا(۔۔۔جاری) ----------	1232
29۔	ملتان ڈویژن کے اکثر کالجوں میں پرنسپل کی اسامی خالی ہونے سے طلباء وطالبات کو پریشانی کا سامنا ----------	1233
30۔	وہاڑی ملتان روڈ ٹبہ سلطان پور کے قریب ویگن اور ٹرک کے تصادم سے سولہ افراد کی ہلاکت کے ذمہ داران کے خلاف قانونی کارروائی کا مطالبہ ----------	1235
31۔	پنجاب میڈیکل فیکلٹی کے تحت منعقدہ امتحانات میں پاس ہونے والے ہزاروں امیدواروں کو سرٹیفکیٹس اور ڈپلومہ جاری نہ ہونے کی وجہ سے ہسپتالوں کو عملہ کی کمی کا سامنا ----------	1236
32۔	فیصل آباد میں ٹیکسٹائل ملوں اور ڈائننگ پرنٹنگ فیکٹریوں کی جانب	

	سے ٹریٹمنٹ پلانٹ نصب نہ کرنے کی وجہ سے شہری ہیپاٹائٹس اور دیگر امراض میں مبتلا	1237
33۔	گجرات کے موضع ڈھلیان میں عورت سے زیادتی کے ملزمان کو گرفتار کرنے کا مطالبہ	1238

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
34۔	لاہور میں انتظامیہ کی عدم توجہی کی بناء پر الیکٹرانک پارکنگ سسٹم ناکام اور زائد پارکنگ فیس کی وصولی	1240
35۔	نہر لوئر باری دوآب کی بحالی کے سلسلے میں ہر دو کلو میٹر پر بنائے جانے والے Foot Bridge سے چوری، ڈکیتی کی وارداتوں میں اضافے کا خدشہ	1241
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	
36۔	بچوں کے حقوق کو درپیش مشکلات اور زچہ بچہ کی صحت کے حوالے سے نظام تعلیم پر نظر ثانی اور جامع پالیسی مرتب کرنے کا مطالبہ	1242
37۔	شادی بیاہ و دیگر تقریبات میں فائرنگ کو ناقابل ضمانت جرم قرار دینے کا مطالبہ	1243
	بدھ، 28۔دسمبر 2011	
	جلد 32: شمارہ 13	
38۔	ایجنڈا	1246
39۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	1250
40۔	نعت رسول مقبول ﷺ	1251
41۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	1252
42۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	1302

سوالات (محکمہ جیل خانہ جات)

43۔	غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	1318
	پوائنٹ آف آرڈر	
44۔	لبرٹی لاہور، یو سی ایچ ہسپتال کے حوالے سے حکومت کی طرف سے سوال کے غلط جواب کی وضاحت کا مطالبہ	1326
45۔	کورم کی نشاندہی	1331

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

	تحاریک التوائے کار	
46۔	ایرڈائیگر یکلچر یونیورسٹی راولپنڈی کے ریسرچ کیمپس سے نکالے گئے مقامی ملازمین کو واپس لانے کا مطالبہ	1334
47۔	حکومت کی جانب سے ڈینگی بخار سے مرنے والے مریضوں کے لواحقین کو دیئے گئے چیکوں کی عدم ادائیگی	1335
48۔	دینی مدارس میں Islamic Ethics کے فروغ کے لئے نصاب پر نظر ثانی کا مطالبہ	1336
49۔	تحصیل بھوآنہ کے گاؤں واڑا کے گرلز سکول میں اساتذہ کی عدم تعیناتی	1337
	سرکاری کارروائی	
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
50۔	مسودہ قانون غازی یونیورسٹی ڈی جی خان مصدرہ 2011 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	1339
51۔	ساتویں این ایف سی ایوارڈ (جولائی تا دسمبر 2010) پر عملدرآمد کی ششماہی مانیٹرنگ رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	1341
	مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)	
52۔	مسودہ قانون (ترمیم) تحفظ ماحولیات پنجاب مصدرہ 2011	1353
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	

53۔	مسودہ قانون(دوسری ترمیم)لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ2011 ----------	1354
54۔	کورم کی نشاندہی ----------	1366
55۔	مسودہ قانون(دوسری ترمیم)لوکل گورنمنٹ پنجاب	
	مصدرہ2011(---جاری) ----------	1367
56۔	کورم کی نشاندہی ----------	1380

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
57۔	مسودہ قانون(دوسری ترمیم)لوکل گورنمنٹ پنجاب	
	مصدرہ2011(---جاری) ----------	1381
58۔	کورم کی نشاندہی ----------	1394
59۔	مسودہ قانون(دوسری ترمیم)لوکل گورنمنٹ پنجاب	
	مصدرہ2011(---جاری) ----------	1395
60۔	کورم کی نشاندہی ----------	1405
61۔	مسودہ قانون(دوسری ترمیم)لوکل گورنمنٹ پنجاب	
	مصدرہ2011(---جاری) ----------	1405

جمعرات،29۔دسمبر2011

جلد 32:شمارہ 14

62۔	ایجنڈا ----------	1428
63۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ----------	1430
64۔	نعت رسول مقبول ﷺ ----------	1431
65۔	وزیراعلیٰ اور وزیر قانون کے وعدہ کے باوجود معزز ممبران حزب اختلاف	
	کو ترقیاتی فنڈز کی عدم دستیابی ----------	1432

پوائنٹ آف آرڈر

جمعۃ المبارک،30۔دسمبر2011

جلد 32:شمارہ 15

66۔ ایجنڈا ---------- 1442
67۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ ---------- 1444
68۔ نعت رسول مقبول ﷺ ---------- 1445

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

تعزیت

69۔ معزز ممبر جناب عامر حیات خان روکھڑی (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت ---------- 1446

70۔ قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ---------- 1446

قرارداد

71۔ معزز ممبر جناب عامر حیات خان روکھڑی (مرحوم) کی وفات پر ایوان کا گہرے رنج وغم کا اظہار ---------- 1447

سوالات (محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن)

72۔ نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ---------- 1450

73۔ نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ---------- 1485

74۔ کورم کی نشاندہی ---------- 1514

75۔ انڈکس

1072

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،26۔دسمبر2011

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ آبپاشی)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

1۔ کھاد کی دستیابی پر عام بحث جاری رہے گی۔

2۔ گنے کے کاشتکاروں کو درپیش مسائل پر عام بحث جاری رہے گی۔

1074

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیئسواں اجلاس

سوموار،26۔دسمبر2011

(یوم الاثنین،30۔محرم الحرام1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 47 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

يَٰٓأَيُّهَا ٱلْمُزَّمِّلُ ۝١ قُمِ ٱلَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ۝٢ نِّصْفَهُۥٓ أَوِ ٱنقُصْ مِنْهُ
قَلِيلًا ۝٣ أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ ٱلْقُرْءَانَ تَرْتِيلًا ۝٤ إِنَّا سَنُلْقِى
عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا ۝٥ إِنَّ نَاشِئَةَ ٱلَّيْلِ هِىَ أَشَدُّ وَطْـًٔا وَأَقْوَمُ قِيلًا ۝٦ إِنَّ لَكَ فِى ٱلنَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا ۝٧ وَٱذْكُرِ ٱسْمَ رَبِّكَ
وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝٨ رَّبُّ ٱلْمَشْرِقِ وَٱلْمَغْرِبِ لَآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ
فَٱتَّخِذْهُ وَكِيلًا ۝٩

سورۃ المُزمّل 1تا9

اے(محمد ﷺ)جو کپڑے میں لپٹ رہے ہو(1)رات کو قیام کیا کرو مگر تھوڑی سی رات(2)(قیام)آدھی رات یا اس سے کچھ کم(3)یا کچھ زیادہ اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو(4)ہم عنقریب تم پر ایک بھاری فرمان نازل کریں گے(5)کچھ شک نہیں کہ رات کا اٹھنا(نفس بہیمی کو)سخت پامال کرتا ہے اور اس وقت ذکر بھی خوب درست ہوتا ہے(6)دن کے وقت تو تمہیں اور بہت سے شغل ہوتے ہیں(7)تو اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرو اور ہر طرف سے بے تعلق ہو کر اسی کی طرف متوجہ ہو جاؤ(8)(وہی)مشرق اور مغرب کا مالک(ہے اور)اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو اسی کو اپنا کارساز بناؤ(9)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

خوشبو ہے دو عالم میں تیری ایسہ گل چیدہ
کس منہ سے بیاں ہوں تیرے اوصافِ حمیدہ
تُو روح زمن رنگِ چمن ابرِ بہاراں
تُو حسن سخن شانِ ادب جانِ قصیدہ
تجھ سا کوئی آیا ہے نہ آئے گا جہاں میں
دیتا ہے گواہی یہی عالم کا جریدہ
خیرات مجھے اپنی محبت کی عطا کر
آیا ہوں تیرے دَر پہ بدامانِ دریدہ

سوالات

(محکمہ آبپاشی)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈا پر محکمہ آبپاشی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کا ہے۔

میاں نصیر احمد: On her behalf سوال نمبر 5764 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے محترمہ نسیم لودھی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

صوبہ پنجاب میں ڈیموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5764: **محترمہ نسیم لودھی:** کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں پانی سٹور کرنے کے لئے کل کتنے ڈیم ہیں؟

(ب) کتنے ڈیم زیر تعمیر ہیں اور یہ کب تک مکمل ہو جائیں گے؟

(ج) صوبہ پنجاب میں موجود ڈیموں میں کتنے کتنے کیوسک پانی سٹور کرنے کی گنجائش موجود ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صوبہ پنجاب پوٹھوہار ایریا میں پانی سٹور کرنے کے لئے 49 ڈیم مکمل ہو چکے ہیں جن کی تفصیل جز(ج) میں ہے۔

(ب) دس نئے ڈیم زیر تعمیر ہیں جن میں ڈھوک جھنگ ڈیم مکمل ہو چکا ہے، پانچ ڈیم اور گمان، ڈھوک ہم، اتھوال / لکھوال، منڈی اور دھرابی موجودہ مالی سال یعنی 2012-06-30 تک مکمل ہوں گے اور چار ڈیم حاجی شاہ ڈیم، تاجہ بارا اور سدریال 2013-06-30 تک مکمل ہوں گے۔

(ج) صوبہ پنجاب میں موجود ڈیموں میں پانی جمع کرنے کی گنجائش کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! جواب کے جز(الف) میں تفصیل دی گئی ہے اور ساتھ ساتھ جز(ب) میں بتایا گیا ہے کہ دس نئے ڈیم زیر تعمیر ہیں۔ یہ سوال 09-2008 اور پھر 2010 میں بھی آیا تھا تب بھی جواب میں یہی بتایا گیا تھا کہ دس ڈیم ہی زیر تعمیر ہیں جن میں سے تین ڈیم ایسے تھے جن کی completion کا ٹائم 11-2010 تھا اور ایک ڈیم کا ٹائم سال 2012 تھا۔ میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ نئے دس ڈیموں میں سے کتنے ایسے ڈیم ہیں جن کے کام کرنے کی مدت کو بڑھایا گیا ہے اور اُن کی cost کو بھی revise کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): شکریہ۔ جناب سپیکر! ان میں سے دھرابی ڈیم تکمیل کے قریب ہے 98 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور اس کے صرف چینل بننے ہیں۔ ڈھوک ہم ڈیم کے بھی صرف چینل بننے والے ہیں باقی مکمل ہو چکا ہے، منڈی ڈیم بھی مکمل ہو چکا ہے، ڈھوک جھنگ ڈیم مکمل ہو چکا ہے، اتھوال ڈیم 100 فیصد مکمل ہو چکا ہے اور 2008 میں شروع ہونے والا اوگان ڈیم انشاء اللہ اس سال مکمل ہو جائے گا۔ حاجی شاہ ڈیم کا کنٹریکٹر کام نہیں کر رہا تھا جس کی وجہ سے اس کا کنٹریکٹ cancel کر دیا اب وہ ہائیکورٹ میں چلا گیا ہے جہاں پر یہ pending ہے باقی تینوں ڈیم تاجہ بار اڈیم، سدریال ڈیم اور شاہ پور ڈیم کا تقریباً 56 فیصد کام ہوا تھا لیکن وزیر اعلیٰ صاحب نے انکوائری mark کر دی اور نذیر سعید صاحب ممبر ریونیو بورڈ اور ان کے ساتھ دو آدمی اور ہیں جو اس کی انکوائری کر رہے ہیں۔ اسی دوران number of contractors ہائیکورٹ میں چلے گئے جہاں سے انہوں نے stay لے لیا ہے جس کی وجہ سے تینوں ڈیموں پر کام رکا ہوا ہے وگرنہ یہ 2013 میں مکمل ہونے تھے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شیر علی خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس لئے سوال پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ یہ میرے علاقے میں ڈیم ہیں۔

جناب سپیکر: اسی لئے میں نے آپ کو وقت دیا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! جواب میں 49 ڈیموں کی دی گئی لسٹ میں شاہ پور ڈیم کا ذکر نہیں ہے اور وزیر موصوف نے بتایا ہے کہ یہ ڈیم 30-06-2013 تک مکمل ہوں گے۔ پچھلی دفعہ جب یہ سوال آیا تھا تو انہوں نے on the floor of the House commit کیا تھا کہ 30-06-2012 تک یہ ڈیم مکمل ہو جائیں گے اور اب مزید ایک سال ان ڈیموں کی تعمیر کے حوالے سے لے لیا ہے تو کیا یہ بتائیں گے کہ حالیہ بارشوں میں تاجہ بارا ڈیم کی جو embankment بنائی گئی تھی تو ایمرجنسی کٹ لگا کر اس کو ختم تو نہیں کر دیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جیسا میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اس پر 56 فیصد کام ہوا ہے چونکہ پراجیکٹ پر کام کرنے والے افسران کے خلاف serious complaints تھیں جن پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے انکوائری hold کرائی ہے اور انکوائری کے دوران کنٹریکٹرز stay میں چلے گئے ہیں اور معاملہ عدالت میں ہے تو تینوں ڈیموں شاہ پور، سدریال اور تاجہ بارا پر stay order کی وجہ سے کام pending ہے۔

جناب سپیکر: ایمرجنسی کٹ کے متعلق بھی انہوں نے پوچھا ہے۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جب stay ہو جائے تو as it is کام روک دیا جاتا ہے معاملہ چونکہ عدالت میں ہے اس لئے pending ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! Stay تو کنٹریکٹرز کے خلاف ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جن ملازمین کے خلاف انکوائری ہو رہی تھی انہوں نے stay لیا ہے۔ جب انکوائری شروع ہوتی ہے تو انکوائری میں کام روک دیا جاتا ہے تاکہ evaluation صحیح ہو۔

جناب سپیکر: ملازمین کے متعلق بھی انکوائری ہو رہی ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔جناب سپیکر! جز(الف) میں پوچھا گیا ہے کہ "صوبہ پنجاب میں پانی سٹور کرنے کے کل کتنے ڈیم ہیں"؟ جواب میں فاضل وکیل صاحب فرماتے ہیں۔

جناب سپیکر: وکیل صاحب نہیں بلکہ وزیر صاحب ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: Sorry وکیل صاحب نہیں وزیر صاحب لیکن وہ اس وقت محکمہ کی وکالت کر رہے ہیں اور میں ثابت کروں گا کہ ان کی وکالت اصل حقائق سے مطابقت نہیں رکھتی۔

جناب سپیکر: وہ محکمہ کے انچارج ہیں، وکالت کی بات نہیں ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! انہوں نے صوبہ پنجاب کے صرف پوٹھوہار ایریا کا جواب دیا ہے total پنجاب کا نہیں دیا تو کیا پورے پنجاب میں صرف اور صرف 49 ڈیموں میں ہی پانی سٹور ہو رہا ہے اور اگر اس کے علاوہ پورے پنجاب میں ڈیم ہیں تو ان کی پانی سٹور کرنے کی capacity کتنی ہے اور کیا اس پانی کی utilization میں کہیں بجلی بھی بن رہی ہے اور اگر بن رہی ہے تو کتنے میگاواٹ بن رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! mini اور small ڈیم پوٹھوہار کے علاقے میں بن رہے ہیں اور پنجاب میں کہیں اور زیر تعمیر نہ ہیں اور ان میں سے کہیں پر بھی کوئی بجلی پیدا نہیں ہو رہی۔ Southern Punjab میں کوئی ایسا بند نہیں ہے جہاں پانی سٹور کر کے سیرابی کے کام لایا جا سکے۔ پوٹھوہار کے علاقے میں زمین کافی زرخیز ہے جبکہ وہاں نہری نظام بھی موجود نہیں ہے اس لئے بارشی پانی جمع کر کے ڈیم کے ذریعے زمین کو سیراب کر کے زیر کاشت لایا جاتا ہے۔ پوٹھوہار کے علاقے میں ان ڈیموں سے مجموعی طور پر تقریباً 50 ہزار ایکڑ اراضی سیراب ہو گی۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اس پر تین سوال ہو چکے ہیں اس لئے آپ تشریف رکھیں اور خود بھی محنت کیا کریں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انتہائی اہم بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔جناب سپیکر! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت نے اتنی خطیر رقوم سے یہ ڈیم بنائے ہیں تو کیا ان علاقوں کا حق نہیں ہے جہاں پر پانی کی کمی ہو

رہی ہے۔اگر وہاں پر hilly side جیسے ڈیم نہیں بن سکتے تو کیا حکومت پنجاب یا محکمہ آبپاشی کا ہمارے دریاؤں پر جہاں پانی نہیں رہا وہ low head ڈیم بنانے کا کوئی ایسا منصوبہ ہے تاکہ وہاں زیر زمین پانی کی سطح کو improve کیا جاسکے جن میں میرا ضلع پاک پتن بھی شامل ہے جہاں زیر زمین پانی کی سطح نیچے جانے کی وجہ سے غریب آدمی کو صاف پانی نیچے سے نہیں مل رہا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اسی سوال سے متعلق بات کریں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ صرف اسی علاقے کو کیوں focus کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں اور اس کے جواب کی ضرورت نہیں ہے۔اگلا سوال محترمہ سیمل کامران صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! شکریہ۔میرے سوال کا نمبر 6005 ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

مغل پورہ ورکشاپ لاہور کا قیام و دیگر تفصیلات

*6005: **محترمہ سیمل کامران:** کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں اریگیشن ورکشاپ مغل پورہ کے قیام کے مقاصد کیا تھے نیز یہ ورکشاپ کتنے رقبہ پر قائم کی گئی تھی؟

(ب) اس وقت ورکشاپ میں کون سی مشینری کس تعداد میں اور کس حالت میں موجود ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ورکشاپ کے رقبہ پر دکانیں اور دفاتر قائم ہیں، اگر ہاں تو مکمل تفصیل مع رقبہ ایکڑوں میں، دکانوں اور دفاتر کی تعداد سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) اس کے مقاصد میں بیراجوں، ہیڈورکس، ریگولیٹر وغیرہ پر نصب کئے جانے والے آہنی دروازے اور ان سے متعلقہ مشینری نئے سرے سے بنانا اور اس کی مرمت شامل ہے۔یہ ورکشاپ 6.6 ایکڑ رقبہ پر قائم کی گئی تھی۔

(ب) اریگیشن مغلپورہ ورکشاپ میں کل مشینری (چالو اور ناکارہ) کی تعداد اور تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مغل پورہ ورکشاپ کے رقبہ پر کوئی دکانیں قائم نہ ہیں ماسوائے سرکاری دفاتر کے جن کو XEN حضرات اور ان کا متعلقہ عملہ استعمال کرتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جز(الف) میں مقاصد بیان کئے گئے no doubt بہت ہی اہم ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ بیراجوں، ہیڈورکس اور ریگولیٹر وغیرہ پر نصب کئے جانے والے آہنی دروازے اور ان سے متعلقہ مشینری نئے سرے سے بنانا اور ان کی مرمت کرنا کام ہے"۔ جواب کے مطابق یہ "ورکشاپ ہمارے نہری نظام میں بہت ہی کلیدی کردار ادا کر رہی ہے "لیکن دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ تمام ہیڈورکس پر لوہے کے نصب شدہ گیٹوں کی کبھی مرمت ہوتی ہے، نہ انہیں کبھی تبدیل کیا جاتا ہے جبکہ ان کی خستہ حالی کی وجہ سے پانی بھی بہت زیادہ ضائع ہوتا ہے۔ اپر جہلم اور لوئر جہلم کینال کے مختلف ہیڈورکس پر نصب کئے گئے گیٹ بہت ہی خستہ حالت میں ہیں تو وزیر موصوف مجھے بتادیں کہ اس ورکشاپ میں ان گیٹوں کو لا کر مرمت کیوں نہیں کیا گیا یا انہیں تبدیل کیوں نہیں کیا گیا کیونکہ اس سوال کا جواب 2010 میں آیا ہے اگر یہ ورکشاپ مرمت کرتی ہے تو اپر جہلم اور لوئر جہلم کے ہیڈورکس کے لگے ہوئے گیٹ جن کی بہت ہی بُری حالت ہے، کو تبدیل کیوں نہیں کیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ ورکشاپ 1928 میں قائم ہوئی تھی جو کہ بہت اہم ورکشاپ ہے اور بہت ہی اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ اس ورکشاپ کا بنیادی مقصد ہی یہ تھا کہ ہیڈورکس پر آہنی گیٹ اور باقی اشیا کی فوری مرمت کی جائے۔ وہاں پر مختلف علاقوں میں ہیڈورکس ہیں جیسے ہماری معزز ممبر خاتون نے فرمایا ہے تو اس ورکشاپ کا کام یہی ہے۔ یہ ٹیکنیکل کام ہے اور جہاں جہاں پر کام کیا ہے اس کے متعلق میں بتادیتا ہوں کہ اس ورکشاپ نے تمام اہم ہیڈورکس، تونسہ بیراج، بلوکی، سلیمانکی، پنجند، اسلام، جناح، تریموں، خانکی، سدھنائی اور مرالہ ہیڈز وغیرہ کے مکینیکل گیٹ، آلات اور پرزہ جات کی تیاری اور مرمت میں قابل قدر کام کیا ہے۔ اب ان ہیڈورکس کے انچارج ایکسیئن نے ٹیکنیکل طور پر دیکھنا ہے کہ اگر کہیں کوئی fault ہے، اس کی مرمت درکار ہو تو وہ deposit پر کام کرتے ہیں، پیسے جمع کروا دیتے ہیں اور ورکشاپ ان کو مرمت کر کے دے دیتی ہے۔ ایک remolding اور ایک rehabilitation ہوتی ہے۔ جب بہت بڑا کام ہو پھر rehabilitation ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر جیسے جناح بیراج بہت پرانا ہے تو اس کی remolding ہوتی ہے۔ گیٹ بنانے کے کام یا اس سے متعلقہ مشینری کی جو repairing ہوتی ہے اس کے لئے یہ ورکشاپ بہت ٹھوس کام سرانجام دے رہی ہے۔

جناب سپیکر: اپر جہلم کا بھی بتادیں۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! انہوں نے جہاں کام کئے ہیں اس کی میرے پاس لسٹ ہے۔ میں نے جس طرح عرض کیا ہے کہ متعلقہ ایکسیئن اپنی demand پیش کرتا ہے جب demand پیش کی جاتی ہے تو یہ فوراً بنا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے جو ساری باتیں کی ہیں میں تو یہ خود مان چکی ہوں کہ یہ ورکشاپ اہم کردار ادا کر رہی ہے۔۔۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے اس کی detail لی ہے۔ مغل پورہ ورکشاپ کا نمبر 39.59 ہے۔ ان کے جواب نمبر بنے ہوئے ہیں اور یہ مورخہ 21-05-2006 کو ایکسیئن اپر چناب کینال شیخوپورہ نے گیٹ تعمیر کروائے ہیں۔ یہ کام 34 لاکھ 65 ہزار روپے کی لاگت سے کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: اب محترمہ کی بات غور سے سنیں اور جواب دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ان کی بات شروع کب ہوتی ہے، ختم کب ہو جاتی ہے مجھے تو پتا نہیں چلتا۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ایک تو میں نے اپر جہلم اور لوئر جہلم کا ذکر کیا تھا۔ اسی طرح خوشاب اور میانوالی میں جو مہاجر کینال کے ہیڈورکس ہیں ان کے بارے میں بھی پوچھا تھا کیونکہ یہ آہنی گیٹ کا ذکر کر رہے ہیں۔ میں نے ان کو چار جگہیں point out کر دی ہیں۔ یہ یہاں پر بھی ذرا مہربانی فرمالیں کیونکہ یہاں پر جو آہنی گیٹ لگے ہوئے ہیں وہ اس حالت میں نہیں ہیں۔ ان کو یا تو تبدیل ہونا چاہئے یا ان کی مرمت ہونی چاہئے۔ وزیر موصوف نے فرمایا کہ وہاں کا ایکسیئن فیصلہ کرتا ہے۔ چونکہ اس سے پانی ضائع ہوتا ہے اس لئے وہ تمام کاشتکار اس کے متاثرین ہیں۔ اگر ایکسیئن کو ایک چیز نظر نہیں آ رہی ہے تو کیا محکمے کے پاس کوئی ایسا mechanism موجود ہے کہ جو پانی ضائع ہو رہا ہے اس کو روکا جا سکے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ایکسیئن کے اوپر ایس ای ہے اور اس کے اوپر چیف انجینئر ہے۔ ابھی پچھلے دنوں یہاں پر۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس کی سپیشل رپورٹ منگوالیں کیونکہ انہوں نے نشاندہی کی ہے۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے نوٹ کر لیا ہے اور میں رپورٹ لے لیتا ہوں۔ اگر کچھ اس طرح کا معاملہ ہوا تو پھر اس کی مرمت کروا دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! انہوں نے مجھے ایک تفصیل فراہم کی ہے۔ میں نے پوچھنا تھا کہ اس وقت ورکشاپ میں کون سی مشینری کس حالت میں ہے اور کتنی تعداد میں موجود ہے؟ ان کے محکمے نے یہ تفصیل دی ہے اور انہوں نے ٹرک، جیپ وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔ اس میں کل چار عدد ہیں جبکہ تین عدد ناکارہ ہیں۔ جو ورکشاپ میں ناکارہ چیزیں پڑی ہوئی ہیں تو یہ ٹھیک کیوں نہیں کر لیتے اور ان چیزوں کو ٹھیک کرنے میں ان کو کون سی ایسی غیبی قوت کی مدد چاہئے جو ان کے پاس نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! مورخہ 04-11-2011 کو ہم نے مشینیں auction کی ہیں اور ان کی قیمت 70 لاکھ 32 ہزار روپے بنتی ہے۔ اس میں کل 17 آئٹمز ہیں جن کی تفصیل موجود ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس تفصیل کے مطابق کوئی ایک ایسی آئٹم نہیں ہے جس میں ناکارہ چیزوں کا ڈھیر نہ لگا ہو۔ ایک عدد ورکشاپ ہے اس میں کوئی تو ایسی چیز ہو گی جس کو repair کر کے دوبارہ قابل استعمال بنایا جا سکتا ہو؟

جناب سپیکر: اس میں کوئی repair کے قابل ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ورکشاپ میں ان کو مرمت کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال بھی محترمہ سیمل کامران کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 6006 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں نہری پانی کی تقسیم کا فارمولہ و دیگر تفصیلات

*6006: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں نہری پانی کی تقسیم کا فارمولہ کیا ہے؟

(ب) اپر چناب کینال اور لوئر چناب کینال میں پانی کی تقسیم کس بنیاد پر کی جاتی ہے، نیز وارہ بندی پروگرام کی آگاہی کن افراد کو مہیا کی جاتی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ جھنگ کے غریب کسانوں کو پانی کی تقسیم فارمولہ کے تحت نہیں ہو رہی؟

(د) کیا حکومت پنجاب فارمولہ کے تحت منصفانہ طور پر پانی کی تقسیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب میں نہری پانی کی تقسیم Average Water Uses(82-1977) کی بنیاد پر کی جاتی ہے.

(ب) اپر چناب کینال اور لوئر چناب کینالز سسٹم پر پانی کی تقسیم واٹر اکارڈ میں دی گئی allocation کے مطابق کی جاتی ہے۔

وارابندی پروگرام متعلقہ کینال آفیسران کے دفاتر کے باہر چسپاں کیا جاتا ہے اور اس کے علاوہ دیگر نمایاں مقامات پر بھی یہ پروگرام چسپاں کر دیا جاتا ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ لوئر چناب کینال میں سے جھنگ ڈویژن کو موصولہ حصہ بمطابق منظور شدہ ترجیحی پروگرام کے تحت پانی چھوڑا جاتا ہے۔ کسی نہر یا ضلع کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں کیا جاتا ہے۔

(د) پانی کی تقسیم پہلے بھی منصفانہ طریقے سے کی جاتی ہے اور آئندہ بھی کی جائے گی اور جہاں کسی قسم کی خلاف ورزی پائی جاتی ہے تو اس کے خلاف سخت ایکشن لیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے قابل احترام منسٹر صاحب سے پنجاب میں نہری پانی کی تقسیم کا فارمولا پوچھا تھا۔ انہوں نے لکھا ہے کہ سب کچھ ٹھیک ہے۔ میں نے جھنگ کا پوچھا تھا کہ کیا جھنگ میں لوگوں کو منصفانہ طریقے سے پانی مل رہا ہے؟ میں دوبارہ پھر وہی ذکر کروں گی کہ یہ دونوں نہریں جن کا انہوں نے ذکر کیا ہے اپر چناب اور لوئر چناب۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ ہیڈ ورکس پر کتنے کیوسک پانی چھوڑا جاتا ہے اور ان کا جو کمانڈ ایریا ہے اس کا کل رقبہ کتنا ہے؟ جز(ب) اور جز(ج) میں بھی اپر چناب کینال اور لوئر چناب کینال کا ذکر ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ تقسیم منصفانہ طریقے سے ہے

اور اکارڈ کے مطابق تقسیم کرتے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ دونوں کینال کے ہیڈ ورکس پر کتنے کیوسک پانی چھوڑا جاتا ہے اور ان کے کمانڈ ایریا میں کل کتنا رقبہ ہے؟

جناب سپیکر: کمانڈ ایریا کے رقبہ کا بتانا تو مشکل ہے، میرا خیال ہے کہ یہ نہیں بتا سکیں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ competent Minister ہیں۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اپر چناب جہلم کا ڈسچارج 2.215 کیوسک ہے اور لوئر چناب جہلم کا 7.075 کیوسک ہے۔ یہ ربیع اور خریف کا علیحدہ علیحدہ ہے۔ جھنگ برانچ کا ڈسچارج 3700 کیوسک ہے۔ اپر چناب کا 1.609 ملین ایکڑ فٹ پانی ہے اور لوئر چناب کا 3.97 ملین ایکڑ فٹ پانی ہے۔ جھنگ برانچ کا 3700 کیوسک پانی ہے۔ یہ معلومات مجھے محکمے نے دی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مجھے سمجھ نہیں آئی۔ پلیز، آپ مجھے explain کر دیں۔

جناب سپیکر: آپ سمجھنے کی کوشش کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مجھے سمجھ نہیں آئی، میں اپنی ہار تسلیم کرتی ہوں، میں اگلا سوال کیا کروں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جہاں تک پانی کی فراہمی ہے اس کی تفصیل میرے پاس موجود ہے۔ دو سسٹم ہیں ایک اپر اور دوسرا لوئر چناب کینال ہے۔ میرے پاس پورے مہینے کا شیڈول ہے۔ پانی کی جو کمی آ رہی ہے۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! محترم منسٹر صاحب کے منہ سے تھوڑی سی سچائی نکل گئی انہوں نے خود کہا ہے کہ پانی کی کمی آ رہی ہے اور میرا ابھی یہی موقف ہے۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ پانی کی منصفانہ تقسیم ہو رہی ہے اور کہیں پر کوئی مسئلہ نہیں ہے حالانکہ وہاں پر پانی کی کمی آ رہی ہے چونکہ منسٹر صاحب نے مان لیا ہے تو ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، مہربانی۔ اگلا سوال جناب آصف بشیر بھاگٹ کا ہے۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! On his behalf

جناب سپیکر: سوال کا نمبر پکاریں۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! سوال نمبر 6231 ہے۔(معزز ممبر نے جناب آصف بشیر بھاگٹ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

ضلع منڈی بہاؤالدین، پانی چوری کے مقدمات کی تفصیلات

*6231: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں محکمہ آبپاشی کے سال09-2008 کے دوران کل کتنے پانی چوری کے مقدمات درج ہوئے، ان پر کیا کیا کارروائی کی گئی، مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع ہذا میں پانی چوری کرنے والے افراد میں سرکاری اہلکار بھی ملوث پائے گئے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں سال09۔2008 کے دوران310 مقدمات درج ہوئے۔مزید برآں252افراد کو عدالت کی طرف سے جرمانہ کیا گیا اور محکمانہ کارروائی کرتے ہوئے ایک کروڑ90لاکھ روپے تاوان لگایا گیا۔

(ب) ضلع ہذا میں کسی سرکاری اہلکار کے پانی چوری میں ملوث ہونے کی تصدیق نہ ہوئی ہے۔اگر کوئی اہلکار پانی چوری میں ملوث پایا گیا تو اس کے خلاف قانونی کاروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! جز(الف) میں یہ تو بتایا گیا ہے کہ محکمے کی طرف سے ایک کروڑ 90 لاکھ روپے تاوان لگایا گیا مگر یہ نہیں بتایا گیا کہ عدالت کی طرف سے کتنا جرمانہ ہوا؟ 252 افراد کو عدالت نے جرمانہ کیا اس کی تفصیل انہوں نے نہیں بتائی ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! وہ اس کی تفصیل پوچھ رہے ہیں۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! تمام مقدمات کے چالان عدالت میں پیش کر دیئے گئے ہیں، یہ عدالت میں زیر سماعت ہیں لیکن ابھی ان کے فیصلے نہیں ہوئے ہیں۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! انہوں نے خود بتایا ہے اور آپ پڑھ سکتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ نے کہا ہے کہ ایک کروڑ90لاکھ روپے تاوان لگایا گیا۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):ایک کروڑ90لاکھ روپے تاوان کی رقم ہے جو جرمانہ کے ذریعے وصول کی گئی۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر!یہ خود بتا رہے ہیں کہ 252افراد کو عدالت کی طرف سے جرمانہ کیا گیا ہے۔یہ ابھی خود بتا رہے ہیں اوران کے محکمے نے یہ جواب دیا ہے۔جو محکمے کی طرف سے جرمانہ ہوا اس کا تو پتا چل گیا لیکن جو جرمانہ عدالت کی طرف سے ہوا اس کا یہاں کوئی ذکر نہیں ہے۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!میں نے یہی عرض کیا ہے کہ تمام مقدمات کا چالان عدالت میں پیش کر دیا گیا ہے اور عدالت میں کیس ابھی decide نہیں ہوئے۔

جناب وسیم افضل گوندل:decide ہوا ہے تو جرمانہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: یہ جرمانہ انہوں نے محکمے کی طرف سے کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ کیس عدالت میں ابھی زیر التواء ہیں۔یہ عدالت میں ابھی pending ہیں۔۔

جناب وسیم افضل گوندل:اس میں pending نہیں لکھا ہوا ہے۔اگر انہوں نے pending لکھا ہوتا تو میں مان لیتا کہ یہ pending ہیں۔۔۔

جناب سپیکر:وہ کہہ رہے ہیں۔

جناب وسیم افضل گوندل: وہ تو کہہ رہے ہیں لیکن انہوں نے یہاں لکھ کر دیا ہوا ہے اس کا میں کیا کروں؟

جناب سپیکر:جی،وزیر موصوف!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!محکمے نے مجھے یہی کہا ہے کہ زیر سماعت ہے۔

جناب وسیم افضل گوندل:جناب سپیکر!پھر محکمے نے غلط کہا ہے اور یہ محکمے کی ناکامی بنتی ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:نہیں،ان کو پہلے سوال کرنے دیں جنہوں نے سوال کیا ہے۔وزیر موصوف صاحب!وہ کہہ رہے ہیں کہ پھر محکمہ والوں نے عدالت والا معاملہ لکھا کیوں نہیں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!.sorry یہ میں بتاتا ہوں۔

جناب وسیم افضل گوندل:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب!

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! یہ اتنا بڑا محکمہ ہے ان کو سمجھ نہیں آتی کہ کون سا افسر کون سے گریڈ کا ہے؟ منسٹر صاحب میرے بزرگ ہیں ان سے مجھے کوئی گلہ نہیں ہے لیکن محکمہ کو دیکھیں ان کو ہوش نہیں ہے کہ وہ اپنے معزز منسٹر صاحب کو غلط جواب دے رہے ہیں اور یہاں پر نہ محکمے کے سیکرٹری صاحب آئے ہوئے ہیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ایک جرم میں دو سزائیں پاکستانی قانون کے تحت کیسے دی جا سکتی ہیں کہ محکمہ بھی سزا دے اور عدالتیں بھی سزا دیں اور یہ دونوں باتیں آئین اور قانون کی خلاف ورزی ہیں۔ اگر محکمہ نے ان کو جرمانہ کر لیا ہے اور تاوان لگا دیا ہے تو یہ عدالت میں کیوں بھیجیں؟ اگر عدالت نے سزا دینی ہے پھر یہ محکمے نے سزا کیوں دی ہے، کیا ایک جرم کی دو سزائیں ہو سکتی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وہ بات کر رہے ہیں، پہلے ان کی بات سن لیں۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! پہلے میرے سوال کا جواب دے دیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میرے پاس جواب موجود ہے میں سمجھتا ہوں کہ ایک ضلع میں ایک کروڑ 90 لاکھ روپے کا تاوان عائد کیا گیا وہ ایک بھاری رقم ہے، باقی کورٹ کیس کے سلسلے میں میرے پاس تفصیل موجود ہے اور اگر وہ چاہیں تو میں اپنے بھائی کو دکھا سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محکمہ نے یہ تاوان کیا ہے اور جرمانہ ڈالا ہے تو وہ اس کے خلاف عدالت میں گئے ہیں۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سیکشن (33) کے تحت۔۔۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! آپ بھی زمیندار ہیں اور آپ کو سارا پتا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ 252 افراد کو عدالت کی طرف سے جرمانہ کیا گیا ہے اور وہ انہوں نے نہیں لکھا باقی یہ اسی سوال میں کہتے ہیں کہ ایک کروڑ 90 لاکھ روپے تاوان لگایا گیا ہے۔ یہ اتنا بتا دیں کہ اس میں سے recovery کتنی ہوئی ہے؟ تاوان لگایا تو ضرور گیا ہے۔ اس پر آپ ایک کمیٹی بنائیں یہ محکمہ کی بڑی نااہلی ہے کہ وہ اپنے وزیر موصوف کو یہاں شرمندہ کرواتے ہیں، ان افسروں کا کیا فائدہ اگر یہ صحیح جواب نہیں دے سکتے

تو یہ جاکر پھر گھر بیٹھیں۔ یہ یہاں آکر باتیں کرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہاں ہم ان کے پاس جائیں اور یہ کہتے ہیں کہ میرٹ میرٹ تو یہ کس چیز کا میرٹ ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پانچ منٹ میں یہ دوسرا غلط جواب آیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں، ان کو بولنے دیں۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سوال کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، سوال کبھی pending ہوتے ہیں، آپ کیا کرتے ہیں، آپ کو اس کا صحیح جواب لے کر آنا پڑے گا اور ہاؤس کو بتانا پڑے گا۔ کتنے دن میں آپ اس کا صحیح جواب دیں گے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! مجھے جو جواب ملا ہے میرے پاس موجود ہے اور میں بتا سکتا ہوں اگر اس پر تسلی نہیں ہوتی تو میں ان کو تسلی کرا دوں گا۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! میری عرض سن لیں کہ ان کے جو نااہل اور ناکام افسروں نے جواب دینا ہے تو وہ منسٹر صاحب نے بتا دینا ہے۔ منسٹر صاحب کا تو مسئلہ نہیں ہے، مسئلہ تو ان نالائقوں کا ہے یہ جو اس محکمہ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف! آپ کیا جواب دینا چاہتے ہیں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! کیا اس محکمہ کا سیکرٹری یہاں آیا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، آئیں گے ضرور آئیں گے۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! نہیں آیا ہوا، نہیں بیٹھا ہوا۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! آج ان کی سپریم کورٹ میں پیشی تھی۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! اگر ان کی سپریم کورٹ میں پیشی تھی تو کیا سپریم کورٹ مقدس ہے یا یہ ایوان مقدس ہے؟ یہ ایوان مقدس ہے، [*****] ان سیکرٹریوں کا جس کو دل کرے یہ مقدس بنا دیتے ہیں اور یہ ایوان مقدس ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 1091 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: آپ بھی ذرا کچھ بات حساب کتاب سے کریں، سپریم کورٹ کے بارے میں ایسا کہنا اچھا نہیں ہے۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر![*****]

جناب سپیکر: جی، آپ اپنی بات کریں۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! یہ ایوان مقدس ہے[*****]

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی، اگر آپ نہیں مانتے تو بڑے افسوس کی بات ہے۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! یہ ایوان مقدس ہے یا سپریم کورٹ مقدس ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، یہ بات نہیں ہے، آپ اس بات کو چھوڑیں آپ اپنی بات کریں اور سوال سے متعلقہ بات کریں۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! جہاں سپریم کورٹ کی بات آئی وہاں سب کچھ ختم ہو گیا، مجھے میرے سوال کا جواب چاہئے؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! دیکھیں! صرف ایک منٹ، I am on point of order

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! وقفہ سوالات کے دوران پوائنٹ آف آرڈر ہو ہی نہیں سکتا۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! سپریم کورٹ کی بابت اس ایوان کے اندر جو بات ہوئی ہے اس کو حذف کرایا جائے۔

جناب سپیکر: اس کے متعلق آرٹیکل بھی ہے آپ پڑھیں ذرا، مہربانی کریں۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! نااہل ہی ہو جاؤں گا تو کیا ہو گا؟ گھر جا کر زمیندارہ کر لوں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ سیدھی بات کریں، آپ نے جو بات پوچھنی ہے وہ question put کریں۔

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 1091 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! kindlyوہ الفاظ حذف کروائیں۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ آپ کی مہربانی۔ میں نے پہلے بات کر لی ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! سپریم کورٹ کے بارے میں اس قسم کی بات نہیں ہو سکتی کہ وہ غیر مقدس ہے۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی، میں نے کہا ہے کہ یہ ایوان مقدس ہے۔

جناب سپیکر: جی، بیشک اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اعجاز احمد خان صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: سپریم کورٹ کی بابت فاضل ممبر نے کہا ہے کہ وہ غیر مقدس ہے اور وہ مقدس نہیں ہے۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! میں نے یہ نہیں کہا ہے، میں نے کہا ہے کہ یہ ایوان مقدس ہے۔

جناب سپیکر: اگر وہ ایسے الفاظ ہیں تو ان کو حذف کر دیا جائے۔ جی، آپ تشریف رکھیں۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! ایسے کہہ کر چلے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ کہتے ہیں ایسے کہہ کر چلے جاتے لیکن ان کا پتا کرنا پڑے گا کہ آیا گئے بھی ہیں یا نہیں۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں اس کا جواب دے دوں۔

جناب سپیکر: جی، جواب دیں۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اگر کوئی قصوروار ہوا تو کارروائی کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، آرام سے ذرا۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اگر غلط جواب آیا ہے تو جو ذمہ دار ہوں گے ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس سوال کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: میں نے اس سوال کو pending نہیں کیا، میں نے آپ کو یہ کہا ہے کہ آپ اس سوال کا مکمل جواب لے کر ہاؤس کو بتائیں گے۔ بہت شکریہ

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! آپ اس پر کمیٹی بنا دیں، بات جواب کی نہیں ہے بات اس ایوان کی ہے کہ اگر دس منٹ سے سارے سوالوں کے جواب محکمہ غلط دے رہا ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ آپ اور ہم یہاں کیوں آتے ہیں؟ اگر اسی طرح محکمہ ہمیں غلط جواب دیتا رہے گا تو ہم یہاں کیا لینے آئیں گے؟ آپ اس پر کمیٹی بنا دیں، وزیر صاحب کی تو بات ہی نہیں ہے، بات تو اس نالائق محکمہ کی ہے، اس کے سیکرٹری، اس کے چیف اور ایکسیئن ادھر بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: وزیر موصوف صاحب! آپ کی request پر اس کو pending کرتے ہیں، آپ جواب لے کر within three days اس ہاؤس میں پیش کریں گے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس محکمہ کے تاوان لگانے کا جو اختیار ہے اس نام پر ہمارے کسانوں کا بہت زیادہ استحصال ہوتا ہے۔ اس نظام کو بدلنے کے لئے محکمہ کو توجہ دینا چاہئے، یہ گیارہ گنا، بیس گنا اور تیس گنا زمیندار کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! یہ کب جواب دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، within three days جواب دیں گے۔ اب اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! On her behalf. (معزز خاتون ممبر نے محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، on her behalf.

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! جی، سوال نمبر 6303 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ایکسیئن اریگیشن شاہ پور ڈویژن کے زیر کنٹرول انہار اور بھل صفائی کی تفصیل

*6303: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایکسیئن شاہ پور ڈویژن اریگیشن کے زیر کنٹرول کون کون سے مائنر، راجباہ اور انہار ہیں؟

(ب) ان انہار کی بھل صفائی پر سال09۔2008اور10۔2009 کے دوران کتنی رقم خرچ کی گئی؟

(ج) ان سالوں کے دوران بھل صفائی مہم کے لئے مختص رقم سے کون کون سی اشیاء کس کس مقصد کے لئے خرید کی گئیں؟

(د) کتنی رقم ان سالوں کے دوران بھل صفائی کے لئے استعمال ہونے والی مشینری کے لئے پٹرول/ڈیزل پر خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم خُورد بُرد کرنے کا انکشاف ہوا اور اس کے ذمہ داران کون کون سے ملازمین/افسران تھے ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) دوران سال09۔2008اور10۔2009 شاہ پور ڈویژن میں بالترتیب-/11,90,049اور -/14,75,787روپے نہروں کی بھل صفائی پر خرچ کئے گئے۔

(ج) سال09۔2008اور10۔2009 کے دوران بھل صفائی منظور شدہ گورنمنٹ کنٹریکٹرز سے کروائی گئی بھل صفائی کی رقم سے کوئی دوسری چیز نہ خریدی گئی ہے۔

(د) سال09۔2008اور10۔2009 کے دوران بھل صفائی کے لئے پٹرول/ڈیزل پر کوئی رقم خرچ نہیں کی گئی۔

(ہ) اس کام میں کسی رقم کے خُورد بُرد ہونے کا انکشاف ہوا ہے اور نہ ہی کوئی گورنمنٹ ملازم کسی خُورد بُرد میں شامل ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! سوال کے جز(ب) کے جواب میں لکھا ہے۔

(اس مرحلہ پر محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ ایوان میں تشریف لے آئیں)

جناب سپیکر: جی، زوبیہ رباب ملک صاحبہ تو خود آ گئی ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! وہ بعد میں enter ہوئی ہیں، سوال شروع ہو گیا تھا اگر وہ خود کرنا چاہتی ہیں تو کر لیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے آپ سوال کر لیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ سوال کے جز(ب) میں لکھا ہے کہ دوران سال 09۔2008 اور 10۔2009 شاہ پور ڈویژن میں بالترتیب -/1190049 اور -/1475787 روپے نہروں کی بھل صفائی پر خرچ کئے ہیں اور جز(ج) میں آپ کہہ رہے ہیں کہ دوران سال 09۔2008 اور 10-2009 کے دوران بھل صفائی گورنمنٹ کے منظور شدہ ٹھیکیداروں سے کرائی ہے اس لئے اس پر ہمارا کوئی خرچہ نہیں آیا تو وزیر موصوف صاحب ان دونوں کا مجھے فرق بتا دیں کہ ایک میں کہہ رہے ہیں خرچ ہوا ہے اور جز(ج) میں کہتے ہیں کہ نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف صاحب! سوال کی جز(ب) اور (ج) بھی پڑھ لیں پھر اس کے بعد ان کو جواب دیں۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! کیا سوال پوچھا ہے؟

سیدہ ساجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں نے ان سے سوال پوچھا ہے اور وہ جواب دیں۔

جناب سپیکر: جی۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں دوبارہ پوچھ لیتی ہوں اور دس دفعہ پوچھوں گی جب تک ان کو سمجھ نہیں آئے گی پوچھتی رہی ہوں گی۔ سوال کے جز(ب) میں لکھا ہے کہ دوران سال 09۔2008 اور 10۔2009 شاہ پور ڈویژن میں بالترتیب -/1190049 اور -/1475787 روپے نہروں کی بھل صفائی پر خرچ کئے ہیں اور جز(ج) میں کہہ رہے ہیں کہ دوران سال 09۔2008 اور 10-2009 کے دوران بھل صفائی گورنمنٹ کے منظور شدہ ٹھیکیداروں سے کرائی ہے اس لئے اس پر ہمارا کوئی خرچہ نہیں آیا تو وزیر موصوف صاحب ان دونوں کا مجھے فرق بتا دیں کہ ایک میں کہہ رہے ہیں خرچ ہوا ہے اور جز(ج) میں کہتے ہیں کہ نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ان کا مقصد یہ تھا کہ محکمہ نے اس پر اپنی طرف سے کوئی خرچ نہیں کیا بلکہ کنٹریکٹ ہوا ہے اور ٹھیکیدار سے کام کرایا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہ کہہ رہے ہیں کہ اس پر اتنے پیسے خرچ ہوئے تو میں رقم پڑھ کر بتا دیتی ہوں کہ 11لاکھ 90ہزار اور 49روپے اور دوسری figure میں بتایا گیا ہے کہ 14لاکھ 75ہزار 787روپے خرچ ہوئے ہیں اسی طرح ایک دوسرے جز میں کہہ رہے ہیں کہ ان سالوں میں کچھ خرچ ہی نہیں ہوا۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): آپ کا مطلب یہ ہے کہ اس پر محکمہ کا کیا خرچ آیا ہے؟

جناب سپیکر: ان کا مطلب یہ ہے کہ فنڈز کسی اور طرف خرچ نہیں ہوئے بھل صفائی پر ہی خرچ ہوئے ہیں۔محکمے نے اپنے طور پر خرچ نہیں کئے بلکہ Contractors کو ٹھیکہ دے دیا گیا انہوں نے ہی خرچ کئے۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! میں اس کی وضاحت کر دیتا ہوں کہ سوال کے جز(ج) میں پوچھا گیا تھا کہ ان سالوں کے دوران بھل صفائی مہم کے لئے مختص رقم سے کون کون سی اشیاء کس کس مقصد کے لئے خرید کی گئیں؟ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس مقصد کے لئے کوئی اشیاء نہیں خریدیں گئیں بلکہ contract پر کام کروایا گیا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب والا! اس کا جواب صحیح نہیں آیا۔

جناب سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں۔ان کو بات کرنے دیں۔آپ سمجھتی ہیں کہ جواب صحیح نہیں آیا میں سمجھتا ہوں کہ جواب درست ہے۔ محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ آپ بات کریں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: شکریہ۔جناب سپیکر! جز(ج) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ سال09۔2008، 10۔2009 کے دوران بھل صفائی منظور شدہ گورنمنٹ کنٹریکٹرز سے کروائی گئی اور بھل صفائی کی رقم سے کوئی دوسری چیز نہ خریدی گئی ہے۔اس سلسلے میں میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ منظور شدہ Contractors جن سے بھل صفائی کروائی گئی۔۔۔

جناب سپیکر: کیا فرمایا ہے؟

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب والا!میں عرض کر رہی ہوں کہ منظور شدہContractors جن سے بھل صفائی کروائی گئی ہے ان کے نام و پتا جات بتائے جائیں،ان کی منظوری کون دیتا ہےاور ان کی منظوری کا طریق کار کیا ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ نام و پتا جات پوچھ رہی ہیں اور یہ بھی پوچھ رہی ہیں کہ ان ٹھیکیداروں کی منظوری کون دیتا ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!شاہ پور مائنر کی جو بھل صفائی کروائی گئی ہے اس کے Contractor کا نام زاہد اقبال ہےاور کائرہ ڈسٹری بیوٹری کاContractor رانا ٹریڈرز ہے۔اس کے علاوہ الہ آباد سب مائنر کاContractor بھی رانا ٹریڈرز ہے۔ شاہ پور ڈسٹری بیوٹری کاContractor حاجی محمد اصغر خان،اچھرہ مائنر کاContractor بھی حاجی محمد اصغر خان، چکلالہ مائنر کاContractor مہر محمد ذاکر۔اسی طرح بسیرا مائنر کاContractor زاہد اقبال، جہان آباد سب مائینز کاContractor زاہد اقبال، مظفر مائنر کاContractor رانا ٹریڈرز، حسین شاہ ڈسٹری بیوٹری کاContractor حاجی محمد اصغر خان، سنیکا مائنر کاContractor بھی حاجی محمد اصغر خان، میکن مائینز کاContractor بھی حاجی محمد اصغر خان ہیں اور ایسٹرن فیڈر کےContractor رانا ٹریڈرز ہیں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب والا!انہوں نےContractors کے نام تو بتا دیئے ہیں لیکن یہ نہیں بتایا کہ ان کو منظور کیسے کیا جاتا ہے اس کا طریق کار کیا ہےاور اس کی منظوری کون دیتا ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا!اس کو باقاعدہ اخبارات میں مشتہر کیا جاتا ہے اس کا ٹینڈر ہوتا ہے پھر جس کیlowest bid آتی ہے اس کو کام دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: اس کی اتھارٹی کون ہے وہ بھی ان کو بتا دیں۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا!اس کی اتھارٹی XEN ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: On her behalf سوال نمبر6310 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز خاتون ممبر نے محترمہ نگہت ناصر شیخ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔فیلڈ ریسرچ سٹیشن کی تفصیلات

*6310: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اریگیشن ریسرچ انسٹیٹیوٹ کا لاہور میں موجود فیلڈ ریسرچ سٹیشن ٹھوکر نیاز بیگ میں موجود ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس فیلڈ ریسرچ سٹیشن میں مختلف قسم کے تجربات کرنے کی لیبارٹری موجود ہے؟

(ج) ٹھوکر نیاز بیگ میں واقع ریسرچ سٹیشن میں کل کتنا سٹاف موجود ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ فیلڈ ریسرچ سٹیشن کے ادارے کی عمارت کو گرادیا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس فیلڈ ریسرچ سٹیشن کی جگہ پر لوگوں اور اس ادارے میں کام کرنے والے ملازمین نے اپنی ذاتی رہائش گاہیں بنالی ہیں، ایسا کس اتھارٹی کی اجازت سے کیا گیا ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی، ہاں درست ہے۔

(ب) جی ہاں، فیلڈ ریسرچ سٹیشن میں مختلف تجربات اور ریسرچ ورک کے لئے لیبارٹری موجود ہے۔

(ج) اس ریسرچ سٹیشن پر اس وقت 18 افراد کا سٹاف موجود ہے

(د) یہ درست نہ ہے۔ فیلڈ ریسرچ سٹیشن کی عمارت نہ گرائی گئی ہے۔

(ہ) یہ درست نہ ہے ریسرچ سٹیشن کی جگہ پر ملازمین نے اپنی رہائش گاہیں بالکل نہ بنائی ہیں البتہ محکمہ آبپاشی پنجاب کے ملازمین وافسران کے لئے خالی جگہ پر سرکاری رہائشی کالونی تعمیر کی گئی ہے جس کی اجازت حکومت پنجاب نے دی ہے.

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: جناب والا! اس سوال میں Irrigation Research Institute کی بات کی گئی ہے میں محترم وزیر سے یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ ریسرچ سنٹر کب بنا تھا؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

ڈاکٹر زمر د یا سمین رانا:جناب والا!میں محترم وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ یہ ریسرچ سنٹر کب بنا تھااور کیا یہ جب سے بنا ہے اس سے محکمہ آبپاشی کو کوئی فائدہ ہوا ہے اور اگر فائدہ ہوا ہے تو ریسرچ سنٹر کے سٹاف کو increase کرنے کا کوئی ارادہ ہے؟

جناب سپیکر:وزیر موصوف بتائیں کہ یہ ریسرچ انسٹیٹیوٹ کب معرض وجود میں آیااور اس سے کیا استفادہ حاصل کیا گیا؟

وزیر آبپاشی(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!یہ ریسرچ سنٹر 1924 میں معرض وجود میں آیا تھااس کے دو components ہیں دو شعبے ہیں ایک Hydraulic اور دوسرا Thesis کا ہے Hydraulic water کو deal کرتا ہے جس طرح آپ کا منگلا ڈیم بنا ہے، تربیلا ڈیم بنا ہے اور اسی طرح باقی جو ڈیم بنتے ہیں ان کو deal کرتے ہیں کہ پانی کی کیا situation ہے اور جو Thesis کا شعبہ ہے وہ soil کے بارے میں ریسرچ کرتا ہے۔ ٹھوکر نیاز بیگ پر ایک ریسرچ لیبارٹری ہے اور یہ 1924 میں معرض وجود میں آئی۔یہاں پر دریاؤں، بندوں، بیراجوں، ڈیموں اور پلوں وغیرہ کے ڈیزائنوں کو جانچا اور پرکھا جاتا ہے۔ اسی طرح ہمارے ہاں جتنے بھی بڑے بڑے ہیڈورکس بنے ہیں ان کی اسی انسٹیٹیوٹ میں ریسرچ ہوئی ہے۔

جناب سپیکر:مہربانی۔اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال چودھری ظہیر الدین خان صاحب کا ہے۔

چودھری جاوید احمد(ایڈووکیٹ):On his behalf سوال نمبر 6871۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے چودھری ظہیر الدین خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر:جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب کو Per Thousand ایکڑ کیوسک پانی ملنے کا معاملہ

*6871:چودھری ظہیر الدین خان:کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب کو کتنے کیوسک per thousand ایکڑ پانی مل رہا ہے اور سندھ کو کتنے کیوسک per thousand ایکڑ پانی مل رہا ہے؟

(ب) اگر پنجاب کو پانی پیداوار کے لحاظ سے سندھ سے کم مل رہا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں، آگاہ فرمائیں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب اور سندھ کی نہروں کے لئے مختلف واٹر الاؤنس (کیوسک فی ہزار ایکڑ) مختص ہیں جو نہروں کی تعمیر کے وقت مقرر کئے گئے تھے۔ پنجاب کی دوامی (سالانہ) نہروں کے لئے واٹر الاؤنس 2.5تا4.2کیوسک ہےاور غیر دوامی (ششماہی) نہروں کے لئے2.93اور 6.36 کیوسک فی ہزار ایکڑہے جبکہ سندھ کی دوامی (سالانہ) نہروں کے لئے واٹر الاؤنس2.7 کیوسک سے9.0کیوسک ہے اور غیر دوامی (ششماہی) نہروں کے لئے واٹر الاؤنس6.0تا 17.6کیوسک فی ہزار ایکڑ ہے۔

(ب) پنجاب کی نہریں بہت پرانی ہیں اس لئے ان نہروں میں فی ہزار ایکڑ کیوسک پانی اُس وقت دریاؤں میں پانی کی دستیابی اور اُس وقت کی ضروریات کے مطابق مقرر کیا گیا تھا جبکہ سندھ کی نہریں نئی ہیں اور ان کا واٹر الاؤنس موجودہ پانی کی ضرورت پر مبنی ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ سکھر بیراج جس کی تعمیر پنجاب میں ستلج ویلی پراجیکٹ کے ساتھ 1932 میں مکمل ہوئی اس کی نہروں کا واٹر الاؤنس تقریباً پنجاب کی نہروں کے واٹر الاؤنس کے برابر ہے ماسوائے رائس کینال کے جو اس وقت سیلابی نہر تھی اور اس کا واٹر الاؤنس اس کے استعمال شدہ پانی کے مطابق مقرر ہوا تاہم پانی کی موجودہ ضروریات کے مطابق پنجاب میں واٹر الاؤنس بڑھانے کی اشد ضرورت ہے لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے جب نئے ڈیمز تعمیر کر کے پانی کی دستیابی میں اضافہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ یہ سوال per thousand acre کی تقسیم کے حوالے سے ہے۔ جواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ 1932 میں نہریں مکمل ہوئی تھیں اور واٹر شیئرنگ بھی اسی حساب سے رکھی گئی ہے۔ اس میں دوامی اور غیر دوامی نہروں کی allocation بتائی گئی ہے جبکہ سندھ کی نہریں بعد میں بنیں اور ان کو زیادہ allocations دی گئی ہیں۔ 1991 کے Water Accord میں جس کے تحت ہم کہتے ہیں کہ پانی کی منصفانہ تقسیم ہو رہی ہے۔ اس وقت Accord کرتے ہوئے اس allocation کو کیوں نہیں بڑھایا گیا؟ 1932 میں پنجاب میں زیر کاشت acres بہت کم تھے آج ایک ایک انچ زمین زیر کاشت آ چکی ہے۔ اس وقت ہمارا دوامی اور غیر دوامی کا یہ بڑا discriminatory system چل رہا ہے۔ ہم ایک زمیندار کو اس بات کی سزا دیتے ہیں کہ تم کیوں

اس area میں بستے ہو اور ایک دوامی area میں بسنے والا کم لاگت میں اپنی فصل تیار کرتا ہے جبکہ دونوں کی فصلات کو ہم ایک ہی ریٹ دیتے ہیں۔ میرا اس پر ضمنی سوال یہ ہے کہ 1991 میں جب Water Accord ہوا تو اس وقت باقی صوبوں سے بات کر کے اس allocation کو بڑھانے کے لئے کوشش کیوں نہیں کی گئی؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میرے بھائی چودھری صاحب نے Water Accord کی بات کی ہے جس میں یہ واٹر الاؤنس مقرر ہوئے تھے۔ میری یہ گزارش ہے کہ 1991 میں Water Accord ہوا تھا اس میں جو base بنائی گئی تھی وہ 1977 سے لے کر۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: پلیز خاموشی اختیار کریں۔ Order in the House.

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! 1977 سے لے کر 1982 تک کا ایک پیریڈ تھا اس کو base بنایا گیا تھا۔ پانی کے جو historical usage ہیں چاہے وہ پنجاب میں استعمال ہو رہا تھا یا جو اس وقت سندھ میں استعمال ہو رہا تھا اسی کو base بنا کر Water Accord بنایا گیا ہے۔ یہ اس لئے بنایا گیا ہے کہ ہمارا تربیلا ڈیم 1976 میں مکمل ہوا تھا، اس کے اگلے سال سے یعنی 1977 سے لے کر 1982 تک کو ایک پیمانہ بنایا گیا اسی پر Accord کا base کیا گیا۔ اس وقت پنجاب کی نہریں چونکہ پہلے بنی تھیں تو ان کا water usage نہیں تھا اور جو پاکستان سے پہلے نہریں بنی تھیں ان کا usage کم ہونے کی وجہ سے واٹر الاؤنس بھی کم ہے۔ سندھ کی نہریں جو بعد میں بنی ہیں ان کا واٹر الاؤنس زیادہ رکھا گیا تھا۔ جہاں تک پانی کی تقسیم کا تعلق ہے اس میں ٹوٹل پانی کو تقسیم کیا گیا ہے اس پر یہ نہیں کیا گیا کہ کتنی نہریں کتنا پانی لیتی ہیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی نے یہ فرمایا ہے کہ استعمال کے اوپر Water Accord کیا گیا جبکہ میں کہہ رہا ہوں کہ وہ استعمال کے اوپر نہیں ہے بلکہ وہ available water پر ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ 1991 میں ہمارے محکمے نے اس امتیازی سلوک کو ختم کرنے کی کوئی کوشش کی؟ کیونکہ سندھ کی نہریں بعد میں بنی ہیں اس لئے ان کے لئے water allocation زیادہ کی گئی۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کی water allocation کیوں کم رہی؟ 1978 یا 1990 میں تو حقیقت ہی بدل چکی تھی۔ کیا ہمارے محکمہ نے اس چیز کو بنیاد بنایا تاکہ دوامی اور غیر دوامی نہروں میں per thousand acre ہمارے پانی کی بھی بڑھ سکے اور سندھ کے level پر آ سکے۔ آج سندھ پانی کی زیادتی کی وجہ سے تباہ ہو رہا ہے اور ہمارے

ہاں پانی available نہیں ہے۔ ہمارے ہاں تو پانی underground water table بھی کم ہو گیا ہے اور تیزی سے مزید نیچے جا رہا ہے اور آئندہ آنے والے دنوں میں پنجاب کے بہت سارے علاقوں میں زیر زمین پانی نہ ہونے کی وجہ سے پینے کا پانی بھی میسر نہیں ہو گا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ ان bases کو ٹھیک کریں۔ اگر محکمے نے اس وقت یہ point نہیں اٹھایا اب بھی ہم اس مسئلے کو Council of Common Interest میں لے جا کر پنجاب کا point of view پیش کر سکتے ہیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب والا! اس سلسلے میں میری بھی گزارش تھی۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اب وزیر موصوف کو جواب دینے دیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب والا! پھر اس کے بعد مجھے اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

MINISTER FOR IRRIGATION (Malik Ahmad Ali Aulakh): Mr. Speaker! Council of Common Interest took notice of summary dated 20th March 1991 submitted by Ministry for Water and Power and accorded its approval with agreement un-apportionment of water of the Indus River System

اس میں ہمارے حصے مقرر کئے گئے ہیں اس کے مطابق پنجاب کے لئے خریف کا 37.07 share اور ربیع کا 18.87 Share ہے ٹوٹل 55.94 ہے یہ ہماری allocation ہے اور اس Water Accord کے مطابق یہ ہمارا share ہے۔ سندھ کے لئے جو water allocation ہے اس کے مطابق خریف کے لئے 33.94 اور ربیع کے لئے 14.82 ہے اور یہ ٹوٹل 48.76 سندھ کا share ہے۔ اس میں 1977 سے 1982 تک جو period تھا اسے بنیاد بنایا گیا ہے۔ میرے پاس پوری تفصیل موجود ہے اور میں تمام بھائیوں کو دکھا سکتا ہوں - چونکہ یہ agreed formula ہے اور Council of Common Interest نے اس کی منظوری دی ہے اس لئے اسے change نہیں کیا جا سکتا۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز، گپ شپ کے لئے لابی ہے، ہاؤس کے تقدس کا خیال کریں۔ مہربانی۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس Water Accord میں دیا گیا ہے کہ اگر آئندہ کے لئے کوئی نئے storage بنتے ہیں تو پھر پنجاب اور سندھ کا حصہ 37/37 کے تناسب سے ہو گا لیکن جو پرانا ہے اس کی نگرانی ارسا کر رہا ہے اور وہ ایک وفاقی ادارہ ہے وہی اسے چلا رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کلو صاحب ضمنی سوال پر ہیں۔کلو صاحب! سوال صرف ایک ہونا چاہئے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! جی ایک ہی سوال ہو گا۔ جس طرح منسٹر صاحب نے بتایا ہے اور اس سوال میں بھی ہے کہ water allowance مختلف علاقوں میں مختلف ہے جس طرح پنجاب کا سندھ سے کہیں کم ہے اور کبھی اسے revise بھی نہیں کیا گیا اور یہ چیز بھی سامنے آئی ہے کہ دوامی نہر اور غیر دوامی نہر کا معاملہ بھی ہے لیکن آج سے کوئی سات آٹھ سال پہلے محکمہ آبپاشی نے ایک فیصلہ کیا تھا اور انہوں نے پٹواری سسٹم ختم کر کے فلیٹ ریٹ آبیانہ لگا دیا تھا۔ میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ فلیٹ ریٹ آبیانے میں یہ چیز مد نظر رکھی گئی ہے کہ کس کو کتنا پانی مل رہا ہے اس حساب سے فلیٹ ریٹ لیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ فلیٹ ریٹ اندھا قانون ہے کہ پانی نہیں مل رہا لیکن ہم آبیانہ دے رہے ہیں۔ لہذا وزیر صاحب اس سلسلے میں وضاحت فرمائیں کہ یہ فلیٹ ریٹ آبیانہ کن بنیادوں پر لگایا گیا، پانی کی ترسیل کو مد نظر رکھا گیا یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پانی کی تقسیم کے لئے ارسا Indus River System Authority ادارہ بنایا گیا ہے اور یہی پانی تقسیم کرتا ہے اور اس کا اتنا function ہے کہ یہ طے شدہ فارمولے کے مطابق صوبوں میں منصفانہ پانی تقسیم کرے۔ جہاں تک میرے بھائی نے آبیانے کی بات کی ہے یہ صوبائی حکومت خود متعین کرتی ہے اور یہاں مطالبہ کیا گیا تھا کہ فلیٹ ریٹ مقرر کیا جائے چونکہ پہلے آبیانہ فصل پر تھا اور کاشتکاروں کو پٹواریوں کے پیچھے پھرنا پڑتا تھا تو یہ agreed formula بنایا گیا تھا کہ 85.50 روپے خریف میں اور 85.50 روپے ربیع میں یہ فلیٹ ریٹ بنایا گیا تھا اور یہ زمین پر ہے نہ کہ پانی کی تقسیم پر۔ جتنی اراضی ہو گی فلیٹ ریٹ کے حساب سے اتنا آبیانہ ہو گا۔

ملک محمد وارث کلو: اگر یہ فلیٹ ریٹ زمین پر ہے تو پھر اس کا نام آبیانہ کیوں رکھا گیا ہے۔ انہوں نے تو پانی کا آبیانہ لینا ہے اگر پانی نہیں دینا تو پھر زمین کا کیا مقصد ہے؟ منسٹر صاحب نے تسلیم کر لیا ہے کہ یہ زمین پر لگایا گیا ہے لہذا اسے ختم ہونا چاہئے۔ زمینداروں، کاشتکاروں کے ساتھ اتنا بڑا ظلم ہو رہا ہے کہ پانی تو ہے نہیں لیکن آبیانہ فلیٹ ریٹ کے حساب سے وصول کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ اس میں کوئی amendment لائیں تو آپ کے لئے بہتر ہو گا۔

چودھری جاوید احمد(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میرا سوال نہیں بلکہ اسی Water Accordاور water allocationکے بارے میں ایک چھوٹی سی تجویز ہے کہ کم allocationسے ہمارے پنجاب کے کسان کا جو استحصال ہو رہا ہے اس کے لئے ہماری حکومت پنجاب کو اپنے طور پر workoutکر کے دوبارہ سے Council of Common Interestمیں یہ معاملہ لے جانا چاہئے تاکہ پنجاب کے ساتھ جو امتیازی سلوک کیا جارہا ہے یہ ختم ہو سکے۔

جناب سپیکر:جب وقت آئے گا اس وقت یہ تجویز دیں۔جی محترمہ انیلہ اختر چودھری صاحبہ!

جناب اعجاز احمد خان:جناب سپیکر!On her behalf

ڈاکٹر زمر دیا سمین رانا:جناب سپیکر!On her behalf

جناب سپیکر:آواز تو دونوں کی برابر آئی ہے۔محترمہ!میرے خیال میں آپ نے پہلے سوال کر لیا ہے اس لئے اب ان کو کرنے دیں۔بڑی مہربانی۔

جناب اعجاز احمد خان:بہت شکریہ۔جناب سپیکر!On her behalf سوال نمبر7021اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے محترمہ انیلہ اختر چودھری کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر:اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تحصیل چونیاں، پانی چوری کے مقدمات کی تفصیلات

*7021: محترمہ انیلہ اختر چودھری: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال10-2009 کے دوران تحصیل چونیاں میں پانی چوری کے کتنے مقدمات تاریخ وار درج ہوئے، مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) کتنے مقدمات زیر التواء ہیں اور کتنے مقدمات میں ذمہ دار افراد کو سزائیں ہوئیں؟

(ج) زیر التواء مقدمات کی تاخیر کی وجوہات کیا ہیں اور اس تاخیر کے کون ذمہ داران ہیں؟

وزیر آبپاشی(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) سال10-2009 کے دوران تحصیل چونیاں میں پانی چوری کے بالترتیب65 اور 127 مقدمات درج ہوئے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 192 درج شدہ مقدمات میں سے 186 مقدمات کے چالان ہوئے جبکہ پانچ مقدمات خارج ہوئے اور ایک نامکمل چالان ہے۔

(ج) تاخیر نہ ہے، صرف ایک مقدمہ کا چالان آخری مراحل میں ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! جز (الف) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ سال 10-2009 کے دوران تحصیل چونیاں میں پانی چوری کے کتنے مقدمات تاریخ وار درج ہوئے، مکمل تفصیل سے آگاہ کریں اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ پینسٹھ اور ایک سو ستائیس کی تعداد ہے اور سوال کے جز (ب) میں پوچھا گیا تھا کہ کتنے مقدمات زیرالتواء ہیں اور کتنے مقدمات میں ذمہ دار افراد کو سزائیں ہوئیں لیکن انہوں نے صرف اور صرف یہ کہا ہے کہ ایک سو چھیاسی کے چالان عدالت میں گئے ہیں، پانچ مقدمات خارج ہوئے ہیں اور جن کو سزا ہوئی ہے ان کی کوئی تفصیل بیان نہیں کی گئی۔جو جواب مانگا گیا ہے وہ نہیں دیا گیا لہذا وزیر صاحب بتائیں کہ کتنے لوگوں کو سزا ہوئی اور جو مقدمے خارج ہوئے ہیں کیا یہ عدالت سے خارج ہوئے ہیں یا عدالت سے پہلے خارج ہوئے کہ یہ مقدمات غلط تھے اور اگر یہ مقدمات غلط تھے تو محکمے کے جن ملازمین نے شریف شہریوں کے خلاف یہ جھوٹے مقدمات درج کرائے تھے کیا ان ملازمین کے خلاف دفعہ 182 کے تحت کوئی کارروائی کی گئی یا کوئی قلندرے عدالت میں گئے ہیں؟

جناب سپیکر: گزارش یہ ہے کہ کاش آپ کو کچھ کاشت کرنا پڑتا پھر اس کے بعد آپ یہ سوال کرتے تو آپ کو احساس ہوتا کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔منسٹر صاحب! اس سوال کا جواب رہنے دیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔بس کریں۔بڑی مہربانی، تکلیف دہ باتیں نہ کریں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! بڑا واضح سوال ہے اس کا جواب آنے دیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ان کو بتائیں۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میرے پاس تمام مقدمات کی تفصیل موجود ہے مثال کے طور پر ایک مقدمہ نمبر 42/9 ہے یہ فتح محمد کے خلاف ہے، برجی نمبر 37,38 فتح محمد کلاں موکل کنگن پور کا ہے اس میں مراتب علی اے ایس آئی نے تفتیش کی ہے چالان 2009-11-8 کو پیش کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے آج تک فتح محمد دیکھا ہے، آپ کو پتا ہے کہ فتح محمد کس جگہ ہے؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں نے یہ سوال نہیں کیا۔

جناب سپیکر: چلو مہربانی۔منسٹر صاحب جواب دے رہے ہیں۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کے تمام مقدمات کے چالان عدالت میں پیش ہو گئے ہیں اور اب کیس عدالت میں زیر سماعت ہیں میرے پاس تمام کیسز کی فہرست موجود ہے، ایف آئی آرز بھی موجود ہیں اب عدالت نے فیصلہ کرنا ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! انہوں نے فرمایا ہے کہ پانچ مقدمات خارج ہوئے ہیں میں نے ان سے پوچھا ہے کہ کیا یہ مقدمات دوران تفتیش خارج ہوئے یا عدالت نے خارج کئے ہیں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ایک مقدمہ نمبر 23/9، مقدمہ نمبر 287 اور مقدمہ نمبر 265 چھانگا مانگا کے ہیں مقدمہ نمبر 603 کنگن پور کا ہے اور مقدمہ نمبر 212 چھانگا مانگا کا ہے، ان کے تفتیشی محمد علی اور خالد ہیں اور یہ مقدمات تھانے میں خارج ہوئے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! جب یہ مقدمات تھانے میں خارج ہوئے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ محکمہ کے ملازمین نے غلط مقدمات درج کروائے تھے تو کیا ان کے خلاف دفعہ 182 کی کارروائی کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: کارروائی اپنے طور پر کر سکتے ہیں۔آپ کی مہربانی۔اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے
۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 7280۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے محترمہ خدیجہ عمر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع اوکاڑہ، لالو گڈر مائنر سے پانی کی فراہمی میں بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*7280: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع اوکاڑہ لالو گڈر مائنر کو پورا پانی نہیں مل رہا ہے اگر مل رہا ہے تو اس کی وارہ بندی کس طرح کی گئی ہے، فی ایکڑ کتنا پانی دیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لالو گڈر مائنر کا پانی ٹیل تک نہیں پہنچ رہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ دھان کے سیزن میں لالو گڈرمائنر کے موگوں کو افسران کی ملی بھگت سے بااثر افراد کے کہنے پر موگوں کا سائز بڑا کر دیتے ہیں اور سیزن ختم ہونے پر چھوٹا کر دیتے ہیں، حکومت اس مسئلے کا تدارک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لالو گڈرمائنر کو ہیڈ سے پورا پانی مل رہا ہے البتہ پانی کی کمی کی صورت میں منظور شدہ وارہ بندی پروگرام پر عمل کیا جاتا ہے اس راجباہ کا 5.50 کیوسک فی ہزار ایکڑ کے حساب سے نہری پانی منظور شدہ ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ محکمہ نے مانیٹرنگ کے لئے ایک سپیشل یونٹ (PMIU) کے نام سے بنا رکھا ہے جو وقتاً فوقتاً نہروں کا پانی اور موگوں کا سائز چیک کرتا رہتا ہے اگر محکمہ کا کوئی اہلکار پانی چوری میں ملوث پایا جاتا ہے تو اس کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔ تاہم اس راجباہ پر کوئی ملازم پانی چوری میں ملوث نہ پایا گیا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! جواب میں بتایا گیا ہے کہ لالو گڈرمائنر کو ہیڈ سے پورا پانی مل رہا ہے جبکہ صورتحال بالکل اس کے برعکس ہے آپ neutral team بھیج کر پتا کروا سکتے ہیں کہ وہاں بالکل پانی نہیں مل رہا اور محکمے کی طرف سے غلط جواب پیش کیا گیا ہے۔ وہاں پانی چوری بھی ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس کا جواب تو دے دیا گیا ہے البتہ میں نے اس کو verify کرنے کے لئے ایک Inquiry Committee بنائی ہے۔ اس کمیٹی میں اس علاقے کا ای ڈی او زراعت شامل ہو گا اور ایک آدمی لاہور سے جائے گا۔ یہ کمیٹی inquiry کرے گی کہ اس کے facts کیا ہے؟ محکمہ کی طرف سے جو جواب دیا گیا ہے اس میں پوری تفصیل موجود ہے جس کے مطابق جرمانے اور پرچے بھی ہوئے ہیں لیکن میں نے اس معاملے کے حقائق معلوم کرنے کے لئے inquiry کا حکم دیا ہے اور اس کی جو رپورٹ آئے گی اس بابت میں معزز ممبر کو آگاہ کر دوں گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب اس بارے میں inquiry کرا رہے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں یہ بتاتی چلوں کہ وہاں پر tail تک پانی نہیں پہنچ رہا اور کاشتکار شدید مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں۔ اچھی بات ہے، یہ ضرور inquiry کرائیں اور اس کی رپورٹ ہاؤس میں پیش کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل وہ اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں گے۔ اگلا سوال بھی محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 7281 (معزز ممبر نے محترمہ خدیجہ عمر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جی، ہاں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع اوکاڑہ، پانی چوری کی تفصیلات

*7281: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع اوکاڑہ میں لالو گڈر مائنر پر پانی دھان کے سیزن میں سے چوری ہوتا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بااثر لوگ محکمہ کے افسران کے ساتھ ملی بھگت سے پانی چوری کرتے ہیں؟

(ج) حکومت مذکورہ مسئلے کو حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔ اگر کوئی زمیندار نہری پانی کی چوری میں ملوث پایا جاتا ہے تو اس کے خلاف قانون کے تحت کارروائی کی جاتی ہے جس میں پانی چوری کے خلاف مقدمہ درج کروایا جاتا ہے اور اس کے علاوہ تاوان بھی عائد کیا جاتا ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ اگر محکمہ کا کوئی افسر یا اہلکار نہری پانی کی چوری میں ملوث پایا جاتا ہے تو اس کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔ تاہم اس راجباہ پر کوئی سرکاری ملازم پانی چوری میں ملوث نہ پایا گیا ہے۔

(ج) محکمہ پانی چوری کرنے والے زمینداروں کے خلاف کینال ایکٹ کی دفعہ 70,33,31 اور رولز33,32 کے تحت کارروائی کرتا ہے اور ضابطہ فوجداری کی دفعہ 430 کے تحت کارروائی کرتا ہے۔مزید برآں پانی کی چوری کا جرم قابل ضمانت ہے،اسے ناقابل ضمانت بنانے کی تجویز ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! پھر وہی technical سی بات آ گئی ہے۔سوال نمبر7280 کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "درست نہ ہے،لالو گڈر مائنر کو ہیڈ سے پورا پانی مل رہا ہے" جبکہ سوال نمبر7181 کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "پانی چوری ہو رہا ہے" تو میں ان دونوں جوابات میں سے کون سا جواب صحیح consider کروں؟

جناب سپیکر: آپ دونوں کو کر لیں۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ کہا گیا ہے کہ پانی کی چوری ہوتی ہے۔یہ کوئی نئی بات نہیں ہے لیکن پانی چوری میں ملوث لوگوں کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے،ان کو جرمانے کئے جا رہے ہیں اور ان کے خلاف پرچے بھی درج کئے جا رہے ہیں۔کارروائی تو پہلے ہی ہو رہی ہے اور اب inquiry بھی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے inquiry کرائیں۔اگلا سوال ملک محمد جاوید اقبال اعوان صاحب کا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں سوال نمبر7281 کے حوالے سے ضمنی سوال پوچھنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! ہم تو اگلے سوال پر جا چکے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! بڑا important question کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ important question کر لیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! اللہ کا شکر ہے کہ میں نے ہمیشہ صحیح سوال ہی پوچھے ہیں۔یہاں جواب میں تسلیم کیا گیا ہے کہ پانی چوری ہوتا ہے۔یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پانی چوری کرنے والوں کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔مجھے یہ بتا دیں کہ کیا محکمہ کی ملی بھگت کے بغیر پانی چوری ہو سکتا ہے؟ یہ inquiry بھی خود ہی کرتے ہیں، چور بھی خود ہی ہوتے ہیں اور پھر جج بھی خود ہی بن جاتے ہیں۔اس طریقے سے تو

یہ پانی کی چوری کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔ محکمہ کی طرف سے جو کارروائی کی جاتی ہے وہ بالکل انصاف کے تقاضے پورے نہیں کرتی۔ مجھے بتا دیں کہ 2009 سے اب تک محکمہ کے کتنے لوگوں کے خلاف محکمانہ کارروائی کی گئی ہے؟انہوں نے پہلے سوال کے جواب میں کہا ہے کہ محکمہ کا کوئی آدمی پانی چوری میں involve نہیں ہے۔ میں categorically کہتی ہوں کہ پانی کی چوری محکمہ کی ملی بھگت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی یہ بات درست نہیں ہے۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ سالانہ نہیں بلکہ ایک ششماہی نہر ہے۔ خریف 2009 میں -/1,68,000 روپے جبکہ 2010 میں -/618223 روپے جرمانہ ہوا ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا راجباہ ہے۔ میں یقین دہانی کراتا ہوں کہ اگر inquiry میں کوئی اہلکار پانی چوری میں ملوث پایا گیا تو اس کے خلاف ضرور کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ اگلا سوال ملک محمد جاوید اقبال اعوان صاحب کا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! سوال نمبر 7328 ہے۔ اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے ملک محمد جاوید اقبال اعوان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لفٹ اریگیشن سکیم میانوالی خوشاب کی تفصیلات

*7328: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان:** کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لفٹ اریگیشن سکیم میانوالی اور خوشاب کب شروع کی گئی؟

(ب) اس منصوبے پر گزشتہ پانچ سال میں کتنے اخراجات آئے ہیں ہر سال ہونے والے اخراجات کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) اس منصوبے سے مذکورہ اضلاع میں کتنی کتنی زمین سیراب ہو رہی ہے؟

(د) کیا یہ سکیم اب بھی جاری ہے اس بجٹ میں اس کے لئے کوئی رقم رکھی گئی ہے اور اگر اتنی کثیر رقم خرچ کرنے کے بعد اب یہ سکیم بند کر دی گئی ہے تو کیا حکومت اسے دوبارہ کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع میانوالی اور ضلع خوشاب میں دو عدد لفٹ اریگیشن سکیمز شروع کی گئیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

(۱) مہاڑ لفٹ اریگیشن سکیم "اے" جس کی تاریخ اجراء 1990۔09۔12

(۲) مہاڑ لفٹ اریگیشن سکیم "بی" جس کی تاریخ اجراء 1993۔03۔9

(ب) ان منصوبہ جات پر گزشتہ 5 سال کے اخراجات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے

(۱) مہاڑ لفٹ اریگیشن سکیم "اے"

1۔	2005۔06	1.781 ملین روپے
2۔	2006۔07	0.990 ملین روپے
3۔	2007۔08	2.870 ملین روپے
4۔	2008۔09	2.788 ملین روپے
5۔	2009۔10	2.824 ملین روپے

(۲) مہاڑ لفٹ اریگیشن سکیم "بی"

1۔	2005۔06	24.461 ملین روپے
2۔	2006۔07	2.858 ملین روپے
3۔	2007۔08	4.000 ملین روپے
4۔	2008۔09	NIL
5۔	2009۔10	0.257 ملین روپے

(ج) مہاڑ لفٹ اریگیشن سکیم (اے) سے کل 27068 ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا ہے۔ ضلع میانوالی کا 8047 ایکڑ رقبہ جبکہ ضلع خوشاب کا 19021 ایکڑ رقبہ سیراب ہو رہا ہے۔

(د) مہاڑ لفٹ اریگیشن سکیم (اے) چالو حالت میں ہے جبکہ مہاڑ لفٹ سکیم (بی) جس کا تخمینہ لاگت PDWP نے 141.600 ملین روپے مورخہ 2002۔05۔30 کو منظور کیا کام مکمل نہ ہونے پر Sponsors نے 2nd Revised پی سی۔(ون) جس کا تخمینہ لاگت 463.764 ملین تھا منظوری کے لئے PDWP مورخہ 2008۔06۔21 کو پیش ہوا کیس تفصیلی discussion کے بعد اس بنیاد پر deferred ہوا کہ:

The Sponsors were reluctant to ensure recovery of O&M charges from farmers in order to sustain warrant ability of the scheme. Therefore the project was deferred

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یہ میانوالی اور خوشاب کے علاقے کے لئے لفٹ اریگیشن سکیم شروع کی گئی ہے۔یہ نہر جناح بیراج سے نکلتی ہے۔اس سکیم کا نام "مہاڑ لفٹ اریگیشن سکیم" ہے اور یہ دو phases میں بنی ہے۔Phase-B پر کافی کام ہوا لیکن وہ ابھی تک finally operative نہیں ہو سکی جبکہ Phase-A کے بارے میں جواب میں لکھا گیا ہے کہ یہ operative ہے جبکہ وہاں عملی طور پر کاشتکاروں کو ابھی تک پانی نہیں مل رہا البتہ ان سے فلیٹ ریٹ آبیانہ وصول کیا جارہا ہے۔یہ بہت زرخیز علاقہ ہے لیکن اس علاقے کو محکمہ irrigate نہیں کر رہا۔منسٹر صاحب یہ بتائیں کہ وہ اس رقبے کو irrigate کریں گے یا نہیں اگر کریں گے تو کب تک؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ مہاڑ لفٹ اریگیشن سکیم واں بھچراں، شادیا، بندھیال، گنجیال، اُترا اور مٹھا ٹوانہ کے مواضعات کو سیراب کرتی ہے۔ان کا سی سی اے 27060 ایکڑ ہے۔ محکمہ کی رپورٹ کے مطابق اس کی لمبائی دو میل ہے اور یہ سیراب کر رہی ہے۔اگر کہیں پر کوئی مسئلہ ہے تو میں ملک وارث کلو کے ساتھ بیٹھ کر محکمہ کے افسران کی موجودگی میں اس بات کو ensure کروں گا کہ وہاں پر پانی فراہم کیا جائے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سرگودھا۔ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6870: **چودھری عامر سلطان چیمہ**: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ آبپاشی میں جنوری 2008 تا جنوری 2010 کتنے اخراجات ہوئے؟

(ب) محکمہ آبپاشی سرگودھا میں ملازمین کی تعداد کیا ہے ملازمین کے نام، عہدہ سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ آبپاشی میں جنوری2008 تا جنوری2010 کے کل اخراجات 29,582.893 ملین روپے ہیں۔

(ب) سرگودھا ارریگیشن زون، سرگودھا میں ملازمین کی کل تعداد 6904 ہے ملازمین کے نام اور عہدوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب میں نہروں کی مرمت پر اخراجات کی تفصیلات

*7364: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

مالی سال10-2009 کے دوران پنجاب کی نہروں کی مرمت اور موگہ جات پر کل کتنے اخراجات آئے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

مالی سال10۔2009 کے دوران پنجاب کی نہروں کی مرمت اور موگہ جات پر کل اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے

1۔	بہاولپور زون	140.273 ملین روپے
2۔	سرگودھا زون	153.531 ملین روپے
3۔	لاہور زون	109.430 ملین روپے
4۔	ملتان زون	108.142 ملین روپے
5۔	ڈی جی خان زون	94.752 ملین روپے
6۔	فیصل آباد زون	54.398 ملین روپے
	کل اخراجات	660.526 ملین روپے

فیصل آباد۔ محکمہ آبپاشی کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*7478: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد میں محکمہ آبپاشی کے کتنے دفاتر اور کہاں کہاں ہیں؟

(ب) ان دفاتر میں گریڈ ایک سے پندرہ تک کی کتنی اسامیاں ہیں؟

(ج) خالی اسامیوں پر بھرتی نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت خالی اسامیوں پر بھرتی کرنے کے لئے اخبارات میں اشتہار دینے اور ان پر جلد از جلد بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ آبپاشی کے 28 عدد دفتر ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ دفاتر میں سکیل نمبر 01 سے لے کر 15 تک کی کل اسامیاں 3036 ہیں۔

(ج) حکومت پنجاب کی طرف سے گریڈ 05 تا 15 بھرتی پر پابندی ہے لیکن بیلداران کی بھرتی کی اجازت دی ہوئی ہے۔ محکمہ ہذا نے جولائی 2011 میں بھرتی کا آغاز کیا لیکن مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر بھرتی کو عارضی طور پر روکا ہوا ہے۔

1۔ ریکروٹمنٹ criteria برائے بھرتی (قواعد و ضوابط) سخت ہونے کی وجہ سے درخواست ہائے برائے بھرتی میں سے موزوں امیدوار کی تعداد کم رہی۔

2۔ محکمہ ہذا کی یونین نے یہ نکتہ اٹھایا کہ چوکیدار، مالی پٹواری اور کلرکس کی طرح بیلداروں کی بھرتی میں 20 فیصد کوٹا محکمہ کے حاضر سروس اور ریٹائرڈ ملازمین سکیل 01 تا 04 کے بچوں کے لئے مختص نہ کیا گیا ہے۔ اگرچہ باقی محکمہ جات میں نائب قاصد، چوکیدار وغیرہ کی اسامیوں میں حاضر سروس اور ریٹائرڈ ملازمین سکیل 01 تا 04 کا 20 فیصد کوٹا ہوتا ہے۔

3۔ محکمہ ہذا مختلف عدالتوں میں سابقہ ادوار میں نامکمل رہنے والی بھرتی کی وجہ سے دائر شدہ مختلف مقدمات کو defend کر رہا ہے۔

4۔ سرپلس ملازمین کی ایک بڑی تعداد محکمہ میں موجود ہے جن کو adjust کرنا ضروری ہے اس سلسلہ میں محکمہ ہذا نے متعلقہ چیف انجینئرز سے سرپلس ملازمین کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے لکھا ہوا ہے۔

بیلداروں کے ریکروٹمنٹ / criteria (قواعد و ضوابط) تبدیل کرنے کی منظوری حاصل کی گئی ہے جو کہ اب notification جاری کر دیا گیا ہے اور 20 فیصد کوٹا برائے ملازمین کی منظوری بھی ہو چکی ہے لیکن سرپلس ملازمین کو adjust کرنے کے بعد باقی ماندہ خالی نشستوں پر جلد بھرتی شروع کر دی جائے گی۔

(د) جز (ج) میں دی گئی وجوہات کی بنا پر surplus ملازمین کی adjustment کے بعد باقی ماندہ خالی نشستوں پر بھرتی کی جائے گی۔

ضلع وہاڑی، سیلاب سے متاثرین کی تفصیلات

*7522: سردار خالد سلیم بھٹی: کیاوزیرآبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) دریائے ستلج میں سیلاب آنے کی وجہ سے کس کس ضلع کی کتنی آبادیاں متاثر ہوئی ہیں؟

(ب) اس دریا کی وجہ سے ضلع وہاڑی کے کون کون سے دیہات / قصبہ جات / شہر متاثر ہوئے ہیں اوران کے کتنے لوگ متاثر ہوئے ہیں؟

(ج) اس دریا کی وجہ سے اس ضلع کے کتنے گھر سیلابی پانی میں بہہ گئے؟

(د) اس دریا کی وجہ سے اس ضلع میں کتنے ایکڑ پر کھڑی فصلیں متاثر ہوئیں؟

(ہ) اس ضلع میں حکومت نے متاثرین کی بحالی کے لئے کیااقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیرآبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) دریائے ستلج سے 10۔2009 میں سیلاب آنے کی وجہ سے ملتان اریگیشن زون ملتان کی حدود میں واقع کسی بھی ضلع کی آبادی متاثر نہ ہوئی ہے۔

(ب) اس دریا کی وجہ سے10۔2009 میں ضلع وہاڑی میں کوئی دیہات، قصبہ جات، شہر متاثر نہ ہوئے ہیں۔

(ج) 10۔2009 میں اس دریا کی وجہ سے ضلع وہاڑی کا کوئی بھی گھر سیلابی پانی میں نہ بہا ہے.

(د) 10۔2009 میں اس دریا کی وجہ سے اس ضلع وہاڑی میں کھڑی فصلیں متاثر نہ ہوئی ہیں۔

(ہ) اس دریا کی وجہ سے ضلع وہاڑی میں آبادی متاثر نہ ہوئی ہے لہذا متاثرین کی بحالی کے لئے کسی اقدام کی ضرورت نہ ہے۔

ضلع گوجرانوالہ، سیلابی نالے اور ڈرینوں کی تفصیلات

*7523: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیاوزیرآبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں کون کون سے سیلابی نالے اور ڈرین ہیں ان کی لمبائی کتنی ہے اوران کے نام کیا ہیں؟

(ب) ان ڈرین اور نالوں کی صفائی اور کھدائی کے لئے سال09-2008 اور10-2009 کے دوران کتنی رقم خرچ کی گئی، تفصیل ڈرین اور نالہ وائز بتائیں؟

(ج) حالیہ سیلاب کی وجہ سے ان ڈرین اور نالوں کی وجہ سے کتنا رقبہ اور کون کون سے دیہات متاثر ہوئے؟

(د) خان مسلم ڈرین کہاں سے نکلتی ہے اور کہاں ختم ہوتی ہے اس کی کل لمبائی کتنی ہے اور سال09-2008اور10-2009کے دوران اس کی صفائی / کھدائی پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

وزیر آبپاشی(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں مختلف سیلابی نالے اور ڈرینز کی تعداد43ہے جن کی لمبائی389میل ہے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان ڈرین اور نالوں کی صفائی اور کھدائی پر کل خرچہ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

برائے سال09۔2008 مبلغ4.412ملین روپے

برائے سال10۔2009 مبلغ4.241ملین روپے

ڈرین اور نالہ وار خرچہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع گوجرانوالہ کی حدود میں سال09۔2008اور10۔2009میں کوئی سیلاب آیا اور نہ ہی کوئی رقبہ متاثر ہوا ہے.

(د) خان مسلم ڈرین خان مسلمان گاؤں سے شروع ہوتی ہے اور اشر کے ڈرین میں گرتی ہے اور اس کی کل لمبائی7.56 میل ہے اور اس کی صفائی / کھدائی پر سال 09۔2008اور 10۔2009میں کوئی خرچہ نہ ہوا ہے۔

ضلع گوجرانوالہ، سیلاب سے متاثر ہونے والے علاقہ جات کی تفصیلات

*7524:ڈاکٹر محمد اشرف چوہان:کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حالیہ سیلاب کی وجہ سے ضلع گوجرانوالہ کا کل کتنا رقبہ کس دریا کے پانی کی وجہ سے متاثر ہوا اور کون کون سے شہر / قصبہ جات / گاؤں متاثر ہوئے؟

(ب) ان کا کتنا رقبہ دریا برد ہوا؟

(ج) اس ضلع میں کتنے ایکڑ رقبہ پر فصلیں تباہ ہوئیں اور کتنے کسان متاثر ہوئے؟

(د) حکومت نے ان کسانوں اور لوگوں کی بحالی کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ہ) اس ضلع میں جو دریا بہتا ہے اس کے بند / پشتہ جات کی تعمیر / مرمت کب آخری مرتبہ کی گئی تھی اور ان پر کتنی رقم خرچ ہوئی تھی؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع گوجرانوالہ کی حدود میں کوئی سیلاب آیا ہے اور نہ ہی کوئی رقبہ متاثر ہوا ہے۔

(ب) جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

(ج) جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

(د) جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

(ہ) مرالہ بیراج ڈویژن کی حدود میں کوئی spur یا بند ضلع گوجرانوالہ کی حدود میں نہ ہے۔ تاہم خانکی ہیڈورکس پر سال 11۔2010 میں پشتہ / بند کی مرمت پر 4.111 ملین روپے خرچ ہوئے تھے۔

ضلع سیالکوٹ کی حدود میں ندی نالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7542: رانا آصف محمود: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ کی حدود میں ندی / نالوں اور ڈرینوں کی تعداد اور نام بتائیں؟

(ب) ان نالوں اور ڈرینز کی سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران صفائی / کھدائی پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے؟

(ج) ان نالوں اور ڈرینوں میں زیادہ پانی کی وجہ سے کل کتنے دیہات، شہر اور قصبہ جات متاثر ہوئے؟

(د) ان کا کل کتنے ایکڑ رقبہ زیر آب آیا اور کتنے ایکڑ پر کون کون سی فصلیں تباہ ہوئیں؟

(ہ) ان متاثرہ افراد / کسانوں کی حکومت نے کیا مالی اور دیگر مدد کی؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سیالکوٹ کی حدود میں ندی نالوں اور ڈرینوں کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان نالوں اور ڈرینوں کی صفائی اور کھدائی پر کی جانے والی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے

مالی سال	خرچہ ملین روپے
2008-09	6.581
2009-10	7.992

(ج) نالہ ڈیگ میں زیادہ پانی کی وجہ سے چار دیہات کا زرعی رقبہ متاثر ہوا ان کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ ٹیڑھا 2۔ وڈالہ
3۔ بندیال 4۔ پنڈی دیونیاں

(د) ان دیہات کا تقریباً 130 ایکڑ رقبہ زیر آب آیا۔اس رقبہ پر دھان کی فصل متاثر ہوئی۔

(ہ) متعلقہ نہ ہے۔

سرگودھا۔زرعی اراضی کو سیم اور تھور سے بچانے کی تفصیلات

*7549: **چودھری عامر سلطان چیمہ**: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ زمینداروں کے وسیع تر مفاد میں حکومت پنجاب نے سالانہ ترقیاتی پروگرام 11۔2010 میں جی ایس 2248 اور ایس ایس 74 کے تحت سرگودھا ڈویژن کے 319 ٹیوب ویلوں کی دوبارہ ری بورنگ اور بحالی کے لئے 25 ملین روپے مختص کئے ہیں؟

(ب) اگر محکمہ آبپاشی نے اس سلسلہ میں کوئی کارروائی شروع کی ہے تو اس کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ صوبائی حکومت پنجاب نے زمینداروں کے وسیع تر مفاد میں سالانہ ترقیاتی پروگرام 11–2010 اے ڈی پی نمبر 2248 کے تحت 319 ٹیوب ویلز جن میں ٹیوب ویل آپریشن ڈویژن سرگودھا کے 291 اور آرکیولنک کینال کے ساتھ ڈرینج ڈویژن منڈی بہاؤالدین میں 28 ٹیوب ویلوں کی ری بورنگ کے لئے 11۔2010 میں 25.00 ملین روپے مختص کئے تھے لیکن تمام ٹیوب ویل گورنمنٹ پالیسی کے تحت غیر منافع بخش ہونے کی بنیاد پر ختم کر دیئے گئے تھے لہذا منصوبہ قابل عمل نہ رہا تھا۔

(ب) یہ منصوبہ قابل عمل نہ ہونے کی وجہ سے ختم کر دیا گیا ہے۔

ضلع سرگودھا۔سیلاب کی وجہ سے متاثر ہونے والے دیہات و شہروں کی تفصیلات

*7573: **محترمہ زوبیہ رباب ملک**: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:–

(الف) ضلع سرگودھا میں سیلاب کی وجہ سے کون کون سے گاؤں / شہر متاثر ہوئے ہیں؟

(ب) اس ضلع کا کتنے ایکڑ رقبہ سیلاب سے متاثر ہوا ہے؟
(ج) اس ضلع میں کس دریا کی وجہ سے سیلاب آیا؟
(د) اس دریا پر اس ضلع کی آبادی کو محفوظ بنانے کے لئے کس کس جگہ بند بنائے گئے ہیں یہ بند آخری دفعہ کب بنائے گئے تھے اور ان کی سالانہ مرمت پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟
(ہ) کیا حکومت آئندہ اس ضلع کو اس دریا کے سیلابی پانی سے محفوظ بنانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):
(الف) ضلع سرگودھا کی حدود میں سال2010 میں جو گاؤں / شہر متاثر ہوئے ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ب) سال2010 میں ایل جے سی سرکل سرگودھا میں کل61,446 ایکڑ رقبہ متاثر ہوا۔
(ج) اس ضلع میں دریائے جہلم کی وجہ سے سیلاب آیا۔
(د) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ہ) ایل جے سی سرگودھا کی حدود میں دریائے جہلم کے سیلابی پانی سے بچاؤ کے لئے جو بند بنائے گئے وہ محفوظ ہیں تاہم ساہیوال فلڈ برجی000+58تا250+68 کو مزید وسعت دینے کی ضرورت ہے جس کی تجویز زیر غور ہے۔

محکمہ کے ریسٹ ہاؤسز کی تفصیلات

*7591: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:
(الف) ضلع چنیوٹ اور اسلام آباد میں محکمہ آبپاشی کے کتنے ریسٹ ہاؤسز کس کس جگہ پر ہیں، ہر ریسٹ ہاؤس کتنے کتنے رقبہ پر اور کتنے کتنے کمروں پر مشتمل ہے، ہر ریسٹ ہاؤس کے انچارج کا نام، عہدہ بتایا جائے؟
(ب) ان ریسٹ ہاؤسز کے جنوری2008 سے آج تک کے اخراجات بتائیں اور یہ ریسٹ ہاؤسز کن مقاصد کے لئے بنائے گئے ہیں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع چنیوٹ میں محکمہ آبپاشی کے دس ریسٹ ہاؤسز ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے.

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	جس جگہ موجود	رقبہ (ایکڑ)	کمرے	انچارج کا نام
1	امین پور		10.14	06	اصغر چوہان(S.D.O)
2	کوٹ احمد یار		10.23	03	اصغر چوہان(S.D.O)
3	کوٹ وساوا		12.58	03	اصغر چوہان(S.D.O)
4	تاجابیر انوالہ		7.16	مسمار شدہ	اصغر چوہان(S.D.O)
5	جوڑا ریسٹ ہاؤس		10.15	03	انور علی ندیم(S.D.O)
6	عادل والا		13.80	مسمار شدہ	انور علی ندیم(S.D.O)
7	اچھروال	آر ڈی000+80 کھادر نہر	2619 sqr.f	03	جاوید احمد قریشی(S.D.O)
8	یکووالا	آر ڈی000+122 کھادر نہر	2619 sqr.f	03	جاوید احمد قریشی(S.D.O)
9	ونوکا	آر ڈی000+80 کھادر نہر	2619 sqr.f	03	جاوید احمد قریشی(S.D.O)
10	غوثیوالا	آر ڈی000+80 کھادر نہر	2619 sqr.f	03	جاوید احمد قریشی(S.D.O)

اسلام آباد میں محکمہ آبپاشی کا ایک ریسٹ ہاؤس ہے جو کہ راول ڈیم پر واقع ہے یہ ریسٹ ہاؤس 12 مرلہ پر واقع ہے اور اس میں 5 کمرے ہیں موجودہ انچارج کا نام ظفر حسین ایگزیٹو انجینئر ہے۔

(ب) تاجابیر انوالہ، عادل والا، اچھروال اور ونو کا ریسٹ ہاؤسز کے علاوہ باقی ریسٹ ہاؤسز پر جنوری 2008 سے آج تک مبلغ -/27,41,319 روپے خرچ ہوئے جبکہ یہ ریسٹ ہاؤسز محکمہ کے افسران کی انسپکشن، کھلی کچہری اور عدالتی کارروائی کے لئے بنائے گئے ہیں۔

محکمہ میں گریڈ16 اور اوپر کی خالی ہونے والی اسامیوں کی تفصیلات

*7596: چودھری عبداللہ یوسف: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ آبپاشی میں 09-2008 میں کتنی اسامیاں گریڈ16 اور اس سے اوپر گریڈ کی خالی ہوئیں؟

(ب) محکمہ نے جز(الف) میں بیان کردہ کتنی اسامیوں کو پر کرنے کے لئے requisition پنجاب پبلک سروس کمیشن کو کب بھیجی اگر نہیں بھیجی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا محکمہ کے رائج الوقت قوانین کے مطابق ان اسامیوں کو پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے پر کرنے کی پابندی ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ نے قواعد وضوابط کی خلاف ورزی کرنے والے افسران کے خلاف کیا کارروائی کی؟

وزیر آبپاشی(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ اریگیشن میں09۔2008 کی دوران اے ای ای/ایس ڈی او(BPS-17) کی35اسامیاں اور 2008 میں اسسٹنٹ الیکٹرک انسپکٹر17-BS کی04اسامیاں خالی ہوئیں۔

(ب) اریگیشن ڈیپارٹمنٹ میں اے ای ای/ایس ڈی او17-BS کی35 خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئےppsc کو 10۔06۔09 کو ریکوزیشن بھیجی گئیPPSC نے اپنی سفارشات 11-05-11 کو بھیجیں جن میں35 امیدواروں کی تین سال کی کنٹریکٹ بنیادوں پر تقرری کی سفارش کی گئی ہے.جبکہ اسسٹنٹ الیکٹرک انسپکٹر17-BS کی خالی اسامیوں کو پر کرنے کے لئےPPSC کو ماہ ستمبر2009 میں ریکوزیشن بھیجی گئیPPSC نے08 امیدواروں کو منتخب کیا جن میں سے صرف04امیدواروں نے سروس جوائن کی باقی ماندہ سیٹوں کے لئے مئی2010میں پنجاب پبلک سروس کمیشن کو پھر ریکوزیشن بھیج دی گئی ہے.

(ج) جی نہیں، پنجاب گورنمنٹ کی بھرتی پالیسی2004 کی شق نمبر 4 کی سب شق (i) کے مطابق گریڈ16اور اس سے اوپر کی اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارشات پر پُر کی جاسکتی ہیں۔

(د) تمام خالی گریڈ16اور اس سے اوپر کی اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارشات پر پُر کی گئی ہیں۔

لاہور۔ محکمہ کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*8094: محترمہ ساجدہ میر: کیاوزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر میں محکمہ کے کتنے دفاتر کہاں کہاں ہیں؟

(ب) ان دفاتر میں منظور شدہ اسامیاں گریڈوار کتنی ہیں؟

(ج) ان دفاتر میں گریڈوار کتنی خواتین کام کر رہی ہیں؟

(د) ان دفاتر میں گریڈوار خواتین کے لئے کتنی اسامیاں مختص ہیں؟

(ہ) کیاان دفاتر میں تعینات خواتین کوٹا کے مطابق تعینات ہیں اگر کم ہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لاہور شہر میں چیف انجینئر لاہور زون کا دفتر پرانی انارکلی ارینگیشن سیکرٹریٹ میں واقع ہے اور اس سے ملحقہ دفاتر کی تعداد 32 ہے جو زیادہ تر دھرم پورہ کینال بنک پر واقع ہیں جن کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) دفاتر ہذا میں منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان دفاتر میں گریڈوار کام کرنے والی خواتین کی تفصیل درج ذیل ہے

نمبر شمار	گریڈ	تعداد اسامی
1۔	07	1عدد
2۔	01	1عدد

(د) گورنمنٹ کی نئی پالیسی کے مطابق خواتین کے لئے پانچ فیصد اسامیاں مختص ہیں.

(ہ) دفاتر ہذا میں خواتین نے بھرتی کے لئے کوئی درخواست نہ دی ہے جس کی وجہ سے خواتین کو بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

سال 11-2010، بارانی علاقوں میں چھوٹے ڈیمز بنانے کی تفصیلات

*8158: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کا مالی سال 11۔2010 کے بجٹ میں بارانی علاقوں میں 200 چھوٹے ڈیم بنانے کا پروگرام تھا؟

(ب) اگر ہاں تو یہ ڈیم کہاں کہاں بنائے جانے تھے؟

(ج) مذکورہ علاقہ میں آج تک مندرجہ بالا ایریا میں کتنے ڈیم کہاں کہاں بنائے گئے ہیں اور ان پر کتنی لاگت آئی ہے؟

(د) کتنے ڈیمز زیر تعمیر ہیں اور یہ کب تک مکمل ہوں گے؟

(ہ) حالیہ شدید بارشوں میں کتنے ڈیموں کو نقصان پہنچا ہے، ان ڈیمز کے نام بتائیں اور یہ کب بنائے گئے تھے؟

وزیرآبپاشی(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) سمال ڈیمز آرگنائزیشن اریگیشن کے تحت مالی سال 11۔2010 میں200چھوٹے ڈیمز بنانے کا کوئی منصوبہ زیر عمل نہ تھاتاہم موجودہ مالی سال میں500 ملین روپے رقم مختص کی گئی ہے۔

(ب) یہ ڈیم راولپنڈی ڈویژن اور پوٹھوہار میں بنائے جائیں گے۔فائنل لوکیشن کے بارے میں ایک کمیٹی فیصلہ کرے گی جس کووزیرآبپاشیchair کریں گے۔

(ج) مالی سال11۔2010 میں کوئی ڈیم نہ شروع کیا گیالیکن دس پرانے منصوبوں پر کام جاری رہا جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) دس ڈیمز زیر تکمیل ہیں جو موجودہ مالی سال میں مکمل ہو جائیں گے

(ہ) حالیہ بارشوں سے موجودہ ڈیمز کو کوئی نقصان نہیں پہنچا ہے۔

راولپنڈی،زیرزمین پانی کی کمی کو پورا کرنے کی تفصیلات

*8323:جناب محمد شفیق خان:کیاوزیرآبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ راولپنڈی کے مختلف اضلاع میں زیرزمین پانی کی کمی ہے؟

(ب) کیاحکومت نے زیرزمین پانی کی کمی کو دور کرنے کے لئے چھوٹے ڈیمز اور بند باندھ کر پانی جمع کرنے کے منصوبے بنائے ہیں،ان کی تعداد کیا ہے اور کتنے منصوبوں پر عمل درآمد جاری ہے؟

وزیرآبپاشی(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ راولپنڈی میں زیرزمین پانی کی کمی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے زیرزمین پانی کی کمی کو دور کرنے کے لئے راولپنڈی ڈویژن میں اب تک 49ڈیمز مکمل کئے ہیں اور10 ڈیمز کی تعمیر پر کام جاری ہے جو سال12۔2011 میں مکمل ہو جائیں گے۔مزید ڈیمز کے لئے اس سال500 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔

ضلع گجرات،نہروں کی کھدائی،صفائی اور توسیع ومرمت کے منصوبوں کی تفصیلات

*8324:جناب خالد جاوید اصغر گھرال:کیاوزیرآبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ضلع گجرات میں مالی سال08۔2007 سے 10۔2009 تک نہروں کی کھدائی، صفائی اور توسیع ومرمت کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی اوراس میں سے کتنی خرچ ہوئی، کیااس سلسلہ میں کوئی نئے منصوبہ جات بنائے جارہے ہیں؟

وزیرآبپاشی(ملک احمد علی اولکھ):

ضلع گجرات میں مالی سال 08۔2007 سے10۔2009 تک نہروں کی کھدائی، صفائی اور توسیع ومرمت کے لئے خرچ کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔ گجرات، گجرات ڈویژن یو جے سی میں مالی سال 08–2007 اور 10۔2009 میں نہروں کی کھدائی اور توسیع و مرمت کے لئے مختص اور خرچ کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے

مالی سال	مختص رقم	خرچ کی گئی رقم (بھل صفائی)	(توسیع مرمت)
2007۔08	1,51,28000	10,46,083	1,40,81,17
2008۔09	2,42,97000	43,4474	2,38,62,526
2009۔10	2,49,18000	7,85000	2,41,33,000

ضلع گجرات میں نہروں کے متعلق کوئی نئے منصوبہ جات زیر غور نہ ہیں۔

جہلم(ضلع گجرات)

جہلم ڈویژن یو جے سی میں مالی سال08۔2007 سے10۔2009 تک نہروں کی کھدائی، صفائی اور توسیع پر کوئی رقم خرچ کی گئی اور نہ ہی کوئی رقم اس سلسلہ میں مختص کی گئی تھی جبکہ مرمت کے لئے سال08۔2007 سے10۔2009 تک93,49,662 رقم خرچ کی گئی ضلع گجرات میں نہروں کے متعلق کوئی نئے منصوبہ جات زیر غور نہ ہیں۔

پانی چوری پر تاوان عائد کرنے کی تفصیلات

*8378: میاں شفیع محمد: کیاوزیرآبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ محکمہ انہار نہری پانی کی چوری پر تاوان عائد کرتا ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ محکمہ انہار کے ماتحت عملہ کی ملی بھگت سے پانی چوری کے اکثر واقعات ہوتے ہیں اور بسا اوقات اپنی کارکردگی دکھانے کے لئے وہ ایس ڈی او متعلقہ کو چوری کی رپورٹ کر دیتے ہیں اور معمول کی کارروائی کے بعد ڈویژن آفیسر تاوان عائد کر دیتا ہے؟

(ج) کیااس تاوان کی اپیل متعلقہ ایس ای کے پاس ہوتی ہے جس میں وہ ڈویژن کینال آفیسر کے فیصلے کو بھی برقرار رکھتا ہے؟

(د) کیاحکومت تاوان کے خلاف اپیل ایس ای کی بجائے ریونیو کے مجاز آفیسر کے سامنے کرنے کے حق کو دوبارہ revive کرنے کاارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔تاوان انہی پر عائد کیا جاتا ہے جو پانی چوری کے مرتکب ہوتے ہیں۔

(ج) اس حد تک درست ہے کہ ڈویژنل کینال آفیسر کے فیصلے کے خلاف اپیل سپرنٹنڈنگ انجینئر کے پاس زیر دفعہ 35 کینال ایکٹ کی جا سکتی ہے مجاز اتھارٹی (Superintending Engineer) بعداز سماعت کیس تاوان پر فیصلہ میرٹ پر کرتی ہے

(د) کینال اینڈ ڈرینج ایکٹ کی دفعہ 35 کے تحت ڈویژنل کینال آفیسر کے فیصلے کے خلاف اپیل سپرنٹنڈنگ کینال آفیسر کو کی جاتی ہے اور حکومت اس طریق کار کو فی الحال تبدیل کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔

سرگودھا۔اریگیشن ورکشاپ کی زمین پر ناجائز قبضہ کی تفصیلات

*8499: محترمہ رعنار ضوی: کیاوزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔30 سرگودھا میں اریگیشن ورکشاپ ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ حکومت نے اسے نیلامی کے ذریعے لیز پر دینا تھا مگر افسران کی ملی بھگت سے ایسا نہیں ہو رہا ہے؟

(ج) اس ورکشاپ کا کل رقبہ کتنا ہے، کتنے رقبہ پر ورکشاپ قائم ہے، کتنا رقبہ خالی ہے، کتنے پر ناجائز قبضہ ہو چکا ہے، ناجائز قبضہ کے بارے میں حکومت کوئی انکوائری کروا کر ذمہ داران کے خلاف قانونی کارروائی کرنے اور قبضہ کو واگزار کروانے کو تیار ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔30 چک نمبر جنوبی بھلوال ضلع سرگودھا میں اریگیشن ورکشاپ ڈویژن واقع ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ حکومت نے اریگیشن ورکشاپ بھلوال کو نیلامی کے ذریعے لیز پر دینا تھا۔

(ج) ورکشاپ کا کل رقبہ 199ایکڑ ہے اور 90.00ایکڑ رقبہ پر ورکشاپ قائم ہے جبکہ 109ایکڑ رقبہ خالی ہے.67.00ایکڑ رقبہ پر ناجائز قبضہ ہے, ناجائز قابضین کے خلاف کارروائی کی جارہی ہے اور اس کی FIR تھانہ بھلوال میں درج ہے۔

لاہور۔ مغلپورہ اریگیشن ورکشاپ کی زمین پر ناجائز قبضہ کی تفصیلات

*8500: محترمہ رعنار ضوی: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) مغل پورہ لاہور میں اریگیشن ورکشاپ کتنے رقبہ پر قائم ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ورکشاپ کے کچھ حصہ پر محکمہ کے افسران واہل کاران کی ملی بھگت سے لوگوں نے ناجائز قبضہ کر کے تعمیرات کی ہوئی ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ورکشاپ کتنے رقبہ پر تعمیر ہے، کتنے رقبہ پر قبضہ ہو چکا ہے، قبضہ کے بارے میں حکومت نمائندگان کی کمیٹی کے ذریعے انکوائری کروانے اور رقبہ واگزار کروانے کو تیار ہے اور ذمہ داران کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) اریگیشن ورکشاپ مغل پورہ کا کل رقبہ 6.67ایکڑ تھا لیکن شالیمار انڈر پاس تعمیر ہونے کی وجہ سے بقایا رقبہ 3.00ایکڑ رہ گیا ہے۔

(ب) اریگیشن ورکشاپ ہذا کے موجودہ رقبہ پر کسی بھی بیرونی عنصر کا کوئی ناجائز قبضہ نہ ہے۔

(ج) جواب جز(ب) میں دے دیا گیا ہے۔

پی پی۔53 فیصل آباد۔راجباہوں ومائنرز کی تعداد ودیگر تفصیلات

*8640: میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) پی پی۔53 فیصل آباد میں راجباہوں اور مائنرز کے نام اور ان سے کتنی اراضی سیراب ہو رہی ہے؟

(ب) سال2010 کے دوران اس حلقہ کے کتنے افراد کے خلاف پانی چوری کے مقدمات درج ہوئے ہیں؟

(ج) ان راجباہوں اور مائنرز کا منظور شدہ پانی کتنا ہے اور کس کس میں کم پانی فراہم کیا جارہا ہے؟

(د) حکومت جن میں کم پانی فراہم کر رہی ہے،ان میں کب تک پورا پانی فراہم کیا جائے گا؟

(ہ) کتنے راجباہ اور مائنز اب تک پکے ہوئے اور باقی کب تک پکے ہوں گے ؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پی پی۔53 فیصل آباد میں مندرجہ ذیل راجباہ آتے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

اپر گوگیرہ ڈویژن شیخوپورہ

نمبر شمار	راجباہ	رقبہ (C.C.A)
1	باسی مائنر	15648ایکڑ
2	ناہرہ	24971ایکڑ
3	ہائی لیول چینل	20411ایکڑ
4	ہری پور مائنر	1166ایکڑ
5	دانگلی	12357ایکڑ
ٹوٹل	سی سی اے	74553ایکڑ

لوئر گوگیرہ ڈویژن فیصل آباد

نمبر شمار	راجباہ	رقبہ (C.C.A)
1	بچیانہ	5619ایکڑ
2	پاؤلیانی	24680ایکڑ
3	مائنر نمبر1 پاؤلیانی	2591ایکڑ
4	مائنر نمبر2 پاؤلیانی	3402ایکڑ
5	جڑانوالہ ڈسٹی	4436ایکڑ
6	اواگت ڈسٹی	17089ایکڑ
7	اواگت مائنر	628ایکڑ
ٹوٹل سی سی اے		58445ایکڑ
گرانٹ ٹوٹل		132998ایکڑ

(ب) اپر گوگیرہ ڈویژن شیخوپورہ۔

پی پی۔53 فیصل آباد میں 2010 کے دوران تھانہ جڑانوالہ اور تھانہ لنڈیانوالہ میں 47 مقدمات پولیس کو بھیجے گئے جن پر متعلقہ تھانہ جات نے کوئی بھی FIR درج نہ کی۔

لوئر گوگیرہ ڈویژن فیصل آباد

پی پی۔53 فیصل آباد میں 2010 کے دوران پانی چوری کے تیرا مقدمات متعلقہ تھانہ کو ارسال کئے گئے ہیں جن میں سے صرف سات کی ایف آئی آر درج کی گئی ہیں۔

(ج) پی پی۔53 فیصل آباد میں موجود راجباہ اور مائنرز کا منظور شدہ پانی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

اپر گوگیرہ ڈویژن شیخوپورہ

نمبر شمار	راجباہ	ڈسچارج (کیوسک)
1	باسی مائنر	44.90
2	ناہرہ	125.50
3	ہائی لیول چینل	221.0
4	ہری پور مائنر	3.71
5	دانگلی	49.62

لوئر گوگیرہ ڈویژن فیصل آباد

نمبر شمار	راجباہ	ڈسچارج(کیوسک)
1	بچیانہ	17.00
2	پاؤلیانی	102.00
3	مائنر نمبر1 پاؤلیانی	8.00
4	مائنر نمبر2 پاؤلیانی	14.00
5	جڑانوالہ ڈسٹی	14.00
6	اواگت ڈسٹی	54.00
7	اواگت مائنر	2.00

مندرجہ بالا راجباہوں میں ان کی منظور شدہ مقدار کے مطابق پانی فراہم کیا جاتا ہے تاہم بڑی نہر میں پانی کی کمی بیشی کو مدنظر رکھتے ہوئے تمام راجباہوں کو منظور شدہ وارہ بندی کے مطابق پانی دیا جاتا ہے۔

(د) تمام راجباہوں کو منظور شدہ مقدار کے مطابق پانی فراہم کیا جاتا ہے.تاہم بڑی نہر میں پانی کی کمی بیشی کو مدنظر رکھتے ہوئے تمام راجباہوں کو منظور شدہ وارہ بندی کے مطابق پانی دیا جاتا ہے۔

(ہ) تفصیل درج ذیل ہے۔

اپر گوگیرہ ڈویژن شیخوپورہ

1۔ راجباہ ناہرہ برجی نمبر(Tail) 0-113193

2۔ باسی مائنر برجی نمبر(Tail) 0-61977

مزید برآں مندرجہ ذیل نہروں کے ابتدائی تخمینہ جات تیاری کے مراحل میں ہیں.

1۔ ہائی لیول چینل برجی نمبر(Tail) 60-135887

2۔ دانگلی راجباہ برجی نمبر(Tail) 0-85631

3۔ ہری پور مائنر برجی نمبر(Tail) 0-8487

لوئر گوگیرہ ڈویژن فیصل آباد

پی پی۔53 فیصل آباد میں راجباہ پاؤلیانی ڈسٹی مائنر نمبر 1اور 2پہلے ہی پکے ہو چکے ہیں جبکہ بچیانہ، جڑانوالہ،اواگت اور اواگت مائنر کی پختگی کا کام زیر تکمیل ہے اور 2011 کے آخر تک مکمل ہو جائیں گے۔

ضلع سرگودھا۔ نبی شاہ جھیل ڈرین پر پل بنانے کا معاملہ

*8692: میاں غلام سرور: کیاوزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) نبی شاہ جھیل ڈرین بھلوال سرگودھا کی ڈی سیلٹنگ کب ہوئی اور اس پر کتنے اخراجات ہوئے؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ مذکورہ ڈرین پر پل نہ ہے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ ڈرین پر پل نہ ہونے کی وجہ سے گردونواح کی عوام کو آمدورفت میں سخت دشواری کا سامنا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت پانی کے بہتر بہاؤ اور عوام کی آمدورفت کے لئے ڈرین پر پل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) نبی شاہ جھیل کی ڈی سیلٹنگ کا کام سپیشل ایم اینڈ آر کے تحت 09-2008 میں مکمل ہوا تھا اس پر 47لاکھ روپے لاگت آئی تھی۔

(ب) مذکورہ ڈرین پر ایک پل برجی نمبر 29500 پر پہلے سے موجود ہے۔

(ج) گردونواح کی عوام کو آمدورفت کے لئے ڈرین پر ایک عدد پل برجی نمبر 10-9 پر منظور کیا گیا ہے جو کہ ADP سکیم ریماڈلنگ آف موناڈرینج سسٹم 11-2010 کے پی سی ون میں منظور شدہ ہے۔ یہ پل سال 12-2011 میں مکمل ہو جائے گا۔

(د) جواب جز(ج) میں دے دیا گیا ہے۔

سیم وتھور کی زد میں آنے والی اراضی کی تفصیلات

*8763: چودھری ظہیر الدین خان: کیاوزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں لاکھوں ایکڑ زمین سیم اور تھور کی زد میں ہے؟

(ب) حکومت پنجاب سیم و تھور کے خاتمے کے لئے کن پروگرامز پر عمل کر رہی ہے اور اس مقصد کے لئے مختلف اضلاع کے لئے کتنے فنڈز مالی سال11-2010 میں مختص کئے ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ہاں یہ حقیقت ہے کہ پنجاب میں اس وقت لاکھوں ایکڑ اراضی تھور کا شکار ہے۔ نظامت بحالی اراضی پنجاب (Directorate of Land Reclamation Punjab) کے ایک محتاط اندازے کے مطابق پنجاب میں نہری پانی سے سیراب ہونے والی اراضی کا تقریباً 12.45 فیصد حصہ تھور زدہ ہے.

(ب) سیم و تھور رقبہ کی بحالی کے لئے اضافی پانی درکار ہوتا ہے لیکن پانی کی کمی کی وجہ سے 1994 میں اس پر پابندی لگا دی گئی۔ اب کوئی پروگرام زیر عمل نہ ہے. سال 11۔2010 میں سیم و تھور کے خاتمے کے لئے کوئی فنڈز مختص نہیں کئے گئے ہیں۔

صوبہ میں تعمیر ہونے والے ڈیمز میں خُورد بُرد کی شکایات و دیگر تفصیلات

*8826: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 10۔فروری 2011 کی ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق صوبہ کے چار ڈویژنز میں زیر تعمیر 20 ڈیمز کی تعمیر کے لئے مختص 2.62۔ارب روپے کی خطیر رقم خُورد بُرد کر لی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ڈیموں پر خرچ کردہ خطیر رقم کے باوجود ان سے بنیادی مقاصد حاصل نہیں ہوئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ڈیمز کی تعمیر سے 27 ہزار 424 ایکڑ اراضی سیراب ہونا تھی مگر ان سے صرف دو ہزار ایکڑ اراضی سیراب ہو رہی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈیمز کے مرکزی حصوں کا تعمیراتی کام اس قدر ناقص ہے کہ نہ صرف اس حصے میں بلکہ سپل وے اور خصوصی طور پر یہاں تعمیراتی جوڑ میں وہاں سے پانی رستا ہوا نظر آتا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ڈیمز کی مقررہ مقاصد کے حصول میں ناکامی کی دیگر وجوہات کے علاوہ مناسب ڈیزائن کا نہ ہونا، ناقص تعمیراتی کام اور مناسب نگرانی کا نہ ہونا ہے؟

(و) کیا حکومت اس کی تحقیقات کے لئے کوئی خصوصی اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی تشکیل دینے اور اس کے ذمہ داران کے خلاف ایکشن لینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) خبر مذکورہ کی بنیاد محکمہ آبپاشی کی وہ رپورٹ ہے جو محکمہ نے از خود شروع کروائی تھی جس میں منصوبہ جات میں چند نقصانات کی نشاندہی کی گئی تھی۔ نقصانات کی ذمہ داری کے تعین کے لئے باقاعدہ انکوائری زیر کار ہے۔ تحقیقات مکمل ہونے کے بعد تعین ہو سکے گا کہ نقصانات کی نوعیت کیا ہے اور کتنی رقم کا نقصان ہوا ہے۔ تاہم فوری کارروائی کے طور پر تمام متعلقہ افسران کو سمال ڈیمز آرگنائزیشن سے ٹرانسفر کر دیا گیا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ ڈیمز کا بنیادی مقصد آبپاشی کے لئے پانی حاصل کرنا ہوتا ہے جس میں کمانڈ ایریا کو develop کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پوٹھوہار ایریا اپنی خصوصی بناوٹ کی وجہ سے ہموار نہیں ہوتا جس کے لئے آبپاشی کا نظام بشمول کھالہ جات وغیرہ زمیندار حضرات نے تیار کرنے ہوتے ہیں جو بتدریج تیار ہو رہے ہیں۔ زیر آبپاشی رقبہ میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اس کے علاوہ ڈیم کی وجہ سے ملحقہ کنواں جات میں زیر زمین پانی کی سطح بلند ہو چکی ہے جس کا فائدہ آبادی اٹھا رہی ہے۔

(ج) مذکورہ ڈیمز کے مکمل develop ہونے پر 29934 ہزار ایکڑ رقبہ کی آبپاشی تجویز کردہ ہے جس میں سے 3334 ہزار ایکڑ رقبہ آبپاش ہو رہا ہے۔ یہاں یہ امر واضح کرنا ضروری ہے کہ منصوبہ جات میں صرف 5 تا 10 فیصد رقبہ develop کیا جاتا ہے جبکہ باقی ماندہ رقبہ زمیندار کو اپنے وسائل سے develop کرنا ہوتا ہے۔ ان ڈیمز میں پانی موجود ہے رقبہ develop ہونے پر مکمل تجویز کردہ فوائد حاصل ہو سکیں گے۔

(د) یہ درست نہ ہے کیونکہ مذکورہ نقائص کی نشاندہی پر محکمہ کے ماہر افسران و consultants کی زیر نگرانی کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جس نے کسی ایسے نقصان کی تصدیق نہ کی ہے اور مذکورہ ڈیمز کی safety کے متعلق پائے جانے والے تمام خدشات کی نفی کی ہے۔

(ہ) درست نہ ہے۔ محکمہ کے ماہر افسران اور consultants پر مشتمل کمیٹی نے ان ڈیمز کے ڈیزائن و تعمیراتی کام میں کسی نقصان کی نشاندہی کی تصدیق نہ کی ہے۔

(و) حکومت پہلے ہی تحقیقات کے لئے کمیٹی تشکیل دے چکی ہے۔ جس کی سربراہی اعلیٰ افسران کر رہے ہیں۔ کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ایک بہت ہی important بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس وقت ممکن نہیں کیونکہ توجہ دلاؤ نوٹس کے لئے 15 منٹ ہوتے ہیں۔ آپ بعد میں بات کر لیجئے گا۔ کرنل (ریٹائرڈ) محمد عباس چودھری صاحب کا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1018 ہے۔ جی، کرنل صاحب!

لاہور میں بنک ڈکیتی کے دوران مزاحمت پر سکیورٹی گارڈ کی ہلاکت و دیگر تفصیلات

کرنل (ر) محمد عباس چودھری: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بحوالہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 22۔دسمبر 2011 کے مطابق، کیا یہ درست ہے کہ ٹاؤن شپ لاہور کے علاقہ ہمدرد چوک میں گزشتہ روز چار ڈاکو ایک مقامی بنک میں داخل ہوئے اور فائرنگ کر دی جس سے ایک سکیورٹی گارڈ ہلاک اور دوسرا زخمی ہو گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈاکو کیش کاؤنٹر سے 44 لاکھ روپے لوٹ کر فرار ہو گئے؟

(ج) کیا متعلقہ پولیس نے ملزمان کو گرفتار کر لیا ہے، ایوان کو تفتیش کی تازہ ترین صورتحال سے آگاہ کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) مقدمہ درج ہو کر تفتیش بذریعہ ایس آئی فدا حسین انچارج انوسٹی گیشن تھانہ ٹاؤن شپ عمل میں لائی جارہی ہے۔نقشہ موقع نظری بلا سکیل و باسکیل مرتب کیا گیا ہے اور موقع سے اسلحہ چلنے کے کھول وغیرہ کو قبضہ میں لیا گیا ہے۔ بنک کے کیمرہ مین سے ملزمان کے فوٹو تیار کروائے گئے ہیں اور ویڈیو حاصل کی گئی ہے۔ نعش متوفی عبداللطیف بعد از پوسٹ مارٹم وارثان کے حوالے کی گئی۔اسی طرح سے کار نمبری EC-7673 کے کوائف حاصل کئے گئے ہیں جو کہ مسمی عدنان طارق سکنہ 1/97 خیابان صادق روڈ سرگودھا کے نام سے ہے جس میں ٹریکر لگا ہوا ہے۔متعلقہ ٹریکر کمپنی سے پتا کرنے پر معلوم ہوا ہے کہ متذکرہ بالا کار بروز وقوعہ لاہور نہ آئی ہے اور مالک متذکرہ شریف شہری ہے۔ بہر حال اس بارے میں مشتبہ لوگوں سے پوچھ گچھ کی جارہی ہے اور اس مقدمے کی اہمیت کے پیش نظر SDPO ٹاؤن شپ سرکل کی سربراہی میں ایک خصوصی ٹیم تشکیل دی گئی ہے اور امید ہے کہ انشاءاللہ آنے والے چند روز میں یہ کیس work out ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1022 خواجہ اسلام صاحب کا ہے۔۔۔خواجہ صاحب نہیں ہیں؟ یہ توجہ دلاؤ نوٹس dispose of کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ آپ کو پہلے بھی بتایا گیا ہے کہ کھاد کی دستیابی اور گنے کے کاشتکاروں کے مسائل پر بحث کا آغاز مورخہ 23۔دسمبر 2011 کو وزیر زراعت پنجاب ملک احمد علی اولکھ کی تقریر سے ہوا تھا اور آج بھی اس پر بحث جاری رہے گی۔اس موضوع پر عام بحث میں حصہ لینے والے ممبران کی مرتب کردہ فہرست میں 29 ممبران کے نام موجود ہیں تاہم اگر ان کے علاوہ بھی کوئی معزز ممبر بحث میں حصہ لینا چاہتا ہے تو اپنے نام مجھے بھجوادیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

حکومت پنجاب کی جانب سے روزنامہ "جناح" کو اشتہار دینے پر عائد پابندی کو ہٹانے کا مطالبہ

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں اس معزز ایوان کی توجہ ایک بڑی اہم بات کی طرف دلانا چاہوں گا کہ حکومت پنجاب نے گزشتہ سات ماہ سے روزنامہ "جناح" کے اشتہارات بند کئے ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج جس طرح الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا کو آزادی حاصل ہے تو کسی بھی ذرائع ابلاغ کے ساتھ اس طرح کا امتیازی سلوک نہیں کیا جانا چاہئے

تو حکومت پنجاب سے میری بڑی مودبانہ گزارش ہے کہ کیاان اخبار والوں سے کوئی ایسی گستاخی ہو گئی ہے کہ اس اخبار کے اشتہارات بند کئے گئے ہیں۔ اپوزیشن کی جانب سے میرا یہ مطالبہ ہے کہ روزنامہ "جناح" کو فی الفور اشتہارات دیئے جائیں کیونکہ آج پوری دنیا میں میڈیا کی آزادی کے وجہ سے پاکستان کی بہت عزت ہے اور آپ نے دیکھا ہے کہ وفاقی حکومت کی طرف سے ذرائع ابلاغ پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہے تو میں گزارش کروں گا کہ روزنامہ "جناح" کے اخبارات پر پابندی ختم کر دی جائے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ نوکر وڑآبادی کا نمائندہ ایوان ہے۔یہاں پر ذاتی کاموں یا ذاتی دلچسپی کے لئے بات کرنا مناسب نہیں ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر! منڈا صاحب غلط کہہ رہے ہیں۔روزنامہ "جناح" پورے پاکستان سے چھپتا ہے یہ کسی کا ذاتی اخبار نہیں ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔آپ ماحول کو کیوں خراب کرتی ہیں؟ آپ تشریف رکھیں، آپ تشریف رکھیں۔ مجھے جواب لینے دیں۔جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو سوال اُٹھایا ہے اس کے حوالے سے مجھے کوئی information نہیں ہے تو میں معلوم کر کے اس بارے میں بتادوں گا۔

جناب سپیکر: راناصاحب! اس بارے میں کل ایوان میں بتادیں۔

محترمہ آمنہ اُلفت:جناب سپیکر! آپ نے پرسوں کہا تھا کہ وزیر تعلیم صاحب پیر والے دن ایوان میں ضرور آئیں گے تو آج بھی وہ ایوان میں موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے نشاندہی کی ہے میں اس کا پتا کرواتا ہوں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! میاں محمد نواز شریف صاحب 19۔اکتوبر کو ڈی جی خان تشریف لے گئے تھے۔وہاں انہوں نے اعلان کیا تھا کہ ہم جنوبی پنجاب کے حق میں ووٹ دیں گے۔ ہم نے 20۔اکتوبر کو جنوبی پنجاب کے حوالے سے ایک قرارداد پنجاب اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کروائی تھی۔ دو مہینے گزر گئے ہیں ہم نے آپ کے دفتر سے رابطہ کیا تو وہاں سے ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ اس قرارداد کے حوالے سے ابھی تک لاء منسٹر صاحب کی طرف سے ہاں یا ناں میں کوئی جواب نہیں آرہا۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس قرارداد میں جو بھی پالیسی اختیار کرنی ہے خواہ ہاں کہنی ہے یا ناں کہنی ہے۔ ماضی میں بھی ہمیں دو دفعہ قرارداد table نہیں کرنے دی گئی اُس کے متعلق جواب دیجئے کہ وہاں پر

میاں محمد نواز شریف صاحب نے بھی کہا تھا کہ ہم قرارداد کے حق میں ووٹ دیں گے تو اُس قرارداد کو اس معزز ایوان میں کیوں نہیں لایا جارہا؟

جناب سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں۔جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہمارے اسمبلی قواعد کہتے ہیں کہ جمعہ والے دن اگلے ہفتے پیش ہونے والی قراردادوں کی قرعہ اندازی ہونی ہوتی ہے تو بسراء صاحب نے جس قرارداد کی نشاندہی کی ہے وہ قرارداد 20۔اکتوبر کو جمع کرائی گئی تھی اور جمعہ والے دن 23۔دسمبر تھا اُس دن بھی میں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ اگر اس سلسلے میں کوئی پیشرفت ہو گی تو وہ تبھی اُس قرعہ اندازی میں شامل ہو سکے گی ورنہ وہ قرارداد شامل نہیں ہو سکے گی اور پچھلے دو Private Members Day بھی گزر چکے ہیں اور اگلا آنے والا Private Members Day بھی اس میں گزر جائے گا۔ہماری اسمبلی کے schedule کے مطابق اس ہفتہ کے Tuesday کے بعد اگلے Tuesday تک اجلاس چلتا ہے یا نہیں۔اس پورے اجلاس کی کارروائی کے اندر ایک ایسی قرارداد جو پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ کے تقریباً ڈیڑھ سو ممبران نے جمع کرائی ہوئی ہے اُس کو consider ہی نہیں کیا جائے گا۔میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ ہم نے تو وہ قرارداد دو مہینے سے جمع کرائی ہوئی ہے۔ہمیں آپ کے اسمبلی سیکرٹریٹ نے جواب نہیں دیا۔آپ مہربانی فرمائیں تو قرعہ اندازی میں شامل کئے بغیر بھی وہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: آج کا اجلاس ختم ہونے کے بعد ہم بیٹھتے ہیں، میں ان کو اُدھر بلوالوں گا اور پھر ساری بات کا پتا کرتے ہیں کہ کیوں ایسے ہوا ہے؟ اب رانا محمد افضل خان صاحب سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔جی، رانا محمد افضل خان صاحب!

قانون منی لینڈنگ 2007 پر عملدرآمد پر پیشرفت کے بارے میں سابقا خصوصی کمیٹی کی سفارشات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"Progress of implementation of the recommendations of the previous Special Committee regarding Private Money Lending Act 2007

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 13 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

"Progress of implementation of the recommendations of the previous Special Committee regarding Private Money Lending Act 2007

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 13 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"Progress of implementation of the recommendations of the previous Special Committee regarding Private Money Lending Act 2007

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 13 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

(اذان مغرب)

جناب سپیکر:اب نماز مغرب کے لئے اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر وقفہ برائے مغرب کے لئے اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان 6:00 بجے کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر:رانا محمد افضل خان صاحب!آپ اپنی بات جلدی سے مکمل کر لیں۔آپ مجلس قائمہ خصوصی نمبر 13 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں دعوت دیتا ہوں کہ آپ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی فیسوں میں اضافہ کے معاملے پر غور وخوض کرنے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"To consider the issue of increasing the fee in private educational institutions raised by Mian Naseer Ahmad MPA PP-55

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"To consider the issue of increasing the fee in private educational institutions raised by Mian Naseer Ahmad MPA PP-55

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"to consider the issue of increasing the fee in private educational institutions raised by Mian Naseer Ahmad MPA PP-55

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری ایک چھوٹی سی گزارش ہے کہ ہماری ایک قرارداد ہے جسے out of turn لے لیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ قواعد کی معطلی کی تحریک راجہ ریاض احمد لیڈر آف اپوزیشن، میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل، چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ)، چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا، ڈاکٹر محمد اختر، حاجی محمد اسحاق، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ، مخدوم محمد ارتضیٰ صاحب، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری اور جناب پرویز رفیق نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے شہید محترمہ بے نظیر بھٹو سے متعلق ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے شہید محترمہ بے نظیر بھٹو سے متعلق ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے شہید محترمہ بے نظیر بھٹو سے متعلق ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے شہید محترمہ بے نظیر بھٹو سے متعلق ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

پنجاب اسمبلی کے معزز ایوان کی جانب سے محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کو پاکستان میں جمہوریت کے قیام واستحکام، عوام کے حقوق کی خاطر شہید ہونے پر خراج تحسین پیش کیا جانا

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان شہید محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ جو کسی بھی اسلامی ملک کی پہلی منتخب وزیر اعظم تھیں اور دو دفعہ مملکت خداداد کی وزیر اعظم رہیں، کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور ان کی چوتھی برسی پر انہیں اظہار عقیدت کے پھول نچھاور کرتا ہے کہ وہ پاکستان میں جمہوریت کے قیام و استحکام اور عوام کے حقوق کی خاطر جنگ کرتے ہوئے اور میثاق جمہوریت کے پودے کو تناور بنانے کی تگ و دو میں جمہوریت دشمن اور ملک دشمن قوتوں کے ہاتھوں شہید ہوئیں۔ پنجاب کے عوام، یہ منتخب ایوان ان کی سیاسی ملکی اور عوامی خدمات کو سراہتا ہے اور یہ عہد کرتا ہے کہ جمہوریت، عوامی خدمت اور اداروں کی مضبوطی تک جنگ جاری رہے گی۔"

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! ایک لفظ کی تھوڑی سی تشریح کر دیں۔ اس میں لفظ "خراج تحسین بہتر ہے یا خراج عقیدت بہتر ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! ان دونوں الفاظ میں کوئی فرق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! اس سلسلے میں گزارش کروں گی کہ۔۔۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ بات ہو گئی۔ محترمہ اس کو controversial نہ بنائیں۔ مہربانی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! آپ نے ایک سوال کیا ہے تو میں عرض کروں گی خراج عقیدت شہیدوں کے لئے ہوتی ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب والا! میری یہ گزارش ہو گی کہ ہم ہر بات کو climax پر لے جاتے ہیں۔ قرارداد میں لفظ "جنگ" استعمال کیا گیا ہے اس کو اگر جدوجہد کر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ تشریف رکھیں۔ میں نے سن لیا ہے۔ جس طرح سے انہوں نے لکھا ہے میں اسی طرح سے پڑھ دیتا ہوں۔ خراج تحسین کا لفظ بھی ٹھیک ہے کوئی بات نہیں۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان شہید محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ جو کسی بھی اسلامی ملک کی پہلی منتخب وزیراعظم تھیں اور دو دفعہ مملکت خداداد کی وزیراعظم رہیں کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور ان کی چوتھی برسی پر انہیں اظہار عقیدت کے پھول نچھاور کرتا ہے کہ وہ پاکستان میں جمہوریت کے قیام و استحکام اور عوام کے حقوق کی خاطر جنگ کرتے ہوئے اور میثاق جمہوریت کے پودے کو تناور بنانے کی تگ و دو میں جمہوریت دشمن اور ملک دشمن قوتوں کے ہاتھوں شہید ہوئیں۔ پنجاب کے عوام، یہ منتخب ایوان ان کی سیاسی ملکی اور عوامی خدمات کو سراہتا ہے اور یہ عہد کرتا ہے کہ جمہوریت عوامی، خدمت اور اداروں کی مضبوطی تک جنگ جاری رہے گی۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان شہید محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ جو کسی بھی اسلامی ملک کی پہلی منتخب وزیراعظم تھیں اور دو دفعہ مملکت خداداد کی وزیراعظم رہیں کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور ان کی چوتھی برسی پر انہیں اظہار عقیدت کے پھول نچھاور کرتا ہے کہ وہ پاکستان میں جمہوریت کے قیام و استحکام اور عوام کے حقوق کی خاطر جنگ کرتے ہوئے اور میثاق جمہوریت کے پودے کو تناور بنانے کی تگ و دو میں جمہوریت دشمن اور ملک دشمن قوتوں کے ہاتھوں شہید ہوئیں۔ پنجاب کے عوام، یہ منتخب ایوان ان کی

سیاسی ملکی اور عوامی خدمات کو سراہتا ہے اور یہ عہد کرتا ہے کہ جمہوریت، عوامی خدمت اور اداروں کی مضبوطی تک جنگ جاری رہے گی۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں صرف دو منٹ گزارش کروں گا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ ہی جو دو لفظ کہنا چاہتے ہیں وہ کہہ دیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے صرف House کے تمام ممبران اور دوستوں کا شکریہ ادا کرنا ہے کہ انہوں نے یہ قرارداد متفقہ طور پر پاس کی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ آپ سب کو مبارک ہو۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں ایک اہم issue پر دو منٹ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: دیکھ لیں! آپ کی مرضی ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! صرف دو منٹ لوں گا۔ میں نے صرف اظہار افسوس کرنا ہے۔

جناب سپیکر: کیا فرمایا آپ نے؟

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! صرف اظہار افسوس کرنا ہے۔

جناب سپیکر: کس بات کا؟

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! مسلم لیگ (ن) جن کے ساتھ ہم اڑھائی سال تک Coalition Government میں رہے ان کے ایک سینئر ترین ساتھی جاوید ہاشمی صاحب مسلم لیگ (ن) کو چھوڑ کر تحریک انصاف میں چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: اسی طرح آپ کے بھی سینئر ساتھی ادھر گئے ہوئے ہیں۔ اس بات کے کرنے کا فائدہ کیا ہے؟

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ میری بات تو سنیں۔

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

سرکاری کارروائی

بحث

کھاد کی دستیابی کے معاملے اور گنے کے کاشتکاروں کو درپیش مسائل پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ محترم! میں نے floor ان کو دیا ہے محترم آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اجلاس ختم ہونے کے بعد آپ پانچ منٹ کے لئے میرے پاس تشریف لائیں۔ اب اس بات کو چھوڑ دیں۔ چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب اب بحث شروع کریں گے۔ تشریف نہیں رکھتے اگلا نام میاں محمد رفیق صاحب کا ہے۔ شروع کریں۔ بسم اللہ کریں۔

میاں محمد رفیق: بے حد شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو آج کی اس تحریک کے محرک سید حسن مرتضیٰ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے گنے کی نسبت سے خود کو یہ کہا کہ میں کاشتکار ہوں اور میری دال روٹی بھی گنے کی کاشت پر ہے۔ مجھے بھی یہ فخر ہے کہ میں بھی ایک کاشتکار ہوں اور میری دال روٹی بھی کاشتکاری پر ہی ہے۔ یہ پہلا موقع نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے جتنے بھی اجلاس گزرے ہیں کسی نہ کسی اجلاس میں میری یہ پیشرفت رہی ہے کبھی کھاد پر، کبھی فصلوں کی قیمتوں پر، کبھی inputs کی قیمتوں پر اور میں نے وزیر اعلیٰ صاحب کے ساتھ ایک میٹنگ بھی کی اور ایوان کے اندر بحث بھی کروائی۔ جس طبقے کی نسبت سے سید حسن مرتضیٰ صاحب نے یہ بات کی ہے میں اس بارے میں تھوڑی سی تشریح کر دینا چاہتا ہوں۔ ایک شاعر کا خیال ہی نہیں بلکہ زمینی حقائق پر مبنی چند اشعار پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے لکھا ہے کہ راج محل کے باہر، راج محل کا مطلب یہ ہے کہ اسمبلیاں، پارلیمنٹ اور سینیٹ اس نے لکھا ہے کہ:

راج محل کے باہر سوچ میں ڈوبے شہر اور گاؤں
ہل کی انی فولاد کے پنجے گھومتے پہیے

کڑیل باہیں کتنے لوگ جن کی روحوں کو سندیسے بھیجے
سکھ کی سیجیں لیکن جو ہل راحت کو ٹھکرائیں
آگ پئیں اور پھول کھلائیں

جناب سپیکر! ستر فیصد کسان تو پنجاب میں بیٹھا ہے یا پاکستان میں بیٹھا ہے جس کا تعلق کاشتکاری کے ساتھ ہے۔ باقی مزدوروں میں بھٹہ مزدور، مل مزدور، پاور لومز کے مزدور، خوانچے والا، ریڑھی والا، چھوٹا دکاندار یہ 95 فیصد لوگ ہیں جو ملک کے اقتدار سے، ملکی وسائل اور اختیارات سے محروم ہیں اس لئے کہ ان کا کوئی نمائندہ ان اسمبلیوں میں نہیں سوائے حسن مرتضیٰ صاحب، میں اور شاید ایک آدھ کوئی اور بھی ہو۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ 70 فیصد لوگ جو کاشتکاری سے منسلک ہیں وہ پانی کی کمی، inputs کی مہنگائی اور ان کی اپنی فصلوں کی فروخت کی قیمت ان کو میسر نہیں ہے۔اس میں گنا سر فہرست زیر بحث آ رہا ہے اور سید حسن مرتضیٰ صاحب نے جو بات کی ہے، گنے کی ملوں نے حکومت سے قرضے لے کر شوگر ملیں لگائیں انہوں نے وہ قرضہ باہر بھجوا دیا اور گنے کے کاشتکار کی آمدن سے کاروبار کر رہے ہیں۔وہ گنا خریدتے ہیں تو تول کم دیتے ہیں اور سال بہ سال ان کی قیمتیں بھی ادا نہیں کرتے۔اب وزیر زراعت نے اس روز کہا ہے کہ کچھ انتظام کریں گے تاکہ پوری طرح سے قیمتیں میسر آ سکیں۔

جناب سپیکر! کھاد کا مسئلہ ہے آپ دیکھئے کہ ہم نے تو اپنے بھانڈے وتیچ دیئے، جو کھاد بناتے تھے وہ کارخانے بھی بیچ دیئے، جو ملیں یوریا بنا رہی ہیں انہیں گیس سے کھاد بنانی ہے اور وفاقی حکومت اس بات کی ذمہ دار اور گناہ گار ہے کہ وہ ان کو گیس فراہم نہیں کر رہی اس وجہ سے کھاد کی پوری پیداوار نہیں ہو رہی اور جب import کرنے کا وقت آتا ہے تو وقت پر import نہیں کرتے۔میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان میں یہ بات کرنا چاہوں گا کہ یہ محسوس کر کے ہمیں آئندہ یوریا کھاد کی کمی آئے گی۔جناب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب نے فروری میں مرکز کو چٹھی لکھی، پھر مارچ میں لکھی، پھر اپریل میں لکھی لیکن اس کی میٹنگ جون میں ہوئی جب کپاس اور مکئی کو کھاد کی ضرورت نہ رہی۔وہ میٹنگ بھی اس طرح سے ہوئی کہ وزارت پیداوار کا وزیر آیا، TDCP کا بھی ایک نمائندہ تھا، فنانس کا بھی ایک ممبر تھا اور وزیر خوراک بھی تھا انہوں نے کھاد کو ڈالر کے ساتھ منسلک کر دیا کہ اس کی قیمتیں ڈالر کے ساتھ ہوں گی۔جب inputs کی قیمتیں ڈالر کے ساتھ منسلک کریں تو کاشتکار کی فصلوں کا بھاؤ بھی ڈالر کے ساتھ منسلک ہونا چاہئے اس لئے یہ تماشا کہ جب یوریا کھاد کی ضرورت ہوتی ہے یہ غائب ہو جاتی ہے،

جب فاسفیٹ کی ضرورت ہوتی ہے وہ غائب ہو جاتی ہے ، بلیک ہوتی ہے ، ذخیرہ اندوزی ہوتی ہے ،import میں دیر کرتے ہیں۔آپ مجھے موقع فراہم کریں کہ میں بھارت کی لازمی مثال دینا چاہتا ہوں کہ وہاں پیداوار کیوں زیادہ ہے۔ وہاں چھ ایکڑ تک کے کاشتکار پر کوئی ٹیکس نہیں ہے۔پانی مفت ہے ، بجلی مفت ہے ،بیج اور کھادوں پر subsidy ہے۔ وہاں پر جو ملٹی نیشنل کمپنیاں کھادیں اور سپرے کی زہریں بناتی ہیں یاانسانوں اور جانوروں کے لئے ادویات بناتی ہیں وہ ملٹی نیشنل کمپنیوں کو پابند کرتے ہیں کہ تین سال کے اندر جو پیداوار ہے یا جو raw material ہے وہ اپنے ملک کے اندر پیدا کرنا ہے لیکن ہمارے ہاں پاکستان بننے کے بعد آج تک کسی نے اس بات پر غور نہیں کیاان کے لائسنس کی تجدید کرتے رہتے ہیں اور کسی ملٹی نیشنل کمپنی کو پابند نہیں کیا کہ آپ نے raw material پاکستان میں پیدا کرنا ہے اور کھاد کی پیداوار پاکستان میں کرنی ہے اس لئے انڈیا میں اس کی آدھی قیمت ہے اور ہمارے ہاں دگنی قیمت ہے۔ وہی ملٹی نیشنل کمپنیاں ہیں جو بھارت میں کھادیں اور جتنا بھی inputs ہے سپرے،insecticide وغیرہ supply کرتی ہیں اور پاکستان میں بھی وہی ملٹی نیشنل کمپنیاں ہیں۔اب آپ ہی دیکھئے کہ اتنی مہنگی inputs خرید کر کسان فصلیں کاشت کرتا ہے لیکن ان کی فصلوں کا بھاؤ نہیں ہے۔آج گنے کا بھاؤ نہیں ہے ،آج کپاس کا بھاؤ نہیں ہے۔ایک سال جس فصل کا بھاؤ بن جاتا ہے اگلے سال اس کا بھاؤ ویسے ہی گر جاتا ہے۔کاشتکار تو اتنا مظلوم ہے یہ hand to mouth ہے ، مشکل سے اس غریب کا گزارہ ہوتا ہے ، یہ کاشتکاری اسے زندہ رہنے دیتی ہے ، نہ مرنے دیتی ہے۔ان کے ساتھ نہایت ناروا سلوک ہے میں اس میں پنجابی کا ایک محاورہ بولنا چاہتا ہوں کہ دیکھئے کمیشن کا مافیا، ذخیرہ اندوزی کا مافیا، بلیک مارکیٹنگ کا مافیا یہ حکومتوں کے اندر بیٹھا ہے اور اس میں سب سے بڑا قصور وفاقی حکومت کا ہے گیس مہیا نہ کرنے سے یوریا کی پیداوار کم ہو گئی یہ تاخیر سے import کرتے ہیں اور جب کرتے ہیں تو ایسے port پر بھیج دیتے ہیں جہاں سے منگوانے کا کوئی راستہ ہی نہیں ہوتا۔۔۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!اگر آپ وقت ختم ہی کر رہے ہیں تو ایک محاورہ تو بول لینے دیں۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: یہ بلیک مارکیٹنگ مافیا، ذخیرہ اندوز مافیا، کمیشن مافیا، یہ کتی چوراں نال رلی ہوئی اے اور جب تک کتی چوروں کے ساتھ رلی رہے گی یہاں پر کاشتکار کی حالت بہتر نہیں ہو سکتی، مہنگائی ختم نہیں ہو

سکتی، ذخیرہ اندوزی ختم نہیں ہو سکتی، بلیک مارکیٹنگ ختم نہیں ہو سکتی، کسان کا استحصال ختم نہیں ہو سکتا اور مزدور کا استحصال ختم نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، آپ کا بہت شکریہ۔ سید حسن مرتضیٰ صاحب! انہوں نے بہت کوشش کی ہے اور ہم سب کی طرف سے کہتے ہیں کہ انہوں نے بہت اچھا کام کیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے۔۔۔

جناب سپیکر: میرا ممنون نہ ہوں یہ House کی بات ہے۔ اس میں میرا کیا تعلق ہے۔ آپ نے جو کیا اسے House نے accept کیا اور میں نے آپ کو اجازت دے دی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں غلطی کی معافی چاہتا ہوں میں آپ کا ممنون نہیں ہوں بلکہ اس House کا ممنون ہوں جنہوں نے میرا ساتھ دیا اور [*******] اور پنجاب حکومت جو ظلم کسانوں پر ڈھا رہی ہے اس کا تدارک کیا جائے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اب اصل مسئلے کی طرف آ جائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جی، میں اصل مسئلے کی طرف ہی آ رہا ہوں لیکن میں پہلے وہ حالات point out کرنا چاہتا ہوں کہ جس کی وجہ سے مجھے یہ کچھ کرنا پڑا۔ مجھے اب disturb نہ کیا جائے تاکہ میں اپنی بات پوری کر سکوں۔ اس House کی مہربانی اور ان سب معزز ممبران کے تعاون کی وجہ سے حکومت پنجاب مجبور ہوئی اور اس نے یہ ظالمانہ اقدامات فی الفور روکے ہیں۔ گنے کی فصل پر کٹوتی کر کے پنجاب کے کسانوں پر جو ظلم کیا جاتا ہے، کسان کے پیسے پانچ پانچ سال تک اس ملک کا سرمایہ دار استعمال کرتا تھا، کسان کو اس کا اپنا پیسا وقت پر نہیں ملتا تھا اور وہ بے چارہ دربدر ٹھوکریں کھاتا پھرتا تھا۔ اب سرمایہ دار کو مجبور کر دیا گیا ہے کہ وہ کسان کے اس پیسے کو ادا کرے۔ پنجاب پاکستان کا 60 فیصد ہے اور یہاں پر آباد 60 فیصد لوگوں کا ذریعہ معاش زراعت سے وابستہ ہے۔ زراعت کا شعبہ حکومت پنجاب کی طرف سے ہمیشہ neglected رہا ہے اور اس پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ زراعت میں research کے لئے بہت کم پیسے رکھے گئے ہیں جس کی وجہ سے کسانوں کے لئے کوئی awareness campaign چلائی گئی اور نہ ہی کوئی نیا بیج متعارف کرایا جا سکا۔ ابھی تک کسانوں کو اس بات سے آگاہی حاصل نہیں ہو سکی کہ کون سی اقسام ban ہیں۔ گنے کی ایک قسم 138 جو کہ پچھلے تین سالوں سے ban ہو چکی ہے ہمارے کسان آج بھی

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 1146 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

اس بات سے آگاہ نہیں ہیں۔میں حکومت وقت سے گزارش کروں گا کہ وہ awareness campaign شروع کرے اور لوگوں میں اس طریقے سے شعور اُجاگر کریں کہ وہ کاشتکاری کے لئے جدید طریقوں کی طرف راغب ہو سکیں۔

جناب سپیکر! کتنے شرم کی بات ہے کہ ایک زرعی ملک اور صوبہ ہونے کے باوجود ہمارے پاس اپنی کھادیں نہیں، pesticides نہیں اور ہمیں ان چیزوں کے لئے بیرونی ممالک اور وفاقی حکومت کی طرف دیکھنا پڑتا ہے۔جب پنجاب حکومت کو ضرورت محسوس ہوتی ہے تو وہ پنجاب بنک کے نام پر اپنا علیحدہ سے بنک بنا لیتے ہیں۔جب انہیں شہروں میں بسیں چلانے کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ اپنی ٹرانسپورٹ کمپنیاں متعارف کرا دیتے ہیں۔بجٹ میں جس منصوبے کا ذکر نہیں ہوتا، funds allocate نہیں کئے جاتے لیکن پھر بھی وہ بن جاتا ہے۔لاہور میں خوبصورتی کے لئے اگر کوئی فلائی اوور یا انڈر پاس بنانا پڑے تو وہ دو مہینوں میں تیار ہو جاتا ہے لیکن دوسری طرف پنجاب کے 70 فیصد لوگ جن کا زراعت سے روزگار وابستہ ہے، جو پاکستان کے دیہاتوں میں رہتے ہیں، جنہوں نے پاکستان کی غربت کو چھپایا ہوا ہے ان کو تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا نہیں ملتا، انہیں وقت پر کھاد نہیں ملتی اور ضرورت کے وقت پانی میسر نہیں ہوتا۔یہ بے چارہ اور مظلوم کاشتکار تقریباً پچیس قسم کے taxes direct or indirect طور پر حکومت پنجاب کو دیتا ہے لیکن پھر بھی اس کا کوئی پُرسان حال نہیں ہوتا۔کسانوں کو ہر دفعہ کرشنگ سیزن کے شروع میں لوٹا جاتا ہے۔آج میں on the floor of the House یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ اسی رواں اجلاس میں حکومت کوئی ایسی قانون سازی لے کر آئے کہ جس سے کسان کے اوپر ہونے والے ان مظالم کو روکا جا سکے اور اس لوٹ مار کو بند کیا جا سکے۔گنے کی فصل کو 1950 کے Act کے تحت regulate کیا جاتا ہے۔کیا ہمارے لئے حکومت کے پاس اتنا وقت اور فرصت نہیں ہے کہ وہ ہمارے اس issue کو resolve کرے اور 1950 کے Act سے ہماری جان چھڑا کر اس حوالے سے نئی قانون سازی کی جائے؟ وزیر قانون صاحب نے کمیٹی کی میٹنگ میں یہ بات کہی تھی کہ اگر ہمیں یہ اجلاس extend بھی کرنا پڑا تو ہم ایسا کر کے اس حوالے سے قانون سازی لائیں گے۔میں وزیر قانون کا ان اقدامات پر تہہ دل سے شکر گزار ہوں[********]

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 1146 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: سید حسن مرتضیٰ صاحب نے میرے متعلق جو الفاظ کہے ہیں ان کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔اپنی تقریر کے شروع میں بھی انہوں نے میرے متعلق جو الفاظ کہے ہیں ان کو بھی حذف کر دیا جائے۔جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: بہت شکریہ۔جناب سپیکر!آج بہت اہم issue پر بات ہو رہی ہے۔میں سب سے پہلے منسٹر صاحب جن کے پاس زراعت کا additional charge ہے کو مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں کہ additional charge ہونے کے باوجود انہوں نے بڑی اچھی باتیں کیں اور for the first time مجھے ان کی ساری باتوں کی سمجھ آئی ہے۔ہم سب جانتے ہیں کہ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے،صوبہ پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے اور ہماری 70 فیصد معیشت اسی زراعت پر base کرتی ہے لیکن افسوس کا مقام ہے کہ صوبائی حکومت کی نااہلی کی وجہ سے،ان کی incompetency کی وجہ سے آج زراعت I.C.U میں ہے۔زراعت ایک بہت وسیع subject ہے اس میں بہت سی چیزیں آتی ہیں جن میں کھادیں،بیج،نہری پانی،زرعی ادویات،agriculture information and marketing بھی شامل ہیں۔اُس روز وزیر زراعت نے جو تقریر کی اس سے مجھے یہ لگا کہ ساری کی ساری زراعت کھاد پر depend کر رہی ہے یا یہ سمجھ لیا جائے کہ کھاد کا دوسرا نام ہی زراعت ہے۔میں یہ سمجھتی ہوں کہ چند لوگ اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کر رہے ہیں اور اپنی کوتاہیوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ایسا یہاں پر کیوں کیا گیا ہے؟چونکہ کھاد کی import کے علاوہ باقی تمام زراعت کے شعبے صوبائی حکومت کے ماتحت ہیں اور صوبائی حکومت اپنی کوتاہیوں کو چھپانے کے لئے کھاد کے issue کو اُچھال رہی تھی۔اس وقت fertilizers کی shortage کی خبریں منظر عام پر آ رہی ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ اس ملک میں جب بھی ربیع اور خریف کی فصلوں کی بوائی کا وقت آتا ہے تو اس کی demand میں اضافہ ہو جاتا ہے جبکہ رسد demand کے مطابق نہیں ہوتی۔اس کی وجہ کیا ہے؟اس کی وجہ گیس کی shortage ہے اور local fertilizer manufactures ہیں۔اس میں Fatima Fertilizers, Pak Arab Fertilizers, Fuji Fertilizers اور اسی طرح کے دوسرے ادارے شامل ہیں جو کہ اپنی سو فیصد production نہیں دے رہے۔گیس کی کمی کیوں ہوتی ہے؟اس کا credit بھی خادم اعلیٰ پنجاب،وزیر اعلیٰ پنجاب کو ہی جاتا ہے کیونکہ N.F.C Awards کے نام پر یہ صوبہ پنجاب کے حقوق پر compromise کر کے آئے تھے۔گیس کی shortage کی وجہ سے اس وقت ہمارے 100 local manufactures

percent fertilizers generate نہیں کر رہے۔اس کے باوجود وفاقی حکومت N.F.M.L کے ذریعے کھاد کی demand کو پورا کرنے کی کوشش کر رہی ہے اور اس کے ذریعے کھاد کو import کیا جاتا ہے۔اگر پنجاب کے حکمرانوں کے رحم و کرم پر کھاد کی import ہوتی تو پھر کبھی بھی کسانوں کو یہ وقت پر نہ مل سکتی۔یہاں پنجاب میں کسان کبھی باردانہ اور کبھی زمین کی فرد کے نام سے لٹتا اور ذلیل و خوار ہوتا رہا ہے۔وزیر موصوف نے اپنی تقریر میں گوادر پورٹ پر کھاد منگوانے کا ذکر کیا تھا تو میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہاں یہ credit میرے قائد چودھری پرویز الہیٰ صاحب کو جاتا ہے کہ اس ملک میں پہلی دفعہ انہوں نے گوادر پورٹ پر fertilizer handling کا ریکارڈ قائم کیا۔بالکل گوادر پورٹ پر کھاد منگوائی گئی جس کو load کروا کر ہنگامی بنیادوں پر upstream روانہ بھی کیا گیا اور صرف باتیں نہیں کی گئیں۔

جناب سپیکر!میں آپ کو گواہ بنا کر یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اس میں کوئی doubt نہیں ہے کہ ایک دن میں دو لاکھ میٹرک ٹن سے زیادہ اور پورے ملک میں اس کی سپلائی کی گئی۔ہم سب جانتے ہیں اور یہاں پر بہت سے لوگوں کا تعلق کاشتکاری سے ہی ہے۔ہماری ملکی معیشت میں زراعت کی جو اہمیت ہے اس میں کوئی دوسری بات ہی نہیں ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ یہاں پر کسانوں کی مشکلات کی دوہائیاں دے کر اپنی سیاست چمکانا justified نہیں ہے۔سابق وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہیٰ صاحب نے تاریخ میں پہلی دفعہ ایگریکلچر مارکیٹنگ کا ایک mechanism نہ صرف develop کیا تھا جس میں نہ صرف کسانوں کی خوشحالی موثر اقدامات کئے گئے بلکہ اُنہیں اُن کی پیداوار کا جائز معاوضہ دلایا گیا اور یہ محکمہ black marketing کو بھی cater کرتا تھا۔اگر پچھلے دور میں کھاد کی بوری -/800 روپے کی ملتی تھی اور ڈی اے پی -/1600 روپے کی ملتی تھی تو آج اس ریٹ پر کھاد کیوں نہیں مل رہی؟ میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر اُس دور میں کھاد کی بوری -/800 روپے اور ڈی اے پی -/1600 کی ملتی تھی تو آج تو صوبے میں good governance ہے،آج اس کی قیمت -/4000 روپے سے زیادہ کیوں ہے؟

جناب سپیکر!ہم ایک طرف کسانوں کی مشکلات کی بات کرتے ہیں اور بلاشبہ ان کی good governance کی وجہ سے آج کا کسان واقعی بہت مشکل میں ہے۔کسی کی اچھی چیزوں کو لے کر آگے چلنا چاہئے جس طرح چائلڈ پروٹیکشن بیورو ہے،1122 ہے اسی طرح اگر ان کے دل میں کسان کے لئے کوئی جذبہ ہوتا اور ان کے لئے کوئی محبت ہوتی تو یہ اپنی صنعتوں کا فکر کرنے کی بجائے اُس بے چارے

کسان کا بھی کچھ سوچتے۔انہوں نے آکر یہ کیا کہ ایک وہ چیز جس کی وجہ سے کسان کو ریلیف مل رہا ہے ان کی good governance نے اُس اچھے کام کو بند کر کے فارغ کر دیا اور آج یہی لوگ اس ایوان میں کسانوں کی مشکلات کی دوہائیاں دیتے نظر آتے ہیں۔اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ ایگریکلچر مارکیٹنگ کے غیر فعال ہونے کی وجہ سے کسان کی مشکلات میں اضافہ ہوا ہے۔میں یہاں پر یہ بھی کہنا چاہتی ہوں کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ حکومت نے کاشتکار کی فلاح و بہبود کے لئے جو اقدامات کئے ہیں اُن میں سے ایک یہ اقدام بھی کیا ہے کہ امپورٹ کی جانے والی کھاد کی بوری پر -/1600 روپے سبسڈی دی جاتی ہے، امپورٹ کی جانے والی کھاد کی بوری پر -/2900 روپے لاگت آتی ہے اور وفاقی حکومت وہی بوری کسانوں کو -/1300 روپے میں دیتی ہے یعنی ایک بوری کے پیچھے -/1600 روپے کا ریلیف دیا جا رہا ہے لیکن جو کھاد مقامی طور پر بن رہی ہے اُس کی بوری کی قیمت اُس سے بھی زیادہ یعنی -/1480 روپے ہے۔

جناب سپیکر! مجھے پتا ہے کہ سچی بات بڑی ناگوار گزرتی ہے۔وزیر موصوف نے کھاد کی قیمت کے بارے میں دروغ گوئی سے کام لیا اُس بارے میں، میں نے یہاں بتا دیا، ہم کہتے ہیں کہ یہ بلیک مارکیٹنگ اور ذخیرہ اندوزی کیوں ہو رہی ہے اور اس چیز پر بہت سے معزز ممبران کو اعتراض ہے لیکن میں آپ سے یہ پوچھتی ہوں کہ اس بلیک مارکیٹنگ کو چیک کرنا اور روکنا کس کا کام ہے یہ بلاشبہ صوبائی حکومت کا کام ہے اور یہ ذخیرہ اندوزی کھاد کے علاوہ چینی اور دیگر اشیائے ضروریہ کے حوالے سے بھی ہے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ یہاں پر لوگ اپنی کوتاہیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے دوسروں کے کئے ہوئے اچھے کاموں کو بھی criticize کر رہے ہیں۔ وزیر موصوف جب اپنی winding up speech کریں گے تو یہ بتائیں کہ پچھلے ایک مہینے کے دوران انہوں نے بلیک مارکیٹنگ کرنے والوں کو پکڑا تو ان کے خلاف کیا کارروائی کی؟ NFML ایک چھوٹا سا ادارہ ہے اُس نے ایک مہینے کے دوران بائیس سو ایجنسیوں میں سے سو سے زیادہ ایجنسیوں کو پکڑ کر اُن کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے اُن کے لائسنس منسوخ کئے ہیں۔اگر وزیر موصوف نے ذخیرہ اندوزوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی تو کیوں نہیں کی اور وہ کون سی طاقت ہے جس نے ان کو ذخیرہ اندوزوں کو پکڑنے سے روکا ہے؟ بات یہ ہے کہ یہاں پر ہم اپنے لئے بات نہیں کر رہے ہیں ہم اُس عوام کے لئے بات کر رہے ہیں جو دونوں طرف سے لٹ رہی ہے۔کسانوں کو وفاقی حکومت کی -/1600 روپے کی سبسڈی نہیں پہنچ رہی اور جس ریٹ پر حکومت کھاد دیتی ہے اُن کو اُس ریٹ پر کھاد نہیں مل رہی تو اس کے ذمہ داران کون ہیں اور اس کا

تدارک کیوں نہیں کیا جاتا؟ میں نے جن حقائق کا ذکر کیا ہے اس صوبائی حکومت کے پاس چونکہ ان باتوں کا کوئی جواب نہیں ہے اس لئے انہوں نے یہ کہا کہ ہمیں میٹنگ میں نہیں بلایا جاتا، ہمیں on board نہیں کیا جاتا اور ہم سے مشورہ نہیں کیا جاتا۔ میں یہ کہتی ہوں کہ چوروں کو پکڑنے کے لئے کسی میٹنگ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں ان کی حکومت کی کارکردگی پر تو صرف یہی کہہ سکتی ہوں کہ:

ہائے اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ محترمہ طیبہ ضمیر صاحبہ ہیں؟ محترمہ طیبہ ضمیر صاحبہ present نہیں ہیں۔ اب احسان الحق احسن نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں نے دو issues پر حکومت کی توجہ دلانی ہے کہ ان دو معاملات کے اندر کاشتکاروں کے مسائل کو address کیا جائے۔ پاکستان کے اندر fertilizers کی سالانہ پیداوار 65 لاکھ ٹن ہے اور اگر پیداوار کے لئے تمام وسائل مہیا کر دیئے جائیں تو ہماری ضرورت بھی 65 لاکھ ٹن ہے۔ اگر ہم پیداوار کو اچھے انداز سے پورا کر سکیں تو ہمیں باہر سے fertilizer نہیں منگوانا پڑتی۔ گیس کی پوری سپلائی کا مہیا نہ ہونا اور اس کے علاوہ اسی طرح کے دیگر اور عوامل ہیں جن کی وجہ سے ہماری fertilizer production کم ہوتی ہے اور تقریباً پندرہ سے سترہ لاکھ ٹن fertilizer ہمیں درآمد کرنا پڑتی ہے۔ یہاں پر کوئی point scoring کی بات نہیں ہے یہ بات حقیقت ہے کہ کاشتکاروں کو facilitate کرنے کے اندر جو مسائل ہیں ان کا ایک حصہ وفاقی حکومت کے ساتھ ہے جس کو وہ صحیح طرح سے perform نہیں کر پائی اور دوسرے حصے کا تعلق خالصتاً صوبائی حکومت کے ساتھ ہے وہ بھی اس میں delivery نہیں دے سکے جو کہ دی جانی چاہئے۔ ہمارے اس ایوان کا تعلق چونکہ صوبائی حکومت سے ہے تو گیس کی لوڈشیڈنگ کے بعد کھاد کی سپلائی میں سب سے بڑا مسئلہ ذخیرہ اندوزی، زیادہ قیمت اور جعلی قسم کی قلت کو ظاہر کر کے کاشتکاروں تک وہ مفاد نہیں پہنچنے دیا جاتا جو کہ صوبائی حکومت کو دینا چاہئے۔ یہاں بیٹھ کر حکومت سب سے پہلے اپنی پالیسیوں اور implementation of rules کی بات کرتی ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پالیسیوں کے اندر شاید اتنا بڑا lacuna نہ ہو جتنا اُن کی implementations میں ہے۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے کہ کھاد پورے صوبے کے اندر بلیک میں فروخت ہوتی ہے اور مجھے بذات خود یہ محسوس ہوتا ہے کہ میں کس چیز کا اقرار کر رہا ہوں۔ میں بھی کنٹرول ریٹ سے -/200 روپیہ مہنگی کھاد خرید کر اپنی کاشتکاری کر رہا ہوں اور اس پر آپ اندازہ لگا لیں کہ کون سا وہ فرد ہے جو یہ کہے کہ ہم کنٹرول ریٹ سے -/200 یا -/300 روپیہ فی بیگ زائد نہیں لے

رہے؟ وفاقی حکومت کا NFML ادارہ جو کچھ کر رہا ہے مجھے یہ تسلیم کرتے ہوئے محسوس ہوتا ہے کہ شاید اس انداز میں بات نہیں کرنی چاہئے لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہاں پر جو permits جاری ہوتے ہیں وہ بازار میں ڈیلروں کو فروخت ہوتے ہیں اور وہ قیمتیں بڑھا کر بیچ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات جس پر بات کرنی ہے وہ گنے کے کاشتکاروں کے مسائل ہیں۔ اس میں گنے کے کاشتکار کو نو مسائل ایسے ہیں جو براہ راست ان کو متاثر کر رہے ہیں۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ تمام شوگر ملوں کے اگر کنڈے چیک کئے جائیں تو میں دعوے سے یہ بات کرتا ہوں کہ پانچ فیصد سے لے کر دس فیصد تک وزن میں کٹوتی لگائی جاتی ہے جو وہاں ظاہر نہیں کی جاتی۔ ان کنڈوں کو درست کرنے کی ضرورت ہے کہ جو وزن وہاں پر کیا جائے وہی دے دیا جائے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ گنے کی کچھ ایسی اقسام ہیں جن میں سے چینی کم شرح سے نکلتی ہے۔ اس وجہ سے پورے پنجاب میں تمام شوگر ملیں دس سے پندرہ فیصد تک اقسام کے حوالے سے کٹوتی لگاتی ہیں جس سے کاشتکار کو نقصان ہوتا ہے۔ تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ گنا کم پیداواری قسم کے اندر نہ بھی آتا ہو تو بہت ساری ملیں ایسی ہیں جو دھونس اور دھاندلی کر کے اسے کم ورائٹی والا گنا ظاہر کر کے کٹوتی لگا لیتی ہیں۔ بعض اوقات گنے کی صفائی پر بھی تین فیصد کی کٹوتی لگا دی جاتی ہے۔ ہم بار بار جو بات یہاں پر کرتے ہیں کہ پندرہ دنوں کے اندر تمام کاشتکاروں کو ادائیگی کر دی جاتی ہے۔ اس بات کا حقائق کے ساتھ زمینی طور پر کوئی تعلق نہیں ہے۔ شوگر ملوں کے اندر سب سے بڑا ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ مل مالکان ادائیگی بروقت نہ کرتے ہوئے اپنے پیدا کردہ middleman وہاں پر چھوڑ دیتے ہیں جو نقد ادائیگی کر کے تین سے چار فیصد تک بعض جگہوں پر پانچ فیصد تک کٹوتی کر کے کل ادائیگی کر دیتے ہیں، middleman کو شوگر ملیں ادائیگی کر دیتی ہیں اور وہ نفع جو کاشتکاروں سے دو سے تین فیصد نکال لیا جاتا ہے وہ middleman اور مل مالکان آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔ اگر 15۔ ستمبر کو crushing season عملی طور پر شروع کر دیا جائے تو اس کے بعد پاکستان کے اندر گندم کی کاشت میں تیس سے پینتیس فیصد اضافہ ہو سکتا ہے۔ حکومت اعلان کر دیتی ہے لیکن یہ ایک بڑی حقیقت ہے کہ اعلان کے باوجود کم از کم چالیس سے پینتالیس دن بعد ملیں crushing کا آغاز کرتی ہیں۔ ان ملوں میں جتنی capacity ہوتی ہے اس پر ان کو نہیں چلایا جاتا اور گنے کے کاشتکار تین تین، چار چار یا پانچ پانچ دن اپنا گنا ٹریکٹروں پر لاد کر ملوں کے دروازوں پر کھڑے رہتے ہیں۔ اگر ملوں کو چیک کیا جائے اور مل مالکان پوری capacity کے مطابق ملیں چلائیں تو کاشتکاروں کا یہ مسئلہ بھی حل ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! حکومت نے اعلان کیا ہوا ہے کہ کسی بھی ٹیکسٹائل انڈسٹری کے اندر کم سے کم اجرت سات ہزار روپے دی جائے گی۔ تمام شوگر ملیں چونکہ دیہی علاقوں کے اندر ہیں تو کاشتکاروں کے لوگ ہی وہاں پر ملازم ہیں تو یہ اجرت چار سے پانچ ہزار روپے ہے اور سات ہزار روپے اجرت ensure نہیں کی جاتی۔ اس کے علاوہ یہ بھی مسئلہ ہے کہ road cess کی کٹوتی کی جاتی ہے، اس کے اندر دو مدات ہیں، ایک سڑکوں کے network کو ٹھیک کیا جائے گا اور دوسرا گنے کی ریسرچ پر پیسا خرچ کیا جائے گا۔ گزشتہ دس سالوں کے اندر road cess کی رقم سے گنے کی ریسرچ پر ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر! آخر میں ایک تجویز دے کر اجازت چاہوں گا کہ سب سے پہلے clarity of thinking اس بات پر ہونی چاہئے کہ کیا ہم گنے کے کاشتکاروں کو relief دینا چاہتے ہیں؟ اگر دینا چاہتے ہیں تو Cane Commissioner، وزیر زراعت اور سیکرٹری زراعت کی موجودگی میں تمام ملوں کے تمام اضلاع سے ایک ایک، دو دو ممبران اسمبلی کی کمیٹیاں بنا دیں جو صوبائی سطح پر supervise کریں، جو کنڈوں کو چیک کریں کہ ان کے تول میں کتنی چوری ہے۔ اگر وہ کمیٹی ماہانہ رپورٹ اسمبلی کے اندر پیش کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ شاید کاشتکاروں کو کوئی relief مل سکے لیکن افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اخبار میں اشتہار دے دینے سے کبھی بھی گنے کے کاشتکاروں کے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ علامہ اقبالؒ کی ایک بات کر کے اجازت چاہوں گا، وہ فرماتے ہیں کہ

دہکاں ہے کسی قبر کا اگلا ہوا مردہ
بوسیدہ کفن جس کا ابھی زیر زمیں ہے

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ میں نے دس منٹ مقرر کئے ہیں۔ میں دس منٹ سے زیادہ کسی کو وقت نہیں دوں گا۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہاں معزز ممبران نے جمعۃ المبارک کو اور آج بھی بہت باتیں کر لیں۔ میں کسی قسم کی repetition نہیں چاہوں گا۔ میں صرف چند گزارشات کرنا چاہوں گا۔ میں بنیادی بات اس سے شروع کرتا ہوں کہ وفاقی حکومت نے سیلاب زدگان کے لئے سندھ حکومت کو 4.5۔ارب روپے دیئے تھے کہ وہ سندھ کے کاشتکاروں کو دیئے جائیں۔ میرا بڑا سادہ سا سوال ہے کہ کیا پنجاب کو کوئی پیسا وفاقی حکومت سے ملا تھا؟ نہیں ملا تھا۔

(اذان عشاء)

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ بیج اور کھاد وغیرہ کے لئے سندھ کو4.5۔ارب روپے کی جو سبسڈی دی گئی وہ پنجاب کو نہیں دی گئی۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا جس پر کچھ لوگوں کو فوراً بڑی الجھن پیدا ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کریں۔آپ جو suggest کرنا چاہتے ہیں وہ بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ بھی سمجھتے ہیں کہ کھاد کی distribution وفاقی حکومت کے ہاتھ میں ہے۔ میں یہ بات بڑی ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ جیل روڈ پر پچھلے دو مہینے سے کھاد کی منڈی لگی ہوئی ہے۔ایک ایک آدمی کے پاس اڑھائی اڑھائی سو ایجنسیاں ہیں۔ تین یا چار ہزار روپے بیگ کا ریٹ مقرر ہے اور -/200روپے فی بیگ منافع پر اُن کو issue ہو رہے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر distribution میں گڑبڑ کی جا رہی ہو مگر سٹاک میں چاہے لاکھوں ٹن کے حساب سے مال ہو وہ کسان کو نہیں ملے گا۔ میں اللہ سے توبہ کر کے کہتا ہوں کہ اگر distribution کا کنٹرول ہمارے پاس ہو اور ہمیں پتا ہو کہ یہ کون لے کر جا رہا ہے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کھاد کی ایک بوری بھی بلیک میں بک جائے مگر کھاد کو اس طریقے سے distribute کیا جا رہا ہے کہ وہاں پر کسی قسم کی پابندی ہی نہیں ہے اور کھاد ایسی ایسی ایجنسیوں کو دی جا رہی ہے جن کا NTN ہی نہیں ہے لہذا یہ کیسے ممکن ہے کہ یہ کھاد کسان کو مل جائے؟ میں کہتا ہوں کہ -/1600روپے کی subsidy بالکل ضائع ہوئی ہے۔ subsidy کی صورت میں قوم کا اربوں روپیہ ضائع ہوا ہے مگر کسان کو اُس کا کوئی فائدہ ہوا اور نہ ہی کسی صورت ہو گا۔ جب تک اس کی distribution ہمارے کنٹرول میں نہیں ہو گی تب تک کسان کو مناسب دام پر کھاد کسی صورت نہیں ملے گی۔اسی طرح شوگر کے متعلق بات ہو رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر! آپ انہیں کہہ دیں۔ اگر یہ cross talk کریں گے تو پھر ہم بھی انہیں نہیں بولنے دیں گے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ میرے ساتھ بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ سے ہی بات کر رہا ہوں مگر انہیں کیا مسئلہ ہے اور درمیان میں کیوں interrupt کرتے ہیں؟ اِن کی آواز آپ کو بھی سنائی دے رہی ہو گی۔

جناب سپیکر: میں نے ان کی بات نہیں سنی۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں نے کورم point out کر دیا ہے کیونکہ ہم اتنے اہم issue پر بات کر رہے ہیں جہاں پر حکومتی ممبران کا ہونا بے حد ضروری ہے۔ یہاں پر بہت اہم بحث ہو رہی ہے لہذا ممبران کو پورا کیا جائے۔

جناب سپیکر: کورم point out ہو گیا ہے۔ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہذا اب اجلاس بروز منگل مورخہ 27۔دسمبر 2011 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

1155

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 27۔دسمبر2011

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قرارداديں)

(مورخہ 20 دسمبر2011 کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرارداد)

سردار خالد سلیم بھٹی: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت لاہور کی طرح، بورے والا شہر میں بھی واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ نصب کرنے کے اقدامات اٹھائے تاکہ بورے والا کے شہریوں کو بھی صاف پینے کا پانی مل سکے۔

(موجودہ قرارداديں)

1. چودھری ظہیر الدین خان: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب وفاقی حکومت سے مطالبہ کرے کہ پنجاب کے مختلف اضلاع کی لاکھوں ایکڑ زرعی زمین کو سیم وتھور کی وجہ سے بنجر ہونے سے بچانے کے لئے سکارپ (SCARP) کے منصوبوں کے لئے بین الاقوامی مالیاتی اداروں سے قرض پر حاصل کئے گئے اربوں ڈالرز کے ضیاع کو روکا جائے۔

2. محترمہ حمیرا اویس شاہد: اس ایوان کی رائے ہے کہ کم سن بچوں کے حقوق کے تحفظ (Child Protection) اوران کو درپیش مشکلات اور زچہ بچہ کی صحت کے حوالے سے آگاہی پیدا کرنے کی غرض سے نصاب تعلیم پر نظر ثانی سمیت صحت و تعلیم کے بنیادی نظام کے حوالے سے ایک جامع پالیسی مرتب کی جائے۔

3. شیخ علاؤالدین: یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Ordinance 2000 اور ضابطہ فوجداری کی تمام متعلقہ دفعات میں ایسی ترامیم کی جائیں کہ شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے

موقع پر فائرنگ کے جرم کو ناقابل ضمانت قرار دیا جائے۔

4. جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: یہ ایوان حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ 1995 سے 2001 کے دوران ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کو 7 percent Cost of Living Allowance دیا جائے۔

1156

5. محترمہ ساجدہ میر: اس ایوان کی رائے ہے کہ پانی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے جس کے بغیر نوع انسانی کا گزارہ ناممکن ہے مگر گزشتہ کچھ عرصے سے لاہور کے مختلف علاقوں سے پانی میں غلاظت کی خبریں آنا معمول بن گئی ہیں۔ نلکوں سے گندا پانی آنے کی وجہ سے لوگوں میں پیٹ کی بیماریاں عام ہو رہی ہیں اور اگر یہ پانی اپنا کمال دکھا گیا تو کسی بھی ملک وباء کے پھیلنے کا شدید اندیشہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اس گرد آلود اور بدبو دار پانی سے مٹی کے ذرات اور بسا اوقات چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑے بھی نکل آتے ہیں۔ لہذا حکومت پنجاب پانی کی غلاظت کے خاتمے کے لئے فی الفور اقدامات کرے تاکہ عوام الناس شفاف پانی پی کر ملک بیماریوں سے محفوظ رہ سکیں۔

1157

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیئسواں اجلاس

منگل،27۔دسمبر2011

(یوم الثلاثہ،یکم صفر المظفر1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح 11 بجے زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری غلام رسول نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

وَمَآ أَرۡسَلۡنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا
لِيُطَاعَ بِإِذۡنِ ٱللَّهِ ۚ وَلَوۡ أَنَّهُمۡ إِذ ظَّلَمُوٓاْ أَنفُسَهُمۡ جَآءُوكَ
فَٱسۡتَغۡفَرُواْ ٱللَّهَ وَٱسۡتَغۡفَرَ لَهُمُ ٱلرَّسُولُ لَوَجَدُواْ ٱللَّهَ
تَوَّابًا رَّحِيمًا ﴿٦٤﴾

سورة النِّسَاء آیت 64

اور ہم نے جو پیغمبرؑ بھیجا ہے اس لئے بھیجا ہے کہ اللہ کے فرمان کے مطابق اس کا حکم مانا جائے اور یہ لوگ جب اپنے حق میں ظلم کر بیٹھے تھے اگر تمہارے پاس آتے اور اللہ سے بخشش مانگتے اور رسول (اللہ) بھی ان کے لئے بخشش طلب کرتے تو اللہ کو معاف کرنے والا (اور) مہربان پاتے (64)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دلوں سے غم مٹاتا ہے محمد ﷺ نام ایسا ہے
نگر اُجڑے بساتا ہے محمد ﷺ نام ایسا ہے
انہی کے نام سے پائی فقیروں نے شہنشاہی
خدا سے بھی ملاتا ہے محمد ﷺ نام ایسا ہے
محبت کے کنول کھلتے ہیں ان کو یاد کرنے سے
بڑی خوشبوئیں لاتا ہے محمد ﷺ نام ایسا ہے
مدد حاصل ہے مجھ کو ہر گھڑی شاہِ مدینہ کی
میری بگڑی بناتا ہے محمد ﷺ نام ایسا ہے
میں فخری فکر دنیا آخرت سب بھول جاتا ہوں
مجھے جب یاد آتا ہے محمد ﷺ نام ایسا ہے

سوالات

(محکمہ لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ کے سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال وسیم قادر صاحب کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے،dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: On her behalf sir شکریہ۔جناب سپیکر!سوال کا نمبر1552ہے۔اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے محترمہ راحیلہ خادم حسین کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹاؤن ناظم شالامار ٹاؤن کے زیر استعمال گاڑیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1552: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ٹاؤن ناظم شالامار ٹاؤن لاہور کے استعمال میں کتنی گاڑیاں ہیں؟

(ب) شالامار ٹاؤن کے ناظم کو سال2002تا2005کتنا فنڈ جاری کیا گیا،سال وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ سالوں میں جاری ہونے والے فنڈ کو مکمل طور پر ترقیاتی کاموں میں خرچ نہ کیا گیا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ شالامار ٹاؤن کے ناظم کے خلاف فنڈ کے غلط استعمال کی متعدد شکایات موصول ہوئی ہیں؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت فنڈ کے غلط استعمال اور شکایات پر کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،تو کب تک،اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):
(الف) ٹاؤن ناظم کے استعمال میں صرف ایک گاڑی نمبرLWM-222سوزوکی لیا نا تھی۔
(ب) ٹی ایم اے شالامار ٹاؤن کے ترقیاتی پروگرام سال2002تا2005جتنا فنڈ مختص کیا گیا،اس کی سال وار تفصیل درج ذیل ہے جبکہ ٹاؤن ناظم کو کوئی فنڈ جاری نہ کیا گیا:۔

2001-02میں -/33,50,000روپے
2002-03میں -/1,23,54,000روپے
2003-04میں -/1,39,24,000روپے
2004-05میں -/1,56,76,000روپے

(ج) یہ درست نہ ہے، ترقیاتی فنڈز صرف ترقیاتی کاموں پر خرچ کئے گئے۔
(د) درست نہ ہے۔شالامار ٹاؤن کے ناظم کے خلاف کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔
(ہ) جواب جز(ج)اور(د)کے مطابق ہے۔

محترمہ سیمل کامران: سوال میں پوچھا گیا ہے کہ "ٹاؤن ناظم شالامار کے استعمال میں کتنی گاڑیاں تھیں اور ان کے خلاف کتنی شکایات موصول ہوئیں"؟ محکمہ نے20-12-2011کوlatestجواب دیا ہے تو میں معزز پارلیمانی سیکرٹری سے requestکروں گی کہ مجھے جز(د)کا سوال اور جواب پڑھ کر سنا دیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر!"کیا یہ بھی درست ہے کہ شالامار ٹاؤن کے ناظم کے خلاف فنڈز کے غلط استعمال کی متعدد شکایات موصول ہوئیں"؟ جواب ہے کہ "درست نہ ہے، شالامار ٹاؤن کے ناظم کے خلاف کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔"

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ بات on recordلانا چاہتی تھی کہ لوکل گورنمنٹ سسٹم کو جس طرح سےwind upکیا گیا اور اس حکومت کی طرف سے اس سسٹم پر سب سے بڑاallegation کرپشن اور اختیارات کا ناجائز استعمال تھا اور آج2011میں محکمہ خود مان رہا ہے اور۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے جو سوال کیا ہے اس کا جواب انہوں نے دے دیا ہے تو یہ اسی حد تک ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جواب یہ ہے کہ "درست نہ ہے کہ کوئی اختیارات کا غلط استعمال نہیں ہوا"۔ میں اسے on record لانا چاہتی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے particular ایک بات بتائی ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! جز(ج) میں پوچھا گیا تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ سالوں میں جاری ہونے والے فنڈز کو مکمل طور پر ترقیاتی کاموں میں خرچ نہ کیا گیا ہے"؟ جواب میں کہا ہے کہ "یہ درست نہ ہے، ترقیاتی فنڈز صرف ترقیاتی کاموں پر خرچ کئے گئے" جبکہ سوال یہ تھا "یہ پیسا جو مختلف سالوں میں allocate ہوا ہے کیا یہ ترقیاتی کاموں میں مکمل طور پر خرچ ہوا ہے کہ نہیں"؟ تو اس کا جواب نہیں دیا گیا بلکہ صرف یہ کہہ دیا گیا کہ "ترقیاتی فنڈز ترقیاتی کاموں کے لئے خرچ ہوتے ہیں۔" ہمیں یہ بتایا جائے کہ ترقیاتی کاموں کے لئے مختص ہونے والا تمام فنڈ ترقیاتی کاموں پر ہی خرچ ہوا ہے یا اس میں بقایا leftover بھی تھا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! معزز ممبر نے یہ سوال کیا ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ سالوں میں جاری ہونے والے فنڈز کو مکمل طور پر ترقیاتی کاموں میں خرچ نہ کیا گیا"؟ اس کا جواب یہی دیا جا رہا ہے کہ ترقیاتی فنڈز کہیں اور استعمال تو نہیں ہوئے تو جواب دیا گیا ہے کہ "یہ درست ہے اور ترقیاتی فنڈز صرف ترقیاتی کاموں پر خرچ کئے گئے ہیں۔"

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! بڑی simple سی اردو ہے اور اس میں اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ بتانا تو یہ تھا کہ۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! یہ سارا پیسا ترقیاتی کاموں پر خرچ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ سارا پیسا ترقیاتی کاموں پر خرچ کیا گیا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب نہیں آیا بلکہ میں نے یہ پوچھا ہے کہ سارے فنڈز مکمل خرچ ہوئے کہ نہیں؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ سارے خرچ ہو گئے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: نہیں، جناب سپیکر! وہ کہہ رہے ہیں کہ ترقیاتی فنڈز ترقیاتی کاموں پر خرچ ہوئے ہیں اور وہ ایک مختلف connotation ہے۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ غیر ترقیاتی کاموں پر خرچ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! سارے ہی فنڈز خرچ ہو گئے ہیں اور اگر اس حوالے سے ان کے پاس کوئی شکایت ہے تو یہ ہمیں بتائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ شالامار ٹاؤن میں 05-2004 میں ایک ارب 56 کروڑ 76 لاکھ روپے ترقیاتی کاموں کے لئے خرچ ہوئے ہیں اس کے بعد جب یہ نظام ختم کر دیا گیا ہے یا ضلعی نظام کو ختم کرنے کے بعد یہ بتا دیں کہ پچھلے سال یعنی 11-2010 میں شالامار ٹاؤن کے اندر کتنے ترقیاتی کام ہوئے ہیں یا ترقیاتی کاموں کو بھی ختم کر دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: لغاری صاحب! یہ ضمنی سوال نہیں بنتا بلکہ fresh question ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! شالامار ٹاؤن کے ترقیاتی کاموں کے بارے میں بات ہو رہی ہے۔ آپ کی مرضی ہے اور فیصلہ آپ کریں کہ بنتا ہے کہ نہیں؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں not concerned to this یہ related نہیں ہے۔ اگلا سوال بھی محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا:On her behalf sir سوال کا نمبر 1556 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے محترمہ راحیلہ حسین کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور شہر فوڈ انسپکٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1556: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور شہر میں کتنے فوڈ انسپکٹرز ہیں ان کے نام اور تعداد بتائی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ تمام فوڈ انسپکٹرز اپنی مرضی کے مطابق ڈیوٹی دیتے ہیں؟

(ج) لاہور شہر میں فوڈ انسپکٹرز خوراک کی ناقص صورتحال کو چیک کرنے کے لئے کیا طریقہ اختیار کرتے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ فوڈ انسپکٹرز رشوت لے کر دکانداروں کو چھوڑ دیتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) فوڈ سکواڈ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں اس وقت آٹھ فوڈ انسپکٹرز اور دو چیف فوڈ انسپکٹرز تعینات ہیں جن کے ناموں کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ فوڈ انسپکٹرز اپنی مرضی سے ڈیوٹی دیتے ہیں یہ مروجہ قوانین برائے خوراک پر عملدرآمد کروانے کے پابند ہیں اور ڈسٹرکٹ آفیسر (فوڈ) اور ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ہیلتھ) کے زیر نگرانی کام کرتے ہیں۔

(ج) ناقص خوراک کی چیکنگ کے لئے درج ذیل قوانین رائج ہیں:۔

I) پیور فوڈ آرڈیننس 1960

II) پنجاب پیور فوڈ رولز 2007

ان قوانین کے مطابق خوراک کے نمونہ جات حاصل کر کے فوڈ لیبارٹریز میں برائے تجزیہ بھیج دیئے جاتے ہیں اور ناقص ہونے کی صورت میں ان کے چالان متعلقہ عدالتوں میں برائے سماعت پیش کر دیئے جاتے ہیں۔دوران حصول نمونہ جات، خوراک کے ناقص ہونے پر خوراک کا سٹاک حسب ضابطہ مال مقدمہ کے طور پر قبضے میں لے لیا جاتا ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے کہ فوڈانسپکٹر رشوت لے کر دکانداروں کو چھوڑ دیتے ہیں۔اس حوالے سے کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! جز(د) میں پوچھا گیا ہے کہ "کیا یہ بھی درست ہے کہ فوڈانسپکٹرز رشوت لے کر دکانداروں کو چھوڑ دیتے ہیں"؟ جواب میں تو فوڈانسپکٹرز کو ویسے ہی "فرشتے" بنادیا ہے اور لکھا گیا ہے کہ "یہ درست نہ ہے کہ فوڈانسپکٹرز رشوت لے کر دکانداروں کو چھوڑ دیتے ہیں"۔ اگر یہ فرشتے کبھی انسان بن کر کوئی غلطی کر دیتے ہیں کیونکہ ان کی ڈیوٹیاں بھی سفارش کے ساتھ لگتی ہیں اور بڑی سفارشوں کے ساتھ یہ لوگ اپنی ڈیوٹیاں لگواتے ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ ناقص نمونہ جات پاس بھی کرتے ہیں تو میرا سوال صرف یہ ہے کہ اگر یہ اپنی ڈیوٹی صحیح سرانجام نہیں دیتے تو کیا ان کے خلاف کوئی کارروائی ہوتی ہے اور اگر ہوتی ہے تو کیا ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے جواب دے دیا ہے اور اگر آپ کے پاس اس بارے میں کوئی particular ثبوت ہے تو پھر آپ بات کر لیں کہ یہ درست ہے یا غلط ہے؟

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! میں آپ کو نام بتا سکتی ہوں کہ مزنگ میں ہوٹلوں میں خاص طور پر ناقص نمونہ جات پاس کئے جاتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جہاں کی بات ہو رہی ہے اس حوالے سے بات کریں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! میرا سوال سن لیں کہ اگر ان سے کوئی غلطی ہو جائے تو کیا انہیں کبھی اس کی سزا مل سکتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اگر کوئی غلطی کرتے ہیں تو اس کی سزا دیتے ہیں یا نہیں اور قانون میں سزا موجود ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! اس میں تو کوئی شک نہیں کہ ان سے کوئی غلطی ہو تو سزا نہ ملے اور ہر غلطی کی سزا ملتی ہے۔ ان کے خلاف شکایت کی صورت میں محکمانہ کارروائی کی جاتی ہے اور اسے وہاں سے ہٹایا جاتا ہے۔ مزید الزامات ہوں تو اس کے خلاف action لیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! سزا کیا ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: قانون میں ہر ایک کو ایک جیسی سزا نہیں ہوتی جتنا کسی نے جرم کیا ہے اس کے مطابق اسے سزا ہوتی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! جز(د) کا جواب دیا گیا ہے کہ "یہ درست نہ ہے کہ فوڈ انسپکٹرز رشوت لے کر دکانداروں کو چھوڑ دیتے ہیں اور اس حوالہ سے کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے"۔ شکایات تو سارے culture میں بھری پڑی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس کوئی ثبوت ہے؟

میاں محمد رفیق: یہ کیسے ممکن ہے کہ اگر یہ شکایت موصول نہیں ہوئی؟ اگر یہ شکایت موصول نہیں ہوئی تو پھر پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرمادیں کہ کیا یہ مک مُکا کا کلچر ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! اگر شکایات موصول ہوئی ہوں تو ہر قسم کا ایکشن لیا جاتا ہے بلکہ PEEDA Act کی دفعہ 4 کے تحت بھی ان کو برطرف کیا جاتا ہے۔ اگر میرے محترم ممبر کے پاس کوئی ایسی شکایت ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ اس کا ازالہ نہیں ہوا تو اس کا حل ہم نکال لیتے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ڈی سی او آفس میں ایک شکایت سیل بنایا گیا ہے جس کا کام شکایات کا ازالہ کرنا تھا لیکن یہاں پر شکایات کے انبار لگے ہوئے ہیں، سمیت ہم لوگوں کے۔ اگر ان کو کوئی شکایت نظر ہی نہیں آ رہی ہے تو ان کا محکمہ کیا کر رہا ہے؟ یہاں تو فوڈ انسپکٹروں کے بارے میں ہر بندے کے پاس شکایات ہیں۔

جناب سپیکر: اگر آپ نے کوئی کی ہے تو بتادیں۔

محترمہ سیمل کامران: بہت زیادہ کی ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اس سوال میں پوچھا گیا ہے کہ لاہور شہر میں فوڈ انسپکٹرز خوراک کی ناقص صورتحال کو چیک کرنے کے لئے کیا طریق کار اختیار کرتے ہیں؟ جواب میں کہا گیا کہ ان قوانین کے مطابق خوراک کے نمونہ جات حاصل کر کے فوڈ لیبارٹری میں برائے تجزیہ بھیج دیا جاتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ جب نمونے لینے ہوتے ہیں تو نمونے لینے کے لئے دفتر سے کوئی شیڈول جاری کیا جاتا ہے یا فوڈ انسپکٹر کی صوابدید پر ہے کہ جاتے جاتے جس دکاندار کی شکل پسند نہ آئے یا جو اس کو مفت چیز نہیں دیتا تو اس کا سیمپل بھر لیا جاتا ہے اور اسی چیز کا ساتھ والی دکان پر سیمپل چھوڑ دیا جاتا ہے، کیا کوئی ریگولر شیڈول جاری ہوتا ہے اور محکمے کے پاس کوئی پالیسی ہے؟ مثال کے طور پر آج اس بازار میں لال مرچ چیک کی جائے گی تو وہ لال مرچ ساری دکانوں پر چیک ہو۔ کیا یہ طریقہ ہے یا اس کی صوابدید پر ہے کہ وہ جس کو چاہے بخش دے جس کو چاہے پھانسی لگا دے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! ایک فوڈ انسپکٹر نے صرف مرچ کو تو چیک نہیں کرنا اس نے تو ہر چیز کو چیک کرنا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو جو اس کی نظر میں شکایت آتی ہے وہ اسے چیک کرتا ہے۔ میرے محترم ممبر کو یہ پتا ہونا چاہئے کہ یہ good governance کا دور ہے۔ (شور وغل)

وہاں پر محنت سے انسپکٹر صاحبان کام کرتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری کو یہ نہیں پتا کہ good governance اس طرح ہوتی ہے کہ دفتر سے شیڈول جاری ہو کہ آج اس بازار میں اگر لال مرچ چیک کرنی ہے تو وہ سب کی چیک ہو that is a good governance, good governance یہ نہیں ہے کہ فوڈ انسپکٹر کو ایک شکل پسند نہیں آئی اس کا سیمپل لے لیا اور باقی سب کو چھوڑ دیا۔ اگر good governance کے مطابق شیڈول جاری ہوتا ہے تو مجھے شیڈول کی کاپی پیش کر دی جائے کہ پچھلے مہینے یہ شیڈول جاری ہوئے ہیں۔ سینئر آفیسر کام نہیں کرتے اور جونیئر آفیسر کی صوابدید پر چھوڑا ہوا ہے۔ جونیئر آفیسر کی صوابدید کون سی good governance ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):
جناب سپیکر!وہاں پر properly کام کیا جاتا ہے اور فوڈ انسپکٹران سارا دن معاملات کو دیکھتے ہیں اور ان کے خلاف کارروائی کرتے ہیں۔وہ تمام معاملات کو بڑی بہتری سے سرانجام دیتے ہیں۔اگر میرے معزز بھائی کو ان سے کوئی شکایت ہے تو ہمیں بتائیں ہم اسے دُور کرتے ہیں اور اُس کے خلاف ایکشن لیتے ہیں۔
جناب سپیکر:بڑی مہربانی۔اگلا سوال جناب وسیم قادر کا ہے۔
رانا تنویر احمد ناصر:جناب سپیکر!On his behalf۔(معزز ممبر نے رانا تنویر احمد ناصر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)
جناب سپیکر:سوال کا نمبر پکاریں۔
رانا تنویر احمد ناصر:سوال نمبر2097 ہے اور اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔
جناب سپیکر:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور کی سروس روڈ بنانے کا مسئلہ

*2097:جناب وسیم قادر:کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:
(الف) کیا یہ درست ہے کہ جی ٹی روڈ باغبانپورہ کی دونوں اطراف کی سروس روڈز ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں؟
(ب) کیا حکومت جی ٹی روڈ کے دونوں طرف سروس روڈ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟
پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):
(الف) یہ درست ہے کہ جی ٹی روڈ باغبان پورہ کی دونوں اطراف سروس روڈز کی مرمت درکار ہے۔
(ب) حکومت اس کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے تاہم سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے بجٹ سال 2011-12 میں اس کے لئے فنڈز دستیاب نہ ہیں۔فنڈز کی دستیابی پر مذکورہ سڑک تعمیر کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! جز(ب) میں پوچھا گیا تھا کہ کیا حکومت جی ٹی روڈ کے دونوں طرف سروس روڈ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟ تو جواب میں بتایا گیا ہے کہ فنڈز کی دستیابی پر مذکورہ سڑک تعمیر کر دی جائے گی۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ فنڈز کب تک دستیاب ہو جائیں گے؟ لاہور کے لئے فنڈز کی دستیابی کی بات بڑی عجیب سی لگتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! جیسے ہی فنڈز دستیاب ہوں گے اس کام کو شروع کر دیا جائے گا۔ ابھی فنڈز کی دستیابی نہیں ہے امید ہے کہ اس سال فنڈز دستیاب ہو جائیں گے۔ جونہی فنڈز آئیں گے اس کو تعمیر کر دیا جائے گا۔

رانا تنویر احمد ناصر: کوئی اندازہ بتا دیں کہ کب تک فنڈز دستیاب ہو جائیں گے؟

جناب سپیکر: اب فنڈز جون میں آئیں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اب یہ سڑک اگلے سال ہم آ کر بنائیں گے۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی، بچے! آپ تو اب خوابوں میں ہی دیکھیں گے۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ سوال نمبر 3145 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

موچی دروازہ باغ لاہور میں گڈز ٹرانسپورٹ کے اڈوں کو شہر سے باہر منتقل کرنے کا معاملہ

*3145: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موچی دروازہ باغ لاہور میں گڈز ٹرانسپورٹ کے اڈے قائم ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان اڈوں کی وجہ سے موچی دروازہ باغ میں ٹرانسپورٹ اکثر بند رہتی ہے جس سے عوام کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان اڈوں کے مالکان نے موچی دروازہ باغ کی دیوار توڑ کر غیر قانونی گیٹ نصب کر رکھے ہیں؟

(د) کیا حکومت ان اڈوں کو شہر سے باہر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے اگرچہ علاقہ مذکور میں ٹرانسپورٹ کے اڈے موجود ہیں مگر یہاں پر دن کے وقت ٹرکوں کا داخلہ ممنوع ہے جس کی بنا پر ٹریفک کے بہاؤ میں کوئی خلل نہ پڑتا ہے۔مزید برآں ٹریفک پولیس کے اہلکاران کی علاقہ میں موجودگی بھی ٹریفک کے بہاؤ کو جاری رکھنے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د) حکومت ان اڈوں کو شہر سے باہر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔اس سلسلہ میں شہر سے باہر کسی مناسب جگہ کی فراہمی پر مزید اقدامات بروئے کار لائے جائیں گے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جواب کے جز(ب) میں کہا ہے کہ "یہ درست نہ ہے اگرچہ علاقہ مذکور میں ٹرانسپورٹ کے اڈے موجود ہیں مگر یہاں پر دن کے وقت ٹرکوں کا داخلہ ممنوع ہے جس کی بناء پر ٹریفک کے بہاؤ میں کوئی خلل نہ پڑتا ہے۔ مزید برآں ٹریفک پولیس کے اہلکاران کی علاقہ میں موجودگی بھی ٹریفک کے بہاؤ کو جاری رکھنے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔"ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے یہ جواب بادامی باغ موچی دروازہ علاقہ کے حوالے سے آ رہا ہے۔آپ خود دیکھ لیں کیا یہ جواب درست ہے؟ یہ جواب بالکل بھی درست نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! محترمہ کیا سمجھتی ہیں اس سوال میں کہاں کمی ہے؟(قہقہہ)

انہوں نے سوال کیا ہے اور ہم نے جواب دیا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں، آپ سمجھتے ہیں بلکہ میرا خیال ہے کہ لاہور سے تعلق رکھنے والے بھی سمجھتے ہیں اور یہاں کا ہر معزز ممبر سمجھتا ہے کہ یہاں پر ہر وقت ٹریفک بند رہتی ہے۔ یہاں پر ٹریفک کا مسئلہ بہت زیادہ ہے اور انہوں نے جو ٹریفک اہلکاران کو کارکردگی کی شاباش دی ہے وہ تو ہر سڑک پر منہ دوسری طرف کر کے کھڑے ہوتے ہیں۔ اول تو وہ ہوتے ہی نہیں ہیں اور اگر کبھی ایک آدھا موجود ہو بھی تو وہ منہ دوسری طرف کر کے کھڑے رہتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! محترمہ نے جز(ب) میں پوچھا ہے کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ ان اڈوں کی وجہ سے موچی دروازہ باغ میں ٹرانسپورٹ اکثر بند رہتی ہے؟ محترمہ نے ٹرکوں کے متعلق سوال کیا ہے تو ٹرک رات گیارہ بجے تک ہم آنے ہی نہیں دیتے۔ میں ان سے خود پوچھ رہا ہوں کہ ان کا اس میں سوال کیا ہے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرے سوال میں "ٹرک" کہیں بھی نہیں ہے۔ آپ خود دیکھ لیں میرے سوال میں ٹرک کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ میں نے تو ٹریفک کہا ہے، شاید وہ ٹریفک کو ٹرک پڑھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے ٹریفک کہا ہے ٹرک نہیں کہا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! ٹریفک کے لئے بھی لاہور ٹریفک پولیس موجود ہے وہ اپنی ڈیوٹی پوری طرح سے سرانجام دے رہی ہے۔ وہاں پر باقاعدہ ایک وارڈن کی ڈیوٹی ہے جو ٹریفک کے فرائض سرانجام دے رہا ہے۔ جہاں پر کوئی چھوٹے موٹے مسائل ہوتے ہیں ان کو حل کیا جاتا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ چھوٹا موٹا مسئلہ نہیں ہے، اس کو ذرا serious لیں یہ بہت بڑا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! محترمہ نے جس کی نشاندہی کی ہے آپ اس کو دیکھیں۔ اگر ان کی بات صحیح ہے تو اس پر آپ notice لیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! آپ کو بھی پتا ہے کہ میری بات صحیح ہے۔

جناب سپیکر: آپ کہہ رہی ہیں، میں نے تو آپ کی بات ماننی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!انہوں نے اس میں ٹرک کا ذکر کیا ہے تو وہاں پر بڑے ٹرکوں کو گیارہ بجے سے پہلے نہیں آنے دیا جاتا۔اس سے متعلق میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ چھوٹے مزداوغیرہ تو ہر وقت رہتے ہیں۔کیاان پر بھی کوئی پابندی ہے یا روکنے کا کوئی ارادہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر!وہاں پر ٹرک اور اڈے سے متعلقہ زیادہ ٹریفک ہے، ٹرکوں پر پابندی ہے اور مزدا پر پابندی نہیں ہے وہ شہر میں آ جا سکتے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!میں نے جز(د) میں پوچھا تھا کہ کیا حکومت ان اڈوں کو شہر سے باہر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ جواب میں کہا گیا کہ کسی مناسب جگہ کی فراہمی پر مزید اقدامات بروئے کار لائے جائیں گے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حکومت نے کافی عرصہ پہلے اڈوں کو باہر منتقل کیا تھا اور 1970 میں فروٹ منڈی کے ساتھ ٹرک سٹینڈ کے لئے بہت زیادہ زمین رکھی گئی تھی اس زمین کا کیا ہوا اور اب تک وہاں پر اڈوں کی منتقلی کیوں نہیں ہو سکی؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر!ابھی تک ہمارا جواب یہی ہے کہ حکومت ان اڈوں کو شہر سے باہر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اس سلسلے میں کام ہو رہا ہے اور جیسے ہی کوئی مناسب جگہ ملی ان کو شہر سے باہر منتقل کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!میں اس جگہ کا پوچھ رہی ہوں جو1970 میں ملی تھی اور وہ ابھی تک موجود ہے تو محکمے نے اس کا کیا کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی،1970 میں جو جگہ ملی تھی اس کا کیا بنا؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: No sir آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!میری بات سنیں۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں!وہ سوال کا جواب دے رہے ہیں اور آپ ویسے بیچ ہی میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! نئی جگہ پر منتقل کرنے کا ابھی پروگرام بن رہا ہے لیکن ابھی تک ہمارے پاس کوئی ایسی جگہ موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر: Try to understand وہ پوچھ رہی ہیں کہ آپ نے 1970 میں جو جگہ لی تھی اب اس کی کیا پوزیشن ہے اور وہ کدھر گئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! اس وقت ہمارے ریکارڈ میں ایسی proposal ہو گی لیکن ایسی جگہ موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! 1970 میں فروٹ منڈی کے ساتھ ٹرک سٹینڈ کے لئے جگہ دی گئی تھی جو کئی سو کنال پر محیط تھی اور وہ جگہ ابھی بھی موجود ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہمیں نہیں پتا۔

جناب سپیکر: جی، اس میں آپ نے ٹرک سٹینڈ بنایا ہوا ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! وہاں پر ٹرک تو ضرور کھڑے ہوتے ہوں گے لیکن ابھی properly ہمارے ریکارڈ میں نہیں ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اس پر آپ کے بہت سوال ہو گئے ہیں اب آپ بس کریں۔ آگے اور لوگوں کے سوال بھی ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، جناب محمد نوید انجم!

جناب محمد نوید انجم:جناب سپیکر!سوال کے جز(ج)کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ باغ کی دیوار کو توڑ کر کوئی غیر قانونی گیٹ نصب نہ کئے گئے ہیں جبکہ سوال تھا کہ نصب کئے گئے ہیں یعنی جواب میں انہوں نے کہا کہ درست نہ ہے تو بات یہ ہے کہ لاہور ایک قدیم شہر ہے۔آپ اس پر ایک کمیٹی بنائیں وہ موقع پر visit کرے کہ انہوں نے دیوار کو توڑ کر مختلف جگہوں پر گیٹ لگائے ہیں یا نہیں ؟اگر انہوں نے گیٹ لگائے ہیں تو جس نے یہ جواب دیا ہے اس کی سزا آپ مقرر کریں کیونکہ ہاؤس کو غلط جواب دیئے جاتے ہیں۔لاہور کے حسن کو تباہ کیا جارہا ہے قدیم چیزوں پر یہ پیسے لے کر لوگوں کے گیٹ لگا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر:جی،پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):جناب سپیکر!جواب تو یہی ہے اگر وہاں پر کوئی ایسا مسئلہ ہے تو کل اس کی باقاعدہ رپورٹ پیش کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر:جی،کتنے دن میں رپورٹ پیش کریں گے ؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!مجھے بات کر لینے دیں کہ تین چار سیشن پہلے کوہ نور پلازہ گڑھی شاہو کے متعلق میرے سوال پر پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے یہی کہا تھا کہ میں کل یعنی اگلے دن،اگلے سیشن میں جواب دے دوں گا لیکن میرا خیال ہے آج اس کو ڈیڑھ سال ہو گیا ہے اور اس کا جواب ابھی تک نہیں آیا۔یہ بھی ایک اہم مسئلہ جو میرے معزز بھائی نے کہا ہے کہ گیٹ نصب ہیں تو یہ جواب بھی نہیں آئے گا۔

جناب سپیکر:جی،بروز جمعہ تک اس کا مکمل جواب لے کر آئیں گے اور ہاؤس کو بتائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):جناب سپیکر!محترمہ کے جو پہلے سوالات تھے اس سلسلے میں،میں خود وہاں پر گیا،اس جگہ کو جا کر دیکھا، وہاں پر ان کو point out کیا اور میں نے اس پر work کیا جو کہ ان کو پتا ہے۔اب بھی اگر ان کو کوئی ایسی شکایت ہے تو انشاءاللہ اس کا حل نکلے گا۔

جناب سپیکر:جی،محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!انہوں نے خود اس پر action کیا لیا؟کیا میری بات درست تھی یا غلط تھی اگر درست تھی تو اس پر action ہوا؟وہاں پر کوئی action نہیں ہوا۔

جناب سپیکر:جی،پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا سوال کرنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ جس TMO کے دور میں دروازے نکلے ہیں، جو بلڈنگ انسپکٹر اور نقشے والے وہاں تھے تو کیا وہاں کسی پر کوئی ذمہ داری fix کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ اگر نہیں رکھتے تو لاہور کی کوئی چیز آپ کے کنٹرول میں نہیں رہے گی۔

جناب سپیکر: کیوں نہیں، جی، اس سوال کا جواب مکمل طور پر لیں جو حضرت صاحب فرما رہے ہیں پھر آپ اس کی رپورٹ ہاؤس میں پیش کر دیں۔ آپ کو اس کے لئے کتنے دن چاہئیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں دو دن کے اندر رپورٹ پیش کر دوں گا اور اس کے ذمہ داروں کے خلاف سخت ایکشن لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: چلیں! دو دن کے اندر رپورٹ پیش کر دینا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اچھا آپ کی طرف سے یہ آخری ضمنی سوال ہے اس کے بعد آپ ضمنی سوال نہیں لے سکیں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ تاریخی حوالہ ہے تو تاریخی ریکارڈ کو درست کرنے کے لئے یہ جو موچی باغ جگہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، موچی باغ نہیں ہے موچی دروازہ ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! موچی دروازہ کے ساتھ باغ بھی ہے تو یہ موچی دروازہ باغ ایک specific جگہ ہے جو کہ جلسہ جلوس کے لئے مشہور رہی ہے اور یہ لاہور کا Hide park تھا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی ہے کہ اس موچی دروازہ باغ میں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اس سوال سے متعلق اس کا کوئی تعلق ہے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! موچی دوازہ باغ میں یہ اڈے کیسے قائم ہو گئے؟

جناب سپیکر:ان کا مائیک بند کریں۔ جی،آپ کی بہت مہربانی،اب اگلا سوال بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3261 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔پی پی 157 ترقیاتی منصوبوں کی تفصیلات

*3261: محترمہ نگہت ناصر شیخ :کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور میں حلقہ پی پی۔157 میں یکم جنوری تا یکم اپریل 2009 ترقیاتی منصوبوں کی منظوری کب ہوئی؟

(ب) متذکرہ حلقے میں ترقیاتی کاموں کے کون کون سے منصوبے موجودہ مالی سال میں شامل ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) لاہور میں یکم جنوری تا یکم اپریل 2009 حلقہ پی پی۔157 کے متعلقہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے ترقیاتی منصوبوں کی منظوری مورخہ 20-01-2009، 02-02-2009 اور مورخہ 04-02-2009 اور ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن عزیز بھٹی ٹاؤن کے ترقیاتی منصوبوں کی منظوری مورخہ 03-02-2009 کو ہوئی۔

(ب) حلقہ پی پی۔157 میں سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے جن ترقیاتی منصوبہ جات کو شامل کیا ہے اس کی تفصیل تتمہ (الف) اور عزیز بھٹی ٹاؤن کے ترقیاتی منصوبہ جات کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں انہوں نے مجھے پی پی۔157 کے حوالے سے ترقیاتی منصوبوں کی تفصیل دی ہے، جس میں چھ منصوبے ہیں۔ میں نے یہ سوال 2009 میں کیا تھا اور اس کا جواب 2011 میں آرہا ہے تو مجھے پوچھنا یہ ہے کہ ان میں کتنے منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اور کب ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وہ پوچھ رہی ہیں کہ ان میں کتنے منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اور کب ہوئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! ہم نے یہاں پر عزیز بھٹی ٹاؤن میں ترقیاتی منصوبوں کی تفصیلات دے دی ہیں اور ان میں تقریباً کل 54 ترقیاتی سکیمیں شامل ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے یہ نہیں پوچھا ہے جس کا جواب انہوں نے دیا ہے اور میں نے یہ پوچھا ہے کہ کتنے منصوبے مکمل ہو چکے ہیں؟ انہوں نے پتا نہیں کیا بتا دیا۔

جناب سپیکر: پھر وہ آپ نے سنا کیوں نہیں؟ جی، انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے 54 منصوبے مکمل کئے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! چلیں پھر سوال کے جز(ب) کا جواب دیکھ لیں، جز(ب) میں، میں نے پوچھا ہے کہ کون کون سے منصوبے موجودہ مالی سال میں شامل ہیں تو انہوں نے ایک لسٹ دی ہے کہ یہ موجودہ مالی سال میں شامل ہیں اگر سارے مکمل ہو چکے ہیں تو پھر وہ کیسے شامل ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! حلقہ پی پی۔157 میں جو ترقیاتی منصوبے شامل کئے گئے تھے ان کو تقریباً مکمل کر لیا گیا ہے اگر کچھ رہ گئے ہیں تو وہ بھی مکمل ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی، اگلا سوال نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4091 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لبرٹی مارکیٹ لاہور میں پارکنگ سٹینڈ بنانے کی تفصیلات

*4091: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے حال ہی میں لبرٹی مارکیٹ میں جدید طرز پر پارکنگ سٹینڈ بنایا ہے؟

(ب) یہ پارکنگ سٹینڈ کتنی مالیت میں بنایا گیا ہے، اس میں بیک وقت کتنی گاڑیاں اور موٹر سائیکل کھڑی کرنے کی گنجائش ہے؟

(ج) اس پارکنگ سٹینڈ کی فیس کا ٹھیکہ کب کس کو کتنی مالیت میں دیا گیا ہے؟

(د) اس میں فی گاڑی پارکنگ فیس کس شرح سے اور کتنے وقت کے لئے وصول کی جاتی ہے؟

(ہ) اس پارکنگ سٹینڈ کے ٹھیکیدار کے خلاف آج تک کتنی شکایات موصول ہوئی ہیں کتنی سچی اور کتنی جھوٹی ثابت ہوئی ہیں؟

(و) اس ٹھیکہ دار کو کتنی دفعہ جرمانہ کس کس بناء پر کیا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) درست ہے کہ مالی سال 10-2009 میں لبرٹی مارکیٹ میں جدید طرز پارکنگ سٹینڈ بنایا گیا تھا اور میٹر پارکنگ سسٹم کے ذریعے پارکنگ فیس کی وصولی ہوتی رہی جو کہ ختم ہو گئی تھی۔ مالی سال 12-2011 کے لئے CMH کمپنی نے نیلام عام میں سب سے زیادہ بولی دے کر حاصل کیا ہے اور لبرٹی پارکنگ سٹینڈ پر CMH کمپنی پارکنگ فیس وصول کر رہی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب کی ہدایات پر سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے عوام کو بین الاقوامی جدید طرز کی سہولت مہیا کرنے کے لئے مالی سال 10-2009 میں میٹرڈ پارکنگ سسٹم متعارف کروایا تھا۔ جس کا آغاز لبرٹی مارکیٹ اور بعد میں مال روڈ پر کیا گیا تھا۔ دونوں میٹرڈ پارکنگ سسٹم کے لئے 16 مشینوں کو نصب کیا گیا جس میں سے 10 مشینیں لبرٹی مارکیٹ میں نصب کی گئیں اور بقیہ 06 مشین مال روڈ پر نصب کی گئیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

1	ٹرمینل	سولہ عدد	2,07,26,896/-
2	مینجمنٹ سوفٹ ویئر	ایک عدد	32,13,000/-
3	مین ٹیننس کٹ	ایک عدد	12,85,200/-
4	کلیپ	80عدد	11,73,816/-
5	PADS	پانچ عدد	2,50,000/-
6	ٹریننگ کاسٹ		3,00,000/-
7	کار سوفٹ ویئر	ایک عدد	13,11,975/-
8	کوئیز کوننگ مشین	ایک عدد	1,50,000/-
9	کنٹرول سینٹر	ایک عدد	41,93,000/-
	کل مالیت		32,603,887/-

اس پارکنگ سٹینڈ میں 585 گاڑیاں پارک کرنے کی گنجائش ہے۔ موٹر سائیکلوں کے لئے علیٰحدہ جگہ فراہم کی گئی ہے جو کہ اس میٹرڈ پارکنگ کے زمرے میں نہیں آتی۔

(ج) ضلعی حکومت سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور اور M/S AZCOMM کے مابین مورخہ 15-01-2009 کو عرصہ دو سال کے لئے معاہدہ طے پایا جس کے مطابق M/S AZCOMM نے مشینیں لگائی، سٹاف کو ٹرینڈ کیا اور لگائی گئی مشینوں کے ذریعے پارکنگ فیس وصول کی۔ اس عرصہ کے دوران M/S AZCOMM نے 13 ملین روپے اکٹھے کئے۔

(د) ان پارکنگ سٹینڈ سے درج ذیل ریٹ کے مطابق پارکنگ فیس وصول کی جاتی تھی۔

-1	کار، پہلا گھنٹہ	-/10روپے
-2	پہلے دو گھنٹے	-/15روپے
-3	دو گھنٹے کے بعد اضافی گھنٹے	-/05روپے
-4	پورا دن	-/50روپے
-5	دکانداروں کے لئے پورا دن	-/20روپے

(ہ) اس جدید طرز کے میٹرڈ پارکنگ سے کسی قسم کوئی شکایت موصول نہ ہوئی تھی۔

(و) اس ٹھیکیدار کے خلاف کوئی شکایت موصول نہ ہوئی تھی لہذا اسے کوئی جرمانہ نہ کیا گیا تھا۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا پہلا سوال یہ ہے کہ لبرٹی مارکیٹ میں پارکنگ سٹینڈ بنایا گیا ہے تو کیا پنجاب حکومت اس طرز کے مزید پارکنگ سٹینڈ لاہور یا کسی اور شہر میں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، اس طرز کے پارکنگ سٹینڈ لاہور یا کسی اور شہر میں بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! فی الحال تو لاہور شہر میں بنایا گیا ہے اور آئندہ جہاں جہاں ضرورت پیش آئے گی وہاں پر بنائے جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، جناب محمد نوید انجم!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں نے سوال کیا ہے کہ اس طرز کے پارکنگ سٹینڈ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے انہوں نے اس کا جواب نہیں دیا۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):
جناب سپیکر!یہ تجویز زیر غور ہے۔
جناب سپیکر:جی،جناب محمد نوید انجم!
جناب محمد نوید انجم:جناب سپیکر!سوال کے جز(ب)میں انہوں نے جواب دیا ہے کہ ہم نے یہ چیزیں خریدی ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ 32لاکھ 13ہزار روپے کاmanagement software خریدا ہے تو کیاsoftware with card خریدا ہے؟

انہوں نے software کا ذکر جواب کے جز(ب)میں دو جگہ پر کیا ہے یعنی جز(ب)کے2اور7نمبر پر ذکر کیا ہے کہ انہوں نے دوsoftwares 45لاکھ روپے کے خریدے ہیں تو انہوں نے جو software خریدا ہے ان کے rights بھی خریدے ہیں یا صرف اس کی ایگزی فائل خریدی ہے؟
جناب سپیکر:جی،یہ ٹیکنیکل بات ہے مجھے خود سمجھ نہیں آئی ہے،آپ ہی سمجھائیں گے اور وہ سمجھیں گے۔جی،پارلیمانی سیکرٹری صاحب!
پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):
جناب سپیکر!اس کے لئے ہمیں تفصیل لینی پڑے گی میں اس وقت نہیں بتا سکتا لیکن یہاں پر card software and management software بھی موجود ہے۔
جناب محمد نوید انجم:جناب سپیکر!Physicallyیہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسے آپ چھو سکیں۔یہ softwareہے جس طرح آپ اپنی روح کو نہیں چھو سکتے ہیں ویسے اس کمپیوٹر کےsoftware کو بھی نہیں چھو سکتے تو یہ انہوں نےphysically with card or without card خریدا ہے اگر یہ اور پلازے بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں تو پھر کیا یہ بار بار 45لاکھ روپے کا خرچ کر کے سرکاری خزانے پر بوجھ بنیں گے؟یہ softwareتو تیس چالیس ہزار روپے میں میرے لاہور کےbrilliant بچےdevelop کر رہے ہیں اور انہوں نے اس پر45لاکھ روپے خرچ کر دیئے ہیں۔
جناب سپیکر:چلیں،آپ ان سے ایک میٹنگ کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! یہ ایک مکمل package تھا۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میں ان سے پہلے کھڑی ہوئی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میں پہلے سے کھڑی ہوں۔

جناب سپیکر: دیکھیں! وہ کیا ارشادات فرماتے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو تو کچھ پتا ہی نہیں ہے۔ ہماری حکومت نے یہ پراجیکٹ شروع کیا تھا اور موجودہ حکومت نے اسے بند کر دیا ہے۔ کوئی اچھا کام ان سے برداشت ہی نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ بھی یہاں کوئی اچھا کام کر جائیں جو ہم یاد رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس پارکنگ پلازے میں کیا کوئی دکانیں بھی بنائی گئی ہیں، جو جگہ پارکنگ کے لئے مخصوص ہو کیا اس میں آپ دکانیں بنا سکتے ہیں اگر بنا سکتے ہیں تو اس کا طریق کار کیا ہے اور اس کی الاٹمنٹ کس طریقے سے کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! سارا کام نقشے کے مطابق ہوتا ہے جو جگہ پارکنگ کے لئے مختص ہو وہاں پر صرف پارکنگ ہی ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہوں نے میرے سوال کا جواب صحیح نہیں دیا۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ جو جگہ پارکنگ کے لئے مخصوص ہے اس میں دکانیں بن سکتی ہیں یا نہیں؟ یہ ہاں یا نہ میں جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):
جناب والا! پارکنگ کے لئے جو جگہ مخصوص ہے وہاں پر صرف پارکنگ ہی ہو سکتی ہے اگر شاہ صاحب کا کوئی اور ارادہ ہے تو میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! انہوں نے جو وہاں پر دکانیں بنا کر کرایہ پر دی ہوئی ہیں کیا وہ illegal ہیں، غلط ہیں؟ جواب پورا دیں یہ بچوں کی طرح بات کر رہے ہیں اور اوپر سے یہ "رتی ٹائی" پہن کر آ گئے ہیں۔ جواب انہیں آتے نہیں ہیں ٹائیاں لگا کر بیٹھ گئے ہیں۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ No defamatory

سید حسن مرتضیٰ: ٹھیک ہے۔ جناب والا! میں اپنے الفاظ واپس لے لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ انہوں نے اپنے الفاظ واپس لے لئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):
جناب سپیکر! میرے معزز دوست سید حسن مرتضیٰ میرے لئے بڑے قابل احترام ہیں اور انہیں پتا ہے کہ پارکنگ کی جگہ پر پارکنگ ہی ہوتی ہے۔ یہ صرف سوال کو confuse کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! یہ صرف اتنا بتا دیں کہ وہاں پر جو دکانیں بنائی گئی ہیں وہ صحیح بنائی گئی ہیں یا غلط بنائی گئی ہیں؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ وہاں پر جو دکانیں آپ نے بنائی ہیں وہ غلط ہیں یا صحیح ہیں؟ دو لفظی بات ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):
جناب سپیکر! وہاں پر نقشے کے مطابق پارکنگ کی جگہ پر پارکنگ ہی بنی ہوئی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! ان کو پتا ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ان کو پتا ہے اور وہ بتا رہے ہیں بلکہ جنہوں نے پوچھا ہے ان کو بھی اس بات کا پتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):
جناب سپیکر! یہ لبرٹی مارکیٹ کے متعلق سوال ہے وہاں پر پارکنگ موجود ہے اور سب کو اس بات کا علم ہے۔ ویسے آج انہیں تو لاڑ کانہ ہونا چاہئے تھا اس کے لئے میں معذرت چاہتا ہوں۔ (قہقہے)

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب ولا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ لبرٹی میں جو پارکنگ سٹینڈ بنایا گیا ہے، وہاں پر ایک یو سی ایچ ہسپتال ہے اس کی جگہ acquire کی گئی ہے یا ان سے خریدی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب والا! اس کے لئے fresh question کریں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ پھر جب fresh question آئے گا تو آپ کو اس کا جواب دینا ہوگا۔ آپ اس کے لئے fresh question کریں۔

رانا محمد افضل خان: جناب والا! میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے علم میں ہوگا کہ اس ہسپتال کی جگہ کو حکومت نے زبردستی acquire کیا ہے اور اس کے متعلق rules and regulation کو بھی adopt نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: کوئی زبردستی acquire نہیں کر سکتا۔ آپ تشریف رکھیں یہ سوال ہی نہیں بنتا۔ This is not relevant. آپ اس کو کسی اور طریقے سے لے آئیں۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! محکمہ لوکل گورنمنٹ کا کوئی وزیر ہی نہیں ہے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو کچھ پتا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ This is no way.

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! اگر لوکل گورنمنٹ کا منسٹر نہیں ہے تو یہ کسی کو وزیر بنائیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ آپ ایسے درمیان میں نہ بولا کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! وہ جواب کیوں نہیں دیتے۔

جناب سپیکر: وہ جواب دے رہے ہیں۔ پھر آپ کہیں گی مجھے کچھ کہتے ہیں آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران:جناب والا!حکومت لوکل گورنمنٹ کا منسٹر کیوں نہیں بناتی؟

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔میں آپ کو تو بنانے سے رہا۔

محترمہ سیمل کامران:ہمیں ایسی حکومت میں وزیر بننے کا شوق نہیں ہے۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔بڑی مہربانی۔

انجینئر شہزاد الٰہی:جناب والا!میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر:آپ Legislator ہیں اگر آپ نے اس سوال کا جواب لینا ہے تو کم از کم آپ اس کا سوال کریں یا پھر آپ اس پر تحریک التوائے کار لائیں۔قانون کے مطابق کوئی طریقہ تو اختیار کریں۔مہربانی۔

انجینئر شہزاد الٰہی:جناب والا!وہ اس کا جواب لے کر ہی نہیں آتے۔

جناب سپیکر:آپ سوال کریں وہ اس کا جواب لے کر آئیں گے۔بڑی مہربانی۔اگلا سوال ہے۔۔۔

رانا محمد افضل خان:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

رانا محمد افضل خان:شکریہ۔جناب سپیکر!میرے فاضل دوست نے کہا ہے کہ زبردستی acquire کی گئی ہے۔

جناب سپیکر:میں نے ان کو کہہ دیا ہے کہ اس کے لئے آپ کوئی طریق کار اپنائیں۔

رانا محمد افضل خان:جناب سپیکر!میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کوئی چیز جب acquire ہوتی ہے وہ زبردستی نہیں ہوتی وہ ملک کے قانون کے مطابق ہوتی ہے اور اس پر لوگ عدالت میں بھی جا سکتے ہیں اور وہ ملک کی ضرورت کے تحت acquire ہوتی ہے۔

جناب سپیکر:میں نے آپ کی بات سن لی ہے اب آپ تشریف رکھیں۔

رانا محمد افضل خان:جناب سپیکر!میری بات تو ختم ہونے دیں۔

جناب سپیکر:راناصاحب!اب آپ نے بات کر لی ہے آپ کیا کرتے ہیں مجھے آگے چلنے دیں۔

رانا محمد افضل خان:جناب سپیکر!اول تو اس چیز کا تعین ہی نہیں ہوا کہ وہ acquire کی گئی ہے یا نہیں؟ وہ ایک پارکنگ پلازہ کی جگہ تھی اور وہاں پر multistory parking plaza بنا ہے۔اگر وہ single story ground پر پارکنگ پلازہ ہوتا تو اور بات ہے اور جو ڈیزائن ہے اس کے مطابق بنا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں اس کی بات ہی نہیں ہے۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جب بھی کوئی فاضل ممبر سوال کرتا ہے تو اس پر ضمنی سوالات ہوتے ہیں۔ اس کا طریق کار یہی ہے۔ جو question related تھا وہ لبرٹی پلازہ کے بارے میں تھا۔ اس میں کوئی question fresh نہیں بنتا کیونکہ اسی پراپرٹی کے بارے میں انہوں نے پوچھا ہے جو پراپرٹی لی گئی ہے۔ آیا یہ کسی ناجائز طریقہ سے یا جائز ذرائع سے لی گئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے بتا دیا ہے۔

جناب سعید اکبر خان: آپ مہربانی فرمائیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ سپیکر کا تقاضا یہ ہے کہ گورنمنٹ جواب دے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

گزارش یہ ہے کہ اس سے بہت خرابی پیدا ہوتی ہے اور House کا decorum خراب ہوتا ہے۔ انہوں نے جو سوال کیا ہے وہ اسی سے related ہے جو بلڈنگ بنائی گئی ہے اسی کے متعلق انہوں نے پوچھا ہے۔ انہوں نے اپنے سوال میں یہ پوچھا ہے کہ آیا جو زمین لی گئی ہے، گورنمنٹ کے پاس قانون ہے کہ وہ زمین acquire کر سکتی ہے۔ اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کا جواب دے دیں کہ اگر کوئی رقبہ acquire کیا گیا ہے تو کوئی غیر قانونی کام نہیں ہوا۔ جواب نہ آنے کی وجہ سے اور آپ کی دخل اندازی کی وجہ سے اتنا ابہام پیدا ہو جاتا ہے کہ بات clear نہیں ہو سکتی۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب والا! اس سلسلے میں میری بھی گزارش ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب والا! انجینئر شہزاد الٰہی صاحب نے اور خان صاحب نے اس پراپرٹی کے بارے میں بات کی۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس پراپرٹی کے بارے میں بہت ساری rumors بھی ہیں اور community کے sentiments بھی ہیں اور جس طرح ڈیپارٹمنٹ نے کہا کہ اس جگہ کو باقاعدہ ایک طریق کار کے تحت acquire کیا گیا۔ میں اس میں آپ سے صرف یہ گزارش کروں گا کہ ان rumors کو ختم کرنے کے لئے اور دوسری طرف اس community کے sentiments کو دیکھتے ہوئے اگر آپ ایک کمیٹی تشکیل دے دیں تو سارے facts and figures بھی House کے سامنے آ جائیں گے۔ اس کے علاوہ community کے جو sentiments ہیں ان کا مداوا بھی ہو سکتا ہے کیونکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ شاید اس میں پورا طریق کار adopt نہیں کیا گیا اور ڈیپارٹمنٹ نے acquire کرتے

وقت ان سے consent نہیں لی۔اگر یو سی ایچ ہسپتال نے اپنی consent سے یہ جگہ محکمہ کو دی ہے تو یہ حقائق بھی community کے سامنے آنے چاہئیں لہذا میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ اس House میں سے ایک کمیٹی تشکیل دے دیں اور اس کو ایک specific time دیں تاکہ facts and figures کو سامنے لایا جاسکے۔بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: کیا وقفہ سوالات کے دوران پوائنٹ آف آرڈر ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔مجھے سننے دیں۔آپ کیا کرتے ہیں، آپ کو یہ کیا عادت ہے؟ میں آپ کو اجازت نہیں دوں گا۔آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا فرض ہے کہ میں ایک بات آپ کے علم میں لاؤں۔میرے بھائیوں نے ابھی جو بات کی ہے یہ award کی کاپی آپ کو دکھادیں۔اگر یہ acquire ہوئی ہے تو پھر award کی کاپی کی بنیاد پر بات کرنی چاہئے۔دوسری بات یہ ہے کہ یہ معاملہ subjudice ہے ابھی یہاں پر سیکرٹری لوکل گورنمنٹ بیٹھے ہیں ان سے پوچھیں کہ یہ معاملہ عدالت میں موجود ہے۔چونکہ یہ subjudice معاملہ ہے اس لئے یہاں اس پر بحث نہیں ہو سکتی، اول تو یہ acquire نہیں ہوا اگر ہوا ہے تو ان کے پاس award کی کاپی ہونی چاہئے لیکن بلاوجہ حکومت کو بدنام نہ کیا جائے۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! معزز ممبر نے فرمایا ہے کہ اگر ان کے پاس کاپی ہے تو دکھائیں مجھے یہ بتائیں کہ حکومت پنجاب کے پاس کیا اختیار ہے کہ وہ ایک ہسپتال پر زبردستی قبضہ کر کے اسے پارکنگ سٹینڈ میں shift کر دے۔

شیخ علاؤالدین: جب award ہوا ہی نہیں تو پھر کیسی بات؟ یہ معاملہ subjudice ہے اور ہائیکورٹ میں pending ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! وقفہ سوالات میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا لیکن یہ معزز ممبران جواب الجواب ہیں۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! میرے بھائی کو صحیح طریق کار کا پتا ہی نہیں ہے یہ ایسے کھڑے ہو کر بات کر دیتے ہیں وہ مسئلہ کورٹ میں نہیں ہے ان کو پتا ہی نہیں ہے۔یہ ہر بات میں عالم فاضل بن جاتے ہیں۔

جناب جوئیل عامر سہوترا:جناب سپیکر!یہ معاملہ subjudice نہیں ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر:پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ سیمل کامران:پوائنٹ آف آرڈر۔

سید حسن مرتضیٰ:پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!ہمیں بھی پوائنٹ آف آرڈر دیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،آپ تشریف رکھیں، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!میں تھوڑی سی چیز clear کرنا چاہ رہی ہوں کہ ابھی سوالات کے جوابات چل رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر:جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!ابھی وقفہ سوالات چل رہا ہے کیا اس میں پوائنٹ آف آرڈر دیا جا سکتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو جواب دے رہے ہیں حکومت اس کی جوابدہ ہے یا پاکستان مسلم(ق) کے ممبر جوابدہ ہیں۔

جناب سپیکر:یہاں سب بیٹھے ہیں جس کو کسی بارے میں information ہو وہ بات کر سکتا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر:جس نے اپنی وفاداریاں تبدیل کی ہیں وہ جواب دے رہا ہے۔

جناب سپیکر:دیکھیں اس طرح پوائنٹ آف آرڈر پر پابندی نہیں ہے لیکن کمیٹی میں بیٹھ کر ہمارا یہ فیصلہ ہوا تھا کہ during Questions Hours پوائنٹ آف آرڈر نہ کئے جائیں لیکن معزز ممبران اس کی پرواہ نہیں کرتے تو یہ ان کی اپنی صوابدید ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!میری دوسری بات یہ تھی کہ کیا جواب دینا حکومت کا کام ہے یا پاکستان مسلم لیگ(ق) کے ممبر کا کام ہے جنہوں نے اپنی وفاداریاں تبدیل کی ہیں؟

جناب سپیکر:جی،یقیناً حکومت نے جواب دینا ہوتا ہے اور گورنمنٹ میں یہ ممبر بھی شامل ہو جاتے ہیں، منسٹر بھی شامل ہیں۔جی حکومت کی طرف سے جواب آ رہا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!انہیں معزز ممبر نہ کہیں بلکہ [**] کہیں۔

محترمہ سیمل کامران: یہ ممبر نہیں بلکہ [**] ہیں۔

جناب سپیکر: نازیبا الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ جعلی ڈگری والیاں۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز شیخ صاحب!

کورم کی نشاندہی

محترمہ سیمل کامران: میں کورم point out کر رہی ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! [*****]

جناب سپیکر: ایسی باتیں نہ کریں۔آپ ہاؤس کا ماحول خراب نہ کریں۔آپ کی مہربانی۔شیخ صاحب تشریف رکھیں۔آپ کسی پوائنٹ آف آرڈر پر بھی نہیں ہیں۔ اب ان کی بات کارروائی کا حصہ نہیں بن سکے گی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! [*****]

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! [*****]

جناب سپیکر: This is not good یہاں جتنے بھی بیٹھے ہیں سب بہن بھائی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! [*****]

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں، آپ کی مہربانی! محترمہ دیکھیں آپ نے نشاندہی کی ہے اب گنتی ہو رہی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! کیا وقفہ سوالات میں کورم کی نشاندہی ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ہو سکتی ہے۔کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے اس لئے کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!میں اپنے علم میں اضافے کے لئے آپ سے معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں کہ کیا کوئی ایسا precedent ہے کہ Private Members Day پر کورم point out کیا گیا ہو اس وقت یہاں پر کوئی سرکاری کارروائی نہیں ہو رہی بلکہ یہ تو ہماری اپنی کارروائی ہے؟

جناب سپیکر: بھائی!یہ بات اپنے ساتھیوں سے پوچھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!مجھے تو اس پر آپ کی ruling چاہئے۔

جناب سپیکر: میں اس پر کیا ruling دوں، کیا آپ کو اس بات کا علم نہیں ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!ہتھیار مت پھینکیں۔ہم آپ کے ساتھ ہیں لہذا آپ اس پر اپنی ruling دیں؟

جناب سپیکر: ضابطے کے مطابق ان کو اختیار ہے۔ہماری Advisory Committee میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ اس دوران کورم کی نشاندہی نہیں کی جائے گی لیکن وہ اس پر abide by نہیں کرتے۔آپ سب ممبران کو چاہئے کہ اس فیصلے کی پابندی کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!میری گزارش ہے کہ اسمبلی rules and precedents کے اوپر چلتی ہے اور precedents یہ ہیں کہ Private Members Day پر کورم کی نشاندہی نہیں کی جاتی تو آپ کا فرض بنتا ہے کہ انہیں روکیں۔آپ ہتھیار مت پھینکیں اور precedents کو خراب مت کرنے دیں۔یہاں اسمبلی کے اندر آج ایک نئی precedent create ہوئی ہے اور آئندہ کے لئے پھر اس کی نقل کی جائے گی اس لئے آپ اس حوالے سے ruling دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، میں ایسے ruling نہیں دیتا۔Rules کے خلاف میں کیسے ruling دے سکتا ہوں؟

جناب سعید اکبر خان:پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!جب کورم point out ہو جائے تو آپ کو rules کے مطابق گنتی کرانی پڑتی ہے لیکن میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا کہ وقفہ سوالات کے دوران کورم کی نشاندہی کی گئی ہو۔اسی طرح Private Members Day پر بھی کبھی کورم point out نہیں کیا گیا کیونکہ یہ ممبران کا اپنا day ہے جس میں کوئی سرکاری business نہیں ہوتا۔یہ عام ممبران کا دن ہے چاہے وہ حکومت میں ہوں یا حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہوں کہ وہ اپنی کارروائی

کریں،اپنی قانون سازی کریں یا اپنا point of view House میں پیش کریں۔بے شک آپ اس پر ruling نہیں دے سکتے کیونکہ rules permit نہیں کرتے لیکن ممبران کو چاہئے کہ وقفہ سوالات کے دوران کورم point out نہ کریں۔اگر کوئی ممبر وقفہ سوالات کے دوران کورم point out کرتا ہے تو یہ House کے ساتھ زیادتی ہے اور ان ممبران کے ساتھ بھی زیادتی ہے جن کے سوالات under discussion ہوتے ہیں۔اسی طرح میری اس پورے House سے appeal ہے کہ Private Members Day پر کورم point out نہ کیا جائے کیونکہ یہ تو ہمارا اپنا day ہے اور اس سے پہلے ایسی روایات بھی نہیں ہیں۔ہم تمام ممبران کو اس بات کا احساس کرنا چاہئے کہ اس دن کورم point out نہ کیا جائے۔بہت شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!یہ ٹھیک ہے کہ وقفہ سوالات کے دوران کورم point out نہیں ہونا چاہئے اگر ہوا ہے تو اس کو پورا بھی حزب اختلاف کے ممبران نے کیا ہے۔

جناب سپیکر: کیا بات ہے۔آپ سب نے مل کر کورم پورا کیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!یہاں وقفہ سوالات کے دوران چھوٹی چھوٹی باتوں پر پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی جاتی ہے اور یہ سب آپ کی مہربانی سے ہو رہا ہے۔ہمارے سوالات دو دو سال کے بعد House میں آتے ہیں اس لئے ہمارا یہ حق ہے کہ ہم ان پر بات کریں لیکن ہمیں بات نہیں کرنے دی جاتی اور یہاں پر چھوٹی چھوٹی باتوں کو بہت زیادہ exaggerate کیا جاتا ہے۔ایک معزز ممبر نے ضمنی سوال کیا جو کہ ان کا right تھا۔

جناب سپیکر: اگر ادھر سے سوال ہو تو وہ right بن جاتا ہے اور اگر اُدھر سے ہو تو کیا وہ right نہیں ہے؟ میرے لئے تو آپ سب برابر ہیں۔آپ ایسی بات نہ کیا کریں اور اب مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!یہاں پر اُدھر سے چھ چھ، سات سات پوائنٹ آف آرڈر کئے جاتے ہیں اور ان کو وقفہ سوالات کے دوران بھی allow کیا جاتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں!اگر آپ میرے اختیارات کو استعمال کرنے کی کوشش کریں گی تو ایسا نہیں کرنے دیا جائے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ہم سوال بھیجتے ہیں اور دو دو سال بعد ان کی باری آتی ہے اگر ہمیں اس پر ضمنی سوال بھی نہ کرنے دیئے جائیں تو کیا یہ زیادتی نہیں ہے؟

جناب سپیکر: آپ نے سارے ہاؤس کے ساتھ زیادتی کی ہے۔اس بات کو سارا House جانتا ہے۔یہ بہت بُری بات ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ہمیشہ ایوان کا ماحول وہاں سے خراب ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: ایسا کام آپ شروع کرتے ہیں۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: یقیناً آپ کوئی اچھی بات ہی کریں گی۔جی، فرمائیں!

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! Private Members Day میں صرف ممبران کا business ہوتا ہے اور دوسرا ایک settled چیز کو violate نہیں کرنا چاہئے۔اس House کو ذاتیات، ذاتی گفتگو، ذاتی الزامات کے لئے hostage بنادیا جاتا ہے میں اس پر serious protest کرتی ہوں، اگر کسی کے کوئی ذاتی اختلاف ہیں تو باہر جا کر ان کے حوالے سے بات کریں یا لابی میں جا کر ایک دوسرے کو جو مرضی کہیں لیکن ہمیں hostage نہ بنایا جائے۔ہمارا کیا قصور ہے، کیا اس ہاؤس کا business اتنا غیر اہم ہے کہ کچھ لوگوں کی ذات کے لئے اس کو ایک طرف رکھ دیا جائے؟

جناب سپیکر: شاباش، very good

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں House کے ممبران سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر Chair کے ساتھ بحث کرنے کی جو ایک نئی روایت بن رہی ہے یہ کسی طرح سے بھی مناسب نہیں۔

جناب سپیکر: آج ان کو کر لینے دیں، میں آج برداشت کروں گا لیکن آپ دیکھیں گے کہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔

رانا محمد افضل خان: میری اپنے ساتھیوں سے درخواست ہے کہ ہم House کے decorum کا خیال رکھیں اگر سپیکر صاحب بول رہے ہوں تو آپ بیٹھ جایا کریں۔ایک دوسرے کی بات کے اوپر جو بحث شروع ہو جاتی ہے یہ ہمارے House کی insult ہے۔

جناب سپیکر: وہ دیکھیں کہ اُوپر گیلری میں بچے بھی آپ کو دیکھ رہے ہیں۔اس قوم کا مستقبل بھی آپ کو دیکھ رہا ہے کہ آپ یہاں بیٹھ کر کیا کر رہے ہیں؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں عرض کروں گا کہ اگر کوئی فاضل ممبر تقریر کے دوران جوش خطابت میں غلط بات کرتا ہے تو کیا ہم silent spectators بن کر بیٹھے رہیں؟قوانین اور rules کے اندر پوائنٹ آف آرڈر کی گنجائش اسی لئے رکھی گئی ہے۔کل میرے ایک فاضل ساتھی نے یہاں پر کہا کہ "چودھری پرویز الٰہی صاحب نے گوادر پورٹ پر fertilizer handling کا ریکارڈ قائم کیا"تو میں چُپ کر کے بیٹھا رہا اور ایک غلط بات کو برداشت کر لیا کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ آپ نے بات کرنے کی اجازت نہیں دینی تھی لیکن یہ پابندی اس طرح سے hard and fast rules کی طرح نہیں ہونی چاہئے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر!یہ بات بھی طے ہو چکی ہے کہ کسی جماعت کے لیڈر کا نام لے کر اس کی ذات کے حوالے سے بات نہیں کی جائے گی۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: آپ نے درمیان میں ضرور بولنا ہوتا ہے،آپ کی یہ عادت ہے اور جب تک میں سختی نہیں کروں گا تو اُس وقت تک آپ نے اس سے باز نہیں آنا۔اب ہم اگلے سوال کو لیتے ہیں۔اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا سوال ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!ان کے ایماء پر سوال نمبر 4177،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز خاتون ممبر نے چودھری عامر سلطان چیمہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال2007-08اور2008-09؛پی پی۔32میں ترقیاتی کاموں کی صورتحال کی تفصیلات

*4177:چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال08-2007اور09-2008 کے لئے حلقہ پی پی۔32 ضلع سرگودھا میں پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت اسی اسی لاکھ کی گرانٹ سے ترقیاتی کام شروع کئے گئے تھے نیز ان کی تفصیل پراگریس رپورٹ (یوٹیلائزیشن رپورٹ) مہیا کی جائے اور نامکمل رہنے والے منصوبہ جات کی وجوہات بیان کی جائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال10-2009 کے لئے اس حلقہ کے ایم پی اے سے پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت اسی لاکھ کی سکیمیں لی گئی تھیں نیز ڈسٹرکٹ سٹیرنگ کمیٹی سرگودھا کے اجلاس میں کن وجوہات کی بناء پر ان کو پاس نہیں کیا گیا اور کن کن ایم پی ایز کی سکیمیں منظور کی گئی ہیں، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا حکومت سال10-2009 کے لیے حلقہ پی پی۔32 کے فنڈز کے اجراء کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ سال08-2007 اور 09-2008 میں حلقہ پی پی۔32 ضلع سرگودھا میں پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت اسی اسی لاکھ کی گرانٹ سے ترقیاتی کام شروع کئے گئے تھے۔ برائے سال08-2007 اور 09-2008 کے تمام منصوبہ جات پر 100 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔(پراگرس رپورٹ تتمہ (الف) اور (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) یہ بھی درست ہے کہ سال10-2009 کے لئے اس حلقہ کے ایم پی اے سے پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت اسی لاکھ کی سکیمیں لی گئی تھیں۔ ضلع سرگودھا کے تمام ایم پی اے صاحبان کی سکیمیں منظور ہو چکی ہیں نیز فنڈز کا اجرأ ہو چکا ہے اور تمام سکیمیں 95 فیصد مکمل ہو چکی ہیں۔(پراگرس رپورٹ تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ج) فنڈز برائے سال10-2009 حلقہ پی پی۔32 کے فنڈز کا اجرأ ہو چکا ہے اور منصوبہ جات پر 99 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔(پراگریس رپورٹ تتمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ سوال سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران حلقہ پی پی۔32 سرگودھا میں ہونے والے development کے کاموں کے بارے میں تھا۔ یہاں پر اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ "سال08-2007 اور 09-2008 کے تمام منصوبہ جات پر 100 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور اس حلقے کے ایم پی اے سے جو سکیمیں لی گئی تھیں وہ ساری execute ہو گئی ہیں" اس حلقے

کے ایم پی اے کا نام چودھری عامر سلطان چیمہ ہے اور انہوں نے اپنے حلقے کے بارے میں ہی یہ سوال کیا تھا۔ صرف اتنا درست ہے کہ 10-2009 میں ان سے سکیمیں مانگی گئیں اور وہ approve بھی ہو گئی تھیں لیکن اس کے بعد وہاں پر on ground کوئی کام نہیں ہوا۔ محکمہ کی طرف سے جو تفصیل دی گئی ہے اس کے مطابق 99 فیصد اور 100 فیصد کام چودھری عامر سلطان چیمہ کے حلقہ پی پی۔32 میں ہو چکے ہیں۔ مجھے پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتا دیں کہ اس ایم پی اے نے تو یہ کام نہیں کرایا، اس کے through تو یہ کام نہیں ہوا تو پھر کس دوسرے ایم پی اے کے ذریعے چودھری عامر سلطان چیمہ کے حلقے میں کام کرایا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ سال 10-2009 میں اس حلقہ کے ایم پی اے صاحب سے پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت اسی لاکھ روپے کی سکیمیں لی گئی تھیں۔ ضلع سرگودھا کے تمام ایم پی اے صاحبان کی سکیمیں منظور ہو چکی ہیں نیز فنڈز کا اجراء بھی ہو چکا ہے اور 95 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔ اگر چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کے پاس اس سلسلہ میں کوئی شکایت ہے تو وہ ہمیں بتائیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے مطابق انہوں نے یہ سکیمیں execute کرا دی ہیں اور یہ development 100 percent ہو چکی ہے۔ چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب نے 10-2009 میں جو سکیمیں دی تھیں اُن سکیموں کو پہلے approve کیا گیا اور بعد میں ان سکیموں کو technical grounds پر reject کر دیا گیا۔ ہم سب جانتے ہیں کہ وہ technical grounds یہ ہیں کہ وہ اپوزیشن کے ممبر ہیں۔ چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کے حلقہ میں جو کام کروایا گیا ہے وہ کس ایم پی اے کے ذریعے کروایا گیا ہے کیونکہ انہوں نے ان کی سکیمیں یہ کہہ کر reject کر دی تھیں کہ یہ سکیمیں technical grounds پر feasible نہیں ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! یہ سکیمیں چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہیں اور اس حوالے سے ابھی تک ہمارے پاس چودھری صاحب کی کوئی شکایت نہیں آئی۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کہا ہے کہ 10-2009 کا کام 95 فیصد complete ہو چکا ہے۔ میرا یہ سوال ہے کہ مجھ سے سکیمیں مانگی گئیں، میں نے سکیمیں دیں تو اُن سکیموں کے funds release ہو گئے لیکن کام 10 فیصد complete ہونے کے بعد اُس کام کو verbally روک دیا گیا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی اس بات کی اس سوال سے کوئی relevancy نہیں ہے تو آپ تشریف رکھیں۔ وقفہ سوالات کا وقت ختم ہوا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پی پی۔144 لاہور۔سیف مل چوک کی مین سڑک کی تعمیر نو کا مسئلہ

*882: جناب وسیم قادر: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیف مل چوک پی پی۔144 یو سی 37 نیو سگیاں کی مین سڑک عرصہ دراز سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) کیا حکومت اس سڑک کو بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) معزز ممبر اسمبلی نے سوال میں جس چوک کا ذکر کیا ہے وہ سیف مل چوک نہیں ہے بلکہ سید مل چوک ہے اور یہ درست ہے کہ سید مل چوک پی پی۔144 یو سی 37 نیو سگیاں کی مین سڑک مختلف جگہوں سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھی۔

(ب) پی پی۔144 یو سی نمبر 37 سید مل چوک کی مین سڑک کی تعمیر مع ملحقہ گلیاں تین ماہ قبل مکمل کر دی گئی ہیں جن پر مبلغ 48.52 لاکھ روپے خرچ ہوئے۔

پھل، سبزیاں، گوشت و دیگر اشیاء کی قیمتوں کو مستقل بنیادوں پر کنٹرول کرنے کی تفصیلات

*4196: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ کی یقین دہانی کے باوجود سستے آٹے، چینی کے علاوہ پھل، سبزیوں اور گوشت کی قیمتیں آسمان کو چھو رہی ہیں؟

(ب) کیا حکومت مستقل بنیادوں پر پھل، سبزیاں، گوشت و دیگر اشیاء کی قیمتوں کو کنٹرول کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست نہ ہے۔ تمام اضلاع میں پرائس کنٹرول کمیٹیاں موجود ہیں جو باضابطہ طور پر فروٹ، سبزیوں کے نرخ روزانہ کی بنیاد پر مقرر کرتی ہیں جو کہ نہایت مناسب ہوتے ہیں اور ان نرخوں پر عملدرآمد کرایا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں پرائس کنٹرول مجسٹریٹس اپنے فرائض احسن طریقے سے سرانجام دے رہے ہیں۔ اگر کوئی چینی یا دوسری اشیاء کی زائد قیمت پر فروخت کا واقعہ رونما ہوتا ہے تو ناجائز منافع خوروں کو نہ صرف جرمانہ کیا جاتا ہے بلکہ ان کے خلاف ایف آئی آر بھی متعلقہ تھانہ میں درج کروائی جاتی ہے اسی طرح پھل، سبزیوں اور گوشت کی قیمتوں کی فروخت بھی مقررہ قیمتوں پر یقینی بنانے کے لئے ہر ممکن اقدامات کئے جاتے ہیں۔ تمام اضلاع میں پرائس کنٹرول مجسٹریٹس کے علاوہ محکمہ ہیلتھ، ڈسٹرکٹ آفیسر لائیو سٹاک، ڈسٹرکٹ آفیسر فوڈ کنٹرولر، ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر اور سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی کا عملہ بھی عام بازاروں میں اشیاء خوردونوش کی فروخت کو مقررہ نرخوں پر یقینی بنانے کے لئے اپنے فرائض انجام دے رہا ہے۔ اس مقصد کے لئے چھاپہ مار ٹیمیں بھی کام کر رہی ہیں۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں واضح کر دیا گیا ہے کہ ذخیرہ اندوزوں اور ناجائز منافع خوروں کے خلاف قانون کے مطابق سخت اقدامات کئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ پرائس کنٹرول مجسٹریٹس گاہے بگاہے ریڈ کرتے رہتے ہیں اور خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی جاتی ہے۔ اس طرح خوردونوش کی اشیاء کی قیمتوں میں استحکام برقرار رہتا ہے۔

واضح رہے کہ اشیاء خورد ونوش اور خاص طور پر گوشت کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ میں طلب اور رسد کا بھی بڑا عمل دخل ہے۔ پھل اور سبزیوں کے نرخ ڈیمانڈ اور سپلائی پر منحصر ہیں جن کے نرخ سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی روزانہ کی بنیاد پر مقرر کرتے ہیں۔البتہ گوشت کے نرخ تمام اضلاع میں DCOs صاحبان مقرر کرتے ہیں۔

چنیوٹ ساڑھ مراد والا سڑک کی تعمیر ومرمت کا مسئلہ

*4756:الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ساڑھ مراد والا روڈ موضع رائے چند، موضع لس لاوارث، چک نمبر14 کالرو، چک نمبر13 ساڑھ مراد والا، بگھڑا گلوتراں، چک نمبر13 نور کا، ولانیانوالہ اور موٹروے انٹرچینج ساہیانوالہ کے لئے ایک مختصر ترین رابطہ سڑک ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ چنیوٹ لاہور زیر تعمیر روڈ کی تاخیر کی وجہ سے بھاری بھر کم ٹریفک چنیوٹ ساڑھ مراد والا روڈ سے گزر رہی ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سڑک کو شوگر سیس یا کسی اور فنڈ سے جلد تعمیر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! درست ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ج) مذکورہ سڑک ساڑھ مراد والا phase–i لمبائی 5.50 کلو میٹر کی rehabilitation کا کام 2011-12 Chief Ministers Special Package کے تحت جاری ہے، بقیہ حصہ کی تعمیر کے لئے ضلعی حکومت کے پاس فنڈز موجود نہ ہیں۔فنڈز کی دستیابی پر بقیہ چصہ مکمل کر دیا جائے گا۔

چناب نگر ساہیوال روڈ کی تعمیر ومرمت

*4757:الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) چناب نگر ساہیوال روڈ کب تعمیر ہوا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ عرصہ دراز سے اس روڈ کی مرمت نہ ہونے کی وجہ سے یہ سڑک ٹریفک کے استعمال کے لئے خطرناک حد تک خراب ہو چکی ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سڑک کی توسیع اور مرمت کا ارادہ رکھتی ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک نہیں تو کیوں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) چناب نگر ساہیوال روڈ 1984 میں تعمیر ہوا۔

(ب) سڑک کی چوڑائی 10 فٹ ہے جو کہ موجودہ ٹریفک کے لئے انتہائی کم ہے۔ مختلف جگہوں پر سڑک انتہائی خراب ہو چکی ہے جو ٹریفک کے استعمال کے قابل نہ ہے۔اسے مرمت کی بجائے چوڑا کیا جانا چاہئے۔

(ج) چناب نگر ساہیوال روڈ (سیکشن چناب نگر تا ترکانا والا لمبائی 22 کلو میٹر) کو ضلعی حکومت کے خصوصی پیکج 500 ملین روپے برائے سال 12-2011 میں شامل کر لیا گیا ہے۔ سڑک پر کام جاری ہے۔

سیالکوٹ، ٹی ایم ایز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4760: رانا آصف محمود: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سیالکوٹ میں کتنی ٹی ایم ایز ہیں ان کے نام کیا ہیں؟

(ب) ضلعی ناظم اور ٹاؤن / تحصیل ناظموں کے نام بتائیں؟

(ج) ان کا سال 08۔2007 اور 09۔2008 کا بجٹ بتائیں؟

(د) ان دو سالوں کے دوران کتنی رقم ترقیاتی اخراجات پر خرچ ہوئی؟

(ہ) ان دو سالوں کے دوران کتنی رقم ٹی اے / ڈی اے اور تنخواہوں پر خرچ ہوئی؟

(و) کتنی رقم گاڑیوں کی مرمت / پٹرول پر خرچ ہوئی؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں چار ٹی ایم ایز ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں:-

1- سیالکوٹ 2- ڈسکہ

3- پسرور 4- سمبڑیال

(ب،ج،د،ہ،و) تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔تاہم اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ پنجاب حکومت نے ضلعی، ٹاؤن و تحصیل ناظمین کی مدت میعاد ختم ہونے کے بعد ایڈمنسٹریٹر تعینات کر دیئے ہیں۔

سیالکوٹ شہر میں سڑکوں کی تعمیر و مرمت سے متعلقہ تفصیلات

*4761:رانا آصف محمود:کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سیالکوٹ شہر میں اس وقت کون کون سی سڑک کی تعمیر اور مرمت کی جارہی ہے ان کا تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ب) ہر سڑک کی مرمت / تعمیر کرنے والے ٹھیکیداران کے نام و پتا جات بتائیں؟

(ج) یہ سڑکات کن کن افسران کی زیر نگرانی مکمل کی جارہی ہیں؟

(د) اس شہر کی حدود میں کون کون سی سڑک تعمیر / مرمت طلب ہے؟

(ہ) ان کی تعمیر / مرمت کب تک ہو گی؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سیالکوٹ شہر میں اس وقت درج ذیل سڑکوں کی تعمیر کی جارہی ہے:-

نمبر شمار	سڑک کا نام	کل لمبائی	تخمینہ لاگت ملین روپے
1	بحالی وامپر وومنٹ سڑک از سیالکوٹ ایمن آباد تا دگل	1.0 کلومیٹر	2.682
2	تعمیر واپ گریڈیشن ریلوے روڈ از ریلوے کراسنگ تا خواجہ صفدر برج	1.37 کلومیٹر	47.186
3	ریپئیر / ری سرفیسنگ ڈیفنس روڈ کشمیر روڈ	6.48 کلومیٹر	42.887
4	تعمیر پل خادم علی روڈ نزد سبزی منڈی	-	1.631
5	تعمیر پل کشمیر روڈ نزد میگ ٹاؤن	-	10.659
6	وائڈننگ سڑک از زہرہ ہسپتال تا مظفر پور ریلوے کراسنگ	0.35 کلومیٹر	13.946
7	وائڈننگ سڑک از پل ایک تا گلشن اقبال پارک	-	96.496
8	تعمیر سڑک از سمبڑیال ڈرائی پورٹ تا دھانانوالی	0.61 کلومیٹر	6.483

سیریل نمبر7اور8 پر کام جاری ہے یہ دو سکیمیں مارچ2012تک مکمل ہو جائیں گی، باقی چھ کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔

سیالکوٹ شہر میں جن سڑکوں کی مرمت کی جارہی ہے ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سیریل نمبر12 پر سڑک کا کام بقیہ فنڈز ملنے پر مکمل ہو جائے گا، باقی پندرہ سڑکوں کا کام مکمل ہو چکا ہے۔

(ب) درج بالا سڑکوں کی تعمیر ومرمت کرنے والے ٹھکیداروں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	تعمیر ومرمت کرنے والے ٹھیکداروں کی تفصیل
1	میسرز بھلی اینڈ گورنمنٹ کنٹریکٹرز فیصل ٹاؤن، ڈی بلاک سٹریٹ نمبر12، جوہر پل، لاہور کینٹ
2	میسرز ایم ایف کریم کنسٹرکشن کمپنی، گورنمنٹ کنٹریکٹر جی ٹی روڈ، مرید کے نزد رحمٰن سلک ملز
3	میسرز شفیق اینڈ کو، گورنمنٹ کنٹریکٹر گاؤں تلووالی، ڈاکخانہ سیان تحصیل ڈسکہ
4	میسرز داؤد چودھری گورنمنٹ کنٹریکٹر محلہ کے عنایت پورہ، پسرور
5	میسرز تنویر کامران گورنمنٹ کنٹریکٹر الشفاء میڈیکل کمپلیکس، سول ہسپتال روڈ، پسرور
6	سلام الدین گورنمنٹ کنٹریکٹر الشفا میڈیکل کمپلیکس، سول ہسپتال روڈ، پسرور
7	میسرز جاوید کنسٹرکشن گورنمنٹ کنٹریکٹر، رہائش گئوشالہ روڈ، سیالکوٹ
8	میسرز ارشد محمود گورنمنٹ کنٹریکٹر گاؤں کمانوالہ تحصیل وضلع سیالکوٹ
9	میسرز باجوہ اینڈ کمپنی گورنمنٹ کنٹریکٹر دوبرجی ملیاں ڈسکہ، ضلع سیالکوٹ
10	میسرز ظہیر اینڈ گورنمنٹ کنٹریکٹر، ستراہ سندوالہ تحصیل ڈسکہ، ضلع سیالکوٹ

(ج) یہ سڑکیں درج ذیل افسران کی زیر نگرانی مکمل کی جارہی ہیں۔

1 راجہ لمراسب خان، ڈسٹرکٹ آفیسر (روڈ) پسرور سیالکوٹ
2 جہانزیب خاں، ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (روڈ) پسرور سیالکوٹ
3 غلام مرتضیٰ، ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (روڈ) ڈسکہ
4 بقاء اللہ، اسد طفیل، شاہ زیب، رانا جاوید، اقبال، محمد طفیل، اور طالب علی سب انجینئرز، سیالکوٹ، ڈسکہ، پسرور

(د) سیالکوٹ شہر کی درج ذیل سڑکیں تعمیر طلب ہیں۔

1 پسرور قلعہ کالروالہ روڈ
2 قلعہ کالروالہ تابی آربی نہر مانگا پل روڈ
3 کچہری روڈ، سیالکوٹ پسرور، روڈ کھوکھراں والا چوک
4 ٹھٹہ تاڈھوڈا گاؤں
5 شاہ ملوک تا لال مسجد اہلحدیث روڈ
6 بڈیانہ تا جاروہ، براستہ بھاگووال معراجکے
7 کھیوہ باجوہ تا کلاسوالہ (بقیہ پورشن)
8 سوداگر پور، روڈ

9	مین نارووال روڈتا شمشیر پور
10	منڈھارا جباہ تا سوداگر پور
11	ویروالہ تا جانڈی والا روڈ
12	پل ہنرا پر چناب سمبڑیال تا ہیڈ مرالا
13	ورکس کالونی ستراہ تا نواں پنڈ کلیر سوہاوہ تا سوہارہ، پرانا رتہ باجوہ تا شرق پور، جسووالی بن، ادوفتح محلہ مشرقی تا پل ڈیک
14	کلوئے لنگاہ تا رڑ کی کلاں بکھڑیوالی تا سیالکوٹ پھلورہ روڈ
15	ڈسکہ پسرور روڈ (یوسف پلازہ) تا رستم روڈ، ڈسکہ سٹی

سیالکوٹ شہر میں درج ذیل سڑکیں مرمت طلب ہیں:۔

1	ڈسکہ پسرور روڈتا رندھاوالویرے
2	پسرور روڈتا رندھاوالویرے
3	پسرور، تا سوہاوہ سورنگیاں
4	سترہ پسرور، روڈتا ہرڑ
5	چھچھروالی تا عاقی ماچھی
6	سیالکوٹ مرالہ روڈتا پڑوپی آرائیاں براستہ کالا کھا مبرہ
7	مرالہ تا پچراڑ، روڈ
8	اڈہ کپورووالی تا کالا گھمنان روڈ
9	ریلوے کراسنگ بیگووالا تا گاؤں بیگووالا
10	سوکن ونڈتارتانہ جیٹھول بند روڈ
11	معراجکے تالدھا کنگ روڈ
12	گلوٹیاں موڑتا گلوٹاں خورد چوک
13	جیٹھیکے تا کوٹ وینہ براستہ کوٹھا چشتیاں
14	جیٹھیکے تا سارا نکے
15	کھبے تا حمید پور نزد چونڈہ
16	عنایت شاہ میموریل ہسپتال تا پلکھونالہ ڈھوڈووال
17	ڈسکہ سمبڑیال تا گورنمنٹ ڈگری کالج نیو کیمپس
18	ڈسکہ سمبڑیال روڈتا تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال
19	سمبڑیال موڑتا ائرپورٹ

(ہ) فنڈ کی فراہمی پر ان سڑکوں کی تعمیر و مرمت کر دی جائے گی۔

راولپنڈی ڈویژن میں ٹرانسپورٹ سے چونگی و دیگر ٹیکسز کی وصولی کی تفصیل

*4764:انجینئر قمرالاسلام راجہ: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قاضیاں بیول روڈ، ضلع راولپنڈی پر چلنے والی ٹرانسپورٹ سے چونگی یا کسی اور نوعیت کا ٹیکس وصول کیا جاتا ہے، اگر درست ہے تو اس ٹیکس کی نوعیت سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) اس ٹیکس کی شرح کیا ہے اور راولپنڈی ڈویژن میں اور کتنے مقامات پر یہ ٹیکس وصول کیا جارہا ہے اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلعی حکومت راولپنڈی یہ رقم اڈہ فیس کی مد میں روڈ پر وصول کرتی تھی، اس کے بعد بس سٹینڈ پر ان گاڑیوں سے کوئی فیس وصول نہ کی جاتی تھی تاہم حکومت کی ہدایات پر اس عمل کو مورخہ 14.12.2011 سے روک دیا گیا ہے اور اب یہ فیس صرف جنرل بس سٹینڈ پر وصول کی جارہی ہے۔

(ب) ضلع چکوال

ضلع چکوال میں کسی بھی سڑک پر ٹرانسپورٹ سے چونگی یا دیگر نوعیت کا کوئی اور ٹیکس وصول نہ کیا جا رہا ہے۔

ضلع جہلم

ضلع جہلم میں کسی بھی سڑک پر ٹرانسپورٹ سے چونگی یا دیگر نوعیت کا کوئی اور ٹیکس وصول نہیں کیا جاتا ہے۔

ضلع اٹک

ضلع اٹک میں کسی بھی سڑک پر ٹرانسپورٹ سے چونگی یا دیگر نوعیت کا کوئی اور ٹیکس وصول نہ کیا جا رہا ہے۔

لاہور۔کیمیکل فیکٹری کو آبادی سے باہر منتقل کرنے کا مسئلہ

*4827: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سٹریٹ نمبر 5 ملہی روڈ گلبرگ میں کیمیکل کی فیکٹری V-Brother کے نام سے قائم ہے؟

(ب) کیا حکومت اس کیمیکل فیکٹری کو یہاں سے کمرشل ایریا میں منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست نہ ہے۔سٹریٹ نمبر5 سکندر ملہی روڈ پر V-Brother کے نام سے فیکٹری موجود نہ ہے۔وہاں صرف اس فیکٹری کا آفس تھا جو کہ پہلے ہی انارکلی شفٹ ہو چکا ہے۔

(ب) جیسا کہ اوپر وضاحت بیان کی گئی ہے سکندر ملہی روڈ پر V-Brother کے نام سے فیکٹری موجود نہ ہے۔وہاں صرف اس فیکٹری کا آفس تھا جو کہ پہلے ہی انارکلی شفٹ ہو چکا ہے۔

پی پی۔65 فیصل آباد۔ترقیاتی کاموں سے متعلقہ تفصیلات

*4856: محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی۔65 فیصل آباد میں یکم جنوری2007 سے اب تک کتنی گلیوں میں سولنگ و نالیوں کی سکیمیں شروع کی گئیں اب تک ہر یونین کونسل و محلہ کی مکمل اور نامکمل سکیموں اور ان پر آنے والی لاگت کی الگ الگ تفصیلات بتائی جائیں نیز یہ بھی بتایا جائے کہ ان سکیموں پر کس مد سے گرانٹ خرچ ہوئی؟

(ب) مذکورہ حلقہ میں مذکورہ عرصہ کے دوران کتنی سڑکیں کہاں کہاں تعمیر کی گئیں، تعمیر ہونے والی سڑکوں کی کل لمبائی کیا ہے اور ان سڑکوں کی تکمیل پر خرچ ہونے والی گرانٹ کس مد سے ادا کی گئی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حلقہ پی پی۔65 فیصل آباد، مدینہ ٹاؤن، جناح ٹاؤن اور لائل پور ٹاؤنز پر مشتمل ہے۔اس حلقہ میں یکم جنوری2007 سے اب تک گلیوں میں سولنگ اور نالیوں کی تعداد اور اُن پر آنے والی لاگت کی تفصیل (ضمیمہ الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس حلقہ میں سڑکوں کی تعمیر اور اخراجات کی تفصیل (ضمیمہ ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ٹی ایم اے عارف والا کے لئے فائر بریگیڈ کی گاڑی خریدنے کا مسئلہ

*4970: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹی ایم اے عارف والا (پاکپتن) کے پاس فائر بریگیڈ کی گاڑی تقریباً تیس سال پرانی ہے؟

(ب) کیا محکمہ ٹی ایم اے عارف والا کے لئے نئی گاڑی خریدنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ ٹی ایم اے عارف والا کی فائر بریگیڈ گاڑی تقریباً تیس سال پرانی ہے۔ مگر یہ اچھی حالت میں کام کر رہی ہے۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ تحصیل عارف والا میں پنجاب ایمرجنسی سروس (رسکیو۔1122) لانچ ہو رہی ہے لہذا ٹی ایم اے عارف والا مزید گاڑی خریدنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

بہاولنگر شہر کی صورتحال کی تفصیلات

*5190: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولنگر شہر کی تمام اندرونی سڑکات اکھاڑ دی گئی ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت شہر کی سڑکات کو کب تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) میگا پراجیکٹس واٹر سپلائی اور سیوریج کے لئے بہاولنگر شہر میں مختلف سڑکوں پر کام جاری ہے۔ جیسے جیسے کام مکمل ہوتا جا رہا ہے سڑکوں کی بحالی کا کام بھی ساتھ ساتھ مکمل ہو رہا ہے۔

(ب) جز (الف) میں وضاحت کر دی گئی ہے علاوہ ازیں بہاولنگر شہر میں محکمہ شاہرات کی مندرجہ ذیل دو بڑی سکیمیں زیر تعمیر ہیں:

(1) کشادگی و بہتری بہاولنگر تا ہارون آباد (گروپ I) لمبائی 13 کلومیٹر:

جس میں4کلو میٹر شہر کی مین سڑک ہے جس پر کارپٹ کا کام مکمل ہے اور ساڑھے چار کلو میٹر شہر کی اندرونی سڑکات ہیں۔ جن سڑکات پر سیوریج کا کام مکمل ہوگیا ہے وہ کارپٹ ہو چکی ہیں اس سال ADP میں سکیم کے فنڈز کی allocation صرف10.00(M)رکھی گئی ہے۔ جو کہ سکیم مکمل کرنے کے لئے ناکافی ہے۔

(2) کشادگی و بہتری بہاولنگر تا حاصل پور (گروپ IV) لمبائی 18 کلو میٹر:

جس میں 4.5 کلو میٹر شہر کی مین سڑک ہے اور 8 کلو میٹر شہر کی اندرونی سڑکات شامل ہیں۔ جس میں 4.5 کلو میٹر مین سڑک کارپٹ ہو چکی ہے اور بقیہ اندرونی سڑکات میں سے کچھ مکمل ہو چکی ہیں۔ باقی سڑکات پر کام جاری ہے جو کہ مکمل فنڈز کی دستیابی پر مکمل کر دی جائیں گی۔

تحصیل بہاولنگر میں صفائی کے انتظامات کروانے کی تفصیلات

*5191: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تحصیل بہاولنگر میں ٹی ایم اے آفس میں عملہ صفائی کی تعداد سکیل وار کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تحصیل بہاولنگر میں ٹی ایم اے کی ناقص کارکردگی کی وجہ سے پورا شہر صفائی سے محروم ہے اور جگہ جگہ کوڑے کے ڈھیر پڑے ہیں؟

(ج) کیا حکومت شہر میں صفائی کے انتظامات باقاعدگی سے کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ٹی ایم اے بہاولنگر آفس میں عملہ صفائی کی تعداد سکیل وار درج ذیل ہے:

سیریل نمبر	عہدہ	سکیل نمبر	تعداد
1	چیف سینٹری انسپکٹر	11	1
2	اسسٹنٹ سینٹری انسپکٹر	6	3
3	سینی ٹیشن پروموٹرز	6	2
4	سینٹری سپروائزر	5	8
5	آپریٹر ڈسپوزل	4	4
6	عملہ سینٹری ورکر ریگولر	1	158
7	ٹریکٹر ڈرائیور	5	3
8	سینٹری ورکرز ڈیلی ویجز	–	75

کل عملہ صفائی329

(ب) عملہ سینی ٹیشن اپنے تمام تر وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے روزانہ صفائی کرتا ہے جبکہ ضلعی انتظامیہ کی طرف سے تعینات کئے گئے مانیٹرنگ آفیسرز روزانہ باقاعدگی سے عملہ صفائی کو چیک کرتے ہیں۔ وسائل کے مطابق روزانہ شہر سے کوڑا کرکٹ اُٹھایا جاتا ہے۔ شہر میں کوڑے کے ڈھیروں کی موجودگی کی بات درست نہ ہے۔ تاہم وسائل کی کمی کی وجہ سے مسائل کا سامنا ضرور ہے۔ شہر کی آبادی بڑھ چکی ہے جبکہ عملہ صفائی کی تعداد کم ہے اس کے باوجود صفائی کی بہتری پر بھرپور توجہ دی جارہی ہے۔

(ج) حکومت کی جانب سے صفائی کے انتظامات پر خصوصی توجہ دی جارہی ہے۔ اس سلسلہ میں حکومت کی ہدایت پر عوام الناس کی صفائی سے متعلق شکایات کے ازالہ کے لئے ہمہ وقت ایک شکایات سیل ٹی ایم اے میں قائم کر دیا گیا ہے جو کہ روزانہ کی بنیاد پر عوامی شکایات کے ازالہ کے لئے کوشاں ہے۔ مزید برآں PMDFC کے تعاون سے -/8,50,00,000 روپے میں ایک سالڈ ویسٹ مینجمنٹ پروگرام کے تحت لینڈ فل سائٹ کا میگا پراجیکٹ شروع کیا جارہا ہے جس پر رواں ماہ سے کام شروع ہو جائے گا۔ جس کے لئے ٹی ایم اے نے شہر سے 12 کلو میٹر کی دُوری پر 9 ایکڑ پر مشتمل اراضی -/26,64,000 روپے میں خرید کی ہے۔ اس منصوبہ سے شہر کی صفائی کی صورتحال مزید بہتر ہو جائے گی اور اس منصوبہ کے تحت شہر میں مختلف مقامات پر کنٹینرز نصب کئے جائیں گے جن سے کوڑا کرکٹ اُٹھا کر شہر سے دُور خرید کی گئی اراضی میں ٹیکنیکل طریقے سے تلف کیا جائے گا۔

فیصل آباد-فائر بریگیڈ ہاؤس کی از سر نو تعمیر کی تفصیلات

*5194: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) فائر بریگیڈ ہاؤس اور اس سے ملحقہ سرونٹ کوارٹر فیصل آباد کی عمارات کب تعمیر کی گئی تھیں ان کا تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ب) ان عمارات کی مرمت پر سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران کتنی رقم سالانہ خرچ کی گئی؟

(ج) اس وقت ان عمارات کی حالت کیسی ہے؟

(د) اگر یہ عمارات مخدوش حالت میں ہیں تو ان کو گرا کر کب تک حکومت از سر نو تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) فائر بریگیڈ ہاؤس اور اس سے ملحقہ سرونٹ کوارٹر فیصل آباد کی عمارات 1928 میں تعمیر کی گئیں جن کا ریکارڈ ضلعی حکومت کے پاس دستیاب نہ ہے۔

(ب) ان عمارات کی مرمت پر سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران کوئی رقم خرچ نہ کی گئی ہے۔

(ج) یہ عمارات اس وقت انتہائی خستہ حال اور قابل مرمت ہیں۔

(د) فائر بریگیڈ ہاؤس اور اس سے ملحقہ سرونٹ کوارٹر کی عمارت مخدوش حالت میں ہے۔اس کی نئی تعمیر کے لئے تخمینہ مرتب ہو چکا ہے جو کہ منظوری کے مراحل میں ہے نیز بولے دی جھگی فائر بریگیڈ اور ستیانہ روڈ فائر بریگیڈ کی عمارت کی مرمت کا تخمینہ بھی مرتب ہو چکا ہے جو کہ منظوری کے مراحل میں ہے۔

فیصل آباد: فائر بریگیڈ کی گاڑیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5195: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) فیصل آباد فائر بریگیڈ کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں یہ کس کس قسم کی ہیں، گاڑیاں کب خرید کی گئی تھیں، یہ کس کس ماڈل اور کمپنی کی ہیں؟

(ب) ان گاڑیوں کی سالانہ مرمت بابت سال 09۔2008 اور 10۔2009 کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی گاڑیاں خراب اور اس کے لئے مزید کتنی درکار ہیں؟

(د) کیا حکومت مذکورہ فائر بریگیڈ کے لئے مزید اور جدید سہولیات سے آراستہ گاڑیاں فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) فیصل آباد فائر بریگیڈ کے پاس ٹوٹل بیس فائر بریگیڈ گاڑیاں ہیں جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان گاڑیوں کی مرمت پر سال09-2008کے دوران -/1,96,325روپے اور سال 10-2009کے دوران-/7,19,571روپے خرچ ہوئے۔

(ج) 10فائر بریگیڈ گاڑیاں خراب ہیں جن میں سے 4قابل مرمت جبکہ 6گاڑیاں ناکارہ ہیں۔مزید تفصیل جز(د)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جون2007 سے فیصل آباد میں ریسکیو1122 کی سروس قائم ہو چکی ہے جن کے پاس آگ بجھانے کی جدید گاڑیاں، سامان اور تربیت یافتہ عملہ موجود ہے اور وہ آگ کے حادثات کو بہتر طریقے سے کنٹرول کر سکتے ہیں۔

چونیاں، ٹی ایم اے میں کروڑوں کے غبن کی تفصیلات

*5244:انجینئر قمرالاسلام راجہ :کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

کیا یہ درست ہے کہ لوکل گورنمنٹ کمیشن پنجاب نے اپنے حالیہ اجلاس میں ٹی ایم اے چونیاں کو ہدایت کی ہے کہ لوکل فنڈ کے سپیشل آڈٹ کے نتیجے میں کروڑوں روپے کے غبن کی رقوم کی ریکوری کر کے ایک ماہ کے اندر رپورٹ پیش کرے اس رقم کا کل میزانیہ کتنا ہے اور کیا ٹی ایم اے چونیاں نے مقررہ معیاد کے اندر رپورٹ پیش کر دی ہے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

یہ درست نہ ہے کہ لوکل گورنمنٹ کمیشن پنجاب نے اپنے حالیہ اجلاس میں ٹی ایم اے چونیاں کو ہدایت کی ہے کہ لوکل فنڈ کے سپیشل آڈٹ کے نتیجے میں کروڑوں روپے کے غبن کی رقوم کی ریکوری کر کے ایک ماہ کے اندر رپورٹ پیش کرے۔

مزید وضاحت کی جاتی ہے کہ تمام ٹی ایم ایز کا لوکل فنڈ نے سپیشل آڈٹ کیا تھا جس میں ٹی ایم اے چونیاں بھی شامل تھی۔اس آڈٹ کی رپورٹ موصول ہونے پر مورخہ 4-08-2008 کو پنجاب لوکل گورنمنٹ کمیشن کا اجلاس ہوا جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ پہلے مرحلہ میں200 ملین سے زائد والے کیسوں پر کمیشن میں انکوائری شروع کی جائے لہذان کیسوں کی کمیشن نے انکوائری شروع کر دی۔بعد ازاں مورخہ 10-12-2010 کو ہونے والے کمیشن کے اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ تمام کیسوں کو محکمہ انٹی کرپشن کو برائے

انکوائری ومزید کارروائی بجھوادیا جائے اس فیصلہ کی روشنی میں تمام آڈٹ رپورٹس محکمہ انٹی کرپشن کو برائے انکوائری وکارروائی بجھوادی گئیں۔

دریں اثناء تحصیل ناظم چونیاں کے خلاف ایک درخواست برائے انکوائری لوکل گورنمنٹ کمیشن میں موصول ہوئی۔ جس پر کمیشن کے فیصلہ پر جناب اعجاز محمود مہاروی، ممبر پی ایل جی سی نے انکوائری کرکے اپنی رپورٹ کمیشن میں پیش کی۔ اس رپورٹ کی روشنی میں لوکل گورنمنٹ کمیشن نے متعلقہ ٹھیکیدار سے مبلغ-/42375روپے کی وصولی کا حکم دیا تھا جو کہ تحصیل میونسپل آفیسر،ٹی ایم اے چونیاں کی رپورٹ کے مطابق وصول کرکے خزانہ سرکار میں جمع کروادیئے گئے ہیں جس کی کاپی تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع رحیم یار خان، گورنمنٹ گرلز مڈل سکول کی عمارت کو خطرناک قرار دینے کی تفصیلات

*5261: **میاں شفیع محمد**: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول فتح پور کمال تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان کی عمارت کو استعمال کے لئے خطرناک قرار دے دیا گیا ہے؟

(ب) کیا بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کے پاس تعمیر شدہ عمارت کے قابل استعمال رہنے کی میعاد کا کوئی معیار ہے اگر ہاں تو کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول کی عمارت کو مقررہ میعاد سے پہلے خطرناک قرار دے دیا گیا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ذمہ دار افراد کے خلاف قانونی کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک،اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ بلڈنگ رحیم یار خان نے گورنمنٹ گرلز مڈل سکول فتح پور کمال تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان کی عمارت کو خطرناک قرار نہیں دیا۔

(ب) اگر بلڈنگ کی مرمت باقاعدگی سے ہوتی رہے تو جو بلڈنگ T.Iron اور گارڈر سے تیار کی جاتی ہے اس کی میعاد 25 سال اور جو بلڈنگ R.C.C سے تیار کی جاتی ہے اس کی معیاد

50 سال تک مانی جاتی ہے۔ مذکورہ عمارت کو محکمہ ہذا نے خطرناک قرار نہیں دیا اور مذکورہ بالا عمارت کا بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ رحیم یار خان نے سروے کیا ہے اور اس عمارت کا اسٹیمیٹ بنا کر ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (سیکنڈری) رحیم یار خان کو بروئے چٹھی نمبری 3855 مورخہ 5-4-2010 کو بھیجا تھا تاکہ اس پر مزید کارروائی کی جاسکے۔ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (سیکنڈری) رحیم یار خان کی رپورٹ کے مطابق فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے مذکورہ منصوبہ زیرالتواء رکھا گیا ہے۔

(ج) جز(الف) میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ محکمہ بلڈنگ رحیم یار خان نے گورنمنٹ گرلز مڈل سکول فتح پور کمال تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان کی عمارت کو خطرناک قرار نہیں دیا۔

شیخوپورہ شہر کی اہم سڑک "کالج روڈ" کی تعمیر کی تفصیلات

*5283: **ملک محمد عامر ڈوگر**: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شیخوپورہ شہر کی اہم سڑک "کالج روڈ" تعمیر ہو رہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سڑک کے لئے نکاسی آب کا کوئی بندوبست نہیں کیا جارہا جس سے سڑک تعمیر ہونے سے قبل ہی گندے پانی سے بھری رہتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول شیخوپورہ کے سامنے سیوریج کا نظام درہم برہم ہے جس سے ہزاروں بچیوں کو مشکلات کا سامنا ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ بالا مسئلے کو فوری حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سڑک "کالج روڈ" تعمیر ہو چکی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ چونکہ اس سڑک پر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ نے سیوریج لائن پہلے سے ڈالی ہوئی ہے اور بارش کے پانی کے نکاس کے لئے سڑک کے ساتھ ہودیوں کی تعمیر ڈسٹرکٹ آفیسر (سڑکات) نے کروادی ہے تاکہ برساتی پانی کا نکاس ہودیوں کے ذریعہ ممکن ہو سکے اور سڑک متاثر نہ ہو۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔بلکہ وہاں کا سیوریج سسٹم احسن طریقہ سے کام کر رہا ہے اور کسی قسم کا مسئلہ درپیش نہ ہے۔

(د) سڑک کی تعمیر کا کام مکمل ہونے کے ساتھ ہی مسئلہ بھی حل ہو چکا ہے۔

سپیشل مجسٹریٹ (کارپوریشن) کے ریڈر کا سکیل و دیگر تفصیلات

*5293: میاں شفیع محمد: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سپیشل مجسٹریٹ (برائے کارپوریشن) کا ریڈر کس سکیل کا ملازم ہوتا ہے؟

(ب) کیا (ریڈر) اہلمد دکانداروں کا چالان کرنے کا اختیار رکھتا ہے، اہلکار مذکور کے فرائض بارے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ج) آج تک اختیارات کا ناجائز استعمال کرنے پر اگر کسی ریڈر کو سزا دی گئی تو تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) ضلع لاہور کے کارپوریشن ٹاؤنز میں تعینات ریڈرز کی تعداد کتنی ہے لسٹ فراہم کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سپیشل مجسٹریٹ برائے کارپوریشن کا ریڈر پہلے سکیل 5 کا ملازم ہوتا تھا جو کہ اب پوسٹ اپ گریڈ ہونے کی وجہ سے سکیل 7 کا ملازم ہے۔

(ب) ریڈر و اہلمد عدالت دکانداروں کا چالان کرنے کا اختیار نہ رکھتے ہیں۔اہلمد متعلقہ ٹاؤن کی جانب سے کئے گئے چالان وصول کرتا ہے اور متعلقہ ریڈران چالانوں کو عدالت میں پیش کرتا ہے۔ عدالت کے حکم کے مطابق جرمانہ کی رقم متعلقہ بنک میں داخل کرواتا ہے اور ریکارڈ مرتب کرتا ہے۔

(ج) ایسی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے جونہی کوئی ایسی شکایت موصول ہوئی اس پر حسب ضابطہ کاروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(د) ضلع لاہور کے ٹاؤنز میں مندرجہ ذیل ریڈرز تعینات ہیں۔

نمبر شمار	ٹاؤن	نام ریڈر
1	راوی ٹاؤن	عاصم زیدی
2	داتا گنج بخش ٹاؤن	عمران
3	شالامار ٹاؤن	محرم علی

4	عزیز بھٹی ٹاؤن	اقبال بٹ
5	اقبال ٹاؤن	رانا سعید
6	گلبرگ ٹاؤن	اعجاز گیلانی
7	نشتر ٹاؤن	اللہ رکھا
8	سمن آباد ٹاؤن	منور
9	واہگہ ٹاؤن	عابد

ضلع رحیم یار خان کی سڑکوں کی تفصیلات

*5450: محترمہ مائزہ حمید: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع رحیم یار خان 09۔2008 اور 10۔2009 میں نئی سڑکوں کے لئے کتنے فنڈز مختص کئے گئے؟

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران کتنے کلو میٹر روڈز تعمیر کی گئیں، ان کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) مذکورہ ضلع کی کتنی سڑکیں ایسی ہیں جو مطلوبہ عرصہ میں مکمل نہ کی گئی ہیں ان کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(د) کتنی سڑکیں ایسی ہیں جو فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے نامکمل پڑی ہیں اس کی وجوہات سے بھی آگاہ کریں؟

(ہ) مذکورہ تمام سڑکیں کب تک مکمل ہو جائیں گی ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) مالی سال 09-2008 اور 10-2009 میں بالترتیب 177.139 ملین روپے اور 186.130 ملین روپے نئی سڑکوں کے لئے مختص کئے گئے۔

(ب) مذکورہ عرصے میں 158.32 کلو میٹر سڑکیں تعمیر کی گئیں۔جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ ضلع کی 12 عدد سڑکیں مقررہ مدت میں مکمل نہ ہو سکیں۔جن کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) –Nil–

(ہ) دو سڑکوں کے علاوہ تمام سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں جو دو نامکمل ہیں وہ 31-05-2012 تک مکمل ہو جائیں گی۔

بچوں کی پیدائش کے اندراج کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*5497: محترمہ دیبا مرزا: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) بچوں کی پیدائش کے اندراج کا طریق کار کیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بچوں کے پیدائش سرٹیفکیٹ کے اندراج سے پہلے پٹواری سے ریکارڈ چیک کروایا جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کی تصدیق ڈی ڈی او (آر) کرے گا اور پھر یونین کونسل میں بچے کی پیدائش کا اندراج ہو سکے گا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) بچوں کی پیدائش کا اندراج متعلقہ یونین کونسل میں پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے سیکشن 76(d) کے تحت کیا جاتا ہے۔ کنبے کا سربراہ یا گھر کا کوئی فرد ساٹھ یوم کے اندر متعلقہ یونین کونسل میں پیدائش کا اندراج کرا سکتا ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ بچوں کے پیدائش سرٹیفکیٹ کے اندراج سے پہلے پٹواری سے ریکارڈ چیک نہیں کروایا جاتا تاہم لیٹ اندراج کی صورت میں متعلقہ محکمہ جات سے تصدیق کے بعد اندراج کیا جاتا ہے۔

(ج) تاخیر سے کروائے جانے والے اندراج کا طریق کار محکمہ صحت کی جانب سے مقرر کیا گیا ہے جس میں عمر کے صحیح تعین کرنے اور غلط بیانی کی بنیاد پر غلط عمر درج کرانے کے امکان کو روکنے کی اہمیّت کو مدّ نظر رکھا گیا ہے جیسا کہ جز (ب) میں بیان کیا گیا ہے۔

پیدائش کے اندراج میں مشکلات کی تفصیلات

*5499: محترمہ دیبا مرزا: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جو گورنمنٹ نے پیدائش کے اندراج کا طریق کار اختیار کیا ہے وہ بہت مشکل ہے جو ہر غریب آدمی کے کروانے کے بس کی بات نہیں؟

(ب) کیا گورنمنٹ نے یہ طریق کار لوگوں کی سہولت کے لئے اختیار کیا ہے تو اتنا مشکل کیوں؟

(ج) کیا گورنمنٹ اس مشکل ترین طریق کار پیدائش کے اندراج کو بدلنا چاہتی ہے تو کب تک، اگر نہیں بدلنا چاہتی تو کیوں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے تحت بنائے گئے بائی لاز کے مطابق یہ گھر کے سربراہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ 60 دن کے اندر پیدائش کی اطلاع متعلقہ یونین کونسل میں دے جس پر یونین کونسل رجسٹر پیدائش میں اس کا اندراج کرے گی۔ پیدائش کی اطلاع اور اندراج کا طریق کار متعلقہ یونین ایڈمنسٹریشن کے بائی لاز میں درج ہوتا ہے جس کے مطابق پیدائش کا اندراج بغیر فیس کے کیا جاتا ہے البتہ کمپیوٹرائزڈ سرٹیفکیٹ پر نادرہ کی فیس مبلغ -/100 روپے وصول کی جاتی ہے۔

(ب) جیسا کہ جز(الف) میں بیان کیا گیا ہے۔ مقررہ مدت کے اندر پیدائش کے اندراج کا طریقہ نہایت آسان ہے تاہم اندراج کرانے میں تاخیر کی صورت میں متعلقہ محکمہ جات سے تصدیق قانونی طور پر ضروری ہے۔

(ج) حکومت پنجاب اس طریق کار کو بدلنے کا ارادہ نہیں رکھتی کیونکہ جیسا جز(الف) میں بیان کیا گیا ہے یہ طریقہ نہایت آسان ہے۔

دینہ شہر ضلع جہلم میں نکاسی آب کی تفصیلات

*5523: جناب محمد فیاض: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) دینہ شہر ضلع جہلم میں نکاسی آب کا نظام کب قائم کیا گیا؟

(ب) گزشتہ پانچ سال کے دوران دینہ شہر میں نکاسی آب کی کون کون سی سکیمیں مکمل کی ہیں؟

(ج) کیا حکومت دینہ شہر کی اضافی آبادیوں کے لئے واٹر سپلائی کے منصوبے شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) دینہ شہر میں نکاسی آب کا نظام 90-1989 میں قائم ہوا۔

(ب) ٹی ایم اے دینہ اور محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران کوئی نکاسی آب کی سکیم شروع نہ کی ہے۔

(ج) دینہ شہر کی اضافی آبادیوں کے لئے محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے 2009 میں دو نئے واٹر سپلائی کے منصوبہ جات شروع کئے جن پر 30 فیصد کام مکمل ہو چُکا ہے اور یہ منصوبہ جات 2013 تک مکمل ہو جائیں گے۔اضافی آبادیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

1 محلہ مقتیاں
2 حاجی محلہ
3 قائداعظم ٹاؤن
4 ٹھیکریاں
5 اقبال ٹاؤن

جہلم،دینہ شہر میں ٹیوب ویلز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5524:جناب محمد فیاض:کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) دینہ شہر ضلع جہلم میں فراہمی آب کے لئے کتنے ٹیوب ویل نصب ہیں،ان میں سے کتنے خراب اور کتنے چالو حالت میں ہیں؟

(ب) گزشتہ پانچ سالوں میں دینہ شہر میں کتنے ٹیوب ویلز اور کتنی لمبی پائپ لائن بچھائی گئی؟

(ج) دینہ شہر کی اضافی آبادیوں کے لئے فراہمی آب کے لئے حکومت کیا منصوبہ بندی کر رہی ہے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پانچ عدد ٹیوب ویلز نصب ہیں اور سب چالو حالت میں ہیں۔

(ب) گزشتہ پانچ سالوں کے دوران مزید ایک ٹیوب ویل نصب کیا گیا اور 2100 فٹ پائپ بچھایا گیا۔

(ج) دینہ شہر کی اضافی آبادیوں کے لئے محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے 2009 میں دو نئے فراہمی آب کے منصوبہ جات شروع کئے جن پر 30 فیصد کام مکمل ہو چُکا ہے اور یہ منصوبہ جات 2013 تک مکمل ہو جائیں گے۔اضافی آبادیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

1 محلہ مقتیاں
2 حاجی محلہ
3 قائداعظم ٹاؤن
4 ٹھیکریاں
5 اقبال ٹاؤن

تعزیت

عالم اسلام کی پہلی منتخب وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کی چوتھی برسی پر اُن کے لئے دعائے مغفرت

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! آج محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی چوتھی برسی کا دن ہے تو میری گزارش ہے کہ عالم اسلام کی پہلی منتخب وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کے لئے اس معزز ایوان میں فاتحہ خوانی کروائی جائے۔

جناب سپیکر: جی، فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی عددی حوالے سے پاکستان کا سب سے بڑا جمہوری ایوان ہے۔ آج کا دن پاکستان کی تاریخ کا سیاہ ترین دن ہے جس دن دختر مشرق محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) نے مظلوموں کے لئے، غریبوں کے لئے، پسے ہوئے طبقات کے لئے اور اس ملک میں جمہوریت کے استحکام کے لئے 27۔دسمبر کو لیاقت باغ راولپنڈی میں اپنی جان دی۔ میں محترمہ شہید کے Charter of Democracy کو سلام پیش کرتا ہوں اور میں اس کے ساتھ ساتھ میاں محمد نواز شریف صاحب کو سلام پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے اس ملک میں جمہوریت کے استحکام کے لئے محترمہ شہید کا دل و جان سے ساتھ دیا۔ میں اُن تمام قوتوں کا شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے اس ملک میں جمہوریت کی بحالی کے لئے گراں قدار خدمات انجام دیں۔ میں اُن شہیدوں کو بھی یاد کرتا ہوں جو 27۔دسمبر کو لیاقت باغ راولپنڈی میں شہید جمہوریت کے اُس قافلے کے ساتھ شہید ہوئے جو ملک میں انسانی حقوق کی بحالی اور اس ملک کو قائداعظم کے پاکستان کی تصویر بنانے کے لئے سرگرداں تھے لیکن ہم نے اس ملک میں جمہوریت کو فروغ نہیں دیا جس کی وجہ سے اس ملک میں جمہوریت کے خلاف خطرات منڈلا رہے ہیں۔ میں شکر گزار ہوں کہ کل بھی اور اس سے پہلے چودھری شوکت محمود بسراء صاحب کی قرارداد کو

متفقہ طور پر پاس کیا گیا۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ اس عظیم ہستی نے 27۔دسمبر کو جمہوریت کے استحکام کے لئے شہادت نوش کی تو آپ انہیں خراج تحسین پیش کرنے کے لئے اس معزز ایوان میں بحث کروائیں۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔اب آپ تشریف رکھیں۔جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے بھائی جناب پرویز رفیق نے محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کی برسی کے موقع پر انہیں خراج تحسین پیش کرنے کی جو بات کی ہے تو اُس میں تو یہ پورا ہاؤس شامل ہے اور آپ کے علم میں ہے کہ کل ہمارے دوست اس پر قرارداد لے کر آئے تھے تو اُس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کیا گیا۔ باقی پرویز رفیق صاحب نے جن جذبات کا اظہار کیا ہے ہمیں اُن سے کوئی انکار نہیں لیکن ہمارے بھائی Charter of Democracy کو صرف سلام ہی نہ پیش کرتے رہیں، یہ چار سال سے اُس کو سلام کئے جا رہے ہیں اور اسی وجہ سے establishment کو یہ تمام حرکتیں اور تمام حربے استعمال کرنے کی جرات ہو رہی ہے جن کا میرے اس بھائی نے ذکر کیا ہے اگر یہ اُس کو سلام کرنے کے ساتھ ساتھ اُس پر عمل بھی کر لیتے تو شاید آج ہمیں ان ساری چیزوں کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ان سے میری یہی گزارش ہے کہ اُس کو دور سے صرف سلام ہی نہ کریں اُس پر عمل بھی کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! Charter of Democracy کی spirit کو دیکھنے کی ضرورت ہے اس لئے میں جناب لاء منسٹر کی توجہ دلاؤں گا۔Charter of Democracy کی spirit یہ ہے کہ ملک کے اندر تمام اداروں کے اندر پارلیمنٹ کی supremacy کو برقرار رکھنے کے لئے تگ و دو کی جائے گی اور باقی اس کی definitions کے اندر آتا ہے۔ ہمارے محترم لاء منسٹر اگر Charter of Democracy کی spirit کو جانتے ہیں تو پھر ان کو میمو سکینڈل کے حوالے سے پارلیمنٹ کی کمیٹی کے سپرد کرنے کی بجائے سپریم کورٹ میں نہیں جانا چاہئے تھا کیونکہ Constitution کہتا ہے کہ .Parliament is a supreme institution

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! اب آپ کسی اور طرف جا رہے ہیں۔آپ تشریف رکھیں۔آپ کی بڑی مہربانی۔(قطع کلامیاں)

آپ اللہ کے فضل وکرم سے صبح سے لے کر اب تک بہت دفع کھڑے ہو چکے ہیں۔ میری بات سُنیں۔ یہ ہاؤس صرف میرا اور آپ دونوں کا نہیں ہے اس ہاؤس پر دوسروں کا بھی حق ہے اور آپ اُن کا حق تلف کروانا چاہتے ہیں؟ اس لئے اب میں نے تحاریک استحقاق کا کہہ دیا ہے۔ جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اس ایوان کے اندر قانون کے مطابق مختلف محکموں کی رپورٹیں پیش کی جاتی ہیں اور Rules of Procedure کے Section(1)(2)133 کے مطابق سپیکر صاحب اس پر بحث کے لئے وقت اور تاریخ مقرر کرتے ہیں۔ آج چار سال گزرنے کے باوجود جتنے بھی محکموں کی رپورٹیں پیش ہوئی ہیں ان کے اوپر کوئی بھی دن بحث کے لئے مقرر نہیں کیا گیا۔ اس کی یاددہانی کے لئے جب میں نے تحریک پیش کی تو وہ مجھے واپس مل گئی کہ یہ discussion وزیر initiate کریں گے جبکہ میں قانون پڑھ کر سنا دیتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: ہم نے پڑھا ہوا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اس میں clear لکھا ہوا ہے کہ:

133. Discussion of Reports.–

(1) After a report referred to in rules 130, 131 or 132 is laid in the House, the Speaker shall fix a day for its discussion.

(2) On the day fixed under sub-rule (1), the Minister concerned may move that the report be discussed by the Assembly and may make a brief statement explaining the salient features of the report.

میں نے motion move کی تو مجھے سیکرٹریٹ سے جواب مل گیا کہ آپ اسے move نہیں کر سکتے یہ منسٹر کرے گا۔ اس کے متعلق Rules of Procedure کی کتاب خاموش ہے۔ آپ اس پر حکم صادر فرمائیں کہ آیا یہ ایوان کے ممبران کا حق ہے کہ جس رپورٹ کو اسمبلی تک پہنچانے میں اس قوم کا لاکھوں روپیہ خرچ ہوا ہو، کیا وہ زیر بحث آنی چاہئے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی،راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میجر صاحب مجھے اس motion اور اس کے دیئے گئے جواب کی کاپی دے دیں۔ میں اسے دیکھ لوں گا تو اس کے بعد میں اس پر کچھ عرض کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: میجر صاحب! آپ اس کی کاپی راناصاحب کو دے دیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں دے دیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! فی الحال آپ اس issue کو pending کر دیں۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اس issue کو pending کیا جاتا ہے۔اب قمر حیات کاٹھیا صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 74 لیتے ہیں۔یہ تحریک پڑھی جا چکی تھی۔جی،راناصاحب!

ایس ایچ او تھانہ سٹی شور کوٹ کا معزز ممبر کے ساتھ ہتک آمیز رویّہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب آ گیا ہے۔اس کی کہانی ایک اشتہاری ملزم کے گرد گھومتی ہے کہ جس پر مقامی ایس ایچ او اور محترم کاٹھیا صاحب کے درمیان کوئی altercation ہوئی ہے۔ایس ایچ او کا یہی موقف ہے کہ اس نے کوئی گستاخی نہیں کی تاہم اس معاملہ کی انکوائری کے لئے ایڈیشنل ایس پی جھنگ کو مقرر کیا گیا ہے اور اسے یہ کہا گیا ہے کہ ایک ہفتے کے اندر اس کی رپورٹ پیش کرے۔اب آپ جو مناسب فیصلہ کرنا چاہیں کر دیں اگر آپ نے اس کو کمیٹی کے سپرد کرنا ہے تو میں یہ رپورٹ کمیٹی میں بھجوا دوں گا۔اگر آپ چاہتے ہیں کہ وہ رپورٹ ہاؤس میں پیش کی جائے تو یہاں پیش کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: اس تحریک استحقاق کو کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! یہاں جو خواتین بیٹھی ہیں پتا نہیں وہ آپ سے allergic ہیں یا آپ ان سے؟

جناب سپیکر: یہ خواتین میری بہنیں اور بیٹیاں ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! جب یہ خواتین بات کرنا چاہتی ہیں تو آپ کے ماتھے پر فوراً بل آ جاتا ہے۔ میرا بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جب خواتین سے بات کی جائے تو ہنس کر بات کی جانی چاہئے اور ماتھے پر بل نہیں آنا چاہئے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

سرائیکی صوبہ بنانے کے حوالے سے جمع کرائی گئی قرارداد قرعہ اندازی میں شامل کرنے کا مطالبہ

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ تین Private Members Days گزر چکے ہیں۔ ہم نے یہاں ایک قرارداد پیش کی تھی کہ جنوبی پنجاب کو علیحدہ سرائیکی صوبہ بنایا جائے۔ آپ rules کو پڑھ لیں لیکن وہ قرارداد آج تک قرعہ اندازی میں شامل نہیں کی گئی۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، راناصاحب! یہ بار بار پوچھ رہے ہیں۔ ان کی satisfaction نہیں ہو رہی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی کے قواعد آئین کے تابع ہیں بلکہ کوئی بھی legislation جو قومی اسمبلی، پارلیمنٹ یا کوئی صوبائی اسمبلی کرے وہ ہمیشہ آئین کے تابع ہوتی ہے اور کسی بھی specific purpose کے لئے طریق کار آئین میں طے کر دیا جائے یا وہاں پر درج ہو تو آپ اس کے otherwise نہیں کر سکتے۔ کسی بھی صوبہ سے متعلق قرارداد کے متعلقہ آرٹیکل 239(4) میں یہ طے کیا جا چکا ہے کہ یہ Resolution پہلے پارلیمنٹ میں پیش ہو گا، اگر پارلیمنٹ اس کو پاس کر دے گی تو یہ ایک Bill کی صورت میں صدر کے پاس assent کے لئے جائے گا لیکن وہاں پر Constitution کہتا ہے کہ assent کے لئے نہیں جائے گا اس وقت تک کہ جب تک اس کو پارلیمنٹ

متعلقہ صوبہ کی اسمبلی کو بھیجے گی اور صوبہ کی اسمبلی دو تہائی اکثریت سے اس کو پاس کرے گی تو پھر assent کے لئے بھیجا جائے گا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر!لاء منسٹر Bill کے متعلق بات کر رہے ہیں جبکہ میں قرارداد کے متعلق بات کر رہا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس میں معاملہ یہ ہے کہ Resolution اگر ایسا ہو گا کہ اس میں کسی بھی صوبہ کی حدود کو تبدیل کرنے سے متعلق بات ہو گی تو آپ اسے کہیں کہ یہ Bill نہیں Resolution ہے یا یہ Resolution نہیں Adjournment Motion ہے یا یہ adjournment Motion نہیں یہ Privilege Motion ہے۔ اس طریقے سے آپ اسے bypass نہیں کر سکتے۔آپ کو جب بھی صوبوں کی حدود میں تبدیلی کی بات کرنی ہے تو اس کا طریق کار آرٹیکل 239 کے سب آرٹیکل 4 میں دیا گیا ہے کہ:

> **239** (4) A Bill to amend the Constitution which would have the effect of altering the limits of a Province shall not be presented to the President for assent unless it has been passed by the Provincial Assembly of that Province by the votes of not less than two-thirds of its total membership.

جب بھی صوبہ بنے گا تو Constitution تقریباً چھ جگہ amend ہو گا۔ یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ پاس کرنے سے پہلے assent کرنے کا لفظ استعمال ہی نہیں ہو سکتا۔ جب پارلیمنٹ اس Resolution یا Bill کو پاس کر دے گی تو وہ صدر کو assent کے لئے نہیں بھیجا جائے گا۔اس سے یہ واضح ہو گیا کہ یہ پارلیمنٹ سے پاس ہونے کے بعد صدر کی طرف نہیں جائے گا بلکہ پہلے اس صوبہ میں جائے گا اور بعد میں صدر کو جائے گا۔اب رہی یہ بات کہ یہ Resolution ہے، یہ تو وفاقی حکومت سے سفارش ہو گی تو کل کو ہم سندھ کی سفارش کر دیں گے، خیبر پختونخواہ کی سفارش کر دیں گے تو پھر سفارش کرنے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔آپ کوئی بھی سفارش کر سکتے ہیں لیکن جو طریق کار کسی صوبہ کی limits کو alter کرنے سے متعلق Constitution میں درج ہے اس طریق کار کو آپ bypass نہیں کر سکتے by any means چاہے آپ اسے Adjournment Motion کا نام دے لیں، Privilege Motion کا

نام دے لیں، Bill کا نام دے لیں یاResolutionکا نام دے لیں اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ میرے بھائی جس پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں اس پارٹی نے جب یہ بات کہی ہے کہ ان کے منشور میں یہ بات شامل ہے کہ وہ ایسا کرنے جارہے ہیں تو اس میں کیا ہرج ہے؟ ان کی مرکز میں اکثریت بھی ہے اور حکومت بھی ہے۔ یہ Resolution جس کی proper جگہ یعنی پارلیمنٹ جس کا Constitution میں ذکر کیا گیا ہے تو وہ پارلیمنٹ میں پیش کیوں نہیں کرتے، یہ پارلیمنٹ کو سفارش کیوں کرتے ہیں؟ وہ پارلیمنٹ میں اسے پیش کرائیں اور اگر وہ proper طریقے سے پیش نہیں کر رہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ یہ سیاست ہے اور سیاست کسی بھی صوبہ کو بنانے یا بگاڑنے کی بنیاد پر نہیں ہونی چاہئے۔ اگر سیاست کرنی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے field سب کے لئے open ہے وہاں پر جس کا جو موقف ہے اس انداز سے اسے اختیار کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ Bill اور Resolution میں فرق ہوتا ہے۔ جب ایک Resolution پیش ہی نہیں ہو گی تو وہ کیسے Bill بنے گا۔ آپ 116 Rule پڑھیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! یہ رولز ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے Constitution of the Pakistan کے مطابق حلف اٹھایا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! جب تک آپ سپیکر رہیں گے تب تک ہمارے اوپر آپ کا احترام واجب ہے مگر جب آپ کسی پارٹی کے ممبر بنیں گے تو پھر ہمیں بھی حق حاصل ہو گا کہ ہم آپ کی بات کا اس طریقے سے احترام نہ کریں اس لئے آپ فریق نہ بنیں اور دونوں اطراف کے دلائل سنیں۔

جناب سپیکر: نہیں، مجھے فریق آئین پاکستان نے بنایا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ابھی رانا صاحب نے بات کی تو ہم نے تحمل سے سنی۔ آپ کے پاس یہ اختیارات ہیں کہ آپ قرارداد کو reject یا accept کریں جو آپ کی discretion ہے مگر یہاں آپ کسی آدمی کو بات ہی نہ کرنے دیں تو پھر اس طریقے سے انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہوتے۔ آپ Bill اور قرارداد میں differentiate کریں کیونکہ قرارداد کے حوالے سے مکمل آپ کی discretion ہے اور ہم نے بھی صرف یہی کہا ہے کہ آپ اس کو قرعہ اندازی میں شامل کر لیں کیونکہ قرعہ اندازی میں اس کا

نام آتا ہے یا نہیں مگر قرعہ اندازی میں شامل کرنے میں کون سی قباحت ہے؟اس اجلاس میں تین پرائیویٹ ممبرز ڈے گزر چکے ہیں مگر اسے قرعہ اندازی میں ہی شامل نہیں کیا گیا۔جب قرارداد آئے گی تب ہی Bill بنے گا۔رانا صاحب آئین کے آرٹیکل 239(4) کا جو حوالہ دے رہے ہیں وہ Bill سے متعلق ہے مگر قرارداد نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب!آپ اسے مکمل طور پر پڑھیں کہ کیا طریق کار ہو گا؟

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر!میں 239(4) پڑھ دیتا ہوں کہ:

A Bill to amend the Constitution which would have the effect of altering the limits of a Province shall not be presented to the President….

دیکھیں، یہ Bill سے متعلق ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب!آپ آگے تو پڑھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر!میں یہی بتا رہا ہوں کہ:

A Bill to amend the Constitution which would have the effect of altering the limits of a Province shall not be presented to the President for assent unless it has been passed by the Provincial Assembly of that Province by the votes of not less than two-thirds of its total membership.

MR SPEKAER: It is clear now.

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر!میں قرارداد کی بات کر رہا ہوں مگر یہاں پر Bill کے متعلق ہے۔ قرارداد اور Bill میں بہت فرق ہے۔اگر رانا صاحب کو نہیں پتا تو سیکرٹری صاحب سے پوچھ لیں کہ قرارداد کیا ہوتی ہے؟جب قرارداد پیش ہوتی ہے تو یہ اُس کی first stage ہے پھر اُس کے بعد Bill بنتا ہے اس لئے ہم صرف یہ بات کر رہے ہیں کہ ہماری قرارداد کو قرعہ اندازی میں شامل کیا جائے جبکہ رانا صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم سیاست چمکانا چاہتے ہیں۔میں کہتا ہوں کہ آپ بھی سیاست کریں اور لاء منسٹر صاحب کو سیاست کرنے سے کس نے روکا ہے؟کبھی یہ کہتے ہیں کہ بہاولپور صوبہ بنائیں گے، کبھی کہتے ہیں کہ فلاں کریں گے مگر ہم تو یہ کہتے ہیں کہ صوبہ بنائیں۔نواز شریف صاحب نے خود بیان دیا ہے کہ ہم اس کے حق میں ہیں اس لئے جب اِن کے لیڈر اس کے حق میں ہیں تو پھر ہماری اس قرارداد کو کیوں

oppose کر رہے ہیں؟ میری اس وقت request صرف یہ ہے کہ ہماری قرارداد کو قرعہ اندازی میں شامل کیا جائے کیونکہ rules اس کی اجازت دیتے ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: چلیں، rules کے مطابق بات ہو گی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہاں پر اس بات کا تقاضا یہ ہے کہ Bill واقعتاً آئین پاکستان کے مطابق وفاقی گورنمنٹ نے پارلیمنٹ میں پیش کرنا ہے۔ یہاں پر قرارداد پاس ہونی ہے یا نہیں، یہ بات تو زیر بحث ہی نہیں ہے۔ یہاں پر زیر بحث بات یہ ہے کہ کوئی بھی ایسا معاملہ جس کی jurisdiction پارلیمنٹ کو ہو، کسی بھی صوبے کی صوبائی اسمبلی اس سے گزارش کرتی ہے کہ ہماری رائے یہ ہے کہ اس Bill کو وفاقی گورنمنٹ اور پارلیمنٹ زیر بحث لائے۔ ہم نے صرف انہیں یہ سفارش کرنی ہے کہ وہ اس Bill کو زیر بحث لائیں۔ According to the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab ہماری یہ رائے ہے کہ ہم نے ایک قرارداد جمع کرائی ہے لہذا آپ اسے قرعہ اندازی میں شامل کریں۔

جناب سپیکر: میں یہ بات آپ کو بتادوں کہ Rules آئین سے بالاتر نہیں ہیں۔ آئین بالاتر ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آئین کہاں روکتا ہے کہ صوبائی اسمبلی قرارداد نہ لے کر آئے؟

جناب سپیکر: آپ غور سے نہ پڑھیں تو میں کیا کروں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ہماری قرارداد یہ ہے کہ پنجاب کی عوام یہ چاہتی ہے کہ پنجاب کے صوبہ کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ اب یہ issue لاء منسٹر صاحب سے متعلقہ نہیں بلکہ honorable Chair سے متعلقہ ہے کہ وہ ہماری قرارداد کو ہاؤس میں پیش کرنے کے قابل سمجھتے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، میں اس پر فیصلہ دے دوں گا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ وہی بات ہے کہ:

ہم کریں بات دلیلوں سے تو رد ہوتی ہے
اُن کے ہونٹوں کی خاموشی بھی سند ہوتی ہے

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ اگلی تحریک استحقاق محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کی ہے۔ یہ اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: اب جناب اعجاز احمد خان صاحب مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب نمبر 15، 17 مصدرہ 2008 اور نمبر 6 مصدرہ 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008 (Bill No. 15 of 2008) moved by Ch. Aamar Sultan Cheema, MPA, PP-32, The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008 (Bill No. 17 of 2008) moved by Mrs. Amna Ulfat, MPA, W-356 and The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2009 (Bill No. 6 of 2009) moved by Ch. Muhammad Asad Ullah, MPA, PP-106

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008 (Bill No. 15 of 2008) moved by Ch. Aamar Sultan Cheema, MPA, PP-32, The Provincial

Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008 (Bill No. 17 of 2008) moved by Mrs. Amna Ulfat, MPA, W-356 and The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2009 (Bill No. 6 of 2009) moved by Ch. Muhammad Asad Ullah, MPA, PP-106

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008 (Bill No. 15 of 2008) moved by Ch. Aamar Sultan Cheema, MPA, PP-32, The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008 (Bill No. 17 of 2008) moved by Mrs. Amna Ulfat, MPA, W-356 and The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2009 (Bill No. 6 of 2009) moved by Ch. Muhammad Asad Ullah, MPA, PP-106

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اعجاز احمد خان صاحب مجلس خصوصی نمبر10 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحریک التوائے کار نمبر776/10 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر10 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحریک التوائے کار نمبر776/10 پیش کردہ میاں طارق محمود، ایم پی اے پی پی۔113 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر10 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحریک التوائے کار نمبر776/10 پیش کردہ میاں طارق محمود، ایم پی اے پی پی۔113 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر10 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحریک التوائے کار نمبر776/10 پیش کردہ میاں طارق محمود، ایم پی اے پی پی۔113 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر10 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

تحریک

(جو پیش ہوئی)

جناب سپیکر: وزیر قانون اسمبلی کی مجالس میں ترمیم کی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تحریک پیش کریں۔

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(1)150 کے تحت مجالس قائمہ میں ترمیم

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(1)150 کے تحت تجویز کیا جاتا ہے کہ قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے سٹینڈنگ کمیٹی برائے کوآپریٹو میں چودھری ممتاز احمد جج مرحوم سابق ایم پی اے پی پی۔275 کی وفات سے خالی ہونے والی نشست پر چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا ایم پی اے پی پی۔275، سٹینڈنگ کمیٹی برائے کالونیز، ملک خرم علی خان سابق ایم پی اے پی پی۔18 کے استعفیٰ سے خالی ہونے والی نشست پر محترمہ سفینہ صائمہ کھر ایم پی اے ڈبلیو۔338 اور سٹینڈنگ کمیٹی برائے ایگریکلچر میں پیر ولایت شاہ کھگہ سابق ایم پی اے پی پی۔220 کی خالی کردہ نشست پر پیر خضر حیات شاہ کھگہ ایم پی اے پی پی۔220 کو منتخب قرار دیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(1)150 کے تحت تجویز کیا جاتا ہے کہ قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے سٹینڈنگ کمیٹی برائے کوآپریٹو میں چودھری ممتاز احمد جج مرحوم سابق ایم پی اے پی پی۔275 کی وفات سے خالی ہونے والی نشست پر چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا ایم پی اے پی پی۔275، سٹینڈنگ کمیٹی برائے کالونیز، ملک خرم علی خان سابق ایم پی اے پی پی۔18 کے استعفیٰ سے خالی ہونے والی نشست پر محترمہ سفینہ صائمہ کھر ایم پی اے ڈبلیو۔338 اور سٹینڈنگ کمیٹی برائے ایگریکلچر میں پیر ولایت شاہ کھگہ سابق ایم پی اے پی پی۔220 کی خالی کردہ نشست پر پیر خضر حیات شاہ کھگہ ایم پی اے پی پی۔220 کو منتخب قرار دیا جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(1)150 کے تحت تجویز کیا جاتا ہے کہ قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے سٹینڈنگ کمیٹی برائے کوآپریٹو میں چودھری ممتاز احمد مجہ مرحوم سابق ایم پی اے پی پی۔275 کی وفات سے خالی ہونے والی نشست پر چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا ایم پی اے پی پی۔275، سٹینڈنگ کمیٹی برائے کالونیز، ملک خرم علی خان سابق ایم پی اے پی پی۔18 کے استعفیٰ سے خالی ہونے والی نشست پر محترمہ سفینہ صائمہ کھر ایم پی اے ڈبلیو۔338 اور سٹینڈنگ کمیٹی برائے ایگریکلچر میں پیر ولایت شاہ کھگہ سابق ایم پی اے پی پی۔220 کی خالی کردہ نشست پر پیر خضر حیات شاہ کھگہ ایم پی اے پی پی۔220 کو منتخب قرار دیا جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے لیتے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! Privilege Motion پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ Privilege Motion کا scope ہم نے بہت limited کر دیا ہے کہ صرف وہ ممبران اسمبلی جن کا کسی آفیسر کے ساتھ جھگڑا ہو تو وہ یہاں پر Privilege Motion لا سکتا ہے۔ یہ بات نہیں ہے Privilege Motion کا basic concept یہ ہے کہ وہ فرد جو اس ایوان کے تقدس کو پامال کرے چاہے وہ جو بھی ہو، اسے Privilege Motion کے اندر زیر بحث لایا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، overrule جی، نہیں۔ جہاں تک اس House کی بات ہے وہ سب کو پتا ہے اور یہ معزز House آپ کا اور میرا سب کا ہے۔ یہاں کی کارروائی پر اگر آپ ایک دوسرے کے خلاف Privilege Motion move کریں گے تو There is such precedent

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب کے متعلق ایک Privilege Motion کمیٹی کو refer کی تھی لیکن پچھلے 8 ماہ سے اس بارے میں کوئی میٹنگ ہی نہیں ہوئی۔۔۔

جناب سپیکر: نولاٹیاصاحب!آپ تشریف رکھیں اوراسے دیکھ لیں گے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!لاء منسٹر صاحب اگراس Houseکے تقدس کو پامال کریں گے توکیا۔۔۔

جناب سپیکر: کچھ precedents ہوتے ہیں اور آپ کو یاد ہونا چاہئے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کی بات سن لی ہے اور according to precedent and rules میں فیصلہ دوں گا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!اس حوالے سے آپ رولنگ دیں۔

جناب سپیکر: میں اس پر اپنی رولنگ reserve رکھتا ہوں۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

حکومت پنجاب کی جانب سے روزنامہ "جناح" کو اشتہار دینے پر عائد پابندی کو ہٹانے اور اشتہار دینے کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔جناب سپیکر!کل یہاں اس ایوان میں روزنامہ جناح کے بارے میں بات کی گئی تھی اور آپ کے توسط سے میں رانا صاحب سے درخواست کرتی ہوں کہ وہ مجھے ایوان کے سامنے بتادیں کہ کن وجوہات کی بنا پر اس اخبار کے اشتہارات کو بند کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!میری بات کا بھی جواب راناصاحب دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات کا جواب میں نے خود دے دیا ہے تو وہ کیا دیں گے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! Privilege Motion اس House کی پراپرٹی ہے اور آپ Custodian of the House ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بالکل وہ پراپرٹی اس House کی ہے اور میں آپ کی دعاؤں سے Custodian of the House ہوں۔ جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنے بھائی نولاٹیا صاحب کا مطالبہ پورا کر دیتا ہوں اور میں ان سے عرض کرتا ہوں کہ [**********]

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ اس ایوان کے تقدس کو مجروح کرنے کی بات کی گئی ہے اور اس پر میں ایک اور Privilege Motion دوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے بھائی لاڑکانہ نہیں جا سکے اور یہاں سے ہی اپنی حاضری بڑے بھرپور انداز میں دینا چاہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: راناصاحب! اس بات کو چھوڑیں کیونکہ ان کی آپس کی بات ہے اور آپ متعلقہ بات کا جواب دیں۔

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب پرویز رفیق: لاء منسٹر صاحب نے غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کئے ہیں تو ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کرایا جائے۔

جناب سپیکر: انہوں نے کسی کا نام نہیں لیا لیکن جو بھی غیر پارلیمانی الفاظ استعمال ہوئے ہیں، انہیں حذف کیا جائے۔ جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کل روزنامہ "جناح" کے متعلق بات ہوئی تھی تو انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ سے میں نے مکمل انفارمیشن منگوائی ہے۔ جہاں تک اس بات کا فیصلہ ہے کہ کون سا اشتہار کس اخبار میں دینا چاہئے، اس اخبار کی سرکولیشن اور بعض اخبارات کی بعض

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

حلقوں میں اور بعض اخبارات کی دوسرے علاقے میں سرکولیشن کا فرق ہے جس کی بنیاد پر اشتہار اخبار کو دیا جاتا ہے جو کہ ڈیپارٹمنٹ کا استحقاق ہے۔اس مقصد کے لئے سیکرٹری انفارمیشن کی سربراہی میں کمیٹی بنی ہوئی ہے لیکن جہاں تک روزنامہ "جناح" کا بائیکاٹ کیا گیا ہے یہ بات بالکل غلط ہے۔روزنامہ "جناح" کو مسلسل اور تسلسل کے ساتھ اشتہارات دیئے جارہے ہیں۔آپ نے پچھلے تین ماہ کا فرمایا تھا تو اکتوبر میں روزنامہ "جناح" کو چھ لاکھ 96ہزار 795روپے کے اشتہارات دیئے گئے، نومبر کے ماہ میں روزنامہ جناح کو پانچ لاکھ 87ہزار 644روپے کے اشتہارات دیئے گئے اور ماہ دسمبر کے دوران اب تک ایک لاکھ 47ہزار 987روپے کے اشتہارات دیئے گئے جبکہ 31۔دسمبر تک اس پورے سال کے دوران تقریباً60لاکھ 65ہزار 145روپے کے اشتہار دیئے گئے ہیں اس لئے یہ تاثر درست نہ ہے کہ روزنامہ "جناح" کا بائیکاٹ کیا گیا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں اور پہلی تحریک التوائے کار چودھری ظہیر الدین صاحب کی ہے جو کہ پڑھی جا چکی ہے لیکن چودھری صاحب تشریف فرما نہیں ہیں چونکہ pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے جس کا جواب آنا ہے چونکہ بھٹی صاحب تشریف نہیں رکھتے لہذا اسے بھی next week کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1738 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے چونکہ پڑھی جا چکی ہے۔رانا صاحب اس کا جواب آنا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس کا جواب میرے پاس ابھی نہیں آیا اس لئے اسے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: اسے آئندہ ہفتہ کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی ہے جو کہ پڑھی جا چکی ہے چونکہ وہ تشریف فرما نہیں ہیں اس لئے اسے بھی pending کیا جاتا ہے۔اس سے اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1788 شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے پڑھی جا چکی ہے۔رانا صاحب!اس کا جواب آگیا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس کا جواب ابھی میرے پاس نہیں آیا اس لئے اسے بھی آئندہ ہفتہ کے لئے pending فرمالیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے pending till next week اس سے اگلی تحریک التوائے نمبر 1791 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ راناصاحب! اس کا جواب آگیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، پڑھیں۔

قبضہ مافیااور عملہ ،بلدیہ اور ٹی ایم اے کی ملی بھگت سے چونیاں کے روہی نالہ پر قبضہ سے عوام کو مسائل کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر 1791 ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ روحی نالے پر کسی قسم کی تجاوزات نہ ہیں یہ جگہ پرائیویٹ لوگوں کی ملکیت ہے۔ برادر شوگر مل چونیاں کی وجہ سے فضا میں پھیلنے والی آلودگی کے خلاف محکمہ تحفظ ماحولیات کارروائی عمل میں لارہا ہے۔

جناب سپیکر: اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: نہیں جناب! اس پر آج آپ نے اپنے چیمبر میں دو بجے میٹنگ رکھی ہوئی ہے۔ میں آج نقشہ لایا ہوں اور میں ثابت کروں گا کہ میں صحیح کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: بہت شکریہ

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1878/11 محترمہ نگہت ناصر شیخ کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: اس کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1881/11 بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اسے بھی pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: یہ بھی pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک حافظ قمر حیات کاٹھیا اور محترمہ ثمینہ خاور حیات کی ہے جس کا نمبر 1915/11 ہے جو کہ پڑھی جا چکی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو بھی pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: اس کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے اگلی تحریک التوائے کار محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری کی ہے۔یہ پڑھی نہیں گئی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اس کا جواب موجود ہے، اگر پڑھی نہیں گئی تو پھر اس کو dispose of کر دیں۔

جناب سپیکر: چونکہ محترمہ موجود نہیں ہیں اور یہ پڑھی ہی نہیں گئی لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک محمد طارق امین ہوتیانہ کی ہے۔ان کی طرف سے تحریری طور پر request آئی ہے لہذا یہ pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک محترمہ سیمل کامران اور چودھری عامر سلطان چیمہ کی طرف سے ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اسے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: کیوں؟ وہ تو یہاں موجود تھے۔ ان کی میرے پاس اور نہ ہی میرے آفس میں کوئی request آئی ہے ۔ یہ dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک انجینئر شہزاد الٰہی، محترمہ قمر عامر چودھری اور سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ کی ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار 1976/11 محترمہ نگہت ناصر شیخ کی ہے۔

ملتان ڈویژن کے اکثر کالجوں میں پرنسپل کی اسامی خالی ہونے سے طلباء وطالبات کو پریشانی کا سامنا

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "DAWN" کی خبر کے مطابق پنجاب کے چار اضلاع میں 53 میں سے 28 کالجز regular Principals کے بغیر کام کر رہے ہیں جو تعلیمی معیار کو برقرار رکھنے اور تعلیمی ادارے کو مستحکم بنیادوں پر چلانے کی راہ میں بڑی رکاوٹ ہے۔ تفصیل یوں ہے کہ ملتان ڈویژن سمیت ضلع خانیوال، لودھراں

میں متعدد کالجز پر نسپلز کے بغیر کام کر رہے ہیں جن میں سے ملتان ڈویژن میں 23بوائز کالجز اور 30 گرلز کالجز میں سے 20کالجز صرف ضلع ملتان میں ہیں۔ خانیوال ڈسٹرکٹ میں 12 بوائز، 6 گرلز اور 2 پوسٹ گریجویٹ کالجز ہیں۔ لودھراں میں 9ڈگری کالجز، 5بوائز، 4 گرلز اور وہاڑی میں 3 پوسٹ گریجویٹ کالجز سمیت 2کالج فار بوائز اور 7 گرلز کالجز شامل ہیں۔ جن کالجز میں regular Principals تعینات نہیں ہیں وہاں پر محکمہ تعلیم نے جن کو Acting Head تعینات کیا ہے، کام کر رہے ہیں۔ ڈویژن آفس کی جانب سے منظور نظر ڈی ڈی اوصاحبان کو نوازنے کے لئے چھ ماہ کے لئے کالج کا چارج دے دیا گیا ہے اور ہر چھ ماہ بعد اس میں توسیع کر دی جاتی ہے۔ اس اضافی چارج کے باعث ڈی ڈی اوصاحبان پر دہری ذمہ داری ڈال دی گئی ہے اور یہ اپنا اصل کام پس پشت ڈال کر کالج کے امور نمٹانے میں لگے رہتے ہیں۔ گیارہ ڈی ٹی اوز گیارہ کالجز کے انچارج ہیں جن میں چار بوائز اور سات گرلز کالج شامل ہیں ان میں گورنمنٹ کالج برائے خواتین شاہ رکن عالم، گورنمنٹ فاطمہ جناح کالج معصوم شاہ روڈ، گورنمنٹ زینت کالج فار وومن ملتان، گورنمنٹ ولایت حسین اسلامیہ کالج ڈسٹرکٹ ملتان وغیرہ شامل ہیں۔Acting Head کے تحت گورنمنٹ کالج شجاع آباد گرلز اور بوائز، گورنمنٹ کالج جلال پور بیر والا گرلز اور بوائز گورنمنٹ کالج برائے خواتین تلمبہ، گورنمنٹ کالج بورے والا وغیرہ شامل ہیں۔ اس تشویشناک صورتحال کے حوالے سے پروفیسرز لیکچررز ایسوسی ایشن پنجاب (PLAP) جنرل سیکرٹری پروفیسر سید سجاد احمد کا کہنا ہے کہ کوئی بھی کالج یا تعلیمی ادارہ مستقل سربراہ کے بغیر بہتر کارکردگی نہیں دِکھا سکتا۔ regular Principal نہ ہونے کی وجہ سے نہ صرف تعلیمی معیار گر رہا ہے بلکہ Good Governance کا بھی مسئلہ درپیش ہے۔ سجاد احمد کے مطابق ایسوسی ایشن نے بار بار ہائر ایجوکیشن کے ایڈیشنل سیکرٹری کو کہا کہ صوبہ کے ان لاوارث کالجز کی خالی سیٹوں پر پرنسپلز تعینات کئے جائیں مگر جواب ندارد۔ ایڈیشنل سیکرٹری ہائر ایجوکیشن کے مطابق عارضی سربراہ ڈی ٹی اوزاور Acting Heads کو بھی پرنسپل سمجھا جائے۔ تاریخ گواہ ہے کہ adhoc system کسی بھی ادارے کے لئے انتہائی نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ کوئی بھی شخص کسی بھی اہم پوسٹ پر عارضی تعیناتی کو ذمہ داری سمجھ کر نہیں کرتا۔ لمحہ فکریہ ہے کہ 513 کالجز میں سے 200 کالجز لاوارث ہیں۔ اس صورتحال سے ایک طرف تو یقیناً تعلیمی معیار گر رہا ہے اور سربراہ نہ ہونے کا براہ راست اثر رزلٹ پر پڑ رہا ہے تو دوسری طرف طالب علموں اور ان کے والدین میں اضطراب و تشویش کی کیفیت ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو بھی pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: اس کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک میاں محمد رفیق کی ہے۔

وہاڑی ملتان روڈ ٹبہ سلطان پور کے قریب ویگن اور ٹرک کے تصادم سے سولہ افراد کی ہلاکت کے ذمہ داران کے خلاف قانونی کارروائی کا مطالبہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" مورخہ 11 دسمبر 2011 کی اشاعت میں ایک انتہائی المناک خبر شائع ہے کہ وہاڑی ملتان روڈ پر ٹبہ سلطان پور کے قریب ویگن اور ٹرک کے درمیان تصادم میں ویگن میں آگ لگنے سے 16 افراد موقع پر ہی جل کر جاں بحق ہو گئے جبکہ حادثہ میں 14۔افراد شدید زخمی ہو گئے۔ مرنے والوں میں ایک ہی خاندان کے پانچ افراد بھی شامل ہیں۔ اس حادثہ کی وجہ ویگن CNG پر چلائی جا رہی تھی۔ ویگن میں نصب CNG سلنڈر میں ہونے والے حادثہ کی وجہ سے آگ لگ گئی اور اتنی تعداد میں انسانی جانیں ضائع ہو گئیں۔ ٹرانسپورٹروں نے اپنے مالی مفاد کے لئے CNG کے یہ بم اپنی اپنی ٹرانسپورٹ میں نصب کر رکھے ہیں۔ ذمہ داران میں ٹرانسپورٹرز اور فٹنس کا سرٹیفکیٹ جاری کرنے والے وہیکل ایگزامینر کے علاوہ انتظامیہ کی مجرمانہ غفلت اور بے حسی بھی شامل ہے۔ ایک ہی خاندان کے پانچ افراد جو ویگن میں سوار تھے اور جل کر جاں بحق ہو گئے ان میں سربراہ خاندان اس کی بیوی جو حاملہ بھی تھی اور چوتھے بچے کو جنم دینے والی تھی ان کے تین کم سن بچے شامل ہیں۔ یہ بدنصیب خاندان موضع رام پور یونین کونسل نمبر 73 (جوسا) تحصیل کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے رہائشی تھے۔ یہ موضع رام پور صوبائی حلقہ پی پی۔90 جو زیر دستخطی ہی کا حلقہ ہے میں واقع ہے۔ لاشوں کی آمد اور اہلیان علاقہ کی نماز جنازہ میں شرکت کے موقع پر ایک کہرام برپا تھا ہر آنکھ اشکبار تھی اور ہر کسی کا مطالبہ تھا کہ ذمہ داران کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جائے۔ ان کے خلاف قتل کے پرچے درج کروائے جائیں اور ذمہ داران ہی سے متوفی خاندان نیز اس حادثہ میں جاں بحق ہونے والے دیگر افراد کو معاوضہ دلایا جائے۔ متذکرہ حادثہ کے ذمہ داران ٹرانسپورٹر وہیکل ایگزامینر اور انتظامیہ کی بے حسی مجرمانہ غفلت کے خلاف اہلیان علاقہ میں شدید بے چینی اور اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے جو شدید ردعمل کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے، اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1991 محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی طرف سے ہے، تشریف فرما ہیں؟ موجود نہیں ہیں جی، dispose of کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1993 چودھری عامر سلطان چیمہ اور سیمل کامران صاحبہ کی طرف سے ہے، تشریف فرما ہیں؟ موجود نہیں ہیں جی، dispose of کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار 1999 شوکت عزیز بھٹی صاحب کی ہے ان کی request ہے لہذا pending till next week کی جاتی ہے، اگلی تحریک التوائے نمبر 2001 شاہجہان بھٹی صاحب کی ہے، جی، کوئی بات یا کوئی request یا کسی کو فون کیا ہو؟ جی، نہیں چلیں! dispose of کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2002 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔

پنجاب میڈیکل فیکلٹی کے تحت منعقدہ امتحانات میں پاس ہونے والے ہزاروں امیدواروں کو سرٹیفکیٹس اور ڈپلومہ جاری نہ ہونے کی وجہ سے ہسپتالوں کو عملہ کی کمی کا سامنا

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" کی خبر کے مطابق پنجاب میڈیکل فیکلٹی کے تحت ہزاروں سرٹیفکیٹس اور ڈپلومہ جاری نہ ہو سکے، سرٹیفکیٹ جاری نہ ہو سکنے کی بنا پر نئی بھرتی نہیں ہو سکی اور سرکاری ہسپتالوں میں ٹیکنیکل سٹاف کم پڑ گیا۔ تفصیلات کے مطابق محکمہ صحت پنجاب کی سست روی کے باعث پنجاب میڈیکل فیکلٹی کے تحت ٹیکنیشن، ڈسپنسرز، سینٹری انسپکٹرز، آپریشن تھیٹر، اسسٹنٹ اور ٹیکنیشن کے ہونے والے (2007 تا 2011) امتحانات میں کامیاب ہونے والے 9 ہزار سے زائد امیدواران کو گزشتہ پانچ سال سے سرٹیفکیٹس اور ڈپلومے جاری نہیں کئے جا سکے جس کی وجہ سے یہ افراد نہ صرف بیروزگار ہیں بلکہ سرکاری ہسپتالوں میں ان شعبوں میں سٹاف کی قلت کو بھی پورا نہیں کیا جا سکا ہے۔ صوبہ بھر کے سرکاری ہسپتالوں کے مختلف شعبوں میں ٹیکنیکل طبی خدمات فراہم کرنے والے افراد کی قلت کو پورا اور طلب کے مطابق فراہم کرنے کی غرض سے پنجاب میڈیکل فیکلٹی کے ذمہ ان ڈسپلنز میں امتحانات لئے جاتے ہیں جو ٹیکنیشن، ڈسپنسرز، سینٹری انسپکٹرز، آپریشن تھیٹر اور اسسٹنٹ کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے بروقت امتحانات اور نتائج کا انعقاد و اعلان کرتا ہے مگر بدقسمتی سے محکمہ کی

مجرمانہ غفلت و عدم توجہی کے باعث گزشتہ پانچ سالوں سے ان ڈسپلنز میں کامیاب 9 ہزار سے زائد امیدواران کے ڈپلومہ اور سرٹیفکیٹس جاری نہیں کئے جاسکے ہیں۔ جبکہ ان افراد کو محکمہ صحت کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہے۔ محکمہ صحت کے ترجمان کے مطابق ان سرٹیفکیٹس کا اجراء مرحلہ وار جاری ہے اور اب تک 150 سرٹیفکیٹس جاری کئے جاچکے ہیں۔ لمحہ فکریہ ہے کہ پانچ سالوں میں صرف 150 سرٹیفکیٹس جاری کئے گئے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2006 رائے اعجاز حسین صاحب کی طرف سے ہے۔

فیصل آباد میں ٹیکسٹائل ملوں اور ڈائننگ پرنٹنگ فیکٹریوں کی جانب سے ٹریٹمنٹ پلانٹ نصب نہ کرنے کی وجہ سے شہری ہیپاٹائٹس اور دیگر امراض میں مبتلا

رائے اعجاز حسین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ملک کے تیسرے بڑے شہر فیصل آباد میں ٹیکسٹائل ملوں اور ڈائننگ پرنٹنگ فیکٹریز نے ٹریٹمنٹ پلانٹ نصب نہیں کئے۔ بڑے بڑے بور اور کنوئیں نکال کر زہر آلود کیمیکل ملے پانی کی ان میں نکاسی کر رکھی ہے جس کی وجہ سے زمینی پانی زہر آلود ہو گیا ہے جس سے شہری ہیپاٹائٹس اور دیگر امراض میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ شفاف پانی کی فراہمی کے لئے اقدامات نہ کئے جانے کے باعث ہیپاٹائٹس اے، بی اور سی کا مرض تیزی سے پھیل رہا ہے۔ ضلعی انتظامیہ، واسا اور محکمہ تحفظ ماحولیات نے مسلسل خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔ ملوں اور فیکٹریوں کے مالکان نے متعلقہ اداروں کی ملی بھگت سے ستیانہ روڈ اور ڈین سٹریٹ مقبول روڈ، سرفراز کالونی المعصوم ٹاؤن کھرڑیانوالہ میں بڑے بڑے بور کر رکھے ہیں اور یہ سلسلہ عرصہ دراز سے شروع ہے۔ واسا تقریباً 50 فیصد لوگوں کو میٹھا پانی فراہم کر رہا ہے اور 50 فیصد عوام مضر صحت پانی پینے پر مجبور ہیں۔ عالمی ماہرین واسا کے پانی کو مضر صحت قرار دے چکے ہیں اور اسی پانی کے استعمال کے باعث شہر میں مریضوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ آج سے 20 سال قبل فیصل آباد کا پانی میٹھا تھا لیکن ان فیکٹریوں کی وجہ سے زہریلے کیمیکل ملے پانی کی زیر زمین نکاسی کی وجہ سے پانی زہر آلود اور

ناقابل استعمال ہو چکا ہے اس لئے زہریلے پانی کی زمین میں نکاسی کی روک تھام کر کے شہریوں کو صاف پانی مہیا کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی،next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر2015 چودھری شوکت محمود بسراء صاحب کی طرف سے ہے انہوں نے مجھے خود درخواست کی کہ اسے pending کیا جائے لہذا یہ تحریک التوائے کار next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر2029 میاں طارق محمود کی طرف سے ہے۔

گجرات کے موضع ڈھلیان میں عورت سے زیادتی کے ملزمان کو گرفتار کرنے کا مطالبہ

میاں طارق محمود: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 16۔اکتوبر2011 کو تھانہ ڈنگہ گجرات کے موضع ڈھلیان میں تین بگڑے ہوئے رئیس زادے میاں جہانگیر ولد میاں طارق، نوید الیاس ولد محمد الیاس اور مناظر ولد محمد ارشد نے محمد اعظم ولد محمد خلیل کی جوان سال بیوی کے ساتھ گن پوائنٹ پر اجتماعی زیادتی کی۔اس واقعہ کا مقدمہ تھانہ ڈنگہ میں درج ہوا ہے مگر ملزمان بااثر اور سیاسی بیک گراؤنڈ رکھنے کی وجہ سے گرفتار نہیں ہوئے، ابتدائی تفتیش میں ان ملزمان کو گنہگار قرار دیا گیا مگر صرف دو ملزمان کو گرفتار کیا گیا مگر بااثر اور ایک سیاسی خاندان کے ملزم کو گرفتار نہیں کیا۔ملزمان نے اپنے اثر ورسوخ کی بناء پر تفتیش ایس پی ریجن کرائم گوجرانوالہ کو تبدیل کروائی اور ایس پی مذکورہ نے بھی ملزمان کو گنہگار قرار دیا اس کے باوجود بااثر ملزم کو گرفتار نہیں کیا گیا اور اسے اشتہاری قرار دیا جا رہا ہے حالانکہ وہ اسی علاقہ میں سرعام گھوم پھر رہا ہے۔ملزمان نے اپنے اثر ورسوخ کی بناء پر مدعی پارٹی کی حمایت کرنے والے افراد کے خلاف تھانہ لوئر مال لاہور میں جھوٹا مقدمہ نمبر 11/1432 بجرم 365 درج کروایا ہے تاکہ ان پر جھوٹے مقدمات درج کروا کر مدعی کی حمایت سے روکا جا سکے اور ان کے خلاف حقائق کی بناء پر جو مقدمہ درج ہوا ہے اس کو خارج کروا دیا جائے۔چاہئے تو یہ تھا کہ محکمہ پولیس ملزمان کو گنہگار ہونے پر وزیر اعلیٰ پنجاب کی پالیسی کے تحت مظلوم کو ان کے گھر کی دہلیز پر انصاف فراہم کرنے کی خاطر گرفتار کر کے ان کے خلاف کارروائی کے لئے ان کا

مقدمہ دہشت گردی کی عدالت میں پیش کرتی مگر ان کی سرپرستی کی جارہی ہے۔ جس بناء پر اس علاقہ کی عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! اس میں میری تھوڑی سی استدعا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں اس میں بحث نہیں ہو سکتی۔

میاں طارق محمود: جناب والا! میری اس میں کچھ گزارشات رہ گئی ہیں۔

جناب سپیکر: وہ پھر آپ بعد میں کریں۔

میاں طارق محمود: جناب والا! میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ اگر لاہور جیسے شہر میں ایک مظلومہ عورت کے ساتھ اجتماعی زیادتی کے بعد لاہور شہر کے تھانہ لوئر مال میں بجرم 365 کا پرچہ درج کر کے ان مدعیہ کے حمایتی لوگوں کو اس تھانہ میں پندرہ، بیس دن رکھنے کے بعد ان سے راضی نامہ لکھوانے کی پوری کوشش کی گئی۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ایسے پولیس افسران کے خلاف حکومت کارروائی کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: اس کا ایک طریق کار ہے۔

میاں طارق محمود: اس پر آپ کی توجہ کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! بہت مہربانی آپ نے اپنی تحریک التوائے کار کو پڑھ دیا ہے اس کا جب جواب آئے گا اس وقت ہم آپ کی بات سنیں گے۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب میرے پاس موجود ہے لیکن جس concern کا اظہار محترم میاں طارق محمود صاحب نے کیا ہے تو چونکہ یہ law and order سے متعلقہ معاملہ ہے اور جس قسم کی ناانصافی کا انہیں اندیشہ پایا جاتا ہے تو میری یہ گزارش ہو گی کہ یہ توجہ دلاؤ نوٹس دیں اور سوموار کو ان دونوں FIRs کو منگوا کر دیکھ لیتے ہیں اگر اس میں کوئی ناانصافی کا پہلو نکلتا ہوا تو اس کو انشاء اللہ تعالیٰ resolve کروائیں گے۔

جناب سپیکر: آپ اس کو اچھی طرح سے دیکھ لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): درست ہے۔

جناب سپیکر: آپ آپس میں رابطہ کر لیں پھر اس پر بات کریں گے۔ابھی میں نے اس تحریک التوائے کار کو pending کر دیا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب والا! میں نے پہلے توجہ دلاؤ نوٹس دیا تھا۔

جناب سپیکر: اس تحریک کو میں نے اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا ہے آپ آپس میں بیٹھ کر اس مسئلے پر بات کر لیں۔House کا ٹائم بچائیں۔ مہربانی۔

میاں طارق محمود: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ تحریک التوائے کار نمبر 2032/11۔

لاہور میں انتظامیہ کی عدم توجہی کی بناء پر الیکٹرانک پارکنگ سسٹم ناکام اور زائد پارکنگ فیس کی وصولی

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ ہیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق "الیکٹرانک پارکنگ سسٹم ناکام، پارکنگ بوتھ پر لگے تالے انتظامیہ کی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔" تفصیل کچھ یوں ہے کہ صوبہ پنجاب میں دو سال قبل شروع ہونے والا الیکٹرانک پارکنگ بوتھ سسٹم بھی اب قصہ ماضی بن چکا ہے۔ان پارکنگ بوتھ پر لگے تالے انتظامیہ کی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔اس سسٹم کے ناکام ہونے کے حوالے سے حکومت کو فوری کارروائی کرنی چاہئے۔ عوام کو جدید سہولیات دینا ایک اچھی بات ہے لیکن اس کے ساتھ ضروری ہے کہ اس منصوبے کے حوالے سے پیپر ورک کو حتمی شکل دی جائے تاکہ اس کے مثبت نتائج برآمد ہو سکیں۔ لبرٹی اور مال روڈ پر چند ایک بوتھ لگے ہوئے ہیں لیکن انہیں آپریٹ کرتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا ہے۔ ایسے فلاپ پراجیکٹس کے ذمہ داروں کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا جاتا۔ اگر دیکھا جائے تو پوری دنیا میں جدید پارکنگ سسٹم بڑی کامیابی سے چل رہے ہیں۔ جن کی کامیابی کے پیچھے بہترین پلاننگ اور اس حوالے سے میرٹ پر سٹاف کا انتخاب ہے۔ ناقص پلاننگ ہی اس سسٹم کی ناکامی کا سبب ہے۔ عوامی فلاح و بہبود کے حوالے سے بنائے جانے والے پراجیکٹس کو کامیاب بنانے کے لئے جدید ٹیکنالوجی کو اپنانا بے حد ضروری بن چکا ہے لیکن اس کے برعکس الیکٹرانک پارکنگ سسٹم میں فی گھنٹہ -/10 سے -/25 روپے کے حساب سے وصول کئے جاتے ہیں جو ایک عام شہری کی پہنچ سے دور ہیں۔ اس کے برعکس عام

پارکنگ سٹینڈ پر گاڑی کے -/20روپے اور موٹر سائیکل کے -/10روپے لئے جاتے ہیں جس میں ٹائم کی بھی کوئی پابندی نہیں۔ عوام کے خون پسینے کے کروڑوں روپے الیکٹرانک پارکنگ سسٹم پر ضائع کر دیئے گئے اور اس کا کوئی بھی مثبت نتیجہ عوام کے سامنے نہیں آیا جس کی وجہ سے صوبہ کے عوام میں اس طرح کے ناقص اور ناکام پراجیکٹس پر کروڑوں روپے کے ضیاع کی وجہ سے عوام میں شدید غم وغصہ اور اضطراب پایا جارہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر:اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 11/2033جناب جاوید علاؤالدین ساجد صاحب کی ہے۔جی، فرمائیں!

نہر لوئر باری دوآب کی بحالی کے سلسلے میں ہر دو کلو میٹر پر بنائے جانے والے Foot Bridge سے چوری، ڈکیتی کی وارداتوں میں اضافے کا خدشہ

جناب جاوید علاؤالدین ساجد:جناب والا!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب کی طرف سے نہر لوئر باری دوآب (LBDC) جس کی Rehabilitation پر تقریباً27۔ارب روپیہ خرچ کیا جارہا ہے۔LBDC پر ہر دو کلو میٹر کے بعد Foot Bridge کے نام سے چھوٹے چھوٹے Bridge بنائے جارہے ہیں جو تقریباً4فٹ چوڑے ہیں۔آج کے دور میں4 فٹ Bridge کی کیا اہمیت ہے کیونکہ یہ ایک طرف چوری، راہزنی اور چوروں کی گزرگاہ کے طور پر استعمال ہوں گے اور دوسری طرف اربوں روپے کا نقصان ہوگا جبکہ چوری وڈکیتی کی وارداتوں میں بھی اضافے کا اندیشہ ہے۔اس کی وجہ سے علاقہ کی عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جارہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے

جناب سپیکر:اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

جناب جاوید علاؤالدین ساجد:جناب سپیکر!اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر:گزارش یہ ہے کہ آپ 65 rule کو پڑھ لیں۔جب آپ کا جواب آئے گا تو اس کے بعد تھوڑی سی بات کر لینا۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب سپیکر: اب ہم غیر سرکاری اارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈے پر مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں ہیں۔پہلی ایک قرارداد سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی طرف سے زیر التواء چلی آ رہی تھی، توآج پھر ان کی طرف سےrequestآ گئی ہے لہذااسے اگلے ہفتے تک کے لئےpendingکیا جاتا ہے ۔اگلی قرارداد چودھری ظہیرالدین خان صاحب کی طرف سے ہے ۔ان کی طرف سے بھی requestآئی ہے لہذااس کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئےpendingکیا جاتا ہے ۔اس کے بعد اب دوسرے نمبر پر قرارداد محترمہ حمیرااویس شاہد کی طرف سے ہے۔ محترمہ اسے پیش کریں گی۔

(اذان ظہر)

بچوں کے حقوق کو درپیش مشکلات اور زچہ بچہ کی صحت کے حوالے سے نظام تعلیم پر نظر ثانی اور جامع پالیسی مرتب کرنے کا مطالبہ

محترمہ حمیرااویس شاہد: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ کم سن بچوں کے حقوق کے تحفظ(child protection) اور ان کو درپیش مشکلات اور زچہ بچہ کی صحت کے حوالے سے آگاہی پیدا کرنے کی غرض سے نصاب تعلیم پر نظر ثانی سمیت صحت و تعلیم کے بنیادی نظام کے حوالے سے ایک جامع پالیسی مرتب کی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ کم سن بچوں کے حقوق کے تحفظ(child protection) اور ان کو درپیش مشکلات اور زچہ بچہ کی صحت کے حوالے سے آگاہی پیدا کرنے کی غرض سے نصاب تعلیم پر نظر ثانی سمیت صحت و تعلیم کے بنیادی نظام کے حوالے سے ایک جامع پالیسی مرتب کی جائے۔"

جناب سپیکر: کسی نے اس قرارداد کو oppose نہیں کیا۔ محترمہ آپ کچھ کہنا چاہیں گی؟

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جی، نہیں۔

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد کے حق میں تقریر نہیں کرنا چاہتیں۔ اب یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ کم سن بچوں کے حقوق کے تحفظ (child protection) اور ان کو درپیش مشکلات اور زچہ بچہ کی صحت کے حوالے سے آگاہی پیدا کرنے کی غرض سے نصاب تعلیم پر نظر ثانی سمیت صحت و تعلیم کے بنیادی نظام کے حوالے سے ایک جامع پالیسی مرتب کی جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: تیسری قرارداد شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

شادی بیاہ و دیگر تقریبات میں فائرنگ کو ناقابل ضمانت جرم قرار دینے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ، جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ Marriage Functions(Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Ordinance 2000 اور ضابطہ فوجداری کی تمام متعلقہ دفعات میں ایسی ترامیم کی جائیں کہ شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے موقع پر فائرنگ کے جرم کو ناقابل ضمانت قرار دیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ Marriage Functions(Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Ordinance 2000 اور ضابطہ فوجداری کی تمام متعلقہ دفعات میں ایسی ترامیم کی جائیں کہ شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے موقع پر فائرنگ کے جرم کو ناقابل ضمانت قرار دیا جائے۔"

اسے کسی نےoppose نہیں کیا، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ Marriage Functions(Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Ordinance 2000 اور ضابطہ فوجداری کی تمام متعلقہ دفعات میں ایسی ترامیم کی جائیں کہ شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے موقع پر فائرنگ کے جرم کو ناقابل ضمانت قرار دیا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اگلی قرارداد جناب محمد طارق امین ہوتیانہ صاحب کی طرف سے ہے لیکن ان کی request آئی ہے اس لئے اسے till next week pending کیا جاتا ہے، اگلی قرارداد محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کی طرف سے ہے لیکن ان کی بھی request آئی ہے لہذا اسے بھی till next week pending کیا جاتا ہے۔

آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 28۔دسمبر 2011 صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

1246

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،28۔دسمبر2011

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جیل خانہ جات)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

سرکاری کارروائی

(اے) رپورٹ ایوان کی میز پر رکھنا

ساتویں NFC ایوارڈ (جولائی تا دسمبر 2010) پر عملدرآمد کی ششماہی مانیٹرنگ رپورٹ

ایک وزیر ساتویں NFC ایوارڈ (جولائی تا دسمبر 2010) پر عملدرآمد کی ششماہی مانیٹرنگ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

(بی) مسودہ قانون کا ایوان میں پیش کیا جانا

مسودہ قانون (ترمیم) تحفظ ماحولیات پنجاب 2011 (مسودہ قانون نمبر56 بابت 2011)

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) تحفظ ماحولیات پنجاب 2011 ایوان میں پیش کریں گے۔

(سی) مسودات قانون پر غور وخوض اوران کی منظوری

1۔ مسودہ قانون (دوسری ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2011

(مسودہ قانون نمبر45 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(دوسری ترمیم)مقامی حکومت پنجاب 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے مقامی حکومت ودیہی ترقی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(دوسری ترمیم)مقامی حکومت پنجاب 2011 منظور کیا جائے۔

1247

2۔ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب پبلک سروس کمیشن 2011
(مسودہ قانون نمبر51بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب پبلک سروس کمیشن2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے خدمات وانتظام عمومی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)پنجاب پبلک سروس کمیشن 2011منظور کیا جائے۔

3۔ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں2011
(مسودہ قانون نمبر48بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ٹرانسپورٹ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں 2011منظور کیا جائے۔

4۔ مسودہ قانون(ترمیم)زرعی کرم کش ادویات پنجاب2011
(مسودہ قانون نمبر43بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)زرعی کرم کش ادویات پنجاب 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے زراعت نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)زرعی کرم کش ادویات پنجاب 2011منظور کیا جائے۔

5۔ مسودہ قانون(ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈر)پنجاب انڈسٹریل اینڈ کمرشل

ایمپلائمنٹ2011(مسودہ قانون نمبر38بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈر)پنجاب انڈسٹریل اینڈکمرشل ایمپلائمنٹ2011،جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت وانسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈر)پنجاب اندسٹریل اینڈکمرشل ایمپلائمنٹ2011منظور کیا جائے۔

1248

6۔ مسودہ قانون(ترمیم)میٹرنٹی بینیفٹ،پنجاب مصدرہ2011

(مسودہ قانون نمبر39بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)میٹرنٹی بینیفٹ،پنجاب 2011،جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت وانسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)میٹرنٹی بینیفٹ، پنجاب 2011منظور کیا جائے۔

7۔ مسودہ قانون(ترمیم)(ایجوکیشن)ورکرز چلڈرن، پنجاب مصدرہ2011

(مسودہ قانون نمبر40بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(ایجوکیشن)ورکرز چلڈرن،پنجاب 2011، جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت وانسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(ایجوکیشن)ورکرز چلڈرن، پنجاب2011 منظور کیا جائے۔

8۔ **مسودہ قانون(ترمیم)(خاتمہ)نظام جبری مشقت پنجاب2011**
(مسودہ قانون نمبر42بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(خاتمہ)نظام جبری مشقت 2011،جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت وانسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(خاتمہ)نظام جبری مشقت 2011منظور کیا جائے۔

1250

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیئسواں اجلاس

بدھ،28۔دسمبر2011

(یوم الاربعاء،2۔صفر المظفر1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 40 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ۝١ الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّى ۝٢ وَالَّذِي قَدَّرَ
فَهَدَى ۝٣ وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعَى ۝٤ فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوَى ۝٥
سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسَى ۝٦ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ
وَمَا يَخْفَى ۝٧ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرَى ۝٨ فَذَكِّرْ إِن نَّفَعَتِ الذِّكْرَى ۝٩
سَيَذَّكَّرُ مَن يَخْشَى ۝١٠ وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ۝١١ الَّذِي
يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَى ۝١٢ ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَى ۝١٣

سورۃ الأعلی 1تا13

(اے پیغمبرؐ) اپنے پروردگار جلیل الشان کے نام کی تسبیح کرو(1) جس نے (انسان کو) بنایا پھر (اس کے اعضاء کو) درست کیا(2) اور جس نے (اس کا) اندازہ ٹھہرایا (پھر اس کو) رستہ بتایا(3) اور جس نے چارہ اگایا(4) پھر اس کو سیاہ رنگ کا کوڑا کر دیا(5) ہم تمہیں پڑھادیں گے کہ تم فراموش نہ کرو گے (6) مگر جو خدا چاہے۔ وہ کھلی بات کو بھی جانتا ہے اور چھپی کو بھی(7) ہم تم کو آسان طریقے کی توفیق دیں گے (8) سو جہاں تک نصیحت (کے) نافع (ہونے کی امید) ہو نصیحت کرتے رہو(9) جو خوف رکھتا ہے وہ تو نصیحت

پکڑے گا(10)اور(بے خوف)بدبخت پہلوتہی کرے گا(11)جو(قیامت کو)بڑی(تیز)آگ میں داخل ہوگا(12)پھر وہاں نہ مرے گااور نہ جئے گا(13)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

بنے ہیں دونوں جہاں شاہ دوسَرا کے لئے
سجی ہے محفل کونین مصطفیٰ ﷺ کے لئے
حضور ﷺ نُور ہیں، محمود ہیں، محمد ﷺ ہیں
جگہ جگہ نئے عنوان ہیں ثنا کے لئے
میرے کریم میرے چارہ ساز و بندہ نواز
تڑپ رہا ہوں تیرے شہر کی ہوا کے لئے

سوالات

(محکمہ جیل خانہ جات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈا پر محکمہ جیل خانہ جات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔۔۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے اگلا سوال سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! On her behalf Question No. 3874 (معزز خاتون ممبر نے سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

صوبہ کی جیلوں میں قائم ہسپتالوں میں خالی اسامیوں کی تعداد و تفصیل

*3874: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کی جیلوں میں ایک ہزار سے زائد اسامیاں مختلف شعبوں میں خالی پڑی ہیں جن میں ڈاکٹرز، نرسیں، فزیکل ٹرینرز، سائیکالوجسٹ، ایکس رے ٹیکنیشنز، ڈسپنسرز اور مذہبی اساتذہ شامل ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کب سے مذکورہ اسامیاں خالی ہیں اور انہیں پُر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کب تک مذکورہ اسامیاں پُر کر لی جائیں گی اور اسامیاں پر نہ کرنے والے افسران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) یہ درست ہے کہ صوبہ کی جیلوں میں ایک ہزار سے زائد اسامیاں مختلف شعبوں میں خالی پڑی ہیں جن میں ڈاکٹرز، نرسیں، ایکسرے ٹیکنیشنز، اور مذہبی اساتذہ شامل ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) نئی پیدا کی گئی اسامیوں اور خالی (Newly Created Posts) کو پُر کرنے کے لئے اشتہار دیا جا چکا ہے جلد ہی ان اسامیوں کو پُر کر لیا جائے گا۔

(ج) کیونکہ یہ نئی پیدا کردہ اسامیاں ہیں (Newly Created Posts) اس لئے کوئی بھی آفیسر ذمہ دار نہ ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں انہوں نے جو تتمہ دیا ہے اس میں جیل خانہ جات کی vacancy position واضح کی ہے اس کو اگر آپ پڑھیں تو ملتان ریجن کی جیلوں میں چار سو سولہ اسامیاں yet to be posted or filled ہیں، اُس کے بعد بہاولپور میں چھ، سنٹرل جیل ملتان میں انتیس اور جہاں پر بیس لوگوں کا کام ہے وہاں پر صرف سات لوگ کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح بہاولنگر میں تیرہ اسامیاں خالی ہیں اور ایک بندہ تعینات ہے۔ ملتان جیل میں چھبیس اسامیاں خالی ہیں اور صرف دو لوگ کام کر رہے ہیں یعنی کہ اسامیاں بہت زیادہ ہیں جبکہ جو لوگ تعینات ہیں وہ ایک ایک، دو دو ہیں۔ اسی طرح آگے چل کر مظفر گڑھ، رحیم یار خان، لاہور ریجن اور راولپنڈی ریجن میں پانچ سو تریسٹھ اسامیاں خالی ہیں اور صرف تین سو پینتالیس اسامیوں پر لوگ تعینات ہیں۔ ستانوے اسامیاں خالی ہیں اور وہاں پر صرف اٹھارہ لوگ تعینات ہیں۔ آپ اسی طرح میانوالی اور فیصل آباد کو دیکھیں تو آپ حیران ہوں گے کہ جہاں ستر اسامیاں ہیں وہاں پر صرف دو دو بندے کام کر رہے ہیں۔ یہ سوال 2008 میں کیا تھا اور اس کا جواب انہوں نے یہ دیا ہے کہ ہم نے advertise کر دی ہے تو یہ اسامیاں جلد پُر ہو جائیں گی۔ 2009 سے لے کر 2011 تک ان اسامیوں کی اب کیا پوزیشن ہے؟

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! 2011 کی موجودہ صورتحال یہ ہے کہ اس وقت کل باسٹھ ڈاکٹرز ہیں اور اُنچاس ڈاکٹرز مختلف جیلوں میں کام کر رہے ہیں اور تیرہ اسامیاں خالی پڑی ہیں جن میں سے آٹھ اسامیاں مرد ڈاکٹروں کی ہیں اور پانچ اسامیاں خواتین ڈاکٹروں کی ہیں۔ ان کے لئے ہم نے اخبار میں اشتہار دیا ہوا ہے اور ان کی بہت جلد پوسٹنگ ہو جائے گی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ یہ جواب چھبیس دسمبر کا آیا ہوا ہے اور ان دو دنوں میں سب کچھ بدل گیا ہے۔ یہ جواب غلط ہے۔

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس معزز ایوان میں ہر بندہ سچی بات کرتا ہے تو میں نے facts بتادیئے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جواب میں جو لکھا ہوا ہے وہ صحیح ہے یا وزیر صاحب جو زبانی کہہ رہے ہیں وہ صحیح ہے؟

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں نے محکمے سے جو facts منگوائے ہیں میں وہ updated facts بتا رہا ہوں اور یہ صحیح ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس میں لکھا ہوا ہے Approved by Ch. Abdul Ghafoor اور اس پر منسٹر کی stamp لگی ہوئی ہے اور ہمیں یہ تنبیہ دیا گیا ہے کہ آپ اس طرح سوچیں۔ انہوں نے دو ہی دنوں میں کون سا الہ دین کا چراغ رگڑ دیا۔ یہ وہی کمزوریاں ہیں جن کی وجہ سے fake governance کا label لگتا ہے۔ میں یہ بات کسی کو جھوٹا بنانے کے لئے نہیں کہہ رہی ہوں بلکہ میں تو point out کر رہی ہوں کہ تین تین اور چار چار سو اسامیاں ہیں جہاں پر دو دو بندے کام کر رہے، یہ کوئی پوزیشن ہے؟ اور پھر کہتے ہیں کہ بے روزگاری ہے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! آپ نے اگر ان اسامیوں کی advertisement نہیں کی تو فوری طور پر کر دیں۔ آپ چودھری عبدالغفور صاحب والی جو رپورٹ پڑھ رہے ہیں وہ غالباً 2010-05-28 کی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہمارے محکمے اس اسمبلی کے سوالات کے جواب مناسب نہیں دیتے جس کی وجہ سے ہمارے وزراء حضرات کو شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں، کوئی ایسی بات نہیں ہے اُن کے پاس جو latest position ہے وہ انہوں نے بتادی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ پوزیشن دنوں میں change ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: پوزیشن تو ایک دن میں بھی change ہو سکتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پھر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے ان دو دنوں کے اندر جو appointments کی ہیں اُن کے appointment letters دکھادیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ابھی تو درخواستیں موصول ہوئی ہیں اُن پر انٹرویو کال کریں گے اور تمام لوگ میرٹ پر بھرتی کریں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہاں پر خالی اسامیوں کی جو پوزیشن لکھی ہوئی ہے، وہ ہے یا جو منسٹر نے ابھی کہا ہے، وہ ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں نے ایوان میں جو کہا ہے وہ صحیح ہے۔ یہ سوال دو سال پہلے کا ہے اور میں نے یہاں پر موجودہ صورتحال بتائی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس سوال کو pending کر کے correct کروائیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کا سوال کمیٹی کو refer کر رہا ہوں جس کے کنوینر ملک ندیم کامران ہیں۔ اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! On his behalf, Question No. 5128 (معزز ممبر نے خواجہ محمد اسلام کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

فیصل آباد میں ڈی آئی جی آفس کا بجٹ واستعمال کی تفصیلات

*5128: **خواجہ محمد اسلام:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ڈی آئی جی جیل خانہ جات فیصل آباد کو سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی رقم موصول ہوئی؟

(ب) یہ رقم کن کن مقاصد کے لئے موصول ہوئی؟

(ج) کتنی رقم کن کن جیلوں کی تعمیر اور مرمت پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم قیدیوں / حوالاتیوں پر خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(و) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور ڈیزل پر خرچ ہوئی؟

(ز) کتنی رقم ڈی آئی جی کے آفس کی تزئین وآرائش پر خرچ ہوئی؟

(ح) کیا ان سالوں کے دوران آڈٹ ہوا تو آڈٹ کے دوران کتنی رقم خُورد بُرد کرنے کا انکشاف ہوا؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف)

بجٹ08۔2007 ۔/25,06,061روپے

بجٹ09۔2008 ۔/24,94,320روپے

(ب) یہ رقم برائے تنخواہ، ٹی اے، ٹیلی فون، گیس، بجلی، پی اوایل، اخبار، سٹیشنری، بلڈنگ کا کرایہ وغیرہ کے لئے موصول ہوئی۔

(ج)

نام جیل	خرچ رقم08۔2007	خرچ رقم09۔2008
1۔سنٹرل جیل فیصل آباد	۔/1,49,989روپے	۔/2,00,000روپے
2۔سنٹرل جیل، میانوالی	Nil	۔/1,99,947روپے
3۔بور سٹل جیل، فیصل آباد	Nil	۔/49,983روپے
4۔ڈسٹرکٹ جیل، فیصل آباد	۔/1,00,000	۔/3,50,000روپے
5۔ڈسٹرکٹ جیل، سرگودھا	۔/3,49,997روپے	Nil
6۔ڈسٹرکٹ جیل، شاہ پور	۔/74,999روپے	Nil
7۔ڈسٹرکٹ جیل، جھنگ	Nil	۔/99,946روپے
8۔ڈسٹرکٹ جیل، ٹوبہ ٹیک سنگھ	۔/1,00,000روپے	۔/3,50,000روپے
کل رقم	۔/6,74,985روپے	۔/8,99,876روپے

(د)

نام جیل	خرچ رقم08۔2007	خرچ رقم09۔2008
1۔سنٹرل جیل فیصل آباد	۔/3,02,45,976روپے	۔/6,13,05,246روپے
2۔سنٹرل جیل، میانوالی	۔/1,78,24,620روپے	۔/3,50,60,725روپے
3۔بور سٹل جیل، فیصل آباد	۔/16,94,972روپے	۔/32,03,630روپے
4۔ڈسٹرکٹ جیل، فیصل آباد	۔/2,85,59,908روپے	۔/4,86,52,931روپے
5۔ڈسٹرکٹ جیل، سرگودھا	۔/2,50,54,357روپے	۔/4,12,22,254روپے
6۔ڈسٹرکٹ جیل، شاہ پور	۔/93,91,126روپے	۔/20,56,688روپے
7۔ڈسٹرکٹ جیل، جھنگ	۔/2,02,00,777روپے	۔/3,72,23,420روپے
8۔ڈسٹرکٹ جیل، ٹوبہ ٹیک سنگھ	۔/1,01,96,586روپے	۔/2,32,77,798روپے
کل رقم	۔/143168322روپے	۔/270512885روپے

(ہ)

نام جیل	خرچ رقم08۔2007	خرچ رقم09۔2008
1۔ڈی آئی جی آفس فیصل آباد	۔/11,64,913روپے	۔/12,65,008روپے
2۔سنٹرل جیل فیصل آباد	۔/4,94,44,323روپے	۔/5,99,63,873روپے

3۔سنٹرل جیل، میانوالی	۔/5,45,15,526روپے	۔/4,64,53,610روپے
4۔بور سٹل جیل، فیصل آباد	۔/2,04,46,511روپے	۔/2,34,80,961روپے
5۔ڈسٹرکٹ جیل، فیصل آباد	۔/4,81,41,364روپے	۔/5,72,72,793روپے
6۔ڈسٹرکٹ جیل، سرگودھا	۔/2,96,45,228روپے	۔/3,42,12,730روپے
7۔ڈسٹرکٹ جیل، شاہ پور	۔/2,81,28,164روپے	۔/2,90,50,086روپے
8۔ڈسٹرکٹ جیل، جھنگ	۔/2,84,41,793روپے	۔/3,39,91,894روپے
9۔ڈسٹرکٹ جیل، ٹوبہ ٹیک سنگھ	۔/2,74,38,106روپے	۔/3,38,88,713روپے
کل رقم	۔/28,73,65,928روپے	۔/31,95,79,668روپے

(و) گاڑیوں کی مرمت اور گاڑیوں پر پٹرول اوسطاً 125لیٹر ماہانہ ،بقیہ اخراجات ڈیزل جنریٹر و ٹریکٹر پر خرچ ہوئے۔

نام جیل	2007-08	2008-09
1۔ڈی آئی جی آفس فیصل آباد	ڈیزل۔/1,99,976روپے	۔/1,81,013روپے
	مرمت۔/59,991روپے	۔/30,890روپے
2۔سنٹرل جیل فیصل آباد	پٹرول ڈیزل۔/4,99,882روپے	۔/12,93,994روپے
	مرمت۔/69,990روپے	۔/42,350روپے
3۔سنٹرل جیل، میانوالی	ڈیزل۔/2,32,134روپے	۔/8,93,945روپے
	مرمت۔/39,805روپے	۔/15,000روپے
4۔بور سٹل جیل، فیصل آباد	ڈیزل۔/68,457روپے	۔/34,730روپے
	مرمت۔/29,197روپے	۔/51,787روپے
5۔ڈسٹرکٹ جیل، فیصل آباد	ڈیزل۔/36,000روپے	۔/59,281روپے
	مرمت۔/7,946روپے	۔/46,485روپے
6۔ڈسٹرکٹ جیل، سرگودھا	ڈیزل۔/1,79,845روپے	۔/10,99,970روپے
	مرمت۔/20,000روپے	۔/12,000روپے
7۔ڈسٹرکٹ جیل، شاہ پور	ڈیزل۔/32,106روپے	۔/4,352روپے
	مرمت۔/10,000روپے	۔/27,000روپے
8۔ڈسٹرکٹ جیل، جھنگ	ڈیزل۔/5,670روپے	۔/3,929روپے
	مرمت۔/9,980روپے	۔/16,915روپے
9۔ڈسٹرکٹ جیل، ٹوبہ ٹیک سنگھ	ڈیزل۔/1,25,000روپے	۔/5,40,000روپے
	مرمت۔/Nil	۔/Nil
کل رقم	ڈیزل۔/41,11,214روپے	۔/11,99,070روپے
	مرمت۔/2,42,427روپے	۔/2,46,909روپے
کل رقم خرچ	۔/1445979روپے	۔/4353641روپے

(ز) کوئی نہیں۔

(ح)

نمبر شمار	نام جیل	آڈٹ ہوا یا نہیں	کتنی رقم خُورد بُرد ہوئی
1۔	ڈی آئی جی آفس فیصل آباد	آڈٹ نہیں ہوا	-----
2۔	سنٹرل جیل فیصل آباد	آڈٹ نہیں ہوا	-----
3۔	سنٹرل جیل، میانوالی	آڈٹ ہوا	کوئی نہیں
4۔	بور سٹل جیل، فیصل آباد	آڈٹ نہیں ہوا	-----
5۔	ڈسٹرکٹ جیل، فیصل آباد	آڈٹ ہوا	کوئی نہیں
6۔	ڈسٹرکٹ جیل، سرگودھا	آڈٹ ہوا	کوئی نہیں
7۔	ڈسٹرکٹ جیل، شاہ پور	آڈٹ ہوا	کوئی نہیں
8۔	ڈسٹرکٹ جیل، جھنگ	آڈٹ ہوا	کوئی نہیں
9۔	ڈسٹرکٹ جیل، ٹوبہ ٹیک سنگھ	آڈٹ نہیں ہوا	-----

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!اس سوال کے جز(ح) میں پوچھا گیا کہ "کیا ان سالوں کے دوران آڈٹ ہوا تو آڈٹ کے دوران کتنی رقم خُورد بُرد کرنے کا انکشاف ہوا؟"اس کے جواب میں 08-2007 کا نہ 09-2008 کا آڈٹ ہوا ہے تو منسٹر صاحب سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ نے ان دو سالوں کا آڈٹ کیوں نہیں کرایا اور کس طرح پتا چلے گا کہ وہاں پر کوئی بے ضابطگی ہوئی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر!دو طرح کے آڈٹ ہوتے ہیں۔ایک انٹرنل آڈٹ ہوتا ہے جو محکمہ جیل خانہ جات کرتا ہے اور دوسرا ایکسٹرنل آڈٹ ہوتا ہے جو آڈیٹر جنرل کرتا ہے۔ آڈیٹر جنرل خود جا کر پوری جیلوں کے بجٹ کا معائنہ کرتے ہیں اور جہاں پر کوئی غلطی ہو اُن کو سزا دی جاتی ہے۔ان دو سالوں کا ایکسٹرنل آڈٹ نہیں ہوا جبکہ انٹرنل آڈٹ ہو چکا ہے اور اس میں کسی قسم کی خُورد بُرد کا انکشاف نہیں ہوا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!اا سوال میں پوچھا گیا ہے کہ قیدیوں اور سرکاری ملازمین پر کئے جانے والے کل اخراجات 08-2007 اور 09-2008 میں کتنے ہیں۔ اس میں اعداد و شمار دیکھنے والے ہیں کہ آٹھ جیلوں میں قیدیوں کے اخراجات 08-2007 میں چودہ کروڑ اور 09-2008 میں ستائیس کروڑ ہیں جبکہ ملازمین جن کی تعداد قیدیوں کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے تو ان پر 08-2007 میں اٹھائیس کروڑ روپے اور 09-2008 میں اکتیس کروڑ روپے ہیں۔وزیر موصوف وضاحت فرمادیں کہ جیلیں قیدیوں کی سہولتوں اور جرائم پیشہ لوگوں کی تربیت کے

لئے بنائی جاتی ہیں یا سرکاری ملازمین کو نوازنے کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ یہ اعداد و شمار میں اتنا فرق کیوں ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! جیلوں میں ہم قیدیوں کی اصلاح کے لئے کام کرتے ہیں، انہیں تعلیم، مذہبی تعلیم اور اچھا کھانا دیتے ہیں تاکہ یہ باہر جاکر معاشرے میں مفید فرد کی حیثیت سے زندگی گزاریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا یہ سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ان کا جواب مکمل ہونے دیں۔ اگر آپ کی تسلی نہ ہو تو پھر بات کریں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! 08-2007 کا جواب ایوان کی میز پر رکھوادیا ہے۔ یہ جز(د) اور جز(ہ) میں دیکھیں اس میں جواب موجود ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ قیدیوں کی تربیت کے لئے دو سالوں میں ان کو جرائم سے ہٹا کر ان کی مثبت سوچ کو develop کرنے کے لئے، کپڑوں، خوراک اور تمام اخراجات کے لئے چودہ کروڑ روپے اور ستائیس کروڑ روپے ہیں جبکہ ان جیلوں میں جو ملازمین ہیں جن کی تعداد یقیناً ایک تہائی سے بھی کم ہوگی تو ان پر اخراجات اٹھائیس کروڑ روپے اور اکتیس کروڑ روپے ہیں۔ میں نے سوال یہ پوچھا ہے کہ کیا جیل جرائم پیشہ لوگوں کو سہولت دینے اور تربیت کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں یا سرکاری ملازمین کو پالنے کے لئے بنائی گئی ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! محکمہ جیل نے اپنے ملازمین کی تنخواہ پنجاب پولیس کے ملازمین کی طرح دگنی کر دی ہے۔ اس کے علاوہ ملازمین کا فنڈ ڈی آئی جی ریجن کے پاس جاتا ہے اور قیدیوں کا فنڈ سپرنٹنڈنٹ جیل کے پاس جاتا ہے۔ اس کا جواب محکمہ نے سوالات و جوابات کی کاپی میں تفصیلاً لکھ کر دیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 6421 ہے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ خدیجہ عمر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جیل کے ہسپتالوں میں برن سنٹرز کا قیام

*6421: محترمہ خدیجہ عمر: کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب کی کتنی جیلوں میں برن سنٹر قائم ہیں؟

(ب) اگر برن سنٹر نہیں ہے تو کیوں، اگر حکومت برن سنٹر جیلوں میں بنانا چاہتی ہے تو کب تک؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) صوبہ پنجاب کی 32 جیلوں میں سے کسی جیل میں برن سنٹر قائم نہ ہے۔

(ب) اگر برن کا کوئی کیس ہو تو جیل ہسپتالوں کے اندر اس کے علاج کے لئے خاطر خواہ ادویات موجود ہیں اور جیل کے اندر میڈیکل آفیسر اس کا علاج کرتا ہے اگر کسی مریض کا جیل میں علاج ممکن نہ ہو تو اسے میڈیکل آفیسر جیل کی ہدایت کے مطابق متعلقہ Teaching Hospital/DHQ میں Specialized علاج کے لئے بھیج دیا جاتا ہے۔

فی الحال جیلوں میں برن سنٹر بنانے کا کوئی منصوبہ زیر غور نہیں ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! گورنمنٹ نے جز(ب) کے جواب میں تسلیم کیا ہے۔ ان سے پوچھا گیا تھا کہ burn centre کیوں نہیں ہے اور کیا اس کو بنانے کا ارادہ ہے تو حسب عادت اس کا بھی ارادہ نہیں ہے۔ یہ خود مان رہے ہیں کہ ہسپتالوں میں burn کے کیس ہوتے ہیں۔ وزیر موصوف مجھے یہ بتادیں کہ ان کیسوں کے لئے انہوں نے وہاں پر کوئی خصوصی سہولت رکھی ہوئی ہے کیا اس شعبہ سے متعلقہ کوئی ڈاکٹر وہاں پر موجود ہے؟ آپ جانتے ہیں کہ جلے ہوئے مریض کا عام دوائی سے علاج نہیں کیا جاتا۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! جواب تفصیلاً تحریر ہے کہ کسی جیل میں کوئی burn centre ہے اور نہ ہی آج تک کوئی بندہ جلا ہے۔ اگر خدانخواستہ ایسا واقعہ ہو جائے تو ہم ڈی ایچ کیو میں فوری طور پر اس مریض کو منتقل کر دیتے ہیں اور اس کا علاج معالجہ ہوتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جواب میں کچھ اور لکھا ہوا ہے اور منسٹر صاحب کچھ اور فرما رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم فوری اس کو ہسپتال منتقل کر دیتے ہیں یہاں پر انہوں نے لکھا ہے کہ پہلے اسے میڈیکل آفیسر جیل کے سپرد کیا جاتا ہے۔ میڈیکل آفیسر burn کا سپیشلسٹ نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ ہم ڈی ایچ کیو کو بھیج دیتے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ پہلے میڈیکل آفیسر اس کا علاج کرتا ہے۔

جناب سپیکر: ہر جیل میں میڈیکل آفیسر ہوتے ہیں جو first aid دیتے ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ہم سب سے پہلے وہاں ان کو first aid دیتے ہیں۔ اگر مریض کی حالت serious ہو تو اسے ڈی ایچ کیو میں منتقل کرا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال بھی خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 6422 ہے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ خدیجہ عمر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

گجرات، جیل ہسپتال سے متعلقہ تفصیلات

***6422: محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات کی جیل میں کتنے بیڈ کا ہسپتال ہے اور ہسپتال کا کل کتنا عملہ ہے؟

(ب) ہسپتال میں قیدیوں کے لئے کون کون سی سہولتیں میسر ہیں؟

(ج) کیا ضلع گجرات کی جیل کے ہسپتال میں مریضوں کے ٹیسٹ کروانے کے لئے سہولت موجود ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) گجرات کی جیل کا ہسپتال آٹھ بستروں پر مشتمل ہے اور مندرجہ ذیل سٹاف تعینات ہے۔

i	میڈیکل آفیسر	01
ii	ڈسپنسر	02
iii	LHV	01
iv	نرسنگ اردلی	02

علاوہ ازیں جیل ہسپتال میں اس وقت بیس بیڈ کی مزید توسیع کا کام جاری ہے۔ اس وقت اس کا تخمینہ مبلغ۔/26.303 ملین روپے ہے اور مبلغ۔/21.154 ملین خرچ ہو چکا ہے اس کے ساتھ کچن کی تعمیر بھی ہو رہی ہے۔

(ب) جیل ہسپتال میں قیدیوں کے لئے تمام ضروری ادویات میسر ہیں اور مندرجہ ذیل آلات نصب ہیں:

i۔ ہیٹ سٹروک روم

ii۔ آکسیجن

iii۔ نیبولائزر بھی موجود ہے۔

iv۔ HIV+ve,HCVاور T.Bکے مریضوں کے لئے علیٰحدہ سیل موجود ہے اور باقاعدگی سے علاج کیا جاتا ہے۔

(ج) ڈسٹرکٹ جیل گجرات میں بنیادی لیبارٹری ٹیسٹوں کی سہولت موجود ہے اور کسی قسم کی بیماری کی تشخیص کے لئے قیدیوں کے خون کے سمپل عزیز بھٹی شہید ہسپتال میں روزانہ بھیجے جاتے ہیں تاکہ بہتر تشخیص اور علاج معالجہ کیا جاسکے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جز(الف) میں جواب دیا ہے کہ اتنے ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ یہ گجرات جیل کے اندر ہسپتال کی تعمیر جاری تھی اس کی موجودہ صورتحال کیا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ ہسپتال پہلے بارہ بستروں کا تھا اب اس کو ہم نے بیس کا کر دیا ہے۔ یہ مکمل ہو چکا ہے۔ اس کا تخمینہ 26.303 ملین روپے تھا اور اس پر 29.085 ملین روپے خرچ ہوا ہے۔ یہ ہسپتال working order میں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ ایڈز، ہیپاٹائٹس اور ٹی بی کے مریضوں کے لئے علیحدہ سیل موجود ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ اس میں کتنے کتنے بستر موجود ہیں اور ان کے لئے کوئی سپیشلسٹ ڈاکٹر کام کر رہا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ایڈز کے پانچ، ہیپاٹائٹس سی کے چھ اور ٹی بی کے آٹھ مریض ہیں ان کے لئے الگ سیل بنایا ہوا ہے۔ ہم انہیں الگ رکھتے ہیں تاکہ دوسرے قیدیوں میں یہ بیماری نہ پھیلے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! انہوں نے لکھا ہے کہ ہمارے پاس آٹھ بستر ہیں اور مریض یہ زیادہ بتا رہے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ جو علیحدہ سیل بنایا گیا ہے اس میں کتنے بستر ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات(ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میری اپنی بہن سے یہ گزارش ہے کہ پہلے یہ ہسپتال بارہ بستروں کا تھا جسے اب بیس کا کر دیا ہے۔اس کے علاوہ ان مریضوں کے لئے ہم نے الگ بیرک بنائی ہوئی ہے جہاں ہم انہیں رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا سوال صرف اتنا ہے کہ عام bed اور خصوصی bed میں فرق ہوتا ہے، کیا ایڈز اور ٹی بی کے مریضوں کے لئے الگ سیل میں خصوصی beds موجود ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات(ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ہم نے اس بیرک میں کم از کم بیس beds رکھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔اگلا سوال ملک عامر ڈوگر صاحب کا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 6887 ہے۔(معزز ممبر نے ملک عامر ڈوگر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

ضلع ملتان، جیلوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6887: **ملک محمد عامر ڈوگر**: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ملتان میں کل کتنی جیلیں ہیں؟

(ب) ان میں تعینات کل کتنے ڈاکٹرز ہیں؟

(ج) ان ڈاکٹرز حضرات پر اپنی تعیناتی کے دوران کتنی کتنی دفعہ کرپشن و دیگر بے قاعدگیوں کی وجہ سے انکوائریاں ہوئیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ ان میں اکثر ڈاکٹرز حضرات پر کرپشن ثابت بھی ہوئی لیکن ان کو کوئی سزا نہیں دی گئی؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان میں اکثر ڈاکٹرز عرصہ بیس سال سے زائد ایک ہی جیل میں تعینات ہیں اس کی وجوہات سے آگاہ کریں، کیا حکومت ان کو یہاں سے فوری ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات(ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع ملتان میں مندرجہ ذیل تین جیلیں ہیں۔

(i) نیو سنٹرل جیل ملتان۔

(ii) ڈسٹرکٹ جیل ملتان۔
(iii) زنانہ جیل ملتان۔

(ب) ضلع ملتان کی جیلوں میں پانچ ڈاکٹرز تعینات ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(iv) نیو سنٹرل جیل ملتان =2
(v) ڈسٹرکٹ جیل ملتان =2
(vi) زنانہ جیل ملتان =1

(ج) ان ڈاکٹروں کی تعیناتی کے دوران کرپشن و دیگر بے قاعدگیوں کی وجہ سے کوئی انکوائری نہیں ہوئی۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ کسی بھی ڈاکٹر کے خلاف کرپشن ثابت نہیں ہوئی۔

(ہ) یہ درست نہ ہے۔ کوئی بھی ڈاکٹر کسی بھی جیل پر عرصہ بیس سال سے زائد تعینات نہ ہے۔ میڈیکل افسر کی تعیناتی کا عرصہ ہر ایک کے نام کے سامنے درج ہے۔

نام جیل	نام میڈیکل آفیسر	تاریخ تعیناتی
سنٹرل جیل ملتان	(i)ڈاکٹر ہارون نذیر بخاری	15۔11۔2007
	(ii)ڈاکٹر محمد ایوب	04۔01۔2008
ڈسٹرکٹ جیل ملتان	(i)ڈاکٹر احمد فہیم ربانی	11۔03۔2006
	(ii)ڈاکٹر عامر حسین	06۔03۔2010
زنانہ جیل ملتان	(i)لیڈی ڈاکٹر مس فاخرہ خان	19۔05۔2010

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جز(ہ) میں سوال یہ کیا گیا تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ ان میں اکثر ڈاکٹر عرصہ بیس سال سے زائد ایک ہی جیل میں تعینات ہیں اس کی وجوہات سے آگاہ کریں نیز کیا حکومت ان کو یہاں سے فوری ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟" انہوں نے تفصیل دی ہوئی ہے کہ تین سال کی شرط ہے کہ ایک سرکاری ملازم ایک جگہ پر کام کر سکتا ہے۔ جواب میں صاف لکھا ہوا ہے کہ ڈاکٹر ہارون نذیر پچاس مہینوں، ڈاکٹر ایوب اڑتالیس مہینوں اور ڈاکٹر فہیم ربانی ستّر مہینوں سے ایک ہی جیل میں تعینات ہیں۔ اصل میں یہ بھی حقیقت نہیں ہے کیونکہ کئی ڈاکٹر بیس بیس سال سے ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں۔ جب ایک ڈاکٹر کو ایک ہی جیل میں چھ سال گزرتے ہیں تو ایک مہینے کے لئے اُن کو دوسری جیل کے ہسپتال میں بھیج دیا جاتا ہے۔ حقیقت میں جیلوں کے ہسپتال بہت بدعنوانی کی جگہ ہیں جہاں ادویات خریدی جاتی ہیں اور اس میں ڈاکٹرز کرپشن کرتے ہیں۔ محکمہ کے دیئے گئے چارٹ

میں بھی بے ضابطگی ہے کہ پوسٹنگ ٹرانسفر کی چھتیس ماہ کی پالیسی ہے مگر جواب میں بتائے گئے ڈاکٹر اڑتالیس، پچاس اور ستر ماہ سے ایک ہی جیل میں تعینات ہیں۔ میرا معزز وزیر صاحب سے یہ ضمنی سوال ہے کہ کیا وہ ان ڈاکٹروں کو یہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں یا پھر ایسا کریں گے کہ سنٹرل جیل میں تعینات ڈاکٹر کو ڈسٹرکٹ جیل اور ڈسٹرکٹ جیل والے کو سنٹرل جیل میں بھیج دیں گے یا ان کو محکمہ جیل سے واپس محکمہ صحت میں بھیجیں گے اور محکمہ صحت سے نئے ڈاکٹروں کو جیلوں میں تعینات کریں گے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! جز(ہ) میں جواب تفصیلاً بتادیا گیا ہے کہ سنٹرل جیل ملتان میں ڈاکٹر ہارون نذیر بخاری کی پوسٹنگ 15-11-2007 کو ہوئی تھی، ڈسٹرکٹ جیل ملتان میں ڈاکٹر احمد فہیم ربانی کی پوسٹنگ 2006 میں ہوئی تھی، زنانہ جیل ملتان میں ڈاکٹر فاخرہ خان کی پوسٹنگ 2010 میں ہوئی تھی اور ڈاکٹر بشریٰ کوثر کی پوسٹنگ 2011 میں ہوئی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جو سوال میں نے پوچھا ہے اُس کا جواب تو نہیں دیا جا رہا۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! میری بات سنیں۔ آپ ایسا نہ کیا کریں بلکہ پہلے آپ اُن کو بات مکمل کر لینے دیں پھر اپنی بات کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ ایسے ہی وقت ضائع کر رہے ہیں۔ میرے سوال کا یہ to the point جواب دیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! کیا ملک ندیم کامران صاحب کے پاس اِس کا ایڈیشنل چارج ہے کیونکہ وہ بیٹھے ہوئے ہدایات دے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، آپ بھی تھوڑا سا خیال کریں۔ منسٹر صاحب کو جواب دینے دیں۔ I will be grateful

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ نولاٹیا صاحب نے بھی سوال کرنے سے پہلے اچھی خاصی تمہید باندھی ہے۔ منسٹر صاحب نے ابھی مکمل جواب نہیں دیا لہذا یہ تھوڑا انتظار تو کر لیا کریں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے انہیں پہلے ہی کہہ دیا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! جو محکمہ نے جواب دیا ہے وہ بھی ان کے پاس ہے مگر میں بھی اپنے جواب سے اِن کی تسلی کرا سکتا ہوں۔ جیلوں میں کوئی بھی ڈاکٹر آنے کو تیار نہیں ہے۔ جس طرح یہ کرپشن کی بات کر رہے ہیں تو ادویات کی خُورد بُرد ہے اور نہ ہی ادویات میں کوئی کرپشن کی جارہی ہے کیونکہ ہر جیل میں ادویات ہوم سیکرٹری صاحب بھجواتے ہیں مگر urgent ادویات کے حوالے سے سپرنٹنڈنٹ جیل کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ urgent ادویات خرید سکتا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! کیا حکومت پنجاب کے Rules of Procedure کے مطابق جو ڈاکٹر وہاں جانا چاہے اسے بھیجا جاتا ہے؟ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ اگر کسی آدمی کو ڈی سی او (راجن پور) تعینات کر دیا جائے تو وہ کہے کہ میں نہیں جاتا اور اگر کسی ڈاکٹر کو کسی بھی ہسپتال میں بھیجا جائے تو وہ کہتا ہے کہ میں نہیں جاتا لہذا بتائیں کہ Writ of the Government کہاں ہے؟ میرا دو لفظی سوال یہ ہے کہ جو لوگ اِن جیلوں میں بیس بیس سال سے تعینات ہیں کیا معزز وزیر صاحب اُن کو ٹرانسفر کر کے According to Posting Transfer Policy of the Government نئے ڈاکٹروں کو تعینات کرنا چاہتے ہیں یا نہیں؟ میرے grievances یہ ہیں کہ آج کے 35 سوالات ہیں مگر وزیر صاحب غیر ضروری باتیں کرتے ہوئے وقت ضائع کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ بھی ماشاء اللہ اسی طرح ہی وقت ضائع کرتے ہیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔ اس کے بعد اِن کا ضمنی سوال نہیں ہوگا۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! چونکہ میرے بھائی کا تعلق ملتان ڈویژن سے ہے تو اگر کسی جیل کے کسی افسر یا ڈاکٹر کے خلاف انہیں کرپشن کی کوئی شکایت ہے تو یہ مجھ سے مل لیں۔ میں اسی وقت action لوں گا۔ یہ میرے بھائی ایڈووکیٹ بھی ہیں لہذا میری تسلی سے بات سنیں کہ میں انہیں کیا جواب دینا چاہتا ہوں؟ اگر یہ مطمئن نہ ہوں تو دوبارہ ضمنی سوال کر لیں۔ دراصل rules یہی ہیں مگر معاملہ قیدیوں کی بیماریوں کا ہے۔ اگر جیلوں میں کوئی خاتون یا بچہ بیمار ہو جائے تو کون سا ڈاکٹر اُن کا علاج کرے گا؟ اگر اِن ڈاکٹروں کے خلاف ادویات میں کرپشن کی شکایت ہے تو میرے بھائی مجھ سے مل لیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال نمبر 7097 محترمہ انیلہ اختر چودھری صاحبہ کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی محترمہ انیلہ اختر چودھری صاحبہ کا ہے۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: On her behalf سوال نمبر 7098 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ انیلہ اختر چودھری کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل قصور میں قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7098: **محترمہ انیلہ اختر چودھری:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ڈسٹرکٹ جیل قصور میں اس وقت کتنے قیدی / حوالاتی ہیں؟

(ب) اس جیل میں گنجائش سے زیادہ کتنے قیدی / حوالاتی مقید ہیں اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) یہ جیل کتنے رقبہ پر مشتمل ہے اس کی عمارت کتنے رقبہ پر ہے؟

(د) اس جیل میں کتنی بیرکس اور سیل ہیں؟

(ہ) اس جیل کے سال 09-2008 اور 10-2009 کے اخراجات بتائیں؟

(و) کیا حکومت اس جیل کو حوالاتی / قیدیوں کی تعداد کے مطابق توسیع دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل قصور میں مندرجہ ذیل اسیران مقید ہیں:۔

1۔حوالاتی	1248
2۔قیدی	157
3۔قیدی سزائے موت	245
کل تعداد	1650

(ب) اس جیل میں 596 اسیران رکھنے کی گنجائش ہے۔ اسی طرح 1206 اسیران گنجائش سے زیادہ ہیں۔ یہ جیل 1929 میں تعمیر ہوئی تھی۔ اکیاسی سالوں میں قصور کی آبادی کئی گنا بڑھ چکی ہے اور اسی نسبت سے جرائم میں اضافہ کی وجہ سے گنجائش کم پڑ گئی ہے۔

(ج) ڈسٹرکٹ جیل قصور کا رقبہ مندرجہ ذیل ہے۔

	مرلے	کنال	ایکڑ
کل رقبہ جیل	10	01	32
رقبہ جیل عمارت	05	05	13
رقبہ سٹاف کالونی	15	06	07
رقبہ جیل باغیچہ	00	01	10
بنجر رقبہ	10	04	00

(د) اس جیل میں اس وقت بارہ بیرکس اور بتیس سیل ہیں۔

(ہ)

Development Exp.2008-09

1	ایک عدد رہائش گاہ برائے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ	2.462M
2	پانچ عدد رہائش گاہیں برائے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	4.000M
3	تعمیر برائے باؤنڈری وال	3.527M
4	مہیا کئے جانے ٹائلٹ سہولیات برائے اسیران	10.573M

Development Exp.2009-10

1	5 عدد رہائش گاہیں برائے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	12.939M
2	مہیا کئے جانے ٹائلٹ سہولیات برائے اسیران	11.753M
3	تعمیر کئے جانے اضافی ڈیتھ سیل و بیرکس	65.218M

i- Non Dev.Exp.2008-0
Rs.75, 106,033/-

ii- Non Dev.Exp.2009-10
Rs.90, 639,162/-

(و) حکومت پنجاب قیدیوں / حوالاتیوں کی تعداد کو مد نظر رکھتے ہوئے جیل ہائے پنجاب میں اضافی بیرکس و ڈیتھ سیل بنوانے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس وقت ڈسٹرکٹ جیل قصور میں دو عدد بیرکس اور سولہ عدد ڈیتھ سیل تعمیر ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر! سوال کے جز(ب) میں پوچھا گیا ہے کہ اس جیل میں گنجائش سے زیادہ کتنے قیدی/حوالاتی مقید ہیں اس کی وجوہات کیا ہیں جس کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ اس جیل میں 596 اسیران رکھنے کی گنجائش ہے مگر 1206 اسیران گنجائش سے زیادہ ہیں۔ میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے کہ جیل میں گنجائش کو بڑھایا جائے

کیونکہ گنجائش سے زیادہ قیدی جیل میں رکھے گئے ہیں۔بیرکوں میں قیدیوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح رکھا جاتا ہے لہذا کیا حکومت جیل میں توسیع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ جیل 1929 میں بنی تھی۔چونکہ اب قصور کی آبادی بڑھ چکی ہے اور میرے بھائی کی یہ بات درست ہے کہ جیل میں 596 قیدیوں کی گنجائش ہے اور باقی کے قیدی گنجائش سے زیادہ ہیں۔قصور جیل میں آبادی کو مدنظر رکھتے ہوئے دو عدد بیرکیں اور سولہ عدد death cell تعمیر ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔اگلا سوال نمبر 7102 جناب عبدالوحید چودھری صاحب کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر 7103 بھی انہی کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر 7236 چودھری محمد اسداللہ صاحب کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر 7245 محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر 7261 رانا آصف محمود صاحب کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر 7263 الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر 7270 رانا محمد افضل خان صاحب کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: سوال نمبر 7270 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

قیدیوں سے پکڑے گئے موبائل فونز اور منشیات سے متعلقہ تفصیل

*7270: **رانا محمد افضل خان:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب کی جیلوں میں قیدیوں سے پچھلے ایک سال میں کتنے موبائل فون پکڑے گئے اور کتنے منشیات کے ساتھ پکڑے گئے؟

(ب) ایسے معاملات میں عملے کے کتنے لوگوں کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا اور کیا سزا دی گئی،اس کی تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) پنجاب کی جیلوں میں پچھلے ایک سال سے اب تک اسیران سے دوران تلاشی 2331 موبائل فون پکڑے گئے جن کو جیل قوانین کے تحت سزائیں دی گئیں۔

مزید یہ کہ اس عرصے کے دوران 1474 اسیران سے قید کے دوران چیکنگ کے ذریعے منشیات پکڑی گئی اور ان کو بھی جیل قوانین کے تحت سزا دی گئی۔ان میں سے 42 اسیران کے خلاف مختلف پولیس سٹیشنوں میں مقدمات درج کروائے گئے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

1	سنٹرل جیل، ملتان	4
2	سنٹرل جیل، ڈیرہ غازی خان	4
3	ڈسٹرکٹ جیل، ملتان	2
4	سنٹرل جیل، لاہور	3
5	ڈسٹرکٹ جیل، ٹوبہ ٹیک سنگھ	1
6	ڈسٹرکٹ جیل، گجرات	11
7	ڈسٹرکٹ جیل، جہلم	3
8	ڈسٹرکٹ جیل، قصور	6
9	ڈسٹرکٹ جیل، منڈی بہاؤالدین	6
10	سنٹرل جیل، فیصل آباد	2
	ٹوٹل	42

(ب) پنجاب کی جیلوں میں پچھلے ایک سال سے اب تک 83 ملازمین جیل کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا جن کی غفلت کی وجہ سے اسیران جیل کے اندر موبائل فون اور منشیات لے جانے میں کامیاب ہوئے تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ موبائل فون کے زمرے میں درج ذیل جیلوں کے 41 ملازمین کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا اور ان کو جیل قوانین اور PEEDA Act, 2006 کے تحت سزائیں دی گئیں۔

موبائل فون کیسز

نمبر شمار	نام جیل	تعداد ملازمین	تفصیل سزائیں
1	سنٹرل جیل ملتان	03	نوکری سے برخاست کر دیا
2	ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا	06	چار کی سالانہ ترقی بند ایک نوکری سے برخاست ایک اور ایک Censure
3	ڈسٹرکٹ جیل شاہ پور	03	نوکری سے برخاست
4	سنٹرل جیل فیصل آباد	07	چھ کو Censure ایک کی تین سال سروس ضبط

5	سنٹرل جیل میانوالی	03	دونوکری سے برخاست ایک کی سالانہ ترقی بند
6	ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد	01	جبری ریٹائرمنٹ
7	ڈسٹرکٹ جیل جھنگ	02	نوکری سے برخاست
8	ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ	01	نوکری سے برخاست
9	ڈسٹرکٹ جیل قصور	01	نوکری سے برخاست
10	ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ	04	سالانہ ترقی بند
11	سنٹرل جیل لاہور	04	دونوکری سے برخاست ایک کی سروس تین ضبط سال اور ایک کی سالانہ ترقی بند
12	ڈسٹرکٹ جیل،اٹک	01	دوسال کی سالانہ ترقی بند کی گئی
13	ڈسٹرکٹ جیل، گجرات	02	دوکونوکری سے برخاست کر دیا گیا۔
14	ڈسٹرکٹ جیل، جہلم	01	نوکری سے برخاست کر دیا گیا۔
15	ڈسٹرکٹ جیل، منڈی بہاؤالدین	01	نوکری سے برخاست کر دیا گیا۔
16	سنٹرل جیل، راولپنڈی	01	دوسال کی سالانہ ترقی بند کی گئی

2۔ تلاشی منشیات کے زمرے میں درج ذیل جیلوں کے 42ملازمین ذمہ دار تھے ان کو جیل قوانین اور under PEEDA Act, 2006 کے مطابق سزائیں دی گئیں۔

نمبر شمار	نام جیل	تعداد ملازمین	تفصیل سزائیں
1	سنٹرل جیل، ڈیرہ غازی خان	01	تین سال کی ترقی بند کی گئی
2	ڈسٹرکٹ جیل، سرگودھا	03	تین سال کی سالانہ ترقی بند کی گئی
3	ڈسٹرکٹ جیل شاہ پور	02	دوکونوکری سے برخاست کر دیا گیا ہے۔
4	سنٹرل جیل فیصل آباد	02	دوکونوکری سے برخاست کر دیا گیا ہے۔
5	ڈسٹرکٹ جیل، فیصل آباد	04	دوکو جبری ریٹائر ایک ی سالانہ سروس ضبط اور ایک کو نوکری سے برخاست کر دیا گیا
6	ڈسٹرکٹ جیل، سیالکوٹ	02	ایک کو نوکری سے برخاست کر دیا گیا
7	ڈسٹرکٹ جیل، قصور	01	نوکری سے برخاست کر دیا گیا۔
8	ڈسٹرکٹ جیل،اٹک	01	نوکری سے برخاست کر دیا گیا۔
9	ڈسٹرکٹ جیل، گجرات	01	نوکری سے برخاست کر دیا گیا۔
10	ڈسٹرکٹ جیل، جہلم	02	نوکری سے برخاست کر دیا گیا۔ بحال کر دیا گیا
11	ڈسٹرکٹ جیل، منڈی بہاؤالدین	02	ایک نوکری سے برخاست کر دیا گیا اور تین سال کی سروس ضبط کر دی گئی
12	سنٹرل جیل، راولپنڈی	04	ایک کو نوکری سے برخاست کر دیا گیا اور تین کا ایڈمن گراؤنڈ پر تبادلہ کر دیا گیا ہے۔

13	سنٹرل جیل،لاہور	17	دو کو نوکری سے برخاست پانچ کی ایک سال ترقی بند چار کی تین سال سروس ضبط تین کو سنسشور دو کی ایک سال سروس ضبط اور ایک کی دو سال سروس ضبط

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!جیلوں میں سب سے بڑے مسائل موبائل فون اور منشیات کے بارے میں سوال ہے۔ جز (الف) میں انہوں نے کہا کہ ایک سال میں 2331 موبائل جیل کے اندر سے پکڑے گئے ہیں۔ظاہر ہے کہ جتنے موبائل جیل میں جاتے ہیں اُس کا ایک جز ہو گا۔ میں پہلے بھی اس ہاؤس میں کتنی دفعہ عرض کر چکا ہوں کہ جیلیں Mobile Jammers کیوں نہیں لگاتیں؟ میرا آج منسٹر صاحب سے ضمنی سوال یہی ہے کہ اب جب ٹیکنالوجی موجود ہے تو کیا جیلوں کے افسران جیلوں میں جان بوجھ کر Jammers نہیں لگواتے کیونکہ موبائل فون کا جیلوں میں ایک business ہے؟

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر!لاہور میں Jammers کا تجربہ کیا جا رہا ہے۔ جونہی ہمیں فنانس ڈیپارٹمنٹ فنڈز دے گا تو باقی تمام جیلوں میں Mobile Jammers لگ جائیں گے۔رانا صاحب کی یہ بات بالکل درست ہے کیونکہ ہم نے اس طرح کے بندے پکڑے بھی ہیں۔

جناب سپیکر: یہ Mobile Jammers کتنا مہنگا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر!یہ لاکھوں میں نہیں بلکہ کروڑوں روپوں میں آتا ہے۔ ہماری ہائی سکیورٹی بیرکیں ہیں جہاں بڑے بڑے تخریب کار قیدی ہوتے ہیں وہاں پر Jammers لگ چکے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!اگر محکمے کا Jammers لگانے کا ارادہ ہے تو کیا انہوں نے اس کے لئے PC-1 بنا کر گورنمنٹ کو اپنی demand دی ہے کہ Mobile Jammers لگائے جائیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر!ہم نے باقاعدہ PC-1 کے لئے بھی لکھ کر بھیجا ہوا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ جس طرح ہم نے سکیورٹی بیرکوں میں Jammers لگائے ہیں اُن کے تجربہ کے بعد باقی جیلوں میں بھی install کر دیں گے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں ان کی بات مان لیتا ہوں مگر میرا نشاندہی کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ ایک اہم چیز ہے جس پر یہ عمل کر لیں۔ جواب کے دوسرے جز میں انہوں نے بتایا ہے کہ 1474 لوگ منشیات کے ساتھ جیلوں میں پکڑے گئے ہیں جس سے میں مطمئن نہیں ہوں کیونکہ یہ بہت کم تعداد بتائی گئی ہے۔ اسی طرح جواب کے مطابق 42 اسیران کے خلاف مختلف تھانوں میں مقدمات درج کروائے گئے ہیں۔ اول تو سب کے اوپر مقدمات درج ہونے چاہئیں تھے کیونکہ جیلوں کے ملازمین کی غفلت سے جیلوں میں منشیات جاتی ہے لہذا مقدمات درج کرنے کے بعد سزا ملازمین کو دی جانی چاہئے تھی۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 1474 میں سے صرف 42 لوگوں کے خلاف مقدمات کیوں درج کئے گئے اور جیلوں کے ملازمین کے خلاف action کیوں نہیں لیا گیا؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! جیل کے تقریباً 83 ملازمین کو سزا دی گئی جس کا ریکارڈ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ 42 قیدیوں کے خلاف ہم نے تھانوں میں پرچے درج کروائے اور بقایا قیدیوں کو ہم نے قانون کے تحت چکی میں بند کر دیا۔ سپرنٹنڈنٹ جیل کے اختیار میں ہے کہ اگر کوئی بندہ غیر قانونی کام کرے تو وہ اسے چکی میں بند کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی رانا محمد افضل خان صاحب کا ہے۔ رانا صاحب! دراصل پہلے آپ ایک سوال معزز ممبر کے behalf پر کر چکے ہیں لہذا اب آپ کا یہ سوال dispose of ہو گا۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں اب اگلے سوال پر آ چکا ہوں۔ رانا صاحب! اب آپ کا یہ سوال نہیں آ پائے گا۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! کیا یہ rules میں ہے کہ اس طرح سوال نہیں آ سکتا؟

جناب سپیکر: جی، یہ rules میں موجود ہے۔ پہلے آپ نے ممبر کے behalf پر اور دوسرا اپنے سوال پر ضمنی سوال کیا ہے۔ صرف دو سوال ہی ایک ممبر کی طرف سے آ سکتے ہیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! مجھے ایک سوال کرنے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، اب آپ کا ضمنی سوال اس پر نہیں ہو گا۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں بڑا اہم سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اگلے سوالوں میں کر لیجئے گا۔ اگلا سوال نمبر 7294 محترمہ دیبا مرزا صاحبہ کا ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! On her behalf سوال کا نمبر 7294 ہے۔ سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ دیبا مرزا کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل نارووال کی تعمیر کا مسئلہ

*7294: محترمہ دیبا مرزا: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل نارووال کی تعمیر کے لئے 75.000 ملین روپے حکومت نے 10۔2009 میں مختص کئے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ جیل کی تعمیر ابھی تک شروع نہ کی گئی ہے؟

(ج) کیا حکومت ڈسٹرکٹ جیل نارووال کی فوری تعمیر شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل نارووال کی تعمیر کے لئے برائے سال 10۔2009 حکومت نے 75.000 ملین فنڈز release کئے اور بابت سال 10۔2009 میں 74.854 ملین روپے خرچ ہوئے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل نارووال کی تعمیر شروع نہیں ہوئی۔

(ج) ڈسٹرکٹ جیل نارووال کی تعمیر شروع ہے اور اس پر کل 86.806 ملین روپے 30۔06۔2010 تک خرچ ہو چکے ہیں۔ اس کا کل تخمینہ لاگت 1048.978 ملین روپے ہے اگر حکومت بقایا فنڈز release کر دے تو یہ جیل چوبیس ماہ میں مکمل ہو سکتی ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! جز(ج) میں پوچھا گیا تھا کہ "کیا حکومت ڈسٹرکٹ جیل نارووال کی فوری تعمیر شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟" جواب میں کہا گیا کہ "ڈسٹرکٹ جیل نارووال کی تعمیر شروع ہے اور اس پر کل لاگت سے 86 ملین روپے 30-06-2010 تک خرچ ہو چکے ہیں۔ اس کا کل تخمینہ لاگت 104.978 ملین روپے ہے اگر حکومت بقایا فنڈز ریلیز کر دے تو یہ جیل 24 ماہ میں مکمل ہو سکتی ہے۔" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حکومت جس میں منسٹر صاحب خود شامل ہیں تو کب تک بقایا فنڈز release کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات(ملک محمد اقبال چنڑ):جناب سپیکر!حکومت کامطلبFinance Department ہے۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!صحافی حضرات پریس گیلری سے واک آؤٹ کر گئے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ بیٹھے ہیں اور آپ تشریف رکھیں۔انہوں نے کوئی واک آؤٹ نہیں کیا۔جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات(ملک محمد اقبال چنڑ):جناب سپیکر!اس میں 20 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور باقی کام جاری ہے۔محکمہ خزانہ کو لیٹر لکھا ہے کہ ہمیں فنڈز چاہیئں اور جونہی فنڈز ملتے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ جیل کی تعمیر کا کام13-2012 میں مکمل ہو جائے گا۔

رانا تنویر احمد ناصر:جناب سپیکر!یہ تاریخ بتادیں کہ کب تک فنڈز مل جائیں گے کیونکہ ڈیڑھ سال تو ہو گیا ہے؟

جناب سپیکر:جی،منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات(ملک محمد اقبال چنڑ):جناب سپیکر!آئندہ سال تک فنڈز بھی آ جائیں گے اور جیل بھی مکمل ہو جائے گی۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان:جناب سپیکر!ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان:جناب سپیکر!وزیر موصوف سے ضمنی سوال ہے کہ مختلف اضلاع اور مختلف تحصیلوں میں بنائی گئیں سب جیلیں اور مختلف اضلاع میں جیلیں ابھی زیر تعمیر ہیں جیسے نارووال جیل کے فنڈز ابھی تک جاری نہیں ہوئے تو حکومت ان زیر تعمیر جیلوں کے فنڈز کب تک جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر:جی،منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات(ملک محمد اقبال چنڑ):جناب سپیکر!ان کے سوال کے دو معنی ہیں۔پورے پنجاب میں ہماری سب جیلیں 34 ہیں جن کا انتظام ڈی سی او کرتے ہیں لیکن بجٹ through Prison Department ڈی سی او صاحبان کو دیا جاتا ہے۔ڈی سی اوز ان کی نگرانی کرتے ہیں اور mess کے

انتظام کے لئے ہمارا محکمہ فنڈز مہیا کرتا ہے۔ جہاں تک جیلوں کا معاملہ ہے تو صوبہ پنجاب میں بارہ جیلیں نئی تعمیر ہو رہی ہیں جن میں سے کسی کا کام 80 فیصد، کسی کا 90 فیصد اور کسی کا 50 فیصد مکمل ہو چکا ہے۔ ویسے یہ fresh question بنتا ہے۔

جناب سپیکر: نارووال جیل کی latest position بتا دیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! تقریباً یہ جیل ڈیڑھ سال میں مکمل ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ دیبا مرزا صاحبہ کا ہے۔

محترمہ دیبا مرزا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 7295 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال 09۔2008، ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ کے فنڈز کی تفصیلات

*7295: محترمہ دیبا مرزا: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ کو 09۔2008 کے دوران صحت کی مد میں کتنی رقم دی گئی؟

(ب) سال 09۔2008 کے دوران کتنے قیدیوں کو علاج معالجے کی سہولت بہم پہنچائی گئی؟

(ج) سال 09۔2008 کے دوران ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں قیدیوں کی صحت کے کن کن منصوبوں پر عملدرآمد ہوا اور کتنے فنڈز کی کمی کی وجہ سے نامکمل رہ گیا؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) سال 09۔2008 کے دوران جیل ہذا کو صحت کی مد میں۔/7,19,080 روپے کی رقم دی گئی۔

(ب) سال 09۔2008 کے دوران 44167 اسیران کا علاج معالجہ کیا گیا۔

(ج) اس عرصہ کے دوران مارچ 2009 میں جیل میں مقید تقریباً 2250 اسیران کو ہیپاٹائٹس بی کی ویکسینیشن کروائی گئی۔

2130اسیران کی سکریننگ کی گئی اور ان میں ہیپاٹائٹس سی positive کے 183اسیران کے Eliza Test کروائے جن میں سے 105کا ٹیسٹpositiveآیا ان میں سے10 اسیران کے PCRٹیسٹ کروائے گئے اور ان کو ہیپاٹائٹس سی کا مکمل علاج فراہم کیا گیا ہے۔ باقی اسیران کا PCRٹیسٹ کروانے کے لئے پنجاب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے متعلقہ DHQ ہسپتالوں کو ہدایات جاری کر دی ہیں اور جن کو PCRٹیسٹ کے بعد علاج کی ضرورت ہو گی اس کا بندوبست کر لیا ہے۔ مزید یہ کہ سیالکوٹ جیل میں صحت کے حوالے سے کوئی بھی منصوبہ فنڈز کی کمی کی وجہ سے نامکمل نہ رہ گیا ہے۔

محترمہ دیبامرزا: جناب سپیکر! میں اس جواب سے مطمئن ہوں۔

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال کے جز(الف) میں پوچھا گیا تھا کہ "2008-09 میں صحت کی مد میں کتنی رقم خرچ کی گئی؟" جواب میں ہے کہ "سات لاکھ 19ہزار 80روپے" تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 44ہزار 167اسیران کے علاج معالجہ پر کیا یہ ساری کی ساری رقم خرچ ہو گئی تھی اور اگر کسی financial year میں صحت کی مد میں مخصوص رقم ختم ہو جائے تو کیا قیدیوں کو صحت کی سہولتیں بعد میں بھی فراہم کی جاتی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ اگر فنڈز ختم ہو بھی جائیں تو ہم فنڈز کے لئے فوری طور پر محکمہ داخلہ سے رابطہ کر کے مزید حاصل کر لیتے ہیں اور کوئی قیدی بغیر علاج کے نہیں رہتا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب کا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! On his behalf۔ (معزز ممبر نے ڈاکٹر محمد اشرف چوہان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، شیر علی خان صاحب! سوال کا نمبر پکاریں۔

جناب شیر علی خان: سوال نمبر 7316 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل کی منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*7316: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ جیل خانہ جات میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل کی کتنی اسامیاں منظور شدہ ہیں؟

(ب) کتنی اسامیوں پر اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل بطور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل & Own Pay scale کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور سنیارٹی نمبر بتائیں؟

(ج) اس وقت ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل کی کتنی اسامیاں کہاں کہاں خالی ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) محکمہ جیل خانہ جات میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل کی منظور شدہ اسامیاں کل 89 ہیں۔

(مردانہ=80، زنانہ=9)

(ب) اس وقت کل سات اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل بطور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل ایڈیشنل چارج کام کر رہے ہیں۔ ان کے نام، گریڈ اور سنیارٹی نمبر درج ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	سنیارٹی نمبر
1	شفیق الرحمن	A.S	16	1
2	ملک اعجاز الحق	A.S	16	3
3	عبدالصبور سکھیرا	A.S	16	6
4	محمد حسین	A.S	16	7
5	وحید خان	A.S	16	8
6	لیاقت علی ملک	A.S	16	12
7	محمد ارشد	A.S	16	13

اوپر دی گئی تفصیل میں جن اہلکاروں کو ایڈیشنل چارج بطور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ نہ دیا گیا اس کی وجوہات درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	سنیارٹی نمبر
1	محمود فخری	A.S	16	2

وجہ: دو مرتبہ Super session

2	راجہ محمد مشتاق	A.S	16	4

وجہ: زیر التواء انکوائری زیر پیڈا ایکٹ 2006

3	طاہر مجید	A.S	16	5

یہ اس وقت بطور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ(Ex)ڈسٹرکٹ جیل قصور officiating basis پر اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

4 ٹیپو سلطان A.S 16 9

وجہ:زیرالتواء انکوائری پیڈا ایکٹ2006

5 جاوید رشید A.S 16 10

وجہ:آٹھ سال کی سالانہ خفیہ رپورٹ موصول نہ ہونے پر فٹ لسٹ میں شامل نہ کیا گیا۔

4 محمد ایوب A.S 16 11

وجہ:سات سال کی سالانہ خفیہ رپورٹ موصول نہ ہونے اور ایک سالانہ خفیہ رپورٹ منفی ہونے کی بناء پر فٹ لسٹ میں شامل نہ کیا گیا۔

(ج) ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل کی کل 17 اسامیاں خالی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام جیل	تعداد اسامی
1	سنٹرل جیل، ساہیوال (لیڈی D.S)	01
2	سنٹرل جیل، ملتان	02
3	سنٹرل جیل، بہاولپور	01
4	سنٹرل جیل، ڈیرہ غازی خان	01
5	ڈسٹرکٹ جیل، رحیم یار خان	01
6	ڈسٹرکٹ جیل، وہاڑی	01
7	ڈسٹرکٹ جیل، بہاولنگر	01
8	ڈسٹرکٹ جیل، مظفر گڑھ	01
9	ویمن جیل، ملتان	01
10	ڈسٹرکٹ جیل، جہلم	01
11	ڈسٹرکٹ جیل، اٹک	01
12	ڈسٹرکٹ جیل، منڈی بہاؤالدین	01
13	سب جیل، چکوال	01
14	سنٹرل جیل، فیصل آباد	02
15	ڈسٹرکٹ جیل، جھنگ	01
	ٹوٹل	17

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! یہ جواب 13۔دسمبر 2010 کو موصول ہوا ہے تو کیا وزیر صاحب بتانا پسند کریں گے کہ اس کی موجودہ صورتحال کیا ہے، اس وقت کتنے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کی ڈیوٹی کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس وقت اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کام کر رہے ہیں۔ شفیق الرحمٰن، ملک اعجاز الحق، عبدالصبور، محمد حسین، وحید خان، ٹیپو سلطان، لیاقت علی ملک، محمد ارشد اور خالد۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کی سولہ اسامیاں خالی ہیں۔ سنٹرل جیل میں لیڈی ڈپٹی کی سیٹ خالی ہے، ملتان میں ایک سیٹ خالی ہے، بہاولپور میں ایک سیٹ خالی ہے، ڈیرہ غازی خان میں دو سیٹیں خالی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ تو سارا آپ نے لکھا ہوا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! سولہ سیٹیں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کی اور نو اسسٹنٹ کی خالی ہیں۔ میں یہ موجودہ صورتحال کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! جو انہوں نے latest position بتائی ہے یہ کب تک ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کی خالی سیٹوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ کیونکہ ان کے پچھلے سال کا جواب ہے اس میں بھی نو لوگ کام کر رہے تھے اور ابھی بھی نو لوگ کام کر رہے ہیں۔ یہ کب تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ دوسری بات یہ پوچھنی ہے کہ یہاں لکھا ہوا ہے "دو مرتبہ Super session" اس کا کیا مطلب ہے؟ میرا خیال ہے کہ یہ لفظ ڈکشنری میں تو نہیں پایا جاتا۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! Super session کا مطلب ہے super seat۔

جناب سپیکر: اسمبلی سیکرٹریٹ نے یہ غلطی تسلیم کر لی ہے۔ اگلا سوال بھی ڈاکٹر محمد اشرف چوہان کا ہے۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! On his behalf (معزز ممبر نے ڈاکٹر محمد اشرف چوہان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، چودھری ندیم خادم صاحب! سوال کا نمبر پکاریں۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! سوال نمبر 7317 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ جیل خانہ جات میں منظور شدہ و خالی اسامیاں و دیگر تفصیلات

*7317: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ جیل خانہ جات میں سپرنٹنڈنٹ جیل اور ڈی آئی جی جیل خانہ جات کی کتنی اسامیاں منظور شدہ ہیں؟

(ب) کتنی اسامیاں پر ہیں اور کتنی خالی ہیں؟

(ج) کتنی اور کس کس اسامی پر جونیئر آفیسر own pay scale پر کام کر رہے ہیں؟

(د) کس کس آفیسر کے خلاف کس کس بنا پر محکمانہ انکوائریاں چل رہی ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

(ہ) 2009-10 کے دوران کتنے ملازمین کو کس کس بناء پر کیا کیا سزا ہوئی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) محکمہ جیل خانہ جات پنجاب میں ڈی آئی جی جیل خانہ جات پنجاب کی منظور شدہ اسامیاں چھ ہیں اور سپرنٹنڈنٹ جیل کی منظور شدہ اسامیاں 48 ہیں۔

(ب) اس وقت ڈی آئی جی جیل خانہ جات کی تمام اسامیاں پر ہیں۔ سپرنٹنڈنٹ جیل کی 41 اسامیاں پر ہیں اور پانچ خالی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام جیل	تعداد اسامی
1	سنٹرل جیل، لاہور	01 سپرنٹنڈنٹ جیل(BS-18),(Major on Secondment) ہائی سکیورٹی بیرکس
2	سنٹرل جیل، ملتان	(i)02 سپرنٹنڈنٹ جیل(BS-18),(Major on Secondment) ہائی سکیورٹی بیرکس۔ (ii)ایڈیشنل سپرنٹنڈنٹ جیل۔
3	سنٹرل جیل، فیصل آباد	01 سپرنٹنڈنٹ جیل(BS-18),(Major on Secondment) سکیورٹی بیرکس۔
4	سنٹرل جیل راولپنڈی	01 سپرنٹنڈنٹ جیل(BS-18),(Major on Secondment) سکیورٹی بیرکس۔
	ٹوٹل:	05 اسامیاں

(ج) کسی جونیئر کو استحقاق کے بغیر سینئر اسامی پر نہ لگایا گیا ہے۔البتہ سنیارٹی کے مطابق ڈی آئی جی جیل خانہ جات پانچ اسامیوں پر own pay scale تعینات ہیں۔اسی طرح سپرنٹنڈنٹ اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل 28 اسامیوں پر own pay scale تعینات ہیں۔

(د) محکمہ جیل خانہ جات، پنجاب کے 115 افسران کے خلاف 54 کیسوں میں محکمانہ انکوائریاں چل رہی ہیں جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) 10۔2009 کے دوران 1840 ملازمین کو سزائیں دی گئی ہیں جن کی تفصیل ضمیمہ (ب،ج،د،ہ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! میرا آپ کے توسط سے محترم وزیر صاحب سے ایک ضمنی سوال ہے کہ جز(د) میں جن افسران کے خلاف انکوائریاں چل رہی ہیں کیا ان میں سے کوئی کسی جگہ تعینات ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ fresh question ہے اور میں ڈیپارٹمنٹ سے پوچھ کر بتاؤں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں یہ fresh question نہیں بنتا۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ لاہور ریجن میں اس وقت 276 انکوائریاں ہو رہی ہیں، راولپنڈی ریجن میں 536 انکوائریاں ہیں اور ملتان میں۔۔

جناب سپیکر: وہ جو پوچھ رہے ہیں وہ بتائیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! انکوائریاں چل رہی ہیں، جب تک کہ اس کے خلاف allegation ثابت نہ ہو وہ تعینات ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: انکوائریاں چل رہی ہیں جب تک ان کا فیصلہ نہ ہو وہ continue کرتا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جب تک ان کو کوئی سزا نہ ملے اس وقت تک وہ کام کر سکتا ہے۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! اگر وہ guilty ثابت ہو جائے تو پھر اس کی کیا سزا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! جب guilty ثابت ہو جائے تو پھر قانون کے مطابق سزا ملے گی۔

جناب سپیکر: جو جرم کیا ہو گا اس کے مطابق ہی سزا ملے گی۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! سال سال تک تو انکوائری مکمل ہی نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر: یہ کوئی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 7326 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ کی جیلوں میں ہنگاموں کی تفصیلات

*7326: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں یکم جنوری 2008 سے اب تک کن کن جیلوں میں ہنگامے ہوئے ان میں کتنے قیدی، حوالاتی اور اہلکار زخمی ہوئے اور کتنی املاک کا نقصان ہوا؟

(ب) متذکرہ عرصے کے دوران ہنگاموں کی وجہ سے کن کن کے خلاف کیا کیا تادیبی کارروائی ہوئی اور اس وقت کن کن کے خلاف تادیبی کارروائی زیر التواء ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف)

1۔ ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ: میں مورخہ 2008۔06۔05 کو اسیران نے نئی تبدیل ہو کر آنے والی جیل انتظامیہ کے خلاف ہنگامہ آرائی کی۔ نئی جیل انتظامیہ نے جیل میں کرپشن، منشیات فروشی اور موبائل فون کے ناجائز استعمال پر پابندی لگائی تھی اور سخت آپریشن کیا تھا جس پر چند شر پسند اسیران نے ہنگامہ آرائی کی تاکہ نئی آنے والی انتظامیہ کو بلیک میل کر سکے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس پر قابو پالیا گیا دوران ہنگامہ کوئی اسیر یا جیل ملازم زخمی نہ ہوا ہے اس ضمن میں جناب جاوید لطیف اے آئی جی، اسٹیبلشمنٹ اور میاں سالک جلال، ڈپٹی انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات پنجاب لاہور نے انکوائری کی جو کہ حکومت پنجاب کو بذریعہ چٹھی نمبری 3041 مورخہ 2008۔06۔16 کو روانہ کی گئی۔

2۔ ڈسٹرکٹ جیل منڈی بہاؤالدین میں مورخہ 2008۔07۔22 کو اسیران نے ہنگامہ آرائی کی جس کی وجہ یہ تھی کہ اسیران نے جان بوجھ کر سیل بلاک میں ایک حوالاتی مظہر ولد

شریف کی اچانک وفات کی افواہ اسیران میں پھیلادی جس سے اسیران نے ہنگامہ کر دیا۔اس ہنگامہ میں کسی قسم کا جانی ومالی نقصان نہیں ہوا۔ ۔ہنگامہ آرائی کرنے والوں کو گفت وشنید کے ذریعے سمجھادیا گیا۔ہنگامہ کرنے والے اسیران کو سمجھانے پر جیل میں امن ہوگیا۔

3۔ سنٹرل جیل میانوالی میں مورخہ 2008۔07۔31 کو سکیورٹی وارڈ نمبر1 میں بند محمد اجمل ولد احمد خان نے خودکشی کی۔ جیل میں بند بعض شرپسند عناصر نے دیگر اسیران کو اکسایا اور جیل میں ہنگامہ آرائی اور توڑ پھوڑ کی۔اس ہنگامے کے دوران کوئی قیدی وحوالاتی اور اہلکار ہلاک یا زخمی نہ ہوا ۔البتہ اسیران کی ہنگامہ آرائی و توڑ پھوڑ کی وجہ سے سرکاری املاک کا ۔/338893روپے کا نقصان ہوا۔

4۔ ڈسٹرکٹ جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 2009۔03۔29 کو جیل میں چند شرپسند سزائے موت کے قیدیوں نے گروپ بندی کر رکھی تھی اور جیل انتظامیہ کو اپنے ناجائز مطالبات منوانے کے لئے اکثر و بیشتر بلیک میل کرتے تھے جس پر سپرنٹنڈنٹ نے گورنمنٹ کے حکم پر مورخہ 2009۔03۔25 کو پندرہ سزائے موت کے قیدیوں کی منتقلی کے آرڈر پر عمل کیا۔اسیران نے بیس عدد تالے، بجلی کا سامان، پانی کے دو عدد پائپ سیڑھیوں کے چار عدد لینگل آئرن توڑ دیئے بیرکوں اور سیلوں کی اینٹیں اکھاڑ دیں قیدیوں کے چھ عدد کمبل اور پانچ عدد دریاں جلادیں۔ اس طرح اسیران نے ہنگامہ آرائی کے دوران 9818روپے کا نقصان کیا۔ دفتر ہذا نے تیرہ آفیسران اور ماتحت عملہ کے خلاف حکومت پنجاب کو تادیبی کارروائی کے لئے کیس بھیج دیا تھا جس پر ہوم ڈیپارٹمنٹ نے لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ) محمد طارق خان پرنسپل پنجاب پریزن ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کو انکوائری آفیسر مقرر کیا۔

5۔ ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں مورخہ 2009۔05۔18 کو معمول کے visit کے دوران ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد کے حوالاتی مقصود ولد ظہور نے سپرنٹنڈنٹ جیل کو شکایت کی کہ مسٹر اظہر جاوید چیمہ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ انچارج سنٹرل ٹاور نے ان کو ٹارچر کیا ہے ۔ اس سلسلہ میں مسٹر حاجی مظہر وحید ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کو حکم دیا کہ وہ اس کیس کی انکوائری کر کے رپورٹ پیش کریں۔ سپرنٹنڈنٹ جیل معمول کا visit کرنے کے بعد جب سنٹرل ٹاور سے واپس آرہے تھے تو اسیران کو اظہر جاوید چیمہ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ انچارج سنٹرل ٹاور نے بلوا کر دوبارہ ٹارچر کیا ہے جس کی وجہ سے دوسرے حوالاتیون نے جیل کا ماحول خراب کرنے اور ہنگامہ آرائی کرنے کی کوشش کی۔ ان کو سمجھایا گیا کہ جیل کا ماحول خراب نہ کریں جس پر اسیران آہستہ آہستہ اپنی اپنی بیرکوں میں چلے گئے۔ مذکورہ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کو فوری طور پر معطل کر دیا گیا ہنگامے میں کوئی جانی یا مالی نقصان نہ ہوا۔ تاہم اس کیس میں ملک مبشر احمد خان ڈی آئی جی

فیصل آباد ریجن، فیصل آباد کو انکوائری آفیسر مقرر کیا گیا ہے۔انکوائری آفیسر کی انکوائری رپورٹ موصول ہو چکی ہے (دوران ہنگامہ کوئی سرکاری نقصان نہ ہوا ہے۔)

6۔ ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد مورخہ 2009۔11۔06 کو تقریباً چار بجے سہ پہر چار حوالاتیوں نے مل کر بیرک نمبر09اور10 کے انچارج ہیڈوارڈر محمد شریف پر اچانک خود ساختہ کٹر سے حملہ کر دیا جس سے محمد شریف ہیڈوارڈر زخمی ہو گیا۔اسیران کو کنٹرول کرنے کے لئے گارد وقوعہ کی جگہ پر پہنچی تو اسیران نے دیگر ساتھیوں کو بھی اپنے ساتھ ملالیا اور سرکاری املاک کی توڑ پھوڑ کی اور سنٹرل ٹاور اور پھانسی گھاٹ کو آگ لگا دی اور کچھ اسیران نے دیواریں اور جنگلے توڑ کر اپنے ساتھیوں خالد باجوہ گروپ کی حمایت کرتے ہوئے دیگر اسیران کو جیل انتظامیہ کے خلاف اکسانا شروع کر دیا۔تاہم جیل فورس نے کنٹرول کرنے کی کوشش کی تو اسیران اور زیادہ مشتعل ہو گئے جس بناء پر لاٹھی چارج اور آنسو گیس استعمال کی گئی۔اس طرح کم سے کم طاقت استعمال کر کے حوالاتیوں کو کنٹرول کیا گیا۔ہنگامے کی وجہ یہ تھی کہ خالد باجوہ گروپ کے کچھ اسیران سے نشہ آور اشیاء برآمد ہوئی تھیں اور ان کو جیل قوانین کے تحت سیلوں میں علیٰحدہ بند کر دیا گیا تھا اور یہ گروپ اندرون جیل منشیات کی سمگلنگ میں ملوث تھا اور ہیڈوارڈر محمد شریف نے دوران تلاشی ان سے منشیات برآمد کی تھیں۔اسیران نے اپنے ناجائز مطالبات منوانے کی غرض سے جیل انتظامیہ کے ساتھ یہ سارا ڈرامہ رچایا تھا۔تاہم سرکاری املاک کو نقصان پہنچانے والے اسیران کے خلاف تھانہ سول لائن فیصل آباد میں مقدمہ درج کروایا گیا۔ الیکٹرانک میڈیا کے چند نمائندے فرحان چودھری وغیرہ نے ہونے والے ہنگامہ کی جیل سے متصل پانی والی ٹینکی سے coverage شروع کر دی جب ان کو منع کیا گیا تو انہوں نے ملازمین سے بدتمیزی کی اور خطرناک نتائج کی دھمکیاں دیں دیگر ساتھیوں کو فون کر کے بلالیا اور ڈیوڑھی والے گیٹ پر اکٹھے ہو گئے۔منع کرنے پر نادر خان، حامد، شاہد علی اور نصیر چیمہ بیرونی گیٹ پھلانگ کر اندر آ گئے اور ڈیوٹی پر تعینات ملازمین سے اسلحہ چھیننے کی کوشش کی۔البتہ اسیران کی ہنگامہ آرائی و توڑ پھوڑ کی وجہ سے سرکاری املاک کا۔/50400روپے کا نقصان ہوا۔

7۔ سنٹرل جیل فیصل آباد میں مورخہ 2010۔01۔30 کو سنٹرل جیل فیصل آباد کے اسیران نے نئی انتظامیہ کے خلاف ہنگامہ آرائی شروع کر دی۔وجہ یہ تھی کہ مورخہ 2010۔01۔10 کو سزائے موت کا قیدی جس کا نام شہزاد الحسن ولد محمد اقبال تھا مین گیٹ سے فرار ہو گیا جس کی انکوائری جناب میاں سالک جلال صاحب ڈی آئی جی ہیڈ کوارٹرز اور ملک مبشر احمد خان ڈی آئی جی فیصل آباد ریجن، فیصل آباد نے کی ہے۔فراری کا مقدمہ پولیس سٹیشن فیصل آباد میں درج کروا دیا گیا۔البتہ اسیران کی ہنگامہ آرائی و توڑ پھوڑ کی وجہ سے سرکاری املاک کا۔/540,103 روپے کا نقصان ہوا۔

8۔ سنٹرل جیل ڈیرہ غازی خان میں مورخہ 2010۔10۔01 کو حوالاتیوں کالو ولد خدا بخش اور اصغر ولد کریم بخش کی شک کی بناء پر تلاشی کروائی گئی جس سے وہ انکاری ہوئے اور طیش میں آکر دونوں حوالاتیوں نے ہیڈ وارڈر محمد اعظم کو تشدد کا نشانہ بنایا جس بناء پر دونوں مذکورہ حوالاتیان کو بوجہ انتظامی امور چالان سنٹرل جیل ملتان بجھوایا گیا۔ مورخہ 2010۔10۔02 کو دیگر دو حوالاتیوں خلیل ولد غلام قادر اور منظور ولد بہاول کا چالان بھی انتظامی امور کی بناء پر سنٹرل جیل ملتان بجھوایا گیا جس بناء پر مورخہ 2010۔10۔02 کو تقریباً پانچ بجے شام lock up کے دوران ان حوالاتیوں کے دیگر ساتھی سنٹر ٹاور کے قریب میٹھا پانی بھرنے کے بہانے اکٹھے ہو کر چالان نکالے جانے کی رنجش میں جیل انتظامیہ کے خلاف منصوبہ بندی کی اور دیگر بیرکوں کے حوالاتیوں کو اپنے ساتھ شامل کرنے کے لئے یہ شوشہ چھوڑا کہ جیل ہذا سے مزید 150 حوالاتیوں کا چالان بجھوایا جارہا ہے انہیں اپنے ساتھ ہنگامہ آرائی پر اکسایا اور چھتوں پر چڑھ کر انتظامیہ کے خلاف نعرے بازی شروع کر دی۔ سپرنٹنڈنٹ جیل نے واقعہ کی اطلاع فوری طور پر ضلعی انتظامیہ کو دی اور ضلع پولیس نے فوری طور پر بیرون جیل کا کنٹرول سنبھال لیا اور بعد ازاں مذاکرات مابین اسیران و جیل انتظامیہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حالات پر مکمل قابو پالیا گیا اور اسیران اپنی اپنی بیرکوں میں چلے گئے۔ اس واقعہ میں کوئی قیدی یا ملازم زخمی نہ ہوا ہے۔ دوران ہنگامہ آرائی جو توڑ پھوڑ ہوئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ نو عمر وارڈ کے گیٹ کا تالا توڑا گیا۔

2۔ بارک نمبر A−1 کا تالا توڑا گیا۔

3۔ بارک نمبر B−1 کا تالا توڑا گیا۔

4۔ بارک نمبر 2 کے منڈھیر کی اینٹیں توڑی گئیں، سولنگ توڑا گیا اور لیٹرین کے پائپ توڑے گئے۔

5۔ بارک نمبر 2,7 کے درمیان دیوار کو توڑا گیا۔

6۔ بارک نمبر 3,5 اور 6 کے منڈھیر کی اینٹیں اور سولنگ توڑا گیا، لیٹرین کے پائپ توڑے گئے اور ان بیرکوں کے بیرونی دروازوں کے تالے توڑے گئے۔

7۔ بلاک نمبر A−3 کے بیرونی گیٹ کا تالا توڑا گیا۔

8۔ بلاک نمبر 7 سکیورٹی وارڈ کی چھ عدد سیل بلاک کو نقصان پہنچایا گیا۔

9۔ سنٹرل ٹاور میں گھس کر تمام ریکارڈ پھاڑ دیا گیا، فرنیچر کو بھی توڑ دیا گیا، سنٹرل ٹاور کی تمام لائیٹیں توڑ دی گئیں اور سنٹرل ٹاور کی چھت پر لگے CCTV کیمرے کو بھی توڑ دیا۔ واٹر سپلائی کے تمام پائپ بھی اکھاڑ دیئے گئے۔ اسیران کی ہنگامہ آرائی و توڑ پھوڑ کی وجہ سے سرکاری املاک کا۔/60,000 روپے کا نقصان ہوا۔

(ب) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ کی انکوائری رپورٹ حکومت پنجاب کو بجھوادی گئی تھی جس کے فیصلے کاانتظار ہے۔

2۔ ڈسٹرکٹ جیل منڈی بہاؤالدین

محکمانہ کارروائی کرتے ہوئے مندرجہ ذیل چار ملازمین کو اس کیس میں سزائیں دی گئیں۔

1۔رانا شمشاد حسین اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	سالانہ تین سال کی ترقی بند کی گئی
2۔عاشق علی چیف وارڈر	چیف وارڈر سے ہیڈوارڈر کر دیا گیا
3۔اختر حسین وارڈر	نوکری سے برخاست کر دیا گیا
4۔احمد بخش وارڈر	نوکری سے برخاست کر دیا گیا

3۔ سنٹرل جیل میانوالی میں ہنگامے کے کیس میں حکومت پنجاب نے کارروائی کرتے ہوئے مندرجہ ذیل جیل ملازمین کو سزائیں دی گئیں۔

1۔محمد یعقوب جوڑا،ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ	Censure کیا گیا
2۔شان محمد اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	Censure
3۔مہندی حیات ہیڈوارڈر	بری کیا گیا
4۔عمر فاروق ہیڈوارڈر	بری کیا گیا
5۔طارق محمود ہیڈوارڈر	بری کیا گیا
6۔محمد سرور	جبری ریٹائر کیا گیا
7۔محمد رمضان وارڈر	جبری ریٹائر کیا گیا
8۔عاشق حسین،وارڈر	جبری ریٹائر کیا گیا
9۔سرفراز احمد وارڈر	جبری ریٹائر کیا گیا

فیصلہ حکومت پنجاب مورخہ 2009۔12۔24 کو جاری ہوا

4۔ ڈسٹرکٹ جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہونے والے ہنگامے کی رپورٹ حکومت پنجاب کو بجھوائی جاچکی تھی،ملازمین کی ذاتی شنوائی بھی ہوچکی ہے اور فیصلے کاانتظار ہے۔

5۔ ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں ہنگامے کے کیس میں آئی جی جیل خانہ جات پنجاب نے کارروائی کرتے ہوئے مندرجہ ذیل ملازمین کو سزائیں دیں۔

1۔اظہر جاوید چیمہ،اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	ایک سال کی سالانہ ترقی بند کی گئی
2۔محمد شریف،ہیڈوارڈر	ایک سال کی سالانہ ترقی بند کی گئی
3۔سیف الرحمٰن،وارڈر	ایک سال کی سالانہ ترقی بند کی گئی

6۔ ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں مندرجہ ذیل ملازمین کو اس کیس میں معطل کیا گیا ہے۔

1۔محمد ناصر	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ
2۔رانا عرفان سلیمان	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ
3۔محمد رمضان،	چیف وارڈر

4۔علی حسین چیف وارڈر
5۔اللہ دتہ ہیڈوارڈر
6۔محمد ناصر ہیڈوارڈر
7۔اعجاز احمد ہیڈوارڈر

اس ہنگامے کی انکوائری کے لئے تشکیل دی گئی کمیٹی جس میں ڈی آئی جی ہیڈ کوارٹرز انسپکٹوریٹ آف پریزن اور ڈی آئی جی فیصل آباد ریجن، فیصل آباد اور مسٹر ساجد بیگ ایڈیشنل سپرنٹنڈنٹ سنٹرل جیل فیصل آباد شامل ہیں نے اپنی رپورٹ مکمل کر کے جمع کروادی ہے جبکہ جناب چیف منسٹر صاحب کے حکم سے دوبارہ انکوائری کا حکم بھی دے دیا گیا ہے جس کی انکوائری مندرجہ ذیل آفسران کر رہے ہیں۔

1۔ مسٹر جہانزیب برکی، ایڈوائزر ٹو چیف منسٹر صاحب
2۔ ایڈیشنل سیکرٹری صاحب ہوم ڈیپارٹمنٹ لاہور
3۔ ایس ایس پی انوسٹی گیشن فیصل آباد

حکومت پنجاب کے فیصلے کا انتظار ہے۔

7۔ سنٹرل جیل فیصل آباد میں مندرجہ ذیل ملازمین کو اس کیس میں معطل کیا گیا ہے۔

1۔قاضی محمد اسلم سپرنٹنڈنٹ جیل
2۔ساجد بیگ، ایڈیشنل سپرنٹنڈنٹ جیل
3۔ندیم فضل، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ(Dev)
4۔محمد ریاض، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ
5۔محمد فاروق شاہ، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ
6غلام شبیر، ہیڈوارڈر
7۔محمد انور، ہیڈوارڈر
8۔سلیم مسیح، ہیڈوارڈر
9۔محمد ناصر، ہیڈوارڈر
10۔محمد نواز ہیڈوارڈر
11۔نورالحسن ہیڈوارڈر
12۔صادق علی ہیڈوارڈر
13۔اصغر علی ہیڈوارڈر
14۔وحید احمد، ہیڈوارڈر
15۔جہانگیر خان، وارڈر
16۔مزمل حسین، وارڈر
17۔محمد امتیاز، وارڈر

مندرجہ بالا افسران اور اہلکاران کی انکوائری چل رہی ہے

حکومت پنجاب کے فیصلے کا انتظار ہے۔

8۔ سنٹرل جیل ڈیرہ غازی خان کے ہنگامے میں ملوث پائے گئے مندرجہ ذیل ملازمین کو معطل کر دیا گیا ہے اور ان کے خلاف تادیبی کارروائی جاری ہے۔

1۔شاہ نواز، وارڈر نمبر3529
2۔عبدالرزاق وارڈر نمبر4441

اس کے علاوہ محمد بخش اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کو فوری طور پر تبدیل کر دیا گیا ہے اور دو مزید اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹس تعینات کر دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: ماشاءاللہ، آپ کے سوال کا جواب شیطان کی آنت سے بھی بڑا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اگر میں کہتا کہ جواب پڑھ دیں تو پھر کیا ہوتا؟ (قہقہہ)

جناب سپیکر: پھر سارا ٹائم اسی پر لگ جاتا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہوگا، آپ کی مہربانی۔ اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! On her behalf (معزز ممبر نے محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: سوال کا نمبر پکاریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 7568 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں خواتین کی جیلوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7568: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں خواتین کے لئے کتنی جیلیں کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) خواتین کے لئے کتنی جیلیں اور کس کس جگہ تعمیر کی جارہی ہیں؟

(ج) جس ضلع میں خواتین کے لئے علیٰحدہ جیلیں نہیں ہیں وہاں خواتین قیدیوں / حوالاتی کو کہاں رکھا جاتا ہے؟

(د) کیا خواتین قیدی / حوالاتی کی نگرانی اور دیگر امور کی انجام دہی صرف خواتین ملازمین کرتی ہیں اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) صوبہ پنجاب میں خواتین کے لئے ایک ہی جیل ہے جو کہ ڈسٹرکٹ ملتان میں ہے۔

(ب) خواتین کے لئے کوئی بھی نئی جیل زیر تعمیر نہ ہے تاہم راولپنڈی میں ایک خواتین کی جیل تعمیر کے لئے پرائیویٹ زمین acquire کی جارہی ہے جس کی مطلوبہ رقم LAC راولپنڈی میں

جمع کروادی گئی ہے لیکن تا حال award announce ہونا باقی ہے۔ مطلوبہ زمین کی دستیابی کے بعد زنانہ جیل کاprojectدوبارہADPمیں شامل کیا جائے گا۔

(ج) ضلع کی ڈسٹرکٹ / سنٹرل جیل میں خواتین کے لئے علیٰحدہ بیرکس موجود ہیں جہاں پر خواتین اسیران کو رکھا جاتا ہے۔

(د) خواتین قیدی / حوالاتی کے لئے جیل میں ایک الگ بیرک مختص ہوئی ہے جہاں پر خواتین عملہ تعینات ہے اور تمام معاملات خواتین عملہ ہی سرانجام دیتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سوال میں پوچھا گیا ہے کہ خواتین کے لئے کتنی جیلیں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ایک ہی جیل ہے اور ان کا مزید جیل بنانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔انہوں نے جز(ب) میں کہا ہے کہ انہوں نے ایک پرائیویٹ زمین acquire کرنی ہے اور اس کے لئے ADP میں یہ projectدوبارہ شامل کر دیا جائے گا۔ یہ سوال ستمبر 2010 میں جمع کرایا گیا تھا اور آج 28۔دسمبر 2011 ہے۔ وزیر موصوف اس کاcurrent updated جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس وقت موجودہ صورتحال یہ ہے کہ یہ پرائیویٹ زمین محکمے نے acquire کی تھی۔ ہم نے راولپنڈی میں رقم بھی جمع کرادی ہے لیکن ابھی تک ہمیں اس کا قبضہ نہیں ملا اور وہ process جاری ہے۔ جونہی ڈی سی او ہمارے حوالے قبضہ کر دے گا ہم اس کی تعمیر شروع کر دیں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جب رقم جمع کرادی ہے تو پھر ابھی تک قبضہ کیوں نہیں ملا؟ انہوں نے کہا ہے کہ پرائیویٹ زمین لیں گے اور یہ ڈی سی او کے ذریعے لے رہے ہیں۔ڈی سی او کو تو بہت کام ہوتے ہیں، ڈیپارٹمنٹ خود سے directly کیوں نہیں لیتا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جو بھی زمین acquire کی جاتی ہے وہ ڈپٹی کو کلکٹر کے ذریعے کی جاتی ہے۔ راولپنڈی میں کمیٹی ہے ہم نے اس میں رقم بھی جمع کرادی ہے جونہی ہمیں قبضہ ملے گا اس پر فوری تعمیر شروع ہو جائے گی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! رقم ادا کرنے کے باوجود انہیں قبضہ کیوں نہیں ملا جبکہ یہ گورنمنٹ میں ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! کچھ ناجائز قابضین زمین پر قابض ہیں ان کو بے دخل کرنے کے لئے process جاری ہے۔ میں نے ایوان میں بتایا ہے کہ ہماری رقم بھی جمع ہے جونہی ہمیں قبضہ ملے گا فوری طور پر تعمیر شروع ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: اس کا process ہو رہا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کیا قبضے کے بغیر اور کوئی زمین available نہیں ہے؟

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب!

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! جز (ج) میں سوال یہ تھا کہ جس ضلع میں خواتین کے لئے علیحدہ جیلیں نہیں ہیں وہاں خواتین قیدیوں / حوالاتیوں کو کہاں رکھا جاتا ہے؟ جواب یہ ہے کہ ضلع کی ڈسٹرکٹ / سنٹرل جیل میں خواتین کے لئے علیحدہ بیرکس موجود ہیں جہاں پر خواتین اسیران کو رکھا جاتا ہے۔ میرے ضلع منڈی بہاؤالدین کی جیل میں خواتین کی بیرکس نہیں ہیں۔ محکمہ یا تو سوال کا جواب صحیح دے کہ فلاں فلاں ضلع میں ہیں اور فلاں فلاں ضلع میں نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بتائیں! منڈی بہاؤالدین میں ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! پچیس جیلیں ہیں ایک جیل خواتین کے لئے ملتان میں ہے لیکن پنجاب میں بیس جیلیں ایسی ہیں جہاں خواتین کو رکھا جاتا ہے۔ وہ سنٹرل جیل لاہور، سنٹرل جیل گوجرانوالہ۔۔۔

جناب سپیکر: جو انہوں نے پوچھا ہے وہ بتائیں!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! بیس جیلوں میں خواتین کے لئے علیحدہ بیرکس ہیں۔ وہاں خواتین کے لئے علیحدہ عملہ ہے، وہاں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اور خواتین کی وارڈن ہے۔۔۔

جناب سپیکر: منڈی بہاؤالدین میں بتائیں!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! منڈی بہاؤالدین میں نہیں ہے۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! کیا یہ وہاں بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! خواتین کی گنتی کے حساب سے دیکھیں گے۔ اگر ہو گئی تو ٹھیک ہے اگر نہیں ہو گی تو پھر یہ نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ اگلا سوال بھی محترمہ زوبیہ رباب ملک کا ہے۔

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: جناب سپیکر! On her behalf (معزز ممبر نے محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ نے پہلے کتنے سوال کئے ہیں؟

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: جناب سپیکر! ایک ہی کیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: سوال کا نمبر پکاریں۔

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: جناب سپیکر! سوال کا نمبر 7569 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ کی جیلوں میں قید خواتین قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7569: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ کی جیلوں میں اس وقت کتنی خواتین بند ہیں؟

(ب) کل کتنی خواتین تین سال سے کم قید کی سزا کاٹ رہی ہیں؟

(ج) کتنی خواتین دیت کی رقم نہ دینے کی وجہ سے قید کاٹ رہی ہیں؟

(د) ان خواتین کے ذمہ دیت کی کتنی رقم بنتی ہے؟

(ہ) کیا حکومت ان خواتین کی دیت کی رقم کی ادائیگی کرنے اور ان کو release کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) صوبہ کی جیلوں میں اس وقت 637 خواتین اسیران مقید ہیں۔

(ب) پنجاب کی جیلوں میں اس وقت 21 خواتین تین سال سے کم کی سزا کاٹ رہی ہیں۔

(ج) پنجاب کی جیلوں میں اس وقت صرف ایک خاتون دیت کی رقم ادا نہ کرنے کی وجہ سے بند ہے جو کہ زنانہ جیل ملتان میں مقید ہے جس کا نام صفیہ زوجہ احمد شیر ہے۔

(د) اس کے ذمے۔/643,760روپے دیت کی رقم ہے۔

(ہ) تاہم ایسی خواتین کو رمضان المبارک میں مخیر حضرات اور مختلف NGOs سے اپیل کر کے رقم کی ادائیگی کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: جناب سپیکر! جز (الف) میں پوچھا گیا ہے کہ صوبہ کی جیلوں میں اس وقت کتنی خواتین بند ہیں؟ جواب ہے کہ صوبہ کی جیلوں میں اس وقت 637 خواتین اسیران مقید ہیں۔ میں پوچھنا یہ چاہ رہی ہوں کہ کیا ان کے ساتھ بچے بھی ہیں اگر ان کے ساتھ بچے ہیں تو اُن خواتین کے ساتھ کتنی عمر کے بچے رکھنے کی اجازت ہوتی ہے؟ اگر تھوڑے بڑے بچے رکھنے کی اجازت ہوتی ہے تو۔۔۔

جناب سپیکر: یہ سوال پہلے بھی آ چکا ہے۔۔

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: جناب سپیکر! براہِ مہربانی مجھے پورا سوال کر لینے دیں۔ اگر بڑی عمر کے بچے رکھنے کی اجازت ہوتی ہے تو کیا ان کی schooling وغیرہ کا انتظام ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس وقت بچوں والی خواتین کی کل تعداد 124 ہے۔ ہر خاتون اپنے ساتھ پانچ سال سے کم عمر کا بچہ رکھ سکتی ہے۔ سپرنٹنڈنٹ جیل پانچ سال کے بعد سیشن جج کو اطلاع کرے گا، ان کے وارثوں کو اطلاع دی جائے گی اور ان کے وارث بچہ لے جائیں گے۔ محکمہ جیل خانہ جات پانچ سال کی عمر کے بچوں کے لئے دودھ، سکول کی وردی، کتابیں، پلے گراؤنڈ اور ایجوکیشن کے لئے تمام انتظام کرتی ہے اور انتظام کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا:جناب سپیکر!لیکن جن بچوں کے پیچھے وارث نہیں ہوتے یعنی اگر کوئی بچہ پانچ سال کا ہو اور جن کا وارث نہ ہو تو اس کا کیا کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: پانچ سال کا بچہ تو بغیر کسی وجہ سے جیل جاتا نہیں ہے،آپ کیا کرتے ہیں؟

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا:جناب سپیکر!اسی سوال کے جواب کے جز(ج)میں بتایا گیا تھا کہ پنجاب کی جیلوں میں صرف ایک خاتون ہے جو دیت کی رقم ادا نہ کرنے کی وجہ سے بند ہے تو میں محترم منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ عورت کب سے بند ہے،اگر کوئی "این جی او" مدد نہ کرے جیسا کہ لکھا گیا ہے تو کیا حکومت اس خاتون کی مدد کر سکتی ہے؟

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات(ملک محمد اقبال چنڑ):جناب سپیکر!اس وقت پنجاب کی کسی جیل میں کوئی خاتون دیت کی رقم کی وجہ سے بند نہ ہے "این جی اوز" اور مخیر حضرات تمام خواتین کی ادائیگی کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر: جی،اب اگلا سوال ملک اختر حسین نول صاحب کا ہے۔

جناب محمد یقعوب ندیم سیٹھی:جناب سپیکر!.On his behalf(معزز ممبر نے ملک اختر حسین نول کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی،سوال کا نمبر بولئے گا۔

جناب محمد یقعوب ندیم سیٹھی:جناب سپیکر!سوال نمبر7620 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل قصور میں گریڈوار اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7620:ملک اختر حسین نول:کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ جیل قصور میں گریڈوار اسامیوں کی تعداد بتائیں؟

(ب) کتنی اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں؟

(ج) گریڈ16 اور اوپر کی اسامیاں کتنی ہیں ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ بیان کریں؟

(د) جیل سپرنٹنڈنٹ کے زیر استعمال گاڑیوں کی تعداد اور پچھلے تین سال کے اخراجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل، قصور میں گریڈ وار اسامیوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	گریڈ	تعداد
1	18	01
2	17	05
3	16	09
4	14	02
5	12	01
6	09	06
7	08	01
8	07	24
9	06	01
10	05	219
11	01	32

(ب) ڈسٹرکٹ جیل، قصور میں خالی اسامیوں کا عرصہ ان کے سامنے درج ہے:۔

نمبر شمار	نام اسامی	عرصہ	تعداد اسامی
1	نرسنگ اسسٹنٹ	2004سے	01
2	لیڈی ڈسپنسر	8/2006سے	01
3	ڈرائیور	07۔12۔2009سے	01
4	کک	2009سے	01
5	فیمیل وارڈر	06۔10۔2010سے	01
6	میڈیکل آفیسر	06/2010سے	01
7	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	10۔12۔2010سے	01

(ج) ڈسٹرکٹ جیل، قصور میں گریڈ16اور اوپر کی اسامیاں درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ
1	انتظار ولی خان	سپرنٹنڈنٹ جیل	18
2	منیرہ تاسیر	لیڈی میڈیکل آفیسر	17
3	طاہر مجید	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ	17
4	طاہر احمد بھٹی	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ	17
5	غلام مصطفیٰ	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	16
6	جاوید اقبال	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	16

7	جہانگیر احمد	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	16
8	شہباز احمد	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	16
9	ریاض احمد	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	16
10	امام دین	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	16
11	اعجاز دین	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	16
12	فرحانہ یاسمین	لیڈی اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	16

(د) سپرنٹنڈنٹ جیل کے زیر استعمال ایک گاڑی ہے جو کہ سوزوکی بولان ہے اور سامان لے جانے کے لئے استعمال ہوتی ہے اور اس پر عرصہ تین سال میں۔/22000روپے خرچ ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

جناب محمد یقعوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ب) کے جواب میں انہوں نے بتایا ہے کہ نرسنگ اسسٹنٹ ،لیڈی ڈسپنسر،ڈرائیور، کک،female warder، میڈیکل آفیسر اور اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کی تقریباً سات عدد کے قریب اسامیاں خالی ہیں تو میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ اسامیاں کب تک fill ہو جائیں گی لہذا یہ کوئی date دے دیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس وقت موجودہ صورتحال یہ ہے کہ اس میں ایک لیڈی ڈسپنسر ،ایک کک ،ایک female warder اور ایک میڈیکل آفیسر کی اسامیوں کے لئے محکمے اور سیکرٹری صاحب کو لکھا ہوا ہے،اخبار میں اشتہار بھی آ جائے گا اور یہ تمام میڈیکل آفیسر on merit through PCS and Health Secretary آتے ہیں اور within two or three months. ان کی posting ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اگلا سوال نمبر 7677 حاجی ذوالفقار علی صاحب کا ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 7677 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بہاولپور، رحیم یار خان، جیلوں و قیدیوں کی تفصیلات

*7677: حاجی ذوالفقار علی: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) بہاولپور، رحیم یار خان اور بہاولنگر میں کتنی جیلیں ہیں ان کے نام بتائیں؟

(ب) ان میں قیدی / حوالاتی رکھنے کی گنجائش جیل وار بتائیں نیز اس وقت ان میں بند قیدی / حوالاتی کی تفصیل بتائیں؟

(ج) گنجائش سے کتنے قیدی زیادہ ہیں اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) ان قیدیوں کو کیا کیا سہولیات حکومت فراہم کرتی ہے؟

(ہ) ان جیلوں کے سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے خرچ کی تفصیل جیل وار بتائیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع بہاولپور میں دو جیلیں ہیں۔

(1) سنٹرل جیل، بہاولپور

(2) بور سٹل جیل، بہاولپور

ضلع رحیم یار خان میں ایک ڈسٹرکٹ جیل ہے۔

ضلع بہاولنگر میں ایک ڈسٹرکٹ جیل ہے۔

(ب) ان جیلوں میں بند قیدی / حوالاتی کی جیل وار گنجائش اور تعداد درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام جیل	گنجائش	کل تعداد
1	سنٹرل جیل، بہاولپور	1334	2366
2	بور سٹل جیل، بہاولپور	434	90
3	ڈسٹرکٹ جیل، رحیم یار خان	316	1055
4	ڈسٹرکٹ جیل، بہاولنگر	176	672

(ج) ان جیلوں میں گنجائش سے زیادہ قیدی / حوالاتی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام جیل	کل تعداد (قیدی / حوالاتی)	گنجائش	گنجائش سے زائد اسیران
1	سنٹرل جیل، بہاولپور	2366	1334	1032
2	بور سٹل جیل، بہاولپور	90	434	----
3	ڈسٹرکٹ جیل، رحیم یار خان	1055	316	739
4	ڈسٹرکٹ جیل، بہاولنگر	672	176	496

اس وقت پنجاب کی جیلوں میں بند قیدیوں / حوالاتیوں کی تعداد 55439 ہے جبکہ گنجائش 21527 اسیران کی ہے اس طرح تقریباً تمام جیلوں میں تعداد کی زیادتی کا مسئلہ ہے مزید نئی جیلوں کی تعمیر سے یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

(د) حکومت پنجاب کی جانب سے اسیران کو خوراک، پینے کے لئے صاف پانی میسر ہے اور علاج معالجہ کے لئے ادویات فراہم کی جاتی ہیں اس کے علاوہ تعلیم / مذہبی تعلیم کی سہولت میسر ہے۔تفریح کے لئے ٹیلی ویژن / ریڈیو کی سہولت بھی فراہم کی گئی ہے۔اسیران کو گرمیوں میں ٹھنڈا پانی بھی فراہم کیا جاتا ہے۔

(ہ)

نام جیل	خرچہ سال09۔2008	خرچہ سال10۔2009
سنٹرل جیل، بہاولپور	110,408,513/-	133,252,977/-
بورسٹل جیل، بہاولپور	25,123,339/-	26,764,988/-
ڈسٹرکٹ جیل، رحیم یار خان	26,804,782/-	26,056,253/-
ڈسٹرکٹ جیل، بہاولنگر	41,507,541/-	51,732,060/-

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال بولیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میں اس سوال کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی، اب اگلا سوال بھی ملک اختر حسین نول صاحب کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی سرداد خالد سلیم بھٹی صاحب ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال بھی محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔اب اگلا سوال محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!.On her behalf(معزز ممبر نے محترمہ ساجدہ میر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! سوال نمبر 8097 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں قیدیوں کی گنجائش و دیگر تفصیلات

*8097: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں کتنے قیدی / حوالاتی کی گنجائش ہے؟
(ب) اس وقت اس جیل میں قید حوالاتی / قیدیوں کی تعداد کتنی ہے؟
(ج) اس جیل میں کتنی خواتین اور بچے بند ہیں؟
(د) یہ کن کن جرائم میں بند ہیں؟
(ہ) ان خواتین اور بچوں کی نگرانی کے لئے کتنی خواتین ملازم اس جیل میں تعینات ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟
(و) کیا ان خواتین اور بچوں کی نگرانی کے لئے مرد ملازم بھی کام کرتے ہیں، اگر ہاں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل، شیخوپورہ میں 862 اسیران کی گنجائش ہے۔
(ب) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں اس وقت قیدیوں / حوالاتیوں کی کل تعداد 2338 ہے۔
(ج) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں خواتین کی کل تعداد 26 ہے اور بچوں کی تعداد 04 ہے۔
(د) ان خواتین کی جرم وار لسٹ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ہ) ڈسٹرکٹ جیل، شیخوپورہ میں خواتین اور بچوں کی نگرانی کے لئے تعینات خواتین عملے کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ
1	ثمینہ ڈوگر	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	16
2	سکینہ بی بی	لیڈی وارڈر	05
3	ارشاد بی بی	لیڈی وارڈر	05
4	حمیرہ بی بی	لیڈی وارڈر	05
5	حمیرہ غفار	لیڈی وارڈر	05
6	فائزہ صادق	لیڈی وارڈر	05
7	نشو شوکت	لیڈی وارڈر	05
8	شمائلہ عاشق	لیڈی وارڈر	05
9	سدرہ نذیر	لیڈی وارڈر	05
10	اربن بی بی	لیڈی وارڈر	05
11	منیراں قمر	لیڈی وارڈر	05

(و) خواتین اور بچوں کی نگرانی کے لئے صرف زنانہ عملہ تعینات ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں سوال کے جواب سے مطمئن ہوں اور کوئی ضمنی سوال نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔اب اگلا سوال محترمہ شگفتہ شیخ صاحبہ کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اب اگلا سوال محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں لہذاdispose of کیا جاتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آج کے وقفہ سوالات کا ٹائم ختم ہو گیا ہے کیونکہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔آپ کی گھڑی کون سی ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! Seiko ہے۔

جناب سپیکر: اس کو کچھ سزا دینی چاہئے، آپ اپنی گھڑی کو کچھ سزا دیں۔ جی، اب اگلا سوال نمبر 8377 محترم جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 8377 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ہائی سکیورٹی جیل لاہور کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*8377: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ہائی سکیورٹی جیل لاہور کی بیرکس کی تعمیر کب شروع کی گئی تھی، ان کا کل تخمینہ بتائیں؟

(ب) ان بیرکس کی تعمیر پر اب تک کتنی لاگت آ چکی ہیں، کتنی بیرکس مکمل ہو چکی ہیں اور کتنی زیر تعمیر ہیں؟

(ج) ان بیرکس میں کن کن جرائم میں ملوث قیدیوں کو رکھا جاتا ہے؟

(د) اس وقت ان میں کتنے قیدی بند ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ان خطرناک قیدیوں کو ایک اچھا شہری بنانے کے لئے کوئی عملی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ہائی سکیورٹی جیل لاہور کی بیرکس کی تعمیر دوران مالی سال 05۔2004 میں شروع کی گئی تھی جس کا کل تخمینہ بمطابق بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ ریکارڈ 38.480 ملین روپے تھا۔

(ب) اب تک ہائی سکیورٹی بیرکس کی تعمیر پر بمطابق بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ ریکارڈ 35.503 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں اور تمام بیرکس cells اور دفاتر وغیرہ مکمل ہو چکے ہیں۔

(ج) ان بیرکس میں دہشتگری اور انتہائی خطرناک جرائم میں ملوث قیدیوں کو رکھا جاتا ہے۔

(د) پنجاب حکومت تمام خطرناک قیدیوں کو ایک اچھا شہری بنانے کے لئے ان کو دینی وُدنیوی تعلیم کی ہر ممکن سہولت دے رہی ہے۔

(ہ) پنجاب کی تمام جیلوں میں دینی تعلیم کے حوالے سے تعلیم القرآن، حفظ قرآن، درس نظامی، اللسان العربی و دیگر اسلامی کورسز کروائے جارہے ہیں۔

اس کے علاوہ دُنیوی تعلیم میں پرائمری سے لے کر ایم اے تک کی تعلیمی سہولیات بہم میسر کی جارہی ہیں۔

دینی و دُنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ قیدیوں کو فنی تعلیم کے حوالے سے NEVTAC اور TEVTA کی مدد سے فنی تعلیم دی جارہی ہے۔

حکومت پنجاب خاص طور پر ان کو اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی ڈھالنے اور ان کے ذہنی / نفسیاتی مسائل کو دور کرنے کے لئے ماہر نفسیات کو مستقل طور پر جیلوں میں بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال بولئے گا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں سوال کے جواب سے پوری طرح مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ آج کے سوالات مکمل ہوئے لیکن ویسے وقفہ سوالات کا ٹائم ابھی ختم نہیں ہوا۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور۔کیمپ جیل میں قیدیوں کے علاج معالجہ کی گرانٹ ودیگر تفصیلات

*2135: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیمپ جیل لاہور میں قیدیوں کی صحت کے لئے سال2008میں کتنا فنڈ رکھا گیا؟

(ب) کیمپ جیل لاہور میں سال2008کے دوران کتنے قیدیوں کو علاج معالجہ کی سہولت فراہم کی گئی؟

(ج) کیمپ جیل لاہور میں قیدیوں کو کتنی گرانٹ ادویات کی مد میں دی گئی؟

(د) کیمپ جیل لاہور میں قیدیوں کی صحت اور علاج معالجہ کے کن کن منصوبوں پر عمل کیا جارہا ہے،ان کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جیل خانہ جات(ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) 2008میں کیمپ جیل لاہور میں قیدیوں کی صحت کے لئے مبلغ3297059روپے کے فنڈز رکھے گئے۔

(ب) 2008میں کیمپ جیل لاہور میں 305935قیدیوں کو علاج معالجہ کی سہولیات فراہم کی گئیں۔

(ج) 2008میں کیمپ جیل لاہور میں قیدیوں کو مبلغ3297059روپے کی ادویات کی گرانٹ دی گئی۔

(د) کیمپ جیل لاہور میں قیدیوں کی صحت اور،علاج معالجہ کے لئے درج ذیل منصوبوں پر عمل جاری ہے۔

(i) قیدیوں کی سہولت کے لئے ایکسرے،ای سی جی،الٹراساؤنڈ اور لیبارٹری ٹیسٹ کے لئے علیٰحدہ علیٰحدہ شعبہ جات کام کررہے ہیں۔

(ii) قیدیوں کے لئے ڈینٹل مشین ہے جو قیدیوں کے دانتوں کے علاج کے لئے عمل میں لائی جاتی ہے۔

(iii) فوری ایمر جنسی مریضوں کے لئے ایمر جنسی روم قائم کیا گیا ہے اور سروسز ہسپتال سے فوری سپیشلسٹ ڈاکٹروں سے چیک اپ کروایا جاتا ہے اور بیرون جیل ہسپتال سے بھی علاج کروایا جاتا ہے۔

(iv) فوری ایمر جنسی مریضوں کے لئے باہر سے بھی دوائی منگوائی جاتی ہے۔

(v) دل کے مریضوں کا فوری طور پر چیک اپ PIC سے کروایا جاتا ہے اور ایمرجنسی کیس فوری طور پر refer کر دیا جاتا ہے۔

آئی جی جیل خانہ جات کی غیر قانونی تعیناتی و دیگر تفصیلات

*2197: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ آئی جی جیل خانہ جات گریڈ18 میں irregular ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان کو گریڈ19 میں ریگولر کر دیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان کو گریڈ بیس کی اسامی پر تعینات کر دیا گیا ہے؟

(د) مذکورہ آفیسر کو گریڈ19 میں ریگولر کرنے کی وجوہات کیا ہیں نیز گریڈ20 کی اسامی پر کیونکر تعینات کیا گیا ہے؟

(ہ) آئی جی جیل خانہ جات کی اسامی کس گریڈ کی ہے اور اس پر تعیناتی کے لئے تعلیمی قابلیت، گریڈ اور تجربہ کی تفصیل بتائیں؟

(و) اس اسامی پر تعینات ملازم کا عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل بتائیں؟

(ز) کیا موجودہ ملازم اس عہدہ کے لئے مطلوبہ تعلیمی قابلیت اور دیگر requirements پر پورا اترتا ہے اگر نہیں تو اسے تعینات کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) یہ درست نہ ہے بلکہ آئی جی جیل خانہ جات گریڈ18 میں ریگولر ہیں۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ج) وہ گریڈ 19 میں DIG Prisons ہیں اور انہیں گریڈ20 کی اسامی پر own pay scale کی بنیاد پر ایڈیشنل چارج دیا گیا۔

(د) مذکورہ آفیسر کو سنیارٹی کے حساب سے گریڈ19 دیا گیا اور گریڈ20 کی خالی اسامی یعنی آئی جی جیل خانہ جات کی اسامی کا ایڈیشنل چارج دیا گیا۔

(ہ) آئی جی جیل خانہ جات کی اسامی گریڈ20 کی ہے جبکہ تعیناتی کے لئے کوئی تعلیمی قابلیت نہ ہے بلکہ سینئر ترین ڈی آئی جی جیل خانہ جات کو آئی جی جیل خانہ جات تعینات کیا جاتا ہے۔ تاہم سپرنٹنڈنٹ جیل کی بھرتی کے لئے بی اے سیکنڈ ڈویژن تعلیم ہونا لازمی ہے۔ تجربہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

آئی جی جیل خانہ جات پنجاب

(i) 12سالہ تجربہ، گریڈ17اور گریڈ18میں کم از کم پانچ سالہ تجربہ ہونا چاہئے۔

(ii) جبکہ کم از کم03سالہ تجربہ گریڈ19میں ہونا چاہیئے۔

(و) ڈی آئی جی گریڈ19 تعلیم(M.A(Social Work اور تجربہ سروس16سال ہے۔

(ز) حکومت پنجاب نے ان کو آئی جی جیل خانہ جات کا ایڈیشنل چارج دیا ہے۔

سال2009، کیمپ جیل لاہور سے قیدیوں کی رہائی کی تفصیلات

*5307: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

نومبر2009 کے دوران کیمپ جیل لاہور سے معمولی جرائم میں ملوث جن قیدیوں کو رہا کیا گیا ان کے نام اور پتاجات کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

نومبر2009 کے دوران کیمپ جیل سے معمولی جرائم میں ملوث108اسیران کو رہا کیا گیا ان کے نام اور پتاجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل قصور کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*7097: محترمہ انیلہ اختر چودھری: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ جیل قصور کو سال09۔2008اور10۔2009 کے دوران کتنی رقم سال وار کس کس مد میں موصول ہوئی؟

(ب) کتنی رقم قیدیوں / حوالاتیوں کی خوراک، کپڑے اور جوتوں پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم جیل کی عمارت میں توسیع پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم گریڈ16اور اوپر کے ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل قصور کو بابت سال 09۔2008اور10۔2009میں جتنی رقم بجٹ ہیڈ وار الاٹ ہوئی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بابت سال09۔2008اور10۔2009میں قیدی / حوالاتیوں کی خوراک اور کپڑوں پر مبلغ 6,94,80,652/- روپے خرچ ہوئے۔

(ج) جیل ہذا کی عمارت کی توسیع میں مبلغ36.010ملین روپے رقم خرچ ہوئی۔

(د) جیل ہذا کے گریڈ 16اور اوپر کے ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے /ڈی اے پر مبلغ 19,87,312/۔روپے خرچ ہوئے۔

ملتان میں جیلوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7102:جناب عبدالوحید چودھری:کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ملتان میں کتنی جیلیں ہیں ان میں قیدیوں / حوالاتیوں کی گنجائش کتنی ہے؟

(ب) ان میں اس وقت کتنے قیدی ہیں تفصیل جیل وار بتائیں؟

(ج) ان جیلوں میں گنجائش سے کتنے قیدی / حوالاتی زائد ہیں؟

(د) ان جیلوں میں خواتین / بچوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ہ) ان جیلوں کو سال09۔2008اور10۔2009کے دوران کتنی رقم سالانہ فراہم کی گئی ہے؟

(و) ان جیلوں میں کون کون سی اسامیاں خالی ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات(ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ملتان میں تین جیلیں ہیں اور ان میں قیدیون اور حوالاتیوں کی گنجائش مندرجہ ذیل ہے۔

1۔	سنٹرل جیل،ملتان	1460
2۔	ڈسٹرکٹ جیل،ملتان	229
3۔	زنانہ جیل،ملتان	166

(ب) ان جیلوں میں مندرجہ ذیل قیدی بند ہیں۔

1۔	سنٹرل جیل،ملتان	2827
2۔	ڈسٹرکٹ جیل،ملتان	946
3۔	زنانہ جیل،ملتان	65

(ج) ان جیلوں میں گنجائش سے زائد قیدی / حوالاتی مندرجہ ذیل ہیں۔

	گنجائش	اسیران	گنجائش سے زائد اسیران
سنٹرل جیل،ملتان	1460	2827	1367
ڈسٹرکٹ جیل،ملتان	229	946	717
زنانہ جیل،ملتان	166	65	---

(د) سنٹرل جیل،ملتان اور ڈسٹرکٹ جیل،ملتان میں کوئی خواتین بند نہ ہے خواتین صرف زنانہ جیل میں بند ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

کل خواتین بند زنانہ جیل ملتان	کل بچے بند خواتین کے ساتھ
65	13

(ہ) تفصیل بجٹ فراہمی

	سال09۔2008	سال10۔2009
سنٹرل جیل، ملتان	172134090	193545550
ڈسٹرکٹ جیل، ملتان	70651847	99393203
زنانہ جیل، ملتان	20029630	25824360

(و) سنٹرل جیل ملتان ڈسٹرکٹ جیل ملتان اور زنانہ جیل ملتان میں خالی اسامیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل ملتان میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7103: **جناب عبدالوحید چودھری:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ جیل ملتان میں اس وقت کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ب) کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی خالی پڑی ہیں؟

(ج) اس جیل میں قیدیوں / حوالاتیوں کو حکومت کھانے پینے کے لئے کیا کیا فراہم کرتی ہے؟

(د) اس جیل کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں یہ کس کس کے زیر استعمال ہیں؟

(ہ) اس جیل میں کتنے غیر ملکی کس کس جرم میں سزا کاٹ رہے ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) اس وقت ڈسٹرکٹ جیل ملتان میں 383 ملازمین کام کر رہے ہیں۔

(ب) خالی اسامیوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام اسامی	گریڈ	تعداد اسامی
1	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ	17	1
2	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	16	3
3	نرسنگ اسسٹنٹ	14	1
4	ہیڈوارڈر	7	4
5	ایکسرے آپریٹر	6	1
6	وارڈر	5	12
7	بلیک سمتھ (لوہار ماسٹر)	5	1
8	میسن (راج مستری)	5	1

(ج) جیل میں قیدیوں / حوالاتیوں کو گورنمنٹ کے منظور شدہ مینو کے مطابق (روٹی، گوشت مرغی، بڑا گوشت، چاول (پلاؤاور زردہ)، لوبیا، سفید چنا، دال ماش، دال مونگ، دال مسور، تازہ سبزی، شربت جام شریں، چائے، برف کھجور فراہم کی جاتی ہے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جیل ہذا کے زیر استعمال ایک سرکاری گاڑی ہے جو سرکاری استعمال میں ہے۔

(ہ) جیل ہذا میں کوئی بھی غیر ملکی مقید نہ ہے۔

حافظ آباد۔ڈسٹرکٹ جیل کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

*7236: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے مختلف اضلاع میں نئی جیلیں تعمیر کی جارہی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ نئی تعمیر ہونے والی جیلوں میں ڈسٹرکٹ جیل حافظ آباد بھی شامل ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو ڈسٹرکٹ جیل حافظ آباد کی تعمیر کے لئے اب تک کتنے فنڈز جاری ہوئے ہیں سال وار جاری ہونے والے فنڈز کی تفصیل اور اس جیل کی تعمیر کب تک مکمل ہو جائے گی؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ پنجاب کے اضلاع میں 12 نئی جیلیں تعمیر کی جارہی ہیں مزید برآں دو عدد ہائی سکیورٹی بیرکس / سیلز سنٹرل جیل راولپنڈی اور سنٹرل جیل لاہور میں بھی تعمیر کئے جارہے ہیں۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ بھی درست ہے کہ تعمیر ہونے والی جیلوں میں ڈسٹرکٹ جیل حافظ آباد بھی شامل ہے۔

(ج) اس کا تخمینہ مبلغ 1299.057 ملین ہے۔ فنڈز بروقت پورے مہیا کر دیئے جائیں تو یہ سال 12۔2011 میں مکمل ہو سکتی ہے۔ ہر سال جو فنڈز دیئے گئے تفصیل حسب ذیل ہے۔

سال	الاٹمنٹ	خرچہ	فیصد
2006۔07	100.000(M)	57.888(M)	58فیصد
2007۔08	5.000(M)	2.931(M)	59فیصد
2008۔09	40.000(M)	40.000(M)	100فیصد

2009-10	115.000(M)	115.000(M)	100فیصد
2010-11	18.000(M)	18.000(M)	100فیصد
ٹوٹل	278.000(M)	233.819(M)	

ڈسٹرکٹ جیل بہاولنگر۔قیدیوں کی گنجائش اور طبی سہولیات کی تفصیلات

*7245: محترمہ ثمینہ نوید(ایڈووکیٹ):کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیایہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل بہاولنگر میں 800قیدیوں کی گنجائش ہے مگر وہاں اس وقت تقریباً2800قیدی مقید ہیں؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ گنجائش سے زیادہ قیدی رکھنے سے ان میں مختلف بیماریاں پھیل رہی ہیں اور جیل میں قیدیوں تک ہر قسم کانشہ جیل حکام کی ملی بھگت سے پہنچ رہاہے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ گنجائش سے زیادہ قیدی ہونے کی وجہ سے ان کو ملنے والا کھانا بھی غیر معیاری ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ جیل میں توسیع کرنے، قیدیوں کا مؤثر علاج معالجہ کروانے اور ایسے ٹھوس اقدامات کرنے کو تیار ہے کہ قیدیوں تک کسی قسم کی نشہ آور اشیاء نہ پہنچ پائیں،اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر جیل خانہ جات(ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) یہ درست نہ ہے حقیقت یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل بہاولنگر میں 347اسیران رکھنے کی گنجائش ہے اور اس وقت مورخہ 2010-09-30تک 586اسیران بند ہیں۔

(ب) اس حقیقت سے انکار نہ ہے کہ اس جیل میں گنجائش سے زیادہ اسیران ہیں لیکن اس کے باوجود کوئی اسیر ایسا نہ ہے جو کہ بیماری میں مبتلا ہو۔تمام اسیران کا دن رات خیال رکھا جاتا ہے اور جو بیمار ہوں ان کا علاج کیا جاتا ہے۔مزید یہ بھی درست نہ ہے کہ جیل میں نشہ جیل حکام کی ملی بھگت سے پہنچتا ہے۔

(ج) درست نہ ہے کہ گنجائش سے زائد اسیران ہونے کی وجہ سے اسیران کو کھانا غیر معیاری دیا جاتا ہے بلکہ تمام اسیران کو کھانا معیاری بعد از چیکنگ میڈیکل آفیسر،ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اور سپرنٹنڈنٹ دیا جاتا ہے۔

(د) حکومت مذکورہ جیل میں انتظار گاہ / انٹرویو شیڈ کی توسیع کر رہی ہے مزید 97لیٹرینز کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔ مزید برآں اسیران کو علاج معالجہ کی تمام سہولیات جیل ہذا میں میسر ہیں اس کے علاوہ اسیران کو کسی قسم کی نشہ آور اشیاء جیل میں نہیں پہنچائی جاتیں۔

سیالکوٹ، ڈسٹرکٹ جیل میں قیدیوں کی گنجائش اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*7261: رانا آصف محمود: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں کتنے قیدی گنجائش سے زیادہ ہیں؟

(ب) اس جیل میں اس وقت کتنے بچے اور عورتیں کس کس جرم میں کتنے عرصہ کی قید کاٹ رہے ہیں؟

(ج) اس جیل میں کتنے پنکھے، ایئر کولر اور واٹر کولر برائے قیدیان ہیں؟

(د) ان میں سے کتنے خراب ہیں اور کتنے چالو حالت میں ہیں، قیدیوں کی تعداد کے مطابق یہ اشیاء پوری ہیں اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ان قیدیوں کو مزید سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) مورخہ 2010۔10۔06 کو جیل ہذا میں 2306 اسیران بند ہوئے جبکہ 722 اسیران کی گنجائش ہے لہذا 1584 اسیران گنجائش سے زیادہ ہیں۔

(ب) اس وقت جیل ہذا پر پانچ قیدی بچے مقید ہیں۔ جن کی جرم وائز تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے نیز 29 خواتین قیدی اور ایک عورت سزائے موت قیدی بند ہے جرم وائز تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان میں سے تین خواتین کے ساتھ چار شیر خوار بچے بھی بند ہیں۔

(ج) جیل ہذا میں اس وقت اسیران کے لئے 330 پنکھے، دو ایئر کولر اور اٹھارہ واٹر کولر ہیں۔

(د) تمام اشیاء چالو حالت میں ہیں اور اب ضرورت کے مطابق بجٹ دیا جا رہا ہے۔

(ہ) موجودہ حکومت پنجاب جیل مینول کے مطابق اسیران کو سہولتیں دے رہی ہے جن میں نیا کھانے کا مینو، اسیران کے لئے ملاقات شیڈ اور انتظار گاہیں بھی تعمیر کی گئی ہیں۔

ضلع چنیوٹ میں قیدیوں کے مسائل اور حکومتی اقدامات

*7263:الحاج محمد الیاس چنیوٹی:کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ یکم جولائی2009سے ضلع چنیوٹ نے عملی طور پر کام شروع کر دیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع چنیوٹ کے مختلف جرائم میں ملوث سینکڑوں قیدیوں کو اپنے مقدمات کی پیروی کے لئے جھنگ سے چنیوٹ کا86کلو میٹر سفر طے کرنا پڑتا ہے؟

(ج) کیاقیدیوں کی سہولت کے لئے حکومت چنیوٹ کے قیدیوں کو جھنگ کی بجائے فیصل آباد جیل میں رکھنے کاارادہ رکھتی ہے کیونکہ فیصل آباد کا فاصلہ چنیوٹ سے صرف36کلو میٹر ہے؟

(د) اگر حکومت اس سال ڈسٹرکٹ جیل چنیوٹ کی تعمیر کاارادہ رکھتی ہے تو عملدرآمد کب تک ہو گا،اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر جیل خانہ جات(ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) اس ضمن میں بہتر رپورٹ ضلع چینوٹ کی انتظامیہ ہی بتا سکتی ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ جیل،جھنگ سے تقریباًروزانہ 150تا180اسیران ضلع چینوٹ کی عدالتوں میں پیش ہونے کے لئے جاتے ہیں۔

(ج) سنٹرل جیل فیصل آباد میں اسیران کی کل تعداد2807اور گنجائش1190ہے جبکہ ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں اسیران کی کل تعداد2032اور گنجائش853ہے۔فیصل آباد کی جیلوں میں اسیران کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے ڈسٹرکٹ چنیوٹ کے اسیران کو ڈسٹرکٹ جیل، جھنگ بھیجا جاتا ہے۔

(د) ڈسٹرکٹ جیل چنیوٹ کے لئے اراضی کا تعین کیا گیا ہے اس کا کل رقبہ 47ایکڑ ہے 30ایکڑ زرعی رقبہ ہے جبکہ 17ایکڑاراضی پر عوام الناس نے اپنے گھر تعمیر کیے ہوئے ہیں۔اس سلسلہ میں ڈی سی او صاحب چنیوٹ کو گزارش کی گئی ہے کہ یہ اراضی مکینوں سے خالی کروائی جائے جبکہ بقیہ30ایکڑاراضی ڈسٹرکٹ جیل چنیوٹ کی تعمیر کے لئے ناکافی ہے البتہ مزید جگہ حاصل کرنے کے لئے منصوبہ زیر غور ہے۔

فیصل آباد۔قیدیوں کے کھانے کے اخراجات اور انڈسٹری سے متعلقہ تفصیل

*7271:رانا محمد افضل خان:کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد جیل میں قیدیوں کو جو کھانا دیا جاتا ہے اس پر فی قیدی یومیہ کیا اخراجات آتے ہیں؟
(ب) جو انڈسٹری مذکورہ جیل میں لگائی گئی ہے اس سے حکومت کو کتنی آمدن ہوتی ہے اور قیدیوں کو سالانہ کتنی رقم ملتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) سنٹرل جیل فیصل آباد میں قیدیوں کو جو کھانا دیا جاتا ہے اس پر فی قیدی یومیہ اوسطاً 66.43روپے خرچہ آتا ہے۔
(ب) سنٹرل جیل فیصل آباد کو انڈسٹری میں اوسط سالانہ آمدنی مبلغ۔/25646440روپے ہوتی ہے اور قیدیوں کو مشقت کرنے کے عوض رقم نہیں ملتی بلکہ ہر قیدی کو 5سے 6یوم تک ماہانہ معافی ملتی ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل قصور کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*7691: **ملک اختر حسین نول:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-
(الف) ڈسٹرکٹ جیل قصور کتنے رقبہ پر مشتمل ہے؟
(ب) قصور جیل میں کتنے قیدی اور حوالاتی رکھنے کی گنجائش ہے؟
(ج) اس جیل میں اس وقت کتنے قیدی گنجائش سے زیادہ رکھے ہوئے ہیں؟
(د) گنجائش سے زائد قیدی اور حوالاتی رکھنے کی کیا وجوہات ہیں؟
(ہ) پچھلے پانچ سال سے قیدیوں اور حوالاتیوں کی بہتری کے لئے ضلع کے کتنے ایم پی ایز اور معزز لوگوں کو جیل کا دورہ کروایا گیا، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل قصور کا کل رقبہ 32ایکڑ ایک کنال اور 10مرلے پر محیط ہے۔
(ب) جیل ہذا میں 596نفر کی مقررہ گنجائش ہے جبکہ موجودہ گنتی 1623ہے۔
(ج) 1023نفر اسیران مقررہ گنجائش سے زیادہ ہیں۔
(د) بمطابق قانون ضلع کے قیدیوں / حوالاتیوں کو متعلقہ ڈسٹرکٹ جیل میں ہی رکھا جاسکتا ہے۔ نیز ڈسٹرکٹ قصور میں عدالت کے احکامات پر عملدرآمد کیا جاتا ہے۔ البتہ اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے دو نئی بیرکس اور 32سزائے موت سیل بھی تعمیر کئے گئے ہیں۔

(ہ) گزشتہ پانچ سالوں میں ڈسٹرکٹ جیل قصور کا دورہ مندرجہ ذیل معززین نے کیا۔

نمبر شمار	نام معزز شخصیات	تاریخ دورہ
1	جوزف حاکم دین، ایم پی اے، پنجاب	19-04-2005
2	سردار حسن اختر موکل، منسٹر فار ایم پی ڈی ڈی، پنجاب	03-12-2005
3	ماجدہ زیدی، چیئرمین، چیف منسٹر ٹاسک فورس، پنجاب	02-03-2006
4	ماجدہ زیدی، چیئرمین، چیف منسٹر ٹاسک فورس، پنجاب	19-05-2006
5	جوزف حاکم دین، ایم پی اے، پنجاب	30-05-2006
6	سردار حسن اختر موکل، ایم پی اے، پنجاب	27-03-2007
7	چودھری عبدالغفور خان میو، وزیر جیل خانہ جات، پنجاب	24-05-2008
8	وسیم اختر شیخ، ایم این اے	14-05-2010
9	یعقوب ندیم سیٹھی، ایم پی اے	14-05-2010
10	شگفتہ شیخ، ایم پی اے	14-05-2010
11	انیلہ اختر چودھری، ایم پی اے	26-05-2010
12	ملک محمد اقبال چنڑ، وزیر جیل خانہ جات، پنجاب	10-01-2011
13	یعقوب ندیم سیٹھی، ایم پی اے	10-01-2011
14	حاجی نعیم صفدر انصاری، ایم پی اے	10-01-2011
15	رانا اعجاز احمد نون، ایم پی اے	10-01-2011

ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی میں قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7929: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) وہاڑی ڈسٹرکٹ جیل میں کتنے قیدی / حوالاتی ہیں؟

(ب) وہاڑی جیل میں اس وقت کتنے قیدی دیت نہ دینے کی وجہ سے بند ہیں؟

(ج) ان کے ذمہ دیت کی کتنی رقم بنتی ہے؟

(د) کیا حکومت ایسے قیدیوں کو رہا کرنے کے لئے ان کے ذمہ دیت کی رقم کی ادائیگی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی میں اس وقت 519 حوالاتی اور 319 قیدی ہیں۔

(ب) ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی میں اس وقت دو نفر قیدی دیت نہ ادا کرنے کی وجہ سے بند ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان دو قیدیوں کے ذمے -/4,78,182 روپے دیت کی رقم بنتی ہے۔

(د) رمضان المبارک میں مخیر حضرات اور NGO سے اپیل کر کے ایسے قیدیوں کی دیت کی رقم جمع کروائی جاتی ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی کو اپنا اسلحہ فراہم کرنے کی تفصیلات

*7930: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی کے پاس کوئی اسلحہ نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس جیل کے پاس جو weapons ہیں وہ مختلف جیلوں سے مستعار لئے گئے ہیں؟

(ج) کیا حکومت اس جیل کو اپنا اسلحہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) یہ درست نہ ہے بلکہ ڈسٹرکٹ جیل، وہاڑی میں اسلحہ موجود ہے مگر دوسری جیلوں سے مستعار لیا ہوا ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ جیل ہذا میں جو اسلحہ موجود ہے وہ دوسری جیلوں سے مستعار لیا ہوا ہے۔

(ج) جی ہاں۔ حکومت پنجاب محکمہ داخلہ کو متعدد بار فنڈ مہیا کرنے کے لئے گزارش کی گئی ہے تاکہ اسلحہ کی خریداری کی جاسکے لیکن ابھی تک فنڈز جاری نہیں ہوئے اس لئے خریداری نہیں کی جاسکی۔ تاہم دوسری جیلوں سے اسلحہ لے کر ڈسٹرکٹ جیل، وہاڑی کی ضروریات کو پورا کیا گیا ہے۔

لاہور میں جیلوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8092: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں کتنی جیلیں کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان جیلوں میں اس وقت خواتین اور بچوں کی تعداد جیل وائز کتنی ہے؟

(ج) ان خواتین اور بچوں کو جیل میں کیا کیا سہولیات دی جاتی ہیں؟

(د) ان جیلوں میں کتنی خواتین دیت کی رقم کی ادائیگی نہ کرنے کی وجہ سے قید کاٹ رہی ہیں؟

(ہ) کتنی خواتین معمولی جرائم میں قید کاٹ رہی ہیں؟

(و) کیا حکومت معمولی جرائم اور دیت کی رقم کی ادائیگی نہ کرنے کی بناء پر قید کاٹنے والی خواتین کو رہا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع لاہور میں اس وقت دو جیلیں ہیں۔

(1) سنٹرل جیل لاہور واقع کوٹ لکھپت پیکو روڈ، لاہور

(2) ڈسٹرکٹ جیل لاہور واقع فیروزپور روڈ نزد شمع سٹاپ، لاہور

(ب) ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں خواتین اسیران کے لئے کوئی زنان خانہ موجود نہ ہے۔البتہ سنٹرل جیل کوٹ لکھپت میں زنان خانہ موجود ہے جس میں اس وقت خواتین اور بچوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

قیدی خواتین	=	17	
حوالاتی خواتین	=	82 بچوں والی خواتین	=11
سزائے موت	=	01 ہمراہ بچوں کی تعداد	=14
		ٹوٹل 100	

(ج) خواتین اور بچوں کو دی جانے والی سہولیات مندرجہ ذیل ہیں:۔

خواتین کو طبی سہولیات کی فراہمی کے لئے خواتین وارڈ میں ایک ڈسپنسری قائم کی گئی ہے جو کہ بنیادی سہولیات سے مزین ہے اور ادویات سرکاری و غیر سرکاری (این جی اوز) دونوں ذرائع سے فراہم ہوتی ہیں۔ سرکاری ہسپتال سے ہر پندرہ روز کے بعد سپیشلسٹ ڈاکٹرز وزٹ کرتے ہیں، جناح ہسپتال لاہور اور جنرل ہسپتال سے گائناکالوجسٹ بھی روزانہ وزٹ کرتی ہیں۔ غرضیکہ علاج معالجہ سے متعلق ہر قسم کی سہولیات قیدی خواتین اور بچوں کو میسر ہیں۔

بچوں اور قیدی خواتین کو تعلیم سے بہرہ ور کرنے کے لئے جمعیت تعلیم القرآن کی جانب ایک لیڈی ٹیچر متعین ہے جو ان کو دینی تعلیم فراہم کرتی ہے۔مزید یہ کہ بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک سکول زنان خانہ قائم کیا گیا ہے جس میں ان بچوں کی تعلیم و تربیت کی جاتی ہے جو کہ اپنی ماؤں کے ہمراہ جیل میں مقید ہیں اور یہ سکول مکمل طور پر فری تعلیم فراہم کرتا ہے۔

نادار اور مفلس خواتین کو مستقل بنیادوں پر Free Legal Aid کی فراہمی کے لئے اہتمام کیا جاتا ہے۔ قیدی خواتین اور بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے انہیں وقتاً فوقتاً مختلف مواقع پر کپڑے، جوتے، گرم سوئیٹر، کمبل وغیرہ اور موسم کی مناسبت سے مطلوبہ اشیاء فراہم کی جاتی ہیں۔

(د) سنٹرل جیل لاہور میں اس وقت کوئی خاتون دیت کے عوض قید نہ ہے۔

(ہ) سنٹرل جیل لاہور میں کوئی خاتون اسیر معمولی جرائم میں قید نہ ہے۔

(و) معمولی جرائم میں رہائی کے لئے ہر ضلع کے سیشن جج صاحبان مہینے میں دو مرتبہ جیل کا دورہ کرتے ہیں اور معمولی جرائم میں ملوث خواتین کو جیل سے رہا کر دیا جاتا ہے جبکہ سنٹرل جیل، لاہور میں دیت کی ادائیگی کے عوض کوئی خاتون قید نہ ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل قصور میں قیدی خواتین کی تفصیلات

*8265: محترمہ شگفتہ شیخ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ جیل قصور میں کتنی خواتین حوالاتی یا قیدی ہیں، ان کے ساتھ کتنے بچے ہیں اور ان بچوں کو جیل انتظامیہ کیا سہولیات فراہم کرتی ہے؟

(ب) جیل میں کب سے ڈاکٹر کی پوسٹ خالی ہے کیا حکومت جیل میں ڈاکٹر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) ڈسٹرکٹ جیل میں کتنے افسران اور ملازمین تعینات ہیں اور کون کون سے گریڈ کے ہیں؟

(د) جیل کی موجودہ کپیسٹی کتنی ہے کیا اس میں مزید توسیع کا کوئی پروگرام زیر غور ہے؟

(ہ) جیل میں کتنے کمسن بچے قید ہیں اور کون کون سے جرائم میں بند ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل قصور میں گیارہ حوالاتی اور چار قیدی خواتین بند ہیں اور ان کے ساتھ تین بچے ہیں جیل انتظامیہ کی طرف سے بچوں کو روزانہ دودھ اور چاول دیئے جاتے ہیں۔ مذہبی تہوار کے موقع پر ان بچوں کو جیل انتظامیہ کی طرف سے کپڑے، فروٹ وغیرہ بھی دیئے جاتے ہیں نیز ان بچوں کی تفریح کے لئے جھولے اور کھلونے بھی دیئے گئے ہیں۔

(ب) ڈسٹرکٹ جیل قصور میں مورخہ 2010۔06۔16 سے ڈاکٹر کی پوسٹ خالی ہے ۔ جیل انتظامیہ کی درخواست پر ضلعی انتظامیہ نے ڈاکٹر اشفاق احمد کو تین مہینے کے لئے جیل ہذا میں تعینات کیا ہے ۔ محکمہ ہذا نے محکمہ صحت سے درخواست کی ہے۔ ایک ڈاکٹر مستقل بنیاد پر ڈسٹرکٹ جیل قصور تعینات کیا جائے۔ اس سلسلہ میں کیس under process ہے اور جلد ہی تعیناتی کر دی جائے گی۔

(ج) ڈسٹرکٹ جیل، قصور تعینات افسران اور ملازمین کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ڈسٹرکٹ جیل قصور کی موجودہ کپیسٹی 596 اسیران کی ہے۔ اس وقت جیل ہذا میں 1643 اسیران مقید ہیں جبکہ مزید رقبہ اندرون جیل نہ ہونے پر مزید توسیع کا کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔ البتہ ٹائلٹ سکیم اور ویٹنگ شیڈ / انٹریو وغیرہ زیر تعمیر ہیں۔

(ہ) جیل ہذا میں 30 کم سن بچے مختلف جرائم میں ملوث ہو کر مقید ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب کی جیلوں میں خواتین قیدیوں کے لئے علیٰحدہ بیرکیں بنانے و گنجائش بڑھانے کی تفصیلات

*8305: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اس وقت پنجاب میں کل کتنی جیلیں ہیں اور ان کی گنجائش کیا ہیں، ان میں اس وقت کتنے مرد قیدی اور کتنی عورتیں قیدی موجود ہیں؟

(ب) کیا ان سب جیلوں میں عورتوں کے لئے الگ بیرکیں مخصوص ہیں، اگر نہیں تو ایسا کیوں ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ جیلوں میں گنجائش سے کہیں زیادہ قیدی رکھے گئے ہیں؟

(د) کیا حکومت نے جیلوں کی گنجائش بڑھانے کے لئے کوئی اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) اس وقت پنجاب میں 32 جیلیں ہیں اور ان کی گنجائش 21527 ہیں اور اس وقت 53529 مرد قیدی اور 799 قیدی عورتیں موجود ہیں۔

(ب) 32 جیلوں میں ایک عدد زنانہ جیل جو کہ ملتان میں ہے 2 عدد جیلیں بچوں کی ہیں اور باقی 20 جیلوں میں عورتوں کے لئے الگ الگ بیرکیں مخصوص ہیں جن کا علیٰحدہ احاطہ ہے ۔

دیواریں9فٹ اونچی ہیں اور تمام سٹاف خواتین پر مشتمل ہے۔System Double Lock کے ساتھ چادر اور چار دیواری کا مکمل تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ جیلوں میں گنجائش سے زیادہ قیدی رکھے ہوئے ہیں۔

(د) حکومت پنجاب کی خصوصی کاوش سے اس وقت پنجاب میں 14 نئی جیلیں زیر تعمیر ہیں۔ پچھلے پانچ سال میں جتنی نئی بیرکیں / سیلز کی تعمیر ہوئی ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام جیل	اقدامات
1	سنٹرل جیل،لاہور	تعمیر80نمبرزڈیتھ سیل
2	ڈسٹرکٹ جیل، شیخوپورہ	تعمیر32نمبرزڈیتھ سیل
3	سنٹرل جیل،راولپنڈی	تعمیر32نمبرزڈیتھ سیل
4	ڈسٹرکٹ جیل، جہلم	تعمیر32نمبرزڈیتھ سیل
5	سنٹرل جیل، گوجرانوالہ	تعمیر32نمبرزڈیتھ سیل
6	سنٹرل جیل، ساہیوال	تعمیر64نمبرزڈیتھ سیل
7	ڈسٹرکٹ جیل، رحیم یار خان	تعمیر32نمبرزڈیتھ سیل
8	ڈسٹرکٹ جیل، قصور	تعمیر32نمبرزڈیتھ سیل
9	ڈسٹرکٹ جیل، منڈی بہاؤالدین	تعمیر32نمبرزڈیتھ سیل
10	ڈسٹرکٹ جیل، سرگودھا	تعمیر32نمبرزڈیتھ سیل
11	سنٹرل جیل، فیصل آباد	تعمیر32نمبرزڈیتھ سیل
12	ڈسٹرکٹ جیل، مظفر گڑھ	تعمیر32نمبرزڈیتھ سیل
13	سنٹرل جیل،لاہور	تعمیر2نمبرزبارکیں
14	ڈسٹرکٹ جیل، جہلم	تعمیر2نمبرزبیرکیں
15	سنٹرل جیل، گوجرانوالہ	تعمیر2نمبرزبیرکیں
16	ڈسٹرکٹ جیل، قصور	تعمیر2نمبرزبیرکیں
17	ڈسٹرکٹ جیل، شیخوپورہ	تعمیر2نمبرزبیرکیں
18	ڈسٹرکٹ جیل، شاہپور	تعمیر2نمبرزبیرکیں
19	ڈسٹرکٹ جیل،اٹک	تعمیر2نمبرزبیرکیں
20	ڈسٹرکٹ جیل، سرگودھا	تعمیر2نمبرزبیرکیں
21	سنٹرل جیل، فیصل آباد	تعمیر2نمبرزبیرکیں
22	ڈسٹرکٹ جیل، فیصل آباد	تعمیر2نمبرزبیرکیں
23	ڈسٹرکٹ جیل، مظفر گڑھ	تعمیر2نمبرزبیرکیں

جس کی وجہ سے کافی حد تکovercrowding کم ہو جائے گی۔

غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

صوبہ میں جیلوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

268:چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں کل کتنی جیلیں ہیں اور جیلوں میں قیدیوں کی کل گنجائش کتنی ہے اور کتنے قیدی جیلوں میں ہیں، ہر سال جیل کی علیحدہ علیحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) کیا حکومت گنجائش کے مطابق مزید جیلیں بنانے یا موجودہ کی گنجائش بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) صوبہ پنجاب کی کل 32 جیلیں ہیں۔ قیدیوں کی گنجائش اور قیدیوں کی موجودہ تعداد کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب میں جیلوں کی تعداد بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس وقت صوبہ پنجاب میں 13 عدد نئی جیلیں زیر تعمیر ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ ڈسٹرکٹ جیل اوکاڑہ
2۔ ڈسٹرکٹ جیل پاکپتن
3۔ ڈسٹرکٹ جیل لیہ
4۔ ڈسٹرکٹ جیل نارووال
5۔ ڈسٹرکٹ جیل بھکر
6۔ ڈسٹرکٹ جیل حافظ آباد
7۔ ڈسٹرکٹ جیل لودھراں
8۔ ڈسٹرکٹ جیل خانیوال
9۔ ڈسٹرکٹ جیل راجن پور
10۔ سب جیل شجاع آباد
11۔ ہائی سکیورٹی ٹی بلاک / پریزن راولپنڈی
12۔ ہائی سکیورٹی ٹی بلاک / پریزن ساہیوال
13۔ ہائی سکیورٹی ٹی بلاک / پریزن میانوالی

صوبہ کی بور سٹل جیلوں میں قید بچوں کی تفصیلات

269: چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ پنجاب میں کل کتنی بور سٹل جیلیں ہیں اور ان میں کتنے بچے قید ہیں؟

(ب) بور سٹل جیلوں میں بچوں کی تربیت اور تعلیم کا کیا انتظام ہے؟

(ج) گزشتہ تین سالوں میں کل کتنے بچوں نے بورڈ یا یونیورسٹی کا امتحان پاس کیا ہے؟

(د) کیا حکومت جیلوں میں بچوں کی تعلیم و تربیت سے مطمئن ہے یا بہتری کی گنجائش محسوس کرتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) صوبہ پنجاب میں دو بور سٹل جیلیں ہیں۔

1۔ بور سٹل جیل بہاولپور

2۔ بور سٹل جیل فیصل آباد

ان جیلوں میں موجود بچوں کی تعداد درج ذیل ہے:

1۔ بور سٹل جیل بہاولپور

حوالاتی	قیدی	قیدی سزائے موت	ٹوٹل
62	48	00	110

2۔ بور سٹل جیل فیصل آباد کی مین وال گرنے کی وجہ سے تمام نوعمر اسیران کو سنٹرل جیل فیصل آباد اور ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد منتقل کر دیا گیا ہے۔

1۔ بور سٹل جیل فیصل آباد

حوالاتی	قیدی	قیدی سزائے موت	ٹوٹل
25	56	00	81

2۔ ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد

حوالاتی	قیدی	قیدی سزائے موت	ٹوٹل
60	00	00	60

(ب) بور سٹل جیلوں میں نوعمر اسیران کے لئے ہر قسم کی دینی اور دُنیوی تعلیم دی جاتی ہے جس کے لئے ایک مکمل کمپیوٹر لیٹ موجود ہے جہاں ان نوعمر اسیران کو کمپیوٹر ٹریننگ، الیکٹریشن اور ٹیلرنگ کے کورسز کروائے جاتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے

امتحانات کی تیاری کروائی جاتی ہے مزید برآں ان بچوں کی ذہنی نشوونما کے لئے کھیلوں کے مقابلے بھی منعقد کئے جاتے ہیں۔

(ج) گزشتہ تین سالوں میں دونوں بورسٹل جیلوں میں نوعمر اسیران نے بورڈ یا یونیورسٹی کے جو امتحانات پاس کئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

بورسٹل جیل بہاولپور میں پاس کردہ امتحانات کی تفصیل	بورسٹل جیل فیصل آباد میں پاس کردہ امتحانات کی تفصیل
میٹرک=12	میٹرک=26
مڈل=19	ایف اے=05
پرائمری=16	
اللسان العربی=17	
ایف اے=02	
ایکسٹریشن=01	
ٹوٹل=	ٹوٹل=31

(د) دونوں بورسٹل جیلوں میں حکومت کی جانب سے ٹیچر تعینات ہیں اور مخیر حضرات کے تعاون سے اسیران کی تعلیم و تربیت کے لئے خاطر خواہ انتظام موجود ہے جہاں ان بچوں کو ہر قسم کی تعلیمی سہولیات کتابیں اور سٹیشنری کا سامان میسر ہے۔

محکمہ جیل خانہ جات میں منظور شدہ و خالی اسامیوں کی تفصیلات

270: چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ جیل خانہ جات میں کل کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں، گریڈ وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) کتنی اسامیاں خالی ہیں، کب سے خالی ہیں اور انہیں کب پُر کیا جائے گا؟

(ج) کیا حکومت عرصہ دراز سے خالی اسامیوں کو پُر نہ کرنے کے ذمہ داروں کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہی؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) محکمہ جیل خانہ جات کی منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل فیلگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب،ج) فلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے پر خالی اسامیوں کی تعداد موجود ہے۔ اس ضمن میں تحریر پیش خدمت ہے کہ دفتر ہذا کی چٹھی 61626 نمبری مورخہ 11-12-13

فلیگ(ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، کے تحت محکمہ ہوم ڈیپارٹمنٹ سے وارڈران سکیل 5 کی بھرتی کی اجازت طلب کی گئی ہے جیسے ہی اجازت ملے گی بھرتی کا عمل مکمل کر لیا جائے گامزید برآں گورنمنٹ آف دی پنجاب(ایس اینڈ جی اے ڈی) نے منسلکہ چٹھی کے تحت سکیل 6 سے 15 تک کی اسامیوں کی بھرتی پر پابندی لگائی ہوئی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! محکموں کی طرف سے متواتر غلط جوابات بھیجنے پر آپ نے کمیٹی بنائی ہے تو اس کمیٹی کا mandate کیا ہے اور ان کے terms and reference کیا ہیں اور وہ کمیٹی کیا کام کرے گی؟

جناب سپیکر: اگر کسی محکمے کی طرف سے غلط جواب دیئے گئے ہوں گے تو ان کا notice لینے کے لئے ہمیں recommend کرے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وہ کمیٹی ان تمام محکموں کے لئے ہے جنہوں نے متواتر غلط جواب دیئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، تمام محکمہ جات کے لئے ہے۔ اس کمیٹی کو ملک ندیم کامران صاحب head کر رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کی میٹنگ کب بلائیں گے؟

جناب سپیکر: جی، میٹنگ انہوں نے بلانی ہے میں نے میٹنگ نہیں بلانی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ان کے ممبران کون کون سے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، اسمبلی سیکرٹریٹ سے کاپی لے لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! circulate کروادیں۔

جناب سپیکر: جی، یہاں circulate کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ ایک بات تو یہ ہے کہ وزیر موصوف صاحب بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے بغیر چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، تمام سوالات کے جوابات مکمل ہو گئے ہیں۔ جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور آپ کو پہلے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ نے اپنی کمیٹی کے فیصلوں کے ذریعے تھوڑا سا expedite کیا تو سوالات کے جوابات کا ایجنڈا مکمل ہوا۔ اس سے پہلے دو چار سوال یا اس سے زیادہ ضمنی سوالات کے ساتھ آگے نہیں بڑھتا تھا اور بحث شروع ہو جاتی ہے۔ میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ یہاں پر خصوصاً جب Question Hour ہوتا ہے اس میں سوال کرنے والا یا ضمنی سوال کرنے والے کو جوابدہ صرف منسٹر یا پارلیمانی سیکرٹری ہوتا ہے اور اس کے درمیان کسی کا کوئی استحقاق ہوتا ہے اور نہ ہی روایت ہے، کچھ دیر سے یہاں دیکھا جا رہا ہے کہ مختلف اور معزز ممبران اٹھ کر منسٹر صاحب کو بولنے ہی نہیں دیتے، اپنا نقطہ نظر بیان کرنے کے لئے آدھا آدھا گھنٹہ لگا دیتے ہیں اور اگر اسی دوران کوئی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ اگر کسی کو دعوت دی جائے تو پھر بولتے ہیں۔ ایسے تو نہیں بولتے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں یہی گزارش کرنے والا ہوں کہ منسٹر صاحب کے ہوتے ہوئے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! بعض اوقات خواتین کے بارے اتنی abusive language استعمال کر دی جاتی ہے جو کہ نہایت قابل اعتراض ہے، خواتین اپنی اچھی تربیت کی وجہ سے جواب نہیں دے پاتیں ورنہ اسی زبان میں جواب دیا جا سکتا ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اس کا serious notice لیں ورنہ اپوزیشن کی بیٹھی ہوئی دونوں جماعتیں اس پر serious steps لینے کا ارادہ رکھتی ہیں۔ آج میں نے اپنی خواتین سے کہا ہے کہ آپ اپنی میٹنگ بلا لیں، اپنی گزارشات اور معروضات سپیکر صاحب کو پیش کریں کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ اسمبلی کے آخری دنوں کے اندر جو کچھ ہم نے بھگتا ہے اگر ہم ان کو نہیں سمجھ پائے، ابھی تک ان کو decency کے ambit میں نہیں لا سکے تو پھر یہ ہمارے لئے بہت افسوسناک ہے کیونکہ پھر اسی لہجہ میں جواب دینا پڑے گا۔ میری یہی گزارش ہے کہ وہ الفاظ کم از کم حذف کر دیا کریں جب اتنے زیادہ بے ہودہ الفاظ کہہ دیئے جاتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں نے وہ الفاظ حذف کروادیئے تھے اور میں جو مناسب سمجھتا ہوں وہ حذف کروادیتا ہوں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! یہ الفاظ ریکارڈ کا حصہ نہیں رہنے چاہئیں، مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی۔۔۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں ان کی بات کا جواب دیتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں نے صرف decency demand کی ہے اور اگر منسٹر صاحب وہ بھی demand غلط سمجھتے ہیں تو تب بولیں لیکن مجھے اعتراض ہے کہ ہماری خواتین کے بارے میں نازیبا الفاظ کہے گئے ہیں جو کہ ناقابل برداشت ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تو کل تشریف فرما نہیں تھے۔ اس معزز ایوان کے تمام ممبران سے یہی بات کی تھی کہ آپ کا اس House میں بہن بھائیوں کا، باپ بیٹے کا ایک رشتہ ہے اور ان رشتوں کو قائم رکھیں۔ کسی کی تضحیک تذلیل خواتین کو کرنی چاہئے اور نہ ہی مرد حضرات کو کرنی چاہئے۔ اگر کوئی ایسی حرکت ہوئی تو میں اس کا سختی سے نوٹس لوں گا۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ چودھری ظہیر الدین صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے، ہم سب ممبران کو اس بات کو سوچنا بھی چاہئے اور اس پر عمل بھی کرنا چاہئے۔ میں یہ بات بھی on record لانا چاہتا ہوں جیسا کہ ابھی انہوں نے بات کی ہے کہ خاص طور پر خواتین۔ ویسے تو آپ نے بھی ابھی ارشاد فرمایا ہے کہ سب کے لئے ایک ہی طریق کار ہونا چاہئے، respect والا رشتہ ہونا چاہئے اور respectful language استعمال کرنی چاہئے۔ ہم نے کل بھی دیکھا اور اس سے پیشتر بھی دیکھا، اس میں دیکھنا یہ پڑتا ہے کہ پہل کون کرتا ہے۔ مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ کل جب یہاں پر ایک واقعہ ہوا جس میں خواتین کی طرف سے پہل کی گئی۔ ان کو بھی یہ realize کرنا چاہئے کہ۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: نہیں، نہیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): وہ کوئی ایسی بات نہ کریں جو کسی کو ناگوار گزرے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ نہ صرف خواتین بلکہ مرد حضرات کو بھی اسی طرح کرنا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے جو بات کی ہے اس پر ہم سب کو کاربند بھی رہنا چاہئے اور میں حکومتی پارٹی کی طرف سے ensure کرواتا ہوں کہ انشاء اللہ جیسے آپ میٹنگ کر رہے ہیں ہم بھی ان سے میٹنگ کر کے کوشش کریں گے کہ ہم اسی bracket میں رہ کر عزت و آبرو کے ساتھ ایک دوسرے سے بات کریں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا! میں ان کا مشکور ہوں اور آئندہ کوئی بھی ممبر منسٹر کی زبان اپنے منہ میں نہیں لے گا اس کا آپ خیال رکھئے گا۔ بدزبانی میں پہل ہماری طرف سے کبھی نہیں کی گئی House کے out of order ہونے کے بارے میں پہل کرنا ہر ایک کا right ہے چاہے وہ خاتون ہو یا مرد ہو۔ وہ right exercise ہوتا رہے گا جہاں کہیں below average اور اخلاق سے گری ہوئی کوئی بات کرے گا اس بارے میں ہم گردن زدنی کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ

ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: لنگڑیال صاحب نے بڑی مشکل سے آج پوائنٹ آف آرڈر لیا ہے بلکہ انہوں نے کبھی پوائنٹ آف آرڈر لیا ہی نہیں۔ جی، فرمائیں!

ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں ایوان میں بیٹھے اپنے بھائیوں کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہوں گا کہ یہ جمہوریت ہم نے بڑی مشکل سے حاصل کی ہے اور آمروں سے جمہوریت چھیننا کوئی چھوٹا سا کام نہیں ہے۔ پنجاب کے لوگ گواہ ہیں کہ اتنی چوروں اور ڈاکوؤں نے بھی مار نہیں کھائی ہو گی جتنی ہم سیاسی ورکروں نے مار کھائی ہے۔ مگر یہاں پر جو attitude اپنایا جاتا ہے شاید یہ نہیں جانتے کہ ان کو بہت سے لوگ دیکھ رہے ہیں اور بڑے قریب سے دیکھ رہے ہیں۔ جب بھی کوئی ایسی حرکت ہوتی ہے تو وہ لوگ جمہوریت کا اور ہمارا مذاق اڑاتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں ہم جمہوریت لا کر اس ملک کو صحیح پٹڑی پر چلائیں گے۔ مجھے اس وقت بھی بہت افسوس ہوتا ہے جب ہم چینلز پر جا کر آپس میں گتھم گتھا ہوتے ہیں اور لوگوں کے لئے تماشا بنتے ہیں۔ میں اپنے بھائیوں سے یہی گزارش کروں گا کہ یہ ہماری بہنیں ہیں اور ہماری بیٹیوں جیسی ہیں اگر کوئی بات مذاق میں ہو جاتی ہے تو اس بارے میں قطعاً ایسا نہیں سوچنا چاہئے کہ اس کا جواب ہم کسی ایسے لہجے میں دیں

جس سے ان کی دل آزاری ہو۔ جہاں تک جمہوریت کے حوالے سے میں بات کر رہا تھا آج راجہ ریاض صاحب نہیں بیٹھے ہوئے بطور اپوزیشن لیڈر ان کو بھی appreciate کرتا ہوں کہ ان کی بھی جمہوریت کی بحالی کے لئے ایک بہت بڑی struggle ہے۔ اسی طرح رانا ثناء اللہ خان صاحب کی working پر تو ہمیں کوئی اعتراض ہو سکتا ہے مگر جمہوریت کے حوالے سے ان کی بھی جو قربانیاں ہیں اس پر ہمیں کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں تمام دوستوں سے یہی کہوں گا کہ آئندہ ہمیں اپنے رویّوں پر نظر رکھنا ہو گی اور ہمیں یہ ثابت کرنا ہو گا کہ ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایک بہت بڑی جدوجہد کے بعد جمہوریت کو بحال کیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس جمہوریت کو قائم رکھنے کے لئے بھی ہم ہر وقت اپنا خون دینے کے لئے تیار رہیں گے۔ آئندہ کے لئے ہمارے پاس جو وقت رہ گیا ہے جاتے ہوئے ہمیں یہ ضرور سوچنا چاہئے کہ ہم یہاں سے محبتیں لے کر جائیں نہ کہ نفرتیں۔ آخر میں آپ کو بھی appreciate کروں گا کہ آپ نے بہت اچھا tenure گزارا ہے اور میری یہ گزارش ہے کہ ہم اپوزیشن کے لوگوں کو بھی ساتھ لے کر چلیں۔ میں اس شعر کے ساتھ اجازت چاہوں گا۔۔۔

اگر چاند کہوں تو چہرے پر ایک داغ سجانا پڑتا ہے
اگر پھول کہوں تو پہلو میں ایک کانٹا لگانا پڑتا ہے

پوائنٹ آف آرڈر

انجینئر شہزاد الٰہی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! کل جو واقعہ ہوا تھا اس پر میں آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہوں گا اور یہ بھی عرض کروں گا کہ جب بات نہیں سنی جاتی تو اس طرح کا ماحول پیدا ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ فرمائیں!

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! میری کل جو آپ سے بات ہوئی تھی اور جب سوال کیا گیا تھا تو انہوں نے فرمایا تھا کہ ثبوت لے کر آئیں۔

جناب سپیکر: کون سی بات کے آپ ثبوت لے کر آئے ہیں؟

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب والا! کل جو یو سی ایچ کے حوالے سے بات ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: کیا فرمایا؟

لبرٹی لاہور، یو سی ایچ ہسپتال کے حوالے سے حکومت کی طرف سے سوال کے غلط جواب کی وضاحت کا مطالبہ

انجینئر شہزاد الٰہی: کل یو سی ایچ ہسپتال کے بارے میں بات ہوئی تھی اور معزز ممبر شیخ علاؤالدین صاحب نے یہاں پر کھڑے ہو کر کہا تھا کہ وہ کیس کورٹ میں ہے۔ جو ممبر اس مقدس ایوان میں جھوٹ بولے اس کی بھی کوئی سزا مقرر ہونی چاہئے۔ میری یہ گزارش ہے کہ سوال ہو رہا تھا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے اور پتا نہیں کیوں شیخ علاؤالدین صاحب۔۔۔

جناب سپیکر: وہ پوائنٹ آف آرڈر پر آئے تھے۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! اس وقت Question Hour تھا اور میرا سوال تھا۔

جناب سپیکر: آپ پھر اسی طرح سے کرنا چاہتے ہیں؟

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب والا! میں اس طرح نہیں کرنا چاہتا۔ آپ میری بات سن لیں اس کے بعد فیصلہ آپ کر دیجئے گا۔ سوال ہو رہا تھا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے اور وہ میرے سوال کا جواب دے رہے تھے یا تو آپ مجھے یہ بتا دیں کہ علامہ شیخ علاؤالدین صاحب ان کے وزیر تھے یا ان کے اسسٹنٹ تھے۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے ویسے ہی بات کی ہے۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! ایسا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے تو اپنی information کی بات کی ہے۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب والا! انہوں نے خواتین کے ساتھ یہاں پر کھڑے ہو کر کہا کہ وہ کیس کورٹ میں ہے۔ اب اس کا میرے پاس proof ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ان کی بات توجہ سے سن لیں پھر اس کا جواب بھی دینا ہو گا۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب کی بات گورنمنٹ کی بات سمجھی جاتی ہے لہذا گورنمنٹ نے اس پر یہ بیان House میں دیا ہے کہ وہ کیس کورٹ میں ہے۔ میں اس کے proof لے کر آیا ہوں کہ وہ نہ تو کورٹ میں ہے بلکہ حکومت پنجاب نے باقاعدہ تعصب بازی سے وہاں پر قبضہ کیا ہوا ہے اور ان لوگوں سے ہماری میٹنگ چل رہی ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کی معزز خواتین ممبران کی طرف سے "شیم شیم" کی نعرہ بازی)

انہوں نے بتایا ہے کہ جو پیسے دیئے ہیں وہ بھی وہاں پر رکھے ہوئے ہیں اور آج بھی وہاں پر پڑے ہوئے ہیں۔اگر وہ کہتے ہیں کہ ہم نے sale, purchase کی ہے تو میں آپ کو اس آرڈیننس کی کاپی دکھاتا ہوں جو اس وقت میرے پاس موجود ہے۔اس کے تحت minorities کی کوئی بھی پراپرٹی sale ہو سکتی ہے اور نہ ہی purchase ہو سکتی ہے ۔ پھر پنجاب گورنمنٹ نے کس قانون کے تحت وہ sale اور purchase کی ہے۔بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،آپ تشریف رکھیں۔جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!معزز ممبر نے بات کی ہے کہ کوئی کیس عدالت میں pending ہے اور اس کی وجہ سے sale, purchase نہیں ہو سکتی۔۔۔

انجینئر شہزاد الٰہی: نہیں، یہ معاملہ نہیں بلکہ کل House میں وقفہ سوالات میں یہ بات ہوئی تھی اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کا جواب دے رہے تھے۔اس وقت لبرٹی پلازہ کے حوالے سے ایک سوال تھا کہ یو سی ایچ ہسپتال کی کچھ جگہ حکومت نے اپنی تحویل میں لے کر اس پر پلازہ بنایا ہے۔ میں نے یہ سوال کیا تھا کہ کیا اس جگہ کی sale, purchase ہوئی ہے یا acquire کی گئی ہے لیکن شیخ علاؤالدین صاحب نے یہاں پر کہا کہ وہ کیس کورٹ میں ہے۔ میرے پاس وہ ثبوت ہے سپیکر صاحب نے کہا کہ ٹھیک ہے بعد میں آپ کو بتادیں گے۔اب میں اس کا proof لے کر آیا ہوں کہ وہ کیس کورٹ میں ہے اور نہ ہی اس پر کوئی litigation ہے بلکہ یہ زبردستی لی گئی ہے۔ پنجاب حکومت نے اس مسئلے پر ایک کمیٹی بنائی ہوئی ہے جس کے رانا آصف صاحب کنوینر ہیں۔یہ کیس اس کمیٹی میں بھی گیا ہے اور اس میں وہ لوگ آئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ ان لوگوں نے اس زمین پر زبردستی قبضہ کیا ہے اور یہ پیسے بھی دیئے ہیں اور وہ پیسے آج بھی وہاں پر پڑے ہوئے ہیں۔انہوں نے کہا ہے کہ جب چاہیں یہ پیسے لے سکتے ہیں۔اگر یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اسے خریدا ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کس قانون کے تحت خریدا ہے؟ کیونکہ میرے پاس یہ آرڈیننس 2001 موجود ہے اس میں minority کو کوئی property sale and purchase نہیں ہو سکتی۔اگر کوئی sale اور purchase کرے گا تو دونوں ہی قصور وار ہیں۔اگر انہوں نے خریدی ہے تو یہ بھی قصور وار ہیں اور جس نے بیچی ہے وہ بھی قصور وار ہیں۔دونوں کے خلاف action ہونا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!ٹھیک ہے میں ان کی بات کو understandکر گیا ہوں لیکن اس معاملے کو تھوڑاenquireکرنا پڑے گا اس لئے آپ ایک three Members Committee کمیٹی بنادیں پھر ہم اس معاملے کو thoroughlyدیکھ لیں گے اور جو لوگ بھی ذمہ دار ہوں گے ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب پرویز رفیق:جناب سپیکر!میں یہ بات آپ کے گوش گزار کرتا چلوں کہ جب partition of India and Pakistan ہوئی تھی تو پہلا طبی امدادی کیمپYoung Men Christian Associationنے یونائیٹڈ کر سچیئن ہسپتال میں لگایا تھا۔جو لبرٹی پلازہ بنا ہے آپ کو پتا ہے کہ وہ کن کے شایان شان بنایا ہے اور کون کون لوگ اس میں ملوث ہیں۔

جناب سپیکر!میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان میں جس طرح میرے بھائی شہزاد الٰہی صاحب نے بات کی ہے کہ شیخ علاؤالدین صاحب سرکاری طور پر لینڈ مافیا کے چیئرمین بنے ہوئے ہیں اور جس طرح آشیانہ میں غریبوں کو روندرہے ہیں۔۔۔

وزیر زکوٰۃ وعشر(ملک ندیم کامران):جناب سپیکر!اب یہ کیا بات کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر:پھر جواب آئے گا اور فائدہ نہیں ہوگا۔

جناب پرویز رفیق:جناب سپیکر!جواب آئے۔جمہوریت ہے جواب آنا چاہئے۔

جناب سپیکر:بڑی مہربانی۔

جناب پرویز رفیق:لاہور کا لینڈ مافیا مسیحی املاک پر قبضہ کرنے کا۔جناب!میری گزارش سن لیں کہ اقلیتی وزیر بھی اس میں ملوث ہے، مسیحی املاک کے لین دین میں اقلیتی وزیر بھی ملوث ہے۔

وزیر زکوٰۃ وعشر(ملک ندیم کامران):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:وہ بھی پوائنٹ آف آرڈر پر ہی ہیں۔

وزیر زکوٰۃ وعشر(ملک ندیم کامران):جی،وہ پہلے بات کرلیں پھر میں بات کرتا ہوں۔

جناب سپیکر:میرے خیال میں اب مہربانی کریں مجھے کمیٹی کا اعلان کرنے دیں۔

جناب پرویز رفیق:جناب سپیکر!جگہ آپ کی ہے نہ میری ہے۔۔۔

جناب سپیکر:اگر میری ہے تو میں نے آپ کو دے دی۔

جناب پرویز رفیق:جناب سپیکر!میری گزارش سن لیں۔خدا آپ کو اور دے اور مجھے بھی اور دے۔میری گزارش سن لیں کہ جو شہزاد الٰہی صاحب کہہ رہے ہیں کہ 2001 میں lawبنا تھا اس کے مطابق چرچ کی لینڈ saleاور purchase نہیں ہو سکتی۔میرے پاس وزیر صاحب کے دفتر سے بھیجا ہوا وہ لیٹر ہے جس پر کامران مائیکل صاحب نے کہا ہے کہ بہر صورت میری عزت کا مسئلہ ہے اور پٹواری کو کہا گیا ہے کہ فرد جاری کریں۔

جناب سپیکر:جی،مہربانی۔کمیٹی میں سارا کچھ probeکریں گے۔

جناب پرویز رفیق:جناب سپیکر!پورا چرچ سراپا احتجاج ہے۔

جناب سپیکر:پلیز آپ تشریف رکھیں۔مجھے بات کرنے دیں۔بڑی مہربانی۔

جناب پرویز رفیق:سارا چرچ ہمارے پیچھے کھڑا ہے میری گزارش ہے کہ ایک کمیٹی بنادیں۔

جناب سپیکر:میں کمیٹی بنا رہا ہوں۔ایک کمیٹی Headed by Rana Sana Ullah Khan اس میں پارلیمانی سیکرٹری اور شہزاد الٰہی صاحب ہوں گے۔یہ تینوں کی ایک کمیٹی بنائی گئی ہے پھر اس کی رپورٹ Houseمیں پیش کریں گے۔

جناب پرویز رفیق:جناب سپیکر!مجھے بھی اس کمیٹی کا ممبر بنایا جائے۔

جناب سپیکر:اب آپ بس کریں،آپ کی مہربانی۔شہزاد الٰہی صاحب کا کہہ دیا ہے۔

چودھری سرفراز افضل:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،جناب!آپ بول لیں بھائی۔

چودھری سرفراز افضل:شکریہ۔جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب کی توجہ چاہوں گا جیسا کہ آپ کو پتا ہے کہ اس وقت پورے پاکستان بالخصوص پنجاب میں گیس کی لوڈ شیڈنگ انتہا پر ہے،23۔دسمبر کو راولپنڈی میں میرے حلقہ کے کچھ لوگوں نے گیس کی لوڈ شیڈنگ کے خلاف احتجاج کیا اور انہوں نے کچھ وقت کے لئے وہاں اسلام آباد ایکسپریس وے بلاک کیا جو کہ وفاقی حکومت اور پنجاب حکومت کی boundaryہے۔آئی جی اسلام آباد نے اس چیز کو تسلیم کرتے ہوئے متعلقہ سرکل کے ڈی ایس پی اور ایس ایچ او کو معطل کر دیا ہے۔انتظامیہ کی غفلت سے وہاں پر بجائے اس کے کہ سراپا احتجاج لوگوں سے مذاکرت کئے جاتے ان پر شیلنگ شروع کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: میرے بھائی! آپ کوئی تحریک لے آئیں۔

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! وہاں نامعلوم چار سو لوگوں کے خلاف ایف آئی آر درج کر دی گئی اور وہاں سے جو گزرتا گیا کیپیٹل پولیس کی غنڈہ گردی اس انتہا کو پہنچی کہ نوے لوگوں کو جن میں دس اور بارہ سال کے معصوم بچے بھی شامل ہیں انہیں گرفتار کر کے اڈیالہ جیل بھیج دیا گیا، میں خود ان کی ملاقات کے لئے گیا ہوں، ان کی ضمانتیں apply کی گئیں تو وہ reject کر دی گئیں۔ چار سو نامعلوم لوگوں کے خلاف ایف آئی آر درج کی گئی اور جو اس راستے سے گزرتا گیا اسے گرفتار کیا گیا۔ میں آپ کی اجازت سے کل اس House میں ایک قرارداد لانا چاہتا ہوں۔ ہماری اصل طاقت عوام ہے ہم انہیں ignore نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: آپ لکھ کر دفتر میں دیں پھر دفتر آپ کو بتائے گا کہ اس کا کیا کرنا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو اسلام آباد پولیس کے حوالے سے بات کی ہے میں اس سلسلے میں سیکرٹری داخلہ پنجاب سے کہوں گا کہ وہ وفاقی سیکرٹری داخلہ سے بات کر کے اس معاملے کو resolve کرائیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں ایک بڑے اہم نکتہ پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: پلیز مجھے چلنے دیں۔ میں نے بہت ٹائم دیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے بڑی ضروری بات پوچھنی ہے۔

جناب سپیکر: یہ بعد میں پوچھ لیں۔ دیکھیں! ہم معاملات ختم کرنا چاہتے ہیں لیکن آپ ان کو الجھانا چاہتے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ ہمارے بڑے ہیں۔ ہم حکومتی بنچوں سے آپ کا کوئی کم احترام نہیں کرتے۔ یہاں پر جو روایتیں قائم کی جا رہی ہیں، یہاں پر جو لوگ کچھ دیر کے لئے آتے ہیں اور کبھی کبھی House میں آتے ہیں وہ اعتراض کرتے ہیں کہ کورم کیوں point out کیا جاتا ہے اگر وہ یہاں

regularly آئیں تو ان کو پتا چلے کہ یہاں اپوزیشن کے requisition کئے ہوئے اجلاسوں کو دو دو اور چھ چھ منٹ کے بعد کورم توڑ کر اور یہاں باقاعدہ منسٹر آ کر ممبران کو اٹھا کر لے جاتے رہے ہیں، یہ مثالیں یہاں پر موجود ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ یہاں بہت دفعہ Chair کی طرف سے رولنگ آ چکی ہے کہ during Question Hours کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔جب ایک معزز ممبر خود پوائنٹ آف آرڈر مانگتا ہے تو وہ سب سے پہلے خود Chair کی رولنگ کو violate کرتا ہے۔اگر وہ خود غلط کام کر رہا ہے تو اسے کوئی حق نہیں کہ وہ کسی دوسرے پر انگلی اٹھائے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ اس House میں یہ بھی ایک روایت قائم کی گئی ہے کہ یہ anti women پنجاب اسمبلی[**********]

جناب سپیکر: ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔آپ نہیں چلنا چاہتے تو آپ کی مرضی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: لوٹا عورتوں کے ساتھ بدتمیزی کرتا رہا ہے۔

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کا وقت ہے۔ شوکت عزیز بھٹی صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ بولتے جائیں آپ کی مرضی ہے، آپ نہیں ہٹیں گے۔آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

کورم کی نشاندہی

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ایوان میں کورم نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کر دی گئی ہے، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے اس لئے اجلاس 30 منٹ کے لئے adjourn کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر آدھے گھنٹے کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر ایک بج کر پانچ منٹ پر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! ہم لاکھوں لوگوں کے ووٹ لے کر آئے ہیں۔ ایک ایک حلقے میں تین تین لاکھ افراد کی آبادی ہے جہاں سے ہم منتخب ہو کر آئے ہیں۔ پورا ایوان ذمہ دار لوگوں کا ایوان ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ آپ جب پارلیمانی لیڈر صاحبان کو بلاتے ہیں، ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوتی ہے تو آپ ان کو ہدایت فرمائیں۔ میں بھی اپنے پارلیمانی لیڈر سے یہی گزارش کروں گا کہ ہمیں لاکھوں لوگوں کی توقعات پر پورا اترنا چاہئے۔ پنجاب کا یہ معزز ایوان عوام کو جوابدہ ہے، کل کو ہم نے حلقوں میں جانا ہے اور ہم سے کوئی نہیں پوچھے گا کہ کیا آپ نے کورم point out کیا تھا؟ آپ ان تمام ممبران کو، یہاں والوں کو اور وہاں والوں کو سب کو ہدایت کریں۔ میں یہاں والوں سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ اس معزز ایوان کا وقت ضائع نہ کیا جائے۔ اس معزز ایوان کو کام کرنے دیا جائے کیونکہ ہم یہاں پر کام کرنے کے لئے آئے ہیں اور لوگوں نے ہمیں کام کرنے کے لئے منتخب کر کے اس ایوان میں بھیجا ہے۔ اس معاملے میں آپ کا کردار سب سے اہم ہے، آپ انتہائی ذمہ داری کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور آپ اسی ذمہ داری سے ان کو پابند کیجئے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، آپ کی بات سب نے سن لی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں وزیر تعلیم کے لئے ایک چیز لئے پھر رہی ہوں اور آپ کی اجازت سے میں اس ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہوں۔ یہ درسی کتب کے حوالے سے بہت بڑا مسئلہ ہے جو میں آپ کے notice میں لانا چاہتی ہوں۔ 2007 میں وفاقی وزارت تعلیم نے نئی ٹیکسٹ بک پالیسی جاری کی تھی۔ اُس کے مطابق پبلک۔۔۔

جناب سپیکر: وہ آپ مجھے دے دیں ہم پڑھ لیں گے، مہربانی کریں اور ٹائم بچائیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! مجھے صرف ایک منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، آپ آتی ہیں اور پوائنٹ آف آرڈر لے کر چلی جاتی ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! کورم point out ہو جاتا ہے اور باتیں درمیان میں ہی رہ جاتی ہیں۔۔

جناب سپیکر: میں تو کورم point out نہیں کرتا، آپ ہی کرتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں کام کی بات کر رہی ہوں اور آپ سُن نہیں رہے۔ یہ عوام کا مسئلہ ہے میرا ذاتی مسئلہ نہیں ہے۔ ایک درسی کتب جو پچیس لاکھ کے قریب چھپتی ہیں، پالیسی یہ تھی کہ ایک ہی وقت میں تین پبلشرز چھاپیں گے اور اب ظلم یہ ہو رہا ہے کہ سولہ سولہ کتابیں ایک پبلشر کو دی جا رہی ہیں۔ چھوٹے پبلشرز بھوکے مر رہے ہیں اور ایک پبلشر کی monopoly ہے۔ وہ گندی کتاب چھاپ رہا ہے اور اُس کی کوئی quality نہیں ہے۔ یہ لمحہ فکریہ ہے اس سے لوگ بے روزگار ہو رہے ہیں اور quality بھی متاثر ہو رہی ہے۔ اس کے ساتھ میں نے دوسرا مسئلہ آپ کے گوش گزار کرنا ہے کہ باہر ایک جلوس کھڑا ہوا ہے۔ ہم فرقہ واریت پر believe نہیں کرتے، یہ حکومت وقت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ مختلف تعلیمی اداروں اور جامعات کو فرقہ واریت سے بچایا جائے۔ وہ لوگ باہر کھڑے ہیں لہذا ایک کمیٹی بنائی جائے اور ان کی دادرسی کی جائے۔ ہمیں اپنے صوبہ پنجاب کا امن سب سے زیادہ پیارا ہے۔ وزیر قانون اس سلسلے میں notice لیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ یہاں آ کر لاء منسٹر صاحب کو بتا دیں، بہت شکریہ

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر:اب تحاریک التوائے کار ہیں۔راجہ شوکت عزیز بھٹی صاحب اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

ایرڈ ایگریکلچر یونیورسٹی راولپنڈی کے ریسرچ کیمپس سے نکالے گئے مقامی ملازمین کو واپس لانے کا مطالبہ

راجہ شوکت عزیز بھٹی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ ایرڈ ایگریکلچر یونیورسٹی راولپنڈی کا ریسرچ کیمپس کونٹ تحصیل گوجر خان، موضع کونٹ، یو سی سید کسراں کے رہائشیوں کی زمین کو زبردستی acquire کر کے تعمیر کیا گیا۔رقبہ acquire کرتے وقت علاقہ کے مقامی لوگوں سے یہ بات طے کی گئی کہ مذکورہ کیمپس میں کلاس فور کے ملازمین مالی، چوکیدار، سویپر، نائب قاصد، ڈرائیور مقامی لوگوں سے بھرتی کئے جائیں گے۔ بعد ازاں نامعلوم وجوہ کی بناء پر بے شمار بھرتی کئے گئے مقامی لوگوں کو نوکری سے فارغ کر دیا گیا اور جو بچ گئے ان کی ماہانہ تنخواہ مبلغ چار ہزار روپے مقرر کی گئی جبکہ حکومت پنجاب کی طرف سے مقرر کردہ کم از کم تنخواہ ماہوار مبلغ سات ہزار روپے ہے۔ مہنگائی کے اس ہوشربا دور میں مبلغ چار ہزار روپے ماہوار تنخواہ ایسے ہی ہے جیسے اونٹ کے منہ میں زیرہ۔ حکومت پنجاب کے اس اقدام سے مقامی علاقہ کے مکینوں میں شدید اضطراب، بے چینی اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ان کا حکام بالا سے پُرزور مطالبہ ہے کہ معاہدہ کے مطابق مقامی لوگوں سے کلاس فور کے ملازمین کو بھرتی کیا جائے اور ان کی ماہانہ تنخواہ حکومت پنجاب کے طے شدہ فارمولا کے مطابق انہیں دی جائے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! تحریک التوائے کار No. 1999 next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی طرف سے ہے اور ان کی طرف سے request آئی ہے کہ اس کو pending کر دیا جائے لہذا اسے next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2039 محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کی طرف سے

ہے۔جی،ان کی طرف سے request کوئی نہیں ہے۔لہذااس کو dispose of کیا جاتا ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر2046 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے۔

حکومت کی جانب سے ڈینگی بخار سے مرنے والے مریضوں کے لواحقین کو دیئے گئے چیکوں کی عدم ادائیگی

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے یہ اعلان فرمایا تھا کہ پنجاب بھر میں ڈینگی بخار سے مرنے والوں کے لواحقین کو پانچ لاکھ روپے امداد دی جائے گی لیکن ابھی تک کئی لواحقین ایسے ہیں جو شکایت کر رہے ہیں کہ پانچ لاکھ کا چیک ملنے کے بعد رقم ابھی تک ان کے اکاؤنٹ میں نہیں آئی جس کی وجہ سے مرنے والوں کے لواحقین میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! تحریک التوائے کار نمبر2046/11 کا جواب آیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر!اس میں ایسا ہے کہ جن افراد کی ڈینگی وائرس کی وجہ سے اموات ہوئی ہیں اور ان میں سے جن کو چیک دیئے گئے ہیں ان میں ایک procedure ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے دوبارہ فنانس ڈیپارٹمنٹ سے advice جاری کروانی ہوتی ہے اور اس procedure میں تھوڑا ٹائم لگ جاتا ہے لیکن کسی بھی چیک ہولڈر کو رقم deny نہیں ہوئی اور ان کی ادائیگی ہو رہی ہے۔جہاں تک کچھ ایسے لوگوں کا تعلق ہے کہ جن لواحقین کے مریض ڈینگی کی وجہ سے تو فوت نہیں ہوئے لیکن ان کا بھی یہ claim ہے،ان کے claim verify کئے جا رہے ہیں اور جن کے claim verify ہوں گے ان کو بھی یہ رقم ادا کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!شکریہ

جناب سپیکر: جی!,not pressed یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ابھی تحریک التوائے کار کا ٹائم ہے، میں نے بھی ایک تحریک التوائے کار جمع کرائی تھی اور تقریباً ایک ماہ ہونے کو ہے۔

جناب سپیکر: آپ کل تھے نہیں؟ اس پر بات مکمل ہو گئی ہے۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ پوری بات سنتے نہیں ہیں اور cut کر دیتے ہیں لہذا آپ مہربانی کر کے ہمیں اپنی بات کرنے دیا کریں۔ میں نے ایک تحریک التوائے کار صوبہ پنجاب کی مالی صورتحال کو discuss کرنے کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ان تحاریک التوائے کار کو سننے دیں تو اس کے بعد آپ کی بات سنتا ہوں۔ جی، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2047 محترمہ حمیرا اویس شاہد صاحبہ کی طرف سے ہے۔

دینی مدارس میں Islamic Ethics کے فروغ کے لئے نصاب پر نظر ثانی کا مطالبہ

محترمہ حمیرا اویس شاہد: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک دینی مدارس پر مسلسل بڑھتی ہوئی تنقید شدت سے اس امر کی متقاضی ہے کہ مدارس کے نصاب پر نظر ثانی کر کے اس کے مضامین کو بڑھایا جائے۔ اس نظام میں Islamic Ethics کو فروغ دیا جانا چاہئے اور ریاضی، اکاؤنٹنگ، بنکنگ، اسلامی معاشی نظام، اسلام کی سماجی بہبود جیسے مضامین کو بھی شامل کیا جانا چاہئے تاکہ مدارس اسلامی نظام کا ایک مؤثر ذریعہ بن سکیں نہ کہ ان میں صرف خواندگی ہی کا پہلو ہو لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کروں گی کہ مجھے اس کا پہلے ہی پتا تھا کہ سرکاری جواب کیا ہوگا۔ میں یہ تحریک اس لئے لائی ہوں کہ ہم اس پر ایک initiative کر سکیں اور یہ بہترین فورم ہے جس میں صوبہ پنجاب کے legislators اور علماء حضرات اکٹھے ہو کر ایک سلیبس propose کر سکیں۔ میری لاء منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ اگر آپ اس کو ایک کمیٹی کے حوالے کر دیں یعنی ایک سپیشل کمیٹی بنا دیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وہ خود next week میں اس کا جواب دیں گے اس کے بعد پھر آپ کچھ کہنا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہونے کے بعد کچھ کیا جائے گا کیونکہ یہ انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ ہے اس پر کمیٹی بنانے پر غور ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: جی، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2050 محمد حفیظ اختر چودھری صاحب کی ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2051 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لیکن وہ کہہ گئے ہیں کہ میں ایک میٹنگ میں جا رہا ہوں لہذا اس کو pending کر دیا جائے، pending till next week محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 11/2054 ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

تحصیل بھوآنہ کے گاؤں واڑا کے گرلز سکول میں اساتذہ کی عدم تعیناتی

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 19۔دسمبر 2011 کی The News میں خبر چھپی ہے کہ "Girls School without Teachers for eight months" اس کی تفصیل میں بتایا گیا ہے کہ تحصیل بھوآنہ ضلع چنیوٹ کے گاؤں واڑا اور اس کے گرد و نواح کے رہائشیوں کی بچیوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کے لئے

حکومت پنجاب نے لاکھوں روپے کی لاگت سے گرلز پرائمری سکول تعمیر کیا تھا۔ اب اس سکول کی بلڈنگ مکمل ہے اور 25۔اپریل 2011 کو باقاعدہ سکول کا افتتاح بھی ہو چکا ہے حتیٰ کہ اس میں وہاں کے علاقے کی بچیوں کی enrolment بھی ہو چکی ہے اور افتتاح کے دن سے آج تک بچیاں روزانہ اس امید پر آتی ہیں کہ ہماری ٹیچرز موجود ہوں گی اور وہ ہمیں پڑھائیں گی لیکن وہ آس ہی رہتی ہے چونکہ ابھی تک وہاں کوئی ٹیچر تعینات نہیں کی گئی جو ان معصوم اور غریب بچیوں کو تعلیم دے سکے۔ علاقے کے لوگ بار بار متعلقہ حکام تک اپنی شکایت پہنچا چکے ہیں لیکن ان کی کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ ایک طرف تو حکومت نے لاکھوں روپوں کی لاگت سے یہ بلڈنگ تعمیر کی، باقاعدہ اس کا افتتاح بھی کیا لیکن جس مقصد کے لئے یہ سکول بنایا گیا تھا ابھی تک وہ مقصد پورا نہیں ہو رہا۔ مذکورہ سکول میں سٹاف نہ ہونے کی وجہ سے جہاں علاقے کی بچیاں اور ان کے والدین پریشانی میں مبتلا ہیں وہاں پورے علاقے میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میری ایک Resolution تھی جس کا معاملہ تو آپ نے دو مہینے سے۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ان کی بات غور سے سنیں کیونکہ آپ کو اس کا جواب بھی دینا پڑے گا۔ کل بھی ان کو جواب دیا ہے اور آج پھر دینا پڑے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میری Resolution پر تو آپ نے دو مہینے بعد ایک decision دے دیا۔ اب میں نے ایک تحریک التوائے کار حکومت پنجاب کی مالی صورتحال پر جمع کروائی ہوئی ہے ۔ جب اس صوبے کی مالی صورتحال خراب ہے اور اگر اس قسم کے مسئلے ہیں تو ہمیں اس House کے اندر بیٹھ کر discuss کرنا چاہئے اور اس میں My source State Bank of Pakistan کی رپورٹ ہے۔

جناب سپیکر: اس کو آنے تو دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میری عرض تو سن لیں۔ وہ بھی میں نے جمع کروائی ہوئی ہے اس کا بھی ہاں یا نہیں میں جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: جب وہ میرے پاس آئے گی تو دیکھیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! وہ کب آئے گی؟ اس پر نہ ہی کر دیں۔

جناب سپیکر: میں اس کو دیکھے بغیر کیسے نہ کر دوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! اس کو جمع ہوئے ایک مہینہ ہو چکا ہے۔ یہی تو عرض کرتا ہوں کہ میرے business کو روک لیا جاتا ہے۔ اس پر کوئی ہاں یا نہ نہیں ہوتی۔

سرکاری کارروائی

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: میں اپنے آفس سے پوچھ رہا ہوں۔ محترمہ غزالہ سعد رفیق صاحبہ مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون غازی یونیورسٹی ڈی جی خان مصدرہ 2011 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

محترمہ غزالہ سعد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں

"The Ghazi University D G Khan Bill 2011(Bill No 46 of 2011)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کی گئی۔ اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب والا! میری ایک انتہائی اہم تحریک التوائے کار ہے آپ اس پر مہربانی فرمائیں۔ مجھے ایک لمحے کے لئے بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر:صرف ایک لمحے کے لئے آپ کو اجازت ہے۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میرے حلقے میں عوامی مفاد کو مد نظر رکھتے ہوئے چند سکیمیں جن میں سڑکوں کی repair بھی شامل تھی ان کی منظوری ہوئی، ٹینڈر ہوئے لیکن جب انہیں پتا چلا کہ یہ حلقہ ایک اپوزیشن کے ممبر کا ہے تو ان سکیموں پر کام رکوا دیا گیا۔ میری آپ کی وساطت سے حکومت سے گزارش ہے کہ میرے حلقے کی عوام کو سزا نہ دی جائے۔ میرے اس جرم کی سزا میرے حلقے کے عوام کو نہ دی جائے کہ میں اپنی پارٹی کے ساتھ ہوں۔ میرے حلقہ سے revenue آپ collect کرتے ہیں تو وہاں کی عوام کو facilitate کرنا بھی آپ کا حق ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ میرے اوپر رحم کیا جائے، میرے حلقہ کی عوام پر رحم کیا جائے اور مجھے مجبور نہ کیا جائے کہ میں لوٹا بنوں۔۔۔

جناب سپیکر:آپ اپنی تصحیح کریں۔ حکومت revenue collect کرواتی ہے میں نہیں کرواتا۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب والا! مجھے اس کا reward ملنا چاہئے اس کی سزا نہیں ملنی چاہئے۔

جناب سپیکر:آپ اپنی تصحیح کریں۔revenue collector collect کرتے ہیں یا حکومت کرتی ہے میں نہیں کرتا۔آپ نے پہلے بھی مجھ پر ایک الزام لگایا تھا۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب والا! میں معذرت خواہ ہوں۔

جناب سپیکر:چلیں، ہم نے آپ کی بات سن لی ہے۔آپ نے بڑی اچھی بات کی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب والا! مجھے اس کا جواب تو دے دیں۔

جناب سپیکر:رانا صاحب! کچھ اس کے متعلق بتا سکتے ہیں؟ان کے حلقے میں کچھ کام ہو رہے تھے ان کی وجہ سے رک گئے ہیں کہ ان کا نام آگیا ہے کہ یہ اپوزیشن میں ہیں، ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر! محترم حسن مرتضیٰ صاحب نے ابھی House میں تھوڑی دیر پہلے مجھ سے بات کی ہے۔ میں ڈی سی او چنیوٹ سے بات کر کے ان کو صحیح صورتحال بتاؤں گا۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب والا! کل تک معلوم ہو جائے گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! انشاء اللہ آج شام تک معلوم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب reports lay کرنا چاہیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں پہلے reports lay کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: پیش کریں۔

ساتویں این ایف سی ایوارڈ (جولائی تا دسمبر 2010) پر عملدرآمد کی ششماہی مانیٹرنگ رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I lay:

The Report on Biannual Monitoring on Implementation of 7th NFC Award (July-December 2010)

MR SPEAKER: The Report has been laid.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! اس کے لئے ایک وقت کا تعین کر دیں ہم اس این ایف سی ایوارڈ اور اس کی implementation پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے افسوس ہے کہ میرے بھائی محسن لغاری صاحب بڑے سینئر ممبر ہیں۔ یہ بات ان کے علم میں ہے کہ اس قسم کی رپورٹوں پر discussion اور general discussion جیسے یہ پہلے بات فرما رہے تھے کہ عام بحث ہونی چاہئے discussion on the financial position of the Provincial Government کے لئے دن اور ٹائم کا تعین بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں کیا جاتا ہے جہاں پر تمام پارلیمانی پارٹیوں کے لیڈر موجود ہوتے ہیں۔ اس اجلاس میں اس سلسلے میں بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی دو میٹنگیں ہوئی ہیں اس میں ان کے پارلیمانی لیڈر صاحب بھی موجود تھے اور دوسرے بھی موجود تھے۔ کسی نے بھی general discussion کے لئے وہاں پر نہیں کہا۔ اگر یہ اب بھی چاہیں کہ اس پر یا کسی اور رپورٹ پر بات کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے پاس اس اجلاس کے جو بقیہ دن ہیں ہم ان میں general discussion کر سکتے ہیں۔ House کے ٹائم کا بھی تعین ہو سکتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!جس وقت ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوئی تھی اس وقت ہمارے پارلیمانی لیڈر کو اس بات کا پتا تھا، پیپلز پارٹی کے پارلیمانی لیڈر کو پتا تھا اور نہ ہی شاید فنکشنل لیگ کو پتا تھا۔ راناصاحب کے علم میں شاید یہ بات ہو کہ یہ report lay ہونی ہے لیکن ان لوگوں کو اس بات کا پتا نہیں تھا کہ یہ report lay ہونی ہے۔ رپورٹیں جب اسمبلی کے اندر lay ہوتی ہیں تو ان کا مقصد یہ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، آئندہ آپ یہ پہلے ایجنڈے میں رکھا کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!یہ بات انتہائی قابل اعتراض ہے جو report lay ہوتی ہے وہ باقاعدہ circulate ہوتی ہے اور جب بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوئی تھی اس میٹنگ میں آپ اس بات کے گواہ ہیں کہ سارے پارلیمانی لیڈر موجود تھے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!یہ رپورٹ تو ابھی lay ہوئی ہے اور بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ اس رپورٹ کے lay ہونے کے بعد تو نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: چلیں، اس پر ہم کوئی اور دن رکھ لیں گے۔ اب مہربانی کریں اور مجھے آگے چلنے دیں۔ مہربانی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:جناب والا!میں نے بھی گزارش کرنا تھی۔

جناب سپیکر:اسی بارے میں آپ نے بھی بات کرنی ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:جناب والا!میں اپنے آپ کو clear کرنا چاہتا ہوں کیونکہ مجھے سمجھ نہیں آرہی۔ قانون یہ کہتا ہے رول 133

"That after report referred to under rules 130, 131, 132 is laid in the House; the Speaker shall fix a day."

جب shall fix a day کی بات آگئی تو کیا بزنس ایڈوائزری کمیٹی کے اندر اس کا جانا ضروری ہے۔ کیونکہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ mandatory ہو جاتا ہے جب "shall" کا لفظ اس میں آگیا ہے اس لئے اس چیز کو clear کر دیں کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کے اندر جو فیصلے ہوتے ہیں کیا وہ rules and regulation کو contravene کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں۔ contravene تو نہیں کر سکتے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹیRulesکے تحتbusiness regulateکرنے کے لئے ہےاور سپیکر کو کوئی بھیrule for regulation of the Assembly businessاسےrelaxکرنے کا اختیار حاصل ہے اور انdiscussionsکو regulate کرنے کے لئے کہ کون سیdiscussion importanceکی حامل ہے سب کو بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں رکھا جاتاہےاور وہاں پر with the consultation of the Parliamentary Leadersٹائم طے کیا جاتاہے۔

میجر(ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا:جناب سپیکر!کیا بزنس ایڈوائزری کمیٹی سے پہلے ایجنڈا جاری ہوتاہے کہ یہ یہ چیزیںdiscussکی جائیں گی۔

جناب سپیکر:جی،ساری باتیں ہو جاتی ہیں۔

میجر(ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا:جناب سپیکر!کیا بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ چیزdiscussہوئی تھی کہ یہ رپورٹ فلاں دنlayہونی ہے؟

میجر(ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل:جناب سپیکر!میں بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں موجود تھا وہاں ایسی کوئی بات نہیں ہوئی تھی کہ فلاں دن یہ رپورٹlayہو گی۔ابھی جس طرح میجر صاحب نےpoint outکیاہے کہRules of Procedureکے مطابق یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ اس پر بحث کے لئے date fixکریں تاکہ اس پر بحث ہو،بزنس ایڈوائزری کمیٹی میںdefinitelyیہ ضرور طے پاتاہے کہ وقفہ سوالات کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گااور اس کے بعد یہ یہ ایجنڈاtake upکیا جائے گا لیکن ادھرreports layہونے کا یااس پرdiscussionکاdiscussہوا ہے اور نہ اس سے پہلے رپورٹcirculateکی گئی ہے۔

جناب سپیکر:اس سے پہلے کبھی آپ نے یہ باتpoint outکی ہے،آپ نے اس سے پہلے ایڈوائزری کمیٹی میں کبھی یہ بات کی ہے؟

میجر(ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل:جناب سپیکر!Rules of Procedureمیں بہتclear ہے کہ جب اس پرdiscussionنہیں ہوتی تو we have to go as per Rules of Procedureاگرdiscussionنہیں ہوتی توRules of Procedureبڑےclearہیں۔

جناب سپیکر:لاء منسٹر صاحب!آئندہ آپ باقاعدہ ان کو بتایا کریں کہ ہم نے یہ کرنا ہے اور یہ رپورٹ پیش کرنی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!Houseمیں رپورٹ lay ہونے کا مقصد ہی یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر:تاکہ سب کے علم میں آ جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!تو یہ سمجھا جائے گا کہ سب کے علم میں آ گئی ہے اگر کوئیHouseسے غیر حاضر ہے تو یہHouseکی ذمہ داری نہیں ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!Rulesکی بات ہے کہ جہاں پرshallکا لفظ استعمال ہو جائے تو وہsubstantial lawہوتا ہے اور اسsubstantial lawکے خلافdiscretion of the Speaker or the Law Ministerنہیں ہوا کرتی۔یہ واضح سی بات ہے کہ جب رپورٹ پیش ہو گی تو سپیکر بحیثیتCustodian of the Houseپابند ہے کہ اس پر discussionکے لئے دن مقرر کرے گا۔

جناب سپیکر:میرے خیال میں ہم مستقبل کے لئے رکھ لیتے ہیں۔

CH EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: Mr. Speaker! There are no two opinion that is very substantial...

جناب سپیکر:.Let it go nowآپ کی بات سن لی ہے اور آئندہ ایسا کریں گےwe will take care of it in futureیہ دفتر بھی سن لے کہ یہ جوreports layکریں گے آپ نے انہیں آئندہ ایجنڈے پر رکھنا ہے۔

میجر(ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا:جناب سپیکر!پچھلے چار سالوں میںreports layہوتی رہی ہیں۔

جناب سپیکر:وہ ہو چکی ہیں۔

میجر(ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا:ان پر حکومت کا لاکھوں روپیہ خرچ ہو چکا ہے لیکن ان سے عوام کو awareنہیں کیا گیا ان کا ذمہ دار کون ہے؟

جناب سپیکر:وہ ہو چکی ہیں اب انہیں چھوڑیں۔آپ نے کی ہے یا انہوں نے کی ہے لیکن میں نے تو نہیں کی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:جناب سپیکر!ہم تو motion بھی move کرتے ہیں تو اس پر پابندی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر:اس کا ایک طریق کار ہے اس کے مطابق چلیں۔رانا صاحب!پلیز اب مہربانی کریں اور بیٹھ جائیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!Rules کے مطابق کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر:جی،Rules کے مطابق ہی ہوتا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:یہ substantial law ہے اور اسمبلی سیکرٹریٹ کو بتانا چاہئے تھا۔

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل:جناب سپیکر!آپ اس پر بحث کے لئے date fix کر دیں۔

Under the Rules of Procedure you have to fix the day for discussion.

سید ناظم حسین شاہ:جناب سپیکر!اگر آپ اس طریقے سے precedent set کریں گے تو ہمارے بعد کچھ اور لوگوں نے بھی آنا ہے ہم نے سدا اس اسمبلی میں نہیں بیٹھے رہنا۔آپ کون سے precedent create کر رہے ہیں؟آپ Rules سے انحراف کر رہے ہیں۔Rana Sahib اگر پہلی reports discuss نہیں کیں تو Action should be taken against the persons those who are concerned about it.. rightly pointed out those who are responsible for it. یہ بات آپ کے شان شایان نہیں ہے کہ آپ یہ کہیں کہ جو ہونا تھا ہو چکا۔نہیں whatever is brought before your notice اس کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ آپ کوئی action لیں۔

جناب سپیکر: سمجھ نہیں لگتی کہ آپ کس طرف جائیں گے۔نہیں؟ٹھیک نہیں۔آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!اس میں۔۔۔

جناب سپیکر:شاہ صاحب!جواب آنے دیں۔

سید ناظم حسین شاہ:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔اب آپ تشریف رکھیں۔شاہ صاحب!پلیز آپ تشریف رکھیں۔میں کہتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں مجھے ان کی بات سننے دیں۔

سید ناظم حسین شاہ:جناب سپیکر!میں پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں میری بات ختم ہو جائے تب لاء منسٹر صاحب بات کریں۔

جناب سپیکر:آپ کی بات ہو گئی ہے۔آپ کی بات ختم ہو گئی ہے۔شاہ صاحب!اس طرح نہیں۔آپ مجھے challenge نہ کریں،آپ کی مہربانی ہو گی۔میں آپ کا بہت احترام کرتا ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ:آپ بھی اس طریقے سے نہ کریں۔ہمیں bulldoze نہ کریں ایسے House نہیں چلے گا۔

جناب سپیکر:یہ طریقہ نہیں ہے۔کیسے نہیں چلے گا؟میں چلاؤں گا میں آپ کو بتاؤں گا اور House چلانے کا میرے پاس اختیار ہے۔بڑی مہربانی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:ایسے House نہیں چلے گا۔

جناب سپیکر:آپ کیسے کھڑے ہیں؟آپ ان کو بات کرنے دیں۔

سید ناظم حسین شاہ:جناب سپیکر! You are Speaker and a member and we are also honourable members ایسے نہ کریں۔۔۔

جناب سپیکر:فکر نہ کریں آگے سے ایسا ہی ہو جائے گا۔یہ بات نہیں ہے۔میں آپ کا احترام کرتا ہوں لیکن احترام کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ میرے گلے پڑیں۔

سید ناظم حسین شاہ:آپ کا اس طریقے سے ایس ایچ او کا role اچھا نہیں ہے۔

جناب سپیکر:مجھے بھی آپ کا اس طرح کا روّیہ پسند نہیں ہے۔شاہ صاحب!آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں جو بات کرنی ہے وہ کریں۔

سید ناظم حسین شاہ:جناب سپیکر!آپ فیصلہ دے دیں۔

جناب سپیکر:جی،میں ادھر سے سنوں گا۔جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!۔۔۔

میجر(ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:آپ بیٹھیں۔مجھے پتا ہے کہ آپ نے جو کرنا ہے مجھے ساری بات کی سمجھ ہے۔جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میرے معزز بھائی133 Ruleکا sub rule 1ہی پڑھتے ہیں اور اس سے آگے چلتے ہی نہیں ہیں۔میں معزز ایوان کی informationاور considerationکے لئے133 Ruleسارا پڑھ دیتا ہوں

133. DISCUSSION OF REPORTS:

(1) After a report referred to in rules 130, 131 or 132 is laid in the House, the Speaker shall fix a day for its discussion.

(2) On the day fixed under sub-rule (1), the Minister concerned may move that the report be discussed by the Assembly and may make a brief statement explaining the salient features of the report

یعنی یہ صرف اور صرف سپیکر ہی کی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ اس میں concerned Ministerنے بھی رپورٹ پیش کرنی ہوتی ہے اور آج تک یہ روایت رہی ہے کہ ہمیشہ general discussionوہ رپورٹ پر ہو یا کسی general topicپر ہو اس کے متعلق date and time بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں fixکیا جاتا ہے کیونکہ وہاں پر تمام پارلیمانی گروپوں کے لیڈر موجود ہوتے ہیں اور consensusکے ساتھ سب کی convenienceکے لئے ایک dateمقرر کر لی جاتی ہے لیکن اگر میرے بھائی بزنس ایڈوائزری کمیٹی کو overruleکرنا چاہتے ہیں کہ وہ practiceجاری نہ رکھی جائے تو ٹھیک ہے پھر Chairکے ذمے لگا دیا جائے اور Chairاس میں اپنی مرضی سے withoutیہ دیکھے کہ کس کی convenienceکس دن ہے وہ اپنے طور پر dateمقرر کر دیا کرے گی لیکن اب تک Houseکی practiceیہی ہے کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں general discussionکے لئے دن اور ٹائم کا تعین کیا جاتا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!محترم لاء منسٹر صاحب نے جو133 Ruleکی بات کی ہے یہ بالکل واضح ہے اور اس میں کوئی ابہام ہی نہیں ہے سوائے اس کے کہ لاء منسٹر پہلے opinion دے چکے تھے اور بعد میں اگر انہیں پتا چل گیا کہ opinionغلط ہے تو ان کو اپنی opinionسے پیچھے ہٹ جانا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر!یہاں بات یہ ہے کہ کبھی بھی بزنس ایڈوائزری کمیٹی House کے Rules کو violate or contradict نہیں کر سکتی۔Rules یہ کہتے ہیں کہ جب رپورٹ پیش ہو گی،shall کا لفظ substantial law ہوا کرتا ہے جس میں کوئی discretion نہیں ہوا کرتی۔ محترم وزیر قانون کو یہ کہنا چاہئے تھا کہ میں نے پڑھے بغیر اپنی رائے دے دی تھی اور اب Law کے Rules کو پڑھنے کے بعد یہ پتا چلا ہے کہ جب کوئی report lay ہوتی ہے تو پھر سپیکر کی discretion نہیں ہوتی بلکہ وہ bound ہے کہ اس پر discussion کے لئے دن مقرر کرے گا۔اب اس میں کون سی ضد والی بات ہے؟اس سے تو Chair کے وقار میں اضافہ ہو گا کہ Custodian of the House اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے discussion کے لئے دن مقرر کر رہے ہیں۔وزیر قانون نے جو کچھ کہا اس بارے میں یہی کہوں گا کہ This is the stubborn behaviour of the Government. یہ تو اس House اور ان Rules کو bulldoze کیا جا رہا ہے۔میں T.V Channels پر Rule of Law کے الفاظ اکثر وزیر قانون سے سنا کرتا ہوں تو میں ان سے کہوں گا کہ اس House کے اندر بھی Rule of Law ہونا چاہئے۔Rules of Procedure کی کتاب کہہ رہی ہے کہ That is a substantial law یعنی اس میں وزیر قانون،قائد حزب اختلاف یا سپیکر صاحب کی discretion نہیں ہے کیونکہ جہاں shall کا لفظ آ جائے تو اس کو ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا۔آخر میں یہی عرض کروں گا کہ:

ہم کریں بات دلیلوں سے تو رد ہوتی ہے
اور ان کے ہونٹوں کی خاموشی بھی سند ہوتی ہے

بہت شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اس ساری confusion کو دُور کرنے کے لئے Rule کی کتاب کا urdu version منگوالیں۔ میرے خیال میں شاید ہماری انگریزی کمزور ہے اور ہمیں بہت ساری انگریزی کی چیزیں سمجھ نہیں آتیں۔یہ غیروں کی زبان ہے اور ہم اپنے آپ کو ایسے ہی پھنسا لیتے ہیں اس لئے میری گزارش ہے کہ urdu version والی کتاب منگوالیں۔اس کو ہم پڑھ لیتے ہیں اور وزیر قانون بھی پڑھ لیں کہ رپورٹ کا discuss ہونا ضروری ہے یا نہیں اور اس کے لئے time fix کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ میرے خیال میں اگر اس کو باآواز بلند پڑھ کر سنا دیا جائے تو بات واضح ہو جائے گی۔

ہماری انگریزی تھوڑی کمزور ہے اور shall, will and may وغیرہ یہ سب انگریزی زبان کے الفاظ ہیں، غیروں کی زبان ہے اس لئے ہم دیکھ لیتے ہیں کہ اس کا اردو میں کیا مطلب ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں نے بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ attend کی تھی اس میں اس کے contradictory کوئی فیصلہ نہیں ہوا کہ جب کسی بھی رپورٹ کو lay کیا جائے گا تو سپیکر اس پر discussion کے لئے day fix نہیں کریں گے اس لئے بزنس ایڈوائزری کمیٹی کو اس میں malign نہ کیا جائے اس کمیٹی میں جو فیصلے ہوئے ہیں ان کو ہم اور ہماری پارٹی own کرتی ہے لیکن اس کو mix-up نہ کیا جائے، یہاں پر یہ confusion نہ create کی جائے کہ جو لوگ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں جاتے ہیں وہ irresponsible ہیں یا Rules of Procedure کا ان کو پتا نہیں ہے۔ بزنس ایڈوائزری کمیٹی نے کبھی یہ فیصلہ نہیں کیا کہ سپیکر اس پر day fix نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر: لیکن اس سے پہلے کبھی آپ نے object بھی نہیں کیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں یہ قطعی طور پر نہیں لکھا کہ سپیکر date fix نہیں کریں گے لیکن یہ بھی نہیں لکھا کہ رپورٹ پیش ہوتے ہی اسی وقت، forthwith سپیکر صاحب date fix کریں گے۔ سپیکر صاحب in office date fix کریں گے۔ Practice یہ ہے کہ رپورٹ پیش ہونے کے بعد بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں discuss ہونے کے بعد date fix کی جاتی ہے اگر یہ کہتے ہیں کہ وہاں پر discussion نہیں ہونی چاہئے اور سب پارلیمانی لیڈروں کو اعتماد میں نہیں لینا چاہئے تو پھر یہ date آپ نے اپنے دفتر میں fix کرنی ہے۔ اس وقت تک جو بھی reports lay ہوئی ہیں آپ جب چاہیں ان پر date fix کر سکتے ہیں۔ یہ تو کہیں نہیں لکھا کہ forthwith جونہی رپورٹ پیش ہو اسی وقت آپ نے date fix کرنی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں وزیر قانون کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ partially انہوں نے Law کو تسلیم کر لیا ہے۔ اب میری دوسری رائے یہ ہے کہ اس وقت جو پارلیمانی لیڈر صاحبان موجود ہیں ان کی رائے لے لیں اور پھر آپ دن کا تقرر فرما دیں۔ ہمیں اس میں کوئی اختلاف نہیں ہوگا۔ بات یہ ہے کہ:

راہ پر اُن کو لگا لائے تو ہیں باتوں میں
اور کھل جائیں گے دو چار ملاقاتوں میں

جناب سپیکر:اس سے پیشتر جتنی رپورٹیں پیش ہوتی رہی ہیں آپ نے کبھی اُن پر object کیا ہے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!ہم غلطی پر تھے اور اگر اب ہماری غلطی ٹھیک ہو گئی ہے تو آپ کو خوش ہونا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!غلطی تو انہوں نے تسلیم کر لی ہے اب آپ اپنے دفتر میں اس رپورٹ پر اور اس سے پہلے جو رپورٹیں پیش ہوئی ہیں اُن سب کے اوپر date fix کر دیں۔آپ بے شک اسی اجلاس میں کر دیں بلکہ اگر یہ بضد ہیں تو اس رپورٹ کے اوپر آج ہی سرکاری کارروائی کے بعد آپ دو گھنٹے کا time fix کر دیں۔یہ اس کے اوپر آج ہی بحث کر لیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!آج کیسے ممکن ہے؟ابھی تو ہم نے اس رپورٹ کو پڑھا بھی نہیں ہے۔ہمیں پہلے اس رپورٹ کو پڑھ تو لینے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں آپ کو پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ یہ صرف point scoring ہے۔آپ اس کے لئے time fix کریں پھر آپ دیکھ لیں گے کہ یہ بحث کے لئے کتنی تیاری کر کے آتے ہیں؟

جناب سپیکر:اگر آپ چاہتے ہیں تو ہم آج ہی اس رپورٹ پر discussion کے لئے دو گھنٹے کا time fix کر لیتے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!ہمیں اس رپورٹ کو پڑھ تو لینے دیں۔

جناب سپیکر:آپ ابھی اس کو پڑھ لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!آج ہم یہاں قانون سازی کے لئے آئے ہیں رپورٹ پڑھنے کے لئے نہیں آئے۔آپ اس کے لئے ہمیں وقت دیں پھر اس پر بحث کے لئے time fix کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اگر یہ فیصلہ ہو گیا ہے کہ عام بحث اور ان reports پر discussion کے لئے time fix کرنے کے لئے سپیکر صاحب بزنس ایڈوائزری کمیٹی کے مشورے کے پابند نہیں ہیں اور وہ اپنے دفتر میں یہ وقت مقرر کیا کریں گے تو آپ آج، کل یا جب چاہیں اس بارے میں time fix کر دیجئے گا۔یہ رپورٹ تو آج lay ہوئی ہے لیکن اس سے پہلے بھی رپورٹیں lay ہوئی ہیں تو آپ ان سب سے متعلق discussion کے لئے dates طے کر دیں۔

جناب سپیکر: سپیکر آفس کیسے کرے گا؟ میرے خیال میں منگل کے علاوہ سپیکر آفس کو اختیار ہی نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): Speaker office mean آپ کی ذات ہے۔ آپ نے date مقرر کرنی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ ہمارے Custodian ہیں، صرف یہ ہٹ دھرمی کی بات نہیں ہے۔ آپ ہمیں یہ سہولت دیں کہ ہم اس رپورٹ کو پڑھ لیں۔ آپ وزیر قانون سے consult ضرور کریں لیکن dictation نہ لیں۔ ہمیں آپ کا فیصلہ چاہئے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میری بات سنیں۔ کیا آپ بھی مجھے dictation دے رہے ہیں، وہ بھی مجھے dictation دے رہے ہیں، جب تک یہ پڑھی نہیں جائے گی اس وقت تک discussion کیسے ہو گی؟ اس کو lay ہونے دیں پھر اگر آج چاہیں گے تو اس کے لئے دو گھنٹے fix کر دیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: قبلہ! آج کیسے ممکن ہے؟ آپ ہمیں tactics کی مار نہ دیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آج یہ رپورٹ lay ہوئی ہے تو آج ہی اس پر discussion کے لئے time fix کرنا definitely مناسب نہیں ہے۔ آپ اپنے دفتر میں بیٹھ کر اس کے لئے کسی بھی دن کے لئے time fix کر دیجئے گا۔ یہ روایت ہے کہ جب بھی کوئی رپورٹ پیش ہوتی ہے تو اس پر ممبران اپنا mind apply کرتے ہیں اور اس کے لئے ان کو time چاہئے۔ آپ وقت دے دیں اور اس کے بعد discussion ہو جائے گی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! آپ نے suggestion دی ہے کہ پچھلے دنوں میں جو reports lay ہوئی ہیں، rule منع نہیں کرتا کیونکہ اُس کے اندر کوئی time bar نہیں ہے اس لئے میری یہ request ہے کہ یہاں پر discussion کے لئے تمام reports آنی چاہئیں، particularly جن کے متعلق میں نے motion move کی تھی کیونکہ اُن کے اندر بہت ساری important چیزیں ہیں جن کے discuss ہونے سے بہتری آ سکتی ہے۔ ہم اس چیز کو politicize نہیں کر رہے بلکہ ہم صرف اور صرف بہتری کے لئے یہ کہہ رہے ہیں کیونکہ ان reports کے اندر اچھی چیزیں بھی ہیں اور کمزور چیزیں بھی ہیں۔ ہم اُن چیزوں کو highlight کرنا چاہتے ہیں تاکہ ان میں بہتری آ جائے۔

Otherwise اگر ان پر discussion نہیں کرنی تو محکموں کو بتائیں کہ وہ reports شائع نہ کریں کیونکہ اُن کے اوپر پیسے ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب بات پھر وہیں پر آ جائے گی کہ اب تک جو reports lay ہوئی ہیں بشمول اس report کے جو آج lay ہوئی ہے ان میں سے کن reports کے اوپر معزز ارکان پہلے discussion کرنا چاہتے ہیں، کن reports کے اوپر discussion بعد میں کرنا چاہتے ہیں۔ کن reports کی ترجیح اول ہے اور کن کی بعد میں ہے اس کا فیصلہ پہلے تو پالیمانی لیڈرز کی Business Advisory Committee میں ہوتا تھا۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ جن معزز ممبران نے اعتراض کیا ہے آپ ان کو اپنے چیمبر میں بلا لیں کیونکہ reports اور general discussion کے اوپر جب آپ نے time and day fix کرنا ہے تو بے شک Rules آپ کو ہی اجازت دیتے ہیں، وہاں پر آپ کا ہی اختیار ہے لیکن اُس اختیار کو استعمال کرنے سے پہلے آپ کو کوئی نہ کوئی consultation تو کرنی پڑے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری ایک تجویز ہے کہ اس اجلاس میں جو reports lay ہوئی ہیں، اس اجلاس کے شروع ہونے سے پہلے بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوئی تھی تو اُس وقت کوئی غائب کا علم نہیں تھا کہ کون کون سی reports آ رہی ہیں اور اُن کو prioritized کر دیا جائے۔ اب جو reports lay ہو گئی ہیں اب آپ پارلیمانی لیڈرز کو بلا کر اُن سے consult کر لیں کہ کون سی report کو پہلے اور کون سی report کو بعد میں discuss کیا جائے۔ Reports کے آنے کے بعد ہی یہ فیصلہ ہو سکتا ہے کہ کون کون سی reports کو discuss کرنا ہے۔ جب بزنس ایڈوائزری کمیٹی کو پتا ہی نہیں تھا کہ کون سی reports آنی ہیں تو اب اگر اس اجلاس میں کوئی اور بھی report lay ہونی ہے تو اُس بارے میں بھی اُنہیں inform کر دیں کہ ہم نے اس اجلاس میں یہ report بھی lay کرنی ہے، ان میں سے آپ کون سی report کو discuss کرنا چاہتے ہیں اور اُس کے لئے باقاعدہ وقت رکھ دیں۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے بھائی محسن لغاری صاحب جو بات کر رہے ہیں تو اس بات کا تو ہمیں بھی علم نہیں ہوتا کہ اس اجلاس میں کون کون سی reports lay

ہونی ہیں لیکن جس طرح سے میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا صاحب نے کہا یعنی جو reports پہلے اجلاس میں lay ہو چکی ہیں اُن کے اوپر discussion کی کوئی پابندی نہیں ہے یعنی آج تک جو reports lay ہو چکی ہیں اُن کی تعداد کم از کم آٹھ دس ہو گی تو آپ اُن میں سے کسی report کو discussion کے لئے رکھ سکتے ہیں۔ یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ اس اجلاس کے اندر جو report lay ہو گی اُسی کے اوپر discussion ہو سکتی ہے۔

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ وہ جس report پر discussion کرنا چاہیئں گے اُسی پر ہی discussion ہو سکے گی ناں۔ اب ہم legislation شروع کرتے ہیں۔

The Punjab Environmental Protection (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 56 of 2011). Minister for Law to introduce the Punjab Environment Protection (Amendment) Bill 2011.

مسودہ قانون (ترمیم) تحفظ ماحولیات پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I introduce:

> "The Punjab Environmental Protection (Amendment) Bill 2011."

MR SPEAKER: The Punjab Environmental Protection (Amendment) Bill 2011 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Environment Protection for report up to 31st January 2012.

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون(دوسری ترمیم)لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I move:

> "That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011 as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011 as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development be taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion. The first amendment is from: Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid,

Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Mrs. Humaira Awais Shahid, Engineer Shahzad Elahi, Raja Riaz Ahmad, Ch. Shaukat Mahmood Basra(Advocate), Makhdoom Muhammad Irtaza, Major (Retd) Abdul Rehman Rana, Syed Hassan Murtaza, Mr. Muhammad Ashraf Khan Sohna, Maj.(Retd) Zulfiqar Ali Gondal, Ch. Ehsan-ul-Haq Ahsan Nolatia, Mst. Azma Zahid Bukhari, Dr. Amna Buttar, Mr. Pervez Rafique, Mr. Tanvir Ashraf Kaira, Mr. Muhammad Hafeez Akhtar Ch., Mr. Amjad Ali Mayo, Malik Nosher Khan Anjum Lungriyal. Any mover may move it.

DR. SAMIA AMJAD: I move:

> "That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st January 2012."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st January 2012."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب سپیکر: جی،ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!

بعد مدت اسے دیکھا لوگو
وہ ذرا بھی نہ بدلا لوگو

دوست تو خیر کون کس کا ہے
اس نے تو دشمن بھی نہ جانا لوگو
پیاس صحراؤں کی پھر تیز ہوئی
ابر پھر ٹوٹ کے برسا لوگو

جناب سپیکر!لوکل گورنمنٹ کا مسئلہ آج پھر بہت دنوں کے بعد اس ایوان کے زیر بحث ہے اور اس ایوان میں پھر بھی اس پورے لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کو لکھنے میں یہ حکومت ناکام رہی ہے اور چار سال گزرنے کے باوجود ابھی بھی انہوں نے اپنیstatement of objects and reasons میں یہ کہا ہے کہ یہ انتہائی پیچیدہ اور مشکل کام ہے لہذا انہوں نے اس کا ایک ٹکڑا یا دو چار ٹکڑے دوبارہ اٹھا کر ترمیم کے لئے سامنے لے آئے ہیں۔اس میں دکھ کی بات یہ ہے کہ اس حکومت نے دوبارہ ان ترامیم کے ذریعہ بیوروکریسی کو بہت مضبوط کیا ہے اور منتخب حکومت کو کلرکوں کے کام پر لگا دیا گیا ہے۔اس میں سی سی بی یعنی سٹیزن کمیونٹی بورڈ کے پیسوں کو خرچ کرنے کا اختیار ڈی سی او کو دے دیا گیا ہے۔اس کا نام سٹیزن کمیونٹی بورڈ سے بدل کر ڈی سی او کمیونٹی بورڈ رکھ دیں کیونکہ شہریوں سے تو پوچھا ہی نہیں جائے گا۔آپ نے جب صرف ڈی سی او سے ہی پوچھ کر سب کچھ کرنا ہے یا اس کو مکمل اختیار دے دیا تو پھر یاد اور واضح رہے کہ یہ لوکل گورنمنٹ کا ایک چوتھائی بجٹ ہے۔آپ بیوروکریسی کے ایک ممبر کو یہ اختیار دے رہے ہیں کہ جاؤ بیٹے تم یہ پیسے خرچ کرواور سی سی بورڈ پر دوبارہ ایک بہت بڑی قدغن اور فیصلہ سامنے آرہا ہے جس سے unrest پائی جاتی ہے۔آپ پچھلے سٹیزن کمیونٹی بورڈ والوں سے پوچھیں تو صحیح کہ انہوں نے کون کون سی مشکلات کا سامنا کیا ہے جو موجودہ حکومت کی explanation پر سامنے نہیں آئیں۔ اس میں پھر شہریوں کی کیا ضرورت ہے اور لوگوں کو تنگ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟جب آپ کے ڈی سی او آپ کے دست بازو اور آپ کی طاقت بن چکے ہیں تو پھر اسے سٹیزن کمیونٹی بورڈ کا پیسا نہ کہیں بلکہ ڈی سی او کمیونٹی بورڈ کا پیسا کہیں۔

جناب سپیکر!مجھے حیرت ہوتی ہے کہ اس کے بعد اس میں ایڈہاک کمیٹی کا لکھا ہے جو ایم پی ایز اور ایم این ایز پر مشتمل ہو گی اس میں تین گورنمنٹ کے اور ایک اپوزیشن کا ایم پی اے ہو گا جو آڈٹ چیک کریں گے، وہ اس کے اندر سے غلطیاں نکالیں گے یعنی کلرکی اسمبلی کرے گی اور ہمارے ایگزیکٹو پیسے خرچ کریں گے۔کیا الٹا نظام لانے میں کامیاب ہو گئے ہیں؟اس پر لوگوں سے رائے لینا انتہائی ضروری ہے۔اس ڈی سی او کی ACR نہیں لکھی جا سکے گی جسے آپ ایک چوتھائی لوکل گورنمنٹ فنڈ خرچ

کرنے کے لئے اختیار دے رہے ہیں۔ گورنمنٹ کا ڈیپارٹمنٹ خود ہی کسی کوappoint کرے گا کہ وہ ڈی سی او کی ACR لکھے گا یعنی خود ہی پیسا خرچ کریں گے اور خود ہی حساب لیں گے، کوئی بھی check and balance نہیں ہو گا اور سسٹم کی تباہی پھیر دی جائے گی جو کچھ آپ لے کر آئے ہیں۔ مجھے بتائیں کیا آپ کو پوچھنے والا کوئی نہ ہو اور ڈی سی او کی ACR کوئی بھی آفیسر جس کو گورنمنٹ چاہے گی وہ پوچھے گا کہ تم نے سی سی بی کے پیسے کس کو allocate کئے، کیوں کئے، خرچ ہوئے یا نہیں ہوئے؟ آپ یاد رکھئے گا کہ ڈی سی او کی بے پناہ طاقت صرف اسی سال پر محیط نہیں بلکہ چار سالوں کے جمع ہوئے سٹیزن کمیونٹی بورڈ کے پیسے بھی اس کی طاقت اور اتھارٹی میں اضافہ کریں گے اور اس کو پوچھنے والا ایک ایڈہاک بورڈ ہو گا جو ایم پی ایز پر مشتمل ہو گا۔ یہاں پر بھی کہانی ختم نہیں ہوتی انہوں نے پچھلی دفعہ اسی ایوان میں بیٹھ کر کہا تھا کہ ہم 180 دن میں لوکل گورنمنٹ کے الیکشن کی دوبارہ تاریخ دیں گے لیکن پھر یہیں بیٹھ کر ایک complex اور بہت بڑا ایسا کام جو یہ گورنمنٹ چار سال میں کر ہی نہیں سکی، لوکل گورنمنٹ ایکٹ کو revise کر ہی نہیں سکی، اب وہ کہتی ہے کہ ہمیں 180 دن مزید چاہئیں اور ہمارا لوکل گورنمنٹ کے الیکشن کرانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ 180 دن کہاں سے آئیں گے اور کہاں سے نہیں آئیں گے۔ اس کے علاوہ لوگوں کو یہ چیز منظور ہے یا نہیں لیکن یہ بل انتہائی pitfall ہے اور reconfirm کرتا ہے کہ یہ حکومت بیوروکریسی سے بہت ڈرتی ہے۔ بیوروکریسی کو اپنے اوپر مسلط کرنے کے لئے یہ ایک تحریری ترمیم لوکل گورنمنٹ سسٹم کے تحت لا رہے ہیں۔ شاید یہ ایک بہت بڑی سیاسی خودکشی ہو گی کیا منتخب لوگوں کو دیوار کے ساتھ لگا کر یہ حکومت نیک نامی حاصل کر سکے گی؟ ہم تو خوش تھے کہ چار برس میں شاید انہوں نے منتخب نمائندوں کو دیوار سے لگانا چھوڑ دیا ہو گا لیکن نہیں۔ آج یہ ثبوت دوبارہ موجود ہے کہ انہوں نے لوکل گورنمنٹ سسٹم کے ذریعے پیسا دے کر بھی بیوروکریسی کو مضبوط کیا ہے اور ڈی سی او کی ACR لکھنے والا اور کوئی نہیں بلکہ ایک officer ہو گا۔ یہ خود ہی کہیں گے کہ سب اچھا ہے، بہترین ہے اور خود ہی کہیں گے کہ یہ بیوروکریسی اور انگریزوں کا دور واپس آ گیا ہے۔ ہمیں انگریزوں کے بنائے ہوئے رولز منظور نہیں۔ میں ایک عوامی نمائندے کے طور پر اعتماد کے ساتھ یہ کہتی ہوں کہ آپ عوام میں اس بل کو circulate کریں۔ یہ چھوٹی سی پانچ ترامیم لا کر آپ نے پولیٹیکل سسٹم اور grass report system پر چھری پھیر دی ہے۔ آپ اس کی رائے تو لیں۔ اگر آپ میں ہمت ہے تو اس کو circulate کریں آپ دیکھیں گے کہ کتنا بڑا ردعمل نہ صرف سڑکوں پر آئے گا بلکہ grass root level سے اوپر ہو کر آئے گا۔ اس انگریزی اور بیوروکریسی سسٹم کو

میںdiscourageکرنے کے لئے پُرزور آواز اٹھاتی ہوں۔ میں اس ہاؤس کی توجہ اس طرف دلانا چاہتی ہوں کہ اس کو دوبارہcirculateکریں۔ اگر آپ سے یہ پیچیدہ کام جیسا کہ آپ نے statement of objects and reasonsمیں لکھ دیا ہے کہ یہ بڑا پیچیدہ اورconsuming timeکام تھا۔ آپ کا چار سال کاtenureتو گزر گیا ہے اب کچھ نہیں ہوتا تو خدارا یہ تو پاس نہ کریں اور دوبارہ لوگوں سے رائے لیں کہ وہ آپ کو اس میں ووٹ دینے کے لئے تیار ہیں یا نہیں یا آپ اپنے منشور میں لکھتے کہ ہم نے پولیٹیکل سسٹم، لوکل گورنمنٹ سسٹم اور منتخب نمائندوں کو دیوار سے لگا دیا ہے۔ ہمیں اس الیکشن سسٹم کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے بعد جب آپ کے اپنے الیکشن کی باری آئے گی تو پھر نتائج بھگتنے کے لئے تیار ہو جائیے گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! شکریہ۔ بہتر قانون سازی کے لئے انتہائی ضروری ہوتا ہے کہ جس طرح پورے ملک کے اندر پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کی آزادی ہے تو یہ چاہئے تھا کہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس جس کے اندر اربوں روپے کا تعلق ہے جو constituents سے اکٹھے کئے جاتے ہیں اور ان کو خرچ کرنے کے لئے جو طریق کار ہے اس کو تبدیل کرنے کا معاملہ زیر بحث ہے۔ میرے خیال میں اس میں کوئی دو آراء نہیں کہ جو لوگ ٹیکس دیتے ہیں اگر ہم یہ کہیں کہ ان کی رائے کو بھی میڈیا کے ذریعے شامل کر لیا جائے کہ ان کی رائے آ جائے کہ ان پیسوں کو کس کس انداز سے خرچ کیا جانا چاہئے۔ اگر عوام کو اس بل پر اپنی رائے دینے کے لئے شامل کر لیا جائے تو اس میں کیا حرج ہو سکتا ہے۔ یہ بل اپنی اہمیت کے اعتبار سے انتہا درجے کا اہم ہے جس کے اندر ڈی سی او کی تقرری، اربوں روپیہ جو سی سی بی کے ذریعے پچیس فیصد دینا تھا اس کو تبدیل کرنے کا معاملہ ہے۔ اس میں سی سی بی اصل میں یہ ہے کہ جن لوگوں کو ہم developکرنا چاہتے ہیں 20 فیصد پیسے وہ ادا کریں اور 80 فیصد حکومت دے تو matching grantکی صورت میں جو لوگ آسائشیں چاہتے ہیں وہ اپنی جیب سے بھی کچھ ادا کریں۔ ہماری موجودہ حکومت اس بات کو تبدیل کرنا چاہتی ہے اس کے بعد یہ انتہائی اہم ہے کہ ایڈہاک اکاؤنٹس کمیٹیوں کا آڈٹ کون کرے گا۔ اس کے سوا کہ centralization of powersکرتے ہوئے چیف منسٹر کو اتنا زیادہ powerfulبنایا جا رہا ہے کہ وہ اختیارات جو اضلاع کے اندر منتخب ڈسٹرکٹ ناظم، تحصیل و ٹاؤن ناظم، یونین ناظم اور ممبران کے پاس تھے جن کے ووٹ کی صورت میں ڈسٹرکٹ ناظم منتخب ہوتا تھا اس کو curtailکرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر!پوری دنیا کے اندرRule of Law کوcentralization of powers کی بجائے devolve کیا جارہا ہے کہ مرکز کے اختیارات پیپلز پارٹی نے صوبوں کو دے دیئے ہیں اور صوبوں کو چاہئے کہ اپنے اختیارات ضلع ناظم، تحصیل وٹاؤن ناظم اور یونین ناظم کو دے دیں۔

جناب سپیکر!میثاق جمہوریت کیspirit یہ تھی کہ آئین کی اصل روح کے ساتھ اس کو بحال کیا جائے، تمام Provincial Autonomous جس طرح وفاق سے صوبوں کو آئی ہیں اس طرح تمام صوبوں کو ایک پیغام دیا گیا تھا کہ Provincial Financial Awards بنائیں اور جو پیسے تمام اضلاع کوshift ہو جائیں وہاں کے منتخب نمائندے ان کو استعمال کریں تو یہ پانچوں باتیں انتہا درجے کی اہمیت کی حامل ہیں۔اگر ان باتوں کو عوام کی آراء کو شامل کرنے کے لئے پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کی طرف بھیج دیا جائے تو میرے خیال میں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔شکریہ

جناب سپیکر:پینل آف چیئرمین میں سے کوئی صاحب یہاں پر نہیں ہیں؟ میں ڈاکٹر اسد اشرف صاحب سے کہوں گا کہ وہ تھوڑی دیر کے لئےHouse preside کریں۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین ڈاکٹر اسد اشرف کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین:جی،آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت:جناب چیئرمین!کہا جاتا ہے کہ "دیر آید درست آید" چار سال بعد یہ آئے ہیں تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ شاید درست آئے ہیں۔یہاں یہ محاورہ بھی فیل ہو جاتا ہے کہ اتنے عرصہ کے بعد اگر سوچا ہی گیا ہے تو اس انداز سے سوچا گیا ہے کہ چار سال تو گزر گئے ہیں،اس پر 180 دن مزید مانگ لیتے ہیں پھر سوچتے ہیں کہ ان کیdiscretion پر مزید لٹکا کر اللہ اللہ کر کے ان کا پورا tenure سکون سے گزر جائے جو ایک آمرانہ سوچ ہے اور یہاں one man show کو تقویت دی جارہی ہے۔آپ یہ دیکھئے کہ ان amendments کے ذریعے ایک مرتبہ پھر افسران بالا کو عوامی نمائندوں کے اوپر بٹھا دیا گیا ہے۔میں تو سمجھتی تھی کہ amendment Bill آیا ہے تو شاید انہیں تجربے سے کچھ حاصل ہو گیا ہو گا اور ایک اچھی بات سامنے آئے گی مگر "کھودا پہاڑ اور نکلا چوہا" کی طرح ہوا۔اب جتنے بھی فنڈز distribute ہوں گے وہ افسران بالا کے ذریعے ہوں گے اور جتنے بھی پیسے خرچ ہوں گے اُس کی ایک سرکاری رپورٹ آ جائے گی۔آج ہر جگہ پر ایڈمنسٹریشن کو تعینات کر دیا گیا ہے مگر عوام اپنے معاملات لے کر دربدر پھر رہی ہے۔ہم یہ کہتے ہیں کہ اِس کو مشتہر کر دیا جائے کیونکہ مختلف NGOs لوکل گورنمنٹ پر بات کر رہی ہیں۔آپ کسی NGO کا ایک بھی سیمینار attend کر لیں تو آپ کو حقیقت واضح ہو جائے گی کیونکہ اس

Bill پر کسی نے بھی اپنی رائے ایسی نہیں دی جس کے اوپر کوئی خوش ہو۔آپ سول سوسائٹی کے چند لوگوں میں جا کر بیٹھ جائیں تو آپ کو پتا چل جائے گا کہ وہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ چار سال سے مختلف NGOsاور سول سوسائٹی کے لوگ اس پر گفتگو کر رہے ہیں اور میڈیا بول رہا ہے مگر کہتے ہیں کہ "کان پہ جوں تک نہیں رینگی "اس Bill کا یہی حال ہوا ہے۔ میری اس پر humble request ہے کہ خدا کے لئے ابھی بھی سوچ کر عوام کے لئے اس کو مشتہر کر دیا جائے اور لوگوں کی رائے لے لی جائے تو شاید ہمارے لاء منسٹر صاحب کی سمجھ میں کوئی نہ کوئی بات آ جائے اور وہ یہ سوچ کر فیصلہ لیں کہ ہم عوام کی مرضی کے مطابق اس Bill میں amendment لائیں گے۔اگر یہ اپنی اجارہ داری اور آمرانہ سوچ کو پیچھے رکھ دیں، اسے بالائے طاق رکھ دیں اور سوچیں کہ جو لوگوں کی تمنائیں اور خواہشات ہیں اُس پر کاربند ہوتے ہوئے ایک ایسا Bill لایا جائے اور اسے تیس دن کے اندر اندر implement کیا جائے تو کتنے لوگ خوش اور مستفید ہوں گے مگر پھر اِس کو لٹکایا اور ٹرخایا جا رہا ہے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب چیئرمین! آج ایک ایسے Bill کی amendment آئی ہے جس کا ڈرافٹ سال 2000 میں تیار ہوا جو تقریباً ایک سال کے لئے سول سوسائٹی، پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا اور NGOs کو circulate کیا گیا اور اس Bill کے متعلق تقریباً سینکڑوں seminars ہوئے تھے۔اُس Bill کی آج جو amendments پیش کی جا رہی ہیں اُس کو تیرہ آدمیوں نے discuss کیا پھر اسمبلی میں لے آئے۔یہ ایک جامع Bill ہے اور اس کا دائرہ بہت وسیع ہے۔اس میں اگر آپ ایک amendment کرتے ہیں تو وہ interlinked ہے جس کی وجہ سے کئی amendments آپ کو مزید کرنا پڑتی ہیں جن کو نظر انداز کر دیا گیا ہے اور بعد میں complications پیدا ہوں گی۔ میں ایک مثال دیتا ہوں کہ اس Bill میں کہا گیا کہ ڈی سی او پہلے گریڈ بیس کا ہوتا تھا مگر اس amendment کے مطابق ڈی سی او کسی بھی گریڈ کا ہو گا۔اس Bill میں ڈی سی او گریڈ بیس، ای ڈی او گریڈ انیس، ڈی او گریڈ اٹھارہ اور ڈی ڈی او گریڈ سترہ کے ہیں جن کو specify کیا گیا ہے۔آپ بتائیے کہ اگر یہ amendment آ جاتی ہے اور ہم اسی طرح اس ہاؤس میں قبول کر لیتے ہیں تو کل یہ complication پیدا نہیں ہو گی کہ ای ڈی او جو ایک شہر میں تیرہ ہیں اُن پر ایک lower گریڈ کا ڈی سی او بٹھا دیا جائے تو پھر آپ کو پتا ہے کہ good governance کیسے چلے گی اور اُس کا نتیجہ کیا ہو گا؟

جناب چیئرمین!اس Bill میں کہا گیا کہ آڈٹ کی ایک ایڈہاک کمیٹی بنادی جائے۔اس کمیٹی کی ضرورت کیوں پیش آئی ہے جبکہ ایک proper accounting system موجود ہے جس میں amendment نہیں کی گئی۔ پہلے ہی accounting system میں گریڈ سترہ اور اٹھارہ کے ٹیکنیکل آدمی بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کا آڈٹ آڈیٹر جنرل کرتا ہے۔ پہلے اس نظام پر شکایت ہے کہ اس میں کرپشن بہت ہے اس لئے اس کو بدلا جارہا ہے مگر میرے خیال میں ایڈہاک کمیٹیاں بنا کر ہم particularly in the Account System and Audit Systems کرپشن کا دروازہ مزید کھول رہے ہیں۔ ہم اس کو کم کریں تب جا کر ہی کام بنے گا۔اس کے علاوہ CCB کے متعلق کہا گیا کہ اس میں mandatory تھا کہ اس میں پچیس فیصد پیسا رکھا جائے۔اب دیکھنا یہ ہے کہ CCB کے پیسے کا مقصد کیا تھا؟اس کا مقصد یہ تھا کہ جو less privileged لوگ ہیں جن کی طرف حکومت کی attention نہیں جاتی مثلاً ایک ایم پی اے یا ناظم منتخب ہو کر آجاتا ہے تو اُس کو جو لوگ ووٹ نہیں دیتے ہم اُن کو ترقی کے سسٹم میں سے isolate اور out کر دیتے ہیں جیسے اب حکومت نے اپوزیشن کے ممبران کو ڈویلپمنٹ کے خانے میں سے out کیا ہوا ہے۔ ووٹوں کے ذریعے جو بھی سسٹم آتا ہے اُس میں لامحالہ ہماری ایک غلط روایت چلی ہوئی ہے اُس چیز کو ختم کرنے کے لئے CCB کا فنڈ بنایا گیا تھا جس کا مقصد یہ بھی تھا کہ اگر حکومت کو کہیں مالی امداد کی ضرورت پڑے تو بیس فیصد project میں سے آجائے۔ تیسری چیز یہ تھی کہ لوگوں کو sense of ownership دینے کے لئے کہا جاتا تھا کہ ڈویلپمنٹ کے اوپر آپ لوگوں کا پیسا لگا ہوا ہے لہذا اس کی حفاظت کریں۔ یہ سسٹم less privileged لوگوں کو accommodate کرنے کے لئے بنایا گیا تھا مگر اب پھر وہ پیسا نکال کر ڈی سی او کی disposal پر جارہا ہے۔ایک amendment پہلے بھی ہوئی تھی کہ ضلع کونسل کی جگہ اسی حکومت نے ایک کمیٹی بنائی تھی جو فنڈز کو ضلع میں خرچ کرے گی۔ مزید اُس کمیٹی میں یہ فیصلہ بھی ہوا تھا کہ اُس ضلع کے تمام ایم پی اے صاحبان اس ڈسٹرکٹ کمیٹی کے ممبران ہوں گے جو اس پیسے کو خرچ کرے گی مگر اُس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا۔ ہم چھوٹی چھوٹی amendments کرتے ہیں جن کا impact نہیں ہوتا بلکہ یہ غلط راستے پر لے چلتی ہیں۔ میری یہ تجویز ہے کہ اس amendment کو pending کیا جائے اور بجائے چھوٹی چھوٹی amendments کرنے کے بعد ہم اس پورے Bill کو revise کر لیں۔ جس طرح حکومتی بنچوں کو suit کرے اس طریقے سے اس Bill کو مکمل طور پر revise کریں تاکہ کوئی contradiction نہ آئے۔اس Bill کو revise کرنے کے بعد زیادہ سے زیادہ publicity دی جائے کیونکہ اس لوکل گورنمنٹ کا تعلق down the

earthہر ایک غریب آدمی تک ہے۔جب تک آپ غریب آدمیوں کو اس میں involve نہیں کرتے تب تک اس میں amendments کرنے سے شاید آپ مطلوبہ مقاصد حاصل نہ کر سکیں۔ میں یہ چاہوں گا کہ اس Bill کو ہم pending کر کے پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا میں circulate کریں اور اس کے متعلق عوام کی رائے لی جائے پھر اس میں amendments کی جائیں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: ذوالفقار علی گوندل صاحب!

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب پرویز رفیق: شکریہ۔جناب چیئرمین! معاملہ چونکہ عوامی مفاد کا ہے اور یقیناً ہمارے دوست بڑی اچھی رائے دے رہے ہیں کہ اس بل کو میڈیا کے ذریعے public کیا جائے۔ عوامی مفاد کا معاملہ ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ کورم کی نشاندہی کریں لیکن واک تھرو گیٹ کے پاس سیکرٹری ٹو وزیر اعلیٰ کھڑے ہو کر فائلوں پر دستخط کر رہے ہیں اور جب کوئی کورم point out کرتا ہے تو وہ اپنے اس pen کو stick بنا لیتے ہیں۔ میری ان سے گزارش ہے کہ وہ اپنے ممبران کو اس ایوان میں بھیجیں کیونکہ یہی لوگوں کے نمائندے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، بالکل ٹھیک ہے۔جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔جناب چیئرمین! ہم سیاستدان شاید واحد بدقسمت کمیونٹی ہیں جو ہمیشہ اپنے اختیارات کو اس گروپ کے حوالے کرتے ہیں جو بیوروکریسی کے اندر بھی کسی گروپ کو تسلیم نہیں کرتا بلکہ اپنی hegemony باقی سروسز پر بھی enforce کرنے کے لئے ہمیشہ بے تاب رہتا ہے اور یہ ڈی ایم جی گروپ کا ہی شاخسانہ ہے کہ آئے دن بتدریج ہونے والی ترامیم کے ذریعے عوامی نمائندوں سے ان کے اختیارات چھین کر اور باقی سروسز سے اپنے اختیارات چھین کر اپنے اندر concentrate کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ پنجاب کے اندر شاید چند ایک ڈی سی اوز ہیں جو Provincial Management Services سے تعلق رکھتے ہیں باقی تمام کے تمام ڈی سی اوز ڈی ایم جی گروپ سے ہیں۔ Where as اپنے کالج کے زمانے سے ان سے زیادہ ذہین لوگ جو اس وقت ڈاکٹرز بننا opt کرتے ہیں یا وہ انجینئرز بننے کے لئے اپنے mid night oil کو burn کرتے ہیں اور ان سے competition میں پیچھے رہ جانے والے بعد میں

اکثر سی ایس ایس کر کے انہی کے اوپر مسلط کر دیئے جاتے ہیں۔ابھی بارہ یا تیرہ ای ڈی اوز میں انجینئرز بھی ہیں، ڈاکٹرز بھی ہیں، ان میں اگر ایکسئین ہائی ویز، ڈسٹرکٹ ہائی ویز، بلڈنگ کے آفیسرز، ای ڈی او ہیلتھ وغیرہ اور ان میں اور بھی اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ ہیں جن میں سے زیادہ تر گریڈ19 یا اس سے اوپر کے ہیں۔اگر بڑے اضلاع ہیں تو اس صورت میں بعض اوقات گریڈ20 کے آفیسرز بھی وہاں پر ای ڈی اوز کی ڈیوٹی کر رہے ہیں تو کیا حکومت یہ چاہتی ہے کہ ایک خاص گروپ کی hegemony کے اوپر گریڈ20 کی بجائے گریڈ18 کا آفیسر، گریڈ19 کا آفیسر یا کسی پروفیشنل کے اوپر اپنا پسندیدہ ڈی سی او مسلط کر دیا جائے، میں کسی گروپ کا مخالف نہیں ہوں لیکن اس بل سے یہ intention ضرور نظر آتی ہے کہ باقی گروپوں کو زیر کرنا مقصد ہے اور ہماری بدقسمتی ہے کہ سب سے بڑے صوبے کی حکومت instrumental کے طور پر کام کر رہی ہے اور اس پر moreover ایک ایم پی اے کو اکاؤنٹس کمیٹی میں اس کے اوپر ایک کلرک لگا دیا گیا ہے۔سٹیزن کمیونٹی بورڈ کے اوپر جب بھی فنڈز کی allocation ہو گی تو کمیونٹی کو اس کے اوپر on board نہیں لیا جائے گا، اس میں کسی ایم پی اے یا کسی ناظم پر مشتمل کوئی کمیٹی نہیں بنائی جائے گی اور ڈی سی او جو آمرانہ فیصلہ کرے گا، میں تو یہ کہوں گا کہ ہمارے باقی ایم پی ایز اور ہم نے ماضی میں دیکھا ہے کہ ڈی سی کے دفتر کے باہر کھڑے ہو کر انتظار کرتے تھے۔اس ڈی سی او کے ساتھ لگے "او" کو ہٹا دیا جائے اور اسے ڈپٹی کمشنر کر دیا جائے اور آئندہ اس اسمبلی کی regulation کو بھی ڈی ایم جی گروپ کے حوالے کر دیا جائے تو بجائے ان ترامیم کرنے کے زیادہ مناسب ہو گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

یہاں جس طرح پہلے ہمارے معزز ممبر نے کہا کہ ایک ڈی ایم جی آفیسر ہی واک تھرو گیٹ کے پاس کھڑے ہو کر ہمارے حکومتی پارٹی کے ایم پی ایز کو regulate کر رہا ہے اور فائلوں پر sign کر رہا ہے تو ہم خود اپنے اختیارات کیوں surrender کر رہے ہیں اور کیا عوام غلط فیصلہ کرتی ہے جب وہ عوامی نمائندہ چنتی ہے تو ایک collective wisdom ہوتی ہے اور اکثریت کا فیصلہ کبھی غلط نہیں ہوتا۔یہ اختیار عوام کا ہے اور عوام کے پاس ہی رہنے دیا جائے اسے بیوروکریسی کے سپرد نہ کیا جائے۔

جناب چیئرمین! چونکہ ایک دفعہ یہاں پر A.D.P کی لسٹ شائع ہوئی تھی جس میں 35 اضلاع کو show کیا گیا تھا اور صرف ایک ضلع منڈی بہاؤالدین کا نام omit کیا گیا تھا اور وہ اس لئے omit کیا گیا تھا کہ وہاں کے دونوں ایم این ایز اور پانچوں ایم پی ایز گورنمنٹ سے تعلق نہیں رکھتے۔وہ یونیفکیشن بلاک بنانے سے انکار کرتے ہیں، وہ فارورڈ بلاک بنانے سے انکاری ہیں، similarly اس میں بھی

منڈی بہاؤالدین اور یہ entered مجھے لگتا ہے کہ یہاں ایڈہاک اکاؤنٹس کمیٹی بھی بنائی گئی ہے جس میں ایم پی ایز کا ذکر ہے۔ان ایم پی ایز کے ضلع کا ذکر نہیں ہے تاکہ منڈی بہاؤالدین کے اوپر بھی جہلم سے یا اس کے ہمسایہ ضلع سے لاکر ایم پی ایز مسلط کئے جائیں گے۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! welcome back میں سمجھتا ہوں کہ اس ترمیم کے ذریعے حکومت پنجاب نے اپنے قول وفعل کے اندر تضاد کو بہت نمایاں طور پر اجاگر کیا ہے۔ ایک طرف یہ early election کا مطالبہ کرتے ہیں اور دوسری طرف اس الیکشن سے بھاگتے ہیں۔ان کے بھاگنے کی ریت کو ختم کریں اور الیکشن کروائیں جبکہ یہ کہتے ہیں کہ ہم دن دیں گے وہ دن مزید 365 دنوں کا ہوگا۔ جنرل ضیاء الحق کی روایت اور تربیت ان میں سرایت کر گئی ہے لہذا یہ اس سے چھٹکارا حاصل کریں۔90 دن والے ضیاء الحق والے قانون کو نہ لایا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ کہوں گا کہ آپ ایک Select Committee بنائیں جو پورے اس House کی نمائندہ ہو چونکہ لوکل گورنمنٹ ایک بہت ہی comprehensive اور grass root level تک لوگوں پر اثر انداز ہوتا ہے، یہاں گلیوں اور نالیوں کے کام ہوتے ہیں تو ان دو ترامیم کے ذریعے، ڈکٹیٹر شپ کو dictatorial mind کے ذریعے اسے مسلط نہ کیا جائے اور اپنے قول وفعل کے تضاد کو ختم کرنے کے لئے بیوروکریسی کے اندر divide کو مزید گہرا ہونے سے بچانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس پر مزید pondering ہو اور اس پر زیادہ سے زیادہ محنت کی جائے اور اپوزیشن حکومتی بنچوں سے اس کے لئے تعاون کرنے کے لئے تیار ہے۔اگر یہ الیکشن سے بھاگنا بھی چاہتے ہیں اور اگر یہ اپنی electoral کو مسئلہ بنا کر کل بھاگتے ہیں تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ کم از کم فنڈز کی spending بڑی judicious ہونی چاہئے اور اس پر ناانصافی نہیں ہونی چاہئے۔ کوئی خاص حلقہ خاص ضلع یا خاص گاؤں اس سے neglected نہیں ہونا چاہئے اس کے لئے بہت ضروری ہے کہ ڈی ایم جی کی hegemony کو بھی توڑا جائے اور عوامی نمائندوں کو empowered کیا جائے، وہاں پر خواتین کو ان کمیٹیوں میں لانے کی ضرورت ہے تاکہ women empowered ہوں اور ہماری 51 فیصد آبادی کو اس میں شامل ہونا چاہئے۔ ہمیں اپنے اساتذہ کو بھی اس میں لانے کی ضرورت ہے، ہمارے پروفیشنل انجینئرز، ڈاکٹرز اور اس میں minorities کو لانے کی ضرورت ہے تاکہ تمام segments of

society پوری طرح اس میں شامل ہوں۔ اس میں پھرmoreover ان کمیٹیوں کے اندر spendingہو گی، میں یہ کہوں گا کہ اگر فی الحال اسےpending کر دیا جائے تو حکومت پنجاب کی اس میں کوئی بے عزتی نہیں ہے بلکہ اگر یہ اپوزیشن کو بھی ساتھ لے کر چلیں گے تو ان کا نام بڑا ہو گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: آپ کو وہ بھلا کیسے پسند آئے گا؟ جی، شوکت محمود بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! چونکہ آج لوکل باڈیز کی بات ہو رہی ہے تو میرے خیال میں اپوزیشن کے دوستوں نے اس پر جتناoutput دیا ہے اور جتنی گفتگو کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ آپ کا کام نہیں ہے بلکہ آپ اپنی بات کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) جناب سپیکر! میری صرف اتنی گزارش ہے کہ لوکل باڈیز کا جوissue ہے تو ہم لوگ آج ایک جمہوری دور سے گزر رہے ہیں اور جب ایک آمرانہ دور ہوتا ہے تو ہم جمہوریت کی بات کرتے ہیں اور جب جمہوریت کا دور ہوتا ہے تو ہم آمرانہ سوچshow کرتے ہیں جس کی وجہ سے آج بہت سارے ایسے لوگ جو چور دروازوں کے ذریعے، بیساکھیوں کے ذریعے حکومتوں میں آتے ہیں ہمارے روّیوں کی وجہ سے۔۔۔

جناب سپیکر: آپamendment پر بات کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میںamendment پر ہی آ رہا ہوں کیونکہ amendment کا تعلق ہمارے روّیوں اور ہماری جمہوری سوچ سے ہے۔Amendment سے یہ سوچ نہیں آنی چاہئے، بلکہ جن کو ہم نےimpart کرنا ہے ہم ان کوdisfranchise کر رہے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اگست2010 سے لے کر اکتوبر2010 تک لوکل باڈیز کا سسٹم چلتا رہا اس پر کون سا cover تھا جس پرextension لی گئی؟ اس کے بعد پھر اکتوبر2011 سے لے کر آج تک کسی قسم کا کوئیlegal cover اسمبلی سے لیا گیا اور نہ ہی گورنر صاحب کے پاس آرڈیننس کے لئے بھیجا گیا۔ میری گزارش صرف اتنی ہے کہ اس کے دوران جو ترقیاں ہوئیں اور ڈویلپمنٹ کے کام ہوئے اس کی کیاfate ہو گی؟ ہم بلدیاتی الیکشن سے متعلق ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے نیچے والے لوگوں کو اختیارات دینے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا یہ آپ سے نیچے نہیں ہیں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں۔ ہمارے جو فنڈز تھے ان پر باقاعدہRule ہے وہ بھی میں پیش کرتا ہوں۔ اس Rule کے تحت اگر ضلعوں کو فنڈز دے

دیئے جائیں تو پھر وہ فنڈز اوپر نہیں لائے جا سکتے۔یہاں پر یہ ہوا کہ آج ہمارے اضلاع سے خاص طور پر neglected areas سے،یہاں جنوبی پنجاب کی بات ہوتی ہے تو ان ضلعوں سے فنڈز نکال کر اوپر لاتے ہیں اور یہاں لگائے جاتے ہیں۔ان فنڈز سے یہاں پر رائیونڈ کی سڑکیں بنائی جا رہی ہیں، دو دو مہینوں میں راتوں رات فلائی اوور بن گئے ہیں جن کے لئے بجٹ میں بھی پیسے نہیں رکھے تھے اور ان کی اجازت بھی اس ہاؤس سے نہیں لی گئی۔ ہم اس extension کو سمجھتے ہیں کہ یہ عوام کے حقوق پر ڈاکا ہے جو ہم نہیں ڈالنے دیں گے۔آپ ایک طرف بات کرتے ہیں جنرل الیکشن کی اور کہتے ہیں کہ فی الفور جنرل الیکشن کروائے جائیں کیونکہ آج پاکستان کے اندر کسی کو حقوق نہیں مل رہے۔آپ بات کرتے ہیں الیکشنوں کی، کل بھی میں نے آپ کے بہت سارے لیڈران کو ایک جلسے میں کہتے ہوئے سنا ہے اور میاں صاحب نے بھی بارہا یہ کہا ہے کہ اب جنرل الیکشن کا وقت آ گیا ہے۔جب ایک صوبائی حکومت بلدیاتی الیکشن نہیں کروا سکتی تو وہ کس منہ سے جنرل الیکشن کا مطالبہ کرتی ہے،ان کے قول اور فعل میں کتنا تضاد ہے ؟یہی میں بات کرتا ہوں کہ یہ نہ ہو کہ It is useless to cry over the spilt milk ابھی بھی وقت ہے،ابھی بھی وقت ہے ہمیں اپنے روّیوں پر غور کرنا ہو گا۔جب یہ بلدیاتی ادارے توڑے گئے تھے تو یہ کہا گیا تھا کہ ضلعی ناظموں نے جو کرپشن کی ہے ہم ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔آج سے ٹھیک پندرہ دن پہلے ایک ضلعی ناظم جس کا تعلق ضلع بہاولنگر سے تھا اس کو جس شان و شوکت کے ساتھ مسلم لیگ (ن) join کرائی گئی وہ پورے پاکستان نے دیکھا ہے۔چشتیاں میں اسی ضلعی ناظم نے میاں صاحب کا جب استقبال کیا اور میں نے خود سنا،اسی ہاؤس کے اندر سنا کہ اس ضلع ناظم نے کرپشن۔۔۔

جناب سپیکر: یہ بات تو amendment سے متعلقہ نہیں ہے۔آپ کی مہربانی ہے، relevant بات کریں۔

کورم کی نشاندہی

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ہم اس بل پر سمجھتے ہیں کہ یہ عوام کے حقوق پر ڈاکا ہے، ہمارے ان علاقوں پر ڈاکا ہے جن کا بجٹ وہاں سے نکال کر لاہور لایا گیا ہے۔ میں کورم کی اسی بات پر نشاندہی کروں گا اور کورم point out کروں گا کہ ہم اس کی extension نہیں ہونے دیں گے کیونکہ یہ عوام کے حقوق پر ڈاکا ہے اور ہم اس پر بائیکاٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر:انہوں نے کورم کی نشاندہی کی ہے لہذا گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

مسودہ قانون(دوسری ترمیم)لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ2011

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: جی، کورم پورا ہے لہذا اجلاس کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی! آپ نے کورم کی نشاندہی کے دوران بات ختم کر لی تھی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! نہیں، اس وقت بات جاری تھی۔

جناب سپیکر: جی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ جتنے ہمارے بھائی حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہیں، ہمارا کوئی بھی بھائی یہ نہیں چاہتا کہ لوکل باڈی الیکشن نہ ہوں۔(شور غل)

MR SPEAKER: Order please, order in the House. Carry on please.

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمارے جتنے بھائی اور دوست یہاں بیٹھے ہیں ان میں سے کوئی بھی دوست یہ نہیں چاہتا کہ صوبہ کے اندر بلدیاتی الیکشن نہ ہوں چونکہ بلدیاتی الیکشن ہی ایک ایسا سسٹم ہے جب نیچے سے اوپر تک جمہوریت آتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ بلدیاتی ادارے ہی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اپنی لیڈر شپ سے بھی پوچھ لیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں کہ اگر ضیاء الحق اور پرویز مشرف جیسے ڈکٹیٹر بلدیاتی الیکشن کو support کریں اور بلدیاتی الیکشن کروائیں۔اس کے برعکس ہمارا روّیہ یہ ہو کہ ہم بلدیاتی اداروں کو توڑنے کے باوجود بلدیاتی اداروں پر extension پر extension لے کر آئیں۔میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ان کی نیت یہ ہو کہ ہم نے بلدیاتی اداروں کے اندر reforms لے کر آنی ہیں تو مجھے صرف اتنا عرض کر لینے دیجئے کہ اپوزیشن بھی اس اسمبلی کا حصہ ہے۔ہم نے مان لیا کہ مشرف کا دیا ہوا نظام غلط تھا، مشرف نے اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے غلط نظام مسلط کیا

لیکن ہم نے کیا کیا، ہم اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود کیا کوئی نظام لائے؟اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم لوگ اتنے نااہل ہیں کہ ہم سے تو ایک ڈکٹیٹر بہتر تھا جس نے بلدیاتی نظام بنانے کے بعد الیکشن کروائے اور بنیادی جمہوریت کا نظام دیا۔ ہم لوگ extension پر extension دیئے جارہے ہیں تو پھر مجھے بتائیے کہ وہ جس Bill میں یہ reforms لے کر آنا چاہتے ہیں تو کیا آج تک ان پر جو discussions ہو رہی ہیں ان کی کسی میٹنگ کے اندر قائد حزب اختلاف راجہ ریاض صاحب کے ساتھ یا ہاؤس کی کمیٹی میں یہ reforms discuss ہوئیں؟

جناب سپیکر!اب میری ادب کے ساتھ گزارش یہ ہے کہ میرے یہ سارے بھائی جنہوں نے جمہوریت کے لئے قربانیاں دیں ہیں، سوائے ایک، دو دوست جن کی ڈیوٹی لگی ہوئی ہے، کوئی دوست یہ نہیں چاہتا کہ بلدیاتی الیکشن صوبہ کے اندر نہ ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے
"ساروں کو نہ ملائیں اپنی بات کریں" کی آوازیں)

MR SPEAKAR: No interruption

وہ آپ کی نمائندگی کر دیں گے۔جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس پر ہم لوگوں کی بات سن لیجئے گا۔آج اگر Bill پاس نہ ہوا اور extension نہ ملی۔اتنی کوئی قیامت نہیں آجائے گی۔اگر عوام کے حقوق اتنی جلدی میں bulldoze نہ بھی کئے جائیں گے اور کم از کم اپوزیشن کو یہ تو پتا چلے کہ کیا وجوہات ہیں جن کی وجہ سے amendment لے کر آئے ہیں جو بات ہم کرنا چاہتے ہیں وہ اس ہاؤس، جمہوریت اور ان اداروں کے لئے بہتر ہے۔

جناب سپیکر!میں یہ گزارش کر دوں کہ اگر ہمارا روّیہ بھی وہی رہا جو آمروں کا تھا جن کا ہم پیچھے ذکر کرتے ہیں کہ یحییٰ خان، ایوب خان، ضیاء الحق اور فلاں فلاں تھا۔اگر وہ آمر جنہوں نے یہاں پر ایک جھوٹی جمہوریت دی لیکن انہوں نے grass root level پر بلدیاتی الیکشن کروا دیئے۔آج ہم کس منہ سے عوام کے پاس جارہے ہیں، ہم کیا کہتے ہیں کہ ہم جمہوری لوگ ہیں اور ہمارا روّیہ جمہوری ہے؟(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please, No cross talk. Carry on.

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میری گزارش صرف اتنی ہے کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ اس سے پہلے کہ ٹرین چھوٹ جائے، اس سے پہلے کہ کل ہم لوگ پھر اپنے روّیوں

کو کوسیں،اس سے پہلے کہ ہم کہیں کہ نہیں ہم جمہوری لوگ ہیں، ہم نے جمہوریت کے لئے ماریں کھائی ہیں، ہم عوام کو حقوق دینا چاہتے ہیں، ہمارے حقوق سلب کر لئے گئے ہیں، ہمارے حقوق پر ڈاکا پڑ گیا ہے تو آج اس ہاؤس کے اندر عوام کو ان کے حقوق دینے کا ثبوت دیجئے، آج اس ہاؤس کے اندر ثبوت دیجئے کہ ہم لوگوں نے ماضی سے سبق سیکھا ہے، آج ہاؤس میں اس بات کا پیغام دیجئے کہ ہم لوگوں نے جو ماریں کھائی تھیں اور مشرف کے خلاف شہید بی بی نے اپنا خون کا نذرانہ دے کر اس جمہوریت کو بحال کرایا تھا تو آج ہمیں اپنے رویّوں کو ثابت کرنا ہوگا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی! اب آپ کی طرف سے کوئی نہیں ہے۔ چلیں، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس Bill میں ترامیم یہ دی گئی تھیں کہ اس Bill کو منادی کے لئے شائع کیا جائے اور جو انہوں نے تقریریں کی ہیں وہ ان amendment کے لئے کی ہیں جو ابھی آگے آنی ہیں لیکن اس پر کسی نے کوئی بات نہیں کی۔ وہ ترامیم جو آگے آ رہی ہیں جس میں "ڈی سی او" کے گریڈ 19 کی condition کو amend کرنے کی بات کی گئی ہے لیکن extension پر انہوں نے بہت لمبی چوڑی بات کی ہے اور کہتے ہیں کہ جی کس منہ سے جائیں گے، کیسا منہ لے کر جائیں گے تو بھائی جیسا منہ تم سندھ میں لے کر جاؤ گے ویسا ہم بھی لے کر چلے جائیں گے یہ کون سی بات ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ بلدیاتی نظام صرف پنجاب میں نہیں تھا یہ پورے ملک میں تھا جس منہ سے تم کل 27۔دسمبر کو لاڑکانہ گئے ہو ذرا وہ منہ بھی یاد رکھو؟ اس میں تقریباً چھ کے قریب ترامیم ہیں تو میں ان کے متعلق عرض کروں گا ان کی واقعی administrative point of view سے بھی ضرورت ہے اور قطعی طور پر کوئی عوامی حق ادھر سے ادھر نہیں ہو رہا یہ خواہ مخواہ ان کی زیب داستان ہے اور اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس ترمیم کو vote out کیا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ انہوں نے لاڑکانہ کے متعلق جو بات کی ہے انہیں معلوم ہونا چاہئے انہی کی وجہ سے آج ہم اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ بعد میں اس پر بات کر لیں۔ اب question put ہو گیا ہے۔ میں نے question put کر دیا ہے اب بات نہیں ہو سکتی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):جناب والا!میری یہ گزارش ہوگی کہ یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب سپیکر:اب آپ اس کے بعد بات کریں۔بڑی مہربانی۔اب question putہو رہا ہے۔میں نےquestion moveکیا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):جناب والا!میری گزارش ہوگی کہ لاڑکانہ کا لفظ حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر:نہیں۔بسراء صاحب!ایسے کام نہیں چلے گا۔آپ کی بڑی مہربانی۔(قطع کلامیاں)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):جناب والا!27۔دسمبر کو محترمہ کی برسی تھی انہوں نے اس کے متعلق جو بات کی ہے یہ غیر مناسب ہے۔

جناب سپیکر:ان کے لئے ہم سب نے دعا کی ہے۔آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا:جناب والا!چلیں ہم تو لاڑکانہ گئے لیکن میاں نواز شریف پھر کیوں گئے تھے؟

جناب سپیکر:مہربانی۔ یہ باہر جا کر پوچھ لیں۔یہاں پوچھنے والی باتیں نہیں ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):جناب والا!لاڑکانہ والالفظ تو حذف کروائیں۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔اس طرح بات ٹھیک نہیں ہے۔ This is no way. Let me put the question.آپ تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل:جناب والا!یہ ضیاء الحق کی پیداوار ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:بڑی مہربانی آپ کی۔آپ پھر بات کریں۔Let me put the question.آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد):جناب والا!یہ بھی ایوب خان کی پیداوار ہیں۔

جناب سپیکر:آپ بھی تشریف رکھیں۔آپ کیا کر رہے ہیں۔مجھے question put کرنے دیں۔آپ کی مہربانی۔چودھری صاحب!آپ بعد میں بات کر لیں۔آپ تشریف رکھیں۔No comments۔and no cross talk.آپ تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):جناب والا!ان کے لئے ڈاکٹر کا انتظام کیا جائے۔

جناب سپیکر:کس کے لئے؟

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):رانا صاحب کے لئے۔

جناب سپیکر:آپ کی بڑی مہربانی ایسی باتیں نہ کریں۔اب اگر کوئی ایسی ویسی بات کرے گا تو میں اس کا notice لوں گا۔

The amendment moved and the question is:

"That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st January 2012."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, second amendment starts. The second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar

Aamir Ch., Mrs. Humaira Awais Shahid, Engineer Shahzad Elahi, Raja Riaz Ahmad, Ch. Shaukat Mahmood Basra(Advocate), Makhdoom Muhammad Irtaza, Major (Retd) Abdul Rehman Rana, Syed Hassan Murtaza, Mr. Muhammad Ashraf Khan Sohna, Maj. (Retd) Zulfiqar Ali Gondal, Ch. Ehsan-ul-Haq Ahsan Nolatia, Mst. Azma Zahid Bukhari, Dr. Amna Buttar, Mr. Pervez Rafique, Mr. Tanvir Ashraf Kaira, Mr. Muhammad Hafeez Akhtar Ch., Mr. Amjad Ali Mayo, Malik Nosher Khan Anjum Lungriyal. Any mover may move it.

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ پہلے move کر چکی ہیں۔آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا!میں نے پہلے move نہیں کی۔

جناب سپیکر: نہیں، تیسرے نمبر پر آپ نے بات کر لی ہے۔اب آپ تشریف رکھیں۔کسی اور صاحب کو ترمیم پیش کرنے دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا!میں نے ترمیم پیش نہیں کی۔

جناب سپیکر: آپ ان کو rule پڑھائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا!میں ترمیم پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جناب محمد محسن خان لغاری۔

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I move:

> "That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be referred to a Select Committee, consisting of the following members with instructions to report by 31st January 2012:
>
> 1. Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, MPA
> 2. Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA
> 3. Ch. Aamar Sultan Cheema, MPA

4. Engineer Shahzad Elahi, MPA
5. Mr. Muhammad Yar Hiraj, MPA
6. Ms. Zobia Rubab Malik, MPA
7. Mrs. Ghazala Saad Rafique, MPA
8. Ch. Shaukat Mahmood Basra(Advocate), MPA
9. Mrs. Amna Ulfat, MPA
10. Syed Hassan Murtaza, MPA"

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be referred to a Select Committee, consisting of the following members with instructions to report by 31st January 2012:-

1. Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, MPA
2. Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA
3. Ch. Aamar Sultan Cheema, MPA
4. Engineer Shahzad Elahi, MPA
5. Mr. Muhammad Yar Hiraj, MPA
6. Ms. Zobia Rubab Malik, MPA
7. Mrs. Ghazala Saad Rafique, MPA
8. Ch. Shaukat Mahmood Basra(Advocate), MPA
9. Mrs. Amna Ulfat, MPA
10. Syed Hassan Murtaza, MPA"

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جناب محمد محسن خان لغاری!

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب والا!ہم نے لوکل گورنمنٹ کی جو second amendment move کی ہے۔اس ترمیم کے اندر بہت ساری اہم چیزیں لوکل گورنمنٹ کے بل کی شکل تبدیل کر دیں گی وہ اس عمل کے ساتھ ہوں گی اور ان ترامیم کے ساتھ ہوں گی۔ہمارا اسمبلی کا جو ریکارڈ ہے وہ اس بات کی گواہی دے گا کہ لوکل گورنمنٹ کی جو کمیٹی ہے اس نے ایک sitting کے اندر ان ساری چیزوں کو hardly pass کر دیا ہے۔لوکل گورنمنٹ کی کمیٹی نے اس کے اندر اچھی addition بھی کر دی ہے جو کہ original Government Bill میں شامل نہیں تھی جس میں انہوں نے یہ کہا کہ جیسے ہی لوکل گورنمنٹ کے الیکشن ہوں گے یہ خود ہی dissolve ہو جائیں گی لیکن وہ بہت ساری چیزوں کو overlook کر گئے ہیں اسی لئے ہماری یہ گزارش ہے کہ اس کو دوبارہ House کی Select Committee کے اندر بھیجا جائے اور اس کے جو مختلف پہلو ہیں ان پر غور کیا جائے۔لوکل گورنمنٹ دنیا کے ہر جمہوری حکومت کے اندر،ہر جمہوری دور کے اندر اور ہر جمہوری form of Government کے اندر ایک third Chair of Government established ہے اور جہاں اس ایوان کے اندر ووٹ دینے والے کا ووٹ مقدس ہے،نیشنل اسمبلی یا سینیٹ کے ایوان مقدس ہیں اسی طرح ضلع، تحصیل اور یونین کونسل کی اسمبلیاں بھی مقدس ہیں وہ بھی اسی طرح عوام کی نمائندگی کرتی ہیں جیسے کہ یہ اسمبلیاں کرتی ہیں لیکن بد قسمتی سے ہماری اس اسمبلی نے ان ضلعی، تحصیل ٹاؤن اور یونین کونسل کی اسمبلیوں کے حقوق کو غصب کرنے کا یہاں سے بار بار قانون پاس کیا۔

جناب سپیکر:excuse for a moment ایک گھنٹہ ٹائم بڑھا دیا جائے۔جی،Carry on

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!میری یہ گزارش ہے کہ ہم اس amendment کے ساتھ جو تبدیلیاں لائے ہیں بعد میں ان کی تفصیل آئے گی وہ ساری تبدیلیوں کا لوکل گورنمنٹ کے نظام پر for reaching effect ہو گا۔رانا صاحب نے پچھلے point کے اندر بہت اچھے طریقے سے elaborate کیا تھا کہ کس طرح لوکل گورنمنٹ کا آرڈیننس 2000 میں جو basic principle تھا ہم جو مختلف ترمیمیں کرتے رہے ہیں ہم نے ان کے ساتھ اس کی اصل شکل مسخ کر دی ہے اور آج جو لوکل گورنمنٹ کا بل اس قانون پاس ہونے کے بعد آئے گا اس کی شکل original قانون کی روح سے متضاد ہو جائے گی۔اگر پورے کا پورا law change کرنا ہے جیسا کہ حکومت بار بار یہ کہتی ہے کہ ہم پورے کے پورے law پر کام کر رہے ہیں چار سال ہونے کو ہیں لیکن law پاس نہیں ہوا اور ابھی جو کام چل رہا ہے اگر ہم نے اسے legal cover دینا ہے تو ہمیں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اس طرح کریں کہ ان

معاملات میں جو ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے decisions ہیں ان کے ساتھ بھی یہ متضاد نہ ہو۔اگر آپ اجازت دیں تو میں عدالت کے دو چار decisions refer کرنا چاہوں گا، میں lawyer نہیں ہوں بلکہ میں نے کسی سے پوچھا ہے لاء منسٹر صاحب ماشاء اللہ لاء گریجویٹ ہیں اور practicing lawyer ہیں یہ اس پر میری زیادہ بہتر رہنمائی کر سکیں گے۔ میں case refer کرتا ہوں کہ:

PLD 1997 Supreme Court Meher Ali Babu V/S others and Government of Punjab and others

فیصلے میں لکھا گیا ہے کہ:

The local councils are the first tier of democratic process and since generally they perform municipal

جناب سپیکر: یہ بھی بتانا ہوتا ہے کہ صفحہ کون سا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! صفحہ آپ کو مل ہی جائے گا میں نے عرض کی ہے کہ میں وکیل نہیں ہوں بلکہ میں نے تو کسی سے پوچھا ہے۔

Function the general public is widely interested in their existence and performance. They are training ground future for political leaders of the national stature. Sir

یہ سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے پھر 2005 میں خواجہ احمد حسان صاحب جو پاکستان مسلم لیگ (ن) کے ٹاؤن ناظم تھے ان کے فیصلے کے اندر عدالت نے لکھا ہے کہ:

It is high time to let the newly award system work freely and without any political and bureaucratic interference for interruption of any kind

جناب سپیکر! خواجہ احمد حسان پاکستان مسلم لیگ (ن) کے ٹاؤن ناظم تھے جن کے حق میں یہ فیصلہ آیا عدالتوں نے بار بار یہ بات کہی ہے کہ لوکل گورنمنٹ کا نظام چلتے رہنا چاہئے۔آگے چلتے ہیں

Muhammad Ramzan and three others V/S Government of Pakistan and others Sir

اس میں ہے کہ:

Punjab Local Government Ordinance 2001 was the feeling of the Government to give political power to the

general public by bringing down their hands, the administrative and financial authority up root the corruption so the individuals of this country sitting away the individual of this country sitting away from the Parliament make participation in development and to build up their own state. ایوان اقتدار

رانا صاحب!اس پر تو آپ بھی میرے ساتھ اتفاق کریں گے یہ ضلع ناظم قصور بنام حکومت پنجاب2008 کا کیس ہے شاید آپ مجھ سے زیادہ اس سے familiar ہوں گے اس میں عدالت نے کہا کہ:

Without having financial independence and sovereignty and institutions of Local Government or Federal Provincial Government could function to approve a budget or to have a budgetary powers would effect sovereignty of the institution.

ہم لوکل گورنمنٹ کے حقوق غصب کرنے کا معاملہ لمبا کر رہے ہیں یہ ان ساری چیزوں کی روح کے خلاف ہے۔سپریم کورٹ کا ایک اور فیصلہ ہے۔

Supreme Court Federation of Pakistan and other V/S Syed Ali Murad Shah and twelve others. The concept of Local Government investitures participation of the local population at gross route level and it is with the spirit, the system of Local Government has been introduced through this system. The basic idea to enforce the system is not only to decentralize a democratic system but also to promote the welfare of common man for its success and stability. The completion of success process is essential.

یہ محسن لغاری نہیں کہہ رہا بلکہ ہماری معزز عدلیہ کہہ رہی ہے، ہماری معزز عدلیہ بار بار یہ کہہ رہی ہے کہ لوکل گورنمنٹ کے نظام کو مستحکم کرنا ہے اسے empower کرنا ہے۔جب ہم آئین پاکستان میں آتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کیا کرتے ہیں وہ آئین existent ہے ہی نہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مجھے عرض کرنے دیں آئین پاکستان جہاں پر state کو define کرتا ہے یہ آرٹیکل 7 ہے۔state کیا چیز ہے۔آئین کہتا ہے کہ:

> In this part, unless the context otherwise requires "the state" means the Federal Government, Majlis-e-Shoora a Provincial Government, a Provincial Assembly, and such local or other authorities in Pakistan as are by law empowered to impose any tax or cess.

جناب سپیکر! لوکل گورنمنٹ ہمارے ملک کی state کا حصہ ہے۔ہم آگے آئیں تو آئین کا آرٹیکل 17 کہتا ہے کہ جو ہم نے ابھی لوگوں کو disempowered کیا ہوا ہے ہمارا آئین کہتا ہے کہ:

> 17.1 Every citizen shall have the right to form associations or unions, subject to any reasonable restrictions imposed by law in the interest of sovereignty or integrity of Pakistan, public order or morality.

ہم نے اپنے لوگوں کو یونین کونسل، ضلع اور تحصیل کے اندر اکٹھا ہونے سے روکا ہوا ہے۔آرٹیکل 32 بڑا واضح کہتا ہے میں اسے بھی پھر سے عرض کروں گا غور سے سننے والی بات ہے۔

> **Article 32.** The State shall encourage Local Government Institutions composed of elected representatives of the areas concerned and in such institutions special representation will be given to peasants, workers and women.

یہ آئین پاکستان کا آرٹیکل 32 ہے آگے چلیں تو آئین پاکستان کا آرٹیکل (a)140 کہتا ہے کہ:

Article 40(a). Each province shall, by law, establish a local Government system and devolve political, administrative and financial responsibility and authority to the elected representatives…

Sir not appointed let it be noted the constitution very clearly says elected

میں وکیل نہیں ہوں لیکن میری common sense مجھے بتاتی ہے کہ ہم اس آئین پاکستان کی روح کے خلاف یہ کام کر رہے ہیں جو بار بار elected لوگوں کو اپنی اسمبلیوں کے اندر، یونین کونسلوں کے اندر، اپنی تحصیل کونسل کے اندر، اپنی ٹاؤن کونسل کے اندر اور اپنے ضلع کونسل میں آنے سے بار بار روک کر ہم یہ آئین کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ میری بنیادی گزارش یہ ہے کہ اس کو House Committee کو refer کریں اور وہ اسے دوبارہ دیکھے کہ ہمارا یہ عمل کس طرح آئین کی روح، آئین کے مقصد اور آئین کے vision کے خلاف ہے۔ میرا خیال ہے کہ لاء منسٹر صاحب اس بات پر میرے ساتھ agree کریں گے کہ کوئی بھی قانون جو آئین پاکستان سے متضاد ہے وہ نہیں ہو سکتا۔ میں بار بار پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ دونوں کے ساتھ گلے کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ ان دو پارٹیوں کے لیڈران نے ایک Charter of Democracy sign کیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ یہ باتیں باہر کر لیں ادھر قانون کی بات کریں۔ جو آپ کے پاس ہے اس کے مطابق بات کریں گے۔ جی بڑی مہربانی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ دنیا کے ایوانوں کے اندر جب قانون کے اوپر بحث ہوتی ہے تو کئی کئی دن، ہفتے اور مہینے گزر جاتے ہیں۔ بد قسمتی سے یہاں پر پانچ منٹ کے اندر ہمارا interest loss ہو جاتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یار یہ کیا باتیں کر رہا ہے؟ پچھلی دفعہ بھی ہمارے ایک معزز وزیر صاحب نے کہا تھا کہ آپ کو بحث کرنی ہے تو ٹیلیویژن سٹیشن چلے جائیں تو کیا اب قانون سازی باہر اور ٹیلیویژن سٹیشن پر ہو گی؟ اسی ایوان میں ایک ایک شق کے اوپر کئی کئی دن بحث ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، میں کہتا ہوں کہ آپ ایک ایک شق پر بات کریں لیکن irrelevant نہ ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں دونوں پارٹیوں کی political leadership کو وہ commitment یاد کرانے کی کوشش کر رہا ہوں۔انہوں نے Charter of Democracy میں 29 نمبر پر لکھا تھا کہ لوکل گورنمنٹ کے الیکشن جنرل الیکشن ہونے کے بعد تین مہینے کے اندر ہوں گے۔یہ میں نے نہیں کہا بلکہ جس پارٹی سے آپ کا تعلق ہے اس نے اور اس وقت وفاق میں جو پارٹی حکومت میں ہے اس نے کہا تھا۔ان دونوں پارٹیوں کے دو لیڈروں نے مل کر اپنے مشیروں کے ساتھ مشورہ کر کے ایک document تیار کیا جس کا نام Charter of Democracy رکھا تھا اور جب تک یہ coalition ٹوٹی نہیں تھی ہم نے بہت عرصے تک اس کو قانون، آئین اور ہر چیز سے مقدس درجہ دے رکھا تھا۔لگتا یہ تھا جیسے یہ کوئی آسمانی صحیفہ اُتر آیا ہے۔اس میں نمبر 29 کے اوپر یہ واضح لکھا گیا ہے کہ جنرل الیکشن کے بعد تین مہینے کے اندر لوکل گورنمنٹ کے الیکشن کرائے جائیں گے۔میرا بار بار گزارش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ایسی کیا عجلت ہے کہ House کی ایک کمیٹی دس، پندرہ، بیس منٹ یا ایک گھنٹے کے اندر اس کو bulldoze کر دے، یہ دیکھے بغیر کہ اس کی کیا implications ہیں؟اس کی implications کو دوبارہ غور سے دیکھنے کی ضرورت ہے اس لئے ہم گزارش کر رہے ہیں کہ اس کو ایک Select Committee کے حوالے کر دیا جائے تاکہ یہ معاملہ re-examine ہو جائے اور اگر ہم اس کے اندر کوئی بہتری لا سکتے ہیں تو وہ لے آئیں۔ہم اپوزیشن والوں نے اپنی بساط کے مطابق ترامیم دی ہیں۔ان کی ایک بہت اچھی ترمیم ہے جس پر ہم نے اپنی amendment نہیں دی کیونکہ یہ ایک اچھی چیز ہے اور ایسے ہونا ہی چاہئے۔چنانچہ ہمارا ترمیم دینے کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ ہم نے صرف criticize کرنا ہے بلکہ ہمارا مقصد یہ ہوتا ہے کہ Bill کی بہتری ہو جائے۔اگر اس میں کوئی کمی کوتاہی رہ گئی ہے تو اسے Select Committee کو refer کر کے دوبارہ سے oversight کیا جانا چاہئے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب! آپ بڑے تحمل سے بات کریں اور کوئی ایسی ویسی بات آپ نے نہیں کرنی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، بالکل۔جناب سپیکر! محترم محسن لغاری صاحب نے جتنے بھی آئینی حوالے دیئے ہیں وہ دراصل انہوں نے اس ترمیم سے متعلق دیئے ہیں جو کہ 180 days کی extension کے لئے ہے۔جب وہ یہ ترمیم پیش کریں گے تو پھر میں ان کے تمام آئینی حوالوں کے جواب میں عرض کروں گا۔سر دست اس ترمیم میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ دس ممبران

پر مشتمل ایک Select Committee بنائی جائے اور اس کو یہ Bill مزید غور کے لئے بھیجا جائے تو اس کے متعلق میری یہ گزارش ہے کہ پہلے جو مجلس قائمہ ہے جسے اس House کا mandate حاصل ہے اور اس کمیٹی میں جو دس معزز ممبران ہیں ان میں کیا کمی ہے، انہوں نے اس Bill کو vet کر کے بھیجا ہے اب ہم اس کو Select Committee کو کس لئے بھیجیں؟ اس کا کوئی جواز نہیں بنتا اس لئے اس ترمیم کو vote out کیا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be referred to a Select Committee, consisting of the following members with instructions to report by 31st January 2012:-

1. Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, MPA
2. Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA
3. Ch Aamir Sultan Cheema, MPA
4. Engineer Shahzad Elahi, MPA
5. Mr Muhammad Yar Hiraj, MPA
6. Ms Zobia Rubab Malik, MPA
7. Mrs Ghazala Saad Rafique, MPA
8. Ch Shaukat Mahmood Basra(Advocate), MPA
9. Mrs Amna Ulfat, MPA
10. Syed Hassan Murtaza, MPA

(The motion was lost.)

کورم کی نشاندہی

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں کورم point out کرتی ہوں کیونکہ House میں کورم نہیں ہے۔

جناب سپیکر: بڑے افسوس کی بات ہے۔کورم کی نشاندہی ہو گئی ہے اس لئے گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا اجلاس کی کارروائی کا آغاز کیا جاتا ہے۔

مسودہ قانون(دوسری ترمیم)لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ2011

(۔۔۔جاری)

MR SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading start. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina

Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Mrs. Humaira Awais Shahid, Engineer Shahzad Elahi, Raja Riaz Ahmad, Ch. Shaukat Mahmood Basra(Advocate), Makhdoom Muhammad Irtaza, Major(Retd) Abdul Rehman Rana, Syed Hassan Murtaza, Mr. Muhammad Ashraf Khan Sohna, Maj. (Retd) Zulfiqar Ali Gondal, Ch. Ehsan-ul-Haq Ahsan Nolatia, Mst. Azma Zahid Bukhari, Mst. Amna Buttar, Mr. Pervez Rafique, Mr. Tanvir Ashraf Kaira, Mr. Muhammad Hafeez Akhtar Ch., Mr. Amjad Ali Mayo, Malik Nosher Khan Anjum Lungriyal. Any mover may move it?

> That for Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, the following be substituted:-
>
> "2. Amendment in Section 28 of Ordinance XIII of 2001.- In the Punjab Local Government Ordinance 2001 (XIII of 2001) hereinafter referred to as the said Ordinance, in Section 28, in sub-section (1), for the commas, words and figures", as far as possible, an officer in Basic Scale 20", the words “an officer at least Basic Scale 20, preferable from the Provincial cadre” be substituted."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> That for Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, the following be substituted:-
>
> "2. Amendment in Section 28 of Ordinance XIII of 2001.- In the Punjab Local Government Ordinance 2001 (XIII of 2001) hereinafter referred to as the said Ordinance, in Section 28, in sub-section (1), for the commas, words and figures", as far as possible, an

officer in Basic Scale 20", the words "an officer at least Basic Scale 20, preferable from the Provincial cadre" be substituted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I oppose this amendment the out of time.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ کورم point out کرنا legislation سے عدم دلچسپی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!ان سے یہ پوچھا جائے کہ اس بل کی report کس دن lay ہوئی اور یہ اتنے دن کیوں سوئے رہے؟

جناب سپیکر: جی، محسن لغاری صاحب!

MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: District Coordination Officer in every district the government shall appoint the DCO who shall be a civil servant of the Federation or the Province as for as possible an officer of basic pay scale 20.

اس amendment کے بعد حکومت یہ چاہتی ہے کہ یہ کلاز اس طرح ہو جائے کہ:

in every district the Government shall appoint a District Coordination Officer who shall be a civil servant of the Federation or the Province.

یہ کلاز اس کے گریڈ کی بات کرتی ہے اور نہ کیڈر کی بات کرتی ہے۔ ہم نے جو ترمیم دی ہے کہ وہ کم از کم گریڈ20 کا افسر ہو اور صوبائی سروس کے افسر کو فوقیت دی جائے۔ ہماری صوبائی سروس کی درخواست اس لئے ہے کہ اس وقت صوبہ پنجاب کے اندر ہمارے پی سی ایس افسران کے ساتھ سوتیلی ماں کا سلوک ہو رہا ہے حالانکہ وہ ہمارے صوبہ کے افسران ہیں اور ڈسٹرکٹ مینجمنٹ والے وفاق کے افسران ہیں جو کہ صوبہ کے اندر deputation پر آتے ہیں۔ ان کو صوبہ مانگتا ہے یا وفاق ان کو صوبوں کے پاس بھیجتا ہے۔ ہمارے پی سی ایس افسران پنجاب کے افسران ہیں اور تقریباً بارہ سو پی سی ایس افسران اس وقت صوبہ پنجاب میں کام کر رہے ہیں جبکہ پورے پاکستان کے اندر تقریباً سات سو ڈی ایم جی افسران ہیں۔

جناب سپیکر! پنجاب کے اندر پی سی ایس افسران کو ڈی سی او لگانے کا رواج نہیں ہے۔

(اذان عصر)

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہماری ترمیم کے بعد جملہ اس طرح ہو جائے گا کہ:

in every district the Government shall appoint a District Coordination Officer who shall be a civil servant of the Federation or the Province as far as possible an officer of Basic scale 20 and preferable from the Provincial cadre

ہم پی سی ایس افسران کو prefer کریں کیونکہ پی سی ایس افسران ہمارے پنجاب کے افسران ہیں۔ڈی ایم جی کے افسران وفاق سے یہاں پر آتے ہیں اور ہمارے صوبہ کی اچھی administrative positions پر آکر تعینات ہو جاتے ہیں اور ہمارے صوبائی کیڈر کے افسران کو یہ مواقع نہیں ملتے۔

جناب سپیکر! ہمارا بھائی صوبہ بلوچستان ہے جہاں 80 فیصد سے زیادہ ڈی سی او صوبائی سروس میں سے ہیں، وہاں ستائیس پی سی ایس افسران اس وقت ڈی سی او ہیں اور صرف تین ڈی ایم جی کے ڈی سی او ہیں۔

جناب سپیکر: کیا ان کی ترمیم بھی ہم نے کرنی ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرے خیال میں آپ میری بات نہ روکیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: حکومت نے خود جواب دینا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ٹھیک نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ دنیا میں کسی بھی بات کی سچائی کے لئے مثال دیتے ہیں۔اس وقت بلوچستان میں تمام کمشنر پی سی ایس افسران ہیں۔ہمارے صوبہ کے اندر پی سی ایس افسران کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔وہ آئے دن اپنے حقوق کے لئے ہڑتالیں کرتے رہتے ہیں، جلسے کرتے ہیں اور جلوس نکالتے ہیں کہ بھئی! ہماری سن لو۔ پنجاب حکومت اپنے پی سی ایس افسران کو اہمیت دے، جب گریڈ20 سے چھوٹا افسر لگایا جاتا ہے تو اس سے سینئر افسران اس کے ماتحت کر دیئے جاتے ہیں۔ میں مثال دیتا ہوں کہ ہسپتال کا ایم ایس گریڈ20 کا ایک پروفیشنل ڈاکٹر ہو گا بلکہ شاید کہیں گریڈ21 اور 22 کے افسران بھی بیٹھے ہوں گے، ان کو آپ ڈی سی او جیسے گریڈ18 یا19 کا لگا دیتے ہیں تو ایک سینئر افسر کو ایک

جونیئر افسر کے ماتحت کر دیتے ہیں۔اس طرح آپ مجھے بتائیں کہ اس سینئر افسر کی اپنے معاملات کو دیکھنے میں کتنی دلچسپی رہے گی؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!لاہور کا جو ڈی سی او ہے،یہاں کسی کا نام لینا مناسب نہیں ہے۔ میری اطلاع کے مطابق میں غلط بھی ہو سکتا ہوں لیکن مجھے لاء منسٹر صاحب correct کر دیں گے کہ وہ سینئر گریڈ 18 کے افسر ہیں یا جونیئر ترین گریڈ 19 کے افسر ہیں اور سروس ہسپتال کے ایم ایس کے گریڈ کے بارے میں لاء منسٹر enlighten کر دیں۔اسی طرح کالجوں کے پرنسپل جن کے اوپر ڈی سی او صاحب افسر بالا ہیں۔ ہم جس وقت جونیئر افسران کو سینئر افسران کے اوپر لگاتے ہیں اور انہیں ماتحت کر دیتے ہیں تو میرے خیال میں یہ بات good governance میں نہیں بلکہ زیادتی کے ضمن میں آتی ہے کہ لوگوں کا morale down ہو گا۔ ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ صوبہ کے اندر بار بار governance suffer کر رہی ہے کیونکہ ہم سینئر لوگوں کو ایک طرف کر دیتے ہیں۔آج جب یہ جونیئر افسران لگے ہوئے ہیں،اس وقت کہ جب تک قانون کی یہ شق پاس نہیں ہوتی اس کی خلاف ورزی ہے کیونکہ اس وقت جب تک یہ House اس کو vote out نہیں کرتا اس وقت تک قانون میں لکھا ہے کہ preferably گریڈ 20 کا افسر ہو گا۔"Preferably" کا مطلب یہ ہے کہ جب available ہے تو گریڈ 20 کا ہو گا اگر نہیں ہے تو مجبوراً پھر جونیئر بھی لگا دیا جائے گا۔ کیا پنجاب کے صوبہ کے اندر گریڈ 20 کے یا اس سے سینئر افسران کا قحط پڑ گیا ہے،کیا پنجاب کے سینئر افسران صوبہ چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں اور کیا وہ یہاں کسی کے ساتھ کام کرنے میں خوش نہیں ہیں کہ ہم جونیئر افسران کو سینئر افسران کی جگہ پر لگائے جا رہے ہیں؟میں پھر اپنے ممبران کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ہماری ترمیم یہ ہے کہ ایک سینئر افسر جو کم از کم گریڈ 20 کا افسر ہو اور preferably صوبہ پنجاب کی صوبائی سروس کا افسر ہو جو کہ صوبہ پنجاب کو جوابدہ ہے،ڈی ایم جی افسر پنجاب کو جوابدہ نہیں ہے وہ وفاق کا ملازم ہے وہ وفاق کو جوابدہ ہے۔پی سی ایس افسر پنجاب کا ملازم ہے اور پنجاب کو جوابدہ ہے۔ ہمیں اپنے پی سی ایس افسران کو encourage کرنا چاہئے۔ ہمیں انہیں own کرنا چاہئے تاکہ انہیں ایک sense of ownership ملے کہ یہ صوبہ ہمارا ہے اور ہم نے اس صوبہ کے اندر کام کرنا ہے اور اگر ہم اچھا کام کریں گے تو appreciate ہوں گے۔اگر اُن کی جگہ ڈی ایم جی کے جونیئر افسران کو لگا دیا جائے گا تو ڈی ایم جی کے افسران تو ضرور خوش ہوں گے لیکن آپ اپنے بارہ سو پی سی ایس افسران کے morale کو low کر دیں گے لہذا اس چیز کے اوپر سوچ سمجھ کر ووٹ

دیجئے گا کہ پی سی ایس افسران کو ہم prefer کریں اور سینئر افسران کو ہی سینئر ایڈمنسٹریٹو پوسٹ پر لگائیں۔ شکریہ

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں اس پر بات کروں گا۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! آپ بات نہیں کر سکتے لہذا تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں rules کی بات کروں گا کہ میں بات کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ نے ایجنڈے میں اس amendment کے اندر میرا نام بھی لکھ دیا ہے اس لئے اس amendment پر بات کرنا میرا بنیادی حق ہے۔ یا تو آپ اس amendment میں میرا نام نہ لکھتے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی۔ میں rules کے خلاف نہیں جا سکوں گا۔ پلیز تشریف رکھیں۔I am grateful

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں rules کی بات کروں گا۔

جناب سپیکر: آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ rules کیا کہتے ہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! کوئی document یا کاغذ item of the agenda میں جمع کرایا جائے اور وہ specific date میں آ جائے تو پھر rules کیا کہتے ہیں؟

جناب سپیکر: دیکھیں، دفتر نے آپ کا نام لکھ دیا ہے مگر رانا صاحب نے نشاندہی کر دی ہے لہذا I have to take notice.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا نام ایجنڈا میں شامل ہے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ ہم اسے delete کرتے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ ایجنڈا کس نے print کیا ہے؟

جناب سپیکر: آپ نے جو تاریخ لکھی ہے وہ پکڑی گئی ہے اس لئے rules کے مطابق آپ بات نہیں کر سکتے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! کیا آپ ایجنڈے کو bulldoze کر سکتے ہیں اور یہ print کس نے کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، نہیں۔آپ میری بات تحمل سے سنیں۔ Don't waste time of this Honourable House.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!آپ نے اس amendment میں میرا نام دیا ہے اور یہ ایجنڈا میں نے نہیں بنایا جہاں میرا نام لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی جو relevant بات ہو گی وہ میں ضرور سنوں گا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!یہ بات relevant ہی ہے کہ میرا نام اس amendment میں لکھا ہوا ہے لہذا میں بول سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں اس کی تحقیق اپنے طور پر بھی کروں گا کہ آیا کس نے یہ نام print کیا ہے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!یہ ایجنڈا میں نے نہیں بنایا۔

جناب سپیکر: دیکھیں، جس نے یہ غلطی کی ہے میں اُس کا notice لوں گا۔ Don't worry and you can't talk on it. اب آپ تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!مجھے آپ صرف یہ بتادیں کہ آپ نے اس ایجنڈے کو entertain کیا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، یہ rule میں موجود ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!مجھے rule بتادیا جائے۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب!آپ Rule 105 پڑھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جو چیز ایجنڈا پر لکھی جائے اُس سے کوئی deny نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: گوندل صاحب!میں آپ سے کہتا ہوں کہ یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔اگر آپ ہاؤس کو چلنے نہیں دیتے تو آپ کی مرضی ہے ورنہ مجھے کوئی اپنا طریق کار اختیار کرنا پڑے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!میں اسی amendment پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تو پہلے بول چکی ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!میں اِس پر بول سکتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے floor محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کو دے دیا ہے۔ محترمہ!آپ بات کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! مجھے rule پڑھنے دیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ meanwhile پڑھ لیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! Rule 105 یہ کہتا ہے کہ:

105. AMENDMENTS.

(1) When a motion that the Bill be taken into consideration has been carried, any member may propose such amendment to the Bill as is within the scope of, and relevant to, the subject matter of the Bill.

(2) If a notice of a proposed amendment has not been given two clear days before the day on which the Bill, the relevant Clause or the Schedule is to be considered, any member may object to the moving of the amendment and such objection shall prevail unless the Speaker allows the amendment to be moved.

جناب سپیکر: دیکھیں، ہم نے آپ کا نام لکھ دیا لیکن پھر اعتراض آیا کہ یہ within the time نہیں ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ بتائیں کہ آپ powerful ہیں یا لاء منسٹر صاحب؟

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب نے اسے oppose کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ غلط ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! مجھے بتائیں کہ یہ print مجھے کس نے دیا ہے؟

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔ جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ amendment بہت ہی اہم ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں Chair کے اس روّیے کے خلاف احتجاجاً بائیکاٹ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی مرضی ہے اور یہ note کر لیں کہ آئندہ میں بھی اپنا روّیہ آپ کے مطابق ہی رکھوں گا۔

(اس مرحلہ پر چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا احتجاجاً بائیکاٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اپنی بات جاری کروں؟

جناب سپیکر: بسراء صاحب! نولاٹیا صاحب کو منا کر لائیں۔ جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہمیں logic کو سامنے رکھتے ہوئے بات کرنی چاہئے۔ معزز ممبران کا یہ ایوان ہے اور ہم سب کا یہ فرض بنتا ہے کہ قانون کے اندر جو بھی lacunas ہیں اُن کو identify کریں۔

(اس مرحلہ پر چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا بائیکاٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لائے)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نولاٹیا صاحب کو لے آیا ہوں مگر انہیں ایک منٹ بات کرنے کا موقع دے دیا جائے۔

جناب سپیکر: میں نے پہلے کب انکار کیا ہے؟ دیکھیں، میرے دفتر نے ان کا نام incorporate کر دیا لیکن رانا صاحب کی طرف سے objection آ گیا کیونکہ rules کی clear violation ہے لہذا میں کیسے اُن کی بات سنوں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ کی بات سن لیں۔

جناب سپیکر: ہم آپ کو welcome کرتے ہیں مگر میں نے اب floor اُن کو دے دیا ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں یہ بات کہنا چاہ رہی ہوں کہ یہ معزز ایوان اسی لئے ہے کہ جب ہم قانون سازی کرتے وقت کوئی amendment لاتے ہیں تو اُس کے پیچھے کوئی logic ہونی چاہئے۔ یہ amendment ایک جملہ یا اخلاقاً پیش نہیں کی گئی بلکہ اس کے پیچھے بہت سارے سوالات اور logics

ہیں۔ پہلے ہی یہ قانون موجود ہے کہ گریڈ بیس کا افسر ہونا چاہئے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ آپ ایک چھوٹے گریڈ کے افسر کو بڑے گریڈ کے افسر کے اوپر تعینات کر دیتے ہیں لہذا آپ خود سوچیں کہ جب بڑے گریڈ کا افسر چھوٹے گریڈ کے افسر کے سامنے جوابدہ ہو تو اُس کی کیا حالت ہو گی؟ ہم سب سمجھ سکتے ہیں کہ ایک سینئر جب جونیئر افسر کے آگے جوابدہی کے لئے کھڑا ہو گا یا وہ اسے sir کہہ کر مخاطب کرے گا تو یہیں پر میں سمجھتی ہوں کہ ہر طرح کے قوانین کی خلاف ورزی ہو جاتی ہے۔ ڈی سی او حضرات بھی گوشت پوست کے بنے ہوئے انسان ہیں، وہ کوئی آسمانی مخلوق نہیں ہیں کہ ہم ہر چیز ڈی سی او حضرات کے اوپر ہی ڈالے چلے جا رہے ہیں کہ یہ کام بھی ڈی سی او نے کرنا ہے اور فلاں کام بھی ڈی سی او نے ہی کرنا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ عوامی نمائندے گھر چلے جائیں۔ پہلی بات یہ کہ منتخب نمائندے جو عوام کے ووٹ لے کر آتے ہیں اُن کے حصے کا کام اور باقی سارا load بھی ایک کم گریڈ کے جونیئر افسر کے سَر پر ڈال دیا گیا ہے وہ کیسے انصاف کر سکے گا۔ دوسری بات یہ کہ سینئر افسر کس منہ سے جونیئر کے سامنے جوابدہی کے لئے کھڑا ہو گا؟ ہم نے تمام قانون سازی logics کو سامنے رکھتے ہوئے کرنی ہے۔ غلطیاں ہر ایک سے ہو سکتی ہیں مگر لاء منسٹر صاحب اس چیز کو کھلے دل سے تسلیم کر لیں کیونکہ ایسی مثالیں موجود ہیں کہ کئی amendments کو بحث و تکرار کے بعد تسلیم کر لیا گیا۔ ایک مثال اسی ایوان میں میرے سامنے بھی آئی کہ لاء منسٹر صاحب نے ایک amendment کو تسلیم کرتے ہوئے Bill کا حصہ بنایا اور appreciate بھی کیا تھا لیکن اس میں انا نہیں ہے اور ہم سب نے مل کر عوام کی فلاح و بہبود کے لئے سوچ سمجھ کر سسٹم کو بنانا ہے کیونکہ سسٹم کے اندر اگر lacunas ہیں، اس سسٹم اور قانون کے اندر کوئی lacunas ہیں تو انہیں کس نے نکال کر سامنے رکھنا ہے؟ یہ بات اگر logic کے ساتھ ہم نہیں بیان کر پائیں گے تو ضرور وزیر قانون اور آپ ہمیں روک سکتے ہیں لیکن اس بات کے جواب میں کیا ان کے پاس arguments ہوں گے؟ یہ سیدھی سیدھی سمجھ میں آنے والی باتیں ہیں۔ میں کوئی لمبی چوڑی بات کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں لیکن میں یہ چاہتی ہوں کہ خدارا اس کے اوپر ضرور غور کریں جس کا کام اسی کو ساجھے اور اس کے اندر میرٹ بھی چھپا ہوا ہے اس میں سب سے اہم part میرٹ ہے اور پھر جیسا کہ انہوں نے بات کی کہ پی سی ایس آفسران جو کہ صوبے کے ہیں جن کا حق ہے اور وہ بے چارے ہمارے ہاں اسمبلی کے باہر آ کر بھی سراپا احتجاج بنے رہے ہیں۔ ان کا یہ حق ہے اور اگر آج ہم اس پر سنجیدگی سے نہیں سوچیں گے تو پھر کب سوچیں گے؟ یہ وقت ہے کہ ہم ان چیزوں کو شامل کر لیں کیونکہ اس سے وزیر قانون صاحب کا اقبال بلند ہو گا کہ انہوں نے اپوزیشن کی ایک صحیح بات مان کر شامل کر لی ہے اور اس

کے دور رس نتائج ہوں گے۔اگر ہم جمہوریت کی بات کرتے ہیں تو ہم جمہوری دور سے نہیں گزر رہے کہ جب ہم ایڈمنسٹریٹرز کو ایک عوامی نمائندے کے سر پر بٹھادیں گے تو ہم جمہوری دور سے نہیں گزر رہے بلکہ جمہوری دور کے اوپر سے گزر رہے ہیں، نیچے جمہوریت تڑپ رہی ہے اور سر روندتے ہوئے ہم نکلتے چلے جارہے ہیں۔ ہم نے ان چیزوں پر اگر آج غور نہ کیا تو پھر وہی بات ہو گی کہ اس ایوان سے کوئی complete authentic قانون نہیں نکلیں گے، lacunas رہ جائیں گے اور بعد میں ہم عوام کو اور لوگوں کو بھگتنا پڑے گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کی تمام ترامیم short in time ہیں۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! کبھی بھی یہ روایت نہیں رہی اور نہ ہی rules book اسے defer کرتی ہے کہ جو ایجنڈا printed form کے اندر جناب سپیکر House کے اندر ایک دفعہ lay کر دیں اسے cancel نہیں کر سکتے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: وہ legal ہے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا ہے کہ office نے آپ کا نام ترامیم میں لکھ دیا جسے oppose کرتے ہوئے نشاندہی کر دی گئی کہ ان کا notice within time نہیں ہے اس لئے اس پر بحث کرنے کی اجازت نہیں ہو سکتی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں رولز کے مطابق ثابت کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نولاٹیا صاحب! میں آپ کو اجازت نہیں دوں گا اور آپ کا موقف سن لیا ہے اس لئے اب آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! نولاٹیا صاحب کو یہ معلوم نہیں ہے کہ جو ترامیم سیکرٹریٹ میں جمع کروائی جاتی ہیں وہ سب کی سب ایجنڈے پر آتی ہیں اور جب objection ہو تو اس کے بعد short in time ہو تو وہ reject ہو جاتی ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ ایجنڈا دے کر واپس نہیں لے سکتے اور میں اس حوالے سے رولز کے مطابق ثابت کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: بڑے ہی افسوس کی بات ہے اور آپ نے پڑھا نہیں ہے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ اس ایوان کے Custodian ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میں بالکل اس House کا Custodian ہوں لیکن آپ جو بات کرنا چاہتے ہیں وہ نہیں ہو سکتی اور You are not allowed to speak on this بس اب تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! نولاٹیا صاحب کو on record چیلنج کرتا ہوں کہ جو بھی ترمیم دی جائے گی وہ ایجنڈے پر آئے گی۔ جب objection ہو گا تو اس کے بعد وہ rule out ہو گی اور میں انہیں چیلنج کرتا ہوں۔ یہ پچھلا سارا ریکارڈ دیکھیں اور خاص طور پر پچھلے دس سال کا اسمبلی کا ریکارڈ دیکھ لیں کہ جو ترمیم دی جائے گی وہ record پر آئے گی اور جب objection ہو گا تو پھر rule out ہو جائے گی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں اگر اسے ثابت نہ کر سکا تو نہ صرف آپ سے بلکہ راناصاحب سے اور اس معزز ایوان سے بھی معذرت کروں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں اور آپ کی ترمیم rule out کی جاتی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اس مسئلے کو resolve کرنے کے لئے جو قانون 105 آپ پڑھ رہے ہیں اس میں ہے کہ Unless the Speaker allows the amendment to be moved اگر آپ اجازت دے دیں تو یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ اس طرح نہیں پڑھا جا سکتا اور آپ نے جس طرح پڑھا ہے یہ ایسے نہیں ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہ ترمیم in time آئی ہوئی ہے صرف نام later on add کئے گئے ہیں کیونکہ جو ترمیم محسن لغاری صاحب نے پڑھی ہے نہ وہی ہے۔

جناب سپیکر: میجر صاحب! ایسے نہیں ہو سکتا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Rule 105(2) بڑا clear ہے کیونکہ جب ترمیم دیں گے تو وہ ایجنڈے پر آئے گی اور اس کے بعد objection آئے گا۔

جناب سپیکر: جی، اس پر میں نے اپنی رولنگ دے دی ہے۔ اب آپ اس پر بحث نہیں کر سکتے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! رولز میں لکھا ہوا ہے کہ جب۔۔۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! آپ تشریف رکھیں، ایسے نہیں ہے اور میں نے انہیں بھی منع کر دیا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: اگر مجھے بات کرنے کا موقع نہیں دیں گے تو میں واک آؤٹ کر جاؤں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کو خفت یہ ہے کہ انہوں نے تمام ترامیم کے متعلق کل notice دیئے ہیں جبکہ ہمارے (ق) لیگ کے دوستوں کی ترامیم وقت پر آئی ہیں اور انہوں نے پہلے کی دی ہوئی ہیں۔ انہیں کل شاید خیال آیا ہے اور کل ہی انہوں نے دی ہیں اس لئے انہیں معلوم ہے کہ ان کی کوئی ترمیم بحث کے لئے پیش نہیں کی جا سکے گی۔

(اس مرحلہ پر چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب اعجاز احمد کاہلوں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کس point پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! نولاٹیا صاحب واک آؤٹ کر گئے ہیں اس لئے آپ انہیں منانے کے لئے کسی کو بھجوائیں۔

جناب سپیکر: اس بات کی ضرورت نہیں ہے اور آپ اپنے طور پر منا لائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ خود جا کر منا لائیں۔ میں یہ معزز ممبران کی information اور knowledge کے لئے صرف ایک منٹ۔۔۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! نولاٹیا صاحب کو منانے کے لئے کسی کو بھجوائیں۔

جناب سپیکر: میں نے آپ سے کہا ہے کہ مہربانی کر کے تشریف رکھیں کیونکہ پہلے میں نے انہیں دو دفعہ بلوایا ہے۔جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں صرف اس معزز ایوان کی information اورknowledge کے لئے کہ جہاں پر لکھا ہے کہ Any Member may object یعنی object میں نے جا کر سیکرٹریٹ کو تو نہیں کرنا۔ جب یہ ایجنڈے پر آئے گی اور within time نہیں ہو گی اور House میں move ہو گی تو میں نے اسی وقت object کرنا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بالکل۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں نے سیکرٹریٹ میں جا کر object تو نہیں کرنا اس لئے جو بھی ترمیم دی جائے گی وہ ایجنڈے پر آئے گی اور اس وقت object کیا جائے گا اور پھر جناب سپیکر اپنے اختیارات استعمال کریں گے۔

کورم کی نشاندہی

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر!کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر دوبارہ گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے، کارروائی شروع کی جائے۔اجلاس کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!میری تجویز ہے کہ کافی ممبران تھک چکے ہیں اس کو کل تک مؤخر کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، اب میں نے آدھ گھنٹہ ٹائم بڑھا دیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اتنا لمبا دن ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: جو تھک گئے ہیں وہ چلے جائیں، اپنی مرضی کریں۔جی، لاء منسٹر صاحب!

مسودہ قانون (دوسری ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ2011

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس amendment کے ذریعے معزز ممبران نے جس بات پر زور دیا ہے اور خاص طور پر لغاری صاحب نے جو بات کی ہے کہ گریڈ20 کی شرط ہٹانے سے ہمارے Provincial officers کی شاید حق تلفی ہو گی۔ حالانکہ صورت بالکل مختلف ہے اور صورت یہ ہے کہ اس وقت 13 اضلاع میں ڈی سی او جو ہیں وہ پی سی ایس ہیں۔ یہ پہلی مرتبہ اس صوبہ میں ہوا ہے کہ پی سی ایس افسران کو اتنی بڑی تعداد میں بطور ڈی سی او تعینات کیا گیا ہے اور وہ سب کے سب گریڈ19 کے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پی سی ایس افسران کی ترقی کا عمل بہت سست ہے اور وہ گریڈ 20 جو کہ ایک آخری گریڈ ہوتا ہے اس تک پہنچتے پہنچتے وہ اپنی ریٹائرمنٹ کے نزدیک چلے جاتے ہیں۔ اس amendment کے ذریعے سے ہم ایک تو پی سی ایس افسران کو benefit دینا چاہتے ہیں اور دوسرا گریڈ20 میں افسران کی تعداد بہت کم ہوتی ہے۔ گورنمنٹ کے پاس بہترین افسران کی figure of selection کا scope کم ہو جاتا ہے۔ گریڈ20 کی شرط ہٹائے جانے سے وہ scope زیادہ بہتر ہو جائے گا اور زیادہ بہتر لوگوں کو ڈی سی او یا انتظامیہ کے دوسرے عہدوں پر تعینات کیا جا سکے گا۔ اس شرط کو ہٹانے سے نہ صرف یہ کہ scope wide ہو گا بلکہ ایسے افسران جو گریڈ18 اور 19 میں ہیں جن کے پاس experience ہے اور وہ پوری طرح سے competent ہیں ان کو بھی اس طرف لایا جا سکے گا اور ان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھایا جا سکے گا کیونکہ وہ comparatively young ہوتے ہیں اس لئے ان سے استفادہ حاصل کیا جا سکے گا لہذا اس شرط کو omit کرنے سے، جو اس ترمیم کے ذریعے سے کیا جا رہا ہے نہ صرف پی سی ایس افسران کو فائدہ ہو گا بلکہ اس سے زیادہ بہتر انداز میں حکومت کو selection کا scope ملے گا۔ جہاں تک انہوں نے دوسرے ڈیپارٹمنٹ کی بات کی ہے۔ بات یہ ہے کہ ایسے تو ایک ایک کالج اور یونیورسٹیوں میں بیس بیس پروفیسر صاحبان گریڈ20 اور گریڈ21 میں ہوتے ہیں۔ ڈی سی او کا ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن سے متعلق اپنا ایک کام ہے۔ پروفیسر صاحبان، کسی ہسپتال کا ایم ایس یا کسی ٹیچنگ ہسپتال کا پرنسپل اس طرح سے ڈی سی او کے ماتحت نہیں ہوتے جس طرح کے اندیشے کا اظہار میرے معزز ممبران نے کیا ہے اس لئے یہ ترمیم بہتری کے لئے ہے۔ جہاں تک انہوں نے بلوچستان کی مثال دی ہے تو یہ ذرا پتا تو کریں کہ بلوچستان میں کس گریڈ کے ڈی سی او لگے ہوئے ہیں؟ وہاں پر تقریباً سب ہی گریڈ18 کے ہیں اور گریڈ19 کے بھی بہت کم ہیں تمام صوبوں میں اس پر دقت محسوس ہو رہی

تھی اس لئے تمام صوبے اس شرط یعنی گریڈ20 کو implement نہیں کر رہے اور ہمیں بھی اس کی مشکلات تھیں لہذا ہم نے اس کو ترمیم کر کے rules کو بہتر کرنے کی کوشش کی ہے۔اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ اس سے کسی کو کوئی نقصان ہو گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development the following be substituted:

"2. Amendment in Section 28 of Ordinance XIII of 2001.- In the Punjab Local Government Ordinance 2001 (XIII of 2001) hereinafter referred to as the said Ordinance, in Section 28, in sub-section (1), for the commas, words and figures", as far as possible, an officer in Basic Scale 20", the words "an officer at least Basic Scale 20, preferable from the Provincial cadre" be substituted."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs.

Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Mrs. Humaira Awais Shahid, Engineer Shahzad Elahi, Raja Riaz Ahmad, Ch. Shaukat Mahmood Basra(Advocate), Makhdoom Muhammad Irtaza, Major(Retd) Abdul Rehman Rana, Syed Hassan Murtaza, Mr. Muhammad Ashraf Khan Sohna, Maj.(Retd) Zulfiqar Ali Gondal, Ch. Ehsan-ul-Haq Ahsan Nolatia, Mst. Azma Zahid Bukhari, Mst. Amna Buttar, Mr. Pervez Rafique, Mr. Tanvir Ashraf Kaira, Mr. Muhammad Hafeez Akhtar Ch., Mr. Amjad Ali Mayo, Malik Nosher Khan Anjum Lungriyal. Who is to move now.

MRS. HUMAIRA AWAIS SHAHID: Sir, I move:

"That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the proposed sub-section (5) of section 109 of the Principal Ordinance, the following be substituted:-

"(5)(a) The percentage of funds set apart for development budget for utilization in accordance with the provision of section 119 shall be determined by the respective District Assembly by a vote of simple majority.

(b) The amount referred to in Clause (a) which remains unspent, its use shall be determined by the respective District Assembly."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the proposed sub-section (5) of section

109 of the Principal Ordinance, the following be substituted:

"(5) (a) The percentage of funds set apart for development budget for utilization in accordance with the provision of section 119 shall be determined by the respective District Assembly by a vote of simple majority.

(b) The amount referred to in Clause (a) which remains unspent, its use shall be determined by the respective District Assembly."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جی، آپ بات کریں۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! شکریہ۔ ایک بڑی irony ہے کہ لوکل گورنمنٹ سسٹم ایک ایسا سسٹم ہے جو grass root level کی representation کرتا ہے۔ یہ ایک ضلعی سطح، تحصیل سطح، یونین سطح کے ممبران اور عوام کی ایک representation basic level پر ہے۔ میرے خیال میں سب سے بڑا مسئلہ ہمارے ملک میں governance کا رہا ہے۔

Is this terrible a division between the bureaucracy and the government and the representatives

جناب سپیکر! یہ divide اتنی خوفناک ہے کہ آج I probably feel unfortunate to be a witness of this کہ ایک آمرانہ حکومت یعنی ایک جنرل نے لوکل گورنمنٹ سسٹم اس ملک کو دیا اور اس جنرل نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ devolve نیچے کے level تک devolve ہو۔ آج میں یہ دیکھتی ہوں کہ ایک گورنمنٹ یا representative body یا ایک پارلیمنٹ یہ پیش کر رہی ہے کہ یہ جو devolution or decentralization ہوئی ہے یہ لوکل گورنمنٹ کے grass root level کے representatives سے دوبارہ واپس appointed figures پر shift ہو جائے۔ ہماری پارلیمنٹ میں ہر روز کی بحث ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ power تو ان کے پاس ہے اور وہ کہتے ہیں کہ elected figures تو وہ ہیں۔ یہ بڑی خوفناک چیز ہے اور یہاں پر ایک بڑی clear divide آتی ہے

کہ آج جو لوگ الیکشن جیت کر آئے ہیں،democratic process سے گزرے ہیں،democracy کوrepresent کرتے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ ہم آتے ہی ایک دوسرےdemocratic institution کوsuspend کر دیں یا اس کو لولا لنگڑا کر دیں یا اس کے فنڈز لے لیں یا اس کیpower لے لیں اور ہم representatives کو appointed figures کے ساتھ replace کر دیں۔I fail to see, کہ ایکelected government کی پارٹی اپنے نمائندوں پر کیوں یقین نہیں کرتی جبکہ میں سمجھتی ہوں کہ obstructionist and hurdles create کرنے میں جتنی خوفناک تاریخ بیوروکریسی کی ہے وہ کسی اور کی نہیں ہے۔مجھے آج بھیfaithان figures elected پر ہے اور اس لئے نہیں کہ وہ آسمان سے اترے ہوئے ہیں اس لئے ہے کہ وہelected ہیں،واپس عوام کے پاس آئیں گے اور ان کے سامنے جوابدہ ہوں گے۔انہوں نے عوام کی عدالت میں کھڑا ہونا ہے اور اپنی ہر چیز کو justify کرنا ہے۔کیا اس ملک کی بیوروکریسی کی کبھیaccountability ہوئی،کیا وہ ایک غلط پالیسی بنانے پر عوام کو جوابدہ ہوئے ہیں؟ہم نے تو برداشت کرنا ہے کیونکہ ہم نے تو اسے face کرنا ہے۔کیا بیوروکریسی کبھیpeople of Punjab and the people of Pakistan کو جوابدہ ہوئی؟

جناب سپیکر!اب آپ اسClause پر آجائیں ہم119 section کے تحت یہpropose کر رہے ہیں کہ اس ادارے کو خود مختاری دی جائے۔اگر ہمیں اتنا ہی لوکل گورنمنٹ سسٹم چبھتا ہے تو to be honest اس کو کیونکہ لولا لنگڑا کر کے توڑ رہے ہیں اور اس کاsudden murder کیا جا رہا ہے اس سے تو بہتر تھا کہ کہتے یہ جنرل کاvision تھا اور جنرل کے ساتھ چلا گیاand one man show wind up. ہو گیا۔ہمارے ملک کا مسئلہ یہی ہے کہ ہمیشہ ایک شو آتا ہے اور دوسری گورنمنٹ اس کو ختم کر دیتی ہے تو پھر سے ہم zero ہو جاتے ہیں۔اگر کمشنر سسٹم لانا ہے You have more faith on the bureaucracy, so declare that and own that. یہ جو Local Government Ordinance یا لوکل گورنمنٹ سسٹم کا تماشا لگا ہوا ہے اس کو ختم کریں اور اس کی بے حرمتی نہ کریں،اس کو لولا لنگڑا نہ کریں،اس کیpower and ethics مت لے کر جائیں۔ I am glad that I am not sitting on that side of benches to be the part of this. اور میں آپ سے صرف یہ کہوں گی کہ اگر آپ اس کو خود مختاری نہیں دے رہے اگر واقعی آپ کو اس سسٹم میںweaknesses نظر آ رہی ہیں تو پھر اس کا طریقہ یہ ہے

کہ آپ اس کو strengthen کرتے اور نہ صرف appointed figures کی power کو elected representatives کے پاس shift دیتے، اگر آپ کا appointed figures پر faith ہے تو پھر لے آئیں سسٹم جس میں appointed figures کو اتھارٹی دیں اس کو own کریں اور اس کے اوپر کھڑے رہیں۔ پھر اس ڈرامہ کی بھی ضرورت نہیں ہے پھر ہم لوکل گورنمنٹ سسٹم کے vision میں believe نہیں کرتے ہیں۔ میں اپنی گفتگو یہیں ختم کرتی ہوں۔

With this sad comment, there I feel that about how we be in collaborated in this…

جناب سپیکر: محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری بہن نے جن points کی نشاندہی کی ہے یہ حقیقتاً قابل مذمت بھی ہے اور قابل افسوس بھی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ان کی بات قابل مذمت ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جی، نہیں۔ یہ points جن کو انہوں نے raise کیا ہے جو انہوں نے flaws بتائے ہیں جو انہوں نے ایک روّیہ بتایا ہے یہ روّیہ ایک ڈکٹیٹر کا تو ہو سکتا ہے، کہنے کو تو ہم ایک جمہوری دور سے گزر رہے ہیں یہاں ایک پارلیمنٹ ہے ہمیں اختیارات منتخب نمائندوں کو دینے چاہیئں لیکن ہم یہ اختیارات دے کن کو رہے ہیں؟ ہم تو افسر شاہی کو strengthen کر رہے ہیں۔ یہ کوئی اتنی لمبی چوڑی کیمسٹری نہیں ہے اس میں تو سیدھی سادہ سمجھ میں آنے والی باتیں ہیں آپ پھر کس base پر، کس بنیاد ایسا پر کر رہے ہیں، ہم پھر آمرانہ ذہن اور سوچ کی مخالفت کیوں کرتے ہیں اسی لئے کہ ہم جمہوری نمائندوں کو strengthen کرنا چاہتے ہیں؟ میں اس ترمیم میں جب یہ کہا گیا ہے کہ ایڈمنسٹریٹر کو اختیار نہیں ہونا چاہئے کہ وہ CCB کے funds distribute کرے۔ یہ اختیار تو ڈسٹرکٹ اسمبلی کے پاس ہونا چاہئے اس کی رضامندی سے اور اس کے فیصلے سے distribution of funds ہونے چاہیئں۔ منتخب نمائندوں کے اوپر بیوروکریسی کو ایک سرکاری ملازم کو بٹھا دیں گے تو پھر اس سے بہتر تو یہی ہے جس طرح میری بہن نے کہا ہے کہ پھر O.K اس ڈرامے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ سیدھا سیدھا one man show ہے اس کو آپ accept کریں۔ یہ یا تو ایک کاغذ کا ٹکڑا ہے یا پھر یہ سارا کچھ fake ہے۔ sorry

جناب سپیکر: مہربانی۔ آپ اس میں بولنا چاہیں گے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جی۔

جناب سپیکر: آپ کا نام اس میں ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: بالکل۔

جناب سپیکر: تو پھر ٹھیک ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! لوکل گورنمنٹ کا جو ایکٹ ہے بڑا مزیدار ہے جو اس کا اصل آرڈیننس ہے وہ ایک چیز کو دوسرے کے ساتھ refer کرتا ہے اور سسٹم کو بھی strengthen کرتا ہے with checks and counterchecks اور یہ ترمیم جو ابھی سرکار کی طرف سے آئی ہے وہ اس مد کے بارے میں آئی ہے جس میں پہلے یہ کہا گیا تھا کہ ڈویلپمنٹ کی پچیس فیصد رقم وہ Citizen Community Board کے اکاؤنٹ میں رکھ دی جائے گی۔ اس کے اندر جس علاقے کا وہ بورڈ ہو گا اس ضلع تحصیل میں سے جس علاقے کے لوگ خود بیس فیصد contribute کر کے اپنے علاقے کے اندر ڈویلپمنٹ کروانا چاہیں تو وہ ہو سکے تاکہ اس سے لوگوں میں ایک شعور پیدا ہو کہ ہم نے بھی اس علاقے میں اپنی گلی، اپنے محلے کی سڑک، واٹر سپلائی سکیم اور بجلی میں بھی اپنا حصہ ڈالنا ہے اور ہم نے مل کر اس کو چلانا ہے۔ جس چیز کے اندر ہمارا ایک روپیہ بھی لگ جائے گا تو اس سے ہماری ایک sense of ownership ہو گی اور ہم اس چیز کو اپنا سمجھ کر اس کا خیال رکھیں گے۔ یہ تھا اس کا بنیادی اصول جس کے اندر پچیس فیصد ڈویلپمنٹ فنڈ کو اس مد کے اندر رکھا گیا تھا۔ حکومت کی جو ترمیم ہے اس میں انہوں نے اس پچیس فیصد کو ہٹانے کی بات کی ہے۔ اس کو ہٹا دیا گیا اور اب ہماری جو ترمیم ہے وہ یہ ہے کہ:

> Percentage of funds set apart for development for budget utilization in accordance with the provision 119 shall be determined by the respective District Assembly by vote of simple majority.

اور ہم نے اس میں کہا ہے کہ:

> The amount referred to in Clause (a) which remains unspent which is used shall be determined by the respective District Assembly.

ہم نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ ڈسٹرکٹ کی اسمبلی خود مختار ہو اور ہم اس اسمبلی کو empower کریں اور یہ power lower level پر جائے۔ جس طرح اٹھارہویں ترمیم کے تحت بہت سارے اختیارات صوبوں کو منتقل کئے گئے ہیں ہماری اس ترمیم کے ساتھ یہ تجویز ہے کہ ڈسٹرکٹ اسمبلی کو خود مختاری دیتے ہوئے ہم نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ پچیس فیصد رکھنا ہے، بیس فیصد رکھنا ہے یا پچاس فیصد رکھنا ہے اس کا فیصلہ وہ خود کریں۔ صوبہ اس کو dictation نہ دے۔ وفاقی حکومت ہماری پنجاب حکومت کو یہ dictate نہیں کرواتی کہ تم نے تعلیم پر اتنا خرچ کرنا ہے، تم نے صحت پر اتنا خرچ کرنا ہے بلکہ وہ فیصلے یہ معزز ایوان کرتا ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہر ڈسٹرکٹ کی اسمبلی کا جو ایوان ہے وہ اپنے فیصلے خود کرے۔اس کو یہ اختیار ہو کہ میں نے اپنے کتنے پیسے Citizen Community Board کے head کے اندر رکھنے ہیں تاکہ لوگ اس کے ساتھ participate کر کے اس نظام کو آگے چلائیں اور اپنے علاقے، اپنی گلی، اپنے محلے اور اپنے شہر کے ترقیاتی کاموں میں اپنا حصہ ڈال سکیں۔ سارا بوجھ چونکہ حکومت پر ڈال دیا جاتا ہے اس لئے Citizen Community Board کے پیچھے یہ منطق تھی کہ لوگوں کو ownership کا احساس ہو اور اس سے participated development ہو سکے جس میں لوگ اپنے معاملات میں خود بھی participate کریں۔ جو فنڈز ہر سال اس کے اندر بچ جائیں، اگر ایک رقم رکھی گئی ہے اور وہ کسی وجہ سے استعمال نہیں ہوئی تو اس کا استعمال کیسے کرنا ہے وہ بھی فیصلہ وہی ضلعی اسمبلی کرے۔اب ہم نے اس فنڈ کو اٹھا کر maintenance کی مد میں ڈال دینا ہے، اس فنڈ کو اٹھا کر ہم نے ہسپتال کی مفت ادویات کی مد میں ڈال دینا ہے۔ اس چیز کا فیصلہ وہ ضلعی اسمبلی خود کرے۔ جس طرح ہم پنجاب اسمبلی کے متعلق چاہتے ہیں کہ ہم خود مختار ہوں اسی طرح ہماری یہ ترمیم ہے کہ ہم ضلعی اور تحصیل کی اسمبلیوں کو بھی کوئی نہ کوئی خود مختاری دیں اور وہ اپنے فیصلے خود کریں۔ ہماری اس ترمیم کا مقصد صرف یہی ہے اور میری اپنے treasury benches کے محترم بھائیوں اور بہنوں سے یہ گزارش ہے کہ اس چیز کے ساتھ اگر وہ agree کرتے ہیں، ان کا اگر یہ خیال ہے کہ ہم ضلعی حکومتوں کو ضلعی اسمبلیوں کو بھی empower کریں۔۔۔

جناب سپیکر: اگر تو وہ in existence ہوتیں تو میں آپ کی اس معاملے میں مدد ضرور کرتا۔اب آپ ہی بتائیں میں کیا کروں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! پھر بھی میری حکومتی ممبران سے گزارش یہی ہے کہ وہ اس چیز پر سوچیں اور اگر ان کو یہ بات معقول لگے تو اس میں مہربانی فرما کر ضرور ہمیں ووٹ دیں۔ صرف اس

بات پر کہ یہ تجویز اپوزیشن کی طرف سے آئی ہے اور اس کو ہم نے رد کرنا ہے، مناسب بات نہیں ہے۔ میں رانا ثناء اللہ خان صاحب کو اس بات پر appreciate کرتا ہوں کہ انہوں نے ہماری کئی ترامیم جس کو انہوں نے سمجھا کہ یہ مناسب ہیں اور جس basic spirit of the law میں فرق نہیں آتا تھا منظور کی ہیں۔ اسی طرح ابھی ہم نے lately pass کی ہے ownership rights والی۔ انہوں نے میرے ساتھ اس بات پر agree کیا کہ ہم نے ان terms کو clearly define کرنا ہے۔ اسی طرح اب بھی میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ اب بھی یہ میرے ساتھ agree کریں گے۔

جناب سپیکر: اس میں جناب میرا بھی حصہ ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ کی تو مہربانی ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میرا خیال ہے کہ میرے ساتھ treasury benches کے بھائی اور بہنیں اس بات پر agree کریں گے کہ ڈسٹرکٹ اور تحصیل level پر جو اسمبلیاں ہیں ان کو بھی اختیار ہونا چاہئے اور ان کو empower کرنا چاہئے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔ وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کی بات کا ضرور خیال کرتا اور اسے بالکل معقول ہی جانتا لیکن ان کی جو ترمیم ہے وہ ڈسٹرکٹ اسمبلی پر base کر رہی ہے۔ کاش! یہ مجھے بتا سکتے کہ ڈسٹرکٹ اسمبلیاں کہاں پر ہیں؟

جناب سپیکر: یہ بات میں نے پہلے ہی کر دی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جب ان کا وجود ہی نہیں ہے تو پھر کس ڈسٹرکٹ اسمبلی کی یہ بات کر رہے ہیں اور ویسے بھی جب بلدیاتی الیکشن ہوں گے وہ اس موجودہ قانون کے تحت ہوں یا پھر یہ معزز ایوان اس کے لئے ایک نیا قانون بنائے۔ یہ فنڈز صرف ڈسٹرکٹ اسمبلیوں کے لئے نہیں ہونے یہاں پر ٹی ایم اے بھی ہو گا اور یونین کونسل بھی ہو گی تو پھر ڈسٹرکٹ اسمبلی تمام فنڈز کا فیصلہ کس طرح سے کر سکتی ہے؟ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جو بلدیاتی الیکشن ہیں اس میں بلدیاتی tear ہونا چاہئے بالکل اس میں کوئی شک نہیں۔ ہاں انہوں نے اس کے جتنے حوالے دیئے ہیں اس میں بھی کوئی شک نہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ جو موجودہ بلدیاتی نظام ہے یہ ایک آمر نے اور ایک ڈکٹیٹر نے اپنی

ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے بنایا تھااور اس نظام سے بالکل تباہی آئی ہے۔اب آپ دیکھیں کہ یہ CCB کے فنڈز ہیں،اس میں انہوں نے چار چار سو آدمیوں کا گاؤں میں بورڈ بنا کر بیس فیصد ٹھیکیدار سے جمع کروا کر بعد میں اسی فیصد نکلوالئے۔اب نہ تو وہ ڈویلپمنٹ سکیم ملتی ہے اور اگر اب پکڑیں تو پورے گاؤں کو پکڑیں یعنی اس طرح سے اس نظام کو misuse کیا گیا ہے اور اتنی کرپشن کی گئی کہ یعنی دو دو کلو میٹر کی سڑک پر چار چار کروڑ روپے کی مٹی ڈالی گئی اس نظام کے تحت اس قسم کے لللے تللے کئے گئے ہیں اس لئے یہ صرف پنجاب کا یا ہماری حکومت کا فیصلہ نہیں بلکہ دو صوبوں میں ایک پارٹی کی حکومت ہے۔

جناب سپیکر:House کا وقت آدھ گھنٹہ اور بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):اور اسی پارٹی کی حکومت مرکز میں بھی ہے ان صوبوں میں بھی بلدیاتی الیکشن نہیں کروائے گئے اور وہاں پر بھی اس نظام کو follow نہیں کیا گیا، ٹھیک ہے بلدیاتی الیکشن ہوں گے اور اٹھارہویں ترمیم کے بعد بلدیاتی الیکشن کروانے کا اختیار ہمارے پاس نہیں ہے۔ہم نے جو الیکشن اتھارٹی بنائی تھی اسے کالعدم قرار دے دیا گیا کیونکہ اب الیکشن کمیشن نے بلدیاتی الیکشن کروانے ہیں اور اس نے پورے ملک میں کروانے ہیں۔جب وہ سندھ، خیبر پختون خواہ اور بلوچستان میں الیکشن کرائیں گے تو انشاء اللہ اس پر پنجاب کو تیار پائیں گے اور ہم نہ صرف بلدیاتی الیکشن کروانے کو تیار ہیں بلکہ ہم اس حق میں ہیں کہ بلدیاتی tear ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

The amendment moved and the question is

"That in Clause 3 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural development for the proposed sub section 5 of section 109 of the Principal Ordinance the following be substituted:

"5 A percentage of funds and set a part for development of budget for utilization in accordance with the provision of 119 shall be determined by the respective District Assembly by a vote of simple majority be the amount

referred to in Clause A which remain unspent its use shall be determined by the respective District Assembly."

(The motion is lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

کورم کی نشاندہی

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! کورم پورا کر لیں اس کے بعد start لیں۔

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: جناب سپیکر! یہ بار بار ایسا کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ ان کا حق ہے اور وہ اپنا حق استعمال کرنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: وہ بلاوجہ حق استعمال کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ان کا یہ حق کوئی freeze نہیں کر سکتا۔

جی، کورم point out ہوا ہے گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئی)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

مسودہ قانون(دوسری ترمیم)لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ2011

(۔۔۔جاری)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. There are three amendments in it. The first amendment is from Ch Zahir ud-din Khan, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Col.(Retd)Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Munawar Hussain Munj, Mr Muhammad Yar Hiraj, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat Hamid, Ms Zobia Rubab Malik, Mrs Qamar Aamir Ch, Ms Humaira Awais Shahid, Engineer Shahzad Elahi. Any member may move it.

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I move:

> "That in Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the proposed sub-section (6) of section 179-A of the Principal Ordinance, the following be substituted:-
>
> "(6) in the absence of District Nazim, an Adhoc Committee comprising four members of the Provincial Assembly of the Punjab elected from that district, including one member of the opposition in the Assembly may be constituted. This Committee may elect a Convener who shall have the right to initiate the performance evaluation of the DCO:
>
> Provided that the first Countersigning Officer shall be the Chief Secretary, and the Chief Minister shall be the

second Countersigning Authority, however, the Chief Minister may disagree and reverse the observations of the Adhoc Committee or the Chief Secretary if these are considered mala fide."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the proposed sub-section (6) of section 179-A of the Principal Ordinance, the following be substituted:-

"(6) in the absence of District Nazim, an Adhoc Committee comprising four members of the Provincial Assembly of the Punjab elected from that district, including one member of the opposition in the Assembly may be constituted. This Committee may elect a Convener who shall have the right to initiate the performance evaluation of the DCO:

Provided that the first Countersigning Officer shall be the Chief Secretary, and the Chief Minister shall be the second Countersigning Authority, however, the Chief Minister may disagree and reverse the observations of the Adhoc Committee or the Chief Secretary if these are considered mala fide."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana-Ullah Khan): Sir, I oppose it.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس وقت کی صورتحال یہ ہے کہ ڈی سی او کی رپورٹ ضلع ناظم نے initiate کرنی ہوتی ہے اور اس کے بعد اسے چیف سیکرٹری countersign کرتا ہے اور پھر

وزیر اعلیٰ صاحب نے with the power to overrule اس کو countersign کرنا ہوتا ہے۔اس وقت حکومت کی طرف سے جو amendment آئی ہے اس میں کہا گیا ہے کہ:

"(6) The Government may, by notification, designate an officer who shall initiate Annual Performance Report in respect of a District Coordination Officer."

اس بارے میں ہماری یہ گزارش ہے کہ ڈی سی او کی A.C.R لکھنے کی original Bill کے اندر اور آج کی تاریخ تک جو power ہے وہ ایک elected official کے پاس ہے جو کہ ہمارا ضلعی ناظم ہوتا تھا۔حکومت کی اس amendment سے elected office کی یہ power اس سے لے کر ایک سرکاری ملازم کو دی جارہی ہے۔ہماری یہ تجویز ہے کہ جس وقت تک ضلع ناظم elect نہیں ہوتا اس وقت تک A.C.R initiate کرنے کی طاقت اور حق elected representatives کے پاس رہے۔ہم نے اپنی ترمیم کے اندر یہ کہا ہے کہ اس ضلع کے elected ممبران کی ایک کمیٹی بنادی جائے جو کہ elected offices ہیں۔میں آپ کی وساطت سے اپنے معزز حکومتی ممبران کے اوپر جو point put across کرنا چاہ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ elected لوگوں کے جو اختیارات ہیں وہ لے کر ہم افسران کے ہاتھ میں نہ دیں۔اے سی آر کو شروع کرنے کا اختیار ضلع ناظم کے پاس تھا اسے ہم ایک سرکاری افسر کے پاس نہ بھیجیں۔ہاں اس کو پھر countersign چیف سیکرٹری کرے گا جو کہ ایک بیوروکریٹ اور سول سرونٹ ہوتا ہے۔اس کے بعد پھر چیف منسٹر second Countersigning Authority ہوگی جو کہ ایک elected آدمی ہوتا ہے۔ہم کہہ رہے ہیں کہ چیف منسٹر کے پاس یہ اختیار بھی ہو کہ وہ اس کو overrule کر سکے تو basically ہمارا مقصد یہ ہے کہ ballot کے تقدس کو برقرار رکھا جائے۔یہ vote and ballot box کے احترام کو کسی سرکاری ملازم کے تابع نہ کرنے کی کوشش ہے۔میری اپنے حکومتی benches کے بھائیوں اور بہنوں سے گزارش ہے کہ اس بارے میں سوچیں کہ کیا وہ elected لوگوں کے اختیارات سرکاری افسران کو دینے پر خوش ہیں یا نہیں؟یہی میری بنیادی بات ہے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی،آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!اس وقت جتنی بھی بات چیت،بحث یا debate ہوئی ہے وہ سب ایک دوسرے سے relevant ہے۔دراصل repetitions بھی part of the debate ہے جس کا

مقصد کسی چیز پر زور دینا اور سمجھانا ہوتا ہے۔ میں نے ذاتی طور پر لوکل گورنمنٹ بل پر کم از کم پندرہ، بیس سیمینار attend کئے ہیں۔ان سیمیناروں میں این۔جی۔اوز کے وہ لوگ بھی آئے ہوئے تھے جن کے پاس اس حوالے سے complete اعداد و شمار موجود تھے اس کے علاوہ سول سوسائٹی کے لوگ بھی شریک ہوئے تھے۔ان سب کی اس پر بہت زیادہ reservations ہیں۔اس وقت میرے بھائی نے جو amendment move کی ہے اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ ناظم کی غیر موجودگی میں تمام اختیارات سرکاری افسران کے پاس نہ ہوں بلکہ یہ اختیارات آپ وزیر اعلیٰ کو دے دیں۔جب تک لوکل گورنمنٹ کے الیکشن نہیں ہوتے، جب تک لوکل گورنمنٹ کا نظام نہیں آتا جس کا chance مجھے بہت کم نظر آ رہا ہے کیونکہ 180 دن آپ نے پہلے ہی مانگ لئے ہیں اور اب ایسا کرتے کرتے چار سال گزر گئے ہیں۔یہ authority لامحالہ ایک عوامی نمائندے کے پاس ہونی چاہئے۔ میں سمجھتی ہوں کہ چیف منسٹر پوری اسمبلی کے روح رواں ہیں۔ان کے پاس اختیارات ہیں وہ اپنی مرضی سے اس کے اندر جو بھی کرنا چاہیں کرنے کا اختیار رکھتے ہیں کیونکہ یہ حق انہیں عوام نے دیا ہے۔اس پر کم از کم اس چیز کا خیال کیا جائے کہ ہم یہ سارا کچھ اُٹھا کر کوئی غلطی تو نہیں کر رہے۔ ہمیں کوئی غلطی نہیں کرنی ہے اور اس وقت جو لوگ ہم پر بہتان لگا رہے ہیں اس سے پنجاب کی حکومت بدنام ہو رہی ہے۔ اگر اس پر سوچیں گے، اس پر working کریں گے اور اس amendment کو تسلیم کریں گے تو عوام کی طرف سے پنجاب حکومت کی پالیسیوں کے حوالے سے جو criticism آ رہا ہے اُس کو ختم کرنے کا ایک موقع ملے گا اور اس سے پنجاب حکومت کی پوزیشن بہتر ہو گی اور اس سے ہمیں تو کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔اس کا فائدہ صریحاً حکومت پنجاب کو حاصل ہو گا اور اُن کی نیک نامی ہو گی۔ میری تو سیدھی سی گزارش ہے کہ براہ مہربانی ان خطوط پر سوچا جائے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آفیسرز کی Annual Performance Report کو ڈسٹرکٹ ناظم initiate کرتا تھا، اب ڈسٹرکٹ ناظم موجود ہی نہیں ہے تو حکومت اس کا ایک temporarily انتظام کرنے جا رہی ہے اور جہاں تک ان کی اس بات کا تعلق ہے کہ یہ حق منتخب نمائندوں کو دیا جائے تو چیف منسٹر اس معزز ایوان کا قائد ایوان ہے تو ultimately یہ power اُنہی کے پاس ہے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 5 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the proposed sub-section (6) of section 179-A of the Principal Ordinance, the following be substituted:-

"(6) In the absence of District Nazim, an Adhoc Committee comprising four members of the Provincial Assembly of the Punjab elected from that district, including one member of the opposition in Assembly may be constituted. This Committee may elect a Convener who shall have the right to initiate the performance evaluation of the DCO:

Provided that the first Countersigning Officer shall be the Chief Secretary and the Chief Minister shall be the second Countersigning Authority. However, the Chief Minister may disagree and reverse the observations of the Adhoc Committee or the Chief Secretary if these are considered mala fide."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina

Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Mrs. Humaira Awais Shahid, Engineer Shahzad Elahi, Raja Riaz Ahmad, Ch. Shaukat Mahmood Basra(Advocate), Makhdoom Muhammad Irtaza, Major (Retd) Abdul Rehman Rana, Syed Hassan Murtaza, Mr. Muhammad Ashraf Khan Sohna, Maj.(Retd) Zulfiqar Ali Gondal, Ch. Ehsan-ul-Haq Ahsan Nolatia, Mst. Azma Zahid Bukhari, Mst. Amna Buttar, Mr. Pervez Rafique, Mr. Tanvir Ashraf Kaira, Mr. Muhammad Hafeez Akhtar Ch., Mr. Amjad Ali Mayo, Malik Nosher Khan Anjum Lungriyal. Any mover may move it.

MRS. SAMINA KHAWAR HAYAT: I move:

"That in Clause 5 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the proposed sub-section (7) to (11), of section 179-A of the Principal Ordinance, the following be substituted:-

"(7) The Government may appoint Adhoc Accounts Committees for all local governments in a district at the level of district, tehsil/town, Union Council.

(8) The composition of the Adhoc Accounts Committees shall be as under:-

(a)(i) each district and tehsil/town an Adhoc Committee shall consist of one member from the Provincial Assembly of the Punjab of the district and tehsil/town concerned respectively including, as far as possible, a woman MPA and at least one member from the Opposition.

(ii) each Union Council Adhoc Accounts Committee shall consist of one member of the Provincial

Assembly of the Punjab of the Union Council concerned; and

(b) three official members in each of the above Adhoc Accounts Committees.

(9) The Government shall nominate members of the Adhoc Accounts Committee and the Convener shall be elected by its members.

(10) The Adhoc Accounts Committees referred to in sub-section (7) shall be deemed to be the Accounts Committees of the Zila Council, Tehsil/Town Councils and Union Councils of the district for the purposes of the Ordinance and the rules made thereunder and shall perform all functions of the Accounts Committees of the respective local governments in the district."

(11) Sub Clause 11 and Administrator shall receive the audit reports of the local governments and refer the audit report for examination to the concern Adhoc Accounts Committee.

MR SPEAKER: The motion moved is:

That in Clause 5 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the proposed sub-section (7) to (11), of section 179-A of the Principal Ordinance, the following be substituted:-

"(7) The Government may appoint Adhoc Accounts Committees for all local governments in a district at the level of district, tehsil/town, Union Council.

(8) The composition of the Adhoc Accounts Committees shall be as under:-

(a)(i) each district and tehsil/town an Adhoc Committee shall consist of one member from the Provincial Assembly of the Punjab of the district and tehsil/town concerned respectively including, as far as possible, a woman MPA and at least one member from the Opposition.

(ii) each Union Council Adhoc Accounts Committee shall consist of one member of the Provincial Assembly of the Punjab of the Union Council concerned; and

(b) three official members in each of the above Adhoc Accounts Committees.

(9) The Government shall nominate members of the Adhoc Accounts Committee and the Convener shall be elected by its members.

(10)The Adhoc Accounts Committees referred to in sub-section (7) shall be deemed to be the Accounts Committees of the Zila Council, Tehsil/Town Councils and Union Councils of the district for purposes of the Ordinance and the rules made thereunder and shall perform all functions and Accounts Committees of the respective local governments in the district."

(11) An administrator shall receive the audit reports of the local governments and refer the audit report for examination to the concerned Adhoc Accounts Committee.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب سپیکر: اجلاس کی کارروائی کے لئے آدھ گھنٹے کا وقت بڑھایا جاتا ہے۔ جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں نے ابھی لمبی چوڑی انگریزی میں جو amendment پڑھی ہے۔ میں اردو میں بتا دیتی ہوں کہ میں کیا کہنا چاہتی ہوں۔ ہم اس ترمیم میں یہ تجویز دینا چاہتے ہیں کہ الگ الگ کمیٹیاں ہونی چاہئیں۔ اگر وفاق کا سسٹم ہے تو کیا وہاں کی اکاؤنٹ کمیٹی پنجاب میں آ کر ان کمیٹیوں کو چیک کرے گی اس لئے یونین کونسل، تحصیل یا ٹاؤن اور ضلع کی سطح پر الگ الگ کمیٹیاں بننی چاہئیں اور وہیں پر جو اس ضلع اور تحصیل میں رہنے والے ایم پی ایز ہیں ان میں بشمول خواتین بھی ہیں، ان کو ان کمیٹیوں میں ممبر بنانا چاہئے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اس ترمیم کو personally نہ لیں بلکہ 2001 کے آرڈیننس میں بھی یہی لکھا ہوا ہے کہ کمیٹیاں الگ الگ بنائی گئی ہیں لہذا میری درخواست ہے کہ کمیٹیوں میں ایم پی ایز کو ضرور نمائندگی دینی چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ نے انجینئر شہزاد الٰہی صاحب کی طرف سے بھی ترمیم دی ہے۔ آپ نے ان کا نام لکھا ہے لیکن ان کے لئے تو کچھ نہیں کیا۔ آپ نے اقلیتوں کا ذکر ہی نہیں کیا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ایم پی ایز جس ضلع، تحصیل، ٹاؤن اور یونین کونسل میں رہتے ہیں ان کو کمیٹی کا ممبر بننا چاہئے۔ ہر سطح پر الگ الگ کمیٹیاں ہونی چاہئیں تاکہ صحیح accountability کی جا سکے اور صحیح آڈٹ کرایا جا سکے تاکہ کسی کو اعتراض نہ ہو۔ ابھی رانا صاحب نے فرمایا تھا کہ نظام میں بہت سی خرابیاں تھیں تو ہمیں نظام میں آڈٹ کرانا چاہئے تاکہ خرابیوں کی تصحیح کی جا سکے نہ کہ سارے کے سارے نظام کو garbage کر دیا جائے صرف اس بناء پر کہ شاید پرویز الٰہی صاحب کے اس نظام کے اندر زیادہ ناظم تھے اور ان کے ممبران کی اس نظام میں زیادہ نمائندگی تھی۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ان کو بات کرنے دیں۔ Order please. Order please

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ہمارا ترمیم دینے کا مقصد یہ ہے کہ الگ الگ کمیٹیاں بننی چاہئیں اور ہر کمیٹی میں ایم پی ایز شامل ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر: آپ ان کی بات سنیں۔ No interruption. No interruption جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! درست نظام کی بات ہو رہی ہے تو یقیناً یہ سننا پسند نہیں کر رہے۔ ہمیں آڈٹ کرانا چاہئے۔ میں اس بات پر اپنی تقریر ختم کرتی ہوں کہ میں چاہتی ہوں کہ الگ الگ کمیٹیاں بنائی جائیں اور ان میں ہمارے ممبران کی نمائندگی ضروری ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ نے اس وقت بڑی اچھی نشاندہی کرائی ہے کہ کمیٹیوں میں اقلیت کے لوگوں کو بھی ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: میں نے اس لئے کہا ہے کہ آپ انجینئر شہزاد الٰہی صاحب کا نام تو ترامیم میں دیتے ہیں لیکن ان کے حقوق کا خیال بھی آپ کو کرنا چاہئے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ نے بالکل بجا کہا ہے۔ میں آپ کی بات سے اتفاق کرتی ہوں اور یہی روّیہ یہاں سے بھی ہونا چاہئے۔ ہم نے جو Select Committee کا تصور دیا اور تشہیر کے لئے کہا تو اسی لئے کہا کہ اگر کہیں سے بھی کوئی اچھی بات آتی ہے یا کوئی غلطی اور کمی کوتاہی ہو جاتی ہے تو اس کو ٹھیک کیا جا سکے۔ یہاں پر کہا گیا کہ ایک اکاؤنٹ کمیٹی ہو گی جبکہ ہم کہتے ہیں کہ ضلع، تحصیل، ٹاؤن اور یونین کونسل یعنی ہر سطح پر ایک ایک کمیٹی بننی چاہئے جس کو ایڈمنسٹریٹر رپورٹ کریں گے۔ اس میں ایڈمنسٹریٹر کو پابند کیا جائے کہ وہ اس کمیٹی کو رپورٹ کرے۔ اس کی duty ہونی چاہئے کہ وہ عوامی نمائندوں کے سامنے رپورٹ کرے نہ کہ یہ ہو کہ ایڈمنسٹریٹر کے سامنے منتخب نمائندے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوں یہ نہیں ہونا چاہئے۔ یہاں پر اُلٹی گنگا بہہ رہی ہے اور سب اُلٹی طرف جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر آپ کی بات کی تائید بھی کروں گی کہ ہم نے جو اس ترمیم میں کہا ہے کہ ہر سطح پر ممبران کو اس کمیٹی میں شامل کیا جائے جو جس جگہ پر موجود ہیں، جس حلقے میں موجود ہیں خواہ خواتین ہیں یا اپوزیشن ممبران ہیں وہ part of the Assembly ہیں۔ ہم یہاں آئے ہیں تو عوام کی بات لے کر آئے ہیں، ہم اپنی ذات کے لئے بات نہیں کر رہے بلکہ ہماری ذات عوام کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ ہمیں انہوں نے جس وجہ سے یہاں پر بھیجا ہے وہ ہم سے سوال کرتے ہیں، این جی اوز ہم سے سوال کرتی ہیں کہ آپ اسمبلی میں جا کر کیا کر رہے ہیں۔ ہم نے نشاندہی کرنی ہے اور حکومت کا یہ کردار ہونا چاہئے کہ ہماری نشاندہی اگر جائز ہے تو اس کو مان لینا چاہئے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ جلدی میں اٹھا کر نیا قانون نہ بنا دیا جائے جس کے اندر پھر lacunas رہ جائیں صرف یہ ثابت کرنے کے لئے کہ اگر ہم نے

پورے سسٹم کو سبوتاژ کر دیا ہے تو ہم ٹھیک تھے۔ نہیں، جو چیز غلط ہے وہ غلط ہے اور جو ٹھیک ہے اسے ٹھیک ماننا چاہئے اور غلط کو ٹھیک کرنا چاہئے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! حکومت کی طرف سے جو ترمیم آئی ہے اور جو ہماری طرف سے آئی ہے اس میں تقریباً وہی باتیں ہیں لیکن بنیادی فرق یہ ہے کہ حکومت نے یہ کہا ہے کہ ضلع کے اندر ایک کمیٹی بن جائے گی اور وہ سب کو دیکھے گی۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ اس کے چار ممبران پنجاب اسمبلی کے ممبران ہوں گے۔ ہم نے اس سے مختلف بات یہ کہی ہے کہ جو چار ممبران پنجاب اسمبلی سے ہوں گے وہ اسی ضلع سے ہوں یا اسی تحصیل سے ہوں گے۔ ضلع کے کیس میں اسی ضلع کے ہوں، تحصیل یا ٹاؤن کے کیس میں اسی تحصیل یا ٹاؤن کا وہ ممبر ہو اور یونین کونسل کے کیس میں جس حلقہ کا وہ ایم پی اے ہے اس حلقہ میں جتنی یونین کونسلیں ہوں ان کی کمیٹیوں کا ممبر ہو۔ آپ نے دو چار دفعہ ہمارے اقلیتی ممبر کی بات کی ہے تو وہ جس ضلع میں رہتے ہیں وہ بھی اس ضلع کی کمیٹی کے ممبر بننے کے لئے eligible ہیں۔

جناب سپیکر! ہم نے ایک اور چیز کہی ہے کہ اس کے اندر جہاں تک ممکن ہو سکے ہماری خواتین بہنوں کو بھی نمائندگی ملنی چاہئے۔ جہاں تک یہ ممکن ہو وہاں پر خواتین ممبران بھی ان کمیٹیوں کی ممبر ہوں۔ تین کمیٹیاں تینوں levels کے لئے ہونی چاہئیں۔ یہ اسی طرح ہے کہ اگر ہم کہیں کہ پبلک اکاؤنٹ کمیٹی جو وفاق والی بیٹھی ہے تو پنجاب میں ایک اور پبلک اکاؤنٹ کمیٹی بنانے کی کیا ضرورت ہے وہی وفاق والی کمیٹی پنجاب کے معاملات کو بھی دیکھ لے گی۔ اسی طرح اگر آپ ضلع میں ایک کمیٹی بنا رہے ہیں جو کہ حکومت نے خود تجویز کی ہے کہ ایک کمیٹی ہم بنائیں گے جو ضلع کے معاملات کو دیکھے گی۔ ہم نے تو صرف یہ کہا ہے کہ اس کے ممبران اسی ضلع، تحصیل یا ٹاؤن سے ہوں وہ یونین کونسل کو represent کرتے ہوں۔ میری پھر گزارش وہی ہے کہ ballot کا تقدس ہو، ووٹ کی اہمیت ہو اور اپنے منتخب کرنے والوں کو جوابدہ ہوں جنہوں نے ہمیں ووٹ دیا ہے۔ وہ ہم سے یہ پوچھیں کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ اس میں جو original committees ہیں جو original law کے اندر ہیں وہ بھی منتخب لوگوں کی بنائی ہوئی کمیٹیاں ہیں۔ ہم آج کہہ رہے ہیں کہ ضلع اور تحصیل کے ممبران کی جگہ اسمبلی کے ممبران ان کمیٹیوں کے ممبر ہوں۔ یہ چھوٹی سی بات ہے جو اسی spirit میں ہے جس spirit میں یہ ترمیم حکومت نے دی ہے۔ ہم نے صرف ایک قدم آگے چل کر اور زیادہ بہتر بنا دیا ہے۔ Law کی spirit میں

کوئی فرق نہیں آتا اور law کی spirit وہی رہتی ہے سوائے اس بات کے کہ ایک ضلع کے لئے ایک کمیٹی ہونے کی بجائے ایک ضلع کی کمیٹی، تحصیل یا ٹاؤن کی ایک کمیٹی اور یونین کونسل کی بھی کمیٹی ہو جو کہ original law کی spirit ہے جس کو ہم ساتھ لے کر چل رہے ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس کمیٹیاں بنائی گئی ہیں یہ ایڈہاک ہیں کوئی permanent arrangement نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ یہ کوئی ممکن نہیں ہے کہ یونین کونسل کی سطح پر اتنی کمیٹیاں بنائی جائیں جنہیں manage کیا جا سکے کیونکہ آڈٹ کا ایک ٹیکنیکل کام ہوتا ہے۔ مزید یونین کونسل کی سطح پر فنڈز کا volume اتنا نہیں ہے کہ وہاں پر آڈٹ کیا جائے کیونکہ ضلعی سطح پر فنڈز کا volume زیادہ ہوتا ہے اس لئے وہاں پر آڈٹ کی ضرورت ہے۔

(اذانِ مغرب)

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the proposed sub-sections (7) to (11), of section 179-A of the Principal Ordinance, the following be substituted:-

"(7)The Government may appoint Adhoc Accounts Committees for all local governments in a district at the level of district, tehsil/town, Union Council.

(8)The composition of the Adhoc Accounts Committees shall be as under:-

(a)(i) each district and tehsil/town an Adhoc Committee shall consist of one member from the Provincial Assembly of the Punjab of the district and tehsil/town concerned respectively including, as far as possible, a woman MPA and at least one member from the Opposition.

(ii) each Union Council Adhoc Accounts Committee shall consist of one member of the Provincial Assembly of the Punjab of the Union Council concerned; and

(b) three official members in each of the above Adhoc Accounts Committees.

(9) The Government shall nominate members of the Adhoc Accounts Committee and the Convener shall be elected by its members.

(10) The Adhoc Accounts Committees referred to in sub-section (7) shall be deemed to be the Accounts Committees of the Zila Council, Tehsil/Town Councils and Union Councils of the district for the purposes of the Ordinance and the rules made thereunder and shall perform all functions of the Accounts Committees of the respective local governments in the district.

(11) An Administrator shall receive the audit reports of the Local Governments and refer the audit reports for examination to the concerned Adhoc Accounts Committees."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now third amendment is from: Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr.

Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Humaira Awais Shahid and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MRS. AMNA ULFAT: Sir, I move:

> "That in Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the proposed sub-sections (12) and (13), of section 179-A of the Principal Ordinance, the following be substituted:-
>
> "(12) The Government shall, within thirty days, notify a date to the Election Commission for holding of election of Local Governments which shall not be later than one hundred and twenty days:
>
> Provided that in future the elections of the local governments shall be held within one hundred and twenty days of the expiry of term of previously elected Local Governments."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the proposed sub-sections (12) and (13), of section 179-A of the Principal Ordinance, the following be substituted:-
>
> "(12) The Government shall, within thirty days, notify a date to the Election Commission for holding of election

of Local Governments which shall not be later than one hundred and twenty days:

Provided that in future the elections of the local governments shall be held within one hundred and twenty days of the expiry of term of previously elected Local Governments."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ فرمائیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! مجھے حیرت ہے اور وہ کیوں ہے؟ وہ اس لئے ہے کہ سینیٹ کا الیکشن مارچ میں ہونا ہے اور اس کے بعد لوکل گورنمنٹ کا بھی کہہ دیا ہے، گو کہ یہ کہا گیا ہے کہ شاید سوچیں گے اور اس کے بعد عام انتخابات ہیں۔ تین تین الیکشن ہیں اور سال صرف ایک ہے۔ حکومت نے "اوکھلی" میں سر دے دیا ہے اور بڑی بری طرح "موصلیاں" پڑیں گی۔ یہ سوچ لیں کہ یہ کیا کر رہے ہیں اور لگتا ہے کہ ہم سارا سال الیکشن ہی کرتے رہیں گے یا پھر ان کے ارادے نیک نہیں ہیں اور یہ چاہتے نہیں ہیں۔ یہ پورا tenure سکون اور آرام سے لٹکا لٹکا کر پورا کر لیں گے اور حکومت پنجاب ایڈمنسٹریٹرز کے سر پر کامیاب ہو جائے گی۔ اگر یہ واقعی 30 دن کے اندر اندر announce کر دیں اور یہ الیکشن کروا دیں تو بخدا یہ طرہ امتیاز حکومت پنجاب کے سر جائے گا اور یہ سہرا حکومت پنجاب کے سر ہو گا اور لوگ شاید پچھلے چار سال بھول جائیں کہ چار سال تک جتنا لٹک لٹک کے لٹک لٹک کے، لوگوں کو جب لوکل گورنمنٹ سسٹم سمجھ آنا شروع ہوا اور اس کے مفادات لوگوں تک پہنچنا شروع ہوئے تو ٹھاہ کر کے ساری بساط لپیٹ دی گئی۔ سسٹم میں خرابیاں ضرور ہوں گی اور ہم مانتے ہیں کہ غلطیاں ہم ہی تو کرتے ہیں کیونکہ پاکستانی قوم غلطیاں نہیں کرے گی تو اور کیا کرے گی۔ ہمیں اپنی اصلاح بھی تو کرنی چاہئے یا ہم غلطیاں ہی کرتے رہیں گے اور کیا ہم نے سبق حاصل نہیں کرنا؟ خدارا ایک بہت اچھا سسٹم بن گیا تھا اور میں قطعاً مبالغہ آرائی سے کام نہیں لے رہی بخدا یقین کریں کہ میں جس یونین کونسل میں رہ رہی ہوں تو غریب طبقہ کچہریوں تک نہیں جا سکتا اور پھر ایک غریب عورت جو اپنی کچی آبادی سے نکل کر دوسری کچی آبادی تک تو travel کر سکتی ہے اس سے آگے نہیں، اس کے لئے easy approach تھی کہ وہ جا کر اپنی لیڈی کونسلر کو پکڑ لیتی تھی کہ بچے کی جنم پرچی بنوانی ہے یا شناختی کارڈ بنوانا ہے یا بچے کا "ب" فارم

بنوانا ہے، ہم پاکستانی ہیں اور اللہ کا شکر اور احسان ہے کہ ہمیں اس کلاس میں رکھا ہوا ہے کہ ہم اس کا تصور نہیں کر سکتے۔ میری اپنی یہ ریسرچ ہے اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ 75 فیصد کچی آبادیوں کی عورتوں کے آج بھی شناختی کارڈ نہیں ہیں۔ بچے کی جنم پرچی کہاں سے بنوانی ہے وہ اتنی نابلد ہیں کہ انہیں نہیں پتا۔ یہ اتنا اچھا سسٹم تھا کہ ہماری مظلوم اور ان پڑھ عوام اور مسائل میں گھری ہوئی ایک غریب عورت کو سمجھ میں آنے لگا تھا اور میں قطعاً مبالغہ آرائی نہیں کر رہی بلکہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر کہہ رہی ہوں کہ میرے دل میں اس بات کی تکلیف ہے کہ وہ عورتیں ماری ماری پھرتی ہیں۔ کبھی افسران بالا نے بھی اپنے دروازے کھولے ہیں، تین بجے چھٹی ہو جاتی ہے تو اس کے بعد کبھی کسی نے دروازہ کھولا ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ جلدی wind up کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اب تو یہ wind up ہو ہی گیا ہے کیونکہ اب تو یہ آخری لمحات کی آخری ہچکیاں ہیں اور آخری ہچکی میں اب لینے جا رہی ہوں اور اس کے بعد یہ تابوت میں بند ہو جائے گا۔ میں بس یہ استدعا کروں گی۔۔۔

(اس مرحلہ پر حزب اقتدار کے بنچوں سے "بس کریں، بس کریں" کی آوازیں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ اندازہ لگائیں کہ ہم نے کچھ نہیں کھایا پیا اور صبح سے بیٹھے ہوئے work کر رہے ہیں اور انہوں نے صرف سننا ہے لیکن ان میں سننے کا بھی حوصلہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، ان کی بات سن لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ عوام کے دکھ درد دُور کرنے کے لئے ووٹ لے کر آئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بالکل صحیح بات ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہم صرف تنخواہیں لینے کے لئے نہیں آئے ہوئے۔ اگر ہم نے سماع خراشیاں نہیں کیں تو کل عوام ہمارا گریبان پکڑیں گے جنہوں نے ہمیں یہاں بھیجا ہے اور اس وقت سے ڈرنا چاہئے۔ میری استدعا ہے کہ یہ خدارا واقعی 30 دن میں الیکشن کروا دیئے جائیں تو اس کا سارا کریڈٹ حکومت پنجاب کو جاتا ہے اور اگر میری اس ترمیم کو لاء منسٹر صاحب مان لیں تو بخدا انہیں لوگ کندھوں پر اٹھا کر ناچیں گے۔

جناب سپیکر: کسی اور کو بھی موقع دے دیں کیونکہ ٹائم دیکھیں کتنا ہو گیا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اب تو آپ نے ویسے ہی رات کر دی ہے اور ساڑھے پانچ ہو گئے ہیں۔ اگر کل کے دن پر ڈال دیتے تو ہم بھی شاید زیادہ اچھی تیاری اور بہترین points کے ساتھ حاضر ہوتے۔ میں آخر میں منیر نیازی کا ایک شعر عرض کروں گی:

کجھ انج وی راہواں اوکھیاں سن
کجھ گل وچ غم دا طوق وی سی
کجھ شہر دے لوک وی ظالم سن
کجھ سانوں مرن دا شوق وی سی

معزز ممبران حزب اقتدار: شعر غلط ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: شعر غلط نہیں ہے بلکہ آپ اپنی اصلاح خود کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ حمیرا اویس شاہد صاحبہ! to the point بات کریں۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: شکریہ۔جناب سپیکر! میں to the point ہی بات کروں گی۔اس حکومت نے اسی اجلاس میں ایک رپورٹ پیش کی ہے جس کے صفحہ 55 پر ہے کہ:

Report on observation and implementation of Principles of Policy for 2010.

اور میں لاء منسٹر صاحب کا اس پر جواب چاہوں گی کہ اس کے آرٹیکل 32 میں لکھا ہوا ہے کہ:

Proportion of Local Government institutions in pursuance of the provision of the Punjab Local Government Ordinance 2001 all the 3 tiers of the Local Government that is city and District Government Tahsil Town Municipal Administrations and Union Administration would be established. Special presentation of presence workers and women was ensured in the Local Government institutions. Department is fully adhered to the provision of Article 32 read with 40-A of the Constitution.

اب ڈیپارٹمنٹ خود کہہ رہا ہے آرٹیکل32 کے ساتھ adhere کر رہے ہیں۔اگر adhere کر رہے ہیں تو پھر ان ترامیم کا کیا"تک" ہے اور انہیں legally بھی وہ کس طرح justify کریں گے ؟دوسری میں یہ بات صرف repeat کروں گی کہ tax from the charted of democracy کی شق نمبر 10 میں دونوں پارٹیاں جن میں ایک کی وفاقی اور دوسری کی صوبائی حکومت ہے، نے کہا کہ:

> Local Bodies' election will be held on party basis through Provincial Election Commission and respective provinces and constitutional protection will be given to the Local Bodies to make them autonomous and answerable to their respective Assemblies as well as to the people through regular courts of laws. I say again through Provincial Election Commission in respective Provinces.

اور پروٹیکشن کی کیا بات ہو رہی ہے کہ ان لوکل باڈیز کو autonomous کیا جائے گا اور constitutional protection دی جائے گی۔کیا یہ لائی گئی ترمیم کی violation نہیں ہے اور اس کے بعد اس کی شق نمبر29 میں local bodies election will be held within three months of the holding general elections اور اگر یہ violation ہے تو please admit it on the floor of the House کہ تین مہینے کی جو قسمیں اور وعدے کھائے گئے تھے تو یہ اس کی کس خوفناک حد تک violation ہے۔شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: ابھی نہیں، راناصاحب!ابھی تو لغاری صاحب نے بات کرنی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!لغاری صاحب نے کہا ہے کہ بات کر لیں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب!آپ نے کہا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ راناصاحب بہت تھک گئے ہیں اور انہوں نے بات تو ہماری ماننی نہیں ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنے بھائی لغاری صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ انہوں نے جو بات اس ترمیم کے ذریعے سے کی ہے کہ 30 دنوں میں آپ الیکشن کا اعلان کریں اور اگلے 120 دنوں میں الیکشن ہو جائیں۔ اگر تمام باقی چیزوں کو آپ ایک طرف رکھ دیں تو میں اپنے بھائی سے پوچھوں گا کہ کون سی ووٹر لسٹ پر الیکشن کروائے جائیں؟ ووٹر لسٹ ابھی تک مکمل نہیں ہے بلکہ سپریم کورٹ نے الیکشن کمیشن سے کہا ہے کہ آپ 23۔فروری تک ووٹر لسٹیں مکمل کریں جبکہ الیکشن کمیشن نے معذرت کی ہے۔ وفاقی حکومت نے بھی یہ کہا ہے کہ یہ ہمارے بس میں نہیں ہے کہ ہم اتنے لوگوں کو involve کریں، ہمارے پاس اتنے وسائل بھی نہیں ہیں اس لئے مارچ سے پہلے ووٹر لسٹیں فائنل نہیں ہو سکیں۔ اگر آپ پرانی ووٹر لسٹوں۔۔۔

جناب سپیکر: House کا وقت آدھ گھنٹہ اور بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اگر آپ پرانی ووٹر لسٹوں پر جائیں تو اس پر کسی کا اعتماد نہیں ہے۔ پرانی ووٹر لسٹ پر الیکشن کروایا ہے اور نہ ہی کوئی اس کو قبول کرے گا۔ this is the position

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ووٹر لسٹوں والا معاملہ تو اب اٹھا ہے۔ پچھلے تین سال سے ہم کیا کر رہے ہیں؟ ہم لوکل گورنمنٹ الیکشن سے بھاگ رہے ہیں۔ میری عقل کے مطابق یہ Constitution کی واضح خلاف ورزیاں کر رہے ہیں اور Constitution کے آرٹیکل 17 کے تحت لوگوں کو rights ملتے ہیں ہم ان کو غصب کر کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ Constitution کا آرٹیکل 32 جو کہتا ہے ہم اس کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ Constitution کا آرٹیکل 140 جو کہتا ہے ہم اس کی violation کر رہے ہیں۔ ووٹر لسٹوں والا بہانہ تو یہ بھی اٹھا رہے ہیں پچھلے تین سالوں سے یہ کیوں بھاگ رہے ہیں؟ مہربانی کر کے ballot کا احترام کریں۔ اٹھارہویں ترمیم سے وفاق سے صوبے کے پاس بہت سارے اختیار آ گئے ہیں اور صوبے نے ضلعوں اور تحصیلوں کے اختیارات بھی لے لئے ہیں۔ اوپر سے بھی اختیارات آ گئے، نیچے سے بھی اٹھا لئے گئے اور سارے اختیارات کا منبع یہی بنتا جا رہا ہے۔ ہمیں اس چیز پر اعتراض ہے اس لئے خدارا اس پر کچھ سوچیں یہ بہت serious issue ہے۔ جب ہم دوسروں کے حقوق اور اختیارات کو چھینتے ہیں تو کوئی ہمارے اختیارات اور حقوق کو چھیننے کے لئے جاتا ہے۔ پھر ہم سب تنگ ہوتے ہیں اس لئے ہم لوگوں کو ان کے حقوق اور اختیارات دینا سیکھیں۔ جب ہم انہیں ان کے حقوق اور اختیارات دیں گے تو پھر کوئی ہمارے اختیارات کے لئے بھی بولے گا۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

The Amendment moved and the question is:

"That in Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the proposed sub sections (12) and (13), of section 179-A of the Principal Ordinance, the following be substituted:

"(12) The Government shall, within thirty days, notify a date to the Election Commission for holding of election of Local Governments which shall not be later than one hundred and twenty days:

Provided that in future the election of the Local Governments shall be held within one hundred and twenty days of the expire of term of previously elected Local Governments"

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE-1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, the third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, be passed."

The motion moved and question is:

"That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس مورخہ 29۔دسمبر 2011 بروز جمعرات صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

1428

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،29۔دسمبر2011

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جنگلات، ماہی گیری وجنگلی حیات)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب پبلک سروس کمیشن2011(مسودہ قانون نمبر51بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب پبلک سروس کمیشن2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے خدمات وانتظام عمومی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)پنجاب پبلک سروس کمیشن 2011منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں2011(مسودہ قانون نمبر48بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ٹرانسپورٹ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں 2011منظور کیا جائے۔

3۔ مسودہ قانون(ترمیم)زرعی کرم کش ادویات پنجاب 2011(مسودہ قانون نمبر43بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)زرعی کرم کش ادویات پنجاب 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے زراعت نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)زرعی کرم کش ادویات پنجاب 2011 منظور کیا جائے۔

1429

4۔ مسودہ قانون(ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈر)پنجاب انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ 2011 (مسودہ قانون نمبر38بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈر)پنجاب انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت وانسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈر)پنجاب انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ 2011 منظور کیا جائے۔

5۔ مسودہ قانون(ترمیم)میٹرنٹی بینیفٹ ، پنجاب2011(مسودہ قانون نمبر39بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)میٹرنٹی بینیفٹ، پنجاب 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت وانسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)میٹرنٹی بینیفٹ، پنجاب 2011 منظور کیا جائے۔

6۔ مسودہ قانون(ترمیم)(ایجوکیشن)ورکرز چلڈرن، پنجاب 2011(مسودہ قانون نمبر40بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(ایجوکیشن)ورکرز چلڈرن ،پنجاب 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت وانسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(ایجوکیشن)ورکرز چلڈرن ، پنجاب 2011 منظور کیا جائے۔

7۔ مسودہ قانون(ترمیم)(خاتمہ)نظام جبری مشقت پنجاب 2011(مسودہ قانون نمبر42بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(خاتمہ)نظام جبری مشقت 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت وانسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(خاتمہ)نظام جبری مشقت 2011 منظور کیا جائے۔

1430

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بتیسواں اجلاس

جمعرات،29۔دسمبر2011

(یوم الخمیس،3۔صفر المظفر1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح 11 بج کر 5 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا
مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ
رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ
وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ مَوْلٰنَا
فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۲۸۶

سُوْرَةُ البَقَرَة آیت 286

اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا بُرے کرے گا تو اسے ان کا نقصان پہنچے گا۔اے پروردگار اگر ہم سے بھول یا چُوک ہو گئی ہو تو ہم سے مؤاخذہ نہ کیجئو۔اے پروردگار ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا اے پروردگار جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھیئو۔اور (اے پروردگار) ہمارے گناہوں سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب فرما(286)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
سب سے بالا و اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
اپنے مولا کا پیارا ہمارا نبی ﷺ
دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی ﷺ
بُجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں
شمع وہ لے کے آیا ہمارا نبی ﷺ
خلق سے اولیاء، اولیاء سے رُسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: معزز ممبران! آپ میری بات سنیں۔

وزیر اعلیٰ اور وزیر قانون کے وعدہ کے باوجود معزز ممبران حزب اختلاف کو ترقیاتی فنڈز کی عدم دستیابی

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! مجھے معلوم ہے۔ آپ میری عرض سن لیں۔ آپ جو حکم فرمانے لگے ہیں ہم اس کے لئے تابعدار ہیں۔ لاء منسٹر صاحب نے ایک ہفتے کا وعدہ کیا تھا کہ تمام ممبران کو فنڈز ملیں گے اور آپ کو ٹیلیفون آئیں گے تو کسی ممبر کو فنڈ کے لئے نہیں کہا گیا۔ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ چیف منسٹر جو وعدہ کرتے ہیں وہ پورا نہیں ہوتا اور جو لاء منسٹر نے پورے House کے سامنے وعدہ کیا تھا کہ ایک ہفتے کے اندر اندر ممبران سے تجاویز مانگی جائیں گی لیکن کسی ممبر کو فون نہیں آیا۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے علم میں اب یہ بات آئی ہے۔ اس سے پہلے تو محترم قائد حزب اختلاف نے مجھے نہیں بتایا کہ کس کو ٹیلیفون آیا ہے اور کس کو نہیں آیا۔ بہر حال ان سے بات ہوئی ہے کہ تمام ڈی سی او صاحبان سے کہا گیا ہے کہ وہ معزز ممبران کو فون کر کے ترقیاتی سکیمیں لے لیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات محترم قائد حزب اختلاف لابی میں، باہر یا آپ کے چیمبر میں بیٹھ کر بھی کر سکتے تھے۔ اس مرحلہ پر جیسا کہ آپ کے علم میں ہے۔۔۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس House میں انہوں نے وعدہ کیا تھا۔ اب ایک ہفتہ گزر چکا ہے آج ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ رکھی گئی وہ کینسل کی گئی اور ہمیں کسی نے نہیں بتایا۔ اسی طرح چیزیں bulldoze ہوتی ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ یہ ہو گیا، وہ ہو گیا اور لابی میں آ کر بات کر لیتے ہیں یا آپ کے دفتر میں بات کر لیتے ہیں۔ انہوں نے House میں وعدہ کیا تھا کہ ایک ہفتے کہ اندر آپ کو فون آئیں گے اور تجاویز مانگی جائیں گی۔

جناب سپیکر: میں نے ساڑھے نو بجے کے لئے آپ تمام حضرات کو اطلاع کرائی تھی۔ میں نے اپنے office کو کہا تھا اور وہ بھی کہہ رہے ہیں کہ ہم نے سب کو اطلاع کرائی ہے۔ آپ تشریف نہیں لائے۔

رانا صاحب! انشاء اللہ کل اجلاس ہو گا تو آپ صبح مکمل رپورٹ لے کر آئیں گے کہ کن کن حضرات سے ڈی سی او صاحبان نے رابطے کئے ہیں اور ان کی طرف سے کیا جواب آیا ہے، آیا کسی نے ان کو لکھ کر منصوبہ جات دیئے ہیں یا نہیں؟ یہ ساری مکمل رپورٹ آپ لے کر آئیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ ڈویلپمنٹ سکیموں کی نشاندہی اس House کی کارروائی کا حصہ نہیں ہے۔ میں یہ بالکل واضح طور پر بتا دوں کہ یہ ڈویلپمنٹ سکیمیں ہیں، ہم ان کو وہاں پر accommodate کرنا چاہتے ہیں لیکن اس طرح کی دھونس سے نہیں کرنا چاہتے۔ اگر انہوں نے اس طرح کی دھونس سے کام لینا ہے تو پھر یہ جو کرنا ہے وہ کر لیں۔ ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں۔ ایسے نہ کہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): انہوں نے جو سانپ نکالنے ہیں وہ نکال لیں۔

جناب سپیکر: مجھے بات کرنے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): یہ سات سات کروڑ روپیہ لے کر بیٹھے ہیں۔ یہ پہلے قوم کو سات سات کروڑ روپے کا حساب دیں۔

جناب سپیکر: اس کی ہمارے ساتھ commitment نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): کیا وفاقی حکومت نے باپ دادا کی جاگیر بیچی ہے؟ انہوں نے ناجائز اسلحہ کے لائسنس پکڑا دیئے ہیں کہ یہ بدمعاشی کریں۔ یہ لوگوں کو لائسنس دیں۔ اس قسم کی دھونس نہیں چلے گی۔ یہ ان کی غلط فہمی ہے کہ یہ نہیں کرنے دیں گے اور وہ نہیں کرنے دیں گے۔ انہوں نے جو کرنا ہے وہ کر لیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہوں گا کہ ہمارے انتہائی معزز ممبر عامر حیات خان روکھڑی جو اس معزز House کے ممبر تھے، وہ رات قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس House کی روایات کے مطابق کیونکہ ان کا ابھی تک جنازہ نہیں ہوا اس لئے دعائے مغفرت نہیں ہو سکتی آج کے اجلاس کی بقیہ کارروائی

ملتوی کر دی جائے۔ یہ معزز ایوان عامر حیات خان روکھڑی کے لواحقین سے اظہار ہمدردی کرتا ہے اور ان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ میری بات سن لیں۔ کیا آپ مجھے بات کرنے دیں گے ؟(قطع کلامیاں)

Order please. Order Please.(قطع کلامیاں)

آپ میری بات تو سنیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں اس بات کا نوٹس لوں گا۔ آپ مجھے بات تو کرنے دیں۔(قطع کلامیاں)

Order please. Order Please. Order in the House.(قطع کلامیاں)

آپ تشریف رکھیں۔ مجھے ان سے جواب لینے دیں۔(قطع کلامیاں)

جو غلط الفاظ کہے جا رہے ہیں ان کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔(قطع کلامیاں)

مجھے بات کرنے دیں۔ آپ صبر سے کام لیں۔(قطع کلامیاں)

مجھے اپنی بات کرنے دیں۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟ بسراء صاحب! Order please. Order Please. Order in the House(قطع کلامیاں)

آپ میری بات سنیں۔ مجھے ان سے بات کرنے دیں۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "غنڈہ گردی نامنظور" کی نعرہ بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "ڈاکو، ڈاکو" کی نعرہ بازی)

آپ تمام ممبران تشریف رکھیں اور مجھے بات کرنے دیں۔ کرنل صاحب! ایسے نہیں چلے گا۔ آپ مجھے بات کرنے دیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! پہلے لاء منسٹر کو بات کرنے کی تمیز سکھا دی جائے۔

جناب سپیکر: مجھے اُن سے بات کرنے دیں۔ میں خود اُن سے بات کروں گا۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! آپ ہماری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، میں ایسے نہیں سنوں گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"نہیں چلے گی نہیں چلے گی، غنڈہ گردی نہیں چلے گی" کی نعرہ بازی)

مجھے اپنی بات کا جواب اُن سے لینے دیں۔آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔I say order in the House

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے

"بدمعاش وزیر قانون، غنڈہ گرد وزیر قانون" کی نعرہ بازی)

آپ کے یہ الفاظ غلط ہیں لہذا ایسے الفاظ استعمال نہ کئے جائیں۔ براہِ مہربانی اس معزز ایوان کا تقدس پامال نہ کیا جائے۔آپ مجھے اُن سے بات کرنے دیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے

"وزیر قانون کو باہر نکالا جائے" کی نعرہ بازی)

اگر آپ مجھے بات نہیں کرنے دیتے تو آپ کی مرضی ہے مگر اس طریقے سے ہاؤس نہیں چلے گا۔میں خود اُن سے بات کرتا ہوں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وزیر قانون ہمیں دھمکیاں دے رہے ہیں۔ اُن کو باہر نکالا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسی بات نہ کریں۔بسراء صاحب! آپ غلط کہہ رہے ہیں۔ میری بات سنیں اور پلیز مجھے اپنی بات کرنے دیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے

"غنڈہ گردی نہیں چلے گی" کی نعرہ بازی)

کیا آپ مجھے بات کرنے دیں گے ؟پلیز مجھے بات کرنے دیں۔ میں کتنی serious بات کرنے لگا ہوں مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ مجھے بات ہی نہیں کرنے دے رہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ وزیر قانون کو ہاؤس سے باہر نکالیں۔

جناب سپیکر: نہیں، میں انہیں باہر کیوں نکالوں ؟آپ اپنے نعرے لگاتے رہیں آپ کی مرضی ہے۔اگر آپ کو ایسا کرنا پسند ہے تو پھر ٹھیک ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "غنڈہ گردی، نامنظور" کی نعرہ بازی)

معزز ممبران! مجھے بات کرنے دیں کیونکہ میں اپنی بات کا جواب اُن سے لینا چاہتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): آپ وزیر قانون کو باہر نکالیں۔

جناب سپیکر: ایسے نہیں نکالا جا سکتا کیونکہ وہ ہاؤس کے معزز ممبر ہیں۔آپ ایسی بات نہ کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہمیں دھمکیاں دی گئی ہیں اور آپ کی توہین کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: معزز ممبران اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں اور لابی میں کھڑے ہوئے ممبران بھی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ مجھے اپنی بات کرنے دیں۔ میں نے رانا صاحب سے ہی جواب لینا ہے کیونکہ میں اُن کو درست کرنا چاہتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "غنڈہ گردی نہیں چلے گی" کی نعرہ بازی)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہمیں دھمکیاں دی گئی ہیں اور آپ کی توہین کی گئی ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس طرح آپ کی توہین کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں اُن سے بات کرتا ہوں لیکن پہلے آپ میری بات تو سنیں۔ مجھے اپنی بات کا جواب لینے دیں۔ معزز ممبران! دیکھیں، میں آپ کا کیس plead کر رہا ہوں مگر آپ کیا کر رہے ہیں؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے

"وزیر قانون کو باہر نکالو، گندے انڈے کو باہر نکالو اور ضدی بچے کو باہر نکالو" کی نعرہ بازی)

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "وزیر اعلیٰ کو طلب کرو" کی نعرہ بازی)

معزز ممبران حزب اختلاف: وزیر اعلیٰ کو طلب کرو۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔ راجہ ریاض صاحب! میں اسی بات کا notice لے رہا ہوں لیکن پہلے آپ سب تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ رانا ثناء اللہ صاحب! ہم نے اس ہاؤس میں اِن صاحبان سے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم آپ کے اسّی لاکھ روپے کے ترقیاتی فنڈز دیں گے۔ یہ بات بھی ہوئی تھی کہ ہم آپ سے ایک ہفتہ کے اندر اندر تجاویز لے رہے ہیں اور تمام ڈی سی او صاحبان کو ہدایت کر دی گئی ہے۔ اس میں کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے لہذا آپ مہربانی کر کے کل تک تمام ڈی سی او صاحبان سے یہ مکمل رپورٹ لیں کہ کتنے صاحبان کے ساتھ اُن کا رابطہ ہوا ہے؟ چلیں، آپ کہتے ہیں کہ یہ ہاؤس کی بات نہیں ہے تو ہم نہیں کرتے مگر یہ بات ہاؤس میں ہی ہوئی تھی اور میری موجودگی میں ہی آپ نے یہ بات ہاؤس میں کی تھی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "رانا اقبال صاحب، زندہ باد" کی نعرہ بازی)
جی، تشریف رکھیں۔ رانا صاحب! اس ماحول کو اچھا کرنے کے لئے آپ اپنا کردار اچھے طریقے سے ادا کریں کیونکہ یہ آپ کے ہاؤس کے تقدس کا معاملہ ہے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"سپیکر صاحب تیرے جاں نثار، بے شمار بے شمار" کی نعرہ بازی)

بس ٹھیک ہے۔آپ کی مہربانی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں دو چیزوں کے متعلق پورے وثوق اور یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ابھی زندہ باد کے نعرے لگا رہے ہیں تو تھوڑی دیر کے بعد مردہ باد کے نعرے لگیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ لگیں گے اور وہ لگتے رہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): میں نے اس طرح کے کئی دیکھے ہوئے ہیں اور مجھے ان کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اگر بات کا جواب بات سے نہیں دینا اور بات نہیں سننی ہے تو اس طرح کے شور شرابوں میں میری ساری زندگی گزری ہے اور مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ میں انہیں اچھی طرح سے جانتا ہوں اور یہ بھی مجھے بڑی اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ میں آپ کو دو چیزوں کے متعلق واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ ترقیاتی فنڈز وزیر اعلیٰ کی discretion ہے۔ میں یہ بات واضح کر دوں کہ یہ اس طرح کے شور شرابے اور غنڈہ گردی سے نہیں مل سکتے۔ اس طرح کی غنڈہ گردی اور بدمعاشی سے فنڈز نہیں ملیں گے۔ یہ mutual understanding سے ملیں گے جس طرح سے وزیر اعظم کے پاس اختیار ہے کہ وہ اس House کے کچھ ممبران کو سات، سات کروڑ روپے دے سکتے ہیں اور باقیوں کو نہیں دیتے۔ اسی طرح سے وزیر اعلیٰ کی بھی یہ discretion ہے۔ اسمبلی Rules کے مطابق یہ اسمبلی کی کارروائی کا حصہ نہیں ہے۔ میں نے House کے اندر بات کی ہے کہ یہ mutual understanding کے ساتھ بیٹھ کر بات کریں۔

(اس مرحلہ پر چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) کی جانب سے "غلط ہے، غلط ہے" کی آوازیں)

یہ جو threatening attitude ہے اور جو threatening language ہے تو رانا ثناء اللہ اس کو نہیں سمجھتا۔ یہ ساری عمر لگے رہیں چاہے یہاں پر دس گھنٹے لگے رہیں۔ یہ threatening attitude میری سمجھ میں نہیں آنے والا اور میں اس کو نہیں میں سمجھ سکا۔ یہ جنرل مشرف مجھے 9 سال سمجھاتا رہا اور پھر بھی میری سمجھ میں نہیں آیا۔ ان کے threatening attitude اور ان کے روّیے کی بنیاد پر کوئی فنڈز نہیں ملیں گے لیکن اگر یہ طریقے کے ساتھ بیٹھ کر بات کریں تو ہم بات کرنے کو تیار ہیں۔ باقی میں نے بات کی ہے اور بات کرنا غنڈہ گردی نہیں ہے بلکہ غنڈہ گردی یہ ہے جو یہ کر رہے ہیں اور یہ اگر غنڈہ گردی کے بل بوتے پر فنڈز لینا چاہتے ہیں تو یہ اپنا زور لگالیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے

"وزیر قانون کو باہر نکالو" اور "بے شرم بے حیا" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: میری اپوزیشن کے معزز ممبران سے گزارش ہے کہ آپ تشریف رکھیں اور فکر نہ کریں میں ان کے مسئلے کو خود حل کرواؤں گا۔ (شور و غوغل)

جناب عبدالوحید چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! آپ نے ان کی language سنی ہے کیونکہ آپ ہمیں ہر وقت یہی کہتے ہیں کہ تہذیب کے دائرے میں رہیں۔ بسراء صاحب کی language آپ نے سنی ہے کہ کیا لفظ استعمال کئے ہیں؟ اگر وہ آج ہمارے وزیر قانون کے بارے میں ایسی language استعمال کریں گے تو ہم ان کے قائدین کو بھی یہاں سکھ کا سانس نہیں لینے دیں گے کیونکہ ہمارے منہ میں بھی زبانیں ہیں اور ہم بھی بات کر سکتے ہیں۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: معزز ممبران اسمبلی سے گزارش ہے کہ وہ اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ رانا صاحب! ہمیں معاملات کو خندہ پیشانی سے deal کرنا چاہئے اور آپ نے جو commitment ان کے ساتھ کی ہے، میں نے بھی کی ہے اور میں جانتا ہوں کہ آپ بھی نیک نیتی سے چاہتے ہیں اور مجھے پتا ہے اس بات کا کہ اب تھوڑا سا مسئلہ خراب ہوا ہے لیکن پھر بھی آپ اس معزز ایوان کے ممبر ہیں تو ان کا احترام آپ کو بھی اور مجھے بھی ہے، ہم سب پر ایک دوسرے کا احترام لازم ہے۔ میں راجہ صاحب سے

کہوں گا کہ صبح نو بجے اجلاس ہو گا تو آپ صبح نو بجے میرے چیمبر میں تشریف لائیں گے اور میں وہاں بیٹھ کر آپ سے کچھ گزارشات کروں گا کہ جو آپ کا حق ہے وہ آپ کو دلانے کے لئے میں پوری کوشش کروں گا۔انشاء اللہ

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!لاء منسٹر نے اس House میں وعدہ کیا تھا اور آپ صرف ہم سے وعدہ کر لیں "آپ" کہ میں ہفتے میں آپ کے فنڈز ریلیز کروادوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: میری بات سن لیں راجہ صاحب!میں آپ سے گزارش اور پرزور اپیل کر رہا ہوں کہ آپ کل صبح نو بجے میرے پاس تشریف لائیں اور اللہ کرے گا کہ اس کا بہت اچھا حل نکلے گا۔

لیفٹیننٹ کرنل ((ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔آپ تشریف رکھیں کیونکہ اپوزیشن لیڈر صاحب نے بات کر لی ہے۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): شکریہ۔جناب سپیکر!جیسے ابھی آپ نے اپوزیشن لیڈر صاحب سے بات کی ہے تو اگر یہی روّیہ انہوں نے پہلے سے اختیار کیا ہوتا اور آپ کے ساتھ چیمبر میں بیٹھ کر آج مسئلہ discuss کر لیا ہوتا تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔آپ جانتے ہیں کہ اس ایوان میں آتے ہوئے عرصہ ہو چکا ہے۔پہلی مرتبہ 1962 میں آیا اور نویں مرتبہ اب آیا۔ میں نے اس قسم کا رویہ اس اسمبلی میں نہیں دیکھا۔مجھے رونا آتا ہے کہ اس مقصد کے لئے ہم لوگ منتخب ہو کر آتے ہیں کہ "سپیکر زندہ باد اور سپیکر، تیرے جاں نثار، بے شمار، بے شمار" ان کی یہ باتیں آپ کے منصب کو بھی زیب نہیں دیتیں۔ہمارے ساتھ وعدہ ہوا تھا اور اسی اپوزیشن لیڈر صاحب نے، جب یہ ہمارے ساتھ coalition میں تھے۔۔۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ ہم یہ باتیں کل کر لیں گے۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر!یہ باتیں on record آنی چاہئیں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب!کل وہاں بیٹھ کر بات کر لیں گے۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): حضور والا!یہ روّیہ درست نہیں ہے۔ اس طرح سے اسمبلی کا وقار اونچا نہیں ہو رہا بلکہ اس کا وقار گر رہا ہے۔

جناب سپیکر:انشاءاللہ روّیہ ٹھیک کریں گے اور اللہ مستقبل بہتر کرے گا۔

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد): شکریہ۔جناب سپیکر!سردار صاحب فرمارہے ہیں کہ میں نے اس طرح کی اسمبلی نہیں دیکھی تو میں یہ کہتا ہوں کہ اس طرح کا لاء منسٹر بھی انہوں نے نہیں دیکھا ہو گا House میں ہمارے ساتھ وعدہ کیا اور آج یہ کہہ رہے ہیں کہ جو کرنا ہے کر لو۔سردار صاحب کے علم میں بات لائیں کہ ہم نے وہاں پر بات اٹھائی اور ہم نے یہاں پر بات کی۔انہوں نے ایک ہفتے کا وعدہ کیا اور آج کہہ رہے ہیں کہ جو کرنا ہے کر لو اور آپ کو بھی دھمکیاں لگا رہے ہیں۔کیا کبھی کسی لاء منسٹر نے سپیکر کو دھمکیاں لگائی ہیں؟

جناب سپیکر:راجہ صاحب!آپ تشریف رکھیں۔تھوڑی سی تلخی ہوئی ہے۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):لاء منسٹر صاحب کی بات کی گئی ہے۔ 1988 میں آپ کے والد صاحب کو اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے۔۔۔

جناب سپیکر:آمین۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):یہاں اسمبلی کے ممبر تھے اور اس وقت پنجاب میں ہماری حکومت تھی، میں نے اسی House سے اپوزیشن کی طرف سے گالی گلوچ کے الفاظ بھی سنے ہیں جو یہاں اسمبلی میں دہرانا زیب نہیں دیتا۔یہ مقابلہ نہیں ہے اور ہمارے لاء منسٹر صاحب نے آج تک کوئی ایسی نازیبا بات نہیں کی۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی سردار صاحب!اب نہایت افسوس کے ساتھ آپ کو مطلع کر رہا ہوں کہ میانوالی سے ہمارے اس ایوان کے ایک معزز ممبر جناب عامر حیات خان روکھڑی پی پی۔44 آج علی الصبح قضائے الہیٰ سے انتقال فرما گئے ہیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ۝ آج اجلاس کی کارروائی نہیں ہو گی اس لئے اب اجلاس کل جمعتہ المبارک 30۔دسمبر2011 صبح 9:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

1442

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،30۔دسمبر2011

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ سروسز جنرل اینڈ ایڈمنسٹریشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب پبلک سروس کمیشن2011(مسودہ قانون نمبر51بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب پبلک سروس کمیشن2011،جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے خدمات وانتظام عمومی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)پنجاب پبلک سروس کمیشن 2011منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں2011(مسودہ قانون نمبر48بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں2011،جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ٹرانسپورٹ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں 2011منظور کیا جائے۔

3۔ مسودہ قانون(ترمیم)زرعی کرم کش ادویات پنجاب2011(مسودہ قانون نمبر43بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)زرعی کرم کش ادویات پنجاب 2011،جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے زراعت نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)زرعی کرم کش ادویات پنجاب 2011منظور کیا جائے۔

1443

4۔ مسودہ قانون(ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈرز)پنجاب انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ 2011 (مسودہ قانون نمبر38بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈرز)پنجاب انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ 2011،جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت و انسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈرز)پنجاب انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ 2011منظور کیا جائے۔

5۔ مسودہ قانون(ترمیم)میٹرنٹی بینیفٹ ، پنجاب2011(مسودہ قانون نمبر39بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)میٹرنٹی بینیفٹ،پنجاب 2011،جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت و انسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)میٹرنٹی بینیفٹ، پنجاب 2011منظور کیا جائے۔

6۔ مسودہ قانون(ترمیم)(ایجوکیشن)ورکرز چلڈرن، پنجاب 2011(مسودہ قانون نمبر40بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(ایجوکیشن)ورکرز چلڈرن، پنجاب 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت وانسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(ایجوکیشن)ورکرز چلڈرن، پنجاب 2011منظور کیا جائے۔

7۔ مسودہ قانون(ترمیم)(خاتمہ)نظام جبری مشقت پنجاب 2011(مسودہ قانون نمبر42بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(خاتمہ)نظام جبری مشقت پنجاب 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت وانسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(خاتمہ)نظام جبری مشقت پنجاب 2011منظور کیا جائے۔

1444

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بتیسواں اجلاس

جمعۃ المبارک،30۔دسمبر2011

(یوم الجمع،4۔صفر المظفر1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح 9بج کر 52منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝١ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝٢ خَافِضَةٌ
رَّافِعَةٌ ۝٣ إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا ۝٤ وَبُسَّتِ الْجِبَالُ
بَسًّا ۝٥ فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنۢبَثًّا ۝٦ وَكُنتُمْ أَزْوَاجًا
ثَلَاثَةً ۝٧ فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَا أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ۝٨
وَأَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ۙ مَا أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ۝٩ وَالسَّابِقُونَ
السَّابِقُونَ ۝١٠ أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۝١١ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝١٢

سورۃ الواقِعَۃ1 تا12

جب واقع ہونے والی واقع ہو جائے(1)اس کے واقع ہونے میں کچھ جھوٹ نہیں(2)کسی کو پست کرے کسی کو بلند(3)جب زمین بھونچال سے لرزنے لگے(4)اور پہاڑ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں(5)پھر غبار ہو کر اُڑنے لگیں(6)اور تم لوگ تین قسم ہو جاؤ(7)تو داہنے ہاتھ والے (سبحان اللہ)داہنے ہاتھ والے کیا (ہی چین میں)ہیں(8)اور بائیں ہاتھ والے (افسوس)بائیں ہاتھ والے کیا(گرفتار عذاب)ہیں(9)اور جو آگے بڑھنے والے ہیں(ان کا کیا کہنا)وہ آگے ہی بڑھنے والے ہیں(10)وہی(خدا کے)مقرب ہیں(11)نعمت کے بہشتوں میں(12)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

ساڈے ول سوہنیا نگاواں کدوں ہونیاں
دسو منظور اے دعاواں کدوں ہونیاں
رو رو ساری زندگی جدائیاں وچ گالی اے
ہن ساڈی زندگی دی شام ہون والی اے
معاف ماہی ساڈیاں خطاواں کدوں ہونیاں
عشق دے بیماراں نوں دارو کوئی نہیں چاہی دا
ایہناں دا علاج اے دیدار سوہنے ماہی دا
عشق دے بیماراں نوں شفاواں کدوں ہونیاں
اک اک ذرے وچ رکھیاں شفاواں نیں
بوسے تیرے قدماں نوں دتے جناں راہواں نے
ساڈیاں نصیباں وچ او راہواں کدوں ہونیاں

تعزیت

معزز ممبر جناب عامر حیات خان روکھڑی (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں بڑے دکھ کے ساتھ گزارش کروں گا کہ ہمارے اس معزز ایوان کے ایک معزز ممبر جناب عامر حیات خان روکھڑی (مرحوم) کا جنازہ ہو چکا ہے تو اب ہم سب مل کر دعائے مغفرت کریں گے اور اس کے بعد قواعد کی معطلی کی تحریک راناثناء اللہ صاحب کی طرف سے آئی ہے۔ مولانا صاحب! پہلے دعا کرائی جائے پھر اس کے بعد ہم تحریک لیں گے۔

(اس مرحلہ پر جناب عامر حیات خان روکھڑی (مرحوم) ایم پی اے
کی مغفرت کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب سپیکر: وزیر قانون راناثناء اللہ خان نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے میانوالی سے ممبر صوبائی اسمبلی عامر حیات خان روکھڑی (مرحوم) کی وفات کے حوالے سے ایک تعزیتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پی پی۔44 میانوالی سے ممبر صوبائی اسمبلی عامر حیات خان روکھڑی (مرحوم) کی وفات کے حوالے سے ایک تعزیتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پی پی۔44 میانوالی سے ممبر صوبائی اسمبلی عامر حیات خان روکھڑی (مرحوم) کی وفات کے حوالے سے ایک تعزیتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پی پی۔44 میانوالی سے ممبر صوبائی اسمبلی عامر حیات خان روکھڑی (مرحوم) کی وفات کے حوالے سے ایک تعزیتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

قرارداد

معزز ممبر جناب عامر حیات خان روکھڑی (مرحوم) کی وفات پر ایوان کا گہرے رنج و غم کا اظہار

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان پی پی۔44 میانوالی سے صوبائی اسمبلی پنجاب کے ممبر عامر حیات خان روکھڑی مرحوم کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور ان کے لواحقین سے دلی تعزیت کرتا ہے۔ مرحوم کی وفات سے یہ ایوان اپنے ایک نہایت شریف النفس ممبر سے محروم ہو گیا ہے۔ انہوں نے ایچی سن کالج اور ایف سی کالج سے تعلیم حاصل کی۔ وہ 1985 سے 1988 تک قومی اسمبلی کے ممبر رہے، اس کے بعد دو مرتبہ 1990 سے 1993 تک اور پھر 2002 سے 2007 تک پنجاب اسمبلی کے ممبر رہے۔ مرحوم کا تعلق میانوالی کے ایک معروف سیاسی گھرانے سے تھا۔ آپ کے والد خان امیر عبداللہ خان روکھڑی تحریک پاکستان کے اہم رہنما تھے اور وہ سینیٹ، قومی اسمبلی اور پنجاب اسمبلی کے ممبر بھی رہے۔ عامر حیات خان روکھڑی مرحوم کو کھیلوں سے خصوصی لگاؤ تھا۔ آپ "سٹی لاہور کرکٹ ایسوسی ایشن" کے صدر، "پاکستان کرکٹ بورڈ" کی گورننگ باڈی کے ممبر، "پاکستان بیڈمنٹن فیڈریشن" کے سیکرٹری جنرل اور "پنجاب بیڈمنٹن ایسوسی ایشن" کے صدر بھی رہے۔ آپ نے بین الاقوامی کانفرنسز میں پاکستان کی نمائندگی

بھی کی۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائے اوران کے پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔(آمین)"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان پی پی۔44 میانوالی سے صوبائی اسمبلی پنجاب کے ممبر عامر حیات خان روکھڑی مرحوم کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اوران کے لواحقین سے دلی تعزیت کرتا ہے۔ مرحوم کی وفات سے یہ ایوان اپنے ایک نہایت شریف النفس ممبر سے محروم ہوگیا ہے۔انہوں نے ایچی سن کالج اور ایف سی کالج سے تعلیم حاصل کی۔وہ1985 سے1988 تک قومی اسمبلی کے ممبر رہے، اس کے بعد دو مرتبہ 1990 سے 1993 تک اور پھر 2002 سے 2007 تک پنجاب اسمبلی کے ممبر رہے۔ مرحوم کا تعلق میانوالی کے ایک معروف سیاسی گھرانے سے تھا۔آپ کے والد خان امیر عبداللہ خان روکھڑی تحریک پاکستان کے اہم رہنما تھے اور وہ سینیٹ، قومی اسمبلی اور پنجاب اسمبلی کے ممبر بھی رہے۔ عامر حیات خان روکھڑی مرحوم کو کھیلوں سے خصوصی لگاؤ تھا۔آپ "سٹی لاہور کرکٹ ایسوسی ایشن" کے صدر، "پاکستان کرکٹ بورڈ" کی گورننگ باڈی کے ممبر، "پاکستان بیڈمنٹن فیڈریشن" کے سیکرٹری جنرل اور "پنجاب بیڈمنٹن ایسوسی ایشن" کے صدر بھی رہے۔آپ نے بین الاقوامی کانفرنسز میں پاکستان کی نمائندگی بھی کی۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائے اوران کے پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔(آمین)"

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی ہے اس لئے سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان پی پی۔44 میانوالی سے صوبائی اسمبلی پنجاب کے ممبر عامر حیات خان روکھڑی مرحوم کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اوران کے لواحقین سے دلی تعزیت کرتا ہے۔ مرحوم کی وفات سے یہ ایوان اپنے ایک نہایت شریف النفس ممبر سے محروم ہوگیا ہے۔انہوں نے ایچی سن کالج اور ایف سی کالج سے تعلیم حاصل کی۔وہ1985 سے1988 تک قومی اسمبلی کے ممبر رہے، اس کے بعد دو مرتبہ 1990 سے 1993 تک اور پھر 2002 سے 2007 تک

پنجاب اسمبلی کے ممبر رہے۔ مرحوم کا تعلق میانوالی کے ایک معروف سیاسی گھرانے سے تھا۔آپ کے والد خان امیر عبداللہ خان روکھڑی تحریک پاکستان کے اہم رہنما تھے اور وہ سینیٹ، قومی اسمبلی اور پنجاب اسمبلی کے ممبر بھی رہے۔ عامر حیات خان روکھڑی مرحوم کو کھیلوں سے خصوصی لگاؤ تھا۔آپ "سٹی لاہور کرکٹ ایسوسی ایشن" کے صدر، "پاکستان کرکٹ بورڈ" کی گورننگ باڈی کے ممبر، "پاکستان بیڈمنٹن فیڈریشن" کے سیکرٹری جنرل اور "پنجاب بیڈمنٹن ایسوسی ایشن" کے صدر بھی رہے۔آپ نے بین الاقوامی کانفرنسز میں پاکستان کی نمائندگی بھی کی۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائے اوران کے پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔(آمین)"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھ لیں! آپ پوائنٹ آف آرڈر کس موقع پر لے رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے ایک بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو بات بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں طے ہو چکی ہے کہ Question Hour میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں لیا جائے گا۔ میری آپ کے ذریعے معزز ممبر سے یہ درخواست ہے کہ وہ Question Hour کے بعد اپنا پوائنٹ آف آرڈر لے لیں۔

جناب سپیکر: پرویز رفیق صاحب! Question Hour کے بعد پوائنٹ آف آرڈر لے لیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

سوالات

(محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: شکریہ۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال ڈاکٹر سامیہ امجد کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! سوال نمبر242 ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

اپریل2008 سے پی جی ایس ایچ ایف کے قیام تک کی آمدن واخراجات ودیگر تفصیل

*242: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کے قیام سے30۔اپریل2008 تک کی آمدن و اخراجات کی تفصیل بتائیں؟

(ب) 30۔اپریل2008 تک زمین کی خرید، مکانوں کی تعمیر اور اخراجات جاریہ پر جو رقم خرچ ہوئی،اس کی تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ بیان کریں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن بعد از ریٹائرمنٹ کسی ممبر کو گھر الاٹ کرتی ہے تو اس سے گھر کی پوری قیمت وصول کرتی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اگر کوئی ممبر یہ رقم ادا نہ کرنے کے قابل ہو تو کمرشل بنکوں سے کمرشل ریٹ پر قرض کی سہولت حاصل کر سکتا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ اگر سرکاری ملازم یہ رقم بنک سے سود پر قرض نہ لینا چاہے اور رقم بھی جمع نہ کروا سکے تو یہ الاٹمنٹ کینسل کر دی جاتی ہے؟

(و) اگر جز(ج)،(د)اور(ہ) کے جواب اثبات میں ہیں تو کیا حکومت ممبران کی سہولت کی خاطر بلا سود قرض کا انتظام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) تفصیل برتتمہ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل برتتمہ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ممبران پوری قیمت ادا کر کے ہی قبضہ حاصل کر سکیں گے۔

(د) ممبران کسی بھی نجی ذرائع سے ادائیگی کر سکتے ہیں۔

(ہ) اگر کوئی ممبر الاٹ شدہ مکان کی قیمت جمع نہ کروا سکے تو وہ الاٹمنٹ کینسل کر دی جائے گی لیکن ممبر شپ بدستور قائم رہے گی اور بعد ازاں آنیوالی سکیموں میں قیمت جمع کروا کر مکان حاصل کیا جا سکے گا۔

(و) ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کو مکانوں کی الاٹمنٹ بذریعہ پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن پہلے ہی حکومت پنجاب کا ایک مکمل فلاحی منصوبہ ہے۔مکانوں کے نرخوں میں زمین کی قیمت حکومت کی طرف سے رعائت ہے، فی الوقت حکومت ممبران کے لئے بلا سود قرض کے انتظام کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی،اس کی بنیادی وجوہات پہلے ہی دی جانے والی خطیر رعایات ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ سوال پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کے متعلقہ ہے۔ اس سوال کے جز(الف اور ب) میں یہ پوچھا تھا کہ کتنے اخراجات ہوئے ہیں تو انہوں نے اس کے ساتھ جو annexures دیئے ہیں اس میں انہوں نے تقریباً3۔ارب روپے کا تخمینہ دیا ہے کہ اس میں اتنے پیسے اکھٹے ہوئے ہیں اور 2.2۔ارب روپے اخراجات بتائے گئے ہیں۔2008 کے figures کے مطابق 3۔ارب جمع کئے اور 2.2۔ارب روپے خرچ کئے لیکن انہوں نے اس میں آگے چل کر commit کیا ہے کہ ہم نے 258 مکان بنائے ہیں یعنی 260 مکان بنائے ہیں اور تقریباً2.2۔ارب روپے خرچ کئے ہیں۔اگر میں ان کی یہ بات مان لوں اور اپنے ہی ذہن میں تسلیم کر بھی لوں کہ اور مکان بن گئے ہوں گے جو تقریباً ساڑھے چار ہزار یا پانچ ہزار کے قریب ہیں لیکن کہنا یہ ہے کہ ان کے ممبران ایک لاکھ 34ہزار ہیں۔اگر اب تک یہ 10ہزار یا 20ہزار گھر بھی بنا لیتے ہیں اور اگر میں اپنے extending figures میں سوال پوچھوں تو سوال ضائع ہو جائے گا۔ میں suppose کر لیتی ہوں کہ اب تک انہوں نے 20ہزار گھر بنا دیئے اور یہ 280 نہیں ہیں تو مجھے منسٹر صاحب یہ بتائیں کہ ایک لاکھ 34ہزار باقی لوگوں کا کیا بنے گا؟انہوں نے پچھلے چار سالوں میں مزید کتنے پیسے اس پراجیکٹ کو دیئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی،وزیر قانون!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!میں محترمہ اور اس معزز ایوان کی information کے لئے یہ پوری statement عرض کر دیتا ہوں کہ جس تاریخ کو یہ جواب موصول ہوا ہے اس تاریخ تک زمین کی ادائیگی میں 88 کروڑ 48 لاکھ 25 ہزار 7 سو 59 روپے دیئے گئے اور اسی طرح سے پراجیکٹ کی ادائیگی میں ایک ارب 17 کروڑ 44 لاکھ 38 ہزار 6 سو 34 روپے دیئے گئے ہیں۔اس میں پراجیکٹ کی ادائیگی سے مراد construction work ,development work ہے۔جہاں موقع پر راولپنڈی، ملتان، فیصل آباد اور لاہور میں یہ سارا کام ہو رہا ہے۔اسی طرح سے کچھ ممبران کو رقم کی ادائیگی میں 2 کروڑ 14 لاکھ کے برابر ہے،اسی طرح سے مرکزی دفتر کے اخراجات بھی تقریباً 12 کروڑ 61 لاکھ 31 ہزار کے لگ بھگ ہیں اور اس کے latest جواب کے مطابق تقریباً ایک ہزار کے قریب گھر لاہور میں مکمل ہو چکے ہیں اور اسی طرح سے باقی اضلاع میں بھی جہاں پر یہ سکیم جاری ہے وہاں پر کافی بہتر progress ہو رہی ہے۔اس کے علاوہ دوسرے اضلاع میں جہاں پر اگلی منصوبہ بندی کی گئی ہے وہاں پر بھی یہ ہاؤسنگ سوسائٹی بنائی جائیں گی تو وہاں پر زمین کو حاصل کرنے یا نشاندہی کرنے کا عمل بہتر رفتار سے جا رہی ہے۔

جناب سپیکر:جی،ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!پچھلے چار سالوں میں 2008 سے لے کر آج تک انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ کتنے پیسے اور دیئے گئے ہیں؟یہ میرا سوال تھا۔

جناب سپیکر:جی،وزیر قانون!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!اگر محترمہ آج کی updates چاہتی تو میں انہیں ڈیپارٹمنٹ سے حاصل کر کے دے دوں گا کیونکہ یہ informations جس تاریخ کو جواب موصول ہوا ہے اس کے مطابق ہیں۔

جناب سپیکر:جی،ٹھیک ہے۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!یہ information میرے پاس آ گئی ہیں اگر محترمہ چاہیں تو میں ان کو بتا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر:جی،اگر آپ کے پاس information آ گئی ہیں تو آپ بتا دیں۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ ٹوٹل 8ہزار 5سو 11ملین روپے ہیں، اس خرچ کی صورت میں payments کی رقم 6ہزار 5سو 80ملین روپے ہے یعنی 8۔ارب 51کروڑ روپے آپ اس side پر لے لیں اور 6۔ارب 58کروڑ روپیہ ادائیگی ہے باقی اس کے علاوہ اس میں operational expenses ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! انہوں نے جواب میں رقم بتائی ہے، آپ اس میں خود اندازہ لگالیں کہ میرا سوال یہ تھا کہ ایک لاکھ 34ہزار ممبران کی requirements ان چار سالوں میں 8۔ارب روپے سے کیسے پوری کریں گے؟ انہوں نے اس سوال کو بھی گول مول کر کے یہ کہا ہے کہ ہم نے باقی جگہوں پر بھی یہ سکیمیں شروع کر دی ہیں۔ اگر ہم جواب کا جز (ب) پڑھیں تو اس میں آپ دیکھیں کہ انہوں نے لاہور اور فیصل آباد میں 3432 اور 258 یعنی تقریباً 4776 گھروں کی commitment کی ہے کہ ہم ان کو develop کر رہے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ان میں ساڑھے تین ہزار گھر فیصل آباد کو دیئے ہیں، پراجیکٹ میں لاہور کا الاؤنس ایک ارب روپے ہے اور فیصل آباد کا 1.5 کروڑ ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ لاہور کے ایک ارب کے پراجیکٹ میں انہوں نے اڑھائی سو مکان مکمل کئے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ 2010 تک ساڑھے تین ہزار گھر مکمل کر کے دے دیں گے یہ کیسے ممکن ہے؟ فیصل آباد کے علاوہ انہوں نے کہا ہے کہ راولپنڈی، بہاولپور، ملتان اور ڈیرہ غازی خان میں ان کی سکیمیں زیر غور ہیں۔ اب مجھے یہ بتائیں کہ فیصل آباد سے اتنی محبت نچھاور کرنا ان کا حق ہے، چار یا ساڑھے چار ہزار گھر اس سکیم میں تو پورے ہو گئے ہیں لیکن لاہور میں جہاں ایک ارب روپیہ الاؤنس ہے وہاں پر According to these 258 houses ہے تو یہ کس قسم کا انصاف ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو بات کی ہے تو میں انہیں بتاتا ہوں کہ ان کی اتھارٹی کو چلانے والے بھی وہی لوگ ہیں جو اس کے stakeholder ہیں اور اس میں گورنمنٹ کا کوئی عمل دخل نہیں ہے کہ گورنمنٹ اپنی مرضی سے کسی جگہ زیادہ یا کسی جگہ پر کم خرچہ کروا سکے۔ یہ پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن ایک فاؤنڈیشن ہے، وہ اپنے نجی

معاملات میں autonomy رکھتے ہیں، وہ اپنے ممبران کی ضرورت کے مطابق فیصلے کرتے ہیں اور اس کے مطابق خرچ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! انہوں نے یہ بات کہہ تو دی ہے لیکن اس چیز میں کوئی شک نہیں کہ گورنمنٹ سرونٹس نے اپنا اعتماد اس حکومت کے ہاتھ پر کیا ہے، اس میں چاہے کوئی بھی حکومت آتی ہے ان کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی گئی ہے کہ فاؤنڈیشن کی مرضی جہاں پہلے کرے اور جہاں بعد میں کرے۔ مرضی کا مطلب will government یعنی government will تھی تو تب فیصل آباد میں زیادہ development ہوئی لیکن میرا اگلا سوال یہ ہے کہ سوال کے جز(د) میں ہم نے ان سے پوچھا تھا کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ اگر کوئی ممبر یہ رقم ادا کرنے کے قابل نہ ہو تو وہ کمرشل بنکوں سے کمرشل ریٹ پر قرض کی سہولت حاصل کر سکتا ہے؟ میرا سوال پوچھنے کے بعد اس ایکٹ میں profit کی provision تھی کہ اس میں جتنی بھی net payment ہے اس میں گھر بنیں گے۔ مثلاً میں آپ کو بتاتی ہوں کہ اگر 2 ہزار روپے مہینہ قسط کسی بھی شخص سے کاٹتے ہیں تو وہ دس سال میں اڑھائی لاکھ روپے کٹتی ہے لیکن گھر کی payment ساٹھ لاکھ روپے ہے۔ اگر ایک ریٹائرڈ افسر ساری زندگی کام کرے تو بھی اس کے لئے بڑی مشکل ہے، وہ 60 لاکھ روپے کہاں سے ادا کرے گا؟ وہ رقم profit free تھی یا نہیں تھی لیکن حکومت نے یہ commit کیا کہ ہم آپ کو بلا سود یہ پیسا دینے کے لئے مدد کریں گے پھر اچانک چھ ماہ بعد اس بات کو withdraw کر لیا گیا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ان لوگوں کا کیا قصور ہے کہ جن کے نام پر گورنمنٹ کی بڑی بڑی زمینیں خریدی گئیں اور ان کو owner بھی نہ کیا گیا۔ انہوں نے ایکٹ کی provision کے مطابق profit دینے کا وعدہ کیا تھا، اس سود سے لوگوں کا کیا فائدہ ہے اور کیا گورنمنٹ اس ایکٹ کی provision میں change لانے کے لئے تیار ہے؟ ایک سرکاری افسر اپنے مکان کے حصول کے لئے اپنی تنخواہ سے پیسے کٹواتا ہے اور آپ اس کی ریٹائرمنٹ پر پورے 60 لاکھ کا ایک بوجھ ڈال دیتے ہیں۔ اس سے صرف ایک مافیا نے جنم لیا ہے جو ان گھروں کو سستے دام خرید لیتا ہے یعنی گورنمنٹ کی خریدی ہوئی زمینوں کو یہ مافیا خرید تا ہے۔ ذرا اس بارے میں روشنی ڈالیں کہ وہ مافیا کون ہے جو اس profit taking، اس زمین کی بیچ اور اس سرکاری افسر کی کمر توڑنے میں لگا ہوا ہے اس سلسلے میں awareness کے لئے انہوں نے کیا کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون و پارلیمانی امور!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ کی تجویز یہ ہے کہ ان ملازمین کو بلا سود قرضے دیئے جائیں۔ بہر حال ان کا مطالبہ جائز ہے لیکن اس میں حکومت کا مؤقف یہ ہے کہ اس میں جو زمین دی جاتی ہے وہ تقریباً normal price کے قریب قریب ہوتی ہے۔ ان سرکاری ملازمین کے لئے وہ ایک بہت بڑی concession ہے جن کو اس فاؤنڈیشن کے تحت گھر ملنے ہیں۔ باقی اگر وہ کسی بھی کمرشل بنک سے قرضہ لینا چاہیں تو اس بات کی سہولت انہیں حاصل ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے بات کی کہ وہ اپنی ملازمت میں اتنے پیسے کٹوائیں گے اور اس کے بعد ایک دم 60 لاکھ یعنی جتنی بھی رقم بنتی ہے وہ کیسے دیں گے؟ اس سلسلے میں یہ عرض ہے کہ سرکاری ملازم جب بھی ریٹائرڈ ہوتا ہے تو اس کے back benefits جو during service کٹتے رہتے ہیں اس میں Provident Fund ہوتا ہے Gratuity ہوتی ہے اور اس کے علاوہ half pension کروا کے بھی وہ حاصل کر سکتا ہے۔ یہ ساری چیزیں سرکاری ملازم کو ایک ایسا ذریعہ فراہم کرتی ہیں کہ سرکاری ملازم کے پاس اگر نقد رقم نہ بھی ہو تو وہ ان ذریعوں سے اپنی رقم سے adjust کر سکتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! ان کا جو اقرار ہے اور اس کے بعد extended انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اس کے پاس جو pension وغیرہ جمع ہے، اس سے اس شخص نے حج کرنا ہے اور نہ ہی اپنے بچوں کی شادیاں کرنی ہیں وہی pay back کر دینا ہے۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔ کافی ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! مجھے بات مکمل کرنے دیں، یہ سرکاری ملازم کے اوپر ایک انتہائی ظلم ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ وہ زمین جو انہوں نے procure کی ہے وہی ان کو دے دیں اور اس کی construction وہ اپنی مرضی سے کر لیں۔ ایک ریٹائرڈ بندے کی priority صرف وہ گھر حاصل کرنا نہیں ہے۔ اس نے حج بھی کرنا ہوتا ہے اپنی بیٹیوں کی شادیاں بھی کرنی ہوتی ہیں۔ کیا خوب یہ فرما رہے ہیں کہ ان کی pension بھی ہم لے لیں گے ان کے Benevolent Fund بھی لے لیں گے لیکن سود کے بغیر قرضے کی جو ہم نے commitment کی ہے اس کو honour نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر: محترمہ وہ پیسے ایسے ہی تو نہیں لے رہے ان کو گھر بھی تو دے رہے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! کون سا گھر؟ وہ تو اتنا مہنگا ہے اور یہی تو میں کہہ رہی ہوں کہ اس سکیم کو revise کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! میری یہ گزارش ہوگی کہ میری suggestions کو positively لیا جائے۔

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کی بات سن لی ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اس پر اب کوئی ضمنی سوال نہیں ہوگا۔ان کے تین ضمنی سوال مکمل ہو گئے ہیں۔تشریف رکھیں۔ محترمہ اس سے اگلا سوال بھی آپ ہی کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: سوال نمبر243۔اس کے جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی جی ایس ایچ ایف کے ممبران کی تعداد و تفصیل

*243: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کے ممبران کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) اب تک اس فاؤنڈیشن نے کتنے گھر کس کس جگہ مکمل کئے ہیں؟

(ج) اب تک کتنے گھر مکمل کر کے کس کس جگہ کن کن سرکاری ملازمین کو دیئے جا چکے ہیں، ان ملازمین کے عہدہ اور نام مع محکمہ کی تفصیل نیز ان کی ریٹائرمنٹ کی تاریخ بھی بتائیں؟

(د) جن ملازمین کو ریٹائرمنٹ اور اس فاؤنڈیشن کا ممبر ہونے کے باوجود گھر نہیں ملے حکومت ان کو گھروں کی الاٹمنٹ کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

(ہ) کیا حکومت ایسے سرکاری ملازمین جو اس سکیم کے ممبران نہیں ہیں ان کو بھی بعد از ریٹائرمنٹ گھر دینے کی پالیسی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان):

(الف) تاوقت فاؤنڈیشن کے ممبران کی تعداد 134303 ہے۔

(ب) فاؤنڈیشن کی پہلی سکیم واقع موہلنوال لاہور تیزی سے تکمیل کے مراحل طے کر رہی ہے اور تمام مکانوں کی تعمیر ستمبر 2009 میں متوقع ہے۔تاہم اس وقت تک فاؤنڈیشن سات مرلہ کے

258 گھر مکمل کر چکی ہے جن کا قبضہ فوری طور پر دیا جا سکتا ہے۔ابھی تک کسی ریٹائرڈ سرکاری ملازم کو گھر نہیں دیا گیا، تاہم یہ سلسلہ جلد ہی شروع کیا جا رہا ہے۔علاوہ ازیں فاؤنڈیشن فیصل آباد میں تقریباً 3432 گھروں کی تعمیر کے لئے ترقیاتی کام شروع کر چکی ہے جو 2010 کے دوران مکمل ہو جائیں گے۔اس کے علاوہ فاؤنڈیشن کی راولپنڈی، ملتان، ڈیرہ غازی خان، بہاول پور میں واقع سکیمیں بہت جلد ترقیاتی مراحل میں داخل ہو رہی ہیں۔

(ج) ابھی تک کسی سرکاری ریٹائرڈ ملازم کو گھر نہیں دیا گیا۔تاہم یہ سلسلہ جلد ہی شروع کیا جا رہا ہے۔اس وقت تک فاؤنڈیشن سات مرلہ کے 258 گھر اپنی پہلی سکیم واقع موہلنوال لاہور میں مکمل کر چکی ہے جن کا قبضہ فوری طور پر دیا جا سکتا ہے۔ یہ مکمل مکانات مورخہ 10-03-2004 سے ریٹائر ہونے والے گریڈ 08 تا 15 کے ممبران کو ان کی تاریخ ریٹائرمنٹ کی ترتیب سے الاٹ کئے جائیں گے۔تاہم ابھی تک کسی سرکاری ریٹائرڈ ملازم کو گھر نہیں دیا گیا۔تاہم یہ سلسلہ جلد ہی شروع کیا جا رہا ہے۔

(د) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن نے حکومت پنجاب کی مالی معاونت سے سال رواں میں تقریباً بیس ہزار کنال اراضی حاصل کر لی ہے اور اپنی ہاؤسنگ کالونیوں کے لئے سرگرمیاں بڑھا دی ہیں۔لاہور اور فیصل آباد میں 4776 گھر سال 2010 تک مکمل کر لئے جائیں گے۔علاوہ ازیں راولپنڈی، ڈیرہ غازی خان، بہاول پور اور ملتان میں ہاؤسنگ کالونیوں کی منصوبہ بندی کا کام آخری مراحل میں ہے۔ان شہروں میں آئندہ سہ ماہی میں ترقیاتی کام شروع کر دیئے جائیں گے۔لہذا آئندہ تین چار سال میں ریٹائر ہونے والے تمام ممبران کو ان کی اوّل ضلعی ترجیح کے مطابق گھر الاٹ کر دیئے جائیں گے۔

(ہ) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن اپنے ایکٹ مجریہ 2004 کی رو سے اپنے ممبران کے علاوہ کسی سرکاری ملازم کو بعد از ریٹائرمنٹ گھر دینے کی مجاز نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ state within a state تو بہت سنا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: سوال چھوٹا سا کریں۔ مہربانی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد جناب یہ بہت بڑا مسئلہ ہے پوری ہاؤسنگ سکیم کا مسئلہ ہے اور اس کے ساتھ ایک parallel system کا بھی ہے۔state within a state تو ہم نے سنا تھا Act within an Act

بھی ایک عجیب سی بات ہے۔اس میں ایک sensitive بات آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کی بھی کرنا چاہوں گی کہ اس کو اس حکومت کی ایک بہترین سکیم کے parallel کھڑا کیا گیا۔اس سکیم کی غلطیاں نکالنے کی بجائے ایک اور آشیانہ سکیم کو personal level پر لاکر کھڑا کر دیا گیا۔مجھے نہیں سمجھ آئی کہ Act within an Act کی کیا ضرورت تھی ۔میرا اس سلسلے میں سوال یہ ہے کہ یہ جو ان کا Punjab Government Servants Act 2004 ہے حکومت کا اس میں کوئی ترمیم کرنے کا ارادہ ہے یا نہیں؟ میری اطلاع کے مطابق اب تک اس میں صرف اتنی ترمیم آئی ہے کہ یہ important housing scheme گھر دینے کا جو تصور حکومت نے پیش کیا ہے اس کے Act میں بہت ساری چیزیں revise اور amend ہونے والی ہیں لیکن اب تو جو amendment لائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ The payments will be updated حساب لینے کے لئے تو یہ ایک اچھی ترمیم تھی لیکن لوگوں کو کچھ provide کرنے کے لئے اس Act میں revision کرنے کا کوئی ارادہ ہے یا نہیں؟اس میں بہت ساری suggestions ہیں جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے کہ ان لوگوں کو گھر کی بجائے زمینیں دے دیں۔کیا آپ Act 2004 میں ترمیم لانے کو تیار ہیں اور وہ کتنے عرصہ تک آئے گی؟آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کا ایکٹ تو فوراً ہی پاس ہو گیا گورنمنٹ ہاؤسنگ فاؤنڈیشن ایکٹ میں positive amendment کے لئے اس House میں کب لایا جائے گا؟

جناب سپیکر: کیا آپ کا اس ایکٹ میں ترمیم کرنے کا کوئی ارادہ ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں جہاں تک آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کی انہوں نے بات کی ہے یہ سکیم کم تنخواہ یافتہ یا کم آمدنی والے لوگوں کے لئے ایک ایسا سنہری موقع ہے جو کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے پنجاب کے کم آمدنی والے غریب لوگوں کے لئے فراہم کیا ہے اور وہ اتنا شفاف ہے کہ اب یہ منصوبہ لوگوں کو ہضم نہیں ہو رہا، یہ منصوبہ اتنا شفاف ہے کہ پورے لاہور کے پریس کو سامنے بٹھا کر اس کی قرعہ اندازی کی گئی ہے۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: اس کا چیئرمین ایک "لوٹا" ہے۔

جناب سپیکر: اس قسم کے الفاظ سے محترمہ آپ House کے ماحول کو خراب کرنے کی کوشش مت کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! میں ماحول کو خراب نہیں کر رہی بلکہ ایک حقیقت بتا رہی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔ تشریف رکھیں۔No interruption

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا چیئرمین کوئی بھی ہو لیکن کسی لوٹے کو گھر الاٹ نہیں ہوا۔

(اس مرحلہ پر مسلم لیگ (ق) کی خواتین معزز ممبران کی طرف سے لوٹے لوٹے کی نعرہ بازی کی)

میں یہ بھی وضاحت کر دوں کہ اس میں کسی لوٹے کا قرعہ نہیں نکلا بلکہ لوٹوں کی ساری پارٹی اس سے باہر رہی ہے اور جو لوٹوں کا سردار ہے وہ بھی اس سکیم کا مخالف ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو آشیانہ ہاؤسنگ سکیم ہے یہ لوٹا پارٹی کو ہضم نہیں ہو رہی اور انہیں بار بار اس سے یہ تکلیف ہو رہی ہے۔ لوٹوں کے سردار نے بھی باقاعدہ ایک پریس کانفرنس کی تھی جس میں انہوں نے بھی کافی تکلیف کا اظہار کیا تھا۔

دوسری بات محترمہ نے کافی گھما پھرا کر یہ کی ہے کہ اس میں بہت سی amendments required ہیں جو کہ ہونی چاہئیں۔ میں اس کا مختصراً جواب یہ دیتا ہوں کہ میں محترمہ کے جو جذبات ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! محترمہ کے جو جذبات ہیں میں ان کی قدر کرتا ہوں اور میں انہیں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس میں amendments لانے سے انہیں کسی نے نہیں روکا۔ وہ پرائیویٹ ممبرز بل کے ذریعے سے اس میں amendments لا سکتی ہیں، وہ یہ amendments لائیں ہم ان کو encourage کریں گے اور اگر ان کی amendments بہتر ہوئیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ان کو اس House سے legislate بھی کروائیں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! پھر تو میں وزیر قانون سے یہ commitment کروانے میں کامیاب ہو گئی ہوں کہ اگر پرائیویٹ ممبر کوئی بل لائے گا تو اس کو encourage کیا جائے گا اور حکومت اس کا ساتھ دے گی۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! یہ بات on record ہے کہ نہ صرف encourage کیا گیا ہے اور پرائیویٹ ممبرز بل کو میں نے کبھی oppose نہیں کیا بلکہ ان کے اوپر legislation بھی ہوئی ہے اسمبلی سیکرٹریٹ کا ریکارڈ اس بات کا گواہ ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!ٹھیک ہے.I will hold into this encouragement ایک عرض ضرور کر دوں کہ وزیر قانون صاحب نے دو باتیں اپنے جواب میں کہی ہیں۔انہوں نے کہا ہے کہ جو بے چارے غریب لوگ ہیں مجھے سمجھ نہیں آئی کہ سرکاری ملازمت میں جتنی تنخواہ دی جاتی ہے اس میں سرکاری ملازمین کو امیر کون کہہ سکتا ہے۔ان کے فائدے کی تو کوئی بات نہ ہوئی باقی رہ گئی لوٹوں کی بات اور ہضم ہونے کی بات تو پوری سکیم انہی لوٹوں کی ہے جس کے اوپر یہ حکومت کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر:مہربانی۔تشریف رکھیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):ضمنی سوال۔

جناب سپیکر:آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب والا!ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:اگر آپ کا ضمنی سوال ہو گا تو ٹھیک ہے ورنہ آپ کو اجازت نہیں ملے گی۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):شکریہ۔ جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کسی unavoidable circumstances سے یعنی کوئی ایسے حالات جو کہ انسانی پہنچ سے دور ہوں۔ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص دوران سروس مر جاتا ہے اور اس کو گھر بھی ملا ہوتا ہے اور اس کی documentation Succession Certificate اور guardianship لینے میں جو مشکلات آتی ہیں،وہ لیٹر چونکہ ان کے ورثاء کے نام ہوتا ہے۔اگر اس دوران کوئی late surcharge ڈالا جاتا ہے تو ان حالات میں جس میں ان کے ورثاء کا کوئی جرم یا ان کے part پر تاخیر کی کوئی ذمہ داری نہیں ہوتی۔کیا ان کا late surcharge معاف کرنے کا حکومت پنجاب کوئی ارادہ رکھتی ہے؟شکریہ

جناب سپیکر:شاباش۔آج پہلی دفعہ آپ نے اچھی بات کی ہے۔(قہقہے)

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن(رانا ثناء اللہ خان):جناب والا!منڈا صاحب نے بہت ہی question relevant کیا ہے۔یہ اس سوال سے تو متعلق نہیں ہے اور اس کا جواب بھی اس میں درج نہیں ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ منڈا صاحب کی جو تجویز ہے اس کو پزیرائی ملنی چاہئے اور اس سلسلے میں فاؤنڈیشن سے حکومت بات کر کے اگر کوئی ترمیم درکار ہے یا کوئی direction درکار ہے تو انشاء اللہ اس کو ضرور accommodate کیا جائے گا۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی:جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب کے جز(د) میں لکھا ہوا ہے کہ لاہور اور فیصل آباد میں 4776 گھر سال2010 تک مکمل کر لئے جائیں گے۔ میں اپنے وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 2010 بھی مکمل ہو گیا اور اب 2011 بھی مکمل ہونے کو ہے۔ یہ 4776 گھر کب تک مکمل ہو جائیں گے ؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! یہ گھر مکمل ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ گھر مکمل ہو چکے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:ضمنی سوال۔

جناب سپیکر:اب اس سوال پر تین ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔ نولاٹیا صاحب! تشریف رکھیں۔ اگلا سوال میاں نصیر صاحب کا ہے۔۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے ؟اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ شمسہ گوہر صاحبہ کی طرف سے ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر:جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 397 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ شمسہ گوہر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گاف لین، کلب روڈ، بروم ہیڈ روڈ میں رہائش پذیر افسران کے نام

*397: محترمہ شمسہ گوہر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

نمبر1۔آٹھ گاف روڈ لاہور

نمبر2- گیارہ گاف روڈ لاہور

نمبر3۔چودہ گاف روڈ لاہور

نمبر4۔سولہ گاف روڈ لاہور

نمبر5۔سیون گاف روڈ لاہور

نمبر6۔ون سی بروم ہیڈ روڈ لاہور

نمبر7۔ون سی کلب روڈ لاہور

نمبر8۔پندرہ گاف لین لاہور

میں کب سے اور کون سے افسران اعلیٰ رہائش پذیر ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان):

مطلوبہ تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	گھر	الاٹی	عہدہ	محکمہ	تاریخ الاٹمنٹ	تاریخ منتقلی رہائش
1	آٹھ گالف روڈ لاہور	محمد علی بلوچ	افسر بکار خاص	حکومت پنجاب	13-05-2011	13-05-2011
2	گیارہ گالف روڈ لاہور	محمد ہمایوں فرشوری	ممبر	پنجاب پبلک سروس کمیشن	26-11-1996	08-12-1996
3	چودہ گالف روڈ لاہور	طارق باجوہ	سیکرٹری	خزانہ	13-05-2011	01-07-2011
4	سولہ گالف روڈ لاہور	سلمان صدیق	چیئرمین	سینٹرل بورڈ آف ریونیو	27-03-1988	27-03-1988
5	سیون گالف لین لاہور	طارق یوسف	ممبر (ریٹائرڈ)	بورڈ آف ریونیو	28-11-1995	01-12-1995
6	ون سی بروم ہیڈلا ہور	محمد احسن راجا	ایڈیشنل سیکرٹری	وزارت سماجی بہبود و خصوصی تعلیم	05-03-2007	25-08-2007
7	ون سی کلب روڈ لاہور	یوسف نسیم کھوکھر	چیف ایگزیکٹو	سمیڈا(SMEEDA)	14-11-2006	04-10-2007
8	پندرہ گالف لین لاہور	ارم بخاری	ڈائریکٹر جنرل	چائلڈ پروٹیکشن بیورو	13-05-2011	27-09-2011

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! جو افسران پنجاب حکومت سے relieve ہو کر فیڈرل میں چلے جاتے ہیں تو ان کے زیر قبضہ جو گھر ہوتے ہیں کیا وہ انہیں چھوڑنا پڑتے ہیں اس کے لئے کوئی Rules and Regulations ہیں؟

جناب سپیکر: ان کا کیا؟

رانا تنویر احمد ناصر: کیا ان کو وہ گھر چھوڑنے پڑتے ہیں جو پنجاب حکومت کی ملکیت ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر: ان کا کچھ ٹائم ہوتا ہے۔جی، منسٹر صاحب!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): اس سے پہلے یہ condition اور rules تھے کہ جو افسران پنجاب سے تبدیل ہو کر فیڈرل گورنمنٹ میں چلے جائیں وہ پانچ سال تک یا جب تک ان کو نئی تعیناتی پر گھر الاٹ نہ ہو جائے اس وقت تک وہ گھر retain کر سکتے تھے لیکن اب اس پانچ سال کی condition کو دو سال کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں۔جی، ٹھیک ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! پھر سیریل نمبر 4 پر سولہ گالف روڈ جس میں سلمان صدیق صاحب رہائش پذیر ہیں وہ 2008 میں پنجاب سے چلے گئے تھے لیکن اب تک سولہ گالف روڈ ان کے زیر قبضہ کیوں ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پہلی condition کے مطابق وہ پانچ سال تک گھر رکھ سکتے تھے اس لئے انہیں پہلے اس کا notice جاری نہیں کیا گیا تھا اور جونہی دو سال

کی condition کی ترمیم ہوئی ہے تو اس کے بعد انہیں گھر خالی کرنے کے لئے notice جاری کر دیا گیا ہے۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! سیریل نمبر 5 پر سات گالف لین طارق یوسف صاحب ممبر (ریٹائرڈ) بورڈ آف ریونیو 1995 سے یہاں رہائش پذیر ہیں کیا ان کی مدت ختم نہیں ہوئی، اگر اب بھی ان کے پاس یہ گھر ہے تو یہ کس حیثیت سے ہے اور یہ کس post پر ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! طارق یوسف صاحب ریٹائر ہو چکے ہیں لیکن ان کا special case ہے ان کی دو بچیاں special child ہیں اور ان کی ذمہ داری ان پر ہے اس لئے in special circumstances وزیر اعلیٰ صاحب نے ان کو دو سال کی extension دی ہے جو کہ ابھی ختم نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال بھی میاں نصیر صاحب کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! On his behalf

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! On his behalf

جناب سپیکر: اپنے ساتھیوں سے پوچھ لیں اور تھوڑی سی روایت کا بھی خیال رکھا کریں۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں ان کو سوال کر لینے دیں، آپ کا سوال آ گے آ جائے گا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 1102 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے میاں نصیر احمد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ پنجاب میں پی سی ایس افسران کی تعیناتی کا تناسب و دیگر تفصیلات

*1102: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں پی سی ایس افسران اور سی ایس پی افسران کی تعیناتی کس تناسب سے کی جاتی ہے؟

(ب) وفاقی حکومت کے کس کیڈر کے افسران کو صوبہ پنجاب میں تعینات کیا جاتا ہے نیز گریڈ 18، 17 اور 19 میں کس شرح تناسب سے صوبہ پنجاب میں تعینات کیا جاتا ہے؟

(ج) کیا1994 میں کوئی ایسا قانون بنایا گیا تھا جس میں پی سی ایس افسران اور سی ایس پی افسران کی صوبہ پنجاب میں تعیناتی کی شرح تناسب مقرر کی گئی تھی، اگر ہاں تو قانون کا مکمل حوالہ دے کر وضاحت فرمائیں؟

(د) ایسے سی ایس پی ملازمین کی فہرست ایوان میں فراہم کی جائے جو پانچ سال سے زائد عرصہ سے صوبہ پنجاب میں ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان):

(الف) صوبہ پنجاب میں پی سی ایس افسران اور سی ایس پی افسران کی تعیناتی Inter Provincial Coordination Committee فارمولا کے تحت کی جاتی ہے، جس کا فیصلہ 19۔ ستمبر 1993 میں وزیر اعظم پاکستان اور صوبائی حکومتوں کے نمائندوں کے مابین ایک میٹنگ میں ہوا تھا جس میں تمام صوبوں میں سی ایس پی افسران کی شرح تعیناتی مقرر کی گئی تھی۔اس فارمولا کے مطابق صوبہ پنجاب میں وفاقی افسران کی مقرر کردہ شرح تعیناتی حسب ذیل ہے:۔

گریڈ	گریڈ	گریڈ	گریڈ	گریڈ
17	18	19	20	21
25%	40%	50%	60%	65%

(ب) وفاقی حکومت صوبہ پنجاب میں ڈی ایم جی کیڈر کے افسران کو تعینات کرتی ہے جس میں ان کی شرح تناسب مندرجہ ذیل ہے:۔

گریڈ17	25فیصد
گریڈ18	40فیصد
گریڈ19	50فیصد

(ج) اس سوال کا جواب جز(الف) میں دیا جا چکا ہے۔

(د) ایسے سی ایس پی افسران جو عرصہ پانچ سال سے زائد صوبہ پنجاب میں اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں ان کی فہرست پرچہ (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس میں معزز وزیر سے صرف دو ضمنی سوال ہیں۔

جناب سپیکر: پہلے ایک سوال کریں پھر میں دیکھوں گا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر !اس معزز ایوان کی ایک کمیٹی بنی تھی جس میں آپ کے والد محترم رانا پھول صاحب(مرحوم)بھی ممبر تھے اور سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب بھی اس کمیٹی کے ممبر تھے۔اس کمیٹی نے ایک decision کیا تھا کہ provincial Cadre اور Federal Cadre کے لوگوں کی اس اس ratio کے تحت تعیناتی کی جائے گی۔اب گزشتہ دو سالوں سے یہ مسئلہ زیر بحث ہے۔ معزز وزیر قانون صرف یہ بتادیں کہ اس کمیٹی کی جو رپورٹ تھی اس پر کتنے فیصد عمل ہو چکا ہے، کتنے فیصد باقی ہے اور یہ بھی بتادیں کہ باقی جن پر عملدرآمد نہیں ہوا وہ اس پر کب تک عملدرآمد کروادیں گے ؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!نولاٹیا صاحب نے جس کمیٹی کا ذکر کیا ہے میں اس کمیٹی میں موجود تھا اس کمیٹی نے جو recommendations after deliberation دی تھیں ان پر تقریباً85 فیصد عمل ہو چکا ہے اور باقی بھی in progress ہے۔ چونکہ اس میں ان کی promotion کا معاملہ ہے کچھ different courses کا معاملہ ہے اس پر حکومت پوری توجہ سے عملدرآمد کروا رہی ہے اور انشاء اللہ یہ at par ہماری کوشش ہے کہ within next one year پی سی ایس افسران کے جو بھی حقوق ہیں وہ انہیں دیئے جائیں۔انہوں نے جس رپورٹ کا ذکر کیا ہے یہ 19۔ ستمبر1993 کے حوالے سے جانی جاتی ہے انشاء اللہ اس کی تمام recommendations پر hundred percent عمل ہو جائے گا۔اس کمیٹی کی negotiation اور recommendations ہیں اس کے بعد پی سی ایس افسران کی یا Provincial Cadre افسران کے حالات کار اور دوسرے معاملات میں180 ڈگری difference آیا ہے اور ان میں بہتری ہوئی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر! میرا یہ سوال نہیں تھا۔میں دوبارہ بتا دیتا ہوں کہ 1993 میں جو House کی کمیٹی تھی اس نے جو recommendations دی تھیں میں ان recommendations پر implementation کی بات کر رہا ہوں۔میں وہ بات نہیں کر رہا کہ اس کمیٹی کی recommendations پر عملدرآمد کے لئے ایک سال پہلے موجودہ حکومت نے جو کمیٹی بنائی تھی جس میں معزز لاء منسٹر ممبر تھے میں اس کمیٹی کی implementation کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ محترم لاء منسٹر صاحب ایک سال پہلے بننے والی کمیٹی کی recommendations کا جواب دے رہے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ 1993 میں جو اس ایوان کی کمیٹی تھی اس میں سردار ذوالفقار خان کھوسہ اور آپ کے والد محترم رانا پھول خان صاحب بھی ممبر تھے۔ایوان کی اس کمیٹی نے جو 1993 میں متفقہ

فیصلہ کیا تھا اس پر اٹھارہ سال گزرنے کے باوجود عملدرآمد نہیں ہوا۔ محترم لاء منسٹر صاحب صرف یہ بتا دیں کہ 1993 کی کمیٹی کی جو total recommendations تھیں ان پر کتنے percent عمل ہوا ہے؟ یہ مجھے اپنی کمیٹی کی رپورٹ نہ دیں۔ شکریہ

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں نے جس کمیٹی کا ذکر کیا ہے جسے موصوف فرمارہے ہیں کہ اپنی کمیٹی، وہ کمیٹی میں کوئی گھر سے بناکر نہیں لایا تھا بلکہ وہ کمیٹی اسی House نے بنائی تھی اور اس کمیٹی کا بنیادی مقصد ہی یہ تھا کہ 1993 میں جو کیبنٹ کمیٹی بنی تھی اس کی جو recommendations تھیں ان پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ ان پر عملدرآمد کرنے کے لئے لائحہ عمل مرتب کیا جائے کیونکہ پی سی ایس افسران کی ایسوسی ایشن کا مطالبہ اور protest ہی یہ تھا کہ 1993 کی کیبنٹ کمیٹی کی جو recommendations تھیں ان پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ اس کمیٹی نے ان تمام چیزوں کا جائزہ لیا اور جو عملدرآمد نہیں ہوا تھا ان پر عملدرآمد کرنے کے لئے ایک procedure طے کیا گیا اور اس پر عمل کیا جارہا ہے اور میں نے عرض کیا ہے کہ percent 85 تک عمل ہو چکا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے اپنی بات کر لی ہے اب ان کو بھی بات کرنے دیں۔ پلیز ایسے نہیں۔ آپ اکیلے نہیں دوسروں کو بھی حق دیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال کے جز (د) میں پوچھا گیا تھا کہ ایسے سی ایس پی افسران جو عرصہ پانچ سال سے زائد صوبہ پنجاب میں اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں ان کی یہ لسٹ مجھے دی گئی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو افسران 94-1990 میں تھے کتنے عرصے بعد ان کا تبادلہ ہونا چاہئے، یہ جو 94,95-1990 اور 1997 سے یہاں پر ہیں انہیں اب تک تبدیل کیوں نہیں کیا گیا؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس میں وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت کی صوابدید ہے کہ دو حکومتیں اپنے level پر negotiations کے بعد کچھ افسران کو retain کریں اور کچھ کو بحوالہ فیڈرل گورنمنٹ کریں۔ اس سلسلے میں معاملات چلتے رہتے ہیں۔ پچھلے سالوں میں تقریباً 145 افسران پہلے تھے اور اس وقت 84 کام کر رہے ہیں، اس سلسلے میں جن افسران کی صوبہ سے باہر تعیناتی کا عرصہ کم تھا انہیں بتدریج بھیجا جارہا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔ محترمہ! آپ کی بڑی مہربانی۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! وزیر موصوف یہ تو بتادیں کہ کتنے پی سی ایس افسران پنجاب کے محکموں کے سیکرٹری لگے ہوئے ہیں اور کتنے سی ایس ایس افسران تعینات ہیں تاکہ ہمیں ان کے تناسب کا تو پتا چلے کہ پنجاب کے محکموں میں کتنے فیصد لوگوں کو لگایا گیا ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تو fresh question بنتا ہے اگر آپ کہیں تو میں ان کو یہ information لے کر فراہم کر دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، ہاں یہ fresh question بنتا ہے۔ اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: جناب سپیکر! سوال نمبر 2266 (معزز خاتون ممبر نے میاں طارق محمود کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: جی، ہاں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں کمشنرز کی تعیناتی میں وفاقی و صوبائی آفیسرز کا تناسب

*2266: میاں طارق محمود: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ میں کمشنر کی کتنی اسامیاں ہیں؟

(ب) ان اسامیوں پر جن آفیسران کو تعینات کیا گیا ہے، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور ان کا تعلق کس سروس سے ہے؟

(ج) ان میں سے کتنے افسران کا تعلق وفاقی سروس اور کتنے کا تعلق پی سی ایس سے ہے؟

(د) کیا ان کی تعیناتی میں وفاقی سروس اور پی سی ایس سروس کا کوئی تناسب ہے تو اس کی تفصیل بتائیں نیز جن افسران کو اس وقت بطور کمشنر تعینات کیا ہے ان میں پی سی ایس افسران کو تعینات کیوں نہیں کیا گیا؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان):

(الف) صوبہ میں کمشنر کی کل اسامیوں کی تعداد 9 ہے۔

(ب) کمشنرز کے عہدہ پر کام کرنے والے افسران کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

LIST OF COMMISSIONERS

Sr. No	Division	Name of Officer	Date of Posting
1	Lahore	Mr. Khusro Pervaiz Khan, (DMG/BS-20)	14-11-2009
2	Gujranwala	Mr. Khalid Masood Chaudhry (DMG/BS-20)	14-11-2009
3	Rawalpindi	Mr. Haseeb Athar, (DMG/BS-20)	
4	Sargodha	Mr. Ijaz Ali Zaigham, (DMG/BS-20)	14-11-2009
5	Faisalabad	Capt. (Retd.) Zahid Saeed (DMG/BS-20)	14-11-2009
6	Multan	Capt. (Retd) Muhammad Ali Gardezi (DMG/BS-20)	14-11-2009
7	Sahiwal	Mr. Tariq Mahmood khan, (DMG/BS-20)	14-11-2009
8	DeraGhazi Khan	Mr. Hassan Iqbal DMG/BS-20)	14-11-2009
9	Bahawalpur	Mr. Muhammad Mushtaq Ahmad (DMG/BS-20)	15-11-2009

(ج) کمشنر کے عہدہ پر فائز افسران کا تعلق وفاقی سروس سے ہے۔

(د) کمشنرز کی اسامی کے حوالہ سے وفاقی سروس اور صوبائی سروس کے تناسب کا تاحال تعین نہیں ہو سکا ہے تاہم فی الوقت 9 اسامیوں پر تعینات تمام افسران کا تعلق وفاقی سروس سے ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر زمر دیا سمین رانا: جناب سپیکر! اس سوال میں صوبے میں کمشنر کی اسامیوں کا پوچھا گیا تھا۔ اس کا جواب 9۔مارچ 2011 کو آیا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ صوبے میں nine Commissioners تعینات ہیں اور ان سب کا تعلق ڈی ایم جی گروپ سے ہے۔ اب دسمبر 2011 ہے تو میں latest صورتحال معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ کیا اس وقت صوبے میں تعینات ہونے والے سارے کمشنروں کا

تعلق بھی ڈی ایم جی گروپ سے ہے؟اسی طرح جواب کے جز(د) میں بتایا گیا ہے کہ کمشنر کی اسامی کے حوالے سے وفاقی سروس اور صوبائی سروس کے تناسب کا تاحال تعین نہیں ہو سکا تو یہ تعین کب تک کر لیا جائے گا؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس وقت جو کمشنرز تعینات ہیں ان میں سے کمشنر ساہیوال قاضی محمد اشفاق کا تعلق پی سی ایس اور باقی سب کا تعلق ڈی ایم جی گروپ سے ہے۔جہاں تک تعین کا تعلق ہے تو یہ حکومت اور وزیر اعلیٰ کی صوابدید ہے اور تعین کے متعلق کوئی rules نہیں ہیں۔صوبے کا وزیر اعلیٰ جس کو مناسب اور competent سمجھے اسے بطور کمشنر تعینات کر سکتا ہے۔اس سلسلے میں موجودہ حکومت کی پالیسی کے تحت قطعی طور پر پی سی ایس اور ڈی ایم جی کی کوئی تخصیص نہیں ہے اور اس میں کوئی فرق روا نہیں رکھا گیا۔صرف متعلقہ آفیسر کی competency کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔میں یہ واضح کر دوں کہ فیصل آباد ڈویژن میں چار اضلاع ہیں اور ان چاروں میں پی سی ایس افسران تعینات ہیں یعنی ڈی سی او لگے ہوئے ہیں۔اس وقت 36 میں سے 13 ضلعوں کے ڈی سی او صاحبان پی سی ایس گروپ کے افسران ہیں جس کی اس سے پہلے مثال نہیں ملتی۔جُوں جُوں competent officers پی سی ایس سروس سے اُوپر آئیں گے تو ان کو تعینات کیا جائے گا۔ہم نے پی سی ایس افسران کی پروموشن کے procedure and process کو بہتر کیا ہے اور اب اس میں competent لوگ آگے آئیں گے۔اس وقت 36 میں سے 13 اضلاع میں پی سی ایس افسران تعینات ہیں،یہ تعداد one third بنتی ہے اور یہ مزید improve ہو سکتی ہے۔

جناب اعجاز احمد خان:جناب سپیکر!جواب کے جز(د) میں بتایا گیا ہے کہ "کمشنرز کی اسامی کے حوالہ سے وفاقی سروس اور صوبائی سروس کے تناسب کا تاحال تعین نہیں ہو سکا" جبکہ پچھلے سوال نمبر 1102 کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "صوبہ پنجاب میں پی سی ایس افسران اور سی ایس پی افسران کی تعیناتی Inter Provincial Coordination Committee کے فارمولا کے تحت کی جاتی ہے اور 19۔ستمبر 1993 کے فیصلے کے مطابق گریڈ 20 کے لئے 60 فیصد representation وفاقی سروس کے افسران کی ہے" اس حساب سے تعین تو ہو چکا۔اب از سر نو کون سا تعین کرنا ہے؟میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ صوبے کے اندر ہر دو سروس کے افسران کی بابت جو تناسب 1993 میں مقرر کیا گیا تھا حکومت اس کو letter and spirit میں کب تک implement کرے گی؟یہاں پر صوبائی سروس کے افسران جو کہ اپنے حق کے لئے struggle کر رہے ہیں ان کے بارے میں بھی یہ بات سامنے آئی ہے کہ

چیف سیکرٹری انہیں victimize کر رہے ہیں۔کیا حکومت اس victimization کا ازالہ کرنے میں دلچسپی رکھتی ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں معزز ممبر سے یہ عرض کروں گا کہ جس تناسب کا انہوں نے ذکر کیا ہے وہ تعین اس بات کا ہے کہ اس صوبے میں اتنے فیصد ڈی ایم جی اور اتنے فیصد پی سی ایس یا Provincial cadre کے افسران ہوں گے۔یہ کمشنر زاور ڈی سی اوز کی تعیناتی کا تعین نہیں ہے۔چیف ایگزیکٹو ان میں سے جس کو competent سمجھے اسے تعینات کر سکتا ہے۔جواب میں جو تناسب دیا گیا ہے وہ کمشنر یا ڈی سی۔او کی تعیناتی کے حوالے سے نہیں بلکہ یہ overall ہے۔معزز ممبر نے اپنے سوال کے دوسرے حصے میں victimization کا ذکر کیا ہے۔اس حوالے سے میں عرض کروں گا کہ یہ تاثر قطعی طور پر غلط ہے، کوئی victimization نہیں ہو رہی بلکہ ہماری حکومت کے چار سالوں کے دوران پی سی ایس افسران کو جو سہولتیں اور promotions دی گئیں ہیں وہ پچھلے ساٹھ سالوں میں unprecedented ہیں۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! جواب میں کہا گیا ہے کہ حسیب اطہر راولپنڈی ڈویژن کے کمشنر ہیں، یہ جواب مارچ 2011 میں آیا ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ حسیب اطہر صاحب کی بطور کمشنر راولپنڈی ڈویژن تاریخ تعیناتی کیا ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جواب 9۔مارچ 2011 کو موصول ہوا تھا اور اب اس وقت موجودہ صورتحال کے مطابق بعض جگہوں پر کمشنرز تبدیل ہو چکے ہیں۔میری اطلاع کے مطابق اس وقت راولپنڈی میں زاہد سعید کمشنر ہیں۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! مارچ 2011 میں بھی یہی تھے، یہ وہاں پر گزشتہ ڈیڑھ سال سے کمشنر تعینات ہیں اس لئے میرا موقف یہ ہے کہ جواب غلط دیا گیا ہے۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس کو check کرا لیتا ہوں۔میری اطلاع یہی ہے کہ اس وقت وہاں پر زاہد سعید بطور کمشنر تعینات ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر! سوال نمبر 2267، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے میاں طارق محمود کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی سی ایس ایگزیکٹو کے 1992 میں بھرتی افسران کی ترقی کا مسئلہ

*2267: میاں طارق محمود: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1992 میں پی سی ایس ایگزیکٹو گریڈ 17 میں بھرتی ہونے والے افسران کی ابھی تک پروموشن نہیں ہوئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پانچ سال کے بعد ان کی پروموشن due ہے جبکہ ان کو 16 سال سے زائد عرصہ بھرتی ہوئے گزر چکے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان کی پروموشن آٹھ ہفتے کی لازمی ٹریننگ کا بہانہ بنا کر نہیں کی جا رہی ہے حالانکہ یہ ٹریننگ حکومت نے دینی ہے نہ کہ ان افسران نے زبردستی حاصل کرنا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پروموشن کے لئے اسامیاں بھی خالی ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ان افسران کو پروموشن دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان):

(الف) جی ہاں، یہ درست ہے۔

(ب) PMS، BS-17 سے BS-18 کے سروس رولز کے مطابق پانچ سال کی سروس مکمل کرنے کے بعد PMS ملازمین ترقی کے لئے اہل ہو جاتے ہیں نہ کہ ان کو ترقی دینا لازمی ہو جاتا ہے۔ ترقی کے لئے کسی افسر کی اہلیت اور فٹنس جانچنے کے لئے PSB-II کے ممبران، آفیسرز کو case to case کی بنیاد پر جانچتے ہیں جس کے لئے مندرجہ ذیل اہلیت و معیار پر پورا اترنا نیز خالی سیٹوں کی دستیابی ضروری ہے۔

I. محکمانہ ٹریننگ کی کامیاب تکمیل
II. مکمل سروس ریکارڈ (Free of Adverse remarks)
III. انکوائری کا نہ ہونا۔ (No enquiry)
IV. اچھی شہرت کا حامل ہو۔
V. BS-18 میں ترقی کے لئے پوسٹیں دستیاب ہوں۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔مذکورہ ٹریننگ کا انتظامی ادارہ MPDD ہے اور اس ٹریننگ کا انعقاد MPDD کے شیڈول کے مطابق ہر سال ایک مرتبہ کیا جاتا ہے۔ٹریننگ میں نامزدگی کے لئے سنیارٹی کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔

i. EX-PCS اور PSS کیڈر کے BS-17 افسران میں سے بالترتیب 21 اور 9 افسران کو ٹریننگ کے لئے نامزد کیا جاتا ہے۔

ii. 2008 میں MPDD کے جاری شیڈول کے مطابق 30 افسران کو ماہ ستمبر میں ٹریننگ کے لئے نامزد کیا تھا۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)تاہم ماہ رمضان میں عوام کو سستی اور معیاری اشیائے خورد و نوش مہیا کرنے کی مہم کی وجہ سے اور جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کے احکامات کی روشنی میں یہ ٹریننگ عوام کے وسیع تر مفاد میں منسوخ کر دی گئی۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

iii. مزید براں دسمبر 2008 میں محرم الحرام کے شروع ہونے کی وجہ سے MPDD نے 2008 کی ٹریننگ کو Re-Schedule کر کے 26 جنوری 2009 سے شروع کرنے کے لئے کہا اور S&GAD نے نئے شیڈول کے مطابق مذکورہ بالا 30 افسران کو مطلع کر دیا ہے۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(د) یہ درست نہ ہے کیونکہ تمام دستیاب اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے PSB-II کی میٹنگ 29-9-2008 کو ہوئی تھی اور اہل افسران کو BS-18 میں ترقی دے دی گئی تھی اور اب کوئی پوسٹ پروموشن کوٹا میں ترقی کے لئے دستیاب نہ ہے۔

(ہ) جی ہاں افسران کی ترقی میں حکومت پنجاب (S&GAD) کی طرف سے کوئی امر مانع نہ ہے۔تاہم ان کی ترقی پوسٹوں کی دستیابی اور ریگولیشن ونگ ایس اینڈ جی اے ڈی کے جاری کردہ مراسلہ نمبر SOR-II(S&GAD)2-17/2002 جس کو گورنر پنجاب کی منظوری حاصل ہے(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)کے مطابق تربیتی کورس کو بھی ترقی کے لئے لازمی قرار دے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر! جواب کے جز(ج)میں کہا گیا ہے کہ "2008 میں MPDD کے جاری شیڈول کے مطابق 30 افسران کو ماہ ستمبر میں ٹریننگ کے لئے نامزد کیا گیا تھا۔تاہم ماہ رمضان میں عوام کو سستی اور معیاری اشیاء خورد و نوش مہیا کرنے کی مہم کی وجہ سے اور جناب وزیر

اعلیٰ پنجاب کے احکامات کی روشنی میں یہ ٹریننگ عوام کے وسیع تر مفاد میں منسوخ کر دی گئی۔"اڑھائی سال کا عرصہ گزر چکا ہے تو کیا ان 30 افسران کو ٹریننگ دی جا چکی ہے اور اب تک کتنے ملازمین کو promotions مل چکی ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جز(ج) سے متعلق latest position کا پوچھا ہے۔ میں اس کی latest position پڑھ دیتا ہوں۔ یہ درست ہے کہ ان کی promotion کے لئے آٹھ ہفتے کی ٹریننگ لازمی ہے تاہم 2009 سے جولائی 2011 تک 225 افسران کو ٹریننگ پر بھیجا جا چکا ہے اور یہ بھی unprecedented ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں اس عرصے کے دوران افسران کی ٹریننگ کرائی گئی ہے۔ اسی طرح 35 افسران پر مشتمل ایک مزید گروپ 30-01-2012 سے ٹریننگ پر جانے کے لئے تیار ہے یعنی اب تک 225 افسران کی ٹریننگ ہو چکی ہے اور 35 افسران کو مورخہ 30-01-2012 سے ٹریننگ پر بھیجا جا رہا ہے۔ کم و بیش within next six month سارے کا سارا backlog clear ہو جائے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ڈی ایم جی گروپ کو پی سی ایس افسران کے اوپر فوقیت دینے کی کیا وجوہات ہیں، جب آپ پی سی ایس افسران کو promotion ہی نہیں دیں گے تو پھر وہ آگے کیسے آئیں گے؟ obviously جب ان کا گریڈ کم ہو گا، ان کی promotion رُک جائے گی تو پھر بہانہ مل جائے گا کہ یہاں پر ڈی ایم جی گروپ کے افسران کو ہی تعینات کرنا ہے۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ ڈی ایم جی افسران کو پی سی ایس افسران پر فوقیت کیوں دی جاتی ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ہم نے اس uneven treatment کو دُور کرنے کے لئے بہت ہی بہتر انداز سے کام کیا ہے باقی کسی بھی پی سی ایس یا Provincial Cadre کے آفیسر کو ڈی ایم جی پر یا ڈی ایم جی کو پی سی ایس کے اوپر ترجیح دینے کا کوئی قانون، rules اور نہ ہی اس کی کوئی اجازت ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ سب کچھ تب ہوا جب یہ پی سی ایس افسران سڑکوں پر آئے، انہوں نے شور مچایا اور جلوس نکالے۔ یہ سب کچھ صرف صوبہ پنجاب میں ہو رہا ہے، ایسا کیوں ہو رہا ہے اور اس کا جواب دے دیں کہ ایسا کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!یہ تاثر بالکل غلط ہے۔پی سی ایس افسران کو جو بھی دیا گیا وہ اُس کمیٹی کی negotiations کے نتیجے میں دیا گیا جس کمیٹی کو میں نےheadکیااور اُس کمیٹی میں اُن کے ساتھ جو طے ہوا تھا اُس کے بعد اُن کے چند لوگ خواہ مخواہ اور غلط اشاروں پر احتجاج پر گئے۔اُن کے اُس احتجاج کے بعد اُن طے شدہ چیزوں میں کوئی اضافہ ہوا،نہ کوئی کمی ہوئی اس لئے اُن کے ساتھ table on بیٹھ کر اُن کا حق طے کیااور اُس پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔

محترمہ آمنہ اُلفت:جناب سپیکر!محکمہ کی طرف سے یہ جواب دیا گیا ہے کہ اُن کی پروموشن نہیں ہوئی تو پھر اُن کی کیا شنوائی ہوئی ہے؟

جناب سپیکر:جی،راناصاحب!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!محکمہ کی طرف سے یہ جواب 28۔جون2009 کو موصول ہوا تھا۔میں نے یہاں کہا ہے کہ یہ ساری negotiations اُس کے بعد ہوئی ہیں اور طے شدہ agreement پر 85 فیصد عملدرآمد ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر:اگلا سوال راناآصف محمود صاحب کا ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر:جناب سپیکر!,On his behalf Question No. 3153(معزز ممبر نے آصف محمود کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

کوارٹرز 4/3 رومز کی الاٹمنٹ Parent سکیم میں شامل کرنے کا مسئلہ

*3153:راناآصف محمود:کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جنوری2009 کی سرکاری کوارٹر کی الاٹمنٹ پالیسی کے تحت سنگل روم، ٹو روم جونیئر اور ٹو روم سینئر کوارٹرز کی الاٹمنٹ Parent Scheme کے تحت سرکاری ملازمین کو ہو سکتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس پالیسی کے تحت 4/3 روم کوارٹرز کی الاٹمنٹ میں Parent Scheme کی سہولت نہ ہے،خواہ متعلقہ ملازم کے بیٹے/بیٹی کی entitlement بھی ہو؟

(ج) کیا حکومت 4/3 روم کوارٹرز کی الاٹمنٹ بھی Parent Scheme سکیم میں شامل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) صرف مجاز محکمہ جات کے ملازمین کی حد تک درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) نہیں، کیوں کہ 4-3 رومز کیٹیگریز میں گریڈ17 کے افسران بھی رہائش پذیر ہوتے ہیں جن کی لاہور سے باہر ٹرانسفر ہوتی رہتی ہے۔ نیز حکومت کو اپنی رواں ضروریات کے لئے ان رہائش گاہوں کی ضرورت رہتی ہے اس لئے 4-3 رومز اور اس سے بالا تمام کیٹیگریز میں Parent Concession Scheme کی سہولت موجود نہ ہے۔ یہ سہولت صرف چھوٹے ملازمین کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف اہل محکمہ جات کے ملازمین کو دی گئی ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز(ج) کے حوالے سے ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اب تک کتنے ملازمین کو rules suspend کر کے 4/3 رُوم کے گھر parent scheme کے تحت الاٹ کئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جز (ج) میں ہے کہ کیا حکومت 4/3 رُوم کوارٹر کی الاٹمنٹ بھی parent scheme میں شامل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ تو اس کا جواب ہے کہ، نہیں۔ کیونکہ 4/3 رُوم کیٹیگری میں گریڈ۔17 کے افسران بھی رہائش پذیر ہوتے جن کی لاہور سے باہر ٹرانسفر ہوتی رہتی ہے تو اس میں معزز ممبر جو انفارمیشن مانگ رہے ہیں وہ انفارمیشن اس سوال کے جز(ج) کے تحت تو نہیں بنتی۔ اگر معزز ممبر یہ چاہتے ہیں تو میں ان کو انفارمیشن لے کر فراہم کر دوں گا۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! محترم وزیر قانون یہ انفارمیشن Monday کو بتا دیں۔

جناب سپیکر: جی، بتا دیں گے۔ اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! On his behalf Question No. 4178,

(معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

محکمہ انٹی کرپشن گوجرانوالہ ریجن میں کرپشن کے مقدمات کی تفصیلات

*4178:چودھری محمد اسد اللہ:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ انٹی کرپشن گوجرانوالہ ریجن میں سال2007اور2008میں کرپشن کے کتنے مقدمات درج کئے گئے؟

(ب) مذکورہ عرصہ میں کتنے مقدمات کا چالان عدالتوں میں پیش کیا جاچکا ہے، کتنے مقدمات ابھی زیر تفتیش ہیں اور کتنے مقدمات کے فیصلے ہو چکے ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن(رانا ثناء اللہ خان):

(الف) محکمہ انٹی کرپشن گوجرانوالہ ریجن میں سال2007 میں 137اور سال2008 میں 194 مقدمات درج ہوئے۔

(ب)

(I) مذکورہ عرصہ میں کل102 مقدمات کے چالان انٹی کرپشن عدالت میں پیش کئے جاچکے ہیں۔

(II) مذکورہ عرصہ کے ابھی5 مقدمات زیر تفتیش ہیں۔

(III) مذکورہ عرصہ میں326 مقدمات کے فیصلے ہو چکے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!یہ سوال محکمہ انٹی کرپشن کے بارے میں ہے۔ میں ایک وضاحت کر کے ضمنی سوال پوچھنا چاہوں گا۔جب کسی سرکاری ملازم کے خلاف کوئی انکوائری ہو اور وہ چار دفعہ گنہگار ثابت ہو تو پھر اُس کا چالان عدالت میں جاتا ہے۔ پہلے ابتدائی انکوائری میں مجرم ثابت ہو تو پھر ریگولر انکوائری لگائی جاتی ہے۔اگر اُس کو ریگولر انکوائری میں مجرم قرار دیا جائے تو پھر اُس کو موقع دیا جاتا ہے اور پرچہ دیا جاتا ہے۔ پرچہ درج ہونے کے بعد وہ گنہگار ثابت ہو تو پھر اُس کے خلاف judicial action کیا جاتا ہے اور اُس کے بعد اُس کو گرفتار کیا جاتا ہے۔ حالت یہ ہے کہ اتنی دیر تک سائلین تھک کر بیٹھ چکے ہوتے ہیں۔کیا یہ سرکاری ملازم کو ریلیف دینے والی بات نہیں ہے کہ اگر تین ریگولر انکوائریوں میں وہ گنہگار ثابت ہو تو پھر اُس کے خلاف کارروائی ہو گی؟08-2007 کے مقدمات ابھی تک زیر تفتیش ہیں یعنی پانچ سال بعد بھی اُن میں سے پانچ مقدمات ابھی تک زیر تفتیش ہیں اور یہ مقدمات درج ہونے سے پہلے بھی کوئی دو سال انکوائریوں میں لگے ہوں گے۔137اور 194 یہ تقریباً سواتین سو مقدمات بنتے ہیں اور یہ مقدمات ابھی عدالتوں کے اندر دس سال چلیں گے۔ میں محترم وزیر

قانون سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر عوام الناس کو ریلیف دینا ہے تو کیا یہ انٹی کرپشن کے اتنے procedure lengthy کو بہتر کرنے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سوال کا جواب بڑا مختصر ہے میں اس کو ذرا پڑھ دیتا ہوں تاکہ یہ پوزیشن واضح ہو جائے۔

(الف) محکمہ انٹی کرپشن گوجرانوالہ ریجن میں سال 2007 میں 137 اور سال 2008 میں 194 مقدمات درج ہوئے۔

(ب)

(I) مذکورہ عرصہ میں کل 102 مقدمات کے چالان انٹی کرپشن عدالت میں پیش کئے جا چکے ہیں۔

(II) مذکورہ عرصہ کے ابھی 5 مقدمات زیر تفتیش ہیں۔

(III) مذکورہ عرصہ میں 326 مقدمات کے فیصلے ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر! اگر پانچ مقدمات زیر تفتیش ہیں تو 326 مقدمات کے فیصلے بھی ہو چکے ہیں۔ جہاں تک ان پانچ مقدمات کی بات ہے تو چونکہ یہاں پر case to case specific information درج نہیں ہے لیکن میں اپنی انفارمیشن کی بنیاد پر کہتا ہوں کہ یہ زیر تفتیش مقدمات اس لئے نہیں ہوتے کہ ان کی تفتیش مکمل نہیں ہو رہی ہوتی بلکہ اس میں ہوتا یہ ہے کہ ملزمان بیرون ملک چلے جاتے ہیں یا گرفتار نہیں ہوتے پھر اس میں عدالتوں سے stay ہو جاتا ہے اور بعض مقدمات میں تین تین سال تک stay چلتے ہیں۔ اس میں مختلف وجوہات ہوتی ہیں اگر یہ وجوہات نہ ہوں تو کسی بھی مقدمے کو اتنا عرصہ تفتیش میں نہیں لگ سکتا۔ جس process کا انہوں نے ذکر کیا وہ پورا process within 30 or 35 days complete ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ انٹی کرپشن کے اندر بہت زیادہ کرپشن ہے تو What is the accountability procedure of Anti Corruption? اور اس سے link دوسرا سوال یہ ہے کہ اس وقت پنجاب میں ہماری جو پولیٹیکل گورنمنٹ ہے اُس میں انٹی کرپشن کا کون انچارج ہے اور انہوں نے ان سے آخری دفعہ کب میٹنگ کی؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محکمہ انٹی کرپشن کے سربراہ ڈی جی انٹی کرپشن عابد جاوید صاحب ہیں جو بڑے سینئر اور well reputed officer ہیں۔ جہاں تک اس معاملے میں انچارج انٹی کرپشن کا تعلق ہے تو اس محکمہ کا Administrative Head ڈی جی انٹی کرپشن ہوتا ہے اور اس کے political head کی کوئی گنجائش موجود نہیں ہے کیونکہ آپ کے علم میں ہے کہ اس محکمہ کے معاملات politics سے ہٹ کر ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! میں محترم وزیر قانون کے سوال سے مطمئن ہوں وہ اس لئے کہ ڈی جی انٹی کرپشن تو اس محکمہ کا سربراہ ہے، accountability تو منتخب حکومت نے کرنی ہوتی ہے تو ڈی جی یا اس محکمہ کا سپاہی، وہ تو ایک ہی چٹے کے بٹے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس میں ہمارا کیا role ہے، کیا ہم نے اُن کے فیصلوں کو بہروں اور گونگوں کی طرح ہی قبول کرنا ہے، اگر انٹی کرپشن والے ہی کرپٹ ہوں تو ہم کس لئے منتخب ہوئے ہیں اس میں ہمارا یا ہماری حکومت کا کیا role ہے، پوری دنیا میں حکومتیں اسی لئے ہوتی ہیں کہ ہم نے ان کو بیلنس کرنا ہے، اگر ڈی جی صاحب ہی وزیر اعلیٰ بن جائیں تو اس میں ہمارا کیا role ہے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محکمہ انٹی کرپشن کی internal working میں موجودہ قانون کے مطابق کسی political role کی گنجائش موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ پرائیویٹ ممبر ڈے پر کوئی چیز لے کر آئیں تو پھر اس پر بات کریں گے۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ اُلفت!

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! ابھی وزیر قانون صاحب نے کہا کہ ملزمان باہر بھاگ جاتے ہیں، اُس کے بعد پکڑے نہیں جاتے تو ہم اتنے بے بس کیوں ہیں اور ہماری پکڑ اتنی کمزور کیوں ہے کہ وہ آرام سے بھاگ جاتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی،راناصاحب!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!ملزم کہتا ہے کہ میں اپنے عزیزوں سے ملنے کے لئے جارہاہوں اور اُن کے نامECL میں ہوتے ہیں وہ اس کے باوجود چلے جاتے ہیں توان تمام چیزوں کا محترمہ خود بہتر جواب دے سکتی ہیں۔

محترمہ آمنہ اُلفت:جناب سپیکر!یہ کوئی جواب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی،اب آپ رہنے دیں۔آپ مہربانی کریں۔آپ کا بھی شکریہ،اُن کا بھی شکریہ

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!میری گزارش یہ ہے کہ [*******](قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:انہوں نے کیا کہا ہے۔انہوں نے کسی کا نام نہیں لیا۔محترمہ!آپ اپنے الفاظ واپس لیں۔یہ بات غلط ہے۔ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔آپ تشریف رکھیں۔آپ کی مہربانی۔یہ وقفہ سوالات ہے۔اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!سوال نمبر4402ہے۔

ضلع شیخوپورہ، پانی چوری کے مقدمات کی تفصیلات

*4402: محترمہ نگہت ناصر شیخ:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ میں جنوری تا اگست2009 محکمہ انٹی کرپشن نے محکمہ انہار میں رشوت کے زور پر پانی چوری کے کتنے لوگوں کو گرفتار کیا؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ مذکورہ بالا عرصہ کے دوران پٹواری بھی پانی چوری کے عوض رشوت لیتے ہوئے بھی پکڑے گئے؟

(ج) محکمہ انٹی کرپشن نے محکمہ انہار میں پانی چوری کرنے والے لوگوں کو کتنا جرمانہ اور کتنی سزا دلوائی؟

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) پانی کی چوری انٹی کرپشن کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے۔تاہم اس ضمن میں رشوت کا کوئی معاملہ انٹی کرپشن کے سامنے نہ آیا۔لہذا مذکورہ عرصہ میں انٹی کرپشن نے کوئی کارروائی نہ کی۔

(ب) کوئی پٹواری نہر رشوت لیتے ہوئے مذکورہ عرصہ میں نہیں پکڑا گیا کیونکہ کسی متاثرہ فریق نے ریڈ کے لئے انٹی کرپشن سے رجوع ہی نہیں کیا۔

(ج) پانی چوری کرنے والوں کے مقدمات نہ تو انٹی کرپشن درج کرتی ہے اور نہ ہی انٹی کرپشن جج سماعت کرتا ہے۔پانی چوری مقامی پولیس کا معاملہ جو کہ عام عدالتوں میں سماعت ہوتا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(الف) کا جواب دیا گیا ہے کہ پانی کی چوری انٹی کرپشن کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے۔ جز(ب) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ کیونکہ کسی متاثرہ فریق نے ریڈ کے لئے انٹی کرپشن سے رجوع نہیں کیا اس لئے کوئی مقدمہ درج نہیں ہوا یا پکڑ نہیں ہوئی۔ جز(ج) میں ہے کہ پانی چوری کرنے والوں کے مقدمات نہ تو انٹی کرپشن درج کرتی ہے اور نہ ہی انٹی کرپشن جج سماعت کرتا ہے۔پانی چوری مقامی پولیس کا معاملہ جو کہ عام عدالتوں میں سماعت ہوتا ہے۔اس کی وضاحت فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر اس میں معزز ممبر نے جو بات کی ہے، اس میں تھوڑا ابہام ہے یعنی اگر مقدمہ پانی کی چوری کا ہوگا تو وہ پولیس PPC کی general provisions یا دوسرے قوانین کے مطابق درج ہوگا۔اگر شکایت یہ ہوگی کہ کسی نہر کے کسی سرکاری اہلکار نے رشوت لے کر پانی چوری کرایا ہے تو پھر وہ معاملہ انٹی کرپشن سے متعلق ہوگا اس لئے پانی کی چوری انٹی کرپشن شیڈول کا offence نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کا ہے۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! on his behalf سوال نمبر 5041 ہے۔(معزز ممبر نے سردار خالد سلیم بھٹی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

سال2007-08، ضلع وہاڑی سکالرشپ، شادی گرانٹ کی وصول ہونے والی درخواستوں کی تفصیلات

*5041: سردار خالد سلیم بھٹی: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال08۔2007 کے دوران ضلع وہاڑی سے کتنی درخواستیں سکالرشپ، شادی گرانٹ، ڈیتھ گرانٹ اور ماہانہ امداد کی وصول ہوئیں، درخواست دہندگان کے نام وپتاجات بتائیں؟

(ب) کتنی درخواستوں پر فیصلہ ہو چکا ہے اور چیک تقسیم ہو چکے ہیں؟

(ج) کتنی درخواستیں کس کس دفتر میں کس کس بناء پر pending ہیں، یہ درخواستیں کب سے pending ہیں؟

(د) کتنی درخواستیں فنڈز کی کمی کی وجہ سے pending ہیں فنڈز کی فراہمی کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھارہی ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان):

(الف) مالی سال2007-08 کے دوران ضلع وہاڑی میں وظیفہ جات کی1016، شادی گرانٹ525، ڈیتھ گرانٹ397 اور ماہانہ امداد کی120 درخواستیں وصول ہوئیں۔درخواست دہندگان کے نام وپتاجات کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام موصولہ درخواستوں پر فیصلہ ہو چکا ہے اور چیک بھی جاری ہو چکے ہیں۔

(ج) فنڈز مہیا کر دیئے گئے اور اب کوئی درخواست pending نہیں ہے۔

(د) فنڈز مہیا کر دیئے گئے اور اب کوئی درخواست pending نہیں ہے۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! جز(ب) میں پوچھا گیا تھا کہ کتنی درخواستوں پر فیصلہ ہو چکا ہے اور چیک تقسیم ہو چکے ہیں؟ اس کا جواب آیا ہے کہ تمام موصولہ درخواستوں پر فیصلہ ہو چکا ہے اور چیک بھی جاری ہو چکے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ چیک کب جاری ہوئے ہیں اور کیا یہ cash بھی ہوئے ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبر کا سوال کا جز(ب) تھا کہ کتنی درخواستوں پر فیصلہ ہو چکا ہے اور چیک تقسیم ہو چکے ہیں؟ تو تمام موصولہ درخواستوں پر فیصلہ ہو چکا ہے اور چیک بھی جاری ہو چکے ہیں۔اس میں تاریخ کا ذکر نہیں تھا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اگلا سوال انجینئر قمرالاسلام راجہ صاحب کا ہے!جی،راجہ صاحب!

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر!سوال نمبر5114ہے۔

ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5114:انجینئر قمرالاسلام راجہ: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ انٹی کرپشن کی کل افرادی قوت بشمول ڈیپوٹیشن پر آئے ہوئے ملازمین کتنی ہے اور اس محکمہ کے لئے سال10۔2009کے بجٹ میں کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟

(ب) محکمہ نے صوبہ بھر میں سال09-2008دو سالوں میں کل کتنے چالان مکمل کر کے عدالتوں میں بھیجے ہیں،ان کی ڈویژن وار تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن(راناثناءاللہ خان):

(الف) محکمہ انٹی کرپشن پنجاب کی کل افرادی قوت بشمول ڈیپوٹیشن 1551 ملازمین پر مشتمل ہے۔ مالی سال10-2009 کے بجٹ میں محکمہ انٹی کرپشن پنجاب کو-/329920000روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

(ب) محکمہ نے صوبہ بھر میں سال09-2008 دو سالوں میں کل1184 چالان مکمل کر کے برائے سماعت عدالتوں میں بھیجے ہیں،ان کی ڈویژن/ریجن وار تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

نمبر شمار	ڈویژن/ریجن	2008	2009
1	ہیڈکوارٹر	7	29
2	لاہور ریجن	94	124
3	گوجرانوالہ ریجن	46	81
4	راولپنڈی ریجن	65	74
5	فیصل آباد ریجن	68	83
6	سرگودھا ریجن	31	61
7	ملتان ریجن	22	82
8	ڈی جی خان	37	30
9	بہاول پور ریجن	101	149
	کل میزان	471	713

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر!اس میں جو جواب دیا گیا ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ تینتیس کروڑ روپیہ محکمہ انٹی کرپشن کا ایک سال کا بجٹ ہے اور دو سال میں 1184 چالان ہوئے مقدمات عدالتوں

میں بھیجے گئے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں گریڈ19 یا اس سے زیادہ گریڈ کے افسران کے کتنے چالان بھیجے گئے ہیں، ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ پٹواری یا کلرک ہتھے چڑھتا ہے تو سینئر افسران کے خلاف کتنی کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبر کا جو سوال ہے وہ کافی relevant ہے لیکن اس سوال میں اس قسم کی کوئی information نہیں پوچھی گئی۔ اس میں صرف یہ پوچھا گیا تھا کہ محکمہ انٹی کرپشن میں کل ملازمین کی تعداد کتنی ہے اور وہ بتایا گیا ہے کہ 1551 ملازمین پر مشتمل ہے۔ اس میں گریڈ کے مطابق تفصیل نہیں مانگی گئی تھی۔ اس کے علاوہ چالان کا پوچھا گیا تھا تو 1184 چالان پیش کئے گئے ہیں، ان میں بھی تفصیل نہیں مانگی گئی تھی۔ معزز ممبر اگر یہ تفصیل چاہتے ہیں تو میں محکمہ سے لے کر ان کو پہنچا دوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا تو آگے سوال آ رہا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں نے اسی پر ضمنی سوال کرنا ہے۔

جناب سپیکر: وقت ختم ہو جائے گا تو آپ کا سوال نہیں آئے گا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! کوئی بات نہیں۔ مجھے اس پر ضمنی سوال کرنے دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، پوچھئے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! محکمہ انٹی کرپشن کا 09-2008 میں سالانہ بجٹ تینتیس کروڑ روپے تھا۔ میرا سوال یہ ہے کہ محکمہ انٹی کرپشن نے گورنمنٹ کو recovery کتنے پیسوں کی کر کے دی ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں recovery ان کے ذمہ نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر: اس میں تو چالان ہوتے ہیں اور سزا ہوتی ہے۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر کوئی recovery ہو بھی تو متنازعہ یا bribe money کی recovery ہوتی ہے اور وہ اس مقدمہ کا حصہ ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: وہ رقم مال مقدمہ ہو جاتی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! recovery ہوتی ہے، جب تعمیرات کے حوالے سے ایس ای، ایکس ای این اور ایس ڈی او گورنمنٹ کے پیسے سے کمیشن لیتے ہیں۔ یہاں فرض کریں کہ کوئی منصوبہ ایک کروڑ کا ہو اور اس کی رقم دو کروڑ ظاہر کر دیں تو وہ اضافی رقم لی جاتی ہے وہ recovery کی مد میں ڈال کر حکومت پنجاب کے خزانے میں جانی چاہئے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان سالوں کے اندر محکمہ انٹی کرپشن نے حکومت کا پیسا جو سرکاری ملازمین نے خُورد بُرد کیا یا جو زائد تخمینہ جات بنا کر نقصان پہنچایا اس میں سے کتنی رقم محکمہ انٹی کرپشن نے recover کر کے ڈیپارٹمنٹ کو دی ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جہاں تک recovery کا آڈٹ رپورٹس کے بعد تعلق ہے تو آڈٹ پیرے بنتے ہیں۔ آپ کے علم میں ہے کہ اس میں پبلک اکاؤنٹ کمیٹی recovery ڈالتی ہے۔ جہاں تک اس معاملے کا تعلق ہے کہ جو رقم خُورد بُرد ہوئی اور اس میں جو recovery ہوئی تو اس بارے میں تفصیل نہیں پوچھی گئی تھی۔ میں محکمہ سے تفصیل لے کر انہیں فراہم کر دوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب یہ فرما رہے تھے کہ یہاں recovery نہیں ہوتی تو میں نے وضاحت یہ کی ہے کہ recovery ہوتی ہے۔ اگر یہ پوچھا جاتا کہ recovery کتنی ہوئی ہے یا کتنی نہیں ہوئی تو یہ fresh question بنتا ہے۔ میں یہ وضاحت چاہتا ہوں کہ recovery ہوتی ہے کیونکہ اس کے قوانین موجود ہیں۔ اس کے علاوہ جو آڈٹ پیروں میں پبلک اکاؤنٹ کمیٹی متعلقہ محکمہ کو آرڈر کرتی ہے کہ اس میں اتنی خُورد بُرد ہوئی ہے اور محکمہ آفیسر کی انکوائری کرے۔ That is totally irrelevant to this question.

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ انہوں نے جواب دے دیا ہے۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم نولاٹیا صاحب کی اطلاع کے لئے یہ عرض کر دوں کہ ایک recovery pre bargain ہوتی ہے جس کا اختیار نیب کو حاصل ہے مثلاً اگر کسی ملزم کے خلاف دو کروڑ روپے کا الزام ہے تو bargaining کر کے دو کروڑ روپے سے کم یا زیادہ کروا سکتا ہے لیکن انٹی کرپشن میں جرم کرنے والے ملزم کو گرفتار کر کے مال مسروقہ کے

طور پر ہی برآمد کیا جاتا ہے۔ جس طرح کی recovery نیب یا آڈٹ پیروں کے ذریعے ہوتی ہے اُس طرح کا اختیار انٹی کرپشن کو نہیں ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں انٹی کرپشن کے rules بتا رہا ہوں کہ کوئی بھی guilty افسر جس نے public کے کسی آدمی سے رقم لی ہو وہ مال مقدمہ کے طور پر اُس فرد کو دے دی جاتی ہے۔ اگر کسی افسر نے گورنمنٹ کے پیسے کی embezzlement کی ہو تو لاء منسٹر صاحب مان لیں کہ اُس کی recovery ہوتی ہے۔ یہ بات درست ہے کہ اس سوال میں یہ fresh question بنتا ہے لیکن گورنمنٹ کے پیسے کی recovery انٹی کرپشن کا ادارہ ہی کرتا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور۔مال روڈ پر واقع سرکاری دفاتر کا کھلے مقام پر منتقل کرنے کا مسئلہ

*327: میاں نصیر احمد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور میں بے ہنگم ٹریفک کی وجہ سے حکومت پنجاب اپنے بیشتر دفاتر کو کسی کھلے مقام پر منتقل کرنا چاہتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ زیادہ تر سرکاری دفاتر و ذیلی دفاتر مال روڈ اور لوئر مال پر موجود ہیں، جن کی وجہ سے ان شاہراہوں پر رش رہتا ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب اپنے دفتر و ذیلی دفاتر کسی کھلے مقام پر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کن کن دفاتر و ذیلی دفاتر کو کب تک منتقل کر دیا جائے گا، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ فی الحال درست نہ ہے۔

(ب) یہ بات درست ہے کہ بہت سے سرکاری دفاتر اور ذیلی دفاتر مال روڈ اور لوئر مال پر واقع ہیں جن میں پنجاب حکومت، وفاقی حکومت اور پرائیویٹ کمپنیوں کے دفاتر شامل ہیں۔شہر میں ان دفاتر کی موجودگی کی وجہ سے عوام کو دسترس کی سہولت ہے۔

(ج) جواب اثبات میں نہ ہے۔دفاتر کی منتقلی ایک بہت بڑا منصوبہ ہے جس کے لئے کثیر سرمایہ اور جگہ کی ضرورت ہے۔

سرکاری ملازمین کے لئے بنیوولینٹ فنڈز سے ماہانہ امداد کی تفصیلات

*4187:چودھری محمد اسد اللہ:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ کسی بھی سرکاری ملازم کی دوران سروس وفات پر اس کی بیوہ یا فیملی ممبر کو حکومت بنیوولینٹ فنڈ سے ماہانہ امداد کرتی ہے،اگر ہاں تو گریڈ وائز تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ موجودہ امداد جو کہ آخری بار2002میں بڑھائی گئی تھی حالیہ مہنگائی کی وجہ سے ناکافی ہے کیاحکومت اسے بڑھانے کے لئے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ مذکورہ امداد میں گریڈ کے لحاظ سے کافی فرق ہے کیاحکومت اس فرق کو کم کرنے کے لئے تیار ہے؟

(د) کیایہ بھی درست ہے کہ ضلع حافظ آباد کے مستحق ملازمین کو بنیوولینٹ فنڈ سے فنڈز کی کمی کی وجہ سے متواتر امداد نہیں مل رہی،اگر ہاں تو کیاحکومت ضروری فنڈ مہیا کرنے کو تیار ہے نیز جنوری2006سے اب تک کتنے فنڈز سالانہ درکار تھے اور کتنے فنڈز مہیا کئے گئے تفصیل بیان کی جائے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ تمام سرکاری ملازم جو کہ دوران سروس وفات پا جاتے ہیں یا ریٹائرمنٹ کے 15 سال کے بعد وفات پا جاتے ہیں تو ان کی بیوگان اور اہل فیملی ممبران کو بہبود فنڈ سے ماہانہ امداد دی جاتی ہے،ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

BS-01to10	Rs.1300PM
BS-11to16	Rs.1700PM
BS-16to17	Rs.3500PM
BS-18to19	Rs.6000PM
BS-20& above	Rs.8000PM

(ب) جی ہاں یہ درست ہے کہ موجودہ امداد آخری بار2002 میں بڑھائی گئی لیکن اس امداد کو مزید نہیں بڑھایا جاسکتا کیونکہ اس وقت بہبود فنڈ بورڈ کی مالی حالت اتنی مستحکم نہ ہے۔

(ج) جی ہاں یہ درست ہے کہ مذکورہ اضافہ میں گریڈ کے لحاظ سے فرق ہے لیکن اس فرق کو دور نہیں کیا جاسکتا کیونکہ گرانٹ شرح کٹوتی کے حساب سے دی جاتی ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے، ضلع حافظ آباد کو ماہانہ امداد 2006تا2011 مبلغ۔/ 3,34,51,255 روپے اور مجموعی طور پر مبلغ۔/5,56,94,988روپے دیئے گئے۔

انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*5202:جناب محمد نوید انجم:کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ کا کل بجٹ مالی سال09۔2008اور10۔2009 کا کتنا تھا؟

(ب) کتنا بجٹ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے /ڈی اے پر خرچ ہوا؟

(ج) کتنا بجٹ سرکاری گاڑیوں کی مرمت /پٹرول /ڈیزل پر خرچ ہوا؟

(د) کتنی رقم سے کون کون سی نئی گاڑیاں خرید کی گئیں ان کے نمبر، ماڈل اور قیمت خرید بتائیں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) انٹی کرپشن پنجاب کا مالی سال09-2008 کا کل بجٹ۔/332297000روپے تھا جبکہ موجودہ مالی سال10-2009 کا کل بجٹ۔/329920000روپے ہے۔

(ب) مالی سال09-2008 میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے /ڈی اے پر کل خرچہ ۔/223640607روپے تھا جبکہ مالی سال10-2009 میں یہ دسمبر2009 تک کا خرچہ ۔/119345922روپے ہے۔

(ج) مالی سال09-2008میں سرکاری گاڑیوں کی مرمت /پٹرول /ڈیزل پر۔/18387797 روپے خرچ ہوئے جبکہ مالی سال10-2009 میں دسمبر2009 تک یہ خرچہ۔/7084257 روپے ہے۔

(د) مالی سال09-2008 میں ایک عدد ہنڈا سٹی گاڑی نمبری LEG-505خریدی گئی جس کی قیمت۔/1202000روپے تھی۔

انٹی کرپشن ریجن گوجرانوالہ میں تھانہ جات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5693:ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) انٹی کرپشن ریجن گوجرانوالہ میں کون کون سے اضلاع شامل ہیں؟

(ب) اس ریجن میں انٹی کرپشن کے کتنے تھانہ جات کس کس جگہ ہیں؟

(ج) ان تھانوں میں یکم جنوری2009 سے آج تک کتنے مقدمات درج ہوئے؟

(د) کتنے افراد کو گرفتار کیا گیا؟

(ہ) اس وقت ان تھانوں کے کتنے ملزمان مفرور ہیں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) انٹی کرپشن گوجرانوالہ ریجن ضلع گوجرانوالہ، سیالکوٹ، حافظ آباد، نارووال، گجرات اور منڈی بہاؤالدین پر مشتمل ہے۔

(ب) گوجرانوالہ ریجن کے کل سات تھانے ہیں۔جن کا محل وقوع درج ذیل ہے:-

1- تھانہ انٹی کرپشن ریجن گوجرانوالہ سیشن کورٹ روڈ گوجرانوالہ
2- تھانہ انٹی کرپشن گوجرانوالہ، ضلع کونسل ہال گوجرانوالہ
3- تھانہ انٹی کرپشن حافظ آباد، مدریانوالہ روڈ نزد ڈگری کالج حافظ آباد
4- تھانہ انٹی کرپشن سیالکوٹ، برقلعہ سیالکوٹ
5- تھانہ انٹی کرپشن نارووال، کچہری روڈ نارووال
6- تھانہ انٹی کرپشن گجرات، نزد لاری اڈا گجرات
7- تھانہ انٹی کرپشن منڈی بہاؤالدین، صدر روڈ منڈی بہاؤالدین

(ج) ان تھانوں میں یکم جنوری2009 سے لے کر اب تک 215 مقدمات درج ہو چکے ہیں۔

(د) اب تک 267 افراد کو گرفتار کیا جا چکا ہے۔

(ہ) اس وقت ان تھانوں کے کل 13 ملزمان مفرور ہیں۔

انٹی کرپشن ریجن گوجرانوالہ میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5694:ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ انٹی کرپشن ریجن گوجرانوالہ میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ب) کتنے ملازمین کے خلاف یکم جنوری2009 سے آج تک رشوت وصول کرنے کی شکایت وصول ہوئی ہے؟

(ج) کتنے ملازمین کے خلاف یہ شکایت درست ثابت ہوئی ہے؟

(د) ان ملازمین کے خلاف کیا کیا ایکشن لیا گیا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس وقت انٹی کرپشن گوجرانوالہ ریجن میں کل 149 اہلکاران وافسران کام کر رہے ہیں۔

(ب) انٹی کرپشن ریجن گوجرانوالہ کے کسی ملازم کے خلاف یکم جنوری 2009 سے لے کر تاحال کوئی درخواست موصول نہ ہوئی ہے۔

(ج) کسی ملازم کے خلاف کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی ہے۔

(د) جب کسی اہلکار کے خلاف درخواست ہی دائر نہ ہوئی ہے تو ایکشن لینے کا جواز ہی پیدا نہیں ہوتا۔

سال 08-2007، 09-2008 اور 10-2009 کے دوران نئی خریدی گئی گاڑیوں کی تفصیلات

*5962: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 08۔2007، 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران حکومت پنجاب نے نئی گاڑیوں کی خرید کی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کل کتنی گاڑیاں خریدی گئیں اور ان پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی، ہر سال کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل بتائی جائے نیز یہ گاڑیاں کن کار ڈیلرز سے خریدی گئیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے سال 08-2007، 09-2008 اور 10-2009 کے دوران نئی گاڑیاں خرید کی ہیں۔

(ب) سال 08-2007 میں کل 706 گاڑیاں خریدی گئیں جن کی مالیت -/976845930 روپے ہے۔

سال 09-2008 میں کل 283 گاڑیاں خریدی گئیں جن کی مالیت -/835870358 روپے ہے۔

سال 10-2009 میں کل 375 گاڑیاں خریدی گئیں جن کی مالیت -/1095539158 روپے ہے۔

ڈیلرز کے نام اور ہر سال خرید کی گئی گاڑیوں کی علیٰحدہ علیٰحدہ تمام تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جی اوآر، ماڈل ٹاؤن لاہور۔سرکاری گھروں اور الاٹیز سے متعلقہ تفصیلات

*5963: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جی اوآر، ماڈل ٹاؤن لاہور میں سرکاری افسران کی رہائش کے لئے گھر ہیں اگر ہاں تو ان کی تعداد ایریا وائز بتائی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان رہائش گاہوں میں ایسے افسران بھی رہتے ہیں جن کی ٹرانسفر لاہور سے باہر ہو چکی ہے یا جو ریٹائر ہو چکے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رہائش گاہوں میں ان محکموں کے لوگ بھی رہ رہے ہیں جو حکومت پنجاب کے ماتحت نہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ایسے افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور محکمہ کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی اوآر۔IV ماڈل ٹاؤن لاہور کا رقبہ 17.228 ایکڑ پر مشتمل ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

کل رقبہ جس پر رہائش گاہیں تعمیر کی گئی ہیں:	6.463 ایکڑ
خالی رقبہ جس پر لان / سڑکیں وغیرہ واقع ہیں:	10.765 ایکڑ
	17.228 ایکڑ

جی اوآر-IV میں درج ذیل رہائش گاہیں تیار کی گئیں ہیں۔

غزالی فلیٹس	60 عدد
خوشنما فلیٹس	180 عدد
میزان	240 عدد

(ب) اس حد تک درست ہے کہ جو افسران لاہور سے باہر ٹرانسفر ہو چکے ہیں وہ پالیسی کے مطابق لاہور میں سرکاری گھر دو سال یا جب انہیں تعیناتی کی جگہ پر ان کی اہلیت کے مطابق رہائش نہ

مل جائے سرکاری گھر رکھ سکتے ہیں۔تاہم ریٹائرڈافسران صرف آٹھ ماہ تک سرکاری رہائش اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د) جوافسران لاہور سے باہر ٹرانسفر ہو چکے ہیں ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سرکاری ملازمین کی تنخواہ سے ماہانہ کٹوتی و جمع شدہ کل رقم کے اندراج کی تفصیلات

*7249: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملازمین کی ماہانہ پے سلپس پر جی پی فنڈ رقم کی ماہانہ کٹوتی کے ساتھ ساتھ جمع شدہ کل جی پی فنڈ کی رقم کا بھی اندراج ہوتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب ایسے ملازمین جو کہ گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کے ممبر ہیں کی تنخواہوں سے ماہانہ قسط کی کٹوتی کر رہی ہے؟

(ج) کیا حکومت جی پی فنڈز کی طرز پر ملازمین کی تنخواہ سے پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کی مد میں کی جانے والی ماہانہ کٹوتی کے ساتھ ساتھ جمع شدہ کل رقم کا اندراج بھی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو وجوہات سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ ملازمین کی ماہانہ پے سلپس پر جی پی فنڈ رقم کی ماہانہ کٹوتی کے ساتھ ساتھ جمع شدہ کل جی پی فنڈ کی رقم کا بھی اندراج ہوتا ہے۔

(ب) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن ممبر سرکاری ملازمین کی تنخواہوں سے بذریعہ اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب (PIFRA نظام کے تحت) ماہانہ قسط کی کٹوتی کر رہی ہے جو ممبر سرکاری ملازمین قلمی (Manual) پے بلوں کے ذریعے تنخواہ لے رہے ہیں یا جن ممبر ملازمین کو ابھی تک PIFRA نظام کے تحت نہ لایا گیا ہے ان کی تنخواہوں سے بذریعہ پے بل، پے آرڈر یا بنک ڈرافٹ کٹوتی کی جاتی ہے۔

(ج) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن اس سلسلے میں آڈیٹر جنرل پاکستان سے رابطہ کر چکی ہے جنہوں نے متعدد بار خط و کتابت کے بعد سرکاری ملازمین کی پے سلپ میں کل جمع

شدہ رقم ظاہر کرنے سے چند تکنیکی وجوہات کی بنا پر معذرت کر لی تھی۔متبادل انتظام کے طور پر کٹوتی کروانے والے تمام ممبر سرکاری ملازمین کی جمع شدہ رقم کی تفصیل پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کی ویب سائیٹ www.pgshf.gop.pk پر میسر ہے ہر ممبر اپنی کٹوتی کی تفصیل دیکھ اور حاصل کر سکتا ہے۔

فیصل آباد ریجن، کرپشن کے مقدمات و دیگر تفصیلات

*7373:چودھری ظہیر الدین خان:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ انٹی کرپشن فیصل آباد ریجن میں سال2008اور2009 میں کرپشن کے کتنے مقدمات درج کئے گئے،ان کی ضلع وار تفصیل فراہم کی جائے نیز اس ریجن میں کون کون سے اضلاع ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے مقدمات کا چالان عدالتوں میں پیش کیا جا چکا ہے اور کتنے مقدمات ابھی زیر تفتیش ہیں،ان کی تفصیل ضلع وار فراہم کی جائے؟

(ج) عدالتوں میں پیش ہونے والے کتنے مقدموں کے فیصلے ہو چکے ہیں اور کتنے ابھی زیر التواء ہیں ان کی تفصیل ضلع وار فراہم کی جائے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف)

انٹی کرپشن فیصل آباد ریجن کے اضلاع دوران سال09-2008		سال2008	سال2009
1-فیصل آباد	تھانہ ACEریجن	109	188
2-ٹوبہ ٹیک سنگھ	تھانہ ACEفیصل آباد	84	91
3-جھنگ	تھانہ ACEٹوبہ	33	24
	تھانہ ACEجھنگ	58	86

(ب)

		2008				2009		
انٹی کرپشن فیصل آباد ریجن کے اضلاع/درج مقدمات		درج	چالان	اخراج	زیر تفتیش	درج	چالان	اخراج	زیر تفتیش
	تھانہ ACEریجن	109	45	42	22	188	27	68	93
1-فیصل آباد	تھانہ ACEفیصل آباد	84	33	47	4	91	19	53	19
2-ٹوبہ ٹیک سنگھ	تھانہ ACEٹوبہ	33	15	12	6	24	6	15	3
3-جھنگ	تھانہ ACEجھنگ	58	14	42	2	86	14	46	26

(ج)

تفصیل مقدمات چالان/سزا/بری/زیرالتواء	2008 چالان	سزا	بری	زیرالتواء	2009 چالان	سزا	بری	زیرالتوأ
فیصل آباد تھانہ ACE ریجن	45	1	11	33	27	—	1	26
تھانہ ACE سرکل	33	—	18	15	19	—	11	8
تھانہ ACE ٹوبہ	15	—	12	3	6	—	3	3
تھانہ ACE جھنگ	14	—	3	11	14	—	-	14

ضلع جھنگ، تھانہ جات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7414: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ انٹی کرپشن ضلع جھنگ میں کتنے تھانہ جات کس کس جگہ کام کر رہے ہیں اور تھانہ جات میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اس وقت کتنے ملازمین کے خلاف محکمانہ انکوائریاں ہو رہی ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ انٹی کرپشن ضلع جھنگ میں صرف ایک ہی تھانہ ہے جو کہ جھنگ ٹوبہ روڈ نزد چونگی کام کر رہا ہے۔تھانہ ہذا میں تعینات ملازمین اور ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نام	عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت	عرصہ تعیناتی
اعجاز حسین مگسی	سرکل آفیسر/انسپکٹر	16	بی اے	21-06-2010تاحال
صفدر علی	اے ایس آئی/ریڈر	9	میٹرک	09-09-2008تاحال
محمد اسلم	کانسٹیبل/ریڈر ٹو DDI جھنگ	5	بی اے	17-12-2008تاحال
نجم عباس	کانسٹیبل/محرر	5	بی اے	22-12-2008تاحال
محمود ارشد	کانسٹیبل	5	ایف اے	22-12-2008تاحال
کاشف عباس	کانسٹیبل	5	میٹرک	22-12-2008تاحال
علی فراز	کانسٹیبل	5	ایف اے	17-12-2008تاحال
آصف فرید	کانسٹیبل	5	بی اے	19-12-2008تاحال
فیصل نواب	کانسٹیبل	5	بی اے	مئی2009تاحال
فیصل شہزاد	کانسٹیبل	5	ایف اے	10-02-2010تاحال

(ب) اس وقت تھانہ انٹی کرپشن جھنگ کے کسی ملازم کے خلاف کوئی محکمانہ انکوائری / مقدمہ زیر کارروائی نہ ہے۔

پنجاب میں درج مقدمات کی تفصیلات

*7416: سید حسن مرتضیٰ: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ انٹی کرپشن پنجاب میں سال2009 کے دوران درج ہونے والے کل مقدمات کی تفصیل ضلع وار فراہم کی جائے؟

(ب) سال مذکورہ کے دوران درج ہونے والے کل مقدمات میں سے کتنے مقدمات کی تفتیش مکمل ہوچکی ہے اور کتنے مقدمات زیر تفتیش ہیں، ضلع وار تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سال2009 میں پنجاب کے تمام اضلاع میں انٹی کرپشن کے 42 تھانہ جات قائم تھے بشمول ایک ایک اضافی تھانہ ریجنل ہیڈ کوارٹرز اور ایک تھانہ پراونشل ہیڈ کوارٹر لاہور جن میں2471 مقدمات درج رجسٹر ہوئے جن کی ضلع وار اور تھانہ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ انٹی کرپشن پنجاب کے سال2009 میں 2471 مقدمات درج رجسٹر ہوئے جن میں 1826 مقدمات کی تفتیش مکمل ہو چکی ہے اور 645 مقدمات زیر تفتیش ہیں جن کی ضلع وار اور تھانہ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع فیصل آباد، عملہ کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7421: چودھری ظہیر الدین خان: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں انٹی کرپشن کے عملہ کی کل تعداد کیا ہے؟

(ب) متذکرہ محکمہ کے عملہ کی تنخواہیں اور دیگر ماہانہ اخراجات کیا ہیں؟

(ج) مذکورہ محکمہ نے مئی2008 تاحال کتنے رشوت ستانی کے کیس رجسٹر کئے؟

(د) کتنے رجسٹرڈ کیسوں میں ملزموں کو سزا ہوئی، کتنے بری ہوئے کتنے کیس زیر التوا ہیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع فیصل آباد میں انٹی کرپشن کے عملہ کی کل تعداد98ہے۔

	منظور شدہ	موجودہ	خالی
گزیٹڈ	19	12	7
نان گزیٹڈ	79	72	7
میزان	98	84	14

(ب) محکمہ انٹی کرپشن کے عملہ کی تنخواہیں اور دیگر ماہانہ اخراجات اوسطاً مبلغ-/1878000روپے ہیں۔

(ج) محکمہ انٹی کرپشن نے جو مقدمات درج کئے سال وار اور ضلع وار تفصیل (مئی2008تاحال 31-08-2010)درج ذیل ہے:۔

فیصل آباد	تھانہACEریجن	338
	تھانہACEسرکل	187
	تھانہACEٹوبہ	67
	تھانہACEجھنگ	165
	تھانہACEچنیوٹ	4

(د) محکمہ انٹی کرپشن کے رجسٹر کیسوں کی سزا/بری اور زیر التوأ کی تفصیل (مئی2008 تاحال31-08-2010)درج ذیل ہے:۔

		درج	چالان	سزا	بری	زیرالتوأ
فیصل آباد	تھانہACEریجن	338	87	1	12	74
	تھانہACEسرکل	187	59	—	29	30
	تھانہACEٹوبہ	67	21	—	15	6
	تھانہACEجھنگ	165	28	—	3	25
	تھانہACEچنیوٹ	4	—	—	—	—

گزٹیڈ و نان گزٹیڈ ملازمین کو یکساں وظائف دینے کا معاملہ

*7422:جناب محمد محسن خان لغاری:کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہبود فنڈ کے پرانے ریٹس کے مطابق تمام وظائف بلاتفریق گزٹیڈ اور نان گزٹیڈ ملازمین کے لئے تقریباً برابر تھے۔جون2000میں دیئے گئے نئے ریٹس کے مطابق گزٹیڈ ملازمین کی گرانٹ میں خاطر خواہ اضافہ کیا گیا جبکہ نان گزٹیڈ ملازمین گرانٹ میں اضافہ نہیں کیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بہبود فنڈ کی کٹوتی جاری تنخواہ کے دو فیصد کے حساب سے ہوتی ہے جس میں زیادہ مدت ملازمت رکھنے والے نان گزٹیڈ سکیل 16-15 کے ملازمین کم سروس رکھنے والے گزٹیڈ گریڈ 17-16 کے ملازمین سے زیادہ کٹوتی کرواتے ہیں لیکن گرانٹ جو کہ سکیل کے مطابق دی گئی ہے، بہت کم وصول کرتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تمام یونیورسٹیوں/کالجوں میں تمام طالب علموں کے لئے فیس یکساں ہوتی ہے لیکن بہبود فنڈ میں گزٹیڈ اور نان گزٹیڈ ملازمین کے بچوں کے وظائف میں زمین وآسمان کا فرق رکھا گیا ہے کیا حکومت بہبود فنڈ سے گزٹیڈ اور نان گزٹیڈ ملازمین کے بچوں کو یکساں وظائف دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ گزٹیڈ ملازمین کو ریٹائرمنٹ پر ایک جاری تنخواہ بطور الوداعی گرانٹ دی جاتی ہے جبکہ نان گزٹیڈ ملازمین کو کوئی الوداعی گرانٹ نہیں دی جاتی، وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ بہبود فنڈ کے پرانے ریٹس کے مطابق تمام وظائف بلا تفریق گزٹیڈ اور نان گزیٹڈ ملازمین کے لئے برابر تھے جنوری 2002 سے نئے ریٹس کے مطابق اضافہ کیا گیا کیونکہ یہ ریٹس کٹوتی کی وجہ سے وصول ہونے والی رقم کے لحاظ سے کیا گیا تھا۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ تمام سرکاری ملازمین سکیل ایک تا 22 کی ایک ہی شرح 3 فیصد سے کٹوتی ہوتی ہے۔

(ج) بہبود فنڈ سے گزٹیڈ اور نان گزٹیڈ ملازمین کے بچوں کو یکساں وظائف دینے کا ارادہ ہے لیکن چونکہ گزٹیڈ ملازمین کی کٹوتی زیادہ رقم کی ہے جبکہ نان گزٹیڈ ملازمین کی کٹوتی کم ہوتی ہے اس وجہ سے ان کو وظائف کی رقم بھی کم ملتی ہے۔

(د) گزٹیڈ ملازمین کو الوداعی گرانٹ سے ایک تنخواہ صرف اس لئے دی جاتی ہے کہ ان کی کٹوتی مد میں کافی رقم وصول ہوتی ہے جبکہ نان گزٹیڈ ملازمین کی کٹوتی کی مد میں رقم نہ ہونے کے برابر ہے اس لئے ان کو الوداعی گرانٹ نہیں دی جاتی۔

کیبنٹ ونگ کو ٹی اے / ڈی اے کی مد میں رقم کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*7796: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) مالی سال 08-2007، 09-2008 اور 10-2009 میں کیبنٹ ونگ ایس اینڈ جی اے ڈی کو ٹی اے / ڈی اے کی مد میں کتنی رقم فراہم کی گئی اور کتنی رقم ٹی اے / ڈی اے کی مد میں ملازمین کو ادا کی گئی، تفصیل سال وار فراہم کریں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جو سٹاف منسٹر کے tours پر ساتھ جاتا ہے واپسی پر ٹی اے / ڈی اے کا کلیم ایس اینڈ جی اے ڈی میں تحریراً جمع کرواتے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا تمام سالوں میں منسٹرز سٹاف کے کسی ایک ملازم کو بھی کسی ایک جمع شدہ کلیم ٹی اے / ڈی اے کے عوض ادائیگی نہ کی گئی ہے؟

(د) مذکورہ عرصہ میں منسٹرز سٹاف کے کتنے ٹی اے / ڈی اے کیس سال وار جمع ہوئے اور کتنوں کو ادائیگی کی گئی ہے؟

(ہ) مذکورہ عرصہ کے ٹی اے / ڈی اے کلیم برائے منسٹرز سٹاف ادائیگی نہ کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں نیز یہ ادائیگیاں کب تک کر دی جائیں گی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف)

مالی سال	فنڈز وصول	فنڈز خرچ
2007-08	8990000/-	8982463/-
2008-09	9985000/-	9919308/-
2009-10	9688600/-	7993970/-

(ب) جی ہاں۔

(ج) یہ درست نہ ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ مالی سال 08-2007 میں 182 کلیم ادا کئے گئے۔ سال 09-2008 میں 62 کلیم اور سال 10-2009 میں 638 کلیم ادا کئے گئے ہیں۔

(د)

مالی سال	جمع شدہ کلیم	ادا شدہ کلیم
2007-08	333	مالی سال06-2005 کے 461اور مالی سال08-2007 کے 182 کلیم کی ادائیگی مالی سال08-2007 میں کی گئی۔
2008-09	256	مالی سال07-2006 کے 681اور مالی سال09-2008 کے 62 کلیم کی ادائیگی مالی سال09-2008 میں کی گئی۔
2009-10	638	بروقت ادائیگی کی گئی۔

(ہ) بقایا345 ٹی اے / ڈی اے کلیم (151 کلیم برائے مالی سال08-2007اور 194 کلیم برائے مالی سال09-2008) فنڈز میں کمی کی وجہ سے بروقت ادائیگی نہ ہو سکی بقیہ کلیمز کی ادائیگیاں "Codal Formalities"پوری ہونے اور فنڈز موجود ہونے کی صورت میں کی جائے گی۔

پی جی ایس ایچ ایف کے ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8024: جناب اعجاز احمد کاہلوں: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن میں کل کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں اسامی وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) مذکورہ فاؤنڈیشن کے قیام سے آج تک اس کو کتنے فنڈز فراہم کئے گئے، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) کتنے فنڈز ملازمین کی تنخواہوں / ٹی اے، ڈی اے / گاڑیوں کی مرمت و پٹرول پر خرچ ہوئے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن میں کل178 ملازمین کام کر رہے ہیں جن کی اسامی وار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) فاؤنڈیشن کے قیام سے آج تک اس کو جتنے فنڈز فراہم کئے گئے، ان کی سال وار تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) فاؤنڈیشن ملازمین کی تنخواہوں / ٹی اے، ڈی اے / گاڑیوں کی مرمت و پٹرول پر جتنے فنڈز خرچ کئے گئے ان کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پی جی ایس ایچ ایف کے تحت ملازمین کو رہائش گاہیں فراہم کرنے کی تفصیلات

*8025:جناب اعجاز احمد کاہلوں:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کے تحت کن کن اضلاع میں ریٹائرڈ ملازمین کو رہائش گاہیں فراہم کرنے کے لئے بنائی جارہی ہیں؟

(ب) پنجاب کے کن کن اضلاع میں رہائش گاہیں فراہم کرنے کے لئے اراضی خرید لی گئی،اگر ہاں تو کتنی کتنی؟

(ج) کیایہ درست ہے کہ مذکورہ سکیم کے تحت ریٹائرڈ ملازمین کو حکومت رہائش گاہیں فوری فراہم نہیں کر سکتی کیاان کی جتنی رقم کی کٹوتی کی گئی وہ واپس کرنے کاارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کتنے فیصد منافع کے ساتھ واپس کرے گی، مکمل تفصیل سے ایوان کوآگاہ کریں؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کے تحت لاہور، فیصل آباد، راولپنڈی اور ملتان میں ریٹائرڈ ملازمین کو رہائش گاہیں فراہم کرنے کے لئے کالونیاں بنائی جارہی ہیں۔ مستقبل میں بہاولپور، ڈیرہ غازی خان، ساہیوال، سیالکوٹ، سرگودھااور گوجرانوالہ میں رہائش گاہیں تعمیر کرنے کے منصوبے ہیں۔

(ب) پنجاب کے جن اضلاع میں رہائش گاہیں فراہم کرنے کے لئے اراضی حاصل کی گئی ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

لاہور	1242کنال
فیصل آباد	2999کنال
راولپنڈی	3307کنال
ملتان	2160کنال
بہاولپور	600کنال
ڈیرہ غازی خان	785کنال
ساہیوال	1000کنال
سیالکوٹ	1504کنال

(ج) تفصیلی جواب(د)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیاہے۔

PGSHF کے قیام سے اب تک ملازمین کی تنخواہوں کی کٹوتی کی رقم ودیگر تفصیلات

*8043: شیخ علاؤالدین: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کے قیام سے اب تک ملازمین کی تنخواہوں سے کٹوتی کی کتنی رقم اکٹھی ہوئی ہے؟

(ب) اس رقم سے کن کن مقامات پر ملازمین کے لئے رہائش گاہیں بنائی جارہی ہیں؟

(ج) ان رہائش گاہوں پر اب تک کتنے اخراجات ہوئے ہیں؟

(د) فاؤنڈیشن کے قیام سے اب تک کتنے ملازمین ریٹائر ہو چکے ہیں جو فاؤنڈیشن کے ممبر تھے ان میں کتنوں کو رہائش گاہوں کی الاٹمنٹس ہو چکی ہیں؟

(ہ) جو ریٹائرڈ ملازمین رہائش گاہوں سے محروم ہیں ان کو کب تک الاٹمنٹس لیٹر دے دیئے جائیں گے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کے ممبران کی تنخواہوں سے ماہانہ کٹوتی مئی 2005 سے شروع کی گئی تھی جو جنوری2011 تک مبلغ 4072240235 روپے ہو چکی ہے۔

(ب) اس رقم سے فی الوقت لاہور (موہلنوال)، فیصل آباد (ستیانہ روڈ)، راولپنڈی (اڈیالہ روڈ) اور ملتان (خانیوال روڈ) کے مقامات پر رہائشی کالونیاں بنائی جارہی ہیں۔

(ج) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن اپنی جاری ترقیاتی سکیموں پر آج تک مبلغ 3959176392/- روپے کے اخراجات کر چکی ہے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	رہائشی سکیم	خرچ کی گئی رقم
1	موہلنوال	2614462404/- روپے
2	فیصل آباد	804808666/- روپے
3	راولپنڈی	419556398/- روپے
4	ملتان	120348924/- روپے
	کل رقم	3959176392/- روپے

(د) فاؤنڈیشن کے قیام سے اب تک 9953 ملازمین ریٹائر ہو چکے ہیں-5مرلہ کے 300، 7مرلہ کے 333، دس مرلہ کے 151 اور ایک کنال کے 100 گھر ریٹائرڈ ممبر ملازمین کو ان کی سنیارٹی کے مطابق کمپیوٹرائزڈ قرعہ اندازی کے ذریعے الاٹ کئے جا چکے ہیں۔

(ہ) فیصل آباد، راولپنڈی اور ملتان میں رہائشی کالونیوں کے ترقیاتی کام جاری ہیں جن کی تکمیل پر ریٹائرڈ ممبر ملازمین کو ان کی سنیارٹی لسٹ کے مطابق فوری طور پر گھر فراہم کر دیئے جائیں گے۔گھروں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	تفصیل	فیصل آباد سکیم	راولپنڈی سکیم	ملتان سکیم
1	5مرلہ	1293	760	507
2	7مرلہ	1080	602	694
3	10مرلہ	810	889	737
4	ایک کنال	249	521	541
	میزان	3432	2772	2479

پنجاب کے ملازمین کے تعلیمی سرٹیفکیٹ کی تصدیق کی تفصیلات

*8614: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت پنجاب اپنے تمام ملازمین کے تعلیمی سرٹیفکیٹ اور ڈگریوں کی تصدیق کو ضروری سمجھتی ہے اور اس تجویز پر عمل کرانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) اگر یہ کام پہلے ہی شروع ہو چکا ہے تو کب ہوا اور یہ کب تک مکمل ہو جائے گا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں۔ صوبائی سول ملازمین (تقرری و شرائط ملازمت) کے قواعد 1974 کی شق 21-A (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) کے مطابق سرکاری ملازمین کی تقرری کے وقت اس کے کوائف کی تصدیق کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ جہاں تک سرکاری ملازمین کی تعلیمی اسناد کی تصدیق کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں امیدوار خود متعلقہ بورڈ / یونیورسٹی میں اسناد کی تصدیق کی فیس جمع کرواتا ہے۔ اور رسید متعلقہ محکمہ کو جمع کروا دیتا ہے بعد میں متعلقہ محکمہ امیدوار کی تعلیمی اسناد / سرٹیفکیٹ متعلقہ بورڈ / یونیورسٹی کو تصدیق کے لئے ارسال کرتا ہے جو کہ خفیہ طور پر متعلقہ محکمہ کو موصول ہوتی ہیں۔

(ب) اس ضمن میں گزارش ہے کہ ملازمین کے تعلیمی سرٹیفکیٹ / ڈگریوں کی تصدیق کا یہ سلسلہ ہر بار نئی تقرری کے موقع پر دہرایا جاتا ہے اور یہ سلسلہ مکمل ہونے کے بعد ہی امیدوار کی تقرری کی جاتی ہے۔

پی پی ایس سی کا قیام و دیگر تفصیلات

*8913: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب پبلک سروس کمیشن کے اغراض و مقاصد کیا ہیں یہ کب کس کے حکم کے تحت قائم ہوا؟

(ب) اس ادارے کی آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

(ج) اس کو سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران کتنی آمدن ہوئی؟

(د) مذکورہ سالوں کے اخراجات سے بھی آگاہ کریں؟

(ہ) اس ادارے میں کتنے ریٹائرڈ ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام موجودہ، سابقہ عہدہ اور موجودہ پے پیکیج کی تفصیل بتائیں؟

(و) ادارہذا میں ممبر کی کتنی اسامیاں ہیں ان پر تقرری کون کرتا ہے اور ان پر تعیناتی کے لئے تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل بتائیں؟

(ز) کیا یہ درست ہے کہ پی پی ایس سی میں کام کرنے والے اکثر ممبرز کی تعیناتی سیاسی بنیادوں پر ہوئی ہے؟

(ح) کیا حکومت ان ممبرز کی جگہ میرٹ پر تعیناتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب پبلک سروس کمیشن 1978 کے پبلک سروس کمیشن آرڈیننس کے تحت قائم ہوا اس کے اغراض و مقاصد مندرجہ ذیل ہیں۔

(a) مندرجہ ذیل اسامیوں پر تعیناتیوں کے لئے امتحانات کروانا۔

(i) گورنمنٹ کی طرف سے مقرر کردہ ایسی صوبائی خدمات اور اسامیاں جن کا تعلق صوبائی معاملات سے ہو۔

(ii) گورنمنٹ کی طرف سے قائم کردہ کارپوریشنوں، تنظیموں یا دوسرے اداروں میں مقرر کردہ اسامیاں

(b) صوبائی ملازمین کے قواعد وضوابط کے متعلق گورنمنٹ کی طرف سے مقرر کردہ امور پر صوبائی حکومت کو مشورہ دینا۔

(c) ایسے دوسرے امور جو گورنمنٹ کی طرف سے تفویض کئے گئے ہوں۔

(ب) پنجاب پبلک سروس کمیشن کی آمدن کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔پنجاب پبلک سروس کمیشن حکومت پنجاب کے محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کا special institution ہے اور اس کو فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کے ذریعے بجٹ فراہم کیا جاتا ہے۔

(ج) پنجاب پبلک سروس کمیشن کی طرف سے مشتہر شدہ اسامیاں کے لئے امیدواران گورنمنٹ کی طرف سے مقرر کردہ امتحانی فیس بنک میں جمع کرواتے ہیں جو کہ براہ راست صوبائی خزانہ میں چلی جاتی ہے۔سال10۔2009 میں امیدواران کی طرف سے 67094610 روپے سرکاری خزانہ میں بطور امتحانی فیس جمع کروائے گئے اور 11۔2010 کی پہلی سہ ماہی میں 18358100 روپے سرکاری خزانہ میں بطور امتحانی فیس امیدواران کی طرف سے جمع کروائے گئے۔

(د) سال10۔2009 میں 139636109 روپے جبکہ سال 11۔2010 میں مارچ کے مہینے تک 105745002 روپے کے اخراجات ہوئے۔

(ہ) پنجاب پبلک سروس کمیشن میں چیئرمین اور ممبران کے علاوہ کوئی ریٹائرڈ ملازم کام نہیں کر رہا ہے جبکہ چیئرمین اور ممبران کی تعیناتی گورنر پنجاب طریقہ کار درج از پنجاب پبلک سروس کمیشن آرڈیننس 1978 کرتے ہیں۔ان کی تنخواہ،الاؤنسز اور دوسری مراعات کا تعین پنجاب پبلک سروس کمیشن (Condition of Service) رولز کے شیڈول۔I کے تحت کیا جاتا ہے جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

Salary Allowances & Utilities

Sr No	Items	Chairman	Member
1	Salary	Rs.1,60,000/-P.M	Rs.1,30,000/-P.M
2	House Rent Allowance	Rs.70,000/-P.M	Rs.50,000/-P.M
3	Utilities	Rs.8.000/-P.M	Rs.6,500/-P.M
	Total	Rs.2,38,000/-P.M	Rs.1,86.500/-P.M

FACILITIES

Sr No	Items	Chairman	Member
1	One Chauffeur driven car maintained at the Govt. expense for official and private use.	1600 CC Capacity	1300cc Capacity
2	Petrol Limit	340 Liter P.M	270 Liter P.M
3	TA/DA	As Admissible to civil servants of highest grades	As Admissible to civil servants of highest grades
4	TA/DA on official duty abroad	As Admissible to civil servants in category-I	As Admissible to civil servants in category-I
5	Medical Facilities	Re-imbursement of Medical and Hospitalization charges for self , spouse & children for treatment received at Govt. or Govt. recognized institutions in Pakistan	

(و) پنجاب پبلک سروس کمیشن میں ممبران بشمول چیئرمین کی کل 16اسامیاں ہیں۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ممبران کی تعیناتی گورنر پنجاب طریق کار درج از پنجاب پبلک سروس کمیشن آرڈیننس 1978 کے مطابق کرتے ہیں پنجاب پبلک سروس کمیشن آرڈیننس کے مطابق ممبر کے انتخاب کے لئے مندرجہ ذیل طریقہ کار وضع کیا گیا ہے۔

(a) کمیشن کے کم از کم آدھے ممبران بنیادی سکیل نمبر21اور22 کے ریٹائرڈ سرکاری افسر رہے ہوں۔مزید براں کوئی بھی حاضر سروس سرکاری افسر ممبر مقرر نہیں کیا جاسکتا۔

(b) کم از کم ایک ممبر مندرجہ ذیل شعبہ جات میں سے ہوگا۔

(i) اعلیٰ عدلیہ سے ریٹائرڈ جج

(ii) آرمڈ فورسز کے میجر جنرل یا اس کے مساوی عہدہ کے ریٹائرڈ افسر

(iii) خواتین اور پرائیویٹ سیکٹر میں سے صوبائی حکومت کے مقرر کردہ قوانین کے مطابق تعلیم اور تجربہ کے حامل افراد

(ز) یہ درست نہ ہے کیونکہ مجاز اتھارٹی قانون کے مطابق ممبران کی تعیناتی کرتی ہے۔

(ح) حکومت پہلے ہی ممبران کی تعیناتی قانون کے مطابق اور میرٹ پر کرتی ہے۔

پی سی ایس افسران کی ترقی کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*8954:جناب محمد حفیظ اختر چودھری:کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اس وقت صوبہ پنجاب میں کل کتنے پی سی ایس افسران گریڈ20اور21 میں کام کر رہے ہیں؟

(ب) پی سی ایس افسران کی ترقی کا طریق کاراور پروموشن بورڈ کا اجلاس کب ہوااور کتنے افسران کی ترقی ہوئی؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) صوبہ پنجاب میں پی سی ایس افسران دو گروپوں میں منقسم ہیں ایک گروپ ایگزیکٹو برانچ اور دوسرا سیکرٹریٹ سروس کہلاتا ہے۔اس وقت صوبہ پنجاب میں ایگزیکٹو گروپ کے گریڈ21 میں03اور گریڈ20 میں22افسران کام کر رہے ہیں جبکہ سیکرٹریٹ سروس کے گریڈ21 میں02اور گریڈ22 میں16افسران کام کر رہے ہیں۔

(ب) دونوں گروپوں کے افسران کی ترقی پی ایم ایس رولز کے مطابق کی جاتی ہے جس کی کاپی پرچہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔دونوں گروپوں کے پروموشن بورڈ کے اجلاس اور افسران کی ترقی کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

بورڈ کے اجلاس	ایگزیکٹو گروپ		سیکرٹریٹ گروپ	
	گریڈ21	گریڈ20	گریڈ21	گریڈ20
2002	01	--	--	01
2003	--	--	--	02
2004	--	--	--	01
2005	--	--	--	01
2006	--	01	--	02
2008	--	01	01	--
2009	--	07	--	03
2010	--	04	--	01
2011	02	09	01	15
کل تعداد	03	22	02	16

اسٹیٹ آفس سول سیکرٹریٹ میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8959: محترمہ ساجدہ میر: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اسٹیٹ آفس ایس اینڈ جی اے ڈی سول سیکرٹریٹ لاہور کے آفس میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈاور اسی دفتر میں تاریخ تعیناتی اور تاریخ آغاز ملازمت بتائیں؟

(ب) ان میں سے کس کس ملازم کے خلاف کس کس بناء پر گزشتہ پانچ سال میں محکمانہ اور قانونی کارروائی ہوئی ہے یا جاری ہے نیز کس کس ملزم کو کیا کیا سزا دی گئی ہے؟

(ج) کیا تمام ملازمین کے پاس سرکاری رہائش گاہیں ہیں، اگر ہاں تو کس کس کالونی اور کس کس کیٹیگری کی ہیں؟

(د) کیا ان ملازمین کو قواعد کے مطابق گھر الاٹ ہوئے تھے یا قواعد میں ترمیم کر کے؟

(ہ) کیا حکومت مذکورہ آفس میں عرصہ تین سال سے زائد تعینات ملازمین کو یہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اسٹیٹ آفس ایس اینڈ جی اے ڈی میں کام کرنے والے ملازمین کی تعداد 23 ہے۔ تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اسٹیٹ آفس میں کام کرنے والے کسی سرکاری ملازم کے خلاف کسی قسم کی تادیبی کارروائی نہ کی گئی اور نہ ہی کسی کے خلاف تادیبی کارروائی کی جا رہی ہے۔

(ج) نہیں۔ تاہم جن ملازمین کو رہائش الاٹ کی گئی ہے اس کی تفصیل تتمہ الف پر موجود ہے۔

(د) اسٹیٹ آفس میں کام کرنے والے ملازمین جن کو سرکاری رہائش دی گئی ہے چند کو وزیر اعلیٰ کے صوابدیدی اختیارات کے تحت پالیسی میں نرمی کر کے اور بقیہ کو پالیسی کے مطابق گھر الاٹ کئے گئے ہیں۔ تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) حکومت کو ٹرانسفر پالیسی کے مطابق ہر سرکاری ملازم کو مخصوص عرصہ تعیناتی کے بعد یا کسی بھی وقت تبدیل کرنے کا پورا اختیار ہے۔

لاہور۔الفلاح بلڈنگ کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*9040: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) الفلاح بلڈنگ کب بنائی گئی تھی؟

(ب) اس میں کل کتنے کمرے /اپارٹمنٹس /ہالز ہیں؟

(ج) اس وقت الفلاح بلڈنگ کے کتنے کمرے /اپارٹمنٹس ہالز کرایہ /رینٹ /لیز پر دیئے گئے ہیں ان کا ماہانہ کرایہ /رینٹ /لیز کی رقم کی تفصیل بتائیں؟

(د) ان سے ماہانہ کرایہ کس حساب سے لیا جاتا ہے؟

(ہ) جن افراد کو یہ دیئے گئے ہیں ان کے نام،پتا جات اور ماہانہ کتنی رقم ان سے ملتی ہے کون کون سے افراد ڈیفالٹرز ہیں؟

(و) اس وقت کس کس نے کرایہ /لیز کے خلاف عدالتوں سے رجوع کیا ہوا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) الفلاح بلڈنگ کا سنگ بنیاد 30۔نومبر 1962 کو صدر پاکستان فیلڈ مارشل جناب محمد ایوب خان نے رکھا جبکہ اس کا افتتاح جناب ملک امیر محمد خان سابق گورنر مغربی پاکستان نے 1964 میں کیا۔

(ب) الفلاح بلڈنگ کی چھ منزلہ عمارت ہے اس کے گراؤنڈ فلور پر 53 دکانیں ہیں جبکہ باقی فلور پر کل 180 کمرے ہیں۔

(ج) الفلاح بلڈنگ کی دکانوں،کمروں کے کرایہ داروں اور ان کے کرایہ جات کی تفصیل پرچم (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) الفلاح بلڈنگ کی دکانوں اور کمروں کے کرایہ کی تفصیل پرچم (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) مطلوبہ تفصیل پرچم (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے مزید برآں آٹھ کرایہ دار ڈیفالٹر ہیں ان کی تفصیل اور ان کے خلاف کی گئی قانونی اور ضروری کارروائی پرچم (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) اس وقت آٹھ کرایہ داروں نے کرایہ لیز کے خلاف عدالتوں سے رجوع کیا ہوا ہے تفصیل پرچم (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع سرگودھا۔مینو ولینٹ فنڈ سے امداد لینے کے لئے بھجوائی گئی درخواستوں کی تفصیلات

*9082: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری2010 سے ضلع سرگودھا کے کتنے ملازمین نے بینوولینٹ فنڈ سے سکالر شپ، ماہانہ امداد، جہیز فنڈاور تجہیز و تکفین چار جز کے لئے کہاں کہاں درخواستیں جمع کروائیں؟

(ب) آج تک کتنے ملازمین / درخواست دہندگان کو ادائیگی ہو چکی ہے اور کتنوں کو ابھی تک ادائیگی ہونا باقی ہے؟

(ج) ان کی درخواستیں کس کس آفس میں زیر کارروائی ہیں؟

(د) بنیوولینٹ فنڈز بورڈ الفلاح بلڈنگ میں کتنی درخواستیں ابھی pending ہیں ان پر کارروائی نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں نیز ان کو کب تک ادائیگی ہو گی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یکم جنوری2010 سے صوبائی بہبود فنڈز بورڈ واقع الفلاح بلڈنگ لاہور میں3825اور ضلعی حکومت سرگودھا کو 4204ملازمین نے بہبود فنڈ سے سکالر شپ ،ماہانہ امداد، جہیز فنڈاور تجہیز و تکفین کے لئے جو درخواستیں جمع کروائیں ان کی گرانٹ وائز تفصیل حسب ذیل ہے۔

	بہبود فنڈالفلاح بلڈنگ لاہور	بہبود فنڈ سرگودھا
ماہانہ امداد	40	248
شادی گرانٹ	226	821
تجہیز و تکفین گرانٹ	117	775
تعلیمی وظیفہ گرانٹ	3442	2360
کل	3825	4204

(ب) درج بالا درخواستوں میں سے جو درخواستیں مکمل تھیں ان کے فنڈز جاری کئے جا چکے ہیں جبکہ جو درخواستیں نامکمل ہیں ان کے مکمل ہونے پر ان کی ادائیگی کر دی جائے گی اس مقصد کے لئےDCO سرگودھا کو مبلغ5,40,74,000روپے مزید جاری کر دیئے گئے ہیں۔

(ج) نامکمل درخواستیں بہبود فنڈ بورڈ آفس الفلاح بلڈنگ لاہور اور دفتر بہبود فنڈ ضلعی حکومت سرگودھا میں زیر غور ہیں۔

(د) صوبائی بہبود فنڈ بورڈ الفلاح بلڈنگ لاہور میں ابھی کچھ درخواستیں مندرجہ ذیل وجوہ کی بناء پر pending ہیں۔

1۔ نامکمل درخواست فارم

2۔ مطلوبہ کاغذات کی عدم دستیابی مثلاً (نکاح نامہ، رزلٹ کارڈ، فوتیدگی سرٹیفکیٹ، شناختی کارڈ وغیرہ)

3۔ بہبود فنڈز کی کٹوتی نا ہونا یا کم ہونا
4۔ متعلقہ محکمہ کی عدم تصدیق وغیرہ

مندرجہ بالا خامیوں کے دور ہونے پر درخواست دہندگان کو چیک جاری کر دیئے جائیں گے۔

صوبہ میں بینوولینٹ فنڈ کے دفاتر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9083: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں بینوولینٹ فنڈ کے کتنے دفاتر کہاں کہاں ہیں؟

(ب) لاہور میں اس کے دفاتر کہاں کہاں ہیں؟

(ج) ان دفاتر میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(د) لاہور کے دفاتر کے سال09۔2008اور10۔2009کے اخراجات سال وار بتائیں؟

(ہ) لاہور کے دفاتر میں کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں ان کے ان دو سالوں کے اخراجات بتائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) صوبہ پنجاب میں بہبود فنڈ بورڈ کے کل 37 دفاتر ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(i) صوبائی بہبود فنڈ کا دفتر 1 (واقع الفلاح بلڈنگ لاہور)
(ii) ضلعی بہبود فنڈ کے دفاتر 36 (ہر ضلع میں ہر DCO کے ماتحت ایک)
کل تعداد 37

(ب) لاہور میں یہ دفاتر الفلاح بلڈنگ اور DCO آفس میں واقع ہیں۔

(ج) دفتر بینوولینٹ فنڈ لاہور میں 39 ریگولر اور 14 ورک چارج ملازمین ہیں اور DCO آفس میں تین ملازم کام کر رہے ہیں۔

(د) دفتر ہذا کے سال09۔2008اور10۔2009کے اخراجات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

سال09۔2008 ۔/9,773,870روپے
سال10۔2009 ۔/10,500,000روپے

(ہ) دفتر ہذا میں 3 سرکاری گاڑیاں ہیں جن کی مرمت اور پٹرول کے اخراجات پر دو سالوں میں مبلغ ۔/901,317روپے صرف ہوئے۔

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: کس بات کا شکریہ ادا کرتے ہیں؟

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں اس بات پر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جتنی زیادتیاں بحیثیت اقلیتی ممبران اسمبلی سیکرٹریٹ نے ہمارے ساتھ کی ہیں، میں بیان نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: میرے سیکرٹریٹ نے کی ہیں؟

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! پہلے میری عرض سن لیں۔ اگر آپ مجھے پانچ منٹ دے سکتے ہیں تو میں بات کر لیتا ہوں ورنہ نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: جی، میں نے تو آپ کو پوائنٹ آف آرڈر دے دیا ہے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں نے موجودہ اجلاس کے شروع ہونے سے پہلے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کی نشستوں میں اضافے کی قرارداد اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کرائی تھی۔ میں سیکرٹری صاحب کے پاس دس مرتبہ گیا ہوں مگر انہوں نے بتایا کہ وہ قرعہ اندازی میں ہے۔ اس کے علاوہ میں لاء منسٹر صاحب کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے کہا کہ آپ solo flight نہ کریں بلکہ آپ (ن) لیگ اور (ق) لیگ کے ایک ایک اقلیتی ممبر کو ساتھ ملا لیں تو پھر ہم آپ کو قرارداد لانے کی اجازت دے دیں گے اور یہ بات آپ کے چیمبر میں بیٹھ کر ہوئی تھی۔ آج صبح میں نے آپ کی موجودگی میں ایڈوائزری کمیٹی میں اس قرارداد کی بات کی تو مجھے یہ کہہ دیا گیا کہ یہ constitutional amendment ہے لہذا پنجاب اسمبلی یہ قرارداد پاس نہیں کر سکتی۔ اب میں اس بارے میں constitutional experts سے معلوم کروں گا کہ آیا پنجاب اسمبلی کی jurisdiction ہے کہ وہ آئینی اور قانونی طور پر وفاقی حکومت کو amendment کے حوالے سے سفارش کر سکے۔

جناب سپیکر! میرا مؤقف یہ تھا کہ 2002 سے پہلے قومی اسمبلی میں کل نشستیں 217 تھیں جن میں 207 جنرل نشستیں اور 10 اقلیتوں کی تھیں مگر 2002 کے بعد کل نشستیں 342 ہو گئیں جن میں جنرل نشستیں 272، خواتین کی 60 اور اقلیتوں کی 10 نشستیں ہیں۔ پنجاب اسمبلی میں 2002 سے پہلے کل نشستیں 248 تھیں جن میں جنرل نشستیں 240 اور اقلیتوں کی 8 نشستیں تھیں مگر 2002 کے بعد ایک آمر اور ڈکٹیٹر جرنیل نے پی سی او کے ذریعے اِن نشستوں میں اضافہ کیا۔ اب اس معزز ایوان کی کل نشستیں 371 ہیں جن میں سے جنرل نشستیں 297، خواتین کی نشستیں 66 اور

اقلیتوں کی وہی 8 نشستیں ہیں۔ ہمارا مؤقف یہ ہے کہ پچھلے تیس سال سے ستم ظریفی دیکھیں کہ 2002 میں سیٹوں میں اضافہ کرتے وقت پرویز مشرف نے پاکستان کی اقلیتوں کے ساتھ سیاسی ناانصافی کی تھی کہ 2002 میں جنرل نشستوں میں اضافہ ہوا، خواتین کی قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں نشستیں رکھی گئیں لیکن قومی اسمبلی میں اقلیتوں کی نشستیں 2002 سے پہلے بھی 10 تھیں اور بعد میں بھی 10 تھیں۔ اسی طرح پنجاب اسمبلی میں 371 ممبران کا ایوان بناتے ہوئے جنرل نشستوں میں اضافہ کیا گیا اور خواتین کی نشستیں رکھی گئیں مگر اقلیتوں کی نشستیں صرف اور صرف 8 ہی رکھی گئیں۔ میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان اور اُن تمام اداروں سے پوچھتا ہوں کہ کیا اقلیتوں کی آبادی میں اضافہ نہیں ہوا اور کیا اس سے اقلیتیں اپنے آپ کو احساسِ محرومی کا شکار نہ سمجھیں؟ میں وفاقی حکومت کا شکر گزار ہوں کہ سینیٹ جو اقلیتوں کے لئے no go area بنادیا گیا تھا جس میں آپ نے ٹیکنوکریٹس کی سیٹیں رکھیں، علمائے کرام کی سیٹیں رکھیں، خواتین کی سیٹیں رکھیں اور upper legislative House میں تمام طبقہ ہائے فکر کے لوگوں کی سیٹیں رکھیں لیکن اقلیتوں کے لئے سیٹیں نہ رکھی گئیں۔ آج میں شہید شہباز بھٹی، صدرِ پاکستان آصف علی زرداری صاحب اور وزیراعظم گیلانی صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ سینیٹ جو اقلیتوں کے لئے no go area تھا، انہوں نے اقلیتوں کے لئے allow کیا۔ میری یہ گزارش ہے کہ میری اس قرارداد کو out of turn لایا جائے، اقلیتوں کے ساتھ ہونے والی ناانصافی کا ازالہ کیا جائے اور آئندہ الیکشن میں اقلیتوں کی نشستوں میں دُگنا اضافہ کیا جائے۔ بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، اپوزیشن لیڈر بات کریں گے۔ اس کے بعد لاء منسٹر صاحب جواب دیں گے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ابھی میں اپنے چیمبر میں بیٹھا تھا تو مجھے کہا گیا کہ اسمبلی کے باہر میڈیا کے پاس آپ کو ایک خاتون بلا رہی ہیں۔ جب میں وہاں گیا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میں عائشہ احد ہوں اور ہمارے ساتھ پولیس نے جو ظلم و زیادتی کی ہے اُس پر ہمیں انصاف چاہئے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ ان پر مہربانی کریں کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے اور ہائیکورٹ نے بھی اس کا notice لیا ہے۔ جنہوں نے انہیں مارا، تھانے میں رکھا اور ظلم کیا اُن کے خلاف حکومت پنجاب نے ابھی تک کسی قسم کا کوئی action نہیں لیا۔ ہم گھریلو مسئلے کی طرف نہیں جاتے لیکن ایک شہری ہونے کے ناتے ان کے ساتھ پولیس نے جو ظلم کیا ہے ہم اس کے لئے آواز اٹھاتے ہیں اور آپ سے گزارش کرتے

ہیں کہ آپ ایک کمیٹی تشکیل دیں جو ان کے ساتھ جاکر بات کرے کیونکہ وہ ابھی بھی باہر سیڑھیوں پر بیٹھی ہوئی ہیں۔آپ خود انہیں اپنے چیمبر میں بلالیں یا کمیٹی تشکیل دے دیں جو اُن کے ساتھ جاکر بات کرے۔اگر ان دونوں میں سے کوئی بھی کام نہ ہوا تو پھر ہم مجبوراً واک آؤٹ کریں گے۔اب فیصلہ آپ پر ہے کہ کمیٹی کے ذریعے اُن کی بات سنیں اور انہیں انصاف مہیا کرائیں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! پہلے آپ پرویز رفیق صاحب کی بات کا جواب دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔ مجھے اچھی طرح سے یہ معلوم ہے کہ وہ خاتون آئی نہیں بلکہ اسے لایا گیا ہے اور جو لوگ اسے لے کر آئے ہیں، میں انہیں متنبّہ کرنا چاہتا ہوں کہ انہیں اس حد تک نہیں گرنا چاہئے اور وہ اس حد تک نہ گریں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے No, No کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔

معزز ممبران: وہ پنجاب کی بیٹی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب اگر بات کی ہے تو میری بات بھی سنیں۔ وہ پنجاب کی بیٹی نہیں بلکہ وہ تو اپنے باپ کی بیٹی بھی نہیں ہے۔ تم اسے پنجاب کی بیٹی بنا رہے ہو مگر وہ تو اپنے باپ کی بیٹی بھی نہیں ہے۔اُس نے اپنے ماں باپ کی جائیداد جعلی طریقے سے اپنے نام کروائی تھی جس پر مقدمہ قائم ہوا۔ وہ تو اپنے باپ کی نہیں بنی۔اب اگر تم اُس کے باپ بننا چاہتے ہو تو بن جاؤ۔(قطع کلامیاں)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کسی عورت کے بارے میں یہ الفاظ مناسب نہیں ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! انہیں ایسی بات نہیں کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ معاملہ ہائیکورٹ میں گیا جس پر باقاعدہ چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ نے suo moto notice لیا۔ان کے اوپر تشدد ہوا یا نہیں ہوا، اُن کے خلاف مقدمہ غلط درج ہوا یا نہیں ہوا، انہیں حبس بے جا میں رکھا گیا یا نہ رکھا گیا، پولیس نے اُس کو torture کیا یا نہیں کیا، ان تینوں issues کے اوپر چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ نے notice لیتے ہوئے باقاعدہ سماعت کی اور اُس سماعت کے بعد انہوں نے درست سمجھتے ہوئے اُس پر ایک جوڈیشل فیصلہ کیا

جس کے اوپر لفظ بہ لفظ عمل ہو چکا ہے۔جب یہ معاملہ عدالت سے decide ہو چکا ہے تو اس پر further کسی کمیٹی کی ضرورت ہے نہ اسے probe کی ضرورت ہے کیونکہ کوئی بھی چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ سے upper رتبہ نہیں رکھتا۔اب اس پر سیاست ہو رہی ہے اگر یہ اس عورت پر سیاست کرنا چاہتے ہیں تو یہ ان کی مرضی ہے یہ کر لیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"عورتوں کا احترام کرنا سیکھیں، یہ غلط کہہ رہے ہیں" کی نعرہ بازی)

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"چور مچائے شور، چور ڈاکو مشرف کے ساتھی" کی نعرہ بازی)

(شور وغل)

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اگر اس حوالے سے کمیٹی نہیں بنانی تو ہم واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ کر گئے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کتنی شرم کی بات ہے کہ عافیہ صدیقی کے مسئلہ پر تو انہیں بائیکاٹ کرنا نصیب نہیں ہوا اور ایک criminal background والی عورت پر اپوزیشن واک آؤٹ کر رہی ہے جو کہ بڑے ہی افسوس اور شرم کی بات ہے جس پر انہیں ڈوب مرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! جب معاملہ عدالت میں زیر التوا ہو، عدالت کا فیصلہ بھی آ چکا ہو آپ اس کی اپیل بھی کر سکتے ہیں اس لئے ایسا نہ کریں اور تشریف رکھیں۔واک آؤٹ نہ کریں کیونکہ سب کی عزت ایک جیسی ہے۔

کورم کی نشاندہی

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! کورم پورا نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے اس لئے گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے اور آج کے اجلاس کا وقت بھی مکمل ہونے والا ہے اس لئے اب اجلاس بروز سوموار 2۔جنوری2012 کو سہ پہر تین بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2012

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2012

(سوموار،2، منگل،3، بدھ4، جمعرات5، جمعتہ المبارک6، سوموار9۔جنوری 2012)

(یوم الاثنین7، یوم الثلاثہ8، یوم الاربعاء9، یوم الخمیس10، یوم الجمع11، یوم الاثنین،14۔صفر المظفر1433ھ)

پندرھویں اسمبلی: تیئسواں اجلاس

جلد32(حصہ چہارم):شمارہ جات : 16تا21

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

بتیسواں اجلاس

سوموار،2۔جنوری2012

جلد 32:شمارہ 16

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا	1515
2۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	1517
3۔	نعت رسول مقبول ﷺ	1518

	سوالات (محکمہ زکوٰۃ وعشر)	
4۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	---------- 1519
5۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے)	---------- 1552

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	پوائنٹ آف آرڈر	
6۔	ثریا جبیں پارک جی ٹی روڈ لاہور میں معزز خاتون ممبر کی بہن کے گھر ڈاکا	---------- 1577
7۔	کورم کی نشاندہی	---------- 1580
	پوائنٹ آف آرڈر	
8۔	معزز ممبران اسمبلی پر گیس چوری کا الزام	---------- 1583
9۔	گنے کے کاشتکاروں کو صد فیصد ادائیگی کے متعلق وزیر خوراک کا بیان درست نہ ہونے کا خدشہ	---------- 1584
	توجہ دلاؤ نوٹس	
10۔	لاہور میں ڈاکوؤں کی فائرنگ سے شہری کی ہلاکت و دیگر تفصیلات	---------- 1589
	تحاریک استحقاق	
11۔	ڈی ایس پی سول لائن اور ایکسائز عملہ لاہور کا معزز خاتون ممبر سے تضحیک آمیز رویّہ (۔۔۔جاری)	---------- 1591
	پوائنٹ آف آرڈر	
12۔	درسی کتب کی طباعت میں 2007 کے قانون کی خلاف ورزی	---------- 1592
	تحاریک التوائے کار	
13۔	حلقہ پی پی۔233 بورے والا شہر کی سڑکیں متعلقہ محکمہ کی عدم توجہی کی بناء پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار (۔۔۔جاری)	---------- 1597
	پوائنٹ آف آرڈر	
14۔	لاہور کے حلقہ پی پی۔158 کے گاؤں گرنڈ میں پولیس کا قبضہ مافیا کا ساتھ دینے کے خلاف مزاحمت پر بے گناہ لوگوں کو گرفتار کرنا	---------- 1599

	تحاریک التوائے کار(۔۔۔جاری)	
15۔	لاہور کے گنجان آباد علاقوں میں ریلوے حکام کی ملی بھگت سے ریلوے کی زمینوں پر تجاوزات اور مارکیٹیں تعمیر ہونے سے ٹریفک میں رکاوٹ(۔۔۔جاری)	1601

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
16۔	پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی چھاپی ہوئی کتب میں پائی جانے والی غلطیوں سے طلباء کے علم اور معلومات میں کمی کا خدشہ(۔۔۔جاری)	1604
17۔	پولیس ٹریننگ کالج سہالہ اور پنجاب یونیورسٹی کے درمیان الحاق نہ ہونے کی وجہ سے بی ایس سی کرائم سٹڈیز کا معاملہ(۔۔۔جاری)	1606

منگل،3۔جنوری2012

جلد 32:شمارہ 17

18۔	ایجنڈا	1609
19۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	1611
20۔	نعت رسول مقبول ﷺ	1612
	سوالات(محکمہ زراعت)	
21۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	1613
22۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	1647
	پوائنٹ آف آرڈر	
23۔	پنجاب میں امن عامہ کی بگڑتی ہوئی صورتحال کے پیش نظر ایوان میں اس پر بحث کے لئے ایام مقرر کرنے کا مطالبہ	1672
	تحاریک استحقاق	
24۔	ای ڈی او(ہیلتھ) جہلم کا معزز ممبر کے ساتھ نامناسب روّیہ	1680
	تحاریک التوائے کار	

25۔	گجرات کے موضع ڈھلیان کی خاتون سے اوباشوں کی گن پوائنٹ پر زیادتی، ملزمان کو گرفتار کرنے کا مطالبہ (۔۔۔جاری)	1681
26۔	لاہور میں انتظامیہ کی عدم توجہی کی بناء پر الیکٹرانک پارکنگ سسٹم ناکام اور زائد پارکنگ فیس کی وصولی (۔۔۔جاری)	1686

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
27۔	ضلع جھنگ کے مال خانہ سے غائب ہونے والی 130 قیمتی اور تاریخی توپیں برآمد کرنے کا مطالبہ	1687
28۔	پنجاب یونیورسٹی لاہور کے ناقص سکیورٹی انتظام کی وجہ سے دو طلباء تنظیموں میں تصادم سے سینکڑوں طلباء زخمی	1688
29۔	پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے زیر نگرانی تعمیر کی گئی دیگر لیبر کالونیوں کی طرح مندرج لیبر کالونیوں کے بھی مالکانہ حقوق دینے کا مطالبہ	1689
	پوائنٹ آف آرڈر	
30۔	راولپنڈی سکول اساتذہ کو ایک دن کی رخصت اتفاقیہ کے لئے ڈی سی او کے پاس حاضر ہونے کا حکم	1690
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	
31۔	بورے والا میں پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کے لئے واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ نصب کرنے کا مطالبہ	1692
32۔	حکومت پنجاب سے پانی کی غلاظت کے خاتمہ کے لئے فی الفور اقدامات کا مطالبہ	1694
33۔	ضلع خوشاب میں کارڈیالوجی سنٹر قائم کرنے کا مطالبہ	1696
34۔	صوبہ کے بوائز و گرلز سکولوں اور کالجوں میں موبائل فون کے استعمال پر پابندی کا مطالبہ	1697

35۔ سرگودھاڈویژن میں سرگودھاڈویلپمنٹ اتھارٹی قائم کرنے کا مطالبہ ---------- 1697
پوائنٹ آف آرڈر
36۔ جنوبی پنجاب کے انتظامی معاملات الگ کرنے کے حوالے سے25۔جون2010
کے ایجنڈے پر آنے والی قرارداد کو دوبارہ ایجنڈے پر لانے کا مطالبہ ---------- 1699

نمبر شمار مندرجات صفحہ نمبر

بدھ،4۔جنوری2012

جلد 32:شمارہ 18

37۔ ایجنڈا ---------- 1707
38۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ ---------- 1711
39۔ نعت رسول مقبول ﷺ ---------- 1712
سوالات (محکمہ ہائرایجوکیشن)
40۔ نشان زدہ سوالات اوراُن کے جوابات ---------- 1713
41۔ نشان زدہ سوالات اوراُن کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے) ---------- 1749
تعزیت
42۔ سابق گورنر پنجاب جناب سلمان تاثیر (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت---------- 1767
پوائنٹ آف آرڈر
43۔ ڈیرہ غازی خان میں نئے بننے والے میڈیکل کالج کو PMDC سے
رجسٹرڈ کروانے کا مطالبہ ---------- 1769
تحاریک استحقاق
44۔ ایم ڈی سوئی نادرن گیس کا معزز ممبر اسمبلی پر گیس چوری کا الزام ---------- 1772
رپورٹیں (میعاد میں توسیع)

45۔	آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال2003-04 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ----------	1773
46۔	تحریک التوائے کار نمبر117 بابت2011 میں فرانزک سائنس ایجنسی میں غبن، بے قاعدگیوں اور پنجاب کے سرکاری کالجوں خصوصاً گورنمنٹ بوائز و گرلز کالج چونیاں کی ناقص تعلیمی کارکردگی کی نشاندہی کے بارے میں سپیشل کمیٹی نمبرII کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ----------	1774

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحاریک التوائے کار	
47۔	آشیانہ ہاؤسنگ سکیم میں پنجاب اسمبلی کے ملازمین کے لئے کوٹا مقرر کرنے کا مطالبہ ----------	1776
48۔	کوٹ رادھا کشن تا رائیونڈ روڈ کی چوڑائی کم ہونے کے مسائل ----------	1777
49۔	ضلع راولپنڈی کے مرد اور خواتین اساتذہ کو رخصت اتفاقیہ حاصل کرنے کے لئے ڈی سی او کے رُوبرُو پیش ہونے کے انوکھے حکم سے پریشانی کا سامنا ----------	1778
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون (جو پیش ہوا)	
50۔	مسودہ قانون نصابی کتب کی نگرانی اور معیار تعلیم کی برقراری پنجاب مصدرہ2012 ----------	1780
	مسودات قانون (جو زیر غور لائے گئے)	
51۔	مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب پبلک سروس کمیشن مصدرہ2011 ----------	1781
52۔	مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ2011 ----------	1784
53۔	مسودہ قانون (ترمیم) زرعی کرم کش ادویات پنجاب مصدرہ2011 ----------	1786
54۔	کورم کی نشاندہی ----------	1787

55۔	مسودہ قانون (ترمیم) زرعی کرم کش ادویات پنجاب مصدرہ2011(۔۔۔جاری)	1788
56۔	مسودہ قانون (ترمیم) (سٹینڈنگ آرڈرز) انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ پنجاب مصدرہ2011	1790
57۔	مسودہ قانون (ترمیم) میٹرنٹی بینیفٹ، پنجاب مصدرہ2011	1793
58۔	مسودہ قانون (ترمیم) (ایجوکیشن) ورکرز چلڈرن، پنجاب مصدرہ2011	1796
59۔	مسودہ قانون (ترمیم) (خاتمہ) نظام جبری مشقت پنجاب مصدرہ2011	1799
60۔	مسودہ قانون غازی یونیورسٹی ڈیرہ غازی خان مصدرہ2011	1802
61۔	کورم کی نشاندہی	1842

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
62۔	مسودہ قانون غازی یونیورسٹی ڈیرہ غازی خان مصدرہ2011(۔۔۔جاری)	1843
	بحث	
63۔	امن عامہ پر عام بحث	1848
	جمعرات،5۔جنوری2012	
	جلد 32:شمارہ 19	
64۔	ایجنڈا	1876
65۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	1878
66۔	نعت رسول مقبول ﷺ	1879
	توجہ دلاؤ نوٹس	
67۔	سرائے مغل ضلع قصور میں ڈکیتی کے دوران مزاحمت پر شہری کی ہلاکت کی تفصیلات	1881
68۔	لاہور کے تھانہ ہڈیارہ کے ایس ایچ او کی ہلاکت ودیگر تفصیلات	1882
	پوائنٹ آف آرڈر	

69۔	پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر کی تعیناتی کے لئے پینل میں خلاف قواعد تھرڈ ڈویژن کے حامل امیدوار کی سفارش	1887
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
70۔	امن عامہ پر عام بحث(۔۔۔جاری)	1889
71۔	کورم کی نشاندہی	1917

جمعۃ المبارک،6۔جنوری2012

جلد 32:شمارہ 20

72۔	ایجنڈا	1919
73۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	1921
74۔	نعت رسول مقبول ﷺ	1922
	سوالات (محکمہ جات مال وکالونیز)	
75۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات	1923
76۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے)	1963
	تحاریک التوائے کار	
77۔	محکمہ بارڈر ملٹری پولیس ڈیرہ غازی خان کی جانب سے خالی اسامیوں کو مشتہر نہ کرنا	1979
78۔	حکومت پنجاب کے ملازمین کو تنخواہ کی ادائیگی میں تاخیر	1981
79۔	صوبہ پنجاب کی جانب سے سٹیٹ بنک سے سود پر بھاری قرضہ لینا	1984
80۔	سبزی منڈی بورے والا کے مغرب میں واقع کچی آبادی کا راستہ بند کرنے سے مکینوں کو پریشانی کا سامنا	1984
	سرکاری کارروائی	

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

	بحث	
81۔	امن عامہ پر عام بحث(۔۔۔جاری)	1989

سوموار،9۔جنوری2012

جلد 32:شمارہ 21

82۔	ایجنڈا	2031
83۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	2033
84۔	نعت رسول مقبول ﷺ	2034
	سوالات (محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری)	
85۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات	2035
86۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے)	2073
87۔	ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت	2100

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	توجہ دلاؤ نوٹس	
88۔	تھانہ فیروزوالا شیخوپورہ، ڈکیتی مزاحمت پر ڈاکوؤں کی فائرنگ سے شہری کی ہلاکت وتین افراد شدید زخمی ہونے کی تفصیلات	2104
89۔	ضلع قصور سرائے مغل میں ڈکیتی کے دوران مزاحمت پر شہری کے قتل کی تفصیلات	2105
	تحاریک استحقاق	
90۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	2106
	تحاریک التوائے کار	
91۔	صوبہ میں جعلی نجومی، عامل اور پیر پولیس کی آشیر باد سے سادہ لوح عوام کو لوٹنے میں مصروف(۔۔۔جاری)	2107
	سرکاری کارروائی	

بحث
92۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سال2007،2008،2009اور2010
کی رپورٹس پر عام بحث ---------- 2114
رپورٹیں(جو پیش ہوئیں)
93۔ نشان زدہ سوال نمبر3854اور5622کے بارے میں
مجلس خصوصی نمبر17کی رپورٹ کاایوان میں پیش کیاجانا ---------- 2136
94۔ مسودہ قانون(تنسیخ)پنجاب پبلک ڈیفنڈر سروس2011کے بارے میں
مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امورکی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا
---------- 2136
95۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سال2007،2008،2009اور2010
کی رپورٹس پر عام بحث(۔۔۔جاری) ---------- 2137
96۔ اجلاس کے اختتام کااعلامیہ ---------- 2144
97۔ انڈکس

1515

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،2۔جنوری2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ زکوٰۃ وعشر)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون غازی یونیورسٹی،ڈیرہ غازی خان 2011(مسودہ قانون نمبر46بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون غازی یونیورسٹی،ڈیرہ غازی خان 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون غازی یونیورسٹی ،ڈیرہ غازی خان 2011منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب پبلک سروس کمیشن2011(مسودہ قانون نمبر51بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب پبلک سروس کمیشن2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے خدمات وانتظام عمومی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)پنجاب پبلک سروس کمیشن 2011منظور کیا جائے۔

3۔ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں 2011(مسودہ قانون نمبر48بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ٹرانسپورٹ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں 2011منظور کیا جائے۔

1516

4۔ مسودہ قانون(ترمیم)زرعی کرم کش ادویات پنجاب 2011(مسودہ قانون نمبر43بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)زرعی کرم کش ادویات پنجاب 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے زراعت نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)زرعی کرم کش ادویات پنجاب 2011منظور کیا جائے۔

5۔ مسودہ قانون(ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈرز)پنجاب انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ 2011 (مسودہ قانون نمبر38بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈرز)پنجاب انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت و انسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈرز)پنجاب انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ 2011منظور کیا جائے۔

6۔ مسودہ قانون(ترمیم)میٹرنٹی بینیفٹ، پنجاب 2011(مسودہ قانون نمبر39بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)میٹرنٹی بینیفٹ،پنجاب 2011،جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت وانسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفورزیر غورلایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)میٹرنٹی بینیفٹ، پنجاب 2011منظورکیاجائے۔

7۔ مسودہ قانون(ترمیم)(ایجوکیشن)ورکرزچلڈرن،پنجاب2011(مسودہ قانون نمبر40بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(ایجوکیشن)ورکرزچلڈرن،پنجاب 2011،جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت وانسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفورزیر غورلایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(ایجوکیشن)ورکرز چلڈرن ، پنجاب 2011منظورکیاجائے۔

8۔ مسودہ قانون(ترمیم)(خاتمہ)نظام جبری مشقت پنجاب2011(مسودہ قانون نمبر42بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(خاتمہ)نظام جبری مشقت پنجاب 2011،جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت وانسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفورزیر غورلایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(خاتمہ)نظام جبری مشقت پنجاب 2011منظورکیاجائے۔

1517

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیئسواں اجلاس

سوموار، 2۔جنوری2012

(یوم الاثنین، 7۔صفر المظفر1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 50 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ
ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ﴿٢٧﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٢٨﴾
يَسْأَلُهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ﴿٢٩﴾
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٣٠﴾ سَنَفْرُغُ لَكُمْ أَيُّهَ الثَّقَلَانِ ﴿٣١﴾
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٣٢﴾ يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنِ
اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
فَانْفُذُوا ۚ لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ ﴿٣٣﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبَانِ ﴿٣٤﴾ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِنْ نَارٍ ۙ وَنُحَاسٌ فَلَا
تَنْتَصِرَانِ ﴿٣٥﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٣٦﴾

سورۃ الرَّحمٰن26 تا36

جو (مخلوق) زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے (26) اور تمہارے پروردگار کی ذات (بابرکت) جو صاحب جلال وعظمت ہے باقی رہے گی (27) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟ (28) آسمانوں اور زمینوں میں جتنے لوگ ہیں سب اُسی سے مانگتے ہیں۔ وہ ہر روز کام میں مصروف رہتا ہے (29) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟ (30) اے دونوں جماعتو! ہم عنقریب تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں (31) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟ (32) اے گروہ جن وانس اگر تمہیں قدرت ہو کہ آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل

جاؤ۔اور زور کے سواتو تم نکل سکنے ہی کے نہیں(33)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(34)تم پر آگ کے شعلے اور دھواں چھوڑ دیا جائے گا تو پھر تم مقابلہ نہ کر سکو گے (35)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(36)

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

یا نبیؐ سب کرم ہے تمہارا یہ جو وارے نیارے ہوئے ہیں
اب کمی کا تصور بھی کیسا جب سے منگتے تمہارے ہوئے ہیں
دیکھ کر ان کے روضے کے جلوے مجھ کو محسوس یوں ہو رہا ہے
جیسے منظر یہ سارے کے سارے آسماں سے اتارے ہوئے ہیں
ان کے دربار سے جب بھی میں نے پنجتن کے وسیلے سے مانگا
مجھ کو خیرات فوراً ملی ہے خوب میرے گزارے ہو رہے ہیں

سوالات

(محکمہ زکوٰۃ وعشر)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، میری طرف سے آپ سب کو نیا سال مبارک ہو، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حفظ وامان میں رکھے، اللہ تعالیٰ میرے اور آپ کے پاکستان کو ترقی، خوشحالی اور استحکام بخشے اور ہم سب اس کی صحیح معنوں میں خدمت کرتے رہیں۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ زکوٰۃ وعشر سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اگر جان کی امان پاؤں تو پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! میری بات سنیں۔

محترمہ ساجدہ میر: یہی جگہ ہے جہاں پر ہم اپنی بات کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! مجھے آپ کی بات کا پتا ہے اور مجھے اس بات پر بہت افسوس ہے، آپ تشریف رکھیں ابھی لاء منسٹر صاحب کو آنے دیں میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر ضرور دوں گا۔ پہلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کی طرف سے ہے۔

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 5889 میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز خاتون ممبر نے خواجہ محمد اسلام کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی۔72 فیصل آباد میں زکوٰۃ وعشر کمیٹیوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*5889: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر زکوٰۃ وعشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔72 فیصل آباد میں زکوٰۃ وعشر کمیٹیاں کتنی ہیں؟

(ب) ان میں کتنی فعال اور کتنی غیر فعال ہیں؟

(ج) ان کمیٹیوں کو سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران کتنی کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(د) ان کمیٹیوں کے تعاون سے ان دو سالوں کے دوران کتنی رقم غرباء میں تقسیم کی گئی؟

(ہ) کتنی رقم طالب علموں میں تقسیم کی گئی؟

(و) کتنی رقم بیوہ خواتین اور غریب بچیوں کے جہیز کے لئے دی گئی؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):

(الف) پی پی۔72 فیصل آباد میں کل 45 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پی پی۔72 فیصل آباد میں 45 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں اور فعال ہیں۔

(ج) صوبہ پنجاب میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی مدت کار 30۔جون 2008 سے ختم ہونے کی وجہ سے وفاقی حکومت نے مالی سال 09۔2008 کے لئے صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ کو ریگولر مدات میں کوئی رقم جاری نہ کی تھی تاہم سال 10۔2009 کے دوران پی پی۔72 کی کمیٹیوں کو مبلغ 14 لاکھ 65 ہزار 965 روپے کی رقم جاری کی گئی۔

(د) جیسا کہ اوپر وضاحت پیش کر دی گئی ہے کہ سال 09۔2008 میں صوبہ پنجاب کو مستقل مدات میں کوئی رقم موصول نہ ہوئی تھی جس کی بناء پر اس سال کے دوران غرباء میں کوئی رقم تقسیم نہ کی گئی جبکہ دوران سال 10۔2009 ان کمیٹیوں کے تعاون سے غرباء میں مبلغ 14 لاکھ 62 ہزار 500 روپے تقسیم کئے گئے۔

(ہ) سال 09۔2008 میں تعلیمی وظائف (فنی) کی مد میں ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ دھوبی گھاٹ کو 257 طلباء وطالبات کے لئے مبلغ 48 لاکھ 64 ہزار 200 روپے جارے کئے گئے جبکہ دیگر مدات میں کوئی رقم موصول نہ ہوئی تھی لہذا ان مدات میں کوئی رقم جاری نہ کی جا سکی۔

سال 10۔2009 میں پی پی۔72 کے دو تعلیمی اداروں، تین دینی مدارس اور تعلیمی وظائف فنی کی مد میں ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ دھوبی گھاٹ کو رقم جاری کی گئی جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

مد	جاری کردہ رقم	تعداد طلباء وطالبات
1۔تعلیمی وظائف (جنرل)	7 لاکھ 24 ہزار 86 روپے	158
2۔دینی مدارس	18 لاکھ 43 ہزار 650 روپے	701
3۔تعلیمی وظائف (فنی	63 لاکھ 40 ہزار روپے	537

(و) اس حلقہ کی مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی بیوہ خواتین اور غیر شادی شدہ مستحق بچیوں کے جہیز کے لئے کوئی رقم جاری نہیں کی گئی۔

ڈاکٹر زمر دیا سمین رانا جناب سپیکر! جز(ہ) میں بتایا گیا ہے کہ سال 10-2009 میں پی پی۔72 کے تعلیمی اداروں جن میں دینی مدارس کو اور فنی تعلیم کی مد میں وو کیشنل انسٹیٹیوٹس کو وظائف دیئے گئے ہیں اور آگے amount بھی لکھی گئی ہے۔میں یہ سوال پوچھنا چاہتی ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے کون سا جز بتایا ہے؟

ڈاکٹر زمر دیا سمین رانا: جز(ہ)

جناب سپیکر: میرے خیال میں تو اس میں جز(ہ) ہے ہی نہیں۔

ڈاکٹر زمر دیا سمین رانا: جناب سپیکر! آخری والا جز ہے۔

جناب سپیکر: اچھا۔

ڈاکٹر زمر دیا سمین رانا: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ definitely آگے سٹوڈنٹس کو individually دیئے جاتے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ دینی مدارس اور عام تعلیمی اداروں میں جو وظائف دیئے جاتے ہیں ان کی amount ایک ہوتی ہے یا علیحدہ ہوتی ہے۔اگر علیحدہ ہوتی ہے تو ہر ادارے کے لئے کتنی ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! محترمہ نے جو جز(ہ) کے بارے میں پوچھا ہے اس بارے میں عرض ہے کہ جو دینی مدارس یا جو جنرل تعلیمی وظائف ہیں ان کی شرح different ہے فنی تعلیم میں فی بچہ -/2500 روپیہ دیا جاتا ہے، دوسرے تعلیمی وظائف میں پرائمری سے مڈل تک اور ہے،اس کے بعد میٹرک تک different ہے، میٹرک سے گریجویشن تک different ہے اور گریجویشن سے لے کر پوسٹ گریجویشن کے لئے بھی different ہے اور فنی تعلیمی وظائف -/2500 روپیہ فی بچہ دیا جاتا ہے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: چونکہ میں بھی فیصل آباد سے ہوں اس لئے مجھے یہ ضمنی سوال کرنے دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ فیصل آباد میں دینی مدارس کو جو amount دی گئی ہے کیا یہ ان میں سے ایک دو دینی مدارس کے نام بتا سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! زکوٰۃ کی مد سے جن دینی مدارس کو یہ amount دی گئی ہے کیا وزیر موصوف ان کے نام بتا سکتے ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں اس وقت فوری طور پر تو نہیں بتا سکتا۔

جناب سپیکر: یہ سوال پوچھا نہیں گیا تھا اب ضمنی سوال آ گیا ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں یہی کہنا چاہ رہا تھا کہ یہ ضمنی سوال تو نہیں بنتا لیکن ابھی ان کو دینی مدارس کے نام دے دیئے جائیں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: ادھر سے پوچھ لیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی فرمالیں لیکن اس پر تین ضمنی سوال ہونے والے ہیں۔

جناب پرویز رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! فنی تعلیم وظائف کی مد میں ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ دھوبی گھاٹ میں 48 لاکھ 64 ہزار روپیہ دیا گیا ہے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا ان وظائف میں غیر مسلم بچوں کے لئے کوئی فنڈر کھا گیا ہے یا ان میں سے انہیں کوئی ملا ہے یا VTI میں غیر مسلم بچوں کا داخلہ ممکن ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس میں بڑی clear بات ہے کہ زکوٰۃ کا پیسا نہیں دیا جا سکتا چونکہ یہ مسلمان لوگوں کے لئے ہے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ زکوٰۃ کی مد سے جو VTI میں پیسے آتے ہیں وہ وہاں بچوں کی ٹیکنیکل ٹریننگ کے لئے استعمال ہوتے ہیں لیکن کتنی ستم ظریفی ہے کہ اگر غیر مسلم بچے کو زکوٰۃ کی مد سے ٹریننگ کے لئے پیسے نہیں دیئے جا سکتے تو وزیر موصوف صاحب مجھے یہ بتا دیں کہ غیر مسلم

بچوں کے لئے ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ سے ٹریننگ حاصل کرنے کے لئے کون سا بندوبست کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ ایک مذہبی معاملہ ہے میرے خیال میں ان کو بھی اس بات کی بڑی اچھی طرح سمجھ ہو گی کہ یہ مذہبی معاملہ ہے اور ہم زکوٰۃ کے پیسوں سے نہیں دے سکتے۔ ہاں اس کے علاوہ دیگر ادارہ جات ہیں جن میں فنی تعلیم دی جاتی ہے جیسا TEVTA وغیرہ ہیں اس میں حکومت پیسے دیتی ہے اور وہاں دروازے کھلے ہیں اور وہاں سے سارے مذاہب کے لوگ لیتے ہیں لیکن چونکہ VTIs میں جو پیسے جاتے ہیں وہ purely زکوٰۃ فنڈ سے جاتے ہیں اور زکوٰۃ فنڈ کے لئے یہ compulsory ہے کہ وہ صرف مسلمانوں میں distribute ہو سکتی ہے اور کسی میں نہیں ہو سکتی۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے عرض کرتا ہوں جو میرے ناقص علم میں ہے کہ زکوٰۃ کی مد میں جو بھی رقم آتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: بات سنیں! جو علم ہی ناقص ہو تو پھر کیا کریں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میری گزارش سنیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! یہ بہت بڑا معزز ایوان ہے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس میں مذہبی ٹریننگ نہیں دی جاتی بلکہ یہاں ٹیکنیکل ٹریننگ دی جاتی ہے۔ منسٹر صاحب نے کہا ہے چونکہ اس مد میں کوئی پیسا نہیں رکھا گیا لہذا ٹریننگ نہیں دی جا سکتی، میری گزارش ہے کہ اس پر ضرور نظر ثانی کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ ہم بحیثیت پاکستانی اس ملک کے برابر کے شہری ہیں۔

جناب سپیکر: اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! یہ کہیں بھی نہیں لکھا کہ زکوٰۃ کی مد سے غیر مسلم کو پیسے نہیں مل سکتے۔ یہ ایک بہت ہی غلط قسم کا تعصب create کیا گیا ہے۔ اگر ووکیشنل انسٹیٹیوٹس میں مذہب کی بنیاد پر تعصب create کیا جا رہا ہے تو یہ بہت غلط ہے اور میں اس پر علماء کرام کا فتویٰ چاہوں گا، وہ مہربانی کر کے اس ایوان کی رہنمائی کریں کہ آیا زکوٰۃ کی رقم سے غیر مسلم طالب علموں کی مدد کی جا سکتی ہے یا نہیں؟ اگر یہ

درست ہے کہ زکوٰۃ کی رقم سے غیر مسلم طالب علموں کی مدد نہیں کی جا سکتی تو پھر حکومت پنجاب اس حوالے سے کوئی جامع پالیسی وضع کرے تاکہ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس میں غیر مسلم مستحق بچے بھی تعلیم حاصل کر سکیں اور ان کی مدد کی جا سکے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! مذہب کے حوالے سے بات ہوئی ہے اس لئے میں اس کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ میں قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ زکوٰۃ کے معاملے میں اللہ تعالیٰ نے آٹھ چیزیں بتائی ہیں کہ زکوٰۃ کے یہ مصارف ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا اس بارے میں بڑا واضح ارشاد ہے کہ "زکوٰۃ کا پیسا مسلمانوں کے مالداروں سے لیا جائے گا اور مسلمانوں کے غریبوں کو ہی واپس لوٹایا جائے گا" یعنی یہ زکوٰۃ کی رقم ان آٹھ مصارف پر ہی خرچ کی جائے گی اور اس میں تعلیم کی مد بھی موجود ہے لیکن اس میں آپ ﷺ نے یہ شرط لگائی ہے کہ زکوٰۃ کی رقم مسلمانوں کے غریبوں میں ہی تقسیم کی جائے گی۔ ہمارے جو taxes وصول کئے جاتے ہیں اس میں سے غیر مسلم طالب علموں کو تعلیمی وظائف دیئے جائیں اور ان کی مدد کی جائے۔ شرعی طور پر زکوٰۃ کی رقم سے غیر مسلم کی مدد نہیں کی جا سکتی۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں اس حوالے سے مزید وضاحت کرنا چاہتا ہوں، چنیوٹی صاحب نے بڑی وضاحت سے بتا دیا ہے اور میں اس میں صرف یہ اضافہ کروں گا کہ زکوٰۃ کی کٹوتی صرف مسلمانوں سے ہوتی ہے۔ ہم غیر مسلموں سے زکوٰۃ کی کٹوتی نہیں کرتے اور یہ مسلمانوں کو ہی دی جاتی ہے۔ غیر مسلم طلباء کو بیت المال سے امداد دی جاتی ہے۔ یہ بھی حکومت کا ادارہ ہے اور اس میں غیر مسلم طالب علموں کو امداد دینے کی provision موجود ہے۔ میرے بھائی پرویز رفیق صاحب کی بات یقیناً بڑی وزنی ہے۔ میں یہ بتانا چاہوں گا کہ اس حوالے سے وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک کمیٹی بنائی ہے۔ اس کمیٹی کو یہ کام سونپا گیا ہے کہ چونکہ ہم زکوٰۃ کی رقم سے غیر مسلموں کی مدد نہیں کر سکتے لہذا آپ حکومت کی طرف سے کوئی ایسا fund arrange کر دیں کہ جس سے غیر مسلم طالب علموں یا دوسرے مستحق لوگوں کی مدد کی جا سکے۔ اس پر پہلے ہی working ہو رہی ہے اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس مقصد کے لئے جلد ہی رقم مختص کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ جی، ڈاکٹر مسرت حسن صاحبہ!

ڈاکٹر مسرت حسن: جناب سپیکر! دینی مدارس کو مالی امداد فراہم کی جاتی ہے تو کیا یہ امداد دینے سے پہلے ان کا curriculum check کیا جاتا ہے کہ وہ وہاں پر کیا کیا پڑھا رہے ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس بارے میں بڑی واضح ہدایات ہیں اور دینی مدارس کو امداد دینے کا ایک طریق کار ہے۔ پورے پنجاب میں ہر دینی مدرسہ apply کر سکتا ہے کہ ہمیں آپ اپنے زکوٰۃ دفتر میں رجسٹر کریں۔ جب ان کی طرف سے registration کی درخواست آتی ہے تو سکیورٹی اداروں کے ذریعے ان کی باقاعدہ scrutiny کی جاتی ہے۔ جب اس بات کا یقین ہو جاتا ہے کہ اس ادارے کا امداد لینے کا حق بنتا ہے تو اس کے بعد ان کا curriculum دیکھا جاتا ہے اور اس کے بعد حتمی فیصلہ کیا جاتا ہے کہ آیا ان کو امداد دی جا سکتی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 6037 (معزز خاتون ممبر نے خواجہ محمد اسلام کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جی، ہاں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع فیصل آباد۔ ہسپتالوں کو زکوٰۃ کی مد سے دی گئی گرانٹ و دیگر تفصیلات

*6037: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران ضلع فیصل آباد کے کس کس ہسپتال کو سال وار کتنی گرانٹ زکوٰۃ کی مد سے ادا کی گئی؟

(ب) یہ گرانٹ کس کی منظوری سے دی گئی اور کس کس مقصد کے لئے دی گئی؟

(ج) کیا اس گرانٹ کے خرچ کے چیک کا اختیار محکمہ زکوٰۃ کے پاس ہوتا ہے تو اس کی چیکنگ کون کر سکتا ہے؟

(د) ضلع فیصل آباد کے ان ہسپتالوں کو فراہم کی گئی گرانٹ کی چیکنگ کے دوران کتنی رقم کی خُورد بُرد پکڑی گئی اور اس کے ذمہ دار کون کون پائے گئے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):

(الف) دوران سال 09-2008 اور 10-2009 ضلع فیصل آباد کے ہسپتالوں کو جاری کردہ رقم کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نام ہسپتال	2008۔09	2009۔10
1۔ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال فیصل آباد	50لاکھ	50لاکھ
2۔الائیڈ ہسپتال فیصل آباد	60لاکھ	60لاکھ
۳۔تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال سمندری	0	1لاکھ 64ہزار250روپے

(ب) قومی سطح کے ہسپتالوں کو یہ گرانٹ مرکزی زکوٰۃ کونسل اور تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال سمندری کو ضلعی زکوٰۃ کمیٹی فیصل آباد کی منظوری سے جاری کی گئی۔ ان ہسپتالوں میں قائم ہیلتھ ویلفیئر کمیٹیوں نے موصول شدہ گرانٹ کو مستحق مریضوں کے علاج معالجہ کے لئے ادویات کی شکل میں خرچ کیا۔

(ج) محکمہ زکوٰۃ وعشر کو ان اخراجات کو چیک کرنے کا اختیار حاصل ہے۔اس کے علاوہ آڈیٹر جنرل آف پاکستان بھی ان اخراجات کا آڈٹ کرتا ہے۔

(د) ضلع فیصل آباد میں ان دو سالوں کے دوران ان ہسپتالوں کی چیکنگ اور دوران آڈٹ برائے سال09۔2008اور10۔2009 کسی رقم کی خُورد بُرد کی نشاندہی نہ ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: جناب سپیکر!اس سوال میں زکوٰۃ کی رقم سے مریضوں کے علاج کی بات کی گئی ہے۔ میں اپنے منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ زکوٰۃ کی رقم سے مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے کیا یہ سہولت اوپی ڈی کے مریضوں کو بھی فراہم کی جاتی ہے یا صرف indoorمریضوں کو دی جاتی ہے؟ہر مریض کی cost of treatment مختلف ہوتی ہے، کسی مریض کی cost of treatment بہت تھوڑی یعنی دو تین ہزار روپے ہو سکتی ہے اور کسی مریض کی ایک لاکھ روپے سے زیادہ بھی ہو سکتی ہے۔ کسی individualمریض کے لئے زکوٰۃfund سے علاج کے لئے جو رقم دی جاتی ہے کیا اس کی کوئیlimit مقرر ہے؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہر ہسپتال کے لئے بستروں کے حساب سے ایک رقم مہیا کر دی جاتی ہے اور ہر ہسپتال میں ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جہاں پر غریب مریض درخواستیں دیتے ہیں کہ ہم مستحق ہیں اس لئے زکوٰۃ کے پیسوں سے ہمارا علاج کیا جانا چاہئے۔ اس کمیٹی میں اس ہسپتال کا ایم ایس،ایک سینئر ڈاکٹر،سوشل ویلفیئر آفیسر اور مقامی ضلعی زکوٰۃ کمیٹی کا نمائندہ شامل ہوتا ہے۔ یہ کمیٹی فیصلہ کرتی ہے کہ اس مریض کا زکوٰۃ کے پیسوں سے علاج کیا جانا چاہئے یا

نہیں۔اس میں پیسوں کی کوئی limit نہیں، کمیٹی جس قدر امداد کی سفارش کرتی ہے وہ اس مریض کو مل جاتی ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں اپنے منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ عام آدمی کو زکوٰۃ دینے کا کیا طریق کار ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! زکوٰۃ دینے کے حوالے سے ہماری مختلف مدات ہیں۔ گزارہ الاؤنس کے تحت پانچ سو روپے per month دیئے جاتے ہیں۔ مستحق طالب علموں کو تعلیمی وظائف دیئے جاتے ہیں۔ جس طالب علم کے پاس وسائل نہیں ہوتے انہیں ہم زکوٰۃ کے funds سے امداد دیتے ہیں۔ طالب علم ادارے سے ایک فارم لیتا ہے اور زکوٰۃ کی ذیلی تنظیم سے اس فارم کو تصدیق کراتا ہے کہ ہاں یہ واقعی مستحق ہے۔ اس کے بعد وہ فارم واپس ادارے میں جمع کراتا ہے اور ادارے میں ایک کمیٹی تشکیل دی جاتی ہے جس کو ہیڈ ماسٹر head کرتا ہے۔ اس کمیٹی سے اگر اس کی recommendation ہو جاتی ہے تو اس طالب علم کو پیسے دے دیئے جاتے ہیں۔ فنی تعلیمی اداروں میں پڑھنے والے طالب علموں کو امداد دی جاتی ہے۔ یہ امداد ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس کے ذریعے دی جاتی ہے اس کا بھی یہی طریق کار ہے اور اس میں -/2500 روپے per month دیئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہمارا ایک جہیز فنڈ ہے۔ غیر شادی شدہ بچیوں کے جہیز کے لئے 10 ہزار روپے دیئے جاتے ہیں۔ اس کا طریق کار بھی یہی ہے کہ وہ ہماری مقامی یا ذیلی زکوٰۃ کمیٹی میں درخواست دیتے ہیں اور جب funds available ہوتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ مستحق ہیں تو ان کو یہ امداد فراہم کر دی جاتی ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! پہلے State Bank سے زکوٰۃ کے cheques issue ہوتے تھے اور پیسے سیدھے غریبوں کے account میں credit کر دیئے جاتے تھے۔ یہ طریق کار تو منسٹر صاحب نے بتایا ہی نہیں ہے۔ مجھے بتا دیں کہ پچھلے چار سالوں میں کس کو زکوٰۃ کے funds سے امداد ملی ہے؟ پچھلے چار سالوں سے کسی کو کچھ نہیں ملا۔

جناب سپیکر: چلیں، اب تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحب نے آپ کو تفصیل سے طریق کار بتا دیا ہے اور آپ نے سُن بھی لیا ہو گا۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے ان کی بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ طریق کار وہی ہے کہ جب کسی کی recommendation ہو جاتی ہے کہ اس کو اتنے پیسے دینے ہیں اُس کو باقاعدہ چیک دیا جاتا ہے۔ سٹیٹ بنک کی instructions ہیں کہ زکوٰۃ کے چیک کے لئے -/100 روپے سے بھی اکاؤنٹ کھلوایا جا سکتا ہے، چیک وہاں پر جمع کرایا جاتا ہے، وہاں پر زکوٰۃ فنڈ سے پیسے automatically چلے جاتے ہیں اور وہاں سے چیک کیش ہو جاتا ہے۔ انہوں نے دوسری بات کی ہے کہ ایک پیسا بھی نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ان کی یہ statement ٹھیک نہیں ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ محکمہ زکوٰۃ و عشر کو ان اخراجات کو چیک کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ کیا وزیر صاحب مطمئن ہیں کہ جو چیکنگ کی جاتی ہے وہ واقعی ٹھیک ہے اور کیا آڈیٹر جنرل آف پاکستان بھی ان اخراجات کا آڈٹ کرتے ہیں؟ جہاں تک میں جانتی ہوں کہ کوئی آڈیٹر آڈٹ کرتا ہے اور نہ ہی کوئی چیک کرتا ہے۔ یہ سارا فراڈ ہے کیونکہ یہ سارا کچھ ان کی ملی بھگت سے ہوتا ہے۔ کیا انہوں نے کبھی چیک کیا ہے کہ زکوٰۃ واقعی مستحق لوگوں کو پہنچ رہی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! محترمہ نے بڑی اچھی بات کی ہے اور میں ان کو تھوڑی سی وضاحت سے جواب اس لئے دے رہا ہوں کہ شاید ان کو اس کا پورا علم نہیں ہے۔ نچلی سطح پر ہماری ذیلی کمیٹی بہت تھوڑی سی آبادی کو cover کرتی ہے اور وہاں پر اس کمیٹی کے نو ممبر ہوتے ہیں وہ جب ایک شخص کو مستحق قرار دے دیتے ہیں تو یقیناً اس کی پہلی scrutiny تو وہاں پر ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد ہماری ایک انٹرنل آڈٹ ایجنسی ہے جس میں ہمارے اپنے سٹاف کے لوگ ہیں جو ضلعی اور ڈویژن کی سطح پر بھی ہیں، وہ بھی اس کو چیک کرتے ہیں۔ اُس کے بعد پاکستان کی سطح پر جو لوگ اسلام آباد سے آتے ہیں وہ random checking کرتے ہیں کیونکہ وہ تمام کمیٹیوں کی چیکنگ نہیں کر سکتے لیکن وہ اپنے طور پر selection کر کے آڈٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ اُلفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! میں نے ایک بات پوچھنی تھی کہ جہیز کے لئے جو پیسے دیئے جاتے ہیں اُس کے لئے پہلے تو نکاح نامے کی شرط تھی۔ میں نے یہ دیکھا ہے کہ نکاح کرنے کے لئے بچی کے والدین

کا بعض اوقات 10 ہزار روپے سے زیادہ خرچہ ہو جاتا تھا تو کیا اُن کے لئے نکاح نامے کی شرط ابھی بھی exist کرتی ہے اور اگر یہ شرط exist کرتی ہے تو محکمے نے اس کو ختم کرنے کے لئے کچھ سوچا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ شرط exist نہیں کرتی۔ اگر بچی کا نکاح ہو چکا ہے اور علاقے والے سمجھتے ہیں کہ ان کو زکوٰۃ کے پیسے ملنے چاہئیں تو وہ بھی درخواست دے سکتے ہیں اور جس بچی کا نکاح نہیں ہوا اُس کے لئے ضروری ہے کہ دو مقامی لوگ جن میں سے ایک امام مسجد یا خطیب ہو سکتا ہے وہ اشٹام پیپر لکھ کر دیتے ہیں کہ اگر آپ یہ پیسے دیں گے تو یہ نکاح کے لئے ہی خرچ ہوں گے اور اس پیسے کو misuse نہیں کیا جائے گا۔ اس طرح یہ دونوں طریقوں سے ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ملک اختر حسین نول صاحب کا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! Question No. 7618, On his behalf (معزز خاتون ممبر نے خواجہ محمد اسلام کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

ضلع قصور۔ مستحقین زکوٰۃ کے لئے زکوٰۃ کی رقم کی فراہمی کی تفصیلات

*7618: **ملک اختر حسین نول:** کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور کو سال 11-2010 میں غریب مستحقین کو زکوٰۃ دینے کے لئے کتنی رقم فراہم کی گئی ہے؟

(ب) حلقہ پی پی۔176 قصور میں موجودہ سال میں کتنی رقم زکوٰۃ اور شادی گرانٹ کے لئے دی گئی ہے؟

(ج) مذکورہ حلقہ میں نئی بنائی گئی زکوٰۃ کمیٹیوں کے چیئرمینوں کے نام اور پتا جات فراہم کئے جائیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ حلقہ پی پی۔176 میں زکوٰۃ کمیٹیوں کے چیئرمینوں کا تقرر منصفانہ بنیاد پر نہ کیا گیا ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع قصور کو سال 11۔2010 میں مبلغ 9 کروڑ 16 لاکھ 60 ہزار 9 سو 91 روپے فراہم کئے گئے جس کی مدوار تفصیل حسب ذیل ہے:

مدات	رقم
1-گزارہ الاؤنس	3کروڑ95لاکھ44ہزار2سو96روپے
2-تعلیمی وظائف(جنرل)	ایک کروڑ18لاکھ63ہزار2سو90روپے
3-تعلیمی وظائف(دینی مدارس)	52لاکھ72ہزار5سو62روپے
4-تعلیمی وظائف(فنی)	2کروڑ24لاکھ58ہزار4سو39روپے
5-ہیلتھ کیئر	39لاکھ54ہزار4سو62روپے
6- شادی گرانٹ	52لاکھ72ہزار5سو62روپے
7-عید گرانٹ	32لاکھ95ہزار3سو80روپے
میزان	9کروڑ16لاکھ60ہزار9سو91روپے

(ب) حلقہ پی پی۔176 میں موجودہ سال میں زکوٰۃ فنڈز سے جاری کردہ رقم کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مدات	رقم
1-گزارہ الاؤنس	35لاکھ60ہزار روپے
2- عید گرانٹ	3لاکھ11ہزار5سو روپے
3- تعلیمی وظائف(جنرل)	2لاکھ63ہزار7سو روپے
4- ہیلتھ کیئر	54ہزار روپے(برائے تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال کوٹ رادھا کشن)
5-شادی گرانٹ	1لاکھ90ہزار روپے

(ج) حلقہ پی پی۔176 میں89 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں جن کے چیئرمینوں کے نام اور پتاجات کی یونین کونسل وار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے کہ حلقہ پی پی۔176 میں زکوٰۃ کمیٹیوں کے چیئرمینوں کا تقرر منصفانہ بنیاد پر نہ کیا گیا ہے۔ تمام مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کے چیئرمین / ممبران کا انتخاب منصفانہ طور پر قواعد وضوابط کے مطابق کیا گیا ہے۔

موجودہ طریق کار کے مطابق مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کے چناؤ کے لئے باقاعدہ ایک پروگرام جاری کیا جاتا ہے۔ متعلقہ حلقے کے لوگ مسجد کے اندر مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کا چناؤ کرتے ہیں کسی قسم کی شکایت کی صورت میں متاثرہ افراد کو موقع دیا جاتا ہے اور شکایات کا ازالہ کیا جاتا ہے۔اس حلقہ سے متعلقہ تمام شکایات / اپیلیں ماسوائے مقامی زکوٰۃ کمیٹی ظفر کے نمبر2 اور بگھیاڑ مار جن کے کیس سول عدالت قصور میں زیر سماعت ہیں اُن کو قانون کے مطابق نمٹادیا گیا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! جز(ب) میں پی پی۔176 میں دینی تعلیمی وظائف یا فنی تعلیمی وظائف نہیں دیئے گئے یعنی یہاں پر اس کا ذکر نہیں کیا گیا تو میں یہ پوچھ سکتی ہوں کہ یہ وظائف کیوں نہیں دیئے گئے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ہم پر لازمی نہیں ہے کہ ہم دینی اداروں کو یہ وظائف دیں۔ جب وہ ہمارے پاس رجسٹرڈ ہوں گے اور درخواست دیں گے تب ہم انہیں یہ وظائف دینے کے پابند ہیں۔ ممکن ہے کہ یہاں کا کوئی ادارہ ہمارے پاس رجسٹرڈ ہی نہ ہو تو اُس کا یہ وظائف دینے کا کوئی تک نہیں بنتا۔ انہوں نے دوسری فنی تعلیم کی بات کی ہے تو وہاں پر اگر کوئی فنی ادارہ ہو گا تو وظائف دیئے جائیں گے چونکہ وہاں پر فنی ادارہ ہے اور نہ کوئی دینی ادارہ ہے اس لئے وہاں پر یہ وظائف نہیں دیئے گئے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! پی پی۔176 میں کوئی دینی یا فنی ادارہ قائم کرنے کا ان کا کوئی ارادہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ہم دینی ادارے نہیں بناتے وہ اپنے طور پر بنے ہوتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت پورے پنجاب میں 154 فنی ادارے ہیں تو مقامی لوگوں کی ضرورت اور کاوش سے فنی ادارہ بنایا جاتا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اسی جز(ب) کے پانچ نمبر پر ہے کہ ایک لاکھ 90 ہزار روپے شادی گرانٹ کے لئے دیئے گئے ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ رقم کتنے لوگوں کو دی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! 10 ہزار روپے فی کس کے حساب سے یہ 19 لوگوں کو دیئے گئے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ماشاء اللہ یہ واحد وزیر ہیں جو آج اتنی اچھی تیاری کر کے آئے ہوئے ہیں میں ان کے لئے clapping کرتی ہوں۔ جز(ج) کے جواب میں چیئرمین زکوٰۃ کمیٹیوں کی لسٹ دی گئی ہے تو ان چیئرمینوں کا تعلق کسی سیاسی پارٹی سے ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میرے علم میں نہیں ہے کہ معزز ممبر پچھلی اسمبلی میں رہی ہیں یا نہیں لیکن میں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ جتنے معزز ممبرز ہیں سب کو پتا ہے کہ جتنے چیئرمین ہوتے ہیں وہ حکومت پنجاب کے نامزد کردہ ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ جو ذیلی تنظیمیں ہوتی ہیں ان کا باقاعدہ ایک طریق کار کے مطابق انتخاب کرایا جاتا ہے جو مقامی مساجد میں کرائے جاتے ہیں جہاں دعوت عام دی جاتی ہے اور وہاں بیٹھ کر یہ مرحلہ مکمل کیا جاتا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! نامزدگی کے لئے کیا criteria ہوتا ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! Criteria وہی ہے جو پچھلے دور اور اس سے پچھلے دور میں بھی رہا ہے، مسلمان ہونا چاہئے، علاقے کے لوگوں کو اس پر اعتماد ہونا چاہئے اور اس پر کرپشن یا کوئی دوسرا کیس نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، سیٹھی صاحب!

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر! میرا وزیر صاحب سے یہ سوال ہے کہ ڈسٹرکٹ زکوٰۃ کمیٹی کے ممبران کی تعداد کیا ہوتی ہے اور اس میں خواتین ممبران اور مرد ممبران کی تعداد کیا ہوتی ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ڈسٹرکٹ زکوٰۃ کمیٹی میں کل نو ممبران ہوتے ہیں جو سات مرد اور دو خواتین ممبران پر مشتمل ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 7980 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل میں سٹاف کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7980: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل نے پنجاب بھر سے اکاؤنٹس اینڈ ایڈمن آفیسرز کے لئے کل کتنی ورکشاپس برائے تربیت کا انتظام کیا، نیز یہ ورکشاپس کہاں اور کب منعقد کی گئیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) پنجاب وو کیشنل ٹریننگ کونسل میں کل کتنا سٹاف ہے نیز اس کا ہیڈ آفس کہاں پر واقع ہے، ہیڈ آفس میں کام کرنے والے عہدے داروں کے نام، عہدہ و گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):

(الف) پنجاب وو کیشنل ٹریننگ کونسل کے زیر اہتمام ایڈمن اینڈ اکاؤنٹس آفیسرز کی تربیت کے اب تک دس کورسز منعقد کروائے جا چکے ہیں۔ کونسل کے زیر اہتمام سال 2007 میں سٹاف اینڈ ٹیچرز ٹریننگ انسٹیٹیوٹ واقع A۔134 انڈسٹریل ایریا، کوٹ لکھپت لاہور کا قیام عمل میں آیا جس کا مقصد وو کیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کے سٹاف کی تربیت کرنا ہے۔ اس وقت سے یہ تربیتی ورکشاپس سٹاف اینڈ ٹیچرز ٹریننگ انسٹیٹیوٹ میں منعقد کی جا رہی ہیں۔ جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب وو کیشنل ٹریننگ کونسل میں ریگولر ملازمین کی تعداد 2157 ہے اور اس کا ہیڈ آفس A۔134 انڈسٹریل ایریا، کوٹ لکھپت لاہور میں واقع ہے۔ ہیڈ آفس میں کام کرنے والے سٹاف کی تعداد مع عہدہ گریڈ کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پنجاب وو کیشنل ٹریننگ کونسل کے تحت جو دس ورکشاپس کرائی گئی تھیں ان پر کل کتنا خرچ آیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زکوٰۃ و عشر!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال کسی بھی لحاظ سے نہیں بنتا۔ اس کی وجہ ہے کہ اگر یہ سوال پڑھیں تو اس میں لکھا ہے کہ پنجاب وو کیشنل ٹریننگ کونسل نے پنجاب بھر سے اکاؤنٹس اینڈ ایڈمن آفیسرز کے لئے کل کتنی ورکشاپس برائے تربیت کا انتظام کیا، نیز یہ ورکشاپس کہاں اور کب منعقد کی گئیں، تفصیل فراہم کی جائے؟ اس کے جواب میں dates بھی provide کر دی گئیں اور جہاں جہاں ورکشاپس منعقد کی گئیں وہ بھی provide کر دی گئیں ہیں۔ اب یہ خرچ کی بات کر رہی ہیں تو میرے خیال میں یہ fresh question بنتا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ fresh question نہیں بنتا بلکہ اسی سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! ان کی بات تو کافی حد تک ٹھیک ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!اس میں صرف یہ پوچھا گیا ہے کہ یہ کب منعقد کی گئیں ہیں؟اس میں یہ نہیں پوچھا گیا کہ کتنے پیسے لگے اور کیا سلسلہ ہوا۔ان کو ضرورت ہے تو میں تفصیل ان کو فراہم کر دوں گا۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر!جب کوئی کام ہو گا تو definitely وہ related ہو گا۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر!جب کوئی سیمینار کیا جاتا ہے تو اس پر جو خرچہ آتا ہے تو وہ related ہے۔

جناب سپیکر: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔آپ بتائیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!اگر ان کو ضرورت ہے تو میں provide کر دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!آپ کا اگلا ضمنی سوال ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!مجھے ضرورت تو اس وقت ہے کیونکہ اس پر اگلا ضمنی سوال ہونا تھا۔

جناب سپیکر: آپ کا سوال ٹھیک ہے۔اب آپ اپنا دوسرا ضمنی سوال پوچھیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ لاہور میں اس وقت کتنے ادارے ہیں جو پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل کے تحت کام کر رہے ہیں اور ان میں اکاؤنٹس اینڈ ایڈمن آفیسرز کی کتنی سیٹیں خالی ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!یہاں پر جو ادارے موجود ہیں وہاں پر صرف تین سیٹیں خالی ہیں باقی سب پر لوگ موجود ہیں۔اس کے علاوہ انہوں نے پوچھا ہے کہ لاہور میں کتنے ادارے ہیں وہ میں بتا دیتا ہوں۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!ان کے لئے چٹ آ گئی ہے۔

جناب سپیکر: ان کا محکمہ ہے،وہ پوچھ سکتے ہیں آپ کیا بات کرتے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر!یہ پوچھ نہیں سکتے۔

جناب سپیکر: کوئی حرج نہیں ہے۔انہوں نے آپ کو جواب دینا ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!لاہور میں دس ادارے موجود ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے یہ confirm کرنا ہے کہ کیا ان دس اداروں میں تین سیٹیں خالی ہیں؟ کیونکہ اسی سوالات کی کاپی میں اگلے ایک سوال کے جواب میں ایک سیٹ بتائی گئی ہے جبکہ منسٹر صاحب تین سیٹوں کا کہہ رہے ہیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! محترمہ صحیح کہہ رہی ہیں کہ ایک ہی سیٹ خالی ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ صحیح کہہ رہی ہیں اور ایک ہی سیٹ خالی ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کس rule کے تحت پوچھ سکتے ہیں یا ان کو بتایا جاتا ہے؟ مجھے اس House میں یہ بتادیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے پوچھا نہیں ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آپ ریکارڈنگ نکال لیں۔ آپ نے خود فرمایا ہے کہ وہ پوچھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: ان کو ایک information آئی ہے۔ انہوں نے نہیں پوچھا۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرا یہ question ہے کہ آیا کس rule کے تحت۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے نہیں پوچھا۔ ان کو ایک information آسکتی ہے۔

جناب سعید اکبر خان: آپ نے فرمایا ہے کہ وہ پوچھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔ آپ اس کو challenge کرلیں۔ آپ کی مہربانی۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! یہ House کسی rule کے تابع ہے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ ان کو ایک information مل گئی ہے، انہوں نے لے لی ہے اس میں کیا حرج ہے؟

جناب سعید اکبر خان: آپ کہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں لیکن آپ نے یہ فرمایا ہے کہ وہ پوچھ سکتے ہیں۔ اگر وہ پوچھ سکتے ہیں تو Rules of Procedure کی یہ ایک book ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سعید اکبر خان: قطعاً نہیں پوچھ سکتے، یہ چٹ سسٹم چلتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔آپ تشریف رکھیں۔

جناب سعید اکبر خان: نہیں، میری مہربانی نہیں۔یہ میرا سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔میں اس پر خودrulingدوں گا۔ میں اس پر اپنیruling reserve رکھتا ہوں۔یہ میرا right ہے۔ میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔آپ کی مہربانی،اب آپ تشریف رکھیں۔ میں نے جو کہہ دیا ہے اس کے بعد میں آپ کوrulingدوں گا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے پتا چلا ہے کہ PVTC کے فنڈز کا مسئلہ ہے جس کے تحت یہ ٹیکنیکل ادارے چلائے جا رہے ہیں۔ ہمیں وفاقی حکومت کی طرف سے جو امداد مل رہی ہے یا اس مد میں جو پیسے آ رہے ہیں اس میں وفاقی حکومت پورے پیسے نہیں دے رہی ہے جس کی وجہ سے اداروں پر قرض چڑھ رہا ہے،زکوٰۃ کی مد کے پیسے غریبوں کا حق ہے اس کو چلانے کے لئے اور بہتری لانے کے لئے یہ کیا اقدامات اٹھا رہے ہیں؟

جناب سپیکر! ہمیں ایک اور بات بھی کرنی ہے کہ پہلے 20 فیصد فنڈز فنی تعلیم کے لئے مختص کئے جاتے ہیں۔ میری یہ درخواست ہو گی کہ زکوٰۃ کے جتنے فنڈز آتے ہیں ہمیں ٹیکنیکل ایجوکیشن کی پروموشن کے لئے کم از کم اس میں سے 50 فیصد فنی تعلیم کے لئے دینے چاہئیں یا پنجاب ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹوٹس کو دینے چاہئیں جبکہ پہلے 20 فیصد کے قریب خرچ ہو رہا ہے وہ بھی پورا نہیں ہو پا رہا۔

جناب سپیکر! میں اپنے بھائی سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ فنڈز کی کمی کا شکار ہیں یا نہیں ہیں؟

جناب سپیکر: کیا یہ آپ کا ضمنی سوال ہے؟ یہ تو آپ کی آدھ گھنٹہ کی تقریر ہو گئی ہے۔آپ to the point بات کریں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ House تمام پنجاب کے مسائل کا Custodian ہے۔ ہمیں قید نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ویسے اِن کی یہ بات اس سے متعلقہ نہیں بنتی مگر آپ کے حکم کے تحت بتاتا ہوں کہ میرے معزز ممبر نے جو بات پوچھی ہے وہ یقیناً اپنی جگہ پر حقیقت رکھتی ہے کہ اس میں جو کمی واقع ہوئی ہے وہ موجود ہے۔ اٹھارہویں ترمیم کے بعد مرکز سے بہت سارے ادارے پنجاب کے تالج آ گئے ہیں جس پر قانون سازی ہو رہی ہے اور انشاء اللہ موجودہ یا آئندہ اجلاس میں

اس پر قانون سازی کر لی جائے گی جس کے بعد پنجاب کی سطح پر اِن تمام مسائل کو ہم خود decide کریں گے کیونکہ اس سے پیشتر جو فیصلے مرکز کی سطح پر ہوتے تھے وہ implement کروانے پڑتے تھے مگر devolution کے بعد اب یہ اختیارات پنجاب کے پاس آ گئے ہیں جس پر باقاعدہ قانون سازی کے بعد implement کرائیں گے۔ میرے بھائی جس طرح بات کر رہے ہیں یقیناً اس میں کمی واقع ہوئی ہے لیکن ہم اسے اپنی سطح پر sort out کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اٹھارہویں ترمیم ہوئے دو سال ہو گئے ہیں۔ منسٹر صاحب بتادیں کہ کیا پنجاب وو کیشنل اتھارٹی کو پورے فنڈز مل رہے ہیں، اگر نہیں تو کیوں؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اس طرح تو اگلے سوال نہیں آ سکیں گے۔ اگر انہیں وضاحت چاہئے تو منسٹر صاحب کے چیمبر میں پوچھ لیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ 35 سوالات ہوتے ہیں لہذا مہربانی کر کے مختصر ضمنی سوال کریں اور آگے بھی چلنے دیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! آدھا گھنٹہ پہلے ہی یہ لے چکے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ آخری ضمنی سوال کر رہے ہیں اور میں نے انہیں کہہ دیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! منسٹر صاحب یہ بتادیں کہ اِن فنڈز کی کمی کو کب تک دُور کر لیا جائے گا؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ذرا جلدی سے انہیں بتادیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اِس وقت موجودہ کمی ہم نے پوری کر لی ہے اور 29 نومبر 2011 کو وہ فنڈز جاری کر دیئے تھے۔ اب قانون سازی کے بعد چونکہ ہمارے تحت یہ معاملہ آ جائے گا انشاء اللہ اس کو بھی بیٹھ کر طے کر لیں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 8486 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع حافظ آباد، ہسپتالوں کو زکوٰۃ کی مد میں فراہم کی جانے والی رقم کی تفصیلات

*8486: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران ضلع حافظ آباد کے ہسپتالوں کو زکوٰۃ کی مد میں کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ قواعد و ضوابط کے مطابق ہر ضلع کو آبادی کی بنیاد پر زکوٰۃ بجٹ فراہم کرتی ہے، اگر ہاں تو ضلعی ہیڈ کوارٹرز ہسپتال اور تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال کو کس شرح سے رقم فراہم کی جاتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہسپتال استعمال کردہ فنڈز کی ماہانہ رپورٹ ضلع زکوٰۃ کمیٹی کو ارسال کرنی ہوتی ہے، ماہانہ رپورٹ نہ ملنے پر کیا کارروائی کی جاتی ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):

(الف) پنجاب میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی مدت کار 30۔جون 2008 کو ختم ہو گئی تھی جس کی بناء پر مرکزی زکوٰۃ کونسل نے سال 09-2008 کے لئے صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ کو فنڈز فراہم نہیں کئے تھے۔ تاہم سال 10-2009 کے لئے ضلع حافظ آباد کو صحت کی مد میں مبلغ 6 لاکھ 93 ہزار 210 روپے کی رقم موصول ہوئی جس میں سے مبلغ 5 لاکھ 47 ہزار 5 سو روپے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال حافظ آباد کو جاری کئے گئے۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے کہ صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ قواعد و ضوابط کے مطابق ہر ضلع کو آبادی کی بنیاد پر زکوٰۃ بجٹ فراہم کرتی ہے جبکہ ضلعی اور تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں کو بستروں کی بنیاد پر درج ذیل شرح سے زکوٰۃ فنڈ جاری کئے جاتے ہیں۔

1	ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال	-/20 روپے یومیہ فی بستر
2	تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال	-/15 روپے یومیہ فی بستر

(ج) یہ درست ہے کہ ضلع زکوٰۃ کمیٹی جن ہسپتالوں کو فنڈز جاری کرتی ہے ہسپتال انتظامیہ نے استعمال کردہ فنڈز کی ماہانہ رپورٹ ضلعی زکوٰۃ کمیٹی کو باقاعدگی سے ارسال کرنا ہوتی ہے۔ ماہانہ رپورٹ نہ ملنے کی صورت میں قانون کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری محمد اسداللہ: جناب سپیکر! جواب کے جز(ب) میں بتایا گیا ہے کہ ضلعی ہیڈ کوارٹر کو -/20 روپے یومیہ فی بستر اور تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں -/15 روپے یومیہ فی بستر دیئے جاتے ہیں۔ میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ -/15 اور -/20 روپے یومیہ کس سال میں مقرر ہوا تھا اور کیا اس amount کو بڑھانے کا کوئی ارادہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! بتائیں کہ یہ کس سال میں شروع ہوا تھا اور کیا آپ اس کو بڑھانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! مجھے سال کا تو نہیں پتا کہ کب شروع ہوا تھا مگر amount بڑھانے کے حوالے سے اِن کی بات relevant ہے اور اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے کہ یہ بہت کم پیسے ہیں جنہیں بڑھانا چاہئے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ رقم اس لئے mention نہیں کی گئی کہ ایک بستر پر جو مریض ہے اُس کے لئے -/20 روپے ہی دیئے جائیں گے بلکہ جتنے بستروں کا وہ ہسپتال ہوتا ہے اُس کے حساب سے یہ پیسے جاری کئے جاتے ہیں اور وہ تمام رقم ایک مستحق مریض یا دس مریضوں کو بھی دی جا سکتی ہے لہذا میں اِن کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ پیسے بہت کم ہیں۔ ہم نے پنجاب کی سطح پر اس پر کام کرنا ہے اور میں گارنٹی سے کہتا ہوں کہ ہم انشاء اللہ اس رقم کو بڑھائیں گے۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! یہاں پر ابھی تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی بات ہوئی ہے تو میرا تجربہ یہ کہتا ہے کہ ہمارے جہلم کے جتنے بھی تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہیں وہاں اگر کوئی بھی زکوٰۃ کا مستحق مریض جاتا ہے تو اسے کچھ نہیں ملتا مگر ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں جس مریض کی سفارش ہوتی ہے اُس کو ادویات وغیرہ دے دی جاتی ہیں۔ میرا منسٹر صاحب سے سوال یہ ہے کہ ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں جتنے بھی مریض فارم بھرنے کے بعد declare ہو جائیں کہ یہ مریض زکوٰۃ کے مستحق ہیں تو کیا حکومت یہ ارادہ رکھتی ہے کہ اُن تمام مریضوں کا علاج مفت ہو جائے کیونکہ مفت علاج ابھی تک نہیں ہو رہا اور جن کی سفارش ہوتی ہے اُن کا مفت علاج ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ بات درست نہیں ہے کہ سفارش کے طور پر علاج کیا جاتا ہے۔ یقیناً یہ ناسور تو ہر جگہ پر پھیلا ہوا ہے لیکن اس کے باوجود ہسپتال میں چیئرمین، ممبران، ایم ایس، ایک ڈاکٹر اور ایک سوشل سکیورٹی آفیسر پر مشتمل کمیٹی ہوتی ہے جو وہاں مل بیٹھ کر مریض کو مستحق قرار دیتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہماری ذیلی کمیٹی بھی اُس مریض کو مستحق قرار دیتی ہے۔ انہوں نے دوسری بات پوچھی ہے کہ کیا تمام مستحق قرار دیئے جانے والے مریضوں کو accommodate کیا جاتا ہے تو اِن وسائل میں رہتے ہوئے نہیں ہو سکتا کیونکہ ایک تحصیل ہیڈ کوارٹر یا ایک ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی بات نہیں بلکہ پورے پنجاب کی بات ہے۔ جب ضلعی سطح پر تمام مدات میں equal distribution ہوتی ہے تو آبادی کے حساب سے کی جاتی ہے لہذا جتنے پیسے ایک ہسپتال میں جاتے ہیں اُس کے حساب سے تمام مریض مستحق قرار نہیں دیئے جا سکتے۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، سیٹھی صاحب! آپ کا کیا ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر! جز (ج) کے آخر پر جواب دیا گیا ہے کہ ماہانہ رپورٹ نہ ملنے کی صورت میں قانون کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔ میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب تک کتنے ہسپتالوں کے خلاف کارروائی کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! سوال یہ تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ ہسپتال نے استعمال کردہ ماہانہ فنڈز کی ماہانہ رپورٹ ضلع زکوٰۃ کمیٹی کو ارسال کرنی ہوتی ہے، ماہانہ رپورٹ نہ ملنے پر کیا کارروائی کی جاتی ہے؟ یہ مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ کتنے ہسپتالوں کے خلاف کارروائی ہوئی ہے یہ اس سوال سے relevant نہیں ہے۔ البتہ دوسری بات اِن کی relevant ہے جسے میں تسلیم کرتا ہوں کہ یقیناً اُس جواب میں اس لحاظ سے کمی ہے کہ یہاں پر پورا procedure نہیں لکھا گیا کہ اگر ماہانہ رپورٹ نہیں ملتی تو محکمہ کو کیا کرنا چاہئے؟ چونکہ جواب میں یہ تحریر نہیں ہے اس لئے میں زبانی بتا دیتا ہوں کہ جب پتا چلتا ہے کہ رپورٹ نہیں آئی تو پھر فوراً بعد ہمارا سب سے پہلا action یہ ہوتا ہے کہ متعلقہ ہسپتال کے ایم ایس کی انکوائری کر کے رپورٹ لیتے ہیں۔ اگر انکوائری کے بعد خاطر خواہ یا مناسب جواب نہ آئے تو پھر ہم دیگر فنڈز جاری کرنے سے روک دیتے ہیں تاوقتیکہ وہ پچھلے معاملات clear نہ کر لے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔اگلا سوال بھی چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔

چودھری محمد اسد اللہ: سوال نمبر 8487 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع حافظ آباد، تعلیمی وظائف کی مد میں فراہم کی گئی رقم و دیگر تفصیلات

*8487: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 09-2008 اور 10-2009 میں تعلیمی وظائف کی مد میں ضلع حافظ آباد کو کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) کیا مذکورہ بالا عرصہ میں تعلیمی وظائف کے لئے درخواستیں موصول ہوئیں تھیں اگر ہاں تو کتنی اور ان میں کتنے افراد کو امداد دی گئی اور کتنی درخواستیں مسترد ہوئیں؟

(ج) ان درخواستوں کی منظوری دینے والی کمیٹی یا اتھارٹی کے نام کیا ہیں؟

(د) مالی امداد لینے کے لئے طریق کار بیان فرمائیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع حافظ آباد کو مالی سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران تعلیمی وظائف کی مد میں مندرجہ ذیل رقم فراہم کی گئی۔

مد	2008-09	2009-10
تعلیمی وظائف (جنرل)	0	20لاکھ 79ہزار 630روپے
تعلیمی وظائف (دینی مدارس)	0	9لاکھ 24ہزار 284روپے
تعلیمی وظائف (فنی)	97لاکھ 53ہزار 1سو 69روپے	1کروڑ 41لاکھ 57ہزار 80روپے

(ب) وفاقی حکومت نے مالی سال 09-2008 کے دوران ماسوائے تعلیمی وظائف (فنی) فنڈز کا اجراء نہیں کیا تھا جس کی وجہ سے صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع بشمول ضلع حافظ آباد کو تعلیمی وظائف (جنرل) و دینی مدارس کی مد میں فنڈز کا اجراء ممکن نہ ہو سکا۔ تاہم اس سال کے دوران ضلع حافظ آباد میں تعلیمی وظائف (فنی) کے اداروں میں زیر تعلیم 325 مستحق طلباء و طالبات کو امداد دی گئی۔

سال 10-2009 کے دوران تعلیمی وظائف (جنرل) کی مد میں 4627 درخواستیں موصول ہوئیں جن میں سے 2330 مستحق طلباء کو امداد جاری کی گئی جبکہ بقیہ 2297 درخواستوں کو

فنڈز کی کمی کی وجہ سے وظائف کا اجراء نہ ہو سکا۔ سال 10-2009 کے دوران ضلع حافظ آباد میں فنی تربیتی ادارہ جات میں 437 طلباء و طالبات زیر تعلیم تھے جنہیں -/2500 روپے ماہانہ کے حساب سے تعلیمی وظائف (فنی) کی مد میں مالی امداد فراہم کی گئی۔

یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ VTIs یا دیگر اداروں میں تمام مستحق طلباء کو وظائف کا اجراء کیا جاتا ہے لیکن فنڈز کی کمی، تعلیمی وظائف کی مختص شرح یا طلباء کی مقررہ تعداد متجاوز ہونے پر زائد درخواستوں کو مسترد کر دیا جاتا ہے۔

(ج) سرکاری تعلیمی اداروں اور دینی مدارس میں زیر تعلیم طلباء کے لئے صوبائی زکوٰۃ کونسل، ضلعی زکوٰۃ کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں منظوری دیتی ہے جبکہ فنی تعلیمی اداروں میں زیر تعلیم طلباء کو فنڈز کے اجراء کے لئے ضلعی زکوٰۃ کمیٹی منظوری دیتی ہے۔

(د) زکوٰۃ فنڈ سے تعلیمی وظائف کی مد میں مالی امداد حاصل کرنے کا حسب ذیل طریق کار ہے۔

(i) تعلیمی وظائف (جنرل)

مستحق طلباء و طالبات اپنے علاقہ کی مقامی زکوٰۃ کمیٹی سے استحقاق کا تعین کروانے کے بعد فارم متعلقہ تعلیمی ادارہ (سکول / کالج / یونیورسٹی) کے سربراہ کو جمع کرواتے ہیں۔ تعلیمی ادارہ کی سکالر شپ کمیٹی جو مندرجہ ذیل اشخاص پر مشتمل ہوتی ہے۔ درخواستوں / فارمز کی منظوری دیتی ہے اور مستحق طلباء کی فہرست تیار کر کے فارمز ضلعی زکوٰۃ کمیٹی کو ارسال کئے جاتے ہیں۔ ضلعی زکوٰۃ کمیٹی ان فارموں کی جانچ پڑتال کرنے کے بعد اس کی منظوری کے لئے سفارش کرتی ہے۔ ضلعی زکوٰۃ کمیٹی موصولہ درخواستوں کے مطابق فنڈز کے اجراء کے لئے فہرست تعلیمی ادارہ جات صوبائی زکوٰۃ کونسل کو ارسال کرتی ہے اور صوبائی زکوٰۃ کونسل کی حتمی منظوری کے بعد ضلعی زکوٰۃ کمیٹی متعلقہ تعلیمی اداروں کو مستحق طلباء کے لئے چیک جاری کرتی ہے۔ بعد ازاں اسکالر شپ کمیٹی مستحق طلبا کو وظائف کی ادائیگی کرتی ہے۔

1) ادارہ کا انچارج
2) کلاس ٹیچر
3) ضلعی زکوٰۃ کمیٹی کا نامزد کردہ ممبر یا چیئرمین مقامی زکوٰۃ کمیٹی جس علاقہ میں ادارہ واقع ہے یا مقامی زکوٰۃ کمیٹی کا ممبر جسے ضلعی زکوٰۃ کمیٹی نامزد کرے۔

(ii) وظائف برائے طلباء (دینی مدارس)

مستحق طلباء و طالبات اپنے علاقہ کی مقامی زکوٰۃ کمیٹی سے استحقاق کا تعین کروانے کے بعد فارم متعلقہ دینی مدرسہ کے سربراہ کو جمع کرواتے ہیں۔ مدرسہ کی اسکالر شپ کمیٹی جو درج ذیل افراد پر

مشتمل ہوتی ہے۔ درخواستوں / فارمز کی منظوری دیتی ہے اور مستحق طلباء کی فہرست تیار کر کے کیس ضلعی زکوٰۃ کمیٹی کو ارسال کئے جاتے ہیں۔ ضلعی زکوٰۃ کمیٹی ان فارموں کی جانچ پڑتال کرنے کے بعد اس کی منظوری کے لئے سفارش کرتی ہے۔

ضلعی زکوٰۃ کمیٹی موصولہ درخواستوں کے مطابق فنڈز کے اجراء کے لئے کیس صوبائی زکوٰۃ کونسل کو ارسال کرتی ہے اور صوبائی زکوٰۃ کونسل کی حتمی منظوری کے بعد ضلعی زکوٰۃ کمیٹی متعلقہ تعلیمی اداروں کو مستحق طلباء کے لئے چیک جاری کرتی ہے۔ بعد ازاں اسکالرشپ کمیٹی مستحق طلبا کو وظائف کی ادائیگی کرتی ہے۔

1) مہتمم مدرسہ
2) کلاس ٹیچر
3) ضلعی زکوٰۃ کمیٹی کا نامزد کردہ ممبر یا مدرسہ کے علاقہ کا چیئرمین مقامی زکوٰۃ کمیٹی یا چیئرمین مقامی زکوٰۃ کمیٹی کا نامزد کردہ ممبر

(iii) تعلیمی وظائف (فنی)

مستحق طلباء و طالبات اپنے علاقہ کی مقامی زکوٰۃ کمیٹی سے استحقاق کا تعین کروانے کے بعد فارم متعلقہ تعلیمی ادارہ (سکول / کالج / یونیورسٹی) کے سربراہ کو جمع کرواتے ہیں۔ تعلیمی ادارہ کی اسکالرشپ کمیٹی درخواستوں / فارمز کی منظوری دیتی ہے اور مستحق طلباء کی فہرست تیار کر کے فارمز ضلعی زکوٰۃ کمیٹی کو ارسال کئے جاتے ہیں۔ ضلعی زکوٰۃ کمیٹی ان فارموں کی جانچ پڑتال کرنے کے بعد اس کی منظوری کے لئے سفارش کرتی ہے۔ ضلعی زکوٰۃ کمیٹی موصولہ درخواستوں کے مطابق فنڈز کے اجراء کے لئے فہرست تعلیمی ادارہ جات صوبائی زکوٰۃ کونسل کو ارسال کرتی ہے اور صوبائی زکوٰۃ کونسل کی حتمی منظوری کے بعد ضلعی زکوٰۃ کمیٹی متعلقہ تعلیمی اداروں کو مستحق طلباء کے لئے چیک جاری کرتی ہے۔ بعد ازاں اسکالرشپ کمیٹی مستحق طلبا کو وظائف کی ادائیگی کرتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! میرا اِس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس میں تعلیمی وظائف کے حوالے سے تفصیلی جواب دیا گیا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کسی بھی تعلیمی ادارے کو جو رقم سکالرشپ کے لئے مہیا کی جاتی ہے کیا وہ رقم تعلیمی

ادارے کے مالک یا ہیڈ ماسٹر کے اکاؤنٹ میں جاتی ہے اور کیا وہ Cheque کی شکل میں دیتا ہے یا اپنی مرضی سے distribute کرتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس کا طریق کار یہ ہے کہ جب بچے کسی تعلیمی ادارے میں تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں چاہے وہ کسی بھی standard میں ہوں، وہ ایک فارم پُر کراتے ہیں جس کی تصدیق وہ اپنی ذیلی کمیٹی سے کروا کر اپنے ادارے میں جمع کروا دیتے ہیں۔ جب وہ فارم اکٹھے ہو جاتے ہیں تو پھر متعلقہ تعلیمی ادارے کے ہیڈ ماسٹر کی زیر صدارت ایک Scrutinise Committee ہوتی ہے جس میں زکوٰۃ کمیٹی کا ممبر اور سکول کے اساتذہ بھی اُس کمیٹی میں شامل ہوتے ہیں جو تمام دی گئی درخواستوں کو scrutinise کرتے ہیں پھر اُس میں سے مستحق لوگوں کی تعداد deduct کر لی جاتی ہے۔ جب تعداد deduct کر لی جاتی ہے تو پھر اس کی پوری رقم بنائی جاتی ہے تاکہ ڈسٹرکٹ باڈی کو request کریں کہ وہ رقم مہیا کر دی جائے، تو وہ رقم کی اطلاع ڈسٹرکٹ باڈی کو دی جاتی ہے اور ڈسٹرکٹ باڈی اپنے طور پر اس کی ایک رپورٹ تیار کرتی ہے اور جب رپورٹ ہو جاتی ہے تو پھر یہ صوبائی سطح کی کمیٹی کو بھیجی جاتی ہے جہاں سے اس کی approval ہوتی ہے اور پھر وہ ڈسٹرکٹ میں جاتی ہے جہاں سے ادارے میں جاتی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا صاحب کا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: میرے سوال کا نمبر 8830 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد۔زکوٰۃ و عشر کمیٹیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8830: میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد میں محکمہ زکوٰۃ و عشر نے کتنی رقم سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران تقسیم کی؟

(ب) اس ضلع میں کتنی زکوٰۃ و عشر کمیٹیاں ہیں؟

(ج) اس ضلع میں کس کس کمیٹی کے چیئرمین کام کر رہے ہیں اور کس کس کمیٹی کے چیئرمین نہ ہیں؟

(د) اس ضلع میں سال09۔2008 کے دوران کتنی رقم خورد برد ہوئی؟

(ہ) حکومت اس ضلع میں محکمہ زکوٰۃ وعشر کے تعاون سے خواتین کے لئے کون کون سے ادارے چلا رہی ہے؟

(و) زکوٰۃ وعشر کی مد سے فیصل آباد ضلع کے مختلف ہسپتالوں کو کتنی رقم دی گئی؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع فیصل آباد میں سال10۔2009اور11۔2010 کے دوران تقسیم کردہ زکوٰۃ فنڈز کی سال وار اور مد وار تفصیل حسب ذیل ہے۔

مد	2009-10	2010-11
گزارہ الاؤنس	4کروڑ36لاکھ53ہزار180روپے	8کروڑ92لاکھ60ہزار980
تعلیمی وظائف (جنرل)	62لاکھ92ہزار930روپے	22لاکھ59ہزار264روپے
دینی مدارس	43لاکھ54ہزار200روپے	1کروڑ04لاکھ49ہزار روپے
ہیلتھ کیئر	1لاکھ64ہزار250روپے	6لاکھ57ہزار روپے
شادی گرانٹ	0	66لاکھ60ہزار روپے
تعلیمی وظائف (فنی)	4کروڑ52لاکھ42ہزار500روپے	5کروڑ10ہزار200روپے
میزان	9کروڑ97لاکھ07ہزار60روپے	16کروڑ67لاکھ34ہزار174روپے

(ب) ضلع فیصل آباد میں 1387 مقامی زکوٰۃ وعشر کمیٹیاں ہیں۔

(ج) ضلع فیصل آباد میں 1374 زکوٰۃ وعشر کمیٹیوں کے چیئرمین کام کر رہے ہیں اور بقیہ 13 کمیٹیوں کی تشکیل مختلف وجوہات کی بناء پر نہ ہو سکی لہذا ان کے چیئرمین کام نہیں کر رہے ہیں۔ ان کمیٹیوں کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ضلع فیصل آباد میں سال09۔2008 کا آڈٹ ہو چکا ہے اور دوران آڈٹ کسی بھی رقم کے خُورد بُرد کا انکشاف نہ ہوا ہے۔

(ہ) ضلع فیصل آباد میں محکمہ زکوٰۃ وعشر کے تعاون سے پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل کے تحت مندرجہ ذیل ادارے چلائے جا رہے ہیں۔ جن میں خواتین کو بھی مختلف ہنر سیکھائے جاتے ہیں۔

1۔ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ فیصل آباد۔
2۔ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ جڑانوالہ۔
3۔ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ ستیانہ۔
4۔ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ ستارہ کالونی۔
5۔ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ ڈی گراؤنڈ۔
6۔ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ مامونکانجن۔
7۔ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ دھوبی گھاٹ

ان اداروں میں خواتین کو جو ہنر سکھائے جاتے ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1)	کمپیوٹر آپریٹر	2)	کمپیوٹر ایپلیکیشن
3)	ڈریس میکنگ	4)	بیوٹیشن
5)	فوڈ کوکنگ اینڈ کچن مینجمنٹ	6)	ایمبرائیڈری
7)	ہینڈ ایمبرائیڈری	8)	ڈیٹا بیس مینجمنٹ
9)	انڈسٹریل گارمنٹ سٹیچنگ		

(و) زکوٰۃ وعشر کی مد سے ضلع فیصل آباد کے مختلف ہسپتالوں کو سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران جاری شدہ رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام ہسپتال	2009-10	2010-11
الائیڈ ہسپتال فیصل آباد	60لاکھ	60لاکھ
ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال	50لاکھ	50لاکھ
تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال سمندری	1لاکھ64ہزار250	3لاکھ28ہزار500
تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال جڑانوالہ	0	3لاکھ28ہزار500

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جز(الف) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "2009-10 کے اندر 62 لاکھ 92 ہزار 930 روپے تعلیمی وظائف کے لئے دیئے گئے جبکہ کل خرچہ 9 کروڑ 97 لاکھ 7 ہزار سات روپے تھا، 2010-11 کے اندر کل خرچہ 16 کروڑ سے زائد تھا تو 22 لاکھ 59 ہزار 264 روپے دیئے گئے"۔ میرا ضمنی سوال ہے کہ کن حالات کے اندر اتنی کمی واقع ہوئی کیا تعلیم کی وقعت کم ہو گئی، وہاں پر خرچہ کم ہو گیا یا لوگ وہاں پر موجود نہیں تھے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میجر صاحب نے بڑی relevant بات کی ہے اور یقیناً جب یہ بات ہمارے سامنے آئی تو اس پر ہم نے غور وخوض کیا اور اس کا بڑا مختصر جواب اس لحاظ سے ہے کہ وہاں پر ہمارے انچارج ڈسٹرکٹ زکوٰۃ آفیسر اپنی ڈیوٹی صحیح طور پر سرانجام نہ دے سکے۔ 2009-10 میں 62 لاکھ روپے دی گئی اور جب ان سے inquire کیا گیا، اس کا طریق کار یہ ہوتا ہے کہ تعلیمی ادارہ request بھیجتا ہے جس پر ہم خود جا کر سروے نہیں کرتے اور خود نہیں کہتے کہ اتنے پیسے جا کر لے لیں بلکہ ادارے کے انچارج صاحبان نے interest نہیں لیا اور ہمیں demand نہیں بھیجی اس لئے وہاں پر کم گیا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! جواب دل کو نہیں لگا لیکن میں تسلیم کر لیتا ہوں کیونکہ یہ کبھی بھی نہیں ہو سکتا کہ ایک آدمی نے interest نہیں لیا۔ اگر ضلعی زکوٰۃ آفیسر کا کہیں کہ اس نے interest نہیں لیا تو میں مان لیتا ہوں لیکن اگر کہیں کہ اداروں کے سربراہوں نے interest نہیں لیا تو چونکہ ایک ادارہ تو نہیں ہے سینکڑوں ادارے help لے رہے ہیں اور سب نے ہی interest نہیں لیا تو یہ بات نہیں ہے۔ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(و) کے اندر "زکوٰۃ و عشر فیصل آباد کے ہسپتالوں میں، قانون یہ ہے اور اصول یہ ہے کہ فی بستر ہر ہسپتال کو زکوٰۃ دی جاتی ہے۔ آپ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال جڑانوالہ کو دیکھیں کہ 10-2009 میں زیرو ہے، وہ کن حالات میں ہوئی، کیا وہاں بھی ادارے کے سربراہ نے interest نہیں لیا؟ فیصل آباد کے اندر غلام محمد آباد میں ایک سو بستروں سے زائد کا ہسپتال ہے، تحصیل چک جھمرہ میں تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہے، تحصیل تاندلیانوالہ میں تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہے لیکن تینوں ہسپتالوں کا یہاں پر کوئی ذکر نہیں کیا گیا کہ انہیں زکوٰۃ کیوں نہیں دی گئی اور اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ میجر صاحب نے ہمیشہ بڑی positive چیزوں کی نشاندہی کی ہے اور انکوائری بھی بڑی اچھی طرح کرتے ہیں لیکن مجھے افسوس ہوا کہ انہوں نے کہا کہ جواب میرے دل کو نہیں لگا لیکن ان کے دل کو کمی والی بات، میں وہ بھی پوری کرنا چاہتا ہوں کہ 11-2010 میں پیسے کم آئے تھے جس کی وجہ سے یہ کمی واقع ہوئی مگر distribution بھی ایک وجہ بنی لیکن ایک خالی وہ وجہ نہیں تھی دوسری یہ بھی تھی۔ اس کے علاوہ انہوں نے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال جڑانوالہ کی بات کی کہ یہاں پر 10-2009 میں پیسے نہیں دیئے گئے۔ یہی پوچھا ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! جڑانوالہ کو 10-2009 میں اور چک جھمرہ، غلام محمد آباد اور تاندلیانوالہ کے ہسپتالوں کو 10-2009 اور 11-2010 میں کوئی رقم دی گئی؟

جناب سپیکر: ان کا ذکر نہیں ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس کا طریق کار یہ ہوتا ہے کہ ہماری مقامی ضلعی کمیٹی کا فیصلہ ہوتا ہے کہ اگر ان کے پاس بڑے ہسپتالوں سے پیسے بچ جائیں جو کہ بیڈ کے حساب سے انہیں distribute کرتے ہیں تو پھر ان کی صوابدید پر ہوتا ہے کہ وہ کس ہسپتال کو دیتے ہیں اور کسے نہیں

دیتے اور اسی وجہ سے وہ شاید رہ گئے ہوں گے۔ یقیناً وہاں پر درخواستیں تو گئی ہوں گی لیکن مقامی ضلعی کمیٹی کی صوابدید پر ہوتا ہے کہ علاج معالجے کے جو پیسے بچ جائیں تو پھر کسی بھی تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کو دے سکتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! سوال نمبر 8486 کے جواب میں صفحہ پانچ پر جائیں تو وہاں پر ہے کہ "جی ہاں یہ درست ہے کہ صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ قواعد وضوابط کے مطابق ہر ضلع کو آبادی کی بنیاد پر زکوٰۃ بجٹ فراہم کرتی ہے جبکہ ضلعی اور تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کو بستروں کی بنیاد پر درج ذیل شرح سے زکوٰۃ فنڈز جاری کئے جاتے ہیں۔" اسی جواب کو میرے جواب کے ساتھ link کریں تو میرا خیال ہے کہ ان ہسپتالوں کے ساتھ زیادتی ہو گی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنے سوال پر رہیں آگے نہ جائیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! لیکن یہ بھی تو اس House کی پراپرٹی ہے جو جواب دیا گیا ہے اور میں نے اس جواب کو consider کرنا ہے۔ یہ میرے لئے ایک نئی اطلاع تھی کہ یہ category ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! وہ سوال بتائیں کہ کیا ہے؟

جناب سپیکر: صفحہ پانچ پر کیا جواب دیا ہے؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں اس صفحہ کو دیکھوں گا تو بتاؤں گا کیونکہ ابھی تو میں اس سوال کا جواب دیکھ رہا ہوں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! جز(ج) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ ضلع فیصل آباد میں 13 کمیٹیاں ابھی تشکیل نہیں دی گئیں اور وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ الیکشن کے وقت جھگڑا ہوا اور آج الیکشن کو دو سال ہو گئے ہیں تو کیا اس عرصہ میں وہ جھگڑا نمٹا یا نہیں گیا اور ان کمیٹیوں کے علاقوں کے مستحقین کو کیوں محروم رکھا جا رہا ہے کیونکہ اب تک ان کمیٹیوں کے الیکشن نہیں ہو سکے اور یہ الیکشن کب تک ہو جائیں گے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اگر figure دیکھ لیا جائے تو 1387 کل کمیٹیاں ہیں جن میں سے 1374 کمیٹیاں بن چکی ہیں اور معزز ممبران کو پتا ہے کہ ایک ایک کمیٹی پر کتنا جھگڑا ہوتا ہے اور کس طرح ان مسائل کو حل کیا جا سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑا land mark ہے کہ 1387 میں سے 1374 کمیٹیاں بن گئی ہیں اور صرف 13 بقایا رہتی ہیں تو میں اس کے لئے انہیں surety دیتا ہوں کہ اسی ماہ میں یہ مکمل ہو جائیں گی۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد نوید انجم: شکریہ۔ جناب سپیکر! فیصل آباد میں 1387 زکوٰۃ کمیٹیاں بنائی گئی ہیں تو کیا یہ بات درست ہے کہ ان کی حد بندی 1979 کے مطابق ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس کی حد بندی کا طریق کار یہ نہیں ہے جو یہ بتا رہے ہیں بلکہ طریق کار یہ ہوتا ہے کہ آبادی کی بنیاد پر کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں۔۔۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں نے تو یہ پوچھا ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ جو بات آپ بتا رہے ہیں اس کے مطابق نہیں ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! 1979 کی حد بندی کے مطابق پورے پنجاب میں کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں اور اس کے بعد 32 سال سے کمیٹیوں کی نئی حد بندی کیوں نہیں ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں اپنی بات کو repeat کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی حد بندی کوئی نہیں ہوتی جیسے کسی الیکشن کی حد بندی ہوتی ہے کہ اس علاقے سے فلاں علاقے تک ہوتا ہے یہ آبادی کی بنیاد پر بنایا جاتا ہے اور یقیناً اس میں increase اور decrease بھی ہوتی ہے لیکن آج کل آبادی کا تناسب بڑھ رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ یہ نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ جس طرح 1979 میں حد بندی مقرر کی گئی تھی کیا ابھی تک اسی کے مطابق ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس کی حد بندی ہوتی ہی نہیں ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! 1979 میں تشکیل دی گئی تھی اب اس حد بندی کو ختم کریں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اب انہوں نے سوال ٹھیک کیا ہے پہلے یہ غلط کر رہے تھے۔ یقیناً یہ جو بات کہہ رہے ہیں یہ اسی طرح چلی آ رہی ہے۔ یہ ادارہ فیڈرل گورنمنٹ کے تحت چلتا رہا ہے اس میں یقیناً بہت سی کمیاں موجود ہیں جو پنجاب کی سطح پر حل ہونے والی ہیں۔ انشاء اللہ جیسے ہی یہ Bill پاس ہو جائے گا اس کے بعد ہم بیٹھ کر اس میں جو جو کمیاں ہیں انہیں دور کر دیں گے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! 1979 میں پاکستان کی آبادی 11 کروڑ سے بھی کم تھی اور آج 18 کروڑ سے تجاوز کر چکی ہے۔ جس جس یونین کونسل میں کمیٹیاں تین، دو، پانچ، چھ تھیں آج بھی اسی حالت میں ہیں کیا حکومت انہیں review کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات میں نے بڑی وضاحت سے کر دی تھی لیکن یہ دوبارہ مجھ سے کہلوانا چاہتے ہیں۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ پہلے ہمارے level پر یہ اختیار ہی نہیں تھا کہ ہم اس میں کوئی ردوبدل کر سکیں۔ اب چونکہ یہ معاملہ پنجاب کی سطح پر آ گیا ہے میں ان کو یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ ہم اس میں یقیناً ردوبدل کریں گے اور اس کو مناسب سطح پر لے کر آئیں گے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اب یہ کب تک کر لیں گے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے بہت ضروری بات پوچھنی ہے۔

جناب سپیکر: بات نہ پوچھیں بلکہ ضمنی سوال کریں۔ جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! (شور و غل)

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! نوید انجم صاحب پوچھ رہے ہیں کہ یہ کب تک ہو جائے گا؟ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ اسی اجلاس یا اگلے اجلاس میں اس کا Bill آ رہا ہے جیسے ہی یہ House سے منظور ہو جائے گا اس کے بعد کر دیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جز (د) میں۔۔۔ (شور و غل)

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب کا مائیک خود بخود کیسے open ہو گیا ہے، جبکہ میں گھنٹے سے کھڑی ہوں، میرا مائیک کیوں نہیں کھولا گیا؟ یہ انصاف نہیں ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں، میں نے شیخ صاحب کو floor دیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جز(د) میں کہا گیا ہے کہ ۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں، مجھے ان کی بات سننے دیں۔(شور وغل)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ کی اجازت کے بغیر ان کا مائیک کیسے open ہو گیا؟

جناب سپیکر: میری اجازت کے بغیر نہیں ہوتا، میں نے انہیں اجازت دی ہے۔ آپ تشریف رکھیں، آپ تشریف رکھیں، میں آپ کو بار بار کہہ رہا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: آپ بھی خیال کیا کریں، یہ discretion ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے ان کو floor دیا ہے، آپ تشریف رکھیں۔ ان کی بات سنیں، میں آپ کی بات بھی سنوں گا۔(شور وغل)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ ناانصافی ہے ہم اس پر واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران محترمہ سیمل کامران اور ڈاکٹر سامیہ امجد واک آؤٹ کر گئیں)

جناب سپیکر: پریس گیلری والے بھی واک آؤٹ کر گئے ہیں۔ میں رانا محمد افضل، چودھری عبدالغفور اور نولاٹیا صاحب کو کہتا ہوں کہ وہ پریس والوں کو بلا کر لائیں۔ یہ کیوں واک آؤٹ کر گئے ہیں، ہمیں تو پتا نہیں ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جز(د) میں لکھا ہے کہ 09-2008 کا آڈٹ ہو چکا ہے۔ دوران آڈٹ کسی رقم کے خُورد بُرد کا انکشاف نہ ہوا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے اور یہ پورے پنجاب پر لاگو ہوتا ہے کہ کیا یہ routine audit ہوتا ہے یا alternate audit ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ دو قسم کے آڈٹ ہوتے ہیں۔ ایک internal ہوتا ہے اور دوسرا اسلام آباد سے آڈٹ کیا جاتا ہے۔ اس کا بھی اسی طرح سے آڈٹ ہوا ہے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا سوال یہ نہیں ہے۔کارپوریٹ لاء کہتا ہے کہ تین سال بعد آپ آڈٹ کا ادارہ بدلیں گے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر روٹین آڈٹ ہو رہا ہے تو اس کی ایک فیس مقرر ہے۔پیسے دو اور آڈٹ کرالو۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ کیا alternate audit کا کوئی خیال ہے کہ باہر سے audit team لاکر تین سال بعد آڈٹ کروایا جائے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ہمارا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔آڈٹ دو طریقوں سے ہوتے ہیں ایک آڈٹ Internal Auditors کرتے ہیں اور دوسرا آڈیٹر جنرل random pick کرتے ہیں اور ان کو اختیار ہے کہ جس کو چاہیں مرضی جا کر چیک کریں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک، وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

فیصل آباد: محکمہ زکوٰۃ و عشر کے اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8831: میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد میں محکمہ کے کتنے ادارے کہاں کہاں ہیں؟

(ب) ان اداروں میں کس کس skill میں تعلیم دی جاتی ہے؟

(ج) ان اداروں میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد ادارہ وار بتائیں؟

(د) ان اداروں سے سالانہ کتنے طالب علم تعلیم حاصل کرتے ہیں؟

(ہ) ان اداروں کے سال 10-2009 اور 11-2010 کے اخراجات بتائیں؟

(و) حکومت اس ضلع میں مزید ادارے بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع فیصل آباد میں پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل کے زیر انتظام سات فنی تربیتی ادارہ جات اور دو سٹلائیٹ سنٹر کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ادارہ
1۔	ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ فیصل آباد (مین)۔ نیو لائنز گورائیہ چوک اسلام نگر فیصل آباد۔
2۔	ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ ستارہ کالونی۔پی 71 ستارہ کالونی رسالہ والا روڈ فیصل آباد۔
3۔	ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ ڈی گراؤنڈ۔ 24 اے پیپلز کالونی فیصل آباد۔
4۔	ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ دھوبی گھاٹ۔ بالمقابل بی سی ٹاور جناح کالونی دھوبی گھاٹ۔
5۔	ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ جڑانوالہ۔ 240 ج ب گلمر موڑ لاہور روڈ جڑانوالہ۔
	ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کھرڑیانوالا (سیٹلائیٹ یونین کونسل نمبر 21 کھرڑیانوالا۔
6۔	ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ ماموں کانجن۔ جامع روڈ طارق کالونی ماموں کانجن۔
7۔	ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ ستیانہ۔ یونین کونسل بلڈنگ نزد بس سٹاپ ستیانہ۔
	ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ چک نمبر 97 ج ب (سیٹلائیٹ) تحصیل جڑانوالہ۔

(ب) ان اداروں میں طلباء و طالبات کو 24 مختلف ٹریڈز میں فنی تعلیم دی جا رہی ہے۔ جس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان اداروں میں 1384 طالب علم تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ طالب علموں کی ادارہ اور ٹریڈ وار تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جواب جز (ج) میں پیش کیا جا چکا ہے۔

(ہ) ان اداروں کے سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے اخراجات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ادارہ	10۔2009	11۔2010
1۔	VTI دھوبی گھاٹ	53 لاکھ 19 ہزار 478 روپے	60 لاکھ 13 ہزار 138 روپے
2۔	VTI فیصل آباد۔	79 لاکھ 27 ہزار 692 روپے	92 لاکھ 72 ہزار 856 روپے
3۔	VTI جڑانوالہ۔	1 کروڑ 10 لاکھ 92 ہزار 514 روپے	1 کروڑ 09 لاکھ 83 ہزار 126 روپے
4۔	VTI ماموں کانجن۔	42 لاکھ 38 ہزار 214 روپے	42 لاکھ 14 ہزار 28 روپے
5۔	VTI ستیانہ۔	65 لاکھ 44 ہزار 964 روپے	55 لاکھ 95 ہزار 263 روپے
6۔	VTI ستارہ کالونی۔	35 لاکھ 86 ہزار 296 روپے	32 لاکھ 72 ہزار 263 روپے
7۔	VTI ڈی گراؤنڈ۔	33 لاکھ 58 ہزار 178 روپے	33 لاکھ 34 ہزار 522 روپے
	میزان	4 کروڑ 20 لاکھ 67 ہزار 356 روپے	4 کروڑ 26 لاکھ 85 ہزار 196 روپے

(و) عمارات اور فنڈز کی دستیابی پر اس ضلع میں مزید ادارے ترجیحاً تحصیل سمندری میں ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ قائم کئے جا سکتے ہیں جہاں کوئی ایسا ادارہ موجود نہیں ہے۔

ضلع وہاڑی۔ محکمہ زکوٰۃ وعشر کے تحت کام کرنے والے ادارے ودیگر تفصیلات

*9285: سردار خالد سلیم بھٹی: کیاوزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ زکوٰۃ وعشر کے تحت کون کون سے ادارے کہاں کہاں چل رہے ہیں؟

(ب) ان اادروں میں کس کس ہنر کی تعلیم دی جاتی ہے؟

(ج) ان اداروں میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد ادارہ وار بتائیں؟

(د) ان اداروں میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیاں گریڈوار اور خالی اسامیاں گریڈوار بتائیں؟

(ہ) ان اداروں کے سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے اخراجات اور آمدن بتائیں؟

(و) ان اداروں سے سالانہ کتنے طالب علم تعلیم حاصل کر کے فارغ ہوتے ہیں؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع وہاڑی میں پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل کے زیر انتظام درج ذیل فنی تربیتی ادارہ جات چل رہے ہیں۔ جن میں زیر تعلیم طلباء وطالبات کو زکوٰۃ فنڈ سے ماہانہ وظیفہ اور تربیت سے متعلقہ دیگر اشیاء مہیا کی جاتی ہیں۔

1۔ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ وہاڑی۔

2۔ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ لڈن۔

3۔ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ سردارپور جھنڈیر میلسی۔

(ب) ان اداروں میں جو ہنر سکھائے جاتے ہیں ان کی ادارہ وار تفصیل حسب ذیل ہے۔

نام ادارہ	تفصیل ہنر
VTI وہاڑی	(1) موٹر سائیکل مکینک (2) کشیدہ کاری (3) ڈریس میکنگ (4) کمپیوٹر اپلیکیشن اینڈ آفس پروفیشنل (5) الیکٹریکل
VTI لڈن	(1) موٹر سائیکل مکینک (2) الیکٹریکل (3) کمپیوٹر اپلیکیشن اینڈ ڈیٹا مینجمنٹ (4) کشیدہ کاری (5) ڈریس میکنگ
VTI سردارپور جھنڈیر میلسی	(1) ڈریس میکنگ

(ج) ان اداروں میں زیر تعلیم طالب علموں کی ادارہ وار تعداد حسب ذیل ہے۔

	نام ادارہ	طالب علموں کی تعداد
1	ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ وہاڑی	234
2	ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ لڈن	140
3	ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ سردارپور جھنڈیر میلسی	40

(د) ان اداروں میں تعینات اساتذہ کی منظور شدہ اسامیوں و خالی اسامیوں کی گریڈ وار ادارہ وار تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ان اداروں کے سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے اخراجات اور آمدن کی ادارہ وار تفصیل حسب ذیل ہے۔

نام ادارہ	آمدن		اخراجات	
	2009-10	2010-11	2009-10	2010-11
VTIوہاڑی	75لاکھ95ہزار روپے	64لاکھ05ہزار روپے	73لاکھ40ہزار روپے	57لاکھ80روپے
VTIسردارپور جھنڈیر	13لاکھ72ہزار5سو روپے	13لاکھ52ہزار5سو روپے	13لاکھ72ہزار5سو روپے	13لاکھ52ہزار5سو روپے
VTIلڈن	57لاکھ08ہزار3سو33روپے	42لاکھ75ہزار روپے	57لاکھ08ہزار3سو33روپے	42لاکھ40ہزار روپے
میزان	1کروڑ46لاکھ75ہزار8سو33روپے	1کروڑ20لاکھ32ہزار5سو روپے	1کروڑ44لاکھ20ہزار8سو33روپے	1کروڑ13لاکھ72ہزار5سو روپے

(و) ان اداروں سے سال 10۔2009 اور 11۔2010 میں تعلیم حاصل کر کے فارغ ہونے والے طالب علموں کی ادارہ وار تفصیل حسب ذیل ہے۔

نام وی ٹی آئی	2009-10	2010-11
VTIوہاڑی	146	167
VTIسردارپور جھنڈیر میلسی	38	37
VTIلڈن	93	129

ضلع گوجرانوالہ میں زکوٰۃ و عشر کے اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9315: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ ہذا کے تحت کتنے ادارے چل رہے ہیں جن میں فنی تعلیم دی جا رہی ہے ان اداروں کے نام بتائیں؟

(ب) ان اداروں میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد ادارہ وار بتائیں؟

(ج) ان اداروں میں کون کون سی فنی تعلیم دی جاتی ہے؟

(د) ان اداروں سے سالانہ کتنے طالب علم حصول علم کے بعد فارغ ہوتے ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل کے زیر انتظام تین فنی تربیتی ادارہ جات چل رہے ہیں جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

1۔ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ گوجرانوالہ۔
2۔ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ وزیر آباد۔
3۔ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کامونکی۔

(ب) ان اداروں میں زیر تعلیم طالب علموں کی ادارہ وار تعداد درج ذیل ہے۔

	نام ادارہ	تعداد طلباء
1۔	ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ گوجرانوالہ۔	258
2۔	ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ وزیرآباد۔	124
3۔	ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کامونکی	272

(ج) ان اداروں میں مندرجہ ذیل ٹریڈز میں فنی تعلیم دی جاتی ہے۔

(1)	کمپیوٹر ہارڈ ویئر اینڈ نیٹ ورک پروفیشنل	(2)	کمپیوٹر ایپلیکیشن اینڈ آفس پروفیشنل۔
(3)	ڈومیسٹک ٹیلرنگ۔	(4)	ریپیئر اینڈ اینڈ مینٹیننس آف الیکٹریکل۔
(5)	ایمبرائیڈری۔	(6)	کلینیکل اسسٹنٹ۔
(7)	بیوٹیشن۔	(8)	آٹوکیڈ
(9)	ڈریس میکنگ	(10)	امپورٹ ایکسپورٹ پروسیجر ڈکومینٹیشن
(11)	انڈسٹریل الیکٹریشن	(12)	ویلڈر/فیبریکٹر

(د) ان اداروں سے سالانہ فارغ التحصیل طلباء و طالبات کی تفصیل تتمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع وہاڑی، پی پی۔233 میں زکوٰۃ و عشر کمیٹیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9560: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔233 وہاڑی میں کتنی زکوٰۃ و عشر کمیٹیاں ہیں؟

(ب) ان میں کتنی فنکشنل اور کتنی نان فنکشنل ہیں؟

(ج) کس کس کمیٹی کے چیئرمین کا تقرر نہ ہوا ہے؟

(د) ان کمیٹیوں کو سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ہ) یہ کمیٹیاں فی کس کتنی رقم تقسیم کر سکتی ہیں؟

(و) یہ کمیٹیاں کس کس مقصد کے لئے امداد دے سکتی ہیں اور ان کا طریق کار کیا ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):

(الف) پی پی۔233 وہاڑی میں 86 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں۔

(ب) ان میں 81 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں فنکشنل ہیں جبکہ 5 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں نان فنکشنل ہیں۔

(ج) اس حلقہ میں 5 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں نان فنکشنل ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(1)	EB/329	(2)	EB/435 بھلران والی
(3)	مجاہد کالونی شمالی	(4)	یوسف آباد
(5)	کے (K) بلاک		

(د) ان کمیٹیوں کو سال10-2009اور 11-2010 کے دوران فراہم کردہ رقم کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

مد	2009-10	2010-11
گزارہ الاؤنس	15لاکھ12ہزار روپے	28لاکھ80ہزار روپے
شادی گرانٹ	ایک لاکھ60ہزار روپے	5لاکھ روپے

(ہ) مقامی زکوٰۃ کمیٹی گزارہ لاؤنس کی مد میں-/500روپے ماہانہ فی مستحق جبکہ شادی گرانٹ برائے مستحق خواتین کے لئے10ہزار روپے فی مستحق جاری کر سکتی ہے۔

(و) مقامی زکوٰۃ کمیٹی گزارہ الاؤنس اور شادی گرانٹ کی مدات میں، ضلعی زکوٰۃ کمیٹی سے موصولہ فنڈز کا اجراء حسب ذیل طریقہ سے کرتی ہے۔

گزارہ الاؤنس۔

درخواست گزار سادہ کاغذ پر مقامی کمیٹی کے نام درخواست بمع کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ جمع کراتا ہے۔ مقامی زکوٰۃ کمیٹی مستحقین میں سے مستحق ترین افراد کا چناؤ کر کے دستیاب بجٹ کے مطابق مستحقین کو فنڈز کا اجراء کرتی ہے اور ہر مستحق کو-/500روپے ماہانہ گزارہ الاؤنس دیا جاتا ہے۔

شادی فنڈ۔

مستحق بچیوں کی شادی کے لئے اس مد میں دس ہزار روپے بچی کے والد یا سرپرست کو دیئے جاتے ہیں۔ امداد کے حصول کے لئے درخواست گزار اپنی درخواست کے ساتھ بچی کے نکاح نامہ کی نقل /اشٹام پیپر بابت فراہمی نکاح نامہ بعد از نکاح اور محکمہ کا وضع کردہ مخصوص فارم پر کر کے بمع شناختی کارڈ مقامی زکوٰۃ کمیٹی میں جمع کراتا ہے۔ مقامی کمیٹی مستحق کے استحقاق کے تعین کے بعد فارم کی تصدیق کرتی ہے اور اپنے اجلاس کی کارروائی کی نقل لف کر کے ضلع زکوٰۃ کمیٹی کو ارسال کر دیتی ہیں۔ ضلع زکوٰۃ کمیٹی تمام کمیٹیوں سے موصولہ درخواستوں کا جائزہ لے کر دستیاب بجٹ کے مطابق درخواستوں کی منظوری دیتی ہے۔ بعد ازاں مقامی کمیٹی کے توسط سے متعلقہ مستحقین کو فنڈز کا اجراء بذریعہ کراس چیک کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور۔ محکمہ زکوٰۃ وعشر کے تحت چلنے والے اداروں کی تفصیلات

*9577: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر زکوٰۃ وعشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور کی حدود میں پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل کے تحت کتنے ادارے چل رہے ہیں؟

(ب) ان اداروں میں اس وقت کتنے طالب علم کس کس سکیل میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں؟

(ج) ان اداروں میں انچارج ادارہ کی اسامیاں کس گریڈ کی ہیں اور ان پر تعیناتی کے لئے کیا تعلیم، گریڈ اور تجربہ کی ضرورت ہے؟

(د) کیا حکومت ان اداروں کے انچارج صرف مطلوبہ تعلیمی قابلیت، عہدہ اور گریڈ مع تجربہ کے حامل افراد کو لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ہ) ان اداروں میں کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی خالی پڑی ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع لاہور کی حدود میں پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل کے زیر انتظام دس فنی تربیتی ادارہ جات چل رہے ہیں، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1۔ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ گورنہاؤس، لاہور
2۔ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ گرین ٹاؤن، لاہور
3۔ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ سمن آباد، لاہور
4۔ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ مانگا منڈی
5۔ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ نین سکھ، لاہور
6۔ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ ٹاؤن شپ، لاہور
7۔ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ شادمان، لاہور
8۔ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ بلیانوالہ کھوہ لاہور
9۔ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ سپیشل ہاؤس لاہور
10۔ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ والٹن، لاہور

(ب) ان اداروں میں 2219 طلباء و طالبات مختلف ٹریڈز میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں جن کی ادارہ وار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس میں انچارج ادارہ کی اسامیاں E1 (پرنسپل کیٹگری۔1) اور E2 (پرنسپل کیٹگری۔II) گریڈ کی ہیں۔ E1 اور E2 گریڈ کی اسامیوں پر براہ راست تعیناتی کے لئے کسی تسلیم شدہ ادارے سے B.Thech, M.Com, B.Sc, Hons, Master in Tech. MBA, MPA, MBE, Engineering کی تعلیم درکار ہے جبکہ E1 گریڈ کے لئے بعد از مطلوبہ تعلیم پانچ سال اور E2 گریڈ کے لئے بعد از مطلوبہ تعلیم ایک سال کا تجربہ درکار ہے۔

(د) ان اداروں میں مطلوبہ تعلیمی معیار و تجربہ کے حامل افراد کی تعیناتی کی جاتی ہے اور آئندہ بھی ان اسامیوں پر میرٹ کے مطابق تقرری کی جائے گی۔

(ہ) ان اداروں میں تین اسامیاں خالی ہیں، جن کی ادارہ وار تفصیل حسب ذیل ہے۔

	نام ادارہ	نام اسامی	تعداد
1۔	VTI، سپیشل ہاؤس	لیب اسسٹنٹ انڈسٹریل گارمنٹس سٹچنگ	1
2۔	VTI، گورنر ہاؤس	جونیئر انسٹرکٹر، کلیننگ اسسٹنٹ کورس	1
3۔	VTI، سمن آباد	ایڈمن اینڈ اکاؤنٹس آفیسر	1

ضلع راولپنڈی، فراہم کی گئی رقم و تقسیم کی تفصیلات

*9605: **محترمہ نرگس فیض ملک**: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی محکمہ زکوٰۃ و عشر کو مالی سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران کتنی رقم سالانہ وصول ہوئی؟

(ب) کتنی رقم غرباء میں تقسیم کی گئی، تفصیل سال وار بتائیں؟

(ج) کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم خُورد بُرد ہوئی ہے، اس خُورد بُرد کے ذمہ دار کون کون افراد / سرکاری ملازمین ہیں؟

(ہ) کیا حکومت خُورد بُرد کردہ رقم ان سے واپس لینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع زکوٰۃ کمیٹی راولپنڈی کو مالی سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران بالترتیب 8 کروڑ 58 لاکھ 49 ہزار 9 سو 82 روپے اور 14 کروڑ 27 لاکھ 40 ہزار 354 روپے وصول ہوئے جس کی مدوار تفصیل حسب ذیل ہے۔

مد	2009-10	2010-11
1۔گزارہ الاؤنس	2 کروڑ 79 لاکھ 94 ہزار 6 سو 33 روپے	5 کروڑ 59 لاکھ 89 ہزار 2 سو 66 روپے
2۔تعلیمی وظائف (جنرل)	83 لاکھ 98 ہزار 3 سو 90 روپے	ایک کروڑ 67 لاکھ 96 ہزار 7 سو 80 روپے
3۔دینی مدارس	37 لاکھ 32 ہزار 6 سو 79 روپے	74 لاکھ 65 ہزار 2 سو 20 روپے
4۔صحت	27 لاکھ 99 ہزار 4 سو 63 روپے	55 لاکھ 98 ہزار 9 سو 72 روپے
5۔جہیز فنڈ	37 لاکھ 32 ہزار 6 سو 33 روپے	74 لاکھ 65 ہزار 2 سو 20 روپے
6۔جذامی مریضوں کی امداد	9 لاکھ 75 ہزار 4 سو روپے	12 لاکھ روپے
7۔تعلیمی وظائف (ٹیکنیکل)	2 کروڑ 83 لاکھ 24 ہزار 7 سو 51 روپے	3 کروڑ 9 لاکھ 94 ہزار 5 سو 49 روپے

8-عید گرانٹ	—	46لاکھ65ہزار08سو3روپے
9-سٹیشنری	5لاکھ83 ہزار روپے	0
10-پرنٹنگ	3لاکھ49ہزار8سو روپے	0
11-تنخواہ زکوٰۃ کیڈر سٹاف (ضلعی)	5لاکھ81ہزار6سو روپے	8لاکھ84ہزار7سو روپے
12-تنخواہ زکوٰۃ کلرکس	79لاکھ56ہزار روپے	ایک کروڑ9لاکھ98ہزار روپے
13-تنخواہ ڈویژنل آڈٹ سٹاف	3لاکھ37ہزار08روپے	4لاکھ97ہزار3سو44روپے
14-ڈیلی الاؤنس (ڈویژنل سٹاف)	84ہزار6سو25روپے	84ہزار5سو روپے
15۔ سپلیمنٹری گرانٹ	0	1لاکھ روپے
میزان	8کروڑ58لاکھ49ہزار9سو82روپے	14کروڑ27لاکھ40ہزار354روپے

(ب) سال10۔2009اور11۔2010کے دوران ضلع راولپنڈی میں بالترتیب مبلغ5کروڑ 94لاکھ52ہزار7سو45 روپے اور11کروڑ79لاکھ64ہزار2سو33روپے کی رقم غرباء میں تقسیم کی گئی جس کی سال اور مدوار تفصیل حسب ذیل ہے۔

مد	2009-10	2010-11
1-گزارہ الاؤنس	2کروڑ79لاکھ84ہزار روپے	5کروڑ59لاکھ80ہزار روپے
2-تعلیمی وظائف (جنرل)	47لاکھ39ہزار6سو82روپے	83لاکھ69ہزار5سو42روپے
3-دینی مدارس	37لاکھ32ہزار6سو28روپے	58لاکھ90ہزار4سو57روپے
4-صحت	27لاکھ95ہزار35روپے	43لاکھ95ہزار35روپے
5-جہیز فنڈ	37لاکھ30ہزار روپے	67لاکھ روپے
6-جذامی مریضوں کی امداد	9لاکھ75ہزار4سو روپے	12لاکھ روپے
7-عید گرانٹ	- - - - - -	46لاکھ65ہزار5سو روپے
8-تعلیمی وظائف (ٹیکنیکل)	2کروڑ83لاکھ23ہزار5سو روپے	3کروڑ7لاکھ63ہزار6سو99روپے
میزان	7کروڑ22لاکھ80ہزار2سو45روپے	11کروڑ79لاکھ64ہزار2سو33روپے

(ج) زکوٰۃ فنڈ سے کسی بھی سرکاری ملازم کو تنخواہ اور ٹی اے / ڈی اے ادا نہیں کیا جاتا کیونکہ ان ملازمین کی تنخواہیں اور ٹی اے / ڈی اے سرکاری بجٹ سے ادا کئے جاتے ہیں۔

(د) مذکورہ عرصہ کے دوران زکوٰۃ کی تقسیم میں کسی قسم کی خُورد بُرد کا کوئی واقعہ سامنے نہ آیا ہے۔

(ہ) فی الوقت مذکورہ عرصہ کے دوران زکوٰۃ کی تقسیم میں کسی قسم کی خُورد بُرد کا کوئی واقعہ سامنے نہ آیا ہے۔ اگر ایسا کوئی واقعہ ہوا تو متعلقہ افراد کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

ضلع منڈی بہاؤالدین، ضلعی زکوٰۃ و عشر کمیٹی کو فنکشنل کرنے کا معاملہ

*9614:جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ منڈی بہاؤالدین کی ضلعی زکوٰۃ وعشر کمیٹی مکمل نہ ہے جس کا نوٹیفکیشن روکا ہوا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلعی کمیٹی کے نہ ہونے کی وجہ سے لوکل کمیٹیاں بھی فنکشنل نہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس وجہ سے اس ضلع میں پچھلے تین سال سے زکوٰۃ کی تقسیم مستحقین میں نہ ہوئی ہے؟

(د) اس کمیٹی کا نوٹیفکیشن جاری نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں نیز اس کا کب تک نوٹیفکیشن جاری کر دیا جائے گا؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلعی زکوٰۃ وعشر کمیٹی منڈی بہاؤالدین مکمل اور اس کی تشکیل کا نوٹیفکیشن نمبری SO Z&U 3-36/2010/1362 مورخہ 16۔جولائی 2011 جاری ہو چکا ہے۔

(ب) ضلع منڈی بہاؤالدین میں 400 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں جو تشکیل پا چکی ہیں۔

(ج) وفاقی حکومت نے مالی سال 09۔2008 کے لئے صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ کو ماسوائے تعلیمی وظائف (فنی) زکوٰۃ فنڈز کا اجراء نہ کیا تھا لہذا ضلع منڈی بہاؤالدین میں تعلیمی وظائف (فنی) کی مد سے مستحق طلباء وطالبات کے لئے مبلغ ایک کروڑ 44 لاکھ 98 ہزار روپے کی رقم کا اجراء کیا گیا جبکہ سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران تقسیم کردہ فنڈز کی مد وار تفصیل حسب ذیل ہے۔

مد	2009-10	2010-11
1۔گزارہ الاؤنس	95 لاکھ 04 ہزار روپے	ایک کروڑ 92 لاکھ روپے
2۔تعلیمی وظائف (جنرل)	18 لاکھ 50 ہزار 6 سو 28 روپے	38 لاکھ 60 ہزار 7 سو 16 روپے
3۔دینی مدارس	12 لاکھ 73 ہزار 7 سو 25 روپے	25 لاکھ 74 ہزار 4 سو 50 روپے
4۔ہیلتھ کیئر	3 لاکھ 65 ہزار روپے	7 لاکھ 30 ہزار روپے
5۔شادی گرانٹ	12 لاکھ 80 ہزار روپے	25 لاکھ 70 ہزار روپے
6۔تعلیمی وظائف (فنی)	1 کروڑ 43 لاکھ 11 ہزار 5 سو 43 روپے	1 کروڑ 44 لاکھ 32 ہزار 500 روپے
7۔عید گرانٹ	0	16 لاکھ روپے
میزان	2 کروڑ 85 لاکھ 84 ہزار 8 سو 96 روپے	3 کروڑ 49 لاکھ 75 ہزار 666 روپے

(د) اس کمیٹی کا نوٹیفکیشن جاری نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں نیز اس کا کب تک نوٹیفکیشن جاری کر دیا جائے گا؟ جواب جز (الف) میں دیا جا چکا ہے۔

صوبہ میں زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل و دیگر تفصیلات

*9640: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا صوبہ پنجاب میں زکوٰۃ کمیٹیاں قائم کر دی گئیں ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا ہر ضلع کے لئے مختص زکوٰۃ متعلقہ اضلاع کو ارسال کر دی گئی ہے اور مستحقیق میں تقسیم کا عمل شروع ہو چکا ہے، تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):

(الف) پنجاب میں کل 24421 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں جن میں سے 23226 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں تشکیل پا چکی ہیں اور 1195 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں تشکیل کے مراحل میں ہیں۔ علاوہ ازیں 36 ضلع زکوٰۃ کمیٹیوں میں سے 32 ضلع کمیٹیاں تشکیل پا چکی ہیں اور بقیہ ضلع زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل جلد مکمل ہو جائے گی۔

(ب) جی ہاں صوبہ کے تمام اضلاع کو فنڈز جاری کر دیئے گئے ہیں اور ان فنڈز کی مستحقین میں تقسیم جاری ہے۔ جس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سال 11-2010، پنجاب میں زکوٰۃ سے جہیز کے لئے فراہم کی گئی رقم کی تفصیلات

*9641: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا زکوٰۃ فنڈ سے مستحقین کی غیر شادی شدہ بچیوں کی شادی کے لئے امداد دی جاتی ہے؟

(ب) سال 11-2010 میں کل کتنی رقم جہیز اور بچیوں کی شادی کے لئے تقسیم کی گئی، ضلع وار تفصیل بتائی جائے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):

(الف) مستحقین کی غیر شادی شدہ بچیوں کی شادی کے لئے زکوٰۃ فنڈ سے 10 ہزار روپے فی مستحق امداد مہیا کی جاتی ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب میں سال 11-2010 کے دوران ضلع زکوٰۃ کمیٹیوں کو شادی گرانٹ کی مد میں مبلغ 16 کروڑ 33 لاکھ 81 ہزار روپے جاری کئے گئے ہیں جن کی ضلع وار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کے میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع خانیوال، زکوٰۃ کی مد میں فراہم کی گئی رقم و دیگر تفصیلات

*9642:ڈاکٹر سامیہ امجد: کیاوزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع خانیوال میں سال 11-2010 میں زکوٰۃ کی مد میں کتنی رقم موصول ہوئی؟

(ب) مذکورہ سال میں کتنی کتنی رقم کس کس مد میں خرچ کی گئی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ عرصہ میں زکوٰۃ کی تقسیم میں خُود رُبرد کے بہت سے واقعات سامنے آئے ہیں اگر جواب ہاں میں ہے تو متعلقہ افراد کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع خانیوال میں 11-2010 کے دوران زکوٰۃ کی مد میں مبلغ 8 کروڑ 65 لاکھ 14 ہزار 408 روپے کی رقم موصول ہوئی جس کی مدوار تفصیل حسب ذیل ہے۔

مد	2010-11
1۔گزارہ الاؤنس	3 کروڑ 44 لاکھ 28 ہزار 151 روپے
2۔تعلیمی وظائف (جنرل)	1 کروڑ 03 لاکھ 28 ہزار 389 روپے
3۔دینی مدارس	45 لاکھ 90 ہزار 438 روپے
4۔صحت	34 لاکھ 42 ہزار 844 روپے
5۔جہیز فنڈ	45 لاکھ 90 ہزار 411 روپے
6۔تعلیمی وظائف (ٹیکنیکل)	1 کروڑ 90 لاکھ 95 ہزار 294 روپے
7۔عید گرانٹ	28 لاکھ 69 ہزار 31 روپے
8۔تنخواہ زکوٰۃ پیڈ سٹاف	71 لاکھ 49 ہزار 850 روپے
9۔دیگر	20 ہزار
میزان	8 کروڑ 65 لاکھ 14 ہزار 408 روپے

(ب) مذکورہ سال میں خرچ کردہ رقم کی مدوار تفصیل حسب ذیل ہے۔

مد	2010-11
1۔گزارہ الاؤنس	2 کروڑ 97 لاکھ 34 ہزار روپے
2۔تعلیمی وظائف (جنرل)	0
3۔دینی مدارس	45 لاکھ 89 ہزار 434 روپے
4۔صحت	15 لاکھ 48 ہزار روپے
5۔جہیز فنڈ	32 لاکھ 40 ہزار روپے
6۔تعلیمی وظائف (ٹیکنیکل)	1 کروڑ 43 لاکھ 10 ہزار 260 روپے
7۔عید گرانٹ	24 لاکھ 40 ہزار 5 سو روپے

8۔تنخواہ زکوٰۃ ڈیڈ سٹاف	71لاکھ 49ہزار850روپے
9۔دیگر	20ہزار روپے
میزان	6کروڑ30لاکھ 32ہزار44روپے

(ج) فی الوقت مذکورہ عرصہ کے دوران زکوٰۃ کی تقسیم میں کسی قسم کی خُورد بُرد کا کوئی واقعہ سامنے نہ آیا ہے۔اگر ایسا کوئی واقعہ ہوا تو متعلقہ افراد کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

ضلع راولپنڈی، زکوٰۃ کی مد میں فراہم کی گئی رقم و دیگر تفصیلات

*9643:جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی کے لئے زکوٰۃ کی مد میں سال 11۔2010 میں کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟

(ب) مندرجہ بالا رقم سے تعلیمی و ظائف اور مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کو کتنی کتنی رقم دی گئی ہے اور کتنی رقم ان دونوں مدات میں تقسیم ہو چکی ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):

الف) ضلع راولپنڈی کے لئے زکوٰۃ کی مد میں سال 11۔2010 میں کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟

فاضل ایوان کی اطلاع کے لئے پیش ہے کہ ضلع راولپنڈی کو سال 11۔2010 کے لئے زکوٰۃ کی مد میں مبلغ 14 کروڑ 27 لاکھ 40ہزار354روپے کی رقم موصول ہوئی جس کی مدوار تفصیل حسب ذیل ہے۔

مد	2010-11
1۔گزارہ الاؤنس	5کروڑ59لاکھ 89ہزار2سو66روپے
2۔تعلیمی وظائف (جنرل)	ایک کروڑ67لاکھ 96ہزار7سو80روپے
3۔دینی مدارس	74لاکھ 65ہزار2سو20روپے
4۔صحت	55لاکھ 98ہزار9سو72روپے
5۔جہیز فنڈ	74لاکھ 65ہزار2سو02روپے
6۔جذامی مریضاں	12لاکھ روپے
7۔تعلیمی وظائف (فنی)	3کروڑ9لاکھ 94ہزار5سو49روپے
8۔عید گرانٹ	46لاکھ 65ہزار08سو03روپے
9۔تنخواہ آڈٹ سٹاف (ضلعی)	8لاکھ 84ہزار7سو روپے
10۔تنخواہ فیلڈز زکوٰۃ کلرکس	1کروڑ09لاکھ 98ہزار روپے
11 تنخواہ ڈویژنل آڈٹ سٹاف	4لاکھ 97ہزار3سو44روپے
12۔ڈی اے ڈویژنل آڈٹ سٹاف	84ہزار5سو روپے
13۔سپلیمنٹری گرانٹ	1لاکھ روپے
میزان	14کروڑ27لاکھ 40ہزار354روپے

(ب) مندرجہ بالا رقم سے تعلیمی وظائف اور مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کے ذریعے مستحقین میں تقسیم کی گئی رقم کی مدوار تفصیل حسب ذیل ہے۔

مد	مختص کردہ رقم
تعلیمی وظائف	
1۔تعلیم وظائف (جنرل)	83لاکھ69ہزار5سو42روپے
2۔تعلیمی وظائف (فنی)	3کروڑ07لاکھ63ہزار6سو99روپے
3۔دینی مدارس	58لاکھ90ہزار4سو57روپے
مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں	
1۔گزارہ الاؤنس	5کروڑ59لاکھ80ہزار روپے
2۔جہیز فنڈ	67لاکھ روپے
3۔جذامی مریض	12لاکھ روپے
4۔عید گرانٹ	46لاکھ65ہزار05سو روپے
میزان	11کروڑ35لاکھ69ہزار1سو98روپے

بہاولنگر، تعلیمی اداروں کو فراہم کی گئی گرانٹ و دیگر تفصیلات

*9894:چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): کیا وزیر زکوٰۃ وعشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال10-2009 کے دوران کل کتنی گرانٹ ضلع بہاولنگر کے کس کس تعلیمی ادارے کو فراہم کی گئی؟

(ب) یہ گرانٹ ان اداروں کو کس مقصد کے لئے فراہم کی گئی؟

(ج) ان اداروں میں یہ گرانٹ خرچ کرنے کی اجازت کون دیتا ہے؟

(د) کیا اس گرانٹ کا آڈٹ ہوتا ہے تو یہ آڈٹ کون کرتا ہے؟

(ہ) ان اداروں کو گرانٹ کس حساب سے کس کی منظوری سے دی گئی؟

(و) کس کس ادارے کے آڈٹ کے دوران رقم کی خُورد بُرد کا انکشاف ہوا تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع بہاولنگر نے سال10۔2009 میں145 تعلیمی اداروں کو مبلغ51لاکھ46ہزار2سو 72روپے جاری کئے گئے۔ان اداروں کی تفصیل تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ گرانٹ ان اداروں کے مستحق طلباء وطالبات کو وظائف کی ادائیگی کے لئے فراہم کی گئی تھی۔

(ج) اداروں میں موراسکالرشپ کمیٹی جو سربراہ ادارہ کلاس ٹیچر اور متعلقہ مقامی زکوٰۃ کمیٹی کے چیئرمین پر مشتمل ہوتی ہے، یہ گرانٹ خرچ کرنے کی مجاز ہے۔

(د) اس گرانٹ کا باقاعدہ آڈٹ ہوتا ہے اور یہ آڈٹ ڈائریکٹوریٹ آف زکوٰۃ آڈٹ کرتا ہے۔

(ہ) ان اداروں کو مختلف مدارج کے طلباء کی تعداد و شرح وظیفہ کے مطابق گرانٹ جاری کی جاتی ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1	پرائمری تا مڈل	-/75روپے ماہانہ
2	ہائی سکول	-/112روپے ماہانہ
3	انٹرمیڈیٹ اینڈ گریجویٹ	-/375روپے ماہانہ
4	پوسٹ گریجویٹ	-/750روپے
5	انجینئرنگ / میڈیکل کالجز اینڈ انجینئرنگ یونیورسٹیز	-/874روپے ماہانہ
6	کمپیوٹر سائنسز	-/874روپے ماہانہ

نوٹ: ضلع زکوٰۃ کمیٹی کی منظوری کے بعد تعلیمی وظائف کی فہرست صوبائی زکوٰۃ کونسل کی حتمی منظوری کے لئے ارسال کی جاتی ہے۔کونسل کی منظوری کے بعد ضلع کمیٹی متعلقہ اداروں کو وظائف کی رقم کے چیک جاری کرتی ہے۔

(و) سال10۔2009 کے دوران تعلیمی ادارہ جات کو جاری کردہ گرانٹ کا آڈٹ کرایا جارہا ہے۔ تاحال کسی بھی ادارہ میں رقم کی خُورد بُرد کا انکشاف نہ ہوا ہے۔

ضلع بہاولنگر کو زکوٰۃ فنڈ کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*9895:چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):کیا وزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع بہاولنگر کو سال10-2009اور11-2010 کے دوران کتنی رقم زکوٰۃ کی مد میں وصول ہوئی؟

(ب) ان دو سالوں کے دوران کتنی رقم تنخواہوں /ٹی اے، ڈی اے اور گاڑیوں کے پٹرول / مرمت پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم سرکاری افسران کے دفاتر کی تزئین وآرائش پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم کس کس ہسپتال کو فراہم کی گئی،ان کے نام اور رقم کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) کتنی رقم غرباء، مساکین،یتیموں اور بیواؤں میں تقسیم کی گئی؟

(و) کیاان سالوں کے دوران زکوٰۃ کی رقم کا آڈٹ ہوا تو کتنی رقم کی خُورد بُرد کا انکشاف ہوا اور کتنے سرکاری ملازمین وچیئرمین زکوٰۃ وعشر کے خلاف کیا کیا قانونی کارروائی ہوئی؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع بہاولنگر کو سال10۔2009اور11۔2010 کے دوران موصولہ رقم کی سال اور مد وار تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	مد	2009۔10	2010۔11
1۔	گزارہ الاؤنس	ایک کروڑ71لاکھ55ہزار463روپے	3کروڑ43لاکھ10ہزار930روپے
2۔	تعلیمی وظائف (جنرل)	51لاکھ46ہزار639روپے	1کروڑ02لاکھ93ہزار278روپے
3۔	دینی مدارس	22لاکھ87ہزار404روپے	45لاکھ74ہزار780روپے
4۔	ہیلتھ کیئر	17لاکھ15ہزار546روپے	34لاکھ31ہزار120روپے
5۔	جہیز گرانٹ	22لاکھ87ہزار432روپے	45لاکھ74ہزار780روپے
6۔	تعلیمی وظائف (فنی)	2کروڑ30لاکھ51ہزار910روپے	2کروڑ23لاکھ23ہزار848روپے
7۔	عید گرانٹ	0	28لاکھ59ہزار263روپے
8۔	تنخواہ فیلڈ کلرکس	73لاکھ44ہزار روپے	1کروڑ01لاکھ52ہزار روپے
9۔	تنخواہ آڈٹ سٹاف	5لاکھ27ہزار روپے	7لاکھ79ہزار750روپے
10۔	پرنٹنگ	3لاکھ22ہزار8سو روپے	0
11۔	سٹیشنری	5لاکھ38ہزار روپے	0
12۔	سپلیمنٹری گرانٹ	0	1لاکھ85ہزار روپے
13۔	میزان	6کروڑ03لاکھ76ہزار194روپے	9کروڑ34لاکھ84ہزار749روپے

(ب) ان دو سالوں کے دوران زکوٰۃ پیڈ سٹاف کو تنخواہوں ٹی اے /ڈی اے اور گاڑیوں کے پٹرول /مرمت پر خرچ کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	مد	2009۔10	2010۔11
1۔	تنخواہ فیلڈ کلرکس	73لاکھ36ہزار740روپے	1کروڑ01لاکھ34ہزار651روپے

2۔	تنخواہ آڈٹ سٹاف	5لاکھ 27ہزار روپے	7لاکھ 79ہزار750روپے
3۔	ٹی اے/ڈی اے	0	0
4۔	پٹرول	0	49ہزار795روپے
5۔	گاڑیوں کی مرمت	0	0
6۔	میزان	78لاکھ 63ہزار740روپے	1کروڑ09لاکھ 64ہزار196روپے

(ج) ان دو سالوں کے دوران کسی افسر کے دفتر کی تزئین وآرائش پر کوئی رقم خرچ نہ کی گئی ہے۔

(د) ان دو سالوں کے دوران جن ہسپتالوں کو رقم جاری کی گئی ہے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ہسپتال	2009۔10	2010۔11
1۔	ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال بہاولنگر	9لاکھ 23ہزار450روپے	18لاکھ 46ہزار900روپے
2۔	تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال منچن آباد	1لاکھ 09ہزار500روپے	2لاکھ 19ہزار روپے
3۔	تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال چشتیاں	1لاکھ 64ہزار250روپے	3لاکھ 28ہزار500روپے
4۔	تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال ہارون آباد	1لاکھ 64ہزار250روپے	3لاکھ 28ہزار005روپے
5۔	تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال فورٹ عباس	1لاکھ 64ہزار250روپے	3لاکھ 28ہزار500روپے
6۔	میزان	15لاکھ 25ہزار700روپے	30لاکھ 51ہزار400روپے

(ہ) ان سالوں کے دوران غرباء مساکین، یتیموں اور بیواؤں میں تقسیم کردہ رقم کی مد اور سال وار تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	مد	2009۔10	2010۔11
1۔	گزارہ الاؤنس	1کروڑ64لاکھ 85ہزار روپے	3کروڑ43لاکھ 05ہزار روپے
2۔	تعلیمی وظائف (جنرل)	51لاکھ 46ہزار272روپے	44لاکھ 56ہزار872روپے
3۔	دینی مدارس	22لاکھ 86ہزار225روپے	45لاکھ 73ہزار800روپے
4۔	ہیلتھ کیئر	15لاکھ 25ہزار7سو روپے	30لاکھ 51ہزار400روپے
5۔	جہیز گرانٹ	22لاکھ 80ہزار روپے	45لاکھ 70ہزار روپے
6۔	تعلیمی وظائف (فنی)	2کروڑ30لاکھ 40ہزار روپے	1کروڑ89لاکھ 92ہزار500روپے
7۔	عید گرانٹ	0	26لاکھ 05ہزار روپے
8۔	میزان	5کروڑ07لاکھ 63ہزار197روپے	6کروڑ86لاکھ 84ہزار572روپے

(و) ان سالوں کے دوران جاری کردہ زکوٰۃ فنڈ کا آڈٹ کرایا جارہا ہے تاحال کسی خورد برد کا انکشاف نہ ہوا ہے۔

ضلع چنیوٹ: زکوٰۃ وعشر کمیٹیوں کی تفصیلات

*9918: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع چنیوٹ میں کل کتنی زکوٰۃ عشر کمیٹیاں کام کر رہی ہیں؟

(ب) سال11-2010کے دوران حکومت پنجاب کی طرف سے ان کمیٹیوں کو کل کتنی رقم ادا کی گئی؟

(ج) ان کمیٹیوں کے چیئرمینوں کے نام اور پتاجات کیا ہیں، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع چنیوٹ میں کل 431 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں۔ جن کے چیئرمین و ممبران کا چناؤ چیئرمین ضلعی زکوٰۃ کمیٹی کے استعفیٰ کی وجہ سے فی الحال تعطل کا شکار ہے۔ نئے چیئرمین کے تعینات ہوتے ہی ان کمیٹیوں کے چیئرمین و ممبران کے چناؤ کا عمل شروع کر دیا جائے گا ۔

(ب) مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل نہ ہونے کی وجہ سے سال11۔2010کے دوران ان کمیٹیوں کو کوئی رقم جاری نہیں کی گئی۔

(ج) جواب جز(الف) میں دیا جا چکا ہے۔

صوبائی زکوٰۃ کونسل میں قواعد وضوابط سے ہٹ کر کی گئی تعیناتیوں کی تفصیلات

*10105: چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: کیا وزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبائی زکوٰۃ کونسل کے چیئرمین اور ارکان کے نام بتائیں نیز غیر سرکاری ارکان کی مدت تعیناتی کتنی ہے اور موجودہ ارکان کن قوائد وضوابط کے مطابق کام کر رہے ہیں؟

(ب) غیر سرکاری ارکان کی تعیناتی کون کرتا ہے اور ایک فرد کتنی دفعہ رکن بن سکتا ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ تعیناتیوں کو قواعد وضوابط کے مطابق کرنا چاہتی ہے اور قوائد وضوابط کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران):

(الف) چیئرمین صوبائی زکوٰۃ کونسل کی اسامی خالی ہے جبکہ دیگر ارکان صوبائی زکوٰۃ کونسل کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1-جناب مولانا راغب حسین نعیمی	غیر سرکاری ممبر
2-حافظ فضل الرحیم اشرفی	۔ایضاً۔
3-حافظ زبیر احمد ظہیر	۔ایضاً۔

4-جناب منور حیات عباسی	۔ایضًا۔
5-جناب خواجہ عبدالقیوم	۔ایضًا۔
6-محترمہ طیبہ ضمیر،(ایم پی اے)	خاتون ممبر
7-محترمہ سکینہ شاہین خان	۔ایضًا۔
8-جناب سیکرٹری خزانہ حکومت پنجاب	سرکاری ممبر
9-جناب سیکرٹری سوشل ویلفیئر وومن ڈویلپمنٹ اینڈ بیت المال حکومت پنجاب	۔ایضًا۔
10-جناب سیکرٹری لوکل گورنمنٹ حکومت پنجاب	۔ایضًا۔
11-جناب سیکرٹری زکوٰۃ وعشر حکومت پنجاب	سرکاری ممبر / سیکرٹری صوبائی زکوٰۃ کونسل

صوبائی زکوٰۃ کونسل کے غیر سرکاری ممبران کی تعیناتی تین سال کے لئے کی جاتی ہے۔ صوبائی زکوٰۃ کونسل کا چیئرمین اور اس کے دیگر ارکان صوبائی زکوٰۃ کونسل کے طریق کار کے قواعد مجریہ 1993 کے مطابق کام کر رہے ہیں۔ جو تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) صوبائی حکومت بذریعہ نوٹیفکیشن صوبائی زکوٰۃ کونسل قائم کرتی ہے۔ کونسل کے غیر سرکاری اراکین دوبارہ تقرری کے اہل ہوتے ہیں اور ان کی دوبارہ نامزدگی پر کوئی قدغن نہ ہے۔

(ج) مذکورہ بالا تعیناتیاں قواعد وضوابط کے مطابق کی جاتی ہیں۔

تعلیمی وظائف دیئے جانے کی تفصیلات

*10106: چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: کیا وزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ زکوٰۃ وعشر میں تعلیمی وظائف کس شرح سے دیئے جاتے ہیں، مڈل، ہائی، انٹر میڈیٹ، گریجویشن، میڈیکل، انجینئرنگ اور کمپیوٹر سائنس کی مکمل تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ بیان فرمائیں؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ بالا شرح میں اضافے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں نہیں؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران):

(الف) محکمہ زکوٰۃ وعشر میں مختلف مدارج کے طلباء وطالبات کو تعلیمی وظائف مندرجہ ذیل شرح سے دیئے جاتے ہیں۔

1۔	پرائمری تا مڈل	-/75روپے ماہانہ
2۔	ہائی سکول	-/112روپے ماہانہ
3۔	انٹر میڈیٹ اینڈ گریجویٹ	-/375روپے ماہانہ
4۔	پوسٹ گریجویٹ	-/750روپے ماہانہ

5۔ انجینئرنگ / میڈیکل کالجزاینڈ انجینئرنگ یونیورسٹیز -/874روپے ماہانہ
6۔ کمپیوٹر سائنسز -/874روپے ماہانہ

(ب) زکوٰۃ کے قواعد وضوابط اور زکوٰۃ کی مختلف مدات میں شرح ہائے ادائیگی پر نظر ثانی کی جارہی ہے اور زکوٰۃ کی وصولی کے مطابق وظائف کی شرح ماہانہ میں مناسب اضافہ کیا جائے گا۔

ضلع چنیوٹ: زکوٰۃ کی مد میں فراہم کی گئی رقم ودیگر تفصیلات

*10146: سید حسن مرتضیٰ: کیاوزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع چنیوٹ کو سال10-2009اور11-2010 کے دوران کتنی رقم زکوٰۃ کی مد میں وصول ہوئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم تنخواہوں، ٹی اے / ڈی اے اور گاڑیوں کے پٹرول، مرمت پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم سرکاری افسران کے دفاتر کی تزئین وآرائش پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم کس کس ہسپتال کو فراہم کی گئی، ان کے نام اور رقم کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) کیاان سالوں کے دوران زکوٰۃ کی رقم کا آڈٹ ہوا تو کتنی رقم کی خورد برد کا انکشاف ہوا اور کتنے سرکاری ملازمین وچیئرمین زکوٰۃ وعشر کے خلاف کیا کیا قانونی کارروائی ہوئی؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران):

الف) ضلع چنیوٹ کو سال10۔2009 کے دوران کوئی رقم موصول نہ ہوئی ہے جبکہ 11۔2010 کے دوران وصول شدہ رقم کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مد	11۔2010
1۔گزارہ الاؤنس	1کروڑ60لاکھ63ہزار6سو18روپے
2۔تعلیمی وظائف (جنرل)	48لاکھ19ہزار87روپے
3۔دینی مدارس	21لاکھ41ہزار08سو11روپے
4۔صحت	16لاکھ6ہزار3سو75 روپے
5۔شادی گرانٹ	21لاکھ41ہزار8سو11روپے
6۔عید گرانٹ	13لاکھ38ہزار6سو44روپے
7۔تعلیمی وظائف (فنی	66لاکھ69ہزار3سو73روپے
8۔تنخواہ زکوٰۃ ایڈ سٹاف	25لاکھ07ہزار7سو روپے
میزان	3کروڑ72لاکھ88ہزار4سو19روپے

(ب) زکوٰۃ فنڈ سے ضلعی زکوٰۃ کمیٹی کی سطح پر تعینات زکوٰۃ پیڈ سٹاف (آڈٹ آفیسر، آڈیٹرز، آڈٹ اسسٹنٹ اور فیلڈ کلرکس) کو صرف تنخواہوں کی ادائیگی کی جاتی ہے اور کوئی ٹی اے/ڈی اے ادا نہیں کیا جاتا۔ نیز اس عرصہ کے دوران زکوٰۃ فنڈ سے گاڑیوں کے پٹرول اور مرمت پر بھی کوئی رقم خرچ نہ ہوئی ہے تاہم زکوٰۃ پیڈ سٹاف کو تنخواہوں کی ادائیگی کی مد میں مبلغ 23لاکھ 57ہزار 5سو روپے کی رقم خرچ کی گئی ہے۔

(ج) ان سالوں کے دوران زکوٰۃ فنڈ سے سرکاری افسران کے دفاتر کی تزئین وآرائش پر کوئی رقم خرچ نہ کی گئی۔

(د) ضلع چنیوٹ میں کسی ہسپتال کو زکوٰۃ فنڈ سے کوئی رقم جاری نہیں کی گئی۔

(ہ) ضلع چنیوٹ میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی عدم تشکیل کی وجہ سے فنڈز کا اجراء نہیں ہوا لہذا نہ تو کسی ادارہ یا مقامی زکوٰۃ کمیٹی کا آڈٹ ہوا اور نہ ہی کسی سرکاری ملازم، چیئرمین زکوٰۃ وعشر کے خلاف کوئی قانونی کارروائی عمل میں لائی گئی۔

گزارہ الاؤنس کی مد میں رقم کی فراہمی ودیگر تفصیلات

*10223: **محترمہ طلعت یعقوب:** کیا وزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات کو گزارہ الاؤنس کی مد میں مالی سال09۔2008اور10-2009 میں کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) گزارہ الاؤنس کے لئے کتنی درخواستیں موصول ہوئیں اور کتنے افراد کو اس مد سے امداد دی گئی ان کے نام، ولدیت اور پتا جات سے آگاہ کریں؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران):

(الف) صوبہ پنجاب میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی مدت کار 30۔جون2008 کو ختم ہو گئی تھی لہذا مرکزی زکوٰۃ انتظامیہ نے سال09۔2008 کے دوران ماسوائے تعلیمی وظائف (فنی) وانتظامی اخراجات زکوٰۃ کی دیگر مدات میں صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ کو فنڈز کا اجراء نہیں کیا گیا جبکہ سال10۔2009 میں ضلع گجرات کو گزارہ الاؤنس کی مد میں ایک کروڑ70لاکھ 43ہزار 6سو23روپے فراہم کئے گئے ہیں۔

(ب) گزارہ الاؤنس کی درخواستیں مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں وصول کرتی ہیں اور ہر مستحق کو استحقاق کے تعین کے بعد۔/500روپے ماہوار کے حساب سے گزارہ الاؤنس کی رقم فراہم کی جاتی ہے۔
سال10۔2009کے دوران ضلع گجرات کے4992 مستحقین میں مبلغ ایک کروڑ49لاکھ 76ہزار روپے کی رقم اس مد میں تقسیم کی گئی۔ مستحقین کی فہرست نام، ولدیت اور پتاجات کے ساتھ تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
ضلع گجرات میں کل634 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں جن کی تحصیل وار تفصیل حسب ذیل ہے۔

1۔ تحصیل گجرات 340
2۔ تحصیل سرائے عالمگیر 59
3۔ تحصیل کھاریاں 235

مزید برآں تحصیل وار مستحقین کی تعداد اور ان میں تقسیم کی گئی رقم کی تفصیل حسب ذیل ہے:

نمبر شمار	تحصیل	مستحقین کی تعداد	رقم
1	گجرات	2640	79لاکھ20ہزار روپے
2	کھاریاں	1880	56لاکھ40ہزار روپے
3	سرائے عالمگیر	472	14لاکھ16ہزار روپے
	میزان	4992	ایک کروڑ49لاکھ76ہزار روپے

سال09-2008اور10-2009، زکوٰۃ کی مد میں مختص رقم واستعمال کی تفصیلات

*10224: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں محکمہ زکوٰۃ کے پاس09-2008اور10-2009میں کل کتنے فنڈز تھے اور اس میں کتنے فنڈ انتظامی اخراجات کی مد میں اور کتنے فنڈز مستحقین زکوٰۃ میں تقسیم کی صورت میں خرچ ہوئے، سال وار تفصیل کیا ہے؟

(ب) مستحقین کو زکوٰۃ کی تقسیم کس شرح سے کی جاتی ہے اور ایک مستحق کو زیادہ سے زیادہ امداد دینے کا کیا معیار مقرر ہے؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران):

(الف) صوبہ پنجاب میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی مدت کار 30۔جون2008 کو ختم ہو گئی تھی لہذا مرکزی زکوٰۃ انتظامیہ نے سال09۔2008 کے دوران ماسوائے تعلیمی وظائف (فنی) وانتظامی

اخراجات زکوٰۃ کی دیگر مدات میں صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ کو فنڈز کا اجراء نہیں کیا جبکہ سال 10۔2009 میں صرف ایک ششماہی قسط موصول ہوئی تھی۔ ہر دو سالوں کے دوران (سال 09۔2008 اور سال 10۔2009) محکمہ کے پاس موجود فنڈز اور انتظامی اخراجات اور مستحقین زکوٰۃ میں تقسیم کردہ فنڈز کی سال وار تفصیل حسب ذیل ہے۔

سال	مختص کردہ رقم	انتظامی اخراجات پر خرچ کردہ رقم	مستحقین زکوٰۃ میں تقسیم کردہ رقم
09۔2008	94کروڑ45لاکھ54ہزار80روپے	16کروڑ56لاکھ89ہزار6سو44روپے	67کروڑ32لاکھ19ہزار4سو27روپے
10۔2009	1ارب57کروڑ05لاکھ68ہزار2سو65روپے	18کروڑ48لاکھ52ہزار	1ارب19کروڑ99لاکھ
		35روپے	94ہزار3سو08روپے
میزان	2ارب51کروڑ51لاکھ22ہزار3سو	35کروڑ05لاکھ41ہزار6سو79روپے	1ارب87کروڑ32لاکھ
	45روپے		13ہزار7سو35روپے

(ب) مرکزی زکوٰۃ کونسل کے وضع کردہ تقسیم زکوٰۃ کے قواعد کے تحت مستحقین زکوٰۃ کو مختلف مدات میں مالی امداد کی شرح و معیار بصورت استحقاق حسب ذیل ہے۔

1۔ گزارہ الاؤنس

500روپے ماہانہ فی مستحق

2۔ تعلیمی وظائف

پرائمری تا ٹدل	-/75روپے ماہانہ
ہائی	-/112روپے ماہانہ
انٹرمیڈیٹ تا گریجویٹ	-/375روپے ماہانہ
پوسٹ گریجویٹ	-/750روپے ماہانہ
انجینئرنگ / میڈیکل کالجز اینڈ یونیورسٹیز	-/874روپے ماہانہ
کمپیوٹر سائنسز	-/874روپے ماہانہ

3۔ تعلیمی وظائف (فنی)

-/2500روپے ماہانہ (-/500روپے ماہانہ وظیفہ اور -/2000روپے برائے دیگر اخراجات یونیفارم و کتب) وغیرہ فی طالب علم

4۔ دینی مدارس

حفظ و ناظرہ	-/150روپے ماہانہ فی طالب علم
موقوف علیہ	-/375روپے ماہانہ فی طالب علم
دورہ حدیث	-/750روپے ماہانہ فی طالب علم

5۔ صحت کے ادارے

اِن ڈور مریض	-/2000روپے یومیہ
آؤٹ ڈور مریض	-/1000روپے یومیہ

6۔ شادی گرانٹ -/10,000روپے فی مستحق

زکوٰۃ کی مد میں تقسیم کی گئی رقم کی تفصیلات

*10356: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 2008-09 سے اب تک زکوٰۃ کی مد میں کتنی رقم تقسیم کی گئی؟

(ب) سال وار اور ضلع وار تقسیم زکوٰۃ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران):

(الف) صوبہ پنجاب میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی مدت کار 30۔جون2008 کو ختم ہو گئی تھی لہذا مرکزی زکوٰۃ انتظامیہ نے دوران سال09۔2008 صوبہ پنجاب کو ماسوائے تعلیمی وظائف فنی دیگر کسی مد میں زکوٰۃ فنڈ میں کوئی رقم جاری نہ کی جس کی وجہ سے اس سال کے دوران ماسوائے تعلیمی وظائف فنی کے مستحقین میں کوئی رقم تقسیم نہ کی جا سکی جس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ سال10۔2009 میں صرف ایک ششماہی قسط موصول ہوئی تھی البتہ 11۔2010 کے دوران زکوٰۃ کی تمام مدات میں فنڈز موصول ہوئے ان فنڈز کی اب تک سال / ضلع وار تقسیم کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جواب جز (الف) میں پیش کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ نگہت ناصر شیخ اور ڈاکٹر صاحبہ! آپ سہیل کامران صاحبہ کو منا کر لائیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! آپ نے بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں فیصلہ کیا ہے کہ ضمنی سوال صرف دو ہوں گے۔ آج آپ نے ایک سوال پر آٹھ، آٹھ ضمنی سوالات کی اجازت دی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارے سوالات رہ گئے۔ آپ نے آج general discussion کی اجازت دی تھی۔ مجھے پتا ہے کہ یہاں لوگ بہت علم رکھتے ہیں، وہ اپنا علم منسٹروں کے چیمبر میں جا کر استعمال کر لیا کریں لیکن یہاں House میں صرف سوالات کی طرف دھیان ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ آئندہ اس بات کا آپ بھی خیال رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! آپ نے خیال رکھوانا ہے۔

جناب سپیکر: میں تو کوشش کرتا ہوں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: آپ ایک دفعہ پکا فیصلہ کر لیں۔

جناب سپیکر: آپ کی مرضی کے مطابق ہی کریں گے۔

محترمہ نیلم جبار چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ نیلم جبار چودھری: شکریہ۔ جناب والا! میں نے چند روز پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر ایک request کی تھی اور House کو بتایا تھا کہ کچھ روز پہلے شیخوپورہ میں میرے گھر کے باہر ڈکیتی کا ایک واقعہ ہوا تھا۔ ملزمان گن پوائنٹ پر نقدی اور جیولری لے کر فرار ہو گئے۔ میں نے اس روز بھی یہ بتایا تھا کہ ایسے علاقہ میں جہاں پر ڈی پی او اور ڈی سی او کی رہائش گاہیں چند قدم کے فاصلے پر ہوں وہاں پر ایسی واردات کا ہونا اور پولیس کا موقع واردات پر فوری طور پر نہ پہنچنا جب کہ دو منٹ کے اندر اندر 15 پر پولیس کو اطلاع کر دی گئی تھی۔ ملزمان اُس وقت ایسے غائب ہو گئے جیسے گدھے کے سر سے سینگ بڑے افسوس کے ساتھ یہ بات کہنا پڑ رہی ہے کہ لاء منسٹر صاحب کے دو مرتبہ فون کرنے کے باوجود ڈی پی او اور لوکل پولیس پر ذرا بھی اثر نہیں ہوا۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ اگر میں اس House کی ممبر ہوتے ہوئے اپنے لئے انصاف کی توقع نہیں رکھ سکتی تو میں اپنے حلقے کے عوام کو کیا انصاف دلاؤں گی؟

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے، ابھی پتا کرتے ہیں۔

محترمہ نیلم جبار چودھری: جناب سپیکر! میں ایوان سے اُس وقت تک واک آؤٹ کرتی ہوں جب تک لاء منسٹر صاحب اس چیز کو ensure نہیں کراتے کہ ملزمان کی گرفتاری کو جلد از جلد عمل میں لایا جائے گا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں محترمہ! آپ نے واک آؤٹ نہیں کرنا۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ساجدہ میر!

(اس مرحلہ پر معزز ممبر محترمہ نیلم جبار چودھری واک آؤٹ کر گئیں)

ثریا جبیں پارک جی ٹی روڈ لاہور میں معزز خاتون ممبر کی بہن کے گھر ڈاکا

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں آپ کو ایک بھیانک واقعہ بتاتی ہوں۔ مین جی ٹی روڈ پر میری بہن جس کی چار پانچ مہینے پہلے شادی ہوئی تھی اُس نے مجھے پانچ بجے فون کیا کہ آپ آئی کیوں نہیں؟ میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ میں لاڑکانہ گئی تھی تو یہ اداس ہو گئی ہے اس لئے میں اسے ملنے چلی گئی۔ میں وہاں سے نکلی ہوں اور دوسری بہن کو میں نے گھر کے پاس سے بٹھایا ہے، میرے ساتھ میری بہن کے دو بچے تھے۔ میں نے کہا کہ میں نے اپنی خالہ کی بیٹی کی عیادت کرنی ہے تو چلیں پہلے میں اپنے بچے اس کے پاس چھوڑ جاتی ہوں، واپسی پر آؤں گی تو میں بچوں کو بھی ساتھ لے لوں گی اور اس کے پاس بیٹھ کر چلی جاؤں گی۔ جب میں انجینئرنگ یونیورسٹی کے پاس پہنچی تو اپنی بہن کو فون کیا تو وہ attend نہیں کر رہی تھی تو اس وقت 6 بج کر 10 منٹ ہوئے تھے۔ GT Road پر KFC کے ساتھ ان کا گھر ہے، 93 ثریا جبین پارک Ex-MPA میاں رفیع کے ساتھ والا گیٹ ان کا ہے۔ ان کے گھر کے آگے ایک شہ زور گاڑی کھڑی تھی ایک بندہ کبھی اس کو آگے کروا رہا تھا اور کبھی پیچھے کروا رہا تھا۔ مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ ان کے گھر کے اندر کیا ہو رہا ہے؟ میں جب چھوٹا گیٹ cross کر کے گئی تو بچے میرے ساتھ تھے میں نے اپنی بہن کو آوازیں دیں، اس کے نوکر کا نام زاہد ہے اور میں نے زاہد زاہد کی آوازیں دیں تو وہ بھی نہیں نکلا۔ جب میں نے دروازہ کھولا تو کہا کہ السلام علیکم اور ڈاکوؤں نے خود مجھے کہا کہ وعلیکم السلام اور مجھے بھی انہوں نے پکڑ لیا۔ میں پریشان ہو گئی کہ ان ڈاکوؤں نے mask پہنے ہوئے تھے، میں نے سوچا کہ یہ کون بندے ہیں کیونکہ میں سمجھی تھی کہ کوئی مہمان آئے ہوئے ہیں، جب انہوں نے کہا کہ پرس پکڑاؤ اور اندر چلو تو بچوں نے چیخیں مارنا شروع کر دیں اور میں نے بچوں کے منہ پر ہاتھ رکھا، ان کے پاس موزر تھا میں نے سوچا کہ یہ گولی نہ چلا دیں کیونکہ میرے ساتھ بچے تھے تو میں آرام سے اندر جا کر بیٹھ گئی۔ جب انہوں نے میرے کانوں سے بالیاں کھینچنے کی کوشش کی، میں نے اپنی بہن کی طرف دیکھا تو اس نے منہ پر ہاتھ رکھ کر مجھے کہا کہ خاموش رہو تو پھر بھی مجھے سمجھ نہیں آئی کہ یہ کون بندے ہیں، کیا کر رہے ہیں یا کیا نہیں کر رہے؟ میں نے دو بندوں کو دیکھا اور اس کے بعد انہوں نے میرے پرس سے 72 ہزار روپے نکال لئے، میری انگوٹھیاں اتروالیں، میں نے بالیاں خود دے دیں اور میں نے کہا کہ آپ لے لیں۔

جناب سپیکر: جی،آپ نے سمجھ داری کا کام کیا،آپ نے اچھا کیا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!آپ یقین کریں میں جھوٹ نہیں بولتی اور مجھے جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہر بندے نے اللہ تعالیٰ کو جان دینی ہے اور نہ ہی میں کسی پر الزام لگاتی ہوں۔ اس کے بعد مجھ سے پوچھتے ہیں کہ تم کیسے آئی ہو؟میں نے کہہ دیا کہ میں رکشا میں آئی ہوں۔ میری بہن میرے ساتھ تھی اور وہ مدینہ کالونی خالہ کی بیٹی کی عیادت کرنے چلی گئی ہے۔ میں ڈر رہی تھی کہ ڈاکو یہ نہ کہہ دیں کہ اپنی دوسری بہن کو بھی اندر بلالو تو اس کو بھی میری طرح نہ باندھ لیں۔ میں آرام سے دعائیں مانگ رہی تھی اتنے دیر میں وہ فون کر رہے تھے، پانی پی رہے تھے اور موزر کو چیمبر چڑھا رہے تھے۔پتا نہیں کہ کیا کیا اسلحہ ان کے پاس تھا؟ مجھے اتنا عرصہ سیاست میں ہو گیا ہے میں نے زندگی میں کبھی اسلحہ نہیں دیکھا،وہ نوجوان لڑکے تھے اور ان کی عمر تیس سال سے کم تھی،ایک لڑکا سفید رنگ تھا، میں خود پریشان ہو گئی اور میں اتنی چیزیں دیکھ کر اپنی بہن سے پوچھتی ہوں کہ یہ کون ہیں۔ وہ مجھے کہتی ہیں کہ چپ کر و یہ ڈاکو ہیں ایک گھنٹہ سے ہمارے گھر آئے ہوئے ہیں،ان کے پاس کٹر اور اسلحہ بھی ہے،انہوں نے میری یہ،یہ چیزیں اٹھائی ہیں اور وہ آہستہ آہستہ مجھے بتاتی جا رہی ہے۔اس کے بہنوئی اور میری بہن کی نند کو بند کیا ہوا تھا اور ان کے ماموں کے بیٹے کو فائر لگا ہوا تھا وہ بھی زخمی تھا اور ان کا ایک بزرگ مہمان آیا ہوا تھا۔ وہ پھر کہتے ہیں کہ ایک گولی اس بابا پر try کریں تو میری بہن کہتی ہے کہ نہ یہ بزرگ ہے اس کو گولی نہ ماریں اور وہ بے چاری مسلسل رو رہی تھی۔ یہ دیکھیں کہ ہم جس صوبہ میں رہتے ہیں،ہمیں کیا تحفظ ہے ؟آپ لوگوں نے VIPs کو اتنی ایلیٹ فورس دی ہوئی ہے کیونکہ 722 ایلیٹ فورس کے جوان ہیں۔اگر اسی ایلیٹ فورس کو ان علاقوں میں لگا دیں تو کم از کم ڈکیتیاں تو رک جائیں گی۔ میں کسی پر الزام نہیں دینا چاہتی کہ یہ کیا ہے لیکن آج مجھے یہ محسوس ہوا ہے اور میں دعائیں مانگ رہی تھی کہ یہ میرا ایم پی اے کا کارڈ نہ دیکھ لیں، بے شک چیزیں لے جائیں، پیسے لے جائیں لیکن یہ مجھے گولی نہ مار جائیں۔آپ یقین کریں کہ وہ اتنا خوفناک منظر تھا کہ وہ ڈاکو پونے سات بجے دروازہ لاک کر کے گئے تو میری وہ بہن جس کو میں باہر چھوڑ کر آئی تھی وہ اندر آ گئی تو اس نے پوچھا کہ کیا ہوا ہے جب اس کو بتایا تو پھر ہم تینوں بہنیں اپنی دوسری کزن کے گھر گئیں وہاں پر جا کر 15 پر کال کی کیونکہ موبائل وغیرہ تو انہوں نے چھین لئے تھے۔ تقریباً ساڑھے آٹھ بجے پولیس آئی،پولیس نے دیکھے بغیر کہ ان کے گھر کا سامان بکھرا ہوا ہے کیونکہ میری بہن کے کپڑے لے گئے تھے،چین اتاری لی تھی اور میری بہن کا گلہ دبا کر لاکٹ سے کھینچ کر لائے تھے،اس کی نند کی چوڑیاں اتروالیں اور یہاں تک کہ ان کے گھر میں ڈاکوؤں نے

کوئی چیز نہیں چھوڑی۔اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جان بچ گئی لیکن آپ یہ سوچیں کہ اگر آپ ان ایلیٹ فورس کو ان علاقوں میں لگا دیں تو کم از کم ڈکیتیوں سے ہماری جان چھوٹ سکتی ہے۔آپ نے جتنی VIP کو ایلیٹ فورس کی سکیورٹی دی ہوئی ہے آپ عام آدمیوں کی زندگیوں کا بھی خیال کریں۔میری آپ سے یہی request ہے اور پولیس کو کہیں کہ investigation کریں کہ یہ آٹھ آٹھ بندوں کا گروہ گھروں میں داخل ہو کر عورتوں کے ساتھ اس طرح کچھ بھی کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی،اللہ خیر کرے گا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ ڈاکو کسی کے ساتھ بھی زیادتی کر سکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ہماری زندگی اور عزتیں محفوظ رکھی ہیں، یہ ڈاکو گھروں میں جا کر شریف آدمیوں کی بیٹیوں کی عزتیں بھی خراب کر جاتے ہیں تو شریف آدمی تو یہ بھی نہیں بتا سکتے۔خدا کے لئے آپ لاء منسٹر صاحب سے بھی کہیں کہ اس پر کچھ کریں تاکہ اس گروہ کا کچھ پتا چلے،ہماری محنت اور زندگی بھر کی کمائی ہمیں واپس ملنی چاہئے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی،راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! معزز ممبر ساجدہ میر صاحبہ نے جس واقعہ کا ذکر کیا ہے میری آپ سے گزارش ہو گی کہ لاء منسٹر صاحب کو ہدایت کریں کہ ان کے مقدمے کے لئے ایک سپیشل خصوصی ٹیم بنائی جائے۔

جناب سپیکر: جی،اس مقدمے کے لئے خصوصی ٹیم بنائی جائے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ایک ہماری معزز ممبر واک آؤٹ کر کے گئی ہے اس بارے میں بھی اقدامات کرنے کی یقین دہانی کرائی جائے اور آپ کسی کی ڈیوٹی لگائیں کہ اس کو واپس لے کر آئیں۔

جناب سپیکر: جی! چودھری شوکت محمود بسراء صاحب! محترمہ کو منا کر لے آئیں۔

(اذان مغرب)

جناب سپیکر: جی،اب آدھا گھنٹہ وقفہ نماز مغرب کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر وقفہ برائے نماز مغرب کے لئے آدھ گھنٹہ
کے لئے ایوان کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے وقفہ کے بعد شام5بج کر55منٹ پر
جناب سپیکر کرسیء صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، چودھری عبدالغفور صاحب!

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! ہمارے صحافی بھائیوں نے واک آؤٹ کیا تھا تو آپ نے ہماری ڈیوٹی لگائی تھی تو وہ واپس آ گئے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں نے اُن کی پوری بات سنی ہے۔ لاہور کے اندر ایک صحافی کالونی بنائی گئی تھی جو یقیناً اُن کی ضرورت تھی، اُس کالونی کے حوالے سے فائلیں اِدھر اُدھر ہوتی رہتی ہیں۔ ایک فائل جو کسی دوسرے چینل پر جانی تھی وہ شاید غلطی سے سیکرٹری ہاؤسنگ کو بھجوادی گئی ہے۔ اس ضمنی سوال میں لاء منسٹر صاحب سے میری بات ہوئی ہے تو انہوں نے فرمایا ہے کہ ہم اُس فائل کو منگوا کر دیکھیں گے اور اپنے صحافی بھائیوں کی problem کو بالکل دیکھیں گے اور ان کو look after کریں گے اور کسی کے ساتھ زیادتی ہو گی اور نہ اس میں مزید کوئی delay ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ ہم اپنے صحافی بھائیوں کو welcome کہتے ہیں۔ جی، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا توجہ دلاؤ نوٹس Thursday کو ایجنڈا پر آیا تھا تو اُس دن چونکہ ایک معزز ممبر کی death ہو گئی تھی جس کی وجہ سے اجلاس ملتوی ہو گیا تھا۔ پچھلے اجلاسوں کی روایت رہی ہے کہ توجہ دلاؤ نوٹس کو next day کے لئے pending کر دیا جاتا ہے لیکن اس دفعہ میرے ساتھ زیادتی ہوئی ہے کہ اس توجہ دلاؤ نوٹس کو pending نہیں کیا گیا تو آپ اس کو دوبارہ ایجنڈا پر لے آئیں۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ آج پھر کورم کی کیا صورتحال ہے تو اس لئے میں کورم کی نشاندہی کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: بڑے افسوس کی بات ہے۔ کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے۔ مجھے بہت ہی افسوس ہے کہ ہمارے ساتھی جو اس معزز ہاؤس کے ممبرز ہیں، خصوصی طور پر اپوزیشن کے ممبرز، جب ہماری ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوتی ہے تو باقاعدہ طور پر ہم ان چیزوں پر بات کرتے ہیں اور پھر ان کو دوسرے ساتھی endorse کرتے ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ ان کی کہی ہوئی بات پر بھی اپوزیشن کی طرف سے عمل نہیں ہوتا۔ میں اپنے بھائیوں کو کہوں گا کہ خدارا آپ کی بہت اہم چیزیں توجہ دلاؤ نوٹس میں آ رہی ہیں اور میں افسوس کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ ہم ایسے معاملات کو بھی زیر بحث لانے سے گریز کرنے کے لئے اس قسم کے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔ یہ آپ کا legal حق تو ضرور ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن آپ کو چاہئے کہ جب گورنمنٹ legislation کرے تو کورم پوائنٹ آؤٹ کریں۔ اس اجلاس میں دس بل پاس ہوئے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میجر صاحب!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ چیز سامنے لانا چاہتی ہوں۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! آپ نے بالکل درست فرمایا ہے۔ میں یہی چیز آپ کے سامنے رکھنا چاہ رہی تھی کہ آپ ان کا interest دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی مہربانی۔ آپ اپنے بڑوں سے پوچھ کر ضرور کریں۔ مجھے اعتراض نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اگر ہاؤس in order ہو تو میں بات کروں۔

MR SPEAKER: Order Please. Order in the House. I request you, Order in the House. I say order in the House

محترمہ آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو بار بار کہہ رہا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میرا خیال ہے کہ ہمارے ساتھیوں کو یہ خیال ہونا چاہئے کہ ایک دفعہ جب کسی کو floor دے دیا جائے تو اس کے

استحقاق کا بھی خیال رکھا جائے۔ میری پہلے observation ہے اس کے بعد میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کروں گا۔

جناب سپیکر! میں مانتا ہوں کہ یہاں کورم پوائنٹ آؤٹ کرنا ہر ممبر کا حق ہے لیکن کورم پوائنٹ آؤٹ کرنے کے بعد smile کرنا، قہقہے لگانا، ہنسنا، رولز کا مذاق اڑانا اور پھر پریس گیلری کی طرف دیکھنا کہ جناب ہم نے پوائنٹ بنالیا ہے۔ یہ غلط ہے۔ اس روایت کو روکا جائے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شاباش۔ ہم آپ کو شاباش دیتے ہیں۔ جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! وہ ممبر چاہے کسی بھی پارٹی کا ہو، ایک قانونی استحقاق جو میرا ہے مجھے اس کا مذاق نہیں اڑانا چاہئے۔ ہم ایک طرف کورم پوائنٹ آؤٹ کر کے اس چیز کو non-serious کر دیتے ہیں۔ یہ attitude اسمبلی کے ممبران کو زیب نہیں دیتا۔

جناب سپیکر! اب میں اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کروں گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: Cross talk بند کریں۔ جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! جمعہ اور ہفتہ کو الیکٹرانک میڈیا کے اوپر۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ غلط بات کر رہے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: اگر محترمہ ہمیں اجازت دیں تو میرا خیال ہے کہ بولنے کا میرا استحقاق ہے۔

جناب سپیکر: آپ مجھ سے بات کریں۔ ان سے بات نہ کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: میں ان سے بات نہیں کر رہا۔ یہ مجھے disturb کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر: This is not good attitude جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اگر یہ disturb کرتے رہیں گے تو میں بات کیسے کروں گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: Order please. Order please. جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں جو چیز آپ کے notice میں لانا چاہتا ہوں وہ بہت serious ہے۔اس کو پورا House سنجیدگی سے سن لے تو مہربانی ہو گی۔جمعہ اور ہفتہ کو الیکٹرانک میڈیا کے اوپر۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: No cross talk آپ کی بڑی مہربانی۔میں نے ان کو پوائنٹ آف آرڈر دیا ہے۔ میں نے ان کو floor دیا ہے۔(قطع کلامیاں)

Order please. Order please. Order in the House. I say order in the House

آپ کی بڑی مہربانی۔آپ تشریف رکھیں۔مجھے ان کی بات سننے دیں۔(قطع کلامیاں)

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا تھا کہ جمعہ اور ہفتہ کو الیکٹرانک میڈیا پر ایک script چلا ہے کہ۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: Order in the House. Order please. Order please. جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ میں نے کسی کو ذاتی طور پر کچھ نہیں کہا تو پھر یہ شور کس چیز کا ہے۔میں نے ایک بات کی ہے۔

جناب سپیکر: میں نے floor آپ کو دیا ہوا ہے۔آپ فکر نہ کریں۔(قطع کلامیاں)

آپ کی مہربانی۔آپ مجھے ان کی بات سننے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ہم انہیں نہیں بولنے دیں گے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ مجھے اُن کی بات تو سننے دیں کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ جی، میجر صاحب! آپ بات کریں۔

معزز ممبران اسمبلی پر گیس چوری کا الزام

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جمعہ اور ہفتہ کو الیکٹرانک میڈیا پر ایک script چلا جس میں یہ کہا گیا کہ اسمبلی کے ممبران گیس کی چوری میں ملوث ہیں اور یہ بیان ٹیلیویژن پر عارف حمید صاحب کی جانب سے آیا جو سوئی نادرن گیس پائپ لائن کے ایم ڈی ہیں۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ اُس نے نہ صرف میرے بلکہ تمام منتخب طبقہ کے متعلق عوام کے دلوں اور دماغوں میں شکوک و شبہات پیدا کئے ہیں اور میری عزت کو in the eyes of my voters and

supporters degrade کیا ہے۔ میں آپ کے توسط سے اس floor پر کھڑے ہو کر یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اُن کے پاس کیا ثبوت ہیں؟ جو ممبران گیس چوری میں ملوث ہیں اُن کے وہ تین دن کے اندر نام دیں اور اُن کے خلاف کارروائی کریں لیکن تمام طبقے کو وہ موردِ الزام نہیں ٹھہرا سکتے؟ اگر تین دن کے اندر اُن کی وضاحت نہ آئی تو میں تحریک استحقاق پیش کروں گا جس کے بعد میں اگلا قدم بھی اٹھاؤں گا۔

جناب سپیکر: جی، آپ تحریک استحقاق لائیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں تحریک استحقاق ضرور دوں گا۔ مسئلہ یہ ہے کہ شیشے کے گھر میں بیٹھ کر ایک آدمی دوسروں پر پتھر مارے تو میں پوچھتا ہوں کہ کیا اُس کے ادارے نے پاکستان کا بیڑا غرق نہیں کیا، اُس کے ادارے میں priority basis پر کنکشن لگانے کے لئے کیا رشوت نہیں چلتی اور کیا وہ پوسٹنگ ٹرانسفر کے لئے رشوت نہیں لے رہا اُس کی جرأت کیسے ہوئی کہ اُس نے صرف اس ایوان کی نہیں بلکہ پورے پاکستان کے اندر elected representatives کی توہین کی ہے؟ میں اس کے متعلق تحریک استحقاق بھی پیش کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، آپ تحریک استحقاق بالکل لائیں۔

گنے کے کاشتکاروں کو صد فی صد ادائیگی کے متعلق
وزیر خوراک کا بیان درست نہ ہونے کا خدشہ

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں دوبارہ ٹائم نہیں لوں گا اور ایک چھوٹی سی بات وزیر خوراک کے متعلقہ کہنا چاہوں گا۔ جس دن زراعت پر بحث ہوئی تو اُس دن کہا گیا تھا کہ ہم نے پچھلے سالوں کی 100 فیصد payment کر دی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے یا تقریر ہے کیونکہ انہوں نے پھر تقریر شروع کر دی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے اُن کو بولنے ہی نہیں دیا کیونکہ اُس وقت آپ شور کر رہے تھے لہذا مجھے ان کی بات سننے دیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! انہوں نے کہا تھا کہ 100 فیصد payment ہو چکی ہے اور مجھے کہا گیا تھا کہ میں ثبوت لاؤں۔ آج میں صرف اپنے حلقے سے 25 لاکھ روپے کی CPR لے کر آیا

ہوں جن کو ادائیگی نہیں ہوئی اور کل کے اخبار کے مطابق جھنگ کی ایک مل نے پچھلے سے پچھلے سال کا 10 کروڑ روپیہ کسانوں کا ادا کرنا ہے جن کے خلاف باقاعدہ تحقیق بھی شروع ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ مجھے اُن کی بات سننے دیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! مجھے بتائیں کہ یہ ثبوت میں کس کے سپرد کروں کیونکہ وزیر خوراک تو موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ وزیر خوراک سے متعلقہ بات ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس پر کچھ عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ان کی بات سنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا صاحب نے جو بات کی ہے اس حوالے سے میں نے بحث والے دن 100 فیصد ادائیگی والی figures ہاؤس کے سامنے رکھی تھیں اور کین کمشنر صاحب بھی اُس دن ہاؤس میں تشریف لائے تھے۔ کین کمشنر صاحب نے جو facts and figures مجھے دیئے تھے اُن کی بنیاد پر میں نے اس معزز ایوان کو یہ inform کیا تھا کہ کین کمشنر کے مطابق مکمل payment ہو چکی ہے۔ میں عبدالرحمٰن رانا صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر ان کے پاس اس کی contradiction موجود ہے تو میرے ساتھ بیٹھ جائیں، میں کل ہی کین کمشنر کو دوبارہ بلا لیتا ہوں۔ اگر اُن کے facts and figures درست نہ ہوئے تو اُس میں correction بھی ہو گی اور کوئی بہتر لائحہ عمل بھی اختیار کیا جائے گا کیونکہ کسانوں کو ہر قیمت پر 100 فیصد ادائیگی ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! عبدالرحمٰن رانا صاحب نے پہلے جو بات کی جس پر کافی احتجاج بھی ہوا ہے۔ میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ اس سے پہلے کافی عرصہ ہم نے بھی اپوزیشن میں وقت گزارا ہے مگر آپ یقین کریں کہ وقفہ سوالات یا توجہ دلاؤ نوٹس کو انتہائی سنجیدگی سے لیا جاتا تھا۔ آج جو توجہ دلاؤ نوٹس take up ہونے ہیں اِن میں حکومت کی جواب دہی کے حوالے سے اپوزیشن اتنے مؤثر اور بے رحم انداز میں بلکہ دوسرے لفظوں میں کہیں کہ " بخیے "ادھیڑنے والی بات ہوتی ہے۔ مجھے پچھلے بیس سال سے چوتھی مرتبہ اس ہاؤس کا ممبر بننے کا موقع ملا ہے تو اس ہاؤس کی روایت میں ہمیشہ یہ ہوتا رہا ہے اور حکومتی بنچوں کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ کسی طرح سے کورم point out کر دیا جائے تاکہ جواب دہی

کے عمل کو روکا جا سکے۔اگر کوئی معزز ممبر اس ہاؤس میں بیٹھ کر جواب دہی کے عمل کو مؤثر انداز سے نہیں چلانا چاہتا یا جواب نہیں لینا چاہتا تو ہمیں کوئی گلہ نہیں ہے مگر ہم جواب دینے کے لئے حاضر ہیں۔ آپ کے علم میں ہے کہ ایک دن قانون سازی ہوئی تو ہاؤس شام چھ بجے تک چلا تھا۔

جناب سپیکر: جی،اُس دن 6 بج کر 10 منٹ تک ہاؤس چلا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اُس دن اپوزیشن کی طرف سے تین ممبر موجود تھے اور انہوں نے پانچ مرتبہ کورم point out کیا مگر کسی نے اعتراض نہیں کیا۔

جناب سپیکر: جی، یہ اُن کا حق ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کورم point out کرنا ان کا حق ہے اور ہم ان کے اس حق کو تسلیم کرتے ہیں چاہے یہ اُس کو اپنے حق میں استعمال کریں چاہے اپنے خلاف استعمال کریں۔ آج آپ سے مخاطب ہو کر جس انداز سے بات کی گئی ہے میں تمام معزز ممبران کی خدمت میں یہ عرض کر دوں بلکہ اُن کو باور کرا دوں کہ ہم یہاں پر ایک شیشے کے گھر میں بیٹھے ہیں اور پریس گیلری کے ذریعے سے ہر چیز اس صوبے کے 9 کروڑ عوام تک پہنچ رہی ہے۔ کس کا کیا روّیہ ہے اس پر لوگوں کا کیا خیال ہے، سب کو اپنی بات کا جواب دینا ہے۔ میں نے تو یہ عرض کر دیا ہے کہ کورم پوائنٹ آؤٹ کرنا معزز ممبران کا حق ہے اسے کوئی اپنے حق میں استعمال کرنا چاہے تو پھر بھی ہمیں اعتراض نہیں اور اگر کوئی اپنے خلاف استعمال کرتا ہے تو پھر بھی اعتراض نہیں ہے لیکن یہ سارے معاملات جیسے میجر عبدالرحمٰن صاحب نے نشاندہی کی کہ اگر کورم پوائنٹ آؤٹ کرنے کا منشا یہ ہے کہ ممبران کی دلچسپی بڑھے اور ممبران کی تعداد زیادہ موجود ہو پھر یہ بات تو جائز نہیں ہے کہ کورم پوائنٹ آؤٹ کرنے کے بعد پندرہ آدمی اٹھ کر باہر چلے جائیں۔ یعنی اگر ان کا یہ مؤقف ہے کہ تھوڑی تعداد ہے اور زیادہ تعداد میں ممبران اندر آ جائیں تو پھر اس بات کا کیا جواز ہے کہ آپ کورم پوائنٹ آؤٹ کریں اور اس کے بعد چودہ آدمی باہر بھاگ جائیں؟ یہ سارا روّیہ اس ملک کے عوام دیکھ رہے ہیں اور اس کے مطابق ہی فیصلہ ہو گا۔

جناب سپیکر: اللہ کرے اچھا ہو۔اب ہم توجہ دلاؤ نوٹسز لیتے ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: شکریہ۔ جناب سپیکر!لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے تو ہم ان کے ساتھ agree کرتے ہیں لیکن دیکھیں ہم نئے لوگ ہیں جبکہ یہ تو بہت پرانے آدمی ہیں۔ انہوں نے پرسوں روایات کو جو پامال کیا تو کیا وہ اس House کی روایات ہیں؟

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! بزنس ایڈوائزری کمیٹی کے اجلاس کی بات کی جاتی ہے تو تحاریک التوائے کار ہوں یا توجہ دلاؤ نوٹسز ہوں یہ public کے issues ہیں کسی کے گھر کے نہیں ہیں اور جس وقت ہماری اپوزیشن کی ریکوزیشن پر اجلاس ہوتا ہے تو دو منٹ یا چھ منٹ کے بعد کورم پوائنٹ آؤٹ ہوتا ہے تو یہ ان کا حق ہوتا ہے اور باقاعدہ منسٹر صاحبان آتے ہیں اور لوگوں کو اٹھا کر باہر لے جاتے ہیں لیکن وہ ان کا جمہوری حق ہے۔ ہماری آپ سے یہ گزارش ہوتی ہے اور صبح بھی میں نے اس بات پر احتجاج کیا کہ وقفہ سوالات کے دوران definitely یہ لوگ responsible اور answerable ہیں اور ہم جواب مانگنے کے لئے یہاں پر موجود ہوتے ہیں۔ جس قانون سازی کا وزیر موصوف نے ذکر کیا تو جس دن legislation ہو رہی تھی انہوں نے withdraw کیا۔ ہم نے انہیں کہا کہ ہم دو یا چار بندے ہیں، ہم یہاں پر موجود ہیں اور ہم یہاں پر legislation کرنے کے لئے بیٹھے ہیں اور آپ جتنی مرضی دیر اس ایوان کو چلائیں لیکن ہمیشہ احتجاج اس وقت ہوا ہے جس وقت Rules of Procedure کی اس ایوان میں دھجیاں بکھیری گئی ہیں، جس وقت۔۔۔

جناب سپیکر: Rules of Procedure کے خلاف کوئی کام نہیں ہوتا اور آپ غلط کہہ رہی ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! آپ اجلاس ختم کرتے وقت اعلان کرتے ہیں کہ صبح دس بجے اجلاس ہو گا تو میں پوچھتا ہوں کہ یہ منسٹر صاحبان خود کتنے بجے تشریف لاتے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ آپ کو جواب دینے کے پابند نہیں ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

(اس مرحلہ پر کئی معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے پوائنٹ آف آرڈر کی آوازیں)

جناب سپیکر: چودھری ظہیر صاحب! میں بڑی دیر سے انہیں requestکر رہا ہوں لیکن ان کا روّیہ ٹھیک نہیں ہے جو کہ انتہائی غلط اقدام ہے اور آپ انہیں سمجھائیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہاں پر کورم کے سلسلے میں اپنی اپنی آراء کا اظہار کیا گیا۔ میں لابی میں تھا تو میں نے لاء منسٹر صاحب کی بات بھی سنی اور انہوں نے بھی کچھ ارشاد فرمایا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہماری ایک معزز ممبر نے بتایا کہ اکثر ایسے ہوتا ہے کہ اپوزیشن کے بلائے ہوئے اجلاس میں جو روّیہ حکومتی ممبران کا ہوتا ہے اسی طرح بعض اوقات پھر ادھر سے rebuttalآ جاتی ہے۔ دو باتیں یہاں پر عرض کرنے والی ہیں اور پہلی یہ ہے کہ رانا صاحب نے کہا کہ اگر ممبروں کا یہاں پر موجود کروانا مقصود ہے تو پھر انہیں اٹھ کر باہر نہیں جانا چاہئے۔ حکومتی اجلاس میں حکومتی وزراء اور ممبران کا بلایا جانا زیادہ مقصود ہے کیونکہ انہیں اپنی معروضات پیش کرنی ہوتی ہیں اور اس کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ سب کو ان چیزوں کا خیال رکھنا چاہئے اور دونوں کو ہی قوم دیکھ رہی ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں مانتا ہوں آپ کی بات اور یہ اسی وجہ سے ہوتا ہے کہ جیسے یہاں پر تقریباً 40 portfoliosمیں سے 12,13 کے قریب وزراء ہیں اور انہوں نے بھی پارلیمانی سیکرٹریوں کو اپنی powers delegateکی ہوتی ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری کو اجازت ہے کہ وہ جواب دے سکتے ہیں if he is not availableیہ make shift arrangementہوتا ہے لیکن آپ پچھلے دو سال کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں کہ یہ ساری کی ساری اسمبلی، کابینہ اور گورنمنٹ make shift arrangementپر چل رہی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

پارلیمانی سیکرٹری اس وقت جواب دے سکتا ہے جب وزراء نہ ہوں لیکن وزراء یہاں پر موجود ہوتے ہیں I can name those Ministersلیکن ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا مقصد کسی کو bridleکرنا نہیں ہے۔ جیسا کہ ہمارے ایک ساتھی رانا عبدالرحمٰن صاحب نے فرمایا ہے کہ ضروری issuesپر ہم نے بات کرنا ہوتی ہے تو اس پر پوائنٹ آؤٹ نہیں کرنا چاہئے۔ ضروری issuesپر میں attention divertکرانے کے لئے ہی پوائنٹ آف آرڈر ضروری ہوتا ہے اور اس سے ضروری issues deadتو نہیں ہو جاتے۔ اسمبلی ابھی چلنی ہے اور ابھی 50 دن باقی ہیں اس لئے اگر صرف اکیلے بات کرنے کی روایت ڈالنی ہے تو اس کو ہم discussکر سکتے ہیں لیکن اگر کوئی خاتون یا کوئی ہمارا ممبر کورم پوائنٹ آؤٹ کرتا ہے تو ایک آئینی اور rulesکے مطابق allowedچیز کو point outکرنا اس کا حق ہے۔ اگر یہ اتنی بری چیز ہے تو اسے rulesمیں سے نکال دیا جائے تو ہم point outنہیں کریں گے لیکن rules

میں allowed ہے اور بھلے وہ ایک مطعون اور ناپسندیدہ چیز ہے لیکن اس کی اجازت ہے۔ جن چیزوں کی اجازت ہے ان کی نشاندہی کرنے پر کسی کو کوئی بُرا نہیں منانا چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر محترمہ سیمل کامران اور ڈاکٹر سامیہ امجد کی طرف سے "ناجائز تجاوزات کے لئے اسمبلی چلتی ہے اور ناجائز تجاوزات کی طرح مائیک کھولے جاتے ہیں" کی آوازیں)

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: بڑے افسوس کی بات ہے اور میں معزز ممبران سے کہتا ہوں کہ وہ ان باتوں کو بار بار نہ دہرائیں۔ میں آپ کا بہت احترام کرتا ہوں اس لئے تشریف رکھیں۔ اب ہم توجہ دلاؤ نوٹسز لیتے ہیں اور پہلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1030 رانا تنویر احمد ناصر صاحب کی طرف سے ہے۔

لاہور میں ڈاکوؤں کی فائرنگ سے شہری کی ہلاکت و دیگر تفصیلات

رانا تنویر احمد ناصر: شکریہ۔ جناب سپیکر! کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر مورخہ 28-12-2011 کے مطابق مجاہد سکواڈ نے راوی پل لاہور پر ناکہ لگا رکھا تھا اس دوران اہلکاروں نے گوجرانوالہ جانے والی ویگن کو روک کر ایک مشکوک شخص کی تلاشی لی تو اس سے 3 پسٹل برآمد ہوئے اس پر اس کے تین ساتھیوں نے ویگن سے اتر کر دوڑ لگا دی اور قریبی آبادی فرخ آباد میں داخل ہو گئے، اطلاع ملتے ہی شاہدرہ پولیس بھی موقع پر پہنچ گئی اور سرچ آپریشن شروع کر دیا، اس دوران پولیس اور ڈاکوؤں کا آمنا سامنا ہو گیا فائرنگ کے تبادلے میں ایک دکاندار ہلاک جبکہ ایک زخمی ہو گیا، تینوں ڈاکو فائرنگ کرتے ہوئے فرار ہو گئے اس بارے میں معزز ایوان کو مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) اس وقوعہ کا مقدمہ کس کس کے خلاف درج ہوا؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1030 کا جواب یہ ہے کہ:

(الف) یہ درست ہے کہ ان واقعات کے اوپر مقدمہ نمبر 2758 مورخہ 27-12-2011 بجرم 302,324,353,186,393 ت، پ 7-ATA تھانہ شاہدرہ لاہور درج ہو کر تفتیش

انچارج انوسٹی گیشن شاہدرہ کے سپرد ہوئی۔ دوران تفتیش موقع سے گرنے والے پرس سے برآمدہ تصویر اس پر درج ایڈریس ایک ملزم کا نام محمد جاوید ولد محمد اشرف سکنہ شہباز کالونی کنگھی والا گوجرانوالہ اور اس کے نامعلوم ساتھی کے خلاف مقدمہ درج ہوا۔ موقع سے اسلحہ کے خالی خول وغیرہ کو قبضہ میں لیا گیا اور مقتول ارشد خان کی پوسٹمارٹم رپورٹ تا حال موصول نہ ہوئی ہے تاہم ملزمان کی گرفتاری کے لئے سپیشل ٹیمیں بھی تشکیل دی گئی ہیں اور ان ملزمان کو اور اس case کو انشاء اللہ within 2 weeks workout کر لیا جائے گا۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! اس مقدمہ کے بارے میں کچھ اور باتوں کے بارے میں بھی آگاہ کیا جائے کہ ناکہ پر موجود کتنے جوان ڈیوٹی دے رہے تھے اور ان کے رینک کیا تھے اور راوی پل ناکہ سے فرخ آباد آبادی کا فاصلہ کتنا ہے، وہ ملزمان کس طرح دوڑ گئے؟ وہاں کی مقامی پولیس شریف لوگوں کو تو اتنا تنگ کرتی ہے اور ملزمان کو پکڑ نہ سکی۔ ایک غریب دکاندار ہلاک ہو گیا اور ایک شخص زخمی ہو گیا وہ کس کی گولیوں سے زخمی ہوا ہے، کیا پولیس کی گولیوں سے زخمی ہوا یا ان ملزمان کی گولیوں سے زخمی ہوا ہے؟ ہم پنجاب کے عوام جو اپنا پیٹ کاٹ کر 50۔ارب روپے سالانہ پولیس کو دے رہے ہیں یہ ان کی performance کی ایک بہترین مثال ہے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس طرح سے یہ وقوعہ ہوا ہے اس کی تفصیل مدعی نے خود ایف آئی آر میں درج کروائی ہے۔ مدعی اور اس کا مقتول بھائی ارشد خان دکان پر بیٹھے تھے کہ اچانک دو کس نامعلوم ملزمان جی ٹی روڈ کی طرف فائرنگ کرتے ہوئے آئے۔ ایک موٹر سائیکل سوار سے موٹر سائیکل چھیننے کی کوشش کی جس کے تعاقب میں پولیس پارٹی آ گئی۔ ملزمان نے پولیس پارٹی پر فائرنگ شروع کر دی۔ پولیس اور ملزمان کی فائرنگ ہوتی رہی اور اسی دوران دو فائر میرے ماموں زاد بھائی محمد ارشد خان کو لگے۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں انوسٹی گیشن عمل میں لائی جا رہی ہے اور ملزمان کو گرفتار کرنے کے بعد یہ point کہ کس کا فائر لگا؟ اس سوال کو بھی تفتیش میں answer کیا جائے گا۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر!لاء منسٹر صاحب توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب دے رہے ہیں اور گیلری میں پولیس کی جانب سے کوئی representative نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جناب علی حیدر نور خان نیازی: میں یہ کہنا چاہتا ہوں پولیس کو یہاں موجود ہونا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب جواب دے رہے ہیں، آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ توجہ دلاؤ نوٹس کا وقت ختم ہوا۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 75 محترمہ رفعت سلطانہ ڈار کی ہے۔لاء منسٹر صاحب!اس کا جواب آگیا ہے؟

ڈی ایس پی سول لائن اور ایکسائز عملہ لاہور کا معزز خاتون ممبر سے تضحیک آمیز رویّہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس کا جواب آگیا ہے۔ جواب میں یہ مؤقف اختیار کیا گیا ہے کہ محمد اکرم اشرف گوندل ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن پنجاب نے اسمبلی کے کانفرنس روم میں معزز ممبر اسمبلی کو حقیقت سے آگاہ کر دیا۔ جس پر معزز ممبر اسمبلی نے اپنے اطمینان کا اظہار کیا اور شناختی کارڈ بھی محترمہ کو پہنچا دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ اُن کا جواب ہے کہ انہوں نے اس معاملے کو معزز ممبر محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کے ساتھ بیٹھ کر resolve کر لیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!میں لاء منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا اُن کو احترام بھی سکھا دیا ہے یا نہیں؟ شناختی کارڈ تو مل گیا ہے، وہ قانون تو جانتے ہیں لیکن احترام کرنا نہیں جانتے۔ انہوں نے میری بہت بے عزتی کی ہے اسی لئے آپ دیکھیں کہ روز بروز ڈکیتیاں بڑھ رہی ہیں، چوریاں بڑھ رہی ہیں اور کسی ایم پی اے کی گاڑی چوری ہو گئی ہے اور کسی کی موٹر سائیکل چوری ہو رہی ہے۔ ساجدہ

میر صاحبہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بچ گئی اگر ان کو کچھ ہو جاتا، یہ تو ہماری پیپلز پارٹی کا سرمایہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ کیا چاہتی ہیں؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!اُس کو احترام کرنا سکھانا چاہئے اور اسے اتنی آسانی سے چھوڑ دیا گیا۔اس پر اتنی نرمی اور پیار محبت سے ہاتھ پھیر دیا گیا ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اگر محترمہ مطمئن نہیں ہیں تو اس کو آپ کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!شکریہ

جناب سپیکر: اگلی تحریک نمبر78 کرنل نوید اقبال ساجد صاحب کی ہے انہوں نے کل تک کے لئے ملتوی کرنے کا کہا ہے۔اس کو کل تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!آپ پوائنٹ آف آرڈر پر فرمالیں!

درسی کتب کی طباعت میں 2007 کے قانون کی خلاف ورزی

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر!میں تو نفل ادا کروں گی کیونکہ مجھے اس point کو raise کرنے کے لئے پورا ایک ڈیڑھ ہفتہ انتظار کرنا پڑا ہے۔ خوش قسمتی سے وزیر تعلیم موجود ہیں میں نے انہیں صبح سے bound کیا ہوا ہے۔ یہ بہت important point ہے جسے میں raise کرنے جا رہی ہوں اور اس سے وزیر تعلیم نے بھی اتفاق کیا ہے۔ بات یہ ہے کہ جو درسی کتب شائع ہو رہی ہیں، 2007 کے قانون کے تحت ایک درسی کتاب تین پبلشرز کو چھاپنی چاہئے۔اس سے competition پیدا ہوتا تھا اور اس کی quality maintained رہتی تھی۔اس قانون کی خلاف ورزی اس طریقے سے ہو رہی ہے کہ ایک ایک کتاب دس دس پبلشرز شائع کر رہے ہیں اور اربوں روپے ایک ایک پبلشر کے ہاتھ میں جا رہا ہے۔چند ہاتھوں میں سارے کا سارا پیسا سمٹ کر آ گیا ہے اور باقی تمام پبلشرز اس وقت

فاقہ کشی پر مجبور ہیں۔ میں نے یہ پوری فہرست وزیر تعلیم کے حوالے کی ہے اور میرے پاس یہ نام بھی موجود ہیں جو ایک ہی وقت میں دس دس کتابیں شائع کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کی منسٹر صاحب سے بات ہو گئی ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے on the floor of the House جواب لینا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! بتادیں۔

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! محترمہ آمنہ الفت پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے حوالے سے میرے علم میں ایک بات لائی ہیں۔ اس issue کو ہم take up کر لیتے ہیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس پر House کی کمیٹی بھی constitute کر دیں تاکہ 2007 کے قانون کو review بھی کر لیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! پہلے آپ اس کو دیکھ لیں، اگر آپ سمجھیں گے کہ اس پر کمیٹی بنائی جائے تو پھر ہم کمیٹی بھی بنادیں گے۔ پہلے آپ اس کو اپنے طور پر دیکھیں۔ اب تحاریک التوائے کار کو لیا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کار تھی جس کو reject کر دیا گیا۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ جب میں اس کو دوبارہ جمع کراؤں تو آپ یہ نہ کہیں کہ یہ اب recent occurrence نہیں ہے۔ میں نے وہ 26۔ نومبر کو جمع کرائی تھی، وہ 25۔ نومبر کی ایک اخبار پر جمع کرائی تھی اور اُس وقت وہ recent تھی۔ اب تو شاید اس کو مہینے سے اوپر ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: جو ایک دفعہ خارج ہو گئی ہے اب اس کو کیا کریں گے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں وہی تو کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ خود ہی نشاندہی کر رہے ہیں کہ وہ recent occurrence نہیں ہو گا تو اس کو پھر کیسے لیا جائے گا؟

جناب محمد محسن خان لغاری: اگر آپ نے یہ مہربانی کی ہے کہ اس کو دوبارہ جمع کرادوں تو۔۔۔

جناب سپیکر: اس کو ہم چیک کر لیتے ہیں اگر وہ قابل پیشرفت ہوئی تو ضرور کریں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: مجھے وجہ ہی بتادیں کہ اس کو کیوں reject کیا گیا؟ اس کے علاوہ میں نے یہ بات کرنی ہے کہ اس floor سے ہم نے تو پچھلے تین سال یہاں کوشش کر کے دیکھ لی۔ ہمارا بار بار سر چکرا تا رہا۔ ہم جنوبی پنجاب کے issue پر بار بار اس House میں قرارداد لائے اور اس کو حکومت نے بار بار bulldoze کر کے اس کو reject کر دیا۔ میں اس floor سے MQM کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے نیشنل اسمبلی اور سینیٹ کے اندر اس issue کو اٹھایا۔ شکریہ

جناب سپیکر: یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔ یہ تحریک چودھری ظہیر الدین کی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! لغاری صاحب نے جو بات کی ہے میری بھی یہی گزارش ہے کہ آپ مہربانی کر کے اس قرارداد کو کل پرائیویٹ ممبر ڈے میں پیش ہونے دیں اور ہمیں یہاں بات کرنے کا موقع تو دیں۔ وہ نیشنل اسمبلی میں بھی پیش ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ پہلے Constitution دیکھیں پھر اس کے بعد بات کریں۔

سید ناظم حسین شاہ: آپ بھی Constitution پڑھیں اور کسی دوسرے کو بھی پڑھائیں۔ ہم تو Resolution کی بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! آپ نے ایجوکیشن کے حوالے سے Question Hour میں ایک حکم فرمایا تھا۔ اس کی رپورٹ میرے پاس کافی دنوں سے آئی ہوئی ہے، وہ میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جناب جاوید حسین گجر کا سوال تھا کہ میرے حلقے میں چار سکول ایسے ہیں جن میں ہیڈماسٹر تعینات نہیں ہیں لیکن وہاں سے جو رپورٹ آئی ہے اس کے مطابق وہاں پر ان کے تمام سکولوں میں ہیڈماسٹر تعینات ہیں اور صرف ایک سکول ایسا ہے جس میں اس وقت Acting Headmaster کام کر رہا ہے۔ انہوں نے سکولوں کی تعداد پر بھی بات کی تھی تو اس میں بھی صرف ایک سکول کا فرق آیا ہے لیکن ہم نے اس کے باوجود ایک اسسٹنٹ ڈائریکٹر ایجوکیشن رحیم یار خان جو

"ای ڈی او"آفس میں legislation پر کام کرتا تھا اس کو suspend کیا ہے،ای ڈی او اور "ڈی ای او"ایجوکیشن کو شوکاز نوٹس دیئے ہیں اس کی کاپی میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی!آپ کی بات سے ہاؤس مکمل طور پر مطلع ہو گیا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ:جناب سپیکر!میں نے جو بات کی ہے آپ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور میں آپ کے جواب کا منتظر ہوں۔

جناب سپیکر: میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ کل Private Members Day ہے اگر اس میں بات کریں گے تو اس کا آپ کو جواب بھی مل جائے گا۔

سید ناظم حسین شاہ:جناب سپیکر!اگر آپ فرما رہے ہیں کہ کل پھر آپ floor دیں گے اور معاملات طے کر لیں گے تو ٹھیک ہے۔شکریہ

جناب سپیکر: جی،مہربانی،آپ کل بات کر لینا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:جناب سپیکر!آج ایوان کی بہت خوش قسمتی ہے کہ وزیر تعلیم صاحب یہاں موجود ہیں اور میں صرف آپ کو یاد دلانا چاہتی ہوں کہ پچھلے Questions Hour کے دوران جو غلط سوالات کے جوابات آئے تھے آپ نے اس پر ruling دی تھی کہ جن لوگوں نے غلط جوابات بھیجے ہیں آپ ان کے بارے میں بھی ہاؤس کو مطلع کریں گے۔میں اس رپورٹ کے بارے میں جاننا چاہتی ہوں کہ وہ رپورٹ کہاں ہے؟

جناب سپیکر: جی،ایک سوال نمبر 2978 کا تو جواب آ گیا ہے۔جی!

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!یہ ابھی میں نے آپ کو فائل بھیجی ہے یہ اسی حوالے سے ہے جو آپ نے فرمایا تھا۔

جناب سپیکر: جی،یہ تمام سوالات کے بارے میں مکمل ہے؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!جس میں آپ نے حکم فرمایا تھا اس کے مطابق ہے۔

جناب سپیکر:نہیں، میرے خیال میں اس وقت ان کا بھی ایک سوال تھا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:جناب سپیکر!تین سوالات تھے جن میں ایک ڈومیسائل کے بارے میں issue تھا کہ ڈومیسائل کے بغیر بھرتیاں کی گئی تھیں اس پر میں نے پوائنٹ آؤٹ کیا تھا،اس کے علاوہ دو اور سوالات تھے اس بارے میں آج تک ایوان میں کوئی رپورٹ نہیں آئی؟

جناب سپیکر:جی،منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):جناب سپیکر!دو سوالات کے بارے میں آپ نے ایک کمیٹی بنائی تھی اس پر ہم نے میٹنگ کرنے کے لئے پرسوں کی تاریخ رکھی ہوئی ہے لیکن اب مجھے یہ پتا نہیں ہے کہ ان کا سوال اس میں شامل ہے یا نہیں ہے۔

جناب سپیکر:جی،آپ ان کا کوئی نمبر point out کر دیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:جناب سپیکر!میں نے سوال on his behalf کئے تھے۔اگر یہ میری ذمہ داری ہے اور سیکرٹریٹ کے کام بھی میں نے کرنے ہیں تو میں کل۔۔۔

جناب سپیکر:جی،آپ نشاندہی کر دیں،مہربانی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:جناب سپیکر!یہ سیکرٹریٹ کا کام ہے جب آپ نے ruling فرمائی ہے تو یہ اتنے سارے یہاں بیٹھ کر تنخواہیں لیتے ہیں تو یہ یہاں کس لئے بیٹھے ہوئے ہیں؟

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر:جی،میں دیکھتا ہوں، اس بارے آپ سے کل جواب لیں گے۔جی،رانا صاحب!

چودھری ظہیر الدین صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 1415/11 کا جواب آنا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا لہذا اس کو next week کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر:جی،یہ تحریک التوائے کار نمبر 1415/11 next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1523 سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی طرف سے تھی اور اس کا جواب آنا تھا۔

حلقہ پی پی۔233بورے والا شہر کی سڑکیں متعلقہ محکمہ کی عدم توجہی کی بناء پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر1523 کا جواب موجود ہے اس کا مقامی اتھارٹی نے جواب دیا ہے تو اس کے مطابق یہ ہے کہ محرک ایم پی اے سردار خالد سلیم بھٹی صاحب نے اپنی صوابدیدی گرانٹ سے وہاڑی بازار، لکڑ منڈی اور عقب غلہ منڈی میں سڑکوں کا کام محکمہ لوکل گورنمنٹ اور ضلعی حکومت کی وساطت سے کروایا تھا۔"ٹی ایم اے" کی حدود میں واقع تیرہ عدد سڑکوں کی تعمیر کا209.3ملین روپے کا تخمینہ تحصیل آفیسر Infrastructure and Servicesٹی ایم اے"بورے والا نے لگایا ہے"ٹی ایم اے" کے وسائل محدود ہیں تاہم پختہ سڑک امام بارگاہ روڈ عارف بازار تا جوئیہ روڈimprovement کا منصوبہ "ٹی ایم اے"بورے والا نے اپنے "اے ڈی پی"سال12-2011 میں شامل کر لیا ہے اور اس کام کے tenders طلب کئے جا چکے ہیں۔ جہاں تک سیوریج سسٹم کے ناکارہ ہونے کا تعلق ہے اس ضمن میں عرض ہے کہ بورے والا شہر میں سیوریج محکمہ پبلک ہیلتھ نے سال 1995 میں جامع منصوبہ کے تحت ڈالا تھا جو کہ آبادی میں اضافہ کے پیش نظر نہ کافی ہو گیا ہے مزید برآں سڑک پر پانی آنے کی وجہdisposal works کا بجلی کی لوڈشیڈنگ کی وجہ نہ چلنا ہے۔ حال ہی میں محکمہ پبلک ہیلتھ نے سیوریج کا منصوبہ نئے سرے سے دوبارہ شروع کیا ہے جس پر کافی کام مکمل ہو چکا ہے۔اس منصوبہ کی تکمیل کے بعد موجودہ لائنوں پر پانی کا پریشر کم ہو جائے گا جس سے شہریوں کی شکایت کا ازالہ ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، بس میرے خیال میں ٹھیک ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی:جناب سپیکر!منسٹر صاحبtime limit دے دیں کہ کتنی دیر میں یہ سیوریج کے پانی کا سسٹم صحیح ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: جی،next ADP میں یا ابھی ہو جائے گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!میں نے جواب پڑھ دیا ہے اور اس میں مدت کا ذکر تو نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چلیں!ذرا پوچھ کر ان کو بتا دینا۔

سردار خالد سلیم بھٹی:جناب سپیکر!لاء منسٹر صاحب کوذراہدایت کردیں۔

جناب سپیکر:جی،میں نے ہدایت کردی ہے،.not pressed and disposed ofاب اگلی تحریک التوائے کار نمبر1738 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے ہے اور اس کا بھی جواب آنا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!اس کو بھیnext weekتک کے لئے pendingفرمادیں۔

جناب سپیکر:جی،pending till next weekراناصاحب!جواب کے لئے اتناٹائم کیوں لیتے ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!کافی عرصہ ہوگیاہےاس کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر:جی،اس کا جلدی جواب منگوائیں۔

محترمہ ساجدہ میر:پوائنٹ آف آرڈر۔

(اذانِ عشاء)

جناب سپیکر:جی،محترمہ!آپ فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر!پاکستان کا دل لاہور ہے اور پنجاب اسمبلی بھی لاہور ہی میں ہے،لاہور میں ہی تمام دفاتر بھی موجود ہیں لیکن جب ہم کوئی سوال جمع کرواتے ہیں تو سیکرٹریٹ سے جواب آنے میں دو تین سال لگ جاتے ہیں اور جب ہم تحاریک التوائے کار جمع کرواتے ہیں تو پھر بھی جواب دیر سے آتا ہے حالانکہ تمام مشینری بھی یہاں پر موجود ہے۔اگر دو دو،تین تین مہینے ایسے ہی لگ جائیں تو پھر ہمارا کیا فائدہ کہ ہم مفاد عامہ کے لئے کام کرتے ہیں اور ہم نے عوام کو بھی جواب دینا ہوتا ہے۔لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ آپ نے وہاں پر کیا کم کیا؟اگر آپ اس کے لئے کوئیtime limitمقرر کریں کہ ایک ہفتہ، پندرہ دن یا ایک مہینے کے اندر جواب آجائے گا تو میں سمجھتی ہوں اس سے پنجاب اسمبلی کی کارکردگی بہتر ہو سکتی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب غلام حبیب اعوان:جناب والا!میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

لاہور کے حلقہ پی پی۔158 کے گاؤں گرنڈ میں پولیس کا قبضہ مافیا کا ساتھ دینے کے خلاف مزاحمت پر بے گناہ لوگوں کو گرفتار کرنا

جناب غلام حبیب اعوان: جناب والا! میرے حلقہ گرنڈ کے متعلق اخبارات میں بھی آپ نے پڑھا ہو گا کہ ہفتے والے دن تھانہ ہڈیارہ کے ایس ایچ او قتل ہو گئے ہیں۔ وہاں پر جگہ کا تھوڑا سا مسئلہ تھا اور ان کے پاس stay بھی تھا۔ پولیس قبضہ گروپ والوں کے ساتھ مل کر وہاں پر گئی ہے ان کو قبضہ کروا کر دینے لگی ہے تو وہاں جب بوڑھی خواتین باہر نکلیں تو پولیس والوں نے ان کو ڈنڈے مارنے شروع کر دیئے۔ ایک ضعیفہ کے سر پر ڈنڈا لگا جس سے وہ گر گئی اور لوگ سمجھے کہ یہ جاں بحق ہو گئی ہے۔ اس بات سے وہاں پر افراتفری پھیل گئی جس پر ایس ایچ او صاحب نے حکم دیا کہ جو بھی بندے آئیں ان کو اٹھا کر گاڑی میں ڈال دیں۔ اس افراتفری میں ایس ایچ او اپنی گاڑی کے پیچھے کھڑا ہوا تھا پولیس ڈرائیور نے تیزی سے جب گاڑی reverse کی تو وہ ایس ایچ او کو لگ گئی جس سے وہ نیچے گر گیا اور اس پر گاڑی کا ٹائر چڑھ گیا جس کی وجہ سے وہ جاں بحق ہو گیا۔ اس کے بعد پولیس والوں نے گاؤں کی لائٹ بند کر دی اور تریسٹھ آدمی تھانے میں پکڑ کر لے گئے ہیں۔ گاؤں میں جو مہمان آئے ہوئے تھے ان کو بھی پکڑ کر لے گئے ہیں اور ان پر بھی وہ تشدد کر رہے ہیں جو کہ بے گناہ لوگ ہیں۔ میں اسی گاؤں سے ہی آ رہا ہوں وہاں کی لائٹ ابھی تک بند ہے۔ لوگ ڈر کے مارے اپنے گھروں سے باہر ہیں کیونکہ رات کو پولیس کی بے شمار گاڑیاں گاؤں میں گشت کرتی رہتی ہیں اور اتنی سردی میں لوگ کھیتوں میں ہی سو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ گاؤں میں بے شمار چوریاں بھی ہو گئی ہیں اور لوگوں پر ظلم ہو رہا ہے۔ عورتوں پر بھی ظلم ہوا ہے تریسٹھ لوگ اس وقت بھی تھانے میں موجود ہیں اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس پر فوری طور پر ایکشن لیا جائے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ نے ان کی بات سنی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے معزز ممبر کا پوائنٹ آف آرڈر سنا ہے۔ اس بارے میں تفتیش ہو رہی ہے اگر موصوف اس بارے میں کوئی توجہ دلاؤ نوٹس یا تحریک التوائے کار دیں تو میں ڈیپارٹمنٹ سے اس کا جواب منگوا لوں گا۔ اس معاملے پر بڑے high level پر investigation ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: آپ توجہ دلاؤ نوٹس دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): میں محکمے سے معلوم کر کے معزز ممبر کی خدمت میں عرض کر دوں گا۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! وزیر قانون درست فرما رہے ہیں کہ اس سلسلے میں توجہ دلاؤ نوٹس لے آئیں لیکن میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر ایک پولیس آفیشل کی موت ہوئی ہے جس کے reaction میں گاؤں کے لوگوں پر قیامت صغریٰ برپا ہے۔ لوگوں کو تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے، خواتین کو مارا پیٹا جا رہا ہے توجہ دلاؤ نوٹس کے آنے تک تو پورے گاؤں کو تباہ کر دیا جائے گا اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ یہ معاملہ آپ کی immediate attention چاہتا ہے۔ پولیس نے مافیا کو sponsor کیا ہے اور اگر کسی کی اتفاقاً حادثاتی طور پر موت واقع ہو گئی ہے تو اس کا ہمیں افسوس ضرور ہے لیکن اگر پولیس وہاں پر مافیا کو sponsor کر رہی ہے تو آپ اپنی inherited power کو استعمال کرتے ہوئے فوری طور پر اس واقعہ کی انکوائری کروائیں۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ اس کا کل تک جواب دے دیا جائے توجہ دلاؤ نوٹس کا اس سلسلے میں انتظار نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: راناصاحب! اس میں اگر گاؤں کے لوگوں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! اس واقعہ میں اگر پولیس کسی مافیا کو support کر رہی تھی یا وہاں پر زمین کے قبضے کو واگزار کروایا جا رہا تھا تو ان باتوں کا انوسٹی گیشن کے result کے بعد ہی پتا چل سکے گا۔ میں اس پوزیشن میں House کو statement تو نہیں دے سکتا۔ باقی جو انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ وہاں پر یہ ہو رہا ہے، وہ ہو رہا ہے یہ تو صرف ان کی information ہے یعنی hearsay بات کر رہے ہیں۔ موقع کے اوپر جو وہاں پر واقعات ہوئے ہیں اس کے متعلق میری information کے مطابق صحیح ملزمان کے خلاف مقدمہ درج ہوا ہے اور ان کی گرفتاری کے لئے پولیس کوشش کر رہی ہے۔

جناب غلام حبیب اعوان: جناب والا! گاؤں کے جن بے گناہ لوگوں کو پولیس نے پکڑا ہوا ہے ان کو تو چھوڑیں۔

جناب سپیکر: راناصاحب! بات تو اتنی سی ہے کہ کسی بے گناہ کے ساتھ زیادتی نہیں ہونی چاہئے جو گنہگار ہیں ان کا تو چالان ہو گا اور ان کو پکڑا بھی جائے گا۔ کم از کم بے گناہ کے ساتھ زیادتی نہیں ہونی چاہئے سارا گاؤں تو گنہگار نہیں ہو سکتا۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب والا! گاؤں کے لوگوں کو ابھی بھی پکڑا جا رہا ہے۔

تحاریک التوائے کار

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: آپ اس سلسلے میں توجہ دلاؤ نوٹس بھی لائیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1774/11 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی طرف سے ہے۔ محترمہ تشریف نہیں رکھتیں اس تحریک کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1778/11 شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے یہ پیش ہو چکی ہے۔ رانا صاحب! اس کا جواب آ گیا ہے؟

لاہور کے گنجان آباد علاقوں میں ریلوے حکام کی ملی بھگت سے ریلوے کی زمینوں پر تجاوزات اور مارکیٹیں تعمیر ہونے سے ٹریفک میں رکاوٹ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): تحریک التوائے کار نمبر 1778/11 کا جواب موصول ہو چکا ہے۔ اس کے مطابق عزیز بھٹی ٹاؤن کے علاقے میں روزانہ کی بنیاد پر تجاوزات کے خلاف صبح شام آپریشن کیا جا رہا ہے لہذا اس وجہ سے عزیز بھٹی ٹاؤن کے علاقہ میں کسی قسم کی کوئی شکایت نہ ہے اور اگر کوئی شکایت موصول ہو تو اس پر ریگولیشن برانچ فوری طور پر کارروائی کر کے رپورٹ بھیج دیتی ہے۔

جناب سپیکر! گلبرگ ٹاؤن کے متعلق عرض کروں گا کہ ریلوے حکام اپنے زیر کنٹرول اراضی کو نیلام وغیرہ کرنے اور اپنی حدود میں تجاوزات ختم کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ جہاں کھوکھے وغیرہ کی صورت میں تجاوزات کا ذکر ہے، اس ضمن میں جو علاقہ ریلوے کی حدود سے باہر ہے وہاں سے تجاوزات کو ہٹانا ٹی ایم اے کے دائرہ اختیار میں ہے۔ ٹی ایم اے گلبرگ ٹاؤن لاہور روزانہ کی بنیاد پر raid کر کے تجاوزات ختم کر رہی ہے۔ علاوہ ازیں وہاں پر باقاعدہ عملہ تعینات کیا گیا ہے جو وہاں سے تجاوزات ختم کرواتا ہے۔ اگر معاملہ وہاں پر موجود عملہ کے کنٹرول سے باہر ہو تو وہ Enforcement Inspector کو رپورٹ کرتا ہے جو تجاوز کنندہ کو جرمانہ کی ٹکٹ جاری کرتا ہے۔ علاوہ ازیں اس کے خلاف متعلقہ تھانہ میں مقدمہ درج کرواتا ہے۔

جناب سپیکر!اقبال ٹاؤن کے متعلق عرض کروں گا کہ ریلوے کی زمینیں محکمہ ریلوے وفاقی حکومت کے زیر کنٹرول ہیں ٹی ایم اے کا ان کی lease سے کوئی تعلق نہ ہے۔رائیونڈ سٹیشن کے قریب جو تعمیرات یا کھوکھے وغیرہ ہیں وہ ریلوے کی زمین پر موجود ہیں اور پرانے تعمیر شدہ ہیں جس کا ٹی ایم اے سے کوئی تعلق نہ ہے۔اسی طرح نشتر ٹاؤن کے متعلق عرض کروں گا کہ ٹی ایم اے نشتر ٹاؤن میں درج ذیل مین روڈ شامل ہیں۔مین فیروزپور روڈ، کوٹ لکھپت تا سوئے آصل، مادر ملت روڈ اور کالج روڈ۔۔۔

جناب سپیکر:آرڈر پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):ڈسٹرکٹ آفیسر سپیشل پلاننگ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے مطابق commercialization کے ضمن میں یہ مطلع کیا جانا مناسب ہے کہ لاہور میں تقریباً گزشتہ تین سال سے commercialization کا عمل تعطل کا شکار ہے جس کی وجہ سے جامع مفصل Land Use Policy کو مرتب کیا جانا۔اس حوالے سے مزید عرض ہے کہ موجودہ Land Use Rules 2009 کے تحت لاہور کی 161 سڑکوں کو کمرشل یا تجارتی مقاصد کے استعمال کے لئے تیسرے review کے مطابق بذریعہ Notification No 566-DO(SP11) مورخہ 30۔جون 2011 شائع کیا گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر:شیخ صاحب!آپ میری بات سنیں آپ 86 rule پڑھ لیا کریں اس طرح سے بات کرنا درست نہیں ہے۔آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!جواب غلط آیا ہے۔میں اس کو چیلنج نہ کروں؟

جناب سپیکر:وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کا جواب غلط ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں ثابت بھی کروں گا کہ ٹی ایم اے نے جو جواب دیا ہے وہ غلط ہے۔میں آپ کو بتاتا ہوں آپ کو بھی سمجھ آ جائے گی کہ میں کہنا کیا چاہتا ہوں۔بات یہ ہے کہ اگر ریلوے نے اس لینڈ کے سلسلے میں لاہور کے ساتھ ظلم کیا ہے، چلو یہ ظلم کر دیا۔آپ بھی سمجھتے ہیں کہ edge تک ریلوے کی ہے اور اس کے آگے ٹی ایم اے اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا علاقہ ہے۔Commercialization Fee

نہیں دی گئی اور انہوں نے پوری کی پوری یعنی تمام دکانیں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی لینڈ پر بنائی ہوئی ہیں اور یہ سارے ملے ہوئے ہیں اس لئے آپ مہربانی کریں اور یہ آپ کا احسان ہوگا۔۔۔

جناب سپیکر: یہ بھی ملے ہوئے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ میری عرض سن لیں۔

جناب سپیکر: یہ منسٹر صاحب! بھی ملے ہوئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں یہ نہیں کہہ رہا بلکہ میں کہہ رہا ہوں کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے وہ لوگ جنہوں نے اس کا جواب بھیجا ہے وہ ملے ہوئے ہیں۔اب میں آپ کو بتانا یہ چاہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! جو نشاندہی کی گئی ہے اس کا آپ نوٹس لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس کا تو جواب ہی نہیں آیا۔میں نے اپنی تحریک التوائے کار میں جو عرض کیا ہے اس کا جواب ہی نہیں آیا۔میں کہتا ہوں کہ دو، دو مرلے کی commercialization پر 20/20 لاکھ روپیہ لگتا ہے لیکن یہاں پیسا بھی نہیں لیا گیا۔جب commercialization ہی نہیں ہوئی تو پھر ضلعی حکومت وہاں activity کیوں کرنے دے رہی ہے، ریلوے بھاڑ میں جائے اپنا کام کرے نہ کرے لیکن ہم تو اپنی زمین بچائیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! شیخ صاحب جو نشاندہی کر رہے ہیں ذرا آپ بھی خیال کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ریلوے کا معاملہ لاہور کے لئے ناسور بنا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ علیحدہ بھی ان سے میٹنگ کر لیں وہ آپ کو بتائیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اس پر ایک کمیٹی بنائیں۔

جناب سپیکر: میں نے ان کو کہہ دیا ہے اور وہ notice لے رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: کیا بتائیں گے؟

جناب سپیکر: آپ نے جو بات کی ہے وہ اس کا notice لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ایسے نہ کریں۔آپ اسے pending کریں۔یہ بہت خطرناک کام ہے۔آپ میری عرض سن لیں کہ اس کی وجہ سے لاہور کی ٹریفک کا بیڑا غرق ہوا ہے۔آپ اس کو ترجیح دیں اور اس

پر کمیٹی بنائیں تو میں ثابت کرتا ہوں کہ یہاں کیا ہوا ہے۔پیچھے ریلوے کی لینڈ ہے اور آگے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی لینڈ پر سارے قبضے ہیں۔آپ اسے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: راناصاحب!انہوں نے جو بات کی ہے آپ اسے دیکھ لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا!آپ اس تحریک کو pending کر دیں۔میں آپ کو convince کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: کر دیا ہے،کر دیا ہے۔اب مجھے آگے جانے دیں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 1778 کو pending کر دیں۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1878 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: pending کیسے ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر: ہو سکتی ہے۔انہوں نے جو جواب دیا ہے اس کے مطابق pending ہو سکتی ہے۔آپ کی بڑی مہربانی۔ تحریک التوائے کار نمبر 11/1878 ہے۔

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی چھاپی ہوئی کتب میں پائی جانے والی غلطیوں سے طلباء کے علم اور معلومات میں کمی کا خدشہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 1878 کے سلسلے میں عرض ہے کہ موجودہ جو درسی کتب ہیں ان کی موجودہ مخصوص غلطیوں کے مقامات کی نشاندہی نہیں کی گئی تاہم تمام درسی کتب کے آخر میں چیئرمین ٹیکسٹ بک بورڈ کی طرف سے ایک اپیل درج ہوتی ہے جس میں غلطیوں کی نشاندہی اور درسی کتب کی بہتری کے حوالے سے آراء کا خیر مقدم کیا جاتا ہے تاکہ کتب کو آئندہ ایڈیشن میں اور بہتر کیا جا سکے۔ کتب کی تیاری اور بہتری ایک مسلسل عمل ہوتا ہے غلطی کی نشاندہی پر متعلقہ ماہر مضمون اور عملہ اس کی بڑی احتیاط سے جانچ پرکھ کر کے اگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح کو یقینی بناتے ہیں۔درسی کتب کی اشاعت کے حوالے سے Programme Monitoring and Implementation Unit گورنمنٹ آف پنجاب کا ادارہ demand دیتا ہے اس demand

کے مطابق بورڈ ٹینڈر کے ذریعے درسی کتب کی اشاعت کرنے کے بعد PMIU کو فراہم کر دیتا ہے۔ بعد ازاں ان درسی کتب کو ہر تحصیل کے گودام میں جمع کرادیا جاتا ہے جہاں سے یہ کتب یکم اپریل سے پہلے سکولوں کو فراہم کر دی جاتی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، Order for God sake.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): کتابوں کی تعداد سالانہ سکول census کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے اعداد و شمار کے مطابق رکھی جاتی ہے کسی بھی ہنگامی صورتحال کے نتیجہ میں کتابوں کی اضافی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے دس فیصد اضافی کتب بھی پرنٹ کروائی جاتی ہیں مثلاً 2010 کے سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں طلباء کی تدریسی سرگرمیوں کو جاری رکھنے کے لئے فوری طور پر اضافی کتب بھجوائی گئیں جو کتابیں بچ جاتی ہیں وہ اگلے سال استعمال کر لی جاتی ہیں۔ ہر سال کچھ کتابیں وفاقی حکومت کی طرف سے نصاب میں تبدیلی کے باعث قابل استعمال نہیں رہ پاتیں جو اٹھارہویں ترمیم سے قبل حکومت پنجاب کے دائرہ اختیار سے باہر تھا، امسال بھی قومی نصاب پالیسی 2006 کے نفاذ کی وجہ سے ستائیس کتابیں تبدیل کی گئی ہیں۔ سرکاری سکولوں میں انگریزی میڈیم رائج ہونے کی وجہ سے بھی کتب میں تبدیلی ناگزیر تھی، اضافی کتابوں کے بہترین مصرف کے لئے سیکرٹری سکول ایجوکیشن کی جانب سے ہدایات پہلے سے موجود ہیں جس کے مطابق ایسی تمام کتب لٹریسی ڈیپارٹمنٹ نان فارمل بیسک ایجوکیشن اور پنجاب رورل سپورٹ پروگرام کو عطیہ کر دی جاتی ہیں۔ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور آٹھویں جماعت کے لئے پاکستان سٹڈی شائع نہیں کرتا، تاہم معاشرتی علوم جماعت ہشتم شائع کی جاتی ہے اس میں قرار داد لاہور اور علامہ اقبال کی الہ آباد کی تقریر کے اقتباسات کا ترجمہ معنوی اعتبار سے بالکل درست ہے۔ قائداعظم کی ڈھاکا کی تقریر درسی کتب میں شامل نہیں، قومی نصاب برائے مطالعہ پاکستان نہم و دہم 2006 کے صفحہ آٹھ کے مطابق میاں محمد نواز شریف کے دور حکومت کے تحت موٹروے بنانے اور ایٹمی دھماکے کرنے کے بارے میں آئندہ آنے والی نصابی کتب میں مواد شامل ہو گا۔2006 کے قومی نصاب کے مطابق تیار کی جانے والی درسی کتب میں صنفی توازن کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے۔ اپریل 2012 سے شروع ہونے والے تعلیمی session کے لئے قومی نصاب 2006 کے تحت تیار کردہ اکتالیس درسی کتب دستیاب ہوں گی۔اگلے تعلیمی سال میں باقی درسی کتب بھی دستیاب ہوں گی جس میں صنفی توازن کا خصوصی خیال رکھا جارہا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!میں نے بڑے اہم points point out کئے تھے اور باقاعدہ یہ غلطیاں موجود ہیں میں نے باقاعدہ صفحات mention کر کے ان غلطیوں کے بارے میں کہا ہے۔یہ تاریخ کا حصہ ہے ہم اپنے بچوں کو غلط تاریخ دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر:آپ نے جو ساری بات لکھی ہے اسی کا جواب آیا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:قائداعظم کے چودہ نکات ہی بدل دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر:آپ نے جو ساری بات تحریر فرمائی ہے اسی کا جواب آیا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:غلط جواب آیا ہے۔ اس میں بے شمار باتوں کا غلط جواب آیا ہے۔

جناب سپیکر:یہ دوسری تحریک التوائے کار نمبر1881 بھی آپ کی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!میری پہلی تحریک التوائے کار کو کمیٹی کے حوالے کر دیں۔

جناب سپیکر:رانا صاحب!محترمہ کہہ رہی ہیں کہ وہ جواب سے مطمئن نہیں ہیں لہذا یہ کمیٹی کے حوالے کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس سے زیادہ اور مفصل جواب ہو ہی نہیں سکتا۔

جناب سپیکر:جی،یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!انہوں نے جواب میں باقاعدہ طور پر یہ بتایا ہے کہ غلطیوں کی نشاندہی کی درستی کا ایک مسلسل عمل چل رہا ہے انہوں نے جو نشاندہی کی ہے اگلے سال اس میں درستی ہو جائے گی۔اب اس کے بعد اس پر بحث کی کیا ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر1881 بھی ان کی ہے ذرا جلدی سے اس کا جواب پڑھ دیں۔

پولیس ٹریننگ کالج سہالہ اور پنجاب یونیورسٹی کے درمیان الحاق نہ ہونے کی وجہ سے بی ایس سی کرائم سٹڈیز کا معاملہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر1881 کے سلسلے میں عرض ہے کہ سال2007 میں کمانڈنٹ پولیس کالج سہالہ نے proposal پیش کی کہ تمام BSC,

probationers ASIs training under کو study crime کرانی چاہئے اس ضمن میں ہوم سیکرٹری پنجاب کو بھی لیٹر لکھا گیا کہ پولیس کالج سہالہ کو crime BSC کے بارہ لیکچرار مہیا کئے جائیں، یہ معاملہ پنجاب پبلک کمیشن کے آفس میں process under رہا بعد ازاں مسٹر جہانزیب برکی ایڈوائزر برائے چیف منسٹر پنجاب نے پولیس کالج سہالہ کا دورہ کیا تو فیصلہ کیا کہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے لیکچرار عارضی طور پر مہیا کئے جائیں گے اور اس کے لئے علیحدہ سے فنڈ بھی مختص کیا جائے گا۔پولیس کالج سہالہ سروے کے مطابق سال 2009 میں ٹوٹل چار سو تہتر میں سے تین سو تین گریجویٹس، انسٹھ پوسٹ گریجویٹ اور ایک سو گیارہ ایف اے تھے ان میں صرف پینتیس probationers BSC ASIs training under کرائم کورس کرنا چاہتے تھے اس ضمن میں crime BSC کا سلیبس بھی تیار کیا گیا جس کی بابت تمام probationers سے درخواست طلب کی گئی تو انہوں نے کہا کہ وہ مختلف یونیورسٹیوں سے تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور اس وجہ سے ایک وقت میں دو ڈگریاں حاصل نہیں کر سکتے اور ان کی تعلیم کا نقصان ہو سکتا ہے، ان کی ماسٹر ڈگری ایل ایل بی وغیرہ کے حصول میں مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں اور اگر پولیس کالج سہالہ میں crime BSC کروائی بھی جاتی ہے تو دو سال کے بعد ہمارا تعلیمی معیار وہی گریجویشن ہی رہے گا لہذا پہلے سے گریجویشن کو Master in Criminology کروایا جائے کیونکہ crime BSC کا future میں محکمہ پولیس میں کوئی benefit نہ ہے جو trainees پہلے سے ایم اے ایل ایل بی کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں وہ ایک سال میں دو کورس یعنی ایم اے ایل ایل بی کے ساتھ بی ایس سی (کرائمز) نہیں کر سکتے مندرجہ بالا وجوہات کی بناء پر بی ایس سی (کرائمز) نہ کرایا جا سکا اور اس معاملے کو pending کر دیا گیا۔

جناب سپیکر: Not pressed اس لئے اسے dispose of کیا جاتا ہے۔آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہوا لہذا اب اجلاس کل بروز منگل مورخہ 3۔جنوری 2012 صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

1609

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،3۔جنوری2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ زراعت)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں)

(مورخہ 20اور 27۔دسمبر 2011 کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرار دادیں)

1۔ سردار خالد سلیم بھٹی: اس ایوان کی رائے ہے کہ بورے والا شہر میں بھی واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ نصب کرنے کے اقدامات اٹھائے تاکہ بورے والا کے شہریوں کو بھی صاف پینے کا پانی مل سکے۔

2۔ چودھری ظہیر الدین خان: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب وفاقی حکومت سے مطالبہ کرے کہ پنجاب کے مختلف اضلاع کی لاکھوں ایکڑ زرعی زمین کو سیم وتھور کی وجہ سے بنجر ہونے سے بچانے کے لئے سکارپ(SCARP)کے منصوبوں کے لئے بین الاقوامی مالیاتی اداروں سے قرض پر حاصل کئے گئے اربوں ڈالرز کے ضیاع کو روکا جائے۔

3۔ جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: یہ ایوان حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ 1995 سے 2001 کے دوران ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کو سات فیصدCost of Living Allowance دیا جائے۔

4۔ محترمہ ساجدہ میر: اس ایوان کی رائے ہے کہ پانی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے جس کے بغیر نوع انسانی کا گزارہ ناممکن ہے مگر گزشتہ کچھ عرصے سے لاہور کے مختلف علاقوں سے پانی میں غلاظت کی خبریں آنا معمول بن گئی ہیں۔ نلکوں سے گندا پانی آنے کی وجہ سے لوگوں میں پیٹ کی بیماریاں عام ہو رہی ہیں اور اگر یہ پانی اپنا کمال دکھا گیا تو کسی بھی ملک وباء کے پھیلنے کا شدید اندیشہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اس گرد آلود اور بدبودار

پانی سے مٹی کے ذرات اور بسا اوقات چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑے بھی نکل آتے ہیں لہذا حکومت پنجاب پانی کی غلاظت کے خاتمے کے لئے فی الفور اقدامات کرے تاکہ عوام الناس شفاف پانی پی کر ملک بیماریوں سے محفوظ رہ سکیں۔

1610

(موجودہ قراردادیں)

1۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ ایوان وفاقی حکومت کو اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ایم این ایز اور سینٹرز کی طرح صوبائی اسمبلی پنجاب کے تمام اراکین اسمبلی کو بھی بلیو پاسپورٹ Gratis پاسپورٹ جاری کئے جائیں۔

2۔ جناب محمد وارث کلو: اس ایوان کی رائے ہے کہ سرگودھا ڈویژن کے ضلع خوشاب میں کارڈیالوجی سنٹر قائم کیا جائے۔

3۔ محترمہ راحیلہ خادم حسین: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ کے تمام سکول اور گرلز و بوائز کالجز میں موبائل فون کے استعمال پر فوری پابندی عائد کی جائے۔

4۔ جناب اعجاز احمد کاہلوں: اس ایوان کی رائے ہے کہ سرگودھا ڈویژن میں سرگودھا ڈویلپمنٹ اتھارٹی (SDA) قائم کی جائے۔

5۔ محترمہ آمنہ اُلفت: یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ حکومت پاکستان منسٹری آف کلچر اینڈ ٹورازم کی جانب سے جاری کردہ بھارتی فلموں پر پابندی کے نوٹیفکیشن مورخہ 4۔جون1984 اور 7۔ ستمبر1965 کی خلاف ورزی میں بھارتی فلموں کی جاری نمائش کو روکنے کے لئے فی الفور ضروری اقدامات کئے جائیں۔

1611

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بتیسواں اجلاس

منگل،3۔جنوری2012

(یوم الثلاثہ،8۔صفر المظفر1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر30منٹ پر زیر صدارت
جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری غلام رسول نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo
بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ
فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا
قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٦٥﴾

سورۃ النِّسَاء أیت 65

تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات میں تمہیں منصف نہ بنائیں اور جو فیصلہ تم کر دو اُس سے اپنے دل میں تنگ نہ ہوں بلکہ اُس کو خوشی سے مان لیں تب تک مومن نہیں ہوں گے(65)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اے ختم رُسل اے شاہِ زمن، اے پاک نبی ﷺ رحمت والے
تُو ﷺ جانِ سُخن موضوعِ سُخن، اے پاک نبی ﷺ رحمت والے
اے پاک شجر کے پاک ثمر، تارے ہیں نبی اور تُو ﷺ ہے قمر
ہے ماہِ جبیں تیری ایک کرن، اے پاک نبی ﷺ رحمت والے
اے بدروحُنین کے راہنما، اے فاتح خیبر کے مولا!
تیرا اک اشارہ کفر شکن اے، پاک نبی ﷺ رحمت والے

سوالات

(محکمہ زراعت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈا پر محکمہ زراعت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور اُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! Question No. 137, on his behalf

(معزز ممبر نے سید حسن مرتضٰی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

تحصیل چنیوٹ میں کھال ٹوٹ پھوٹ کا شکار و پانی ضائع ہونے کا مسئلہ

*137: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل چنیوٹ میں کھال جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں جس کی وجہ سے پانی بہت زیادہ ضائع ہو جاتا ہے؟

(ب) کیا حکومت ان کھالوں کو پکا کرنے کا ارداہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پہلی دفعہ کچے کھالہ جات کی اصلاح کے بعد وقت کے ساتھ ساتھ اس میں ٹوٹ پھوٹ کا امکان رہتا ہے۔

(ب) جی ہاں! حکومت قومی پروگرام برائے اصلاح کھالہ جات کے تحت غیر اصلاح شدہ کھالوں کی اصلاح اور پختگی کا ارادہ رکھتی ہے جو کہ وقت کے ساتھ ساتھ اور دستیاب فنڈ کی بنیاد پر چل رہا ہے لیکن اصلاح شدہ کھالوں کی مرمت اور درستی حکومت کی ذمہ داری نہ ہے بلکہ انجمن آبپاشیاں ایکٹ مجریہ 1981 کے تحت کھال کے ایک دفعہ اصلاح و پختگی کے بعد اس کی مرمت، صفائی اور دیکھ بھال کاشتکاروں کے ذمہ ہوتی ہے جو کہ مستقل بنیادوں پر اس سلسلے میں مناسب انتظام کرتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!اس سوال کے جز(ب)میں پوچھا گیا تھا کہ کیا حکومت ان کھالوں کو پکا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔اُس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "انجمن آبپاشیاں ایکٹ مجریہ 1981 کے تحت کھال کے ایک دفعہ اصلاح و پختگی کے بعد اس کی مرمت، صفائی اور دیکھ بھال کاشتکاروں کے ذمہ ہوتی ہے۔"میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ کھالہ جات آج سے بیس پچیس سال پہلے بنائے گئے تھے جس میں کاشتکار کی 20 percent contribution تھی۔اب وہ کھالہ جات ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئے ہیں اور وہ بہت زیادہ مرمت طلب ہیں۔ٹھیک ہے کہ 1981 کے ایکٹ کے تحت کسانوں نے ان کھالوں کی مرمت وغیرہ کرنی تھی لیکن مہنگائی کی وجہ سے کسانوں کے پاس وہ ذرائع نہیں ہیں کہ ان کھالوں کی دیکھ بھال کر سکیں تو کیا حکومت کسانوں کی مشکلات کو دور کرنے کے لئے 1981 کے ایکٹ کے اندر ترمیم کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی،وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!یہ 1981 کا ایکٹ ہے جس کے مطابق Water Users Associations بنائی گئی تھیں۔اس کے تحت ہی اصلاح آبپاشی ہوتی تھی اور اس پر کثیر رقم خرچ ہو چکی ہے۔اب ایک نیا منصوبہ 36۔ارب روپے کی لاگت سے شروع ہو رہا ہے لیکن ہمارے پاس جو وسائل ہیں اس کے مطابق جو پالیسی پہلے .بنی ہوئی ہے اس کی کلاز 41 اور کلاز10(7) ہے اس کے مطابق کھال کی مرمت اور اصلاح ہونے کے بعد پھر کہیں شکست و ریخت ہوتی ہے تو وہ متعلقہ انجمن ہی اس کی مرمت کرتی ہے۔ہم ابھی بڑی مشکل سے میٹھے پانی کے علاقوں میں پندرہ فیصد کھال کی اصلاح کر پا رہے ہیں۔ہم ان کے لئے مزید کھال بھی بنائیں گے لیکن جہاں تک چنیوٹ کا سوال آیا ہے جس پر میں نے وہاں کی معلومات حاصل کی ہیں تو وہاں پر اس قدر مرمت درکار نہیں ہے تاہم یہ اسی انجمن کی ذمہ داری ہے کہ اپنے کھال کی مرمت کرائے۔وہ کھال ان کی زیر نگرانی بنائے گئے تھے اور مکمل طور پر انجمن ہی جو اس علاقے، کھال اور موگے کے users پر مشتمل ہوتی ہے ان کے زیر نگرانی بنتے ہیں،اس کے مٹیریل کی نگرانی بھی وہی کرتے ہیں، وہ کھال بڑی اچھی حالت میں ہیں۔اگر کہیں تھوڑی بہت مرمت درکار ہوتی ہے تو اس کلاز کے مطابق اس Water Users Association کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ان کھال کی مرمت کرائے۔

جناب سپیکر: وہ آپ سے یہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا حکومت ایکٹ میں ترمیم کر کے کام کرانے کا ارادہ رکھتی ہے کیونکہ بقول ان کے کہ کاشتکاروں کی اتنی سکت نہیں ہے کہ وہ ان کھال کی مرمت کرا سکیں، کیا آپ مرمت کے لئے کچھ کر سکتے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! فی الحال حکومت کے پاس وسائل نہیں ہیں کہ وہ شکست وریخت ہونے والے کھالوں کی مرمت کر سکے۔اس وقت ہمارے ایکٹ میں بھی provision موجود نہیں ہے، کھال کے بہت سارے لوگ users ہوتے ہیں وہ خود کھال کی مرمت کرتے ہیں۔ حکومت کا فی الحال کوئی ارادہ نہیں ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! وزیر موصوف کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس وسائل نہیں ہیں حالانکہ یہاں پر 20 فیصد عوام اور 80 فیصد حکومت دیتی تھی۔اسی مد کے اندر سی سی بی کے بھی اربوں روپے پنجاب کے اضلاع، تحصیلوں اور یونین کونسلوں میں پڑے ہیں جس کے متعلق حال ہی میں ایکٹ پاس ہوا ہے۔ وہ پیسا بھی اسی ضمن میں تھا کہ جہاں پر وسائل نہ ہوں وہاں سے عوام کو shareholder بنا کر اس پیسے کو استعمال کرنے کے لئے ایکٹ میں ترمیم کر لیں۔ ہم جو پیچھے نہروں اور راجباؤں کی lining کر رہے ہیں اور اگلے حصے کو چھوڑ رہے ہیں جب end users تک وہ فائدہ نہیں پہنچتا تو پھر اس lining اور کھالوں اور راجباہوں کو پکا کرنے کا کیا فائدہ ہو گا؟ آپ partially کام نہ کریں اگر اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا ہے تو ذرائع نکل سکتے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا حکومت کا اس ایکٹ میں ترمیم کرنے کا ارادہ ہے یا نہیں؟

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس وقت جو حکومت موجود ہے وہ ایڈیشنل کھالہ جات بنانے کے لئے demands لے رہی ہے، جو کھالے پہلے بنے ہوئے ہیں ان کے علاوہ ایڈیشنل کھالوں کی بات چل رہی ہے تاکہ کھالہ جات کو مکمل کر لیا جائے۔اس میں گزارش یہ ہے کہ اگر ان کے پاس پیسے نہیں ہیں جس طرح یہ فرما رہے ہیں۔اس وقت ٹوٹ پھوٹ والے کھالوں میں تو پانی ضائع ہو رہا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا نئے کھالے بنانے کا ارادہ ہے یا نہیں مرمت کرنے کا ارادہ ہے یا نہیں یا یہ صرف ایڈیشنل کھالہ جات بنانا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، اولکھ صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جو تین سال کا عرصہ گزرا ہے اس میں 7۔ارب روپے اصلاح آبپاشی میں کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے خرچ کئے گئے ہیں۔آئندہ کے لئے بھی ایک منصوبہ بنایا گیا ہے جس میں sprinkle drip اور دیگر اصلاح آبپاشی کے لئے 55ہزار کھال مزید پختہ کرنے ہیں۔اس میں additional lining بھی پندرہ فیصد کی جائے گی۔ اس سے پہلے additional lining نہیں کی جارہی تھی لیکن اب کی جائے گی۔

جناب سپیکر: میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! تعمیر شدہ کھال کی ایک طبعی عمر ہوتی ہے خاص طور پر brackish علاقوں میں جہاں پر کڑوا پانی ہوتا ہے۔ کھالہ جات جو دیگر لوگ یا ٹھیکیدار بناتے ہیں تو ان میں صحیح اینٹ لگتی ہے اور نہ ہی صحیح مٹیریل لگتا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک کھال کی طبعی عمر ہوتی ہے تو کیا یہ اس طبعی عمر کا تعین کر سکتے ہیں کہ جس کے بعد دوبارہ تعمیر ہو سکے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پنجاب میں مجموعی طور پر 58ہزار کھالہ جات ہیں جن کی ابھی lining ہونا باقی ہے۔اگر پرانے کھالہ جات کی مرمت شروع کریں گے تو بقیہ کھالہ جات مکمل نہیں ہو سکیں گے۔اس میں گزارش یہ ہے کہ مرمت کا کام بڑا معمولی ہوتا ہے۔آپ خود زمیندار ہیں آپ جانتے ہیں کہ ایک کھال پر پچاس سو زمیندار ہوتے ہیں اس میں چھوٹی چھوٹی مرمت کے لئے کون سی بڑی لاگت آتی ہے، کھال اچھی کوالٹی کے بنے ہوئے ہیں وہاں پر سردست ضرورت بھی نہ ہے۔تاہم یہ کہیں گے تو اس کو consider کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 4007 ہے۔

(معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

پنجاب کے تمام ڈویژنل ہیڈکوارٹرز میں پیسٹی سائیڈز ٹیسٹنگ لیبارٹریز بنانے کا معاملہ

*4007: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پیسٹی سائیڈز میں ملاوٹ کی عام شکایت ہے؟

(ب) کیا صوبہ پنجاب میں پیسٹی سائیڈ ٹیسٹنگ لیبارٹریز ہیں اگر ہاں تو کتنی اور کس کس جگہ پر؟

(ج) کیاحکومت پنجاب کے تمام ڈویژنل ہیڈکوارٹرز میں پیسٹی سائیڈز ٹیسٹنگ لیبارٹریز بنانے کا ارادہ ہے،اگر ہاں توکب تک، نہیں تواس کی کیاوجوہات ہیں؟

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ پیسٹی سائیڈز میں ملاوٹ کی شکایت عام ہے۔کیونکہ موجودہ حکومت پنجاب نے 2008 میں اقتدار سنبھالتے ہی ترجیحی بنیادوں پر زرعی ادویات میں ملاوٹ کے سد باب کے لئے ایک جامع حکمت عملی تیار کی اور ٹھوس اقدامات اٹھائے جس کے نتیجے میں پیسٹی سائیڈز میں ملاوٹ بتدریج کم ہورہی ہے۔

(ب) زرعی ادویات کو چیک کرنے کے لئے محکمہ زراعت حکومت پنجاب کے ماتحت پنجاب میں چار پیسٹی سائیڈز ٹیسٹنگ لیبارٹریز فیصل آباد، کالاشاہ کاکو، ملتان اور بہاولپور میں کام کررہی ہیں۔

(ج) تاحال ایسا کوئی منصوبہ زیر غور نہیں ہے کیونکہ موجودہ چاروں لیبارٹریز صوبے کی ضروریات کو احسن طریقے سے پورا کررہی ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) کے جواب میں انہوں نے چار لیبارٹریوں کا ذکر کیا ہے۔2011 میں کتنے نمونہ جات ان لیبارٹریوں میں وصول ہوئے،ان میں سے کتنے نمونہ جات جعلی ثابت ہوئے اور ان میں لوگوں کو کیا سزا ہوئی؟

جناب سپیکر: جی،وزیر زراعت!

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!2011 میں 8291 نمونہ جات وصول ہوئے،8016 معیاری اور275 غیر معیاری ثابت ہوئے۔اس کی شرح کم ہو گئی ہے پہلے آٹھ فیصد سے زیادہ تھی اب کم ہو کر2.43 فیصد ہو گئی ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!اس میں 80 فیصد جواب آگیا ہے اور20 فیصد رہ گیا ہے۔جو جواب آگیا ہے میں اس سے مطمئن ہوں۔کیا کسی کو سزا ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!میں آپ کو تھوڑی سی تفصیل بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ 2008 میں چیف منسٹر پنجاب کی ہدایات پر جعلی زرعی ادویات اور ملاوٹ کے خلاف ایک massive campaign شروع کی گئی۔میں یہاں پر کچھ figures quote کروں گا کہ 2008

سے پہلے ملاوٹ کی شرح8.46 تھی۔اب اس پر کل24ہزار876 نمونہ جات حاصل کئے گئے جن میں سے ایک ہزار310 نمونہ جات ملاوٹ شدہ ثابت ہوئے۔ کل1465 مقدمات درج کئے گئے،892افراد گرفتار کئے گئے، عدالت سے418 مقدمات کا فیصلہ ہوا جن میں سے101افراد کو سزا ہوئی اور60لاکھ 72ہزار روپے جرمانہ ہوا۔

جناب سپیکر: شاباش۔

محترمہ ساجدہ میر: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ چار ٹیسٹ لیبارٹریاں کیا اس صوبہ کے لئے کم نہیں ہیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ اکثر اوقات کسان اور اُن کی نمائندہ تنظیمیں انہی جعلی ادویات کے خلاف سراپا احتجاج بنی ہوتی ہیں۔ کیا وزیر صاحب یہ بتائیں گے کہ وہ احتجاج کیوں کرتے ہیں کیونکہ اگر انہیں ادویات اچھی ملیں تو وہ کبھی احتجاج نہ کریں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! پہلے یہ بتائیں کہ آپ چار ٹیسٹ لیبارٹریوں کے علاوہ مزید بھی کہیں بنانا چاہتے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ اس بات پر حکومت پنجاب کا خصوصی concern ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس پر ٹاسک فورس بنائی ہے جس کے ایڈیشنل سیکرٹری ٹاسک فورس مقرر ہیں اور ضلع میں باقاعدہ اس کی تنظیمیں مقرر ہیں۔ آپ دیکھیں کہ massive campaign کی وجہ سے ملاوٹ کی شکایات میں کافی کمی ہوئی ہے جس کی وجہ سے فصلات کی حالت اچھی ہو گئی ہے اور پیداوار بڑھ گئی ہے۔ لیبارٹریوں کے حوالے سے میں بتاؤں گا کہ ہماری چار لیبارٹریاں موجود ہیں جن میں سے ایک بڑی لیبارٹری فیصل آباد، ایک ملتان، ایک بہاولپور اور ایک کالا شاہ کاکو میں ہے۔ یہ چاروں لیبارٹریاں ہماری ضروریات پوری کر رہی ہیں اور جتنے samples آتے ہیں اُن سب کی ٹیسٹ رپورٹ آ جاتی ہے۔ سر دست مزید لیبارٹریوں کی ضرورت نہ ہے، اگر ضرورت پیش آئی تو مزید لیبارٹریاں بنا دی جائیں گی۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر!میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ کیا Pesticides Testing Laboratories میں کوئی شخص پرائیویٹ طور پر بھی اپنے نمونہ جات ٹیسٹ کرواسکتاہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!جب ایک sample لیا جاتا ہے تو اُس کے تین حصے بنائے جاتے ہیں۔ایک حصہ متعلقہ ڈیلر کو دیا جاتا ہے، دوسرا ہماری صوبائی لیبارٹری میں ٹیسٹ کیا جاتا ہے اور تیسرا کراچی میں موجود وفاقی لیبارٹری کو sample بھیجا جاتا ہے مگر پرائیویٹ طور پر sample check کرنے کا کسی کو اختیار نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔اگلا سوال بھی چودھری محمد اسداللہ صاحب کا ہے۔

چودھری ندیم خادم: On his behalf سوال نمبر 4008۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے چودھری محمد اسداللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ پنجاب میں مکئی کی کاشت کی تفصیلات

*4008: چودھری محمد اسداللہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں اس وقت مختلف قسم کی مکئی کاشت کی جارہی ہے اگر ہاں تو کتنی اقسام میں اور اس کی اوسط پیداوار فی ایکڑ کیا ہے؟

(ب) کیا سرکاری سطح پر اور نجی ادارے مکئی کے بیج تیار کر رہے ہیں اگر ہاں تو کہاں اور ان کے نام کیا ہیں نیز ان کے تیار کردہ بیج کتنی پیداوار دے رہے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں مختلف قسم کی مکئی کاشت کی جارہی ہے جس میں سنتھیٹک اقسام (ایسی اقسام جن کا بیج ایک دفعہ تیار ہونے کے بعد 10 سے 12 سال تک کام کرتا ہے) کی تعداد 11 ہے جن کی اوسط پیداوار بہاریہ موسم میں 70-60 من اور ہائبرڈ اقسام

کی تعداد 2 ہے جن کی اوسط پیداوار 100-80 من فی ایکڑ ہے جبکہ موسم خریف میں روشنی کی کمی کی وجہ سے پیداوار میں 10 سے 15 من فی ایکڑ کمی آجاتی ہے۔

(ب) جی ہاں۔ سرکاری سطح پر زرعی تحقیقاتی ادارہ مکئی، جوار، باجرہ یوسف والا ضلع ساہیوال میں مکئی کی سنتھیٹک اقسام کا بیج تیار کیا جارہا ہے جس میں ساہیوال 2002 کی اوسط پیداوار 70 من اور اگیتی 2002 کی اوسط پیداوار 59 من فی ایکڑ ہے۔ اس کے علاوہ سرکاری سطح پر پنجاب سیڈ کارپوریشن، زرعی تحقیقاتی ادارہ مکئی، جوار، باجرہ یوسف والا ضلع ساہیوال کے توسط سے مکئی کی ہائیبرڈ اقسام FH-810 اور FH-421 جن کی اوسط پیداوار 100-80 من فی ایکڑ ہے، تیار کر کے زمینداروں کو دے رہا ہے جبکہ نجی ادارے مکئی کی ہائیبرڈ اقسام کا بیج ملک میں فروخت کر رہے ہیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام ادارہ	نام بیج دوغلی اقسام	اوسط پیداوار (من فی ایکڑ)
پائنیئر	32F-10, 34N-43, 30Y-83, 31R-88, 32T-78	85
مانسیٹو	6525, 6142, 919	90
آئی سی آئی	ہائی کار 11، 8288, 984, 933	100
سنجینٹا	8441, 8001, 6621	95

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! جز(ب) میں کہا گیا ہے کہ سرکاری سطح پر زرعی تحقیقاتی ادارے بیج تیار کر رہے ہیں اور زمینداروں کو یہ بیج سپلائی کر رہے ہیں۔ مجھے آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا ہے کہ زمینداروں کو دیا جانے والا بیج کیا subsidy پر دیا جارہا ہے یا مفت بھی دیا جارہا ہے اور اگر کسی قسم کا بیج دیا جارہا ہے تو اُس کی وضاحت فرمادیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یوسف والا ضلع ساہیوال میں ایک ریسرچ سنٹر تھا جو 1967 میں قائم ہوا تھا پھر باقاعدہ یوسف والا میں 1987 میں ایک ریسرچ انسٹیٹیوٹ بنا جو مکئی پر ریسرچ کر رہا ہے اور انہوں نے مکئی کی synthetic-11 اقسام کا بیج تیار کیا ہے جس کی تفصیل میرے پاس ہے جو میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ اسی طرح انہوں نے مکئی کی دو hybrid اقسام کے بیج تیار کئے ہیں۔ ایک نیلم ورائٹی جو 1971 میں تیار ہوئی، اکبر ورائٹی 1973 میں تیار ہوئی۔۔۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر!منسٹر صاحب صرف یہ بتادیں کہ کوئی بیج subsidy پر یا مفت دیا جا رہا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!میں اسی کی تفصیل ہی بتا رہا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ آپ سے پوچھ رہے ہیں کہ کوئی بیج subsidy پر دیا جا رہا ہے کہ نہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!بیج پر کافی لاگت آتی ہے اس لئے کوئی بھی بیج subsidy پر نہیں دیا جا رہا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: سوال نمبر4773 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کپاس اور چاول کی سرکاری قیمت خرید کا فارمولا

*4773: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

حکومت پنجاب نے سال2009 میں چاول اور کپاس کی خریداری کی کیا قیمت مقرر کی تھی، نیز ان کی قیمت مقرر کرتے وقت کن کن چیزوں کو مدنظر رکھا گیا تھا؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

پنجاب حکومت چاول اور کپاس کی قیمتیں مقرر نہیں کرتی بلکہ وفاقی حکومت کو قیمتیں مقرر کرنے کی سفارش کرتی ہے۔ سال2009 میں وفاقی حکومت نے چاول اور کپاس کی مندرجہ ذیل قیمتیں مقرر کی تھیں۔

نام فصل			مقررہ قیمت فی 40 کلوگرام (روپوں میں)
کپاس			1465
دھان	(ا)	سپر باسمتی	1250
	(ب)	باسمتی 2000/385	1000
	(ج)	اری	600

کسی بھی فصل کی قیمت مقرر کرتے وقت اس پر اٹھنے والے اخراجات (Cost of Production) کے علاوہ مقامی اور بین الاقوامی قیمتوں کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! محکمہ نے کہا ہے کہ حکومت پنجاب چاول اور کپاس کی قیمتیں مقرر نہیں کرتی بلکہ وفاقی حکومت کو قیمتیں مقرر کرنے کی سفارش کرتی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا سفارش کرتے وقت کسان کی لاگت کو مدنظر رکھا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں مختصر سا طریق کار بتا دیتا ہوں کہ اس کی جو price مقرر کی جاتی ہے۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ نے صرف اتنی بات بتانی ہے کہ لاگت کو مدنظر رکھا جاتا ہے یا نہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جو crop پر کاشتکار کی لاگت آتی ہے اُسی کی بنیاد پر ہی قیمت کا تعین کیا جاتا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ اُس کو کس پیمانے کے تحت رکھا جاتا ہے کیونکہ آئے دن لاگت تبدیل ہو جاتی ہے۔ کھاد اور باقی چیزوں کی قیمتوں میں روز بروز اضافہ ہوتا ہے لہذا یہ کس طرح قیمتوں کو maintain کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں اس کی وضاحت کرنا چاہ رہا تھا مگر سنا نہیں گیا۔ قیمتیں اکیلا آدمی مقرر نہیں کرتا بلکہ اس کے لئے ایک کمیٹی بنتی ہے جس کے ڈی جی ایکسٹینشن کنوینر ہوتے ہیں، ایک ممبر ڈی جی ریسرچ اور تیرہ ممبر کسان ہوتے ہیں۔ پیداواری لاگت کی بنیاد پر قیمتوں کا تعین کیا جاتا ہے جس میں کھاد اور بیج بھی شامل ہے، مزید کتنے ہل چلائے گئے اور بقایا کتنے اخراجات ہیں ان تمام چیزوں کو calculate کر کے recommend کیا جاتا ہے کہ یہ قیمت ہونی چاہئے۔ مزید پیداواری لاگت کے ساتھ ساتھ 25 فیصد کاشتکار کا منافع بھی شامل کر کے وفاقی حکومت کو بھیجا جاتا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال پھر وہی ہے کہ کسان کی اصل لاگت کا تعین یہ کیسے کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: انہوں نے بتاتو دیا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! کھاد کا جو ریٹ حکومت متعین کرتی ہے اُس ریٹ پر کبھی بھی کسان کو نہیں ملتی بلکہ کسان اس سے مہنگے داموں بازار سے خریدتا ہے۔ منسٹر صاحب بتائیں کہ یہ اُس کی لاگت کا کس طرح سے تعین کرتے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے گزارش کی ہے کہ اس کو کمیٹی ہی تعین کرتی ہے۔ فصل کے کاشت ہونے سے ساٹھ دن پہلے یہ کمیٹی convene ہوتی ہے جس میں تیرہ کسان ممبر بھی ہوتے ہیں۔ کمیٹی میں سب لوگ یہی چیز discuss کرتے ہیں کہ کھاد کی کیا قیمت ہے، کاشتکار کی فی ہل لاگت کیا آتی ہے، اسی طرح ڈیزل کی قیمتوں اور بیج کی قیمتوں کا خیال رکھا جاتا ہے پھر ہی وہ کمیٹی اس کی support price مقرر کرنے کے لئے وفاقی حکومت کو recommend کرتی ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اس پر محترمہ پہلے ہی تین ضمنی سوال خود کر چکی ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! یہ سوال بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر: جی، میرے لئے بھی یہ سوال بہت ضروری ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! قیمت وفاقی حکومت مقرر کر دیتی ہے لیکن کیا صوبائی حکومت اس پر endorse کرتی ہے کہ اُس کو کارخانہ دار اٹھائیں کیونکہ آج کاشتکار مارا مارا پھر رہا ہے اور اس وقت پنجاب میں سب سے بڑا مسئلہ ہی یہی ہے۔

جناب سپیکر: اب اس پر مزید کوئی ضمنی سوال نہیں ہوگا۔ اگلا سوال بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: سوال نمبر 4774 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جنوبی پنجاب میں زیر کاشت فصلیں اور دستیاب سہولیات

*4774: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جنوبی پنجاب میں کاشتکار بارانی اور نہری پانی پر کون کون سی فصلیں کاشت کرتے ہیں، فصلوں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جنوبی پنجاب کے کاشتکار پاکستان کی زرعی پیداوار میں 70 فیصد حصہ ڈالتے ہیں اور اس کے بدلے میں حکومت ان کو کون کون سی سہولیات مہیا کرتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جنوبی پنجاب میں شامل ملتان، ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور ڈویژن میں گندم، کپاس، چاول، کماد اور مکئی کی فصلات کاشت کی جاتی ہیں جن کی 09-2008 میں نہری اور بارانی پانی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام فصل	نہری پانی	بارانی پانی	کل
گندم	649064لاکھ90ہزار ایکڑ	1لاکھ30ہزار ایکڑ	66لاکھ20ہزار ایکڑ
کپاس	48لاکھ93ہزار ایکڑ	- -	48لاکھ93ہزار ایکڑ
چاول	6لاکھ32ہزار ایکڑ	- -	6لاکھ32ہزار ایکڑ
کماد	5لاکھ18ہزار ایکڑ	- -	5لاکھ18ہزار ایکڑ
مکئی	1لاکھ62ہزار ایکڑ	1ہزار ایکڑ	1لاکھ63ہزار ایکڑ

(ب) کاشتکار جنوبی پنجاب کا ہو یا کسی بھی علاقے کا اس کی ضروریات یکساں ہوتی ہیں۔ حکومت پنجاب نے کاشتکاروں کی بہتری کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات اٹھائے ہیں:

1۔ گرین ٹریکٹر سکیم میں فی ٹریکٹر 2لاکھ روپے کی سبسڈی۔
2۔ فوڈ سکیورٹی منصوبہ کے ذریعے زرعی آلات کی 50 فیصد سبسڈی پر فراہمی۔
3۔ فروغ ٹشل ٹیکنالوجی برائے بے موسمی سبزیات کے لئے 50 فیصد رعایتی قیمت پر فراہمی۔
4۔ فروٹ اینڈ ویجیٹیبل ڈویلپمنٹ پراجیکٹ۔
5۔ گندم کی پیداوار بڑھانے کے لئے انعامی مقابلے۔
6۔ ڈرپ سپرنکلر منصوبہ۔
7۔ گریٹر تھل کینال میں کھالوں کی تعمیر۔
8۔ بلڈوزروں کی دی گئی سبسڈی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جز (ب) میں دیا گیا جواب غلط ہے۔ میں نے پوچھا تھا کہ جنوبی پنجاب کے کاشتکاروں کو کیا کیا سہولیات دی جاتی ہیں جس کا انہوں نے ایک general سا جواب دے دیا ہے کہ کاشتکار جنوبی پنجاب یا کسی بھی علاقے کا ہو اُس کی ضروریات ایک جیسی ہوتی ہیں۔ آپ مجھ سے

زیادہ بہتر جانتے ہیں کہ کاشتکار کی ضروریات ایک جیسی نہیں ہوتیں بلکہ مختلف علاقوں کی ضروریات بھی مختلف ہوتی ہیں۔ایک تو انہوں نے یہ جواب غلط دیا ہے اور دوسرا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے تفصیل میں بتایا ہے کہ گرین ٹریکٹر سکیم پر سبسڈی دی گئی ہے تو اس میں کتنے لوگوں کے نام نکلے اور کتنے لوگوں کو ٹریکٹر کتنے عرصے میں ملے ؟اسی طرح جو سہولیات دے رہے ہیں تو زرعی آلات پر سبسڈی صرف چند فرموں کو دے دی جاتی ہے جس سے کسان کو براہ راست کوئی فائدہ نہیں ہے تو انہوں نے براہ راست کسانوں کو فائدہ دینے کے لئے کیا کیا ہے ؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!انہوں نے پوچھا ہے کہ کسانوں کو براہ راست فائدہ پہنچانے کے لئے کیا کیا ہے اور خصوصاً جنوبی پنجاب کا ذکر کیا ہے ؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!یہاں پر جتنے فائدے بتائے گئے ہیں وہ براہ راست کاشتکاروں کو ہی جاتے ہیں۔گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت شفاف قرعہ اندازی کے ذریعے ٹریکٹر براہ راست کاشتکاروں کو دیئے گئے ہیں جس پر دو لاکھ روپے فی ٹریکٹر سبسڈی تھی۔اس شرح کے لحاظ سے جنوبی پنجاب کے لوگوں کو زیادہ فائدہ ہوا ہے کیونکہ یہ crop areas پر دیا گیا ہے اور double cropping بھی ہوتی ہے لیکن زمین کے areas کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ٹریکٹر دیئے گئے ہیں اور شمالی پنجاب کے مقابلے میں جنوبی پنجاب میں زیادہ ٹریکٹر تقسیم ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر!دوسری گزارش یہ ہے کہ زرعی آلات بھی کسانوں کی سہولت کے لئے دیئے گئے ہیں۔اس کے علاوہ ٹنل ٹیکنالوجی کے لئے بھی رقوم دی گئی ہیں اور فوڈ سکیورٹی کے لئے زرعی آلات دیئے گئے ہیں۔ تھل کے علاقے میں ڈرپ اریگیشن کے لئے 251 ملین روپے یعنی 25 کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں لیکن یہ سکیم ایک بڑی سکیم ہے جس پر 1364 ملین یعنی ایک ارب 36 کروڑ روپے تھل کینال کے علاقے کی ترقی کے لئے دیا گیا ہے۔ وہاں تھل کے علاقے میں ڈرپ اریگیشن کے ذریعے کپاس کاشت ہو گی اور یہ 36 ہزار فی ایکڑ کاشتکاروں کو براہ راست سبسڈی دی جا رہی ہے جو جنوبی پنجاب کے کاشتکار ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!انہوں نے بالکل اس بات کا جواب نہیں دیا کہ ہر علاقے کے کاشتکار کی ضروریات ایک جیسی ہوتی ہیں اور دوسرا انہوں نے تفصیل میں دس پوائنٹس بتائے ہیں جن میں ٹنل ٹیکنالوجی یعنی بے موسمی سبزیات کے لئے پچاس فیصد رعائتی قیمت فراہم کی جاتی ہے تو اس سے کاشتکار اور عام لوگ جو موسمی سبزیاں خریدنے کے بھی قابل نہیں رہ گئے تو میرے خیال میں بے موسمی

سبزیاں تو صرف امرا ہی خرید سکتے ہیں تو اس پر پچاس فیصد دی گئی رعائت سے عام کسان یا خریدار کو کیا فائدہ ہے اور اگر انہوں نے اتنی سہولیات اور اتنا پیسا خرچ کیا ہے تو پھر ہم بھارت سے آلو، پیاز اور ٹماٹر وغیرہ کیوں منگوا کر چار گنا زیادہ قیمت پر عوام کو کیوں دے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ کو زبانی پہلے ہی پتا ہوتا ہے اور آپ کاغذوں میں ایسے ہی پھنس جاتے ہیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ دس ہزار ٹریکٹر صوبہ پنجاب میں تقسیم کئے گئے جن میں سے جنوبی پنجاب میں 3810 ٹریکٹر دیئے گئے ہیں۔ دوسری بات سبزیوں کی گئی ہے تو ٹنل ٹیکنالوجی لوگوں کو ترغیب دینے کے لئے تھی تاکہ ان میں شعور بیدار ہو وہ high value crop اور زیادہ قیمت والی سبزیاں اگا سکیں تاکہ انہیں زیادہ سے زیادہ منافع ہو۔ جب کوئی ترغیب یا incentive دیا جاتا ہے تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو awareness دی جائے تاکہ وہ اس کی کاشت کی طرف آئیں۔ چونکہ آبادی تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے جس کے ساتھ ساتھ ضروریات بھی بڑھ رہی ہیں لہذا حکومت نے اس کے لئے کچن گارڈن جیسے پراجیکٹ بھی بنائے ہیں جس کے تحت ایک لاکھ ستر ہزار روپے کے بیج تقسیم کئے گئے ہیں تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ سبزیوں کی کاشت کریں۔ یہ ایک gradual process ہے یہ کوئی اچانک نہیں ہو سکتا اور long term میں ان مسائل کو دیکھا جا رہا ہے۔

جناب عبدالوحید چودھری: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! جز(ب) کے جواب میں ہے کہ "کاشتکار جنوبی پنجاب کا ہو یا کسی بھی علاقے کا، اس کی ضروریات یکساں ہوتی ہیں" منسٹر صاحب کا بھی جنوبی پنجاب سے تعلق ہے تو کیا یہ حقیقت ہے؟ یہاں پر کتنا بڑا جھوٹ بولا گیا ہے کہ ان کی ضروریات اور اخراجات یکساں ہیں۔ جنوبی پنجاب کا فی ایکڑ پانی بھی اپر پنجاب سے کم ہے، ریتلی زمینوں میں زیادہ پانی لگتا ہے اور وہاں نہریں بھی چھ چھ ماہ کی ہیں۔ ان کے اخراجات بہت زیادہ ہیں تو یہ کیسے کہا گیا کہ جنوبی پنجاب کے اخراجات کم ہیں اس کے لئے میں گزارش کروں گا کہ وہاں ستر فیصد علاقہ ہے تو وزیر موصوف بتائیں گے کہ جنوبی پنجاب کے کاشتکاروں کی حالت زار کو ٹھیک کرنے کے لئے کیا خصوصی پیکیج دے رہے ہیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!جنوبی پنجاب کے لئے ملتان میں مینگو ریسرچ انسٹیٹیوٹ قائم کیا گیا ہے جس پر 196 ملین یعنی 19 کروڑ 64 لاکھ روپے لاگت آئی ہے، بہاولنگر میں دھان کی تحقیق کا ایک سنٹر قائم کیا گیا ہے جس پر 14 کروڑ 14 لاکھ روپے کی لاگت آئی ہے اور یہ مکمل ہو گیا ہے۔ گریٹر تھل کینال کے area کا ترقیاتی منصوبہ ہے اور 1364 ملین سے بھکر، لیہ اور مظفر گڑھ میں کام کیا جا رہا ہے۔ اگر جنوبی پنجاب کہیں گے تو جنوبی پنجاب کے ڈویژن اور اضلاع کے لئے کوئی خاص definition نہیں ہے۔ عام طور پر بہاولپور، ڈیرہ غازی خان اور ملتان ڈویژنوں کو جنوبی پنجاب میں شمار کیا جاتا ہے۔ لیہ میں ایک تربیتی ادارہ بن رہا ہے جہاں پر فیلڈ اسسٹنٹ کورس کے لئے تربیت دی جائے گی اور تھل میں ڈرپ اریگیشن کے ذریعے کپاس کاشت کرنے پر 251 ملین روپے خرچ ہو رہے ہیں اور اس طرح مختلف منصوبوں سے جنوبی پنجاب پر خصوصی توجہ دی جا رہی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے پہلا سوال ہے کہ گرین ٹریکٹر سکیم شروع کی گئی ہے جو کہ بڑی transparent تھی سوائے چیف سیکرٹری۔۔۔

جناب سپیکر: آپ سوال سے متعلقہ رہیں اور میری بات سنیں کہ جو بات ہو رہی ہے اس سوال کے متعلق ہی بات کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! گرین ٹریکٹر سکیم میں سبسڈی دی گئی ہے اور وہ اسی میں ہے میں اس سے باہر نہیں جاؤں گا۔ یہ سکیم بڑی اچھی تھی اور صرف ایک سال اسے چلایا گیا تو کیا اس کے بعد ٹریکٹر کی کسانوں کو ضرورت نہیں رہ گئی، کیا اس سکیم کو دوبارہ شروع کرنے کا ارادہ ہے اور کیا اس بجٹ میں اسے دوبارہ شروع کیا جائے گا؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ drip sprinklers سکیم شروع کی گئی ہے تو پچھلے سال میں کتنے ایکڑ رقبہ کو اس سکیم کے تحت arrange کیا گیا ہے یعنی کتنے سو، ہزار یا لاکھ ایکڑ میں sprinklers کسانوں کو مہیا کئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! انہوں نے فرمایا ہے کہ گرین ٹریکٹر سکیم صرف ایک سال کے لئے شروع کی گئی۔ اس طرح نہیں ہے 09-2008 میں اور 10-2009 میں دس دس ہزار ٹریکٹر شفاف قرعہ اندازی کے ذریعے چھوٹے کاشتکاروں جن کے رقبے کی حد 25 ایکڑ سے 50 ایکڑ تھی، میں تقسیم کئے گئے ہیں جس پر حکومت پنجاب کے 4۔ ارب روپے خرچ ہوئے ہیں اور اس طرح میکنائزفارمنگ کو بہت بڑی سپورٹ ملی ہے جس سے زراعت کو بہت فائدہ ہوا ہے۔ ڈرپ اریگیشن کے لئے 36۔ ارب روپے کا پراجیکٹ بنایا ہے اور ایک لاکھ بیس ہزار ایکڑ رقبہ اس سے سیراب ہو گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال انجینئر قمرالاسلام راجہ صاحب کا ہے۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: میرے سوال کا نمبر 5238 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

مارکیٹ کمیٹیوں میں پرانا ٹیکس تشخیصی نظام بحال کرنے کا مطالبہ

*5238: انجینئر قمرالاسلام راجہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مارکیٹ کمیٹیاں صوبہ بھر میں اپنے نوٹیفائیڈ علاقوں سے تمام اداروں سے واجب الادا ٹیکس خود وصول کیا کرتی تھیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ رواں سال لاہور کی پانچ مارکیٹ کمیٹیوں سمیت پنجاب کی بارہ مارکیٹ کمیٹیوں میں خود تشخیصی نظام کا اجراء کیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس خود تشخیصی نظام کے اجراء سے سرکاری ریونیو میں بہت کمی واقع ہو گئی ہے اور لاہور کی دو مارکیٹ کمیٹیوں کے ترقیاتی کام اور کئی ملازمین کی تنخواہیں کئی مہینوں سے رُکی ہوئی ہیں؟

(د) اگر یہ درست ہے کہ تو کیا حکومت اس خود تشخیصی نظام کو ختم کرنے، وہی پرانا نظام بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ مارکیٹ کمیٹیاں صوبہ بھر میں اپنے نوٹیفائیڈ علاقوں میں تمام اداروں سے ٹیکس وصول کرتی ہیں بلکہ وہ قواعد کے مطابق صرف زرعی اجناس کا کاروبار کرنے والے لوگوں سے واجب الادا ٹیکس بصورت لائسنس فیس اور مارکیٹ فیس وصول کرتی ہیں۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ لاہور کی پانچ مارکیٹ کمیٹیوں سمیت پنجاب کی بارہ مارکیٹ کمیٹیوں میں تجرباتی طور پر خود تشخیصی نظام کا اجراء کیا گیا۔

(ج) یہ درست ہے کہ خود تشخیصی نظام کے اجرا سے مارکیٹ کمیٹیوں کی آمدن میں کمی واقع ہوئی ہے اور لاہور میں صرف دو مارکیٹ کمیٹیوں، کوٹ لکھپت اور ملتان روڈ میں ترقیاتی کام اور تنخواہیں متاثر ہوئی ہیں لیکن اس مسئلے کے سدباب کے لئے کوششیں کی جارہی ہیں جس میں تمام پنجاب کی مارکیٹ کمیٹیوں کو روزانہ کی بنیاد پر اپنے ریونیو کولیکشن کی رپورٹ حکومت کو بذریعہ email ارسال کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور جس کمیٹی کی ریونیو کولیکشن میں نمایاں کمی ہوتی ہے اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جاتی ہے چونکہ کسی بھی نئے نظام کی کامیابی کے لئے اس کو مکمل طور پر سمجھنا بہت ضروری ہوتا ہے اس لئے خود تشخیصی نظام کی مکمل آگاہی کے لئے مارکیٹ کمیٹیوں کے ملازمین / اداروں کے لئے تربیتی پروگرام کروائے جارہے ہیں۔ان تمام اقدامات کی وجہ سے تنخواہوں کی ادائیگی / ترقیاتی کاموں میں واضح بہتری آرہی ہے۔

(د) چونکہ نئے نظام میں کوئی خامی نہیں اس لئے سردست حکومت کے پیش نظر اس کو ختم کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! جز(الف) میں پوچھا گیا تھا کہ "مارکیٹ کمیٹیاں صوبہ بھر میں اپنے نوٹیفائڈ علاقوں سے تمام اداروں سے واجب الادا ٹیکس وصول کرتی ہیں"؟ جواب میں ہے کہ "یہ درست نہ ہے کہ وہ تمام اداروں سے"، حالانکہ افراد بھی زراعت کا کام کرتے ہیں اور partnerships اور companies کو ادارہ کہا جائے گا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ج) میں کہا گیا ہے کہ جس کمپنی کی revenue collection میں نمایاں کمی ہوتی ہے اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ یہ قانونی کارروائی کیا ہوتی ہے اور کس قانون کے تحت کی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ قانونی کارروائی کیا ہوتی ہے اور کس قانون کے تحت ہوتی ہے؟اس سے پہلے بھی انہوں نے ایک سوال پوچھا ہے۔

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!ٹیکس کیcollection کے لئے مارکیٹ کمیٹی کے notified علاقے ہوتے ہیں۔اس میں ہر ادارے سے ٹیکس نہیں لیا جاتا بلکہ جو اجناس کا کاروبار کرتے ہیں جیسے سبزیوں، پھل اور جن کی Agricultural related Industries ہیں جس میں فلور ملز اور شوگر ملز ہیں ان تمام سے باقاعدہ ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ جہاں تک کارروائی کا پوچھا گیا ہے تو وہ PEEDA Act بنا ہوا ہے ملازمین کے خلاف Efficiency and Discipline Rule کے تحت کارروائی ہوتی ہے۔ جو ملازمین سستی کوتاہی دکھاتے ہیں ان کے خلاف باقاعدہ کارروائی ہوتی ہے اور بہت سارے لوگوں کے خلاف کارروائی کی بھی گئی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

انجینئر قمرالاسلام راجہ:جناب سپیکر!جب واجب الادا ٹیکس پوچھا گیا ہے تو واجب الادا ٹیکس تو اسی ادارے پر ہوگا جس پر واجب الادا ہے۔ یہ تو نہیں ہے کہ ہم زرعی ٹیکس کسی لوہے کی فیکٹری والے سے لیں گے۔ دوسرا میرا سوال تھا کہ کس قانون کے تحت، جب آپ نے خود تشخیصی نظام وہاں پر لگایا ہے۔ جب ایک tax payer خود تشخیص کر کے ٹیکس دے گا اور اگر tax collection کم ہوتی ہے تو پھر ملازمین کے خلاف PEEDA Act کے تحت کیسے کارروائی کی جا سکتی ہے؟

جناب سپیکر:جی،منسٹر صاحب!

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!پورے پنجاب میں یہ خود تشخیصی نظام رائج نہیں کیا گیا بلکہ پنجاب کی صرف بارہ مارکیٹ کمیٹیاں ہیں جن میں پانچ لاہور میں ہیں اور باقی ڈویژن ہیڈ کوارٹر ہیں، وہاں پر ان کو آزمائشی طور پر ٹیسٹ کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔ جو پہلے انسپکٹر صاحبان tax collect کرتے تھے ان کے بارے میں شکایات تھیں لیکن اب انہیں Performa دیا گیا ہے اور انڈسٹری والے اب خود جمع کراتے ہیں۔محکمے کے لوگوں کو پابند کیا گیا ہے کہ جو انکم ہوگی اور جو جمع ہوگی اس بارے میں daily basis پر ای میل کے ذریعے ہیڈ آفس کو مطلع کریں گے۔ جو جمع نہیں کرائیں گے ان کو گیارہ فیصد penalty عائد کر دی جائے گی اور ان کی لسٹ بنی ہوئی ہے۔ جو ٹیکس نہیں دیں گے ان پر penalty عائد ہوگی۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ:جناب سپیکر!سوال یہ ہے کہ کیا یہ خود تشخیصی نظام کا تجربہ کامیاب رہا ہے اگر یہ کامیاب رہا ہے تو اس کو پورے پنجاب میں کیوں نہیں نافذ کیا گیا اور اگر یہ ناکام رہا ہے تو اس کو ختم کیوں نہیں کیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس سے آمدنیاں بڑھی ہیں اور ہماری مارکیٹ کی پینسٹھ فیصد آمدنی بڑھ گئی ہے۔ یہ نظام کامیاب ہے اور ہماری کوئی مارکیٹ کمیٹی خسارے میں نہیں جا رہی ہے سب منافع میں جا رہی ہیں۔ صرف ایک سال ایسا ہوا تھا اس کے بعد سب منافع میں جا رہی ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ ساجدہ میر!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! کیا مارکیٹ کمیٹیوں میں تعیناتی سیاسی بنیادوں پر ہوتی ہے؟ اگر کارکردگی کی بنیاد پر کی جائے تو اس نظام کو بہتر کیا جا سکتا ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ کی suggestion ہے یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال ہے کہ اس میں جو ایڈمنسٹریٹر تعینات کئے جاتے ہیں وہ سیاسی بنیادوں پر کئے جاتے ہیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ان کے باقاعدہ انتخابات ہوئے ہیں، ان کے ممبران منتخب ہوئے ہیں اور الیکشن کے بعد ایڈمنسٹریٹر بنے ہیں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 5738 ہے۔

پنجاب میں کپاس کی پیداوار کی تفصیلات

*5738: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کی کپاس کی پیداوار پورے ملک کی کپاس کی پیداوار کا 75 فیصد سے زائد ہے؟

(ب) اگر یہ درست ہے تو پنجاب میں کپاس کا زیر کاشت رقبہ کتنے ایکڑ ہے کیا حکومت کپاس کے زیر کاشت رقبہ کو بڑھانے کے لئے کپاس کے کاشتکاروں کو کچھ ترغیبات دے رہی ہے اور کیا ان ترغیبات میں کیڑے مار ادویات پر کچھ سبسڈی بھی شامل ہے؟

(ج) اگر نہیں تو کیا حکومت ان ادویات پر کچھ سبسڈی دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) موجودہ سال 12-2011 میں کپاس کی کاشت 62 لاکھ 10 ہزار ایکڑ پر ہوئی۔ Cotton B-T کی اقسام کی منظوری سے کیڑے مار ادویات کا استعمال نہایت کم ہونے سے کاشت کے اخراجات میں کمی آئی ہے۔ کپاس کا زیر کاشت رقبہ بڑھانے کے لئے ڈرپ اریگیشن سکیم متعارف کرائی جارہی ہے چونکہ کیڑے مار ادویات مارکیٹ میں آسانی سے دستیاب ہیں اور زیادہ مہنگی بھی نہیں ہیں اس لئے فی الحال ان پر سبسڈی کی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

(ج) فی الحال ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! سوال میں پوچھا گیا تھا کہ کیا حکومت کپاس کا زیر کاشت رقبہ بڑھانے کے لئے کوئی ترغیبات دے رہی ہے، جواب دیا گیا کہ ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔ جز(ج) میں پوچھا گیا تھا کہ کیا حکومت ان ادویات پر سبسڈی دینے کا ارادہ رکھتی ہے، سوال ارادے کا تھا کہ حکومت ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟ جواب آیا کہ ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔ یہ بتادیں کہ کیا حکومت ارادہ رکھتی ہے؟ کیونکہ ادویات بہت مہنگی ہیں۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! آج تک کبھی بھی زرعی ادویات پر سبسڈی دی گئی اور نہ دینے کا ارادہ ہے۔ B.T Cotton کی وجہ سے farmer کے اخراجات بہت کم ہوگئے ہیں اور اس کی لاگت بھی پانچ چھ سو روپے فی ایکڑ آتی ہے۔ اس پر حکومت کا سبسڈی دینے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! B.T Cotton کی کاشت اس سال سے approve ہوئی ہے۔ اس پر کم دوائیوں کی ضرورت پڑتی ہے اور کیڑوں کا اثر کم ہوتا ہے لیکن اس پر عمل اس سال شروع ہوا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سال 62 لاکھ ایکڑ area پر کتنے فیصد B.T Cotton کاشت کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!مجموعی طور پر B.T Cotton پہلے پچاس فیصد رقبے پر تھی پھر ساٹھ فیصد رقبے پر ہوئی اوراب تقریباًستر فیصد ایکڑ پر B.T Cotton کاشت ہو گئی ہے۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ:جناب سپیکر!میرا آخری ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب میں کہا گیا ہے کہ کیڑے مارادویات مارکیٹ میں آسانی سے دستیاب ہیں اور مہنگی بھی نہیں ہیں۔کیا کیڑے مارادویات کسانوں کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مہنگی نہیں ہیں؟

جناب سپیکر:جی،منسٹر صاحب!

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!2007 میں10۔ارب53کروڑ روپے کی pesticides import ہوئی تھیں اور2009میں کم ہو کر 7۔ارب 64 کروڑ روپے کی ہو گئیں۔ Pesticides کا استعمال کم ہو گیا ہے اس لئے فی الحال حکومت کے سامنے ایسی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے کہ اس پر سبسڈی دی جائے۔

جناب شہزاد سعید چیمہ:جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر:جی، چیمہ صاحب!چیمہ صاحب بڑی مشکل سے آئے ہیں۔ سب خاموش رہیں چیمہ صاحب کا سوال سنیں،یہ بڑی مشکل سے آئے ہیں۔(قہقہہ)

جناب شہزاد سعید چیمہ:جناب سپیکر!السلام علیکم۔ میں پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ B.T Cotton کی کون سی اقسام certified ہیں اور Research and Development Wing کب سے B.T Cotton کا بیج create کر رہا ہے نیز Research and Development کا بجٹ کتنا ہے؟

جناب سپیکر:منسٹر صاحب!آرام سے چیمہ صاحب کے سوال کا جواب دیں اور ان کی تسلی ہونی چاہئے۔

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!میں چیمہ صاحب کی تسلی کراتا ہوں۔Punjab Agriculture Research Board کا ادارہ جس کی 1997 میں enactment ہوئی تھی۔ وہ non functional تھا موجودہ حکومت نے اس کو functional کیا اور اس کو ایک ارب روپے کی رقم فراہم کی۔ Competitive grant system کے ساتھ 53 پراجیکٹ approved کئے ہیں اور مزید ایک ارب روپے کی رقم دی گئی ہے۔اس طرح research کے لئے 2۔ارب روپے فراہم کئے گئے۔جہاں تک B.T Cotton کی بات ہے تو Punjab Seed Council ایک ادارہ بنا ہوا ہے دو

سال قبل آٹھ اقسام کی B.T Cotton کی منظوری دی گئی ہے اور ایک ایکڑ پر ستر فیصد B.T Cotton کاشت ہو رہی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہو گا۔

جناب شہزاد سعید چیمہ: جناب سپیکر! میں نے اسی پر ایک ضمنی سوال کرنا ہے کیونکہ آپ نے انہیں کہا تھا کہ ان کی تسلی کرا دیں لیکن میری تسلی نہیں ہوئی۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ میرے دفتر آ جائیں میں ان کی تسلی کرا دوں گا۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! آپ کو کیا ہو گیا ہے، اتنے anxious ہو گئے ہیں۔ آپ اگلے سوال پر آ جائیں۔

جناب شہزاد سعید چیمہ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ میں نے آپ سے گزارش کی تھی کہ certified B.T کی اقسام کے نام بتا دیجئے۔ نیز یہ بتا دیجئے کہ Research and Development Wing کب سے B.T Cotton کا seed تیار کرنے میں لگا ہے، یہ کب سے چل رہا ہے اور کب جا کر اس نے certified B.T seeds مارکیٹ میں farmer تک پہنچایا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! چیمہ صاحب نے جو پوچھا ہے اس کا اس سوال سے تعلق نہ ہے تاہم B.T Cotton کے لئے FH-113,IRC-701,IR15-1504,BT-121 اور MG6 ALI AKBAR-307,802 اور SITARA-208 ورائٹی اقسام B.T Cotton منظور ہوئی ہیں اور یہ زیر کاشت ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کپاس میں بول وارم کی کمی ہونے کی وجہ سے 10۔ارب روپے کی pesticide کم ہو کر 7۔ارب روپے پر آ گئی ہیں یعنی جو 10۔ارب روپے کی استعمال ہو رہی تھی اب کم ہو کر 7۔ارب روپے پر آ گئی ہے اور یہ اس کے نتائج ہیں۔ جہاں تک انہوں نے RND کا کہا ہے تو ہم نے جو پراجیکٹ کاٹن پر دیئے ہیں اس کی مالیت 12 کروڑ روپے بنتی ہے اور 12 کروڑ روپے کاٹن ریسرچ پر دیئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شاباش۔ اب اگلا سوال نمبر 6497 چودھری ظہیر الدین صاحب کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! On his behalf.(معزز خاتون ممبر نے چودھری ظہیر الدین خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! سوال نمبر 6497 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

یونیورسٹی سٹی آف ایگریکلچر فیصل آباد میں ہوسٹلز کے مسائل

*6497: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یونیورسٹی آف ایگریکلچر فیصل آباد کے Hostels کی حالت انتہائی خراب ہے اور ہاسٹل کے چار طلبہ کی گنجائش والے کمرے میں دس طلباء رہائش پذیر ہیں، طلبا کو ضروری سہولیات دستیاب نہیں بلکہ ان کی تعلیمی سرگرمیاں بھی بری طرح متاثر ہو رہی ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت ہوسٹل میں رہائش پذیر طلباء کی مشکلات دور کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔ یونیورسٹی کی موجودہ عمارت کو 1970 کی دہائی میں 2500 سے 3000 طلباء وطالبات کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے بنایا گیا تھا۔
حکومت کی ہدایات کے مطابق یونیورسٹی کو ہر سال داخلوں کی تعداد میں 10 فیصد اضافہ کرنا پڑتا ہے جس سے طلباء وطالبات کی تعداد بڑھتے بڑھتے اب 10810 ہو گئی ہے۔ اس وجہ سے ہاسٹلز میں طلباء وطالبات کی رہائش گنجائش سے زیادہ ہو گئی ہے۔

(ب) حکومت طلباء اور طالبات کی اس پریشانی سے بخوبی آگاہ ہے۔ اس وقت پانچ ہاسٹلز زیر تعمیر ہیں جن میں 1000 طلباء کے ٹھہرنے کی گنجائش ہو گی۔ ان کی تعمیر کے بعد ہاسٹل میں رش کافی حد تک کم ہو جائے گا۔ چونکہ زرعی یونیورسٹی بھی پاکستان کی باقی یونیورسٹیوں کی طرح مالی مشکلات کا شکار ہے لہذا جیسے ہی فنڈز دستیاب ہوں گے مزید ہاسٹل کی تعمیر سے طلبا کی رہائش کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر!اس میں لکھا ہے کہ 1970 میں 2500 سے لے کر 3000 students کے لئے اس کو بنایا گیا تھا اور اب ہر سال داخلوں میں دس فیصد اضافہ کیا جاتا ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اب تک پنجاب حکومت نے اس کی upgradation کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں تاکہ ان students کو بروقت صحیح طریقہ سے یہاں پر داخلے مل سکیں اور ان کی کلاسیں وقت پر شروع ہو سکیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سوال یہ کیا گیا تھا کہ ہاسٹلوں میں students کی تعداد کے لحاظ سے capacity کم ہے اور students کی تعداد بڑھ رہی ہے تو کمی کی وجہ سے زیادہ students کو ہاسٹل میں ٹھہرانا پڑتا ہے میری یہ گزارش ہے کہ۔۔۔(شور غل)

جناب سپیکر: محترم، قابل احترام بڑی مہربانی، بڑی نوازش، ذرا غور سے جواب سنئے تاکہ ان کے سوال کا بھی پتا چلنا چاہئے۔جی، محترمہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر!اگر وزیر صاحب ذرا غور کریں تو میں صرف آپ کو یہ کہہ سکتی تھی کہ آپ نے غلط جواب دیا ہے۔Hostels کے بارے میں پوچھا تھا لیکن آپ نے یونیورسٹی کے بارے میں بتایا ہے اور میں نے آپ کو پھر پریشان کرنے کی کوشش نہیں کی اور میں نے اسی behalf سے پوچھ لیا کہ آپ دس فیصد داخلے کے لئے اور اس کو upgrade کرنے کے لئے کیا اقدامات کر رہے ہیں جو سالانہ داخلہ بڑھ رہا ہے؟اب اس میں طالبعلموں کی تعداد 3ہزار کے بجائے 10810 ہو چکی ہے تو اس کے لئے آپ کیا اقدامات کر رہے ہے اور آپ نے جواب غلط دیا ہے کیونکہ پوچھا ہاسٹل کے بارے میں ہے اور جواب یونیورسٹی کے بارے میں دے رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی!آپ اپنی بات کریں، ان سے میں جواب پوچھ لیتا ہوں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر!اس جواب میں لکھا ہے اور میں کوئی اپنے پاس سے تو نہیں کہہ رہی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی۔جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ جب پہلے بنیادی طور پر یونیورسٹی بنائی گئی تھی اس میں طلبہ کے داخلے کے لئے 3ہزار طلبہ کی گنجائش تھی اور اب

10810 تعداد ہو گئی ہے کیونکہ گورنر پنجاب یونیورسٹی کے چانسلر ہیں، چانسلر صاحب کے لیٹر موجود ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ ہر سال داخلہ میں 10 فیصد اضافہ کیا جائے اس کی بنیاد پر ابھی داخلے بڑھے ہیں۔ اسی بنیاد پر پانچ نئے ہاسٹل بنائے جا رہے ہیں اور دو مکمل ہو چکے ہیں جہاں پر 400 students کی گنجائش ہے اور تین ہاسٹل زیر تعمیر ہیں اور ان میں 600 طلباء کی capacity ہو گی اس طریقے سے ہاسٹل کی گنجائش بڑھائی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب نے ہاسٹل کی تعمیر کے لئے 117 ملین یعنی 11 کروڑ 77 لاکھ روپے دیئے ہیں اور ابھی 16۔نومبر 2011 کو وزیر اعلیٰ پنجاب فیصل آباد یونیورسٹی میں تشریف لے گئے تھے اور انہوں نے وہاں پر مزید 70 ملین روپے کا اعلان کیا ہے، 7 کروڑ روپے مزید فراہم کئے جائیں گے اور ہاسٹل میں توسیع ہو رہی ہے جس سے اس میں کافی مدد ملے گی۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ تین ہاسٹل زیر تعمیر ہیں۔اب ہاسٹل کا سوال تو میں بعد میں پوچھوں گی جب مجھے یہ یونیورسٹی کے بارے میں جواب دے دیں گے کہ یونیورسٹی کو upgrade کرنے کے لئے کیا اقدامات کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی! یونیورسٹی کو upgrade کرنے کے لئے کیا اقدامات کر رہے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یونیورسٹی کی capacity بڑھائی جا رہی ہے لیکن یونیورسٹی upgrade نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔جناب سپیکر! سوال کے جواب کی جز(ب) میں لکھا گیا ہے کہ زرعی یونیورسٹی بھی پاکستان کی باقی یونیورسٹیوں کی طرح مالی مشکلات کا شکار ہے لہذا جیسے ہی فنڈز دستیاب ہوں گے مزید ہاسٹل کی تعمیر سے طلبا کی رہائش کا مسئلہ حل ہو جائے گا تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس یونیورسٹی کے اندر Evening Classes کی گنجائش ہے۔۔۔

جناب سپیکر: حسن مرتضیٰ صاحب! Please for God sake جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں self finance scheme کے تحت ایک معقول آمدنی آرہی تھی اوراس میں Evening Classes کی گنجائش تھی اور سینکڑوں بچے وہاں داخل ہوتے تھے۔ ہم نے self finance scheme کو بند کر دیا اور 18 ترامیم کے بعد یونیورسٹی گرانٹ کمیشن کی funding بھی کم ہو گئی ہے تو میرا ضمنی سوال وزیر صاحب سے یہ ہے کہ جبکہ یونیورسٹی میں گنجائش ہے تو کیا یونیورسٹی کی مالی حالت کو بہتر کرنے کے لئے اگلے مالی سال کے بجٹ سے Evening Classes کا پھر سے اجراء کر دیا جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ پالیسی matter ہے میں اپنے معزز بھائی سے کہوں گا کہ پہلے self finance scheme کے تحت داخلے ہوتے رہے ہیں۔اب اس پر discuss کر کے اس کا حل نکالا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی! مہربانی، next question خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!. On his behalf (معزز ممبر نے خواجہ محمد اسلام کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!.On his behalf۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!ان کو کرنے دیں،آپ ضمنی سوال بعد میں کر لیں۔جی، رانا محمد افضل صاحب!

جناب سپیکر: جی!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ سوال نمبر 6502 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد-مارکیٹ کمیٹیوں سے متعلقہ تفصیلات

*6502: **خواجہ محمد اسلام:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد میں کتنی مارکیٹ کمیٹیاں کہاں کہاں ہیں؟

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی سال 09-2008 اور 10-2009 کی آمدن اور خرچ کی تفصیل سال وار بتائیں؟

(ج) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

(د) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی طرف سے ان دو سالوں کے دوران کون کون سے منصوبے مکمل کئے گئے اور ان پر کتنی لاگت آئی ہے؟

(ہ) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹرز/چیئرمینز کے نام وپتاجات بتائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) فیصل آباد میں کل چھ مارکیٹ کمیٹیاں ہیں جو درج ذیل مقامات پر واقع ہیں:

1۔	فیصل آباد	2۔	جڑانوالہ
3۔	سمندری	4۔	تاندلیانوالہ
5۔	چک جھمرہ	6۔	ماموں کانجن

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی سال 09-2008 اور 10-2009 کی کل آمدن 28 کروڑ 76 لاکھ 75 ہزار 898 روپے اور کل خراجات 16 کروڑ 35 لاکھ 3 ہزار 284 روپے ہیں۔ان کمیٹیوں کی سال وار آمدن اور اخراجات کی علیحدہ علیحدہ تفصیل گوشوارہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے ذرائع آمدن میں لائسنس فیس، تجدید لائسنس فیس، مارکیٹ فیس، پھڑئے کا کرایہ، منڈیوں میں پلاٹ / دکانوں کی نیلامی اور پارکنگ فیس شامل ہے۔

(د) ان تمام مارکیٹ کمیٹیوں کی طرف سے ان دو سالوں میں سڑکوں کی تعمیر ومرمت، سٹریٹ لائیٹس، دکانات، پلیٹ فارم (پھڑ)، پانی والی ٹینکیاں، بیت الخلاء، چار دیواری، کواٹرز، چار دیواری کے جنگلہ اور گیٹ وغیرہ کی تعمیر ومرمت جیسے منصوبے مکمل کئے گئے جن پر کل 91 لاکھ 91 ہزار 58 روپے خرچ ہوئے۔کمیٹیوں کے نام، منصوبہ جات اور لاگت کی علیحدہ علیحدہ تفصیل گوشوارہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ان تمام مارکیٹ کمیٹیوں میں ایڈمنسٹریٹرز تعینات ہیں جن کے نام وپتاجات اس طرح سے ہیں۔

نام مارکیٹ کمیٹی	نام چیئرمین	پتاجات
فیصل آباد	محمد اکبر	مکان نمبر P-185 گلی نمبر 1 چوک امین آباد نمبر 2، فیصل آباد
جڑانوالہ	راجہ محمد امیر اسلم	نیا بازار گلی نمبر 4 مسلم لیگ ہاؤس، جڑانوالہ
سمندری	چودھری محمد اسلم	حویلی کامران والی شریف آباد فیصل آباد روڈ، سمندری
تاندلیانوالہ	جعفر علی ہوچا	چک نمبر GB-420 آبادی ہوچا تحصیل تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد

چک جھمرہ سر فراز خان مکان نمبر597محلہ نظام آباد، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور
ماموں کانجن رانا محمد اسلم راجپوت ہاؤس طارق کالونی ماموں کانجن

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! سوال کی جز(ب) کے جواب کے اندر مارکیٹ کمیٹیوں کی آمدنی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی گئی ہے، اس میں فیصل آباد کی آمدن مالی سال 09-2008 میں 12 کروڑ 26 لاکھ روپے تھی اور مالی سال 10-2009 میں مارکیٹ کمیٹی کی آمدن کم ہو کر 6 کروڑ 13 لاکھ روپے یعنی نصف ہو گئی ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کی وجہ بتائی جائے اور اس کمی پر کیا notice لیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، اس میں کمی کیوں واقع ہوئی اور اس پر آپ نے کیا notice لیا؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! Asian Development Bank سے ایک loan لیا گیا تھا اور تقریباً 3 کروڑ روپے ان کو واپس ادا کئے گئے ہیں۔ مبلغ ایک کروڑ 25 لاکھ روپے بابت جائیداد اداروں سے وصول نہ ہونے کی وجہ سے آمدنی کم ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! آمدن کا loan سے تو کوئی تعلق نہیں ہے، taxes کی وصولی اور جو باقی چار جز لیتے ہیں ان کا تعلق تو آمدن کے ساتھ ہے لیکن loan کا تو آمدن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میرے پاس جو جواب ہے اس کے مطابق مالی سال 10-2009 میں مارکیٹ کمیٹی فیصل آباد کو نقصان اٹھانا پڑا جو کہ مبلغ۔۔۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں درخواست کروں گا کہ اس کا notice لیا جائے اور میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) ہی میں بتایا گیا ہے کہ کل آمدن 28 کروڑ 76 لاکھ روپے ہے اور کل اخراجات 16 کروڑ 35 لاکھ روپے ہیں ان کے درمیان جو فرق ہے یعنی جو پیسے بچ جاتے ہیں ان کا کیا مصرف ہے اور وہ کہاں استعمال ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ان سے development schemes بنائی گئی ہیں اور میرے پاس development schemes کی تفصیل موجود ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی! بس ٹھیک ہے آپ نے کہہ دیا ہے کہ development کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! شکریہ۔ سوال کی جز(ہ) میں سے میں اپنے محترم وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان ایڈمنسٹریشن میں آپ جو Administrators تعینات کئے ہیں ان کی تعیناتی کے لئے کوئی قواعد وضوابط ہیں اور اگر ہیں تو ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے بتا دیا ہے، اس وقت آپ نہیں تھی اور اب یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! آگے بھی میں کچھ بول رہی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! یہ Administrators سیاسی بنیاد پر تعینات تو نہیں کئے گئے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سیکشن (33) کے تحت گورنمنٹ کو یہ اختیار ہے کہ ایمرجنسی میں staff gap arrangement کے طور پر گورنمنٹ Administrators تعینات کر سکتی ہے اور ان کے مقرر کرنے پر مارکیٹ کمیٹی کی 65 فیصد آمدنی بڑھ گئی ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! یہ ہمارے سامنے جھوٹ بول دیتے ہیں یا واقعی انہوں نے تعینات کیا ہوا ہے؟ حالانکہ ان لوگوں کو عابد شیر علی نے فیصل آباد میں تعینات کیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! گجرات میں ایک writ ہوئی تھی اس کے جواب میں جو باقاعدہ ایک طریق کار ہے اور جس کی provision ہے۔ farmer member کی باقاعدہ نامزدگی ہوئی اور باقی ممبران کے باقاعدہ الیکشن بھی ہوئے ہیں۔ اکثر مارکیٹوں میں ان کے چیئرمین بھی منتخب ہو چکے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:پوائنٹ آف آرڈر۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ principlesآپ نے خود بنائے ہیں اب ان پر قائم رہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:جناب والا!فیصل آباد سے متعلق ہے۔مجھے تو اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: فیصل آباد کا ہو یا لاہور کا ہو یہ کیا بات ہوئی؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب والا!اس سلسلے میں میری آپ گزارش تو سن لیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:جناب والا!ایک منٹ۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: شکریہ۔جناب سپیکر!وزیر موصوف نے یہاں پر جو 12کروڑ روپے کی بات کی ہے۔سوال کے جواب میں ہی یہ کہا گیا ہے کہ کل 91لاکھ 91ہزار روپے ڈویلپمنٹ سکیموں پر خرچ ہوئے ہیں۔اتنی کم ڈویلپمنٹ سکیمیں بنائی گئی کہ 12کروڑ کی بچت ہوئی۔اس کا مطلب یہ ہے کہ مارکیٹ کمیٹیاں ڈویلپمنٹ نہیں کروا رہیں کیونکہ صرف 91لاکھ 91ہزار روپے ڈویلپمنٹ پر خرچ ہوئے ہیں اور اس وقت 12کروڑ روپے کی رقم آپ کے پاس بقایا ہے۔دوسرا میں آپ کی اطلاع کے لئے عرض کروں گا کہ جڑانوالہ میں راجہ محمد امیر اسلم کے نام کا کوئی چیئرمین یا ایڈمنسٹریٹر موجود نہیں ہے۔میرے خیال میں نام کی درستی ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: یہ کوئی پرانا نام ہو گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:جناب والا!اس نام کا آدمی پہلے بھی موجود نہیں تھا لیکن میرا جو اصلی سوال ہے ڈویلپمنٹ کے متعلق ہے۔یہ تو میں نے صرف آپ کو observationدی ہے کہ نام کی درستی کروالی جائے۔اس نام کا وہاں پر کوئی چیئرمین نہیں ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):جناب والا!ڈویلپمنٹ کا کام وہاں پر جاری ہے جو سکیمیں نئی آئیں گی ان کی ڈویلپمنٹ کروادی جائے گی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:جناب والا!آپ دیکھیں 12 کروڑ روپے کی بچت ہوئی اگر وہ12 کروڑ روپے پچھلے سال ڈویلپمنٹ پر خرچ ہو جاتے تو بہتر تھا کیونکہ اب وہی کام 20 کروڑ روپے سے ہو گا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ صرف 91لاکھ روپے خرچ کیا گیا اور باقی رقم کس لئے پڑی رہی،اسی سال ڈویلپمنٹ کیوں نہیں کروائی گئی؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):جناب والا!یہاں پر ایڈمنسٹریٹر کے نام کی بات ہوئی تھی اس کا پورا نام راجہ محمد عامر اسلم ہے۔دوسرا رانا صاحب نے جو relevant بات کی ہے اس کی انکوائری کروالیتے ہیں کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔

جناب سپیکر:اگلا سوال زوبیہ رباب ملک صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر! سوال نمبر .On her behalf Question No 7471
(معزز خاتون ممبر نے محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

ضلع سرگودھا۔سبزی وفروٹ منڈیوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*7471: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں سبزی منڈی وفروٹ منڈی کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان فروٹ وسبزی منڈیوں کا کنٹرول کس کے پاس ہے؟

(ج) ہر سبزی وفروٹ منڈی میں کتنی دکانیں ہیں، کتنی سرکاری اور کتنی پرائیویٹ مالکان کی ہیں؟

(د) سرکاری دکانیں کرایہ / لیز / رینٹ پر دینے کا اختیار کس کے پاس ہے؟

(ہ) ان سبزی وفروٹ منڈیوں سے حکومت کو سال 10-2009 میں کتنی آمدن ہوئی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سرگودھا میں دو سبزی وفروٹ منڈیاں ہیں جو درج ذیل مقامات پر واقع ہیں:

1۔ سبزی وفروٹ منڈی سرگودھا

2۔ سبزی وفروٹ منڈی بھلوال

(ب) دونوں سبزی و فروٹ منڈیوں کا کنٹرول بالترتیب مارکیٹ کمیٹی سرگودھا اور مارکیٹ کمیٹی بھلوال کے پاس ہے۔

(ج) سبزی و فروٹ منڈی سرگودھا اور بھلوال میں کل 112 دکانات ہیں جن کی تفصیل اس طرح سے ہے:

نام	سرکاری دکانیں	پرائیویٹ دکانیں	میزان
سبزی وفروٹ منڈی سرگودھا	59	17	76
سبزی وفروٹ منڈی بھلوال	- -	36	36
میزان	59	53	112

(د) متعلقہ مارکیٹ کمیٹی جب بھی اپنی پراپرٹی کرایہ / لیز / رینٹ پر دینا چاہتی ہے تو سب سے پہلے دفعہ 14 کے تحت گورنمنٹ سے منظوری لیتی ہے۔ گورنمنٹ نے اس امر کے لئے DCO کی سربراہی میں نیلام / آکشن کمیٹی تشکیل دی ہوئی ہے جو کہ منظوری کے بعد نیلامی کے لئے کارروائی کرتی ہے۔

(ہ) ان سبزی و فروٹ منڈیوں سے حکومت کو سال 10-2009 کے دوران 15 لاکھ 9 ہزار 888 روپے کی آمدن ہوئی۔ تفصیل اس طرح سے ہے:

سبزی وفروٹ منڈی سرگودھا	12 لاکھ 13 ہزار 888 روپے
سبزی وفروٹ منڈی بھلوال	2 لاکھ 96 ہزار روپے

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! جز (ج) میں انہوں نے بتایا ہوا ہے کہ کتنی دکانیں پرائیویٹ ہیں اور کتنی سرکاری ہیں۔ میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ جو سبزی اور فروٹ منڈی بھلوال میں ہے یہاں پر چھتیس دکانیں ہیں اور اس کی آمدنی جو انہوں نے لکھی ہوئی ہے یہ صرف دو لاکھ چھیانوے ہزار روپے ہے۔ مہربانی فرما کر یہ مجھے بتادیں کہ یہاں پر یہ فی دکان کتنا کرایہ وصول کرتے ہیں؟ میں اپنا دوسرا ضمنی سوال بعد میں کروں گی۔

جناب سپیکر: آپ فی دکان کرایہ کیا وصول کرتے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ اپنا سوال repeat کر دیں تو بہتر ہو گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میں جز (ج) میں آپ نے دکانوں کا ذکر کیا ہے کہ سبزی اور فروٹ منڈی سرگودھا اور بھلوال میں 112 دکانیں ہیں جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ بھلوال میں چھتیس دکانیں ہیں۔ بھلوال کے متعلق آپ بھی جانتے ہیں کہ یہ citrus area ہے اور اس کو امریکہ کے

کیلیفورنیا سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ 2لاکھ 96ہزار روپے اس منڈی کی آمدنی بہت کم ہے۔ کیا آپ مجھے بتادیں گے کہ فی دکان کتنا کرایہ وصول کیا جاتا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ جو 2لاکھ روپے کی آمدنی ہے یہ بھلوال کی ہے۔ بھلوال میں سرکاری دکانیں نہیں ہیں۔ وہاں پر صرف سبزی منڈی اور فروٹ منڈی ہے غلہ منڈی موجود نہیں ہے اس لئے 2لاکھ 96ہزار روپے آمدنی ہوئی ہے جبکہ پورے سرگودھا میں دکانیں ہیں اور ان کا فی دکان کرایہ 5ہزار سے 19ہزار روپے تک ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے بھی فروٹ منڈی اور سبزی منڈی ہی کی بات کی ہے اور citrus کا میں نے ذکر کیا ہے یہ فروٹ میں ہی آتا ہے غلہ میں نہیں آتا۔ دوسرا میں یہ عرض کروں گی کہ بھوال کے ایریا میں بہت وسیع potential موجود ہے اور اس کی آمدن 2لاکھ 96ہزار روپے ہے جو کہ کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ میں خود اس ایریا سے belong کرتی ہوں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا حکومت کے پاس کوئی ایسی حکمت عملی، ایسی پالیسی، تجویز ہے کہ یہاں پر جو اتنا زیادہ citrus پیدا ہوتا ہے اس کی مزید بہتر پیداوار ہو سکے جس سے اس منڈی کی بہتر utilization ہو سکے۔

جناب سپیکر: وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! عام طور پر کینو کا بزنس پرائیویٹ سیکٹر کے پاس ہے۔ وہ امپورٹ ایکسپورٹ بھی کرتے ہیں اس کو بڑی منڈیوں میں لاتے ہیں اور ممکن ہے کہ بھلوال میں مقامی منڈی میں کینو نہ آتا ہو تاہم اس کی میں انکوائری کروالیتا ہوں کہ اس کی آمدنی کم کیوں ہے اور کیا وجوہات ہیں میں اس کو چیک کروالیتا ہوں۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! اس میں جناب وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ اس میں آمدنی کم ہوئی ہے۔ میرا اس میں سوال یہ ہے کہ سبزی منڈی اور فروٹ منڈی میں 2010 میں مارکیٹ فیس کتنی وصول ہوئی تھی اور اس وقت ہمارے ضلع میں پانچ تحصیلیں ہیں لیکن یہ صرف دو میں منڈیوں کا ذکر کر رہے ہیں کیا باقی تین تحصیلوں کے اندر کوئی سبزی یا فروٹ منڈی واقع نہیں ہے؟

جناب سپیکر:آپ نے ان کا سوال سن لیا ہے یا نہیں ؟ آدھا مجھے سنائی دیا ہےاور آدھا آپ سن لیں۔(قہقہے)

جناب اعجاز احمد کاہلوں:جناب والا!میرا سوال یہ ہے کہ جو مذکورہ سبزی اور فروٹ منڈیاں ہیں سال 2010میں ان سے کتنی مارکیٹ فیس وصول کی گئی ہے اور اس کے علاوہ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر:وہ پوچھ رہے ہیں کہ پانچ منڈیوں میں سے آپ کو کتنی مارکیٹ فیس وصول ہوئی ہے؟

جناب اعجاز احمد کاہلوں:جناب والا!اس میں سے صرف دو تحصیلوں کا جواب دیا گیا ہے باقی تین تحصیلوں میں جو منڈیاں واقع ہیں کیاان کی بھی کوئی مارکیٹ فیس وصول ہوئی ہے؟

جناب سپیکر:جی،وزیر زراعت!

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!یہاں ضلع سرگودھامیں جو مارکیٹ کمیٹیاں ہیں ان کی آمدنی کی لسٹ میرے پاس موجود ہے۔ سبزی منڈیاں اور غلہ منڈیاں تو دو ہی ہیں جو کہ بھلوال اور سرگودھامیں ہیں۔ جہاں تک ان کی آمدنی کا معاملہ ہے پھلروان میں بھی مارکیٹ کمیٹی ہے، سلانوالی میں بھی موجود ہے، کوٹ مومن میں بھی موجود ہے،اس کے علاوہ بھلوال اور سرگودھا میں بھی موجود ہے۔ان کی آمدنی بھی میرے پاس موجود ہے۔11لاکھ 29ہزار روپے سرگودھا کی آمدنی ہے۔ 39لاکھ 68ہزار روپے بھلوال کی ہے ،21لاکھ 50ہزار روپے 3سو 64روپے کوٹ مومن کی ہے، سلانوالی کی آمدنی 15لاکھ 75ہزار روپے 3سو95روپے ہے۔ان منڈیوں کے جو لائسنس ہولڈرز ہیں ان کی فیس سے یہ آمدنی حاصل ہوتی ہے۔

جناب سپیکر:اب وقفہ سوالات کا وقت ختم ہوتا ہے۔

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ):جناب والا!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر:اب بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع اوکاڑہ، کسانوں کو فراہم کی گئیں سہولیات کی تفصیلات

*7658: محترمہ خدیجہ عمر: کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع اوکاڑہ10-2009 میں محکمہ نے بیج، زرعی ادویات اور زرعی آلات کے لئے و دیگر کون کون سی سہولیات چھوٹے کسانوں کو فراہم کی اوران پر کتنے اخراجات ہوئے؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ فنڈز کا غلط استعمال کیا جارہاہے محکمہ کے افسران / اہلکاران اپنے پسندیدہ زمینداروں کو سہولتیں فراہم کرتے ہیں اور چھوٹے کسانوں کو کوئی سہولت فراہم نہیں کی جاتی؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ زراعت نے ضلع اوکاڑہ میں10-2009 میں کسانوں کو مندرجہ ذیل سہولتیں فراہم کیں۔

ضلع اوکاڑہ میں پنجاب سیڈ کارپوریشن کے 44 ڈیلرز کسانوں کو تصدیق شدہ بیج مہیا کرنے کے لئے کام کر رہے ہیں۔ اس شعبہ نے سال10-2009 کے دوران جن مختلف فصلات کے تصدیق شدہ بیج زمینداروں کو مہیا کئے ان کی تفصیل اس طرح سے ہے:-

سال	گندم (50کلو تھیلا)	کپاس (20کلو تھیلا)	مونجی (20کلو تھیلا)	ہائبرڈ مکئی (20کلو تھیلا)	سبزیات (کلو گرام)
2009	23297	815	3789	176	200
2010	8349	147	10374	129	240

چونکہ حکومت زرعی ادویات پر کوئی سبسڈی نہیں دیتی لہٰذا مذکورہ عرصے میں زرعی ادویات کی مد میں کوئی خرچہ نہیں ہوا البتہ حکومت پنجاب جعلی زرعی ادویات کے تدارک کے لئے دن رات کوشاں ہیں جس کی وجہ سے ملاوٹ میں بہت حد تک کمی آچکی ہے۔

حکومت پنجاب نے زرعی آلات کی فراہمی سکیم ملٹی کراپ کے تحت کل 528 زرعی آلات چھوٹے کسانوں کو نصف قیمت پر فراہم کئے جن پر ایک کروڑ 90 لاکھ 30 ہزار روپے لاگت آئی نیز فوڈ سکیورٹی سکیم کے تحت کل 341 زرعی آلات چھوٹے کسانوں کو فراہم کئے جن پر ایک کروڑ 72 لاکھ روپے لاگت آئی۔

اس کے علاوہ مالی سال09-2008اور2009تا دسمبر2010میں ضلع میں60زمینداروں کو ہمواری زمین کے لئے بلڈوزر کی سہولت دی گئی۔اس مقصد کے لئے محکمہ نے85لاکھ 44 ہزار300روپے کی سبسڈی دی۔علاوہ ازیں اسی عرصہ میں146زمینداروں ٹیوب ویل بور کرنے کی سہولت دی گئی۔ متذکرہ عرصہ میں بالترتیب 44اور 119،resistively میٹر سروے کئے گئے تاکہ ٹیوب ویل ناکام ہونے کے اندیشہ سے بچنے کے لئے بورنگ سے پہلے کامیابی کا تعین کیا جاسکے۔

گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت مالی سال09-2008 میں ضلع اوکاڑہ میں 273اور مالی سال 10-2009میں269ٹریکٹر چھوٹے کسانوں میں تقسیم کئے گئے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔کیونکہ بیشتر سکیمیں چھوٹے کسانوں کے لئے ہیں۔

محکمہ زراعت ضلع اوکاڑہ،بجٹ کی فراہمی ودیگر تفصیلات

*7659: محترمہ خدیجہ عمر: کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع اوکاڑہ محکمہ زراعت کو2008سے اب تک کل کتنے فنڈز جاری کئے گئے اس کی سال وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ضلع اوکاڑہ محکمہ زراعت کل کتنا سٹاف ہے اس کی سکیل وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کتنے ایسے افسران/اہلکاران ہیں جو پچھلے پانچ سالوں سے ایک ہی سیٹ پر کام کر رہے ہیں اور ان کے تبادلہ نہ کرنے کی وجہ بیان فرمائی جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع اوکاڑہ میں محکمہ زراعت کو09-2008سے 11-2010تک کل 49کروڑ71لاکھ 15 ہزار212روپے کے فنڈز جاری کئے گئے۔سال وار تفصیل اس طرح سے ہے:

2008-09	16کروڑ43لاکھ58ہزار693روپے
2009-10	19کروڑ22لاکھ83ہزار662روپے
2010-11	16کروڑ23لاکھ53ہزار57روپے

(ب) ضلع اوکاڑہ میں محکمہ زراعت کی کل 414منظور شدہ اسامیوں میں سے373پر ملازمین کام کر رہے ہیں جبکہ 41اسامیاں خالی ہیں۔سکیل وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) قواعد کے مطابق سکیل 1تا16 کے تمام ملازمین ضلع سے باہر ٹرانسفر پالیسی سے مستثنیٰ ہیں۔ علاوہ ازیں تحقیقی اداروں میں کام کرنے والے گزیٹڈ ملازمین کو بھی اس ٹرانسفر پالیسی سے استثنیٰ حاصل ہے۔ان کے علاوہ وہ تمام گزیٹڈ آفیسران جو ضلع اوکاڑہ میں عرصہ پانچ سال سے زیادہ تعینات ہیں ان کی تعداد 9 ہے۔ چونکہ ان کے خلاف کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی اور ان کی کارکردگی بھی تسلی بخش ہے اس لئے ان کو ٹرانسفر نہیں کیا گیا۔

ساہیوال (ضلع سرگودھا) میں غلہ منڈی قائم کرنے کا معاملہ

*8221: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ساہیوال ضلع سرگودھا میں غلہ منڈی نہ ہے، اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) کیا ساہیوال میں کوئی مارکیٹ کمیٹی ہے اگر ہے تو اس کے چیئرمین / ایڈمنسٹریٹر کون ہیں؟

(ج) کیا حکومت اس شہر میں جلد از جلد غلہ منڈی قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ساہیوال ضلع سرگودھا میں کوئی غلہ منڈی نہ ہے کیونکہ ساہیوال ایک چھوٹا قصبہ ہے اور یہاں کے زمیندار / بیوپاری حضرات اپنی اجناس قریبی بڑی غلہ منڈی سرگودھا اور غلہ منڈی سلانوالی میں لے جانے کو ترجیح دیتے ہیں اور نہ ہی آج تک زمینداروں اور بیوپاریوں نے یہاں غلہ منڈی کے قیام کا مطالبہ کیا ہے۔

(ب) ساہیوال میں کوئی مارکیٹ کمیٹی نہ ہے۔

(ج) اس کا جواب جز(الف) میں دے دیا گیا ہے۔

ضلع قصور: کاشتکاروں کو سبسڈی پر دیئے گئے ٹریکٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8268: **محترمہ شگفتہ شیخ:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں محکمہ زراعت نے سال 10-2009 میں کتنے کاشتکاروں کو وزیر اعلیٰ پروگرام کے تحت سبسڈی پر ٹریکٹر مہیا کئے گئے، تحصیل وار تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) مذکورہ عرصہ میں محکمہ زراعت نے ضلع قصور میں کتنے کاشتکاروں کو سبسڈی پر زرعی آلات مہیا کئے؟

(ج) ضلع قصور میں مارکیٹ کمیٹیوں کے کتنے دفاتر ہیں، ان کے چیئرمین، وائس چیئرمین کے کوائف اور کمیٹیوں کی 11-2010 کی آمدن واخراجات سے آگاہ کریں؟

(د) محکمہ اصلاح آبپاشی نے اب تک ضلع میں کتنے کھالوں کو پختہ کیا اور کتنا ٹارگٹ ہے پختہ کئے گئے کھالوں پر کتنی لاگت آئی ہے اور یہ منصوبہ کب تک جاری رہے گا؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع قصور میں حکومت پنجاب کی طرف سے سال10-2009 میں کل 254 گرین ٹریکٹرز تقسیم کئے گئے جن کی تحصیل وار تفصیل اس طرح سے ہے۔

تحصیل قصور	80
تحصیل چونیاں	82
تحصیل پتوکی	63
تحصیل کوٹ رادھا کشن	29

(ب) ضلع قصور میں سال10-2009 میں محکمہ زراعت حکومت پنجاب کی طرف سے 1541 کاشتکاروں میں 50 فیصد رعایتی نرخوں پر زرعی آلات فراہم کئے گئے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع قصور میں مارکیٹ کمیٹیوں کے سات دفاتر ہیں ان میں اس وقت چیئرمین اور وائس چیئرمین کی بجائے ایڈمنسٹریٹر اور ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر تعینات ہیں۔ کوائف ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

ان مارکیٹ کمیٹیوں کی سال11-2010 کی کل آمدن 2 کروڑ 16 لاکھ 59 ہزار 800 روپے اور کل اخراجات ایک کروڑ85لاکھ 78ہزار531روپے ہیں۔ کمیٹی وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ضلع قصور میں کل 1628 نہری کھالاجات ہیں جن میں سے اب تک 873 کھالوں کو پختہ کیا جا چکا ہے جن پر 39 کروڑ 62 لاکھ 20 ہزار روپے لاگت آئی ہے۔ قومی پروگرام برائے اصلاح کھالاجات (NPIW) کے تحت مالی سال11-2010 میں مزید108 کھالاجات کو پختہ کرنے کا ہدف تھا۔یہ منصوبہ 30۔جون2012تک جاری رہے گا۔

بین الاقوامی منڈی میں چاول رجسٹرڈ کروانے کی تفصیلات

*8390:الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ اعلیٰ کوالٹی باسمتی چاول صرف پاکستان کے صوبہ پنجاب میں پایا جاتا ہے؟
(ب) کیا محکمہ زراعت نے بین الاقوامی منڈی میں اپنے چاول رجسٹرڈ کروانے کے لئے کوئی کوشش کی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔
(ب) محکمہ زراعت نے وفاقی حکومت کی devolution پالیسی سے پہلے وفاقی وزراتِ خوراک و زراعت کے تعاون سے یورپ میں باسمتی چاول کی اقسام باسمتی 370، باسمتی پاک اور سپر باسمتی رجسٹرڈ کروائی جو کہ برآمد کی جارہی ہیں۔ نئی اقسام کی رجسٹریشن کے لئے اب حکومت پنجاب devolution پالیسی پر عملدرآمد ہونے کے بعد وفاقی وزرات صنعت وپیداوار سے رابطہ میں ہے۔

محکمہ زراعت کے فارموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8511: **ڈاکٹر محمد اشرف چوہان:** کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ زراعت کے کل کتنے زرعی فارمز ہیں؟
(ب) ان زرعی فارمز کی سال 10-2009 اور 11-2010 کی آمدن اور اخراجات بتائیں؟
(ج) ان زرعی فارمز پر کس کس فصل پر ریسرچ کی جاتی ہے؟
(د) کیاحکومت ان زرعی فارمز کی کارکردگی سے مطمئن ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ زراعت پنجاب کے کل 58 زرعی فارمز ہیں۔
(ب) ان زرعی فارمز کی مذکورہ سالوں میں کل آمدن 33 کروڑ 34 لاکھ 97 ہزار 207 روپے اور کل اخراجات 37 کروڑ 19 لاکھ 85 ہزار 65 روپے رہے۔ سال وار تفصیل اس طرح سے ہے۔

	2009-10	2010-11
آمدن	16 کروڑ 57 لاکھ 51 ہزار 879 روپے	16 کروڑ 77 لاکھ 45 ہزار 328 روپے
اخراجات	18 کروڑ 2 لاکھ 22 ہزار 33 روپے	19 کروڑ 17 لاکھ 63 ہزار 32 روپے

(ج) ان زرعی فارمز پر مندرجہ ذیل فصلات پر ریسرچ کی جاتی ہے:
گندم، کپاس، دھان،مکئی، چنا، مونگ پھلی، روغندار اجناس، سبزیات، ٹنل فارمنگ، لوسرن، برسیم، جوار، باجرہ، جئی، رواں، سدابہار، گراسر، سرسوں، رایااور توریا۔

(د) جی ہاں!حکومت پنجاب ان زرعی فارمز کی بحیثیت مجموعی کارکردگی سے مطمئن ہے۔

پنجاب سیڈ کارپوریشن کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*8531: محترمہ قمر عامر چودھری: کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب سیڈ کارپوریشن کے لئے2009-10 اور2010-11 کے دوران کتنا ترقیاتی و غیر ترقیاتی بجٹ مختص کیا گیا؟

(ب) کیا مندرجہ بالا بجٹ تمام کا تمام خرچ ہو گیا ہے یا کوئی رقم Excess and Surrender بھی ہوئیں؟

(ج) کیا ترقیاتی بجٹ سے کوئی رقم انتظامی اخراجات کے لئے appropriate کی گئی، اگر ایسا ہوا تو کیوں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب حکومت کی جانب سے پنجاب سیڈ کارپوریشن کے لئے ترقیاتی و غیر ترقیاتی مد میں کوئی بجٹ مختص نہیں کیا جاتا۔ پنجاب سیڈ کارپوریشن ایک خود مختار ادارہ ہے۔پی ایس سی ایکٹ 1976 کے تحت ادارہ اپنے تمام اخراجات اپنے ذرائع سے پورے کرتا ہے۔

(ب) چونکہ حکومت پنجاب، پنجاب سیڈ کارپوریشن کے لئے کوئی بجٹ مختص نہیں کرتی لہٰذا کوئی رقم Excess and Surrender نہیں ہوتی۔

(ج) اس جز کا جواب جز(الف وب) میں درج ہے۔

ضلع وہاڑی، کسانوں کی ٹریننگ کے ادارے ریڈک کی تفصیلات

*8595: محترمہ شمیلہ اسلم: کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وہاڑی میں کسانوں کی ٹریننگ کا ایک ادارہ ریڈک موجود ہے، اس ادارے کا رقبہ کتنا ہے؟

(ب) کیا حکومت پنجاب اسے زرعی کالج کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ وہاڑی میں کسانوں اور محکمہ زراعت کے فیلڈ سٹاف کے لئے زرعی مسائل پر تربیت کا ایک ادارہ ریڈک Regional Agricultural Economic Development Centre موجود ہے۔اس ادارے کا کل رقبہ 65ایکڑ ہے۔

(ب) جی نہیں۔فی الحال ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

ضلع گجرات، کھال پختہ کرنے کی تفصیلات

*8612: چودھری عبداللہ یوسف: کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں محکمہ انہار نے سال10۔2009 کے دوران کتنے کھال پختہ کئے گئے ان کی تعداد اور لمبائی کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) جو کھال ابھی تک پختہ نہیں کئے گئے کیاوہ سال11۔2010 میں پختہ کر دیئے جائیں گے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) کھالا جات کی اصلاح کرنا محکمہ انہار نہیں بلکہ محکمہ زراعت کی ذمہ داری میں آتا ہے۔ضلع گجرات میں سال10-2009 میں کوئی کھالا پختہ نہ کیا گیا۔

(ب) متعلقہ زمینداروں کی طرف سے درخواستیں موصول ہونے کی صورت میں محکمہ زراعت بقیہ کھالا جات کی اصلاح کے لئے غور کرے گا۔

ضلع راولپنڈی میں زرعی انجینئرنگ کی مشینری کی تفصیلات

*8625: محترمہ قمر عامر چودھری: کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ زرعی انجینئرنگ کے پاس کتنی مشینری ہے؟

(ب) کتنی مشینری ناکارہ ہے اور کتنی چالو حالت میں؟

(ج) کیا محکمہ زرعی انجینئرنگ اس مشینری کو کسانوں اور زمینداروں کو کرایہ پر مہیا کرتا ہے اگر ہاں ہے تو مالی سال10-2009 اور11-2010 میں محکمہ کو اس مد میں کتنی آمدن ہوئی؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ زراعت شعبہ زرعی انجینئرنگ ضلع راولپنڈی میں درج ذیل مشینری ہے:۔

نام مشینری	تعداد	نام مشینری	تعداد
1-بلڈوزر	14	پاور ڈرلنگ رگ	7
3-بورنگ پلانٹس ہینڈ	5	4-ایئر کمپریسر	2
5-رزسٹیویٹی میٹر	1		

(ب) محکمہ زراعت شعبہ زرعی انجینئرنگ ضلع راولپنڈی میں درج ذیل مشینری ناکارہ اور چالو حالت میں ہے۔

نام مشینری	ناکارہ	چالو حالت	نام مشینری	ناکارہ	چالو حالت
1-بلڈوزر	—	14	2-پاور ڈرلنگ رگ	4	3
3-بورنگ پلانٹس ہینڈ	2	3	4-ایئر کمپریسر	—	2
5-رزسٹیویٹی میٹر	—	1			

(ج) جی ہاں! یہ درست ہے کہ محکمہ زرعی انجینئرنگ یہ مشینری کسانوں کو رعائتی نرخوں پر مہیا کرتا ہے۔ درج بالا مشینری سے مذکورہ سالوں میں کل ایک کروڑ 43 لاکھ 17 ہزار 459 روپے آمدن ہوئی۔ سال وار آمدن کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

2009-10	84لاکھ53ہزار288روپے
2010-11	58لاکھ64ہزار171روپے

ضلع اوکاڑہ، مارکیٹ کمیٹیوں کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*8767: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع اوکاڑہ میں مارکیٹ کمیٹیوں کے کتنے دفاتر ہیں؟

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی سال 09-2008 اور 10-2009 کی آمدن واخراجات سے آگاہ کریں؟

(ج) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے ذرائع آمدن کیا ہیں؟

(د) ان مارکیٹ کمیٹیوں نے مذکورہ بالا عرصہ میں کتنی فیس اکٹھی کی اور کن کن مدوں میں کمیٹی وائز علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ہ) ان کمیٹیوں کے سیکرٹری کون کون ہیں ان کے ناموں و عرصہ تعیناتی سے بھی آگاہ کریں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع اوکاڑہ میں مارکیٹ کمیٹیوں کے چھ دفاتر ہیں جو درج ذیل مقامات پر واقع ہیں:

1۔	مارکیٹ کمیٹی اوکاڑہ	2۔	مارکیٹ کمیٹی رینالہ خورد
3۔	مارکیٹ کمیٹی دیپال پور	4۔	مارکیٹ کمیٹی حجرہ شاہ مقیم
5۔	مارکیٹ کمیٹی حویلی لکھا	6۔	مارکیٹ کمیٹی بصیر پور

(ب) ضلع اوکاڑہ میں مارکیٹ کمیٹی کی سال2008-09اور2009-10 کی کل آمدن 12 کروڑ22 لاکھ 94ہزار848اور کل اخراجات 12 کروڑ69 لاکھ 17 ہزار216 روپے تھے۔ کمیٹی وار / سال وار آمدن اور اخراجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مارکیٹ کمیٹیوں کے ذرائع آمدن میں وصولی لائسنس فیس ، مارکیٹ فیس، زرعی اجناس نوٹیفائیڈ مارکیٹ ایریا غلہ و سبزی فروٹ منڈی، شوگر مل ، رائس مل، فلور مل، کولڈ سٹوریج، تھوک فروش / کریانہ، آئل مل، فیڈ مل، گھی مل، کاٹن وجیننگ فیکٹری، ڈیلر زرعی اجناس اور چکی مشین (آٹا و چاول) وغیرہ شامل ہیں۔

(د) ان مارکیٹ کمیٹیوں نے مذکورہ سالوں میں لائسنس فیس، مارکیٹ فیس اور متفرق مدات میں کل 12 کروڑ22 لاکھ 94ہزار848 روپے فیس اکٹھی کی۔ کمیٹی وائز علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ان مارکیٹوں کے سیکرٹری صاحبان کے نام اور عرصہ تعیناتی اس طرح سے ہے:

نام مارکیٹ کمیٹی	نام سیکرٹری	عرصہ تعیناتی
اوکاڑہ	محمد امین	01-01-2011
رینالہ خورد	چودھری عبدالشکور	20-01-2011
دیپالپور	مشتاق احمد بودلہ (اضافی چارج)	10-12-2010
حجرہ شاہ مقیم	مشتاق احمد بودلہ	01-04-2006
حویلی لکھا	محمد نواز	22-09-2010
بصیر پور	عمران نقوی	01-05-2011

ضلع اوکاڑہ، مارکیٹ کمیٹی بصیر پور میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8768: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع اوکاڑہ مارکیٹ کمیٹی بصیر پور میں کس کس گریڈ کے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں اور یہ کون کون سی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟

(ب) کتنے سب انسپکٹرز اپنے فرائض منصبی ادا کر رہے ہیں انہوں نے 10۔2009اور 11۔2010 کے دوران کتنی فیس کن کن فیکٹریوں، کارخانوں و دیگر مدوں میں وصول کی اور کس اکاؤنٹ میں کن کن تاریخوں میں جمع کروائی، مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) مذکورہ مارکیٹ کمیٹی کے سیکرٹری کے نام وعرصہ تعیناتی سے آگاہ کریں کیا ان کی تعیناتی کے دوران مارکیٹ فیس میں اضافہ ہوا یا کمی ہوئی، اگر کمی ہوئی تو اسکی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(د) مذکورہ سیکرٹری کی تعیناتی کے دوران مارکیٹ فیس وصولی کا کیا ٹارگٹ رکھا گیا اگر وہ ٹارگٹ achieve نہیں کیا گیا تو اس کے ذمہ داران کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) مارکیٹ کمیٹی بصیر پور میں جو ملازمین اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں ان کے گریڈ، تعداد ملازمین اور ڈیوٹی کی تفصیل اس طرح سے ہے:۔

گریڈ	تعداد ملازمین	عہدہ	تفصیل ڈیوٹی
15	1	سیکرٹری	مارکیٹ کمیٹی کے تمام جملہ امور کی نگرانی
7	3	سب انسپکٹر	ریکوری واجبات مارکیٹ کمیٹی و دیگر امور نرخنامہ وغیرہ
2	1	نائب قاصد	دفتری امور و نوٹیفیکیشن ایریا میں نوٹس وغیرہ دینا
1	1	نائب قاصد	دفتری امور و نوٹیفیکیشن ایریا میں نوٹس وغیرہ دینا
1	1	چوکیدار	دفتر کی املاک اور ریکارڈ کی حفاظت کرنا

(ب) مذکورہ دونوں سالوں میں کل 5 سب انسپکٹروں نے اپنے فرائض منصبی ادا کرتے ہوئے کل 35 لاکھ 5 ہزار 701 روپے کی ریکوری کی۔ سال وار فیکٹری/کارخانے/دیگر ذرائع اور اکاؤنٹ نمبرز کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ عرصے میں مارکیٹ کمیٹی کے سیکرٹری کا نام سید عمران حیدر نقوی تھا۔ ان کی اس مارکیٹ کمیٹی میں تعیناتی 11.05.2011 کو ہوئی اور گزشتہ مالی سال 11-2010 تک 4 لاکھ 24 ہزار 793 روپے مارکیٹ فیس جمع ہوئی جبکہ پچھلے سال کے اس عرصہ میں 2 لاکھ 18 ہزار 140 روپے مارکیٹ فیس جمع ہوئی تھی۔ مذکورہ سیکرٹری کی تعیناتی سے مارکیٹ فیس میں 94 فیصد اضافہ ہوا۔

(د) مذکورہ سیکرٹری کی تعیناتی کے دوران مارکیٹ کمیٹی کی فیس وصولی کا ٹارگٹ 4 لاکھ روپے تھا اور جیسا کہ جز (ج) میں درج ہے کہ اس نے ٹارگٹ سے 7 فیصد زیادہ وصول کیا۔

ضلع اوکاڑہ، مارکیٹ کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹر و دیگر تفصیلات

*8770:جناب اعجاز احمد کاہلوں: کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع اوکاڑہ کی مارکیٹ کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹرز کون کون ہیں وہ کتنے عرصہ سے اپنے فرائض منصبی ادا کر رہے ہیں؟

(ب) کیاان کی عرصہ تعیناتی کے دوران مارکیٹ کمیٹیوں کی فیسوں میں اضافہ ہوا یا کمی، اگر کمی ہوئی تو اس کے ذمہ داران کون تھے کیا انکے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لائی گئی اگر نہیں تو کیوں؟

(ج) کیایہ درست ہے کہ ان ایڈمنسٹریٹرز کی تعیناتی کے دوران محکمہ کے پنشنرز حضرات اپنی پنشن لینے سے محروم ہو گئے ہیں؟

(د) کیایہ بھی درست ہے کہ پنشنرز حضرات عرصہ ایک سال سے اپنی پنشن بروقت وصول کرنے سے محروم چلے آرہے ہیں؟

(ہ) پنشنرز حضرات کو پنشن بروقت نہ ملنے کی وجوہات سے بھی آگاہ کریں اور ان کے ذمہ داران کے خلاف حکومت کارروائی کرنے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع اوکاڑہ کی مارکیٹ کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹرز کی تفصیل معہ عرصہ تعیناتی اس طرح سے ہے:

نمبر شمار	نام مارکیٹ کمیٹی	نام ایڈمنسٹریٹر	عرصہ تعیناتی
1۔	اوکاڑہ	ملک اللہ دتہ کھوکھر (چیرمین)	01-10-2010تاحال
2۔	رینالہ خورد	محمد طارق(EADA E&M)	28-07-2010تاحال
3۔	دیپالپور	سعید احمد خدری بھٹہ	14-08-2010تاحال
4۔	حجرہ شاہ مقیم	میاں شریف ظفر جوئیہ	01-07-2010تاحال
5۔	حویلی لکھا	محمد یوسف ریاض خان	02-08-2010تاحال
6۔	بصیرپور	مرزا علی رضا بیگ	02-08-2010تاحال

(ب) ان ایڈمنسٹریٹرز کی عرصہ تعیناتی کے دوران تمام مارکیٹ کمیٹیوں کی فیسوں میں مالی سال 10-2009 کے مقابلے میں 11-2010 میں مجموعی طور پر 43لاکھ 79ہزار 164روپے کا اضافہ ہوا ہے۔ کمیٹی وار / سال وار تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام مارکیٹ کمیٹی	سال10-2009	سال11-2010	اضافہ شدہ آمدن
1	اوکاڑہ	4288902/-	5955315/-	1666413/-
2	رینالہ خورد	2328622/-	3156806/-	828184/-

3	دیپال پور	2692380/-	2775998/-	83618/-
4	حجرہ شاہ مقیم	1084381/-	1338932/-	254551/-
5	حویلی لکھا	3479540/-	3780213/-	300673/-
6	بصیر پور	962871/-	2208596/-	1245825/-

(ج) یہ درست نہ ہے۔ تمام پنشنرز حضرات کو پنشن کی ادائیگی باقاعدگی سے ہر ماہ کی جارہی ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے کہ تمام پنشنر اپنی پنشن وصول کرنے سے محروم ہیں تاہم ایک ریٹائرڈ سب انسپکٹر کی گرایجوئٹی عدم دستیابی فنڈ کی وجہ سے مارکیٹ کمیٹی بصیر پور کے ذمہ واجب الادا ہے۔

(ہ) جملہ پنشنرز حضرات کو پنشن ماہانہ بنیادوں پر ادا کی جارہی ہے۔ مارکیٹ کمیٹی حویلی لکھا سے پنشن و گریجوئٹی کی مد میں ملنے والی رقم موصول ہوتے ہی مارکیٹ کمیٹی بصیر پور کے ریٹائر سب انسپکٹر کو گریجوئٹی ادا کر دی جائے گی۔

اوکاڑہ، مارکیٹ کمیٹی بصیر پور میں بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*8771: **جناب اعجاز احمد کاہلوں:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مارکیٹ کمیٹی بصیر پور میں تعینات ایڈمنسٹریٹر کے نام و عہدہ بیان فرمائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ایڈمنسٹریٹر کی تعیناتی سے اب تک مذکورہ کمیٹی کی مارکیٹ فیس کی وصول میں کمی ہوئی ہے، اس کی وجوہات سے آگاہ کریں اور ان کے ذمہ داران کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ایڈمنسٹریٹر کی تعیناتی کے دوران مارکیٹ کمیٹی بصیر پور پنشنرز حضرات کے اکاؤنٹ میں جمع رقم کو بھی اپنے دفتری استعمال میں لے آئے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنشنرز حضرات کے اکاؤنٹ میں جمع رقم صرف پنشنرز کی ادائیگی کے لئے رکھی جاتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) مارکیٹ کمیٹی بصیر پور میں تعینات ایڈمنسٹریٹر کا نام و عہدہ:-

نام ایڈمنسٹریٹر: مرزا علی بیگ

عہدہ: ایڈمنسٹریٹر

(ب) یہ درست نہ ہے۔ موجودہ ایڈمنسٹریٹر کے دور میں سال11-2010 میں مارکیٹ فیس کی وصولی 21لاکھ 91ہزار 219روپے رہی جبکہ سال10-2009 میں مارکیٹ فیس کی وصولی 9لاکھ 2ہزار 776روپے تھی۔اس طرح موجودہ ایڈمنسٹریٹر کی تعیناتی سے مارکیٹ فیس کی وصولی میں142 فیصد اضافہ ہوا ہے۔

(ج) یہ بھی درست نہ ہے۔مذکورہ ایڈمنسٹریٹر کی تعیناتی کے دوران مارکیٹ کمیٹی بصیر پور کا پنشن اکاؤنٹ پنشنرز کی ادائیگی کے علاوہ کسی اور مقصد کے لئے استعمال نہ ہوا ہے۔

(د) جی ہاں یہ درست ہے۔پنشن اکاؤنٹ صرف پنشن کی ادائیگی کے لئے وقف ہوتا ہے۔

سال2010، گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت دیئے گئے ٹریکٹروں کی تفصیلات

*8790:ڈاکٹر فائزہ اصغر:کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت پنجاب نے سال2010 میں گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت زمینداروں کو کل کتنے ٹریکٹر الاٹ کئے ان کی ضلع وار کل تعداد کتنی ہے۔کیا تمام ٹریکٹر الاٹیوں کو وصول ہو گئے ہیں؟

(ب) کیا حکومت نے ان ٹریکٹروں کی فروخت پر کوئی سبسڈی دی اور اگر ایسا ہے تو فی ٹریکٹر سبسڈی کتنی تھی اور ایک ٹریکٹر کتنی قیمت پر فراہم کیا گیا ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حکومت پنجاب نے مالی سال10-2009 میں گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت کل10,005 ٹریکٹر الاٹ کئے۔ ضلع وار ٹریکٹروں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
اب تک 9,994 ٹریکٹر کسانوں کو ڈلیور کئے جا چکے ہیں۔ 7 ٹریکٹروں کے کیس میں زمینداروں نے ابھی تک مکمل رقم کی ادائیگی متعلقہ کمپنی کو نہیں کی جبکہ 4 ٹریکٹروں کا کیس عدالت میں چل رہا ہے۔

(ب) جی ہاں! حکومت پنجاب نے گرین ٹریکٹر سکیم میں فی ٹریکٹر دو لاکھ روپے سبسڈی دی۔

(ج) مذکورہ سکیم میں ٹریکٹروں کی قیمت 4لاکھ 49ہزار روپے سے لے کر 12لاکھ 20ہزار روپے فی ٹریکٹر تھی جو کہ کسانوں نے اپنی مرضی کی کمپنی سے بک کروائے لیکن ٹریکٹر کی اصل قیمت سے قطع نظر فی ٹریکٹر سبسڈی دو لاکھ روپے کی یکساں سطح پر تھی۔

ضلع اوکاڑہ، محکمہ زراعت کی اراضی و دیگر تفصیلات

*8934: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع اوکاڑہ میں محکمہ زراعت کے پاس کتنی زرعی زمین ہے؟

(ب) کیا محکمہ زراعت متذکرہ بالا زمین خود کاشت کرواتا ہے یا کہ سالانہ ٹھیکہ پر دیتا ہے یا ایک فصل کی بنیاد پر ٹھیکہ دیا جاتا ہے؟

(ج) سال10-2009 کے دوران مذکورہ اراضی سے سالانہ کتنی آمدنی ہوئی ہے؟

(د) محکمہ اپنی زمین پر کاشت کو یقینی بنانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع اوکاڑہ میں Citrus Research Institute کے پاس رینالہ خورد میں 161 ایکڑ زرعی اراضی زیر استعمال ہے جو کہ پنجاب لینڈ کمیشن کی ملکیت ہے۔

(ب) رقبہ ہذا کو محکمہ زراعت ٹھیکے پر دینے کی بجائے خود کاشت کرتا ہے۔اس رقبہ میں ترشاوہ پھل کی مختلف اقسام کاشت کی جاتی ہیں اور Horticultural Research Station ساہیوال اس کے انتظامی امور کا ذمہ دار ہے۔

(ج) سال10-2009 میں مذکورہ رقبہ سے 27 لاکھ 72 ہزار 667 روپے آمدنی حاصل ہوئی۔

(د) محکمہ نے اپنی رقبہ پر کاشت کو یقینی بنانے کے لئے کئی اقدام اٹھائے ہیں جس میں زمین کو بذریعہ لیزر لیول کروایا گیا۔ پھر رقبہ ہذا میں ترشاوہ پھلوں کی مختلف اقسام لگوائی گئیں۔ بغیر بیج کے گریپ فروٹ کا بلاک لگایا گیا۔ علاوہ ازیں مالٹے وغیرہ کی بغیر بیج والی اقسام لگانے کے علاوہ مزید رقبہ پر گریپ فروٹ کے پودے لگوائے گئے۔ اب ترشاوہ نرسری بڑھانے کے لئے آئندہ موسم یعنی ستمبر اکتوبر میں کھٹی کا بیج لگانے کا منصوبہ ہے تاکہ کثیر تعداد میں پودے تیار ہو سکیں۔ مزید برآں آئندہ موسم خزاں کے اوائل میں علاقے کی مطابقت کے لحاظ سے کھجور کے پودے لگانے کا پروگرام ہے۔

ضلع وہاڑی، مارکیٹ کمیٹیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8939: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں کل کتنی مارکیٹ کمیٹیاں ہیں؟

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی سال10۔2009اور11۔2010کی آمدن بتائیں؟

(ج) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

(د) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے سال10۔2009اور11۔2010کے اخراجات مدوار بتائیں؟

(ہ) ان مارکیٹ کمیٹیوں میں کل کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں،ان کے کتنے سالانہ اخراجات ہیں؟

(و) ان کمیٹیوں نے سال10۔2009اور11۔2010کے دوران کسانوں کی فلاح و بہبود کے لئے کتنی رقم سالانہ کہاں کہاں خرچ کی؟

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع وہاڑی میں کل تین مارکیٹ کمیٹیاں ہیں جن کے نام اس طرح سے ہیں۔

1۔ مارکیٹ کمیٹی وہاڑی
2۔ مارکیٹ کمیٹی بوریوالہ
3۔ مارکیٹ کمیٹی میلسی

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی سال وار کل آمدن اس طرح سے ہے۔

2009-10	3کروڑ14لاکھ83ہزار روپے
2010-11	2کروڑ80لاکھ98ہزار821روپے

(ج) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی آمدن کے ذرائع اس طرح سے ہیں:
لائسنس فیس، مارکیٹ فیس، فروختگی پلاٹس سبزی منڈی، کرایہ جات پراپرٹی، منافع سیونگ سرٹیفکیٹس، کرایہ جات(سائیکل سٹینڈ، پھڑے، کنٹین)

(د) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے سال10-2009اور11-2010کے مدوار اخراجات اس طرح سے ہیں-

مالی سال	اسٹیبلشمنٹ	کنٹیجنٹ	ترقیاتی کام	متفرق	کل
2009-10	1کروڑ47لاکھ69ہزار680	30لاکھ85ہزار109	3لاکھ68ہزار564	32لاکھ93ہزار371	2کروڑ15لاکھ16ہزار724
2010-11	1کروڑ70لاکھ16ہزار685	27لاکھ1ہزار780	45لاکھ14ہزار470	43لاکھ17ہزار640	2کروڑ81لاکھ50ہزار535

(ہ) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی کل 82 منظور شدہ اسامیوں میں سے 69 پر ملازمین کام کر رہے ہیں جن کے سالانہ اخراجات ایک کروڑ70لاکھ16ہزار685روپے ہیں۔

(و) مذکورہ سالوں میں کسانوں کی فلاح و بہبود کے لئے10-2009اور11-2010 میں بالترتیب12لاکھ72ہزار289روپے اور51لاکھ39ہزار52روپے کی رقم خرچ کی۔یہ رقم جن منصوبوں پر خرچ کی گئی ان میں مرکز خریداری گندم، منڈیوں میں صفائی، پانی کی سہولیات، سٹریٹ لائٹس کا قیام اور ترقیاتی کام شامل ہیں۔

لاہور۔سبزی وفروٹ منڈیوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*8965:جناب محمد نوید انجم:کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) واہگہ ٹاؤن، عزیز بھٹی ٹاؤن اور شالیمار ٹاؤن میں سبزی وفروٹ منڈیاں کہاں کہاں ہیں؟

(ب) ان منڈیوں کی سال09۔2008،10۔2009اور11۔2010کی آمدن بتائیں؟

(ج) ان منڈیوں میں کل کتنے ملازمین کام کررہے ہیں اور منڈیوں کے انچارج کے نام بتائیں؟

(د) ان منڈیوں کی صفائی کے لئے کتنے ملازمین تعینات ہیں؟

(ہ) ان منڈیوں سے کوڑاکرکٹ اور دیگر فالتواشیاء اٹھانے کے لئے کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں؟

(و) ہر منڈی میں کتنی دکانیں ہیں، تفصیل منڈی وائز بتائیں؟

(ز) حکومت ان منڈیوں میں جدید سہولیات فراہم کرنے کے لئے کیااقدامات اٹھارہی ہے؟

وزیرزراعت(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) واہگہ ٹاؤن میں سبزی وفروٹ منڈی جلو موڑ، سروس روڈ جلو موڑ لاہور پر واقع ہے۔
عزیز بھٹی ٹاؤن اور شالیمار ٹاؤن میں کوئی سبزی وفروٹ منڈی نہ ہے۔

(ب) سبزی وفروٹ منڈی جلو موڑ دکانوں کی تعمیر کی وجہ سے نان فنکشنل ہے اس لئے درج بالا سالوں کی کوئی آمدن نہ ہے۔

(ج) سبزی وفروٹ منڈی جلو موڑ میں مارکیٹ کمیٹی سنگھ پورہ نے دوملازمین تعینات کئے ہوئے ہیں جو زیر تعمیر دکانوں کی نگرانی کرتے ہیں۔انچارج کانام حامد لطیف(انسپکٹر)ہے۔

(د) سبزی وفروٹ منڈی جلو موڑ دکانوں کی تعمیر کی وجہ سے نان فنکشنل ہے اس لئے صفائی کے لئے کوئی ملازم تعینات نہ ہے۔

(ہ) جیسا کہ جز(ب)میں بتایا گیا ہے کہ ابھی سبزی وفروٹ منڈی جلو موڑ نان فنکشنل ہے لہٰذا وہاں پر کوئی سرکاری گاڑی نہیں ہے۔

(و) زیر تعمیر سبزی وفروٹ منڈی جلو موڑ میں دکانوں کی کل تعداد47ہے۔

(ز) سبزی وفروٹ منڈی جلو موڑ میں دکانوں کی تعمیر مکمل ہونے کے بعد دیگر منڈیوں کی طرح تمام سہولیات فراہم کی جائیں گی۔

ضلع راولپنڈی میں محکمہ زراعت کے دفاتر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9163: **محترمہ نرگس فیض ملک:** کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ زراعت کے کل کتنے دفاتر کس کس جگہ قائم ہیں؟

(ب) ان دفاتر کے سال10۔2009اور11۔2010کے اخراجات اور آمدن سال وار بتائیں؟

(ج) سب سے زیادہ اخراجات کس کس مد میں ہوئے؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنی رقم کسانوں اور عوامی فلاح کے منصوبوں پر خرچ ہوئی، ان کی تفصیل منصوبہ وار بتائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ زراعت کے مختلف شعبہ جات جن میں ایوب ایگریکلچرل ریسرچ انسٹیٹیوٹ، توسیع، پیسٹ وارننگ اینڈ کوالٹی کنٹرول، فیلڈ/انجینئرنگ، شعبہ واٹر مینجمنٹ، کراپ رپورٹنگ سروس، انفارمیشن اور اکنامکس اینڈ مارکیٹنگ شامل ہیں، کے دفاتر موجود ہیں جن کے نام اور جائے مقام کی تفصیل (کالم نمبر4,3,2) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان دفاتر کے مذکورہ سالوں میں اخراجات بالترتیب25 کروڑ90لاکھ43ہزار424روپے اور 25 کروڑ68لاکھ67ہزار186 روپے رہے اور آمدن بالترتیب 3 کروڑ5لاکھ88ہزار611 روپے اور2 کروڑ21لاکھ47ہزار900روپے رہے۔ تفصیل (کالم نمبر8,7,6,5) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سب سے زیادہ اخراجات ملازمین کی تنخواہوں، زرعی آلات/بلڈوزروں کے کرایہ پر دی گئی سبسڈی اور آپریشنل مدات میں ہوئے۔

(د) مذکورہ سالوں کے دوران کسانوں کی فلاح و بہبود کے منصوبہ جات اور ان پر ہونے والے اخراجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

راولپنڈی، سبزی و فروٹ منڈیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9164: **محترمہ نرگس فیض ملک:** کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) راولپنڈی کی حدود میں کتنی سبزی و فروٹ منڈیاں ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ہر منڈی کا رقبہ کتنا ہے، تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ بتائیں؟

(ج) ہر منڈی میں دکانوں کی تفصیل علیحدہ علیحدہ بتائیں؟

(د) ان کی سال10۔2009اور11۔2010کی سال وار آمدن اور اخراجات بتائیں؟

(ہ) ان کے آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

(و) ان میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ز) ان منڈیوں میں صفائی کے لئے کتنے ملازمین ہیں اور کتنی مشینری ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) راولپنڈی کی حدود میں 2 عدد سبزی وفروٹ منڈیاں ہیں جو درج ذیل مقامات پر واقع ہیں۔

1۔ سبزی وفروٹ منڈی شمس آباد، غیر زرعیت کاروبار ہونے کی وجہ سے غیر فعال ہے۔

2۔ سبزی وفروٹ منڈی تحصیل گوجر خان (پرائیویٹ)

(ب)

1۔ سبزی وفروٹ منڈی شمس آباد: رقبہ: 38کنال07مرلہ

2۔ سبزی وفروٹ منڈی گوجر خان: رقبہ: 11کنال

(ج)

1۔ سبزی وفروٹ منڈی، شمس آباد دکانات: 64

2۔ سبزی وفروٹ منڈی گوجر خان دکانات: 32

(د) سبزی و فروٹ منڈی شمس آباد ضلع راولپنڈی غیر فعال ہے اس لئے مذکورہ سالوں کی کوئی آمدن اور اخراجات نہ ہیں۔

سبزی وفروٹ منڈی گوجر خان کی آمدن / اخراجات اس طرح سے ہیں:

2009-10 آمدن: 3لاکھ6ہزار روپے اخراجات: 62ہزار روپے

2010-11 آمدن؛ 3لاکھ60ہزار روپے اخراجات: 90ہزار روپے

(ہ)

آمدن کے ذرائع: لائسنس فیس مارکیٹ فیس

(و) سبزی وفروٹ منڈی شمس آباد غیر فعال ہونے کی وجہ سے کوئی ملازم کام نہیں کر رہا ہے۔ سبزی وفروٹ منڈی گوجر خان کے چار ملازمین کام کر رہے ہیں جن میں ایک سب انسپکٹر اور تین خاکروب شامل ہیں۔

(ز) سبزی وفروٹ منڈی گوجر خان میں صفائی کے تین ملازمین تعینات ہیں جبکہ صفائی کے لئے ہاتھ گاڑی کے سوا کوئی مشینری نہ ہے۔

صوبہ میں جعلی زرعی ادویات کی روک تھام کے لئے اٹھائے گئے اقدامات و دیگر تفصیلات

*9222: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ بھر میں جعلی زرعی ادویات کی فروخت کی روک تھام کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ب) زرعی ادویات کے ڈیلرز، تقسیم کنندگان اور پیک کرنے والے حضرات کو مقرر کرنے کے لئے کیا criteria ہے؟

(ج) تجربہ گاہ لیبارٹریز کے authentic ہونے کا کیا criteria ہے جن تجربہ گاہوں سے ادویات چیک کرائی جاتی ہیں کیا وہ باقاعدہ رجسٹرڈ اور لائسنس یافتہ ہیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حکومت پنجاب نے 2008 میں اقتدار سنبھالنے کے بعد جعلی زرعی ادویات کی فروخت کی روک تھام کے لئے صوبائی ٹاسک فورس کو بحال کیا اور ضلعوں میں D.C.Os کی زیر نگرانی سب کمیٹیاں بنائی گئیں جنہوں نے درج ذیل عملی اقدامات اٹھائے ہیں جس کے نتیجہ میں زرعی ادویات میں شرح ملاوٹ 8.46 فیصد سے بتدریج کم ہو کر 3.38 فیصد رہ گئی ہے۔

- ❖ پیسٹی سائیڈز کے مقدمات کی پیروی کے لئے ہر ضلع میں محکمہ زراعت کے دفاتر میں ایک قانونی سیل (LITIGATION-CELL) بنایا گیا ہے۔
- ❖ ضلعی سطح پر پیسٹی سائیڈز کے مقدمات کی تیزی سے سماعت کے لئے ایک عدالت کو مخصوص کروا کر تمام مقدمات کو اس عدالت میں سماعت کے لئے منتقل کر دیا گیا۔
- ❖ زیادہ تر چھاپے خفیہ اطلاع کی بنیاد پر مارے گئے جو کہ کامیاب رہے۔
- ❖ جعلی پیسٹی سائیڈز کی شکایات سننے کے لئے 24 گھنٹے کام کرنے والی ٹال فری ہیلپ لائن 0800-02200 بنائی گئی تاکہ فوری کارروائی عمل میں لائی جا سکے۔
  - ○ پنجاب کے تمام پیسٹی سائیڈز انسپکٹر کی عدلیہ، پراسیکیوشن، اور پولیس کے ماہرین سے زرعی ادویات کے قانون سے متعلق تربیت کروائی گئی۔
- ❖ غیر قانونی فارمولیشن اور ری فلنگ پلانٹوں کے خلاف فوری قانونی کارروائی عمل میں لائی گئی۔

- ❖ خفیہ اداروں سے پیسٹی سائیڈز انسپکٹروں کی چھان بین کروائی گئی اور اُن کی رپورٹ کی روشنی میں بری شہرت کے حامل انسپکٹروں کو فیلڈ ڈیوٹی سے ہٹا دیا گیا۔
- ❖ موجودہ حکومت کے دور میں اب تک ملاوٹ شدہ اور جعلی زرعی ادویات فروخت کرنے والے 178 ڈیلروں کے لائسنس منسوخ اور غیر معیاری زرعی ادویات فروخت کرنے والے 297 ڈیلروں کو شوکاز نوٹس جاری کئے جا چکے ہیں۔
- ❖ پیسٹی سائیڈز کے تجزیہ کو تین دن کے اندر یقینی بنایا جاتا ہے۔ اس ٹاسک فورس کے تحت جعلی زرعی زہروں کے خلاف موجودہ حکومت کے دور میں ہونے والی پراگرس رپورٹ لف ہے۔

(ب) پیسٹی سائیڈ ڈیلرز کے لئے criteria

1۔ کم از کم میٹرک تعلیم ہو۔
2۔ ٹریننگ سرٹیفکیٹ اور لائسنس شدہ ہو۔
3۔ ڈیلر شپ سرٹیفکیٹ، کمپنی / فرم کا ہو۔
4۔ جس ضلع سے لائسنس حاصل کیا ہو صرف اسی ضلع میں کاروبار کر سکتا ہے۔
5۔ ٹریننگ سرٹیفکیٹ شعبہ پیسٹ وارننگ اینڈ کوالٹی کنٹرول محکمہ زراعت کی طرف سے 15 روزہ ٹریننگ حاصل کرنا ضروری ہے۔

تقسیم کنندگان کا Criteria

بحوالہ پیسٹی سائیڈ آرڈیننس 1971, 2005-08-05 Dt: SRO790

1۔ پیسٹی سائیڈز آرڈیننس کے تحت 10 زرعی گریجویٹ کی تعیناتی ضروری ہے۔
2۔ دس لاکھ روپے کی Bank Deposit رپورٹ
3۔ 10 گاڑیاں مع الاٹمنٹ
4۔ لوازمات کے ساتھ گودام کی موجودگی
5۔ محکمہ زراعت سے رجسٹریشن حاصل کرنا۔

پیکنگ والے حضرات کے لئے criteria

1۔ فیڈرل پلانٹ پروٹیکشن ڈیپارٹمنٹ سے منظوری
2۔ Automatic System کا ہونا ضروری ہے۔
3۔ پیک یا بوتل پر کمپنی کا نام، قیمت، مقدار، زہر، ایڈریس، فون نمبر، خطرے کا نشان وغیرہ کا لکھا ہونا ضروری ہے۔
4۔ Lab Facilities ضروری ہے۔
5۔ حفاظتی سامان کی موجودگی

(ج) تجربہ گاہوں کے authentic ہونے کا criteria یہ ہے کہ کوئی پرائیویٹ ٹیسٹنگ لیب کو رجسٹرڈ نہیں کیا جاتا ہے بلکہ صرف وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی رجسٹرڈ تجزیہ گاہیں سیمپل کا تجزیہ کرتی ہیں۔

گوجرانوالہ، مارکیٹ کمیٹیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9318: **ڈاکٹر محمد اشرف چوہان:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجرانوالہ میں کتنی مارکیٹ کمیٹیاں ہیں، ان کے نام بتائیں؟

(ب) ہر مارکیٹ کمیٹی کا دفتر کہاں کہاں ہے ان میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ج) ہر مارکیٹ کمیٹی کی سال 10-2009 اور 11-2010 کی آمدن اور اخراجات بتائیں؟

(د) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے آمدن کے ذرائع کیا کیا ہیں؟

(ہ) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے پاس کون کون سی مشینری کس کس مقصد کے لئے ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) گوجرانوالہ میں کل آٹھ مارکیٹ کمیٹیاں ہیں ان کے نام اس طرح سے ہیں:

1۔	مارکیٹ کمیٹی گوجرانوالہ	2۔	مارکیٹ کمیٹی گکھڑ منڈی
3۔	مارکیٹ کمیٹی وزیر آباد	4۔	مارکیٹ کمیٹی علی پور چٹھہ
5۔	مارکیٹ کمیٹی قلعہ دیدار سنگھ	6۔	مارکیٹ کمیٹی نوشہرہ ورکاں
7۔	مارکیٹ کمیٹی کامونکی	8۔	مارکیٹ کمیٹی ایمن آباد

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں میں ملازمین کی کل تعداد 99 ہے۔ مارکیٹ کمیٹیوں کے جائے مقام اور تعداد ملازمین کی علیحدہ علیحدہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی مذکورہ سالوں میں کل آمدن 9 کروڑ 18 لاکھ 72 ہزار 66 روپے جبکہ کل اخراجات 5 کروڑ 78 لاکھ 59 ہزار 432 روپے رہے۔ سال وار / کمیٹی وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی آمدن کے ذرائع اس طرح سے ہیں:-

1۔	لائسنس فیس	2۔	مارکیٹ فیس	3۔	کرایہ جات
4۔	مصالحت فیس	5۔	فروختگی فارم	6۔	فروختگی ریٹ لسٹ
7۔	منافع بنک				

(ہ) ضلع گوجرانوالہ کی مارکیٹ کمیٹیوں کے پاس کسی قسم کی کوئی مشینری نہ ہے۔

ضلع جھنگ، مارکیٹ کمیٹیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9419: محترمہ آصفہ فاروقی: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع جھنگ میں کل کتنی مارکیٹ کمیٹیاں ہیں؟

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی آمدن کے ذرائع کیا ہیں؟

(ج) ان کی سال 10۔2009 اور 11۔2010 کی آمدن اور اخراجات بتائیں؟

(د) مارکیٹ کمیٹی کے پاس صفائی کے لئے کتنے ملازم ہیں؟

(ہ) ہر مارکیٹ کمیٹی میں صفائی کی حالت کیسی ہے؟

(و) اگر ان کی صفائی کی حالت ابتر ہے تو حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع جھنگ میں کل تین مارکیٹ کمیٹیاں ہیں جو اس طرح سے ہیں؟

1۔ مارکیٹ کمیٹی جھنگ صدر

2۔ مارکیٹ کمیٹی شورکوٹ

3۔ مارکیٹ کمیٹی منڈی شاہ جیونہ

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے ذرائع آمدن میں زرعی اجناس کا کاروبار، لائسنس فیس اور مارکیٹ فیس شامل ہیں۔

(ج) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی درج بالا دونوں سالوں کی کل آمدن 3 کروڑ 69 لاکھ 92 ہزار 527 روپے اور کل اخراجات 3 کروڑ 89 لاکھ 8 ہزار 395 روپے ہے۔ کمیٹی وار / سال وار آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

آمدن اور اخراجات 10-2009

(روپوں میں)

نام مارکیٹ کمیٹی	آمدن	اخراجات
جھنگ صدر	62لاکھ 58ہزار 479	98لاکھ 52ہزار 995
شورکوٹ روڈ	59لاکھ 99ہزار 538	59لاکھ 24ہزار 464
منڈی شاہ جیونہ	19لاکھ 38ہزار 511	31لاکھ 65ہزار 973

آمدن اور اخراجات 11-2010 (روپوں میں)

نام مارکیٹ کمیٹی	آمدن	اخراجات
جھنگ صدر	ایک کروڑ2لاکھ80ہزار582	94لاکھ70ہزار451
شور کوٹ روڈ	78لاکھ93ہزار176	71لاکھ21ہزار397
منڈی شاہ جیونہ	46لاکھ22ہزار241	33لاکھ73ہزار115

(د) ضلع جھنگ کی تینوں مارکیٹ کمیٹیوں میں صفائی کے لئے کل 12 ملازمین ہیں۔

(ہ) جھنگ صدر: ٹوبہ روڈ کی دوبارہ تعمیر کی وجہ سے مین سیوریج کا سسٹم خراب ہو گیا ہے اور ساتھ ہی سڑک کا لیول غلہ منڈی سے کافی اونچا ہے مین سیوریج لائن کی بندش کی وجہ غلہ منڈی میں نکاسی کی نالیاں وغیرہ پانی سے بھر جاتی ہیں تاہم ٹی ایم اے جھنگ کے تعاون سے ڈسپوزل پمپ کے ذریعے جمع شدہ پانی نکال دیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں صفائی کا نظام تسلی بخش ہے۔

شور کوٹ روڈ: شور کوٹ مارکیٹ کمیٹی میں کوئی سرکاری منڈی نہ ہے۔ تاہم منڈی میں صفائی مارکیٹ کمیٹی کے جزوقتی ملازمین کرتے ہیں اور صفائی کی حالت تسلی بخش ہے۔

منڈی شاہ جیونہ: مارکیٹ کمیٹی منڈی شاہ جیونہ میں صفائی تسلی بخش ہے۔

(و) جھنگ صدر: ٹی ایم اے جھنگ نکاسی آب کے لئے ٹوبہ روڈ پر ایک نئی سیوریج لائن بچھا رہی ہے جس کا کام مکمل ہونے کے بعد جب یہ نئی لائن چالو ہو جائے گی تو یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ باقی دونوں منڈیوں میں عملہ صفائی کی کارکردگی تسلی بخش ہے اور کسی قسم کی کوئی شکایت نہ ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ابھی وقفہ سوالات ختم نہیں ہوا پانچ منٹ رہتے ہیں۔

جناب سپیکر: کس نے کہا ہے آپ کو؟ آپ تشریف رکھیں۔ ادھر ٹائم لکھا ہوتا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! ابھی پانچ منٹ رہتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں اور آپ بلاوجہ ایسے نہ کیا کریں۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کچھ دن پہلے لاہور میں جوہر ٹاؤن ایکسپو سنٹر ایک posh area ہے۔اس کے باہر ایک بچی "رچل" سکول سے واپس آتی ہوئی گٹر میں گر کر جاں بحق ہو گئی تھی۔ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے پہلے چوبیس گھنٹے اور بعد میں اڑتالیس گھنٹے میں انکوائری کا حکم دیا تھا۔لاہور میں ابھی بھی بہت سارے ایسے posh areas ہیں جہاں پر گٹروں کے ڈھکن کھلے ہوئے ہیں، رات کو میں نے خود دیکھا ہے کہ گلبرگ میکڈونلڈ کے باہر سڑک کے بالکل اوپر۔۔۔

جناب سپیکر: وزراء صاحبان! اس کو نوٹ کیجئے۔

محترمہ سیمل کامران: کیا کسی اور "رچل" کا انتظار کیا جا رہا ہے کہ وہ اس گٹر کی زینت بنے گی۔اس کے علاوہ میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ وہ جو انکوائری ہوئی تھی اس کی کیا رپورٹ آئی ہے؟ یہ اسمبلی in session تھی جب یہ واقعہ پیش ہوا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں نے انکوائری تو نہیں کروائی تھی؟

محترمہ سیمل کامران: جناب گورنمنٹ نے کروائی ہے، میں گورنمنٹ کے بارے میں بھی بات نہیں کر سکتی؟

جناب سپیکر: انکوائری کی رپورٹ تو آنے دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میں تو آپ سے ہی request کر سکتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس صوبے کا یہ بہت بڑا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، نوٹس لیں۔

محترمہ سیمل کامران: یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے اگر خادم اعلیٰ پنجاب نے یہ بڑھک ماری تھی کہ اگر کوئی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔آپ پوائنٹ آف آرڈر کو پوائنٹ آف آرڈر کی حد تک ہی رہنے دیا کیجئے۔ بڑی مہربانی۔آپ کوئی چیز میرے پاس لکھ کر لے آئیں پھر دیکھیں گے۔

محترمہ سیمل کامران: لکھ کر بھی دیتے ہیں اس کا جواب ہی نہیں آتا۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:جناب سپیکر!حکومت پنجاب کے فیصلہ کے مطابق تمام سرکاری ملازمین کی تنخواہ بنکوں کے ذریعے ادا ہوتی ہے اور اس حکم کے اندر موجود ہے کہ یکم تاریخ کو تنخواہ دینے کے تمام بنک پابند ہیں لیکن اس کی پابندی نہیں کی جارہی۔بنکوں کو بزنس تو مل گیا لیکن انہوں نے اپنا عملہ نہیں بڑھایا اس وجہ سے جنہوں نے پہلی تاریخ کو تنخواہیں لینی ہوتی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ کیا کر رہی ہیں؟آپ ادھر آکر مجھے بتائیں۔

محترمہ خدیجہ عمر:آپ نے ٹائم ختم کر دیا ہے اور ہمارے سوالوں کو bulldoze کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: یہ آپ کا سوال ہی نہیں ہے۔آگے ہو گا اب ٹائم ختم ہو گیا ہے تو میں کیا کروں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:جناب سپیکر!میں عرض کر رہا تھا کہ بنکوں نے اپنا عملہ نہیں بڑھایا جس وجہ سے تمام ملازمین کو due date پر تنخواہ نہیں ملتی اور اس کے بعد جب سرکاری ملازمین تنخواہ لینے جاتے ہیں تو وہاں پر کوئی سہولیات موجود نہیں ہوتیں، بیٹھنے کی جگہ، کھڑے ہونے کی جگہ، دھوپ سے بچنے کی جگہ اور نہ ہی بارش سے بچنے کی جگہ، اگر حکومت پنجاب نے بنکوں کو بزنس دیا ہے تو بنکوں کو پابند بھی کیا جائے کہ وہ اپنے customers کو مناسب سہولیات پہنچائیں اور due date پر تنخواہ دیں۔

جناب سپیکر:آپ یہ چیز in writing لے کر آئیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:جی،I will

پوائنٹ آف آرڈر

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب کی توجہ لاء اینڈ آرڈر کی بگڑتی ہوئی صورتحال کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔حالیہ دنوں میں۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب!پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہی جناب کی توجہ چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ دیکھ لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہی یہ بات کروں گا میرے پاس اور کون سا forum ہے جسے استعمال کروں۔

جناب سپیکر: اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہمت دی ہے کاغذ ہے، پنسل ہے آپ کے پاس وقت بھی ہے تو آپ لکھ کر لائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر کی ایسی صورتحال ہے جس پر فوری توجہ چاہئے۔

جناب سپیکر: اس کے لئے بحث کا دن مقرر کرائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں وہی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

پنجاب میں امن عامہ کی بگڑتی ہوئی صورتحال کے پیش نظر ایوان میں اس پر بحث کے لئے ایام مقرر کرنے کا مطالبہ

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پچھلے دنوں گوجرانوالہ میں چودہ آدمیوں کو دن دہاڑے قتل کر دیا گیا، سات آدمی لالہ موسیٰ میں لقمہ اجل بنے، ہماری ممبر ساجدہ میر صاحبہ کے ہاں ڈکیتی ہو گئی، لاہور میں ایک ایس ایچ او اپنی گاڑی کے نیچے آ کر مر گیا اور وہاں پر ستر کے قریب آدمی lockup میں بند کئے ہوئے ہیں، پنجاب جل رہا ہے اور اتنے لمبے اجلاس میں بھی لاء اینڈ آرڈر کی بگڑتی ہوئی صورتحال پر کوئی توجہ نہیں دی گئی، کوئی ٹائم مختص نہیں کیا گیا۔۔۔

جناب سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں گے، اب آپ تشریف رکھیں گے؟

سید حسن مرتضیٰ: دن دہاڑے ڈکیتیاں ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اب آپ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: دن دہاڑے قتل و غارت ہو رہی ہے۔ میری عرض سن لیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ایسے نہیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ پنجاب کی عوام کو کیا message دے رہے ہیں؟

جناب سپیکر:اب آپ مجھے اپنی بات کرنے دیں۔
سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!میری بات تو مکمل ہونے دیں۔
جناب سپیکر:آپ کی بات مکمل ہو گئی ہے۔شاہ صاحب!یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔یہ نامناسب روّیہ ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ایسے بات نہ کریں۔آپ کی بڑی مہربانی۔
سید حسن مرتضیٰ:اسمبلی کو ربڑسٹمپ سمجھا جارہاہے۔آپ لاء اینڈآرڈر پر بحث نہیں رکھ رہے۔
جناب سپیکر:لاء اینڈآرڈر پر بحث کے لئے دن رکھیں گے۔
محترمہ ثمینہ خاور حیات:ہمیں بات کرنے دی جائے۔
سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!مجھے بات کرنے دی جائے۔
جناب سپیکر:آپsuggestکریں۔
چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:قتل وغارت 90فیصد بڑھ گئی ہے،سٹریٹ کرائم بڑھ چکے ہیں۔
جناب سپیکر:آپ اپنے آپ کو کنٹرول کرنے کی کوشش کریں۔آپ کی بڑی مہربانی۔
وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اگرissueیہ ہے کہ لاء اینڈآرڈر پر بحث کے لئے دن مقرر کرنا ہے تو۔۔۔
جناب سپیکر:بحث کے لئے۔
وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):پھر آپ کل بحث رکھ لیں ہم اس کے لئے تیار ہیں۔
جناب سپیکر:کل لاء اینڈآرڈر پر بحث ہو گی۔
وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!کل ہمارا جوofficial business ہو گا اس کے بعد آپ لاء اینڈآرڈر پر بحث رکھ دیں ہم تیار ہیں۔
جناب سپیکر:کل بزنس کے بعد لاء اینڈآرڈر پر بحث ہو گی۔
سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!سارا بزنس معطل کر کے لاء اینڈآرڈر پر بحث رکھی جائے۔
کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد:ہم جو چیز لکھ کر بھی پیش کرتے ہیں وہ بھی نہیں آتی۔
جناب سپیکر:آپ نے کیا جمع کرایا ہے۔آپ تشریف رکھیں اور ان کو بولنے دیں۔جی،راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آج سے چار دن پہلے گوجرانوالہ میں ایک جھگڑے میں تقریباً چودہ کے قریب لوگ ہلاک ہوئے، اس کے بعد کل لالہ موسیٰ میں سات لوگ ہلاک ہوئے ہیں، پرسوں لاہور میں ایک ایس ایچ او ہلاک ہوا ہے۔اس وقت پنجاب میں جو لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال ہے، مجھے لگتا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب تو کہیں سو رہے ہیں یا ترکی گئے ہوئے ہیں، اس وقت صوبے میں پنجاب پولیس کا کوئی کنٹرول نہیں ہے، روزانہ ہزاروں کے حساب سے سٹریٹ کرائم ہو رہے ہیں، گاڑیاں چھینی جا رہی ہیں، پورے پنجاب کی سڑکیں جو دیہاتوں کو جاتی ہیں رات کو ان پر ڈاکو راج ہوتا ہے، پورے پنجاب میں جیسے ہی شام کو اندھیرا ہوتا ہے پولیس کی گرفت ختم ہو جاتی ہے اور ڈاکو راج شروع ہو جاتا ہے، فیصل آباد میں روزانہ ڈکیتیاں ہو رہی ہیں، گاڑیاں چھینی جا رہی ہیں اور لوگوں کو قتل کیا جا رہا ہے۔لاہور جو دارالحکومت ہے پاکستان کی تاریخ میں لاہور میں اتنا جرم کبھی نہیں ہوا جتنا آج کل روزانہ ہو رہا ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! تھانوں میں رشوت کا ریٹ دس گنا بڑھ گیا ہے اور پتا نہیں وہ کہاں کہاں تک جا رہی ہے اس وقت پولیس نام کی کوئی چیز دارالحکومت میں نظر آ رہی ہے اور نہ ہی باقی شہروں میں نظر آ رہی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کل جب لاء اینڈ آرڈر پر بات کریں اس وقت ساری چیزیں لائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ کی کوئی سنتا نہیں۔۔۔

جناب سپیکر: کیسے نہیں سنتا، کون کہتا ہے کہ نہیں سنتا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ سارا ان کو بتائیں گے کہ کہاں کہاں دس percent بڑھا ہے اور کہاں کہاں سو percent بڑھا ہے۔آپ نے بحث کے لئے کل کا ٹائم رکھ لیا ہے تو یہ آئیں انہوں نے جو ملک کو لوٹا ہے، جس طرح سے قومی ادارے تباہ کئے ہیں اب یہ لٹیرے اپنی لوٹ مار کا حساب ہونے کے خوف سے بات کو الجھانا چاہتے ہیں۔جب آپ نے لاء اینڈ آرڈر پر بحث کا دن مقرر کر دیا ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر: انشاء اللہ کل یقینی طور پر لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی۔آپ تمام حضرات سے اپیل ہے کہ واپس آ جائیں کل لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی۔

محترمہ ساجدہ میر: لاء اینڈ آرڈر پر بحث سرکاری بزنس سے پہلے کریں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں، قانون سازی کے بعد لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر اپوزیشن لاء اینڈ آرڈر پر بحث کرنا چاہتی ہے تو آپ نے کل بحث کے لئے ٹائم مقرر کر دیا ہے، میں نے عرض کیا ہے کہ ہم کل بھی تیار ہیں اور اگر آج بحث کرنا چاہتے ہیں تو آج کے ایجنڈے کی کارروائی مکمل ہونے کے بعد کر لیں۔

جناب سپیکر: آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو بات فرمائیں گے اس کا جواب بھی دیں گے اور ان کو بتائیں گے کہ دس فیصد کرپشن کہاں پر بڑھی اور ایک سو دس فیصد کرپشن کہاں پر بڑھی ہے۔یہ ساری چیزیں ان کے سامنے رکھیں گے۔ باقی معاملہ یہ ہے کہ قائد حزب اختلاف نے گوجرانوالہ کے جس واقعہ کا ذکر کیا ہے، کل اس واقعہ کے متعلق توجہ دلاؤ نوٹس تھا۔۔۔

جناب سپیکر: لیکن یہ خود حاضر نہیں تھے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): میں نے آر پی او اور سی پی او گوجرانوالہ کو بلایا ہوا تھا۔وہ یہاں House میں موجود تھے لیکن کل حزب اختلاف نے توجہ دلاؤ نوٹس کے وقفے کو کورم point out کر کے late کیا۔اب بھی لالہ موسیٰ، گوجرانوالہ اور ایس ایچ او کی ہلاکت کے معاملات کے بارے میں یہ توجہ دلاؤ نوٹس دیں اگر نہیں دینا چاہتے تو next Thursday کو ان تینوں issues کے اوپر discuss کر لیں۔ تمام واقعات کی تفصیلات ان کے سامنے رکھیں گے اور جو یہ تجاویز دیں گے ان کے اوپر بھی انشاء اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔اب حزب اختلاف کے ساتھیوں کو House میں واپس لے آئیں۔معزز ممبران! اب آپ واپس آ جائیں۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! پہلے تو میں اس بات کو condemn کرتی ہوں کہ Private Members Day پر walkout نہیں ہونا چاہئے کیونکہ Private Members Day پر کوئی چیز ایجنڈا پر لانے کے لئے مہینوں لگتے ہیں۔ میں آپ سے بھی درخواست کرتی ہوں کہ معزز ممبران حزب اختلاف کو واپس بُلا لیں تاکہ اس House کی کارروائی چل سکے۔ میں دوسری بات یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ Quack Doctors اور جھوٹے پیروں کا خاتمہ کیا جانا چاہئے۔ آج بھی اس حوالے سے کچھ خبریں چھپی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: معزز ممبران حزب اختلاف! آپ House میں واپس آ جائیں، کچھ نہیں کہا جائے گا بلکہ خوش آمدید کہیں گے۔ راجہ صاحب! اگر آپ میری بات سُن رہے ہیں تو اندر تشریف لے آئیں۔ کل ہم Law and Order پر بحث کریں گے۔ کل آپ دل کھول کر بات کرنا۔ جی، محترمہ!

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے گزارش کرتی ہوں کہ اس حوالے سے قانون سازی کی جائے یا کوئی ایسے rules and regulations بنائیں کہ ان جھوٹے پیروں کی exploitation ختم کی جا سکے۔ مجھے یہ معلوم ہوا تھا کہ Health Commission بنایا گیا ہے۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ آپ اس کی meetings میں مجھے بھی شامل کر دیں۔ ان Quack Doctors اور پیروں کی power ان کی advertisement ہے اگر ان کی advertisement بند کر دیں تو بڑی حد تک ان پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ میرا اپنا تعلق media سے ہے اور میں ان سارے media groups کے behalf پر آپ کو guarantee دیتی ہوں کہ اگر ان کے خلاف action لیا جائے تو ہم آپ کے ساتھ ہوں گے۔

جناب سپیکر: میں ملک ندیم کامران اور چودھری وحید صاحب سے کہتا ہوں کہ آپ جا کر راجہ ریاض صاحب اور ان کے ساتھیوں کو House میں واپس لائیں۔ راجہ ریاض صاحب! کل انشاء اللہ Law and Order پر بحث کریں گے اس لئے آپ House میں واپس آ جائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! راجہ ریاض صاحب کو یہ پیغام بھی دے دیں کہ کل Law and Order پر بحث ہو گی اور آپ کو تقریر کرنے کے لئے نہیں کہا جائے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ اس خوف سے ہی نہ آئیں کہ مجھے کل تقریر کرنا پڑے گی۔

جناب سپیکر: نہیں، کل قائد حزب اختلاف کی تقریر ہو گی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: آج کل تو ہر ایک ایس۔ایچ۔او رانا ثناء اللہ کی زبان بول رہا ہے کہ "کر لو جو کرنا ہے"(قہقہے)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! ماحول کو خوشگوار رہنے دیں۔آج کل تھوڑا سا بھی ادھر اُدھر ہو جائیں تو کام خراب ہو جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ویسے آج ناخوشگوار ماحول تو آپ کی وجہ سے ہوا ہے۔

جناب سپیکر: کیا میری وجہ سے ماحول ناخوشگوار ہوا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، ہاں کیونکہ یہ جھگڑا ان کا آپ سے ہوا ہے اور ہمیں تو سمجھ بھی نہیں آئی کہ کس بات پر وہ آپ سے ناراض ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: دیکھیں، میری بات سنیں۔ میں نے ان کو یہی کہا ہے کہ آپ مہربانی کر کے پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہ کریں اگر آپ law and order پر بحث کرنا چاہتے ہیں تو مجھے بات کر لینے دیں ہم اس کے لئے time fix کر لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! وہ مسئلہ تو حل ہو گیا ہے کیونکہ آپ نے فرما دیا ہے کہ کل Law and Order پر بحث ہو گی۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اب ان کو واپس آ جانا چاہئے۔ معزز ممبران اور خصوصی طور پر راجہ ریاض صاحب! اب آپ House میں تشریف لے آئیں۔ جی، شیخ صاحب! ذرا آرام سے بات کریں اور کوئی ایسی بات نہ کرنا کہ جس سے خرابی ہو۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کو معلوم ہے کہ میں آپ کی بہت respect کرتا ہوں لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جب میں floor پر کھڑا ہوتا ہوں تو اعتراض شروع ہو جاتا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ میرے حزب اختلاف کے ساتھیوں کو کیا ہو جاتا ہے؟ آپ بھی مجھے کہتے ہیں کہ میں ماحول کو خراب کر دیتا ہوں۔ کیا میں کسی کو کچھ کہتا ہوں؟ میں آپ کی تین منٹ توجہ چاہوں گا اور ایک انتہائی اہم مسئلے کے حوالے سے بات کروں گا۔

جناب سپیکر! معاملہ یہ ہے کہ آج سے تین چار دن پہلے، جب میں House میں نہیں تھا تو minority سے تعلق رکھنے والے ایک معزز ممبر نے میرے بارے میں بات کی ہے۔انہوں نے کامران مائیکل اور میرا نام لے کر یہ کہا کہ آشیانہ کی زمینوں پر میں نے قبضہ کیا ہے۔بنیادی بات اس طرح ہے کہ انجینئر شہزاد الہیٰ صاحب نے House میں یہ کہا کہ یو۔سی۔ایچ کی زمین پر قبضہ کر کے Park Plaza بنایا گیا۔چونکہ میں حالات سے واقف تھا کہ وہاں پر پلازہ کیسے بنا ہے تو میں نے حکومت کے مؤقف کو defend کرتے ہوئے یہ کہا کہ یہ غلط بات ہے اور میرے پاس اس کا ثبوت ہے کہ وہ جگہ یو سی ایچ کی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اس بارے میں تو ہم نے پہلے ہی کمیٹی بنا دی ہے۔آپ اپنی ساری بات اس کمیٹی کو بتا دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا نام اخبارات میں اُچھالا گیا ہے اس لئے میری بات تو سُن لیں۔دو باتیں بڑی اہم ہیں۔ایک یہ کہ 1960 میں اس کا نام مشن ہسپتال تھا اور مشن ہسپتال کی کسی جگہ پر Park Plaza نہیں بنایا گیا اور میں آج بھی اس مؤقف پر قائم ہوں۔میرا نام لے کر یہ کہنا کہ میں نے قبضہ کرایا ہے، یہ بڑی زیادتی ہے۔میں دوسری یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ جب مری کے مشنری سکولوں کو آگ لگائی گئی تو کسی minority سے تعلق رکھنے والے ممبر کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ اس معاملے کو یہاں اسمبلی میں اٹھائے اور میں نے اس معاملے کو یہاں House میں اٹھایا تھا کیونکہ میں minority کی property کو بھی ایسے ہی سمجھتا ہوں جیسا کہ ایک مسلمان کی property ہے۔جہاں تک آشیانہ سکیم کا تعلق ہے تو میرا اس حوالے سے حزب اختلاف اور ہر اس آدمی کو جسے اس بارے میں کوئی اعتراض ہو آج challenge ہے کہ وہ جہاں سے مرضی اس سکیم کا آڈٹ کرا لے اور اگر آشیانہ سکیم میں ایک روپے کی کرپشن یا کوئی ناجائز قبضہ ملے تو میں ذاتی طور پر دیندار ہوں گا۔حکومت کرے یا نہ کرے لیکن میں ذاتی طور پر اس کی ذمہ داری قبول کروں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ نے اپنی بات کر لی ہے اس لئے اب تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اس حوالے سے کمیٹی بنائیں تاکہ اس بات کا کوئی فیصلہ ہو سکے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! پہلے ہی کمیٹی بنی ہوئی ہے۔آپ یہ ساری باتیں اس کمیٹی میں کر لیجئے گا۔وہ کمیٹی آپ کو بلا لے گی۔

شیخ علاؤالدین:اگر یہ بات ایسے ہے تو پھر آپ کم از کم یہ rulingتو دیں۔ میں آپ کو یہ document دیتا ہوں کہ حکومت نے مشن ہسپتال کی جگہ نہیں لی۔

جناب سپیکر:یہ documentآپ اس کمیٹی کو دکھائیں گے تو ساری بات سامنے آجائے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!آپ نے already کمیٹی بنا دی ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ شیخ علاؤالدین صاحب کو بھی اس کمیٹی میں شامل کر دیں۔ وہاں پر بیٹھ کر ہم ان کے مؤقف کو بھی سن لیں گے۔

جناب سپیکر:آپ اس کمیٹی میں جس کو چاہیں بُلوا سکتے ہیں۔آپ جس کو مناسب سمجھیں بُلا کر سن سکتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):لیکن شیخ صاحب کی تسلی آپ سے ہو گی اس لئے آپ ان کو اس کمیٹی میں شامل کر دیں۔

جناب سپیکر:آپ شیخ صاحب یا کسی اور کو بلائیں مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟ میں نے کمیٹی بنا دی،اب کمیٹی اپنا کام خود کرے گی۔

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا:پوائنٹ آف آرڈر۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر:ڈاکٹر صاحبہ!اب آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کیا کہنا چاہتی ہیں؟آپ تشریف رکھیں اور مجھے یہ کام کرنے دیں۔اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔کرنل نوید اقبال ساجد صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!وہ walkoutپر ہیں اس لئے ان کی تحریک کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،ٹھیک ہے۔کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد صاحب کی تحریک استحقاق کو pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک استحقاق چودھری ندیم خادم صاحب کی ہے۔جی،آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

ای ڈی او(ہیلتھ) جہلم کا معزز ممبر کے ساتھ نامناسب روّیہ

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ 30۔دسمبر 2011 کو بوقت 2:30 بجے تقریباً اپنے حلقہ کے کام کے سلسلے میں ڈاکٹر شاہد، ای ڈی او(ہیلتھ) جہلم کے پاس گیا۔ میں نے اُن کے دفتر میں جا کر اپنا تعارف کروایا کہ میں عوام کا منتخب نمائندہ ہوں اور حلقہ کے کام کے سلسلے میں حاضر ہوا ہوں۔ ڈاکٹر موصوف کو اچانک فون آگیا اور تقریباً پندرہ منٹ اپنے فون میں مصروف رہے۔ جب فون بند ہوا تو میں نے کہا کہ میں عوام کا منتخب نمائندہ ہوں۔ آپ میری بات سن لیں۔ ڈاکٹر موصوف نے مجھے مسلسل ignore کیا۔ میں نے دوبارہ مخاطب ہونے کی کوشش کی تو موصوف سیخ پا ہو گئے اور مجھے کہنے لگے میں نے آپ جیسے کئی ایم پی ایز دیکھے ہیں میں کسی کو کچھ نہیں سمجھتا۔ میں آپ کا کام کروں گا اور نہ ہی میں آپ کا ملازم ہوں اور میرے بارے میں نازیبا الفاظ بیان کئے، بُرا بھلا کہا۔ آپ جہاں مرضی چلے جائیں میں کسی کے حکم کو نہیں مانوں گا۔ میں عوام کا منتخب نمائندہ ہوں اور ایک معزز ایم پی اے ہوں۔ میرے بارے میں اور تمام ایم پی ایز کے بارے میں نازیبا الفاظ بیان کرنے سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کا نوٹس آج ہی موصول ہوا ہے اس کے جواب کے لئے اگلے Monday تک pending فرمالیں۔

جناب سپیکر: اسے Next Monday تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا صاحب کی ہے۔۔۔ وہ نہیں ہیں اس کو بھی pending کیا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا کی تحریک التوائے کار ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے اس کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار جناب محمد طارق امین ہوتیانہ صاحب کی ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے یہ تحریک بھی pending till next

week اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1976 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔ رانا صاحب! یہ تحریک التوائے کار پڑھی جا چکی تھی اس کا جواب آنا تھا۔ اس کا ابھی جواب نہیں آیا تو یہ تحریک بھی pending till next week. اگلی تحریک التوائے کار نمبر 11/1989 میاں محمد رفیق صاحب کی ہے، یہ تحریک پڑھی جا چکی ہے اس کا جواب بھی نہیں آیا۔ یہ تحریک بھی pending till next week

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میری چار تحاریک التوائے کار تھیں جن پر بلاوجہ گلوٹین پھیر دی گئی ہے اگر آپ دو منٹ عنایت فرمائیں تو میں ان پر تھوڑی سی روشنی ڈال کر آپ کی طرف بھیج دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ کی مہربانی۔ آپ میرے پاس اُدھر دفتر میں آ جائیں۔ راجہ شوکت عزیز بھٹی صاحب۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، pending till next week۔ اگلی تحریک شاہجہاں احمد بھٹی صاحب کی ہے۔۔۔ ان کی طرف سے pending کی request آئی ہے یہ تحریک بھی pending till next week۔ تحریک التوائے کار نمبر 11/2002 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔۔۔ اس تحریک کا بھی جواب نہیں آیا pending till next week۔ رائے اعجاز حسین اور چودھری شوکت محمود بسراء کی تحاریک ہیں۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے ان تحاریک کو بھی till next week pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 11/2029۔ میاں طارق محمود صاحب کی ہے۔ جی، رانا صاحب!

گجرات کے موضع ڈھلیان کی خاتون سے اوباشوں کی گن پوائنٹ پر زیادتی، ملزمان کو گرفتار کرنے کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا جواب آ گیا ہے میں پڑھ دیتا ہوں۔ درخواست مدعی محمد اعظم ولد محمد خلیل کا مؤقف تھا کہ وہ اپنی بیوی عاصمہ شہناز اور اپنے بچوں کے ہمراہ اپنے گھر کے صحن میں سویا ہوا تھا کہ تقریباً ایک بجے رات ملزمان مسمیان میاں جہانگیر ولد میاں طارق، 2۔ نوید الیاس ولد مناظر اور 3۔ مناظر ولد محمد ارشد مسلح ہائے آتشیں اسلحہ گھر میں داخل ہوئے اور مدعی کو کمرے میں لے جا کر رسی سے باندھ دیا۔ ملزمان مناظر اور نوید مدعی پستول تان کر کھڑے رہے اور ملزم میاں جہانگیر مدعی کی بیوی سے زیادتی کا مرتکب ہوا۔ تین بجے رات تک تینوں ملزمان یہ عمل کرتے رہے اور جاتے ہوئے دھمکی دے کر گئے کہ اگر کسی کو بتایا تو جان سے مار دیں گے۔

اس وقوعہ پر مقدمہ نمبر509 مورخہ 12-10-2011 جرم(2)376ت پ تھانہ ڈنگہ درج رجسٹر ہوا۔ دوران تفتیش مقدمہ ہذا میں ملزمان مناظر اور نوید کو حسب ضابطہ گرفتار کر کے حوالات جوڈیشل بھجوایا گیا ہے اور مقدمہ ہذا کی تفتیش افسران بالا کے حکم سے تبدیل ہو کر ایس ایس پی ریجن کرائم گوجرانوالہ کے سپرد ہوئی تھی جو بعد ازاں ملزم میاں جہانگیر کو اشتہاری قرار دیا گیا ہے اور اُس کے متعلق یہ انفارمیشن ہے کہ وہ بیرون ملک بھاگ گیا ہے لیکن اُس کے خلاف red warrant حاصل کر کے اُسے واپس لانے کے لئے پولیس تحرک کر رہی ہے اور مقدمہ ہذا کا نامکمل چالان مرتب کر کے مورخہ 04-12-2011 کو عدالت مجاز میں بھجوایا گیا ہے۔ گجرات پولیس جہاں تک ممکن ہے مشتغیث پارٹی کو انصاف فراہم کرنے کی کوشش کر رہی ہے اور ملزم جہانگیر کو گرفتار کر کے انصاف کے کٹہرے میں پیش کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! اس کا ایک حصہ یہ ہے اور اس کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ ملزمان نے اپنے اثر و رسوخ کی بناء پر مدعی پارٹی کی حمایت کرنے والے افراد کے خلاف تھانہ لوئر مال لاہور میں جھوٹا مقدمہ نمبر 1432/11 دفعہ 365 درج کروایا تاکہ ان پر جھوٹے مقدمات درج کروا کر مدعی کی حمایت سے روکا جا سکے۔ ان کے خلاف حقائق کی بناء پر جو مقدمہ درج ہوا ہے اُس کو خارج کروا دیا جائے۔ یہ مقدمہ تھانہ لوئر مال میں پولیس کی مرضی سے درج کیا گیا اور اُس مظلوم عورت کی مدد کرنے والے دو آدمیوں کو اس تھانہ کی حوالات میں بند رکھا گیا اور اُنہیں بند رکھنے کے بعد پچھلے ہفتے اُس وقت چھوڑا گیا جس دوران دو اور غنڈے گئے اور اُس بے چاری خاتون کو اُٹھا کر کچہری میں لے جا کر اُس سے لکھوایا گیا کہ میں ان کے ساتھ راضی نامہ کرتی ہوں۔ یہ بدترین کیس ہے اور یہ اخباروں میں بھی آیا ہے۔ اس طرح کی زیادتی کے اوپر ہوم سیکرٹری صاحب سے کہا جائے کہ جن افسران نے تھانہ لوئر مال میں جھوٹا مقدمہ درج کر کے ان دو آدمیوں کو گرفتار رکھا اُن کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے باقاعدہ لاہور پولیس کے ذمہ داران افسران کو بلوایا تھا انہوں نے اس بات کو admit کیا ہے کہ واقعی مقدمہ نمبر 1432/11 جھوٹا ہے تو میں نے اُنہیں اس مقدمہ کے اخراج کے متعلق کہہ دیا تھا باقی جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس جھوٹے مقدمے کو درج کرانے کے لئے کیا مدعی فریق نے دھوکا دہی سے کام لیا یا کوئی پولیس والا بھی ملوث تھا۔ اگر اس سلسلہ میں آپ انکوائری چاہتے ہیں تو میرا خیال ہے کہ ہوم سیکرٹری کی بجائے

سیکرٹری پراسکیوشن متعلقہ سیکرٹری بنتے ہیں۔ میں سیکرٹری پراسکیوشن سے کہہ دیتا ہوں کہ ایک ہفتے کے اندر اس بارے میں مفصل رپورٹ ایوان کی میز پر رکھی جائے۔

جناب سپیکر: جی، سیکرٹری پراسکیوشن سے کہیں کہ ایک ہفتے کے اندر ہمیں اس کی مفصل رپورٹ دیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! آپ کے حکم کے تحت ہم اپوزیشن کے پاس گئے تھے۔ ان کا مؤقف یہ ہے کہ آپ کل وقفہ سوالات کے فوراً بعد لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لئے وقت رکھیں تو ہم انشاء اللہ حاضر ہوں گے۔ آج ہماری معذرت ہے۔ آپ اس کو announce کریں، کل ہم انشاء اللہ آئیں گے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ کے اور معزز ایوان کے علم میں یہ بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کی proceeding کو cover کرنے والے پریس گیلری کے احباب کے سامنے بھی یہ بات ہے کہ سوالات، تحاریک التوائے کار، تحاریک استحقاق اور عام بحث جو members business ہوتا ہے۔ اس دوران بھی اپوزیشن کی حالت یہ ہے کہ وہ کورم پوائنٹ آؤٹ کر کے چلے جاتے ہیں۔ آج Private Members Day ہے۔ آج گورنمنٹ کا کوئی business نہیں بلکہ members کا business ہے۔ اس پر وہ بائیکاٹ کر کے چلے گئے ہیں۔ یہ ان کی دلچسپی ہے۔ ان کا کل جو اعتراض تھا کہ جب اپوزیشن اجلاس بلاتی ہے تو آپ کورم پوائنٹ آؤٹ کرتے ہیں، جب اپوزیشن اپنے ایجنڈے پر اجلاس بلائے گی تو اپوزیشن کو کورم پورا کرنا پڑے گا اور جب حکومت legislation کرے گی تو یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ کورم پورا کرے۔ اس مرتبہ ہم نے تقریباً بیس Bills پر legislation کی ہے اور ان کی کارکردگی یہ ہے کہ کسی میں انہوں نے کوئی amendment ہی نہیں دی۔ اس کے علاوہ جو amendments انہوں نے دی ہیں وہ time short of دی ہیں۔ اب بھی ان کی حالت یہ ہے کہ ہم نے legislation کے لئے کل جو ایجنڈا رکھا ہے اس پر ان کی کوئی تیاری نہیں ہے۔ انہوں نے کوئی amendment نہیں دی اور اپنی اس کوتاہی کو چھپانے کے لئے اب یہ کہتے ہیں کہ ہم کل legislation نہ کریں۔ ہم نے کل کی legislation کے لئے ایجنڈا آج سے تین دن پہلے کا دیا ہوا ہے اور کل انتہائی اہمیت کے حامل Bills ہیں۔ یہ جنوبی پنجاب، جنوبی پنجاب کرتے ہیں تو کل کے Bills میں خصوصی طور پر ڈیرہ غازی خان یونیورسٹی کا Bill ہے جو جنوبی پنجاب میں ہی ہے۔ وہ بہت اہم Bill ہے۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ کل ایجنڈے کے مطابق business ختم کرنے کے بعد جیسے

پچھلے بدھ یا جمعرات کو جب ہم نے legislation کی تھی۔اگر اس دن شام چھ بجے تک House چل سکتا ہے تو کل آئیں آکر بیٹھیں، یہ چار، پانچ یا سات بجے تک بحث کریں یہاں پر آئی جی بھی موجود ہو گا اور ہوم سیکرٹری بھی موجود ہو گا۔انہوں نے جن کیسوں کی بات کی ہے ان کے متعلق جو بھی اعداد و شمار اور حقائق ہیں میں اس معزز ایوان کے سامنے رکھوں گا۔اس پر یہ بات کریں لیکن اگر انہوں نے صرف بات ہی یہ کرنی ہے کہ کسی ایک بات پر موقع مل جائے۔آج انہوں نے اس کو بہانہ بنا لیا اور Private Members Day کا بائیکاٹ کر کے چلے گئے ہیں جو کہ میرے خیال میں unprecedented ہے۔میرا خیال ہے کہ اس وقت House میں جتنے بھی ممبران موجود ہیں سب سے زیادہ میں نے اپوزیشن میں وقت گزارا ہے۔یہ unprecedented ہے کہ Private Members Day پر اپوزیشن واک آؤٹ کر کے چلی جائے۔اب کل وہ کیا کریں گے کہ ان کی تیاری legislation پر ہو گی اور نہ ہی لاء اینڈ آرڈر پر ہونی ہے۔وہ کل اس بات پر بہانہ بنائیں گے کہ آپ وقفہ سوالات کے بعد بحث شروع کریں۔اگر نہیں کریں گے تو کل کو بھی وہ چلے جائیں گے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ روّیہ ایسا ہے جسے آپ کو endorse یا appreciate نہیں کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں معذرت سے عرض کروں گا، آپ کا اپنا role ہے کہ آپ ہمیشہ ان کے ساتھ شفقت کا سلوک کرتے ہیں لیکن ان کا آپ طریقہ دیکھ لیں کہ آج انہوں نے آپ کے against کس قسم کا ماحول create کیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی بات نہیں ہے، وہ ناراضگی میں ایسا کر جاتے ہیں۔میں ان کی بات کا غصہ نہیں کرتا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ کل وقت پر اجلاس شروع ہو اور میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم کوشش کریں گے کہ جو ایک دو اہم Bills ہیں، انہیں جلدی یعنی دو اڑھائی بجے تک کر لیں۔اس کے بعد یہ بیٹھیں دو اڑھائی بجے سے لے کر چار، پانچ، چھ یا جب تک بھی وہ بات کریں گے ہم بیٹھ کر سننے اور اس پر respond کرنے کو تیار ہیں۔

جناب سپیکر: وہ یہ بات سن رہے ہوں گے۔میرے خیال میں انہوں نے یہ بات سن لی ہو گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کی تھوڑی سی تصحیح کروں گا کہ ہم لوگ تیاری کر کے آتے ہیں۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ہم لوگ تیاری کر کے آتے ہیں اور amendments دیتے ہیں جن پر بحث و مباحثہ ہوتا ہے اور شام چھ بجے تک بیٹھے رہتے ہیں۔ ہم قانون سازی میں مکمل participate کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ اِن کو appreciate کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے ہفتے بدھ اور جمعرات کے دن جو قانون سازی ہوئی ہے اس میں لغاری صاحب نے مکمل محنت کے ساتھ حصہ لیا تھا مگر مجھے اعتراض صرف اس بات پر ہے کہ اگر لغاری صاحب کہیں کہ میں حصہ لیتا اور پوری محنت کرتا ہوں تو ٹھیک ہے لیکن جب وہ لفظ ہم کا استعمال کرتے ہیں تو میرے خیال میں وہ لفظ درست نہیں ہے۔ ان کو خود ہی معلوم ہے کہ اُس دن قانون سازی میں ان کے ساتھ کتنے لوگ تھے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ ہماری کوشش کو appreciate کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ہم آپ کو appreciate کرتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہماری amendments دینا کوئی مخالفت کرنا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2030/11 چودھری شوکت محمود بسراء صاحب کی ہے۔ اس کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2032/11 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔ کیا اس کا جواب آگیا ہے؟

لاہور میں انتظامیہ کی عدم توجہی کی بناء پر الیکٹرانک پارکنگ سسٹم ناکام اور زائد پارکنگ فیس کی وصولی

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جی، اس کا جواب آ گیا ہے۔ یہ درست ہے کہ مالی سال 10-2009 میں لبرٹی مارکیٹ اور مال روڈ پر نقی مارکیٹ پر جدید طرز پارکنگ کو اپنانے کے لئے اور عوام کو پارکنگ کی جدید سہولیات میسر کرنے کے لئے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے میٹر پارکنگ سسٹم کا آغاز کیا تھا اور اس کا ٹھیکہ ASCO MMS کمپنی کو دیا گیا تھا جس کی مدت دو سال تھی۔ یہ کمپنی وہاں سے میٹر پارکنگ کے ذریعے سے پارکنگ وصول کرتی رہی۔ اس پارکنگ سٹینڈ پر پارکنگ فیس بھی گھنٹہ کے حساب سے وصول کی جاتی تھی جس کے ریٹ یوں تھے کہ کار کے لئے پہلا گھنٹہ -/10 روپے، اُس کے بعد دو گھنٹے کے -/15 روپے فی گھنٹہ، اُس کے دو گھنٹے کے بعد اضافی گھنٹوں پر -/5 روپے، پورے دن کے لئے -/50 روپے اور دکانداروں کے لئے پورے دن کا -/20 روپے ریٹ مقرر تھا۔ اس سسٹم کے نفاذ کا مقصد یہ تھا کہ گاڑیوں کو کم سے کم وقت پارکنگ ایریا میں کھڑا کر کے ٹریفک کے مسئلے کو کنٹرول کیا جا سکے اور ساتھ ہی ساتھ دوسری طرف عوام کے اندر شعور پیدا کرنے کی کوشش کی گئی تھی کہ وہ اپنی گاڑیوں کو کم سے کم وقت پارکنگ سٹینڈ پر کھڑا کریں۔ عام پارکنگ سٹینڈ پر موٹر سائیکل سے پانچ اور کار سے -/10 روپے وصول کئے جاتے ہیں۔ جہاں تک ناقص منصوبہ بندی اور کروڑوں روپے کے زیاں کا تعلق ہے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے جو میٹرڈ پارکنگ کے لئے مشینیں لگائی تھیں ان کو لگانے کے لئے مناسب منصوبہ بندی کے بعد نافذ کیا گیا تھا۔ یہ پراجیکٹ ناکام نہیں ہوا بلکہ وقتی طور پر روک دیا گیا ہے تاکہ مزید بہتر طریقے سے اس کو پورے ضلع میں نافذ کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: محرک اسے press نہیں کرتیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کار 1901 تھی جو میں نے 26۔نومبر کو جمع کرائی تھی۔ اس سلسلے میں مجھے کچھ گزارش کرنی ہے۔

جناب سپیکر: مجھے دیکھ لینے دیں کہ میرے پاس ہے یا نہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مجھے آپ کے دفتر نے کہا تھا کہ قاعدہ83 کے مطابق اس کو reject کر دیا گیا ہے۔ بعد میں آپ نے شفقت فرماتے ہوئے مجھے کہا کہ دوبارہ جمع کراؤ۔ وہ دوبارہ جمع کرا دی گئی ہے۔

MR SPEAKER: If it is not of recent nature then what will we do?

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہاں پر بحث کر لیتے ہیں کہ قاعدہ83 کے مطابق وہ تحریک التوائے کار کیسے نہیں بنتی؟

جناب سپیکر: وہ میرے پاس ابھی نہیں آئی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: میں آپ کو قاعدہ83 پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔ اس کو revise کر کے بعد میں دیکھ لیتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر2033/11 جناب جاوید علاؤالدین ساجد صاحب کی ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر2034/11 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر2047/11 محترمہ حمیرا اویس شاہد صاحبہ کی طرف سے ہے یہ پڑھی جا چکی ہے۔ کیا اس کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا لہذا اس کو pending فرما دیں کیونکہ اس تحریک میں banking سے متعلق معلومات ہیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر2051/11 شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف ہے۔ جی، شیخ صاحب!

ضلع جھنگ کے مال خانہ سے غائب ہونے والی130 قیمتی اور تاریخی توپیں برآمد کرنے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ انتہائی قیمتی اور نادر تاریخی نوعیت کی 130 توپیں جو ضلع جھنگ کے مال خانہ میں رکھی گئی تھیں، غائب کر دی گئی ہیں۔ یہ قیمتی نادر توپیں ہوم ڈیپارٹمنٹ کے تحت حکومت پنجاب کی ملکیت تھیں۔ زمینی حقائق یہ ہیں کہ بلدیاتی

ضلعی نظام 2001 سے پہلے ہزاروں کی تعداد میں قیمتی اسلحہ ڈپٹی کمشنر کے تحت مال خانہ میں رکھا جاتا تھا۔2001 کے بعد ایسا اسلحہ اور خاص طور پر نایاب اور قیمتی اسلحہ جن کی مالیت کروڑوں میں ہے، کا پتا نہ ہے۔ایسا تمام اسلحہ جو مغل، سکھ اور برطانوی دَور سے تعلق رکھتا ہے، کی بین الاقوامی مارکیٹ ناقابل یقین حد تک قیمتی ہے اور ایسے تمام اسلحہ کی بازیابی انتہائی ضروری ہے جو ہمارا ویسے بھی تاریخی ورثہ ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار بھی آپ کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!ابھی جو میں تحریک پڑھنے لگا ہوں اس میں بہت اہم مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، سارے مسئلے ہی اہم ہوتے ہیں۔

پنجاب یونیورسٹی لاہور کے ناقص سکیورٹی انتظام کی وجہ سے دو طلباء تنظیموں میں تصادم سے سینکڑوں طلباء زخمی

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اگر اس میں آپ غور کریں گے تو دیکھیں گے کہ کتنا اہم مسئلہ ہے۔میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب یونیورسٹی میں دو طلباء تنظیموں کے درمیان تصادم جو مورخہ 22۔دسمبر کو ہوا جس میں سینکڑوں طلباء جن کا تعلق اسلامی جمعیت طلباء اور امامیہ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن سے ہے، آمنے سامنے ایک دوسرے پر پتھروں سے حملہ آور ہوئے اور مسلسل فائرنگ کی گئی جس سے بہت سے طلباء زخمی ہوگئے۔یونیورسٹی انتظامیہ بے بس ہوگئی اور تمام تر الزام پولیس پر ڈالتے ہوئے اپنے آپ کو بری الذمہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔اس میں کوئی دو آراء نہ ہو سکتی ہیں۔طلباء تنظیموں میں مذہبی جذبات کو ابھارنا اور مذہبی بنیادوں پر ایک دوسرے کے بارے میں نازیبا کلمات اور نعروں کی اجازت کسی صورت قابل برداشت نہ ہے۔پنجاب یونیورسٹی جہاں ہر مذہب اور مسلک کے طلباء وطالبات عرصہ دراز سے امن، دوستی اور بھائی چارے کے ماحول میں علم حاصل کر رہے تھے آخر وہ کون سے پوشیدہ ہاتھ ہیں جنہوں نے فرقہ بندی کی بنیاد پر جلسوں کی پنجاب یونیورسٹی میں اجازت دی۔اس پر مزید المیہ یہ ہے کہ یونیورسٹی کا سکیورٹی ڈیپارٹمنٹ جو صرف ایسے ہی

موقع کے لئے کروڑوں روپے کے بجٹ کی بنیاد پر بنایا گیا مکمل طور پر موقع سے فرار ہو گیا اور ایک بھی سکیورٹی کا آدمی یا پولیس موقع پر موجود نہ رہی۔ نتیجتاً آج پنجاب یونیورسٹی کا پُر سکون ماحول ایک عجیب بھیانک منظر پیش کر رہا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2054 محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی طرف سے ہے۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! اسے pending فرما دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2056/11 ڈاکٹر زمر دیا سمین رانا صاحبہ کی ہے۔

پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے زیر نگرانی تعمیر کی گئی دیگر لیبر کالونیوں کی طرح مندرج لیبر کالونیوں کے بھی مالکانہ حقوق دینے کا مطالبہ

ڈاکٹر زمر دیا سمین رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں 26 لیبر کالونیاں محکمہ پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے توسط سے بنائی گئیں جن میں سے 21 کالونیوں میں صنعتی کارکنوں کو مالکانہ حقوق پر الاٹمنٹ کی گئی جبکہ پانچ لیبر کالونیوں (شیر بنگال لیبر کالونی رانا ٹاؤن تحصیل فیروز والا ضلع شیخوپورہ، علامہ اقبال لیبر کالونی سیالکوٹ، لیبر کالونی گجرات، لیبر کالونی میاں چنوں اور لیبر کالونی رحیم یار خان) میں چار سے پانچ ہزار صنعتی کارکنوں کو کرائے پر گھر الاٹ کئے گئے۔ ان پانچ لیبر کالونیوں میں رہنے والے مکینوں میں سے کئی معذور ہیں، کئی سربراہ وفات پا چکے ہیں اور بعض انتہائی کسمپرسی کی حالت میں گزر بسر کر رہے ہیں۔ ان حالات میں محکمہ لیبر پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ بذریعہ عدالت گھر خالی کروا رہا ہے۔ جن پانچ کالونیوں کے مکینوں کی بات کی گئی ہے، ان کے علاوہ بقیہ 21 لیبر کالونیوں کے مالکانہ حقوق دیئے گئے تھے اور انہیں مالکانہ حقوق نہیں دیئے گئے تھے جس سے بالخصوص اور صوبہ پنجاب کے تمام صنعتی مزدوروں میں بالعموم انتہائی غم و غصہ، اضطراب اور بے چینی پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس کا ابھی جواب نہیں آیا اس لئے اگلے ہفتے کے لئےpendingفرمالیں۔

جناب سپیکر: جی،اس تحریک کو بھی آئندہ ہفتہ کے لئےpending کیا جاتا ہے۔اب ہم قرار دادیں لیتے ہیں۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

پوائنٹ آف آرڈر

راولپنڈی سکول اساتذہ کو ایک دن کی رخصت اتفاقیہ کے لئے ڈی سی او کے پاس حاضر ہونے کا حکم

انجینئر قمرالاسلام راجہ: شکریہ۔جناب سپیکر!میں وزیر تعلیم کی ایوان میں موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کے توسط سے ان کی خدمت میں ایک مسئلہ گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ ضلع راولپنڈی میں 15 ہزار اساتذہ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور ضلع راولپنڈی کی تحصیل مری اور تحصیل کوٹلی ستیاں میں ایسے سکول بھی ہیں جہاں پر پبلک ٹرانسپورٹ کے بعد ایک یا دو گھنٹے کا سفر طے کر کے جانا پڑتا ہے اور راولپنڈی کے ڈی سی او نے ایک نادر شاہی حکم جاری کیا ہے اور پورے پنجاب کے کسی ضلع میں ایسا حکم جاری نہیں کیا گیا۔ حکم یہ ہے کہ رخصت اتفاقیہ، جس کا مطلب ہیcasual leave ہے جس کی اچانک کسی کو ضرورت پیش آ سکتی ہے، محکمہ تعلیم کے ایک پرائمری سکول کے ٹیچر کو رخصت اتفاقیہ کے لئے ذاتی طور پر ڈی سی او کے پاس پیش ہونا پڑے گا۔ حکم نامہ میں خواتین اساتذہ کے ساتھ ساتھ مرد اساتذہ بھی شامل ہیں۔ یہ حکم نہ صرف ناقابل عمل، مضحکہ خیز بلکہ ہمارے معاشرے کی بنیادی روایات اور اقدار کے بھی خلاف ہے کہ ضلع راولپنڈی کے پرائمری سکولوں کی خواتین اساتذہ جو اس سے پہلے اپنی سنٹر ہیڈ مسٹریس سے چھٹی لیتی تھیں، وہ ڈی سی او کے پاس ذاتی طور پر حاضر ہو کر ایک دن کی رخصت اتفاقیہ لیں گی۔اس پر پورے ضلع راولپنڈی کے اساتذہ سراپا احتجاج ہیں۔ میں نے وزیر تعلیم صاحب کی خدمت میں چند دن پہلے یہ مسئلہ گوش گزار کیا تھا جس پر انہوں نے فرمایا تھا کہ میں سیکرٹری تعلیم سے

بات کروں گا۔یہ پورے ضلع کے تعلیمی افسران پر اظہار عدم اعتماد ہے اور یہ اتنا بڑا لطیفہ ہے کہ ایک دن کی چھٹی لینے کے لئے اساتذہ کو ڈی سی او کے پاس آنے کے لئے دو دن کی غیر حاضری کرنی پڑے گی۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! چند دن پہلے انہوں نے مجھے اس بابت بتایا تھا اور میں نے سیکرٹری سکولز کو کہا تھا کہ اس معاملے کو دیکھیں تو میں نے دوبارہ چیک نہیں کیا اس لئے میں سیکرٹری سے دوبارہ پوچھ لیتا ہوں کہ یہ مسئلہ حل ہوا کہ نہیں اور اس کے بعد انہیں بتادوں گا۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج اتفاق سے وزیر تعلیم موجود ہیں اور میں صرف ایک منٹ میں بات مکمل کرلوں گا کہ آپ نے مہربانی کرتے ہوئے کالجز کے نتائج کے حوالے سے ایک کمیٹی بنائی تھی جس کی صرف ایک میٹنگ ہوئی۔ آپ کے علم میں لارہا ہوں کہ انہوں نے آپ کے حکم کو کس طرح violate کیا ہے کہ 29 کالجز نے اپنا کوئی ریکارڈ ہی پیش نہیں کیا اور میں نے جب آپ سے یہ عرض کیا کہ آپ کے حکم کے مطابق یہ ہوا ہے تو اس کے بعد جان بوجھ کر اس کمیٹی کی کوئی میٹنگ نہیں بلائی گئی۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ پنجاب کے سینکڑوں کالجز کی پرفارمنس below normal یعنی 30 فیصد بھی نتیجہ نہیں ہے۔ کمیٹی کی میٹنگ کے لئے آپ انہیں کہہ دیں اور وزیر تعلیم صاحب کو بھی کہیں کہ وہ اس میٹنگ میں آئیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ جس کمیٹی کا بتا رہے ہیں تو میں بالکل اسے دیکھ لیتا ہوں اور میں نے تو اس کی پہلی میٹنگ میں بھی شرکت نہیں کی۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ ایک اور ظلم ہے کہ اگر وزیر موصوف کو پتا ہی نہیں کہ سپیکر صاحب نے کمیٹی بنائی جس کی میٹنگ ہوئی۔ آپ سیکرٹری صاحب سے پوچھ لیں کہ کیا میں غلط بات کہہ رہا ہوں۔

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انہوں نے جو میٹنگ پہلے کی ہے مجھے تو اس میں بھی بلایا نہیں گیا۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!آپ ان سے رابطہ رکھیں۔
شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پرائیویٹ سکولز کے متعلق بھی بات نہیں ہوئی۔
جناب سپیکر: شیخ صاحب!جب آپ میٹنگ کریں گے اور یہ نہ آئے تو مجھے بتانا۔
شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!سیکرٹری صاحب سے کہیں کہ وہ اس کمیٹی کا اجلاس بلائیں۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب سپیکر: اس کمیٹی کا اجلاس جلد بلایا جائے۔اب ہم قراردادیں لیتے ہیں۔20اور27۔دسمبر2011 کے ایجنڈے سے زیرالتوا قراردادیں ہم پہلے لیتے ہیں۔یہ پہلی قرارداد سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے۔جی، پیش کریں۔

بورے والا میں پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کے لئے واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ نصب کرنے کا مطالبہ

سردار خالد سلیم بھٹی: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت بورے والا شہر میں بھی واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ نصب کرنے کے اقدامات اٹھائے تاکہ بورے والا کے شہریوں کو بھی صاف پینے کا پانی مل سکے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ::

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت بورے والا شہر میں بھی واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ نصب کرنے کے اقدامات اٹھائے تاکہ بورے والا کے شہریوں کو بھی صاف پینے کا پانی مل سکے۔"

اس قرارداد کی کوئی مخالفت نہیں کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت بورے والا شہر میں بھی واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ نصب کرنے کے اقدامات اٹھائے تاکہ بورے والا کے شہریوں کو بھی صاف پینے کا پانی مل سکے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔آپ پہلے مجھے یہ کام کرنے دیں پھر اس کے بعد دیکھیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پھر میں بھی دوسروں کی طرح شور مچاؤں۔

جناب سپیکر: جی، مچالیں۔اچھے بچے شور نہیں مچاتے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ نے commitment کی تھی کہ کل یعنی آج اس پر بات کے لئے مجھے وقت دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، فرمالیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم تو اس Chair کی بات کو قابل احترام سمجھتے ہیں اور ہمارا تو خیال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ سے کیا بات کی تھی؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ نے کہا تھا کہ اس ایوان میں بات ہو گی اور میں نے ہی تو بات شروع کی تھی جس پر ناظم شاہ صاحب نے دوبارہ issue اٹھایا تھا۔آپ نے کہا تھا کہ کل پرائیویٹ ممبر ڈے ہے اور کل آپ اس پر بات کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔کر لیتے ہیں پہلے مجھے اس پر کام کرنے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پھر آپ کی یہ commitment ہے کہ بعد میں مجھے وقت دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل۔جب آپ بات کریں گے تو جواب بھی لیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جی، بالکل۔اس پر ہم کس وقت بات کریں گے؟

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، یہ قرارداد چودھری ظہیر الدین صاحب کی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس پر پھر کس وقت بات کریں گے؟

جناب سپیکر: یہ قرارداد چودھری ظہیر الدین صاحب کی ہے، کیا وہ آپ کو لکھ کر دے گئے ہیں یا واک آؤٹ میں ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جب واک آؤٹ کرنے والوں کی چیزیں pending کر رہے ہیں تو اس قرارداد کو بھی pending کر دیں۔

جناب سپیکر: چلیں، اس کو pending کر دیتے ہیں till next week۔ اگلی قرارداد جناب محمد طارق امین ہوتیانہ کی ہے، اس کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی قرارداد محترمہ ساجدہ میر کی ہے۔

حکومت پنجاب سے پانی کی غلاظت کے خاتمہ کے لئے فی الفور اقدامات کا مطالبہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پانی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے جس کے بغیر نوع انسانی کا گزارا نا ممکن ہے مگر گزشتہ کچھ عرصے سے لاہور کے مختلف علاقوں سے پانی میں غلاظت کی خبریں آنا معمول بن گئی ہیں۔ نلکوں سے گندا پانی آنے کی وجہ سے لوگوں میں پیٹ کی بیماریاں عام ہو رہی ہیں اور اگر یہ پانی اپنا کمال دکھا گیا تو کسی بھی ملک وباء کے پھیلنے کا اندیشہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اس گرد آلود اور بدبو دار پانی سے مٹی کے ذرات اور بسا اوقات چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑے بھی نکل آتے ہیں لہذا حکومت پنجاب پانی کی غلاظت کے خاتمے کے لئے فی الفور اقدامات کرے تاکہ عوام الناس شفاف پانی پی کر مہلک بیماریوں سے محفوظ رہ سکیں۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پانی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے جس کے بغیر نوع انسانی کا گزارا نا ممکن ہے مگر گزشتہ کچھ عرصے سے لاہور کے مختلف

علاقوں سے پانی میں غلاظت کی خبریں آنا معمول بن گئی ہیں۔ نلکوں سے گندا پانی آنے کی وجہ سے لوگوں میں پیٹ کی بیماریاں عام ہو رہی ہیں اور اگر یہ پانی اپنا کمال دکھا گیا تو کسی بھی ملک وباء کے پھیلنے کا اندیشہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اس گرد آلود اور بدبودار پانی سے مٹی کے ذرات اور بسا اوقات چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑے بھی نکل آتے ہیں لہذا حکومت پنجاب پانی کی غلاظت کے خاتمے کے لئے فی الفور اقدامات کرے تاکہ عوام الناس شفاف پانی پی کر مہلک بیماریوں سے محفوظ رہ سکیں۔"

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس قرارداد کی مخالفت تو نہیں کروں گا لیکن میں صرف ڈیپارٹمنٹ کا جواب معزز ایوان کی معلومات کے لئے پڑھنا چاہتا ہوں۔ "لاہور میں لوگوں کو صاف پانی کی فراہمی کے لئے جو اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں ان میں پانی میں کلورائیڈ محلول ملانا، پرانی و ناکارہ واٹر سپلائی لائنوں کو تبدیل کرنا، پائپ لائنوں کو گاہے بگاہے صاف کرنا اور پائپ لائنوں میں مثبت دباؤ رکھنا شامل ہے۔ پائپ لائنوں اور کنکشنوں کی تبدیلی کے لئے رواں مالی سال حکومت پنجاب نے 245.703 ملین روپے مختص کئے ہیں اور 69 عدد پرانے ٹیوب ویل جن کی میعاد ختم ہو چکی تھی جن کو 494.647 ملین روپے کے اخراجات سے تبدیل کیا جا رہا ہے تاکہ لوگوں کو وافر پانی مل سکے۔" اس قرارداد میں جن خدشات کا اظہار کیا گیا ہے ان کو دور کرنے کے لئے حکومت already اس پراجیکٹ پر عمل کر رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ان خدشات کو دور کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: لاء منسٹر صاحب ٹھیک کہتے ہیں۔ انہوں نے جو اقدامات کئے ہیں اس میں پرانے شہر کو تو آپ چھوڑیں کہ وہاں پر پائپ لائنیں ابھی تک تبدیل نہیں ہوئیں جو پوش علاقے ہیں وہاں پر بھی سیوریج کا ملا ہوا پانی آتا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، آپ تشریف رکھیں۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پانی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے جس کے بغیر نوع انسانی کا گزارا ناممکن ہے مگر گزشتہ کچھ عرصے سے لاہور کے مختلف علاقوں سے پانی میں غلاظت کی خبریں آنا معمول بن گئی ہیں۔ نلکوں سے گندا پانی

آنے کی وجہ سے لوگوں میں پیٹ کی بیماریاں عام ہو رہی ہیں اور اگر یہ پانی اپنا کمال دکھا گیا تو کسی بھی ملک وباء کے پھیلنے کا اندیشہ پیدا ہو سکتا ہے۔اس گرد آلود اور بدبو دار پانی سے مٹی کے ذرات اور بسا اوقات چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑے بھی نکل آتے ہیں لہذا حکومت پنجاب پانی کی غلاظت کے خاتمے کے لئے فی الفور اقدامات کرے تاکہ عوام الناس شفاف پانی پی کر ملک بیماریوں سے محفوظ رہ سکیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: موجودہ قراردادوں میں پہلی قرارداد محترمہ ثمینہ خاور حیات کی ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں یہ اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔اگلی قرارداد جناب محمد وارث کلو کی ہے۔

ضلع خوشاب میں کارڈیالوجی سنٹر قائم کرنے کا مطالبہ

ملک محمد وارث کلو:جناب سپیکر!میں یہ قرارداپیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ سرگودھا ڈویژن کے ضلع خوشاب میں کارڈیالوجی سنٹر قائم کیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ سرگودھا ڈویژن کے ضلع خوشاب میں کارڈیالوجی سنٹر قائم کیا جائے۔"

اس کی مخالفت نہیں کی گئی ہے۔یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ سرگودھا ڈویژن کے ضلع خوشاب میں کارڈیالوجی سنٹر قائم کیا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر:اگلی قرارداد محترمہ راحیلہ خادم حسین کی ہے۔

صوبہ کے بوائز و گرلز سکولوں اور کالجوں میں موبائل فون کے استعمال پر پابندی کا مطالبہ

محترمہ راحیلہ خادم حسین: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ کے تمام سکول اور گرلز و بوائز کالجز میں موبائل فون کے استعمال پر فوری پابندی عائد کی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ کے تمام سکول اور گرلز و بوائز کالجز میں موبائل فون کے استعمال پر فوری پابندی عائد کی جائے۔"

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: جناب سپیکر!۔۔

جناب سپیکر: کیا آپ oppose کرنا چاہتی ہیں؟

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: جناب سپیکر!میں اس پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: چھوڑیں، گورنمنٹ نے oppose نہیں کیا اس لئے آپ مہربانی کر کے بیٹھ جائیں۔یہ قرارداد پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ کے تمام سکول اور گرلز و بوائز کالجز میں موبائل فون کے استعمال پر فوری پابندی عائد کی جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: چوتھی قرارداد جناب اعجاز احمد کاہلوں کی ہے۔

سرگودھا ڈویژن میں سرگودھا ڈویلپمنٹ اتھارٹی قائم کرنے کا مطالبہ

جناب اعجاز احمد کاہلوں: شکریہ۔جناب سپیکر!یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ سرگودھا ڈویژن میں سرگودھا ڈویلپمنٹ اتھارٹی (SDA) قائم کی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ سرگودھا ڈویژن میں سرگودھا ڈویلپمنٹ اتھارٹی (SDA) قائم کی جائے۔"

اس کی مخالفت نہیں کی گئی ہے۔یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ سرگودھا ڈویژن میں سرگودھا ڈویلپمنٹ اتھارٹی (SDA) قائم کی جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی،اگلی قرارداد محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی طرف سے ہے اس قرارداد کو بھی next week تک pending کیا جاتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،آپ فرمالیں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔رانا صاحب! ذرا ان کی بات غور سے سنیں،یہ اپنی بات کو بار بار سنانا چاہتے ہیں۔جی،کاہلوں صاحب!

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی! کاہلوں صاحب! آپ تشریف رکھیں،آپ کی بڑی مہربانی۔جی،لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم ایک قرارداد پچھلے تین سال سے اس ہاؤس میں بار بار جمع کرواتے ہیں وہ جنوبی پنجاب کے انتظامی معاملات الگ کرنے کے سلسلے میں۔۔۔

جناب سپیکر: جی،آپ اس بات کو دوبارہ دہرائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ مہربانی کر کے میری بات سنیں۔۔۔

جناب سپیکر: میں کہہ رہا ہوں کہ آپ اس بات کو دوبارہ دُہرا دیں۔

جنوبی پنجاب کے انتظامی معاملات الگ کرنے کے حوالے سے25۔جون2010 کے ایجنڈے پر آنے والی قرارداد کو دوبارہ ایجنڈے پر لانے کا مطالبہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم تقریباً پچھلے تین سال سے بار بار ہر اجلاس میں ایک قرارداد جمع کرواتے ہیں کہ جنوبی پنجاب کو انتظامی طور پر الگ درجہ دینے کے لئے وفاقی حکومت سے درخواست کریں۔ اسی ہاؤس کے ایجنڈے میں جمعتہ المبارک 25۔جون2010 صبح 9:00 بجے منعقد ہونے والے اسمبلی کے اجلاس کی جو فہرست ہے اس میں پہلے محکمہ ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک انجنیئرنگ سے متعلق سوالات جوابات ہیں اور اس کے بعد غیر سرکاری کارروائی میں ایک Private Member Bill (in House Working Women Protection Bill)، دوسرا اس ایجنڈے پر مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں تھیں اور 25۔جون2010 کو یہ قرارداد اس ایوان کے بزنس کا حصہ بن چکی ہے۔ 25۔جون جمعتہ المبارک کو بجٹ سیشن کے دوران Private Members Day آیا تھا کیونکہ بجٹ بحث کے دوران Private Members Day کو آخر میں take up کیا جاتا ہے۔ اس دن اسمبلی کا ریکارڈ اس بات کا گواہ ہے کہ اس دن ایجنڈے پر موجود کوئی بھی چیز کو take up نہیں کیا گیا تھا۔ اسمبلی کا اجلاس تقریباً پونے دو گھنٹے دیر سے شروع کیا گیا تھا، پھر وزیر اعلیٰ صاحب ہاؤس کے اندر آئے تھے، آدھا گھنٹہ ان کی تعریف کی گئی تھی پھر اسی میں وقت ختم ہو گیا تھا اور ایجنڈے کے بزنس کو take up کئے بغیر اجلاس ختم ہو گیا تھا۔

جناب سپیکر: جی، اب وہ ختم ہو گیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری عرض تو سن لیں۔ اس کے بعد بھی ہر اجلاس کے اندر ہم یہ قرارداد جمع کراتے رہے ہیں پھر آپ کے دفتر کی طرف سے مہینوں تک جواب نہیں آتا تھا اور اس کے بعد کہا جاتا تھا کہ یہ چیز غیر آئینی ہے اس لئے اس کو ایجنڈے میں نہیں لایا جاتا۔ میری عرض ایک تو یہ ہے کہ اگر 25۔جون2010 کو یہ چیز ایجنڈے پر آئی تھی تو اس کے بعد ایسی کیا چیز ہوئی ہے کہ اس سے اگلے کسی اجلاس میں یہ نہیں آئی؟۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اب وہ finish ہو گیا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مجھے عرض تو کرنے دیں ہم اپوزیشن والے صرف بول ہی سکتے ہیں اور ہمیں بولنے کا موقع تو دے دیا کریں۔

جناب سپیکر: جی،آپ بولتے جائیں، میں کب کہتا ہوں کہ آپ نہ بولیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جس کا بار بار حوالہ دیا جاتا ہے کہ آرٹیکل (239) سب کلاز (4) وہ میں صرف آپ کے لئے پڑھ دیتا ہوں۔

> A Bill to amend the Constitution which would have the effect of altering the limits of a Province shall not be presented to the President for assent unless it has been passed by the Provincial Assembly of that Province by the votes of not less than two thirds of its total membership.

جناب سپیکر! وہ Bill وفاقی اسمبلی اور سینیٹ کے بعد اس اسمبلی میں آئے گا پھر اس Bill پر یہاں vote ہو گا یعنی یہ قانون کہتا ہے۔ 1985 کی آٹھویں ترامیم سے پہلے اسی کے متعلق اس میں یہ تھا کہ۔۔۔ سپیکر صاحب آپ کی توجہ چاہئے۔

جناب سپیکر: جی،آپ بات کریں میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کے بعد 1985 سے پہلے یہ تھا کہ اگر یہ تبدیلی لانی تھی تو پھر صوبائی اسمبلی میں سے اس کو originate ہونا تھا پھر اس نے قومی اسمبلی اور سینیٹ کے اندر جانا تھا اور ان کے پاس کرنے کے بعد وہ آئینی ترمیم ہو سکتی تھی۔ جب 1985 میں جنرل ضیاء الحق صاحب نے آئین کے اندر ترمیم کی تو اس میں سے یہ چیز ہٹا دی گئی کہ اس نے کس طرح شروع ہونا ہے۔ پہلے یہ شروع ہی Resolution سے ہونا تھا اور اب اس عمل نے Resolution سے شروع نہیں ہونا۔ اب چونکہ آئینی ترامیم وفاقی پارلیمنٹ کا اختیار ہے اور یہ سینیٹ اور قومی اسمبلی میں عمل ہونا ہے۔ ہم اس اسمبلی کے اندر جو چیز دے رہے ہیں یا ہم ایک قرارداد پیش کر رہے ہیں۔ اب میں آپ کے سامنے اسی Rules of Business کو پڑھتا ہوں۔

> 116-Forms and Contents of Resolution- (1) A Resolution may be in the form of declaration of opinion or recommendation, or convey, a message, or commend, or request an action or call attention to matter or situation

for consideration by the Government or in such other forms as a Speaker may consider appropriate.

جناب سپیکر!اب اس کا نمبر2 یہ ہے کہ:

Subject to sub-rule (3), a Resolution shall relate to a matter which is primarily the concern of the Government…

اب sub rule(3) کیا ہے

A Resolution seeking to make a recommendation to the Federal Government or to the National Assembly or to communicate the views of the Assembly to that Government or Assembly in a matter which is not primarily the concern of the Government shall be admissible.

تو ہم اس اسمبلی سے اپنی اظہار رائے، اپنی recommendation، اپنا ایک نظریہ اور اپنی سفارش یہ ساری چیزیں جو میں نے ابھی پڑھی ہیں یہ ساری چیزیں اس اسمبلی سے ہم وفاقی حکومت، وفاقی اسمبلی اور سینیٹ کو کہہ رہے ہیں کہ یہ چیز ہم request کر رہے ہیں کہ ہماری opinion یہ ہے اور ہم یہ چیز کرنا چاہتے ہیں۔ جہاں تک تعلق ہماری اسمبلی کے اختیارات کا ہے کہ اس سمبلی کے کیا اختیارات ہیں؟ ہم اس اسمبلی میں سے اپنی opinion دے سکتے ہیں ، جس طرح ہم یہاں سے comments کرتے، جس طرح ہم یہاں سے پاکستان اور چائنا کی دوستی کو appreciate کرتے، جس طرح ہم یہاں سے American attack کو condemn کرتے ہیں وہ ساری چیزیں بھی وفاقی حکومت اور foreign ministry کا کام ہے اور وہ پنجاب حکومت کے کرنے والا کام نہیں ہے لیکن ہم یہاں سے اس کی سفارش کرتے ہیں اور، ہم اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم اپنی رائے کا اظہار کرنے کے لئے یہ چیزیں جمع کرواتے ہیں اور یہ اسمبلی کے ایجنڈے کا حصہ بن چکی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وہ ختم ہو چکی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!آیا 25۔جون 2010 کے بعد rules میں کوئی ترمیم کر دی گئی ہے کہ 25۔جون تک تو یہ چیز آسکتی تھی اور اب یہ نہیں آسکتی۔ میری گزارش یہ ہے کہ جس عمل کے

لئے ہم یہ قرار داد دے رہے تھے،اس پر میں ایوان کے floor سے ایم کیو ایم والوں کا شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے وہ عمل شروع کر دیا ہے اور انہوں نے اس چیز کو قومی اسمبلی اور سینیٹ کے اندر move کر دیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی،جنہوں نے وہ کام کرنا تھا انہوں نے شروع کر دیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!آپ میری بات کو روک دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی،لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!میری عرض یہ ہے کہ سپیکر کی Chair کا کام ہے کہ ہماری باتوں کو listen کرے نہ کہ ہمارے ساتھ بحث مباحثہ کرے۔۔۔

جناب سپیکر: جی،میری بات سنیں۔جہاں پر آپ track سے off ہو جائیں گے وہاں پر میرا فرض ہے کہ میں آپ کو بتاؤں،میرے بھائی دیکھیں یہ آئین پاکستان ہے اور آئین پاکستان میں واضح طور پر لکھا ہے آپ نے جس آرٹیکل کا نمبر بتایا ہے وہ آپ پڑھ لیں اور میرے خیال میں بھی reading ہی کافی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی،لغاری صاحب!اب ان کی بات سنیں اور آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میرے بھائی محسن لغاری صاحب بار بار اس بات کو repeat کر رہے ہیں،ان کی بات مکمل ہو گئی ہے اور وہ آپ کی اور میری سمجھ میں آ گئی ہے۔ میں اس بارے عرض کرتا ہوں کہ دیکھیں جہاں تک اس سے پہلے کبھی اس کا ایجنڈے پر آنے کی بات ہے تو جب ایجنڈے پر یہ بات سامنے آئی اور اگر وہ اس دن ہاؤس میں پیش ہوتی تو میں اس وقت اپنا اعتراض کرتا لیکن جب وہ ہاؤس میں پیش نہیں ہوئی تو میں نے آپ کے آفس کو باضابطہ طور پر اپنے اس اعتراض سے آگاہ کیا کہ یہ آئین کی violation ہے اور آپ اس Resolution کو اس طرح نہیں لے سکتے۔اب میں اپنے بھائی محسن لغاری صاحب کو جو آئین اور rules کی بڑی سمجھ رکھتے ہیں۔میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ آپ کسی طرح سے بھی،اب آئین میں جو ترمیم ہوئی ہے اس کو آپ deceive نہیں کر سکتے،اس کو آپ bypass نہیں کر سکتے،اس کو آپ cross over نہیں کر سکتے۔ جب Resolution کی بات آئین میں تھی اور اس کے بعد جب amend ہو گیا تو amendment کے

بعد اس کی منشاء جو ہے وہ بڑی واضح ہے۔ میرے پاس 1973 کا آئین ہے اس آئین میں بھی آرٹیکل یہی ہے اور اس کا نمبر 239 ہے اب اس میں سب آرٹیکل 4 ہے اس وقت اس کا سب آرٹیکل 7 تھا۔ میں یہ آرٹیکل آپ کے سامنے پڑھ دیتا ہوں۔

A Bill to amend the Constitution which would have the effect of altering the limits of a Province shall not be passed by the National Assembly unless it has been approved by a Resolution of the Provincial Assembly of that Province passed by the vote of not less than two third of its total membership of that Assembly.

یعنی 1973 کے آئین میں یہ تھا کہ نیشنل اسمبلی بل اس وقت تک پاس نہیں کرے گی جب تک جس صوبے کی limits نے تبدیل ہونا ہے ،وہاں سے ایک Resolution pass نہیں ہوگا اور وہ Resolution pass ہوگا two third of the total membership اب جبکہ آئین amend ہو کر اس Resolution کا اختیار آئین نے ختم کر دیا۔ اب آپ اس Resolution کو جو two third majority سے پاس ہونا تھا اب آپ اس کو simple majority کے ساتھ کیسے پاس کر سکتے ہیں؟ یعنی یہ جو resolution میرے بھائی محسن لغاری صاحب پیش کر رہے ہیں، یہ تو اگر House میں پانچ آدمی بھی بیٹھے ہوں تو پھر بھی یہ Resolution pass ہو سکتا ہے اس لئے یہ جو Resolution دینا چاہتے ہیں یا پاس کروانا چاہتے ہیں وہ اس Resolution سے بالکل مختلف ہے۔ وہ resolution تھا اور اس میں two third majority of total membership تھی۔ یہ نہیں کہ House بھی کورم میں ہو اور آپ majority کے ساتھ اس کو legislate کر لیں۔ نہیں، ایسا نہیں ہے۔ اب اس میں ترمیم ہو گئی تو ترمیم ہوئی ہے تو وہ ترمیم purposeful ہے ۔ اس کا یہ purpose ہے کہ اس نے اس Resolution کی option کو صوبائی اسمبلی سے ہٹا دیا ہے، واپس لے لیا ہے اور آئین اس بات کا اختیار رکھتا ہے ، پارلیمنٹ یہ اختیار رکھتی ہے کہ وہ کسی بھی ماتحت ادارے کا جو اختیار ہے اس میں limits مقرر کرے۔ اب جو آرٹیکل 239(4) ہے وہ میں پڑھ دیتا ہوں۔

A Bill to amend the Constitution which would have the effect of altering the limits of a Province shall not be presented.

یعنی وہاں پر تھا کہ .Shall not pass by the National Assembly اب یہاں نیشنل اسمبلی سے پاس ہو گیا ہے اور present ہونا ہے President کو، تو وہ کہتے ہیں کہ جب نیشنل اسمبلی اس بل کو پاس کر دے گی تو وہ President کو assent کے لئے نہیں بھیجا جائے گا بلکہ وہی Resolution والا جو مقصد پہلے تھا اب اس کو انہوں نے بعد میں کر دیا ہے کہ:

Shall not be presented to the President for assent unless it has been passed by the Provincial Assembly of that Province by the vote of not less than two third

یہ تو معاملہ ہی total membership کی two-third majority کا ہے جو کہ پہلے آئین میں تھا اس کے بعد یہ جو ترمیم ہے یہ purposeful ہے۔ یہ based on a specific object ہے جس سے انہوں نے اس Resolution کا اختیار اور اس کی جو option تھی اس کو ختم کر دیا ہے۔ اب اس ترمیم کو یا آئین کی جو موجودہ پوزیشن ہے اس کو کسی طریقے سے آپ bypass نہیں کر سکتے اور پھر bypass بھی آپ اس طرح سے کریں کہ کہاں total membership کی two third majority اور کہاں جس طرح سے ہم یہاں Resolution pass کرتے ہیں کہ نہ صرف کورم کے ساتھ بلکہ without any majority pass کرتے ہیں اس لئے resolution کی option اس ترمیم کے بعد اب اس House کے پاس نہیں ہے۔ یہ بل پہلے وہاں پر originate ہو گا اور جب وہاں سے پاس ہو گا پھر یہاں پر آئے گا اور یہاں پر بھی two-third majority of total membership سے اس کو pass یا reject کیا جا سکے گا۔

جناب سپیکر! دوسری یہ بات کہ اس میں ترمیم ہوئی تھی ایک آمریت کے دور میں ایک آمر نے یہ ترمیم کی تھی اور آپ یہ دیکھیں کہ اس میں جو موجودہ democratic setup ہے جو Democratic Assembly ہے اس کی بھی vision اس میں موجود ہے کہ اٹھارہویں ترمیم میں ان تمام ترامیم کو کم و بیش ہٹا دیا گیا ختم کر دیا گیا جو اس دوران ہوئیں تھیں لیکن اس ترمیم کو برقرار رکھا گیا اس لئے اب یہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد موجودہ جو پارلیمنٹ ہے اس کی بھی اس کے پیچھے force ہے اس لئے جو آئین کی موجودہ پوزیشن ہے ہم اس کو اس طرح سے bypass نہیں کر سکتے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! 1973 کا آئین ہمارا ایک متفقہ آئین تھا اس کا آرٹیکل ابھی رانا صاحب نے پڑھ کر سنایا ہے اور میں اس کی جو spirit ہے اس کی طرف آتا ہوں، اس وقت جو ہماری

دونوں بڑی پارٹیاں ہیں وہ بار اس پر emphasizeاور reemphasizeکرتی ہیں کہ ہم آئین کو 1973 کی روح کے مطابق لے کر آئے ہیں۔اس کے اندر جو جنرل ضیاء الحق صاحب نےamendment کی تھی وہ1973 کے آئین سے مختلف ہو گئی ہے اور پھر میں یہ گزارش کروں گا کہ Resolutionلانے کیrestriction نہیں ہے۔وہ بل یہاں پر آئے گا۔

جناب سپیکر: نہیں ایسا نہیں ہے۔آپ میری بات سنیں۔

Your arguments are shaky than weighty, but Rana Sana Ullah arguments are weighty than shaky. So I overrule your point of order.

اب آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اجلاس کل مورخہ 4۔جنوری 2012 صبح10:00 بجے تک کے لئے اجلاس ملتوی کیا جاتا ہے۔

1707

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،4۔جنوری2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ ہائرایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

سرکاری کارروائی

(اے) مسودہ قانون کاایوان میں پیش کیاجانا

مسودہ قانون نصابی کتب کی نگرانی اور معیار تعلیم کی برقراری پنجاب2012

(مسودہ قانون نمبر1بابت2012)

ایک وزیر مسودہ قانون نصابی کتب کی نگرانی اور معیار تعلیم کی برقراری پنجاب 2012ایوان میں پیش کریں گے۔

(بی) مسودات قانون پر غور وخوض اوران کی منظوری

1۔ مسودہ قانون غازی یورنیورسٹی،ڈیرہ غازی خان2011

(مسودہ قانون نمبر46بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون غازی یونیورسٹی،ڈیرہ غازی خان2011،جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفورزیر غورلایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون غازی یونیورسٹی ،ڈیرہ غازی خان 2011منظور کیا جائے۔

1708

2۔ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب پبلک سروس کمیشن2011
(مسودہ قانون نمبر51بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب پبلک سروس کمیشن2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے خدمات وانتظام عمومی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)پنجاب پبلک سروس کمیشن 2011منظور کیا جائے۔

3۔ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں 2011(مسودہ قانون نمبر48بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ٹرانسپورٹ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں 2011منظور کیا جائے۔

4۔ مسودہ قانون(ترمیم)زرعی کرم کش ادویات پنجاب2011
(مسودہ قانون نمبر43بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)زرعی کرم کش ادویات پنجاب 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے زراعت نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)زرعی کرم کش ادویات پنجاب 2011منظور کیا جائے۔

5۔ مسودہ قانون(ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈرز)انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ پنجاب 2011(مسودہ قانون نمبر38بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈرز)انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ پنجاب 2011،جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت و انسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

1709

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈرز)انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ پنجاب 2011منظور کیا جائے۔

6۔ مسودہ قانون(ترمیم)میٹرنٹی بینیفٹ،پنجاب 2011
(مسودہ قانون نمبر39بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)میٹرنٹی بینیفٹ،پنجاب 2011،جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت وانسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)میٹرنٹی بینیفٹ، پنجاب 2011منظور کیا جائے۔

7۔ مسودہ قانون(ترمیم)(ایجوکیشن)ورکرز چلڈرن،پنجاب 2011
(مسودہ قانون نمبر40بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(ایجوکیشن)ورکرز چلڈرن ،پنجاب 2011،جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت وانسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(ایجوکیشن)ورکرز چلڈرن، پنجاب 2011منظور کیا جائے۔

8۔ مسودہ قانون(ترمیم)(خاتمہ)نظام جبری مشقت پنجاب2011
(مسودہ قانون نمبر42بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(خاتمہ)نظام جبری مشقت پنجاب2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت وانسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(خاتمہ)نظام جبری مشقت پنجاب2011منظور کیا جائے۔

(سی) عام بحث

صوبے میں امن عامہ کی صورتحال پر عام بحث

ایک وزیر صوبے میں امن عامہ کی صورتحال پر عام بحث کے لئے تحریک پیش کریں گے۔

1711

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیئسواں اجلاس

بدھ،4۔جنوری2012

(یوم الاربعاء،9۔صفر المظفر1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 50 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ
اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٣٣﴾
وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ
فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿٣٤﴾
وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ
عَظِيْمٍ ﴿٣٥﴾ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ
اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٣٦﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ
وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۭ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا
لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿٣٧﴾

سورۃ حٰمٓ السجدۃ 33تا37

اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو خدا کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں(33)اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی۔ تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی گویا وہ تمہارا گرم جوش دوست ہے(34)اور یہ بات ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں۔ اور ان ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں(35)اور اگر تمہیں شیطان کی جانب سے کوئی وسوسہ پیدا ہو تو خدا کی پناہ مانگ لیا کرو۔

بے شک وہ سنتا جانتا ہے(35)اور رات اور دن اور سورج اور چاند اس کی نشانیوں میں سے ہیں۔ تم لوگ نہ تو سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو بلکہ خدا ہی کو سجدہ کرو جس نے ان چیزوں کو پیدا کیا ہے اگر تم کو اس کی عبادت منظور ہے(37)

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

رحمت دو جہاں حامی بے کساں
شافع امتاں وہ کہاں میں کہاں
رہبر رہبراں سرور سروراں
تاج دار شہاں وہ کہاں میں کہاں
ان کی خوشبو سے مہکیں چمن در چمن
تذکرے آپ کے انجمن انجمن
چاند کی چاندنی تاروں کی روشنی
ان کے رخ سے عیاں وہ کہاں میں کہاں
مہ لکا خوشنوا دلربا دلکشا مجتبیٰ مصطفیٰ رہنما پیشوا
جملہ محبوبیاں انگنت خوبیاں
ہو سکیں نہ بیاں وہ کہاں میں کہاں
عاشقوں کے لئے طور سینا بنا ان کے قدموں سے یثرب مدینہ بنا
وہ بلائیں مجھے یاد آئیں مجھے
تو اڑ کے پہنچوں وہاں وہ کہاں میں کہاں

سوالات

(محکمہ ہائرایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ ہائرایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر!On her behalf Question No. 319(معزز خاتون ممبر نے محترمہ عارفہ خالد پرویز کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: اللہ اکبر۔محترمہ! کبھی آپ خود بھی سوال دے دیا کریں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! یہ محنت بھی میں نے ہی کی ہے۔سوال نمبر 319 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فاطمہ جناح کالج برائے خواتین چونا منڈی لاہور
جغرافیہ کی لیکچرار تعینات کرنے کا معاملہ

*319: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ فاطمہ جناح کالج برائے خواتین چونا منڈی لاہور میں 27۔اپریل2005 کو جغرافیہ کی لیکچرار تعینات کرنے کے لئے کالج پرنسپل نے انٹرویو لیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پرنسپل نے جانبداری سے کام لیتے ہوئے اپنی پسند سے لیکچرار جغرافیہ کی تعیناتی کی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پرنسپل کے نام ہر امیدوار نے اپنی درخواست کے ساتھ پوسٹل آرڈر بھی جمع کروائے تھے؟

(د) گورنمنٹ فاطمہ جناح کالج برائے خواتین چونا منڈی لاہور میں2005-04-27 کو جغرافیہ کی لیکچرار کے لئے انٹرویو دینے والی تمام امیدواروں کے نام اور تعلیمی قابلیت کے مطابق تفصیل ایوان میں فراہم کی جائے؟

(ہ) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ مذکورہ پر نسپل کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے نیز کیا اہل امیدوار کو لیکچرار جغرافیہ تعینات کرنے کا ارادہ بھی رکھتا ہے ایوان کو مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے سلیکشن کمیٹی نے انٹرویو لیا جس میں کالج پرنسپل بھی شامل تھی۔

(ب) یہ درست نہ ہے سلیکشن کمیٹی کی سفارشات بورڈ آف گورنرز کو پیش کی گئیں اور منظوری کے بعد کامیاب امیدوار کے آرڈر جاری کئے گئے۔

(ج) درست ہے۔ ہر امیدوار نے بلحاظ عہدہ کالج پرنسپل کے نام جو پوسٹل آرڈر بھجوائے تھے وہ کالج ہذا کے متعلقہ فنڈ میں جمع کروائے گئے۔

(د) متعلقہ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) جز(ب) کا جواب اثبات میں نہ ہے۔

ڈاکٹر زمر دیا سمین رانا: جناب سپیکر! اس میں گورنمنٹ فاطمہ جناح کالج برائے خواتین چونا منڈی میں لیکچرار کی تعیناتی کی بات کی گئی ہے۔ میرا سوال ہے کہ اس میں گریڈ17 کی لیکچرار کے لئے تحریری امتحان کیوں نہیں لیا گیا تھا ویسے تو گریڈ17 کے لئے پبلک سروس کمیشن کے ذریعے تعیناتی ہوتی ہے۔ کیا یہ کوئی پرائیویٹ کالج ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ پرائیویٹ کالج نہیں بلکہ autonomous کالج ہے اس میں بورڈ آف گورنرز بنا ہوا ہے، اس طرح کے ہمارے اور کالجز بھی ہیں، autonomy دینے کا یہ تجربہ کیا گیا تھا کہ ہمارے ہائر ایجوکیشن کے جو انسٹیٹیوٹس اور کالجز ہیں انہیں financial and managerial autonomy دی جائے۔ بورڈ آف گورنرز کا چیئرمین وزیر تعلیم ہوتا ہے، اس میں اور بھی بہت سارے لوگ ہیں اگر محترمہ کہیں گی تو میں ان کی تفصیل بھی بتا دوں گا۔ اس کا طریق کار یہ ہوتا ہے کہ وہاں ایجوکیشن سے related لوگوں پر مشتمل کمیٹی ہوتی ہے جس

میں پرنسپل اور دوسرے لوگ ہوتے ہیں اور ان کو یہ اختیار دیا جاتا ہے، آپ اور تمام معزز ممبران جانتے ہیں کہ اس وقت ہمارے پاس کالجز میں approved strength سے تقریباً پانچ ہزار لیکچرارز کی کمی ہے۔ان کالجز میں autonomy دینے کا یہی مقصد ہوتا ہے کہ وہ وہاں اپنے طور پر recruitment کر سکتے ہیں اور اس کا ایک foolproof اور میرٹ پر پورا criteria ہے اس کے مطابق کالج میں کنٹریکٹ پر تعیناتی کی جاتی ہے جس طرح ہم اپنے دوسرے کالجز میں CTIs رکھتے ہیں۔لہذا سلیکشن کمیٹی لیکچرار کنٹریکٹ پر بھرتی کرتی ہے تاکہ وہاں پر اساتذہ کی کمی پوری کی جا سکے۔

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: جناب سپیکر! محترم منسٹر صاحب نے فرمایا کہ ان کو autonomy دی جاتی ہے تو کیا یہ autonomy اس طرح سے بھی دی جاتی ہے کہ وہ out of merit بھی کوئی کام کر لیں۔انہوں نے اس میں جو امیدواروں کی فہرست فراہم کی ہے اس میں انہوں نے مس سعیدہ کو رکھ لیا تھا اس کا ایم ایس سی کے ساتھ ایم فل لکھا ہوا ہے، حقیقت یہ ہے کہ جب یہ خاتون تعینات کی گئی تھی اس وقت باقی خواتین جس طرح اس سے پہلے مسز فائزہ ہیں انہوں نے ایم ایڈ کیا ہوا تھا اور اس خاتون کا اس وقت صرف ایم فل میں ایڈمیشن ہوا تھا ایم فل کیا ہوا نہیں تھا۔دراصل پڑھے لکھے پنجاب کا نعرہ لگانے والوں کے سابقہ وزیر تعلیم عمران مسعود کے کہنے پر پرنسپل شمع نے یہ کیا تھا۔صرف دو خواتین نے انٹرویو لیا تھا کیا واقعی صرف دو خواتین انٹرویو لینے کی مجاز ہوتی ہیں اور بعد میں سلیکشن کمیٹی کو سفارشات دی جاتی ہیں؟ میں محترم منسٹر صاحب سے صرف یہ پوچھنا چاہتی ہوں جس دن 27۔اپریل 2005 کو انٹرویو ہوا تھا کیا اس دن اس خاتون مس سعیدہ نے ایم فل کی ڈگری کر لی ہوئی تھی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میرے پاس جو تفصیل ہے اس میں ان کی کوالیفکیشن ایم ایس سی فرسٹ ڈویژن، ایم فل فرسٹ ڈویژن، leading to Ph.D اور بی ایڈ ہے۔یہ 2005 کا matter ہے اگر محترمہ چاہتی ہیں تو میں اس کی تفصیل لے لیتا ہوں کہ آیا مس سعیدہ طاہرہ نے اس وقت ایم فل کیا ہوا تھا یا نہیں؟

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: محترم منسٹر صاحب! اس کی تفصیل کل یا پرسوں ہمیں provide کر دیں کہ اس خاتون کے پاس واقعی 27۔اپریل 2005 کو ڈگری تھی۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں اس میں ایک اور چیز بتانا چاہوں گا کہ اس کی سلیکشن کا criteria ایم ایس سی ہے تو اس میں ایم فل اس کی extra qualification ہے۔

جناب سپیکر:اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب والا!میں یہ بھی بتادوں کہ سلیکشن کمیٹی کے تمام لوگ بھی ریٹائر ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر:جی،چھوڑیں۔بس ٹھیک ہے۔

کرنل(ریٹائرڈ)شجاع خانزادہ:جناب سپیکر!ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر:جی،کرنل صاحب ضمنی سوال پر ہیں۔آرڈر پلیز،دیکھ لیں ابھی گپ شپ کا نہیں بلکہ سوالات کا ٹائم ہے۔آپ کی بڑی مہربانی،منسٹر صاحب آپ کے سوالات کے جوابات دے رہے ہیں۔جی، کرنل صاحب!

کرنل(ریٹائرڈ)شجاع خانزادہ:جناب سپیکر!یہ جو کالجز میں پانچ ہزار ٹیچرز کی کمی ہے ان کا کوئی plan ہے کہ یہ کمی کب تک پوری کرنی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!اس وقت پبلک سروس کمیشن میں 2500 لوگوں کی recruitment کے لئے ہماری طرف سے demand گئی ہوئی ہے اور اس پر recruitment start بھی ہو چکی ہے۔پبلک سروس کمیشن کا ایک proper طریق کار ہوتا ہے۔پہلے تحریری امتحان ہوتا ہے اور پھر interviews ہوتے ہیں۔پبلک سروس کمیشن کی طرف سے جو لیکچرار یہ امتحان پاس کر کے محکمہ کے پاس آرہے ہیں ہم ان کو مختلف کالجوں میں بھیجتے جارہے ہیں۔

کرنل(ریٹائرڈ)شجاع خانزادہ:جناب سپیکر!میری اس حوالے سے ایک تجویز ہے کہ کیوں نہ ہم recruitment of Teachers in Schools and Colleges کے لئے ایک crash programme چلائیں اس لئے کہ جس procedure سے محکمہ تعلیم جارہا ہے میں نہیں سمجھتا کہ دس سالوں میں بھی یہ کام پورا ہو سکے گا اس کے لئے تو ہمیں کوئی crash programme چلانا چاہئے اور محکمہ تعلیم میں ہمیں کوئی emergency لاگو کرنی چاہئے تاکہ اس کے تحت ہم ان اساتذہ کو بھرتی کر سکیں کیونکہ The education is getting adversely affected due to lack of Teachers.

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!محکمہ میں ہم نے اس معاملے کو بڑی اچھی طرح probe کیا ہے اور ہم National Testing Services کے ذریعے یہ recruitments

کرنا چاہتے تھے۔جب ہم پبلک سروس کمیشن کو بھرتی کے لئے case بھجواتے ہیں تو وہ اپنے طریق کار کے تحت یہ selection کرتے ہیں اور اس میں وقت زیادہ لگتا ہے۔بہر حال ہم نے اب پنجاب پبلک سروس کمیشن سے درخواست کی ہے کہ وہ تھوڑا اس کو expedite کر دیں۔اب انہوں نے اس کو کافی expedite کر دیا ہے اور یہ کام بڑی تیزی سے ہو رہا ہے۔ہم National testing Services کے ذریعے یہ recruitments کرنے کے بارے میں بھی سوچ رہے ہیں۔

ملک اعتبار خان: جناب سپیکر!میں بھی اسی حوالے سے ایک ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی،پوچھیں۔

ملک اعتبار خان: جناب سپیکر!وزیر موصوف نے کہا ہے کہ کئی ہزار Teachers کا shortfall ہے اور خاص طور پر کالجوں میں اساتذہ کی بہت کمی ہے تو میں اس ضمن میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہماری تحصیل جنڈ کے گورنمنٹ ڈگری کالج میں پچھلے کئی سالوں سے لیکچرار کی بہت سی اسامیاں ہیں۔وہاں پر اس وقت صرف تین پروفیسر صاحبان کام کر رہے ہیں اور اس وجہ سے وہاں پر طالب علموں کی تعداد کم ہو کر صرف اُنتیس رہ گئی ہے۔کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ گورنمنٹ جنڈ ڈگری کالج میں اساتذہ کی یہ کمی کب تک پوری کر دی جائے گی؟

جناب سپیکر: ویسے تو یہ آپ کا fresh question بنتا ہے لیکن اگر منسٹر صاحب جواب دینا چاہیں تو مجھے اعتراض نہیں ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے تمام معزز ممبران کو بتانا چاہتا ہوں کہ دو سال پہلے حکومت نے ایک پالیسی دی ہے کہ stop-gap arrangement کے طور پر CTI کو عارضی طور پر بھرتی کر لیا جائے۔جب تک پبلک سروس کمیشن کی طرف سے regular لیکچرار select ہو کر نہیں آتے تو ہر کالج کا پرنسپل authorized ہے کہ وہ اپنے local area سے criteria پر پورے اُترنے والے آدمی کو CTI کے طور پر رکھ لے۔اس کا باقاعدہ ایک criteria دیا گیا ہے کہ اس نے متعلقہ مضمون میں ماسٹر کیا ہو اور وہ پڑھا سکتا ہو تو متعلقہ کالج کا پرنسپل ان کا باقاعدہ انٹرویو کر کے بطور CTI بھرتی کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!جس شخص کو کالج کے پرنسپل نے بطور CTI recruit کر لیا تو پھر اس کا future کیا ہو گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!اس پالیسی میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ CTIایک سال کے لئے ہو گا اور ایک سال کے بعد اس اسامی کو دوبارہ سے مشتہر کیا جائے گا۔اس میں clearly mentioned ہے کہ CTI صرف ایک سال کے لئے recruit کئے جائیں۔یہ Internees ہیں اسی لئے اس کو ہم نے CTI کا نام دیا ہوا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!جز(ب) کے حوالے سے محترمہ نے یہ سوال کیا تھا کہ تعیناتی کے وقت جس لیکچرار کو جانبداری یا اپنی پسند سے تعینات کیا گیا تھا کیا اس نے اس وقت ایم فل کر لیا ہوا تھا تو اس کا جواب ابھی تک نہیں دیا گیا؟

جناب سپیکر: میاں صاحب!منسٹر صاحب نے اس کا جواب دے دیا ہے۔انہوں نے جو qualification مانگی تھی اس کے مطابق ہی ان کو بھرتی کیا گیا ہے۔اب ہم اگلے سوال پر چلتے ہیں۔اگلا سوال میاں محمد نوید انجم صاحب کا ہے

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!سوال نمبر2270،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ کالج آف سائنس وحدت روڈ لاہور۔نان ٹیچنگ سٹاف، پارکنگ سٹینڈز اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*2270: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ کالج آف سائنس وحدت روڈ لاہور میں نان ٹیچنگ سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں،ان پر تعینات ملازمین کے نام،عہدہ،گریڈ اور تعلیمی قابلیت بتائیں؟

(ب) یکم جنوری2006 سے آج تک اس کالج میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ہے،ان کے نام، ولدیت،پتاجات،عہدہ جات اور تعلیمی قابلیت بیان کریں نیز ان کو بھرتی کرنے والے کا نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ج) کالج ہذا میں کتنی کنٹینز ہیں ان کا ٹھیکہ کس کو کتنی رقم میں کب اور کس نے دیا تھا؟

(د) کالج ہذا میں سائیکل،موٹر سائیکل سٹینڈ کتنے ہیں نیز ان کا ٹھیکہ کس کے پاس ہے اور ان پر کتنی رقم پارکنگ کی مد میں موٹر سائیکل کی وصول کی جاتی ہے؟

(ہ) کالج ہذا میں کتنی سرکاری رہائش گاہیں ہیں نیز یہ رہائش گاہیں کن کن کو الاٹ ہیں ان کے نام، گریڈ اور عہدہ کی تفصیل بیان کریں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ کالج آف سائنس وحدت روڈ، لاہور میں نان ٹیچنگ سٹاف کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 77 ہے۔ اس وقت ان میں سے 69 اسامیوں پر سٹاف کام کر رہا ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ایک کنٹین ہے جس کا ٹھیکہ سال 08-2007 میں محمد رشید ٹھیکیدار کو -/62,500 روپے سالانہ کرایہ پر کالج کنٹین کمیٹی نے دیا۔

(د) ایک سائیکل، موٹر سائیکل سٹینڈ ہے۔ پارکنگ فری ہے۔ پارکنگ کی دیکھ بھال کالج کے چوکیدار کرتے ہیں۔

(ہ) 6 عدد گزیٹڈ

6 عدد نان گزیٹڈ

تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جز(ج) میں کنٹین کے ٹھیکہ کے حوالے سے صرف ایک سال 08-2007 کا جواب دیا گیا ہے۔ یہ جواب 2012 میں دیا جا رہا ہے تو باقی سالوں کی تفصیل کیوں نہیں بتائی گئی؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے ایک سال کا جواب دیا ہے جبکہ باقی سالوں کے بارے میں نہیں بتایا گیا۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میرے پاس اس کی تفصیل موجود ہے اور میں عرض کرتا ہوں۔ اس سوال کے جز(ج) میں پوچھا گیا تھا کہ "کالج ہذا میں کتنی کنٹینز ہیں ان کا ٹھیکہ کتنی رقم میں کب اور کس کو دیا گیا تھا؟" یہ سوال 2008 میں پوچھا گیا تھا اور اس کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ "کنٹین کا ٹھیکہ سال 08-2007 میں محمد رشید ٹھیکیدار کو -/62,500 روپے سالانہ کرایہ کالج

کنٹین کمیٹی نے دیا۔"اس وقت existing ٹھیکہ open tender کے ذریعے شہباز رشید نامی شخص کو -/95,000روپے میں دیا گیا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!میں نے جز(ج)میں کنٹین کے ٹھیکے کی تفصیل مانگی ہے، میں نے سال تو پوچھا ہی نہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!انہوں نے یہ سوال2008میں دیا ہے اور اس سوال کی ترسیل یکم جنوری2009کو ہوئی ہے تو اس وقت کی detailsان کو مہیا کر دی گئیں اور اب میں نے موجودہ صورتحال بھی بتا دی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!جز(الف)کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ "گورنمنٹ کالج آف سائنس وحدت روڈ،لاہور میں نان ٹیچنگ سٹاف کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 77 ہے"تو یہ ساری کب سے in filled ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!گورنمنٹ کالج آف سائنس وحدت روڈ،لاہور میں نان ٹیچنگ سٹاف کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 77 ہے۔جواب میں لکھا ہوا ہے کہ 69 اسامیوں پر سٹاف کام کر رہا ہے جبکہ اس وقت latest صورتحال یہ ہے کہ 71 اسامیاں fill ہو چکی ہیں۔معزز ممبر اس کی details مانگ رہے ہیں تو ہر ایک اسامی کی علیحدہ علیحدہ date of recruitment ہو گی اس لئے میں وہ ان کو بعد میں provide کر دوں گا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!اب بھی چھ اسامیاں fill نہیں ہیں تو یہ کب تک ان کو fill کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!recruitment routine میں ہوتی رہتی ہے اور مجھے امید ہے کہ next academic session سے پہلے یہ اسامیاں بھی fill up ہو جائیں گی۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!ان سامیوں کو fill کرنے کا اختیار کس کا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!کالج میں نان ٹیچنگ سٹاف کی جو recruitment ہوتی ہے اس حوالے سے پہلے اسامی advertise ہوتی ہے پھر اس میں کالج کے پرنسپل صاحب یا صاحبہ،ڈائریکٹر کالجز خود یا ان کا نمائندہ، سیکرٹری ہائر ایجوکیشن پر مشتمل ایک کمیٹی ہوتی

ہے جو کہ امیدواروں کا انٹرویو کر کے finalize کرتی ہے۔اس کمیٹی کے انچارج مذکورہ کالج کے پرنسپل ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر 2272، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اس کا جواب بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب یونیورسٹی لاہور کا بجٹ اور وی سی پر ہونے والے اخراجات کی تفصیل

*2272: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب یونیورسٹی لاہور کا مالی سال 07-2006، 08-2007 اور 09-2008 کا بجٹ سال وار کتنا تھا؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم بلڈنگ کی تعمیر اور مرمت پر خرچ ہوئی، تفصیل سال وار بتائیں؟

(ج) ان سالون کے دوران کتنی رقم وی سی کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(د) ان سالوں کے دوران وی سی نے کن کن غیر ممالک کا سرکاری وزٹ کس مقصد کے لئے کیا، ان کے ہر وزٹ پر کتنی رقم خرچ ہوئی، تفصیل وزٹ وار مہیا کی جائے؟

(ہ) وی سی کے استعمال میں کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں اور یہ کن کن ماڈل کی ہیں مذکورہ سالوں کے دوران ان گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول / ڈیزل پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(و) مذکورہ سالوں کے دوران وی سی کے دفتر کی تزئین و آرائش پر سال وائز کتنی رقم خرچ ہوئی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پنجاب یونیورسٹی لاہور کا مالی سال 07-2006، 08-2007 اور 09-2008 کے بجٹ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مالی سال	کل بجٹ (رقم ملین میں)
07-2006	2,091.744روپے
08-2007	2,924.521روپے
09-2008	3,068.729روپے

(ب) ان سالوں کے دوران جو رقم بلڈنگ کی تعمیر اور مرمت پر خرچ ہوئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مالی سال	کل بجٹ (رقم ملین میں)
2006۔07	168.853روپے
2007۔08	223.064روپے
2008۔09	118.829روپے

(ج)

مالی سال	تنخواہ (روپے میں)	ٹی اے/ڈی اے
2006۔07	7,92,983	۔۔جنرل (ریٹائرڈ) ارشد محمود (سابقاوی سی)
2007۔08	468,461	۔۔پروفیسر ڈاکٹر عارف بٹ (سابقاقائم مقام وی سی)
2008۔09	1,045,410	۔۔پروفیسر ڈاکٹر مجاہد کامران (وی سی)

(د) مذکورہ سوال کے جواب کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مالی سال	رقم (روپے میں)	مقاصد
2006۔07	1,46,849	جنرل (ریٹائرڈ) ارشد محمود (سابقا وائس چانسلر) نے بیجنگ فورم میں شرکت کے لئے 27 سے 29۔اکتوبر 2006 تک چین کا دورہ کیا۔ بعد ازاں پنجاب یونیورسٹی اور جیوماگینگ یونیورسٹی کے درمیان تعلیمی تعاون کو فروغ دینے کے لئے ساؤتھ کوریا کا دورہ کیا۔
2007۔08	48,500	جنرل (ریٹائرڈ) ارشد محمود (سابقا وائس چانسلر) نے 4 سے 5۔اپریل 2007 تک عمومی تنظیم برائے جامعات اسلامی دنیا میں شرکت کے لئے کویت کا دورہ کیا۔
2008۔09	$2,050	پروفیسر ڈاکٹر مجاہد کامران (موجودہ وائس چانسلر) نے ہائر ایجوکیشن سیمینار برائے عالمی ترقی میں شرکت کے لئے 2008۔09۔24 کو واشنگٹن ڈی سی امریکہ کا دورہ کیا۔

(ہ) وی سی کے زیر استعمال کار کی تفصیل:۔

ساخت	ٹیوٹاکرولا
ماڈل	2001
رجسٹریشن نمبر	LRB۔1882
تعداد	ایک عدد

مذکورہ کار کی مرمت اور پٹرول/ڈیزل پر اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

مالی سال	پٹرول کا خرچ	مرمت کا خرچ	کل اخراجات (روپے میں)
2006۔07	147,210	36,615,	200,420
2007۔08	113,422	48,000	161,422
2008۔09	72,462	6,635	79,079

(و) مذکورہ سالوں میں وائس چانسلر کے دفتر کی تزئین وآرائش پر کوئی رقم خرچ نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جواب کے جز(ب) میں کہا گیا ہے کہ "سال 08-2007 میں پنجاب یونیورسٹی لاہور میں پروفیسر ڈاکٹر عارف بٹ صاحب تھے اور انہوں نے -/468,461 روپے تنخواہ لی ہے" اور پھر اگلے جز(د) میں کہتے ہیں کہ "سال 08-2007 میں جنرل (ریٹائرڈ) ارشد محمود صاحب نے بیجنگ فورم میں شرکت کے لئے چین کا دورہ کیا ہے۔" تو یہ فرق کیوں ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): نوید انجم صاحب! ذرا اپنے سوال کو repeat کر دیں۔

جناب محمد نوید انجم: جز(ج) میں آپ نے کہا ہے سال 08-2007 میں پنجاب یونیورسٹی میں پروفیسر ڈاکٹر عارف بٹ صاحب تھے جبکہ اگلے جز کے جواب میں جنرل (ریٹائرڈ) ارشد محمود صاحب چین کا سفر کر رہے ہیں اور جنہوں نے TA/DA کی مد میں -/48,500 روپے لے لئے ہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جنرل (ریٹائرڈ) ارشد محمود صاحب permanent وائس چانسلر تھے اور پروفیسر ڈاکٹر عارف بٹ صاحب قائم مقام وائس چانسلر تھے تو اس میں dates کے حوالے سے فرق ہو گا کہ جس وقت قائم مقام وائس چانسلر ہو گا تو اُس وقت اُن کا نام آیا ہے اور قائم مقام وائس چانسلر کے پاس بھی پورے وائس چانسلر کے اختیارات ہوتے ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! وزیر موصوف سے اسی یونیورسٹی کے حوالے سے میرا ایک جنرل سوال ہے۔ ہمارے بچوں کے داخلے کے لئے سیٹیں بہت محدود ہیں جس کی وجہ سے بچوں کو پرائیویٹ کالجوں کا رُخ کرنا پڑتا ہے۔ کیا حکومت ان کالجوں اور یونیورسٹیوں میں داخلے کے لئے سیٹیں بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہائر ایجوکیشن صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! معزز ممبر بالکل بجا فرما رہے ہیں کہ جیسے جیسے وقت کے ساتھ طلباء کی تعداد زیادہ ہوتی جا رہی ہے تو تمام یونیورسٹیوں میں شام کی کلاسیں شروع ہو چکی ہیں۔ یونیورسٹیوں کو خود اس چیز کا ادراک ہے اور اس کے علاوہ کسی سبجیکٹ کے لئے کلاس کی جتنی capacity ہو سکتی ہے اُس حوالے سے سیٹوں کو بھی وقت کے ساتھ ساتھ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب محمد نوید انجم:جناب سپیکر!اگر ایک یونیورسٹی کے پاس صبح کی ایک ہزار سیٹیں ہیں اگر یہ رات کو بھی کلاسیں شروع کر دیں تو مزید ایک ہزار بچوں کو وہاں پر داخلہ مل سکتا ہے اور اسی طرح کالجوں میں بھی رات کی کلاسیں شروع کی جا سکتی ہیں۔اس وقت یہ حال ہے کہ ہمارے اے گریڈ کے بچوں کو بھی کالجوں اور یونیورسٹیوں میں داخلہ نہیں مل رہا تو وہ تنگ آ کر پرائیویٹ سیکٹر کا رُخ کر رہے ہیں۔ پرائیویٹ سیکٹر کی مرضی ہے کہ وہ جیسی مرضی ایجوکیشن دیں تو کیا حکومت کالجوں اور یونیورسٹیوں کو تین شفٹوں میں چلانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر:جی،وزیر ہائر ایجوکیشن صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!یہ اس لئے ممکن نہیں ہے کہ ایسا کرنے کے لئے ہمیں فیکلٹی چاہئے،یونیورسٹی میں خاص طور پر پی ایچ ڈی اور ایم فل اساتذہ چاہئے ہوتے ہیں اس لئے تین شفٹوں میں چلانا بہت مشکل ہے مگر میں نے جیسے ان سے عرض کیا کہ بہت سی یونیورسٹیوں میں دو شفٹیں چل رہی ہیں۔

جناب محمد نوید انجم:جناب سپیکر!میں نے آج کے ایجنڈا پر ایک بل میں پڑھا ہے کہ آج ہم نے اسمبلی میں ایک نئی یونیورسٹی بنانے کا بل پاس کرنا ہے۔انشاء اللہ وہ یونیورسٹی بنے گی جس سے ہمارے ڈی جی خان کے بچے مستفید بھی ہوں گے۔ ہم نئی بلڈنگ بنانے کے لئے تو فنڈ دیتے ہیں تو کیا نئے پروفیسر رکھنے کے لئے ہمارے پاس فنڈ ہیں؟

جناب سپیکر:جی،وزیر ہائر ایجوکیشن صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!میں کالجوں کے حوالے سے تو پچھلے سوال میں عرض کر چکا ہوں۔یونیورسٹی کی سنڈیکیٹ ہوتی ہے اور اُن کا اپنا ایک criteria ہوتا ہے جس کے مطابق اُن کی سلیکشن کمیٹی اپنی ضرورت کے مطابق لیکچراروں کو بھرتی کر رہے ہوتے ہیں۔ہماری یونیورسٹیوں میں ایک بہت اچھا trend ہے کہ پی ایچ ڈی اساتذہ کی تعداد day by day بڑھ رہی ہے اس سے یونیورسٹیوں کا overall standard of education improve ہوتا ہے۔

جناب سپیکر:جی،اگلا سوال نمبر4715 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں؟ لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 4720 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترم نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 4790 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال2009، جی سی یونیورسٹی لاہور کا بجٹ و دیگر تفصیلات

***4790: محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جی سی یونیورسٹی لاہور کا سال09-2008 کے دوران کل کتنا بجٹ تھا، نیز یہ بجٹ کن کن شعبوں کے لئے مخصوص کیا گیا تھا؟

(ب) جی سی یونیورسٹی لاہور نے سال09-2008 کے بجٹ میں سکیورٹی گیٹس و سکیورٹی لائٹس اور بیرونی جنگلے پر کل کتنی رقم خرچ کی، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) سال09۔2008 کے بجٹ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	تفصیل	رقم(روپے میں)
1	اخراجات برائے ملازمین تنخواہیں	262,710,100
2	پانی بجلی، گیس ٹیلیفون اور گاڑیوں کا خرچہ	32,055,000
3	خریداری برائے پائیدار سامان	8,000,000
4	مرمت برائے پائیدار سامان	2,000,000
5	دیگر سامان برائے لیبارٹریز وغیرہ	38,000,000
6	تحقیقاتی منصوبے	6,000,000
7	کتابیں اور مقالہ جات وغیرہ	3,995,000
8	ترقیاتی پروگرام برائے کتب خانہ	2,500,000
9	امداد برائے مستحق طلباء	4,500,000
10	خرچہ برائے امتحانات	6,300,000
11	پی ایچ ڈی پروگرام	300,000
12	پیشہ وارانہ تعلیمی پروگرامز	57,072,600
	کل رقم	423,432,700

(ب) جی سی یونیورسٹی لاہور نے سال09۔2008 کے بجٹ میں سکیورٹی گیٹس و سکیورٹی لائٹس اور بیرونی جنگلے پر کوئی رقم خرچ نہیں کی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے جز(الف) میں پوچھا تھا کہ جی سی یونیورسٹی،لاہور کا سال 09-2008 کا کل کتنا بجٹ ہے، میرے اس سوال کا جواب نہیں دیا گیا تو پہلے مجھے میرے سوال کا جواب بتادیں کہ جی سی یونیورسٹی،لاہور کا09-2008 میں کل کتنا بجٹ تھا؟

جناب سپیکر: جی،وزیر ہائر ایجوکیشن صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جی سی یونیورسٹی،لاہور کا سال09-2008 کا بجٹ42 کروڑ34 لاکھ32 ہزار700 روپے تھا اور نیچے اس کی مکمل تفصیل دی گئی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرے سوال کے جز(الف) کا دوسرا حصہ یہ تھا کہ بجٹ کن کن شعبوں کے لئے مخصوص کیا گیا،یہاں پر شعبوں کے حوالے سے تو بتایا گیا ہے کیا کل بجٹ بھی اتنا ہی تھا جتنا خرچ ہو گیا؟

جناب سپیکر: جی،وزیر ہائر ایجوکیشن صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!اس سوال کے جواب میں یونیورسٹی کی طرف سے جو تفصیل فراہم کی گئی ہے اُس میں یہی بتایا گیا ہے کہ یہ اُن کا ٹوٹل بجٹ تھا اور اس کو اس اس مد میں خرچ کیا گیا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!اس سوال کے جواب کی تفصیل میں نمبر شمار 2 میں پانی، بجلی، گیس، ٹیلیفون اور گاڑیوں کا خرچہ کے حوالے سے لکھا گیا ہے تو گاڑیوں کے خرچے میں صرف کالج بسیں ہیں یا اس میں سٹاف اور لیکچرارز کی گاڑیوں کا بھی خرچہ ہے اور نمبر شمار 4 میں مرمت برائے پائیدار سامان لکھا گیا ہے تو اس سے کیا مراد ہے کہ اگر آپ نے اُس سے پہلے پائیدار سامان خرید لیا ہے تو پھر اُس کی مرمت کی ضرورت کیوں ہے؟

جناب سپیکر: جی،وزیر ہائر ایجوکیشن صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!گاڑیوں کے خرچے میں کالج بسیں، وائس چانسلر کی گاڑی اور کچھ ڈینز کو بھی سرکاری گاڑیاں دی جاتی ہیں جبکہ لیکچرار،ایسوسی ایٹ پروفیسر، اسسٹنٹ پروفیسر اور پروفیسر صاحبان کو کوئی سرکاری گاڑی دی جاتی ہے اور نہ اُنہیں یونیورسٹی کی طرف سے گاڑی کے حوالے سے کوئی ایسی مراعات دی جاتی ہیں۔ مرمت برائے پائیدار سامان سے مراد بینچز، ٹیبلز، دروازے اور کھڑکیاں، جو چیزیں قابل مرمت ہوتی ہیں یہ اُس مد کا خرچہ ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!اس سوال کے جواب کے جز(الف) نمبر شمار 9 میں امداد برائے مستحق طلباء لکھا گیا ہے تو اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ امداد پنجاب انڈوومنٹ فنڈ کے ذریعے دی گئی ہے یا یہ یونیورسٹی کے اپنے بجٹ میں سے دی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہائر ایجوکیشن صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ امداد پنجاب انڈوومنٹ فنڈ کے علاوہ مستحق طلباء کو دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 4791 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال2009، جی سی یونیورسٹی لاہور کے سنڈیکیٹ کے اجلاس کی تفصیلات

***4791: محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جی سی یونیورسٹی، لاہور میں سال2009 کے دوران سنڈیکیٹ کے کل کتنے اجلاس ہوئے نیز ان اجلاسوں میں کس کس نے شرکت کی، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) جی سی یونیورسٹی، لاہور میں سال2009 کے دوران سنڈیکیٹ کے اجلاس کے دوران پی ایچ ڈی اساتذہ اور ایم فل کے لئے کتنے ماہانہ الاؤنس کی منظوری دی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) سال 2009 میں جی سی یونیورسٹی لاہور میں سنڈیکیٹ کی ایک میٹنگ مورخہ 09-6-13 کو منعقد ہوئی۔ شرکاء کی لسٹ Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 2009 میں ہونے والی سنڈیکیٹ کی میٹنگ میں الاؤنس سے متعلقہ کوئی ایجنڈا نہ تھا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!اس سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ 2009 میں سنڈیکیٹ کی ایک میٹنگ ہوئی ہے اور اس میٹنگ میں پی ایچ ڈی اور ایم فل اساتذہ کے الاؤنس کے متعلق کوئی بات نہیں کی گئی۔اس سوال کے جواب کے حوالے سے مجھے جو تفصیل دی گئی ہے اُس میں اس میٹنگ کا ایجنڈا نہیں ہے تو وزیر موصوف بتادیں کہ یہ میٹنگ کس ایجنڈا پر ہوئی تھی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہائر ایجوکیشن صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جز (ب) کا جواب ہے کہ 2009 میں ہونے والی سنڈیکیٹ کی میٹنگ میں الاؤنس سے متعلقہ کوئی ایجنڈا نہ تھا۔ محترمہ نے صرف الاؤنس کے حوالے سے پوچھا تھا تو سنڈیکیٹ کی میٹنگ میں الاؤنس کے حوالے سے کوئی بات نہیں ہوئی تھی تو اس کا جواب انہیں فراہم کر دیا گیا ہے۔ اگر محترمہ کہتی ہیں تو انہیں سنڈیکیٹ کی میٹنگ کے ایجنڈا کی کاپی فراہم کر دیتے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سنڈیکیٹ کی اس میٹنگ میں اگر اتنے اہم issues discuss نہیں ہوئے تو اس میٹنگ کا ایجنڈا کیا تھا اور وہاں کیا معاملات discuss ہوئے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہائر ایجوکیشن صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یونیورسٹیاں autonomous bodies ہیں اور سنڈیکیٹ میں یونیورسٹی کو financially and managerially چلانے کے تمام امور پر discussions ہوتی ہیں۔ محترمہ کا ایم فل اور پی ایچ ڈی اساتذہ کے الاؤنسز کے متعلقہ جو سوال ہے تو اُس میں یہ بھی ایک matter ہے مگر یونیورسٹی میں جتنی بھی infrastructure development ہے، جتنی ریکروٹمنٹس ہونی ہیں، جتنی پروموشنز ہونی ہیں وہ سارے معاملات سنڈیکیٹ میں discuss ہوتے ہیں کیونکہ سنڈیکیٹ totally authorize ہے کہ یونیورسٹی کے جو معاملات سنڈیکیٹ میں approved ہو جائیں اُس کے مطابق یونیورسٹی کے affairs چلنے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! 2009 کے بعد سنڈیکیٹ کا کوئی اجلاس ہوا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! مختلف یونیورسٹیوں کے اپنے اپنے Rules ہیں مگر سال میں سنڈیکیٹ کا ایک اجلاس بلانا ضروری ہوتا ہے جس میں وہ اپنی یونیورسٹی کا بجٹ approve کراتے ہیں۔ یونیورسٹیوں کے وائس چانسلر بطور چیئرمین سنڈیکیٹ جب چاہیں اجلاس بلا لیتے ہیں، کچھ یونیورسٹیاں ماہانہ، کچھ یونیورسٹیاں دو مہینے میں، کچھ چھ مہینے میں اور کچھ ایک سال میں ایک دفعہ اجلاس کرتی ہیں۔ جی سی یونیورسٹی، لاہور کے سنڈیکیٹ کے اس سال میں دو اجلاس ہوئے تھے۔ اگر یہ تفصیل چاہتی ہیں تو نیا سوال کر دیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔اگلا سوال انجینئر قمرالاسلام راجہ صاحب کا ہے۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 5108 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں چالیس کے قریب یونیورسٹیوں کو چارٹر دینے کی تفصیلات

*5108: انجینئر قمرالاسلام راجہ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ کچھ برسوں میں پنجاب میں چالیس کے قریب یونیورسٹیوں کو چارٹر دیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان میں سے زیادہ تر یونیورسٹیاں ہائر ایجوکیشن کمیشن کے مقرر کردہ معیار پر پورا نہیں اترتیں اور ہائر ایجوکیشن کمیشن کے اوّل اور دوم معیار کی لسٹ میں نہیں آ سکیں؟

(ج) ہر یونیورسٹی کی عمارت کتنے رقبے پر تعمیر کی گئی ہے، تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ یونیورسٹیاں اور انسٹیٹیوٹ ڈگری جاری کرنے میں پوری طرح خود مختار ہیں اور اس عمل پر کسی حکومتی اتھارٹی کا کوئی چیک نہ ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست نہ ہے۔پبلک سیکٹر میں 12 یونیورسٹیاں ہیں جبکہ پرائیویٹ سیکٹر میں 15 یونیورسٹیاں اور 7 انسٹیٹیوٹس کو چارٹر دیا گیا ہے۔مذکورہ یونیورسٹیوں کی تفصیل Annex-C ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔پنجاب حکومت نے پرائیویٹ یونیورسٹی کو چارٹر دینے کے لئے جو criteria بنایا گیا ہے وہ HEC کی مشاورت سے بنایا گیا ہے۔حکومت پنجاب نے ایکریڈیٹیشن کمیٹی بھی تشکیل دی ہے جو criteria کو مدنظر رکھتے ہوئے یونیورسٹی معیار پر پورا اترتی ہے اسے چارٹر دیا جاتا ہے اور اس کمیٹی میں HEC کا نمائندہ بھی ممبر ہے۔یہ بھی درست نہ ہے کہ ہائر ایجوکیشن کمیشن کے اول اور دوم معیار کی لسٹ میں نہیں آ سکیں بلکہ تمام یونیورسٹیاں ہائر ایجوکیشن کمیشن کی رینکنگ کی "W" کیٹیگری میں آتی ہیں۔

(ج) یونیورسٹیوں کے تعمیری رقبہ کی تفصیل Annex-D ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تمام یونیورسٹیاں اپنے امتحانی سسٹم کے تحت ڈگریاں جاری کرنے میں خود مختار ہیں لیکن تمام یونیورسٹیوں کے ایکٹ میں یہ شق موجود ہے کہ حکومت / چانسلر کسی بھی معاملہ میں انکوائری کر سکتا ہے اور انکوائری کمیٹی کی سفارشات کے پیش نظر ایکشن لے سکتا ہے۔اس طرح یہ کہنا درست نہ ہے کہ یونیورسٹیوں پر حکومتی اتھارٹی کا چیک نہ ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! جز(ب) میں لکھا ہے کہ تمام یونیورسٹیاں ہائر ایجوکیشن کمیشن کی رینکنگ کی W کیٹیگری میں آتی ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ W سے کیا مراد ہے،W کے علاوہ اور کون سی کیٹیگریز ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!ہائر ایجوکیشن کمیشن نے اپنا criteria بنایا ہوا ہے۔ان کی رینکنگ W1 سے W4 تک ہوتی ہے۔ ہماری یونیورسٹیاں اس وقت W1 رینکنگ پر آتی ہیں۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ ان میں سے زیادہ تر یونیورسٹیاں ہائر ایجوکیشن کمیشن کے مقرر کردہ معیار پر پورا نہیں اترتیں اور ہائر ایجوکیشن کمیشن کے اوّل اور دوم معیار کی لسٹ میں نہیں آ سکیں، کیا وزیر تعلیم فرمائیں گے جیسا کہ انہوں نے کہا ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر کی ساری یونیورسٹیاں W1 کیٹیگری میں ہی آتی ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میرے پاس جو تفصیل ہے اس میں ہماری یونیورسٹیاں W1 کیٹیگری میں آتی ہیں۔انہوں نے جو اول اور دوم معیار کی بات کی ہے تو ہائر ایجوکیشن کمیشن نے W1،W2،W3 اور W4 معیار رکھا ہوا ہے۔اس میں بہت ساری چیزیں ہیں کہ فکیلٹی میں

پی ایچ ڈی کتنے ہیں، پروفیسرز کی تعداد کیا ہے اور کون کون سے ڈیپارٹمنٹ ہیں اس حوالے سے وہ رینکنگ کرتے ہیں۔ ہماری یونیورسٹیاں ابھی W1 کیٹیگری میں آتی ہیں۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میں ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ تمام یونیورسٹیاں W1 کیٹیگری میں نہیں آتیں،اس کے علاوہ جو جواب دیا گیا ہے وہ مبہم ہے بلکہ ہمیشہ مبہم جواب دیئے جاتے ہیں تفصیلی نہیں دیئے جاتے۔یہاں پر یہی لکھا ہوا ہے کہ تمام یونیورسٹیاں W کیٹیگری میں آتی ہیں۔اب W کیٹیگری میں تو W4 بھی آتی ہے اور W3 بھی آتی ہے۔اگر ہائر ایجوکیشن کمیشن نے چار کیٹیگریز مقرر

کی ہیں تو اسی میں اول، دوئم، سوئم اور چہارم ہے، اردو میں one, two, three and four کو ایسے ہی کہتے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا one, two, three اردو کا ہے؟

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! اردو میں اول، دوئم، سوئم اور چہارم کہتے ہیں۔ اس حوالے سے میری یہی گزارش ہے کہ جواب ہمیشہ مبہم آتے ہیں، صرف W کہہ دینا کافی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہائر ایجوکیشن کمیشن کا standardized criteria بنا ہوا ہے۔ میں اس کی کاپی ان کو provide کر دیتا ہوں تاکہ یہ دیکھ لیں کہ W1 سے W4 تک کس طرح ہائر ایجوکیشن کمیشن نے اسے categorized کیا ہے۔

جناب سپیکر: انہیں خود بھی کافی پتا ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! مجھے معلوم ہے کہ ان کا ایجوکیشن سے تعلق ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! کیا آپ سوال پوچھنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرے خیال میں محرک کا بڑا valid ضمنی سوال تھا کہ ہمیں وہ بتا دیں کہ کون سی یونیورسٹی W1 اور کون سی W2 میں آتی ہیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ میں تفصیل فراہم کر دوں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ صرف محرک کو تفصیل فراہم نہ کریں۔ اگر یہ جواب میں شامل ہو جاتا تو باقی ممبران کو بھی معلوم ہو جاتا یا اگر وہ ابھی پڑھ کر ہمیں بتا دیں تو بھی سب کو معلوم ہو جائے گا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پوچھا گیا تھا کہ یونیورسٹیوں کا رقبہ کتنا ہے، ہر یونیورسٹی کی عمارت کتنے رقبہ پر تعمیر کی گئی ہے؟ میں تو دیکھ کر حیران ہو رہا ہوں کہ کوئی عمارت بیس ایکڑ

پر تعمیر کی گئی ہے اور کسی کا مکعب فٹ میں جواب دیا گیا ہے اور کسی کا کنالوں میں جواب دیا ہوا ہے۔ اگر ایک ہی criteria کے ساتھ جواب دیا جاتا تو زیادہ بہتر ہوتا کیونکہ عمارت کی تعمیر مکعب فٹ میں ظاہر کی جاتی ہے اور یہی طریق کار ہے۔ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی کی عمارت 12.35 ایکڑ پر محیط ہے اور پھر آگے کنالوں اور مکعب فٹ میں بھی لکھا ہوا ہے۔ ان سب میں بڑا فرق ہے۔ اس سوال کا جواب یہ ہونا چاہئے تھا کہ اتنے مکعب فٹ اس یونیورسی کی عمارت ہے اور اتنے مکعب فٹ اس یونیورسٹی کی عمارت ہے۔ یہاں مبہم جواب دیا گیا ہے۔ اگر اس کی تفصیل ہمیں صحیح مل جاتی تو ہمیں بھی معلوم ہو جاتا کہ یونیورسٹی بنانے کے لئے یہ criteria ہے کہ اتنے مکعب فٹ کے ہال ہوں گے، ہاسٹل ہوں گے اور کلاس رومز ہوں گے۔

جناب سپیکر: کیا گورنمنٹ کالج یونیورسٹی آج ہی بنی ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے آج یا کل کی تو بات ہی نہیں کی۔ میں نے تو یہ پوچھا ہے کہ کتنے مکعب فٹ پر یہ عمارتیں مشتمل ہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جب سوال آیا تو یونیورسٹیوں کو بھیجا گیا تھا۔ انہوں نے تفصیلات بھیجی ہیں۔ یہاں بارہ یونیورسٹیوں کی تفصیل دی گئی ہے۔ جی سی یونیورسٹی نے ایکڑوں میں بتایا ہے اور باقی سب نے مکعب فٹ میں ہی بتایا ہے۔ میں ان کی بات کو تسلیم کرتا ہوں۔ یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ مجھے بھی معلوم ہے کہ construction کو مکعب فٹ میں ہی mention کیا جاتا ہے اس لئے یونیورسٹیوں کو چاہئے تھا کہ وہ ہمیں مکعب فٹ میں جواب دیتے۔ ہم آئندہ کوشش کریں گے کہ ایسی غلطی نہ ہو۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس میں ایک فہرست دی گئی ہے جس میں پندرہ یونیورسٹیاں پرائیویٹ سیکٹر کی ہیں، بارہ یونیورسٹیاں پبلک سیکٹر کی ہیں اور سات انسٹیٹیوٹس کا ذکر ہے۔ یہ جو تفصیل آئی ہے ان میں سے صرف بارہ پبلک سیکٹر کی ہیں اور بائیس پرائیویٹ سیکٹر کی ہیں۔ ان میں تفریق نہیں کی گئی لیکن انسٹیٹیوٹس کا رقبہ مختلف ہے، پبلک سیکٹر کی یونیورسٹیوں کا مختلف ہے اور پرائیویٹ یونیورسٹیوں کا مختلف ہے۔ ان کی تفریق واضح طور پر سامنے نہیں آئی۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!ایک کمیٹی ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی ہے اس کی تفصیل میرے پاس ہے میں ابھی ان کو دے دیتا ہوں۔ اس کوAccreditation Committeeکانام دیا جاتا ہے۔جب بھی کسی یونیورسٹی یا کالج کوcharterدینا ہوتا ہے تو وہfinalize کرتے ہیں۔اگر آپ اجازت دیں تو میں نام بتا دیتا ہوں کہ جو لوگ اس کمیٹی کے ممبران ہیں۔اس میں لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) محمد اکرم وائس چانسلر یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، سابق وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر منور سلطانہ مرزا، رحیم بخش چنا، ڈی جی (اے اینڈ اے)ہائر ایجوکیشن کمیشن، ایڈیشنل سیکرٹری فنانس ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف پنجاب، سیکرٹری لاء اینڈ پارلیمنٹری افیئرز گورنمنٹ آف پنجاب، ڈاکٹر شاہد امجد چودھری ڈائریکٹر لاہور سکول آف اکنامکس برکی روڈ لاہور اور ایڈیشنل سیکرٹریAcademicsہائر ایجوکیشن ذرق مرزا سیکرٹری آف کمیٹی ہیں۔اس وقتexisting کمیٹی یہ ہے۔یہ سارےcriteriaکو دیکھ کر اجازت دیتی ہے۔

جناب سپیکر:اگلا سوال میاں شفیع محمد صاحب کا ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر:On his behalf سوال نمبر 5598 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے میاں شفیع محمد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

انٹر میڈیٹ بورڈ لاہور کے ملازمین کی تفصیلات

*5598:میاں شفیع محمد:کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری2006 سے آج تک انٹر میڈیٹ بورڈ لاہور کے کتنے ملازمین دادرسی کے لئے کس کس عدالت میں گئے، تفصیل بتائی جائے؟

(ب) کتنے ملازمین کے حق میں کس کس عدالت نے کیا فیصلہ دیا اور کب، تفصیل بتائی جائے؟

(ج) کتنے فیصلوں پر بورڈ نے عملدرآمد کیا اور کتنے فیصلوں پر ابھی تک کس بناء پر عملدرآمد نہ کیا، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) کیا حکومت عدالتوں کے فیصلوں پر عمل درآمد کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن ،لاہور کے کل اٹھارہ ملازمین یکم جنوری 2006 تا 14۔ مئی 2010 اپنی دادرسی کے لئے مختلف عدالتوں میں گئے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) چار ملازمین کے حق میں مختلف عدالتوں نے فیصلے دیئے جن کی تفصیل سامنے درج ہے۔

نمبر شمار	نام ملازم مع عہدہ	نوعیت کیس	بنام	سال	نام عدالت	فیصلہ عدالت مع تاریخ
1	مسٹر خالد محمود، اسسٹنٹ	جعلی نمبروں کی ایوارڈلسٹ تیار کرنے کا معاملہ	بورڈ	2006	پنجاب سروسز ٹربیونل،لاہور	اپیل منظور ہوئی مورخہ 16-01-2006
2	مسٹر ضیغم عباس، جونیئر کلرک	دفتر سے بغیر اطلاع غیر حاضری کا معاملہ	بورڈ	2006	پنجاب سروسز ٹربیونل،لاہور	اپیل منظور ہوئی مورخہ 03-06-2009
3	مسٹر محمد اعجاز، سینئر کلرک	دفتر سے بغیر اطلاع غیر حاضری کا معاملہ	بورڈ	2006	پنجاب سروسز ٹربیونل،لاہور	اپیل منظور ہوئی مورخہ 18-06-2008
4	مسٹر آفتاب احمد سینئر کلرک	ریکارڈ میں ردوبدل کا معاملہ	بورڈ	2007	سپریم کورٹ آف پاکستان	اپیل منظور ہوئی مورخہ 07-09-2007

(ج) بورڈ نے مندرجہ بالا چار کیس جن کے عدالتوں سے فیصلہ جات موصول ہوئے تھے ان پر عملدرآمد کر لیا ہے۔تاہم دو ملازمین بورڈ کے حق میں پنجاب سروس ٹربیونل کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ آف پاکستان / ہائیکورٹ میں اپیل دائر کی ہوئی ہیں۔

نمبر شمار	نام ملازم مع عہدہ	نوعیت کیس	بنام	سال	نام عدالت	فیصلہ عدالت مع تاریخ
1	مسٹر شبیر احمد اسسٹنٹ	ریکارڈ میں ردوبدل کا معاملہ	بورڈ	2010	سپریم کوٹ آف پاکستان	رٹ زیر سماعت ہے
2	مسٹر عبدالصبور روزانہ اجرتی کلرک	میرٹ کے مطابق بھرتی کرنے کا معاملہ	بورڈ	2009	لاہور ہائی کورٹ لاہور	رٹ زیر سماعت ہے

(د) جی ہاں!حکومت نے عدالتی فیصلوں پر عمل درآمد کر لیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! جز(ب) میں چار کیسوں کا حوالہ دیا گیا ہے جن میں سے تین کیسوں کی پنجاب سروس ٹربیونل نے اپیلیں منظور کی ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا محکمہ نے ان وجوہات پر غور کیا تھا کہ پراسیکیوشن نے کیس کمزور کئے اور کیا محکمہ ان فیصلہ جات کے خلاف اعلیٰ عدالتوں میں گیا تھا،اگر نہیں تو کیوں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! سوال یہ تھا کہ کتنے ملازمین کے حق میں کس کس عدالت نے کیا فیصلہ دیا، تفصیل بتائی جائے۔ اس حوالے سے چار ملازمین کے حق میں مختلف عدالتوں نے فیصلے دیئے ہیں جن کی تفصیل دے دی گئی ہے اور انہوں نے بھی دیکھ لی ہے۔ جواب میں پہلے نمبر پر بتایا گیا ہے کہ خالد محمود جو پنجاب سروسز ٹریبونل میں گیا تھا جس کی اپیل منظور ہوئی تھی اس کا مطلب یہ ہے کہ متعلقہ ملازم کے حق میں فیصلہ دیا گیا ہے اور وہ اسی جگہ پر reinstate ہو گیا تھا۔ اسی طرح ضیغم عباس بھی پنجاب سروسز ٹریبونل کے ذریعے آ گیا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ پوچھ رہے ہیں کہ جواب میں درج ملازمین کی جب اپیلیں منظور ہوئیں تو بعد میں محکمہ نے سپریم کورٹ میں کوئی اپیل کی تھی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ ہائر فورم سپریم کورٹ ہے۔ سیریل نمبر چار پر آفتاب احمد کی اپیل سپریم کورٹ سے منظور ہوئی ہے۔ اسی طرح پنجاب سروسز ٹریبونل بھی competent authority ہے جب اُس کے ذریعے سے کسی کی اپیل منظور کر لی جاتی ہے تو ملازم reinstate ہو جاتا ہے۔ میں یہ بھی check کر لیتا ہوں کہ آیا محکمہ پنجاب سروسز ٹریبونل کے فیصلے کے خلاف ہائر فورم سپریم کورٹ کے پاس گیا ہے؟

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب صرف یہ بتا دیں کہ یہ کب تک ہاؤس میں بتا دیں گے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں آج ہی بتا دوں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کل بتائیے گا۔ اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔

میاں طارق محمود: سوال نمبر 5903 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات، بوائز ڈگری کالج ڈنگہ کے پرنسپل کی خالی اسامی و دیگر تفصیلات

*5903: میاں طارق محمود: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بوائز ڈگری کالج ڈنگہ ضلع گجرات میں پرنسپل کی اسامی کب سے خالی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب سے کالج مکمل ہو کر چلا تو تعداد زیادہ تھی اب پرنسپل اور ادارہ ہذا کی کارکردگی ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے بچے کالج چھوڑ کر دوسرے کالجوں میں جا رہے ہیں، اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز ڈنگہ گجرات میں پرنسپل کی اسامی مورخہ 07۔09۔15 سے خالی ہے تاہم اس پر مسٹر انجم نسیم لیکچرار ریاضی انچارج پرنسپل کے طور پر 09۔07۔15 سے کام کر رہے تھے اور اب مورخہ 2010۔12۔24 کو مسٹر وقار احمد لیکچرار کیمسٹری بطور پرنسپل Additional Charge/ کام کر رہے ہیں۔

(ب) یہ درست نہیں ہے یہ کالج 04۔09۔01 کو قائم ہوا۔ ابتدا میں طلباء کی تین سالہ اوسط تعداد 186 تھی جبکہ گزشتہ تین سالوں کی اوسط تعداد 211 طلباء پر مشتمل ہے۔ ٹیچنگ سٹاف کی کمی ہے جس کی وجہ سے طلباء کو پریشانی کا سامنا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب کے آخر میں لکھا گیا ہے کہ گزشتہ تین سالوں کی اوسط تعداد 211 طلباء پر مشتمل ہے۔ ٹیچنگ سٹاف کی کمی ہے جس کی وجہ سے طلباء کو پریشانی کا سامنا ہے۔ منسٹر صاحب بتا دیں کہ اس کا کوئی حل کیا گیا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! دراصل یہاں پر جواب پرانا ہے مگر اس کی existing position یہ ہے کہ موجودہ سال میں طلباء کی تعداد بڑھ کر 325 ہو چکی ہے۔ جہاں تک اساتذہ کا تعلق ہے جیسے میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ فوری طور پر CTIs recruit کر کے سٹاف کا انتظام کیا جاتا ہے اور جیسے ہی پبلک سروس کمیشن کے ذریعے لیکچرارز آ جاتے ہیں محکمہ اُن کو کالجوں میں تعینات کر دیتا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! کیا یہ بھی درست ہے کہ جب سے یہ گورنمنٹ ڈگری کالج فار بوائز بنا ہے اُس وقت سے لے کر اب تک اس میں فرنیچر نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!اس کالج کے نئے فرنیچر کے لئے بجٹ میں پیسے رکھے گئے تھے جس کی سمری جا چکی ہے اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ موجودہ مالی سال ختم ہونے سے پہلے پہلے اس کالج میں فرنیچر مہیا کر دیا جائے گا۔

میاں طارق محمود:جناب سپیکر!یہ بڑا اہم مسئلہ ہے لہذا منسٹر صاحب کوئی تاریخ مقرر کر دیں کہ فلاں تاریخ تک فرنیچر مہیا کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر:انہوں نے بتا تو دیا ہے۔شاید آپ نے سنا نہیں ہو گا۔

میاں طارق محمود:جناب سپیکر!مہربانی فرما دی جائے کیونکہ بچوں کا مسئلہ ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!میں نے بتایا ہے کہ Blocked Allocation کے کالجوں کی funding کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب کو سمری بھجوا دی ہوئی ہے۔جونہی approval ہو گی اس کالج کو فرنیچر مہیا ہو جائے گا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:ضمنی سوال۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!آپ یہ تاریخ دیکھ لیں کہ 15-09-2007 سے آج تک اس کالج میں پرنسپل کی تقرری مستقل بنیادوں پر نہیں کی گئی اور ساڑھے چار سال سے اس ادارے کو ایڈیشنل چارج پر چلایا جا رہا ہے۔اس سے بڑا ظلم اور کیا ہو گا کہ پہلے ایک فرد کو چارج دے دیتے ہیں پھر دوسرے اور پھر تیسرے کو دے دیتے ہیں۔منسٹر صاحب اس ادارے میں ساڑھے چار سال سے مستقل پرنسپل کی تقرری نہ کرنے کی وجہ بتا دیں؟

جناب سپیکر:جی،منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!گورنمنٹ ڈگری کالج فار بوائز ڈنگہ گجرات میں پرنسپل کی اسامی مورخہ 15-09-2007 سے خالی تھی تاہم اس پر مسٹر انجم نسیم لیکچرار ریاضی انچارج پرنسپل کے طور پر 15-07-2009 سے کام کر رہے تھے۔

جناب سپیکر:منسٹر صاحب!جواب سب نے پڑھ لیا ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں اِن کو یہ بتانا چاہوں گا کہ 11-10-14 سے اس کالج میں مستقل پرنسپل کی تعیناتی کر دی گئی ہے جن کا نام ڈاکٹر عبدالرؤف ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال چودھری طاہر محمود ہندلی صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال انجینئر قمر الاسلام راجہ صاحب کا ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: سوال نمبر 5935 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ گرلز کالج ڈاک بنگلہ مری میں کلاسز کا اجراء

*5935: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج فار گرلز ڈاک بنگلہ مری کی عمارت کافی عرصہ سے مکمل ہو چکی ہے مگر ابھی تک کلاسز کا اجراء نہ ہو سکا ہے؟

(ب) اس عمارت کی تعمیر کب شروع کی گئی تھی اور کب تک مکمل ہوئی، کیا کالج بلڈنگ مکمل ہونے کے بعد محکمہ تعلیم نے اس عمارت کو اپنی تحویل میں لے لیا ہے اور اگر نہیں لیا تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا حکومت اس تاخیر کے ذمہ داروں کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، نیز کب تک اس کالج میں کلاسز کا اجراء ہو جائے گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ کالج فار گرلز ڈاک بنگلہ مری کی عمارت 11-07-18 کو مکمل ہوئی اور 11-09-20 کو کلاسز کا اجراء کر دیا گیا۔

(ب) کالج کی عمارت کی تعمیر 2003-04-04 کو شروع ہوئی اور مورخہ 2010-05-10 کو 90 فیصد کام مکمل ہونے کے بعد عمارت محکمہ تعلیم کے حوالے کی گئی تاہم بقیہ کام کی تکمیل کے بعد یہ عمارت 11-07-18 کو مکمل کر دی گئی۔ کالج کی عمارت کا افتتاح 11-09-20 کو ہوا اور کالج ہذا میں اس وقت سال اول میں 63 طالبات اور سال سوئم میں 41 طالبات زیر تعلیم ہیں۔

(ج) کالج کی عمارت کی تکمیل کے فوراً بعد کلاسز کا اجراء کر دیا گیا ہے اور کسی قسم کی تاخیر نہیں ہوئی۔تاہم جز(الف)اور(ب)کے جوابات میں بھی اس کی وضاحت تفصیل سے کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر!جواب میں کہا گیا ہے کہ اس کالج کی تعمیر 2003-04-04 کو شروع ہوئی جو 2011-07-18 کو مکمل ہوئی۔ میرا سوال دیتے وقت مقصد یہ تھا کہ یہ اتنے عرصہ سے مکمل ہے مگر محکمہ تعلیم نے اسے takeover نہیں کیا تھا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2003 سے لے کر 2011 تک کیا اس کے لئے بجٹ مختص کیا جاتا رہا؟

جناب سپیکر: انجینئر صاحب!آپ اس بات کو چھوڑ دیں اور موجودہ صوت حال کے متعلق پوچھیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!اس وقت موجودہ صورتحال یہ ہے کہ 18-07-11 کو عمارت مکمل ہو گئی تھی اور کالج کی عمارت کا افتتاح 20-09-11 کو ہوا اور کالج ہذا میں اس وقت سال اول میں 63 طالبات اور سال سوئم میں 41 طالبات زیر تعلیم ہیں۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر!انہوں نے آپ کے سوال کا جواب دیا ہے مگر میرے سوال کا جواب نہیں دیا گیا۔اس کالج کی حالت یہ تھی کہ عمارت مکمل تھی اور محکمہ تعلیم کی غفلت کی وجہ سے چھ سال بچوں کا نقصان ہوا ہے مگر سوال دینے کے بعد محکمہ نے اسے takeover کیا ہے اور الحمدللہ اب کلاسیں شروع ہو گئی ہیں۔اب مجھے بجٹ کے حوالے سے بتا دیا جائے؟

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحب!انہیں بتا دیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!یہ fresh question بنتا ہے کیونکہ یہ پچھلے چار پانچ سال کی تفصیل مانگ رہے ہیں جو میرے پاس نہیں ہے کہ اس پر کس کس طرح بجٹ خرچ ہوا اس حوالے سے مکمل تفصیل محکمہ سے نکلوانی پڑے گی۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر!منسٹر صاحب صرف یہ بتا دیں کہ اگر اس کالج کی تعمیر 2003 سے شروع ہوئی تھی تو کیا ہر سال اس کے لئے بجٹ مختص کیا جاتا رہا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!یہ تفصیل میں انہیں مہیا کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر6063 ہے اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کوئین میری کالج لاہور کی اپ گریڈیشن کا مسئلہ

*6063: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم کوئین میری کالج کو سال2010 میں یونیورسٹی کا درجہ دے دے گا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس کالج کو کب تک یونیورسٹی کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے، ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) محکمہ ہائر ایجوکیشن حکومت پنجاب 2010 میں کوئین میری کالج کو یونیورسٹی کا درجہ نہ دے سکا کیونکہ ابھی PC-II مکمل نہیں ہو سکا تھا۔ اس کی تکمیل کے لئے P&D کی معاونت سے Consultants کی خدمات لی جارہی ہیں۔ اس کے علاوہ feasibility study اور رپورٹس کے مطابق معاملات کو آگے بڑھایا جائے گا۔

(ب) ہائر ایجوکیشن کمیشن کے بتائے گئے criteria اور Consultants کی feasibility reports کے مطابق کوئین میری کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دینے کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا۔

واضح رہے کہ مندرجہ بالا لوازمات کی تکمیل ہائر ایجوکیشن کمیشن کی اس بابت جاری کی گئی ہدایات (guidelines) کی رو سے ضروری ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! یہ سال2010 میں بھیجا گیا تھا جس کی اب باری آئی ہے اور اس کے جواب سے میں متفق نہیں ہوں کیونکہ انہوں نے دو سال کے بعد بھی یہی لکھا ہے کہ اس کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دینے کے لئے P&D کی معاونت سے Consultants کی خدمات لی جارہی ہیں۔ میری ان سے گزارش ہے کہ feasibility study اور reports کے مطابق کب تک معاملات کو آگے بڑھایا جائے گا؟

جناب سپیکر: محترمہ!اگر آپ نے منسٹر صاحب سے گزارش کرنی ہے تو پھر آپ ان کے پاس بیٹھ کر بات کر لیں۔آپ مجھ سے مخاطب ہوں۔

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر!میں آپ ہی سے مخاطب ہوں۔انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ reports کے مطابق معاملات کو آگے بڑھایا جائے گا۔ میں یہی پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان معاملات کو آگے بڑھاتے ہوئے اس کالج کو یونیورسٹی کا درجہ کب تک دیا جائے گا جبکہ جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے کئی یونیورسٹیاں معرض وجود میں آئی ہیں۔ابھی ایک ہمدرد یونیورسٹی بنادی گئی ہے حالانکہ اس چیز کا خیال ہی نہیں کیا جاتا کہ جگہ کتنی ہے اور بیٹھنے کو جگہ ہے یا نہیں ہے، گھروں کے اندر یونیورسٹیاں اوپن کر دی گئی ہیں۔وہ یونیورسٹیاں تو بن گئی ہیں لیکن ایک ایسا نامور ادارہ ہے جو پاکستان بننے سے پہلے کا ہے اور اس ادارے کو بنے ہوئے سو سال سے زائد کا عرصہ ہو چکا ہے لیکن اسے ابھی تک consult کر رہے ہیں تو آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس ادارے کو کب تک یونیورسٹی کا درجہ دے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!کسی بھی ادارے کو یونیورسٹی کا درجہ دینے کے لئے اس کی land وہاں پی ایچ ڈی ڈاکٹرز، طلباء کی تعداد اور بلڈنگ وغیرہ تمام چیزوں کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔یہ درست فرما رہی ہیں کہ یہ بڑا پرانا اور تاریخی ادارہ ہے جسے وومن یونیورسٹی میں convert کرنے کا حکومت کا بالکل ارادہ ہے اور اس کے PC-II پر اس وقت کام ہو رہا ہے جب ہم یونیورسٹی بننے کے لئے درکار اس کی تمام formalities اور تمام چیزیں provide کر دیں اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ اگلے سال ہم کوشش کریں گے کہ اسے یونیورسٹی کا درجہ دے دیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ اس کے کام کو expedite کرائیں کیونکہ یہ تو آپ کے لئے چیلنج ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!ٹھیک ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!یہ ادارہ لاہور کے سنٹر میں ہے جبکہ پنجاب یونیورسٹی یا لاہور یونیورسٹی میں شمالی لاہور کے لوگوں کا آنا جانا بھی مشکل ہے اور 103 سال کوئین میری سکول اور کالج کو بنے ہوئے ہو گئے ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ کون سی ایسی گائیڈ لائن ہے جس کی اب ضرورت ہے کہ اسے ابھی تک یونیورسٹی کا درجہ نہیں دیا جا رہا؟

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! میں نے بھی ضمنی سوال کرنا ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے انہیں کہہ دیا ہے اور آپ کی بات میں نے ان سے کر لی ہے کہ یہ آپ کے لئے چیلنج ہے جتنا جلدی بنوا سکتے ہیں اسے بنوائیں۔ میں اس سوال کے جواب کے بعد آپ کو دوبارہ وقت دیتا ہوں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس ادارے کو پہلے ہی ہم نے خود مختاری دے رکھی ہے اور یہاں پر بورڈ آف گورنرز بنا ہوا ہے اور جن اداروں کو خود مختاری دی جاتی ہے انہیں یونیورسٹی کا چارٹر دینے میں بعد میں آسانی رہتی ہے اور اگر کسی ادارے کو آپ نے مستقبل میں یونیورسٹی کا درجہ دینا ہے تو یہ first step ہوتا ہے اس کی مثال آپ کے سامنے گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور کالج وومن یونیورسٹی بھی ہے کہ وہ اسی طرح کالج تھے اور بعد میں یونیورسٹیاں بنیں۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اگلے سال میں ہماری کوشش ہو گی کہ اسے یونیورسٹی کا چارٹر ملے۔

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! اس کا کیا criteria ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا اور ایک کمیٹی کا بھی بتایا ہے کہ وہ فیصلہ کرتی ہے کہ کون سا ادارہ ہے جسے ہائر ایجوکیشن کے حوالے سے یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے۔

(اس مرحلہ پر موبائل فون کی گھنٹی بجی تو جناب سپیکر نے کہا کہ
جس کا یہ فون ہے اسے ضبط کیا جائے)

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ اس کی زمین کتنی ہے، پی ایچ ڈی ڈاکٹرز کتنے ہیں، وہاں پر طلباء کی تعداد کیا ہے اور اس کا ایک پورا criteria یا ہائر ایجوکیشن کمیشن کی طرف سے بنا ہوا ہے جس کی تفصیل میں انہیں فراہم کر دیتا ہوں جو کہ stepwise بنی ہوئی ہے تاکہ انہیں تفصیلی طور پر پتا چل سکے۔

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! یہ تفصیل کب دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں انہیں ابھی دے دیتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ تمام ممبران کو دیا کریں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں کاپیاں اتنی نہیں ہوتیں کہ تمام ممبران کو دی جائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پھر بول دیا کریں۔

جناب سپیکر: آگے چونکہ معزز ممبران کے بڑے اہم سوالات آ رہے ہیں اور بولنے پر وقت کافی لگ جائے گا۔

(اس مرحلہ پر یونیورسٹی criteria کے حوالے سے تفصیلات محترمہ نسیم لودھی کو فراہم کی گئیں)

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! یہ کہہ رہے ہیں کہ criteria کسی بھی کالج یا یونیورسٹی کے لئے criteria fixed ہے اور پھر انہوں نے کہا ہے کہ P&D کی معاونت سے Consultant کی خدمات لی جا رہی ہیں why کیونکہ اگر ایک criteria fix ہے تو Why are they wasting money to hire the Consultant اور خود ہی P&D کیوں نہیں کرتی اور Consultant کو پیسا کیوں دیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! P&D ڈیپارٹمنٹ کو جب ہائر ایجوکیشن کمیشن کی طرف سے کسی ادارے، کالج یا یونیورسٹی کا کوئی بھی پراجیکٹ بھیجا جاتا ہے تو چونکہ ان کے پاس consultancy services ہوتی ہیں اور یہ Consultants ان کے اپنے ہوتے ہیں جو P&D میں کام کر رہے ہیں جنہیں انہوں نے بھیجا ہوا ہے اور اس کی قانونی ضرورت بھی ہوتی ہے کہ consultants سے رجوع کیا جائے کیونکہ وہ professionals ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال صفدر گل صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب محمد شفیق خان صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر زمر دیا سمین رانا:جناب سپیکر!On his behalf Question No. 6265اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز خاتون ممبر نے جناب محمد شفیق خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

راولپنڈی ڈگری کالج فار بوائز ٹیکسلا کے مسائل

*6265:جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈگری کالج (بوائز) ٹیکسلا راولپنڈی کی چار دیواری نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کالج ہذا اس جگہ بنایا گیا ہے جہاں پر بڑے بڑے گھڑے پڑے ہوئے ہیں، جس سے طلباء کو آمد و رفت میں شدید مشکلات کا سامنا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کا راستہ بھی نہ ہے؟

(د) کیا حکومت اس کالج کے مذکورہ مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج (بوائز) ٹیکسلا کی چار دیواری نہیں ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ کالج کی زمین ناہموار ہے۔

(ج) کالج تک رسائی کے لئے راستہ موجود ہے مگر مین روڈ سے کوئی پختہ سڑک کالج تک نہیں آتی۔یہاں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ پختہ سڑک کی تعمیر ضلعی حکومت کی ذمہ داری ہے۔

(د) موجودہ مالی سال میں سالانہ ترقیاتی پروگرام(ADP2011-12) میں کالجوں کو missing facility فراہم کرنے کے لئے 600 ملین روپے کا بلاک موجود ہے جس کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب سے منظوری لی جارہی ہے تاکہ پنجاب کے کالجوں کو ضروری سہولیات فراہم کی جاسکیں۔ گورنمنٹ کالج فار بوائز ٹیکسلا کے جملہ مسائل بھی حل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

اس ضمن میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری کے لئے سمری بھیجی جارہی ہے تاکہ فنڈز کی فراہمی یقینی بنائی جاسکے۔ وزیر اعلیٰ کی منظوری کے بعد تمام قانونی کارروائی مکمل کر کے مذکورہ بالا کالج کو تمام ضروری سہولیات مہیا کر دی جائیں گی۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! سوال بوائز ڈگری کالج ٹیکسلا کی چار دیواری سے متعلق تھا اور جواب دیا گیا ہے کہ اس کالج کی چار دیواری ہے، کالج کی زمین ہموار ہے اور نہ ہی کوئی پختہ سڑک بھی اس کی طرف جاتی ہے جبکہ سڑک کے بارے میں یہ کہہ دیا گیا ہے کہ یہ ضلعی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اصولاً تو یہ سوال بنتا ہے کہ وہاں پر "بچے اور سٹاف بھی ہے کہ نہیں"؟ لیکن میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کالج کب بنا تھا اور جب سے یہ بنا ہے تب سے کیا یہی حالت ہے اور سڑک بنانا ضلعی حکومت کی ذمہ داری ہے اور کیا ضلعی حکومت کے ساتھ کوئی بات چیت جاری ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اسے زیادہ عرصہ نہیں ہوا اور کالج بننے کی exact تاریخ کا میں پتا کر کے بتا دوں گا۔ اس کالج میں زمین ناہموار ہے اور چار دیواری بھی اس کی نہیں ہے لیکن میں انہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے ADP 2011-12 میں کالجوں کی missing facilities کے لئے 600 ملین روپے کا blocked allocation رکھا ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کالج میں تمام missing facilities پوری کرنے کے لئے approval دے دی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ جیسے ہی فنڈز ریلیز ہوتے ہیں تو اس کالج میں تمام سہولتیں مہیا کر دی جائیں گی۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! کیا سڑک کے حوالے سے ضلعی حکومت کے ساتھ کوئی کوآرڈینیشن کی ہے کیونکہ یہ کوئی عام سڑک نہیں ہے بلکہ کالج کو جاتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! سڑک ضلعی حکومت نے بنانی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ انہیں recommend کر کے بھیجیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ضلعی حکومت کو پہلے ہی ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے تحریری طور پر بھیجا ہے کہ سڑک بنائی جائے۔ یونیورسٹی کی "W" Categories کی detail بھی میرے پاس آ گئی ہے جو میں انجینئر قمر الاسلام صاحب کو provide کر دیتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر وزیر موصوف کی طرف سے یونیورسٹی کی "W" Categories کی تفصیلات انجینئر قمر الاسلام راجہ کو پہنچائی گئیں)

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی جناب شفیق خان صاحب کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے،dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ نسیم ناصر خواجہ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: شکریہ۔جناب سپیکر!سوال کا نمبر 6605 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین سیالکوٹ لیکچرار کی منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*6605: محترمہ نسیم ناصر خواجہ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین سیالکوٹ میں کل کتنی لیکچرار، اسسٹنٹ پروفیسر، ایسوسی ایٹ پروفیسر اور پروفیسرز کی منظور شدہ اسامیاں ہیں اور کتنی ابھی تک خالی پڑی ہیں اور یہ کب تک پر کر دی جائیں گی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

مندرجہ بالا اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

لیکچرار			اسسٹنٹ پروفیسر			ایسوسی ایٹ پروفیسر			پروفیسر		
V	W	S	V	W	S	V	W	S	V	W	S
21	44	57	14	21	35	4	10	14	0	0	2

نوٹ: خالی اسامیوں پر CTI (کالج ٹیچنگ انٹرنز) عارضی ٹیچر گورنمنٹ نے بھرتی کر کے اساتذہ کی کمی پوری کر دی ہے۔ ریگولر ٹیچر آنے پر عارضی ٹیچر فارغ کر دیئے جائیں گے۔

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: جناب سپیکر!یہ جواب 20۔جولائی2010 کو آیا ہے اور اسے ایک سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے تو اس کا latest status کیا ہے یعنی جو سیٹیں خالی ہو چکی ہیں ان کا جواب 2010 میں آیا ہوا ہے تو اب اس کی latest position کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!latest position اس وقت میرے پاس یہ ہے کہ اساتذہ کی تعداد یہاں پر ابھی اتنی ہی ہے اور میں اسے دوبارہ چیک کروالیتا ہوں جس طرح

یہ فرمارہی ہیں کہ یہ جواب ایک سال پرانا تھا تو یہاں پر نئے ٹیچرز آنے چاہئیں تھے۔ ویسے stop gap arrangement سی ٹی آئی کا ہے اور وہاں پر انہوں نے سی ٹی آئی تو ضرور رکھے ہوں گے۔

جناب سپیکر: آپ کو اس کی information ہونی چاہئے۔

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: جناب والا! اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ جو خالی اسامیاں ہیں وہاں گورنمنٹ نے عارضی ٹیچر بھرتی کر کے اساتذہ کی کمی پوری کر دی ہے لیکن جب ریگولر ٹیچرز آئیں گے تو ان کو فارغ کر دیا جائے گا۔ مجھے بتایا جائے کہ جن کو فارغ کر دیا جائے گا ان کا ابھی تک status کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ clearly mentioned ہیں جب جاب دی جاتی ہے تو انہوں نے یہاں پر as an Internee کام کرنا ہے۔ جب ہمارے پاس پبلک سروس کمیشن سے ریگولر ٹیچر آئیں گے تو ان کو وہاں سے فارغ کر دیا جائے گا۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! کیا منسٹر صاحب اور محکمے کی ڈیوٹی نہیں ہے کہ اس کو update کر کے لائیں؟

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! اس کا جواب آئے ہوئے ڈیڑھ سال سے اوپر عرصہ ہو گیا ہے تو اس کی current position کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ بالکل درست کہہ رہی ہیں اور میں یہ admit کرتا ہوں کہ محکمے نے fresh detail نہیں دی۔ میں ان کو provide کر دوں گا اور اس جواب کو دیکھوں گا کیونکہ اس کی existing position یہ نہیں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ کا ڈیپارٹمنٹ پھر کیا کرتا ہے؟ آپ جو detail مانگتے ہیں وہ بھی نہیں دیتا، یہ تو بات ٹھیک نہیں ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! میں نے پہلے جتنے بھی سوالات کے جوابات دیئے ان میں 2007 کے سوالات بھی تھے اس کی میں نے latest detail دی تھی۔ اس ایک سوال میں، مجھے نہیں پتا کہ کس وجہ سے latest detail نہیں آئی اور میں اس کو یہاں پر admit کر رہا ہوں۔ جتنے سوالوں کے جوابات دیئے ہیں سب کی latest detail دی ہیں چاہے وہ دو تین سال پرانا سوال ہو۔

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: جناب سپیکر! اول تو سوالوں کے جوابات نہیں آتے اگر آتے بھی ہیں تو وہ غلط ہوتے ہیں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ ان کالج کے لیکچرارز کی یہ پوزیشن ہے کہ وہاں تو ابھی تک پرنسپل بھی تعینات نہ ہے، اس کی کیا وجوہات ہیں، کیا پڑھے لکھے لوگ اس دنیا میں ختم ہو گئے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہی ہیں کہ وہاں تو پرنسپل بھی نہیں ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں خاص طور پر ان کے اس سوال کو take up کرتا ہوں اور اس کو دیکھ لیتا ہوں۔ اس کو آپ pending کر دیں میں کل اس کی detail لے آؤں گا۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس جتنے سوالات ہیں جن کے بارے میں کہا ہے اس کے جوابات کل لے آئیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! صرف اسی کے بارے میں کہا ہے باقی سوالوں کی detail provide کر دی ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، کل اس کا جواب لے کر آئیں۔ ویسے کل آپ آ جائیں گے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جی۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! ان کو کہیں کہ یہاں پر update ہو کر آیا کریں اور time waste نہ کیا کریں۔۔۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ بار بار بلا وجہ کھڑے ہو رہے ہیں، مجھے ان پر اعتراض ہے۔ میں نے تمام سوالوں کے update جوابات دیئے ہیں۔ یہ ویسے ہی کھڑے ہو کر اوپر پریس گیلری کی طرف دیکھتے ہیں۔ یہ نمبر بنانے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں یہ خود تیاری کر کے آیا کریں۔

جناب سپیکر: کوئی بات نہیں۔یہ بھی House کے معزز ممبر ہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے تمام سوالوں کے update جوابات دیئے ہیں، جو سوال update نہیں تھا وہ میں نے admit کیا ہے اور میں کل اس کی detail دوں گا۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔اب Question Hour ختم ہوتا ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں ڈین کی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4715: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور میں dean کی کتنی پوسٹیں ہیں؟

(ب) ان پوسٹوں پر تعیناتی کے لئے تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل بتائیں؟

(ج) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ بتائیں؟

(د) ان ملازمین کو تنخواہ کے علاوہ کیا کیا سہولیات میسر ہیں؟

(ہ) کتنے ملازمین کو H.E.C کی طرف سے منظور کردہ یونیورسٹی الاؤنس دیا جا رہا ہے اور کتنے ملازمین کو یہ الاؤنس نہیں دیا جاتا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور میں dean کی کل چار پوسٹیں ہیں۔

(ب) ان پوسٹوں پر تعیناتی کے لئے کم سے کم تعلیم ایم اے / ایس ایس سی، تجربہ لینتھ آف ٹوٹل سروس / ایجوکیشنل ایڈمنسٹریشن، ریسرچ پبلیکیشن کم از کم 20 اور بہترین اکیڈمک پرفارمنس۔

(ج) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	تعلیم	تجربہ
1	پروفیسر ڈاکٹر مسز کوثر جمال چیمہ	ڈین فیکلٹی آف نیچرل سائنسز	20	پی ایچ ڈی، زوالوجی (یوکے)	ٹیچنگ 34 سال ایڈمنسٹریشن 22 سال
2	پروفیسر ڈاکٹر مسز ہالا شاہین خالد	ڈین فیکلٹی آف ہیومینیٹیز، اسلامک اینڈ اورینٹل لرننگ	20	پی ایچ ڈی، ایجوکیشن (یوکے)	ٹیچنگ 33 سال ایڈمنسٹریشن 17 سال
3	پروفیسر ڈاکٹر مسز فرحت سلیمی	ڈین فیکلٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی	20	پی ایچ ڈی، فزکس (یوکے)	ٹیچنگ 30 سال ایڈمنسٹریشن 13 سال
4	پروفیسر مسز رفعت ثقلین	ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز	20	ایم ایس سی	ٹیچنگ 31 سال ایڈمنسٹریشن 10 سال

(د) ان ملازمین کو تنخواہ کے علاوہ صرف گاڑی کی سہولت میسر ہے۔

(ہ) HEC کی طرف سے منظور کردہ کسی قسم کا کوئی بھی الاؤنس یونیورسٹی ملازمین کو نہیں دیا جارہا ہے۔

لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں ڈینز کو دی گئی مراعات و دیگر تفصیلات

*4720: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں بطور ڈین فرائض سرانجام دینے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ بتائیں؟

(ب) ڈین کو کون کون سی مراعات سرکاری طور پر حاصل ہیں؟

(ج) کس کس ڈین کے پاس سرکاری گاڑی ہے اور کس کس کے پاس سرکاری گاڑی نہ ہے؟

(د) سال 2005 سے آج تک کس کس ڈین کو کس کس مقصد کے لئے بیرون ملک بھیجا گیا اور کون کون سے ملک بھیجا گیا ان کے وزٹ پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ہ) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ اس کالج کی ایک ڈین کو ہی بار بار، وی سی نے بیرون ملک بھجوایا ہے، حکومت ان بے ضابطگیوں پر کیا ایکشن لے رہی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور میں بطور dean کام کرنے والے افراد کے بارے میں تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	تعلیم	تجربہ
1	پروفیسر ڈاکٹر مسز کوثر جمال چیمہ	ڈین فیکلٹی آف نیچرل سائنسز	20	پی ایچ ڈی، زوالوجی (یوکے)	ٹیچنگ 34 سال ایڈمنسٹریشن 22 سال
2	پروفیسر ڈاکٹر مسز ہالا شاہین خالد	ڈین فیکلٹی آف ہومینیٹیز، اسلامک اینڈ اورینٹل لرننگ	20	پی ایچ ڈی، ایجوکیشن (یوکے)	ٹیچنگ 33 سال ایڈمنسٹریشن 17 سال
3	پروفیسر ڈاکٹر مسز فرحت سلیمی	ڈین فیکلٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی	20	پی ایچ ڈی، فزکس (یوکے)	ٹیچنگ 30 سال ایڈمنسٹریشن 13 سال
4	پروفیسر مسز رفعت ثقلین	ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز	20	ایم ایس سی	ٹیچنگ 31 سال ایڈمنسٹریشن 10 سال

(ب) یونیورسٹی ہذا میں ڈینز کو تنخواہ کے علاوہ یونیورسٹی کی طرف سے صرف گاڑی کی سہولت حاصل ہے۔

(ج) چاروں ڈینز کو یونیورسٹی گاڑی کی سہولت حاصل ہے۔

(د) 2005 سے آج تک کسی بھی ڈین کو یونیورسٹی کے خرچ پر بیرون ملک نہیں بھیجا گیا۔

(ہ) درست نہ ہے۔کیونکہ کسی بھی ڈین کو یونیورسٹی کے خرچ پر بیرون ملک نہیں بھیجا گیا۔

ضلع سیالکوٹ میں گرلز / بوائز کالجز و دیگر تفصیلات

*5910:چودھری طاہر محمود ہندلی(ایڈووکیٹ):کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ میں کتنے گرلز / بوائز کالجز ہیں جن میں ایم اے کی کلاسز کا اجراء ہو چکا ہے اور کتنے ایسے کالجز ہیں جن میں ابھی تک ایم اے کی کلاسز کا اجراء نہیں کیا گیا اور کیوں، نام و دیگر تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) کیا حکومت ان کالجوں میں ایم اے کی کلاسز کا اجراء کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع سیالکوٹ کے مندرجہ ذیل خواتین اور بوائز کالجز میں ایم اے کی کلاسز کا اجراء ہو چکا ہے۔

1۔ گورنمنٹ مرے کالج سیالکوٹ۔

2۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ اعلامہ اقبال کالج، سیالکوٹ۔

3۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین، سیالکوٹ۔

4۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین ڈسکہ (سیالکوٹ)

ضلع سیالکوٹ کے مندرجہ ذیل بوائزاور گرلز کالجز میں ایم اے کی کلاسز کا اجراء نہیں ہو سکا۔

1۔ گورنمنٹ جناح اسلامیہ کالج سیالکوٹ۔

2۔ گورنمنٹ علامہ اقبال کالج برائے خواتین سیالکوٹ

یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ ان دو کالجز میں ایم اے کے لئے علیٰحدہ سٹاف / عملہ اور ضروری عمارت نہ ہونے کی وجہ سے کلاسز کا اجراء نہیں ہو سکا۔

(ب) محکمہ اعلیٰ تعلیم ضلع سیالکوٹ کے پانچ میں سے تین کالجز میں ایم اے کلاسز کا اجراء کر چکا ہے جبکہ محکمہ اعلیٰ تعلیم ضرورت محسوس کرے گا تو باقی کے کالجز میں بھی ایم اے کی کلاسز کا اجراء کر دیا جائے گا۔

کالجز کی سائنس لیبارٹریز میں کام کرنے والے لیکچرار اسسٹنٹ کے سروس سٹرکچر کی تفصیلات

*6134: **جناب محمد صفدر گل:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے تمام کالجز کی سائنس لیبارٹریز میں کام کرنے والے لیکچرار اسسٹنٹ کا سروس سٹرکچر منظور نہ ہوا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب کی یونیورسٹیز میں بھرتی ہونے والا لیبارٹری اسسٹنٹ / لیکچرار اسسٹنٹ سروس سٹرکچر موجود ہونے کی وجہ سے لیب سپروائزر / لیب سپرنٹنڈنٹ سکیل نمبر 17/16 میں ریٹائر ہوتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ لیکچرار اسسٹنٹ 1983۔7۔1 سے قبل جونیئر لیکچرار اسسٹنٹ سکیل نمبر 5 میں بھرتی ہوتا اور 25/20 سال سروس کرنے کے بعد سینئر لیکچرار اسسٹنٹ سکیل نمبر 6 میں ترقی پاتا اور ریٹائر ہو جاتا ہے۔(S.L.A) کی پورے پنجاب میں 70 کے قریب پوسٹیں تھیں۔1983۔7۔1 کو بحوالہ نوٹیفکیشن نمبر FD1۔2۔83 مورخہ 1983۔8۔25 کو لیکچرار اسسٹنٹ اور سینئر لیکچرار اسسٹنٹ کی سیٹوں کو merge کر کے سیٹ کا نام لیکچرار اسسٹنٹ اور سکیل نمبر 7 دیا گیا؟

(د) کیا حکومت پنجاب یونیورسٹیز میں لیکچرار اسسٹنٹ سروس سٹرکچر کی طرح کالجز میں بھی وہی سروس سٹرکچر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ بات درست نہ ہے۔نومبر 2001 سے پہلے لیکچرار اسسٹنٹ(BPS-07) میں بھرتی ہوئے تھے 33 فیصد لیکچرار اسسٹنٹ کو(BPS-10) بطور سیلیکشن گریڈ دیا جاتا تھا اور وہ اسی سکیل ہی میں ریٹائر ہو جاتے تھے مگر دسمبر 2001 کے بعد پنجاب گورنمنٹ، ہائرایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے سیلیکشن گریڈ ختم کر دیا اور اس کے بعد فنانس ڈیپارٹمنٹ، کی منظوری سے بحوالہ فنانس ڈیپارٹمنٹ نوٹیفکیشن نمبری2003/2-45-FD.PC مورخہ 2008-9-19 کو 50 فیصد بحوالہ نوٹیفکیشن نمبر2000/8-1(SOR-III(S&GAD) مورخہ 2009-6-18 کو ترمیم کر دی گئی۔

(ب) محکمہ تعلیم اس بات سے متفق نہ ہے۔یونیورسٹیز:(خود مختار ادارے ہیں)اور ان کے اپنےpay scale ہیں۔

(ج) جی ہاں!

(د) جی ہاں۔ محکمہ تعلیم اس بات کا ارادہ رکھتا ہے کہ لیکچرار اسسٹنٹ کو حکومت کے مروجہ قوانین کے اندر رہتے ہوئے مزید ترقی کے مواقع فراہم کئے جائیں اور اس سلسلہ میں Tjer Service Structure-4(چار-درجاتی پروموشن چینل)مندرجہ ذیل تفصیل کے مطابق کیس تیار کر کے سیکرٹری ہائرایجوکیشن کو مراسلہ نمبریE-III/12224 مورخہ 2011-5-11 اور مراسلہ نمبریE-III/18428 مورخہ 2011-7-15 کے تحت ارسال کر دیا گیا ہے اور یہ کیس اب ایڈمنسٹریٹو ڈیپارٹمنٹ میں ریگولیشن ونگ اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کو بھیجنے کے لئے زیر غور ہے مگر محکمہ تعلیم لیکچرار اسسٹنٹ کو خود مختار اداروں کےpay scale کے مطابق برابری دینے سے قاصر ہے۔

BS	7	10	14	16
عہدہ	لیکچرار اسسٹنٹ	سینئر لیکچرار اسسٹنٹ	لیبارٹری سپروائزر	لیبارٹری سپرنٹنڈنٹ
Ratio	50فیصد	25فیصد	15فیصد	10فیصد

انٹر کالج فار بوائز چکری راولپنڈی میں کلاسز کا اجراء و دیگر تفصیلات

*6284: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) انٹر کالج فار بوائز چکری (راولپنڈی) کی عمارت مکمل کب ہوئی اس پر کتنی لاگت آئی؟

(ب) اس میں منظور شدہ اسامیاں گریڈوائز کتنی ہیں اور کتنی خالی ہیں؟

(ج) اس میں کلاسز کا اجراء نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کب تک کلاسز کا اجراء کر دیا جائے گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) تعمیر شدہ عمارت برائے موٹر وے کیمپ آفس، چکری نیشنل ہائے وے اتھارٹی کی طرف سے کالج کے اجراء کے لئے مورخہ 16-9-2005 کو محکمہ تعلیم، حکومت پنجاب کو دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ سوال کے جواب کی تفصیل Annex-C ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کالج ہذا میں کلاسز کا اجراء ستمبر 2009 سے ہو چکا ہے۔

(د) اس کا جواب جز (ج) میں دیا جا چکا ہے۔

سیالکوٹ، گورنمنٹ علامہ اقبال ڈگری کالج برائے خواتین میں لیکچرار زو دیگر اسامیوں کی تفصیلات

*6614: محترمہ نسیم ناصر خواجہ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

گورنمنٹ علامہ اقبال ڈگری کالج برائے خواتین سیالکوٹ میں لیکچرار، اسسٹنٹ پروفیسر، ایسوسی ایٹ پروفیسر اور پروفیسرز کی کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں اور کتنی ابھی تک خالی پڑی ہیں ان کو کب تک پر کر دیا جائے گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

مندرجہ بالا اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

لیکچرار			اسسٹنٹ پروفیسر			ایسوسی ایٹ پروفیسر			پروفیسر		
V	W	S	V	W	S	V	W	S	V	W	S
4	13	17	1	2	3	2	0	2	0	0	0

نوٹ: خالی اسامیوں پر CTI (کالج ٹیچنگ انٹرنز) عارضی ٹیچرز گورنمنٹ نے بھرتی کر کے اساتذہ کی کمی پوری کر دی ہے۔ ریگولر ٹیچر آنے پر عارضی ٹیچر فارغ کر دیئے جائیں گے۔

لاہور۔گورنمنٹ فاطمہ جناح کالج چونا منڈی کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*6804: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ فاطمہ جناح کالج چونا منڈی لاہور کا کل کتنا رقبہ ہے؟
(ب) گورنمنٹ فاطمہ جناح کالج چونا منڈی لاہور میں کل کتنا سٹاف ہے؟
(ج) چونا منڈی کالج لاہور میں کون کون سی کلاسز ہو رہی ہیں آگاہ کریں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ فاطمہ جناح کالج برائے خواتین، چونا منڈی لاہور کا کل رقبہ 64 کنال، 7 مرلہ ہے۔
(ب) گورنمنٹ فاطمہ جناح کالج برائے خواتین، چونا منڈی لاہور میں کل سٹاف کی تفصیل درج ذیل ہے۔

گزیٹڈ سٹاف ریگولر	=107
بورڈ آف گورنرز	=27
کل	=134
نان گزیٹڈ سٹاف ریگولر	=41
بورڈ آف گورنرز	=13
کل	=54
کل سٹاف	=188

(ج) چونا منڈی کالج لاہور میں ایف اے ،ایف ایس سی،آئی سی ایس،آئی کام ، بی اے ، بی ایس سی،بی کام ،ایم اے /ایم ایس سی (انگلش ،اکنامکس ،ایجوکیشن پولیٹیکل سائنس، ماس کمیونیکیشن،وومن سٹڈیز، نفسیات) میں کلاسز جاری ہیں۔

ضلع سیالکوٹ، گرلز کالجز میں سائنس کے لیکچرارز کی تعداد

*7006: محترمہ شمسہ گوہر: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-
(الف) ضلع سیالکوٹ کے گرلز کالجز میں سائنس مضامین پڑھانے کے لئے لیکچرارز کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں، تفصیل کالج وار بتائیں؟
(ب) کتنی اسامیاں کس کس مضمون کی کس کالج میں کب سے خالی پڑی ہیں؟
(ج) کیا ان کالجوں میں سائنس لیبارٹریز موجود ہیں اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع سیالکوٹ کے سب کالجز میں سائنس لیبارٹریز موجود ہیں۔ماسوائے حاجی پورہ کالج میں سائنس لیبارٹریزاور سائنس ٹیچرز موجود نہیں ہیں جب سے یہ کالج قائم ہوا ہے۔

گورنمنٹ بوائز ڈگری کالج ڈنگہ کی تفصیلات

*7229: میاں طارق محمود: کیاوزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ بوائز ڈگری کالج ڈنگہ کب قائم ہوااور کلاسوں کا اجراء کب شروع ہوا؟

(ب) اس وقت پرنسپل صاحب کون تھے کب تک رہے اور کب سے پرنسپل مذکورہ کالج کی سیٹ خالی ہے؟

(ج) حکومت مذکورہ سیٹ کب تک پر کرنے کاارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ بوائز ڈگری کالج ڈنگہ کا قیام2004۔09۔01کو ہوا اور کلاسز کا باقاعدہ آغاز 2004۔09۔04سے ہوگیا۔

(ب) جب کالج قائم ہوااس وقت پرنسپل صاحب پروفیسر محمد شبیر کھوکھر تھے جو 07۔09۔14 کو ریٹائر ہوئے 11۔10۔14سے ڈاکٹر عبدالرؤف پرنسپل ہیں۔

(ج) پرنسپل کی سیٹ پر ہو چکی ہے۔2011۔10۔14سے ڈاکٹر عبدالرؤف پرنسپل ہیں۔

ضلع چنیوٹ، خواتین کے لئے کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7341: سید حسن مرتضیٰ: کیاوزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع چنیوٹ میں خواتین کے لئے کل کتنے کالجز ہیں؟

(ب) کیایہ کالجز چنیوٹ میں خواتین کی آبادی کے تناسب سے مناسب ہیں اگر نہیں تو مزید کالجز کھولنے کے لئے حکومت کیااقدامات اٹھارہی ہے؟

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع چنیوٹ میں خواتین کے کل چار کالجز موجود ہیں واضح رہے کہ ضلع چنیوٹ کی تین تحصیلیں ہیں اور ہر تحصیل میں موجود خواتین کے کالج کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	کالج کا نام	تعداد	تحصیل کا نام
1	گورنمنٹ کالج برائے خواتین چنیوٹ	01	چنیوٹ
2	گورنمنٹ کالجز برائے خواتین لالیاں	02	لالیاں
3	گورنمنٹ کالج برائے خواتین بھوانہ	01	بھوانہ
4	میزان	04	

(ب) جیسا کہ جز(الف)میں بیان کیا گیا ہے کہ ضلع چنیوٹ کی ہر تحصیل میں خواتین کے کالجز موجود ہیں اور تحصیل لالیاں میں خواتین کے دو کالجز کام کر رہے ہیں۔آبادی کے لحاظ سے صرف تحصیل چنیوٹ میں مزید ایک گرلز کالج کا قیام ضروری ہے۔اس حوالہ سے یہ وضاحت ضروری ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب کے سیکرٹریٹ سے تقریباً70 نئے کالجز کے قیام کے احکامات موصول ہو چکے ہیں۔ان احکامات میں ضلع چنیوٹ کے لئے02بوائز کالجز جو تحصیل لالیاں اور بھوآنہ میں قائم ہونے ہیں بھی شامل ہیں۔مالی سال12۔2011میں نئے کالجز کے قیام کے لئے وزیراعلیٰ پنجاب کی منظوری کے لئے ایک سمری تیار کی جارہی ہے تاکہ نئے کالجز کے قیام کی ترجیحات مقرر کی جاسکیں۔اس سمری میں ضلع چنیوٹ میں خواتین کے نئے کالج کے قیام کی منظوری کو بھی شامل کیا جائے گا۔

ڈی او کالجز چنیوٹ کو سٹاف و دیگر اشیاء کی فراہمی کی تفصیلات

*7778:الحاج محمد الیاس چنیوٹی:کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈی او کالجز چنیوٹ کے دفتر کے لئے مقرر تمام سٹاف اور گاڑیاں و دیگر سامان مہیا کر دیا گیا ہے اگر نہیں تو کیا ان اشیاء کے بغیر ڈی او کالجز اپنے فرائض بااحسن طریق سرانجام دے سکتا ہے؟

(ب) حکومت ڈی او کالجز چنیوٹ کے لئے مطلوبہ اشیاء کب تک مہیا کر دے گی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز چنیوٹ کے دفتر میں درج ذیل اشیاء فراہم کر دی گئی ہیں:۔

نمبر شمار	اشیاء	تعداد
1	فوٹو سٹیٹ مشین	01عدد
2	فیکس مشین	01عدد
3	سکینر	01عدد
4	تھمب سکنر	01عدد
5	کمپیوٹر	02عدد
6	موٹر سائیکل	01عدد

ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز چنیوٹ کے دفتر میں درج ذیل سٹاف اور اسامیاں بھی مہیا کر دی گئی ہیں:۔

	سٹینو	ہیڈ کلرک	سینئر کلرک	نائب قاصد	دفتری	کل تعداد
منظور شدہ پوسٹ	01	03	02	02	01	09
ورکنگ پوسٹ	00	01	01	01	00	03
خالی پوسٹ	01	02	01	01	01	06

اس ضمن یہ میں وضاحت ضروری ہے کہ خالی اسامیوں کے لئے تمام کارروائی مکمل کر لی گئی ہے لیکن کلرک کی اسامیوں کی تقرری پر پابندی عائد ہے۔پابندی کے خاتمے کے بعد بقیہ خالی اسامیاں میرٹ کے مطابق پُر کر دی جائیں گی۔

(ب) ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز چنیوٹ کو ضلع کا درجہ دینے کے بعد قائم کیا گیا ہے۔نیا دفتر ہونے کی وجہ سے کچھ مشکلات کا سامنا ہے جو انشاءاللہ جلد دور کر لی جائیں گی۔تاہم موجودہ مالی سال کے دوران بقیہ اشیاء کی فراہمی کے لئے رقم فراہم کرنا ممکن نہیں کیونکہ حالیہ سیلاب کی تباہ کاریوں کی وجہ سے محکمہ اعلیٰ تعلیم کے ترقیاتی بجٹ میں کمی کی گئی ہے اور کسی نئے ترقیاتی منصوبہ کو شروع کرنے کے لئے یہ رقم فراہم نہیں کی جا سکتی۔لہذا ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز چنیوٹ کے دفتر کے لئے بقیہ اشیاء کی فراہمی اگلے مالی سال 12-2011 کے دوران مکمل کرنے کو یقینی بنایا جائے گا۔

فیصل آباد۔بوائز و گرلز کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7797: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:—

(الف) فیصل آباد شہر میں بوائز و گرلز کالجز کے نام بتائیں؟

(ب) ان کالجوں میں کون کون سی missing facilities ہیں؟

(ج) ان کالجوں میں گریڈ وائز منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل بتائیں؟

(د) کیا حکومت ان کالجوں میں خالی اسامیاں پُر کرنے اور missing facilities فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) بوائز کالجز کے نام

1۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج سمن آباد کالج روڈ فیصل آباد

2۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج آف سائنس سمن آباد کالج روڈ فیصل آباد

3۔ گورنمنٹ کالج آف کامرس کینال روڈ عبداللہ پور فیصل آباد
4۔ گورنمنٹ میونسپل ڈگری کالج جڑانوالہ روڈ عبداللہ پور فیصل آباد
5۔ گورنمنٹ ملت ڈگری کالج نزد ڈیرہ سائیں قبرستان غلام محمد آباد فیصل آباد
6۔ گورنمنٹ اسلامیہ کالج نزد لاری اڈا سرگودھا روڈ فیصل آباد
7۔ گورنمنٹ کالج ستیانہ روڈ فیصل آباد

خواتین کالجز کے نام

1۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین مدینہ ٹاؤن فیصل آباد
2۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین کارخانہ بازار فیصل آباد
3۔ گورنمنٹ اسلامیہ کالج خواتین عیدگاہ روڈ فیصل آباد
4۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین نزد اے بی سی روڈ گلشن کالونی فیصل آباد
5۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین بابر چوک پیپلز کالونی فیصل آباد
6۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین نزد غلام محمد آباد گول مسجد فیصل آباد
7۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین ایف بلاک نزد راجہ روڈ گلستان کالونی فیصل آباد
8۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین نزد آئرن مارکیٹ ڈی ٹائپ کالونی فیصل آباد
9۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین جھنگ روڈ سیف آباد فیصل آباد
10۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین سمن آباد فیصل آباد

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) گریڈوار لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) حکومت نے مندرجہ ذیل کالجز میں missing facilities فراہم کرنے کے لئے درج ذیل اقدام لئے ہوئے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1- درج ذیل کالجز میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کام کروا رہی ہے اور ان missing facilities کو پورا کرنے کے لئے ان کو فنڈز دیئے گئے ہیں۔تفصیل درج ذیل ہے:۔

پوسٹ گریجویٹ کالج آف سائنس فیصل آباد	38.000 m	روپے
گورنمنٹ ایم ڈی کالج فیصل آباد	15.000 m	روپے
گورنمنٹ کالج برائے خواتین سیف آباد	13.750 m	روپے
گورنمنٹ کالج برائے ڈی ٹائپ کالونی فیصل آباد	27.600 m	روپے

2- درج ذیل کالجز اے ڈی پی میں شامل ہیں:۔

گورنمنٹ کالج برائے خواتین غلام محمد آباد	8.685 m	روپے
گورنمنٹ کالج برائے خواتین پیپلز کالونی فیصل آباد	20.000 m	روپے

3-درج ذیل کالجز میں NLC کام کروا رہی ہے۔

گورنمنٹ کالج فار وومن مدینہ ٹاؤن فیصل آباد
گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج سمندری فیصل آباد

فنڈز کی کمی کی وجہ سے مندرجہ ذیل کالجز کو حکومت اگلے سال میں فنڈز دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔

گورنمنٹ کالج آف کامرس فیصل آباد
گورنمنٹ ملت ڈگری کالج فیصل آباد
گورنمنٹ کالج ستیانہ روڈ فیصل آباد
گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین فیصل آباد

درج ذیل کالجز میں missing facilities نہیں ہیں۔

گورنمنٹ اسلامیہ کالج فیصل آباد
گورنمنٹ کالج برائے خواتین گلشن کالونی فیصل آباد
گورنمنٹ کالج برائے خواتین گلستان کالونی فیصل آباد
گورنمنٹ کالج برائے خواتین سمن آباد فیصل آباد

ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے خالی اسامیاں پر کرنے کے لئے 574 میل اور 422 فی میل اسسٹنٹ پروفیسرز کی بھرتیاں کی ہیں اور مزید 2500 لیکچرار کی خالی اسامیاں پر کرنے کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو خط لکھ دیا ہے جس کا اشتہار جلد ہی اخبار میں آجائے گا۔

گورنمنٹ کالج برائے خواتین کارخانہ بازار اور مدینہ ٹاؤن کی تفصیلات

*7798: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ کالج برائے خواتین کارخانہ بازار اور مدینہ ٹاؤن کب بنائے گئے تھے؟

(ب) ان میں کون کون سی missing facilities ہیں؟

(ج) ان میں کمروں اور لیب کی تعداد کتنی ہے؟

(د) ان میں کمروں اور لیب کی کمی کو کب تک پورا کر دیا جائے گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ کالج برائے خواتین فیصل آباد کا قیام 1932 میں کارخانہ بازار فیصل آباد کی عمارت میں عمل پذیر ہوا۔ پھر 1985 میں یہ کالج وسیع بلڈنگ کی وجہ سے مدینہ ٹاؤن کی موجودہ عمارت میں منتقل ہوا اس لئے گورنمنٹ کالج برائے خواتین (مدینہ ٹاؤن) فیصل آباد کے نام سے مشہور ہو گیا۔ کارخانہ بازار کی اس بلڈنگ میں گورنمنٹ کالج برائے خواتین (کارخانہ بازار) کے نام سے نیا کالج 1985 میں شروع کیا گیا۔

(ب) مدینہ ٹاؤن میں مندرجہ ذیل سہولیات نہیں ہیں۔

i۔ کمپیوٹر لب اور equipment

ii۔ بس، تین عدد

iii۔ وین، ایک عدد

iv۔ ہال کے لئے فرنیچر ایک عدد

v۔ پارکنگ کے لئے جگہ

iv۔ سٹور بڑے سائز کا

کارخانہ بازار میں مندرجہ ذیل سہولیات نہیں ہیں۔

ایڈمن بلاک لائبریری، ہال، بس، کلاس رومز 10، برقعہ روم، ڈسپنسری، ڈے کیئر سنٹر، کار پارکنگ

(ج) مدینہ ٹاؤن کالج میں کلاسوں کے لئے 75 کمرے اور 08 لیبارٹریز ہیں۔کارخانہ بازار کالج میں کلاسوں کے لئے 50 کمرے اور 10 لیبارٹریز ہیں۔

(د) مدینہ ٹاؤن میں NLC مندرجہ ذیل کام کروا رہا ہے:۔

Class Room 02

Lecturer Theater 04

Class Room 05

Lab 05

Faculty Lounge

Library for PG Block

فنڈز کی کمی کی وجہ سے کارخانہ بازار کالج کو اگلے سال ADP میں شامل کر لیا جائے گا اس کے لئے چیف منسٹر کو سمری ارسال کر دی گئی ہے۔

ضلع سیالکوٹ کے کالجز کے مسائل کی تفصیلات

*7824: رانا آصف محمود: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں کن کن کالجز (بوائز و گرلز) میں کون کون سی missing facilities ہیں، کالج وار تفصیل بتائیں؟

(ب) کن کن کالجز کی عمارات strength کے مطابق نہ ہیں اور کتنی عمارات خستہ حالت میں ہیں؟

(ج) حکومت ان کالجوں کے مذکورہ مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین پسرور

اس کالج میں کل 1600 طالبات تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔اس کالج میں کل 10 کلاس روم ہیں۔10 کلاس روم اور 1400 کرسیاں مزید درکار ہیں۔

2- گورنمنٹ ڈگری کالج فار بوائز پسرور

اس کالج میں کل 875 طلبہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔اس کالج میں کل 11 کلاس روم، ایک ہال اور 400 کرسیاں مزید درکار ہیں۔

3۔گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین سمبڑیال

اس کالج میں 1159 طالبات تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔اس کالج میں کل 12 کلاس روم ہیں 6 کلاس روم اور 500 کرسیاں مزید درکار ہیں۔

(ب) ضلع سیالکوٹ کا صرف ایک ایسا کالج ہے جس کی عمارت strength کے مطابق نہیں ہے اور بالائی منزل کے 6 کلاس اور برآمدہ کی حالت خستہ ہے۔

(ج) گورنمنٹ کالج فار بوائز پسرور میں NLC کام کروا رہی ہے۔ڈگری کالج خواتین سمبڑیال District Government کے پاس ہے اور گورنمنٹ کالج برائے خواتین پسرور کو اگلے سال میں فنڈز مہیا کر دیئے جائیں گے۔

ضلع گجرات، کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7831: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں بوائز/گرلز کالجز کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) ان کالجز میں لیکچرارز و پروفیسرز کی کتنی اسامیاں خالی ہیں ان کو کب تک پر کر دیا جائے گا، آگاہ کریں؟

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع گجرات میں 7 بوائز اور 9 گرلز کالجز ہیں۔

(ب) گرلز اور بوائز کالجز میں لیکچرار اور پروفیسرز کی خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	کالجز	لیکچرار	اسسٹنٹ پروفیسرز	ایسوسی ایٹ پروفیسر
1	Female	57	35	01
2	Male	60	36	11

محکمہ اعلیٰ تعلیم 3092 لیکچرارز (مرد وخواتین) کا کیس پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھیجا جارہا ہے اور توقع ہے کہ مارچ 2011 کے آخر تک بھرتی کا عمل شروع ہو جائیگا۔ بھرتی کا عمل مکمل ہوتے ہی تعیناتی کا کام مکمل ہو جائے گا۔

صوبہ کے تمام کالجوں میں بورڈ آف گورنرز کے تحت چار سالہ ڈگری پروگرام شروع کرنے کی تفصیلات

*8264: جناب اعجاز احمد کاہلوں: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب 26 تعلیمی اداروں کی نجکاری کے بعد بورڈ آف گورنرز کے تحت 4 سالہ ڈگری پروگرام شروع کر رہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ چار سالہ ڈگری پروگرام اور بورڈ آف گورنرز اور مالی خود مختاری جیسے فیصلے اتنے ہی اچھے اور ضروری ہیں تو پنجاب بھر کے 450 کالجوں میں ان کو بیک وقت کیوں نہیں شروع کیا جارہا صرف 26 کالجوں کا انتخاب کیوں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ نئے تعلیمی پروگرام کے تحت صوبہ کے تمام کالجوں میں کب تک مذکورہ تعلیمی پروگرام کو بیک وقت شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ حکومت پنجاب نے 26 کالجز کی نجکاری کر دی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حکومت نے ان اداروں کو بورڈ آف گورنرز کے ماتحت کیا ہے اور یہاں 4 سالہ ڈگری پروگرام شروع کروا چکی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے 26 کالجز سے پہلے بھی کچھ کالجز کو بورڈ آف گورنرز کے ماتحت کیا جن میں انتظامی و دوسرے معاملات میں بہتری پائی گئی۔ ان ہی بہتر انتظامی معاملات کو مدنظر رکھتے ہوئے گورنمنٹ نے سال 2010 میں پنجاب بھر سے منتخب شدہ 26 کالجز کو بورڈ آف گورنرز کے ماتحت کیا۔

(ج) ان 26 کالجز کے نتائج کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت پنجاب مزید انتظامات کرے گی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ حکومت پنجاب ان 26 کالجز کے نتائج کو مدنظر رکھتے ہوئے صوبہ کے مزید کالجز کو انتظامی معاملات میں خود مختاری دینے یا نہ دینے کا فیصلہ کرے گی۔

ضلع سرگودھا۔کالجز کے لئے بسوں کی خریداری کے فنڈز لیپس ہونے کی تفصیلات

*8327:چودھری عامر سلطان چیمہ:کیاوزیرہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ ڈائریکٹرپبلک انسٹرکشن کالجز پنجاب کے مراسلہ نمبری3۔D/21838 جو مورخہ 2007۔06۔01 کے تحت ضلع سرگودھا کے کالجز کے لئے بسوں کی خریداری کی مد میں13.772 ملین روپے ضلع کے پرنسپل صاحبان کو جاری کردیئے تھے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ بسوں/کوسٹرز کی خریداری بحیثیت سینئر پرچیز آفیسر ڈی پی آئی کالجز پنجاب کرے گا لیکن 30۔جون 2007 تک رقم اکاؤنٹس سے نکلوائی نہ جاسکی جس کی وجہ سے فنڈز لیپس ہوگئے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بسوں کی خریداری کے لئے ضروری اقدامات اٹھارہی ہے نیز محکمہ کے جن آفیسران کی غفلت اور سستی کی وجہ سے فنڈ لیپس ہوئے ہیں،ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کاارادہ رکھتاہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیرہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی،ہاں!

(ب) ڈائریکٹرپبلک انسٹرکشن (کالجز) پنجاب لاہور نے اپنے مراسلہ نمبر3۔D/21838 مورخہ 07۔06۔01 کے تحت پرنسپلز کو تحریر کیا تھا کہ بسوں/کوسٹرز کی خریداری بحیثیت پرچیز آفیسر ڈائریکٹرپبلک انسٹرکشن کالجز پنجاب لاہور کرے گا۔اس کے علاوہ خریداری کے تمام کاغذات بمع بل خریداری پرنسپلز کو ارسال کردیئے جائیں گے تاکہ اکاؤنٹس آفس سے رقم نکلوائی جاسکے لیکن ڈائریکٹرپبلک انسٹرکشن (کالجز) پنجاب لاہور کی طرف سے بسوں/کوسٹرز کی خریداری کے کاغذات مع بلز پرنسپلز کو 07۔06۔30 تک موصول نہ ہوئے اور فنڈز لیپس ہوگئے۔

(ج) محکمہ اعلیٰ تعلیم نے وزیراعلیٰ پنجاب کو ایک مشترکہ سمری برائے خریداری بس ارسال کی تھی اور اس میں ضلع سرگودھا کے لئے چار بسوں کی خریداری کا معاملہ بھی شامل تھا لیکن وزیراعلیٰ پنجاب کی طرف سے جن بسوں کی منظوری دی گئی ان میں ضلع سرگودھا کی بسیں شامل نہیں تاہم آٹھ ایسی بسوں کی خریداری کی منظوری بھی فراہم کی گئی ہے جن کی فہرست بعد میں ایوان وزیراعلیٰ کی طرف سے بھجوائی جائے گی(Flag A)ایوان کی میز پر رکھ دیا

گیا ہے۔ جہاں تک فنڈز لیپس ہونے کے معاملے کا تعلق ہے تو محکمہ اعلیٰ تعلیم نے ڈائریکٹر پبلک انسٹرکیشن (کالجز) سے رپورٹ طلب کر لی ہے اور جواب موصول ہونے پر ضروری کارروائی عمل میں لائی جا سکے گی۔

ضلع منڈی بہاؤالدین، گرلز / بوائز کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8566: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں کتنے کالجز (بوائز و گرلز) کام کر رہے ہیں ان کے نام بتائیں؟

(ب) ان میں زیر تعلیم طلباء کی تعداد کلاس وائز بتائیں؟

(ج) ان میں کون کون سی missing facilities ہیں؟

(د) کس کس کالج کی عمارت ناکافی یا خستہ حالت میں ہے؟

(ہ) حکومت ان کالجز کی missing facilities کب تک فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں کل 9 کالجز کام کر رہے ہیں جن میں چار بوائز اور پانچ گرلز کالجز ہیں ان کے نام درج ذیل ہیں۔

بوائز کالجز

1۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج (بوائز) منڈی بہاؤالدین
2۔ گورنمنٹ پیر یعقوب شاہ ڈگری کالج، پھالیہ
3۔ گورنمنٹ ڈگری کالج، ملکوال
4۔ گورنمنٹ ڈگری کالج، بھوا حسن

گرلز کالجز

1۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین منڈی بہاؤالدین
2۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین، پھالیہ
3۔ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، پھاڑیانوالی
4۔ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، قادر آباد
5۔ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، ملکوال

(ب)

نمبر شمار	کالج کا نام	ایف اے/ایف ایس سی	بی اے/بی ایس سی	ایم اے/ایم ایس سی	میزان
1	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج (بوائز) منڈی بہاؤالدین	1899	287	150	2336
2	گورنمنٹ پیر یعقوب شاہ ڈگری کالج (بوائز) پھالیہ	201	16	NIL	217
3	گورنمنٹ ڈگری کالج (بوائز) ملکوال	235	14	NIL	249
4	گورنمنٹ ڈگری کالج (بوائز) بھوا حسن	140	NIL	NIL	140
5	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین منڈی بہاؤالدین	2141	1067	NIL	3208
6	گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، پھالیہ	563	268	NIL	831
7	گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین پھاڑیانوالی	286	116	NIL	402
8	گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، قادر آباد	63	86	NIL	149
9	گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، ملکوال	736	286	NIL	1022

(ج)

نمبر شمار	کالج کا نام	تفصیل مسنگ فیسیلٹی
1	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج (بوائز) منڈی بہاؤالدین	کالج میں فرنیچر اور ٹرانسپورٹ کی ضرورت ہے۔
2	گورنمنٹ پیر یعقوب شاہ ڈگری کالج (بوائز)، پھالیہ	کالج میں فرنیچر، ہال اور ٹرانسپورٹ کی ضرورت ہے۔
3	گورنمنٹ ڈگری کالج (بوائز) ملکوال	کالج میں فرنیچر کی ضرورت ہے۔
4	گورنمنٹ ڈگری کالج (بوائز) بھوا حسن	کالج میں فرنیچر کی ضرورت ہے۔
5	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین منڈی بہاؤالدین	کالج میں فرنیچر، ہال اور ٹرانسپورٹ کی ضرورت ہے۔
6	گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، پھالیہ	کالج میں فرنیچر، ہال اور ٹرانسپورٹ کی ضرورت ہے۔
7	گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، پھاڑیانوالی	کالج میں فرنیچر اور ٹرانسپورٹ کی ضرورت ہے۔
8	گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، قادر آباد	کالج میں کسی قسم کی مسنگ فیسیلٹی موجود نہ ہے۔
9	گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، ملکوال	کالج میں فرنیچر، ہال اور ٹرانسپورٹ کی ضرورت ہے۔

(د) کالجز کی عمارتیں اچھی حالت میں ہیں، البتہ بوائز کالج منڈی بہاؤالدین کی عمارت پرانی ہے۔

(ہ) محکمہ تعلیم کے سالانہ ترقیاتی پروگرام 12-2011 میں ایک منصوبہ شامل ہے جس کے تحت پنجاب بھر میں موجود تمام کالجز کو مرحلہ وار فرنیچر کی فراہم کو یقینی بنایا جائے گا۔ اس منصوبہ کے تحت اس سال 180.136 ملین روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جس کے تحت موجودہ مالی سال میں سب سے زیادہ، ضرورت مند کالجز کو فرنیچر کی اولین بنیادوں پر فراہمی شروع کر دی جائے گی۔ دوسرا منصوبہ کالجز کو ٹرانسپورٹ کی سہولت فراہم کرنے کے لئے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل ہے جس کے تحت 161 بسوں کی مرحلہ وار خریداری کی جائے گی تاکہ ٹرانسپورٹ کی سہولت فراہم کی جائے۔

اس کے علاوہ منڈی بہاؤالدین کے مندرجہ ذیل کالجز کے لئے محکمہ اعلیٰ تعلیم نے جو ضروری کارروائی کی ہے اس کی تفصیل یہ ہے۔

1۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج (برائے خواتین) منڈی بہاؤالدین کا منصوبہ محکمہ کے سالانہ ترقیاتی پروگرام 12۔2011 میں شامل ہے اور اس سال 34.719 ملین روپے فراہم کر دیئے گئے تاکہ کالج کی ضروریات کو پورا کیا جاسکے۔

2۔ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، پھالیہ کا معاملہ وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھیجی جانے والی مشترکہ سمری برائے missing facilities میں شامل ہے جس کا تخمینہ تقریباً 20.000 ملین روپے لگایا گیا ہے اگر وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے اس کی منظوری فراہم کر دی گئی تو رقم موجودہ مالی سال میں فراہم کر دی جائے گی۔

3۔ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، پھالیہ کو تین بسوں کی فراہمی مندرجہ بالا ترقیاتی منصوبہ کے تحت منظور ہو چکی ہے جو جلد فراہم کر دی جائیں گی۔

جناب سپیکر: اب تحاریک استحقاق کا وقت شروع ہوتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں پوائنٹ آف آرڈر سے پہلے House کے تمام معزز ممبران سے اہم بات کرنا چاہتا ہوں اور منسٹر صاحبان! آپ بھی سنئے گا۔ اگر کوئی معزز ممبر کوئی بات پوچھنا چاہتے ہیں تو ان کو direct منسٹر صاحب سے بات نہیں کرنی چاہئے، آپ کی مہربانی ہو گی۔ آپ کسی کو یہ نہ سمجھیں کہ وہ آپ سے کمتر ہے۔ جیسے معزز ممبر آپ ہیں اسی طرح کے منسٹر صاحبان بھی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

تعزیت

سابق گورنر پنجاب جناب سلمان تاثیر (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: شکریہ۔ آج کا دن پاکستان کی تاریخ میں افسوسناک دن ہے۔ اس دن پنجاب کے سابق گورنر جناب سلمان تاثیر دہشت گردی کا نشانہ بنے اور جام شہادت قبول کیا۔ یہ دن اس لحاظ سے بھی اہم ہے کہ انہوں نے جرأت، بے باکی اور بے خوفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انسانیت کی خاطر اپنی آواز اٹھائی۔ وہ کسی سے ڈرے چھپے نہیں۔ اگر ان کا comparison آج کے اسٹیبلشمنٹ کے

کرکٹ کے کھلاڑی سے کریں جو لیڈر بننے کی کوشش کر رہا ہے۔ وہ کَرن تھار پر کو انٹرویو دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں دہشت گردی کا خاتمہ کروں گا۔ جب ان سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ آپ کن کن دہشت گردوں پر ہاتھ ڈالیں گے ؟ وہ یہ کہتا ہے کہ میں پاکستان میں رہتا ہوں، میں ایسی بات نہیں کر سکتا اور مجھے اپنی زندگی کی ضرورت ہے۔ ایسے اشخاص جن میں محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) شامل ہیں اور سابق گورنر سلمان تاثیر شامل ہیں۔ انہوں نے دہشت گردوں سے ڈرے بغیر اپنا point of view دلیری سے دیا، جرأت سے دیا، بے خوفی سے دیا اور اس کے لئے اپنی جان کی پروا بھی نہیں کی۔ ہم پاکستان پیپلز پارٹی کے تمام ممبران، ہمارے تمام ورکرز we are proud of them۔ انہوں نے enlightenment اور معاشرے میں کھلے پن کے لئے اپنی جان کی قربانی دی ہے اس پر ہم ان کو خراج عقیدت اور خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جس طرح بھٹو فیملی پر ذوالفقار علی بھٹو کی شہادت کے بعد مصائب کا سلسلہ ختم نہیں ہوا تھا اسی طرح سلمان تاثیر کی فیملی بھی اس کا شکار ہے۔ ان کے بیٹے کو پچھلے سال سے اغواء کیا گیا تھا اس کی بازیابی ابھی تک نہیں ہو سکی۔ ہم اس فورم سے اس مقدس ایوان کے ذریعے سے یہ اپیل کرتے ہیں۔ ہم صوبائی اور فیڈرل گورنمنٹ سے اپیل کرتے ہیں کہ ان کی بازیابی کے لئے اپنی تمام کوششیں بروئے کار لائیں۔

جناب سپیکر: ضرور، ضرور۔ آپ کی بات لاء منسٹر سن رہے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب! آپ نے ان کی بات سنی ہے ؟ وہ کہہ رہے ہیں کہ سلمان تاثیر کے بیٹے کی بازیابی کے لئے صوبائی اور فیڈرل گورنمنٹ کو بھی کہا جائے۔ جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ہم یہ خواہش رکھتے ہیں کہ مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے دعا کرائی جائے۔

(اس مرحلہ پر سابق گورنر پنجاب جناب سلمان تاثیر (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت کرائی گئی)

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری کا پوائنٹ آف آرڈر regarding recruitment of Educators جو تھا اس کی ساری detail آ گئی ہے اور اس میں notification بھی لگا ہوا ہے جو میں جناب کو پیش کرتا ہوں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر پہلے لغاری صاحب بڑی دیر سے کھڑے ہیں۔ میں نے ان کو کہا تھا کہ ان کے بعد باری دوں گا۔ جی، لغاری صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ آپ کے توسط سے میں ڈاکٹر سعید الہیٰ صاحب شکر ہے کہ وہ اسمبلی میں بھی موجود ہیں۔ ایک issue ہے جو کم از کم میرے لئے تو بہت important ہے اس کو میں bring up کرنا چاہتا تھا اور اس کو resolve کرنے میں ان کی مدد چاہوں گا۔

جناب سپیکر: آپ لاء منسٹر کی بات کر رہے ہیں۔

ڈیرہ غازی خان میں نئے بننے والے میڈیکل کالج کو PMDC سے رجسٹرڈ کروانے کا مطالبہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں ڈاکٹر سعید الہیٰ صاحب کی بات کر رہا ہوں۔ یہ چونکہ ہمارے Acting Health Minister ہیں اور Health Department کو ہمیشہ یہی answer کرتے ہیں۔ پنجاب حکومت نے چار نئے میڈیکل کالجز شروع کئے تھے جن میں گوجرانوالا، سیالکوٹ، ساہیوال اور ڈیرہ غازی خان میڈیکل کالجز شامل ہیں۔ ہم نے یہ چار میڈیکل کالجز شروع کئے تھے اور 800 بچوں کو ان کالجوں میں داخلہ دیا تھا جن کا ابھی first professional کا وقت آگیا ہے۔ ان 800 بچوں کا مستقبل at stake تھا کیونکہ PMDC نے ان کالجوں کو رجسٹرڈ نہیں کیا تھا۔ میں PMDC کا Ordinance1962 sub-section(11) پڑھ کر آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔

Recognition of medical qualification granted by medical institutions in Pakistan:

1. The medical qualifications granted by medical institutions in Pakistan which are included in the First Schedule shall be recognized and medical qualifications for the purposes of this Ordinance.

2. Any medical institution in Pakistan which grants a medical qualification not included in the First Schedule may apply to the Federal Government to have such qualifications recognized and the Federal Government after consulting the Council may by notification in the official gazette amend the First Schedule so as to include such qualifications therein.
3. Such notifications may also direct that an entry shall be made in the last column of the First Schedule against such medical qualification declared shall be recognized medical qualification only when granted after a specified date.

جناب سپیکر! یہ ہمارے نئے چار میڈیکل کالجز بنے ہیں۔ میں نے اخبار میں یہ پڑھا ہے کہ PMDC نے ان کو پہلے recognition نہیں دی۔ اب حکومت پنجاب نے گوجرانوالہ، سیالکوٹ اور ساہیوال کے میڈیکل کالجز کے لئے تو apply کیا ہے لیکن ڈیرہ غازی خان میڈیکل کالج شاید اب بھی ان میں included نہیں ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ان کالجوں کو PMDC نے اس لئے recognition نہیں دی کہ یہ faculty lapse کرتے ہیں اور یہ بھی ایک معتبر اخبار کی خبر ہے کہ اس وقت لاہور کے میڈیکل کالجوں سے basic sciences کے اساتذہ کرام ہیں ان کو زبردستی وہاں پر بھیجا جا رہا ہے کہ تم till such time جب تک PMDC سے رجسٹریشن مل جاتی ہے تو تم اس وقت تک ان کالجوں میں چلے جاؤ اور وہاں پر اپنے آپ کو show کرو۔ جب وہ اساتذہ کرام لاہور کے میڈیکل کالجوں سے جائیں گے تو لاہور کے میڈیکل کالجوں کے اندر faculty کی کمی ہو جائے گی۔ اس faculty کی کمی کی وجہ سے ان کالجوں کو رجسٹریشن نہیں مل رہی اور یہ بھی میں نے ایک اخبار میں پڑھا ہے کہ ہمارے سیکرٹری ہیلتھ صاحب نے PMDC کے ساتھ جب یہ negotiation کر رہے تھے کہ ان 800 بچوں کے مستقبل کے بارے میں کیا کرنا ہے تو وہاں پر یہ کہا گیا کہ اس وقت باقی تین کالجوں کو one time exemption دے دیں لیکن ڈیرہ غازی خان میڈیکل کالج کا کیس ہم بعد میں اٹھائیں گے۔

جناب سپیکر!میں ڈاکٹر سعید الہیٰ صاحب سے آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ ہم آج ڈیرہ غازی خان کی یونیورسٹی کا بھی charter grant کریں گے اور اس یونیورسٹی کا یہ composite college ہے۔ ڈیرہ غازی خان میڈیکل کالج اس یونیورسٹی کے کالجوں میں سے ایک ہے اور اس کی degree issuing status آج کی تاریخ تک PMDC میں recognized نہیں ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ ڈاکٹر سعید الہیٰ صاحب اس چیز کا notice لیتے ہوئے اپنی ذاتی دلچسپی اور توجہ کر کے اس issue کو حل کروائیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی!ذرا جلدی سے مہربانی کریں کیونکہ تحاریک استحقاق کا وقت ہے پھر میں نے آگے بھی بڑھنا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہیٰ): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں معزز ممبر کے علم میں لے آؤں کہ یہ چار میڈیکل کالجز پنجاب حکومت نے کھولے تھے۔ان میں تین کالج گوجرانوالہ، سیالکوٹ اور ساہیوال کو PMDC نے recognized کر دیا ہے اور notification بھی جاری کر دیا ہے۔ ڈیرہ غازی خان میڈیکل کالج کی طرف سے ان کا ایک اعتراض تھا کہ وہ اپنے campus میں کام نہیں کر رہا اور اس کی کلاسیں دوسرے campus یعنی بہاولپور میں ہو رہی ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! رحیم یار خان میں ہو رہی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہیٰ): جناب سپیکر! یہ ہماری روایت رہی ہے کہ جب بہاولپور میڈیکل کالج بنا تھا، جب شیخ زید میڈیکل کالج بنا تھا، راولپنڈی میڈیکل کالج، فیصل آباد میڈیکل کالج، لاہور میڈیکل کالج یعنی علامہ اقبال میڈیکل کالج بنے اور جب ان کا آغاز ہوا تھا ان کی بلڈنگ بھی کہیں اور تھیں تو وہی مثال ان کو پیش کر دی گئی ہے، PMDC نے یہ بات agree کر لی ہے اور اگلے چند دنوں میں اس کی inspection ہو رہی ہے۔۔۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: جی، بس بڑی مہربانی۔ اب کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ غلط پالیسیاں اختیار کرتے ہیں جس سے بچوں کا مستقبل خراب ہوتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں نے آپ کو floor نہیں دیا۔ جی! کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد موجود نہیں ہیں؟ جی، تحریک استحقاق نمبر 02/2012 till next week pending کی جاتی ہے، اگلی تحریک استحقاق میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا صاحب کی ہے۔

ایم ڈی سوئی نادرن گیس کا معزز ممبر اسمبلی پر گیس چوری کا الزام

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں حال ہی وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری داخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ الیکٹرونک میڈیا پر جمعہ اور ہفتہ بتاریخ 30 اور 31۔دسمبر 2011 کو ایک خبر چلائی گئی جس میں بتایا گیا تھا کہ اسمبلی کے ممبران گیس چوری میں ملوث ہیں اور یہ بیان عارف حمید ایم ڈی سوئی نادرن گیس کے نام سے منسوب تھا۔ مسٹر عارف حمید کے بیان سے مجھے ذاتی طور پر دکھ ہوا اور اس میں مخصوص طبقہ کو مورد الزام ٹھہرایا گیا جو سراسر زیادتی ہے کہ سب لوگوں پر اجتماعی الزام لگا کر تمام معاشرے میں ان کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کر دیئے جائیں اور ان لوگوں کی عزت و نفس مجروح کی جائے ان کی عزت اور توقیر کو لوگوں کی نگاہ میں گرا دیا جائے۔ ان چیزوں سے متعلقہ طبقہ کو بے پناہ نقصان پہنچایا گیا۔ موصوف کے اس بیان سے پاکستان کے تمام منتخب شدہ افراد اور اسمبلیوں کی تضحیک کی گئی ہے اور ان کا استحقاق مجروح کیا گیا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس Privilege Motion کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں لیکن اس سے پہلے ایوان میں کمیٹی کی رپورٹس کی توسیع کی تحاریک پیش کی جاتی ہیں۔ جی، اب شاہجہان احمد بھٹی صاحب پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی

رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال2003-04 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال2003-04 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 27۔نومبر2011 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال2003-04 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 27۔نومبر2011 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال2003-04 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 27۔نومبر2011 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، اب محترم ڈاکٹر اسد اشرف صاحب سپیشل کمیٹی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحریک التوائے کار نمبر117 بابت2011 میں فرانزک سائنس ایجنسی میں غبن، بے قاعدگیوں اور پنجاب کے سرکاری کالجوں خصوصاً گورنمنٹ بوائز و گرلز کالج چونیاں کی ناقص تعلیمی کارکردگی کی نشاندہی کے بارے میں سپیشل کمیٹی نمبرII کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

(1) Irregularities and embezzlement allegedly committed in Forensic Science Agency pointed out by Sheikh Ala-ud-Din MPA,PP-181 through his Adjournment Motion No. 117 of 2011.

(2) Poor academic performance of colleges of the Punjab with special reference to Government Boys College Chunian and Government Girls College Chunian pointed out again by Sheikh Ala-ud-Din MPA PP-181.

کے بارے میں سپیشل کمیٹی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی کہ:

(1) Irregularities and embezzlement allegedly committed in Forensic Science Agency pointed out by Sheikh Ala-ud-Din MPA,PP-181 through his Adjournment Motion No. 117 of 2011.

(2) Poor academic performance of colleges of the Punjab with special reference to Government Boys College Chunian and Government Girls College Chunian pointed out again by Sheikh Ala-ud-Din MPA PP-181.

کے بارے میں سپیشل کمیٹی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

(1) Irregularities and embezzlement allegedly committed in Forensic Science Agency pointed out by Sheikh Ala-ud-Din MPA,PP-181 through his Adjournment Motion No. 117 of 2011.

(2) Poor academic performance of colleges of the Punjab with special reference to Government Boys College Chunian and Government Girls College Chunian pointed out again by Sheikh Ala-ud-Din MPA PP-181.

کے بارے میں سپیشل کمیٹی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: جی،اب تحریک التوائے کار نمبر 2058 محترمہ سیمل کامران اور چودھری عامر سلطان چیمہ کی طرف سے ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کو pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی! کیسے، میرے پاس ان کی طرف سے کوئی چیز آئی ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں نے آپ سے request کی ہے آگے آپ کی مرضی ہے۔

جناب سپیکر: جی، تحریک التوائے کار نمبر 2058 کو dispose of کیا جاتا ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2059 ڈاکٹر زمر دیا سمین رانا صاحبہ کی ہے۔

ڈاکٹر زمر دیا سمین رانا: جناب والا! میری ایک تحریک التوائے کار کا نمبر 11/2059 ہے۔

جناب سپیکر: یہ پڑھی جا چکی ہے؟

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا:جناب والا!کل 11/2051 پڑھی گئی تھی یہ تحریک نہیں پڑھی گئی۔

جناب سپیکر:پھر آپ اسے پڑھیں۔

آشیانہ ہاؤسنگ سکیم میں پنجاب اسمبلی کے ملازمین کے لئے کوٹا مقرر کرنے کا مطالبہ

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روز بروز بڑھتی ہوئی مہنگائی اور محدود وسائل کے باعث عام آدمی کا جینا محال ہو گیا ہے۔ملازمین جن کی تنخواہیں کم ہیں،ان کو اپنا گھر بنانا خواب ہی لگتا ہے۔پنجاب اسمبلی کے ملازمین نے متعدد بار رہائشی سکیم کے لئے کوشش کی لیکن کوئی شنوائی نہ ہو سکی۔اس سلسلہ میں کئی قرار دادیں اور تحاریک التوائے کار اسمبلی میں پیش کی گئیں اور وہ قرار دادیں اسمبلی نے پاس بھی کیں لیکن اس پر کوئی عملدرآمد نہ ہو سکا۔جبکہ پنجاب کے دوسرے محکموں کی ہاؤسنگ سکیمیں بنا دی گئی ہیں۔اس مہنگائی کے دور میں کرایہ پر گھر لینا بھی مشکل ہو گیا ہے۔وزیر اعلیٰ پنجاب نے آشیانہ جیسی اچھی سکیم اور کم ریٹ پر گھر بنا کر دینے کی بہت اچھی کاوش کی ہے۔استدعا ہے کہ اسمبلی ملازمین کو آشیانہ ہاؤسنگ سکیم میں کوٹا دے کر اسمبلی ملازمین کا دیرینہ مطالبہ پورا کیا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر:اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):جناب والا!اس کا جواب میرے پاس موجود ہے اگر آپ اجازت دیں تو پڑھ دوں۔

جناب سپیکر:ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):جناب والا! تحریک التوائے کار نمبر 11/2059 کا جواب میں پڑھ دیتا ہوں۔آشیانہ ہاؤسنگ سکیم میں بلاتفریق پنجاب کے رہائشیوں کے لئے برابری کی سطح پر گھر حاصل کرنے کے مواقع فراہم کئے گئے۔اس سلسلے میں عوام الناس کو بذریعہ اخبار اشتہارات دعوت دی گئی اور گھروں کی شفاف طریقے سے الاٹمنٹ بذریعہ قرعہ اندازی کی گئی۔آشیانہ ہاؤسنگ سکیم

میں کوٹا مندرجہ ذیل لوگوں کے لئے رکھا گیا۔ تین فیصد کوٹا شہداء کے لواحقین کے لئے، تین فیصد کوٹا معذور افراد کے لئے، چار فیصد کوٹا بیواؤں اور یتیموں کے لئے رکھا گیا۔ اس کے علاوہ کسی کے لئے کوئی کوٹا مختص نہیں کیا گیا۔ آشیانہ ہاؤسنگ سکیم میں معیار پر پورا اترنے والے لوگوں کا تعلق زندگی کے مختلف شعبہ جات سے ہے۔ پنجاب لینڈ ڈویلپمنٹ کمپنی اس مطالبے کو اپنے آنے والے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے اجلاس میں پیش کرے گی اور بورڈ کے فیصلے سے صوبائی اسمبلی کو آگاہ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ تحریک التوائے کار کو press نہیں کیا جاتا؟

ڈاکٹر زمر دیا سمین رانا: میں اس تحریک کو press نہیں کرتی۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو of dispose کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 11/2060 محترمہ سیمل کامران، چودھری عامر سلطان چیمہ کی طرف سے ہے وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اس تحریک التوائے کار کو of dispose کیا جاتا ہے۔ محترمہ راحت اجمل کی تحریک التوائے کار نمبر 11/2062 ہے وہ اپنی تحریک پڑھ دیں۔

کوٹ رادھا کشن تا رائیونڈ روڈ کی چوڑائی کم ہونے کے مسائل

محترمہ راحت اجمل: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ کوٹ رادھا کشن تا رائیونڈ روڈ پر آئے روز ٹریکٹر ٹرالیوں کی وجہ سے حادثات ہو رہے ہیں اور کئی قیمتی جانوں کا زیاں ہو چکا ہے۔ اگر اس روڈ پر ٹریکٹر ٹرالیوں پر پابندی نہ لگائی گئی تو قیمتی جانوں کو خطرہ لاحق رہے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ اس روڈ کی چوڑائی بہت کم ہے جبکہ اس کے ایک جانب روہی نالہ ہے۔ اگر دو گاڑیاں آمنے سامنے آ جائیں تو کئی دفعہ روہی نالے کی جانب والی گاڑی نالے میں جا گرتی ہے۔ اس روڈ پر ٹریکٹر ٹرالیوں میں بھوسہ اس قدر زیادہ لادا جاتا ہے کہ ٹرالیوں کا حجم دگنا ہو جاتا ہے۔ اس روڈ پر بڑھتے ہوئے حادثات کی بنیادی وجہ بھوسہ بھری ٹریکٹر ٹرالیاں ہیں۔ بیشتر ٹریکٹر ٹرالیوں کی ایک لائٹ ہوتی ہے جس کی وجہ سے گمان ہوتا ہے کہ سامنے سے موٹر سائیکل آ رہی ہے اور اس وجہ سے بڑے حادثے ہوتے ہیں۔ ان آئے روز کے حادثات کی وجہ سے یہاں سے گزرنے والے شہریوں میں بالخصوص اور صوبہ پنجاب کے عوام میں بالعموم بے چینی، اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے

جناب سپیکر:اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے ۔انجینئر قمرالاسلام راجہ تحریک التوائے کار نمبر11/2063ہے۔اپنی تحریک کو پڑھ دیں۔

ضلع راولپنڈی کے مرد اور خواتین اساتذہ کو رخصت اتفاقیہ حاصل کرنے کے لئے ڈی سی او کے رُوبرُو پیش ہونے کے انوکھے حکم سے پریشانی کا سامنا

انجینئر قمرالاسلام راجہ:جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ راولپنڈی کی ضلعی انتظامیہ نے ضلع بھر کے تقریباً پندرہ ہزار اساتذہ کو ذہنی کرب سے دوچار کرنے کے ساتھ ساتھ ایک سنگین انتظامی مسئلہ کھڑا کر دیا ہے۔اساتذہ کی رخصت اتفاقیہ ان کے متعلقہ تعلیمی ادارے کا سربراہ یا متعلقہ تحصیل کا اسسٹنٹ ایجوکیشن افسر منظور کرتا ہے اور ہر سرکاری ملازم کو سالانہ پچیس چھٹیوں کی اجازت ہوتی ہے۔ڈی سی او راولپنڈی نے ایک انوکھا اور مضحکہ خیز حکم جاری کیا جس کی رو سے انہوں نے تعلیمی اداروں کے سربراہان اور محکمہ تعلیم کے تحصیل اور ضلعی افسران کے اختیارات سلب کر لئے ہیں اور یہ حکم جاری کیا ہے کہ ضلع بھر کے اساتذہ کو رخصت اتفاقیہ حاصل کرنے کے لئے ذاتی طور پر ڈی سی او دفتر آنا ہو گا۔اس انوکھے حکم نامے نے بہت سے انتظامی مسائل بھی پیدا کر دیئے ہیں۔ اس وقت ضلع راولپنڈی میں محکمہ تعلیم تقریباً پندرہ ہزار افراد پر مشتمل ہے اور ضلع کے دور افتادہ علاقوں میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔یہ ممکن نہ ہے کہ ہر استاد جسے چھٹی چاہئے وہ ڈی سی او صاحب سے چھٹی لے سکے۔اس سے ایک اور انتظامی مسئلہ بھی پیدا ہو گیا ہے کہ ایک استاد کو ایک دن کی چھٹی لینے کے لئے ایک دن کی غیر حاضری کرنی پڑے گی تبھی وہ اپنے علاقے سے سفر کر کے ڈی سی او دفتر آ سکے گا۔نیز خواتین اساتذہ جو اس سے پہلے اپنی متعلقہ خاتون ہیڈ مسٹریس سے یا اسسٹنٹ ایجوکیشن افسر زنانہ سے چھٹی لیتی تھیں انہیں بھی کچہری کے چکر لگانے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔ڈی سی او کے اس انوکھے اور ناقابل عمل حکم نامے سے ضلع بھر کے اساتذہ میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر:اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو پیش ہوا)

جناب سپیکر: اب چونکہ تحاریک التوائے کار ختم ہو چکی ہیں۔اب ہم گورنمنٹ بزنس کو take up کرتے ہیں۔جی،وزیر قانون!

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں!آپ interrupt نہ کریں۔اب میں وزیر قانون صاحب کو call کر چکا ہوں۔آپ تشریف رکھیں میں آپ کو بعد میں موقع دوں گا۔

جناب پرویز رفیق: ٹھیک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا!Legislation میں میری آپ سے یہ request ہے کہ غازی یونیورسٹی میں ہمارے دوستوں نے جو ترامیم move کی ہیں۔ ان کی ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ تھوڑی سی negotiation ہو رہی ہے جو اگلے دس پندرہ منٹ میں conclude ہو جائے گی اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ جو اگلے بل ہیں وہ آپ پہلے take up کر لیں اور غازی یونیورسٹی کا بل اس کے بعد take up کر لیں۔

جناب سپیکر: چلیں،ٹھیک ہے ایسے کر لیتے ہیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں،نہیں۔No, not at this stage. I am sorry for that.

The Punjab Supervision of Curricula, Textbooks and Maintenance of Standards of Education Bill 2012 (Bill No. 1 of 2012)

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!میں یہ گزارش کروں گا کہ کل یہ بات ہوئی تھی کہ Question Hour کے بعد امن عامہ پر عام بحث ہو گی اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ پہلے بحث کروالیں اس کے بعد Legislation کر لیں گے۔

جناب سپیکر: دیکھیں!آپ کا جو basic work ہےاس کی طرف جائیں،آپ کے ساتھی چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ)جوآپ کے ساتھ ہوتے ہیں میری ان کے ساتھ بات ہوئی ہےانہوں نے میری بات کوendorse کیاہے۔انہوں نے فرمایاہے کہ Legislation ختم ہونے کے بعد ہم جتنا ٹائم مانگیں گےآپ دیں گے تومیں نے کہادوں گا۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد):آپ کی اگران سے بات ہو گئی ہے تو ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر:ان سے بات ہو گئی ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی،وزیر قانون!

مسودہ قانون نصابی کتب کی نگرانی
اور معیار تعلیم کی برقراری پنجاب مصدرہ2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I introduce:

"The Punjab Supervision of Curricula, Textbooks and Maintenance of Standards of Education Bill 2012."

MR SPEAKER: The Punjab Supervision of Curricula, Textbooks and Maintenance of Standards of Education Bill, 2012 has been introduced in the House under Rule 91(5) of Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Education for report up to 31st January 2012.

مسودات قانون
(جو زیر غور لائے گئے)

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011. Minister for Law may move the motion for the consideration of the Bill.

مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب پبلک سروس کمیشن مصدرہ2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan):Sir, I move:

> "That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, be taken into consideration at once.

There are two amendments in it. The first amendment is from Ch Zahir-ud-Din Khan, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Col.(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Munawar Hussain Munj, Mr Muhammad Yar Hiraj, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat Hamid, Ms Zobia Rubab Malik, Mrs Qamar Aamir Ch, Ms Humaira Awais Shahid and Engineer Shahzad Elahi.

Who is to move it? None is there. Disposed of.

جناب سپیکر!دوسری amendment بھی انہی movers کی طرف سے ہے لیکن ان میں سے کوئی ایوان میں نہیں ہے لہذا اسے بھی dispose of کیا جاتا ہے۔

Now, the motion moved and the question is

"That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011 as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration , be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it, but none of them is present so these are disposed of.

اس میں کوئی اعتراض کنندہ بھی نہیں ہے۔

Now, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. The position is same so it is disposed of.

Now, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Transport, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Transport, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Transport, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: The second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, the third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed..)

MR SPEAKER: The Punjab Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 43 of 2011)

MR SPEAKER: The first reading starts. Now, we take up the Punjab Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 43 of 2011). Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون(ترمیم)زرعی کرم کش ادویات پنجاب مصدرہ2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, be taken into consideration at once."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: The second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

کورم کی نشاندہی

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!اتنی important Legislation ہو رہی ہے اور آپ اس وقت گورنمنٹ کی دلچسپی دیکھیں۔میں صرف اس وجہ سے کورم point out کرتا ہوں کیونکہ ان کی کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی جتنی دلچسپی ہے میں وہ بھی دیکھ رہا ہوں۔کورم کی نشاندہی ہو گئی ہے اس لئے گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)
کورم پورا ہے،اجلاس کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

مسودہ قانون(ترمیم)زرعی کرم کش ادویات پنجاب مصدرہ2011

(۔۔۔جاری)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, third reading starts. Minister for Law!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ motion move کرنے سے پہلے اپنے اپوزیشن کے دوستوں کی خدمت میں صرف اتنی عرض کرنی ہے کہ چونکہ آج سرکاری ایجنڈا ہے، وہ دل کھول کر کورم point out کریں، ہم اس کو محسوس نہیں کریں گے اور انشاء اللہ ہر بار کورم پورا ہو گا۔ وہ اس بات کو بھی پیش نظر رکھیں کہ آج ڈاکٹر توقیر صاحب بھی ادھر نہیں ہیں کیونکہ وہ عمرہ کرنے گئے ہوئے ہیں اس کے باوجود اللہ کے فضل سے کورم پورا ہو گا۔

جناب سپیکر: راناصاحب! آپ یہ بات نہ کریں۔ کورم پوائنٹ آؤٹ کرنا اپوزیشن کا حق ہے۔

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011, be passed."

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آج تک محترم وزیر قانون یہ کہتے رہے ہیں کہ یہ معزز ایوان اس لئے نہیں ہے کہ آپ بیوروکریٹس کے نام لے کر چیزیں منسوب کرتے رہیں۔ اگر ہماری طرف سے یہ بات کہنا مناسب نہیں تو آج یہ کیسے مناسب ہو گیا کہ وزیر قانون خود وہی بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! آپ بھی اس بات کو چھوڑ دیں میں نے اُن کو جواب دے دیا ہے۔

The motion moved is:

"That the Punjab Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed..)

(اذان ظہر)

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Industrial and Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011 Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون(ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈرز)انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ پنجاب مصدرہ2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Punjab Industrial and Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resource, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Industrial and Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resource, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Industrial and Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resource, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: The second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Punjab Industrial and Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Industrial and Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Industrial and Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take the Punjab Maternity Benefit (Amendment) Bill 2011. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون(ترمیم)میٹرنٹی بینیفٹ،پنجاب مصدرہ2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Maternity Benefit(Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resource, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Maternity Benefit(Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resource, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Maternity Benefit(Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resource, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: The second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, the third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Maternity Benefit (Amendment) Bill 2011, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Maternity Benefit (Amendment) Bill 2011, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Maternity Benefit (Amendment) Bill 2011, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Workers' Children (Education) (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 40 of 2011). Now, first reading starts. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون (ترمیم) (ایجوکیشن) ورکرز چلڈرن، پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Workers' Children (Education) (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resource, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Workers' Children (Education) (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resource, be taken into consideration at once."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Workers' Children (Education) (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resource, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Workers' Children (Education) (Amendment) Bill 2011, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Workers' Children (Education) (Amendment) Bill 2011, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Workers' Children (Education) (Amendment) Bill 2011, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

(نعرہ ہائے تحسین)

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 42 of 2011). Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون(ترمیم)(خاتمہ)نظام جبری مشقت پنجاب مصدرہ2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resource, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resource, be taken into consideration at once."
>
> The motion moved and the question is:
>
> "That the Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resource, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011 (Bill No. 46 of 2011) Minister for Law may move the motion for consideration.

مسودہ قانون غازی یونیورسٹی،ڈیرہ غازی خان مصدرہ2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Education be, taken into consideration at once."
>
> There are two amendments in this motion.

The first amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col. (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Mrs. Humaira Awais Shahid, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MRS AMNA ULFAT: Sir, I move:

"That Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Education, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st January 2012."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Education, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st January 2012."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I oppose.

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔جناب سپیکر!غازی یونیورسٹی کا قیام عوام کی بھلائی کے لئے کیا جارہا ہے جو کہ اچھی بات ہے اوریونیورسٹی ہونی چاہئے۔غازی یونیورسٹی ایک بہت بڑا پراجیکٹ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: چونکہ پینل آف چیئرمین میں سے کوئی صاحب نہیں ہیں اس لئے میں ڈاکٹر اسد اشرف صاحب سے کہوں گا کہ وہ کچھ دیر کے لئےChair پر تشریف لائیں۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر اسد اشرف کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔جناب چیئرمین!غازی یونیورسٹی کا قیام ایک خوش آئند بات ہے اور ہر علاقے کی ضرورت کے مطابق یونیورسٹیاں ضرور بننی چاہئیں اور اللہ کرے کہ پنجاب کے چپے چپے پر یونیورسٹیاں ہوں اور اللہ کرے کہ ہمارے تمام بچے یونیورسٹیوں تک پہنچیں اور کوئی بھی تعلیم سے محروم نہ رہے یہ خوش آئند بات ہے لیکن ہم نے ترامیم کیوں دی ہیں؟ بات یہ ہے کہ پنجاب کی مختلف یونیورسٹیوں اور کالجوں کے کیمپس کو اس میں ضم کیا جارہا ہے۔It is a huge projectاس میں ہزاروں کے حساب سے طلباء نے پڑھنا ہے اور وہاں پر بہت زیادہ سٹاف نے اپنے اپنے عہدوں پر رہ کر کام کرنا ہے۔اتنے بڑے پراجیکٹ کو شروع کرنے سے پہلے اس پر سوچ سمجھ کر اور اس کےbenefits کو

سامنے رکھتے ہوئے کہ اس کا فائدہ proper طریقے سے عوام کو بھی پہنچے، طلباء کو بھی پہنچے اور وہاں پر کام کرنے والے سٹاف کو بھی کوئی hurdles حائل نہ ہوں۔ ہم نے اس بل کو پڑھا ہے اور ہم نے جو محسوس کیا ہے اسے ہم نے ترامیم کی شکل میں دیا ہے۔ ہمیں جو lacunas محسوس ہوئے ہیں یا جو کمی محسوس ہوئی ہے اور جب اتنے بڑے پراجیکٹ کا آغاز کیا جائے تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اسے مشتہر ضرور ہونا چاہئے اور اس Clause میں ہم نے یہی بات کی ہے کہ اسے اگر مشتہر کر دیا جائے، عوام کی آراء بھی لے لی جائیں پھر اس یونیورسٹی میں جو دوسرے کیمپس اور کالجز ضم کئے جا رہے ہیں، وہاں کے لوگوں کی توجہ بھی اس طرف ہو گی اور ان کی دلچسپی اس حوالے سے ہو گی تو ان کے درمیان مسائل یا مشکلات یا ان سے اچھی آراء جو مل سکتی ہیں اسے ہم اس بل کا حصہ بنا سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! جلدی میں کئے ہوئے فیصلے کے بعد پھر بہت ساری ٹیکنیکل problems کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بعد میں ہمیں ترامیم لانی پڑتی ہیں اور اس میں جو lacunas اور کمی کوتاہی رہ جاتی ہے جس کی وجہ سے انتظامی طور پر بھی problems کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو کیوں نہ پہلے ہی اسے مشتہر کر کے عوام سے آراء لی جائیں اور پھر اس کے بعد ہم قانون کا حصہ بنائیں تو میری گزارش اسی حوالے سے یہ ہے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، اور کون بات کرنا چاہیں گے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔ جناب چیئرمین! پہلے تو میں Statement of the Objectives and Reasons جس میں کہا گیا ہے کہ:

> There is no Public Sector University in Dera Ghazi Khan Division. There are only few colleges of the University of the Agriculture in Faisalabad and some Campuses of the Baha-ud-Din Zakrya University, Multan. There is a dire need for establishing of the University in Dera Ghazi Khan for promotion of higher education amongst students belonging to the Southern District of the Province, especially in Dera Ghazi Khan. For this purpose the Government has decided to establish a Public Sector University in Dera Ghazi Khan. Hence this Bill, I appreciate the Government recognition of the

facts. Southern Punjab need a University and with the help of legislation we will give Public Sector University in Dera Ghazi Khan.

اس کے بعد ہماری ایجوکیشن کی سٹینڈنگ کمیٹی ہے اور ہم جب اس بل کو دیکھتے ہیں تو ان کی بھی محنت بڑے واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ انہوں نے بھی اس پر کافی محنت کی ہے لیکن اس میں تھوڑی سی چیزیں ہم شاید overlook کر گئے ہیں جنہیں دوبارہ دیکھنے کی ضرورت ہے اور اسی لئے ہم نے amendments جمع کروائی ہیں اور ابھی ہم جو بات کر رہے ہیں کہ اس پورے بل کو ایک دفعہ دوبارہ revisit کیا جائے۔ میں جب یہ دیکھتا ہوں تو مجھے تھوڑی سی عجیب بات لگتی ہے اور تھوڑی سی اس میں کمی نظر آتی ہے کہ جس وقت ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یونیورسٹی ہو گی کیا۔

In collaboration with the Government Post Graduate College of Dera Ghazi Khan, College of Agriculture, Dera Ghazi Khan sub Campus of University of Agriculture, Faisalabad, Baha-ud-Din Zakrya University Sub Campus at Dera Ghazi Khan, Dera Ghazi Khan Medical College shall be reconsolidated with the Ghazi University, Dera Ghazi Khan in accordance with the provision of this Act

اس کے اندر ہم دیکھتے ہیں کہ زرعی یونیورسٹی کے کالج کو، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کالج کے سب کیمپس کو اور ایک نئے میڈیکل کالج کو اس میں شامل کیا ہے۔ میڈیکل کالج کی ایک چھوٹی سی کمی جو میں نے پہلے بھی point out کیا تھا کہ اسے ابھی تک PMDC سے recognition نہیں ملا اور جب تک اسے PMDC سے recognition نہیں ملتا That is not really a credited school of higher learning پاکستان میڈیکل ڈینٹل کونسل اس کی جاری کی ہوئی ڈگری کو نہیں مانے گا تو آج کی تاریخ میں ابھی تک وہ degree awarding یعنی اس کی ڈگری کو نہیں مانا جائے گا اور جس وقت غازی یونیورسٹی کا یہ حصہ بن جاتا ہے تو Degree issuing Institution غازی یونیورسٹی بن جائے گا اور غازی یونیورسٹی کی جاری کی گئی میڈیکل کی ڈگری بھی recognized نہیں ہو گی۔ جب ہم پہلے ہی دن سے اس کی بنیاد کے اندر بیج میں یہ ایک چھوٹی سی چیز چھوڑ رہے ہیں تو اس کا ہمیں بعد میں شاید

خمیازہ بھگتنا پڑے۔ بہتر یہ ہوتا کہ ابھی جو چیزیں ہیں، ابھی جو کالجز ہیں صرف انہیں ہی اس کا composite part بنایا جاتا اور مستقبل میں جب اس کو recognition مل جاتی تو پھر amendment کے تحت اسے اس میں شامل کر لیا جاتا۔ اسی طرح انجینئرنگ کا بھی کوئی ایک کالج بعد میں اس میں add کر لیا جاتا۔ ان چیزوں کے لئے ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کی تشہیر کی جائے اور circulate کر کے اس پر suggestion لی جائیں۔ موجودہ صورتحال کے اندر ڈیرہ غازی خان میڈیکل کالج کا جو ذکر کیا گیا ہے۔ وہ اس وقت ایک پورا میڈیکل کالج نہیں ہے۔ جب ہم نے اس یونیورسٹی میں دیکھا تو اس کے employees کی terms and conditions اور ان کے کام کرنے کے مواقع میں کچھ کمیاں نظر آئیں جو کہ ہم نے پیش کیں۔ ہماری اپوزیشن کے پندرہ، بیس، پچاس لوگوں کے ذہن میں یہ باتیں ہیں کہ یہ اس میں کمیاں ہیں۔ اگر اس کو تشہیر کر دیں گے اور باقی لوگوں سے بھی جو suggestions آئیں گی اُس سے ہم اس بل کو ایک بہتر بل بنا سکیں گے۔ میری آپ کے توسط سے گورنمنٹ کو ایک اور بھی گزارش ہے کہ ہماری تمام یونیورسٹیوں کے جو charters ہیں وہ یکساں نہیں ہیں اور وہ یونیفارم نہیں ہیں ان کو بھی یونیفارم کرنے کی ضرورت ہے۔ میری Chair سے یہ گزارش ہو گی کہ اسی موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے حکومت کو یہ direction کریں کہ پنجاب میں جو تمام یونیورسٹیاں ہیں جن کو charter دیا گیا ہے، وہ چاہے پبلک سیکٹر کی ہیں یا پرائیویٹ سیکٹر کی ہیں ان کے charters کو standardized کر دیا جائے۔ اس سے پہلے ہم نے جن کو charter grant کیا ہے، میں ایجوکیشن کمیٹی کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس پر بہت محنت کی ہے اور اس کو بہت improve کیا ہے ان charters سے جو ہم نے پہلے grant کئے ہیں لہذا اس کو بھی دوبارہ revisit کرنے کی ضرورت ہے اور اس کی تشہیر کر کے مزید لوگوں سے مشورے لے کر ہم اس کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ

چودھری ظہیر الدین خان: جناب چیئرمین! میں اس پر کچھ عرض کر سکتا ہوں؟

جناب چیئرمین: جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اس علاقے کی بہت اہم ضرورت تھی۔ میں اس کو appreciate کرنا چاہتا ہوں کہ کمیٹی نے اس پر بہت محنت کی ہے۔ میں اس بات کو دہراتا ہوں جو میرے فاضل دوست محسن لغاری صاحب نے کہا ہے کہ اس کی تشہیر کی ضرورت ہے۔ ایک یونیورسٹی جو کہ معرض وجود میں آ رہی ہے اور ایسے علاقے میں جو بہت ہی

neglected تھا۔ یہ پنجاب کا آخری ضلع ہے اور دو صوبوں سے بھی لگتا ہے۔ جیسا کہ میڈیکل کالج کے بارے میں کہا گیا کہ وہ ابھی تک اپنے تکمیل کے مراحل میں ہے اسی طرح اس میں انجینئرنگ ونگ کی بھی ضرورت ہے۔ جب تک یونیورسٹی کی ضرورت نہیں ہے اس کے ساتھ انجینئرنگ وِنگ corner کے طور پر اس کے ساتھ منسلک ہو۔ اس کا charter اس وقت بننے والا ہے اور ابھی issue ہونا ہے۔ یہ charter اس علاقے کے لئے ایک land mark ہونا چاہئے اور اس کے لئے اس کی تشہیر کی ضرورت ہے۔ میں انہی معروضات کے ساتھ کہ ایک ایسی یونیورسٹی جو اس وقت بننے والی ہے اور یونیورسٹی بنتے وقت اس چیز کی متقاضی ہو گی کہ اس کی تعمیرات اچھی ہو اور سٹوڈنٹس کے لئے atmosphere اچھا ہو۔ اگر اس وقت black and white میں Charter اور یونیورسٹی کا بل بننے سے پہلے تشہیر کر کے لوگوں کی رائے لے لی جائے تو یہ بہت مناسب ہو گا۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! جو amendment move کی گئی ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ اس بل کو عوامی رائے کے لئے مشتہر کیا جائے جبکہ legislation کے لئے ملک کے آئین اور قانون کے مطابق عوامی رائے کا مظہر یہ معزز ایوان ہے۔ اس معزز ایوان کی سٹینڈنگ کمیٹی جو ایجوکیشن کی ہے وہ یہ power رکھتی ہے کہ وہ اس ایوان کی دی ہوئی discretion اور power کے مطابق اس بل پر غور کرے۔ جو غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان ہے یہ جنوبی پنجاب کے بچے بچے اور ہر فرد کی demand ہے۔ وہاں کی جو منتخب قیادت ہے اس کی کوششوں سے اور بالخصوص سردار ذوالفقار علی کھوسہ صاحب جو ہمارے اس House کے سینئر ترین ممبر ہیں ان کی کوششوں سے، موجودہ حکومت اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے جنوبی پنجاب کے لوگوں کے لئے بلکہ ان کی آنے والی نسلوں کے لئے یہ ایک بہترین تحفہ دیا ہے۔ اس تحفے سے نسلیں تعلیم کے زیور سے فیض یاب ہو سکیں گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس لئے جب اس پر House کی کمیٹی کے ذریعے پوری طرح سے غور و خوض ہو گیا ہے اس لئے اس کو مزید مشتہر کرنے کی قطعاً ضرورت نہ ہے اس لئے اس amendment کو rule out کیا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Education, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st January 2012."

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col.(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Ch. Abdullah Yousaf, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Humaira Awais Shahid and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MRS. SAMINA KHAWAR HAYAT: Sir, I move:

> "That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Education, be referred to a Select Committee, consisting of the following members with the instructions to report by 31st January 2012:-
>
> 1. Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, MPA
> 2. Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA
> 3. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
> 4. Engineer Shahzad Elahi, MPA

5. Mr Muhammad Yar Hiraj, MPA
6. Ms Humaira Awais Shahid, MPA
7. Mrs Azma Zahid Bukhari, MPA
8. Ch Shaukat Mahmood Basra(Advocate), MPA
9. Mrs Amna Ulfat, MPA
10. Syed Hassan Murtaza, MPA

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Education, be referred to a Select Committee, consisting of the following members with the instructions to report by 31st January 2012:-

1. Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, MPA.
2. Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA.
3. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
4. Engineer Shahzad Elahi, MPA.
5. Mr Muhammad Yar Hiraj, MPA.
6. Ms Humaira Awais Shahid, MPA.
7. Mrs Azma Zahid Bukhari, MPA.
8. Ch Shaukat Mahmood Basra(Advocate), MPA.
9. Mrs Amna Ulfat, MPA.
10. Syed Hassan Murtaza, MPA.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose it.

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! حکومت کا یہ بہت ہی اچھا قدم ہے یعنی جنوبی پنجاب ایک نئی یونیورسٹی بنانے کا اقدام بہت اچھا initiative ہے اور ہم بھی اس کو support کرتے ہیں لیکن کیا ہی اچھا ہوتا کہ وہ کمیٹی جس نے یہ Bill refer کیا ہے وہ صرف ایک دن بیٹھی ہے۔ یہ تو اتنا اچھا initiative ہے کہ اس کا summer campus فورٹ منرو میں بھی بنایا جائے۔ ہم چاہتے کہ اس ترمیم کے ذریعے

ایک بہت بڑی درسگاہ کا قیام عمل میں لایا جارہا ہے تو اس پر مجوزہ Select Committee غور کر کے اس کے stakeholders اساتذہ، تعلیمی پروفیشنلز اور طالبعلموں کے نمائندہ کو بلا کر اس کی تمام شقوں پر باریک بینی کے ساتھ غور کیا جائے تاکہ اس میں اگر کوئی اور amendment یا کوئی اور چیز Select Committee کے ذریعے غور کیا جائے اور وہ کر سکیں اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ایک Select Committee بنائی جائے جس کے ذریعے تجاویز دی جا سکیں تاکہ موجودہ قانون کو وقت کے تقاضوں کے مطابق باعمل قانون کی شکل دی جا سکے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ پہلے اس پر بات کر چکی ہیں، ذرا کسی اور کو موقع دیں۔ Who is to speak Now? None. جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں نئی Select Committee بنانے کا کوئی جواز نہیں ہے اور جو معزز ممبران ایجوکیشن کمیٹی میں ہیں انہوں نے بھی باقاعدہ طور پر بڑی باریک بینی سے اس Bill کا جائزہ لیا ہے اس لئے اس میں نئی Select Committee بنانے کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Education, be referred to a Select Committee, consisting of the following members with instructions to report by 31st January 2012.
>
> 1. Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, MPA.
> 2. Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA.
> 3. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
> 4. Engineer Shahzad Elahi, MPA.
> 5. Mr Muhammad Yar Hiraj, MPA.
> 6. Ms Humaira Awais Shahid, MPA.
> 7. Mrs Azma Zahid Bukhari, MPA.
> 8. Ch Shaukat Mahmood Basra(Advocate), MPA.

9. Mrs Amna Ulfat, MPA.
10. Syed Hassan Murtaza, MPA.

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch Zahir-ud-Din Khan, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Col.(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Munawar Hussain Munj, Mr Muhammad Yar Hiraj, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat Hamid, Ms Zobia Rubab Malik, Mrs Qamar Aamir Ch., Ms Humaira Awais Shahid and Engineer Shahzad Elahi.

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: We withdraw this amendment.

MR SPEAKER: This amendment has been withdrawn. Now, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. There are three amendments in it. The first amendment is from Ch Zahir-ud-Din Khan, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Col.(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Munawar Hussain Munj, Mr Muhammad Yar Hiraj, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat Hamid, Ms Zobia Rubab Malik, Mrs Qamar Aamir Ch., Ms Humaira Awais Shahid, and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MS HUMAIRA AWAIS SHAHID: Mr. Speaker! I move:

> "That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the existing marginal heading, "Functions of the University" be substituted with "Powers and Functions of the University."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the existing marginal heading, "Functions of the University" be substituted with "Powers and Functions of the University."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir! I oppose it.

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! اگر آپ Clasue-4 of the Bill میں جائیں تو اس کا title of functions of University لیکن اس کلاز نمبر4 کی تمام شقیں جو کہ framework define کر رہی ہیں کہ خالی operational framework نہیں ہے اور operational framework کی بات جو میں کر رہی ہوں تو

> The word there have been uses administrator collaborative duty establishing and maintenance prescribing.

جناب سپیکر! ہماری suggestion یہ ہے کہ وہ صرف operational frame work کی بات نہیں کر رہی بلکہ وہ authoritative duty کی بات کر رہے ہیں جو کہ اس یونیورسٹی کی ہے تو technically speaking, linguistically speaking. I believe کہ آپ خالی functions define نہیں کر رہے، آپ اس کی powers and authorities بھی define کر رہے ہیں تو ہماری suggestion یہ ہے کہ آپ نے جو کلاز میں Clause by Clause ساری definition اور اس کی functioning define کی ہے اس میں power کا word add کرنے سے clarity آتی ہے۔ ہماری طرف سے suggestion یہ نہیں ہے کہ صرف amendment ایک linguistic level پر لانا چاہتے ہیں بلکہ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے جتنی بھی Clause by Clause various functions of university کی define کی ہیں وہ power کے title کے under آتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! اس ترمیم کے حوالے سے میں یہ کہنا چاہوں گی کہ جب ہم قانون بناتے ہیں تو اس کی legislative language کو بڑا بامعنی بنانا چاہئے۔ اس میں ایسی زبان استعمال نہ کی جائے جس کے الفاظ ذو معنی ہوں جس سے اس کے دو دو مطلب نہ نکالے جا سکتے ہوں بلکہ specific ہونے چاہئیں۔ وزیر قانون چونکہ وزیر بھی ہیں اور Lawyer بھی ہیں جو میری اس بات کو understand بھی کر رہے ہوں گے detail میں تو power کا ذکر ہے لیکن جو اس کی heading ہے اس میں اس کو لانے سے وہ بات power and function میں لانے سے زیادہ strengthen ہو جاتی ہے۔ اکثر یہ ہوتا ہے کہ لوگ قوانین میں سے ایسی ذو معنی باتیں جن کے ڈبل مطلب نکالے جا سکتے ہوں ان کا فائدہ

اٹھاتے ہوئے بہت زیادہprivilegesلے جاتے ہیں بلکہ اس کا غلط استعمال بھی ہو سکتا ہے۔ پھر اس کے بعد اس کےRules and Regulationsبھی بننے ہوتے ہیں،اس میں جوheadingsہیں ان کو خاص طور پرunderstandکیا جاتا ہے اس لئے اس پر زیادہfocusکرنا ضروری ہے۔ وزیر قانون تو کہہ دیتے ہیں کہ اس کو تو مشتہر کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ جو ایوان ہے وہ منتخب نمائندوں کا ہے۔اس کا مطلب تو یہ ہے کہ پھر عوام سے بات کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے اور یہاں پر بیٹھ کر ان کی تقدیر کا جو مرضی فیصلہ کر لیں۔ میں سمجھتی ہوں ایسی بات نہیں ہے بلکہ ان معاملات کو کمیٹیوں میں جانا چاہئے، عوام تک اس قانون کو پہنچنا چاہئے اور آپ تو ایک ایسا تاثر دے دیتے ہیں جیسے ہم اس کے خلاف ہیں۔ ہم اس پراجیکٹ کے خلاف نہیں ہیں ہم دل و جان سے اس کیfavourمیں ہیں بلکہ ہم تو کہتے کہ آپ ایسے ہزاروں پراجیکٹ اور بنائیں جو عوام کی فلاح و بہبود کے لئے ہوں۔ ہمارا اس میں ترمیم دینے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہم اس میں جو تجاویز دے رہے ہیں اس کا مطلب ہے کہ ہم تو آپ کو مشورہ دے رہے ہیں کہ آپ اسے اور اچھا بنا لیں، مستحکم بنا لیں اور اس کے اندر تمام flawsنکال لیں۔ میری آپ سےhumble requestہے کہ یہ جو ہم اس میںamendmentدیتے ہیں اس سے یہ تاثر نہ لیا جائے کہ ہم اس بل کے ہی خلاف ہیں۔ ہم تو اس بل کے صریحاً حق میں ہیں، ہم تو اس میں تجاویز دے کر اس کو بہتر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، یہ suggestionsدے رہے ہیں کہ اس کو بہتر بنایا جا سکے،اس میں کوئی سقم نہ رہ جائے، اس میں کوئی غلطی نہ رہ جائے اور یہ عوام کے لئے مزید اچھا بن جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بس کریں یا آپ نے ابھی بولنا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی مرضی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں پھر سے وہی عرض کروں گا کہ ترمیم دینے کا ہمارا مقصد یہ ہوتا ہے کہ معاملات بہتر ہو جائیں۔ میں نے ابھی اسمبلی کے سٹاف سے ہی ڈکشنری منگوائی ہے۔ اس میںpowerاورfunctionکے درمیان کا فرق شاید ہماری بات سے تو نہ سمجھ آئے، میں ڈکشنری کا سہارا لے کر آپ کو بتاتا ہوں۔Functionکے متعلق لکھا ہےthe doing of the thing یعنی کوئی عمل کرنا اورactivity appropriateیعنی یہ ایک activityہے کچھ کرنا اور powerہے جس کے تحت وہactivityکی جاتی ہے۔Powerکے متعلق لکھا ہے کہ:

The physical ability, opportunity or authority to do something or energy capacity for producing an effect

آپ کے پاس کوئی powerہو گی تو آپ ان سارے functions کو exerciseکریں گے۔یہ صرف ایک termکو بہتر کرنے والی بات ہے اور اس سے spirit of the lawاس یونیورسٹی کے قائم ہونے،نہ قائم ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا، صرف بات واضح ہو جاتی ہے۔ اتنی سی بات ہے جس سے بات clearہو جاتی ہے۔اس کی مخالفت برائے مخالفت کرنی ہے سو بسم اللہ لیکن اس ترمیم کو شامل کرنے سے معاملات واضح اور صاف ہو جاتے ہیں۔قانون کے اندر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا،اس سے اس کی spiritکے اندر کوئی فرق نہیں پڑتا functioning of the Universityکے اندر کوئی فرق نہیں پڑتااور عملدرآمد پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔صرف اس کی انگریزی قدرے بہتر ہو جاتی ہےاور functionsاور powersکا جو فرق ہے وہ واضح ہو جاتا ہے۔شکریہ

جناب سپیکر:یہ dictionary for allہے۔آپ نے کہا ہے dictionaryمیں نے سٹاف سے لی ہے،جہاں سے مرضی آپ لیں اس میں کیا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!میں نے یہ ڈکشنری منگوائی ہے میں نے نہیں لکھی؟

جناب سپیکر:اچھا مہربانی۔آپ لکھ سکتے ہیں اگر لکھنا چاہیں، ہمیں اس میں کیا اعتراض ہے۔جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!جو لفظ functionہے یہ comprehensive لفظ ہےاور اس میں includeہے,The power to perform, to act, to execute, to administer...اور ہر جگہ پر جہاں جہاں اس کا ذکر ہے اس ادارے کا اس میں functionکا ذکر ہوتا ہے powerکا لفظ غیر ضروری سمجھا جاتا ہےاور یہ جو لاء ڈکشنری ہے جو کہ اس سے متعلقہ بھی ہے اس میں functionکی جو definitionہے۔۔۔

جناب سپیکر:اب غور سے سنئے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):اس میں functionکی جو تعریف دی گئی ہے کہ functionجو ہے۔

Derived from Latin "ofungtus" the past participle of verb "funger" which means to perform execute and administer.

تو یہ comprehensiveلفظ ہے اور تمام چیزوں کا احاطہ کرتا ہے اور اس میں یہ چیز includeہے۔

جناب سپیکر: اب questionکی طرف چلتے ہیں۔

The amendment moved and the question is:

"That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the existing marginal heading "functions of the University", be substituted with "Powers and Functions" of the University."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari and Mr Muhammad Shafiq Khan…

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! ہم اپنی یہ ترمیم withdrawکرتے ہیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے اپنی یہ ترمیم withdrawکر لی ہے۔ اب ہم third amendment لیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! اس میں Clauseکون سی ہے؟

جناب سپیکر: کلاز نمبر 4 ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! یہ ہم نے withdrawکر لی ہے۔ اس کے علاوہ کلاز نمبر 4 بھی ہم نے withdrawکر لی ہے۔ اس کے علاوہ کلاز نمبر 14 جو سیریل نمبر 5 پر ہے وہ بھی ہم نے withdrawکر لی ہے۔

جناب سپیکر: جو جو withdrawکی ہیں وہ بتا دیں۔ ابھی بتا دیں تو بہتر نہیں ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: تاکہ آپ کی اس اہم کام پر attentionرہے۔

جناب سپیکر: نہیں، میں کہہ رہا ہوں Save the time

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! کلاز نمبر 14 سیریل نمبر 5 کے اندر ہے اس کو withdrawکیا ہے۔ اس کے علاوہ کلاز A-19 جس میں ہم نے additionکے لئے کہا تھا وہ سیریل نمبر 13 پر ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جس وقت وہ آئے گی پھر اس کو دیکھیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: ٹھیک ہے۔

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17-A

MR SPEAKER: Now, Clause 17-A of the Bill is under consideration. There is an amendment in it, the amendment is from Ch Zahir-ud-Din Khan, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Col.(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Munawar Hussain Munj, Mr Muhammad Yar Hiraj, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs Seemal

Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat Hamid, Ms Zobia Rubab Malik, Mrs Qamar Aamir Ch, Ms Humaira Awais Shahid and Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I move:

"That after Clause 17 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new Clause 17-A be added:

"17-A Retirement from Service. An officer, Teacher or other employee of the University shall retire from service-

(a) on such dates after he has completed twenty-five years of service qualifying for pension or other retirement benefits as the competent authority may, in the public interest direct; or

(b) Where no direction is given under sub-Clause (a), on the completion of the sixtieth years of his age.

Explanation- In this section "Competent authority" means the appointing authority or a person duly authorized by the appointing authority in that behalf, not being a person lower in rank to the officer, teacher or other employee concerned".

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That after Clause 17 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new Clause 17-A be added:

17-A Retirement from Service. An officer, Teacher or other employee of the University shall retire from service-

(a) on such dates after he has completed twenty-five years of service qualifying for pension or other retirement benefits as the competent authority may, in the public interest direct; or

(b) Where no direction is given under sub-Clause (a), on the completion of the sixtieth years of his age.

Explanation- In this section "Competent authority" means the appointing authority or a person duly authorized by the appointing authority in that behalf, not being a person lower in rank to the officer, Teacher or other employee concerned".

MINISTER FOR LAW AND PALIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے باقی معزز ممبران کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ہم اس amendment کے تحت employees کی ریٹائرمنٹ کے سلسلے میں قانون کے اندر ایک واضح شق ڈال رہے ہیں۔ لوگوں کے recruit ہونے کا طریق کار تو define کیا گیا ہے لیکن لوگوں کی نوکری کس طرح ختم ہو گی اس کو کہیں واضح نہیں کیا گیا، تو اس میں ہم نے یہ بات کی ہے کہ ریٹائر ہونے کا کیا طریقہ ہو گا؟ یونیورسٹی کے employee، پروفیسر، ٹیچرز، آفیسر یا جو بھی سٹاف ہو گا ہم نے ان کے retirement کے طریق کار کو define کیا ہے۔ یہ چھوٹی سی بات ہے اور اس سے قانون کی روح کے اندر، اس کے functions کے اندر اور طریق کار کے اندر کوئی فرق نہیں آتا۔ ڈیرہ غازی خان کی غازی یونیورسٹی کے employees کے ان retirement benefits کو define کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا اگر ہمارے معزز ساتھی اس پر agree کریں تو ہمارے ساتھ vote کر دیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!اس میں ہم نے ایک نئیClause شامل کرنے کے لئے کہا ہے اس کا اصل مقصد یہ ہے کہ retirement کے حوالے competent authority ہو جو کہ فیصلے کر سکے۔اس competent authority کا grade بھی define ہونا چاہئے۔یہ ریٹائرمنٹ یا رخصت کے فیصلے بہت اہم ہوتے ہیں، یہ آسان چیزیں نہیں ہوتیں۔اس کے لئے competent person کی تعلیم، گریڈ اور دوسری سب چیزوں کو مدنظر رکھنا بے حد ضروری ہے تاکہ کسی کے ساتھ کوئی زیادتی نہ ہو سکے۔بہت سی مثالیں ایسی ہیں کہ غلط فیصلوں کی وجہ سے لوگوں کا نقصان ہوا ہے۔ہم نے یہ دیکھا ہے کہ شریف لوگ کسی غلط lobbying کا شکار ہو جاتے ہیں۔یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ غلط فیصلے کی وجہ سے شریف آدمی heart attack سے اپنی زندگی گنوا بیٹھتا ہے۔ہم نے جو ترمیم دی ہے وہ بہت اہم ہے۔جب قانون کے اندر، Bill کے اندر لکھ دیا جائے گا تو پھر Rules and Regulations بنانے والے اس چیز کو زیادہ اہمیت دیں گے کیونکہ ان کے علم میں ہو گا کہ یہ چیز legislative team کے notice میں ہے یعنی ہم اس سے باخبر ہیں۔ہمیں یہ پتا ہے کہ غلط فیصلے ہو جاتے ہیں یا کروا لئے جاتے ہیں۔غلط قسم کی lobbying ہو جاتی ہے۔میرا تمہید باندھنے کا مقصد یہ ہے کہ کسی کے ساتھ کوئی زیادتی نہ ہونے پائے۔یہ Clause بڑی important ہے اگر اسے شامل کر لیں گے تو ہم آپ کے مشکور ہوں گے اور عوام کا بھلا بھی ہو گا۔شکریہ

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!میں اس amendment کے معزز movers سے یہ عرض کروں گا کہ یونیورسٹی کو autonomy دینے کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا اگر یہ flexibility یونیورسٹی authority سے withdraw کر لی جائے۔یہ چیزیں ان کے statutes میں ہو سکتی ہیں۔اس یونیورسٹی یا اس طرح کے دوسرے autonomous اداروں میں کوئی individual اس قابل نہیں ہے کہ کوئی ایسا فیصلہ کر سکے۔وہاں پر ایک Syndicate ہے جس میں مختلف لوگ ممبر ہوتے ہیں اور اس معزز ایوان کی بھی اس میں بڑی بھرپور متحرک نمائندگی ہوتی ہے اس لئے وہاں پر اب اس قسم کے اندیشوں کی گنجائش نہیں ہے۔یونیورسٹی میں تمام لوگ مستقل نہیں ہوتے۔یہ ان کو autonomy دی گئی ہے کہ وہ کسی اچھے پروفیسر، لیکچرار یا Financial Expert کو وقتی طور پر contract پر ملازم رکھ سکتے ہیں۔اگر یہ شق درمیان میں ڈال دی جائے تو وہ اس سہولت سے محروم ہو جائیں گے اس لئے یہ amendment مناسب نہیں ہے اسے vote out کیا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That after Clause 17 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new Clause 17-A be added:-

"17-A Retirement from Service. An officer, Teacher or other employee of the University shall retire from service-

(a) on such dates after he has completed twenty-five years of service qualifying for pension or other retirement benefits as the competent authority may, in the public interest direct; or

(b) Where no direction is given under sub-Clause (a), on the completion of the sixtieth year of his age.

Explanation:-in this section, "Competent authority" means the appointing authority or a person duly authorized by the appointing authority in that behalf, not being a person lower in rank to the officer, Teacher or other employee concerned."

(The motion was lost)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ next amendments بھی اسی کے consequence میں ہیں اس لئے اگر لغاری صاحب مناسب سمجھیں تو ان کو withdraw کر لیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ہم اپنی next amendments پر بات کریں گے۔

MR SPEAKER: The next amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Ch. Abdullah

Yousaf, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Chaudhary, Ms. Humaira Awais Shahid and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MRS SAMINA KHAWAR HAYAT: Sir, I move:

> That in the Bill, the following new Clause 17-B be added:-
>
> **"17-B Opportunity to show cause** –No officer, Teacher or employee of the University, holding a permanent post, shall be reduced in rank or removed or compulsorily retired from service unless he has been given a reasonable opportunity showing cause against the action proposed to be taken."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> That in the Bill, the following new Clause 17-B be added:-
>
> **"17-B Opportunity to show cause** –No officer, Teacher or employee of the University, holding a permanent post, shall be reduced in rank or removed or compulsorily retired from service unless he has been given a reasonable opportunity showing cause against the action proposed to be taken."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!amendmentکامطلب مخالفت برائے مخالفت نہیں ہوتا، ہم لوگوں نے کچھ Clauses and amendmentsاس لئےaddکی ہیں تاکہ اس Billکے حوالے سے بہتر تجاویز دے دی جائیں۔ ویسے ہم اس کے حق میں ہیں کہ یہ Billضرور منظور ہونا چاہئے اور یہ یونیورسٹی وجود میں آنی چاہئے لیکن ہماری اس بارے میں کچھ تجاویز ہیں ان کوconsiderکیا جائے۔

جناب سپیکر!ہم نے اس Bill میں ایک نئی Clause 17-B addکرنے کے لئے amendmentدی ہے۔اس میں کہا گیا ہے کہ:

> "No officer, Teacher or employee of the University, holding a permanent post, shall be reduced in rank or removed or compulsorily retired from service unless he has been given a reasonable opportunity showing cause against the action proposed to be taken."

تو کسی کو صفائی کا موقع دیئے بغیر اور بولنے کا موقع دیئے بغیر یا وہ جو کہنا چاہتا ہے اس پارٹی کی تجویز لئے بغیر ہر گز اس کو سزا نہ دی جائے۔اس میں ہمارا یہ مؤقف ہے کہ اُس شخص کا مؤقف سنا جائے کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے۔اُسے سنے بغیر اُس کا رینک کم کیا جائے اور نہ اُسے نوکری سے نکالا جائے۔قانون کی ایک term ہے اور لاء منسٹر صاحب چونکہ وکیل بھی ہیں تو وہAudi Alteram Partemکو زیادہ بہتر سمجھتے ہوں گے۔

جناب سپیکر: آپ کے کہنے کا مطلب یہی ہے ناں،None should be condemned unheard

محترمہ ثمینہ خاور حیات: Exactlyآپ نے میری اس ترمیم میں بہت آسانی کر دی ہے۔کسی کو سنے بغیر نہ نکالا جائے، کسی کی دل آزاری نہ کی جائے جیساAudi Alteram Partemکے بغیر کوئی initiativeنہ لیا جائے۔میرا مطلب یہی تھا کہ کسی کو سنے بغیر کوئی سزا نہ دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر!میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری طرف سے یہ کلاز شامل کرنے کے لئے آئی ہے اس کا مقصد صرف اس یونیورسٹی کے بل کو بہتر کرنا ہے اور اس کی بہتری اسی میں ہے کہ اگر یہ کلازintroduceنہ ہوئی تو پھر اس بل کے اندر انسانی حقوق کے خلاف جو مواد پایا جاتا ہے جیسے آپ نے فرمایا کہ .Nobody should be condemned unheardیہ کلاز ایک

hearing کی provision دینے کے لئے add کی گئی ہے کیونکہ یہ بل انسان کے بنیادی حقوق کے خلاف بھی جاتا ہے اور اتنی زیادہ absolute fire and fire power دینا بہت ہی نامناسب ہوتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ جہاں پر کوئی fault ہوتا ہے اُس کے لئے remedy provide کی جاتی ہے جیسا کہ اس میں ہے Where there is a fault, there is a remedy. If there is any fault and there is no remedy in this Bill, to introduce it. اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ اس میں سننے اور شوکاز کی تجویز کو منظور فرمایا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ اُلفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! یہ زیر بحث 17-B Amendment اور اس سے پچھلی 17-A Amendment جو تھی میں ان کو اس لئے ضروری سمجھتی ہوں اور جیسے میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ جب آپ کسی کو جبری ریٹائرمنٹ پر بھیج رہے ہیں تو اُس وقت کسی کے ساتھ زیادتی نہیں ہونی چاہئے بے شک وزیر قانون اس کو غیر ضروری طور پر ختم کر دیں، اُن کے دائرہ اختیار میں ہے اور وہ ایسا کرنے کا حق رکھتے ہیں لیکن اس ترمیم کے اوپر میرا بار بار insist کرنا اس لئے ہے کہ میں یہ سمجھتی ہوں کہ بلکہ یہ پورا ایوان، میڈیا اور ہر ذی شعور انسان میری اس بات سے اتفاق کرے گا کہ کسی کی قسمت کا فیصلہ کرنے سے پہلے شوکاز نوٹس جاری کر کے اُس کو بھی سنا جائے کیونکہ اُسے پوری صفائی دینے کا موقع ملنا چاہئے تاکہ وہ بھی پورے طریقے سے اپنا مؤقف بیان کر سکے تاکہ یکطرفہ غلط فیصلہ نہ ہو جائے۔ کسی بھی شخص کو صفائی کا موقع تو بارہا ملنا چاہئے اور اس کے بعد فیصلہ ہونا چاہئے۔ Competent person کا فیصلہ کرنے کے ساتھ ساتھ جس شخص کی قسمت کا فیصلہ ہونا ہے اُس کو صفائی کا بھرپور موقع فراہم کرنا بہت ضروری ہے اور اگر اس کو legislation میں شامل کر لیا جائے گا جو پورے سسٹم کی جان ہے اور یہ کاغذوں کے چند ٹکڑے نہیں ہیں بلکہ یہ لاکھوں لوگوں کی تقدیر ہے۔ اس میں جس چیز کو شامل کر لیا جائے گا وہی آگے Rules and Regulations میں بھی ہو گا اور اُسی کے اثرات سے صحیح ہونے کے امکانات بھی زیادہ ہیں اور غلط ہونے کے امکانات بھی زیادہ ہیں اس لئے میں اس پر insist کرتے ہوئے درخواست کروں گی کہ براہ مہربانی اس کو بل کا حصہ بنایا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس ترمیم کے معزز محرک کا اعتراض یا اندیشہ اس بات پر مبنی ہے کہ شاید انہیں یہ معلوم نہیں کہ یونیورسٹی کے ملازمین پر پیڈا ایکٹ لاگو ہوتا ہے

اور اُس میں یہ شوکاز نوٹس،right to explain ہر چیز بڑی صراحت کے ساتھ درج ہے اس لئے اس کو علیحدہ سے اس بل کا حصہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That in the Bill, the following new Clause 17-B be added;-

"17-B. Opportunity to show cause- No officer, Teacher or employee of the University holding a permanent post, shall be reduced in rank or removed or compulsorily retired from service unless he has been given a reasonable opportunity showing cause against the action proposed to be taken."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, Clause 17-C is under consideration. There is an amendment in it. The amendment from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Mrs. Humaira Awais Shahid and Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MRS SEEMAL KAMRAN: Sir, I move:

"That in the Bill, the following new Clause 17-C be added:-

"17-C. Pension, Insurance, Gratuity, Provident Fund and Benevolent Fund.-

(1) The University shall constitute, for the benefit of its officers, Teachers and other employees, in such manner and subject to the conditions as may be prescribed, such Pension, Insurance, Gratuity, Provident Fund and Benevolent Fund scheme as deem may fit.

(2) Where any Provident Fund is constituted under this Act, the provisions of Provident Fund Act 1925 (XIX of 1925) shall apply to such fund as if it were a Government Provident fund and the University were the Government."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in the Bill, the following new Clause 17-C be added:-

"17-C. Pension, Insurance, Gratuity, Provident Fund and Benevolent Fund.

(1) The University shall constitute, for the benefit of its officers, Teachers and other employees, in such manner and subject to the conditions as may be prescribed, such Pension, Insurance, Gratuity, Provident Fund and Benevolent Fund scheme as deem may fit.

(2) Where any Provident Fund is constituted under this Act, the provisions of Provident Fund Act

1925 (XIX of 1925) shall apply to such fund as if it were a Government Provident Fund and the University were the Government."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جی، محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ بڑی اہم ترمیم ہے۔ ہم اس یونیورسٹی کے جو main stakeholders کے benefits کی بات کر رہے ہیں۔ یہ یونیورسٹی ڈیرہ غازی خان کے علاقے میں بننے جارہی ہے جو تین صوبوں سندھ، بلوچستان اور پنجاب کے سنگم پر واقع ہے۔ یہ علاقہ پسماندہ ترین ہے جہاں ایک prestigious یونیورسٹی کا بننا بہت خوش آئند ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ وڈیرا ازم کی وجہ سے یہاں پر پہلے بھی تعلیم کو مکمل طور پر نظر انداز کیا گیا اور جو لوگ afford کر سکتے تھے وہ دور دراز علاقوں میں یا بیرون ملک جا کر تعلیم حاصل کر لیتے تھے۔ اس یونیورسٹی کے بننے کے بعد میں سمجھتی ہوں کہ وہ لوگ جن کی دسترس میں تعلیم نہیں تھی وہ بھی اس یونیورسٹی سے مستفید ہو سکیں گے۔

جناب سپیکر! ایک بہت بڑی حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس پسماندہ علاقے میں جا کر کام کرنا ہے۔ ان کی مراعات جن میں ان کی Gratuity، پنشن اور جو perks and privileges ہیں، ان کو اس طرح کا ہونا بہت ضروری ہے کہ ان کے لئے ایک attraction create کی جائے کہ وہ وہاں پر جائیں اور جا کر کام کریں، صرف یونیورسٹی بنا دینے سے مشکلات ختم نہیں ہو جاتیں۔ ہم نے دیکھا ہے کہ بہت سی ایسی یونیورسٹیاں ہیں جو دوسرے اضلاع میں بنی ہوئی ہیں جہاں infrastructure بھی موجود ہے لیکن وہ چل نہیں رہیں۔ اسی طرح بہت سے ہسپتال اور BHUs ایسے ہیں جہاں لوگ نہیں جاتے کیونکہ وہ پسماندہ علاقوں میں ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ سب سے اہم بات incentive based service structure ہے اور اس کو ensure کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ اگر اتنے پسماندہ علاقے میں کوئی بھی جا کر کام کرے گا تو جب تک اس کے حقوق کو محفوظ نہیں کیا جائے گا تو وہ وہاں پر جا کر کام کرنے میں interested نہیں ہو گا۔ اس طرح پھر وہی ہو جائے گا کہ ایک کام جو ہم نے اتنی محنت سے کیا جس پر اپوزیشن بھی گورنمنٹ کو خراج تحسین پیش کر رہی ہے۔ اگر ہم واقعی چاہتے ہیں کہ ہم ایک ایسا کام کریں

کہ آنے والی نسلیں ہمیں یاد رکھیں کیونکہ صرف یہ کہہ دینا کہ ہم تعلیم کو اتنا زیادہ promote کریں گے کہ علامہ اقبال اور قائداعظم کا خواب پورا ہو گا تو وہ خواب اسی وقت پورا ہو گا جب وہ یونیورسٹی بنے، چلے اور وہاں پر بچے تعلیم حاصل کریں۔ یہ اسی وقت ممکن ہے کہ جب اساتذہ یا وہ سٹاف جو وہاں پر کام کریں گے اور بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کریں گے جب ان کے interest کو محفوظ رکھا جائے جن میں Gratuity، پنشن اور فنڈز ہیں، سرکاری ملازمین کے لئے یہی ساری عمر کی کمائی ہوتی ہے اور یہی ایک attraction ہوتی ہے جب تک ان کے حقوق کو ensure اور safeguard نہیں کیا جائے گا تو میں سمجھتی ہوں کہ لوگ وہاں پر جا کر کام کرنے میں willing نہیں ہوں گے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس ترمیم کے ذریعے محرک نے جن فنڈز کا ذکر کیا ہے ان میں انہی ملازمین کو بعد میں benefit ملتا ہے جنہوں نے پہلے اس میں contribute کیا ہوتا ہے، سارے ملازمین مستقل نہیں ہوتے اس لئے جو ملازمین contract پر وہاں کام کرتے ہیں وہ contribution دینے کو مناسب نہیں سمجھتے اور یہ ساری چیزیں internal legislation میں آئیں گی جو یونیورسٹی میں ہو گی۔ ان کے statues اور Rules یونیورسٹی میں بنیں گے۔ ان کا اس Act میں آنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in the Bill the following new Clause 17-c be added.

"17-C. Pension, Insurance, Gratuity, Provident Fund and Benevolent Fund.

1. The University shall continue constitute, for the benefit of its officers, Teachers and other employees, in such manner and subject to the conditions as may be prescribed, such Pension, Insurance, Gratuity, Provident Fund and Benevolent Fund scheme as deem may fit.
2. Where any Provident Fund is constituted under this Act, the provisions of Provident Fund Act

1925 shall apply to such fund as if it were a Government Provident Fund and the University were the Government."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Addition of new Clause 17-D. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Humaira Awais Shahid and Engineer Shahzad Elahi, Any mover may move it.

MS. HUMAIRA AWAIS SHAHID: I move:

That in the Bill the following new Clause 17-D be added.

"17-D. Tripartite mobility.

(1) Any officer, Teacher of the Government or employee of the University on the recommendation of the Syndicate may be directed to serve in any post in the University under the Government or an Educational Research Institution in the public interest.

Provided that the terms and conditions offered to him shall not be less favourable than those admissible to him in the University and full benefit of his previous service shall be allowed to him.

(2) The Government may, in consultation with the Selection Board, place the services of an employee of the Government or any other University or an educational or research institution at the disposal of the University in the public interest.

(3) The terms and conditions offered to an officer or a Teacher or an employee mentioned in sub-Clauses (1) and (2) shall not be less favourable than those enjoyed by him immediately before his services are placed at the disposal of the University and that full benefit of his previous service shall be allowed to him.

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in the Bill the following new Clause 17-D be added.

17-D. Tripartite mobility.

(1) Any officer, Teacher of the Government or employee of the University on the recommendation of the Syndicate may be directed to serve in any post in the University under the Government or an educational research institution in the public interest.

Provided that the terms and conditions offered to him shall not be less favourable than those admissible to him in the University and full benefit of his previous service shall be allowed to him.

(2) The Government may, in consultation with the Selection Board, place the services of an employee of the Government or any other University or an educational or research institution at the disposal of the University in the public interest.

(3) The terms and conditions offered to an officer or a Teacher or an employee mentioned in sub-Clauses (1) and (2) shall not be less favourable than those enjoyed by him immediately before his services are placed at the disposal of the University and that full benefit of his previous service shall be allowed to him."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I oppose it.

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔جی، محترمہ!

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر!(D)17 کی جو amendment ہم نے propose کی ہے اس کا بالکل وہی spirit ہے جو پہلی تین چار amendments میں ہم نے propose کیا ہے۔ یہ to strengthen the spirit of rights of the employees ہے کہ جو لوگ وہاں پر آفیسر یا ٹیچر کی صورت میں کام کرتے ہیں اُن کے rights کو preserve اور ensure کیا جائے۔اس میں ہمارا مقصد یہ بھی ہے کہ ایک trilingual relationship جو collaborated level پر ہو consultation level پر ہو یا research based level پر ہو اگر اس کے تحت کوئی

employeeایک یونیورسٹی سے دوسری یونیورسٹی میںpostہوتا ہے تواس کےbenefitsجواُس کو previous service میں دیئے جائیں اُس کی continuation ہو اور اُس کی surety ہو کہ benefits کم نہیں کئے جائیں گے۔اس کے علاوہ یہClauseاس چیز کو بھیensureکرتی ہے کہ اُس کیconditions less favourable نہ ہوں جوalreadyاس کیserviceاسےprovideکر رہی ہے۔ ہمارےamendmentدینے کا مقصد یہ ہے کہ ایک pro people policy and pro employee policy ہو اورjustice to the employees of the Universityایک basic right and ruleہو۔ شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!اس Clause کا مطلب یہ ہے کہ یونیورسٹی اور کالج کے درمیان employeesکوrotateکیا جا سکے اور جو ملازم جہاں بہترperformکر سکتا ہے وہاں بھیجا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اِن کیamendmentسے یونیورسٹی کی خود مختاری متاثر ہو گی کیونکہ ہر یونیورسٹی کی اپنیrequirementہوتی ہے کہ وہ کس قسم کے لوگوں کو jobدے؟اگر اس طریقے سے دروازہ کھولا جائے گا تو پھر یونیورسٹی کیautonomyاوراپنا specific atmosphereمتاثر ہو گا۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر!اسamendmentکو ہمwithdrawکرتے ہیں بلکہ 18 اور19 کے علاوہ باقی تمامamendments withdrawکرتے ہیں اور صرف18اور19 پر ہمارے ممبران اپنا اظہارِ خیال کریں گے۔

MR SPEAKER: Clause 17-D is withdrawn. Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col.(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Ch. Abdullah Yousaf, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary,

Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Chaudhary, Ms. Humaira Awais Shahid and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MRS. KHADIJA UMAR: Sir, I move:

> "That in Clause 18 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-Clause (1), after Para (f), the following Para (g) be added and the existing Para (g) be renumbered as Para (h):-
>
> "(g) Discipline Committee;"

MR SPEAKER: The amendment moved is:

> "That in Clause 18 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-Clause (1), after Para (f), the following Para (g) be added and the existing Para (g) be renumbered as Para (h):-
>
> "(g) Discipline Committee;"

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!انہوں نے Clause 18 میں بنیادی طور پر authorities کے بارے میں define کیا ہوا ہے اور ہم اس میں Disciplinary Committee اس لئے add کرانا چاہ رہے ہیں کیونکہ یہ بہت ہی اہم چیز ہے۔ جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ کسی بھی معاشرے میں discipline کا ہونا بہت ضروری ہے۔آپ اس ہاؤس کی مثال لے لیں کہ جب یہاں پر mess-up ہو جاتا ہے تو اس میں discipline کو قائم کرنے کے لئے آپ کا فی major role ادا کرتے ہیں جس کی

وجہ سے ہاؤس کا discipline قائم رہتا ہے۔ جس طرح ہم نے amendment میں define بھی کیا ہے کہ اس میں کون کون سے لوگوں کا ہونا ضروری ہے۔ یہ کمیٹی پروفیسر حضرات، لیکچرار اور رجسٹرار وغیرہ پر مشتمل ہونی چاہئے تاکہ اگر کوئی لڑائی، قانون کی خلاف ورزی یا کوئی ابتر صورتحال پیدا ہو جاتی ہے جس کو handle کرنا ضروری ہوتا ہے تو وہ کمیٹی discipline قائم کر سکے اور فیصلے لے سکے۔ مزید لوگوں کو بھی پتا ہو کہ ہم نے کیا کرنا ہے؟ اگر وہاں پر Discipline Committee نہیں ہو گی تو سب لوگ اپنے اپنے طریقے سے قانون بنانے کی کوشش کریں گے جس سے سارا نظام mess-up ہو جائے گا لہذا Disciplinary Committee کا ہونا بہت ضروری ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کی یہ amendment already covered ہے کہ 18(1)(g) میں any other authority as may be prescribed. لہذا ضرورت پڑنے پر یہ prescribe ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ 18(2) میں بھی لکھا ہے کہ:

> The Syndicate may constitute committees consisting of the members of the Syndicate or it may create committees consisting of members of the Syndicate or Teachers or officers of the University or a combination of all or any of such persons.

یعنی اس میں کافی wide اختیار Syndicate کے پاس ہے۔ اس لئے اس amendment کی ضرورت نہیں ہے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 18 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-Clause (1), after Para (f), the following Para (g) be added and the existing Para (g) be renumbered as Para (h):-
>
> "(g) Discipline Committee;"
>
> (The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 18 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR SPEAKER: Now, that Clause 19 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. The first amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Humaira Awais Shahid and Engineer Shahzad Elahi. Any Mover may move it.

MRS SEEMAL KAMRAN: Sir I move:

That in Clause 19 of the Bill as, recommended by the Standing Committee on Education, in sub Clause (1) for Para (n), the following be substituted:-

"(n) three members of the Provincial Assembly of the Punjab, of which one shall be a woman member to be nominated by the Speaker in consultation with the Leader of the Opposition."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> That in Clause 19 of the Bill as, recommended by the Standing Committee on Education, in sub Clause (1) for Para (n), the following be substituted:-
> "(n) three members of the Provincial Assembly of the Punjab, of which one shall be a woman member to be nominated by the Speaker in consultation with the Leader of the Opposition."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I oppose it.

جناب سپیکر: آپ مجھے بھی oppose کرتے ہیں؟ دیکھ لیں اچھی بات نہیں ہے (قہقہہ)

جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہم نے یہ جو amendment propose کی ہے basically انہوں نے جو سنڈیکیٹ constitute کیا ہے تو اس میں انہوں نے پرو چانسلر، وائس چانسلر، پرو وائس چانسلر، سیکرٹری ہائر ایجوکیشن، سیکرٹری فنانس، سیکرٹری لاء اینڈ پارلیمانی امور، Chairman or Commission or anybody اس کے بعد ہے کہ:

> One Vice Chancellor of any public sector, three Deans of faculty Chairman Board of Intermediate, three persons to be nominated by the Chancellor.

اس کے بعد پھر دوبارہ

> Two Principals of affiliated colleges, three members of the Provincial Assembly of the Punjab to be nominated by the Speaker of the Assembly.

ہم یہ چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ آپ جس Chair پر بیٹھے ہیں تو although اس Chair پر کبھی وردی والا بھی ایک بیٹھا تھا لیکن اس میں اور آپ میں یہ فرق تھا کہ آج جو لوگ یہاں بیٹھے ہیں وہ جمہوری لوگ ہیں اور یہاں پر جو حکومت ہے تو سب کہتے ہیں کہ جمہوری حکومت ہے۔ میں سمجھتی ہوں

کہ جمہوریت صرف کہنے سے نہیں آتی ہے بلکہ جمہوریت اس طرح نظر بھی آنی چاہئے کہ واقعی اس صوبے اور ملک میں جمہوریت ہے۔اس کا ہمیں کیسے پتا چلے گا کہ ایک particular will نظر آنی چاہئے۔اگر ہم یہ کہتے ہیں اور اگر ہم یہ ڈیمانڈ کرتے ہیں کہ صوبہ پنجاب کی عوام کے نمائندے ایوان کی میں ممبر ہوں اور اسی قانون کے تحت جس کے تحت یہ مرد ممبر موجود ہیں اور یہ خواتین بھی یہاں پر بیٹھی ہوئی ہیں تو وہ بھی اتنا ہی legally and constitutionally حصہ ہیں جتنا باقی ممبران ہیں۔ ویسے خواتین کا آدھا ووٹ ہوتا ہے لیکن ان کا یہاں پر برابر ہی ووٹ ہے اور سپیکر صاحب پورے ایوان کے سپیکر ہیں۔آج سپیکر پنجاب اسمبلی کی سیٹ پر رانا محمد اقبال صاحب تشریف فرما ہیں تو کل کو یہاں پر رانا ثناء اللہ خان صاحب بھی ہو سکتے ہیں اور چودھری ظہیر الدین خان صاحب بھی ہو سکتے ہیں یا کوئی بھی ممبر یہاں پر بطور سپیکر ہو سکتا ہے تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ جو قوانین بنائے جاتے ہیں وہ آج کو دیکھ کر نہیں بنائے جاتے۔وہ قوانین ایک دفعہ بن گئے ہیں اور جب تک وہ دوبارہ amend نہیں ہوتے تو وہ implement ہوتے ہیں تو خواتین کے بارے میں ایک سوچ شدت اختیار کرتی جا رہی ہے کہ یہ حکومت یا یہ پارٹی Anti Women Party ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس ترمیم کو accept کر کے حکومت کا اپنے اوپر ایک لگا ٹھپہ دھلنے میں یہ شاید ترمیم ان کی مدد کرے گی۔ باقی سپیکر کے لئے جو ہم پہلے دن سے fight کرتے ہیں، ہم تمام ترامیم میں آپ کے حقوق کی ترجمانی،آپ کے حقوق کی حفاظت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور وہ کوشش ہم جاری و ساری رکھیں گے۔ ہم بھی جانتے ہیں کہ یہ بہت مشکل بات ہے لیکن اس دنیا میں ناممکن کوئی بھی نہیں ہے اور۔۔۔

جناب سپیکر: آپ مجھے مشکلات میں نہ ڈالیں،آپ کی مہربانی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں سپیکر پنجاب اسمبلی کی بات کر رہی ہوں، میں رانا اقبال صاحب کی بات نہیں کر رہی اور سپیکر کی سیٹ پر میں پہلے بھی کہہ چکی ہوں کہ یہاں پر کوئی بھی آکر بیٹھ سکتا ہے۔یہاں پر جنرل ضیاء الحق بھی بیٹھا تھا لیکن اس کرسی پر بیٹھنے والے اور آج کی کرسی پر بیٹھنے والے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

آج جمہوریت ہے اور میرا یہ جمہوری حق ہے کہ میں خواہش کروں وہ خواہش وہاں سے پوری ہو یا نہ ہو یہ ان کا اختیار ہے لیکن مجھے میرے جمہوری حق سے withdraw کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا میں اگر یہ چاہوں کہ یہ کرسی بااختیار ہو، یہ کرسی کسی کے اشارے پر نہ چلے، یہ کرسی کسی کے اشارے کو follow نہ کرے تو یہ میرا جمہوری حق ہے۔ رہی بات خواتین کی تو ہم خواتین جس

segment of society کو represent کرتی ہیں ان کے حقوق کے لئے جدوجہد کرنا ہمارا اولین کام ہے جو ہم کر رہے ہیں اس لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ سنڈیکیٹ میں سارے جہاں کی بیوروکریسی کو بھر دیا ہے تو اس میں اس ایوان کے منتخب لوگوں کو بھی اس کا حصہ بنایا جائے۔ بہت افسوس ہوتا ہے ان باتوں پر اور بہت دل کڑھتا ہے کہ جب یہاں پر بیوروکریسی کے خلاف تحاریک استحقاق آ رہی ہوتی ہیں اور استحقاق کمیٹی میں جا کر ہمارے ہی منتخب نمائندے انہیں safeguard کرنے کی کوشش کر رہے ہوتے اور انہیں protect کرنے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں۔ اسی طرح discrimination کی انتہا یہ ہیں کہ ہم پنجاب اسمبلی کے premises ہیں ہم اس کے ممبرز ہیں اور یہ اسمبلی ہمارا گھر ہے اور سب سے پہلا حق اس اسمبلی پر ممبران کا ہے، چاہے وہ کوئی بھی ہوں لیکن ہمارے ساتھ یہ ہوتا ہے کہ ہمیں لاء اینڈ آرڈر کا کہہ دیا جاتا ہے اور کہا گیا ہے کہ ہم اپنی گاڑیوں کو دور دراز کہیں پارک کریں مگر افسوس کا مقام ہے کہ اسی بیوروکریسی، جو اس بل پر بھی چھائی ہوئی ہے، ان کی گاڑیاں جب اسمبلی in session ہو۔۔۔

جناب سپیکر: آپ amendment پر آئیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اسی پر بات کر رہی ہوں اور میں آپ کو بیوروکریسی جن کے نام اس بل میں ہیں، ان کے متعلق بتا رہی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ relevant ہو جائیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں relevant ہی ہو رہی ہوں اور میں کیوں چاہتی ہوں کہ سنڈیکیٹ میں اس ایوان کے ممبران بھی ہوں تو میں اس کی وجوہات آپ کو بتا رہی ہوں اور آپ سپیکر صاحب ہونے سے پہلے آپ اس ایوان کے ممبر بھی ہیں اور اگر ہم ممبران کو security threat سمجھا جاتا ہے کہ ممبر کی گاڑی اندر آئے گی تو بم باندھ کر آئے گی تو سیکرٹری اور ایڈیشنل سیکرٹریوں کی گاڑیاں اسمبلی premises کے اندر آتی ہیں۔ یہ اس اسمبلی۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ relevant بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ بیوروکریٹ اور معزز ممبران کا بھی پروٹوکول ہوتا ہے اور جب ہم اپنے ممبران کے پروٹوکول، ان کی privileges اور ان کے rights کو خود نہیں protect کریں گے تو یہاں پر کوئی بیوروکریٹ آ کر نہیں کہے گا کہ سپیکر صاحب! السلام علیکم،

کوئی آپ کو نہیں own کرے گا۔آج آپ گورنمنٹ میں ہیں تو کل آپ اپوزیشن میں آئیں گے تو ہم نے اپنے ممبران کے حقوق کے لئے خود fight کرنی ہے۔

جناب سپیکر: گورنمنٹ خود کرتی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں براہ راست گورنمنٹ سے مخاطب نہیں ہو سکتی اور میں نے آپ ہی کو زحمت دینی ہے۔آپ نے کہا کہ ایسا نہیں ہوتا تو کل شام یہاں پر ایک معزز وزیر ندیم کامران صاحب، میں اور ایک اور آپ کے ممبر موجود تھے۔جب یہاں اسمبلی کے اندر ڈی سی او لاہور تشریف لائے تو آپ یقین کریں کہ انہیں جو سلامی دی گئی اور جو ٹھاٹھ تھی تو میں ڈر گئی کہ شاید آپ باہر تشریف لا رہے ہیں لیکن مجھے بعد میں پتا چلا کہ ڈی سی او لاہور کی سواری جا رہی ہے۔بیوروکریسی کا یہ حال ہے اور ہم اس بیوروکریسی کو ایوان کے منتخب نمائندوں پر prefer کرتے ہیں جو کہ میں سمجھتی ہوں کہ justified نہیں ہے۔میں اپنی اس ترمیم کے حوالے سے لاء منسٹر صاحب سے request کروں گی کہ خدارا!اس ایوان کی supremacy اور اس ایوان کا تقدس اس ایوان کے ممبران کے ساتھ ہے تو please وہ ہماری اس ترمیم کو accept کریں اور ممبران کے ساتھ ہونے والی discrimination کو بند کریں۔شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔جناب سپیکر!میں conclude کرتے ہوئے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میری بہن کا لب لباب اور مقصد یہ ہے کہ خواتین کو بھی representation دینی چاہئے اور اس ترمیم میں ہم نے خواتین کی representation کا کہا ہے کہ عورتوں کو بھی سنڈیکیٹ کی کمیٹی کی میٹنگ میں ہونا چاہئے اور خواتین کو نمائندگی دینی چاہئے۔شکریہ

جناب سپیکر: جی،رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!یہ جو amendment پیش ہوئی ہے اور اس میں محرک نے جو speech کی ہے وہ amendment کے entirely against کی ہے۔سپیکر کا مکمل اختیار ہے اور اس کی complete discretion ہے کہ وہ سنڈیکیٹ میں اس House سے تین ممبران کو مقرر کرے۔اس amendment کے ذریعے سپیکر کے اختیار کو یہ مشروط بنانا چاہتے ہیں اور

آگے ایک شرط یہ بھی رکھنا چاہتے ہیں کہ ان میں سے ایک خاتون ہو۔تین خواتین کیوں نہیں ہو سکتیں، دو کیوں نہیں ہو سکتیں ؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!دوسری بات یہ ہے کہ جب سپیکر کی یہ صوابدید ہے کہ وہ جن تین ممبران کو مناسب سمجھے ان کو سنڈیکیٹ کا ممبر بنائے۔مثال کے طور پر جو Women Universities ہیں وہاں پر ایک سے زیادہ خواتین بھی اس کی ممبر ہو سکتی ہیں۔اس اختیار کے تحت سپیکر پر کوئی قدغن نہیں ہے بلکہ سپیکر کو مکمل صوابدید حاصل ہے۔یہ amendment جو دونوں طرف سے یعنی خواتین کی نمائندگی کو بھی محدود کرتی ہے اور سپیکر کی صوابدید کو بھی محدود کرتی ہے لہذا اسے rule out کیا جائے۔

جناب سپیکر:بہت مہربانی۔اپوزیشن کا بھی شکریہ اور ان کا بھی شکریہ

The amendment moved and the question is:

"That in Clause 19 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-Clause (1), for Para (n), the following be substituted:-

"(n) three members of the Provincial Assembly of the Punjab, of which one shall be a woman member to be nominated by the Speaker in consultation with the Leader of the Opposition;"

(The motion was lost.)

جناب سپیکر:چودھری ظہیر الدین صاحب!Second amendment move کریں۔

چودھری ظہیر الدین خان:جناب سپیکر!ہم تمام amendments withdraw کرتے ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر:باقی amendments withdraw کر لی گئیں۔شکریہ

کورم کی نشاندہی

چودھری ظہیر الدین خان:جناب سپیکر!اپوزیشن کی طرف سے ہمیشہ اچھے کاموں پر تعاون ہوتا ہے اور آپ یہ بات بھی note فرمائیں کہ کورم پورا نہ ہونے کے باوجود بھی ہم legislation کروا رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں محترم چودھری صاحب سے گزارش کروں گا کہ کورم پورا ہے اور ممبران گیلری میں بیٹھے ہیں۔جب یہ چاہیں ان کو چیک کر لیں۔

چودھری ظہیر الدین خان:جناب سپیکر!ممبر وہی countہوتا ہے جو Houseمیں موجود ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب نے کورم کی نشاندہی کر دی۔ Now, it has come to my knowledge and this is my duty ابھی یہ question put نہیں ہوا ہے اور انہوں نے کورم point outکر دیا ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر!نہیں کیا ہے۔ میں نے یہ عرض کیا تھا آج ہمارے اس gestureکو بھی ریکارڈ کیا جائے کہ کورم پورا نہ ہونے کے باوجود ہم legislationکروا رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!کورم پورا ہے members are sitting in Gallery, they are listening the proceeding of the House ہم legislation without quorum نہیں کریں گے۔اگر کورم نہیں ہے تو آج ہی ہم یہ بل کل کے لئے adjournکراتے ہیں۔

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب سپیکر: کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر دوبارہ گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

مسودہ قانون غازی یونیورسٹی،ڈیرہ غازی خان مصدرہ 2011

(۔۔۔جاری)

MR SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 23 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 26

MR SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 26 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 27

MR SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 27 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 28

MR SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 28 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 29

MR SPEAKER: Now, Clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That unanimously Clause 29 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE 30

MR SPEAKER: Now, Clause 30 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 30 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 31

MR SPEAKER: Now, Clause 31of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 31 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 32

MR SPEAKER: Now, Clause 32 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 32 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 33

MR SPEAKER: Now, Clause 33 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 33 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 34

MR SPEAKER: Now, Clause 34 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 34 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 35

MR SPEAKER: Now, Clause 35 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 35 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 36

MR SPEAKER: Now, Clause 36 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 36 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 37

MR SPEAKER: Now, Clause 37 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 37 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 38

MR SPEAKER: Now, Clause 38 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 38 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, be passed."

The motion moved and the question is

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

بحث

امن عامہ پر بحث

جناب سپیکر: جی،اب ہم امن عامہ پر بحث کا آغاز کرتے ہیں اور بحث کا آغاز وزیر قانون کی تقریر سے ہو گا۔جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!میں اس سے پہلے اس Billکے پاس ہونے پر نہ صرف اس معزز ایوان کے تمام معزز ممبران کو اور بالخصوص جن کا تعلق جنوبی پنجاب اور ڈیرہ غازی خان سے ہے انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں اور خاص طور پر ہمارے ہاؤس کے سینئر ترین

ممبر سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ نے اس یونیورسٹی کے قیام کے لئے خصوصی کوششیں ہیں تو میں ان کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر صنعت(سردار دوست محمد خان کھوسہ):جناب سپیکر!آپ کی اجازت سے میں رانا صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے آپ کے توسط سے تمام ممبران پنجاب اسمبلی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے علاقہ میں جو کہ پنجاب کا واحد ڈویژن ہے جہاں پر یونیورسٹی نہ تھی۔اس یونیورسٹی کے قیام کے لئے انہوں نے جو اپنا وقت دیا ہے،اپنی آراء دی ہیں اور اپنی کوششیں کی ہیں میں ان کا تہہ دل سے ڈیرہ غازی ڈویژن کی عوام کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر:شکریہ۔

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میاں محمد نواز شریف صاحب نے کراچی میں تقریر کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ اگر مجھے دوبارہ موقع ملا تو ہم انشاء اللہ فوجی عدالتیں بنائیں گے۔

(اس مرحلہ پر مسلم لیگ(ق)اور پیپلز پارٹی کی معزز خواتین ممبران کی طرف سے "شیم،شیم"کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر!میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ موجودہ عدلیہ پر عدم اعتماد ہے یا اسٹیبلشمنٹ کے ساتھ محبت کا اظہار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت(رانا محمد ارشد):پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!یہ کیا طریقہ ہے؟میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں اور یہ اپنی سیٹ پر کھڑے ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر:آپ بولیں تو سہی۔

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!آپ مجھے بات کر لینے دیں۔

جناب سپیکر:آپ بولیں!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! گزارش ہے کہ یہ جو میاں صاحب کی statement ہے ان کے [******] کیا ہم نے ماضی سے کچھ سبق سیکھا ہے، کیا اس وقت جب فوجی عدالتیں بنائی گئیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

آج کراچی میں، وہ کہتے ہیں کہ ہم یہاں فوجی عدالتیں لگائیں گے۔ میاں محمد نواز شریف صاحب نے ماضی کے اندر جو وہاں پر ظلم کیا گیا میں چیف جسٹس افتخار محمد چودھری سے یہ گزارش کروں گا کہ انہوں نے چیف جسٹس کی contempt کی ہے۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ فی الفور افتخار محمد چودھری۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب والا! مجھے بھی بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: آپ بعد میں جواب دینا۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! وہ اس کا نوٹس لیں اور میاں محمد نواز شریف صاحب سے پوچھیں کہ ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ ہم عدلیہ کی بحالی کے لئے لانگ مارچ کرتے ہیں، میاں محمد نواز شریف نے یہ اتنا بڑا تماشا بنایا ہے۔ میاں محمد نواز شریف کو یہ یاد نہیں ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ کراچی میں فوجی عدالتیں لگائیں گے یہاں پر پنجاب کے اندر جو آج کل حالات ہیں، پنجاب کے اندر ڈاکے پڑ رہے ہیں، پنجاب کے اندر چوریاں ہو رہی ہیں، کیا آپ یہاں پر بھی فوجی عدالتیں لگائیں گے؟ جہاں تک فوجی عدالتیں لگانے والی بات ہے اس پر میاں محمد نواز شریف کو پوری قوم سے معافی مانگنی چاہئے اور میاں نواز شریف صاحب کو اپنے اس رویہ پر۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز خاتون ممبر حزب اقتدار محترمہ انجم صفدر نے "گو زرداری گو" کی نعرہ بازی کی)

جناب سپیکر: اب آپ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کرنا چاہتے ہیں یا نہیں؟ تمام غیر پارلیمانی الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں ان تمام باتوں کا نوٹس لے رہا ہوں۔I will not allow to any body. بڑی مہربانی تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: فرمائیں۔آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ویسے تو آج لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لئے ہم نے یہ وقت مختص کیا تھا۔۔۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: مختص کیا نہیں تھا بلکہ آج کے لئے مختص ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اور ہم اس کے لئے موجود ہیں لیکن بسراء صاحب نے ایک ایسی بات کو یہاں پر شروع کیا جو میں سمجھتا ہوں کہ خواہ مخواہ ماحول کو خراب کرنے والی بات ہے۔

جناب سپیکر: انشاء اللہ بہتر ہو گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اگر انہوں نے یہ بات کی ہے تو میں ان کی خدمت میں یہ عرض کر دوں کہ کراچی اس وقت کس کے کنٹرول میں ہے ؟یعنی ہمیں ground realities کا احساس ہونا چاہئے۔ ہمیں صرف اور صرف point scoring کی طرف نہیں جانا چاہئے۔اس وقت بھی کراچی جو ہے وہ رینجرز کے کنٹرول میں ہے اور رینجرز کو ایک فوج کا General head serving کر رہا ہے ۔ اگر امن و امان کی، ایمرجنسی کی صورتحال میں آئین اس بات کی گنجائش دیتا ہے کہ سول ایڈمنسٹریشن اور democratic setup کے تحت فوج ملک کی civil authorities کی مدد کر سکتی ہے تو اسی گنجائش کا ذکر میاں محمد نواز شریف نے کیا کہ اگر ملک میں ایسے حالات ہوں کہ Judges open court میں فیصلے نہ کر سکیں۔ججوں کو ٹیلی فون کر کے ملزمان کی طرف سے یہ کہا جائے کہ آج اگر شام تک آپ نے اس کیس میں ملزم کو بری نہ کیا تو آپ کے بچے جو فلاں سکول میں پڑھتے ہیں اتنے بجے فلاں نمبر کی گاڑی میں وہ جاتے ہیں اور اتنے بجے واپس آتے ہیں اور ایسی مثالیں موجود ہوں اور on record ہوں کہ اس جج نے ایسے ملزم کو جس کو پہلے ایک کیس میں اسے موقع واردات سے گرفتار ہونے کے بعد ناجائز اسلحہ برآمد ہونے کی وجہ سے دس سال قید سنائی ہو وہ جج رات نو بجے تک بیٹھ کر فیصلہ لکھے اور اس ملزم کو بری کر کے گھر جائے۔ جب ایسی مثالیں ہوں تو دنیا میں بھی ایسی مثالیں موجود ہیں faceless courts کی مثالیں موجود ہیں۔اس کا ذکر میاں محمد نواز شریف نے کیا کہ ہمیں آئین

میں گنجائش پیدا کر کے ججوں کو قتل کرنے والوں کو، گواہوں کو، قتل کرنے والوں کو، مدعیوں کو قتل کرنے والوں کو ان سے لوگوں کے جان و مال اور شریف لوگوں کو اور پاکستانی شہریوں کو بچانے کے لئے civil set up میں، جمہوری set up میں کسی حد تک بھی جانا پڑا تو ہم ان دہشت گردوں کے خلاف جائیں گے۔ جو انہوں نے بات کی اس بات کے ساتھ جڑی ہوئی انہوں نے یہ بات کی کہ سول گورنمنٹ۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جمہوری set up میں فوجی عدالتیں نہیں ہوتیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): سوال گورنمنٹ اور جمہوری set up کے تحت۔۔۔

جناب سپیکر: جب آپ بول رہے تھے تو وہ بولے تھے؟ بسراء صاحب! دیکھیں یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ This is not good. جب آپ بول رہے تھے تو وہ آپ کے سامنے بولے تھے؟ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! اتنی غیر جمہوری وکالت؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جمہوری setup میں ریجنرز کے قبضے میں بھی شہر دینے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ جمہوری setup میں سپریم کورٹ اگر ایک شہر کی جا کر cognizance لے۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): آپ کے منہ سے سپریم کورٹ کی باتیں اچھی نہیں لگتیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ کیا طریقہ ہے؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): چھوڑ دیں اب سپریم کورٹ کی باتیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): یہ کیا طریقہ ہے؟ یعنی ان میں بات سننے کا حوصلہ نہیں ہے۔

(اذان عصر)

جناب سپیکر: اذان ہو رہی ہے خاموشی اختیار کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہم میاں محمد نواز شریف لوگوں کو امن دینے کے اس جذبے کے ساتھ ہیں۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):جناب والا!آپ نے مجھے بھی ٹائم دینا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):اور اس کوappreciate کرتے ہیں۔ رہی بات آئین کی گنجائش کیwith family corruption کرنے کی کس آئین میں گنجائش ہے، حاجیوں کو لوٹنے کی کس آئین میں گنجائش ہے۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جس کے تالع آپ لوٹ رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): ریلوے کو لوٹنے کی کس آئین میں گنجائش ہے[****]

جناب سپیکر: راناصاحب! مہربانی کریں۔

(پیپلز پارٹی کی معزز خواتین ممبران کی جانب سے "شیم، شیم" کی نعرہ بازی)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):اور وہ جو سوئی گیس کا آوارہ تھا اس کو لانے کی کہاں سے گنجائش ہے۔؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):چور مچائے شور

جناب سپیکر: امن عامہ پر بات کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):آئین میں جو کچھ کیا جائے گا وہ آئین کے تحت کیا جائے گا۔آئین میں گنجائش پیدا کر کے کیا جائے گا[********]

جناب سپیکر: مہربانی۔یہ الفاظ حذف کئے جاتے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے الفاظ حذف کر دیئے ہیں۔اگر آپ کہیں گے تو پھر آپ کے بھی کرنا پڑیں گے۔ایسا نہ کریں۔مہربانی۔(قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔No please, no please اب ہم امن عامہ پر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): مجھے بھی ٹائم دیں۔

جناب سپیکر: آپ فکر نہ کریں میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد):جناب سپیکر!۔۔۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: حضرت !آپ تشریف رکھیں۔حضرت تشریف رکھیں، بڑی مہربانی۔All !Be wise! of you. بڑی مہربانی۔آپ دونوں اچھا نہیں کر رہے۔دونوں طرف سے اچھا نہیں ہو رہا۔آپ تشریف رکھیں،آرڈر پلیز ورنہ میں adjourn کرنے لگا ہوں۔پہلے پرویز رفیق صاحب بات کریں گے۔

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: انہوں نے بات کی ہے ہمیں بھی کرنے دیں۔

جناب سپیکر: آپ نے بھی کم نہیں کی ہیں۔آپ مہربانی کریں۔

محترمہ انجم صفدر: جمہوریت جمہوریت کہنے والے پورا ملک کھا گئے ہیں۔پہلے بجلی دو پھر بات کرو۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ محلے کی لڑائی تو بند کرائیں۔

جناب سپیکر: آپ کس point پر بول رہے ہیں،؟آپ کیا کر رہے ہیں ؟آرڈر پلیز، آرڈر پلیز، Order in the House, order in the House نہ کوئی ادھر سے بولے گا نہ ادھر سے۔آپ کی مہربانی۔

محترمہ انجم صفدر: چھج تے بولے چھانن کیوں بولے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کیا کر رہی ہیں۔جانے دیں۔بڑی مہربانی۔

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
بی بی ہم شرمندہ ہیں تیرے قاتل زندہ ہیں، کی نعرہ بازی)

آرڈر پلیز، آرڈر پلیز، جی، پرویز رفیق صاحب!

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے ایک بات کر لینے دیں، میں آپ دونوں طرف والوں سے کہہ رہا ہوں کہ مہربانی کر کے ایک دوسرے کی قیادت پر ذرا مہربانی کریں۔آپ نے یہ خود فیصلہ کیا ہے اور مجھے آپ پر افسوس ہو رہا ہے کہ آپ نے آکر ایک ایسی بات چھیڑ دی ہے۔ایسی باتیں نہ کیا کریں، بڑی مہربانی۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں معزز ایوان اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا، میں آج پورے پاکستان کی مذہبی اقلیتوں اور بالخصوص صوبہ پنجاب کی مذہبی اقلیتوں کی طرف سے، سول سوسائٹی کی طرف سے، انسانی حقوق کی جماعتوں کی طرف سے شہید انسانیت گورنر سلمان تاثیر کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: بھائی! پہلے دعا ہو گئی ہے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں اقلیتوں کی طرف سے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اقلیتوں کی طرف سے بھی۔

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: جناب سپیکر! یہ کیا بات کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ بیٹھیں، ان کو بات کرنے دیں۔انہوں نے مجھ سے ٹائم لیا ہے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں گورنر سلمان تاثیر شہید کی سیاسی خدمات، جمہوریت۔۔۔

جناب سپیکر: سلام پیش ہو گیا۔اب بس کریں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں، میرے اپنے جذبات ہیں اور وہ میں اس معزز ایوان میں بیان کرنا چاہتا ہوں، وہ اس صوبے کے آئینی سربراہ تھے، وہ اس معزز ایوان کے ممبر رہے ہیں، یہ میرا حق ہے اور میرا استحقاق ہے۔میں ان کی خدمات کو سراہتا ہوں اور ان کے بیٹے شہباز تاثیر کی بازیابی کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ بات بھی ہو گئی ہے۔بڑی مہربانی، اب آپ بس کریں۔

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔آپ کی مہربانی،

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: یہ بھٹو کا نام لیتے ہیں لیکن نصرت بھٹو کی پیروی کیوں نہیں کرتے۔یہ ان کے ساتھ ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز Order in the House

سردار اطہر حسن خان گورچانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، گورچانی صاحب!

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔میں آپ سے request کرنا چاہتا تھا کہ جس طرح پچھلے دنوں میاں محمد نواز شریف صاحب کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے out of turn قرارداد پیش کی گئی تھی میں نے بھی وزیراعظم یوسف رضا گیلانی صاحب کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ایک قرارداد جمع کرائی ہے چونکہ کل انہوں نے قومی اسمبلی میں صوبہ جنوبی پنجاب کی واضح حمایت کا

اعلان کیا ہے۔میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ میری اس قرار داد کو بھی out of turn لانے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر:ایسے out of turn نہیں آئے گی،اس کا ایک طریق کار ہوتا ہے۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی:وہ طریق کار ہمیں بھی بتادیں۔

جناب سپیکر:اس کے لئے کمیٹی فیصلہ کرتی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:آپ House سے رائے لے لیں۔

جناب سپیکر:وہ میرے پاس آئے گی تو دیکھوں گا اور اس کے بعد بات کریں گے۔بسراء صاحب!آپ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کرنا چاہتے ہیں یا نہیں ؟بسراء صاحب!میں آپ کو بلا رہا ہوں اور آپ ادھر ہاتھ کر رہے ہیں۔

چودھری ظہیر الدین خان:جناب سپیکر!بحث شروع کروائیں۔

جناب سپیکر:امن عامہ پر بحث کا آغاز راناثناء اللہ صاحب پہلے کر چکے ہیں۔جو صاحبان اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام لکھوادیں۔آرڈر پلیز،بس کریں،اب بہت ہو گئی ہے،بڑی مہربانی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):شکریہ۔جناب سپیکر!امن وامان پر بحث کے لئے آج قانون سازی کے بعد کا وقت مقرر ہوا تھا،اس میں جو بنیادی facts and figures ہیں میں وہ اس معزز ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر:facts and figures سنیں اور لکھیں۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر اسد اشرف کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین:جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب چیئرمین!میں صرف بنیادی facts and figures اس معزز ایوان کے معزز ممبران کے سامنے رکھوں گا تاکہ وہ ان پر اپنا اظہار خیال کر سکیں اور ایسی بحث فرما سکیں جس سے حکومت امن وامان کی صورتحال کو مزید بہتر بنانے کے لئے رہنمائی حاصل کر سکے۔ملک میں بے روزگاری جو کہ energy crisis کی وجہ سے ہے،جب ملک میں نئی فیکٹریاں اور کارخانے نہیں لگ رہے بلکہ جو کارخانے پہلے سے لگے ہوئے ہیں وہاں کے مزدور بھی بے روزگار ہو رہے ہیں،میرے بھائی چودھری ظہیر الدین صاحب جن کا تعلق فیصل آباد سے ہے جانتے ہیں کہ ایک

محتاط اندازے کے مطابق چار لاکھ مزدور صرف فیصل آباد میں بے روزگار ہوئے ہیں-یہ چیز crimeاور خاص طور پر street crimes کو add کرتی ہے-اس وجہ سے اس میں اضافہ ہوتا ہے،اس صورتحال کے پیش نظر پچھلے سالوں کے اور اس سال کے جو facts and figures ہیں ان میں دو چار فیصد آگے پیچھے ضرور ہے لیکن ان میں کوئی واضح فرق نہیں ہے کہ اس معزز House کے معزز ممبران اس پہلو کو پیش نظر رکھیں۔ پچھلے دو سال میں جتنا بے روزگاری میں اضافہ ہوا ہے، جتنا دہشت گردی میں اضافہ ہوا ہے اس اضافے کے باوجود اس figure کو out of control نہ ہونے دینے میں ہماری law Enforcing Agencies کا بڑا کردار ہے جس میں major Agency پولیس ہے۔اس کے ساتھ Prosecution، عدلیہ اور Intelligence کے ادارے ہیں اور ان سب کا ایک major role ہے۔

جناب چیئرمین: ایوان کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! سال 2011 کے دوران قتل کے 6208 مقدمات درج ہوئے جبکہ پچھلے سال یہ figure اس کے قریب قریب یعنی 5787 تھا۔ سال 2011 میں 6208 درج مقدمات میں سے 4331 مقدمات کی تفتیش مکمل کرنے کے بعد چالان عدالتوں میں پیش کر دیئے گئے۔اسی طرح اغواء برائے تاوان کے 204 مقدمات درج ہوئے جبکہ پچھلے سال کا figure پونے دو سو کے قریب یعنی 167 ہے۔ان تمام مقدمات کا چالان مکمل کر کے عدالتوں میں پیش کر دیا گیا ہے۔ان مقدمات میں ملزمان کے بری ہونے کی وجوہات میں 52 فیصد انحراف ہے یعنی جب معنوی برآمد ہو جاتا ہے تو ہمارا خاندانی اور برادری سسٹم اس طرح کا ہے کہ لوگ جا کر منت سماجت کر کے معافی لے لیتے ہیں اور اس کے نتیجے میں گواہ منحرف ہو جاتے ہیں۔اسی طرح 2011 کے دوران ڈکیتی اور راہزنی کے 22452 مقدمات درج ہوئے جبکہ پچھلے سال یہ تعداد 18 ہزار تھی۔ان مقدمات کے بھی چالان مکمل کر کے عدالتوں میں پیش کر دیئے گئے۔ سال 2011 میں درج شدہ ڈکیتی اور راہزنی کے 22452 مقدمات میں سے 9968 مقدمات کے چالان عدالت میں سماعت کے لئے پیش کئے جا چکے ہیں۔اسی طرح سے جو خطرناک گروہ ہیں، سال 2011 میں gangs 2436 میں شامل 8553 اشتہاری و مفرور ملزمان کو گرفتار کیا گیا اور ان میں کوئی عدالتی مفرور نہیں ہے۔یہ چھوٹے cases میں مفرور نہیں بلکہ یہ تمام لوگ ڈکیتی، قتل اور ریپ کے cases میں مفرور تھے۔ڈکیتی اور چوری کی جو وارداتیں ہوئیں ان میں سے 15311 مقدمات کو workout کیا گیا اور ان مقدمات میں 1587

million روپے کی recovery ہوئی ہے یعنی ایک ارب اور تقریباً58 کروڑ روپے کا سامان برآمد کر کے لوگوں کے حوالے کیا گیا۔ سال 2011 میں پولیس مقابلے کے 196 مقدمات درج ہوئے۔ یہ ایک general perception بنا دیا گیا ہے کہ شاید encounters جعلی ہوتے ہیں لیکن ان پولیس مقابلوں میں 26 پولیس ملازمین نے جام شہادت نوش کیا۔ پولیس کے جوانوں نے ان encounters میں criminal لوگوں کو گرفتار کرنے کی کوشش میں جام شہادت نوش کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان شہداء کو بھی خراج عقیدت پیش کرنا چاہئے جنہوں نے اپنا آج ہمارے بہتر کل کے لئے قربان کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے لواحقین کے لئے بھی اس معزز House کو ہمدردی کے چند الفاظ کہنے چاہئیں تاکہ ایسے لوگوں کی حوصلہ افزائی ہو سکے۔ ان پولیس مقابلوں میں 96 ملازمین زخمی ہوئے ہیں اور زخمی بھی ایسے کہ وہ معذوری کی حالت میں چلے گئے ہیں جبکہ ان پولیس مقابلوں میں 117 ملزمان ہلاک ہوئے اور 248 کو گرفتار کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک اور پہلو اس معزز ایوان کے سامنے رکھنا چاہوں گا۔ یہ درست ہے کہ جیسا معاشرہ ہوتا ہے اسی طرح سے اس معاشرے کو مختلف wings reflect کرتے ہیں۔ اگر ایک معاشرہ highly qualified and high profiled ہو گا تو اس کے سیاست دان، ڈاکٹر، وکیل، پولیس ملازمین اور دوسرے محکموں کے ملازمین میں بھی یہ چیز reflect ہو گی۔ اگر میں یہ کہوں کہ ہمارے اداروں میں کرپشن موجود ہے تو یہ کوئی ایسی بات نہیں ہو گی کہ جس کی تردید کی جا سکے۔ یہ کرپشن محکمہ پولیس اور اس کے ساتھ ساتھ دوسرے محکموں میں بھی موجود ہے لیکن جوابدہی اور سزا کا جو عمل محکمہ پولیس میں موجود ہے وہ کسی اور جگہ نہیں ہے۔ میں ان facts and figures کی بنیاد پر یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ جوابدہی اور سزا کا ایسا عمل کسی اور محکمے میں موجود نہیں ہے۔ اس وقت پولیس کی کل نفری ایک لاکھ ستر یا اسی ہزار کے قریب ہے۔ ان میں سے 3015 لوگوں کو 2011 میں کرپشن، نااہلی اور غفلت کی بنیاد پر dismiss from service کیا گیا۔ میں یہ بات دعوے سے بلا خوف و تردید کہنے کو تیار ہوں کہ تعلیم اور صحت کے محکموں کے ملازمین کی کل تعداد ایک لاکھ ستر اسی ہزار سے زیادہ ہے لیکن کسی بھی محکمے میں dismiss from service کی یہ figure نہیں ہو گی۔ اسی طرح سے reduction in rank بھی ایک major punishment ہے۔ محکمہ پولیس میں 503 لوگوں کو یہ سزا دی گئی ہے۔ اسی طرح سے جو forfeiture of service ہے جس سے ترقی کا عمل رُک جاتا ہے، increments ختم ہو جاتی ہیں اور ان کا pay package reduce ہو جاتا ہے اس

کے تحت محکمہ پولیس میں6742لوگوں کو سزادی گئی ہے تو یہ facts and figures خود اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اس محکمے میں جوابدہی کا ایک واضح سسٹم موجود ہے، accountability ہو رہی ہے اور حکومت اس کو مزید بہتر کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں اب آخری facts and figures آپ کے سامنے رکھنے چاہوں گا۔ مرکز میں جو کچھ ہو رہا ہے، دوسرے صوبوں میں جو کچھ ہو رہا ہے، وہاں پر ایسی ایسی بے ضابطگی اور کرپشن ہو رہی ہے کہ جس کی مثال کبھی کسی نے سنی نہیں ہو گی۔ جس طرح سے اداروں کو تباہ کیا جا رہا ہے اور اللہ تللے شروع کئے گئے اب ان کو balance کرنے کے لئے ہمارے حزب اختلاف کے بھائیوں کے اوپر بڑا pressure ہوتا ہے۔ ان کو کہا جاتا ہے کہ آپ یہ شور مچاتے رہیں کہ جی پنجاب تباہ ہو گیا، پنجاب میں law and order کی صورتحال بڑی خراب ہے، پنجاب میں ڈکیتیاں اور قتل بڑے ہو رہے ہیں۔ میں نے کچھ facts and figures نکلوائے ہیں جو کہ حکومت پاکستان، وزارت داخلہ کے ایک ادارے National Crisis Management Cell کی طرف سے جاری کئے گئے ہیں یعنی یہ figures حکومت پاکستان، وزارت داخلہ کے ہیں اور رحمٰن ملک صاحب اس کے انچارج ہیں۔ انہوں نے ایک standard بنایا ہوا ہے، وہ standard پنجاب حکومت کا دیا ہوا نہیں اور یہ انہوں نے ہماری مشاورت سے طے نہیں کیا بلکہ انہوں نے اپنے طور پر heinous offence کا ایک standard بنایا ہے، اس standard کے اوپر جو واقعات آتے ان کو وہ اس crisis cell میں نوٹ کرتے ہیں اور اس کے بعد اس کی monitoring کرتے ہیں۔ اس cell نے 2011 میں جو کل واقعات نوٹ کئے ان کی تعداد 9568 ہے۔ ان میں ڈکیتی، قتل اور kidnapping for ransom یعنی sensational قسم کے cases شامل ہیں جو کہ پورے معاشرے میں دہشت پھیلا دیں۔ اس کا انہوں نے ایک standard بنایا ہوا ہے تو اس پر جو cases پورے اُترتے ہیں ان کی تعداد پورے ملک میں 9568 ہے۔ ان میں سے صوبہ پنجاب کے صرف 579 مقدمات ہیں۔ پنجاب کی آبادی ستاون فیصد ہے اور ان crimes میں اس کی ratio 6.05 percent ہے۔

جناب چیئرمین: آپ heinous crimes کی بات کر رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جی، میں heinous crimes کی بات کر رہا ہوں۔ یہ heinous crimes کے figures وزارت داخلہ نے collect کئے ہیں۔ یہ پنجاب گورنمنٹ کے نہیں ہیں۔ پنجاب کی آبادی 57 فیصد ہے اور heinous crime میں اس کا حصہ 6.05 فیصد ہے اور

میرے بھائی سندھ کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہاں پر دودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہیں اور ان کو کوئی اور چیز وہاں پر نظر نہیں آتی، وہاں پر اس کا حصہ 3292 ہے جو 34.41 فیصد بنتا ہے۔ اسی طرح خیبر پختونخواہ کا 3691 figure ہے جو 38.58 فیصد بنتا ہے اور اسی طرح بلوچستان کا 2006 figure ہے جو 20.97 فیصد بنتا ہے اور یہ 9568 total figure ہے جو heinous crime اس ملک میں ہوا۔ اس document کی بنیاد پر اگر اب ہم یہ claim کریں کہ پنجاب کی Law Enforcing Agencies پورے ملک کے rest of the Law Enforcing Agencies سے بہتر کام کر رہی ہیں اور بہتر کوشش ہو رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس facts and figures کو اس لئے نہیں جھٹلایا جا سکتا ہے کہ یہ ان کے مرتب کردہ ہیں اس میں پنجاب حکومت کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ میں یہ بات بھی on record لانی چاہوں گا کہ اس مرتبہ محرم میں جس قسم کے fool proof انتظامات کئے گئے اور دہشت گردی کے حوالے سے جتنا موثر کام پنجاب کی Law Enforcing Agencies جس میں پولیس، سپیشل برانچ اور سی ٹی ڈی نے کیا ہے کہ اللہ کے فضل اور مہربانی سے پنجاب میں ڈیرہ غازی خان میں، دہشت گردی کا جو واقعہ ہوا تھا اُس کے بعد کوئی دوسرا واقعہ نہیں ہوا اور آپ کے علم میں ہے کہ ڈیرہ غازی خان کے واقعہ کے ملزمان کو موقع سے پکڑ لیا گیا تھا اُن کی interrogation کے بعد متعلقہ اداروں نے اتنی بھرپور کوشش کی اور اُن networks کو unfold کر کے اُن کو گرفتار کیا اور گرفتار کرنے کے بعد death work کو اس طرح سے break کیا کہ اب تک اللہ کے فضل سے صوبہ پنجاب محفوظ ہے۔ ان facts and figures کی بنیاد پر میں یہ بات دعوے سے کہتا ہوں کہ پنجاب حکومت لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو بہتر کرنے کے لئے بھرپور کوشش کر رہی ہے۔ باقی اس معزز ایوان کے معزز ممبران آج اور اگر آپ کل کے لئے بھی ٹائم رکھنا چاہیں تو ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں کیونکہ آج legislation کا کام مکمل ہو گیا ہے اس لئے کل بھی اس پر بحث کریں اور یہ جو تجاویز دیں گے ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان کو نوٹ کریں گے اور اس معزز ایوان کی تجاویز کی روشنی میں ہم اپنی کارکردگی کو مزید بہتر بنانے کی کوشش کریں گے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، چودھری ظہیر الدین خان صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب چیئرمین! شکریہ۔ آج نہایت ہی اہم موضوع پر بحث رکھی گئی ہے اور میں مشکور ہوں اور بڑا اچھا محسوس کر رہا ہوں کہ وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ اگر ضرورت محسوس ہوئی تو ہم اس بحث کو extend کر کے کل تک لے جائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی

ضرورت ہے تو آپ وزیر قانون کی تجویز کو اپنے حکم کے طور پر صادر فرماد یجئے گا کہ یہ بحث کل بھی ہو گی اور ہمارے معزز ممبران اس پر کل بھی بولیں گے۔

جناب والا!لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کے بارے میں جیسا کہ راناثناء اللہ صاحب نے ارشاد فرمایا، اس سے تو بالکل ایسے لگ رہا ہے کہ اس صوبہ پنجاب کے اندر راوی چین ہی چین لکھتا ہے لیکن صورتحال اس سے تھوڑی سی برعکس ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ دنیا کے اندر یہ روایت رہی ہے کہ جب بھی کوئی جمہوری حکومتیں بنی ہیں یا اُس سے پہلے بھی جب کبھی خلیفہ یا بادشاہ بھی ہوتا تھا، جب کوئی چارج لیتا تھا تو آپ اُن کا Order of the day پڑھ لیں جو کہ available ہیں، وہ شروع ہی یہاں سے کرتے ہیں کہ جب میں نے چارج لیا ہے، آج کے بعد میری رعایا کی جان، مال اور عزت محفوظ ہو گی اور میں اُس کا ذمہ دار ہوں گا۔ ہم چونکہ صوبہ پنجاب کے نمائندے ہیں اور ہمارے پاس صوبہ پنجاب کے حوالے سے بات کرنے کا mandate ہے اس لئے ہم صرف صوبہ پنجاب تک اپنی بات کو محدود رکھیں گے لیکن میں اس کو comparison میں نہیں لے کر جانا چاہتا۔ وزیر قانون صاحب نے کچھ رپورٹیں، کچھ تجزیئے اور کچھ اعداد و شمار اس ایوان میں پیش کئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ جس کے پیچھے کوئی authenticity ہوتی ہے یا کوئی printed material آتا ہے تو اُس کو مانا جانا چاہئے لیکن میرے پاس بھی کچھ ایسی reports ہیں جن کو میں اپنی معروضات میں پیش کروں گا۔ میں اس سے پہلے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب آپ overall دیکھیں کہ ہم جس صوبہ میں بستے ہیں اس میں لاء اینڈ آرڈر کی وجہ سے لوگوں کا life style change ہو گیا ہے۔ شام کے وقت باہر جانا یا اپنی valuables لے کر نکلنا متروک ہو چکا ہے۔ اپنے علاقے کے اندر اور اپنے علاقے کی پولیس کے اوپر لوگوں کا اعتماد اُٹھ چکا ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ پولیس کے اندر بھی اعتماد نہیں رہا۔ میں راناثناء اللہ صاحب کی ایک بات کا حصہ بننا چاہتا ہوں اور میں اُن شہداء کو appreciate کرتا ہوں جن پولیس افسران اور اہلکاران نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا وہ یقیناً قابل صد ستائش ہیں اور ہماری طرف سے بھی اُن کے لئے خراج عقیدت ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ ہر شعبہ ہائے زندگی کا، خواہ وہ سیاستدان ہو، خواہ وہ پولیس ہو، خواہ وہ ڈاکٹر ہو، خواہ وہ انجینئر ہو، اُس کے دو رُخ ہوتے ہیں، ایک ان شہداء کا رُخ ہے اور ایک اُن دوسرے لوگوں کا رُخ ہے جو اپنی ڈیوٹی کو صحیح طریقے سے perform نہیں کرتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پولیس میں encounter کرنے کے لئے وہ confidence رہا جو آج سے پہلے تھا۔ جیسے پہلے کہا جاتا تھا کہ پولیس کانسٹیبل نے جو وردی پہنی ہے اُس کو وہ شیر کی کھال سمجھتا تھا اور وہ اکیلا بھی ایک چھڑی کے سہارے جاتا تھا تو اُس کو

کلاشنکوف کی ضرورت نہیں ہوتی تھی اور معاشرے کا ناسور لوگ اسے دیکھ کر کھسکتے تھے لیکن اب لوگوں کا مزاج بدل گیا ہے۔اب اگر پولیس نے کسی اشتہاری کو پکڑنے کے لئے جانا ہے اور اگر وہ اشتہاری کئی قتلوں اور ڈکیتیوں میں مطلوب ہے تو وہ پولیس کو آگے سے پھول تو نہیں پیش کرے گا، جب encounter ہو گا اور وہ آگے سے بلٹ چلائے گا تو اگر پولیس اُسے encounter میں مار دے تو یہ ایک بڑی عجیب رسم چلی ہے کہ اگلے دن سول سوسائٹی اُس encounter کے خلاف احتجاج کر کے پولیس کے خلاف مقدمات کا مطالبہ کرتی ہے۔اگر پولیس نے کسی کو تھپڑ مار دیا اور اُس کے دانت سے خون نکل رہا ہے تو میں نے پولیس کو بُری طرح پٹتے ہوئے دیکھا ہے تو انہوں نے لوگوں کی جان و مال کی کیا حفاظت کرنی تھی؟ پولیس کو اعتماد دینے کے لئے سول سوسائٹی اور حکومت کو اُن کی ٹریننگ کا حصہ بناتے ہوئے اور لوگوں کو educate کرنے کے لئے ہمارا میڈیا vibrant ہے کہ کسی طرح سے پولیس کا اعتماد تو بحال کیا جائے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے رانا ثناء اللہ صاحب نے فرمایا کہ بے روزگاری، یقیناً بے روزگاری بہت ہے اور بے روزگاری تمام ملک کے اندر ہے۔ صوبے اور مرکز بھی اس بے روزگاری کے ذمہ دار ہیں لیکن بے روزگار بہت تھوڑے ہوتے ہیں جو یہ heinous crime کرتے ہیں۔ یہ پیشہ ور مجرم ہوتے ہیں جنہوں نے heinous crimes کی یونیورسٹیاں بنائی ہوئی ہیں اور میں یہاں پر ابھی ان کے بارے میں figures پیش کروں گا۔ ہمیں دیکھنا پڑے گا کہ کیا وجہ ہے کہ ہماری پولیس کی اتنی بڑی تعداد ہے اور ہم اپنے خزانے سے ان کو اتنا کچھ دے چکے ہیں لیکن وہ مطلوبہ نتائج نہیں دے پاتی۔

جناب والا! محکوم ہندوستان پر سات سمندر پار سے آئے ہوئے لوگ حکمران تھے اُنہیں لوگ اس وجہ سے یاد کرتے ہیں اور ایک فقرہ محاورۃً اکثر سننے میں آتا ہے کہ دلہن ایک گاؤں سے پورا سونا پہن کر دوسرے گاؤں میں چلی جاتی تھی، کوئی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا لیکن یہاں پر تمام آنکھیں متلاشی رہتی ہیں کہ ہمیں کہیں پر سونے کا ایک تولہ نظر آئے تو ہم اُس پر عقاب کی طرح جھپٹیں۔ ہر صورت میں لاء اینڈ آرڈر کو اولیت ہے، میں سمجھتا ہوں کہ جب کوئی حکمران اپنی کرسی حکمرانی پر بیٹھتا ہے تو اُس کے لئے سب سے بڑا چیلنج ہی لاء اینڈ آرڈر کا ہوتا ہے۔ ہم نے اب یہ دیکھنا ہے کہ چار سال میں اس چیلنج سے نمٹنے کے لئے اس ایوان کے پاس کردہ بجٹ سے، عوام سے لئے گئے ٹیکسوں سے اور divisible pool سے آئے ہوئے پیسوں سے لاء اینڈ آرڈر کو بہتر کرنے کے لئے کتنی رقم دی گئی۔ 2008 سے 2011 تک چار بجٹ پیش کئے گئے اور 184۔ارب روپے مجموعی طور پر لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو بہتر کرنے کے لئے خرچ کئے گئے۔184۔ارب روپے کی خطیر رقم Chief Executive of the

Province کو چار سال میں مہیا کی گئی۔آپ کا جو ارادہ اور جو ڈیوٹی ہے اس کو perform کرنے کے لئے جو پیسا آپ کو درکار تھا وہ آپ کو ملا۔اس House میں بجٹ پاس کرنے میں اپوزیشن کا بھی حصہ ہے۔اب دیکھنا یہ ہے کہ عوام کو ان پیسوں سے تھانوں میں انصاف ملا ہے، کیا ہم اس سے کم از کم رویے بہتر کر سکے ہیں؟اس رویے کے حوالے سے میں بتاتا ہوں کہ ایک ویڈیو بار بار دنیا ٹی وی پر چلائی گئی جس میں ایک ٹریفک سارجنٹ کو ایک نوجوان جس کو اس نے چالان کرنے کے لئے روکا تو اس نے نہ صرف اس کا ٹیلیفون چھین کر پاؤں کے نیچے کچلا بلکہ اس کو تھپڑ بھی مارے، وہ نوجوان جو تگڑا تھا، قانون کبھی کمزور نہیں ہوتا لیکن یہاں پر کمزور ہے۔میں آج تک اس شخص کو ڈھونڈ رہا ہوں کہ پولیس نے اسے پکڑا ہو جس نے اپنی ڈیوٹی سرانجام دینے والے سارجنٹ کو مارا تھا۔اس نوجوان نے جس طرح اس اہلکار سے سلوک کیا اس کی ویڈیو کئی دفعہ چلائی گئی جس میں وہ ایک اہلکار کو مار رہا ہے اور دوسرا اہلکار چھپتا پھر رہا ہے۔اس نے ایسا صرف اس لئے کیا تھا کہ اہلکار نے اسے چالان کرنے کے لئے روکا تھا۔

جناب سپیکر!اسی طرح سانحہ سیالکوٹ جیسے واقعات جب سامنے آتے ہیں تو وہ اسی وجہ سے آتے ہیں کہ دیا گیا تمام بجٹ صحیح استعمال نہیں ہوتا۔یہاں پر افسران کی گیلری میں پولیس افسران موجود ہیں میں ان کی توجہ بھی آپ کے توسط سے دلانا چاہتا ہوں کہ ہمیں ان پر اعتماد ہے، ہمارے پاس صوبے میں available force ہی پولیس ہے، ہم نے اسی پر ہی انحصار کرنا ہے۔ہم اس بات کے لئے بھی تیار ہیں کہ آئندہ جو پانچواں بجٹ آنے والا ہے جو پاکستان مسلم لیگ (ن) نے یہاں پیش کرنا ہے اس میں ہم اپنی تجاویز بھی دیں گے۔ہم وہ تجاویز دینے کے بعد توقع رکھتے ہیں کہ اگلا بجٹ استعمال ہوتے وقت ایسی صورتحال سامنے آئے گی جس میں ایک پراعتماد پولیس افسر اور ایک پراعتماد کانسٹیبل سامنے آئے گا جس سے مجرم خوف کھائے گا اور شریف آدمی تحفظ محسوس کرے گا۔

جناب والا!سرکاری ایجنسی APP کی ایک رپورٹ ہے، اس کے اعداد و شمار میں آپ کے سامنے پڑھنے کی اجازت چاہوں گا۔APP کی رپورٹ میرے پاس ہے اگر کسی کو چاہئے تو میں پیش بھی کر دوں گا۔اس رپورٹ میں لکھا گیا ہے کہ باقی صوبوں کی نسبت گزشتہ تین سالوں میں پنجاب 33ہزار تاوان کی وارداتوں کے ساتھ سرفہرست ہے۔اغواء برائے تاوان کی 416 وارداتوں کے ساتھ چاروں صوبوں میں سرفہرست ہے۔Murder crime کی 15ہزار وارداتوں کے ساتھ سرفہرست ہے۔خواتین کے خلاف 3035 کیسوں کے ساتھ سرفہرست ہے۔میں یہ اعداد و شمار خود پیش نہیں کر رہا، یہ APP کی رپورٹ ہے۔اس رپورٹ کو انہوں نے سرکاری اداروں سے اعداد و شمار اکٹھے کر کے،

reported cases کو تینوں صوبوں کے ساتھ confront کیا ہے اور اس کے بعد یہاں پر لے کر آئے ہیں۔

جناب والا! میں یہاں پر ذکر کرنا چاہوں گا کہ ایک معروف دانشور اور یا مقبول جان ہیں۔ انہوں نے ایک ٹی وی پروگرام میں ایک ہوشربا انکشاف کیا، انہوں نے جو کہا وہ on air آ چکا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جتنے بھی دانشور اور محقق ہوتے ہیں وہ بغیر کسی تحقیق کے اتنی بڑی بات میڈیا پر نہیں کہتے۔ انہوں نے کہا ہے کہ پنجاب میں یومیہ 13500 چھوٹی بڑی وارداتیں ہوتی ہیں۔ اگر ان کو 365 دنوں پر ضرب دیں تو یہ سالانہ 5927000 جرائم بنتے ہیں۔ یہ ایک دانشور کی رپورٹ کے مطابق ہے جو پرنٹ بھی ہو چکی ہے۔ "روزنامہ پاکستان" میں وہ تحقیقی رپورٹ پرنٹ ہو گئی ہے۔ میں وہ رپورٹ ساتھ لے کر آیا ہوں۔ اس میں انہوں نے کہا ہے کہ 2011 میں صرف لاہور میں 13۔ارب روپے شہریوں سے لوٹے گئے، 76 شہری خونی ڈکیتیوں کا شکار ہو گئے، 782 شہری مزاحمت کرنے پر شدید زخمی ہوئے۔ یہ اپوزیشن کے الزامات نہیں بلکہ قومی میڈیا کی printed رپورٹیں ہیں۔

جناب والا! میں یہاں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قتل کی واردات کو پنجاب میں اندھا قتل کہہ دیا جاتا ہے۔ اگر کراچی میں قتل ہو تو اسے target killing کہہ دیا جاتا ہے۔ ہمارے صوبائی دارالحکومت لاہور میں 2011 میں قتل کی 782 وارداتیں ہوئیں جنہیں اندھا قتل کہا گیا۔ ہم جاننا چاہتے ہیں کہ اتنی بڑی تعداد میں آنکھیں رکھنے والی انتظامیہ کے ناک کے نیچے یہ اندھے قتل کیوں ہو جاتے ہیں؟ ہم ایک اسلامی معاشرے پر یقین رکھتے ہیں، اسلامی معاشرے میں ہم ایک دوسرے کی عزت کے بھی سانجھی ہوتے ہیں اور رکھوالے بھی ہوتے ہیں۔ میں رانا ثناء اللہ صاحب کی ایک بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ انہوں نے ارشاد فرمایا تھا کہ جیسا معاشرہ ہوتا ہے ویسے حکمران ہوتے ہیں واقعی دودھ کی بالائی ہی اوپر آتی ہے، بکری کے دودھ کی بالائی پتلی ہوتی ہے، گائے کے دودھ کی اس سے ذرا موٹی اور بھینس کے دودھ کی بالائی اس سے بھی موٹی ہوتی ہے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ سوسائٹی کا outcome اگر اوپر آتا ہے تو لیڈر بھی اسی طرح کے ہیں لیکن اتنے چوروں اور ڈکیتوں کا اعتراف کرنے کے بعد اگر جو لوگ اوپر آتے ہیں تو وہ ان کو ٹھیک کرنے کے لئے آتے ہیں۔ یہ عذر گناہ بدتر از گناہ نہیں ہونا چاہئے۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صرف لاہور میں 2011 میں معاشرے میں بداخلاقی کے واقعات میں سو فیصد سے زیادہ اضافہ ہوا۔ 844 خواتین قتل ہوئیں اور کسی صوبہ میں اتنی خواتین قتل نہیں ہوئیں۔ 1546 اغواء کے کیس درج ہوئے، 494 خواتین سے زیادتی ہوئی اور 376 نے خودکشی کی یہ عمل بھی تحفظ نہ ملنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یہ وہ اعداد و شمار ہیں جو APP یا محققین اور دانشور تھانوں اور مختلف جگہوں سے اکٹھا کرتے ہیں لیکن ایسے بھی جرائم ہوتے ہیں جو اخبارات کی سرخیوں میں گم ہو جاتے ہیں اور بے شمار لوگ اس لئے پرچہ درج نہیں کراتے کہ وہ اتنے بڑے مرحلے میں سے کس طرح گزریں گے۔

جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس House کی ایک معزز ممبر محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی گاڑی چھینی گئی۔ محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کے ساتھ بھی ایک ڈکیتی کا واقعہ پیش آیا۔ میں یہاں ایک واقعہ کا خصوصاً ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ 31۔ دسمبر کو ایک خاتون پرنسپل جو کہ جی او آر میں رہائش پذیر ہے، اس نے بیس سال کی ملازمت کے بعد اپنے بچوں کا پیٹ کاٹ کر جو کچھ بھی جمع کیا تھا وہ لٹ گیا۔ اس کی تفصیل "روزنامہ جنگ" میں آچکی ہے جہاں سے میں نے لی تھی۔ اس کے بعد میں جب ان سے ملا تو ان کی بھیگی ہوئی آنکھیں دیکھ کر مجھے احساس ہوا کہ ایک ملازمہ کی اتنے سالوں کی بچت، جو جی او آر میں رہائش پذیر ہونے کے بعد بھی باعزت طریقے سے اپنی بیٹیوں کو رخصت نہیں کر سکتی تو یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج صورتحال یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ گاؤں کے اندر venders جو سائیکلوں کے اوپر مرونڈا اور پاپڑ وغیرہ بیچتے تھے اب یہ نام ماڈرن سوسائٹی میں نہیں لئے جاتے لیکن یہ چیزیں بکتی تھیں۔ یہاں لوگ ریوڑیاں بیچتے تھے لیکن اب وہ پنجاب کے اندر سے غائب ہو گئے ہیں کیونکہ وہ بھی محفوظ نہیں ہیں اور وہ سائیکلوں سمیت غائب ہو جاتے ہیں۔ جس آدمی کا ٹوٹل سٹاک ہی آٹھ سو روپے کا ہوتا ہے جس سے اُس نے روزانہ ایک سو روپیہ کمانا ہوتا ہے وہ بھی محفوظ نہیں ہے۔ میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حکومت کوشش ضرور کر رہی ہو گی مگر اس کوشش کو ذرا بہتر کیا جائے۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت مزید آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! اپوزیشن کی باتوں کو تنقید برائے تنقید نہ سمجھا جائے بلکہ اسے تجاویز کے طور پر لیا جائے۔ اس وقت رسہ گیری عروج پر ہے مثلاً کسان ایک بھینس، گائے یا بیل

کو جس طرح پالتا ہے جس سے اُس نے اپنا نان نفقہ چلانا ہوتا ہے مگر جب وہ جانور اس سے چھن جاتا ہے تو وہ روتا ہوا کھوجیوں کے پیچھے پھرتا ہے اور پولیس کے پاس جاتا ہے۔اس کے لئے کوئی راکٹ سائنس نہیں چاہئے بلکہ ناکابندی شروع کر دی جائے،پٹرولنگ پوسٹوں کا پٹرول بحال کر کے اُن سے کام لیا جائے اور رسہ گیری کے لئے ایک سپیشل ٹاسک فورس بنائی جائے۔

جناب سپیکر!اس خوش فہمی میں نہیں رہنا چاہئے کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہتر ہے بلکہ یہ بہتر ہونے کی متقاضی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے جناب لاء منسٹر صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ چار سال گزر گئے ہیں اور یقینی طور پر اس حکومت کو ایک سال تین ماہ مزید ملنے والے ہیں جس کے دوران انہوں نے تقریباً ڈیڑھ بجٹ disburse کرنا ہے لہذا اس میں لاء اینڈ آرڈر کی طرف زیادہ دھیان دیجئے گا۔ اگر کسی کو ڈینگی کا مرض ہے یا کچھ اور ہو گیا ہے تو عوام اس کو اپنے sources سے ٹھیک کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ کرتی ہے لیکن لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے ہر شہری نے صرف اور صرف گورنمنٹ کے اوپر ہی depend کرنا ہوتا ہے اسی لئے ازلوں سے حکمرانوں نے day first سے ہی اپنی ذمہ داری لی ہے کہ ہم ہی لاء اینڈ آرڈر کے ذمہ دار ہیں اور آج بھی اس کے ذمہ دار حکمران ہی ہیں۔

جناب سپیکر!اخبار "The Nation" کی ایک رپورٹ کے مطابق 75ہزار اشتہاری یہاں پر موجود ہیں۔یہ اشتہاری لومیں لگاتے ہیں،بوتیک کی دکانیں کھولے ہوئے ہیں اور نہ ہی کوئی اور کاروبار کرتے ہیں بلکہ انہوں نے کہیں سے کچھ نہ کچھ کمانا ہوتا ہے۔آج crime کی یونیورسٹیاں بنی ہوئی ہیں۔ پولیس کو یہ اجازت دی جائے بلکہ میں کہتا ہوں کہ پولیس کو یہ اعتماد دیا جائے جس طرح اشتہاریوں کو پکڑنے کے لئے جان بھی دینا پڑتی ہے تو پولیس والے دیتے ہیں مگر پولیس کو جان لینی بھی پڑے تو بالکل hesitate نہ کریں۔اس کے لئے ایک قدم بڑھائیں تو یہ ساری قوم آپ کے ساتھ ہے کیونکہ اشتہاریوں کو کہیں بھی تحفظ نہیں ملنا چاہئے۔ میں چند ایک تجاویز دوں گا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب!سوچ لیں کہ extra judicial killing کے کیا اثرات ہوتے ہیں؟

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر!میں نے یہ کہا ہے کہ اگر وہ جان دیتے ہیں تو اشتہاریوں کو پکڑنے کے لئے انہیں ایک قدم آگے بھی بڑھنا چاہئے۔اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ اُن کو پکڑنے کے لئے پھولوں کے ہار لے کر جائیں تو ان 75ہزار اشتہاریوں میں سے کوئی بھی گرفتار نہیں ہو سکے گا۔آپ کے تشریف لانے سے پہلے میں یہ کہہ چکا ہوں کہ پولیس اپنا اعتماد کھو چکی ہے لہذا پولیس کو اپنا فرض نبھانے

کے لئے اعتماد کی ضرورت ہے۔ میرے پاس اخبار "Dawn" کی ایک رپورٹ ہے جسے میں آپ کے سامنے پیش کر دیتا ہوں۔یہاں کے سی سی پی او طاہر صاحب نے ایک میٹنگ میں کہا ہے کہ مجھے misconduct of corruption میں نکالے گئے ایک ڈی ایس پی کو چند دن پہلے وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے ایک ٹیلی فون کے ذریعے بحال کرنا پڑا۔ اگر یہ صورتحال ہو گی کہ پولیس نے صرف وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ سے آنے والی call کو ترجیح دینی ہے تو پھر انصاف نہیں ملے گا۔ اگر یہ غلط رپورٹ ہے تو پھر اخبار "Dawn" پر defamation کا دعویٰ کرنا چاہئے۔ یہ رپورٹ میں بطور ثبوت آپ کو پیش کرتا ہوں۔ اگر یہ بات سچی ہے تو مسٹر طاہر کو appreciate کرنا چاہئے کہ اُس نے اتنی جرأت کے ساتھ بات کی ہے۔ میرے پاس باقی جو authorities ہیں وہ بھی پیش کر دوں گا۔

(اس مرحلہ پر اخبار "Dawn" کی رپورٹ جناب سپیکر کو پیش کی گئی)

جناب سپیکر! پٹرولنگ پولیس ہمارا ایک کارآمد ہتھیار ہے لہذا اُن کی 360 چیک پوسٹوں کو activate کیا جائے اور وہاں پر ایک equipped پولیس لگائی جائے۔ اس کے علاوہ پولیس افسران کی ترقی، تنزلی اور تبادلوں کے حوالے سے سیاسی مداخلت کو ختم کیا جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں مجھے تو ایسی کوئی مثال نظر نہیں آ رہی۔ اگر آپ کوئی نشاندہی کرتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں تو اپنی تجاویز دے رہا ہوں جس کی میں نے ایک مثال پیش کر دی ہے کہ سی سی پی او لاہور نے ایک سرکاری میٹنگ کے اندر یہ کہا ہے۔ اس کے علاوہ پولیس کی تربیت کے معیار کو بہتر بنایا جائے۔ War footing پر کام کرنے کے لئے آرمی کی طرز پر ان کی تربیت ہونی چاہئے جس میں وہ بہتر طور پر perform کر سکیں۔ اس میں extra judicial killing والی بات نہیں ہے بلکہ اُن میں شریف شہریوں کو تحفظ دینے اور بدمعاشوں کو پکڑنے کا اعتماد تربیت میں آنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں یہاں یہ تجویز دینا چاہوں گا کہ community policing پر توجہ دی جائے اور آبادی کی شرح کے مطابق پولیس کی نفری بڑھا دی جائے۔ پروٹوکول کی پولیس نفری کو علیحدہ کر دینا چاہئے اور اُس کا لاء اینڈ آرڈر کی پولیس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہونا چاہئے بلکہ پروٹوکول پولیس کی بھرتی ہی علیحدہ کی جائے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ تو اس پر کوئی اعتراض نہیں کریں گے؟

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! ہم بالکل اعتراض نہیں کرتے۔آپ لاء اینڈ آرڈر کی پولیس کو اٹھا کر پروٹوکول میں نہ لگائیں بلکہ پروٹوکول کی پولیس ہی علیحدہ سے بھرتی کر لیں۔اسی طرح ڈی پی او صاحبان کو مہینے میں دو بار کھلی کچہری لگانے کا حکم دیا جائے۔یہاں گیلری میں ابھی میری نظر پڑی ہے جو آفیسر یہاں پر تشریف فرما ہے He happens to be in Faisalabad also. He is very honest and hardworking officer. میں لائسنس کے حوالے سے بات کروں گا کہ deadly weapons کے لئے قانون بنایا جائے جیسے کلاشنکوف اور gas operated weapons ہیں ان کی carrying پر permit ہونا چاہئے تاکہ gun carrying permit کے علاوہ اسے کوئی اٹھا کر کھلے عام پھر نہ سکے کیونکہ اسلحہ کی نمائش کھلے عام ہوتی ہے اور لوگ ناکوں پر بڑا بڑا اسلحہ لے کر بیٹھے ہوتے ہیں لہذا لاء منسٹر صاحب اس چیز کو ensure کریں کہ اگر gun carrying permit کے بغیر کسی کو اسلحہ سمیت پایا جائے تو اسے سخت سزا دی جائے۔

اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی بھی حکومت ہو اُس نے لاء اینڈ آرڈر میں بہتری کے مواقع پیدا کرنے ہیں اور اس کے لئے تگ و دو بھی کرنی ہے۔صوبہ پنجاب کے اندر ہم نے صرف اپنی بات کرنی ہے اور تقابل میں نہیں جانا چاہئے کیونکہ بڑا ہی عجیب سا culture ہے جیسے ہمارے محلے میں ایک شخص نے اپنے بیٹے سے پوچھا کہ بیٹا! تمہارے میٹرک کے رزلٹ کا کیا بنا تو اُس نے کہا کہ "چاچے فیقے دا پتروی فیل ہو گیا اے"۔کسی صوبہ میں جو مرضی آگ لگی ہو مگر ہم جہاں پر رہتے ہیں ہم نے صرف اسی صوبہ کو دیکھنا ہے۔لاء اینڈ آرڈر پر سیر حاصل بحث آج بھی ہو گی کل بھی ہو گی لہذا جو بھی تجاویز آئیں گی انہیں تنقید برائے تنقید نہ سمجھا جائے۔ہمیں معلوم ہے کہ آپ اس کے لئے بہتری کی کوششیں کر رہے ہیں لیکن اس سے بہتر کوشش ہو سکتی تھی جو آپ نے نہیں کی لہذا اب آپ کے پاس سوا سال باقی ہے اسے بہتر کیجئے گا کیونکہ آئندہ الیکشن میں صرف جلسے ہی نہیں چلیں گے بلکہ لوگوں کو اپنے جان و مال کے تحفظ کے لئے جو دینا پڑے گا وہ بھی چلے گا۔آنے والے الیکشن میں وہ بیٹی کبھی اُس جماعت کے پیچھے نہیں ہو گی جس کا باپ کمانے کے لئے گیا تھا مگر واپس گھر اُس کی لاش آئی۔وہ بہن کبھی نہیں ووٹ دے گی جس کا بھائی پڑھنے کے لئے گیا تھا مگر اغواء برائے تاوان میں چلا گیا۔وہ مائیں کبھی اُس سیاسی پارٹی کی بات نہیں سنیں گی جس کی حکومت میں نوجوانوں کی لاشیں گھروں میں واپس آئی ہیں۔

جناب سپیکر! یہ ایک ایسی صورتحال ہے کہ جب ہم صبح اخبار پڑھتے ہیں تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم ایک ایسے معاشرے میں رہ رہے ہیں جسے ہم درندوں کا معاشرہ کہہ سکتے ہیں۔آج کی اخبار ہی

آپ پڑھ لیں، چار دن بعد آنے والی اخبار کی خبریں اگر آج کی اخبار سے بہتر ہو جائیں تو ہم یہ سمجھیں گے کہ کچھ نہ کچھ بہتری آئی۔ صورتحال بہتر نہیں ہے اس لئے اسے بہتر کرنے کی کوشش کی جائے اور اسی تمنا کے ساتھ میں آپ سے اجازت چاہوں گا کہ یہ صورتحال بہتر ہو گی اور انشاء اللہ ہو گی اور ضرور ہو گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شوکت محمود بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کرنل صاحب نے کہیں جانا ہے اس لئے پہلے انہیں وقت دے دیا جائے۔

جناب سپیکر: ہمارے پاس تو آپ کا نام لکھا ہوا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کرنل صاحب نے request کی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ جی، کرنل صاحب!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: شکریہ۔ جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے اپنے ارشادات میں کہا کہ بے روزگاری کی وجہ سے لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر بے روزگاری ہے تو پنجاب حکومت کو اپنی priority set کرنی چاہئے اور وہ projects launch کرنے چاہئیں جہاں پر employment ہو۔ کلمہ چوک کا overhead bridge یا چاندنی چوک کا overhead bridge بنانے کی بجائے میرے خیال میں انہیں priority درست کرنی چاہئے کیونکہ جہاں پر unemployment ہو وہاں پر وہ پراجیکٹ لگے۔ آپ کو پتا ہے کہ عدالتوں سے known terrorist بری ہو جاتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ poor investigation اور poor prosecution ہوتی ہے اور حکومت کی یہ تمام ذمہ داری ہے کہ investigation correct ہو تاکہ جرم کرنے والے لوگوں کو سزا ملے۔ میرے خیال میں آج وزیر اعلیٰ یہاں پر موجود ہونے چاہئیں تھے لیکن آپ حکومت کی seriousness کا اندازہ لگالیں کہ حکومتی بنچوں پر چند لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ادھر آپ کا بھی کام یہی ہے، ادھر کون سے تقریر کرنے والے بیٹھے ہیں؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! جیسے انہوں نے مرکز اور صوبوں والی اور چودھری ظہیر صاحب نے کہا کہ دوسروں کو compare نہیں کرنا چاہئے۔ بات یہ ہے کہ خیبر پختون

خواہ یا بلوچستان میں International conspiracies ہو رہی ہیں اور صوبہ پنجاب اس طرح effect نہیں ہو رہا؟

جناب سپیکر: اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ اپنا House ہمیں in order کرنا چاہئے، دوسروں کی مثالیں ہمیں نہیں دینی چاہئیں۔ میں آپ کو کچھ specific مثالیں دینے جا رہا ہوں جو میرے حلقہ کے نزدیک ہیں۔ ضلع راولپنڈی میں مندرہ پولیس سٹیشن میں ایک گاؤں تھر جیار ہے جو نو گوایریا ہے اور وہاں پر پولیس بالکل نہیں جا سکتی۔ پچھلے ہفتے ایک حساس ادارے کا۔۔۔

جناب سپیکر: کون سا گاؤں ہے؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! گاؤں تھر جیار ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ شوکت عزیز بھٹی صاحب کے حلقہ گوجر خان میں آتا ہے جہاں پر ایک حساس ادارے کا سپاہی پھر رہا تھا جس سے سرکاری اسلحہ چھین لیا گیا اور وہاں پر پولیس والے کوئی raid نہیں کرتے اور میری انفارمیشن کے مطابق ایک ریٹائرڈ ڈی ایس پی تمام گینگ کی سرپرستی کر رہا ہے۔ تھانہ کلر سیداں جو میرے حلقہ میں آتا ہے میں تین ہفتے قبل ایک ہی گاؤں میں دو جگہ پر ڈکیتی ہوئی ہے اور بارہ سے چودہ بندے آتے ہیں اور عورتوں کی بے حرمتی کرتے ہیں اور پورے خاندان کو باندھ کر تقریباً چالیس لاکھ روپے کا سامان لوٹ لے کر لے جاتے ہیں۔ تین ہفتے ہو گئے ہیں لیکن اس میں کوئی progress نہیں ہوئی ہے۔ میں نے ذاتی دلچسپی لی لیکن وہ کل بھی یہی کہتے تھے کہ "کل آپ کو اچھی خبر ملے گی، پرسوں آپ کو اچھی خبر ملے گی۔" تحصیل کہوٹہ کے پولیس سٹیشن کہوٹہ میں صورتحال یہ ہے کہ ایک لڑکا جو کسی جرم میں ملوث تھا اس نے ضمانت کرالی اور سمجھوتہ ہو گیا۔ تفتیشی آفیسر نے اسے نہیں بلایا اور رات کو چودہ بندوں کو ساتھ لے کر اس کے گھر میں چھلانگیں ماریں اور عورتوں کی بے حرمتی کی، کپڑے پھاڑ دیئے اور اسے یہ سزا دی گئی کہ اسے تھانے سے لائن حاضر کر دیا گیا ہے۔ چادر اور چار دیواری کا انہیں کوئی تقدس نہیں ہے اور بجائے اس کہ وہ روزنامچے میں لکھتا کہ میں فلاں جگہ پر raid کرنے جا رہا ہوں، اس نے لکھا کہ میں گشت پر جا رہا ہوں۔ روزنامچہ میں گشت کا درج ہے لیکن وہ raid کر رہا ہے اور عورتوں کی بے حرمتی کر رہا ہے۔ آپ پورے پنجاب کے کسی بھی پولیس سٹیشن میں چلے جائیں تو مغرب کے بعد وہاں پر میلہ لگا ہوتا ہے اور وہاں پر لین دین ہو رہا ہوتا ہے اور پولیس کا کوئی سی ایس پی آفیسر وہاں پر نہیں جاتا ہے کہ وہاں پر surprise check کرے کہ ان تھانوں میں کیا ہو رہا ہے۔ جو ایس ایچ اوز اور تفتیشی وہاں پر deal

کر رہے ہیں اور لوگوں کے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں اور میری یہ تجویز ہے کہ سی ایس پی آفیسر چونکہ integrity والے آفیسر ہوتے ہیں تو سی پی او اور آر پی او کی طرف سے ان کی ڈیوٹی ہونی چاہئے کہ وہ ہر تھانے میں جا کر surprise check کریں اور وہاں پر جن لوگوں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہوتی ہے، ان کا وہ سد باب کریں۔

جناب سپیکر! گوجرانوالہ میں آپ کے سامنے پچھلے ہفتے چودہ آدمی مارے گئے ہیں اور گھروں کو آگ لگا دی گئی لیکن اس کے باوجود وہ دندناتے پھر رہے ہیں اور کسی کا وہاں پر کنٹرول نہیں ہے۔ ایلیٹ فورس پہلے ہی پروٹوکول پر ہے اور پروٹوکول ڈیوٹی پر زیادہ توجہ دی جا رہی ہے مگر لوگوں کے جان و مال کا تحفظ نہیں ہے۔ چھوٹی سی بات کر کے میں ختم کرتا ہوں کہ کل جب میں راولپنڈی سے آ رہا تھا تو راوی پل پر لیپ ٹاپ لئے ہوئے لین کے اندر کھڑے ہو کر گاڑیوں کے بونٹ اٹھائے ہوئے ہیں اور ٹریفک کو block کیا ہوا ہے۔ پولیس کی یہ کیا آرگنائزیشن ہے اور وزیر اعلیٰ on record یہ کہہ چکے ہیں کہ ان کی تنخواہیں double کر کے desired results نہیں آئے۔ یہاں پر پولیس آفیسرز بیٹھے ہوئے ہیں اور لاء منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کی ٹریننگ، ان کی accountability اور انہیں درست کیا جائے تاکہ عوام کو زیادہ ریلف ملے اور ان کے جان و مال کا تحفظ ہو سکے۔ شکریہ

چودھری ظہیر الدین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری ظہیر الدین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج چونکہ بہت ہی اہم موضوع پر آپ کے حضور ہم اپنی معروضات پیش کر رہے ہیں اور کافی وقت ہو چکا ہے تو ہمارے ممبران نے نام آپ کو دیئے ہوئے ہیں اور مزید بھی دے دیں گے اور میں لاء منسٹر صاحب سے request کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ بحث کل پر لے جائیں۔

جناب سپیکر: میں نے وقت بڑھا دیا ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! آپ کسی وقت بھی اسے ختم کر سکتے ہیں اور اس حوالے سے لاء منسٹر صاحب کی رائے لے لیں۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ انہیں بات کر لینے دیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: کل سے fresh چل پڑیں گے اور لاء منسٹر صاحب کی رائے لے لیں۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! آپ کیا کہتے ہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آج جتنی discussions ہوتی ہیں وہ کر لیں باقی کل کر لیں گے۔

جناب سپیکر: کب تک کریں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! بولنے کا ٹائم دیں کیونکہ یہ تو بہت بڑا subject ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے آپ شروع کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! ایک تو یہ بڑی واضح سی بات ہے اور اس میں کوئی دو آراء نہیں ہیں کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پورے ملک کے اندر انتہائی آئیڈیل ہے، بہت اچھی ہے یا اس کے اندر کوئی بہتری کی گنجائش ہے۔ یہ بات انتہائی واضح ہے کہ جس نوکروڑ لوگوں کے صوبے کے اندر 75 ہزار اشتہاری موجود ہوں وہاں یہ توقع کی جائے کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہتر ہے تو میرے خیال میں اپنی اس رائے پر غور کرنا چاہئے کہ یہ رائے کہاں تک درست ہے؟ تجاویز کے اندر چند باتیں کہہ کر اجازت چاہوں گا اصل میں ہمارے صوبے کا سب سے بڑا مسئلہ centralization of powers ہے، Rule of Law کی جب ہم بات کرتے ہیں تو یہ Rule of Law صرف PPC یا CRPC نہیں ہوا کرتا، Rule of Law کی جب بات کریں تو اس کے اندر آفیسرز اور اداروں کے احترام کو مدنظر رکھا جانا انتہائی ضروری ہے۔ کوئی بھی ترقی یافتہ معاشرے اپنے executives کو قانون سازی کے ذریعے پابند کرتے ہیں کہ وہ اپنی من مرضی نہ کر سکیں بلکہ کسی نہ کسی قانون، ضابطے، اصول، precedent یا پالیسی پورے ادارے کے لئے set کی جائے اس پر عملدرآمد ہونا انتہائی ضروری ہوتا ہے۔ ہمارے صوبے کا سب سے بڑا مسئلہ ہمارے خادم اعلیٰ کی centralization of power ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ ون مین شو کے ذریعے سے اگر تمام کے تمام اختیارات وزیراعلیٰ تک محدود کر دیئے جائیں تو شاید صوبے کے اندر کچھ بہتری آ سکتی ہے۔ Rules کے اندر جو کام ڈی سی اوز کے اعلان شدہ یا تحریر شدہ ہیں، وہ بھی ہمارے خادم اعلیٰ استعمال کر رہے ہوتے ہیں، جو ڈی پی اوز کے اختیارات ہیں وہ بھی ہمارے خادم اعلیٰ کے پاس ہوتے ہیں، کابینہ کے اختیارات ان کے اپنے پاس ہیں، سٹینڈنگ کمیٹیوں کے اختیارات انہوں نے من پسند لوگوں کو ٹاسک فورسز کے ذریعے دیئے ہوئے ہیں۔ صوبائی محکموں کو چلانے کے لئے کچھ Rules ہوتے ہیں اور ان Rules کو violate کرنے کے لئے ہمارے خادم اعلیٰ نے

پیپکو نامی کمپنیاں،لاہور میٹ کمپنی یااس قسم کے چند ادارے بنا کر انہیں Rulesاور Service Rules سے علیحدہ ہٹا کر اور وہ قانون جس کا پابند executives کو ہونا چاہئے،اس کی بجائے انہوں نے اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں۔اداروں کی اس سے زیادہ بے توقیری اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس معزز ایوان کو چلانے کے لئے اگر precedent اور قانون کے اندر چیف وہپ کا آفس ہے تو وہ یہ کام اپنے پرنسپل سیکرٹری کے ذریعے لیتے ہیں اور کسی فرد کو بحیثیت چیف وہپ لگانا بھی انہوں نے مناسب نہیں سمجھا۔

جناب سپیکر!جہاں قائد ایوان کو تمام back up صوبے کے اندر لاء اینڈ آرڈر کے لئے اپنے ممبران اسمبلی سے اپنی پارٹی سے یا اپنی پارلیمانی پارٹی سے لینا چاہئے تو اس میں کوئی ابہام نہیں ہے کہ ہمارے قائد ایوان یہ تمام back up اپنے ڈی پی اوز،ڈی سی اوز،آر پی اوز کے ذریعے اکٹھے کرتے ہیں۔ کبھی بھی وہ ایوان اور وہ ادارہ جو قانون کے اندر دیئے ہوئے اختیارات پر عملدرآمد نہ کر کے تو اس ادارے کو کبھی بھی مضبوط نہیں کیا جا سکتا۔ جس طرح supreme situation of the Province یہ اسمبلی ہے،اس اسمبلی میں آنا قائد ایوان اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ مجھے بڑی حیرت ہوتی ہے کہ ہمارے لاء منسٹر نے ایک دن بڑے دندناتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ ہمارے قائد ایوان انتہائی ضروری کام کرتے ہیں اور اگر وہ ضروری کاموں سے فارغ ہوئے تو وہ اس اسمبلی میں آئیں گے۔ جس قائد ایوان کی least priority یہ اسمبلی ہو اور وہ یہ توقع کرے کہ اس ادارے کو مضبوط کیا جا سکتا ہے تو یہ محض ایک خواب سے زیادہ کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر!لاء اینڈ آرڈر یقیناً باقی تمام محکموں کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے۔ جب تک آپ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو بہتر نہیں کرتے،جب تک عدل وانصاف اور بے روزگاری کو کنٹرول نہیں کرتے اور جب تک صوبے میں لوگوں کے حقوق نہیں دیئے جاتے تو یقین کیجئے اُس وقت تک یہاں بہتری نہیں آ سکتی۔ میں ایک ہی بات کہہ کر اجازت چاہوں گا کہ:

سنا تھا جشن ہوگا اور گھر گھر روشنی ہوگی
نہیں معلوم یہ تقریب کب تک ملتوی ہوگی
تقاضا وقت کا اقبال کیا ہے میں سمجھتا ہوں
میں اپنے ہونٹ سی تو لوں مگر یہ خودکشی ہوگی

قائد ایوان کے نام ایک شعر ہے کہ:

یہ بے مقصد سفر اب ختم ہو جاتا تو اچھا تھا
نہ تم سے رہبری ہو گی نہ ہم سے پیروی ہو گی
شکریہ

جناب سپیکر: شوکت محمود بسراء!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس کو کل تک کے لئے رکھ لیں کیونکہ اب ٹائم ویسے بھی ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: کس کا ٹائم ختم ہو گیا؟ آپ اگر 12 بجے تک بھی بیٹھیں گے تو میں پھر بھی یہاں بیٹھا ہوں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مہربانی کریں اور اس کو کل تک کے لئے ملتوی کر لیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ آج کا ایجنڈا تو مکمل ہو گیا ہے لیکن بحث بقایا ہے جس کو کل جاری رکھیں گے۔ اب اجلاس کل مورخہ 5۔جنوری2012 بروز جمعرات صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

1876

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،5۔جنوری2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات خزانہ اور تحفظ ماحولیات)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

1۔ صوبے میں امن عامہ پر عام بحث جاری رہے گی

امن عامہ پر عام بحث جاری رہے گی / سمیٹی جائے گی۔

2۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سال 2009,2008,2007 اور 2010 کی

رپورٹوں پر عام بحث

ایک وزیر پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سال 2009,2008,2007 اور 2010 کی رپورٹوں پر عام بحث کے لئے تحریک پیش کریں گے۔

1878

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیئسواں اجلاس

جمعرات،5۔جنوری2012

(یوم الخمیس،10۔صفر المظفر1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں دوپہر 12 بج کر 8منٹ پر زیر صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَمَنۡ أَحۡسَنُ قَوۡلاً مِّمَّن دَعَآ
إِلَى اللهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٣٣﴾
وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ
فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ﴿٣٤﴾
وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ
عَظِيمٍ ﴿٣٥﴾

سورۃ حٰمٓ السجدۃ33 تا35

اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں(33)اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی۔تو(سخت کلامی کا)ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو(ایسا کرنے سے تم دیکھو گے)کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی گویا وہ تمہارا گرم جوش دوست ہے(34)اور یہ بات ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں۔اور اُن ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں(35)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

میں تھا کیا مجھے کیا بنا دیا مجھے عشق احمد عطا کیا
ہو بھلا حضور ﷺ کی آل کا صلو علیہ وآلہ
آئے دکھ جدھر سے اُدھر گئے میرے بگڑے کام سنور گئے
میں نے جب زبان سے یہ کہا صلو علیہ وآلہ
میں غلام ابن غلام ہوں میں تو پنجتن کا غلام ہوں
میرا رہنما میرا پیشوا صلو علیہ وآلہ
ہو قریب فاصلہ دُور کا ہو کرم رب غفور کا
ہو دیدار آج حضور کا صلو علیہ وآلہ

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔آج کے دن کے لئے لاء اینڈآرڈراور پنجاب پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ پر بحث ہونی تھی۔مزید یہ کہ وقفہ سوالات محکمہ خزانہ اور تحفظ ماحولیات کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔لاء اینڈآرڈر پر بحث کی اہمیت کے پیش نظر قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ234 کے تحت قاعدہ50 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے توجہ دلاؤ نوٹس لیں گے اُس کے بعد صرف لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو سکے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!یہ نامنظور ہے۔

جناب سپیکر: کیاآپ ووٹنگ کرانا چاہتے ہیں؟یہ آپ کی مرضی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!میری گزارش یہ ہے کہ اجلاس اگر دس بجے کی بجائے سوا بارہ بجے شروع کریں گے تو پھر یہ ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پہلے میں نے جو سوال put کیا ہے اُس کا جواب لینے دیں۔کیاRules کی معطلی کی تحریک کوایوان منظور کرتا ہے؟

(تحریک منظور ہوئی)

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔اب میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر نہیں دوں گا۔ I shall be grateful and let me proceed.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!آج پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ پر بھی بحث کریں گے یا نہیں؟

جناب سپیکر: وہ پیر والے دن کریں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: کیاآپ تحاریک التوائے کار لیں گے یاوہ بھی ختم کر دی ہیں؟

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: ماسوائے توجہ دلاؤ نوٹس کے سب کچھ suspend ہے۔مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر248 شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مجھے صرف یہ بتادیں کہ آج والا بزنس کب لیا جائے گا کیونکہ آج میری دو اہم ترین تحاریک التوائے کار تھیں جن کے حوالے سے میں سارا مواد اپنے ساتھ لے کر آیا تھا مگر آپ نے اُن کو بھی ختم کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: وہ کل take up کر لیں گے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں توجہ دلاؤ نوٹس پیش کرنے سے پہلے ایک بات کرنا چاہوں گا کہ میں نے ایس ایچ او محمد ارشد کے بارے میں توجہ دلاؤ نوٹس دیا تھا جسے آپ نے منظور بھی فرما لیا تھا وہ ایجنڈے پر نہیں آیا مگر دوسرا آ گیا ہے۔ اب آپ کے حکم کے مطابق اسے پڑھ دیتا ہوں لیکن میرا پہلا توجہ دلاؤ نوٹس ایس ایچ او ہڈیارہ کے متعلق تھا۔

جناب سپیکر: جی، اب آپ اسے پڑھیں۔

سرائے مغل ضلع قصور میں ڈکیتی کے دوران مزاحمت پر شہری کی ہلاکت کی تفصیلات

شیخ علاؤالدین: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک مؤقر اخبار "ایکسپریس" کی خبر مورخہ 02-01-2012 کے مطابق ضلع قصور میں سرائے مغل کے رہائشی محمد سلیم رکشا ڈرائیور کو ڈاکوؤں نے مزاحمت پر فائرنگ کر کے قتل کر دیا؟

(ب) اس اندوہناک واقعہ پر متعلقہ پولیس نے آج تک کیا کارروائی کی، اس کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب یوں ہے کہ:

(الف) وقوعہ کی حد تک درست ہے۔

(ب) اس مقدمہ کے اندراج کے بعد تفتیش عمل میں لائی گئی ہے اور مقامی پولیس کو قوی شک ہے کہ وقوعہ مذکورہ بالا ایک منصوبہ بندی کے تحت کیا گیا۔ اس ضمن میں مشتبہ شخص کا call data حاصل کیا گیا ہے جس سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ مذکورہ شخص نے متوفی سے دوران

وقوعہ کئی بار بذریعہ فون رابطہ کیااور اس شخص نے متوفی کے گاؤں کے دو اور لوگوں محمد جابر اور ناصر علی سے بھی رابطہ کیا۔ مذکورہ شخص ہالہ روڈ گرلز کالج پتوکی جو کہ جائے وقوعہ کے نزدیک واقع ہے،وہاں بھی گوجرانوالہ سے بروز وقوعہ آیا اور بعد از وقوعہ اسی روز واپس گوجرانوالہ چلا گیا۔اس طرح مذکورہ مشتبہ شخص کے متعلق مشکوک تعلق زیر مشاہدہ آیا ہے۔ مقامی پولیس کو شک ہے کہ مذکورہ قتل میں تین اشخاص ملوث ہیں اور اس سلسلے میں یہ case workout ہو گیا ہے اور مشتبہ شخص اور اس کے دو ساتھیوں purposely ان کے ناموں کو public نہیں کیا جا رہا ہے اور case کی within a week انشاء اللہ تعالیٰ investigation final ہو جائے گی اور ملزمان کو گرفتار کر کے انصاف کے کٹہرے میں پیش کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: دوسرا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1050 ملک غلام حبیب اعوان صاحب کا ہے جی، اعوان صاحب!

لاہور کے تھانہ ہڈیارہ کے ایس ایچ او کی ہلاکت و دیگر تفصیلات

ملک غلام حبیب اعوان: شکریہ۔جناب سپیکر!کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 31۔ سمبر 2011 بوقت 3:45 پر تھانہ ہڈیارہ کی پولیس مع سول گاڑی موضع گھونڈ ایک متنازعہ قطعہ اراضی کا قبضہ دلانے کے لئے گئی جسے اصغر مہر وغیرہ نے stay order پیش کیا۔ایس ایچ او ہڈیارہ نے stay order کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہوئے کالا مہر وغیرہ کی خواتین پر تشدد کرنے کا حکم دیا جس سے ایک خاتون بے ہوش ہو کر گر گئی جس سے پولیس پارٹی اور اسد اللہ گروپ میں اضطراب پھیل گیا اور انہوں نے موقع سے بھاگنے کی کوشش کی جس سے ایس ایچ او ہڈیارہ اپنی ہی گاڑی کے نیچے آ کر جاں بحق ہو گیا؟

(ب) اس وقوعہ میں کتنے بے گناہ لوگوں کو گرفتار کیا گیا،اس وقوعہ کی تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!

(الف) یہ درست نہ ہے، اصل حالات اس طرح ہیں کہ مورخہ 31۔دسمبر 2011 کو محمد ارشد انسپکٹر ایس ایچ او تھانہ ہڈیارہ، مع محمد افضل سب انسپکٹر و ملازمان بسواری سرکاری گاڑی نمبری 1226/LEG بسلسلہ گشت اڈا ہڈیارہ موجود تھا کہ بوقت ڈیڑھ بجے دن اسد اللہ نامی شخص کی بذریعہ 15 کنٹرول call موصول ہوئی کہ کچھ افراد مسلح ہو کر گھونڈ گاؤں میں رقبہ پر قبضہ کر رہے ہیں۔اس اطلاع پر ایس ایچ او تھانہ ہڈیارہ موقع پر پہنچا جہاں پر caller موجود نہ تھا۔اسی اثناء میں محمد ایوب سب انسپکٹر انوسٹی گیشن ونگ تھانہ ہڈیارہ بھی موقع پر پہنچ گیا تو موقع پر موجود اصغر مہر وغیرہ مرد و زن 21 کس نامزد اور 40/50 کس نامعلوم نے للکارتے ہوئے ایس ایچ او تھانہ ہڈیارہ اور دیگر ہمراہی پولیس ملازمین پر حملہ کر دیا اور محمد ارشد انسپکٹر ایس ایچ او تھانہ ہڈیارہ اور دیگر ہمراہی ملازمان کو ڈنڈوں اور سوٹوں سے زدوکوب کرنا شروع کر دیا جس سے محمد ارشد انسپکٹر ایس ایچ او شدید مضروب ہو کر گر پڑا جسے ملزمان اصغر وغیرہ نے گھسیٹا، دیگر پولیس ملازمین کی وردیاں پھاڑیں اور انہیں زخمی کر دیا۔ ملزمان محمد ارشد انسپکٹر کو نیم مردہ حالت میں چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ محمد ایوب سب انسپکٹر انوسٹی گیشن ونگ تھانہ ہڈیارہ شدید مضروب محمد ارشد انسپکٹر کو اٹھا کر سرکاری گاڑی میں نزدیکی پرائیویٹ ہسپتال برائے علاج معالجہ پہنچا تو محمد ارشد انسپکٹر زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہو گیا۔ محمد ارشد انسپکٹر ایس ایچ او تھانہ ہڈیارہ کسی کو قبضہ دلانے کے لئے گیا تھا نہ ہی کسی سول گاڑی کو ہمراہ لے کر موضع گھونڈ گیا بلکہ ایمرجنسی 15 کی call کی اطلاع پا کر بسواری سرکاری گاڑی نمبری 1226/LEG موقع پر گیا جہاں پر موجود اصغر مہر وغیرہ نے اسے کوئی stay order دکھایا، ایس ایچ او تھانہ ہڈیارہ نے ملزمان اصغر مہر وغیرہ کی خواتین پر تشدد کا حکم دیا اور نہ ہی کوئی خاتون پولیس تشدد سے زخمی یا بے ہوش ہوئی بلکہ جس عورت کے بے ہوش ہونے کا ذکر کیا گیا اس عورت نے موقع پر پہنچنے والے میڈیا کے افراد کو اپنا انٹرویو بھی دیا تھا۔ محمد ارشد انسپکٹر ایس ایچ او تھانہ ہڈیارہ، محمد اصغر وغیرہ کے تشدد کی وجہ سے ہلاک ہوا۔

(ب) اس وقوعہ کے حوالہ سے کسی بھی بے گناہ شخص کو گرفتار نہ کیا گیا۔ نامزد ایف آئی آر ملزمان کی گرفتاری عمل میں لائی گئی ہے۔ چالیس کے قریب نامعلوم افراد کے علاوہ تیرہ مرد اور آٹھ

خواتین نامزد ایف آئی آر ملزمان ہیں اور نامزد ملزمان میں سے سات ملزمان جن میں دو مرد اور پانچ عورتوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔

ملک غلام حبیب اعوان: جناب سپیکر! 16-01-2012 تک عدالت نے حکم امتناعی جاری کیا ہوا تھا اور کمیشن نے ادھر جانا تھا۔ Stay order موجود تھا کہ پرائیویٹ گاڑی پر ایس ایچ او صاحب گئے ہیں اور وہاں پر ایک بوڑھی خاتون کو ضرب لگی جس سے وہ گر گئی تو لوگوں نے سمجھا کہ وہ ہلاک ہو گئی ہے جس کی وجہ سے یہ افراتفری پھیلی ہے اور جہاں تک ایس ایچ او کی بات ہے تو انہیں گاؤں والوں نے گاڑی کے نیچے سے نکالا اور وہ پولیس گاڑی کے نیچے آئے ہیں۔ اس کے بعد دو دن تک لائٹ بند رہی ہے، پورے گاؤں کو پولیس نے گھیرا ہوا تھا جبکہ اس گاؤں کی آبادی دس ہزار افراد پر مشتمل ہے۔ لڑائی تو گاؤں کے ایک حصے میں ہوئی تھی پورے گاؤں والوں کا کیا قصور تھا کہ دو دن تک لائٹ بند رہی جس دوران بے شمار ڈکیتیاں ہوئی ہیں اور اس دوران کوئی انہیں پوچھنے والا نہیں تھا۔ ہم نے جب ادھر جا کر شور مچایا ہے تو کل ایس ایس پی صاحب نے کہا ہے کہ ہم نے بندے چھوڑ دیئے ہیں۔ 63 بندے انہوں نے پکڑے ہوئے تھے اور ان میں بچے بھی شامل تھے جن پر باقاعدہ تشدد بھی کیا گیا۔ چونکہ اس میں فریق پولیس ہے اس لئے مہربانی کر کے اس کی جوڈیشل انکوائری کا حکم دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب! انہوں نے جو آخر میں کہا وہ آپ نے سنا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جیسے میں نے عرض کیا کہ تمام ملزمان کو ابھی تک گرفتار نہیں کیا جا سکا اور انتہائی senior level پر پولیس تفتیش کر رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے کچھ اور بات کی ہے وہ جوڈیشل انکوائری کی بات کر رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! فی الحال اس میں گورنمنٹ کا جوڈیشل انکوائری کا کوئی ارادہ ہے نہ اس بارے میں کوئی حکم ہوا ہے کیونکہ قانون ہاتھ میں لینے والے لوگوں کے ساتھ اتنی نرمی کا برتاؤ تو نہیں کیا جا سکتا کہ انہیں گرفتار نہ کیا جائے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وہاں پر stay order انہیں دکھایا تھا چلیں فرض کریں کہ stay order موجود تھا اور پولیس آفیسر اس کی violation کرنا چاہتا تھا تو اعلیٰ حکام بھی تو موجود ہیں۔ کیا اس کا جواب پولیس پارٹی پر اس طرح سے حملہ کر کے دیں اور آدمی کو شدید مضروب کر کے اسے ہلاک کر دیں اور پھر اس کے بعد اس پر الزام یہ لگائیں کہ stay order کو اس نے تسلیم نہیں کیا تھا تو یہ مناسب نہیں ہے۔ گاڑی والا معاملہ بالکل

بے بنیاد ہے متوفی ایس ایچ او کی پوسٹ مارٹم رپورٹ آچکی ہے اس سے باقاعدہ میڈیکل بورڈ نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ وہ آدمی تشدد سے ہلاک ہوا ہے اور اس کے سر میں ڈنڈے کے وار fatal ثابت ہوئے ہیں۔

ملک غلام حبیب اعوان: جناب سپیکر! یہ بیان بالکل حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ جب پولیس فریق ہے، اس دن میڈیا والے بھی ہمارے ساتھ گئے تھے جنہیں گاؤں سے نکلنے نہیں دیا اور وہ پریس کلب آنا چاہتے تھے۔ پولیس والوں نے ان کو روکا ہوا تھا اور اس دن بھی تشدد ہوا ہے۔ لوگوں نے میڈیا والوں کو دکھایا تھا، ان کو رائفلوں کے بٹ مارے گئے کہ آپ بی آر بی نہر cross نہیں کر سکتے۔ وہاں اس وقت بہت خوف وہراس ہے اور یقین مانیں کہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ اتنا خوف وہراس تو 1965 کی جنگ میں نہیں تھا جتنا یہاں پولیس والوں نے پھیلایا ہوا ہے۔ وہاں دو دن گاؤں میں لائٹ نہیں آئی جبکہ یہ گاؤں دس ہزار آبادی پر مشتمل ہے۔ پولیس فریق ہے اور یہ کیسے ممکن ہے کہ پولیس اپنے افسران کے بارے میں لکھے گی۔ جو ایس ایچ او کو چھوڑ کر بھاگے ہیں ان کی تفتیش کی جائے کہ وہ ایس ایچ او کو چھوڑ کر کیوں بھاگے ہیں؟ وہاں بالکل پرائیویٹ گاڑی موجود تھی، آپ جوڈیشل انکوائری کا حکم دیں انشاء اللہ سچ ثابت ہوگا۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں investigating agency پولیس ہے۔ پولیس نے investigation کرنی ہے لیکن فیصلہ پولیس نے نہیں کرنا۔ چالان عدالت میں ہی پیش ہوگا اور اس کا فیصلہ عدالت ہی کرے گی۔ چونکہ یہ معاملہ ابھی initial stage پر ہے اور اس میں ابھی دو مرد ملزمان گرفتار ہوئے ہیں اور باقی تقریباً چالیس کے قریب ملزمان at large ہیں۔ اس معاملے کو اس طرح سے نہیں دیکھا جا سکتا کہ بعد میں وہ ملزمان گرفتار ہی نہ کئے جائیں اور یہ کیس لٹک جائے اس لئے پولیس کو as investigating agency اس پر پوری طرح سے انوسٹی گیشن کرنی چاہئے۔ اس کے بعد اگر انوسٹی گیشن کے رزلٹ سے دوسرا فریق مطمئن نہ ہو تو اس انوسٹی گیشن کو دوبارہ کسی اعلیٰ ایجنسی یا کسی اور ذریعے سے کروائی جا سکتی ہے۔ فی الحال اس میں interference مناسب نہیں رہے گی۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری گزارش ہو گی کہ یہ عوام اور پولیس کا جھگڑا ہے۔ لاء منسٹر صاحب جو بیان دے رہے ہیں وہ پولیس رپورٹ پر مبنی ہے۔ میری آپ سے گزارش ہو گی کہ آپ اس ایوان کی کمیٹی بنادیں جو اس سارے معاملے کو دیکھ لے۔ یقین جانیں مجھے بھی لوگوں نے بتایا ہے کہ وہاں پر کرفیو جیسی حالت ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہم راناثناء اللہ صاحب سے اختلاف نہیں کر رہے ہیں لیکن ان کے پاس جو رپورٹ ہے وہ پولیس کی ہے اور ہمیں شکایت پولیس سے ہے۔ اگر اس کا قتل ہوا ہے تو متعلقہ آدمیوں کو پکڑ لیں لیکن وہاں پر بجلی کاٹی ہوئی ہے، وہاں لوگوں کو پانی نہیں پینے دیا جا رہا ہے، لوگوں کو گھروں سے باہر نہیں نکلنے دیا جا رہا ہے اور بالکل کرفیو کی حالت ہے۔ یہ حالت کب تک قائم رہے گی؟ اس لئے میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس کا serious notice لیں اور اس ایوان کی کمیٹی بنا دیں تاکہ وہ سارے معاملے کو دیکھ لے۔ ہمیں راناثناء اللہ صاحب سے اختلاف نہیں ہے لیکن ہمیں پولیس کی رپورٹ سے اختلاف ہے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جہاں تک اس مقدمے کی انوسٹی گیشن کا تعلق ہے، ملزمان کی گرفتاری کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ as investigation agency یہ پولیس کا ہی کام ہے اور اسی کو کرنا چاہئے۔ جہاں تک راجہ صاحب نے یہ بات کی ہے کہ وہاں پر بجلی کاٹی ہوئی ہے اور وہاں پر کرفیو نافذ کیا ہوا ہے تو اس معاملے کو چیک کرنے کے لئے آپ بے شک کمیٹی بنادیں۔ گورنمنٹ نے کسی کو یہ اجازت نہیں دی کہ وہاں پر پورے گاؤں کی بجلی کاٹ دے، وہاں پر کرفیو نافذ کر دے یا بے گناہ لوگوں کو گرفتار کرے۔ ان معاملات کو اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ایوان کے کچھ ممبران کی کمیٹی بنائی جائے تو آپ کمیٹی بنادیں تاکہ ان معاملات کو چیک کیا جا سکے۔ اگر وہاں پر کوئی اس قسم کا تجاوز ہو رہا ہے تو اس کی correction کرانے کے لئے میں تیار ہوں۔

جناب سپیکر: میں لیڈر آف دی اپوزیشن اور راناثناء اللہ خان سے کمیٹی کے ممبران کے بارے مشورہ کر لوں پھر اس پر کمیٹی بنائی جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ امن عامہ پر بحث کا آغاز کل مورخہ 4۔جنوری 2012 کو وزیر قانون کی تقریر سے ہوا تھا اور آج بھی بحث جاری رہے گی۔ عام بحث میں حصہ لینے والے ممبران کی مرتب کردہ فہرست میں چودہ ممبران کے نام موجود ہیں، میرا خیال ہے کہ اب بیس ہو گئے ہیں۔ اگر ان کے علاوہ کوئی معزز

ممبر بحث میں حصہ لینا چاہتا ہے تو اپنا نام مجھے بھجوادے اس کے بعد متعلقہ وزیر wind up کریں گے۔ شکریہ

پوائنٹ آف آرڈر

جناب تنویر اشرف کائرہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، کائرہ صاحب!

پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر کی تعیناتی کے لئے پینل میں خلاف قواعد تھرڈ ڈویژن کے حامل امیدوار کی سفارش

جناب تنویر اشرف کائرہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس ایوان اور آپ کی توجہ ایک بہت اہم معاملہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے متعلق ہے۔ ہزاروں لاکھوں افراد اور ہماری نسل کا مستقبل اس سے وابستہ ہے۔ میں پنجاب یونیورسٹی کی بات کرنا چاہوں گا کہ چیف منسٹر صاحب نے بہت اچھے احکامات جاری کئے کہ کسی بھی یونیورسٹی کا وائس چانسلر جو appoint کیا جائے گا اس کے academic career میں 3rd division نہیں ہوگی۔ میں نہایت ہی افسوس کے ساتھ یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ جن تین وائس چانسلر کی لسٹ کے لئے پروفیسروں کو short list کیا گیا اس میں ایک پروفیسر ایسے ہیں جن کے career میں 3rd division شامل ہے۔ اس پروفیسر کا نام ظفراللہ جدون ہے اور ان کو سیاسی بنیادوں پر recommend کیا گیا۔ وہ ایک سیاسی جماعت کے لیڈر کے داماد ہیں جس کی وجہ سے انہیں 3rd division کے باوجود بھی consider کیا جارہا ہے۔ میں وزیراعلیٰ پنجاب سے استدعا کروں گا کہ جب وہ اس کو final کریں تو اپنے احکامات کے مطابق ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے وہ افراد جنہوں نے recommend کیا ان کے خلاف ایکشن لیا جائے۔ پنجاب یونیورسٹی وہ ادارہ ہے جس کا نام world universities کی لسٹ میں شامل ہے۔ وہاں میرٹ پر وائس چانسلر لگانا چاہئے۔ میں لاء منسٹر صاحب کو کہوں گا کہ حکومت اس پر ضرور غور کرے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! وائس چانسلرز کی تعیناتی کے لئے وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے ایک search Committee بنائی ہوئی ہے جس میں

بہت ہی competentاور دیانتدار educationalist موجود ہیں۔یہ معاملہ کورٹ میں بھی گیا تھااور وہاں بھی اس بات کو appreciate کیا گیا کہ یہ طریق کار درست ہے۔اس search Committee نے پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر کی تعیناتی کے لئے تقریباً چالیس کے قریب لوگوں سے انٹرویو کیا اور ان میں سے تین لوگوں کو recommend کیا ہے۔ میرے بھائی تنویر اشرف کائرہ کی یہ information درست ہے کہ search Committee نے جن تین آدمیوں کو recommend کیا ہے ان میں سے ایک نام ظفراللہ جدون کا بھی ہے۔اگر جدون صاحب کی کسی بھی level پر 3rd division ہے تو یقیناً متعلقہ Rules کے مطابق وہ qualify نہیں کرتے لیکن search Committee چونکہ ایک independent organ ہے اور وہ اپنے طور پر جس کو مناسب سمجھیں panel recommend کر سکتے ہیں panel کم از کم تین افراد کا ہوتا ہے تاکہ گورنمنٹ کو choice رہے۔ میں تنویر اشرف کائرہ صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر ان کی یہ observation کہ panel میں ایک recommended کی division 3rd ہے اور یہ بات درست ہے تو گورنمنٹ during process اس بات کا خیال رکھے گی۔Against the Rules کسی بھی آدمی کو یہ advise نہیں بھیجی جائے گی کہ اسے وائس چانسلر تعینات کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!وزیراعظم پاکستان اور وزیراعظم افغانستان بیٹھے تھے۔افغانستان کے وزیراعظم نے کہا کہ ہم وزیر ریلوے لگانے لگے ہیں۔پاکستان کہ وزیراعظم نے کہا کہ آپ وزیر ریلوے لگانے لگے ہیں لیکن یہاں توریل نہیں ہے اور ٹریک ہی نہیں ہے۔پھر انہوں نے کہا کہ آپ نے وزیر قانون رکھا ہوا ہے تو آپ کے ہاں کوئی قانون ہے ؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!آپ نے مجھے لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لئے کہا ہے تو کون سا لاء اینڈ آرڈر، کس صوبے میں؟

جناب سپیکر: دونوں ہی بہت خوبصورت ہیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!یہ بات دو ملکوں کے وزرائے اعظم کے درمیان ہوئی تھی اس لئے وہاں پر ذکر وفاقی وزیر قانون بابر اعوان کا ہوا تھا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!بات تو کرنے دیں۔۔۔

جناب سپیکر:جی، بڑی مہربانی۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!۔۔۔

سرکاری کارروائی

بحث

امن عامہ پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر:.Be relevant now جی،راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!Law & Order پر بحث کے لئے یہاں پر کون سی متعلقہ اتھارٹی موجود ہے کہ ہم جو بات کریں گے تو وہ اس کی بہتری کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر:جی،آپ کا ایک ایک لفظ type ہو گا اور لکھا جائے گا آپ اس کی فکر نہ کریں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!مجھے اس سے اختلاف ہے کیونکہ چیف سیکرٹری، آئی جی نہ ہی ہوم سیکرٹری ہے اور ہم یہاں پر جو بھی بات کریں گے۔۔۔

جناب سپیکر:جی،آپ شروع کریں.They will join you. I see

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!ہم یہاں پر جو بھی بات کرتے ہیں وہ ریکارڈ کا حصہ بنتا ہے لیکن اس محکمے کے کان پر جُوں تک نہیں رینگتی۔اگر آپ کہیں کہ یہاں پر لاء منسٹر صاحب بیٹھے ہیں،اس وقت ایک وزیر ایوان میں ہے وہ لاء منسٹر صاحب ہے اور ان کے کہنے پر کوئی سپاہی تک تبدیل نہیں کرتا تو ہم یہ باتیں کس کو سنائیں؟میری آپ سے گزارش ہے کہ ایک گھنٹہ کے لئے ایوان کو adjourn کیا جائے اور چیف سیکرٹری،"آئی جی"پولیس،ہوم سیکرٹری کو طلب کیا جائے۔خدا کی قسم میں کہہ رہا ہوں کہ آج آپ کی قیادت میں اس اسمبلی کی قدر و قیمت کم ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر:جی، مہربانی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ اگر آج routine میں ایوان چلتا تو۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بحث 2:00 بجے کے بعد ہونی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یعنی اگر Law & Order پر discussion ہوتی تو تقریباً 2:00 بجے کا ٹائم بنتا تھا لیکن آپ نے اپنے چیمبر میں ایک فیصلہ کیا اور اس کے مطابق تقریباً ایک گھنٹہ پہلے بحث شروع کر دی۔ ہوم سیکرٹری اور آئی جی صاحب in way ہیں ان کو میں نے خود اطلاع کی ہے۔ میں اپوزیشن لیڈر کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ جو کچھ یہاں پر فرمائیں گے اس کی باقاعدہ کاپی سیکرٹریٹ سے متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کے لوگوں کو جائے گی یعنی جس ڈیپارٹمنٹ کے متعلق بات کریں گے تو میں انشاء اللہ تعالیٰ ان کی خدمت میں یہ رپورٹ پیش کروں گا اور اس معزز ایوان کے سامنے بھی رکھوں گا۔ باقی میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں نے کبھی بھی کسی سپاہی کے تبادلہ کے لئے کہا ہے اور نہ ہی میں ان چیزوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ دیکھیں! میری بات سنیں۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! کاپی دینے کا matter نہیں ہے اس معزز ایوان کے honour کا معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے بات کر لی ہے ہم نے سن لی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آئی جی اور ہوم سیکرٹری in way ہیں they are coming میں نے۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ لاء منسٹر کی بات نہیں ہے یہاں پر لاء اینڈ آرڈر کے دوران چیف سیکرٹری، ہوم سیکرٹری اور آئی جی پنجاب کو موجود ہونا چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کیا کر رہے ہیں آپ بات نہیں سنتے، آپ کا یہ کیا طریقہ ہے؟ آپ بات سنیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں! آپ کی مہربانی، آپ کس بات پر بول رہے ہیں؟

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔

جناب سپیکر: راجہ ریاض صاحب! میری بات سنیں۔ آج لاء اینڈ آرڈر پر بحث کا ٹائم اور تھا لیکن ہم نے بیٹھ کر اس مسئلہ کو اس طرح کیا کہ ہم نے سب کچھ suspend کیا کیونکہ یہ ضروری کام ہے۔ ہم نے کہا کہ ہم پہلے بحث شروع کریں گے اور باقی کام کل کر لیں گے۔ اب آئی جی صاحب اور ہوم سیکرٹری صاحب راستے میں ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ کا کہنا ہمارے سر آنکھوں پر لیکن بات اس forum پر کی جانی چاہئے جہاں پر کوئی اثر ہو اور کوئی بہتری آ سکے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، دیکھیں!۔۔۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری عرض سن لیں آپ جو فرمائیں گے ہم اس کے تحت کام کریں گے لیکن بات کرنے کا فائدہ تب ہوتا ہے جب اس سے بہتری آئے اور کوئی بہتری کے اقدامات ہوں۔ میں جتنی باتیں کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ جو اچھی suggestion دیں گے انشاء اللہ اس پر عمل ہو گا۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری عرض سن لیں کہ کس طرح عمل ہو گا؟ اس ایوان کی کارروائی تو سیکرٹری نہیں پڑھتے تو آئی جی اور چیف سیکرٹری کیا پڑھیں گے؟ اب ہمیں پاگل بنایا جا رہا ہے، ہم اس حکومت کا حصہ رہے ہیں اور اس حکومت کے نہ کسی وزیر کا اثر ہے اور یہاں پر صرف ایک one man show ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر: محترم قائد حزب اختلاف اپنی ہی بات کی تردید کر رہے ہیں کہ یہ آج سے ایک روز قبل یعنی پرسوں انہوں نے خود یہ مطالبہ کیا کہ ہم لاء اینڈ آرڈر پر اس ایوان میں بحث کرنا چاہتے ہیں اس بحث کے لئے انہوں نے walk out کیا اور پھر کل ان کا مطالبہ رہا کہ آپ Question Hour کو suspend کر کے بحث کے لئے وقت دیں۔ ہم نے کل بھی بحث کے لئے ٹائم رکھا اور آج ہم نے Question Hour بھی suspend کر دیا ہے تو بات یہ ہے کہ اگر یہاں پر کوئی بات کرنے کا فائدہ نہیں ہے تو پھر آپ دو دن سے کیوں مطالبہ کر رہے ہیں کہ ہم نے اس ایوان میں لاء اینڈ آرڈر پر بحث کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ بحث کریں گے یہ ان کا حق ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر ان کے پاس کہنے کو کوئی بات نہیں ہے یا ان کی تیاری نہیں ہے تو کسی اور سے کہیں کہ وہ آغاز کر دے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے وہ تیار ہو کر آتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری تیاری چیک کرالیں کہ میری تیاری ہے یا نہیں اس کا checkup کرالیں لیکن بات یہ ہے کہ ہم نے یہاں پر کہا تھا کہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو اور ہمیں یقین تھا کہ جب سپیکر صاحب بحث رکھیں گے تو متعلقہ محکمہ کے لوگ گیلری میں موجود ہوں گے۔ آپ وہاں پر دیکھ لیں کہ کوئی متعلقہ۔۔۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب! آپ کو بات بتا دی ہے کہ میں نے ان کو کہا ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔ اب میں نہیں سمجھتا کہ اس موقع پر اگر میں کوئی بات کروں گا تو اس کا کوئی فائدہ ہے۔ راناثناء اللہ کے سامنے بات کرنا اسی طرح ہے جس طرح بھینس کے آگے بین بجانا۔

جناب سپیکر: جی، ہم آپ کو بین بجانے کے لئے نہیں کہتے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اگر میری تیاری چیک کرنی ہے تو وہ چیک کر لیں اور میں قطاً بحث میں حصہ نہیں لوں گا باقی اگر کوئی میرا دوست لینا چاہتا ہے تو حصہ لے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"ہم بھی نہیں لینا چاہتے" کی آوازیں)

جناب سپیکر: جی، چلیں! اگر آپ حصہ نہیں لینا چاہتے تو پھر دوسری طرف سے جو نام ہیں اتنی دیر میں ان کو پکار لوں۔ جی، میاں محمد رفیق صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف سے یہ کہوں گا کہ ٹھیک ہے اتنی دیر میں حکومتی ممبران کو موقع دے دیں اور میری یہ گزارش ہوں گی کہ راجہ ریاض احمد اتنی دیر میں تیاری کر لیں اور بحث کی تقریر پر میں نے ان کی تیاری چیک کی تھی وہ انتہائی نامکمل تھی اس لئے یہ تھوڑا سا ٹائم لگا کر تیاری کر لیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بس ٹھیک ہے آپ کی مہربانی، اب اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے جب بجٹ آئے گا پھر دیکھیں گے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری تیاری بالکل ٹھیک ہے[*****]

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی، ایسے الفاظ ایوان میں نہیں آنے چاہئیں۔ ان کو حذف کر دیا جائے۔ جی، میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بھلے راجہ صاحب کے کہنے کے مطابق انتظامیہ کے ذمہ داران کی گیلری خالی ہے میں پھر بھی کہتا ہوں کہ چلیں کچھ تو کہنا ہی چاہئے۔

جناب سپیکر! بحث کا آغاز کرتے ہوئے جناب وزیر قانون صاحب کی جو briefing تھی وہ بھی درست تھی انہوں نے مانا کہ صوبہ کی۔۔۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آج ہمارے قائد شہید ذوالفقار علی بھٹو کی سالگرہ ہے اس سلسلے میں گورنر ایوان میں ایک کیک کاٹا جانا ہے تو پھر انہوں نے کہنا ہے کہ یہ یہاں پر نہیں آئے اور ان کی تیاری نہیں تھی۔ اس کیک کاٹنے کی تقریب میں ہم نے شرکت کے لئے جانا ہے اس لئے

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

میری گزارش ہو گی کہ آپ ان کی بات سن لیں جب ہم وہاں سے واپس آئیں گے تو ہمارے اپوزیشن کے دوست اس پر اپنی رائے دیں گے۔آپ ان کو پہلے موقع دے لیں اور ہم کیک کاٹ کر واپس آ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی،اگر اس دوران کوئی اور mishap ہو گیا تو پھر میں اس کا کیا کر سکوں گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں راجہ صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ اصل بات انہوں نے اب کی ہے۔آپ ان کو جانے دیں جب یہ واپس آئیں گے تو بحث میں حصہ لے لیں گے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!آپ اس کو تین بجے تک pending کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!جب یہ کیک کھا کر آ جائیں گے تو اتنی دیر میں حکومتی ممبران بات کر لیں گے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب!جتنی بحث آج ہو گی اتنی آج کر لیں گے اور اگر کل بھی بحث کر لی جائے تو کیا حرج ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!ٹھیک ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لاء اینڈ آرڈر ایک بڑا اہم subject ہے اگر کل پر لے جانا چاہتے ہیں تو ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں۔

جناب سپیکر: جی،میاں رفیق صاحب!آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!اگر یہ بحث کل تک جاری رہے تو میری یہ گزارش ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی،کل بھی بحث جاری رہے گی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!میری یہ گزارش ہے کہ مجھے بھی کل ہی موقع دیا جائے کیونکہ میں ان دوستوں کے سامنے جو بات کرنا چاہتا ہوں اس موقع سے محروم رہ جاؤں گا۔اس کے علاوہ جو طعن و تشنیع یہ صوبائی حکومت،جناب وزیر اعلیٰ اور جناب وزیر قانون پر کرتے رہتے ہیں اس کا میں یہاں پر جواب دینا

چاہتاہوں اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ مجھے آپ کل ہی موقع دے دیں۔ میں آپ کا اس سلسلے میں بے حد مشکور ہوں گا۔

جناب سپیکر: بلوچ صاحب! آپ کدھر جا رہے ہیں؟ آپ کی تو باری ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب والا! میں ادھر ہی ہوں۔

جناب سپیکر: جناب احمد خان بلوچ!

جناب احمد خان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ اعتراض تو ہمیں بھی ہے کہ آئی جی بھی موجود نہ ہو، ہوم سیکرٹری بھی نہ ہو تو ہم کس کو اپنی بات سنائیں؟ لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وزیر قانون صاحب بیٹھے ہیں وہ ضرور ان چیزوں پر عمل کروائیں گے جو عوام کے لئے تکلیف دہ ہیں یا عوام کے لئے ضروری ہیں۔ ویسے آج تک ایسی مثال پہلے نہیں ہے امن عامہ پر بحث ہو اور کوئی بھی انتظامیہ کا افسر موجود نہ ہو۔

جناب سپیکر! میری سب سے پہلے یہ گزارش ہے کہ آج چار سال ہونے والے ہیں پہلے اجلاس سے میں یہ کہہ رہا ہوں جس کا آپ کو بھی علم ہے کہ خدا کے لئے انوسٹی گیشن کا طریقہ تبدیل کریں، Police Rules 2002 کو تبدیل کریں اس میں عوام کو اتنی تکلیف ہے۔ عوام کو سڑکیں دینے سے، سکول دینے سے، بجلی دینے سے بھی ان کی تکلیف دور نہیں ہوتی۔ ایک غریب جس کے گھر میں گندم نہیں ہے، کھانے کے لئے روٹی نہیں ہے وہ رحیم یار خان سے، ڈیرہ غازی خان سے ایک درخواست لے کر چلتا ہے اور لاہور آتا ہے۔ ایڈیشنل آئی جی کے پاس صرف انوسٹی گیشن کی تبدیلی کے لئے درخواست دینے آتا ہے۔ مزے کی بات ہے کہ اس کو بھی اس بات کا اختیار نہیں ہے کہ چلو وہ بے چارہ، دو دن سفر کرنے کے بعد آیا ہے وہ اس پر کوئی آرڈر کر دے نہیں وہ اسے کہے گا کہ آپ جائیں۔ اب یہ درخواست دوبارہ آپ کے ضلع میں جائے گی اور وہاں پر بورڈ بیٹھے گا اس کو مہینہ لگے، دو مہینے لگیں اس کے بعد پھر بورڈ بیٹھتا ہے، بورڈ اپنی رپورٹ دوبارہ لاہور بھیجتا ہے۔ اس کے بعد پھر لاہور میں آ کر دوبارہ اس کا مسئلہ پیش ہوتا ہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ تین مہینے صرف اس کی investigation change کرنے میں لگتے ہیں۔ جو کچھ پولیس نے کرنا ہوتا ہے کرپٹ افسر نے کرنا ہوتا ہے۔ اگر اس نے کسی بے گناہ کو جیل میں بھیجنا ہوتا ہے تو بھیج دیتا ہے اور اگر گنہگار کو بری کرنا ہوتا ہے تو اس کو بری بھی کر دیتا ہے اور یہ معاملہ اسی طرح لٹکتا رہتا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ رانا صاحب نے بھی کئی دفعہ ایوان

میں کہا ہے کہ یہ ایک جائز مسئلہ ہے اس پر ہم کام کر رہے ہیں۔ان کی یقین دہانی سے ہمیں خوشی بھی ہوئی ہے اور وہ چیز ہم نے عوام تک بھی پہنچائی لیکن ابھی تک اس کا کوئی علاج نہ ہوا۔اب بھی پچھلے چار سالوں سے انوسٹی گیشن تبدیل کرانے کے لئے لوگوں کو لاہور آنا پڑ رہا ہے۔ایک تو میری یہ گزارش ہے کہ خدا کے لئے اس کو تبدیل کریں، راناصاحب نے کہا تھا کہ شاید مرکز کی طرف سے کچھ رکاوٹ ہے یا مجبوری ہے،انوسٹی گیشن کی حد تک ہم کر رہے ہیں جلد ہو جائے گا لیکن ابھی تک تو وہ بھی نہیں ہوا۔یہ ایک عوامی مسئلہ ہے یا جس طرح سے کہتے ہیں کہ اس سے بڑا عوامی مسئلہ اور کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ انہیں اس سے سخت تکلیف ہے۔دوسری میری گزارش یہ ہے کہ لودھراں کا ایک تھانہ گیلے وال ہے اس کو بنے ہوئے تقریباً آٹھ سال ہو گئے ہیں۔۔

جناب سپیکر:لودھراں کا کون سا تھانہ ؟

جناب احمد خان بلوچ:جناب والا! تھانہ گیلے وال۔اس کی حالت یہ ہے کہ آج تک اس کی عمارت نہیں بنی۔وہ مانگی ہوئی بلڈنگ میں بیٹھے ہیں وہاں ان کے افسران کے لئے کوئی رہائش ہے یہاں تک کہ ایس ایچ او کی بھی وہاں پر رہائش نہیں ہے، دو کلو میٹر پر انہوں نے رہائش رکھی ہوئی ہے۔اس کے علاوہ تھانہ آبادی سے بھی دو میل دور ہے، حالت یہ ہے کہ تھانیدار گیلے وال رہتا ہے اور باقی افسران بھی وہیں پر مکان لیتے ہیں جس کی وجہ سے وہاں پر پریشانی ہوتی ہے۔ ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ جب باقی تھانوں کی بلڈنگ بن گئی ہے تو اس کی بلڈنگ کیوں نہیں بن رہی؟ اس طرح کار سرکار میں بھی رکاوٹ آتی ہے، لوگ جب تھانے جاتے ہیں تو ایس ایچ او یا تفتیشی افسران بہت کم ملتے ہیں ان کو تلاش کرنا پڑتا ہے۔خدارا میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ ان کو وہاں پر بلڈنگ بنا کر دیں تاکہ وہ عوام کے مسئلے آسانی سے حل کر سکیں۔

میری تیسری گزارش یہ ہے کہ محکمہ انٹی کرپشن تو بن گیا بلکہ کافی عرصہ سے چل رہا ہے لیکن اس میں لگاتے کن لوگوں کو ہیں؟ محکمہ انٹی کرپشن جس نے رشوت پر کنٹرول کرنا ہوتا ہے وہاں پر ان پولیس افسروں کو لگایا جاتا ہے جو اپنے اضلاع میں پہلے ہی بدنام ہوتے ہیں۔ایس پی اور ڈی پی او ان کی کرپشن کی وجہ سے ان سے تنگ ہوتے ہیں اور ان کی سفارش کر دی جاتی ہے کہ جاؤ تم انٹی کرپشن میں چلے جاؤ اور آپ وہاں جا کر کرپشن کو روکیں۔خدارا ان باتوں کو دیکھ لیا کریں۔پہلی بات تو یہ ہے کہ ان لوگوں کو on deputation نہیں لینا چاہئے، براہ راست محکمہ انٹی کرپشن میں نئے اور ایماندار آدمیوں کو بھرتی کریں جو کہ ہمارے پاس موجود ہیں اور اگر ان میں سے ہی لینے ہیں تو کم از کم ان کی

دیانت داری کو چیک کر لیا جائے۔ان کا سابقہ ریکارڈ ہی دیکھ لیا کریں، جو اپنی کرپشن کی وجہ سے وہاں پہلے ہی لوگوں کو تنگ کر رہے ہوتے ہیں۔ محکمہ انٹی کرپشن میں تو لوگوں نے درخواست آکر دینی ہوتی ہے وہاں پر بھی انہی لوگوں کو لگا دیا جاتا ہے کہ تم انٹی کرپشن پر کنٹرول کرو تم ان کی انوسٹی گیشن کرو۔ خدا کے لئے یا تو محکمہ انٹی کرپشن کو ہی بند کر دیں یا پھر کم از کم دیانت دار لوگوں کو تو وہاں پر تعنات کریں جو لوگوں کے مسائل سن سکیں اور ان کو حل کر سکیں یہی میری چند ایک گزارشات ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخری گزارش یہ کرتا ہوں کہ وزیر قانون بھی تشریف فرما ہیں، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو کچھ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کر رہے ہیں ان کے بارے میں یہ نہیں کہا جاتا کہ ان کی نیت ٹھیک نہیں ہے یا لاء اینڈ آرڈر کے معاملے پر کوئی کسر چھوڑتے ہیں، وہ رات دن اس پر لگے ہوئے ہیں۔ اگر ہم چوروں، ڈاکوؤں سے عوام کو نجات نہیں دلا سکے تو خدارا پولیس والوں کو اتنا ہی کہہ دیں کہ کم از کم شریف آدمیوں سے اخلاق سے تو پیش آئیں۔ اتنا ہو جائے پھر بھی ہم کہیں گے کہ کچھ تو ہوا ہے۔ ان کی بد اخلاقی، ان کی بد تمیزی، ان کا غریب اور شریف لوگوں سے غلط طریقے سے پیش آنا عوام کو اس سے بہت زیادہ تکلیف ہے۔ مہربانی کر کے اس کا ضرور کوئی حل نکالا جائے۔

جناب سپیکر! آخری بات یہ ہے کہ یہ ایک فارمولا بنا لیا جائے کہ جس تھانیدار، انسپکٹر کے پانچ سال ایک ضلع میں گزر گئے ہیں یا تین سال گزر گئے ہیں، سنا ہے کہ اس سلسلے میں ایک Rule بھی موجود ہے کہ تین سال جب ایک ضلع میں ہو جائیں اس کے بعد وہاں سے تبدیل کر دیا جائے۔ وہاں پر تین سالوں میں وہ ڈاکوؤں سے، چوروں سے، دلالوں سے اتنی دوستیاں بنا لیتا ہے کہ وہ شریف آدمیوں کو انصاف نہیں ملنے دیتا۔ خدارا اب تین سال گزر جائیں کم از کم اس کو دوسرے ضلع میں تبدیل کر دیا جائے۔ کم از کم چھ مہینے تو اس کو نئی جگہ پر یاری دوستی بنانے میں لگ جائیں گے اور کم از کم ان تھانوں کی عوام کو کوئی سہولت تو میسر ہو گی۔ یہ میری چند گزارشات تھیں۔ جناب کی مہربانی اور شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ

جناب محمد معین وٹو: جناب والا! لاء اینڈ آرڈر جو کہ ایک انتہائی اہم موضوع ہے۔ اس صورتحال میں آئی جی صاحب، ہوم سیکرٹری صاحب، لاء سیکرٹری صاحب بھی موجود نہیں ہیں۔ اس ساری بحث کا مجھے as such کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس بحث کو کل تک کے لئے pending کر دیں اور کل آئی جی صاحب، ہوم سیکرٹری صاحب اور لاء سیکرٹری صاحب کو بھی بلا لیں۔

جناب سپیکر: راناصاحب!جتنی بات آج ہو سکی آج کر لیں گے اور کل بھی اس پر بحث کر لی جائے تو اس میں کیا حرج ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا!ٹھیک ہے۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لاء اینڈ آرڈر ایک بڑا important subject ہے۔اگر یہ بحث کل پر لے جانا چاہتے ہیں تو ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا!آپ نے آج Rules کو suspend کر کے، سارے بزنس کو ختم کر کے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا!بولنے تو دیا کریں۔

جناب سپیکر: دیکھیں!اگر یہ ایوان صرف اور صرف میرے اور آپ کے لئے ہو پھر تو بات ہے، یہ بات مناسب نہیں ہے اس ایوان کے ٹائم پر سب کا حق ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا!ہمارے اپوزیشن کے دوست بھی تو چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے ایک بات کی ہے کہ وہ کہیں کیک کاٹنے جا رہے ہیں یا کیا مسئلہ ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا!انہوں نے اگر جانا تھا چلے جاتے اسمبلی کا بزنس چلتا رہتا۔ وہاں سے جب وہ واپس آتے تو وہ بھی آ کر بات کر لیتے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: دوسری میری گزارش یہ ہے کہ ہم نے اجلاس کتنی دیر سے شروع کیا؟اسی وجہ سے سارا وقت ضائع ہو گیا۔

جناب سپیکر: آپ حضرات ٹائم پر آ جایا کریں۔ مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے محترم لغاری صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ فیصلہ کہ آج صرف اور صرف لاء اینڈ آرڈر پر بحث

ہونی چاہئے اور اس مقصد کے لئے باقی بزنس کو بھی suspend کر دیا جائے۔ یہ باقاعدہ آپ کے چیمبر میں طے ہوا۔

جناب سپیکر: جی، میں نے ہی کہا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! یہ آپ کے چیمبر میں طے ہوا اور وہاں پر جب آپ نے مجھے طلب فرمایا تو مجھ سے پہلے لغاری صاحب کی طرف سے پارلیمانی لیڈر چودھری ظہیر الدین صاحب اور پیپلز پارٹی کی طرف سے ان کے ڈپٹی پارلیمانی لیڈر چودھری شوکت محمود بسراء صاحب بھی موجود تھے اور ان کی خواہش پر آپ نے یہ فیصلہ فرمایا۔ یہ فیصلہ کوئی میں نے یا آپ نے اکیلے تو نہیں کر دیا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جن لوگوں نے یہ فیصلہ کرایا کیا وہ اسمبلی میں موجود ہیں؟

جناب سپیکر: آپ نہیں دیکھ سکتے؟ آپ مجھ سے ہی یہ بات پوچھتے ہیں۔ جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ بات پورے وثوق سے کہہ رہی ہوں کہ ہمارے پارلیمانی لیڈر چودھری ظہیر الدین صاحب بالکل اسمبلی میں موجود ہیں اور ابھی اپوزیشن چیمبر میں ہمارے ممبران کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس وقت پورے ملک کا یہی problem ہے اور specially جب اسمبلی میں بھی لاء اینڈ آرڈر کو ensure نہیں کیا جائے گا تو میں سمجھتی ہوں کہ اس پر بحث کرنے کا فائدہ نہیں ہے۔ آپ کے چیمبر میں جو میٹنگ ہوئی تھی کہ کیا اس decision میں یہ بھی شامل تھا کہ جب یہ debate ہو گی تو اس محکمے کے لوگ یہاں موجود نہیں ہوں گے؟ ہم ایک طرف تو کہتے ہیں کہ اس پر debate ہونی چاہئے کیونکہ یہ ایک serious issue ہے تو اس کی seriousness کا یہاں سے اندازہ ہو رہا ہے کہ حکومت اس بارے میں کتنی serious ہے کہ relevant department کے سینئر افسران یہاں موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: یہ بات پہلے ہو چکی ہے اور اس کا جواب بھی ہو گیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جی، ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! میں ہمیشہ معزز لاء منسٹر صاحب کا بہت احترام کرتی ہوں چونکہ جب یہ اپوزیشن میں تھے تو انہوں نے جتنی struggle کی ہے at least ایک سیاسی ورکر ہونے کی حیثیت سے میں ہمیشہ اس کو admire کرتی ہوں لیکن کل ان کی تقریر سن کر مجھے دلی دکھ ہوا۔ جب لاء منسٹر صاحب اپوزیشن میں تھے تو پولیس کی کارکردگی ان سے زیادہ بہتر کوئی نہیں بتاتا تھا، آپ

پچھلے پانچ سال کا ریکارڈ دیکھ لیجئے کہ جس طرح سے جو جو چیزیں انہوں نے بحیثیت اپوزیشن ممبر point out کی ہیں شاید وہ چیزیں عام آدمی کی نظر سے بھی نہ گزری ہوں لیکن کل جب یہ تقریر کر رہے تھے تو مجھے بہت دکھ ہوا اور مجھے ایک ایسی feeling ملی کہ لاء منسٹر صاحب کو ان کے محکمے نے جو رپورٹ دی ہے وہی پڑھ رہے ہیں، مجھے یہ نہیں لگا کہ لاء منسٹر صاحب اپنی پالیسی سٹیٹمنٹ دے رہے ہیں بلکہ مجھے یہ لگا کہ کسی تھانے کا ایس ایچ او یا محرر اپنے محکمے کی دی ہوئی رپورٹ پڑھ کر figures بتا رہا ہے۔ اپوزیشن ممبران کو کبھی بھی ایجنسیاں رپورٹ نہیں کرتیں، ہمیں آسمان سے کوئی وحی نازل نہیں ہوتی بلکہ ہم totally اخبارات، پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر dependent ہوتے ہیں۔اس وقت صوبے میں جو لاء اینڈ آرڈر کی بدحالی چھائی ہوئی ہے کل اس floor پر اس کا ذمہ دار دو محکموں کو قرار دیا گیا ایک واپڈا اور دوسرا سوئی گیس کا محکمہ تھا۔ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ سب سے پہلے محکمہ پولیس بند کر دیا جائے، اگر پنجاب کے حالات گیس اور بجلی کی لوڈ شیڈنگ بہتر ہونے کی وجہ سے ٹھیک ہو جائیں گے تو جو investment ان پولیس والوں پر کی جا رہی ہے اس محکمے پر کی جا رہی ہے بہتر ہے کہ وہ investment واپڈا اور سوئی گیس پر کر دی جائے تو شاید پنجاب میں دودھ اور شہد کی نہریں بہنا شروع ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر! جب ہم لاء اینڈ آرڈر کی بات کرتے ہیں تو یہاں پر including محترم لاء منسٹر ہر شخص جانتا ہے کہ اس وقت صوبے میں Law ہے اور نہ ہی Order ہے۔ کل یہاں پر بہت سی figures quote کر کے ہمیں بتائی گئیں لیکن زمینی حقائق اس کے بالکل برعکس ہیں۔آپ دیہاتوں میں دیکھ لیں کہ ایک ایک دن میں بیس بیس قتل ہو رہے ہیں، چوری، ڈکیتی، رہزنی، car snatching جتنی بھی برائیاں ہیں جو لاء اینڈ آرڈر سے related ہیں ان میں اتنی good governance ہونے کے باوجود کسی بھی چیز میں کمی نہیں ہوئی بلکہ اس میں اضافہ ہی ہوا ہے۔اگر یہ اتنا زیادہ اضافہ ہوا ہے تو پھر کہاں ہے Law اور کہاں ہے Order، یہاں پر کوئی دیکھنے والا ہے اور شہریوں کا کوئی پُرسان حال ہے؟ سب سے important چیز یہ ہے کہ آج کے تھانہ کلچر میں جو تبدیلی آئی ہے وہ یہ آئی ہے کہ جب کوئی عام شخص اپنی رپورٹ رجسٹرڈ کرانے کے لئے جاتا ہے ایف آئی آر کاٹنا تو بہت دور کی بات ہے، سب سے پہلے تو اس بے چارے غریب کی عرضی ہی نہیں لی جاتی اور جب اس کی عرضی لی جائے گی تو پھر وہ کرائم رجسٹر ہو گا اور اس کے بعد وہ لاء منسٹر صاحب کی figures میں آئے گا۔یہاں پر جو حالات جا رہے ہیں وہ سب جانتے ہیں کہ یہاں کوئی اپنے گھر کے اندر محفوظ ہے نہ کوئی گھر سے باہر محفوظ ہے۔ سڑکوں پر ناکے ہیں مگر

گھروں میں ڈاکے بھی ہیں،اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا اگر وہ انکار کرے گا تو میں سمجھتی ہوں کہ وہ اس صوبے اور اس کی عوام کے ساتھ مخلص نہیں ہے۔

جناب سپیکر!جب ہم یہ کہتے ہیں کہ یہاں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ہم اپوزیشن ممبر ہیں اور ہم صرف تنقید برائے تنقید کے طور پر کہہ رہے ہیں آپ کا اپنا تعلق دیہات سے ہے آپ بھی جانتے ہیں کہ مویشی چوری کی وارداتوں میں کتنا اضافہ ہوا ہے اور جناب سے بہتر یہ کوئی نہیں جانتا کہ جب کسی غریب کی بھینس چوری ہو جاتی ہے تو اس کے پورے کنبے کی فاقوں تک نوبت آ جاتی ہے۔پہلے یہ سنتے تھے کہ تھانوں میں لوگوں کی چھترول کی جاتی ہے، extra judicial killings ہوتی ہیں، تھانہ کلچر، third degree یہ ساری باتیں میں نے سنی تھیں لیکن سب سے افسوسناک واقعہ جو اسی صوبائی دارالحکومت لاہور میں کچھ دن پہلے پیش آیا کہ شہریوں نے ایک پولیس اہلکار کو سر عام ڈنڈے مار کر شہید کر دیا، Give me your attention

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں سمجھتی ہوں کہ اس طرح کے واقعات کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے لیکن اس سے زیادہ افسوسناک واقعہ یہ ہے کہ اس شہید پولیس آفیسر کی نعش کئی گھنٹوں تک پولیس لائن میں پڑی رہی لیکن جس طرح آج محکمے کے پاس ایوان میں آنے کا ٹائم نہیں ان کے کسی افسر کے پاس اس بے چارے کی نماز جنازہ میں شرکت کرنے کا ٹائم نہیں تھا اور یہ بے حسی کی انتہا ہے۔سب نے جانا ہے، کل نفس ذائقۃ الموت، نماز جنازہ میں شرکت کرنا فرض کفایہ ہے، تو جن لوگوں کے پاس فرض کفایہ ادا کرنے کا ٹائم نہیں ہے تو ان کے پاس آپ کی، میری جان کی حفاظت کرنے کا ٹائم کہاں سے آئے گا؟

جناب سپیکر!میں نے کل رات ایک چینل پر کچھ figures دیکھے ہیں جن کو دیکھ کر مجھے بڑی حیرانی ہوئی کہ کیا یہ پنجاب کی بات کر رہے ہیں یا میرے کانوں میں کچھ خرابی ہو گئی ہے اور مجھے غلط سمجھ آ رہی ہے۔انہی کے محکمے نے یہ کہا ہے کہ خطرناک اشتہاری مجرموں کے کوائف پر مشتمل بلیک بک شائع کر دی ہے، یہ پنجاب کے بارے میں ہے اور اس کی جو تفصیل میں نے خود سنی ہے وہ انہی کے محکمے کی ایک رپورٹ چلا رہے تھے اور سب سے زیادہ اشتہاری صوبائی دارالحکومت لاہور میں ہیں کسی کے سر کی قیمت سات لاکھ روپے ہے، کسی کے سر کی قیمت پانچ لاکھ روپے ہے۔کیا یہ سارے اشتہاری گیس کی لوڈشیڈنگ کی وجہ سے پیدا ہوئے اور پھر مفرور بھی ہو گئے یا بجلی کے نہ آنے کی وجہ سے یہ اشتہاری پیدا

ہوئے اور مفرور بھی ہو گئے کیونکہ پنجاب میں تو good governance ہے یہاں دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں، پتا نہیں یہ کس صوبے کی بات کر رہے ہیں ؟ پتا نہیں ساجدہ میر صاحبہ کس صوبے میں لٹی ہیں، پتا نہیں کون سے صوبے میں آمنہ الفت صاحبہ کی گاڑی چوری ہو گئی اور انہیں تین گھنٹے تک یرغمال بنایا گیا کیونکہ پنجاب میں تو حالات ہی کچھ اور ہیں یہاں پر تو کرائم نام کی کوئی چیز ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ معاشرے زوال پذیر ہوتے ہیں جہاں پر لاء اینڈ آرڈر کنٹرول میں نہ ہو اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ جن معاشروں میں قانون نام کی چیز نہیں ہوتی، لوگ قانون کی respect نہیں کرتے، اسے مہذب یا ڈیموکریٹک معاشرے نہیں کہتے بلکہ وہاں جنگل کا قانون کہا جاتا ہے اور اس وقت میری نظر میں پنجاب میں واقعی وہی جنگل کا قانون چل رہا ہے۔ میں کچھ figures آپ کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں اور میں نے جیسے پہلے یہ گزارش کی ہے کہ ہمارے پاس کوئی ایسا سسٹم نہیں ہے، کوئی رحمٰن ملک صاحب ہمیں رپورٹیں نہیں بھیجتے، ہمیں کوئی ایجنسیاں رپورٹنگ نہیں کرتیں بلکہ ہم total اخبارات، الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر dependent ہوتے ہیں اور "The News" جس کی میں بات کر رہی ہوں یہ ایک authentic news paper ہے اور ہر وہ چیز authentic ہو جاتی ہے جب تک ان کے محکمے کی طرف اس کی rebuttal نہیں آتی اسے disown نہیں کیا جاتا تو میں سمجھتی ہوں کہ وہ اتنی ہی سچی ہے جتنی لاء منسٹر صاحب کی باتیں ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ 2011 was set up in crime یہ پنجاب کی بات ہو رہی جس میں یہ کہا جا رہا ہے کہ جس طرح کل ہمیں 2010-11 کا comparison بتایا گیا کچھ comparison میں بھی بتانا چاہتی ہوں۔ یہ کہتے ہیں کہ 2010 میں bike lifter کے 2895 واقعات ہوئے تھے، 2011 میں 3612 واقعات ہوئے ہیں اس میں increase کی 24.76 percentage ہے، یہ اضافہ ہوا ہے۔ کار چوری کے 2010 میں 1254 کیسز تھے 2011 میں بڑھ کر 1415 کیسز ہو گئے اور اس میں increase 12.83 آیا ہے vehicle of different times، جو اسی صوبہ پنجاب میں سے چوری ہوئی ہیں 2010 میں 681 اور 2011 میں 792 اس کے بعد incident of theft جو مختلف نوعیت کی چوریاں ہیں وہ 2010 میں 1981 اور 2011 میں بڑھ کر 2226 ہو گئی ہیں اس میں 12.36 کا increase ہے۔ چونکہ میں ایک عورت ہوں اور میں اپنی جس کمیونٹی کو represent کرتی ہوں ان کے بارے میں میرا بہت concern ہے ہمیں مختلف صوبوں کے بارے میں یہاں پر comparison دکھایا گیا تھا یہ ایک اخبار کی خبر ہے جس کی ان کے محکمے نے کوئی تردید نہیں کی اس لئے میں اس کو من وعن صحیح تسلیم کرتی ہوں۔

اس میں ہے کہ first six month of 2011 crime against women پنجاب میں 3335، سندھ میں 819 ، خیبر پختو نخواہ 379 اور بلوچستان 133 تو پنجاب سر فہرست ہے بڑا بھائی کرائم میں بھی واقعی بڑا بھائی بنا ہوا ہے۔پھر ان سب کو کس طرح disown کیا جا رہا ہے۔اخبارات میں جو کرائم کی ratio بتائی گئی ہے forced rape increase by 21.96 percent, kite flying increase 53.88 percent ہے جب ہم اسی floor پر کھڑے ہو کر کہتے تھے کہ اگر آپ گڈی اڑانے پر ban لگانا چاہتے ہیں تو لوکل گورنمنٹ کو آپ نے wind up کر دیا، اس کا بیڑا غرق کر دیا۔اب ڈی سی او محلوں میں جا کر چیک کرے گا کہ کون چھت پر چڑھ کر گڈیاں اڑا رہا ہے۔جب بات کی جاتی ہے تو کچھ سوچھ سمجھ کر بات کی جانی چاہئے، کوئی پالیسی ہونی چاہئے حکومت کے پاس کوئی vision ہونا چاہئے کہ ہم جو باتیں کر رہے ہیں ان کو implement کیسے کریں؟ صرف عوام کو سہانے خواب نہ دکھائے جائیں اور یہ جو blame game کی سیاست کی جا رہی ہے کہ اپنی برائیاں اور کوتاہیاں دوسروں پر ڈال دینا یہ justified نہیں ہے۔اس صوبے کے جو اس وقت حالات چل رہے، آپ اس ایوان کی بات کر لیجئے کہ معزز ممبران نے سب سے زیادہ تحاریک استحقاق پولیس کے خلاف move کی ہیں۔ مختلف reports کا ذکر مختلف انداز سے ہوتا رہتا ہے تو یہ رپورٹ بھی ایک ایجنسی نے شائع کی ہے کہ اس وقت پنجاب کا محکمہ پولیس کرپشن میں دوسرے نمبر پر ہے۔ پہلے ہم اپنا قبلہ تو درست کر لیں پھر کسی دوسرے کے اُوپر انگلی اُٹھائیں کہ فلاں بندہ چور ہے۔یہی الزامات ناظمین اور کونسلرز کے اوپر لگائے گئے کہ یہ سب corrupt ہیں لیکن آج تک کچھ ثابت نہیں ہو سکا۔جب ہمارا اپنا گھر شیشے کا ہے تو پھر ہم شیشے کے گھر میں بیٹھ کر دوسروں کو پتھر کیسے مار سکتے ہیں؟ میرے خیال میں اس کا کوئی اخلاقی جواز نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں نے کل ایک اخبار میں بڑا خوبصورت شعر پڑھا اور میری دلی خواہش ہے کہ یہ شعر میں آپ کی وساطت سے معزز ممبران کو سناؤں۔ ہم اپنی ذمہ داریوں سے کنارہ کشی اختیار کرنے کے لئے حیلے بہانے ڈھونڈتے ہیں تو اس کے لئے شاعر کہتا ہے کہ:

زمیں کروٹ بدلنے کے لئے تیار ہو جیسے
گھڑی رُکنے کو ہے جنگل میں آہو ڈرنے والا ہے
بہت نیندیں نچھاور کر چکے اب چین سے سونا
کہانی ختم ہونے پہ آئی ہے اور مجنوں مرنے والا ہے۔

مجھے یہ لگتا ہے، حکومت یہ تسلیم کر چکی ہے کہ واقعی مجنوں مرنے والا ہے اس لئے صوبے کو خدا کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔یہاں پر Lawاور نہ ہی کوئیOrder نظر آتا ہے۔جب حکومتی بنچوں سے تعلق رکھنے والے کسی ایم پی اے کی کی کارsnatch ہوتی ہے اور وہ اپنے متعلقہ تھانے میں جاتا ہے تو ان کو آگے سے ایس ایچ او صاحب یہ حکم صادر فرماتے ہیں کہ "بھائی جی، تہاڈی جان بچ گئی اے، چُپ کر کے گھر چلے جاؤ گڈی دی کوئی گل نئیں پھر آ جائے گی"۔جہاں تھانوں میں یہ attitude ہو تو وہاں پر ہم کس طرح سے توقع کر سکتے ہیں کہ کچھ بہتری آ سکے گی؟وزیر قانون صاحب اگر یہ کہہ دیتے کہ آبادی بڑھ گئی ہے اس لئے crime میں اضافہ ہو گیا تو شاید مجھے اتنی تکلیف نہ ہوتی۔وزیر قانون نے ان تمام معاشرتی برائیوں کے بڑھنے کی جو وجوہات بیان کی ہیں ان کا کوئی اخلاقی جواز ہے اور نہ ہی یہ حکومت کی policy statement ہو سکتی ہے۔Although ہم محکمہ کے ان ملازمین کی families کے غم میں برابر کے شریک ہیں کہ جن کی بے قدری کی گئی اور ان پولیس ملازمین کی جانوں کو کچھ بھی نہ سمجھا، جس طرح عام شہریوں کے ساتھ سلوک کیا گیا اسی طرح ان کو بھی disgrace کیا گیا۔پہلے ایک شہید کو disgrace کیا گیا اور اس کے بعد اس کی فیملی کو 30لاکھ روپے کا چیک بھجوا دیا گیا، کیا یہ 30لاکھ روپے کا چیک اس مرنے والے کی جان واپس لا سکتا ہے جو اپنے فرض کی ادائیگی میں شہید ہو گیا، کیا یہ 30لاکھ روپے کا چیک اس کی بیوی اور بچوں کے دکھ کا مداوا ہو سکتا ہے کہ جس نے اپنے فرض کی ادائیگی میں اپنی جان نچھاور کر دی؟یہاں پر حالات یہ ہیں کہ محکمہ پولیس والے کسی کو کچھ سمجھتے ہی نہیں۔اس ایوان کی کمیٹی بڑی supreme ہوتی ہے۔یہ بہت supreme House ہے اور اس کا اپنا ایک تقدس ہے۔جہاں پر حالات یہ ہوں کہ اس ایوان کی کمیٹی میں آنے والا ایک ایس ایچ او جعلی سرٹیفکیٹ پیش کر دیتا ہے۔اُس دن میٹنگ میں محکمہ ہوم کی نمائندگی کرنے والے صاحب اس وقت آفیسر گیلری میں بیٹھے ہیں۔مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ وہ ایوان کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تو پھر اس کے ممبران کو کچھ سمجھنا تو بہت دُور کی بات ہے۔اس ایوان کی بنائی ہوئی مجلس قائمہ کی جب یہ worth ہو کہ وہاں پولیس افسران جعلی میڈیکل سرٹیفکیٹ پیش کر دیں تو پھر ایسی کمیٹی کا کیا فائدہ ہے؟

جناب سپیکر: اس کو challenge کیا جا سکتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جی، ہاں۔ہم نے اسے challenge تو کیا ہے۔آپ کو پتا ہے کہ یہاں بہت سی چیزیں challenge کی جاتی ہیں لیکن ان کا بھی کبھی ایوان میں reply نہیں آیا۔

جناب سپیکر: محترمہ!اب آپ wind up کر لیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اس attitude کو condemn کر رہی ہوں کہ جو لوگ جان و مال کی حفاظت کرنے والے ہیں جب وہ اس طرح جعل سازی کریں گے، اسی اسمبلی میں بیٹھ کر اور اسی اسمبلی کی مجالس قائمہ کے ساتھ جعل سازی کریں گے تو پھر ہم ان سے کس طرح کی توقع کریں، جن لوگوں کو خود اصلاح کی ضرورت ہے وہ اس معاشرے کی اصلاح کیا کریں گے؟ نویں محرم کے دن میں نے فیروزپور روڈ پر ایک واقعہ دیکھا۔ میں appreciate کرتی ہوں کہ محرم کے دوران واقعی بہت اچھے arrangements تھے اور اللہ کا شکر ہے کہ سب کچھ control میں رہا۔ خدا نہ کرے، جب اس صوبے پر کوئی مشکل آتی ہے تو جتنی تکلیف وزیر قانون یا حکومتی ممبران کو ہوتی ہے اتنی ہی ہمیں بھی ہوتی ہے کیونکہ ہم پنجابی ہیں، پنجاب سے ہمارا تعلق ہے اور یہ ہمارا ملک ہے۔ میں نے نویں محرم کو فیروزپور روڈ کے اوپر ایک واقعہ دیکھا۔ وہاں پر کالے شیشوں والی ایک پراڈو گاڑی تھی اور اس کے اندر کوئی صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھے پتا نہیں کہ وہ آفیسر کون تھے؟ جب ان کی گاڑی اشارے پر رُکی تو ان کے پیچھے escort کی گاڑی میں سے ایلیٹ فورس والے چھلانگیں مار کر اُترے اور اس گاڑی کے دروازوں کے ساتھ آ کر کھڑے ہو گئے۔ جب ان پولیس افسران کی اپنی جانیں secure نہیں، ان کو اپنی جانوں کی حفاظت کے لئے اتنے زیادہ لوگ رکھنے پڑتے ہیں تو پھر ہم ان سے کیا توقع کر سکتے ہیں اور اس صوبہ پنجاب کی عوام ان سے کیا توقع کر سکتی ہے؟

جناب سپیکر! پچھلی حکومت کے اچھے projects کو انہوں نے continue تو کیا لیکن آج اس 1122 کا کیا حال کر دیا گیا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ اسی طرح ٹریفک وارڈنز کو بھی انہوں نے ختم کرنے کی بہت کوشش کی ہے۔ آج ان وارڈنز کا کیا حال ہو گیا ہے وہ بھی سب کے سامنے ہیں۔ آج وہ وارڈنز وہیں پر قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں اور باقاعدہ سڑک پر لوگوں کی پٹائی کرتے ہیں۔ کوئی قانون اس کی اجازت نہیں دیتا لیکن یہ سب کچھ اس لئے ہو رہا ہے، لوگ قانون کو اپنے ہاتھ میں اس لئے لے رہے ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ اس وقت صوبے میں کوئی Rule of Law نہیں ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! اب آپ wind up کر لیں کیونکہ آپ نے کافی وقت لے لیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! بات بڑی simple سی ہے کہ اگر واقعی ہم چاہتے ہیں کہ اس صوبے میں Law and Order بہتر ہو تو پھر پہلے اپنے اپنے قبلے درست کریں، دوسروں پر انگلیاں اٹھانے سے کچھ نہیں ہو گا۔ جس عوام نے mandate دے کر آپ کو ان اسمبلیوں میں پہنچایا ہے سب سے پہلا حق ان کا ہے۔ جب ان کے جان و مال اور عزت محفوظ نہیں ہو گی تو پھر میں سمجھتی ہوں کہ وہ

ایسی پارٹیوں سے کوئی link نہیں رکھیں گے۔ عوام یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ان کے ساتھ جو وعدے کر کے ووٹ لئے گئے تھے ان میں سے کون سا وعدہ وفا ہوا ہے، کوئی ایک وعدہ بتا دیں کہ جو وفا ہو گیا ہے ؟تو میرے خیال میں ایسے وعدے ہی نہیں کرنے چاہئیں جو کہ ہم وفا نہ کر سکیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ جی، پرویز رفیق صاحب!

(اذان ظہر)

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آج آپ نے مجھے لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنے کی اجازت عنایت فرمائی ہے۔ آج روزنامہ "ایکسپریس ٹربیون" میں ایک خبر چھپی ہے جس سے آسیہ بی بی سمیت اسی لاکھ اقلیتوں کی جانوں کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ میں جس خبر کا ذکر کرنے جا رہا ہوں یہ پورے صوبے کے لئے، صوبے میں بسنے والے تمام شہریوں اور پورے پاکستان کے لئے ایک لمحہء فکریہ ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ لاء اینڈ آرڈر کو جاننے کے لئے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے کہ کل شہید انصاف گورنر سلمان تاثیر کی پہلی برسی تھی اُس پر سُنی اتحاد کونسل نے اپنے کل کے اجلاس میں اُس گن کی قیمت 10 کروڑ روپیہ لگائی ہے جس سے گورنر سلمان تاثیر کو قتل کیا گیا تھا۔ میں اُن کے مذہبی جذبات کا احترام کرتا ہوں اور میں اُن کی سیاسی قوت کا بھی احترام کرتا ہوں۔ اب ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ ہم لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے کس طرف جا رہے ہیں۔ میں آج اس معزز ایوان سے سوال کرتا ہوں کہ وہ گن کس کے لئے خریدی جا رہی ہے اور اس صوبے میں غریبوں کے لئے، اس صوبے میں مظلوموں کے لئے، اس صوبے میں بھوکوں کے لئے اور اس صوبے میں جن کے پاس چھت نہیں ہے تو آیا اُن کے پاس اتنا فنڈ ہے کہ وہ اُن کو بھی دے سکیں؟ میں آج اُن تمام لوگوں کی زندگیوں کو بھی خطرے میں محسوس کرتا ہوں جو انسانی حقوق کی بحالی، انسانی حقوق کے فروغ، میڈیا کے وہ تمام لوگ جو مظلوم طبقات کی نمائندگی کرتے ہوئے اپنے قلم کو استعمال کرتے ہیں، خصوصی طور پر روزنامہ "ایکسپریس ٹربیون" اور روزنامہ "ٹائمز" کے صحافیوں کے حوالے سے بھی کہتا ہوں کہ اُن کی زندگیوں کو بھی خطرات لاحق ہو گئے ہیں۔ اس خبر میں لکھا گیا ہے کہ جس طرح جاوید میاں داد کے بیٹ کی قیمت لگی تھی جس سے اُس نے چھکا مارا تھا، جس طرح جہانگیر کے ریکٹ کی قیمت لگی تھی اُسی طرح انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہم اس گن کی قیمت 10 کروڑ روپیہ رکھ رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج آپ کی زندگی، آج وزیر قانون کی زندگی، آج وزیر اعلیٰ کی زندگی اور اس معزز ایوان کے ہر فرد کی زندگی خطرے میں ہے۔ جو لوگ اس ملک میں بانیٔ پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کے افکار کو بھلانا چاہتے ہیں آج اُن کی طرف سے یہ پیغام دیا جا رہا ہے

کہ ہمیں اپنی زبان یا جان میں سے کسی ایک چیز کو عزیز رکھنا ہے۔ یہ ترقی یافتہ معاشروں کی نشانی نہیں ہے۔ آج ہمیں یہ پیغام دیا جارہا ہے کہ ہم اگر جان کی سلامتی چاہتے ہیں تو زبان کو بند رکھنا ہوگا۔ ترقی یافتہ معاشروں میں liberty of expression and life protection دونوں کی گارنٹی ہے لیکن یہاں پر ان چیزوں کی کوئی گارنٹی ہے اور نہ ہی مجھے یہ سمجھ لگ رہی ہے کہ ان بیانات کے بعد آیا writ of the government exist کر رہی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر سپریم کورٹ میمو گیٹ سکینڈل کو راتوں رات hearing کے لئے لا سکتی ہے تو آج میں اس ایوان سے چیف جسٹس آف پاکستان سپریم کورٹ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ سُنی اتحاد کونسل کے اس بیان کے بعد اسی لاکھ اقلیتوں کی جانوں کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے تو سپریم کورٹ اس پر suo motto action لے تاکہ اس ملک کو قائداعظم محمد علی جناح کے افکار کے مطابق چلایا جا سکے اور اس ملک میں رہنے والے تمام افراد کو، اس دھرتی کے خمیر سے پیدا ہونے والے تمام بیٹوں اور بیٹیوں کو یہ احساس دلایا جا سکے کہ آج وہ عدم تحفظ کا شکار نہیں ہیں، اُن کو یہ احساس دلایا جا سکے کہ آج قانون کے پہروں میں جیل کے اندر آسیہ بی بی پر تو حملہ کیا جاتا ہے اور آج بھی اس کی زندگی کو threat ہے اور شہباز قادری کو جیل میں تمام سہولتیں میسر ہیں۔ میری زندگی کا، کسی ایک زندگی کا یا 5 فیصد اقلیتوں کی زندگیوں کا سوال نہیں ہے بلکہ لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے اس دھرتی کا معاملہ ہے۔ 95 فیصد لوگ جو اکثریت سے تعلق رکھتے ہیں یہ بالخصوص اُن کی جانوں کا بھی معاملہ ہے۔ ہماری معاشی، سماجی اور سیاسی ترقی کا انحصار ہمارے سماجی، آئینی، قانونی اور معاشرتی رویوں پر ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے لئے میری ایک مسلمان بہن، میرا ایک مسلمان بھائی نہ بحیثیت مسلمان بلکہ بحیثیت پاکستانی، بحیثیت اس دھرتی کا بیٹا اور بیٹی ہونے کے ناتے قابل احترام ہیں۔ آج ہمیں ان قوتوں کو روکنے کے لئے دیکھنا پڑے گا اور میں ایک شعر کے ساتھ اس کی وضاحت کروں گا:

انھے ناں ہون کتے سُجاکھے بدل کے ویکھ
تے کجھ طور تُوں اَج میرے آکھے بدل کے ویکھ
کھاندی ناں ہووے تیری فصل نُوں واڑ ای ضیا
کجھ دن تُوں اپنی فصل دے راکھے بدل کے ویکھ

جناب سپیکر! میں آج بحیثیت پاکستانی یہ گزارش کر رہا ہوں۔ یقیناً ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اس معزز ایوان اور موجودہ حکومت کی ذمہ داری ہے اور میں موجودہ حکومت سے گزارش کرتا ہوں، میں

تنقید نہیں کرتا۔ میں بالخصوص لاء منسٹر صاحب سے اور Law Enforcement Agencies سے بھی یہ گزارش کرتا ہوں کہ ہمارے اسی لاکھ افراد جن کو، معذرت کے ساتھ، کافر سمجھا جاتا ہے، جن کو یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ اس دھرتی کے بیگانے شہری ہیں، ہمیں تو کوئی حق بھی دیتا ہے تو کہتا ہے کہ ہم نے رحم کیا تو میں اس معزز ایوان میں اس چیز کو تسلیم نہیں کرتا۔ میں اس معزز ایوان اور بانی پاکستان کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہم سے یہ پوچھا کہ آپ انڈیا میں رہنا پسند کریں گے یا پاکستان میں رہنا چاہتے ہیں تو مجھے اپنے بزرگوں پر فخر ہے کہ انہوں نے پاکستان کے حق میں ووٹ دیا لیکن آج سرائیکی صوبے کی بات ہو رہی ہے، آج ہزارہ صوبے کی بات ہو رہی ہے، میں اپنی اقلیتوں کی طرف سے آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس طرح کی کوئی بات سوچتے ہیں اور نہ ہم ایسی کوئی بات سوچ سکتے ہیں کیونکہ اس ایوان کی سیڑھیوں پر جب یہ نعرہ لگ رہا تھا کہ جو مانگے گا پاکستان اُس کو ملے گا قبرستان، تو ہمارے بزرگ متحدہ پنجاب اسمبلی کے آخری سپیکر اور موجودہ پنجاب اسمبلی کے پہلے سپیکر نے کہا تھا کہ "سینے پہ گولی کھائیں گے، پاکستان بنائیں گے۔" میں یہی گزارش کروں گا کہ اقلیتوں کی مذہبی عبادت گاہوں اور اقلیتوں کی شخصیات کو سنبھالا جائے۔ میں آخر میں اس شعر کے ساتھ اجازت چاہوں گا:

انسان سمجھتے ہو تو کچھ کہنے کا حق دو
پتھر ہوں اگر تو میری دیوار بنا دو
نغمات بغاوت کے صدا گونجیں گے چاہے
اس شہر کے ہر چوک میں اِک دار بنا دو

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں مختصر بات کرنا چاہتا ہوں اس لئے figures سے بات کروں گا۔ وہ اس طرح ہیں کہ لاہور پولیس کی کل تعداد 26330 ہے۔ اس میں سے 15730 افراد صوبائی اور وفاقی لوگوں کے لئے VVIP ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ اگر مزید دیکھیں تو 7 ہزار پولیس کے لوگ آپریشن، 3600 انوسٹی گیشن میں رہ گئے ہیں اور 2500 گن مین بھی ججز، پولیس کے اعلیٰ افسران، بیوروکریٹس اور سیاستدانوں کی disposal پر ہیں۔ اس میں مذہبی لیڈروں کی حفاظت پر معمور ہیں۔ میں اپنی پولیس کی مشکلات کے متعلق تھوڑا سا بتاؤں گا کہ ایلیٹ فورس کے 975 کمانڈوز میں سے صرف 160 کسی ناگہانی معاملے کو نبٹنے کے لئے موجود ہیں باقی سب VVIP ڈیوٹی پر ہیں۔ یہاں تک کہ ریسکیو 15 کے

150افسران بھیVVIPڈیوٹی کر رہے ہیں اور ایک انتہائی افسوسناک بات یہ ہے کہ لاہور پولیس کا پٹرول اور ڈیزل کے بجٹ کا40فیصد وی وی آئی پی ڈیوٹیوں پر خرچ ہو رہا ہے۔

جناب والا!ایس ایچ او محمد ارشد کی شہادت اس لئے ہوئی ہے کہ اس کے ساتھ صرف تین پولیس اہلکار تھے اور جس طرح گورنمنٹ کیwritکو چیلنج کیا گیا، یہ کوئی اچھاindicatorنہیں ہے۔اگر پولیس کے افسران کے ساتھ بھی اسی طرح ہو گا تو پھر کوئی بھی محفوظ نہیں رہے گا۔

جناب والا!اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ پولیس کے کرپٹ ملازمین کی نگرانی کا کوئی انتظام نہیں ہے۔پولیس کے کرپٹ ملازمین کس طرحprime dutiesلے لیتے ہیں،confirmہوتا ہے کہ اس آدمی کا سارے کا سارےsourceغلط ہے لیکن اس کے باوجود کوئی ایسا نظام نہیں ہے جس سے ان کو چیک کیا جا سکے۔آپ نے دیکھا ہو گا اور آپ کے علم میں ہے کہ کسٹم ڈیپارٹمنٹ میں ایک vigilance wingہے۔میں یہ نہیں کہتا کہ کسٹم میں سارے ولی ہیں لیکنvigilance wing رپورٹ دیتا ہے کہ اس آدمی نے فلاں سیٹ پر رہتے ہوئے collection میں کیا کیا۔ہمارے یہاں پنجاب پولیس میں یہ طریقہ ہونا چاہئے کہ اگر کہیں جرائم بڑھتے ہیں تو وہاں کے پولیس افسر کو-non prime seatsپر بھیج دیا جائے اور اس سے جان چھڑائی جائے۔میں نام نہیں لوں گا لیکن بے شمار لوگ ایسے ہیں جو اس طرح پولیس کو چپکے ہوئے ہیں کہ وہ کسی نہ کسی طرحprime postsلے لیتے ہیں۔ان کا رہن سہن بہت مہنگا ہوتا ہے،پوری دنیا میں جوadministrative seatsپر کام کرنے والوں کا رہن سہنwatchہوتا ہے۔آج تک تھانوں میں ٹاؤٹ سسٹم اسی طرح ہے،جب تک اس ٹاؤٹ سسٹم کو توڑا نہیں جائے گا تو یہ معاملات ٹھیک نہیں ہوں گے۔منشیات فروشی ہو رہی ہے اور اگر کوئی نیکی کا کام کر رہا ہے تو جعلی کوکا کولا اور پیپسی کولا کی فیکٹریوں کو جوshelterدیتا ہے۔آپ اندازہ لگالیں کہ اس کی آمدنی کیا ہو گی؟ایک طرف تو وہ ایکسائز ڈیوٹی اور فیڈرل ڈیوٹی بچا رہا ہے اور دوسری طرف وہ عوام کی صحت سے کھیل رہا ہے۔اس میں جو لوگ شامل ہیں، میرے حلقے میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ آپ کو بھی معلوم ہے۔یہاں چونکہvigilance wingنہیں ہے اس لئے پولیس کے کسی آدمی کے خلاف کوئی معاملہ بنتا بھی ہے تو کوئیconfirm disciplinary actionنہیں ہوتا جس کی وجہ سے وہ لوگ اسی طرح پولیس میں اپنا کام کر رہے ہیں۔اگر پولیس کسی ملزم کو پکڑتی ہے اور وہ ضمانت پر رہا ہو جاتا ہے تو سپریم کورٹ کا ایک عجیب آرڈر آیا ہے جس میں سپریم کورٹ نے کہا ہے کہimmoveable propertyاگر کسی نے ضمانت میں دی ہے تو اس کو ضبط نہیں کیا جا سکتا۔میری وزیر قانون سے

درخواست ہو گی کہ اس پر ضرور review petition file کریں۔اس نے پولیس کے ہاتھ باندھ دیئے ہیں کیونکہ اگر کہیں کوئی ملزم بھاگتا ہے اور اس کے against کوئی ایسی property ہے جو اس نے ضمانت میں دی تھی تو اس کے خلاف کارروائی سپریم کورٹ کے آرڈر کی وجہ سے رک جاتی ہے۔اس کا فوری طور پر review ہونا چاہئے۔

جناب والا!لاہور میں پچھلے دنوں گیسٹ ہاؤسز پر ریڈز کئے گئے اور صوبہ کی کئی اور جگہوں پر بھی کئے گئے۔ وہاں سے خواتین اور مردوں کو پکڑا گیا۔ میں ذمہ داری سے عرض کر رہا ہوں کہ وہاں ایک عجیب بات ہوتی ہے کہ وہاں خواتین کو تو چھوڑ دیا جاتا ہے اور مردوں کو پکڑ کر اندر دے دیا جاتا ہے۔ یہ بڑا ظلم ہے کیونکہ دونوں برابر کے مجرم ہیں۔ حکومت کو گیسٹ ہاؤسز کو رجسٹرڈ کرنا چاہئے۔ان کو بغیر رجسٹریشن کے اپنا بزنس نہیں کرنا چاہئے۔ یہ ایسی مشکوک جگہوں پر بنائے جاتے ہیں جہاں سے لاہور پہنچنے میں ایک گھنٹہ لگتا ہے۔ یہ گیسٹ ہاؤسز پولیس اور لاء اینڈ آرڈر کے لئے بہت بڑا مسئلہ بنے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر!تمام پراپرٹی ڈیلرز، تمام رینٹ اے کار ڈیلرز اور تمام رینٹ اے موٹر سائیکل ڈیلرز کی کمپیوٹرائزڈ مانیٹرنگ ہونی چاہئے۔ کہیں کوئی گھر چاہے وہ دو مرلے، دو کنال، چار کنال یا دس کنال کا گھر ہو پراپرٹی ڈیلر کے بغیر کرایہ پر نہیں چڑھتا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ پراپرٹی ڈیلرز کو رجسٹریشن کے تحت پابند کیا جائے کہ وہ کسی کو مکان دلانے کے دو گھنٹے کے اندر اندر اپنے متعلقہ پولیس سٹیشن کو اور سنٹرل پولیس آفس کو بتائیں گے کہ فلاں مکان ہم نے فلاں آدمی کو کرایہ پر دلایا ہے۔ ہمارے دیہاتوں میں جب تک پنچائیت سسٹم تھا اور محلوں میں کمیٹیاں تھیں تو حالات بہت بہتر تھے، لوگوں کو معلوم ہوتا تھا کہ یہ کون ہے، یہ کس کا بندہ ہے اور یہ کس کا لڑکا ہے۔آپ کو بھی علم ہے کہ ریونیو ریکارڈ ہر آدمی کی اصل حقیقت آج بھی بتا دیتا ہے۔ میں یہ نہیں کہوں گا کہ ریونیو ریکارڈ کی بنیاد پر لوگوں سے deal کیا جائے لیکن پنچائیت میں بیٹھ کر آدمی کی اصلیت ضرور سامنے آ جاتی تھی کہ اس نے یہ جرم کیا ہے یا نہیں؟ آج لوگوں کو جو unending litigation کا سامنے ہے اگر پنچائیت سسٹم کو فوری طور پر نافذ کر دیا جائے تو پولیس کی کارکردگی میں بہت بہتری آئے گی اور عوام کو بھی بہتری ملے گی۔

جناب والا!ایک معاملہ patch construction کا ہے۔آج بھی جوہر ٹاؤن اور رائیونڈ کے علاقہ میں patch construction ہو رہی ہے۔Patch construction اسے کہتے ہیں کہ ایک گھر یہاں بنا اور دوسرا گھر دو فرلانگ پر بنا ہو۔اس طرح کے گھروں کو watch کرنا بہت ضروری ہے۔ یہ

جرائم کا گڑھ ہیں کیونکہ ان میں جرائم پیشہ لوگ ہیں۔ انہی لوگوں کوpatch construction پسند ہوتی ہے جن کو ویرانہ پسند ہوتا ہے اور ویرانہ جرائم پیشہ لوگوں کو پسند ہوتا ہے۔

جناب والا! اسلحہ لائسنس بہت بڑا مسئلہ ہے، شریف لوگوں کو اسلحہ کے لائسنس ملنے چاہئیں۔ اس بنیاد پر اسلحہ لائسنس ملنے چاہئیں کہ ان کاtrack record غلط نہیں ہے اور وہ جرائم پیشہ نہیں ہے۔ اسلحہ کے لائسنس بنوانے میں آسانی ہونی چاہئیں۔ جس آدمی کا ریکارڈ صحیح ہے تو اس کو لائسنس ملنا چاہئے۔

جناب والا! پولیس کے لئے ایک اور بہت بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ساٹھ سال سے پہلے کوئی پولیس کا ملازم سروس چھوڑنے پر تیار نہیں ہوتا چاہے کوئی آدمی اس فورس میں بیمار ہے، جتنا چاہے لاغر ہے لیکن اس کو ریٹائرمنٹ تک کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ فوج کی طرز پر پولیس کے اندر جو لوگ کسی بھی وجہ سےlethargic ہیں یا کسی بھی بیماری کی وجہ سے وہ صحیح کام نہیں کر سکتے تو ان کوfull benefits کے ساتھ فارغ کر دیا جائے اور نئے لوگوں کو لایا جائے تاکہ پولیس کی جونon-force جس میں کم از کم پچیس تیس فیصد لوگ ایسے ہیں جو صحیح طرح سے ڈیوٹی نہیں کر سکتے ان کو فارغ کیا جائے۔

جناب والا! عدالتوں سے ضمانت کے بعد جو لوگ رہا ہو جاتے ہیں ان پر توجہ دینی چاہئے۔ ان اشتہاریوں کوtop priority پر پکڑنا چاہئے کیونکہ وہ واقعی مزید جرائم کے لئےbreeding areas ہیں۔

جناب والا! پولیس میں ایک ایساwing ہونا چاہئے کہ ہر جیل میں پولیس کے دو تین آدمی سادہ کپڑوں میں بیٹھے ہوں وہ دیکھیں کہ ملزمان یا مجرمان سے ملنے کے لئے کون لوگ آتے ہیں، وہ جیل خانہ جات کا ریکارڈ دیکھیں کہ کون لوگ ان کو مل رہے ہیں؟

جناب سپیکر! پولیس کی گاڑیوں میں جتنی جلدی ٹریکر سسٹم لگا دیا جائے اتنا بہتر ہو گا تاکہ پولیس کا بجٹ اور اصل movement سنٹرل آفس monitor کرے کہ کیا ہو رہا ہے؟ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ مزید ایک لمحہ ضائع کئے بغیرVVIP duties کے لئے یا تو موجودہ فورس میں سے ایک علیحدہ فورس لے لی جائے یا علیحدہ فورس ہی بنا دی جائے تاکہ پولیس کی اصل فورس صرف عوام کے لئے ہی کام کرے۔ ہر تھانے میں ایک فلائنگ سکواڈ بنایا جائے تاکہ جہاں اس قسم کے حالات ہوں تو موقع پر کنٹرول ہو سکیں۔ لاہور میں یا بڑے شہروں میں تو ایمرجنسی 15 کی سہولت میسر ہے لہذا

فلائنگ سکواڈ اس طرح کا بنایا جائے کہ اس کے پاس معقول فورس اور گاڑیاں ہوں تاکہ لوگوں کو پتا ہو کہ جہاں کہیں بھی جرم ہو گا تو یہ لوگ فوراً پہنچیں گے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کی بھی مہربانی۔ محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!۔۔۔تشریف فرما نہیں ہیں، محترمہ حمیرا اویس شاہد صاحبہ!۔۔۔وہ بھی تشریف نہیں رکھتیں۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔جناب سپیکر!لاء اینڈ آرڈر کی بگڑتی ہوئی صورتحال اتنی گھمبیر ہو چکی ہے کہ مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ اس کو کہاں سے شروع کروں اور کہاں پر ختم کروں؟

جناب سپیکر: جہاں سے آپ اچھا سمجھتے ہیں وہاں سے شروع کر دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!اس وقت یہ ایک سنجیدہ گفتگو ہے جسے point scoring کے لئے میں نے استعمال کرنا ہے اور نہ ہی کسی اور کو استعمال کرنا چاہئے۔یہ ایک لمحہ فکریہ ہے لہذا ہمیں انتہائی سنجیدگی کے ساتھ اس پر بات کرنی چاہئے۔لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے صرف میری ذات کا نہیں بلکہ ہماری پوری قوم اور صوبے کے لوگوں کا سوال ہے۔اگر ہم تنقید برائے تنقید یا ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے پر ہی وقت ضائع کر دیں گے تو عوام کا بھلا کیسے ہو گا؟ میں سمجھتی ہوں کہ ہماری باتوں کو positive approach کے ساتھ آپ کو بھی لینا چاہئے،لاء منسٹر صاحب کو بھی positive انداز سے سننا چاہئے اور مجھے بھی اسی انداز سے ہی بات کرنی چاہئے۔ سب سے پہلے میں ایک عام انسان اور عام شہری ہوں اُس کے بعد میں ایم پی اے ہوں یا کوئی اور عہدہ میرے پاس ہے۔بطور ایک عام انسان لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے جو مسائل مجھے درپیش ہیں جنہیں میں محسوس کر سکتی ہوں وہی میرے ساتھ والے پڑوسی،گاؤں کے لوگوں اور دُور دراز علاقوں کے ہر کنبے کا مسئلہ ہے۔اس وقت حالت یہ ہے کہ آپ کسی بھی گھر میں چلے جائیں،کسی بھی خانہ دار خاتون یا ماں باپ سے سوال کر لیں تو وہ اپنے بچے کو گھر سے باہر بھیجتے ہوئے خوفزدہ ہیں اور مائیں مصلیٰ پر ہر وقت تسبیح کرتی رہتی ہیں کہ اگر یہ بچہ پڑھنے یا کسی کام سے گیا ہے تو خیریت سے واپس آ جائے۔ کسی کی موٹر سائیکل یا گاڑی چھن سکتی ہے یا اُس کو اغواء برائے تاوان کے لئے پکڑا جا سکتا ہے یعنی کچھ بھی سانحہ پیش آ سکتا ہے۔لاء منسٹر صاحب اگر یہ کہتے ہیں کہ سب اچھا ہے تو میں کہتی ہوں کہ ایسا نہیں ہے کیونکہ میں سراپا مثال آپ کے سامنے بیٹھی ہوئی ہوں۔ گھر کے اندر چوریاں، باہر ڈکیتیاں اور اغواء برائے تاوان ہو رہے ہیں۔جب سے میری گاڑی چھینی گئی ہے اس عرصہ کے دوران جس شخص سے بھی میں نے بات کی ہے اُس نے یہی کہا ہے کہ میری گاڑی بھی چھینی گئی تھی۔ کسی کی سال پہلے، کسی کی دو مہینے پہلے اور کسی کی چار دن پہلے چھینی گئی تھی۔ میں اس

وقت اعداد و شمار کی بحث میں نہیں جاؤں گی کیونکہ اعداد و شمار بہت سارے لوگوں نے اچھے انداز سے پیش کر دیئے ہیں۔ یہ وہی اعداد و شمار ہیں جو سرکاری ہیں۔ میرے نزدیک ایک گھر میں ہونے والی یا لوگوں کے ساتھ پیش آنے والی وارداتوں کی صحیح طریقے سے گنتی کی جائے تو وہ اس سے کہیں زیادہ ہیں۔ میرے حساب سے more than 50 percent وارداتیں بتانے کے لئے کوئی شخص پولیس تک پہنچتا ہی نہیں ہے بلکہ چھوٹی موٹی mobile snatching اور chain snatching کی وارداتیں کہیں پر رجسٹرڈ ہی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر!اس بحث کو میں چار حصوں میں تقسیم کروں گی۔ ایک حصے میں لٹنے والے، ایک حصے میں لوٹنے والے، ایک حصے میں پولیس والے اور ایک حصہ حکمرانوں کا ہے۔ مسئلہ تو پاکستان کا ہے مگر میں صوبہ کی بات کروں گی کہ کوئی گھرانہ ثابت کر دیں جس کے ساتھ کوئی نہ کوئی واردات نہ ہوئی ہو۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ ہر وقت وارداتیں ہو رہی ہیں۔ اب کوئی خاتون چوڑی پہن کر اور نہ انگوٹھی وغیرہ پہن کر باہر نکل سکتی ہے بلکہ اب کسی قسم کی کوئی سکیورٹی سرے سے ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر!اب میں دوسرے گروپ لوٹنے والے اور ڈکیتیاں کرنے والے چور اُچکوں کی بات کروں گی۔ میں جگ بیتی نہیں کہوں گی بلکہ میں نے اپنی آنکھوں سے یہ دیکھا ہے کہ آپ لاہور سے باہر چلے جائیں تو بالکل بھی محفوظ نہیں ہیں۔ جس علاقہ سے میری گاڑی چھینی گئی ہے وہ حافظ آباد کا کوئی علاقہ تھا اور یہ سارے علاقے چوروں اور ڈاکوؤں کی آماجگاہ ہیں۔ وہاں پر یہ لوگوں کا معزز پیشہ ہے۔ وہاں پر سب سے بڑا معزز ڈاکو car snatching کرتا ہے، اُس سے کم درجے کے معزز کا پیشہ موٹر سائیکل snatching ہے اور بالکل چھوٹے درجے کا بندہ جیب کترا ہے۔ میں خود ان علاقوں میں کئی دفعہ گئی ہوں اور عام لوگ اس طریقے سے بتا رہے ہوتے ہیں کہ "فلانے پہلوان دا ایہہ کم اے، اوہ اوتھے رہندا اے اوہدا ایہہ کم ہوئے گا، دوسرا کہندا اے کہ نئیں اوہ تے موٹر سائیکلاں دا کم کردا اے ایہہ اوہ ہوئے گا"۔جہاں پر اس طرح کے حالات ہوں اس کا سدباب کس نے کرنا ہے؟ میں نے یہ تمہید اس لئے باندھی ہے کہ ہم نے معاملے کی طے تک بھی پہنچنا ہے اور اس کے لئے تجاویز بھی دینی ہیں۔

جناب سپیکر!اب میں محافظ پولیس کی بات کروں گی۔ جہاں تک سینئر پولیس افسران کی بات ہے تو more than 90 percent ایماندار لوگوں پر مشتمل ہیں کیونکہ میں اسی معاشرے میں رہتی ہوں اس لئے مجھے معلوم ہے۔ حقیقتاً lower level پر پولیس کا جو رویہ ہو چکا ہے اُن کی وجہ سے مجھے سینئر افسران بھی پریشان پائے گئے ہیں۔ Lower level پر اگر ہم ایک سپاہی یا ایس ایچ او کی بات

کرتے ہیں تو وہ چوروں ڈاکوؤں کو نہیں پکڑتے مگر انہوں نے شریف آدمی کو ہر چوک میں کھڑا کیا ہوتا ہے۔ طالبعلم بے چارا جب گھر سے نکلتا ہے تو سب سے پہلے وہ چور اور ڈاکوؤں کے ہاتھوں محفوظ نہیں ہے پھر وہ کسی چوک پر چلا جائے تو آگے وہ کسی پولیس والے کے ہاتھوں محفوظ نہیں ہے۔ اگر آپ کسی تھانے کچہری میں چلے جائیں تو وہاں پر آپ کسی کانسٹیبل یا ایس ایچ او کے ہاتھوں محفوظ نہیں ہیں۔ ایک طرف ڈاکو لوٹ کر لے جائیں تو دوسری طرف آپ پولیس والوں کے نخرے پورے کرنے میں اپنا سرمایہ خرچ کر دیتے ہیں۔ یہ حقائق اور سچی باتیں ہیں۔ میں پولیس کو ظالم کہوں یا مظلوم کہوں تو میرا دل چاہتا ہے کہ میں پولیس کو مظلوم کہوں؟ یہ مظلوم اس لئے ہیں کیونکہ انہوں نے یہ وردیاں اس لئے نہیں پہنی تھیں کہ یہ صرف VIPs کی ڈیوٹی دیں یا کوئی بھی حکومتی ایم پی اے یا ایم این اے اپنی مرضی کا ایس ایچ او اپنے علاقے میں لگوا لے تاکہ وہ اپنی مرضی کے کام لے سکیں۔ اس کے بعد پولیس والوں کے پاس صرف ایک ہی طریقہ رہ جاتا ہے کہ وہ شریف آدمیوں کو تنگ کریں کیونکہ اس کے علاوہ اُن کے پاس بھی کچھ نہیں بچتا۔

جناب سپیکر! چوتھے نمبر پر میں حکومت کی policies کو بحث کا حصہ بنانا چاہتی ہوں ہیں کہ حکومت کی کیا پالیسی ہے؟ حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ ڈاکوؤں کو produce کیا جا رہا ہے، پولیس کو اپنی خدمت پر لگا لینا ہے، یہ پولیس والے بڑے دلیر ہیں اور یہ اسی قوم کے بچے ہیں۔ انہوں نے بڑے بڑے معرکے بھی مارے ہیں لیکن آپ کسی کے پر کاٹ کر اسے اڑنے کا کہیں گے تو وہ اڑ سکے گا؟ میں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے اور میں انٹی کار لفٹنگ کے افسران سلیم مختار بٹ اور فیصل شریف کی تعریف کروں گی جن کے پاس proper گاڑیاں ہیں اور نہ ہی ان کے پاس وسائل ہیں اور وہ اپنی جیب اور پلے سے خرچ کر کے ڈاکوؤں کو پکڑتے ہیں اور انہیں مارتے ہیں۔ میں اس چیز کی عینی شاہد ہوں اور میں نے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسی شہادت مہربانی کر کے آپ نہ دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے جو محسوس کیا ہے وہ میں بتا رہی ہوں اور میری بحث کے دو حصے ہیں۔ میں negative parts بھی آپ کے سامنے رکھ رہی ہوں اور positive parts بھی رکھ رہی ہوں۔ Negative parts میں یہ بھی ہے جو میں پہلے بتا چکی ہوں کہ یہاں پر پولیس، پولیس گردی میں مبتلا ہے یہاں شرفاء کو تنگ کیا جا رہا ہے اور جہاں پر ایس ایچ او زتین تین دن ایک ایم پی اے کی کار کی ایف آئی آر نہیں کاٹ رہے۔ ان تمام چیزوں کے پیچھے لوٹنے والے، لٹنے والے اور

پولیس کے ساتھ زیادتیاں ہیں اور ان کے شعبوں میں ہونے والی ساری خرابیوں کی ذمہ دار حکومت وقت ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میں آپ کو ایک چیز بتاتی چلوں کہ جو شیخ صاحب نے بات کی کہ آج وی آئی پی ڈیوٹی کے لئے ساری پولیس کو لگایا ہوا ہے۔ میں آپ کو مغلیہ دور کی ایک مثال دیتی ہوں کہ فصیل بند شہر ہوتا تھا، محافظ قلعہ کی چار دیواری کے ارد گرد ہوتے تھے اور انہوں نے اسے محصور کیا ہوتا تھا کہ باہر سے کوئی ڈکیت نہ گھس جائے۔آج ایک ایک وی آئی پی کے گرد تو حصار ہے لیکن پورے کے پورے صوبے کو ڈاکوؤں کے آسرے پر چھوڑ دیا گیا ہے۔یہاں میں یہ بات بھی کہوں گی حکمران جب پالیسیاں بنائیں تو ایسی بنائیں کہ جو لوگوں کے فائدے اور مفاد میں ہوں۔ فائدہ کیا ہے کہ آپ نے پورے صوبے کو بچانا ہے اس لئے پورے صوبے کے گرد حصار قائم کریں۔پٹرولنگ پوسٹیں اسی لئے قائم کی گئی تھیں ہم انہیں strengthen کریں،انہیں اچھی گاڑیاں دیں،انہیں اچھا اسلحہ دیں اور انہیں ہر چیز سے لیس کر دیں اس کے بعد اگر کوئی ڈکیت، کوئی دہشت گرد یا کوئی وارداتیا گھستا ہے تو اس پر آپ اس پولیس والے کو پکڑ کر جتنا مرضی رگڑا لگائیں اور اس کے لئے سخت سے سخت سزا رکھیں تو کسی کو اعتراض نہ ہو گا۔یہاں پر آپ خود بتائیں کہ پولیس والے صرف ایک وی آئی پی کی ڈیوٹی پر مامور کر دیئے گئے ہیں تو باقی عوام کو وہ کیسے protection provide کر سکتے ہیں؟ان کے پاس کیا طریقہ ہے،ان کے پاس کون سی سلیمانی ٹوپی ہے،کون سا الہ دین کا چراغ ہے؟ تھانہ کلچر کیسے ٹھیک ہو سکتا ہے کہ جس تھانے کے اندر ایک عورت جا کر اپنی رپورٹ نہیں درج کرا سکتی اور بجائے اس کے کہ تھانے جائے تحفظ ہوں وہ خوف کی علامت بن چکے ہیں۔کیا وہاں پر خواتین کے لئے ایک الگ کاؤنٹر نہیں ہونا چاہئے؟ان تمام چیزوں کے پیچھے اگر کوئی ایک چیز ہے تو وہ غلط پالیسی ہے۔ ہم اپنے دماغوں کو استعمال کر کے پالیسی بناتے ہیں اور اگر ہم ایک جگہ اکٹھے بیٹھ کر اپنے مسائل اور ان اعداد و شمار کو سامنے رکھیں اس کے بعد ہم اس کا حل نکالنے کے لئے بیٹھ کر کوئی تجویز کریں۔۔۔

جناب سپیکر: کل یہاں اس ایوان میں معزز وزرائے کرام آج کی اپنی اپنی مصروفیات سے آگاہ کریں گے اور اس چیز کو نوٹ کر لیا جائے اور انہیں کہہ دیا جائے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!اس وقت لاء منسٹر صاحب بھی اس ایوان میں موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، تشریف رکھیں کیونکہ وہ مجھے بتا کر گئے ہیں۔ میں باقی وزراء صاحبان سے متعلق بات کر رہا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔آپ تشریف رکھیں۔

میاں عطا محمد خان مانیکا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں عطا محمد خان مانیکا: جناب سپیکر!اس معزز ایوان میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پر بحث ہو رہی ہے اور یہ ایوان دعویٰ رکھتا ہے کہ وہ پنجاب کے عوام کا نمائندہ ہے مگر دلچسپی کا عالم یہ ہے کہ یہاں پر وزیر ہیں نہ ہی ممبران۔۔۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ کی مرضی کے مطابق میں نے اپنی طرف سے یہ کہہ دیا ہے اور کل ہم ان سے رپورٹ لیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!ایک انتہائی اہم بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!آج ہم نے اس ایوان کو بہت دیر سے شروع کیا اور ابھی اتنا وقت بھی نہیں ہوا تو میری آپ سے گزارش ہے کہ بولنے کے لئے ہر ممبر کو unlimited time دے دیں تاکہ وہ اپنی مکمل بات کر سکے کیونکہ بہت تھوڑے لوگ اس وقت ایوان میں بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ میرے پاس25لوگوں کے نام آئے ہوئے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!جو لوگ دفتر میں کام کرتے ہیں وہ صبح نو بجے سے شام پانچ بجے تک کام کرتے ہیں جو کہ آٹھ گھنٹے بنتے ہیں لہذا میں چاہتا ہوں کہ ایوان کی کارروائی کا بھی وقت۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ایسے نہیں ہے اور میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!time کی limitation ختم کر دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔یہ limitation ختم نہیں ہو گی۔

میاں عطا محمد خان مانیکا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

کورم کی نشاندہی

میاں عطا محمد خان مانیکا: شکریہ۔جناب سپیکر! I will have to point that the House has not quorum

جناب سپیکر: By God کورم point out کر دیا گیا ہے تو گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعتہ المبارک 6۔جنوری 2012 صبح 9:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

1919

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،6۔جنوری2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات مال وکالونیز)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

سرکاری کارروائی

امن عامہ پر عام بحث جاری رہے گی / سمیٹی جائے گی۔

1921

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیئسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،6۔جنوری2012

(یوم الجمع،11۔صفر المظفر1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 9 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا
الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿٣٧﴾ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ
الْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۙ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ
وَقَالَ صَوَابًا ﴿٣٨﴾ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ
مَاٰبًا ﴿٣٩﴾ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚ يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ
يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِىْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿٤٠﴾

سُوْرَةُ النَّبَإِ 37تا40

وہ جو آسمانوں اور زمین اور جو ان دونوں میں ہے سب کا مالک ہے بڑا مہربان کسی کو اس سے بات کرنے کا یارانہ ہو گا(37) جس دن روح (الامین) اور فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہوں گے تو کوئی بول نہ سکے گا مگر جس کو (خدائے رحمٰن) اجازت بخشے اور اس نے بات بھی درست کہی ہو(38) یہ دن برحق ہے۔ پس جو شخص چاہے اپنے پروردگار کے پاس ٹھکانہ بنالے(39) ہم نے تم کو عذاب سے جو عنقریب آنے والا ہے آگاہ کر دیا ہے جس دن ہر شخص ان (اعمال) کو جو اس نے آگے بھیجے ہوں گے دیکھ لے گا اور کافر کہے گا کہ اے کاش میں مٹی ہوتا (40)

وما علینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

وہ جو چاہیں چاند کو توڑ دیں اُنہیں اختیار دیا گیا
وہ پھر اُس کے ٹکڑوں کو جوڑ دیں اُنہیں اختیار دیا گیا
صلوا علیہ وآلہ
جو علی کی عصر قضا ہوئی تو وہ وقت پر ہی ادا ہوئی
چُھپے آفتاب کو موڑ دیں اُنہیں اختیار دیا گیا
صلوا علیہ وآلہ
لکھو نازش اُن کا یہ معجزہ، کہ کسی کی آنکھ نکل گئی
وہ لعاب پاک سے جوڑ دیں، اُنہیں اختیار دیا گیا

سوالات

(محکمہ جات مال وکالونیز)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈا پر محکمہ مال وکالونیز سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور اُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! Question No. 3256

پی پی۔227 میں عرصہ تین سال سے زائد تعینات پٹواریوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*3256: محترمہ عائشہ جاوید: کیاوزیر مال وکالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔227 پاکپتن میں کتنے پٹواری تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات ہیں اور کیوں؟

(ب) کیا اعلیٰ حکام ان کو جو عرصہ تین سال کی سروس ایک ہی جگہ پوری کر چکے ہیں ان کو ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتے ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ج) 2008-09 میں مذکورہ حلقے کے پٹواریوں نے کتنا ریونیو خزانہ میں جمع کروایا علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) مذکورہ پٹواریوں کے تحت کتنا رقبہ آتا ہے، علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ہ) پی پی۔227 میں کتنے پٹواریوں کے خلاف کرپشن کتنے کتنے عرصہ سے سرکاری فرائض میں غفلت ودیگر کیسز زیر غور ہیں آگاہ کریں؟

وزیر مال وکالونیز (راناثناء اللہ خان):

(الف) 19 پٹواریان تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات ہیں جن کو بوجہ پابندی تبادلہ جات ازاں حکومت پنجاب تبدیل نہ کیا جاسکا ہے۔

(ب) سرکاری ملازمین کے تبادلہ جات پر عائد پابندی ختم ہونے پر فوری کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(ج) سال09۔2008میں حسب ذیل ٹیکس خزانہ سرکار میں جمع کرایا گیا ہے۔

زرعی ٹیکس	آبیانہ	فیس انتقالات واجرت نقول
34,42,946/۔	58,71,960/۔	1,89,30,170/۔

کل رقم۔/28244476روپے سال09۔2008میں حلقہ پی پی۔227سے وصولی کر کے داخل خزانہ سرکار کرائی گئی ہے۔

(د) تفصیل (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) حلقہ پی پی۔227میں تعینات پٹواریان میں سے ماسوائے یونس بیگ پٹواری حلقہ 17/SP کسی کے خلاف کرپشن یا سرکاری فرائض میں غفلت پر مقدمہ درج نہ ہوا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! محکمہ کے جواب کے مطابق ٹرانسفر پر پابندی ہے۔پہلی بات تو یہ ہے کہ میرا سوال2009کا ہے تو اُس وقت میں نے جن پٹواریوں کے بارے میں پوچھا تھا اُن کو تین سال کا عرصہ گزر چکا تھا،اب مزید تین سال کے بعد اس سوال کی باری آئی ہے تو میں اس کا latest status جاننا چاہوں گی کہ کیا یہ پٹواری اب بھی وہیں موجود ہیں اور اُن کی بدعنوانیاں ابھی تک متواتر جاری ہیں؟

جناب سپیکر: جی،رانا صاحب!

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!حکومت پنجاب کی Appointment and Transfer/Posting Policy کے تحت تین سال کے عرصہ کا ذکر ہے لیکن انتظامی وجوہات کی بناء پر کسی بھی ملازم کا تین سال سے پہلے بھی ٹرانسفر ہو سکتا ہے اور اُسے تین سال کے بعد بھی اُسی جگہ رکھا جا سکتا ہے تو اس لئے ان پٹواریوں کی اکثریت وہیں پر اپنی خدمات انجام دے رہی ہے کیونکہ یہ ایک ڈسٹرکٹ اور تحصیل کیڈر کی post ہے۔ان کی posting ڈسٹرکٹ کے باہر نہیں ہو سکتی۔انہوں نے اسی ڈسٹرکٹ میں ساری سروس کرنی ہوتی ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر!کیا وزیر قانون بتانا پسند کریں گے کہ کیا ان کی بہت اچھی خدمات ہیں جن کی وجہ سے انہیں تبدیل نہیں کیا جا رہا،کیا اب بھی وہ وہاں موجود ہیں،اس کے علاوہ یونس بیگ پٹواری جن کے خلاف جو مقدمہ درج ہوا تھا اس کا status کیا ہے اور کیا ان پر حاضر سروس مقدمہ ابھی تک چل رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی،رانا صاحب!

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!19پٹواری ہیں ان کی موجودہposting کی فہرست میرے پاس موجود ہے۔ میں معزز ممبر کو یہ فراہم کر دیتا ہوں۔ جہاں تک انہوں نےparticularly اس کیس کے بارے میں پوچھا ہے تو سوال میں اس طرح کیinformation طلب نہیں کی گئی تھی۔یونس بیگ پٹواری کے خلاف ہی مقدمہ درج ہے جو کہ عدالت میں زیر سماعت ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: کیا تین سال بعد بھی محکمہ کو معلوم نہیں ہے؟

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!ابھی اس کا مقدمہ عدالت میںpending ہے اور اسے سزا نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں اس لئے یہ سوالdispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!On her behalf سوال نمبر5855 ہے۔(معزز ممبر نے محترمہ نگہت ناصر شیخ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

فوج کے زیر استعمال زمین کی تفصیلات

***5855: محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں کل کتنے ایکڑ زمین پر فوج فصل کاشت کرتی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع اوکاڑہ میں18000 ایکڑ زمین فوج کے زیر استعمال ہے؟

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان):

(الف)

• ضلع لاہور	• رقبہ بروئے ایکڑ	• 10754
• شیخوپورہ	• رقبہ بروئے ایکڑ	• 3626
• قصور	• رقبہ بروئے ایکڑ	•

○ فوج کے زیر کاشت رقبہ نہ ہے۔

• ننکانہ	• رقبہ بروئے ایکڑ	• //
• ساہیوال	• رقبہ بروئے ایکڑ	• 2262کنال
• پاکپتن	• رقبہ بروئے ایکڑ	• 5111
• اوکاڑہ	• رقبہ بروئے ایکڑ	• 43494ایکڑ

- وزارت دفاع(فوج)کے زیر انتظام واستعمال ہے

• ملتان	•
• خانیوال	• 5273
• وہاڑی	• 44K-16M
• لودھراں	• 14K-04M
• بہاولپور	• جواب موصول نہ ہوا ہے
• بہاولنگر	• ایضا
• رحیم یار خان	• 6839ایکڑ
• چولستان	• 204330
• ڈیرہ غازی خان	• فوج کے زیر کاشت کوئی رقبہ نہ ہے
• مظفر گڑھ	• 31837-4K-13Mایکڑ
• لیہ	• فوج کے زیر کاشت کوئی رقبہ نہ ہے
• راجن پور	• ایضا
• سرگودھا	• ایضا
• میانوالی	• ایضا
• بھکر	• ایضا
• خوشاب	• ایضا
• فیصل آباد	• فوج کے زیر کاشت کوئی رقبہ نہ ہے
• جھنگ	• 33685
• ٹوبہ ٹیک سنگھ	• 2813
• چنیوٹ	• فوج کے زیر کاشت کوئی رقبہ نہ ہے
• ضلع گوجرانوالہ رقبہ بروئے ایکڑ	•
• گجرات	• 978
• سیالکوٹ	• 6۔7۔1165
• حافظ آباد	• 11690کنال
• نارووال	• 1518کنال
• منڈی بہاؤالدین	• 9112
• راولپنڈی	• جواب موصول نہ ہوا ہے
• جہلم	• 680
• چکوال	• فوج کے زیر کاشت کوئی رقبہ نہ ہے
• اٹک	• 231

(ب) فوج کے زیر انتظام درج ذیل رقبہ ہے۔

• I	• ملٹری فارم گروپ اوکاڑہ	• 17013ایکڑ
• II	• ملٹری فارم گروپ رینالہ	• 3193ایکڑ
• III	• Steedسٹڈ گرافٹ	• 12308ایکڑ

- IV
- V
- VI
- آرمی سٹڈ فارم پروین آباد
- آرمی ویلفیئر سکیم
- سنگل سکوائر ہارس بریڈنگ سکیم
- 5434ایکڑ
- 1001ایکڑ
- 13850ایکڑ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!جواب اکتوبر2010 میں موصول ہوا تھا جس کے جز(الف)میں تفصیل دی گئی ہے اور بہاولپور کے متعلق لکھا ہوا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا تو کیا آج 2012میں یہ جواب موصول ہو گیا ہے کہ بہاولپور میں کتنا رقبہ فوج کے زیر استعمال ہے؟

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!جب یہ جواب موصول ہوا تھا تو قصور کا بھی جواب نہیں آیا تھا تو قصور میں 5217ایکڑ اراضی فوج کے زیر تصرف، زیر کاشت یا زیر قبضہ ہے۔اسی طرح بہاولپور میں 7287ایکڑ 17مرلے فوج کے پاس ہے۔اس وقت بہاولنگر کا بھی جواب موصول نہیں ہوا تھا تو یہ 6780ایکڑ تھا۔اسی طرح کچھ اور اضلاع کے متعلق بھی جواب موصول نہیں ہوا تھا۔اب میرے پاس مکمل فہرست موجود ہے۔ پنجاب میں 3,95,575ایکڑ 5کنال 16مرلے زرعی اراضی فوج کے زیر تصرف ہے جس میں سے وہ کچھ رقبے پر کاشت بھی کرتے ہیں اور کچھ رقبے کو دیگر استعمال میں لاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!جز(الف)میں جواب دیا گیا ہے کہ ننکانہ، ساہیوال، پاکپتن اور اوکاڑہ میں فوج کے زیر کاشت رقبہ نہ ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اب یہ کس کے زیر کاشت ہے اور اس کی آمدن کتنی ہے؟

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!جواب میں ہی درج ہے کہ وزارت دفاع(فوج) کے زیر انتظام واستعمال ہے۔اب اس میں یہ ہے کہ وہ اس پر کاشت کریں یا کسی اور مقصد کے لئے اپنے تصرف میں لائیں۔وہ اسے مختلف ضروریات کے تحت استعمال کرتے ہیں۔اگر وہ کاشت کرتے ہیں تو اس کی آمدن کا حساب انہی کے پاس ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!اس سوال کے جز(الف)میں پوچھا گیا ہے کہ پنجاب میں کل کتنے ایکڑ زمین پر فوج فصل کاشت کرتی ہے۔اس کے جواب میں بہاولپور جہاں پر سب سے زیادہ زمین فوج کے زیر قبضہ ہے بلکہ مختلف categories میں انہوں نے اس پر قبضہ بھی کر رکھا ہے اور ملکیت بھی حاصل کر رکھی ہے، جیسے پنجابی میں کہتے ہیں کہ "پنڈاں دے پنڈاں تے اینہاں دا قبضہ اے تے لمبر داریاں

موجود نیں" مجھے حیرت ہے کہ اس کا جواب کیوں موصول نہیں ہوا؟اس کا جواب دانستہ نہیں دیا گیا، میرا پرزور اصرار ہے کہ وزیر موصوف اس پر کچھ فرمائیں کہ اس کا جواب کیوں نہیں آیا؟

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ بہاولپور میں 7287ایکڑ17مرلے اور بہاولنگر میں 6780ایکڑ رقبہ فوج کے زیر قبضہ ہے۔ میرے پاس اب پورے پنجاب کی فہرست موجود ہے جس کے مطابق3,95,575ایکڑ5کنال16مرلے جگہ فوج کے زیر قبضہ اور زیر استعمال ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اکثر اسمبلی میں ایسے جواب آتے ہیں جیسے یہ جواب بھی 2010 میں موصول ہوااور اب یہ اسمبلی بزنس میں 2012 میں شامل ہوا ہے۔ان دو سالوں یا اس عرصے کے اندر زمینی حقائق تبدیل ہو چکے ہوتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر یہ ممکن ہو کہ جب ہم ان کوcirculate کریں تو اس وقت جوlatest جواب ہو اس کوprint کریں۔وزیر صاحب کے پاس یہ جواب تقریباًایک دو دن پہلے ہی آگیا ہو گا اور انہوں نے تیاری کی ہو گی اس لئے جب محکمے وزراء کو جواب دیں۔۔۔

جناب سپیکر: Latest positionکا پتا کر کے آیا کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!latest positionہی circulateہونی چاہئے۔یہاں جو چھپی ہوئی کاپی ممبران کے لئے تقسیم کی جاتی ہے تولatest جواب اس میں شامل ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر: جب تتمہ لگایا جاتا ہے تو اس میں لکھ دیا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!میں شاید اپنی بات نہیں سمجھا سکا۔ منسٹر صاحب کو یہ جواب دو تین دن پہلے ملا ہو گا تو جب دو تین دن پہلے ہیupdated جواب منسٹر صاحب کو ملا تو وہ اسمبلی سیکرٹریٹ میں بھی آجایا کرے۔ میری یہ عرض ہے۔

جناب سپیکر: سوالات کے اسمبلی میں آنے سے48گھنٹے پہلے اگر محکمہ میرے سٹاف کو جواب بھجوادیں تو وہ جواب سوالات و جوابات کی کاپی میں شائع ہو سکتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ محکمہ منسٹر صاحب کے ساتھ ساتھ اسمبلی سیکرٹریٹ کو بھیupdated جواب دے دیا کرے تاکہ یہ شائع ہو کر سب میںcirculate ہو جائیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ یہ circulate کریں گے۔ اگلا سوال محترمہ مائزہ حمید صاحبہ کا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! On her behalf Question No. 6850

(معزز ممبر نے محترمہ مائزہ حمید کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: آپ میری ایک بات سن لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ممبران نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ان کے behalf پر سوال لے رہے ہیں۔ اگر آپ کے سوال آئیں گے تو پھر ان میں سے drop کرنا پڑے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ اس اسمبلی کے functions میں سے ایک بہت اہم function یہ بھی ہے کہ ہم ان سوالات کے ذریعے حکومت اور بیوروکریسی۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ کو یہ نہیں کہہ رہا try to understand کیا آپ کا آگے کوئی سوال تو نہیں ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ اس وقت اسمبلی کے ممبران کی تعداد کم ہے۔ اگر کوئی سوال اس میں بنتا ہے تو ہم سارے ممبر اس میں سے پوچھ لیں گے تو اسمبلی کا function جو حکومت کی کارکردگی کو چیک کرنے کا ہے، وہ صحیح طریقے سے ہو سکے گا۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ سوال نمبر بولیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: سوال نمبر 6850 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ای ڈی او (آر) رحیم یار خان کے پاس اشتمال کے زیر کار روائی کیسوں کی تفصیلات

*6850: محترمہ مائزہ حمید: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ای ڈی او (آر) رحیم یار خان کی عدالت میں اس وقت اشتمال کے کتنے کیس زیر کار روائی ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے کیس کن کن وجوہات کی بناء پر زیر التواء ہیں ان کی علیحدہ علیحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) ان کیسوں کو کب تک نمٹا دیا جائے گا، آگاہ فرمائیں؟

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان):

(الف) ای ڈی او (آر) رحیم یار خان کی رپورٹ کے مطابق 115 کیس زیر کار روائی ہیں۔

(ب)

(1) عدالت ای ڈی او (آر) میں بروز سوموار، بدھ اور جمعرات کے دن مال واشتمال کے کیسوں کی سماعت کی جاتی ہے جن میں سوموار اور جمعرات کے دن اشتمال کے کیسوں کے لئے مخصوص ہیں۔زیر کار روائی کیس بوجہ آئے دن ہڑتال وکلاء صاحبان فیصلہ نہ ہو رہے ہیں۔

(2) مزید برآں دیگر سرکاری امور از قسم وصولی زرعی انکم ٹیکس و وصولی مطالبہ سرکار وغیرہ کی انجام دہی کی وجہ سے منگل اور جمعہ کے ایام میں سماعت نہ کی جاتی ہے۔

(3) 115 کیس زیر تصفیہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

27 ابتدائی سماعت

46 طلبی ریسپانڈنٹس

42 بحث

(ج) زیر تصفیہ کیسوں میں سب سے زیادہ اہمیت برائے کیسوں کو نمٹانے کے لئے دی جاتی ہے مابعد نئے کیسوں کو مرحلہ وار سماعت کے لئے ترجیح دی جاتی ہے تاہم pending کیسوں کو کوشش کر کے جلد از جلد نمٹایا جائے گا۔اس کے لئے وکلاء صاحبان کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ اپنا اپنا مؤقف بصورت تحریری بحث ریکارڈ پر لائیں تاکہ ان کی عدم موجودگی میں بھی فیصلہ جات کو ممکن بنایا جائے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری پھر وہی گزارش ہے کہ اس سوال کا جواب 2010 میں آیا اور آج 2012 میں اسمبلی کے floor پر پیش ہو رہا ہے۔اس کے جز (الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ ای ڈی او (ریونیو) رحیم یار خان کی رپورٹ کے مطابق 115 کیس زیر کار روائی ہیں۔ منسٹر صاحب بتا دیں کہ یہ کیس 2010 میں 115 تھے اور اب دو سال بعد کتنے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، ابھی پوچھ لیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پھر وہی بات کہ جب سوالوں کے جواب پرانے ہو جاتے ہیں تو انہیں update بھی کر دیا کریں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ نے جو جواب پڑھا ہے وہ بھی ٹھیک ہے مگر منسٹر صاحب latest جواب لے کر ایوان کو بتائیں گے کہ یہ جواب ہمارے پاس آیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کی بات بالکل درست ہے۔ میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ محکموں کو ہدایت کریں کہ وہ 48 گھنٹے پہلے اسمبلی سیکرٹریٹ کو updated position دیا کریں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس بات کو میرے دفتر والے note کریں اور circulate کر دیں۔

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا latest جواب میں پڑھ دیتا ہوں کہ عدالت ای ڈی او (ریونیو) میں بروز سوموار، بدھ اور جمعرات کے دن مال و اشتمال کے کیسوں کی سماعت کی جاتی ہے جن میں سوموار اور جمعرات کے دن اشتمال کے کیسوں کے لئے مخصوص ہیں۔ زیر کار روائی کیسوں کا بوجہ آئے دن ہڑتال وکلاء صاحبان فیصلہ نہ ہو رہا ہے۔ مزید برآں دیگر سرکاری امور از قسم وصولی زرعی انکم ٹیکس و وصولی مطالبہ سرکار وغیرہ کی انجام دہی کی وجہ سے منگل اور جمعہ کے ایام میں سماعت نہ کی جاتی ہے۔ جو کیس اب pending ہیں اُن میں سے 27 ابتدائی سماعت میں ہیں، 46 طلبی despondence ہیں اور 42 کیس برائے بحث ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جز (الف) میں 115 کیسوں کا بتایا گیا ہے مگر لاء منسٹر صاحب نے جز (ب) پڑھ دیا ہے۔ میں یہی کہہ رہا ہوں کہ سال 2010 میں 115 کیس تھے مگر اب 2012 میں کتنے ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کچھ کیسوں کے فیصلے ہو جاتے ہیں اور کچھ نئے کیس دائر ہوتے ہیں۔ اب اس وقت pending کیسوں کا ٹوٹل 125 ہے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! آپ یہ بتا دیں کہ decided کیس کتنے ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان میں 15 کے قریب کیس decide ہوئے ہیں اور 25 کیس نئے دائر ہوئے ہیں لہذا اس طرح سے اب pending کیسوں کا status ای ڈی او (آر) کی عدالت میں 125 کا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ مائزہ حمید صاحبہ کی طرف سے ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ اگلے سوال پر کر لیجئے گا کیونکہ میں اگلا سوال بول چکا ہوں۔آپ ایسا نہ کیا کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں تو مائزہ حمید والے سوال کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، یہ سوال بھی محترمہ مائزہ حمید صاحبہ کا ہی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پھر آپ نے کہنا ہے کہ یہ relevant نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں کہوں گا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: On her behalf سوال نمبر 6851 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے محترمہ مائزہ حمید کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع رحیم یار خان، اشتمال کے پٹواریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6851: محترمہ مائزہ حمید: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع رحیم یار خان میں اشتمال کے کتنے پٹواری تعینات ہیں ان کے نام، ڈومی سائل، پتاجات اور تعلیم سے آگاہ کریں؟

(ب) ان پٹواریوں میں سے کتنے پٹواریوں کی تعلیمی اسناد کی تصدیق کروائی گئی ہے اور کن کن پٹواریوں کی اسناد جعلی پائی گئی ہیں ان کے نام کیا ہیں اور جعلی اسناد پر ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے، ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ای ڈی او (آر) رحیم یار خان کی رپورٹ کے مطابق

نمبر شمار	نام پٹواری	ڈومیسائل	پتاجات	تعلیم
1	اللہ نواز	رحیم یار خان	مکان نمبر۔179بی بلاک x سکیم نمبر2گلشن اقبال رحیم یار خان	میٹرک
2	عبدالستار	رحیم یار خان	مدینہ کالونی خان بیلہ ڈاک خانہ خاص تحصیل لیاقت پور	میٹرک
3	محمد ہاشم	رحیم یار خان	موضع ڈنڈن اوٹ ڈاک خانہ ترنڈہ محمد پناہ تحصیل لیاقت پور	میٹرک
4	ظفر اقبال	رحیم یار خان	مکان نمبر117کالج روڈ لیاقت پور	ڈی کام
5	محمد ظفر	رحیم یار خان	بستی سیال امام بخش اونٹر ڈاک خانہ بیلہ تحصیل لیاقت پور	میٹرک
6	شوکت علی	بہاولپور	گلی نمبر2محلہ اقبال نگر رحیم یار خان	میٹرک
7	ممتاز احمد	رحیم یار خان	بستی پنواراں تاج گڑھ تحصیل رحیم یار خان	میٹرک

(ب) ان پٹواریوں کی تعلیمی اسناد کی تصدیق نہ کروائی گئی ہے البتہ کسی پٹواری کی سند جعلی ہونے کی بابت کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جز(ب) میں کہا گیا ہے کہ پٹواریوں کی تعلیمی اسناد کی تصدیق نہ کروائی گئی ہے البتہ کسی پٹواری کی سند جعلی ہونے کی بابت کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جواب 2010 کا ہے مگر اب تک کیا پٹواریوں کے خلاف کسی بھی طریقے کی کوئی شکایت موصول ہوئی ہے تو اُن کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی ہے کیونکہ پٹواریوں کے حالات سے سب واقف ہیں؟

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آگے ایک سوال ہے جس میں یہی پوچھا گیا ہے۔ جب پٹواری یا کسی بھی سرکاری ملازم کی تعیناتی ہوتی ہے تو اس کے appointment letter جاری ہونے سے پہلے اس کے تمام کوائف کی تصدیق کروائی جاتی ہے لیکن جب appointment کے بعد کوئی ملازم سروس میں آ جائے تو پھر اُس کے بعد کوئی شکایت ہو تو اس کو check کروایا جاتا ہے مگر شکایت نہ ہو تو بوقت appointment کرائی گئی تصدیق کو ہی صحیح گردانا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کا اس پر کوئی ضمنی سوال ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ابھی لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ ای ڈی او (آر) کی عدالت میں کچھ کیس pending ہیں جو انہوں نے updated جواب دیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ای ڈی او (آر) کی عدالتوں کو ختم ہوئے یا اُس پوسٹ کو ختم ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا ہے؟

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں ای ڈی او (آر) کی عدالت کا میرے بھائی کو معلوم ہو گا کہ اسی معزز ایوان نے کچھ amendments کی ہیں جن کی بنیاد پر ای ڈی او (آر) کی عدالت ختم نہیں ہوئی مگر ای ڈی او (آر) کا عہدہ ڈی سی او میں ضم ہو گیا ہے۔ تمام کیس ڈی سی او اور ایڈیشنل کمشنر اشتمال کے پاس چلے گئے ہیں جو ان کیسوں کی سماعت کرتے ہیں۔ ای ڈی او (آر) کا عہدہ ختم ہونے سے کیس ختم نہیں ہوئے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:On his behalf سوال نمبر 7165 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز خاتون ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے لیکن اب آگے آپ کسی سوال پر ضمنی سوال نہیں کر سکیں گی کیونکہ پہلے ہی آپ کے دو سوال ہو گئے ہیں۔

ضلع حافظ آباد۔رجسٹری فیس کی مد میں آمدن کی تفصیلات

*7165:چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

سال2007تا2009 ضلع حافظ آباد میں رجسٹری فیس کی مد میں حکومت کو سال وار جو آمدن ہوئی اس کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر مال و کالونیز(راناثناء اللہ خان):

ضلع حافظ آباد میں رجسٹری فیس کی مد میں سال09-2007 کے دوران۔/8,35,54,812 روپے آمدن ہوئی ہے۔

سال2007	۔/2,26,00,528روپے
سال2008	۔/3,26,32,274روپے
سال2009	۔/2,83,22,010روپے
میزان	۔/8,35,54,812روپے

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جواب میں دی گئی تفصیل کے مطابق سال2008 میں رجسٹری فیس کی مد میں جو آمدن بتائی گئی ہے وہ3 کروڑ26 لاکھ 32ہزار274 روپے ہے جو سال2009 میں کم ہو کر2 کروڑ83 لاکھ 22ہزار10 روپے رہ گئی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آمدن میں کمی کی کیا وجوہات ہیں اور آئندہ اس ریونیو کو بڑھانے کے لئے کیا اقدامات کر رہے ہیں؟

وزیر مال و کالونیز(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! سوال یہ تھا کہ 2007تا2009 ضلع حافظ آباد میں رجسٹری فیس کی مد میں حکومت کو سال وار جو آمدن ہوئی ہے اس کی تفصیل بیان فرمائیں۔رجسٹریشن فیس کے حوالے سے میں عرض کرتا ہوں کہ اگر زیادہ رجسٹریاں ہوں گی تو اس کے مطابق فیس کی مد میں زیادہ آمدن ہو گی اور اگر کسی سال خرید و فروخت کم ہوتی ہے تو آمدن بھی کم ہو جاتی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ اجازت فرمائیں کہ میں بعد میں بھی ضمنی سوال کر سکوں۔

جناب سپیکر: جی، ضرور کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پچھلے کسی اجلاس میں شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ایک تحریک التوائے کار آئی تھی کہ زبانی انتقال کو ختم کر کے رجسٹری کا قانون نافذ کیا جائے جس پر وزیر موصوف نے ریونیو بورڈ کا یہ بیان پڑھ کر سنایا تھا کہ ہم زبانی انتقال کو ختم نہیں کر سکتے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر زبانی انتقال کو ختم کریں گے تو لوگ رجسٹری کی طرف آئیں گے اور حکومت کی آمدنی بڑھے گی۔ زبانی انتقال سے چونکہ تمام آمدنی پٹواریوں یا تحصیل داروں کو جاتی ہے اور پتا نہیں اس کے حصے کہاں کہاں پر پہنچتے ہیں؟

جناب سپیکر: لوگوں کے basic rights ختم نہ کریں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! زبانی انتقال کا سسٹم لوگوں کی سہولت کے لئے رکھا گیا ہے جس پر fees charge ہوتی ہے مگر اس میں کوئی over and above charge کرے یا کرپشن ہو تو وہ ایک علیحدہ چیز ہے لیکن یہ لوگوں کی سہولت کے لئے ہی ہے۔ اگر اس ایوان میں کوئی معزز ممبر متعلقہ قانون میں کوئی amendment لانا چاہے تو اس کو ختم کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: پہلے ہی بہت کچھ ہو چکا ہے اور لوگ بڑے پریشان ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جیسے لاء منسٹر صاحب نے بھی کہا ہے کہ یہ basic rights میں آتا ہے اس لئے اسے ختم نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اس سے کافی غریب لوگ مستفید ہو رہے ہیں اور پہلے ہی کسانوں اور زمینداروں پر اس قسم کے ٹیکسوں کا بوجھ ہے جو برداشت نہیں کر پا رہے۔ اگر یہ ختم کر دیا گیا تو میرے خیال میں ان کے معاشی قتل کے مترادف ہو گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال بھی چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال رانا آصف محمود صاحب کا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: On his behalf سوال نمبر 7188 ہے۔ (معزز خاتون ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کتنے سوال کر چکی ہیں؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! ابھی ایک ہی سوال کیا تھا۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: اس سوال کے بعد نہیں ہو گا۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

قدرتی آفات سے تحفظ فراہم کرنے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*7188: رانا آصف محمود: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کسی قدرتی آفت یا انسانوں کی پیدا کردہ کسی تباہی سے شہریوں کے تحفظ کو یقینی بنانے کی غرض سے صوبہ پنجاب میں صوبائی اور ضلعی سطح پر کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

صوبہ پنجاب میں قدرتی آفات سے نمٹنے کے لئے محکمہ ریلیف اینڈ کرائسز مینجمنٹ موجود ہے جبکہ پراونشل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی و ڈسٹرکٹ ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹیز کا قیام بھی عمل میں لایا جارہا ہے اس کے علاوہ صوبہ پنجاب کے ہر ضلع میں ایمرجنسی سروس (1122) کا قیام بھی عمل میں لایا جاچکا ہے اور حکومت پنجاب لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کے لئے بہتر سے بہتر تجاویز پر غور کر رہی ہے اور عمل پیرا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ عائشہ جاوید: جواب میں ہے کہ Provincial Disaster Management Authority کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ Provincial Disaster Management Authority کو بنے ہوئے بہت سال ہو گئے ہیں اور ہم ابھی Provincial Disaster Management کے اوپر ہی بیٹھے ہوئے ہیں بلکہ ہمیں تو ضلعی سطح پر سے لے کر نیچے جانا چاہئے تھا تو وزیر موصوف بتائیں گے کہ ابھی یہ کہاں تک پہنچا ہے کیونکہ ہمارے ہاں آئے روز قدرتی آفات اور national calamities سے ہمیں بہت problem سے واسطہ پڑتا ہے This is something very important.

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Provincial Disaster Management Authority کا قیام عمل میں لایا جاچکا ہے اور خالد شیر دل اس کے ایم ڈی ہیں اور بہت موثر طریقے سے یہ اتھارٹی کام کر رہی ہے۔ ضلعی سطح پر ڈی سی اوز کو اس اتھارٹی کا حصہ بنایا گیا ہے اور سیلاب زدہ علاقوں

میں rehabilitation اور بلکہ سندھ میں اس سال بارشوں کی وجہ سے ہونے والی تباہی کے بعد وہاں سندھ میں بھی جاکر Provincial Disaster Management Authority نے بہت valuable کام کیا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! وزیر موصوف بتائیں کہ ضلعی سطح پر اس کی تشکیل ہوئی ہے یا صوبائی سطح پر ہی چل رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ صوبائی سطح کی اتھارٹی ہے اور ضلعی سطح پر ایڈمنسٹریشن اس کا حصہ ہے اور اس کا علیحدہ سے پورا ایک infrastructure بنانا مالی وسائل پر بوجھ ہو گا جس کا کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں ہو سکے گا۔ صوبائی سطح پر اس اتھارٹی کا set up ہے اور نیچے ایڈمنسٹریشن اس کا حصہ ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 7284 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز خاتون ممبر نے محترمہ خدیجہ عمر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں پٹواریوں کے کورس کا اجرأ و دیگر تفصیلات

*7284: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 1995 سے آج تک صوبہ پنجاب میں مال پٹواری اور نہری پٹواری کے کورس کا کتنی بار اجراء کیا گیا اور کہاں کہاں کورس کروائے گئے؟

(ب) کل کتنے لوگوں نے ان کورسز کے لئے داخلے لئے اور کتنے لوگوں کو پٹوار کورس کی اسناد جاری کی گئیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں بے شمار مال و نہری پٹواری جعلی اسناد پر کام کر رہے ہیں، حکومت ان کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان):

(الف) سال 1996 میں صوبہ پنجاب میں آٹھ پٹوار سکول پتوکی،لالہ موسیٰ ،اٹک ،میانوالی، جڑانوالہ ،ملتان ،مظفر گڑھ اور چشتیاں کھولے گئے1996 کے بعد تا حال کسی پٹوار سکول کا اجراء نہ ہوا ہے جبکہ محکمہ نہر سے نظامت ہذا کا تعلق نہیں ہے۔

(ب) سال1996 میں آٹھ پٹوار سکولوں کی فہرست درج ذیل ہے۔

نام پٹوار سکول	پاس امیدواران	فیل امیدواران	کل امیدواران
پتوکی	730	277	997
لالہ موسیٰ	950	57	1007
اٹک	797	326	1123
میانوالی	671	337	1008
جڑانوالہ	813	192	1005
ملتان	799	207	1006
مظفر گڑھ	865	125	990
چشتیاں	908	99	1007
ٹوٹل	6533	1610	8143

(ج) بعد ازاں تصدیق تعلیمی اسناد پٹوار پاس امیدواران کا نتیجہ شائع کیا گیا تھا جس بناء پر متعلقہ ضلع کلکٹر نے اسناد پٹوار کامیاب امیدواران کو جاری کیں۔ بورڈ آف ریونیو کے رُوبرُو جعلی سند کا کوئی واقعہ سامنے نہیں آیا ہے اور اگر کوئی ایسا واقعہ سامنے آیا تو قواعد کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! پٹواریوں کے بارے میں سوال ہے کہ انہیں جو ٹریننگ اور اسناد دی جاتی ہے تو جز(ج) میں پوچھا ہے کہ جعلی اسناد پر کچھ لوگ کام کر رہے ہیں تو کافی ساری رپورٹیں ہیں اور ہمارے ہاں بھی پہلے یہ rule تھا کہ پارلیمنٹ میں اگر کسی ایم پی اے کی ڈگری جعلی ہے تو جب تک پوائنٹ آؤٹ نہیں ہو گی تب تک چیک نہیں ہو گی لیکن پھر اسے تبدیل کر کے ایک بالعموم پالیسی اختیار کی گئی اور سب کو چیک کیا گیا تو کیا محکمہ ان پٹواریوں کی بھی اسی طرح بالعموم اسناد چیک کرنے کے لئے تیار ہے کیونکہ جعلی اسناد والے موجود ہیں،ایک ایک کو چن چن کر نکالنے کے procedure کو ہی adopt کریں گے یا کوئی ایسا طریقہ ہے کہ سب کی بالعموم چیک کی جائیں؟

جناب سپیکر: جی،رانا صاحب!

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بڑی وضاحت سے سوال کے جز(ج) میں عرض کیا گیا ہے کہ "بعد ازاں تصدیق تعلیمی اسناد پٹوار پاس امیدواروں کا نتیجہ شائع کیا گیا تھا" یعنی جو لوگ بطور پٹواری in role یا بھرتی ہوئے، اس کے بعد جب انہوں نے پٹوار کورس کیا تو ان کے یہ مکمل کوائف چیک کرنے کے بعد نتیجہ شائع کیا گیا۔ اب اس کے بعد کسی شکایت پر ہی کارروائی ہو سکتی ہے۔ جہاں تک انہوں نے پارلیمنٹ کی بات کی ہے تو یہاں پر بھی ایسے ہی ہے کہ جب آپ اپنے کاغذات نامزدگی داخل کرتے ہیں تو اس وقت اگر ریٹرننگ آفیسر اور پریذائیڈنگ آفیسر کی تصدیق ہو جائے تو اس وقت تک اسے ہی مقدم جانا جاتا ہے جب تک کوئی complaint نہ ہو اور چونکہ ہم نے ایک دوسرے کے خلاف الیکشن contest کرنا ہوتا ہے تو پھر defeated candidates عدالت میں جاتے ہیں کہ سند جعلی تھی، یہ ہو گیا اور وہ ہو گیا جس کی بنیاد پر پھر دوبارہ تصدیق کا عمل شروع ہوتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ "ان کو پورے وثوق سے کہہ رہے ہیں" کیا وہ بالکل positive ہیں کہ جعلی اسناد اس procedure سے گزر چکی ہیں اور جعلی اسناد کا کوئی وجود نہیں ہے، مجھے تو اس بات کی سمجھ آئی ہے کہ وہ اسے دیکھنے کو بھی تیار نہیں ہیں، یہ ایوان ہے جس میں ایک public representative کے طور پر جب میں اپنی ایک apprehension point out کر رہی ہوں تو کیا اس کا جواب یہ دے رہے ہیں کہ "ان کو پورے وثوق سے کہہ رہے ہیں کہ تمام پٹواری ٹھیک ہیں" اور کیا چیک کرنے کی گزارش کو overrule نہیں کر رہے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ نہیں کہہ رہا بلکہ میں کہہ رہا ہوں کہ تمام پٹواریوں کے کوائف چیک کرنے کے بعد پوسٹنگ آرڈر انہیں جاری کئے گئے ہیں۔ اب اگر کسی particular معاملے پر محترمہ کی reservation ہے تو وہ فرمائیں، اس کی تصدیق کروا لیتے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(الف) میں انہوں نے یہ بتایا کہ 1996 کے بعد تاحال کسی پٹوار سکول کا اجراء نہ ہوا۔ اس کے بعد سکول نہیں بنے اور ان سکولوں میں جو امتحانات ہوئے تو پٹواریوں کا آخری امتحان کب ہوا تھا اور کیا کوئی ضمنی امتحان بھی ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جواب بڑا واضح ہے کہ سال 1996 میں صوبہ پنجاب میں آٹھ پٹوار سکول جن کا آگے ذکر ہے، کھولے گئے۔ 1996 کے بعد تا حال کسی پٹوار سکول کا اجراء نہ ہوا ہے کیونکہ اس کے بعد پٹواری بھرتی ہوئے ہیں اور نہ ہی اس قسم کے کسی سکول کا اجراء ہوا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! 1996 کے بعد امتحان ہی نہیں ہوا اور یہی آخری امتحان تھا کیونکہ 8 ہزار میں سے 6533 پٹواری پاس اور سند یافتہ ہیں، کیا ان میں سے کوئی ریٹائر نہیں ہوا اور کسی کی سند جعلی بھی نہیں ہے تو کتنا اچھا اور شفاف یہ نظام ہے جس کی مجھے سمجھ نہیں آ رہی؟

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! سمجھنے کی کوشش کریں۔ انہوں نے بتا دیا ہے کہ 1996 کے بعد کوئی پٹوار کا سکول نہیں بنایا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! معزز ممبر کا سوال یہ ہے کہ 1996 کے بعد اگر کوئی پٹوار کا امتحان نہیں ہوا تو کیا اس کے بعد کوئی vacancy بھی خالی نہیں ہوئی، کوئی فوتیدگی ہو جاتی ہے، کوئی ریٹائر ہو جاتا ہے؟

جناب سپیکر: لغاری صاحب! انہوں نے vacancies کی بات نہیں کی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! انہوں نے یہ بتایا ہے کہ 1996 کے بعد پٹوار کا کوئی امتحان نہیں ہوا اور اگر امتحان نہیں ہوا تو پھر اس کا مطلب ہے کہ لوگ امتحان پاس کریں گے تو ہو گا اور دوسرا ضمنی سوال یہ تھا کہ جو لوگ فیل ہو جاتے ہیں اور ہمیں نہیں پتا کہ جس طرح باقی امتحانات میں ہوتا ہے کہ جب کوئی فیل ہو جاتا ہے تو پھر ضمنی امتحان ہوا کرتا ہے تو صرف ہمارے knowledge اور ہمیں enlighten کرنے کے لئے یہ بتا دیں کہ اس کا کوئی ضمنی امتحان ہوتا ہے یا وہ سالانہ امتحان ہی ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! 1610 جو فیل ہو گئے تھے ان کا کوئی دوبارہ امتحان ہوا ہے، ضمنی میں یا کوئی اور طریق کار بنایا ہے؟

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جن لوگوں نے پٹوار کورس پاس کیا انہیں appointment letter جاری کر دیئے گئے اور اس کے بعد پٹواریوں کی بھرتی ہوئی ہے اور نہ ہی

دوبارہ پٹوار کورس کا اجراء ہوا ہے۔اس وقت پٹواریوں کی تقریباً40 سے45 فیصد vacancies خالی ہیں جنہیں fill کرنے کے لئے ایک سمری آج سے دو سال پہلے move ہوئی تھی لیکن حکومت کا یہ فیصلہ تھا کہ چونکہ ریونیو ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کیا جانا ہے اس لئے مزید پٹواریوں کو بھرتی کرنا مناسب نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!پٹوار کا جو نیا کورس ہو گا جب بھی ہو گا تو کیا اس کے اندر کمپیوٹر کی تعلیم کو incorporate کر دیا گیا ہے اس curriculum کو update کیا ہے؟

جناب سپیکر: ابھی تو انہوں نے کچھ کیا ہی نہیں۔

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!جب یہ ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہو جائے گا تو پھر اس کے بعد ضروری نہیں ہے کہ ان پٹواریوں کو ہی اس کا انچارج بنا دیا جائے۔ پڑھے لکھے اور کمپیوٹر کی تعلیم سے آراستہ نوجوانوں کو اس کا انچارج بنایا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!یہ ایوان سفارش کرتا ہے ان کے ڈیپارٹمنٹ کو جب 45 فیصد سیٹیں خالی ہیں اور اتنے کم لوگ پاس ہوئے اور 17 سال سے کوئی امتحان نہیں ہوا ہے تو اس سسٹم کو کس priority پر یہ look in کریں گے اور کب یہ رپورٹ ہو گی، کیسے ہو گی اور کیسے چیک اینڈ بیلنس ہو گا کیونکہ 17 سالوں میں پٹواریوں کی quality یا ان کی ایجوکیشن کے بارے میں کسی قسم کی تفصیل موجود نہیں ہے تو یہ ایک apprehension ہے پورا land system اس پر depend کرتا ہے۔یہ کب تک اس پر ایکشن کریں گے اور کب تک اس کی latest report دیں گے؟پینتالیس فیصد سیٹیں خالی ہیں۔ جعلی ڈگریوں پر کوئی چیک اینڈ بیلنس نہیں ہے، نئے کورسز نہیں ہوئے ہیں اور سترہ سال سے امتحان نہیں ہوا ہے۔یہ تو بڑی عجیب و غریب سی situation ہے۔

جناب سپیکر: جی،رانا صاحب!

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان): چونکہ اس بات پر consensus ہے کہ ریونیو ریکارڈ کو computerized کیا جائے۔جب وہ ہو جائے گا تو اسی profession میں ماہر لوگوں کو رکھا جائے گا۔ یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ ہم پٹواری کو قائم رکھیں۔جب ریکارڈ computerized ہو جائے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پوسٹ کو ختم بھی کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک کا ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر کا ہے۔۔۔وہ بھی تشریف نہیں رکھتیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! On her behalf

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ! سوال کا نمبر پکاریں۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ خدیجہ عمر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 7719 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع اوکاڑہ، بارڈر ایریا پر سرکاری رقبہ کی تفصیلات

*7719: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع اوکاڑہ کے بارڈر ایریا پر سرکاری رقبہ کتنا ہے؟

(ب) یہ رقبہ خالی پڑا ہے یا کسی کو ٹھیکہ پر دیا گیا ہے اگر ٹھیکہ پر دیا گیا ہے تو اس کا فی ایکڑ سالانہ ٹھیکہ کیا ہے نیز یہ کس کس کو دیا گیا ہے ان کے نام و پتا جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع اوکاڑہ کی تحصیل دیپالپور میں تقریباً 34161 ایکڑ رقبہ انڈیا و پاکستان بارڈر کے پانچ میل کے اندر واقعہ ہے جو کہ بورڈ آف ریونیو پنجاب کے لیٹر نمبر CVI(۔)4141/69۔7935 مورخہ 6۔نومبر 1969 کے تحت جنرل ہیڈ کوارٹرز Welfare and Rehabilitation Directorate راولپنڈی کو ملٹری الاٹمنٹ کے لئے ٹرانسفر ہو چکا ہے۔

(ب) رقبہ مذکورہ Welfare and Rehabilitation Directorate GHQ سے بارڈر ایریا کمیٹی کے ذریعے آرمی کے جوانوں، افسران، شہداء کی فیملیز اور آپریشنز کے دوران زخمی افراد کو الاٹ کر دیا گیا ہے جو کہ اس کے موجودہ مالک ہیں۔ کچھ رقبہ جات مختلف مقدمات کی وجہ سے مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔ یہ رقبہ بذریعہ پاک رینجرز (پنجاب) عارضی ٹھیکے پر دیا جاتا ہے تاوقتیکہ کیس کا فیصلہ ہو جائے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس میں جز (الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ تقریباً 34161 ایکڑ رقبہ پانچ میل کے اندر اندر ٹرانسفر کیا گیا ہے، کیا یہ سارے کا سارا ہی انہیں دیا گیا یا اس میں سے کچھ بچ بھی گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس میں ایک notification کا حوالہ موجود ہے جو مورخہ 6۔نومبر 1969 کو جاری ہوا تھا جس کے مطابق بارڈر کے پانچ میل کے اندر کا علاقہ وزارت دفاع کے ذریعے فوج کو منتقل ہو جاتا ہے اور پھر انہی کے زیر استعمال رہتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جز(ب) میں دوبارہ پوچھا تھا کہ یہ کس کس کو دیا گیا ہے اس کی تفصیلات فراہم کی جائیں؟اس کا کوئی annexure آیا اور نہ ہی کوئی لیٹر آیا ہے۔الاٹی کو رقبہ جو الاٹ کیا گیا اس میں نام پوچھے گئے تھے لیکن وہ نام فراہم نہیں کئے گئے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس کے جز(ج) میں پنجاب حکومت کی حد تک عرض کر دیا گیا ہے کہ Welfare and Rehabilitation Directorate GHQ کو رقبہ منتقل ہوا ہے۔اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ رقبہ آرمی کے جوانوں، افسران، شہداء کی فیملیز اور آپریشن کے دوران زخمی ہونے والے افراد کو الاٹ کیا جاتا ہے۔اب ان کی allotment بھی GHQ کرتا ہے، کتنے عرصے کے لئے کرتا ہے اور کن لوگوں کو کرتا ہے یہ سارا ریکارڈ GHQ کے پاس ہوتا ہے پنجاب حکومت کا اس ریکارڈ سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔اگلا سوال جناب جاوید حسن گجر کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!On his behalf(معزز ممبر نے جناب جاوید حسن گجر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: سوال کا نمبر پکاریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!سوال نمبر 7742 ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں پٹواریوں کی خالی اسامیوں کی تعداد و بھرتی کی تفصیلات

*7742: جناب جاوید حسن گجر: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں کل پٹواریوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) صوبہ میں خالی اسامیوں کی کل تعداد کتنی ہے؟

(ج) حکومت کب تک ان خالی اسامیوں پر بھرتی کرنے کاارادہ رکھتی ہے،ایوان کوآگاہ کریں؟

وزیر مال و کالونیز(راناثناءاللہ خان):

(الف) صوبہ میں اس وقت کل پٹواریوں کی تعداد 8790ہے تفصیل بابت ضلع وائز خالی اسامیاں وکل تعداد(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس وقت صوبہ میں پٹواریوں کی خالی اسامیوں کی تعداد 1419 ہے تفصیل(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) بورڈ آف ریونیو،پنجاب کی جانب سے مورخہ 2011۔02۔22 کو جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کوایک سمری بھیجی گئی ہے جس میں کل خالی اسامیوں کا پچاس فیصد بھرتی کرنے کی اجازت طلب کی گئی ہے جونہی جناب وزیر اعلیٰ کی طرف سے مذکورہ اجازت وصول ہوگی، بھرتی کی کارروائی شروع کردی جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جز(ج)میں لکھا ہوا ہے کہ پٹواریوں کی بھرتی کی اجازت کے لئے 22-02-2011 کو وزیر اعلیٰ پنجاب کو ایک سمری بھیجی گئی تھی وہاں سے جونہی جواب موصول ہوگا بھرتی کی کارروائی کردیں گے۔ابھی ایک سوال کے جواب میں جناب منسٹر نے فرمایاکہ 1996 کے بعد کوئی بھرتی نہیں ہوئی۔کیا04-2003 میں کچھ اضلاع میں پٹواریوں کی بھرتی ہوئی یانہیں ہوئی؟ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک سال ہوگیاہے ابھی تک سمری واپس نہیں آئی یہ کب تک متوقع ہے کہ واپس آجائے گی؟

جناب سپیکر: جی،راناصاحب!

وزیر مال و کالونیز(راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!میں نے جس طرح سے پہلے عرض کیاہے کہ یہ سمری واپس ہوچکی ہے اوراس پر یہی فیصلہ ہوا تھاکہ مزید پٹواریوں کو بھرتی نہ کیاجائے بلکہ اس ریکارڈ کو computerize کیاجائے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!یہاں جز(ج)میں بڑاواضح لکھاہوا ہے کہ ابھی تک سمری واپس نہیں آئی۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ سمری واپس بھیج دی گئی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہاں لکھا ہوا ہے کہ سمری واپس نہیں آئی۔

جناب سپیکر: شاہ جی! وہ آپ کو latest position بتا رہے ہیں۔

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بورڈ آف ریونیو نے مجھے جو latest position کل بتائی ہے اس کے مطابق انہوں نے کہا ہے کہ یہ سمری اب ہمیں موصول ہو چکی ہے اور اس کو رد کر دیا گیا ہے کہ مزید پٹواریوں کی بھرتی کی جائے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے عرض کی تھی کہ 04-2003 میں کچھ اضلاع میں پٹواری بھرتی ہوئے ہیں جبکہ منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ 1996 کے بعد بھرتیاں نہیں ہوئیں۔ میری اطلاع کے مطابق قصور اور شیخوپورہ میں 04-2003 میں بھرتیاں ہوئی تھیں۔ اس وقت پرویز الہیٰ صاحب وزیر اعلیٰ تھے۔ کیا وہ بھرتیاں ہوئی ہیں اور ان کے علم میں نہیں ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے جو 05-2004 کی بات کی ہے چونکہ یہ تفصیل سوال میں طلب نہیں کی گئی تھی اس لئے جو میرے پاس جواب ہے اس کے مطابق صوبہ پنجاب میں 1419 پٹواریوں کی vacancies خالی ہیں جن پر بھرتیاں نہیں ہوئیں۔ یہ جن دو اضلاع کی بات کر رہے ہیں تو میں اس بارے میں specific information ابھی بورڈ آف ریونیو سے لے لیتا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وہ گیلری میں بیٹھے ہوئے ہیں ان سے لے لیں۔ ان کے انٹرویو ہوئے تھے، میرے پاس بھی لوگ آئے تھے کہ ہمیں بھرتی کرا دیں اس لئے مجھے پتا ہے۔

جناب سپیکر: جب جواب آ جائے گا تو آپ کو بتا دیں گے۔ اگلا سوال میاں طارق صاحب کا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 7843 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات، پٹواریوں کی تعیناتی کی تفصیلات

*7843: میاں طارق محمود: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کوئی بھی سرکاری ملازم ایک جگہ پر تین سال سے زائد تعینات نہیں رہ سکتا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کولیاں شاہ حسین اور ڈھنڈالہ ڈھنڈالی میں تعینات پٹواری عرصہ پانچ اور چھ سال سے تعینات چلے آرہے ہیں؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان کو یہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مال و کالونیز(راناثناء اللہ خان):

(الف) ٹرانسفر پالیسی 1981 کے تحت ہر ایک ملازم کا عرصہ تعیناتی ایک جگہ تین سال مقرر ہے بہر حال مفاد عامہ اور انتظامی امور کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک ملازم کو مطلوبہ عرصہ سے پہلے بھی تبدیل کیا جا سکتا ہے یا پھر مطلوبہ عرصہ تین سال گزرنے کے بعد بھی تعینات رکھا جا سکتا ہے۔

(ب) ہر دو پٹواریان کو تعینات ہوئے صرف 4ماہ19یوم کا عرصہ ہوا ہے۔

(ج) جواب جز(ب) ملاحظہ ہو۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میں نے جن دو پٹواریوں کے بارے میں پوچھا تھا کہ کیا کولیاں شاہ حسین اور ڈھنڈالہ ڈھنڈالی میں تعینات پٹواری عرصہ پانچ اور چھ سال سے تعینات چلے آرہے ہیں اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت انہیں یہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں اور میں پوچھنا یہ چاہتا ہو کہ کیا میرا سوال آنے کے بعد انہیں ٹرانسفر کیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے جو سوال کیا ہے اس سوال کی تاریخ وصولی 29۔اکتوبر 2010 ہے جس کا جواب 13۔اپریل 2011 کو آیا۔ وہاں پر جو پٹواری تعینات ہیں ان کو تعینات ہوئے صرف چار ماہ اُنیس یوم ہوئے ہیں تو یقیناً ان کے سوال کرنے کے بعد ہی وہ ٹرانسفر ہوئے ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس جگہ سے ٹرانسفر ہونے کے بعد کیا دوبارہ انہوں نے اپنی مرضی کی postings لی ہیں یا جس جگہ ان کی ٹرانسفر کی گئی تھی وہ اسی جگہ پر ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ fresh information ہے میں محترم میاں طارق محمود کو بورڈ آف ریونیو کے جو حکام بیٹھے ہیں ان سے پوچھ کر انہیں فراہم کر دیتا ہوں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! پانچ چھ سال بعد ٹرانسفر کرنے کے بعد کیا انہیں اسی جگہ پر رہنا چاہئے جہاں ٹرانسفر ہوئی یا پھر انہیں من مانی پوسٹوں پر بھیجنا چاہئے، کیا جس جگہ پر گئے ہیں اسی جگہ پر رکھیں گے یا انہیں من مانی کرنے دیں گے؟

جناب سپیکر: انہیں ایسے ہی من مانی کون کرنے دیتا ہے؟ جی، رانا صاحب!

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میاں صاحب کے پاس ان پٹواریوں کے متعلق اگر کوئی specific information ہے تو یہ مجھے فراہم کریں۔ اگر ان کی کوئی من مرضی ہو رہی ہے تو اس کو روک دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! سوال نمبر 7908 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی۔113 گجرات، پٹواریوں اور گرداوروں کی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7908: **میاں طارق محمود:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔113 گجرات میں پٹواری اور گرداور کی کتنی اسامیاں ہیں کتنی پُر ہیں اور کتنی خالی ہیں تفصیل اسامی وار بتائیں؟

(ب) کتنے پٹواریوں اور گرداوروں کے خلاف کس کس بناء پر انکوائریاں چل رہی ہیں ان کے نام بتائیں؟

(ج) کتنے پٹواریوں اور گرداوروں کے پاس ایک سے زائد حلقوں کا چارج ہے، تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ بتائیں؟

(د) کتنے اور کون کون سے ملازم ایک جگہ پر عرصہ تین سال سے زائد فرائض سرانجام دے رہے ہیں؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ قواعد وضوابط کے مطابق ایک حلقہ میں گرداور اور پٹواری کی تعیناتی تین سال سے زیادہ نہیں ہو سکتی؟

(و) کیا حکومت عرصہ تین سال سے زائد تعینات گرداوروں اور پٹواریوں کو قانون کے مطابق تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) حلقہ پی پی۔113 گجرات میں پٹواریوں اور گرداوروں کی کل تعداد تعیناتی اور خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نوعیت	کل تعداد	تعداد تعینات شدہ	خالی اسامی
گرداور	04	04	--
پٹواری	39	30	09

(ب) پی پی۔113 کے کسی گرداور اور پٹواری کے خلاف محکمانہ انکوائری زیر سماعت نہ ہے۔

(ج) پی پی۔113 میں پانچ پٹواریاں کے پاس بوجہ کمی پٹواریاں اضافی حلقہ جات کا ایڈیشنل چارج ہے جبکہ ایک گرداور حلقہ دیونہ دو کے پاس دفتر قانونگو گجرات اور پیشی قانونگو تحصیلدار (بندوبست)، گجرات کا اضافی چارج ہے۔

(د) حلقہ پی پی۔113 میں درج ذیل پٹواریاں عرصہ زائد از تین سال سے تعینات ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام پٹواری	حلقہ
1	محمد ارشد	دھکڑانوالی
2	محمد اجمل	چکوڑی بھلووال
3	محمد اکرم	شکریالی
4	محمد افضل	وڑائچانوالہ
5	ریاست علی	موجہ
6	محمد نواز	بھاگو
7	محمد ارشد	نور جمال

8	غلام فرید	پنجن شاہانہ
9	طارق علی	امرہ کلاں
10	محمد یوسف	مرزا طاہر
11	عابد شکیل	مچھیانہ

(ہ) ٹرانسفر پالیسی 1981 کے مطابق ہر ایک ملازم کا عرصہ تعیناتی ایک جگہ تین سال مقرر ہے بہر حال مفاد عامہ اور انتظامی امور کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک ملازم کو مطلوبہ عرصہ سے پہلے بھی تبدیل کیا جاسکتا ہے یا پھر مطلوبہ عرصہ تین سال گزرنے کے بعد بھی تعینات رکھا جاسکتا ہے۔

(و) حکومت پنجاب نے تبادلہ جات پر پابندی عائد کر رکھی ہے۔ جونہی پابندی ختم ہو جائے گی حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ یہاں جو لسٹ دی گئی ہے وہ گیارہ پٹواریوں کی ہے جو عرصہ تین سال سے تعینات ہیں۔ گورنمنٹ کی پالیسی یہ ہے، جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ تین سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے اور لوگ تعینات ہیں۔ کیا یہ پٹواری پراپر ٹی ڈیلر بن جاتے ہیں اور اپنا اثر ورسوخ قائم کر کے وہیں رہتے ہیں، کیا حکومت کوئی ایسا قدم اٹھانا چاہتی ہے کہ ہر تین سال بعد ان لوگوں کو وہاں سے شفٹ کیا جائے چاہے ان کے حلقے ہی تبدیل کر دیئے جائیں؟

جناب سپیکر: وہ تو کہہ رہے ہیں کہ ہم طریق کار ایسا بنا رہے ہیں کہ ان سے چھٹکارا ہی حاصل ہو جائے گا۔

میاں طارق محمود: جناب والا! وہ تو بڑی لمبی بات ہے۔ جو اِس وقت ہے اس بارے میں مہربانی کر کے بتادیں کہ کیا تین سال بعد ان کے area کو تبدیل کر دیا جانا ضروری ہے؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ٹرانسفر پالیسی 1981 کے مطابق ہر ایک ملازم کا عرصہ تعیناتی ایک جگہ تین سال مقرر ہے۔ بہر حال مفاد عامہ اور انتظامی امور کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک ملازم کو مطلوبہ عرصہ سے پہلے بھی تبدیل کیا جاسکتا ہے اور مطلوبہ عرصہ تین سال گزرنے کے بعد بھی تعینات رکھا جاسکتا ہے۔ اس میں تو یہ case to case ہے۔ اگر کوئی آدمی ٹھیک کام کر رہا ہے تو اس کو

تین سال کے بعد بھی رکھا جاسکتا ہے اگر وہ ٹھیک نہیں کر رہا ہے تو وہ ایک سال کے بعد بھی ٹرانسفر ہو سکتا ہے اور چھ ماہ بعد بھی ٹرانسفر ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! سوال کے جز(د) میں یہ لکھا ہوا ہے کہ حلقہ پی پی۔113 میں درج ذیل پٹواریان عرصہ زائد از تین سال سے تعینات ہیں تو کیا محمد نواز پٹواری اس وقت بھی بھاگو گاؤں میں موجود ہے؟

جناب سپیکر: جی، اگر وہ وہاں پر موجود ہے تو آپ بتائیں کہ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب بتادیں۔

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کی تاریخ وصولی 22۔ستمبر 2011 ہے اس کے مطابق محمد نواز پٹواری بھاگو گاؤں میں تعینات ہے اور اگر کوئی فوری تبدیلی ہوئی ہے تو میں اس بارے میں معلوم کر کے بتادیتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ جی، اگلا سوال محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! On his behalf.(معزز خاتون ممبر نے جناب محمد نوید انجم کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 8217 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔بورڈ آف ریونیو پنجاب کی عمارت کی تزئین وآرائش کی تفصیلات

*8217: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور کی عمارت کی یکم جنوری2006 سے آج تک کتنی دفعہ تزئین وآرائش کی گئی ہے؟

(ب) ہر دفعہ کتنی رقم اس کی تزئین وآرائش پر سال وار خرچ ہوئی، تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ دی جائے؟

(ج) آخری مرتبہ اس عمارت کے فرش اور دیواروں پر ٹائلیں کب لگائی گئی تھیں ان پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب اس عمارت کے فرش اور دیواروں پر لگی ٹائلیں توڑ کر دوبارہ نئی ٹائلیں لگائی جارہی ہیں حالانکہ پہلی ٹائلیں ابھی تک اچھی حالت میں ہیں،اس کی وجوہات کیا ہیں اور اس کی اجازت کس اتھارٹی نے دی ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس فضول خرچی کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرے گی، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان):

(الف) بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور کی یکم جنوری 2006 سے جون 2010 تک کوئی تزئین وآرائش نہ کی گئی ہے۔

(ب) ۔ایضاً۔

(ج) آخری مرتبہ سال 05۔2004 میں بذریعہ سکیم "Restoration of Main Building Board of Revenue Punjab Lahore" اس عمارت کے کچھ حصوں/کمروں کے فرش اور دیواروں پر ٹائلیں لگائی گئی تھیں اور ان پر تقریباً 12,49,000/- روپے خرچ ہوئے تھے۔

(د) یہ درست نہ ہے صرف ان حصوں کے فرش اور دیواروں پر لگی ٹائلیں تبدیل کی جارہی ہیں جہاں ضروری ہے جبکہ اچھی حالت میں موجود ٹائلوں کو تبدیل نہیں کیا جارہا۔ عمارت کی بحالی/درستی گورنمنٹ آف پنجاب کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت منظور کردہ سکیم "Capacity Building and Restoration of Main Building Board of Revenue Punjab Lahore" کے تحت کی جارہی ہے۔

(ہ) حکومت پنجاب کی قدیم اور اہم عمارت کی بحالی اور مرمت فضول خرچی کے زمرے میں نہ آتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!پہلے تو میں یہ کہوں گی کہ اس سوال کے جز(د)کا غلط جواب دیا گیا ہے۔اس سوال میں پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ عمارت کے فرش اور دیواروں پر لگی ہوئی ٹائلیں توڑ کر دوبارہ نئی ٹائلیں لگائی جارہی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر:جی،آپ بیٹھ جائیں،آپ اس بارے میں disqualify ہو گئی ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!ضمنی سوال کر رہی ہوں۔۔۔

MR SPEAKER: No, you have taken two supplementary questions.

آپ on his behalf question نہیں کر سکتیں۔آپ کی مہربانی،آپ تشریف رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ:جناب سپیکر!آپ انہیں یہ تو نہ کہیں کہ آپ disqualify ہو گئی ہیں۔

جناب سپیکر:نہیں،آپ ذرا سمجھیں میں نے اس سوال کی حد تک بات کی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!rules میں تو یہ نہیں۔۔۔

جناب سپیکر:جی،نہیں۔آپ کی مہربانی،اب آپ اپنے arguments چھوڑ دیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!میں ضمنی سوال کر سکتی ہوں۔

جناب سپیکر:جی،میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ آپ نہیں کر سکتیں۔سوال نمبر 8217 کو dispose of کیا جاتا ہے۔اب اگلا سوال 8275 چودھری علی اصغر منڈا صاحب کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر 8276 بھی انہی کا ہے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔اب اگلا سوال محترمہ ثمینہ خاروحیات صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!.On her behalf(معزز خاتون ممبر نے محترمہ ثمینہ خاور حیات کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر:جی،سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!سوال نمبر 8299 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں پٹواریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8299: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت پٹواریوں کی ضلع وار کل کتنی تعداد ہے اور کتنے پٹوار حلقے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے بیشتر پٹوار خانوں میں سرکاری پٹواریوں نے بھاری معاوضے پر ذاتی ملازم رکھے ہوئے ہیں جو سراسر غیر قانونی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مالکان زمین و سائلین کو فردیں اور دوسرے ریونیو ریکارڈ کی نقول فراہم کرنے کی بھاری فیسیں لی جاتی ہیں؟

(د) کیا محکمہ نے کوئی ایسے اقدامات اٹھائے ہیں کہ ان تحصیلداروں اور پٹواریوں کے شاہانہ رہن سہن کا نوٹس لیا جائے اور ان کی رشوت اور ناجائز کمائی سے بنائی ہوئی جائیدادوں کی چھان بین کروائی جائے، ان کے ہاتھوں لٹنے والوں کو ان سے نجات دلائی جائے؟

(ہ) کیا محکمہ مال پنجاب میں ہنگامی بنیادوں پر ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کا کام شروع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تاکہ پٹواریوں کا ریکارڈ تبدیلی میں من مانی کا عمل دخل کم سے کم کیا جا سکے؟

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان):

(الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت پٹواریوں کی ضلع وار تعداد اور پٹوار حلقوں کی فہرست (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ بورڈ آف ریونیو بروئے نوٹیفکیشن نمبر II-LR-30/2010-49، مورخہ 10-09-2010، شیڈول اجرت نقولات وغیرہ کاغذات مال مقرر ہے اور ہر پٹوار سرکل میں فریم کر کے دیوار پر چسپاں کرا دیا گیا ہے۔

(د) گورنمنٹ آف پنجاب نے اس سلسلہ میں محکمہ انسداد رشوت ستانی قائم کر رکھا ہے جو ناجائز کمائی کے خلاف شکایت آنے پر مناسب کارروائی عمل میں لاتا ہے۔ علاوہ ازیں بورڈ آف ریونیو پنجاب کو ملنے والی شکایات پر محکمانہ کارروائی بھی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(ہ) محکمہ مال ریونیو ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کا کام جن اضلاع میں شروع ہو چکا ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے لاہور قصور، ننکانہ صاحب، چنیوٹ، بھکر، میانوالی، حافظ آباد، سیالکوٹ، ملتان، وہاڑی، لودھراں فنڈز کی دستیابی پر دیگر اضلاع میں بھی ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!اس سوال کے جز(ب)میں پوچھا گیا ہے کہ صوبہ کے بیشتر پٹواریوں نے بھاری معاوضے پر ذاتی ملازم رکھے ہیں یا نہیں اور پھر جز(ج)میں پوچھا گیا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ مالکان کو فردیں یا دوسرا revenue record پیسے لے کر اور بھاری فیسیں لے کر دیا جاتا ہے۔Officially تو محکمہ نے یہ کہنا تھا کہ نہیں دیا جاتا اور پیسے نہیں لئے جاتے لیکن unofficially شاید آپ سے بہتر صداقت کوئی نہیں جانتا کیونکہ کوئی پٹواری بادشاہ ایسا نہیں ہے جو فرد ملکیت بغیر پیسے لئے دے دے۔یہ ایک حقیقت ہے لیکن میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جز(د)میں انہوں نے لکھا ہے کہ شکایت ملنے پر محکمہ ان کے خلاف محکمانہ کارروائی کرتا ہے۔مجھے صرف جس period کا پوچھا ہے اسی کا بتادیں کہ اب تک کتنے پٹواریوں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس سوال کے جز(د)میں جواب دیا گیا ہے کہ محکمہ انٹی کرپشن میں کسی بھی پٹواری یا سرکاری اہلکار کے خلاف شکایت کی صورت میں کارروائی عمل لائی جاتی ہے علاوہ ازیں Board of Revenue Punjab کو ملنے والی شکایت پر بھی محکمانہ کارروائی کی جاتی ہے۔اگر کسی کے خلاف کوئی شکایت ہو تو اس کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے.جہاں تک انہوں نے یہ کہا ہے کہ اس وقت کن کن لوگوں کے خلاف کارروائی pending ہے چونکہ یہ information اس سوال میں طلب نہیں کی گئی تھی اس لئے یہ اس جواب میں موجود نہیں ہے لیکن محترمہ چاہیں تو میں Board of Revenue سے معلومات لے کر انہیں فراہم کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!شکریہ۔میں دوسرا ضمنی سوال یہ کرنا چاہتی ہوں کہ ہم اس ایوان میں بیٹھے ہوئے تمام ممبران اور اس صوبہ میں رہنے والے تمام لوگ جانتے ہیں کہ یہ جواب officially تو ٹھیک ہے لیکن unofficially درست نہیں ہے کہ پٹواری صاحبان پیسے نہیں لیتے ہیں اور وہ فرد ملکیت اللہ واسطے دیتے ہیں یا سرکاری فیس میں دے دیتے ہیں۔یہ حقیقت نہیں ہے تو کیا اس حقیقت اور زمینی حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے جو محکمہ ہے،انہوں نے کہا ہے کہ یہ سارا land revenue system computerized کرنا چاہتے ہیں تو کیا اس system کو speedy کرنے کے لئے ان کا کوئی plan ہے؟

جناب سپیکر: جی،اگر آپ پہلے یہاں پر موجود ہوتے تو آپ کو یہ سوال کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ دیکھیں اب repeat شروع ہو گی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی،انہوں نے اس کا جواب دے دیا ہے،اس سے پیچھے بھی انہوں نے جواب دیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جو پیچھے جواب دیا ہے وہ دوبارہ بھی دیا جا سکتا ہے کیونکہ اس کے مطابق میں یہ چیلنج کر سکتی ہوں کہ یہ جواب غلط ہے کہ پٹواری پیسے نہیں لیتے۔

جناب سپیکر: جی،ایوان میں انہوں نے جواب دے دیا ہے اگر آپ یہاں پر موجود نہ ہوں تو اس کے وہ ذمہ دار نہیں۔

محترمہ سیمل کامران: محکمہ نے اس سوال کا جو جواب دیا ہے اس کو میں بھی چیلنج کر سکتی ہوں اور آپ بھی چیلنج کر سکتے ہیں کہ یہ جواب غلط ہے لیکن میں محکمے کی یہ مجبوری بھی ماننے کے لئے تیار ہوں کہ وہ officially اس بات کو admit نہیں کر سکتے کہ پٹواری پیسے لیتا ہے۔آپ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بتا دیں کہ کیا پٹواری پیسے نہیں لیتا تو میں اپنا سوال withdraw کر لوں گی۔ ہم یہاں پر اپنے صوبہ کے لوگوں کے حقوق کی حفاظت کرنے کے لئے بات کرتے ہیں ان کے حقوق کی بات۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی،آپ تشریف رکھیں۔ان کی بات کا کوئی جواب دینا چاہتے ہیں تو دیں۔رانا صاحب!اس کا کچھ جواب دیں۔

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس میں جہاں تک انہوں نے بات کی ہے یعنی پٹواری اور اس سے متعلقہ زمینی حقائق جن کا انہوں نے ذکر کیا ہے،یہ درست بات ہے کہ اس پورے سسٹم میں کرپشن ہے،اسی کی وجہ سے revenue record کو computerized کرنے کا عمل موجودہ حکومت نے شروع کیا ہے اور اس وقت computerization کا process چل رہا ہے،اس میں امید ہے کہ آئندہ دو سال تک یہ کام مکمل ہو جائے گا اور revenue record پوری طرح سے computerized ہو جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں اور مجھے خوشی ہے کہ کسی میں تو سچ بولنے کی طاقت ہے۔

جناب سپیکر: جی،انہوں نے آپ کے آنے سے بھی پہلے سچ بول دیا تھا۔اگلا سوال رانا آصف محمود صاحب کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال راؤ کاشف رحیم صاحب کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔جی،اگلا سوال محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!.On her behalf(معزز خاتون ممبر نے سیدہ ماجدہ زیدی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی،سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!سوال نمبر 8379 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ہر بنس پورہ اور جلو پارک لاہور کے ارد گرد سرکاری زمین پر غیر قانونی قابضین کی تفصیلات

*8379: **سیدہ ماجدہ زیدی:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ہر بنس پورہ اور جلو پارک لاہور میں حکومت کی ملکیتی کتنی زمین ہے، کتنی حکومت کے قبضے میں ہے اور کتنی ٹھیکہ جات پر ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس زمین کے کئی حصوں پر غیر قانونی قابضین نے قبضہ کر رکھا ہے اور خرید و فروخت کے لئے اشٹام پر بیع نامے ہو رہے ہیں؟

(ج) کیا حکومت اس زمین کو ناجائز قابضین سے واگزار کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو اس کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) موضع ہر بنس پورہ میں حکومت پنجاب کی ملکیتی رقبہ 17172 کنال 13 مرلے ہے۔جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

ملکیت	اندراج خانہ کاشت	کل رقبہ	
		M	K
سنٹرل گورنمنٹ	ریونیو اکیڈمی	08	677
سنٹرل گورنمنٹ	ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ	15	407

سنٹرل گورنمنٹ	محکمہ جنگلات	14	51
ٹورازم ڈیپارٹمنٹ	بدستور	00	50
ہائی وے ڈیپارٹمنٹ (رنگ روڈ)	بدستور	12	290
سنٹرل گورنمنٹ	جرنلسٹ کالونی	15	952
سنٹرل گورنمنٹ	گوالہ کالونی	18	757
سنٹرل گورنمنٹ	پاکستان ریلوے	02	265
سنٹرل گورنمنٹ	نہر / راجباہ	04	1492
سنٹرل گورنمنٹ	مقبوضہ ڈپٹی کمشنر (راستہ جات)	06	513
سنٹرل گورنمنٹ	محکمہ ہائیڈرو الیکٹرک	01	01
سنٹرل گورنمنٹ	پاکستان ملٹری	12	806
سنٹرل گورنمنٹ	محکمہ کارپوریشن	00	14
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی (LDA)	بدستور	02	475
سنٹرل گورنمنٹ	مقبوضہ اہل اسلام (قبرستان)	11	279
سنٹرل گورنمنٹ	صوبائی حکومت	00	10235

حکومت پنجاب کے مختلف محکمہ جات و کچی آبادیاں و ناجائز قابضین کے قبضہ میں ہے۔ جلو پارک جو کہ موضع رکھ تیرڑہ میں واقع ہے جس کا کل رقبہ 12304 کنال جو سارا ملکیتی حکومت ہے جس میں سے جلو پارک 3386 کنال 04 مرلہ پر واقعہ ہے اور بقیہ رقبہ 8918 کنال 15 مرلے مختلف مزارعین کے زیر قبضہ ہے جو محکمہ جنگلات کے تحت ہے۔

(ب) ہاں یہ درست ہے کہ موضع ہربنس پورہ میں ناجائز قابضین نے قبضہ کر رکھا ہے اور اس کا سروے ناجائز قابضین کچی آبادی سال 10-2009 ہو چکا ہے اور اس کے مالکانہ حقوق دینے کے لئے ایک کمیٹی زیر صدارت کمشنر لاہور ڈویژن اور رانا تجمل حسین ایم پی اے، نوید انجم ایم پی اے پر مشتمل ہے کی تشکیل ہو چکی ہے جس پر کام جاری و ساری ہے۔جہاں تک خرید و فروخت اشٹام پر بیع نامے کا تعلق ہے تو یہ پرائیویٹ مابین فریقین ہے اس کا ریکارڈ کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہے۔

(ج) حکومت نے گرینڈ آپریشن عملہ مال / ٹی ایم او / محکمہ پولیس کے ہمراہ کیا اور رقبہ واگزار کروا کر اس کی چار دیواری بھی ہو چکی ہے اور اس کی مسلسل نگرانی بھی کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (الف) کے جواب میں تفصیل میں کہا گیا ہے کہ ناجائز قابضین کے قبضے میں یہ زمین ہے۔ حکومت پنجاب کے مختلف محکمہ جات، کچی آبادیوں و ناجائز

قابضین کے قبضہ میں بھی ہے۔ جلو پارک جو کہ موضع رکھ تیڑہ میں واقع ہے کا کل رقبہ 12304 کنال جو سارا ملکیتی حکومت ہے جس میں سے جلو پارک 3386 کنال 04 مرلہ پر واقعہ ہے اور بقیہ رقبہ 8918 کنال 15 مرلے مختلف مزارعین کے زیر قبضہ ہے جو محکمہ جنگلات کے تحت ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ محکمہ جنگلات چونکہ پنجاب حکومت کے under آتا ہے اور یہ سوال 9۔جنوری 2011 کو پوچھا گیا تھا اور آج 6۔جنوری 2012 ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نزدیک ہی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس کا current status کیا ہے اور حکومت نے اب تک اس میں سے کتنا رقبہ ناجائز قابضین سے واگزار کروالیا ہے؟

جناب سپیکر: ناجائز قابضین سے کتنا رقبہ واگزار کروایا جا چکا ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اس رقبے کا status ابھی تک یہی ہے اور یہ رقبہ واگزار نہیں کروایا جا سکا کیونکہ لوگوں نے مختلف عدالتوں سے stay order حاصل کئے ہوئے ہیں، ایک عدالت کے بعد دوسری عدالت میں اپیل چلی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ لوگوں نے یہاں پر اپنے مکانات اور گھر وغیرہ بھی بنائے ہوئے ہیں اس لئے یہ معاملہ ابھی تک under process ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! یہ مسائل تو اسی طرح کئی کئی سال چلتے رہیں گے کیا گورنمنٹ نے اس پر کوئی initiative لیا ہے obviously ان کے ڈیپارٹمنٹ کے لوگ بھی کورٹ میں جاتے ہوں گے۔ یہ سب کچھ کتنے سالوں تک چلتا رہے گا، سرکار یہ زمین اپنے لئے تو استعمال نہیں کر سکتی، سرکاری کاموں کے لئے consumer courts کھولنے کے لئے کرایہ پر جگہ لینی پڑتی ہے اور اس کا کرایہ دینا پڑتا ہے تو کیا حکومت کے پاس اس کی کوئی حکمت عملی موجود ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اس وقت ہمارا جو Criminal Justice System ہے اس کے تحت districts courts قائم ہیں اس کے بعد ہائیکورٹ اور پھر سپریم کورٹ بھی موجود ہے۔ اس قانون کے مطابق آپ کسی کو اپیل سے تو نہیں روک سکتے۔ ڈسٹرکٹ کورٹ کے بعد جب اپیل ہائی کورٹ میں آتی ہے تو اس کا جو average عرصہ ہے وہ تقریباً کوئی آٹھ سے بارہ سال ہے اس لئے میں عرض کروں گا کہ یہ ایک قانونی سلسلہ ہے اس میں کوئی short cut نہیں لیا جا سکتا۔

محترمہ ساجدہ میر: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: محترمہ ساجدہ میر!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جز(ج) میں کہا گیا ہے کہ حکومت نے ایک grand operation کیا جس میں کچھ رقبہ قابضین سے چھڑوالیا گیا۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ وہ کون سا رقبہ ہے جس میں پولیس کی بھی مدد لی گئی، ٹی ایم او کی بھی مدد لی گئی اور اس کی چار دیواری بھی کروادی گئی، وہ کون سی ایسی جگہ ہے جو قابضین سے واپس لی گئی ہے؟

جناب سپیکر: (ج) جز کے متعلق پوچھ رہی ہیں۔

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو سوال تھا وہ یہی تھا کہ ناجائز قابضین سے گورنمنٹ قبضہ واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس سلسلے میں کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟ اس میں ٹوٹل 232 کنال رقبہ بنتا ہے جو واگزار کروایا جا سکا ہے۔ جو کہ زیر قبضہ رقبہ کا بہت ہی کم zero point something بنتا ہے۔اس سلسلے میں انہوں نے specifically اس رقبے کی identification کے متعلق نہیں پوچھا تھا۔اس کے متعلق میں انہیں معلومات دے دیتا ہوں کہ یہ 232 کنال کون سا رقبہ ہے جو واگزار کروایا گیا ہے۔

جناب سپیکر: چار دیواری بھی ہو سکتی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جواب میں لکھا ہے کہ چار دیواری بھی ہو گئی ہے اور مسلسل نگرانی بھی کی جا رہی ہے۔ایک ایم پی اے اس کمیٹی کے ممبر ہیں جن کا اسی علاقے سے تعلق بھی ہے اور میرے خیال میں یہ رانا تجمل صاحب کے حلقہ میں آتا ہے اس لئے ہمیں یہ پتا چلنا چاہئے کہ یہ جگہ کون سی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں بہت سا رقبہ ایسا ہے جہاں پر ناجائز قابضین نے کوئی چار چار، پانچ پانچ مرلے کے گھر بنائے ہوئے ہیں۔اب یہ مناسب نہیں ہے کہ ان لوگوں کو بے گھر کیا جائے اور پھر کچی آبادیوں کا ایک قانون بھی موجود ہے جس کے تحت مالکانہ حقوق دینے کا process کرنے کے لئے ایک کمیٹی کمشنر لاہور ڈویژن کی صدارت میں بنائی گئی ہے جو اس بات کا جائزہ لے کہ کون سا رقبہ ایسا ہے جسے واگزار کروایا جائے اور کون سا رقبہ ان قابضین کو الاٹ کر دیا جائے۔اس حلقے کے متعلقہ ایم پی اے صاحبان، رانا تجمل حسین صاحب اور نوید انجم صاحب اس کے ممبر ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر!اس کا مطلب یہ ہے کہ محکمہ مال وریونیو نے اس کا جواب غلط دیا ہے اور یہاں پر بھی غلط تحریر کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر:جو جواب محکمے نے ان کو بھیجا ہے وہ انہوں نے پڑھ دیا ہے۔وزیر صاحب!وہ پوچھ رہے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ محکمہ نے جواب غلط بھیجا ہے؟

وزیر مال و کالونیز(راناثناءاللہ خان):جناب والا!سوال کے جز(ج)میں پوچھا گیا ہے کہ کیا حکومت اس زمین کو ناجائز قابضین سے واگزار کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو اس کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟اس میں انہوں نے specifically نہیں پوچھا کہ اس رقبہ میں سے جو رقبہ واگزار کروایا گیا ہے اس کا محل وقوع کیا ہے یا وہ کہاں پر واقع ہے؟اسی کے مطابق جواب دے دیا گیا ہے۔ باقی جز(ب)کا جواب بڑا مفصل ہے کہ ہاں یہ درست ہے کہ موضع ہر بنس پورہ میں ناجائز قابضین نے قبضہ کر رکھا ہے اور اس کا سروے ناجائز قابضین کچی آبادی سال10-2009 ہو چکا ہے اور اس کے مالکانہ حقوق دینے کے لئے ایک کمیٹی زیر صدارت کمشنر لاہور ڈویژن اور رانا تجمل حسین ایم پی اے،نوید انجم ایم پی اے پر مشتمل ہے،کی تشکیل نو ہو چکی ہے جس پر کام جاری و ساری ہے۔جہاں تک خرید و فروخت اشٹام پر بیع نامے کا تعلق ہے تو یہ پرائیویٹ مابین فریقین ہے اس کا ریکارڈ کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہے۔ Ground realities کے مطابق اس کا جواب عرض کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر:اگلا سوال الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی:سوال نمبر8416 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں جائیداد کی منتقلی(PT-1)فرد ملکیت جاری کرنے پر پابندی کی تفصیلات

*8416:الحاج محمد الیاس چنیوٹی:کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ کی طرف سے صوبہ میں عرصہ دو سال سے جائیداد کی منتقلی کے لئے PT-1 فرد ملکیت جاری کرنے پر پابندی عائد ہے جس کی وجہ سے حکومت کو اشٹام کی مد میں تقریباً2۔ارب روپے کا نقصان ہوا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صرف ضلع چنیوٹ میں مذکورہ مد میں چار کروڑ روپے کا حکومتی نقصان ہوا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ پابندی اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان):

(الف) صوبہ میں عرصہ دو سال سے فرد ملکیت جو کہ محکمہ مال کی جانب سے جاری کی جاتی ہے اور جس کی بنیاد پر جائیداد کی منتقلی ہوتی ہے اس پر پابندی عائد نہ ہے۔مزید برآں PT-1 محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن جاری کرتا ہے اور یہ صرف اس بنیاد پر ہوتا ہے کہ مالک جائیداد متعلقہ کا ٹیکس ادا کر رہا ہے۔PT-1 ملکیتی دستاویز ہے اور نہ ہی یہ فرد ملکیت کے متبادل دستاویز ہوتی ہے اور اس پر منتقلی جائیداد نہ ہو سکتی ہے اس کے اجراء کے لئے کسی قسم کے اشٹام پیپر درکار نہ ہوتے ہیں لہذا حکومت کو اشٹام کی مد میں کوئی مالی نقصان نہ ہوا ہے۔

(ب) بمطابق ایڈیشنل ڈسٹرکٹ کلکٹر چنیوٹ ضلع میں اشٹام، رجسٹریشن فیس یا انتقال فیس کی مد میں سالانہ کوئی کمی واقع نہ ہوئی ہے۔

(ج) محکمہ مال کی طرف سے فرد ملکیت جاری کرنے پر کوئی پابندی نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب والا! جز (الف) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ PT-1 ملکیتی دستاویز ہے اور نہ ہی یہ فرد ملکیت کے متبادل دستاویز ہوتی ہے اور اس پر منتقلی جائیداد نہ ہو سکتی ہے اس کے اجراء کے لئے کسی قسم کے اشٹام پیپر درکار نہ ہوتے ہیں لہذا حکومت کو اشٹام کی مد میں کوئی مالی نقصان نہ ہوا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اگر PT-I فرد ملکیت کے متبادل نہ ہو تو اس کے مطابق جائیداد منتقل نہیں ہو سکتی، اگر PT-I کی بنیاد پر جائیدادیں منتقل کی گئی ہوں اور اس پر رجسٹریاں بھی کی گئی ہوں تو کیا حکومت اس قسم کے افراد و افسران جنہوں نے ملی بھگت سے یہ کام کیا ہے ان کے خلاف کارروائی کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اگر ارادہ رکھتی ہے تو پھر اس کی تسلی یا یقین دہانی کروادیں؟

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان): جی، بالکل۔اگر کوئی کام خلاف قانون ہوا ہے تو جن افراد نے کیا ہے اس کی نشاندہی معزز ممبر فرمائیں تو ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: انشاء اللہ اس کی نشاندہی کریں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: سوال نمبر 8424اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع چنیوٹ کی ٹاؤن کمیٹی میں امتیازی حیثیت و سلوک ختم کرنے کا معاملہ

*8424: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع چنیوٹ کی ٹاؤن کمیٹی میں مالکان اراضی اپنی مرضی سے کسی بھی پاکستانی شہری کو فروخت نہیں کر سکتا جبکہ ضلع کے دوسرے شہروں، ٹاؤنوں اور علاقے میں ایسا نہ ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ٹاؤن میں امتیازی حیثیت و سلوک کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان):

(الف) یہ غلط ہے۔ مطابق رپورٹ ضلعی انتظامیہ ضلع چنیوٹ میں مالکان اراضی اپنی مرضی سے بمطابق ضابطہ اپنی اراضی فروخت کر رہے ہیں۔

(ب) جواب جز (الف) کی رو سے سوال کا یہ حصہ جواب کا متقاضی نہ ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال؟

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب والا! جز (الف) کے جواب میں یہ کہا گیا کہ یہ غلط ہے کہ ضلع چنیوٹ کی ٹاؤن کمیٹی میں مالکان اراضی کو مجبور نہیں کیا جاتا۔ میرے علم کے مطابق پنجاب نگر کی زمینوں کے جو پہلے والے مالکان ہیں وہ مجبور کرتے ہیں کہ آپ نے مسلمانوں کو جائیداد منتقل نہیں کرنی جبکہ جواب میں کہا گیا ہے کہ مجبور نہیں کیا جاتا تو اگر اس قسم کے واقعات کی نشاندہی کی جائے یا اس قسم کی رکاوٹیں ڈالی جاتی ہوں تو کیا حکومت ان لوگوں کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: یقیناً جو غلط کام کرے گا اس کے خلاف کارروائی ہو گی۔

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان): اگر اس قسم کی کوئی موقع پر پوزیشن پائی جاتی ہے تو معزز ممبر اس کی نشاندہی کریں تو متعلقہ اتھارٹی کو کہا جائے گا کہ ان کے خلاف فوراً کارروائی کریں۔

جناب سپیکر: میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر مال و کالونیز(راناثناءاللہ خان):جناب والا!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی،بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور۔ستوکتلہ کے قبرستان کی اراضی کو قبضہ مافیا سے واگزار کروانے کی تفصیلات

*4997: **محترمہ نگہت ناصر شیخ**: کیاوزیر مال وکالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیایہ درست ہے کہ لاہور کے علاقے ستوکتلہ کے قبرستان پر قبضہ مافیانے قبضہ کرکے وہاں پر مکانات اور ناجائز تعمیرات شروع کر رکھی ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس قبرستان کو قبضہ مافیا سے خالی کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال و کالونیز(راناثناءاللہ خان):

(الف) ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو لاہور کے موصولہ جواب کے مطابق یہ درست ہے کہ قبرستان کی جگہ جو کہ آسائش دیہہ کے لئے مخصوص کردہ جگہ ہے، پر لوگوں نے پختہ تعمیرات بنا رکھی ہیں اور رہائش پذیر ہیں۔

(ب) ان ناجائز قابضین نے جناب محمد آصف سول جج لاہور کی عدالت میں ایک عدد دعوٰی بعنوان سدھیر علی کھوکھر بنام صوبہ پنجاب و غیرہ دائر کر رکھا ہے بعد فیصلہ عدالت ان کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ مجاز عدالت اور تاریخ ہائے مندرجہ ذیل ہیں۔

16.03.2010, 02.03.2010, 25.02.2010, 25.05.2010, 04.05.2010
02.04.2010 16.09.2010, 05.07.2010, 14.06.2010 10.11.2010
20.10.2010, 01.10.2010 17.01.2011, 14.12.2010

علاوہ ازیں عملہ مجاز کو مقدمہ ہذا کی سر گرم پیروی اور بعد ازاں اخراج حکم امتناعی قبضہ کی واگزاری کے احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں۔

گوجرانوالہ، رجسٹریوں سے حاصل ہونے والی رقم کی تفصیلات

*7166: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری2008 سے آج تک ڈی ڈی او (ریونیو) گوجرانوالہ نے کتنی رجسٹریاں کی ہیں اور ان سے حاصل ہونے والی کتنی رقم خزانے میں جمع کروائی گئی، آگاہ فرمائیں؟

(ب) کیا ان رجسٹریوں کی فیس روزانہ، ہفتہ وار یا ماہانہ کی بنیاد پر حکومت کے خزانہ میں جمع کروائی جاتی ہے، تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یکم جنوری2008 سے ستمبر2010 تک تحصیل گوجرانوالہ (اربن۔I، اربن۔IIاور صدر / رورل) میں111677 رجسٹریاں کی گئیں اور رجسٹریشن فیس کی مد میں۔/156,986,735 روپے آمدن ہوئی ہے تفصیل درج ذیل ہے:۔

	آمدن	تعداد رجسٹری
سال2008	۔/47,575,194روپے	41992
سال2009	۔/64,134,263روپے	41386
ستمبر سال2010تک	۔/45,277,278روپے	28299
کل آمدن	۔/156,986,735روپے	111677

(ب) بمطابق رپورٹ ڈسٹرکٹ آفیسر گوجرانوالہ رجسٹریوں کی فیس روزانہ کی بنیاد پر سرکاری خزانہ میں جمع کروائی جاتی ہے۔

سال2000تا2010، ججز / عدالتی افسران کو الاٹ کردہ پلاٹس سے متعلقہ تفصیلات

*7267: میاں نصیر احمد: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے judiciary کے افسران بشمول ججز کو 2000 سے 2010 کے دوران پلاٹ الاٹ کئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ عرصہ کے دوران جوڈیشری کے افسران بشمول ججز کے لئے ہاؤسنگ کالونی بھی بنائی گئی؟

(ج) اگر جوابات اثبات میں ہیں تو مذکورہ عرصہ کے دوران جن جوڈیشری کے افسران بشمول ججز کو پلاٹ الاٹ کئے گئے اور ان سے جو معاوضہ حاصل کیا گیا مکمل تفصیل سے جواب ایوان میں فراہم کیا جائے؟

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان):

(الف) درست نہ ہے۔ حکومت پنجاب نے جوڈیشری کے افسران بشمول جج صاحبان کو کوئی پلاٹ 2000 سے 2010 تک الاٹ نہ کیا ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے ایسی کوئی ہاؤسنگ کالونی نہیں بنائی۔ اگر عدالت عالیہ ،لاہور ہائیکورٹ / محکمہ عدلیہ نے از خود بنائی ہو تو تفصیل عدالت عالیہ کے رجسٹرار سے دستیاب ہو سکتی ہے حکومت پنجاب نے کوئی ہاؤسنگ کالونی نہیں بنائی۔

(ج) کوئی پلاٹ الاٹ نہیں کیا گیا اس لئے قیمت یا معاوضہ کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

ضلع سرگودھا کی حالیہ سیلاب سے متاثر ہونے والی اراضی کی تفصیلات

*7579: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں حالیہ سیلاب کی وجہ سے دریائے چناب اور جہلم سے کتنا رقبہ اور گاؤں / قصبہ جات / شہر متاثر ہوئے؟

(ب) ان دریاؤں کی وجہ سے کتنے لوگ بے گھر ہوئے؟

(ج) ان کی وجہ سے کتنے ایکڑ رقبہ پر فصلیں تباہ ہوئیں؟

(د) حکومت نے ان دریاؤں سے متاثرہ افراد اور کسانوں کی بحالی کے لئے کتنی رقم خرچ کی؟

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان):

(الف) دریائے چناب اور جہلم میں سال 2010 میں سیلاب کی وجہ سے کل 60 دیہات جزوی طور پر متاثر ہوئے تھے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ تحصیل شاہ پور 25 دیہات

2۔ تحصیل ساہیوال 35 دیہات

(ب) ان دریاؤں میں سیلاب کی وجہ سے 124,565 افراد متاثر ہوئے۔

(ج) سیلاب کی وجہ سے 167,518 ایکڑ رقبہ پر فصلیں متاثر ہوئیں۔

(د)

(1) فلڈ ریلیف آپریشن کے لئے ضلعی انتظامیہ سرگودھا کو۔/1,229,000روپے مہیا کئے گئے۔

(2) 12فوت شدگان کے لواحقین کی امداد کے لئے مبلغ۔/3,600,000روپے مہیا کئے گئے۔

(3) متاثرین کی بحالی کے لئے کل۔/134,860,000(13.48کروڑ)روپے کے وطن کارڈ جاری کئے گئے جن کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

(i) Phase-Iمیں5889سیلاب متاثرین کو۔/20,000روپے فی خاندان کے حساب سے۔/117,780,000(1.78کروڑ)روپے کے وطن کارڈ جاری کئے گئے۔

(ii) Phase-IIمیں427خاندانوں کو جن کے گھر مکمل طور پر تباہ ہوگئے تھے /40,000روپے فی خاندان(20،20ہزار کی دواقساط جس میں سے پہلی قسط ادا کردی گئی ہے اور دوسری20ہزار روپے کی قسط تین ماہ کے بعد اس کارڈ میں جمع کردی جائے گی)۔اسطرح اس مد میں کل رقم مبلغ ۔/17,080,000 (1.71کروڑ)روپے جاری کئے گئے۔

ضلع شیخوپورہ، نائب تحصیلداروں وپٹواریوں کی خالی اسامیوں کی تفصیلات

*8275:چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):کیاوزیر مال وکالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ضلع شیخوپورہ میں تحصیل اور قانونگوئی وار نائب تحصیلداروں، قانونگوؤں اور پٹواریوں کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کیا ہے، ان میں کتنی اسامیاں خالی ہیں، ان خالی اسامیوں کو کب تک پر کر دیا جائے گا؟

وزیر مال وکالونیز(راناثناءاللہ خان):

ضلع شیخوپورہ میں تحصیلداروں ،قانونگوؤں اور پٹواریوں کی منظور شدہ تعداد اور خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نائب تحصیلدار

نام تحصیل	کل منظور شدہ اسامیاں	تعداد جو کام کر رہے ہیں۔	تعداد خالی اسامیاں
شیخوپورہ	7	5	2
فیروزوالا	4	4	--
مریدکے	5	3	2
شرقپور	3	2	1

صفدرآباد	3	2	1
نائب تحصیلدار برانچ	1	--	1
میزان	23	16	7

قانونگو

نام تحصیل	کل منظور شدہ اسامیاں	تعداد جو کام کر رہے ہیں۔	تعداد خالی اسامیاں
شیخوپورہ	8	4	4
فیروزوالا	5	5	--
مریدکے	6	4	2
شرقپور	4	4	--
صفدرآباد	4	3	1
نائب تحصیلدار برانچ	1	1	--
میزان	28	21	7

پٹواری

نام تحصیل	کل منظور شدہ اسامیاں	تعداد جو کام کر رہے ہیں۔	تعداد خالی اسامیاں
شیخوپورہ	69	55	14
فیروزوالا	38	38	--
مریدکے	69	31	38
شرقپور	32	16	16
صفدرآباد	20	15	5
نائب تحصیلدار برانچ	1	1	--
میزان	228	155	73

نوٹ: نائب تحصیلداروں میں سے 3 دفتر حاضر ہیں 4 اسامیاں خالی ہیں۔ خالی اسامیاں بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن پر کی جائیں گی جبکہ قانونگو اور پٹواریاں کی تعیناتی کی بابت حکومت پنجاب کی جانب سے حکم نامہ جاری ہو گا تو ضلعی ریکروٹمنٹ کمیٹی نئی بھرتیاں کر سکے گی۔

لینڈ ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کی تفصیلات

*8276: **چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ)**: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ زمینوں کے ریکارڈ کو مرتب کرنے کے لئے لینڈ ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کیا جا رہا ہے، اگر ہاں تو اس میں کون کون سے اضلاع اور تحصیلوں کو مالی سال 11۔2010 میں شامل کیا گیا ہے؟

(ب) کیا تحصیل شرقپور شریف اور فیروز والا بالخصوص پی پی۔165 میں شامل پٹوار حلقے کمپیوٹرائز کرنے کے لئے مالی سال 11۔2010 کے شیڈول میں شامل ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان):

(الف) بمطابق رپورٹ پراجیکٹ ڈائریکٹر، پراجیکٹ مینجمنٹ یونٹ، بورڈ آف ریونیو، پنجاب زمینوں کے ریکارڈ کو مرتب کرنے کے لئے لینڈ ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کیا جارہا ہے مالی سال 11۔2010 میں ڈسٹرکٹ حافظ آباد اور اس کی دو تحصیلیں، تحصیل حافظ آباد اور تحصیل پنڈی بھٹیاں کو شامل کیا گیا ہے۔ جبکہ تحصیل قصور کے آٹھ مواضعات کو تجرباتی بنیاد پر کمپیوٹرائز کیا جاچکا ہے اور وہاں موجود قائم شدہ سروس سنٹر سے عوام کو فردات کے اجراء کی سہولت مہیا کی جارہی ہے۔

(ب) بمطابق رپورٹ پراجیکٹ ڈائریکٹر، پراجیکٹ مینجمنٹ یونٹ، بورڈ آف ریونیو پنجاب، جی نہیں۔ تحصیل شرقپور شریف، فیروز والا اور پی پی۔165 میں شامل پٹوار حلقے کمپیوٹرائز کرنے کے لئے مالی سال 11۔2010 کے شیڈول میں شامل نہیں ہیں اس کی وجوہات درج ذیل ہیں۔

1۔ چونکہ لینڈ ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کے منصوبے کو پورے صوبہ میں نافذ کیا جارہا ہے اس لئے اس کے نفاذ کو مرحلہ وار بنیادوں پر کیا جارہا ہے۔

2۔ اس منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے صوبہ بھر کی زمینوں کے تمام ریکارڈ اور رجسٹروں کی کمپیوٹر میں ڈیٹا انٹری کرنا لازمی ہے جس کے لئے ایک مخصوص عرصہ درکار ہے اس لئے ڈیٹا انٹری کے کام کو بھی دو مراحل میں مکمل کیا جانا ہے۔ پہلے مرحلہ میں آٹھ ڈسٹرکٹ (سیالکوٹ، نارووال، گجرات، منڈی بہاؤالدین، راولپنڈی، چکوال، جہلم، اٹک) اور ان کی تحصیلوں کی ڈیٹا انٹری کا کام کیا جارہا ہے۔ اس مرحلہ میں تحصیل شرقپور شریف، فیروز والا اور پی پی۔165 کے پٹوار حلقے شامل نہیں ہیں۔ دوسرے مرحلے میں ضلع شیخوپورہ شامل ہوگا۔

ضلع سیالکوٹ، محکمہ کی سرکاری اراضی کی تفصیلات

*8315: **رانا آصف محمود:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ میں محکمہ کی کتنی سرکاری اراضی کس کس جگہ ہے؟

(ب) اس میں کتنی اراضی لیز/پٹہ / ٹھیکہ پر ہے اور کتنی اراضی پر لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے؟
(ج) اس اراضی سے حکومت کو سالانہ کتنی آمدن ہو رہی ہے؟
(د) جس اراضی پر لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے اس کو کب تک واگزار کروایا جائے گا؟

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں کل 12696A-0K-19M مختلف محکمہ جات کی اراضی ہے جو کہ چھوٹے چھوٹے قطعات کی شکل میں ہے اور مختلف مواضعات میں واقع ہے۔
(ب) گورنمنٹ کی لیز پالیسی کے مطابق جو صوبائی حکومت کا رقبہ تعدادی Compact Block 200K-18M کی شکل میں اور litigation سے مبرا زیر کاشتہ تھا۔ ان کی لیز کا پراسس مکمل ہو چکا ہے۔ جہاں تک دیگر محکمہ جات کی لیز کا تعلق ہے ہر محکمہ اپنے ملکیتی اراضی کو خود لیز پر دینے (مینجمنٹ) کا بااختیار ہے۔
(ج) صوبائی حکومت کے رقبہ کی سات عدد لیز کا پراسس مکمل ہو چکا ہے جس سے گورنمنٹ کو 538758/- روپے سالانہ آمدن ہو رہی ہے۔
(د) بیشتر رقبہ کی بابت مقدمات عدالت ہائے میں زیر سماعت ہیں۔ باقی ماندہ ناجائز قابضین کے خلاف واگزاری کے لئے تحریک جاری ہے۔

لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی کے نام پچاس ایکڑ ٹرانسفر کی گئی اراضی کی تفصیلات

*8316: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-
(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع ہربنس پورہ لاہور میں بذریعہ انتقال نمبر 23524 اور 23525 مورخہ 2006-5-4 لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور کے نام 50 ایکڑ رقبہ منتقل ہوا تھا؟
(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس 50 ایکڑ رقبہ پر محکمہ مال کے افسران و اہلکاران نے ملی بھگت سے بااثر افراد کو قبضہ کروا دیا اور یہ رقبہ لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی کے نام سے بھی کینسل کروا دیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ بااثر افراد ان افسران واہلکاران کی ملی بھگت سے اس اراضی کو جعل سازی سے بذریعہ اشٹام فروخت کر رہے ہیں؟

(د) کیا حکومت اس اربوں روپے کی سرکاری اراضی پر قبضہ کروانے والے افسران واہلکاران کی نشاندہی کروانے کے لئے کوئی اعلیٰ عدالتی کمیشن بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال وکالونیز(راناثناءاللہ خان):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ بروئے انتقال نمبری23524رقبہ تعدادی(207کنال15مرلے)اور بروئے انتقال نمبر23525رقبہ تعدادی(201کنال11مرلے)بحق ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ برائے لاہور کالج خواتین یونیورسٹی لاہور کل رقبہ تعدادی(409کنال6مرلے)مورخہ 04۔05۔2006کو منتقل ہوا۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ محکمہ مال کے افسران اور اہلکاران کی ملی بھگت سے بااثر افراد نے سرکاری زمین پر قبضہ کر لیا بلکہ بروئے انتقال نمبر6596تبدیل ملکیت بحکم جناب(ADC(G صاحب مورخہ 02۔03۔1988حکم ریونیو آفیسر 18۔03۔1989منجانب سنٹرل گورنمنٹ بحق وارثان شہزادی امراؤبخت،نواب افضل محمد خان،نواب معین الدین خان بحصہ برابر خسرہ نمبران1142رقبہ (6کنال15مرلے)،1141رقبہ (10کنال ،14مرلے)1137رقبہ (90کنال 11مرلے)1161رقبہ (94کنال01مرلے)،میزان کل رقبہ(202کنال 01مرلے)منظور ہوا مابعد بروئے انتقال نمبر8626بیع رجسٹری بروئے دستاویز نمبر1451 مورخہ 06۔06۔1991بحوالہ انتقال نمبر6596منجانب نواب معین الدین خان بحق اتفاق کوآپریٹو کریڈٹ سوسائٹی لمیٹڈ شبستان سینما ایبٹ روڈ لاہور بذریعہ شیخ روحیل اصغر ولد شیخ محمد اصغر،مقصود اقبال ولد شیخ عنایت علی،محمد ارشد ہیر اولد عبدالحمید بحصہ برابر خسرہ نمبران 1141رقبہ(6کنال15مرلے1141رقبہ(10کنال 14مرلے)،1161رقبہ (83کنال 11مرلے)،کل رقبہ(101کنال0مرلہ)،بالعوض مبلغ پچاس لاکھ روپے منظور ہوا مگر انتقال نمبر6596بروئے حکم ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)کلکٹر ضلع لاہور بروئے چٹھی نمبر HVC(R)1069مورخہ 04۔11۔2004بعنوان مقدمہ سرکار بنام مقصود حسین وغیرہ خارج ہوا۔اور رقبہ متذکرہ بالا بحق سنٹرل گورنمنٹ ضبط ہو گیا چونکہ بنیادی انتقال نمبر 6596خارج ہوا تو اس کے حوالے سے انتقال نمبر8626وہ بھی خارج ہو گیا ہے اور جملہ

رقبہ سنٹرل گورنمنٹ کے نام چلا گیا۔ بروئے انتقال نمبر23524رقبہ تعدادی(207کنال 15مرلے)اور بروئے انتقال نمبر 23525رقبہ تعدادی (201کنال11مرلے)بحق ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ برائے لاہور کالج خواتین یونیورسٹی لاہور کل رقبہ تعدادی(409کنال 6مرلے)مورخہ2006۔05۔04کو منتقل ہوا جس کے خلاف شیخ روحیل اصغر وغیرہ نے رٹ پٹیشن نمبر06/R۔67اور06/R۔363عدالت عالیہ لاہور ہائیکورٹ میں دائر کی ہوئی ہے جو تاحال pending ہے اور یہ رقبہ تاحال یونیورسٹی کے نام چلا آرہا ہے۔ کینسل نہ ہوا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ بااثر افراد افسران واہلکاران کی ملی بھگت سے اس اراضی کو بذریعہ اشٹام فروخت کر رہے ہیں اور اگر کوئی بذریعہ اشٹام رقبہ فروخت کرتا ہے تو اس کا علم محکمہ مال کے افسران واہلکاران کو نہ ہوتا ہے۔

(د) جی ہاں حکومت قبضہ مافیہ سے سرکاری اراضی واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے جو کوئی بھی اس رقبہ پر تعمیر کرنے کی کوشش کرتا ہے اس پر متعلقہ تھانہ میں FIR درج کروادی جاتی ہے۔ رقبہ کے متعلق عدالت عالیہ لاہور ہائیکورٹ میں رٹ پٹیشن نمبری06/R۔67 اور06/R۔363منجانب شیخ روحیل اصغر وغیرہ دائر کردہ pending ہیں۔ فیصلہ عدالت عالیہ وچیف سیٹلمنٹ کمشنر پنجاب کے بعد ناجائز قابضین سے رقبہ واگزار کروایا جائے گا۔

ضلع فیصل آباد۔تحصیل سمندری میں جناح آبادیوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*8354:راؤ کاشف رحیم خان:کیا وزیر مال وکالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں جناح آبادیاں کتنی کہاں کہاں، کتنے رقبے اور نفوس پر مشتمل ہیں، نیز کتنے خاندانوں کو الاٹمنٹ کی گئی، مکمل تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر مال وکالونیز(راناثناء اللہ خان):

تحصیل سمندری میں اس وقت 10عدد جناح آبادی ہائے قائم کی گئی ہیں اور یہ چکوک نمبران 528گ ب، 486گ ب،205گ ب،208گ ب،226گ ب،227گ ب، 202گ ب،488گ ب،484گ ب،166گ ب میں واقع ہیں جن کا کل رقبہ 739k-01M ہے۔جناح آبادیوں میں سے611افراد کو پلاٹ دیئے گئے ہیں ہر ایک فرد اپنا الگ خاندان رکھتا ہے اس طرح تعداد خاندان بھی611ہے ابھی موجودہ گورنمنٹ نے ان

افراد کو پلاٹ الاٹ کر دیئے ہیں تعمیرات کا مرحلہ ابھی شروع نہ کیا ہے اس لئے تعداد نفوس معلوم نہ ہو سکتی ہے۔

محکمہ مال وکالونیز کے رقبہ جات ودیگر تفصیلات

*8519:ڈاکٹر محمد اشرف چوہان:کیاوزیر مال وکالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ مال وکالونیز کا کل رقبہ کتنا ہے، تفصیل ضلع وار بتائیں؟

(ب) کتنا رقبہ بنجر ہے اور کتنا آباد/زرعی ہے؟

(ج) کتنے رقبہ پر لوگ ناجائز قابض ہیں؟

(د) اس رقبہ سے محکمہ کو سالانہ کتنی آمدن وصول ہو رہی ہے؟

(ہ) حکومت ناجائز قابضین سے رقبہ واگزار کروانے کے لئے ٹاسک فورس بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال وکالونیز(راناثناءاللہ خان):

(الف) ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع لاہور۔رجسٹری برانچوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*8542: محترمہ ساجدہ میر:کیاوزیر مال وکالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں رجسٹری، ہبہ اور دیگر مدوں میں کل کتنی رقم سال10-2009 میں حاصل ہوئی؟

(ب) رجسٹری برانچ کے کتنے دفاتر لاہور میں کس کس جگہ کام کر رہے ہیں؟

(ج) ان دفاتر میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈاور عرصہ تعیناتی کی تفصیل بتائیں؟

(د) ان میں سے کتنے ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ اور قانونی کارروائیاں چل رہی ہیں؟

وزیر مال و کالونیز(راناثناء اللہ خان):

(الف) ضلع لاہور میں رجسٹری، ہبہ اور دیگر مدوں میں سال10-2009 میں3۔ارب10 کروڑ77 لاکھ18ہزار122روپے خزانے میں جمع ہوئے ہیں۔

(ب) ضلع لاہور میں کل9 رجسٹری برانچیں ہیں جن میں سے4 ضلع کچہری میں، 2 ماڈل ٹاؤن کچہری میں اور3 کینٹ کچہری میں کام کر رہی ہیں۔

(ج) جملہ اہلکاران دفتر سب رجسٹراران، لاہور میں کام کر رہے ہیں جن کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) صرف مسٹر خالد پرویز، رجسٹری محرر داتا گنج بخش ٹاؤن لاہور کے خلاف محکمانہ انکوائری زیر سماعت ہے۔

ضلع ڈیرہ غازی خان، قبائلی علاقہ کی اراضی کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کی تفصیلات

*8545: سردار فتح محمد خان بزدار: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 19۔جنوری2011 کو میرے سوال نمبر2858 کے جواب میں کہا گیا ہے کہ ضلع ڈیرہ غازی خان کے قبائلی علاقہ تمن بزدار میں settlement کے سلسلے میں66-1965 میں ابتدائی کارروائی بندوبست مکمل ہوئی، صرف مزروعہ آباد رقبہ جات پیمائش ہوئے اور ریونیو ریکارڈ تیار ہوا۔تقریباً دس لاکھ ایکڑ رقبہ آج کل بھی بلاپیمودہ موجود ہے جس کا کوئی ریونیو ریکارڈ نہ ہے، مزید یہ کہ اس ضمن میں کوئی کارروائی زیر غور نہ ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

(ب) کیا حکومت قبائلی علاقہ کی اراضی کو سیٹلمنٹ کے ذریعے ملکیتی رقبہ کو محفوظ بنانے کے لئے کمپیوٹرائزڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال و کالونیز(راناثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ نشان زدہ اسمبلی سوال نمبر2858 کے جواب میں کہا گیا ہے کہ بمطابق آمدہ رپورٹ ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو ڈیرہ غازی خان و پولیٹیکل تحصیلدار ڈیرہ غازی خان اس حد تک درست ہے کہ سال66-1965 میں تحصیل ٹرائبل ایریا ضلع ڈیرہ غازی خان میں ابتدائی کارروائی بندوبست مکمل ہوئی، مقامی قبائل کی شورش کی وجہ سے کارروائی بندوبست کے

دوران انتہائی مشکلات کا سامنا رہا۔اس وجہ سے صرف مزروعہ آباد رقبہ جات پیمائش ہوئے اور ریونیو ریکارڈ تیار ہوا۔تقریباً سات لاکھ ایکڑ کی پیمائش اور بندوبست کے باوجود تقریباً دس لاکھ ایکڑ رقبہ آج بھی بلا پیمودہ موجود ہے جس کا کوئی ریونیو ریکارڈ نہ ہے۔اس ضمن میں کارروائی زیر غور ہے۔

(ب) جی ہاں!حکومت قبائلی علاقہ کی اراضی جس کا سیٹلمنٹ کا کام مکمل ہو چکا ہے کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ لوگوں کے حقوق کا بطریق احسن تحفظ کیا جا سکے۔

لاہور۔ستوکتلہ قبرستان کے رقبہ پر ناجائز قابضین کی تفصیلات

*8558: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں واقع ستوکتلہ قبرستان کا کل رقبہ اناسی کنال اور پندرہ مرلہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس قبرستان کی اراضی پر ناجائز قابضین نے قبضہ کر رکھا ہے اگر ہاں تو ناجائز قابضین کی مکمل تفصیلات مع نام، رقبہ، تاریخ قبضہ سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے، نیز کیا حکومت ان قابضین کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ستوکتلہ قبرستان کا کل رقبہ اناسی کنال اور پندرہ مرلہ ہے۔

(ب) قبرستان کا رقبہ سرکار کی ملکیت نہ ہے بلکہ پرائیویٹ آسائش دیہہ کی ملکیت ہے قبرستان کی چاردیواری نہ ہے جس کی وجہ سے لوگ ناجائز قابض ہوئے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

نمبر شمار	نام	رقبہ
1	سدھیر کھوکھر و محمد یونس وغیرہ	1-17
2	اصغر علی ولد بسے خان	0-13
3	محمد بابر ولد لطیف	0-2
4	شکیل ولد محمد لطیف	0-1-112
5	جاوید مسیح وغیرہ	0-11-113
6	جیرا مسیح	0-13
7	محمد اشرف ولد عبدالعزیز	0-11
8	یعقوب مبارک وغیرہ پسران صادق	0-10
9	منشاٗ ولد اصغر علی	1-6
10	ریاست علی	0-0-6
11	شوکت مسیح وغیرہ	1-18

ناجائز قابضین نے پختہ تعمیرات بنا رکھی ہیں اور رہائش پذیر ہیں اور حکومت اس کو واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اور مورخہ 05-05-2011 کو TOR اقبال ٹاؤن رانا محمد اشرف عاصم صاحب نے مع عملہ وپٹواری حلقہ کارروائی کرتے ہوئے ناجائز قابضین کے مکانات کی چار دیواریاں گرائیں اور رقبہ واگزار کروایا جبکہ ناجائز قابض مسمی سدھیر کھوکھر وغیرہ بنام صوبہ پنجاب مقدمہ نمبر 5833/C مورخہ 25-02-2010 بعدالت جناب محمد آصف صاحب، سول جج درجہ اول لاہور زیر سماعت ہے جس میں حکم امتناعی جاری ہوا ہے اور سدھیر کھوکھر ناجائز قابض نے حکم امتناعی بعدالت جناب محمد آصف صاحب سول جج درجہ اول لاہور پیش کیا جس میں آئندہ پیشی مورخہ 03-06-2011 مقرر ہے جس کی انہیں مہلت دے دی گئی ہے اور رپٹ نمبر 465 مورخہ 05-05-2011 رپورٹ بابت رقبہ رہ گزاری خسرہ نمبر 1519 روزنامچہ واقعاتی میں درج کر دی گئی ہے۔بعد فیصلہ عدالت ان کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

تحصیل ٹیکسلا۔پٹواری بھرتی کرنے کی تفصیلات

*8626: **جناب محمد شفیق خان:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل ٹیکسلا میں پٹواریوں کی کمی ہے، کیا حکومت پٹواریوں کی کمی کو پورا کرنے کے لئے بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

(ب) کیا ایک پٹواری دو مختلف تحصیلوں کے مختلف پٹوار حلقوں میں تعینات کیا جا سکتا ہے؟

(ج) کیا ایک ضلع سے تعلق رکھنے والا پٹواری کسی دوسرے ضلع میں تعینات کیا جا سکتا ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) تحصیل ٹیکسلا میں پٹواریوں کی کمی نہ ہے۔

(ب) کوئی پٹواری کسی دوسری تحصیل کے پٹوار حلقہ میں تعینات نہ کیا جا سکتا ہے۔

(ج) پٹواری کی اسامی چونکہ تحصیل کیڈر کی ہوتی ہے اس لئے قانون کے مطابق ایک ضلع سے تعلق رکھنے والا پٹواری دوسرے ضلع میں تعینات نہیں کیا جا سکتا۔

ضلع منڈی بہاؤالدین،پٹواریوں و نائب تحصیلداروں کی منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*8632:جناب آصف بشیر بھاگٹ:کیاوزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

پی پی۔117 منڈی بہاؤالدین میں پٹواریوں، قانون گو اور نائب تحصیلدار کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں، کتنی اسامیاں خالی پڑی ہیں، خالی اسامیوں کو کب تک پُر کر دیا جائے گا؟

وزیر مال و کالونیز(راناثناءاللہ خان):

پی پی۔117 منڈی بہاؤالدین میں پٹواریوں،قانونگوؤں اور نائب تحصیلداران کی تعداد حسب ذیل ہے۔

نام اسامی	منظور شدہ	خالی
پٹواری	38	05
گرداور	04	--
نائب تحصیلدار	02	02

خالی اسامیاں گورنمنٹ کی ہدایت کے مطابق پُر کی جائیں گی۔

ضلع منڈی بہاؤالدین، محکمہ کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*8633:جناب آصف بشیر بھاگٹ:کیاوزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں محکمہ مال و کالونیز کا کتنا رقبہ کس کس جگہ ہے؟

(ب) کتنا رقبہ لیز/پٹہ / ٹھیکہ پر ہے اس سے سالانہ کتنی آمدن ہوتی ہے؟

(ج) یہ رقبہ کب کس کی اجازت سے لیز/پٹہ / ٹھیکہ پر دیا گیا؟

(د) کتنے رقبے پر کن کن لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے؟

(ہ) حکومت ان سے سرکاری رقبہ کب تک خالی کروالے گی؟

وزیر مال و کالونیز(راناثناءاللہ خان):

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں669ایکڑ4کنال2مرلے رقبہ ہے۔

(ب) 564ایکڑ4کنال6مرلہ رقبہ اور آمدن سالانہ 60,56,673روپے ہے۔

(ج) بحوالہ نوٹیفکیشن نمبری(1)CL۔1190/2010۔224مورخہ 2010۔01۔13منجانب بورڈ آف ریونیو پنجاب۔

(د) 05ایکڑ03کنال16مرلے پر راجہ عبدالرحمٰن سکنہ چک نمبر23تحصیل ملکوال ضلع منڈی بہاؤالدین نے قبضہ کر رکھا ہے۔

(ہ) لاہور ہائیکورٹ لاہور میں رٹ زیر سماعت ہے اس کا فیصلہ ہونے کے بعد رقبہ خالی کروالیا جائے گا۔

پی پی۔53 فیصل آباد۔محکمہ کی اراضی و دیگر تفصیلات

*8638: میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔53 فیصل آباد محکمہ مال و کالونیز کی کتنی اراضی کس کس جگہ ہے؟

(ب) کتنی اراضی پٹہ / لیز / ٹھیکہ پر ہے اور ان سے سالانہ کتنی آمدن حکومت کو ہو رہی ہے؟

(ج) کتنی اراضی پر کس کس نے کب سے قبضہ کر رکھا ہے؟

(د) حکومت ان ناجائز قابضین سے کب تک یہ اراضی واگزار کروالے گی؟

(ہ) کتنی اراضی بنجر اور غیر آباد پڑی ہوئی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) پی پی۔53 میں کل رقبہ 6061 ہے چک وار تفصیل رقبہ شامل ہذا ہے۔

(ب) پی پ۔53 میں واقعہ چکوک میں اراضی تعدادی 854A-0K-1M پٹہ پر دی گئی ہے جس کی تفصیل چک وار شامل ہے۔اس سے گورنمنٹ کو مبلغ۔/51,24,000روپے سالانہ آمدن ہو رہی ہے۔

(ج) رقبہ سرکار تعدادی 3287A-3K-18M پر مختلف افراد نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے یہ ناجائز قبضہ دیرینہ ہے اور موقعہ پر مختلف افراد نے قبضہ کر کے رہائش رکھی ہوئی ہے۔

(د) ان ناجائز قابضین کے خلاف رقبہ خالی کروانے کے لئے کارروائی کی جا رہی ہے۔جلد ان ناجائز قابضین سے رقبہ خالی کروالیا جائے گا۔

(ہ) پی پی۔53 میں واقعہ چکوک میں اراضی تعدادی 1920A-0K-0M خالی پڑی ہوئی ہے اور موقع پر بلا قبضہ ہے۔

پی پی۔53 فیصل آباد۔پٹواری، قانون گو و دیگر عملہ کی تفصیلات

*8639: میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔53 فیصل آباد میں کتنے پٹواری، قانونگواور نائب تحصیلدار کام کر رہے ہیں؟

(ب) پٹواریوں کی کتنی اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں؟

(ج) کتنے پٹواریوں کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ اور قانونی کارروائیاں ہو رہی ہیں ان کے نام بتائیں؟

(د) کتنے ملازمین کے پاس ایک سے زائد حلقہ جات کا چارج ہے ان کے نام اور ایڈیشنل چارج دینے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز(راناثناءاللہ خان):

(الف) حلقہ پی پی۔53 فیصل آباد میں اس وقت 15 پٹواری، 4 قانونگواور 4 نائب تحصیلدار کام کر رہے ہیں۔

(ب) حلقہ پی پی۔53 میں چھ پٹواریاں کی اسامیاں عرصہ تین سال سے خالی ہیں جس پر بوجہ پابندی نئی بھرتی نہ ہوئی ہے۔

(ج) حلقہ پی پی۔53 میں تعینات شدہ پٹواریاں کے خلاف کوئی ریگولر انکوائری پیڈا ایکٹ2006 کے تحت نہ ہو رہی ہے۔

(د) حلقہ پی پی۔53 میں 06 پٹوار سرکل خالی ہیں جن کا اضافی چارج بوجہ کمی سٹاف مندرجہ ذیل پٹواریان کو دیا گیا ہے۔

نمبر شمار	نام پٹواری	اضافی حلقہ
1	سخی محمد	98گ ب
2	محمد صادق	559گ ب
3	بہادر علی	534گ ب
4	سعید احمد	624گ ب
5	احمد علی	644گ ب
6	احمد علی	625گ ب

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کی توجہ اس مسودے کی طرف دلانا چاہتی ہوں جو اس وقت ہمیں بنچوں پر provide کیا گیا ہے۔ آٹھ بل جو یہاں پر پاس کئے گئے تھے وہ گورنر کی ٹیبل سے واپس آ گئے ہیں۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ اس مسودہ میں پاکستان کو "پنجاب" میں تبدیل کرنے کی جو

legislation کی گئی ہے وہ ہماری legal jurisdiction میں نہیں ہے۔اس میں سے ایک Injured Person Bill ہے جب یہ ہیلتھ کمیٹی میں آیا تھا تو اس میں specifically یہی بات کہی تھی کہ یہ ہمارے ambit میں نہیں آتا اور اس کی جو clauses ہیں اس میں بھی ترامیم کی ضرورت ہے۔اس کو لکھ کر دینے کے باوجود یہ چیز unexplained گئی اور جو سیکرٹری legislation ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! میری بات سنیں۔ جب یہ ایجنڈے پر آئے گا اس وقت اس پر بات کریں، میں آپ کی بات ضرور سنوں گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! میرا آدھا جملہ رہ گیا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ پھر سن لیں گے۔اب تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔جناب محمد محسن خان لغاری صاحب! آپ کی تحاریک التوائے کار نمبر 11/2068۔ ہے۔آپ اسے پیش کریں۔

محکمہ بارڈر ملٹری پولیس ڈیرہ غازی خان کی جانب سے خالی اسامیوں کو مشتہر نہ کرنا

جناب محمد محسن خان لغاری: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ بارڈر ملٹری پولیس ڈیرہ غازی خان نے مورخہ 8۔دسمبر 2011 کو روزنامہ "ایکسپریس" کی اشاعت میں اشتہار بھرتی برائے خالی اسامیاں دیا ہوا ہے۔اس اشتہار میں اسامی سوار BS-5 کی تعداد 73 بتائی گئی ہے اور اشتہار میں درج ہے کہ اپنی درخواست کے ساتھ اپنی قومیت یعنی تمن لغاری بھی لازمی لکھیں۔ چونکہ اسامیاں بالا تمن لغاری کے لحاظ سے بھرتی کرنا مطلوب ہیں لیکن محکمہ ہذا نے تمن لغاری کی اسامیوں کی تعداد صرف 6 مشتہر کی ہے جبکہ تمن لغاری کی 138 اسامیوں میں 99 بھرتی ہو چکے ہیں اور باقی 39 اسامیاں خالی پڑی ہیں ان میں سے صرف چھ اسامیاں مشتہر کرنا، باقی 33 تمن لغاری کی اسامیوں کو مشتہر کیا گیا اور نہ ہی ان پر بھرتی کی گئی۔ تمن لغاری کی بقیہ 33 اسامیوں پر بھرتی نہ کر کے تمن لغاری کے ساتھ ناانصافی کی بلکہ تمن لغاری بے روزگار نوجوانوں کو مزید پریشان کیا جو اپنی خالی

اسامیوں پر آس لگائے بیٹھے ہیں۔یہ معاملہ اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب! تحریک التوائے کار نمبر2068 کا جواب آیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!آج ہی اس کا notice موصول ہوا ہے لہذا اسے Monday تک pending کر دیا جائے۔

MR SPEAKER: Pending till next week.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اگر میری ایک گزارش مان لی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!جب تک اس کا جواب نہیں آتا اور ہم اسے یہاں پر discuss نہیں کرتے تو ذرا اس عمل کو hold کر دیا جائے یہ نہ ہو کہ بھرتیاں کر دی جائیں، ترقیاں کر دی جائیں، وہ ساری چیزیں ہو جائیں۔

جناب سپیکر: موجودہ پوزیشن بحال رہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!جب یہ notice موصول ہوا تو ڈیپارٹمنٹ نے فوری طور پر ڈی سی او ڈیرہ غازی خان سے telephonically رابطہ کیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اب میں نے اسے pending کر دیا ہے آپ اس بارے next week میں بتائیں گے لیکن آج کے دن اس کی جو پوزیشن ہے وہی رہے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: چودھری شوکت محمود بسراء صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر12/1 ہے جی، چودھری شوکت محمود بسراء ایڈووکیٹ!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ گزشتہ کئی ماہ سے حکومت پنجاب کے ملازمین کو تنخواہ کی بروقت ادائیگی نہیں کی جا رہی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹیلی فون on ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا فون on نہیں ہے آپ اپنا check کر لیجئے۔

جناب سپیکر: آپ Chair کے ساتھ اس طرح کر رہے ہیں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ٹیلی فون off ہے۔

جناب سپیکر: میں نے خود دیکھا ہے۔

حکومت پنجاب کے ملازمین کو تنخواہ کی ادائیگی میں تاخیر

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): چلیں ٹھیک ہے ویسے میں off کر کے آیا ہوں۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گزشتہ کئی ماہ سے حکومت پنجاب کے ملازمین کو تنخواہ کی بروقت ادائیگی نہیں کی جارہی اور ہر ماہ تنخواہوں کی ادائیگی میں بلا جواز تاخیر کی جاتی ہے۔ مہنگائی میں پسے ہوئے غریب ملازمین کو تنخواہ کی بروقت عدم ادائیگی کے باعث شدید مشکلات اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ان کے زیر کفالت اہل خانہ میں بہت زیادہ اضطراب اور بے چینی پائی جاتی ہے لیکن متعلقہ حکام کی جانب سے اصلاح احوال کے لئے کوئی اقدام نہیں اٹھایا جارہا اور تنخواہوں کی ادائیگی میں تاخیر معمول بن چکا ہے۔ حکومت پنجاب کے ملازمین کا حکومت پنجاب کے خلاف سخت غم و غصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اسے بھی pending کر دیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب میرے پاس موجود ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ صوبہ پنجاب اس وقت مالی لحاظ سے surplus جارہا ہے اور ملازمین کو ہر ماہ تنخواہ بروقت ادا کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: آگے surplus والی بات بھی آرہی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے تنخواہوں کے issue کی جو بات کی ہے اس کا جواب تو نہیں دیا گیا، اگر آپ کا صوبہ اتنا ہی خوشحال ہے تو ۔۔۔

جناب سپیکر: میں پوچھتا ہوں۔رانا صاحب! تنخواہیں مکمل طور پر دی جا رہی ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): بالکل دی جا رہی ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ اسمبلی کا ریکارڈ check کروا لیں ملازمین کو بروقت تنخواہیں نہیں دی جا رہیں۔ میرے خیال میں تو ہمارے لاء منسٹر صاحب کا نام Guinness Book of World Records میں آنا چاہئے [*******]

جناب سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔بسراء صاحب! میں یہ بات نہیں مانوں گا۔آپ کی مہربانی۔اگر آپ ایک معزز ممبر کے لئے اس طرح کے الفاظ استعمال کریں گے تو I will not allow you آپ کی بڑی مہربانی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) جناب سپیکر! آپ الفاظ حذف کر دیں لیکن میری گزارش تو سن لیں۔انہوں نے دو باتیں کی ہیں ایک یہ کہا ہے کہ ملازمین کو بروقت تنخواہ مل گئی ہے Its my humble submission to the honourable Speaker, to honourable Chair انتہائی قابل احترام سپیکر صاحب آپ اپنا ریکارڈ check کر لیجئے اگر یہ بات صحیح ثابت ہو تو میں معذرت کروں گا ورنہ رانا صاحب کو اٹھ کر پورے House کے سامنے معذرت کرنی چاہے اور میں یہ بات on record کہتا ہوں۔ پھر انہوں نے کہا ہے کہ ہمارا صوبہ بہت خوشحال ہے اگر آپ کا صوبہ خوشحال ہے تو آج جنوبی پنجاب کی عوام سڑکوں پر اپنا حق کیوں مانگ رہے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ کون سا حق مانگ رہے ہیں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں۔آج جنوبی پنجاب کے عوام کیوں یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم کاٹن پیدا کریں، ہم گندم پیدا کریں، ہم لائیو سٹاک پیدا کریں اور ٹیکس بھی دیں اور ہمارا تمام کا تمام بجٹ رنگ روڈ پر لگا دیا جائے یا فلائی اوور پر لگا دیا جائے اور تخت لاہور کی سڑکیں

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

تین تین رویہ رائے ونڈ کی طرف بنادی جائیں۔آج جنوبی پنجاب کے اندر جانور اور انسان ایک جگہ سے پانی پی رہے ہیں،آج جنوبی پنجاب کے اندر ایجوکیشن اور ہیلتھ۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) جناب سپیکر! مجھے گزارش کر لینے دیں۔

جناب سپیکر:.No please this is no way آپ کی بڑی مہربانی۔جب آپ کی باری آئے گی اس وقت بحث کر لیں لیکن آپ اس طرح کچھ بھی نہیں کہہ سکتے۔بڑے افسوس کی بات ہے۔لاء منسٹر صاحب نے بسراء صاحب کی تحریک التوائے کار کا جواب دے دیا ہے لیکن بسراء صاحب نے اسے challenge کیا ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ ریکارڈ check کریں اگر بروقت تنخواہیں ملی ہیں تو ذمہ داری ان کی اور اگر بروقت تنخواہیں نہیں ملیں تو اس بارے میں وہ رانا صاحب کے متعلق کچھ کہہ رہے ہیں جسے میں مناسب نہیں سمجھتا لہذا میں اسے pending کرتا ہوں۔

جناب اللہ رکھا: شوکت بسراء صاحب resign کریں گے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔میں نے آپ کو بلایا ہے اور میں نے جناب کو اس میں معاونت کے لئے کہا ہے؟ بڑے افسوس کی بات ہے۔ فی الحال اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کیا کیبنٹ کے اندر کوئی نئی induction ہوئی ہے چونکہ یہاں ایک نئے وزیر بیٹھے ہیں، کیا نئے وزیر بنے ہیں؟

جناب سپیکر: جب وزیر بنیں گے تو آپ کو پتا چل جائے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کیا لوگ وزراء کی کرسیوں پر بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: میں نے سنی ہی نہیں اور ان کو اسی وقت کہہ دیا ہے۔آپ نے میری بات سنی نہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ان کو وزراء کی سیٹ سے اٹھائیں۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تحریک التوائے کار نمبر 12/3 پڑھیں۔

صوبہ پنجاب کی جانب سے سٹیٹ بنک سے سود پر بھاری قرضہ لینا

جناب محمد محسن خان لغاری: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ڈان" مورخہ 25۔نومبر 2011 کی اشاعت کے مطابق سٹیٹ بنک آف پاکستان نے صوبہ پنجاب کی مالی بے ضابطگیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا ہے کہ تمام صوبوں نے پچھلے ساڑھے چار ماہ میں 56۔ارب روپے سٹیٹ بنک سے قرضے لئے جن میں سے صرف پنجاب نے 41۔ارب روپے قرضہ لیا ہے جو کہ ایک نہایت تشویشناک بات ہے۔سٹیٹ بنک کا کہنا ہے کہ صوبہ پنجاب سنٹرل پول سے منظور شدہ فنڈز کے اجراء میں تاخیر کی شکایت کرتے ہوئے فوری طور پر سٹیٹ بنک سے قرضہ لیتا ہے جس پر اسے بھاری سود ادا کرنا پڑتا ہے اور جس کے نتیجے میں ترقیاتی منصوبوں پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ صوبائی حکومت وفاق سے بروقت فنڈز جاری نہ کرنے کا تو کہتی ہے لیکن اس کا ٹریک ریکارڈ بتاتا ہے کہ جاری شدہ فنڈز کا استعمال سست روی کا شکار ہے اور available فنڈز کی mishandling ہو رہی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس تحریک میں جو سوال اٹھایا گیا ہے اس کا جواب بھی اسی تحریک کے اندر موجود ہے۔بہر حال اس کا تفصیلی جواب میں محکمہ سے لے کر دوں گا اس لئے آپ اس کو next week تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔Pending till next week. اگلی تحریک التوائے کار نمبر 5/12 سردار خالد سلیم بھٹی کی ہے۔

سبزی منڈی بورے والا کے مغرب میں واقع کچی آبادی کا راستہ بند کرنے سے مکینوں کو پریشانی کا سامنا

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ

تحصیل بورے والا میں سرکاری طور پر سبزی منڈی شہر میں بنائی گئی ہے جو شہر کے وسط میں واقع ہے۔ سبزی منڈی کے چاروں اطراف چار دیواری بھی موجود ہے۔ سبزی منڈی میں Inاور Outگیٹ ہیں۔ سبزی منڈی کے مغرب کی جانب ایک کچی آبادی عرصہ چالیس سال سے قائم ہے جس میں 500 سے زائد گھرانے تقریباً(3500نفوس) پر مشتمل رہائش پذیر ہیں۔اس کچی آبادی میں مکینوں کے آنے جانے کے لئے 30 فٹ کا راستہ پہلے سے موجود تھا مگر چند روز قبل اس سبزی منڈی کے چند بااثر آڑھتیوں نے اس کچی آبادی کے گھروں کے سامنے دیوار بنا کر راستہ بند کر دیا ہے۔اب مکین اپنی کچی آبادی میں محصور ہو کر رہ گئے ہیں۔ان کے آنے جانے کے لئے کوئی اور راستہ نہ ہے۔ یہ راستہ بند کرنے کا کوئی قانونی جواز نہ ہے کیونکہ یہ اراضی سبزی منڈی کی انتظامیہ کی نہ ہے۔ قبضہ گروپ آڑھتیوں نے کچی آبادیوں کا جینا دو بھر کر دیا ہے۔ متذکرہ صورتحال سے کچی آبادی کے مکینوں میں سخت غم وغصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا notice آج ہی موصول ہوا ہے اس لئے اس کو آپ کل تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: چلیں، اس کو next week تک pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں صرف ایک بات point out کرنا چاہتی ہوں، کچھ دن پہلے وقفہ سوالات میں پوچھا گیا تھا کہ Parking Plazas میں کیا فیس charge کی جاتی ہے؟ جواب میں محکمہ کی طرف سے categorically کہا گیا تھا کہ لبرٹی پارکنگ میں گاڑیوں کی فیس -/10 روپے charge کی جاتی ہیں لیکن اس وقت وہاں پر -/30 روپے token کے charge کئے جا رہے ہیں۔ یہ minimum ہیں، on the lower side وہ -/30 روپے charge کرتے ہیں اور اگر داؤ لگ جائے تو اس سے زیادہ بھی لے لیتے ہیں۔ میں on the floor of the House یہ چیز point out کر رہی ہوں تو مہربانی کر کے متعلقہ محکمہ اس کو check کرے اور اگر ٹھیکیدار ایسا کر رہا ہے تو اس کا لائسنس cancel کیا جائے۔ جب وہاں پر computerized system لگا ہوا تھا تو overcharging کی کوئی

شکایت نہیں آئی تھی، یہ بات محکمہ نے خود تسلیم کی ہے تو اچھی چیزوں کو ہمیں continue کرنا چاہئے اور ان کو wind up نہیں کرنا چاہئے۔اب انہوں نے وہاں پر پھر وہی manual system شروع کر دیا جس کی وجہ سے یہ مسائل پیش آ رہے ہیں۔ مہربانی کر کے اس مسئلے کو حل کیا جائے تاکہ عوام کو تھوڑا سا relief مل جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مجھے آپ کو ایک بات یاد دلانا تھی۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! جو بات محترمہ سیمل کامران نے کی ہے پہلے مجھے اس کا جواب تو لینے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس وقت ایوان میں وہ concerned وزیر نہیں ہیں۔ یہ معاملہ لوکل گورنمنٹ کے تحت آتا ہے اور اس وقت ایوان میں لوکل گورنمنٹ کا وزیر موجود نہیں ہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ کل آپ نے واضح ہدایات دیں، آپ کی بڑی واضح instructions تھیں کہ وزیر صاحبان ایوان میں موجود رہیں۔

جناب سپیکر: تین وزیر تشریف لا چکے ہیں۔ اقبال چنڑ صاحب تشریف لے آئے ہیں، ندیم کامران صاحب تشریف فرما ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری نظر شاید کمزور ہے مجھے اقبال چنڑ صاحب نظر نہیں آ رہے۔

جناب سپیکر: وہ ابھی ادھر بیٹھے تھے۔ اقبال چنڑ صاحب! اگر آپ میری بات سن رہے ہیں تو ایوان کے اندر تشریف لے آئیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وہ کہاں بیٹھے ہیں؟

جناب سپیکر: ابھی وہ میرے سامنے بیٹھے تھے اور شاید اب باہر چلے گئے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وہ یہیں تشریف رکھیں۔ کیا یہ کرسیاں uncomfortable ہیں؟

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ وہ کوئی کام کر رہے ہوں گے۔ وہ آپ کا ہی کوئی کام کر رہے ہوں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اسمبلی بزنس سے زیادہ اہم کون سا کام ہے؟ اسمبلی کا بزنس زیادہ اہم ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ ضروری ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم منتخب ہو کر اس اسمبلی میں نمائندگی کے لئے آتے ہیں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! مجھے پہلے سیمل کامران صاحبہ کی بات کا جواب لینے دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اسی اجلاس میں آپ نے معزز ایجوکیشن منسٹر صاحب سے کہا تھا کہ پرائیویٹ سکولوں کے حوالے سے جو کمیٹی بنی ہے اس کی دوبارہ سے میٹنگ call کر لیں لیکن ابھی تک وہ میٹنگ نہیں ہوئی۔ وہی بات ہے کہ منسٹر صاحبان یہاں پر آنے کی زحمت ہی نہیں کرتے۔ میری ایک humble گزارش اور تجویز ہے کہ اس ایوان کے پوشش تبدیل کرا لیں، شاید یہ uncomfortable seats ہیں یا ان میں کوئی کانٹے لگے ہوئے ہیں کہ جو یہاں پر سکون سے بیٹھا نہیں جا سکتا۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے جس میٹنگ کے حوالے سے ابھی بات کی ہے اس بارے میں مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ میٹنگ 18 تاریخ کو رکھی ہوئی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر: آپ کی بھی مہربانی۔ رانا صاحب! لبرٹی مارکیٹ کی پارکنگ میں overcharging ہو رہی ہے۔ آپ اس کا نوٹس لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کی واضح ہدایات کے باوجود صرف تین وزیر صاحبان ایوان میں آئے ہیں تو جو وزیر نہیں آئے ان کے سلسلے میں آپ کیا فرمائیں گے؟

جناب سپیکر: جی، مجھے ان کی رپورٹ ملنے دیں پھر بات کروں گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کیا رپورٹ ملنے کے بعد آپ انہیں Show Cause Notice issue کریں گے؟

جناب سپیکر: ایسے نہ کہیں، دیکھیں! وہ منسٹر ہیں۔ ذرا خیال کیجئے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

(معزز ممبر نے بیٹھے بیٹھے پوائنٹ آف آرڈر raise کیا)

MR SPEAKER: You are sitting. You can not raise a point of order while you are sitting. This is my ruling.

سید حسن مرتضیٰ: جی، بہتر ہے۔جناب سپیکر!یہاں کچھ دیر پہلے میری بہن ڈاکٹر سامیہ امجد بات کر رہی تھیں تو آپ نے انہیں بٹھادیا کہ وقت آنے پر یہ بات کرنا۔اگر اس ایوان میں کوئی ایسا کام ہو کہ جس سے اس کا تقدس پامال ہو تو کیا اس کے حوالے سے بات نہ کی جائے؟

جناب سپیکر: دیکھیں، جب یہ بات ایجنڈا پر آئے گی تو پھر بات کر لیجئے گا۔اگر آپ اپنے کام کے لئے seriousہیں تو مہربانی کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!میں بڑا seriousہوں۔میں چاہتا ہوں کہ اس ایوان کا تقدس بحال رہے اس لئے میں وقتاً فوقتاً آپ کو زحمت دیتا رہتا ہوں، غلط چیزوں کو درست کرنے کی استدعا کرتا ہوں اور آپ مہربانی فرماتے رہتے ہیں۔میں یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ہمارے جو Billsواپس آئے ہیں ان پر اس صوبے کی غریب عوام کے خون پسینے کی کمائی سے کروڑوں روپے خرچ ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر سامیہ امجد نے مجلس قائمہ کے اندر اختلاف کیا اور انہوں نے کہا کہ جو آپ کرنے جا رہے ہیں یہ انتہائی غلط کام ہے لہذا اسے نہ کیا جائے لیکن وہاں پر بھی Secretary Legislationنے اس کو bulldozeکرایا اور فٹافٹ، افراتفری کے عالم میں اسے اس ایوان میں لایا گیا، پھر یہاں پر کلہاڑا اور بلڈوزر چلا کر پاس کیا گیا اور اسے گورنر ہاؤس میں جا کر پھینک دیا گیا۔یہ انتہائی غلط کام ہوا ہے۔

جناب سپیکر: میں گواہ ہوں کہ یہاں پر کلہاڑا اور نہ ہی بلڈوزر چلا ہے۔اللہ کا شکر ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ responsibility fixکریں کہ کن لوگوں نے یہ غلط کام کیا یا کروایا ہے۔یہ آئین سے انحراف ہے۔اس حوالے سے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ایک کمیٹی بنائیں بلکہ اس بابت ایک Judicial Commissionقائم کیا جائے۔ اس سارے معاملے کی inquiryکرائی جائے کہ یہ غلط کام کیوں ہوا ہے؟

سرکاری کارروائی

بحث

امن عامہ پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: اس کو ایجنڈے پر آنے دیں پھر اس بابت بات کی جائے گی۔اب آپ تشریف رکھیں۔ معزز ممبران! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ امن عامہ پر بحث کا آغاز مورخہ 4۔جنوری2012 کو وزیر قانون کی تقریر سے ہوا تھا۔اس موضوع پر بحث کل مورخہ 5۔جنوری2012 کو جاری رہی اور آج بھی بحث جاری ہے۔عام بحث میں حصہ لینے والے ممبران کی مرتب کردہ فہرست میں 27 ممبران کے نام موجود ہیں تاہم اگر ان کے علاوہ بھی کوئی معزز ممبر بحث میں حصہ لینا چاہتا ہے تو وہ اپنا نام مجھے بھجوا دے۔اس کے بعد متعلقہ وزیر wind up کریں گے۔آج بحث کا آغاز چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) صاحب کریں گے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) جناب سپیکر! آپ نے مجھے جس محبت، جس خلوص اور جس پیار سے مخاطب کیا میں آپ کا ممنون ہوں۔گزارش یہ ہے کہ جس دن لاء اینڈ آرڈر کے حوالہ سے بحث کا آغاز کیا گیا، ہمارے وزیر قانون نے اس بحث کو open کیا۔مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہم آج وزیر قانون سے یہ توقع رکھتے تھے کیونکہ اُن کا ماضی اس بات کا گواہ ہے کہ انہوں نے ایک آمریت کے خلاف بڑی جدوجہد کی لیکن انہوں نے اُس دن جس طرح پولیس کو defend کیا، انہوں نے جس طرح پولیس کا ترجمان بن کر یہاں پر پولیس کے کالے کرتوتوں کو چھپایا تو یقین مانئے میں سمجھتا ہوں کہ میں اُس دن وہ رانا ثناء اللہ ڈھونڈتا رہا جو آمریت کے خلاف لڑ رہا تھا اور جو بانگ دہل سچ بولا کرتا تھا لیکن اُس دن ہر سر شرم سے جُھک گیا، جب یہ کہا گیا کہ آج پنجاب میں پولیس کے حوالے سے راوی چین ہی چین لکھتا ہے۔ اُس دن پولیس کی جتنی تعریف کی گئی میرا خیال ہے کہ ہمارے وزیر قانون کا نام گینز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں آنا چاہئے اور اُس لسٹ میں آنا چاہئے جس میں تاریخ میں سب سے زیادہ جھوٹ بولنے والوں کا نام ہو۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ وزیر قانون نے اپنی opening speech میں جو facts and figures دیئے وہ جھوٹ کا ایک پلندہ تھا۔انہوں نے سب سے پہلے اس بات سے آغاز کیا کہ اس

وقت پنجاب کے اندر جو چوری چکاری، ڈاکے اور لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال ہے اس کا تعلق سوئی گیس اور واپڈا سے ہے۔ اگر لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کا تعلق ان چیزوں سے ہے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ کہنا چاہتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! آپ یہ بیان دینا چاہتے ہیں کہ پنجاب میں سوئی گیس اور بجلی کی لوڈشیڈنگ کا کوئی مسئلہ نہیں ہے؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) جناب سپیکر! میں یہ بات بالکل نہیں کہنا چاہتا۔ اس وقت پنجاب میں بجلی اور گیس کا بحران بھی ہے لیکن مجھے ان الفاظ پر افسوس ہوا جو ان کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ جو مزدور فیکٹریوں میں محنت کرتے ہیں، جو دن کو کما کر رات کو اپنے بچوں کو کھلاتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مزدور ڈاکے اور چوریوں میں ملوث ہیں تو یہ بات انتہائی قابل افسوس تھی۔ اگر یہی بات درست ہے کہ بجلی اور گیس کے بحران کی وجہ سے ڈاکے اور چوریاں بڑھ رہی ہیں تو مجھے بتائیے کہ 2008 سے لے کر 2011 تک پولیس کی تنخواہیں دُگنی کر دی گئیں، پولیس کا بجٹ پہلے سے بڑھا کر 183 بلین روپے کر دیا گیا تو وہ پھر کیوں کیا جا رہا ہے؟ انہوں نے اُس دن وزیر داخلہ رحمٰن ملک کے حوالہ سے بھی کچھ چیزیں quote کیں کہ وہ facts and figures دہشت گردی کے حوالے سے ہیں۔ میرے پیارے اور قابل وزیر قانون کو یہ بھی علم نہیں ہے کہ وہ facts and figures دہشت گردی کے حوالہ سے تھے اور وہ facts and figures میرے پاس بھی موجود ہیں وہ میں بھی پڑھ دیتا ہوں۔ پنجاب میں undoubtedly دہشت گردی کے حوالہ سے کم واقعات ہوئے، بلوچستان نمبر ایک پر رہا، خیبر پختونخواہ، سندھ اور پھر پنجاب آیا، انہوں نے وہ تمام کے تمام figures بھی غلط بولے۔

جناب سپیکر! مجھے ابھی تک یاد ہے کہ جب خادم اعلیٰ صاحب نے وزیر اعلیٰ کا حلف اُٹھایا، اُن کی تقریر کے یہ الفاظ تھے کہ پنجاب کے اندر سے تھانہ کلچر ختم کر دیا جائے گا۔ ماشاء اللہ آپ بھی اور آپ کے بزرگ بھی کافی دہائیوں سے اسی سیاست میں عوام کی خدمت کرتے آ رہے ہیں۔ تھانہ کلچر میں دلالوں اور ٹاؤٹوں کا عروج ہے، آج بھی تھانہ کا ڈی ایس پی اور ایس ایچ او وہاں کے منشیات فروشی کے اڈوں، جسم فروشی کے اڈوں اور جواء پرچی کے اڈوں سے منتھلیاں لیتے ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بسراء صاحب جھوٹ بول رہے ہیں۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب! میری بات سُنیں، اگر آپ ایسا کریں گے تو میں آپ کو ایوان سے باہر نکال دوں گا۔ (قطع کلامیاں)

This is no way. This is no way.آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ!آپ بھی خاموشی اختیار کریں۔ بسراء صاحب کو بات کرنے دیں۔ جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ)جناب سپیکر!آج کے تھانے سلاٹر ہاؤس بنے ہوئے ہیں، وہاں پر کسی کو انصاف نہیں ملتا۔ میں حلفاً یہ بات کہتا ہوں کہ اب رشوت کا ریٹ پہلے سے بڑھ گیا ہے۔ پہلے صرف ملزم سے رشوت لی جاتی تھی اب سودا اس طرح طے ہوتا ہے کہ کچھ ٹاؤٹ ہوتے ہیں، کچھ چٹی دلال ہوتے ہیں اور تھانے کے اندر مک مکا کر کے پرچے درج ہو جاتے ہیں اور پرچے خارج بھی ہو جاتے ہیں۔ سب سے افسوسناک بات یہ ہے کہ اس وقت ہمارے صوبہ پنجاب میں جنگل کا قانون ہے، یہاں پر چوروں اور ڈاکوؤں کا راج ہے اور اس طرح کا قانون تو سکھا شاہی میں بھی نہیں تھا۔ پہلے تو ڈاکے شاید راتوں کو پڑتے تھے، ابھی ہمارے ایک ایم پی اے نعیم بھابھا وہاڑی جا رہے تھے تو دن دہاڑے ڈاکوؤں نے اُن کی گاڑی روکی اور انہیں جنگل میں لے گئے، اُن سے گاڑی بھی چھین لی گئی، انہیں مارا بھی گیا اور جاتے ہوئے کہا گیا کہ یہ سو روپیہ لے لیں اور واپس اپنے حلقہ میں پہنچ جائیں۔

جناب سپیکر!ہماری بہن ساجدہ میر اور ہماری بہن آمنہ اُلفت کے ساتھ بھی ڈکیتیاں ہوئی ہیں اور میں اس لئے مثالیں دے رہا ہوں کہ ہم لوگ پنجاب کے اس معزز ایوان کے نمائندے ہیں اور ہمارے ساتھ ڈکیتیاں ہو رہی ہیں۔ اس کو چھوڑ دیں، جی او آر میں افسران کے گھروں میں چوریاں ہوئیں اور ڈاکے پڑے لیکن آج تک اُن کا کچھ پتا نہیں ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ آج جنوبی پنجاب کے اندر جا کر دیکھئے، کلیجہ منہ کو آتا ہے، وہاں کا محرر بادشاہ بنا ہوا ہے۔ ایس ایچ او اور ڈی ایس پی کو ملنا تو درکنار، وہاں پر ہم محرر سے نہیں مل سکتے۔ آج مجھے کھل کر کہنے دیجئے کہ وہاں پر دہشت گردوں کی جماعتوں کا عروج ہے اور آپ کو یاد ہو گا کہ تمام مذہبی جماعتوں نے وزیر قانون کے استعفیٰ کا مطالبہ کیا تھا اور اُن کا یہ مطالبہ اس لئے تھا کہ [*******]آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ پنجاب کا امن ٹھیک ہو گا۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب!آپ track سے اُتر رہے ہیں، پھر مجھے آپ کو خاموش کرانا پڑے گا۔ بسراء صاحب کے ان الفاظ کو حذف کر دیا جائے۔ (قطع کلامیاں)

بسراء صاحب!میں اب آپ کی بات نہیں سنوں گا۔ اب آپ کی بات سُننا میرے لئے مشکل ہے۔ ان کا مائیک بند کر دیا جائے۔ (قطع کلامیاں)

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

میں نے نوٹس لے لیا ہے، آپ تشریف رکھیں۔ بسراء صاحب!آپ اس معزز ایوان کے معزز ممبران کی عزت کا تھوڑا سا احساس کیجئے اور اپنی عزت کا بھی احساس کیجئے۔(قطع کلامیاں)

منڈا صاحب!آپ کس کی اجازت سے بول رہے ہیں؟ میں نے آپ کو Floor نہیں دیا۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ بسراء صاحب!آپ اپنی بات wind up کریں۔ میں آپ کو پانچ منٹ اور دیتا ہوں، اس کے علاوہ آپ کو ٹائم نہیں ملے گا۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ جب ایک ایس ایچ او کو لگانے کا اختیار پرنسپل سیکرٹری کے پاس ہو گا تو آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ صوبے میں امن ہو گا۔ اگر ضلع کا ڈی پی او honest and capable ہو تو ضلع کے اندر چوری، ڈکیتی اور رشوت نہیں ہو سکتی، یہ تو ہو سکتا ہے کہ ان چیزوں کو minimize کیا جا سکتا ہے۔ اگر ڈی آئی جی اہل ہو تو ڈی پی او کی کس طرح جرأت ہے کہ اُس کے ہوتے ہوئے ضلع کے اندر امن نہ ہو۔ اگر آئی جی اہل ہو تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ ڈی آئی جی اور ڈی پی او کی جرأت ہو کہ صوبے کے اندر امن نہ ہو اور اگر وزیر اعلیٰ اہل ہو تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ صوبے کے اندر امن نہ ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ good governance کا جو نعرہ لگایا گیا تھا، آج میں آپ کو crimes کی report دے دیتا ہوں جو وزیر قانون نے فرمائی تھی وہ سن لیجئے اور ان کا موازنہ کر لیں۔ صوبہ پنجاب میں نومبر 2011 تک کل 3,88,275 کیس رجسٹرڈ ہوئے اور پچھلے سال 3,56,108 کیس رجسٹرڈ ہوئے۔ یہاں کہا جاتا ہے کہ اب پہلے سے بہت امن ہے۔ میں یہاں پر یہ بھی واضح کر دوں کہ ان میں قتل کے 6208، ارادہ قتل کے 7233، زخمی 20666، اغواء 14055، اغواء برائے تاوان 204، ریپ 2506، گینگ ریپ 207، ڈکیتی 3706، رہزنی 19046 اور theft under section 382 کے 2222 کیس ہیں۔ یہ وہ اعداد و شمار ہیں جو ریکارڈ پر ہیں اور جو حکومت کے تیار کردہ ہیں۔ ان میں وہ اعداد و شمار نہیں ہیں کہ جب کوئی مدعی پرچہ درج کرانے جاتا ہے تو مجھے اس بات کا اندازہ ہے کہ وہاں پر پرچہ درج کرانے کے لئے کیا طریق کار اختیار کیا جاتا ہے کہ بہت سارے لوگ چکر لگاتے ہیں اور ان کے پرچے درج نہیں ہوتے۔ میں وہ اعداد و شمار بتا رہا ہوں جو پولیس اور ہوم ڈیپارٹمنٹ کا تیار کردہ ہے۔ مویشیوں کی چوری 7915، موٹر وہیکلز 6622 اور others 29515 ہیں۔ میں نے یہ اعداد و شمار صرف اس لئے پڑھے ہیں کہ ہمارے وزیر قانون کے نیچے تو ہوم منسٹری بھی ہے اور وہ خود لاء منسٹر بھی ہیں۔ اگر یہ حقائق میرے پاس موجود ہیں جو ان کی ہوم منسٹری اور لاء منسٹری کے تیار کردہ ہیں اور پولیس کے دیئے ہوئے ہیں۔ اگر وہ مان لیتے کہ ہاں آج پنجاب

پولیس اسٹیٹ بن چکا ہے تو شاید ہم لوگ بھی کہتے کہ لاء منسٹر نے اس بات کو مانا ہے کہ آج پنجاب میں چوریاں اور ڈکیتیاں ہو رہی ہیں۔ Exception کو چھوڑ کر میں بھی ان کی تعریف کرتا ہوں کہ جن لوگوں نے اپنی جان کی پروانہ کرتے ہوئے ہمارے کل کے لئے اور مستقبل کے لئے اپنی جانیں قربان کیں ان پولیس والوں کو میں بھی یہاں کھڑا ہو کر سلام پیش کرتا ہوں لیکن ہم majority کی بات کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ exceptions ہر جگہ پر موجود ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر! اگر آج بھی اس بات پر غور نہ کیا گیا تو یقین مانئے کل صرف لاہور کے اندر ساٹھ ڈاکے پڑے ہیں۔ اس کے علاوہ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جہاں سے ہمارے لاء منسٹر کا تعلق ہے یعنی ضلع فیصل آباد اس وقت جرائم، قبضہ گروپ، چوریوں اور ڈکیتیوں میں پہلے نمبر پر ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنے وزیر اعلیٰ سے جو اس ایوان کے بھی وزیر اعلیٰ ہیں اور ہماری بد قسمتی ہے کہ اتنے دن گزر جانے کے باوجود آج کتنا اچھا ہوتا کہ وزیر اعلیٰ یہاں موجود ہوتے اور وہ ہماری آہ و پکار سنتے۔

جناب سپیکر: وہ ملک سے باہر ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پہلے تو یہیں تھے۔ وہ دو دن سے باہر گئے ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ آپ wind up کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر آج وہ اِدھر ہوتے اور ہماری آہ و پکار سنتے تو شاید کوئی بہتری کی توقع ہوتی لیکن جب اس ایوان کو ربڑ سٹیمپ سمجھ لیا جائے گا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس معزز ایوان کی بے عزتی نہ کریں، آپ اس ایوان کی توہین کر رہے ہیں۔ آپ باہر جو مرضی کریں لیکن میں یہ برداشت نہیں کروں گا۔ آپ کی مہربانی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آخری بات کر کے wind up کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں صرف خادم اعلیٰ کے لئے ایک شعر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ:

مٹ جائے گی مخلوق تو انصاف کرو گے
منصف ہو تو حشر برپا کیوں نہیں کرتے

جناب سپیکر! میں آج اپنے دل سے بات کرتا ہوں، آج میرا دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔ آج یہاں کسی کی جان، مال اور نہ ہی عزت محفوظ ہے۔ راولپنڈی میں چھ چھ سالہ بچیوں کے ساتھ ریپ ہوا، فیصل آباد میں ریپ ہوا اور چودہ چودہ لوگوں کو جلا دیا گیا۔ مجھے عرض کرنے دیجئے کہ ہمارے ہی ایوان کا ایک ممبر رضوان گل جن کے بارے میں یہاں اسی ایوان میں کھڑے ہو کر لاء منسٹر نے کہا، وہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے ایم پی اے تھے لیکن میں ان کی بات یہاں پر ضرور quote کرنا چاہتا ہوں آپ ریکارڈ دیکھ سکتے ہیں ان کے متعلق کہا گیا کہ وہ بے گناہ ہیں اور ان کا چالان نہیں ہونے دیا جائے گا آج جا کر دیکھئے کہ وہ بھی جیل کے اندر پڑے ہوئے ہیں۔ یہاں لاء منسٹر نے خود کہا کہ وہ بے گناہ ہیں۔ میں آخری بات کر رہا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے چھ دفعہ تو کہہ دیا ہے کہ آخری بات ہے۔ مہربانی۔ میں نے جتنا آپ کو ٹائم دیا ہے اور کوئی نہیں دے سکتا۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آج چادر اور چار دیواری کے تقدس کو پامال کیا جا رہا ہے۔ خواتین کے ساتھ زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ ہماری وہ حوا کی بیٹیاں، ہماری مائیں اور بہنیں ہیں جن کو تھانوں کے اندر بند کر دیا جاتا ہے۔ آج ریپ کے کیس اٹھا کر دیکھ لیجئے اور تشدد کے کیس دیکھ لیں ان میں صوبہ پنجاب پہلے نمبر پر ہے تو پھر مجھے کہنے دیجئے کہ:

اج آکھاں وارث شاہ نوں کتھوں قبراں وچوں بول
تے اج کتاب عشق دا کوئی اگلا ورقا پھول
اک روئی سی دھی پنجاب دی تو لکھ لکھ مارے وین
اج لکھاں دھیاں روندیاں تینوں وارث شاہ نوں کہن
اٹھ دردمنداں دیا دردیا اٹھ تک اپنا پنجاب
اج بیلے لاشاں وچھیاں تے لہو دی بھری چناب
اج سبھے کیدو بن گئے ایتھے حُسن عشق دے چور
اج کتھوں لیاواں لبھ کے میں وارث شاہ جیا ہور

جناب سپیکر: شکریہ۔تشریف رکھیں۔جی، علی اصغر منڈاصاحب!

(اس مرحلہ پر معزز ممبر حزب اختلاف چودھری شوکت محمود بسراء ایوان سے باہر چلے گئے)

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں اپنے فاضل ممبر سے گزارش کروں گا کہ اگر ہمت ہے تو سامنے آ،اگر ہم سا ہے تو پھر بھی سامنا کر، سننے کا حوصلہ رکھ یہ بڑے ظرف کی بات ہوتی ہے کہ بندہ سامنے بیٹھ کر سنے،سچ سننے کی طاقت شاید اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہی نصیب کی ہے اور جھوٹ بولنے والے دوڑ گئے ہیں جسے پنجابی میں کہتے ہیں کہ "نس گئے نیں "سچ بولنا بڑا مشکل کام ہے اور جھوٹ بولنا بہت آسان ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!لاء منسٹر صاحب نے جواب دینا ہے منڈاصاحب جواب نہ دیں۔یہ غلط کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ تشریف رکھیں۔جی، منڈاصاحب!

(اس مرحلہ پر معزز ممبر حزب اختلاف چودھری شوکت محمود بسراء ایوان میں واپس آ گئے)

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں پنجاب کی نمائندگی کر رہا ہوں اور آپ کو متوجہ کر کے گفتگو کر رہا ہوں۔ میں یہاں کھڑا ہو کر نو کروڑ عوام کے نمائندہ ایوان میں پنجاب کی نمائندگی کرنے کے لئے بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر!بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے امن عامہ پر بحث کرنے کے لئے موقع دیا۔ میری گزارشات پر ہمیشہ ہمارے کچھ ساتھیوں کو problem ہوتی ہے۔ میں بڑے ادب سے گزارش کروں گا اور کوشش کروں گا کہ اخلاق کا دامن نہ چھوڑوں اور سچ سے کام لوں۔اگر میرے کسی دوست کو میری گزارشات میں سے کوئی لفظ یا بات بری لگے تو وہ ہمت، حوصلے اور ظرف کے ساتھ سن لے۔وہ اپنی باری پر جواب بھی دے دے تو ہم جواب سننے اور جواب دینے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!وقت پورا ہو گیا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں تو صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ٹائم کا فیصلہ تو Chair نے کرنا ہے ان جعلی لیڈروں اور کاغذی سیاستدانوں نے نہیں کرنا۔آج جب لاء اینڈ آرڈر کی بات ہوتی ہے تو میں مخالفت برائے مخالفت میں بات نہیں کروں گا۔ مجھ سے پہلے بھی مقررین نے یہ باتیں کی ہیں لیکن میں facts and figures کے ساتھ اس کی تفصیل میں جاؤں گا۔گزارش

یہ ہے کہ جب اس ملک کی معیشت بہتر ہو جائے گی تو انشاء اللہ تعالیٰ اس ملک میں سب سے پہلے امن عامہ ٹھیک ہو گا کیونکہ میرا مذہب اور پوری دنیا کا عالمگیر مذہب اسلام ہے اور اسلام میں سب سے پہلے معیشت کی مضبوطی اور بحالی کی بات ہوتی ہے۔ معیشت کی بات پہلے اور امن کی بات بعد میں ہوتی ہے۔ جب آپ کسی ملک اور معاشرے کی معیشت کو بہتر کرنے کے ساتھ ساتھ وہاں کے لوگوں کے لئے روزگار کے مواقع پیدا کریں گے تو وہاں پر امن قائم ہو گا لیکن جب آپ لوگوں سے روزگار چھین لیں گے، زراعت بند کر دیں گے، صنعت بند کر دیں گے، سوئی گیس، تیل اور بجلی نہیں ملے گی تو پھر چوریاں، ڈکیتیاں ہوں گی اور لوگ بدمعاش بنیں گے۔ پھر موجودہ پولیس تو کیا، آپ آسمان سے بھی ایسی کوئی مخلوق لے آئیں تو وہ بھی اس بگڑی ہوئی معیشت میں امن عامہ کی صورتحال کو بہتر نہیں کر سکتی۔ امن عامہ کی صورتحال کو بگاڑنے، خراب کرنے اور اس کا ستیاناس کرنے میں جن لوگوں کا قصور ہے اُن ذمہ دار لوگوں کو ڈھونڈنا چاہئے اور ان کو کیفر کردار تک پہنچانا چاہئے۔ جن لوگوں نے مزدور کے منہ سے روٹی کا نوالہ تک چھین لیا، جن لوگوں نے فیصل آباد اور ملک کے باقی دیگر علاقوں میں انڈسٹری کا بیڑا غرق کر دیا، جن لوگوں نے سوئی گیس کا ستیاناس کر دیا، جن لوگوں نے چار سال تک اقتدار میں مست رہنے کے باوجود اور اقتدار کے نشے لوٹتے ہوئے اقتدار کی آڑ میں ڈاکے ڈالے، میں ان کی کیا مثال دوں؟ یہاں تو ایک اسلامی فریضہ حج کی آڑ میں بھی حاجیوں کو لوٹا گیا ہے۔ اِن لوگوں کی آپ کیا مثال دیں گے کہ ایک یونٹ بجلی پیدا کرنے کے لئے ایک قدم بھی نہ اٹھایا گیا۔

جناب سپیکر! کالا باغ ڈیم جس کی estimation اور اس کی دیگر formalities پر پاکستانی عوام کا کروڑوں روپیہ ضائع ہوا، اُس پراجیکٹ اور golden opportunity کو ایک کھٹارے میں ڈال دیا گیا اور اسے ایک سرد خانے میں ڈال کر اس کا راستہ روک دیا گیا۔ مزید صوبائیت کی وہ فضا قائم کی کہ صوبوں کو صوبوں سے لڑانے کے لئے ان لوگوں نے مجرمانہ سازشیں کیں اور آنے والا وقت یہ بتائے گا کہ پاکستان کے ساتھ کن لوگوں نے پیار کیا، کن لوگوں نے اس کی نظریاتی سرحدوں کو مضبوط کیا، کن لوگوں نے صوبائی تعصب پیدا کیا اور صوبائی تعصبات کو پیدا کرنے کے محرکات بنے؟ آج یہ پولیس کی بدنامی اور اس کی inefficiency کی بات کرتے ہیں تو میں بھی یہاں پولیس کی کوئی تعریف کرنے نہیں آیا بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ ہر جگہ پر ملے جلے لوگ ہیں۔ یہ لوگ جو پولیس کے متعلق اپنی language استعمال کرتے ہیں اِنہیں اپنے گریبان میں جھانکنا چاہئے۔

جناب سپیکر: منڈ صاحب! آپ wind up کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میں wind up ہی کر رہا ہوں۔پولیس والوں میں آپ کے اور ہمارے ہی بھائی ہیں اور اسی ملک کے باسی ہیں۔آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ وہی پولیس ہے جس نے دہشت گردی کے خلاف اس ملک کی سرحدوں پر اندرونِ ملک اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیااور جرائم کو کنٹرول کیا۔آپ کو ان کی جانوں کے نذرانے یاد رہنے چاہئیں۔

جناب سپیکر:آپ wind up کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میں آخری بات کہنا چاہوں گا جسے میرے اپوزیشن کے تمام دوست غور سے سن لیں کہ آپ کی صفوں میں کیسے کیسے جھوٹ بولنے والے لوگ شامل ہیں؟ یہ اپنے آپ کو کاغذی لیڈر کہتے ہیں اور جعلی لیڈر بنتے ہیں لیکن میں بات ثبوت کے ساتھ کرتا ہوں۔اگر میں ثبوت پیش نہ کر سکا تو رب کعبہ کی قسم!میں اسمبلی سے استعفیٰ دے دوں گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔اب آپ اپنی بات ختم کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!یہ میری بات سن لیں۔[*******]

جناب سپیکر: منڈا صاحب!ایسی بات نہ کریں۔مہربانی کریں اور اس کو کارروائی کا حصہ نہ بنائیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر![*******]

جناب سپیکر: منڈا صاحب!آپ ایسی بات نہ کریں۔بچے سب کے برابر ہوتے ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر![*******]

جناب سپیکر: بچے سب کے برابر ہوتے ہیں اور جس کا علاج کیا گیا وہ سب کا بچہ ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر![*******]

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔منڈا صاحب!ایسی بات نہیں کیا کرتے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!آئیں!ہم بتاتے ہیں کہ کس طرح سے اس صوبہ کے عوام کی خدمت کی جاتی ہے؟اگر ایک روپیہ بھی ہم نے اپنے بیٹے بیٹیوں کے علاج کے لئے غریبوں کے فنڈ سے لیا ہو تو ہم resign دے دیں گے ورنہ resign آپ کو دینا ہو گا،آپ کو دینا ہو گا اور آپ کو دینا ہو گا۔

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر1998 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔پلیز اب آپ تشریف رکھیں۔جی، محسن خان لغاری صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کیا مجھے جواب دینے کی اجازت ہے کیونکہ ذاتی بات کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ بات نہ کریں کیونکہ میں نے خود ہی notice لے لیا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں personal explanation پر ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔بچے کے حوالے سے میں کوئی بات نہیں سنوں گا۔منڈا صاحب! آپ زیادتی کرتے ہیں، ایسی بات آپ ایوان میں نہ کیا کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اگر آپ نے notice لیا ہے تو منڈا صاحب کی طرف سے کہے گئے تمام الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: ان کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ منڈا صاحب کا نام لسٹ میں نہیں تھا۔

جناب سپیکر: دراصل باری کلو صاحب کی تھی جس پر منڈا صاحب آ گئے تھے اس لئے میں نے انہیں اجازت دی تھی مگر آپ کے نمبر پر انہوں نے بات نہیں کی۔اگر آپ نے بات کرنی ہے تو کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ ایوان اس بات کا گواہ ہو گا کہ میں نے جب بھی بات کی ہے relevant ہی کی ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں بھی سنتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: منڈا صاحب نے جو بات کی ہے سوائے personal attacks کے اُس کا لاء اینڈ آرڈر سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

جناب سپیکر: اُس کو چھوڑ دیں اور اپنی بات کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ نے اُن کو بے تحاشا وقت دے دیا ہے۔میں کوئی کام کی بات کرنا چاہتا ہوں تو مجھے آپ کہتے ہیں کہ ٹائم نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کو پانچ منٹ دیتا ہوں لہذا اپنی بات کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! منڈا صاحب بھی لاء منسٹر صاحب کے [***] ہیں۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب کا غیر پارلیمانی لفظ کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔ چونکہ پینل آف چیئرمین میں سے کوئی صاحب تشریف نہیں رکھتے لہذا میں چودھری محمد شفیق صاحب سے کہوں گا کہ وہ یہاں کچھ منٹ کے لئے کرسی پر تشریف لائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کبھی اپوزیشن والوں کو بھی chance دے دیا کریں۔

جناب سپیکر: وہ میری اپنی صوابدید ہے اور آپ مجھے bound نہیں کر سکتے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جی، بالکل آپ کی صوابدید ہے لیکن غیر جانبداری یہی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: پینل آف چیئرمین میں اپوزیشن ممبر کا نام ہے۔ اگر آپ کے ممبر ہوتے تو میں اُن سے ہی کہتا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! حکومت کے تین ممبر پینل آف چیئرمین میں شامل ہوتے ہیں مگر وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ ایسا کریں کہ منڈا صاحب کو کرسیٔ صدارت پر بٹھادیں، اُن کو شاباش ملنی چاہئے۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر چودھری محمد شفیق کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! آپ کو اس کرسی پر بیٹھنے پر میری طرف سے مبارک ہو کیونکہ اس کرسی کی بہت سخت ذمہ داری ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔

جناب محمد محسن خان لغاری: یہ کرسی غیر جانبدار ہوتی ہے جو سب کی بات سنتی ہے۔

جناب چیئرمین: انشاء اللہ آپ کو بھرپور طریقے سے سنیں گے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین!آج ہماری لاء اینڈ آرڈر پر debate ہو رہی ہے۔ میرے باقی دوست پورے پنجاب کی بات بڑی تفصیل کے ساتھ کر چکے ہیں لیکن میں صرف اپنے علاقے ڈیرہ غازی خان اور راجن پور میں Law Enforcement Force کے بارے میں کچھ گزارشات پیش کروں گا جو صرف ہمارے دو اضلاع میں ہے،ان کے بارے میں کچھ گزارشات کروں گا۔ڈیرہ غازی خان اور راجن پور جس وقت ایک ہی ضلع ہوا کرتا تھا اور یہ colonial India کی حد ہوتا تھا اور اس سے آگے جب بلوچستان شروع ہوتا تھا تو وہاں پر انتظامات مختلف ہوتے تھے باقی انڈیا سے اس بارڈر کو protect کرنے کے لئے 1904 میں ایک Act کے تحت ایک فورس بنائی گئی تھی جس کا originally نام North West Frontier Province Border Military Police تھا کیونکہ یہ سارا علاقہ اس وقت North West Frontier Province ہی کہلاتا تھا اور پشاور وغیرہ بھی سب لاہور کے نیچے ہی آتے تھے اور غالباً 1935 میں الگ ہوئے تھے۔ وہ فورس ہمارے بارڈر کو protect کرتی ہے اور اس فورس کے اندر سب سے اچھی خاصیت یہ ہے کہ community policing کا ایک consent ہے جو اب ساری دنیا کے اندر بڑی popular ہو رہی ہے۔ ساری دنیا کے اندر پولیس لوکل ہوتی ہے، metropolitan polices ہوتی ہیں مطلب یہ ہے کہ لاہور کا ایک آدمی لاہور کے اندر ہی زیادہ بہتر policing کر سکتا ہے، سرگودھا والا آدمی سرگودھا کے اندر زیادہ بہتر policing کر سکتا ہے اور ڈیرہ غازی خان کے ٹرائیبل ایریا میں ہمارے پاس اس کا ایک ورکنگ ماڈل موجود ہے۔ ڈیرہ غازی خان کے ٹرائیبل ایریا غالباً اگر میں بھول نہیں رہا تو تقریباً 25 تھانے ہیں اور ان تھانوں کی جرائم کی شرح پورے سال کے ڈیرہ غازی خان شہر کے صدر تھانے کے جرائم سے کم ہوں گے اور settled area ڈیرہ غازی خان شہر کے صدر تھانے کے ایک مہینے یا شاید 15 دن کے جرائم بھی اس سے زیادہ ہوں گے کیونکہ community policing کے ماڈل کے تحت وہ کمیونٹی کے اوپر ہی ذمہ داری ڈالتی ہے کہ وہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو دیکھیں اور ان معاملات کو address کریں۔ جب سے میں اس اسمبلی میں ممبر ہوں،اس بارڈر ملٹری پولیس کی افادیت اور اہمیت کو اپنے صاحب اقتدار لوگوں پر واضح کرنے کی پوری کوشش کرتا رہا ہوں اور موجودہ حکومت نے ان کی مراعات اور ان کے لئے equipments کے انتظامات کئے جس کے لئے میں شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن ابھی وہ فورس یتیم ہے اور میں اس کی ایک چھوٹی سی مثال پیش کرتا ہوں کہ پچھلے سال سخی سرور جو کہ settled area اور ٹرائیبل ایریا کا بارڈر ہے جہاں پر حضرت سخی سرور کا دربار ہے جن کے عرس کے موقع پر اپریل کے

مہینے میں غالباً ایک خود کش حملہ آور نے دھماکا کیا، چونکہ بارڈر ملٹری پولیس کے لوگ بھی deputed تھے تو وہ بھی وہاں پر موجود تھے۔ایک حملہ آور نے خود کش حملہ کر دیا جس میں پچاس،پچپن لوگوں کا جانی نقصان ہوااور جب لوگ ان کے rescue کے آپریشن کے لئے آرہے تھے تو دوسرا حملہ آور اس وقت جیکٹ کو blow up کرنا چاہتا تھا تو ہمارے بارڈر ملٹری پولیس کے ایک فرض شناس آفیسر نے اس کو spot کر کے، میں اس ایوان میں اسے خراج تحسین پیش کروں گا کہ اس نے اپنی nerves کو قائم رکھااور اس ٹینشن کے ماحول میں اس نے تین فائر کئے جس سے جیکٹ کو blow up کرنے والے اس آدمی کے بازو پر دو فائر کر کے اسے disable کر دیااور ایک بہت بڑے جانی نقصان سے اس صوبے کو بچایا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین!اس واقعہ کو اب تقریباً ایک سال ہونے کو ہے اور میں پچھلے سال سے بار بار تمام دفاتر کے چکر لگا رہا ہوں کہ خدارا ان لوگوں کو کوئی "شاباش" دے دی جائے۔اگر آئی جی صاحب تشریف رکھتے ہیں،ان کے محکمہ میں سے کسی نے یہ کیا ہوتا تو میرے خیال میں اسے promotion بھی ملتی، میرے خیال میں اسے پاکستان پولیس میڈل یا قائداعظم میڈل وغیرہ کے لئے بھی recommend کیا جاتا اور اس چیز کو واضح کیا جاتا کہ پولیس نے ایک خود کش حملہ آور کو زندہ گرفتار کیا جو کہ خود کش حملہ کو زندہ گرفتار کرنے کا واحد incident ہے۔ بدقسمتی کے ساتھ چونکہ بارڈر ملٹری پولیس کی کوئی ownership نہیں لیتا اس لئے وہ یتیم محکمہ اسی طرح پھر رہا ہے۔ میں نے چیف سیکرٹری صاحب کے دفتر کے چکر لگائے، میں نے چیف منسٹر صاحب کے دفتر کے چکر لگائے، میں نے ہوم منسٹر صاحب کے دفتر کے چکر لگائے،اور تو اور میں نے ایوان صدر ایک خط لکھ کر بھیجا کہ میں علاقے کا ایک نمائندہ ہوں، گزارش کر رہا ہوں اور recommend کر رہا ہوں کہ جو افسران اس کے اندر involved تھے انہیں کوئی Gallantry کا ایوارڈ دیا جائے۔ وفاقی حکومت کا جو بھی route ہوتا ہے، کابینہ ڈویژن، Interior Ministry جہاں سے ہوتے ہوتے پھر وہ پنجاب آیا کہ بھئی اس واقعہ کی تصدیق کر کے ہمیں اطلاع دی جائے کہ اسے آگے کیسے چلانا ہے۔ حکومت پنجاب سے بروقت جواب نہ جانے کی وجہ سے 14۔اگست کی تاریخ گزر گئی اور ان بہادر افسروں کو کوئی appreciation نہیں ملی اور جب 14۔اگست کو ایوارڈز کی لسٹ آئی تو مجھے دیکھ کر حیرانی ہوئی۔ مطلب کہ میں کسی پر اعتراض نہیں کر رہا لیکن ان خود کش حملہ آوروں کو مار کر جتنی خدمت ان لوگوں نے ملک کی کی تھی،اس سے زیادہ شاید کسی نے نہ کی ہو۔ جن کو بھی وہ بڑے بڑے میڈلز ملے ہیں اس لئے کہ یہ اس محکمہ کی ownership کوئی نہیں لیتا۔ ہوم

ڈیپارٹمنٹ کے پاس اتنا سارا کام ہے کہ وہ504لوگوں کی ڈیرہ غازی خان کی اس چھوٹی سی بارڈر ملٹری فورس اور راجن پور کی تقریباًاڑھائی سو کے قریب اتنی چھوٹی سی فورس ان کے ریڈار پر ہی نہیں آتی کہ یہ بھی ایک محکمہ اور فورس ہے جس کی دیکھ بھال کرنی ہے۔ بارڈر ملٹری پولیس میں سے اس وقت تقریباً آدھیvacancies خالی ہیں۔ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کی ہماری ایک اور فورس میں بھی آدھی سے زیادہ سیٹیں خالی ہیں اور ان فورسز کی کامیابی کی وجہ یہ ہے کہ وہ locally recruited responsible for the local area ہے۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ کے افسران بھی یہاں پر بیٹھے ہوں گے، یہ ریکروٹمنٹ کے رولز1935 کے drafted تھے اور یہ فورس1904 میں بنی تھی اور شاید اس وقت بھی کوئی رولز بنے ہوں اور پھر اس کے بعد 1935 میں بنے لیکن پچھلے دور حکومت میں انہیں update کرتے ہوئے کہا گیا تھا کہ رولز محکمہ خود بنائے گا۔ میں بار بار اس ایوان میں گزارش کرتا ہوں کہ جب ہم کوئی قانون سازی کرتے ہیں تو رولز ہم محکمہ کے ذمہ ڈال دیتے ہیں اور وہ رولز اسمبلی میں آتے ہیں نہ ہمیں پتا چلتا ہے کہ وہ رولز کیا ہیں؟ چونکہ ابھی بارڈر ملٹری پولیس کی ریکروٹمنٹ ہو رہی ہے تو میں نے بڑی تگ و دو سے ہوم ڈیپارٹمنٹ سے رولز آف ریکروٹمنٹ منگوائے ہیں اور میں اس چیز کو دیکھ کر حیران ہو رہا ہوں کہ ریکروٹمنٹ کے لئےcondition رکھی گئی ہے، پہلے اس حد تک تھا کہ لغاری علاقے میں لغاری ہی کی ریکروٹمنٹ ہو گی، کھوسہ علاقہ میں کھوسہ ہی کی ریکروٹمنٹ ہو گی اور بزدار علاقے میں بزدار ہی کی ریکروٹمنٹ ہو گی کہ ہر قوم اپنے علاقے کی خودpolicing کرے گی۔ اب جو نئے رولز بنائے ہیں ان میں ایک تو تعلیم بی اے، بی ایس سی رکھ دی گئی ہے اور میں آپ بہنوں اور بھائیوں کے گوش گزار کروں گا کہ پورے ٹرائیبل ایریا تحصیل کے اندر ہائی سکول تو ہیں لیکن ہائر سیکنڈری سکول نہیں ہیں اور ان شرائط میں یہ ہے کہ جو ریکروٹمنٹ ہو گی اس میں تھانہ ٹرائیبل ایریا کے لوگ اور تھانہ صدر کے لوگ بھی اس کے لئے اہل ہوں گے۔ ڈیرہ غازی خان settled area میں ڈیرہ غازی خان شہر کا کون سا آدمی اس toughاور سنگلاخ پہاڑوں میں جا کر ڈیوٹی کرے گا کیونکہ جہاں پانی لینے کے لئے بھی اسے سارا دن لگانا پڑے گا اور جہاں بجلی بھی نہیں ہو گی تو وہاں پر کون جائے گا؟ وہاں پر وہ نہیں جائیں گے اور اس فورس کی کامیابی میں اس کیlocal policing والاelement ہے۔

جناب چیئرمین: مہربانی کر کے مختصر کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! اگر میری بات غیر متعلقہ لگتی ہے تو میں ابھی ختم کر دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: یہ بات نہیں کہ آپ اپنی بات ختم کریں بلکہ آپ اپنی بات مکمل کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:Chair کو میں نے پہلے گزارش کی تھی کہ آپ کا کام نیوٹرل ہونا ہے اگر میری بات حکومت کو ناگوار گزر رہی ہے تو آپ کو حکومت کی side نہیں لینی۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے کہ آپ بہت اچھی باتیں کر رہے تھے اور مجھے قطعاً ان پر اعتراض نہیں تھا۔ میں نے آپ کو صرف indicate کیا ہے کہ آپ مختصر کریں تاکہ اگر یہاں پر کوئی ڈیپارٹمنٹ والے بیٹھے ہیں تو وہ آپ کی تجاویز سے فائدہ اٹھائیں۔ میں نے آپ کو بات کرنے سے روکا نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب چیئرمین! میری آپ سے یہ عرض ہے کہ میرے محترم دوست جناب منڈا صاحب جو کہ۔۔۔

جناب چیئرمین:آپ اچھی تجاویز دیں اور ہم سننے کے لئے تیار ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب چیئرمین!منڈا صاحب نے آدھا گھنٹہ بات کی ہے اور personal attacks کئے ہیں۔

جناب چیئرمین: لغاری صاحب! میں نے آپ کو روکا تو نہیں ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئرمین! منڈا صاحب کے پاس جتنا مٹیریل تھا اور جتنے ان کے کان بھرے گئے تھے اتنا وہ بول چکے اور انہیں کسی نے نہیں روکا۔

جناب چیئرمین: میں نے کوئی روکا تو نہیں ہے، میں نے کہا ہے کہ آپ اچھی تجاویز دیں لیکن پلیز مختصر کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! جب آدمی بات کر رہا ہوتا ہے تو اس دوران اگر اسے interrupt کر دیا جائے تو تسلسل ٹوٹ جاتا ہے۔ شاید یہ میری نالائقی اور کم عقلی ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: چلیں، تسلسل جاری رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! میری گزارش یہ تھی کہ صوبہ میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کے لئے میری تجویز ہے کہ باقی صوبے میں بھی کسی ایک تھانے میں، کسی ایک تحصیل میں یہ experiment community policing کر کے دیکھ لیں۔ ہمارے پاس tribal area کا ماڈل موجود ہے۔ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس علاقے کا کلچر مختلف ہے اور اس علاقے کے حالات مختلف

ہیں۔ ہم شیخوپورہ کے کسی ایک تھانے میں وہاں کے لوکل لوگوں کی فورس، لوکل لوگوں کی recruitment کے ساتھ کیونکہ لوکل آدمی کو پتا ہوتا ہے کہ اس گھرانے کا کردار کیسا ہے ؟انہیں پتا ہوتا ہے کہ اس گھرانے میں گائے چوری کرنے والے ہیں، اس گھرانے میں جوے والے لوگ ہیں۔ایک علاقے کے رہنے والے لوگ ایک دوسرے کو اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ایک دوسرے کو جان پہچان رکھنے والی ہماری اس فطرت سے پولیس ڈیپارٹمنٹ فائدہ اٹھائے۔ یہ صرف ہمارے ہاں ہی نہیں بلکہ ساری دنیا میں community policing سب سے زیادہ effective ہے۔ میری ساری بات کا نچوڑ یہ تھا کہ میں آئی جی صاحب اور محکموں سے گزارش کروں گا کہ پولیس کے concept کو کہیں پر experimental basis پر ہی جلد از جلد رائج کریں اور پھر اس کے نتائج دیکھیں۔اگر نتائج بہتر آتے ہیں تو اس تجربے کو بڑھایا جا سکتا ہے اور اگر نتائج بہتر نہیں آتے تو پھر اس کو ختم کر دیں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، گورچانی صاحب!

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب چیئرمین! یہی حالات راجن پور میں بھی موجود ہیں۔ بارڈر ملٹری پولیس کی حالت بہت ہی خراب ہوئی ہے۔ گورچانی مزاری tribe کے جو لوگ وہاں پر کام کر رہے ہیں آدھی سیٹیں ان کی بھی خالی پڑی ہوئی ہیں۔ پچھلے دس پندرہ سال سے recruitment نہیں ہوئی۔ جو rules بنے ہیں اس میں کوٹے ختم کر دیئے گئے ہیں۔ گورچانی کی الگ fixed seats ہیں، مزاری کی الگ fixed seats ہیں لیکن جو انہوں نے current rules بنائے ہیں اس میں کوٹا ختم کر دیا گیا ہے۔ میری آپ کے توسط سے افسران سے گزارش ہو گی کہ۔۔۔

جناب چیئرمین: میرا خیال تھا کہ لغاری صاحب پوری ڈویژن کی بات کریں گے جس میں یہ ساری باتیں ہوں گی کیونکہ میں خود اُس area سے تعلق رکھتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! بارڈر ملٹری پولیس دونوں اضلاع میں ہیں۔ڈیرہ غازی خان جب ضلع تھا تو راجن پور اس میں سے carve out کیا گیا ہے۔ جیسا کہ اب ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ہمارا علاقہ پنجاب سے carve out ہو کر الگ ہو جائے۔ اسی طرح سے راجن پور کو بھی ڈیرہ غازی خان سے الگ کیا گیا تھا۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب چیئرمین! میری گزارش یہی ہے کہ rules بناتے وقت مشورہ کرلیں ویسے تو انہوں نے خود ہی rules بنانے ہیں لیکن اس میں ہر tribe کا اپنا اپنا کوٹا برقرار رکھا جائے۔ جو انہوں نے Pay Scales بڑھائے ہیں اس کے لئے ہم انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ ایوان میں amendment لے کر آئیں انشاء اللہ پھر اس پر بحث ہو گی۔ الحاج محمد الیاس چنیوٹی!

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! میری مؤدبانہ گزارش ہے کہ کل جس وقت میں اپنی تقریر کر رہی تھی تو دوران تقریر عطاء مانیکا صاحب نے کورم point out کر دیا تھا اور میری تقریر ادھوری رہ گئی تھی۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ مجھے میری تقریر مکمل کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب چیئرمین: انشاء اللہ کوشش کرتے ہیں۔ پہلے چند دوست بات کرلیں پھر آپ کو بھی ٹائم دیتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! میرا حق پہلے ہے۔

جناب چیئرمین: اب میں نے الیاس چنیوٹی صاحب سے گزارش کی ہے پہلے وہ اپنی بات کرلیں پھر اس کے بعد ہم دیکھتے ہیں۔ جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: شکریہ۔ جناب چیئرمین! آپ نے مجھے لاء اینڈ آرڈر کے موضوع پر بحث کرنے کا موقع دیا۔ سیدنا عمر کے بارے میں ایک غیر مسلم نے کہا تھا کہ **حکمت فعدلت امنت فنمت** آپ نے حکومت کی تو عدل قائم کیا، عدل قائم کیا تو امن قائم ہوا اور آپ سکون کی نیند سے سو رہے ہیں۔ گویا سکون تب ہو گا جب امن قائم ہو گا اور امن اس وقت ہو گا جب عدل ہو گا اس لئے جب صوبہ یا ملک میں عدل و انصاف کا بول بالا ہو گا تو انشاء اللہ امن و امان کا مسئلہ ختم ہو جائے گا۔ تمام شریعتوں نے یہ اصول طے کیا ہے کہ انبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کی توہین کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ہے۔ اس طرح کی توہین کرنے والا اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ خود عیسائی حکومت کا یہ فیصلہ ہے کہ اگر کوئی پاپائے روم کی توہین کرے گا تو اس کو سنگسار کر دیا جائے گا۔ اتنا تقدس ہے ایک امتی کا۔ اسی کو سامنے رکھتے ہوئے سوچا جا سکتا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہوں، کوئی پیغمبر ہوں یا ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ ہوں تو ان کی توہین کس طرح سے برداشت کی جا سکتی ہے؟ کل ہمارے ایک معزز ممبر ذکر کر رہے تھے تو اس میں انہوں نے شہید انسانیت کا ذکر کیا۔ ایک جگہ ایک مقام پر شہید انسانیت ہیں اور ایک جگہ پر محسن

انسانیت ہیں۔ میری مراد سیدنا حضرت محمد ﷺ ہیں۔ جب ان کی شان میں گستاخی کی جائے گی تو پھر اس قسم کے معاملات ہو جاتے ہیں اور اس قسم کے ناگہانی واقعات بھی ہو جاتے ہیں۔ عافیہ خاتون کا ذکر آیا اور اس کے اوپر کسی نے کچھ ایسا جملہ کہہ دیا تو ان کے جملے کہنے کی وجہ سے وہاں پر حالات خراب ہو گئے اس لئے اگر ہر ہستی کا تقدس اور اس کا لحاظ رکھا جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پھر امن کا کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہو گا۔ گجرات میں ایک "گولے کی" کا موضع ہے اس کی صورتحال یہ ہے کہ آج سے تقریباً ایک سو دس سال پہلے وہاں ایک شخص ظہور احمد اکمل تھا۔ اس نے مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں یہ شعر کہے تھے۔

محمد پھر اتر آئے ہم میں
پہلے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد جس نے دیکھنے ہوں اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان

جناب سپیکر! وہاں اس قسم کے لوگ رہتے تھے۔ وہاں "گولے کی" میں تین سو سالہ پرانی مسجد ہے۔ وہاں مسلمانوں کے خلاف یعنی ختم نبوت کے منکر کا ایک ٹولہ تھا جنہوں نے 1997 میں اس مسجد پر قبضہ کر لیا۔ اس مسجد میں جھگڑا بڑھتا رہا۔ ایک ختم نبوت کا منکر مارا گیا اور اس میں کچھ بے گناہ افراد گرفتار ہو گئے۔ ان کو چھڑوانے کے لئے جو لوگ پیروی کر رہے تھے ان میں یکے بعد دیگر تین بھائی قتل کر دیئے گئے۔ مرزا قادیانی کے نبوت کا دعویٰ کرنے کے ایک سو سال بعد 2001 میں میرے والد مولانا منظور احمد چنیوٹی وہاں مسجد کے معاملات معلوم کرنے کے لئے گئے کہ آخر مسلمانوں کی تین سو سالہ مسجد پر قبضہ کیوں ہو گیا؟ وہاں کے ختم نبوت کے منکروں نے ماسٹر سرفراز کا نام لے کر کہا کہ تم مولانا چنیوٹی کو یہاں لائے ہو اس کا انجام تم دیکھ لو گے۔ چنانچہ اسی کے تسلسل میں پچھلے سال کے دسویں مہینے میں ماسٹر سرفراز کو دن دہاڑے قتل کر دیا گیا جو اپنی ڈیوٹی کے لئے سکول جا رہے تھے۔ اس سے قبل ان کے دو بھائی مار دیئے گئے۔ دو مہینے گزرنے کے بعد تقریباً نو دس نامزد ملزمان میں سے صرف ایک پکڑا گیا اور باقی سب کو بے گناہ کر کے فارغ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اگر اس طریقے سے ایک قوم کو، ایک کمیونٹی کو کھلے ہاتھ دیئے گئے تو پھر یہاں کے امن وامان کا اللہ تعالیٰ ہی حافظ ہے۔

جناب چیئرمین! میں اپنے حالات کی طرف آنا چاہتا ہوں کہ چوری ڈکیتی کی جو حقیقی وارداتیں ہوتی ہیں ان میں جب مطالبہ کیا جاتا ہے کہ اس کی ایف آئی آر درج کی جائے تو کہا جاتا ہے کہ

پہلے ہم اس کی تحقیقات کریں گے اور تحقیقات کرنے کے بعد مقدمہ درج ہوگا۔ ہمارے تھانہ سٹی چنیوٹ کے شیخ طاہر 11 محرم کو بے دردی سے قتل کئے گئے، ان پر تین قسم کا اسلحہ استعمال ہوا اور ان کے بازو توڑے گئے لیکن آج تک ان کے قتل کا کوئی سراغ نہیں ملا۔ دوسری طرف صورتحال یہ ہے کہ اگر پولیس کا کوئی اپنا مسئلہ ہو تو تین تین سالہ بچوں پر بھی ایف آئی آر درج ہو جاتی ہے۔ اسی دسمبر میں تھانہ سٹی چنیوٹ میں تین سالہ بچے پر ایف آئی آر درج ہوئی اور اس میں کہا گیا کہ اس نے آہنی سلاخ سے لوگوں پر حملہ کیا ہے۔ اس کو نوٹ فرمایا جائے اور تحقیق کی جائے کہ کیا ہاتھ میں فیڈر پکڑنے والا بچہ آہنی سلاخ لے کر کسی پر حملہ کر سکتا ہے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی کارروائیاں معاملے کو خراب کرتی ہیں۔ دوسری طرف اگر مدعی کی کسی مقدمے میں صلح ہو جاتی ہے، ملزم کو معاف کر دیا جاتا ہے اور ان کے اسٹامپ پیپر بھی لکھے جاتے ہیں۔ چاہئے تو یہ کہ اس پر رپورٹ کر کے مقدمے کو خارج کر دیا جائے لیکن پولیس والے کہتے ہیں کہ آپ نے باہر تو بات ختم کر دی لیکن ہمارے ساتھ بھی بات ختم کرو۔ یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔ ایک چیز جو عام تھانوں میں دیکھی گئی ہے کہ مدعی کو اتنے چکر لگوائے جاتے ہیں کہ وہ بے چارے تھک ہار کر بیٹھ جاتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا مال لٹ گیا، بندہ مر گیا اور اب اس کے لئے مزید چکر لگانے سے ہمارا وقت اور پیسا بھی ضائع ہوگا جس کی وجہ سے وہ مقدمہ سے پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ میری تجویز یہ ہے کہ RPO جو ہمارے Division کے ذمہ دار ہوتے ہیں ان سے کہا جائے کہ ان کی نگرانی میں ہر ضلع میں ہر ماہ ایک کھلی کچہری لگائی جائے جو واقعی کھلی کچہری ہو جہاں لوگوں کو اپنے مسائل کھل کر پیش کرنے کا موقع دیا جائے۔ میں اپنے تھانہ سٹی سے متعلق ہی کہوں گا کہ غالباً جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے تو تقریباً چالیس سال سے اس کو دیکھ رہا ہوں لیکن ہماری پیدائش سے پہلے وہ چوکی ہوتی تھی پھر 1985 میں میرے والد مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب نے اسے تھانہ کا درجہ دلوایا چونکہ وہ ایک پرانے زمانے کا بنا ہوا تھانہ تھا اور بہت نشیبی ہو گیا ہے جب بارش ہوتی ہے تو سارے شہر کا پانی تھانہ میں چلا جاتا ہے، ایک ایک ہفتہ تک پولیس والے اس تھانہ میں داخل ہو سکتے ہیں اور نہ ہی سائلین داخل ہو سکتے ہیں اس لئے آج کے حالات کے مطابق اس کی بلڈنگ کو up کیا جائے یعنی اس کی بلڈنگ کی حالت کو بہتر کیا جائے۔ جہاں تک افسران کا تعلق ہے جنہوں نے اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتے ہوئے جام شہادت نوش کیا ہے ہم انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! تفتیش تبدیلی کا معاملہ بڑا مشکل ہے کیونکہ میرے سامنے ضلع کے انچارج پولیس آفیسر نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ فلاں آدمی بے گناہ چالان ہو گیا ہے اور اب ڈیڑھ سال سے وہ

بے گناہ جیل میں پڑا ہوا ہے لیکن تفتیش تبدیل نہ ہونے کی وجہ سے اس کے مقدمہ پر کوئی کارروائی نہیں ہو رہی۔ میری گزارش ہے کہ Police Rules 2002 میں ضروری ترامیم ہونی چاہئیں تاکہ عدل وانصاف آسان ہو سکے۔ ہمارے وزیر قانون رانا ثناء اللہ صاحب نے اپنی تقریر کے شروع میں اس بات کا comparison کیا تھا اور مقابلہ کیا تھا کہ پنجاب کو بیٹا جاتا ہے کہ یہاں پر یہ ہو گیا اور وہ گیا اور یہاں پر کسی دوست نے کہا کہ ہم تو پنجاب میں رہنے والے ہیں اس لئے ہم اپنے پنجاب کو دیکھیں گے لیکن پھر ہمارا بھی سوال ہے کہ کراچی میں بیٹھے ہوئے لوگ ہمارے پنجاب کو کیسے کہتے ہیں کہ اپنے پنجاب کو دیکھو کہ وہاں کیا صورتحال ہے۔ وفاقی وزیر داخلہ نے جو کرائم کے اعداد و شمار پیش کئے ہیں اس میں ہمارے پنجاب کا نمبر بہت کم ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب کے ماتحت جو ٹیمیں کام کر رہی ہیں وہ خلوص نیت سے کر رہی ہیں لیکن ان کی اصلاح کی گنجائش ہر جگہ موجود ہوتی ہے اور ان میں اصلاح بھی ہونی چاہئے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اتفاق اور اتحاد کی دولت سے مالا مال کرے۔

جناب چیئرمین: جی، شکریہ۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات!

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، سہوترا صاحب!

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ مولانا الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب اپنے خیالات کا اظہار کر رہے تھے اور جو باتیں انہوں نے کیں ہیں، مجھے ذاتی طور پر ان کا بڑا احترام ہے اور میں صرف مختصراً ایک دو چیزیں گزارش کرنا چاہوں گا کہ مختلف مذاہب کے احترام کے حوالے سے انہوں نے جو باتیں کیں تو یقیناً جب میں اپنے ایمان پر نظر ڈالتا ہوں تو مجھے بھی یہی سکھایا گیا ہے کہ ہم نے تمام مذاہب کا احترام کرنا ہے۔ انہوں نے specifically آسیہ بی بی کے کیس کے حوالے سے بات کی چونکہ وہ ایک عدالتی معاملہ ہے اس پر عدالت کا جو بھی فیصلہ آئے وہ قبول ہو گا لیکن میں ان کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ کم از کم معاشرے میں ہمیں ایسا رویّہ ضرور اپنانا چاہئے کہ اگر کسی پر ایسا کوئی الزام لگتا ہے تو ہمیں عدالت کے فیصلے کا انتظار ضرور کرنا چاہئے کیونکہ ایسا رویّہ چل پڑا ہے کہ اپنے ذاتی انتقام کے لئے یا اپنی ذاتی دشمنی کو پالنے کے لئے لوگ مذاہب کو بنیاد بنا کر آپس میں لڑائیاں شروع کر رہے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔آپ تشریف رکھیں۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب چیئرمین! میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے پاپائے روم کی بات کی ہے کہ ان کے احترام یا ان کی کوئی گستاخی کرے تو اس کو سنگسار کیا جاتا ہے۔ میں کیتھلک ہوں مجھے جو بتایا گیا یا تعلیم دی گئی ہے اس میں کوئی ایسا issue نہیں ہے کہ اگر کوئی پاپائے روم کے متعلق کوئی گستاخی کرے تو اسے سنگسار کیا جائے۔ میں صرف ان کی بات کو clear کرنے کے لئے آپ کی اجازت سے یہ بات کہنا چاہتا تھا۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، آپ تشریف رکھیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب! میرے خیال میں بحث مناسب نہیں ہے۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب چیئرمین! میں آپ کی اجازت سے اپنے بھائی کی بات کو یہاں پر define کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ انہوں نے آسیہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ پہلے دیکھا جائے اور عدالت پر چھوڑا جائے۔ میں بطور مسلمان حضرت محمد ﷺ کے غلام ہونے کے ناتے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میرے آقا کریم کی شان میں اگر کوئی گستاخی ہوتی ہے یا اگر کوئی گستاخی کرنے کی جرأت کرتا ہے تو شاید پھر نبی پاک ﷺ کے غلام عدالتوں کا انتظار نہ کر سکیں اور یہ قدرتی امر اور فعل ہے کہ یہ جتنی کسی کے اندر محبت اور جتنا کسی کے اندر عشق ہے وہ اس کا اظہار کرتا ہی کرتا ہے لہذا میں ان لوگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ جو اس قسم کی گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں انہیں اپنے آپ پر کنٹرول رکھنا چاہئے اور اس قسم کی حرکت سے باز رہنا چاہئے ورگرنہ اس قسم کے حالات ہوتے رہیں گے اور غازی علم شہید پھر تاریخ کے اندر پیدا ہوتے رہیں گے۔

محترمہ نجمی سلیم: جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے کہ مہربانی کر کے آپ آپس میں بیٹھ کر بات کر لیں۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب چیئرمین! اس شق کے تحت جتنے بھی مقدمات درج کئے گئے ہیں وہ عدالتوں میں ثابت نہیں ہو سکے۔ ہم سب کو ایک دوسرے کے مذاہب کا خیال رکھنا چاہئے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں کوئی ایسی بات نہیں سب کو ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنا چاہئے۔

محترمہ نجمی سلیم: جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات!

محترمہ نجمی سلیم: جناب چیئرمین! مجھے بولنے کا موقع دیں۔۔۔

جناب چیئرمین: اب میں کسی اور کی ٹرن پر آپ کو floor نہیں دے سکتا۔

محترمہ نجمی سلیم: جناب چیئرمین! جس طرح چودھری عبدالغفور صاحب نے floor پر بات کی ہے کہ ہم عدالتوں کا انتظار نہیں کر سکتے تو مجھے انتہائی افسوس ہے کہ پہلے ہمارے ایک معزز ممبر نے جس طرح پوری تفصیل بتائی ہے اور مذہبی حوالے سے اپنی بات کی ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ مذہب سب کے لئے قابل احترام ہوتا ہے اور ہم سب کا پہلا فرض یہ بنتا ہے کہ ہم اپنے مذہب کا تقدس برقرار رکھیں لیکن مجھے انتہائی افسوس ہے کہ جس طرح سے چودھری عبدالغفور صاحب نے اس چیز کو mention کیا ہے کہ ہم عدالتوں کے فیصلوں کا انتظار نہیں کر سکتے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو سوچ اور mentality ان کی حکومت اور ان کی ہے وہ یہ ہے کہ قتل و غارت گری جاری رہنی چاہئے۔ یہ کون سا مذہب ہے جس کا یہ پرچار کرتے ہیں اور کون سے مذہب کی بات کرتے ہیں کہ جس میں انسانیت کی کوئی قدر نہیں ہے بلکہ انسانیت کے قتل کی بات کرتے ہیں۔ مجھے بہت ہی افسوس ہے کہ ہم اس چیز کو بالکل مانتے ہیں کہ ہمیں ہر مذہب کا احترام کرنا چاہئے اور انسانیت کا احترام کرنا چاہئے۔۔۔

جناب چیئرمین: گزارش یہ ہے کہ ہم سب کو ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنا چاہئے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہمیں قانون اور عدالتوں کا احترام کرنا چاہئے۔ جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب چیئرمین! ہمارا ملک Islamic Republic of Pakistan ہے۔ ہمارے معاشرے کی بداخلاقی آپ یہ دیکھیں کہ ہمارے صوبہ پنجاب میں، میں معذرت چاہتی ہوں کہ میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ وزیر قانون صاحب موجود نہیں ہیں؟ لاء اینڈ آرڈر کی situation پر بات کرتے ہوئے انہوں نے لاء اینڈ آرڈر کی دھجیاں بکھیر دی ہیں اور حالات کو اتنے بُرے طریقے سے پیش کیا ہے کہ وزیر قانون صاحب ایوان میں موجود ہی نہیں ہیں۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب والا! میں موجود ہوں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! یہ اپنی بات پر جواب دیں، میری بات کاٹنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں پہلے اپنی بات ختم کر لوں پھر وزیر صاحب کھڑے ہوں۔ میں لاء منسٹر کی بات کر رہی ہوں ہر وزیر کی بات نہیں کر رہی۔

جناب چیئرمین! لاء اینڈ آرڈر کی situation کی جو دھجیاں اس حکومت نے بکھیری ہیں پاکستان کی 63 سالہ تاریخ میں کبھی اتنی دھجیاں نہیں بکھیری گئی تھیں۔ اس پنجاب حکومت نے پنجاب کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔ کیا یہی وہ پنجاب ہے جہاں پر خوش و خرم اور ہنستے بستے لوگ رہتے تھے؟ یہاں پر آج بچیوں سے rape کیا جا رہا ہے، یہاں پر رہزنی ہو رہی ہے، یہاں پر موبائل فون چھینے جا رہے ہیں، یہاں پر ہمارے ممبران اسمبلی جو اس مقدس forum کے representatives ہیں ان کے گھروں میں جا کر ڈاکے مارے جا رہے ہیں اور چوریاں ہو رہی ہیں۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی گاڑی snatch کی گئی ہے اور اس کے علاوہ باقی کتنے لوگ ہیں جن پر ڈاکے ڈالے گئے ہیں، قتل و غارت ہو رہی ہے اور یہ سارا کچھ پنجاب میں ہی ہو رہا ہے۔ وزیر قانون صاحب صرف یہ کہہ کر بری الذمہ ہو گئے ہیں کہ سوئی گیس اور واپڈا کی وجہ سے یہ سارے حالات خراب ہوئے ہیں۔ میں نے ان کی word to word proceeding نکلوائی ہے جو میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں۔ وزیر قانون نے ساری ذمہ داری محکمہ سوئی گیس اور واپڈا پر ڈال دی ہے، اگر پنجاب میں جرائم کی وجہ محکمہ واپڈا اور سوئی گیس ہے تو پنجاب پولیس کی کیا ذمہ داری ہے؟ پنجاب پولیس کو 184۔ارب روپے کس لئے دیئے گئے تھے، اپنی پتلونیں اور ٹوپیاں ٹھیک کر کے عوام کے ساتھ رہزنی کے لئے دیئے گئے تھے؟ ہم میڈیا کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں جو انہیں آئینہ دکھاتا ہے اور وہ کھڑے ہو کر یہ بھی نہیں مانتے کہ ہاں واقعی پنجاب کا یہ حال ہے اور ہم اس کو درست کریں گے۔ انہوں نے تو ساری کی ساری ذمہ داری واپڈا اور سوئی گیس کے محکموں پر ڈال دی۔ یہ وہی پنجاب ہے جہاں انہوں نے ووٹ لیتے وقت کہا تھا کہ ہم 1999 کی پوزیشن واپس لے آئیں گے۔ خدارا یہ 2002 وزیر اعلیٰ پرویز الٰہی صاحب کے دور کو ہی واپس لے آئیں تو بہت بڑی بات ہو گی۔ 1999 کو تو یہ اب بھول جائیں، پرویز الٰہی صاحب جو صوبہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ رہ چکے ہیں اس دور کو ہی واپس لے آئیں تو بڑی بات ہو گی لیکن اب یہ نہیں لا سکتے۔ یہ نالائق اور نکمی حکومت ہے اور انہوں نے کوئی policy making نہیں کی۔ پولیس کو جو آپ نے 184۔ارب روپے دے دیئے یہ عوام کو دے دیں تاکہ وہ اپنے لئے اسلحہ خریدیں اور اپنے گھر کی خود حفاظت کریں۔ پولیس اب کسی کام کی نہیں رہی ہے کیونکہ پولیس کے لئے کوئی policy making کی جا رہی اور نہ ہی کوئی law making کی جا

رہی۔وزیر قانون صاحب تو ادھر ایوان میں موجود نہیں ہیں تو پولیس کے ساتھ ان کی کون سی میٹنگیں ہوتی ہوں گی؟دوسرا میں آپ کو یہ بھی بتاتی چلوں کہ پنجاب دوسرے صوبوں کی نسبت گزشتہ تین سالوں میں33ہزار تاوان کی وارداتوں کے ساتھ سر فہرست ہے۔اغواء برائے تاوان کی416وارداتوں کے ساتھ سر فہرست ہے،اسی طرح murder crimeکی15ہزار وارداتوں کے ساتھ سر فہرست ہے،خواتین کے خلاف3ہزار 35کیسوں کے ساتھ سر فہرست ہے۔وزیر قانون نے پرسوں floorپر جو رپورٹیں پیش کی ہیں وہ اس کے بالکل برعکس ہیں۔ان کی رپورٹیں غلط تھیں اور حقائق پر مبنی نہیں تھیں۔ صحیح رپورٹیں تو ہمارے پاس ہیں اور اگر ہم غلط رپورٹیں دے رہے ہیں تو یہ اسے چیلنج کریں۔جو کچھ روزنامہ "ڈان" اے پی پی "اور نیشن نے شائع کیا ہے ہم تو وہ رپورٹیں پیش کر رہے ہیں۔میں کہتی ہوں کہ آپ اگر چاہیں تو اسے چیلنج بھی کر سکتے ہیں۔انہوں نے جو رپورٹیں پیش کی ہیں وہ گھر میں بنائی ہوئی رپورٹیں تھیں۔میں آپ کی ایک اور بات کی طرف بھی توجہ مبذول کروانا چاہتی ہوں۔2011 میں844خواتین قتل ہوئی ہیں1547اغواء کے مقدمات درج ہوئے ہیں،494خواتین سے زیادتی ہوئی ہے اور376نے خودکشیاں کی ہیں۔میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس کا ذمہ دار کون ہے؟یہ نالائق نکمی پنجاب حکومت اس کی ذمہ دار ہے کیونکہ اس نے پولیس کے متعلق policy making نہیں کی،کیوں law making نہیں کی۔۔۔

وزیر خوراک(چودھری عبدالغفور):جناب چیئرمین!یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب چیئرمین!میں انہیں ان کی نالائقیوں کا بتا رہی ہوں میں کسی پر personal بات نہیں کر رہی۔میں تو حکومت کی نالائقیوں کی بات کر رہی ہوں۔

جناب چیئرمین:آپ بھی اخلاقی اقدار کو سامنے رکھتے ہوئے بات کریں۔ہم سب آپ کی بات سننے کے لئے تیار ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب والا!میں تو حقائق پر مبنی باتیں کر رہی ہوں۔میں تو پنجاب حکومت کی negligence کی بات کر رہی ہوں۔انگریزی میں negligenceاور اردو میں نالائقی کہہ رہی ہوں۔ اردو میں یہ نالائق حکومت ہے اور انگریزی میں ان کی negligenceہے۔ The negligence of Punjab Government is shown in these reports. یہ رپوٹیں کہہ رہی ہیں میں نہیں کہہ رہی ہوں۔یہ ان رپورٹوں کو بے شک چیلنج کریں،یہ ان رپورٹوں کو pursue کریں جب

ہم انہیں حقائق بتاتے ہیں تو یہ بُرا منا جاتے ہیں، یہ چیختے ہیں، یہ چلاتے ہیں۔ چیخنے چلانے سے سچائیاں نہیں رکیں گی۔ ہم نے تو جو کہنا ہے وہ کہنا ہے۔

محترمہ راحت اجمل: جناب چیئرمین! یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب والا! یہ اخلاق کے دائرے میں بات کریں۔

جناب چیئرمین: پلیز! تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! ان کے بولنے سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا میں Chair سے مخاطب ہوں اور مجھے پتا ہے کہ میڈیا دیکھ رہا ہے، سن رہا ہے اور وہ ان سب باتوں کو ریکارڈ میں لائے گا۔ ان کے بولنے سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ یہ حقائق نہیں چھپا سکتے افسوسناک حد تک جرائم میں اضافہ ہو رہا ہے۔ 2011 میں 844 خواتین قتل ہوئی ہیں اس کے علاوہ اتنی زیادہ خواتین کے ساتھ rape ہوئے ہیں، اغواء کی وارداتیں ہوئی ہیں اس کے علاوہ تین سال کی چھوٹی سی بچی کے ساتھ جو rape ہوا ہے، آپ کیوں نہیں اس حد تک جا رہے کہ اس بندے کا تو criminal mind ہے اس بندے کا آپ mind set دیکھیں۔ پولیس والے گاڑیاں چھینتے ہیں اور دوسرے ناکے پر وہ پکڑے جاتے ہیں کیا اتنے ارب روپے پولیس والوں کو اس لئے دیئے جا رہے ہیں کہ وہ شہریوں سے گاڑیاں چھینیں اور دوسرے ناکے پر وہ پکڑے جائیں۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! آپ ان کو floor دے ہی نہیں سکتے کیونکہ آپ نے floor مجھے دیا ہوا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب والا! میں نے ایک چھوٹی سی گزارش کرنی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! میں کسی کے متعلق personal بات نہیں کر رہی ہوں ان کے بارے میں بات نہیں کر رہی، مجھے بولنے دیں میں سچ بول رہی ہوں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب تقاریر ہو رہی ہوتی ہیں، کسی موضوع پر بحث ہو رہی ہوتی ہے تو ہر ممبر کو اس بات کا حق ہوتا ہے کہ بعد میں اپنی تقریر میں rebuttal یا تصحیح کر سکے۔ جب ان کی باری آئے گی تو یہ اس وقت اپنی بات کر لیں۔

جناب چیئرمین: میں نے ان کو روکا ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: معزز ممبر کو ان کی تقریر کے دوران interrupt نہ کیا جائے۔

جناب چیئرمین: کوئی ایسی بات نہیں floor ان کے پاس ہی ہے۔ پلیز آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! جیسا کہ کل ہمارے معزز ممبر چودھری ظہیر الدین صاحب نے کہا تھا کہ جب انہیں آئینہ دکھایا جاتا ہے تو کہہ دیتے ہیں "فیقے دا منڈا وی فیل ہو یا سی"۔۔۔

محترمہ راحت اجمل: جناب والا! آئینہ ان کو دکھایا تو برا مان گئے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جب انہیں آئینہ دکھاتے ہیں تو پھر "فیقے دا پتر" یعنی انہیں سندھ اور بلوچستان نظر آنے لگ جاتے ہیں۔ اپنی کوتاہیوں کی طرف تو دیکھیں، اپنے گریبان میں جھانکیں اور اپنے آپ کو تو پہلے ٹھیک کریں پھر ہم سندھ اور بلوچستان میں دیکھیں گے کہ وہاں پر حالات کیا ہیں؟ جب میاں صاحب سندھ میں گئے تو انہوں نے وہاں پر کہا کہ میں جب سندھ میں آؤں گا تو یہاں سے ڈاکو راج ختم کر دوں گا۔ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ وہ سیٹیں لیں گے تو جائیں گے، سیٹوں کے لالچ میں اس قسم کی باتیں کر رہے ہیں۔ میں ان سے کہتی ہوں کہ پہلے پنجاب کو تو سنبھالیں، پنجاب جو کہ پورے پاکستان کا 63 فیصد ہے پہلے اس کو تو ٹھیک کر لیں پھر یہ سندھ کے ڈاکو راج کو ختم کریں۔ وہاں پر جا کر تو صرف یہ point scoring کرتے ہیں، number scoring کرتے ہیں اور اپنی سیاست چمکاتے ہیں۔ انہوں نے لیپ ٹاپ۔۔۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب چیئرمین! یہ لاء اینڈ آرڈر پر بات ہو رہی ہے یا میری لیڈر شپ کے متعلق بات ہو رہی ہے۔ میری لیڈر شپ پر انہیں بات کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: محترمہ آپ فرمائیں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں لاء اینڈ آرڈر کے متعلق بات کر رہی تھی کہ جو لیپ ٹاپ اور ٹیکسیاں دی گئی ہیں ان کے دینے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ وہ بھی ڈاکوؤں کے ہاتھوں چھین لی جائیں گی، ڈاکو وہ لیپ ٹاپ بھی چھین کر لے جائیں گے، وہ ٹیکسیاں بھی لے جائیں گے

اور جو عورتیں ٹیکسیاں چلا رہی ہیں ڈاکو ان کے ساتھ بھی rape کر جائیں گے لہذا ایسی چیزیں بانٹنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے point scoring کا کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ ہمیں صرف law making کرنی چاہئے۔ میں آپ کو کچھ suggestions بھی دینا چاہتی ہوں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں آپ کو کچھ suggestions دینا چاہتی ہوں، سب سے پہلی suggestion تو میری یہ تھی کہ اربوں روپے کا فنڈ جو پولیس کو دیا گیا تھا وہ عوام کو دیا جائے تاکہ وہ اپنے مال و جان کی حفاظت خود کریں۔ وہ ان پولیس والوں سے خود بچیں اور اپنے آپ کو بچائیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میں عورت ہوں اور مجھے پتا ہے کہ میں سچ بول رہی ہوں، "The Nation" کی رپورٹ کے مطابق پچھتر ہزار اشتہاری ہیں، پہلے تو پولیس مقابلے کرائے جاتے تھے اور یہ fashion اور پنجاب حکومت کا یہ وتیرہ تھا کہ وہ ڈاکو ختم کرنے کے لئے پولیس مقابلے کرا دیتی تھی۔ میری تجویز ہے کہ patrolling service بہتر بنانی چاہئے، ہمیں پٹرولنگ پولیس کو سہولتیں دینی چاہئیں، پرویز الہیٰ صاحب کے دور میں پٹرولنگ پولیس کو جو فائدے دیئے گئے تھے وہ انہیں مستقبل دینے چاہئیں۔ پٹرولنگ پولیس پرویز الہیٰ صاحب کے دور میں آئی تھی ہمیں اس سروس کو اچھا بنانا چاہئے، پولیس افسران اور اہلکاروں کی تقرریوں اور تبادلوں میں سیاسی مداخلت نہیں ہونی چاہئے۔ یہاں فون چلے جاتے ہیں کہ ہمارا بندہ ہے، ہماری ہی مرضی سے ایس ایچ او لگاؤ یہ ہمارے علاقے کا کام کرے گا، ہمارا ڈی پی او ہونا چاہئے اب یہ ہمارا تمہارا ختم کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں تو ابھی بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں اپنی بات conclude کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!میں اس پرendکرنا چاہتی ہوں کہ ہمارا ہنستا بستا پنجاب تھا ہمیں وہ واپس کریں ورنہ یہ حکومت اس قابل ہی نہیں ہے کہ وہ یہاں پر حکومت کر سکے۔

جناب سپیکر:اللہ خیر کرے۔جی،میجر(ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن صاحب!

محترمہ آمنہ الفت:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:میں وہاں بیٹھ کر آپ کی بات سن رہا تھاThis is your faultآپ اپنے نمبر پر موجود نہیں تھیں،اب میں کیا کروں؟آپ ادھر نہیں تھیں۔

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!میں کل تقریر کر رہی تھی کہ مانیکا صاحب نے کورمpoint outکر دیا تھا۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں،آپ اس وقت آئے ہی نہیں کہ میں آپ کو باری دیتا۔محترمہ!اب تشریف رکھیں۔ایسے نہ کریں،اب آپ کی باری دور جائے گی۔جی،رانا صاحب!

میجر(ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا:جناب سپیکر!یہ مجھےdisturbکر رہے ہیں اور بات نہیں کرنے دے رہے۔

سید حسن مرتضیٰ:اگر میںdisturbکر رہا ہوں تو میں ایوان سے باہر چلا جاتا ہوں۔

جناب سپیکر:آپ واک آؤٹ نہ کریں،آپ کی مہربانی اگر ویسے جانا ہے تو آپ کی مرضی۔

میجر(ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا:جناب اینوں جان دیو۔

جناب سپیکر:شاہ صاحب!بہتر ہے کہ آپ ان کے پیچھے چلے جائیں ذرا ان کو تھوڑی تھوڑیfeed backکریں۔

میجر(ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم،جناب سپیکر!شکریہ کہ آپ نے مجھے لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنے کا موقع دیا،میں نے یہاں پر جو تجربہ کیا ہے یا پچھلے دو تین دنوں سے لاء اینڈ آرڈر کی بحث کو دیکھ رہا ہوں جب تک ہم ان چیزوں سے بالاتر ہو کر لاء اینڈ آرڈر پر بات نہیں کریں گے اور پھر یہ توقع رکھنا کہ لاء اینڈ آرڈر ٹھیک ہو گا۔ میرے خیال میں یہ ناممکنات میں سے ہے ، فیڈرل پنجاب پر personal attacksاور پنجاب فیڈرل پر،کوئی کسی پر اور کوئی کسی پر،یعنی ذاتیات پرattacksکئے جاتے ہیں تو میرے خیال میں اس سے لاء اینڈ آرڈر ٹھیک نہیں بلکہ خراب ہی ہوتا ہے۔میں یہ ببانگ

دہل کہہ رہا ہوں کہ ہمیں لاء اینڈ آرڈر ٹھیک کرنے کے لئے پارٹیوں سے بالاتر ہو کر سوچنا پڑے گا، اگر ہم اپنی پارٹی levelاور اپنی اپنی قیادت کے level پر سوچتے رہیں گے تو میرا خیال نہیں کہ ہم لاء اینڈ آرڈر پر serious ہوں گے۔ میں لاء اینڈ آرڈر کو ایک اور پہلو سے دیکھتا ہوں، میں اس پہلو سے نہیں دیکھتا کہ کتنے قتل ہو گئے ہیں اور میں اس پہلو سے نہیں دیکھتا کہ کتنی ڈکیتیاں ہو گئی ہیں۔ میرے خیال میں اب وہ وقت سر سے گزر چکا ہے کہ ہم گنتی کریں کہ آج دو قتل ہوئے اور آج چار قتل ہوئے کیونکہ اس وقت اجتماعی طور پر قوم اور ہمارے لوگوں کی قوت برداشت ختم ہو چکی ہے، یہ ان چھوٹے چھوٹے جرائم کا تسلسل ہے، یہ ان daily جرائم کا تسلسل ہے جو پچھلے سالوں سے، پچھلی صدیوں سے ہوتے آ رہے ہیں لیکن آج جو حالت ہے اس کے اندر سارے لوگ ذہنی بیمار ہو چکے ہیں اور آپ کے سامنے مثالیں موجود ہیں کہ تین سال کی بچی سے rape کیا جاتا ہے، بغیر کسی وجہ سے آدمی کو قتل کر دیا جاتا ہے، ایک وقت میں چودہ چودہ قتل ہو جاتے ہیں۔ اگر اس کی تہہ میں جائیں تو یہ ذہنی بیماری کی عکاسی کرتا ہے، قوم ذہنی تناؤ کا شکار ہے، قوم کے اعصاب جواب دے چکے ہیں۔ آیئے figures کے اس گورکھ دھندے میں نہ پڑیں کہ یہ پولیس کی ناکامی ہے یا کس کی ناکامی ہے بلکہ یہ پورے سسٹم کی ناکامی ہے جس کو ہم نے ٹھیک کرنا ہے۔ Above all قوم کے لوگ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے چکے ہیں، قانون کی علمبرداری نہیں ہے۔ جو کچھ میں نے کہا ہے یہ سب کچھ کیوں ہے، کن حالات کی وجہ سے ہے؟ ہم نے انہیں دیکھنا ہے۔ پچھلے تریسٹھ سال سے اس ملک کے اندر، اس صوبے کے اندر منصف تو موجود تھے آج بھی موجود ہیں لیکن انصاف ناپید ہے۔ یہ ایک main وجہ ہے جس سے قوم ذہنی تناؤ کا شکار ہے، ہم نے عوام کو انصاف دینا ہے اور ایک سسٹم کے ذریعے یہ انصاف دینا ہے لیکن وہ سسٹم فیل ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے اندر لیڈر تو موجود ہیں لیکن رہبر موجود نہیں ہیں جو ہمیں راہ دکھا سکیں کہ ہم نے کس راہ پر چل کر اپنی منزل کا تعین کرنا ہے۔ مسافر موجود ہے لیکن ان کے پاس منزل نہیں ہے تاکہ وہ پہنچنے کی جستجو کر سکیں۔ لوگ موجود ہیں قوم غائب ہے، ہم نے ان عناصر کو ختم کرنا ہے اور ایک قوم کو پیدا کرنا ہے جس قوم کے اندر انصاف ہو، جس قوم کے اندر انصاف کی علمبرداری ہو اور انصاف دینے والے لوگ بغیر کسی جھکاؤ اور کسی چیز کے سب کو یکساں انصاف مہیا کریں۔ ان سب چیزوں کی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگ زمینی حقائق سے دور ہوتے جا رہے ہیں، ہماری پالیسیوں کا زمینی حقائق سے کوئی تعلق نہیں، پالیسیاں ائر کنڈیشنڈ حالوں میں بیٹھ کر بنتی ہیں، پالیساں ائر کنڈیشنڈ دفتروں میں بیٹھ کر بنتی ہیں جن کا ایک عام آدمی کی زندگی کے مسائل سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ہمیں اپنی پالیسیوں کو ان تعلقات سے

جوڑنا ہو گا تب جا کر آپ یہ توقع کر سکیں گے کہ آپ کی لاء اینڈ آرڈر کی situation بہتر ہو۔ہمارے ملک، ہمارے صوبے اور ہمارے اندر ایک misconception create کی گئی ہے کہ کرپشن سب سے بڑا ناسور ہے، ٹھیک ہے میں کرپشن کی favour میں وکالت نہیں کر رہا لیکن جہاں اسے ختم ہونا ہے وہاں پر اس سے بھی ایک بڑا جن ہے جو ہماری جڑوں کو کھوکھلا کر رہا ہے اور وہ ہے incompetence اور یہ ہر level پر موجود ہے۔میں کہتا ہوں کہ ایک کرپٹ آدمی دس روپے کھائے گا تو وہ نوے روپے کا کام کرے گا اس سے قوم کا کوئی فائدہ ہو گا، ملک کا کوئی فائدہ ہو گا، محکمے کو کوئی فائدہ ہو گا، وہ اسی روپے کا کام کرے گا تو بیس روپے کھائے گا اس نے اپنے کھانے کے لئے اسی روپے کا کام کرنا ہے لیکن ایک incompetent سیاستدان، ایک incompetent آفیسر، ایک آرگنائزیشن کا incompetent سربراہ، ایک ادارے کا incompetent سربراہ جو zero کام کرتا ہے وہ اپنے آپ کو فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی قوم کو فائدہ پہنچا سکتا ہے ۔ میری نظر میں کرپشن کے ساتھ ساتھ incompetence کو attend کرنا ہو گا اور اسے اپنے اندر سے ختم کرنا ہو گا۔ میں ببانگ دہل کہتا ہوں کہ incompetent لوگ باثر ہیں اور انہوں نے سیٹوں پر قبضہ کیا ہوا ہے ہمیں انہیں remove کر کے competent لوگ چاہئیں وہ کسی بھی طبقے، کسی بھی قوم اور کسی breed and feed سے تعلق رکھتے ہوں، انہیں ان کرسیوں پر لانا ہو گا۔میں باہر کی بات نہیں کر رہا بلکہ اس چار دیواری کے اندر کی بات کر رہا ہوں کہ ہم نے جو ذمہ داریاں اپنے ذمہ لے رکھی ہیں کیا وہ ذمہ داریاں ہماری ہیں، کیا ہمیں وہ ادا کرنی چاہئیں، کیا ہمیں اپنا کام نہیں کرنا چاہئے؟ آپ یہاں سے شروع کیجئے کہ آئیں آج اس forum پر بیٹھے ہوئے دوست اور جو نہیں ہیں وہ بھی یہ عہد کریں کہ ہم نے وہ ذمہ داریاں نبھانی ہیں جو ہمارے قانون کے مطابق ہماری بنتی ہیں نہ کہ ہمیں ان چیزوں میں ہاتھ ڈالنا ہے جو کہ ہمارا کام نہیں ہے۔

جناب والا! میں یہاں پر انصاف کی بات کر رہا تھا۔انصاف کے اندر ہر چیز آ جاتی ہے۔انصاف کے اندر بجلی، سوئی گیس، روزگار، پٹرول، ڈیزل، روٹی اور اناج بھی آتا ہے۔آئیے! آج سوچیں کہ ہم ان میں سے اپنے لوگوں کو کیا چیزیں دے رہے ہیں، ہم الیکشن کے دوران وعدے کر کے آئے تھے کہ آپ کے لئے یہ یہ کریں گے۔آج چار سال گزرنے کے بعد اپنے گریبان کے اندر جھانک کر دیکھیں کہ ہم ان وعدوں پر کتنا پورا اُترے ہیں اور ہم نے کس منہ سے اگلے الیکشن میں ان کے سامنے جانا ہے؟ یہی چیزیں law and order create کرتی ہیں، لوگوں کو disturb کرتی ہیں اور لوگ ذہنی تناؤ کا شکار ہوتے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ law and order کی صورتحال کو دیکھتے ہوئے مت گنتی کیجئے کہ

اتنے قتل ہو گئے یا ڈکیتی کے اتنے واقعات رونما ہوئے ہیں بلکہ آپ ایک mindset کو تبدیل کریں، چاہے وہ mindsetپولیس، جوڈیشری، انتظامیہ، سیاست دانوں یا لیڈروں کا ہے۔جب تک ہم ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچتے رہیں گے، ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے دوڑ لگاتے رہیں گے تو اس وقت تک یہ حل نہیں نکلے گا بلکہ جب تک ہم سر جوڑ کر اور اکٹھے بیٹھ کر ان مسائل کا حل نہیں نکالتے تو یہ نہیں نکلے گا، یہ نہیں نکلے گا۔Thank you very much.

جناب سپیکر: اب میاں محمد رفیق صاحب تقریر کریں گے۔ میاں صاحب! آپ نے پانچ منٹ کے اندر اپنی بات مکمل کرنی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پانچ منٹ میں کیا بات کر سکوں گا؟

جناب سپیکر: دیکھیں! آج جمعتہ المبارک ہے اس لئے آپ مہربانی کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ درست بات ہے کہ law and orderکے حوالے سے سب اچھا نہیں ہے جیسا کہ وزیر قانون نے اپنے بیان میں یہ سارا کچھ کہہ دیا ہے، تسلیم بھی کر لیا ہے کہ چوریاں، ڈکیتیاں اور ناانصافیاں ہو رہی ہیں جبکہ انہوں نے اپنی تقریر کے دوران ان معاملات کی درستی کے اقدامات کا بھی ذکر کیا ہے۔اس معزز ایوان کے معزز ممبران نے بھی کچھ طعن و تشنیع سے کام لیا ہے اور اس حوالے سے انہوں نے تجاویز بھی دی ہیں۔ ہر کوئی چوری، ڈکیتی اور ریپ وغیرہ کے بارے میں بات کرتا ہے لیکن کسی نے اس پر بات نہیں کی کہ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے، میں اس پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں کہ اس کی وجوہات کیا ہیں؟ اس کی وجہ غیر منصفانہ طبقاتی نظام ہے۔ یہ سب سسٹم کی خرابی ہے جس کی وجہ سے یہ سارے جرائم ہو رہے ہیں۔ اگر یہ سسٹم ایسے ہی رہے گا تو یہ معاملات کبھی درست نہیں ہوں گے۔ قائداعظم مرحوم نے پاکستان بنایا اور بعد میں اپنے ساتھیوں کے بارے میں انہوں نے کہا کہ میری جیب میں سارے کھوٹے سکے ہیں۔ اس وقت ان کے ساتھ سارے feudals تھے۔ اس کے بعد بھٹو صاحب نے بھی ایک اچھی سوچ اور افکار سے کام شروع کیا لیکن وہ بھی اسی زمرے میں مار کھا گئے کیونکہ انہوں نے بھی feudals کو ساتھ ملایا۔ یہاں پر Feudal Systemرائج ہے۔ جس کے ساتھ establishment ہے، اس کے ساتھ موقع پرست، مفاد پرست لوگ ہیں، انہی لوگوں کے رشتے دار آج مختلف اداروں میں بیٹھے ہیں اور انہی لوگوں کی وجہ سے یہ ساری ناانصافیاں ہو رہی ہیں۔ یہ طبقاتی ونڈ، طبقاتی تقسیم اور طبقاتی ناانصافی ہے۔ بجلی، گیس اور صنعتیں بند، روزگار بند ہو جانے کی وجہ سے مفلسی اور غربت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ چھوٹا کاشت کار، کھیت مزدور، بھٹہ مزدور، پاور لومز کا

مزدور، ملوں اور فیکٹریوں کے مزدور، چھابڑی والا، ریڑھی والا، چھوٹے دکاندار، فقیر، فقراء اور ان جیسے دوسرے تمام لوگوں کا طبقہ 95 فیصد بنتا ہے جو کہ غربت اور مفلسی کی چکی میں پس رہے ہیں۔پوش طبقہ سارے مفادات اٹھا رہا ہے۔یہی طبقہ ایوانوں میں اور حکمرانی میں بیٹھا ہے۔اس طبقے کی تعداد پانچ فیصد سے بھی کم ہے اور اسی کا ملک کے اقتدار، اختیارات اور وسائل پر قبضہ ہے جبکہ 95 فیصد لوگ مفلسی اور غربت کی لکیر سے بھی نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔ان غریب لوگوں کا اقتدار، ملکی وسائل اور نہ ہی ملکی اختیارات میں حصہ ہے۔مجھے امید ہے کہ یہ طبقہ ایک دن ضرور انقلاب لائے گا۔یہ لوگ چاہے فرانس کی طرز پر انقلاب لائیں کہ جہاں پر انہوں نے ہر چوک میں guillotine پیدا کر دی تھی یا یہ طبقہ چین اور روس کی طرح انقلاب لائے۔جب اس طبقے کو شعور آئے گا تو یہ ضرور انقلاب لائیں گے۔یہ چوریاں، ڈکیتیاں بھوکے لوگ کر رہے ہیں۔اس کے بارے میں تو علامہ اقبال نے بھی کہہ دیا تھا کہ:

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہیں روزی
اُس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

جناب سپیکر!اس غیر منصفانہ نظام اور Feudal System کو ختم کرنا ہوگا۔میں آخر میں علامہ اقبال کا ایک اور شعر پڑھ کر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔اقبال کہتے ہیں کہ:

آں کلیم بے تجلی آں مسیح بے صلیب
نیست پیغمبر و لیکن در بغل دارد کتاب

جناب سپیکر!یہ سوشلزم ہماری معیشت ہے، یہ جمہوریت ہماری سیاست ہے اور یہ اسلام ہمارا دین ہے۔اس پر کہاں عمل ہو رہا ہے؟میں بھی اس ایوان میں یہ بات کہتا ہوں کہ سوشلزم میری معیشت ہے، اسلام میرا دین ہے اور جمہوریت میری سیاست ہے۔جب تک اس Feudal System اور اس طبقاتی نظام کو ختم نہیں کیا جاتا اُس وقت تک ان 95 فیصد غریب لوگوں کو انصاف نہیں مل سکتا۔
بہت شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!بہت شکریہ

جناب سپیکر: کس بات کا شکریہ؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!آپ نے مجھے ایک بہت اہم اور نازک مسئلے پر لب کشائی کی اجازت دی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو اجازت کب ملی ہے؟ پہلے آپ میری بات سنیں پھر بات کیجئے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جی، آپ حکم کریں۔

جناب سپیکر: دیکھیں! میں آپ تمام معزز ممبران سے شاہ صاحب کے لئے سفارش کرتا ہوں کیونکہ انہوں نے law and order پر بحث کرانے میں بہت محنت کی ہے۔ان کی بات سننے کے لئے میں ایوان سے اجازت لوں گا تاکہ ان کو بولنے کا موقع دیا جاسکے۔کیا یہ ٹھیک ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں سارے ایوان کا بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھ پر مہربانی فرمائی ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے تو کوئی جواب ہی نہیں دیا، بہر حال آپ بات کریں اور آپ نے صرف law and order پر بات کرنی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں law and order پر ہی بات کروں گا لیکن اگر آپ مجھے اسی طرح interrupt کرتے رہیں گے تو پھر وہ تسلسل نہیں رہے گا۔

جناب سپیکر: اگر آپ out of track جائیں گے تو میں interrupt کروں گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اگر میں کوئی اور بات کروں تو آپ مجھے ضرور روکیں۔

جناب سپیکر: آپ وقت کا بھی خیال رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جب میری بات ختم ہو جائے گی تو میں خود بیٹھ جاؤں گا۔اس کے بعد سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ میں ایک لمحہ بھی یہاں کھڑا رہوں۔ میں سیاق و سباق سے بات کر رہا تھا کہ تھانہ ہڈیارہ میں جو ناخوشگوار اور المناک واقعہ پیش آیا اس پر وزیر قانون نے ارشاد فرمایا تھا کہ ہم قانون کو ہاتھ میں لینے والوں کے لئے کیسے ہمدردانہ غور کر سکتے ہیں یا ان کے لئے کیسے نرم گوشہ رکھ سکتے ہیں؟

جناب سپیکر! میں میاں رفیق صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے عرض کروں گا کہ جب تک یہ دُہرا انظام حکومت ختم نہیں ہو گا اس وقت تک law and order کی صورتحال اس صوبے میں درست نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: جی، اجلاس کا وقت دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ ہمیں اس ایوان میں بیٹھ کر پنجاب کے لاء اینڈ آرڈر کو درست ثابت کرنے کے لئے دوسرے صوبوں سے موازنہ نہیں کرنا چاہئے۔ ہم پنجاب کی نمائندگی کر رہے ہیں اور میرا خیال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اچھی اچھی تجاویز دے دیں کیونکہ ٹائم بڑا short ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ کوئی تک تو نہیں بنتا؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ ساجدہ میر صاحبہ! آپ تشریف رکھیں میں آپ کو بعد میں ٹائم دوں گا۔ میں نے شاہ صاحب کو Floor دیا ہوا ہے مجھے پہلے اُن کی بات سننے دیں۔ جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ اگر ہڈیارہ تھانہ میں ایک واقعہ پیش آتا ہے، ایک ایس ایچ او اپنی ہی گاڑی کے نیچے آ کر کُچلا جاتا ہے تو اُس گاؤں میں دو تین دن تک بجلی، پانی اور کھانا پینا بند کر دیا جاتا ہے، لوگوں کی آمد و رفت روک دی جاتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ہم نے اس پر کمیٹی بنائی ہے، آپ کیا کرتے ہیں؟ آپ لاء اینڈ آرڈر پر بات کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں یہ بات لاء اینڈ آرڈر پر کر رہا ہوں۔ میں وجوہات بیان کر رہا ہوں کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کیوں خراب ہوتی ہے اور لوگ کیوں محرومیوں کا شکار ہوتے ہیں؟ گوجرانوالہ میں چودہ افراد کو قتل کر دیا جاتا ہے، لالہ موسیٰ میں سات افراد کو قتل کر دیا جاتا ہے، وہاں کیا کارروائی ہوتی ہے؟ وزیر اعلیٰ پنجاب فرماتے ہیں کہ میں وزیر اعلیٰ نہیں، خادم اعلیٰ ہوں تو پھر پولیس کو بھی عوام کے آگے جواب دہ ہونا چاہئے۔ پولیس کے اعلیٰ حکام کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ وہ services provide کرنے والا ادارہ ہے، ہم نے لوگوں کی خدمت کرنی ہے۔ جب یہ double standards ہوں گے تو پھر لوگوں میں محرومیاں بھی پیدا ہوں گی، پھر لوگ اپنا حق حاصل کرنے کے لئے بندوق بھی اُٹھائیں گے۔ یہاں پر میرے محنت کش اور میرے مزدور، جس کے خون پسینے سے اس صوبے کی معیشت رواں دواں ہے کو کہا گیا کہ وہ چوریاں اور ڈکیتیاں کر رہے ہیں، میں ان الفاظ کی مذمت کرتا ہوں۔ میرا مزدور، میرا کسان، میرا دہقان محنت تو کر سکتا ہے لیکن اپنی روزی کمانے کے لئے وہ بندوق نہیں اُٹھا سکتا۔ یہاں پر انہوں نے بے روزگاری کا ذکر نہیں کیا جو ہماری بنیادی ضرورت ہے، جو

اس حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کو روزگار فراہم کرے۔اس حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو تعلیم اور صحت کی سہولتیں مہیا کرے۔

جناب سپیکر!میں پوچھتا ہوں کہ جب مال روڈ پر لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال خراب ہوتی ہے، جب یہاں پر جلسے اور جلوس ہوتے ہیں، جب نرسیں یہاں آکر مال روڈ بلاک کرتی ہیں تو کون سی وفاقی حکومت ذمہ دار ہے، یہاں پر بورڈ کے اندر دھاندلیاں کر کے رزلٹ تبدیل کئے جاتے ہیں اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کے ایک سینئر عہدیدار اس میں ملوث ہوتے ہیں تو اُس میں کون سی وفاقی حکومت ذمہ دار ہوتی ہے تو وہاں پر کس کو ذمہ دار ٹھہرایا جائے؟

جناب سپیکر!یہاں یہ بات بھی کی گئی کہ ان کو اوپر سے اشارہ ہوتا ہے اور یہ اپنی کرپشن اور بے ایمانیاں چھپانے کے لئے یہاں شور شرابہ کرتے ہیں تو آج میڈیا بھی سُن رہا ہے اور پنجاب کی تاریخ بھی لکھی جارہی ہے۔ میں کسی بھی سیاسی پارٹی سے بالاتر ہو کر یہ عرض کر رہا ہوں کہ پنجاب کے اندر لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال خراب ہو اور میں یہ سوچتا رہوں کہ میری پارٹی کا یہ موقف ہے۔ میں اس پنجاب کا بیٹا ہوں، میں نے اس پنجاب کی پاک سرزمین پر جنم لیا ہے، مجھے اس مٹی سے بھی پیار ہے، میں کسی پارٹی کو نہیں مانتا میرے لئے سب سے پہلے میرا یہ پنجاب خوشحال اور لہلہاتا پنجاب ہے۔ میں آج آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اگر آپ اس لاء اینڈ آرڈر کو ٹھیک کرنا چاہتے ہیں تو پھر یہ محرومیاں ٹھیک کر دیں۔آپ دیکھیں کہ اس عوام کے لئے کیا security measures لئے گئے ہیں اور آپ جب آئی جی آفس کی طرف دیکھتے ہیں تو حصار کھڑے کر دیئے گئے ہیں، سڑکیں بلاک کر دی گئی ہیں، کوئی عام آدمی وہاں پر ہمارے ببر شیرِ پنجاب سے مل نہیں سکتا۔ اگر ہم نے 184۔ارب روپیہ پنجاب پولیس کو بچانے کے لئے دینا ہے تو میں اس سے اختلاف کرتا ہوں اور میں ایسی اسمبلی میں بیٹھنے سے بھی قاصر ہوں کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ ہمارے جسم کے خون کا ایک ایک قطرہ نچوڑ کر آئی جی پنجاب کو protect کیا جارہا ہے اور پھر کہا جاتا ہے کہ یہاں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال درست ہے۔ میں آج حکومت سے سوال کرتا ہوں کہ جو سکیورٹی آئی جی پنجاب کو حاصل ہے کیا مجھے بھی وہی سکیورٹی حاصل ہو گی، کیا قتل ہونے والے صحافیوں کو بھی یہ سکیورٹی حاصل تھی، کیا مزدوروں اور کسانوں کو بھی یہ سکیورٹی حاصل ہو گی، گوجرانوالہ میں جو چودہ آدمی بے گناہ مار دیئے گئے، لالہ موسیٰ میں جو سات آدمی مار دیئے گئے کیا انہیں بھی یہ security provided تھی اور حکومت نے وہاں پر کیا اقدامات کئے ہیں؟ ہمیں اس دہرے معیار کو چھوڑنا پڑے گا۔ اگر لاہور سے رائے ونڈ تک ڈبل روڈ بن سکتے ہیں تو میرا کیا قصور ہے کہ میرے حلقہ میں سڑکیں ٹوٹی

ہوئی ہوں، میرے حلقہ میں ان ٹوٹی ہوئی سڑکوں پر ہر روز ڈکیتی ہو،اس پنجاب پولیس سے پوچھیں کہ میرے حلقہ کا کرائم ریٹ کیاان ٹوٹی پھوٹی سڑکوں کی وجہ سے نہیں ہے؟ جہاں پر رات کو مجبوراً گاڑی روکنی پڑتی ہے اور وہیں بیٹھے ہوئے ڈاکو غریب راہگیروں کو لوٹ لیتے ہیں۔آپ ہماری محرومیوں کو دیکھیں،آپ ہماری اُس دُکھتی رگ پر ہاتھ رکھ کر دیکھیں جن کے آپ نمائندے ہیں۔ماسوائے لاہور کے کسی جگہ پر امن نہیں ہے، کسی شخص کو کوئی protection نہیں ہے۔یہاں پر غلط facts and figures بیان کئے جاتے ہیں،یہاں بتایا جاتا ہے کہ یہاں heinous crimes کم ہوئے ہیں۔ محکمہ داخلہ صرف suicidal attacks کو heinous crime سمجھتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے یہاں پر بتائیں کہ ہر گاؤں اور ہر گلی میں ہر روز ڈکیتیاں نہیں ہو رہیں، کیالاہور جیسے شہر میں ہماری ایم پی اے ساجدہ میر صاحبہ کے گھر ڈکیتی نہیں ہوئی اور کیا یہاں پر ہر روز گاڑیاں نہیں چھینی جا رہیں اور سٹریٹ کرائم کا ریٹ کیا ہے؟اس پر صرف یہ کہہ دینا کہ گیس اور بجلی کی کمی کی وجہ سے یہ سارا کچھ ہو رہا ہے تو میں ان چیزوں کو نہیں مانتا۔ خدارا ہوش کے ناخن لیں۔

جناب سپیکر: ایوان کی کارروائی کے لئے دس منٹ وقت بڑھایا جاتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مجھے وہ دن آج بھی یاد ہے اور اس ملک کے منتخب وزیراعظم میاں محمد نواز شریف صاحب کی وہ clipping آج بھی میری نظر میں ہے۔ میں وہ افسران بھی دیکھ رہا ہوں کیا اس وقت انہیں زبردستی توہین آمیز لہجے میں ملک سے نکلنے پر مجبور نہیں کیا گیا؟ میں اپنے بھائی رانا ثناء اللہ صاحب کو گزارش کرتا ہوں کہ کیا انہیں وہ دن بھول گئے ہیں جب وقت کا ڈکٹیٹر ہم پر ظلم کرتا تھا؟ میری بات کو کسی پارٹی یا گروپ سے منسلک کر کے ضائع نہ کریں۔ میں آج حقیقت بیان کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں صرف ایک پوائنٹ کو clear کرنا چاہتا ہوں۔یہاں حسن مرتضیٰ صاحب اور دوسرے دو معزز ممبران نے یہ بات کی ہے کہ:

Government of Pakistan Ministry of Interior National Crisis Management Cell

جس کی پچھلے سال heinous crime کی 9568 figures ہیں، جس میں پنجاب صرف 579 یعنی 6.05 فیصد پر ہے جبکہ سندھ 3292 کے ساتھ 34 فیصد پر، خیبر پختونخواہ 3691 کے ساتھ 38 فیصد پر اور بلوچستان 2006 کے ساتھ 21 فیصد پر ہے۔انہوں نے یہ کہا کہ یہ تو صرف دہشت گردی کی

figuresہیں۔ نہیں،ایسا نہیں ہے۔وہاں پرheinous crimesکاایکcriteria ہے وہ جسے اس کے مطابق دیکھتے ہیں۔ میرے پاس31۔دسمبراوریکم جنوری دودن کےfiguresہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میں بھی بات کرناچاہتاہوں۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب!آپ تشریف رکھیں۔جی،راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!ان دودنوں کےfigures یہ ہیں کہ اس قسم کےheinous crimeکی تعداد52ہے۔اس میں پنجاب میں5، سندھ میں38، خیبرپختونخواہ میں3اور بلوچستان میں6 ہے۔ پنجاب میں جو پانچcrimesہیں، انہیں میں پڑھ دیتا ہوں تاکہ وضاحت ہو جائے کہ یہ صرف دہشتگردی کے واقعات نہیں ہیں۔لاہور میں31۔دسمبر2011کو محترمہ ساجدہ میر ایم پی اے پاکستان پیپلز پارٹی کی بہن ثناء فاروق کے ساتھ ثریاجبیں پارک میں ڈکیتی کاوقوعہ ہوا۔ یہ کیس بھی اس میں درج ہے یعنی یہheinous crime ہے۔ یہ صرف دہشتگردی کے کیس نہیں ہیں جس قسم کی بات اس سے پہلے ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔کل محترمہ آمنہ الفت بات کررہی تھیں توکورم پوائنٹ آؤٹ ہوا تھااس لئے میں آج محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کوبولنے کے لئے ٹائم دے رہاہوں۔جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! شکریہ۔ ہم آپ کے انصاف پر تہہ دل سے مشکور ہیں۔اس وقت پنجاب اشتہاریوں سے بھرا پڑا ہے۔آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب کے لئے میری تجویز یہ ہے کہ ایک سپیشل فورس تیار کی جائے جس کا کام ہی یہ ہو کہ وہ ان اشتہاریوں کو پکڑے۔ ہمارے معاشرے میں اشتہاری آرام سے چھوٹ جاتے ہیں، عدالتوں سے انہیں ریلیف مل جاتا ہے اور وہ پھر سے وارداتیں شروع کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر!ٹریفک کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے ایک فورس تیار کی گئی تھی۔اس وقت وارڈنز بددلی کا شکار ہیں انہیں ریگولر کیا جائے۔ میری تجویز یہ ہے کہ وارڈنز کو ہتھیار دیئے جائیں،ان کی دوبارہ سے ٹریننگ کی جائے تاکہroads پر ہونے والی وارداتیں جن میں پرس اور موبائل وغیرہ چھیننا شامل ہے، مجھ سے جب میرا موبائل چیئرنگ کراس پر چھینا گیا تھا تو وہاں دو وارڈنز کھڑے دیکھتے رہے اور ڈاکو بھاگ گیا۔اگر ان خطوط پر ان کی ٹریننگ کی جاتی اور ہتھیار ان کے ہاتھ میں ہوتا تو وہ کبھی بھی اس

ڈاکو کو بھاگنے نہ دیتے۔ ہم نے حالات ٹھیک کرنے ہیں اس لئے میں اس حوالے سے آپ کو تجاویز دے رہی ہوں۔

جناب والا! ہمارے یہاں پولیس کو غصہ غریب عوام پر آتا ہے۔ انہیں یہ غصہ جرائم پیشہ اور ڈاکوؤں پر آنا چاہئے اور انہیں پکڑنا چاہئے۔ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ ایک عام طالبعلم یا عام آدمی کو تنگ کرنے کے لئے پکڑیں اس حوالے سے ان کی ٹریننگ ہونی چاہئے۔ جب کسی کے ساتھ بد سلوکی جیسے واقعات ہوتے ہیں تو اس سے لوگ بڑے متنفر ہوتے ہیں۔ میرے ساتھ ایک ایس ایچ او نے بد سلوکی کی تو مجھے معلوم ہے کہ مجھ پر کیا گزری لیکن ایک عام آدمی کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہو گا۔

جناب والا! میری تجویز یہ ہے کہ تھانوں کو جائے تحفظ ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ جو Patrolling Posts بنائی گئیں تھیں انہیں مستحکم کیا جائے۔ اگر اس سسٹم کو مضبوط کر دیا جائے تو الگ الگ لیڈروں کی سکیورٹی کی ضرورت نہیں رہے گی جیسے شیخ صاحب نے بتایا کہ اسی فیصد پولیس صرف لیڈروں کی سکیورٹی پر مامور ہے۔ اگر پولیس کو اپنا کام کرنے دیا جائے اور Patrolling Posts کو مضبوط اور مستحکم کر دیا جائے تو کوئی ڈکیت، چور اور رہزن ان سے بچ نہ سکے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہاں باتیں بہت ہو چکی ہیں لیکن میری تجویز یہ ہے کہ پولیس اور عوام کو مل کر ایک نیا social structure develop کرنا چاہئے۔ میں VVIPs کی ڈیوٹی کے بارے میں کہوں گی کہ ایلیٹ فورس کے 722 جوان کیا انہی کا تحفظ کرنے کے لئے مامور کئے گئے ہیں؟ آپ انہیں وہاں سے ہٹائیں یا اس قسم کی کوئی نئی فورس ان VVIPs کی سکیورٹی کے لئے تعینات کریں تاکہ لاہور میں پانچ ڈکیتیاں کم ہوں۔ اس کے علاوہ جو جتنا جرم کرتا ہے اسے اتنی سزا ملنی چاہئے، پولیس کو بھی ایف آئی آر صحیح وقت پر کاٹنی چاہئے۔ پچھلے دنوں یہ بات بھی سامنے آئی کہ لاہور کو منشیات سے پاک کیا جائے گا لیکن لاہور منشیات سے پاک نہیں ہوا۔ میں سمجھتی ہوں کہ پولیس رشوت لینا چھوڑ دے تو لوگ جرم کرنا چھوڑ دیں گے۔ پولیس کو بھی اس قسم کی ٹریننگ دی جائے۔

جناب سپیکر! تیسری بات یہ کہ جو لوگ ڈاکوؤں کے پیچھے جاتے ہیں اُن کا ریکارڈ نکلوائیں کیونکہ وہ اتنے بڑے جرم کرتے ہیں اور لوگوں کے گھر لوٹتے ہیں اس لئے پتا کریں کہ ان ڈاکوؤں کی پیروی کون کرتا ہے؟ میں سمجھتی ہوں کہ جب ڈاکوؤں کو سزا ملے گی، ان کی پیروی کرنے والوں کے خلاف قانون بنایا جائے گا تو کوئی ڈکیتی نہیں کرے گا۔

جناب سپیکر: ایوان کا وقت پانچ منٹ مزید بڑھایا جاتا ہے۔ محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ! ہمارے پاس بہت کم وقت ہے کیونکہ لاء منسٹر صاحب نے wind up بھی کرنا ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں وقت اور حالات دیکھ رہی ہوں۔ میرے سامنے ہمارے لاء منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں جو کبھی اِس طرف بھی بیٹھتے تھے۔ ایک دفعہ جب ان کے اوپر تشدد کیا گیا تھا تو پوری پنجاب اسمبلی نے انہیں support کیا تھا لیکن آج بڑے دکھ کی بات ہے کہ اس ملک میں لاء اینڈ آرڈر کی حالت یہ ہے کہ پہلے رات کے وقت ڈاکے پڑتے تھے مگر اب دن دہاڑے لوگوں کو لوٹا جاتا ہے لیکن لاء منسٹر صاحب کے کانوں پر کبھی جوں تک نہیں رینگی۔

جناب سپیکر: محترمہ! اب شیمپو کا زمانہ ہے اس لئے جوئیں نہیں آتیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں اپنے ضلع کی بات کروں گی کہ میرا ضلع شیخوپورہ پورے پنجاب میں crime میں پہلے نمبر پر ہے۔ پورے پنجاب کے اشتہاریوں کی پناہ گاہ شیخوپورہ ہے۔ آئے دن قتل، چوریاں اور ڈکیتیاں ہوتی ہیں لیکن کوئی ان کو پوچھنے والا نہیں ہے۔ میں لاء منسٹر صاحب سے پہلے بھی کئی دفعہ عرض کر چکی ہوں کہ کوئی بھی آدمی اس وقت تک جرم نہیں کرتا جب تک اُس کی پشت پناہی پولیس نہ کرتی ہو۔ میں نے لاء منسٹر صاحب کو کئی دفعہ ضلع شیخوپورہ میں ایک grand operation کے لئے کہا جہاں پر قتل کے علاوہ منشیات سے لے کر دنیا کا ہر برا کام ہوتا ہے لیکن منسٹر صاحب نے کبھی بھی اس پر غور نہیں کیا۔ کاش یہ کبھی اُس وقت کو یاد کر لیتے جب اُن کے اوپر تھوڑی سی زیادتی ہوئی تھی تو پورا ایوان ان کے ساتھ کھڑا تھا۔ میں ان سے کہوں گی کہ ہمیں ہمیشہ وقت کو یاد رکھنا چاہئے۔ اگر آج یہ کرسی آپ کے پاس چلی گئی ہے تو پھر کبھی اس طرف بھی آپ نے آنا ہے اس لئے ہمیشہ انصاف کا دامن ہاتھ میں پکڑنا چاہئے۔ جس طرح ملک میں امن عامہ کی صورتحال ہے، اغواء برائے تاوان ہے، ڈکیتیاں ہو رہی ہیں اور کھلے عام جرم کئے جا رہے ہیں مگر اِن پر بالکل بھی غور نہیں کیا جا رہا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! مجھے بھی بولنے کے لئے وقت دیا جائے۔

جناب سپیکر: وقت نہیں ہے۔ آپ خود بول لیں یا منسٹر صاحب کو wind up کرنے دیں۔ آپ ٹائم تو دیکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد):جناب سپیکر! جن لوگوں کا لسٹ میں نام نہیں تھا آپ نے اُن کو بھی ٹائم دیا ہے۔

جناب سپیکر: کون کہہ رہا ہے کہ نام نہیں تھا؟ یہ لسٹ میرے پاس ہے لہذا ایسی بات نہ کیا کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد):جناب سپیکر! میرا نام لسٹ میں تھا۔

جناب سپیکر: جی، رانا محمد ارشد صاحب! اب آپ بولیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد):جناب سپیکر! مجھے صرف یہ بات عرض کرنی ہے کہ بات کرنا تو بڑا آسان ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے اُن کو کچھ نہیں کہنا اور صرف میرے ساتھ بات کرنی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد):جناب سپیکر! میں نے کچھ نہیں کہنا۔ میں صرف یہ عرض کرتا ہوں کہ بات کرنا بڑا آسان ہے لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ این آر او پر دستخط کر کے ایک ڈکیت کے رُوپ میں ملک کے اندر قبضہ کرنا اور اُس کے بعد پاکستان کے قومی اداروں کو لوٹنا کون سی جرات ہے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر! آپ انہیں اب ایسے ہی ٹائم دے رہے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر! اِن کو ٹائم دینا غلط ہے۔(قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد):جناب سپیکر! ڈاکوؤں کے سرپرست تو یہ ہیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ کیا بات کر رہے ہیں؟ ایسی باتیں نہیں کرتے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد):جناب سپیکر! اسلام آباد میں بہت بڑے ایوان صدر میں بیٹھ کر ڈاکوؤں کی سرپرستی کرنے والے، صوبہ بلوچستان میں اکبر بگٹی کے قاتل، قومی ڈاکو سوئس بنک میں رقم رکھنے والے، حاجیوں کو لوٹنے والے، پاکستان کے اندر اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے بجلی کی لوڈ شیڈنگ اور سوئی گیس کی لوڈ شیڈنگ کرنے والے اب یہ کہتے ہیں کہ ہم پاکستان کے اندر کسی کو تسلیم نہیں کرتے۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ بات نہ کریں۔ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد):جناب سپیکر! ان کے خلاف میمو گیٹ سامنے آیا۔

جناب سپیکر:پلیز تشریف رکھیں۔I will call Law Minister to wind up

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد):جناب سپیکر!انہوں نے پاکستان کے اندر جو کچھ کیا ہے یہ رینٹل پاور پراجیکٹ میں اربوں ڈالر کے ڈاکو ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:لاء منسٹر صاحب!آپwind up کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد):جناب سپیکر!آج میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آصف علی زرداری سب سے بڑاڈاکو ہے اور ڈاکوؤں کو ہم اس طرح نہیں چھوڑیں گے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:آپ بیٹھ جائیں اور ذاتیات پر بات نہ کریں۔آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔Order in the House رانا صاحب!تشریف رکھیں۔لاء منسٹر صاحب!اب آپwind up کریں۔ایوان کا وقت پانچ منٹ اور بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر!یہ وقت ضائع کر رہا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):شکریہ۔جناب سپیکر!اس معزز ایوان میں جن معزز ممبران بھائیوں اور بہنوں نے لاء اینڈ آرڈر پر بحث کرتے ہوئے جو تجاویز دی ہیں،میں آپ کی وساطت سے انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اُن کی تمام تجاویز پر پوریcommitment کے ساتھ غور کیا جائے گا اور حکومت پنجاب اور پولیس اپنی کارکردگی کو بڑھانے کے لئے اس معزز ایوان میں دی گئی تجاویز سے رہنمائی حاصل کرے گی۔ساتھ ہی ساتھ جو معزز ممبران وقت کی کمی کے پیش نظر بات نہیں کر سکے میری ان سے یہ گزارش ہے کہ وہ تحریری طور پر اپنی تجاویز جمع کرادیں ہم اُن سے بھی استفادہ کریں گے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر:آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 9۔جنوری 2012 سہ پہر 3 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

2031

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،9۔جنوری2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سال 2009,2008,2007اور 2010 کی رپورٹس پر عام بحث

ایک وزیر پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سال 2009,2008,2007اور 2010 کی رپورٹس پر
عام بحث کے لئے تحریک پیش کریں گے۔

2033

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیئسواں اجلاس

سوموار،9۔جنوری2012

(یوم الاثنین،14۔صفر المظفر1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 40 منٹ پر زیر صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کی۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِنَّ ٱلۡأَبۡرَارَ لَفِي نَعِيمٖ ﴿١٣﴾
وَإِنَّ ٱلۡفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٖ ﴿١٤﴾ يَصۡلَوۡنَهَا يَوۡمَ ٱلدِّينِ ﴿١٥﴾ وَمَا هُمۡ
عَنۡهَا بِغَآئِبِينَ ﴿١٦﴾ وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا يَوۡمُ ٱلدِّينِ ﴿١٧﴾ ثُمَّ مَآ أَدۡرَىٰكَ
مَا يَوۡمُ ٱلدِّينِ ﴿١٨﴾ يَوۡمَ لَا تَمۡلِكُ نَفۡسٞ لِّنَفۡسٖ شَيۡـٔٗاۖ
وَٱلۡأَمۡرُ يَوۡمَئِذٖ لِّلَّهِ ﴿١٩﴾

سورۃ الانفِطار آیات 18تا19

بے شک نیکوکار نعمتوں (کی بہشت) میں ہوں گے۔(13)اور بدکردار دوزخ میں(14)(یعنی) جزا کے دن اس میں داخل ہوں گے(15)اور اس سے چھپ نہیں سکیں گے(16)اور تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے؟(17)پھر تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے(18)جس روز کوئی کسی کا بھلا نہ کر سکے گا اور حکم اس روز خدا ہی کا ہو گا(19)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اَج سک متراں دی ودھیری
اے کیوں دلڑی اُداس گھنیری اے
لوں لوں وچ شوق چنگیری اے
اَج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں
مکھ چند بدر شعشانی اے
متھے چمکدی لاٹ نورانی اے
کالی زُلف تے اکھ مستانی اے
مخمور اکھیں ہِن مدھ بھریاں
اس صورت نُوں میں جانِ آکھاں
جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی میں شان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنیاں
سبحان اللہ ما اجملک
ما احسنک ما اکملک
کِتھے مہر علی کِتھے تیری ثنا
گستاخ اکھیں کِتھے جا اڑیاں

(اذانِ عصر)

سوالات

(محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اوران کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! سوال نمبر 2231 ہے۔

پنجاب میں مرغابی اور تیتر کے شکار کی تفصیلات

*2231: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب میں مرغابی اور تیتر کن کن علاقوں میں پائے جاتے ہیں؟

(ب) پنجاب میں مرغابی اور تیتر کے شکار کی اجازت کون دیتا ہے؟

(ج) پنجاب میں مرغابی اور تیتر کے شکار پر سال میں کن کن مہینوں میں پابندی لگائی جاتی ہے؟

(د) مرغابی اور تیتر کے شکار کی اجازت کے لئے کن شرائط کو مدنظر رکھا جاتا ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ مرغابی اور تیتر کے شکار پر پابندی کے باوجود اہم سیاسی اور غیر ملکی شخصیات کو شکار کرنے کی چھوٹ دے دی جاتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) مرغابی آبی پرندہ اور پنجاب میں جہاں جہاں پانی موجود ہے وہاں مرغابی آتی ہے جیسا کہ دریا، بیراج، جھیلیں اور تالاب وغیرہ جبکہ تیتر پنجاب کے تقریباً تمام علاقوں میں پایا جاتا ہے۔

(ب) مرغابی اور تیتر کے شکار کی اجازت حکومت پنجاب دیتی ہے۔

(ج) مرغابی کے شکار پر پابندی 16۔فروری سے 14۔اکتوبر تک جبکہ تیتر کے شکار پر 16۔فروری سے 14۔نومبر تک پابندی ہوتی ہے۔

(د) مرغابی اور تیتر کے شکار کی اجازت کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ہیں:۔
شکار کے ایام اور مدت کا فیصلہ موسمی حالات اور پرندوں کی تعداد کو مدنظر رکھ کر کیا جاتا ہے۔
(ہ) کسی بھی اہم سیاسی یا غیر ملکی کو شکار کرنے کی چھوٹ حاصل نہ ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا جز(الف) پر ضمنی سوال ہے کہ انہوں نے جواب آدھا دیا ہے کہ جہاں جہاں پانی موجود ہے وہاں مرغابی پائی جاتی ہے جبکہ میں نے ان سے پوچھا تھا کہ کن کن علاقوں میں پائی جاتی ہے، ہمارے لاہور شہر میں بھی اکثر پانی کھڑا رہتا ہے یہاں تو کوئی مرغابی نہیں پائی جاتی؟

جناب سپیکر: یہ migratory bird ہے۔یہ کبھی کہیں چلا جاتا ہے اور کبھی کہیں چلا جاتا ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جس طرح جواب میں بتایا گیا ہے کہ مرغابی آبی پرندہ ہے جہاں جہاں پانی ہونے سے مراد یہ ہے کہ پنجاب کے اندر تونسہ بیراج، چناب بیراج، کلر کہار، کھبیلی، اوچھالی (خوشاب میں ہے) تریموں ہیڈ، رسول ہیڈ، قادر آباد ہیڈ اور جہاں جہاں آبی ذخائر یا جھیلیں موجود ہیں وہاں مرغابی پائی جاتی ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ خاص طور پر مرغابی کے شکار کے لئے Shooters کو کس طرح کا لائسنس دیا جاتا ہے یا محکمہ کے لوگ کیسے اندازہ لگا لیتے ہیں کہ اس دفعہ مرغابی زیادہ ہے تو ان کو اجازت دے دیں اور وہ شکار کر لیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! شکار کے لئے ایک عرصہ متعین ہے۔ ہمارا فیصل آباد گٹ والا میں تحقیقی ادارہ ہے۔ وہ سروے کرتے ہیں اس کے بعد اگر مرغابی کی تعداد زیادہ ہوتی ہے تو اس کے مطابق لائسنس زیادہ یا کم جاری کئے جاتے ہیں۔ مزید یہ breeding period میں لائسنس کم کر دیئے جاتے ہیں تاکہ breeding period میں شکار نہ ہو سکے اور نسل بچ جائے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! جز(ہ) میں پوچھا گیا تھا کہ کسی اہم سیاسی یا غیر ملکی شخصیات کو شکار کرنے کی چھوٹ حاصل نہ ہے۔اس پر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان غیر ملکیوں کو کن شرائط پر مرغابی کا شکار کرنے کا لائسنس دیا جاتا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میرے پاس خطوط بھی ہیں جن کے ذریعے اجازت دی گئی ہے یہ اجازت وفاقی حکومت کی وزارت خارجہ دیتی ہے صوبائی حکومت نہیں دیتی۔ ان میں زیادہ تر عرب کے شیوخ ہیں جن کو علاقے allocate ہوتے ہیں اور وہ صرف تلور کا شکار کرنے کے لئے آتے ہیں۔ وہ ایک سو پرندوں سے زیادہ شکار نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر 4128 ہے۔

لاہور۔سوزوواٹر پارک کو لیز پر رقبہ دینے کی تفصیلات

*4128: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ وائلڈ لائف کے جلو پارک کا کچھ رقبہ سوزوواٹر پارک کی انتظامیہ کو دیا گیا ہے؟

(ب) یہ رقبہ کب کتنی مالیت میں کس کمپنی / ادارے / فرم کو الاٹ کیا گیا تھا نیز یہ کس مقصد کے لئے دیا گیا ہے؟

(ج) اگر اس کو لیز / ٹھیکہ / پٹہ پر دیا گیا ہے تو اس کی ماہانہ رقم کتنی ہے اور اس نے حکومت کو کتنی رقم جمع کروائی ہے؟

(د) کیا اس پارک میں محکمہ جنگلات کا عمل دخل ہے تو کہاں تک نیز اس پارک میں آنے والے افراد سے فیس کتنی وصول کی جاتی ہے نیز اس پارک میں عوام کے لئے کون کون سی تفریحات مہیا کی گئی ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جلو پارک کا کوئی رقبہ سوزوواٹر پارک کے لئے نہ دیا گیا ہے۔

(ب) جلو پارک کا رقبہ کسی پرائیویٹ کمپنی کو الاٹ نہ کیا گیا ہے۔

(ج) جلو پارک کا رقبہ کسی کو لیز / ٹھیکہ / پٹہ پر نہ دیا گیا ہے بلکہ جلو پارک کا رقبہ محکمہ جنگلات کے زیر کنٹرول ہے۔

(د) سوزوواٹر پارک کے رقبہ پر محکمہ جنگلات کا کوئی عمل دخل نہ ہے بلکہ یہ پرائیویٹ کمپنی کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال میں سوزوواٹر پارک کی تفصیلات مانگی گئی ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا سوزوواٹر پارک سرکاری جگہ پر ہے یا ان کی رجسٹری والی جگہ ہے اگر ان کی رجسٹری والی جگہ ہے تو یہ 2004 کو منسوخ ہو چکی ہے یا ابھی stand کرتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ سوال پوچھا گیا ہے کہ کیا جلو پارک کا کچھ رقبہ سوزوواٹر پارک انتظامیہ کو دیا گیا ہے؟ اس کے مالک زوریز لاشاری ہیں۔ یہ بہت دور ہے اس میں جلو پارک، state land یا محکمہ جنگلات کا کوئی رقبہ سوزو پارک میں نہیں آتا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں نے جواب پڑھنے کے بعد ضمنی سوال کیا ہے۔ انہوں نے جز(د) کے جواب میں لکھا ہے کہ سوزو واٹر پارک کا رقبہ پرائیویٹ کمپنی کا ہے۔ میں نے یہ پوچھا تھا کہ پرائیویٹ کمپنی نے سرکاری جگہ پر یہ پارک بنایا ہوا ہے یا رجسٹری والی جگہ ہے؟

جناب سپیکر: یہ جگہ جہاں سوزوواٹر پارک بنا ہوا ہے کیا یہ سرکاری جگہ ہے یا رجسٹری شدہ ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ سرکاری نہیں بلکہ private جگہ ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں کہ یہ پرائیویٹ جگہ پر بنا ہوا ہے تو 2004 میں ہونے والی رجسٹریاں جو دو نمبر ہوئی تھیں وہ ساری کینسل ہو چکی ہیں۔ اس پر ایک کمیٹی مقرر کی جائے جو انکوائری کرے کیا یہ وہی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اگر یہ انکوائری کرنے کے لئے کہتے ہیں تو ہم اس کی انکوائری کرا لیتے ہیں کہ کس کی زمین ہے؟

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ کیا اس کی انکوائری کے لئے آپ ایوان کی کمیٹی چاہتے ہیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! ایوان کی کمیٹی بنا دیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! محکمہ نے thoroughly دیکھ لیا ہے۔ اس جگہ سے محکمہ جنگلات کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں تو جنگلات کی بات ہی نہیں کر رہا بلکہ میں تو سرکاری جگہ کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: میں اس پر کمیٹی بناؤں گا۔اس کمیٹی میں جناب محمد نوید انجم صاحب کو بھی ضرور ممبر رکھیں گے باقی نام میں بعد میں بتاؤں گا۔اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!On her behalf سوال نمبر 4401 ہے۔(معزز ممبر نے محترمہ نگہت ناصر شیخ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

لاہور شہر میں راوی نیشنل پارک کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*4401: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیایہ درست ہے کہ حکومت پنجاب لاہور میں راوی نیشنل پارک کی تعمیر کاارادہ رکھتی ہے؟

(ب) لاہور میں بنایا جانے والاراوی نیشنل پارک کہاں اور کس جگہ بنایا جارہا ہے؟

(ج) لاہور میں بنایا جانے والاراوی نیشنل پارک بنانے کے لئے کل کتنا رقبہ حاصل کیا گیا نیز رقبہ حاصل کرنے کے لئے کل کتنی رقم حاصل کی گئی؟

(د) راوی نیشنل پارک لاہور میں عوام کی سہولت کے لئے کیا کیا منصوبے رکھے گئے ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) فی الحال ایسی تجویز زیر غور نہ ہے۔

(ب) اس کا جواب (الف) میں دیا جاچکا ہے۔

(ج) اس کا جواب بھی (الف) میں دیا جاچکا ہے۔

(د) اس کا جواب بھی (الف) میں دیا جاچکا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!انہوں نے جواب میں کہا ہے کہ فی الحال ایسی تجویز زیر غور نہ ہے۔ پچھلے کئی سالوں سے اِدھر تعمیرات کی اجازت نہیں ہے۔اگر ان کی راوی پارک بنانے کی کوئی تجویز نہیں ہے تو لوگوں کو تعمیرات کی اجازت بھی دیں اور ان کے نقشے بھی پاس کریں۔اس کے علاوہ اُدھر جو ڈویلپمنٹ ہورہی ہے اس کی بھی اجازت دیں اور کیا حکومت یہ اجازت دینے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!اس کی لمبائی 52 کلو میٹر بنتی ہے، 475000 ایکڑ کا سروے کیا گیا تھا اس میں نارنگ منڈی سیفن تامراکہ تک سروے

کیا گیا تھا۔ وہاں بعد میں چھوٹی صنعتیں لگتی رہی ہیں،ان کا گندا پانی بھی دریائے راوی میں آتا تھا اس سے آبی حیات متاثر ہوتی تھی۔اس کا ایک سروے کیا گیا تھا کہ کیا یہ ممکن ہے کہ وہاں پر نیشنل پارک بنایا جائے اس پر لوگوں کی طرف سے احتجاج ہوا تھا۔اس میں محکمہ تحفظ ماحولیات نے نکاسی آب یعنی گندے پانی کے حوالے سے سروے کیا تھا جو آبی حیات کی صحت پر اثرانداز ہوتا ہے۔انہوں نے سروے کیا تھا لیکن ابھی نیشنل پارک بنانے کا کوئی منصوبہ زیر غور نہیں ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!منسٹر صاحب نے بتایا ہے کہ وہاں پر جو انڈسٹری لگی ہوئی تھی اس کے گندے پانی کی وجہ سے آبی حیات متاثر ہو رہی ہے۔اس وقت لاہور میں سات points ایسے ہیں جہاں سے پورے لاہور کا سیوریج کا پانی دریا میں پھینکا جاتا ہے۔اس کو تو انہوں نے treat نہیں کیا وہ گندے کا گندا ہی دریا میں جاتا ہے کیا اس پر آبی حیات متاثر نہیں ہوتی؟ یہ پورا علاقہ صنعتی علاقہ ہے،آپ اس کو لاہور کا سنگاپور سمجھیں لیکن وہاں صنعتوں کو زبردست طریقے سے تباہ کیا جا رہا ہے۔آپ وہاں تعمیر کی اجازت دیں تاکہ صنعتیں بہترین طریقے سے پنپ سکیں۔ان سے ماحولیات کی ساری ضروریات پوری کرائیں تاکہ لوگوں کو وہاں پر احسن طریقے سے روزگار میسر آ سکے۔یہ اپنے محکمہ کو اجازت دیں کہ تعمیرات اور نقشہ جات کی منظوری کی اجازت دیں۔یہ پابندی پچھلے آٹھ دس سالوں سے لگی ہوئی ہے وہاں کسی کو اپنی صنعت بڑھانے یا تعمیرات کی اجازت نہیں ہے۔یہ لکھ پڑھ کر اس کی اجازت دیں۔انہوں نے یہاں ایوان میں تو جواب دے دیا ہے کہ اجازت ہے لیکن اُدھر محکمہ مال والے کوئی تعمیر نہیں کرنے دیتے اور وہاں کمشنر صاحب آئے روز بلڈوزر اور ٹریکٹر لے کر آ جاتے ہیں اور تعمیرات گرانا شروع کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!اس مسئلہ سے محکمہ جنگلات کا کوئی تعلق نہیں بنتا۔ اس حوالے سے محکمہ تحفظ ماحولیات نے نوٹیفکیشن نمبر 57-333 مورخہ 23-4-2009 کے تحت دریاؤں میں نکاسی اور ڈھیر لگانے پر پابندی لگا دی ہے۔ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی مختلف سکیموں کے ذریعے نکاس کے پانی کو فلٹر کر کے دریا میں ڈالنے کا منصوبہ زیر غور ہے۔مزید فرانس کی حکومت کے تعاون سے پانی فلٹر کرنے کا منصوبہ بھی زیر غور ہے۔ محکمہ انہار نے صورتحال کا جائزہ لینے کے لئے جائزہ رپورٹ بھی تیار کی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! مجھے جواب مکمل کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! نوید انجم صاحب کے ضمنی سوال کا جواب تو آنے دیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں اس پر دوبارہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر مختلف لوگ زمینوں پر کاشتکاری کر رہے ہیں۔ نیشنل پارک صرف ایک consult کی حد تک تھا کہ آیا نیشنل پارک بنایا جائے یا نہ بنایا جائے؟ اس پر سروے کر کے جائزہ رپورٹ لی گئی مگر اسے چھوڑ دیا گیا کیونکہ لوگ اس کو پسند نہیں کر رہے تھے لہذا اس وقت محکمہ جنگلات کے پاس نیشنل پارک کا کوئی منصوبہ زیر غور نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جز(الف) میں کہا گیا ہے کہ فی الحال ایسی تجویز زیر غور نہ ہے، جز(ب) اور (ج) میں کہا گیا ہے کہ جواب جز(الف) میں دیا جا چکا ہے لیکن میں یہ کہتی ہوں کہ دریائے راوی کے کنارے جو پارک بنا ہوا ہے اس کو نیشنل پارک کا نام دیا جا چکا ہے اس لئے یہ جواب غلط لکھا گیا ہے لہذا منسٹر صاحب اس کی انکوائری کرائیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس کا ابھی تک نوٹیفکیشن نہیں ہوا اور صرف سروے کیا گیا تھا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 4405 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ نگہت ناصر شیخ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں 18۔اگست 2009 کو شجر کاری کے قومی دن کے موقع پر لگائے گئے پودوں کی تفصیلات

*4405: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ جنگلات نے 18۔اگست 2009 کو شجر کاری کے قومی دن کے موقع پر صوبے میں کل کتنے پودے لگائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ جنگلات مری کی پہاڑیوں پر 75 ہزار پودے لگائے گا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ جنگلات مری میں 150 ایکڑ شجر کاری کا آغاز کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ جنگلات شجر کاری کے قومی دن کے موقع پر چھانگا مانگا میں ایک لاکھ پودے لگائے گا؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ جنگلات نے 18۔اگست 2009 کو شجر کاری کے قومی دن کے موقع پر صوبے میں 6 لاکھ 94 ہزار پودے لگائے۔

(ب) یہ درست ہے کہ محکمہ جنگلات نے 18۔اگست 2009 کو مری کے جنگلات میں 75000 پودے لگانا تھے جبکہ اس دن 76000 پودے لگائے گئے۔

(ج) یہ درست ہے کہ 18۔اگست 2009 کو مری کے جنگلات میں محکمہ نے 150 ایکڑ رقبہ پر شجر کاری کرنا تھی جو کہ مکمل کر دی گئی ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ محکمہ جنگلات نے شجر کاری کے قومی دن کے موقع پر چھانگا مانگا میں ایک لاکھ 8 ہزار پودے لگانا تھے جو کہ لگا دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ کون سے پودے لگاتا ہے، کیا یہ fast growing trees ہیں یا کوئی دوسرے پودے ہیں اور ان کے کیا فوائد ہیں کیونکہ پودے کا مطلب any plant ہے لہذا اس بارے میں منسٹر صاحب وضاحت کر دیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! تفصیل بتادیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! مختلف جگہوں پر جو پودا جات لگائے گئے تھے ان میں شیشم، کیکر، سفیدا وغیرہ شامل ہیں۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر! میں نے بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، سیٹھی صاحب!

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں جز(ب) کے جواب کے حوالے سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ محکمہ جنگلات نے 18۔اگست 2009 کو مری کے جنگلات میں 75 ہزار پودے لگانا تھے مگر محکمہ نے ایک ہزار پودے زیادہ لگائے ہیں، اس کے علاوہ محکمہ نے مری کے جنگلات میں ہی 18۔اگست 2009 کو 150 ایکڑ رقبہ پر شجر کاری کرنا تھی جو مکمل کر دی ہے اور ساتھ ہی شجر کاری کے قومی دن کے موقع پر چھانگا مانگا میں ایک لاکھ آٹھ ہزار پودے لگانے تھے وہ بھی محکمہ نے لگا دیئے ہیں لہذا میں حکومت پنجاب، منسٹر صاحب اور محکمہ جنگلات کو appreciate کرتا ہوں اور مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے تمام targets achieve کئے ہیں۔

جناب سپیکر: سیٹھی صاحب! کیا یہ آپ کا ضمنی سوال تھا؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! یہاں بیٹھے ہوئے میرے تمام معزز ممبران کو ہمارے پُر فضا Hill Stations پر جانا ہوتا ہو گا۔ یہاں محکمہ نے بالکل غلط جواب دیا ہے کیونکہ جب آپ مری کی پہاڑیوں پر گاڑی چلانا شروع کرتے ہیں تو آپ نے دیکھا ہو گا کہ اکثر پہاڑیاں ہی جنگلات سے خالی ہو چکی ہیں تو پودوں نے کیا سلیمانی ٹوپی پہن رکھی ہے جو نظر نہیں آ رہے؟ ہمیں بتائیں کہ 76 ہزار پودے 2009 سے لگے ہوئے ہیں وہ کہاں لگائے ہیں اور وہ ہمیں نظر کیوں نہیں آ رہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! انہوں نے پودا جات کی قسم پہلے بتادی ہے۔ وہ بار بار نہیں بتا سکتے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ میرے ساتھ چلیں کیونکہ میں وہ پودے خود دیکھ کر آیا ہوں اور وہاں پر کافی علاقوں میں لگائے گئے ہیں۔ مری کے علاقہ میں

دس ہزار ایکڑ زیر قبضہ تھا جن میں سے ایک ہزار اڑتالیس ایکڑ رقبہ ہم نے واپس لیا ہے جہاں پر شجر کاری کی گئی ہے اور وہاں پر چیڑ وغیرہ کے نئے پودے لگائے گئے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ضمنی سوال ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ایک لاکھ آٹھ ہزار پودے جو لگانے تھے وہ لگا دیئے گئے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان میں سے کتنے فیصد پودے تلف ہو جائیں گے کیونکہ یہ کیسے ممکن ہے کہ سو فیصد پودے کھڑے رہیں گے، مزید پودوں کو تلف ہونے سے بچانے کے لئے انہوں نے کیا حفاظتی تدابیر اختیار کر رکھی ہیں کہ جتنے پودے لگائے گئے ہیں وہ سارے پھل پھول جائیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ہمارے سروے کے مطابق نوے فیصد پودے کامیاب ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، نوے فیصد پودے کامیاب ہوئے ہیں۔ اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: سوال نمبر 4555 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ ماہی پروری میں سٹاف کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4555: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ فشریز کا دفتر ایم اے او کالج لاہور کے عقب میں واقع ہے؟

(ب) دفتر تعینات عملے کی تعداد کیا ہے، پوسٹوں کی تفصیل کے بارے میں بتایا جائے؟

(ج) اہلکار ایک جگہ پر کتنا عرصہ تعینات رہ سکتا ہے، حکومت کی ٹرانسفر پالیسی کیا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ محکمہ فشریز کا دفتر ایم اے او کالج لاہور کے عقب میں واقع ہے۔

(ب) ایم اے او کالج لاہور کے عقب میں واقع بلڈنگ میں محکمہ فشریز کے چار دفاتر قائم ہیں ان دفاتر میں تعینات عملے کی تعداد اور پوسٹوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام دفتر	پوسٹوں کی تفصیل وتعداد		
	گزیٹڈ	نان گزیٹڈ	کل
1)ڈائریکٹر جنرل فشریز پنجاب	25	123	148
2)ڈائریکٹر فشریز توسیع پنجاب	5	21	26
3)ڈائریکٹر فشریز ایکوا کلچر پنجاب	4	13	17
4)اسسٹنٹ ڈائریکٹر فشریز پبلسٹی	1	14	15
	35	171	206

تمام دفاتر کی پوسٹوں کی تفصیل (Annexure A, B, C, D) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) دفتر ڈائریکٹر جنرل فشریز پنجاب کا نان گزیٹڈ عملہ سروس رولز کے تحت قابل ٹرانسفر نہ ہے جبکہ ڈائریکٹر جنرل فشریز کے علاوہ ڈائریکٹر جنرل کے دفتر کا گزیٹڈ عملہ و دیگر دفاتر کے تمام عملہ کو مجاز اتھارٹی کسی وقت بھی ٹرانسفر کر سکتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے اس سوال کے جز(ج) میں یہ پوچھا تھا کہ ایک اہلکار ایک جگہ پر کتنے عرصہ تک تعینات رہ سکتا ہے اور حکومت کی ٹرانسفر پالیسی کیا ہے، مجھے منسٹر صاحب یہ بتادیں کہ ایک اہلکار کتنے سال تک ایک سیٹ پر رہ سکتا ہے کیونکہ اس کا جواب نہیں آیا ہوا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ویسے حکومت پنجاب کے پرانے نوٹیفکیشن کے تحت کسی بھی سرکاری ملازم کا تین سال کا tenure ہوتا ہے لیکن کسی وقت بھی تبادلہ کیا جاسکتا ہے۔

جناب سپیکر: ویسے محکمہ administrative grounds پر رکھ سکتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ سرکاری ملازم زیادہ سے زیادہ تین سال تک ایک جگہ پر رہ سکتا ہے۔ انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ نان گزیٹڈ عملہ قابل ٹرانسفر نہ ہے لیکن گزیٹڈ عملہ کا کس rule کے تحت ٹرانسفر کیا جاتا ہے کیونکہ تین سال پورے ہو جاتے ہیں مگر ان کی ٹرانسفر نہیں

ہوتی۔اس کے علاوہ جن کی ٹرانسفر ہوتی ہے وہ کس وجہ سے ہوتی ہے،اس کے علاوہ منسٹر صاحب یہ بھی بتا دیں کہ یہاں لاہور میں محکمہ نے 206لوگ رکھے ہوئے ہیں جس کی انہوں نے اتنی لمبی تفصیل دے دی ہے مگر یہ اپنی سیٹوں پر بیٹھ کر کیا کام کر رہے ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! محکمہ فشریز کے متعلق جواب یہ ہے کہ فش فارم بنائے جاتے ہیں جن پر محکمہ تکنیکی مدد اور رہنمائی کرتا ہے۔ انہوں نے feasibility report بنانی ہوتی ہے پھر overall hatcheries کی دیکھ بھال کرنی ہے پھر بچہ مچھلی تیار کر کے کھلے پانی اور دریا میں پھینکنا ہوتا ہے جس کے لئے محکمہ فشریز کام کر رہا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں ان کے جواب سے مطمئن ہوں اور نہیں بھی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کو مطمئن ہونا چاہئے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہاں on the floor of the House بات ہوئی تھی کہ گنے کے کاشتکاروں کی مکمل payment ہو جائے گی۔ میں نے منسٹر صاحب کے دفتر میں گزشتہ ایک ہفتہ سے ایک آدمی بٹھار کھا ہے لہذا آپ منسٹر صاحب سے کہیں کہ اُس آدمی کو گنے کی payment کرا دیں۔

جناب سپیکر: گنے کی payment کے حوالے سے آپ اُن سے علیحدہ بات کر لیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جز(ج) کا جواب بالکل نامکمل ہے اور غلط بھی ہے۔ اس میں پوچھا یہ گیا تھا کہ کتنی مدت تک عملہ کو رکھا جا سکتا ہے جس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ نان گزیٹڈ عملہ سروس رولز کے تحت قابل ٹرانسفر نہ ہے جبکہ دفتر کے گزیٹڈ پوسٹ کے لوگوں کو ٹرانسفر کیا جاتا ہے۔ حالانکہ پوسٹنگ ٹرانسفر پالیسی رولز میں ایڈمنسٹریٹو پوسٹوں کو تین سال کے اندر ٹرانسفر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ چاہے وہ گیارہویں، چودھویں یا سولہویں گریڈ میں ہوں۔یہاں پر دوسری غلط بات یہ کی گئی ہے کہ اگر کسی administrative ground پر ٹرانسفر یا premature کرنا ضروری ہو یا تین سال کی مدت کے بعد بھی کسی آفیسر کو اس کی سیٹ پر رکھنا ضروری ہو تو اس کی total grounds یا اس کی causes کو determine کرنا ضروری ہوتا ہے لیکن یہاں پر اس کی وضاحت نہیں کی گئی۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ چار دفاتر میں 206 لوگ ہیں اور ان میں سے ایک ڈی جی صاحب کے دفتر میں انہیں

assistکرنے کے لئے148افراد ہیں۔آپ اگر لسٹ دیکھ لیں تو اس میں سترہ نائب قاصد،ایک دفتری، سولہ جونیئر کلرک اور نو سینئر کلرک، سات سپرنٹنڈنٹ،ایڈمنسٹریٹو آفیسر ایک، ٹریسر دو،ڈرائیور آٹھ اور ہیلپر دو ہیں اور اگر چوکیدار وغیرہ کو شمار کر لیں تو چالیس بنتے ہیں جو صرف ایک ڈی جی صاحب کے دفتر کو facilitate کرنے کے لئے ہیں۔کیا یہ بتائیں گے کہ یہ فیلڈ کا آفس نہیں ہے بلکہ ہیڈ کوارٹر ہے اور ایک ڈی جی کو facilitate کرنے کے لئے یہاں کتنے دفاتر ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنا ضمنی سوال بتائیں کہ وہ کیا ہے کیونکہ آپ کی فوٹو تو ہو گئی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ public moneyکا اس سے بڑا اور کیا نقصان ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، نہیں آپ تشریف رکھیں اور یہ کوئی ضمنی سوال نہیں بنتا۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ڈی جی آفس پورے پنجاب کا ہیڈ آفس ہوتا ہے اور یہ nontransferable post ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے لیکن میں انہیں کیسے سمجھاؤں؟ اگلا سوال حاجی ذوالفقار صاحب کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! On his behalf Question No. 4848اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز خاتون ممبر نے حاجی ذوالفقار علی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں جنگلات کے رقبہ اور پودہ جات سے متعلقہ تعداد و تفصیل

*4848: **حاجی ذوالفقار علی:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ میں محکمہ جنگلات کا کل رقبہ کتنا ہے ضلع وار تعداد بتائیں؟

(ب) کتنے رقبے پر جنگل اور کتنا رقبہ غیر آباد ہے؟

(ج) ان میں کون سے درخت لگائے گئے ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ ان جنگلات میں پھل دار پودے نہیں لگائے جاتے اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ان جنگلات کی آمدن بڑھانے کے لئے پھل دار درخت لگانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صوبہ میں جنگلات کا کل رقبہ 1.6 ملین ایکڑ ہے۔ضلع وار تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 90ہزار ایکڑ غیر آباد ہے اور باقی پر جنگل ہے۔

(ج) شیشم، کیکر، جنڈ، فراش، نیم، سرس، ببائن، توت، پاپلر، پھلاہی، بیر، سیمل، روبینہ، ایلنتھس، بن اکھوڑ، اخروٹ، سکھ چین، چیڑ اور کیل کے درخت لگائے گئے ہیں۔

(د) یہ درست ہے کہ جنگلات میں وسیع پیمانے پر پھلدار پودوں کی شجر کاری نہیں کی جاتی کیونکہ محکمہ جنگلات کے مقاصد میں بالن و سوختنی لکڑی لوگوں اور لکڑی کی صنعت کو مہیا کرنا ہے۔

(ہ) جنگلات کی آمدن بڑھانے کے لئے محکمہ جنگلات پھلدار پودے لگانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا کیونکہ اس مقصد کے لئے محکمہ زراعت کے تحت ایک علیٰحدہ باغبانی و باغات لگانے کا شعبہ موجود ہے۔علاوہ ازیں پھلدار پودے لگانے کا کام محکمہ جنگلات کے مقاصد میں شامل نہیں ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جز(ب) میں ہے کہ 90ہزار ایکڑ غیر آباد ہے اور باقی پر جنگل ہے تو یہ 90ہزار ایکڑ زمین غیر آباد کیوں ہے اور اگر سیم و تھور کا شکار ہے تو وہاں پر درخت کیوں نہیں لگائے جاتے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اپنے بجٹ کے حساب سے باقاعدہ دو سیزن ہوتے ہیں جن میں ایک موسم بہار اور دوسرا موسم برسات کے دوران شجر کاری ہوتی ہے جس کے لئے باقاعدہ میٹنگ ہوتی ہے، ٹارگٹ مقرر ہوتے ہیں اور اس ترتیب کے ساتھ ہم تقریباً دو کروڑ بیس لاکھ کے قریب سالانہ پودے لگا رہے ہیں۔یہی ہماری capacity ہے لیکن کچھ دریائی بیلے ہیں جہاں پر دریا اپنی سمت بدلتا رہتا ہے۔اس طرح مختلف وجوہات کی بناء پر آہستہ آہستہ شجر کاری ہو رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں پر درختوں کی کٹائی ہوتی ہے وہاں پر نئے درخت بھی لگائے جاتے ہیں اور میرے پاس پوری فہرست ہے کہ جن جن اضلاع میں شجر کاری ہو رہی ہے اور جو رقبے خالی ہیں ان پر بھی وقت کے ساتھ ساتھ شجر کاری کر دی جائے گی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔آپ تشریف رکھیں کیونکہ آپ نے اس سے قبل کافی سوالات پوچھ لئے ہیں، یہ ایوان صرف میرا اور آپ کا ہی نہیں ہے بلکہ تمام ممبران کا ہے اور میرے لئے تمام معزز ممبران یکساں ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: میرا ضمنی سوال جز(الف) کے متعلق ہے کہ صوبہ میں جنگلات کا کل رقبہ 1.6 ملین ایکڑ ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا عالمی معیار کے مطابق یہ ratio پنجاب کے اندر ٹھیک ہے اور اگر کمی ہے تو کیوں ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! انہوں نے عالمی معیار کے متعلق کہا ہے تو internationally طور پر 25 فیصد رقبے پر دنیا میں جنگلات کا ہونا ضروری ہے لیکن پاکستان میں پانچ فیصد رقبے پر جبکہ پنجاب میں تین فیصد رقبے پر جنگل ہے اور یہ کمی اس لئے ہے کہ ہمیں ایک فیصد رقبے پر جنگلات بڑھانے کے لئے 10۔ارب روپے چاہئیں جبکہ پانی اور زمین کی ضرورت اس کے علاوہ ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! وزیر موصوف کے مطابق کہ ٹارگٹ کو achieve کرنا ناممکنات میں شامل ہے کیونکہ 25 فیصد کے حساب سے یہ کہہ رہے ہیں تو میرا خیال ہے کہ اتنا جنگل نہیں ہے، پچھلے 60 سال کے اندر یہ محکمہ اپنا ٹارگٹ achieve کیوں نہیں کر سکا اور دوسرے نمبر پر یہ 90 ہزار ایکڑ کی بات کر رہے ہیں تو یہ 1.6 فیصد کا بھی بیسواں حصہ بنتا ہے جبکہ آپ سب ممبران کے سامنے یہ حقیقت موجود ہے کہ ہمارے جنگلات کے رقبے میں سے پچاس فیصد رقبے پر جنگلات غائب ہیں۔اگر یہ ایک درخت فی ایکڑ کے حساب سے آباد کرنے کا کہتے ہیں تو میں مان لیتا ہوں لیکن اگر on ground tree ratio کو دیکھا جائے تو ان کا 75 فیصد سے زائد رقبہ جنگلات کے لحاظ سے غیر آباد ہے تو یہ اس کا جواب دیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ 3.1 فیصد رقبے پر پنجاب میں جنگلات ہیں جس کی دو تین وجوہات ہیں۔ ایک تو ہمارے northern area میں بارشیں ہوتی ہیں جس کی وجہ سے وہاں پر پودے کامیاب ہوتے ہیں جبکہ southern علاقے میں بارشیں نہیں ہوتیں اور وہاں پانی کی کمی ہے اگر ہم ایک فیصد رقبے پر جنگلات بڑھاتے ہیں تو اس کے لئے 10۔ارب روپے کے علاوہ پانچ لاکھ ایکڑ زمین اور چھ سو کیوسک پانی بھی چاہئے تب ہم ایک فیصد جنگلات کی شرح بڑھا سکیں گے۔ وسائل کی constraint ہے اور صوبے میں اتنے زیادہ مسائل ہیں جن میں تعلیم کا مسئلہ ہے، صحت کا مسئلہ ہے جن کے لئے وافر وسائل درکار ہیں۔ صوبے کے وسائل اس کی اجازت نہیں دیتے کہ ہمیں 10۔ارب روپے ملیں اور شجر کاری بڑھائی جائے۔ جہاں تک موجودہ شجر کاری کا تعلق ہے تو اسے تیزی سے بڑھایا جا رہا ہے، سالانہ دو کروڑ بیس لاکھ کے قریب پودے لگا کر شجر کاری ہو رہی ہے اور ہمارے پاس اس وقت تین کروڑ سے زائد نرسریاں موجود ہیں۔ ابھی موسم بہار آنے والا ہے تو شجر کاری مہم کے ذریعے ایک کروڑ بیس لاکھ پودے لگائیں گے اور انہیں کامیاب کرنے کے لئے پوری efforts کی جا رہی ہیں اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ تقریباً 90 فیصد پودے کامیاب ہو رہے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں ایک suggestion دینا چاہتا ہوں کہ اگر حکومت کے پاس پیسا نہیں ہے تو public private partnership کا شعبہ موجود ہے جہاں لوگ invest کرنے کے لئے تیار ہیں تو یہ بتائیں کہ گزشتہ 60 سالوں کے اندر public private partnership میں کیا progress ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! حکومت اس سکیم پر غور کر رہی ہے اور ہم نے کئی معاہدے کئے بھی ہیں اور ان کی اس تجویز کو بھی انشاء اللہ تعالیٰ take up کریں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی حاجی ذوالفقار علی صاحب کا ہے۔

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر4849 ,On his behalf sir ہے۔

(اس مرحلہ پر حاجی ذوالفقار علی ایوان میں داخل ہوئے)

جناب سپیکر: جی، حاجی صاحب! خود تشریف لے آئے ہیں اور وہ خود اسے take up کریں گے۔

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ وہ خود ہی take up کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، حاجی صاحب!

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! سوال نمبر4849 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے اور میں جواب سے مطمئن ہوں۔

بہاولپور چڑیا گھر سے متعلقہ تفصیلات

*4849: **حاجی ذوالفقار علی:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) چڑیا گھر بہاولپور کتنے رقبہ پر مشتمل ہے؟

(ب) اس میں کون کون سے جانور اور پرندے ہیں ان کے نام اور تعداد بتائیں نیز2005 میں جانوروں اور پرندوں کی تعداد کتنی تھی اگر اب ان کی تعداد میں کمی ہوئی ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) ان جانوروں اور پرندوں کو کون کون سی خوراک روزانہ دی جاتی ہے؟

(د) ان جانوروں اور پرندوں کو خوراک کی فراہمی کا ٹھیکہ کس کو کب کتنی رقم میں دیا گیا تھا سال08۔2007 اور09۔2008 کے دوران کتنی رقم اس سلسلہ میں خرچ ہوئی تھی؟

(ہ) اس میں عملہ کی منظور شدہ اسامیاں گریڈ وار کتنی ہیں کتنی پُر ہیں اور کتنی خالی ہیں خالی اسامیاں کب تک حکومت پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(و) اس میں آنے والی عوام کے لئے کیا کیا سہولیات فراہم کی گئی ہیں؟

(ز) حکومت اس چڑیا گھر کی حالت بہتر بنانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) چڑیا گھر بہاولپور25 ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہے۔

(ب) جانوروں / پرندوں کا جدول (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

2005میں جانوروں کی کل تعداد: 192

2005میں پرندگان کی کل تعداد: 662

2009میں جانوروں / پرندوں میں تھوڑی سی کمی واقع ہوئی ہے۔

کمی جانوران:11، کمی پرندگان:60

تعداد میں کمی کی وجوہات:

1- جانوروں / پرندوں فروخت ہوئے (تعداد جانوران(04): تعداد پرندگان:(60)

2- دوسرے وائلڈلائف پارکس کو جانور منتقل کئے گئے: تعداد(07)

(ج) جانوروں اور پرندوں کو دی جانیوالی خوراک کا جدول (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(د)

مالی سال	ٹھیکیدار گوشت	کل خرچہ گوشت
2007-08	میسرز محمد امتیاز	26,07,000/-
2008-09	میسرز محمد شعیب	30,39,000/-
مالی سال	نام ٹھیکیدار راشن	کل خرچہ راشن
2007-08	میسرز دین محمد	20,57,000/-
2008-09	میسرز دین محمد	30,25,000/-
مالی سال	نام ٹھیکیدار مچھلی	کل خرچہ مچھلی
2007-08	میسرز محمد نیاز	5,03,000/-
2008-09	میسرز محمد نیاز	6,36,000/-

ٹوٹل

سال2007-08	5167000/-
سال2008-09	6700000/-

(ہ) عملہ کی جملہ اسامیوں کا جدول (ج) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔خالی اسامیاں مالی سال 2010-11میں حکومت کی موجودہ پالیسی کے مطابق پُر کر دی جائیں گی۔

(و) عوام کے لئے درج ذیل سہولیات فراہم کی گئی ہیں:۔

1- گراسی لان

2- کینٹین

3- فری سلائیڈز، جھولے

4- تین عدد واٹر الیکٹرک کولرز

5- بنچز
6- عجائب گھر اور ماہی خانہ
7- گفٹ شاپ
8- کار پارکنگ
9- پبلک ٹائلیٹ

(ز) PC-1 Scheme Improvement/ Rehabilitation of Bahawalpur Zoo کے تحت کام جاری ہے۔درج ذیل کام کئے جائیں گے۔

1- نئے بندر گھر کی تعمیر
2- چار دیواری کی از سر نو تعمیر
3- ٹف ٹائل فٹ پاتھ کی تعمیر
4- میوزیم بلڈنگ کی تزئین وآرائش وبحالی
5- مین سیوریج کی بحالی
6- مگر مچھ گھر کی تعمیر نو
7- کھال(واٹر کورس) کی تعمیر
8- بلا گھر کی مرمت
9- برڈز ایوری تالاب کی تعمیر اور دو عدد شیلٹرز کی تعمیر
10- سٹور روم کی تعمیر مع برآمدہ
11- کینٹین بلڈنگ کی الماریوں کی گرل
12- مرمت رہائش گاہ ویٹرنری آفیسر
13- مرمت 3 عدد سٹاف کوارٹرز
14- سیر کنندگان کے لئے شیلٹرز کی تعمیر 2 عدد
15- مین گیٹ کو اونچا کر کے دوبارہ تنصیب کرنا
16- دو بلاک ٹائیلٹ کی تعمیر
17- چوکیداران کے لئے پوسٹوں کی تعمیر 2 عدد
18- گریڈ 11 تا 14 کے لئے کوارٹر کی تعمیر 1 عدد

نئے جانور / پرندے خرید کئے جائیں گے۔

(i) نئے جانوران: افریقن / ایشین ہاتھی ایک، بن مانس ایک جوڑا، سندھ ابیکس ایک ٹرائیو، بندر کیپوچن ایک جوڑا، وروٹ بندر ایک جوڑا

(ii) نئے پرندگان: شتر مرغ ایک ٹرائیو، میکاؤ طوطا دو جوڑے، میڈرین بطخ دو جوڑے، روڈی شیلڈک دو جوڑے، میلرڈ بطخ، دو جوڑے اور فلیمنگو تین جوڑے۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جز(ب) کے آخر میں لکھا ہوا ہے کہ جانور فروخت ہوتے ہیں جن کی تعداد چار اور پرندوں کی تعداد 60 ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان جانوروں اور پرندوں کو فروخت کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جو جانور اور پرندے surplus ہوتے ہیں ان کو فروخت کیا جاتا ہے۔ ہم نے دو جوڑے ہرن فروخت کئے ہیں جو ہمارے پاس زائد ہوتے ہیں ان کو فروخت کیا جاتا ہے۔ ہرن کا جوڑا پچاس ہزار روپے کا فروخت کیا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز(ب) کے جواب میں لکھا ہے کہ 2005 میں پرندوں کی تعداد 662 تھی اور 2009 میں پرندوں کی تعداد میں تھوڑی سی کمی واقع ہوئی ہے۔ کمی جانوران: 11 اور کمی پرندگان: 60۔ یہ پرندے 60 اور جانور 11 کم ہوئے ہیں اس کی کیا وجہ ہے، یہ بہت قیمتی پرندے ہوتے ہیں اگر ان کی مالیت میں جائیں تو یہ لاکھوں بلکہ کروڑوں میں جاتے ہیں، آخر اس کی وجوہات کیا ہیں، کیا یہ چوری ہوئے ہیں، غفلت کی وجہ سے مر گئے ہیں یا گفٹ کر دیئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ہم نے 2009 میں سولہ ہرن اور چھتیس مور حکومت بلوچستان کو دیئے اور پاک رینجرز کو دو سو peasant عطیہ کے طور پر دیئے ہیں۔ اس کے علاوہ جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے کہ ہم نے فروخت بھی کئے ہیں اور دوسرے پارکوں میں شفٹ بھی کئے ہیں۔ میرے پاس ان کی پیدائش اور اموات کا پورا شیڈول ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! مجھے سمجھ نہیں آئی ہے کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ جو زیادہ تھے وہ ہم نے دوسرے پارکوں میں شفٹ کر دیئے ہیں اور کچھ فروخت بھی ہوئے ہیں۔ اگلا سوال جناب علی حیدر نور خان نیازی کا ہے۔۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی علی حیدر نور خان نیازی کا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! On his behalf (معزز خاتون ممبر نے جناب علی حیدر نور خان نیازی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، محترمہ! سوال نمبر بولیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! سوال نمبر 5035 ہے۔

صوبہ میں فش فارمز کی تعداد اور آمدن کی تفصیل

***5035: جناب علی حیدر نور خان نیازی:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں کل کتنے فش فارمز ہیں ان سے سال 09-2008 میں کتنی آمدنی ہوئی؟

(ب) ان فارمز سے 10-2009 میں کتنی آمدنی ہونے کا ٹارگٹ رکھا گیا ہے؟

(ج) حکومت فش کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے پنجاب میں کون کون سے اقدامات اٹھا رہی ہے ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ ماہی پروری کے اعداد و شمار کے مطابق صوبہ پنجاب میں پرائیویٹ سیکٹر میں 43,300 ایکڑ رقبہ پر 7500 سے زائد فش فارمز ہیں جن سے 1000 کلو گرام فی ایکڑ کے حساب سے 4,33,00,000 کلو گرام مچھلی پیدا ہوئی جس کی اندازاً مالیت 4,330 ملین ہے۔

(ب) یہ فش فارمز پرائیویٹ فش فارمرز کی ملکیت ہیں اس لئے محکمہ ان کے آمدنی کی ٹارگٹ مقرر نہیں کرتا۔

(ج) محکمہ ماہی پروری پنجاب نے مچھلی کی پیداوار بڑھانے کے لئے کئی ایک ترقیاتی سکیمیں شروع کی ہیں جن میں سرکاری ہیچریوں اور نرسریوں کی بہتری کے لئے سکیمیں شامل ہیں۔ ان سکیموں میں Establishment of Hatchery at R.Y.Khan, Shrimp

Culture, Improvement & Renovation of Hatcheries, Establishment of Nursery at Hafiz Abad شامل ہیں جن سے مچھلی اور بچہ مچھلی کی پیداوار میں اضافہ ہو گا اور مچھلی پالنے کے خواہش مند حضرات کو آسانی سے بچہ مچھلی دستیاب ہو گا۔اس کے علاوہ مچھلی فارم بنانے کے لئے مٹی اور پانی کا مفت تجزیہ اور تمام فنی اور تکنیکی سہولیات مفت فراہم کی جاتی ہیں۔علاوہ ازیں صوبائی اور ضلعی سطح پر مچھلی کے کاشتکاروں کی تربیت اور دیگر ضروری معلومات کے لئے باقاعدگی سے مختلف تربیتی پروگراموں کا انعقاد بھی کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!اس سوال میں بتایا گیا ہے کہ یہ پرائیویٹ فش فارم ہیں حکومت کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا حکومت ان کی آمدن پر کوئی ٹیکس وصول کرتی ہے،اگر کرتی ہے تو کتنا کرتی ہے؟

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری(ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!حکومت ان پر کوئی ٹیکس عائد نہیں کرتی بلکہ ان کو facilitate کرتی ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔اگلا سوال انجینئر قمر الاسلام راجہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!On his behalf(معزز خاتون ممبر نے انجینئر قمر الاسلام راجہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جی، سیمل کامران صاحبہ!سوال کا نمبر پکاریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!سوال نمبر 5110 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال2009، پنجاب میں مچھلی کی پیداوار و دیگر تفصیلات

*5110:**انجنیئر قمر الاسلام راجہ:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ماہی پروری پنجاب مچھلی پالنے کے لئے چھوٹے ڈیم یا ذخیرہ آب بنانے کے لئے خصوصی ترغیبات دیتا ہے،ان ترغیبات (Incentives) کی نوعیت کیا ہے؟

(ب) صوبہ میں سال 09-2008 میں فارمی مچھلی کی کل کتنی پیداوار ہونے کی توقع ہے اور پچھلے سال کی نسبت اس میں کتنے فیصد اضافہ ہوا ہے؟

(ج) کیا محکمہ نے صوبہ میں آبی زندگی کے تحفظ کے لئے اس مالی سال میں کوئی مہم چلائی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ محکمہ ماہی پروری پنجاب مچھلی پالنے کے لئے چھوٹے ڈیم اور ذخیرہ آب بنانے کے لئے ترغیبات دیتا ہے۔ڈیم یا ذخیرہ آب بنانا محکمہ اریگیشن کا کام ہے البتہ محکمہ ماہی پروری مچھلی پالنے کے لئے صرف تکنیکی مشورے دیتا ہے۔

(ب) محکمہ ماہی پروری پنجاب کے اعداد و شمار کے مطابق سال 09-2008 میں صوبہ پنجاب میں 44,300 میٹرک ٹن مچھلی پیدا ہوئی جو پچھلے سال کی نسبت 4.7 فیصد زیادہ ہے۔

(ج) صوبہ پنجاب میں آبی زندگی بالخصوص مختلف انواع کی مچھلی کے تحفظ کے لئے دوران سال 10-2009 درج ذیل مہمات چلائی گئیں:۔

- بندی کے موسم میں یکم جون 2010 سے 31۔ اگست 2010 کے دوران ناجائز شکار ماہی کے کنٹرول کے لئے صوبائی و ضلعی سطح پر خصوصی ریڈ پارٹیاں تشکیل دی گئیں۔
- Stock Replenishment مہم کے تحت مختلف آبی پانیوں میں لاکھوں کی تعداد میں بچہ مچھلی سٹاک کیا گیا۔
- مورخہ 24-03-2010 کو چشمہ بیراج ضلع میانوالی کے مقام پر کنزرویشن آف فش بائیوڈائیور سٹی کے حوالے سے ایک سیمینار منعقد کروایا جس میں ملک کے مایہ ناز سائنسدانوں، محققین، سکالرز، پروفیسرز، طلبہ نے شرکت کر کے ناپید ہونے والی مچھلیوں کی نسل کے تحفظ اور بقا کے لئے مقالے پڑھے اور تجاویز دیں۔اس موقع پر 30,000 سے زائد بچہ مچھلی چشمہ بیراج کی جھیلوں میں سیکرٹری جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری کی موجودگی میں سٹاک کیا گیا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جز (ب) میں پوچھا گیا ہے کہ صوبہ میں سال 09-2008 میں مچھلی کی کتنی پیداوار ہوئی، جز (ج) میں پوچھا گیا ہے کہ کیا حکومت نے صوبہ میں آبی زندگی کے تحفظ کے لئے اس مالی سال میں کوئی مہم چلائی ہے، یہ سوال 09-2008 کے بارے میں پوچھا گیا تھا لیکن

جز(ج) میں ان کا محکمہ 10-2009 کا جواب دے رہا ہے منسٹر صاحب مجھے 09-2008 کا جواب دے دیں جو پوچھا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! انہوں نے صحیح فرمایا ہے۔ یہ سوال 09-2008 کا پوچھا گیا تھا لیکن 10-2009 میں باقاعدہ ایک campaign چلائی گئی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: وہ آپ سے 09-2008 کا پوچھ رہی ہیں، اس کا بتادیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! 09-2008 میں normal activities جاری رہی ہیں اور خصوصی مہم 10-2009 میں چلائی گئی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! منسٹر صاحب مجھے normal activities اور abnormal activities کا فرق بھی بتادیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر 09-2008 میں کوئی activities نہیں تھیں تو پھر یہ 10-2009 کے بارے میں بتانے کی کیا ضرورت ہے اس کے بارے میں تو پوچھا ہی نہیں گیا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! محکمے کے مختلف پراجیکٹ چل رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ آپ کی information کے لئے ہے کہ محکمہ ٹھیک کام کر رہا ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): اس میں مختلف انواع کی مچھلیوں کی پیداوار کرنے کے لئے سیمینار رکھے گئے ہیں، اس بارے میں تقاریب کی گئی ہیں، جو ہمارا چشمہ Hatchery ہے وہاں پر فنکشنز کئے گئے ہیں اور اس کی انٹرنیشنل کانفرنس کی گئی ہے۔ فتح جنگ اور اسلام آباد میں بھی Hatchery ہے۔ جہاں جہاں Hatcheries ہیں مچھلی سے بچہ پیدا کر کے دریاؤں کے سپرد کیا جاتا ہے تاکہ ان کی پیداوار میں اضافہ ہو۔ یہ ایک تسلسل ہے جس پر محکمہ سارا سال عمل پیرا رہتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: یہ سن کر تو پتا چلا کہ واقعی محکمہ کام کر رہا ہے اور انہوں نے 09-2008 میں بھی بہت زیادہ کام کیا ہے۔ اگر اتنا زیادہ کام ہوا ہے تو ان کے ڈیپارٹمنٹ نے consider کیوں نہیں کیا ہے اور جواب میں کیوں نہیں لکھا کہ 09-2008 میں اتنا سارا کام کیا ہے، 10-2009 میں تو انہوں نے وہی کیا جو ان کو کمیٹیاں بنانے کی عادت ہے، انہوں نے بس کمیٹیاں ہی تشکیل دی ہیں۔ منسٹر صاحب جو verbally بتا رہے ہیں یہ کتاب میں کیوں نہیں ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ سوال چونکہ 10-2009 کا ہے اور جواب بھی 10-2009 کا دیا گیا ہے۔ البتہ یہ اگست کے مہینے کی تاریخ بتائی گئی ہے کہ یکم جون 2010 سے 31۔اگست 2010 کے دوران ہوتا ہے۔ مہم کے دوران مختلف آبی پانیوں میں لاکھوں کی تعداد میں بچہ مچھلی سٹاک کیا گیا ہے اور دریا کے سپرد کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جن کا سوال ہے وہ بھی آ گئے ہیں۔ قمر الاسلام صاحب! کوئی ضمنی سوال کر لیں۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! ضمنی سوال یہ ہے کہ یہاں پر انہوں نے کہا ہے کہ محکمہ صرف تکنیکی مشورے دیتا ہے ترغیبات نہیں دیتا۔ کیا یہ جو تکنیکی مشورے دیتے ہیں وہ ترغیبات کے زمرے میں نہیں آتے؟

جناب سپیکر: آپ جیسا سمجھ لیں ویسے ہی ٹھیک ہے، اب اس پر ٹائم ضائع نہ کریں۔ اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 5248 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چشمہ بیراج پر غیر قانونی شکار کھیلنے والوں کے خلاف کارروائی کی تفصیلات

*5248: **انجینئر قمر الاسلام راجہ:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے بڑے آبی ذخیروں بشمول چشمہ بیراج نقل مکانی کرنے والے پرندوں کے شکار پر پابندی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دسمبر کے پہلے ہفتے میں فیصل آباد اور سرگودھا سے واپڈا کے سینئر افسران نے دو دن تک چشمہ بیراج میں مرغابیوں کا شکار کھیلا اور درجنوں مرغابیاں شکار کیں؟

(ج) کیا اس غیر قانونی شکار کا محکمہ شکار نے کوئی نوٹس لیا ہے اور ان افسران کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔اخباری خبر کی اشاعت پر اس واقعہ کی تفصیلی تحقیقات کرائی گئیں جس سے ایسے کوئی شواہد نہ ملے ہیں۔

(ج) انکوائری رپورٹ کے مطابق وائلڈ لائف سینکچوری چشمہ میں غیر قانونی شکار نہیں کھیلا گیا اس لئے کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی جا سکتی۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! انہوں نے سوال کے جز(الف) سے انکار کر دیا ہے کہ ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا حالانکہ یہ بہت مشہور واقعہ تھا اور اس پر محکمہ جنگلی حیات نے کوئی action نہیں لیا یا تو ان کی ملی بھگت ہے یا نااہلی ہے۔اس دن وہاں پر جو باقی شکار پارٹیاں گئی ہوئی تھیں وہ بھی اس چیز کی گواہ ہیں کہ واپڈا کے بڑے افسران نے وہاں پر شکار کھیلا تھا۔اس ضمن میں، میں وزیر صاحب سے کہوں گا کہ اس بات کو explain کریں کہ محکمہ جنگلی حیات کیا کرتا ہے؟ اس شکار کی یہ صورتحال ہو گئی ہے کہ پرندے اور جنگلی جانور ناپائید ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ 10۔دسمبر 2009 کا واقعہ ہے۔یہ خبر ایک اخبار میں چھپی تھی، ایک معروف اخبار کے نامہ نگار کی طرف سے اخبار میں یہ print ہوئی تھی۔اس بنیاد پر ہمارے ڈپٹی ڈائریکٹر رانا شہباز نے انکوائری کی۔ان کی انکوائری رپورٹ کے مطابق اس نے تمام شہادتیں جمع کیں ہیں اور میرے پاس وہ تمام facts موجود ہیں۔اس انکوائری کی

رُوسے وہاں پر دسمبر کے مہینہ میں ان علاقوں میں شکار پر پابندی نہیں تھی یعنی چشمہ کے علاقہ میں جس کا ذکر کیا گیا ہے۔ واپڈا کے افسران اپنے واپڈا کے ریسٹ ہاؤس میں 4 اور 5۔دسمبر کی درمیانی رات کو ٹھہرے ہیں، وہ صبح 9 بجے اپنے واپڈا کے پاور ہاؤس کو visit کرنے کے لئے چلے گئے اور انہوں نے وہاں چشمہ میں واپڈا کے ریسٹ ہاؤس میں stay کیا ہے لیکن انکوائری رپورٹ کے مطابق وہاں پر کوئی شکار نہیں کھیلا گیا۔ اگر میرے بھائی کہیں گے تو میرے پاس جو تمام انکوائری reports ہیں وہ بھی دکھا سکتا ہوں اور اگر دوبارہ انکوائری کا کہیں گے تو دوبارہ انکوائری بھی کی جا سکتی ہے۔ دسمبر کے مہینے میں شکار پر پابندی نہیں ہوتی لیکن ان افسران نے شکار نہیں کھیلا بلکہ رپورٹ کے مطابق ان کے چیف ایگزیکٹو سے ایک اخبار کے نامہ نگار کی ملاقات ہونا تھی اور وہ ملاقات نہ ہوئی تو اس بنا پر اس نے یہ خبر دی تھی۔

جناب سپیکر: جی، انجینئر قمر الاسلام راجہ!

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ 2009 کا واقعہ ہے اس سے کم از کم یہ تو ثابت ہو گیا کہ واقعہ ہوا تھا۔ اب اس پر چاہے جتنی بھی مٹی ڈال دی جائے لیکن انہوں نے شکار کھیلا ہے کیونکہ انہوں نے سلنسر لگی بندوقوں سے شکار تو نہیں کھیلا تھا اس میں bullets استعمال ہوئی ہیں یہ بہت بڑی شکار پارٹی تھی بہر حال میں وزیر صاحب کے جواب کو تسلیم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ مطمئن ہو جائیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس سلسلہ میں مختلف لوگوں کے بیانات لئے گئے تھے اس میں فشری کے contractors، ریسٹ ہاؤس کے ملازمین اور وائلڈ لائف کے ملازمین کے بیان لف ہیں۔ اس انکوائری کی رپورٹ کی روشنی میں یہ کہا گیا ہے کہ انہوں نے وہاں پر شکار نہیں کھیلا تاہم اگر میرے بھائی کہیں گے تو میں دوبارہ ان کو مطمئن کر دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ اب اگلا سوال چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ) صاحب کا ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں لہذا سوال نمبر 5915 dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔ جی، سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 6054 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع اوکاڑہ، جنگلات اور ان سے متعلقہ دیگر تفصیلات

***6054: محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع اوکاڑہ میں کتنے رقبہ پر جنگلات ہیں؟

(ب) گزشتہ پانچ سال کے دوران ضلع اوکاڑہ محکمہ جنگلات نے کتنا نیا جنگل لگایا ہے؟

(ج) 10-2009 میں جنگل سے کتنی لکڑی چوری ہوئی اور کتنے لوگوں کے خلاف چوری کے مقدمات درج ہوئے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) اوکاڑہ فارسٹ ڈویژن میں دیپالپور پلانٹیشن واقع ہے جس کا رقبہ 7235 ایکڑ ہے۔اس کے علاوہ انہار اور سڑکات پر بھی جنگلات واقع ہیں جن کا رقبہ 1133 میل ہے۔

(ب) گزشتہ پانچ سالوں کے دوران محکمہ جنگلات ضلع اوکاڑہ نے جو نئے جنگلات لگائے ہیں ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

i۔ دیپالپور پلانٹیشن میں 3229.7 ایکڑ پر نئے جنگلات لگائے گئے ہیں۔

ii۔ سڑکات اور انہار پر 1007 ایونیو میل رقبہ پر نئے جنگلات لگائے گئے ہیں۔

(ج) 10-2009 میں 1764 عدد درختان چوری ہوئے اور 211 ملزمان کے خلاف مقدمات درج ہوئے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ 11-2010 میں ان جنگلات سے کتنی آمدن ہوئی اور کتنے درخت لگائے گئے؟

جناب سپیکر: جی، کتنی آمدن ہوئی، کتنے درخت لگائے گئے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!2009 میں2کروڑ پودے لگائے گئے تھے،2010میں بھی2کروڑپودے لگائے گئے تھے،ٹارگٹ بھی2کروڑپودے لگانے کا تھااور2کروڑ18لاکھ پودے لگائے گئے ہیں۔

جناب سپیکر:جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ دیپالپور اور اوکاڑہ میں کن سڑکوں پر درخت لگائے گئے ہیں اور10-2009کے دوران جو1764عدد درخت چوری ہوئے تھے ان کی مالیت بتائی جائے؟

جناب سپیکر:جی،چوری ہونے والے درختوں کی مالیت بتائیں۔ محترمہ!دیکھ لیں،آپ کا ضمنی سوال بنتا ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!جی، میرا ضمنی سوال بنتا ہے۔

جناب سپیکر:چلیں۔جی،اگر آپ کے پاسinformationآ گئی ہے تو ان کو بتائیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!جو1764درخت چوری ہوئے تھے ان کی مالیت35لاکھ 27ہزار2سو77روپے بنتی ہے۔

جناب سپیکر:جی،اچھا۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان چوری کے ملزمان سے کتنا جرمانہ وصول کیا گیااور ان کو کیا کیا سزائیں دی گئی ہیں؟

جناب سپیکر:جی،منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!215افراد کے خلاف کارروائی ہوئی ہے اور7لاکھ 12ہزار روپے ان سے وصول کئے گئے،14ایف آئی آر درج ہوئی ہیں،ان کے کیس کی میرے پاس تفصیل موجود ہے جن کے خلاف پرچے ہوئے ہیں اور یہ کیس عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔ عدالتوں میں جتنے کیس زیر سماعت ہیں اس کی تفصیل میرے پاس موجود ہے اور جرمانے کی صورت میں کتنی رقم موصول ہوئی ہے اس کی تفصیل بھی میرے پاس موجود ہے۔2009 میں مقدمہ نمبر244دس درخت چوری کا ہے،اس کی50ہزار رقم بنتی ہے یہ کیس سول جج رینالہ خورد کے پاس ہے۔اس کے مختلف عدالتوں میں کیس ہیں دوسرا کیس 2009کا ہے جس کا مقدمہ نمبر 17

ہے یہ 52ہزار چوری کا ہے، تیسرا کیس 96ہزار کا ہے یہ سینئر سول جج رینالہ خورد کے پاس زیر سماعت ہے، مقدمہ نمبر 10/49 تھانہ بصیرپور میں زیر تفتیش ہے، مقدمہ نمبر 94 سول جج دیپالپور کے پاس زیر سماعت ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، دیکھیں بات سنیں، وہ آپ سے پوچھ رہے ہیں کہ آپ نے کتنے افراد کے خلاف پرچہ دیا تھا اور وہ آپ نے بتادیا ہے۔ اب آپ کی چوری ہوئی تھی وہ بھی آپ نے بتادی، جتنی recovery ہوئی تھی وہ بھی آپ نے بتادی۔ انہوں نے ابھی pending cases نہیں پوچھے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! 39 کیسز compound ہوئے ہیں، 6 کیسز prosecute ہوئے، 14 "ایف آئی آر" درج ہوئی ہیں۔ اس کے علاوہ عملہ کے خلاف کارروائی ہوئی ہے اور پیڈا ایکٹ کے تحت 77 فارسٹ گارڈز کے خلاف کارروائی کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جرمانے کی باقی pending amount کتنی ہے اور وہ کب تک وصول ہو گی؟

جناب سپیکر: جی، وہ کورٹ میں cases ہیں، وہ اس سے پہلے کیا بتا سکتے ہیں؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! مجھے منسٹر صاحب باقی وصول ہونے والی رقم کا بتادیں۔

جناب سپیکر: جی، جتنی رقم انہوں نے وصول کر لی ہے آپ اس سے باقی نکال لیں کتنی بنتی ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! 7 لاکھ ہے۔

جناب سپیکر: جی، 7 لاکھ ہے۔ بڑی مہربانی، پھر بھی شاباش ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: جی، کس بات کا شکریہ؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے بات کرنے کا موقع دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس پر؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جی۔

جناب سپیکر: جی، اب آپ ان کی بھی بات سنیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے یہ سوال ہے کیونکہ منسٹر صاحب ابھی یہ فرما رہے تھے کہ۔۔۔

جناب سپیکر:منسٹر صاحب!پلیز ان کی بات بڑے غور سے سنیں اور جواب دیں۔جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ اوسطاً2کروڑ درخت لگائے جا رہے ہیں اور منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ 2کروڑ درخت لگائے گئے۔۔۔

جناب سپیکر:جی،اس سوال میں انہوں نے تو نہیں پوچھا؟

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!ابھی انہوں نے جواب دیا ہے کہ 2کروڑ درخت لگائے گئے تو میرا منسٹر صاحب سے ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر2کروڑ لگائے گئے تو کتنے درخت زندہ رہے کیونکہ۔۔۔

جناب سپیکر:جی،وہ یہ بات بتا چکے ہیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میری بات تو سن لیں۔۔۔

جناب سپیکر:جی،وہ یہ بات اس معزز ایوان کو بتا چکے ہیں کہ اس میں سے 99فیصد زندہ ہیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!اگر 99فیصد زندہ ہیں تو پھر وہاں پر حالات ایسے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر:ایوان میں انہوں نے بتا دیا ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!آپ میری پوری بات تو سن لیں۔یہ جو انہوں نے compound کیا ہے، پھر لکڑی جو چوری ہوتی ہے compound کرنے کے بعد کیا ملزمان کو دے دی جاتی ہے؟وزیر موصوف نے compound کا لفظ بولا ہے اور کہا ہے کہ compound کیا گیا۔میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا لکڑی بھی ان کو دے دی گئی،آپ بھی سمجھتے ہیں کہ compound کا مطلب کیا ہے، یہ compound کرنے کے بعد لکڑی ان کو کیوں دی گئی؟

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری(ملک احمد علی اولکھ):جناب والا!یہ 1927کا ایکٹ تھا جس میں-/500روپے جرمانہ کی رقم رکھی گئی تھی۔اب ان قوانین میں ترمیم ہو گئی ہے rules بن رہے ہیں اور اب 2010کا نیا ایکٹ آ رہا ہے جس کے تحت بھاری جرمانے تجویز کئے گئے ہیں۔اگر ایک لاکھ روپے لکڑی کی چوری ہو گی تو دس لاکھ روپے جرمانہ ہو گا،اس سے اوپر کی اگر چوری ہو گی تو دس لاکھ

روپے جرمانہ کے علاوہ ایک سال قید بھی ہو گی۔ابھی اس کے رولز بن رہے ہیں لہذا میری یہ گزارش ہے کہ ابھی تک 1927 کا پرانا ایکٹ چل رہا ہے جس کے تحت یہی سزائیں تھیں جو دی گئی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ وزیر موصوف کے بھی علم میں ہے کہ اس amendment کا دینے والا بھی میں ہی ہوں، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس پر عمل ہو رہا ہے، سوال صرف اتنا ہے کہ کیا ہم نے جو ترامیم کی ہیں اس پر عمل ہو رہا ہے یا نہیں؟ لکڑی تو اسی طرح سے چوری ہو رہی ہے اور اسی طرح سے غائب ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، بتائیں!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جہاں سے بھی کوئی complaint آتی ہے اس پر action لیا جاتا ہے۔ عملہ وہی سابقا ہے، اس وقت کافی پوسٹیں خالی پڑی ہیں لیکن recruitment پر ban لگا ہوا ہے۔ گارڈ کے پاس بہت سارا ایریا ہوتا ہے اور نگرانی کے لئے جتنے سٹاف کی ضرورت ہے وہ اس وقت موجود نہیں ہے تاہم میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ theft cases پہلے سے کم ہو گئے ہیں اور ابھی جو ایکٹ میں ترمیم ہوئی ہے اس کے rules بڑی تیزی سے مرتب ہو رہے ہیں جیسے ہی ان کی approval ہو جائے گی اس کے بعد ان پر عملدرآمد ہو گا جس کے تحت سخت سزائیں دی جائیں گی اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد لکڑی کی چوری بالکل ختم ہو جائے گی۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب والا! جو درخت وہاں پر لگائے گئے ہیں یہ کس کس اقسام کے درخت ہیں؟

جناب سپیکر: آپ اگر ٹائم پر نہیں آئے تو اس میں ان کا قصور تو نہیں ہے یا میرا قصور تو نہیں ہے۔ وہ اس کا جواب پہلے ہی دے چکے ہیں۔ تشریف رکھیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! اس کے مختلف زون ہیں، پہاڑی علاقہ ہے جیسے مری کا علاقہ ہے وہاں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب والا! میرا عرض کرنے کا یہ مقصد تھا کہ جو سفیدا ہمارے لئے نقصان دہ ہے اور پانی بھی چوستا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ تجویز بعد میں دے دیں یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔ بڑی مہربانی۔ محترمہ نسیم لودھی!

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! On her behalf.

جناب سپیکر: آپ پہلے سوال کر چکی ہیں، تشریف رکھیں۔ محترمہ آپ بولیں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر6103 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز خاتون ممبر نے محترمہ نسیم لودھی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وہاڑی، چڑیا گھر سے متعلقہ تفصیلات

*6103: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع وہاڑی میں واقع چڑیا گھر کا کل رقبہ کتنا ہے؟

(ب) مذکورہ چڑیا گھر میں موجود جانوروں کی کل کتنی تعداد ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سال2009 میں اس چڑیا گھر پر 4کروڑ70 لاکھ روپے کے ترقیاتی کام کئے گئے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) وہاڑی میں چڑیا گھر نہیں بلکہ وائلڈ لائف پارک ہے جس کا رقبہ 15ایکڑ اور 06مرلہ ہے۔

(ب) وہاڑی وائلڈ لائف پارک میں جانوروں اور پرندوں کی تعداد درج ذیل ہے:۔

جانور	پرندے
54عدد	200عدد

کل تعداد 254 ہے۔

(ج) ہ درست نہ ہے۔البتہ مالی سال10-2009 میں ترقیاتی کاموں پر 70 لاکھ روپے خرچ کئے گئے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ شمیلہ اسلم: جواب کے جز(ب) میں بتایا گیا ہے کہ وہاڑی کے وائلڈ لائف پارک میں جانوروں کی کل تعداد 254 ہے جبکہ یہ پارک وہاڑی کے لوگوں کے لئے واحد تفریح کا ذریعہ ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا حکومت وہاں پر جانوروں کی تعداد بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

جناب سپیکر: اگر جانوروں کی تعداد آپ بڑھانا چاہتے ہیں تو کب تک اور کتنی بڑھائیں گے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے خود بھی وہ پارک دیکھا ہوا ہے جتنا اس پارک کا سائز ہے، جتنا اس کا area ہے، جتنی capacity ہے اس کے مطابق اس میں جانور اور پرندے موجود ہیں۔ اس کے باوجود میں ایک دفعہ دوبارہ اس کی study کرا لیتا ہوں اگر وہاں پر گنجائش بڑھائی جا سکتی ہو گی تو پھر بڑھا دیں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! ابھی معزز وزیر صاحب نے خود فرمایا ہے کہ یہ ایک چھوٹا سا پارک ہے اور جواب میں بھی لکھا ہوا ہے کہ یہ چڑیا گھر نہیں ہے بلکہ ایک وائلڈ لائف پارک ہے جہاں پر صرف 54 جانور اور 200 کے قریب پرندے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک سال میں یعنی 10-2009 میں ترقیاتی کاموں پر انہوں نے 70 لاکھ روپے خرچ کئے ہیں۔ کیا وزیر موصوف اس بات کی وضاحت کریں گے کہ اس چھوٹے سے پارک میں جہاں صرف 54 جانور اور 200 پرندے ہیں وہاں پر 70 لاکھ روپے کس چیز پر خرچ ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، ان کو بتا دیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ ابھی کی سکیم نہیں ہے بلکہ 10-2009 کی سکیم ہے اس وقت تو اس پر کوئی پیسا خرچ نہیں ہو رہا۔ پہلے ایک سکیم بنی تھی اور اس میں ڈویلپمنٹ کے کام کئے گئے تھے جس میں سٹاف کی رہائش گاہیں، دروازے، ٹائلٹ، فٹ پاتھ، ٹربائن اور water courses اور اسی طریقے سٹریٹ لائٹس، سیوریج اور لان وغیرہ بنائے گئے ہیں۔ یہ وہاں پر ڈویلپمنٹ کا کام ہوا ہے اس پر یہ تمام پیسے خرچ ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وہاں پر ڈویلپمنٹ کا کام ہوا ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! یہ رقم صرف ایک سال خرچ ہوئی ہے ہر سال یہ رقم خرچ نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر: محترمہ آپ فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! ایک چھوٹے سے پارک پر انہوں نے 70 لاکھ روپے خرچ کر دیئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے یہ پیسے پارک میں نہیں لگائے وہ تو آپ کو انہوں نے بتا دیا ہے، آپ ان کی بات تو سنتی نہیں ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا!سوال کیا گیا تھا کہ سال 2009 میں اس چڑیا گھر پر 4 کروڑ 70 لاکھ روپے کے ترقیاتی کام ہوئے ہیں جس کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ یہ درست نہیں ہے۔البتہ مالی سال 10-2009 میں ترقیاتی کاموں پر 70 لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں۔انہوں نے خود اپنے جواب میں لکھا ہے میں نے نہیں لکھا۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!اس میں 70 لاکھ روپے کی سکیم صرف ایک دفعہ بنی تھی یہ ہر سال رقم خرچ نہیں ہو رہی۔ اس رقم سے پارک کی boundary wallاوراس کے علاوہ جانوروں کے پنجرے بنائے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: مجھے سنائی نہیں دیا۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا!اس رقم سے جانوروں کے پنجرےاور boundary wallبنائی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی،Boundary wallاورcagesبنائے گئے ہیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا!ایک دفعہ 70 لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں ہر سال خرچ نہیں ہوتے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

میاں محمد رفیق: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!ضمنی سوال سنیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!آپ کے توسط سے میں وزیر موصوف سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ اس پارک میں جانور 54 اور پرندے 200 عدد موجود ہیں، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کی کیا اقسام ہیں اور جانور کون سی نسل کے ہیں اس کے علاوہ پرندے کون کون سے موجود ہیں؟

جناب سپیکر: جی،ان کی کون سی نسل ہے اور کون کون سے جانور وہاں پر موجود ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ببر شیر، پاڑاہرن، نیل گائے، کالاہرن، بندر اس کے علاوہ مختلف قسم کے مورpeasantsاور اس کے علاوہ آبی پرندے وہاں پر موجود ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: میرا سوال نمبر6132 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں چڑیا گھروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6132: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں کل کتنے چڑیا گھر ہیں؟

(ب) کیا حکومت ہر ضلع میں چڑیا گھر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) چڑیا گھر کے قیام کے لئے کم از کم کتنا رقبہ درکار ہوتا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب میں کل تین چڑیا گھر ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

i. لاہور چڑیا گھر
ii. بہاولپور چڑیا گھر
iii. ڈیرہ غازی خان چڑیا گھر

(ب) جی، نہیں۔

(ج) چڑیا گھر کے قیام کے لئے کوئی مخصوص رقبہ نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! انہوں نے سوال کے جواب میں کہا ہے کہ حکومت ہر ضلع میں چڑیا گھر بنانے کا ارادہ نہیں رکھتی۔ میں ان سے پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ کیا ہر ڈویژن میں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے کیونکہ ہمارے پاس بچوں کے لئے تفریح کے مواقع بہت کم ہیں؟

جناب سپیکر: کیاان تین چڑیا گھروں کے علاوہdivision level پر آپ چڑیا گھر بنانا چاہتے ہیں؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! یہ چونکہ بچوں کے لئے ایک اچھی اور healthy تفریح ہے۔انہوں نے straightaway refuse کر دیا ہے اس کی بھی وجہ بتادیں؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہی ہیں کہ refusal کی وجہ بھی بتادی جائے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! ہر ڈوژنل ہیڈ کوارٹر پر چڑیا گھر نہیں بنائے جا سکتے۔

جناب سپیکر: ضلع کی سطح پر نہیں وہ ڈویژن کی سطح پر بنانے کا پوچھ رہی ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! نہ بنانے کی وجہ بھی بتائی جائے۔

جناب سپیکر: اس کی کیا وجہ ہے، کیا آپ کے پاس پیسے نہیں ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! وسائل کم ہیں۔ ہمارے پاس پہلے سے جو چڑیا گھر اور wildlife parks موجود ہیں پہلے ان کو maintain کرنا ہے۔ جب وسائل اجازت دیں گے تو پھر بنانے میں کوئی قباحت نہیں ہو گی۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! میں اسی حوالے سے یہ عرض کروں گی کہ لاہور کے چڑیا گھر میں construction ہو رہی تھی جس میں تاخیر ہو گئی ہے اور اس کا کام لٹکا ہوا ہے اس تاخیر کی وجہ کیا ہے؟

جناب سپیکر: لاہور کے چڑیا گھر میں تاخیر کی وجہ؟

محترمہ خدیجہ عمر: اس کے علاوہ اس دوران جو پیسوں کا زیاں ہوا ہے وہ بھی بتادیں کہ کتنے پیسوں کا وہاں پر زیاں ہوا ہے؟

جناب سپیکر: ابھی بتاتے ہیں۔آج خصوصی طور پر میں دو صاحبان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ایک تو میرے سامنے بیٹھے ہیں دوسرے میرے خیال میں ابھی باہر چلے گئے ہیں۔ بڑی مشکل سے وہ کنٹرول ہوتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں نے پرسوں بھی point out کیا تھا کہ وزراء تشریف نہیں لاتے۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب! تشریف فرما ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: ایک وزیر صاحب بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ابھی آ جاتے ہیں۔اب دیکھیں کتنے ہو گئے ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: اب دو ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: ابھی اور بھی آ جائیں گے۔وزیر صاحب! چڑیا گھر میں کوئی تعمیرات ہو رہی تھیں اس بارے میں یہ سوال پوچھ رہی ہیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس میں پہلے تعمیرات ہو رہی تھیں پھر ڈیزائن تبدیل ہو گیا جس کی وجہ سے وقت لگ گیا، اب اس وقت کام تیز رفتاری سے جاری ہے۔ویسے یہ fresh question بنتا ہے اس سوال کا حصہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ fresh question دے دیں تو میں اچھی طرح جواب دوں گا۔تمام کا بہت شکریہ، اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔محترمہ! Rules کے مطابق آپ کا ایک گھنٹہ ٹائم ہے اور میں ٹائم سے آگے نہیں جا سکتا۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں ایک منٹ چاہوں گا کہ جو منصوبہ زیر تکمیل ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ یہ مجھے نہ بتائیں۔اب آپ چھوڑیں، میں جواب نہیں لوں گا۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

محکمہ ماہی پروری کے ملازمین، بجٹ اور آمدن سے متعلقہ تفصیل

*5034: جناب علی حیدر نور خان نیازی: کیاوزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں 08۔2007 میں محکمہ کو فش کی مد میں کل کتنی آمدن ہوئی؟

(ب) سال 09۔2008 میں مذکورہ مد میں پچھلے سال کی نسبت آمدن میں کتنا اضافہ ہوا؟

(ج) سال 10۔2009 میں محکمہ کی آمدن کو بڑھانے کے لئے کل کتنے نئے لوگوں کو فش فارمز بنانے کے لئے قرضہ جات جاری کئے گئے؟

(د) محکمہ کے ملازمین کی تنخواہوں کے لئے 10۔2009 میں کتنا بجٹ مختص کیا گیا اور ترقیاتی کاموں کے لئے کتنا بجٹ مختص ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ ماہی پروری پنجاب کو سال 08-2007 میں مچھلی کی فروخت سے کل 93.01 ملین روپے کی آمدن ہوئی۔

(ب) سال 09-2008 میں محکمہ ماہی پروری کو فش کی مد میں مبلغ 112.048 ملین روپے آمدن ہوئی جو کہ گزشتہ سال کی نسبت 20 فیصد زیادہ ہے۔

(ج) سال 10-2009 میں محکمہ ماہی پروری کی جانب سے کسی بھی شخص کو فش فارم بنانے کے لئے کوئی قرضہ جاری نہیں کیا گیا۔

(د) محکمہ ماہی پروری کے ملازمین کی تنخواہوں کے لئے 10-2009 میں کل 121.78 ملین روپے جبکہ ترقیاتی کاموں کے لئے 277.5 ملین روپے کا بجٹ مختص کیا گیا ہے۔

ضلع سیالکوٹ، درختوں کی نیلامی و دیگر تفصیلات

*5915: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سیالکوٹ میں 2007 سے 2009 تک کتنے نہری درخت نیلام کئے گئے ہیں اور اس سے کل کتنی آمدنی ہوئی ہے، ایوان کو آگاہ کریں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جو درخت نیلام کئے گئے یا کٹوائے گئے، اس کی اجازت اعلیٰ حکام سے نہ لی گئی تھی اگر لی گئی تھی تو اس اتھارٹی کا نام و عہدہ سے آگاہ کریں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں 2007 سے 2009 تک جتنے نہری درخت نیلام کئے گئے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	تعداد درختاں	نیلامی سے حاصل شدہ رقم
2007	- - - - -	- - - - -
2008	645	40,84,110/-
2009	775	70,28,112/-
میزان	1420	1,11,12,222/-

(ب) خشک، گرے پڑے ایستادہ درختان کو نیلام کرنے کی منظوری ناظم جنگلات نے دی۔

ضلع وہاڑی، محکمہ جنگلات کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*6823: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ جنگلات کا کل رقبہ کتنا کہاں کہاں ہے؟

(ب) کتنے رقبہ پر جنگل ہے اور یہ جنگل کون کون سے درختوں پر مشتمل ہے؟

(ج) سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران اس ضلع میں کتنی رقم سالانہ شجر کاری پر خرچ ہوئی؟

(د) سالوں کے دوران کون کون سے درخت شجر کاری میں لگائے گئے؟

(ہ) کیا ان سالوں کے دوران محکمہ نے پرائیویٹ افراد/کسانوں کو شجر کاری کے لئے پودے فراہم کئے تو کتنے اور کون کون سے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ جنگلات کا کوئی رقبہ نہ ہے البتہ ضلع وہاڑی میں 1049 میل انہار اور 322 کلو میٹر سڑکات کے کناروں پر کھڑے درختاں کا انتظام محکمہ جنگلات صوبائی حکومت کے ذمہ ہے۔

(ب) ضلع وہاڑی میں محکمہ جنگلات کا کوئی رقبہ نہ ہے تاہم ضلع وہاڑی میں انہار و سڑکات کے کناروں پر درخت ہیں۔1049 میل انہار میں سے 805 میل پر درخت ہیں۔اسی طرح 322 کلو میٹر میں سے 215 کلو میٹر سڑکات پر درخت ہیں۔ ضلع وہاڑی میں انہار و سڑکات پر زیادہ تر کیکر، شیشم کے درخت پائے جاتے ہیں۔اس کے علاوہ فراش، سفیدا، توت، سمبل وغیرہ کے درخت کی اقسام بھی موجود ہیں۔

(ج) ضلع وہاڑی میں سال 09-2008 میں 20 ایونیو میل پر درخت لگانے کے لئے مبلغ 3.37 لاکھ روپے خرچ کئے گئے تھے اور سال 10-2009 میں میگا پراجیکٹ کے تحت 200 ایونیو میل پر درخت لگانے کے لئے مبلغ 26.40 لاکھ روپے شجر کاری پر خرچ کئے گئے ہیں۔

(د) ضلع وہاڑی میں سال 09-2008 میں 20 ایونیو میل پر کیکر، شیشم، نیم، سکھ چین، املتاس، بکائن وغیرہ کے درخت لگائے گئے جبکہ سال 10-2009 میں کیکر، شیشم، نیم، سکھ چین، املتاس، بکائن وغیرہ کے درخت لگائے گئے ہیں۔

(ہ) ضلع وہاڑی میں ان سالوں کے دوران محکمہ جنگلات کی طرف سے پرائیویٹ افراد/کسانوں کو شجر کاری کے لئے فراہم کردہ پودہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	فراہم کردہ پودوں کی تعداد	اقسام پودہ جات
2008-09	23775	کیکر، شیشم، نیم، بکائن، توت وغیرہ
2009-10	9500	کیکر، نیم، بکائن، توت، شیشم وغیرہ

لاہور چڑیا گھر میں ترقیاتی کاموں کی تفصیلات

*7061: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) Zoo Management Committee, Lahore کے کون کون سے ممبران ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) سال2009-10 کے دوران لاہور چڑیا گھر میں ترقیاتی کاموں پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی، ماہانہ خرچ کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) سال2009-10 کے دوران لاہور چڑیا گھر کو کل کتنی آمدن ہوئی، ماہانہ آمدن کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) Zoo Management Committee, Lahore ممبران کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

آفیشل ممبرز(نام)	عہدہ	گریڈ
(1)ظفر نصر اللہ، ڈائریکٹر جنرل وائلڈلائف اینڈ پارکس، پنجاب	چیئرمین	20
(2)رضوان علی سینئر چیف (ایگریکلچر) پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ	ممبر	20
(3)زبیر وحید نمائندہ فنانس ڈیپارٹمنٹ	ممبر	18
(4)سید ظفر الحسن شاہ، نمائندہ ایڈمنسٹریٹو ڈیپارٹمنٹ	ممبر	18
(5)پروفیسر ڈاکٹر محمد شریف مغل نمائندہ یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ انیمل سائنسز لاہور	ممبر	21
(6)پروفیسر ڈاکٹر محمد عارف خان نمائندہ زوالوجی ڈیپارٹمنٹ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور	ممبر	20
(7)امید خالد کنزرویٹر نیشنل کونسل فار کنزرویشن آف وائلڈلائف اسلام آباد	ممبر	19
(8)محمد اقبال خالد، ڈائریکٹر چڑیا گھر لاہور	نان ممبر سیکرٹری	18
نان آفیشل ممبرز(نام)		
(1)مسٹر تنویر اسلم ملک، ایم پی اے، پی پی 21 چکوال	ممبر	
(2)ڈاکٹر محمد افضل، ریٹائرڈ چیف کنزرویٹر آف فاریسٹ DHA لاہور	ممبر	
(3)مسٹر غضنفر علی خان لنگاہ، ریٹائرڈ ڈپٹی ڈائریکٹر وائلڈلائف رائے ونڈ لاہور	ممبر	
(4)مسٹر اسامہ طارق خان، چیف ایگزیکٹو طارق گارڈن لاہور	ممبر	
(5)مس عظمیٰ خان WWF پاکستان	ممبر	
(6)ڈاکٹر رفعت سلیمان بٹ سٹریٹ نمبر U-159، فیز DHA-II لاہور	ممبر	

(ب) سال2009-10 کے دوران لاہور چڑیا گھر میں ترقیاتی کاموں پر مبلغ 14.050 ملین روپے خرچ ہوئے تاہم موجودہ کاموں پر بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے مندرجہ ذیل رقم خرچ کی ہے۔ تفصیل جدول (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سال2009-10 کے دوران کل آمدن مبلغ 58372156 روپے ہوئی تفصیل جدول (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع قصور۔جنگلات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7092: محترمہ انیلہ اختر چودھری: کیاوزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع قصور میں کل کتنے جنگل موجود ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) سال09۔2008اور10۔2009کے دوران ان جنگلات سے لکڑی چوری کے کتنے مقدمات کااندراج ہوا، جواس میں ملوث تھے ان کو کیا کیا سزائیں دی گئیں؟

(ج) حکومت کی جانب سے جنگلات کی لکڑی چوری کو روکنے کے لئے ٹمبر مافیااور بدعنوان عملے کے خلاف کیاقانونی کارروائی کی جاتی ہے؟

(د) ان جنگلات سے مذکورہ بالاعرصہ کے دوران کتنی آمدنی ہوئی اور کل کتنے نئے پودے لگائے گئے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع قصور میں 12510ایکڑ نہری ذخیرہ اور 996میل Linear Plantation پر مشتمل جنگلات ہیں۔

(ب) سال09-2008اور 10-2009کے دوران جنگلات سے لکڑی چوری کی بابت جو کارروائی کی گئی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	ایف آئی آر	مالیت
2008-09	75	5776882/-
2009-10	104	74,26,390/-

(ج) محکمہ کی جانب سے لکڑی چوری کو روکنے کے لئے ٹمبر مافیا کے خلاف قانون کے مطابق جرمانہ وصول کیا جاتاہے اگر مجرم جرمانہ دینے سے انکاری ہو تو پرچہ پولیس زیر دفعہ 379درج کروایا جاتاہے۔بدعنوان عملہ کے خلاف پیڈا ایکٹ کے تحت قانونی سزا دی جاتی ہے جس میں ریکوری، نوکری سے برخاستگی وغیرہ سزائیں شامل ہیں۔

(د)

سال	آمدن	نئے لگائے گئے پودے
2008-09	چھ کروڑ ستاون لاکھ چودہ ہزار روپے	سات لاکھ ستاسی ہزار
2009-10	چھ کروڑ چودہ لاکھ بہتر ہزار روپے	چھ لاکھ پندرہ ہزار

ضلع خانیوال، محکمہ جنگلات کی اراضی کی تفصیلات

*7108:جناب عبدالوحید چودھری:کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری2002 کو ضلع خانیوال میں محکمہ جنگلات کی کل اراضی کتنی اور کس کس جگہ تھی تفصیل جگہ وار بتائیں؟

(ب) اس وقت اس ضلع میں کتنی اراضی محکمہ جنگلات کی ملکیت ہے اور کس کس جگہ ہے؟

(ج) اس عرصہ کے دوران کتنی اراضی کن کن سکیموں کے تحت الاٹ کی گئی؟

(د) یہ اراضی الاٹ کرنے کی اتھارٹی کا عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ہ) کتنی اراضی قانونی طریق کار کے تحت اور کتنی اراضی غیر قانونی طریق کار کے تحت الاٹ کی گئی؟

(و) کیا حکومت اس اراضی کی الاٹمنٹ کی تحقیقات محکمہ انٹی کرپشن سے کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یکم جنوری2002 کو ضلع خانیوال کی کل اراضی 12281 ایکڑ تھی، یہ اراضی پیر ووال کے مقام پر ہے۔

(ب) اس وقت ضلع خانیوال میں 8417 ایکڑ اراضی محکمہ ہذا کے پاس ہے جو کہ پیر ووال کے مقام پر ہے۔

(ج) اس عرصہ کے دوران 3964 ایکڑ اراضی آرمی ویلفیئر سکیم کے تحت جنرل ہیڈ کوارٹرز راولپنڈی کی ڈسپوزل پر دی گئی۔

(د) یہ اراضی سیکرٹری گورنمنٹ آف پنجاب، کالونیز ڈیپارٹمنٹ، بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور نے آرمی ویلفیئر سکیم کے تحت جنرل ہیڈ کوارٹر راولپنڈی کی ڈسپوزل پر دی۔

(ہ) ریونیو بورڈ نے بطور مجاز اتھارٹی مذکورہ 3964 ایکڑ زمین آرمی ویلفیئر اس کیم کے تحت جنرل ہیڈ کوارٹرز راولپنڈی کی disposal پر دی۔

(و) محکمہ جنگلات سے متعلقہ نہ ہے۔

پیرووال ضلع خانیوال میں محکمہ جنگلات کا کل رقبہ ودیگر تفصیلات

*7109:جناب محمد حفیظ اختر چودھری:کیاوزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری2002 کو پیرووال (ضلع خانیوال) کے مقام پر محکمہ جنگلات کا کل رقبہ کتنا تھا اور اس وقت اس جگہ کتنا رقبہ ہے؟

(ب) اس رقبہ کو کس کس نہر/مائنر سے پانی فراہم کیا جاتا تھا اور اس رقبہ کے جنگل کو پانی فراہم کرنے کے لئے کتنے موگہ جات ہیں؟

(ج) اس جنگل کا کتنا رقبہ کن کن افراد کو اس عرصہ کے دوران کس کس سکیم کے تحت الاٹ ہوا ہے،ان کے نام وپتاجات اور جگہ بتائیں؟

(د) یہ اراضی ان کو کس کس سکیم کے تحت الاٹ کی گئی ہے؟

(ہ) اس میں کتنے سرکاری ملازم ہیں ان کے نام،عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(و) اس اراضی کی الاٹمنٹ کس مجاز اتھارٹی نے کی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یکم جنوری2002 کو پیرووال ضلع خانیوال کے مقام پر محکمہ جنگلات کا کل رقبہ 12281 ایکڑ تھا اور اب 8417 ایکڑ ہے۔

(ب)اس رقبہ کو فارسٹ ڈسٹری بیوٹری سے پانی فراہم کیا جاتا ہے جس کے 17 عدد موگہ جات ہیں۔

(ج)اس جنگل کا 3964 ایکڑ رقبہ سیکرٹری گورنمنٹ آف پنجاب، کالونیز ڈیپارٹمنٹ، بورڈ آف ریونیو لاہور نے آرمی ویلفیئر سکیم کے تحت جنرل ہیڈکوارٹرز راولپنڈی کی ڈسپوزل پر دیا ہے۔

(د) یہ اراضی صرف آرمی ویلفیئر سکیم کے تحت دی گئی ہے۔

(ہ) اس کا جواب جز(د) میں دیا جاچکا ہے۔

(و) یہ اراضی سیکرٹری گورنمنٹ آف پنجاب، کالونیز ڈیپارٹمنٹ، بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور نے جنرل ہیڈکوارٹر راولپنڈی کی ڈسپوزل پر دی۔

ضلع ساہیوال، محکمہ جنگلات کی کل اراضی و دیگر تفصیلات

*7110:جناب محمد حفیظ اختر چودھری:کیاوزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری2002 میں ضلع ساہیوال میں محکمہ جنگلات کی کل اراضی کتنی تھی اور کس کس جگہ تھی، تفصیل جگہ وار بتائیں؟

(ب) اس وقت اس ضلع میں کتنی اراضی محکمہ جنگلات کی ملکیت ہے اور کس کس جگہ ہے؟

(ج) اس عرصہ کے دوران کتنی اراضی کن کن سکیموں کے تحت الاٹ کی گئی؟

(د) یہ اراضی الاٹ کرنے کی اتھارٹی کا عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ہ) کتنی اراضی قانونی طریق کار کے تحت اور کتنی اراضی غیر قانونی طریق کار کے تحت الاٹ کی گئی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یکم جنوری2002 کو ضلع ساہیوال میں محکمہ جنگلات کی کل اراضی کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نام تحصیل	قسم جنگل	کل رقبہ
1-چیچہ وطنی	چیچہ وطنی، نہری ذخیرہ	11,521.70ایکڑ
2-ساہیوال	دفتور ہائشی کالونی	3ایکڑ

(ب) اس وقت ضلع ساہیوال میں درج ذیل اراضی محکمہ جنگلات کی ملکیت ہے:-

نام تحصیل	قسم جنگل	کل رقبہ
1-چیچہ وطنی	نہری ذخیرہ	11,521.70ایکڑ
2-ساہیوال	دفتور ہائشی کالونی	3ایکڑ

(ج) اس عرصہ کے دوران 211ایکڑ 5کینال 8مرلہ اراضی سیکرٹری کالونیز ڈیپارٹمنٹ بورڈ آف ریونیو پنجاب، لاہور نے برائے تعمیر دانش سکول ٹرانسفر کی۔

(د) یہ اراضی سیکرٹری کالونیز ڈیپارٹمنٹ، بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور نے ٹرانسفر کی۔

(ہ) ریونیو بورڈ Competent Authority ہے جس نے دانش سکول کے لئے رقبہ ٹرانسفر کیا تھا لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہوا۔

سرگودھا۔ محکمہ جنگلات کا رقبہ و نرسریوں کی تفصیلات

*7123:چودھری عامر سلطان چیمہ :کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) حلقہ پی پی۔32 سرگودھا میں محکمہ جنگلات کی کتنی نرسریاں کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان نرسریوں سے 2008 سے اپریل2010 تک کل کتنے پودے فروخت ہوئے اور کتنی آمدن ہوئی، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) ضلع سرگودھا میں نجی شعبہ میں جنگلات لگانے کے لئے حکومت نے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(د) ضلع سرگودھا میں محکمہ جنگلات کا سرکاری رقبہ کتنا ہے اور کہاں کہاں واقع ہے؟

(ہ) ضلع سرگودھا میں محکمہ جنگلات نے لکڑی چوری کے کتنے مقدمات کا اندراج کروایا ہے اپریل2008 سے اپریل2010 تک مکمل تفصیل ایوان میں فراہم کی جائے اور جن لوگوں کے خلاف کارروائی کی گئی ہے، ان کے نام اور پتاجات کی تفصیل دی جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حلقہ پی پی۔32 سرگودھا میں محکمہ جنگلات کی درج ذیل نرسریاں ہیں:-

1) 58 بیریل فیصل آباد سرگودھا روڈ
2) پل مانگنی لاہور سرگودھا روڈ

(ب) یہ دونوں نرسریاں ترقیاتی سکیم Development of Forestry Sector Resources for carbon Sequestration Punjab میں بنائی گئی تھیں۔اس سکیم میں پودے فروخت نہ کرنے ہیں۔صرف محکمہ نے اپنے رقبہ جات پر پلانٹنگ کرنی ہے اس لئے نہ ہی پودے فروخت ہوئے اور نہ ہی اس کی آمدنی ہوئی ہے۔

(ج) نجی شعبہ جات میں جنگلات کے فروغ کے لئے مختلف جگہوں پر 25 نرسریاں جس میں 9,58,897 پودے مہیا کئے گئے ہیں اور 25 سیل پوائنٹس بنا کر لوگوں کو پودے فروخت کئے گئے نیز اس سال 8 فنکشن ہوئے جس میں مختلف ہائے لوگوں نے شرکت کی اور پودے لگانے کی ترغیب دی گئی۔

(د) ضلع سرگودھا میں محکمہ جنگلات کے سرکاری رقبہ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔بیلہ جھاوریاں	46 Ac
2۔بیلہ لغاریاں	50 Ac
3۔فارسٹ کالونی	4.75 Ac
4۔چک نمبر19ایس پی	5 Ac
5۔انہار	2093 K.M
6۔سڑکات	365 K.M

(ہ) ضلع سرگودھا میں اپریل2008 سے اپریل2010تک 98 مقدمات درج ہوئے ہیں۔ جن کی تفصیل(Annexure-1)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور شرقپور روڈ سے کاٹے گئے درختوں کی تفصیلات

*7186:چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):کیاوزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور شرقپور روڈ کو دورویہ بنانے کے دوران کتنے درخت کاٹے گئے؟

(ب) ان درختوں کی فروخت سے محکمہ جنگلات کو کتنی رقم وصول ہوئی؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ رقم سے اس سڑک کے کناروں پر شجر کاری کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک نہیں تو کیوں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لاہور شرقپور روڈ کو دورویہ بنانے کے لئے کل1196 درخت کاٹے گئے ہیں۔

(ب) مندرجہ بالا درختوں کی فروخت سے مبلغ-/1,068,9851 روپے کی رقم محکمہ جنگلات نے وصول کی ہے۔

(ج) محکمہ جنگلات نے اس سڑک پر شجر کاری کرنے کا منصوبہ تیار کیا ہے اور شجر کاری کے لئے مبلغ-/37,80,968 روپے بطورReplacement Cost محکمہ سڑکات سے وصول کی ہے اور شجر کاری سڑک کی تعمیر مکمل ہونے پر کی جائے گی۔

پنجاب بنک سے جاری فش فارمنگ کے قرضہ جات سے متعلقہ تفصیلات

*7234:چودھری محمد اسد اللہ:کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال07۔2006 اور08۔2007 میں پنجاب بنک کے ذریعہ فش فارمنگ کے لئے2فیصد مارک اپ پر قرضہ دیا گیا کیا یہ قرضہ فش فارمنگ پر ہی استعمال ہو رہا ہے اور کتنے افراد کو دیا گیا؟

(ب) کیا مذکورہ قرضہ سے تعمیر فارمز سے مچھلی کی پیداوار ہو رہی ہے، اگر ہاں تو ہر ایک فارم سے کتنی کتنی مچھلی کی پیداوار سال09۔2008 میں ہوئی؟

(ج) مذکورہ قرضہ حاصل کرنے کی کیا شرائط تھیں اور کب تک واپس کرنا ہے، تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں-یہ درست ہے کہ سال06-2005اور 07-2006 میں حکومت پنجاب نے صوبہ میں فش فارمنگ کے فروغ کے لئے 2 فیصد مارک اپ پر 5 کروڑ روپے قرضہ جاری کیا-یہ قرضہ محکمہ ماہی پروری کی طرف سے جاری کردہ فزیبلٹی رپورٹس پر بنک آف پنجاب کے ذریعہ سے فراہم کیا گیا-اسے صوبہ میں نئے فش فارم بنانے کے لئے استعمال کیا گیا-کل 107 فارمرز اس سہولت سے مستفید ہوئے جن میں سے 92افراد کو قرضہ کی کل رقم کی ادائیگی ہوئی جبکہ 15افراد کو محکمہ کی طرف سے سفارش کے باوجود جزوی طور پر رقم کی ادائیگی ہوئی اور بقیہ رقم ابھی تک ادا نہ ہوئی ہے-یوں 15افراد میں سے 8افراد نے قرض کی بقیہ رقم اپنی جیب سے خرچ کر کے فش فارم مکمل کر لئے ہیں جبکہ باقی 7افراد میں سے ایک شخص انتقال کر گیا اور 6افراد کے فش فارم ابھی تک نامکمل ہیں-

(ب) جی،ہاں! مذکورہ قرضہ سے تعمیر ہونے والے فش فارمز سے مچھلی کی پیداوار ہو رہی ہے-یہ تمام فارم پرائیویٹ فارمرز کی ملکیت ہیں-فش فارمنگ کے لئے جاری کئے گئے قرضہ سے تقریباً800 ایکڑ رقبہ پر فش فارمز بنائے گئے جن سے سال09-2008 میں اندازاً800 میٹرک ٹن مچھلی پیدا ہوئی-

(ج) مذکورہ قرضہ حاصل کرنے کے لئے حکومت نے درج ذیل شرائط عائد کی تھیں:۔

1. قرضہ حاصل کرنے کے لئے ایک سے ساڑھے بارہ ایکڑ اراضی کے مالکانہ حقوق ہونا ضروری تھا۔
2. ایک کسان اور ایک فارم کے لئے قرضہ کی زیادہ سے زیادہ مقدار۔/700000روپے مقرر کی گئی تھی۔
3. کل اخراجات کا 20 فیصد قرض حاصل کرنے والے نے برداشت کیا جبکہ بقیہ 80 فیصد بنک کی طرف سے ادا کیا گیا۔
4. قرض حاصل کرنے کا پہلا سال قرض کی واپسی سے مستثنیٰ تھا۔
5. قرضہ 5 سال میں واپس ہونا تھا۔
6. قرض پر مارک اپ کی شرح 2 فیصد سالانہ مقرر کی گئی تھی۔
7. قرض کی رقم چار اقساط میں ادا کی گئی۔
8. متعلقہ اضلاع کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر اور ڈپٹی ڈائریکٹر فشریز نے زمین کی فزیبلٹی رپورٹ کے ساتھ قرض کی ادائیگی کا شیڈول بنایا جسے ڈائریکٹر فشریز (ایکسٹینشن) نے اپنی سفارشات کے ساتھ بنک آف پنجاب کو بھیجا۔

بنک آف پنجاب کی اطلاع کے مطابق اب تک 10518068 روپے کی رقم واپس جمع ہو چکی ہے۔

جنگلی حیات ناپید ہونے کی وجوہات

*7235: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں جنگلی جانوروں کی تعداد ناقص حکمت عملی کی وجہ سے ناپید ہوتی جارہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جنگلی جانور کم ہونے کی بڑی وجہ غیر قانونی شکار بھی ہے؟

(ج) کیا غیر قانونی شکار کو روکنے کے لئے سال 08۔2007 اور 09۔2008 میں چالان کئے گئے، اگر ہاں تو کتنے اور ان میں کتنے افراد کو سزا ہوئی نیز اب تک سزا نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) یہ جزوی طور پر درست ہے کیونکہ جنگلی جانور کم ہونے کی ایک وجہ غیر قانونی شکار بھی ہے۔

(ج) جی ہاں! سال2007-08اور2008-09 میں چالانات کئے گئے اور جتنے ملزمان کو سزا ہوئی ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

سال	تعداد چالانات	تعداد سزا یافتگان	عدالتوں میں زیر التواء مقدمات	جرمانے
2007-2008	3639	2906	733	3568320/-
2008-2009	4010	3223	787	7592450/-

نیز اب تک سزا نہ ہونے کی وجوہات مقدمات میں عدالتی فیصلوں کی تاخیر اور مقدمات میں ملوث شکاری حضرات کی عدم حاضری کی بناء پر ہوتی ہے۔

صوبہ میں سرکاری جنگلات میں فارسٹ چیک پوسٹوں کا قیام و دیگر تفصیلات

*7250: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری جنگلات کو کٹاؤ سے بچاؤ کے لئے فارسٹ گارڈ اور بلاک آفیسر تعینات ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فارسٹ گارڈ کے پاس 60 سے 70 کلو میٹر اور بلاک آفیسر کے پاس 300 کلو میٹر کا ایریا ہوتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ملازمین کو اپنے ایریا میں جانے اور آنے کے لئے کوئی سرکاری ٹرانسپورٹ فراہم نہیں کی گئی ہے اور نہ ہی چوروں اور دیگر عوامل سے بچاؤ کے لئے سرکاری طور پر اسلحہ فراہم کیا جاتا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ ملازمین اپنی قلیل تنخواہ میں اپنی سواری پر اپنے ایریا میں جاتے اور واپس آتے ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے مری میں سرکاری جنگلات کی حفاظت کے لئے فارسٹ چیک پوسٹیں بنائی ہوئی ہیں لیکن صوبہ کے دیگر اضلاع میں فارسٹ چیک پوسٹیں نہ ہیں، اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(و) کیا حکومت فارسٹ گارڈ اور بلاک آفیسر کو سرکاری ٹرانسپورٹ مع تیل اور اسلحہ فراہم کرنے نیز صوبہ کے دیگر اضلاع میں فارسٹ چیک پوسٹ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی، ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) کینال / روڈ سائیڈ پلانٹیشن میں فارسٹ گارڈ کی بیٹ کی لمبائی اوسطاً20تا30 کلو میٹر ہے جبکہ بلاک آفیسر کے پاس اوسطاً60تا80 کلو میٹر لمبا ایریا ہوتا ہے۔

(ج) موٹر سائیکل مہیا نہ ہیں اور نہ ہی سرکاری طور پر ملازمین کو اسلحہ فراہم نہ کیا گیا ہے۔

(د) فارسٹ گارڈ کا ہیڈ کوارٹر اس کی اپنی بیٹ (علاقہ) میں ہے۔لہذا ہیڈ کوارٹر پر رہنا اور اپنے علاقے میں گشت کرنا اس کے فرائض منصبی میں شامل ہے۔

(ہ) مری چیک پوسٹیں بنائی گئی ہیں۔وزیر جنگلات پنجاب کے حکم پر تمام اضلاع میں اہم شاہرات پر لکڑی کی نقل و حمل کی چیکنگ کے لئے سٹاف متعین کیا ہے۔

(و) اس سلسلہ میں تجاویز اور سفارشات حکومت کے زیر غور ہیں۔

مری میں ریسٹ ہاؤسز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7418: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ جنگلات حکومت پنجاب کے زیر انتظام مری میں کتنے ریسٹ ہاؤسز ہیں۔ہر ایک ریسٹ ہاؤس کے کتنے کتنے کمرے ہیں اور ان میں کیا کیا سہولیات دستیاب ہیں؟

(ب) ان تمام ریسٹ ہاؤسز کی سال2008 سے اب تک renovation پر کتنے اخراجات ہوئے؟

(ج) ان ریسٹ ہاؤسز کے ماہانہ یوٹیلٹی بلوں کی مد میں کتنے اخراجات ہیں؟

(د) ان ریسٹ ہاؤسز کی بکنگ کا کیا criteria ہے۔ان کا یومیہ کتنا کرایہ ہے اور ان سے پچھلے تین سالوں میں کتنی آمدن ہوئی؟

(ہ) پچھلے دو سالوں میں یہ ریسٹ ہاؤسز کن کن ناموں پر بک ہوئے اور ان سے کتنے پیسے وصول کئے گئے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ جنگلات حکومت پنجاب کے زیر انتظام مری میں ریسٹ ہاؤسز کی تعداد چار ہے اور ان کے کمروں کی تعداد حسب ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام فارسٹ ریسٹ ہاؤس	تعداد کمرہ جات		
		ڈرائنگ روم	ڈائننگ روم	بیڈروم
1	سامبلی ریسٹ ہاؤس	ایک عدد	ایک عدد	تین عدد
2	(ا)گھوڑاگلی ریسٹ ہاؤس	ایک عدد	ایک عدد	تین عدد
	(ب)گھوڑاگلی ریسٹ ہاؤس انیکسی	کوئی نہیں	کوئی نہیں	تین عدد
3	پتریاٹہ ریسٹ ہاؤس	ایک عدد	ایک عدد	تین عدد
4	بن ریسٹ ہاؤس	ایک عدد	ایک عدد	دو عدد

پہلے تینوں ریسٹ ہاؤسز میں بجلی، پانی اور کچن کی سہولت موجود ہے مگر پانی بذریعہ ٹینکر لانا پڑتا ہے جبکہ بن ریسٹ ہاؤس میں بجلی اور کچن کی سہولت تو موجود ہے لیکن پانی کی سہولت بذریعہ پائپ لائن موجود نہیں ہے اور پانی استعمال کے لئے قدرتی چشموں سے ڈھلائی کر کے لانا پڑتا ہے۔

(ب) ان ریسٹ ہاؤسز پر پچھلے دو سالوں میں مندرجہ ذیل رقم خرچ ہوئی ہے:۔

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	رقم	
		سال2008-09	2009-10
1	(1)گھوڑاگلی ریسٹ ہاؤس وانیکسی	-/5,00,000	- - -
2	پتریاٹہ ریسٹ ہاؤس	-/1,66,000	- - -
3	بن ریسٹ ہاؤس	-/3,84,000	- - -
4	سامبلی ریسٹ ہاؤس	- - -	-/30,00,000

(ج) ان ریسٹ ہاؤسز کے ماہانہ بلوں میں صرف بجلی کے بل ہی شامل ہیں کیونکہ ان میں سوئی گیس کی سہولت موجود نہ ہے اور پانی قدرتی چشموں سے لایا جاتا ہے اس لئے پانی کا بل محکمہ کو ادا نہیں کرنا پڑتا۔البتہ ہر ریسٹ ہاؤس کے پچھلے دو سالوں کے ماہانہ اوسط بل بجلی مندرجہ ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	سال2008-09		سال2009-10	
		کل خرچہ	اوسط خرچہ	کل خرچہ	اوسط خرچہ
1	سامبلی ریسٹ ہاؤس	13253	1104	15555	1296
2	گھوڑاگلی ریسٹ ہاؤس	93550	7796	90616	7551
	گھوڑاگلی ریسٹ ہاؤس انیکسی	25829	2152	22939	1912
3	پتریاٹہ ریسٹ ہاؤس	NMDAکے ماتحت رہا		159176	13265
4	بن ریسٹ ہاؤس	کنکشن کٹا رہا		5263	439

(د) ان ریسٹ ہاؤسز کی بکنگ سیکرٹری جنگلات کے حکم پر کی جاتی ہے، ریسٹ ہاؤسز کا فی کمرہ کرایہ حسب ذیل ہے:

i. Officers of Forest Department Rs.200/- per day per room

ii. Officers of other Provincial & Federal Departments Rs.400/- per day per room.

iii. All other persons Rs. 800/- per day per room.

سامبلی ریسٹ ہاؤس کی بکنگ پرائیویٹ سیاح حضرات کے لئے نہیں کی جاتی ہے، کیونکہ یہ ریسٹ ہاؤس SPD کی (installations) کی حدود میں واقع ہے اور اس ضمن میں SPD کے تحفظات ہیں اور اس لئے یہ ریسٹ ہاؤس صرف اور صرف محکمہ جنگلات کے آفیسران جو اس علاقہ میں دورہ کرتے ہیں ان کے لئے مختص ہے۔باقی ریسٹ ہاؤس ہائے سے پچھلے تین سالوں میں جو آمدن ہوئی ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	سال وار آمدن پچھلے تین سال		
		2007-08	2008-09	2009-10	کل میزان
1	گھوڑا گلی ریسٹ ہاؤس/انیکسی	8000/-	24780/-	20000/-	52740/-
2	بن ریسٹ ہاؤس	- - -	5000/-	- - -	5000/-
3	پتریاٹہ ریسٹ ہاؤس		NMDA کے ماتحت رہا۔	6000/-	6000/-

(ہ) پچھلے دو سالوں میں مری کے ریسٹ ہاؤسز میں جو حضرات ٹھہرے ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع خانیوال، محکمہ جنگلات کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*7424: رانا بابر حسین: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع خانیوال میں محکمہ جنگلات کا رقبہ کتنا ہے اور کس کس جگہ ہے؟

(ب) یکم جنوری2008 سے آج تک اس ضلع میں محکمہ جنگلات کا رقبہ کن کن افراد کو کس کس مقصد کے لئے الاٹ کیا گیا، ان کے نام، ولدیت اور رقبہ کی تفصیل بتائیں؟

(ج) یہ رقبہ کس مجاز اتھارٹی نے الاٹ کیا، اس کا نام اور عہدہ بتائیں؟

(د) یہ رقبہ کس کس سکیم کے تحت الاٹ کیا گیا؟

(ہ) کیا حکومت اس ضلع کے بے زمین کاشتکاروں کو بقایا رقبہ جنگلات الاٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع خانیوال میں محکمہ جنگلات کا رقبہ 8417.21 ایکڑ ہے جو کہ پیرووال کے مقام پر ہے۔

(ب) یکم جنوری2008 سے آج تک اس ضلع میں محکمہ جنگلات کا 171 ایکڑ رقبہ سیکرٹری گورنمنٹ آف پنجاب، کالونیز ڈیپارٹمنٹ، بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور نے آرمی ویلفیئر سکیم کے تحت جنرل ہیڈ کوارٹرز راولپنڈی کی ڈسپوزل پر دیا۔

(ج) یہ رقبہ سیکرٹری گورنمنٹ آف پنجاب، کالونیز، ڈیپارٹمنٹ، بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور نے جنرل ہیڈ کوارٹرز راولپنڈی کی ڈسپوزل پر دیا۔

(د) یہ رقبہ صرف آرمی ویلفیئر سکیم کے تحت دیا گیا۔

(ہ) فارسٹ پالیسی کے مطابق رقبہ محکمہ جنگلات غیر شجر کاری مقاصد کے لئے الاٹ نہیں کیا جا سکتا۔

ضلع لاہور۔جنگلات اور ان سے متعلقہ دیگر تفصیلات

*7439: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور میں کتنے جنگلات ہیں؟

(ب) سال 2007 تا 2010 کس کس جنگل سے کتنی لکڑی فروخت کی گئی، خرید کنندہ کے نام اور اگر ٹینڈر ہوا ہو تو اخبار کا نام، جس میں اشتہار شائع ہوا نیز کمیٹی کے ممبران کے نام بیان فرمائیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع لاہور میں درج ذیل جنگلات ہیں:۔

1۔شاہدرہ ریزور فارسٹ رقبہ	1615 ایکڑ
2۔جلو فارسٹ پارک رقبہ	456 ایکڑ
3۔نہر کے کناروں پر	462 میل
4۔سڑکات کے کناروں پر	114 میل
5۔ریلوے لائن	50 میل

(ب) مندرجہ بالا جنگلات سے دوران سال 2007 تا 2010 درج ذیل سبز، خشک، گرے، پڑے درختوں کو اخبار میں اشتہار شائع کروانے کے بعد فروخت کیا گیا ہے۔

تفصیل درج ذیل ہے:۔

کل درختان / شیشم یونٹ / مکعب فٹ فروخت کردہ تعداد درختان

1-	شاہدرہ جنگل	236	4622.46	مکعب فٹ
2-	جلو فارسٹ پارک	248	12627.72	مکعب فٹ
3-	انہار کے کناروں پر	1986	38562.99	شیشم یونٹ
4-	سڑکات کے کناروں پر	1055	15632.72	شیشم یونٹ
5-	ریلوے لائن	41	1142.84	شیشم یونٹ
6-	فارسٹ کالونی	85	5960.54	مکعب فٹ
	ٹوٹل	3651	78549.27	

تفصیل درختان اور خریداران ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

3-نام اخبار جس میں اشتہار شائع ہوا نوائے وقت 07-11-2007

خبریں	24-11-2008
ایکسپریس	26-06-2009
ایکسپریس	28-09-2010

4-ممبران کمیٹی 1- مہتمم جنگلات لاہور، شیخوپورہ، فارسٹ ڈویژن چیئرمین

2- مہتمم جنگلات، سیالکوٹ، فارسٹ ڈویژن ممبر

3- ناظم یونین نمبر 8 جیا موسیٰ شاہدرہ ممبر

سال 2010، پنجاب میں نئے جنگلات لگانے کی تفصیلات

*7453: **میاں نصیر احمد**: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب صوبے میں مختلف علاقوں میں نئے جنگلات لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کن علاقوں میں نئے جنگلات لگائے جائیں گے۔اگر جواب نفی میں ہے تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی، ہاں! یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب صوبہ میں مختلف علاقوں میں نئے جنگلات لگانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب صوبہ میں مختلف سکیموں کے تحت مختلف علاقوں میں نئے جنگلات لگانے کا ارادہ رکھتی ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

تفصیل نئے جنگلات 11-2010

محکمہ جنگلات پنجاب

نمبر شمار	تفصیل علاقہ جات	شجر کاری ٹارگٹ
1	ضلع راولپنڈی (مری کے پہاڑی جنگلات)	6550ایکڑ
-2	ضلع مظفر گڑھ	2762ایکڑ
-3	ضلع لاہور، ضلع قصور، ضلع جھنگ، ضلع چکوال، ضلع جہلم، ضلع خوشاب، ضلع ساہیوال، ضلع ملتان، ضلع خانیوال، ضلع بہاولپور، ضلع بہاولنگر، ضلع مظفر گڑھ، ضلع راجن پور، ضلع ڈیرہ غازی خان، ضلع میانوالی	5050ایکڑ
4	ضلع سرگودھا اور ضلع گجرات	2000ایونیو میل
-5	ضلع قصور، ضلع اوکاڑہ، ضلع لاہور/شیخوپورہ، ضلع گوجرانوالہ، ضلع گجرات، ضلع سیالکوٹ، ضلع جھنگ، ضلع فیصل آباد	4000ایونیو میل
-6	ضلع بہاولپور، ضلع ڈیرہ غازی خان، ضلع مظفر گڑھ، ضلع راجن پور، ضلع لیہ	4525ایکڑ
7	ضلع خانیوال، ضلع لودھراں، ضلع ساہیوال، ضلع بہاولپور، ضلع رحیم یار خان، ضلع لیہ، ضلع راجن پور	5000ایکڑ
8	ضلع قصور (چھانگا مانگا)، ضلع جھنگ (شور کوٹ)، ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ (کمالیہ)، ضلع لیہ (ماچھو عنایت)، ضلع منڈی بہاؤالدین (ڈفر)، ضلع راولپنڈی (پنڈی اور مری کے پہاڑی جنگلات)	7120ایکڑ
9	ضلع قصور (چھانگا مانگا)، ضلع چیچہ وطنی، ضلع منڈی بہاؤالدین (ڈفر)، ضلع بہاولپور (لال سوہانرا) اور ضلع میانوالی (کندیاں پلانٹیشن)	1010ایکڑ

ضلع فیصل آباد۔ شجر کاری کرنے کی تفصیلات

*7909: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ جنگلات نے ضلع فیصل آباد میں سال 10-2009 اور 11-2010 کے دوران کتنے رقبہ پر شجر کاری کی؟

(ب) اس شجر کاری پر سال وار کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ج) ان سالوں کے دوران نہروں کے کناروں پر کتنے درخت کس کس جگہ لگائے گئے؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنے درخت روڈز کے اطراف لگائے گئے؟

(ہ) ان درختوں کی دیکھ بھال کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ جنگلات نے ضلع فیصل آباد میں سال 10-2009 میں 390 ایونیو میل رقبہ پر شجر کاری کی گئی ہے اور اس سال 11-2010 میں 100 ایونیو میل شجر کاری برالہ نہر پر کی جارہی ہے۔

(ب) سال 10-2009 میں -/45,89,948 روپے خرچ ہوئے۔اس سال 11-2010 میں شجر کاری پر 17 لاکھ روپے خرچ کئے جارہے ہیں۔

(ج) سال 10-2009 میں بابلک ڈسٹری اور لوئر گوگیرہ برانچ پر 2,50,200 پودے لگائے گئے اور اس سال 11-2010 برالہ نہر پر 83300 پودے لگائے جارہے ہیں۔

(د) سال 10-2009 اور 11-2010 میں روڈز کے اطراف کوئی شجر کاری نہ کی گئی۔

(ہ) نائب مہتمم جنگلات اور امین جنگلات کے علاوہ 2 بلاک افسران اور 6 فارسٹ گارڈز کام کر رہے ہیں۔

ضلع سیالکوٹ، محکمہ کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*7910: **رانا آصف محمود:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سیالکوٹ میں محکمہ جنگلات کا کل رقبہ کتنا ہے اور کہاں کہاں ہے؟

(ب) اس ضلع میں محکمہ کے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ج) اس ضلع میں سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران کتنی گرانٹ سال وار خرچ ہوئی؟

(د) اس ضلع سے ان سالوں کے دوران محکمہ کو کتنی آمدن ہوئی؟

(ہ) اس ضلع میں محکمہ کی کتنی اراضی بنجر اور غیر آباد کہاں کہاں ہے؟

(و) حکومت اس ضلع میں کتنے رقبہ پر شجر کاری کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع جنگلات میں محکمہ جنگلات کا کل رقبہ 15642 ایکڑ ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام تحصیل	کل رقبہ

سیالکوٹ	11360ایکڑ
پسرور	3745ایکڑ
سمبڑیال	435ایکڑ
ڈسکہ	102ایکڑ
ٹوٹل	15642ایکڑ

(ب) ضلع سیالکوٹ میں حسب ذیل ملازمین کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

ڈوژنل فاریسٹ آفیسر	سب ڈوژنل فاریسٹ آفیسر	رینج فاریسٹ آفیسر	اسسٹنٹ	سٹینو گرافر
01	01	02	01	01
فاریسٹر	فاریسٹ گارڈ	سینئر کلرک	جونیئر کلرک	نائب قاصد
11	42	02	10	07
ڈرائیور	چوکیدار	مالی	خاکروب	مجموعی تعداد
03	01	01	01	84

(ج) اس سال ضلع میں خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	خرچ	
	ترقیاتی	غیر ترقیاتی
2009-10	2464475	16689930
2010-11 (up to 31.01.2011)	572893	9956635

(د) اس ضلع میں محکمہ کو حسب ذیل آمدن ہوئی:

سال	آمدن
2009-10	73922047
2010-11(up to 31-1-2011)	5961112

(ہ) ضلع سیالکوٹ میں بنجر اور غیر آباد رقبہ حسب ذیل ہے:

نام تحصیل	بنجر اور غیر آباد رقبہ
سیالکوٹ	2898
ڈسکہ	73
پسرور	245
سمبڑیال	115
ٹوٹل	3331

(و) سال 2010-11 میں 150 ایکڑ رقبہ پر شجر کاری کا پلان تیار کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ موسم بہار 2011 کی شجر کاری مہم کے دوران مختلف سرکاری، سماجی اور پرائیویٹ اداروں کے تعاون سے ضلع بھر میں مختلف مقامات پر 2.39 لاکھ پودے لگائے جائیں گے۔

ضلع لاہور میں پارکس اور چڑیا گھروں کی تفصیلات

*7954: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور کی حدود میں محکمہ کے پارکس اور Zoo کہاں کہاں ہیں؟

(ب) ان کا رقبہ کتنا ہے تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ بتائیں؟

(ج) ان کی دیکھ بھال پر حکومت نے سال09۔2008 اور10۔2009 میں کتنی رقم خرچ کی ہے؟

(د) حکومت نے ان پارکس اور Zoo میں عوام کی تفریح کے لئے کیا کیا سہولیات فراہم کر رکھی ہیں؟

(ہ) حکومت ان پارکس میں مزید کیا کیا سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع لاہور کی حدود میں محکمہ کے پارکس / Zoo درج ذیل مقامات پر ہیں:-

1- جلو وائلڈ لائف پارک / بریڈنگ سنٹر جلو لاہور

2- سفاری Zoo رائیونڈ روڈ لاہور

3- چڑیا گھر مال روڈ لاہور

(ب) تفصیل رقبہ جات:-

1- جلو وائلڈ لائف پارک / بریڈنگ سنٹر 43 ایکڑ

2- سفاری Zoo رائیونڈ روڈ 242 ایکڑ

3- چڑیا گھر لاہور 25 ایکڑ

(ج) حکومت نے ان کی دیکھ بھال پر درج ذیل رقم خرچ کی ہے۔

سال	جلو وائلڈ لائف پارک	سفاری Zoo رائیونڈ روڈ لاہور	چڑیا گھر لاہور
2008-09	10812500	13401000	36677000
2009-10	12450800	15730900	41487000

(د) حکومت نے ان پارکس اور Zoo میں عوام کی تفریح کے لئے درج ذیل سہولیات فراہم کر رکھی ہیں:۔

جلوو ائلڈلائف پارک جلولاہور	سفاریZooرائیونڈروڈلاہور	چڑیاگھرلاہور
1-پکنک سپاٹ	1-سفاریز	1-ہاتھی سواری
2-گراسی لان	2-واک تھروایوری	2-اونٹ سواری
3-جھولے	3-کشتی رانی	3-گراسی لان
4-سلائیڈز	4-پکنگ سپاٹ	4-جھولے
5-بنچ	5-گراسی لان	5-سلائیڈز
6-واٹر کولر	6-جھولے	6-بنچ
7-پلے گراونڈز	7-سلائیڈز	7-واٹر کولر
8-کنٹین	8-بنچ	8-پلے گراونڈز
9-واش روم	9-چھتریاں	9-کنٹین
10-کارپارکنگ وغیرہ	10-واٹر کولر	10-واش روم
	11-پلے گراونڈز	11-کارپارکنگ وغیرہ
	12-کنٹین	
	13-واش روم	
	14-کارپارکنگ وغیرہ	

(ہ) حکومت ان پارکس اور Zoo میں عوام کی تفریح کے لئے درج ذیل سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔تفصیل درج ذیل ہے:۔

1-جلوو ائلڈلائف پارک	2-سفاریZooرائیونڈروڈلاہور	3-چڑیاگھرلاہور
- - - - -	I-تفریحی پارک اور فوڈ کورٹ	I-چڑیاگھر کی مصنوعی پہاڑی کو مزید بہتر بنانا
		II-واک تھروایوری
		III-بچوں کے جھولے

ضلع لاہور میں محکمہ کی اراضی کی تفصیلات

*7955: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ جنگلات، وائلڈلائف اور فشریز کی کتنی اراضی کہاں کہاں ہیں؟

(ب) محکمہ نے اس اراضی پر سال10۔2009اور11۔2010 میں کتنی رقم شجرکاری پر خرچ کی؟

(ج) اس وقت کون کون سے درخت اس اراضی پر ہیں؟

(د) محکمہ ہذا کی ان دو سالوں کی آمدن اور اخراجات بتائیں؟

(ہ) محکمہ لاہور کی حدود میں مزید کہاں کہاں شجر کاری کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ جنگلات کی درج ذیل اراضی موجود ہے:۔

1)	شاہدرہ ریزرو فارسٹ	1615ایکڑ
2)	اینو بھٹی فارسٹ	272ایکڑ
3)	جلو فارسٹ پارک	456ایکڑ
4)	سڑکات (روڈ سائیڈ)	114میل
5)	انہار (کینال سائیڈ)	462ایونیو میل

(ب)

1) سال 2009-10

نمبر شمار	نام سڑکات (روڈ سائیڈ)	رقبہ شجر کاری	اخراجات
1	لاہور واہگہ روڈ (گرین بیلٹ)	14کلومیٹر	3422652
2	لاہور قصور روڈ (گرین بیلٹ)	18کلومیٹر	1725513
3	جلو فارسٹ پارک	456ایکڑ	400000

2) سال 2010-11

نمبر شمار	نام سڑکات (روڈ سائیڈ)	رقبہ شجر کاری	اخراجات	کیفیت
1	لاہور واہگہ روڈ (گرین بیلٹ)	14کلومیٹر	6360391	Maintenance
2	لاہور قصور روڈ (گرین بیلٹ)	18کلومیٹر	7252180	- - - - " - - - -
3	جلو فارسٹ پارک	456ایکڑ	150000	- - - - " - - - -

(ج) اس وقت مندرجہ بالا اراضی پر شیشم، کیکر، سفیدہ، جامن، بوڑ، پیپل، پلکس، بوگن بیلا، کنیر، فائکس، انار، امرود، چائنہ، کچنار، سکھ چین، املتاس، سنبل، نیم، بکائن، السٹونیا وغیرہ کے درخت موجود ہیں۔

(د) محکمہ جنگلات لاہور کی حدود میں دو سالوں 2009-10، 2010-11 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	خرچ	آمدن
2009-10	5548165	12529440
2010-11	13762571	17385346 (upto 4/11)

(ہ) محکمہ جنگلات لاہور کی حدود میں مندرجہ ذیل رقبہ جات پر شجر کاری کاارادہ رکھتا ہے۔

نمبر شمار	نام رقبہ	رقبہ
1	کرول فارسٹ	200ایکڑ
2	جوگیاں فارسٹ	50ایکڑ
3	رائے ونڈ مائنر	30ایونیو میل
4	کاناوچھ مائنر	25ایونیو میل
5	کوٹھا مائنر	20ایونیو میل
6	جی ٹی روڈ	14کلومیٹر

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔جناب سپیکر! کچھ دن پہلے جو problem ہوا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے یہ بول لینے دیں کہ اب ہم نے آگے کیا لینا ہے، یہ Call Attention Notices ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! although ایجوکیشن منسٹر صاحب بھی باقی منسٹر صاحبان کی طرح ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ ، ہمارے میٹرک اور اولیول کے سٹوڈنٹس کے ساتھ جو problem ہوا تھا اور اس وجہ سے بچوں کا جو نقصان ہوا تھا اس پر ایک جوڈیشل کمیشن بنایا گیا تھا۔اس کمیشن کی کیا رپورٹ آئی ہے، کب آئی ہے اس بارے میں کسی کو نہیں پتا، اسمبلی in session ہے لیکن اتنی زحمت بھی گوارا نہیں کی گئی کہ جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے میں آپ کے توسط سے ایجوکیشن منسٹر اور گورنمنٹ سے مطالبہ کرتی ہوں کہ اس سلسلے میں کمیشن کی جو بھی رپورٹ ہے وہ ایوان میں پیش کی جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے پرسوں ایک suggestion دی تھی شاید آپ نے اسے ignore کر دیا ہے لیکن وہ ایک صحیح بات ہے کہ منسٹر صاحب کی سیٹوں کی پوشش change کرا دیں۔

جناب سپیکر: وزیر تعلیم میاں شجاع الرحمٰن کی request آئی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر ملک سے باہر ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: وہ واپس تشریف لائیں تو پھر۔۔۔

جناب سپیکر: جی، جب وہ تشریف لائیں گے تب۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے ایک اور درخواست کی تھی آپ سیکرٹری صاحب سے کہیں کہ اس کے لئے بھی کوئی پرچی نکال لیں، سنا ہے کہ آپ آج اسمبلی کا موجودہ اجلاس adjourn کر رہے ہیں لہذا استدعا ہے کہ اگلے اجلاس سے پہلے وزراء کی سیٹوں کی پوشش change کروادیں کیونکہ ان سیٹوں میں کوئی problem ہے یہ uncomfortable ہیں کیونکہ ہمارے منسٹر صاحبان ان پر comfortably بیٹھ نہیں سکتے۔براہ کرم اگلا اجلاس آنے سے پہلے اس کی پوشش change کرادیں۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔جناب سپیکر! میں ایک بہت اہم issue کی طرف آپ کی توجہ چاہتی ہوں کہ 42 City چینیل جس پر کثرت سے لاہور کی خبریں دیکھی جاتی ہیں کل رات مجھے خبر نامے میں دیکھنے کا اتفاق ہوا کہ ڈینگی کے حوالے سے باغ جناح کے اندر ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا اور اس تقریب میں محفل موسیقی کا اہتمام تھا۔کیا اب پنجاب حکومت گانے سنا کر مچھروں کو بھگائے گی یا ڈینگی کے حوالے سے آگاہی محفل موسیقی کا اہتمام کر کے کیسے کی جاسکتی ہے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں شاید وہ ساز کی آواز سن کر بھاگ جائے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! یہ تو لاہور والوں کے ساتھ اور ہماری صحت کے ساتھ بھی بڑا مذاق ہے۔باغ جناح کے اندر جو پروگرام ہوا ہے یہ کسی اور مقصد کے لئے تھا لیکن ڈینگی کا نام استعمال کیا گیا ہے۔اس پر وضاحت کے ساتھ clarification آنی چاہئے کہ کل باغ جناح میں ڈینگی کی آگاہی کے لئے جو پروگرام ہوا ہے وہ محفل موسیقی تھی یا ڈینگی کے حوالے سے تھا؟

جناب سپیکر: جی، پتا کر لیں گے انہوں نے notice لے لیا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک مفاد عامہ کے مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ جوہر ٹاؤن میں بلاک E-1 میں۔۔۔

جناب سپیکر: جوہر ٹاؤن میں؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جوہر ٹاؤن میں بلاک E-1 جو کہ ٹی ایم اے اقبال ٹاؤن کا حصہ ہے وہاں پچھلے دو مہینے سے واسا کے پانی کی سپلائی نہیں آ رہی اور مجھے یہ point اس لئے ایوان میں لانا پڑا کہ وہاں کے عوام واسا کے دفتروں کا چکر لگا لگا کر تھک گئے ہیں اب انہوں نے ultimately سہارا ڈھونڈا ہے کہ یہاں سے کوئی حکم جائے تو۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ابھی لکھ کر لائیں تو ہم اس کا notice لیتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جی، بہت شکریہ۔ میں ابھی لکھ کر دے دیتا ہوں۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اب نہیں، محترمہ! ایسے کام نہیں چلے گا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ٹریفک کی وجہ سے بچے دو دو گھنٹے لیٹ ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: سڑک بن رہی ہے۔اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! بات کرنے کے لئے پوائنٹ آف آرڈر ہی ہوتا ہے اگر آپ اجازت نہیں دیں گے تو پھر میں شور مچاؤں گی۔

جناب سپیکر: ایسے نہ کیا کریں۔اگر آپ کا پوائنٹ آف آرڈر relevant ہو گا تب۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں لڑکیوں کی تعلیم کے حوالے سے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! ذرا بیٹھئے میں آپ کی بات سنتا ہوں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر relevant ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ! میں نے آپ کو پوائنٹ آف آرڈر کے لئے ٹائم دیا ہے لیکن کچھ پڑھنے کے لئے نہیں۔اگر آپ کچھ پڑھیں گی تو پھر میں آپ کی بات نہیں سنوں گا۔آپ بات کریں لیکن relevant point of order ہو۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔جناب سپیکر!کچھ دن قبل ہمارے اس مقدس forum سے کچھ بل پاس کرائے گئے تھے لیکن گورنر صاحب نے وہ تمام کے تمام بل واپس بھیج دیئے ہیں۔کیا ہی اچھا ہوتا کہ قوانین کو مدنظر رکھتے ہوئے جیسے گورنر نے ہر کلاز پر غلطی نکالی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جب ٹائم آئے گا اس وقت آپ بحث کر لینا لیکن ایسے نہیں۔ This is no point of order. This is no point of order.

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر!میں پورے پنجاب کے اہم مسئلے کی طرف آپ کی وساطت سے وفاقی حکومت کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ بجلی کی لوڈ شیڈنگ تو ہے ہی لیکن گھریلو صارفین کو جو گیس نہیں مل رہی وہ غریب چولہا جلانے سے بیٹھے ہیں، متعدد ایسے گھر ہیں جہاں پورا پورا دن گیس نہیں آتی۔۔۔

ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں یہ فیڈرل سے متعلقہ ہے۔میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔آرڈر پلیز،آرڈر پلیز۔No cross talk

محترمہ جوئس روفن جولیس

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، معزز ممبران اسمبلی کی جانب سے رخصت کی درخواستوں میں سے پہلی رخصت کی درخواست محترمہ جوئس روفن جولیس،ایم پی اے،این ایم۔370 کی طرف سے ہے انہوں نے تحریر کیا ہے:

> "گزارش ہے کہ میری طبیعت ناساز ہے جس کی وجہ سے میں مورخہ 28 تا 30۔دسمبر 2011 کو پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکتی۔براہ کرم مذکورہ ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

> "مطلوبہ رخصت منظور کر لی جائے۔"
>
> (رخصت منظور ہوئی)

محترمہ نسیم لودھی

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست محترمہ نسیم لودھی،ایم پی اے،ڈبلیو۔347کی طرف سے ہے انہوں نے تحریر کیا ہے:

"گزارش ہے کہ مورخہ 23۔دسمبر2011کو مجھے ڈائریا کی شکایت ہو گئی تھی جس کی وجہ سے میں جمعۃ المبارک 23۔دسمبر 2011 کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکی۔براہ مہربانی ایک یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر لی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

حاجی لیاقت علی

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست حاجی لیاقت علی،ایم پی اے،پی پی۔51انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

" میں نجی مصروفیت اور ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق اجلاس مورخہ 26 تا 30۔دسمبر2011اور3۔جنوری2012تااختتام اجلاس حاضر نہیں ہو سکتا میری رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر لی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

رانا محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست رانا محمد افضل خان،ایم پی اے،پی پی۔66کی طرف سے ہے انہوں نے تحریر کیا ہے:

Sir,

Due to an urgent piece of work at home I could not attend the Assembly Session on 30 December 2011. You are requested to kindly grant me one day leave.

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر لی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ فوزیہ بہرام

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست محترمہ فوزیہ بہرام،ایم پی اے،ڈبلیو۔333کی طرف سے ہے انہوں نے تحریر کیاہے:

"گزارش ہے کہ مجھے اپنے علاقے میں ضروری کام ہے جس کی وجہ سے میں یکم جنوری2012تااختتام اجلاس شریک نہیں ہو سکتی۔براہ مہربانی مجھے بقیہ یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر لی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ سکینہ شاہین خان

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست محترمہ سکینہ شاہین خان،ایم پی اے،ڈبلیو۔321کی طرف سے ہے انہوں نے تحریر کیاہے۔

"میں اپنی بڑی بہن کی وفات کی وجہ سے دویوم 14اور 15۔دسمبر 2011 کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکی مہربانی کرکے دویوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر لی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب شوکت منظور چیمہ

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست جناب شوکت منظور چیمہ،ایم پی اے،پی پی۔104کی طرف سے ہے انہوں نے تحریر کیاہے کہ:

Sir,

"It is submitted that I have met with a road accident few days back and have received fractures at legs and arm and is still under treatment. Therefore I cannot attend the current session started from 12th December 2011. Therefore leave may kindly be granted me leave."

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر لی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب محمد صفدر گل

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست جناب محمد صفدر گل ایم پی اے،پی پی۔274 کی طرف سے ہے انہوں نے تحریر کیا ہے:

"گزارش ہے کہ میں نجی کام کے سلسلے میں کراچی جارہا ہوں جس وجہ سے مورخہ 9تا13۔جنوری2012تک موجودہ اسمبلی کے جاری اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتا لہذا چھٹی منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر لی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

میاں فدا حسین وٹو

سیکرٹری اسمبلی:آخری درخواست میاں فدا حسین وٹو،ایم پی اے،پی پی۔277 بہاولنگر کی طرف سے ہے،انہوں نے تحریر کیا ہے:

"گزارش ہے کہ بوجہ ناسازی طبع بندہ پنجاب اسمبلی کے اجلاس مورخہ 9 اور 10۔جنوری2012 کو حاضر ہونے سے قاصر ہے۔ از راہ کرم متذکرہ دو یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر لی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

سیکرٹری اسمبلی: شکریہ

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر:اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔پہلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر1054 جناب محمد اشرف خان سوہنا صاحب کا ہے۔

تھانہ فیروز والا شیخوپورہ،ڈکیتی مزاحمت پر ڈاکوؤں کی فائرنگ سے شہری کی ہلاکت و تین افراد شدید زخمی ہونے کی تفصیلات

جناب محمد اشرف خان سوہنا:جناب سپیکر!کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک مؤقر اخبار "اوصاف" کی خبر مورخہ 06-01-2012 کے مطابق تھانہ فیروز والا کی نواحی آبادی امامیہ کالونی میں رہائش پذیر مشکور حسین کو تین موٹر سائیکل سوار ڈاکوؤں نے دوران ڈکیتی مزاحمت پر فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا جبکہ فائرنگ سے بازار میں تین راہ گیر بھی شدید زخمی ہو گئے؟

(ب) اس اندوہناک واقعہ پر متعلقہ پولیس نے آج تک کیا کارروائی کی،اس کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

جناب سپیکر:جی،وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!

(الف) یہ ڈکیتی کی واردات نہ تھی بلکہ مدعی نے ایف آئی آر کے اندراج کے لئے جو درخواست دی ہے اس میں چھ ملزمان کو نامزد کیا،جن میں دو کے نام اور باقی چار نامعلوم افراد کا ہونا بیان کیا گیا ہے جس پر مقدمہ نمبر19/12 مورخہ05-01-2012 بجرم 302,324,109,148,149 ت پ تھانہ فیروز والا ضلع شیخوپورہ درج رجسٹر ہوا۔تفتیش بذریعہ مقامی پولیس عمل میں لائی جا رہی ہے۔دوران تفتیش بیان ازاں مدعی مقدمہ غیور حسین ولد اشرف حسین کے مطابق

ان کے ساتھ ڈکیتی کی واردات نہ ہوئی ہے بلکہ یہ قتل ذاتی رنجش کی بنیاد پر ہوا ہے۔ان ملزمان کے خلاف raids کئے گئے ہیں اور کچھ افراد کو شامل تفتیش بھی کیا گیا ہے۔امید ہے کہ ملزمان کی گرفتاری کا معاملہ انشاءاللہ تعالیٰ within a week workout ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر1056 محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

ضلع قصور: سرائے مغل میں ڈکیتی کے دوران مزاحمت پر شہری کے قتل کی تفصیلات

محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک مؤقر اخبار "نوائے وقت" کی خبر مورخہ 05-01-2012 کے مطابق سرائے مغل قصور میں ڈکیتی کے دوران مزاحمت پر بھٹے پر کام کرنے والے منشی کو قتل کر دیا گیا؟

(ب) اس اندوہناک واقعہ کا مقدمہ کس تھانہ میں درج ہوا ہے؟

(ج) اس واقعہ کے بارے میں متعلقہ پولیس نے آج تک کیا کارروائی کی، اس کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ متوفی کو ڈکیتی کی واردات میں دوران ڈکیتی مزاحمت پر قتل کیا گیا۔

(ب) اس وقوعہ سے متعلق مقدمہ نمبر9/12 مورخہ 03-01-2012 بجرم 407,395,397 ت پ تھانہ سرائے مغل قصور میں مقتول کے بھائی اشفاق احمد کی مدعیت میں درج ہوا، موقع سے شواہد حاصل کئے گئے اور کھرا بھی رواں کیا گیا۔دوران واردات چھینے گئے موبائل فونز کے آئی ایم ای نمبرز حاصل کر لئے گئے ہیں اور اس سلسلے میں مقامی پولیس ڈی ایس پی پتوکی کی نگرانی میں تفتیش کر رہی ہے۔اس حوالے سے کچھ سراغ ملا ہے لیکن اس information کو فی الحال مخفی رکھا جا رہا ہے۔انشاءاللہ تعالیٰ یہ case بھی بہت جلد workout ہو جائے گا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں وزیر قانون سے پوچھنا چاہوں گی کہ کیا حکومت ان بچوں کے لئے مالی امداد، ان کی پڑھائی اور کفالت کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!اس سلسلے میں حکومت کو ابھی تک کوئی درخواست موصول نہیں ہوئی اگر کوئی درخواست موصول ہوئی تو متعلقہ rules کے مطابق اس پر عمل کیا جائے گا۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پچھلے ہفتے کچھ تحاریک التوائے کار pending کی گئی تھیں ان میں میری بھی تحریک التوائے کار تھی تو میری یہ درخواست ہے کہ اس کو پہلے take up کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب!ابھی تو ہم تحاریک استحقاق کو take up کر رہے ہیں۔جب وہ مرحلہ آئے گا تو پھر آپ یہ بات کیجئے گا۔کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔وہ نہیں آئے تو اس کا کیا کیا جائے، کیا یہ dispose of کر دی جائے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!اس کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: چلیں،اس کو next session تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک استحقاق نمبر1، چودھری ندیم خادم حسین صاحب کی ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر!اس کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: کیا انہوں نے آپ سے کہا ہے؟

رانا تنویر احمد ناصر: جی،ہاں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب!اگر آپ کے پاس کوئی information کسی طرف سے آتی ہے تو مہربانی کر کے بتا دیا کریں۔چلیں، چودھری ندیم خادم حسین کی تحریک استحقاق کو بھی pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!یہ دیکھیں کہ سارے Bills واپس آ گئے ہیں اور گورنر صاحب نے ہر clause پر اعتراض لگایا ہے۔یہ نالائق حکومت کی غلطیوں کا پلندا ہے۔

جناب سپیکر: جی،آپ اس کو پڑھ لیں اور جب وقت آئے گا تو پھر اس پر بحث کر لیجئے گا۔ ہم آپ کی بات سنیں گے،ابھی آپ تشریف رکھیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر:اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔چودھری ظہیرالدین خان صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر1415ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!اس کا جواب میرے پاس نہیں ہے اس لئے اس کو آپ pending فرمادیں۔اسی طرح اگلی تحریک التوائے کار نمبر1738کو بھی pending فرما دیں۔ان دونوں تحاریک التوائے کار کو pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر1415اور1738کو pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر1774/11محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی ہے۔

صوبہ میں جعلی نجومی،عامل اور پیر پولیس کی آشیر باد سے سادہ لوح عوام کو لوٹنے میں مصروف

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!بروئے رپورٹ مہتمم پولیس ڈویژنل ہائے لاہور تحریر ہے کہ کسی بھی جعلی پیر یا عامل وغیرہ کے خلاف کوئی شکایت موصول ہوئی ہے اور نہ ہی کوئی مقدمہ درج ہوا ہے تاہم کڑی نگرانی کی جارہی ہے اگر کسی جعلی پیر یا عامل وغیرہ کے خلاف کوئی شکایت موصول ہوئی تو اس کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:جناب سپیکر!میں سمجھتی ہوں کہ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے جتنے بھی لوگ اخبارات پڑھتے ہیں یا جن کی نظر سے حالات حاضرہ کی باتیں گزرتی ہیں وہ جانتے ہیں کہ ابھی حال ہی میں بہت سارے واقعات رونما ہوئے ہیں کہ جن میں جعلی پیروں نے سوئیوں اور سلاخوں کے ساتھ لوگوں کو داغا ہے۔اس کے بعد بھی پولیس کا یہ کہنا کہ ایسا کوئی مقدمہ درج نہیں ہے اور ایسی کبھی کوئی شکایت نہیں آئی۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ تو ایک بہت بڑی غلط،اچنبے اور حقائق سے منافی بات ہے۔بہت سارے reported cases موجود ہیں۔اگر آپ اس تحریک کو pending فرمادیں تو میں

وہreported cases لے آتی ہوں جو کہ جعلی پیروں اور عاملوں کے خلاف درج ہوئے ہیں پھر اس کے بعد آپ فیصلہ فرماد یجئے گا کہ یہاں ایوان میں جھوٹیstatement دینے کا مطلب کیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر کسی کے ساتھ کسی نے کوئی دھوکا کیا ہے اور اس نے درخواست دی ہے لیکن پولیس نے اس پر کارروائی نہیں کی تو محترمہ اسے میرے علم میں لائیں اس کا مقدمہ درج ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ سب کو اس میںvoluntarily کام کرنا چاہئے، اگر کسی کے پاس کوئی انفارمیشن ہے تو وہcomplaint لے کر آئے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! آپ مجھے بات کرنے کا موقع دیں گے تو میں آپ کو بتاؤں گی ناں!

جناب سپیکر: آپ پڑھی لکھی ہیں پھر بھی آپ میری بات نہیں سمجھ رہی تو میں کیا کروں؟ Rule-86 مجھے اور آپ کو اس میں آگے جانے کی اجازت نہیں دیتا۔ اگر آپ قاعدہ قانون کے مطابق چلیں گی تو میں آپ کی بات ضرور سنوں گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! ہم نے آپ کو عزت دی ہے، اپنا ووٹ دے کر آپ کو وہاں پر بٹھایا ہے، آپ براہ مہربانی ہمیں کچی جماعت کے طالب علموں کی طرح treat نہ کیا کریں۔ ہم بھی پڑھے لکھے لوگ ہیں اور ہمیں بھی قانون کا پتا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! میری بات سُنیں۔ یہ قاعدہ میرا بنایا ہوا ہے؟ یہ قوانین میرے نہیں بلکہ آپ کے بنائے ہوئے ہیں۔ آپ قانون پر عمل کرنا چاہتے ہیں اور نہ کرانا چاہتے ہیں۔ میں نے آپ سے ایک بات کہی ہے کہ ہم سب کا یہ فرض ہے کہ جہاں کہیں ایسی بات ہو وہ ہمارے نوٹس میں لائیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں کہہ رہی ہوں کہ بہت سارے reported cases موجود ہیں، ان کا صرف جواب پڑھ لیں۔ جواب میں لکھا ہوا ہے کہ ایسا کوئی واقعہ رونما نہ ہوا ہے۔ مجھے یہ بتادیں کہ ان کے جواب کے مطابق کوئی واقعہ رونما نہ ہونا، حقائق سے منافی بات نہیں ہے؟ میں کون سی غلط بات کر رہی ہوں اور قواعد یہی کہتے ہیں کہ اگر ایسا issue ہے تو اُس پر debate کی جائے۔ آپ مجھے بات کرنے کا موقع ہی نہیں دیتے۔ اگر آپ نے یہاں پر ہمیں حقائق بیان کرنے کی اجازت نہیں دینی اور ہمارا گلا گھونٹنا ہے تو میں باہر چلی جاتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ کیا کرتی ہیں،آپ میری بات کیوں نہیں سُن رہیں ہیں؟میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ آپRule-86پڑھ لیں۔(قطع کلامیاں)

میں آپ سے کہہ رہاہوں کہ آپ ایسے نہ کریں۔ محترمہ!میں آپ کو کس طرح سمجھاؤں؟میں آپ کی بات پر افسوس ہی کر سکتاہوں،آپ کی بڑی مہربانی ہے آپ اس معزز ایوان کا وقت ضائع نہ کریں۔

(اس مرحلہ پر محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری واک آؤٹ کر کے معزز ایوان سے باہر تشریف لے گئیں)

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر!آپ نے Rule-86 کا حوالہ دیا ہے تو آپexplain کریں کہ اس ایوان سے کس طرحsenseلینی ہے؟

جناب سپیکر:یہRuleآپ کے بنائے ہوئے ہیں۔آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!یہ بالکل آپ کا اختیار ہے اور ہم میں سے کوئی بھی آپ کے اس اختیار کو بالکل چیلنج نہیں کرے گااور اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کا حکم ہی سب کچھ ہے لیکن آپ سے زیادہ کون جانتاہے کہ ان پیروں کی وجہ سے کتنی زندگیاں خراب ہوتی ہیں۔آپ کے پاس اختیار ہے،آپ ایک کمیٹی بنادیں میں ثابت کر سکتاہوں کہ بے شمارunreported cases ہیں اور ان کے خلاف کوئی شخص تھانے میں آنے کو تیار نہیں ہے۔یہ لوگ اتنا ظلم کرتے ہیں کہ زیادہ ترfamilies شرم کی وجہ سے نہیں بتاتیں۔آپ صرف تھانہ اچھرہ لاہور کا ریکارڈ دیکھ لیں،آپ آج کا اخبار دیکھ لیں،کل کا اخبار دیکھ لیں کہ اخباروں میں پیروں اور عاملوں کے کتنے اشتہار آرہے ہیں۔آپ اس پر ایک کمیٹی بنادیں۔

جناب سپیکر:شیخ صاحب!مجھے ان کے بارے میں کوئی پتا نہیں ہے کیونکہ میں ایسے عاملوں کے پاس نہیں جاتا۔ہم اس پر کمیٹی بنادیں گے۔

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!ہماری معزز ممبر ایوان سے واک آؤٹ کر گئی ہیں تو کسی کو بھیج کر انہیں واپس بلایا جائے۔

جناب سپیکر:جی،بسراء صاحب اور محترمہ حمیرا اویس شاہد صاحبہ جائیں اور محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کو منا کر معزز ایوان میں واپس لے کر آئیں۔

(اس مرحلہ پر چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ)اور محترمہ حمیرا اویس شاہد، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری کو معزز ایوان میں واپس لانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! آپ نے محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری کو ایوان میں گفتگو کرنے کی اجازت نہیں دی۔ وہ بھی شاید یہی باتیں کرنا چاہ رہی تھیں جو باتیں شیخ علاؤالدین صاحب نے کی ہیں۔

(اذان مغرب)

جناب سپیکر: جی، آدھ گھنٹے کے لئے وقفہ برائے نماز مغرب کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر وقفہ برائے نماز مغرب کے لئے ایوان کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر وقفہ برائے نماز مغرب کے بعد جناب سپیکر 5 بج کر 55 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: بسراء صاحب محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری کو لینے کے لئے گئے تھے ان کا کوئی پتا چلا ہے؟ سوہنا صاحب! آپ بسراء صاحب کو لے آئیں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! اپنی بات کر کے میں بھی عظمیٰ زاہد بخاری کے ساتھ بائیکاٹ کرنا چاہ رہا ہوں۔ اگر آپ مجھے بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ ان کو لے کر آئیں گے۔ اگر آپ بائیکاٹ کریں گے تو پھر میں آپ کے پیچھے دو ممبران بھیج دوں گا۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! اگر آپ مہربانی کریں تو میں ان کو اس وعدے سے لے آتا ہوں کہ آپ ان کی بات سن لیں گے۔

جناب سپیکر: میں اور کیا کروں گا؟

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! آپ ظرف کی بات کریں۔

جناب سپیکر: وہ بات تو ختم ہو گئی اور ٹائم بھی چلا گیا۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! آپ کا ظرف آپ سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ اُن کی بات سنیں، آپ کا منصب آپ سے تقاضا کرتا ہے کہ اُن کی بات سنیں۔

جناب سپیکر: ان کو آنے تو دیں، پہلے commitment تو نہ کریں۔

(اس مرحلہ پر چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) ایوان میں تشریف لائے)

جناب سپیکر: بسراء صاحب!آپ کو میں نے ایک اہم ذمہ داری سونپی تھی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!ویسے وہ ایوان میں تشریف لے آئی تھیں، میں ان کو باہر لابی میں دیکھتا ہوں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اللہ اکبر۔جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!یہ جو جعلی پیروں کا جھگڑا چل رہا ہے۔محترمہ عظمیٰ بخاری بھی ناراض ہوئیں اور اس پر شیخ علاؤالدین نے بھی بات کی تھی۔اس پر میں میر تقی میر کا ایک شعر عرض کرتا ہوں کہ:

مگس کو باغ میں جانے نہ دیجئو
کہ ناحق خون پروانے کا ہوگا

شیخ علاؤالدین صاحب نے یہ تجویز دی تھی کہ اخبارات میں جعلی پیروں کے اشتہارات چھپتے ہیں۔اگر یہ ایوان اخبارات میں جعلی پیروں کے اشتہارات لگنے سے رکوادے تو بہت سارے لوگ بچ جائیں گے اور وہ جعلی پیروں کے شکنجے میں نہیں آئیں گے۔بے حد شکریہ

جناب سپیکر: اوپر والے ہمارے ساتھی جو لابی میں بیٹھے ہیں وہ آپ کی بات سن رہے ہیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر!آپ نے یہاں ایوان میں وعدہ کیا تھا اور لاء منسٹر نے بھی کہا تھا کہ ایم پی ایز کو جو ایک لاکھ ملین پیکج ملا ہے۔to best of my effort میری تمام سکیمیں DCO کے پاس ہیں، اس نے DDC کر دیا ہے لیکن وہ administrative approval نہیں دے رہا ہے۔آپ سے بڑا سیاسی آدمی کون ہوگا؟جب آپ حلقے میں سکیمیں announce کر دیتے ہیں اور فنڈز نہ ملیں تو یہ چیز ہمارے لئے کتنی embarrassment کا سبب ہوتی ہے۔مجھے اندر کی بات کا پتا چلا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں،لاء منسٹر صاحب آ گئے ہیں۔ میں آپ کو بعد میں ٹائم دوں گا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے صرف ایک منٹ جعلی پیر والے issue پر بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ صاحبہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! 2009 میں میری بھی ایک تحریک التوائے کار تھی جو جعلی پیروں کے بارے میں تھی۔ وہ ایوان میں پیش ہوئی اور اس کا جواب بھی آیا لیکن اس کے بعد اس پر عمل نہیں ہوا۔ ابھی اخبارات کا ذکر ہو رہا تھا آپ یقین کریں کہ ٹی وی چینلز میں پرائم ٹائم پر بھی ان کے اشتہارات آ رہے ہوتے ہیں۔ اس طریقے سے یہ لوگوں کو بے وقوف بناتے ہیں، اتنی attraction پیدا کرتے ہیں کہ جس نے نہ بھی جانا ہو وہ بھی چلا جاتا ہے۔ ان کی publicity پر پابندی ہونی چاہئے اور ان کے خلاف ضرور کارروائی ہونی چاہئے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہم نے پنجاب حکومت کی مالی حالت کے حوالے سے ایک تحریک التوائے کار دی ہوئی ہے آئندہ چند ماہ بعد گندم کا سیزن آ رہا ہے۔ یہاں حالات بہت خراب ہیں کیونکہ تنخوائیں دینے کے لئے پیسے نہیں ہیں اور میری گزارش صرف اتنی ہے کہ اس تحریک کو take up کر لیا جائے۔ اس میں یہ نہیں کہ میں صرف اپوزیشن کے حوالے سے بات کر رہا ہوں بلکہ آئندہ کاشتکاروں کو بار دانہ اور دوسری صورتحال کے حوالے سے پریشانی آنی والی ہے تو لہذا ہماری اس تحریک التوائے کار کو take up کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، میری بات سنیں، آپ تھوڑی سی ذرا زحمت کر لیں، ادھر ذرا سیکرٹری صاحب کے پاس آ جائیں گے؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جی۔

جناب سپیکر: سیکرٹری صاحب! ذرا ان کو بتائیں۔ جی، سوہنا صاحب! آپ کے ذمہ کوئی کام لگایا گیا تھا؟

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! عظمیٰ بخاری صاحبہ اسمبلی سے جا چکی ہیں، اسمبلی میں موجود نہیں ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! عظمیٰ بخاری صاحبہ واپس ایوان میں آ گئی تھیں لیکن وقفہ نماز کے دوران وہ واپس چلی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں!اجلاس کے بعد میرے ساتھ آپ نے ان کی بات کروانی ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!ذرا ان کا پوائنٹ آف آرڈر غور سے سنیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر!آپ نے On the floor of the House وعدہ کیا تھا کہ 8 ملین روپے کے فنڈز ملیں گے۔ میں رانا صاحب کے دفتر میں بھی گیا تھا لیکن یہ کسی انکوائری کے سلسلے میں مصروف تھے۔ So I Left the chit with him. He promise, that he will talk to DCO Rawalpindi لیکن best efforts کے باوجود بھی کچھ نہیں ہوا۔ آپ کو پتا ہے کہ جب سکیمیں حلقے میں announce ہو جاتی ہیں تو لوگوں کو پتا ہوتا ہے اور ہماری credibility کا مسئلہ بن جاتا ہے۔So, I don't think کہ کیا رانا صاحب ہمیشہ حکومت میں رہیں گے؟ ہمارے ساتھ ایسے نہ کریں کیونکہ بات یہ ہے کہ آپ کی عزت اور ہماری عزت برابر ہے۔آپ ہماری عزت کا خیال کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی بھی عزت کا خیال کرے گا۔ یہ 8 ملین روپے کی بات نہیں ہے۔۔۔ but what are they doing مجھے ان کی سمجھ نہیں آتی۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!راولپنڈی کے "ڈی سی او" صاحب ان کی سکیموں کی administrative approval نہیں دے رہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!یہ معاملہ آپ کے چیمبر میں بیٹھ کر sort-out ہوا تھا اور آپ نے خود آگے بات کی تھی۔اس میں کسی ڈسٹرکٹ میں کسی جگہ پر یہ ہو سکتا ہے کہ local level پر جو آدمی ذمہ دار ہے اس کا کوئی problem ہو۔۔۔

جناب سپیکر: جی،House adjourn ہونے بعد آپ مجھے میرے چیمبر میں ملیں گے، میں پتا کر کے پھر آپ کو اس بارے میں مکمل بتاؤں گا۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر!یہ ساری سکیمیں مکمل ہیں DDC ہوئی ہے اور اس میں administrative approval نہیں دے رہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سال2007،2008،2009 اور2010 کی رپورٹس پر عام بحث

جناب سپیکر: جی،آپ میرے چیمبر میں بیٹھیں گے تو پھر ان سے بات کریں گے۔آج کے ایجنڈے پر پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے2007،2008،2009اور2010 پر بحث کا آغاز باقاعدہ متعلقہ وزیر سے ہوگا۔جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!

I move for general discussion on the reports of Punjab Public Service Commission for the year 2007, 2008, 2009 and 2010.

جناب سپیکر: جی،اس میں گورنمنٹ کوئی اور statement دینا چاہتی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!اس میں رپورٹ بڑی مفصل ہے اور اس میں year wise پبلک سروس کمیشن کی کارکردگی کے بارے میں ہر چیز بڑی صراحت سے بیان کی گئی ہے۔شاید اگر میں اس کا احاطہ کرنے لگوں گا تو اس میں کافی ٹائم صرف ہوگا زیادہ بہتر یہی ہے کہ جن صاحبان نے ان reports پر تیاری کی ہے وہ اپنی بہتر suggestions دیں تاکہ اس ادارے کی کارکردگی جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ پہلے بھی یہ ان چند اداروں میں سے ایک ادارہ ہے جس کا اعتماد عوام کے اندر موجود ہے یعنی جو appointments through Punjab Public Service Commission ہوتی ہیں اس پر لوگوں کا believe ہے اور بہت کم ایسا ہوا ہے کہ یہاں سے ہونے والی appointments کے متعلق لوگوں نے اعتراض کیا ہو یا کسی قسم کی کوئی feelings ہوں بلکہ لوگوں کو یہ پتا ہے کہ وہاں پر یہ عمل اس انداز سے ہوتا ہے کہ وہاں پر کوئی کسی قسم کا یا سیاسی پریشر نہیں مانا جاتا اس لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کی بڑی اچھی reputation ہے۔میں ایک point معزز ایوان کے سامنے رکھنا چاہوں گا کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی capacity کافی کم ہے یعنی requirements کو پورا کرنے کی capacity کم ہے اس لئے بہت بہتر ہوگا کہ اگر آج ہونے والی بحث میں یہ پہلو بھی پیش نظر رکھا

جائے۔ حکومت کا یہ ارادہ ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی capacity کو بڑھایا جائے تاکہ اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا جاسکے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے ٹائم دیا۔ آج جس محکمہ سے متعلق reports زیر بحث ہیں ان کی افادیت اور اہمیت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن ایک ایسا ادارہ ہے جو حکومت پنجاب کی good governance کے لئے ایک اچھے افسروں کی ٹیم بنانے کے لئے بہت ہی مددگار اور معاون ثابت ہوتا ہے۔ اس کے اندر سینئر افسران، تجربہ کار جو بطور ممبران یا مختلف عہدوں پر کام کرتے ہیں ان کو دیکھ کر اس کی اہمیت کا اور بھی احساس بڑھ جاتا ہے۔ میری دانست میں جتنی توجہ اس محکمے پر دی جانی چاہئے تھی وہ نہیں دی گئی، میں اس میں چند observations دوں گا۔ I have gone through the reports of 2007, 2008, 2009 and 2010 اور آپ کی وساطت سے کچھ recommendations بھی دینا چاہوں گا۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے کہا کہ یہ بہت ہی اہم ادارہ ہے، اس کی کارکردگی بھی بہت اچھی ہے اور اس پر کوئی debate نہیں ہو سکتی۔ بلاشک وشبہ یہ بات درست ہے لیکن اتنا اہم ادارہ ایک ایسی بلڈنگ کے اندر موجود ہے جو 1937 میں بنی تھی اور پچھلے چھ سال سے یہ officially declared dangerous ہے۔ اب اس خطرناک بلڈنگ کے اندر جو پاکستانی اور پنجاب کے شہری اس میں کام کر رہے ہیں ان کی جانیں بھی ہمیں عزیز ہیں۔ چھ سال ہو گئے ہیں اس کے لئے انہیں جوہر ٹاؤن میں متبادل دفتر کے لئے جگہ بھی الاٹ ہو گئی ہے لیکن ابھی تک کوئی کارروائی معرض وجود میں نہیں آئی۔ کیا میں یہ سوال کر سکتا ہوں کہ کیا ہم اس دن کا انتظار کر رہے ہیں جس دن ہم یہ افسوس کریں اور ہاتھ ملتے رہ جائیں کہ کاش ہم نے یہ کیا ہوتا تو یہ نہ ہوتا۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحبان! یہ نوٹ کریں اس کا جواب بھی آپ کو دینا ہوگا۔ 1937 سے یہ بلڈنگ بنی ہوئی ہے اور وہ officially dangerous declared ہے جبکہ ان کے پاس جوہر ٹاؤن میں متبادل جگہ بھی موجود ہے۔ اب وہ اس سے آگے بات بڑھا رہے ہیں کہ خدانخواستہ اگر اس بلڈنگ میں کچھ ہو گیا تو اس سے بہت نقصان ہوگا اس کے لئے آپ کیا انتظامات کر رہے ہیں؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! دوسری میری اس میں observation یہ ہے کہ بنیادی طور پر جب یہ محکمہ معرض وجود میں آیا تو سکیل 17 سے سکیل 20 تک selection ان کی

ذمہ داری تھی ۔ اس وقت گریڈ 17 سے 20تک کے افسروں کی تعداد پنجاب میں دس گنا زیادہ ہو چکی ہے۔اس کے بعد پچھلی regime میں پنجاب پبلک سروس کمیشن کو گریڈ9 سے16تک کے مختلف محکموں کے ملازمین کی recruitment کے فرائض بھی ان کے سپرد کر دیئے گئے۔انصاف اور good governance کا تقاضا یہ تھا کہ جب ان کو responsibilities دی گئیں تو اس کے ساتھ ہی ان کو resources بھی مہیا کئے جاتے۔ میری اطلاع کے مطابق اس کے بعد ان کی SNE نہیں بڑھی اور آج تک اسی عملے کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ نتیجتاً میرے اندازے کے مطابق The staff is overworked اور جب سٹاف overworked ہو گا تو پھر اس کا جو نتیجہ ہے یا ان کی جو محنت ہے اس کا اندازہ بھی آپ خود لگا سکتے ہیں۔ اس کے نتیجہ کے طور پر میں آپ کو 2010 کی رپورٹ دکھانا چاہتا ہوں۔ اگر اس رپورٹ کے صفحہ نمبر 8 پر دیکھا جائے تو پنجاب کے اندر unfilled vacancies رہی ہیں وہ یہ نہیں کہ ان کی وجہ سے رہی ہیں بلکہ unfilled vacancies کی اور بھی بہت سی وجوہات ہیں لیکن اس میں ایک وجہ ان کا overworked ہونا بھی ہے اور دوسری وجوہات جو ان کے ساتھ ہی منسلک ہیں وہ ہمارے محکموں کی negligence ہیں ۔ ہمارے مختلف محکمہ جات کی جو working ہے میں عرض کرتا ہوں کہ سال کے شروع میں بھیجتے ہیں کہ ہمارے پاس دس اسامیاں خالی ہیں پھر تین مہینے کے بعد کہہ دیتے ہیں کہ ہماری پندرہ اسامیاں خالی ہیں پھر چھ مہینے کے بعد کہتے ہیں کہ ہمارے پاس بیس اسامیاں خالی ہیں اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ working haphazard ہے اور department کا home work پورا نہیں ہوتا۔ صفحہ نمبر 8 پر اس کی تفصیل دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: صفحہ نمبر کون سا ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! صفحہ نمبر 8 پر پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ 2010 کو refer کر رہا ہوں ۔ یہاں پر دیا گیا ہے کہ 1503 vacancies. unfilled vacancies. اندازہ لگائیں کہ جب اتنی vacancies remained vacant unfilled in year 2010. unfilled رہ جائیں گی تو پھر کہاں سے performance آئے گی اور کیسے کام چلے گا؟ اس طرح تو سٹاف نہ ہونے کی وجہ سے سائل دروازوں پر دھکے کھاتے پھریں گے ۔ محکموں کی آج تک جواب دہی نہیں ہوئی کہ انہوں نے اپنے کام کو streamline کیوں نہیں کیا اور اتنی اسامیاں کس طرح unfilled رہ گئیں؟ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی طرف سے یہ ایک اچھی روایت ہے کہ رپورٹ پیش کی جاتی ہے جس کے اندر مختلف یونیورسٹیوں کا موازنہ اس کے علاوہ مختلف اضلاع کا موازنہ کیا جاتا ہے تاکہ ان کے

معیار کو پرکھا جا سکے۔آئیے یونیورسٹیوں کا تقابلی جائزہ لیں۔آپس میں ان کی performance کیا ہے پنجاب یونیورسٹی ہمیشہ آگے کیوں نکل جاتی ہے اور یونیورسٹی آف بہاولپور کیوں پیچھے رہ جاتی ہے؟یہ صرف اس سال کی رپورٹ میں ہی نہیں ہے 2007 کی رپورٹ آپ دیکھ لیں ،2008 کی دیکھ لیں، 2009 کی دیکھ لیں اور2010 کی رپورٹ بھی دیکھ لیں۔Repeatedly Punjab Public Service Commissionاس چیز کو point out کر رہا ہے لیکن حکومتی اداروں نے، حکومتی بنچوں نے اور حکومتی کرسیوں نے اس چیز کا آج تک کوئی نوٹس نہیں لیا۔ میری suggestion یہ ہے کہ یونیورسٹیوں کے وائس چانسلروں کی ایک کمیٹی بنائی جائے جس کو Chair پنجاب پبلک سروس کمیشن کا چیئرمین کرے اور ہر سال ان کو بلا کر پوچھے کہ اس رپورٹ کے مطابق انہوں نے کیا تدابیر اختیار کی ہیں، کیا remedial measures لئے ہیں تاکہ وہ رپورٹ پھر ہر سال چیف ایگزیکٹو کو جا سکے کہ کون سی یونیورسٹی کیوں اس معیار پر پورا نہیں اتر رہی۔پبلک سروس کمیشن کی چاروں رپورٹوں میں بڑے تواتر سے یہ کہا گیا ہے کہ education standard deteriorate ہو رہا ہے، مختلف points دیئے گئے ہیں لیکن میرا نہیں خیال کہ آج تک محکمہ تعلیم کے کان پر جوں بھی رینگی ہو کہ ہم نے اس کے متعلق کوئی remedial measures لینے ہیں۔پھر ان رپورٹوں پر لاکھوں روپے خرچ کرنے کا کیا فائدہ، عوام کے ٹیکسوں سے لاکھوں روپے خرچ کرنے کا کیا فائدہ؟سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ ہم تو ان رپورٹوں کو یہاں پر discuss کرنے کے لئے تیار ہی نہیں تھے محکموں کی بات تو بعد کی ہے اسی لئے میں نے اس بات پر زور دیا تھا کہ جو بھی رپورٹ ایوان میں آئے کوئی اس کی motion move کرے یا نہ کرے اس کو discuss کرنے کے لئے اسی وقت آرڈر ہو جانے چاہیئں تاکہ محکمے اس سے alert ہوں اور undertake remedial measures کریں۔

جناب والا!یونیورسٹیوں کی بات ہو رہی تھی تو صفحہ نمبر 11 کے اوپر آپ ان کا تقابلی جائزہ دیکھیں2009 میں پنجاب یونیورسٹی کے 50 فیصد، 2010 کے اندر 64 فیصد جبکہ یونیورسٹی آف بہاولپور 2.13 فیصد ہے !What a difference وہ یونیورسٹی کر کیا رہی ہے اور اس کا وائس چانسلر اِس ratio کے ساتھ exist کیسے کر رہا ہے؟میری تو یہ سمجھ میں نہیں آیا اور آج تک اس سے کسی نے پوچھا تک نہیں ہے کہ بھائی اس یونیورسٹی کو بنے ہوئے اتنی دیر ہو گئی ہے کم از کم اس کے نزدیک تو آ جاؤ۔اس کے بعد falling standard of teaching کے متعلق عرض کروں گا۔اس کے متعلق انہوں نے ہر سیٹ کا علیحدہ analysis کیا ہے تو اس میں بتایا ہے کہ ہمارے کالجوں کی کتنی پتلی حالت ہے اور

اسی طرح یونیورسٹی کی حالت کتنی پتلی ہے۔ ڈیپارٹمنٹ جو standard lay کرتے ہیں اس کے متعلق امیدوار پورے نہیں اتر سکتے۔یہی وجہ ہے کہ آپ کی unfilled vacancies اتنی بڑی تعداد میں پڑی رہتی ہیں کیونکہ لوگ معیار پر پورا نہیں اترتے۔اس کے بعد انہی رپورٹوں کے اندر یونیورسٹیوں کے لئے کچھ recommendations بھی موجود ہیں، منسٹری آف ایجوکیشن کے لئے recommendations ہیں wish I کہ آج یہاں وزیر تعلیم صاحب موجود ہوتے کیونکہ ان کے اوپر زیادہ بوجھ آتا ہے کہ ہمارے کالجوں اور یونیورسٹیوں کے اندر کیا standard produce ہو رہا ہے ؟ ہمارا یہ محکمہ ہمیں شیشہ دکھا رہا ہے کہ دیکھیں یہ آپ کا standard ہے اور ہم اس کو دیکھنے سے بھی انکاری ہیں۔ ہم انکاری ہیں ترقی کی طرف جانے کو، ہم انکاری ہیں ان weaknesses کو remove کرنے کے لئے۔ بہت ہی افسوس کی بات ہے کہ ایک ادارہ ہماری مدد کر رہا ہے ایک ادارہ ہمارے لئے analysis پیش کر رہا ہے اور ہم اسے نظر انداز کر رہے ہیں۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ سیکرٹری ایجوکیشن کو بلائیے اگر انہوں نے رپورٹ پڑھنا بھی گوارا کی ہو کہ ہم اسے پڑھ ہی لیں کہ اس کے اندر ہمارے متعلق کیا لکھا ہوا ہے۔آپ اندازہ لگائیے کہ 2009 میں 21684 درخواستیں آتی ہیں جن میں سے 6399 لوگ انٹرویو کے لئے qualify کرتے ہیں اور 2010 میں 20253 درخواستیں آتی ہیں اور ان میں سے 4500 آدمی انٹرویو کے لئے qualify کرتے ہیں look at the standard, look at the ratio of the success and the failure کیا ہم چاہیں گے کہ success and failure کی یہ ratio کم سے کم ہو تاکہ پتا چلے کہ ہم واقعی کوئی material produce کر رہے ہیں۔اس کے بعد آپ district wise آجائیں ہمارے 36 اضلاع ہیں لیکن ہم آج تک ان 36 اضلاع کو برابر اوپر نہیں لا سکے۔ کیا وجہ ہے،اس کے لئے کوئی effort ہوئی ؟ میں پھر صفحہ سات سے 2010 کی report refer کروں گا کہ لاہور 15 فیصد، ننکانہ صاحب، نارووال اور پاکپتن ایک فیصد تو لاہور کی سڑکیں ہر دفعہ کارپٹ کیوں نہیں ہوں گی کیونکہ maximum افسروں نے ہی وہاں سے آنا ہے، پاکپتن میں لوگوں کو privilege and facility کیوں provide نہیں کی گئی، نارووال اور ننکانہ صاحب میں یہ facility کیوں provide نہیں کی گئی کہ وہاں کے لوگ بھی ان کے برابر آ سکیں۔ ہم نے کیا remedial measures لئے، ہم نے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں اپنی غلطیوں کی کہاں پر نشاندہی کی کہ ان اضلاع میں اتنا فرق کیوں ہے ؟ کیا حکومت پنجاب اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے غور کرنا چاہے گی کہ ضلع وار کوٹا کر لیں تاکہ جہاں پر سہولتیں مہیا نہیں ہیں جہاں پر اچھے institutions نہیں ہیں وہ وقتی طور

پر اس سے فائدہ اٹھا سکیں کیونکہ پاکستان بننے کے بعد یہ چیز دہرائی گئی تھی اور سندھ میں interior سندھ اور کراچی کو کوٹا دیا گیا تھا تاکہ وہ برابر level پر آ جائیں۔ ٹھیک ہے اس کے merits and demerits ہوں گے request and suggestion is but my کہ حکومت پنجاب اس پر غور کرے اور اگر ہمارے لئے یہ بہتر ہے تو ہم میرٹ کو district wise لے آئیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر لاء منسٹر صاحب نے اس چیز کو تسلیم کیا ہے کہ اس ادارے کی اہمیت اور افادیت بہت زیادہ ہے لیکن یہ ہر چیز کے لئے محتاج ہے، چھوٹے چھوٹے ادارے جن کی اس کے مقابلے میں کوئی اتنی value نہیں ہے وہاں پر آپ نے financial and administrative autonomy دے رکھی ہے کیا حکومت پنجاب چاہے گی کہ اتنی اہمیت اور افادیت والے ادارے کو financial autonomy and administrative autonomy دیں تاکہ ان کی کارکردگی اور performance بہتر ہو سکے کیونکہ یہ ان کے standard کو بہتر کرنے کے لئے بہت ضروری ہے کہ ان کو autonomy دی جائے۔ دوسرا بڑا point جو کہ چاروں رپورٹوں میں پبلک سروس کمیشن نے recommend کیا ہے کہ محکموں کے service rules جن میں particularity selection criteria for the new officers or promotion criteria for the new officers revise ہونے کی ضرورت ہے لیکن وہ نہیں کیا گیا۔ بلکہ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ یہ زیادتی ہے کہ جس سیکرٹری نے آدمی بھرتی کرنے ہیں آپ اسی کو criteria establish کرنے کے لئے task دے رہے ہیں، آپ اسی کو پروموشن کا criteria establish کرنے کی اجازت دے رہے ہیں۔ ہوتا کیا ہے کہ جو سیکشن افسر وہ criteria بناتا ہے اس کی نظر میں یہ ہوتا ہے کہ پروموشن کے بعد میں کہاں پر fit ہوں گا، میری پروموشن کیسے ہو گی اس لئے وہ promotion criteria ویسے ہی بناتا ہے، وہ selection criteria ویسے ہی بناتا ہے کہ میرا بیٹا کہاں پر fit ہو گا۔ حالانکہ یہ کام پنجاب پبلک سروس کمیشن کے سپرد ہونا چاہئے کہ ہر ڈیپارٹمنٹ اپنی ہر پوسٹ کی جس پر recruitment پنجاب پبلک سروس کمیشن نے کرنی ہے اس کی job description ڈیپارٹمنٹ دے کہ اس پوسٹ کا یہ کام ہے پھر criteria for selection, entail selection and for promotion پبلک سروس کمیشن کے through ہونا چاہئے۔ میں Commission between Federal Public Service and Punjab Public Service Commission تھوڑا سا تقابلی جائزہ لوں گا کہ فیڈرل پبلک سروس کمیشن فیڈرل کے گریڈ سترہ سے بیس کی recruitment کرتی ہے اور ان کی پروموشن کے لئے

بھی فیڈرل پبلک سروس کمیشن کا چیئرمین ہی Chair کرتا ہے ڈیپارٹمنٹ کا سیکرٹری اسے Chair نہیں کرتا اور اس سے بہتر نتائج آئے ہیں۔اس سے ایک تو ڈیپارٹمنٹ کا load کم ہو گا دوسرا وہاں پر overall ایک develop criteria ہو گا جس کے تناظر میں سب لوگوں کو یکجا پرکھا جائے گا لیکن جب ڈیپارٹمنٹ میں پروموشن آتی ہے تو اس میں وہ چیز موجود نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر!اخباروں میں جو اشتہار آتے ہیں جو 1990 میں اشتہار تھا ڈیپارٹمنٹ اس کی کاپی نکالتی ہے اور وہ دے دیتی ہے کہ ہمیں یہ آدمی چاہیئں اور یہ qualification چاہئے جبکہ وہ qualification redundant ہو چکی ہے اس کی جگہ یونیورسٹیوں میں نئے discipline آ چکے ہیں، نئی faculties آ چکی ہیں لیکن ان کا کہیں ذکر نہیں ہوتا تو وہ لوگ جنہوں نے نئے initiatives لئے ہوتے ہیں،انہوں نے نئی faculty لی ہوتی ہے اسے نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور ان کے لئے جگہ نہیں ہوتی حالانکہ وہ آج کے وقت میں زیادہ مناسب ہیں اس لئے ضروری ہے اور حکومت پنجاب سے میری recommendation ہے کہ یہ departments سے لے کر پنجاب پبلک سروس کمیشن کے سپرد کی جائے۔ ہمیں بڑا اچھا لگ رہا ہے کہ ان کی performance ٹھیک ہے چونکہ اس کے ساتھ کوئی comparison نہیں ہوتا لیکن میری ایک تجویز ہے کہ پبلک سروس کمیشن کی performance کی third party evaluation ہونی چاہئے تاکہ یہ بھی اپنی model lines پر آ سکیں اور کوئی ان کو بتا سکے کہ آپ کے اندر یہ یہ کمزوریاں ہیں کیونکہ یہ بہت پرانا دفتر ہے اور اس کے اندر کوئی initiatives نہیں آئے لہذا کسی نہ کسی Consultant کو،کسی فرم کو hire کر کے ان کی third party evaluation کر کے recommendations لی جائیں کہ موجودہ وقت کے تقاضے کے مطابق انہوں نے اپنے کام اور structure کے اندر کیا بہتری کرنی ہے۔

جناب سپیکر!میں نے اس رپورٹ کے اندر ایک بڑا افسوسناک پہلو دیکھا کہ elite institutions میں جو بچے پڑھتے ہیں ان پر لاکھوں روپے خرچ آتا ہے چاہئے وہ ماں باپ کی جیب سے جاتا ہے چاہئے وہ سوسائٹی کی طرف سے جاتا ہے اس کا پنجاب اور ملک کی معیشت پر بُرا اثر پڑتا ہے لیکن پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے جو لوگ apply کرتے ہیں اس میں ان لوگوں کی percentage بہت کم ہوتی ہے۔کیا ہم نے کبھی ان وجوہات پر غور کرنے کی کوشش کی حالانکہ میرے خیال میں وہاں کے جو لوگ qualified ہیں ان کو maximum اس طرف آنا چاہئے لیکن ان کی نمائندگی فیڈرل سروس کمیشن میں اتنی زیادہ ہے اور نہ ہی پنجاب پبلک سروس کمیشن میں ہے۔آخر وہ

بچے اتنا پڑھ کر، قوم کا اتنا پیسا خرچ کر کے جاتے کہاں ہیں، کیا وہ سب باہر کے ملکوں میں چلے جاتے ہیں؟ ہم ایسے measures کیوں نہیں لیتے کہ وہ اس ملک کے پیسے پر پڑھے ہیں، پلے ہیں تو وہ اسی ملک کی خدمت کریں؟ جب تک ہم انہیں یہ موقع مہیا نہیں کریں گے تو ہماری قوم اور ملک کا یہ brain drain ہوتا رہے گا۔

جناب سپیکر! آپ نے چار سال کی رپورٹیں بحث کے لئے رکھی ہیں حالانکہ ہر سال یہ رپورٹ آنی چاہئے تھی اس لئے آپ بھی وقت کے لئے تھوڑی سی generosity دکھائیں۔

جناب سپیکر: اور دوست بھی ہیں جنہوں نے بات کرنی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! وہ ضرور بات کریں لیکن اس کو جتنا وقت دیں کم ہے چونکہ ایک وقت میں چار رپورٹیں آ رہی ہیں اس لئے تھوڑا سا مسئلہ درپیش آ رہا ہے۔اب میں building capacity کے حوالے سے عرض کروں گا اور رانا ثناء اللہ صاحب نے خود بھی بات کی ہے، I am happy that he has taken notice of it. لیکن یہ نہ ہو کہ یہاں اس ایوان کی باتیں اس چار دیواری میں رہ جائیں اور وعدے بھی یہاں پر رہ جائیں۔اگر آپ اس debate کے آخر میں ان منسٹر صاحبان کو time period دے دیں کہ اس دوران انہوں نے اپنی recommendations and suggestions کی اطلاع اس ایوان کو دینی ہو کیونکہ مجھے خطرہ یہ ہے کہ جس طریقے سے ہم چیزوں کو لیتے ہیں تو ان چیزوں کے بارے میں یہاں debate ہوتی ہے، بات چیت ہوتی ہے اور وہ یہیں پر رہ جاتی ہیں۔اس کے ساتھ ہی میں چند چیزیں بتا دوں۔ایک تو building کا مسئلہ بہت اہم ہے capacity building کے لئے ان کی S.N.E revise ہونی چاہئے اور وہ جتنی جلدی revise ہو جائے بہتر ہے۔جب میں نے یہ تحریک پیش کی تو اس کے بعد میں پہلی دفعہ اس عمارت کے اندر گیا تاکہ دیکھ کر آؤں کہ اس کی حالت کیا ہے؟ وہ چھ سال پرانی declared dangerous building ہے۔وہاں پر working conditions بہت بُری ہیں۔آپ ان کو جتنا مرضی بہتر service conditions دے دیں، ان کی تنخواہ بڑھاتے رہیں لیکن جب تک اس کی working condition بہتر نہیں ہو گی اس وقت تک بہتری نہیں آئے گی۔وہاں پر بیٹھنے کی جگہ نہیں، pollution بہت زیادہ ہے، ہر طرف سے مٹی گر رہی ہے اور congestion ہے تو پھر ان حالات میں وہ لوگ کیسے کام کر سکیں گے اور کس طرح سے result produce کر سکیں گے؟ میں انہی گزارشات

کے ساتھ توقع کرتا ہوں کہ محکمہ تعلیم اور باقی concerned محکمے اس پر پوری توجہ دیں گے اور آئندہ تمام محکموں کی reports بلاتاخیر یہاں پر under discussion آنی چاہئیں۔ بہت مہربانی، شکریہ

جناب سپیکر: جی، آپ کا بھی بہت شکریہ

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ایک تو میں نے rules کے مطابق آپ سے privileges کی بات کی تھی کہ ہمیں Toll Tax سے exemption دی جائے لیکن وہ آج تک نہیں ہو سکی۔ میرا دوسرا point یہ ہے کہ پچھلے چھ، سات، آٹھ سالوں سے اسمبلی کی نئی عمارت بن رہی ہے اگر حکومت اس کو بنانے اور مکمل کرنے میں سنجیدہ نہیں ہے تو پھر اب تک اس پر اتنی رقم کس لئے خرچ کی گئی ہے؟ جب ہم 2002 میں یہاں ممبر تھے تو کہا گیا تھا کہ یہ ایک سال میں مکمل ہو جائے گی لیکن آج تک یہ عمارت مکمل نہیں ہو سکی۔ یہ آپ کی jurisdiction ہے۔ دیکھیں جناب! King is a person who makes history at every step. اگر آپ اس عمارت کو بنا جاتے ہیں اور جب تک یہ عمارت موجود رہتی ہے تو آپ کا نام بھی یہاں پر یاد رکھا جائے گا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اس پر کام ہو رہا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! کام تو پچھلے آٹھ دس سالوں سے جاری ہے۔ ٹھیکیدار contract لیتا ہے پھر سال بعد اس کو extend کراتا ہے اور ساتھ ہی درخواست دے دیتا ہے کہ ہم نے اس schedule پر یہ کام لیا تھا اب مہنگائی بڑھ گئی ہے اس لئے نیا schedule یہ ہو گا۔ مثال کے طور پر اگر ایک کروڑ روپے کا کام ہوتا ہے تو re-schedule ہوتے ہوتے وہ پانچ کروڑ روپے کا بن جاتا ہے تو قوم کا پیسا اس طریقے سے کیوں ضائع ہو رہا ہے؟ آپ پہلے یہ دیکھیں کہ جس contractor نے یہ ٹھیکہ لیا تھا اس کی limit کیا ہے؟ ٹھیکیداروں کا یہ ایک طریقہ واردات ہے کہ وہ contract کی limit کو extend کراتے رہتے ہیں اور ایک کروڑ روپے کی لاگت سے بننے والی عمارت دو، تین یا چار کروڑ روپے میں مکمل ہوتی ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ اس عمارت کی رپورٹ منگوا کر دیکھیں کہ بنیادی طور پر اس کا کیا contract تھا اور آج اس کی کیا position ہے؟ میری یہی گزارش ہے کہ آپ

اس کا نوٹس لیں کیونکہ یہ public money ہے اور اس طریقے سے اس کو ضائع نہیں ہونا چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شاہ صاحب کا بڑا valid point ہے کہ یہ عمارت کب تک مکمل ہو جائے گی؟

جناب سپیکر: جی، ابھی نہیں بتا سکتے۔ ابھی تک اس contract کو کسی نے re-schedule نہیں کیا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! پہلے آپ اس معاملے کو probe کریں اور اس کی انکوائری کرائیں پھر آپ جو بتائیں گے ہم اسے من وعن تسلیم کر لیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کیا میں بات کر لوں؟

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ کا نام اس فہرست میں شامل نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں اسے move کرنے والوں میں تو شامل تھا۔

جناب سپیکر: بھائی! میرے پاس جو فہرست آئی ہے اس میں آپ کا نام نہیں آیا، آپ اپنا نام لکھوا دیں۔ ہم آپ کو بعد میں بات کرنے کا موقع دے دیں گے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہم سب کی طرف سے محسن لغاری صاحب بات کریں گے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! ابھی آپ تشریف رکھیں۔ آپ کا نام چوتھے نمبر پر آ گیا ہے۔ جی، احمد خان بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ پر صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ اس میں جو زیادتی جنوبی پنجاب کے بچوں سے ہو رہی ہے اس کا کچھ ازالہ ہونا چاہئے۔ جو بچے ٹاٹوں پر پڑھ کر آتے ہیں، جن کے سکولوں کی چھتیں، دیواریں نہیں ہوتیں اور جن کے استاد اردو میں پڑھاتے ہیں ان کا مقابلہ ایچی سن میں پڑھنے والے بچوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ میں واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ خدارا تمام پنجاب کا ایک ہی سلیبس کریں۔ لاہور، ڈیرہ غازی خان اور رحیم یار خان کا سلیبس ایک جیسا ہونا چاہئے۔ اردو میڈیم کے پڑھے ہوئے بچوں کا مقابلہ انگلش میڈیم میں پڑھے ہوئے بچوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ پبلک سروس کمیشن کے امتحانات انگلش میڈیم کے سلیبس

کے مطابق ہوتے ہیں جس کی وجہ سے جنوبی پنجاب کے بچے فارغ ہو جاتے ہیں۔آج بھی دیکھ لیں کہ سیکرٹریٹ میں جنوبی پنجاب سے تعلق رکھنے والے کتنے ملازم ہیں،آپ ان reports میں دیکھ لیں کہ جنوبی پنجاب کے بچے کتنے فیصد کامیاب ہوئے ہیں؟ڈیرہ غازی خان کے سکولوں میں پڑھنے والے بچوں کا مقابلہ ایچی سن میں پڑھنے والے بچوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔جنوبی پنجاب کے پہاڑوں کے نزدیک واقع سکولوں میں تو استاد بھی نہیں جاتے اور ان سکولوں میں پڑھنے والوں بچوں کا مقابلہ لاہور کے سکولوں میں پڑھنے والوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔میری تجویز ہے کہ آپ جنوبی پنجاب کا کوٹا علیحدہ کر دیں۔جنوبی پنجاب کا کوٹا علیحدہ کر کے ان بچوں کا اسی سلیبس کے مطابق امتحان لیں جو کہ انہیں وہاں پر اساتذہ پڑھاتے ہیں۔جنوبی پنجاب کے کوٹا کا merit وہاں کے بچوں سے ہونا چاہئے۔اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو پھر آپ پورے پنجاب کے تمام سکولوں کا سلیبس ایک کر دیں تو پھر ہمیں کوئی افسوس نہیں ہو گا اور ہم سمجھیں گے کہ ہمارے ساتھ زیادتی نہیں ہو رہی۔اس وقت سیکرٹریٹ میں ایک یا دو فیصد لوگ جنوبی پنجاب سے تعلق رکھتے ہوں گے۔ہمارے ساتھ پبلک سروس کمیشن کے امتحانات میں بہت زیادتی ہو رہی ہے۔پاکستان کو وجود میں آئے ہوئے 63 سال ہو چکے ہیں لیکن ہم ابھی بھی backward علاقے کہلاتے ہیں۔میری یہ تجویز ہے کہ آپ سارے پنجاب کے سکولوں کا سلیبس ایک جیسا کر دیں اگر ایسا ممکن نہیں تو پھر جنوبی پنجاب کا کوٹا علیحدہ مقرر کیا جائے،ان کا امتحان وہاں پر پڑھائے جانے والے سلیبس کے مطابق لیا جائے اور ان کا آپس میں merit بنایا جائے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر!اب میں اپنے دوسرے point کے حوالے سے بات کروں گا۔مجھے بچوں نے بتایا ہے،میں نے سنا ہے،سچ ہے یا غلط یہ خدا جانتا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ پبلک سروس کمیشن کے امتحان میں سوال حل کرنے کے لئے جو answer sheets دی جاتی ہیں ان پر کوئی نمبر نہیں لگا ہوتا۔"ہاں" یا "ناں" میں جواب دینا ہوتا ہے اور ان پر نمبر نہیں لگا ہوتا بلکہ نمبر کے بغیر وہ sheets ہوتی ہیں کہ جہاں چاہیں،جس کو چاہیں کامیاب یا ناکام کر لیں۔وہ ایک sheet ہوتی ہے اس کو نکال لیں اور دوسری رکھ دیں چونکہ ان کے اوپر نمبرز نہیں لگے ہوتے لہذا ان کی جانچ پڑتال ہو سکتی ہے اور نہ ہی اس پر کوئی اعتراض ہو سکتا ہے تو مہربانی کریں اور ان answer sheets پر نمبر ضرور لگائے جائیں۔پبلک سروس کمیشن کے امتحانات میں جو بھی sheets مہیا کی جاتی ہیں وہ بغیر نمبر کے نہ دیں۔

جناب سپیکر!ہمارا علاقہ جنوبی پنجاب ملکی معیشت کو سب سے زیادہ مضبوط کرتا ہے کیونکہ یہ cotton area ہے۔کپاس کی وجہ سے ہی یہ ملک زرمبادلہ کما رہا ہے۔ہم معیشت کو تو مضبوط کرتے ہیں

لیکن ہمارے علاقے کے لوگوں کو ملازمتوں میں proper حصہ نہیں مل رہا جس کی وجہ سے ہم پیچھے رہ جاتے ہیں۔جب انگلش میڈیم اور اردو میڈیم کا مقابلہ ہوتا ہے تو ہمارے بچے پیچھے رہ جاتے ہیں۔میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ خدارا جنوبی پنجاب کے بچوں کا حل سوچیں۔آپ سارے پنجاب کے سکولوں کا سلیبس ایک کر دیں یا پھر ہمارے جنوبی پنجاب کا کوٹا علیحدہ کر دیں اور جنوبی پنجاب کے بچوں کا merit وہاں کے بچوں کے درمیان بننا چاہئے اگر ایسا ہو جائے تو پھر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: رانا محمد افضل خان صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! شکریہ۔اس رپورٹ کے حوالہ سے میری چند ایک observations ہیں جن پر لاء منسٹر صاحب نے خود بھی کہا کہ capacity problems ہیں۔ ان capacity problems کی وجہ سے بڑے شدید قسم کے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔اس کی وجہ سے تمام محکموں میں ایڈہاک بھرتیاں کرنا پڑتی ہیں۔ایڈہاک بھرتیوں میں merit criteria پوری طرح observe نہیں ہوتا جس طریقے سے پبلک سروس کمیشن merit criteria observe کرتا ہے۔حکومت کے لئے میری تجویز یہ ہے کہ جیسے ہم نے ابھی ہزاروں کی تعداد میں ٹیچر بھرتی کرنے ہیں اور چونکہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی capacity نہیں ہے جس کی وجہ سے ٹیچر بھرتی کرنے کے لئے ایک نیا فارمولا بنایا گیا ہے جو کہ صرف اُن کے اکیڈمک ریکارڈ کو بنیاد بناتا ہے اور اُس میں بھرتی کے دوسرے پہلو، جن میں suitability of candidate، اُس کا aptitude ہے، اُس کے نظریات ہیں، اُس کی suitability for Govt. service ہے ان چیزوں کو بالکل consider نہیں کیا جاتا اور ہم on purely academic results ٹیچروں کی بھرتی کرتے ہیں۔پبلک سروس کمیشن کے پاس capacity نہ ہونے کی وجہ سے ہم ڈاکٹروں کی بھی ایڈہاک بھرتی کرتے ہیں اور پھر وہ سڑکوں پر جلوس نکال کر اپنے آپ کو regularized کراتے ہیں۔اسی طرح سب سے خطرناک پولیس کی بھرتیاں ہیں جس کے اندر آپ اے ایس آئی، ایس آئی اور انسپکٹر کی بھرتیاں کرتے ہیں تو اُن کی سلیکشن کے لئے پورا criteria کہ پولیس کے لئے اُن کا aptitude ہے یا نہیں ہے۔اس سلسلہ میں میری تجویز یہ ہے کہ جب ایک bulk recruitment کرنا پڑتی ہے اور پبلک سروس کمیشن اُس کو coop نہیں کر سکتا تو under the supervision of Public Service Commission مخصوص ٹیمیں بنا کر ایک پراجیکٹ کے لئے hire کر لینا چاہئے اور پبلک سروس کمیشن کے criteria کے تحت project to project

basis پر ہم بھرتیاں کریں جس طرح ابھی ہم نے بیس ہزار سے زائد ٹیچرز بھرتی کرنے ہیں تو ہمیں under the supervision of Public Service Commission ایک پراجیکٹ بنا دینا چاہئے اور تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر ان کی بھرتیاں کرنی چاہئیں۔ مثال کے طور پر اگر ہم نے ڈاکٹر بھرتی کرنے ہیں تو اُن کا ایسا interest ہونا چاہئے کہ وہ پاکستان میں کام کرنا چاہتے ہوں، ایسے ڈاکٹر ہوں جو دیہاتی علاقوں میں جا کر اپنی سروس کے چار پانچ سال پورا کرنا چاہتے ہوں، نہ کہ وہ حیلوں بہانوں سے صرف شہروں کے اندر آ کر کام کریں۔ میں چاہوں گا کہ جب لاء منسٹر صاحب wind up speech کریں تو پبلک سروس کمیشن کے ممبران کے انتخاب کے حوالے سے میری observation ہے کہ ریٹائر ہونے والے سینئر افسران کو ممبر پبلک سروس کمیشن کی پیشکش کی جاتی ہے۔ میرے علم میں نہیں کہ اُن کے لئے کوئی proper selection criteria ہے یا اُسے بنانے کی ضرورت ہے تو اس حوالے سے بتادیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، محمد محسن خان لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! شکریہ۔ پبلک سروس کمیشن ایک ایسا ادارہ ہے جو آئین پاکستان کے تحت قائم ہے اور اس کے آرٹیکل 240 میں لکھا ہے کہ:

> **Article 240.** Subject to the Constitution, the appointments and the conditions of service of persons in the service of Pakistan shall be determined-
>
> (b) in the case of the services of a Province and posts in connection with the affairs of a Province, by or under Act of the Provincial Assembly.

تو پبلک سروس کمیشن ایک ایسا ادارہ ہے جو اس آئین کے تحت قائم کیا گیا ہے کہ حکومت پنجاب کے معاملات کو چلانے کے لئے افسروں کی بھرتی کرے۔ اس میں آرٹیکل 242 میں ہے:

> **Article 242** (1). (Majlis-e-Shoora(Parliament)]in relation to the affairs of the Federation, and the Provincial Assembly of a Province in relation to the affairs of the Province, may by law provide for the establishment and constitution of a Public Service Commission.

تو پنجاب اسمبلی نے اس حساب سے ایک قانون پاس کیااور ہم نے اپنا پنجاب پبلک سروس کمیشن قائم کیا۔ اس کے بعد اس کے آرٹیکل242 (1B) میں ہے:

242(1-B). The Chairman of the Public Service Commission constituted in relation to affairs of a Province shall be appointed by the Governor on the advice of the Chief Minister.

تو یہ آئین پاکستان کے تحت ایک ادارہ قائم ہوا ہے جس کا چیئرمین گورنر نے appoint کرنا ہے اور اس ادارے نے ہمارے صوبے کے اندر ملازمتیں کرنے والے لوگوں کو بھرتی کرنا ہے۔

(اذان عشاء)

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں اذان سے پہلے آپ کو تھوڑی سی constitutional background بتا رہا تھا کہ پبلک سروس کمیشن ہے کیا؟ اس کو ہم نے پنجاب اسمبلی سے ایک ایکٹ پاس کر کے قائم کیا۔ جب میں پبلک سروس کمیشن کی composition کو دیکھنے بیٹھتا ہوں تو مجھے ایک چیز بڑی حیران کرتی ہے کہ اس میں مجھے پولیس افسران کی بہت زیادہ نمائندگی نظر آتی ہے۔ This is one of the surprising things میں شاید کچھ miss کر رہا ہوں لیکن ہمارے پنجاب پبلک سروس کمیشن کے چیئرمین ایک ریٹائرڈ جرنیل ہیں، مسٹر احمد نسیم ریٹائرڈ آئی جی ہیں، ڈاکٹر اظہر حسن ندیم بھی پولیس سروس کے ہیں، مسٹر شوکت جاوید بھی پولیس سروس کے ہیں اور مسٹر پرویز راٹھور بھی میرے خیال میں پولیس سروس کے ہیں۔ میری اطلاع کے مطابق باقی ڈی ایم جی کے ریٹائرڈ سینئر افسران ممبر ہیں۔ ایک ادارہ جس نے پنجاب میں ملازمتوں کے لئے لوگوں کو منتخب کرنا ہے تو اس ادارے میں پی سی ایس ریٹائرڈ افسران کی بطور ممبر نمائندگی بہت کم ہے یا میرے علم کے مطابق بالکل نہیں ہے۔ میں پھر کہوں گا کہ میں اس تصحیح پر بالکل برا نہیں مانوں گا۔ میرے علم میں یہ اضافہ ہو گا کہ ایک ادارہ جس نے پنجاب کے لئے لوگوں کو منتخب کرنا ہے اس میں پنجاب پبلک سروس کمیشن کی نمائندگی ہونا میری ناقص رائے میں بہت ضروری ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے پنجاب میں ساری عمر نوکری کی ہے اور جو ground realities کو بہتر جانتے ہیں ان لوگوں کا ہم نے اس کے اندر کوئی عمل دخل نہیں رکھا ہوا

یا نمائندگی نہیں ہے۔ میرا ذاتی خیال ہے اور تجویز ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ممبران میں ہم ان لوگوں کی نمائندگی کو یقینی بنائیں جو اپنے تجربے سے امیدواروں کے انتخاب میں اپنی قیمتی آراء دے سکیں۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! لغاری صاحب نے تصحیح کی اجازت دی ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں تصحیح کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیے!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! جب بھی کسی محکمہ کے لئے selection ہوتی ہے تو اس کے لئے جو ٹیم بنائی جاتی ہے اس میں Departmental Representatives بھی جاتے ہیں۔ اس ٹیم میں پبلک سروس کمیشن کے افسران کے ساتھ Departmental Representatives بھی ہوتے ہیں جن میں پی سی ایس افسران بھی ہوتے ہیں اور دوسرے افسران بھی ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس کا جواب وزیر قانون صاحب دیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں رانا صاحب کی بہت عزت کرتا ہوں۔ یہ بہت سینئر پارلیمنٹیرین ہیں۔ مجھے یہ چیز سمجھ نہیں آتی کہ وزراء کی جو ذمہ داریاں ہیں وہ ہمارے حکومتی ممبران کیوں ادا کرنا چاہتے ہیں اس میں شاید ان کا منسٹر بننے کا شوق بہت زیادہ ہے؟

جناب سپیکر! اس رپورٹ میں جو چیز مجھے اچھی لگی اور جس نے میرے دل میں گرمائش پیدا کی وہ یہ تھی کہ ہم نے ملتان اور راولپنڈی میں انٹرویو کرانے شروع کر دیئے ہیں۔ اس سے اس چیز کو official level پر recognized کیا گیا ہے کہ پنجاب ایک بہت بڑا صوبہ ہے جس کے انتظامی امور شاید ایک پبلک سروس کمیشن نہیں دیکھ سکتا اور لوگوں کی سہولت کے لئے ملتان یعنی جنوبی پنجاب اور راولپنڈی یعنی پوٹھوہار کے علاقے میں بھی اس کے دفاتر کھول دیئے گئے ہیں جو کہ صرف انٹرویو کی حد تک operational ہیں۔

جناب والا! میری گزارش یہ ہو گی کہ جو بہت ساری recruitments ہوتی ہیں۔ ان میں ہم دیکھتے ہیں کہ لوگوں نے اپنے ریجن کے اندر ہی کام کرنا ہوتا ہے۔ ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ جو اشتہار آتے

ہیں اس میں لکھا ہوتا ہے کہ فلاں ضلع کی اتنی اور فلاں ضلع کی اتنی اسامیاں ہیں۔اگر ان لوگوں کے امتحانات کے لئے بھی ان ریجنل دفاتر کو اختیارات دے دیئے جائیں تو اس وقت جو پنجاب کے انتظامی امور میں مشکلات پیش آرہی ہیں اس طرح کرنے سے بہتری آسکے گی۔

جناب سپیکر!اسی طرح میری گزارش یہ ہوگی کہ اگر جنوبی پنجاب کے لئے ایک علیحدہ پبلک سروس کمیشن بنادیا جائے۔ ہم نے اب اپنی سیاسی جماعتوں میں بھی ایک رجحان دیکھا ہے کہ جنوبی پنجاب میں پارٹیوں نے انتظامی امور کے لئے علیحدہ wings بنادیئے ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے پہلے اس کی شروعات کی اور اب پاکستان مسلم لیگ(ن) نے بھی یہ فیصلہ کیا ہے کہ جنوبی پنجاب کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ کی اطلاع ہوگی۔ ہمیں تو ابھی اس بات کا علم نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!شاید اخبارات میں لکھا گیا ہے۔میں اپنے پریس کے حضرات پر بہت اعتبار کرتا ہوں۔

جناب سپیکر:لغاری صاحب!آپ بات کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!عدلیہ نے بھی یہ چیز دیکھتے ہوئے کہ وہ ایک علاقہ ہے جہاں کے لوگوں کو لاہور آنے میں مشکل ہوتی ہے اس لئے ہائیکورٹ نے وہاں اپنے بنچ قائم کئے تھے۔اس چیز کو عدلیہ نے بھی recognized کیا تھا کہ جنوبی پنجاب کے لوگوں کو انصاف کی فراہمی کے لئے ملتان اور بہاولپور بنچ قائم کیا تھا۔ اسی طرح راولپنڈی بنچ قائم کیا گیا تھا اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ اگر جنوبی پنجاب کے لئے علیحدہ پبلک سروس کمیشن بنادیا جائے تو اس سے معاملات بہتر ہوں گے۔

جناب سپیکر!ہم جب اس رپورٹ کو پڑھنا شروع کرتے ہیں تو یہ رپورٹ ہمارے پنجاب کی تعلیمی قابلیت کے اوپر نہایت ہی شرمناک reflection دیتی ہے۔ ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے پنجاب کا جو تعلیمی معیار ہے وہ اس حد تک گر چکا ہے کہ ساری رپورٹس بار بار یہ کہتی ہیں کہ امیدواروں کا معیار دن بدن گرتا جارہا ہے۔ان کے تحریری امتحانات،انٹرویو اور جنرل نالج کا بُرا حال ہے اس لئے یہ رپورٹیں صرف شائع ہونے کے لئے ہی نہیں ہوتیں بلکہ یہ اس لئے ہوتی ہیں کہ جو معاملات سامنے آئیں حکومت وقت پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ جن کمیوں اور کوتاہیوں کی نشاندہی کی گئی ہے ان کمیوں کوتاہیوں کو دور کرنے کے لئے اقدمات کرے۔

جناب سپیکر!1973 کا آئین پبلک سروس کمیشن کی financial autonomy کو envision کرتا ہے۔اس کا خیال ہے کہ پبلک سروس کمیشن مالی معاملات میں independent ہو اور

ہمارے پنجاب پبلک سروس کمیشن کا حال یہ ہے کہ ان کو تو اپنے accounts کی کمیٹی کو بھی بلانے کا اختیار نہیں ہے۔ان کی میٹنگز سیکرٹری یا ایڈیشنل سیکرٹری (آئی اینڈ سی) بلاتے ہیں اور وہی ان کو Chair کرتے ہیں اس لئے وہ پبلک سروس کمیشن کو اہمیت نہیں دیتے۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن 1974 کے rules کے مطابق ایک ادارہ ہے جس کو envision کیا گیا ہے کہ وہ ایک خود مختار ادارہ ہے، جیسا کہ سروس ٹربیونل ایک ادارہ ہے، محتسب کا دفتر ایک ادارہ ہے اور ہائیکورٹ ایک ادارہ ہے۔ وہ بھی پنجاب حکومت سے مالی وسائل حاصل کرتے ہیں لیکن یہ ایک ادارے کی طرح کام کرتے ہیں تو پنجاب پبلک سروس کمیشن کی بھی autonomy ہی اس کی independence ensure کرے گی کہ وہ صحیح قسم کی nepotism اور favoritism سے آزاد ہو کر اپنے فیصلے کرے۔

جناب سپیکر! پنجاب پبلک سروس کمیشن نے recommend کیا تھا کہ ڈاکٹر پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے تعینات کئے جائیں۔ان کی اس recommendation پر نہ صرف عملدرآمد نہیں کیا گیا بلکہ Health Institutions کی membership میں سے بھی پبلک سروس کمیشن کے ممبران کو ہٹا دیا گیا۔ ہم جس وقت دیکھتے ہیں کہ تعلیمی اداروں کی جو کمیٹیاں اور کمیشن ہیں ان کے اندر پبلک سروس کمیشن کی نمائندگی جو کہ بہت دفعہ rules میں recommend کی جاتی ہے اس پر بھی عملدرآمد نہیں ہو رہا۔اگر پبلک سروس کمیشن خود مختار ہو گا اور اس پر کسی کا اثر نہیں ہو گا تو وہ بہتر perform کرے گا۔یونیورسٹیوں میں جو selection criteria بنتے ہیں اور جو Selection Committees ہوتی ہیں اگر ان میں پبلک سروس کمیشن کی نمائندگی ہو گی۔۔۔

جناب سپیکر: کیا آپ کے پاس کوئی مثال ہے کہ یہ کسی کے ماتحت ہیں، کیا آپ ایسا stance پیش کر سکتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں آپ کا سوال نہیں سمجھا۔ میری گزارش ہو گی کہ آپ صرف ہمیں بولنے کا موقع دیا کریں اور حکومت کو جواب دینے دیا کریں۔

جناب سپیکر: میں آپ سے اپنی information کے لئے پوچھ رہا ہوں کہ مجھے بھی بتایا جائے کہ اگر ایسی کوئی بات آپ کے علم میں ہے تو میرے علم میں بھی لائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کس سلسلے میں information چاہئے؟

جناب سپیکر: وہ کس کے اثر میں ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر آپ کا خیال ہے کہ چیف منسٹر کے دفتر سے پبلک سروس کمیشن کو فون جاتا ہے، جن لوگوں کو وہاں پر appoint کیا گیا ہے کیا وہ ان کے زیر اثر نہیں ہوں گے؟ ان کی نوکری ہی اسی طرح آگے چلنی ہے۔ اب بھی ایک extension دی گئی ہے۔ میں اس کی تفصیل بتاتا ہوں کہ ہمارے ایک ممبر ہیں مجھے ان کا نہیں پتا کہ یہ کون صاحب ہیں۔ ان کا نام طارق محمود ہے جو 2007 سے ممبر چلے آ رہے ہیں یعنی پانچ سال سے ممبر ہیں باقی ممبران ریٹائرڈ ہوتے جاتے ہیں لیکن ان کو ریٹائرمنٹ پر پھر سے extension دے دی جاتی ہے۔ اب ایک آدمی جس کی نوکری اور مراعات جو چیف منسٹر صاحب کی discretion پر ہے تو میرے خیال میں کوئی فرشتہ ہو تو بڑی بات ہے اگر میرے جیسا کمزور انسان ہو گا تو وہ ضرور اس بات کے زیر اثر آئے گا۔

جناب سپیکر! میری ایک اور گزارش یہ تھی کہ جو Education Selection Committees ہیں، گورنر صاحب یونیورسٹی کے چانسلر ہوتے ہیں انہوں نے بھی یہ بات کہی ہے کہ ان Selection Committees میں پبلک سروس کمیشن کی نمائندگی ہونی چاہئے لیکن ابھی تک اس پر بھی کچھ نہیں ہوا۔ ہم یہ دیکھ رہے ہیں اور یہ رپورٹ بار بار کہتی ہے کہ امیدواروں کا standard اتنا خراب ہو گیا ہے کہ اب بہت سی اسامیوں پر لوگوں کو بھرتی ہی نہیں کیا جاتا کیونکہ ان کا تعلیمی معیار بہت گر چکا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اسی رپورٹ کے مطابق اکثر لوگ جو پبلک سروس کمیشن کی نوکریوں کے لئے apply کرتے ہیں وہ حکومتی اداروں سے پڑھے ہوتے ہیں۔ میرے خیال میں تو واضح اکثریت انہی لوگوں کی ہے۔ میں پرائیویٹ سکولوں کے نام اس لئے لوں گا کہ میرے خیال میں ہمارے ملک کی وہ روشن مثالیں ہیں۔ IBA کراچی، LUMS، غلام اسحٰق خان انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی اور NUST کے کسی لڑکے یا لڑکی نے یہاں پر apply نہیں کیا اس لئے کہ یہاں پر انہیں confidence نہیں ہے کہ انہیں کچھ حاصل ہو سکے گا۔ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں کہ میرا ایک دوست جو ایک بہت بڑے بین الاقوامی بنک کے ہیومن ریسورس ڈیپارٹمنٹ کو Head کرتا ہے جن کا ایشیا کا دفتر سنگاپور میں ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جس وقت ہم سنگاپور میں اپنے بنک میں ملازمین رکھنے کے لئے اشتہار دیتے ہیں تو multinational اور دنیا کے سب سے بڑے بنکوں میں لوگ کام کرنے کی بجائے حکومتِ سنگاپور کے لئے کام کرنے کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ حکومتِ سنگاپور بہترین ملازمین select کر کے انہیں بہترین مراعات دیتی ہے اور efficient طریقے سے اپنا ملک چلاتی ہے۔ وہ چھوٹا سا ملک ہمارے سب لوگوں کے لئے ایک مشعلِ راہ

بن کر سامنے آتا ہے۔ ہمارا نو دس کروڑ عوام کا صوبہ پنجاب یورپ کے تمام ممالک سے بڑا ہے۔ ہم فرانس، جرمنی بلکہ سب سے بڑے ہیں اس لئے سنگاپور کی مثال دینا شاید آپ کو معیوب لگے لیکن میں آپ کو مثال اس لئے دے رہا ہوں کہ وہاں پر بہترین ذہن کے مالک اور تعلیم یافتہ لوگ بڑی بڑی multinational کمپنیوں کی ملازمتوں کو ترجیح دینے کی بجائے حکومت کی ملازمت کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہاں رپورٹ میں سکولوں کی جو لسٹ دی گئی ہے بدقسمتی سے یہی رپورٹ بار بار کہتی ہے کہ تمام سرکاری سکولوں کے لوگوں کا معیار بہت کم ہوتا جا رہا ہے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے اوپر دباؤ کم کرنے کے لئے تمام محکمے گریڈ ایک سے پندرہ تک کی نوکریوں کا تمام انتظام خود کریں مگر پبلک سروس کمیشن کی نمائندگی کے ساتھ کریں۔ اس سے پنجاب پبلک سروس کمیشن کے اوپر بوجھ کم ہو گا۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میری یہ بھی گزارش ہے کہ اگر ہم نے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو ایک بہتر ادارے کے طور پر چلانا ہے تو ہمیں اس ملک میں موجود بہت سارے ہیومن ریسوس کے qualified لوگوں کو اس بورڈ میں ڈالنا چاہئے نہ کہ جیسے ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ فلاں ریٹائرڈ افسر کو لگائیں گے کیونکہ اس نے ریٹائر ہونے سے پہلے حکومت کے لئے یہ اچھا کام کیا ہے۔ میں اس لسٹ کو دیکھ کر کافی حیران ہوا کہ پولیس کے ریٹائرڈ افسران کے لئے بہت زیادہ bias ہے لہذا پنجاب پبلک سروس کمیشن کے اندر ہم پڑھے لکھے اور ہیومن ریسورس کے تعلیم یافتہ لوگوں کو لگائیں جو آکر پالیسیاں بنائیں کہ صوبائی حکومت کے ملازمین کے لئے ترقی کے کیا معیار ہوں گے، اُن کی Performance Evaluation کس طرح ہو گی، ملازمین کو کس طرح recruit کرنا ہے اور کس طرح انہیں آگے promote کرنا ہے؟ پنجاب پبلک سروس کمیشن کو اگر ہم ایک efficient اور professional ادارے کے طور پر چلائیں گے تو ہمارے ایڈمنسٹریشن کے مسائل کافی حد تک ختم ہو جائیں گے۔ ہمارے ملک میں اس وقت سب سے بڑا مسئلہ governance کا ہے۔ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہم سب لوگوں کو یہ دیکھنا چاہئے کہ پچھلے پچیس تیس سالوں کے اندر آہستہ آہستہ governance کس طرح خراب ہو رہی ہے؟ ہم ایک legislative body ہیں، ہم لوگوں نے ایک پالیسی دینی ہے اور قانون سازی کرنی ہے جس کو ایگزیکٹو نے implement کرنا ہے مگر ہمارا ایگزیکٹو فیل ہو چکا ہے۔ جو وژن اور پالیسیاں ہماری سیاسی لیڈرشپ نے پیش کی ہیں اُن کو ایگزیکٹو implement نہیں کر سکا۔ آج ہمیں سب سے بڑی جو مشکل نظر آتی ہے وہ اس وژن کی non-implementation ہے کیونکہ یہاں پر کوئی بھی

لیڈرشپ ہو اس نے صحیح طور پر implement نہیں کرایا۔ میں اس وقت اپوزیشن میں ہوں لیکن اگر میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی تعریف کروں تو کوئی بُری بات نہیں ہے کیونکہ وزیر اعلیٰ نے صرف وژن دینا ہوتا ہے جسے implement ایگزیکٹو نے کرنا ہوتا ہے۔ وزیر اعلیٰ نے اگر یہ وژن دیا کہ میں نے صوبہ کے اندر ٹرانسپورٹ کے مسئلے کو حل کرنا ہے تو ایگزیکٹو نے کہا کہ "پیلی ٹیکسیاں دے دیو ایہہ سوکھا کم اے، ٹپا دیو" اگر انہوں نے کہا کہ میں نے دیہاتوں میں صحت کی سہولت لوگوں تک پہنچانی ہے تو ہماری ایگزیکٹو اور بیوروکریسی نے یہ solution پیش کیا کہ آپ بڑے بڑے ٹرکوں میں ہسپتال بنا دیں۔ ٹرکوں کا مشورہ اس لئے دیا کیونکہ یہ افسران اپنے دفتروں سے کبھی باہر ہی نہیں نکلے اور انہیں پتا ہی نہیں ہے کہ دیہاتوں کی چھوٹی سڑکوں پر یہ 20 wheelers ٹرک جا ہی نہیں سکتے۔ ان میں سے کسی نے visualize ہی نہیں کیا کہ ان ٹرکوں کو چلانے کے لئے کتنا خرچہ ہو گا، ان کی wear and tear کس طرح ہو گی، ان کا موبل آئل کب تبدیل ہو گا اور ان کے ٹائر کہاں سے آئیں گے مگر وزیر اعلیٰ صاحب کا جو وژن تھا کہ میں نے دیہات کے ہر گھر کے اندر لوگوں کو صحت کی سہولت پہنچانی ہے، اُس کو صحیح طرح سے لیا ہی نہیں گیا۔ اگر ہماری بیوروکریسی وزیر اعلیٰ صاحب کو یہ مشورہ دیتی کہ ہمارا اینٹ گارے کا infrastructure پہلے ہی موجود ہے اور ہر جگہ ہمارے ہسپتال بنے ہوئے ہیں لہذا وہاں پر ڈاکٹروں کی تعیناتی کی جائے، وہاں پر جانے والے ڈاکٹروں کو مراعات دے کر ان کا جانا آسان کیا جائے تو وہ کروڑہا روپے جو ہم نے ان ٹرکوں پر خرچ کر کے ہسپتال بنایا ہے تو شاید ان سے کافی بہتر ہوتا۔ میں بنیادی بات آپ سے یہ کہنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ وژن کو implement بیوروکریسی نے کرنا ہے اور بیوروکریسی کو ہمارے آئین اور قانون کے مطابق recruit کرنے والے ادارے پبلک سروس کمیشن ہیں۔

جناب سپیکر! آج ہم governance کا فقدان اور اس کی بری حالت اس لئے دیکھ رہے ہیں کیونکہ اس میں پبلک سروس کمیشن کا اتنا ہی بڑا ہاتھ ہے جتنا کسی اور کا ہے بلکہ میں کہوں گا کہ سب سے بڑا ہاتھ ہی پبلک سروس کمیشن کا ہے کیونکہ پبلک سروس کمیشن ایک professional body نہیں ہے اور بد قسمتی سے پبلک سروس کمیشن آج ہمارا من پسند ریٹائرڈ بیوروکریٹس کو کچھ سال مزید مراعات اور سہولتیں enjoy کرنے کے لئے extension دینے کے مترادف ہو گیا ہے۔ ہم پبلک سروس کمیشن کے اندر یہ نہیں دیکھتے کہ اس میں professional یا competent لوگ ہیں۔

جناب سپیکر! میری آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہو گی کہ پبلک سروس کمیشن کو reconstitute کیا جائے اور جنوبی پنجاب کے لئے پبلک سروس کمیشن کی علیحدہ برانچ بنائی

جائے جو وہاں پر مقامی محکموں کی recruitment علیحدہ سے کرے۔ جیسا کہ ہائی کورٹ نے وہاں پر اپنے بنچ بنائے ہیں تاکہ وہاں پر لوگوں کو انصاف کی فراہمی ہو لہذا judiciary سے رہنمائی اور اس مثال کو follow کرتے ہوئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کا بھی جنوبی پنجاب کے لئے ایک الگ ادارہ یا برانچ بنائی جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ میاں محمد رفیق صاحب!

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں نے ایک چھوٹی سی گزارش کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اسمبلی کی کارکردگی کے بارے میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ پاکستان بننے کے بعد یہ پندرھویں اسمبلی ہے اور گزشتہ اسمبلی جو ایک آمر کی تخلیق تھی اُس سے اصل موازنہ تو اسمبلی کی مدت پوری ہونے کے بعد ہی ہوگا۔ تاہم اب تک کا موازنہ کچھ اس طرح سے ہے۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس کا بزنس سے کیا تعلق ہے؟

جناب سپیکر: وہ اسمبلی کے متعلق بات کر رہے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں اسمبلی اور اپنے ساتھیوں کی کارکردگی کے بارے میں بات کرنا چاہ رہا ہوں۔ میں ایک منٹ میں wind up کر دوں گا۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس کا پبلک سروس کمیشن سے کیا تعلق ہے؟

جناب سپیکر: جی، سننے دیں۔ میں نے اُن کو اجازت دی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ایک دن پنجاب اسمبلی کی کارکردگی پر بھی debate رکھ لیں مگر یہ طریق کار نہیں ہے کہ کسی نے پرچی دے دی تو اس پر بات کرنا شروع کر دیں۔

جناب سپیکر: کیاپوائنٹ آف آرڈر لیناان کا حق نہیں ہے ؟آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری گزارش صرف یہ ہے کہ اگر انہوں نے بات کرنی ہے تو پھر آپ پنجاب اسمبلی کی کارکردگی کے لئے ایک دن متعین کر دیں۔

جناب سپیکر: وہ میں بعد میں دیکھوں گا۔جی،رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! گزشتہ اسمبلی چار سال گیارہ ماہ اور پچیس دن چلی۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ غلط پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! میری بات سنیں۔یہ آپ کیسے کہتے ہیں اور کیا آپ مجھے غلط کہہ رہے ہیں؟ بڑے افسوس کی بات ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش سنیں کہ ان کو کوئی پرچی ملی ہے اُس کو دیکھ کر یہ پڑھنے لگے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔پلیز تشریف رکھیں اور مجھے اُن کی بات سننے دیں۔ رانا افضل صاحب! آپ بات کریں مگر پڑھ کر کچھ نہیں کہنا اگر بات کرنی ہے تو زبانی کریں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں to the point بات کر کے ایک منٹ میں wind up کر دوں گا۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انہیں کہیں سے لکھا ہوا آیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اسے پڑھ کر سنا دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہاں پر لکھا ہوا پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: رانا افضل صاحب! میری بات سنیں۔پیپر کو چھوڑیں اور اگر آپ اسمبلی کی کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو آپ کی مہربانی ہے۔تشریف رکھیں۔اب میں نے floor میاں رفیق صاحب کو دے دیا ہے۔جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکریہ کہ آپ نے مجھے پنجاب پبلک سروس کمیشن کی رپورٹوں پر بحث کے لئے موقع عطا فرمایا ہے۔

جناب سپیکر: اگر آپ کی اجازت ہو تو میں ایک رپورٹ پڑھ دوں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! جی۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: محمد محسن خان لغاری صاحب مجلس خصوصی نمبر 17 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر3854اور5622کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر17کی رپورٹ کاایوان میں پیش کیاجانا

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں نشان زدہ سوال نمبر 5622اور 3874 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 17 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: رپورٹیں پیش کی گئیں۔اس کے بعد جناب اعجاز احمد خان صاحب مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنا چاہتے ہیں اور میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون(تنسیخ)پنجاب پبلک ڈیفنڈر سروس2011کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ کاایوان میں پیش کیاجانا

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔جناب سپیکر! میں

The Punjab Public Defender Service Act 2007 repeal Bill 2011. (Bill No 49 of 2011)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی۔ جی، میاں صاحب!

پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سال 2007، 2008، 2009 اور 2010 کی رپورٹس پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ پر بحث کرنے کے لئے موقع عطا فرمایا۔ اس پر میری کچھ observations اور تجاویز ہیں اور مجھے یہ اعتراف کرنے میں کوئی آر نہیں کہ میں یہ رپورٹ نہیں پڑھ سکا اور observations کی بنیاد پر اور یہاں کی گئی تقاریر کے حوالے سے کچھ زمینی حقائق ہیں جنہیں مدنظر رکھتے ہوئے چند گزارشات پیش کروں گا جن میں کچھ تجاویز اور کچھ زمینی حقائق ہیں۔

جناب سپیکر! میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا صاحب نے اپنی تقریر کے دوران "کوٹا" کی بات کی تھی کہ ابتدا میں جب پاکستان بنا تو اس وقت کراچی کو کوٹا دیا گیا تھا تو میں ان کی یہ غلط فہمی دور کرنا چاہتا ہوں کہ انہیں double کوٹا اس لئے دیا گیا تھا کہ جب پاکستان بنا اور تبادلہ آبادی میں جو لوگ یوپی، سی پی سے یہاں پر تشریف لائے، وہ پاکستان بھر میں زیادہ پڑھے لکھے تھے تو بنیادی ملازمتوں پر ان کا قبضہ ہو گیا اور۔۔۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! point of clarification

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! چونکہ میرے نام سے منسوب کیا گیا ہے تو میں نے کبھی نہیں کہا کہ کراچی کو کوٹا دیا گیا بلکہ میں نے اندرون سندھ کی بات کی تھی کہ انہیں کراچی سے علیحدہ کوٹا دیا گیا تھا۔ یہ میری بات تھی تاکہ ریکارڈ درست رہے اور چونکہ یہ چیز ریکارڈ میں جانی ہے اس لئے میں نے وضاحت کرنا ضروری سمجھا تاکہ ریکارڈ درست کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ریکارڈ درست کر لیا جائے۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: رانا صاحب! میں خود ہی تردید کر دیتا ہوں آپ کیوں اتنا پشیمان ہو گئے؟ آپ نے کراچی کے بغیر بات کی اور میں نے کراچی سمیت بات کر دی کیونکہ حوالہ تو ایک جیسا تھا۔ سندھ کو کوٹا عام ملازمتوں میں دیا گیا تھا لیکن میں جو گفتگو آپ کے توسط سے اس معزز ایوان میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ

پاکستان بننے کے بعد یو پی، سی پی سے جو حضرات تشریف لائے تھے وہ سارے پاکستان سے زیادہ پڑھے لکھے تھے اور اعلیٰ گریڈ تک کی بنیادی ملازمتیں انہی کے قبضہ میں آ گئیں اور یہ نوکر شاہی اور اسٹیبلشمنٹ کا parent خاندان جو بعد ازاں اکھاڑ پچھاڑ کی بنیاد بنا۔ ایک تو یہ خرابی بنی اور دوسری بات کوٹا کی بات پر راناصاحب سے اتفاق کرتا ہوں اور احمد خان بلوچ صاحب کی بات سے بھی۔۔۔

جناب سپیکر: راناصاحب نے تو کوٹا کی بات کی ہی نہیں ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! انہوں نے جو سندھ کے لئے بات کی ہے تو اسی حوالے سے پنجاب میں احمد خان بلوچ صاحب نے کی ہے یا محسن خان لغاری صاحب نے کی ہے کہ جنوبی پنجاب ہو وسطی پنجاب ہو یا اپر پنجاب ہو، یہ تینوں حصوں میں پسماندہ اور محروم طبقات جس میں خاص طور پر، کسان مزدور، بھٹہ مزدور، پاور لومز کا مزدور اور ملوں و فیکٹریوں کا مزدور، چھوٹا دکاندار اور چھابڑی فروش شامل ہیں جو 95 فیصد لوگ بنتے ہیں۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ ٹاٹ پر پڑھے ہوئے دیہاتوں کے لوگ اعلیٰ درسگاہوں میں پڑھے ہوئے لوگوں کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں؟ اس لئے میں بھی اس مطالبے میں شامل ہوں کہ وسطی پنجاب کا جو حوالہ دیا جا رہا ہے اسے بھی درست مان لیا جائے، وسطی پنجاب کا بھی، اپر پنجاب کا بھی اور میں یہ چاہوں گا کہ بلحاظ آبادی بھلے وہ جنوبی پنجاب سے ہو، بھلے وہ وسطی پنجاب سے ہو، بھلے وہ اپر پنجاب سے ہو، پسماندہ اور محروم طبقات سب کا کوٹا الگ مقرر کیا جائے ورنہ ہمارے ہاں یہ اسٹیبلشمنٹ کی اکھاڑ پچھاڑ ایسے ہی چلتی رہے گی کیونکہ یہ ایک ایسا خاندان بن چکا ہے جس کا اکھاڑ پچھاڑ میں ایک اہم کردار اور role بھی ہے۔

جناب سپیکر! آخر میں نہایت مختصر تجویز دینا چاہوں گا کہ پبلک سروس کمیشن کے ممبران پر تنقید ہوئی ہے کہ ان کی composition بڑھائی جائے تاکہ انہیں آسانیاں ہوں، ایڈہاک ملازمتیں ختم کی جائیں اور یہی لوگ بعد میں وبال اور عذاب بنتے ہیں جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے بھی کہا ہے۔ میں اب composition پر یہ تجویز پیش کرنا چاہوں گا کہ لغاری صاحب کی دو باتیں کہ وہ پروفیشنل اور competent ہونے چاہئیں۔ اس سے اتفاق کرتا ہوں اور تین باتیں میں اپنی طرف سے گزارش کروں گا۔ جو ممبر پبلک سروس کمیشن بنایا جائے he should not be biased ایک بات تو یہ ہے کہ اس کے لئے biased نہیں ہونا چاہئے، دوسری بات یہ ہے کہ اسے honest ہونا چاہئے، تیسری بات یہ ہے کہ he should be secular اسے سیکولر ہونا چاہئے اور وہ کسی قسم کی برادری ازم اور اقرباء پروری نہ کرے کیونکہ پبلک سروس کمیشن میں ایسا ہوتا رہا ہے اور یہاں سے جو لوگ نکلتے رہے ہیں

ان کے پس منظر میں یہ چیز شامل تھی اس لئے میری ان گزارشات پر توجہ فرمائی جائے کہ یہ سیکولر ہوں، کسی قسم کے فرقہ پرست، قومیت پرست اور مذہب پرست نہ ہوں اور ان میں برادری ازم نہیں ہونی چاہئے، یہ biased نہیں ہونے چاہئیں، ان کے اندر تعصب نہ ہو اور انہیں honest ہونا چاہئے۔ اگر اس طرح کی composition بن سکی تو یقیناً نوکر شاہی یا اسٹیبلشمنٹ کی اگلی کھیپ بہتر آئے گی اور وہ اکھاڑ پچھاڑ میں حصہ دار نہیں بنے گی۔ محروم اور پسماندہ طبقات کی طرف ضرور توجہ دینی چاہئے اور ان کا کوٹا الگ سے مقرر کیا جائے۔ جنوبی پنجاب، وسطی پنجاب اور اپر پنجاب کے محروم اور پسماندہ طبقات جو ٹاٹ کے سکولوں میں پڑھے ہوئے ہیں، وہ لاہور اور ملتان کی اعلیٰ درسگاہوں کے پڑھے ہوئے لوگوں کا مقابلہ نہیں کر پاتے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! بڑی مہربانی، پہلی بات تو یہ ہے کہ جو ایک لفظ غلط العام ہو چکا ہے کہ نوکر شاہی۔ جب شاہ ہوتے تھے تو ان کی نوکری ہوتی تھی اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس ملک میں جمہوریت ہے تو آپ انہیں پبلک سرونٹ کہہ سکتے ہیں لیکن نوکر شاہی نہ کہا کریں۔ آپ کی مہربانی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! لکھنے میں تو یہی آتا ہے کہ پبلک سرونٹ ہیں لیکن یہ پبلک سرونٹ نہیں ہیں کیونکہ ان کا کردار پبلک سرونٹ والا نہیں ہے اور جس دن یہ پبلک سرونٹ بن گئے تو اس دن معاشرے اور سماج میں تبدیلی اور انقلاب آ جائے گا۔ شکریہ

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! آپ کا نام میرے پاس نہیں ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بڑی important بات ہے کہ ہمارا یہ اسمبلی اجلاس کافی لمبا چلا ہے اور میں دیکھتا رہا ہوں کہ ہمارے اسمبلی سٹاف نے دن رات کام کیا ہے اور ہمیشہ یہ روایت پہلے بھی رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: پھر کیا کیا جائے؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر انہیں ایک مہینے کی اضافی تنخواہ بطور بونس دے دی جائے تو یہ اچھی روایت ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، نہیں not acceptable at this stage

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری دوسری گزارش ہے کہ پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ پر بحث wind up ہو رہی ہے تو میری ایک گزارش کو add کر لیا جائے کہ کسی بھی معاشرے کے اندر استاد یا ٹیچرز کا بڑا مقام ہوتا ہے اور ریٹائرڈ پروفیسرز، اچھے ڈاکٹرز اور ٹیچرز کو۔۔۔

MR SPEAKER: Minister for Law and Parliamentary Affairs

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انہیں بھی پبلک سروس کمیشن کے پینل میں کہیں پر indict کیا جائے۔ شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ابھی کوئی تشنگی رہ گئی ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ایک گزارش میں کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی اس ایوان کے معزز ممبران نے اپنی سفارشات آپ کے گوش گزار کی ہیں؟ اگر آپ اسمبلی سٹاف سے کہیں کہ انہیں compile کر کے حکومت وقت کی خدمت میں پیش کریں کہ اس ایوان کے لوگوں کی یہ سفارشات ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! جو تجاویز آپ نے دی ہیں وہ تو کارروائی کا حصہ ہیں اور وہ کہیں جا نہیں رہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وہ تو کوئی نہیں دیکھے گا۔ میری گزارش ہے کہ چار، پانچ صفحات کا ایک brief سا بنا کر کہ یہ تجاویز ہیں، جس طرح pre Budget سیشن کے اندر compile کی گئی تھیں کہ ممبران کی یہ سفارشات ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب ابھی آتے ہیں تو آپ کی بات کا جواب دیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جس طرح بجٹ کی تجاویز پر عمل نہیں ہوا تھا اور شاید عمل نہیں ہو گا لیکن ہم ایک روایت ڈال دیں اور حکومت کو یہ ایوان سفارش کر دے۔ میرا خیال ہے کہ لاء منسٹر صاحب wind up کرنے کی بجائے شاید چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب ہی اسے wind up کریں گے۔

میاں محمد علی لا لیکا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لا لیکا صاحب! کوئی اچھی سی بات کرنا۔

میاں محمد علی لا لیکا: جناب سپیکر! اچھی بات کروں گا اور ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ جس عوام نے ہمیں ان ایوانوں میں منتخب کر کے بھیجا ہے ہم یہاں انہی کی بات کریں۔ ہمارے بزرگ senior colleague میاں محمد رفیق صاحب نے یہاں جو بات کی ہے کہ پبلک سرونٹس، خدا کرے کہ وہ واقعی صحیح معنوں میں پبلک سرونٹس بنیں۔ جس دن وہ پبلک سرونٹس بن کر صحیح معنوں میں اپنے آپ کو عوام کی خدمت کرنے والا سمجھنے لگیں گے تو پھر انشاء اللہ اس ملک اور اس صوبہ کی تقدیر بدل جائے گی۔ یہاں ہوتا کیا ہے؟ بیوروکریسی کے ہاتھوں ایسی پالیسیاں لائی جاتی ہیں جن سے عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر سستی روٹی سکیم ہے کہ حکومت وقت اگر کوئی کام کرنا چاہتی ہے تو اس کو بھی اپنے انداز سے نہیں کرنے دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے مسائل کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آخر میں، میں یہی کہوں گا کہ ہمیں اس ایوان میں ایسے کام کرنے چاہئیں کہ پبلک سرونٹس صحیح معنوں میں پبلک سرونٹس بن سکیں۔ شکریہ

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! لاء منسٹر نہیں ہیں اور جواب دینا چونکہ کیبنٹ کی responsibility ہوتی ہے اس لئے یہاں اولکھ صاحب موجود ہیں وہ بات کر لیں۔ ویسے بھی لاء منسٹر صاحب نے تقریریں بھی نہیں سنی ہیں کہ کس ممبر نے کیا کہا ہے تو وہ wind up کیا کریں گے؟ اولکھ صاحب نے تمام باتیں غور سے سنی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: اُنہوں نے بھی سب کچھ سنا ہے وہ آ کر آپ کو ابھی جواب دیتے ہیں، ذرا دیکھیں تو سہی۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،راناصاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!میں پوائنٹ آف آرڈر پر صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ آج بڑی اچھی بحث ہوئی ہے۔اس میں merit criteria پر بات ہوئی ہے،لغاری صاحب نے سنگاپور کا ذکر کیااور ہم نے جنوبی پنجاب کا بھی ذکر کیا۔یہاں ایک contradiction ہے کہ سنگاپور میں وہ بہت تنخواہیں دیتے ہیں اور میرٹ کو بھی observe کرتے ہیں۔یہ فیصلہ تو ہمیں کرنا ہوگا کہ اگر ہم جنوبی پنجاب کو relax کر دیتے ہیں اور پورے پنجاب کے میرٹ کو ختم کر کے ایک separate merit بناتے ہیں جو اِس میرٹ سے کم ہو اور ان کے لئے آسانیاں پیدا کر دی جائیں تاکہ ان کو نوکریاں مل سکیں۔ایسا کرنے سے کیاان علاقوں کو واقعی فائدہ ہوگا؟یہاں حقیقت یہ ہے کہ اگر پاکستان میں کسی Industrialist کو کوئی منیجر نہیں ملتا تو وہ اپنی انڈسٹری کو اچھے طریقے سے چلانے کے لئے لندن، چائنا اور دوسرے ملکوں سے منیجر لے آتا ہے۔اگر میرٹ کا standard high رکھا جائے اور ایسے لوگوں کو select کیا جائے جو دیانتداری سے پورے علاقے میں کام کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ پبلک سروس کمیشن کو جو yardstick دیں گے وہ آپ کو ویسی selection کر کے دیں گے۔آپ کسی علاقے کے لئے میرٹ کو گرانا چاہتے ہیں تو پبلک سروس کمیشن آپ کو اس پیمانے پر selection کر کے دیں گے لیکن اس کا فائدہ یانقصان تو اسی علاقے کو ہوگا۔شکریہ

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب!آج آپ کی ہم سے کچھ ناراضگی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): نہیں۔جناب سپیکر!آپ سے میری ناراضگی کبھی نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: مجھے کچھ لگتا ہے۔یہاں ابھی خصوصی طور پر تین چار چیزوں کا ذکر ہوا ہے ایک یہ کہ جس بلڈنگ میں آپ کا پبلک سروس کمیشن کا دفتر ہے۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!یہ تمام points میں قریشی صاحب کے ذمہ لگا کر گیا تھا۔۔

جناب سپیکر: میں آپ کو موٹی موٹی بات بتا دیتا ہوں۔ایک تو ان کا کہنا ہے کہ وہاں پر burden کافی ہے لیکن SNE نہیں ہے۔دوسرا ان کا financial problem ہے، وہ کہتے ہیں کہ اس کو

autonomous کرنا چاہئے۔ تیسرا یہ ہے کہ گورنر آف دی پنجاب اس کا چیئرمین ہوتا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ آپ جو appointment کرتے ہیں۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہم تقریر دوبارہ کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں، دوبارہ تقریر نہیں کریں گے۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تمام points میرے پاس noted ہیں۔

جناب سپیکر: ایک جنوبی پنجاب کی بھی بار بار بات ہوئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جو باتیں آئی ہیں میں یہ تو مناسب نہیں سمجھتا کہ ان پر کسی قسم کا کوئی جواب دعویٰ داخل کروں۔ میں تمام معزز ممبران کو یقین دلاتا ہوں کہ انہوں نے جو پبلک سروس کمیشن کی working کے حوالے سے تجاویز دی ہیں، اس میں بعض دوستوں نے بہت اچھی تجاویز دی ہیں وہ تمام تجاویز سیکرٹری صاحب نے note کی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان تجاویز کو وہ اپنی working میں لے کر آئیں گے۔ جو تجاویز حکومت سے متعلقہ ہیں تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے کابینہ اجلاس میں ان چیزوں پر غور ہوگا اور انشاء اللہ کوشش کریں گے کہ ان پر maximum عملدرآمد کیا جائے۔ معزز ایوان نے جو رہنمائی آج اس ادارے کو بہتر بنانے کے لئے دی ہے اس سے بھرپور استفادہ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ میں تمام معزز ممبران کو کہتا ہوں کہ آپ کی آراء کا بہت خیال رکھا جائے گا۔ آج کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے اب اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(108)/2011/503. Dated.11th January 2012. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Sardar Muhammad Latif Khan Khosa**, Governor of the Punjab, hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab w.e.f. 9 January 2012 (Monday) after the conclusion of the proceedings of the Assembly on that day.

Dated Lahore, the 9th January 2012

SARDAR MUHAMMAD LATIF KHAN KHOSA
GOVERNOR OF THE PUNJAB